معانی

القرآن الکریم

(لفظی رواں ترجمہ ومختصر تفسیر)

حافظی قرآن کی ترتیب کے مطابق حفظ قرآن کے طلباء کے لئے عظیم تحفہ

اس ترجمے میں پندرہ سطری حافظی قرآن مجید کے ہر صفحہ کے عربی الفاظ کی ترتیب کے مطابق ہر سطر کے نیچے لفظی ترجمہ اسی سطر میں رکھا گیا ہے اور تفسیر میں آیت نمبر کے لحاظ سے حاشیہ کا نمبر درج کیا گیا ہے جس سے قرآن مجید حفظ کرنے والے طلباء آسانی سے معنیٰ سمجھتے ہوئے حفظ کر سکتے ہیں۔ اور ہر تلاوت کرنے والا اس کے ذریعہ قرآن مجید کے عمومی معنیٰ سمجھنے کے قابل ہو سکتا ہے۔

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(صدر: جمعیت پیام امن، الہند)

جمعیت پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ، یوپی، الھند ۲۰

نام	:	معانی القرآن الکریم (لفظی رواں ترجمہ ومختصر تفسیر)
مفسر ومترجم	:	مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
ناشر	:	مکتبہ پیامِ امن، ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ، یوپی الھند ۔ ۲۰
اردوایڈیشن	:	پہلی بار
تعداد کتب	:	۱۱۰۰
سنہ طباعت	:	۲۰۲۰ء
ہدیہ	:	400/-

Translator	:	Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi
Publisher	:	Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road, Daliganj,Lucknow.
Website	:	www.islamicjpamn.com
E-mail:		tasneemlko2012@gmail.com, ataullah2012@gmail.com
Phone No.	:	009984490150, 009919042879

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)	0522-2741539
۲۔ نیوسلور بک ایجنسی، 14، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی	
۳۔ الفرقان بکڈپو، نظیرآباد ا ۳ (لکھنؤ)	9936635816
۴۔ سبحانیہ بک ڈپو، نیا محلہ، جبل پور، مدھیہ پردیش	9424708020
۵۔ ستیہ فاؤنڈیشن 5 182-A گرین لینڈ کیمپس، پوکھرپور، کانپور	9935044343
۶۔ مکتبۃ الشباب العلمیہ جدید، ندوہ روڈ لکھنؤ	9198621671
۷۔ مکتبہ شاہ ولی اللہ جامع مسجد، دیوبند	8439650526

قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

عرض ناشر

دور حاضر میں قرآن فہمی کے لئے قرآن مجید کے تراجم کو کئی شکلوں میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے انہیں میں داعی اسلام حضرت مولانا قاری ومفتی محمد سرور فاروقی ندوی بھی ہیں جن کا ۲۰۰۲ء میں ہندی ترجمہ ''قرآن کا پیغام'' کے نام سے شائع ہوا جسے الحمدللہ بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، جس کے اب تک تقریباً ۲۲ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اسی طرح حضرت کی ہندی میں تفسیر ''تفسیر فاروقی'' کے نام سے سات جلدوں میں شائع ہو چکی ہے اس کے علاوہ تقریباً دوسو کتابیں دعوتی موضوع پر اردو، ہندی، انگریزی، عربی، تمل، بنگالی، گجراتی اور مراٹھی میں ''مکتبہ پیام امن'' لکھنؤ اور دیگر مکتبوں سے بھی شائع ہو چکی ہیں، یہ بڑی مسرت کا موقع ہے کہ اب اردو لفظی رواں ترجمہ اور مختصر تفسیر بھی ''معانی القرآن الکریم'' کے عنوان سے شائع کرنے کا شرف ''جمعیت پیام امن'' کو حاصل ہو رہا ہے۔

اس میں پندرہ سطری حافظی قرآن مجید کے ہر صفحہ کے عربی الفاظ کی ترتیب کے مطابق اردو ترجمہ ہر سطر و صفحہ میں رکھا گیا ہے اور تفسیر میں آیت نمبر کے لحاظ سے ہی حاشیہ کا نمبر درج کر کے اس کی تفسیر لکھی گئی ہے۔ بامحاورہ ترجمہ کے بجائے لفظی ترتیب کے اعتبار سے رواں ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ معمولی عربی سے آشنا شخص کو عربی سیکھنے کا ذوق پیدا ہو، اس لئے کہ بامحاورہ ترجمہ سے قرآن کا مفہوم تو بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے لیکن قرآن کے کس لفظ کا کیا ترجمہ ہے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے قرآن کے سحر بیانی اور اس کے الفاظ کے لطف سے انسان محروم رہتا ہے، اس لئے کہ انسانی کلام، اللہ کے کلام کی طرح متاثر نہیں کر سکتا اور لفظی ترجمے سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے جو قرآن فہمی اور اس سے گہرے تعلق کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

اس ترجمہ کی خصوصیات

۱ عموماً تراجم میں اس بات کو بہت اہمیت دی جاتی ہے کہ ترجمہ لفظی ہے یا بامحاورہ۔ اگر ترجمہ لفظی ہو تو مفہوم سمجھ میں آنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ مضاف مضاف الیہ اور صفت وموصوف وغیرہ اردو اور عربی میں ایک ہی ترتیب سے نہیں ہوتے۔ اسی طرح بعض اوقات بامحاورہ ترجمہ عربی نص سے کافی مختلف ہو جاتا ہے۔ اس ترجمہ میں ان دونوں کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ترجمہ کی عبارت کو بامعنیٰ اور قابل فہم رکھتے ہوئے جس قدر لفظی معنیٰ ہو سکتے تھے کیا گیا ہے جہاں قرآنی ترتیب کو برقرار رکھا جا سکتا تھا اسے برقرار رکھا گیا ہے۔ جیسے مثال کے طور پر (اَذْهَبَ اللّٰه) کا ترجمہ (لے گیا اللہ) اسی طرح، (عَلٰی بَعْضٍ) کا ترجمہ (اوپر بعض کے) اور (مَعَ نُوْحٍ) کا ترجمہ (ساتھ نوح کے)۔ وعلیٰ ھٰذا القیاس

بطور مثال چند آیات کے ترجمے

❷ اس ترجمہ میں قرآن مجید کی الگ الگ آیتوں کا ترجمہ آمنے سامنے قرآن کے الفاظ کی ترتیب سے رکھا گیا ہے۔ اور ہر آیت کا ترجمہ اسی آیت کے نیچے رکھا گیا ہے اس کی مثالیں درج ذیل ہیں۔ جیسے:

(ا)	إِنِّيْ	لَكُمْ	رَسُوْلٌ	أَمِيْنٌ		(سورہ الشعراء ۱۰۷)
	یقینا میں ہوں	تمہارے لئے	رسول	امانتدار		
(ب)	ادْعُوْا	رَبَّكُمْ	تَضَرُّعاً	وَ	خُفْيَةً	(سورہ اعراف آیت ۵۵)
	تم پکارو	اپنے رب کو	گڑگڑاتے ہوئے	اور	چپکے چپکے	
(ت)	تَبَارَكَ	الَّذِيْ	نَزَّلَ	الْفُرْقَانَ		(سورہ فرقان آیت ۱)
	بہت بابرکت ہے وہ	جس نے	نازل کیا	فرق کرنے والی		
(ث)	ضَرَبَ	اللّٰهُ	مَثَلًا			(سورہ التحریم آیت ۱۰)
	بیان فرمائی	اللہ نے	ایک مثال			

نوٹ: تقریباً اسی طرح پورے قرآن کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

مضاف۔ مضاف الیہ و موصوف۔ صفت اور جار۔ مجرور کی مثال

● وہ جملے جن میں اردو اور عربی زبانوں کے نحوی اور ترکیبی اختلاف کی وجہ سے لفظ کے بالمقابل اس کے معنیٰ کو درج کیا جانا ممکن نہ تھا، وہاں عربی الفاظ کے بالمقابل اردو کا لفظ نہیں آسکا بلکہ ترجمہ میں الفاظ کی ترتیب میں ایک لفظ کا فرق ہو گیا ہے یعنی عربی ترکیب میں جو لفظ پہلے واقع ہوا ہے ترجمہ میں وہ بعد میں آیا ہے اور بعد والا پہلے ایسے چند مقامات ہوں گے جہاں **صفت۔ موصوف** یا **جار۔ مجرور** کی ترتیب میں ایک لفظ کا ترجمہ آگے پیچھے کرنے سے جملہ میں روانی آ گئی ہے جس کی مثال درج ذیل ہے۔

I۔ مضاف، مضاف الیہ: مثلاً وعد اللہ = اللہ کا وعدہ۔ اس میں عربی کی ترتیب کے لحاظ سے ''وعدہ اللہ کا'' ہونا چاہئے تھا لیکن اللہ لفظ پہلے لایا گیا ہے۔ جس سے روانی آ گئی ہے یعنی ''اللہ کا وعدہ''۔

II۔ صفت۔ موصوف: مثلاً اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ = ''سیدھا راستہ''۔ اس میں عربی کی ترتیب کے لحاظ سے ''راستہ سیدھا'' ہونا چاہئے لیکن سیدھا لفظ پہلے لانے سے جملہ میں روانی آ گئی ہے یعنی ''سیدھا راستہ''۔

III۔ جار۔ مجرور: مثلاً اِلَى الْجَنَّةِ = ''جنت تک''۔ اس میں عربی کی ترتیب کے لحاظ سے تک لفظ پہلے آنا چاہئے تھا لیکن اسے بعد میں لایا گیا ہے۔ جس سے روانی آ گئی ہے یعنی ''جنت تک''۔

چند اہم مقامات کے ترجمہ کی مثال

اسی طرح چند مقامات پر موصوف صفت و مضاف، و مضاف الیہ اور جار مجرور کا لفظ آگے پیچھے کرنے سے روانی آگئی ہے مثلاً

مِنَ النَّاسِ= لوگوں میں سے	حدود الله = اللہ کے حدود	إلى فرعون وملائه= فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف
سبيل الله= اللہ کی راہ	يوم الحسرة= حسرت کے دن	اصحاب النار = آگ والے
وعد الله= اللہ کا وعدہ	من النار = آگ میں	يوم القيامه = قیامت کے دن
من بعده = اس کے بعد سے	حياة الدنيا = دنیاوی زندگی	كانوا فيه يختلفون= جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں
اصحاب النار=دوزخ والے	من بعد وصيه= وصیت پورا کرنے کے بعد	من المهجرين = مہاجرین میں سے

فعل و فاعل کی مثال

❹ اس کے علاوہ ایسے فقرے جن میں محاورے کے اعتبار سے تو اردو میں ترجمہ کرتے وقت لفظوں کی ترتیب کو بدل جانا چاہیے لیکن اگر عربی لفظ کے بالمقابل اردو ترجمہ درج کر دیا جائے تو معنٰی اور مفہوم کی ادائیگی میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ فقرہ زبان کے مروجہ اسلوب سے ہٹا ہوا سا معلوم ہوتا ہے مثلاً فعل اور فاعل کی تقدیم و تاخیر کا اختلاف کہ عربی ترکیب میں فعل، فاعل سے پہلے آتا ہے اور اردو میں فاعل، فعل سے پہلے آتا ہے جیسے ضرب اللہ مثلاً یعنی اللہ نے بیان فرمائی مثال۔ ضرب میں (بیان فرمائی) فعل ہے اور (اللہ) فاعل ہے۔ اللہ اردو میں مقدم ہے اور عربی میں موئخر لیکن اگر اسے اس طرح لکھا جائے کہ (بیان فرمائی اللہ نے ایک مثال) تو مفہوم میں کوئی فرق نہیں، لہٰذا ایسے مواقع پر یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ عربی لفظ کے بالمقابل اردو ترجمہ درج کیا گیا ہے۔

عربی الفاظ کا استعمال اردو زبان میں

❺ قرآن مجید کی اس ترجمانی میں کوشش کی گئی ہے کہ قاری کو عربی نص سمجھنے میں مدد کی جائے کیونکہ اردو زبان میں تقریباً ۳۰ فیصد الفاظ عربی کے ہی استعمال ہوتے ہیں اس لئے اکثر قرآنی الفاظ جو اردو میں مستعمل ہیں انہیں اختیار کیا گیا ہے جیسے اردو میں رب کو پروردگار یا اتباع کو پیروی کے معنٰی میں کوئی تغیر یا تبدیلی نہیں ہوتی ان الفاظ کو ترجمہ میں بعینہ رہنے دیا گیا ہے مثلاً۔ مالک، رحمن، جنت، جہنم، عظیم، عذاب وغیرہ۔

عبارت کی روانی

❻ ترجمے میں عربی قواعد اور انشاء کا لحاظ رکھتے ہوئے آیات کی ترتیب کا تسلسل اور عبارت کی روانی اس کی خصوصی انفرادیت ہے۔ اس میں تمام تر حروف کی معنویت کو برقرار رکھتے ہوئے ضمائر کے ترجمے اور اسماء و افعال کی صرفی اور نحوی صورتوں کا پورا لحاظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اسلاف کے اصول کا لحاظ

❼ اگر کسی ایک عربی لفظ کا ایک سے زیادہ اردو الفاظ میں ترجمہ ہوسکتا ہو تو عربی متن کے سیاق و سباق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلاف کے اصولوں پر عمل کیا گیا ہے۔

شان نزول کا لحاظ

❽ ترجمے میں عربی زبان کے قواعد صرف ونحو کی پابندی اور علم بلاغت، معانی اور بیان کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور شان نزول، مقامات و ماحول اور جغرافیائی حالات کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔

خلاصہ۔ اس ترجمہ کی زبان آسان ہے اس لئے ہر عمر کے لوگوں کے لیے نہایت مفید ہے۔ خصوصاً عربی سے ناواقف لوگوں کو چند پارے پڑھنے کے بعد عربی سیکھنے اور سمجھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس ترجمے کا اسلوب سمجھنے کے لئے تقریباً ۱۹ اہم تراجم درج کئے جاتے ہیں جن کی روشنی میں اس ترجمہ کی افادیت کو محسوس کیا جاسکتا ہے جو درج ذیل ہیں:

بطور استفادہ چند آیات کے نمونے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ (سورہ فاتحہ آیت:۵)

شمار نمبر	تراجم	مترجمین
(۱)	دکھا ہم کو راہ سیدھی	(حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ)
(۲)	چلا ہم کو راہ سیدھی	(حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ)
(۳)	بتلا ہم کو راہ سیدھی	(شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندیؒ)
(۴)	بتلا دیجیے ہم کو رستہ سیدھا	(مولانا اشرف علی تھانویؒ)
(۵)	ہم کو دین کا سیدھا رستہ دکھا	(ڈپٹی نذیر احمد دہلویؒ)
(۶)	ہم کو سیدھا راستہ چلا	(مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ)
(۷)	دکھا ہم کو سیدھا راستہ	(مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ)
(۸)	ہم کو سیدھے رستے چلا	(مولانا فتح محمد خاں جالندھریؒ)
(۹)	چلا ہم کو سیدھا راستہ	(مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ)
(۱۰)	ہدایت دے ہم کو راہ سیدھی (حق پر چلنے کی)	(مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)

وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝٢٦ (سورہ بقرہ آیت ۲۶)

شمار نمبر	تراجم	مترجمین
(۱)	اور نہیں گمراہ کرتا ساتھ اس کے مگر فاسقوں کو	(حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ)
(۲)	اور گمراہ کرتا ہے انہیں، جو بے حکم ہیں	(حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ)
(۳)	اور گمراہ نہیں کرتا اس مثل سے مگر بدکاروں کو	(شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندیؒ)
(۴)	اور گمراہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس مثال سے کسی کو مگر صرف بے حکمی کرنے والوں کو	(مولانا اشرف علی تھانویؒ)
(۵)	لیکن اس سے گمراہ کرتا (بھی) ہے (تو) بدکاروں ہی کو	(ڈپٹی نذیر احمد دہلویؒ)
(۶)	اور اس سے اُنہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں	(مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ)
(۷)	اور گمراہ کرتا ہے انہیں کو جو بدکار ہیں	(مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ)
(۸)	اور گمراہ بھی کرتا ہے تو نافرمانوں ہی کو	(مولانا فتح محمد خاں جالندھریؒ)
(۹)	ہاں وہ گمراہ کسی کو (بھی) اس سے نہیں کرتا بجز بے حکمی کرنے والوں کے	(مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ)
(۱۰)	اور نہیں وہ گمراہ کرتا اس سے مگر فاسقوں ہی کو	(مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٢٧ (سورہ بقرہ آیت ۲۶)

شمار نمبر	تراجم	مترجمین
(۱)	یہ لوگ وہی ہیں ٹوٹا پانے والے	(حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ)
(۲)	اُنہی کو آیا نقصان	(حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ)
(۳)	وہی ہیں ٹوٹے والے	(شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندیؒ)
(۴)	بس یہ لوگ پُورے خسارے میں پڑنے والے ہیں	(مولانا اشرف علی تھانویؒ)
(۵)	یہی لوگ (آخرکار) نقصان اُٹھائیں گے	(ڈپٹی نذیر احمد دہلویؒ)
(۶)	وہی نقصان میں ہیں	(مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ)
(۷)	یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں	(مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ)
(۸)	یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں	(مولانا فتح محمد خاں جالندھریؒ)
(۹)	تو بس یہی لوگ ہیں نقصان اُٹھانے والے	(مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ)
(۱۰)	یہی لوگ ہیں خسارہ اُٹھانے والے	(مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)

۹ تفسیر میں حاشیہ کے نمبرات وہی درج کئے گئے ہیں جو آیات کے نمبرات ہیں تا کہ آسانی ہو۔

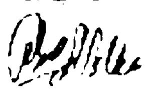
۱۰ اس تفسیر میں بعض مقامات پر مغرب زدہ طبقے کی پیدا کردہ یا غیر مسلموں کی غلط فہمیوں کا ردّ اور جدید سائنسی حقائق کو اچھے اسلوب میں ضرورت اور قرآنی تصدیق کے بعد پیش کیا گیا ہے۔

استفادے کا طریقہ

چونکہ اس قرآن مجید کی ترتیب پندرہ سطری مصحف کی ترتیب کے مطابق ہے جسے عام طور سے حفظ کے طلباء اختیار کرتے ہیں ان کے لئے یہ ترجمہ بے انتہا مفید ہے۔ اس لئے کہ اس میں لفظی ترجمہ رکھا گیا ہے یعنی حافظ جس وقت حفظ کر رہا ہو اسی وقت ان الفاظ کے معنیٰ بھی ذہن نشین کر سکتا ہے اور اس سے استفادے کا ایک طریقہ غیر حفاظ کے لئے یہ بھی ہے کہ پہلے جو چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد ہوں ان کی ایک ایک آیت کا ترجمہ لفظ اور اس کے معنیٰ ذہن میں محفوظ رکھتے ہوئے اس طرح پڑھا جائے کہ لفظوں کے ساتھ ان کے معنیٰ اچھی طرح ذہن میں بیٹھتے جائیں اور یہ عمل کم از کم تین مرتبہ کیا جائے پھر دیکھے کہ الفاظ یاد ہوئے کہ نہیں۔ اگر تین مرتبہ کے عمل سے پوری کامیابی نہ ہو تو مزید مشق کی جائے، اور مختصر تفسیر بھی دیکھ لی جائے۔

ہمیں توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ترجمے کو توجہ سے پڑھنے کے نتیجے میں طالبِ قرآن قرآن کریم کے الفاظ کے معانی و مطالب سمجھنے کے قابل ہو جائے گا، لیکن اس مقصد کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ حقیقی شوق ہے اگر انسان میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ وہ اللہ کا کلام سمجھے تو اسے بڑی آسانی سے یہ سعادت حاصل ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام انسانیت کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا کر شرف قبولیت سے نوازے۔

طالب دعا



سکریٹری (جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

۱۹ فروری ۲۰۱۶ء مطابق ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ

بروز جمعہ/ بوقت بعد عصر

نوٹ: اس ترجمہ کے شروع میں عرض ناشر کے بعد عالم اسلام کے چند معروف علماء جیسے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کا مقدمہ پھر اہم علماء کے تأثرات و تائیدی کلمات جیسے حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی دامت برکاتہم، حضرت مولانا محمد سالم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم، حضرت مولانا سعید الرحمٰن الاعظمی ندوی دامت برکاتہم کے تاثرات اور عرض مترجم کے بعد ۳۰ صفحہ سے قرآن مجید کا ترجمہ ۶۳۹ صفحہ تک ہے پھر آخر میں ختم قرآن کی دعا، سجدۂ تلاوت و قرآن مجید میں مستعمل علامات و اصطلاحات کا تعارف اور قرآن مجید کو تجوید سے پڑھنے کا طریقہ مختصر انداز میں درج کرنے کے بعد چند علماء جیسے حضرت مولانا عبدالقادر مظاہری ندوی دامت برکاتہم و حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن عثمانی دامت برکاتہم کے تائیدی کلمات و تصدیقات کے بعد قرآن مجید کے خاص احکام بھی درج کئے گئے ہیں۔

مقدمہ

مرشدامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم

(جانشین حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ، صدر: آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ و ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ الھند)

الحمدللہ رب العالمین، و الصلاۃ و السلام علٰی سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد، و علٰی آلہ و صحبہ أجمعین و من تبعھم بإحسان إلی یوم الدین و بعد۔

زبان کوئی بھی ہو، اس میں الفاظ معانی کے ساتھ کیفیات کے بھی حامل ہوتے ہیں، اسی طرح بعض وقت الفاظ موقعوں کے فرق کے ساتھ معانی میں فرق رکھتے ہیں اور یہ ہر زبان میں الفاظ کے مختلف موقعوں پر اور مختلف کیفیتوں میں استعمال ہونے کے اثر سے پیدا ہوتے ہیں، اس کی وجہ سے ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ بعینہٖ اسی مفہوم میں نہیں ہوسکتا، جس مفہوم میں اصل زبان میں ہوا ہے اور جب الفاظ کا استعمال کرنے والا موقع ومحل کے الفاظ کو اور موقع ومحل کے مطابق استعمال کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اس کا ترجمہ اور زیادہ مشکل ہوجاتا ہے، موقع ومحل اور کیفیات سے پوری واقفیت اللہ رب العالمین سے زیادہ کون جانتا ہے۔

پھر زبان، زبان میں فرق ہوتا ہے، بعض زبانیں سادہ انداز اور شروع شروع کی ہوتی ہیں اور بعض زبانیں بہت خوبیوں سے گزری ہوئی زیادہ خصوصیات کی حامل ہوتی ہیں، اس لحاظ سے عربی زبان کو بڑا امتیاز حاصل ہے، اس میں انسانی نفسیات کی ترجمانی بہتر طریقہ سے ملتی ہے، پھر قرآن مجید جو کلام الٰہی ہے اور کلام الٰہی ہونے کے باعث انسان سے مخاطب میں اعلیٰ ترین خصوصیات کا حامل ہے اور عربی زبان میں ہے، لہٰذا اس کے معانی و مفہوم کو دوسری زبان کے الفاظ میں ادا کرنے کی صلاحیت اس میں ہوسکتی ہے۔

ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کے لیے دونوں زبانوں کے الفاظ کے معانی کی کیفیات کا بہتر طریقہ سے جاننے کی ضرورت ہوتی ہے، جس کے بغیر معانی و مفہوم بہت کٹے پٹے طریقہ سے منتقل ہوتے ہیں، بلکہ بعض وقت بدل جاتے ہیں، قرآن مجید ایک طرف تو رب العزت کا کلام ہے، دوسری طرف وہ انسانوں کی رہنمائی اور توجہ دہانی کی خصوصیت رکھتا ہے اور اس کے مخاطب انواع واقسام کے لوگ ہیں، کہیں تو اپنے ماننے والوں کو مخاطب کیا ہے اور کہیں اپنے منکر لوگوں کو مخاطب کیا ہے اور کہیں سادہ مزاج لوگوں کو مخاطب کیا ہے، کہیں گہری بات واضح کی ہے، کہیں سادہ اور روزمرہ کی بات کہی ہے، مخاطب کی سمجھ اور مطلب سمجھنے اور سمجھانے کا خیال رکھا گیا ہے، ایسی صورت میں اس کا ترجمہ حقیقت میں تو ناممکن ہے، لیکن ضرورت کی بنا پر ان لوگوں کے

فائدہ کے لیے جنہوں نے عربی زبان کا علم حاصل نہیں کیا اور عربی زبان کے انداز بیان کو نہیں سمجھا، ان کے لیے، ان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے صاحب صلاحیت لوگوں نے ترجمے کیے ہیں اور یہ سمجھتے ہوئے کیے ہیں کہ وہ حق تو ادا نہیں کر پا رہے ہیں لیکن بقدر ضرورت مفہوم کو مخاطب کی سمجھ کے مطابق پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، یہی بات مفتی محمد سرور فاروقی صاحب ندوی کے ترجمۂ قرآن کریم کی ہے۔

اس ترجمہ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس کام کو عرصہ سے انجام دے رہے ہیں اور اپنے اساتذہ اور باصلاحیت رفقاء کے مشوروں سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں، انہوں نے قرآن مجید کا ہندی میں ترجمہ کیا اور کئی سال کی کوششوں کے بعد سات جلدوں میں تفسیر بھی لکھی، اب اردو میں ترجمہ کر رہے ہیں، ترجمہ کی دشواری اور خصوصیت کا احساس پوری طرح رکھتے ہیں اور اس دشواری کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے اپنے تمہیدی مضمون میں وضاحت کی ہے اور اس مشکل کا اعتراف کیا ہے اور اس مشکل کا جتنا حل ان کے تجربہ اور علم میں آیا ہے اس کا انہوں نے جو لحاظ کیا ہے اس کا تذکرہ کیا ہے، ان کے اس تذکرہ سے اس سلسلہ میں ان کی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ان کے ترجمے کے بعض نمونے دیکھے تو اندازہ ہوا کہ بہتر سے بہتر جو بات ان کو سمجھ میں آئی وہ اختیار کی ہے، بلکہ دوسرے بڑی صلاحیتوں کے حامل لوگوں نے جو ترجمے کیے ہیں اس پر بھی نظر ڈالی ہے اور ان سے فائدہ اٹھایا ہے، تا کہ جس قدر وہ راہ مستقیم پر چل سکیں، چلیں اور اس میں وہ ایک حد تک کامیاب ہیں، ہم اس پر اپنی قدر دانی کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے اس ترجمہ کی جو افادیت ہے اس کے اثرات کی اچھی توقع رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعا کرتے ہیں، **وھو الموفق وھو یھدی السبیل۔**

محمد رابع حسنی ندوی

(ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

(شب جمعرات، دار الحسن، خاتون منزل، گولا گنج لکھنؤ)

۶ صفر ۱۴۳۷ھ

۱۸ نومبر ۲۰۱۵ء

تائیدی کلمات

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی دامت برکاتہم

(مہتمم دارالعلوم دیوبند، الھند)

بسم سبحانہ وتعالیٰ

قرآن پاک کے ترجمہ وترجمانی اور تفسیر وتشریح کا عمل انتہائی نازک عمل ہے، صرف اس بنا پر نہیں کہ قرآن عظیم الشان جو کہ فصاحت وبلاغت کے معجزانہ معیار پر ہے اور اپنی وسعت وگہرائی کے لحاظ سے اس کی تعبیرات کا در حقیقت کوئی بدل ہو ہی نہیں سکتا بلکہ اس بنا پر بھی کہ قرآن پاک کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا انتہائی حساس، نازک اور ذمہ داری کا عمل ہے کہ ترجمہ نگار گویا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اپنے الفاظ میں جو مفہوم ادا کر رہا ہوں یہی مراد خداوندی ہے۔ اور قرآن پاک میں عربی زبان میں جو بات ارشاد فرمائی گئی ہے بعینہ وہی بات میں ترجمہ کی زبان میں نقل کر رہا ہوں، اس لئے متقدمین بطور خود کسی آیت کا ترجمہ کرنے کے مقابلہ میں اس بات میں عافیت محسوس کرتے تھے کہ کسی محقق عالم کے ترجمہ کو نقل کر دیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء نے مفسر کے لئے ۲۵ / علوم میں مہارت کو ضروری قرار دیا ہے، جو آسان نہیں ہے۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ پاک کے پیغام کو عام مسلمانوں تک انذار وتبشیر اور موعظت ونصیحت کی خاطر پہنچانے کی مخلصانہ کوششیں ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہیں۔

جناب مولانا مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب نے اس سے قبل ہندی زبان میں قرآن پاک کی ترجمانی کی خدمت انجام دی ہے، جسے اہل علم نے سراہا ہے، اور اب ان کے اردو ترجمہ کا نمونہ سامنے آیا ہے جس میں حتی الامکان لفظی ترجمہ کی کوشش کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے۔

لیکن صرف لفظی ترجمہ کی بنیاد پر قرآن فہمی کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ محقق علماء واکابر نے اپنے ترجمہ کے ساتھ جو تفسیری حواشی تحریر فرمائے ہیں مثلاً تفسیر بیان القرآن یا فوائد عثمانی پر ترجمہ شیخ الہند، ان کو بھی مطالعہ میں شامل رکھنا چاہئے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ

(مہتمم دارالعلوم دیوبند)

۵ جمادی الاولیٰ / ۱۴۳۷ھ

۱۴ / فروری ۲۰۱۶ء

تائیدی کلمات

حضرت مولانا محمد سالم قاسمی دامت برکاتہم

(مہتمم دار العلوم وقف دیوبند و نائب صدر مسلم پرسنل لا بورڈ)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وحی ربانی کی مخاطب بننے والی تین صاحب عقل مخلوقات ''جنات'' ''ملائکہ'' اور ''انسان'' ہیں خالق حکیم نے عقل انسانی کو صرف تحمل وحی کی قدرت ہی نہیں دی بلکہ اس کے سرار و غوامض، اور عبارت، اشارت، دلالت، اور اقتضا میں مکنون حقائق و لطائف اور احکام و ہدایات تک پہنچنے کی قوت تدبر و تعمق کی عظیم صلاحیت سے نواز کر، منصب نبوت کی اہلیت و صلاحیت کے شرف سے انسان کو مشرف فرمایا، اور ان پر وحی کا نزول فرما کر انسانیت کی رہنمائی فرمائی۔

کتاب فطرت قرآن کریم نے، اقوام و امم کی ترقی و تنزلی کے لئے بطور ضابطہ فطرت ''انّ مَعَ العُسرِ یُسراً'' کو پیش فرمایا ہے جو ایک اساسی اور فطری ربّانی قانون ہے۔

نئی نسل کے دینی مربّی علمائے کرام اگر چہ اپنی عظیم علمی وسعت، اور وقیع مخلصانہ جذبہ خدمت کے باوجود بالعموم نئی نسل کی جدت ذوق اسلامک میں پرداز اور محبوب انداز پر کلام سے اپنے علمی ذوق کی وجہ سے مانوس نہیں ہیں، اور طویل تجربات اس پر شاہد عدل ہیں کہ اس نا آشنائی اور ناواقفیت کے نتیجے میں ان کی خدمات کا معتد بہ حصہ بے اثر و بے نتیجہ رہ جاتا ہے، جبکہ ہمارے پاس وقت کی زندہ زبان، نئے طرز فکر، اور جدید تعبیر و بیان سے واقفیت کے ساتھ دینی ذوق و مزاق رکھنے والا، عصری تعلیم سے آراستہ وہ طبقہ بھی موجود ہے کہ جسے ہم بسہولت اس اہم ملّی اور دینی خدمت میں استعمال کر سکتے ہیں، اور نئی نسل کے سامنے آنے والے نئے سوالات، نئے شبہات، نئے اعتراضات اور نئی تلبیسات کے نہ صرف جوابات ہی سے بلکہ ان کے مانوس افکار و نظریات کو ملحوظ رکھ کر ان کی محبوب زبان و اصطلاحات کے ذریعہ انہیں مطمئن بھی کر سکتے ہیں، اور نئے چیلنجوں کا کتاب و سنت کی روشنی میں تار پود بھی بکھیر سکتے ہیں، اسلام کی بنیاد پر نئی مسلم نسل کے روشن مستقبل سازی کے لئے اس کا سدباب بھی ضروری ہے۔

مفتی مولانا محمد سرور فاروقی صاحب ندوی نے قرآن کریم کا لفظی ترتیب کے اعتبار سے رواں اردو ترجمہ کر کے ایک نمایاں کام انجام دیا ہے، جس سے عوام الناس کو استفادے میں آسانی ہو جائے گی، حق تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور مزید دینی خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے، آمین،

(مولانا) محمد سالم قاسمی (صاحب)
صدر مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

۵ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۳۷ھ
مطابق ۱۴ فروری/ ۲۰۱۶ء

تائیدی کلمات

حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم

(استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند وصدر جمعیت علماء ہند)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

أحمدہٗ وأُصلی علیٰ رسولہ الکریم

آقاء نامدار حضرت محمد صلی کی خصوصیت میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کسی خاص قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام عالم کے لئے رحمت بنائے گئے ہیں، جس طرح آپ ذات تمام عالم کے لئے ہے اسی طرح آپ کی لائی ہوئی شریعت اور کتاب یعنی قرآن کریم بھی تمام عالم کے لئے ہدایت ہے، کسی خاص قوم کے لئے مخصوص نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر قوم سے جن افراد کے لئے عند اللہ ہدایت مقدر تھی انہوں نے قرآن کو اور اس کی ہدایت کو اپنا یا اور دین ودنیا کی سعادت کے مستحق ہوئے، قرآن اور صاحب قرآن کا اس کو اعجاز ہی کہا جائے گا کہ جزیرۃ العرب کے اِردگرد ایشیا اور افریقہ کا ایک بہت بڑا طبقہ ایسا ہے کہ جس نے قرآن کو اس طرح اپنایا کہ اپنی اور اپنے آباء واجداد کی مادری زبان کو یکسر چھوڑ دیا اور قرآن کی زبان کو یکسر چھوڑ دیا اور قرآن کی زبان کو اپنی زبان بنالیا، چونکہ قرآن صرف الفاظ کا ہی نام نہیں ہے بلکہ الفاظ اور معنیٰ دونوں کے مجموعہ کا نام ہے، یعنی فرشتہ جس طرح قرآن کے الفاظ رسول اللہ کے پاس لاتا تھا اسی طرح ان الفاظ کے معنیٰ یعنی مرادِ خداوندی بھی لیکر آتا تھا، اس لئے یہ ایک اسلامی اصول بن گیا کہ ان الفاظ میں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی شخص اپنی طرف سے اس کے معنیٰ کو متعین کرسکتا ہے، چنانچہ ساری دنیا کے مسلمان قرآن کو پڑھتے ہیں تو اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح وہ چودہ سو سال پہلے اترا تھا اور جس طرح اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے، البتہ اس کا ترجمہ کیا جاسکتا ہے اور اس کی تفسیر کو آسان الفاظ اور اپنی زبان میں بیان کیا جاسکتا ہے، اسی وجہ سے ہمارے ہندوستان کے علماء نے ضرورت پڑنے پر قرآنی علوم کو عربی زبان سے فارسی زبان میں منتقل کرڈالا، اور جب فارسی زبان کا چلن ختم ہونے لگا تو قرآنی علوم کو اردو زبان میں منتقل کردیا گیا۔

اب جبکہ ہندی زبان ہمارے ملک کی سرکاری زبان ہے اور امت کا ایک بہت بڑا طبقہ اردو سے دور ہے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اسلامی علوم کو ہندی زبان میں بھی منتقل کیا جائے۔

یہ بات قابل قدر ہے کہ مولانا مفتی محمد سرور فاروقی ندوی نے مذکورہ ضرورت کو ملحوظ رکھ کر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو سامنے رکھتے ہوئے مادری زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے، اور اب ہندی ترجمہ وتفسیر کے بعد اردو زبان میں لفظی ترتیب کا خیال رکھتے ہوئے رواں ترجمہ کیا ہے جو عوام کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ اگرچہ یہ فقیر اپنی مصروفیات کی وجہ سے اس کو بالاستیعاب نہیں دیکھ سکا، لیکن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو بنیاد بنانا اس ترجمہ کی ثقاہت کے لئے کافی ہے۔

سید ارشد مدنی
(صدر جمعیت علماء ہند)

۱۵ فروری/ ۲۰۱۶ء
۵/ جمادی الاول/ ۱۴۳۷ھ

تائیدی کلمات

حضرت مولانا سعید الرحمٰن الاعظمی ندوی دامت برکاتہم

(مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء، ومدیر البعث الاسلامی، لکھنؤ)

الحمد اللّٰہ و کفی و سلام علی عبا دہ الذین اصطفی ! و أشھد أن محمد ا رسول االلّٰہ ﷺ و أن القرآن کلام االلّٰہ لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔

اسلام دنیا کے تمام انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم اور تا قیامت باقی رہنے والی نعمت ہے، اس نعمت عظمی کی تشریح، انسانی زندگی کے لئے ایک دائمی دستور قرآن کریم ہے، یہی وہ عظیم کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی صورت میں نازل ہوئی اور جزیرۃ العرب کے تمام اصحاب فصاحت و بلاغت اور عربی زبان وادب کے ماہرین جن کو اپنی زبان دانی کا ایسا زعم اور اپنے کلام کی فصاحت و بلاغت کا ایسا دعویٰ تھا کہ وہ پوری دنیا کو عجم کے لفظ سے یاد کرتے تھے اور اپنی فصاحت لسانی کے سامنے سارے انسانوں کو ''گونگا'' کے لقب سے نوازتے تھے، لیکن جب قرآن کریم انہی کی زبان واسلوب اور انہی کے رنگ وآہنگ میں نازل ہوا اور اس کو انہوں نے پڑھا اور غور کیا تو یہی ماہرین زبان وادب اور عربی زبان کے شعرائے رمز شناس، پکار اٹھے کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہوسکتا اور انہوں نے اس کی بلاغت وبیان کے سامنے اپنے آپ کو عاجز و بے بس پایا۔

اسی کلام الٰہی سے انسانوں کی قدر وقیمت قائم ہوتی ہے، ایمان وکفر کی حد فاصل قائم ہوتی ہے، معروف ومنکر کی تمیز پیدا ہوتی ہے اور خالق کائنات سے تعلق اور اس کی اطاعت کی راہ ہموار ہوتی ہے اور اسی کلام الٰہی کی بدولت اب یہ دنیا اور اس کے اندر میزان عدل قائم ہے، جس پر تمام کاموں اور سرگرمیوں کا موازنہ کرکے ان کے اچھے اور برے ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور (وَ لاَ یَجرِ مَنَّکُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَی اَلاَّ تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ (سورہ المائدہ ۸)) کی صداقت سامنے آتی ہے۔

ایسے عظیم کلام الٰہی اور قرآن کریم کے معانی ومفاہیم کو عالم بشری تک پہنچانے اور اس کی حجت قائم کرنے کے لئے علمائے تفسیر نے ہر زمانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس بحر ناپیدا کنار سے ہر ایک نے جواہرات اور موتیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی کتاب عزیز کے اندر یہ واضح کردیا ہے کہ اگر سمندر اور کئی سمندر مل کر روشنائی بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو اس سے لکھنا شروع کیا جائے تو سمندروں کی روشنائی خشک ہوجائے گی اور اللہ تعالیٰ کا کلام لکھنے سے باقی رہ جائے گا (قُل لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَاداً لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَداً۔ (سورہ الکھف ۱۰۹))

اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو ہر اعتبار سے انسانی طاقت کی حد تک سمجھنے اور اس کی تفسیر بیان کرنے کی، ہر سطح پر اور ہر زبان وقوم میں کوششیں ہوئیں اور اقوام عالم کے لئے تراجم وتفسیر کے ذریعہ اس کو آسان زبان میں پیش کرنے اور اس کو سمجھنے کی سعادت ہر عالم دین کو جو عربی زبان سے واقفیت رکھتا ہو توفیق حاصل ہوئی۔

اس ضمن میں قرآن مجید سے شغف رکھنے والے اور اس کو ہندوستان میں اکثریت واقلیت سب کو اس کی تعلیم دینے کا حوصلہ رکھنے والے ہمارے فاضل دوست جناب مولانا مفتی محمد سرور فاروقی ندوی (صدر: جمعیت پیام امن لکھنؤ) نے قرآن کریم کی لفظی ترتیب کے اعتبار سے رواں اردو زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے اور بامحاورہ اور لفظی ترجمے کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کی ہے، اسی طرح اس میں الگ الگ آیتوں کا ترجمہ ہر آیت کے سامنے تحریر کیا گیا ہے اور ترجمہ میں روانی پیدا کرنے کے لئے قواعد نحوی کا لحاظ کیا گیا ہے، مثلاً مضاف، مضاف الیہ، موصوف صفت، جار مجرور وغیرہ اور عربی لفظ کے بالمقابل اس کا اردو ترجمہ درج کیا گیا ہے، بغیر اس کے کہ مفہوم ومعنیٰ میں کوئی فرق پیدا ہوا۔

اس ترجمے میں ان تمام باتوں اور پہلوؤں کا لحاظ رکھا گیا ہے جن سے قرآن کریم کے پڑھنے والے آسانی کے ساتھ ترجمہ کی خوبی اور لفظ کا ترجمہ صحیح طریقے سے سمجھ سکیں اور ان کے ذہن ودماغ پر جو اثر مرتب ہونا چاہئے وہ ترجمہ پڑھتے ہی حاصل ہو جائے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جو طریقہ مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب نے اختیار کیا ہے وہ ہر اعتبار سے تلاوت قرآن کرنے والے شخص کے لئے مفید تر ہے اور اس سے جو تاثیر اور نتیجہ ظاہر ہونا چاہئے اس میں مترجم محترم پوری طرح کامیاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ وہ اپنی کتاب عزیز کی اس خدمت کو قبول فرمائیں اور اس کی عظیم تر جزاء عطا فرمائیں اور اس سے فائدہ اٹھانے والے سبھی حضرات کو علم وعمل میں اخلاص کی دولت میسر فرمائیں اور ایک مثالی انسان بن کر دعوت دین اور کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ (آمین)

سعید الرحمٰن الاعظمی ندوی
(مدیر البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ، الھند)

۳۰ نومبر ۲۰۱۵ء
۱۷ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ

عرض مترجم

الحمد اللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف المرسلین و علیٰ آلہ وصحبہ ومن تبعھم إلی یوم الدین۔اما بعد:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس سے پہلے جتنے بھی کلام آئے سب میں تبدیلیاں ہوگئیں لیکن اس وقت انسانیت کے پاس قرآن مجید کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں جسے پورے یقین کے ساتھ الہامی کتاب قرار دیا جاسکے۔اسی لئے اس کے اعجاز وکمال کا احاطہ بھی اسی قدر مشکل ہے جس قدر خود ذات باری تعالیٰ کے حسن وکمال کا۔ یہی وجہ ہے کہ نزول قرآن کے بعد سے آج تک پوری دنیا میں تسلسل کے ساتھ کلام الٰہی کے لئے مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے وتفاسیر شائع ہوتے رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح انسان اللہ تعالیٰ کے حضور خود کو عاجز ودرماندہ پاتا ہے،اسی طرح کلام الٰہی کے سامنے اپنی بےبسی کا شدید احساس ہوتا ہے۔قرآن کے الفاظ وآیات اتنے جامع ،وسیع المعنیٰ ہیں کہ کسی بھی زبان میں اس کی ترجمانی کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔

تمام دنیا کے انسان ذہنی استعداد اور صلاحیت کے اعتبار سے ایک جیسے نہیں ہیں ،مخاطب کی ذہنی سطح اور سمجھ کے اعتبار سے بات کی وضاحت کرنی پڑتی ہے،اس کو سمجھنا پڑتا ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ وہ اس کا کلام سنائیں،سکھائیں اور اس کو سمجھائیں بھی۔

ترجمہ کی دشواریاں:

کسی بھی زبان کا بعینہٖ ترجمہ کسی دوسری زبان میں پیش کرنا انسانی بساط سے باہر ہے انتہائی کامیاب مترجم بھی صرف قریب ترین مفہوم پیش کرسکتا ہے یہ تو عام عبارات کا حال ہے۔قرآن کریم کی آیات تو ویسے بھی ’’معجزہ‘‘ ہیں۔اس لئے ان کا ترجمہ کیسے ممکن ہے؟ یہی وجہ ہے کہ بعض علماء نے ’’ترجمہ معانی القرآن‘‘ کی تعبیر اختیار کی ہے ترجمہ پر اعتماد کرنے والا شخص کبھی بھی وہ فیوض وبرکات اور کلام الٰہی کی حلاوت اور حرارت محسوس نہیں کرسکتا جو کہ ایک عربی نص سمجھنے والا کرسکتا ہے۔

قرآن مجید کی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے بےشمار تراجم ہوچکے ہیں جن میں ایک ممتاز زبان اردو بھی ہے۔اردو زبان میں قرآن مجید کے اولین تراجم شاہ ولی اللہؒ کے دوفرزندوں شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادرؒ نے کیے اس کے بعد اردو زبان میں سیکڑوں مکمل اور نامکمل تراجم منظر عام پر آچکے ہیں۔

جن میں لفظی ترجمے بھی ہیں ، بامحاورہ بھی اور ترجمانی کے طرز میں بھی۔مفصل اور علمی انداز کی تفسیریں

اور مختصر تفسیریں بھی اور یہ سب اپنی اپنی جگہ اہم اور قابل قدر خدمات ہیں۔ اور گزشتہ دوسو سال میں متعدد علماء نے اپنے اپنے انداز میں بہترین تراجم کیے ہیں جن میں اکثر انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

اردو زبان کے تراجم کا اسلوب:

اب تک اکثر جتنے تراجم اردو زبان میں ہوئے ہیں ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن میں محض عربی کے لفظ کا اردو متبادل مہیا کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے بعض تراجم وہ ہیں جن میں لفظی ترجمہ کا طریقہ چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ :

بامحاورہ تراجم میں یہ خوبی تو ضرور ہے کہ قرآن کے مفہوم کا سمجھنا آسان ہوتا ہے لیکن پڑھتے وقت قاری یہ متعین کرنے سے قاصر رہتا ہے کہ ترجمہ میں عربی کے کس لفظ کے معنیٰ کیا ہیں اور جو مفہوم ادا کیا گیا ہے وہ کن الفاظ کے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان تراجم کو مسلسل پڑھتے رہنے کے باوجود قرآن کا طالب براہ راست قرآن کے الفاظ سے مفہوم و معنیٰ نہیں سمجھ پاتا اور وہ ایمان و یقین، خوف و خشیت اور فرحت و سرور کی اس کیفیت سے محروم رہتا ہے جو کلام الٰہی کے الفاظ کا خاصہ ہے۔

لفظی و بامحاورہ ترجمہ:

بعض حضرات نے اس مقصد کے حصول کے لئے ہر لفظ کے معنیٰ کے تعین کے ساتھ سلیس اور عام فہم کرنے کی کوشش کی ہے کہ پہلے قرآنی آیات کے منفرد الفاظ لکھ کر ان کے معانی درج کر دیئے ہیں، اس کے بعد آیت کا لفظی ترجمہ اور پھر سلیس ترجمہ درج کیا ہے۔ یہ طریقہ اپنی افادیت کے اعتبار سے مناسب ہے اور اگر اس طرح پڑھنے کی مشق کی جائے تو قرآن فہمی کے سلسلے میں پیش رفت ہو سکتی ہے لیکن اس میں وقت بہت زیادہ درکار ہوتا ہے جس کا متحمل ہر شخص نہیں ہو سکتا۔

اس ترجمے میں اردو الفاظ کی ترتیب وہی رکھی گئی ہے جو قرآن مجید میں عربی الفاظ کی ترتیب ہے تاکہ پڑھتے وقت قاری کو آسانی ہو اور یہ معلوم ہوتا جائے کہ عربی کے کس لفظ کے معنیٰ اردو میں کیا ہیں؟

لفظی و بامحاورہ ترجمہ کے درمیان اعتدال ہی اس کا امتیاز ہے:

عموماً تراجم میں اس بات کو بہت اہمیت دی جاتی ہے کہ ترجمہ لفظی ہے یا بامحاورہ۔ اگر ترجمہ لفظی ہو تو مفہوم سمجھ میں آنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ مضاف مضاف الیہ اور صفت و موصوف وغیرہ اردو اور عربی میں ایک ہی ترتیب سے نہیں ہوتے۔ اسی طرح بعض اوقات بامحاورہ ترجمہ عربی نص سے کافی مختلف ہو جاتا ہے۔ ہم نے ان دونوں کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ ترجمہ کی عبارت کو بامعنیٰ اور قابل فہم رکھتے ہوئے ہم جس قدر لفظی معنیٰ کو جگہ دے سکے ہیں وہ دی ہے جہاں قرآنی ترتیب کو برقرار رکھ سکے ہیں ہم نے برقرار رکھی ہے۔

قرآنی ترتیب کی مثال:

(أَذْهَبَ اللّٰهُ) کا ترجمہ (لے گیا اللہ) اسی طرح، (عَلٰی بَعْضٍ) کا ترجمہ (اوپر بعض کے) اور (مَعَ نُوْحٍ) کا ترجمہ (ساتھ نوح کے)۔ ان ہی جیسی دوسری ترکیبیں یا الفاظ بھی ہیں۔

عربی الفاظ کے استعمال کی مثالیں:

اسی طرح عربی الفاظ جو اردو میں استعمال ہوتے ہیں انہی عربی الفاظ کو اردو ترجمہ میں بھی رکھنے کی کوشش کی گئی ہے جیسے: بہشت = جنت ، قرآن پاک = قرآن کریم / قرآن مجید ، دوزخ = جہنم / النار، پروردگار = رب، پیغمبر = نبی / رسول، پیروی = اتباع، جنگ = جہاد، جانشین = خلیفہ، نزدیک = قریب

عربی اور اردو زبان کے قواعد میں فرق اور اس کی رعایت:

ہر زبان میں فعل، فاعل، مفعول اور فعل کے متعلقات ہوتے ہیں اور ہر زبان میں ترتیب الگ ہوتی ہے، جیسے عربی میں پہلے فعل پھر فاعل پھر مفعول پھر اس کے متعلقات ہیں لیکن اُردو میں پہلے فاعل، پھر مفعول اور متعلقاتِ فعل اور آخر میں فعل آتا ہے احقر نے اُردو قواعد کے بجائے عربی ترتیب کو اختیار کیا ہے مگر جہاں تفہیم میں دشواری محسوس ہوئی وہاں ایک لفظ کو آگے پیچھے کرنے سے مفہوم کو واضح کر دیا گیا ہے۔

حروف کا تکرار:

بعض زبانوں میں ایک حرف کا تکرار نا گوارِ خاطر نہیں ہوتا؛ لیکن دوسری زبان میں ایک کا تکرار پسند نہیں کیا جاتا، جیسے حروف عاطفہ کا استعمال ہے، عربی میں اس کا تکرار نا مناسب نہیں سمجھا جاتا؛ لیکن اُردو میں قارئین کو اس سے گرانی ہوتی ہے، مثلاً عربی میں کہا جائے ''صلیٰ سعد و معاذ و سھیل و صادق'' لیکن اُردو میں اس کو اس طرح کہیں گی ''سعد، معاذ، سہیل اور صادق نے نماز پڑھی'' یعنی آخر میں حرفِ عطف ''اور'' کا استعمال ہوگا اور اس سے پہلے نہیں کیا جائے گا، لیکن اس ترجمہ میں عربی ترتیب ہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر جگہ اور کا استعمال کیا گیا ہے۔

سیاق وسباق:

بعض اوقات ایک ہی لفظ کی مراد کو اُردو میں ظاہر کرنے کے لئے سیاق وسباق اور قرائن واحوال کے اعتبار سے الگ الگ تعبیر ہوتی ہے، جیسے قال کا معنٰی ہے: ''کہا'' لیکن قول اگر سوال کرنے والے کی طرف سے ہو تو اس کا ترجمہ ''سوال کیا، یا دریافت کیا'' بھی ہوسکتا ہے، اگر اس لفظ کی نسبت جواب دینے والے کی طرف ہو تو ''جواب دیا'' بھی کہا جاسکتا ہے، اگر بندہ اپنے رب سے کہہ رہا ہے تو کہا جاسکتا ہے: ''کہا'' اگر رب نے اپنے بندہ سے کہا تو بہتر ترجمہ ہوگا: ''ارشاد فرمایا''۔ اس لئے اس ادب کو اس ترجمہ میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔

حروف مبانی:

عربی قواعد کے لحاظ سے کچھ ''حروف مبانی'' کہلاتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو کہ ''حروف معانی'' کہا جاتا ہے، یعنی وہ ہوتے تو ہیں حروف ؛لیکن معنیٰ دار ہوتے ہیں، اکثر ان کے معانی ومفاہیم سیاق وسباق سے متعلق ہوتے ہیں: 'ب، ف، علیٰ، اِلی، وغیرہ ایسے حروف کی اُردو ترجمہ میں الگ الگ تعبیر اختیار کی جاتی ہے، جیسے: 'ف' کا ترجمہ ان الفاظ میں ہوسکتا ہے: ''پس، پھر، اس لئے، چنانچہ، کیوں کہ، لہٰذا'' وغیرہ اسی ''ل'' کو اُردو میں مختلف الفاظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، جیسے: ''واسطے، کے لئے، کیوں کہ، چونکہ وغیرہ۔
غرض کہ اس طرح کے جو حروف ہیں، ان سب کو ایک ہی تعبیر میں جمع نہیں کیا جاسکتا ہے، اس کے لئے مناسب حال تعبیر اختیار کی جاتی ہے تو پڑھنے والوں کو اس کی حقیقی مراد سمجھ میں آجاتی ہے اس کی بھی رعایت ترجمہ میں کی گئی ہے۔

ایک لفظ کا استعمال کئی معنیٰ میں:

عربی زبان میں بعض صیغے ایسے ہیں، جو ایک سے زیادہ معنوں کا احتمال رکھتے ہیں، جیسے ''اتقوا'' اس کے معنیٰ 'ڈرو' بھی ہوسکتا ہے، ڈرا کرو، ڈرتے رہو، نیز ''بچو'' پرہیز کرو بھی ہوسکتے ہیں۔ اس کی بھی رعایت ترجمہ میں کی گئی ہے۔

عربی میں حال و مستقبل کا معنیٰ:

اسی طرح عربی میں مضارع کا صیغہ حال کے معنیٰ میں بھی آتا ہے اور مستقبل کے بھی، مستقبل کے واقعات جیسے آخرت کے تذکرہ میں اگر ماضی کا صیغہ استعمال کیا جائے تو بعض اوقات اس سے مستقبل کا معنیٰ مراد ہوتا ہے اور بعض اوقات گذشتہ واقعات کے ذکر میں مضارع کا صیغہ آتا ہے؛ لیکن اس میں حال کا معنیٰ مراد ہوتا ہے، اسی طرح ''الف لام'' عربی میں کبھی استغراق کے لئے آتا ہے، کبھی جنس کے لئے اور کبھی عہد کے لئے اس کی بھی رعایت ترجمہ میں کی گئی ہے۔

تنوین:

اسی طرح ''تنوین'' یعنی دوزبر، دوزیر، دوپیش'' کا معاملہ ہے، یہ ایک حرکت ہے، یہ کبھی تعظیم یعنی کسی چیز کی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے آتی ہے اور کبھی تحقیر یعنی مقدار یا معیار کے اعتبار سے کسی چیز کے چھوٹے ہونے کو ظاہر کرتی ہے، جیسے پہلی صورت میں ''ظلم'' کے معنیٰ ہوں گے: 'بڑا ظلم' یا 'عظیم' اور دوسرے معنیٰ کے لحاظ سے مثلاً ''شئ'' کے معنیٰ ہوں گے ''حقیر چیز یا تھوڑی چیز'' اس مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے اگر ظلم کے ترجمہ میں ظلم کے ساتھ بڑا کا لفظ بڑھا دیا جائے، یا ''شئ'' کے ترجمہ میں چیز کے ساتھ معمولی کا اضافہ کردیا جائے تو یہ الفاظ سے آزاد ترجمہ نہیں ؛ بلکہ الفاظِ قرآنی کے دائرہ میں ہوگا۔
اسی میں یہ بھی ہے کہ کبھی اسم فاعل کا ترجمہ مستقبل میں ہوتا ہے یا بعض اسماء مشتقہ کا ترجمہ فعل سے کر

دیا جاتا ہے، جیسے ’’غفور‘‘ کا ترجمہ ’’بہت معاف فرماتا ہے‘‘ یا ’’علیم‘‘ کا ترجمہ ’’خوب جاننے والا ہے‘‘ وغیرہ۔

علم صرف:

علماءِ صَرف نے مختلف ابواب کی جو خصوصیات بیان کی ہیں، یا مختلف افعال کے جو امتیازات بتائے ہیں، اس سے بھی ترجمے میں مدد ملتی ہے، جیسے ’تفعل‘ میں محنت اور تکلف کے ساتھ کسی عمل کو انجام دینے کے معنیٰ ہوتے ہیں یا جیسے فعل ماضی میں ثبوت اور دوام کے معنی ہوتے ہیں۔

مواقع کے اعتبار سے معنیٰ:

قرآن مجید میں بعض الفاظ مختلف مواقع پر دو مختلف معنوں میں آتے ہیں، جیسے ’’آیات‘‘ کہ اس کے معنیٰ نشانیوں کے بھی ہیں، آیات کے بھی ہیں اور احکام کے بھی یا جیسا کہ اوپر گزرا کہ تقویٰ کے معنیٰ ڈرنے کے بھی ہیں اور بچنے کے بھی۔

اس قسم کے الفاظ کے ترجموں میں مترجمین کے درمیان اختلاف ہوتا ہے؛ لیکن یہ کوئی اساسی اختلاف نہیں ہے، سلسلۂ کلام کو سامنے رکھ کر اس کا معنیٰ متعین ہوتا ہے۔

افعال و ضمائر میں جمع کے صیغہ کا استعمال:

اکثر اُردو مترجمین نے اللہ تعالیٰ سے نسبت رکھنے والے افعال و ضمائر کے لئے واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے، جیسے اللہ معاف کرتا ہے، اے میرے رب تو قبول کر، وغیرہ، غالباً ایسا اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفت ’’توحید‘‘ کے پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے؛ لیکن جب اللہ نے خود اپنے لئے ’جمع متکلم‘ کا صیغہ استعمال کیا ہے، تو اس کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جمع کا صیغہ احترام کے لئے ہے، عربی زبان میں واحد کے صیغہ کو بے ادبی نہیں سمجھا جاتا؛ لیکن اردو زبان میں واحد کے صیغہ میں تو، تم وغیرہ کی ضمیر کو خلافِ ادب سمجھا جاتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے ’’میرے دادا آئے‘‘ یا ڈاکٹر سے کہا جاتا ہی: ’’آپ نے مریض کو دیکھا‘‘ اگر اس کے بجائے کہا جائے میرا دادا آیا، تو نے مریض کو دیکھا تو اُردو محاورہ میں اسے خلافِ ادب سمجھا جائے گا۔

اس لئے اس ترجمہ میں اللہ کی طرف منسوب افعال اور ضمائر میں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اور مخاطب کی ضمیر کا بھی ’تو اور تم‘ کے بجائے ’’آپ‘‘ سے ترجمہ کیا گیا ہے، اسی طرح جہاں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے خطاب کیا ہے، وہاں ’آپ‘ کی تعبیر رکھی گئی ہے، جیسے ’’قل‘‘ معنیٰ تو کہہ دے، کے بجائے ’’آپ کہہ دیجئے‘‘ کا استعمال ہوا ہے وغیرہ۔

لفظی ترجمہ کی اہمیت

راقم کے خیال میں قرآن فہمی کے لیے لفظی ترجمہ معمولی عربی سے آشنا لوگوں کے لیے مناسب رہتا ہے۔ بامحاورہ ترجمے سے جو کلام الٰہی کی ترجمانی ہوتی ہے، زیادہ سلیس ورواں ہونے کی وجہ سے قرآن کا مفہوم تو بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے لیکن اس رواں دواں ترجمے کو بار بار پڑھنے کے باوجود پڑھنے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ قرآن کے فلاں لفظ کا ترجمہ کیا ہے اور فلاں کا کیا۔ یوں عمر بھر ترجمہ پڑھنے کے باوجود قرآن کے لطف اور اس کے اعجاز اور سحر بیانی سے محروم رہتا ہے۔

اور یہ ظاہر بات ہے کہ براہ راست کلام الٰہی انسان کے قلب و دماغ پر جو اثر ڈال سکتا اور جو انقلاب و تغیر پیدا کرسکتا ہے کوئی انسانی کلام اسے اس طرح متأثر نہیں کرسکتا ہے۔

قرآن کا اعجاز براہ راست متأثر کرسکے اس کے لئے اگر انسان کوشش کرے تو لفظی ترجمے سے یہ بات کسی حد تک حاصل ہوسکتی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چونکہ عام فہم ہوتا ہے اس لیے قاری سرسری انداز میں ترجمہ پڑھ جاتا ہے اسے زیادہ غور وفکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اور لفظی ترجمے میں زیادہ سلاست و شگفتگی نہیں ہوتی اس لیے قاری کو ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ ترجمے پر غور کرے اور اسے توجہ سے سمجھنے کی کوشش کرے۔ لفظی ترجمے میں یہ عدم سلاست ہی قرآن فہمی کا ذریعہ بنتا ہے۔

عرض حال:

اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے احقر نے ہندی داں طبقہ اور نومسلموں کی خصوصی ضرورت کے پیش نظر عربی سے ہندی میں ترجمہ 1997ء میں شروع کردیا تھا جو 2002ء میں ''قرآن کا پیغام'' (قرآن کا آسان ہندی انواد) نام سے پہلی مرتبہ شائع ہوا پھر اس کے بیسوں ایڈیشن شائع ہوئے، اُسی وقت اس کا اردو میں ترجمہ کرکے کمپوز بھی کروادیا گیا تھا لیکن اردو میں کثرتِ تراجم کی وجہ سے ایک نئے ترجمے کے شائع کرنے کا ارادہ نہیں ہو پارہا تھا۔ اس طرح 2002ء سے یہ ترجمہ کمپوز شدہ رکھا تھا اور اس دوران میں ہندی کی تفسیر کے کاموں میں مشغول تھا پھر جب 2013ء میں تقریباً تفسیر لکھنے کا کام پورا ہوا تو ارادہ کیا کہ اردو والے ترجمے کو لفظی ترجمہ اس طرح کیا جائے کہ لفظی مع روانی کی شکل ہوجائے تو قاری کو عربی سیکھنے کا شوق پیدا ہوگا اور اللہ کے کلام سے مناسبت ہوگی۔

احقر کو اگرچہ یہ احساس تھا کہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ نہایت مشکل کام ہے لیکن ایک اہم خواب کے بعد اللہ تعالیٰ کے بھروسے اور اس کے فضل وانعامات کو دیکھتے ہوئے ڈرتے ڈرتے ہمت کرلی یہاں تک کہ جب شروع کردیا تو یہ بات سامنے آئی کہ بامحاورہ ترجمہ لفظی ترجمے کی نسبت زیادہ آسان ہے۔ لفظی ترجمہ دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ بامحاورہ ترجمے میں الفاظ کو آگے پیچھے کرنے کی بھی گنجائش ہوتی ہے اور ترجمے میں الفاظ کے اضافے کی بھی۔ جب کہ لفظی ترجمے میں یہ دونوں سہولتیں نہیں ہوتیں۔

لفظی ترجمہ میں کوشش یہ ہوتی ہے کہ عربی لفظ کے نیچے اس کا ترجمہ آئے، اس لیے اس میں اختصار و جامعیت کا بھی اہتمام کرنا ہوتا ہے اور تفصیل و اضافے سے بچنے کا التزام بھی۔ ان دونوں باتوں کو ملحوظ رکھنا اس کام کو مشکل سے مشکل تر بنا دیتا ہے۔ لیکن توفیق الٰہی پر ہر کام آسان ہو جاتا ہے۔

الحمد للہ اس طرح اللہ کے بھروسے پر ترجمے کا کام شروع کیا گیا، یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کے لیے جو اہلیت و صلاحیت درکار ہے اس سے احقر محروم ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و انعام دیکھتے ہوئے ہمت کر لی۔ حقیقت یہ کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے زبان و قلم قاصر ہے، کہ اس نے اپنے کتاب کی خدمت میں اس گنہگار کو حصہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازے اور میرے لئے نجات کا سبب بنائے۔

اس طرح یہ ترجمہ الحمد للہ پہلے ۲۰۱۶ء میں شائع ہوا تھا اب پندرہ سطری حافظی قرآن کی آیات کی ترتیب کے مطابق ترجمہ ہر سطر کے نیچے اسی سطر و اسی صفحہ میں لفظی ترجمہ اور تفسیر میں آیت نمبر کے لحاظ سے حاشیہ میں بھی وہی نمبر درج کیا گیا ہے جسے مختصر تفسیر کے ساتھ اب ۲۰۲۰ء میں شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

اس ترجمہ کے مآخذ

معانی کی تعیین اور آیات کے معنیٰ بیان کرنے کے لیے پہلے سے موجود اہم علماء کے تراجم کو سامنے رکھتے ہوئے اہم تراجم سے استفادہ کیا گیا ہے جس میں چند تراجم درج ذیل ہیں۔ جیسے لغات و نحوی ترکیب کے سلسلے میں اعراب القرآن (تسنیم محی الدین درویش)، قرآن مجید کا عربی اردو لغت، مکمل لغات القرآن، آسان لغات القرآن، مترادفات القرآن، مصباح اللغات، امام رازی کی ''مفاتیح الغیب'' قرطبی کی ''الجامع لاحکام القرآن'' ''فتح القدیر'' ''تفسیر ابن کثیر'' اور تفسیر بغوی، تفسیر طبری، تفسیر بیضاوی، تفسیر مظہری، تفسیر قرطبی۔ تفسیر جلالین۔ فی ظلال القرآن اور اردو تراجم و تفاسیر میں بطور خاص (۱) ترجمہ شاہ عبد القادرؒ صاحب، (۲) ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ، (۳) ترجمہ شیخ الھند مولانا محمود الحسنؒ، (۴) ترجمہ مولانا اشرف علی تھانویؒ، (۵) ترجمہ مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ، (۶) ترجمہ مولانا فتح محمد خاں جالندھریؒ، معارف القرآن (مفتی محمد شفیعؒ)، تفسیر عثمانی (علامہ شبیر احمد عثمانیؒ) اور اردو زبان کے وہ ترجمے جو ماضی میں شائع ہوئے حسب موقع ان سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

اس ترجمہ و مختصر تفسیر کی خصوصیات

(۱) اس کی پہلی اہم خصوصیت یہ ہے کہ حفظ قرآن کے لئے عموماً طلباء پندرہ سطروں والے مصحف سے یاد کرتے ہیں اس لئے اس میں ۱۵ سطروں والے قرآن مجید کی ترتیب کے اعتبار سے ہر صفحہ کے شروع اور آخر کی آیات کی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر آیت کا ترجمہ اس آیت کے نیچے اسی سطر اور اسی صفحہ میں درج کرنے

کی کوشش کی گئی ہے تاکہ حفظ قرآن کے طلباء کے لئے آسانی ہو اور جو آئتیں وہ یاد کریں اس کا ترجمہ بھی انہیں ذہن نشین ہوتا جائے اس طرح معنیٰ سمجھنے کی صورت میں حفظ میں بھی آسانی ہو گی انشاء اللہ۔

(۲) اس ترجمے کو پیش کرتے ہوئے اصول سہولت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس لئے ایک عام اردو خواں قاری ہو یا دینی مدارس کے طلباء اس سے اپنے اسباق کو مفید بنا سکتے ہیں۔

(۳) اس ترجمہ اور تفسیر کی ترتیب میں یہ احتیاط بھی رکھی گئی ہے کہ ہر سطر کا ترجمہ اسی سطر کے الفاظ کے نیچے رہے دوسری سطر میں نہ جائے اور ہر صفحہ کا ترجمہ بھی اسی صفحہ میں رکھا گیا ہے۔

(۴) اسی طرح ہر صفحہ کی تفسیر بھی اسی صفحہ میں مکمل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ البتہ جہاں تفصیل تھی اس صفحہ میں مکمل کرنے کی وجہ سے فاؤنٹ میں کچھ الفاظ چھوٹے کر دئے گئے ہیں۔

(۵) تفسیر میں حاشیہ کے نمبرات وہی درج کئے گئے ہیں جو آیات کے نمبرات ہیں جس سے حاشیہ دیکھنے میں آسانی ہو گی۔

(۶) اس تفسیر میں بعض مقامات پر مغرب زدہ طبقے کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ردّ، خواتین کے حقوق اور جدید تحقیقی سائنسی حقائق کو اچھے اسلوب میں ضرورت اور قرآنی تصدیق کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔

(۷) اسی طرح ہر سورہ کے شروع میں اس کا مختصر تعارف اور زیادہ تر احادیث نبوی اور عائلی مسائل کو بھی آسان اسلوب میں درج کیا گیا ہے۔

(۸) اس میں بہت سے مقامات پر جن الفاظ کی تشریح مختصر ہے ان کو مکرر لانے میں توسیع سے کام لیا گیا ہے۔

(۹) اس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ کلمات کی تشریح میں اتباع سلف کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ جو تشریح قرآن کی حقیقی روح ہے۔

(۱۰) قرآن مجید میں جہاں پر دعوت دین کی اہمیت، طریقۂ کار یا داعی کے اوصاف سے متعلق آیات آئی ہیں انہیں تفسیر میں وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے، اس لئے کہ قرآن مجید میں فقہی احکام سے متعلق زیادہ سے زیادہ پانچ سو آیات ہوں گی جس میں صراحتاً یا اشارۃً مسائل شرعیہ آئے ہیں لیکن باقی آیات میں ایسے مضامین ہیں جو دعوت سے متعلق ہیں یا گذشتہ اقوام کو ان کے انبیاء کی دعوت کا ذکر ہے اس لئے دعوت کے مضمون کو واضح کیا گیا ہے۔

(۱۱) شروع میں فہرست اور سورہ و پارہ کے صفحات کو رکھا گیا ہے اور آخر میں قرآن مجید کے خاص احکام اور تلاوت کے آداب ومخارج کو بھی درج کیا گیا ہے۔

اب آخر میں ہم ان تمام معاونین اور بزرگوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اس کام کے لیے بھرپور تعاون کیا جس میں والدہ محترمہ کی خصوصی دعائیں اور میرے اہل خانہ اور ہمشیرہ کے تعاون کے ساتھ مشفق ومربی استاذ و

سرپرست حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کی سرپرستی ورہنمائی جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے جانشین ہیں جنہوں نے مصروف ترین لمحات سے وقت نکال کر اس پر نظر ڈالی اور اپنے قلم سے مقدمہ کے ذریعہ مزین فرمایا اور حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی دامت برکاتہم نے بھی مفید مشوروں کے ساتھ برابر ہمت افزائی فرماتے ہوئے پیش لفظ تحریر فرمایا اور (میری ٹوٹی پھوٹی کاوشوں کو دیکھتے ہوئے) فرمانے لگے کہ اللہ نے جس طرح حضرت داؤدؑ کے لئے لوہے کو مسخر کر دیا تھا آپ کے لئے اللہ نے قلم کو مسخر کر دیا ہے۔

اسی طرح مولانا محمود حسنی ندوی صاحب حفظہ اللہ کے بے حد مشکور وممنون ہیں جن سے میرا تعلیمی زمانے سے تعلق ہے جنہوں نے حضرت مولانا سے مقدمہ لکھوانے میں معاونت کی، اور عزیزم محمد خالد ندوی جنہوں نے اکابر علماء کے تأثرات تحریر کروانے میں تعاون کیا، اسی طرح خصوصی مشورہ دینے والوں میں جناب مولانا قاری عبدالحمید صاحب واحمد صاحب وصدیق صاحب وشرافت حسین صاحب وجناب شمیم فاروقی صاحب جیسے لوگوں کے بھی شکرگزار رہیں اور عطاء اللہ صدیقی صاحب ومحمد شفقت علی بن شوکت علی صاحب جنہوں نے دلچسپی سے اس کی کمپوزنگ کی اور تسنیم احمد صاحب ومولانا عبدالعظیم ندوی صاحب ومبین احمد ندوی صاحب وعزیزم محمد ارقم وعبداللہ فاروقی کے علاوہ بہت سے لوگوں نے پروف پڑھنے کا کام انجام دیا۔ اور جناب محمد عارف الانہ صاحب جو میرے بہت سے کاموں کو سراہتے ہیں جنہوں نے ہمت افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ان تمام حضرات کو اپنی شان کے مطابق اجر عظیم عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس کوشش کو اس گنہگار کے لئے حسن خاتمہ اور آخرت کی نجات کا ذریعہ بناتے ہوئے تمام انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ

طالب دعا

محمد سرور فاروقی ندوی

(دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

۱۹ فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعہ بوقت ۱۲:۳۵

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ

نوٹ: پوری کوشش کے باوجود انسانی کاوشیں کتنی ہی وسیع تر، عظیم تر اور جامع ہوں لیکن خطا سے خالی نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے اگر کسی اہل علم کو کہیں کوئی اصلاحی بات قرآن وسنت کے خلاف محسوس ہو تو اطلاع فرمائیں۔ انشاء اللہ اس سلسلہ میں مفید مشوروں کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

تلاوت سے پہلے۔تعوذ

قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنا یعنی ''أعوذ بالله من الشيطان الرجيم'' پڑھنے کو تعوذ کہتے ہیں جس کے پڑھنے کو قرآن مجید میں ضروری قرار دیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ"۔(سورہ نحل:۹۸) ''پھر جب پڑھنے لگیں آپ قرآن تو پناہ طلب کریں اللہ کی شیطان مردود سے۔''

تسمیہ یعنی بسم اللہ......

- تلاوت قرآن سے پہلے ''بسم الله الرحمٰن الرحيم'' پڑھنے کو تسمیہ کہتے ہیں، جس کا ترجمہ اس طرح ہے ''اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔''
- لہٰذا مسلمان کو ہر جائز اور اچھا کام اللہ کے نام سے شروع کرنا چاہیے، بسم اللہ سوائے سورہ توبہ کے قرآن مجید کی ۱۱۳ سورتوں میں آیا ہے اور سورہ نمل میں ''جزء آیت'' کی حیثیت سے آیا ہے اس لئے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ''بسم اللہ'' قرآن مجید کا جزء ہے البتہ سورتوں کے درمیان میں جو ''بسم اللہ'' آئی ہے اس میں اختلاف ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک وہ بطور علامت وامتیاز کے ہے، سورتوں کا جزء نہیں۔
- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورتوں کا فصل ''بسم اللہ'' کے نازل ہونے سے جانتے تھے۔(ابوداؤد: کتاب الصلوۃ حدیث نمبر:۷۸۸) اس لئے نماز میں بسم اللہ کو آہستہ پڑھنا چاہیے۔
- حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز ادا کی یہ حضرات اپنی قراءت ''الحمد للہ رب العالمین'' سے شروع فرماتے تھے۔

(بخاری:۷۴۳)

- نماز میں خلفائے اربعہ، احمد بن حنبل اور سفیان ثوری وغیرہ کی رائے ہے کہ نماز میں بسم اللہ باآواز بلند نہیں پڑھی جائے گی۔
- امام مالک، امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ یہ نہ تو سورۃ الفاتحہ کی آیت ہے نہ ہی کسی دوسری سورہ کی۔
- داؤد ظاہری کا خیال ہے کہ ہر سورت کی ابتداء میں یہ ایک مستقل آیت ہے لیکن کسی سورہ کا حصہ نہیں ہے۔ مفسرین کے نزدیک رحمٰن سے دنیا کی رحمت کی طرف اشارہ ہے اور رحیم سے آخرت کی رحمت کی طرف۔

تعارف سورۃ الفاتحہ

مکی ومدنی سورت:

مکی سورہ ان سورتوں کو کہتے ہیں جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئیں اور مدنی سورہ ان کو کہتے ہیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔ اسی طرح سورہ فاتحہ وہ پہلی مکمل سورت ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی:۱/۱۱۵) بعض نے مدنی سورت بھی کہا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسے دوبار نازل کئے جانے کا اہتمام فرمایا گیا ہے۔ (مجمع الزوائد:۶/۳۱۴)

سورہ الفاتحہ کے نام:

عربی زبان میں ''فاتحہ'' کہتے ہیں کسی چیز کے آغاز وافتتاح کو اور قرآن مجید کا آغاز اسی سورت سے ہو رہا ہے اس لئے اس کا نام ''فاتحہ'' ہے، گویا یہ قرآن مجید کا دیباچہ یا مقدمہ ہے سورہ فاتحہ کے اور بھی نام ہیں ''ام الکتاب'' (الرعد:۳۹) ''سبع مثانی'' (الحجر:۸۷) کا ذکر تو خود قرآن میں ہے، اس کے علاوہ ''کنز، وافیہ، الحمد، الصلوٰۃ اور کافیہ'' وغیرہ نام بھی آئے ہیں، (کشاف:۱/۱۱) اور قرطبی نے بارہ نام ذکر کئے ہیں جیسے (۱) الصلوٰۃ (۲) الحمد (۳) فاتحۃ الکتاب (۴) ام الکتاب (۵) ام القرآن (۶) السبع مثانی (۷) القرآن العظیم (۸) الشفاء (۹) الرقیہ (۱۰) الأساس (۱۱) الوافیہ (۱۲) الکافیہ۔ (تفسیر قرطبی:۱/۱۱)

سورہ الفاتحہ کی فضیلت

سورہ فاتحہ کی فضیلت پر متعدد صحیح حدیثیں منقول ہیں، احادیث کے علاوہ اس سورت کی فضیلت وعظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ اسے نماز کی ہر رکعت کا جزء بنایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ''لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب'' (بخاری، باب وجوب قراءۃ للامام والمأموم ألخ، حدیث نمبر:۷۵۵)

- چنانچہ امام اور تنہا نماز ادا کرنے والے کے لئے نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، لیکن مقتدی کے لئے امام کی قراءت کافی ہے؛ اس لئے کہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مقتدی ہو اس کے لئے امام کی قراءت کافی ہے ''من کان له إمام فإن قراءۃ الإمام له قراءۃ''۔ (سنن ابن ماجۃ، کتاب إقامۃ الصلاۃ وسننها، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا حدیث نمبر:۸۹۹)

- حضرت جابرؓ ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے، وہ ناقص ہے؛ سوائے اس کے کہ نمازی امام کے پیچھے ہو،''إلا أن یکون وراء الإمام''۔ (دارقطنی، باب من کان له إمام الخ، حدیث نمبر: ۱۲۲۸)

شروع میں صحابہ امام کے پیچھے بھی قرآن پڑھا کرتے تھے، چنانچہ اسی سلسلہ میں آیت **وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ** (الاعراف: ۲۰۴) نازل ہوئی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو۔ (تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۵۲)

- امام احمدؒ سے منقول ہے کہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ آیت نماز ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے؛ (**آثار السنن: ۱/۸۴**) اس لئے جمہور اُمت اور سوادِ اعظم کا نقطۂ نظر صحابہ کے عہد سے آج تک یہی رہا ہے کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی اور سری نمازوں میں بھی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری نہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم کو مسجد سے باہر نکلنے پر قرآن کی سب سے عظیم سورت سکھاؤں گا پھر آپؐ نے میرا ہاتھ تھام لیا جب آپؐ کے ہاتھ مسجد سے باہر آنے لگے تو میں نے یاد دلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں الحمد للہ ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر ۴۷۰۳)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبرائیلؑ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر ایک زوردار آواز سنی۔ انہوں نے اپنا سر اٹھایا پھر فرمایا۔ یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔ پھر فرمایا۔ یہ ایک فرشتہ ہے جو آج سے پہلے زمین پر کبھی نازل نہیں ہوا۔ پھر اس فرشتے نے آپ کو سلام کیا اور دو نور کی خوشخبری دی اور کہا کہ یہ دو نور آپ ہی کو دیئے جا رہے ہیں۔ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ ایک سورہ فاتحہ اور دوسرا سورہ بقرہ کی آخری آیات آپ جب کبھی ان دونوں میں سے کوئی کلمہ تلاوت کریں گے تو آپ کی طلب کی گئی چیز ضرور مل جائے گی۔ (مسلم)

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں فاتحہ کی ہر آیت کو الگ الگ پڑھتے تھے۔ (ترمذی)

اٰیَاتُھَا ۷ (۱) سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (۵) رُكُوْعُھَا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۲

سبھی تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں (جو) رب ہے سب جہانوں کا ① بہت مہربان، نہایت رحم والا ہے ②

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۳ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝۴

(وہی ہے) مالک، روزِ جزا (قیامت کے دن) کا ③ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی ہم مدد مانگتے ہیں ④

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۥ

ہدایت دے ہم کو راہ سیدھی (حق پر چلنے کی) ⑤ راستہ ان لوگوں کا، (کہ) انعام فرمایا تو نے اُن پر (یعنی جن پر تیرا انعام ہوا)

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝۷

(ان لوگوں کا راستہ) نہیں، غضب کیا گیا جن پر اور نہ (حق سے) بھٹکنے والوں کا ⑦

تشریح سورہ فاتحہ

①: کسی مخلوق میں کوئی چیز قابل تعریف نظر آئے تو وہ اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے، اس لئے اصل میں یہ بھی تعریف اللہ ہی کی ہے۔تمام جہانوں میں زمین، چاند، سورج، آسمان وغیرہ بھی داخل ہیں اور مختلف مخلوقات فرشتے، جن، انسان اور حیوانات وغیرہ بھی۔ ''رب'' اس ذات کو کہتے ہیں جو درجہ بدرجہ اور مرحلہ درمرحلہ کسی چیز کی پرورش اور دیکھ ریکھ کرے، اللہ کو ''رب العالمین'' کہہ کر اس طرف اشارہ ہے کہ تمام عالم ہرلمحہ خدا کی ربوبیت کا محتاج ہے، ایسا نہیں کہ اللہ نے کائنات کو پیدا کر کے چھوڑ دیا ہو، اور خود بخود نظام کائنات چل رہا ہو اور کائنات خدا کی محتاج نہ ہو؛ جیسا کہ بعض فلاسفہ اور ملحدین کا نقطۂ نظر تھا، اسی غلط خیال کی تردید کے لئے قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت کا بار بار ذکر کیا ہے۔

②: رحمٰن اور رحیم دونوں کے معنیٰ عربی زبان میں رحم کرنے والے کے ہیں، بعض مفسرین کے مطابق رحمٰن سے دنیا کی رحمت کی طرف اشارہ ہے اور رحیم سے آخرت کی رحمت کی طرف اشارہ ہے۔

③: مالک وہ ہوتا ہے جو اپنی ملکیت میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار رکھتا ہو، قیامت کے دن کا مالک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کامل مختار ہیں، جس کا قصور چاہیں معاف کردیں اور جس کا چاہیں سزا دیں، اسلام سے پہلے بعض مذاہب کے ماننے والوں کا خیال تھا کہ گنہگاروں کو گناہ کی سزا دینا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، وہ گناہ کو معاف نہیں کرسکتا، عیسائیوں کے عقیدۂ کفارہ کی بنیاد یہی ہے کہ ان کے خیال میں اللہ تعالیٰ انسانیت کے گناہ کو معاف کرنا چاہتے تھے، مگر ایسا کرنا اس کے لئے روا نہیں تھا، اس لئے (نعوذ باللہ) مجبور ہوکر اس نے اپنے بیٹے کو دنیا میں قربانی کے لئے بھیجا، تاکہ وہ انسانیت کے گناہ کا کفارہ بن سکے قرآن مجید نے اسی کی تردید کے لئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت اور بدلہ کے دن کا مکمل مالک ہے۔

④: عبادت میں وہ تمام باتیں داخل ہیں جو بندگی کا حصہ ہیں، یعنی نماز، سجدہ، قربانی، قسم، نذر کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے جائز ہیں، اللہ کے سوا کسی زندہ یا مردہ کے لئے جائز نہیں اور دُعاء صرف اللہ ہی سے کی جائے گی، اللہ کے علاوہ کسی دوسرے سے استمداد (مدد حاصل کرنا) اور استعانت حرام ہے۔

توحید کی بنیادی اقسام تین ہیں۔(۱) توحید ربوبیت (۲) توحید الوہیت (۳) توحید صفات۔

ا۔ **توحید ربوبیت:** یعنی کائنات کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہیں۔اسے ہمیشہ سے مشرکین وکفار بھی تسلیم کرتے رہے ہیں۔

ب: **توحید الوہیت:** یعنی عبادت کی تمام اقسام صرف اللہ کے لئے ہوں۔عبادت میں ہر قسم کا خشوع، تذلل، دعا یا التجاء (قول سے یا عمل سے) شامل ہے۔ان میں بھی غیر اللہ کو شامل کرنا شرک ہے۔

ج: **توحید صفات:** اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن وسنت میں مذکور ہیں ان پر بغیر تحریف ایمان لایا جائے۔اللہ کی صفات غیر اللہ میں مانیں تو وہ شرک ہے۔شرک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ وہ اسے نہیں بخشے گا جو اس کے ساتھ شریک ٹھہرائے گا اس کے علاوہ جسے وہ چاہے گا بخش دے گا۔(النساء ۴:۱۱۶)

- حضرت معاذ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے تاکید فرمائی کہ ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا خواہ تمہیں قتل کردیا جائے''۔(طبرانی)

⑤: ''اھدنا'' کے مفہوم میں دکھانا اور پھر اس پر چلنے کی توفیق عطا کرنا بھی شامل ہے۔صراط مستقیم وہی اسلام ہے جس کی طرف آپ ﷺ نے رہنمائی فرمائی۔

⑥: جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا، وہ چار قسم کے ہیں: ''انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین'' (النساء:۶۹) گویا ان کی راہ پر چلنا اور ان کی پیروی کرنا دین میں مطلوب ہے۔

⑦: انسان کی گمراہی کا سبب ہمیشہ دو میں سے ایک ہوتا ہے، حق اور سچائی کی تلاش میں کوتاہی اور اس کی وجہ سے نادانستہ گمراہی کا ارتکاب، ''ضالین'' سے یہ لوگ مراد ہیں، دوسرے: سچائی کو جاننے کے باوجود اس کا انکار، ایسے لوگ غضب شدید کے مستحق ہوتے ہیں، یہ ''مغضوب علیہم'' ہیں، قرآن مجید نے ان دونوں گروہوں کی غلطی سے بچانے کے لئے دعاء سکھائی ہے، بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ''مغضوب علیہم'' کا مصداق یہود اور ''ضالین'' سے مراد عیسائی ہیں۔(مجمع الزوائد: ۶/ ۳۱۴، بحوالہ مسند أحمد، نیز دیکھئے: صحیح ابن حبان: ۱۶/ ۱۸۴، عن عدی بن حاتم)

- سورۂ فاتحہ پر ''آمین'' کہنا مسنون ہے، اس کے معنی ہیں: ''اے رب! قبول فرمالیجئے'' ابو میسرہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل ؑ نے آپ ﷺ کو سورۂ فاتحہ پڑھائی، جب ''ولا الضالین'' پر پہنچے تو کہا کہ آپ آمین کہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے آمین کہا (مصنف ابن أبی شیبۃ، باب ماذکر فی آمین الخ، حدیث نمبر: ۸۰۴۴) اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے باہر بھی ''آمین'' کہنا مسنون ہے، نماز میں امام اور مقتدی دونوں آمین کہیں گے۔

ایاتھا ۲۸۶ (۲) سُورَۃُ الْبَقَرَۃِ مَدَنِیَّۃٌ (۸۷) رکوعاتھا ۴۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ ھُدًی

الف۔لام۔میم ① یہ (اللہ کی) کتاب ہے، نہیں کوئی شک اس (کو اللہ کی کتاب ہونے) میں، ہدایت ہے (اللہ سے)

لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ

ڈرنے والوں کے لئے ② وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں غیب کے ساتھ اور وہ قائم کرتے ہیں نماز

وَ مِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ

اور اُس میں سے جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے ہیں (اللہ کی راہ میں) ③ اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اُس پر، جو

اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ وَ بِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ؕ﴿۴﴾

نازل کیا گیا آپ کی طرف اور جو نازل کیا گیا آپ سے پہلے (صحائف) اور آخرت کے ساتھ وہ یقین رکھتے ہیں ④

تعارف سورہ بقرہ

یہ قرآن مجید کی دوسری سورت ہے، یہ بہت سے احکام وہدایات کا مجموعہ بھی، اس سورہ میں گائے کے متعلق بنی اسرائیل کا واقعہ آیا ہے، ''بقرہ'' کے معنی گائے یا بیل کے ہیں، اسی مناسبت سے اس سورہ کا نام ''بقرہ'' ہے، اس سورہ کی زیادہ تر آیات آپ ﷺ کے مدینہ ہجرت فرمانے کے بعد ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہیں، لیکن بعض آیات بالکل آخر دور کی بھی ہیں، جیسے حرمت سود سے متعلق آیات، اسی طرح یہ سورت مدنی ہے، یہ سورت ۲۸۶ یا ۲۸۷ آیات پر مشتمل ہے۔

فضیلت:

- حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سورہ نساء اور بقرہ اس زمانہ میں نازل ہوئیں جبکہ میں آپ کے گھر آچکی تھی۔ (بخاری) آپ کی رخصتی ۲ ہجری میں ہوئی۔
- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورہ بقرہ کو سیکھو کہ اس کا حاصل کرنا برکت ہے اور اس کو چھوڑ دینا حسرت ومحرومی'' (مسند احمد: ۵/۳۵۲)
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنالو، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے، جس میں سورہ بقرہ پڑھی جائے''۔ (ترمذی، فضائل قرآن، حدیث: ۲۸۷۷) اس سے معلوم ہوا کہ خاص طور پر گھروں میں اس سورہ کے پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔
- سورہ بقرہ قرآن پاک کی سب سے لمبی سورت ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے۔ (مسلم)
- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''دو جگمگانے والی سورتیں یعنی سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھا کرو۔ یہ قیامت کے دن بادلوں یا پرندوں کی طرح آئیں گی اور پڑھنے والوں کے لئے لڑیں گی''۔ (مسلم)

①: یہ حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔ اس قسم کے حروف قرآن کی انتیس سورتوں کے شروع میں آئے ہیں۔ ان کے درست معنی اور مفہوم اللہ کو معلوم ہے۔ کافی مفسرین نے ان کے معانی متعین کرنے کی کوشش کی ہے جن میں سے ایک تفسیر یہ ہے کہ یہ اللہ رب العزت کی جانب سے عرب ادباء کو چیلنج تھا کہ قرآن انہی بنیادی حروف سے مرکب ہے جنہیں تم استعمال کرتے ہو۔ اگر تمہیں اس کے حق ہونے میں شک ہے تو تم بھی ایسا قرآن بنالاؤ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

②: فرمایا کہ یہ کتاب متقین کے لئے ہدایت ہے۔ دوسری جگہ اسے ''ھدیً للناس'' یعنی تمام لوگوں کے لئے ہدایت قرار دیا۔ جیسے بارش سبھی زمین پر ہوتی ہے لیکن جو زمین قابل کاشت ہوتی ہے اسی پر کھیت لہلہاتے ہیں، یہی صورت قرآنی ہدایت کی بھی ہے اس سے صرف متقین ہی ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

③: ان آیات میں ان متقین کی صفات بتلائی گئی ہیں پہلی صفت غیب پر ایمان لاتے ہیں جیسے: اللہ پر اللہ کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت پر اور تقدیر پر۔

- رزق سے مراد صرف مال ودولت ہی نہیں بلکہ ہر وہ نعمت ہے جو جسم یا روح کی نشونما میں معاون ہو۔ خرچ کا کم از کم درجہ فرض زکوۃ ہے اور بلند تر درجہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی ضرورت سے زائد ہو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کردے۔

④: نازل شدہ سے مراد صرف قرآن ہی نہیں بلکہ قرآن کا بیان بھی ہے جو کہ قرآن میں موجود نہیں مثلاً نماز ادا کرنے کا طریقہ، نصاب زکوۃ وغیرہ یہ آپ کی سنت سے معلوم ہوتا ہے۔ نیز وہ سابقہ انبیاء پر نازل شدہ وحی پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق صرف یہ ہے کہ آپ پر نازل شدہ وحی پر بالتفصیل ایمان لانا ضروری ہے جبکہ سابقہ انبیاء کی وحی پر اجمالاً۔ آخرت کا لفظ ایک جامع اصطلاح ہے جس میں کئی طرح کے عقائد شامل ہیں مثلاً:

(الف): مرنے پر انسانی زندگی کا خاتمہ نہیں ہوجاتا بلکہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جائے گا پھر اس سے اس کے اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔

(ب): موجودہ نظام کائنات ابدی نہیں بلکہ ایک وقت آنے والا ہے جب یہ سب فنا ہوجائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک دوسرا عالم پیدا فرمائیں گے جس میں تمام فوت شدہ انسانوں کو دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

(ج): اس فیصلہ کے مطابق کامیاب لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور نافرمان (کافر، مشرک وغیرہ) جہنم میں۔ یوم آخرت کی تفصیلات بے شمار ہیں اور یہ اتنا اہم جزو ہے کہ ایمان بالغیب کے علاوہ علیحدہ طور پر بھی اس کا ذکر کردیا گیا ہے۔

اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ ۚ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۵ اِنَّ الَّذِیْنَ

یہی لوگ ہیں ہدایت پر، اپنے رب کی طرف سے اور یہی ہیں فلاح پانے والے۵ بیشک وہ لوگ جنہوں نے

کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۶

کفر کیا، برابر ہے ان پر، خواہ آپ خبردار کریں انہیں یا نہ خبردار کریں، نہیں وہ ایمان لائیں گے۶

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ ؕ وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ ز وَّلَھُمْ

مُہر لگا دی ہے اللہ نے، دلوں پراُن کے اور کانوں پراُن کے اور آنکھوں پراُن کے پردہ ہے اور اُن کے لئے

ع ۱ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۷ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

عذاب ہے بہت بڑا۷ اور بعض انسان وہ ہیں جو کہتے ہیں، ہم ایمان لائے، اللہ پر اور یوم آخرت پر،

(وقف لازم) وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ۸ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ج وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ

حالانکہ نہیں ہیں وہ ایمان لانے والے۸ وہ دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو اور جو لوگ ایمان لائے اور نہیں وہ دھوکہ دیتے مگر

اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۹ ط فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ لا فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ج

اپنے آپ ہی کو اور (مگر اس کا) نہیں وہ شعور رکھتے۹ اُن کے دلوں میں بیماری ہے، سو بڑھا دیا اُن کا اللہ نے مرض

وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۢ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ۱۰ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا

اور اُن کے لئے عذاب ہے بڑا دردناک، بسبب اس کے، کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۱۰ اور جب کہا جاتا ہے اُن سے، کہ نہ تم فساد کرو

فِی الْاَرْضِ لا قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۱۱ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ

زمین میں، تو کہتے ہیں ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں۱۱ خبردار! بلاشبہ وہی ہیں فساد کرنے والے

وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۱۲ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ

اور لیکن نہیں (اِس کا) وہ شعور رکھتے۱۲ اور جب کہا جاتا ہے اُن سے، کہ تم ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے لوگ (تو) وہ کہتے ہیں، کیا ہم ایمان لائیں

کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ ط اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۱۳ وَاِذَا

جیسے ایمان لائے بیوقوف، خبردار! بلاشبہ وہی ہیں بیوقوف، لیکن نہیں وہ جانتے۱۳ اور جب

لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا صلے وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ لا قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ لا

وہ ملتے ہیں اُن لوگوں سے، جو ایمان لائے (تو) کہتے ہیں، ہم ایمان لے آئے اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کی طرف، (تو) کہتے ہیں بیشک ہم تمہارے ساتھ ہیں،

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ ۱۴ اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ وَیَمُدُّھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ۱۵

ہم توصرف مذاق کرنے والے ہیں (ان کے ساتھ)۱۴ (جبکہ) اللہ مذاق کرتا ہے اُن سے اور مہلت دیئے جارہا ہے انہیں اُن کی سرکشی میں (اندھوں کی طرح) بھٹک رہے ہیں۱۵

۷: اللہ تعالیٰ مُہر صرف ان لوگوں کے دلوں میں لگا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارشادات کوخوب سمجھ لینے کے بعد محض اپنی ہٹ دھرمی اور ضد کی بنا پر ٹھکرا دیتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ''اور جس بات کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان لانا انہوں نے مناسب نہ سمجھا''۔ (سورۃالاعراف:۱۰۱)

ایسے لوگ حقائق سمجھنے کے لیے کیا تیار ہوں گے جنہیں ان کا سننا اور دیکھنا بھی گوارانہ ہو۔ کیونکہ کان اور آنکھ ہی تو دل کے دو بڑے دروازے ہیں۔

۸: پہلے دوگروہوں کا ذکر کیا جاچکا ہے۔ ایک مومن اور صالح لوگ۔ دوسرے مشرک اور عناد پر جمے ہوئے کافر لوگ اور اب یہاں سے تیسرا گروہ یعنی منافقین کا ذکر شروع ہوا ہے وہ یہ بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اگر اللہ اور مومنوں سے دغابازی کرنا بھی چاہیں تونہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تو دلوں کے رازوں تک کوجانتا ہے اوران کے ارادوں اور حرکات سے مسلمانوں کو مطلع کر دیتا ہے۔ ان کی اس طرح کی دغابازی کا وبال بھی انہیں پر پڑے گا۔ وہ ذلیل ورسوا ہوں گے۔

۱۰: مرض سے مراد نفاق اور اسلام سے دشمنی اور مسلمانوں سے حسد وعناد ہے۔ اس لئے جھوٹ بولنا بھی نفاق کی ایک علامت ہے۔

۱۱: ان کا فساد یہ تھا کہ دلی ہمدردیاں تو کافروں سے تھیں لیکن جاسوسی مسلمانوں کی کرتے تھے۔

● ہم صلح چاہتے ہیں کہ پہلے کی طرح لوگ شیر وشکر ہوکر رہیں اور نئے دین کی وجہ سے جو مخالفت بڑھ رہی ہے وہ ختم ہوجائے۔

۱۳: سچے مومن، مہاجرین جنہوں نے اسلام کے لئے اپنا جان ومال سب کچھ قربان کر دیا۔

● دنیاوی مفادات کو آخرت کی دائمی زندگی پر ترجیح دیتا ہے یہی سب سے بڑی حماقت ہے۔

۱۵: یعنی برائی کا بدلہ اسی کے مثل برائی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے مذاق اڑانے سے مراد منافقوں کو ان کی کرتوتوں کا پورا پورا بدلہ دینا ہے جیسے فرمایا: ''اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے''۔ (سورۃالشوریٰ:۴۰)

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ص فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خرید لی گمراہی، ہدایت کے بدلے، سو نہ نفع بخش ہوئی اُن کی تجارت اور نہ ہوئے وہ

مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ج فَلَمَّآ أَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ

ہدایت پانے والے ⑯ مثال ان کی اُس (شخص) کی سی ہے جس نے جلائی آگ، پھر جب روشن کر دیا اُس (آگ) نے جو اُس کے اِرد گرد ہے (تو)

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ

لے گیا اللہ اُن کی روشنی اور اُنہیں چھوڑ دیا اندھیروں میں (کہ) نہیں وہ دیکھتے ⑰ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، لہٰذا وہ

لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾ لا أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ج يَجْعَلُونَ

نہیں لوٹتے ⑱ (سیدھے راستے پر) یا (ان کی مثال اِس طرح ہے) جیسے زور کی بارش ہو آسمان سے، اُس میں اندھیرا، گرج اور بجلی ہو، وہ ٹھونس لیتے ہیں

أَصَابِعَهُمْ فِيٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ط وَاللّٰهُ مُحِيطٌۢ بِالْكٰفِرِينَ ﴿١٩﴾

اپنی انگلیاں، اپنے کانوں میں، بجلی کی کڑک کی وجہ سے، موت کے ڈر سے اور اللہ گھیرے میں لئے ہوئے ہے کافروں کو ⑲

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ط كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيهِ ق لا وَإِذَآ أَظْلَمَ

قریب ہے کہ بجلی اُچک لے اُن کی آنکھیں، جب بھی چمکتی ہے ان پر، تو وہ چلنے لگتے ہیں اس (کی روشنی) میں اور جب اندھیرا چھا جاتا ہے

عَلَيْهِمْ قَامُوا ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ط إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى

ان پر، (تو) وہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر چاہے اللہ تو لے جائے (سلب کر لے) اُن کی سماعت اور بصارت، یقیناً اللہ ہرچیز پر پوری

ع ۲ ۱۳ ۲ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ ع يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ

قدرت رکھتا ہے۔⑳ اے انسانو! تم عبادت کرو اپنے رب کی، جس نے تمہیں پیدا کیا اور اُن کو (بھی) جو

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ لا الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ص

تم سے پہلے تھے، تاکہ تم متقی بن جاؤ㉑ جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت

وَّأَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ج فَلَا تَجْعَلُوا

اور اُس نے نازل کیا آسمان سے پانی، پھر نکالا اُس کے ذریعہ پھلوں سے رزق، تمہارے لئے، لہٰذا نہ تم ٹھہراؤ

لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَّأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوا

اللہ کا ہمسر (شریک کسی کو) حالانکہ تم جانتے ہو㉒ اور اگر ہو تم شک میں اِس (قرآن) کے بارے میں، جو نازل کیا ہم نے اپنے بندے (محمد) پر، تو تم لے آؤ

بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ص وَادْعُوا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿٢٣﴾

ایک سورہ اِس جیسی اور تم بلالو اپنے مددگاروں کو اللہ کے سوا، اگر ہو تم سچے㉓

⑰: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو کچھ لوگ مسلمان ہو گئے۔ پھر جلد ہی منافق ہو گئے۔ ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ جو اندھیرے میں تھا۔ اس نے روشنی کی تو ماحول روشن ہو گیا نفع ونقصان واضح ہو گیا۔ لیکن اچانک روشنی بجھ گئی اور وہ پھر اندھیرے میں ہو گیا۔ یہی حال منافقوں کا تھا، پہلے وہ شرک کی تاریکی میں تھے۔ پھر اسلام کی روشنی میں آ گئے۔ لیکن پھر وہ دوبارہ کفر ونفاق میں لوٹ گئے تو ساری روشنی چلی گئی۔ ان کے اس طرح اندھے بنے رہنے کو اللہ تعالیٰ نے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ سے تعبیر کیا ہے مطلب یہ ہے کہ منافقوں کو خود نور صداقت دیکھنا گوارا نہیں تو اللہ نے بھی تاریکیوں میں ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔

⑱: ان کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ حق سننے کے لیے بہرے، حق کہنے کے لئے گونگے ہو گئے ہیں اور حق سامنے موجود ہو تو بھی انہیں نظر نہیں آتا۔

⑲: یہاں ایک دوسرے قسم کے منافقوں کا حال بیان ہو رہا ہے۔ پہلی قسم کے منافق تو وہ تھے کہ جن کے دلوں میں کفر ہی کفر تھا مگر مفادات کے لیے اسلام کا دعویٰ کرتے تھے۔ دوسری قسم کے وہ لوگ تھے جو کہ شک اور تذبذب کا شکار تھے۔ اس مثال میں زوردار بارش سے مراد اسلامی احکامات کا نزول ہے۔ جو پے درپے ہو رہا تھا۔ تاریکیوں اور کڑک سے مراد وہ مسائل اور مصائب تھے جو کہ مسلمانوں کو ان حالات میں پیش آ رہے تھے۔ چمک سے مراد کامیابیاں ہیں جو کہ مسلمانوں کو حاصل ہو رہی تھیں۔ جب کوئی سخت احکام نازل ہوتے ہیں تو وہیں ٹھٹھک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اللہ چاہتا تو پہلی قسم کے منافقین کی طرح ان کی سماعت اور بصارت سلب کر لیتا مگر اللہ کا قانون یہی ہے کہ جو شخص کسی حد تک دیکھنا اور سننا چاہتا ہے اسے اس حد تک سننے اور دیکھنے دیا جائے۔

㉓: کفار کو اس قسم کا چیلنج قرآن میں چار اور مقامات پر بھی کیا گیا ہے۔ (دیکھیں یونس: ۳۸، ہود: ۱۳، بنی اسرائیل: ۸۸ اور الطور: ۳۴) ایسا چیلنج ہے جس کا جواب کفار آج تک نہیں دے سکے اور نہ ہی آئندہ دے سکیں گے۔ قرآن کی اس اعجازی حیثیت سے تین باتوں کا ثبوت ملتا ہے: (۱) اللہ کی ذات کا ثبوت (۲) قرآن کا منزل من اللہ ہونے کا ثبوت (۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول برحق ہونے کا ثبوت۔

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۖۚ

پھر اگر نہ تم کر سکو (یہ کام) اور ہرگز نہیں کر سکوگے، توڈرو اس آگ سے، جس کا ایندھن ہیں انسان اور پتھر،

اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ

وہ تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے﴿۲۴﴾ اور بشارت دیجئے! اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اُنہوں نے عمل کئے نیک، یقیناً اُن کے لئے باغات ہیں،

تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوۡا مِنۡهَا مِنۡ ثَمَرَةٍ رِّزۡقًا ۙ قَالُوۡا هٰذَا

بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں، جب بھی دیا جائے گا اُنہیں اُن میں سے کوئی پھل، کھانے کے لئے، تو وہ کہیں گے کہ (یہ تو)

الَّذِىۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَاُتُوۡا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمۡ فِيۡهَآ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ

وہی ہے جو مل چکا ہے ہمیں اس سے پہلے اور دیا جائے گا انہیں پھل ملتا جلتا اور اُن کے لئے وہاں بیویاں ہیں پاکیزہ

وَّهُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسۡتَحۡىٖٓ اَنۡ يَّضۡرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوۡضَةً فَمَا

اور وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے﴿۲۵﴾ بیشک اللہ نہیں شرماتا اِس سے کہ بیان کرے مثال کسی قسم کی، مچھر کی یا

فَوۡقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۚ وَاَمَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

اس سے بھی بڑھ کر (حقیر)، پس اب وہ لوگ جو ایمان لائے، تو وہ جانتے ہیں کہ بلاشبہ وہ حق ہے، اُن کے رب کی طرف سے اور لیکن وہ لوگ جو کافر ہوئے،

فَيَقُوۡلُوۡنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيۡرًا ۙ وَّيَهۡدِىۡ بِهٖ كَثِيۡرًا ؕ وَمَا (وقف لازم)

تو وہ کہتے ہیں، کیا ارادہ کیا ہے اللہ نے اس مثال سے؟ وہ گمراہی میں مبتلا کرتا ہے اِس سے بہتوں کو اور وہ ہدایت دیتا ہے اِس سے بہتوں کو اور نہیں

يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِيۡنَ يَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِيۡثَاقِهٖ ۖ

وہ گمراہ کرتا اِس سے مگرفاسقوں ہی کو﴿۲۶﴾ جو توڑتے ہیں اللہ کے عہد کو، بعد اس کے پختہ کر لینے کے

وَيَقۡطَعُوۡنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَيُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور وہ کاٹتے ہیں اُس چیز کو (کہ) اللہ نے حکم دیا ہے اُس کے بارے میں، یہ کہ (اُسے) ملایا جائے اور وہ فساد کرتے ہیں زمین میں، یہی لوگ ہیں

الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۲۷﴾ كَيۡفَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَكُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡيَاكُمۡ ۚ ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ

خسارہ اٹھانے والے﴿۲۷﴾ کیسے تم کفر کرتے ہو اللہ کے ساتھ؟ حالانکہ تھے تم بے جان، پھر اس نے تمہیں زندگی دی، پھر (وہی) تمہیں موت دے گا،

ثُمَّ يُحۡيِيۡكُمۡ ثُمَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ لَكُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ۗ

پھر (وہی) تمہیں زندہ کرے گا، پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤگے﴿۲۸﴾ وہی ہے (اللہ) جس نے پیدا کیا تمہارے لئے، جو کچھ زمین میں ہے سب،

ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰٮهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۲۹﴾ (ع ۳ ۹ ۳)

پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف، چنانچہ انہیں ٹھیک کر کے بنا دیا سات آسمان، اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے﴿۲۹﴾

﴿۲۴﴾: جہنم کا ایندھن انسان ہی نہیں معدنی پتھر (Coak) وغیرہ بھی ہونگے جو کہ آگ کی شدت کو کئی گنا تیز کر دیتے ہیں۔

● بعض علماء نے اس آیت میں حجارۃ سے مراد پتھر کے بت لئے ہیں جن کی دنیا میں عبادت کی گئی ہوگی۔

﴿۲۵﴾: یا تو جنت میں ہی اس سے ملتا جلتا پھل کھا چکے ہوں گے یا جنت کا پھل دیکھ کر انہیں دنیا کے پھل بھی یاد آ جائیں گے۔ جو دیکھنے میں ملتے جلتے معلوم ہوں گے۔ تاہم ذائقہ اور سائز وغیرہ میں اعلیٰ وارفع تر ہونگے کیونکہ جنت کی نعمتوں کے بارے میں حدیث میں ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی چیزیں بنائی ہیں جسے نہ کسی آنکھ نے انہیں دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا گمان تک گزرا“۔ (بخاری ومسلم)

● جنتی لوگ سب مرد اور عورتیں بول و براز و بلغم و اخلاق رذیلہ سے تو پاک ہوں گے ہی ان کی بیویاں بھی حیض و نفاس سے بھی پاک ہوں گے۔

﴿۲۶﴾: اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے چاہے جس چیز کی مثال پیش کرے ہر مخلوق اللہ کے کلمہ (کن) سے وجود میں آ جاتی ہے تو بڑے چھوٹے کا کوئی سوال ہی نہیں۔

● انسان سبب اختیار کرنے کا مکلف ہے اور اس بنیاد پر اسے جزاوسزا ملے گی۔ رہے نتائج تو وہ اللہ کے اختیار میں ہیں لہٰذا اس کی نسبت فاعل کی طرف یا اللہ کی طرف بھی ہوسکتی ہے۔

﴿۲۷﴾: فاسق لوگ اللہ سے کئے گئے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں۔ اللہ سے کئے گئے عہد سے مراد (عہدالسبت) ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں۔ (الاعراف: ۱۷۲) اس کے علاوہ رشتوں ناطوں کو جن کا اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا تھا توڑ ڈالتے ہیں۔ اگر ان دو قسم کے تعلقات کا لحاظ نہ رکھا جائے تو فساد پیدا ہوتا ہے۔

﴿۲۹﴾: روح اور جسم کے اتصال کا نام زندگی اور انفصال کا نام موت ہے۔ لہٰذا دو زندگیاں اور دو موتیں ہوئیں۔ روح کی پیدائش سے لے کر رحم مادر میں زندگی ملنے کا عرصہ موت پھر اس دنیا کی زندگی۔ اور روح پرواز کرنے کے بعد پھر موت اور قیامت کے دن اٹھنے کے بعد ہمیشہ کی زندگی۔

● اس آیت سے معلوم ہوا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ زمین کی ہر چیز سے اسے استفادہ کا حق ہے سوائے یہ کہ کوئی چیز حرام کر دی گئی ہو۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ

اور (یاد کرو) جب کہا! آپ کے رب نے فرشتوں سے، کہ یقیناً میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ (تو) انہوں نے کہا! کیا تو بنائے گا اِس (زمین) میں (خلیفہ) اس کو، جو

يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ

فساد کرے گا اِس میں اور بہائے گا خون اور ہم تسبیح کرتے ہیں تیری حمد وثنا کے ساتھ اور ہم پاکیزگی بیان کرتے ہیں تیری، (اللہ نے) کہا یقیناً میں جانتا ہوں

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ

جو نہیں تم جانتے﴿۳۰﴾ اور سکھائے اُس نے آدمؑ کو نام سب (چیزوں کے)، پھر اُس نے انہیں پیش کیا فرشتوں کے سامنے، پھر کہا!

اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا

مجھے بتاؤ نام اُن کے، اگر ہو تم سچے﴿۳۱﴾ انہوں (یعنی فرشتوں) نے کہا! پاک ہے تیری ذات، نہیں ہمیں علم مگر وہی

مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ

جو تو نے ہمیں سکھایا، بیشک تو ہی ہے خوب جاننے والا، بڑی حکمت والا﴿۳۲﴾ (اللہ نے) کہا! اے آدم، بتاؤ ان کو نام ان کے، پھر جب

اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ

بتا دئے اس (آدم) نے انہیں (فرشتوں کو) ان کے نام، تو (اللہ نے) فرمایا! کیا نہیں میں نے کہا تھا تم سے، کہ بیشک میں جانتا ہوں چھپی باتیں آسمانوں اور زمین کی

وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

اور میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور وہ بھی جو تم چھپا رہے تھے﴿۳۳﴾ اور جب ہم نے کہا! فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو،

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ

تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا اور گھمنڈ کیا اور تھا وہ کافروں میں سے﴿۳۴﴾ اور ہم نے کہا! اے آدم! ٹھہرو

اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ

تم اور تمہاری بیوی جنت میں اور کھاؤ اُس میں اطمنان سے جہاں سے چاہو اور نہ قریب جانا تم دونوں اِس درخت کے،

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠

ورنہ تم دونوں ہو جاؤ گے ظالموں میں سے﴿۳۵﴾ چنانچہ پھسلا دیا اُن دونوں کو شیطان نے اُس (درخت) سے اور نکلوا دیا اُس نے انہیں اُس (آرام کی زندگی) سے، کہ تھے وہ دونوں جس میں

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى

اور ہم نے کہا اُتر جاؤ تم لوگ (یہاں سے) تمہا را بعض بعض کا دشمن ہے اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے اور فائدہ اٹھانا ہے ایک

حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾

وقت تک﴿۳۶﴾ پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات، (اور توبہ کی) تو قبول کر لی (اللہ نے) توبہ اس کی، بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا﴿۳۷﴾

﴿۳۰﴾: بعض عقل پرست یہ سمجھتے ہیں کہ فرشتے محض چند قوتیں ہیں۔ اس مکالمہ سے معلوم ہوا کہ فرشتے مستقل ہستیاں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ سے مکالمہ ہوتا ہے۔

● خلیفہ کے کئی مفہوم ہیں، کسی کا نائب ہونا ایک کے بعد دوسرے کا آنا، حکومت و خلافت کا تفویض ہونا، اسی لحاظ سے اس آیت کی تفسیر میں بھی اختلاف ہوا ہے۔ مناسب ترین تفسیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ ''میں زمین میں ایک ایسی مخلوق پیدا کرنے والا ہوں جسے اختیار کی قوت بھی تفویض کروں گا''۔ اور وہ آدم ہیں یا ایسی مخلوق مراد ہے جو نسل در نسل چلتی رہے گی۔ فرشتوں کا یہ قیاس جنوں کے اعمال کی وجہ سے تھا۔

● یعنی میں جانتا ہوں کہ ان میں انبیاء صلحاء اور زہاد بھی ہونگے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کو بھی علم غیب نہیں ہے۔

﴿۳۱﴾: اس پورے واقعہ سے علم کی فضیلت واضح ہوتی ہے کہ عالم کا درجہ عابد سے زیادہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو کسی مخلوق کو دوسری مخلوق پر برتری دکھانا مقصود ہوتا ہے تو اسے علم میں برتری کا اظہار فرماتے ہیں اسی لئے۔ فرشتوں نے فوراً اپنی کم علمی کا اعتراف کرلیا۔

﴿۳۴﴾: یہ سجدہ چونکہ اللہ کے حکم سے تھا تو پھر یہ اللہ ہی کو سجدہ کرنے کے مترادف ہوا۔ یا ہوسکتا ہے یہ سجدہ تعظیم کے لیے رہا ہو جو پہلے جائز تھا۔ اب ممنوع ہے۔

● ابلیس کی شقاوت اور بدبختی اللہ کے مقابلے میں تکبر سے شروع ہوئی۔ جنوں میں سے ہونے کے باوجود عبادت و ریاضت سے فرشتوں میں گھلا ملا رہتا تھا۔ مگر اس تکبر نے آناً فاناً اسے کافروں کی صف میں کھڑا کردیا

﴿۳۵﴾: علمی برتری اور سجدہ تعظیمی کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو مزید فضیلت بخشی کہ جنت کو انکا مسکن بنایا۔

● یہ درخت کس چیز کا تھا۔ اس کی وضاحت قرآن وسنت میں نہیں ملتی۔ اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے

﴿۳۶﴾: ابلیس نے بہکانے کے لیے قسمیں کھائیں کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اور یہ کہ ایک درخت کا پھل کھانے سے تم ہمیشہ کے لئے یہیں رہو گے۔

﴿۳۷﴾: وہ کلمات یہ تھے: رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ''اے ہمارے رب ہم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے ہیں۔ اگر تو ہمیں معاف نہیں کرے گا اور ہم پر رحم نہ فرمائیگا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوجائیں گے''۔ (الاعراف:۲۳)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ (ایک دفعہ) آدمؑ اور موسیٰؑ میں ملاقات ہوئی تو موسیٰؑ آدمؑ سے کہنے لگے۔ ''تم ہی تو ہو جنہوں نے سب لوگوں کو مصیبت میں ڈالا اور جنت سے نکلوایا تھا''۔ حضرت آدمؑ نے جواب دیا۔ ''تم وہ موسیٰؑ ہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لیے چنا اور خاص کر اپنی ذات کے لئے برگزیدہ کیا اور تم پر تورات نازل فرمائی''۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: ''ہاں!'' تب حضرت آدمؑ نے فرمایا ''کیا تم نے تورات میں یہ نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ امر میری تقدیر میں میری پیدائش سے بھی پہلے لکھ دیا تھا؟'' حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا ''ہاں'' (یہ بات تو تورات میں موجود ہے) پھر رسول کریمؐ نے فرمایا۔ اس طرح حضرت آدمؑ، حضرت موسیٰؑ پر دلیل میں غالب آگئے''۔ (بخاری)

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ
ہم نے کہا! اُتر جاؤ یہاں سے سب، پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت، تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی، تو نہ کوئی خوف ہوگا
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۞ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیات کو، یہی لوگ ہیں دوزخ والے،
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا ع
وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۞ اے بنی اسرائیل (یعقوبؑ کی اولاد) یاد کرو تم میری نعمت کو، جو میں نے انعام کیا تم پر اور تم پورا کرو
بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا
میرا عہد (تو) میں پورا کروں گا تمہارے عہد اور مجھ ہی سے ڈرو۞ اور تم ایمان لاؤ اُس پر جو میں نے نازل کیا، وہ تصدیق کرنے والی ہے اُن (کتابوں) کی جو
مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾
تمہارے پاس ہے اور نہ بنو تم سب سے اول انکار کرنے والے اس کے اور نہ بیچو تم میری آیتوں کو تھوڑی قیمت پر اور مجھ ہی سے ڈرو۞
وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
اور نہ ملاؤ حق کو باطل کے ساتھ اور (مت) چھپاؤ حق کو، اِس حال میں کہ تم جانتے ہو۞ اور قائم کرو نماز
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ
اور دیا کرو زکوٰۃ اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے۞ کیا تم حکم دیتے ہو لوگوں کو نیکی کا اور بھول جاتے ہو
اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ
اپنے آپ کو؟ حالانکہ تم پڑھتے ہو کتاب، کیا پھر نہیں تم عقل رکھتے۞ اور تم مدد طلب کرو صبر کے ذریعہ
وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا
اور نماز کے ذریعہ اور بیشک وہ بہت گراں ہے مگر عاجزی کرنے والوں پر (گراں نہیں)۞ وہ لوگ جو یقین رکھتے ہیں اِس کا، کہ ضرور وہ ملنے والے ہیں
رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ ع
اپنے رب سے اور بلاشبہ وہ اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۞ اے بنی اسرائیل یاد کرو میری اُس نعمت کو جو میں نے انعام کی
عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ
تم پر اور یقیناً میں نے تمہیں فضیلت دی تمام جہانوں پر۞ اور تم ڈرو اُس دن سے کہ نہیں کام آئے گا کوئی جان کسی
نَّفْسٍ شَيْـــًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾
جان کے کچھ بھی اور نہ قبول کی جائے گی اُس سے کوئی سفارش اور نہ لیا جائے گا اُس سے کوئی بدلہ اور نہ وہ مدد ہی کئے جائیں گے۞

۳۸: اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کر کے گناہ معاف کر دیا۔ مگر جنت سے اخراج کا حکم باقی رکھا۔ سب کے اخراج سے مراد آدم، حوا اور ابلیس ہیں۔ حضرت آدم کو زمین پر بھیجنا کچھ گناہ کے کفارہ کے طور پر نہ تھا بلکہ "اور جب آپ کے رب نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں"۔ (البقرۃ:۳۰) یعنی یہ قضائے الٰہی تھا۔ اس سے عیسائیوں کے اعتقاد کا رد ہوا جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت آدم کا یہ گناہ نوع انسانی کی نسل میں منتقل ہو رہا ہے اور حضرت عیسیٰؑ اس کے کفارہ کے لئے سولی پر چڑھ گئے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت سے بتا دیا کہ ہم نے معاف کر دیا۔ دنیا میں آنا گناہ کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا ہی زمین کے لئے کیا تھا۔

۴۰: اسرائیل کے معنیٰ عبداللہ کے ہیں۔ یہ حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا۔ بنو اسرائیل حضرت یعقوبؑ کی اولاد یعنی یہودی قوم کو کہا جاتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں کوئی چار ہزار نبی آ چکے تھے۔ مدینہ میں ان کے گذشتہ علم و فضل کی بنا پر ان کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر بے انتہا احسانات کئے تھے۔

۴۰: وہ عہد یہ تھا کہ تم تورات کے احکامات کی پابندی کرو گے اور نبی آخر الزماں پر ایمان لاؤ گے اللہ کا عہد یہ تھا کہ ملک شام تمہیں دیا جائے گا۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیں (المائدۃ:۱۲) اور (المائدۃ:۷۰)

۴۱: قرآن تورات کے منزل من اللہ ہونے کی تصدیق کرتا ہے جس پر تم ایمان لاتے ہو۔ تو قرآن پر بھی ایمان لاؤ۔ یہ کوئی نئی تعلیم تو نہیں ہے جس کی تمہیں سمجھ نہ ہو۔ جانتے بوجھتے اس کا انکار کر کے آنے والی نسلوں کا گناہ بھی تو اپنے سر نہ لو۔

۴۲: نبی آخر الزماں اور قرآن کی تصدیق کے متعلق جو بھی باتیں تورات میں ہیں تم ان میں تحریف کرتے ہو۔ دنیا کے عارضی فائدے کے عوض یہ کام کر کے تم نے اللہ کی آیات کا بہت ہی گھٹیا مول کیا ہے۔

۴۳: یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا۔ اس آیت کے ذریعے انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع کرو۔

۴۴: بعض یہودی علماء اپنے عزیزوں کو جو کہ مسلمان ہو گئے تھے تاکید کرتے تھے کہ اسی دین پر جمے رہو یہ برحق ہے مگر خود دنیاوی مفادات کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔

۴۵: صبر اور نماز ایک مومن کے دنیاوی زندگی کے مصائب کو برداشت کرنے کے لئے بڑے ہتھیار ہیں۔ نماز کے ذریعے اللہ کی استعانت طلب کرے گا تو مصائب سے چھٹکارا ہوگا۔ مصائب سے چھٹکارا نہ ہو سکا تو صبر کرے گا اور اللہ سے اجر پائے گا۔

۴۷: اللہ تعالیٰ نے اقوام عالم میں یہود کو نمایاں مقام عطا فرمایا تھا مگر اس نعمت کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے خود کو اللہ کے چہیتے جاننے لگ گئے۔

۴۸: یہود کو گھمنڈ تھا کہ ہمارے گناہوں کا ہمیں کچھ عذاب نہ ہوگا۔ ہم انبیاء کی اولاد ہیں جو ہمیں اللہ کے عذاب سے بچا لیں گے۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ

اور جب ہم نے تمہیں نجات دی آلِ فرعون سے، وہ دیتے تھے تمہیں سخت ترین عذاب، وہ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو

وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ (۴۹) وَاِذْ فَرَقْنَا

اور زندہ رہنے دیتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اُس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی (۴۹) اور جب ہم نے پھاڑا

بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۵۰) وَاِذْ وٰعَدْنَا

تمہاری وجہ سے سمندر کو، پھر ہم نے تمہیں نجات دی اور ہم نے غرق کر دیا آلِ فرعون کو اور تم دیکھ رہے تھے (۵۰) اور جب وعدہ کیا ہم نے

مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (۵۱) ثُمَّ

موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا، پھر بنا لیا تم نے بچھڑے کو (معبود) اس (موسیٰ) کے (طور پر جانے کے) بعداور تم ظلم کر رہے تھے (۵۱) پھر

عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۵۲) وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

معاف کر دیا ہم نے تمہیں اِس کے بعد بھی، تاکہ تم شکر کرو (۵۲) اور جب ہم نے دی موسیٰ کو کتاب

وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (۵۳) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ

اور فرق کرنے والی چیز (حق و باطل کے درمیان)، شاید کہ تم ہدایت حاصل کرو (۵۳) اور جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے، اے میری قوم بیشک تم نے ظلم کیا

اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ

اپنے آپ پر، (معبود) بنا کر بچھڑے کو، پس توبہ کرو تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف، لہٰذا قتل کرو تم اپنے آپ کو،

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۵۴)

یہی ہے بہتر تمہارے حق میں تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک، تو توبہ قبول کر لی (اللہ نے) تمہاری، بیشک وہ وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا (۵۴)

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ

اور جب تم نے کہا! اے موسیٰ! ہرگز نہ یقین کریں گے ہم آپ پر، یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں اللہ کو اعلانیہ، پھر تمہیں پکڑ لیا بجلی (کے عذاب) نے

وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۵۵) ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۵۶)

اور تم دیکھ رہے تھے (۵۵) پھر زندہ کیا ہم نے تمہیں بعد تمہاری موت کے، شاید کہ تم شکر کرو (۵۶)

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا

اور ہم نے سایہ کیا تم پر بادلوں کا اور ہم نے نازل کیا تم پر من و سلویٰ، تم کھاؤ

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (۵۷)

(اُن) پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمہیں دیں اور نہیں ظلم کیا انہوں نے ہم پر، لیکن تھے وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے (۵۷)

(۴۹): فرعون (جس کا نام مرنفتہ (Mernephitah) بیان کیا جاتا ہے) نے خواب میں دیکھا کہ بنی اسرائیل میں کوئی ایسا شخص پیدا ہوگا جو کہ اس کی سلطنت کو غارت کرے گا۔ چنانچہ اس نے بنی اسرائیل کے ہر بچے کو قتل کرانے اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنانے کا انتہائی ظالمانہ حکم جاری کیا۔

(۵۰): اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر احسانات میں سے ایک یہ احسان بھی کیا تھا کہ معجزہ کے طور پر سمندر نے انہیں راستہ دے دیا۔ اس موقع پر یہ واقعہ اشارتاً ذکر کیا گیا ہے کیونکہ یہ اس ماحول میں معروف تھا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں یونس: ۹۳، اور الشعراء: ۲۳)

(۵۱): اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو چالیس راتوں کے لئے کوہ طور پر طلب فرمایا کہ انہیں عملی ہدایات دی جا سکیں۔ اس دوران بنی اسرائیل نے بچھڑے کی عبادت شروع کردی۔

(۵۳): فرقان، فرق کرنیوالی چیز۔ حق و باطل میں تمیز کرنیوالی، قرآن اور تورات کو بھی فرقان کہتے ہیں۔

(۵۴): ایک دوسرے کو قتل کرنے کی دو تفسیریں کی گئی ہیں۔ اندھا دھند ایک دوسرے کو قتل کرتے جاؤ دوسری تفسیر کے مطابق جنہوں نے بچھڑے کی عبادت کی تھی انہیں ایک صف میں کھڑا کر دیا گیا اور جنہوں نے بچھڑے کی عبادت نہیں کی تھی وہ انہیں قتل کرتے گئے۔ ابھی کچھ باقی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔

(۵۵): کوہ طور سے جب حضرت موسیٰؑ کتاب لے کر لوٹے تو بنی اسرائیل نے اعتراض کیا کہ ایسے کیسے مان لیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا کہ قوم میں سے ستر لوگ بھی کوہ طور پر لیتے آؤ۔ چنانچہ انہوں نے پھر اعتراض کر دیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کو اعلانیہ نہ دیکھیں ایمان نہیں لائیں گے۔ یہ بدترین گستاخی تھی۔ جب حضرت موسیٰؑ اللہ کو خود نہ دیکھ سکے۔ پہاڑ اپنی جگہ ساکن نہ رہ سکا تو یہ بنی اسرائیل کیسے دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ ان کے اس مطالبہ پر ان پر بجلی گری۔ ممکن ہے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تجلی کی کوئی صورت رہی ہو۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں۔ (الاعراف: ۱۵۵)

(۵۷): صحرائے سینا میں جب بنی اسرائیل بطور سزا چالیس سال کے لئے سرگرداں رہے تو اللہ تعالیٰ نے دھوپ سے بچاؤ کے لئے ابر کا انتظام کر دیا اور کھانے کو من وسلویٰ کا بندوبست کر دیا۔ من ایک میٹھی چیز تھی جو کہ دھنئے کے بیج جیسی تھی۔ اور رات کو شبنم (اوس) کی شکل میں نازل ہوتی تھی۔ سلویٰ بٹیر کی قسم کے پرندے تھے جنہیں یہ لوگ بھون کر کباب بنا کے کھاتے۔ اللہ تعالیٰ یہ بندوبست نہ فرماتے تو لاکھوں کی تعداد میں اس قوم کے لئے سایہ اور خوراک کا حصول بہت بڑا مسئلہ ہوتا۔

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا

اور جب ہم نے کہا تم داخل ہو جاؤ اُس بستی میں، پھر تم کھاؤ اُس میں سے جہاں سے تم چاہو سیر ہو کر اور تم داخل ہونا

الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٨﴾

دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے جانا بخشش مانگتے ہیں (تو) ہم معاف کر دیں گے تمہارے لئے تمہاری خطائیں اور عنقریب ہم زیادہ دیں گے احسان کرنے والوں کو (٥٨)

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

پھر بدل دیا جن لوگوں نے ظلم کیا بات کو خلاف اس کے جو کہی گئی تھی اُن سے، تب ہم نے نازل کیا ظلم کرنے والوں پر

ع ۱۳ ٦ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

عذاب آسمان سے، اِس وجہ سے کہ تھے وہ نافرمانیاں کرتے (٥٩) اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے،

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ

تو ہم نے کہا کہ مارو اپنے عصا (لاٹھی) کو پتھر پر، تو پھوٹ نکلے اس (پتھر) سے بارہ چشمے،

قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا

تو جان لیا تمام لوگوں نے اپنے اپنے پینے کی جگہ، (کہا) کھاؤ اور پیو اللہ کے رزق سے اور نہ تم پھرو

فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ

زمین میں فساد کرتے ہوئے (٦٠) اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہرگز نہیں ہم صبر کر سکتے ایک ہی (قسم کے) کھانے پر،

فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا

لہٰذا آپ دعا کیجئے ہمارے لئے اپنے رب سے، (کہ) وہ نکالے ہمارے لیے وہ (چیزیں) جو اگاتی ہے زمین، (یعنی) اس سے سبزی اور ککڑی

وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ

اور گیہوں اور مسور اور پیاز، (موسیٰؑ نے) کہا! کیا تم بدلے میں لینا چاہتے ہو اُس چیز کو جو ادنیٰ ہے، اس چیز کے (عوض)

هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ

جو بہتر ہے؟ تم اُترو کسی شہر میں تو بیشک تمہارے لئے وہی ہے جس کا تم نے سوال کیا اور مسلط کر دی گئی اُن پر ذلت

وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور محتاجی اور وہ گھر گئے غضب میں اللہ کے، یہ (اس لئے ہوا) کہ بیشک وہ تھے انکار کرتے اللہ کی آیات کا

ع ٧ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾

اور وہ قتل کرتے تھے نبیوں کو ناحق، یہ اِس وجہ سے کہ اُنہوں نے نافرمانی کی اور تھے وہ حد سے بڑھنے والے (٦١)

(٥٨): (حطّة) کے معنیٰ استغفار کے ہیں۔ ایک معنیٰ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جن لوگوں پر تم فتح پاؤ انہیں معاف کر دینا اور قتل و غارت گری نہ کرنا۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم یہ دیا گیا تھا کہ شہر کے دروازے میں جھک کر داخل ہونا اور زبان سے "حطّة" کہنا (یعنی گناہوں کی بخشش مانگنا) لیکن وہ اپنی سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور "حطة" کی بجائے "حبة في شعرة" (دانہ بالی کے اندر) کہنے لگے۔ (بخاری)

(٥٩): چنانچہ سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے طاعون کی وبا نازل فرمائی۔ ایک روایت کے مطابق اس کے نتیجے میں ستر ہزار یہود مر گئے۔

(٦٠): جنگل میں اللہ تعالیٰ نے کھانے کے لئے بنی اسرائیل کو من و سلویٰ عطا فرمایا اور پانی کا انتظام یہ فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کو کہا کہ اپنا عصا پتھر پر ماریں جس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ حضرت یعقوبؑ کے بارہ ہی بیٹے تھے۔ ہر بیٹے کی اولاد کے لئے ایک علیحدہ علیحدہ چشمہ اللہ تعالیٰ نے مہیا فرما دیا۔ یہ چٹان اب بھی جزیرہ نمائے سینا میں موجود ہے جسے سیّاح جا کر دیکھتے ہیں اور چشموں کے سوراخوں کے نشان با آسانی دیکھے جا سکتے ہیں۔

(٦١): یہ بھی اس جنگل کا واقعہ ہے۔ من و سلویٰ وغیرہ کھاتے کھاتے جب بنی اسرائیل اکتا گئے تو حضرت موسیٰؑ سے ان چیزوں کا مطالبہ کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے باز رکھنے کی کوشش کی مگر انہوں نے اپنے مطالبہ پر اصرار کیا حضرت موسیٰؑ نے مطالبہ تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم یہی چاہتے ہو تو فلاں شہر چلے جاؤ تمہیں وہاں یہ اشیاء میسر آ جائیں گی۔ حضرت موسیٰؑ کا مطلب یہ بھی تھا کہ جنگل کی آزادانہ فضا شہر کی مصروف اور آرام پرستانہ زندگی سے بہرحال بہتر ہے۔ عبادت اور جہاد کی استعداد کے لئے زیادہ موزوں ہے۔

● یہودی قوم انتہائی مالدار ہونے کے باوجود کئی بار دوسری قوموں سے پٹ چکی ہے۔ اور افرادی قلت کی شدت سے شکار ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے اور نصرٰی اور صابئین، (اُن میں سے) جو بھی ایمان لایا اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ

اور روزِ آخرت پر اور عمل کئے نیک، تو اُن کے لئے ہے اجر اُن کا، اُن کے رب کے پاس اور نہ کوئی خوف ہوگا

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ط

اُن پر اور نہ وہ غمگین ہی ہوں گے (۶۲) اور جب ہم نے لیا تم سے عہد اور ہم نے بلند کیا تمہارے اُوپر طور (پہاڑ) کو،

خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ

(پھر حکم دیا) پکڑے رہنا اس (کتاب) کو جو ہم نے تمہیں دی مضبوطی سے اور یاد رکھنا اُن (احکام) کو جو اِس میں ہیں، تاکہ تم متقی بن جاؤ (۶۳) پھر تم پھر گئے

مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۖ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾

اُس عہد کے بعد، سو اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت، تو تم ضرور ہو جاتے خسارہ پانے والوں میں سے (۶۴)

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً

اور یقیناً تم نے جان لیا اُن لوگوں کو جنہوں نے زیادتی کی تم میں سے سنیچر (ہفتہ کے دن) میں، تو ہم نے کہا اُن سے کہ ہو جاؤ بندر

خَاسِئِينَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾

ذلیل وخوار (۶۵) چنانچہ ہم نے (اُس کو) کردیا باعثِ عبرت اُن کے لئے جو اُن کے سامنے (موجود) تھے اور جو اُن کے پیچھے (آنے والے) تھے اور نصیحت (ہے یہ) ڈرنے والوں کے لئے (۶۶)

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ط قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے، بیشک اللہ تم کو حکم دیتا ہے، یہ کہ تم ذبح کرو ایک گائے، انہوں نے کہا کیا تو ہمیں بناتا ہے

هُزُوًا ط قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

ہنسی (مذاق)، کہا (موسیٰؑ نے) میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی، (اس بات سے) کہ میں ہوجاؤں جاہلوں میں سے (۶۷) انہوں نے کہا! تو دعا کر ہمارے لئے اپنے رب سے،

يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ط قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ ط عَوَانٌ

کہ وہ بیان کرے ہمارے لئے کیسی ہو وہ (گائے یا بیل)، (موسیٰؑ نے) کہا! بیشک وہ (اللہ) فرماتا ہے کہ وہ گائے ہو نہ بوڑھی اور نہ بچھیا، (بلکہ) اوسط عمر کی

بَيْنَ ذَٰلِكَ ط فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا

درمیانی ان کے، لہٰذا وہ کرو، جو تمہیں حکم دیا جا رہا ہے (۶۸) انہوں نے کہا! تم دعا کرو ہمارے لئے اپنے رب سے، (کہ) وہ بیان کرے ہمارے لئے کہ کیسا ہو

لَوْنُهَا ط قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ لا فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ﴿٦٩﴾

اُس کا رنگ؟ (موسیٰؑ نے) کہا! بیشک وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہو زرد رنگ کی، خوب گہرا اس کا رنگ ہو، خوش کر دے دیکھنے والوں کو (۶۹)

(۶۲): یہود (یہودا) سے مشتق ہے، جو کہ حضرت یعقوبؑ کا ایک بیٹا تھا اور غالباً بعد میں حضرت موسیٰؑ کے پیروکاروں کو یہودی کہا جانے لگا۔ یہودی ان کا مذہبی نام ہے اور موجودہ دور میں صیہونی (Zion) ان کا سیاسی نام ہے۔ حضرت عیسیٰؑ بیت اللحم کی بستی (ناصرہ) میں پیدا ہوئے چنانچہ یہودی انہیں ناصرہ کا بدعتی فرقہ کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس طرح (نصاریٰ) کہا جانے لگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو (نصاریٰ) یعنی اللہ کے انصار کے نام سے یاد کر کے ان پر احسان فرمایا ہے جبکہ وہ خود کو (مسیحی) کہتے ہیں جو کہ شخصی نسبت ہے۔ صابی بے دین یا اپنا دین ترک کرنے والے کو کہتے ہیں یا آتش پرستوں یا ستارہ پرستوں کو کہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ عیسائیوں کا ایک فرقہ تھا۔

آیت سے یہ مفہوم نکالنا انتہائی زیادتی ہے کہ آج بھی اگر یہودی یا عیسائی نیک اعمال کریں تو ان کے لیے اللہ کے یہاں اجر ہے ہاں اگر وہ رسالت محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں تو ان کے لیے اللہ کے یہاں اجر ہے۔ موجودہ زمانہ میں رسالت محمد ﷺ ہی اسلام کی بنیاد ہے۔

(۶۳): یہودیوں کی ہٹ دھرمی کی بنا پر طور پہاڑ کو انکے اوپر اس طرح سے لٹکا دیا گیا کہ محسوس ہوا کہ اب گرا کہ تب گرا۔ پیچھے سمندر اور آگے سروں پر لٹکتا ہوا پہاڑ۔ اس حالت میں ان سے تورات پر عمل کرنے کا پختہ عہد لیا گیا۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں۔

(الاعراف:۱۷۱)

(۶۵): یہودیوں کے لئے ہفتہ کا دن متبرک قرار دیا گیا تھا۔ مگر وہ اس کی حرمت کا لحاظ نہیں کرتے تھے تفصیل کے لئے دیکھیں (الاعراف:۱۶۴) بعض عقل پرست کہتے ہیں انہیں بندر نہیں بنایا گیا تھا بلکہ ان کی عادات وخصائل بندروں جیسی ہوگئی تھیں۔ حالانکہ قرآن کا سیاق وسباق بتارہا ہے کہ وہ واقعی بندر ہی بنے تھے۔

(۶۷): بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص قتل ہوگیا۔ قاتل کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ ایک گائے کو ذبح کر کے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا لاش پر ماریں تو وہ خود بول کر اپنے قاتل کا نام و پتہ بتلادے گا۔ مگر بنی اسرائیل نے حیلے بہانے کئے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ

انہوں نے کہا! تم دعا کرو ہمارے لئے اپنے رب سے، کہ وہ بیان کرے ہمیں کہ وہ کیسی ہو؟ بیشک (وہ) گائے مشتبہ ہوگئی ہے ہم پر اور بیشک اب ہم، اگر

شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا

چاہا اللہ نے (تو) ضرور راہ پالیں گے (یعنی صحیح معلوم کرلیں گے) ﴿۷۰﴾ (موسیٰ نے) کہا! بیشک وہ فرماتا ہے (اللہ) کہ وہ ایک گائے ہے، جو نہیں ہے محنت کرنے والی کہ زمین جوتتی ہو اور نہ

تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا

سیراب کرتی ہو کھیتی کو، صحیح و سالم، نہ ہو کوئی داغ اس میں، کہنے لگے! اب لائے ہو تم بالکل ٹھیک بات، پھر انہوں نے اُس کو ذبح کر دیا

ع ۱۰ ۸ وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا

اور نہیں لگتا تھا کہ وہ ایسا کریں گے ﴿۷۱﴾ اور جب تم نے قتل کیا ایک شخص کو، پھر تم جھگڑا کرنے لگے اس کے بارے میں اور اللہ ظاہر کرنے والا ہے اس کو جو تھے

كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ

تم چھپاتے ﴿۷۲﴾ پھر ہم نے کہا! مار دو اِس (مُردے) کو اِس (گائے) کے ایک ٹکڑے سے، اِسی طرح زندہ کرے گا اللہ مُردوں کو

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ

اور وہ دکھاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں، تاکہ تم سمجھو ﴿۷۳﴾ پھر سخت ہو گئے تمہارے دل اس (نشانی) کے بعد بھی، گویا وہ

كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ

پتھر ہیں یا اُن سے بھی زیادہ سخت اور بیشک پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں کہ پھوٹ نکلتی ہیں ان سے نہریں۔

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

اور بیشک اُن میں کچھ ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور نکلتا ہے ان میں سے پانی اور اُن میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ کے خوف سے

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ

اور نہیں ہے اللہ غافل اس سے جو تم عمل کرتے ہو ﴿۷۴﴾ کیا تم اب بھی توقع رکھتے ہو کہ وہ ایمان لے آئیں گے تمہارے لئے، (یعنی دعوت پر) اور یقیناً تھا ایک فریق

مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

اُن میں سے، وہ (جو) سنتے تھے اللہ کا کلام، پھر ردّوبدل کر دیتے تھے اُس میں، اس کو سمجھ لینے کے بعد اور اس حال میں کہ وہ (حق کیا ہے) خوب جانتے تھے ﴿۷۵﴾

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا

اور جب وہ ملتے ہیں اُن لوگوں سے جو ایمان لائے، (تو) کہتے ہیں! ہم بھی ایمان لائے ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ تو وہ کہتے ہیں!

اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾

کیا تم بیان کرتے ہو ان سے، وہ باتیں جو کھولی ہیں اللہ نے تم پر؟ تاکہ وہ تم سے حجت بازی کریں اِس کے ذریعہ سے، آپ کے رب کے پاس، کیا نہیں تم عقل رکھتے ﴿۷۶﴾

﴿۷۰﴾: نکتہ چینی کرتی گئی تو پابندیاں بڑھتی ہی گئیں۔ ایک ہی گائے ایسی رہ گئی جو کہ تقریباً سنہری رنگ کی بے داغ تھی اور جوان تھی۔ ایسی ہی گائے پوجا پاٹ کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔ اب ایک تو انہیں اپنی معبود کشی کی تکلیف تھی اور دوسرے نادر الوجود گائے ہونے کی وجہ سے گائے کا حصول دشوار ہوا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ، اگر بنی اسرائیل انشاء اللہ نہ کہتے تو انہیں قیامت تک ایسی گائے کا پتہ نہ چلتا۔ انبیاء سے نکتہ چینی کرنا گھٹیا درجے کی گستاخی ہے۔

﴿۷۳﴾: قیامت کے دن مردوں کا دوبارہ جی اٹھنا اور اس کا یقین رکھنا ایمان کے انتہائی اہم ستونوں میں سے ایک ستون ہے۔ یہ بات ہمیشہ ہی منکرین قیامت کے لئے حیرت کا باعث رہی ہے چنانچہ اللہ رب العزت نے مذکورہ مثال میں لاش کو زندہ کرکے قیامت کے دن مردوں کو زندہ کرنے کا قطعی ثبوت فراہم کر دیا ہے کہ اس طرح اللہ مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے۔

﴿۷۴﴾: اللہ تعالیٰ کے ان تمام احسانات کے باوجود جن کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ تمام معجزات دیکھنے کے باوجود اور لاش کے اس طرح سے اپنے قاتل کا پتہ بتانے کے باوجود اے بنی اسرائیل تمہارے دل اتنے سخت ہو چکے ہیں کہ حق کی جانب مائل ہی نہیں ہوتے۔ دل کا سخت ہونا انتہائی نقصان دہ مرض ہے۔ اسی لئے اہل ایمان کو دل کی سختی سے بچنے کی نصیحت کی گئی ہے۔

● فرمان الٰہی ہے: ''اور ان کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی لیکن لمبی مدت گزرنے کے بعد ان کے دل سخت ہو گئے''۔ (الحدید:۱۶)

● حتیٰ کہ تم پتھروں سے بھی زیادہ سخت دل ہو کہ پتھروں سے تو چشمے بھی پھوٹ نکلتے ہیں۔ اللہ کے خوف سے کئی پتھر ٹوٹ کر گر جاتے ہیں۔

﴿۷۵﴾: اے ایمان والو کیا آپ کو امید ہے کہ یہ بدبخت اور شقی القلب ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ تو سمجھتے بوجھتے اللہ کے کلام میں تحریف کرتا رہا ہے۔

● اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کی پہچان کے لئے تورات میں خاصا مواد موجود تھا جسے یہ لوگ نبی آخر الزمان ﷺ کے مدینہ آنے سے قبل مشہور کر چکے تھے۔ کچھ لوگ مدینہ تشریف لانے کے بعد بھی بیان کر دیتے تھے اور ان سے کہہ دیتے کہ ہم بھی اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور جب اپنے ساتھیوں سے علیحدگی میں ملتے تو کہتے کہ تم مسلمانوں کو تورات کی ایسی باتیں کیوں بتاتے ہو جو تمہارے اپنے خلاف ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کے حضور مسلمان تم پر حجت قائم کریں؟

اَوَلَا يَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ ﴿۷۷﴾

کیا نہیں وہ جانتے کہ بیشک اللہ جانتا ہے، ہر وہ بات جو وہ چھپاتے ہیں اور وہ بھی جو وہ ظاہر کرتے ہیں﴿۷۷﴾

وَمِنۡهُمۡ اُمِّيُّوۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ الۡكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِىَّ وَاِنۡ هُمۡ اِلَّا

اور کچھ اُن میں سے اَن پڑھ ہیں، نہیں وہ جانتے کتاب کو سوائے آرزوؤں کے اور نہیں ہیں وہ مگر صرف

النصف

يَظُنُّوۡنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتٰبَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ ۗ ثُمَّ

گمان کرتے﴿۷۸﴾ پس ہلاکت ہے اُن لوگوں کے لئے جو لکھتے ہیں تحریر خود اپنے ہاتھوں سے، پھر

يَقُوۡلُوۡنَ هٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ لِيَشۡتَرُوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ فَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا

کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ حاصل کریں اس کے بدلے میں معاوضہ حقیر، سو تباہی ہے اُن کے لئے اِس بنا پر، جو

كَتَبَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ وَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ

لکھا اُنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اور ہلاکت ہے اُن کے لئے اس بنا پر جو وہ کماتے ہیں﴿۷۹﴾ اور کہتے ہیں! کہ ہرگز نہ چھوئے گی ہمیں آگ

اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدَةً ؕ قُلۡ اَتَّخَذۡتُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ عَهۡدًا فَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ عَهۡدَهٗۤ

مگر چند دن گنتی کے، کہہ دیجئے! کیا لے چکے ہو تم اللہ سے کوئی عہد، کہ ہرگز نہیں خلاف کرے گا اللہ اپنے وعدہ کے ؟

اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنۡ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتۡ

یا تم کہتے ہو اللہ کے بارے میں، جو نہیں تم جانتے﴿۸۰﴾ کیوں نہیں! جس نے کمائی کوئی برائی اور گھیر لیا

بِهٖ خَطِيۡٓـــَٔتُهٗ فَاُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

اُس کو اُس کی برائی نے، سو ایسے ہی لوگ ہیں اہل دوزخ، وہ اُسی میں رہیں گے ہمیشہ﴿۸۱﴾ اور جو لوگ ایمان لائے

ع ۹ ۱۱ ۹

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۸۲﴾ وَاِذۡ اَخَذۡنَا

اور کئے انہوں نے نیک عمل بھی، یہی ہیں اہل جنت، وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ﴿۸۲﴾ اور جب لیا تھا ہم نے

مِيۡثَاقَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا

پختہ عہد بنی اسرائیل سے، کہ نہ تم عبادت کروگے مگر اللہ کی اور والدین کے ساتھ حُسن سلوک کرنا

وَّذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا وَّاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ

اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور کہنا لوگوں سے اچھی بات اور قائم رکھنا نماز

وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّنۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۸۳﴾

اور ادا کرتے رہنا زکوٰۃ، مگر پھر گئے تم (اس عہد سے) سوائے چند لوگوں کے تم میں سے اور تم تو ہو ہی اعراض کرنے والے﴿۸۳﴾

﴿۷۷﴾: کیا انہیں علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو یہ سب باتیں خود بھی جانتا ہے اور وہ انکے دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔ جو چاہے خود بھی مسلمانوں کو بتا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی پوری معرفت ہے۔

﴿۷۹﴾: یہ تو ان کے علماء کی باتیں ہیں۔ اب ان کے عام طبقہ کی بات سن لیں۔ ان کی بنیاد تمنائیں اور آرزوئیں ہیں۔ انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم تو اللہ کے چہیتے ہیں اور لاڈلے ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں المائدہ:۱۷)

● اس طرح کے وہم اور گمان تقریباً تمام اہل ادیان نے ایجاد کئے ہیں

● عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھا کے امت کے کفارہ کا عقیدہ ایجاد کیا۔

امت محمد یہ ان کاموں میں بھی یہود و نصاریٰ سے پیچھے نہیں رہی چنانچہ انہوں نے بہشتی دروازوں اور پیروں کی شفاعت جیسے عقیدے ایجاد کر لئے کہ پیر صاحب قیامت کے دن انہیں عذاب سے چھڑا لیں گے۔ یہ سب عقیدے امت میں دین کی بنیاد کاٹ کر بے عملی کی راہ کھولتے ہیں۔

مسئلے یا فتوے تو اپنی خواہشات نفس سے گڑھ لیتے ہیں اور اس پر اللہ کا نام جڑ دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ان کے لئے "ویل" ہے۔ یعنی ہلاکت ہے۔ "ویل" جہنم کی ایک وادی بھی ہے جس میں گر کر اس کی تہہ تک پہنچنے کے لئے ایک کافر کو چالیس سال لگیں گے۔ (ترمذی)

﴿۸۰﴾: یہودی اس زعم میں مبتلا تھے کہ وہ اللہ کے لاڈلے اور چہیتے ہیں لہٰذا انہیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا۔ اگر ڈالا بھی گیا تو گنتی کے چند دنوں کے لئے۔ وہ کہتے تھے کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے ہم ہزار سال کے مقابلے میں ایک دن جہنم میں رہیں گے۔ کچھ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بچھڑے کی عبادت چالیس دن کے لئے کی ہے تو ہمیں چالیس دن کے لئے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کا جواب کئی طرح سے دیا ہے۔ جیسے یہاں فرمایا کہ تمہارا اللہ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے؟ اگر ایسا ہو تو دکھلاؤ تو سہی۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں (الجمعہ:۶)

﴿۸۳﴾: بظاہر اس آیت میں یہود مدینہ سے خطاب ہے۔ مگر یہ تعلیمات سب کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ اس سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا "اور کہئے کہ اے میرے رب میرے والدین پر رحم فرما کہ وہ بچپن میں مجھے پالتے رہے"۔ (بنی اسرائیل:۲۴)

یہ قرآن کی ان چند دعاؤں میں سے ایک دعا ہے جس کے مانگنے کا اللہ تعالیٰ نے صیغہ امر کے ساتھ حکم دیا ہے اور "رب" ہی کا مادہ "ربیانی" میں والدین کی تربیت کے لئے استعمال کیا ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ
اور جب ہم نے لیا پختہ عہد تم سے، کہ نہ بہانا تم (آپس میں) خون اور نہ نکالنا اپنوں کو
مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ
اپنے گھروں سے، پھر تم نے اس کا اقرار کیا تھا اور تم خود اس پر گواہ ہو﴿۸۴﴾ پھر تم ہی وہ لوگ ہو، کہ قتل کرتے ہو
اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ؗ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ
اپنوں کو اور نکال دیتے ہو اپنے ہی ایک گروہ کو اُن کے گھروں سے، چڑھائی کرتے ہو اُن پر،
بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ
گناہ اور زیادتی سے اور اگر آتے ہیں وہ تمہارے پاس قیدی بن کر تو چھڑا لیتے ہو تم ان کو فدیہ دے کر، حالانکہ حرام کیا گیا تھا تمہارے لئے
اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ
اُن کا نکال دینا۔ کیا پھر تم ایمان لاتے ہو کتاب کے ایک حصہ پر اور کفر (انکار) کرتے ہو دوسرے حصہ کے ساتھ؟ سو نہیں ہے سزا
مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْىٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ
اُس شخص کی جو کرے ایسا تم میں سے، مگر رسوائی دنیاوی زندگی میں اور قیامت کے دن وہ پھیرے جائیں گے
اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا
سخت ترین عذاب کی طرف اور نہیں ہے اللہ غافل اُن (اعمال) سے جو تم کرتے ہو﴿۸۵﴾ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خرید لی ہے
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؗ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ ع ۱۰
دنیاوی زندگی، آخرت کے بدلے، پھر نہ ہلکا کیا جائے گا اُن سے عذاب اور نہ وہ مدد ہی کئے جائیں گے﴿۸۶﴾
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ؗ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ
اور یقیناً ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور پے در پے بھیجے ہم نے اُس کے بعد کئی رسول اور عطا کیں ہم نے عیسیٰ ابن
مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا
مریم کو کھلی نشانیاں (معجزات) اور ہم نے اُس کی مدد کی روح القدس (جبرئیل) سے، کیا پھر جب بھی آیا تمہارے پاس کوئی رسول، ایسی چیز لے کر جسے
لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ؗ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾
نہ چاہتے تھے تمہارے نفس، تو تم نے تکبر کیا، پھر ایک فریق (کچھ رسولوں) کو تم نے جھٹلایا اور ایک فریق (کچھ رسولوں) کو قتل ہی کر ڈالا﴿۸۷﴾
وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾
اور انہوں نے کہا! ہمارے دل پردہ میں ہیں، (نہیں!) بلکہ لعنت کی ہے اُن پر اللہ نے، اُن کے کفر کی وجہ سے، سو وہ کم ہی ایمان لاتے ہیں﴿۸۸﴾

﴿۸۵﴾: یہودیوں کے تین قبائل مدینہ میں آباد تھے۔ بنونضیر، بنوقینقاع اور بنوقریظہ مشرکین مدینہ کے دو قبیلے اَوس اورخزرج تھے۔ اوس اورخزرج کی آپس میں لڑائی رہتی تھی۔ یہود تعداد میں کم ہونے کے باوجود سیاسی طور پر مضبوط تھے کیونکہ وہ جنگوں میں اپنے حلیف قبیلوں کے ساتھ لڑتے۔ بنوقریظہ اوس کے حلیف اور بنوقینقاع اور بنونضیر خزرج کے حلیف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود سے عہد لیا تھا کہ (ا) ایک دوسرے کا خون نہ کریں گے، (ب) ایک دوسرے کو جلا وطن نہ کریں گے، (ج) ظلم اور زیادتی پر مدد نہ کریں گے۔ (د) فدیہ دے کر قیدیوں کو چھڑا لیں گے۔

● اب یہ یہودی بھی اَوس اورخزرج کی جنگ میں لڑتے اور اپنے ساتھیوں کے گلے کاٹتے۔ جنگ میں ایک دوسرے کے قیدی بھی بنائے جاتے۔ تب اپنے اپنے قبیلہ کے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑا لیتے اور کہتے کہ اپنے دوستوں کو ذلیل ورسوا تو نہیں کر سکتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا مؤاخذہ کیا کہ کتاب کے بعض حصے (جو تمہیں پسند ہوں) کو مانتے ہو اور بعض حصے کا انکار کر دیتے ہو؟

● چنانچہ ایسے لوگوں کو جو عبرت ناک سزا سنائی گئی ہے وہ یہود کے ضمن میں پوری ہوئی۔ بنوقریظہ سنہ ۵ ہجری میں جنگ خندق کے بعد قتل کئے گئے اور ان کے بچے اور عورتیں غلام اور لونڈیاں بنائے گئے۔ بنونضیر ۴ ہجری میں جلا وطن ہوئے اور ان پر جزیہ لگایا گیا۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں الحشر:۵۹)

﴿۸۶﴾: اس آیت سے ان لوگوں کا مذہب غلط ثابت ہوتا ہے جو کہتے ہیں آخر میں جہنم کا عذاب ماند پڑ جائے گا اور جہنمی تکلیف محسوس نہ کریں گے۔

﴿۸۷﴾: حضرت موسیٰؑ کے بعد ہم نے لگاتار رسول بھیجے اور یہ سلسلہ حضرت عیسیٰؑ پر ختم ہو گیا۔ ان میں سے جن انبیاء کے نام قرآن میں وارد ہوئے وہ یہ ہیں: ہارون، ذی الکفل، الیاس، الیسع، داؤد، سلیمان، لقمان (اختلافی)، عزیر، یونس، زکریا، یحییٰ اور عیسیٰ۔ عیسیٰؑ اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتے۔ کوڑھی اور اندھے کو فقط ہاتھ لگا کر تندرست کر دیتے۔ ان کاموں میں روح القدس یعنی حضرت جبرئیلؑ کی تائید آپ کے ساتھ شامل حال رہتی۔

﴿۸۸﴾: یہود کہتے کہ ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں یعنی کوئی نئی چیز داخل نہیں ہو سکتی۔ اللہ فرماتے ہیں بلکہ ان پر کفر کی پھٹکار ہے۔ یہ تھوڑی باتوں پر ایمان لاتے ہیں جبکہ اکثر کا انکار کر دیتے ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ

اور جب آگئی اُن کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے، (جو) تصدیق کرتی ہے اُن (کتابوں) کی، جو اُن کے پاس ہے اور (اُن کی حالت یہ تھی) اِس سے

قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا

پہلے، کہ فتح مانگا کرتے تھے کافروں پر۔ پھر جب آ گیا اُن کے پاس وہ، جس کو انہوں نے پہچان بھی لیا،

كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ

(تو) انکار کر دیا اُسے، سو لعنت ہو اللہ کی کافروں پر۸۹ بہت بری ہے وہ چیز، کہ بیچ دیا انہوں نے اُس کے بدلے میں اپنی جانوں کو،

اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ

یہ کہ انکار کرتے ہیں وہ اُس کا، جسے نازل کیا ہے اللہ نے، محض اِس ضد کی بنا پر، کہ نازل کر رہا ہے اللہ اپنا فضل، (قرآن) جس پر چاہتا ہے،

مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٩٠﴾

اپنے بندوں میں سے، سو وہ گرفتار ہو گئے پے در پے غضب میں اور کافروں کے لئے ہے عذاب رُسواکن۹۰

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور جب کہا جاتا ہے! اُن سے کہ ایمان لاؤ، اُس پر جو نازل کیا ہے اللہ نے، تو وہ کہتے! ایمان لاتے ہیں ہم اُس پر جو نازل کیا گیا ہم پر

وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ

اورانکار کرتے ہیں ماننے سے اس چیز کے جو اُس کے علاوہ ہے، حالانکہ وہ حق ہے جو تصدیق کرتا ہے اُس (کتاب) کی جو اُن کے پاس ہے (ان سے) کہئے! تو کیوں قتل کرتے ہو تم

اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩١﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى

اللہ کے نبیوں کو اِس سے پہلے اگر تھے تم ایمان والے؟۹۱ اور یقیناً آئے تمہارے پاس موسیٰ

بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَاِذْ

کھلی نشانیوں کے ساتھ، پھر بھی تم نے بنا لیا بچھڑے کو (معبود) اُس (موسیٰ کے طور پر جانے) کے بعد اور تم ہی ہو ظالم۹۲ اور (یاد کرو) جب

اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۗ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ

ہم نے لیا تھا تم سے عہد اور بلند کیا تھا تمہارے اُوپر طور (پہاڑ) کو، (کہا) پکڑو تم جو ہم نے تمہیں دیا قوت کے ساتھ

وَّاسْمَعُوْا ۗ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۚ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ

اور سنو، انہوں نے کہا! ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور وہ پلا دیے گئے اپنے دلوں میں بچھڑے کی (محبت)

بِكُفْرِهِمْ ۗ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩٣﴾

ان کے کفر کی وجہ سے، کہہ دیجئے! بُری ہے وہ چیز کہ حکم کرتا ہے اس کا تمہارا ایمان، اگر ہو تم مومن۹۳

۸۹: یہود جب کفار مدینہ سے پٹ جاتے (جنگ وغیرہ میں) تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ نبی آخرالزمان کو جلد بھیج کہ ہم ان کے ساتھ مل کر کفار پر فتح حاصل کریں۔ اور جب وہ نبی آ گئے اورانہوں نے تورات میں مذکورہ نشانیوں کی مدد سے انہیں اچھی طرح پہچان بھی لیا تو اس کا انکار کر دیا جبکہ وہ لوگ جنہیں یہود اجڈ اوران پڑھ کہتے تھے انہیں سے سنی ہوئی باتوں کی بنا پر ایمان لانے میں سبقت لے گئے۔

۹۰: ان کے عناد کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ نبی جس کی یہ امید لگائے ہوئے تھے ان میں کیوں پیدا نہ ہوا؟ وہ قوم جو ان کے مطابق اجڈ اور جاہل تھی اس میں کیوں پیدا ہوا۔ اب یہ اللہ کی حکمت اور اس کا فضل ہے کہ جہاں چاہے اپنے رسول پیدا کرے۔ اپنے کاموں کی حکمت اور قدرت اسے پوری طرح حاصل ہے۔

یہود کے جرائم کی فہرست بہت طویل ہے جس میں سرفہرست نبی کی موجودگی میں بچھڑے کی عبادت انبیاء کا قتل اور پہچانتے ہوئے نبی کریم ﷺ کا انکار کرنا ہے۔ ضمناً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر عذاب ذلیل کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کو جو عذاب ہوگا وہ پاک کرنے کے لئے ہوگا۔

۹۱: تورات پر تو ایمان لاتے ہیں مگر قرآن اور انجیل پر ایمان نہیں لاتے۔ اچھا اگر یہی بات ہے تو کیا تورات میں کہاں لکھا ہے کہ نبیوں کو قتل کر دینا۔ حقیقت تو یہی ہے کہ تم نہ تورات پر ایمان لائے ہو نہ انجیل پر اور نہ قرآن پر بس تم خواہشات کے غلام ہو۔

نہ صرف یہ بلکہ حضرت موسیٰ جو کہ واضح معجزے لائے تھے اور جن پر ایمان کا تم دعویٰ کرتے ہو جیسے ہی وہ تمہاری نظروں سے اوجھل ہوئے تم نے بچھڑے کی عبادت کرنا شروع کر دی۔

۹۳: اس وقت بھی جب تم (یعنی تمہارے اسلاف) سے کوہ طور کی لٹکتی ہوئی تلوار کے نیچے عہد لیا جا رہا تھا کہ جو کچھ ہم تمہیں دیں اسے مضبوطی سے تھامو جس کا بنیادی ستون یہ تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا تو تم نے کہا تھا کہ ہم نے سن لیا ہے مگر دل ہی دل میں کہہ رہے تھے کہ ہم ماننے والے کہاں ہیں؟

ایمان کا تقاضا تو یہ ہوتا ہے کہ انسان مشرکانہ اعمال و افعال کو چھوڑ دے مگر تمہارا یہ ایمان کس قسم کا ہے جو شرک، نافرمانی، بدعہدی کی تعلیم دیتا ہے۔ دراصل تمہارے دل میں بچھڑے کی محبت رچ بس چکی ہے اور تمہارے رگ و پے میں سرایت کر چکی ہے۔ یہ تو کفر صریح ہے، ایمان کہاں؟

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

کہہ دیجئے! اگر ہے تمہارے ہی لئے گھر آخرت کا اللہ کے پاس خاص طور پر، سوائے (اور) لوگوں کے،

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (٩٤) وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ

تو تم تمنا کرو موت کی، اگر ہو تم سچے(۹۴) اور ہرگز نہیں وہ تمنا کریں گے موت کی کبھی بھی، بسبب اُن (گناہوں) کے جسے آگے بھیجا

اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ (٩٥) وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ

اُن کے ہاتھوں نے اور اللہ خوب جاننے والا ہے اِن ظالموں کو(۹۵) اور یقیناً آپ ضرور پائیں گے اُن (یہودیوں) کو سب سے بڑھ کر حریص

معانقة ۲ عند المتأخرین

عَلٰى حَيٰوةٍ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۛ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ

زندگی کا اور اُن لوگوں سے بھی زیادہ جنہوں نے شرک کیا، چاہتا ہے اُن میں سے ہر ایک، کہ کاش ملے اُس کو عمر ہزار سال کی،

ع ۱۱/۱۰ ۱۱

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ (٩٦) ع

حالانکہ نہیں ہے اُس کو بچانے والا عذاب سے، یہ کہ وہ (اس قدر) عمر دیا جائے اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اُس کو جو وہ عمل کرتے ہیں(۹۶)

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

کہہ دیجئے! جوشخص ہے دشمن جبرئیل کا، (ان کو معلوم نہیں) کہ جبرئیل ہی نے تو اُتارا ہے اِس (قرآن) کو آپ کے دل پر، اللہ کے حکم سے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (٩٧) مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ

تصدیق کرنے والا، اُن (کتابوں) کی جو اِس سے پہلے ہے اور ہدایت اور بشارت ہے ایمان والوں کے لئے(۹۷) جو کوئی ہے دشمن اللہ کا

وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (٩٨)

اور اُس کے فرشتوں کا اور اُس کے رسولوں کا اور جبرئیل اور میکائیل کا، تو بیشک اللہ بھی دشمن ہے کافروں کا(۹۸)

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ (٩٩)

اور بیشک ہم نے نازل کی آپ کی طرف آیات واضح اور نہیں کفر کرتے اُن کے ساتھ مگر نافرمانی کرنے والے(۹۹)

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (١٠٠)

کیا (ایسا نہیں ہوتا رہا کہ) جب بھی عہد کیا انہوں نے کوئی عہد (تو) پھینک دیا اُس کو ایک فریق نے اُن ہی میں سے، بلکہ اکثر اُن میں سے نہیں ایمان لاتے(۱۰۰)

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ

اور جب آیا اُن کے پاس کوئی رسول، اللہ کے پاس سے تصدیق کرنے والا اُن (کتابوں) کی جو اُن کے پاس ہے، تو پھینک دی ایک فریق نے

مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙۗ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (١٠١) ز

اُن لوگوں میں سے جنہیں دی گئی تھی کتاب، اللہ ہی کی کتاب کو پسِ پُشت، اِس طرح کہ گویا وہ جانتے ہی نہیں (اس کو)(۱۰۱)

(۹۴): جن لوگوں کو اللہ سے محبت ہوتی ہے۔ آخرت سے لگاؤ ہوتا ہے وہ دنیاوی چیزوں پر اس قدر نہیں گرتے اور نہ ہی موت سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔ یہودیوں کا حال اس کے بالکل برعکس تھا۔ اس دلیل سے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس دعویٰ کو رد کر دیا ہے کہ دار آخرت انہی کے لئے مخصوص ہے۔

(۹۵): بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا گیا ہے کہ آپ یہودیوں کو دعوت مباہلہ دے دیں۔ یعنی مسلمان اور یہودی دونوں مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم میں سے جو بھی جھوٹا ہو اسے موت سے ہمکنار کر دے۔ (مباہلہ کے متعلق مزید معلومات کے لئے دیکھیں۔ آل عمران:۶۱)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ موت کی تمنا بھی نہ کریں گے۔ یہ تو زندگی کے مشرکوں سے بھی زیادہ حریص ہیں۔

● یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موت کی تمنا کرنے سے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے پھر یہود کو کیوں کہا گیا ہے کہ اگر سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ جواب یہ ہے کہ یہ حکم بغرض الزام ہے نہ کہ بغرض تعمیل

● ایک روایت میں ہے کہ اگر یہودی اس وقت موت کی تمنا کرتے تو اسی وقت مر جاتے۔

(۹۷): یہود یہ سمجھتے تھے کہ جبرئیل ہمارا دشمن ہے وہ کہتے تھے کہ یہی وہ فرشتہ ہے جو کئی بار ہم پر عذاب لایا ہے اور ہمارے دشمنوں کو ہم پر غالب کر دیا ہے۔

● حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے جب مدینہ میں آپ کے تشریف لانے کی خبر سنی تو وہ اس وقت باغ میں پھل چن رہے تھے۔ اسی وقت آپ کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ سے تین باتیں پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے سوا کوئی نہیں بتلا سکتا۔ بتلایئے قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ جنتی لوگ جنت میں جا کر سب سے پہلے کیا کھائیں گے؟ بچہ اپنے ماں یا باپ سے صورت میں کیوں ملتا جلتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی ابھی جبرئیل نے یہ باتیں مجھے بتلائی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ ''جبرئیل'' نے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہاں۔ ابن سلام نے کہا کہ سارے فرشتوں میں سے وہی تو یہود کا دشمن ہے اس وقت آپ نے یہی آیت پڑھی۔ (بخاری)

جبرئیل علیہ السلام نے ہی تو اللہ کے حکم سے یہ قرآن نازل فرمایا ہے جو تمہاری کتاب کی بھی تصدیق کرتا ہے پھر جبرئیل سے دشمنی کے کیا معنی ہوئے؟

(۹۸): اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل، میکائیلؑ اور فرشتوں کی دشمنی کو اپنی دشمنی سے تعبیر کیا ہے۔ ایسے کافروں کا تو خود اللہ دشمن ہے۔ ''جبر'' اور ''میک'' سریانی لفظ ہیں ان کے معنی ''بندہ'' ہے اور ''ایل'' اللہ یعنی اللہ کے بندے۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ

اور انہوں نے اتباع کی اس کی، جسے پڑھتے تھے شیاطین، سلیمان کے بادشاہی میں اور نہیں کفر کیا سلیمان نے

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ

اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا، وہ سکھاتے تھے لوگوں کو جادو اور (پیروؤں کی) اُس (علم) کی جو نازل کیا گیا دو فرشتوں پر

بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ

بابل (شہر) میں، ہاروت اور ماروت (پر) اور نہیں سکھلاتے تھے وہ دونوں (فرشتے) کسی کو (وہ علم)، یہاں تک کہ وہ (پہلے) کہتے

اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ

کہ ہم تو محض ایک آزمائش ہیں، لہٰذا نہ تو کفر کر، پھر بھی وہ سیکھتے تھے اُن دونوں سے وہ جادو، کہ جدائی ڈالتے تھے اُس کے ذریعہ سے،

بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

بیوی اور شوہر کے درمیان اور نہیں تھے وہ نقصان پہنچانے والے، اس کے ذریعہ کسی کو بھی، مگر اللہ کے حکم سے

وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا

اور سیکھتے تھے لوگ وہ (علم) جو نقصان پہنچاتا تھا اُن کو اور نہیں نفع دیتا تھا انہیں اور یقیناً جان لیا انہوں نے، البتہ جس نے خریدا اُس (جادو) کو، نہ ہوگا

لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ

اُس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ اور البتہ بُری ہے وہ (چیز) کہ بیچا انہوں نے اُس کے بدلے اپنی جانوں کو،

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ

کاش کہ وہ جانتے ہوتے ﴿١٠٢﴾ اور اگر بیشک وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے (تو) ثواب (ملتا) اللہ کے یہاں سے بہت بہتر،

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٣﴾ ؏ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

کاش! وہ جانتے ہوتے ﴿١٠٣﴾ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو! نہ کہو تم رَاعِنَا بلکہ کہا کرو تم ''اُنْظُرْنَا''

وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور (توجہ سے) سنو اور کافروں کے لئے ہے عذاب، بہت دردناک ﴿١٠٤﴾ نہیں چاہتے وہ لوگ! جنہوں نے کفر کیا،

مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ

اہل کتاب میں سے اور نہ مشرکین، یہ کہ نازل کیا جائے تم پر کوئی خیر تمہارے رب کی طرف سے

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿١٠٥﴾

اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے اور اللہ مالک ہے فضلِ عظیم کا ﴿١٠٥﴾

﴿١٠٢﴾: حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں سحر سیکھنے کا بہت چرچا تھا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے حضرت سلیمانؑ کو ایسے معجزے عطا فرمائے جو کہ ساحروں کی بساط سے باہر تھے۔ آپ کو ہوا پر قدرت بخشی کہ وہ آپ کے تخت کو جہاں آپ چاہتے لے جاتی اور سرکش جنوں پر آپ کو کنٹرول عطا فرمایا جو کہ آپ کے مشکل کام کر دیا کرتے۔ آپ پرندوں کی بولی سمجھتے اور وہ آپ کی بولی سمجھتے۔ حضرت سلیمانؑ نے جب جادوگروں کا دور دورا دیکھا تو ان کی تمام کتابیں چھین کر داخل دفتر کر دیں۔ چنانچہ جب حضرت سلیمانؑ فوت ہوئے تو شیطان یہودیوں نے الزام لگایا کہ حضرت سلیمانؑ کی سلطنت کی طاقت کی بناء ہی سحر کا علم تھا اور دلیل یہ پیش کی کہ ان کے دفتر میں ہی سحر کی ساری کتابیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کے اس دعویٰ کا رد کیا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سحر کفر ہے۔

● اس کے علاوہ یہود کی ایک اور طرح سے آزمائش کی کہ بابل شہر (جہاں آج کل کوفہ ہے) میں دو
ع ١٢ ١٢ فرشتے ہاروت و ماروت کو بھیج دیا جو لوگوں کو سحر سکھلاتے تھے۔ مگر یہ بتادیتے کہ ہم آزمائش کے لئے بھیجے گئے ہیں لہٰذا سحر سیکھ کر کفر کا کام نہ کرو۔

● ان سحر سیکھنے والوں میں اکثریت ان کی ہوتی جو کہ میاں بیوی میں جدائی ڈالنا چاہتے تھے۔

● سحر کے ذریعے کوئی اچھا کام نہیں ہوتا بلکہ خرابی اور فساد ہی پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ''ساحر سے کہیں بھی بھلائی کا کام نہیں ہوتا''۔ (طٰہٰ: ٦٩) یہ ضروری نہیں ہے کہ سحر کا اثر ہو۔ اللہ کی مشیت ہوگی تو اثر ہوگا ورنہ نہیں۔

﴿١٠٤﴾: (راعنا) کے معنیٰ ہیں ہمارا لحاظ کیجئے یا رعایت کیجئے یعنی بات کو دہرا دیں۔ یہود جب کبھی آپ کی مجلس میں ہوتے تو اپنی خباثت کی وجہ سے زبان کو مروڑ کر (راعینا) کہتے۔ جس کے معنی ہیں ''ہمارے چرواہے'' یا (راعنا) یعنی احمق۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہود کی شرارت سے مطلع کرتے ہوئے یہ لفظ استعمال کرنے ہی سے منع کر دیا اور فرمایا کہ (انظرنا) کہہ لیا کرو۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ ہماری طرف توجہ فرمائیں۔ لہٰذا ایسے الفاظ جن میں اہانت اور تنقیص کا پہلو نکلتا ہو استعمال نہ کرنا چاہئے۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ
جب ہم منسوخ کرتے ہیں کسی آیت کو، یا ہم اُسے بھلا دیتے ہیں، تو ہم لے آتے ہیں بہتر اُس سے یا ویسی ہی، کیا نہیں جانتے تم
اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٦﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
(کہ) بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے(۱۰۶) کیا نہیں جانتے تم ؟کہ یقیناً اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں
وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١٠٧﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ
اور زمین کی اور نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار؟(۱۰۷) کیا تم چاہتے ہو؟
اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ
یہ کہ تم سوال کرو اپنے رسول سے جیسے سوال کئے گئے موسیٰ اِس سے پہلے اور جس نے بدلے میں لیا کفر کو
بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٠٨﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ
ایمان کے، تو یقیناً وہ بھٹک گیا سیدھی راہ سے(۱۰۸) چاہتے ہیں بہت سے اہل کتاب میں سے، کاش! کہ
يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۖۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ
وہ پھیر دیں تمہیں، بعد تمہارے ایمان (لے آنے) کے، کافر حسد کرتے ہوئے اپنے دلوں سے،
مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ
بعد اس کے کہ کھل کر سامنے آ گیا ہواُن کے لئے حق، سو آپ معاف کرتے رہیں اور درگزر سے کام لیں، یہاں تک کہ لے آئے اللہ اپنا حکم،
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٩﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا (الثلثة)
بیشک اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے(۱۰۹) اور تم قائم کرو نماز اورتم دو زکوٰۃ، اور جو کچھ
تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٠﴾
تم آگے بھیجو گے اپنے نفسوں کے لئے، کوئی بھلائی (تو) تم پاؤ گے اُس کو اللہ کے پاس، بیشک اللہ جو تم عمل کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے(۱۱۰)
وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ
اور انہوں نے کہا! ہرگز نہیں داخل ہوں گے جنت میں مگر (وہ) جو ہوں گے یہودی یا نصرانی، یہ اُن کی (جھوٹی) تمنائیں ہیں۔
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١١١﴾ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ
اُن سے کہہ دیجئے! تم لاؤ اپنی دلیل، اگر ہو تم سچے(۱۱۱) کیوں نہیں (ہاں)! جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ
(ع ۱۳/۹/۱۳) لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١١٢﴾
اللہ کے لئے اور وہ نیکی کرنے والا ہے، تو اُس کے لئے ہے اُس کا اجر اُس کے رب کے پاس اور نہ کوئی خوف ہوگا اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے(۱۱۲)

(۱۰۶): یہود کہتے تھے کہ تورات منسوخ نہیں ہوسکتی لہٰذا ہم انجیل اور قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔ نیز یہ اعتراض کرتے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ ایک حکم دیتے ہیں اور پھر منسوخ کر دیتے ہیں تو یہ اللہ کے شایان شان نہیں۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ اللہ مالک الملک صاحب اختیار ذات ہیں تو ہم موقع محل کی مناسبت سے نئے احکامات بھی دے سکتے ہیں۔سلف صالحین کا عقیدہ بھی اثبات نسخ ہی رہا ہے۔

(۱۰۸): یہودیوں نے حضرت موسیٰ سے ناروا سوالات کر کے انہیں مسلسل پریشان کئے رکھا۔کبھی گائے کو ذبح کرنے کے بارے میں قیل وقال کر کے خود ہی اپنے لئے مشکلات پیدا کر لیں ۔ اللہ تعالیٰ کو ایمان لانے سے پہلے واضح طور پر دیکھنے کا مطالبہ بہت بڑی گستاخی تھی۔

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ”جو میں چھوڑ دوں تم بھی اسے چھوڑ دو۔تم سے پہلے لوگ انبیاء سے کثرت سوالات اوران سے اختلاف کرنے کی بناء پر ہلاک کئے گئے۔(مسلم)

یہ کافرانہ روش ہے۔سورۃ مائدہ میں ارشاد ہے۔ ”اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگرتم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہاری ناگواری کا سبب ہوں“۔(المائدہ:۱۰۱)

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس کے سوال کرنے کی وجہ سے کوئی حلال چیز حرام کردی گئی۔(بخاری)

(۱۰۹): اہل کتاب کی یہ روش ان کی ضد کی وجہ سے ہے لہٰذا اشتعال کی بجائے تحمل اور صبر سے انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ کیا فیصلہ بھیجتا ہے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوا کہ ان کے ساتھ جہاد کیا جائے۔ بنونضیر جلاوطن ہو کر جزیہ دینے پر مجبور ہوئے اور بنوقریظہ قید ہونے کے بعد قتل ہوئے۔ان کی عورتیں اور بچے لونڈی و غلام بنائے گئے۔

(۱۱۱): زبانی دعوے اور جھوٹی آرزوئیں بے کار چیزیں ہیں۔ یہ خواہ یہود کی ہوں یا نصاریٰ کی یا مسلمانوں کی یا کسی اور کی۔اخروی نجات کے لئے اللہ تعالیٰ پر ایمان کے تقاضوں کے مطابق صالح اعمال بجالانا ضروری ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۖ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ
اور کہتے ہیں! یہودی، نہیں ہیں نصرانی کسی راہ پر اور کہتے ہیں نصرانی نہیں ہیں
الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُونَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
یہودی کسی راہ پر، حالانکہ وہ لوگ پڑھتے ہیں کتاب، اِسی طرح کہا ان لوگوں نے بھی جو نہیں علم رکھتے،
مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ (۱۱۳)
مثل ان کے قول کے! لہٰذا اللہ یہ فیصلہ کرے گا اُن کے درمیان قیامت کے دن اس میں، کہ جن میں وہ اختلاف کر رہے تھے (۱۱۳)۔
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِي خَرَابِهَا ؕ
اور کون بڑا ظالم ہے اُس سے جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں سے، یہ کہ ذکر کیا جائے اُن میں اس (اللہ) کا نام اور اس نے کوشش کی اُن کے ویران کرنے میں،
اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوهَآ اِلَّا خَآئِفِينَ ۬ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ
ایسے لوگوں کو نہیں ہے یہ حق بھی، کہ داخل ہوں ان (مسجدوں) میں مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے
وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۱۱۴) وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۗ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوا
اور اُن کے لئے آخرت میں عذاب عظیم ہے (۱۱۴)۔ اور اللہ ہی کے لئے ہیں مشرق اور مغرب، سو جس طرف بھی تم رخ کرو
فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (۱۱۵) وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ
اُسی طرف ہے رخ اللہ کا، بیشک اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے۔اور انہوں نے کہا! بنا لی ہے اللہ نے اولاد، وہ پاک ہے (ان چیزوں سے)،
بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُونَ (۱۱۶) بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ
بلکہ اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے، سب اسی کے لئے فرماں برداری کرنے والے ہیں (۱۱۶)۔ وہ موجدِ بے مثال ہے، آسمانوں
وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُولُ لَهٗ كُنْ فَيَكُونُ (۱۱۷) وَقَالَ الَّذِينَ
اور زمین کا اور جب وہ فیصلہ کرتا ہے کسی کام کا، تو بس حکم دیتا ہے اُسے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتا ہے (۱۱۷)۔ اور کہا! ان لوگوں نے جو
لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِينَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
نہیں علم رکھتے تھے، کیوں نہیں کلام کرتا ہم سے اللہ، یا (کیوں نہیں) آتی ہمارے پاس کوئی نشانی؟ اِسی طرح کہہ چکے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے
مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوقِنُونَ (۱۱۸)
ان ہی کی سی بات، ایک جیسے ہیں اُن کے دل، یقیناً ہم نے بیان کر دیں نشانیاں اُن لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں (۱۱۸)۔
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيمِ (۱۱۹)
بلاشبہ ہم نے بھیجا آپ کو حق کے ساتھ (اے محمدؐ)، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اور نہیں آپ سے سوال کیا جائے گا اہل دوزخ کے بارے میں (۱۱۹)

(۱۱۳): یہود اور نصاریٰ تورات اور انجیل پڑھتے تھے۔ یہود نصاریٰ کو اس لئے کافر سمجھتے تھے کہ انہوں نے ایک کے بجائے تین معبود بنا رکھے تھے جبکہ عیسائی یہود کو اس لئے کافر سمجھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ تورات میں ان کی بشارت موجود ہے۔

ان سے مراد مشرکین عرب ہیں جو اہل کتاب تو نہیں ہیں تاہم خود کو حضرت ابراہیمؑ کا پیروکار سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ روزہ دستور کے مطابق رکھتے۔ حج کرتے اور حاجیوں کی خدمت بھی کرتے ہیں لیکن اپنے علاوہ دوسروں کو گمراہ اور بے دین سمجھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صابی یعنی بے دین کہتے تھے۔

(۱۱۴): جب بیت المقدس پر یہود کا قبضہ ہوا تو انہوں نے عیسائیوں کو وہاں داخلہ اور عبادت کے لئے روک دیا۔ دور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مشرکین مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو بیت اللہ میں داخلہ سے روکتے رہے اور صلح حدیبیہ کے موقع پر عمرہ سے روک دیا۔

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا منشا یہ ہے کہ عبادت گاہوں کے متولی خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنیوالے اور اسی سے ڈرنے والے ہوں تا کہ جب شریر لوگ وہاں جائیں تو انہیں خوف ہو کہ شرارت کریں گے تو سزا پائیں گے۔

ایک تفسیر یہ ہے کہ یہ خوشخبری ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے اور یہ مشرکین بیت اللہ میں ڈرتے ہوئے داخل ہونگے کہ کہیں ہمیں گذشتہ زیادتیوں کے بدلے میں سزا نہ دی جائے۔ چنانچہ یہ خوشخبری فتح مکہ کے موقع پر پوری ہوگئی۔

(۱۱۵): حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینہ آرہے تھے اور وہ اپنی سواری پر سوار تھے اور نفل نماز ادا کر رہے تھے جس جانب سواری کا رخ ہوتا ادھر ہی ان کا رخ ہوتا۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی اور کہا کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (مسلم)
قتادہؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ قول یہ ہے: فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ ''اپنا رخ (نماز کی حالت میں) مسجد حرام کی جانب کیجئے''۔
(البقرہ: ۱۴۴)

(۱۱۶): یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم اللہ کا بیٹا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ارض وسماوات میں جو کچھ ہے سب اللہ کی مخلوق ہے۔ جب سب کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے فقط صرف کن سے پیدا کر لیتا ہے۔ ایسی ذات کو اولاد کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟
(۱۱۸): مشرکین عرب بھی یہودیوں کی طرح جاہلانہ مطالبات کرتے تھے۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ

اور ہرگز نہیں راضی ہوں گے آپ سے یہودی اور نہ نصرانی (عیسائی)، یہاں تک کہ آپ اتباع کریں ان کے ملت (دھرم) کی، کہہ دیجئے! بیشک اللہ کی ہدایت ہی (اصلی) ہدایت ہے

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ

اور اگر کہیں آپ نے پیروی کی اُن کے خواہشات کی، اِس کے بعد کہ آچکا ہے آپ کے پاس علم، تو نہیں ہوگا آپ کے لئے اللہ سے (بچانے والا) کوئی دوست

وقف منزل

وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ

اور نہ کوئی مددگار۔﴿۱۲۰﴾ وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب، وہ پڑھتے ہیں اُسے جیسا کہ اُس کے پڑھنے کا حق ہے، وہ لوگ ایمان لاتے ہیں اُس پر

ع ۱۴ ۹ ۱۴

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ

اور جو کوئی کفر کرتا ہے اس کے ساتھ، سو وہی ہیں خسارہ اٹھانے والے۔﴿۱۲۱﴾ اے بنی اسرائیل! یاد کرو تم میری نعمت، وہ جو میں نے انعام کی

عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ

تم پر اور یقیناً میں نے تم کو فضیلت دی تمام جہانوں پر۔﴿۱۲۲﴾ اور تم ڈرو اُس دن سے، کہ نہیں کام آئے گا کوئی نفس کسی نفس کے

شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى

کچھ بھی اور نہ قبول کیا جائے گا اس سے کوئی بدلہ اور نہ اسے نفع دے گی کوئی سفارش اور نہ ان کو مدد ہی پہنچے گی۔﴿۱۲۳﴾ اور جب آزمایا

اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ

ابراہیم کو اُس کے رب نے چند کلمات کے ساتھ، تو اُس نے انہیں پورا کر دیا، ارشاد ہوا! بیشک میں بناؤں گا تجھے لوگوں کے لئے امام، کہا (ابراہیمؑ نے) اور میری اولاد میں سے بھی؟

قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ

فرمایا! نہیں پہنچتا میرا عہد ظالموں کو۔﴿۱۲۴﴾ اور جب ہم نے بنایا بیت اللہ کو باربار لوٹنے کی جگہ (مرکز) انسانوں کے لئے اور امن کی جگہ

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا

اور تم بناؤ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ اور تاکید کی ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو، یہ کہ پاک رکھو تم دونوں

بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ

میرا گھر طواف کرنے والوں کے لئے اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے۔﴿۱۲۵﴾ اور جب کہا! ابراہیم نے، اے میرے رب! تو بنا

هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

اس (جگہ) کو شہر امن والا اور رزق دے اِس کے باشندوں کو پھلوں سے، اُن کو جو ایمان لائیں اُن میں سے اللہ پر اور روز آخرت پر،

قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

کہا (اللہ نے) اور جس نے کفر کیا تو میں اسے فائدہ دوں گا تھوڑا سا، پھر اُسے مجبور کروں گا (یعنی کھینچ کر) دوزخ کے عذاب کی طرف اور بُری ہے وہ جگہ پھیرنے کی (یعنی ٹھکانا)۔﴿۱۲۶﴾

﴿۱۲۰﴾: وہ دین نہیں جو کہ ان کے انبیاء پر اترا تھا بلکہ وہ دین جو کہ ان کے پاس موجود ہیں جس میں ان کی اپنی خواہشات نفس کا ملغوبہ بھی شامل ہے۔ ہدایت وہی معتبر ہوتی ہے جو کہ اس زمانہ کی ہو۔ آیت کے دوسرے حصہ میں شدید تنبیہہ ہے کہ اگر آپ نے یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کے لئے اپنا مشن چھوڑ دیا تو آپ کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔

مخاطب تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں مگر مقصود پوری امت ہے کہ وہ مذاہب باطلہ اور اہل بدعت کی خاطر سنت کی اتباع میں مداہنت سے کام نہ لیں۔

﴿۱۲۱﴾: اہل کتاب میں سے کچھ لوگ انصاف پسند بھی تھے۔ تلاوت کے حق کے کئی مفہوم بیان کئے گئے ہیں توجہ اور غور فکر سے پڑھتے ہیں۔ اس کے حلال و حرام کو لاگو کرتے ہیں اور تحریف نہیں کرتے اور جو کچھ اس میں ہے لوگوں کو بتاتے ہیں اور چھپاتے نہیں محکم باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ متشابہات پر ایمان لاتے ہیں اور جو باتیں انہیں سمجھ نہیں آتیں انہیں علماء سے حل کراتے ہیں۔

﴿۱۲۴﴾: بنی نوع انسان کی امامت کا منصب حضرت ابراہیمؑ کو ایسے ہی نہیں مل گیا بلکہ آپ کی پوری زندگی سن شعور سے لے کر مرتے دم تک قربانیوں ہی سے بھرپور تھی۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں۔ (النساء: ۱۲۵) امامت کا وعدہ صرف صالح اولاد کے لئے ہے۔ ظالموں کے لئے ایسا کوئی وعدہ نہیں

﴿۱۲۵﴾: ثواب کی جگہ یا دوسرا معنی یہ ہے کہ حج، عمرہ اور طواف کے لئے بار بار لوٹ آنے کی جگہ۔ مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ بیت اللہ تعمیر کرتے رہے۔ اس پر کھڑے ہو کر آپ نے لوگوں کو حج کے لئے پکارا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: "تین باتوں میں میری رائے اللہ کے علم کے موافق ہو گئی (جس میں سے ایک یہ تھی) کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا اچھا ہو اگر آپ مقام ابراہیم کو صلوٰۃ کی جگہ قرار دیں تو یہ آیت اتری"۔ (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ مساجد کو صاف کرنا انتہائی فضیلت کا کام ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے انتہائی برگزیدہ رسولوں کو دیا۔ یہاں صفائی سے مراد صرف ظاہری صفائی نہیں بلکہ باطنی صفائی بھی مراد ہے کہ اس گھر میں مشرک لوگ نہ آنے پائیں جو کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کو بھی پکارنا شروع کر دیں اور اسے گندہ بنا دیں۔

﴿۱۲۶﴾: اللہ نے بیت اللہ کو زبردست امن و امان نصیب فرمایا۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں ابراہیم: ۳۶)

پھلوں کا رزق دینے کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے قبول فرمائی کہ "وادی غیر ذی زرع" یعنی کسی طرح کی کھیتی باڑی کے بغیر ہونے کے باوجود ہر قسم کا پھل مکہ میں بافراغت دستیاب ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے جب اولاد کی امامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو جواب ملا کہ وہ صرف صالح لوگوں کو ملے گی ظالموں کو نہ ملے گی۔ اب ابراہیمؑ نے پھلوں کی دعا میں ایمان کی شرط از خود بڑھا دی تو جواب ملا کہ رزق کے معاملہ میں ایمانداری کی کوئی شرط نہیں وہ میں نیک اور بد سب کو دوں گا۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ
اور جب اُٹھا رہے تھے ابراہیم بنیادیں بیت اللہ کی اور اسماعیل بھی، (اور کہتے تھے) اے ہمارے رب تو قبول کر یہ نیکی ہم سے، یقیناً تو ہی
اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٢٧﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً
ہے خوب سننے والا خوب جاننے والا﴿١٢٧﴾۔ اے ہمارے رب! تو بنا ہمیں فرماں بردار اپنا اور بنا ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت
مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٨﴾
فرماں بردار اپنی، اور سکھا ہمیں اپنی عبادت کے طریقے اور قبول فرما ہماری توبہ، بیشک تو ہی ہے بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا﴿١٢٨﴾۔
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
اے ہمارے رب! اور تو بھیج اُن میں ایک رسول اُن ہی میں سے، (کہ) وہ تلاوت کرے اُن پر تیری آیات اور اُن کو سکھائے کتاب
ع ١٥/٨/١٥ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٢٩﴾ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ
اور حکمت اور اُن کو پاک کرے، بلاشبہ تو ہی ہے نہایت غالب خوب حکمت والا﴿١٢٩﴾۔ اور کون بے رغبتی کرتا ہے مِلتِ
اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ
ابراہیم سے، سوائے اُس کے جس نے نادانی کی اپنے نفس (کے معاملے) میں اور ہم نے اُس کو منتخب کر لیا دنیا میں اور بیشک وہ آخرت میں
لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٣٠﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٣١﴾
صالحین میں سے ہے﴿١٣٠﴾جب کہا اُس سے اُن کے رب نے، کہ تو فرماں بردار (مسلم) ہوجا، اس نے کہا میں فرماں بردار (مسلم) ہوگیا رب العالمین کے لئے﴿١٣١﴾۔
وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا
اور وصیت کی اِسی (اسلام) کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے بھی، اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے چُن لیا ہے تمہارے لئے یہ دین، لہٰذا ہرگز نہ
تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ
مرنا تم، مگر اِس حال میں کہ تم مسلمان ہو﴿١٣٢﴾ کیا تھے تم موجود اُس وقت جب قریب آئی یعقوب کو موت (کا وقت)،
اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ
جب کہا تھا اُس نے اپنے بیٹوں سے کہ کس چیز کی تم عبادت کرو گے میرے بعد؟ انہوں نے کہا ہم عبادت کریں گے تیرے معبود کی اور تیرے باپ دادا کے معبود کی، (یعنی) ابراہیم
وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٣﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ
اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود واحد کی اور ہم اُسی کے فرماں بردار ہیں﴿١٣٣﴾۔ یہ ایک جماعت ہے یقیناً وہ گزر گئی،
لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٤﴾
اُن کے لئے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے ہے وہی جو تم نے کمایا اور نہیں تم سوال کئے جاؤ گے اس کے متعلق جو تھے وہ عمل کرتے﴿١٣٤﴾۔

﴿١٢٧﴾: قسطلانی نے کہا کہ کعبہ دس مرتبہ تعمیر ہوا۔ سب سے پہلے اسے فرشتوں نے بنایا۔ دوسری مرتبہ آدم نے تیسری بار شیثؑ (آدم کے بیٹے) نے چوتھی مرتبہ ابراہیمؑ نے پانچویں مرتبہ قوم عمالقہ، چھٹی مرتبہ قبیلہ جرہم، ساتویں مرتبہ قصی بن کلاب (آپ ﷺ کے جدامجد) آٹھویں مرتبہ قریش (آپؐ کی حیات میں بعثت سے پہلے) نویں مرتبہ عبداللہ ابن زبیر (اپنے دور خلافت میں) دسویں بار حجاج ابن یوسف نے۔

حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بعد کی تعمیر نو تاریخ میں محفوظ ہے مگر اس سے پہلے کی تعمیرات کی قرآن وسنت سے یا تاریخی وثائق سے کوئی دلیل دستیاب نہیں تاہم آیت مذکورہ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ ”اور جب ابراہیم بنیادیں اٹھا رہے تھے“۔ سے ایسا محسوس ہوتا کہ بنیادیں پہلے سے موجود تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

﴿١٢٨﴾: مسلم وہ ہوتا ہے جو اللہ کے سامنے مطیع ہو کر سر تسلیم خم کر دے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرے۔ اس طرز عمل کا نام اسلام ہے اور یہی حضرت آدمؑ سے حضرت محمدؐ تک سب انبیاء کا دین رہا ہے۔

﴿١٢٩﴾: یعنی شہر مکہ کے باشندوں سے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا بھی قبول فرمائی اور اولاد اسماعیل سے نبی آخرالزمان مبعوث فرمائے۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہوں۔

حکمت کے معنی دانائی اور سمجھ بوجھ ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنی کتاب الرسالۃ میں بے شمار دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قرآن میں جہاں بھی کتاب کے ساتھ حکمت کا لفظ آیا ہے، اس سے مراد سنت رسول ﷺ ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

مقداد بن معدیکرب کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ خوب سن لو مجھے کتاب (قرآن) بھی دیا گیا ہے اور اس کی مثل اتنا کچھ اور بھی۔ (ابوداؤد)

اسی طرح قرآن پاک کی یہ آیت اتباع سنت کو واجب قرار دیتی ہے۔ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ”آپ کو رسول جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو“۔ (الحشر: ۷) اس سے واضح نتیجہ نکلتا ہے کہ جو سنت رسول کا منکر ہے وہ قرآن کا بھی منکر ہے۔

﴿١٣٢﴾: یہود کہتے تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ہمیں یہودی رہنے کی وصیت کی تھی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہود سے پوچھا کہ کیا تم اس وقت موجود تھے؟ پھر خود حقیقت بیان فرمادی۔ یعنی انبیاء اور ان کے ساتھی۔

وَقَالُوۡا كُوۡنُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى تَهۡتَدُوۡا ؕ قُلۡ بَلۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهٖمَ حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ
اورانہوں نے کہا! ہوجاؤتم یہودی یا نصرانی (عیسائی) توہدایت پا جاؤگے، کہہ دیجئے! نہیں بلکہ ملت ابراہیم کی (جو) حنیف (یعنی سب کو چھوڑ کر اللہ کا ہوگیا) تھا اور نہیں تھا وہ
مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ
مشرکوں میں سے (۱۳۵)۔ کہہ دیجئے! ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس پر، جو نازل کیا گیا ہماری طرف اور جو نازل کیا گیا ابراہیم،
وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَمَاۤ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى وَعِيۡسٰى وَمَاۤ اُوۡتِىَ
اسما عیل، اسحا ق اور یعقوب پر اور اُس کی اولاد پر اور جو دیا گیا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو دیا گیا
النَّبِيُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ ۖ وَنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۳۶﴾
نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے، نہیں ہم فرق کرتے اُن کے درمیان کسی ایک کے اور ہم اُسی (اللہ) کے فرماں بردار ہیں (۱۳۶)۔
فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَاۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ فَقَدِ اهۡتَدَوْا ۚ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا هُمۡ فِىۡ شِقَاقٍ ۚ
پھر اگر وہ بھی ایمان لائیں اِسی طرح جیسے ایمان لائے ہوتم، تو، یقیناً وہ ہدایت یا فتہ ہو گئے اور اگر وہ اعراض کریں تو وہی ہیں مخا لفت میں،
فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۱۳۷﴾ ؕ صِبۡغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ
سو ضرور کفایت کرے گا آپ کو ان سے اللہ اور وہی ہے خوب سننے والا خوب جاننے والا (۱۳۷)۔ اللہ کا رنگ (اپناؤ) اور کس کا (رنگ) اچھا ہے
مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً ۫ وَّنَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلۡ اَتُحَآجُّوۡنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا
اللہ کے رنگ سے اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں (۱۳۸)۔ کہہ دیجئے! کیا تم ہم سے جھگڑتے ہو اللہ کے بارے میں، حالانکہ وہی ہما را رب ہے
وَرَبُّكُمۡ ۚ وَلَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَلَكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ ۚ وَنَحۡنُ لَهٗ مُخۡلِصُوۡنَ ﴿۱۳۹﴾ ۙ اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ
اورتمہارا بھی اور ہمارے لئے ہیں ہمارے عمل اورتمہارے لئے ہیں تمہارے عمل اور ہم تو اسی کے لئے خالص (عبادت کرنے والے) ہیں (۱۳۹)۔ کیا تم کہتے ہو!
اِنَّ اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطَ كَانُوۡا هُوۡدًا
کہ بیشک ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُن کی اولاد تھے یہودی
اَوۡ نَصٰرٰى ؕ قُلۡ ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَتَمَ شَهَادَةً
یا نصرانی (عیسائی)، کہہ دیجئے! کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اور کون بڑا ظالم ہے اُس سے جو چھپائے وہ شہادت
عِنۡدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلۡكَ اُمَّةٌ قَدۡ خَلَتۡ ۚ لَهَا
جو اُس کے پاس ہے اللہ کی طرف سے؟ اور نہیں ہے اللہ غافل اُس سے جو تم عمل کرتے ہو (۱۴۰)۔ یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی، اُن کے لئے ہے
مَا كَسَبَتۡ وَلَكُمۡ مَّا كَسَبۡتُمۡ ۚ وَلَا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۱﴾ ع ۱۶ / ۱۲ / ۱۶
وہ جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے ہے وہ جو تم نے کمایا اور نہیں تم سوال کئے جاؤگے اس سے متعلق جو وہ کیا کرتے تھے (۱۴۱)

(۱۳۵): یہودی اور عیسائی دونوں ہی حضرت ابراہیمؑ کو اپنا امام مانتے ہیں جو کہ مؤحد تھے۔ جبکہ یہ شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ اسباط سبط کی جمع ہے جس کے معنیٰ قبیلہ کے ہیں۔ ہم تمام انبیاء کی رسالت اور ان پر نازل شدہ کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔

جب سب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں تو پھر یہ نہیں ہوسکتا کہ کچھ پر ایمان لائیں اور کچھ کو چھوڑ دیں۔ ورنہ یہ باپ دادا کی تقلید ہوگئی اللہ اور انبیاء پر ایمان لا نا نہ ہوا۔ البتہ عمل صرف محمد ﷺ کی شریعت پر کیا جائے گا کیونکہ اول تو پہلے انبیاء کی کتابوں میں تحریف ہو چکی ہے ثانیاً قرآن پاک کے نازل ہونے سے وہ منسوخ ہوچکی ہیں۔

(۱۳۷): یعنی صحابہ کی طرح اخلاص نیت کے ساتھ پورے اسلام میں داخل ہو جائیں نہ کہ کچھ ماننے اور کچھ کا انکار کرنے یا نفاق کا طریق اختیار کریں۔

یہ آپ ﷺ کو اللہ کی طرف سے حفاظت اور نصرت کا وعدہ ہے کہ آپ کے دشمنوں کے لئے اللہ کافی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائیں گے''۔ (المائدہ:۶۷)

چنانچہ یہ وعدہ پورا ہوا۔ اللہ کے نبی ﷺ غالب ہوئے۔ یہود بنونضیر جلا وطن ہوئے اور جزیہ دینا قبول کیا جبکہ بنوقریظہ قتل ہوئے۔

روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت آپ قرآن کی تلاوت فرمارہے تھے اور مصحف آپ کی گود میں تھا۔ اور آپ کے خون کے چھینٹے فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ ۚ کے الفاظ پر گرے۔ یہ مصحف آج بھی ترکی میں موجود ہے۔

(۱۳۸): جب کوئی شخص عیسائی ہوتا ہے تو عیسائی اسے پانی میں زرد رنگ ملا کر غسل دیتے ہیں۔ یہ غسل صرف نئے مذہب میں داخل ہونیوالوں کو ہی نہیں بلکہ نومولود بچوں کو بھی دیتے ہیں۔ اس رسم کا نام انہوں نے بپتسمہ (BAPTISM) رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان رسمی رنگوں میں کیا ہے؟ رنگ تو صرف اللہ ہی کا ہے جو کہ اس کی عبادت سے چڑھتا ہے۔

(۱۳۹): یہود و نصاریٰ خود کو اللہ کے بیٹے اور چہیتے کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ہی اس کی نوازشات اور احسانات کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ آپ کہئے کہ جیسے وہ تمہارا خالق اور رب ہے اسی طرح ہمارا ہے۔ البتہ ہم تو خالص اسی کے ہیں اور تم شرک بھی کرتے ہو لہٰذا اپنے انجام کا اندازہ خود ہی کرلو۔

(۱۴۰): گویا تم نے جانتے بوجھتے کتمان حق یعنی حق چھپایا ہے اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا؟

(۱۴۱): یہ آیت (آیت ۱۳۴) پہلے بھی گزر چکی ہے۔ پہلے اس کے مخاطب یہودی تھے۔ یہاں یہودی، عیسائی اور مسلمان سب ہیں۔ دوبارہ ذکر تاکید مزید ہے۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ
عنقریب کہیں گے بےوقوف لوگ، کہ کس چیز نے پھیر دیا ہے (مسلمانوں کے رُخ کو) اُن کے اِس قبلہ سے، کہ جس پر یہ تھے (پہلے)، کہہ دیجئے (اے نبیؐ) اللہ ہی کا ہے
الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ
مشرق اور مغرب، وہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی۝۱۴۲ اور اِسی طرح ہم نے بنایا تمہیں
اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا
ایک اُمت معتدل، (افضل) تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور ہو رسول تم پر گواہ، اور نہیں
جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى
ہم نے بنایا اس قبلے کو وہ جس پر آپ تھے، (پہلے) مگر تاکہ ہم جان لیں، اُس شخص کو کہ کون اتباع کرتا ہے رسول کی اور کون پھر جاتا ہے اپنے
عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ
اُلٹے پاؤں اور بیشک تھا یہ (بدلنا) بہت گراں سوائے اُن لوگوں کے جنہیں ہدایت دی اللہ نے اور نہیں ہے اللہ ایسا کہ ضائع کر دے تمہارا ایمان،
اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ
بیشک اللہ انسانوں پر بہت ہی شفیق نہایت مہربان ہے۝۱۴۳۔ یقیناً ہم دیکھ رہے ہیں بار بار اُٹھنا آپ کے چہرے کا آسمان کی طرف، سو ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو
قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ
اُس قبلے کی طرف، کہ (جسے آپ) پسند کرتے ہیں، سو پھیر لیں آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف اور جہاں کہیں بھی ہو تم تو پھیر لو اپنے چہرے
شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
اُسی کی طرف اور بیشک وہ لوگ جنہیں دی گئی کتاب، وہ خوب جانتے ہیں، کہ بیشک وہ حق ہے ان کے رب کی طرف سے اور نہیں ہے اللہ غافل
عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ
اس سے جو وہ عمل کرتے ہیں۝۱۴۴ اور البتہ اگر آپ لے آئیں اُن لوگوں کے پاس جنہیں دی گئی کتاب، (اور) ہر قسم کی نشانی، (پھر بھی وہ) نہیں پیروی کریں گے آپ کے قبلے کی اور نہ
اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ
آپ پیروی کرنے والے ہیں اُن کے قبلے کی اور نہ ہے ان میں کوئی گروہ پیروی کرنے والا دوسرے گروہ کے قبلے کی اور اگر کہیں آپ نے پیروی کی اُن کے خواہشات کی
مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
اِس کے بعد بھی، کہ جو آ گیا ہے آپ کے پاس علم، تو یقیناً آپ بھی اس وقت ہو جائیں گے ظالموں میں سے۝۱۴۵۔ وہ لوگ جنہیں دی ہم نے کتاب،
يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾
وہ پہچانتے ہیں اُس (رسول) کو جیسے پہچانتے ہیں اپنی اولاد کو۔ لیکن کچھ لوگ ان میں سے چھپاتے ہیں حق کو جانتے بوجھتے۝۱۴۶۔

۱۴۲: امت مسلمہ کا اصل قبلہ بیت اللہ ہی تھا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کے تعمیر کرنے کے بعد بھی یہی قبلہ تھا۔ تاہم یہود نے بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنایا۔ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد ابتداء میں لگ بھگ ۱۶، ۱۷ ماہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت المقدس ہی کو اپنا قبلہ بنائے رکھا کیونکہ مشرکین مکہ سے آپ اہل کتاب کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ کے اس عمل کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب ہی منسوب کیا۔ ''اور ہم نے آپ کے لئے پہلا قبلہ (بیت المقدس) اس لئے بنایا تھا کہ ہمیں معلوم ہو کہ کون رسول کی اتباع کرتا ہے''۔ (بقرہ:۱۴۳)

چنانچہ کسی قوم کے قبلہ کو اپنا قبلہ قرار دینا۔ اس قوم کی قیادت اور امامت کو تسلیم کرنا ہے لہٰذا آپ نے ابتدائی دور میں بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنایا تو اس کی ایک وجہ تو مشرکین مکہ کی مخالفت تھی۔ دوسرے مسلمانوں کا امتحان بھی مقصود تھا کیونکہ کسی بھی قوم کے لئے اپنے شعائر کو ترک کرنا سہل کام نہیں ہے۔

ہجرت کے بعد مدینہ کے حالات مختلف ہو چکے تھے۔ ایک ننھی آزاد ریاست وجود میں آ چکی تھی۔ اب بیت المقدس کو قبلہ برقرار رکھنا ان کی امامت تسلیم کئے رکھنا تھا۔ چنانچہ اب آپ کی قلبی خواہش تھی کہ بیت اللہ کو قبلہ قرار دیا جائے اور اس انتظار میں بار بار آپ کی نظریں آسمان کی طرف اٹھتی تھیں۔

۱۶ یا ۱۷ ماہ مدینہ میں آپ نے بیت المقدس کے رخ میں نمازیں پڑھیں۔ تب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کو نماز کی حالت ہی میں یہ حکم پہنچا تو انہوں نے نماز ہی میں قبلہ تبدیل کر لیا۔ جس مسجد میں مسلمانوں نے حالت جماعت میں اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا وہ مسجد قبلتین کہلاتی ہے۔

تحویل قبلہ کا یہودیوں پر منفی اثر ہوا۔ چنانچہ ان نادانوں نے یہ اعتراضات شروع کر دیئے کہ مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا ہے۔

۱۴۳: وسط چونکہ درمیانی یا معتدل چیز کو بھی کہتے ہیں لہٰذا اس کا ایک معنیٰ عادل امت بھی ہے چنانچہ یہ امت اور اس کے رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن حق کے ساتھ گواہی دیں گے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں۔ (النساء:۴۱)

جنہوں نے تحویل قبلہ سے قبل بیت المقدس کی جانب نمازیں پڑھی ہیں ان کی نمازیں اللہ ضائع نہیں کرے گا۔

۱۴۶: علمائے یہود و نصاریٰ کو روز روشن کی طرح معلوم تھا کہ حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ کی تعمیر کی اور اسے قبلہ قرار دیا جبکہ بیت المقدس کے قبلہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔

ع ١٧ ٦ ١
اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿١٤٧﴾ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ
(یہ) حق ہے آپ کے رب کی طرف سے، چنانچہ ہرگز نہ ہوں آپ شک کرنے والوں میں سے (۱۴۷)۔ اور ہر ایک کے لئے ہے ایک سمت، کہ وہ منہ کرتا ہے اس کی طرف، سو سبقت کرو تم نیکیوں میں،

وقف النبی ﷺ
اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ حَيْثُ
جہاں بھی ہوگے تم لے آئے گا تم کو اللہ اکٹھا، بیشک اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے (۱۴۸)۔ اور جہاں سے بھی

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
آپ نکلیں تو پھیر لیں اپنا چہرہ (حالت نماز میں) مسجد حرام کی طرف اور بلاشبہ وہ حق ہے آپ کے رب کی طرف سے اور نہیں ہے اللہ غافل

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٩﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا
اس سے جو تم عمل کرتے ہو (۱۴۹)۔ اور جہاں سے بھی آپ نکلیں تو پھیر لیں اپنا چہرہ (نماز کی حالت میں) مسجد حرام کی طرف اور جہاں کہیں بھی

كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
ہو تم تو پھیر لو اپنے چہرے اس کی جانب، تاکہ نہ رہے لوگوں کے پاس تمہارے خلاف کوئی حجت، سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے ظلم کیا

مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۗ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥٠﴾ ۛ
ان میں سے، سو نہ ڈرو تم اُن سے اور مجھ ہی سے ڈرو اور تاکہ میں پوری کروں اپنی نعمت تم پر اور شاید کہ تم ہدایت پاؤ (۱۵۰)۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ
جس طرح ہم نے بھیجا تم میں سے ایک رسول تم ہی میں سے، جو پڑھ کر سناتا ہے تمہیں ہماری آیات اور پاک کرتا ہے تمہیں اور سکھاتا ہے تمہیں کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥١﴾ ۛ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا
اور حکمت اور سکھاتا ہے تمہیں وہ باتیں جو نہیں تم جانتے تھے (۱۵۱)۔ پس یاد رکھو تم مجھے، میں تمہیں یاد رکھوں گا اور تم شکر کرو میرے لئے اور نہ

ع ١٨ ٥ ٢
تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٣﴾
کرو ناشکری (۱۵۲)۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۱۵۳)۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿١٥٤﴾
اور نہ کہو ان کو جو قتل (شہید) کر دیے جائیں اللہ کی راہ میں مُردے، بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور لیکن تمہیں (ان کے زندہ ہونے کا) شعور نہیں (۱۵۴)۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ
اور البتہ ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کسی چیز سے، (یعنی) خوف اور بھوک سے اور نقصان کر کے مالوں میں اور جانوں میں اور پھلوں میں

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٥﴾ ۙ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾ ؕ
اور خوشخبری دے دیجئے صبر کرنے والوں کو (۱۵۵)۔ وہ لوگ کہ جب پہنچتی ہے انہیں کوئی مصیبت، تو کہتے ہیں! بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بیشک ہمیں اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۱۵۶)۔

(۱۴۸): ہر ایک کے لئے ایک جہت ہے جس طرف وہ رخ کرتا ہے یعنی کسی نہ کسی جہت میں رخ کرنا ہی ہے۔ اصل چیز رخ کرنا نہیں ہے بلکہ وہ نیکی ہے جس کے لئے تم نماز پڑھتے ہو لہٰذا سمت اور مقام کے جھگڑوں میں پڑنے کے بجائے تمہیں اصل مقصد یعنی نیکی کے حصول کی فکر کرنی چاہئے۔

(۱۴۹): یعنی نماز ادا کرتے وقت۔

(۱۵۰): یہاں اس مضمون کو دہرایا گیا ہے۔ اس کی وجوہ الگ الگ ہیں مثلاً آیت نمبر ۱۴۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی رضا اور اظہار تکریم کے لئے یہ حکم دیا۔ اور آیت نمبر ۱۵۰ میں وضاحت کی گئی ہے کہ یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو تم سے جھگڑنے کا موقعہ نہ رہے کیونکہ یہودی تحویل قبلہ سے قبل کہتے تھے کہ تم ہمارا طریقہ تو نہیں مانتے مگر قبلہ ہمارا ہی برقرار رکھتے ہو۔ اور مشرکین مکہ کہتے کہ دعویٰ تو ابراہیم علیہ السلام کے طریق کار کا کرتے ہو مگر ان کا قبلہ چھوڑ دیا ہے۔

وہ پھر بھی اعتراضات سے باز نہیں آئیں گے۔ مثلاً مشرکین مکہ نے کہا کہ اب ہمارا قبلہ درست تسلیم کر لیا ہے۔ آہستہ آہستہ دوسری چیزیں بھی مان لیں گے اور یہود نے کہا کہ ہمارا قبلہ محض ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔

یعنی امامت اور پیشوائی کی نعمت یا دین اسلام کی نعمت جو کہ سب سے بڑی نعمت ہے

(۱۵۲): حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمان رسول ہے۔ "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہو تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آئے تو میں دوڑتا ہوا اس کے پاس جاتا ہوں"۔ (ابراہیم:۷)

(۱۵۳): صبر اور صلوٰۃ ہر خوشی اور غمی میں مومن کے بہت اہم ہتھیار ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں البقرہ:۴۵)

(۱۵۴): یہ شہید کا خاص اعزاز ہے۔ ویسے بھی شہید کی موت قوم کے لئے حیات بخش ہوتی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے آل عمران:۱۶۹-۱۷۱)

(۱۵۶): یہ بہت پیارے کلمات ہیں جو کہ اللہ نے ہمیں سکھلائے ہیں۔ مشکل سے مشکل حالات کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کر دیتے ہیں۔ دنیا میں جتنے بھی نقصانات ہیں وہ اس سے تو کم ہیں کہ ہم خود اپنی جان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں چنانچہ جب ہم نے جلد یا دیر سے اللہ ہی کے ہاں جانا ہے تو پھر بے صبری سے کیا فائدہ؟

شعائر کے معنی علامات کے ہیں البتہ یہاں حج کے وہ مناسک مراد ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان سعی کرنا حج اور عمرہ کا رکن ہے جس کے بغیر یہ عبادت مقبول نہیں۔ جاہلیت کے زمانے میں مشرکوں نے صفا پر اساف اور مروہ پہ نایلہ کے بت رکھ دیئے تھے اور ان کے گرد طواف شروع ہو گیا۔ اب مسلمانوں کو تردد ہوا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی حج کے اصل مناسک میں سے بھی ہے یا محض مشرکانہ ایجاد ہے۔

عاصم بن سلیمان کہتے ہیں کہ "میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے اسی آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ابتداء میں ہم سب اسے جاہلیت کی رسم سمجھتے تھے لہٰذا اسے چھوڑ دیا تب یہ آیت نازل ہوئی"۔ (بخاری)

أُولَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ إِنَّ

یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر ہیں رحمتیں ان کے رب کی اور بخششیں بھی اور یہی لوگ ہیں ہدایت یافتہ ﴿۱۵۷﴾ بیشک

الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے، تو نہیں ہے کچھ گناہ اُس پر

أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ

کہ سعی کرے اُن دونوں کے درمیان، اور جو شخص خوش دلی سے کرتا ہے کوئی نیک کام، تو بیشک اللہ بڑا قدردان، خوب جاننے والا ہے ﴿۱۵۸﴾ بیشک جو لوگ

يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَٰتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَٰبِ ۙ

چھپاتے ہیں ہمارے نازل کیے ہوئے واضح دلائل کو اور ہدایت کو، اس کے بعد بھی کہ کھول کر بیان کر دیے ہیں ہم نے لوگوں کے لئے، کتاب میں،

أُولَٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّٰعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا

وہی لوگ ہیں کہ لعنت کرتا ہے اُن پر اللہ بھی اور لعنت کرتے ہیں اُن پر لعنت کرنے والے ﴿۱۵۹﴾ سوائے وہ لوگ! جنہوں نے توبہ کی اور (اپنی) اصلاح کر لی۔ اور بیان کرنے لگے (جو چھپایا تھا)،

فَأُولَٰٓئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا

تو یہی لوگ ہیں کہ معاف کردوں گا میں اِن کو اور میں ہی تو ہوں بہت معاف کرنے والا، نہایت رحم والا ﴿۱۶۰﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور مر گئے

وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾ خَٰلِدِينَ

اِس حال میں (کہ) وہ کافر (ہی) تھے، یہی لوگ ہیں کہ ہے اُن پر لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور انسانوں (میں) سبھی کی ﴿۱۶۱﴾۔ وہ ہمیشہ رہیں گے

فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿١٦٢﴾ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ

اس (لعنت) میں، نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب اور نہ انہیں مہلت ہی ملے گی ﴿۱۶۲﴾۔ اور تم سب کا معبود ایسا معبود ہے (جو) ایک ہی ہے،

ع ۱۹ ۱۱ ۳ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَٰفِ

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے، وہ بہت مہربان، نہایت رحم والا ہے ﴿۱۶۳﴾۔ بیشک پیدائش میں آسمانوں کی اور زمین کی اور ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَآ أَنزَلَ اللَّهُ

رات اور دن کے اور کشتیوں (میں) جو چلتی ہیں سمندر میں وہ (چیزیں) لے کر جو نفع دیتی ہیں انسانوں کے لئے اور جو نازل کیا ہے اللہ نے

مِنَ السَّمَآءِ مِن مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ

آسمان سے پانی، پھر اُس نے زندگی بخشی اس کے ذریعہ زمین کو بعد اِس کے مُردہ ہونے کے اور پھیلائی اُس میں ہر طرح کی جاندار مخلوق

وَتَصْرِيفِ الرِّيَٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَآيَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٦٤﴾

اور پھیرنے میں ہواؤں کے اور بادلوں کو (جو) تابع کر دیے گئے ہیں درمیان آسمان وزمین کے، یقیناً، (اس میں) نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے (جو) عقل رکھتے ہوں ﴿۱۶۴﴾۔

﴿۱۵۹﴾: یہ آیت علماء مشائخ، واعظ اور مبلغین وغیرہ کے بارے میں ہے۔ ایسے لوگ اگر اللہ کے احکام چھپائیں تو اس کا نتیجہ عام گمراہی اور فساد کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بدترین لوگ ہیں جو کہ اپنے علاوہ اپنے متبعین کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھاتے ہیں۔

﴿۱۶۰﴾: صرف یہی تو کافی نہیں بلکہ ان کے کتمان حق سے جو بگاڑ پیدا ہوا اس کی اصلاح کی بھی کوشش کریں۔ مثلاً ایک مصنف احکام الٰہی کی غلط تاویل کر کے ایک کتاب شائع کر دیتا ہے تو توبہ کے بعد دوسری کتاب لکھ کر پیدا شدہ بگاڑ کی اصلاح کر لے ورنہ توبہ قبول ہونے کی توقع بہت کم ہوگی۔

﴿۱۶۱﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی مجموعہ یا گروہ پر تو لعنت کرنا ثابت ہے مگر افراد پر لعنت کرنا ثابت نہیں ہے۔

﴿۱۶۴﴾: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں کا تذکرہ ہے۔ بھلا جو اللہ ایسے کام کرتا ہو اسے کسی شریک کی ضرورت ہو سکتی ہے؟ (Radioactive decay) سے دنیا میں موجود کسی چیز کی تقریبی عمر دریافت کرنے کا ایک طریقہ سائنس دانوں نے دریافت کیا ہے۔ اس کے ذریعہ ایک چٹان کی عمر کا حساب لگایا گیا تو چھ بلین (6 Billion) سال نکلا۔ زمین کی عمر کا اندازہ تقریباً بارہ بلین سال (12 Billion) لگایا گیا ہے اور اس زمین کی حیثیت کائنات میں کیا ہے؟ درج ذیل معلومات سے اندازہ لگائیں۔

روشنی سورج سے زمین تک کا فاصلہ 8 منٹ میں طے کرتی ہے جبکہ روشنی کی رفتار تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ (3 lac mtr / s) ہے۔ دن رات کا یکے بعد دیگرے آنا۔ اتنے بڑے بڑے جہازوں کا متلاطم سمندروں میں رواں دواں ہونا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا يُّحِبُّوۡنَهُمۡ كَحُبِّ اللّٰهِؕ وَالَّذِيۡنَ

اور لوگوں میں سے (ایسے ہیں) جو بناتے ہیں اللہ کے سوا (دوسروں کو اللہ کا) مدمقابل، محبت کرتے ہیں اُن سے ایسی محبت جیسی اللہ سے ہونی چاہیے، حالانکہ وہ لوگ

اٰمَنُوۡٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِؕ وَلَوۡ يَرَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡٓا اِذۡ يَرَوۡنَ الۡعَذَابَۙ اَنَّ الۡقُوَّةَ

جو ایمان والے ہیں سب سے بڑھ کر محبوب رکھتے ہیں اللہ کو اور اگر (دنیا میں) دیکھ لیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا، (اس وقت کو) جب وہ دیکھیں گے عذاب کو (تو جان لیں کہ) بیشک قوت

لِلّٰهِ جَمِيۡعًاۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ اِذۡ تَبَرَّاَ الَّذِيۡنَ اتُّبِعُوۡا مِنَ الَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡا

اللہ ہی کے لئے ہے سب اور (یہ کہ) بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (۱۶۵)۔ جب بیزار ہو جائیں گے وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی،

وَرَاَوُا الۡعَذَابَ وَتَقَطَّعَتۡ بِهِمُ الۡاَسۡبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡا لَوۡ اَنَّ لَنَا

اُن سے جنہوں نے پیروی کی تھی، جبکہ وہ دیکھیں گے عذاب کو اور منقطع ہو چکے ہوں گے اُن کے تمام ذرائع (۱۶۶)۔ اور کہیں گے! وہ لوگ جنہوں نے اتباع کیا تھا! کاش کہ ہوتا ہمارے لئے

كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنۡهُمۡ كَمَا تَبَرَّءُوۡا مِنَّاؕ كَذٰلِكَ يُرِيۡهِمُ اللّٰهُ اَعۡمَالَهُمۡ حَسَرٰتٍ

ایک بار واپس ہونا (دنیا میں) تو بیزار ہو جائیں گے ہم (بھی) اُن سے اُسی طرح جیسے وہ بیزار ہو گئے ہیں ہم سے، اِسی طرح دکھائے گا اُن کو اللہ اُن کے عمل حسرت بنا کر

عَلَيۡهِمۡؕ وَمَا هُمۡ بِخٰرِجِيۡنَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوۡا مِمَّا فِى الۡاَرۡضِ

ع ۲۰ ۴

اُن کے لئے اور نہیں وہ نکل سکیں گے آگ سے (۱۶۷)۔ اے لوگو! کھاؤ وہ چیزیں جو زمین میں ہیں

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿١٦٨﴾ اِنَّمَا يَاۡمُرُكُمۡ

حلال پاکیزہ اور نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی، بلاشبہ وہ تمہارا دشمن ہے کھُلا ہوا (۱۶۸)۔ بلاشبہ وہ تو بس حکم دیتا ہے تم کو

بِالسُّوۡٓءِ وَالۡفَحۡشَآءِ وَاَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿١٦٩﴾ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا

بُرائی کا اور بےحیائی کا اور یہ کہ تم کہو اللہ کے بارے میں وہ جو نہیں تم جانتے (۱۶۹)۔ اور جب کہا جاتا ہے اُن سے! کہ تم اتباع کرو

مَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَآ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَاؕ اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ

اُس کی جسے نازل کیا اللہ نے، (تو) کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اتباع کریں گے ان کی جن پر ہم نے پایا اپنے آباؤ اجداد کو، کیا اگرچہ تھے اُن کے باپ دادا ایسے جو

لَا يَعۡقِلُوۡنَ شَيۡـًٔـا وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿١٧٠﴾ وَمَثَلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا كَمَثَلِ الَّذِىۡ يَنۡعِقُ بِمَا

نہ عقل رکھتے ہوں کچھ بھی اور نہ وہ سیدھے راستے پر ہوں (۱۷۰)۔ اور مثال ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا ایسی ہے، جیسے کوئی شخص پکارے اُن کو جو

لَا يَسۡمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءًؕ صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡىٌ فَهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿١٧١﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

نہیں سنتے، سوائے پکارنے اور آواز کے، بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، سو وہ کچھ عقل نہیں رکھتے (۱۷۱)۔ اے ایمان والو!

كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ وَاشۡكُرُوۡا لِلّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ اِيَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ ﴿١٧٢﴾

کھاؤ پاکیزہ چیزیں، جو ہم نے تمہیں رزق دیا اور تم شکر کرو اللہ کا اگر ہو تم واقعی اُسی کی عبادت کرنے والے (۱۷۲)۔

(۱۶۵): اللہ تعالیٰ کی مذکورہ آیات کے باوجود بے شمار لوگ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا حق تھا وہ محبت ان شرکاء سے کرتے ہیں حتیٰ کہ اس سے بھی زیادہ۔ اکیلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا انہیں پسند نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحۡدَهُ اشۡمَاَزَّتۡ قُلُوۡبُ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِذَا هُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿٤٥﴾ ”جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ لوگ جنہیں آخرت پر یقین نہیں ہے ان کے دل تنگ (دم گھٹتا محسوس ہوتا ہے) ہوتے ہیں اور جب غیر اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں۔ (الزمر: ۴۵)

آج بھی بہت سے اکیلے اللہ کا ذکر سن کر ایسے بے چین ہو جاتے ہیں جیسا کہ انتہائی غلط کام ہو رہا ہو۔ تاہم جب پیروں، فقیروں ولیوں کا ذکر ہوتا ہے تو انہیں ایسے سکون آجاتا ہے جیسا کہ مچھلی کو پانی میں۔

کیوں کہ اللہ کی محبت دائمی ہوتی ہے جب کہ غیر اللہ کی محبت آزمائش کی صورت میں فوراً زائل ہو جاتی ہے اور پھر اللہ کی محبت تو قیامت کے بعد بھی برقرار رہے گی بلکہ اور بڑھے گی۔

(۱۶۷): یعنی وہ مرقع حسرت بن جائیں گے۔ ان کے مرشد اور پیر جواب نہ دے سکیں گے ادھر شرک کی وجہ سے نیک اعمال بھی ضائع ہوں گے۔ مگر یہ سب حسرتیں کسی کام نہ آئیں گی۔ آگ سے چھٹکارہ نہ ہو سکے گا۔

(۱۶۸): حلال تمام ایسی اشیاء ہیں جنہیں اللہ نے حرام نہیں کیا یا جنہیں انسان اپنے عمل سے حرام نہ کر لے اور طیب اشیاء وہ ہیں جو گندی، سڑی، باسی اور متعفن نہ ہوں۔

جب کسی دشمن کو انسان پہنچان لے اور اس کی حقیقت سمجھ لے تو اس سے بچنا سہل ہوتا ہے ورنہ بڑا مشکل ہوتا ہے۔ شیطان انسان کے خودساختہ عقائد ورسوم ورواج کے بارے میں یہ تاثر دیتا ہے کہ یہ منزل من اللہ ہے۔

(۱۷۰): اندھی تقلید ہمیشہ گمراہی کا راستہ کھولتی ہے، خاص طور پر تقلید آباء ہمیشہ ہی سے گمراہی کا بہت بڑا سبب رہی ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ کسی سے کوئی غلطی ہو گئی تو وہ غلطی پشت در پشت اگلی نسلوں میں منتقل ہوتی جائے۔

(۱۷۲): آیت ۱۶۹ میں خطاب عام لوگوں سے تھا۔ اب مومنین سے ہے لہٰذا انہیں یہ تاکید بھی کی گئی ہے کہ کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرو، اور کافروں کا طریقہ اختیار کر کے اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام نہ کر لو۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ
اُس نے تو بس حرام کیا ہے تم پر مُردار اور خون اور گوشت سُور کا اور ہر وہ چیز، کہ پکارا جائے اس پر (نام لے کر) غیر اللہ کا،
فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٧٣﴾
پھر جو مجبور ہو جائے (مگر) وہ سرکش بھی نہ ہو اور حد سے بڑھنے والا بھی نہ ہو، تو کچھ گناہ نہیں اُس پر، بیشک اللہ بہت معاف فرمانے والا، رحم کرنے والا ہے﴿۱۷۳﴾۔
إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ
بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں اُس کو، جو نازل کیا ہے اللہ نے کتاب میں اور لیتے ہیں اُس کے بدلے تھوڑی قیمت،
أُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا
یہ لوگ نہیں بھرتے اپنے پیٹ میں مگر آگ اور نہیں بات کرے گا اُن سے اللہ روز قیامت اور نہ
يُزَكِّيهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى
پاک کرے گا اُن کو اور اُن کے لئے ہے عذاب دردناک﴿۱۷۴﴾۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ خریدا ہے انہوں نے گمراہی ہدایت کے بدلے میں
وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ
اور عذاب مغفرت کے بدلے میں، تو کس قدر صبر کرنے والے ہیں وہ آگ پر﴿۱۷۵﴾۔ یہ اس لئے (کہ) بیشک اللہ نے نازل کی ہے یہ کتاب
بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتٰبِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿١٧٦﴾ ع لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ
حق کے ساتھ اور بیشک جنہوں نے اختلاف کیا کتاب میں، یقیناً وہ ضد میں بہت دور جا چکے ہیں﴿۱۷۶﴾۔ نہیں ہے نیکی یہ کہ
تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
تم پھیر لو اپنے چہرے مشرق کی طرف اور مغرب کی طرف اور لیکن نیکی (تو یہ ہے کہ) جو ایمان لائے اللہ پر
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى
اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور دے مال باوجود اُس کی محبت کے، رشتے داروں کو
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۙ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَأَقَامَ
اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں (کے چھڑانے) میں اور قائم کرے
الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عٰهَدُوا ۚ وَالصّٰبِرِينَ فِي الْبَأْسَآءِ
نماز اور دے زکوٰۃ اور (وہ جو) پورا کرنے والے ہیں اپنے عہد کو، جب وہ عہد کریں اور (وہ) جو صبر کرنے والے ہیں تنگدستی میں
وَالضَّرَّآءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾
اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت، یہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ کہا اور یہی لوگ متقی ہیں﴿۱۷۷﴾۔

ع ۲۱ ۹ ۵

﴿۱۷۳﴾: یعنی جو جانور شرعی طریقہ پر ذبح نہ کیا گیا ہو، اپنی موت آپ مر گیا ہو، یا ذبح کیا گیا ہو؛ لیکن شرعی طریقہ کی رعایت کے بغیر؛ البتہ اس سے حدیث کی بنا پر دو جانور مستثنیٰ ہیں: ایک مچھلی، دوسرے: ٹڈی (سنن ابن ماجہ، باس صید الحیتان والجراد: ۳۲۱۸) کہ ان کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں، ہاں، مردار کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے، کہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔ (سنن ترمذی: ۱۷۲۸، باب ما جاء فی جلود المیتة الخ)

● خون سے بہتا ہوا خون مراد ہے، جو رگوں میں ہوتا ہے۔

● اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، اس کے حرام ہونے پر اجماع ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ جانور کو غیر اللہ کے نام پر چھوڑا گیا اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے لیا گیا، صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں بھی جانور حرام ہی ہوگا، سوائے اس کے کہ ذبح کرنے سے پہلے اس شخص نے توبہ کر لی ہو۔

● یعنی انسان جان لیوا بھوک اور حلال غذا کی عدم موجودگی میں جان بچانے کے لئے مجبوری میں حرام غذاؤں کو بھی کھا کر اپنی جان بچا سکتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو ان حرام چیزوں کے کھانے پر مجبور کر دیا جائے اور نہ کھانے کی صورت میں شدید نقصان میں مبتلا کئے جانے کا اندیشہ ہو، اس کو ''اکراہ'' کہتے ہیں، زیادہ تر اہل علم نے اس صورت کو بھی اضطرار ہی قرار دیا ہے، (احکام القرآن لابن العربی: ۵۶/۱، بدائع الصنائع: ۱۸۵) ''غیر باغ'' کے معنیٰ یہ ہیں کہ اپنے عمل میں حکم شرعی سے بغاوت کرنے والا نہ ہو، یعنی شدید مجبوری کے بغیر حرام چیزوں کو ہاتھ نہ لگائے، ''لا عاد'' کے معنی یہ ہیں کہ حد سے تجاوز کرنے والا نہ ہو، یعنی بس اتنی ہی مقدار حرام کا استعمال اس کے لئے جائز ہے، جس سے اس کی جان بچ جائے، اس سے زیادہ مقدار نہ کھائے۔

﴿۱۷۷﴾: عربی قواعد کے لحاظ سے ''حبه'' کی ضمیر کا تعلق 'مال' سے بھی ہو سکتا ہے اور ''اللہ'' سے بھی، اگر مال سے ہو تو معنیٰ ہوں گے کہ 'مال کی چاہت رکھنے کے باوجود' مال خرچ کرے۔

● 'باساء' سے مالی تنگدستی اور 'ضراء' سے جسمانی مضرت مراد ہے۔

● یہ قرآن مجید کی اہم ترین اور نہایت جامع آیتوں میں سے ہے جس میں ایمانیات کا بھی ذکر، معاملات کی اصلاح، جانی و مالی عبادت کا تذکرہ اور اخلاق کی تعلیم بھی آ گئی، اہل علم نے لکھا ہے کہ اس میں سولہ قسم کی اُصولی تعلیمات آ گئی ہیں، اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ نیکی محض کچھ ظاہری افعال کے کرنے اور رسموں کے بجالانے کا نام نہیں ہے، جو یہودیوں کا طرز عمل تھا، کہ ان کا پورا زور محض قبلہ کے مسئلہ پر تھا اور وہ اسی کو نیکی و بدی کا معیار بنائے ہوئے تھے؛ بلکہ اصل میں نیکی ایمان، معاملات، عبادات اور اخلاق کی اصلاح کا نام ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! لکھ دیا گیا (یعنی فرض کیا گیا ہے) تم پر قِصاص لینا مقتولوں کا، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام

بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ

کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت، پھر جو شخص کہ معاف کر دیا جائے اُس کے بھائی کی طرف سے (قِصاص میں سے) کچھ، تو لازم ہے پیروی کرنا اچھے طریقہ سے

وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ

اور ادا کرنا مقتول (کے وارثوں) کو بہتر طریقے سے، یہ رعایت ہے تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت ہے، پھر جس شخص نے زیادتی کی

ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

اُس کے بعد، تو اُس کے لئے ہے دردناک عذاب﴿۱۷۸﴾ اور تمہارے لئے برابر کے بدلے (قصاص) میں زندگی ہے، اے عقلمندو! شاید کہ تم

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖۚ الْوَصِيَّةُ

بچے رہو (قتال سے)﴿۱۷۹﴾ لکھ دیا گیا ہے تم پر، جب آ پہنچے تم میں سے کسی کو موت، اگر وہ چھوڑے جا رہا ہو مال، وصیت کرنا

لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ؕ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَمَا

والدین کے لئے اور رشتے داروں کے لئے معروف طریقہ سے، (یعنی دستور کے موافق) یہ حق ہے، اللہ سے ڈرنے والوں پر﴿۱۸۰﴾ پھر جو کوئی بدلے (وصیت کو)، اُسے

سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ؕ فَمَنْ خَافَ

سننے کے بعد، تو بس اس کا گناہ اُن لوگوں پر ہے جو اُسے بدلیں گے، بیشک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے﴿۱۸۱﴾ پھر جو شخص خوف کرے

مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

وصیت کرنے والے کی طرف سے حق تلفی کا، یا کسی گناہ کا اور وہ صلح کرا دے اُن کے درمیان تو نہیں ہے کوئی گناہ اُس پر، بیشک اللہ بہت معاف فرمانے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ۧ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ ع ۲۲/۶

نہایت رحم کرنے والا ہے﴿۱۸۲﴾ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! لکھ دیا گیا ہے (یعنی فرض ہے) تم پر روزے، جیسے لکھا گیا تھا (یعنی فرض تھا) اُن لوگوں پر جو

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ۙ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا

تم سے پہلے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بنو﴿۱۸۳﴾ چند دن ہیں گنتی کے، پھر جو شخص ہو تم میں سے بیمار

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ

یا سفر پر، تو تعداد پوری کرے دوسرے دنوں میں اور ان لوگوں پر جو طاقت رکھتے ہوں روزے کی (اور روزہ نہ رکھیں تو) فدیہ ہے کھانا کھلانا ایک مسکین کو،

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

پھر جو شخص کرے گا اپنی خوشی سے کوئی نیکی، تو یہ بہتر ہے اسی کے لئے اور یہ کہ روزہ رکھو تم، (تو) بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کچھ علم رکھتے ہو﴿۱۸۴﴾

(۱۷۸): "قتل عمد" یعنی جان بوجھ کر قتل میں قصاص واجب ہے، قصاص کے اصل معنی برابری کے ہیں، یعنی "قتل کے بدلہ قتل" ایسی صورت میں جہاں اسلامی حکومت ہو، وہاں مقتول کو حق ہے کہ عدالت کی وساطت سے قاتل کو قتل کرسکتا ہے۔

● یعنی اگر مقتول سے قصاص کا وارث دستبردار اور خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں تو اب بجائے قصاص کے دیت کا حکم ہوگا۔ اس آیت میں قاتل کو "بھائی" کہہ کر اشارہ ہے کہ وہ تمہارا دینی بھائی ہے؛ اس لئے درگذر سے کام لو۔

(۱۸۰): قرآن نے یہاں مال کو "خیر" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

● آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وارث کے لئے وصیت نہیں، لا وصية لوارث، (سنن ترمذی، باب ماجاء لا وصية لوارث، حدیث نمبر: ۲۱۲۱) اور جو وارث نہ ہو، اس کے لئے بھی ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت معتبر نہیں، یہ تحدید بھی حدیث سے منقول ہے۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء فی الوصية بالثلث، حدیث: ۲۱۱۶)

(۱۸۱): یعنی مرنے والے نے جو وصیت کی ہے، اللہ نے اسے سن رکھا ہے اور وصیت کے گواہ وصیت میں جو الٹ پھیر کر رہے ہیں، اللہ اس سے بھی خوب واقف ہے۔

(۱۸۲): وصیت میں بھی عدل چاہئے — مفسرین نے "جنفا" سے نادانستہ غلطی" اور "اثم" سے جان بوجھ کر غلطی مراد ہے۔

(۱۸۳): اسلام میں روزہ مرحلہ وار فرض ہوا، پہلے صرف یوم عاشوراء کا روزہ فرض تھا، (بخاری، باب وجوب صوم رمضان، حدیث نمبر: ۱۸۹۲) بعد کو پورے ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو یوم عاشورہ کے روزہ کی فرضیت باقی نہ رہی، جو ہجرت کے دوسرے سال فرض کیا گیا ہے۔ (تفسیر مظہری: ۱/۱۸۹)

(۱۸۴): یعنی روزہ کے دن مقرر ہیں، ایک ماہ یعنی۔

● بیماری اور سفر میں وقتی طور پر روزہ چھوڑنے کا عذر ہے، بیماری سے ایسی بیماری مراد ہے کہ جس میں روزہ سے نقصان کا اندیشہ ہو، یعنی اگر روزہ رکھے، تو بیماری بڑھ جائے گی یا طول پکڑ لے گی یا مریض کے اندر بھوک کو برداشت کرنے کی صلاحیت نہ ہو، جس کا فیصلہ ماہر معتبر معالج کے مشورہ سے اور خود مومن کے ضمیر کی آواز پر ہوگی۔

● سفر سے مراد کم سے کم ۴۸ میل کی مسافت ہو، حالت سفر میں ہی قرآن نے روزہ توڑنے کی اجازت دی ہے؛ لیکن اگر کسی کی صبح گھر پر ہو تو روزہ توڑ کر سفر شروع کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ یہ سفر سے پہلے ہی روزہ توڑنا ہوا، اب اگر سفر شروع کرنے کے بعد روزہ رکھنے میں ناقابل برداشت مشقت نہ ہو تو وہ روزہ کو پورا کرے؛ (ھندیہ: ۱/۲۰۶)

● معذوروں کا فدیہ یہ ہے کہ ایک مسکین کو دوپہر اور رات کا کھانا آسودگی کے ساتھ کھلا دیا جائے، (بدائع الصنائع: ۲/۲۵۲) رمضان المبارک ہو تو افطار کے بعد کا اور سحری کا کھانا کھلا دینا کافی ہے۔ اگر کھانا کھلانے کے بجائے غلہ دینا چاہے تو ایک روزہ کے بدلہ ایک ہی مسکین کو "نصف صاع گیہوں" جدید اوزان کے مطابق ایک کلو چھ سو کانوے (۱۶۹۱) گرام (تفسیر آیات الاحکام: ۱/۱۵۷، فتاوی خانیہ: ۱/۲۰۳) دے دے یا متوسط کا کھلے بازار میں دستیاب گیہوں کی قیمت ادا کرے؛ لیکن آج کل چونکہ اتنے گیہوں کی قیمت سے دو وقت کا کھانا پورا ہونا دشوار ہے؛ اس لئے احتیاطاً دو وقت کے کھانے کے بہ قدر پیسے ادا کر دینا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو، روزہ رکھ لینا ہی بہتر ہے: اس لئے سفر کی حالت میں اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے شدید مشقت نہ ہو تو روزہ رکھ لینا افضل ہے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۲۴۸)

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

مہینہ رمضان کا وہ ہے، کہ نازل کیا گیا جس میں قرآن، ہدایت ہے انسانوں کے لئے اور (اس میں) روشن نشانیاں ہیں ہدایت کی

وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا

اور (حق کو باطل سے) جُدا کرنے کی، سو جو کوئی پائے تم میں سے اِس مہینے کو، تو لازم ہے اُس پر کہ روزے رکھے اس میں اور جو شخص ہو بیمار

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ

یا سفر میں تو تعداد (پوری کرے) دوسرے دنوں میں، چاہتا ہے اللہ تمہارے لئے آسانی اور نہیں چاہتا

بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ

تمہارے لئے تنگی اور تاکہ تم پوری کرو گنتی اور تاکہ تم بڑائی بیان کرو اللہ کی، اس پر کہ جو ہدایت دی اُس نے تمہیں اور شاید کہ تم

تَشْكُرُوْنَ ۝۱۸۵ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ

شکر کرو۱۸۵ اور جب آپ سے سوال کریں (اے محمد) میرے بندے میرے بارے میں، تو بیشک میں تو قریب ہی ہوں، میں جواب دیتا ہوں پکارنے والے کی پکار کا

اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝۱۸۶ اُحِلَّ لَكُمْ

جب پکارتا ہے وہ مجھے، تو چاہئے کہ وہ حکم مانیں میرا اور یقین رکھیں مجھ پر، تاکہ وہ ہدایت پالیں۱۸۶ حلال کر دیا گیا تمہارے لئے

لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَاۗىِٕكُمْ ۭ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۭ

روزے کی رات کو، بے حجاب ہونا (صحبت کرنا) اپنی بیویوں کے ساتھ، وہ لباس ہیں تمہارے لئے اور تم لباس ہو اُن کے لئے،

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ

جانتا ہے اللہ کہ بیشک تم خیانت کرتے تھے اپنے نفسوں کی، سو عنایت فرمائی اُس نے تم پر اور معاف کر دیا تم کو،

فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ

لہٰذا اب تم مباشرت کرو اُن سے اور طلب کرو اُس کو جو مقدر کر رکھا ہے اللہ نے تمہارے لئے اور کھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے

لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ

تم کو (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے فجر کی، پھر تم پورا کرو روزے کو

اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ

رات تک اور نہ مباشرت کرو اُن سے جبکہ تم معتکف ہو مساجد میں، یہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۱۸۷

حدیں ہیں (مقرر کی ہوئی) اللہ کی، پس نہ قریب جانا تم اُن کے، اِسی طرح کھول کھول کر بیان کرتا ہے اللہ اپنے احکام لوگوں کے لئے تاکہ وہ بچیں۱۸۷

۱۸۵: ''فرقان'' وہ چیز ہے جو حق و باطل کے درمیان اچھی طرح فرق کردے، یہ صرف قرآن ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اس کے محافظ ہیں اور وہ قیامت تک کھرے کھوٹے اور حق و باطل میں فرق کرنے کی صلاحیت کا حامل رہے گا۔

۱۸۶: رمضان المبارک میں دُعاء قبول کرنے کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

۱۸۷: روزہ فرض ہونے کے بعد شروع میں بعض احکام میں سختی تھی، ان میں ایک یہ بھی تھا کہ رات میں بھی میاں بیوی کا ازدواجی تعلق ممنوع تھا، پھر اس آیت کے ذریعہ رات میں کھانے پینے کی طرح بیوی سے ہم بستری کی اجازت بھی دی گئی، (بخاری، باب أحل لکم الخ، حدیث نمبر: ۴۵۰۸) اسلام نے صرف ناجائز تعلق کو منع کیا، جائز اور قانونی تعلق کی نہ صرف اجازت دی؛ بلکہ حوصلہ افزائی کی؛ کیونکہ قدرت نے اس سے نسل انسانی کی افزائش کو متعلق رکھا ہے۔

● لباس سے بڑھ کر انسان کا کوئی رازدار نہیں، یہی لباس ہے جو سردی و گرمی سے انسان کی حفاظت کرتا ہے، میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لئے لباس کہنا اس طرف اشارہ ہے کہ ان کو ایک دوسرے کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے راز کا امین اور ایک دوسرے کی کمزوریوں کا رازدار بھی۔

● رات میں بیوی سے صحبت کی ممانعت والا حکم تم سے ادا نہ ہو پاتا تھا اور بعض اوقات اس کی خلاف ورزی ہو جاتی تھی۔ قرآن کی یہ تعبیر کتنی بامعنی ہے کہ حکم شرعی کی خلاف ورزی کرنے کو خود اپنی ذات کے ساتھ خیانت قرار دیا گیا کہ جسم اللہ کی امانت ہے، حکم خداوندی کے مطابق اعضاءِ جسم سے کام لینا ہی امانت کا ادا کرنا ہے اور خود اپنے ہی اعضاء سے گناہ کا ارتکاب اس امانت میں خیانت ہے۔

● صبح صادق تک کھانے پینے اور میاں بیوی کے مخصوص تعلق کی اجازت ہے، صبح ہوتے ہی روزہ شروع کر دینا ہے، احتیاط یہ ہے کہ چند منٹ پہلے ہی آدمی ان باتوں سے رُک جائے؛ تاکہ روزہ کا ادا ہونا مشکوک نہ ہو جائے، صبح ہونے کے بعد جان بوجھ کر ایک لقمہ بھی کھالے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور کفارہ واجب ہو جائے گا، اس پر فقہا کا اتفاق ہے؛ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ۲/۲۱۴) کیونکہ خود قرآن مجید نے ابتدا میں روزہ کا وقت مقرر کر دیا ہے اور آگے فرمایا ہے کہ یہ اللہ کی قائم کی ہوئی سرحدیں ہیں، ان کے آگے بڑھنا درست نہیں۔

● اعتکاف کسی بھی مسجد میں کیا جا سکتا ہے، مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ یا جامع مسجد کی تخصیص نہیں؛ کیونکہ قرآن مجید نے کسی خاص مسجد کی تخصیص نہیں کی ہے؛ بلکہ اس کو عام رکھا ہے، اس بات پر فقہا کا اتفاق ہے کہ اعتکاف کی حالت میں رات میں بھی میاں بیوی سے ہم بستر یا کسی ایسے عمل کا ارتکاب کرنا جو جنسی نوعیت کا ہو، جیسے بوسہ، شہوت کے ساتھ مساس وغیرہ جائز نہیں، اس سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے؛ (الفقہ الإسلامی وأدلتہ: ۲/۲۰۷) البتہ بیوی سے ملاقات میں حرج نہیں، آپ ﷺ معتکف تھے، اسی حال میں حضرت صفیہؓ آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے مسجد تشریف لے گئیں، صحیح احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔ (بخاری، باب زیادۃ المرأۃ، حدیث نمبر: ۲۰۳۸)

وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ
اور نہ کھاؤ تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناجائز طریقہ سے اور (نہ) پہنچاؤ اس کو حاکموں تک،
لِتَاْكُلُوا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ع ۱۸۸
اس غرض سے کہ کھاؤ کچھ حصہ لوگوں کے مالوں سے گناہ کے ساتھ (ناحق) حالانکہ تم جانتے ہو۱۸۸
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ
وہ آپ سے سوال کرتے ہیں چاند کے بارے میں، کہہ دیجئے، وہ اوقات مقرر ہیں انسانوں کے لئے اور حج (کے مہینہ کو جاننے) کے لئے بھی
وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ج
اور نہیں ہے نیکی یہ کہ آؤ تم اپنے گھروں میں اُن کے پچھواڑے سے، لیکن نیکوکار تو وہ ہے جو ڈرے اللہ سے
وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۱۸۹
اور تم آؤ (اپنے) گھروں میں اُن کے دروازوں سے اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم فلاح پاؤ۱۸۹
وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور تم لڑو اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے جو لڑتے ہیں تم سے اور نہ تم زیادتی کرو، بیشک اللہ
لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۱۹۰ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ
نہیں پسند کرتا زیادتی کرنے والوں کو۱۹۰ اور قتل کرو اُن کو (جنگ کے موقع پر) جہاں بھی پاؤ تم نہیں اور تم نکال دو انہیں
مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ج وَلَا
جہاں سے نکالا ہو انہوں نے تم کو اور فتنہ زیادہ بڑا ہے قتل سے اور نہ
تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ج فَاِنْ
تم لڑو ان سے مسجد حرام کے پاس یہاں تک کہ (نہ) لڑیں وہ تم سے وہاں، پھر اگر
قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۱۹۱ فَاِنِ انْتَهَوْا
لڑیں وہ تم سے (وہاں) تو قتل کرو تم اُن کو، یہی ہے سزا ایسے کافروں کی۱۹۱ پھر اگر وہ باز آ جائیں،
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۱۹۲ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ
تو بلاشبہ اللہ بہت معاف فرمانے والا، نہایت رحم والا ہے۱۹۲ اور لڑو (جنگ کرو) اُن سے، یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ
وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۱۹۳
اور ہو جائے دین صرف اللہ کے لئے، پھر اگر وہ باز آ جائیں، تو نہیں ہے زیادتی مگر ظالموں پر۱۹۳

۲۳ ع ۶ ۷

(۱۸۸): ''قاضی کا فیصلہ ظاہراً نافذ ہوگا، باطناً نافذ نہ ہوگا''۔ (دیکھئے: البحر الرائق: ۴۴۵/۶، ردالمختار: ۳۹/۸)

(۱۸۹): آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ چاند کیوں گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ سورج کا حجم ہمیشہ یکساں نظر آتا ہے، اس لئے تم سورج سے تاریخ معلوم نہیں کر سکتے، چاند کے حجم میں ہر رات فرق واقع ہوتا رہتا ہے، اس لئے تم کو مہینوں کے آنے جانے اور تاریخوں کا علم ہوتا ہے۔

● اسلام سے پہلے عربوں میں ایک عجیب رواج یہ تھا کہ احرام باندھنے کے بعد اگر گھر میں داخل ہونا ہوتا، تو دروازہ سے داخل نہ ہوتے؛ بلکہ پشت کی جانب سے دیوار اور چھت پھاند کر یا دیوار میں نقب لگا کر داخل ہوتے، اسلام ایسی نامعقول رسمی باتوں کا قائل نہیں، اس آیت میں اسی طرز عمل سے منع فرمایا گیا ہے اور کہا گیا کہ گھر کے ''دروازے'' سے بچنا کوئی نیکی نہیں؛ بلکہ اصل نیکی گناہوں سے بچنا اور تقویٰ اختیار کرنا ہے۔

(۱۹۰): اس آیت میں جنگ سے متعلق تین احکام دیئے گئے ہیں: اول یہ کہ جنگ ان لوگوں سے کی جائے جو خود آمادۂ جنگ ہوں، جو صلح چاہتے ہوں یا جن سے صلح ہو چکی ہے، ان سے جنگ کا حکم نہیں، دوسرے: جنگ اللہ کے لئے ہو اور دین کی سر بلندی مقصود ہو، مال و دولت، عزت و جاہ اور محض ملک و زمین کا حاصل کرنا مقصود نہ ہو، تیسرے: جنگ میں اُصول جنگ کی خلاف ورزی اور زیادتی روا نہیں، یعنی عورتوں، بچوں، سن رسیدہ بوڑھوں، اپاہجوں اور معذوروں وغیرہ کو قتل نہ کیا جائے، احادیث میں بھی اس کا ذکر ہے، (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۶۶۸، بخاری، حدیث نمبر: ۳۰۱۴؛ مسلم: حدیث نمبر: ۴۵۴۷)

(۱۹۱): یہ حکم مشرکین مکہ کے بارے میں ہے کہ ایک تو انھوں نے مسلمانوں کو بے گھر و بے در کر دیا ہے، دوسرے مسلمانوں کے خلاف مسلسل جنگ کی تدبیریں کر رہے ہیں، بدر، اُحد اور احزاب تینوں جنگوں میں جارحیت انھیں کی طرف سے ہوئی، اس لئے تم بھی ان سے جنگ کرو اور جیسے انھوں نے تم کو مکہ سے نکال دیا ہے، تم بھی ان کو مکہ سے بے دخل کر دو، اسلام کی مسلسل مخالفت اور رکاوٹ مکہ والوں کی فتنہ انگیزی تھی، نیز جبر و دباؤ اور لوگوں سے ان کی آزادی کو سلب کر لینا ایسا جرم ہے کہ ایسے مجرمین لائق قتل ہیں، کہ اس سے اگر چہ چند اشخاص کی جان جائے گی، مگر فتنہ کا استیصال ہو جائے گا اور پورے سماج کو راحت حاصل ہوگی۔

● حرم کا احترام عرب بھی کرتے تھے اور اسلام نے بھی اس کو برقرار رکھا؛ اس لئے فرمایا گیا کہ حرم میں تمہاری طرف سے جنگ کی ابتداء نہ ہونی چاہئے، ہاں اگر وہ حملہ کریں، تو پھر مدافعانہ جنگ میں کوئی قباحت نہیں؛ کیونکہ اس کے سوا راستہ نہیں۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا

ماہ حرام (کی پابندیاں) ہیں بدلے میں ماہ حرام (کی پابندیوں) کے اور تمام حرمتیں ادلے کا بدلہ ہیں، لہٰذا جو شخص زیادتی کرے تم پر، تو تم بھی زیادتی کرو

عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

اُس پر ویسی ہی جیسی زیادتی کی ہو اُس نے تم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ بیشک اللہ متقیوں کے ساتھ ہے ﴿۱۹۴﴾

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚۛ وَاَحْسِنُوْا ۚۛ

اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ تم ڈالو اپنے ہاتھوں کو (یعنی اپنے آپ کو) ہلاکت کی طرف اور احسان کرو،

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ

بیشک اللہ محبوب رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو ﴿۱۹۵﴾ اور تم پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے لئے، پھر اگر تم روک دیے جاؤ

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ

تو جو میسر ہو کوئی قربانی (کا جانور کرو) اور نہ مونڈواؤ اپنے سر، یہاں تک کہ پہنچ جائے قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ پر،

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ

پھر جو شخص ہو تم میں سے مریض یا اسے کوئی تکلیف ہو سر میں، تو وہ بطور فدیہ روزے رکھے یا صدقہ دے

اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۟ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ

یا قربانی کرے، پھر جب تم امن میں ہو جاؤ، تو جس نے فائدہ اٹھایا عمرہ کے ساتھ حج (کے احرام) تک تو جو میسر ہو قربانی سے (وہ کرے)

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ

پھر جو شخص نہ پائے (قربانی کا) جانور تو روزے رکھے، تین دن کے حج (کے دنوں) میں اور سات روزے جب (گھر) لوٹے، یہ

عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

ہوئے پورے دس، یہ (عمرہ کی اجازت) اُس شخص کے لئے ہے، کہ نہ ہو اُس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس رہنے والے اور تم اللہ سے ڈرو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ

اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے ﴿۱۹۶﴾ حج کے مہینے جانے پہچانے ہیں، لہٰذا جس نے فرض (ارادہ) کر لیا

فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ

ان (مہینوں) میں حج کو تو (جائز) نہیں بے حجاب ہونا عورت سے (یا شہوت کی باتیں کرنا) اور نہ نافرمانی کرنا اور نہ لڑائی جھگڑا کرنا حج کے دوران اور جو کچھ تم کرتے ہو کوئی نیکی،

يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕؔ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾

جانتا ہے اُسے اللہ اور زادراہ (سفر کا سامان) لے کر چلو، کہ بیشک بہترین زادراہ تقویٰ ہے اور تم مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو ﴿۱۹۷﴾

عندالمتقدمین ۱۲ - مع

ع ۲۴ ۸ ۸

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

﴿۱۹۴﴾: شوال، ذوقعدہ، ذی الحجہ اور رجب حرام مہینے ہیں، عرب ان مہینوں کا احترام کرتے تھے اور ان میں قتل سے باز رہتے تھے، اسلام نے بھی اس حکم کو باقی رکھا، لیکن ان مہینوں کا احترام باہمی رویہ پر منحصر رکھا، رجب ۶ ہجری میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے، تو اہل مکہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور بالآخر صلح حدیبیہ ہوئی، صلح کے مطابق پھر جب ۷ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کے لئے تشریف لے گئے، جسے ''عمرۃ القضاء'' کہتے ہیں تو صحابہ کو اندیشہ تھا کہ یہ حرام مہینہ ہے، اگر اہل مکہ جنگ پر اُتر آئے، تو ہم کیا کریں؟ جنگ نہ کریں، تو ناحق جان جاتی ہے، جنگ کریں تو حرام مہینہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے؟ اسی کا اس آیت میں جواب دیا گیا ہے حرام مہینوں میں جنگ کی ممانعت کا یہ حکم اب بھی باقی ہے یا منسوخ ہو گیا؟ اس میں اہل علم کی رائیں مختلف ہیں، راجح یہ ہے کہ اب بھی ان مہینوں میں اقدامی حملہ درست نہیں اور دفاعی جنگ میں مضائقہ نہیں۔ (احکام القرآن للجصاص: ۱/۳۸۹۔۳۹۰)

﴿۱۹۵﴾: اس میں جہاد کے لئے تلقین فرمائی گئی۔

﴿۱۹۶﴾: حج یا عمرہ گو نفل ہو، شروع کرنے کے بعد ان کی تکمیل واجب ہوتی ہے۔
(احکام القرآن للجصاص: ۱/۳۲۰)

(ج) احرام کی حالت میں بال کٹانا جائز نہیں؛ صدقہ سے چھ مسکینوں کو صدقۂ فطر کی مقدار دینا مراد ہے اور قربانی سے کم سے کم ایک بکرے کی قربانی، گائے اس سے بہتر اور اونٹ اُس سے بہتر ہے۔
(احکام القرآن للجصاص: ۱/۳۴۱)

(ر) جو لوگ حج کے ساتھ عمرہ بھی کریں، خواہ ایک ہی احرام میں کریں، جس کو ''حج قِران'' کہتے ہیں، یا الگ الگ احرام کے ساتھ، جس کو ''تمتع'' کہا جاتا ہے، تو اس پر شکریہ کے طور پر قربانی واجب ہے، قربانی سے مراد کم سے کم بکرے کی قربانی کرنا یا بڑے جانور میں ایک حصہ لینا ہے۔

(ہ) اگر تمتع یا قران کریں؛ لیکن قربانی کرنے کی استطاعت نہ ہو، تو دس روزے رکھنے ہوں گے، تین روزے ۱۰/ذی الحج سے پہلے اور سات روزے حج سے فراغت کے بعد کبھی بھی، اگر ۹/ذی الحجہ تک تین روزے نہیں رکھ سکا، تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اب قربانی ہی کرنا ضروری ہے، (احکام القرآن للجصاص: ۱/۳۵۷) تمتع اور قران اُن حجاج کے لئے ہے جو حدود میقات سے باہر رہتے ہوں، جو لوگ حدود میقات کے اندر رہتے ہوں، ان کے لئے صرف ''حج اِفراد'' ہے، پس اس آیت میں ''مسجد حرام کے پاس'' سے حدود میقات کے اندر رہنے والے لوگ مراد ہیں۔

﴿۱۹۷﴾: یعنی شوال، ذیقعدہ اور یکم تا ۱۰/ذی الحجہ — ان کو حج کا مہینہ اس لئے کہا گیا کہ انھیں دنوں میں بلا کراہت حج کا احرام باندھا جا سکتا ہے۔

● ''رفث'' سے ہر وہ شہوانی عمل مراد ہے جو مرد کسی عورت سے کر سکتا ہے، خواہ زبان سے ہو جیسے فحش مذاق، ہاتھ اور اعضاء سے ہو، جیسے بوس و کنار، یا ہم بستری، ● فسق میں ہر طرح کا گناہ داخل ہے، چھوٹا یا بڑا، حقوق اللہ سے متعلق ہو یا حقوق العباد سے۔ ● توکل یہ ہے کہ دنیا کے اسباب کو اختیار کیا جائے، اس کے بعد اللہ کے فیصلہ پر راضی رہا جائے۔ ● بعض مفسرین کے یہاں تقویٰ کے معنی بچنے کے ہیں کہ دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچو۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ
نہیں ہے تم پر کوئی گناہ! اِس میں کہ تلاش کرو تم فضل اپنے رب کا، پھر جب
اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪
تم لوٹو عرفات سے، تو ذکر کرو اللہ کا مشعرِ الحرام (مزدلفہ) میں (ٹھہر کر)
وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿١٩٨﴾
اور ذکر کرو اللہ کا اُسی طریقے سے جس طرح اُس نے تمھیں ہدایت دی اور یقیناً تم تھے اس سے پہلے گمراہوں میں سے ﴿١٩٨﴾
ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ
پھر تم لوٹو جہاں سے لوٹیں سب لوگ اور اللہ سے مغفرت مانگو،
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٩٩﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ
بیشک اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ﴿١٩٩﴾ پھر جب تم پورے کر چکو اپنے مناسک (احکام) اپنے حج کے، تو ذکر کرو اللہ کا
كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ
جیسے ذکر کیا کرتے تھے تم اپنے آباؤاجداد کا، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یاد کرنا، سو کچھ لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں
رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ وَمِنْهُمْ
اے ہمارے رب! ہمیں دے دنیا میں اور نہیں ہے اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ ﴿٢٠٠﴾ اور اُن میں سے
مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً
کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دے دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ
اور ہمیں بچا آگ کے عذاب سے ﴿٢٠١﴾ یہی لوگ ہیں کہ ہے اُن کے لئے حصہ اُن کی کمائی کا
وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٢٠٢﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ
اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے ﴿٢٠٢﴾ اور تم یاد کرو اللہ کو گنتی کے دنوں میں،
فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ
پھر جس نے جلدی کی دو ہی دنوں میں تو نہیں ہے کوئی گناہ اُس پر اور جس نے تاخیر کی تو نہیں کوئی گناہ
عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾
اُس پر بھی، اُس کے لئے، جس نے تقویٰ اختیار کیا اور ڈرتے رہو اللہ سے اور خوب جان لو کہ بیشک تم اُسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤگے ﴿٢٠٣﴾

النصف

(١٩٨): حج کے موقع سے تجارت میں مسلمانوں کو تأمل تھا، کہ کہیں یہ اخلاص کے خلاف نہ ہو اور دین کے ساتھ دنیا کی آمیزش نہ شمار کی جائے، قرآن مجید واضح کر رہا ہے کہ اگر اصل مقصود حج ہو اور ضمناً تجارت بھی کر لی جائے، تو اس میں حرج نہیں، اسلام کا اعتدال وتوازن دیکھئے کہ یہاں مال کو ''فضل'' سے تعبیر فرمایا گیا ہے، فضل کے معنیٰ اللہ کے انعام کے ہیں، گویا حلال طریقہ سے مال حاصل کرنا انعام خداوندی کو حاصل کرنا ہے، نہ گناہ ہے اور نہ خدا کے پاس درجہ ومقام کو گھٹانے والا۔

● ''مشعرحرام'' مزدلفہ کا ایک پہاڑ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں اسی جگہ وقوف فرمایا تھا؛ (بخاری باب من قوم ضعفة بليل الخ، حدیث نمبر: ١٦٧٦) اس لئے یوں تو مزدلفہ میں سوائے وادی محسر، کے کہیں بھی وقوف کرلیا جائے کافی ہے؛ لیکن اس جگہ وقوف کرنا اور ذکر ودعاء کا اہتمام رکھنا افضل ہے۔

● یعنی ذکر تو مشرکین بھی کیا کرتے تھے؛ مگر شرک کے ساتھ، تم ہدایت ربانی کے مطابق توحید کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو۔

(١٩٩): 'مزدلفہ' تک کا حصہ حدود حرم کے اندر ہے اور 'عرفات' حرم سے باہر واقع ہے، قریش چونکہ حرم میں سکونت پذیر تھے؛ اس لئے اسلام سے پہلے انھوں نے اپنے لئے یہ امتیاز اختیار کرلیا تھا کہ تمام حاجی تو عرفات جاتے تھے، یہ مزدلفہ میں رہ جاتے تھے، حدود حرم سے باہر نہ جاتے تھے اور عرفات جانے کو اپنے لئے کسر شان تصور کرتے تھے، (بخاری عن عائشہ، باب ثم أفيضوا الخ، حدیث نمبر: ٤٥٢٠) اسلام نے اس تکبر اور امتیاز پر مبنی عمل کی مذمت کی، یہاں تک کہ عرفات میں وقوف کو حج کا رکن اعظم بنا دینا، جہاں جائے بغیر حج ہی نہیں ہو سکتا، آیت میں یہی حکم دیا جارہا ہے کہ جیسے دوسرے حجاج عرفات جاکر پھر طواف زیارت کے لئے مکہ کی طرف واپس آتے ہیں، قریش کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔

(٢٠٠): اسلام سے پہلے عرب ان دنوں میں اپنے قبیلہ وخاندان اور آباء واجداد کی تعریف میں خطبے دیتے اور اشعار پڑھا کرتے تھے، اپنی نسلی وخاندانی فخر ومباہات اور عجب وتکبر ظاہر کرنا ہے کہ دین حق کے مزاج کے بالکل ہی خلاف ہے؛ اسی لئے فرمایا گیا کہ اب ان دنوں میں ان نامناسب باتوں کے بجائے اللہ کا ذکر کرو اور اسی کی بڑائی بیان کرو۔

(٢٠١): یعنی خدا سے انبیاء اور اللہ کے نیک بندوں نے دونوں چیزیں اللہ ہی سے مانگی ہیں۔

(٢٠٢): عربی زبان کی رو سے یہاں ''مِن'' سبب کے معنیٰ میں ہے، اکثر مفسرین نے یہی لکھا ہے۔

(٢٠٣): اس فقرہ میں تین باتیں بتائی گئی ہیں، اول یہ کہ ١١ر ١٢ذی الحجہ کو قیام ''منیٰ کے ایام میں حجاج کا خاص عمل ذکر اور تکبیر تشریق کا اہتمام ہے، ''ایام معدودات'' سے ایام تشریق ہی مراد ہیں، دوسرے: منیٰ میں صرف ١١۔١٢ر کا قیام بھی کافی ہے، اگر ١٢ر کو نکلنا ہو تو غروب آفتاب سے پہلے نکل جانا بہتر ہے، اگر ١٣ر کی صبح منیٰ میں ہوگئی، تو پھر ١٣ر کو بھی منیٰ میں رمی واجب ہوجائے گی، یہ حنیفہ کی رائے ہے، دوسرے فقہاء کے نزدیک اگر ١٢ر کا آفتاب منیٰ میں غروب ہوگیا، تو اب ١٣ر کا وقوف اور اس میں رمی کرنا لازم ہوجائے گا (تحفة الفقهاء: ٤٠٩/١) تیسرے: اگر ١٣ر ذی الحجہ کو منیٰ میں ٹھہر کر رمی کر کے آنا چاہے تو یہ بھی درست ہے؛ بلکہ افضل ہے، بدعت اور دین میں اضافہ نہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ

اور انسانوں میں سے کچھ تو (ایسے) ہیں کہ پسند آتی ہیں تم کو اس کی باتیں دنیاوی زندگی میں اور وہ گواہ بناتا ہے اللہ کو

عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝۲۰۴ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ

اُس پر، جو اُس کے دل میں ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۲۰۴ اور جب وہ پیٹھ پھیر جاتا ہے تو وہ کوشش کرتا ہے زمین میں،

لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝۲۰۵

تاکہ فساد کرے اس میں اور تباہ کرے کھیتیاں اور نسل اور اللہ نہیں پسند کرتا فساد کو۲۰۵

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ

اور جب کہا جاتا ہے! اُس سے کہ ڈرو اللہ سے، تو آمادہ کرتا ہے اُس کو غرور نفس گناہ پر، سو اُس کے لئے کافی ہے جہنم

وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۲۰۶ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ

اور یقیناً وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۲۰۶ اور کچھ انسان ایسے ہیں جو بیچ دیتے ہیں اپنا نفس (یعنی قربان کر دیتے ہیں)

مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰۷ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا

رضامندی تلاش کرنے کے لئے اللہ کی اور اللہ بہت شفیق ہے اپنے بندوں پر۲۰۷ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم داخل ہو جاؤ

فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ

اسلام میں پورے پورے اور نہ تم پیروی کرو شیطان کے نقش قدم کی، بیشک وہ تمہارا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۰۸ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ

کھلا دشمن ہے۲۰۸ پھر اگر تم پھسل جاؤ اس کے بعد بھی کہ آ چکی ہیں تمہارے پاس واضح دلیلیں،

فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۰۹ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ

تو جان لو بیشک اللہ زبردست، بڑی حکمت والا ہے۲۰۹ کیا انتظار کرتے ہیں یہ لوگ اس بات کا، کہ آ جائے اِن کے پاس (خود) اللہ

فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ

بادلوں کے سائے میں اور فرشتے بھی اور فیصلہ کر دیا جائے معاملہ اور اللہ ہی کی طرف

ع ۲۵ / ۹

تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۲۱۰ ع سَلْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ

لوٹائے جاتے ہیں سب کام۲۱۰ سوال کیجئے! بنی اسرائیل سے کہ کتنی ہی ہم نے دیں اُن کو نشانیاں واضح

وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲۱۱

اور جو شخص بدل دیتا ہے اللہ کی نعمت کو اس کے بعد کہ وہ اُس کے پاس آ گئی، تو یقیناً اللہ شدید سزا دینے والا ہے۲۱۱

۲۰۴: یا ''سخت'' جھگڑالو ہے''۔

۲۰۵: جس اللہ کو وہ اپنے کلام میں بار بار گواہ بناتا ہے وہ فساد پسند نہیں کرتا۔

۲۰۶: عزت یعنی جھوٹی عزت یعنی غرور وتکبر۔

۲۰۷: صہیب بن سنان رومی جب ہجرت کر کے مدینہ آنے لگے تو مشرکین نے انھیں پکڑ لیا کہ یہ مال اسباب جو تم نے مکہ رہ کر اکٹھا کیا ہے ایسے کدھر لے جاتے ہو؟ چنانچہ مشرکین نے سب کچھ چھین لیا اور حضرت صہیب اپنی جان اور ایمان کو بچا کر مدینہ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صہیب نے نفع بخش تجارت کی۔'' ایسے ہی مخلص مومنوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۰۸: یعنی ''کیا تم کتاب کے بعض حصے مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو''۔ (البقرہ ۲: ۸۵) یعنی یہ کونسا اسلام ہے کہ دین میں پسند کی باتیں مان لیں اور باقی چھوڑ دیں۔ یہ تو خواہشات نفس کو معبود بنانا ہوا۔ عیسائیوں کی طرح یہ بھی نہ ہو کہ دین کو پرائیوٹ معاملہ بنا کر رکھ دے۔ مسجد میں دین ہو لیکن سیاست میں دنیا ہو اور جو جی چاہے وہ دین اسلام میں اپنی خواہشات نفس کے مطابق داخل کرتا جائے اور اسے بدعات اور رسم ورواج کا ایک ملغوبہ بنا کر رکھ دے۔

● اگر تم مکمل طور پر اسلام کی اطاعت نہیں کرو گے تو شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن جاؤ گے۔

۲۱۰: یعنی ایسی دندان شکن اور منہ توڑ نشانی کے انتظار میں ہیں جبکہ حق تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہ رہ جائے جیسا کہ فرمایا: ''جس دن کوئی ایسی (بڑی) نشانیاں آ گئیں تو اس وقت کسی کا ایمان لانا اسے کچھ فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان کی حالت میں نیکی کے کام نہ کئے ہوں''۔ (الانعام ۶: ۱۵۸)

● جب کوئی حتمی علامت جیسے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا یا موت یا قیامت آ گئی تو پھر یہ معاملہ ہی ختم ہو جائے گا۔

۲۱۱: اگر مسئلہ نشانیوں ہی سے انکار کا ہے تو بنی اسرائیل سے پوچھ لیں کہ ہم نے انہیں کتنی نشانیاں دیں۔ عصائے موسیٰ 'ید بیضا' پہاڑ سروں پر لٹکانا، مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دینا۔

● کیا یہ سب کم ہیں؟ تو کیا پھر انہوں نے ماننے کا حق ادا کر دیا۔ پھر جب انہوں نے نعمت کی قدر نہ کی تو نعمت ان سے چھن گئی۔ اگر تم بھی قدر نہ کرو گے تو یہی حشر تمہارا بھی ہو سکتا ہے۔

وقف منزل

زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا ۘ

مزین کر دی گئی ہے اُن لوگوں کے لئے جنھوں نے کفر کیا دنیاوی زندگی کو اور وہ مذاق کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے

وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (٢١٢)

اور وہ لوگ جو متقی ہیں، اُن سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن اور اللہ رزق دیتا ہے جسے چاہے بے حساب(٢١٢)

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪

(اس سے پہلے) تھے سب انسان ایک ہی امت (پھر اُن میں اختلافات ہو گئے) تو بھیجے اللہ نے انبیاء بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ

اور نازل کی اُن کے ساتھ اپنی کتاب حق کے ساتھ، تاکہ وہ (کتاب) فیصلہ کرے انسانوں کے درمیان اُن باتوں کا، اختلاف کرتے تھے وہ جن میں

وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

اور نہیں اختلاف کیا (کتاب میں) مگر ان لوگوں نے جنہیں دی گئی تھی وہ، اس کے بعد کہ آ چکے تھے ان کے پاس واضح احکام،

بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ

آپس کی ضد کے بنا پر، پھر ہدایت دی اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے (محمدؐ پر) ان باتوں میں جن میں اختلاف کیا کرتے تھے، حق کی

بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (٢١٣) اَمْ حَسِبْتُمْ

اپنے حکم سے اور اللہ ہی ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف(٢١٣) کیا تم نے گمان کیا!

اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ

یہ کہ داخل ہو جاؤ گے تم جنت میں، جبکہ ابھی نہیں پیش آئے تم کو احوال اُن لوگوں کے سے جو گزر چکے ہیں تم سے پہلے،

مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ

پہنچی ان کو تنگدستی اور تکلیف اور وہ ہلا دیے گئے، یہاں تک کہ کہنے لگے رسول اور وہ لوگ جو

اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (٢١٤) يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا

ایمان لائے اس کے ساتھ (کب آئے گی) مدد اللہ کی؟ سن لو! بیشک مدد اللہ کی بہت قریب ہے(٢١٤) وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا چیز

يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى

وہ خرچ کریں؟ کہہ دیجئے! جو کچھ تم خرچ کرو کوئی مال، تو وہ والدین کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں

وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (٢١٥)

اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے اور جو بھی تم کرو گے بھلائی، تو بیشک اللہ اس کو خوب جاننے والا ہے(٢١٥)

(٢١٢): آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار ابتداء میں زیادہ تر فقراء اور مساکین ہی تھے جیسے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ اور صہیب رومی رضی اللہ عنہ وغیرہ چنانچہ دنیا وی مال و دولت میں لدے پھندے کفار کا مذاق اڑاتے۔

(٢١٣): اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت میں ہدایت کی بنیاد اور اختلافات کے اسباب کے عروج و زوال کو سمجھا دیا۔ ابتدا میں لوگ ایک ہی طریقہ پر تھے۔ یہ کون سا طریقہ تھا؟ یہ طریقہ اسلام تھا۔ اس سے اس فلسفہ کی تردید ہو جاتی ہے جو بعض فلسفی سمجھاتے ہیں کہ شروع میں صرف جہالت تھی۔ بعد میں ارتقاء ہوتے انسان توحید کی روشنی تک پہنچا۔

پھر جب اختلافات پیدا ہونے کی وجہ سے ہدایت مٹ جاتی، تو اللہ تعالیٰ انبیاء بھیج دیتا جسکے ساتھ کتاب بھی اتار دیتا کہ وہ جہالت کے اندھیروں کو چھانٹ دیں اور لوگوں پر حق کو پھر سے واضح کر دیں۔ لوگوں میں اختلافات کی ابتداء تو وہ کرتے رہے جن کے پاس ہدایت ہوتی اور روشن دلیل بھی ہوتی مگر وہ ضد ہٹ دھرمی اور مفاد پرستی کی بنیاد پر اختلافات کو ہوا دیتے ہیں۔

حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ ان کا کوئی مخالف انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے گا“۔ (مسلم)

(٢١٤): جب انبیاء مبعوث ہوتے تو انہیں نئے سرے سے فرقوں میں تقسیم قوم کو توحید کے جھنڈے کے نیچے جمع کرتے ہوئے کافی مشکلات اور مصائب پیش آتیں۔ باطل قوتیں جو کہ اپنی جڑیں گاڑ چکی ہوتی ہیں مالی اور افرادی قوت کے لحاظ سے نبی اور اس کے ساتھیوں سے کہیں زیادہ طاقت ور ہوتی ہیں۔ انہیں کچل دینے سے کبھی گریز نہیں کرتیں۔ حتیٰ کہ کئی انبیاء کو قتل کر دیا گیا۔ یہ مصائب اتنے شدید ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ یہ اللہ کے نیک بندے تقاضائے بشریت پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے تو حضرت خباب ابن ارت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے؟ یہ سنتے ہی آپ تکیہ چھوڑ کر سیدھے بیٹھ گئے اور آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن کے گوشت اور پٹھوں میں ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں مگر وہ اپنے سچے دین سے نہیں پھرتے تھے اور آرہ اُن کے سر کے درمیان رکھ کر چلایا جاتا تھا اور وہ ٹکڑے کر دیئے جاتے مگر وہ اپنے سچے دین سے نہیں پھرتے تھے اور اللہ اپنے اس کام کو ضرور پورا کر کے رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک شخص صنعا سے سوار ہو کر حضر مُوت تک چلا جائے گا اور اللہ کے سوا اسے کسی چیز کا ڈر نہ ہوگا۔ (بخاری)

(٢١٥): بعض مالدار صحابہ (مثلاً عمر بن الجموح رضی اللہ عنہ وغیرہ) نے یہ سوال کیا۔ یہ نفلی صدقات کے مصارف ہیں۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا
لکھ دیا گیا ہے (یعنی فرض کیا گیا ہے) تم پر لڑنا (جنگ کرنا) اور وہ ناگوار ہے تمہیں اور ہو سکتا ہے کہ ناپسند کرو تم کسی چیز کو،
وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ
جبکہ ہو وہ بہتر تمہارے حق میں اور ہو سکتا ہے کہ پسند کرو تم کسی چیز کو جبکہ ہو وہ بری تمہارے حق میں، اللہ جانتا ہے اور تم
لَا تَعْلَمُونَ (٢١٦) يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ
نہیں جانتے(٢١٦) وہ آپ سے سوال کرتے ہیں حرمت والے مہینے کے بارے میں، کہ لڑائی کرنا اس میں (کیسا ہے؟) کہہ دیجئے! لڑائی کرنا اس میں
كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ
بہت بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے اور کفر کرنا اُس (اللہ) کے ساتھ اور (روکنا) مسجد حرام سے اور نکال دینا
أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُونَ
اس میں رہنے والوں کو وہاں سے اِس سے بھی بڑا گناہ ہے اللہ کے نزدیک اور فتنہ انگیزی کہیں بڑا گناہ ہے قتل سے اور وہ (کافر) تو ہمیشہ
يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ وَمَن يَرْتَدِدْ
تم سے لڑتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ پھیر دیں تمہیں تمہارے دین سے اگر وہ استطاعت رکھیں اور جو شخص پھر جائے
مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا
تم میں سے اپنے دین سے، پھر وہ مر جائے اور وہ کافر ہی ہو، تو ایسے لوگ برباد ہو گئے ان کے اعمال دنیا میں
وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (٢١٧) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا
اور آخرت میں اور یہی لوگ ہیں جہنمی، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے(٢١٧) بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے!
وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ
اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں، یہی لوگ اُمید رکھتے ہیں اللہ کے رحمت کی
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (٢١٨) يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ
اور اللہ بہت زیادہ بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے(٢١٨) وہ آپ سے سوال کرتے ہیں شراب اور جوئے کے بارے میں، کہہ دیجئے! اُن دونوں میں گناہ ہے
كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا
بڑا اور کچھ فائدے ہیں لوگوں کے لئے، مگر اُن دونوں کا گناہ بہت بڑا ہے اُن کے فائدے سے اور وہ پوچھتے ہیں آپ سے کہ وہ کیا
يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ (٢١٩)
خرچ کریں، کہہ دیجئے! جو (ضرورت سے) زائد ہو، اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے آیات (احکام) تاکہ تم غور و فکر کرو(٢١٩)

ع ٢٦ ٦ ١٠

(٢١٦): مکہ میں اسلامی ریاست جب قائم ہوگئی تو جہاد فرض قرار دیا گیا۔ ہر معاشرہ میں تمام لوگ تو ایک جیسی جسمانی اور ذہنی سطح کے نہیں ہوتے چنانچہ کچھ کم ہمت لوگوں کو جہاد گراں محسوس ہوا۔ قتال طبعی طور پر انسان پسند نہیں کرتا۔ یہاں انہی لوگوں سے خطاب ہے۔

● گویا اگر جہاد تمہیں پسند نہ بھی ہو تو اس میں تمہارے لئے بہت بھلائیاں ہیں۔ شہید کی زندگی قوم کیلئے حیات کا درجہ رکھتی ہے۔ اسی لئے کتاب و سنت میں جہاد پر بہت زور دیا گیا ہے۔

● انسان کا کام ظاہری اسباب کے مطابق جدو جہد اور کوشش کرنا ہے۔ نتیجہ کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے۔

(٢١٧): 'رجب' ذیقعدہ' ذی الحجہ اور محرم حرمت والے مہینے ہیں۔ جمادی الثانی ۲ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معلومات کی غرض سے ایک دستہ وادی نخلہ کی طرف بھیجا (جو کہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام ہے)۔ انہوں نے ایک تجارتی قافلہ پر حملہ کر کے ایک کو قتل کیا اور باقی لوگوں کو گرفتار کر کے آپؐ کے پاس لے آئے۔ یہ قتل ۲ رجب کو ہوا جبکہ انہیں غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے ۳۰ جمادی الثانی سمجھا۔

اس پر مشرکین نے طوفان کھڑا کر دیا کہ یہ بڑے اللہ والے بنتے ہیں مگر حرمت والے مہینوں میں بھی خون خرابے سے باز نہیں آتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا کہ حرمت والے مہینہ میں قتل یقیناً گناہ ہے مگر تمہارے کرتوت تو اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ کفر و شرک بذات خوب بہت بڑا گناہ ہے۔

● یعنی تمہارا اصل گناہ ان کی نظر میں قتل نہیں بلکہ یہ دین ہے۔

● جس طرح اسلام لانے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسی طرح ارتداد سے تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اور دنیا میں ایسے مرتد کی سزا قتل ہے۔

(٢١٨): یہ آیت انہیں لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے غلطی سے رجب کے مہینہ میں ایک مشرک کو مار ڈالا۔ اب انہیں خوف ہوا کہ ہمیں اس جہاد کا ثواب ملے گا بھی کہ نہیں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت کی امید دلائی ہے۔

(٢١٩): یہ نہیں فرمایا کہ اس میں کچھ فائدہ ہی نہیں بلکہ فرمایا کہ ان کا نقصان فائدے سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ شراب کا ابتدائی حکم ہے۔ دوسرے حکم میں نشہ کی حالت میں نماز سے منع کر دیا گیا اور تیسرے حکم میں شراب اور جوا وغیرہ قطعی طور پر حرام قرار دیئے گئے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں (النساء ۴:۴۳) اور المائدہ ۵:۹۰۔۹۱)

● یہ نفلی عبادت کی آخری حد ہے۔ صدقہ کی کم از کم حد فرضی صدقہ یعنی زکوٰۃ ہے۔ اشترا کی ذہن رکھنے والوں نے (العفو) کے مفہوم کو سخت غلط معنی پہنائے ہیں۔ حالانکہ آیت سے واضح ہے کہ اموال کے مالک خود سائل تھے اور اپنے اموال میں تصرف کا اختیار رکھتے تھے۔

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ

دنیا اور آخرت کے بارے میں اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں یتیموں کے بارے میں، کہہ دیجئے! اُن کی اصلاح کرنا بہت بہتر ہے اور اگر

تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

تم اُن کو باہم ملا لو، تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ جانتا ہے فسادی کو اور اصلاح کرنے والے کو اور اگر چاہتا اللہ تو

لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ

تمہیں تکلیف میں ڈال دیتا، بیشک اللہ زبردست بڑی حکمت والا ہے﴿۲۲۰﴾ اور نہ تم نکاح کرو مشرک عورتوں سے، یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ

اور البتہ ایک مومن لونڈی کہیں بہتر ہے مشرک عورت سے، اگرچہ وہ تمہیں بھلی ہی لگیں، اور نہ نکاح میں دو تم (مسلمان عورتیں) مُشرِک مردوں کو

حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ

یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور البتہ ایک مومن غلام کہیں بہتر ہے مُشرِک مرد سے اگرچہ وہ تمہیں بھلا ہی لگے، یہ (مشرک) بلاتے ہیں

اِلَى النَّارِ ۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ

آگ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے جنت کی طرف اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے اور بیان کرتا ہے اپنے احکام لوگوں کے لئے

ع ۲۷ ۵ ۱۱ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا

تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ﴿۲۲۱﴾ اور وہ آپ سے سوال کرتے ہیں حیض کے بارے میں، کہہ دیجئے! وہ گندگی ہے، سو الگ رہو تم

النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ

عورتوں سے ایام حیض میں اور نہ قربت (صحبت) کرو اُن سے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پھر جب وہ پاک ہو جائیں، تو تم آؤ اُن کے پاس

مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ

جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے، بیشک اللہ پسند کرتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پسند کرتا ہے پاکیزہ رہنے والوں کو﴿۲۲۲﴾ تمہاری عورتیں

حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

کھیتیاں ہیں تمہاری، سو تم آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح سے تم چاہو اور آگے بھیجو (نیک اعمال) اپنے نفسوں کے لئے اور تم ڈرو اللہ سے

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ

اور خوب جان لو کہ یقیناً تم اُس (اللہ) سے ملنے والے ہو اور خوشخبری سنا دیجئے مومنوں کو﴿۲۲۳﴾ اور نہ بناؤ تم اللہ کو نشانہ اپنی قسموں کے لئے،

اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾

یہ کہ تم نیکی (نہیں) کروگے اور تقویٰ (نہیں) اپناؤ گے اور صلح (نہیں) کراؤ گے لوگوں کے درمیان اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے﴿۲۲۴﴾

﴿۲۲۰﴾: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ''جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں وہ در حقیقت اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں''۔ (النساء ۴:۱۰) ''اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر احسن طریقے سے''۔ (الانعام ۵:۱۵۳) اس آیت کی وجہ سے جس کے یہاں یتیم ہوتا اس کا کھانا پینا اپنے کھانے پینے سے علیحدہ رکھتے اور اس کا کھانا علیحدہ رکھا جاتا، کبھی کبھی وہ کھانا خراب ہو جاتا حتٰی کہ کافی دقت پیدا ہو گئی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

● یعنی مل کر کھاؤ یا علیحدہ اصل بات یہ ہے کہ اگر یتیم کے ساتھ بھلائی کرو گے تو بہتر ہے۔ اللہ کو تو ہر مخفی اور ظاہر معلوم ہے۔

﴿۲۲۱﴾: تاہم اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی ''اجازت'' ہے یہ صرف اجازت ہے نہ کہ حکم ہے اور نہ ہی نصیحت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً اہل کتاب عورتوں سے نکاح ناپسند کیا ہے۔ مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب سے کرنا منع ہے۔

﴿۲۲۲﴾: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود حالت حیض میں عورتوں سے بالکل الگ ہو جاتے۔ ان کا کھانا علیحدہ کر دیتے اور ان سے میل جول ختم کر دیتے۔ صحابۂ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (مسلم)

● یعنی تکلیف وہ حالت ہے یا گندگی ہے یا بیماری ہے یہ حالت تین سے دس دن تک ہر عورت کی مختلف ہوتی ہے۔

● ایسی حالت میں عورتوں سے الگ رہو یعنی جماع نہ کرو۔ تاہم بوس و کنار اور گھر کے دیگر تمام کام کاج میں ممانعت نہیں ہے۔

● حیض کے دوران عورت کو نماز پڑھنے، قرآن مجید چھونے مسجد میں داخل ہونے کعبہ کا طواف کرنے اور روزے رکھنے کی اجازت نہیں تاہم روزوں کی قضا ادا کرنا ہوگی مگر نماز کی قضا نہیں ہے۔

● جہاں سے اس نے تمہیں حیض کی حالت میں منع کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دبر سے مجامعت کرنا منع ہے۔ حدیث سے اسکی مزید تائید ہوتی ہے۔

﴿۲۲۳﴾: 'جس طرح چاہو، کا مطلب یہ ہے کہ میاں بیوی کے ملاپ کے لئے کوئی ایک ہی طریقہ متعین نہیں، یہود اور بعض عرب عورت کو پیٹ کے بل لٹا کر پشت کی طرف سے ہم آغوش ہونے کو درست نہ سمجھتے تھے اور خیال کیا جاتا تھا کہ اس سے بھینگا بچہ پیدا ہوگا، اس کی تردید بھی مقصود ہے؛ البتہ عورت کو کھیتی کہہ کر واضح فرما دیا گیا کہ ہم بستری بہر حال آگے کے راستہ میں ہونی چاہئے، پیچھے کی راہ سے کھیتی نہیں ہوگی یعنی نسل پیدا نہیں ہوگی اس لئے کہ توالد و تناسل آگے کی طرف سے صحبت کرنے ہی پر موقوف ہے۔

﴿۲۲۴﴾: عربوں کا حال یہ تھا کہ کسی نیکی کے نہ کرنے اور لوگوں کے درمیان صلح نہ کرانے کی قسم کھا لیتے اور پھر کہتے کہ چونکہ وہ ان کاموں کے نہ کرنے کی قسم کھا چکے ہیں؛ اس لئے ان کاموں میں حصہ نہیں لے سکتے، گویا ایک تو نیکی سے محروم رہتے اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ہی کا نام استعمال کرتے، قرآن نے اسی کی مذمت کی ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا

نہیں مؤاخذہ کرتا اللہ تمہاری لغو قسموں پر اور لیکن وہ مؤاخذہ کرتا ہے تمہارا اُن (قسموں) پر جو

كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ

تم دل سے کھاتے ہو اور اللہ بہت معاف فرمانے والا بڑا بردبار (حلیم) ہے۲۲۵ اُن لوگوں کے لئے، جو قسم کھا لیتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس نہ جانے کی،

تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا

مہلت ہے چار مہینے کی، پھر اگر رجوع کر لیں، تو بیشک اللہ بہت معاف کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۲۲۶ اور اگر وہ ارادہ کر لیں

الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

طلاق کا، تو بیشک اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۲۲۷ اور طلاق یافتہ عورتیں روکے رکھیں اپنے آپ کو

ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ

تین حیض تک اور نہیں جائز ہے اُن کے لئے یہ کہ چھپائیں وہ اُس کو، جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے اُن کے رحموں میں،

اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اگر ہیں وہ ایمان رکھتی اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور اُن کے شوہر زیادہ حقدار ہیں اُن کو لوٹا لینے کے اس (مدت) میں،

اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪

اگر وہ چاہیں صُلح کرنا اور عورتوں کے بھی حقوق ہیں ویسے ہی جیسے اُن پر ہیں (مَردوں کے) دستور کے مطابق

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪

اور مَردوں کو ان (عورتوں) پر فضیلت ہے اور اللہ زبردست خوب حکمت والا ہے۲۲۸ طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے،

فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا

پھر یا تو روک لیا جائے دستور کے مطابق (اچھے طریقے سے) یا چھوڑ دیا جائے بھلے طریقے سے اور نہیں حلال تمہارے لئے یہ کہ تم لو اس (مہر) میں سے

مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ

جو تم نے اُن کو دیا کچھ بھی، مگر یہ کہ وہ دونوں ڈریں اِس سے کہ نہ قائم رکھ سکیں گے وہ اللہ کی (مقرر) حدیں، پھر اگر خوف ہو تم لوگوں کو (اس بات کا) کہ

اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ

نہ قائم رکھ سکیں گے وہ دونوں اللہ کی حدوں کو، تو نہیں ہے کچھ گناہ اُن دونوں پر اِس (مال) میں جو عورت (خلع کے) فدیے میں دے وہ (مال)،

حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

یہ ہیں اللہ کی (مقرر) حدیں، سو نہ تجاوز کرنا تم اُن سے اور جو کوئی تجاوز کرتا ہے اللہ کی (مقرر) حدوں سے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۲۲۹

ع ۲۸ / ۲

(۲۲۵): فقہ کی اصطلاح میں قسم کی تین قسمیں ہیں: لغو، منعقدہ، غموس، (فتح القدیر: ۵/۵۴) قسم کی خلاف ورزی کرے تو کفارہ واجب ہوگا۔

(۲۲۶): ایلاء کے معنیٰ قسم کھانے کے ہیں۔

● ایلاء یہ ہے کہ کوئی شخص ہمیشہ یا کم سے کم چار ماہ، مطلق بلا تعیینِ مدت بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالے، اگر چار ماہ سے کم کی قسم کھائی یا صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی؛ لیکن سفر یا کسی اور عذر کی وجہ سے چار ماہ سے زیادہ مدت تک صحبت کرنے کا موقع نہ ہو تو یہ ’’ایلا‘‘ نہیں ہے۔

● ایلاء میں چار ماہ کی مہلت ہے، اگر اس مہلت کے اندر لوٹا لیا (جس کو قرآن نے ’’فی‘‘ سے تعبیر کیا ہے) تو رشتۂ نکاح برقرار رہے گا؛ البتہ قسم کی خلاف ورزی کی وجہ سے اس کا کفارۂ قسم ادا کرنا واجب ہوگا ’’لوٹانے‘‘ سے مراد جماع کرنا ہے، صرف زبان سے کہہ دینا کہ ’’میں نے لوٹا لیا‘‘ کافی نہیں۔ (ردالمختار: ۵/۶۱)

● اگر چار ماہ گذر گئے اور شوہر نے اس سے صحبت نہ کی تو چار ماہ جونہی پورے ہوئے، اس پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، اب مرد کو اختیار نہیں کہ اس عورت کو لوٹائے؛ البتہ دوبارہ باہمی رضامندی سے نئے مہر پر نکاح کر سکتے ہیں، (ردالمختار: ۵/۶۰) یہ تفصیل حنفیہ کی رائے پر ہے، شوافع اور بعض دیگر فقہاء کے نزدیک چار ماہ کی مدت گذرنے کے بعد شوہر کو لوٹانے یا طلاق دینے کا حق حاصل ہے، اس میں اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ’’فِاِن فاءوا‘‘ میں ’’ف‘‘ تفسیر کے لئے ہے اور شوافع وغیرہ کے نزدیک ’’تعلیق‘‘ کے لئے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: مفاتیح الغیب: ۳/۳۶۸)

(۲۲۸): حاملہ عورتوں کی عدت بچہ پیدا ہونے تک ہے، (الطلاق: ۴) اور نابالغہ اور سن رسیدہ خواتین کی تین ماہ (الطلاق: ۴)۔

اگر عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو، تو عدت کے درمیان شوہر یک طرفہ طور پر رجعت کرنے اور بیوی کو لوٹانے کا حق رکھتا ہے؛ لیکن شوہر پر واجب ہے کہ واقعی بہتر سلوک کے ساتھ رکھنے کا ارادہ ہے تو بیوی کو لوٹائے ورنہ رجعت نہ کرے؛ تاکہ عدت گذرنے کے ساتھ ہی عورت بائنہ ہوجائے محض تکلیف پہنچانے کی غرض سے بیوی کو لوٹانا سخت گناہ ہے۔

● یعنی کچھ مخصوص حقوق جن میں مرد کی حیثیت صدر خاندان کی ہے اور اس میں مرد کو ایک طرح سے فوقیت حاصل ہے، گویا مساوات بنیادی انسانی حقوق اور حقوق کی ادائیگی میں ہے، نہ کہ تمام اُمور میں؛ کیونکہ دونوں کی فطری صلاحیتیں اور فطری ضرورتیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

(۲۲۹): اس میں خلع کا ذکر ہے، یعنی عورت کچھ دے کر شوہر کو طلاق پر آمادہ کرلے۔

اگر شوہر نے مہر ادا نہ کیا ہو تو خلع کی صورت میں عورت سے مہر معاف کرایا جاسکتا ہے، یہ بہرحال مناسب نہیں کہ مرد نے جو دیا ہے، اس سے زیادہ وصول کرلے، اور نہ یہ مناسب ہے کہ خلع کی صورت کے سوا مرد اپنا دیا ہوا مال عورت سے طلب کرے، اس تفصیل سے واضح ہے کہ ’’خلع‘‘ بھی طلاق ہی کی ایک صورت ہے، جس میں مرد عورت سے طلاق دینے کا معاوضہ حاصل کرتا ہے، فقہاء کے یہاں یہ ’’طلاق بائن‘‘ ہے، یعنی عدت میں مرد کو لوٹانے کا حق نہیں ہوتا؛ لیکن فریقین کی رضامندی سے نئے مہر پر دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے؛ البتہ طلاق ہی کی طرح عدت خلع میں بھی واجب ہوتی ہے۔

فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ ؕ
پھر اگر طلاق دے دی اس (مرد) نے اس (بیوی) کو (تیسری بار)، تو نہیں حلال ہوگی وہ اُس کے لئے اُس کے بعد جب تک نہ نکاح کرے وہ کسی اور شوہر سے اُس کے سوا،
فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَاۤ اَنۡ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنۡ ظَنَّاۤ اَنۡ يُّقِيۡمَا
پھر اگر طلاق دے دے (دوسرا) شوہر اُس کو تو نہیں ہے کچھ گناہ، اِن دونوں پر اِس بات میں کہ رجوع کرلیں ایک دوسرے کی طرف، بشرطیکہ دونوں یہ گمان کریں کہ قائم رکھیں گے، دونوں
حُدُوۡدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ﴿٢٣٠﴾ وَاِذَا
اللہ کی (مقرر) حدیں اور یہ اللہ کی (مقرر) حدیں ہیں، وہ اِنہیں بیان کرتا ہے اُن لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہوں ﴿٢٣٠﴾ اور جب
طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ
تم طلاق دو عورتوں کو، پھر وہ (قریب) پہنچ جائیں اپنی (پوری) عدت کو تو روک لو اُن کو دستور کے موافق یا
سَرِّحُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ ۖ وَلَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا ۚ
چھوڑ دو اُن کو دستور کے مطابق اور نہ روکو ان کو ستانے کے لئے تاکہ تم زیادتی کرو
وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ
اور جو کوئی کرے گا یہ، تو یقیناً وہ ظلم کرے گا اپنے ہی نفس پر اور نہ بناؤ تم اللہ کی آیتوں کو
هُزُوًا ؗ وَّاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَمَاۤ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ الۡكِتٰبِ
ہنسی مذاق اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور اُس کو بھی کہ نازل کی اُس نے تم پر کتاب
وَالۡحِكۡمَةِ يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
اور حکمت، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے اِس کے ذریعہ اور تم اللہ سے ڈرو اور جان لو بیشک اللہ ہر
ع ٢٩ ٣ ١٣ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿٢٣١﴾ وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا
چیز کو خوب جاننے والا ہے ﴿٢٣١﴾ اور جب طلاق دے دو تم عورتوں کو، پھر وہ پہنچ جائیں اپنی عدت کو، تو مت
تَعۡضُلُوۡهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوۡا بَيۡنَهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ
روکو تم انہیں اِس سے کہ وہ نکاح کریں اپنے (پہلے) شوہر سے، جب وہ راضی ہوں دونوں باہم (نکاح کے لئے) دستور کے مطابق،
ذٰلِكَ يُوۡعَظُ بِهٖ مَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ
اس بات کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے اُس کو جو رکھتا ہے تم میں سے ایمان اللہ پر اور روزآخرت پر،
ذٰلِكُمۡ اَزۡكٰى لَكُمۡ وَاَطۡهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿٢٣٢﴾
یہی طریقہ ہے پاکیزہ تمہارے لئے اور بہت صاف ستھرا اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ﴿٢٣٢﴾

﴿٢٣٠﴾: یعنی اگر شوہر تین طلاقیں دے دے تو اب وہ عورت اس مرد پر مکمل طور پر حرام ہوگئی؛ البتہ اگر کسی اور مرد سے اس کا نکاح ہوا پھر اس دوسرے مرد نے اس سے صحبت کی اور اس نے بھی بہ طور خود طلاق دے دی تو عدت گذرنے کے بعد یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہوجائے گی اور دوبارہ اس سے نکاح درست ہوگا، دوسرے مرد سے اس عورت کے نکاح کا ضروری ہونا تو اسی آیت سے ثابت ہے اور دوسرے شوہر کا اس سے ہم بستر ہونا حضرت عائشہؓ کی روایت میں مذکور ہے۔ (بخاری، باب من قال لامرأته: حدیث نمبر: ٥٢٦٥)

● اوّل یہ کہ تین طلاقیں ایک ساتھ نہیں دینی چاہئیں؛ بلکہ ہر طلاق کے بعد ایک حیض کا وقفہ رکھنا چاہئے؛ لیکن اگر کوئی شخص اس کی رعایت نہ کرے اور ایک ہی دفعہ میں تینوں طلاقیں دے دے تو تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی، علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ ابن قیمؒ روافض اور غیر مقلدوں کے سوا پوری اُمت کا اس پر اتفاق ہے، (شرح نوی علی مسلم: ٤٧٨، باب طلاق الثلاث) قرآن کی اس آیت "الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ --- فَاِنۡ طَلَّقَهَا" سے ظاہر ہے کہ طلاق کی تعداد کا تعلق مجلس سے نہیں ہے کہ کتنی مجلسوں میں دی ہے؛ بلکہ اس بات سے ہے کہ کتنی بار طلاق دی ہے؟ دو بار دی تو دو واقع ہوگی اور تین بار دی تو تین، جیسے قرآن نے گھر میں داخل ہونے کے لئے تین بار اجازت لینے کی تلقین کی ہے، "ثلاث مرات" (النور: ٥٨) ظاہر ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں ہوسکتی کہ تین الگ الگ مجلسوں میں اجازت لی جائے، تو یہی حکم طلاق کا بھی ہوگا، — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں حضرت حفص بن مغیرہؓ نے اپنی بیوی حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاق دے دی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو تین طلاق ہی "طلق امرأته فاطمة بنت قيس ثلاث تطليقات في كلمة واحدة" (دار قطنی: ٤/١٢)

دوسرا مسئلہ اس آیت میں حلالہ کا ہے، کسی مرد کا مطلّقہ سے خاص اس نیت سے نکاح کرنا کہ وہ اس کو اس کے شوہر اول کے لئے حلال کرکے طلاق دیدے گا، گناہ اور سخت مذموم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے؛ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ١١١٩) لیکن اگر کسی نے یہ بات اپنے دل میں چھپا کر رکھی، نکاح کے وقت ایجاب وقبول میں اس کا ذکر نہیں کیا اور ہم بستری کے بعد اس عورت کو طلاق دے دی اور اس کی عدت گذر گئی، تو کیا اب وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی؟ بعض فقہاء کے نزدیک حلال نہیں ہوئی۔
یہی رائے حنفیہ میں قاضی ابو یوسفؒ کی ہے؛ لیکن اکثر فقہا کے نزدیک وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہوجائے گی، اس لئے کہ عقود ومعاملات میں حکم معاملہ کی ظاہری صورت پر لگتا ہے نہ کہ دلوں میں چھپے ہوئے ارادہ پر، یہی رائے امام ابو حنیفہؒ کی بھی ہے، جس حدیث میں اس شنیع فعل کی مذمت کی گئی ہے یعنی "لعن الله المحلل والمحلل له" خود اس میں بھی اس کا اشارہ موجود ہے، اس لئے کہ اس میں دوسرے شوہر کو "محلل" (حلال کرنے والا) اور شوہر اول کو "محلل لہ" (جس کے لئے عورت حلال کی گئی) سے تعبیر کیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ یہ فعل گو برا ہے؛ لیکن حلت اس سے حاصل ہوجاتی ہے۔

﴿٢٣٢﴾: حضرت معقل بن یسارؓ نے اپنی بہن کو ایک مسلمان کے نکاح میں دیا، انھوں نے طلاق رجعی دی اور عدت گذرنے تک رجعت بھی نہیں کی، عدت گذرنے کے بعد پھر اپنی سابقہ بیوی کو نکاح کا پیغام دیا، حضرت معقل رضی اللہ عنہ کی بہن بھی اپنے سابق شوہر کی طرف راغب تھیں، حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے اپنے بہنوئی کا رویہ دیکھ کر قسم کھالی تھی کہ اب کبھی ان کی بہن اس شخص کے نکاح میں نہیں جائیں گی، اسی موقع سے یہ آیت نازل ہوئی، حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے سنا تو فوراً حکم ربانی کو قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: آپ جیسا مناسب سمجھیں کریں، (بخاری، حدیث نمبر: ٥١١٣)

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ

اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو دو سال پورے، یہ حکم اُس شخص کے لئے ہے جو چاہے کہ پوری ہو دودھ پلانے کی مدت

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ

اور اس (باپ) کے ذمہ ہے اُن کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق، نہیں تکلیف دیا جاتا (یعنی بوجھ نہیں ڈالا جاتا) کوئی نفس مگر اپنی وسعت کے مطابق ہی،

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ

نہ نقصان پہنچایا جائے ماں کو، اُس کے بچے کی وجہ سے اور نہ باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے اور وارثوں پر بھی ہے اِسی طرح کی (ذمہ داری ہے)، پھر اگر

اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ

وہ (والدین) ارادہ کر لیں دودھ چھڑا نے کا، آپسی رضامندی سے اور مشورے سے، تو نہیں کوئی گناہ اُن دونوں پراور اگر تم ارادہ کرو یہ کہ

تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

دودھ پلواؤ (کسی عورت سے) اپنی اولاد کو تو نہیں کوئی گناہ تم پر، جبکہ تم (ان کے) حوالے کر دو، جو کچھ تم نے دینا ٹھہرایا تھا، دستور کے مطابق

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٣٣﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اُسے خوب دیکھنے والا ہے﴿٢٣٣﴾ اوروہ لوگ جو مر جائیں تم میں سے

وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

اور چھوڑ جائیں بیویاں، تو وہ روکے رکھیں اپنے آپ کو (نکاح سے) چار مہینے اور دس دن، پھر جب پوری کر چکیں وہ اپنی عدت کو،

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٣٤﴾

تو نہیں کوئی گناہ تم پر، اِس میں جو وہ کریں اپنے حق میں، دستور کے مطابق اور اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے﴿٢٣٤﴾

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ

اور نہیں کچھ گناہ تم پر اِس میں کہ اشارے کنائے میں دو تم پیغام نکاح ان عورتوں کو یا چھپائے رکھو اپنے دل میں،

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا

اللہ جانتا ہے کہ تم ضرور سوچتے ہو گے ان کے بارے میں اور لیکن نہ وعدہ کرو اُن سے (نکاح کا) پوشیدہ طور پر، البتہ یہ کہ کہو کوئی بات

مَّعْرُوْفًا ۬ ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا

معروف طریقہ سے اور نہ پختہ کرو ارادہ عقدِ نکاح کا، جب تک کہ نہ پوری ہو جائے عدت اور جان لو

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿٢٣٥﴾ ع

ع ٣٠ / ٤ / ١٤

کہ بیشک اللہ جانتا ہے اس کو جو تمہارے دلوں میں ہے، لہٰذا اس سے ڈرتے رہو اور یہ بھی جان لو کہ بیشک اللہ بخشنے والا، بُردبار ہے﴿٢٣٥﴾

﴿٢٣٣﴾: اس فقرہ میں بچوں کو دودھ پلانے سے متعلق متعدد احکام ذکر کئے گئے ہیں: اول یہ کہ ماؤں پر نومولود بچوں کا اخلاقی حق ہے کہ وہ ان کو دودھ پلائیں، کسی میڈیکل عذر کے بغیر خواہ مخواہ دودھ پلانے سے گریز یا انکار مناسب نہیں، دوسرے: دودھ پلانے کی مدت دو سال تک ہے، جو ماں باپ پوری مدت دودھ پلانا چاہتے ہوں، وہ پیدائش کے بعد دو سال تک دودھ پلا سکتے ہیں، جمہور فقہاء اور حنفیہ میں امام ابو یوسف اور امام محمد کی یہی رائے ہے، (بدایۃ المجتھد : ۷۲/۳) تیسرے: اگر دودھ پلانے کے وقت نومولود کی ماں اس کے باپ کے نکاح میں باقی نہ رہی، تو اب اس مرد پر دودھ پلانے والی عورت کی اجرت واجب ہوگی، اگر باہم اجرت طے کر لی تھی، تو وہی اجرت واجب ہوگی، اگر اجرت طے نہیں کی تھی تو اس مدت میں دودھ پلانے والی عورت کا کھانا اور کپڑا واجب ہوگا، اگر کھانے اور کپڑے کی نوعیت واضح نہ کی ہو تو مروجہ طریقہ کے مطابق اُجرت ادا کرنی ہوگی ''بالمعروف'' سے اسی طرف اشارہ ہے۔

● ماں کو تکلیف پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ ماں دودھ پلانے سے معذور ہو اور اصرار کیا جائے کہ وہی دودھ پلائے، یا ماں دودھ پلانے کو تیار ہو اور بچہ کا باپ کسی اور سے دودھ پلانا چاہے، باپ کو تکلیف دینے کا مطلب یہ ہے کہ باپ مفلس ہے، کسی اور سے دودھ پلوانے کی استطاعت نہیں رکھتا اور ماں خواہ مخواہ دودھ پلانے سے انکار کرتی ہو، یا ماں مروجہ اجرت سے زیادہ کی طلب گار ہو۔

● یعنی باپ کا انتقال ہو جائے اور نومولود خود صاحب جائداد ہو تو اسی جائداد سے دودھ پلانے کی اجرت ادا کی جائے گی، اگر خود وہ مال کا مالک نہ ہو تو نومولود کے جو محرم رشتہ دار اس سے میراث کے حقدار ہوں، ان پر بچہ کا نفقہ اور دودھ پلانے کی اجرت واجب ہوگی، اگر ایک سے زیادہ وارث ہوتے ہوں تو ان سب کو اپنے حصہٗ میراث کے تناسب سے دودھ پلانے کی اجرت ادا کرنی ہوگی۔

● یعنی دو سال کی مدت سے پہلے بھی باہمی رضامندی سے دودھ چھڑایا جا سکتا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ زوجین باہمی مشورے سے کسی دایہ سے دودھ پلوائیں اور اسے مناسب اجرت ادا کر دیں؛ لیکن ظاہر ہے کہ یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ خود بچہ کو اس سے غیر معمولی ضرر نہ پہنچے، اگر مستند و معتبر معالج کی رائے میں قبل از وقت بچہ کو ماں کے دودھ سے محروم کر دینا قابل لحاظ نقصان کا باعث ہو، تو پھر ماں کے لئے بلا عذر قبل از وقت دودھ کا چھڑانا یا کسی اور سے دودھ پلوانا درست نہیں۔

﴿٢٣٤﴾: اس آیت میں چار باتیں ارشاد فرمائی گئیں: اول یہ کہ شوہر کی وفات ہو جائے تو بیوی کو عدت وفات گذارنی ہوگی، نکاح کے بعد شوہر کے ساتھ یکجائی ہوئی یا نہ ہوئی ہو، ہر دو صورت میں عدت وفات واجب ہوتی ہے، دوسرے: عدت وفات چار ماہ دس دن ہے، یہ عدت ان عورتوں کے لئے ہے جو حاملہ نہ ہوں، حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچوں کی ولادت ہو جائے، (سورۂ طلاق: ۴) میں اس کا ذکر موجود ہے، تیسرے: عدت کے درمیان عورت اپنے آپ کو دوسرے نکاح اور زیبائش و آرائش کے اسباب، جیسے خوشبو، مہندی، سرمہ، کاجل اور رنگین کپڑے و زیورات وغیرہ سے باز رکھے، چوتھے: عدت گذرنے کے بعد عورت کو اپنا دوسرا نکاح کرنے کا حق ہے، اگر شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے وہ اس سلسلہ میں کوئی قدم اٹھائیں تو اولیاء کو اس میں رکاوٹ پیدا کرنا جائز نہیں۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ

نہیں ہے کچھ گناہ تم پر اگر طلاق دے دو عورتوں کو، جبکہ نہ چھوا ہو تم نے اُن کو اور نہ مقرر کیا ہواُن کے لئے کچھ

فَرِيْضَةً ۚۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا

مہر اور انہیں کچھ دے دو (فائدہ) جو خوشحال ہو (وہ دے) اپنے حیثیت کے مطابق اور تنگدست اپنی حیثیت کے مطابق، یہ دینا

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

دستور کے مطابق ہو، لازم ہے یہ نیک لوگوں پر۲۳۶ اور اگر طلاق دو تم عورتوں کو، پہلے اِس سے، کہ

تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ

ہاتھ لگاؤ تم انہیں، اِس حال میں کہ تم مقرر کر چکے ہواُن کے لئے مہر، تو نصف ہے اُس (مہر) کا جوتم نے مقرر کیا، مگر یہ کہ وہ عورتیں معاف کر دیں،

اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا

یا معاف کر دے وہ شخص جس کے ہاتھ میں ہے عقدِ نکاح (نکاح کا بندھن) اور یہ کہ تم معاف کر دو، یہ زیادہ قریب ہے تقویٰ سے اور مت

تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ

بھولو احسان کرنا ایک دوسرے کے ساتھ، بیشک اللہ تمہارے سب اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۲۳۷ تم حفاظت کرو (سب) نمازوں کی،

وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۤ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ

(خصوصاً) درمیانی نماز کی اورتم کھڑے رہواللہ کے لئے عاجزی کے ساتھ۲۳۸ پھر اگرتم خوف کی حالت میں ہوتو پیدل چلتے ہوئے یا سوار ہی پر (نماز پڑھ لو)

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾

پھر جب امن میسر ہو جائے تو یاد کرو اللہ کو (نماز پڑھو) جس طرح سکھایا ہے اُس نے تم کو۔ جسے تم (پہلے) نہیں جانتے تھے۲۳۹

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا

اور وہ لوگ جو وفات پا جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں بیویاں، (اُن پر لازم ہے) وصیت کرنا اپنی بیویوں کے لئے نان و نفقہ کی،

اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ

ایک برس تک بغیر گھر سے نکالے، پھر اگر وہ (خود) نکل جائیں تو کچھ گناہ نہیں تم پر اُس میں جو وہ کریں، اپنے

اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ

حق میں، دستور کے موافق اور اللہ زبردست، خوب حکمت والا ہے۲۴۰ اور طلاق یافتہ عورتوں کو بھی کچھ نہ کچھ دینا چاہئے دستور کے مطابق،

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ ع ۱۳/۱

یہ حق ہے اللہ سے ڈرنے والوں پر۲۴۱ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں (احکام)، تاکہ تم عقل سے کام لو۲۴۲

﴿۲۳۷﴾: مہر کے اعتبار سے مطلقہ عورت کی چار صورتیں ہیں: اول وہ جن کا مہر مقرر ہو چکا تھا اور شوہر کی ان کے ساتھ یکجائی ہو چکی تھی، ان کو مہر مثل، یعنی اس کی ہم عمر خاندان کی دوسری خواتین کا جو مہر تھا، وہی ادا کرنا ہوگا، تیسرے جس سے یکجائی ہوئی، البتہ مہر مقرر ہو چکا تھا، اس کا آدھا مہر واجب ہوگا، آیت: ۲۳۷ میں اس کا ذکر ہے، چوتھے جس سے یکجائی ہو چکی تھی اور اس کا مہر بھی مقرر نہیں ہوا تھا، تو اس کے لئے "متاع (رخصتانہ)" واجب ہے، (احکام القرآن للجصاص: ۱/۵۱۹)

● "جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے" سے مراد شوہر ہے۔

﴿۲۳۸﴾: "صلوٰۃ وسطیٰ" (بیچ والی نماز) سے کونسی نماز مراد ہے؟ اس میں اختلاف ہے، راجح یہ ہے کہ اس سے عصر کی نماز مراد ہے، بعض حدیثوں میں اس کی صراحت ہے، (سنن ترمذی، باب ما جاءفی الصلوٰۃ الوسطیٰ الخ، حدیث نمبر: ۱۸۲) کیونکہ اس کی ایک جانب دن کی دو نمازیں فجر وظہر اور دوسری جانب رات کی وہ نمازیں مغرب وعشاء ہیں، اس میں یوں تو تمام ہی نمازوں کی تاکید ہے؛ لیکن نماز عصر کے خصوصی اہتمام کی ترغیب ہے۔ منکرین حدیث جو اپنے کو "اہل قرآن" کہتے ہیں پانچ نمازوں کے قائل نہیں، تین کے قائل ہیں، وہ دراصل حدیث ہی کے نہیں، قرآن کے بھی منکر ہیں۔ واللہ ھو الھادی۔

● عربی زبان میں "قنوت" کے متعدد معانی آتے ہیں: اطاعت وفرماں برداری، دُعاء ادب وتواضع، طویل قیام، خاموشی — یہاں بھی مفسرین نے مختلف معانی مراد لئے ہیں، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ حسب ضرورت نماز میں گفتگو کیا کرتے تھے، جب یہ آیت "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ" نازل ہوئی تو ہم لوگوں کو نماز میں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا، (بخاری، باب قوموا للہ قانتین، حدیث نمبر: ۴۵۳۴) اس حدیث کے مطابق "قنوت" کے معنی "چپ رہنے" کے ہیں۔

﴿۲۴۰﴾: زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کو عدت وفات ایک سال گذارنی ہوتی تھی، اسلام نے عدت وفات حاملہ عورتوں کے لئے ولادت اور دوسری خواتین کے لئے چار ماہ دس دنوں کی مقرر کی؛ البتہ چونکہ میراث کا قانون نازل نہیں ہوا تھا، اس لئے بیوہ عورتوں کو ایک سال کے لئے نفقہ اور رہائش کی سہولیت دی گئی اور فرمایا گیا کہ اگر عدت گذرنے کے بعد وہ خود ہی جانا چاہیں، تو جا سکتی ہیں اور نکاح کرنا چاہیں تو نکاح بھی کر سکتی ہیں، میراث کا حکم نازل ہونے کے بعد اب ایک سال تک متوفی کے ورثہ پر بیوہ کے نفقہ کی اور عدت گذر جانے کے بعد رہائش کی ذمہ داری کا حکم منسوخ ہو گیا۔

﴿۲۴۱﴾: "حقا" کے معنی "مقرر" کیا ہوا ہوگا، بعض اہل علم نے "حقا" سے واجب کا معنی مراد لیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ

کیا نہیں دیکھا! تم نے اُن لوگوں کو جو نکلے تھے اپنے گھروں سے اور تھے وہ ہزاروں کی تعداد میں، موت کے ڈر سے، تو کہا!

لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۣ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

اُن سے اللہ نے کہ تم مر جاؤ، پھر اُس نے اُن کو زندہ کر دیا، بیشک اللہ فضل کرنے والا ہے انسانوں پر اور لیکن اکثر

النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾

لوگ نہیں شکر کرتے﴿۲۴۳﴾ اور (اے مسلمانوں) لڑو (جنگ کرو) اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ بیشک اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے﴿۲۴۴﴾

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ

کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو قرضِ حسنہ، پھر وہ اللہ بڑھا دے اُس کو اُس کے لئے کئی گنا زیادہ اور اللہ ہی

يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ

تنگدستی لاتا ہے اور خوشحالی بھی اور اُسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے﴿۲۴۵﴾ کیا نہیں دیکھا! آپ نے ایک جماعت کی طرف، بنی اسرائیل میں سے

بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ

موسیٰ کے بعد، جب کہا تھا انہوں نے اپنے ایک نبی سے کہ مقرر کر دیجئے ہمارے لئے ایک بادشاہ، تا کہ ہم جنگ کریں اللہ کی راہ میں، (نبی نے) کہا!

هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ

کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ اگر حکم دیا جائے تم کو جنگ کا تو تم نہ لڑو، کہنے لگے! بھلا کیا ہوا ہے ہمیں کہ نہ لڑیں ہم

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَاۗىِٕنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ

اللہ کی راہ میں جبکہ نکالا گیا ہے ہمیں ہمارے گھروں سے اور اپنے بیٹوں (بچوں) سے، پھر جب فرض کر دیا گیا اُن پر لڑنا (جنگ)

تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ

تو وہ سب پھر گئے سوائے تھوڑے سے لوگوں کے اُن میں سے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو﴿۲۴۶﴾ اور کہا! اُن سے اُن کے نبی نے، کہ اللہ نے

قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ

مقرر کیا ہے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ، کہنے لگے کیسے ہوسکتی ہے اُس کے لئے بادشاہی ہم پر، جبکہ ہم زیادہ حقدار ہیں

بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ

بادشاہی کے اس سے اور نہیں دی گئی ہے اسے وُسعت مال کی، (اس نبی نے) کہا بیشک اللہ نے اُسے چُن لیا ہے تم پر اور اُس نے زیادہ دی ہے اُسے

بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾

کُشادگی علم میں اور جسم میں اور اللہ دیتا ہے اپنا ملک جس کو چاہتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے﴿۲۴۷﴾

﴿۲۴۳﴾: قرآن مجید کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یہ واقعہ معروف تھا؛ لیکن احادیث میں اس کی تفصیل نہیں ملتی، جو کچھ روایات تفسیر کی کتابوں میں مذکور ہیں، ان سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل کا کوئی گروہ تھا، ان کے علاقہ میں طاعون کی بیماری پھیل گئی تھی، اس سے بچنے کے لئے یہ ہزاروں کی تعداد میں آبادی سے بھاگ کھڑے ہوئے اور کسی اور جگہ مقیم ہو گئے، اس فرار کی سزا کے طور پر ان سب پر موت طاری کر دی گئی، پھر ایک نبی کی دعاء سے دوبارہ زندہ کئے گئے (ابن جریر: ۲/۳۶۵) اس واقعہ کا ذکر کر کے مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا کہ جہاد سے دل چرا کر جان بچائی نہیں جا سکتی، موت جب آنی ہے آ کر رہے گی، اس سے معلوم ہوا کہ جہاں طاعون یا کوئی وبائی بیماری پھیل گئی ہو، وہاں سے جان جانے کے خوف سے راہ فرار اختیار کرنا درست نہیں؛ البتہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اس طرح کی بیماری پھیل جائے تو جو لوگ اس آبادی سے باہر ہوں، ان کو وہاں جانے سے بھی اجتناب کرنا چاہئے۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۵۷۲۹)

﴿۲۴۵﴾: اللہ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرے۔

﴿۲۴۶﴾: مفسرین کا خیال ہے کہ ان نبی کا نام: شمویل علیہ السلام یا ''شمعون تھا'' بائبل میں ''شمویل'' کا ذکر ملتا ہے۔

﴿۲۴۷﴾: اور حکمرانی کے لئے یہی دو چیزیں مطلوب ہیں: علم، تدبیر و انتظام کے لئے اور جسامت، رعب و وقار کے لئے۔

● بنی اسرائیل میں خاندانی تفاخر کا جذبہ بہت زیادہ تھا اور بنی اسرائیل میں عرصہ سے لاوی کی نسل میں نبوت اور یہودا کی نسل میں بادشاہت چلی آرہی تھی، یہ ان دونوں میں سے کسی خاندان سے تعلق نہ رکھتے تھے اور معاشی اعتبار سے بھی اہل ثروت میں شمار نہ ہوتا تھا؛ اس لئے بنی اسرائیل ان کی فرمانروائی قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ

اور کہا! اُن سے اُن کے نبی نے، کہ بیشک نشانی اس کے بادشاہی کی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس صندوق، جس میں ہوگی تسکین تمہارے

رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں جو چھوڑی ہیں آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون نے، اٹھائے لا رہے ہوں گے اس کو فرشتے، بیشک اِس میں ایک

ع ٢٢ ٦ ١٦ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (٢٤٨) فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ

بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ہو تم مومن (٢٤٨) پھر جب نکلا طالوت فوجوں کے ساتھ، تو کہا! بیشک اللہ

مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ

آزمائے گا تمہیں ایک نہر سے، سو جس نے (پانی) پیا اس سے (سیر ہو کر) تو نہیں ہے وہ مجھ سے اور جس نے نہ چکھا اُس سے، تو بلاشبہ وہ مجھ سے ہے،

اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ

مگر جو چلو بھرے ایک چلو اپنے ہاتھ سے، (مگر) پھر انہوں نے پی لیا اُس (نہر) سے سوائے تھوڑے سے لوگوں کے اُن میں سے، پھر جب پار ہوا دریا سے

هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ

اُس نے اور اُن لوگوں نے جو ایمان لائے تھے، اِس کے ساتھ، تو انہوں نے کہا! نہیں طاقت ہمارے اندر آج لڑنے کی، جالوت کے ساتھ اور اس کی فوج کے ساتھ کہنے لگے،

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ

وہ لوگ جو سمجھتے تھے کہ وہ ملنے والے ہیں اللہ سے، کہ بارہا جماعت تھوڑی سی غالب آئی ہے، بڑی جماعت پر،

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (٢٤٩) وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ

اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے صبر کرنے والوں کے (٢٤٩) اور جب وہ مقابل آئے جالوت اور اس کے لشکر، تو انہوں نے کہا! اے ہمارے رب ڈال دے

عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ؕ (٢٥٠) فَهَزَمُوْهُمْ

ہم پر صبر اور جمائے رکھ ہمارے قدم اور تو ہماری مدد کر اس کافر قوم پر (٢٥٠) چنانچہ شکست دے دی اُنہوں نے کافروں کو

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ

اللہ کے حکم سے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور عطا کی اُس کو اللہ نے بادشاہی اور حکمت اور سکھایا اس کو جو کچھ چاہا

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ

اور اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ کا لوگوں کو، ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعہ سے، تو یقیناً خراب ہو جاتی ساری زمین، لیکن اللہ بڑا فضل والا ہے

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (٢٥١) تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (٢٥٢)

تمام جہانوں پر (٢٥١) یہ ہیں اللہ کی آیات، ہم اُن کو پڑھتے ہیں آپ پر حق کے ساتھ اور یقیناً آپ (اے محمدؐ) رسولوں میں سے ہیں (٢٥٢)

(٢٤٨): یہ تابوت جسے یہود ''تابوت سکینہ'' کہا کرتے تھے، بنی اسرائیل کے یہاں بڑا مقدس اور مبارک تصور کیا جاتا تھا، اس میں تورات کے کچھ نسخے اور انبیاء کے آثار وتبرکات تھے، جہاد میں بھی یہود اسے آگے رکھتے تھے، فلسطینیوں سے بنی اسرائیل نے ایسی شکست کھائی کہ ''تابوت سکینہ'' پر بھی قبضہ کر لیا، جب اللہ تعالیٰ کو اس کی واپسی منظور ہوئی تو ایسا ہوا کہ جہاں کہیں تابوت رکھتے، وبا پھوٹ پڑتی، مجبوراً اسے خود فلسطین نے تابوت کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بنی اسرائیل کی طرف ہنکا دیا؛ چنانچہ کسی جنگ کے بغیر تابوت دوبارہ بنی اسرائیل کی طرف واپس آ گیا۔ (مفاتیح الغیب: ۳/ ۴۹۲، ودیگر کتب تفسیر)

(٢٤٩): طالوت کا مقصد یہ تھا کہ اس امتحان کے ذریعہ کم حوصلہ لوگ پہلے ہی چھٹ جائیں کہ ایسے لوگوں کا ساتھ جنگ میں نقصاندہ ہوتا ہے، مفسرین کا خیال ہے کہ اس نہر سے مراد دریائے اُردن ہے جو تھوڑے سے لوگ ان کے ساتھ رہ گئے، تورات میں ان کی تعداد چھ سو بتائی گئی ہے: (شموئیل: ۱/ ۱۲_۱۵) لیکن حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصحابِ بدر کی تعداد کے برابر یعنی ۳۱۳ تھے۔ (بخاری، باب عدۃ أصحاب بدر، حدیث نمبر: ۳۹۵۸)

(٢٥١): طالوت کے لشکر میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے، حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا، چنانچہ طالوت نے اپنی بیٹی حضرت داؤد علیہ السلام کے نکاح میں دے دی، اس طرح آئندہ داؤد علیہ السلام حکمراں ہوئے، ''بادشاہت'' عطا کرنے سے اسی طرف اشارہ ہے اور ''حکمت'' سے نبوت مراد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد میں بادشاہت اور نبوت دونوں کو جمع فرما دیا، معلوم ہوا کہ جہاد ہمیشہ سے انبیاء کی سنت رہی ہے، یہ صحیح نہیں ہے کہ جہاد انبیاء ورسل کا طریقہ نہیں۔

● یعنی جہاد انسانیت کے لئے تباہی نہیں؛ بلکہ ان کے تحفظ اور امن وامان کا ذریعہ ہے، اگر ظالموں کی سرکوبی نہ ہو اور ان کے مقابلہ میں کوئی طاقت باقی نہ رہے تو انسانیت کے لئے جینا دوبھر ہو جائے گا۔

(٢٥٢): مطلب یہ ہے کہ نہ ان واقعات کے پیش آنے کے وقت آپ موجود تھے، نہ پچھلی آسمانی کتابوں کا علم آپ نے حاصل کیا، اس کے باوجود قصص وواقعات کو قرآن کے ذریعہ بیان کرنا آپ کے اللہ کی طرف سے رسول ہونے کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ

یہ تمام رسول ہیں، فضیلت دی ہے ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر، ان میں سے کوئی ایسا تھا جن سے کلام کیا اللہ نے اور اُس نے بلند کئے

بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ

بعض کے مرتبے اور عطا کیں ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں اور مدد کی ہم نے اس کی روح القدس سے

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

اور اگر چاہتا اللہ تو نہ لڑتے آپس میں وہ لوگ جو اِن رسولوں کے بعد ہوئے، اِس کے بعد کہ آ چکی تھیں اُن کے پاس کھلی نشانیاں،

وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫

لیکن انہوں نے باہم اختلاف کیا، پھر کوئی تو اُن میں سے ایمان لے آیا اور کسی نے کفر کیا اور اگر چاہتا اللہ تو نہ لڑتے یہ لوگ آپس میں،

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (٢٥٣) ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ　　ع ٣٣ ٥ ١

لیکن اللہ کرتا ہے وہی جو چاہتا ہے (٢٥٣) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! خرچ کرو اُس میں سے جو دیا ہم نے تم کو، اِس سے

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (٢٥٤)

پہلے کہ آئے وہ دن کہ نہ ہوگی اُس دن خرید و فروخت اُس میں اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی شفاعت اور جو اس کے منکر ہیں وہی ظالم ہیں (٢٥٤)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اللہ کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے، ہمیشہ زندہ ہے، (پوری کائنات کو) سنبھالنے والا ہے، نہیں آتی اس کو اُونگھ اور نہ نیند، اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

اور جو کچھ زمین میں، کون ہے وہ جو شفاعت کرے اُس کے پاس، سوائے اُس کی اجازت کے، وہ جانتا ہے (اسے بھی) جو کچھ اُن (بندوں) کے سامنے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ

اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے اور نہیں وہ احاطہ کر سکتے کسی چیز کا اس کے علم میں سے، مگر جس قدر وہ چاہے اور گھیر رکھا ہے اُس کی کرسی نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (٢٥٥) لَآ اِكْرَاهَ

آسمانوں کو اور زمین کو اور نہیں تھکاتی اس کو ان دونوں کی حفاظت (نگہبانی) اور وہی بلند تر بڑی عظمت والا ہے (٢٥٥) نہیں کوئی زبردستی

فِي الدِّيْنِ ۟ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ

دین میں، بیشک واضح ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے، سو جو شخص کفر (انکار) کرے طاغوت (شیاطین) کا اور وہ ایمان لائے اللہ کے ساتھ،

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (٢٥٦)

تو یقیناً اس نے تھام لیا کڑا (سہارا) مضبوط، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے (٢٥٦)

(٢٥٣): امت کو سب انبیاء کا ادب و احترام سکھلایا گیا ہے۔ باہمی تقابل سے کسی نبی کی تحقیر ہونے کا امکان ہے۔ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''کسی نبی کو کسی دوسرے نبی پر فضیلت نہ دو''۔ (بخاری، مسلم)

(٢٥٤): صدقات نافلہ یا زکوٰۃ یا دونوں ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بے شمار فوائد ہیں۔

(٢٥٥): یہ آیت نمبر: ٢٥٥ آیت الکرسی کہلاتی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو واضح طور پر بتایا گیا ہے اور شرک کی صاف طور پر تردید کی گئی ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قرآن کی سب سے عظیم آیت قرار دیا، (ابو داؤد عن ابی بن کعب، باب ماجاء في آية الكرسي، حديث نمبر: ١٤٦٠) ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قرآن کی تمام آیتوں کی سردار قرار دیا ہے: ''سيدة أي القرآن آية الكرسي'' (مستدرک حاكم، باب اخبار في فضل سورة البقرة، حديث نمبر: ٢٠٥٩) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات میں سوتے وقت اس آیت کو پڑھ لے، صبح تک شیطان سے اس کی حفاظت ہوگی، (بخاري باب صفة ابليس وجنوده، حديث نمبر: ٣٢٧٥) اس کے علاوہ نمازوں کے بعد بھی اس کے پڑھنے کی فضیلت منقول ہے۔

(٢٥٦): خدا کے سوا جن کی پرستش کی جائے، جیسے بت، انسان کے خدا سے سرتابی اور نافرمانی کا سبب ہو، جیسے: شیطان اور سردارانِ کفار، یہ سب ''طاغوت'' میں داخل ہیں۔

● انصار میں جن خواتین کو اولاد نہ ہوتی مگر زندہ نہ رہتی، وہ نذر مانتیں کہ اگر ان کو اولاد ہوئی اور زندہ رہی تو ان کو یہودی بنا دیں گی؛ چنانچہ ایسے متعدد لڑکے یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر کے ساتھ تھے، جب بنونضیر جلاوطن کئے گئے تو انصار نے کہا کہ اپنی اولاد کو جانے نہ دیں گے اور جبراً ان کو مسلمان کرنے کے درپے ہوئے، اس موقع سے یہ آیت نازل ہوئی، (ابو داؤد، باب في الاسير يكره على الاسلام، حديث نمبر: ٢٦٨٢) اس سے اسلام کا ایک اہم اُصول معلوم ہوا کہ کسی کو مجبور کر کے اس کا مذہب تبدیل کرانا درست نہیں؛ کیونکہ مذہب کا تعلق دل کے اعتقاد و یقین سے ہے، جبر کے ذریعہ زبان سے تو اقرار کرایا جاسکتا ہے، دل کی دنیا نہیں بدلی جاسکتی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت دی اُس وقت اسلام کے پاس نہ تلوار تھی، نہ فوج، نہ سپاہ، آخر کونسی طاقت تھی جس کے ذریعہ اسلام نے چند ہی سال میں پورے جزیرۂ عرب کو مسخر کرلیا؟

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ؕ وَالَّذِيْنَ
اللہ دوست ہے اُن لوگوں کا جو ایمان لائے، وہ ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی کی طرف اور وہ لوگ جنھوں نے

كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ
کفر کیا اُن کے دوست ہیں طاغوت (شیاطین)، وہ نکال لے جاتے ہیں اُن کو روشنی سے اندھیروں کی طرف،

ع ۳۴/۲ اُولٰٓـئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ
یہی لوگ دوزخ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۞ کیا نہیں آپ نے دیکھا! اُس شخص کی طرف جس نے جھگڑا کیا

وقف لازم اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ
ابراہیم سے، اُس کے رب کے بارے میں، (اس وجہ سے) کہ عطا کر رکھی تھی اُسے اللہ نے بادشاہی، جب کہا! ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو زندگی دیتا ہے

وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ
اور موت دیتا ہے، (اس نے) کہا! میں (بھی) زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں، کہا! ابراہیم نے! اچھا بیشک اللہ لاتا (نکالتا) ہے سورج کو

مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
مشرق سے، ذرا تو لے آ اُس کو مغرب سے، سو وہ مبہوت ہو کر رہ گیا، وہ جس نے کفر کیا تھا اور اللہ نہیں ہدایت دیتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ
اُن لوگوں کو جو ظالم ہیں۞ یا اسی طرح کیا اُس شخص کو (نہیں دیکھا)، جو گزرا ایک بستی سے اِس حال میں کہ وہ گری پڑی تھی اپنی چھتوں پر،

قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ
اُس نے کہا! کس طرح زندہ کرے گا اس کو اللہ بعد اِس کے مرنے کے؟ تو موت دی اللہ نے اُسے ایک سو سال تک، پھر دوبارہ اُسے زندہ کیا، (اللہ نے)

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ
کہا کتنی مدت تم پڑے رہے (اس نے)، کہا میں رہا ہوں ایک دن یا کچھ حصہ دن کا، فرمایا (نہیں) بلکہ رہے تم (مرے)

مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى
ایک سو سال، چنانچہ دیکھو تم اپنے کھانے کی طرف اور پینے کی طرف، کہ نہیں سڑا گلا وہ اور تم دیکھو اپنے

حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا
گدھے کی طرف (جو مرا پڑا ہے) اور یہ اس لئے (کیا) تاکہ ہم بنائیں تمہیں ایک نشانی انسانوں کے لئے اور دیکھو! اس کی ہڈیوں کو، کس طرح اٹھا کھڑا کرتے ہیں ہم ان کو،

ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾
پھر پہناتے ہیں ان پر گوشت (کا لباس)، پھر جب (یہ سب) واضح ہو گیا اس کے لئے (تو اس نے) کہا! میں جانتا ہوں کہ یقیناً اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۞

۲۵۸: اسی شخص کا نام نمرود بتایا گیا ہے جو کہ بابل جہاں آج کل کوفہ ہے کا بادشاہ تھا۔

● حضرت ابراہیمؑ کا مناظرہ (Debate) اس طاغوت سے ہوا۔ یہ مناظرہ دین کا کام کرنیوالوں کیلئے کئی حکمت کے موتی سموئے ہوئے ہے۔ جب حضرت ابراہیم نے اپنے رب کی بابت بتایا کہ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو نمرود کہنے لگا کہ یہ کام تو میں بھی کرسکتا ہوں۔ ایک بے قصور قیدی کو مروا دیا اور دوسرے قیدی جسے قتل کی سزا ملی ہوئی تھی اس کو آزاد کر دیا۔ اب اگر حضرت ابراہیمؑ کہتے کہ تو نے بے گناہ کو مارا ہے اسکو زندہ تو کر کے دکھاؤ تو جواب میں نمرود کہتا ہے کہ تم اپنے رب سے کہو کہ وہ زندہ کر کے دکھلائے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم نے موضوع بدل دیا اور فرمایا کہ میرا رب تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے ذرا تم مغرب سے تو نکال کے دکھلاؤ۔ اس پر نمرود لاجواب ہوگیا۔

● ظاہر ہے کہ یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسکو میں مشرق سے نکالتا ہوں کہ وہ نمرود اور اس کے باپ و دادا کی پیدائش سے بھی پہلے سے طلوع وغروب ہوتا ہے۔

نمرود یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اپنے رب سے کہو کہ سورج مغرب سے نکال کر دکھلا دے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ تو کہہ چکے تھے کہ میرا رب مشرق سے نکالتا ہے۔ گویا سارے مناظرہ کا لب لباب یہ ہے کہ میرا رب وہ ہے جو کہ سورج کو کنٹرول کر رہا ہے اور ظاہر بات ہے کہ وہ تم نہیں ہو۔ اگر تم ہو تو ذرا اس نظام میں خلل ڈال کر تو دکھلاؤ۔

۲۵۹: یہ حضرت عزیرؑ تھے۔ جو کہ ایک گدھے پر سوار اس بستی کے پاس سے گزرے۔ سامان خورد و نوش آپ کے ساتھ تھا۔

● یہ خیال آتے ہی اللہ تعالیٰ نے روح قبض فرمالی۔

● جب حضرت عزیرؑ کی روح قبض ہوئی اس وقت دن کا پہلا پہر تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کیا تو اس وقت دوسرا پہر تھا۔ اب حضرت عزیرؑ کے پاس سورج کے سوا وقت معلوم کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ تو آپ نے سوچا کہ اگر یہ وہی دن ہے تو دن کا کچھ حصہ سوئے ہیں یا اگلا دن ہے تو پورا ایک دن سوئے ہیں۔

● کہ اسکی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر پنجہ بھی گل سڑ گیا ہے۔

● اس واقعہ میں درج ذیل معجزات رونما ہوئے۔

(ا) حضرت عزیرؑ انکا گدھا اور وہ بستی مرنے کے بعد زندہ ہوئے۔

(ب) اس سوسالہ عرصہ کا نہ تو آپ کی ذات پر کچھ اثر ہوا اور نہ ہی آپ کی خوراک پر جب آپ اپنے گھر پہنچے تو آپ کے بیٹے اور پوتے تو بوڑھے ہو چکے تھے مگر آپ خود انکی نسبت جوان تھے۔ گویا کہ آپ کی ذات بھی تمام لوگوں کیلئے معجزہ بن گئی۔

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىۡ كَيۡفَ تُحۡىِ الۡمَوۡتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰى

اور جب کہا تھا ابراہیم نے اے میرے رب! مجھے دکھا کیسے تو زندہ کرتا ہے مُردوں کو، فرمایا کیا نہیں رکھتے تم ایمان؟ کہا کیوں نہیں!

وَلٰـكِنۡ لِّيَطۡمَٮِٕنَّ قَلۡبِىۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَةً مِّنَ الطَّيۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَيۡكَ

اور لیکن تاکہ مطمئن ہو جائے میرا دل، فرمایا! پس تو پکڑ لے چار پرندے پھر مانوس کر لے اُن کو اپنے ساتھ،

ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنۡهُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُهُنَّ يَاۡتِيۡنَكَ سَعۡيًا ؕ وَاعۡلَمۡ

پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر اُن میں سے ایک ایک ٹکڑا، پھر پکارو انہیں، وہ آئیں گے تمہارے پاس دوڑتے ہوئے اور جان لو

ع ۳۵ ۳ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

کہ بیشک اللہ زبردست، خوب حکمت والا ہے﴿۲۶۰﴾ مثال اُن لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں،

كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ

ایسی ہے جیسے ایک دانہ، اُگائے سات بالیاں، ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ بڑھاتا ہے

لِمَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

جس کے لئے چاہتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے﴿۲۶۱﴾ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں،

ثُمَّ لَا يُتۡبِعُوۡنَ مَآ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا

پھر نہیں جتاتے خرچ کرنے کے بعد کوئی احسان اور نہ ستاتے ہیں، اُن کے لئے ہے اُن کا اجر، اُن کے رب کے پاس اور نہ کوئی

خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ صَدَقَةٍ

خوف ہے اُن کے لئے اور نہ وہ غمگین ہوں گے﴿۲۶۲﴾ اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا بہت بہتر ہے صدقہ سے،

يَّتۡبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيۡمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِكُمۡ

جس کے پیچھے ہو ایذا دینا اور اللہ بڑا ہے بے پرواہ نہایت بُردبار﴿۲۶۳﴾ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، نہ باطل کرو تم اپنے صدقات،

بِالۡمَنِّ وَالۡاَذٰى ۙ كَالَّذِىۡ يُنۡفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ

احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر، اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے اور نہیں وہ ایمان لاتا اللہ پر

وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفۡوَانٍ عَلَيۡهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ

اور یوم آخرت پر، تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان ہواُس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر برسے اس پرزور کی بارش، پھر چھوڑ جائے اُسے

صَلۡدًا ؕ لَا يَقۡدِرُوۡنَ عَلٰى شَىۡءٍ مِّمَّا كَسَبُوۡا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۶۴﴾

بالکل صاف چٹان، نہیں قدرت رکھیں گے ایسے لوگ کسی چیز پر، اس میں سے جو انہوں نے کمایا اور اللہ نہیں ہدایت دیتا کافر قوم کو﴿۲۶۴﴾

﴿۲۶۰﴾: ویسے تو انبیاء کا ایمان عام لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہوتا ہے۔ تاہم عموماً انبیاء کو عین الیقین بھی کرا دیا جاتا ہے جو انکے مشن کی اہمیت کے پیش نظر ہوتا ہے۔

﴿۲۶۱﴾: یکن ایسے اجر کے حصول کیلئے چند چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(ا) بیج یا دانہ جس قدر اچھا ہوگا اتنی ہی فصل اچھی ہوگی۔ انفاق فی سبیل اللہ میں بیج انسان کی نیت ہے اور صدقہ حلال مال سے ہو۔

(ب) بیج کی کاشت کے بعد پیداوار حاصل کرنے کیلئے فصل کی آبیاری اور کیڑے مکوڑوں سے حفاظت ضروری ہے۔ لہٰذا صدقہ کی حفاظت بھی ضروری ہے اور احسان جتلا کر بیگار لے کر اسے ضائع نہ کر دینا چاہئے۔

(ج) بیج کی کاشت اور فصل کی تیاری کے بعد بھی کئی دفعہ کوئی ایسی آفت آجاتی ہے جو فصل کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کی صورت میں یہ آفت شرک اور بدعت ہیں جو کہ انفاق فی سبیل اللہ سمیت تمام اعمال کو اکارت کر دینے کے علاوہ عذاب کا مستحق بنا دیتے ہیں۔

چنانچہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”اللہ تعالیٰ صرف پاک مال قبول کرتا ہے۔ جس نے اپنے پاک مال سے ایک کھجور برابر صدقہ کیا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اسکی یوں نشوونما فرماتا ہے جیسے تم اپنے بچھڑے کی نشوونما کرتے ہو۔ یہاں تک کہ وہ کھجور پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔“ (بخاری)

﴿۲۶۲﴾: فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ”تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ یوم قیامت نہ کلام کرے گا نہ انکی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا۔ ایک احسان جتلانے والا دوسرا تہبند نیچے لٹکانے والا اور تیسرا جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرنیوالا“۔ (مسلم)

﴿۲۶۳﴾: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ”اچھی بات بھی صدقہ ہے“۔ (بخاری ومسلم)

یعنی اچھے انداز ے سے انکار کر دینا یا ٹال دینا ایسے صدقہ سے اچھا ہے جس میں سائل کو احسان جتلا کر اور لوگوں میں ذلیل کر کے تکلیف پہنچائی جائے۔

﴿۲۶۴﴾: گویا جو شخص صدقہ کے بعد احسان جتلاتا ہے اور سائل کو کئی طرح سے اذیت پہنچاتا ہے اس کا طرز عمل ایسے شخص کی طرح کا ہے جس کا نہ تو اللہ پر ایمان ہے اور نہ ہی یوم آخرت پر۔ یعنی اگر اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہو تو یہ کام نہیں ہونگے۔

● جس طرح بارش پتھر کیلئے نفع بخش نہیں اسی طرح صدقہ ریاکار کیلئے فائدہ مند نہیں۔

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىۡ كَيۡفَ تُحۡىِ الۡمَوۡتٰى‌ؕ قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ‌ؕ قَالَ بَلٰى

اور جب کہا تھا ابراہیم نے اے میرے رب! مجھے دکھا کیسے تو زندہ کرتا ہے مُردوں کو، فرمایا کیا نہیں رکھتے تم ایمان؟ کہا کیوں نہیں!

وَلٰـكِنۡ لِّيَطۡمَئِنَّ قَلۡبِىۡ‌ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَةً مِّنَ الطَّيۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَيۡكَ

اور لیکن تاکہ مطمئن ہو جائے میرا دل، فرمایا! پس تو پکڑ لے چار پرندے پھر مانوس کر لے اُن کو اپنے ساتھ،

ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنۡهُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُهُنَّ يَاۡتِيۡنَكَ سَعۡيًا‌ؕ وَاعۡلَمۡ

پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر اُن میں سے ایک ایک ٹکڑا، پھر پکارو انہیں، وہ آئیں گے تمہارے پاس دوڑتے ہوئے اور جان لو

ع ۳۵ ۳ ۳ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝۲۶۰ مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

کہ بیشک اللہ زبردست، خوب حکمت والا ہے۲۶۰ مثال اُن لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں،

كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ‌ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ

ایسی ہے جیسے ایک دانہ، اُگائے سات بالیاں، ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ بڑھاتا ہے

لِمَنۡ يَّشَآءُ‌ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۝۲۶۱ اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

جس کے لئے چاہتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے۲۶۱ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں،

ثُمَّ لَا يُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى‌ۙ لَّهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ۚ وَلَا

پھر نہیں جتاتے خرچ کرنے کے بعد کوئی احسان اور نہ ستاتے ہیں، اُن کے لئے ہے اُن کا اجر، اُن کے رب کے پاس اور نہ کوئی

خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝۲۶۲ قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ صَدَقَةٍ

خوف ہے اُن کے لئے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۲۶۲ اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا بہت بہتر ہے صدقہ سے،

يَّتۡبَعُهَاۤ اَذًى‌ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيۡمٌ ۝۲۶۳ يٰۤـاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِكُمۡ

جس کے پیچھے ہو ایذا دینا اور اللہ بڑا ہے بے پرواہ نہایت بُردبار۲۶۳ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، نہ باطل کرو تم اپنے صدقات،

بِالۡمَنِّ وَالۡاَذٰى‌ۙ كَالَّذِىۡ يُنۡفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ

احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر، اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے اور نہیں وہ ایمان لاتا اللہ پر

وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفۡوَانٍ عَلَيۡهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ

اور یوم آخرت پر، تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان ہواُس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر برسے اس پرزور کی بارش، پھر چھوڑ جائے اُسے

صَلۡدًا‌ؕ لَا يَقۡدِرُوۡنَ عَلٰى شَىۡءٍ مِّمَّا كَسَبُوۡا‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝۲۶۴

بالکل صاف چٹان، نہیں قدرت رکھیں گے ایسے لوگ کسی چیز پر، اس میں سے جو انہوں نے کمایا اور اللہ نہیں ہدایت دیتا کافر قوم کو۲۶۴

۲۶۰: ویسے تو انبیاء کا ایمان عام لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہوتا ہے۔ تاہم عموماً انبیاء کو عین الیقین بھی کرا دیا جاتا ہے جو انکے مشن کی اہمیت کے پیش نظر ہوتا ہے۔

۲۶۱: لیکن ایسے اجر کے حصول کیلئے چند چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(ا) بیج یا دانہ جس قدر اچھا ہوگا اتنی ہی فصل اچھی ہوگی۔ انفاق فی سبیل اللہ میں بیج انسان کی نیت ہے اور صدقہ حلال مال سے ہو۔

(ب) بیج کی کاشت کے بعد پیداوار حاصل کرنے کیلئے فصل کی آبیاری اور کیڑے مکوڑوں سے حفاظت ضروری ہے۔ لہٰذا صدقہ کی حفاظت بھی ضروری ہے اور احسان جتلا کر بیگار لے کر اسے ضائع نہ کر دینا چاہئے۔

(ج) بیج کی کاشت اور فصل کی تیاری کے بعد بھی کئی دفعہ کوئی ایسی آفت آجاتی ہے جو فصل کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کی صورت میں یہ آفت شرک اور بدعت ہیں جو کہ انفاق فی سبیل اللہ سمیت تمام اعمال کو اکارت کر دینے کے علاوہ عذاب کا مستحق بنا دیتے ہیں۔

چنانچہ فرمان رسول اللہ ﷺ ہے ''اللہ تعالیٰ صرف پاک مال قبول کرتا ہے۔ جس نے اپنے پاک مال سے ایک کھجور برابر صدقہ کیا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اسکی یوں نشوونما فرماتا ہے جیسے تم اپنے بچھڑے کی نشونما کرتے ہو۔ یہاں تک کہ وہ کھجور پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔'' (بخاری)

۲۶۲: فرمان رسول اللہ ﷺ ہے: ''تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ یوم قیامت نہ کلام کرے گا نہ انکی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا۔ ایک احسان جتلانے والا دوسرا تہبند نیچے لٹکانے والا اور تیسرا جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرنیوالا''۔ (مسلم)

۲۶۳: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔ ''اچھی بات بھی صدقہ ہے''۔ (بخاری و مسلم)
یعنی اچھے انداز سے انکار کر دینا یا ٹال دینا ایسے صدقہ سے اچھا ہے جس میں سائل کو احسان جتلا کر اور لوگوں میں ذلیل کر کے تکلیف پہنچائی جائے۔

۲۶۴: گویا جو شخص صدقہ کے بعد احسان جتلاتا ہے اور سائل کو کئی طرح سے اذیت پہنچاتا ہے اس کا طرز عمل ایسے شخص کی طرح کا ہے جس کا نہ تو اللہ پر ایمان ہے اور نہ ہی یوم آخرت پر۔ یعنی اگر اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہو تو یہ کام نہیں ہونگے۔

● جس طرح بارش پتھر کیلئے نفع بخش نہیں اسی طرح صدقہ ریا کار کیلئے فائدہ مند نہیں۔

وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ ؕ
اور جو تم خرچ کرو کسی قسم کا خرچ یا تم مانتے ہو کوئی منت، تو یقیناً اللہ اسے جانتا ہے
وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا
اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار﴿٢٧٠﴾ اگر اعلانیہ دو تم صدقات تو اچھی بات ہے
هِىَ ۚ وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ ؕ وَيُكَفِّرُ
یہ اور اگر تم اسے چھپاؤ اور اسے دو فقیروں کو، تو وہ بہت ہی بہتر ہے تمہارے لئے اور (اللہ) دور کر دے گا
عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَيِّاٰتِكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿٢٧١﴾ لَيۡسَ عَلَيۡكَ
تم سے تمہاری برائیاں اور اللہ اُس سے جو تم عمل کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے﴿٢٧١﴾ نہیں ہے آپ پر (اے نبیؐ ذمہ داری)
هُدٰٮهُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ
اُن کو راہ پر لانا اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور جو بھی خرچ کرتے ہو تم کوئی مال (اللہ کے لئے) تو اس کا فائدہ
فَلِاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا
تم ہی کو ہے، اِس لئے کہ نہیں خرچ کرتے ہو تم مگر تلاش کرنے کے لئے اللہ کی رضامندی اور جو بھی تم خرچ کرتے ہو
مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿٢٧٢﴾ لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِيۡنَ
کوئی مال (اللہ کے لئے) پورا پورا دے دیا جائے گا وہ تمہیں اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا﴿٢٧٢﴾ (یہ) اُن ضرورت مندوں کے لئے ہے جو
اُحۡصِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِى الۡاَرۡضِ يَحۡسَبُهُمُ
روک دیے گئے ہیں اللہ کی راہ میں، نہیں وہ طاقت رکھتے چلنے پھرنے کی زمین میں، گمان کرتا ہے انہیں
الۡجَاهِلُ اَغۡنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعۡرِفُهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ ۚ لَا يَسۡـَٔلُوۡنَ
ایک ناواقف آدمی خوشحال، اُن کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے، آپ پہچان سکتے ہیں اُن کو، اُن کے چہرے کی علامات سے، نہیں وہ سوال کرتے
النَّاسَ اِلۡحَافًا ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿٢٧٣﴾
لوگوں سے چمٹ کر اور جو بھی تم خرچ کروگے کوئی مال تو بلاشبہ اللہ اُسے خوب جانتا ہے﴿٢٧٣﴾
اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمۡ
وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال رات میں اور دن میں، چھپا کر اور اعلانیہ، تو اُن کے لئے
اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿٢٧٤﴾
اُن کا اجر ہے اُن کے رب کے پاس اور نہ کوئی خوف ہوگا اُن کے لئے اور نہ وہ غمگین ہوں گے﴿٢٧٤﴾

ع ٣٧ / ٥ — وقف منزل

﴿٢٧٠﴾: نذر ماننا یہ ہے کہ آدمی کسی کام کے پورا ہونے پر کوئی ایسا نیک کام یا صدقہ کرنے کا اللہ تعالیٰ کے یہاں عہد کرے جو اسکے ذمہ فرض نہ ہو۔ یعنی مشروط طور پر کوئی نیک کام کرنے کا اللہ سے وعدہ کرے کہ اگر یہ کام حلال اور جائز ہو اور نذر اللہ ہی سے مانگی گئی ہو اور اُس کے پورا ہونے پر جو عمل کرنے کا عہد آدمی نے کیا ہے وہ اللہ ہی کیلئے ہو تو ایسی نذر کا پورا کرنا درست اور باعث اجر وثواب ہے اور اگر یہ نذر کسی ناجائز کام یا غیر اللہ کیلئے ہو تو ایسی نذر کا ماننا گناہ ہے اور پورا کرنا موجب عذاب ہے۔ اگر کوئی ایسی نذر مان چکا ہو تو اسکے عوض استغفار کرنا چاہئے اور وہ کام نہ کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ نذر مانگنا شرعی نکتہ نگاہ سے کوئی اچھا کام نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نذر مانگنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ نذر اللہ کی تقدیر کو کچھ بھی نہیں بدل سکتی البتہ اس طرح بخیل سے کچھ مال نکال لیا جاتا ہے۔'' (بخاری)

﴿٢٧١﴾: اگر کوئی خاص مصلحت ہو تو صدقہ اعلانیہ دینا بہتر ہے مثلاً جس سے دوسرے لوگوں کو بھی ترغیب ہو۔ خفیہ صدقات کی بہت فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

● اس سے معلوم ہوا کہ صدقات گناہوں کے وبال سے بچانے کیلئے کفارہ ہوتے ہیں۔

﴿٢٧٢﴾: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ''ابتداء میں مسلمان اپنے غیر مسلم رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کو معیوب جانتے تھے تو انہوں نے اس بارے میں پوچھا تو انہیں اس آیت کے ذریعے اجازت دے دی گئی''۔ (نسائی)

﴿٢٧٣﴾: یعنی جنہوں نے خود کو دینی کاموں کیلئے وقف کر رکھا ہو یا جو لوگ جہاد وغیرہ میں مصروف ہوں تو انکے مال اور بچوں کی نگہداشت پر صدقات خرچ کئے جائیں۔
● ضمناً اس آیت سے سوال نہ کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''کون ہے جو مجھے یہ ضمانت دے کہ کبھی کسی سے سوال نہ کرے گا۔ میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ میں نے کہا میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ (نسائی)
چنانچہ اس کے بعد انہوں نے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سوال سے بچے گا اللہ بھی اسے بچالے گا جو کوئی (دنیا سے) بے پروائی کرے گا اللہ اسے بے پرواہ کر دے گا۔ جو کوئی کوشش سے صبر کرے گا اللہ اسے صبر دے گا اور صبر سے بہتر اور کشادہ تر کسی کو کوئی نعمت نہیں ملی''۔ (بخاری)
﴿٢٧٤﴾: یہ آیت صدقہ وخیرات کے احکام کی آخری آیت ہے۔ سارے مضمون کو آخر میں ایک دفعہ اختصار سے دہرا دینا بڑا ہی مؤثر اسلوب ہے۔

اَلَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا كَمَا يَقُوۡمُ الَّذِىۡ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيۡطٰنُ

وہ لوگ جو کھاتے ہیں سود، نہیں وہ کھڑے ہوں گے، مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے وہ شخص کہ اس کو خبطی (باولا) بنا دیا ہو شیطان نے

مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَيۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الۡبَيۡعَ

وقف لازم

چھو کر، یہ (حال) اِس لئے ہے، کہ وہ کہتے ہیں آخر تجارت بھی تو سود ہی کے مثل ہے، حالانکہ حلال کیا ہے اللہ نے بیع (تجارت) کو

وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنۡ جَآءَهٗ مَوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ فَانۡتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ

اور حرام کر دیا ہے اُس نے سود کو، پھر وہ شخص کہ آ گئی اس کے پاس نصیحت اُس کے رب کی طرف سے، تو وہ باز آ گیا، تو اُس کے لئے ہے جو کچھ پہلے ہو چکا۔

وَاَمۡرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿٢٧٥﴾

اور اُس کا معاملہ اللہ کے حوالے اور جس نے دوبارہ (سودی معاملہ) کیا تو ایسے ہی لوگ جہنمی ہیں، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿٢٧٥﴾

يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرۡبِى الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيۡمٍ ﴿٢٧٦﴾

مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے صدقات کو اور اللہ نہیں پسند کرتا، ہر کفر کرنے والے گنہگار کو ﴿٢٧٦﴾

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمۡ

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک اور قائم کیا نماز کو اور دیتے رہے زکوٰۃ، اُن کے لئے

اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿٢٧٧﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ

اُن کا اجر ہے اُن کے رب کے پاس اور نہ کوئی خوف ہوگا اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿٢٧٧﴾ اے وہ لوگو جو

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوۡا مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿٢٧٨﴾ فَاِنۡ لَّمۡ

ایمان لائے ہو! ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود سے (لوگوں کے ذمہ)، اگر ہو تم ایمان والے ﴿٢٧٨﴾ پھر اگر نہ کیا

تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ۚ وَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَلَكُمۡ رُءُوۡسُ

تم نے ایسا، تو تیار رہو لڑنے کے لئے اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور اگر تم توبہ کرلو (اور سود نہ لو) تو تمہارے لئے ہیں اصل

اَمۡوَالِكُمۡ ۚ لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿٢٧٩﴾ وَاِنۡ كَانَ ذُوۡ عُسۡرَةٍ فَنَظِرَةٌ

تمہارے مال، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے ﴿٢٧٩﴾ اور اگر ہو (قرضدار) تنگدست تو مہلت دو

اِلٰى مَيۡسَرَةٍ ؕ وَاَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿٢٨٠﴾ وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا

خوشحال ہونے تک اور یہ کہ تمہارا معاف کر دینا بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر ہو تم جانتے ﴿٢٨٠﴾ اور ڈرو اُس دن سے کہ

تُرۡجَعُوۡنَ فِيۡهِ اِلَى اللّٰهِ ۖ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿٢٨١﴾ ع

ع ٣٨ / ٨ / ٦

تم لوٹائے جاؤ گے اُس (دن) میں اللہ کی طرف، پھر پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو، اُس کا جو کچھ اُس نے کمایا اور وہ نہیں ظلم کئے جائیں گے ﴿٢٨١﴾

﴿٢٧٥﴾: قرض پر لیا گیا منافع سود کہلاتا ہے۔ لغوی اضافہ اور زیادتی ہے۔

● سودی قرضے دو طرح کے ہوتے ہیں۔(ا) ذاتی قرضے یا مہاجنی قرضے (ذاتی ضروریات کیلئے) (ب) تجارتی یا صنعتی قرضے جو کہ بینکوں سے لئے جاتے ہیں۔ آج کل بہت سے مسلمان جہالت میں سود کے جواز کی نمائندگی کرتے ہیں کہ جس سود کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے وہ ذاتی یا مہاجنی قرضے ہیں۔ جنکی شرح سود انتہائی ظالمانہ ہوتی ہے جبکہ تجارتی سود حرام نہیں ہے، کیونکہ اس دور میں ایسے سودی قرضوں کا رواج ہی نہیں تھا نیز ایسے قرضے چونکہ باہمی رضامندی سے لئے اور دیئے جاتے ہیں اور ان کی شرح سود بھی مناسب ہوتی ہے اور اس طرح کسی پر ظلم نہیں ہوتا لہٰذا یہ تجارتی سود اس سے مستثنیٰ ہیں جنہیں قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔

● قرآن میں ربا کا لفظ علی الاطلاق استعمال ہوا ہے جو کہ ذاتی اور تجارتی دونوں قسم کے قرضوں کو حاوی ہے۔

● تاہم جو لوگ یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ تجارت بھی سود ہی کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں انتہائی بدحواس اور بے حواس قرار دیا ہے۔ جنہیں کسی جن نے آسیب زدہ بنا دیا ہو۔ سود اور تجارت کا فرق یوں ہے۔

(ا) سود میں طے شدہ شرح کے مطابق منافع یقینی ہوتا ہے جبکہ تجارت میں نفع کے ساتھ نقصان کا احتمال بھی ہوتا ہے۔

(ب) مضاربت یا مشارکت کی شکل میں فریقین کو ایک دوسرے سے ہمدردی پیدا ہوتی ہے کیونکہ ان کا مفاد مشترکہ ہوتا ہے جبکہ تجارتی سود کی صورت میں سود خور کو محض اپنے مفاد سے غرض ہوتی ہے۔

﴿٢٧٨﴾: سود کس درجہ سخت گناہ ہے، وہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ کسی اور گناہ کے بارے میں اس درجہ لب ولہجہ اختیار نہیں کیا گیا، معلوم ہوا کہ اگر کوئی گروہ سود لینے پر مصر ہو تو اس پر فوج کشی بھی کی جا سکتی ہے، کیونکہ اگر وہ سود کو حرام ہی نہیں سمجھتا تو مرتد ہے، حرام سمجھ کر عمل سے انکار کرتا ہے تو ایسے لوگوں سے جہاد کا حکم ہے، جیسا کہ فقہاء نے ان لوگوں سے جہاد کا حکم دیا ہے جو اذان یا جماعت کے ترک کرنے پر اتفاق کر لیں، (ردالمختار: ۲/۴۹۶) معلوم ہوا کہ حربیوں سے بھی سود لینا جائز نہیں؛ کیونکہ جن لوگوں پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کا سود باقی تھا، وہ فتح مکہ سے پہلے کے معاملہ پر مبنی تھا اور وہ اس وقت یقیناً حربی تھے، جمہور کا مسلک یہی ہے کہ نہ دارالاسلام میں سود جائز ہے نہ دارالحرب میں، نہ مسلمانوں سے جائز ہے نہ غیر مسلموں سے۔

﴿٢٨٠﴾: سود کا لین دین اسی لئے رواج پاتا ہے کہ اہل دولت غیر سودی قرض دینے کو تیار نہیں ہوتے، اگر لوگ قرض دینے لگیں تو خود بخود سماج سے سود ختم ہو جائے؛ اسی لئے قرض دینے کی تاکید کی گئی اور تنگدست مقروض کو مہلت دینے کی ہدایت فرمائی گئی ہے؛ چونکہ سود خور ایسے ہی لوگوں کی تنگدستی سے فائدہ اٹھاتا ہے اور سود لگاتا جاتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم آپس میں لین دین کرو اُدھار کا، کسی میعاد معین کے لئے تو اُسے لکھ لیا کرو

وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا

اور چاہئے کہ لکھے تمہارے درمیان ایک کاتب انصاف کے ساتھ اور نہ انکار کرے کاتب اِس سے کہ وہ لکھے، جس طرح

عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا

اسے اللہ نے سکھایا، تو چاہئے کہ وہ لکھے اور تحریر لکھوائے، وہ شخص جس پر قرض ہے اور چاہئے کہ وہ ڈرے اللہ سے جو اُس کا رب ہے اور نہ

يَبْخَسْ مِنْهُ شَـيْـــًٔا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا

کم کرے اس میں سے کوئی چیز، پھر اگر ہو وہ شخص کہ جس پر قرض ہے کم عقل یا ضعیف یا نہیں

يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ ھُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۭ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ

وہ استطاعت رکھتا کہ تحریر لکھوائے وہ خود، تو چاہئے کہ لکھوائے اس (مقروض) کا ولی انصاف کے ساتھ اور تم گواہ بنالو دو گواہ،

مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ

اپنے (مسلمان) مرَدوں میں سے، پھر اگر نہ موجود ہوں دو مرَد، تو ایک مرَد اور دو عورتیں، ایسے لوگوں میں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو

مِنَ الشُّهَدَاۗءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىھُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۭ وَلَا يَاْبَ

بطور گواہ، تاکہ (اگر) بھول جائے اُن میں سے ایک (عورت) تو یاد کرا دے اُن میں سے ایک دوسری کو اور نہ انکار کریں

الشُّهَدَاۗءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۭ وَلَا تَسْــَٔـمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ

گواہ، جب بھی وہ بلائے جائیں اور نہ تساہلی کرو لکھنے میں (معاملہ) چھوٹا ہو یا بڑا، اُس کے مقررہ وقت تک،

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ

یہ (لکھنا) زیادہ قرینِ انصاف ہے اللہ کے نزدیک اور بہت درست رکھنے والا ہے گواہی کے لئے اور زیادہ قریب ہے اِس سے کہ نہ تم شک میں پڑو، مگر یہ کہ ہو

تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْھَا ۭ

لین دین دست بدست (آمنے سامنے جس طرح) تم لیتے دیتے ہو آپس میں، سو نہیں ہے تم پر کچھ گناہ، یہ کہ نہ لکھو تم اُس کو

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠ وَلَا يُضَاۗرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ڛ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ

اور گواہ بنالو جب تم آپس میں سودا کر لو، اور نہ نقصان پہنچایا جائے کاتب کو اور نہ گواہ کو اور اگر تم ایسا کروگے تو بیشک یہ

فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾

نافرمانی ہے جس کا گناہ ہوگا تمہیں اور ڈرو اللہ سے اور سکھاتا ہے تم کو اللہ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (۲۸۲)

(۲۸۲): "ولی" سے مراد وہ شخص ہے جو اس کے معاملات کا ذمہ دار ہو، نابالغ یا پاگل ہوتو اس کا ولی یا ولی کا وصی جس کو اس نے اپنی وفات کے بعد ذمہ دار بنایا ہو، یا قاضی، یا اس کا وکیل، زبان نہ جانتا ہو تو ترجمان، وغیرہ۔

● گواہی میں دو عورت کو ایک مرد کے برابر اس لئے رکھا گیا ہے کہ عورتوں میں جذبات کا عنصر زیادہ ہے یہ ان کے منصب مادری کے لئے مناسب بھی ہے، جذبات کی فراوانی قوت حافظہ کو بھی متأثر کرتی ہے اور کسی واقعہ کو سمجھنے اور اخذ کرنے کی قوت کو بھی، خود مرد اگر سخت غصہ میں ہو یا خوشی سے سرشار ہو تو اس حالت میں اس کے قویٰ فکری کم کام کر پاتے ہیں، علاوہ اس کے عورتوں کے دماغ کا حجم بہ نسبت مردوں کے کم ہوتا ہے، مرد کے بھیجہ کا تناسب اس کے جسم سے ایک اور چالیس کا ہوتا ہے اور عورت کا ایک اور چوالیس کا، ظاہر ہے کہ اس کا اثر کسی بات کو سمجھنے اور اس کو یاد رکھنے پر بھی پڑتا ہے۔

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمۡ تَجِدُوۡا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقۡبُوۡضَةٌ ؕ فَاِنۡ اَمِنَ

اور اگر ہو تم سفر میں اور نہ تم پاؤ کوئی کاتب، تو رہن (کے طور پر) قبضے میں دے دی جائے (کوئی چیز)، پھر اگر اعتبار کر لے

بَعۡضُكُمۡ بَعۡضًا فَلۡيُؤَدِّ الَّذِى اؤۡتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلۡيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكۡتُمُوا

تم میں سے کوئی شخص دوسرے کا، تو چاہئے کہ ادا کرے وہ شخص، جس پر بھروسہ کیا گیا ہے اپنی امانت اور ڈرتا رہے وہ اللہ سے، جو اُس کا رب ہے اور نہ چھپاؤ تم

ع ۳۹ ۴ ۷ الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنۡ يَّكۡتُمۡهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلۡبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِيۡمٌ ﴿۲۸۳﴾

گواہی کو اور جو شخص چھپائے گا اس گواہی کو تو بیشک گنہگار ہے اس کا دل اور اللہ اُن کو جو تم عمل کرتے ہو خوب جاننے والا ہے﴿۲۸۳﴾

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡهُ

اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اگر تم ظاہر کرو اس کو جو تمہارے دلوں میں ہے یا تم چھپاؤ اُس کو،

يُحَاسِبۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

(بہر حال) تم سے حساب لے گا اُس کا اللہ، پھر وہ بخش دے گا جس کو چاہے گا اور عذاب دے گا جس کو چاہے گا، اور اللہ ہر

كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ

چیز پر خوب قادر ہے﴿۲۸۴﴾ ایمان لائے رسول اُس (ہدایت) پر، جو نازل ہوئی اُس کی طرف، اس کے رب کی طرف سے اور مومن بھی،

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ ۚ

سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر (کہتے ہیں) نہیں ہم فرق کرتے کسی کے درمیان اُس کے رسولوں میں سے

وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ

اور کہا! انہوں نے کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی، طالب ہیں ہم تیری بخشش کے، اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے﴿۲۸۵﴾ نہیں تکلیف دیتا اللہ

نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا

کسی نفس کو، مگر اُس کی وسعت کے مطابق، اسی کے لئے ہے وہ، جو اس نے کمائی اور اُسی پر ہے (وبال) اُس کا جو اُس نے (برائی) کمائی، اے ہمارے رب! نہ

تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ

مؤاخذہ کرنا ہمارا، اگر ہم بھول جائیں یا ہم چوک جائیں، اے ہمارے رب! اور نہ ڈالئے ہم پر بھاری بوجھ جیسا کہ تونے ڈالا تھا

عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ۚ

اُن لوگوں پر، جو ہم سے پہلے تھے، اے ہمارے رب! اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ، جس کی نہیں ہے ہم میں طاقت اس کی اور درگزر فرما ہم سے

ع ۴۰ ۳ ۸ وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ وَارۡحَمۡنَا ۚ اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۸۶﴾

اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مولا ہے، پس تو ہماری مدد فرما کافر قوم پر﴿۲۸۶﴾

﴿۲۸۳﴾: ''ادنی'' کا ترجمہ بعض مفسرین نے ''اخریٰ'' سے کیا ہے۔ (تفسیر خازن : ۲۱۶/۱)

● یعنی اگر معاملہ کو لکھنا دشوار ہو تو اطمینان و اعتماد کی دوسری صورت رہن کی ہے کہ جس کے ذمہ حق ہے، وہ کوئی شئی دوسرے فریق کے پاس یا ان دونوں کی رضامندی سے کسی تیسرے شخص کے پاس رکھ دے، ''سفر'' کی قید محض اتفاقی ہے، گھر پر رہتے ہوئے بھی رہن رکھا جاسکتا ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح رہن رکھنا ثابت ہے۔ (مسند احمد ۱۶۸/۳: حدیث نمبر: ۱۲۳۴۵)

● اگر کوئی شخص کسی بات کا گواہ ہو اور کوئی دوسرا گناہ نہ ہو، اگر وہ گواہی نہ دے تو صاحبِ حق حق سے محروم ہو جائے یا دوسرے فریق کے غلط دعویٰ کی وجہ سے ناحق اس پر کوئی حق عائد ہو جائے تو گواہی دینا واجب اور گواہی سے انکار کرنا حرام ہے اور اگر متعدد گواہ موجود ہوں تو گواہی دینا ''واجب علی الکفایہ'' ہے، یعنی اگر کوئی گواہی نہ دے تو سب گنہگار ہوں گے اور کوئی بھی دو اشخاص گواہی دے دیں تو دوسروں سے بھی گناہ ختم ہو جائے گا۔ (تفسیر خازن : ۲۱۴/۱)

﴿۲۸۵﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس بات کا دل میں خیال آئے، جب تک انسان اسے بولے یا اس پر عمل نہ کرے، اللہ نے اس کو میری اُمت سے معاف کر دیا ہے، (بخاری عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ، باب إذا حنث ناسیا في الأیمان، حدیث نمبر : ۶۶۶۴) دوسرے ایسے خیالات ہیں جو کہ دل میں جمایا جائے یا کسی برائی کا عزم مصمم اور پختہ ارادہ کرلیا جائے، یہ اختیاری خیالات اور ارادے ہیں، ان پر پکڑ ہوسکتی ہے، یہاں ایسے خیالات کا ذکر ہے۔

﴿۲۸۶﴾: معلوم ہوا کہ جو شخص کسی حکم شرعی کے بجا لانے پر قادر ہی نہ ہو، وہ اس کا مکلّف نہیں، اسی لئے نابالغ، پاگل، سوئے ہوئے شخص، بے ہوش، کسی عبادت کی ادائیگی سے عاجز، اکراہ کے تحت کسی ناجائز فعل کے مرتکب وغیرہ کو شرعاً معذور سمجھا جاتا ہے۔

● حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ جب اس سورہ کی تلاوت سے فارغ ہوتے تو ''آمین'' کہا کرتے، (تفسیر طبری: ۱۰۷/۳) لہٰذا نماز سے باہر اور نفل نمازوں میں ان دعائیہ آیتوں کے بعد ''آمین'' کہنا چاہئے۔

● بھول (نسیان) اور غلطی (خطاء) سے جس بات کا صدور ہو جائے، آخرت میں اس پر پکڑ نہیں، جیسے: روزہ میں بھول کر کھا لینا، بعض صورتوں میں بالاتفاق اس کا اعتبار نہیں، جیسے بھول کر یا غلطی سے کسی کا مال ضائع کردے تب بھی تاوان واجب ہوگا، بعض صورتوں کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، جیسے نماز میں بھول کر گفتگو، فقہ کی کتابوں میں اس سلسلہ کی تفصیلات موجود ہیں۔

● جیسا کہ بنی اسرائیل کو توبہ کے طور پر قتل کا حکم دیا گیا تھا۔

● حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے رات میں سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں تو یہ آیتیں اس کے لئے کافی ہو جائیں گی۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۵۰۰۹)

(۳) سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ (۸۹) — اٰيَاتُهَا ۲۰۰ — رُكُوْعَاتُهَا ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ② نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

الف۔لام۔میم ① اللہ، نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے، ہمیشہ زندہ، (پوری کائنات کو) قائم رکھنے والا ہے ② اُس نے نازل کی ہے آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ،

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ③ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ

تصدیق کرتی ہے اُن کتابوں کی جو اِس سے پہلے تھیں اور اُسی نے نازل کی تورات اور انجیل ③ اس سے پہلے، انسانوں کی ہدایت کے لئے

وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۬ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

اور اُسی نے نازل کیا فرقان، بیشک جن لوگوں نے انکار کیا، آیات الٰہی کا اُن کے لئے ہے عذاب، سخت ترین اور اللہ زبردست

ذُو انْتِقَامٍ ④ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ؕ ⑤ هُوَ الَّذِيْ

بدلہ لینے والا ہے ④ بیشک اللہ (وہ ہے) کہ نہیں پوشیدہ اس سے کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں ⑤ وہی تو ہے جو

يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑥ هُوَ الَّذِيْٓ

شکل وصورت بناتا ہے تمہاری رحموں (ماں کے پیٹوں) میں جیسی چاہے، نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے، وہ زبردست، بڑی حکمت والا ہے ⑥ وہی ہے جس نے

اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ

نازل کی آپ پر کتاب، اِس کی بعض آیتیں محکم ہیں، وہی ہیں اصل کتاب اور کچھ دوسری متشابہات ہیں،

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ

سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے، وہ تو پیچھے لگتے ہیں اُن آیتوں کے جو متشابہ ہیں اُن میں سے تلاش کرنے کے لئے فتنہ

وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ؗ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ

اور تلاش کرنے کے لئے اُن کی تاویل، حالانکہ نہیں جانتا اُن کی تاویل (کوئی بھی)، سوائے اللہ کے اور وہ لوگ جو پختہ ہیں علم میں، وہ کہتے ہیں!

اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑦ رَبَّنَا لَا تُزِغْ

ہم ایمان لائے اُس پر، یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نہیں نصیحت حاصل کرتے مگر عقلمند ہی ⑦ اے ہمارے رب! نہ تو ٹیڑھا کر

قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ⑧

ہمارے دلوں کو، بعد اِس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور عطا کر ہمیں اپنے پاس سے رحمت یقیناً تو ہی ہے بڑا عطا کرنے والا ⑧

①: یہ حروف مقطعات ہیں۔ موجودہ دور میں اس کا مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ راجح قول کے مطابق یہ عرب اہل زبان کو چیلنج ہے کہ قرآن انہیں الفاظ سے مرکب ہے جنہیں تم بھی روزمرہ استعمال کرتے ہو۔ اگر تمہیں اس میں کچھ شک ہے تو تم بھی ایسا قرآن بنا لاؤ۔ واللہ اعلم۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں البقرۃ: ۲:۱)

یہ قرآن کی دوسری طویل ترین سورت ہے۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دو جگمگانے والی سورتیں یعنی سورۃ بقرۃ اور سورۃ آل عمران پڑھا کرو۔ یہ قیامت کے دن بادلوں یا پرندوں کی طرح آئیں گی اور پڑھنے والوں کیلئے لڑیں گی''۔ (مسلم)

اس سورت کا ابتدائی حصہ یعنی ۸۳ آیات اس واقعہ سے متعلق ہے جس میں نجران کے عیسائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحث و مناظرہ کیلئے آئے تھے۔ جنہیں دعوت مباہلہ دی گئی۔ ان آیات کا مطالعہ اسی پس منظر میں کیا جائے۔

②: گویا ''معبود'' یا ''رب'' وہی ہوسکتا ہے جو کہ ازلی اور ابدی زندہ اور قائم ہو۔ اس سے تمام انبیاء پیروں فقیروں اور اولیاء کے ''الٰہ'' ہونے کی نفی ہوگئی۔

③: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان باتوں کے متعلق جن کے متعلق قرآن کریم خاموش ہے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ تم اہل کتاب کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب۔ (بخاری)

⑥: نر بنائے یا مادہ، خوبصورت یا بدصورت وغیرہ۔

⑦: جن کا مفہوم واضح ہو، اشتباہ نہ ہو، جیسے اوامر و نواہی، قصص و حکایات اور حلال و حرام، جو ہدایات کیلئے کافی ہیں۔ اسی لئے انہیں ام الکتاب کا نام دیا گیا۔ انہی کے بارے میں قرآن مجید کا دعویٰ ہے۔ ''بیشک ہم نے اس قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے سہل بنایا ہے''۔ (القمر ۵۴:۳۲)

● متشابہات ایسی آیات ہیں جن کا مفہوم انسانی ذہن کی دسترس (Capacity) سے باہر ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کیلئے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو کہ انسانی فہم اور حقیقت سے قریب تر ہوں۔ ایسی آیات عموماً ذات وصفات الٰہی سے متعلق ہوتی ہیں۔

● مثلاً پہلے ہی سے کسی غلط نظریہ پر یقین رکھتے ہوں۔ چنانچہ جہمیہ اور معتزلہ نے ''کرسی'' اور ''استوی'' کے معنی اقتدار اور غالب آنے کے کر دیئے اور آیات کو اپنے عقیدہ کے مطابق معنی پہنائے اسی طرح اہل بدعت شرک و بدعت کی ترویج کیلئے متشابہات کو تختۂ مشق بناتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جب تم ایسے لوگ دیکھو جو متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انہی لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ سوان سے بچو''۔ (بخاری)

● ان کا انداز فکر یہ ہوتا ہے کہ چونکہ دونوں قسم کی آیات اللہ کی جانب سے ہیں لہٰذا ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔ متشابہات کی کرید نہیں کرتے کیونکہ انکی کرید کرنے سے گمراہی کا احتمال بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے ہیں کہ جو لوگ متشابہات میں پڑ کر تو گمراہ ہو گئے ہیں ہمیں انکے افکار و عقائد سے بچائے رکھ۔

ع ١ ٩ ٩

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (٩)

اے ہمارے رب! بیشک تو جمع کرنے والا ہے انسانوں کو ایک دن، کہ نہیں ہے شک اس (کے آنے) میں، بلاشبہ اللہ خلاف نہیں کرتا اپنے وعدے کے (٩)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ

بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، ہرگز نہیں بچا سکیں گے اُن کو اُن کے مال اور نہ اُن کی اولادیں، اللہ (کی گرفت) سے، کچھ بھی

وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ (١٠) كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

اور یہی لوگ ہیں ایندھن آگ کا (١٠) اُن کا حال آل فرعون کے حال کی طرح ہے اور اُن لوگوں کے حال کی طرح ہے جو ان سے پہلے تھے،

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (١١) قُلْ

انہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو سو پکڑ لیا اُن کو اللہ نے اُن کے گناہوں کے سبب اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے (١١) کہہ دیجئے!

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (١٢) قَدْ

اُن لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا عنقریب تم مغلوب کئے جاؤ گے اور تم اکٹھے کئے جاؤ گے جہنم کی طرف اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے (١٢) یقیناً

كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ

ہے تمہارے لئے بڑی نشانی اُن دو گروہوں میں، جو ایک دوسرے سے باہم (لڑائی کے لئے) ملے، ایک گروہ لڑتا تھا اللہ کی راہ میں اور دوسرا گروہ کافر تھا،

يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

وہ (مسلمان) دیکھ رہے تھے اُن کو اپنے سے دوگنا اپنی کھلی آنکھوں سے اور اللہ قوت دیتا ہے اپنی نُصرت کے ساتھ، جس کو چاہتا ہے، بیشک اِس میں

لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ (١٣) زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ

عبرت ہے، اہل بصیرت کے لئے (١٣) مزیّن کر دی گئی ہے انسانوں کے لئے محبت (نفسانی) خواہشوں کی عورتوں سے اور بیٹوں سے،

وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ

اور جمع کئے ہوئے خزانوں سے، سونے کے اور چاندی کے اور نشان زدہ گھوڑوں سے اور چوپایوں سے

وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (١٤) قُلْ

اور کھیتی سے، یہ سب ساز و سامان ہے دنیاوی زندگی کا اور اللہ ہی کے پاس ہے بہترین ٹھکانا اور یہی لوگ ہیں ایندھن آگ کا (١٤) کہہ دیجئے!

اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

کیا میں تمہیں خبر دوں وہ چیز جو زیادہ بہتر ہے تمہاری اُن چیزوں سے، اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، اُن کے رب کے پاس باغات ہیں، بہتی ہیں اُن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِالْعِبَادِ (١٥)

نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے اُن میں اور بیویاں ہیں پاکیزہ اور رضامندی ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اپنے بندوں کو (١٥)

(١٠): جہنم میں جلائے جائیں گے یا جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ دونوں میں شدت کا جو فرق ہے وہ واضح ہے۔

(١١): یہاں نجران کے عیسائی مراد ہیں جو کہ مباحثہ اور مناظرہ کیلئے آئے تھے یا سب مشرکین، یہود و نصاریٰ اور کفار وغیرہ۔

● عاد و ثمود اور قوم لوط وغیرہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معرکہ بدر سے لوٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کو بنو قینقاع کے بازار میں اکٹھا کر لیا اور کہا کہ اے یہود! اسلام قبول کر لو ورنہ تمہاری بھی اللہ کی جانب سے ایسی پٹائی ہوگی جیسی قریش کی ہو چکی ہے۔ وہ کہنے لگے اے محمد! قریش کے لوگوں کی پٹائی کے دھوکے میں نہ رہو وہ تو جاہل اور اجڈ تھے، لڑائی کرنا نہیں جانتے تھے۔ ہم سے سابقہ پڑا تو سمجھ میں آ جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابوداؤد)

اللہ کا یہ فرمان حرف بحرف پورا ہوا۔ بنو قینقاع اور بنو نضیر کو خیبر کی جانب جلاوطن کر دیا گیا۔ بنو قریظہ کی باری آئی تو انہیں قتل کیا گیا اور جنگی قیدی بنایا گیا۔

(١٣): اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جنگ بدر کا نقشہ پیش فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی ایک نشانی قرار دیا ہے۔

اللہ کے لشکر کی تعداد انتہائی قلیل ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی لائن بندی اس انداز سے کی کہ کفار کو وہ دوگنے نظر آتے یعنی تین سو تیرہ کے بجائے چھ سو چھبیس۔ قرآنی الفاظ دیگر معانی کے بھی متحمل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً وہ انہیں اپنے سے دوگنا دیکھتے تھے یعنی دو ہزار یا کفار کو اپنے سے دوگنا (یعنی تین گنا کے بجائے) دیکھتے۔ اس سے مسلمانوں کے دلوں میں اطمینان اور کفار کے دلوں میں رعب بیٹھ گیا۔

تاہم یہ کیفیت ابتدائی تھی بعد میں دونوں گروہ ایک دوسرے کو کم دیکھتے تا کہ ہر ایک لڑائی پر مصر رہے اور حق اور باطل کے درمیان اچھی طرح فرق ہو جائے۔ اس معرکہ میں اللہ تعالیٰ کی دیگر آیات درج ذیل تھیں۔

(ا) جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو خیمہ میں بیٹھ کر اللہ کے یہاں گریہ وزاری کر کے باہر تشریف لائے تو آپ کے چہرے پر اطمینان تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت مل چکی تھی۔

(ب) میدان بدر میں کفار نے پہلے پہنچ کر پکی زمین پر قبضہ جما لیا جبکہ مسلمانوں کو ریتلی جگہ پر پڑاؤ ڈالنا پڑا۔ اللہ کی مدد اس طرح ہوئی کہ ہوا چلی جس کا رخ کفار کی جانب تھا۔ ریت اڑ کر انکی طرف جاتی رہی اور ان کی مشکل بڑھتی رہی۔

(ج) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دل میں سکون اور اطمینان جاری فرما دیا اور وہ ڈٹ کر لڑے۔

(د) اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج کر مزید نصرت کی۔

(١٤): ان سب اشیاء میں فطری طور پر انسان کے شعور میں محبت ڈالی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو یہ سب اشیاء بری ہیں اور نہ ہی انکی محبت۔ بشرطیکہ یہ محبت اللہ کی مقرر کردہ حدود و قیود میں رہے۔ ایسی صورت میں یہی چیزیں انسان کی کامیابی بن سکتی ہیں ورنہ تباہی کا موجب ہیں۔

اَلَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ﴿۱۶﴾

وہ لوگ جو کہتے ہیں! اے ہمارے رب، بیشک ہم ایمان لائے لہٰذا تو ہمیں بخش دے، ہمارے گنا ہ اور بچا ہمیں آگ کے عذاب سے ﴿۱۶﴾

اَلصّٰبِرِیۡنَ وَالصّٰدِقِیۡنَ وَالۡقٰنِتِیۡنَ وَالۡمُنۡفِقِیۡنَ وَالۡمُسۡتَغۡفِرِیۡنَ بِالۡاَسۡحَارِ ﴿۱۷﴾

(وہ) جوصبر کرنے والے ہیں اور سچ بولنے والے اور فرمانبرداری کرنے والے اور خرچ کرنے والے (اللہ کی راہ میں) اور مغفرت طلب کرنے والے سحری کے اوقات میں ﴿۱۷﴾

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالۡمَلٰۤئِكَةُ وَاُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًۢا بِالۡقِسۡطِ ؕ

گواہی دی اللہ نے اس بات کی، کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے اور فرشتوں نے اور اہل علم نے بھی، (اس حال میں کہ) وہ قائم ہے انصاف کے ساتھ،

النصف

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ؕ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ ۟ قف

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے، وہ زبردست خوب حکمت والا ہے ﴿۱۸﴾ بیشک دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے

وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ

اور نہیں اختلاف کیا (دین میں) اُن لوگوں نے جنہیں دی گئی کتاب مگر اُس کے بعد، کہ آ چکا ہے اُن کے پاس (صحیح)

الۡعِلۡمُ بَغۡیًۢا بَیۡنَهُمۡ ؕ وَمَنۡ یَّكۡفُرۡ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹﴾

علم (محض) آپس کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اور جو کوئی انکار کرے گا اللہ کی آیات (احکام) کے ساتھ تو بیشک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ﴿۱۹﴾

فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ فَقُلۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلۡ لِّلَّذِیۡنَ

پھر اگر وہ آپ سے حجت بازی کریں، تو کہہ دیجئے! کہ میں نے جھکا دیا اپنا چہرہ اور انہوں نے بھی، جنہوں نے میری اتباع کیا اور کہہ دیجئے! ان لوگوں سے بھی جو

اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ وَالۡاُمِّیّٖنَ ءَاَسۡلَمۡتُمۡ ؕ فَاِنۡ اَسۡلَمُوۡا فَقَدِ اهۡتَدَوۡا ۚ

دیے گئے کتاب اور اَن پڑھوں سے، کیا تم اسلام لاتے ہو، پھر اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے

ع ۲ ۱۱ ۱۰

وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَیۡكَ الۡبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع اِنَّ الَّذِیۡنَ

اور اگر وہ منہ پھیر لیں، تو صرف آپ کے ذمہ (پیغام) پہنچا دینا ہے اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اپنے بندوں کو ﴿۲۰﴾

یَكۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیۡرِ حَقٍّ ۙ وَّیَقۡتُلُوۡنَ الَّذِیۡنَ

بیشک وہ لوگ جو کفر کرتے ہیں اللہ کی آیات کے ساتھ اور وہ قتل کرتے ہیں نبیوں کو نا حق اور وہ قتل کرتے ہیں اُن لوگوں کو جو

یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡقِسۡطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ

حکم دیتے ہیں انصاف کے ساتھ لوگوں میں سے، تو ان کو خوشخبری سنا دیجئے عذاب درد ناک کی ﴿۲۱﴾ یہی ہیں وہ لوگ،

الَّذِیۡنَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ ﴿۲۲﴾

کہ برباد ہو گئے اُن کے اعمال دنیا میں اور آخرت میں بھی اور نہیں (ہے) اُن کے لئے کوئی مددگار۔ ﴿۲۲﴾

﴿۱۷﴾: یعنی ان اہم اوصاف کے باوجود پھولتے نہیں بلکہ استغفار کو اپنا شیوہ بناتے ہیں اور استغفار کا بہترین وقت رات کا آخری حصہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب آدھی یا ایک تہائی رات گزر جاتی ہے تو آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اسکی دعا قبول کروں؟ کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ کون مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اسکے گناہوں کو بخش دوں؟ (مسلم)

﴿۱۸﴾: خالق کی شہادت تو سب سے معتبر ہے، فرشتے چونکہ اللہ کے احکام کے مطابق کائنات کا انتظام کرتے ہیں تو اگر کوئی معبود اللہ کے سوا ہوتا تو انہیں ضرور علم ہوتا۔ اسی طرح اہل علم کی متفقہ گواہی ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ کائنات میں اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور اگر ایسا ہوتا تو نظام کائنات کبھی بھی قائم نہ رہتا۔

﴿۱۹﴾: اسلام اللہ کی رضا اور مرضی کے مطابق سر تسلیم خم کرنا ہے اور برضا ورغبت اللہ کا مطیع بن جاتا ہے۔ دنیا میں جتنے بھی انبیاء ورسل مبعوث ہوئے ہیں وہ سب دین اسلام ہی کی دعوت دیتے رہے ہیں اور انکے پیروکار مسلمان ہی تھے۔ جنہوں نے بعد میں اپنے لئے الگ نام تجویز کر لئے جیسے آج کل بہت سے مسلمانوں نے اپنے لئے الگ نام تجویز کر لئے ہیں۔ آپ ﷺ کی رسالت پوری بنی نوع انسانیت کیلئے ہے۔

● اہل کتاب نے اختلاف دلائل کی کمی کی بنا پر یا علمی لغزش کی بناء پر نہیں کیا بلکہ اختلاف کی اصل وجہ مفادات کا تحفظ ضد بازی اور چودہراہٹ کا بچاؤ ہے۔ چنانچہ آج مسلمانوں میں بھی بہت سے اختلافات انہی وجوہ سے پیدا ہو چکے ہیں جو کہ ہمیشہ ہی دینی اختلافات کی بنیاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق دے۔ آمین۔

﴿۲۰﴾: یعنی مشرکین عرب جو کہ یہود ونصاریٰ کے مقابلہ میں ان پڑھ تھے۔

﴿۲۲﴾: دور نبوی ﷺ کے یہودی چونکہ اپنے اسلاف کے ایسے کارناموں پر راضی وخوش تھے لہٰذا قرآن نے بجا طور پر انہیں مخاطب کیا ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے سینتالیس انبیاء کو ایک ہی دن صبح کے وقت قتل کیا۔ یہ کام علماء سوء حکومت کے ساتھ ملی بھگت کے ذریعے سرانجام دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو حکومت کے ذریعے سولی پر چڑہانے کی مذموم کوشش کی۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ إِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ

کیا نہیں آپ نے دیکھا! اُن لوگوں کی طرف، جنہیں دیا گیا تھا کچھ حصہ کتاب میں سے، وہ بلائے جاتے ہیں کتاب اللہ کی طرف تاکہ وہ (کتاب) فیصلہ کرے

بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا

اُن کے درمیان، پھر منہ پھیر لیتا ہے ایک فریق اس میں سے اس حال میں کہ وہ اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۲۳ یہ اس وجہ سے ہے کہ بیشک وہ کہتے ہیں کہ!

لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودٰتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾

ہرگز نہیں چھوئے گی ہمیں آگ مگر چند دن گنتی کے اور اُن کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے اُن کے دین کے بارے میں، اُن باتوں نے جو تھے وہ گھڑا کرتے۲۴

فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

پھر کیا حال ہوگا جب ہم جمع کریں گے اُن کو اُس دن، کہ نہیں کوئی شک اُس کے آنے میں اور پورا بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو اُس کے (عملوں کا) جو اُس نے کمایا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ

اور (اُن پر) نہیں ظلم کیا جائے گا۲۵ کہہ دیجئے! اے اللہ اے مالک بادشاہی کے!، تو ہی دیتا ہے بادشاہی جسے چاہے اور چھین لیتا ہے

الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ

بادشاہی جس سے تو چاہے اور تو ہی عزت دیتا ہے جس کو چاہے اور تو ہی ذلت دیتا ہے جسے چاہے، تیرے ہی ہاتھ میں ہے خیر، بیشک تو

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٦﴾ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۖ وَتُخْرِجُ

ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۲۶ تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور تو داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور تو نکالتا ہے

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۖ وَتَرْزُقُ مَن تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾

جاندار کو بے جان سے اور تو نکالتا ہے بے جان کو جاندار سے اور تو رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب۲۷

لَّا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَن يَفْعَلْ

نہ بنائیں، مومن کافروں کو دوست سوائے مومنوں کے اور جو کرے گا ایسا

ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ۗ

تو نہیں ہے اُس کا اللہ سے کوئی تعلق، سوائے یہ کہ تم بچنا چاہو اُن (کے شرور) سے کسی قسم کا بچنا اور ڈراتا ہے تم کو اللہ اپنی ذات سے

وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ﴿٢٨﴾ قُلْ إِن تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ

اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کو لوٹ کر جانا۲۸ کہہ دیجئے! اگر تم چھپاؤ (وہ بات) جو تمہارے سینوں میں ہے یا تم اُسے ظاہر کرو، جانتا ہے اسے اللہ

وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾

اور وہ تو جانتا ہے (ہر اُس چیز کو) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۲۹

(۲۳): مراد علماء یہود ہیں۔ جن کو کتاب کا علم تھا مگر ہٹ دھرمی ان کیلئے قبول حق میں مانع ہوئی۔

(۲۴): یہودی اس غلط فہمی میں مبتلا تھے اور یہ ان کا عقیدہ بن چکا تھا کہ وہ اللہ کے لاڈلے اور چہیتے ہیں۔ ''یہود و نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اسکے چہیتے ہیں۔'' (المائدہ ۵:۱۸)
اور یہ کہ نبیوں کی اولاد ہیں لہٰذا انہیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا۔ اگر ڈالا بھی گیا تو گنتی کے چند ایام کیلئے وہ کہتے تھے کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے اور ہم ہزار سال کے مقابلے میں ایک دن جہنم میں رہیں گے اور کچھ یہ کہتے تھے کہ ہم نے بچھڑے کی عبادت چالیس دن کی ہے۔ ہمیں چالیس دن کے لئے جہنم میں ڈالا جائے گا۔
یہ عقیدہ ان کے مذہبی ٹھیکیداروں نے ایجاد کیا اور عوام میں پھیلا رہا۔ عوام پہلے ہی ایسے عقیدے بہت پسند کرتے ہیں جن کے ذریعہ عملی طور پر انہیں دین کی پابندیوں سے آزادی کا جواز مل جائے۔ یہ گھناؤنا کھیل ہر دور میں مذہبی اجارہ دار کھیلتے رہے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی کئی فرقوں نے اس طرح کے عقیدے ایجاد کر رکھے ہیں۔

(۲۵): تو جب انہیں اپنے اعمال کا بدلہ سامنے نظر آئے گا اس وقت ان کی کیا حالت ہوگی؟ آباؤ اجداد کے رشتے اور انکے اعمال تو ان کے کچھ کام نہ آئیں گے جن پر اعتماد کر کے یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔

(۲۶): اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا انتہائی مؤثر اظہار ان آیات سے ہوتا ہے۔

(۲۷): یعنی دن اور رات کو پیدا کرتا ہے یا دن اور رات کی مدت میں تغیر و تبدل کرتا ہے۔ جب رات لمبی ہوتی ہے تو دن کا کچھ حصہ رات میں شامل ہو جاتا ہے اور جب دن لمبا ہوتا ہے تو رات کا کچھ حصہ دن میں داخل ہو جاتا ہے۔
● نطفہ اور انڈہ (مردہ) سے زندہ پیدا کرتا ہے اور یہ دونوں چیزیں زندہ سے پیدا کرتا ہے۔

(۲۸): ولی یعنی قلبی دوست، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار اور مشرکین کے ساتھ قلبی دوست کا تعلق قائم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ دوستی بھی کیسے ہو جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں اور نقصان پہنچانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ البتہ بوقت مجبوری ظاہر داری کیلئے دوستی کا دم بھرا جا سکتا ہے۔ تجارتی معاملات وغیرہ میں ایک دوسرے سے تعاون کیا جا سکتا ہے۔ ایسے معاملات میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے احتیاط سے کئے جائیں۔

(۲۹): جب زمین اور آسمان کو پیدا خود اسی نے کیا ہے اور اسکے انتظامات وہی چلا رہا ہے تو لازمی بات ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چھوٹی بڑی چیز وہ جانتا ہے ایسی قدرت والی ذات کیلئے دلوں کے حال جاننا کیا مشکل ہے؟

معانقة ۲ عند المتأخرین ۱۲

يَوۡمَ تَجِدُ كُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَيۡرٍ مُّحۡضَرًا ۖۚ وَّمَا عَمِلَتۡ مِنۡ سُوۡٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوۡ
جس دن پائے گا ہر نفس، وہ جو کی ہوگی اُس نے کوئی نیکی، اپنے سامنے حاضر کیا ہوا اور وہ بھی جو اُس نے کی ہوگی کوئی برائی، تو وہ آرزو کرے گا

ع ۱۰ ۳ ۱۱

اَنَّ بَيۡنَهَا وَبَيۡنَهٗۤ اَمَدًاۢ بَعِيۡدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفۡسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿٣٠﴾
کہ کاش کہ ہو! اُس کے درمیان اور اُس (کی برائی) کے درمیان فاصلہ بہت دور کا اور ڈراتا ہے تم کو اللہ اپنی ذات سے اور اللہ نہایت شفیق ہے اپنے بندوں پر ﴿٣٠﴾

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ
کہہ دیجئے! اگر تم محبت کرتے ہو اللہ سے تو اتباع کرو میری، محبت کرے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ

وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿٣١﴾ قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
اور اللہ تو ہے ہی بڑا معاف کرنے والا، نہایت رحم والا ہے ﴿٣١﴾ کہہ دیجئے! اِطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی، پھر اگر وہ منہ پھیر لیں تو بلاشبہ اللہ نہیں پسند کرتا

الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿٣٢﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿٣٣﴾
کافروں کو ﴿٣٢﴾ بیشک اللہ نے منتخب فرمایا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور آل ابراہیمؑ کو اور آل عمران کو جہانوں پر ﴿٣٣﴾

ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۚ﴿٣٤﴾ اِذۡ قَالَتِ امۡرَاَتُ عِمۡرٰنَ رَبِّ
(یہ) اولاد ہیں ایک دوسرے کی اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے ﴿٣٤﴾ جب کہا عمران کی بیوی نے! اے میرے رب!

اِنِّىۡ نَذَرۡتُ لَكَ مَا فِىۡ بَطۡنِىۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّىۡ ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿٣٥﴾
بیشک میں نے نذر مانی ہے تیرے لئے اس (بچے) کی جو کچھ میرے پیٹ میں ہے، وہ (تیرے نام پر) آزاد ہوگا، سو قبول فرما مجھ سے یہ، بیشک تو ہی ہے خوب سننے والا، خوب جاننے والا ﴿٣٥﴾

فَلَمَّا وَضَعَتۡهَا قَالَتۡ رَبِّ اِنِّىۡ وَضَعۡتُهَاۤ اُنۡثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡ ؕ وَلَيۡسَ
پھر جب اُس نے اُسے جنا (لڑکی) تو کہا! اے میرے رب بیشک میں تو جنی ہوں لڑکی، جبکہ اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اُس نے کیا جنا ہے اور نہیں ہے

الذَّكَرُ كَالۡاُنۡثٰى ۚ وَاِنِّىۡ سَمَّيۡتُهَا مَرۡيَمَ وَاِنِّىۡۤ اُعِيۡذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيۡطٰنِ
کوئی لڑکا اس لڑکی جیسا اور بیشک میں نے اس کا نام رکھا مریمؑ اور بیشک میں اُسے تیری پناہ میں دیتی ہوں اور اُس کی اولاد کو بھی شیطان

الرَّجِيۡمِ ﴿٣٦﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوۡلٍ حَسَنٍ وَّاَنۡۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا
مردود سے ﴿٣٦﴾ پھر قبول کیا اُس (لڑکی) کو اس کے رب نے احسن طریقہ سے اور پروان چڑھایا اسے بہترین انداز سے اُس نے اس کا کفیل (سرپرست) بنایا اُس کا

زَكَرِيَّا ۖؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيۡهَا زَكَرِيَّا الۡمِحۡرَابَ ۙ وَجَدَ عِنۡدَهَا رِزۡقًا ۚ قَالَ يٰمَرۡيَمُ
زکریاؑ کو، جب بھی داخل ہوتے اس کے پاس زکریاؑ محراب (حجرے) میں، تو پاتے اُس کے پاس کچھ کھانے کی چیزیں، انہوں نے کہا اے مریمؑ!

اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾
کہاں سے (آیا) ہے تیرے پاس یہ؟ اس (مریمؑ) نے کہا یہ اللہ کے یہاں سے ہے، بیشک اللہ رزق دیتا ہے جسے چاہے بے حساب ﴿٣٧﴾

﴿٣١﴾: دنیا میں لوگ زبانی محبت کے دعوے بہت کرتے ہیں۔ دعویٰ کا کوئی ثبوت اور کسوٹی لازمی ہے۔ یہودی اور عیسائی دعویٰ اللہ کی محبت کا کرتے ہیں مگر کام اللہ تعالیٰ سے دشمنی والے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایسے الزامات لگاتے ہیں جن سے اللہ پاک ہے۔ چنانچہ کسوٹی یہ بیان کی گئی ہے کہ اگر واقعی تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو پھر منطقی نتیجہ یہ ہوگا کہ اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرو ورنہ زبانی جمع خرچ کے علاوہ تمہارے دعووں کی حقیقت کچھ نہیں۔

● یہاں یہ اصول بھی بتایا گیا ہے کہ اگر واقعی تمہیں اللہ سے محبت ہو اور تم اسکے نبی کی اتباع کرو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ خود اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا۔ تمہاری یہ محبت یکطرفہ نہ رہے گی اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

﴿٣٢﴾: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔

﴿٣٣﴾: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو نبوت کے رتبہ سے سرفراز فرمایا۔ انہی مخلوقات میں شرف بخشا اور مسجود ملائکہ بنایا۔ پھر حضرت نوحؑ کو نبوت عطا فرمائی اور نو سو پچاس برس عمر عطا فرمائی۔ پھر ابراہیم اور آل ابراہیم کو شرف بخشا۔ بعد کے تمام انبیاء آپ ہی کی اولاد سے تھے۔

﴿٣٥﴾: حضرت عمران حضرت موسیٰؑ و ہارون کے والد یا حضرت مریمؑ کے والد ہیں۔ عموماً مفسرین نے یہاں حضرت مریمؑ کے والد مراد لئے ہیں۔

● اس زمانہ میں لڑکوں کو اللہ کی راہ میں وقف کرنے کا رواج تھا چنانچہ حضرت مریم کی والدہ نے جو منت مانی تھی وہ اسی نیت سے تھی کہ انکے یہاں لڑکا پیدا ہوگا۔

﴿٣٦﴾: یہ جملہ معترضہ اللہ کا کلام ہے کہ یہ لڑکی (مریم) لڑکے سے بدرجہا افضل ہے۔ حضرت مریم سب خواتین کی سردار قرار پائیں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حضرت مریم کی والدہ کا کلام ہے جس میں حسرت ہے لڑکا کے بجائے لڑکی ہونے کی وجہ سے اور معذرت ہے کہ لڑکی کو کیسے عبادت گاہ کیلئے وقف کروں؟ ● اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”جو بچہ پیدا ہوتا ہے اسکی پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے تو وہ چلا کر رونے لگتا ہے۔ صرف مریم اور اسکے بیٹے (حضرت عیسیٰؑ) کو شیطان نے نہیں چھوا“۔ (بخاری)

﴿٣٧﴾: حضرت زکریا حضرت مریم کے خالو بھی تھے۔

● یہاں محراب سے مراد متصل کمرہ یا بالاخانہ ہے جو مساجد کے خدمت گاروں کیلئے ہوتا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ

وہیں دعا کی زکریاؑ نے اپنے رب سے، کہا اے میرے رب! عطا کر مجھے اپنی قدرت خاص سے اولاد پاکیزہ، بیشک تو

سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ

خوب سننے والا ہے دعا کا﴿۳۸﴾ پھر آواز دی اسے فرشتوں نے! جبکہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا محراب (حجرے) میں، کہ بیشک اللہ

يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ

بشارت دیتا ہے تم کو "یحییٰؑ" کی جو تصدیق کرنے والا ہوگا ایک کلمہ (عیسیٰؑ) کی، جو اللہ کی طرف سے ہے اور سردار ہوگا اور بہت ضبط کرنے والا نفس کا اور نبی ہوگا

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ

صالحین میں سے﴿۳۹﴾ (زکریاؑ نے) کہا! اے میرے رب! کہاں سے ہوگا میرے لڑکا، جبکہ یقیناً میں ہو چکا ہوں بوڑھا اور بیوی میری بانجھ ہے

قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ

(فرشتے نے) کہا 'اسی طرح' اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے﴿۴۰﴾ (زکریاؑ نے) کہا: اے میرے رب! بنا دے میرے لئے کوئی نشانی، کہا! نشانی تمہاری یہ ہے

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ

کہ نہیں بات کر سکو گے تم لوگوں سے تین دن، مگر اشارے سے، اور یاد کرتے رہو اپنے رب کو کثرت سے اور تسبیح کرتے رہنا شام

وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ (ع ۴ ۱۱ ۱۲)

اور صبح﴿۴۱﴾ اور جب کہا! فرشتوں نے اے مریمؑ! بیشک اللہ نے تم کو چن لیا ہے اور تم کو پاک کیا ہے

وَاصْطَفٰىكِ عَلٰي نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ

اور برگزیدہ بنا دیا ہے تم کو تمام جہانوں کی عورتوں پر﴿۴۲﴾ اے مریمؑ! تم فرمانبرداری کرو اپنے رب کی اور تم سجدہ کرو اور رکوع کرو،

مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ

رکوع کرنے والوں کے ساتھ﴿۴۳﴾ یہ غیب کی خبروں میں سے ہیں، جسے ہم وحی کر رہے ہیں آپ کی طرف، حالانکہ نہ تھے آپ اُن کے پاس

اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

جب وہ ڈال رہے تھے اپنے قلم (قرعہ اندازی کے طور پر نہر میں) کہ کون اُس میں سے کفالت کرے مریمؑ کی اور نہیں تھے آپ اُن کے پاس جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے﴿۴۴﴾

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ڰ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ

جب کہا! فرشتوں نے اے مریمؑ! بیشک اللہ بشارت دیتا ہے تم کو ایک کلمہ (عیسیٰؑ) کی جس کا نام مسیح،

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ ۙ

عیسیٰؑ بن مریمؑ ہوگا، بڑی وجاہت والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہوگا﴿۴۵﴾

﴿۳۸﴾: حضرت زکریا بوڑھے ہو چکے تھے اور آپکی بیوی بانجھ تھی اور آپ کی کوئی اولاد نہ تھی تاہم آپ کو اولاد کی خواہش ضرور تھی۔ جب آپ نے حضرت مریم کا یہ جواب سنا تو خیال آیا کہ جب اللہ تعالیٰ بے موسم کے پھل عطا کر سکتا ہے تو میں بھی اولاد کیلئے دعا کروں شاید اللہ شرف قبولیت بخش دیں۔ تو آپ نے وہیں اپنے لئے نیک سیرت اولاد کی دعا کی۔

﴿۳۹﴾: کلمۃ اللہ سے مراد عیسیٰ ہیں کہ وہ اللہ کے کلمہ کن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

﴿۴۲﴾: وحی کی معروف صورت یہ ہے کہ حضرت جبریل امین نبی کے دل پر نازل ہو کر القا کرتے ہیں۔ یا انسانی صورت میں آکر نبی سے بات چیت کرتے ہیں۔ یہ ایسی وحی ہے جس کا تعلق نبی کے علاوہ امت سے بھی ہوتا ہے۔ یہاں ایک فرشتہ کے بجائے "الملائکہ" فرشتے استعمال ہوا ہے۔ ایسے مخاطب کا نبی ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ ایسا ہی مکالمہ فرشتوں نے حضرت مریمؑ سے بھی کیا حالانکہ وہ نبی نہیں تھیں۔ اس وحی کی کیا کیفیت ہے اسکی صراحت کتاب و سنت میں کہیں نہیں ملتی۔

● حضرت مریمؑ کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں میں بہت بلند مقام عطا فرمایا۔ حضرت ابی موسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "مردوں میں تو بہت کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوا سوائے مریم بنت عمران اور آسیہ یعنی زوجہ فرعون کے"۔ (مسلم)

﴿۴۴﴾: اس آیت سے آپ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے عقیدہ کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اگر غیب کی خبریں پہلے سے موجود ہوں تو پھر بتلانے کی ضرورت نہ ہوتی۔

● حضرت مریم پر اللہ تعالیٰ کی یہ نوازشات کوئی ڈھکی چھپی نہ تھیں چنانچہ ہیکل (Church) کے خدام کو خواہش ہوئی کہ وہ انکی کفالت کریں۔ اس خواہش نے شدت اختیار کی اور فیصلہ کا یہ طریقہ سوچا گیا کہ بہتی ندی میں سب امیدوار اپنی قلمیں (جن سے وہ تورات لکھا کرتے تھے) ڈالیں گے۔ جسکی قلم بہنے سے رک جائے گی وہی حضرت مریم کی کفالت کرے گا۔ حضرت زکریا کی قلم رک گئی اور باقی سب بہہ نکلیں۔ وہ ویسے بھی حضرت مریم کے حقیقی خالو تھے اس لئے کسی کو اختلاف اور جھگڑا کرنے کی گنجائش نہ رہی۔ (مسلم)

﴿۴۵﴾: کلمہ اس لئے کہا کہ وہ حرف عادت کے طور پر اللہ کے کلمہ کن سے پیدا ہوئے۔

● مسیح مسح سے بنا ہے یعنی زمین میں سیاحت کرنیوالا ہاتھ پھیرنے والا۔ آپ ہاتھ پھیر کر باذن اللہ مریضوں کو شفایاب کرتے تھے۔

● حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کہہ کر اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کی تردید کی جو کہ انہیں اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں اور یہود کی تردید کی جو کہ انہیں زانی کی اولاد کہتے ہیں۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ

اور وہ کلام کرے گا لوگوں سے گہوارے میں بھی اور پختہ عمر میں بھی اور صالحین میں سے ہوگا۴۶ اُس (مریمؑ) نے کہا! اے میرے رب! کہاں سے ہوگا میرے یہاں

وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا

بچہ، حالانکہ نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے، (فرشتے نے) کہا 'اِسی طرح' اللہ پیدا کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے، جب وہ فیصلہ کر لیتا ہے کسی (کام) کا، تو بس یہ

يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿٤٨﴾ۚ

کہتا ہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتا ہے۴۷ اور وہ (اللہ) تعلیم دے گا اس کو کتاب اور حکمت کی اور تورات اور انجیل کی۴۸

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ

اور رسول بھیجا بنی اسرائیل کی طرف (اس نے کہا) بیشک میں لا یا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی طرف سے، بیشک میں بنا تا ہوں تمہارے لئے

مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ

مٹی سے پرندے کی شکل کی مانند، پھر میں پھونک مارتا ہوں اُس میں، تو وہ ہو جاتا ہے، پرندہ اللہ کے حکم سے اور تندرست کر دیتا ہوں میں مادرزاد اندھے

وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ

اور برص (کوڑھی) والے کو اور زندہ کرتا ہوں مردوں کو اللہ کے حکم سے اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اُس چیز کی جو تم کھاتے ہو اور اُس چیز کی جو تم ذخیرہ کرتے ہو،

فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٤٩﴾ۚ وَمُصَدِّقًا لِّمَا

اپنے گھروں میں بیشک اِس میں بہت بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ہو تم مومن۴۹ اور تصدیق کرنے والا ہوں اُس کی، جو

بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ

مجھ سے پہلے (موجود) ہے، تورات میں سے اور تا کہ میں حلال کر دوں تمہارے لئے بعض وہ چیزیں جو حرام کر دی گئی تھیں تم پر اور آیا ہوں میں تمہارے پاس

بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿٥٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ

نشانی لے کر تمہارے رب کی طرف سے، لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۵۰ بیشک اللہ میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے، سو تم اُسی کی عبادت کرو

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٥١﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ

یہی ہے سیدھا راستہ۵۱ پھر جب محسوس کیا اُن میں کفر، تو کہا کون ہے میرا مددگار

اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٥٢﴾

اللہ کی راہ میں؟ کہا حواریوں نے ہم ہیں اللہ کے مددگار، ایمان لائے ہم اللہ پر اور تم گواہ رہو کہ ہم فرماں بردار (مسلم) ہیں۵۲

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٣﴾

اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے اُس ہدایت پر جو تو نے اُتاری اور پیروی کی ہم نے رسول کی، لہٰذا لکھ لے تو ہم کو گواہی دینے والوں میں۵۳

۴۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ''مہد (گود) میں تین بچوں کے سوا کسی بچے نے بات نہیں کی۔ ان میں ایک عیسیٰ ابن مریم ہیں، دوسرے نبی اسرائیل میں سے جریج راہب جبکہ تیسرا وہ بچہ جس نے ماں کی چھاتی چھوڑ کر کہا تھا اللہ مجھے اس ظالم سوار کی طرح نہ کرنا''۔ (بخاری)

۴۷: حضرت مریم کی حیرت کو اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر دور کر دیا کہ اللہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو کلمہ کن سے وہ کام ہو جاتا ہے۔ اس سے حضرت عیسیٰؑ کی تخلیق بغیر باپ کے خرق عادت ہونے کی مزید تاکید ہوتی ہے۔

۴۸: حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے شدید حافظہ عطا فرمایا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ وہ خوش نویس بھی تھے اور تورات ہاتھ سے لکھا کرتے تھے۔

۴۹: حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں طب کا بہت چرچا تھا۔ بڑے بڑے حکمائے یونان 'بقراط' سقراط وغیرہ نے اسی زمانے میں شہرت پائی۔ لہٰذا آپ کو معجزات بھی ایسے ہی عطاء فرمائے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں فصاحت و بلاغت کا بہت چرچا تھا۔ عربی شعراء غضب کا کلام کہتے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو معجزہ عطاء فرمایا وہ فصاحت و بلاغت کی چوٹی پر پہنچ گیا اور قرآن نے خود چیلنج کر دیا کہ کسی کو شک ہو تو وہ اس جیسی کوئی ایک آیت ہی بنا لائے۔

پھر چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبین تھے لہٰذا معجزہ ایسا عطا فرمایا جو کہ مستقل ہو۔ چنانچہ یہی قرآن آج بھی منکرین کو چیلنج کر دیا۔

۵۰: اس سے وہ سب چیزیں مراد ہو سکتی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے بطور سزا ان پر حرام کر رکھی تھیں یا وہ اشیاء جو کہ ان کے علماء نے حرام کر رکھی تھیں۔

۵۱: تمام انبیاء کی بنیادی دعوت ایک ہی رہی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے بھی وہی دعوت پیش کی۔

(ا) مقتدر اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ حلت وحرمت جواز عدم جواز کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔ اسی کی عبادت کی جائے۔

(ب) اللہ تعالیٰ کے نمائندہ کی حیثیت سے نبی کی اطاعت کی جائے۔

۵۲: حضرت عیسیٰؑ کو اندازہ ہو چکا تھا کہ یہود دلائل کے میدان میں مات کھا کر انکی زندگی کے درپے ہو چکے ہیں۔ حضرت یحیٰؑ کو پہلے ہی ظالمانہ طریقے سے قتل کروا دیا گیا تھا۔

- حواری کا مفہوم وہی ہے جو کہ انصار کا ہے۔ یعنی اللہ اور اسکے نبی اور دین کے معاون۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔
- ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔ (بخاری)

ع ۵ ۱۳ ۱۳

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٥٤﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ
اور انہوں نے تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ بہتر ہے سب تدبیر کرنے والوں سے ﴿٥٤﴾ جب کہا! اللہ نے اے عیسیٰؑ بیشک میں واپس لے لوں گا تمہیں
وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ
اور اٹھالوں گا تم کو اپنی طرف اور پاک کرونگا تم کو اُن لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا اور کرنے والا ہوں ان لوگوں کو جنہوں نے تمہاری اتباع کی اُوپر (غالب)
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا
اُن کے، جنہوں نے انکار کیا، روزِ قیامت تک، پھر میری ہی طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے، پھر میں فیصلہ کروں گا تمہارے درمیان اُن (باتوں) میں،
كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٥٥﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا
کہ تھے تم اُن میں اختلاف کرتے ﴿٥٥﴾ پس لیکن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، سو میں انہیں عذاب دوں گا عذاب سخت ترین
فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور نہ ہوگا ان کا کوئی مددگار ﴿٥٦﴾ اور رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٧﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ
نیک، تو پورا پورا دے گا (اللہ) انہیں اجر اُن کو اور اللہ نہیں پسند کرتا ظالموں کو ﴿٥٧﴾ یہ (سب) ہم پڑھتے ہیں
عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿٥٨﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ
آپ پر (اے محمدؐ) آیات میں سے (کتاب الٰہی کی) اور تذکرہ ہے حکمت والا ﴿٥٨﴾ بیشک مثال عیسیٰؑ کی اللہ کے یہاں، مانند مثال
اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٥٩﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا
آدم کی سی ہے، پیدا کیا اُسے (اللہ نے) مٹی سے، پھر کہا اس کو کہ ہو جا، تو وہ ہو گیا (انسان) ﴿٥٩﴾ یہی حق ہے، آپ کے رب کی طرف سے، لہٰذا نہ ہوں
تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٦٠﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ
آپ شک کرنے والوں میں سے ﴿٦٠﴾ تو پھر جو کوئی آپ سے حجت بازی کرے اُس (عیسیٰؑ) کے بارے میں اس کے بعد، کہ آچکا ہے آپ کے پاس (صحیح) علم سے،
فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا
تو آپ کہہ دیجئے! کہ آؤ ہم بلاتے ہیں اپنی اولاد کو اور (بلا لو) تم اپنی اولاد کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم خود (بھی آتے ہیں)
وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّ هٰذَا
اور تم بھی (آ جاؤ) پھر ہم سب مباہلہ (گڑگڑا کر دعا) کریں اور بھیجیں لعنت اللہ کی جھوٹوں پر ﴿٦١﴾ بیشک یہی ہے
لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦٢﴾
بیان سچا اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور بلاشبہ اللہ ہی ہے زبردست، بڑی حکمت والا ﴿٦٢﴾

﴿٥٥﴾: ''توفی'' کے معنی عربی زبان میں کسی چیز کو وصول کرنے اور لے لینے کے ہیں، چونکہ موت میں بھی اللہ تعالیٰ روح کو واپس لے لیتے ہیں، اس لئے اسے وفات کہا جاتا ہے، اس لئے بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں ''متوفیک'' موت کے معنی میں نہیں؛ بلکہ مراد ہے کہ میں آپ کو جسم اور روح سمیت لے لوں گا اور آسمان پر اُٹھالوں گا، اگلا فقرہ ''وارفعک إلی'' (میں آپ کو اپنی طرف اٹھاؤں گا) گویا اسی کی تفسیر ہے، دوسری تفسیر وہ ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ متوفیک وفات دینے ہی کے معنی میں ہے اور مقصد یہ ہے کہ سولی پر پھانسی کے ذریعہ تمہاری موت نہیں ہوگی، جیسا کہ تمہارے دشمن چاہتے ہیں؛ بلکہ مستقبل میں طبعی موت کے ذریعہ آپ کی وفات ہوگی۔

اِس وقت میں آپ کو آسمان کی طرف اُٹھا رہا ہوں، آپ دوبارہ زمین پر اُتارے جائیں گے، پھر کچھ سال دنیا میں آپ رہیں گے، اُس وقت آپ پر طبعی موت طاری ہوگی، غرض ہر دو تفسیر کے مطابق اس بات پر اُمت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن آپ کو پھانسی دینے سے عاجز رہے، آپ آسمان پر اُٹھا لئے گئے۔

قرب قیامت میں آپ کا نزول ہوگا، اس وقت آپ پوری دنیا میں اسلام کو غالب فرمائیں گے، (تفسیر قرطبی: ۴/۱۰۰) یہ وہ عقیدہ ہے جو بہت سی صریح اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

﴿٥٨﴾: فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مختلف علاقوں سے وفود کی آمد شروع ہوگئی۔ ان میں ایک نجران کے تقریباً ۶۰۰ عیسائیوں کا وفد بھی تھا۔ جس میں انکے مذہبی اور سیاسی قائدین بھی شامل تھے۔ یہ لوگ اسلام قبول کرنے کی نیت سے تو نہیں آئے تھے۔ مناظرہ بازی کرنے اور آپ کو لاجواب کرنے کی نیت سے آئے تھے۔ ان کا طرز استدلال یہ تھا کہ جب تم تسلیم کرتے ہو کہ عیسیٰ بغیر باپ پیدا ہوئے، وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ یہودی انہیں مارنے پر قادر نہ ہوسکے اور انہیں آسمان پر اُٹھالیا گیا۔ نیز تم انہیں کلمۃ اللہ اور روح اللہ بھی تسلیم کرتے ہو تو پھر اس سے بڑھ کر الوہیت کی دلیل کیا ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تفصیلی جواب دیا۔ یہ سارے معجزات اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ثبوت ہوسکتے ہیں اس میں ان کا کیا کمال ہے۔

﴿٥٩﴾: یہ جواب ملنے کے بعد انہوں نے پھر ایک سوال کیا اور کہا عیسیٰؑ کا باپ کون ہے؟ جواب میں یہ آیت اتری کہ بغیر باپ کے پیدا ہونا ہی الوہیت کی دلیل ہے تو پھر آدم بدرجہ اولیٰ معبود ہونے چاہئیں خود تم بھی معبود نہیں مانتے۔ ﴿٦١﴾: چونکہ یہ لوگ حق قبول کرنے کی نیت سے آئے ہی نہ تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دوٹوک مباہلہ کی دھمکی دیدی۔

﴿٦٢﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب فیصلہ سنایا تو عیسائیوں نے ڈر کر جزیہ دینا قبول کرلیا۔

ع ٦ ٩ ١٤

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا

پھر اگر وہ رُوگردانی کریں، تو بیشک اللہ خوب جاننے والا ہے فساد کرنے والوں کو﴿٦٣﴾ کہہ دیجئے! اے اہل کتاب! آؤ

اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ

ایک ایسی بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان، یہ کہ نہ ہم عبادت کریں مگر اللہ ہی کی اور نہ ہم شریک کریں اُس کے ساتھ

شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا

کچھ بھی اور نہ بنائے ہم میں سے کوئی کسی کو رب اللہ کے سوا، پھر اگر وہ رُوگردانی کریں

فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ

تو آپ کہہ دیجئے! گواہ رہو، کہ ہم تو (صرف اللہ ہی کے) فرمابردار ہیں﴿٦٤﴾ اے اہل کتاب! کیوں تم جھگڑتے ہو ابراہیمؑ کے بارے میں،

وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٥﴾

حالانکہ نہیں نازل کی گئی تورات اور انجیل مگر اس (ابراہیمؑ) کے بعد، کیا تم پھر نہیں عقل رکھتے؟﴿٦٥﴾

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا

سنو! تم وہی لوگ تو ہو (کہ) تم نے جھگڑا کیا ایسی بات میں جس کا تمہیں علم تھا، تو اب کیوں تم جھگڑتے ہو اس چیز کے بارے میں (کہ)،

لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ

نہیں ہے تمہیں اُن کے بارے میں کوئی علم اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے﴿٦٦﴾ نہیں تھے

اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا

ابراہیمؑ یہودی اور نہ نصرانی اور لیکن تھے وہ سب سے کٹ کر (اللہ کے) فرماں بردار (مسلمان) اور نہیں

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ

تھے وہ مشرکوں میں سے﴿٦٧﴾ بیشک قریب تر تمام لوگوں میں سے ابراہیمؑ کے، البتہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُن کی اتباع کی

وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ

اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ ولی (سرپرست) ہے مومنوں کا﴿٦٨﴾ چاہتا ہے ایک گروہ

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا

اہل کتاب میں سے کا ش! کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں اور نہیں وہ گمراہ کرتے مگر اپنے آپ ہی کو اور نہیں

يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٩﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٧٠﴾

وہ شعور رکھتے (اس کا)﴿٦٩﴾ اے اہل کتاب! کیوں تم کفر کرتے ہو، اللہ کی آیات کے ساتھ حالانکہ تم (سچائی کی) گواہی دیتے ہو﴿٧٠﴾

﴿٦٤﴾: صلح حدیبیہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو قبول اسلام کیلئے خطوط لکھے۔ ہرقل شاہ روم کو جو خط بھیجا گیا اس میں اسلام کی دعوت کے بعد یہی آیت درج تھی۔

● کلمہ سواء یہی ہے کہ

(ا) صرف اللہ کی عبادت کی جائے۔

(ب) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

(ج) اللہ کو چھوڑ کر کسی کو رب کا مقام نہ عطا کریں۔

چنانچہ مسلمان جب کبھی بھی کسی گروہ کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی بات کریں تو اس کی بنیاد یہی ہونی چاہئے۔

﴿٦٥﴾: یہودی اور عیسائی دونوں حضرت ابراہیمؑ کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہمارے مذہب پر تھے۔ تورات اور انجیل دونوں حضرت ابراہیمؑ کے بعد نازل ہوئیں۔ روایات کے مطابق حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان ایک ہزار سال کا فرق تھا۔

﴿٦٦﴾: جن چیزوں کا تمہیں علم ہے یعنی حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کی تعلیمات کا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت کا ان میں تمہارا یہ حال ہے کہ ایمان لانے کے بجائے ناجائز جھگڑے ہوں تو جن چیزوں کا تمہیں علم ہی نہیں اس میں تمہیں جھگڑنے کا کیا حق پہنچتا ہے؟

﴿٦٧﴾: یہ دلیل ہے کہ تمام انبیاء مسلمان تھے۔

● وہ خالصتاً مؤحد تھے مشرک نہ تھے جبکہ تم دونوں مشرک ہو۔

﴿٦٨﴾: اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین صادقین ہیں۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

● یکسو رہنے والے ابراہیم کی ملت کی اتباع کیجئے۔ (النحل ١٦: ١٢٣)

﴿٦٩﴾: یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو گمراہ کر کے یہودی بنانے کی کوشش کی جس میں ناکام ہوئے۔ پھر تورات کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بشارتوں کو چھپانے کی کوشش کرتے تا کہ حق کو چھپایا جا سکے۔ اسی طرح کتمان حق کے مرتکب ہوئے۔

ع ۸ ۱۵

يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تَلۡبِسُوۡنَ الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَكۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۱﴾

اے اہل کتاب! کیوں تم خلط ملط کرتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اورتم چھپاتے ہو حق کو، حالانکہ تم جانتے ہو؟﴿۷۱﴾

وَقَالَتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اٰمِنُوۡا بِالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

اور کہتا ہے ایک گروہ اہل کتاب کا (اپنے لوگوں کو کہ) ایمان لاؤ اُس پر جو نازل کیا گیا ہے اُن لوگوں پر جو ایمان لائے ہیں (محمدؐ پر)

وَجۡهَ النَّهَارِ وَاكۡفُرُوۡۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۷۲﴾ۚۖ وَلَا تُؤۡمِنُوۡۤا اِلَّا لِمَنۡ تَبِعَ

شروع دن میں (صبح کو) اورانکار کردو اُس (دن) کے آخری حصہ میں (شام کو) شاید کہ وہ (مسلمان بھی) پھر(مرتد ہو) جائیں﴿۷۲﴾ اورنہ تم یقین کرو، مگر اُس شخص کی، جوکرتا ہو پیروی

دِيۡنَكُمۡ ؕ قُلۡ اِنَّ الۡهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنۡ يُّؤۡتٰۤى اَحَدٌ مِّثۡلَ مَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ اَوۡ

تمہارے دین کی، کہہ دیجئے! بیشک ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے، (اور نہ یہ مانو) کہ دیا جائے کسی کو ویسا ہی جوتم کو دیا گیا تھا یا یہ کہ

يُحَآجُّوۡكُمۡ عِنۡدَ رَبِّكُمۡ ؕ قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

اُن کو (تمہارے خلاف) تو ئی حجت مل جائے تمہارے رب کے پاس، کہہ دیجئے! بیشک فضل تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ دیتا ہے (اپنا فضل) جسے وہ چاہے اور اللہ

وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۷۳﴾ۚۙ يَّخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۷۴﴾

بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے﴿۷۳﴾ وہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ، جسے وہ چاہتا ہے اور اللہ صاحبِ فضلِ عظیم (مالک) ہے﴿۷۴﴾

وَمِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ مَنۡ اِنۡ تَاۡمَنۡهُ بِقِنۡطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيۡكَ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اِنۡ

اوراہل کتاب میں سے کچھ ایسے بھی ہیں، کہ اگر آپ امانت رکھیں اُن کے پاس ایک ڈھیر (سونے چاندی کا تو بھی) وہ ادا کردیں گے آپ کو اور کچھ اُن میں سے وہ ہیں کہ اگر

تَاۡمَنۡهُ بِدِيۡنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيۡكَ اِلَّا مَا دُمۡتَ عَلَيۡهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡا

آپ امانت رکھیں ان کے پاس ایک دینار (تو) نہیں وہ ادا کریں گے آپ کو، مگر (یہ کہ) آپ مسلسل رہیں ان (کے سر) پر کھڑے، یہ اس وجہ سے ہے، کہ وہ کہتے ہیں

لَيۡسَ عَلَيۡنَا فِى الۡاُمِّيّٖنَ سَبِيۡلٌ ۚ وَيَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾

کہ، نہیں ہے ہم پر امیوں (عربوں) کے بارے میں کوئی گناہ اور وہ کہتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور وہ جانتے ہیں﴿۷۵﴾

بَلٰى مَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَشۡتَرُوۡنَ

کیوں نہیں جس نے پورا کیا اپنا عہد اور (اللہ سے) ڈرے، تو بیشک اللہ محبت کرتا ہے متقی لوگوں سے﴿۷۶﴾ بیشک وہ لوگ جو خریدتے (یالیتے) ہیں،

بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَاَيۡمَانِهِمۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ

اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض حقیر قیمت، یہی لوگ ہیں کہ نہیں ہے کوئی حصہ اُن کے لئے آخرت میں، اور نہ بات کرے گا اُن سے

اللّٰهُ وَلَا يَنۡظُرُ اِلَيۡهِمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيۡهِمۡ ۖ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۷۷﴾

اللہ اور نہ دیکھے گا اُن کی طرف قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے گا، اور اُن کے لئے ہے عذاب دردناک﴿۷۷﴾

﴿۷۲﴾: پہلے آیت نمبر ۶۹ کے تحت گزر چکا ہے کہ یہودی کچھ مسلمانوں کومرتد کرنا چاہتے تھے۔ جس سے ناکام ہو گئے اور ایک نئی سازش تیار کی۔ کچھ یہودی اعلانیہ طور پر اسلام میں داخل ہو جائیں اور بعد میں اپنے ارتداد کا اعلان کردیں۔ اسی طرح مسلمانوں میں بد دلی اور شکوک شبہات پیدا ہونگے کہ آسمانی کتابوں کے علماء نے قریب سے ہوکر اس دین کا مطالعہ کیا ہے اور انہیں اس میں حق نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ نے سازش کا پردہ بروقت چاک کر دیا اور یہودیوں کی باطنی خباثت ختم ہوکر رہ گئی۔

﴿۷۳﴾: آپس میں ایک دوسرے کو تاکید کرتے۔

● اور خبردار انہیں تورات کی کوئی ایسی بات نہ بتانا جو تمہارے اپنے خلاف جاتی ہو ورنہ وہ قیامت کو اللہ کے حضور کہہ دیں گے کہ ان باتوں کا تو یہ یہود خود بھی اقرار کرتے تھے۔

● اپنی رحمت اللہ جس کیلئے چاہتا ہے مخصوص کرتا ہے۔ جس میں اس رحمت کی اہلیت ہوتی ہے وہ اسے جانتا ہے۔ اللہ تم جیسا تنگ نظر نہیں ہے کہ فضل و شرف کے اہل لوگوں کو فضل و شرف عطا نہ فرمائے بلکہ وہ بڑا وسیع النظر سب کچھ جاننے والا اور وہی فضل و شرف عطا کرنے والا ہے۔

﴿۷۵﴾: یہودی علماء فقہا نے اس طرح کے مسئلے گڑھ رکھے تھے کہ غیر یہودی کا مال ہڑپ لینا جائز ہے یا غیر یہودی سے سود لینا جائز ہے جیسا کہ آج کل مسلمانوں کا ایک گروہ ایسا ہے جو کافروں سے یا حربی کافروں سے سود کھالینا جائز قرار دیتا ہے حتیٰ کہ کئی تو تجارتی سود کو علی الاعلان جائز قرار دیتے ہیں۔ کچھ نے یہ جملہ تراشا ہے کہ سود وصول کر کے خیراتی کاموں میں استعمال کیا جائے اور ثواب کی امید نہ رکھی جائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حرام چیزوں کو حیلہ سازی کے ذریعے حلال کرنے سے بچائے۔

﴿۷۶﴾: وہ عہد جو کہ انبیاء کی معرفت انکی امتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے سلسلہ میں لیا گیا۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھیں آیت نمبر ۸۱)

﴿۷۷﴾: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کہ ہے کہ ''ایک شخص نے بازار میں اپنا مال رکھا اور ایک مسلمان کو پھانسنے کیلئے جھوٹی قسم کھا کر کہنے لگا کہ مجھے اس مال کی اتنی قیمت ملتی تھی (حالانکہ یہ بات غلط تھی) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی''۔ (بخاری)

● دنیاوی مال اگرچہ پوری دنیا بھی مل جائے تو وہ بھی قیامت کے عذاب کے مقابلہ میں انتہائی تھوڑا منافع ہے۔

● اس قسم کے گناہ جس میں اس قسم کی سخت وعید ہو کبیرہ گناہ کہلاتے ہیں۔

وَاِنَّ مِنۡهُمۡ لَفَرِيۡقًا يَّلۡوٗنَ اَلۡسِنَتَهُمۡ بِالۡكِتٰبِ لِتَحۡسَبُوۡهُ مِنَ الۡكِتٰبِ
اور بیشک ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو مروڑتے ہیں اپنی زبانیں کتاب (پڑھنے) کے ساتھ، تاکہ تم اُسے گمان کرو، کہ یہ کتاب اللہ میں سے ہے،

وَمَا هُوَ مِنَ الۡكِتٰبِ ۚ وَيَقُوۡلُوۡنَ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ۚ
حالانکہ نہیں ہوتا وہ کتاب میں سے اور وہ کہتے ہیں کہ، وہ اللہ کی طرف سے ہے، حالانکہ نہیں ہے وہ اللہ کی جانب سے

وَيَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۸﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّؤۡتِيَهُ
اور وہ کہتے ہیں اللہ پر جھوٹ، جبکہ وہ جانتے ہیں ﴿۷۸﴾ نہیں ہے لائق کسی بشر کے لئے، (یہ) کہ دے اسے

اللّٰهُ الۡكِتٰبَ وَالۡحُكۡمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوۡلَ لِلنَّاسِ كُوۡنُوۡا عِبَادًا لِّىۡ مِنۡ
اللہ کتاب اور حکم اور نبوت، پھر وہ کہے لوگوں سے، کہ ہو جاؤ تم بندے میرے،

دُوۡنِ اللّٰهِ وَلٰـكِنۡ كُوۡنُوۡا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنۡتُمۡ تُعَلِّمُوۡنَ الۡكِتٰبَ وَبِمَا كُنۡتُمۡ
اللہ کو چھوڑ کر اور لیکن (وہ تو کہے گا) ہو جاؤ رب والے، اِس لئے کہ تم تعلیم دیتے ہو کتاب کی اور اِس بنا پر کہ تم

تَدۡرُسُوۡنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاۡمُرَكُمۡ اَنۡ تَتَّخِذُوا الۡمَلٰٓـئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرۡبَابًا ؕ اَيَاۡمُرُكُمۡ
پڑھتے ہو خود بھی (اللہ کی کتاب) ﴿۷۹﴾ اور نہیں حکم دے گا وہ تمہیں (اس بات کا بھی) کہ تم بنالو فرشتوں کو اور نبیوں کو رب، کیا وہ تمہیں حکم دے گا

بِالۡكُفۡرِ بَعۡدَ اِذۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۸۰﴾ وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيۡتُكُمۡ ع ۸ ۱۶
کفر کا، بعد اِس کے کہ تم (ہو چکے) ہو مسلمان ﴿۸۰﴾ اور (یاد کرو) جب اللہ نے لیا عہد نبیوں سے، کہ البتہ میں جو کچھ تمہیں دوں

مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ
کتاب سے اور حکمت (سے) پھر تمہارے پاس آئے کوئی رسول جو تصدیق کرنے والا ہو، اُس کی جو تمہارے پاس ہے، توتم ضرور ایمان لانا

بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰى ذٰلِكُمۡ اِصۡرِىۡ ؕ قَالُوۡۤا
اُس (نبی) کے ساتھ اور تم ضرور اس کی مدد کرنا، ارشاد ہوا! کیا تم اقرار کرتے ہو اور قبول کرتے ہواس پر میرا عہد، انہوں نے کہا

اَقۡرَرۡنَا ؕ قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنۡ تَوَلّٰى بَعۡدَ
ہم نے اقرار کیا ارشاد ہوا! سوتم گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ ہوں گواہوں میں سے ﴿۸۱﴾ پس جو پھرے گا اِس کے بعد (اس عہد سے)

ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيۡرَ دِيۡنِ اللّٰهِ يَبۡغُوۡنَ وَلَهٗۤ اَسۡلَمَ
تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں ﴿۸۲﴾ تو پھر کیا یہ اللہ کے دین کے سوا (کوئی اور دین) چاہتے ہیں، حالانکہ اس (اللہ) کے ہی مطیع ہیں

مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّكَرۡهًا وَّاِلَيۡهِ يُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۳﴾
جو ہیں آسمانوں میں اور زمین میں خوشی سے اور ناخوشی سے اور اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے سب ﴿۸۳﴾

﴿۷۸﴾: اس انداز سے مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ عوام الناس کتاب اللہ کا مسئلہ اور اللہ کا کلام سمجھتے ہیں۔ یہ ایک اور بدترین خباثت ہے۔ مسلمانوں میں بھی ایک فرقہ ہے جو آپ ﷺ کی بشریت کا منکر ہے وہ جب یہ آیت: قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ (کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا ہی ایک بشر ہوں)۔(الکہف: ۱۱۰) پڑھتے ہیں تو (انما) کے لفظ میں معمولی سی تحریف کرکے ایک لفظ کے دو الفاظ بنا کر ان کو پڑھتے ہیں اور پھر اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اے نبی کہہ دو کہ تحقیق نہیں ہوں میں بشر تم جیسا۔ اس طرح جو آیت انکے عقیدہ کو باطل قرار دیتی تھی اسے اپنے عقیدہ کے موافق بنالیتے ہیں۔

﴿۷۹﴾: جب نجران کے عیسائی آپ سے بحث و مناظرہ کرنے آئے تو یہودی بھی ان کے ساتھ مل گئے اور طنز کے طور پر آپ سے کہنے لگے کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ مل گئے اور طنز کے طور پر آپ سے کہنے لگے کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں جیسے عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی عبادت کرتے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿۸۰﴾: اس آیت میں ایک قاعدہ کلیہ مقرر کیا گیا ہے کہ کوئی ایسی تعلیم جو کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی بندگی سکھلاتی ہو وہ ہرگز کسی نبی کی تعلیم نہیں ہوسکتی۔ اگر کسی مذہبی کتاب میں ایسی تعلیم موجود ہوتو وہ دلیل ہے کہ یہ گمراہ کن عقیدہ لوگوں کی تحریفات کا نتیجہ ہے۔

﴿۸۱﴾: اللہ تعالیٰ نے ایک عہد عالم الارواح میں تمام نبی آدمؑ سے لیا تھا تفصیل کیلئے دیکھیں (الاعراف ۷:۱۷۲) اس کے علاوہ ایک عہد تمام انبیاء سے لیا گیا جس کا ذکر مذکورہ آیت میں ہے۔ مفسرین کے مطابق یہ عہد بھی عالم الارواح میں لیا گیا تھا۔ وہ عہد یہ تھا کہ اگر تمہاری زندگی میں کوئی ایسا نبی آئے جو تمہارے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرتا ہو تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اسکی مدد بھی کرنا ہوگی۔ جس کی سب انبیاء سے توثیق بھی کرائی گئی۔ اس عہد کے پورا کرنے کی ذمہ داری ہر نبی کے امتی پر بھی عائد ہوتی ہے۔

﴿۸۳﴾: اللہ کا دین صرف اس کے آگے سر تسلیم کردینا ہے۔ کائنات کی ہر چیز زمین وآسمان، شمس وقمر ستارے اور سیارے غرض جو چیز بھی موجود ہے وہ اللہ کی اطاعت گزار ہے خواہ یہ اطاعت اضطراری ہو یا اختیاری انسانوں اور جنوں کو کسی حد تک اختیار بھی دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے یہ مطالبہ صرف یہ ہے کہ جن کاموں میں انہیں کچھ اختیار دیا گیا ہے ان میں بھی وہ اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے کائنات کی تمام اشیاء کے ساتھ ہم آہنگ ہوجائیں۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

کہہ دیجئے! ایمان لائے ہم اللہ پر اور اُس پر جو نازل کیا گیا ہم پر اور جو نازل کیا گیا ابراہیمؑ و اسماعیلؑ پر اور اسحاق

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ

اور یعقوبؑ پراور اُس کی اولاد پر اور (اس پر بھی) جو دیا گیا موسیٰؑ کو، عیسیٰؑ کو اور سب نبیوں کو اُن کے رب کی طرف سے،

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ

نہیں فرق کرتے ہم اُن میں ایک (دوسرے) کے درمیان (نبی ہونے میں) اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں﴿۸۴﴾ اور جو کوئی تلاش کرے گا سوائے اسلام کے کوئی اور

دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ

دین، تو ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا اُس سے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا﴿۸۵﴾ کیسے ہدایت دے گا اللہ

قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ

ایسے لوگوں کو جو کافر ہو گئے اپنے ایمان (لانے) کے بعد اور (جبکہ) گواہی دے چکے ہیں وہ، کہ بیشک یہ رسول سچا ہے اور آ چکی ہیں اُن کے پاس کھلی نشانیاں

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ

اور اللہ نہیں ہدایت دیتا ظالم قوم کو﴿۸۶﴾ اِن لوگوں کی سزا یہ ہے کہ، ہے اُن پر لعنت اللہ کی،

وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی﴿۸۷﴾ ہمیشہ رہیں گے یہ اِس (لعنت) میں، نہ کمی کی جائے گی اُن کے عذاب میں

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ

اور نہ ہی ان کو مہلت ملے گی﴿۸۸﴾ مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی اس کے بعد اور اصلاح کرلی اپنی، تو بیشک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا

بڑا معاف فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے﴿۸۹﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا بعد ایمان لانے کے، پھر بڑھتے چلے گئے کفر میں،

لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ہرگز نہیں قبول ہوگی توبہ اُن کی اور یہی لوگ ہیں حقیقی گمراہ﴿۹۰﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا

اور مرے بھی بحالت کفر، تو ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا اُن میں کسی سے زمین بھر سونا،

وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ ع ۹ ۱۱ ۱۷

اگرچہ وہ دے بطور فدیہ اُسے، یہی لوگ ہیں، کہ ہے اُن کے لئے دردناک عذاب اور نہ ہوگا اُن کے لئے کوئی مددگار﴿۹۱﴾

﴿۸۴﴾: یعنی یہ ہمارا طریقہ نہیں ہے کہ کسی نبی پر تو ایمان لائیں اور کسی کا انکار کریں، بحیثیت نبی تو سب برابر ہیں۔ اس طرح ان کی کتابوں پر بھی ہمارا ایمان ہے کہ وہ منزل من اللہ تھیں۔

﴿۸۵﴾: آیت نمبر ۸۲ کے ضمن میں وضاحت ہو چکی ہے کہ اسلام کیا ہے؟ یہودیت یا عیسائیت اللہ کے یہاں قبول ہونیوالی نہیں ہے۔

﴿۸۶﴾: گزشتہ کئی آیات کے حواشی میں بھی وضاحت ہو چکی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے آپ ﷺ کا انکار اس لئے نہیں کیا تھا کہ انہیں آپ کو پہچاننے میں کوئی دقت یا دشواری تھی یا انہیں اس دعوت کے حق ہونے میں کوئی شک تھا۔ وہ تو یقین کر چکے تھے۔ انکار صرف تعصب، ہٹ دھرمی اور مفادات کے تحفظ کی وجہ سے کیا۔

﴿۸۷﴾: یعنی مسلمان اور سب لوگ بھی اس لحاظ سے ہو سکتے ہیں کہ اجمالاً ہر شخص جھوٹے بد عہد اور دغاباز پر لعنت بھیجتا ہے، آخرت میں تو کافر خود بھی ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے۔

﴿۸۹﴾: جنہوں نے سچے دل سے توبہ کیا۔ ایمان کا معاملہ کیا اسلام کی مخالفت سے باز آ گئے اور اپنے اعمال وافعال کی اصلاح کر لی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”انصار میں سے ایک مسلمان مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا۔ جلد ہی اسے احساس ہوا اور ندامت ہوئی۔ اس نے لوگوں کے ذریعے آپ ﷺ کو پوچھا کہ ”کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟“ تو یہ آیات نازل ہوئی“۔ (نسائی)

﴿۹۰﴾: جو لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گئے اور اسلام دشمنی کے کاموں میں آگے ہی بڑھتے گئے یہاں تک کہ موت کا وقت آ جائے یا قیامت کی بڑی آیات ظاہر ہو جائیں تو ایسے لوگوں کیلئے فرمان باری تعالیٰ ہے۔

”تو یہ ان لوگوں کیلئے نہیں ہے جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں حتّٰی کہ ان میں سے کسی کو موت آ جاتی ہے تو کہنے لگتا ہے کہ اب توبہ کرتا ہوں“۔ (النساء ۴: ۱۸)

﴿۹۱﴾: یہ ان کی ذہنی حالت کی وضاحت کیلئے ہے۔ ورنہ اس وقت تو ان کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہ ہوگی۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔ ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے کم عذاب والے جہنمی سے فرمائیں گے اگر تیرے پاس دنیا و مافیہا ہو تو اسے اپنے لئے فدیہ میں دے دیگا؟ وہ کہے گا ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو دنیا میں تھا تو میں نے تجھ سے سہل تر بات (یعنی توحید) طلب کی تھی اور کہا تھا کہ پھر تجھے جہنم میں داخل نہ کروں گا مگر تو شرک پر اڑا رہا۔ (مسلم)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۬ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ

ہرگز نہیں پہنچ سکتے تم نیکی کو، جب تک کہ نہ خرچ کرو (اللہ کی راہ میں) اُس میں سے، جو تم محبوب رکھتے ہو اور جو بھی خرچ کرتے ہو تم کوئی چیز،

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ

تو بیشک اللہ اس سے باخبر ہے﴿۹۲﴾ تمام کھانا تھا حلال بنی اسرائیل کے لئے، سوائے اُس کے جو حرام کر لیا تھا اسرائیل (یعقوبؑ) نے،

عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ

خود اپنے اُوپر، اُس سے پہلے کہ نازل کی گئی تورات، کہہ دیجئے کہ تم تورات لے آؤ اور اُسے پڑھو، اگر ہو تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾

سچے﴿۹۳﴾ پھر جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ اُس کے بعد بھی، تو ایسے ہی لوگ ہیں ظالم﴿۹۴﴾

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾

کہہ دیجئے! سچ فرمایا اللہ نے، تو اتباع کرو ملتِ ابراہیمؑ کی، جو سب سے کٹ کر اللہ کا ہو گیا اور نہ تھا وہ شرک کرنے والوں میں سے﴿۹۵﴾

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾ فِيْهِ

بیشک پہلا گھر جو بنایا گیا تھا لوگوں کے (عبادت کے) لئے، البتہ وہ جو مکہ ہی ہے، بڑی برکت والا اور ہدایت (کا مرکز) ہے تمام جہان والوں کے لئے﴿۹۶﴾ اس میں

اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ

نشانیاں ہیں واضح، مقام ابراہیمؑ ہے اور جو کوئی اس میں داخل ہوا وہ ہو گیا امن والا اور اللہ ہی کے لئے ہے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا

مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾

جو کوئی طاقت رکھے اُس تک پہنچنے کی اور اگر کوئی انکار کرے تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے سب جہان والوں سے﴿۹۷﴾

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾

کہہ دیجئے! اے اہلِ کتاب، کیوں انکار کرتے ہو تم ماننے سے اللہ کی آیات کو اور اللہ گواہ ہے، اُن پر جو تم کرتے ہو﴿۹۸﴾

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا

کہہ دیجئے! اے اہل کتاب، کیوں تم روکتے ہو اللہ کے راستے سے اُس کو جو ایمان لایا، تم چاہتے ہو اُس (راہ) میں کجی،

وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ

حالانکہ تم گواہ ہو اور نہیں ہے اللہ غافل اس سے جو تم کرتے ہو﴿۹۹﴾ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر

تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾

تم اطاعت کرو گے ایک فریق کی، اُن لوگوں میں سے جنہیں دی گئی ہے کتاب، تو وہ پھیر دیں گے تم کو (دین سے) بعد ایمان لانے کے (بنا دیں گے) کافر﴿۱۰۰﴾

﴿۹۲﴾: انصار میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ باغ تھے ان میں بیرحاء کا باغ آپ کو سب سے زیادہ پسند تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوطلحہ نے آپ ﷺ سے فرمایا۔ میری کل جائداد سے بیرحاء کا باغ مجھے زیادہ محبوب ہے۔ میں اسے اللہ کی رضا کیلئے صدقہ کرتا ہوں۔ اس سے ثواب اور اللہ کے یہاں اجر کی امید رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ جہاں مناسب سمجھیں اسے استعمال کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بہت خوب" یہ مال تو بالآخر فنا ہونے والا ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ یہ اپنے غریب رشتہ داروں میں بانٹ دو۔ (بخاری)

﴿۹۳﴾: حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ اشیاء خود پر حرام کیوں کی تھیں؟ غالبًا انہیں کوئی بیماری تھی جس کے پرہیز میں ایسا کیا یا انہیں طبعًا کراہت تھی۔

● بائبل کے نسخہ جو آج کل متداول ہیں ان میں اونٹ اور خرگوش وغیرہ کی حرمت کا ذکر موجود ہے۔ (احبار ۱۱: ۴-۶، استثناء ۱۴: ۷)

حالانکہ قرآن پاک نے دور نبوی ﷺ میں چیلنج کیا تھا کہ اگر تورات میں ہو تو لا کر دکھلاؤ۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ اضافے بعد میں کئے گئے۔

﴿۹۵﴾: یہ دین کی اصولی باتیں ہیں جیسے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنا، آخرت کے دن پر ایمان جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت کی اسکے علاوہ شرعی مسائل تو وہ ہر دور کی ضرورت کے مطابق مختلف تھی۔

﴿۹۶﴾: یہ یہود کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ تمام انبیاء نے بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنایا ہے اور وہیں ہجرت کی ہے لہٰذا وہ بہتر ہے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (البقرۃ ۲: ۱۴۲-۱۵۰)

﴿۹۷﴾: جیسے دنیا بھر کے لوگوں کو ہر طرف سے لاکھوں انسانوں کا ہر سال کھنچے چلے آنا۔ دنیا میں کوئی اور مقام ایسا نہیں ہے جہاں اتنی کثرت سے لوگ جمع ہوتے ہوں۔ ہزاروں سالوں سے ماءِ زمزم کا جاری رہنا، انتہائی پر امن جگہ اور پھلوں کی فراوانی وغیرہ۔

● استطاعت میں مال کی استطاعت، صحت، راہ کا پر امن ہونا، اسکے علاوہ خواتین کیلئے محرم بھی ضروری ہے۔

● حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ اس آیت سے حج کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے۔

﴿۹۹﴾: اسلام قبول کرنے والوں کو یہودی شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ خود انہیں یہ یقین تھا کہ یہ نبی برحق ہے۔

﴿۱۰۰﴾: اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت کے ذریعے انصار کے قبائل اوس اور خزرج کے دلوں میں جس طرح اخوت ومحبت ڈال دی۔ یہودی اس سے سخت کڑھتے تھے۔ چنانچہ ایک بوڑھے یہودی شاس بن قیس نے پرانی عداوت اور جنگوں کی یاد دلا کر دوبارہ عداوت بھڑکانے کی کوشش کی۔ آپ ﷺ نے بروقت موقع پر پہنچ کر حالات کو ٹھنڈا کیا۔

وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ

اور کیسے تم کفر کرو گے، جبکہ تم تو وہ ہو، کہ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تمہیں اللہ کی آیات اور تمہارے درمیان (موجود) ہے اللہ کا رسولؐ اور جس نے پکڑ لیا

بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ

مضبوط اللہ (کے دین) کو، تو یقیناً وہ ہدایت دیا گیا سیدھے راستے کی طرف (۱۰۱) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ڈرو اللہ سے جیسا کہ حق ہے

تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اُس سے ڈرنے کا اور ہرگز نہ موت آئے تم کو مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو (۱۰۲) اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور فرقہ بندی نہ کرو

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ

اور یاد کرو نعمت اللہ کی، جو اُس نے تم پر کیا کہ تھے تم دشمن، پھر اُس نے الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں کے درمیان، سو ہو گئے تم

بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ

اُس کے فضل سے بھائی بھائی اور تھے تم کنارے پر آگ کے ایک گڑھے کے، سو بچا لیا اللہ نے تم کو اُس (آگ) سے، اسی طرح

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی آیات تاکہ تم رہنمائی حاصل کرو (۱۰۳) اور چاہیے کہ ہو تم میں سے ایک جماعت، جو بلائے خیر کی طرف

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا

اور حکم دے اچھے کاموں کا اور روکے بُرے کاموں سے اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے (۱۰۴) اور نہ

تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ

تم ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جو جُدا جُدا ہو گئے، اور انہوں نے اختلاف کیا، بعد اس کے کہ آ گئیں اُن کے پاس واضح دلیلیں اور یہی وہ لوگ ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ

کہ ان کے لئے ہے عذاب بہت بڑا (۱۰۵) جس دن سفید (روشن) ہوں گے کچھ چہرے اور سیاہ ہوں گے کچھ چہرے، سو وہ لوگ کہ سیاہ ہوں گے

وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

اُن کے چہرے (کہا جائے گا) کیا تم ہی نے کفر کیا تھا بعد اپنے ایمان لانے کے؟ تو اب چکھو عذاب بسبب اس کے جو تھے تم کفر کرتے (۱۰۶)

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور ہے وہ لوگ کہ سفید (روشن) ہوں گے چہرے اُن کے، تو وہ ہوں گے اللہ کی رحمت میں، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے (۱۰۷)

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

یہ آیات ہیں اللہ کی، ہم انہیں پڑھ کر سنا رہے ہیں آپ پر حق کے ساتھ اور نہیں اللہ ارادہ کرتا کہ ظلم ہو جہان والوں پر (۱۰۸)

(۱۰۱): اعتصام باللہ یعنی اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھام لینا اور اللہ کی اطاعت کرنا۔

(۱۰۲): ڈرنے کے حق سے مراد یہ ہے کہ اچھے اور اعلیٰ انداز کا تقویٰ اختیار کیا جائے۔ احکام بجا لائے جائیں اور نواہی سے بچا جائے۔ دنیاوی دھندوں میں مشغول رہ کر بعض اوقات اتنی احتیاط ملحوظ خاطر رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ بہت گھبرائے اور عرض کیا کہ اس قدر احتیاط کیسے ممکن ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

یعنی ممکنہ حد تک اللہ سے ڈرتے رہو۔ (التغابن ۶۴:۱۶)

● مسلمان پر کسی وقت بھی ایسا لمحہ نہ آنا چاہیئے جب کہ وہ اللہ سے غافل ہو۔

(۱۰۳): حبل اللہ یعنی اللہ کی رسی۔ قرآن وسنت یا دوسرے الفاظ میں وحی الٰہی یا تعلیمات الٰہیہ ہیں۔

● یعنی اعتصام بحبل اللہ ہی ایسا فارمولا ہے جو کہ تفرقہ سے بچا سکتا ہے اور اگر پہلے ہی سے تفرقہ بازی پھیل چکی ہو تو اعتصام بحبل اللہ کے ذریعہ سے اس کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

● نعمت سے مراد دین اور ہدایت کی نعمت ہے اور یہی اللہ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے۔

● اسلام سے قبل عرب قبائلی نظام میں نفرت وعداوت کی آگ بھڑکتی رہتی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر قبائلی جنگ چھڑتی تو ختم ہونے کا نام نہ لیتی۔ بکر اور تغلب کی جنگ شروع ہوئی تو نصف صدی جاری رہی خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے۔ تقریباً ایسی ہی صورت حال مدینہ میں اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بغاث کی تھی۔ یہی وہ صورت حال تھی جسے اللہ تعالیٰ نے آگ کے گڑھے کے کنارے ہونے سے تشبیہ دی ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ الانفال ۸:۶۳)

(۱۰۴): اس سے ایسے لوگ مراد ہیں جو کہ علوم شریعت کے ماہرین اور دعوت کے آداب سے واقف ہوں۔ انکی زندگی کا وظیفہ ہی یہ ہونا چاہیئے کہ وہ لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دیا کریں اور برے کاموں سے روکتے رہیں۔

(۱۰۵): اس آیت میں ''ان لوگوں'' سے مراد اہل کتاب ہیں۔ جو بے شمار فرقوں میں بٹ گئے اور ہر فرقہ دوسرے کو کافر کہتا ہے۔

حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ''تم سے پہلے اہل کتاب بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے اور یہ امت (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ جن میں سے بہتر جہنم اور ایک جنت میں جائے گا۔ (ابوداؤد) صحابہ نے عرض کیا کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کونسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا (ما أنا عليه و الصحابي) یعنی وہ فرقہ اسی راہ پر چلے گا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۱۰۹ كُنْتُمْ
اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سب معاملات۝۱۰۹ تم ہو (اے مسلمانوں)

خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
بہترین اُمت، جو نکالی (پیدا کی) گئی ہے، انسانوں (کی رہنمائی) کے لئے، تم حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور تم روکتے ہو بُرے کاموں سے

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ
اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب بھی، تو البتہ ہوتا بہت بہتر اُن کے حق میں، اُن میں سے بعض

الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۱۰ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ
ایمان لانے والے ہیں اور اکثر اُن میں سے فاسق ہیں ۝۱۱۰ ہرگز نہ بگاڑ سکیں گے یہ تمہارا کچھ بھی، سوائے ایذا (ستانے) کے اور اگر

يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۱۱۱ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ
وہ تم سے لڑیں (جنگ کریں) تو پھیر دیں گے تمہاری طرف پیٹھیں، پھر نہیں وہ مدد کئے جائیں گے۝۱۱۱ پڑ گئی مار (یا مسلط کر دی گئی) اُن پر ذلت،

اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ
کہ جہاں بھی پائے جائیں گے، مگر یہ کہ پناہ میں آ جائیں اللہ کی، یا پناہ میں آ جائیں انسانوں میں سے کسی کی اور گھر گئے وہ غضب میں

مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ
اللہ کے اور پڑ گئی مار ان پر محتاجی کی، یہ اِس لئے ہوا کہ بیشک وہ انکار کرتے تھے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝۱۱۲
اللہ کی آیتوں کے ساتھ اور قتل کرتے تھے نبیوں کو ناحق، اس کا سبب یہ تھا کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھے۝۱۱۲

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ
نہیں ہیں سب (اہل کتاب) ایک جیسے اہل کتاب میں، کچھ لوگ ایسے بھی جو قائم ہیں (حق پر) وہ تلاوت کرتے ہیں اللہ کی آیات، رات کی گھڑیوں میں

وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝۱۱۳ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
اور وہ سجدہ کرتے ہیں۝۱۱۳ وہ ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور روز آخرت پر اور وہ حکم کرتے ہیں نیک کاموں کا

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۱۴
اور منع کرتے ہیں بُرے کاموں سے اور جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں اور یہی لوگ نیک لوگوں میں سے ہیں۝۱۱۴

وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝۱۱۵
اور جو کچھ وہ کریں گے بھلائی، تو ہرگز نہ وہ محروم کئے جائیں گے اُس (کے ثواب) سے اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو۝۱۱۵

ع ۱۱ / ۸ / ۲

۝۱۱۰: یہ اللہ تعالیٰ کی امت محمدیہ پر رحمت اور شفقت ہے۔ امت محمدیہ کو بہترین امت قرار دیا گیا۔

● خصوصیت بھی بیان کر دی گئی ہے کہ تم صرف اپنے لئے ہی نہیں پیدا کئے گئے بلکہ دوسرے لوگوں کیلئے پیدا کئے گئے ہو یا دوسری امتوں کیلئے پیدا کئے گئے ہو یا دوسرے الفاظ میں تم دوسری قوموں کیلئے راہنما اور لیڈر رہو۔ آج امت اپنی یہ ذمہ داری بھول چکی ہے الا ماشاء اللہ۔

● امر بالمعروف والنہی عن المنکر دین کا اہم ستون ہے۔ یہاں ایمان لانے سے پہلے اسکا ذکر کرنا اسکی اسی اہمیت کے پیش نظر ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے بزور بازو ختم کر دے اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو زبان سے ہی اسے روکے اور اگر اتنا بھی نہیں کر سکتا تو کم از کم دل ہی میں اسے برا جانے۔ یہ ایمان کا کمزور تر درجہ ہے"۔ (مسلم)

۝۱۱۱: گالی دینا، برا بھلا کہنا، سازشیں کرنا، گمراہ کن پراپیگنڈہ کرنا، تاہم مرد میدان کی طرح قتال میں یہ تم سے جم کر نہیں لڑ سکتے۔

۝۱۱۲: پھر وہ منافق جو آج سازشوں میں ان کے ساتھ شریک رہتے ہیں، یہ بھی انکی مدد کو نہ آ سکیں گے۔

● حبل من اللہ۔۔۔یعنی اللہ کے پناہ میں آ جائیں یعنی مسلمان ہو جائیں۔

● لوگوں کے پناہ میں آنے سے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔

(ا) مسلمان انہیں پناہ دے دیں۔

(ب) غیر مسلم افراد یا حکومتیں انہیں پناہ دے دیں۔

اُن کی ذلت کو ایک اور انداز ے سے بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ دنیا میں آزاد مسلمان اور عیسائی ممالک کئی ہیں جبکہ یہودی ریاست ایک ہی ہے اور وہ بھی دوسروں کے سہارے قائم ہے۔

● اسکی وجہ انکے وہ اعمال ہیں۔ اللہ کی آیات کا انکار کیا اور انبیاء کا ناحق قتل کیا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ
بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہرگز نہیں بچا سکیں گے اُن کو اُن کے مال اور نہ اُن کی اولاد اللہ (کے عذاب) سے کچھ بھی
وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١٦﴾ مَثَلُ مَا يُنفِقُونَ فِي هَٰذِهِ
اور یہ لوگ دوزخی ہیں، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے﴿۱۱۶﴾ مثال اس کی جو وہ خرچ کرتے ہیں اِس
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ
دنیاوی زندگی میں اُس ہوا کی سی ہے، جس میں ہو سخت سردی، وہ پہنچی ایک ایسی قوم کی کھیتی کو، جنہوں نے ظلم کیا اپنے نفسوں پر،
فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
تو اُس نے اُسے تہس نہس کر دیا اور نہیں ظلم کیا اُن پر اللہ نے، لیکن وہ اپنے نفسوں پر (خود ہی) ظلم کرتے تھے﴿۱۱۷﴾ اے لوگو جو
آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ
ایمان لائے ہو! مت بناؤ تم دلی دوست (رازدار) سوائے اپنے (لوگوں کے) نہیں وہ کمی کرتے تمہیں برباد کرنے میں، محبوب رکھتے ہیں وہ ہر اُس بات کو جو مصیبت میں مُبتلا کرے تمہیں،
قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا
یقیناً ظاہر ہو چکا بغض و عناد اُن کے مُونہوں سے اور جو کچھ چھپائے ہوئے ہیں اُن کے سینے، وہ اُس سے کہیں بڑھ کر ہے، بیشک ہم نے بیان کیا
لَكُمُ الْآيَاتِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١١٨﴾ هَا أَنتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ
تمہارے لئے نشانیوں کو اگر ہو تم عقل رکھتے﴿۱۱۸﴾ خبردار! تم ہی وہ لوگ ہو کہ تم اُن سے محبت رکھتے ہو اور نہیں محبت رکھتے وہ تم سے
وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ
اور تم ایمان رکھتے ہو سب کتابوں پر اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب وہ تنہا ہوتے ہیں تو وہ کاٹتے ہیں تم پر
الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١١٩﴾
(اپنی) انگلیاں غصہ سے، کہہ دیجئے! مرجاؤ تم اپنے ہی غصّے کے ساتھ، بیشک اللہ خوب جاننے والا ہے سینوں کے راز﴿۱۱۹﴾
إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ۖ وَإِن
اگر پہنچے تمہیں کوئی بھلائی تو وہ اُن کو بری لگتی ہے اور اگر پہنچے تمہیں کوئی بُرائی تو وہ خوش ہوتے ہیں اُس سے اور اگر
تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿١٢٠﴾ ع ۱۲/۱۱/۳
تم صبر کرو اور تم تقویٰ اختیار کرو، تو نہیں تمہیں نقصان پہنچائے گا اُن کا مکر کچھ بھی، بلاشبہ اللہ اس کو جو وہ کرتے ہیں گھیر نے والا ہے﴿۱۲۰﴾
وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٢١﴾
اور جب آپ صبح کو نکلے اپنے گھر والوں کے پاس سے آپ بٹھاتے تھے مومنوں کو مورچوں پر لڑائی کے لئے اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے﴿۱۲۱﴾

﴿۱۱۶﴾: دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزاء ہے۔ یہاں جو بوئے گا آخرت میں وہی کاٹے گا۔ مگر اس جزا کیلئے کچھ شرائط ہیں۔ یعنی

(ا) اللہ اور یوم آخرت پر ایمان

(ب) خلوص نیت ہو جس میں ریا کا شائبہ تک نہ ہو۔

(ج) اتباع کتاب و سنت ہو۔

اب ظاہر بات ہے کہ کفار کے یہاں ان میں سے کوئی بھی شرط نہیں پائی جاتی۔

﴿۱۱۸﴾: یہ آیت مدینہ کے یہودیوں کے مسلمانوں سے عناد اور سازشوں کے پس منظر میں نازل ہوئی۔

یہودیوں کے مسلمان قبائل سے حلیفانہ تعلقات تھے۔ مسلمان اسلام کے بعد بھی ان تعلقات کو نبھا رہے تھے جبکہ یہود اندر ہی اندر حسد و بغض کی آگ میں جلتے بھنتے رہتے تھے۔ مسلمانوں میں لڑائی بھڑکانے کی کوشش کرتے اور کئی طرح سے سازشوں کے ذریعے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے۔

اسی بناء پر علماء اور فقہاء نے غیر مسلموں کو مسلمان حکومتوں میں کلیدی آسامیوں پر فائز کرنا ناجائز قرار دیا ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں (المائدہ:۵:۱۵) اور (المائدہ:۵:۵۷:۶۱)

﴿۱۱۹﴾: یعنی تم تو تورات کا دم بھرتے ہو مگر وہ قرآن کا انکار کرتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ تم سے محبت کرتے اور تم ان سے دشمنی مگر معاملہ برعکس ہے۔

﴿۱۲۱﴾: جنگ احد سے متعلق مضمون یہاں سے شروع ہو رہا ہے جو کہ شوال ۳ ہجری میں ہوئی۔ بدر کے میدان میں ابوجہل کی شکست کے بعد ابوسفیان نے قریش کی قیادت سنبھال لی اور جنگ بدر کا بدلہ لینے کیلئے درج ذیل اقدامات کئے۔

(ا) طے کیا کہ تجارتی قافلہ جو کہ جنگ بدر سے چند دن پہلے بچ کر نکل آیا تھا اسکا سارا منافع جنگ کی تیاری میں استعمال کیا جائے چنانچہ ایک ہزار اونٹ پچاس ہزار دینار کی رقم جمع ہو گئی۔

(ب) رضاکارانہ خدمت کا دروازہ کھولا گیا۔ تمام اسلام دشمن قبائل اور قریش کے حلیف قبائل قریشی جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔

(ج) دو شعلہ بیان شعراء کی خدمات حاصل کی گئیں جو کہ بدوی قبائل کو بھڑکاتے تھے۔ ان ایام میں جنگی پروپیگنڈہ کا یہ مؤثر ترین ذریعہ یہی تھا۔

عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مدینہ میں رہ کر لڑنا چاہتا تھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے مشورہ کے بعد باہر نکل کر لڑنے کا فیصلہ کیا تو راستے میں عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھی لے کر علیحدہ ہو گیا۔ چنانچہ مسلمانوں کی تعداد صرف سات سو رہ گئی۔

إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا ۙ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

جب ارادہ کیا دو گروہوں نے تم میں سے یہ کہ وہ بزدلی کریں، حالانکہ اللہ اُن دونوں کا دوست تھا اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں

الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢٢﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ

مومن(۱۲۲) اور یقیناً مدد کی تمہاری اللہ نے غزوہ بدر میں، جبکہ تم کمزور تھے، چنانچہ تم اللہ سے ڈرو تاکہ تم

تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم

شکر کرو(۱۲۳) جب آپ کہتے تھے مومنوں سے، کیا نہیں کافی ہے تمہارے لئے، یہ کہ مدد دے تم کو تمہارا رب،

بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلَىٰ ۚ إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم

تین ہزار فرشتوں سے، جو اتارے جائیں (آسمان سے)(۱۲۴) کیوں نہیں! ہاں اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور وہ (دشمن) آ جائے تمہارے پاس

مِّن فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾

اچانک، تو مدد کرے گا تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے، جو خاص نشان لگائے ہوئے ہوں گے(۱۲۵)

وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِ ۗ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا

اور نہیں بنایا اُس کو اللہ نے، مگر خوشخبری تمہارے لئے اور تاکہ مطمئن ہو جائیں تمہارے دل اس سے اور نہیں ہے مدد مگر

مِنْ عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ

اللہ ہی کی طرف سے، جو زبردست خوب حکمت والا ہے(۱۲۶) تاکہ وہ کاٹ دے (اللہ سے) ایک گروہ کو، اُن لوگوں میں سے جنہوں نے کفر کیا یا انہیں ذلیل کر دے،

فَيَنقَلِبُوا خَائِبِينَ ﴿١٢٧﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ

پھر وہ پھر جائیں نامُراد ہو کر(۱۲۷) نہیں ہے آپ کے لئے اس معاملے میں کچھ (اختیار) یا (چاہے تو) وہ توبہ قبول کر لے اُن کی یا وہ انہیں عذاب دے،

فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٢٨﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ

پھر بیشک وہ ظالم ہیں(۱۲۸) اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں، وہ معاف کرتا ہے جسے چاہتا ہے

وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا

اور عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے، وہ بہت معاف کرنے والا، نہایت رحم والا ہے(۱۲۹) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ کھاؤ تم

الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ

سود، دوگنا، چوگنا بڑھا چڑھا کے اور ڈرو اللہ سے تاکہ تم فلاح پاؤ(۱۳۰) اور اُس آگ سے ڈرو،

الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿١٣١﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾

جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے(۱۳۱) اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی، تاکہ تم پر رحم کیا جائے(۱۳۲)

(۱۲۲): عبداللہ بن ابی جب تین سو ساتھیوں کو لے کر علیحدہ ہو گیا تو انصار کے دو قبائل بنو حارثہ اور بنو سلمٰی نے بھی دل چھوٹا کیا۔ تاہم چونکہ سچے مسلمان تھے اللہ نے ان کا دل مضبوط کر دیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی۔ اگرچہ اس میں ہمارا عیب بیان کیا گیا ہے مگر ہمیں یہ سنا پسند نہیں کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی کیونکہ اس میں ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ (اور اللہ ان دونوں کا حامی و ناظر تھا) کے الفاظ بھی مذکور ہیں۔ (بخاری)

(۱۲۴): جب مسلمانوں کو بھی کمزوری محسوس ہوئی تو آپ ﷺ نے یہ کہہ کر ڈھارس بندھائی۔

(۱۲۵): لڑائی سے قبل ہی یہ افواہ پھیل گئی کہ جابر بڑی کمک لے کر مشرکین کی مدد کیلئے آ رہا ہے۔ اس سے مسلمانوں میں مزید اضطراب پھیل گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشرکین کو ہنگامی کمک ملنے سے ڈرتے ہو تو اللہ بھی فرشتوں کی کمک میں اضافہ کر دے گا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرشتے باقاعدہ لڑائی میں شامل صرف بدر ہی میں ہوئے تھے۔ احد میں صرف نازل ہوئے تاکہ مسلمانوں کا حوصلہ بندھے۔

اسکے علاوہ مفسرین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ یہاں تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں کا جو ذکر ہے وہ سب احد کے بجائے جنگ بدر سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۲۷): یعنی اللہ جس کی چاہے مدد کرے۔ صرف تمہارے ذریعہ سے ہی کفار کو پٹوا دے یا ہوا کے ذریعہ دشمن کے قدم اکھاڑ دے یا کسی بھی سبب کے بغیر انہیں تہہ تیغ کر دے۔

(۱۲۸): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میدان احد میں جنگ کے دوران آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور پیر پر زخم آیا تو آپ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے اور فرماتے۔ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا اور دانت توڑ دیا حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف بلا رہا تھا۔ (مسلم)
اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۳۰): سود کی قطعی حرمت (البقرۃ ۲: ۲۷۸-۲۷۹) میں گزر چکی ہے۔ یہاں حرمت قطعی سے قبل مسلمانوں کا ذہن تیار کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ اس موقع پر مسلمانوں کو جو ہزیمت اٹھانی پڑی تو اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک دستہ حفاظت پر مامور فرمایا۔ جب انہوں نے فتح کے آثار دیکھے تو اپنے کام کی تکمیل سے پہلے ہی غنیمت اکٹھا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے مال کی محبت کے بڑے سبب سود سے منع فرمایا۔

● اگلی آیت میں کافروں کیلئے تیار کی گئی آگ سے بچنے کا حکم ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سود سے اگر باز نہ آئے تو یہ تمہیں کفر تک لے جا سکتا ہے۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ

اور تم جلدی کرو مغفرت کی طرف اپنے رب کی اور جنت کی طرف کہ اس کا عرض (وسعت) ہے آسمان اور زمین،

اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٣﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ

وہ تیار کی گئی ہے متقیوں کے لئے۞ وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں خوشحالی میں اور تنگی میں اور پی جانے والے ہیں غصے کو

وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣٤﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا

اور معاف کر دینے والے ہیں لوگوں کو اور اللہ پسند کرتا ہے احسان کرنے والوں کو۞ اور وہ لوگ جب کر بیٹھتے ہیں

فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ

کوئی کھلا گناہ یا کر گزرتے ہیں ظلم اپنے آپ پر تو وہ یاد کرتے ہیں اللہ کو، پھر معافی مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے جو

يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪ۙ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٥﴾

معاف کرے گناہوں کو سوائے اللہ کے اور نہیں اصرار کرتے وہ اپنے کئے پر، جبکہ وہ جانتے ہوتے ہیں۞

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

یہی وہ لوگ ہیں! کہ اُن کا بدلہ بخشش (مغفرت) ہے اُن کے رب کی طرف سے اور باغات ہیں، بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿١٣٦﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ

وہ ہمیشہ رہیں گے اُن جنتوں میں اور کیا ہی خوب ہے اجر نیک عمل کرنے والوں کا۞ یقیناً گزر چکے ہیں تم سے پہلے کئی دور،

فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٣٧﴾ هٰذَا بَيَانٌ

سو چلو پھرو زمین میں پھر دیکھو کیا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۞ یہ وضاحت ہے

لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٨﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ

لوگوں کے لئے اور ہدایت و نصیحت ہے متقیوں کے لئے۞ اور نہ تم ہمت ہارو اور نہ تم غم کھاؤ اور تم ہی

الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ

غالب رہوگے، اگر ہو تم مومن۞ اگر تم کو پہنچے کوئی زخم، تو یقینا پہنچ چکا ہے اُن لوگوں کو بھی

قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ

زخم ایسا ہی (بدر میں) اور یہ دن (کامیابی وناکامی کا) ہم اُن کو باری باری بدلتے رہتے ہیں، لوگوں کے درمیان اور تاکہ جان لے اللہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٠﴾ ۙ

اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور بنائے تم میں سے کچھ کو شہید اور اللہ نہیں پسند کرتا ظالموں کو۞

---

(۱۳۳): مال و دولت کی طمع جو تمہیں دنیا اور آخرت میں ذلیل کرتا ہے کو چھوڑ کر ایسے کام کرو جو اللہ کی بخشش اور رحمت تک لے جائیں۔

(۱۳۴): یہاں سے متقین کی چند صفات بیان کی جارہی ہیں۔

● خوشحالی اور تنگدستی ہر حال میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالے۔ انسان کی طبیعت ایسی ہے کہ اگر وہ تنگدستی میں بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حوصلہ پیدا نہ کرے تو خوشحالی میں بھی خرچ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ شیطان اسی دھوکہ میں رکھتا ہے کہ تم ابھی بہت تنگدست ہو۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

جہنم کی آگ سے بچو، خواہ کھجور کا ایک حصہ ہی صدقہ دے کے بچو۔ (بخاری)

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

"ایک دفعہ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے وصیت فرمایئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ غصہ نہ کیا کرو۔ اس نے بار بار وصیت کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بار یہی جواب دیتے رہے کہ غصہ نہ کیا کرو"۔ (بخاری)

● غصہ انسان کو ہمیشہ اپنے سے کمزور ہی پر آتا ہے تو ایسی حالت میں معاف کر دینا ہی فی الواقعہ بڑے حوصلہ کا کام ہے۔

(۱۳۵): یعنی متقین عمداً برے کام نہیں کرتے۔ اگر ہو جائے تو فوراً اللہ کی جناب میں رجوع کرتے ہیں۔

● گناہ پر اصرار کم از کم متقین کا شیوہ نہیں ہے۔ گناہ کے بعد معافی نہ مانگنا یا معافی کے بعد پھر وہی حرکت کرنا اصرار کرنا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ صغیرہ گناہ پر اصرار بھی اسے گناہ کبیرہ بنا دیتا ہے۔

(۱۳۷): گزشتہ حالات و واقعات پر غور کر کے ان سے سبق حاصل کرنا بڑی حکمت کا کام ہے۔ اسی ذریعہ سے انسان اپنے لئے بہت سی بھلائیاں اکٹھی کر سکتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی عادات جاریہ کے بارے میں آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی عادات جاریہ کے بارے میں بھی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ افراد کو افراد کے واقعات سے فائدہ پہنچتا ہے جیسے فرعون، شداد، نمرود، ہامان وغیرہ اور قوموں کو قوموں کے حالات و واقعات جیسے قوم عاد، ثمود، اصحاب مدین وغیرہ۔

(۱۳۸): عام لوگوں کیلئے تو یہ ایک تاریخی بیان ہی ہے جو ان تمام واقعات کو قوموں کے عروج و زوال کے فطری عمل کا حصہ قرار دے لیتے ہیں۔ لیکن متقین کی حالت یہ ہے کہ انہیں ان میں سے ہدایت و نصیحت اور عبرت کے کئی موتی ہاتھ لگتے ہیں۔

(۱۴۰): اگر تمہیں جنگ میں نقصان پہنچا ہے تو بدر میں کفار کو اس سے زیادہ نقصان پہنچ چکا ہے اور وہ تم سے زیادہ زخموں سے چور تھے۔ احد میں وہ پاؤں نہیں جما سکتے چنانچہ احد میں بھی ایک مسلمان بھی گرفتار نہیں ہو سکا۔ ویسے بھی خوش بختی اور فتح و شکست لوگوں کو پیش آتی ہی رہتی ہے۔

● کچھ لوگ شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو جائیں۔

● عبداللہ ابن ابی اور اسکی جماعت۔

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ (۱۴۱) اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ
اور تا کہ چھانٹ لے اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور مٹادے کافروں کو (۱۴۱) کیا تم نے گمان کیا ہے کہ
تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ (۱۴۲)
تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں (یونہی) حالانکہ ابھی تک نہیں جانا اللہ نے، ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے اور یہ کہ وہ جان لے صبر کرنے والوں کو (۱۴۲)
وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ
اور یقیناً تم تمنا کیا کرتے تھے موت کی، اس سے پہلے کہ دو چار ہو تم اِس سے، پھر یقیناً تم نے اُس کا مشاہدہ کیا
ع ۱۴/۱۴ ۵
وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۱۴۳) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ
جبکہ تم دیکھ رہے تھے (۱۴۳) اور نہیں ہیں محمدؐ، مگر ایک رسول ہی، یقیناً گزر چکے ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول،
اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ
کیا پھر اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل (شہید) کر دیئے جائیں تو تم پھر جاؤ گے اُلٹے پاؤں؟ اور جو پھریگا
عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (۱۴۴) وَمَا كَانَ
اُلٹے پاؤں، تو ہرگز نہیں وہ نقصان پہنچا سکے گا اللہ کو کچھ بھی اور عنقریب جزا دے گا اللہ اپنے شکرگزار بندوں کو (۱۴۴) اور نہیں ہے
لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ
کسی جان کو کہ وہ مر جائے بغیر اللہ کے حکم کے، لکھا ہوا ہے (موت کا) وقتِ معین اور جو کوئی چاہے بدلہ
الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِى
دنیا میں، تو ہم اُسے دے دیتے ہیں اس میں سے کچھ (دنیا میں) اور جو چاہے بدلہ آخرت کا، تو ہم دے دیں گے اُسے اُس (آخرت) میں سے اور عنقریب ہم جزا دیں گے
الشّٰكِرِيْنَ (۱۴۵) وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِىٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا
شکرگزاروں کو (۱۴۵) اور کتنے ہی نبی (گزرے) کہ جنگ کی اُن کے ساتھ مل کر، بہت سے اللہ والوں نے، سو نہ تو وہ سست ہوئے
لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ
اُن کی وجہ سے جو انہیں (مصیبت) پہنچی اللہ کے راستے میں اور نہ وہ کمزور ہی پڑے اور نہ وہ دبے اور اللہ پسند کرتا ہے
الصّٰبِرِيْنَ (۱۴۶) وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا
صبر کرنے والوں کو (۱۴۶) اور نہیں تھا اُن کا قول مگر یہی کہ، انہوں نے کہا! اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے ہمارے گناہ
وَاِسْرَافَنَا فِىْۤ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (۱۴۷)
اور ہماری زیادتی ہمارے اپنے کام میں اور ثابت رکھ ہمارے قدموں کو اور ہماری مدد فرما کافر قوم پر (۱۴۷)

(۱۴۱): مومنین، صادقین کی پہچان ہو جائے۔
● بدر میں کفار کی ایک ہزار کی تعداد نے شکست کھائی۔ اُحد میں اگر تین ہزار واضح شکست سے دو چار ہو جاتے تو دوبارہ انہیں حملہ کی جرأت ہی نہ ہوتی مگر جب فتح وشکست کے ملے جلے جذبات لے کر گئے تو جنگ خندق کیلئے (کفار کی) بڑی تعداد لے کر آئے جنہیں ہزیمت اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

(۱۴۲): جنت کے اعلیٰ مقام ایسے ہی بیٹھے بیٹھے تو نہیں ملنے والے بلکہ اس کیلئے تو محنت کرنی ہوگی۔ یہ ان لوگوں کو ملیں گے جنہوں نے جہاد میں ثابت قدمی دکھائی اور مصیبتوں اور تکلیفوں میں صبر کیا۔
ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
"کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں اتنا کہنے پر ہی چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی"۔ (العنکبوت ۲:۲۹)

(۱۴۳): کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کہ جنگ بدر میں شرکت سے محروم رہ گئے تھے اور اصحاب بدر کے فضائل سن کر رشک کرتے تھے اور تمنا کرتے تھے کہ انہیں بھی اللہ موقع دے تو وہ شہادت کے درجہ پر فائز ہوں۔ ان ہی صحابہ نے زور دیا تھا کہ جنگ مدینہ سے باہر نکل کر کھلے میدان میں لڑی جائے۔ چنانچہ جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو ان میں سے بعض نے راہ فرار اختیار کی اور بہت کم لوگ ثابت قدم رہے۔
حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔
"دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا مت کرو اور اللہ سے عافیت مانگو اور اگر ایسا موقع آجائے تو پھر ثابت قدمی دکھاؤ۔"

(۱۴۴): جنگ احد میں جب مسلمان تیرانداز پہاڑ کی گھاٹی میں غنیمت اکٹھی کرنے کیلئے اکٹھے ہو گئے تو اسی دوران حضرت خالد ابن الولید (جو کہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) نے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر کی چوٹ لگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ کفار نے مشہور کر دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید کر دیئے گئے۔ اسی افواہ سے مسلمانوں میں بے حد مایوسی پھیل گئی اور وہ لڑائی کا میدان چھوڑنے کا سوچنے لگے۔
● یا قتال کا میدان چھوڑ کر بھاگو گے؟
چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب ہوش آیا تو مسلمان آپ کے اردگرد جمع ہو کر دلیری سے لڑے۔
● مذکورہ آیت کے نزول کے سات سال بعد جب فی الواقعہ آپ کی وفات ہوگئی تو مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ جذبات کی شدت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ کہنے لگے کہ جس نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے میں اسکی گردن اتار دوں گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر میں یہی آیات تلاوت فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے معلوم ہوا کہ یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے۔

(۱۴۵): موت تو مقررہ وقت پر ہی آئے گی۔ چاہے جنگ ہو یا گھر پھر کم ہمتی اور بزدلی سے کیا فائدہ؟

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

چنانچہ عطا فرمایا اللہ نے انہیں ثواب (بدلہ) دنیا کا بھی اور بہترین اجر (ثواب) آخرت کا بھی اور اللہ محبوب رکھتا ہے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ ع ۱۵ ۵ ۶

نیک کام کرنے والوں کو﴿۱۴۸﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اطاعت کروگے ان کی جنہوں نے کفر کیا، تو وہ تمہیں لوٹا دیں گے

عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ

الٹے پاؤں، تو پلٹ جاؤگے خسارہ اٹھانے والوں میں ﴿۱۴۹﴾ بلکہ اللہ ہی تمہارا کارساز ہے اور وہی سب سے بہتر

النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا

مدد کرنے والا ہے﴿۱۵۰﴾ عنقریب ہم ڈال دیں گے اُن لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا رعب، اِس وجہ سے کہ شریک کیا انہوں نے

بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۗ وَبِئْسَ مَثْوَى

اللہ کے ساتھ ان کو، کہ نہیں اتاری اُس نے اس کی کوئی دلیل اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور بہت بُرا ٹھکانا ہے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى

ظالموں کا﴿۱۵۱﴾ اور یقیناً سچ کر دکھایا تم سے اللہ نے اپنا وعدہ، جب تم انہیں کاٹتے تھے اُس کے حکم سے، یہاں تک کہ

اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ

جب تم پست ہمت ہو گئے اور تم نے باہم جھگڑا کیا حکم (رسول) میں اور تم نے نافرمانی کی اُس کے بعد اس نے تم کو دکھایا

مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ

وہ جسے تم پسند کرتے تھے، تم میں سے کچھ وہ ہیں جو طلب گار تھے دنیا کے اور تم میں سے کچھ وہ تھے جو طلبگار تھے آخرت کے،

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ

پھر اس (اللہ) نے پھیر دیا تمہیں اُن (کافروں) سے تاکہ وہ آزمائے اور البتہ اُس نے معاف کر دیا تم کو اور اللہ بہت

فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ

فضل والا ہے مومنوں پر﴿۱۵۲﴾ جب تم چڑھے چلے جا رہے تھے اور نہیں تم پلٹ کر دیکھتے تھے کسی کی طرف اور رسولؐ

يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا

پکار رہے تھے تم کو تمہارے پیچھے سے، سو بدلہ دیا اس نے تم کو غم پر غم کی صورت میں، تاکہ نہ تم غم کھاؤ اُس پر جو

فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

تم سے فوت ہو گیا، اور نہ اس (تکلیف) پر جو تمہیں پہنچی اور اللہ خوب باخبر ہے اُس پر جو تم عمل کرتے ہو﴿۱۵۳﴾

﴿۱۴۹﴾: اُحد کے میدان میں چونکہ مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا تو اس سے یہود اور منافق بہت خوش تھے۔ مسلمانوں کو طعنے دیتے اگر تمہارا دین سچا ہوتا تو تمہیں یہ ہزیمت نہ اٹھانا پڑتی۔ تم اپنا نفع و نقصان سوچ لو، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو متنبہ کر رہے ہیں کہ دیکھو انکی بات نہ سننا یہ تمہیں کہیں کا نہ چھوڑیں گے۔

﴿۱۵۱﴾: جنگ احد میں جب مسلمانوں کے قدم اکھڑ رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتہائی جنگی مہارت اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہاڑ کی چوٹی کا رخ کیا۔ ابوسفیان نے تعاقب کیا۔ مسلمان چوٹی سے پتھر برسانے لگے۔ ابوسفیان کو راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیال فرمایا کہ کہیں ابوسفیان یہ سوچ کر واپس نہ آ جائے کہ کام تو مکمل نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کے تعاقب کا حکم دیا۔ ستر صحابہ کی ایک جماعت تعاقب کیلئے نکلی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گمان درست ثابت ہوا۔ ابوسفیان نے واپس پلٹ کر حملہ کرنے کا فیصلہ کرلیا مگر جب اسے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعاقب کیلئے آ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اسکے دل میں ایسا رعب ڈال دیا کہ اسے حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوسکی۔

● اللہ تعالیٰ نے اس مرعوبیت کا سبب بھی بتا دیا ہے کہ وہ بلا دلیل اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں، گویا شرک کرنا بزدل بنا دیتا ہے اور انسان مرعوب ہوجاتا ہے۔

﴿۱۵۲﴾: جنگ کی ابتداء میں میدان احد میں مسلمان جم کر لڑے اور کفار کو راہ فرار اختیار کرنا پڑا۔

● مال غنیمت لٹتا دیکھ کر صبر نہ کر سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں پچاس تیراندازوں کا دستہ درہ کی حفاظت کیلئے مقرر کیا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح نافرمانی کی اور وہ چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنے لگے۔ صرف بارہ آدمی حضرت عبداللہ کے ساتھ رہ گئے۔ اسی وجہ سے کافروں کو شکست کے بعد پلٹ کر حملہ کرنے کا موقع ملا۔

● اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام کی غلطی معاف کر کے اس کا اعلان بھی کر دیا۔ اس معافی کی وجہ سے جنگ شکست کے بجائے برابری کی سطح پر ختم ہوئی۔ اگر یہ معافی نہ ہوتی تو عین ممکن تھا کہ مشرکین مکہ میدان اُحد کے بعد مدینہ کا رخ کرتے اور مسلمان شدید ذلت کا شکار ہوجاتے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے معافی کے اعلان کے بعد خبث باطن والوں کیلئے صحابہ پر زبان درازی کرنے کی گنجائش ختم کردی گئی۔

﴿۱۵۳﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکارتے تھے (اِلَيَّ يَا عِبَادَ اللہ)
اللہ کے بندو میری جانب لوٹ آؤ مگر بھگدڑ کے عالم میں پکار سنی ان سنی ہوگئی۔

● فتح و نصرت اور مال غنیمت سے محرومی کا غم۔ اسکے علاوہ مسلمانوں کے زخمی ہونے کا غم آپکی شہادت کی افواہ وغیرہ سے پہنچنے والا غم وغیرہ۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰى طَآىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآىِٕفَةٌ
پھر نازل کیا اُس نے غم کے بعد امن (یعنی) ایسی اونگھ کہ وہ ڈھانپتی تھی ایک جماعت کو تم میں سے اور ایک گروہ
قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِ ؕ یَقُوْلُوْنَ هَلْ
تھا یقیناً کہ انہیں فکر میں ڈال دیا تھا اُن کی جانوں نے، وہ گمان کرتے تھے اللہ کے بارے میں جھوٹے (ناحق) دورِ جاہلیت کے گمان سے وہ کہتے تھے کیا ہے
لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ یُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا
ہمارے لئے معاملے میں کوئی چیز، کہہ دیجئے! بیشک معاملہ سب کا سب اللہ ہی کے لئے ہے وہ چھپاتے ہیں اپنے دلوں میں وہ بات جو نہیں
یُبْدُوْنَ لَكَ ؕ یَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ
وہ ظاہر کرتے آپ کے سامنے، وہ کہتے ہیں، اگر ہوتا ہمارے لئے معاملے میں سے کچھ، تو نہ ہم قتل کئے جاتے اس جگہ، کہہ دیجئے اگر
كُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ
تم ہوتے اپنے گھروں میں بھی تو ضرور باہر نکلتے وہ لوگ، کہ لکھ دیا گیا تھا اُن پر قتل (شہید) ہونا، اپنی قتل گاہوں کی طرف
وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ
اور تاکہ آزمائے اللہ اس کو جو تمہارے سینوں میں ہے اور تاکہ صاف کردے ان (وسوسوں) کو جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ خوب جانتا ہے
النصف بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ
سینوں کے راز ﴿۱۵۴﴾ بیشک وہ لوگ جو پھر گئے تم میں سے، جس دن باہم ملی تھیں دو جماعتیں (فوجیں) یقیناً انہیں پھسلا دیا تھا
ع ۱۶/۷ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۵۵﴾
شیطان نے، بسبب بعض اُن (کوتاہیوں) کے جو انہوں نے کیں اور یقیناً بہرحال معاف کردیا اللہ نے انہیں، بیشک اللہ بہت معاف فرمانے والا نہایت بُردبار (حلیم) ہے ﴿۱۵۵﴾
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا
اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ ہو جانا تم اُن لوگوں کی طرح جنہوں نے کفر کیا اور انہوں نے کہا اپنے بھائیوں کے واسطے، جب انہوں نے سفر کیا
فِی الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِیَجْعَلَ اللّٰهُ
زمین میں یا تھے وہ لڑنے والے، اگر وہ ہوتے ہمارے پاس تو نہ وہ مرتے اور نہ وہ قتل کئے جاتے، تاکہ کردے اللہ
ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَىِٕنْ
اس (فاسد خیال) کو حسرت اُن کے دلوں میں اور اللہ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اللہ جو تم کرتے ہو (اعمال) خوب دیکھتا ہے ﴿۱۵۶﴾ اور اگر
قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾
قتل کیے جاؤ تم اللہ کی راہ میں یا تم مر جاؤ، تو البتہ بخشش اللہ کی اور رحمت کہیں بہتر ہے، اُس سے جو وہ جمع کرتے ہیں ﴿۱۵۷﴾

﴿۱۵۴﴾: غموں کے ہجوم کے بعد اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر اونگھ طاری کر دینا ایک غیر معمولی امداد تھی۔ نیند سے اور اگر نیند کا موقع نہ ہو تو اونگھ سے بھی جسمانی اور روحانی، دونوں طرح کا سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ تھکاوٹ دور ہوتی ہے اور غم بھول جاتا ہے۔
حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
"یوم اُحد کو عین جنگ کے دوران ہمیں اونگھ نے آلیا۔ تلوار میرے ہاتھوں سے گرنے کو ہوتی تو میں اسے سنبھالتا، پھر گرنے کو ہوتی تو پھر تھام لیتا"۔ (بخاری)

● منافقین کی ایک جماعت تو عبداللہ ابن ابی کے ساتھ میدان جہاد سے پہلے ہی الگ ہوچکی تھی۔ کچھ لوگ پھر بھی رہ گئے یہ وہ منافق تھے جو کہ اپنے مسلمان رشتہ داروں کی وجہ سے ٹک گئے تھے۔ حدیث کی روایت کے مطابق۔
یہ دوسرا گروہ منافقین کا تھا۔ جنہیں اپنی جانوں کے علاوہ کسی چیز کی فکر نہ تھی۔ وہ قوم میں سب سے زیادہ بزدل، سب سے زیادہ مرعوب اور سب سے زیادہ حق کی حمایت سے گریز کرنیوالے تھے۔

● کیا ہمارا مشورہ بھی تسلیم ہوسکتا ہے؟ ہم نے تو مدینہ میں رہ کر لڑنے کا مشورہ دیا تھا یا یہ کہ اب اس شکست کے بعد بھی ہمارے لئے فتح کا کوئی امکان ہے؟

● اس شکست سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ سب کے متعلق معلوم ہوگیا کہ وہ اپنے ایمان میں کتنا مضبوط ہے۔ بزدلوں اور منافقوں کا بھی پتہ چل گیا۔ اس کے علاوہ مخلص مسلمانوں کو اپنی کمزوریاں دور کرنے کا ایک موقع میسر آ گیا۔

﴿۱۵۵﴾: جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی کر کے درّہ چھوڑ گئے یا جو لوگ آپ کی پکار کے باوجود فرار ہوئے تو یہ شیطانی اغوا تھا نہ کہ ان مومنوں کے اپنے عزم سے تھا۔

● آیت نمبر ۵۲ میں بھی معافی کا اعلان کیا جاچکا ہے دوبارہ ذکر تاکید کا فائدہ دے رہا ہے۔ تاکہ کوئی بدبخت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کو ہدف ملامت یا نشانہ تنقید نہ بنائے۔

﴿۱۵۶﴾: یہاں کافروں سے مراد وہ منافق ہیں جو کہ مسلمانوں کے درمیان رہتے ہیں اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور دلوں میں کفر چھپائے ہوئے ہیں۔

● اسی طرح کا عقیدہ تقدیر پر جو کہ ایمان کا چھٹا جزو ہے۔ موت کا وقت بھی معین ہے اور جگہ بھی۔ اس عقیدہ سے انسان میں عزم اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ

اور البتہ اگر تم مرجاؤ یا قتل کر دیے جاؤ تو بہر حال اللہ ہی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے ﴿۱۵۸﴾ پھر یہ کتنی بڑی رحمت ہے اللہ کی، کہ ہیں آپ نرم مزاج اُن کے لئے اور اگر

كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

کہیں ہوتے آپ سخت مزاج سنگدل تو وہ ضرور منتشر ہو جاتے آپ کے پاس سے، چنانچہ آپ معاف کردیں انہیں اور بخشش مانگیں اُن کے لئے

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

اور اُن سے مشورہ لیتے رہیں (اہم) معاملے میں، پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو توکل کریں اللہ پر، بیشک اللہ پسند کرتا ہے توکل کرنے والوں کو ﴿۱۵۹﴾

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ

اگر مدد کرے تمہاری اللہ، تو نہیں ہے کوئی غالب آنے والا تم پر اور اگر وہ تمہیں بے مدد چھوڑ دے، تو کون ہے وہ جو تمہاری مدد کرے اس کے بعد

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا

اور اللہ ہی پر محض توکل کرنا چاہئے مومنوں کو ﴿۱۶۰﴾ اور نہیں ہے لائق کسی نبی کے خیانت کرنا اور جو خیانت کرے (تو) لائے گا وہ اسے جو

غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ

اُس نے خیانت کی ہوگی قیامت کے دن، پھر پورا (بدلہ) دیا جائے گا ہر نفس کو، جو اُس نے کمایا تھا اور وہ نہیں ظلم کئے جائیں گے ﴿۱۶۱﴾ کیا پھر جس نے پیروی کی

رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَاۗءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ

رضائے الٰہی کی اُس شخص کی مانند ہوگا، جو لوٹا اللہ کی ناراضگی کے ساتھ اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُری ہے لوٹنے کی جگہ ﴿۱۶۲﴾ وہ

دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ

(دو قسم کے) لوگ (الگ الگ) درجوں میں ہوں گے اللہ کے یہاں اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اس کو جو وہ کرتے ہیں ﴿۱۶۳﴾ یقیناً بڑا احسان کیا ہے اللہ نے مومنوں پر، جب اس نے بھیجا

فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

اُن میں ایک رسول انہی میں سے، وہ تلاوت کرتا ہے اُن پر اُس کی آیتیں اور تزکیہ (پاک) کرتا ہے اُن کا اور تعلیم دیتا ہے اُن کو کتاب

وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَلَمَّآ

النصف

اور حکمت کی اور اگرچہ تھے وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں ﴿۱۶۴﴾ کیا (نہیں ہوا کہ) جب

اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ

پہنچی تم کو (احد کے دن) مصیبت، حالانکہ تم پہنچا چکے تھے (بدر کے دن) اس سے دوگنی، تو تم نے کہا! کہاں سے آئی یہ؟

قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾

کہہ دیجئے! یہ (مصیبت) تمہاری ہی طرف سے ہے، بیشک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے ﴿۱۶۵﴾

﴿۱۵۹﴾: آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ جیسے قرآن کریم میں اشارہ ہے۔

اور یقیناً آپ بلند ترین اخلاق کے مالک ہیں۔ (القلم ۶۸:۴)

اعلیٰ اخلاق میں طبیعت کی نرمی بدرجہا اولیٰ شامل ہے۔

● جنگ اُحد میں پیش آنے والے حوادث کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو اپنی بخشش کا اعلان کر دیا۔ پھر آپ سے بھی کہا کہ آپ انہیں بخش دیں اور اللہ تعالیٰ سے بھی ان کیلئے بخشش مانگیں۔ جس طرح جنگ سے پہلے آپ ان سے مشورہ لیا کرتے تھے اب بھی لیتے رہیں۔ اس آیت سے مشورہ کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اور ان کے کام باہمی مشورہ سے طے پاتے ہیں۔ (الشوریٰ ۴۲:۳۸)

● اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ جو مشورہ آپ کو ملے آپ کو لازماً وہی کرنا ہوگا بلکہ آپ کو آخری فیصلہ از خود کرنا ہوگا اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے اپنے کام انجام دیجئے۔ اس سے موجودہ مغربی جمہوریت جو کہ طاغوت کی شکل اختیار کر گئی ہے اس کی بھی نفی ہوتی ہے۔

﴿۱۶۱﴾: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”جنگ بدر کی غنیمت سے سرخ رنگ کی ایک چادر غائب ہو گئی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رکھ لی ہو تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (ترمذی)

﴿۱۶۴﴾: یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے نبی، بنی نوع انسان سے اعرابی اور قریشی بھیجا جو کہ قریش ہی کے لہجے میں عربی بولتا ہے تا کہ کوئی شخص اسوۂ حسنہ سے عمل پیرا ہونے سے بچنے کے لئے یہ نہ کہہ سکے کہ آپ تو مافوق البشر تھے۔ ہم انسان بھلا ان کی اتباع کیسے کر سکتے ہیں؟

● اللہ کی آیات کو لوگوں میں تلاوت کرتے تا کہ وہ سیکھ کر محفوظ کر لیں۔

● اپنی امت کے افراد کا تزکیہ نفس اور دینی تربیت کرے۔

● کتاب اللہ کی تعلیم دے۔ گو تعلیم میں تلاوت بھی شامل ہے مگر تلاوت کی اپنی بھی مستقل حیثیت ہے۔ تعلیم یعنی معانی و مفہوم کی وضاحت۔

● حکمت کی تعلیم دے۔ حکمت سے بعض مفسرین سنت کی تعلیم مراد لیتے ہیں یعنی احکام الٰہی کو عمل میں لانے کا طریقہ۔

﴿۱۶۵﴾: منافقین کے ساتھ اکابر صحابہ کے علاوہ عام مسلمان بھی یہ سمجھ رہے تھے کہ جب ہم حق پر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنفس نفیس موجود ہیں تو کافر ہم پر غلبہ کیسے پا سکتے ہیں؟

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ

اور جو کچھ (نقصان) پہنچا تم کو اس دن جب ملی دو جماعتیں تو وہ اللہ کے حکم سے تھا اور تا کہ وہ جان لے مومنوں کو ﴿۱۶۶﴾ اور تا کہ وہ جان لے

الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ

اُن لوگوں کو، جنہوں نے منافقت کی اور کہا گیا ان سے کہ آ ؤ لڑو (جنگ کرو) اللہ کی راہ میں یا تم دفاع کرو (دشمن کو) تو انہوں نے کہا! اگر ہم جانتے

قِتَالًا لَّااتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ

لڑائی کو تو ضرور ہم تمہارے ساتھ چلتے، وہ کفر سے اس دن زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کے، وہ کہتے ہیں اپنے مُونہوں سے ایسی باتیں

مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا

جو نہیں ہیں اُن کے دلوں میں اور اللہ خوب جانتا ہے اس کو جو وہ چھپاتے ہیں ﴿۱۶۷﴾ وہ لوگ جنہوں نے کہا! اپنے بھائیوں کے بارے میں، جبکہ وہ خود بیٹھے رہے (گھر میں)

لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾

کہ اگر وہ ہماری اطاعت کرتے تو نہ قتل کئے جاتے وہ! کہہ دیجئے! اچھا ٹال کر دکھاؤ تم اپنی جانوں سے موت کو، اگر ہو تم سچے ﴿۱۶۸﴾

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ ۙ

اور ہرگز نہ گمان کریں آپ اُن لوگوں کو، جو قتل کردیئے گئے اللہ کی راہ میں مُردے، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس وہ رزق پارہے ہیں ﴿۱۶۹﴾

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ

وہ خوش ہیں اُس پر جو عطا فرمایا ہے اُن کو اللہ نے اپنے فضل سے اور وہ خوشی محسوس کرتے ہیں اُن لوگوں کے بارے میں، جو نہیں ملے اُن سے اُن کے

خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ ۘ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ

پچھلوں میں سے، اِس بنا پر کہ نہ کوئی خوف ہے اُن کے لئے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿۱۷۰﴾ وہ خوشی محسوس کرتے ہیں اللہ کے انعام پر اور اُس کے فضل پر

وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ۚۛ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ

ع ۱۷ / ۱۶ / ۸

اور (اُس پر کہ) یقیناً اللہ نہیں ضائع کرتا اجر مومنوں کا ﴿۱۷۱﴾ وہ لوگ جنہوں نے حکم مانا اللہ اور رسول کا، اُس کے بعد کہ

م ۲ — عند المتقدمین ۱۲

اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ ۚ

پہنچے انہیں زخم، اُن لوگوں کے لئے، جنہوں نے احسان کیا اُن میں سے اور تقویٰ اختیار کیا، اجر عظیم ہے ﴿۱۷۲﴾

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

وہ لوگ کہ کہا! اُن سے لوگوں نے بلاشبہ لوگوں نے جمع کیا (لشکر) تمہارے مقابلہ کے لئے، لہٰذا ڈرو اُن سے،

فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾

تو انہیں (اس بات نے) زیادہ کر دیا ایمان میں اور انہوں نے کہا! کافی ہے ہمارے لئے اللہ اور وہی بہترین ہے کارساز ﴿۱۷۳﴾

﴿۱۶۷﴾: اس کے کئی مفہوم ہو سکتے ہیں اور سب ہی درست بھی ہیں۔

(ا) جب ہمارے مشورہ کو اہمیت ہی نہیں دی گئی تو اس کا مطلب یہ ہی ہے کہ ہمیں لڑنا آتا ہی نہیں۔ یہ طنزیہ کلام ہے۔

(ب) ہمارے علم کے مطابق یہ جنگ تو ہے ہی نہیں۔ اتنے بڑے لشکر جرار کا مقابلہ بے سروسامان دستہ کیسے کرسکتا ہے۔ یہ تو محض تباہی میں کودنا ہے یا خودکشی ہے۔

(ج) ہم لوگ فنون حرب سے واقف ہی نہیں ہیں۔

﴿۱۶۸﴾: اگر تمہیں موت سے بچنے او ربچانے کا طریقہ آتا ہے تو جب خود تمہیں موت آئے گی تو اس وقت اسے استعمال کر کے دیکھنا۔

﴿۱۶۹﴾: روح اور جسم کے الگ ہونے کا نام موت اور اتصال کا کام زندگی ہے۔ موت کے عرصہ میں بھی کسی قدر زندگی کے آثار موجود رہتے ہیں جیسے عالم ارواح میں تمام پیدا ہونے والے انسانوں سے عہد لیا گیا ہے اور جیسے عالم برزخ میں بھی مردہ کو عذاب اور ثواب ہوتا ہے۔ ان ادوار کو موت کا دور اس لئے کہا گیا ہے کہ ان میں زندگی کے اثرات خفیف اور موت کے اثرات زیادہ ہوتے ہیں۔ ان مراحل میں موت و حیات میں شارٹ کٹ تو ہوسکتا ہے مگر ترتیب تبدیل نہیں ہوسکتی۔ جیسے شہید مرتے ہی عالم برزخ کو پھلانگ کر جنت میں (عالم عقبیٰ) میں داخل ہوسکتا ہے۔

● حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے اس آیت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ''شہید کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں ہونگی۔ ان کیلئے عرش الٰہی میں کچھ قندیلیں لٹکتی ہیں۔ یہ روحیں جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی پھرتی ہیں پھر ان قندیلیوں میں واپس آ جاتی ہیں۔ ان کے رب نے انکی طرف دیکھا اور پوچھا کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم کس چیز کی خواہش کریں ہم جہاں چاہے سیر کرتی پھرتی ہیں۔ انکے رب نے تین بار سوال کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ جواب دیئے بغیر کوئی چارہ نہیں تو کہا اے ہمارے رب! ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہمیں واپس (دنیا میں) لوٹا دے تا کہ ہم تیری راہ میں پھر جہاد کریں اور پھر شہید ہوں۔'' (مسلم)

﴿۱۷۲﴾: یہ وہ لوگ ہیں جو کہ جنگ اُحد کے موقع پر انتہائی افراتفری کے باوجود اور زخم خوردہ ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر کفار کے تعاقب کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔

﴿۱۷۳﴾: جنگ اُحد سے جاتے ہوئے ابوسفیان نے چیلنج کیا تھا کہ ایک سال بعد پھر میدان میں فیصلہ کن معرکہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چیلنج قبول کرلیا۔ جب سال گزرا تو ابوسفیان کو جنگ کی ہمت نہ ہوئی۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ

پھر وہ لوٹے، لے کر انعام اللہ سے اور فضل اُس کا، نہ پہنچا اُنہیں کوئی نقصان اور انہوں نے پیروی کی رضائے الٰہی کی

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝۱۷۴ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ

اور اللہ بڑا فضل والا ہے۝۱۷۴ یقیناً یہ (تو) شیطان ہی ہے وہ ڈراتا ہے اپنے دوستوں سے، تو نہ تم اُن سے ڈرو

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۷۵ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ

اور مجھ ہی سے ڈرو اگر ہو تم مومن۝۱۷۵ اور نہ آپ کو غم میں ڈالیں وہ لوگ جو جلدی کرتے ہیں کفر میں بلاشبہ وہ

لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ہرگز نہیں نقصان پہنچا سکیں گے اللہ کو کچھ بھی، ارادہ کرتا ہے اللہ یہ کہ نہ رکھے اُن کے لئے کوئی حصہ آخرت میں اور اُن کے لئے ہے عذاب

عَظِيْمٌ ۝۱۷۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۚ وَلَهُمْ

بہت بڑا۝۱۷۶ بیشک وہ لوگ جنہوں نے خریدا کفر کو، ایمان کے بدلے ہرگز نہیں وہ نقصان پہنچا سکیں گے اللہ کو کچھ بھی اور ان کے لئے ہے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۷۷ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا

عذاب دردناک۝۱۷۷ اور ہرگز گمان نہ کریں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، کہ یہ جو ہم مہلت دے رہے ہیں اُن کو، یہ بہتر ہے اُن کے لئے، بیشک

نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۱۷۸ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

ہمارا اُن کو مہلت دینا محض اس لئے ہے کہ خوب اضافہ کریں وہ گناہوں میں اور اُن کے لئے عذاب ہے رُسوا کرنے والا۝۱۷۸ نہیں ہے اللہ ایسا کہ چھوڑ دے مومنوں کو

عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ

اس (حالت) میں کہ ہو تم اس پر، یہاں تک کہ وہ الگ کر دے ناپاک کو پاک سے اور نہیں ہے اللہ، کہ وہ مطلع کرے تمہیں

عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ

غیب پر اور لیکن اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے، لہٰذا تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر اور اگر

تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۱۷۹ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ

تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے ہے اجر بہت بڑا۝۱۷۹ اور ہرگز گمان نہ کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں، اُس کے دینے میں، جو عطا کیا ہے اُن کو

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ

اللہ نے اپنے فضل سے، کہ یہ (بخل) بہتر ہے اُن کے حق میں، بلکہ یہ بہت بُرا ہے اُن کے لئے، عنقریب وہ طوق پہنائے جائیں گے اُس (چیز) کا جس کے دینے میں بخل کرتے تھے

الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۸۰ ع ۱۸/۹/۹

قیامت کے دن اور اللہ ہی کے لئے ہے میراث (ملکیت) آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہر اُس چیز سے، جو تم کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے۝۱۸۰

۱۷۴: جب ابوسفیان کو یہ صورتحال معلوم ہوئی تو دو ہزار کی جمعیت لیکر مکہ سے روانہ ہوا۔ دو دن کی مسافت طے کرنے کے بعد ساتھیوں سے کہنے لگا کہ اس سال جنگ مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ ذہنی طور پر پہلے ہی مرعوب ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھی بھی یہی چاہتے تھے۔ چنانچہ واپس مکہ لوٹ گئے۔ صحابۂ کرام ہر لحاظ سے کامران و کامیاب لوٹے۔ لڑائی کی نوبت ہی نہ آئی۔ دشمن کے دل میں رعب بیٹھ گیا۔ میدان بدر میں ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ تجارت کر کے مالی منافع حاصل کیا اور سب سے بڑھ کر اللہ کی رضا حاصل ہوئی۔

۱۷۵: یہ کہ وہ جنگی طور پر بہت مضبوط ہیں۔ یا انہوں نے بہت بڑی جمعیت اکٹھی کر لی ہے۔ یہاں شیطان سے مراد خود ابوسفیان ہوسکتا ہے۔ یا نعیم ابن مسعود جو کہ مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے مشن پر نکلا تھا۔

۱۷۶: اس دور میں تمام اقوام مسلمانوں کو کچلنے کے در پے تھیں چاہے وہ مشرکین مکہ ہوں یا یہود مدینہ یا منافقین اور دیگر قبائل عرب وغیرہ۔ اس کے علاوہ آپ دین کی تبلیغ کرتے تو لوگ دین کو سمجھنے کے لئے رغبت نہ دکھلاتے تو آپ غمگین ہو جاتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تسلی دی کہ آپ پریشان نہ ہوں یہ لوگ اللہ کا تو کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔

۱۷۹: سب ایمان کا دعویٰ کرنیوالوں کا دعویٰ ایسے ہی تسلیم نہیں کیا جا سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈال کر مومن کو منافق سے اور اعلیٰ درجے کے مومن کو کم درجے کے مومن سے علیحدہ کر دکھاتا ہے جیسے اُحد میں ہر ایک کے ایمان کا حال کھل گیا۔

● یہ اللہ کا دستور نہیں کہ لوگوں کو غیب پر مطلع کرے چنانچہ اس ابتلا یعنی جنگ احد سے آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ کون کتنے پانی میں ہے۔

● اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ رسولوں کے ذریعے بھی غیب کے حالات پر مطلع فرماتا ہے جیسے جنت جہنم اور قیامت کے حالات کی اطلاع دی۔
اللہ تعالیٰ انبیاء کو جب چاہے غیب سے مطلع کرتا ہے۔ مثلاً حضرت یعقوبؑ کو مصر سے قمیص لانیوالے کی اطلاع تو دے دی مگر جب یوسف علیہ السلام کنعان ہی کے ایک کنویں میں پڑے رہے اور حضرت یعقوب ان کے غم میں بیمار بھی رہے تو اس وقت اطلاع نہ دی۔

اسی طرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو اطلاع نہیں ہوئی اسی طرح آپ واقعہ افک کے سلسلہ میں مہینہ بھر پریشان رہے تو اطلاع نہیں ہوئی۔
بعض گمراہ لوگ انبیاء کے عالم غیب ہونے کا یقین رکھتے ہیں اور اسی بنا پر اپنے پیروں فقیروں کے عالم الغیب ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الجن ۷۲:۲۶) اور (الاعراف ۷:۱۸۸)

۱۸۰: جو اتنا بخیل ہو کہ فرض زکوٰۃ بھی ادا نہ کرے۔

● صحیح احادیث کے مطابق اس کا مال خوفناک طوق کی صورت میں اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا قیامت کے دن اللہ اس کی گردن میں زہریلے سانپ کا طوق پہنائے گا۔" (ترمذی)

وقف لازم

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ

یقیناً سن لیا اللہ نے قول (بات) ان لوگوں کا، جنھوں نے کہا کہ بیشک اللہ فقیر ہے اور ہم غنی (مالدار) ہیں ۔ سو لکھ لیتے ہیں ہم،

مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۱۸۱

اُن کا یہ کہنا اور قتل کرنا اُن کا نبیوں کو ناحق اور کہیں گے ہم کہ چکھو تم عذاب جلا نے والی (آگ) کا ۱۸۱

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۚ ۱۸۲ اَلَّذِيْنَ

یہ بدلہ ہے اُن کا جو آگے بھیجے (اعمال) تمہارے ہاتھوں نے اور یہ کہ، اللہ نہیں ہے کچھ بھی ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر ۱۸۲ وہ لوگ جنھوں نے

قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَاۤ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ

کہا! کہ بیشک اللہ نے عہد لیا ہے ہم سے، یہ کہ نہ ہم ایمان لائیں کسی رسول پر، یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی لائے کہ کھا جائے اُسے (آسمانی)

النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ

آگ، کہہ دیجئے! کہ آ چکے ہیں تمہارے پاس کتنے ہی رسول مجھ سے پہلے، روشن دلائل کے ساتھ اور اس کے ساتھ جو تم نے کہا،

فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۱۸۳ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ

تو پھر کیوں قتل کیا تم نے اُن کو، اگر ہو تم سچے ۱۸۳ پھر اگر انہوں نے آپ کو جھٹلایا ہے تو البتہ جھٹلائے جاچکے ہیں

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۱۸۴ كُلُّ

کئی رسول آپ سے پہلے بھی، وہ لاتے تھے کھلی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتاب ۱۸۴ ہر

نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ

نفس چکھنے والا ہے موت کو اور بلاشبہ تم پورے دیے جاؤگے اپنے اجر قیامت کے دن، پھر جو

زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا

دُور کر دیا گیا آگ سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں، تو یقیناً وہ کامیاب ہو گیا اور نہیں ہے دنیاوی زندگی مگر

مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۱۸۵ لَتُبْلَوُنَّ فِيْۤ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۟ وَلَتَسْمَعُنَّ

سامان دھوکے کا ۱۸۵ البتہ ضرور تم آزمائے جاؤگے اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں اور البتہ ضرور تم سنو گے

مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى

اُن لوگوں کو جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور اُن لوگوں سے بھی جو مشرک ہیں تکلیف دہ باتیں

كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۱۸۶

بہت سی اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بیشک یہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے ۱۸۶

(۱۸۱): یہ یہودیوں کا قول ہے۔
● جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ''کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے۔'' (البقرہ۔۲:۲۴۵) تو یہود کہنے لگے کہ اے محمد! تمہارا رب فقیر ہوگیا ہے جو کہ تم سے قرض مانگتا ہے۔ یہ آیت جو اللہ رب العزت والجلال کی وسیع ظرفی اور بندوں سے شفقت کی دلیل ہے یہودیوں نے بہت بھونڈے انداز میں اسکا جواب دیا۔ تفصیل کے لئے دیکھیں۔ (البقرہ۔۲:۲۴۵)
● یہ گستاخی بھی نامہ اعمال میں لکھی گئی ہے جیسا کہ انبیاء کے ناحق قتل کا گناہ درج ہے۔

(۱۸۳): اللہ تعالیٰ پر الزام تراشی اور بہتان بازی میں یہود سب قوموں کو مات کر گئے ہیں۔ چونکہ آپ ﷺ سے یہ معجزہ صادر نہ ہوا تو اپنی معذرت کیلئے ایک بہانہ تراش لائے حالانکہ تورات میں اس قسم کے عہد کا کوئی ذکر ہی نہیں۔
● سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو انبیاء یہ معجزہ لائے یہود نے انہیں بھی کیوں قتل کر دیا

(۱۸۴): ''بینات'' یعنی معجزے، ''زُبر'' یعنی چھوٹی چھوٹی کتابیں اور نصیحت نامے ''کتاب منیر'' جامع کتاب جیسے تورات اور قرآن کریم۔

(۱۸۵): کہتے ہیں کہ کسی نیک شخص نے لوگوں کو سمجھانے کیلئے پوچھا کہ کوئی ایسی حقیقت بتاؤ جسکا کوئی انکار نہ کر سکے۔ مسلمان، کافر، نبی، ولی، منافق، چھوٹا، بڑا، عورت، مرد، غریب، امیر، بادشاہ یا فقیر غرض کوئی بھی اس حقیقت کو جھٹلا نہ سکے۔ لوگ ایسی حقیقت نہ بتا سکے تو اس نے بتایا وہ حقیقت یہ ہے کہ [موت] آ کر رہے گی
● یہ تو ممکن ہے کبھی کوئی شخص بن باپ کے پیدا ہو جائے۔ یا کوئی بن ماں پیدا ہو جائے یا کوئی مرنے کے بعد زندہ ہو جائے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی موت سے بچ جائے۔
● دنیا کی خوشحالی یا مال و دولت کامیابی کی دلیل نہیں۔ نہ ہی اسے کامیابی کا پیمانہ بنانا چاہئے۔

(۱۸۶): ان سے صبر واستقامت کی عادت پیدا ہوتی ہے، اخلاقی کمزوریوں کا علاج ہوتا ہے، درجات بلند ہوتے ہیں، مومنوں اور منافقوں میں امتیاز ہوتا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (البقرہ۔۲:۱۵۵)
● حضرت اسامہ ابن زید سے روایت ہے کہ جنگ بدر سے قبل ایک دفعہ آپ ﷺ کہیں کام سے جا رہے تھے راستے میں ایک جگہ عبداللہ ابن ابی اسکے ساتھی یہود اور مشرکین وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ عبداللہ ابن ابی نے آپکی سواری سے اٹھنے والی گرد پہ ناگواری کا اظہار کیا۔ وہاں بعض مسلمانوں نے آپ ﷺ کی تحسین فرمائی۔ جھگڑے کی صورت بن گئی۔ آپ ﷺ نے سب کو خاموش کروایا۔ حضرت سعد ابن عبادہ کو معلوم ہوا تو وہ کہنے لگے کہ آپ کی آمد سے قبل لوگ عبداللہ ابن ابی کی تاج پوشی کرنیوالے تھے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے اسکا یہ خواب ادھورا رہ گیا ہے اس کے بغض و عناد کی یہ وجہ ہے لہٰذا آپ درگزر سے کام لیں۔ (بخاری)

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا
اور جب لیا اللہ نے عہد ان لوگوں سے جنہیں دی گئی کتاب، کہ تم ضرور بیان کرتے رہوگے اس کو لوگوں کے سامنے اور نہ
تَكْتُمُوْنَهٗ ؗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ
تم اسے چھپاؤگے، تو پھینک دیا انہوں نے عہد کو پس پشت اور خرید لیا اُس کے بدلے حقیر قیمت، سو بہت ہی بُرا ہے
مَا يَشْتَرُوْنَ (١٨٧) لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ
وہ جو یہ خریدتے ہیں(۱۸۷) ہرگز نہ آپ گمان کریں اُن لوگوں کو جو خوش ہوتے ہیں وہ جو (کرتوت) کئے اور وہ پسند کرتے ہیں کہ
يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ
تعریف کی جائے اُن کی ایسے کاموں کی جو نہیں کیا اُنہوں نے، سوہرگز نہ خیال کریں ان کے بارے میں کہ وہ بچ گئے عذاب سے اور ان کے لئے ہے
عَذَابٌ اَلِيْمٌ (١٨٨) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
عذاب دردناک(۱۸۸) اور اللہ ہی کے لئے ہے، بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر
قَدِيْرٌ (١٨٩) ع ١٩ ٩ ١٠ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ
خوب قادر ہے(۱۸۹) بیشک پیدائش میں آسمانوں اور زمین کی اور بدل بدل کر آنے جانے میں رات اور دن کے،
لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ (١٩٠) الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى
یقیناً بہت نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے(۱۹۰) وہ لوگ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے
جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا
پہلوؤں پر اور غور و فکر کرتے ہیں پیدائش میں آسمانوں کی اور زمین کی، (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب، نہیں
خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (١٩١) رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ
تونے پیدا کیا یہ بے فائدہ، تو پاک ہے، چنانچہ تو ہمیں بچا آگ کے عذاب سے(۱۹۱) اے ہمارے رب، بلاشبہ تو جس کو
تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (١٩٢) رَبَّنَآ
داخل کرے گا آگ میں تو یقیناً تونے اسے رُسوا کر دیا اور نہیں ظالموں کے لئے کوئی مددگار(۱۹۲) اے ہمارے رب!
اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ
ہم نے سنا ایک پکارنے والے کو، وہ پکار رہا تھا ایمان کی طرف، یہ کہ تم ایمان لاؤ اپنے رب پر، چنانچہ ہم ایمان لے آئے،
رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (١٩٣)
اے ہمارے رب! لہٰذا تو بخش دے ہمارے گناہ اور دُور کر دے ہم سے ہماری برائیاں اور ہمیں فوت (موت دے) کر نیک لوگوں کے ساتھ(۱۹۳)

(۱۸۷): جس عہد کا ذکر یہودی کرتے ہیں (آیت نمبر ۱۸۲) وہ تو سراسر اللہ پر بہتان ہے مگر جو عہد واقعی تھا اسکی ہر یہودیوں نے کھلم کھلا خلاف ورزی کی۔ وہ عہد یہ تھا کہ تورات پر عمل کریں گے، اسکی خوب اشاعت کریں گے اور حق چھپائیں گے نہیں۔ ایمان کی دھجیاں جیسے یہودی اڑا چکے تھے ان کا گذشتہ کئی آیات میں ذکر ہوا ہے۔ نبی آخرالزماں کی بشارت اور آیت رجم کو بھی چھپایا۔

(۱۸۸): حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو بلا بھیجا اور ان سے دین کی کوئی بات پوچھی تو انہوں نے حق بات چھپادی اور کوئی غلط بات بتلا دی پھر یہ سمجھے کہ وہ انکے قریب قابل تعریف ٹھہرے (یعنی آپ کو بتلا بھی دیا اور حق کو چھپا بھی لیا)۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری)

(۱۹۰): آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب تہجد کیلئے اٹھتے تو وضو سے پہلے یہ آیات ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ﴾ (آخر سورت تک) تلاوت فرماتے (بخاری)

زمین پر جو شخص کائنات کی وسعت اور دن رات کے بارے میں غور وفکر کرتا ہے یقیناً اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ۔

(ا) یہ کارخانۂ قدرت بہت بڑی طاقتور ذات چلا رہی ہے۔

(ب) اسکا انتظام اتنا مربوط اور مستحکم ہے کہ لازماً ذات واحد ہی اسے کنٹرول کرتی ہے۔

(ج) اس کارخانۂ قدرت میں جو انسان کی حیثیت بے انتہا معمولی ہے۔ یہ علم اور حکمت کے موتی صرف اسے ہی نصیب ہو سکتے ہیں جو کہ غور وفکر کی زحمت گوارا کرے۔

● اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اہم آیات کا تذکرہ ہے۔ بھلا جو اللہ ایسے کام کرتا ہو اسے کسی شریک کی ضرورت ہوسکتی ہے؟

(Radio Active decay) سے دنیا میں موجود کسی چیز کی تقریبی عمر دریافت کرنے کا ایک طریقہ سائنس دانوں نے دریافت کیا ہے۔ اسکے ذریعے ایک چٹان کے عمر کا حساب لگایا گیا تو چھ بلین (6x10)^{2}Y سال نکلا۔ زمین کی عمر کا اندازہ لگ بھگ بارہ بلین سال (12x10)^{2}Y سال نکالا گیا ہے اور اس زمین کی حیثیت کائنات میں کیا ہے؟ درج ذیل معلومات سے اندازہ لگائیں۔

روشنی سورج سے زمین تک کا فاصلہ ۸ منٹ میں طے کرتی ہے۔ روشنی کی رفتار تین لاکھ کلومیٹر فی سکینڈ ہوتی ہے۔

(۱۹۱): ارض وسماء میں غور کرنے کا نتیجہ یہ ہی نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت جسم میں رچ بس جاتی ہے۔ یہ خوف بھی محسوس ہوتا ہے کہ اگر ایسی صاحب قوت وقدرت ذات ہم سے ناراض ہوگئی تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟ تو فوراً اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔ (فاطر ۲۸:۳۵)

(۱۹۳): یہ انبیاء کرام ہیں جو کہ وحی الٰہی کی روشنی میں انسان کی راہنمائی کرتے ہیں۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے کہ اس نے اس معمہ کو (یعنی تخلیق کائنات کو) محض انسانی عقل کے حوالے نہیں کیا ورنہ وحی کے بغیر انسانی عقل ٹھوکر ہی کھاتی ہے۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ
اے ہمارے رب اور عطا فرما! تو ہم کو وہ، جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا، اپنے رسولوں کی زبانی اور نہ ہمیں رُسوا کرنا قیامت کے دن، بیشک تو نہیں خلاف کرتا اپنے
الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ
وعدے کے﴿۱۹۴﴾ تو قبول فرما لی اُن کی دعا اُن کے رب نے، یہ کہ میں نہیں ضائع کرونگا عمل کسی عمل کرنے والے کا، تم میں سے
مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ
مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، سو وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور وہ نکال دیے گئے، اپنے
دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِيْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ
گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور جنگ کی اُنہوں نے اور شہید ہوئے، تو میں ضرور کفارہ بنا دوں گا اُن کی طرف سے اُن کے گناہوں کا
وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
اور میں انہیں ضرور داخل کروں گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں، بطور ثواب (بدلہ) کے اللہ کی طرف سے اور اللہ کے
عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ؕ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ
پاس ہے بہترین اجر﴿۱۹۵﴾ ہرگز نہ دھوکے میں ڈالے آپ کو (اے محمدؐ) اُن لوگوں کا چلنا پھرنا جنہوں نے کفر کیا شہروں میں﴿۱۹۶﴾ یہ فائدہ ہے
قَلِيْلٌ ۫ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ
تھوڑا سا، پھر اُن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا بچھونا (ٹھکانا) ہے﴿۱۹۷﴾ لیکن وہ لوگ جو ڈر گئے اپنے رب سے،
لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا
اُن کے لئے ہیں باغات، بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے اُن میں بطور مہمانی کے اللہ کی طرف سے اور وہ جو
عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ
اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے نیک لوگوں کے لئے﴿۱۹۸﴾ اور بلاشبہ اہل کتاب میں سے البتہ وہ (بھی) ہے جو ایمان لاتا ہے اللہ کے ساتھ اور جو کچھ نازل کیا گیا
اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ
تمہاری طرف اور جو نازل کیا گیا ان کی طرف وہ جھکنے والے ہیں اللہ کے لئے، نہیں خریدتے (لیتے) وہ اللہ کی آیات کو حقیر معاوضے سے،
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
یہی لوگ ہیں کہ اُن کا اجر ہے اُن کے رب کے پاس یقیناً اللہ جلد حساب لینے والا ہے﴿۱۹۹﴾ اے لوگو جو
اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع
ایمان لائے ہو! صبر کرو اور جمے رہو اور کمر بستہ (جنگ کے لئے) رہو اور ڈرو اللہ سے، تاکہ تم فلاح پاؤ﴿۲۰۰﴾

وقف منزل

ع ۲۰/۱۱

﴿۱۹۴﴾: یہ کہ وعدے ہو سکتے ہیں مثلاً دنیا میں فتح و نصرت کا وعدہ یا آخرت میں کامیابی کا وعدہ۔

﴿۱۹۵﴾: دونوں کا ذکر علیحدہ علیحدہ فرما دیا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ جس طرح دنیا میں شوہر کو بیوی پر فضیلت دی گئی ہے تو قیامت کے دن اجر و ثواب کے اعتبار سے کچھ فرق نہ ہوگا۔

● یہ جملہ معترضہ ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ قرآن کریم میں جہاں ہجرت اور اعمال حسنہ کا ذکر آیا ہے وہاں مردوں کا ذکر ہی ہوتا ہے عورتوں کا نہیں۔ اس بات کا جواب اس آیت سے دیا گیا ہے۔

﴿۱۹۶﴾: یہ تجارتی قافلے، یہ کاروبار حکومت، یہ مال و متاع دنیا میں کہیں کسی فریب میں نہ ڈال دے جیسے فرمایا۔ ''اللہ کی آیات میں صرف وہی جھگڑا کرتے ہیں جو کافر ہیں۔ لہٰذا انکا دنیا کے ملکوں میں چلنا پھرنا آپ کو کسی دھوکا میں نہ ڈال دے''۔ (المومن ۴۰:۴)

﴿۱۹۷﴾: دنیا میں چاہے انہیں پوری دنیا اور اسکا مال و دولت مل جائے تو بھی متاع قلیل ہی ہے جو کہ فنا ہونیوالی ہے اور اسکے فنا ہونے سے پہلے یہ خود موت کی آغوش میں چلے جائیں گے جبکہ آخرت کی زندگی دائمی ہے۔

﴿۱۹۸﴾: ایک تو انکی زندگی دائمی ہوگی۔ پھر یہ باغات سدا بہار ہونگے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی، نہ کان نے سنی، نہ کسی دل میں انکا مکمل تصور سما سکتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

● سب سے بڑھ کر مہمان نوازی ہوگی۔ مہمان وہ خود ہونگے۔ میزبان اللہ تعالیٰ اور دستر خوان جنت ہوگا۔ ایسی میزبانی کے کیا کہنے؟

﴿۱۹۹﴾: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''جب نجاشی کے وفات کی خبر پہنچی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اس کی نماز (جنازہ) پڑھو۔ لوگ کہنے لگے کہ اس حبشی کی نماز جنازہ پڑھیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔'' (نسائی)

فرمان رسول ﷺ ہے: ''اہل کتاب میں سے جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر نبی ﷺ کو بھی پالیا اور آپ ﷺ پر ایمان لایا اس کیلئے دوہرا اجر ہے۔ وہ غلام جس نے اپنے مالک کا حق ادا کیا اور اللہ کا بھی حق ادا کیا اس کیلئے دوہرا اجر ہے اور وہ آدمی جس کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو اچھی خوراک دے۔ اچھی تعلیم و تربیت دے پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے اس کیلئے بھی دوہرا اجر ہے۔'' (بخاری و مسلم)

﴿۲۰۰﴾: بڑھ چڑھ کر صبر کی نصیحت کرو۔

اٰیَاتُهَا ۱۷۶ (۴) سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ (۹۲) رُكُوْعَاتُهَا ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ

اے انسانوں! ڈرو اپنے رب سے، وہ جس نے تم کو پیدا کیا ایک جان سے اور اُس نے پیدا کیا

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ

اُسی سے اُس کا جوڑا اور اُس نے پھیلائے اُن دونوں سے مَرد کثرت سے اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے، وہ کہ

تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى

تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اُس کے واسطے سے اور (ڈرتے رہو) رشتوں (کے توڑنے) سے بھی، بیشک اللہ ہے تم پر نگہبان ① اور تم دے دو یتیموں کو

اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ

اُن کے مال اور نہ تم بدل کر لو ناپاک کو پاک کے بدلے اور نہ تم کھاؤ اُن کے مال

اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ② وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى

اپنے مالوں کے ساتھ ملاکر بلاشبہ یہ ہے گناہ بہت بڑا ② اور اگر تم کو خوف ہو کہ نہیں انصاف کر سکو گے تم، یتیم (لڑکیوں) کے بارے میں

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ

تو تم نکاح کر لو (اُن کے علاوہ) اُن سے جو پسند آئیں تم کو عورتیں دو-دو اور تین تین اور چار-چار، پھر اگر خوف ہو تم کو،

اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ③ ؕ

یہ کہ نہ عدل کر سکو گے تو (نکاح کرو) بس ایک ہی سے یا جس کے مالک ہوئے تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی جو ملک میں ہوں لونڈی) یہ زیادہ قریب ہے اُس سے کہ بچ جاؤ تم ناانصافی سے ③

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَىْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا

اور ادا کرد تم عورتوں کو اُن کے مہر خوش دلی سے، پھر اگر وہ (چھوڑ دیں) اپنی خوشی سے تمہارے لئے کچھ حصہ (مہر کا) از خود،

فَكُلُوْهُ هَنِيْٓــًٔا مَّرِيْٓــًٔا ④ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ

تو کھاؤ اُسے خوشگوار سمجھ کر بے کھٹک ④ اور نہ دو تم کم عقل یتیموں کو اپنے مال (یعنی جو مال ان کے تمہارے پاس ہیں) جس کو بنایا ہے اللہ نے

لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ⑤

تمہارے لئے (زندگی) گزارنے کا ذریعہ اور کھلاؤ انہیں تم اس میں سے اور انہیں پہناؤ اور ان سے کہو تم بات اچھی ⑤

②: دور جاہلیت میں یتیموں کے حقوق کئی طرح سے تلف ہو رہے تھے۔ یتیموں کی پرورش کرنیوالے انکے اعلیٰ اموال اپنے گھٹیا اموال سے تبدیل کر لیتے۔ کھانے پینے کی اشیاء یتیموں کی اشیاء میں ملالی جاتیں جس سے نقصان یتیموں کا ہی ہوتا۔ یعنی یتیموں کا مال اپنے مال میں ملا لینا جس کا مقصد خیر خواہی ہو درست ہے۔

③: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انکے بھانجے عروہ ابن زبیر نے اس آیت کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا اے بھانجے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور ترکہ کی مدد سے اس کی جائیداد میں حصہ دار ہو اور ولی کو اسکا مال اور جمال تو پسند آئے مگر وہ اسے اتنا مہر دینے پر آمادہ نہ ہو جتنا دوسرے لوگ دیتے ہوں تو وہ اس سے نکاح نہ کرے ہاں اگر اتنا ہی دے دے تو پھر نکاح کر سکتا ہے ورنہ انکے علاوہ دوسری عورتوں سے جو انہیں پسند نہ ہوں نکاح کر لے اور چار تک ایسی بیویوں کی اجازت دی گئی ہے۔ (بخاری)

خواتین کے حقوق کے علمبردار جو کہ خود کو اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ خواتین کا خیر خواہ سمجھتے ہیں تعداد ازواج (Polygomy) پر تنقید کرتے رہتے ہیں حالانکہ حقیقت میں اسلام نے چار کی پابندی لگائی ہے ورنہ اسلام سے پہلے ایسی کوئی پابندی نہ تھی۔

حضرت ابراہیمؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ ان سب انبیاء کے یہاں ایک سے زیادہ بیویاں ثابت ہیں۔

یہ حضرات جس سوسائٹی کی محبت میں باؤلے ہوتے رہتے ہیں انکا عائلی نظام جس طرح فیل ہو چکا ہے خود اس سے شدید پریشان ہیں۔ امریکہ کی ایک اعلیٰ یونیورسٹی سے چھپنے والی کتاب کے مطابق۔ ''امریکہ میں ۱۸۔۱۲ سال کی عمر تک ۸۰ فیصد نوجوان لڑکے اور ۷۵ فیصد جوان لڑکیاں جنسی سرگرمیوں میں مشغول ہوتے ہیں''۔

Home Medical Guide 1995-Columbia University صفحہ نمبر 184

اس کے علاوہ یورپ میں اگر تمام بالغ مردوں اور عورتوں کی شادی ہوجائے تو بھی تقریباً آٹھ ملین خواتین رہ جائیں گی جن کی شادی کیلئے کوئی بھی مرد (یا عورت جیسا کہ اس معاشرہ میں رواج ہے) نہ میسر ہوگا۔ اس زائد مقدار (Over Production) کا حل تعدُّد ازواج کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ یہ اجازت اللہ تعالیٰ کی جانب سے عورتوں اور مردوں کیلئے رحمت ہے کہ وہ اپنے مسائل جائز قانونی نظام میں رہتے ہوئے بھی حل کر سکتے ہیں۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سے زیادہ شادیاں کیں تو اسکی اجازت صرف آپ کو ہے کسی امتی کیلئے جائز نہیں۔

⑤: نادانوں کے ولی کو انکا مال انکے حوالہ نہیں کرنا چاہئے کہ وہ اسے چند دنوں ہی میں ضائع کر دیں یا خلاف شریعت کاموں میں استعمال کر دیں۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ

اور جانچتے پرکھتے رہو یتیموں کو، یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں وہ نکاح کی عمر کو، پھر اگر پاؤ تم اُن میں

رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا

عقل کی پختگی، تو دے دو اُن کو اُن کے مال اور نہ کھاؤ اُس مال کو فضول خرچی کر کے جلدی جلدی،

اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا

کہ کہیں بڑے ہو جائیں (تو لے لیں) اور جو ہو مالدار تو اُسے چاہئے کہ وہ بچے اور جو ہو فقیر،

فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا

تو اُسے چاہئے کہ وہ کھالے دستور کے موافق، پھر جب تم حوالے کرنے لگو اُن کے مال، تو گواہ بنالو

عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۶ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ

اُن پر اور کافی ہے اللہ خوب حساب لینے والا۶ مردوں کے لئے ہے حصہ اُس میں سے،

الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے اُس (ترکے) میں سے جو چھوڑ جائیں والدین

وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝۷ وَاِذَا

اور قریبی رشتہ دار اُس (ترکہ) سے کہ تھوڑا ہو اُس میں سے یا زیادہ یہ حصہ ہے مقرر کیا ہوا (اللہ کی طرف سے)۷ اور جب

حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْھُمْ

حاضر ہوں تقسیم کے وقت، رشتے دار اور یتیم اور مسکین تو تم دو اُن کو بھی کچھ

مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا

اُس میں سے اور کہو اُن سے تم بات معقول۸ اور چاہئے کہ ڈریں وہ لوگ کہ اگر چھوڑ جائیں وہ

مِنْ خَلْفِھِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْھِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ

اپنے پیچھے اولاد کمزور، تو کیسے وہ خوف کھاتے اُن پر، تو چاہئے کہ وہ ڈریں اللہ سے

وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى

اور چاہئے کہ وہ کہیں بات سیدھی۹ بیشک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کے مال

ع ۱ / ۱۰ / ۱۲

ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰ ع

ناحق وہ تو بس بھر رہے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ عنقریب وہ داخل ہوں گے بھڑکتی آگ میں۱۰

۶: یعنی بڑے ہوں گے تو اپنے مال کی واپسی کا مطالبہ کریں گے تو اس ڈر سے جلدی جلدی انکا مال ہڑپ کرنے کی کوشش نہ کرو۔

● حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''یتیم کا ولی (متولی) اگر محتاج ہو تو واجبی طور پر اپنی محنت کے بقدر یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے''۔ (بخاری)

چنانچہ ایسی صورت میں اتنا خرچہ جسے کوئی بھی غیر جانبدار انسان واجبی قرار دے سکتا ہے۔ وہ بھی چوری چھپے نہ لے بلکہ اعلانیہ متعین کر کے لے۔ اگر یہ تحریری صورت میں ہو تو اور بھی بہتر ہے۔

● دنیا میں اگر لوگ اس طرح معاملات نہ بھی جان سکیں اللہ کو حساب لینے میں کچھ دشواری نہ ہوگی۔

۷: جاہلیت میں وراثت کی تقسیم کا کوئی ضابطہ نہ تھا ترکہ چھوڑنے کے بعد بڑا لڑکا وراثت پر قابض ہو جاتا۔ بیوہ، بیٹوں اور چھوٹے لڑکوں کو محروم کر دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ اس نے وراثت کا مفصل اور مکمل قانون عطا فرما کر ظلم و زیادتی نیز جھگڑے فساد کی راہ بند کر دی۔ آج عیسائیوں کے یہاں وراثت کیلئے کوئی ٹھوس قانون موجود ہی نہیں۔ لوگ کتے بلیوں کے نام بھی اپنا سارا مال دے جاتے ہیں۔ اس انتہائی عادلانہ اور متوازن قانون وراثت کی تفصیل آئندہ آیات میں آرہی ہے۔

۸: یعنی تقسیم وراثت کے وقت ایسے رشتہ دار بھی اگر آجائیں جن کا قانون وراثت کی رو سے کوئی حصہ نہیں۔ مثلاً یتیم و مسکین وغیرہ آجائیں تو ان سے نرمی کا معاملہ کیا جائے اور انہیں بھی کچھ نہ کچھ دے دیا جائے۔

۹: جس طرح انسان یہ خواہش رکھتا ہے کہ اگر میرے بچے یتیم ہو جائیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک ہونا چاہئے۔ اسی اندازہ کا حسن سلوک والا معاملہ اسے اپنے زیر کفالت یتیموں کے ساتھ کرنا چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''سات ہلاک کرنیوالے گناہوں سے بچو۔'' صحابہ نے دریافت کیا کہ وہ کونسے ہیں؟ فرمایا! ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، سحر کرنا، قتل ناحق، سود کھانا، یتیم کا مال ناحق کھانا، لڑائی میں پیٹھ پھیر جانا اور پاک دامن بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا''۔

۱۰: آپ معراج کے قصہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے چند لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹ کی طرح تھے۔ ایک فرشتہ انکے لب کھول کر انگارے ان کے منہ میں ڈالتا وہ نیچے سے نکل جاتے اور چلاتے۔ میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ یتیموں کا مال ناحق کھاتے تھے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً

تمہیں وصیت کرتا ہے اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں، مرد کے لئے ہے مثل دو عورتوں کے، پھر اگر ہوں عورتیں

فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ

دو سے زیادہ، تو اُن کے لئے ہے دوتہائی اس میں سے جو وہ چھوڑ گیا اور اگر ہو ایک ہی (لڑکی) تو اس کے لئے ہے نصف اور اس کے ماں باپ کے لئے،

لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ

ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ اس سے جو (میت نے) چھوڑا، اگر ہو اس کے لئے اولاد، پس اگر نہ ہو اس کے اولاد

وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

اور وارث ہوں اس کے ماں باپ تو اس کی ماں کے لئے تیسرا حصہ، پھر اگر ہوں اُس کے ایک سے زیادہ بھائی بہن تو اس کی ماں کا ہے چھٹا حصہ وصیت پورا کرنے کے بعد،

يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ

وہ وصیت جو کی ہو اس (میت) نے، یا قرض کے بعد (میت کے)، تمہارے ماں باپ اور تمہارے بیٹے، نہیں جانتے تم کہ کون اُن میں سے قریب تر ہے، تمہارے نفع کے لحاظ سے،

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١١﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ

(یہ حصے) مقرر ہیں اللہ کی طرف سے، بیشک اللہ ہے خوب جاننے والا، بڑی حکمت والا⑪ اور تمہارے لئے آدھا ہے، اس کا جو چھوڑ گئیں تمہاری بیویاں

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

اگر نہ ہو اُن کی اولاد، پھر اگر ہو اُن کی اولاد بھی، تو تمہارے لئے ہے چوتھائی حصہ اُس میں سے جو وہ چھوڑ گئیں وصیت کے بعد،

يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ

کہ وہ وصیت کر جائیں اس کی یا قرض کے بعد اور ان بیویوں کے لئے ہے چوتھائی حصہ اس میں سے جو تم چھوڑ جاؤ، اگر نہ ہو تمہاری اولاد پھر اگر

كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ

ہو تمہاری اولاد بھی، تو ان بیویوں کے لئے ہے آٹھواں حصہ، اس سے جو تم چھوڑ جاؤ وصیت کے بعد، کہ تم وصیت کر جاؤ اس کی یا (میت کے) قرض کے بعد

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ

اور اگر ہو کوئی مرد جس کی میراث لی جارہی ہے (اس کی) کلالہ (ایسا بے اولاد کہ اس کے ماں باپ بھی نہ ہوں) یا ایسی ہی عورت ہو اور اس کا صرف ایک بھائی یا صرف ایک بہن ہو، تو ملے گا ہر ایک کو

مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

اُن دونوں میں سے چھٹا حصہ، پھر اگر ہوں (بہن بھائی) ایک سے زیادہ تو وہ سب شریک ہوں گے ایک تہائی میں بعد پورا کرنے اس (میت کی) وصیت کے،

يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿١٢﴾ ؕ

جو کی گئی ہو یا (ادائیگی) قرض کے (جو میت پر ہو) بشرطیکہ نہ نقصان پہنچانے والا ہو وہ، یہ وصیت ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ خوب جاننے والا نہایت بُردبار (حلیم) ہے⑫

⑪: وراثت کے اکثر احکام اس آیت میں بیان ہوئے ہیں چنانچہ اسے آیت میراث بھی کہتے ہیں۔

● مرد کا حصہ عورت سے دوگنا ہوگا۔ یہ عین قرین انصاف اور عدل ہے۔ عورت اور مرد کی اندھی مساوات کے حامیوں کو اس میں انصاف نظر نہیں آتا۔ عورت چونکہ خاندان کی کفالت کی ذمہ دار نہیں لہٰذا اسکی مالی ذمہ داریاں کم ہیں۔

● یعنی اگر بیٹا نہ ہو بلکہ صرف لڑکیاں ہی ہوں تو انہیں ترکہ دوتہائی 2/3 ملے گا۔ یہ عورتوں کے حصہ کی آخری حد ہے۔

● اگر میت کے والدین بھی ہوں اور اولاد بھی تو والدین میں سے ہر ایک کو 1/6 حصہ ملے گا۔ (یہاں مرد اور عورت کا حصہ برابر ہوگیا)۔ باقی 2/3 اولاد کو۔ (1/6+1/6+2/3=1) اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اسے نصف یعنی 3/6 مل جائیگا۔ 1/6 ماں کو اور 1/6 باپ کو باقی 1/6 بچ جائے گا جو کہ عصبہ کے ذریعے باپ کو مل جائے گا۔ گویا اس صورت میں بیٹی کو نصف والدہ کو 1/6 اور والد کو 2/6 ملے گا۔

1/2+1/6+(1/6+1/6)=1

نوٹ: عصبہ فرائض (قرآن و سنت میں جن کے حصوں کی تحدید ہو) کے بعد بچ جانیوالے مال کو قریب ترین مرد رشتہ دار کو لوٹانے کو کہتے ہیں۔ عصبہ کیلئے پہلے اولاد پھر والدین پھر چچا اور پھر چچاؤں کی اولاد۔

● اگر مرنے والے کی اولاد نہ ہو (پوتا اور پوتی بھی اولاد میں شامل ہیں) تو ماں کو 1/3 اور بقیہ 2/3 باپ کو عصبہ کے طور پر ملے گا۔

● اہم معاملات سے متعلق وصیت تحریر کر لینی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔ وصیت کی آخری حد ایک تہائی ہے تاہم یہ پسندیدہ نہیں ایک چوتھائی ہو تو بہتر ہے۔ قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوسکتا۔ کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوسکتا۔

● ترکے کی تقسیم میں سب سے پہلے قرض ادا کرنا ضروری ہے۔ اس پر اجماع ہے۔ قرآن کریم میں وصیت کا ذکر پہلے اس لئے کیا گیا ہے کیونکہ مقروض لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔ نیز قرض خواہ تو قرض کا خود مطالبہ کر کے بھی لے لیں گے۔ چنانچہ وصیت کی جانب پہلے توجہ دلائی گئی ہے۔

⑫: کلالہ، یعنی جس کے والدین، دادا دادی نہ ہوں اور نہ ہی اولاد پوتے پوتیاں وغیرہ ہوں۔ البتہ اسکے بہن بھائی ہو سکتے ہیں۔ کلالہ مرد بھی ہوتا ہے اور عورت بھی۔ یہاں بھائی سے اخیافی بھائی (جن کی والدہ ایک ہی ہو) مراد ہیں۔ علاتی بھائی (جن کا والد ایک ہی ہو) کیلئے دیکھیں آیت نمبر ۱۷۶۔

● وصیت میں نقصان کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً عمداً یا غلطی سے تہائی سے زیادہ وصیت کر جائے یا ملکیت اپنی ہو مگر مرتے وقت کسی کو ہبہ کر جائے۔ ایسی صورت میں ورثاء کے مشورہ سے اصلاح ہوسکتی ہے۔

تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ

یہ حدیں ہیں اللہ کی اور جو کوئی اطاعت کرے گا اللہ کی اور اُس کے رسول کی، تو وہ اُسے داخل کرے گا، ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں،

مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ⑬ وَمَنۡ

وہ ہمیشہ رہیں گے اُن میں اور یہی ہے کامیابی بہت بڑی⑬ اور جو کوئی

يَّعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوۡدَهٗ يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَالِدًا فِيۡهَا ۖ وَلَهٗ

نافرمانی کرے گا اللہ اور اُس کے رسول کی، اور تجاوز کرے گا اُس کی حدوں سے، تو وہ داخل کرے گا اُس کو آگ میں، وہ ہمیشہ رہے گا اُس میں اور اُس کے لئے

عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ⑭ وَالّٰتِىۡ يَاۡتِيۡنَ الۡفَاحِشَةَ مِنۡ نِّسَآئِكُمۡ فَاسۡتَشۡهِدُوۡا ع ۲ ۴ ۱۳

ہے عذاب رُسوا کُن⑭ اور وہ جو کریں بے حیائی (بدکاری) کا کام تمہاری عورتوں میں سے، تو تم گواہی لاؤ

عَلَيۡهِنَّ اَرۡبَعَةً مِّنۡكُمۡ ۚ فَاِنۡ شَهِدُوۡا فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ فِى الۡبُيُوۡتِ

اُن پر چار (مردوں) کی اپنوں میں سے، پھر اگر وہ گواہی دیں، تو تم انہیں بند رکھو گھروں میں،

حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ يَجۡعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيۡلًا ⑮ وَالَّذٰنِ يَاۡتِيٰنِهَا

یہاں تک کہ آ جائے انہیں موت یا نکالے اللہ اُن عورتوں کے لئے کوئی اور راستہ⑮ اور وہ دو مرد جو کریں یہی (بدکاری کا) کام

مِنۡكُمۡ فَاٰذُوۡهُمَا ۚ فَاِنۡ تَابَا وَاَصۡلَحَا فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تم میں سے تو انہیں ایذا دو، (جسمانی) پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح بھی کر لیں تو درگذر کرو اُن دونوں سے، بیشک اللہ

كَانَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ⑯ اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ

ہے بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا⑯ یقیناً توبہ (کا قبول کرنا) اللہ کے ذمہ، محض انہی لوگوں کے لئے ہے جو کر بیٹھتے ہیں گناہ

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ ؕ

نادانی سے، پھر وہ توبہ کر لیتے ہیں جلد ہی، سو یہی وہ لوگ ہیں کہ توبہ قبول کر لیتا ہے اللہ اُن

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ⑰ وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ ۚ

کی اور ہے اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا⑰ اور نہیں توبہ قبول ہوتی اُن لوگوں کی، جو کرتے رہتے ہیں کام بُرے،

حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِيۡنَ

یہاں تک کہ جب آتی ہے اُن میں سے ایک کو موت، تو وہ کہتا ہے کہ بیشک میں نے توبہ کی اب اور نہ ہی (توبہ) ان لوگوں کی،

يَمُوۡتُوۡنَ وَهُمۡ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ⑱

جو مرتے ہیں اِس حال میں، کہ وہ کافر ہی ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ تیار کر رکھا ہے، ہم نے اُن کے لئے عذاب دردناک⑱

⑮: اس آیت میں منکوحہ عورتوں کے ارتکاب زنا سے متعلق تین احکام دیئے گئے ہیں، (۱) زنا کے ثبوت کیلئے کم سے کم چار گواہوں کا ہونا ضروری ہے، (۲) چاروں مرد گواہ ہونے چاہئیں، عورتوں کی گواہی اس جرم میں معتبر نہیں، (۳) اگر ان گواہوں کی گواہی سے ان کا زنا کرنا ثابت ہوجائے تو اس عورت کو مرنے تک گھر میں قید رکھا جائے، اور کہا گیا ہے کہ "یا اللہ ان کیلئے کوئی راستہ متعین کردے" اس کا مطلب یہ ہے کہ بدکاری پر قید کی سزا بھی عارضی طور پر مقرر کی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مستقل سزا بھی مقرر فرما دی اور وہ یہ کہ اگر زنا کار غیر شادی شدہ ہو، چاہے مرد یا عورت، تو اسے سو کوڑے مارے جائیں، (النور: ۲) اور شادی شدہ مرد و عورت کے زنا کی سزا سنگسار کرنا ہے، بکثرت حدیثوں میں اس کا ذکر موجود ہے، اور عہد نبوی سے لے کر ہر دور میں شادی شدہ زانی کے حق میں اس سزا کا تعامل رہا ہے۔ (مسلم، باب حد الزنا، حدیث: ۴۴۱۴)

⑯: زنا کی سزا شادی شدہ مرد و عورتوں ہی کے ساتھ مخصوص نہیں؛ بلکہ اگر دوسرے مرد یا عورت بدکاری کے مرتکب ہوں تو وہ بھی سزا کے مستحق ہیں؛ چونکہ اس وقت تک زنا کی باضابطہ سزا مقرر نہیں ہوئی تھی؛ اسلئے ارشاد ہوا کہ ایسے لوگوں کو ایذا پہنچائیں تاکہ عبرت ہو، ظاہر ہے اس زمانہ میں یہ ایذاء قاضی کی صواب دید پر تھی، اب زنا کی جو مستقل سزا مقرر ہوچکی ہے، وہی بدکار لوگوں پر جاری ہوگی، بعض حضرات کا خیال ہے کہ "والذان یاتینھا منکم" سے دو مردوں کا آپس میں بدکاری کرنا مراد ہے، (تفسیر مظھری: ۴۶/۲) یہ شدید گناہ ہے، عہد صدیقی میں تو اس کے بعض مجرموں کو جلانے تک کی سزا دی گئی (سنن کبری للبیھقی، باب ماجاء فی حد اللوط، حدیث نمبر: ۱۷۰۲۸)

● یعنی اگر وہ تائب ہوجائیں اور اس برائی سے دور ہوجائیں تو اب ان سے تعرض نہ کیا جائے، اور ان پر طعن وغیرہ سے گریز کیا جائے، یہ حکم زنا کی سزا نازل ہونے سے پہلے کا ہے، اب قاضی کے سامنے اگر کسی کا یہ جرم ثابت ہوجائے تو محض توبہ کرلینا کافی نہیں؛ بلکہ اس پر زنا کی سزا جاری کی جائے گی۔

⑰: ہر گناہ توبہ سے معاف ہوسکتا ہے؛ یہاں تک کہ شرک و کفر بھی، سوائے اس کے کہ بندوں سے متعلق گناہ ہو، یہ حق ادا کرنے یا صاحب حق سے حق معاف کرانے ہی سے معاف ہوگا۔

⑱: موت کے آ کھڑے ہونے سے مراد غرغرہ کی کیفیت ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، (سنن ترمذی، باب ان اللہ الخ، حدیث نمبر: ۳۵۳۷) کہ اس وقت کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

● حالتِ کفر میں مرنے سے مراد یہ ہے کہ جو موت کے بالکل قریب ہوں، یعنی کافر کا عین موت کے وقت توبہ کرنا معتبر نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، نہیں ہے حلال تمہارے لئے یہ کہ تم وارث ہو جاؤ ان عورتوں پر زبردستی ،اور نہ دباؤ ڈالو اُن پر تاکہ تم لے لو

بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ

کچھ حصہ اُس (حق مہر) کا، جو تم نے انہیں دیا، مگر یہ کہ وہ کریں بےحیائی کھلی اور تم ان کے ساتھ گزر بسر کرو خوش اسلوبی سے،

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (۱۹) وَاِنْ

پھر اگر تم ان کو ناپسند کرو تو شاید کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو اور کر دے اللہ اس میں بھلائی بہت (۱۹) اور اگر

اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ

تم چاہو بدلنا ایک بیوی کا ایک بیوی کی جگہ، جبکہ تم نے دیا ہوایک کو بہت سا مال، تو نہ واپس لو اُس میں سے

شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (۲۰) وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى

کچھ بھی، کیا تم لوگے اُسے بہتان باندھ کر اور گناہ صریح سے (۲۰) اور کیسے لے سکتے ہو تم اسے (واپس) جبکہ یقیناً ملاپ کر چکے ہو

بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا (۲۱) وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ

تم ایک دوسرے کے ساتھ اور لے چکی ہیں وہ تم سے عہد پختہ (۲۱) اور نہ تم نکاح کرو، جن سے نکاح کیا تمہارے باپوں نے

ع ۳ ۸ ۱۴ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا (۲۲)

عورتوں سے مگر جو کچھ پہلے ہو چکا (سو ہو چکا) بیشک یہ تھی کھلی بے حیائی، قابل نفرت کام اور بہت ہی بُری راہ (۲۲)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ

حرام کردی گئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہارے بھائیوں کی بیٹیاں (بھتیجیاں)

وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ

اور بہنوں کی بیٹیاں (بھانجیاں) اور تمہاری مائیں وہ جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری بہنیں رضائی (دودھ شریک) اور مائیں

نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ

تمہاری بیویوں کی (ساسیں) اور تمہاری سوتیلی بیٹیاں وہ جو (پرورش پائیں) تمہاری گود میں، تمہاری اُن عورتوں (کے پیٹ) سے، وہ جن سے صحبت کی تم نے اُن سے، پس اگر نہ

تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ

کی ہو صحبت تم نے ان سے، تو نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اور بیویاں تمہارے اُن بیٹوں کی (بہویں) وہ جو تمہارے صُلب سے ہوں (حرام ہے)

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۲۳) ۙ

اور یہ بھی کہ جمع کرو دو بہنوں کو (نکاح میں) مگر جو کچھ پہلے ہو چکا (سو ہو چکا) بیشک اللہ ہے بہت معاف کرنے والا، نہایت رحم والا (۲۳)

(۱۹): عرب عورتوں پر جو ظلم و جور روا رکھتے تھے، جب کوئی عورت بیوہ ہو جاتی تو وہ سوتیلے لڑکے کی ملکیت تصور ہوتی؛ تاکہ وہ کہیں اور شادی نہ کرسکیں اور ان کی جائداد بھی ہاتھ سے نہ جائے، اللہ تعالیٰ نے اسی حرص اور ظالمانہ روش کی مذمت فرمائی ہے۔ (تفسیر بغوی: ۱/۴۹۷، المنار: ۴/۳۷۰)

● "فاحشة مبينه" (کھلی ہوئی بے حیائی)

● اللہ تعالیٰ نے اس میں ازدواجی زندگی کو معتدل بنانے کا ایک زریں نسخہ عطا فرمایا ہے، کہ یہ سوچ کر اسے نباہنے کی کوشش کرو کہ ممکن ہے کہ اللہ نے اسی میں خیر رکھا ہو۔

(۲۰): حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار مقرر کرنی چاہی تو ایک خاتون نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے ان سے اختلاف کیا اور آپؓ نے رجوع فرمالیا۔

(۲۱): یعنی عقد نکاح کے ذریعہ جس عورت کی عصمت سے تم فائدہ اٹھا چکے ہو اور حسن سلوک کا مضبوط عہد کر چکے ہو، کسی شریف انسان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنا دیا ہوا اس سے واپس لے۔

(۲۲): اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے کوئی سوتیلی ماں سے نکاح کر چکا ہو، تو اب وہ نکاح باقی نہ رہے گا؛ ماضی میں جو کچھ ہو چکا، اس کی پکڑ نہ ہوگی۔ (دیکھئے تفسیر بغوی: ۱/۴۹۹)

(۲۳): یہ مقصد نہیں ہے کہ سوتیلی بیٹی زیر پرورش نہ ہو تو اس سے نکاح حلال ہے؛ بلکہ زیر پرورش کہہ کر ترغیب دینا مقصود ہے کہ جب کسی مطلّقہ یا بیوہ سے نکاح کرو تو ایسا نہ ہو کہ اس عورت کو تو لے آؤ اور اس کے بے سہارا بچوں کو بوجھ سمجھ کر چھوڑ دو، بہرحال وہ لڑکیاں زیر پرورش ہوں، یا نہ ہوں جب ان کی ماں سے نکاح اور نکاح کے بعد صحبت ہو چکی ہے تو اب وہ اس مرد پر حرام ہیں، اس پر فقہا کا اتفاق ہے۔ (قرطبی: ۱/۲۲۲)

● گویا بیوی کی ماں اور ماں ہی کے حکم میں دادی اور نانی بھی ہیں، صرف عقد نکاح کی وجہ سے ہی حرام ہو جائیں گی، چاہے صحبت کی نوبت نہ آئی ہو؛ لیکن منکوحہ کی بیٹی اس وقت حرام ہوگی، جب نکاح کے بعد اس سے صحبت بھی ہوگئی ہو، اگر صحبت سے پہلے ہی طلاق کی نوبت آگئی، تو اس کی بیٹی سے نکاح کرنا درست ہوگا، حدیث میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔ (سنن کبریٰ للبیهقی، باب ------ وامهات نسائكم، حدیث: ۱۳۹۱۰)

● جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے، ان کی حرمت دو قسم کی ہے، عارضی اور دائمی، عارضی حرمت سے مراد یہ ہے کہ دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا، پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی کو جمع کرنا۔ دائمی حرمت تین طرح کے ہیں: وہ لوگ جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں، جیسے ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ بھتیجی، بھانجی، اور باپ کی بیوی، ماں ہی کے حکم میں دادی، نانی، اور پورا مادری سلسلہ ہے، بیٹی ہی کے حکم میں نواسی، نواسے اور ان کا سلسلہ ہے، باپ ہی کی طرح دادا، نانا کی منکوحہ بھی حرام ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو "صہر" یعنی سسرالی رشتہ کی وجہ سے حرام ہے، اور قرآن نے جو بیٹے کے ساتھ نسبی بیٹے کی قید لگائی ہے، اس سے اشارہ لے پالک کی طرف ہے، اسلام میں لے پالک لینے کا اعتبار نہیں؛ اس لئے لے پالک کی بیوی حرام نہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو رضاعت اور دودھ کے رشتہ سے حرام قرار پاتے ہیں، قرآن نے ان میں سے رضاعی ماں اور رضاعی بہنوں کا ذکر کیا ہے، حدیث میں ہے کہ جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام قرار پاتے ہیں، رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہیں، يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب، (مسلم، کتاب الرضاعة، حدیث نمبر: ۳۵۷۹) اس سے بعض صورتیں مستثنیٰ ہیں، جن کی تفصیل کتبِ فقہ میں موجود ہے۔ یعنی اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے اگر کسی شخص نے محرمات سے نکاح کیا ہو تو چونکہ اس وقت تک حکم شرعی نازل نہیں ہوا تھا؛ اس لئے وہ معاف ہے۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ
اور (حرام ہیں) شادی شدہ عورتیں (بھی) مگر وہ جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی جنگ میں قید ہوکر آنے والی عورتیں یا لونڈیاں) یہ لکھ دیا ہے اللہ نے تم پر

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا
اور حلال کردی گئی ہیں تمہارے لئے وہ (عورتیں) جو علاوہ ہیں ان کے، بشرطیکہ تم تلاش کرو اپنے مالوں کے بدلے قید (نکاح) میں لانے کے لئے، نہ کہ بدکاری کی خاطر، پھر جو

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ
فائدہ اٹھایا تم نے اس کے بدلے ان (عورتوں) سے، تو تم دو انہیں اُن کے مہر مقرر شدہ اور نہیں ہے کچھ گناہ تم پر کسی (سمجھوتے) میں جو باہمی رضامندی سے

بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا
طے پا جائے بعد مہر مقرر کرنے کے، بیشک اللہ ہے خوب جاننے والا، بڑی حکمت والا ﴿۲۴﴾ اور جو نہ رکھتا ہو استطاعت تم میں سے (اور نہ) قدرت

اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ
نکاح کرنے کی، آزاد مومن عورتوں سے، تو (وہ نکاح کر لے) اُن سے جو تمہاری ملک میں ہوں، تمہاری لونڈیاں مومنوں میں سے

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ
اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کا حال، تم سب ایک دوسرے میں سے ہو، سو تم نکاح کرلو ان (لونڈیوں) سے، ان کے مالکوں کی اجازت سے اور تم دو انہیں

اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ
ان کے مہر دستور کے مطابق، جبکہ وہ نکاح میں لائی گئی ہوں، اس حال میں کہ نہ ہوں بدکاری کرنے والیاں اور نہ بنانے والیاں ہوں چپکے چپکے دوست، پھر جب وہ نکاح میں لائی جاچکیں،

فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ
تو اگر وہ کریں بدکاری (کا کام) تو ان کے لئے ہے آدھی اس سے، جو آزاد عورتوں کے لئے ہے (مقرر) سزا، یہ (اجازت) اس کے لئے ہے جو

خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ
ڈرے تکلیف میں پڑنے سے تم میں سے اور یہ کہ تمہارا صبر کرنا بہتر ہے تمہارے لئے اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے ﴿۲۵﴾ ارادہ کرتا ہے اللہ

لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
کہ بیان کرے تمہارے لئے (اپنے احکام) اور تمہیں ہدایت کرے اُن لوگوں کے طریقہ کی، جو تم سے پہلے ہوئے اور قبول کرلے تمہاری توبہ اور اللہ خوب جاننے والا،

حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ
بڑی حکمت والا ہے ﴿۲۶﴾ اور اللہ ارادہ کرتا ہے، یہ کہ توبہ قبول کرے تمہاری، مگر چاہتے ہیں وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں خواہشات (نفس) کی، یہ کہ

تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾
تم دُور ہو جاؤ (حق سے) بہت زیادہ دُور ﴿۲۷﴾ چاہتا ہے اللہ کہ ہلکا کرے بوجھ تمہارا اور پیدا کیا گیا ہے انسان بہت کمزور ﴿۲۸﴾

﴿۲۴﴾: یعنی جو عورتیں کسی کے نکاح میں ہیں، وہ جب تک قانونی طریقہ پر اس کے نکاح سے باہر نہ نکل جائیں اور عدت نہ گذر جائے، کسی دوسرے مرد کے نکاح میں نہیں جاسکتیں، اسلام نے نہ صرف منکوحہ عورت سے نکاح کو حرام قرار دیا ہے؛ بلکہ پہلے شوہر سے علاحدگی کے بعد بھی ایک احتیاطی مدت مقرر کردی ہے کہ اس میں وہ عورت دوسرے مرد کے نکاح میں نہیں جاسکتی، اسی کو "عدت" کہتے ہیں، جو منکوحہ عورتوں کے لئے جوان ہو تو تین حیض اور حیض آنا بند ہوگیا ہو یا ابھی شروع ہی نہ ہوا ہو تو تین مہینے ہے اور دوسرے ملک سے گرفتار ہوکر آنے والی باندیوں کے لئے ایک حیض ہے؛ تاکہ اس بات کا اطمینان ہوجائے کہ وہ اپنے سابق شوہر سے حاملہ نہیں ہے، اگر کسی دشمن ملک سے جنگ ہو، وہاں عورتیں گرفتار کی جائیں اور باندی بنالی جائیں، تو گو ان کے شوہر دار الحرب میں موجود ہوں؛ لیکن اسلامی مملکت میں ایسی عورتوں سے نکاح کیا جاسکتا ہے، اسی کو قرآن نے "الا ما ملکت ایمانکم" سے ذکر کیا ہے۔

● باندی کے لفظ سے غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے، اگر مملکت اسلامی اور دشمن ملک کے درمیان جنگ چھڑ جائے اور مرد و عورت گرفتار کئے جائیں تو تین صورتیں ہوسکتی ہیں: یا تو قیدیوں کا آپس میں تبادلہ کر لیا جائے، یہ صورت سب سے بہتر ہے، اور اس صورت میں غلام و باندی بنانے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں فریق اسیران جنگ کو تہہ تیغ کردیں، ظاہر ہے کہ یہ بدترین بات ہوگی کہ پُرامن شہریوں کا قتل عام ہو۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر دشمن قیدیوں کے تبادلہ پر آمادہ نہ ہوں تو ان قیدیوں کو قانونی طریقہ پر اپنے ملک میں جذب کرلیا جائے، اسی مقصد کے لئے اسلام نے غلام اور باندی بنانے کی اجازت دی، جو دوسرے مذاہب اور روم و ایران کی حکومتوں میں پہلے سے مروج طریقہ تھا؛ البتہ دوسری قوموں میں غلاموں اور باندیوں کے کچھ حقوق نہیں ہوتے تھے، اسلام نے ان کے لئے حقوق متعین کیے، مالکان کے اختیارات کے دائرہ کو محدود کیا، اور انھیں باعزت حیثیت دی؛ چنانچہ اسلامی تاریخ میں غلام اعلیٰ سرکاری مناصب پر فائز ہوئے، علوم و فنون میں انھوں نے بڑا اونچا مقام حاصل کیا اور بعض اوقات حکومتیں تک کیں، جیسے ایجاب و قبول کے ذریعہ مرد و عورت قانونی طور پر رشتۂ نکاح سے منسلک ہوتے ہیں، اسی طرح ایجاب و قبول کے ذریعہ باندیاں خریدی جاتی تھیں۔

﴿۲۵﴾: آزاد عورتوں کے مقابلے باندیوں کا مہر کم ہوتا تھا، اور رہن کا معیار بھی نسبتاً کمتر ہی رہتا تھا؛ اس لئے فرمایا گیا کہ اگر آزاد عورتوں سے نکاح کی طاقت نہ ہو تو مسلمان باندیوں ہی سے نکاح کرلو۔ مطلب یہ ہے کہ بوقت ضرورت باندیوں سے نکاح میں عار نہ کرنی چاہئے؛ کیونکہ تم سب ایک ہی آدم کی اولاد ہو، اصل وجہ فضیلت اور باعث عزت دولتِ ایمان ہے، اور ایمان میں کس کا کیا مقام ہے؟ یہ خدا ہی کو معلوم ہے۔

● قرآن میں "محصنٰت" کا لفظ تین معنوں میں استعمال ہوا ہے، منکوحہ عورتیں، آزاد عورتیں اور پاک دامن عورتیں، یہاں یہ تیسرا معنیٰ مناسب حال ہے، بعض حضرات نے پہلا معنیٰ بھی مراد لیا ہے اور گنجائش اس کی بھی ہے۔

● بے حیائی سے زنا مراد ہے اور باندی اگر زنا کی مرتکب ہو تو جو سزا غیر شادی شدہ آزاد عورت کی ہے، یعنی سو کوڑے، باندی کی سزا اس کا نصف ہوگی، اور اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں گے، غلام اور باندی شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ، دونوں کی سزا ایک ہی ہے۔

﴿۲۹﴾: 'ناحق طریقہ' چنانچہ فقہاء نے خرید و فروخت اور تمام مالی معاملات کیلئے ایجاب و قبول کو ضروری قرار دیا ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ تم کھاؤ اپنے مال آپس میں ناحق طریقے سے، مگر یہ کہ، ہو تجارت

عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (٢٩) وَمَنْ

تمہاری آپسی رضامندی سے اور نہ تم قتل کرو اپنے آپ کو، بیشک اللہ ہے، تم پر نہایت رحم کرنے والا (٢٩) اور جو شخص

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (٣٠)

کرے گا ایسے کام زیادتی اور ظلم سے تو عنقریب ہم اسے داخل کریں گے آگ میں اور ہے یہ (کام) اللہ کے لئے بہت آسان (٣٠)

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا

اگر تم بچتے رہے ایسے بڑے گناہوں سے کہ منع کیا گیا ہے تم کو جن سے، تو ہم دُور کر دیں گے تم سے تمہارے چھوٹے گناہ اور ہم تمہیں داخل کریں گے

كَرِيْمًا (٣١) وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ

عزت کی جگہ میں (٣١) اور نہ تم تمنا کرو اس کی جو فضیلت دی اللہ نے، اِس میں تم میں سے بعض کو بعض پر، مرّدوں کے لئے حصہ ہے

مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ

اس میں جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے ہے حصہ اُس میں جو کمایا انہوں نے اور تم سوال کرو اللہ سے اس کے فضل کا،

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (٣٢) وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ

بیشک اللہ ہے ہر چیز کو خوب جاننے والا (٣٢) اور ہر ایک کے لئے ہم نے بنائے وارث اُس میں، جو چھوڑیں والدین اور قریبی رشتہ دار

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

اور رہے وہ لوگ جن سے عہد و پیمان کر رکھا ہے تم نے، سو دو اُنہیں بھی ان کا حصہ، بیشک اللہ ہے ہر چیز پر

ع ٥ ٨ ٢ شَهِيْدًا (٣٣) اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ

گواہ (٣٣) مرد سرپرست و نگہبان ہیں عورتوں کے، اس وجہ سے کہ فضیلت دی ہے اللہ نے انسانوں میں بعض کو بعض پر

وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ

اور اس وجہ سے کہ جو وہ (مرد) خرچ کرتے ہیں اپنے مال، پس نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں، حفاظت کرنے والیاں (مردوں کی) غیر حاضری میں، بسبب حفاظت میں اللہ کی

وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ

اور وہ عورتیں کہ تم ڈرتے ہو اُن کی نافرمانی سے، تو تم انہیں نصیحت کرو اور (اگر نہ مانیں تو) تنہا چھوڑ دو اُن کو بستروں میں اور (پھر بھی نہ مانیں تو) مارو اُن کو،

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا (٣٤)

پھر اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تمہاری، تو نہ تلاش کرو ان پر (زیادتی کی) کوئی راہ، بیشک اللہ ہے نہایت بلند، بہت بڑا (٣٤)

(الفقہ الاسلامی و أدلتہ: ٤/٣٦٠)

● ''لا تقتلوا انفسکم'' اس میں دو حکم ہیں، ایک یہ کہ ایک دوسرے کو ناحق قتل نہ کیا جائے، اور دوسرے خودکشی نہ کی جائے، یہ دونوں ہی صورتیں حرام اور شدید گناہ کی ہیں۔

(٣١): گناہ کی دو قسمیں کی گئی ہیں: کبیرہ اور صغیرہ۔

کبیرہ: یعنی بڑے گناہ وہ ہیں، جن پر کوئی حد مقرر کی گئی ہو یا ان کے بارے میں لعنت منقول ہو، یا جہنم کی وعید آئی ہو، اور جس گناہ میں یہ کیفیت نہ پائی جاتی ہو، وہ صغیرہ یعنی نسبتاً چھوٹا گناہ ہے، تاہم چھوٹے گناہ پر اصرار و دوام کیا جائے، تو وہ بھی کبیرہ ہی کے حکم میں ہے، (روح المعانی: ٥/٢٧، و دیگر کتب تفسیر و شروحِ حدیث)

(٣٢): بعض خواتین کو رشک ہوا کہ مرد جہاد میں شریک ہوتے ہیں اور ہم عورتیں اس فضیلت سے محروم ہیں، میراث میں بھی مردوں کا حصہ بہ مقابلہ عورتوں سے زیادہ ہے، اسی موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر: ١/٥٩٧)

(٣٣): عربی زبان میں ''موالی'' کا لفظ کئی معنوں میں آتا ہے، یہاں وارث کا معنی مراد ہے۔

● ابتداء اسلام میں ایک طریقہ مُوالات کا تھا، کہ دو شخص ایک دوسرے سے 'عقد مُوالات' کرتے، جو ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ایک دوسرے کے وارث بننے کا معاہدہ ہوتا، اسلام میں بھی شروع میں اس حکم کو باقی رکھا گیا ہے، اور اسی اُصول پر آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد مہاجرین اور انصار کے درمیان ''بھائی چارہ'' (مُواخات) کا رشتہ قائم فرمادیا، اسی سے متعلق یہ حکم ہے، پھر جب میراث کا پورا قانون نازل فرمایا گیا، اور یہ بات متعین کر دی گئی کہ میراث کا استحقاق قرابت داری سے متعلق ہوگا تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(٣٤): بہ ظاہر اس میں مرد کا اعزاز ہے، ایک وجہ طبعی ہے، کہ مرد کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی قویٰ، دل و دماغ کی برتر صلاحیت اور قوت فیصلہ کے اعتبار سے عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

● یہاں نیک بیوی کے لئے بنیادی طور پر دو باتیں ذکر کی گئی ہیں، اول: جائز اُمور میں شوہر کی اطاعت و فرماں برداری، دوسرے: حفاظت و نگہداشت، حفاظت میں شوہر کے مال اور اس کی اولاد کی حفاظت بھی داخل ہے اور شوہر کے لئے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت ہے۔

● اگر بیوی واقعی نافرمانی پر آمادہ ہو اور ایسی باتوں میں شوہر کی حکم عدولی کرتی ہو جن میں شرعاً شوہر کی اطاعت واجب ہے، تو یہ درست نہیں کہ پہلے ہی مرحلہ میں طلاق کی راہ اختیار کی جائے؛ بلکہ ضروری ہے کہ پہلے اصلاح و مفاہمت کے ذرائع استعمال کئے جائیں اور وہ بنیادی طور پر تین ہیں: اول: محبت اور نرمی سے نصیحت، کافی نہ ہو اور زبان سے کام نہ چلے تو چند دنوں ہم بستری ترک کر دی جائے، اسی کو قرآن میں 'ھجر فی المضاجع' کہا گیا ہے، ''ہجر'' کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت کو اس کے میکہ پہنچا دیا جائے، یا گھر سے باہر کر دیا جائے؛ بلکہ اپنے گھر اور اپنے کمرہ میں رکھتے ہوئے صرف چند دنوں میاں بیوی کا مخصوص تعلق نہ رکھنا مراد ہے۔ اگر اس سے بھی اصلاح نہ ہو پائے تو اللہ تعالیٰ نے معمولی مار پیٹ کی بھی اجازت دی ہے، گو بیوی پر ہاتھ اٹھانا اچھی بات نہیں ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بہت ہی مذموم عمل قرار دیا ہے (سنن ترمذی، ابواب الرضاع، حدیث نمبر: ١١٦٣) یعنی جسم پر ورم نہ آئے، نشان نہ پڑے، اہانت آمیز انداز نہ ہو؛ اسی لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسواک اور اس جیسی چیز سے معمولی طریقہ پر مار سکتا ہے، (تفسیر قرطبی: ١/٤٣٨) گویا مقصود مارنا نہیں ہے؛ بلکہ احساس دلانا ہے کہ اس کی سرزنش کی گئی ہے — اگر ان تدابیر سے بیوی کے رویہ میں تبدیلی آجائے، تو پھر خواہ مخواہ اس کے پیچھے بھی نہیں پڑ جانا چاہئے۔

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا ۚ

اور اگر تم ڈرو اختلاف سے ان دونوں کے درمیان تو تم مقرر کرو ایک مُنصِف اُس (مرد) کے خاندان سے اور ایک مُنصِف اس (عورت) کے خاندان سے،

اِنۡ يُّرِيۡدَاۤ اِصۡلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيۡنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا خَبِيۡرًا ﴿۳۵﴾

اگر چاہیں گے یہ دونوں (منصف) صلح کروانا تو موافقت پیدا کر دے گا اللہ اُن دونوں کے درمیان، بیشک اللہ ہے خوب جاننے والا بڑا خبردار (۳۵)

وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـًٔـا ‌ۚ وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى

اور تم عبادت کرو اللہ کی اور نہ شریک ٹھہراؤ اُس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ

وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡجَـارِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡجَـارِ الۡجُـنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَـنۡۢبِ

اور یتیموں کے ساتھ اور مسکینوں کے ساتھ اور قرابت داروں کے ساتھ اور اجنبی پڑوسی کے ساتھ اور پاس کے اٹھنے بیٹھنے والوں کے ساتھ

وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ وَمَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ مُخۡتَالًا

اور مسافروں کے ساتھ اور اپنے لونڈی، غلاموں کے ساتھ (جن کے مالک ہوئے تمہارے دائیں ہاتھ) بھی (حُسن سلوک کرو) بیشک اللہ نہیں پسند کرتا اُن لوگوں کو جو ہوں اِترانے والے

فَخُوۡرَا ۙ ﴿۳۶﴾ الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ وَيَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ وَيَكۡتُمُوۡنَ مَاۤ

فخر کرنے والے (۳۶) اور وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بخل کرنے کا اور وہ چھپاتے ہیں اُس کو جو

اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ‌ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ۚ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ

اللہ نے انہیں دیا اپنے فضل سے اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے عذاب رُسوا کرنے والا (۳۷) اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں

اَمۡوَالَهُمۡ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ ؕ وَمَنۡ يَّكُنِ

اپنے مال، لوگوں کو دکھانے کے لئے اور نہیں وہ ایمان لاتے اللہ پر اور نہ آخرت پر اور وہ شخص کہ ہو گیا

الشَّيۡطٰنُ لَهٗ قَرِيۡنًا فَسَآءَ قَرِيۡنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا عَلَيۡهِمۡ لَوۡ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ

شیطان اس کا ساتھی، تو وہ بہت ہی بُرا ساتھی ہے (۳۸) اور کیا نقصان ہوتا اُن کا، اگر وہ ایمان لے آتے اللہ پر اور روز

الۡاٰخِرِ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمۡ عَلِيۡمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظۡلِمُ

آخرت پر اور وہ خرچ کرتے اس (مال) سے جو دیا ہے ان کو اللہ نے اور ہے اللہ ان کو خوب جاننے والا (۳۹) بیشک اللہ نہیں ظلم کرتا

مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ‌ ۚ وَاِنۡ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفۡهَا وَيُؤۡتِ مِنۡ لَّدُنۡهُ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۴۰﴾

ایک ذرہ کے برابر بھی اور اگر ہو کوئی نیکی تو وہ اسے دو گنا کر دے گا اور دے گا اس کو اپنی طرف سے اجر بہت بڑا (۴۰)

فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَۤاءِ شَهِيۡدًا ؕ﴿۴۱﴾

پھر کیا حال ہوگا (ان کا) جب ہم لائیں گے ہر اُمت میں سے ایک گواہ اور ہم لائیں گے آپ کو (اے رسولؐ) اُن پر گواہ (۴۱)

(۳۵): اگر ان تدبیروں سے کام نہ چلے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اب معاملہ اس حد میں پہنچ چکا ہے کہ خود زوجین آپس میں اس کو حل کرنے سے قاصر ہیں، اور خاندان اور سماج کے بزرگوں کی مداخلت ضروری ہو گئی؛ لہٰذا اس آیت میں دونوں خاندان کے بزرگوں کو خطاب ہے کہ اگر اختلاف شدید ہو جائے اور آپس میں نزاع کا حل ہونا دشوار ہو تو دونوں طرف سے ایک ایک سمجھدار اور مخلص حکم متعین ہوں، جو حتی المقدور ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے کی کوشش کریں، اگر وہ نیک نیتی کے ساتھ ایسی کوشش کریں گے تو ضرور اللہ تعالیٰ دونوں میں ہم آہنگی کی صورت پیدا کر دے گا۔

اکثر فقہا کے نزدیک فیصلہ کرنے والے بہ طور خود میاں بیوی میں علاحدگی کا فیصلہ نہیں کر سکتے؛ لیکن مالکیہ کے نزدیک اگر زوجین کے درمیان ایسی نفرت ہو کہ باہم خوشگواری کے ساتھ زندگی بسر کرنا دشوار ہو تو حَکَم ان کے درمیان خُلع کا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ بیوی کی طرف سے واجبات معاف کر دیئے جائیں اور شوہر کی طرف سے طلاق دے دی جائے۔

(۳۶): سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں آیت نمبر 48)

● والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت کی وضاحت اسی بات سے ہو جاتی ہے کہ شرک کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ بوڑھے والدین کی موجودگی میں جب کوئی ان کی خدمت کرنیوالا نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد یا حج کیلئے بھی نکلنے کی اجازت نہیں دی۔

● یتیموں سے حسن سلوک کے سلسلہ میں (دیکھئے آیات 2، 6)

● غلاموں اور لونڈیوں کے بارے میں (مزید تفصیل کیلئے دیکھیں آیت 24)

● جو لوگ اپنے تکبر کی وجہ سے مذکورہ حسن سلوک نہیں کرتے۔ حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا۔“ (مسلم)

(۳۷): مال یا کرنسی کا مقصد باہمی لین دین میں سہولت پیدا کرنا ہے۔ جب کرنسی میں حرکت (Transcactions) ہوتی ہے تو خوشحالی پیدا ہوتی ہے۔ جب کچھ احمق کرنسی کو اپنے یہاں روک لیں تو سوسائٹی میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ حقیقت میں وہ احمق ہے جو بخل سے کام لیتا ہے۔ مال کو روک کر مال سے خدمت لینے کے بجائے اسکی خدمت کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ لوگ عملاً اللہ کی نعمت کا کفران کرتے ہیں۔

(۴۱): یعنی ہر اُمت پر ان کے نبی بہ طور گواہ پیش ہوں گے، اور ان پیغمبروں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہ بنائے جائیں گے، پھر مجرمین کی بابت سزا کا فیصلہ ہوگا، گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری گواہ کی حیثیت سے پیش کیا جائے گا، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی اور اس اُمت کے بعد کوئی اور اُمت کا وجود متوقع ہوتا تو ضروری تھا کہ قرآن میں اس کا بھی ذکر کیا جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمت کے اعمال پر گواہی دینا اس بنیاد پر ہوگا کہ اُمت کے اعمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کئے جائیں گے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صرف اللہ کی صفت ہے، فقہا نے بھی اس صفت میں اللہ کے ساتھ رسول کے شریک کرنے کو شرک قرار دیا ہے۔ (خلاصۃ الفتاوی: ۴/۱۵)

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ

اس دن آرزو کریں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اُنہوں نے نافرمانی کی رسول کی، اے کاش! (زمین میں سما جائیں) برابر کر دی جائے اُن پر زمین

وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۟﴿۴۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ ع ۶ ۹ ۳

اور نہ وہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات﴿۴۲﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ تم قریب جاؤ نماز کے، اس حال میں کہ تم

سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى

نشہ میں ہو، یہاں تک کہ (نشہ اُتر جائے) تمہیں علم ہو کہ کیا تم کہہ رہے ہو؟ اور نہ جنابت کی حالت میں (قریب جاؤ نماز کے) مگر یہ کہ تم راستے سے گزر رہے ہو، یہاں تک کہ

تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ

تم غسل کر لو اور اگر ہو تم بیمار، یا سفر پر یا آ جائے تم میں سے کوئی

مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

رفع حاجت کر کے یا تم نے صحبت کی ہو عورتوں سے، پھر نہ پاؤ تم پانی، تو تیمم کر لو پاک مٹی سے،

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ

پھر تم مسح کرو اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا، بیشک اللہ ہے بہت معاف کرنے والا بڑا بخشنے والا﴿۴۳﴾ کیا نہیں آپ نے دیکھا؟

اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ

اُن لوگوں کی طرف جو دیے گئے کچھ حصہ کتاب کا، وہ خریدتے ہیں گمراہی کو اور وہ چاہتے ہیں، یہ کہ

تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

تم گمراہ ہو جاؤ راستے سے﴿۴۴﴾ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور کافی ہے اللہ دوست اور کافی ہے اللہ مددگار﴿۴۵﴾

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا

کچھ اُن لوگوں میں سے، جو یہودی ہوئے، بدل دیتے ہیں الفاظ (باتوں) کو، اُن کی جگہوں سے اور کہتے ہیں: سمعنا و عصینا ہم نے سنا اور ہم نے نہ مانا

وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ

اور اِسمع غیر مُسمع ہماری سُن (تم اس قابل) نہیں کہ سنوایا جائے اور (کہتے ہیں) راعنا کو راعِیْنَا (یعنی ہمارا گڈریا یعنی چرواہا) مروڑ کر اپنی زبانیں طعن کرنے کیلئے دین حق پر

وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

اور اگر وہ یوں کہتے سَمِعْنَا و اطعنا: ہم نے سنا اور مان لیا اور اسمع وانظر نا: سُنیے اور ہماری طرف نظر کیجئے، تو یہ ہوتا بہتر اُن کے حق میں

وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

اور زیادہ درست بھی، لیکن دُور کر دیا ہے اپنی رحمت سے اُن کو اللہ نے، اُن کے کفر کی وجہ سے، سو وہ نہیں ایمان لاتے مگر بہت کم﴿۴۶﴾

﴿۴۲﴾: یعنی اس دن اللہ کے حکم سے انسان کے جسم کا ایک ایک عضو گواہی دے گا۔

﴿۴۳﴾: یعنی نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے، دراصل یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب شراب حرام نہیں ہوئی تھی، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو مدعو کیا؛ چونکہ شراب حلال تھی، اس لئے مئے نوشی کا بھی انتظام تھا، لوگ کھا پی کر فارغ ہوئے تو مغرب کا وقت ہو گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے آگے بڑھا دیا گیا، انھوں نے نماز میں 'قل یا ایھا الکفرون' کی تلاوت کی اور ایسی غلطی کر دی کہ معنی بالکل ہی بدل گیا، اسی موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی، (سنن ابی داؤد، باب تحریم الخمر، حدیث نمبر:۳۶۷۱) اس وقت تک صرف نماز کے وقت شراب کی ممانعت تھی، بعد میں سورۂ مائدہ کی آیت نمبر:۹۰ نازل ہوئی، جس کے بعد مکمل طور پر شراب حرام کر دی گئی، اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کسی اور وجہ سے مثلاً نیند وغیرہ کے سبب ایسی صورت ہو جائے کہ آدمی کو اپنی زبان پر قابو نہ رہے، تو اس حالت میں بھی نماز پڑھنے سے گریز کرنا چاہئے۔

● یعنی جب آدمی کو غسل کی ضرورت ہو تو جب تک غسل نہ کر لے نماز نہ پڑھے؛ البتہ اس سے مسافر کو مستثنیٰ کیا گیا ہے کہ اگر مسافر کو پانی میسر نہ ہو تو اس پر غسل ضروری نہیں، تیمم کافی ہے۔

تیمّم پاک زمین پر کیا جائے گا، زمین (ارض) میں وہ تمام اجزاء شامل ہیں، جو سطح زمین پر پائی جاتی ہیں، جیسے مٹی، پتھر، ریت وغیرہ فقہاء نے اس کی علامت یہ بتائی ہے کہ اگر اسے جلایا جائے تو نہ راکھ ہو جائے، جیسے لکڑی، اور نہ پگھل جائے، جیسے سونا اور لوہا، (بدائع الصنائع:۱/۱۸۱)

تیمّم میں چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا جائے گا، چہرے سے پیشانی کی جڑ سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک کا حصہ مراد ہے، اور ہاتھوں سے کہنیوں سمیت ہاتھوں کا مسح مقصود ہے، (بدائع الصنائع: ۱/۱۶۸) چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک ضرب چہرہ کے لئے لگائی جائے گی اور ایک ضرب کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کے لئے، (مستدرک حاکم:۱/۱۷۹، دار قطنی:۱/۱۸۰)

﴿۴۶﴾: اس آیت میں یہودیوں کی بعض بری حرکتوں کا ذکر ہے، کہ جب آپ کوئی بات فرماتے تو کہتے "سمعنا و عصینا" یعنی ہم نے آپ کی بات قبول کی اور آپ کے مخالفین کا قول نہیں مانا؛ لیکن مراد لیتے کہ ہم نے آپ کی بات سنی مگر نہ مانی، اسی طرح آپ سے کہتے "اِسمع غیر مسمع" اس کے لغوی معنی ہیں کہ آپ سنیں؛ لیکن آپ کو سنایا نہ جائے، عربی زبان میں یہ دُعائیہ لفظ تھا، جس کا معنی یہ ہوتا تھا کہ اچھی خبر سنیں، کوئی بری خبر آپ کو سنائی نہ جائے؛ لیکن یہود اس لفظ سے خراب معنی مراد لیتے، کہ آپ کو کوئی اچھی بات سنائی نہ دے، اسی طرح آپ کو اپنی طرف مخاطب کرنے کے لئے "راعنا" کہتے، "راعنا" کے اصل معنیٰ ہیں: ہمارا خیال کیجئے؛ لیکن اگر 'ع' کو ذرا کھینچ کر کہا جائے، تو یہ یہودیوں کے یہاں ایک گستاخ لفظ سمجھا جاتا تھا اور خود عربوں میں اس کے معنیٰ "اے ہمارے چرواہے!" کے ہوتے تھے، گویا یہ تحقیر آمیز لفظ بن جاتا تھا۔

● یعنی بظاہر الفاظ اچھے ہیں، لیکن معنی غلط مراد لیتے ہیں اور اس سے ان کا مقصود دین پر اعتراض کرنا ہے کہ پیغمبر اسلام نبی برحق ہوتے تو ضرور ہماری ان حرکتوں سے باخبر ہو جاتے۔

● بلکہ "سمعنا و عصینا" کی جگہ "سمعنا و اطعنا" (ہم نے سنا اور مانا)، "اِسمع غیر مسمع" کی جگہ صرف "اِسمع" (سنئے) اور "راعنا" کی بجائے، "انظرنا" (ہماری رعایت فرمائیے) کہنا بہتر ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دوسری قوم میں اگر ایسے الفاظ استعمال کریں، جن کے گو یا درست معنی بھی ہوں؛ لیکن وہ اسے کسی غیر اسلامی فکر کی ترجمانی کے لئے بھی کہا کرتے ہوں، تو ایسے الفاظ کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ

اے لوگو جنہیں دی گئی ہے کتاب، تم ایمان لاؤ اُس پر جو ہم نے نازل کیا ہے، وہ تصدیق کرنے والا ہے، اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے اس سے

قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ

پہلے، کہ ہم مٹا دیں چہروں کو اور پھیر دیں اُن کو ان کی پیٹھوں پر یا لعنت کریں ہم اُن پر جیسے ہم نے لعنت کی

اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿٤٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ

سَبت (سنیچر) والوں پر اور ہے حکم اللہ کا (نافذ) کیا ہوا﴿۴۷﴾ بیشک اللہ نہیں بخشے گا، یہ کہ شرک کیا جائے

بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى

اُس کے ساتھ اور وہ معاف کر دے گا جو اس (شرک) کے علاوہ ہے، جس کے لئے چاہے گا اور جو کوئی شریک ٹھہرائے اللہ کے ساتھ، تو یقیناً اس نے گڑھا

اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿٤٨﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ

گناہ بہت بڑا﴿۴۸﴾ کیا نہیں آپ نے دیکھا ان لوگوں کی طرف جو پاک کہتے ہیں اپنے آپ کو، بلکہ اللہ ہی پاک کرتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٤٩﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ

جس کو چاہتا ہے اور نہیں وہ ظلم کئے جائیں گے دھاگے کے برابر بھی﴿۴۹﴾ دیکھئے! کیسے وہ گڑھتے ہیں اللہ پر جھوٹ

وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٠﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

اور کافی ہے یہ گناہ کھلا ہوا﴿۵۰﴾ کیا نہیں آپ نے دیکھا؟ اُن لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا ہے کچھ حصہ کتاب سے،

يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى

وہ ایمان رکھتے ہیں جادوٹو نے اور شیطانی قوّتوں پر اور کہتے ہیں اُن لوگوں کے بارے میں جنہوں نے انکار کیا (محمدؐ کا)، یہی لوگ زیادہ ہدایت والے ہیں،

مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥١﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ

ان کی بنسبت جو ایمان لائے راستے کے اعتبار سے﴿۵۱﴾ یہی ہیں وہ لوگ کہ لعنت کی ہے اُن پر اللہ نے اور جس پر لعنت کرے اللہ

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿٥٢﴾ ط اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ

تو ہرگز نہیں پائیں گے اُس کے لئے کوئی مددگار﴿۵۲﴾ کیا اُن کے لئے کوئی حصہ ہے (اللہ کی) بادشاہی میں؟ تب تو نہیں وہ دیں گے

النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿٥٣﴾ لا اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

انسانوں کو تِل برابر بھی﴿۵۳﴾ یا پھر یہ حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس پر، جو عطا کیا ہے اُن کو اللہ نے اپنے فضل سے،

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿٥٤﴾

سو یقیناً ہم نے دی آل ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت اور ہم نے دی ان کو بادشاہی بہت بڑی﴿۵۴﴾

ع ۸ ۴

﴿۴۷﴾: اصحاب السبت کے بارے میں تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الاعراف: ۱۶۲۔۱۶۷)

﴿۴۸﴾: ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ ”اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم خسارہ پانیوالوں میں سے ہو جاؤ گے۔“ (الزمر ۳۹:۶۵)

اور فرمایا اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ”جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی اور اسکا ٹھکانہ جہنم ہے۔“ (المائدہ ۵:۷۲)

ابی درداء سے روایت ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ (لا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ) ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا خواہ تمہیں کاٹ دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ (إِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ) دم، تعویز اور کوندے شرک ہیں۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ”میں اپنے حصہ داروں کی نسبت اپنا حصہ لینے سے بے نیاز ہوں جس شخص نے ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ غیر کو شریک بنایا تو میں اس صاحب عمل کو اور اس عمل، دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں“۔ (مسلم)

﴿۴۹﴾: یہود کبھی خود کو اللہ کا چہیتا کہتے کہ ہمیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا مگر صرف چند دن کیلئے

حضرت ابی بکرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”اگر کسی کی تعریف کرنا ضروری ہو تو اس طرح کہا جائے کہ میں فلاں کے بارے میں ایسا گمان کرتا ہوں“۔ (بخاری و مسلم)

● کھجور کی گٹھلی کے درمیان والے دھاگہ کو فتیل کہا جاتا ہے۔ یعنی انتہائی معمولی اور حقیر چیز۔

﴿۵۱﴾: یہودیوں نے کتاب اللہ یعنی توراۃ کا ایک حصہ ضائع کر دیا تھا۔

● خرافات واوہام کو جِبت کہتے ہیں۔ ہر باطل قوت جس کی اطاعت پر لوگ مجبور ہوں طاغوت کہلاتی ہے۔

● جب یہود سے مشرکین مکہ نے پوچھا کہ ہم اچھے ہیں یا مسلمان تو کہنے لگے کہ تم ان سے اچھے ہو۔ (سورہ نساء، آیت نمبر ۵۱)

﴿۵۳﴾: یعنی بخیل اتنے ہیں کہ کسی کو کچھ نہ دیں۔ نقیر گٹھلی کے اوپر والے حصے کو کہتے ہیں۔ (سورہ نساء، آیت نمبر ۵۳)

﴿۵۴﴾: یہود کو حسد تھا کہ قیادت وسیادت کی ذمہ داری آل اسمٰعیل کو مل رہی ہے اور اسی حسد کی بنا پر حق کو جانتے بوجھتے جھٹلاتے تھے۔ (سورہ نساء، آیت نمبر ۵۴)

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
چنانچہ بعض اُن میں سے وہ ہیں جو ایمان لائے اُن پر اور بعض اُن میں سے وہ ہیں جو رُک رہے اُن سے اور کافی ہے جہنم دہکتی ہوئی﴿۵۵﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ
کفر کیا ہماری آیات کا، عنقریب ہم انہیں داخل کریں گے آگ میں، جب بھی جل جائیں گی اُن کی کھالیں تو ہم بدل دیں گے
جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ
ان کی کھالیں ان کے علاوہ، تاکہ وہ چکھیں عذاب، یقیناً اللہ ہے زبردست، بڑی حکمت والا﴿۵۶﴾ اور وہ لوگ جو
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
ایمان لائے! اور انہوں نے عمل کئے نیک عنقریب ہم انہیں داخل کریں گے ایسے باغات میں کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے سے نہریں،
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ
وہ ہمیشہ رہیں گے اُن میں ہمیشہ ہمیش، اُن کے لئے اُن میں بیویاں ہیں پاک صاف اور ہم انہیں داخل کریں گے، سائے بہت گھنے میں﴿۵۷﴾ بیشک اللہ
يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا
حکم دیتا ہے کہ تم ادا کرو امانتیں اُن کے اہل کو اور جب تم فیصلہ کرو انسانوں کے درمیان تو فیصلہ کرو
بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
عدل کے ساتھ، بیشک اللہ بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو، بیشک اللہ ہے خوب سننے والا خوب دیکھنے والا﴿۵۸﴾ اے ایمان والو!
اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ
تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور صاحب اقتدار کی، جو تم میں سے ہوں، پھر اگر تم باہم اختلاف کرو
فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ
کسی معاملہ میں، تو لوٹا دو اُسے (فیصلے کے لئے) اللہ اور رسول کی طرف اگر ہو تم ایمان رکھتے، اللہ پر اور روز آخرت پر،
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ (ع ۸ ۹ ۵)
یہی بہتر اور بہت اچھا ہے انجام کے اعتبار سے﴿۵۹﴾ کیا نہیں آپ نے دیکھا؟ اُن لوگوں کی طرف، جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں اُس پر جو
اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ
نازل کیا گیا ہے آپ پر اور اُس پر بھی، جو نازل کیا گیا ہے آپ سے پہلے، وہ چاہتے ہیں یہ کہ فیصلہ لے جائیں طاغوت (شیطانوں) کی طرف،
وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾
حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ انکار کریں اس (طاغوت) کا اور چاہتا ہے شیطان یہی کہ لے جائے بھٹکا کر انہیں گمراہی میں بہت دور﴿۶۰﴾

﴿۵۵﴾: اس آیت کی تفسیر کئی طرح سے کی گئی ہے۔
(ا) یہ یہود تو آل ابراہیم کے سب نبیوں پر بھی ایمان نہ لائے۔ جو کہ انکی نسل کے نبی تھے تو پھر اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو تعجب کی کیا بات ہے؟
(ب) آل ابراہیم کے کچھ لوگ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں یعنی آل اسماعیل۔
(ج) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ یہود ایمان لاتے ہیں اور کچھ انکار کرتے ہیں۔

﴿۵۶﴾: تاکہ انکے عذاب میں کمی کے بجائے اضافہ ہوتا رہے۔ جلی ہوئی کھال پر نسبتاً کم تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

﴿۵۷﴾: سہیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کا سایہ اتنا بڑا ہے کہ ایک تیز گھوڑ اسوار سال میں بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔
(بخاری ومسلم)

﴿۵۸﴾: بیت اللہ کی چابھی عرصہ دراز سے حضرت عثمان ابن طلحہ رضی اللہ عنہ کے خاندان میں تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چابھی لوٹائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔ تاہم یہ آیت حکم کے اعتبار سے عام ہے۔ جس کی امانت ہو اسے واپس کر دو اور خیانت نہ کرو۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ذمہ دارانہ مناصب ان کے اہل لوگوں کے حوالے کرو۔ امانت کا تیسرا مطلب حقوق میں ذمہ داری ہے یعنی تمہارے ذمہ حقوق ہیں وہ ذمہ داری سے بجا لاؤ۔ یہ حکومت کے استحکام کی پہلی بنیاد ہے۔

﴿۵۹﴾: اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت غیر مشروط ہوگی۔ کیوں؟ اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے نبی کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اوامر نواہی معلوم کرنے کا کوئی اور ذریعہ ہی نہیں۔
فرمان باری تعالیٰ ہے۔
''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔'' (النساء ۴:۸۰)

● تیسری اطاعت اولی الامر یعنی ان احکام کی ہے جو مسلمان ہوں اور کسی ذمہ دارانہ منصب پر فائز ہوں یا انتظامیہ سے تعلق رکھتے ہوں یا عدلیہ سے یا علماء مجتہدین سے ان کی اطاعت صرف اس صورت میں ہوگی جبکہ وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے خلاف نہ ہو۔

● اگر حاکم اور رعایا کے درمیان آپس میں ہی کوئی تنازع پیدا ہو جائے تو اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب لوٹایا جائے یعنی انکی حیثیت حَکَم کی ہوگی۔ اس آیت سے تقلید جامد کی نفی ثابت ہوتی ہے۔

● ایمان باللہ اور بالآخرت کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہئے کہ تم بیان کردہ ان اصولوں میں کوتاہی نہ کرو ورنہ تمہارا یہ ایمان کامل نہ ہوگا۔

﴿۶۰﴾: ہر ایسی قوت جو اللہ کے مقابلے میں اپنا حکم لوگوں پر مسلط کرنا چاہے طاغوت ہے۔

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوۡلِ رَاَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ

اور جب کہا جاتا ہے اُن سے، کہ آؤ اُس کی طرف جسے نازل کیا ہے اللہ نے اور رسول کی طرف، تو دیکھیں گے آپ اُن منافقوں کو کہ

يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا ۚ‏ ﴿٦١﴾ فَكَيۡفَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتۡ

وہ روکتے ہیں آپ سے بڑی سختی کے ساتھ (اعراض کرتے ہوئے) ﴿٦١﴾ پھر کیا حال ہوتا ہے؟ جب انہیں پہنچتی ہے کوئی مصیبت بسبب اس کے جو کیا ہوتا ہے

اَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ جَآءُوۡكَ يَحۡلِفُوۡنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡسَانًا وَّتَوۡفِيۡقًا ﴿٦٢﴾

اُن کے اپنے ہاتھوں نے، پھر آتے ہیں تمہارے پاس قسمیں کھاتے ہوئے اللہ کی، کہ نہیں تھا ہمارا ارادہ مگر بھلائی اور موافقت کا ﴿٦٢﴾

اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُ اللّٰهُ مَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ۗ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَعِظۡهُمۡ

یہ وہ لوگ ہیں کہ جانتا ہے اللہ اُس کو جو ہے اُن کے دلوں میں، سو آپ اعراض کریں اُن سے اور نصیحت کریں انہیں

وَقُلۡ لَّهُمۡ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَوۡلًاۢ بَلِيۡغًا ﴿٦٣﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ

اور کہیں اُن سے اُن کے دلوں میں ایسی بات (جو)، پہنچ جائے (اندر تک) ﴿٦٣﴾ اور نہیں ہم نے بھیجا کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے

بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ؕ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذْ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ

اللہ کے حکم سے اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنی جانوں پر، تو آ جاتے آپ کے پاس، پھر وہ معافی مانگتے اللہ سے

وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا

اور معافی مانگتے ان کے لئے رسول بھی، تو یقیناً وہ پاتے اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ﴿٦٤﴾ سو قسم ہے آپ کے رب کی (اے محمدؐ) نہیں

يُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوۡكَ فِيۡمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ

وہ مومن ہو سکتے، یہاں تک کہ وہ آپ کو حاکم مانیں، اُس چیز میں کہ اختلاف ہو جائے اُن کے درمیان، پھر نہ وہ پائیں گے اپنے دلوں میں

حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوۡ اَنَّا كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ اَنِ اقۡتُلُوۡۤا

کوئی تنگی اس سے جو آپ فیصلہ کر دیں اور وہ تسلیم کر لیں اُسے جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے ﴿٦٥﴾ اور اگر بیشک ہم فرض کر دیتے ان پر یہ کہ تم قتل کرو

اَنۡفُسَكُمۡ اَوِ اخۡرُجُوۡا مِنۡ دِيَارِكُمۡ مَّا فَعَلُوۡهُ اِلَّا قَلِيۡلٌ مِّنۡهُمۡ‌ؕ

اپنی جانوں کو یا تم نکلو اپنے گھروں سے، تو نہ وہ کرتے یہ کام، مگر تھوڑے ان میں سے

وَلَوۡ اَنَّهُمۡ فَعَلُوۡا مَا يُوۡعَظُوۡنَ بِهٖ لَـكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ وَاَشَدَّ تَثۡبِيۡتًا ۙ‏ ﴿٦٦﴾

اور اگر بلاشبہ وہ کر لیتے وہ (کام) کہ (جس کی) نصیحت کی جاتی انہیں، تو ہوتا زیادہ بہتر اُن کے لئے اور زیادہ ثابت قدمی کا ذریعہ ﴿٦٦﴾

وَّاِذًا لَّاٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنۡ لَّدُنَّاۤ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ۙ‏ ﴿٦٧﴾ وَّلَهَدَيۡنٰهُمۡ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا‏ ﴿٦٨﴾

اور تب ضرور ہم دیتے اپنی طرف سے اجر عظیم ﴿٦٧﴾ اور ہم انہیں ضرور ہدایت دیتے سیدھے راستے کی ﴿٦٨﴾

﴿٦١﴾: اگر مفاد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدالت میں نظر نہ آیا تو یہود سرداران قریش کے پاس مقدمات لے جانا چاہتے جبکہ مومنین صادقین کا حال تو یہی ہوتا ہے۔

"مومنوں کی تو بات ہی یہ ہوتی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔" (النور ٢٤:٥١)

﴿٦٢﴾: یعنی اپنی خباثت کے نتیجے میں مشکلات میں پھنستے ہیں تو صفائیاں پیش کرنے لگتے ہیں کہ ہمارا ارادہ صرف صلح صفائی کا تھا۔

﴿٦٣﴾: انہیں دل نشین انداز میں وعظ و نصیحت کیجئے۔

﴿٦٤﴾: رسول تو بھیجا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اسے دل و جان سے حَکَم و فیصل بنایا جائے اور اس کی اطاعت کی جائے۔

● بعض لوگ اس آیت سے یہ مفہوم نکالتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغفار کرائی جا سکتی ہے۔ یہ عقیدہ توحید کی بنیاد کے خلاف ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ مفہوم لیا جا سکتا ہے کہ کسی زندہ نیک یا اللہ والے سے دعا کروائی جا سکتی ہے۔

﴿٦٥﴾: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (میرے باپ) اور ایک انصاری میں حرہ میں واقع پانی کی نالی پر جھگڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تم اپنے درختوں کو پانی پلا لو پھر اسے اپنے ہمسائے کے باغ میں جانے دو۔ یہ سن کر انصاری کہنے لگا اس لئے کہ (حضرت) زبیر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا زبیر اپنے کھیت کو پانی پلاؤ اور جب تک پانی منڈیروں تک نہ پہنچ جائے اس کیلئے پانی نہ چھوڑو۔ (بخاری)

یعنی جب انصاری نے آپ کو غصہ دلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصاف والا حکم جاری فرمایا جبکہ آپ کے پہلے حکم میں دونوں کی رعایت ملحوظ تھی۔

﴿٦٦﴾: ایسے منافقین جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں اگر کسی بنا پہ ہم ان پر باہمی قتل واجب کر دیتے جیسا کہ بچھڑے کی عبادت کرنیوالوں کے لئے کیا گیا یا انہیں جلاوطنی کا کہتے تو انہیں ایسی قربانیاں دینی پڑتیں جبکہ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ سہل حکم بھی بخوشی قبول نہیں کرتے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

اور جو کوئی اطاعت کرے اللہ کی اور رسولؐ کی تو یہی ہیں جو ساتھ ہوں گے اُن لوگوں کے، کہ انعام کیا ہے اللہ نے اُن پر، انبیاء

وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾

اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں سے اور اچھے ہیں یہ لوگ بطور رفیق کے۞

ع ۹ ۱۱ ٦

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا

یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور کافی ہے اللہ جاننے والا۞ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم لے لو

حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿٧١﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ

اپنے بچاؤ کا سامان (ہتھیار) پھر تم نکلو الگ الگ دستوں کی صورت میں یا تم نکلو سب اکٹھے اکٹھے۞ اور بیشک تم میں سے کچھ ایسے ہیں، جو ضرور پیچھے رہ جاتا ہے،

فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ

پھر اگر تمہیں پہنچے کوئی مصیبت تو وہ کہتا ہے، یقیناً اللہ نے انعام کیا مجھ پر، جبکہ نہیں تھا میں ان کے ساتھ

شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ

حاضر (لڑائی میں)۞ اور اگر تمہیں پہنچے فضل اللہ کا، تو وہ ضرور کہے گا، گو یا کہ نہ تھی تمہارے درمیان

وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ

اور اس کے درمیان کوئی دوستی، کاش کہ میں ہوتا ان کے ساتھ، تو حاصل کر لیتا میں کامیابی بہت بڑی۞ چنانچہ چاہئے کہ لڑیں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ

اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچتے ہیں دنیاوی زندگی کو آخرت کے بدلے میں اور جو شخص لڑے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ وَمَا

اللہ کے راستے میں، پھر وہ قتل (شہید) کر دیا جائے یا غالب آ جائے تو عنقریب ہم اُس کو دیں گے اجر بہت بڑا۞ اور کیا ہوا ہے

لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

تم کو! کہ نہیں تم لڑتے (جنگ کرتے) اللہ کے راستے میں اور (ان لوگوں کے لئے) جو کمزور ہیں مَردوں میں سے اور عورتوں میں سے

وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ

اور بچوں میں سے، وہ جو کہتے ہیں کہ، اے ہمارے رب! ہمیں نکال اس بستی سے کہ ظالم ہیں،

اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾

اِس کے رہنے والے، اور کر دے ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حمایتی، اور کر دے ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی مددگار۞

(٦٩): اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے یہ ثمرات ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول آپ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہیں اور میری اولاد سے زیادہ عزیز ہیں۔ میں جب اپنے گھر میں ہوتا ہوں تو صبر نہیں آتا حتیٰ کہ آپ کو آکر دیکھ لیتا ہوں اور جب مجھے اپنی اور آپ ﷺ کی موت یاد آتی ہے تو سمجھتا ہوں کہ آپ جنت کے اعلیٰ مراتب میں نبیوں کے ساتھ ہوں گے اور میں جب جنت میں داخل ہو جاؤں گا تو آپ کو دیکھ نہ سکوں گا۔ آپ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا حتیٰ کہ جبرائیلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ (طبرانی)

اس آیت سے صحابہ اتنے خوش ہوئے جتنے کسی اور چیز سے خوش نہ ہوئے ہونگے۔

(٧١): جنگ اُحد میں جبکہ ابوسفیان نے اپنی فتح کا اعلان کر رکھا تھا اردگرد کے قبائل کے مسلمانوں کے خلاف حوصلے بڑھ گئے تھے۔ مدینہ کے حدود سے باہر مسلمانوں کا جان و مال محفوظ نہ تھا تو انہیں ہدایت دی گئی کہ محتاط و چاک و چوبند رہو۔ سامان دفاع ساتھ ہو اور ایک دو لوگ ہی باہر نکلیں۔

(٧٢): یہ منافقین کا کردار ہے جو جہاد سے روکتے ہیں۔

(٧٣): گویا کہ اجنبی ہوں اور مسلمانوں سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

(٧٤): یعنی ہر لحاظ سے فائدہ میں ہیں۔ شہید ہو جائیں یا فتح و نصرت کے ساتھ واپس آئیں۔ حضرت عبد اللہ ابن ابی اوفی روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

● ''خوب جان لو جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔'' (بخاری)

سہیل ابن سعد کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

● ''اللہ کی راہ میں ایک صبح یا شام نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔'' (بخاری)

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''جو شخص اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ کے راستے میں نہ جنگ کی اور نہ ہی کبھی اسکا خیال گزرا ہو تو اسکی موت نفاق کی ایک شاخ پر ہوگی۔'' (مسلم)

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔'' (بخاری و مسلم)

(٧٥): اس آیت میں ان کمزور مسلمانوں، بیواؤں اور بچوں کی طرف اشارہ ہے جو مکہ یا بعض قبائل میں آباد تھے اور اسلام قبول کر چکے تھے۔ ہجرت کی قدرت نہ رکھتے تھے۔ اس آیت میں ایسے مظلوم مسلمانوں کی مدد کیلئے جہاد کی ترغیب دی گئی ہے۔

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔ رسول اللہ ﷺ ایسے لوگوں کے حق میں صلوٰۃ میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دعا فرماتے کہ ''یا اللہ ولید بن ولید' سلمہ بن ہشام' عباس ابن ربیعہ اور دوسرے ناتواں مسلمانوں کو جو مکہ میں ہیں کافروں کی قید سے چھڑا دے۔ یا اللہ حضر کے کافروں پر سخت مؤاخذہ فرما اور ان پر ایسا قحط بھیج جیسا یوسفؑ کے زمانہ میں پڑا تھا''۔ (بخاری)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ

وہ لوگ جو ایمان لائے! وہ لڑتے (جنگ کرتے) ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں وہ لڑتے ہیں

فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ

راہ میں شیطان کی، چنانچہ تم جنگ کرو شیطان کے ساتھیوں سے، بیشک چال شیطان کی ہے

ع ۱۰ ۶ ۷

ضَعِيْفًا ۧ ۝٧٦ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

نہایت کمزور۝٧٦ کیا نہیں آپ نے دیکھا؟ اُن لوگوں کی طرف، کہ کہا گیا تھا جن سے کہ تم روکے رکھو اپنے ہاتھ اور تم قائم کرو نماز

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ

اور تم دو زکوٰۃ پھر جب فرض کر دیا گیا ان پر لڑنا (جنگ کرنا) تو ایک فریق ان میں سے ایسا ڈرتا تھا انسانوں سے

كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ

جیسے ڈرنا چاہئے اللہ سے یا اس سے بھی زیادہ ڈر اور کہتے ہیں یہ لوگ، اے ہمارے رب! کیوں فرض کیا تو نے ہم پر لڑنا (جہاد) کیوں نہ

اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ

مہلت دی تو نے ہم کو ایک تھوڑی مدت تک، کہہ دیجئے! دنیاوی فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت بہت بہتر ہے، اُن کے لئے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں

وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝٧٧ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ

اور نہیں ظلم کیا جائے گا تم پر دھاگے برابر (ذرہ بھر) بھی۝٧٧ جہاں کہیں بھی ہوگے تم، پا لے گی تمہیں موت، اگرچہ ہو تم

فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

مضبوط قلعوں کے اندر اور اگر تم کو پہنچے کوئی بھلائی تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر پہنچے ان کو

سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ

کوئی برائی (نقصان) تو کہتے ہیں کہ (محمدؐ) یہ تمہاری وجہ سے ہے، کہہ دیجئے! سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے، پھر کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو،

لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝٧٨ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ

کہ نہیں لگتا کہ یہ سمجھیں گے کوئی بات۝٧٨ جو پہنچتی ہے تم کو کوئی بھلائی تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور جو پہنچتی ہے تم کو

مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝٧٩

کسی قسم کی برائی تو تمہارے نفس کی طرف سے ہے اور ہم نے بھیجا ہے آپؐ کو انسانوں کے لئے رسول بنا کر اور کافی ہے اللہ (اس کے لئے) گواہ۝٧٩

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝٨٠ ۭ

جس نے اطاعت کی رسول کی، تو یقیناً اُس نے اطاعت کی اللہ کی اور جس نے رُوگردانی کی تو نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اُن پر نگہبان۝٨٠

٧٦: دنیا میں لڑنے کی ضرورت تو ہر ایک کو پیش آتی ہے چاہے کوئی مسلمان ہو یا کافر مگر مقصد میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ شیطانی قومیں طاغوت کیلئے ظلم و فسادات کیلئے لڑتی ہیں جبکہ اللہ کے سپاہی ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں۔

٧٧: مکہ کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کو جنگ کی اجازت نہیں دی گئی تھی بلکہ انہیں حکم تھا کہ صبر اور استقامت سے مصائب برداشت کرتے جائیں۔ صلوٰۃ قائم کر کے اور زکوٰۃ ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلقات مضبوط بنیادوں پر قائم کر لیں۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم مشرک تھے تو عزت والے تھے پھر جب ایمان لائے تو ذلیل ہو گئے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (ابھی) مجھے درگزر کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا جنگ نہ کرو پھر جب اللہ نے ہمیں مدینہ منتقل کر دیا تو ہمیں جنگ کا حکم دیا گیا اور بعض لوگ جنگ سے رک گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (نسائی)

● اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ یہ لوگ منافق تھے بلکہ پورے مومن ہونے کے باوجود ہر ایک کی استعداد ایک جیسی نہیں ہوتی۔ کوئی کسی کام کیلئے موزوں ہوتا ہے اور کوئی دوسرے کام کیلئے لہٰذا جن کمزور دل قسم کے لوگوں نے یہ بات کہی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی ڈھارس بندھائی۔

٧٨: یہی ایک حقیقت ایسی ہے جس کا مسلمان، کافر، منافق، امیر غریب کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ موت تو آ کر رہے گی چاہے اتنے اونچے قلعہ میں چلے جاؤ جہاں کسی انسان کی پہنچ نہ ہو سکے یا اتنے مضبوط قلعہ میں چلے جاؤ جہاں کوئی داخل نہ ہو سکے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (آل عمران ۱۸۵:۳)

● منافقین کے خبث باطل کا اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ ہر اچھائی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب نہ کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ سے منسوب کر دیتے جبکہ ہر برائی یا مصیبت کو رحمت للعالمین کے سر تھوپ دیتے۔ جیسے کہتے ہیں کہ جنگ احد کے موقع پر واضح فتح نہ ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلط تدبیر کا نتیجہ ہے۔ دوسری امتیں بھی اپنے انبیاء کو اس طرح سے تکلیف پہنچاتی رہی ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے۔ ''پھر جب انہیں کوئی بھلائی پہنچتی تو کہتے کہ ہم اسی کے مستحق تھے اور جو کوئی تکلیف پہنچتی تو اسے موسیٰ اور اسکے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے۔'' (الاعراف ۱۳۱:۷)

● حقیقت میں فائدہ ہو یا نقصان سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے یہ مسلمانوں کے عقیدہ کا اہم جزو ہے۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٩٦ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور ان اعمال کو بھی جو تم کرتے ہو۔ (الصافات ۹۶:۳۷)

٨٠: یہ عقیدہ تقدیر کا دوسرا رخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد کچھ اختیار بھی دیا ہے۔ اب دنیا میں جو بھی خرابی آتی ہے اس اختیار کے غلط استعمال سے آتی ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ز فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ط

اور وہ (منافق) کہتے ہیں! ہم فرمانبردار ہیں، پھر جب وہ نکلتے ہیں آپ کے پاس سے، تو راتوں کو مشورہ کرتا ہے ایک گروہ اُن کا، خلاف اُس کے جو آپ کہتے ہیں

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ج فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ

اور اللہ لکھ رہا ہے وہ جو رات کو مشورہ کرتے ہیں سو آپ اعراض کریں ان سے اور آپ بھروسہ کریں اللہ پر اور کافی ہے اللہ

وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ

کارساز۸۱ کیا پھر نہیں وہ غور و فکر کرتے قرآن میں اور اگر کہیں ہوتا غیر اللہ کی طرف سے، تو ضرور پا تے وہ اس میں

اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ط وَلَوْ

اختلاف بہت زیادہ۸۲ اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات، امن کی یا خوف کی، تو وہ مشہور کر دیتے ہیں اس کو اور اگر

رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ط

وہ اسے لوٹاتے رسول کی طرف اور اصحاب اقتدار لوگوں کی طرف اپنے میں سے، تو جان لیتے اس (کی حقیقت) کو وہ لوگ جو تحقیق کرتے ہیں اُس کی اُن میں سے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ

اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی رحمت، تو ضرور تم پیروی کرنے لگ جاتے شیطان کی، مگر تھوڑے۸۳ سو آپ لڑیں (جنگ کریں اے نبیؐ)

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ج لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ج عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ

اللہ کی راہ میں، نہیں آپ ذمہ دار بنائے گئے مگر اپنی ہی ذات کے اور آپ ترغیب دلائیں مومنوں کو بھی، امید ہے کہ اللہ روک دے

بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً

لڑائی ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا اور اللہ بہت سخت ہے لڑائی میں اور بہت سخت ہے سزا دینے میں۸۴ جو کرے گا سفا رش

حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ج وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ

اچھی سفارش (یعنی جائز) تو ہوگا اُس کے لئے حصہ اُس میں سے اور جو کوئی سفارش کرے بری سفارش تو ہوگا اس کے لئے حصہ

مِّنْهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ

اس میں سے اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان۸۵ اور جب دُعا دی جائے تم کو (سلامتی کی) دعا، تو تم بھی دعا دو بہتر

النصف

مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط

اس سے، یا لوٹا دو وہی (دعا) بیشک اللہ ہے ہر چیز کا خوب حساب لینے والا۸۶ اللہ (وہ ذات ہے کہ) نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے،

ع ۱۱ ۱۱ ۸

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾

وہ ضرور جمع کرے گا تم کو قیامت کے دن، کہ نہیں ہے کوئی شک اس میں اور کون ہے زیادہ سچا اللہ سے بات میں۸۷

۸۲: اگر کلام کو بیرونی ذرائع سے چیک کرنے کے ذرائع میسر نہ ہوں۔ یا جس پر نازل ہو رہا ہو خود اس پر بھی اعتماد نہ ہو تو بھی خود قرآن کریم یا کوئی بھی الہامی کتاب اندرونی طور پر چیک ہو سکتی ہے۔ اگر شروع سے آخر تک کتاب میں کوئی اختلاف نہ ہو تو یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کلام اعلیٰ وارفع ذات کا ہے ورنہ انسان کی حالت تو یہ ہے کہ بچپن کے خیالات کی جوانی میں نفی کر رہا ہوتا ہے اور جوانی کے خیالات کی بڑھاپے میں تردید کرتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہر روز اسکے خیالات میں تبدیلی، اضافہ وغیرہ ہوتا رہتا ہے۔

۸۳: غزوۂ اُحد اور غزوۂ خندق کے درمیان کا زمانہ مسلمانوں کی ابتلاء کا زمانہ تھا۔ مدینہ میں ایک قسم کی ہنگامی فضا چھائی ہوئی تھی۔ ان حالات میں اسلام دشمن عناصر خوف و ہراس پھیلانے کیلئے ایسی افواہیں پھیلا دیتے کہ فلاں جگہ پر مسلمانوں کے خلاف بڑا بھاری لشکر جمع ہو گیا ہے یا کسی حقیقی خطرہ کو افواہ کے ذریعے چھپا دیا جاتا ہے۔ اس کام میں صرف یہود اور منافقین ہی نہ حصہ لیتے بلکہ بعض مسلمان بھی ازراہ دلچسپی ایسی افواہیں پھیلانے کا باعث بن جاتے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھیں: الحجرات ۴۹:۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ''کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کر دے''۔ (مسلم)

۸۴: مسلمانوں کو جہاد پر کمربستہ دیکھ کر دشمن کے حوصلے خود ہی پست ہو جائیں گے اور وہ لڑائی سے رک جائیں گے ورنہ خود اللہ ہی ان سے نمٹنے میں بہت سخت ہے۔

۸۵: ربط مضمون کے لحاظ سے مفہوم یہ ہے کہ جو جہاد کی ترغیب دے گا تاہم اس کا حکم بھی عام ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل آتا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ سے فرماتے تم سفارش کرو اس کا تمہیں ثواب ملے گا اور اللہ سے جو چاہتا ہے اپنے نبی کی زبان سے جاری کرا دیتا ہے یا فیصلہ کرا دیتا ہے۔'' (بخاری)

۸۶: سلام و دعا یہاں سلام کہنے کے معنیٰ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام خوب پھیلاؤ''۔ (مسلم)

حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا السلام علیکم تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''دس'' (اس کیلئے دس نیکیاں ہیں) پھر ایک اور آدمی آیا۔ اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''بیس'' پھر ایک اور آدمی آیا۔ اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''تیس''۔ (ترمذی)

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ

پھر کیا ہو گیا ہے تم کو، کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ بن گئے ہو، حالانکہ اللہ نے اوندھا کر دیا ہے اُن کو (گمراہی میں) بسبب ان کی کرتوتوں کے، کیا تم چاہتے ہو،

اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ

یہ کہ تم ہدایت دو ان کو جنہیں گمراہ کیا اللہ نے، اور جسے گمراہ کرے اللہ، تو ہرگز نہیں پائیں گے آپ اس کے لئے کوئی راہ﴿۸۸﴾ وہ لوگ دل سے چاہتے ہیں کہ، کاش کہ

تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى

تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہو گئے ہیں، تاکہ ہو جاؤ تم (اور وہ) برابر، لہٰذا نہ تم بناؤ اُن میں سے کسی کو دوست یہاں تک کہ

يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠

وہ ہجرت کریں اللہ کی راہ میں، پھر اگر وہ پھر جائیں، تو تم ان کو پکڑو اور اُن کو قتل کرو جہاں کہیں تم اُن کو پاؤ

وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ

اور نہ تم انہیں بناؤ، اُن میں سے کسی کو دوست (رازدار) اور نہ مددگار﴿۸۹﴾ سوائے اُن لوگوں کے جو جا ملتے ہیں ایسی قوم سے، کہ تمہارے

وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ

اور اُن کے درمیان (صلح کا) معاہدہ ہے، یا وہ آئیں تمہارے پاس اس حال میں کہ تنگ آ چکے ہوں اُن کے سینے اس بات سے کہ وہ لڑیں (جنگ کریں) تم سے

اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ

یا وہ لڑیں اپنی قوم سے اور اگر چاہتا اللہ تو ضرور انہیں مسلط کر دیتا تم پر، پھر وہ ضرور جنگ کرتے تم سے،

فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ

پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں اور نہ لڑیں تم سے اور وہ پیش کریں تمہارے آگے صلح کی درخواست، تو نہیں بنائی اللہ نے

لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا

تمہارے لئے ان پر کوئی راہ (لڑنے کی)﴿۹۰﴾ عنقریب تم پاؤ گے کچھ اور لوگوں کو، جو چاہتے ہیں کہ وہ امن میں رہیں، تم سے بھی اور امن میں رہیں

قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ

اپنی قوم سے بھی، جب بھی وہ لوٹائے جاتے ہیں فتنے کی طرف، تو اوندھے منہ جا پڑتے ہیں اس میں، پس اگر نہ وہ کنارہ کش رہیں تم سے

وَيُلْقُوْۤا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

اور (نہ) پیش کریں تمہارے آگے صلح کی درخواست اور (نہ) روکیں تم سے اپنے ہاتھ (جنگ سے) تو تم پکڑو انہیں اور قتل کرو اُن کو جہاں کہیں

ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ ع ۱۲/۹

پاؤ تم انہیں (اگرچہ حرم ہی میں کیوں نہ ہوں) اور یہی وہ لوگ ہیں کہ دیا ہے ہم نے تم کو اُن پر کھلا اختیار﴿۹۱﴾

﴿۸۸﴾: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُحد کی جانب نکلے تو کچھ لوگ (منافقین) آپ کو چھوڑ کر مدینہ واپس آ گئے۔ ان واپس ہونے والوں کے بارے میں صحابہ کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک کہتا ہے کہ ہم ان سے (بھی) لڑائی کریں گے۔ اور دوسرا کہتا کہ لڑائی نہ کریں گے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی''۔ (بخاری) یعنی یہ واجب القتل ہیں۔

● مسلسل ہٹ دھرمی اور حق کی مخالفت کے پاداش میں ان کے دلوں پر مہر ہے۔

﴿۸۹﴾: منافقین کا ایک گروہ وہ بھی تھا جو کہ مدینہ کے اردگرد پھیلے ہوئے قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ مسلمانوں سے خیر خواہی اور محبت کا اظہار بھی کرتے۔ ان کیلئے یہ معیار مقرر کیا گیا کہ اگر وہ ہجرت کر کے مدینہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ جائیں تو انہیں اپنا دینی بھائی سمجھو اور اگر وہ قدرت رکھنے کے باوجود یہ قربانی نہ دیں تو ان کا ہرگز اعتبار نہ کرو اور اگر ایسے لوگ کافروں کے ساتھ تمہارے خلاف صف بستہ ہو جائیں تو انہیں قتل کرنے سے ہرگز دریغ نہ کرو۔

﴿۹۰﴾: اسی حکم سے وہ منافق مستثنیٰ ہیں جو کہ کسی معاہدہ امن میں آ چکے ہوں جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں نے کفار مکہ سے معاہدہ کیا تھا اور اسکے علاوہ وہ منافق جو کسی جانب سے بھی لڑائی میں حصہ نہیں لینا چاہتے نہ اپنی قوم کے خلاف تمہارے ساتھ یا تمہارے خلاف اپنی قوم کے ساتھ۔

● ایسے منافقوں سے لڑائی خطرناک بھی ہو سکتی ہے یعنی اگر تم ان سے لڑو حالانکہ وہ لڑائی سے کنارہ کش تھے تو وہ بھی باقاعدہ اپنی قوم کے ساتھ مل کر تمہارے خلاف لڑیں گے اور تمہارے دشمن کی قوت میں اضافہ کر دیں گے۔

﴿۹۱﴾: ایسے منافقین بدترین قسم کے منافق ہیں جو ڈھنڈورا تو اپنی امن پسندی کا پیٹیں اور جب داؤ لگ جائے تو اسلام دشمنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ ان کے امن پسندی کی تین ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ مسلمانوں سے صلح کر لیں۔ دوسرے یہ کہ لشکر کفار میں شامل نہ ہوں۔ تیسرے یہ کہ اگر انہیں مجبوراً شامل ہونا پڑے تو پھر بھی اپنے ہاتھ روکے رکھیں یعنی عملاً لڑائی میں شامل نہ ہوں۔ اگر تینوں باتیں نہ پائی جاتی ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کی نیت میں فتور ہے اور وہ امن پسندی کی آڑ میں دھوکہ سے مسلمانوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں لہٰذا ایسے منافقوں کا علاج یہ ہے کہ جب بھی موقع ملے سب سے پہلے انہیں قتل کر کے ختم کرو۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

اور نہیں ہے کسی مومن کے لئے یہ بات کہ وہ قتل کرے کسی مومن کو مگر غلطی سے اور جس نے قتل کیا کسی مومن کو غلطی سے تو آزاد کرنا ہے ایک غلام

مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ

مومن کا اور خون بہا (دیت) ادا کیا جائے اس (مقتول) کے وارثوں کو، مگر یہ کہ وہ معاف کردیں (بطور صدقہ) پھر اگر ہو وہ (مقتول) ایسی قوم میں سے، جو دشمن ہے تمہاری اور وہ (مقتول)

مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ

مومن ہو تو آزاد کرنا ہے ایک مومن غلام کا اور اگر ہو وہ (مقتول) ایسی قوم سے کہ تمہارے درمیان اور اُن کے درمیان عہد ہو، تو خون بہا ادا کیا جائے

مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫

اس کے وارثوں کو اور آزاد کیا جائے، ایک مومن غلام، پھر جو نہ پائے (غلام) تو روزے رکھے دو مہینے کے لگاتار،

تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ

(یہ کفارہ) توبہ کرنے کے لئے اللہ سے اور ہے اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا﴿۹۲﴾ اور جو کوئی قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر تو اُس کی سزا ہے جہنم،

خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

وہ ہمیشہ رہے گا اُس میں اور غضب ہوگا اللہ کا اس پر اور لعنت ہوگی اُس پر اور تیار کر رکھا ہے اس کے لئے عذاب بہت بڑا﴿۹۳﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب

ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ

تم سفر کرو اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) تو خوب تحقیق کر لیا کرو اور نہ تم کہو اس شخص کو جو کرے تم کو سلام، کہ نہیں ہے تو

مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ

مومن (کیا) حاصل کرنا چاہتے ہو تم ساز و سامان دنیاوی زندگی کا؟ تو اللہ کے یہاں غنیمتیں ہیں بہت سی، اسی طرح تم تھے

مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسْتَوِى

اس سے پہلے، تو احسان کیا اللہ نے تم پر، لہٰذا خوب تحقیق کر لیا کرو، بیشک اللہ ہے ہر اس بات سے جو تم کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے﴿۹۴﴾ نہیں برابر ہو سکتے

الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

گھر بیٹھے رہنے والے مومنوں میں سے جن کو نہ ہو کوئی عذر اور جو جہاد کرنے والے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مالوں

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ

اور اپنی جانوں سے، فضیلت دی ہے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے، بیٹھے رہنے والوں پر درجہ کے اعتبار سے

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ ۙ

اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے بھلائی (جنت) کا اور فضیلت دی ہے اللہ نے مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر اجرِ عظیم (کے اعتبار سے)﴿۹۵﴾

﴿۹۲﴾: قتل کی تین قسمیں ہیں: آلہ قتل سے حملہ کیا جائے اور مقتول پر وار کرنا مقصود ہو، اس کو "قتل عمد" کہتے ہیں، مقتول پر وار کرنا مقصود ہو، لیکن حملہ ایسی چیز سے کیا گیا جو عام طور پر قتل کا سبب نہیں ہوتا، یہ "شبہ عمد" ہے، تیسری صورت "قتل خطاء" ہے، کہ غلطی سے مقتول کی جان چلی جائے، ورنہ مقتول کی جان لینا مقصود نہ ہو، اس کی دو صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ سمجھنے میں غلطی ہو جائے، جیسے دور سے جانور سمجھا اور گولی چلا دی، قریب آئے تو معلوم ہوا کہ وہ آدمی تھا۔

دوسرے یہ کہ نشانہ لگانے میں غلطی ہو جائے، مثلاً نشانہ لیا شیر کا اور لگ گیا کسی انسان کو، (الفقه الاسلامی وأدلته: ۶/۲۲۲) قتل عمد میں قصاص یا دیت واجب ہوتی ہے، شبہ عمد میں دیت، لیکن قتل عمد اور شبہ عمد کی دیت اونٹوں کی عمر کے لحاظ سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے اور قتل خطاء کی دیت عمر کے لحاظ سے نسبتاً ہلکی، (البحر الرائق: ۸/۳۲۷) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل خطاء کی دیت سو اونٹ مقرر کی ہے، (سنن ابی داؤد، باب الدية كم هي؟ حديث نمبر: ۴۵۴) دیت میں اصل معیار اونٹنیاں ہیں؛ البتہ فقہاء نے اپنے اپنے عہد میں اونٹنی کی قیمت کے اعتبار سے مروجہ سکوں میں قیمت مقرر فرمائی ہے، امام ابوحنیفہ نے ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم کا فتویٰ کا اسی لحاظ سے دیا ہے، (بداية المجتهد: ۴/۲۵۳، احكام القرآن للعثمانی: ۲/۳۱۷) ہمارے عہد میں موجودہ شرح کے لحاظ سے سو اونٹنیوں کی قیمت کا اعتبار ہے۔ دیت مقتول کے ورثہ کو ادا کی جائے گی، "پس مقتول کے لوگوں" سے اس کے ورثہ مراد ہیں، یہ تو دیت ہے، جس کا مقصد متاثرین کی دلداری ہے، کفارہ جس سے بار گناہ اترنے کی اُمید ہے، ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا ہے۔

● اصل معنی صدقہ کرنے کے ہیں، گویا اشارہ اس طرف ہے کہ پوری یا کچھ دیت معاف کر دے تو باعث ثواب ہے اور صدقہ کے حکم میں ہے۔

● یعنی مسلمان ہو؛ لیکن حربیوں (مسلمانوں سے برسر پیکار کافروں) کے درمیان رہتا ہو، تو چونکہ کفار مسلمان کے وارث نہیں ہو سکتے؛ اس لئے دیت ادا نہ کی جائے گی؛ البتہ قاتل کفارہ ادا کرے گا۔

اور اگر مقتول غیر مسلم ہو؛ لیکن ایسی قوم سے تعلق رکھتا ہو، جن سے امن کا معاہدہ ہو، تو ان کے اعزا کو خوں بہا ادا کیا جائے گا اور کفارہ بھی واجب ہوگا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کی نظر میں غیر مسلموں کی جان کی بھی اتنی اہمیت ہے کہ ان کے قتل پر نہ صرف خوں بہا بلکہ کفارہ بھی واجب ہے۔

● موجودہ دور میں چونکہ غلام میسر نہیں ہیں؛ اس لئے یہی صورت متعین ہے۔

﴿۹۳﴾: قتل عمد کی دنیوی سزا کا ذکر (المائدة: ۴۵) میں آیا ہے، یہ آخرت کی سزا کا بیان ہے اسی لئے فقہاء کے نزدیک کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ یہی ہے یا اس آیت میں ایسے قاتل مراد ہیں جن کو پشیمانی تک نہ ہو اور توبہ بھی نہ کریں، گویا وہ قتل مومن کو گناہ ہی نہیں سمجھتے، ایسا سمجھنے والے دائرہ ایمان سے خارج ہیں؛ لہٰذا ان کے لئے ہمیشہ کی سزا ہے۔

﴿۹۴﴾: یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور کسی ایسے عقیدہ کا اظہار نہ کرے جو باعثِ کفر ہے، تو اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا، اس کا قتل جائز نہ ہوگا اور قاتل پر قتل سزا جاری ہوگی۔

﴿۹۵﴾: شاہ ولی اللہ صاحب نے: "غیر اولی الضرر" کا ترجمہ "غیر معذور مسلمان" سے کیا ہے۔

● 'مال' سے جہاد اللہ کی راہ میں مال کی قربانی ہے اور 'جان' سے جہاد اللہ کے راستہ میں جان و تن کے ذریعہ کوشش ہے، جس کی ایک صورت قتال بھی ہے۔

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

(بڑے) درجے ہیں اُس کی طرف سے اور بخشش اور رحمت ہے اور ہے اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا⑯ بیشک وہ لوگ کہ

ع ۱۳ ۵ ۱۰

تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا

روح قبض کریں گے اُن کی فرشتے، اس حال میں کہ وہ ظلم کر رہے تھے اپنی جانوں پر، پوچھیں گے اُن سے فرشتے، تم کیا کرتے رہے، وہ کہیں گے

كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً

ہم تھے کمزور اور بے بس اپنی سر زمین میں، فرشتے کہیں گے کیا نہیں تھی اللہ کی زمین وسیع،

فَتُھَاجِرُوْا فِيْھَا ۭ فَاُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾

کہ ہجرت کر جاتے تم اس میں، سو یہی وہ لوگ ہیں کہ ٹھکانا ہے اُن کا جہنم اور وہ بہت بری جگہ ہے⑰

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

مگر وہ کمزور اور بے بس مرد اور عورتیں اور بچے جو نہیں کر سکتے

حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾ فَاُولٰۗىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْھُمْ ۭ

کوئی تدبیر اور نہیں پاتے کوئی راستہ⑱ سو یہ لوگ، اُمید ہے کہ اللہ معاف کر دے انہیں

وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾ وَمَنْ يُّھَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ

اور ہے اللہ بےحد معاف کرنے والا، بڑا بخشنے والا⑲ اور جو شخص ہجرت کرے گا اللہ کی راہ میں، پائے گا وہ زمین میں ٹھکانے بہت سے

مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُھَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ

اور فراخی اور جو نکلا اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ کی طرف

وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ

اور اُس کے رسولؐ کی طرف، پھر آ پکڑے اس کو موت، تو ہو گیا اس کا اجر اللہ پر، اور ہے

اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٠﴾ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

اللہ بہت معاف کرنے والا نہایت رحم والا⑩ اور جب سفر کرو تم زمین میں، تو نہیں ہے تم پر

ع ۱۴ ۴ ۱۱

جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ڰ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ

کچھ گناہ، کہ قصر کرو تم نماز میں، اگر اندیشہ ہو تم کو کہ ستائیں گے تم کو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾

وہ لوگ جو کافر ہیں، یقیناً کافر ہیں تمہارے کھلے دشمن⑩

⑯: یعنی جنت اور جنت کی نعمتیں۔

● یہ بڑے اجر (اجر عظیم) کی وضاحت ہے کہ درجات بھی بلند ہوں گے، گناہ بھی معاف کئے جائیں گے اور اللہ کی رحمت خاص بھی شریک حال رہے گی۔

⑰: چونکہ اس زمانہ میں مدینہ ہجرت کے بغیر دین کے احکام پر عمل کرنا ممکن نہیں تھا؛ اس لئے ہجرت فرض تھی، بعض لوگ جنھوں نے شروع میں اسلام قبول کیا؛ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ ہجرت نہیں کی، بعد کو کفار مکہ سے جا ملے، انھیں کا تذکرہ ہے، پھر جب مکہ فتح ہوا اور اسلام کو ایسا غلبہ حاصل ہوا کہ احکام دین پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ اب ہجرت فرض نہیں، (بخاری، باب لا ھجرۃ بعد الفتح، حدیث نمبر: ۳۰۷۸) تاہم، اگر پھر کبھی کسی خطہ میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ وہاں اسلام پر قائم رہنا دشوار ہو جائے تو ہجرت فرض ہوگی۔

⑱: جیسے عیاش ربیعہ اور سلمہ بن ہشام وغیرہ جن کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار مکہ سے نجات کی دُعائیں فرمایا کرتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۴۴۰)

● مولانا دریا بادی نے: ''حیلہ کا ترجمہ'' ''تدبیر'' سے کیا ہے، جو موقع کے مناسب ہے۔

⑩: اللہ تعالیٰ نے سفر کی وجہ سے کچھ سہولتیں اور رعایتیں رکھی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر مسافت شرعی کا سفر ہو تو چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھی جائیں گی، مسافت شرعی سے مراد قدیم پیمائش میں ''چار برید'' ہے جیسا کہ روایات میں آیا ہے، (بخاری تعلیقاً، باب کم یقصر الصلوٰۃ؟) یہ چار برید ۴۸ میل شرعی اور موجودہ مروجہ پیمائش میں محتاط قول کے مطابق تقریباً ۸۸ کیلومیٹر ہوتا ہے، یہ اکثر فقہاء کی رائے ہے۔

حنفیہ کے یہاں کوئی مخصوص مقدار متعین نہیں، اوسط رفتار سے استراحت کرتے ہوئے تین دن و رات میں طے کی جانے والی مسافت سے سفر، شرعی ہوتا ہے؛ (بدائع الصنائع: ۱/۲۶۱) لیکن ہمارے زمانہ میں علماء احناف کا فتویٰ بھی وہی چار برید والے قول پر ہے — پھر حنفیہ کے نزدیک سفر میں قصر واجب ہے نہ کہ محض جائز؛ کیونکہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نماز دو رکعت فرض کی گئی تھی، پھر سفر میں یہی برقرار رہی اور حضر یعنی وطن میں رہنے کی حالت میں اس میں اضافہ کر دیا گیا، (بخاری، بات التاریخ من أبن ارجو التاریخ؟ حدیث نمبر: ۳۹۳۵) گویا سفر میں نماز فرض ہی ہوئی ہے دو رکعت، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ تم پر اللہ کا صدقہ ہے، پس اللہ کے صدقہ کو قبول کرو، (ابو داؤد، باب صلوٰۃ المسافر، حدیث نمبر: ۱۱۹۹) اس سے بھی قصر کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے۔

● اس سے بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جب دشمن کا خوف ہو تبھی قصر کرنے کی گنجائش ہے؛ لیکن اصل میں یہ فقرہ محض بیان واقعہ کے طور پر ہے؛ کیونکہ اس زمانہ میں عام طور پر دشمن کے خطرات سے خالی نہ ہوتا تھا، ورنہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری طرح پُر امن سفر میں بھی قصر کرنا ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ و مدینہ کے درمیان دو رکعتیں پڑھی ہیں، جب کہ ہم مامون تھے اور کوئی خوف نہ تھا، (ترمذی، باب ماجاء فی التفسیر فی السفر، حدیث نمبر: ۵۴۷) اسی مضمون کی روایت بخاری نے حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے؛ (بخاری، باب الصلوۃ بمنٰی، حدیث نمبر: ۱۰۸۳) اس لئے ائمہ اربعہ اور اکثر فقہاء و محدثین کی رائے یہی ہے کہ قصر مطلقاً سفر کی وجہ سے درست ہے، سفر پُر خطر ہو یا پُر امن۔

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ

اور جب ہوں آپ اُن میں (موجود) پھر آپ قائم کریں اُن کے لئے نماز، تو چاہئے کہ کھڑا ہو ایک گروہ (دستہ) ان میں سے آپ کے ساتھ

وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ ۚ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ ص وَلْتَأْتِ

اور لئے رہیں اپنا ہتھیار، پھر جب وہ سجدہ کرلیں تو چلے جائیں وہ تمہارے پیچھے اور آ جائے

طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۗ

گروہ (دستہ) دوسرا جنہوں نے نماز نہیں پڑھی، پس وہ نماز پڑھیں تمہارے ساتھ، اور ضروری ہے کہ چوکنا رہیں (اور لئے رہیں) اپنے ہتھیار،

وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ

دل سے چاہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں کہ کاش غافل ہو جاؤ تم اپنے ہتھیاروں سے اور سامانوں سے تو ٹوٹ پڑیں وہ

عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ

تم پر ایک بارگی (حملہ کرتے ہوئے) اور نہیں ہے کچھ گناہ تم پر، اگر ہو تمہیں تکلیف بارش کی وجہ سے

أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ

یا ہو تم بیمار، یہ کہ تم رکھ دو اپنے ہتھیار اور تم (ساتھ) لئے رہو اپنے بچاؤ کے لئے (اور چوکنا رہو) بیشک اللہ نے تیار کر رکھا ہے،

لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿١٠٢﴾ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا

کافروں کے لئے رُسوا کُن عذاب⑩ پھر جب تم ادا کر چکو نماز تو تم ذکر کرو اللہ کا، کھڑے ہوئے

وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ

اور بیٹھے ہوئے اور اپنے پہلوؤں کے بل (ہر حال میں) پھر جب خوف دو رہو جائے تمہارا، تو قائم کرو نماز، بیشک نماز ہے

كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾ وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ

مومنوں پر فرض مقررہ وقتوں میں⑩ اور نہ کمزوری دکھاؤ تم (دشمن) قوم کی تلاش میں،

إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا

اگر ہو تم تکلیف اٹھاتے، تو بیشک وہ بھی تکلیف اٹھاتے ہیں جیسے تم اُٹھاتے ہو لیکن توقع رکھتے ہو تم اللہ سے ایسے (اجر) کی جس کی وہ توقع نہیں

ع ۱۵/۴/۱۲ يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٠٤﴾ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

رکھتے اور ہے اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا⑩ بیشک ہم ہی نے نازل کی ہے، تمہاری طرف (اے نبیؐ) یہ کتاب حق کے ساتھ،

لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾

تا کہ تم فیصلے کرو لوگوں کے درمیان اس کے مطابق، جو سکھائی ہے تم کو اللہ نے، اور مت بنو تم خیانت کرنے والوں کے لئے جھگڑنے والے⑩

⑩: ہتھیار لینے سے مراد ہاتھوں میں ہتھیار لئے رہنا نہیں ہے، بلکہ ہتھیار کا پہنے رہنا ہے۔
● یعنی دشمن کے مقابل چلے جائیں۔
● نماز کی اس کیفیت کو ''صلوٰۃ خوف'' کہتے ہیں، حدیث میں اس نماز کی مختلف کیفیتیں منقول ہیں، امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں نماز خوف سے متعلق روایات کا نسبتاً زیادہ احاطہ کیا ہے، (دیکھئے: باب صلوٰۃ الخوف، حدیث نمبر: ۱۲۳۶-۳۹) فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیلات موجود ہیں ـــــ اس سے نماز کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ میدان میں کھڑے ہیں، دشمن مقابلہ پر ہے اور خطرات کی گھٹائیں ہر طرف سے چھائی ہوئی ہیں، اس وقت شمشیر کے سایہ میں بھی مومن کو نماز ادا کرنی ہے۔

⑩: یعنی نماز کے لئے تو مخصوص ہیئت کی رعایت ضروری ہے، لیکن اللہ کا ذکر دل سے ہو یا زبان سے، اس کے لئے کوئی ہیئت و کیفیت مقرر نہیں، کھڑے ہو، بیٹھے ہو، لیٹے ہو، جس حال میں بھی ہو، اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔

⑩: غزوۂ احد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کچھ دور تک کفار مکہ کا تعاقب کرنے کا حکم دیا تھا؛ تاکہ دشمنوں پر مسلمانوں کی ہیبت قائم رہے اور ان کو پلٹ کر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو، اس موقع سے مجاہدین زخم سے چور تھے، ان سے فرمایا گیا کہ اس موقع پر حوصلہ نہ ہاریں، اور جہاں تک دکھ اُٹھانے اور زخم کھانے کی بات ہے تو اس سے دشمن بھی دو چار ہوئے ہیں، پھر مسلمانوں کو تو اسی دکھ اور آزمائش پر جنت اور آخرت کی نعمتوں کی اُمید ہے، کافروں کو تو یہ اُمید بھی نہیں۔

⑩: یہ اور آئندہ آیات ایک خاص واقعہ سے متعلق ہیں، مدینہ میں ایک خاندان ''بنو بیرق'' تھا، ان میں، 'بشر' نامی ایک شخص منافق تھا، اشعار کے ذریعہ مسلمانوں کی مذمت کرتا اور دوسروں کی طرف منسوب کر کے ان بیہودہ اشعار کو نقل کرتا اور پھیلاتا، اخلاق و اطوار بھی اس کے بہتر نہ تھے؛ چنانچہ شام سے ایک تجارتی قافلہ آیا، حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے چچا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے نقد سے سفید اچھا آٹا خرید لیا اور اسے بالا خانہ میں رکھا، جس میں ان کے ہتھیار بھی تھے، رات میں بشر نے مکان میں نقب لگائی اور سامان و ہتھیار دونوں لے بھاگا، صبح تلاش ہوئی تو لوگوں نے بعض قرائن و علامات کی وجہ سے بشر پر شبہ ظاہر کیا، تفتیش کے دوران خود بنو بیرق نے ایک مخلص مسلمان حضرت لبید بن سہل رضی اللہ عنہ پر اس چوری کا الزام لگا دیا، چچا کی خواہش پر حضرت قتادہ نے بارگاہ نبوی میں مقدمہ پیش کیا اور بشر کو ملزم ٹھہرایا اور کہا کہ کم سے کم ہتھیار واپس مل جائے۔

ادھر بشر کے ہمنواؤں نے اسیر بن عروہ رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل بنایا، اسیر نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ قتادہ نے بلا ثبوت ہم میں سے ایک مخلص مسلمان پر چوری کی تہمت لگائی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت قتادہ سے فرمایا کہ تم نے بلا ثبوت و شہادت ایک مسلمان کو متہم کیا، رفاعہ نے بھی صبر کیا، اسی موقع سے یہ آیت نازل ہوئی اور بشر کی خیانت کا پردہ فاش کیا گیا، پھر بشر نے اپنے جرم کا اقرار کیا، ہتھیار واپس کیا اور مشرکین مکہ سے جاملا۔ (ترمذی، باب ومن سورۃ النساء حدیث نمبر ۳۰۳۶)

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ
اور بخشش مانگیں اللہ سے، بیشک اللہ ہے بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا﴿۱۰۶﴾ اور نہ آپ جھگڑا کریں اُن لوگوں کی طرف سے جو
يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ
خیانت کرتے ہیں اپنے آپ سے، بیشک اللہ نہیں پسند کرتا ایسے شخص کو جو ہے خائن گناہوں میں ڈوبا ہوا﴿۱۰۷﴾ وہ چھپا سکتے ہیں (اپنی حرکتیں)
مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى
لوگوں سے، لیکن نہیں چھپا سکتے اللہ سے، اس لئے کہ وہ تو اُن کے ساتھ ہوتا ہے، اس وقت بھی جب یہ مشورے کرتے ہیں (راتوں کو)، ایسی باتوں کے بارے میں جنہیں نہیں پسند کرتا
مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ
اللہ اور ہے اللہ (کا علم) ان کے اعمال پر محیط﴿۱۰۸﴾ (ہاں) تم وہی لوگ ہو، کہ تم نے جھگڑا کیا
عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ
اُن کی طرف سے دنیاوی زندگی میں، پھر کون جھگڑا کرے گا اللہ سے اُن کی طرف سے قیامت کے دن یا کون
يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ
ہوگا اُن کی طرف سے وکیل (کارساز)﴿۱۰۹﴾ اور جو شخص کر گزرے کوئی بُرا کام یا ظلم کر بیٹھے اپنے اُوپر، پھر
يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ
وہ بخشش طلب کرے اللہ سے، تو پائے گا وہ اللہ کو بے انتہا معاف فرمانے والا، نہایت رحم والا﴿۱۱۰﴾ اور جو شخص کماتا ہے کوئی گناہ تو بس کماتا ہے وہ
عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا
اُس (گناہ) کو اپنے ہی جان پر (وبال) اور ہے اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا﴿۱۱۱﴾ اور جو شخص کرتا ہے کوئی خطا یا گناہ،
ع ۸ ۱۶ ۱۳ ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ
پھر وہ الزام لگاتا ہے اسے کسی بے گناہ پر، تو یقیناً اس نے اُٹھایا بوجھ بڑے بہتان اور کھلے گناہ کا﴿۱۱۲﴾ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل
عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ
آپ پر اور اُس کی رحمت، تو یقیناً ارادہ کر لیا تھا ایک گروہ نے ان میں سے، یہ کہ آپ کو بہکائیں اور نہیں وہ بہکاتے مگر
اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
اپنے آپ ہی کو اور نہیں وہ آپ کو نقصان پہنچا سکتے کچھ بھی اور اللہ نے نازل کی آپ پر کتاب اور حکمت
الثلثة وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾
اور اُس نے سکھایا آپ کو وہ جو نہیں آپ جانتے تھے اور ہے اللہ کا فضل آپ پر بہت بڑا﴿۱۱۳﴾

﴿۱۰۷﴾: کیونکہ خیانت کا عذاب خود اسی کی ذات کو جھیلنا ہے؛ اس لئے دوسروں کے ساتھ خیانت انجام کے اعتبار سے خود اپنی ذات کے ساتھ خیانت ہے۔

﴿۱۰۹﴾: جن مخلص مسلمانوں نے ناواقفیت کی وجہ سے بشر کی تائید کی تھی، ان سے خطاب ہے۔

﴿۱۱۱﴾: چونکہ گناہ کی سزا اسی کو برداشت کرنی ہے؛ اس لئے یہ اپنے آپ پر ہی ظلم کرنے کے مترادف ہے۔

﴿۱۱۳﴾: یعنی بُشر کے مقدمہ میں آپ کو غلط باور کرانا چاہتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے حقیقت حال سے آگاہ فرما دیا، پس! اس کا نقصان انھوں نے اپنے آپ ہی کو پہنچایا۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ
نہیں ہے کوئی بھلائی اُن کے اکثر میں، ان کی سرگوشیوں میں سوائے اُس کے کہ جو شخص حکم دے صدقہ کا، یا نیکی کا یا صلح کرانے کا

بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ
لوگوں کے درمیان اور جو شخص کرے یہ کام تلاش میں، رضائے الٰہی کے، تو عنقریب ہم اسے دیں گے

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى
اجر عظیم﴿۱۱۴﴾ اور جو شخص مخالفت کرے رسول کی، اس کے بعد کہ واضح ہو گئی اُس کے لئے ہدایت

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ
اور وہ پیروی کرے سوائے مومنوں کے راستے کے (یعنی خلاف) تو ہم اسے پھیر دیں گے جدھر وہ پھرتا ہے اور ہم اُس کو داخل کریں گے جہنم

ع ۱۷ ۳ ۱۴

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ
میں اور وہ بہت ہی بری ہے لوٹنے کی جگہ (ٹھکانا)﴿۱۱۵﴾ بیشک اللہ نہیں معاف کرتا یہ (گناہ) کہ شریک ٹھہرایا جائے اُس کے ساتھ، (کسی کو) اور معاف کر دیتا ہے شرک کے علاوہ،

ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ
جس کے لئے وہ چاہے اور جس نے شریک ٹھہرا یا اللہ کا (کسی کو) تو یقیناً بھٹک گیا وہ گمراہی میں بہت دور﴿۱۱۶﴾ نہیں

يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ۙ
عبادت کرتے یہ (مشرک) اللہ کے سوا مگر دیویوں کی اور نہیں عبادت کرتے یہ مگر شیطان کی جو باغی ہے﴿۱۱۷﴾

وقف لازم

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ۙ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ
لعنت کی اس پر اللہ نے اور کہا تھا اس نے کہ ضرور لے کر رہوں گا میں، تیرے بندوں میں سے (اپنا) مقررہ حصہ﴿۱۱۸﴾ اور ضرور گمراہ کرونگا میں اُن کو

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ
اور میں ضرور اُن کو امیدیں دلاؤں گا اور میں ضرور ان کو حکم دوں گا، تو وہ ضرور چیریں گے کان چوپایوں کے اور ضرور حکم دونگا میں ان کو

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ
تو وہ ضرور تبدیل کریں گے اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو اور جس نے بنایا شیطان کو اپنا ولی (سرپرست) سوائے اللہ کے تو یقیناً

خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ؕ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ
اس نے خسارا اٹھایا خسارا کھلا ہوا﴿۱۱۹﴾ وعدے کرتا ہے شیطان اُن سے اور انہیں امیدیں دلاتا اور نہیں وعدہ کرتا اُن سے شیطان

اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾
مگر دھو کے کا﴿۱۲۰﴾ یہ وہ لوگ ہیں کہ ہے اُن کا ٹھکانا جہنم اور نہیں پائیں گے وہ اُس سے بھاگنے کی کوئی جگہ﴿۱۲۱﴾

﴿۱۱۵﴾: معلوم ہو کہ مؤمنوں کا جو متفقہ طریقہ ہے، اس کی پیروی واجب ہے اور اس کی مخالفت گناہ و گمراہی ہے، اسی سے قانون اسلامی کے ماہرین نے اجماع اُمت کے حجت و دلیل ہونے کو ثابت کیا ہے اور غالباً سب سے پہلے امام شافعیؒ نے اس آیت سے اجماع پر استدلال کیا ہے، قرآن میں اُمت کے اجماع و اتفاق کے دلیل ہونے پر اس سے زیادہ واضح شاید کوئی اور آیت نہیں ہے، حدیث سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ اس اُمت کو کبھی بھی غلطی (ضلالت) پر جمع نہیں فرمائے گا--- جماعت کے ساتھ اللہ کی مدد ہے، جو جماعت سے کٹا، وہ کٹ کر داخلِ دوزخ ہوا۔ (ترمذی، باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ، حدیث نمبر: ۲۱۶۷)

﴿۱۱۷﴾: مشرکانہ نفسیات میں سے یہ ہے کہ اکثر مشرک مذاہب میں مؤنث اور مادہ کی پوجا کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے، عربوں میں لات و منات اور عزیٰ کی پوجا کا ذکر ملتا ہے، یہ سب ان کے عقیدہ کے مطابق عورتیں تھیں، ہندوستان میں سرسوتی، درگا اور سیتا وغیرہ کی پوجا اب تک ہوتی ہے، گائے کی پرستش مصر و یونان میں ہوا کرتی تھی اور ہندوستان میں اب تک ہوتی ہے؛ بلکہ ہندوؤں کے بعض فرقوں میں اور بعض علاقوں میں نسوانی اعضاء کی بھی پوجا ہے، یہ ایک متضاد فکر ہے کہ عورتوں کو کمزور بھی سمجھا جائے اور انھیں خدا کا درجہ بھی دیا جائے؛ اسی لئے قرآن نے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ اصل میں شیطان کی پرستش ہے؛ کیونکہ اس کے حسب منشاء یہ کیا جاتا ہے۔

﴿۱۱۹﴾: گمراہی دو راستوں سے آتی ہے، فکر و عقیدہ کی غلطی سے اور خواہشات نفس کی پیروی سے، ''میں انھیں گمراہ کروں گا'' میں فکر و عقیدہ کی راہ سے بھٹکانے کی طرف اشارہ ہے، اور ''آرزوئیں دلاؤں گا'' سے خواہشات نفس کی پیروی کی طرف۔

● چنانچہ مشرکین عرب جانوروں کے کان کاٹا کرتے تھے، اور ان کو 'بحیرہ' اور 'سائبہ' کہتے تھے، خود قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے۔ (المائدۃ: ۱۰۳)

● خلق الٰہی میں تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ تخلیق کا جو مقصد و منشاء ہو، اسے بدل دیا جائے، جیسے سرجری کے ذریعہ جنس کی تبدیلی، یا نس بندی آپریشن کے ذریعہ افزائش نسل کی راہ مسدود کر دینا، اسی طرح اپنے آپ کو زیادہ خوبصورت ظاہر کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا بھی اس ممانعت میں داخل ہے؛ البتہ اگر جسم میں کوئی عیب ہو تو اس کو دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری جائز ہے؛ کیونکہ یہ علاج ہے اور علاج جائز ہے۔ علاج کے طور پر آپریشن وغیرہ اس میں داخل نہیں؛ کیونکہ یہ مقصد تخلیق کو بدلنا نہیں ہے؛ بلکہ اس کو حاصل کرنا ہے۔

﴿۱۲۰﴾: آرزوئیں دلانے سے مراد یہ ہے کہ گناہوں کو خوبصورت اور پُرکشش بنا کر پیش کرنا ہے اور اس کے عقلی و اخلاقی جواز کی دلیلیں ذہن میں ڈالتا ہے، مثلاً یہ کہ سود معیشت کے لئے ایک ضروری چیز ہے اور مروجہ سود میں غریبوں کا استحصال نہیں، پردہ آنکھوں کا ہے، جسم کے پردہ کی کیا ضرورت ہے؟ وغیرہ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور کئے انہوں نے نیک کام، عنقریب ہم اُن کو داخل کریں گے ایسے باغات میں، کہ بہہ رہی ہوں گی اُن کے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ

نیچے نہریں، وہ رہیں گے ہمیشہ اُن میں ہمیشہ ہمیش، یہ وعدہ ہے اللہ کا سچا اور کون ہے زیادہ سچا اللہ سے

قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ

بات میں ﴿۱۲۲﴾ نہیں ہے تمہاری خوہشات پر اور نہ خواہشات پر اہل کتاب کی، جو بھی کرے گا عمل

سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ

بُرا، تو بدلہ دیا جائے گا اُسے اُس کے مطابق۔ اور نہیں وہ پائے گا اپنے لئے سوائے اللہ کو دوست اور نہ مددگار﴿۱۲۳﴾ اور جو شخص کرے گا

مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

کوئی نیک کام، وہ مرد ہو یا عورت اور ہو وہ مومن تو ایسے سب لوگ داخل ہوں گے جنت میں

وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ

اور نہ وہ ظلم کئے جائیں گے تل برابر بھی﴿۱۲۴﴾ اور کون زیادہ اچھا ہے دین کے لحاظ سے اس شخص سے، جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ، اللہ کے سامنے اور وہ

مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾

نیک کام کرتا رہا اور پیروی کی اُس نے ملتِ ابراہیمؑ کی، جو ہر طرف سے کٹ کر اللہ کا ہوگیا تھا اور بنا لیا تھا اللہ نے ابراہیمؑ کو اپنا مخلص دوست﴿۱۲۵﴾

ع ۱۸ / ۱۱ / ۱۵ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور ہے اللہ ہر چیز کو پوری طرح جاننے والا﴿۱۲۶﴾

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

اور فتویٰ پوچھتے ہیں آپ سے عورتوں کے بارے میں، کہہ دیجئے! اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو! اُن کے معاملہ میں اور جو پڑھا جاتا ہے تم پر

فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ

کتاب میں، ان یتیم عورتوں کے بارے میں جن کو نہیں دیتے تم وہ حق جو مقرر کیا گیاہے اُن کے لئے اور چاہتے ہو تم

اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا

کہ اُن سے خود نکاح کر لو اور کمزور (بے سہارا) بچوں کی طرف (متوجہ کیا جاتا ہے) اور یہ کہ قائم رہو تم

لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾

یتیموں کے بارے میں انصاف پر اور جو کروگے تم کوئی بھی بھلائی تو بیشک اللہ ہے اُس سے پوری طرح با خبر﴿۱۲۷﴾

﴿۱۲۳﴾: یعنی آخرت کا فیصلہ صرف تمناؤں اور آرزوؤں پر نہیں ہوگا، بلکہ اعمال پر ہوگا، ایک بار عیسائیوں اور مسلمانوں میں بحث چھڑ گئی، اور دونوں نے دعویٰ کر دیا کہ جنت میں ہم داخل ہوں گے، اسی موقع سے یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر طبری: ۱۸۵/۵)

﴿۱۲۴﴾: مرد عورت دونوں کی مستقل حیثیت ہے، دونوں اپنے اپنے اعمال پر جزاء وسزا کے مستحق ہیں، قرآن کے اس ارشاد سے واضح ہے کہ عورت انسانیت کی ایک مستقل اور ذمہ دار صنف ہے۔

﴿۱۲۵﴾: ”خلیل“ ”خُلّہ“ سے ہے، ”خلہ“ کے معنی کامل درجہ کی محبت کے ہیں، خلیل کے معنی کامل درجہ محنت کرنے والے کے ہوئے، یہ مقام قرب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا فرمایا گیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وفات سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح مجھے بھی خلیل بنایا، إن الله اتخذني خليل كما اتخذ إبراهيم خليل، (مسلم، باب النبی عن نباء المسجد الخ، حدیث نمبر: ۱۱۸۸، نیز دیکھئے: مستدرک حاکم: ۵۵۰/۲) پس! اس مقام قرب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شریک ہیں۔

﴿۱۲۷﴾: اسلام سے پہلے عورتوں اور بچوں کو میراث نہیں دی جاتی تھی اور خیال یہ تھا کہ چونکہ یہ لوگ دشمنوں سے لڑ نہیں سکتے، نہ قبیلہ کی حفاظت کر سکتے ہیں، نہ خود اپنی، اس لئے میراث میں ان کا کوئی حق نہیں، اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی، (طبری: ۱۹۱/۴) اور اولاً ان احکام میراث کی طرف متوجہ فرمایا گیا، جن کا ذکر اس سورہ کی آیات نمبر: ۱۱، ۱۲ میں آیا ہے، پھر عورتوں اور یتیم بچوں کے بارے میں دوسری ہدایات دی گئیں۔

● ”ترغبون“ کا لفظ رغبت ہے: ”رغبت“ عربی زبان میں دو متضاد معنوں کے لئے آتا ہے، چاہنا اور نہ چاہنا، عربی گرامر کی رو سے اگر اس کے بعد ”فی“ آئے تو چاہنے اور راغب ہونے کے معنی ہیں اور ”عن“ آئے تو رغبت نہ ہونے اور نہ چاہنے کے معنی ہیں، یہاں یہ لفظ ”فی“ اور ”عن“ کے بغیر آیا ہے، اس لئے دونوں معنوں کی گنجائش ہے، شاہ ولی اللہ صاحبؒ، شاہ رفیع الدین صاحبؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے چاہنے کے معنی لئے ہیں، اس کے مطابق مطلب یہ ہے کہ تم لڑکیوں کا حق تو ادا نہیں کرتے؛ لیکن نکاح صرف اس لئے کرنا چاہتے ہو کہ ان کی جائداد اپنے قبضہ میں رہے، مولانا تھانویؒ اور مولانا دریابادیؒ نے دوسرے معنی کی رعایت کرتے ہوئے ترجمہ کیا ہے، ایسی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ان کا کسی سے نکاح نہیں کرتے؛ تاکہ دولت ہاتھ سے نہ جائے اور خود شکل وصورت کی وجہ سے ان سے اپنا نکاح کرنا نہیں چاہتے۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ

اور اگر کسی عورت کو ڈر ہو اپنے شوہر کی طرف سے بدسلوکی یا بے رُخی کا تو نہیں کوئی گناہ، ان دونوں پر

اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ

کہ صلح کرلیں آپس میں کسی طرح اور صلح بہرحال بہتر ہے اور موجود رہتا ہے نفس میں حرص

وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٢٨﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا

اور اگر تم حسنِ سلوک سے کام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ ہے تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ﴿۱۲۸﴾ اور نہیں قدرت رکھتے تم

اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا

اس بات کی کہ عدل کرسکو بیویوں کے درمیان، اگرچہ تم کتنا چا ہو، تو نہ جھک جاؤ (کسی ایک طرف) پوری طرح جھکنا کہ چھوڑ دو دوسری (بیویوں) کو

كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٢٩﴾ وَاِنْ

جیسے درمیان میں لٹکی ہوئی ہو اور اگر صلح کرلو تم اور تقویٰ اختیار کرو اللہ سے تو بیشک اللہ ہے بہت معاف کرنے والا نہایت رحم والا ﴿۱۲۹﴾ اور اگر

يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿١٣٠﴾ وَلِلّٰهِ مَا

جُدا ہوجائیں (میاں بیوی ایک دوسرے سے) تو بے نیاز کردے گا اللہ ہرایک کو (محتاجی سے) اپنی وسیع قدرت سے اور ہے اللہ بڑی وسعت والا بڑی حکمت والا ﴿۱۳۰﴾ اور اللہ ہی کا ہے، جو کچھ ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور یقیناً ہم نے حکم دیا اُن لوگوں کو جنہیں دی گئی تھی کتاب

مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

تم سے پہلے اور خود تمہیں بھی یہ کہ تم ڈرو اللہ سے اور اگر تم کفر کروگے تو بیشک اللہ ہی کے لئے ہے، جو کچھ ہے آسمانوں میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿١٣١﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

اور جو کچھ ہے زمین میں، اور ہے اللہ خوب بے پرواہ نہایت قابل تعریف ﴿۱۳۱﴾ اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے

فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٣٢﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ

زمین میں اور کافی ہے اللہ نہایت کارساز ﴿۱۳۲﴾ اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے، اے انسانو!

وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿١٣٣﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا

اور وہ لے آئے دوسروں کو اور ہے اللہ اِس پر پوری طرح قادر ﴿۱۳۳﴾ جو شخص ہے طالب دنیاوی ثواب (صلح) کا،

ع ۱۹ ۸ ۱۶ فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ﴿١٣٤﴾ ع

تو اللہ ہی کے پاس ہے ثواب (صِلہ) دنیا کا اور آخرت کا بھی اور ہے اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ﴿۱۳۴﴾

﴿۱۲۹﴾: شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے اس کا ترجمہ صلح کرنے سے کیا ہے، دوسرے اہل علم نے حالات کی اصلاح ودرستگی سے، دونوں کی گنجائش ہے۔

﴿۱۳۰﴾: شریعت میں مرد کا طلاق دینا اور عورت کا خلع طلب کرنا دونوں ہی نہایت پسندیدہ عمل ہے؛ لیکن جب ایک دوسرے کے ساتھ نباہ ممکن نہ رہے تو مجبوری میں دونوں ہی کی اجازت ہے، اسی سلسلہ میں یہاں دو بنیادی ہدایات دی گئی ہیں، اولاً یہ کہ جب شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے توجہی پائی جائے تو میاں بیوی کو آپس میں کوئی بات طے کرلینی چاہئے اور صلح کی صورت نکالنی چاہئے، یا تو عورت اپنا کوئی حق چھوڑ دے، یا مرد طلاق دے دے، یا مرد اپنے رویہ کو بہتر کرے۔

دوسری ہدایت یہ ہے کہ بیویوں کے درمیان برابری کا سلوک واجب ہے؛ لیکن یہ برابری ظاہری افعال نفقہ، لباس، رہائش وغیرہ میں تو کی جا سکتی ہے، محبت اور دل کے رجحان میں انسان مجبور ہے، تو کم سے کم ظاہری حقوق میں برابری کا برتاؤ کرے، ایسا نہ ہو کہ ایک کی طرف پوری دل پھینک دے۔ عام طور پر علاحدگی کی صورت میں جو فریق علاحدگی نہ چاہتا ہو، اس کو یہ فکر ہوتی ہے کہ اس کی آئندہ زندگی کیسے کر بسر ہوگی؟ تو اللہ تعالیٰ نے اطمینان دلایا کہ اگر علاحدگی ہوئی تو اللہ دونوں کو بے نیاز کر دیں گے اور اپنے خزانہ غیب سے دونوں کی ضرورتیں پوری فرمائیں گے۔

﴿۱۳۱﴾: قرآن میں تو کتنے ہی مواقع پر؛ بلکہ قدم قدم پر خدا سے ڈرنے کا حکم ہے، آمیزشوں اور ملاوٹوں کے باوجود پہلی آسمانی کتابوں میں بھی اس کا حکم موجود ہے، انجیل میں ہے: ''اس سے ڈرو جو روح اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کرسکتا ہے۔'' (متی ۱۰:۲۸)

﴿۱۳۴﴾: یعنی گو تمہارا مقصود آخرت ہونا چاہئے؛ لیکن اگر دنیا کی نعمتیں مقصود طلب ہوں، تو یہ بھی خدا ہی سے ملیں گی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم ہو جاؤ قائم رہنے والے انصاف پر، گواہی دینے والے اللہ کے لئے، اگرچہ وہ تمہاری اپنی جانوں کے خلاف ہو،

اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا

یا والدین کے اور رشتہ داروں کے، اگر وہ (شخص) ہو مالدار یا فقیر تو اللہ زیادہ حقدار ہے ان دونوں کا، چنانچہ نہ

تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تم پیروی کرو خواہش کی، یہ کہ نہ تم عدل کرو اور اگر گھما پھرا کر بات کرو گے (گواہی میں) یا گریز کرو گے تو بیشک اللہ ہے وہ جو تم کرتے ہو، اس سے پوری طرح

خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ

باخبر (۱۳۵) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور اُس کتاب پر جو نازل کی ہے،

عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

اس نے اپنے رسول پر اور اُس کتاب پر بھی جو نازل کیا اس سے پہلے اور جس نے انکار کیا اللہ کا اور اُس کے فرشتوں کا اور اُس کی کتابوں کا

وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

اور اُس کے رسولوں کا اور روز آخرت کا تو یقیناً وہ بھٹک کر نکل گیا گمراہی میں بہت دور (۱۳۶) بیشک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے،

ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ

پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے، پھر بڑھتے گئے کفر میں ہرگز نہیں ہے اللہ، کہ بخشے ان کو اور نہ یہ کہ ہدایت دے ان کو (سیدھے)

سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ

راستے کی (۱۳۷) خوشخبری دے دیجئے! منافقوں کو اِس بات کی، کہ بیشک اُن کے لئے ہے عذاب، بہت دردناک (۱۳۸) وہ لوگ جو بناتے ہیں کافروں کو دوست

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ

سوائے مومنوں کے، کیا وہ تلاش کرتے ہیں اُن کے پاس عزت، چنانچہ بیشک عزت تو اللہ ہی کے لئے ہے

جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا

ساری (کی ساری) (۱۳۹) اور یقیناً اس (اللہ) نے نازل کیا ہے تم پر کتاب میں، یہ کہ جب تم سُنو اللہ کی آیات (کہ) کفر کیا جا رہا ہو ان کے ساتھ

وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ ۖ اِنَّكُمْ

اور ہنسی اُڑائی جا رہی ہو اُن کے ساتھ، تو نہ بیٹھو ایسے لوگوں کے ساتھ، یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی اور بات میں، اِس کے علاوہ (ورنہ) بیشک تم بھی

اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ﴿۱۴۰﴾

تب انہی جیسے ہو جاؤ گے، بیشک اللہ جمع کرنے والا ہے منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا سب کو (۱۴۰)

---

(۱۳۵): یعنی مالدار کے خلاف مروت وجاہ کی وجہ سے اور غریب کے خلاف اس کی ہمدردی وشفقت کی وجہ سے گواہی دینی چاہئے؛ حالانکہ اللہ کو اپنے بندوں سے خواہ دولت مند ہو یا غریب، جو تعلق ہو سکتا ہے اوروں کو نہیں ہو سکتا، اور خود اللہ نے دولت و غربت کا لحاظ کئے بغیر اظہار حق کا حکم دیا ہے۔

(۱۳۶): غرض کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد اب جب تک آپ ﷺ اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید پر ایمان نہ لائے، ایمان معتبر نہیں، اسی طرح گذشتہ انبیاء پر بھی ایمان ضروری ہے اور ان پر اترنے والی کتابوں پر بھی ''اجمالی'' ایمان لانا ضروری ہے؛ کہ ان پر جو کتابیں اُتری ہیں، ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں، موجودہ تورات و انجیل میں چونکہ بہت سی تبدیلیاں اور اضافے ہیں؛ اس لئے ان کی مکمل تصدیق نہ درست ہے اور نہ ضروری۔

(۱۳۷): یعنی موت تک کفر ہی پر قائم رہے — بعض مفسرین نے اس کا مصداق یہودیوں کو قرار دیا ہے، بعض نے مرتدین کو اور بعض نے منافقین کو اور آیت کے اگلے مضمون سے اس آخری رائے کو تقویت پہنچتی ہے۔

● یعنی آخرت میں مغفرت سے محروم رہیں گے اور دنیا میں ہدایت سے۔

(۱۳۹): کافروں کو دوست بنانے سے مراد ایسی دوستی ہے کہ مسلمان ان کی فکر اور تہذیب سے متاثر ہونے لگیں، جس میں ان کی وضع قطع اور طور وطریق کا اختیار کرنا بھی شامل ہے، حسن سلوک اور بہتر اخلاق کی حد تک غیر مسلموں سے دوستی میں کوئی حرج نہیں، اس برتاؤ کا حکم تو شریعت نے ہر انسان؛ بلکہ دوسری مخلوقات کے ساتھ بھی دیا ہے۔ اس آیت میں اشارہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو کافروں کے سہارے کبھی عزت ووقار حاصل نہیں ہو سکتا، جیسا کہ آج کل بعض لوگ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

(۱۴۰): سورۂ انعام، آیت نمبر: ۶۸ کی طرف اشارہ ہے، سورۂ نساء مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور سورۂ انعام مکہ میں، یہاں اللہ تعالیٰ نے اسی کا حوالہ دیا ہے۔

● یعنی گو ان کو کفر وانکار کا گناہ ہوگا، تم کو اس درجہ گناہ ہوگا؛ لیکن کلام الٰہی مذاق اڑانے کے باوجود تمہاری خاموشی اور بے عزتی کی وجہ سے عملی فسق کے مرتکب تم بھی ہوئے، اور تم کو اس کا گناہ ہوگا، معلوم ہوا کہ جن مجلسوں، جلسوں، مشاعروں وغیرہ میں اسلام کا تمسخر کیا جائے اور دین کو برا بھلا کہا جائے تو یا تو انسان اس پر نکیر کی طاقت پاتا ہو تو شریک ہو کر اس برائی کو روکنے کا فرض ادا کرے، ورنہ اپنی شرکت سے ایسی مجلسوں کی رونق نہ بڑھائے، ہاں! جب ایسے آوارہ خیال لوگ اس قسم کی بیہودہ گفتگو میں مصروف نہ ہوں، اس وقت ان سے بات چیت کی گنجائش ہے۔

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ

(یہ) وہ لوگ ہیں جو منتظر رہتے ہیں (مصیبت کے) تمہارے لئے پھر اگر ہو تمہارے لئے فتح اللہ کی طرف سے، تو کہتے ہیں، کیا نہ تھے ہم

مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ

تمہارے ساتھ اور اگر ہو کافروں کے لئے کچھ حصہ (فتح) تو کہتے ہیں! کیا نہ غالب آنے لگے تھے تم پر

وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ

اور کیا ہم نے نہیں بچایا تھا تم کو مومنوں سے چنانچہ اللہ فیصلہ کرے گا تمہارے اور اُن کے درمیان قیامت کے دن اور ہرگز نہیں

يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝۱۴۱ ع ۱۷ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ

رکھا ہے اللہ نے کافروں کے لئے مومنوں پر (غالب آنے کی) کوئی راہ۞ بیشک منافق دھوکہ بازی کر رہے ہیں اللہ کے ساتھ

وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ

اور اس (اللہ) نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اُن کو، اور جب وہ کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لئے تو کھڑے ہوتے ہیں کاہلی کے ساتھ، دکھاتے ہیں لوگوں کو

وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۴۲ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ

اور نہیں وہ یاد کرتے اللہ کو مگر بہت تھوڑا۞ تذبذب میں ہیں درمیان اُس (کفر و ایمان) کے، نہ اُن (مومنوں) کی طرف اور نہ اُن (کافروں) کی طرف

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۱۴۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ

اور جسے گمراہ کر دیا اللہ نے، سو ہرگز نہ پائیں گے آپ کوئی راہ۞ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ تم بناؤ کافروں کو

اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا

دوست سوائے مومنوں کے، کیا چاہتے ہو تم، کہ تم (ثابت) کرو اللہ کے لئے اپنے خلاف حجت

مُّبِيْنًا ۝۱۴۴ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ

کھلی۞ بیشک منافق ہوں گے سب سے نچلے درجے میں آگ کے اور ہرگز نہ پائیں گے آپ اُن کے لئے

نَصِيْرًا ۝۱۴۵ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ

کوئی مددگار۞ سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ (کی کتاب) کو اور خالص کر لیا اپنا دین

لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۴۶

اللہ کے لئے، سو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور عنقریب دے گا اللہ مومنوں کو اجر بہت بڑا۞

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝۱۴۷

کیا کرے گا اللہ تمہیں عذاب دے کر اگر تم شکر کرو اور تم ایمان لے آؤ؟ اور ہے اللہ نہایت قدردان خوب جاننے والا۞

(۱۴۱): اس آیت میں منافقین کا طرزِ عمل بتایا گیا ہے، جو وقتی نفع کے لئے حسب موقع مسلمانوں سے مسلمانوں کی سی اور کافروں سے ان کی سی باتیں کیا کرتے تھے۔

● یعنی دنیا چونکہ امتحان کی جگہ ہے؛ اس لئے کبھی مسلمانوں کو اور کبھی ان کے مخالفین کو ظاہری غلبہ حاصل ہوتا رہے گا؛ لیکن آخرت میں چونکہ قطعی فیصلہ ہونا ہے، اور وہاں دلیل وحجت کام آئے گی نہ کہ زورآوری، تو وہاں کافروں کو مسلمانوں پر حجت کے اعتبار سے غلبہ حاصل نہ ہو سکے گا ـــ ’’سبیل‘‘ کا ترجمہ اکثر مفسرین قرطبی بیضاوی وغیرہ نے ’’حج‘‘ ہی سے کیا ہے۔

(۱۴۲): لغوی معنی ہے: اللہ بھی ان کو دھوکہ دے گا، عربی زبان میں ایسا ہوتا ہے کہ ایک غلطی کے جواب میں جو عمل ہو، اس کو بھی اس سے تعبیر کر دیتے ہیں، جیسے برائی کے بدلہ کو برائی کہہ دیتے ہیں، جزاء سیئة سیئة مثلها (الشوریٰ: ۴۰) اور دھوکہ کی سزا کو دھوکہ۔ اسی کی رعایت سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

● یعنی عمل کو ضائع کرنے والے دوہرے اسباب جمع ہیں، اندر سے سستی و کاہلی، باہر سے دکھاوا اور نمائش۔

(۱۴۴): غیر مسلموں کے ساتھ انسانی ہمدردی حسن سلوک اور غم خواری جائز ہے اور خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے؛ لیکن ایسی دوستی جو انسان کے افکار ونظریات، اخلاق واطوار اور معاشرت پر اثر انداز ہونے لگے جائز نہیں، اور ’’مولات‘‘ سے ایسی ہی دوستی مراد ہے، غیر مسلموں سے ایسی گہری دوستی رکھنا اور اپنی زندگی میں اس کا اثر قبول کرنا اللہ کے حکم کی واضح خلاف ورزی ہے، جو قیامت میں اس کے خلاف حجت قرار پائے گی۔

(۱۴۵): دوزخ کے سات درجے ہوتے ہوں گے، سب سے نچلا درجہ ’’ہاویہ‘‘ نامی ہوگا جو سب سے تکلیف دہ ہوگا، اسی میں منافقین رہیں گے (تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۱۸۶) اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

(۱۴۶): یعنی احکام الٰہی کی پوری طرح اطاعت کریں۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا
نہیں پسند کرتا اللہ اعلانیہ بُری بات کہنے کو، مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو اور ہے اللہ خوب سننے والا،
عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا
خوب جاننے والا﴿۱۴۸﴾ اگر تم اعلانیہ کرو کوئی نیکی یا چھپا کر کرو، یا تم معاف کر دو برائی کو، تو بیشک اللہ بھی ہے بہت معاف کرنے والا
قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
پوری قدرت رکھنے والا﴿۱۴۹﴾ بیشک وہ لوگ جو کفر کرتے ہیں اللہ کا اور اُس کے رسولوں کا اور وہ چاہتے ہیں کہ تفریق کریں درمیان اللہ اور اُس کے رسولوں کے
وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ
اور وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں بعض کے ساتھ اور انکار کرتے ہیں بعض کے ساتھ اور وہ چاہتے ہیں یہ کہ اختیار کریں اُس کے درمیان (یعنی ایمان و کفر کے)
سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾
کوئی راہ﴿۱۵۰﴾ ایسے ہی لوگ ہیں جو ہیں کافر حقیقی اور ہم نے تیار کیا ہے کافروں کے لئے عذاب ذلت آمیز﴿۱۵۱﴾
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ
اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر اور نہیں فرق کیا انہوں نے درمیان کسی ایک کے، یہ وہ لوگ ہیں کہ ضرور
يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ
دے گا اللہ اُن کو اجر اور ہے اللہ بہت معاف فرمانے والا، نہایت رحم کرنے والا﴿۱۵۲﴾ آپ سے سوال کرتے ہیں اہلِ کتاب، کہ
تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا
آپ اُتار لائیں اُن پر ایک کتاب آسمان سے (ایک بار میں) سو یقیناً انہوں نے کہا! موسیٰؑ سے اس سے بھی بڑی چیز اور انہوں نے کہا!
اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ
دکھا ہمیں اللہ کو کھُلم کھلا، تو پکڑ لیا اُن کو بجلی نے اُن کے ظلم کی وجہ سے، پھر انہوں نے بنالیا بچھڑے کو معبود،
مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا
اس کے بعد بھی کہ آ چکی تھیں ان کے پاس کھلی نشانیاں، پھر ہم نے معاف کر دیا اس کو بھی اور ہم نے دیا موسیٰؑ کو غلبہ
مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ
کھلا ﴿۱۵۳﴾ اور ہم نے بلند کیا اُن پر طور (پہاڑ) اُن سے عہد لینے کے لئے اور کہا ہم نے اُن سے، کہ داخل ہو جاؤ تم دروازے میں
سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾
سجدہ کرتے ہوئے اور ہم نے کہا اُن سے کہ نہ زیادتی کرو سبت (سنیچر) کے دن میں اور ہم نے لیا اُن سے عہد مضبوط﴿۱۵۴﴾

﴿۱۴۸﴾: غرض کہ بری بات کا زبان پر لانا بھی برا ہے؛ البتہ مظلوم کو سچائی کے دائرہ میں رہتے ہوئے ظالم کے خلاف زبان کھولنے کی اجازت ہے؛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بری بات کہنے سے بددُعاء مراد لی ہے، یعنی کسی مسلمان کے لئے بددُعاء جائز نہیں، البتہ مظلوم ظالم کے خلاف بددُعاء کرسکتا ہے۔ (طبری: ۳/۶)

﴿۱۵۰﴾: ایمان کے لئے اللہ کے ساتھ رسول کو ماننا اور تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے، یہود حضرت موسیٰؑ پر ایمان رکھتے تھے، حضرت عیسیٰؑ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرتے تھے، عیسائی حضرت عیسیٰؑ پر— جیسا کہ کچھ ایمان رکھتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرتے ہیں، یہاں انھیں کا ذکر ہے، صرف مسلمان ہی ایسی اُمت ہیں، جو تمام انبیاء برحق پر ایمان رکھتے ہیں۔

﴿۱۵۲﴾: نبیوں کی نبوت کو تسلیم کرنے میں کوئی تفرقہ نہیں کرتے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں۔ (البقرہ ۲: ۲۵۳)

﴿۱۵۳﴾: یہ مطالبہ اصل میں طلب تحقیق کیلئے نہ تھا بلکہ کٹ حجتی کے طور پر تھا اور اسکی مثال بالکل ایسے ہے جیسا کہ انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لے رکھا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کھا جائے۔ (دیکھئے آل عمران ۳: ۱۸۳)

چنانچہ بھلا یہود اس وقت کہاں ایمان لائے تھے جبکہ حضرت موسیٰؑ واقعی تختیوں پر لکھی ہوئی آسمانی کتاب لائے تھے، اس وقت تو انہوں نے اس سے بھی بڑا مطالبہ پیش کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کو ہمیں واضح طور پر دکھلا دیا جائے۔ بھلا جو تجلی حضرت موسیٰ بلکہ پہاڑ بھی برداشت نہ کرسکا وہ یہ کہاں برداشت کرتے جب عملی صورت میں تجلیات پڑیں تو مر گئے۔

● ید بیضاء، حضرت موسیٰؑ کا عصا، دریا کا پھٹنا وغیرہ۔

﴿۱۵۴﴾: یہ پہاڑ ایسے اٹھا دیا گیا جیسے معلوم ہوتا تھا کہ اب گرا کہ تب گرا۔ تفصیل کے لئے۔ (دیکھیں: الاعراف ۷: ۱۷۱)

● اللہ کے اس حکم کو بھی انہوں نے نافرمانی کی بھینٹ چڑھا دیا۔ (دیکھیں: الاعراف ۷: ۱۶۲)

● یوم سبت (سنیچر کے دن) یہود کو کام کرنا منع تھا۔ جس کا انہوں نے لحاظ نہیں کیا۔ تفصیل دیکھیں۔ (دیکھیں: الاعراف ۷: ۱۶۶-۱۶۳)

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ

پھر بسبب اِس کے کہ توڑا انہوں نے اپنا عہد اور انکار کیا انہوں نے اللہ کی آیات کا اور قتل کیا انہوں نے نبیوں کو ناحق اور کہا اُنہوں نے، کہ

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۠﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ

ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں، حالانکہ مہر لگادی ہے اللہ نے اُن کے دلوں پر، بسبب اُن کے کفر کے، سونہیں ایمان لائیں گے مگر تھوڑے ﴿۱۵۵﴾ اور بسبب اُن کے کفر کے

وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

اور اُن کے قول کے، مریمؑ پر بہتانِ بہت بڑا ﴿۱۵۶﴾ اور اُن کے اس کہنے کی وجہ سے، کہ ہم نے قتل کیا ہے مسیح عیسیٰؑ بن مریمؑ کو،

رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا

جو رسول ہیں اللہ کے، حالانکہ نہیں قتل کیا انہوں نے اس کو اور نہ سولی پر چڑھایا اُسے اور لیکن شُبہ میں ڈال دیا گیا اُن کو اور بیشک وہ لوگ جنہوں نے اختلاف کیا

فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ﴿۱۵۷﴾

اس معاملہ میں ضرور مبتلا ہیں شک میں اس بارے میں اور نہیں ہے انہیں اس کے بارے میں کچھ بھی علم، سوائے گمان کی پیروی کے اور نہیں قتل کیا ہے اُنہوں نے اس (مسیحؑ) کو یقینی طور پر ﴿۱۵۷﴾

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ

بلکہ اٹھا لیا ہے اس کو اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست طاقت والا، بڑی حکمت والا ﴿۱۵۸﴾ اور نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا

بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ﴿۱۵۹﴾ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

اس (مسیحؑ) پر، اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ (مسیحؑ) ہوگا ان پر گواہ ﴿۱۵۹﴾ پھر بسبب ان کے ظلم کرنے کے، اُن لوگوں کے جو یہودی ہوئے،

حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ﴿۱۶۰﴾

ہم نے حرام کر دیں اُن پر کچھ پاک چیزیں، جو حلال تھیں ان کے لئے اور بسبب ان کے روکنے کے اللہ کی راہ سے بہت زیادہ ﴿۱۶۰﴾

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا

اور لیتے ہیں سُود حالانکہ روک دیا گیا تھا اُن کو اِس سے اور کھاتے ہیں لوگوں کے مال ناجائز طریقہ سے اور تیار کیا ہے ہم نے

لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

ان کے لئے جو کافر ہیں ان میں سے عذاب دردناک ﴿۱۶۱﴾ لیکن جو پختہ ہیں علم میں اُن میں سے اور ایمان والے ہیں،

يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ

وہ ایمان لاتے ہیں اس پر بھی جو نازل کیا گیا تم پر اور اس پر بھی جو نازل کیا گیا تم سے پہلے اور قائم کرنے والے ہیں نماز اور ادا کرنے والے ہیں

الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۧ﴿۱۶۲﴾

زکوۃ اور ایمان رکھنے والے ہیں اللہ پر اور روزِ آخرت پر، یہی وہ لوگ ہیں کہ ضرور دیں گے ہم اُن کو اجر عظیم ﴿۱۶۲﴾

﴿۱۵۵﴾: ''دلوں پر پردہ ہیں'' کے معنی یہ ہیں کہ پردہ کی وجہ سے اب کوئی نئی بات اندر داخل نہیں ہوسکتی؛ اس لئے ہم آپ کی بات سمجھنے سے قاصر ہیں، یا یہ کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں، آپ ہمیں اپنی بات سے متأثر نہیں کر سکتے۔

● ''لا یؤمنون إلا قلیل'' (کچھ لوگوں کے سوا ایمان نہیں لائیں گے) کی مفسرین نے دو تشریحات کی ہیں، ایک یہ کہ یہودیوں میں کم ہی لوگ ایمان سے مشرف ہوں گے، دوسرے: ان کے ایمان کی مقدار تھوڑی ہوگی، یعنی بعض انبیاء پر وہ ایمان رکھتے ہیں اور بعض پر نہیں؛ اس لئے اگر ایمان کا حصہ ان کو میسر بھی ہے تو ناقص و نامکمل، ایسی صورت میں ایمان سے اس کا لغوی معنی مراد ہے، ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے بغیر ایمان تو بالکل ہی معتبر نہیں ـــ اکثر مفسرین نے پہلے معنی کے لحاظ سے ترجمہ کیا ہے، اس حقیر کا ترجمہ بھی اسی کے مطابق ہے؛ کیوں کہ یہود کا بہت کم ایمان لانا ایک تاریخی حقیقت ہے۔

﴿۱۵۷﴾: یہ یہودیوں کا قول نہیں؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

● ان آیات میں یہودیوں کی بے توفیقی اور اللہ کی طرف سے پکڑ کے کچھ اور اسباب کا ذکر ہے، ان میں سے ایک حضرت مریم علیہا السلام پر برائی کی تہمت ہے، دوسرے یہ کہ اپنے خیال کے مطابق انھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل کا ارتکاب کیا ہے؛ لیکن قرآن کہتا ہے کہ ان کا یہ خیال صحیح ہے، اصل میں ان کو اشتباہ ہو گیا ہے، انھوں نے مسیح سمجھ کر بجائے مسیح کے کسی اور کو پھانسی دے دی ہے اور یہ ایسی غلط فہمی ہے کہ اب تک باقی ہے، اس اشتباہ کی نوعیت کیا ہوئی؟ ـــ اس سلسلہ میں مفسرین نے مختلف باتیں لکھی ہیں؛ لیکن سب سے دل کو لگتی بات وہ ہے جو مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے لکھی ہے اور بائبل کے حوالوں سے ثابت ہے کہ اصل میں ''شمعون کرینی'' کو پھانسی پر چڑھایا گیا۔ (دیکھئے: تفسیر ماجدی: ۱/۲۲۸)

﴿۱۵۸﴾: یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو جسمانی طور پر آسمان پر اُٹھا لیا گیا، قرآن کی جو تعبیر یہاں ہے وہ رفع درجات اور مرتبہ ومقام کی بلندی کے لئے نہیں بولی جاتی؛ بلکہ مادی اور جسمانی طور پر اُٹھانے کے لئے، آیت کے پچھلے مضمون کے موافق بھی یہی ہے، کہ قتل کی نفی کی گئی اور بتایا گیا کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام قتل نہیں کئے گئے، تو ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ یہ کہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا، یہاں بلند درجات کے ذکر کے سوا کوئی معنی نہیں؛ کیونکہ درجات کی بلندی کچھ حضرت مسیح علیہ السلام ہی کی خصوصیت نہیں، مرتبہ ومقام کی یہ بلندی تو تمام ہی انبیاء کو حاصل رہی ہے

حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم سمیت آسمان پر اُٹھائے جانے اور پھر قیامت کے قریب اُتارے جانے پر حدیثیں کثرت سے وارد ہیں اور تواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں، (بخاری، باب نزول عیسی بن مریم، حدیث نمبر: ۳۴۴۸، ۳۴۴۹، مسلم، باب فی فتح قسطنطنیه الخ، حدیث نمبر: ۲۷۸، وغیرہ) نیز یہی مسلمانوں کا اجمالی عقیدہ ہے، رہ گئی عقل تو اس کا یہاں کیا ذکر ہے؟ حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ تو شروع ہی سے

إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ وَأَوْحَيْنَآ

بیشک ہم ہی نے وحی بھیجی ہے آپ کی طرف جیسے ہم نے وحی کی نوحؑ اور ان نبیوں کی طرف جو اس کے بعد ہوئے اور وحی بھیجی ہم نے

إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَـٰعِيلَ وَإِسْحَـٰقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ

ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد (یعقوبؑ کی) کی طرف اور عیسیٰؑ، ایوبؑ،

وَيُونُسَ وَهَـٰرُونَ وَسُلَيْمَـٰنَ ۚ وَءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ زَبُورًا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَـٰهُمْ

یونسؑ، ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف اور دی ہم نے داوٗدؑ کو زبور﴿١٦٣﴾ اور (ہم نے بھیجے) کچھ رسول، یقیناً ان کے حالات بیان کئے

عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴿١٦٤﴾

آپ سے اس سے پہلے اور کچھ رسول، کہ نہیں بیان کئے ہم نے اُن کے حالات آپ سے اور کلام کیا اللہ نے موسیٰؑ سے جیسے کلام کیا جاتا ہے (خاص)﴿١٦٤﴾

رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ ۚ

(یہ) رسول (بھیجے گئے) خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے (بنا کر) تاکہ نہ رہے لوگوں کے پاس اللہ پر کوئی حجت (الزام) رسولوں کے آجانے کے بعد

وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾ لَّـٰكِنِ ٱللَّهُ يَشْهَدُ بِمَآ أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُۥ بِعِلْمِهِۦ ۖ

اور ہے اللہ زبردست، بڑی حکمت والا﴿١٦٥﴾ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اُس کی جو اُس نے نازل کیا آپ کی طرف، کہ نازل کیا ہے اس کو اپنے علم سے

وَٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًا ﴿١٦٦﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَصَدُّوا۟

اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ گواہ﴿١٦٦﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور لوگوں کو روکا

عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ قَدْ ضَلُّوا۟ ضَلَـٰلًۢا بَعِيدًا ﴿١٦٧﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَظَلَمُوا۟

اللہ کی راہ سے (دوسروں کو) یقیناً وہ گمراہی میں جا پڑے بہت دور﴿١٦٧﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ظلم کیا،

لَمْ يَكُنِ ٱللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ﴿١٦٨﴾ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ

نہیں ہے اللہ کہ بخش دے اُن کو اور نہ ایسا ہے کہ دکھلائے اُن کو راہ﴿١٦٨﴾ سوائے جہنم کے راستے کی،

خَـٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٦٩﴾ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ

وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں ہمیشہ ہمیش اور ہے یہ اللہ پر بہت آسان﴿١٦٩﴾ اے لوگو!

قَدْ جَآءَكُمُ ٱلرَّسُولُ بِٱلْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ فَـَٔامِنُوا۟ خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَإِن

بیشک آگیا ہے تمہارے پاس یہ رسول حق لے کر تمہارے رب کی طرف سے، لہٰذا ایمان لے آؤ تم، بہتر ہوگا تمہارے لئے اور اگر

تَكْفُرُوا۟ فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧٠﴾

تم انکار کروگے تو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا، بڑی حکمت والا﴿١٧٠﴾

عام فطرت کے خلاف معاملہ ہوا ہے، پیدائش بغیر باپ کے ہوئی، (آلِ عمران: ٤٧) ماں کو بے موسم کا پھل ملا کرتا تھا، (آل عمران: ٣٧) گفتگو پیدائش کے ساتھ ہی شروع فرما دی، (مریم: ٢٩۔ ٣٠) اندھے پر ہاتھ پھیرتے تو بینا ہو جاتا، لنگڑا چلنے لگتا، کوڑھی اچھا چنگا ہو جاتا اور مردہ تک آپؑ کے کہنے پر قبر سے اٹھ کھڑا ہوتا، (آل عمران: ٤٩)

ایسے معجزات آپ علیہ السلام کو دئے گئے، تو اگر قادر مطلق خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا، تو اس پر کیا تعجب ہے؟؟ غالباً سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت اور مسیحیت کو ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کے جسمانی طور پر اٹھائے جانے کا انکار کیا ہے۔

﴿١٥٩﴾: یعنی جب یہودیوں اور عیسائیوں پر آخری وقت ہوتا ہے اور عالم برزخ کے احوال کھلنے لگتے ہیں، تو حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقت ان پر آشکارہ ہو جاتی ہے؛ لیکن اس وقت کی توبہ قبول نہیں، قیامت میں حضرت مسیح علیہ السلام ان دونوں گروہوں کے خلاف مدعی ہوں گے۔

یہودیوں کے خلاف ان کی عداوت و عناد میں غلو کی بنا پر اور عیسائیوں کے خلاف ان کی محبت میں غلو اور ان کو خدا کا بیٹا قرار دینے کی وجہ سے — آیت کا ترجمہ اس طرح بھی کیا گیا ہے: ''جتنے اہل کتاب ہیں، وہ مسیح علیہ السلام کے مرنے سے پہلے ضرور اس پر ایمان لے آئیں گے''

اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ قیامت سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام جب دنیا میں اُتارے جائیں گے اور ان کی طبعی موت واقع ہوگی، تو اس سے پہلے تمام اہل کتاب (جو اس وقت موجود ہوں گے) آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کے خدا کے بندہ اور رسول ہونے کا اقرار کریں گے۔

﴿١٦١﴾: آج ہی نہیں بلکہ صدیوں سے دنیا میں یہودیوں سے بڑھ کر کوئی سود خور قوم نہیں، اور یہی حال نزول قرآن کے وقت بھی تھا؛ حالاں کہ تورات میں بھی سود کی ممانعت کا صریح حکم موجود ہے، ''سود مت لے'' (خروج: ٢٢: ٢٥) ''---سود پر روپیہ قرض مت دے، نہ اسے نفع کے لئے کھانا کھلا''۔ (احبار: ٢٥: ٣٧-٣٥)

﴿١٦٢﴾: مولانا تھانویؒ نے ''راسخون فی العلم'' کا ترجمہ علم دین میں پختہ سے کیا ہے، شاہ ولی اللہ صاحب شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے ''علم پر ثابت قدم'' ترجمہ کیا ہے، حاصل دونوں کا یہی ہے کہ جو علماء اہل کتاب میں پختگی کی وجہ سے حق پر قائم ہیں، جیسے حضرت عبداللہ بن سلامؓ وغیرہ، ان کا اجر اللہ کے یہاں محفوظ ہیں۔

﴿١٦٤﴾: یعنی وہ انبیاء ہیں کہ جن کو یہودی وعیسائی تسلیم کرتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا براہ راست اللہ سے ہم کلام ہونا بھی ان کو تسلیم ہے، تو پھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے انکار کے کیا معنی ہیں؟ کیا اللہ ان انبیاء کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وحی نازل کرنے پر قادر نہیں ہیں؟

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا

اے اہلِ کتاب نہ مبالغہ کرو اپنے دین کے معاملہ میں اور مت کہو اللہ کی شان میں، مگر وہ بات جو سچ ہو۔حقیقت یہ ہے کہ

الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ

مسیح عیسیٰؑ ابن مریمؑ صرف اللہ کا رسول اور اس کا کلمہ ہی ہے، جو بھیجا تھا مریمؑ کی طرف

وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ

اور رُوح تھی اللہ کی طرف سے، پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر اور مت کہو کہ (خدا) تین ہیں، (اس سے) باز آ جاؤ، بہتر ہوگا تمہارے لئے،

وقف لازم

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

حقیقت یہ ہے کہ صرف اللہ ہی معبود اکیلا، وہ پاک ہے اس سے کہ ہواس کی کوئی اولاد، اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اورجو کچھ ہے

ع ۲۳ ۹ ۳

فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٧١﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ

زمین میں اور کافی ہے اللہ کارساز ﴿١٧١﴾ ہرگز نہیں باعثِ عار مسیح کے لئے یہ بات، کہ ہو وہ

عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

بندہ اللہ کا اور نہ مقرب فرشتوں کے لئے اور جس نے باعثِ عار سمجھا اللہ کی عبادت کو

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿١٧٢﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور تکبر کیا تو عنقریب اکٹھا کرے گا (اللہ) اُنہیں اپنے پاس سب کو ﴿١٧٢﴾ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور کئے انہوں نے کام

الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

نیک، تو وہ پورے پورے دے گا (اللہ) اُن کو، اُن کے اجر اور مزید عطا فرمائے گا انہیں اپنے فضل سے اور رہے وہ لوگ جنھوں نے

اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ

باعثِ عار سمجھا (اللہ کی عبادت کو) اور تکبر کیا، تو وہ ان کو عذاب دے گا، عذاب دردناک اور نہ پائیں گے وہ اپنے لئے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧٣﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

غیراللہ میں سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار ﴿١٧٣﴾ اے لوگو! بیشک آ چکی ہے تمہارے پاس روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿١٧٤﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ

اور نازل کی ہے ہم نے تمہاری طرف نور (روشنی) کھلی ہوئی (جو راہ دکھاتی ہے) ﴿١٧٤﴾ پھر وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور انہوں نے مضبوط پکڑا اس (اللہ کا سہارا) کو

فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿١٧٥﴾ ؕ

تو ضرور داخل کرے گا وہ (اللہ) اُن کو اپنی رحمت و فضلِ خاص میں اور دکھائے گا اُن کو اپنی طرف آنے کی سیدھی راہ ﴿١٧٥﴾

﴿١٧١﴾: اوپر کی آیات میں یہود سے خطاب تھا، اس آیت میں عیسائیوں سے خطاب ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور تین (باپ، بیٹے، روح القدس) کے مجموعہ کو خدا نہ کہو کہ یہ شرک ہے اور خدا کی کوئی اولاد نہیں؛ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اللہ کے رسول ہی ہیں، بات صرف اتنی سی ہے کہ اللہ تعالیٰ عام انسانوں کو مرد کے نطفہ کے واسطہ پیدا فرماتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو براہ راست اپنے حکم سے پیدا فرمایا ہے، اسی حکم کو "کلمہ" سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

دوسرے انسانوں میں روح حاصل ہونے کا ذریعہ بہ ظاہر ماں باپ کا ملاپ ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو بلا واسطہ روح عطا فرمائی گئی ہے، جو "من اللّٰہ" ہے، یعنی اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی ہے۔

﴿١٧٢﴾: یعنی عیسائیوں کا معاملہ "مدعی سست، گواہ چست" کا سا ہے، حضرت مسیح علیہ السلام کو تو خدا کی بندگی پر ناز ہے نہ کہ ننگ و عار؛ مگر عیسائی خدا کی بندگی کو ان کے لئے باعثِ عار سمجھتے ہیں، فرشتوں کو بعض عرب خدا کی بیٹیاں کہتے تھے؛ اس لئے ان کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے کہ مقرب فرشتوں کو بھی خدا کا بندہ ہونے کا اعتراف ہے اور وہ ہرگز اس کو اپنے لئے باعثِ ننگ و عار خیال نہیں کرتے۔

﴿١٧٤﴾: "برہان" (دلیل) سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی اور "نور مبین" (کھلی ہوئی روشنی) سے قرآن مجید مراد ہے، (تفسیر بغوی: ۱/۶۲۷) کہ ان دونوں کے ذریعہ حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح حیثیت پوری طرح واضح ہو چکی ہے، اب اس کے باوجود ایک ایسے عقیدہ پر اصرار جس کی نہ مذہبی کتابوں میں سند ہے اور نہ اس پر عقل کی شہادت ہے، محض گمراہی ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے رسول اور کتاب دونوں ضروری ہے، رسول کو محض ڈاکیہ سمجھنا اور یہ کہنا کہ رسول کی ہدایات وارشادات کی ضرورت نہیں، صرف قرآن مجید کافی ہے، غلط ہے اور جو لوگ ایسا کہتے ہیں، وہ گمراہی میں ہیں۔

﴿١٧٦﴾: کلالہ سے مراد وہ شخص ہے جس کا انتقال اس حال میں ہو کہ نہ اس کے والدین ہوں اور نہ اولاد، ان کے ترکہ کی تقسیم کس طرح عمل میں آئے گی؟ اس سلسلہ میں درج ذیل احکام بیان کئے گئے ہیں:

(ا) اگر صرف ایک حقیقی یعنی ماں باپ شریک یا علاتی یعنی باپ شریک بہن ہو، تو وہ ایسے شخص کے ترکہ کے نصف کی حقدار ہوگی، ــــ اگر ماں شریک بہن ہو تو اس کے حصہ کا ذکر اسی سورہ کی آیت: ۱۲ میں آ چکا ہے، باقی نصف عصبہ رشتہ داروں ــــ چچا، چچازاد بھائی ــــ وغیرہ کو ملے گا، اگر یہ بھی نہ ہوں تو باقی آدھا بھی بہن ہی کے حصہ میں آئے گا۔

(ب) اگر عورت کلالہ ہو، اس کے والدین اور اولاد نہ ہوں، صرف بھائی ہو، خواہ ایک ہو یا زیادہ، تو وہ اس کے پورے ترکہ کا وارث ہوگا۔

(ج) اگر کلالہ مرد کی دو بہنیں ہوں، تو یہ دونوں دو تہائی ترکہ کی حقدار ہیں، دو سے زیادہ ہوں تب بھی یہی حکم ہے، باقی ایک تہائی عصبہ رشتہ دار (چچا، چچازاد بھائی وغیرہ) کا ہوگا، اگر کوئی عصبہ موجود نہ ہو تو یہ باقی ایک تہائی بھی بہنوں ہی کو ملے گا۔

(د) اگر کلالہ مرد یا عورت کے بھائی بھی ہوں اور بہن بھی، تو ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ مرد کا حصہ بہ مقابلہ عورت کے دوہرا ہوگا۔

یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ

وہ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں کہہ دیجئے! اللہ فتویٰ دیتا ہے آپ کو ''کلالہ'' کے بارے میں، اگر کوئی شخص مر جائے (اس حال میں کہ) نہ ہو اُس کی اولاد

وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ یَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا

اور اس کی ایک بہن ہو، تو اس کے لئے ہے آدھا اس کے ترکے کا اور بھائی وارث ہوگا بہن کے (پورے مال کا) اگر نہ ہو اُس بہن کی کوئی اولاد، پھر اگر ہوں

اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ

دو بہنیں (یا زائد) تو ان دونوں کے لئے ہے دو تہائی ترکے کا اور اگر ہوں کئی بھائی بہنیں اور عورتیں تو مرد کے لئے ہے

مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿١٧٦﴾

برابر دو عورتوں کے حصے کے، کھول کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے تا کہ (نہ) تم گمراہ ہو اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ﴿١٧٦﴾

ع ٢٤ / ٦ / ٤

(٥) سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِیَّةٌ (١١٢)

اٰیَاتُهَا ١٢٠ — رُكُوْعَاتُهَا ١٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

المنزل الثانی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ۬ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے عہد و پیمان کو پورا کرو، حلال کئے گئے ہیں تمہارے لئے مویشی چوپائے سوائے اُن کے جو (آگے) بیان کئے جائیں گے تم سے

غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ ﴿١﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا

(لیکن) نہ حلال سمجھو شکار کرنے کو جبکہ تم احرام کی حالت میں ہو، بیشک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے ﴿١﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ بے حرمتی کرو

شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ

اللہ کے نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے (رجب، ذیقعدہ، ذالحجہ، محرم) کی نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ اُن جانوروں کی جن کی گردنوں میں پٹے پڑے ہوں اور نہ بیت الحرام کا قصد کرنے والے لوگوں کی

یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ

جو اپنے رب کے فضل اور اس کی خوشنودی کی چاہ میں (جا رہے ہوں) اور جب احرام کی حالت سے باہر ہو جاؤ تو شکار کر سکتے ہو اور نہ آمادہ کرے تم کو

نصف

شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ

دشمنی کسی قوم کی، کہ اس نے روکا تھا تم کو مسجد حرام سے اس (بات) پر تم زیادتی کرنے لگو اور تعاون کرو نیکی میں

وَالتَّقْوٰی ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿٢﴾

اور پرہیزگاری میں اور مت تعاون کرو گناہ میں اور سرکشی کے کاموں میں اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ﴿٢﴾

تفسیر سورۃ المائدہ

نام: اس سورت کا نام (المائدۃ) ہے، آیت (١١٤) میں اس لفظ کا ذکر آیا ہے، چونکہ ''مائدہ'' سے متعلق قصہ اس صورت میں مذکور اُمور میں سب سے عجیب و غریب ہے، اسی لئے سورت کا یہی نام رکھ دیا گیا۔

زمانہ نزول: اس میں ایک سو بیس (١٢٠) آیتیں ہیں، اور بالا جماع مدنی سورت ہے۔ ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سورۃ المائدہ اور سورۃ الفتح زمانہ نزول کے اعتبار سے آخری سورتیں ہیں اور حاکم نے جبیر بن نفیر سے روایت کی ہے کہ میں نے حج کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انہوں نے کہا کہ اے جبیر! کیا تم سورۃ المائدہ پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! تو انہوں نے کہا یہ آخری سورت ہے جو نازل ہوئی تھی، اس میں جو چیزیں حلال بتائی گئی ہیں اُنہیں حلال جانو، اور جو حرام بتائی گئی ہیں اُنہیں حرام جانو۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ جو حجۃ الوداع میں مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی۔

①: عقد کے معنیٰ کسی چیز کو باندھنے کے ہیں، وعدہ بھی انسان کے لئے ایک اخلاقی بندش ہے؛ ● ''بہیمہ'' چار پاؤں والے جانور کو کہتے ہیں، اور ''انعام'' اونٹ، بکرے کو؛ چنانچہ سورۂ انعام (١٤٢۔١٤٤) میں 'انعام' کی آٹھ قسموں کا ذکر آیا ہے، مراد یہ ہے کہ جو چوپائے ان جانوروں کی طرح ہوں، جیسے نیل گائے، ہرن وغیرہ حلال ہیں۔

ظاہر ہے کہ بعض چوپائے جن کی حرمت حدیث سے صریحاً معلوم ہوتی ہے، وہ حرام ہیں اور قرآن کے اس عمومی حکم سے مستثنیٰ ہیں، جیسے گدھا، خچر وغیرہ؛ البتہ حالت احرام میں شکار کرنا جائز نہیں: اس لئے جو جنگلی جانور حلال ہیں، اگر مُحرِم ان کا شکار کر لے تو وہ بھی حرام ہوں گے اور ان کا حکم بھی مراد ہوگا، نہ مُحرِم کے لئے ان کا کھانا جائز ہوگا نہ غیر محرم کے لئے۔ (تفسیر بغوی: ٦/ ٢٣١)

②: ''شعائر'' شعیرہ کی جمع ہے، عربی زبان میں 'شعرۃ' ایسی چیز کو کہتے ہیں، جس سے پہچان و شناخت متعلق ہو؛ اس لئے جو افعال یا اشیاء اسلام کی علامتوں کے درجہ میں ہیں، وہ سب شعائر میں داخل ہیں، جیسے: کعبۃ اللہ، قربانی کا علامت زدہ جانور، مسجدیں، اذاں وغیرہ، بعض مفسرین نے یہاں شعائر سے خاص طور پر حج سے متعلق علامتی اُمور و مقامات مراد لئے ہیں، جیسے: صفا، مروہ اور قربانی کے لئے لے جایا جانے والا جانور، گنجائش دونوں ہی معنوں کی ہے۔

● حرام مہینوں سے مراد ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب کے مہینہ ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ میں پہل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ● 'ہدی' اس جانور کو کہتے ہیں، جسے حج یا عمرہ کرنے والا قربانی کے لئے بیت اللہ شریف لے جائے۔ (تفسیر بغوی: ٦/ ٢٣٢) ● 'قلائد، قلادہ کی جمع ہے، قلادہ کے معنی ہار وغیرہ کے ہیں جو گلے میں لٹکائے جاتے ہیں، عربوں کا ایک طریقہ یہ تھا کہ جو جانور قربانی کے لئے حرم لے جاتے، اُن کے گلے میں درخت کے پتوں یا جوتے وغیرہ کا ہار علامتی طور پر لٹکا دیتے، لوگ اس کا احترام کرتے اور ایسے جانور لے جانے والوں پر حملہ سے اجتناب کرتے۔ (تفسیر بغوی: ٦/ ٢٣٢) ● ''بیت حرام'' کے معنی حرمت واحترام والے گھر کے ہیں، یعنی کعبۃ اللہ۔ ● اسی سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو حکم اصل میں ہوتا ہے، وہی اس کے ذرائع کا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے کے ساتھ ساتھ اس میں ہر طرح کا تعاون کرنے والوں (بخاری، باب مؤکل الربا، حدیث نمبر: ٢٠٨٦) اور شراب پینے کے ساتھ ساتھ شراب پینے میں تعاون کرنے والوں پر بھی لعنت بھیجی ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ عن ابن عمر: ٩/ ٤٤١)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ

حرام کیا گیا ہے تم پر مُردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ (جانور) کہ پکارا گیا ہو نام غیر اللہ کا اُس پر اور گلا گھٹ کر (مرنے والا)

وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ

یا چوٹ سے یا گر کر مرنے سے یا سینگ لگنے سے اور وہ جسے کھایا ہو درندے نے، مگر جس کو تم نے ذبح کر لیا اور وہ بھی (حرام ہے) جو ذبح کیا گیا

عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

آستانے پر اور یہ کہ قسمت معلوم کرو تم فال کے تیروں سے، یہ سب گناہ ہیں (بڑے) آج مایوس ہو چکے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ

تمہارے دین سے، پس نہ ڈرو تم اُن سے اور مجھ ہی سے ڈرو، آج مکمل کر دیا ہے میں نے تمہارے لئے تمہارا دین اور میں نے پوری کر دی

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ

تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا ہے میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے، پھر جو مجبور ہو جائے بھوک سے، نہ

مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ③ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ

مائل ہونے والا ہو گناہ پر، (تو کھا سکتا ہے) تو یقیناً اللہ معاف فرمانے والا رحم کرنے والا ہے ③ وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا۔ کیا چیزیں حلال کی گئی ہیں ان کے لئے؟ کہہ دیجئے! حلال کر دی گئی ہیں

لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ

تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں اور (ان کا شکار) جو تم نے سدھائے ہیں شکاری جانور، شکار پر دوڑانے کے لئے کہ تم ان کو سکھاتے ہو اس میں سے جو سکھایا تمہیں اللہ نے،

فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

سو کھاؤ اُس میں سے جو وہ پکڑ لیں تمہارے لئے اور ذکر کرو نام اللہ کا اس پر اور ڈرتے رہو اللہ سے، بیشک اللہ جلد لینے والا ہے

الْحِسَابِ ④ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠

حساب ④ آج حلال کر دی گئی تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں اور کھانا اوراُن لوگوں کا جنہیں دی گئی کتاب، حلال ہے، تمہارے لئے

وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور تمہارا کھانا حلال ہے اُن کے لئے اور (حلال ہیں) پاکدامن عورتیں مسلمانوں میں سے اور پاکدامن عورتیں ان لوگوں میں سے جنہیں دی گئی

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ

کتاب تم سے پہلے، جب تم اُن کو دو اُن کے مہر (اور) نکاح میں لانے کے لئے، نہ کہ بدکاری کرنے کے لئے اور نہ چوری چھپے

اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ⑤ ع ١ ٥ ٥

دوستی کرنے کو اور جس نے انکار کیا ایمان سے، تو اکارت ہو گئے اس کے اعمال اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا⑤

③: ''مردار'' سے مراد وہ جانور ہیں جو اپنی موت آپ مرجائیں، یا جنھیں شریعت کے بتائے ہوئے طریقے ذبح کے مطابق ذبح کیا گیا ہو

● ''خون'' سے بہتا ہوا خون مراد ہے، جو جاندار کی رگوں میں ہوتا ہے؛ چنانچہ خود قرآن مجید میں دوسری جگہ ''بہتے ہوئے خون'' (دم مسفوح) کی صراحت موجود ہے۔(الانعام: ١٤٥)

● سور کا گوشت ہی نہیں؛ بلکہ اس کا پورا وجود ہی حرام و ناپاک ہے۔

● ''ماأهل به لغیر الله'' کا ذکر بقرہ آیت نمبر: ١٧٣ میں آچکا ہے، آگے مردار کی مختلف صورتوں کا بیان ہے، 'منخنقه' سے مراد وہ مردار ہے جو گلا گھونٹ دیئے جانے کی وجہ سے مرجائے، 'موقوذہ' سے مراد وہ ہے جو پتھر، لاٹھی یا کسی چیز کی ضرب سے مرجائے، 'متردیہ' وہ جانور ہے جو بلندی سے نیچے گرنے کی وجہ سے مرجائے، 'نطیحہ' وہ جانور ہے جسے دوسرا جانور سینگ مار کر ہلاک کر دے، اور اسے ذبح کرنے کا موقع نہ ملے۔ وما اکل السبع، یعنی جس جانور کو کوئی درندہ پھاڑ ڈالے اور اس کی موت واقع ہو جائے، اگر اس میں زندگی باقی ہو اور اسے ذبح کر دیا جائے، تو پھر اس کا کھانا حلال ہوگا، غرض یہ مردار کی مختلف صورتیں ہیں۔

● مراد یہ ہے کہ جانور پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام تو نہیں لیا گیا؛ لیکن غیر اللہ کی تعظیم میں اسے ذبح کیا جائے، یہ فعل تو کفر و حرام ہے ہی، وہ جانور بھی حرام اور مردار کے حکم میں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ١/٢٨٠)

● اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شریعت محمدی اور دین مکمل ہو چکا ہے، اب شریعت کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی گنجائش باقی نہیں رہی، جو شخص اب نبوت کا مدعی ہو اور جو اس کی تصدیق کرے، وہ سبھی کافر اور دائرہ ایمان سے باہر ہیں۔

● اگر کسی شخص پر بھوک کی شدت ناقابل برداشت ہو، تو وہ حالت اضطرار میں جان بچانے کے لئے ضرورت کے بہ قدر مذکورہ حرام اشیاء میں سے بھی کھا پی سکتا ہے، گناہ پر مائل نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کھانا شدید مجبوری کے بغیر نہ ہو، اور بقدر ضرورت ہو، معلوم ہوا کہ مجبوری کی حالت میں بھی ان اشیاء کی حرمت برقرار رہتی ہے؛ البتہ اس پر مؤاخذہ نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ درگذر فرمائیں گے اضطرار میں جو حکم غذا کا ہے، وہی حکم دوا کا بھی ہے، یعنی کوئی دوا حرام جزء سے بنی ہو، کوئی حلال دوا اس کے لئے موجود نہ ہو، یا ہو اور کسی وجہ سے مریض اس کے حاصل کرنے پر قادر نہ ہو، تو ایسی حالت میں حرام شئ سے بھی علاج کیا جا سکتا ہے۔

④: شکاری جانور کے ذریعہ شکار کئے جانے والے جانور کے حلال ہونے کے لئے چار شرطیں بتائی گئی ہیں، اول: یہ کہ ان کو شکار کی تربیت دی گئی ہو، دوسرے: ان کو شکار پر چھوڑا گیا ہو، نہ یہ کہ وہ از خود شکار پر جھپٹ پڑے ہوں، تیسرے: اُنھوں نے شکار کو بھیجنے والے کے لئے روک رکھا ہو، نہ یہ کہ خود کھانے لگیں، چوتھے: ان کے بھیجتے ہوئے ان پر بسم اللہ بھی کہا گیا ہو، بھیجنے والے کے لئے روک رکھے، پرندوں کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ اسے شکار پر چھوڑا جائے، تو جھپٹ پڑے اور بیچ راستہ بھی واپس بلا لیا جائے، تو واپس آجائے، (ہدایہ آخرین، کتاب الصید: ٥٠٦)— ''جوارح'' شکار کرنے والے جانور کو کہتے ہیں، کتا ہو یا کوئی اور جانور۔

⑤: یہاں ''طعام'' (کھانا) سے مراد ذبیحہ ہے، (تفسیر بغوی: ١/٦٤١) یعنی عام غیر مسلموں کا تو ذبیحہ حرام ہے، لیکن اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب اٹھو تم نماز کے لئے تو دھو لو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھ

اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ

کہنیوں تک اور مسح کر لو اپنے سروں کا اور (دھو لو) اپنے پاؤں ٹخنوں تک اور اگر

كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ

ہو تم حالتِ جنابت میں تو (نہا کر) اچھی طرح پاک ہو جاؤ اور اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا آ جائے کوئی

مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا

تم میں سے قضائے حاجت سے یا تم نے ہم بستری کی ہو عورتوں سے، پھر نہ پاؤ تم پانی، تو تیمم کر لو

صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ

پاک مٹی سے، پھر تم مسح کرو اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا اِس (مٹی) سے، نہیں چاہتا اللہ کہ کرے

عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ

تم پر کوئی تنگی اورلیکن وہ ارادہ کرتا ہے کہ تم کو پاک کر دے اور تاکہ پوری کرے اپنی نعمت تم پر،

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑥ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ

تاکہ تم شکر ادا کرو⑥ اور تم یاد کرو نعمتیں اللہ کی (جو ہوئی) تم پر اوراُس عہد کو جو اُس نے

وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

تم سے معاہدہ کیا اس کا، جب تم نے کہا تھا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ خوب جاننے والا ہے

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑦ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ

راز سینوں کے⑦ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم ہو جاؤ قائم رہنے والے (حق پر) اللہ کے لئے، گواہی دینے والے

بِالْقِسْطِ ؗ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟

انصاف کے ساتھ اور نہ آمادہ کرے تمہیں دشمنی، کسی قوم کی، اس بات پر کہ نہ تم عدل کرو، تم عدل کرو

هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑧

یہی بات زیادہ قریب ہے تقویٰ کے اور ڈرتے رہو اللہ سے، بیشک اللہ خوب باخبر ہے اس سے جو کچھ تم کرتے ہو⑧

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ⑨

وعدہ کیا ہے اللہ نے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے، اور کئے انہوں نے عمل نیک ان کے لئے بخشش اور اجر ہے بہت بڑا⑨

● یعنی عام غیر مسلموں سے تو مسلمانوں کے نکاح کا تعلق نہیں ہوسکتا، نیز اہل کتاب مردوں سے بھی مسلمان عورتوں کا نکاح نہیں ہوسکتا؛ لیکن اہل کتاب عورتوں سے مسلمان مرد نکاح کر سکتے ہیں، اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، جو واقعی خدا پر، رسالت و آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، چاہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ان کا ایمان نہ ہو لیکن جو شخص محض خاندانی طور پر یہودی یا عیسائی ہوں؛ اور خدا کے منکر ہوں، نبوت کے قائل نہ ہوں، وہ اہل کتاب میں شامل نہیں ہیں، نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے، نہ ان کی عورتوں سے مسلمان مردوں کے لئے نکاح جائز ہے، "من قبلکم" (تم سے پہلے جن کو کتاب دی گئی) سے واضح ہوگیا کہ اس سے اسلام سے پہلے کے مذاہب (یہودیت و نصرانیت) کے ماننے والے مراد ہیں، مسلمان اور کتابی عورتوں کے "پاک دامن" ہونے کی شرط اخلاقی ہے، یعنی کسی مسلمانوں کو زیبا نہیں کہ وہ بدچلن عورت کو اپنے نکاح میں لائے؛ لیکن نکاح کر لے تو منعقد ہوجائے گا۔

● بعض مفسرین نے "مسافحین" سے اعلانیہ زنا کرنے والے اور "متخذی اخذان" سے چھپ چھپا کر بدکاری کرنے والے مراد لیا ہے، (القدیر:٢/١٨)

● بعض اہل کتاب عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے؛ لیکن ایمان سے انکار کرنا اُن اہل کتب کے لئے بھی اسی قدر نقصاندہ اور ظاہری نیک اعمال اور بعض ایمانیات کو ماننے پر پانی پھیر دینے والا ہے۔

⑥: پس! وضوء میں یہ چار باتیں فرض ہیں۔

● اس آیت میں تیمّم سے متعلق متعدد احکام کا ذکر ہے، اول: یہ کہ بیمار کے لئے پانی کا استعمال نقصاندہ ہو تو، تیمّم کرسکتا ہے، دوسرے: مسافر گو صحت مند ہو؛ لیکن پانی میسر نہ ہو، وہ بھی تیمّم کرسکتا ہے، چوں کہ مسافر ہی کو عام طور پر اس کی نوبت آتی ہے، اس لئے مسافر کا ذکر فرمایا گیا ہے، اگر مسافر نہ ہو، اس کے باوجود پانی میسر نہ ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے لئے بھی یہی حکم ہوگا، تیسرے: جس کو وضوء کی ضرورت ہو وہ تیمّم کرسکتا ہے؛ کیوں کہ قضاء حاجت (جس کا ذکر فرمایا گیا ہے) سے وضوء ہی واجب ہوتا ہے، چوتھے: غسل کی ضرورت ہو تب بھی بیماری یا پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم درست ہے؛ چنانچہ صحبت کرنے والے کو بھی تیمّم کی اجازت دی گئی، پانچویں: تیمّم پاک زمین پر کیا جائے گا، زمین سے مراد جزاء زمین ہیں، (فتح القدیر:١/١١٢) جیسے: مٹی، ریت، وغیرہ، حنفیہ کے نزدیک جو چیز جلانے سے راکھ نہ ہو اور نہ پگھلے، وہ سب "زمین" میں داخل ہے اور ان سے تیمّم درست ہے، نیز اس کا پاک ہونا ضروری ہے، چھٹے: تیمّم میں دو باتیں فرض ہیں: چہرہ کا مسح، ہاتھوں کا مسح، اکثر فقہاء نیز حنفیہ کے نزدیک کہنیوں سمیت ہاتھوں کا مسح ضروری ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (مستدرک حاکم، کتاب الطہارہ، حدیث نمبر: ١٩٢، ٦٣٨)

⑧: انسان کو انصاف کی راہ سے ہٹانے والی دو چیزیں ہوتی ہیں، کسی سے محبت و تعلق، یا کسی سے نفرت و عداوت، (سورہ نساء آیت نمبر: ١٣٥) میں محبت و تعلق کی بنا پر ناانصافی کو منع فرمایا گیا ہے۔

⑨: معلوم ہوا کہ اللہ کی مغفرت اور اجر حاصل کرنے کے لئے ایمان کے ساتھ عمل صالح ضروری ہے، اور عمل صالح کا خلاصہ ہے اسوۂ محمد ﷺ کی اتباع و پیروی، جو لوگ محبت رسول کو کافی سمجھتے ہیں اور عمل کو غیر ضروری، یہ ان کے لئے تنبیہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ⑩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیات کو یہی لوگ ہیں دوزخی⑩ اے وہ لوگو جو

اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا

ایمان لائے ہو! یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو (جو کی) تم پر، جب ارادہ کیا تھا ایک قوم نے، یہ کہ وہ دست درازی کرے

اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ

تمہاری طرف اپنے ہاتھ، تو اس نے روک دیئے ان کے ہاتھ تم سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ ہی پر

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ (ع ٢/٦/٦)

چاہئے کہ بھروسہ کریں ایمان والے⑪ اور یقیناً لیا تھا اللہ نے عہد بنی اسرائیل سے

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ

اور مقرر کیے تھے ہم نے اُن میں بارہ سردار اور کہا اللہ نے، بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر

اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ

تم قائم رکھوگے نماز اور ادا کرتے رہوگے زکوٰۃ اور ایمان لاؤگے میرے رسولوں پر اور مدد کروگے ان کی

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

اور تم قرض دوگے اللہ کو قرضِ حسنہ تو میں ضرور دور کر دونگا تم سے تمہارے گناہ

وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ

اور ضرور داخل کروں گا تم کو ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں، پھر جس نے کفر کیا،

ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ⑫ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ

اس کے بعد بھی تم میں سے، تو بیشک وہ بھٹک گیا سیدھی راہ سے⑫ پھر اِس وجہ سے کہ توڑا انہوں نے اپنا عہد،

لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ

(تو) ہم نے ان پر لعنت کی اور ہم نے کر دیا اُن کے دلوں کو سخت، کہ وہ بدل دیتے ہیں (اللہ کے) کلام کو ان کی (اصل) جگہوں سے

وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ

اور وہ بھول گئے ایک حصہ اس چیز کا جس (تعلیم) کی نصیحت کی گئی تھی انہیں اس کی، اور آپ ہمیشہ مطلع ہوتے رہتے ہیں کسی نہ کسی خیانت پر اُن لوگوں کی،

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ⑬

مگر تھوڑے سے لوگوں کے ان میں سے، سو آپ معاف کر دیں اُن کو اور درگزر کریں، بیشک اللہ پسند کرتا ہے احسان کرنے والوں کو⑬

⑪: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اہل مکہ کے اسی (٨٠) آدمی مسلح ہوکر تنعیم پہاڑ کی جانب سے رسول اللہ پر حملہ آور ہوئے اور یہ چاہتے تھے کہ آپ اور آپ کے اصحاب غافل ہوں تو حملہ کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پکڑ کر قید کر لیا پھر انہیں چھوڑ دیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (مسلم)

⑫: جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے اطاعت کا عہد لیا تھا اسی طرح بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا گیا۔

● بنی اسرائیل بارہ قبیلے تھے جو کہ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹوں کی اولاد تھے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے ان پر بارہ نقیب مقرر کر دیئے جو کہ اپنے اپنے قبیلے کے محافظ یا ذمہ دار تھے کہ ان کی تربیت کریں۔ اور انہیں اس عہد پر قائم رکھنے کی کوشش کریں۔

⑬: بنی اسرائیل نے اس معاہدہ کی پرواہ نہ کی، زکوٰۃ دینے کے بجائے بخل کی راہ اختیار کی۔ قرض حسنہ دینے کے بجائے سود خوری اور حرام خوری شروع کر دی۔ رسولوں کی مدد کرنے کے بجائے کئی انبیاء کو ناحق قتل کر دیا۔

● مسلسل خباثتوں، ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے انکے دل حق قبول کرنے کی صلاحیت سے عاری ہو گئے۔ آپس میں محبت اور الفت کی بجائے ان میں خود غرضی سنگدلی اور باہمی منافرت نے راہ پا لی۔ دل کی اس کیفیت کو کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے ''مہر لگانے'' سے بیان فرمایا ہے۔ دل کی قساوت کے بارے میں تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (البقرۃ ٢:٧٤) کتاب اللہ کی اکثر آیات کا مفہوم ہی بدل دیا۔ لفظی تحریف سے بھی دریغ نہیں کیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد اور عورت کو لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی سے پوچھا کہ تم اس بارے میں اپنی کتاب میں کیا حکم پاتے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہمارے علماء ایسے لوگوں کا منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کر کے گشت کراتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہیے کہ تورات سے ثابت کریں پھر جب تورات لائی گئی تو ان میں سے ایک نے رجم والی آیت پر ہاتھ رکھ کر آگے پیچھے سے پڑھنا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن سلام نے کہا کہ اپنا ہاتھ تو ہٹاؤ۔ اس نے ہاتھ ہٹایا تو اسکے نیچے رجم کی آیت تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں رجم کا حکم دے دیا اور وہ رجم کیے گئے۔'' (بخاری)

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا

اور ان لوگوں سے بھی جنہوں نے کہا! کہ بیشک ہم نصاریٰ ہیں، لیا تھا ہم نے پختہ عہد ان سے، پھر وہ بھول گئے

حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ

ایک حصہ اس (تعلیم) کا جس کے لئے نصیحت کئے گئے تھے وہ اس سے، تو ہم نے ڈال دی اُن کے درمیان دشمنی اور بغض

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (١٤)

روز قیامت تک اور عنقریب انہیں خبر دے گا اللہ اس کا جو وہ (دنیا میں) کرتے رہے(۱۴)

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا

اے اہل کتاب! بلاشبہ آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسولؐ جو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لئے بہت کچھ،

مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ۵ قَدْ

اس میں سے جو تم چھپاتے تھے کتاب میں سے اور درگزر کرتا ہے بہت سی باتوں سے، بیشک

جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (١٥) ۙ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ

آگئی ہے آپ کے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب(۱۵) دکھاتا ہے اس کے ذریعہ سے اللہ ہر اس شخص کو جو طالب ہو

رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

اس کے رضامندی کا، سلامتی کی راہیں اور نکالتا ہے اُن کو اندھیروں سے روشنی کی طرف

بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (١٦) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ

اپنے حکم سے اور رہنمائی کرتا ہے اُن کو سیدھی راہ کی طرف(۱۶) یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے جنہوں نے

قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ

کہا! کہ یقیناً اللہ ہی مسیحؑ ابن مریمؑ ہے۔ (اے نبیؐ) کہہ دیجئے! پھر کون اختیار رکھتا ہے

مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ

اللہ کے آگے کچھ بھی، اگر وہ ارادہ کر لے ہلاک کرنے کا مسیحؑ ابن مریمؑ کو

وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور ان کی ماں کو اور اُن کو جو زمین میں ہیں سب کو اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی

وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (١٧)

اور اس کی جو ان دونوں کے درمیان ہے، وہ پیدا کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے اور اللہ تو ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے(۱۷)

(۱۴): عیسائیوں کو نصاریٰ کہنا قرآن مجید کے اعلیٰ ذوق کی ایک دلیل ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش فلسطین کے شہر نضرہ (Nazareth) میں ہوئی۔ اس بنا پر حضرت عیسیٰؑ کے پیروکاروں کو ناضری (Nazarans) کہا جائے گا۔ اس میں یہودی پیش پیش تھے۔ لیکن علاقائی نسبت کسی دین کیلئے اچھی بنیاد نہیں سمجھی جاتی بلکہ دین تو آفاقی ہوسکتا ہے جیسا کہ اسلام ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آفاقی بنیاد والا نام استعمال کیا۔

(نَحْنُ أَنْصَارُ اللهِ) یعنی ہم اللہ کے حامی و ناصر ہیں''۔ اسی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ''نصاریٰ'' کا نام استعمال کیا ہے۔ خود عیسائی اپنے لئے ''مسیحی'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جو کہ شخصی نسبت یعنی ''مسیح'' سے مشتق ہے۔ ابتداء میں نصاریٰ کو یہ نام بھی پسند نہ تھا مگر بعد میں انہوں نے اسے تسلیم کیا۔

(۱۵): یہاں نور سے مراد نور ہدایت یا شریعت یا ہدایت ہے۔

(۱۷): یہاں کافر سے مراد نصاریٰ ہیں جنہوں نے اَبْ (Abb) یعنی باپ اور (Rabb) یعنی ربُ کائنات کے معنی ومفہوم متعین کرنے میں غلطی کی۔ ابتداء میں مجازی طور پہ رب (Rabb) کے لئے (Abb) اور اسکے نیک بندوں کیلئے بیٹا (Son) کا لفظ استعمال کیا گیا۔ بعد میں اس سے حقیقی معنی ومفہوم مراد لینے لگے۔ اب انجیل کا کوئی نسخہ اصل زبان میں دستیاب ہی نہیں جس سے وہ اپنی غلطی کی اصلاح کرسکیں۔

چنانچہ عیسائی ایسی گمراہی میں دور تک چلے گئے۔ کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کے جسم میں حلول کر گیا ہے۔ کسی نے انہیں ابن اللہ قرار دیا اور کسی نے کہا کہ اللہ ایک نہیں بلکہ تین ہیں اور تینوں ہی ازلی وابدی ہیں۔ اللہ، عیسیٰ اور روح القدس۔ پھر یہ تینوں مل کر بھی ایک الٰہ ہی بنا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ

اور کہتے ہیں یہود و نصاریٰ! ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اُس کے چہیتے ہیں، کہہ دیجئے! پھر وہ کیوں تمہیں سزا دیتا ہے

بِذُنُوبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

تمہارے گناہوں کی وجہ سے، بلکہ تم بھی تو بشر ہوانہیں میں سے جن کو اُس نے پیدا کیا، وہ بخشتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہ عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ⑱ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور اسی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے⑱ اے اہل کتاب!

قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا

بیشک آیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسولؐ، وہ بیان کرتا ہے تمہارے لئے (ہمارے احکام)، ایک مدت تک سلسلۂ رسالت بند رہنے کے بعد، کہ نہ کہو تم کہ نہیں آیا ہمارے پاس

ع ۳ ۸ ۷

مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑲ ع

کوئی خوشخبری دینے والا اور نہ ڈرانے والا، پس آ گیا تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے⑲

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ

اور جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے اے میری قوم! یاد کرو تم نعمت اللہ کی (جو ہوئیں) تم پر، جب اُس نے بنایا تم میں

اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ⑳

نبی اور اس نے تمہیں بنایا بادشاہ اور دیا تم کو وہ جو نہیں دیا کسی کو، تمام جہانوں میں سے⑳

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا

اے میری قوم! تم داخل ہو جاؤ مقدس زمین میں، جو لکھ دی ہے اللہ نے تمہارے لئے اور نہ تم پھرنا

عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ㉑ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ

اپنی پیٹھوں پر، (ایسا کروگے) تو پلٹو گے تم نقصان اٹھانے والے بن کر㉑ انہوں نے کہا! اے موسیٰؑ بیشک وہاں (آباد) ایک قوم ہے بہت طاقتور

وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ㉒

اور بیشک ہم ہرگز نہیں داخل ہوں گے اُس میں یہاں تک کہ نہ نکل جائیں وہ وہاں سے! البتہ اگر وہ نکل جائیں وہاں سے تو تم ضرور داخل ہوگے㉒

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ

کہا دو مردوں نے اُنہی ڈرنے والوں میں سے، کہ انعام کیا تھا اللہ نے جن پر، کہ داخل ہو جاؤ تم اُن پر، (حملہ کر کے) دروازے میں،

فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ㉓

پھر جب داخل ہو جاؤگے تم اس میں، تو بیشک تم ہی غالب رہوگے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو، اگر ہو تم ایمان والے㉓

⑱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''جس شخص کو اسکے عمل نے پیچھے کر دیا اسکا نسب اسے آگے نہ کر سکے گا''۔ (مسلم)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اے عباس بن المطلب میں تیرے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔ اے صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی میں آپ کے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔ اے فاطمہ بنت محمد میرے مال میں سے جو تم چاہو (مجھ سے دنیا میں) طلب کر لو میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا''۔ (بخاری و مسلم)

یہاں ''ابناء'' مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی یہود نے یہ دعویٰ تو کبھی نہیں کیا کہ وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں اسکی صورت وہی ہے جسے نصاریٰ اللہ کے نیک بندے کیلئے اللہ بمعنی عبداللہ استعمال کرتے تھے۔ بعد میں اس مجاز کو انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کیلئے حقیقت کے معنوں میں لے لیا۔

● تمہیں یہ عذاب کیوں ہوئے ہیں کبھی تمہیں بندر اور سور کی مانند بنا دیا جاتا ہے کبھی تمہیں ایک دوسرے کو قتل کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

⑲: حضرت عیسیٰ سے قبل بنی اسرائیل میں بیک وقت کئی انبیاء مبعوث ہوئے تھے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کے بعد ٦٠٠ (چھ سو) سال تک کوئی نبی مبعوث نہ ہوا تو بنی اسرائیل نبی کے آنے کی حسرت کرتے اور مشرکین سے کہتے کہ جب نبی آخرالزمان آئے گا تو ہم اسکے ساتھ ہو کر تم پر غلبہ حاصل کرلیں گے۔

● فترہ کا معنی ایک زمانہ یا ایک مدت یعنی ایک مدت بعد یہ نبی تمہارے پاس آیا ہے۔

⑳: بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے کثرت سے انبیاء بھیجے اور کئی نبی بادشاہ بھی تھے۔ جیسے حضرت سلیمان کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حضرت طالوت کو بھی بادشاہی کیلئے منتخب کیا تھا۔

● من وسلویٰ بادلوں کا سایہ فرعون سے نجات۔ حضرت یوسف کے ذریعے مصر کی بادشاہت وغیرہ۔

㉑: ارض مقدس سے مراد فلسطین ہے جو کہ حضرت یعقوبؑ اور انکی اولاد کا مسکن تھا۔ پھر وہ حضرت یوسف کی دعوت پر مصر آ گئے۔

㉒: قوم جبارین قوم عمالقہ تھی جو کہ زور آور اور قد آور لوگ تھے۔

قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ

انہوں نے کہا! اے موسیٰؑ! ہم ہرگزنہ داخل ہوں گے اُس میں کبھی بھی جب تک موجود ہیں وہ لوگ وہاں، سو جاؤ تم اور تمہارا رب

فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (٢٤) قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ

اور جنگ کرو تم دونوں یقیناً ہم تو یہیں بیٹھے ہیں(٢٤) (موسیٰؑ نے) کہا! اے میرے رب! نہیں میرے اختیار میں مگر اپنی جان اور اپنے بھائی کی،

فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (٢٥) قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ

پس فیصلہ فرما دے تو ہمارے درمیان اور درمیان نافرمان قوم کے(٢٥) ارشاد ہوا بیشک وہ (زمین) حرام کر دی گئی اُن پر

ع ٧ ٨ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۚ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (٢٦) ع

چالیس سال تک، وہ بھٹکتے پھریں گے زمین میں، سو نہ تم غم کھاؤ نافرمان قوم پر(٢٦)

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا

اور آپ تلاوت کریں اُن پر، خبر آدمؑ کے دو بیٹوں کی حق کے ساتھ، جب پیش کی دونوں نے قربانی، تو قبول کر لی گئی اُن میں سے ایک کی

وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

اور نہ قبول ہوئی دوسرے کی، اس نے کہا میں ضرور تمہیں قتل کر دوں گا، (اس نے) کہا بس قبول کرتا ہے اللہ (قربانی)

النصف مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (٢٧) لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ

پرہیزگاروں کی(٢٧) البتہ اگر تو بڑھائے گا میری طرف اپنا ہاتھ، تاکہ تو مجھے قتل کرے، تو نہیں میں بڑھاؤں گا اپنا ہاتھ تیری طرف

لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (٢٨) اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ

قتل کرنے کے لئے، بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ سے، جو رب ہے سب جہانوں کا(٢٨) بیشک میں چاہتا ہوں، یہ کہ تو لوٹے (یا سمیٹ لے) تو میرا گناہ بھی اور اپنا گناہ بھی،

فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ (٢٩) ۚ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ

پھر ہو جائے تو اہل دوزخ میں سے اور یہی ہے بدلہ ظالموں کا(٢٩) پھر پسندیدہ بنایا اس کے لئے اس کے نفس نے،

قَتْلَ اَخِیْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (٣٠) فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ

اپنے بھائی کے قتل کرنے کو، تو اُس نے اسے قتل کر دیا اور وہ ہو گیا نقصان اٹھانے والوں میں سے(٣٠) پھر اللہ نے بھیجا ایک کوّا جو کریدنے لگا

فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ كَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْهِ ؕ قَالَ یٰوَیْلَتٰٓی اَعَجَزْتُ اَنْ

زمین کو، تاکہ وہ اُسے دکھائے کہ کیسے وہ چھپائے لاش اپنے بھائی کی، اس نے کہا! ہائے افسوس! کیا میں عاجز ہوں اس سے بھی کہ

اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ (٣١) ۛ

ہوتا میں مثل اس کوّے کے اور چھپا سکتا لاش اپنے بھائی کی، تو وہ ہو گیا پچھتانے والوں میں سے(٣١)

(٢٤): یہ انتہائی گستاخی بدتمیزی پر مبنی جواب تھا۔ اسکے مقابلے میں مسلمانوں کا کیا رویہ تھا ذیل کی حدیث وضاحت کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''یوم بدر (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے انکی رائے پوچھی) تو مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم آپ کو وہ جواب دیں گے جو کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کو دیا تھا کہ تم اور تمہارا رب ہی جا کر ان سے لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ آپ جہاں چلیں ہم آپ کے ساتھ (جان دینے کو حاضر) ہیں اس جواب پر آپ کی سب فکر دور ہوگئی۔ (بخاری)

(٢٦): فلسطین کی فتح ونصرت کا جو وعدہ ان سے تھا انکی اس بدتمیزی، بزدلی اور گستاخی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی وجہ سے چالیس سال تک مؤخر کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اے موسیٰؑ آپ ایسے فاسقوں کے سلسلہ میں کچھ غم نہ کریں۔

● اسے میدان تیہ کہتے ہیں جس میں یہ چالیس سال تک پھرتے رہے۔ غلامانہ ذہنیت رکھنے والی بزدل نسل یہیں ختم ہوگئی۔ نئی نسل جوان ہوئی اور وہ جنگلات کی سختی برداشت کرنے کی وجہ سے جہاد کے قابل ہوگئے۔

اسی میدان میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرئیل کی خوارک کیلئے من وسلوٰی نازل کیا اور بادل کا سایہ کیا تھا اور حضرت موسی کے عصا مارنے سے بارہ چشمے جاری کئے۔

(٢٧): آدم کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل تھے۔ یہ قصہ صحیح احادیث میں تو وارد نہیں ہوا مگر روایات میں ہے کہ اس وقت حضرت حوا کے یہاں لڑکے اور لڑکی کا جوڑا پیدا ہوتا تھا۔ اس وقت کی شریعت کے مطابق جوڑے میں ہونے والے لڑکے اور لڑکی کی شادی آپس میں نہ کی جاتی بلکہ دوسرے جوڑے کے لڑکے لڑکی سے کی جاتی۔ قابیل سے جس لڑکی کی شادی ہونا تھی وہ خوبصورت نہ تھی جبکہ قابیل کی جڑواں بہن خوبصورت تھی۔ قابیل اسی سے شادی کرنا چاہتا تھا لہٰذا اسے تسلیم نہ کیا گیا جس سے یہ تنازعہ بڑھ گیا۔ آخر حضرت آدمؑ نے اس کا حل یہ پیش کیا کہ دونوں اللہ کے حضور قربانی پیش کریں جس کی قربانی کو آگ کھا جائے گی اس سے لڑکی کا نکاح کیا جائے گا۔ ہابیل ویسے بھی نیک سیرت تھا اور اس نے بہترین قربانی اخلاص کے ساتھ اللہ کیلئے پیش کی۔ چنانچہ قابیل کی قربانی منظور نہ ہوئی جبکہ ہابیل کی منظور ہوگئی۔

(٢٩): اس سے معلوم ہوا کہ قتل پر اپنے گناہوں کے علاوہ مقتول کے گناہ بھی لاد دیئے جاتے ہیں۔ کئی صحیح احادیث سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

(٣١): جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو کچھ عرصہ بعد لاش سے بدبو آنے لگی۔ پہلے ہی وہ اپنے نیک سیرت بھائی کو قتل کر کے پشیمان ہو رہا تھا اب اور بھی پریشان ہوا کہ اب اس لاش کا کیا کرے۔ یہ دنیا میں پہلا قتل تھا اور غالباً اس سے پہلے کوئی فوت بھی نہ ہوا تھا ورنہ قابیل کیلئے لاش کو ٹھکانے لگانا بڑا مسئلہ نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے کوّے بھیجے ایک کوّے نے دوسرے کو چونچ مار مار کر ہلاک کر دیا۔ پھر چونچ سے گڑھا کھود کر مُردہ کو اس میں ڈالا پھر برابر کر دیا۔ اس سے قابیل کو دفن کرنے کا طریقہ معلوم ہوا۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا

اسی وجہ سے ہم نے فرض کر دیا ہے بنی اسرائیل پر، کہ جس نے قتل کیا کسی انسان کو

بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ

بغیر اس کے، کہ اس نے کسی کی جان لی ہو، یا فساد مچایا ہو زمین میں، تو گویا اُس نے قتل کر ڈالا سب انسانوں کو

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا

اور جس نے زندگی بخشی ایک انسان کو، تو گو یا اس نے زندہ کیا سب انسانوں کو اور بیشک اُن کے پاس آ چکے ہیں ہمارے رسول

بِالْبَيِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾

واضح دلائل لے کر، پھر بھی بلاشبہ بہت سے لوگ ان میں سے اس کے بعد بھی زمین میں زیادتی کرتے ہیں۳۲

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا

صرف یہی سزا ہے، اُن لوگوں کی جو لڑتے ہیں اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد مچا نے کی،

اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ

کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے

اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ

یا نکال دیئے جائیں زمین (ملک) سے یہ (سزا) ان کے لئے ذلت و خواری ہے دنیا میں اور اُن کے لئے ہے آخرت میں

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ

عذاب عظیم۳۳ مگر جنھوں نے توبہ کی قبل اس کے، کہ تم قابو پاؤ اُن پر،

ع ۵ ۸ ۹

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

تو جان لو کہ بیشک اللہ بہت معاف کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۳۴ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ڈرتے رہو اللہ سے

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور تلاش کرو اُس تک (پہنچنے کا) ذریعہ اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۳۵

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا

بیشک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، اگر ہو اُن کے پاس جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور اتنا ہی مزید اس کے ساتھ تا کہ فدیہ (بدلے) میں دے دیں وہ،

بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾

اس کو عذاب سے (بچنے کے لئے) روز قیامت، تو نہیں قبول کیا جائے گا وہ اُن سے اور اُن کے لئے ہے عذاب دردناک۳۶

---

(۳۲): اصل چیز انسانی زندگی کا احترام اور اس کے اہمیت کا احساس ہے، اگر کوئی شخص اس جذبۂ و احساس سے عاری ہو کر ایک شخص کا قتل کر بیٹھے تو وہ اپنے بے جا مقاصد کے لئے بہت سے انسانوں کا قتل بھی کر سکتا ہے اور جو انسانی زندگی کی اہمیت و حرمت کو سمجھتا ہوگا، وہ ایک گروہ کی جان بچانے کی بھی کوشش کرے گا اور ایک شخص کی بھی، اسی کو قرآن مجید نے اِس بلیغ اور مؤثر فقرہ میں بیان کیا ہے۔

(۳۳): اللہ اور رسول سے جنگ کرنے سے مراد اُن کے احکام و قوانین کی مخالفت کرنا اور ''فساد مچانے'' سے مراد سماج کے امن کو تہ و بالا کرنا ہے، خواہ اس ظلم و غارت گری کا شکار مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔

● یہاں چار سزاؤں کا ذکر آیا ہے، مفسرین اور فقہاء کے نزدیک یہ ڈاکوؤں کے چار الگ الگ گروہوں کے لئے ہے، قتل اس کے لئے جو قتل کا مرتکب ہو، ''سولی'' اس شخص کے لئے جس نے قتل بھی کیا اور مال بھی لوٹا، ''ہاتھ پاؤں کاٹ دیا جانا'' مال لوٹنے والوں کی سزا، اور الٹے کاٹنے سے مراد دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹنا ہے، اور جلا وطنی اس ڈاکو کی، جس نے قتل کرنے اور مال لوٹنے کا ارادہ تو کیا؛ لیکن کیا نہیں، یا کرنے پر قادر نہیں ہوا، البتہ چند باتیں قابل توجہ ہیں۔

● یہ کہ یہاں ''قتل'' کا حکم ''حد شرعی'' کے طور پر ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ہوتا ہے جس میں حد شرعی جاری ہوگی، دوسرے: سولی میں بھی مجرم کی جان ہی لی جاتی ہے، گویا اصل سزا قتل ہی ہوئی، البتہ سزا کی تشہیر اور عبرت کے لئے سولی پر چڑھایا جاتا ہے۔

● جلا وطن کرنے سے مراد، اس کے مقام رہائش سے نکال دینا۔ دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس سے قید کرنا مراد ہے، کہ یہ بھی جلا وطنی میں شامل ہے؛ کیوں کہ اس جرم پیشہ شخص کو دوسرے شہر میں بھیجنا اس شہر کے لوگوں کو مصیبت میں مبتلا کرنا ہے اور عرب اس لفظ (نفی من الارض) کو زیادہ تر اس معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

● اگر کوئی قتل اور مال لوٹنے کا مرتکب نہ ہو؛ لیکن اس نے لوگوں کو زخمی کیا ہو، اس کا حکم ذکر نہیں کیا گیا؛ لہٰذا اس پر قصاص کے احکام جاری ہوں گے، جیسا کہ اس سورہ کی آیت نمبر: ۴۵ میں آیا ہے۔

● اگر چند اشخاص نے مل کر جرم کا ارتکاب کیا تو ان سب پر سزا جاری ہوگی؛ کیوں کہ وہ ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہیں۔

(۳۴): یعنی اگر ڈاکو گرفتار ہونے سے پہلے ہی تائب ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر جو بھی سزا ہو، وہ معاف ہو جائے گی؛ لیکن بندوں کے حق کے متعلق جو سزا ہے، وہ معاف نہیں ہوگی، جیسے: کسی کو قتل کیا ہو تو قِصاص کے طور پر قتل کیا جائے گا یا خوں بہا لیا جائے گا، اس طرح مال لوٹا ہو تو الٹے ہاتھ پاؤں تو نہ کاٹے جائیں گے؛ لیکن مال انھیں واپس کرنا اور مال باقی نہ ہو تو اس کا بدل ادا کرنا واجب ہوگا۔

(۳۵): ''وسیلہ'' کے معنی قربت اور نزدیکی کے ہیں، یہی بات تمام مفسرین نے لکھی ہے، (تفسیر بغوی: ۶/۱۷۰، دیگر کتب تفسیر) اس سے بزرگوں کو ''وسیلہ بنانا'' مراد نہیں ہے، جیسا کہ بعض ناواقف لوگ کہتے ہیں۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ز وَلَهُمْ عَذَابٌ

وہ ارادہ کریں گے کہ نکل جائیں آگ سے اور نہیں ہوں گے وہ نکلنے والے اس سے اور ان کے لئے عذاب ہے

مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا

ہمیشہ رہنے والا﴿۳۷﴾ اور چور مرد اور چور عورت، کاٹ دو ہاتھ ان دونوں کے بدلے میں اُس کے جو اُن دونوں نے کمایا، عبرتناک سزا ہے

مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ

اللہ کی طرف سے اور اللہ بہت غالب، بڑی حکمت والا ہے﴿۳۸﴾ پھر جس نے توبہ کر لی اپنے ظلم کے بعد اور اُس نے اصلاح کر لی، تو بیشک اللہ

يَتُوْبُ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

توبہ قبول کر لیتا ہے اس کی، بیشک اللہ بہت معاف کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے﴿۳۹﴾ کیا نہیں علم ہوا آپ کو، کہ بیشک اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی

وَالْاَرْضِ ط يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

اور زمین کی، وہ عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے﴿۴۰﴾

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا

اے رسولؐ! نہ غمگین کریں آپ کو وہ لوگ جو جلدی کرتے ہیں کفر میں، اُن لوگوں میں سے، جو کہتے ہیں

اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ج وَمِنَ الَّذِيْنَ

ہم ایمان لائے اپنے مونھوں کے ساتھ اور نہیں ایمان لائے اُن کے دل اور اُن لوگوں میں سے جو

هَادُوْا ج سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لا لَمْ

یہودی ہوئے اور بہت سننے والے ہیں جھوٹ کو اور بہت سننے والے ہیں دوسری قوم کے لئے، کہ جو نہیں

يَاْتُوْكَ ط يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ج يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ

آئے آپ کے پاس، وہ بدل دیتے (تحریف کرتے) ہیں کلمات کو، ان کے اصل مقام سے ہٹا کر، کہتے ہیں اگر دیا جائے تم کو

هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ط وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ

یہ (حکم) تو اُسے قبول کر لو اور اگر نہ دیا جائے یہ حکم تو بچتے رہنا۔اور جسے چاہے اللہ ہی فتنے میں ڈالنا، تو ہرگز نہیں

تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ط

آپ اختیار رکھتے اللہ کے یہاں کچھ بھی، یہ وہ لوگ ہیں کہ نہیں چاہا اللہ نے، کہ پاک کرے اِن کے دلوں کو

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ صلے وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾

اِن کے لئے ہے دنیا میں ذلت اور اِن کے لئے ہے آخرت میں عذاب، بہت بڑا﴿۴۱﴾

عند المتقدمین ۱۲ — مع ۳

﴿۳۷﴾: معلوم ہوا کہ جیسے جنت ہمیشہ کے لئے ہے، جس میں اہل ایمان کی رہائش ہوگی، ویسے ہی دوزخ بھی ہمیشہ کے لئے ہے، اور جو ایمان نہیں لائیں گے، ان کا ہمیشہ کا ٹھکانہ یہی ہوگا۔

﴿۳۸﴾: چوری کی یہ سزا کسی شخص کے زیر ملکیت حفاظت سے رکھے ہوئے کم سے کم دس درہم یعنی (۳۰ گرام ۶۱۸ ملی گرام چاندی) کے بقدر مال چھپا کر لینے والے شخص پر جاری ہوگی، یہ دس درہم کی مقدار حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۷۱/۱۴، باب من قال: لا تقطع فی الخ) پہلی چوری پر گٹّے سے دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا، دوسری چوری پر حدیث کی روشنی میں بایاں پاؤں ٹخنہ سے کاٹنے کا حکم ہے، اس کے بعد بھی چوری کرے تو قید کر لیا جائے گا، جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ (سنن بیہقی: ۴۷۷/۸، باب السارق یسرق اوّلا الخ)

● ''اللہ کی طرف سے'' کہہ کر اشارہ ہے کہ چوری کی سزا اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر ہے؛ اس لئے بندہ کے معاف کر دینے سے معاف نہیں ہوگی۔

﴿۴۱﴾: یعنی یہودی علماء کی تحریف شدہ باتیں۔

● یعنی علماء یہود خود تو تکبر کی وجہ سے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر نہیں ہوتے تھے، لیکن سکھا پڑھا کر عوام کو بھیجتے تھے؛ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسوں میں ہونے والی باتوں اور مشوروں سے آگاہ رہیں۔

● مطلب یہ ہے کہ اللہ کے کلام میں تحریف کرتے ہیں، کبھی تو الفاظ ہی بدل دیتے ہیں، جس کو ''تحریف لفظی'' کہا جاتا ہے، کبھی معنی ومفہوم بدل دیتے ہیں، جس کو ''تحریف معنوی'' کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ کبھی احکام شریعت کے مقابلہ ان کے علماء رسم ورواج کے مطابق بھی فتوے دے دیا کرتے تھے، یہ گویا ''تحریف عملی'' ہے۔

● یعنی ان کے علماء ان سے کہتے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رائے کے مطابق فیصلہ کریں تو قبول کر لو، ورنہ نہیں۔

● یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ کے فیصلہ کی وجہ سے وہ ہدایت سے محروم ہیں؛ بلکہ منشاء یہ ہے کہ ان کی بداعمالی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان کے لئے ہدایت سے محرومی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

● یہ آیت بعض واقعات کے پس منظر میں نازل ہوئی ہے، حدیث میں اس سلسلہ میں دو واقعات آئے ہیں، ایک وہ ہے جو سنن ابوداؤد میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے پر پہلے یہود نے طے کر رکھا تھا کہ فاتح قبیلہ کے کسی بھی شخص کا خوں بہا سو وسق گیہوں ہوگا اور مفتوح کا پچاس وسق۔ (ابوداؤد، بالنفس، حدیث نمبر: ۴۴۹۴)

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

وہ بہت سننے والے ہیں جھوٹ کو اور بہت کھانے والے ہیں حرام کو، پھر اگر وہ آپ کے پاس آ جائیں تو آپ فیصلہ کر دیں ان کے درمیان،

اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَـيْـــًٔـا ۭ

یا اعراض کریں اُن سے۔ اور اگر آپ اعراض کریں اُن سے تو ہرگز نہ بگاڑ سکیں گے وہ آپ کا کچھ بھی

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝٤٢

اور اگر آپ فیصلہ کریں تو فیصلہ کریں ان کے درمیان انصاف کے ساتھ، بیشک اللہ پسند کرتا ہے انصاف کرنے والوں کو۴۲

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ

اور کس طرح وہ منصف بنائیں گے آپ کو، حالانکہ ان کے پاس تورات ہے اس میں حکم ہے اللہ کا، پھر بھی وہ پھر جاتے ہیں

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝٤٣ۧ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى ع ٦ ٩ ١٠

اس کے بعد اور نہیں ہیں وہ مومن۴۳ بیشک ہم نے نازل کیا تو رات کو، اس میں ہدایت

وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ

اور روشنی ہے، فیصلہ کرتے تھے اسی کے مطابق انبیاء، جو فرمانبردار تھے (اللہ کے)، ان لوگوں کے لئے جو یہودی ہوئے اور (فیصلہ کرتے تھے) اللہ والے

وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَلَا

اور علماء بھی، اس لئے کہ وہ نگراں بنائے گئے تھے کتاب اللہ کے اور وہ تھے اُس پر گواہ، پھر نہ

تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ

تم ڈرو لوگوں سے اور مجھ ہی سے ڈرو اور نہ تم بیچو میری آیات کو حقیر معاوضہ پر اور جو لوگ نہ

يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝٤٤ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ

فیصلہ کریں اس (احکام) کے مطابق جو نازل کئے ہیں اللہ نے، تو یہی لوگ ہیں کافر۴۴ اور لکھ دیا تھا ہم نے اُن کے لئے

فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ

تورات میں، کہ بیشک جان کا بدلہ جان ہے اور آنکھ کا بدلہ آنکھ اور ناک کا بدلہ ناک اور کان کا

بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ

بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت ہے اور زخموں کا بدلہ ویسا ہی زخم ہے، پھر جو شخص معاف کر دے

فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٤٥

تو وہ کفارہ ہے اُس کا اور جو لوگ فیصلہ نہ کریں اس (طریقہ) کے مطابق، جو نازل کیا ہے اللہ نے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۴۵

(۴۲): جو غیر مسلم، مسلمان حکومت کی رعایا ہوں، ان کے درمیان فیصلہ کرنا تو مسلمان حکومت کی ذمہ داری ہے؛ لیکن جو مسلمانوں کے حکومت کے تحت نہ ہوں؛ بلکہ خود آزاد ہوں اور باہمی معاہدۂ امن کے تحت ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہوں، مسلمانوں پر ان کا فیصلہ کرنا ضروری نہیں، یہود کی مدینہ میں یہی حیثیت تھی، پہلی قسم کے غیر مسلموں کو "اہل ذمہ" کہتے ہیں اور دوسری قسم کے غیر مسلم کو "معاہدین"۔

(۴۳): حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے ایک معزز شخص نے بدکاری کی، اس کی سزا تورات میں سنگسار کرنا ہے، جس کا ذکر بائبل میں بھی موجود ہے، (دیکھئے: احبار: ۲۰/۲۷، یوحنا: ۸/۴-۶) یہود آپ ﷺ کی خدمت میں اس لئے آئے کہ کوئی ہلکی سزا اسلام میں ہو تو اس پر فیصلہ ہو جائے، جب آپ ﷺ کے پاس آئے تو تورات کی اس آیت کو چھپا کر پیش کرنے لگے، حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے انگلی اٹھوائی، تو ان کی خیانت ظاہر ہوئی، (ابو داؤد، باب فی رجم الیہود، حدیث نمبر: ۴۴۴۶) اسی پر تعجب کا اظہار کیا جا رہا ہے، کہ وہ ایک طرف تو اپنے آپ کو تورات کا متبع کہہ کر آپ پر ایمان لانے سے انکار کرتے ہیں اور دوسری طرف تورات کا حکم چھوڑ کر آپ سے فیصلہ کرانا چاہتے ہیں۔

(۴۴): ہدایت سے مراد ایمانیات ہیں اور نور سے مراد عملی احکام کی وضاحت، کیوں کہ قرآن مجید میں اکثر ہدایت کا لفظ ایمان کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور ایمانیات کے بعد جو احکام باقی رہ جاتے ہیں، وہ وہی ہیں جو عملی زندگی سے متعلق ہیں۔

● جب مسلمانوں میں آپس میں کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ احکام الٰہی کے مطابق فیصلہ کریں اور علماء سے رجوع ہوں، اگر قانون شریعت سے بچنے اور دنیا کا نفع حاصل کرنے کے لئے انھوں نے غیر اسلامی عدالتوں کا رُخ کیا تو یہ بھی اس آیت میں داخل ہے۔

(۴۵): اس آیت میں قصاص کے متعلق دو بنیادی احکام کا ذکر کیا گیا ہے، اول یہ کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو ناحق جان بوجھ کر قتل کر دے یا آنکھ پھوڑ دے یا ناک یا کان کاٹ لے یا دانت توڑ دے تو مجرم کو اسی کے مطابق سزا دی جائے گی، یعنی قاتل ہو تو قتل کیا جائے گا، آنکھ پھوڑی ہو تو اس کی بھی آنکھ پھوڑی جائے گی، اسی طرح اگر کسی نے کسی کو زخمی کیا اور زخم ایسا ہو کہ بدلہ لیتے ہوئے اسی درجہ زخمی کرنا ممکن ہو تو اس میں بھی زخم کا بدلہ زخم سے لیا جائے گا، دوسرا حکم یہ ہے کہ جس شخص پر زیادتی کی گئی ہو، اس کو معاف کرنے کا حق ہوگا، قتل کی صورت میں مقتول کا ولی معاف کر سکتا ہے اور بقیہ صورتوں میں زخم خوردہ شخص کو معاف کرنے کا حق ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اس معاف کرنے کو صدقہ کرنا سے تعبیر کیا ہے۔

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠

اور ہم نے پیچھے بھیجا اُن کے قدم بہ قدم (یعنی نقش قدم پر) عیسٰی ابن مریمؑ کوتصدیق کرنے والا، اس کی جو اس سے پہلے تھی تورات

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ

اورہم نے اس کو دی انجیل اس میں ہدایت اور روشنی تھی اور تصدیق کرنے والی تھی اس کی جو اس سے پہلے تھی تورات

وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ ؕ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ

اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے۴۶ اور چاہئے کہ فیصلہ کریں اہل انجیل اُس قانون کے مطابق، جو نازل کیا اللہ نے اس میں

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

اور جو نہ فیصلہ کرے اس کے مطابق جو نازل کیا اللہ نے، تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۴۷ اور ہم نے نازل کی آپ کی طرف

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ

کتاب حق کے ساتھ، تصدیق کرنے والی اُن کی جو اس سے پہلے تھیں کتابیں اور (یہ) نگہبان ہے اُن پر، سو آپ فیصلہ کریں

بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا

ان کے درمیان اس کے مطابق جو نازل کیا اللہ نے اور نہ آپ اتباع کریں اُن کے خواہشات کی، اس کو نظرانداز کر کے جو آیا آپ کے پاس حق، ہرایک کے لئے ہم نے کیا

مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ

تم میں سے ایک دستور اور ایک طریقہ (شریعت) اور اگر چاہتا اللہ، تو بنا دیتا تم کو ایک ہی اُمت، لیکن یہ (اس لئے کیا) کہ آزمائے تم کو،

فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

ان (احکام) میں جو اس نے تم کو دیے، سوتم سبقت کرو نیکیوں میں، اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے تم سب کو، پھر وہ تمہیں آگاہ کرے گا اس بات کی

كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾ ۙ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

جن میں تم اختلاف کرتے تھے۴۸ اور یہ کہ آپ فیصلہ کریں اُن کے درمیان، اس چیز کے ساتھ جو نازل کی اللہ نے اور نہ آپ اتباع کریں ان کی خواہشات کا

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ

اور محتاط رہیں اس سے کہ وہ آپ کو فتنے میں مبتلا کردیں۔ (اور منحرف کردیں) کسی ایسے حکم (یا بات) سے جو نازل کی اللہ نے آپ کی طرف، پھر اگر وہ رُوگردانی کریں، تو آپ جان لیں

اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

کہ چاہتا ہے اللہ کہ وہ پہنچائے اُن کو (مصیبت) بسبب ان کے بعض گناہوں کے اور بیشک اکثر انسانوں میں نافرمان ہیں۴۹

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

کیا پھر یہ لوگ زمانۂ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور کون زیادہ بہتر ہے اللہ سے فیصلہ کرنے میں، اُس قوم کے لئے جو اُس پر یقین رکھتے ہیں۵۰

ع ۷ / ۱۱

۴۶: الہامی ہر کتاب اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی ہے، انجیل میں مختلف مقامات پر یہ بات کہی گئی ہے کہ اس کے متبعین تورات پر عمل کریں، (دیکھئے: متی ۵:۱۷، لوقاء ۱۶:۱۷) اسی طرح قرآن مجید بھی ان آیات میں تورات وانجیل کی تصدیق کر رہا ہے۔

۴۷: انجیل کے احکام میں سے ایک اہم اور بنیادی حکم یہ تھا کہ آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہونے والا ہے، ان پر ایمان لایا جائے گا؛ مگر افسوس کہ زیادہ تر یہود ونصاریٰ اس سعادت سے محروم رہے ہیں۔

۴۸: پچھلی کتابوں کی تصدیق سے اجمالی تصدیق مراد ہے، اسی پس منظر میں قرآن مجید کو ''مھین'' (محافظ) کہا گیا ہے۔

● ''شرعہ'' سے مراد وہ احکام ہیں جو براہ راست کتاب اللہ سے ثابت ہوں، اور ''منہاج'' سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہونے والے احکام ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوں کہ آخری نبی ہیں؛ اس لئے آپ کی لائی ہوئی شریعت قیامت تک کے لئے ہے، مختلف شریعتوں میں احکام کا فرق اصل میں انسان کی مصلحتوں پر مبنی ہے، پس اللہ تعالیٰ مختلف شریعتوں میں بعض احکام کی تبدیلی کے ذریعہ اپنے بندوں کی سمع وطاعت کا امتحان بھی لینا چاہتے تھے، کہ وہ حکم الٰہی کے سامنے سر جھکاتا ہے یا اپنی طبیعت وخواہش کے تقاضوں پر عمل کرتا ہے؟

۴۹: روایت میں ہے کہ یہود کے کچھ علماء — کعب بن اسد، عبداللہ بن صوریا، شاس بن قیس — ایک معاملہ کے سلسلہ میں بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئے اور کہا کہ اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے لئے تیار ہوجائیں تو تمام یہود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے پر آمادہ ہوجائیں گے، صورت حال یہ ہے کہ ہمارے اور کچھ لوگوں کے درمیان جھگڑا ہے، ہم ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں فیصلہ کے لئے لاتے ہیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے خلاف اور ہمارے حق میں فیصلہ کردیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بات قبول نہیں کی، اس موقع پر یہ اور اس سے پہلے کی آیات نازل ہوئیں، (تفسیر قرطبی: ۶/۱۲۸) کہ چاہے وہ کچھ بھی لالچ دیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ اس کتاب کے مطابق ہونا چاہئے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتاری گئی ہے، ظاہر ہے کہ یہی حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے اس پوری اُمت کے لئے ہے۔

۵۰: جو مسلمان عوام حقیر مفادات کے لئے قانون شریعت کو چھوڑ کر غیر اسلامی عدالتوں کا رُخ کر لیتے ہیں، اس آیت میں ان کے لئے نصیحت ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ تم بناؤ یہودیوں کو اور نصاریٰ کو دوست، وہ باہم دوست ہیں ایک دوسرے کے

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾

اور جو کوئی دوستی رکھے گا اُن سے تم میں سے، تو بیشک وہ انہیں میں سے ہے، بیشک اللہ نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو ﴿٥١﴾

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ

چنانچہ آپ دیکھیں گے اُن لوگوں کو، کہ جن کے دلوں میں روگ ہے، وہ دوڑ کر گھستے ہیں اُن میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ

تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا

کہیں ہمیں پہنچے کوئی مصیبت (گردش زمانہ کی) سو قریب ہے اللہ کہ جلد ہی لے آئے فتح یا کوئی اور حکم، اپنی طرف سے، پھر وہ ہو جائیں

عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ ؕ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ

اُس پر جو وہ چھپاتے تھے اپنے دلوں میں پچھتانے والے ﴿٥٢﴾ اور کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے! کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا

قسمیں کھائی تھیں اللہ کی پکی قسمیں۔ کہ بیشک وہ تمہارے ساتھ ہیں؟ برباد ہو گئے اُن کے اعمال اور وہ ہو گئے

خٰسِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ

خسارہ اٹھانے والے ﴿٥٣﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جو شخص پھر جائے تم میں سے اپنے دین سے، تو عنقریب

يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ز

لے آئے گا اللہ ایسے لوگوں کو، جو محبوب ہوں گے اللہ کو اور انہیں اللہ سے محبت ہوگی، نرم ہوں گے مومنوں پر اور سخت ہوں گے کافروں پر،

يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ

وہ جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں اور نہ وہ ڈریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے، یہ فضل ہے اللہ کا،

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

وہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ خوب وسعت والا اور خوب جاننے والا ہے ﴿٥٤﴾ بلاشبہ تمہارے دوست تو بس اللہ اوراس کا رسول

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿٥٥﴾

اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، وہ لوگ جو قائم کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوۃ اور وہ رکوع کرنے والے ہیں ﴿٥٥﴾

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٦﴾ ع

اور جو کوئی دوست بن جائے گا اللہ اور اُس کے رسولؐ کا اور اُن کا جو ایمان لائے، تو بیشک اللہ کی جماعت ہی سب پر غالب رہنے والی ہے ﴿٥٦﴾

(وقف منزل / وقف غفران) (الثلثة) (ع ٨ ٦ ١٢)

﴿٥١﴾: یہاں دو باتیں ذہن میں رکھنی چاہئے، اول: یہ کہ مطلق یہود ونصاریٰ کو دوست بنانے کی ممانعت نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ آنے کے بعد ابتدائی ایام میں یہود کے ساتھ امن اور مشترکہ دفاع کا معاہدہ فرمایا، نجران کے عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ کیا، ظاہر ہے یہ ایک طرح سے دوستی ہی کا معاہدہ تھا، اسی طرح اسلام نے یہودی اور عیسائی عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے، گویا ایک یہودی اور عیسائی عورت مسلمان کی ماں اور بیوی ہوسکتی ہے اس لئے یہاں وہ یہود ونصاریٰ مراد ہیں جو مدینہ کی نوخیز اور چھوٹی سی اسلامی ریاست کو اکھاڑ دینے پر کمربستہ تھے، تمام یہود و نصاریٰ مراد نہیں ہیں، دوسرے: ''ولی'' کے معنی نگراں و سرپرست کے ہیں، یعنی ایسا تعلق جو اپنے رازداروں کے ظاہر کرنے میں رکاوٹ نہیں بنتا، اس سے منع کیا گیا، اس لئے کہ اپنے دشمنوں پر اپنے راز کو ظاہر کردینا یقیناً نقصان دہ ہوسکتا ہے اور ہر مملکت اس کا لحاظ رکھتی ہے کہ اس کے بھید کی باتیں دشمنوں تک نہ پہنچیں، چنانچہ اسی مضمون کو ایک اور مقام پر زیادہ وضاحت کے ساتھ فرمایا گیا: لا تتخذوا بطانة من دونکم، (آل عمران: ١١٨) کہ ''تم ان کو رازدار نہ بناؤ''۔

﴿٥٢﴾: اس میں ان لوگوں کی کیفیت کا ذکر ہے، جو نفاق میں مبتلا تھے، یعنی اگر مسلمان شکست سے دوچار ہوں تو اس وقت یہ دوستی کام آجائے گی؛ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا الٹا معاملہ کیا، یہود کے قبائل بنونضیر، بنوقریظہ اور بنوقینقاع ــــ پر مسلمانوں کو فیصلہ کن فتح عطا فرمائی اور مشرکین مکہ پر بھی ہجرت کے آٹھویں سال دائمی فتح حاصل ہوگئی۔

﴿٥٣﴾: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کسی گروہ کے مرتد ہونے کا واقعہ پیش نہیں آیا، گویا یہ ایک پیشن گوئی تھی، جو آپ کی وفات کے فوراً بعد ظہور میں آئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے ساتھ ہی ارتداد کا فتنہ پھوٹا، یہ مرتدین دو طرح کے تھے، ایک تو وہ تھے جنھوں نے اسلام کو چھوڑ دیا اور نبوت کے جھوٹے دعویداروں پر ایمان لے آئے، اپنے سابق مذہب کی طرف لوٹ گئے اور دوسرے وہ تھے، جنھوں نے زکوۃ دینے سے انکار کردیا، یا تو زکوۃ کی فرضیت ہی کے منکر ہوگئے یا کہتے تھے کہ ہم بیت المال کو زکوۃ حوالہ نہ کریں گے، اس بڑے فتنہ کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور ان مرتدین کے خلاف فوج کشی کی۔
ان میں بہت سے نومسلم جیسے بنوثقیف وغیرہ شامل تھے، جو ان آیات کے اترنے کے وقت اسلام کے بدترین دشمن تھے، اسی طرح حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ اور ان کی قوم اس آیت کی مصداق ہے، طبرانی وغیرہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور علامہ ہیثمی نے لکھا ہے کہ اس کے تمام راوی بخاری کے رواۃ ہیں، (مجمع الزوائد: ٧/١٩) اور حاکم نے اس کو مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، (مستدرک حاکم: ٢/٣١٣) بعض روایت میں دوسرے قبائل کا بھی ذکر آیا ہے۔ لا یخافون لومة لائم میں یہ تعلیم ہے کہ مسلمانوں کو دین پر عمل کرنے میں سماج کی طرف سے طعن وتشنیع کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔

﴿٥٥﴾: یعنی مسلمانوں کی دوستی دشمنانِ اسلام کے بجائے اللہ، اللہ کے رسول اور ان ایمان والوں سے ہونی چاہئے، جو نیک عمل کرتے ہوں اور 'ولی' بنانے سے مراد حکمراں اور خلیفہ بنانا نہیں ہے؛ بلکہ دوستی اور محبت کا تعلق رکھنا مراد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ تم بناؤ اُن لوگوں کو جنھوں نے بنا لیا ہے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل

مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اُن میں سے، جنہیں دی گئی تھی کتاب تم سے پہلے اور کافروں کو (نہ بناؤ) اپنا دوست اور ڈرتے رہو اللہ سے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (٥٧) وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ

اگر ہو تم ایمان والے (٥٧) اور جب تم پکارتے ہو نماز کی طرف، تو وہ اسے بنا لیتے ہیں ہنسی کھیل،

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (٥٨) قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ

یہ اِس وجہ سے ہے، کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے (٥٨) کہہ دیجئے اے اہل کتاب! نہیں تم ناراض ہوتے ہم سے، مگر

اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ (٥٩)

اِس وجہ سے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس چیز پر جو نازل کی گئی ہماری طرف اور جو نازل کی گئی اس سے پہلے اور یہ کہ تم میں سے اکثر فاسق ہیں (٥٩)

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ

کہہ دیجئے! کیا میں تمہیں خبر دوں کہ کون زیادہ بُرے ہیں اُن سے بھی انجام کے لحاظ سے، اللہ کے نزدیک، وہ جن پر لعنت کی اللہ نے اور غضب ٹوٹا

عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ

(اس کا) اُن پر اور بنا دیا اُن میں سے بعض کو بندر اور سوّر اور جنھوں نے بندگی کی طاغوت (شیطان) کی، یہی لوگ

شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ (٦٠) وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ

بدترین ہیں درجہ میں اور زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں سیدھے راستے سے (٦٠) اور جب وہ آتے ہیں تمہارے پاس، تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے، حالانکہ وہ

دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ (٦١)

آئے تھے کفر کے ساتھ اور وہ یقیناً نکل گئے اسی کے ساتھ اور اللہ خوب جانتا ہے اس چیز کو جو کچھ تھے وہ چھپائے ہوئے (٦١)

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ

اور آپ دیکھیں گے بہتوں کو کہ ان میں سے وہ جلدی کرتے ہیں گناہ میں اور زیادتی میں اور اپنے حرام کھانے میں،

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (٦٢) لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ

البتہ بہت بُرا ہے وہ، جو تھے وہ عمل کرتے (٦٢) کیوں نہیں منع کرتے انہیں، ان کے اللہ والے (درویش) اور علماء ان کے

عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (٦٣)

گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے، بہت ہی بُرے ہیں وہ کام جو کچھ تھے وہ کرتے (٦٣)

(٥٧): یہود اور مشرکین اپنی بدطینتی کی وجہ سے دین کا مذاق اڑانے کے درپے رہتے تھے؛ چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب مسلمان سجدہ میں جاتے تو یہود و مشرکین کا ایک گروہ تمسخر کے طور پر ہنسنے لگتا، اس پس منظر میں یہ آیت نازل ہوئی، (تفسیر قرطبی: ٦/ ٢٢٣) غالباً ایسا اس لئے تھا کہ یہود اپنی عبادت میں سجدہ نہیں کیا کرتے تھے — تاہم دین کا مذاق اُڑانے سے صرف سجدہ کا مذاق اڑانا مراد نہیں ہے؛ بلکہ یہ پورے دین کو شامل ہے، ہمارے عہد میں پردہ کا، اسلام کے قانون طلاق اور قانون میراث کا، جرم وسزا سے متعلق احکام کا اور کن کن باتوں کا مذاق نہیں اڑایا جاتا اور اس کو دقیانوسیت اور دہشت گردی کہا جاتا ہے، یہ سب اس آیت میں شامل ہے۔

(٥٨): نماز کی طرف بلانے سے اذان مراد ہے، عبادت کے اعلان کے لئے اذان جیسے پاکیزہ اور اثر انگیز کلمات اسلام کی خصوصیت ہے، بعض فقہاء کے یہاں یہ واجب یا فرض الکفایہ بھی ہے، حنفیہ کے نزدیک جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جانے والی فرض نمازوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے، یہاں تک کہ مسجد میں اذان کے بغیر جماعت سے نماز ادا کرنا مکروہ ہے، (فتاوی عالمگیری: ١/ ٥٣-٥٤) — جو لوگ سنجیدگی کے ساتھ کلمات اذان کو سنیں اور سمجھیں تو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے؛ لیکن یہود کے دل میں چوں کہ پہلے سے بغض اور کدورت تھی؛ اس لئے وہ بجائے کلمات اذان کو سننے اور عبرت حاصل کرنے کے اُلٹے مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ کیسی چیخ پکار ہے؟ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تنبیہ فرمائی ہے کہ جو لوگ تمہارے دین کا تمسخر کرنے سے بھی نہیں چوکتے، تمہارے لئے کیسے روا ہوسکتا ہے کہ تم ان سے محبت اور دوستی کا تعلق رکھو؟ (دیکھئے: تفسیر بغوی: ١/ ٦٩٢)

(٥٩): ہمارے ساتھ تم نے جو مستقل دشمنی کی روش اپنا رکھی ہے اس کا سبب بھی تو آخر کچھ ہو۔ ہم تمہاری کتابوں تمہارے انبیاء سب پر ایمان لاتے ہیں۔ نبی آخر الزمان اور آخری کتاب کو مانتے ہیں۔ اس مذہب کی بنیاد تو وہی ہے جو تمہارے مذہب کی بنیاد ہے۔ آخر اس دشمنی کی کوئی معقول وجہ تو ہو۔ بلکہ یہ تمہاری ضد تمہارا حسد ہے کہ تم اس دین کا انکار کررہے ہو۔

(٦٠): بدترین لوگ اصل میں تو وہی تھے جن پر اللہ کی لعنت اور غضب ہوا۔ جو سور اور بندر بنائے گئے وہی گمراہ تھے۔ ہمارا تو یہ کردار نہیں ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ وہ تمہارے ہی باپ دادا تھے۔

(٦١): اور تمہارا منافقانہ کردار تمہیں ہدایت سے روکتا ہے جب آپ کی مجلس میں آتے ہیں تو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں مگر حقیقت یہ ہے جب وہ آئے تھے تو دل میں کفر چھپائے ہوئے تھے پھر جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایمان کا اقرار کررہے تھے تو بھی دل میں کفر ہی تھا اور جب آپ کی مجلس سے رخصت ہوئے تو اتنا ہی کفر ساتھ لئے ہوئے رخصت ہوئے۔ اللہ سے تو یہ اپنے دلوں کے حال چھپا نہیں سکتے۔

وقف لازم

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ اَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدٰهُ
اور کہا! یہود نے کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، بندھ گئے انہی کے ہاتھ اور وہ لعنت کئے جائیں بسبب ان کے قول کے، بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ

مَبْسُوطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
کھلے ہیں، وہ خرچ کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور ضرور اضافہ ہوگا اُن میں سے بہت سوں میں، اس (کلام) سے جو اتارا گیا آپ پر

مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ
آپ کے رب کی طرف سے، سرکشی میں اور کفر میں اور ہم نے ڈال دی اُن کے درمیان عداوت اور بغض روز قیامت تک،

كُلَّمَآ اَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللّٰهُ
جب کبھی وہ بھڑکاتے ہیں آگ جنگ کے لئے، تو بجھا دیتا ہے اس کو اللہ اور وہ دوڑتے پھرتے ہیں زمین میں فساد کرنے کو اور اللہ

لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ
نہیں پسند کرتا فسادیوں کو﴿٦٤﴾ اور اگر کہیں یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو دُور کر دیتے ہم اُن سے

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيلَ
اُن کے گناہ اور ہم ضرور داخل کریں گے اُن کو نعمت والے باغوں میں ﴿٦٥﴾ اور اگر بیشک وہ قائم رکھتے تو رات اور انجیل کو

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۚ مِنْهُمْ
اور جو کچھ نازل کی گئی اُن کی طرف، ان کے رب کی طرف سے تو رزق ملتا اُن کو اُن کے اُوپر سے بھی اور اُن کے پیروں کے نیچے سے بھی، اُن میں سے

ع ۹ ۱۰ ۱۳ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۚ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُونَ ﴿٦٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ
ایک گروہ ہے درمیانی راہ چلنے والا اور بہت سے اُن میں ایسے ہیں کہ بہت بُرا ہے وہ عمل جو وہ کرتے ہیں﴿٦٦﴾ اے رسول! پہنچا دیجئے جو نازل کیا گیا

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۚ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۚ
آپ پر، آپ کے رب کی طرف سے اور اگر نہ کیا آپ نے ایسا، تو نہیں آپ نے پہنچایا اس کا پیغام اور اللہ آپ کی حفاظت کرے گا لوگوں سے،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى
بیشک اللہ نہیں ہدایت دیتا کافروں کو﴿٦٧﴾ کہہ دیجئے اے اہل کتاب! نہیں ہو تم کسی چیز پر یہاں تک کہ

تُقِيمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ
تم قائم کرو تورات کو اور انجیل کو اور اس (تعلیم) کو جو کچھ نازل کیا گیا ہے آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اور ضرور بڑھائے گا ان میں سے بہت سوں کو،

مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ ﴿٦٨﴾
وہ (قرآن) جو نازل کیا گیا ہے آپ پر، آپ کے رب کی طرف سے، سرکشی میں اور کفر میں، سو آپ غم نہ کریں ایسے کافروں پر﴿٦٨﴾

﴿٦٤﴾: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے دونوں ہاتھ بھرے ہوئے ہی رہتے ہیں۔ رات اور دن کا خرچ کرنا اس سے کچھ بھی کم نہیں کرتا۔ بھلا دیکھو آسمان اور زمین کی پیدائش سے لیکر اب تک وہ کتنا خرچ کر چکا ہے لیکن اس خرچ نے جو اسکے ہاتھ میں ہے اسے کم نہیں کیا“۔ (بخاری)

جب ان یہود کو قرض حسنہ دینے کی تلقین کی گئی تو کہنے لگے کہ اللہ فقیر ہو گیا ہے۔ دیکھئے (آل عمران ۳:۱۸۱)

● یہ قرآن جو کہ سراسر ہدایت سراسر رحمت اور سراسر شفاء ہے ان بدبختوں پر اس کا اثر بھی الٹا ہی ہوتا ہے اور انکی سرکشی اس سے مزید بڑھتی ہے اور کفر میں اضافہ ہوتا ہے۔

● یہود و نصاریٰ میں دشمنی اور خود ان کے اپنے فرقوں میں دشمنی جڑ پکڑ چکی ہے۔ یہ دشمنیاں وحی الٰہی کے نور ہی سے ختم ہو سکتی تھیں اس کو یہ ویسے ہی جھٹلا چکے ہیں۔ اب قیامت تک یہ دشمنیاں یونہی چلیں گے۔

● جب بھی اے محمد! یہ یہود آپ کے خلاف کوئی سازش کرتے ہیں کہ آپ کو کسی جنگ میں الجھا دیں یا کسی فتنہ فساد میں دھکیل دیں تو اللہ تعالیٰ انکی سازشوں کو ناکام کر دیتا ہے۔

﴿٦٦﴾: گویا یہ ایمان اور تقویٰ کی خاصیت ہے کہ برکات کا نزول ہوتا ہے اور یہ صرف اہل کتاب ہی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر ایک سے وعدہ ہے۔ اُوپر سے مراد آسمان سے یعنی بارش وغیرہ اور نیچے سے یعنی زمین سے جو کہ بکثرت نباتات اگائے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے تو نہیں ہیں اگر وہ برکات نازل کرنیوالے کام کریں گے تو برکت ضرور نازل ہوگی۔

﴿٦٧﴾: جو شخص اس آیت سے یہ مفہوم لینا چاہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کا کچھ حصہ عامتہ المسلمین سے چھپا لیا تو یہ آیت اس مفہوم کی متحمل نہیں ہے۔ یہ آیت صرف اس ذمہ داری کی اہمیت پر دلیل ایسے ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
”اگر آپ شرک کریں گے تو آپ کے اعمال (بھی) برباد کر دیئے جائیں گے۔“ (الزمر ۳۹:۶۵)
اس آیت سے صرف شرک کا خطرہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ”جو شخص یہ گمان کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ چھپا لیا۔ اس نے یقیناً جھوٹ کہا۔“ (بخاری)

● اس آیت کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کیلئے پہرہ اٹھا دیا۔ آپ کی زندگی میں تقریباً ۱۷ مرتبہ آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ ہر دفعہ اللہ نے آپ کو قبل از وقت بذریعہ وحی مطلع کر کے یا خصوصی ذرائع سے بچا لیا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے اور صابی اور نصاریٰ (ان میں سے) جو بھی ایمان لائے اللہ پر اور یوم آخرت پر

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ

اور عمل کئے نیک تو نہیں کوئی خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿٦٩﴾ یقیناً ہم نے لیا تھا عہد بنی اسرائیل سے

وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُهُمْ

اور ہم نے بھیجے اُن کی طرف کئی رسول، جب بھی آیا اُن کے پاس کوئی رسول، ایسا حکم لے کر جو پسند نہ آیا ان کے نفس کو،

فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا

تو بعض کو جھٹلایا انہوں نے اور بعض کو قتل ہی کر ڈالتے ﴿٧٠﴾ اور انہوں نے گمان کیا، یہ کہ نہ ہوگی کوئی آزمائش، تو وہ اندھے ہو گئے اور بہرے ہو گئے،

ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِنْهُمْ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾

پھر توبہ قبول کرلی اللہ نے ان کی پھر (دوبارہ) اندھے اور بہرے ہو گئے بہت سے ان میں کے اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ﴿٧١﴾

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا! بیشک اللہ وہی مسیح بن مریمؑ ہے حالانکہ کہا تھا مسیحؑ نے کہ اے بنی اسرائیل!

اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ

عبادت کرو اللہ کی، جو رب ہے میرا بھی اور رب ہے تمہارا بھی بلاشبہ جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ کے ساتھ، تو یقیناً اللہ نے حرام کر دی اُس پر جنت اور اُس کا ٹھکانا

النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ

آگ ہے۔ اور نہیں ہے ظالموں کے لئے کوئی مددگار ﴿٧٢﴾ یقیناً کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا! کہ بلاشبہ اللہ تیسرا ہے تین میں سے۔

وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور نہیں کوئی معبود سوائے معبود واحد کے اور اگر نہ وہ باز آئے اس سے جو وہ کہتے ہیں (تو) ضرور پہنچے گا اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا،

مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٧٤﴾

ان میں سے عذاب دردناک ﴿٧٣﴾ کیا پھر نہیں توبہ کرتے وہ اللہ کی طرف اور نہ وہ اس سے استغفار کرتے ہیں؟ اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے ﴿٧٤﴾

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ

نہیں ہے مسیح ابن مریمؑ مگر ایک رسول ہی، یقیناً گزر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول اور ان کی ماں بھی ایک راست باز عورت تھیں،

كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٧٥﴾

کھاتے تھے وہ دونوں کھانا، دیکھئے کیسے ہم بیان کرتے ہیں ان کے لئے نشانیاں، پھر دیکھئے وہ کہاں اُلٹے پھرائے جا رہے ہیں ﴿٧٥﴾

﴿٦٩﴾: یہاں ''آمنوا'' سے مراد منافق یا کمزور ایمان کے لوگ ہیں۔

﴿٧٠﴾: یہ وہی عہد ہے جو کہ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے لیا تھا اور پہاڑ ان کے اُوپر اٹھا لیا گیا تھا۔

﴿٧١﴾: گویا وہ انبیاء پر ایمان تو نہ لائے تھے بلکہ خواہشات نفس کو ہی انہوں نے الٰہ بنا رکھا تھا۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''کیا آپ نے اس کو دیکھا جس نے اپنے نفس کو الٰہ بنا رکھا ہے۔''

(الجاثیہ ۴۵:۲۳)

● جس طرح انہوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ جہنم کی آگ ہمیں نہیں جلائے گی اسی طرح یہ بھی گمان کیا ہوا تھا کہ دنیا میں ہمیں کوئی فتنہ یا مصیبت نہ آئے گی اور اسی باطل سوچ کے تحت وہ اللہ کے دین سے غافل ہو گئے تو اللہ کے عذاب نے آ پکڑا جو کہ بابل کے ظالم بادشاہ بخت نصر کی صورت میں رونما ہوا۔ اس نے بنی اسرائیل کی سلطنت کو تہس نہس کر دیا اور بے شمار افراد کو قیدی بنا کر بابل (موجودہ کوفہ، عراق) لے گیا۔ آخر جب توبہ کی تو شاہ فارس کی مدد سے انہیں رہائی ملی۔ پھر جب عیش و آرام کی زندگی ملی تو پھر کفر و عصیان میں پڑ گئے۔ حضرت زکریاؑ اور یحییٰؑ کو قتل کیا اور حضرت عیسیٰؑ کو بزعم خود سولی پر چڑھا دیا۔ دیکھئے (بنی اسرائیل ۱۷: ۴-٦)

﴿٧٢﴾: جسے الٰہ کہتے ہیں وہ خود انہیں اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ آج بھی انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کی یہ گواہی موجود ہے۔

''یہی ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے کہ وہ تجھ حقیقی الٰہ کو اس یسوع مسیح کو پہچانیں جسے تو نے رسول بنا کر بھیجا۔''

(یوحنا ۱۷:۳)

﴿٧٣﴾: عقیدہ تثلیث چوتھی صدی عیسوی کی ایجاد ہے۔ باپ بیٹا اور روح القدس ان کو تین مانتے ہیں اور تین میں ایک یعنی یہ تینوں خدا ہیں اور تین ہونے کے باوجود ایک ہیں۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جسے آج تک عیسائی نہیں سمجھا سکے۔

﴿٧٥﴾: یعنی حضرت مریم صدیقہ تھیں۔ نبی نہ تھیں۔ دیکھیں (الانبیاء ۲۱:۷)

● حضرت مریم اور حضرت عیسیٰؑ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ جو کھانے کا محتاج ہو وہ الٰہ کیسے ہوگا؟ کیونکہ کھانے کے بعد حوائج ضرور یہ بھی پیدا ہوتی ہیں۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ

کہہ دیجئے! کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی، جو نہیں اختیار رکھتی تمہارے لئے نقصان کا اور نہ نفع کا؟ اور اللہ،

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۷۶) قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ

وہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے (۷۶) کہہ دیجئے! اے اہل کتاب! نہ تم غلو کرو اپنے دین میں ناحق

وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا

اور مت پیروی کرو ان لوگوں کے خواہشات کی، جو گمراہ ہو چکے ہیں اس سے پہلے اور وہ گمراہ کر گئے بہتوں کو اور وہ بھٹک گئے

عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ (۷۷) لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ ع ۱۰/۱۱/۱۴

سیدھی راہ سے (۷۷) لعنت کی گئی اُن پر، جنہوں نے کفر کیا تھا بنی اسرائیل میں سے، بہ زبانِ داوٗدؑ

وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (۷۸) كَانُوْا لَا

اور عیسیٰؑ ابن مریمؑ یہ بسبب اس کے جو انہوں نے نافرمانی کی اور تھے وہ حد سے گزر جاتے (۷۸) نہیں تھے

يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (۷۹) تَرٰى كَثِيْرًا

وہ منع کرتے ایک دوسرے کو بُرے کام سے، انہوں نے جو کیا ہوتا، البتہ بُرا ہے جو تھے وہ کرتے؟ (۷۹) آپ دیکھیں گے اکثر کو

مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ

ان میں سے، کہ وہ دوستی کرتے ہیں ان سے، جو کافر ہیں یقیناً بہت ہی برا ہے وہ جو آگے بھیجا اپنے لئے اُن کے نفسوں نے،

اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ (۸۰) وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ

یہ کہ ناراض ہوا اللہ اُن پر اور عذاب میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے (۸۰) اور اگر اُن کا ایمان ہوتا

بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

اللہ پر اور نبیؐ پر اور اُس پر جو نازل ہوا اس (نبیؐ) کی طرف، تو نہ بناتے وہ ان (کافروں) کو دوست اور لیکن بہت سے لوگ ان میں

فٰسِقُوْنَ (۸۱) لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ

نافرمان ہیں (۸۱) یقیناً آپ پائیں گے سخت ترین، سب لوگوں سے عداوت میں، ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے یہود کو اور ان کو جنہوں نے

اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ

شرک کیا اور یقیناً آپ ضرور پائیں گے سب سے زیادہ قریب دوستی میں اہل ایمان کی، ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں،

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (۸۲)

یہ اِس لئے کہ نصاریٰ میں عبادت گزار عالم (پڑھے ہوئے) ہیں اور کچھ زاہد (درویش) ہیں اور اِس لئے، کہ وہ نہیں تکبر کرتے (۸۲)

(۷۶): اے نصاریٰ تم کس کی عبادت کرتے ہو خود جو اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہے۔ یہود نے حکومت سے ساز باز کر کے انہیں سولی کیلئے بھجوا دیا مگر وہ خود کو نہ بچا سکے۔ تمہارے نفع ونقصان کے مالک وہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ سیاق کے لحاظ سے مطلب ہوگا تاہم معنی کے اعتبار سے یہ آیت بھی عام ہے۔

(۷۷): غلو یعنی زیادتی۔ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو نبوت اور بشریت کے مقام سے اٹھا کر الوہیت کے مقام پر کھڑا کر دیا۔ یہود نے ان پر اور انکی پاکباز والدہ پر تہمت لگائی اور قتل کے در پے ہوئے۔ دین میں غلو ہی ہمیشہ گمراہی کا راستہ کھولتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے درمیان فرمایا کہ

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مجھے ایسے نہ بڑھانا جیسے نصاریٰ نے عیسیٰؑ ابن مریم کو بڑھا لیا۔ میں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' (بخاری)

مسلمانوں کے ایک فرقہ نے بھی اپنے نبی کے واضح ارشاد کے باوجود وہی کام کیا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں۔ نور من اللہ۔ یعنی ''اللہ کے نور میں سے نور'' ایسے ہی شیعہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات میں غلو کرتے ہیں۔

● وہ کونسی قوم تھی جو خود گمراہ تھی اور جنہوں نے نصاریٰ کو بھی گمراہ کیا اور دیگر کئی قوموں کو گمراہ کیا۔ اکثر مفسرین نے یہود کا نام لیا ہے جنہوں نے حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا قرار دیا تھا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ گمراہ کن عقائد انہوں نے ایک سے زیادہ قوموں سے اخذ کر کے اس کا معجون مرکب بنا لیا ہو۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے پندرہویں ایڈیشن میں مسیحیت (Christiainity) کے تحت ریورنڈ جارج ولیم ناکس مسیحی کلیسا کے عقیدے پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ''عقیدہ'' تثلیث کا فکری سانچہ ایسا ہے کہ یونانی اور یہودی تعلیمات اس میں ڈھالی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ہمارے لئے عجیب مرکب ہے۔ مذہبی خیالات بائبل کے اور ڈھلے ہوئے ایک اجنبی فلسفہ کی صورت میں''۔

(۷۸): حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ لعنت ہر جانب سے ان پر ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں تورات میں حضرت داوٗدؑ کے زمانے میں زبور میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں قرآن مجید میں۔

(۸۰): یعنی اللہ اور نبی کی شریعت پر ایمان لانے والا کفار سے دوستی نہیں کرسکتا۔

(۸۲): یہود نے تین دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سازش سے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ ایک دفعہ سحر کے ذریعے، دوسری دفعہ بکری کا زہر ملا گوشت کھلا کے اور تیسری دفعہ ثقیل پتھر گرا کر۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ

اورجب وہ سنتے ہیں (قرآن) جو نازل ہوا ہے رسول پر، آپ دیکھیں گے کہ ان کی آنکھوں سے جاری ہو جاتے ہیں آنسو،

مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا

اس وجہ سے کہ پہچان لیتے ہیں وہ حق کو، کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے چنانچہ تو ہمیں لکھ لے شہادت دینے والوں کے ساتھ ﴿۸۳﴾ اور کیا ہوا ہم کو کہ

لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾

نہ ایمان لائیں ہم اللہ پر اور (اس پر) جو پہنچا ہمارے پاس حق اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمیں داخل کرے گا ہمارا رب، قوم صالحین کے ساتھ ﴿۸۴﴾

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

پھر بدلے میں دے گا اُن کو اللہ، اِس وجہ سے کہ جو انہوں نے کہا! ایسے باغات، کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے اُن میں

وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ

اور یہ جزا ہے نیکی کرنے والوں کے لئے ﴿۸۵﴾ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیات کو یہی لوگ ہیں

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

اہل دوزخ ﴿۸۶﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مت تم حرام ٹھہراؤ وہ پاکیزہ چیزیں، جن کو حلال کیا اللہ نے تمہارے لئے

وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا

اور نہ تم حد سے بڑھو، بیشک اللہ نہیں پسند کرتا حد سے بڑھنے والوں کو ﴿۸۷﴾ اور کھاؤ اُس میں سے جو رزق دیا ہے تم کو اللہ نے حلال

طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ

پاکیزہ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو ﴿۸۸﴾ نہیں مواخذہ کرے گا تمہارا اللہ،

بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ

تمہاری لغو قسموں پر، لیکن وہ تمہارا مؤاخذہ کرے گا اُن پر، جو تم نے مضبوط کھائیں قسمیں، سو اس کا کفارہ ہے کھانا کھلانا

عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ

دس مسکینوں کو اوسط درجے کا، جو تم کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو یا انہیں کپڑے پہناؤ یا آزاد کرنا ہے

رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ

ایک غلام، پھر جس کو اُس کی استطاعت نہ ہو، وہ روزے رکھے تین دن کے، یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا، جب تم قسم کھا بیٹھو

وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾

اور تم حفاظت کیا کرو اپنی قسموں کی، اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی آیات تاکہ تم شکر کرو ﴿۸۹﴾

نصف

ع ۱۱ ۹ ۱

﴿۸۳﴾: یہ آیات حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشی اوراس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ نجاشی کے ملک حبشہ میں مسلمان دومرتبہ ہجرت کر کے جا چکے تھے جہاں نجاشی نے ان سے اچھا سلوک کیا اور کچھ عرصہ بعد نومسلم عیسائیوں کا وفد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے سامنے سورہ یاسین کی تلاوت فرمائی ۔ یہ لوگ جب قرآن سنتے تو ان پر رقت طاری ہو جاتی اورزبان سے ''ربنا اٰمنا'' کہنا شروع کردیتے۔

﴿۸۴﴾: یہی حکم نبی کریم ﷺ کو بھی دیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حلت و حرمت نبی بھی اپنی جانب سے نہیں کر سکتے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

''اے نبی! آپ اس چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے۔'' (التحریم ۶۶:۱)

ایک مرتبہ چند صحاب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کو ہلکا جانتے ہوئے نیند اور شادی وغیرہ ترک کرنے کا اظہار کیا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''ان لوگوں کی کیا حالت ہے جنہوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں لیکن میں تو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، میں روزہ رکھتا بھی ہوں ترک بھی کرتا ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں۔ جو میری سنت سے کنارہ کش ہوا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

(بخاری ومسلم)

﴿۸۹﴾: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ''لغو قسموں سے مراد ایسی قسمیں ہیں جو انسان تکیہ کلام کے طور پر (نیت سے نہیں) کہہ دیتا ہے جیسے لا واللہ بلیٰ واللہ نیز آپ فرماتی ہیں کہ میرے والد (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) کبھی قسم نہیں توڑتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے کفارہ کی آیت نازل فرمائی اسوقت کہنے لگے کہ جب قسم کھا لوں پھر اسکے خلاف کو اچھا سمجھوں تو اللہ کی رخصت منظور کر کے وہ کام کرلیتا ہوں۔ جسے اچھا سمجھتا ہوں''۔

(بخاری)

- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''جو شخص کوئی کام کرنے کیلئے قسم کھائے پھر انشاء اللہ کہے تو اس پر (قسم توڑنے کا) کوئی گناہ نہیں ہوگا۔'' (ترمذی)

''جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔'' (ترمذی)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''منت کا کفارہ ہی قسم کا کفارہ ہے۔'' (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اگر لوگوں کے دعوے کی بنا پر فیصلے کر دیئے جائیں تو وہ لوگوں سے وہ اس مطالبہ سے نجات حاصل کرے گا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''دلیل مہیا کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے اور مدعی علیہ قسم کھائے گا (انکار کیلئے)۔'' (ترمذی)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بلاشبہ شراب اور جوا اور بت اور فال نکالنے کے تیر، ناپاک شیطانی کام ہیں،

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ

سو تم ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۞ یقیناً چاہتا ہے شیطان، یہ کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض،

فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾

شراب کے ذریعہ سے اور جوئے کے ذریعہ سے اور تمہیں روک دے اللہ کے ذکر سے اور نماز سے، تو کیا تم باز آتے ہو ان (شیطانی کاموں) سے۞

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا

اور تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تم ڈرو (برائیوں سے) پھر اگر تم پھر جاؤ، تو جان لو کہ ہمارے رسول پر تو صرف (احکام)

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْۤا

پہنچا دینا ہے واضح طور پر۞ نہیں ہے اُن لوگوں پر جو ایمان لائے اور عمل کئے نیک، کچھ گناہ اس پر، جو وہ کھا چکے ہیں (پہلے)

اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ

جبکہ وہ اس سے بچے رہیں اور ایمان لے آئیں اور عمل کریں نیک، پھر وہ بچیں (حرام چیزوں سے) اور مانیں (حکموں کو) پھر تقویٰ اختیار کریں اور اچھے کام کریں

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ (ع ۱۲ ۷ ۲)

اور اللہ محبت کرتا ہے نیکی کرنے والوں سے۞ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! البتہ تمہیں ضرور آزمائے گا اللہ، کچھ شکار سے کہ پہنچ سکتے ہیں اس تک

اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ

تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے، تاکہ معلوم کرے اللہ کہ کون اُس سے ڈرتا ہے بغیر دیکھے، پھر جو حد سے بڑھ جائے تو اس کے لئے ہے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٤﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ

عذاب بہت دردناک۞ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ تم مارو شکار کو، جبکہ تم احرام میں ہو اور جو کوئی شکار مارے گا،

مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًاۢ

تم میں سے جان بوجھ کر، تو بدلہ ہے اس پر مثل اس (شکار کے) جیسا جو اُس نے قتل کیا، چوپایوں میں سے، (جس کا) فیصلہ کریں گے دو منصف تم میں سے بطور قربانی کے،

بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ

پہنچایا جائے گا کعبہ تک یا کفارہ ہے کھانا کھلانا کچھ مسکینوں کو، یا اُن کے برابر روزے رکھے، تاکہ وہ چکھے سزا اپنے کام کی،

عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾

معاف کیا اللہ نے اس سے جو ہو چکا ہے اور جو کوئی دوبارہ کرے گا، تو بدلہ لے گا اللہ اس سے اور اللہ زبردست، انتقام لینے والا ہے۞

﴿٩٠﴾: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دعا کی کہ اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لئے شافی بیان واضح فرما تو سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔

”آپ سے جوا اور شراب کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اس میں بڑا گناہ اور لوگوں کیلئے منافع (بھی) ہے اور اس کا گناہ اس کے نفع سے بڑا ہے۔“ (البقرۃ ۲: ۲۱۹)

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت پڑھی گئی۔ آپ نے پھر دعا کی یا اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لئے شافی بیان نازل فرما تو سورہ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی۔

”اے اہل ایمان! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔“ (النساء ۴: ۴۳)

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت پڑھی گئی۔ آپ نے پھر یہ دعا کی یا اللہ! ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی بیان واضح فرما تو سورہ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئیں۔ ”چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت پڑھی گئی تو انہوں نے کہا ہم باز آئے، ہم باز آئے۔“ (ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممبر پر کھڑے ہو کر فرما رہے تھے۔

”لوگوں! شراب حرام ہوئی، شراب پانچ چیزوں پر مبنی ہے۔ انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جَو سے اور جس شراب سے عقل میں فتور آئے وہ خمر (شراب) ہے“۔ (بخاری)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

”ہر نشہ حرام ہے جس چیز کی کثیر مقدار نشہ کرتی ہے اسکی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے۔“ (ترمذی)

”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا، جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو ٹہنیوں سے اسے تقریبا چالیس مرتبہ مارا۔“ (مسلم)

﴿٩٣﴾: جنگ احد میں بعض صحابہ شہید ہوئے جنہوں نے شراب پی ہوئی تھی تو صحابہ کی تشویش کا ازالہ کیا گیا۔

﴿٩٤﴾: یہ آیت اور اس سے اگلی آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ مسلمان حدیبیہ میں احرام کی حالت میں تھے۔ خلاف معمول چھوٹے بڑے جنگلی جانور انکے گھروں میں گھس آئے تھے۔ یہ اسی قسم کی آزمائش تھی جیسا کہ اصحاب السبت سے مچھلیوں کے شکار کے سلسلہ میں کی گئی۔ دیکھئے (الاعراف ۷: ۱۶۳)

﴿٩٥﴾: فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ محرم نہ تو کسی شکاری کی مدد کرے اور نہ ہی اس شکار کا گوشت کھائے جو محرم کیلئے شکار کیا گیا ہو۔ (بخاری)

البتہ حدیث میں ان موذی جانوروں کا استثناء کیا گیا ہے یعنی ان کا قتل ہر حالت میں جائز ہے اور وہ یہ ہیں۔ کوا، چیل، بچھو، چوہا اور پاگل کتا۔

- جانور کی قیمت کے برابر غلہ تقسیم کرے یا مسکینوں کو کھانا کھلائے یا جتنے مسکین اس کھانے سے روزے رکھ سکتے ہیں اتنے روزے رکھے۔
- کفارہ دینے والا خود اس میں سے کچھ نہیں کھا سکے گا۔

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ
حلال کیا گیا تمہارے لئے شکار سمندر کا اور اس کا کھانا، فائدہ کے لئے ہے تمہارے اور مسافروں کے لئے اور حرام کیا گیا ہے تم پر
صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ
شکار خشکی کا، جب تک تم ہوا حرام میں اور ڈرو اللہ سے، وہ ذات کہ جس کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے (۹۶) بنایا ہے
اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۚ
اللہ نے کعبہ کو، جو گھر ہے حرمت والا، قیام کا سب لوگوں کے لئے اور حرمت والے مہینوں کو اور حرم والی قربانی کو اور پٹوں والے (جانوروں) کو،
ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ
یہ اس لئے کہ تم جان لو، کہ بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بیشک اللہ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٩٧﴾ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٨﴾
ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (۹۷) جان لو یقیناً اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے اور بیشک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے (۹۸)
مَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٩٩﴾
نہیں ہے رسول پر مگر (پیغام) پہنچا دینا اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو (۹۹)
قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ
کہہ دیجئے! نہیں برابر ہو سکتے ناپاک اور پاک، اگرچہ آپ کو تعجب میں ڈالے کثرت ناپاک کی، سو تم ڈرتے رہو اللہ سے،
يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ
اے اہل عقل تاکہ تم فلاح پاؤ (۱۰۰) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ تم سوال کرو ایسی چیزوں کے بارے میں،
إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَإِن تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ ۗ
کہ اگر وہ ظاہر کر دی جائیں تم پر، تو بُری لگیں تمہیں اور اگر تم پوچھو گے ان کے بارے میں، ایسے وقت میں، کہ نازل ہو رہا ہے قرآن، تو وہ ظاہر کر دی جائیں گی تم پر،
عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٠١﴾ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا
درگزر کیا اللہ نے اُن سے اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت بردبار ہے (۱۰۱) البتہ پوچھی تھیں ایسی ہی باتیں کچھ لوگوں نے تم سے پہلے، پھر وہ ہو گئے
بِهَا كَافِرِينَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِن بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ۙ
ان کے ساتھ انکار کرنے والے (۱۰۲) نہیں بنایا اللہ نے کوئی بحیرہ، نہ سائبہ، نہ وصیلہ اور نہ حام
وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٣﴾
اور لیکن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور اکثر ان میں عقل نہیں رکھتے (۱۰۳)

ع ۱۳ / ۴

(۹۶): یہاں ''صید'' سے مراد شکار یعنی زندہ جانور کا شکار اور ''طعامہ'' سے مراد جو مر چکا ہو۔ حدیث کی رو سے بھی سمندر کا مردار حلال ہے۔ یہ اجازت حالت احرام اور اس کے بغیر ہر طرح سے ہے۔

(۹۷): اس آیت میں ''قیام الناس'' کے تین مفہوم مراد لئے جاسکتے ہیں۔

(۱): الناس سے مراد اگلے پچھلے تمام لوگ ہیں۔ اس صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو دنیا کے لوگوں کیلئے قیام اور بقا کا سبب بنایا ہے۔ کعبہ ہے تو دنیا آباد ہے۔ کعبہ ختم ہوا تو دنیا ختم ہو جائے گی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ نے اس معنی کو ترجیح دی ہے۔ اس باب میں یہ حدیث بھی لائے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''قیامت کے قریب ایک چھوٹی پنڈلیوں والا (حقیر) حبشی کعبہ کو ویران کرے گا۔'' (بخاری)

(ب) الناس سے مراد مکہ اور ارد گرد کے لوگ ہوں۔ حج کے موسم میں انہیں اتنی آمدنی ہو جاتی ہے جس سے اس کا سال بھر کا خرچ نکل آتا ہے۔

(ج) الناس سے مراد عرب کے لوگ ہیں جنہیں بیت اللہ کی وجہ سے امن نصیب ہوا تھا۔

حرمت والے مہینے یہ ہیں۔ ذوالقعدہ، ذی الحجہ کے پہلے دس ایام محرم اور رجب۔

● قربانی کے گلے میں نشانی کے طور پر پٹے ڈال دیتے جس سے لوگ آسانی سے پہچان لیتے۔

(۱۰۱): حضرت علی سے روایت ہے کہ جب یہ آیت وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ (لوگوں کیلئے حج فرض کیا گیا ہے) اتری تو ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہر سال؟ آپ خاموش رہے اس نے (دوبارہ) پوچھا کیا ہر سال؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں، اور اگر میں ہاں کہتا تو تمہارے اُوپر واجب ہو جاتا اور تم نباہ نہ کر سکتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔'' (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''تمہیں جن چیزوں کے متعلق نہیں بتایا گیا تم انکے متعلق مجھ سے سوال نہ کرو۔ کیوں کہ تم سے پہلے امتوں کی ہلاکت کا سبب ان کا کثرت سوال اور اپنے انبیاء سے اختلاف تھا۔'' (مسلم)

(۱۰۳): حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''بحیرہ'' وہ دودھ دینے والا جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے نام پر روک لیا جائے اور کوئی اس کا دودھ نہ دوھے۔

● ''سائبہ'' وہ جانور ہے جسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے۔ اس پر کوئی بوجھ نہ لادتا اور نہ سواری کرتا (یعنی سانڈ)

● ''وصیلہ'' وہ اونٹنی ہے جو پہلی بار بھی مادہ جنے اور دوسری بھی۔ ایسی اونٹنی کو بھی وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے۔

● ''حام'' وہ نر اونٹ ہے جس کے نطفہ سے دس بچے پیدا ہو چکے ہوں۔ اسے بھی بتوں کے نام پر بطور سانڈ چھوڑ دیا جاتا۔

اس آیت سے یہ مفہوم نہیں نکالا جا سکتا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ساقط ہو گیا ہے۔ بلکہ اسکا مفہوم یہ ہوگا کہ تمہاری کوششوں کے باوجود اگر لوگ گمراہی سے نہیں نکلتے تو اسکا وبال تمہارے اوپر نہ ہوگا۔

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوۡلِ قَالُوۡا حَسۡبُنَا مَا وَجَدۡنَا

اور جب کہا جاتا ہے اُن سے! کہ آؤ اس کی طرف جو نازل کیا ہے اللہ نے اور (آؤ) رسول کی طرف، تو کہتے ہیں کہ کافی ہے ہم کو وہ، کہ پایا ہے ہم نے

عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـًٔـا وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ

جس پر اپنے آباؤ اجداد کو، کیا اگرچہ ہوں اُن کے آباؤ اجداد نہ جانتے ہوں کچھ اور نہ وہ ہدایت یافتہ ہوں؟﴿۱۰۴﴾ اے لوگو جو

اٰمَنُوۡا عَلَيۡكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ ۚ لَا يَضُرُّكُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَيۡتُمۡ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرۡجِعُكُمۡ

ایمان لائے ہو! لازم ہے تم پر بچاؤ، اپنی جانوں کو، نہیں تمہیں نقصان پہنچا سکے گا، وہ جو گمراہ ہوگا، جب کہ تم ہدایت پر ہو، اللہ ہی کی طرف واپسی ہے تم سب کی،

جَمِيۡعًا فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا شَهَادَةُ بَيۡنِكُمۡ

پھر وہ بتلائے گا تم کو جو کچھ تم کرتے رہے﴿۱۰۵﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، گواہی (کا طریقہ) ہونا چاہئے تمہارے درمیان،

اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ حِيۡنَ الۡوَصِيَّةِ اثۡنٰنِ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ اَوۡ اٰخَرٰنِ

جب آ پہنچے تم میں سے کسی کو موت، بوقت وصیت دو صاحب عدل شخص اپنوں میں سے (گواہ بنالو) یا دو اور ہوں

مِنۡ غَيۡرِكُمۡ اِنۡ اَنۡتُمۡ ضَرَبۡتُمۡ فِى الۡاَرۡضِ فَاَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةُ الۡمَوۡتِ ؕ

تمہارے غیر (غیر مسلموں) میں سے، اگر تم سفر میں ہو زمین میں، پھر پہنچے تمہیں مصیبت موت کی،

تَحۡبِسُوۡنَهُمَا مِنۡۢ بَعۡدِ الصَّلٰوةِ فَيُقۡسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ لَا نَشۡتَرِىۡ بِهٖ ثَمَنًا

تو روک لو اُن دونوں کو نماز کے بعد، پھر وہ دونوں قسمیں کھائیں اللہ کی اگر تم کو شبہ ہو (اُن پر اور کہیں کہ) نہیں حاصل کریں گے ہم اس (گواہی کے بدلے) میں مالی فائدہ

وَّلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى ۙ وَلَا نَكۡتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الۡاٰثِمِيۡنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنۡ عُثِرَ

اور اگرچہ ہو کوئی قریبی رشتہ دار ہی اور ہم نہیں چھپائیں گے اللہ کی گواہی یقیناً ہم اس وقت البتہ گنہگاروں میں سے ہوں گے﴿۱۰۶﴾ پھر اگر پتہ چلے

عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسۡتَحَقَّاۤ اِثۡمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوۡمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيۡنَ اسۡتَحَقَّ

اس کا کہ وہ دونوں مبتلا ہو گئے ہیں کسی گناہ میں، تو دو اور (دوسرے گواہ) کھڑے ہوں اُن دونوں کی جگہ، ان لوگوں میں سے جن کی حق تلفی ہوئی ہے

عَلَيۡهِمُ الۡاَوۡلَيٰنِ فَيُقۡسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنۡ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعۡتَدَيۡنَاۤ ۖ اِنَّاۤ

جو قریبی رشتہ دار ہوں (میت کے) پھر دونوں قسم کھائیں اللہ کی، کہ ہماری گواہی زیادہ سچی ہے، ان دونوں کی شہادت سے اور نہیں ہم نے زیادتی کی، بیشک ہم

اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجۡهِهَاۤ اَوۡ يَخَافُوۡۤا اَنۡ

اس وقت البتہ ظالموں میں سے ہوں گے﴿۱۰۷﴾ یہ (طریقہ) زیادہ قریب ہے اس سے کہ دیں وہ شہادت ٹھیک طریقہ پر یا وہ ڈریں اس سے، کہ

تُرَدَّ اَيۡمَانٌۢ بَعۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسۡمَعُوۡا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾ ع ۱۴ ۸ ۴

رد کردی جائیں گی (ان کی) قسمیں بعد ان کی قسموں کے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور تم سنو اور اللہ نہیں ہدایت دیتا نافرمان لوگوں کو﴿۱۰۸﴾

﴿۱۰۶﴾: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "بنو سہم کا ایک آدمی تمیم داری اور عدی کے ساتھ سفر پر نکلا اور یہ بھی اسی جگہ مر گیا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔ تمیم داری اور عدی اس کا ترکہ لے کے آئے تو سہمی کے ورثاء اس میں ایک پیالہ نہ پایا جو کہ چاندی کا تھا اور سونے سے مرصع تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمیم اور عدی سے قسم کھانے کو کہا اور وہ قسم کھا گئے (کہ پیالہ ان کے پاس نہیں ہے) پھر وہ پیالہ بازار مکہ میں مل گیا اور انہوں نے کہا کہ ہم نے تمیم داری اور عدی سے خرید لیا۔ اب سہمی کے ورثاء سے دو شخص کھڑے ہوئے اور اللہ کی قسم کھا کر گواہی دی کہ یہ پیالہ ہمارے آدمی کا ہے اور یہ کہ ہماری گواہی ان دونوں سے سچی ہے۔ یہ آیت اسی سلسلہ میں نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ سہمی کے ورثاء کو دلوا دیا۔ (بخاری)

﴿۱۰۸﴾: اس واقعہ اور ان آیات کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ ہر حالت میں گواہی ٹھیک اور سچی دینی چاہئے۔ درج ذیل حدیث سے اس کی اہمیت مزید واضح ہو جاتی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور بتلایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کو ستانا، اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا خبردار جھوٹا قول اور جھوٹی شہادت خبردار جھوٹا قول اور جھوٹی شہادت۔ آپ یہ کلمات دہراتے ہی رہے۔ میں سمجھا کہ آپ چپ ہی نہ ہوں گے۔" (بخاری)

غیر مسلموں کو صرف اسی صورت میں گواہ بنایا جا سکتا ہے جب کہ مسلمان گواہ دستیاب نہ ہوں۔ اگر کسی ثبوت کی بنا پر ان گواہوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ان سے بہتر گواہوں کی شہادت کے بنا پر پہلے گواہوں کی گواہی کالعدم ہو جائے گی۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ

جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو پھر پوچھے گا کہ کیا جواب ملا تھا تم کو؟ وہ کہیں گے نہیں کچھ علم ہم کو

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ

بیشک توہی ہے خوب جاننے والا غیبوں کی باتوں کا﴿۱۰۹﴾ جب کہے گا اللہ اے عیسیٰؑ بن مریمؑ! تو یاد کر

نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟

میری نعمت (جو ہوئی) تم پر اور تمہاری والدہ پر، جب میں نے مدد کی تمہاری روح القدس سے،

تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ

باتیں کرتے تھے تم لوگوں سے گہوارہ (گود) میں اور بڑی عمر میں بھی اور جب میں نے تجھے تعلیم دی کتاب کی اور حکمت کی اور تورات کی

وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا

اور انجیل کی اور جب بناتے تھے تم گارے سے پرندے کی طرح صورت میرے حکم سے، پھر تم پھونک مارتے تھے اس میں،

فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى

تو وہ ہو جاتا تھا پرندہ میرے حکم سے اور تندرست کر دیتے تھے تم پیدائشی نابینے کو اور برص (کوڑھی) کو میرے حکم سے اور جب نکال کھڑا کرتے تھے تم مُردوں کو

بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ

میرے حکم سے اور جب روکا تھا میں نے بنی اسرائیل کو تم سے، جب لے کر گئے تھے تم ان کے پاس واضح دلیلیں، تو کہنے لگے وہ لوگ جو

كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا

کافر تھے، ان میں سے، کہ نہیں ہے یہ، مگر جادو کھلا ہوا﴿۱۱۰﴾ اور جب دل میں ڈالا میں نے حواریوں کے کہ ایمان لاؤ

بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

مجھ پر اور میرے رسول پر، تو وہ کہنے لگے ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار (مسلمان) ہیں﴿۱۱۱﴾ جب کہا حواریوں نے

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ

اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ، کیا طاقت رکھتا ہے تمہارا رب یہ کہ نازل کرے ہم پر دسترخوان آسمان سے،

قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ

کہا (عیسیٰؑ نے) کہ ڈرو اللہ سے، اگر ہو تم مومن﴿۱۱۲﴾ انہوں نے کہا! ہم چاہتے ہیں، یہ کہ ہم کھائیں اس میں سے اور مطمئن ہو جائیں

قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

ہمارے دل اور ہم جان لیں یہ کہ یقیناً تم نے ہم سے سچ کہا اور ہم ہو جائیں اس پر شہادت دینے والوں میں سے﴿۱۱۳﴾

﴿۱۰۹﴾: قیامت کے دن کی ہولنا کیوں کا یہ عالم ہوگا کہ ایک موقع پر آپ ﷺ کے سوا سب انبیاء نفسی نفسی (یعنی میری جان بچ جائے) پکار رہے ہوں گے۔ اس ہولناک پس منظر میں انبیاء یہ مختصر سا جواب دیدیں گے۔ یا اسکا مفہوم یہ ہے کہ کس حد تک تمہاری دعوت پھلی پھولی تو ظاہر ہے کہ نبی کے دنیا سے چلے جانے کے بعد کے حالات سے وہ واقف نہیں ہوتا تو وہ یہ جواب دیں گے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کو غیب کا علم نہیں ہوتا۔ اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کیلئے وحی کے ذریعہ جو علم دیا جاتا ہے وہی ہوتا ہے۔

﴿۱۱۰﴾: حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ پر اللہ تعالیٰ کے کئی احسان ہیں۔ جن میں سے یہ ہیں۔

(ا) آپ کی پیدائش نفخہ جبرئیل سے معجزانہ طور پر بغیر باپ کے ہوئی۔ اسی لئے آپ کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا جاتا ہے۔ جبرئیل امین یعنی روح القدس کے ذریعے آپ کی مدد کی گئی۔

(ب) آپ کی والدہ حضرت مریم پر اللہ کا یہ احسان تھا کہ انہیں یہودیوں کی تہمت سے بری کیا۔

(ج) آپ نے ایسی عمر میں جب کہ کوئی بچہ بولنا بھی شروع نہیں کرتا اس طرح کلام کیا جیسے پختہ عمر والے لوگ کرتے ہیں۔

(د) دس سال کی عمر میں آپ عبارتیں زبانی سناتے کہ یہود دنگ رہ جاتے اور تیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے۔ اسکے علاوہ تحریر کی صلاحیت اور فہم تورات وانجیل بھی عطا فرمائی۔

(ر) آپ مادرزاد اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تو اسکی آنکھیں بالکل اچھی ہوجاتیں۔

(س) اسی طرح برص والے کوڑھی کے بدن پر ہاتھ پھیرتے تو وہ اللہ کے حکم سے تندرست ہوجاتا۔

(ش) کسی قبر میں پڑے ہوئے مردے کو کہتے تو وہ اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہوتا۔

(ص) بنی اسرائیل نے اتنے معجزات دیکھنے کے باوجود آپ پر سحر کا الزام لگادیا اور آپ کو سولی چڑھانے کے درپے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بچا کر اپنے ہاں اٹھالیا۔

(ض) بنی اسرائیل نے دشمنی کی حد کردی اور کوئی ایمان نہ لایا تو اللہ تعالیٰ نے حواریوں پر وحی کی کہ وہ آپ پر ایمان لے آئیں۔

● ضمناً اس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور (کہولت) شدید بڑھاپے کی عمر میں کلام کریں گے۔

﴿۱۱۱﴾: حضرت عیسیٰؑ کے پیروکاروں نے اپنے آپ کو (مسلمون) کہا۔ عیسائی یا ناصری یا مسیحی نہیں کہا۔ چنانچہ تمام انبیاء اور انکے پیروکاروں کا مذہب اسلام ہی تھا۔

﴿۱۱۲﴾: مائدہ یعنی دسترخوان۔ اسی کی نسبت سے اس سورت کا نام مائدہ ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے حواریوں کو دسترخوان کے مطالبہ سے باز رکھنے کی کوشش کی کہ اللہ کی قدرت کا امتحان نہ لو۔

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا

کہا عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے اے اللہ ہمارے رب! نازل فرما ہم پر ایک خوان (دسترخوان) آسمان سے جو بن جائے ہمارے لئے

عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ

عید ہمارے پہلوں کے لئے اور ہمارے پچھلوں کے لئے اور ہونشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہمیں اور تو ہی ہے سب سے بہتر رزق دینے والا﴿۱۱۴﴾ کہا اللہ نے! کہ میں ضرور

مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا

اُتاروں گا (اسے) تم پر، پھر جس نے ناشکری کی، اس کے بعد تم میں سے، تو میں عذاب دوں گا اس کو ایسا عذاب، کہ نہیں دوں گا اس جیسا عذاب کسی کو

ع ۱۵ ۷ ۵ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ

اہل جہاں میں سے﴿۱۱۵﴾ اور جب کہے گا اللہ! اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ! کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے (کہ) بنالو مجھے

وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ

اور میری ماں کو دو معبود اللہ کے سوا، وہ کہیں گے (عیسیٰؑ) کہ تو پاک ہے، نہیں لائق تھا یہ کہ میں کہوں، وہ بات جس کا نہیں مجھے کوئی حق،

اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو بیشک تجھے اُس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے وہ جو میرے دل میں ہے اور نہیں میں جانتا جو تیرے جی میں ہے، بیشک تو ہی

عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ

خوب جاننے والا ہے غیب کی باتوں کو﴿۱۱۶﴾ نہیں میں نے کہا تھا اُن سے! مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا تھا اس کا، یہ کہ تم عبادت کرو اللہ کی، جو رب ہے میرا اور رب ہے تمہارا۔

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ

اور تھا میں ان پر نگراں جب تک میں رہا اُن میں پھر جب اُٹھا لیا تو نے مجھے، تو ہی تھا نگہبان اُن پر

وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ

اور تو ہر چیز پر نگراں ہے﴿۱۱۷﴾ اگر تو ان کو عذاب دے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے اُن کو تو بلاشبہ

اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ

تو ہی ہے زبردست خوب حکمت والا﴿۱۱۸﴾ فرمائے گا اللہ! یہ دن ہے کہ نفع دے گا سچوں کو ان کی سچائی، اُن کے لئے ایسے باغات ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ

کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے اُن میں ہمیشہ ہمیش، راضی ہوا اللہ اُن سے اور وہ راضی ہوئے اس (اللہ) سے، یہی ہے

ع ۱۶ ۵ ۶ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

کامیابی بہت بڑی﴿۱۱۹﴾ اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ اُن میں ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے﴿۱۲۰﴾

(۱۱۴): اس آیت سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حواری آپ کو الٰہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ رسول ہی سمجھتے تھے۔

(۱۱۵): اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنا قانون بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ معجزہ طلب کرتے ہیں اور پھر دیکھنے کے بعد کفر کرتے ہیں ان کو شدید ترین عذاب ہوتا ہے۔

کیا یہ دسترخوان واقعی نازل ہوا تھا کہ حواری بعد والی خوفناک دھمکی سن کر ڈر گئے اور ایسا مطالبہ واپس لے لیا۔ حتمی رائے قائم کرنے کیلئے قطعی ثبوت میسر نہیں۔

(۱۱۶): یہ سوال قیامت کے دن ہوگا۔

● نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث (Trinity) چوتھی صدی عیسوی میں رائج ہوا۔ جس کے تین ارکان یہ ہیں۔ اللہ، عیسیٰ، روح القدس جبکہ حضرت مریم کے خدا ہونے کا عقیدہ پانچویں صدی کی ایجاد ہے۔ حضرت مریم کو مادر خدا کے لقب سے نوازا گیا۔ حضرت مریم کو دیوی کا درجہ دے کے انکے مجسّمے اور تصویریں بنائی گئیں جو کہ گرجوں میں آویزاں کی گئیں۔ دور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہرقل شاہ روم کے جھنڈے پر بھی تصویریں موجود تھیں۔ جنگ کے دوران اسکے وسیلہ سے فتح و نصرت طلب کی جاتی۔

● حضرت عیسیٰؑ نے علم غیب ہونے کے کسی شائبہ کی بھی بھرپور نفی کر دی۔

(۱۱۷): اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے بزرگ عموماً خود اس شرک سے بری ہیں جو کہ بعد والے ناخلف لوگوں نے انکے نام سے منسوب کئے ہیں۔

چنانچہ ہو بہو یہی صورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ آپ ان لوگوں کی حرکتوں سے بری ہیں جنہوں نے آپ کی ذات سے انواع واقسام کے شرک منسوب کر رکھے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''یوم قیامت میری امت کے کچھ لوگ حاضر کئے جائیں گے جنہیں فرشتے بائیں جانب (جہنم کو) لے چلیں گے۔ میں کہوں گا۔ اے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ جواب ملے گا آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں کے لئے کیا کیا نئی باتیں (بدعتیں) نکالیں۔ اس وقت میں وہی کہوں گا جو کہ اللہ کے نیک بندے عیسیٰؑ نے کہا (یعنی) جب تک میں ان لوگوں میں رہا انکا حال دیکھتا رہا۔ پھر جب تو نے مجھے (دنیا سے) اٹھا لیا تو تو ہی ان پر محافظ تھا۔ جواب ملے گا کہ جب سے تم ان لوگوں سے جدا ہوئے یہ لوگ برابر ایڑیوں کے بل اسلام سے پھرتے گئے۔'' (بخاری)

(۱۱۸): سبحان اللہ، نہایت حکیمانہ اور بلیغانہ انداز ہے۔ یا اللہ! یہ تیرے بندے ہی ہیں۔ اب کہیں بھاگ تو نہیں سکتے اگر تو عذاب دے تو تجھے کچھ فائدہ نہیں اگر عذاب نہ کرے تو بھی تجھے اس کی قدرت حاصل ہے۔

(۱۲۰): اس آیت کریمہ میں نصاریٰ کی کذب بیانی اور عیسیٰ اور ان کی ماں کے بارے میں ان کے فساد عقیدہ پر تنبیہہ کی گئی ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی مالک نہیں، اس لئے اس کا کوئی شریک کیسے ہوسکتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آیاتها ١٦٥ (٦) سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ (٥٥) رکوعاتها ٢٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور بنائیں تاریکیاں اور روشنی، پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى

اپنے رب کے ساتھ (دوسروں کو بھی) برابر کا ٹھہراتے ہیں① وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا مٹی سے، پھر اُس نے مقرر کیا ایک مدت اور (قیامت کی) ایک مدّت مقرر ہے

عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ② وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ

اس کے یہاں، پھر (بھی) تم شک میں مبتلا ہو② اور وہی اللہ ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی، وہ جانتا ہے تمہارے چھپے

وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ③ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا

اور ظاہر کو اور جانتا ہے اس کو بھی جو کچھ تم کما تے ہو③ اور نہیں آتی اُن کے پاس کوئی نشانی، نشانیوں میں سے اُن کے رب کی، مگر وہ

عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ④ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا

اس سے منہ موڑ لیتے ہیں④ پس یقیناً انہوں نے جھٹلایا، اس حق کو بھی جب آیا ان کے پاس، سوعنقریب آئیں گی اُن کے پاس خبریں اس چیز کی، کہ تھے وہ

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑤ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ

اس کے ساتھ مذاق اڑاتے⑤ کیا نہیں انہوں نے دیکھا؟ کتنی ہی ہم نے ہلاک کر دیں اُن سے پہلے ایسی (قومیں) جنہیں اقتدار دیا تھا ہم نے زمین میں،

مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ

ایسا اقتدار کہ نہیں دیا تھا تمہیں بھی اور ہم نے بھیجی بارش ان پر موسلادھار اور کر دیں ہم نے نہریں (جو) بہتی تھیں

مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ⑥ وَلَوْ نَزَّلْنَا

ان کے (گھروں کے) نیچے سے، پھر ہم نے اُن کو ہلاک کر دیا ان کے گناہوں کی وجہ سے اور ہم نے پیدا کیں ان کے بعد قومیں دوسری⑥ اور اگر ہم نازل کرتے

عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

آپ پر کتاب (لکھا ہوا) کاغذ میں پھر وہ اُس کو چھو تے اپنے ہاتھوں سے، تب بھی کہتے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، کہ نہیں ہے یہ مگر جادو

مُّبِيْنٌ ⑦ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ⑧

کھلا ہوا⑦ اور انہوں نے کہا! کیوں نہیں نازل کیا گیا اس (نبیؐ) پر فرشتہ اور اگر کہیں ہم نازل کرتے کوئی فرشتہ تو فیصلہ ہو چکا ہوتا، پھر نہ انہیں کوئی مہلت ملتی⑧

تفسیر سورۃ الآنعام

نام: اَنعام کے معنی چوپائے کے ہیں۔ اس سورت میں چوپایوں سے متعلق احکام بیان کئے گئے ہیں، اسی لئے اس سورت کا نام "الأنعام" رکھا گیا۔

فخر الدین رازی نے علمائے عقائد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سورت کو دو فضیلت حاصل ہے: ایک یہ کہ ایک ہی بار نازل ہوئی، اور دوسری یہ کہ اسے ستر ہزار فرشتے لے کر نازل ہوئے۔

①: اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی ابتدا الحمد سے کی، تا کہ ہر کافر و مسلم سامع کو یہ معلوم ہو جائے کہ تمام قسم کی تعریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں، سورۃ الفاتحہ کی تفسیر میں اس پر مفصل بحث ہو چکی ہے۔

علماء نے ظلمت و نور کا معنی بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے۔ اس کا سب سے بہتر مفہوم یہ ہے کہ "ظلمت میں ہر وہ چیز داخل ہے جس پر ظلمت کا اطلاق ہوتا ہے، اور "نور" میں ہر وہ چیز داخل ہے جس پر نور کا اطلاق ہوتا ہے۔

②: یہاں بنی نوع انسان کی تخلیق مٹی سے بتائی گئی ہے، اس اعتبار سے کہ تمام انسان حضرت آدم کی اولاد ہیں، اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے، تو گویا ہر انسان کی تخلیق میں آدم کی تخلیق کا جزء موجود ہے۔ یا اس اعتبار سے کہ وہ نطفہ جس سے انسان وجود میں آتا ہے، وہ مٹی سے بنا ہوا ہے۔ آیت میں پہلے "أجل" سے مراد موت، اور دوسرے "أجل" سے مراد روز قیامت ہے، اور "عنده" سے مراد یہ ہے کہ روز قیامت کا علم صرف اللہ کو ہی ہے۔

● یعنی اپنی ابتدائے تخلیق اور انتہائے تخلیق کا مشاہدہ کرنے کے باوجود، بعث بعد الموت کے عقیدہ میں کیسے شبہ کرتے ہو۔

③: انسان جو بھی شر کرتا ہے، وہ اُن سب کو جانتا ہے۔ سورۂ زخرف کی آیت (٨٤) وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ میں بھی اسی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے۔

جہمیہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے لیکن اکثر مفسرین نے اس قول کی تردید کی ہے، اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر اس کیفیت کے ساتھ مستوی ہے، جو اس کی عظمت و جلال کے لائق ہے۔ البتہ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، وہ اپنے علم کے ذریعہ ہر جگہ ہے۔

④: کفارِ مکہ کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ جب بھی کوئی نشانی اللہ کی طرف سے آئی، جیسا کہ ابھی کچھ نشانیوں کا ذکر آیا، تو انہوں نے ان سے عبرت حاصل کرنے اور استفادہ کرنے کے بجائے اعراض و انکار سے کام لیا۔ ⑤: "حق" سے مراد قرآن کریم بھی ہو سکتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات بھی۔ ⑥: مقصد یہ ہے کہ جب ان قوموں کا یہ حال ہو تو اللہ کفار مکہ کو بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ ⑦: کفر میں ان کی سختی کا حال یہ ہے کہ اگر اللہ اپنے رسول پر کاغذ پر لکھی ہوئی ایک کتاب نازل کر دے، جسے وہ اپنے ہاتھوں سے چھو کر جان لیں کہ یہ واقعی کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب ہے، تو بھی کبر و عناد میں آ کر یہی کہیں گے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔ ⑧: اس آیت کریمہ میں کافروں نے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں، تو اللہ نے ایک فرشتہ کیوں نہ آسمان سے اُتار دیا جسے ہم دیکھتے، اور جو ہمیں بتاتا کہ یہ نبی ہے تا کہ ہم اس پر ایمان لے آتے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا اور فرشتہ نہ بھیجنے کا سبب بیان کیا کہ یہ تو اپنی موت تلاش کرنے اور اپنے ہاتھ سے اپنی قبر کھودنے کے مترادف ہے، کیونکہ فرشتہ کا اس کی اصل شکل میں اتر آنا سب سے کھلی اور آخری نشانی ہوگی، اور اگر اس کے بعد بھی ایمان نہ لائے، تو انہیں اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿٩﴾

اور اگر بناتے ہم اس (رسول) کو فرشتہ تو ہم اس کو بناتے آدمی ہی اور مبتلا کر دیتے ہم اُن کو اسی شُبہ میں جس میں وہ اب مبتلا ہیں⑨

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

اور یقیناً مذاق اڑایا گیا بہت سے رسولوں کا، آپ سے پہلے، پھر مسلط ہو کر رہی، اُن لوگوں پر جنہوں نے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ ع قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ع ۱ / ۱۰ / ۷

مذاق اڑایا تھا اُن میں سے، اس (عذاب) نے، کہ جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے⑩ کہہ دیجئے! تم سَیر کرو زمین میں، پھر تم دیکھو کیسا ہوا انجام

الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ

جھٹلانے والوں کا⑪ کہہ دیجئے! کس کا ہے؟ جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ کہہ دیجئے! کہ اللہ ہی کا ہے، اس نے لازم کر لیا ہے

عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ

اپنی ذات پر مہربانی کرنا، یقیناً وہ تمہیں جمع کرے گا روز قیامت، نہیں ہے کوئی شک اس (قیامت) میں، وہ لوگ جو

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ

خسارہ میں ڈال چکے ہیں اپنی جانوں کو تو وہ نہیں ایمان لاتے⑫ اور اُسی کا ہے جو کچھ بستا ہے رات میں اور دن میں،

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے⑬ کہہ دیجئے کیا سوائے اللہ کے (دوسرے کو) میں بناؤں اپنا ولی (سرپرست) جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ

اور وہ کھلاتا ہے اور نہیں (اسے) کھلایا جاتا۔ کہہ دیجئے! بیشک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں سب سے پہلا حکم ماننے والا (اسلام لانے والا)

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٤﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾

اور نہ ہرگز ہوں آپ شرک کرنے والوں میں سے⑭ کہہ دیجئے! بیشک میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے نافرمانی کی اپنے رب کی، بہت بڑے دن کے عذاب سے⑮

مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾

جو بچ گیا اس سے اس دن، تو یقیناً رحم کیا اس (اللہ) نے اس پر اور یہی ہے کامیابی کھلی ہوئی⑯

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ

اور اگر پہنچائے آپ کو اللہ کوئی نقصان تو نہیں کوئی دور کرنے والا اُسے سوائے اُس کے اور اگر وہ پہنچائے آپ کو کوئی بھلائی تو وہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿١٨﴾

ہر چیز پر خوب قادر ہے⑰ اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور وہی بڑی حکمت والا خوب خبر رکھنے والا ہے⑱

⑨: کافروں کے سوال کا دوسرا جواب ہے، کہ اگر کافروں کی رائے کے مطابق ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فرشتہ بھیجتے، تو اسے انسان کی صورت اختیار کرنی پڑتی، اس لئے کہ انسان فرشتے کو اس کی اصلی شکل میں نہیں دیکھ سکتا، اور آدمی کی شکل میں بھیجنے کی صورت میں کافر کہتے ہیں کہ یہ فرشتہ نہیں ہے یہ تو آدمی ہے، اور دوبارہ اسی شبہ میں پڑ جاتے جس میں پہلے سے واقع تھے، اس سے کہتے کہ تم تو آدمی ہو، فرشتہ نہیں، اور اگر وہ اپنے فرشتہ ہونے پر قرآن یا کسی اور معجزہ سے استدلال کرتا، تو اس سے دوبارہ جھٹلا دیتے، جیسا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلا دیا۔

⑩: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ اگر آپ کی قوم آپ کا مذاق اُڑاتی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، آپ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ان کی قوموں نے ایسا ہی برتاؤ کیا تھا، تو دنیا میں ذلت و رسوائی کے ساتھ ہلاک کر دیئے گئے، اور آخرت میں دردناک عذاب ان کا انتظار کر رہا ہے۔

⑪: اس بات کی تاکید ہے کہ ان کافروں کا انجام بھی پہلوں جیسا ہوگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ میدانِ بدر میں پورا ہوا۔

⑫: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ اللہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے، توبہ واستغفار کو قبول کرتا ہے، اور سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔

⑬: معلوم ہوا کہ آسمان وزمین اور اس کے تمام موجودات اور زمان اور اس میں وقوع پذیر ہونے والے تمام حوادث کا مالک صرف اللہ ہے۔

⑭: مشرکینِ مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتوں کی پرستش کرنے کو کہا، تو اللہ نے ان سے کہا کہ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ کیا میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا معبود بنا لوں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اور جو تمام مخلوقات کو روزی دینے والا ہے، اور وہ ان کا محتاج نہیں۔ سورۂ آل عمران آیت (۱۸۵) میں اللہ نے فرمایا ہے فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ○ کہ ’’جو جہنم کی آگ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ کامیاب ہوگیا‘‘۔

⑰: یہ ایک دوسری دلیل ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس لئے کہ نفع اور نقصان کا مالک صرف وہی ہے۔ وہ اپنی مخلوقات میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے، نہ کوئی اس کے فیصلہ کو چیلنج کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اسے رد کر سکتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کرتے تھے: ’’اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ‘‘ اے اللہ! تو جسے دے اس کو کوئی منع نہیں کر سکتا، اور تو جسے منع کر دے، اسے کوئی دے نہیں سکتا، اور کسی صاحبِ حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلہ میں نفع نہیں پہنچا سکتی‘‘۔

⑱: آسمانوں اور زمین میں تمام مخلوقات کی گردنیں اسی کے لئے جھکی ہوئی ہیں، وہ ہر چیز پر غالب ہے۔ تمام مخلوقات اس کی عظمت وجلال اور قہر وجبروت کی معترف اور اس کے فیصلہ کے سامنے مجبور ہے۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ۫ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ۚ۫ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ

کہہ دیجئے! کون سی چیز سب سے بڑی ہے شہادت کے اعتبار سے؟ کہہ دیجئے! اللہ ہی گواہ ہے میرے درمیان اور تمہارے درمیان اور وحی کیا گیا ہے میری طرف

هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً

یہ قرآن، تاکہ میں تمہیں ڈراؤں اس کے ذریعہ سے اور جس کو یہ پہنچے، کیا تم گواہی دیتے ہو کہ بیشک اللہ کے ساتھ معبود ہیں

وقف لازم اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ⑲

دوسرے بھی؟ کہہ دیجئے! نہیں میں شہادت دیتا، کہہ دیجئے! کہ بیشک وہی ہے معبود اکیلا اور بیشک میں بری ہوں اُس سے جو تم شریک ٹھہراتے ہو⑲

وقف لازم اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا

وہ لوگ جنہیں دی ہم نے کتاب، وہ پہچانتے ہیں اس کو، جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو، (اور) جو لوگ خسارے میں ڈال چکے ہیں

ع ۲ ۱۰ ۸ اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ⑳ؑ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

اپنے آپ کو، تو وہ نہیں ایمان لاتے⑳ اور کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلائے

بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ㉑ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ

اس کی نشانیوں کو، یقیناً نہیں فلاح پائیں گے ایسے ظالم㉑ اور جس دن ہم اکٹھا کریں گے اُن سب کو، پھر ہم کہیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے

اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ㉒ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ

شرک کیا تھا، کہاں ہیں تمہارے وہ شریک، جن کو تھے تم کچھ (معبود) سمجھتے؟ ㉒ پھر نہیں ہوگا اُن کے پاس کوئی عذر سوائے اس کے

اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ㉓ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ

کہ وہ کہیں گے قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہے، نہیں تھے ہم مشرک㉓ دیکھیں کیسا وہ جھوٹ بولیں گے اپنے آپ پر اور گم ہو جائیں گے

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ㉔ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

ان سے، جو وہ بناتے تھے معبود بناوٹی㉔ اور بعض اُن میں سے وہ ہیں جو کان لگا کر سنتے ہیں آپ کی باتیں اور ہم نے کر دیے اُن کے دلوں پر

اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰۤى

پردے، کہ وہ اسے سمجھ ہی (نہ) سکیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ ہے۔ اور اگر وہ دیکھ لیں تمام نشانیاں تو بھی نہ ایمان لائیں گے اُن پر، یہاں تک کہ

اِذَا جَآءُوْكَ یُجَادِلُوْنَكَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ㉕

جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے جھگڑتے ہیں (اور) تو کہتے ہیں وہ لوگ، جنہوں نے کفر کیا، نہیں ہے یہ مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی㉕

وَهُمْ یَنْهَوْنَ عَنْهُ وَیَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ یُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ㉖

اور وہ روکتے ہیں اس سے (اور لوگوں کو) اور (خود بھی) دور بھاگتے ہیں اُس سے اور نہیں وہ ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں وہ شعور رکھتے㉖

⑲: مشرکین مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ایسے آدمی کو لاؤ جو تمہاری نبوت کی شہادت دے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان کافروں سے کہئے کہ اللہ سے بڑھ کر کون گواہ ہوسکتا ہے، اس لئے کہ اللہ کی خبر میں جھوٹ کا احتمال نہیں ہو سکتا، اور یہ قرآن بھی میری نبوت کی تصدیق کرتا ہے، جس کے مانند تم لوگ لانے سے عاجز ہو، اور یہ قرآن اس لئے نازل کیا گیا ہے تاکہ اے اہل مکہ! میں تمہیں اور تمام بنی نوع انسان کو ڈراؤں۔

⑳: گذشتہ آیتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق اور مشرکینِ مکہ کی تردید میں جو بات کہی گئی ہے اسی کی تفصیل ہے۔

㉑: مشرکین مکہ اور اہل کتاب نے قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا، تو گویا یہ سبھی لوگ توحید اور اسلام کے خلاف اپنے معاندانہ رویّہ کی وجہ سے بڑے ظالم ہیں، اور ظالم کبھی فائز المرام نہیں ہوسکتا۔

㉒: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مشرک و کافر انسانوں، جنوں اور شیطانوں کو جمع کرے گا، اور ان سے ان بتوں اور غیر اللہ کے بارے میں پوچھے گا، اس سوال کا مقصد مشرکین کو ذلیل ورسوا کرنا ہوگا۔

㉓: "فتنة" سے مراد کفر ہے، ایک دوسرا قول یہ ہے کہ "فتنة" سے مراد ان کا جواب ہے۔ یعنی روز قیامت مشرکین کا جواب شرک کا انکار اور اس سے براءت کا اظہار ہوگا اور دونوں ہی قول کے مطابق ان کا عذر ایک دوسرا گناہ ہوگا، جو ان کے مشرک ہونے کی مزید تائید کر رہا ہوگا۔

㉔: اللہ تعالیٰ کہے گا کہ ذرا دیکھو تو سہی، کس طرح یہ لوگ علام الغیوب کے سامنے اپنے مشرک ہونے کی نفی کر کے اپنے آپ کو جھٹلا رہے ہیں۔

㉕: دنیا میں بعض مشرکین کا کرتوت بیان کیا گیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو وہ بظاہر سنتے، لیکن اس سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا۔

㉖: مشرکین مکہ قرآن کریم کی صرف تکذیب پر ہی اکتفا نہیں کرتے ہیں، بلکہ لوگوں کو اس کے پڑھنے اور سننے سے بھی روکتے ہیں کہ کہیں اس سے متأثر نہ ہو جائیں، اور خود بھی غایت درجہ کی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے، اس سے دور رہتے ہیں اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اس لئے کہ اللہ اپنے نور کو مکمل اور اپنے دین کو غالب کر کے رہے گا، جیسا کہ اس کا وعدہ ہے۔

وَلَوۡ تَرٰۤى اِذۡ وُقِفُوۡا عَلَى النَّارِ فَقَالُوۡا يٰلَيۡتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا

اور کاش کہ! آپ دیکھ سکتے (وہ وقت) جب کھڑے کئے جائیں گے یہ لوگ آگ پر، تو کہیں گے کاش ہم واپس بھیج دیے جائیں اور نہ جھٹلائیں ہم اپنے رب کی نشانیوں کو

وَنَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۲۷ بَلۡ بَدَا لَهُمۡ مَّا كَانُوۡا يُخۡفُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَلَوۡ

اور ہم ہوں گے مومنوں میں سے۝۲۷ بلکہ سامنے آ گئی ہے اُن کے وہ (حقیقت) جسے چھپاتے تھے وہ اس سے پہلے اور اگر

رُدُّوۡا لَعَادُوۡا لِمَا نُهُوۡا عَنۡهُ وَاِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ۝۲۸ وَقَالُوۡۤا اِنۡ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا

پھر واپس بھیجے جائیں گے، تو پھر وہی کچھ کریں گے جس سے منع کیا گیا تھا انہیں اور یقیناً یہ بہت جھوٹے ہیں۝۲۸ اور وہ کہتے ہیں! کہ نہیں ہے یہ زندگی مگر ہماری دنیاوی زندگی

وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِيۡنَ ۝۲۹ وَلَوۡ تَرٰۤى اِذۡ وُقِفُوۡا عَلٰى رَبِّهِمۡ ؕ قَالَ اَلَيۡسَ

اور نہ ہم اٹھائے جائیں گے (دوبارہ)۝۲۹ اور کاش! کہ آپ دیکھیں کہ جب وہ کھڑے کیے جائیں گے اپنے رب کے سامنے، وہ فرمائے گا کیا نہیں ہے

هٰذَا بِالۡحَـقِّ ؕ قَالُوۡا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ۝۳۰ (ع ۱۰/۳ ۹)

یہ (دن) حق؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں، قسم ہے ہمارے رب کی، تو وہ فرمائے گا سو چکھو مزا عذاب کا، بسبب اس کے جو تم کفر کرتے تھے۝۳۰

قَدۡ خَسِرَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتۡهُمُ السَّاعَةُ بَغۡتَةً قَالُوۡا

یقیناً خسارے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی ملاقات کو، یہاں تک کہ جب آ پہنچے گی اُن پر قیامت اچانک، تو وہ کہیں گے

يٰحَسۡرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطۡنَا فِيۡهَا ۙ وَهُمۡ يَحۡمِلُوۡنَ اَوۡزَارَهُمۡ عَلٰى ظُهُوۡرِهِمۡ ؕ

افسوس! اس پر جو ہم نے کوتاہی کی اس معاملہ میں اور وہ اٹھائے ہوں گے اپنے بوجھ (گناہوں کا) اپنی پیٹھو پر،

اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوۡنَ ۝۳۱ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الۡاٰخِرَةُ

جان لو! کیسا برا ہے وہ بوجھ جو یہ اٹھائے ہوئے ہوں گے۝۳۱ اور نہیں ہے دنیاوی زندگی مگر کھیل اور تماشا اور البتہ آخرت کا گھر ہی

خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ يَتَّقُوۡنَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝۳۲ قَدۡ نَعۡلَمُ اِنَّهٗ لَيَحۡزُنُكَ الَّذِىۡ يَقُوۡلُوۡنَ

بہتر ہے، اُن لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں، کیا پھر نہیں تم عقل رکھتے۝۳۲ ہم جانتے ہیں کہ ضرور رنجیدہ کرتی ہیں آپ کو وہ باتیں جو وہ کہتے ہیں،

فَاِنَّهُمۡ لَا يُكَذِّبُوۡنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجۡحَدُوۡنَ ۝۳۳ وَلَقَدۡ

چنانچہ وہ نہیں جھٹلاتے آپ کو لیکن وہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ۝۳۳ اور بیشک

كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَصَبَرُوۡا عَلٰى مَا كُذِّبُوۡا وَاُوۡذُوۡا حَتّٰۤى اَتٰٮهُمۡ

جھٹلائے گئے کئی رسول آپ سے پہلے، تو انہوں نے صبر کیا اس پر، جو وہ جھٹلائے گئے اور ایذا دئے گئے، یہاں تک کہ آ گئی اُن کے پاس

نَصۡرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدۡ جَآءَكَ مِنۡ نَّبَاِى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝۳۴

ہماری مدد اور نہیں کوئی تبدیل کرنے والا اللہ کے کلمات کو اور یقیناً آ چکی ہیں آپ کے پاس کچھ خبریں رسولوں کی۝۳۴

۝۲۷: مشرکینِ مکہ اپنے آپ کو کس طرح ہلاک کر رہے ہیں اس کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے۔

۝۲۸: اُن کی یہ تمنا عزم صادق اور خلوص اعتقاد کی بنیاد پر نہیں ہوگی، بلکہ ان کے دلوں میں پوشیدہ کفر و شرک ظاہر ہو جائے گا، اور انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اپنے شرک کی وجہ سے ہلاک ہو کر رہیں گے۔

۝۲۹: یعنی اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ لوگ بعث بعد الموت اور قیامت کے مناظر دیکھ لینے کے بعد دوبارہ دنیا میں بھیج بھی دیئے جائیں، تو اللہ جانتا ہے کہ وہ اپنے عصیان کی وجہ سے یہی کہیں گے کہ اس دنیاوی زندگی کے بعد اب کوئی دوسری زندگی نہیں ہے، اور موت کے بعد ہم دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے۔

۝۳۰: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے کہا جا رہا ہے کہ جب اللہ ان سے بطور زجر و توبیخ پوچھے گا کہ اب بتاؤ بعث بعد الموت برحق ہے کہ نہیں؟ تو وہ رب کی قسم کھا کر کہیں گے ہاں، یہ تو بالکل برحق ہے۔

۝۳۱: علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو ایک بری شکل انسان کی صورت میں دے دے، جسے کافر میدانِ محشر میں اپنی پیٹھ پر ڈھوئے پھرے گا۔ جیسا کہ بعض روایتوں میں آیا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک تمثیل ہو۔

۝۳۲: اس میں دنیا کے بے ثباتی، اور آخرت کی کامیابی کے لئے کوشش کرنے کا درس ہے۔

۝۳۳: آپ کو اس آیت میں تسلی دی گئی ہے کہ اہل کفر جو کچھ آپ کے ساتھ بُرا معاملہ کر رہے ہیں، تو در حقیقت وہ اللہ کے ساتھ بُرا معاملہ کر رہے ہیں، اور وہ ان سے شدید ترین انتقام لے کر رہے گا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تکذیب کو اپنی آیتوں کی تکذیب قرار دیا۔

۝۳۴: اس میں ضمنی طور پر اللہ کی طرف سے نصرت و کامرانی کا وعدہ بھی ہے۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا

اور اگر ہو گراں آپ پر اُن کا اعراض کرنا، پھر اگر آپ سے ہو سکے تو تلاش کرلیں کوئی سُرنگ زمین میں یا (لگا لیں) کوئی سیڑھی

النصف
فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٥﴾

آسمان میں، پھر آپ لے آئیں اُن کے پاس کوئی نشانی (معجزہ) اور اگر چاہتا اللہ تو ضرور انہیں جمع کر دیتا ہدایت پر لہٰذا ہرگز نہ ہوں آپ نادانوں میں سے ﴿۳۵﴾

وقف منزل
وقف غفران
اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؔ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿٣٦﴾

بلاشبہ قبول کرتے ہیں وہ لوگ جو سنتے ہیں اور رہے مُردے سو ان کو اٹھائے گا اللہ، پھر اسی کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے ﴿۳۶﴾

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ

اور انہوں نے کہا! کیوں نہیں اُتاری گئی اُس (رسولؐ) پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے، کہہ دیجئے! بیشک اللہ قادر ہے اس پر کہ اتارے کوئی نشانی اور لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ

ان میں سے اکثر نہیں علم رکھتے ﴿۳۷﴾ اور نہیں ہے کوئی چلنے والا (جاندار) زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اُڑتا ہے اپنے دونوں پَر سے،

اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٨﴾

مگر وہ امتیں ہیں تمہاری ہی طرح، نہیں ہم نے چھوڑی کتاب میں کوئی چیز، پھر اپنے رب کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے ﴿۳۸﴾

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ

اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا، ہماری آیات کو وہ بہرے ہیں اور گونگے ہیں، اندھیروں میں، جسے چاہے اللہ گمراہ کرے اور جسے چاہے

يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ

کر دیتا ہے سیدھے راستے پر ﴿۳۹﴾ کہہ دیجئے! کیا تمہاری رائے! اگر آجائے تم پر عذاب اللہ کا یا آ جائے تم پر

السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٠﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ

قیامت، تو کیا غیر اللہ کو تم پکاروگے؟ اگر ہو تم سچے ﴿۴۰﴾ بلکہ صرف اسی کو تم پکاروگے، پھر وہ دور کر دے گا

ع ۴ ۱۱ ۱۰
مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ

اس مصیبت کو کہ (جس کے لئے) تم پکارتے ہو اُسے اگر وہ چاہے گا اور تم بھلا دو گے جنہیں تم شریک ٹھہراتے تھے ﴿۴۱﴾ اور یقیناً ہم نے بھیجے (رسول) بہت سی امتوں کی طرف

مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ

آپ سے پہلے، پھر ہم نے پکڑا اُن کو سختی میں اور تکلیف میں، تاکہ وہ عاجزی کریں ﴿۴۲﴾ پھر کیوں نہ جب آیا اُن پر

بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾

ہمارا عذاب، (تو) انہوں نے عاجزی کی اور لیکن سخت ہو گئے اُن کے دل اور مزین کر دیا اُن کے لئے شیطان نے، جو تھے وہ عمل کرتے ﴿۴۳﴾

﴿۳۵﴾: اس آیت میں بھی آپ کو تسلی دی جا رہی ہے۔

﴿۳۶﴾: اس میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی یہ صفت بتائی ہے کہ ان کے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے، اس لئے قرآن کریم سنتے بھی ہیں تو اس سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

﴿۳۷﴾: اس میں مشرکینِ مکہ کی ایک اور ہٹ دھرمی بیان کی جا رہی ہے۔

﴿۳۸﴾: اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو محیط ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ہر نشانی نازل کرنے پر قادر ہے، لیکن مخلوقات کی نگرانی سے متعلق اس کی حکمت اس سے مانع ہے۔

﴿۳۹﴾: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں، انکی مثال جہالت، عدم اور فکر و نظر کی زبوں حالی میں اُس بہرے اور گونگے آدمی کی طرح ہے جسے تاریکیوں میں بھٹکتے رہنے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

﴿۴۰﴾: یعنی اگر اللہ کا عذاب تمہیں آ گھیرے یا قیامت آ جائے، تو اس عذاب کو ٹالنے کے لئے تم اپنے معبودوں کو نہیں بلکہ اللہ کو پکاروگے، اور ان جھوٹے معبودوں کو بھول جاؤ گے، اس لئے کہ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ ہی اگر چاہے گا تو اس عذاب کو ٹال دے گا۔

﴿۴۲﴾: نبی کریم کی تسلی کے لئے کہا جا رہا ہے کہ پہلی امتوں کے پاس بھی ہم نے انبیاء بھیجے، جن کو انہوں نے جھٹلا دیا تو ہم نے ان کو سختی، قحط سالی، امراض اور جان و مال کے خسارہ میں مبتلا کیا، تاکہ شاید وہ ان آزمائشوں کے بعد اللہ کی طرف رجوع کریں لیکن ان کے دل کی سختی کا حال یہ تھا کہ پھر بھی انہوں نے اللہ کے سامنے گریہ وزاری نہیں کی، اور اپنے گناہوں سے تائب نہیں ہوئے، بلکہ شیطان نے ان کے شرکیہ اعمال کو ان کے لئے مزید خوبصورت اور مزین بنا دیا۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا
پھر جب انہوں نے بھلا دیا اُس کو جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے کھول دیے اُن پر دروازے ہر چیز کے، یہاں تک کہ جب وہ مگن ہو گئے
بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
اُن چیزوں میں جو انہیں دی گئی تھیں، تو پکڑ لیا ہم نے اُن کو اچانک تب وہ نا امید ہو گئے﴿۴۴﴾ چنانچہ کاٹ دی گئی جڑ اُس قوم کی جنہوں نے
ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ
ظلم کیا تھا اور ہر قسم کی حمد و تعریف اللہ ہی کے لئے ہیں جو رب ہے تمام جہانوں کا﴿۴۵﴾ کہہ دیجئے! مجھے بتلاؤ اگر چھین لے اللہ تمہارے کان
وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ
اور تمہاری آنکھیں اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر تو کون ایسا معبود ہے اللہ کے سوا، جو لا دے تم کو یہ چیزیں؟ دیکھئے
كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ
کس طرح ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں نشانیاں، پھر بھی وہ روگردانی کرتے ہیں﴿۴۶﴾ کہہ دیجئے! کیا رائے ہے تمہاری کہ اگر آ جائے تم پر
عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ
عذاب اللہ کا اچانک یا اعلانیہ تو نہیں ہلاک کئے جائیں گے مگر وہ لوگ جو ظالم ہیں﴿۴۷﴾ اور نہیں ہم بھیجتے
الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
رسولوں کو، مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر) پھر جو شخص ایمان لے آئے اور اصلاح کر لے تو نہیں ہوگا کوئی خوف اُن پر
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا
اور نہ وہ غمگین ہوں گے﴿۴۸﴾ اور جن لوگوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو، انہیں پہنچے گا عذاب، بسبب اس کے جو وہ کرتے تھے
يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ
نافرمانی﴿۴۹﴾ کہہ دیجئے! نہیں کہتا میں تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں جانتا ہوں غیب
وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي
اور نہ کہتا ہوں میں تم سے، کہ میں فرشتہ ہوں، نہیں میں پیروی کرتا مگر اس کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف، کہہ دیجئے کیا برابر ہو سکتا ہے،
الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ ع ۵ ۹ ۱۱
اندھا اور آنکھوں والا؟ کیا پھر نہیں تم غور و فکر کرتے﴿۵۰﴾ اور آپ نصیحت کریں اس (قرآن) کے ذریعہ سے اُن لوگوں کو جو ڈرتے ہیں اِس سے کہ
يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾
وہ اکٹھے کئے جائیں گے، اپنے رب کی طرف، نہیں ہوگا اُن کا اس (اللہ) کے سوا کوئی حامی اور نہ کوئی سفارش کرنے والا، تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں﴿۵۱﴾

﴿۴۴﴾: ان قوموں نے جب تکلیف و مصیبت والی آزمائشوں سے عبرت حاصل نہیں کی، تو پھر اللہ تعالیٰ نے دنیاوی نعمتوں سے انہیں مالا مال کر دیا، اور یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ڈھیل اور ایک خطرناک آزمائش تھی، یہاں تک کہ جب وہ اپنے اعمال کے ساتھ ان نعمتوں میں ڈوب گئے اور خوشی میں مگن ہو گئے، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اچانک پکڑ لیا، اور ان کا وجود ہی ختم کر دیا۔

امام احمد نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو اس کے گناہوں کے باوجود اس کی خواہش کے مطابق دنیاوی نعمتیں دے رہا ہے، تو سمجھ لو کہ اس کی رسی ڈھیلی کی گئی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی آیت پڑھی۔

﴿۴۶﴾: مشرکینِ مکہ کو نئے انداز میں زجر و توبیخ کی جا رہی ہے۔

یہاں ''آیات'' سے مراد تو مطلق دلائل ہیں، یا مطلق قرآنی دلائل، یا وہ دلائل جو ابتدائے سورت سے لے کر یہاں تک کی بیان کئے گئے ہیں، یا وہ عقلی دلائل جو آسمانوں اور زمین کے بنانے والے اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں۔

﴿۴۷﴾: ''بَغْتَةً'' سے مراد وہ عذاب ہے جو اچانک کسی سابق اطلاع کے بغیر آئے اور ''جَهْرَةً'' سے مراد وہ جو کسی سابقہ اشارہ اور اطلاع کے بعد آئے، یا ان دونوں سے مراد رات اور دن ہے، اس لئے کہ کافر قوموں کو ہلاک کرنے والا عذاب یا تو رات کو اچانک یا پھر دن میں کھلے عام آتا ہے اور ''القومُ الظّالِمُونَ'' میں عذاب کے سبب کی طرف اشارہ ہے، کہ ان کی ہلاکت کا سبب ان کا ظلم و طغیان اور اللہ سے سرکشی ہے۔

﴿۴۸﴾: انبیاء و رسل کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلائیں، جنت کی خوشخبری دیں اور جہنم سے ڈرائیں۔

﴿۵۰﴾: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہا کہ مشرکینِ مکہ آپ سے کبھی نشانیاں طلب کرتے ہیں، کبھی کوئی اور سوال کرتے ہیں، تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ نے روزی کے خزانے میرے حوالے نہیں کر دیئے ہیں، کہ میں اس میں سے تمہاری خواہش کے مطابق نہیں دیتا ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی اتباع کرتا ہوں جو اللہ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوتی ہے۔

کلمۂ ''وحی'' جس طرح قرآنِ کریم کو شامل ہے، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نجم کی آیات (۳/۴) میں فرمایا ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾ کہ ''میرے رسول اپنی خواہش کے مطابق نہیں بولتے، بلکہ وہی کچھ کہتے ہیں جو بذریعہ وحی ان پر نازل ہوتا ہے'' اور صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ''اُوتِيتُ القُرانَ وَمِثْلَه مَعَه'' یعنی ''مجھے قرآن کریم اور اسی کے مانند (یعنی حدیث) دی گئی ہے''۔

﴿۵۱﴾: اب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان لوگوں کو تبلیغ کیجئے جو اللہ کی وحی سے متأثر اور مستفید ہوتے ہیں۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ

اور نہ دور کریں، ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام، وہ چاہتے ہیں اُس کی خوشنودی،

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

نہیں ہے آپ پر اُن کے حساب میں سے کچھ بھی اور نہ آپ کے حساب میں سے اُن پر کچھ بھی،

فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

کہ آپ دور کریں اُن کو (اگر ایسا کیا) تو آپ ہو جائیں گے ظالموں میں سے ﴿٥٢﴾ اور اِسی طرح ہم نے فتنے میں ڈالا اُن میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے،

لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿٥٣﴾

تا کہ وہ کہیں کہ کیا یہی ہیں وہ لوگ، کہ احسان کیا اللہ نے اُن پر ہمارے درمیان میں سے؟ (ہاں) کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننے والا اپنے شکر گزار (بندوں) کو ﴿٥٣﴾

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ

اور جب آئیں آپ کے پاس وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیات پر، تو کہہ دیجیے! سلام ہو تم پر، لازم کر لیا ہے آپ کے رب نے

عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

اپنی ذات پر مہربانی کرنا، بیشک جو شخص عمل کرے تم میں سے بُرا نادانی سے، پھر وہ توبہ کر لے اُس کے بعد

وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ

اور اصلاح کر لے تو یقیناً وہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے ﴿٥٤﴾ اور اِسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں، اپنی نشانیاں اور تا کہ واضح ہو جائے راستہ

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾ ع قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

ع ٦ ٥ ١٢

مجرموں کا ﴿٥٥﴾ کہہ دیجیے! یقیناً میں منع کیا گیا ہوں اِس سے کہ میں عبادت کروں ان کی، جنہیں تم پکارتے ہو سوا اللہ کے،

قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ قُلْ

کہہ دیجیے! نہیں میں پیروی کروں گا تمہاری خواہشات کی، یقیناً میں گمراہ ہو جاؤں گا اس وقت اور نہ ہوں گا میں ہدایت پانے والوں میں ﴿٥٦﴾ کہہ دیجیے

اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ

یقیناً میں ہوں ایک روشن دلیل پر، اپنے رب کی طرف سے اور جھٹلا دیا ہے تم نے اُس کو، نہیں ہے میرے پاس وہ چیز، کہ تم جلدی طلب کر رہے ہو اس کو،

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ

نہیں ہے حکم مگر اللہ ہی کا۔ وہ بیان کرتا ہے حق بات اور وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ﴿٥٧﴾ کہہ دیجیے! اگر بیشک میرے پاس ہوتا (اختیار میں)

مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٨﴾

جس کی تم جلدی مچا رہے ہو اس کی، تو یقیناً فیصلہ ہو چکا ہوتا معاملے کا، میرے اور تمہارے درمیان اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو ﴿٥٨﴾

﴿٥٢﴾: امام مسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے، اور امام احمد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول کے بارے میں روایت کی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں کچھ ضعیف اور کمزور قسم کے صحابہ موجود تھے (روایتوں میں سعد بن وقاص، عبداللہ بن مسعود، بلال، صہیب، عمار اور خبّاب رضی اللہ عنہم وغیرہم کے نام آئے ہیں) وہاں سے قریش کے کچھ لوگوں کا گزر ہوا، تو انہوں نے کہا کہ اے محمد! کیا تم نے اپنی قوم کے بدلے انہیں کو اپنا لیا، کیا اللہ نے ہمیں چھوڑ کر ان پر احسان کر دیا ہے، کیا ہم ان کے تابع بن جائیں؟ اگر تم انہیں اپنی مجلس سے نکال دو تو شاید ہم تمہاری اتباع کریں تو یہ آیت نازل ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو غریب اور کمزور مسلمانوں کو اپنی مجلس سے اس لالچ میں بھگانے سے منع کیا کہ قریش کے بڑے لوگ آپ کی مجلس میں آئیں گے، اور آپ کی باتیں سن کر متاثر ہوں گے اور ایمان لائیں گے۔ سعید بن مسیب وغیرہ نے "صبح وشام" سے فرض نمازیں مراد لی ہیں۔

﴿٥٣﴾: اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ ابتداء میں رسول اللہ ﷺ پر اکثر و بیشتر ایمان لانے والے کمزور، مرد، عورتیں، غلام اور لونڈیاں تھیں۔ شرفائے قریش میں سے بہت کم لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ مشرکین مکہ ان کمزور مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے، انہیں عذاب دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا اللہ نے ہمیں چھوڑ کر ان پر احسان کیا ہے؟ تو اللہ نے اس کے جواب میں یہاں فرمایا کہ کیا اللہ شکر کرنے والوں کو زیادہ نہیں جانتا؟۔

﴿٥٤﴾: بہت سے مفسرین کا خیال ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں انہی مومنین کا ذکر ہے جنہیں بھگا دینے کی بات شرفائے قریش نے کی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ مقام عطا فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ انہیں سلام کرنے میں پہل کریں، یا انہیں اللہ کی طرف سے سلام پہنچا دیں، اور انہیں وسعت رحمتِ الٰہی کی بشارت دے دیں۔ امام احمد اور شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کے بارے میں فیصلہ کیا تو اپنی کتاب میں لکھ دیا (جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے) کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے"۔

﴿٥٥﴾: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا، آپ کہہ دیجیے کہ اللہ کے علاوہ جن غیروں کی تم عبادت کرتے ہو، میں ان کی عبادت نہیں کر سکتا اور نہ غریب و کمزور مسلمانوں کو اپنے پاس سے بھگا سکتا ہوں۔

﴿٥٧﴾: یہ آیات کفار کے اس مطالبے کے جواب میں نازل ہوئی ہیں کہ جس عذاب سے حضرت محمد ﷺ ہمیں ڈرا رہے ہیں وہ ہم پر فوراً کیوں نازل نہیں ہوتا؟ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ عذاب نازل کرنے اور اس کا صحیح وقت اور مناسب طریقہ طے کرنے کا مکمل اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے، جس کا فیصلہ وہ اپنی حکمت سے کرتا ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ

اور اُسی کے پاس ہیں چابیاں غیب کی، نہیں جانتا اُنہیں کوئی سوائے اس کے اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور نہیں گرتا

مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾

کوئی پتہ مگر وہ اس کے علم میں ہے اور نہ کوئی دا نہ اندھیروں میں زمین کے اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک (چیز) مگر وہ روشن کتاب میں ہے﴿۵۹﴾

وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ

اور وہی ہے جو تمہیں فوت (موت) دیتا ہے رات کے وقت اور جانتا ہے وہ جو کچھ تم کرتے ہو دن میں۔ پھر وہ تمہیں اٹھا کھڑا کرتا ہے

ع ۵ ۱۳

فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

(دوسرے) دن میں، تاکہ پوری ہو (زندگی کی) مقرر مدت، پھر اسی کی طرف لوٹنا ہے تمہیں، پھر وہ تمہیں خبر دے گا اس کی جو تم تھے عمل کیا کرتے﴿۶۰﴾

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

اور وہی پوری قدرت رکھتا ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر نگرانی کرنے والے (محافظ فرشتے) یہاں تک کہ جب آ جاتی ہے تم میں سے کسی کو موت،

تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ

توفوت (قبض) کر لیتے ہیں ہمارے رسول (فرشتے) اور وہ نہیں کوتاہی کرتے﴿۶۱﴾ پھر وہ لوٹائے جاتے ہیں اللہ کی طرف جو مالک ہے ان کا حقیقی، خبردار ہو جاؤ! اسی کے لئے ہے فیصلہ کرنا

وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا

اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے﴿۶۲﴾ کہہ دیجئے! کون تمہیں نجات دیتا ہے خشکی اور تری کے اندھیروں سے، جب تم اُسے پکارتے ہو گڑگڑا کر

وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا

اور چپکے چپکے کہ اگر وہ ہمیں نجات دے اس (بلا) سے تو ہم ضرور ہو جائیں گے شکرگزار﴿۶۳﴾ کہہ دیجئے! اللہ ہی نجات دیتا ہے تمہیں اس سے

وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ

اور ہر تکلیف سے پھر بھی تم شرک کرتے ہو﴿۶۴﴾ کہہ دیجئے! وہی قادر ہے اس پر، کہ وہ بھیجے تم پر

عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ

عذاب تمہارے اُوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا وہ خلط ملط کر دے تم کو (بھڑکا کر ایک دوسرے سے) فرقہ فرقہ کر کے اور چکھائے (مزہ) بعض کو

بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ

بعض کی لڑائی کا، آپ دیکھیں کس طرح ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں اپنی آیات کو تاکہ وہ سمجھیں﴿۶۵﴾ اور جھٹلایا اس (قرآن) کو آپ کی قوم نے

وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ ؕ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾

حالانکہ وہ حق ہے کہہ دیجئے! کہ نہیں بنایا گیا ہوں میں تم پر نگہبان (وکیل)﴿۶۶﴾ ہر خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب تم جان لوگے﴿۶۷﴾

﴿۵۹﴾-﴿۶۱﴾: نگہبان فرشتوں سے مراد وہ فرشتے بھی ہو سکتے ہیں جو انسان کے اعمال لکھتے ہیں، اور وہ بھی جو ہر انسان کی جسمانی حفاظت پر مقرر ہیں، اور جن کا ذکر سورۂ رعد (۱۱:۱۳) میں آیا ہے۔

﴿۶۴﴾-﴿۶۶﴾: یعنی یہ میری ذمہ داری نہیں ہے کہ تمہارا ہر مطالبہ پورا کروں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے، جس میں تم لوگوں کو عذاب دینا بھی داخل ہے، اور جب وہ وقت آئے گا، تو تمہیں خود پتہ لگ جائے گا۔

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ

اور جب آپ دیکھیں اُن کو جو (بیہودہ باتوں میں) مشغول ہوتے ہیں ہماری آیات میں، تو آپ اعراض کریں اُن سے یہاں تک کہ وہ مشغول ہوجائیں کسی اور بات میں

وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾

اور اگر آپ کو بھلا دے شیطان یہ بات تو مت بیٹھیں آپ یاد آ جانے کے بعد ایسی قوم کے ساتھ جو ظالم ہوں ﴿۶۸﴾

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾

اور نہیں ہے پرہیزگاروں پر، اُن کے حساب میں سے کچھ بھی (ذمہ داری) اور لیکن صرف نصیحت کرنا (فرض) ہے تاکہ وہ بھی بچیں ﴿۶۹﴾

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ

اور چھوڑ دیجئے ان لوگوں کو جنھوں نے بنالیا ہے اپنے دین کو کھیل اور تماشا اور دھوکے میں مبتلا کیا اُن کو دنیاوی زندگی نے اور نصیحت کریں آپ اس (قرآن) کے ساتھ،

اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖۗ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ

تاکہ نہ پکڑا جائے کوئی شخص اپنے کرتوتوں (کے وبال) میں کہ نہ ہواس کو اللہ کے سوا (بچانے والا) کوئی دوست اور نہ کوئی سفارشی

وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ

اور اگر بدلے میں دے دے وہ ہر طرح کا معاوضہ، تو نہ لیا جائے گا اس سے، یہی ہیں وہ لوگ جو پکڑے گئے اپنی کمائی کے نتیجے میں،

ع ۸ ۱۰ ۱۴ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَنَدْعُوْا

اُن کے لئے ہے، پینے کو کھولتا ہوا پانی اور عذاب دردناک اس کی وجہ سے، کہ وہ انکار کیا کرتے تھے ﴿۷۰﴾ کہہ دیجئے! کیا ہم پکاریں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

اللہ کے سوا اُن کو جو نہ ہمیں نفع دے سکے اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکے اور ہم پھیر دیے جائیں الٹے پاؤں، اس کے بعد کہ ہمیں اللہ ہدایت دے چکا ہے،

كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۪ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ

(اور ہوں) اس شخص کی طرح جسے بہکا دیا ہو شیطانوں نے زمین (صحرا) میں حیران (پھرتا ہوا) اُس کے کچھ ساتھی ہیں، وہ اُسے بلاتے ہیں

اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ

سیدھے راہ کی طرف، کہ آجا ہمارے پاس، کہہ دیجئے بیشک اللہ کی رہنمائی ہی صحیح رہنمائی ہے اور حکم دیا گیا ہے ہمیں کہ ہم فرماں بردار ہو جائیں

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾

رب العالمین کے لئے ﴿۷۱﴾ اور یہ کہ تم قائم کرو نماز اور ڈرو اُس (اللہ) سے اور وہی ہے کہ اس کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤگے ﴿۷۲﴾

النصف وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۷۳﴾

اور وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ اور جس دن وہ کہے گا ہو جا تو، (حشر برپا) ہو جائے گا ﴿۷۳﴾

﴿۶۸﴾-﴿۷۱﴾: اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس دین کو انہیں اپنانا چاہئے تھا، (یعنی اسلام) اُس کو قبول کرنے کے بجائے وہ اُس کا مذاق بناتے ہیں اور یہ مطلب بھی ممکن ہے کہ جو دین انہوں نے اختیار کر رکھا ہے، وہ کھیل تماشے جیسی بے بنیاد رسموں پر مشتمل ہے اور دونوں صورتوں میں ان لوگوں کو چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے اس کا مطلب وہی ہے کہ اُن کی اِس قسم کی گفتگو میں اُن کے ساتھ مت بیٹھو جس میں وہ اللہ کی آیات کو استہزاء کا نشانہ بناتے ہوں۔

قَوۡلُهُ الۡحَقُّ ؕ وَلَهُ الۡمُلۡكُ يَوۡمَ يُنۡفَخُ فِي الصُّوۡرِ ؕ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ

اُسی کا قول حق ہے اور اُسی کی بادشاہی ہوگی، جس دن پھونکا جائے گا صور میں، وہ جاننے والا ہے غیب اور حاضر کا

وَهُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ﴿٧٣﴾ وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيۡۤ

اور وہی بڑی حکمت والا، خوب خبر رکھنے والا ہے﴿٧٣﴾ اور جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے، کیا بناتے ہو تم مورتیوں کو معبود؟ بیشک میں

اَرٰىكَ وَقَوۡمَكَ فِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿٧٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ مَلَكُوۡتَ السَّمٰوٰتِ

دیکھتا ہوں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں﴿٧٤﴾ اور اسی طرح ہم دکھاتے تھے ابراہیمؑ کو بادشاہی آسمانوں

وَالۡاَرۡضِ وَلِيَكُوۡنَ مِنَ الۡمُوۡقِنِيۡنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيۡهِ الَّيۡلُ رَاٰ كَوۡكَبًا ۚ قَالَ

اور زمین کی اور تاکہ وہ ہو جائے یقین کرنے والوں میں سے﴿٧٥﴾ پھر جب چھا گئی اُس پر رات، تو اُس نے دیکھا ایک تارا (ابراہیمؑ نے) کہا!

هٰذَا رَبِّيۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الۡاٰفِلِيۡنَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَاَ الۡقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيۡ ۚ

یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ ڈوب گیا، تو کہا نہیں میں محبت کرتا ڈوب جانے والوں سے﴿٧٦﴾ پھر جب اُس نے دیکھا چاند کو، چمکتا ہوا تو اُس نے کہا! یہ میرا رب ہے،

فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنۡ لَّمۡ يَهۡدِنِيۡ رَبِّيۡ لَاَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡقَوۡمِ الضَّآلِّيۡنَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا

پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا کہ اگر نہ کرتا میری رہنمائی میرا رب تو یقیناً میں ہو جاتا گمراہ لوگوں میں﴿٧٧﴾ پھر جب

رَاَ الشَّمۡسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيۡ هٰذَاۤ اَكۡبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتۡ قَالَ يٰقَوۡمِ اِنِّيۡ بَرِيۡٓءٌ مِّمَّا

دیکھا سورج کو چمکتا ہوا تو کہا! یہ میرا رب ہے، یہ سب سے بڑا ہے، پھر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا! اے میری قوم! بیشک میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں

تُشۡرِكُوۡنَ ﴿٧٨﴾ اِنِّيۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِيَ لِلَّذِيۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِيۡفًا وَّمَاۤ اَنَا

تم شریک ٹھہراتے ہو (اللہ کے ساتھ)﴿٧٨﴾ بیشک میں نے کرلیا اپنا چہرا (رخ) اس کے لئے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو یکسو ہو کر (سب سے کٹ کر) اور نہیں ہوں میں

مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿٧٩﴾ وَحَآجَّهٗ قَوۡمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوۡٓنِّيۡ فِي اللّٰهِ وَقَدۡ هَدٰىنِ ؕ وَلَاۤ اَخَافُ

مشرکین میں سے﴿٧٩﴾ اور جھگڑنے لگی اس سے اُس کی قوم تو اُس نے کہا! کیا تم جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں، حالانکہ یقیناً اُسی نے مجھے ہدایت دی اور نہیں میں ڈرتا

مَا تُشۡرِكُوۡنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ رَبِّيۡ شَيۡـئًا ؕ وَسِعَ رَبِّيۡ كُلَّ شَيۡءٍ عِلۡمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿٨٠﴾

اُن سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو اس کا، مگر یہ کہ چاہے میرا رب کچھ، گھیر لیا ہے میرے رب نے ہر چیز کو اپنے علم سے، کیا پھر نہیں تم نصیحت حاصل کرتے﴿٨٠﴾

وَكَيۡفَ اَخَافُ مَاۤ اَشۡرَكۡتُمۡ وَلَا تَخَافُوۡنَ اَنَّكُمۡ اَشۡرَكۡتُمۡ بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ

اور کیسے ڈروں میں اُن سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو، جبکہ نہیں تم ڈرتے اس بات سے کہ شریک ٹھہراتے ہو تم اللہ کا ان کو جن کے لئے نہیں اتاری

بِهٖ عَلَيۡكُمۡ سُلۡطٰنًا ؕ فَاَىُّ الۡفَرِيۡقَيۡنِ اَحَقُّ بِالۡاَمۡنِ ۚ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿٨١﴾ وقف لازم

اس نے تم پر کوئی دلیل، اب دونوں فریقوں میں کون زیادہ حقدار ہے امن کا، (بتاؤ) اگر تم جانتے ہو﴿٨١﴾

﴿٧٣﴾: اگر چہ دنیا میں بھی حقیقی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، لیکن یہاں ظاہری طور پر بہت سے حکمران مختلف ملکوں پر حکومت کرتے ہیں، لیکن صور پھونکے جانے کے بعد یہ ظاہری حکومتیں بھی ختم ہو جائیں گی، اور ظاہری اور باطنی ہر اعتبار سے بادشاہی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہوگی۔

● (٧٥-٧٦-٧٧) حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے جس علاقے نینوا میں پیدا ہوئے تھے، وہاں کے لوگ بتوں اور ستاروں کو خدا مان کر ان کی عبادت کرتے تھے۔ ان کا باپ آزر بھی نہ صرف اسی عقیدے کا تھا، بلکہ خود بت تراشا کرتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شروع ہی سے توحید پر ایمان رکھتے تھے، اور شرک سے بیزار تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی قوم کو غور و فکر کی دعوت دینے کے لئے یہ لطیف طریقہ اختیار فرمایا کہ چاند ستاروں اور سورج کو دیکھ کر پہلے اپنی قوم کی زبان میں بات کی۔ مقصد یہ تھا کہ ستارہ تمہارے خیال میں میرا پروردگار ہے۔ آؤ دیکھتے ہیں کہ یہ بات تسلیم کرنے کے قابل ہے یا نہیں؟ چنانچہ جب ستارہ بھی ڈوبا اور چاند بھی، اور آخر میں سورج بھی، تو ہر موقع پر انہوں نے اپنی قوم کو یاد دلایا کہ یہ تو ناپائیدار اور تغیر پذیر چیزیں ہیں۔ جو چیز خود ناپائیدار ہو اور اُس پر تغیرات طاری ہوتے رہتے ہوں، اُس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ پوری کائنات کی پرورش کر رہی ہے، کیسی غیر معقول بات ہے۔ لہٰذا انہوں نے چاند ستاروں یا سورج کو جو یہ کہا تھا کہ یہ میرا رب ہے، وہ اپنے عقیدے کے مطابق نہیں، بلکہ اپنی قوم کے عقیدے کی لغویت ظاہر کرنے کے لئے فرمایا تھا۔

﴿٧٧﴾:-﴿٨٠﴾: سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حجت کرتے ہوئے ان کی قوم نے دو باتیں کہیں۔ ایک یہ کہ ہم برسوں سے اپنے باپ دادوں کو ان بتوں اور ستاروں کی پوجا کرتے دیکھ رہے ہیں۔ ان سب کو گمراہ سمجھنا ہمارے بس سے باہر ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کا جواب پہلے جملے میں یہ دیا ہے کہ ان باپ دادوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی وحی نہیں آتی تھی اور مذکورہ بالا عقلی دلائل کے علاوہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی بھی آئی ہے لہٰذا اللہ کی دی ہوئی ہدایت کے بعد میں شرک کو کیسے درست تسلیم کر سکتا ہوں؟ دوسری بات ان کی قوم نے یہ کہی ہوگی کہ اگر تم نے ہمارے بتوں اور تاروں کی خدائی سے انکار کیا تو وہ تمہیں تباہ کر ڈالیں گیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ میں ان بے بنیاد دیوتاؤں سے نہیں ڈرتا، بلکہ ڈرنا تمہیں چاہئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے بنیاد دیوتاؤں کو اس کی خدائی میں شریک مان رہے ہو۔ نقصان اگر پہنچا سکتا ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے، کوئی اور نہیں اور جو لوگ اس کی توحید پر ایمان لاتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے امن اور چین عطا فرمایا ہے۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر۔٧٧-٧٩)

﴿٨١﴾: ایک صحیح حدیث میں حضرت محمد ﷺ نے اس آیت میں لفظ "ظلم" کی تشریح شرک سے فرمائی ہے، کیونکہ ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور نہیں انہوں نے خلط ملط کیا اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ، یہی لوگ ہیں کہ ہے اُن کے لئے امن اور وہی

مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ

(ع ۹ ۱۳ ۱۵)

ہدایت یافتہ ہیں ﴿۸۲﴾ اور یہ ہے ہماری دلیل، کہ دی تھی ہم نے اسے ابراہیمؑ کو، اس کی قوم کے مقابلہ میں، ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے

نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ

ہم چاہتے ہیں، بیشک آپ کا رب، بڑی حکمت والا خوب جاننے والا ہے ﴿۸۳﴾ اور ہم نے عطا کیا اس کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ (جیسی اولادیں) سب کو ہم نے ہدایت دی

وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ

اور نوحؑ کو ہم نے ہدایت دی اس سے پہلے اور اس کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ

وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى

اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو اور اِسی طرح ہم جزا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو ﴿۸۴﴾ اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ

وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ

اور الیاسؑ کو (بھی ہدایت دی) یہ سب صالحین میں سے تھے ﴿۸۵﴾ اور اسمٰعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اورلوطؑ کو (بھی)

وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ

اور اِن سب کو، ہم نے فضیلت دی سارے جہان والوں پر ﴿۸۶﴾ اور ان کے آباؤ اجداد میں سے کچھ کو اور اُن کی اولاد میں سے اور اُن کے بھائیوں میں سے

وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ

اور ہم نے انہیں چن لیا اور ہم نے انہیں ہدایت دی سیدھے راستے کی طرف ﴿۸۷﴾ یہ ہدایت ہے اللہ کی، وہ ہدایت دیتا ہے

بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

اس کے ذریعہ سے، وہ جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے، اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو ضرور برباد ہو جاتے، اُن سے جو کچھ وہ کرتے تھے ﴿۸۸﴾

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ

یہی تھے وہ لوگ جن کو عطا کی ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت، لہٰذا اگر انکار کرتے ہیں ان (کو ماننے) سے یہ لوگ تو (کچھ پرواہ نہیں)

فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ

بیشک ہم نے سونپ دی یہ (نعمت) کچھ ایسی قوم کے لئے، جو نہیں ہیں اس کا انکار کرنے والے ﴿۸۹﴾ یہ ہیں وہ لوگ جنہیں ہدایت دی اللہ نے،

(ع ۱۰ ۸ ۱۶)

فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾

سو آپ بھی انہی کے راستے پر چلیں، کہہ دیجئے! نہیں مانگتا تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجر، نہیں ہے یہ، مگر نصیحت جہان والوں کے لئے ﴿۹۰﴾

﴿۸۴﴾:-﴿۸۸﴾: مشرکینِ عرب نبوت و رسالت ہی کے منکر تھے۔ اُن کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد میں جو پیغمبر گذرے ہیں اُن کا حوالہ دیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تو عرب کے بت پرست بھی مانتے تھے۔ اُن سے یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر وہ پیغمبر ہو سکتے ہیں، اور ان کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے تو یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے کہ نبوت کوئی چیز نہیں ہے، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ کا رسول بنا کر بھیجنے میں آخر کونسی اِشکال کی بات ہے جبکہ آپ کی نبوت کے دلائل روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکے ہیں۔

﴿۸۹﴾: اس سے صحابہ کرامؓ کی طرف اشارہ ہے۔

﴿۹۰﴾: یہاں سے بعض یہودیوں کی تردید مقصود ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت کرتے ہوئے ایک مرتبہ اُن کے ایک سردار مالک بن صیف نے غصّے میں آ کر یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اللہ نے کسی انسان پر کچھ نازل نہیں کیا۔

● یعنی پوری کتاب کو ظاہر کرنے کے بجائے تم نے اسے حصوں میں بانٹ رکھا ہے۔ جو حصے تمہارے مطلب کے مطابق ہوتے ہیں اُن کو عام لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیتے ہو، مگر جو حصے تمہارے مفادات کے خلاف ہوتے ہیں، اُنہیں چھپا لیتے ہو۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ
اورنہیں انہوں نے قدر کی اللہ کی، جس طرح حق ہے اُس کی قدر کرنے کا، جس وقت انہوں نے کہا! نہیں اللہ نے نازل کی کسی بشر پر کوئی چیز، کہہ دیجئے! کس نے نازل کی
الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا
کتاب، وہ جو لائے اسے موسیٰؑ، کہ وہ نور اور ہدایت تھی، لوگوں کے لئے، جسے کر رکھا ہے تم نے ورق ورق، دکھاتے ہو اس سے (کچھ)
وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ
اور چھپاتے ہو بہت اور تم سکھائے گئے ہو، وہ باتیں جو نہ جانتے تھے تم اور نہ تمہارے آباؤ اجداد، کہہ دیجئے! اللہ نے (نازل کی) پھر
ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ
چھوڑ دیجئے اُن کو اپنی کج روی میں وہ کھیلتے رہیں﴿۹۲﴾ اور یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اتارا اِسے، مبارک ہے تصدیق کرنے والی ہے، اُس (کتاب) کی
يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ
جو اس سے پہلے ہے اور تا کہ آپ ڈرائیں اہل مکہ کو اور اس کے آس پاس والوں کو اور وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں آخرت پر وہ ایمان لاتے ہیں اس (قرآن) پر
وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ
اور وہی اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں﴿۹۳﴾ اور کون بڑا ظالم ہے اس سے جو باندھے (بہتان) اللہ پر جھوٹ یا کہے کہ
اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ
وحی کی گئی ہے مجھ پر، جبکہ نہیں وحی کی گئی اس کی طرف کوئی چیز اور جس نے کہا کہ میں بھی نازل کروں گا مثل اس کے، جو نازل کیا ہے اللہ نے اور کاش کہ آپ دیکھیں جبکہ
الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ
ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے پھیلاتے ہیں اپنے ہاتھ، (یہ کہتے ہوئے) نکالو تم اپنی جانیں
اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ
آج، دیا جائے گا تم کو عذاب ذلت کا، اس وجہ سے کہ تم کہتے تھے اللہ پر ناحق (باتیں) اور کرتے تھے تم اس کی
اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ
آیات سے تکبر﴿۹۴﴾ اور یقیناً تم آئے ہو ہمارے پاس اکیلے، جس طرح کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ اور تم چھوڑ آئے
مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ
جو کچھ ہم نے دیا تھا اپنی پیٹھوں کے پیچھے اور نہیں ہم دیکھتے تمہارے ساتھ تمہارے وہ سفارشی، جن کے بارے میں تم دعوہ کرتے تھے
ع ۱۱ ۱۷ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۵﴾ ع
کہ بیشک وہ تمہارے کام میں شریک ہیں، بیشک منقطع ہو گئے تمہارے آپس کے رابطے اور گم ہو گئے تم سے وہ (معبود) کہ تم جن پر زُعم کرتے تھے﴿۹۵﴾

﴿۹۴﴾-﴿۹۵﴾: بے جان سے جاندار کو نکالنے کی مثال یہ ہے کہ انڈے سے مرغی نکل آتی ہے، اور جاندار سے بے جان کے نکلنے کی مثال جیسے مرغی سے انڈا۔

● اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ یہ ان کی خواہشات ہیں جو انہیں گمراہ کر رہی ہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ

بیشک اللہ ہی ہے پھاڑنے والا دانے کو اور گٹھلی کو وہ نکالتا ہے زندہ کو مُردہ سے اورنکالنے والا ہے مُردہ کو زندہ سے،

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ

یہ ہے تمہارا اللہ پھر تم کدھر بہکے چلے جا رہے ہو⑨٥ چاک کر کے نکالنے والا صبح (کی روشنی) اور بنایا اُسی نے رات کو سکون و آرام کے لئے اور سورج

وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ

اور چاند کو حساب کے لئے، یہ اندازے ہیں (مقرر کردہ) بہت غالب، خوب جاننے والے کا⑨٦ اور وہی ہے جس نے بنائے، تمہارے لئے تارے،

لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٩٧﴾

تاکہ تم راہ پاؤ ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں خشکی اور تری میں، یقیناً ہم نے کھول کر بیان کر دی ہیں، آیتیں، اُن لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں⑨٧

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيٰتِ

اور وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، ایک جان سے، پس ایک قرارگاہ ہے اور ایک جائے امانت، بیشک ہم نے تفصیل سے بیان کر دی ہیں آیات،

لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ

اُن لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں⑨٨ اور وہی ہے جس نے نازل کیا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالیں اس کے ذریعہ سے نباتات ہر قسم کی،

فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا

پھر پیدا کئے ہم نے اس سے سبزے، ہم نکالتے ہیں اس میں سے دانے باہم جڑے ہوئے (تہ بہ تہ) اور کھجوروں سے، اُن کے خوشوں کے

قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنّٰتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ

گچھے نیچے جھکے ہوئے اور باغات انگوروں کے اور زیتون اور انار کے ایک دوسرے سے ملتے جلتے (ان کے پتے) اور خصوصیات میں جدا جدا،

انْظُرُوا إِلٰى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكُمْ لَآيٰتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٩٩﴾

غور سے دیکھو اس کے پھل کو! جب وہ پھل لائے اور اس کے پکنے کو، بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو مومن ہیں⑨٩

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ ۖ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ

اورٹھہراتے ہیں وہ اللہ کا شریک جنوں کو حالانکہ پیدا کیا ہے اس (اللہ) نے اُن کو اور گڑھ لئے ہیں انہوں نے اس (اللہ) کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بغیر علم کے،

ع ١٢ ٦ ١٨

سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٠٠﴾ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَنّٰى يَكُونُ لَهُ

وہ پاک اور بلند ہے، ان سے جو وہ بیان کرتے ہیں⑩٠ وہی موجد ہے آسمانوں اور زمین کا، کیسے ہو سکتی ہے اس کی

وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةٌ ۖ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٠١﴾

اولاد، حالانکہ نہیں ہے اس کی کوئی بیوی اور اسی نے پیدا کیا ہر چیز کو اور وہی ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے⑩١

(٩٧)-(٩٩): مستقر اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کوئی شخص باقاعدہ اپنا ٹھکانا بنالے۔ اس کے برعکس امانت رکھنے کی جگہ پر قیام عارضی قسم کا ہوتا ہے، اس لئے وہاں رہائش کا باقاعدہ انتظام نہیں کیا جاتا۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آیت کی تفسیر مختلف طریقوں سے کی گئی ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی یہ تفسیر منقول ہے کہ مستقر سے مراد دنیا ہے جہاں انسان باقاعدہ اپنی رہائش کا ٹھکانا بنا لیتا ہے، اور امانت رکھنے کی جگہ سے مراد قبر ہے جس میں انسان کو مرنے کے بعد عارضی طور سے رکھا جاتا ہے۔ پھر وہاں سے اسے آخرت میں جنت یا جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔

البتہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ نے ان لفظوں کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ مستقر سے مراد ماں کا پیٹ ہے جس میں بچہ مہینوں ٹھہرا رہتا ہے، اور امانت رکھنے کی جگہ سے مراد شوہر کی صلب ہے جس میں نطفہ عارضی طور سے رہتا ہے، پھر ماں کے رحم میں منتقل ہو جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے اس کے برعکس مستقر شوہر کی صلب کو قرار دیا ہے، اور امانت رکھنے کی جگہ ماں کے رحم کو، کیونکہ بچہ وہاں عارضی طور پر رہتا ہے۔ (روح المعانی)

(١٠٠): اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ بعض پھل دیکھنے میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں، اور بعض صورت اور ذائقے میں ایک دوسرے سے مختلف بھی ہوتے ہیں۔ اور دوسرا مطلب یہ بھی ہے جو پھل دیکھنے میں ملتے جلتے نظر آتے ہیں، ان کی خصوصیات ایک دوسرے سے الگ ہوتی ہے۔

(١٠١): جنات سے مراد شیطان ہیں، اور یہ اُن لوگوں کے باطل عقیدے کی طرف اشارہ ہے جو یہ کہتے تھے کہ تمام مفید مخلوقات تو اللہ نے پیدا کی ہیں، مگر درندے، سانپ، بچھو اور دوسرے موذی جانور، بلکہ تمام بُری چیزیں شیطان نے پیدا کی ہیں، اور وہی اُن کا خالق ہے۔ ان لوگوں نے بظاہر ان بُری چیزوں کی تخلیق کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے سے پرہیز کیا، لیکن اتنا نہ سمجھ سکے کہ شیطان خود اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، اور وہ سب سے بُری مخلوق ہے۔ اگر بُری چیزیں شیطان کی پیدا کی ہوئی ہیں تو خود اُس بُری مخلوق کو کس نے پیدا کیا؟ اس کے علاوہ جو چیزیں، ہمیں بُری نظر آتی ہیں، اُن کی تخلیق میں بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمتیں ہیں، اور اُن کی تخلیق کو بُرا فعل نہیں کہا جا سکتا۔

● عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا تھا، اور عرب کے مشرکین فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

یہ ہے اللہ تمہارا رب، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، پیدا کرنے والا ہر چیز کا، سو عبادت کرو اُس کی، اور وہ ہر

شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ

چیز پر نگراں ہے﴿۱۰۲﴾ نہیں اس کو پا سکتیں نگاہیں اور وہ پا لیتا ہے نگاہوں کو اور وہ نہایت باریک بیں،

الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ

خوب باخبر ہے﴿۱۰۳﴾ یقیناً آچکی ہیں تمہارے پاس دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے، پھر جس نے بصیرت سے کام لیا، تو اپنے ہی لئے اور جو اندھا رہا،

فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ

تو اُس کا (وبال) اُسی پر ہے، اورنہیں ہوں میں تم پرنگہبان (محافظ)﴿۱۰۴﴾ اوراسی طرح ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں اپنی آیات اور اس لئے بھی، کہ یہ کہیں کہ تم نے پڑھا ہے (کسی سے)

وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

اور تا کہ ہم اسے بیان کریں اس قوم کے لئے جو جانتی ہے﴿۱۰۵﴾ اور پیروی کریں اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے آپ پر آپ کے رب کی طرف سے، نہیں کوئی معبود سوائے اس کے

وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ

اور آپ اعراض کیجئے مشرکین سے﴿۱۰۶﴾ اور اگر چاہتا اللہ (تو) نہ وہ شریک کرتے اور نہیں ہم نے آپ کو بنایا

عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

اُن پر محافظ (نگراں) اور نہیں ہیں آپ اُن کے ذمہ دار (وکیل)﴿۱۰۷﴾ اور نہ گالیاں دو اُن کو جنہیں وہ پکارتے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ

اللہ کے سوا کہ (کہیں) وہ بھی بُرا بھلا کہنے لگیں اللہ کو، حد سے آگے بڑھ کر بغیر علم کے اسی طرح ہم نے مزیّن کر دیا ہر امت کے لئے

عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَاَقْسَمُوْا

ان کا عمل، پھر اپنے رب ہی کی طرف ان کی واپسی ہے، پھر وہ انہیں خبر دے گا اُس کی جو تھے وہ عمل کرتے﴿۱۰۸﴾ اور قسمیں کھاتے ہیں وہ

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ

اللہ کی پختہ قسمیں، کہ اگر آ جائے اُن کے پاس کوئی نشانی، تو وہ ضرور ایمان لے آئیں گے اُس پر، کہہ دیجئے! نشانیاں تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں

وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ

اور کون تمہیں سمجھائے، یہ (بات) کہ جب وہ (نشانی) آ جائے گی (تب بھی) نہیں وہ ایمان لائیں گے﴿۱۰۹﴾ اور ہم پھیر دیں گے اُن کے دل

ع ۱۳ / ۱۰ / ۱۹

وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع

اور اُن کی آنکھیں، اُسی طرح جیسے نہیں وہ ایمان لائے تھے اس پر پہلی مرتبہ اور ہم اُن کو چھوڑ دیں گے اُن کی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے﴿۱۱۰﴾

﴿۱۰۳﴾: یعنی اُس کی ذات اتنی لطیف ہے کہ کوئی نگاہ اس کو نہیں پا سکتی، اور وہ اتنا باخبر ہے کہ ہر نگاہ کو پا لیتا ہے، اور اس کے تمام حالات سے خوب واقف ہے۔ اس جملے کی یہ تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مفسرین سے نقل کی ہے، اور سیاق و سباق کے لحاظ سے نہایت مناسب ہے۔ لیکن لطافت کا اعلیٰ ترین درجہ وہ ہے جو جسمیت کے ہر شائبہ سے ماورا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو لطیف اسی معنیٰ میں کہا گیا ہے۔

﴿۱۰۵﴾: یعنی مجھ پر یہ ذمہ داری نہیں ڈالی گئی ہے کہ تم میں سے ہر شخص کو زبردستی مسلمان کر کے کفر کے نقصان سے بچاؤں۔ میرا کام سمجھا دینا ہے۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔

﴿۱۰۶﴾: وہ قرآنِ کریم کے بارے میں یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلام کسی سے سیکھا ہے، اور اسے اللہ کا کلام قرار دے کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں لیکن کس سے سیکھا ہے؟ وہ بھی نہیں بتا سکتے تھے۔ کبھی کبھی وہ ایک لوہار کا نام لیتے تھے جس کی تردید سورۂ نحل میں آنے والی ہے۔

﴿۱۰۸﴾: درحقیقت انسان کو دنیا میں بھیجنے کا بنیادی مقصد امتحان ہے، اور اس امتحان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان زور زبردستی سے نہیں، بلکہ خود اپنی سمجھ سے کام لے کر ان دلائل پر غور کرے جو پوری کائنات میں بکھرے پڑے ہیں، اور پھر اپنی مرضی سے توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان لائے۔

﴿۱۰۹﴾: اس آیت میں مسلمانوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ کافروں کے سامنے اُن کے لئے نازیبا الفاظ استعمال نہ کیا کریں۔ اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ کافر لوگ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کر سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو اس کا سبب تم بنو گے۔

اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی شان میں خود گستاخی کرنا حرام ہے، اسی طرح اس کا سبب بننا بھی ناجائز ہے۔

اس آیت سے فقہائے کرام نے یہ اُصول نکالا ہے کہ اگر کوئی کام بذات خود تو جائز یا مستحب ہو، لیکن اندیشہ ہو کہ اسکے نتیجے میں کوئی دوسرا شخص گناہ کا ارتکاب کرے گا تو ایسی صورت میں وہ جائز یا مستحب کام چھوڑ دینا چاہئے۔ تاہم اس اُصول کے تحت کوئی ایسا کام چھوڑنا جائز نہیں ہے جو فرض یا واجب ہو۔ مزید تفصیل کے لئے اس آیت کے تحت تفسیر ''معارف القرآن'' کی طرف رجوع فرمائیں۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ اہل عرب اگر اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اور اصل ہیں تو وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کو جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن ضد میں آکر ان سے ایسی حرکت سرزد ہو جانا کچھ بعید نہیں تھا، چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات کہی تھی کہ اگر آپ ہمارے بتوں کو بُرا کہو گے تو ہم آپ کے رب کو بُرا کہیں گے۔

● یہ درحقیقت ایک ممکن سوال کا جواب ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر کافر لوگ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں تو اُن کو دُنیا میں سزا کیوں نہیں دے دی جاتی۔ جواب یہ دیا گیا ہے کہ دُنیا میں تو اُن لوگوں کی ضد کی وجہ سے ہم نے اُن کو ان کے حال پر چھوڑ رکھا ہے کہ یہ اپنے طرزِ عمل کو بہت اچھا سمجھ رہے ہیں۔ لیکن آخرکار ان سب کو ہمارے پاس لوٹنا ہے۔ اُس وقت انہیں پتہ چل جائے گا کہ جو کچھ وہ کر رہے تھے، اس کی حقیقت کیا تھی۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ

اور اگر بلاشبہ ہم نازل کرتے اُن کی طرف فرشتے، اوراُن سے کلام کرتے مُردے اور ہم اکٹھا کر دیتے اُن کے لئے ہر

شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ (١١١)

چیز اُن کے سامنے، تب بھی نہ تھے کہ وہ ایمان لے آتے، مگر یہ کہ چاہتا اللہ اور لیکن ان میں اکثر جہالت سے کام لیتے ہیں (١١١)

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ

اور اسی طرح ہم نے بنائے ہر نبی کے دشمن شیطان انسانوں میں سے اور جنوں میں سے، جو اِلقا کرتے (ڈالتے) ہیں،

بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ

ایک دوسرے پر چکنی چپڑی باتیں، دھوکا دینے کے لئے اور اگر چاہتا آپ کا رب تو نہ وہ یہ کام کرتے، سو آپ اُن کو چھوڑ دیجئے

وَمَا يَفْتَرُوْنَ (١١٢) وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ

اور (ان کے حال پر کہ) وہ جھوٹ گڑھتے رہیں (١١٢) اور تاکہ مائل ہوجائیں اس کی طرف دل، اُن لوگوں کے جونہیں ایمان لاتے آخرت پر اور تاکہ وہ راضی ہوں اس (جھوٹ) سے

وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ (١١٣) اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ

اور تاکہ کرتے رہیں وہ (بُرے کام) جو وہ کر رہے ہیں (١١٣) کیا پھر اللہ کے سوا کوئی اور تلاش کروں میں حاکم، حالانکہ وہی ہے جس نے نازل کی

اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ

تمہاری طرف یہ کتاب مفصل اور وہ لوگ کہ، ہم نے انہیں دی کتاب، وہ جانتے ہیں اس بات کو، کہ بلاشبہ وہ نازل شدہ ہے

مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (١١٤) وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا

آپ کے رب کی طرف سے برحق، سو ہرگز نہ ہوں آپ شک کرنے والوں میں سے (١١٤) اور مکمل ہے بات آپ کے رب کی سچائی

وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (١١٥) وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ

اور عدل میں، نہیں ہے کوئی تبدیل کرنے والا اُس کی باتوں کو اور وہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے (١١٥) اور اگر آپ اطاعت کریں اکثر کی، جو

فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

زمین میں (رہتے) ہیں تو وہ آپ کو بہکا دیں گے اللہ کے راستے سے، نہیں وہ پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں ہیں وہ مگر

يَخْرُصُوْنَ (١١٦) اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ

قیاس آرائیاں لگاتے (١١٦) بیشک آپ کا رب خوب جانتا ہے اُس کو، جو بھٹکتا ہے اُس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے

بِالْمُهْتَدِيْنَ (١١٧) فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (١١٨)

ہدایت یافتہ لوگوں کو (١١٧) چنانچہ تم کھاؤ اس (جانور) میں سے، کہ ذکر کیا گیا ہو نام اللہ کا اس پر، اگر ہوتم اس کی آیتوں پر ایمان لانے والے (١١٨)

(١١١): یہ وہ باتیں ہیں جن کی وہ فرمائش کیا کرتے تھے۔ سورۂ فرقان (آیت نمبر ٢١) میں ان کا یہ مطالبہ مذکور ہے کہ ہمارے اُوپر فرشتے کیوں نازل نہیں کئے گئے؟ اور سورۂ دخان (آیت نمبر ٣٦) میں یہ مطالبہ کہ ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر کے ہمارے سامنے لاؤ۔

● یعنی حقیقت تو یہ ہے کہ تمام معجزات دیکھ کر بھی یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ پھر بھی جو مطالبات کر رہے ہیں، وہ محض جہالت پر مبنی ہیں۔

(١١٢): یہاں پھر وہی بات فرمائی جا رہی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو شیاطین کو یہ قدرت نہ دیتا، اور لوگوں کو زبردستی ایمان پر مجبور کر دیتا، لیکن چونکہ مقصد امتحان ہے، اس لئے زبردستی کا ایمان معتبر نہیں۔

(١١٣):-(١١٨): پہلے اُن لوگوں کا ذکر تھا جو محض خیالی اندازوں پر اپنے دین کی بنیاد رکھے ہوئے ہیں۔ اُن کی اس گمراہی کا ایک نتیجہ یہ تھا کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے، اُس کو یہ حرام کہتے تھے، اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کہا ہے، اُسے یہ حلال سمجھتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کچھ کافروں نے مسلمانوں پر یہ اعتراض کیا کہ جس جانور کو اللہ تعالیٰ قتل کرے، یعنی وہ اپنی طبعی موت مر جائے، اُس کو تم مردار قرار دے کر حرام سمجھتے ہو، اور جس جانور کو تم خود اپنے ہاتھوں سے قتل کرتے ہو، اُس کو حلال قرار دیتے ہو۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حلال وحرام کا فیصلہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔ اُس نے واضح فرما دیا ہے کہ جس جانور پر اللہ کا نام لے کے اُسے ذبح کیا جائے وہ حلال ہوتا ہے، اور جو ذبح کئے بغیر مر جائے یا جسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو، وہ حرام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے بعد اپنے من گھڑت خیالات کی بنا پر حلال و حرام کا فیصلہ کرنا ایسے شخص کا کام نہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان رکھتا ہو۔

یہاں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ کفار کی مذکورہ اعتراض کے جواب میں یہ مصلحت بھی بتائی جاسکتی تھی کہ جس جانور کو باقاعدہ ذبح کیا جاتا ہے اُس کا خون اچھی طرح بہہ جاتا ہے، اس کے برخلاف جو جانور خود مر جاتا ہے، اُس کا خون جسم ہی میں رہ جاتا ہے جس سے پورا گوشت خراب ہوجاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ حکمت بیان فرمانے کے بجائے یہ کہنے پر اکتفا فرمایا کہ جو چیزیں حرام ہیں وہ اللہ نے خود بیان فرما دی ہیں، لہٰذا اُس کے احکام کے مقابلے میں خیالی گھوڑے دوڑانا مؤمن کا کام نہیں۔ اس طرح یہ واضح فرما دیا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں یقیناً مصلحتیں ہوتی ہیں، لیکن مسلمان کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی اطاعت کو ان مصلحتوں کے سمجھنے پر موقوف رکھے۔ اُس کا فریضہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم آجائے تو بے چوں وچرا اُس کی تعمیل کرے، چاہے اس کی مصلحت اس کی سمجھ میں آرہی ہو یا نہ آرہی ہو۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ

اور کیا ہے وجہ کہ تم نہ کھاؤ اس (جانور) میں سے کہ ذکر کیا گیا ہو نام اللہ کا اُس پر؟ حالانکہ اُس نے تفصیل بیان کر دی ہے تمہارے لئے، جو اُس نے حرام کیا ہے

عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ

تم پر، مگر یہ کہ تم مجبور کر دیے جاؤ اُس (کے کھانے) پر اور بیشک اکثر لوگ بہکاتے ہیں (لوگوں کو) اپنی خواہشات سے بغیر

عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿١٢٠﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ

علم کے، بیشک آپ کا رب ہی خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو﴿١٢٠﴾ اور تم چھوڑ دو کھلے گناہ اور چھپے گناہ بھی، بیشک

الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿١٢١﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا

جو لوگ کرتے ہیں گناہ، عنقریب وہ بدلہ پائیں گے اُن (گناہوں) کا جو وہ کماتے تھے﴿١٢١﴾ اور نہ کھاؤ اس (ذبیحہ) میں سے،

لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ

کہ نہ ذکر کیا گیا ہو نام اللہ کا اُس پر اور بیشک ایسا کرنا فسق (گناہ) ہے اور بلاشبہ شیاطین البتہ ڈالتے ہیں (شک) دلوں میں

اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿١٢٢﴾ ع ١٤/١١/١ اَوَمَنْ كَانَ

اپنے دوستوں کی طرف، تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے اُن کی اطاعت کی تو یقیناً تم بھی مشرک ہوگے﴿١٢٢﴾ کیا! وہ شخص جو تھا

مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ

مردہ، پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور ہم نے بنا دیا اس کے لئے نور، وہ چلتا (یعنی طے کرتا) ہے (زندگی کی) راہ اس کی مدد سے لوگوں کے درمیان، کیا اُس شخص جیسا ہوسکتا ہے

فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٣﴾

جو اندھیروں میں ہو، نہیں وہ نکل سکتا اُس میں سے؟ اور اسی طرح مزین کر دیے گئے ہیں کافروں کے لئے وہ کام، جو وہ تھے کرتے﴿١٢٣﴾

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ

اور اسی طرح ہم نے بنا دیا ہر بستی میں بڑے لوگوں کو جرائم پیشہ اُس (بستی) کا تاکہ وہ مکر وفریب کے جال بچھائیں اس (بستی) میں اور نہیں وہ مکر وفریب کرتے

اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى

مگر وہ اپنے آپ ہی سے اور نہ ہی انہیں شعور ہے (اس کا)﴿١٢٤﴾ اور جب آتی ہے اُن کے پاس کوئی نشانی تو کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں ہم ایمان لائیں گے! یہاں تک کہ

نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ

ہم کو بھی وہ چیز دی جائے، جیسی دی گئی اللہ کے رسولوں کو، اللہ خوب جانتا ہے کہاں رکھے (کس کو بھیجے) اپنی رسالت، عنقریب پہنچے گی

الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٥﴾

ان لوگوں کو، جنہوں نے جُرم کئے ہیں ذلت اللہ کے یہاں اور عذاب سخت، اس وجہ سے کہ جو تھے وہ مکر و فریب کیا کرتے﴿١٢٥﴾

﴿١٢٠﴾-﴿١٢١﴾: ظاہری گناہوں میں وہ گناہ داخل ہیں جو انسان اپنے ظاہری اعضاء سے کرے، مثلاً جھوٹ، غیبت، دھوکا، رشوت، شراب نوشی، زنا وغیرہ اور باطنی گناہوں سے مراد وہ گناہ ہیں جن کا تعلق دل سے ہوتا ہے، مثلاً حسد، ریاکاری، تکبر، بغض، دوسروں کی بدخواہی وغیرہ۔

﴿١٢٣﴾: یہاں روشنی سے مراد اسلام کی روشنی ہے۔ اور ''لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہو'' فرما کر اشارہ اس طرف کر دیا گیا ہے کہ اسلام کا تقاضہ یہ نہیں ہے کہ انسان مذہبی عبادات کو لے کر دنیا سے ایک طرف ہو کر بیٹھ جائے، اور لوگوں سے میل جول چھوڑ دے، بلکہ اسلام کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ عام انسانوں کے درمیان رہے، اُس سے ضروری معاملات کرے، اُن کے حقوق ادا کرے۔

﴿١٢٤﴾: یہ مسلمانوں کو تسلی دی جا رہی ہے کہ کافر لوگ اُن کے خلاف جو سازشیں کر رہے ہیں، اُن سے گھبرائیں نہیں۔ اِس قسم کی سازشیں ہر دور میں انبیائے کرام اور اُن کے ماننے والوں کے خلاف ہوتی رہی ہیں، لیکن بالآخر انجام اہل ایمان ہی کا بہتر ہوتا ہے۔

﴿١٢٥﴾: خلاصہ یہ ہے کہ اُن کا مطالبہ یہ تھا کہ ہم میں سے ہر شخص کو پوری پیغمبری ملنی چاہئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ پیغمبری کس کو عطا کی جائے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ
پھر جس کے لئے ارادہ کرتا ہے اللہ، کہ ہدایت دے اُسے، تو کھول دیتا ہے اس کا سینہ، اسلام کے لئے، اور جس کے لئے ارادہ کرتا ہے کہ گمراہ کرے اُس کو،

يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۗ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ
تو کر دیتا ہے اس کے سینے کو تنگ، گُھٹا ہوا، گویا کہ وہ چڑھ رہا ہے (یعنی اس کی روح پرواز کر رہی ہو) آسمان کی طرف اِسی طرح (مسلط) کرتا ہے اللہ

الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٥﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۗ
ناپاکی (عذاب) ان لوگوں پر جو نہیں ایمان لاتے﴿١٢٥﴾ اور یہ ہے راستہ آپ کے رب کا سیدھا،

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ
یقیناً ہم نے مفصل بیان کر دیں اُن لوگوں کے لئے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں﴿١٢٦﴾ ایسے لوگوں کے لئے ہے گھر سلامتی کا، ان کے رب کے پاس

وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٧﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ
اور وہی اُن کا ولی (سرپرست) ہے بسبب ان (اعمال) کے، جو وہ تھے کرتے﴿١٢٧﴾ اور جس دن وہ اکٹھا کرے گا اُن سب کو (تو فرمائے گا) اے گروہ جنوں کے،

قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ
یقیناً تم نے بہت زیادہ (گمراہ) کئے تھے انسانوں میں سے اور کہیں گے اُن کے دوست انسانوں میں سے

رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۗ
اے ہمارے رب فائدہ اٹھایا ہمارے ایک نے دوسرے سے اور ہم آپہنچے اس وقت پر، جو تو نے مقرر کی تھی ہمارے لئے،

قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۗ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ
اللہ فرمائے گا آگ ہی تمہارا ٹھکانا ہے، تم ہمیشہ رہو گے اس میں، مگر وہ جنہیں چاہے (بچانا) اللہ، بیشک آپ کا رب ہے بڑی حکمت والا

عَلِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٢٩﴾ ع
خوب جاننے والا﴿١٢٨﴾ اور اِسی طرح ہم بنا دیں گے ساتھی، ظالموں کو ایک دوسرے کا (آخرت میں) بسبب اُس کے، جو تھے وہ کماتے﴿١٢٩﴾

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ
اے جماعت جنوں اور انسانوں کی، کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں سے؟ وہ بیان کرتے تھے تم پر

اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۗ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا
میری آیات اور تمہیں ڈراتے تھے تمہارے اِس دن کی ملاقات سے، تو وہ کہیں گے! گواہی دیتے ہیں اپنے آپ پر

وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿١٣٠﴾
اور انہیں دھوکے میں ڈالے رکھا دنیاوی زندگی نے اور وہ گواہی دیں گے اپنے آپ پر، کہ بیشک وہ تھے کفر کرنے والے﴿١٣٠﴾

(١٢٦)-(١٢٨): انسان تو شیطانوں سے یہ مزے لیتے رہے کہ ان کے بہکائے میں آکر اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی اور وہ گناہ کئے جن سے ظاہری طور پر لذت حاصل ہوتی تھی اور شیطان انسانوں سے یہ مزے لیتے رہے کہ انہیں گمراہ کر کے خوش ہوئے کہ یہ لوگ خوب اچھی طرح ہمارے قابو میں آ گئے ہیں۔ دراصل وہ یہ کہہ کر اپنی غلطی کا اعتراف کر رہے ہوں گے۔

(١٢٩): اس کا ٹھیک ٹھیک مطلب تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، لیکن بظاہر استثناء کے اس جملے سے دو حقیقتوں کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ ایک یہ کہ کافروں کے عذاب وثواب کا فیصلہ کسی سفارش یا اثر و رُسوخ کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کا تمام تر فیصلہ خود اللہ تعالیٰ کی بنیاد پر ہوگا اور یہ مشیت اس کی حکمت اور علم کے مطابق ہوگی جس کا ذکر آگے جملے میں ہے۔ دوسری حقیقت جو اس استثناء سے ظاہر فرمائی گئی ہے یہ ہے کہ کافروں کو ہمیشہ جہنم میں رکھنا (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی کوئی مجبوری نہیں ہے، لہٰذا اگر بالفرض اُس کی مشیت یہ ہو جائے کہ کسی کو باہر نکال لیا جائے تو یہ عقلی اعتبار سے ناممکن نہیں ہے، کیونکہ اُس کی اس مشیت کے خلاف کوئی اُسے مجبور نہیں کرسکتا۔ یہ اور بات ہے کہ اُس کی مشیت اُس کے علم اور حکمت کے مطابق یہی ہو کہ کافر ہمیشہ جہنم میں رہیں۔

(١٣٠): یعنی جس طرح ان کافروں پر اُن کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے شیاطین کو مسلط کر دیا گیا جو انہیں بہکاتے رہے، اسی طرح ہم ظالموں کی بداعمالیوں کی وجہ سے اُن پر دوسرے ظالموں کو مسلط کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جب کسی ملک کے لوگ بد اعمالیوں میں مبتلا ہوتے ہیں تو اُن پر ظالم حکمران مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص کسی ظالم کی مدد کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ خود اُسی ظالم کو مدد کرنے والے پر مسلط کر دیتا ہے۔ (ابن کثیر)

(١٣١): انسانوں میں تو پیغمبروں کا تشریف لانا واضح ہے۔ اس آیت کی وجہ سے بعض علماء کا کہنا ہے کہ جنات میں بھی حضرت محمد ﷺ سے پہلے پیغمبر آتے رہے ہیں اور دوسرے حضرات کا کہنا ہے کہ باقاعدہ پیغمبر تو جنات میں نہیں آئے، لیکن انسانوں میں جو پیغمبر بھیجے گئے، وہی جنات کو بھی تبلیغ کرتے تھے اور جو جنات مسلمان ہو جاتے وہ پھر انبیائے کرام کے نمائندے بن کر دوسرے جنات کو تبلیغ کرتے تھے، جیسا کہ سورۂ جن میں تفصیل سے مذکور ہے۔ آیت کی رُو سے دونوں احتمال ممکن ہے، کیونکہ آیت کا مقصد یہ ہے کہ انسانوں اور جنات دونوں کو تبلیغ کا حق ادا کر دیا گیا تھا اور وہ دونوں طرح ممکن ہے۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

یہ اس لئے ہے کہ نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو ظلم سے (رسول بھیجنے کے بعد بھی) ان کے باشندے غافل ہوں﴿۱۳۲﴾

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

اور ہر ایک کے درجے ہیں ان کے عمل کے لحاظ سے اور نہیں ہے آپ کا رب غافل اُس سے، جو وہ عمل کرتے ہیں﴿۱۳۳﴾

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ

اور آپ کا رب بے نیاز، رحمت والا ہے، اگر وہ چاہے تو لے جائے تمہیں اور جانشین بنا دے

مِنْ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

تمہارے بعد جنہیں وہ چاہے، جس طرح کہ اُس نے تمہیں پیدا فرمایا نسل سے دوسرے لوگوں کی﴿۱۳۴﴾

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا

بیشک جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے، یقیناً وہ آنے والی ہے اور نہیں تم (اللہ کو) عاجز کرنے والے﴿۱۳۵﴾ کہہ دیجئے! اے میری قوم: تم عمل کرو

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ

اپنی جگہ پر، میں بھی عمل کرنے والا ہوں اپنی جگہ پر، سو عنقریب تم جان لوگے اس شخص کو، کہ ہے اس کے لئے (اچھا)

عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا

انجام (آخرت کا) گھر، بلاشبہ نہیں فلاح پائیں گے ظالم لوگ﴿۱۳۶﴾ اور (مقرر) کرتے ہیں، اللہ کے لئے اس میں سے جو

ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا

اُس نے پیدا کی کھیتی اور چوپائے میں سے ایک حصہ، پھر انہوں نے کہا یہ اللہ کے لئے ہے اُن کے اپنے خیال کے مطابق اور یہ (حصہ)

لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ

ہمارے (دیوتاؤں) شریکوں کے لئے، پس جو حصہ ہے ان کے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں کا، وہ نہیں پہنچتا اللہ کی طرف اور جو (حصہ) ہے اللہ کا،

فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ

تو وہ پہنچ جاتا ہے ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کی طرف، بہت ہی برا ہے، جو وہ فیصلہ کرتے ہیں﴿۱۳۷﴾ اور اِسی طرح خوشنما بنا دیا ہے بہت سے

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا

مشرکوں کے لئے قتل کرنا اپنی اولاد کا، اُن کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں نے، تاکہ وہ ہلاک کر دے انہیں اور تاکہ وہ خلط ملط کر دے

عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

اُن پر اُن کا دین اور اگر چاہتا اللہ تو نہ وہ یہ کرتے، لہٰذا۔ انہیں چھوڑ دیجئے کہ وہ اپنی افترا پردازیوں میں لگے رہیں﴿۱۳۸﴾

(۱۳۲): اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُن بستی والوں کی کسی زیادتی کی وجہ سے اُن کو ہلاک کرنا اللہ تعالیٰ کو اس وقت تک گوارا نہیں تھا جب تک انبیائے کرام کے ذریعے متوجہ نہ کردیا جائے۔ اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود یہ زیادتی نہیں کرسکتا تھا کہ پہلے سے متوجہ کئے بغیر لوگوں کو ہلاک کردے۔

(۱۳۳): یعنی اُس نے رسولوں کو بھیجنے کا جو سلسلہ جاری فرمایا اُس کی وجہ معاذ اللہ یہ نہیں تھی کہ وہ تمہاری عبادت کا محتاج ہے، وہ تو مخلوق کی عبادت سے بے نیاز ہے، لیکن اس کے ساتھ وہ رحمت والا بھی ہے، اس لئے اُس نے پیغمبر بھیجے ہیں جو بندوں کو اُس صحیح راہِ عمل کی طرف متوجہ کرتے رہیں، جس میں اُن کی دُنیا اور آخرت دونوں کے لئے بہتری کا سامان ہو۔

● جس طرح آج کے تمام لوگ اُن لوگوں کی نسل سے ہیں جن کا اب کوئی پتہ نشان باقی نہیں رہا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کو یہ بھی قدرت ہے کہ آج کے تمام لوگوں کو ایک ہی مرتبہ میں ختم کر کے دوسری قوم پیدا کردے، لیکن وہ اپنی رحمت کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہا۔

(۱۳۵): اس سے مراد آخرت اور جنت اور جہنم ہے۔

(۱۳۶) - (۱۳۷): یہاں سے آیت نمبر ۱۴۴ تک عرب کے مشرکین کی کچھ بے بنیاد رسموں کا بیان ہے۔ ان لوگوں نے کسی معقول اور علمی بنیاد کے بغیر مختلف کاموں کو من گھڑت اسباب کی بنیاد پر حلال قرار دے رکھا تھا۔ مثلاً خود اپنی اولاد کو انتہائی سنگ دلی سے قتل کردیتے تھے۔ اگر لڑکی پیدا ہوئی ہوتو اسے اپنے لئے بڑی شرم کی بات سمجھ کر اسے زندہ زمین میں دفن کردیتے تھے، بعض لوگ اس وجہ سے بھی لڑکیوں کو دفن کردیتے تھے کہ اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، اس لئے انسانوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ لڑکیاں رکھیں۔

لڑکوں کو بعض لوگ اس وجہ سے قتل کر ڈالتے تھے کہ ان کو کہاں سے کھلائیں گے۔ اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو یہ نذر مان لیتے تھے کہ ہمارا جو دسواں لڑکا ہوگا، اسے اللہ یا بتوں کے نام پر ذبح کردیں گے۔

اس کے علاوہ اپنے مویشیوں اور کھیتوں کی پیداوار کے بارے میں بھی عجیب وغریب عقیدے گھڑ رکھے تھے۔ اُن کا بیان اس آیت میں ہے، اور وہ یہ کہ اپنے کھیتوں کی پیداوار اور مویشیوں کے دُودھ یا گوشت میں سے کچھ حصہ تو اللہ کے نام کا رکھتے تھے (جو مہمانوں اور غریبوں میں تقسیم کے لئے ہوتا تھا) اور ایک حصہ اپنے مورتیوں کے نام کا نکالتے تھے جو بت خانوں پر چڑھایا جاتا تھا، اور اُس سے بت خانوں کے نگراں فائدہ اُٹھاتے تھے۔ اوّل تو یہ بات ہی بے ہودہ تھی کہ اللہ کے ساتھ بتوں کو شریک کرکے اُن کے نام پر پیداوار کا کچھ حصہ رکھا جائے۔ اُوپر سے ستم ظریفی یہ تھی کہ جو حصہ اللہ کے نام کا رکھا تھا، اگر اُس میں سے کچھ بتوں والے حصے میں چلا جاتا تو کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، البتہ اگر بتوں کے حصے میں سے کوئی چیز اللہ کے نام کے حصے میں چلی جاتی تو اُسے فوراً واپس کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔

وَقَالُوا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ

اور انہوں نے کہا! یہ چوپائے اور کھیتی ممنوع ہیں، نہیں کھا سکتا اُسے مگر وہی جسے ہم چاہیں، اُن کے اپنے خیال کے مطابق

وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً

اور کچھ چوپائے ہیں کہ حرام کر دی گئی ہیں اُن کی پیٹھیں (سواری کے لئے) اور بعض چوپائے ہیں کہ نہیں وہ ذکر کرتے نام اللہ کا اُن پر، بہتان باندھتے ہوئے

عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٩﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ

اللہ پر۔ عنقریب وہ انہیں سزا دے گا، اس وجہ سے کہ، وہ جو افترا باندھتے تھے﴿١٣٩﴾ اور کہتے ہیں! کہ جو کچھ پیٹوں میں ہے،

هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓي اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً

اُن چوپایوں کے، وہ مخصوص ہے ہمارے مَردوں کے (کھانے کے) لئے اور حرام ہے ہماری عورتوں پر اور اگر وہ ہو مُردار

فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٤٠﴾

تو ہوتے ہیں سب اس (کے کھانے) میں شریک، عنقریب سزا دے گا اللہ اُن کو گھڑی ہوئی باتوں کی، یقیناً وہ بڑی حکمت والا خوب جاننے والا﴿١٤٠﴾

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا

یقیناً خسارے میں رہے وہ لوگ، جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو بےوقوفی سے بغیر علم کے اور انہوں نے حرام ٹھہرا لیا، جو

رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَي اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٤١﴾

رزق دیا ان کو اللہ نے، افترا باندھتے ہوئے اللہ پر، یقیناً وہ گمراہ ہو گئے اور نہ ہوتے وہ ہدایت پانے والے﴿١٤١﴾

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ

اور وہی (اللہ) ہے جس نے پیدا کئے باغات چھتریوں پر (سہارے سے) چڑھے ہوئے اور بغیر چڑھائے ہوئے اور کھجور کے درخت

وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ

اور کھیتی کہ مختلف ہیں اُن کے پھل اور زیتون اور انار ایک دوسرے سے ملتے جُلتے اور جُدا جُدا،

كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۡ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ

کھاؤ اُن کے پھل، جب وہ پھل لائیں اور تم دو اس کا حق اس کی کٹائی کے دن اور نہ تم اسراف کرو، بیشک

لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٤٢﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا

وہ نہیں پسند کرتا فضول خرچی کرنے والوں کو﴿١٤٢﴾ اور چوپایوں میں سے کچھ بوجھ اُٹھانے والے ہیں اور زمین سے لگے ہوئے، تم کھاؤ اُس میں سے جو

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٤٣﴾

رزق دیا تم کو اللہ نے اور نہ اتباع کرو شیطان کے قدموں کی، بیشک وہ تمہارا دشمن ہے کھلا ہوا﴿١٤٣﴾

﴿١٣٩﴾: یہ ایک اور رسم بیان ہے جس کی رُو سے وہ اپنے من گھڑت دیوتاؤں کو اپنے گمان کے مطابق خوش کرنے کے لئے کسی خاص کھیتی یا مویشی پر پابندی لگا دیتے تھے کہ ان کی پیداوار سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ البتہ جس شخص کو چاہتے، اس پابندی سے مستثنیٰ کر دیتے تھے۔

● یہ ایک اور رسم تھی کہ کسی سواری کے جانور کو کسی بت کے نام وقف کر دیتے تھے، اور یہ کہتے تھے کہ اس پر سواری کرنا حرام ہے۔

﴿١٤٠﴾: بعض جانوروں کے بارے میں انہوں نے یہ طے کر رکھا تھا کہ ان پر اللہ کا نام نہیں لیا جا سکتا، نہ ذبح کرتے وقت، نہ سواری، اور نہ اُن کا گوشت کھاتے وقت۔ چنانچہ اُن پر سوار ہو کر حج کرنے کو بھی ناجائز سمجھتے تھے۔

● یعنی بچہ اگر زندہ پیدا ہو جائے تو صرف مردوں کے لئے حلال ہوگا عورتوں کے لئے حرام، لیکن مردہ پیدا ہو تو مردوں عورتوں دونوں کے لئے حلال۔

﴿١٤٢﴾: اس سے مراد عشر ہے جو زرعی پیداوار پر واجب ہوتا ہے۔ مکی زندگی میں اس کی کوئی خاص شرح مقرر نہیں تھی، بلکہ جب کٹائی کا وقت آتا تو کھیتی کے مالک پر فرض تھا کہ جو فقراء اس وقت موجود ہوں، اُن کو اپنی صوابدید کے مطابق کچھ دے دیا کرے۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد اس کے مفصل احکام آئے، اور حضرت محمد ﷺ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی کہ بارانی زمینوں پر پیداوار کا دسواں حصہ اور نہری زمینوں پر بیسواں حصہ غریبوں کا حق ہے۔ آیت نے بتایا ہے کہ یہ حق کٹائی کے وقت ادا کر دینا چاہئے۔

﴿١٤٣﴾: ''زمین سے لگے ہوئے'' ہونے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ان کا قد چھوٹا ہوتا ہے، جیسے بھیڑ بکریاں، اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان کی کھال زمین پر، بچھانے کے کام آتی ہے۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

(یہ نَر و مادہ) آٹھ جوڑے ہیں ۔ بھیڑ کی قسم سے دو اور بکری کی قسم سے دو، کہہ دیجئے! کیا دونوں نر

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ

حرام کئے ہیں (اللہ نے) یا دونوں مادائیں یا وہ (بچے) مشتمل ہیں اُس پر، دونوں ماداؤں کے رحم؟ تم مجھے خبر دو

بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٤٣﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ

علم کے ساتھ، اگر ہو تم سچے﴿١٤٣﴾ اور اونٹ میں سے دو اور گائے میں سے دو (پیدا کئے)

قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

کہہ دیجئے! کیا دونوں نر حرام کئے ہیں اللہ نے؟ یا دونوں مادائیں یا وہ (بچے) کہ مشتمل ہیں اس پر دونوں ماداؤں کے رحم؟

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

کیا تم حاضر تھے اس وقت جب وصیت (حکم) کیا تھا تم کو اللہ نے، ان (کے حرام ہونے) کا پھر کون بڑا ظالم ہے، اُس سے جو بہتان باندھے

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى

اللہ پر جھوٹا، تاکہ وہ گمراہ کرے لوگوں کو بغیر علم کے؟ بیشک اللہ نہیں ہدایت دیتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٤﴾ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِىْ مَآ اُوْحِىَ اِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ ع

ظالم قوم کو﴿١٤٤﴾ کہہ دیجئے! نہیں میں پاتا اس میں جو وحی کی گئی ہے میری طرف کوئی چیز، حرام کسی کھانے والے پر، جسے وہ کھائے،

اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ

مگر یہ کہ وہ ہو مُردار یا خون بہایا ہوا، یا گوشت سؤر کا، پس یقیناً وہ ناپاک ہے، یا وہ فسق ہو، کہ پکارا گیا ہو

لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ

(نام) غیر اللہ کا، اس پر، پھر جو شخص مجبور ہو جائے (کھانے پر بشرطیکہ) نہ ہو وہ سرکش (یعنی نافرمانی کے ارادے سے) اور نہ حد سے بڑھنے والا، تو بیشک آپ کا رب ہے

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٥﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِىْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ

بہت معاف کرنے والا، نہایت رحم والا﴿١٤٥﴾ اور اُن لوگوں پر جو یہودی ہوئے، ہم نے حرام کردیا تھا، ہر ناخن والا جانور اور گائے

وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ

اور بکری میں سے، حرام کی تھی ہم نے اُن پر اُن دونوں کی چربیاں، سوائے اس کے جو لگی ہو اُن کی پیٹھ یا آنتوں پر

اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿١٤٦﴾

یا جو لگی رہ جائے ہڈی کے ساتھ، یہ ہم نے اُن کو سزا دی ان کی سرکشی کی وجہ سے اور یقیناً ہم سچ کہہ رہے ہیں﴿١٤٦﴾

﴿١٤٣﴾: مطلب یہ ہے کہ تم لوگ کبھی نر جانور کو حرام قرار دے دیتے ہو، کبھی مادہ جانور کو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ جوڑے پیدا کرتے وقت نہ نر کو حرام کیا تھا نہ مادہ کو۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اگر نر ہونے کی وجہ سے کوئی جانور حرام ہوتا ہے تو ہمیشہ نر ہی حرام ہونا چاہئے، اور اگر مادہ ہونے کی وجہ سے حرمت آتی ہے تو ہمیشہ مادہ ہی حرام ہونی چاہئے، اور اگر کسی مادہ کے پیٹ میں ہونے کی وجہ سے حرمت آتی ہے تو پھر بچہ نر ہو یا مادہ ہر صورت میں حرام ہونا چاہئے۔ لہٰذا تم نے اپنی طرف سے جو اَحکام گھڑ رکھے ہیں نہ، اُن کی کوئی علمی یا عقلی بنیاد ہے، اور نہ اللہ کا کوئی حکم ایسا آیا ہے۔

﴿١٤٤﴾-﴿١٤٥﴾: مطلب یہ ہے کہ جن جانوروں کو بت پرستوں نے حرام قرار دے رکھا ہے، اُن میں سے کسی جانور کے بارے میں کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ممانعت کا حکم ان چار چیزوں کے سوا نہیں آیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرے جانوروں میں بھی کوئی جانور حرام نہیں۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے درندوں وغیرہ کے حرام ہونے کی وضاحت فرما دی ہے۔

● یعنی اگر آدمی بھوک سے بے تاب ہو اور کھانے کے لئے کوئی حلال چیز میسر نہ ہو، تو جان بچانے کے لئے ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کا کھانا بقدر ضرورت جائز ہو جاتا ہے۔ ان چیزوں کی حرمت کا یہ حکم پیچھے سورۂ بقرہ کی آیت ١٧٣ اور سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ٣ میں بھی گذرا ہے، اور آگے سورۂ نحل کی آیت نمبر ١١٥ میں بھی آئے گا۔

﴿١٤٦﴾: جھٹلانے والوں سے یہاں براہ راست تو یہودی مراد ہیں، کیونکہ وہ اس بات کا انکار کرتے تھے کہ مذکورہ چیزیں اُن پر اُن کی سرکشی کی وجہ سے حرام کی گئی تھیں۔ ضمناً اس میں مشرکین عرب بھی داخل ہیں جو قرآن کریم کی ہر بات کا انکار کرتے تھے جس میں یہ بات بھی شامل تھی۔ دونوں فریقوں سے کہا جا رہا ہے کہ اگر ان کے قرآن کو جھٹلانے کے باوجود اُن پر کوئی فوری عذاب نہیں آ رہا ہے، بلکہ دُنیا میں خوشحالی بھی میسر ہے، تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے عمل سے خوش ہے۔ اس کے بجائے حقیقت یہ ہے کہ اس دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ وہ اپنے باغیوں کو بھی رزق دیتا ہے، اور خوشحالی سے نوازتا ہے۔ البتہ یہ بات طے ہے کہ ان مجرموں کو ایک نہ ایک دن عذاب ضرور ہوگا جسے کوئی ٹلا نہیں سکتا۔

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ
پھر اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو کہہ دیجئے! تمہارا رب، وسیع رحمت والا ہے اورنہیں پھیرا جاتا اس کا عذاب ایسی قوم سے (جو)
الْمُجْرِمِينَ ﴿١٤٨﴾ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا
مجرم ہیں(١٤٨) عنقریب کہیں گے! وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا، اگر چاہتا اللہ تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا
وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا
اورنہ ہم حرام کرتے کوئی چیز، اسی طرح جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے چکھا
بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا
ہمارا عذاب، کہہ دیجئے! کیا ہے تمہارے پاس کچھ علم؟ تو تم اس کو نکالو ہمارے سامنے، نہیں تم پیروی کرتے مگر
الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿١٤٩﴾ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ
گمان کی اور نہیں ہو تم مگر قیاس آرائیاں کرنے والے(١٤٩) کہہ دیجئے! پس اللہ ہی کے لئے ہے حجت غالب، پھر اگر وہ چاہتا تو
لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٥٠﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ
ہدایت دے دیتا تم سب کو(١٥٠) کہہ دیجئے! تم لے آؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں، کہ بیشک اللہ ہی نے
حَرَّمَ هَٰذَا ۖ فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ
حرام کیا ہے اُن کو، پس اگر وہ گواہی دیں، تو نہ آپ گواہی دیں اُن کے ساتھ اور نہ آپ اتباع کریں اُن کے خواہشات کی، جنہوں نے
ع ١٨ ٦ ٥ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿١٥١﴾ قُلْ
جھٹلایا ہماری آیات کو اور جو نہیں ایمان لاتے آخرت پر اور وہ اپنے رب کا ہمسر ٹھہراتے ہیں (اوروں کو)(١٥١) کہہ دیجئے!
تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ
کہ آؤ میں پڑھتا ہوں، جو کچھ حرام کیا ہے تمہارے رب نے تم پر، یہ کہ نہ شریک ٹھہراؤ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو اور والدین کے ساتھ
إِحْسَانًا ۖ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ
احسان کیا کرو اور مت تم قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے، ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور انہیں (بھی)
وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۖ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ
اورمت تم قریب جاؤ بےحیائی کے کاموں کے، جو ظاہر ہوں ان میں سے اور جو پوشیدہ اور مت تم قتل کرو، کسی جان کو،
الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٥٢﴾
جس کو حرام کیا ہے اللہ نے، مگر حق کے ساتھ، یہ (باتیں) تمہیں وصیت کی ہیں (اللہ نے) اِن کی، تاکہ تم سمجھو(١٥٢)

(١٤٩): یہ پھر وہی بیہودہ دلیل ہے جس کا جواب بار بار دیا جا چکا ہے۔ یعنی یہ کہ اگر اللہ ناگوار ہے تو وہ ہمیں شرک پر قدرت ہی کیوں دیتا ہے؟ جواب بار بار دیا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ساری دُنیا کو اپنی قدرت کے ذریعے زبردستی ایمان پر مجبور کر دے تو پھر امتحان ہی کیا ہوا؟ دُنیا اسی امتحان کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ کون شخص اپنی سمجھ اور اپنے اختیار سے وہ صحیح راستے اختیار کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی فطرت میں بھی رکھ دیا ہے اور جس کی طرف رہنمائی کے لئے اتنے سارے پیغمبر بھیجے ہیں۔

(١٥٠): یعنی تم تو فرضی دلائل پیش کر رہے ہو، لیکن اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیج کر اپنی حجت پوری کر دی ہے اور ان کے بیان کئے ہوئے دلائل دلوں میں اُترنے والے ہیں۔ اُن کی تصدیق اس حقیقت نے بھی کر دی ہے کہ جن لوگوں نے انہیں جھٹلایا، وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے شکار ہوئے۔ لہٰذا یہ بات تو صحیح ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو زبردستی ہدایت پر لے آتا، لیکن اس سے تمہاری یہ ذمہ داری ختم نہیں ہوتی کہ تم اپنے اختیار سے پیغمبروں کے ناقابل انکار دلائل کو قبول کر کے ایمان لاؤ۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ج

اور نہ قریب جاؤ مال یتیم کے مگر اس طریقے سے جو بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں اپنی پختگی کو،

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ج لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ج وَاِذَا قُلْتُمْ

اور تم پورا کرو، ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ، نہیں ہم تکلیف دیتے کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق ہی اور جب تم کہو

فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ج وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ط ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ

تو عدل سے کام لو، اگرچہ ہو تمہارا قریبی (رشتہ دار) ہی اور کیا ہوا عہد اللہ سے تم پورا کرو، یہ (اللہ نے) تمہیں وصیت کی ہے اس کی،

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا

تاکہ تم نصیحت حاصل کرو﴿۱۵۳﴾ اور بیشک یہی ہے میری راہ سیدھی، سوتم اُس کی اتباع کرو اور نہ اتباع کرو

السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

(دوسرے) راستوں کی، اس لئے کہ وہ الگ کر دیں گے تم کو، اس (اللہ) کے راستے سے، یہ تمہیں (اللہ نے) وصیت کی ہے اس کی، تاکہ تم ڈرو﴿۱۵۳﴾

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

پھر عطا کی تھی ہم نے موسیٰؑ کو کتاب، پورا کرنے کے لئے (نعمت کو) اس شخص پر جس نے نیکی کی اور تفصیل بیان کرنے کے لئے ہر چیز کی

ع ۱۹/۴/۶ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

اور باعث ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ ملاقات پر اپنے رب کی، ایمان لے آئیں﴿۱۵۴﴾ اور یہ (قرآن) ایک کتاب ہے، ہم نے نازل کیا اِس کو مبارک،

فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى

سو تم اِس کی پیروی کرو اور ڈرو، تاکہ تم رحم کئے جاؤ﴿۱۵۵﴾ اب تم (یہ نہیں) کہہ سکتے! کہ بلاشبہ نازل کی گئی تھی کتاب

طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ص وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ

دو گروہوں پر ہم سے پہلے اور بیشک ہم تھے اُن کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر﴿۱۵۶﴾ یا تم کہو کہ اگر

اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ج فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

بلاشبہ نازل کی جاتی ہم پر کتاب، تو یقیناً ہم ہوتے زیادہ ہدایت یافتہ اُن سے، سو بیشک آ گئی ہے تمہارے پاس واضح دلیل، تمہارے رب کی طرف سے

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ج فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ط

اور ہدایت اور رحمت، پس کون بڑا ظالم ہے اس سے جس نے جھٹلایا اللہ کی آیات کو اور اعراض کیا اُن سے۔

سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

عنقریب ہم سزا دیں گے اُن لوگوں کو جو منہ موڑتے ہیں ہماری آیات سے، بدترین عذاب کی، بوجہ اُن کے منہ موڑنے کے﴿۱۵۸﴾

﴿۱۵۳﴾: یعنی بے حیائی کے کام جس طرح کھلم کھلا کرنا منع ہے، اسی طرح چوری بھی منع ہے۔

● خرید و فروخت کے وقت ناپ تول کا پورا لحاظ رکھنا واجب ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرما دیا کہ اس معاملے میں طاقت سے زیادہ میم میخ نکالنے کی بھی ضرورت نہیں۔ انسان کو پوری پوری کوشش کرنی چاہئے کہ ناپ تول ٹھیک ہو، لیکن کوشش کے باوجود تھوڑا بہت فرق رہ جائے تو وہ معاف ہے۔

● اللہ کے عہد میں وہ عہد بھی داخل ہے جس میں براہ راست اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کیا گیا ہو اور وہ عہد بھی جو کسی انسان سے کیا گیا ہو، مگر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یا اُس کو گواہ بنا کر کیا گیا ہو۔

﴿۱۵۴﴾: اس سے مراد قیامت کی آخری نشانی ہے، جس کے بعد ایمان قبول نہیں ہوگا، کیونکہ معتبر ایمان وہی ہے جو دلائل کی بنیاد پر ایمان بالغیب ہو، کسی چیز کو آنکھوں سے مشاہدہ کر کے ایمان لانے سے امتحان کا وہ مقصد پورا نہیں ہوتا جس کے لئے یہ دنیا پیدا کی گئی ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ
نہیں وہ انتظار کرتے مگر (اس بات کا) کہ آئیں اُن کے پاس فرشتے یا آئے آپ کا رب یا آئے کوئی بڑی نشانی آپ کے رب کی، جس دن
يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ
آجائے گی کوئی بڑی نشانی آپ کے رب کی (تو) نہیں نفع دے گا کسی نفس کو، اس کا ایمان (لانا کہ) نہیں تھا وہ ایمان لایا اس سے پہلے یا (نہیں) کمائی اس نے
فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿١٥٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا
اپنے ایمان میں کوئی بھلائی، کہہ دیجئے تم انتظار کرو، یقیناً ہم بھی منتظر ہیں﴿١٥٩﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے تفرقہ بازی کی اپنے دین میں اور ہو گئے
شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿١٦٠﴾
گروہ گروہ، آپ نہیں ہیں اُن سے کسی چیز میں، بس اُن کا معاملہ اللہ کی طرف ہے، پھر وہ انہیں خبر دے گا اُس چیز کی جو تھے وہ کرتے﴿١٦٠﴾
مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا
جو شخص لائے گا (ایک) نیکی تو اس کے لئے اس کا دس گنا (بدلہ) ہے اور جو شخص لائے گا ایک برائی تو نہیں وہ سزا دیا جائے گا، مگر ویسا ہی
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٦١﴾ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ
اور وہ نہیں ظلم کئے جائیں گے﴿١٦١﴾ کہہ دیجئے! بلاشبہ مجھے راہ دکھائی میرے رب نے سیدھی راہ کی طرف، (یعنی) دین درست کی جو طریقہ ہے
اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٦٢﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ
ابراہیمؑ کا، جو ایک ہی طرف کا ہو گیا تھا سب سے کٹ کر اور نہیں تھا وہ مشرکوں میں سے﴿١٦٢﴾ کہہ دیجئے! یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی
وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٣﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٦٤﴾
اور میری مَوت (سب) اللہ رب العالمین کے لئے ہے﴿١٦٣﴾ نہیں کوئی شریک اس کا اور اسی کا، میں حکم دیا گیا ہوں اور میں ہوں سب سے پہلا مسلم (فرماں بردار)﴿١٦٤﴾
قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا
کہہ دیجئے! کیا سوائے اللہ کے میں تلاش کروں کوئی رب، حالانکہ وہی ہے رب ہر چیز کا اور نہیں کماتا کوئی شخص (کوئی گناہ) مگر اسی پر ہے (وبال) اور نہیں
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
اٹھائے گی کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان)، بوجھ (کسی) دوسری (جان) کا، پھر تمہارے رب کی طرف تمہاری واپسی ہے، پھر وہ تمہیں خبر دے گا، ساتھ اس چیز کے کہ، تھے تم
فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ
اس میں اختلاف کرتے﴿١٦٥﴾ اور وہی ہے جس نے بنایا تمہیں خلیفہ زمین کا اور بلند کیا تمہارے ایک کو دوسرے پر درجات میں،
لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٦﴾ ع ٢٠/١١ ٧
تاکہ وہ تمہیں آزمائے ان (نعمتوں) کے بارے میں، جو عطا کیں اس نے تم کو، بیشک آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے﴿١٦٦﴾

﴿١٦٠﴾:-﴿١٦٥﴾: کفار کبھی کبھی مسلمانوں سے یہ کہتے تھے کہ تم ہمارے مذہب کو اپنالو، اگر کوئی عذاب ہوا تو تمہارے حصے کا عذاب بھی ہم اپنے سر لے لیں گے، جیسا کہ سورۂ عنکبوت (١٢:٢٩) میں قرآن کریم نے اُن کی یہ بات نقل فرمائی ہے۔ یہ آیت اس کے جواب میں نازل ہوئی اور اس میں یہ عظیم سبق ہے کہ ہر شخص کو اپنے انجام کی خود فکر کرنی چاہئے، کوئی دوسرا شخص اسے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ یہی مضمون سورۂ بنی اسرائیل (١٧: ١٥) سورۂ فاطر (١٨:٣٥) سورۂ زمر (٧:٣٩) سورۂ نجم (٣٨:٥٣) میں بھی آیا ہے۔ اس کی مزید تفصیل اِن شاء اللہ سورۂ نجم میں آئے گی۔

(٧) سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ (٣٩)
اٰيَاتُهَا ٢٠٦　　　رُكُوْعَاتُهَا ٢٤

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓصٓ (١) كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى

الف۔لام میم۔صاد① کتاب، نازل کی گئی ہے آپ کی طرف، چنانچہ نہ ہو آپ کے دل میں کوئی تنگی اس (کی وجہ) سے، تاکہ آپ خبردار کریں اس کے ذریعہ اور نصیحت ہے

لِلْمُؤْمِنِيْنَ (٢) اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ

مومنوں کے لئے② (اے لوگو) تم پیروی کرو اُس کی جو نازل کی گئی ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اور نہ تم پیروی کرو اس کے سوا اور دوستوں کی (لیکن)

قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (٣) وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ

بہت ہی کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو③ اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہلاک کیا ہم نے ان کو پھر آیا اُن پر ہمارا عذاب (اچانک) رات کے وقت یا وہ

قَآئِلُوْنَ (٤) فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (٥)

(جب) دوپہر کو آرام کر رہے تھے④ پھر نہ تھی اُن کی پکار، جب آ گیا اُن کے پاس ہمارا عذاب، مگر یہ کہ انہوں نے کہا! بلاشبہ ہم ہی تھے ظالم⑤

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ (٦) فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

پھر ہم ضرور پوچھیں گے اُن لوگوں سے کہ جو بھیجے گئے اُن کی طرف (رسول) اور ہم ضرور پوچھیں گے، بھیجے گئے (رسولوں) سے⑥ پھر ہم بیان کریں گے (ساری باتوں کو) اُن پر

بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ (٧) وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

پورے علم کے ساتھ اور نہ تھے ہم غائب⑦ اور (اعمال کا) وزن اُس دن برحق ہوگا، سو جن کی بھاری ہوگئی اس (کے نیک اعمال) کی میزان

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (٨) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

تو وہی لوگ ہیں کامیاب⑧ اور جن کی ہلکی ہو گئی اُس کی میزان، تو وہی لوگ ہیں جنھوں نے خسارے میں ڈالا

اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ (٩) وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ

اپنی جانوں کو، بوجہ اس کے کہ تھے وہ ہماری آیتوں کے ساتھ بے انصافی کرتے⑨ اور یقیناً ہم نے تمہیں اقتدار دیا زمین میں اور ہم نے بنا دیے تمہارے لئے

فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ (١٠) وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ　ع ١/١٠ ٨

اس (زمین) میں اسباب گزران (زندگی گزارنے کے سامان لیکن) بہت ہی کم تم شکر کرتے ہو⑩ اور یقیناً ہم نے تمہیں تخلیق دی، پھر ہم نے تمہاری صورتیں بنائیں،

ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ (١١)

پھر ہم نے کہا فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدمؑ کو، تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، نہ ہوا وہ سجدہ کرنے والوں میں سے⑪

تفسیر سورۃ الاعراف

①: یہ سورت الانعام سے قبل مکہ میں نازل ہوئی۔ آیت نمبر ۱۶۳ تا آیت نمبر ۱۷۱ آٹھ آیات مدنی ہیں۔ اس سورت میں جنت اور جہنم کے درمیان ایک مقام اعراف کا ذکر آیا ہے۔ اسی لئے اس کا نام اعراف ہے۔ یہ حروف مقطعات ہیں۔ موجودہ دور میں اسکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ راجح قول کے مطابق یہ عرب ادباء کو چیلنج ہے کہ اگر تمہیں قرآن کے بارے میں شک ہے تو یہ انہی حروف سے مرکب ہے۔ تم بھی اس جیسا کلام بناؤ۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھیں: البقرہ ۲:۱)

②: یہاں کتاب سے مراد سورۃ الاعراف ہی ہے۔ قرآن میں جب کبھی کسی سورت کی ابتداء میں کتاب کا لفظ آتا ہے تو اسکا معنی وہی سورت ہوتا ہے۔

③: اولیاء سے مراد سرپرست اور قائدین ہیں۔ غیر مسلم قائدین اور نظاموں سے مسلمانوں کو کسی طرح کے قواعد واحکام اسلام میں درآمد کرنے کی ضرورت نہیں کہ زہد ورہبانیت کیلئے مسلمان ہندی اور یونانی فلسفہ کے محتاج ہوں یا سیاسی نظام کیلئے مغربی جمہوریت کو اسلام میں گھیرنے کی کوشش کریں۔

④: قال کا ایک معنی دوپہر کو آرام کرنا ہے قیلولہ اسی استراحت کو کہتے ہیں یعنی عذاب اس وقت آ پکڑتا ہے جبکہ وہ مزے کی نیند اڑا رہے ہوتے ہیں۔

⑤: مگر اس وقت کا اعتراف گناہ تو کسی طرح سے فائدہ مند نہیں ہوسکتا۔

⑧: دنیا میں بے شمار ایسے مجرم گزرے ہیں جو کہ بے حد ظلم وستم کرتے رہے مگر دنیا سے اپنے جرم کی سزا پائے بغیر ہی رخصت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت عدل کا تقاضا ہے کہ ان مجرموں کو ضرور سزا ملے۔ اسکے لئے دوسری زندگی ضروری ہے۔ اس سے ایک اور بات مستنبط ہوتی ہے کہ عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرنے کیلئے قاضی محض اپنے علم کی بنا پر فیصلہ نہیں دے سکتا بلکہ اس کیلئے شہادتوں کا نصاب پورا کرنا ضروری ہے۔

⑪: اس سے مراد ارواح بنی نوع انسان ہیں جنہیں اس وقت اس قسم کی شکل وصورت عطا کی گئی تھی جیسے کہ انکے دنیا میں اجسام یا ابوالبشر حضرت آدمؑ ہیں جنہیں انسانوں کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

● ابلیس فرشتوں سے نہیں بلکہ جنوں سے تھا جبکہ آسمان میں فرشتوں کے ساتھ عبادت میں شامل رہنے کی وجہ سے وہ بھی اس حکم میں شامل تھا جو فرشتوں کو دیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ایک (دفعہ) آدم اور موسیٰ میں ملاقات ہوئی تو موسیٰ آدم سے کہنے لگے۔ ''تم ہی ہو جنہوں نے سب لوگوں کو مصیبت میں ڈالا اور جنت سے نکلوایا۔'' آدم نے جواب دیا'' تم وہ موسیٰ ہو جسے اللہ نے اپنی رسالت کیلئے چنا اور خاص کر اپنی ذات کیلئے برگزیدہ کیا اور تم پر تورات نازل فرمائی۔'' موسیٰ نے فرمایا۔''ہاں!'' تب آدم نے فرمایا۔''کیا تم نے تورات میں یہ نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امر میری تقدیر میں میری پیدائش سے بھی پہلے لکھ دیا تھا؟'' موسیٰؑ نے جواب دیا۔''ہاں!'' (یہ بات تورات میں موجود ہے۔) پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس طرح آدمؑ موسیٰؑ پر دلیل میں غالب آئے۔'' (بخاری)

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ

(اللہ نے) کہا! کس چیز نے تجھے منع کیا، اس سے کہ تو سجدہ نہ کرے جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا، اُس نے کہا! میں بہتر ہوں اس سے، تو نے مجھے پیدا کیا آگ سے

وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ

اور تو نے اس (آدمؑ) کو پیدا کیا مٹی سے ⑫ فرمایا! بس تو اتر جا، یہاں سے، پس نہیں (لائق) تھا تیرے لئے یہ کہ تکبر کرے یہاں، سو تو نکل جا، بلاشبہ تو

مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ

ذلیلوں میں سے ہے ⑬ (اس نے) کہا! تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ، (جب) اٹھائے جائیں گے ⑭ فرمایا! بیشک تجھے مہلت ہے ⑮ کہا! اس وجہ سے کہ

اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ

تو نے مجھے گمراہ کیا، تو میں ضرور (گھات میں) بیٹھوں گا ان (کو گمراہ کرنے) کے لئے، تیرے سیدھے راستے پر ⑯ پھر میں ضرور آؤں گا ان کے پاس (یعنی گھیروں گا) ان کے سامنے سے

وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ

اور ان کے پیچھے سے اور اُن کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے اور نہ تو پائے گا ان میں سے اکثر کو شکرگزار ⑰ فرمایا!

اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾

نکل جا یہاں سے ذلیل دُھتکارا ہوا، البتہ جو شخص تیری پیروی کرے گا ان میں سے تو میں ضرور بھردوں گا جہنم کو تم سب سے ⑱

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ

اور اے آدمؑ! رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں اور تم دونوں کھاؤ، جہاں سے تم دونوں چاہو اور مت دونوں قریب جانا اس درخت کے، (ورنہ)

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا

پس ہو جاؤ گے تم دونوں ظالموں میں سے ⑲ پھر وسوسہ ڈالا ان دونوں (کو بہکانے) کے لئے، شیطان نے تا کہ کھول دے ان دونوں کے سامنے جو کہ چھپائی گئی تھیں اُن دونوں سے،

مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا

اُن دونوں کی شرمگاہیں اور کہا (شیطان نے): نہیں روکا تم دونوں کو تمہارے رب نے اس درخت سے، مگر (اس لئے) کہ تم دونوں کہیں (نہ) ہو جاؤ فرشتے یا تم ہو جاؤ

مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا

ہمیشہ رہنے والوں میں سے ⑳ اور اس نے قسم کھائی اُن کے سامنے کہ بیشک میں تم دونوں کے لئے حقیقی خیر خواہوں میں سے ہوں ㉑ چنانچہ ان دونوں کو مائل کر دیا دھوکا دے کر، پھر جب ان دونوں نے چکھا،

الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا

اس درخت کو تو کھل گئے ان کے سامنے ان کے ستر اور لگے وہ ڈھانکنے اپنے آپ کو، جنت کے پتوں سے اور پکارا انہیں

رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾

ان کے رب نے، کیا نہیں میں نے تمہیں روکا تھا اس درخت سے اور میں نے (نہیں) کہا تھا تم سے کہ، یقیناً شیطان تم دونوں کا دشمن ہے کھلا ㉒

⑫: ابلیس نے یہ قیاس کیا کہ مٹی سے آگ بہتر ہے کیونکہ آگ اوپر کو اٹھتی ہے جبکہ مٹی نیچے کو گرتی ہے۔ حکم الٰہی کے مقابلے میں اس نے قیاس سے کام لیا جبکہ یہ قیاس بھی فاسد تھا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر اس میں روح پھونکی تو اسکا شرف کیا کم ہوگا؟ ۔۔۔ پھر یہ ثابت بھی ہو گیا کہ یہ مٹی سے بننے والا آدم آگ کی مخلوق ابلیس سے بہتر ہے۔ ابلیس نے غلطی کی تو اکڑ گیا۔ آدم نے غلطی کی تو معافی مانگ لی۔

⑬: یہ واقعات محض گزاری کیلئے بیان نہیں ہوئے بلکہ ان میں بنی نوع انسان کیلئے عبرت آموز سبق اور حکمت کے موتی ہیں۔ غلطی کرنے کے بعد اگر ابلیس نہ اکڑتا یا توبہ کرتا اور معافی مانگ لیتا تو اس طرح ہمیشہ کیلئے اسے پھٹکار اور لعنت نہ ملتی۔

⑮: تو اللہ تعالیٰ نے یہ مہلت دی یعنی انسان کو ورغلانے اور بہکانے کا اختیار دے دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ہے۔ اسکی مکمل حکمت سمجھنا تو ہمارے بس سے باہر ہے تاہم حکمت یہ نظر آتی ہے کہ اس سے انسان کی آزمائش کرے۔

⑯: مزید ابلیس نے یہ جرم کیا کہ اپنی نافرمانی اور گناہ کا الزام اللہ رب العزت والجلال پر لگا دیا گویا شیطان نے بھی، عقل پرستوں اور ملحدوں کی طرح یہ کہہ دیا کہ اگر اللہ یہ نہ چاہتا تو ایسا نہ ہوتا۔ گویا ان لوگوں نے یہ گر اپنے سرغنے ابلیس ہی سے سیکھا ہوا ہے۔ اور اس بدبخت ابلیس کو اپنی غلطی نظر نہ آئی جس پر ندامت محسوس کرتا۔ اے اللہ ہمیں ہر قسم کی غلطیوں اور گمراہیوں سے محفوظ رکھ ہم تیری پناہ چاہتے ہیں۔

⑰: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''آگے'' سے مراد آخرت کے بارے میں شک ڈالنا ہے۔ ''پیچھے'' سے مراد نہیں دنیا پر فریفتہ کرنا ہے۔ ''دائیں'' سے مراد یہ ہے کہ دین کے بارے میں شکوک پیدا کرے اور ''بائیں'' سے مراد گناہوں کو مرغوب بنانا ہے یا اس سے یہ مراد ہے کہ کسی طرح بھی انہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا بلکہ بہکاتا ہی رہوں گا۔ چنانچہ فی الواقع ابلیس نے اپنا یہ ظن سچا کر دکھایا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

''بے شک ابلیس نے اپنا گمان سچ کر دکھایا۔ مومنین کی ایک جماعت کے علاوہ سب نے اسکی اتباع کی۔'' (سبا آیت:۲۰)

⑲: ابلیس کو جنت سے نکالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحوا کو جنت میں بسایا اور آزمائش کیلئے انہیں ایک درخت کے قریب جانے سے روک دیا۔

⑳: شیطان کبھی ایسے گمراہ نہیں کرتا کہ براہ راست گمراہی کی ترغیب دے بلکہ سبز باغ دکھا کر گمراہ کرتا ہے۔

㉑: اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم اور حوا فوری طور پر شیطان کے چکر میں نہیں آئے بلکہ شیطان کچھ عرصہ مسلسل بہکاتا رہا۔

㉒: اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ستر چھپانا انسانی فطرت میں ہے اس سے ان ''محققین'' کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ انسان ابتداء میں ننگا رہتا تھا اور یہ وہی لوگ ہیں جو کہ انسان کو جانوروں کی اولاد قرار دیتے ہیں۔ ان ''محققین'' کا سارا انحصار ظن وتخمین پر ہے جبکہ وحی الٰہی یقینی علم عطا کرتی ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾
ان دونوں نے کہا! اے ہمارے رب: ہم نے ظلم کیا اپنے آپ پر اور اگر نہ تو نے ہمیں بخشا اور (نہ) رحم کیا تو نے ہم پر، تو ہم ضرور ہو جائیں گے خسارہ پانے والوں میں سے ﴿۲۳﴾
قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ
(اللہ نے) کہا! اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے زمین میں ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے
اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ
ع ۲/۱۵/۹
ایک وقت متعین تک ﴿۲۴﴾ فرمایا! اسی میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی میں سے تم نکالے جاؤ گے ﴿۲۵﴾ اے بنی آدمؑ! یقیناً
اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ
ہم نے اتارا تم پر لباس، (وہ) چھپاتا ہے تمہارے جسم کے قابل شرم حصے (ستر) اور زینت اور تقویٰ کا لباس، یہ
خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ
سب سے بہتر ہے، یہ نشانیوں میں سے ہے اللہ کی، تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں ﴿۲۶﴾ اے بنی آدم! نہ تمہیں فتنے میں ڈال دے شیطان
كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ
جس طرح اُس نے نکلوایا تھا تمہارے ماں باپ کو جنت سے، اتروا دئے تھے ان پر سے ان کے لباس، تاکہ دکھائے ان دونوں کو ان کی شرمگاہیں،
اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ
یقیناً وہ تمہیں دیکھتا ہے وہ اور اس کا قبیلہ، جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے، یقیناً ہم نے بنا دیے شیطانوں کو ولی (سرپرست)
لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا
ان لوگوں کا جو نہیں ایمان لاتے ﴿۲۷﴾ اور جب وہ کرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام تو کہتے ہیں! کہ ہم نے پایا اس پر اپنے باپ دادا کو اور اللہ ہی نے ہم کو حکم دیا ہے
بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ
اس کا، کہہ دیجئے! یقیناً اللہ نہیں حکم دیتا بےحیائی کا، کیا تم کہتے ہو اللہ کے بارے میں ایسی باتیں جس کو نہیں تم جانتے ﴿۲۸﴾
اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ
کہہ دیجئے! حکم دیا ہے میرے رب نے انصاف کا اور سیدھے (قبلہ رخ) کرو اپنے چہرے ہر عبادت (نماز) میں اور پکارو اسی کو، خالص کرتے ہوئے،
لَهُ الدِّيْنَ ۬ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ۭ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ
اسی کے لئے اپنا دین (اطاعت) جس طرح پیدا کیا ہے اُس نے تم کو، (اسی طرح) تم پھر پیدا کئے جاؤ گے ﴿۲۹﴾ ایک گروہ ہے، جس کو سیدھا راستہ دکھا دیا گیا اور دوسرا گروہ وہ ہے کہ ثابت ہو گئی ان پر گمراہی،
اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾
یقیناً انہوں نے بنالیا شیطانوں کو دوست (سرپرست) اللہ کو چھوڑ کر اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بلاشبہ ہدایت یافتہ ہیں ﴿۳۰﴾

﴿۲۳﴾: شیطان اور آدم کی سرشت کا فرق اس پورے واقعہ سے واضح ہو جاتا ہے
(ا) ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی عمداً کی جبکہ آدمؑ سے بھول ہوئی۔
(ب) ابلیس سے باز پرس ہوئی تو اس نے تکبر کیا اور آدم سے ہوئی تو انہوں نے اعتراف کیا کہ واقعی قصور ہمارا ہی تھا۔
(ج) ابلیس انہیں جرائم کی وجہ سے بارگاہ الٰہی سے ہمیشہ کیلئے ملعون اور راندہ ہوا قرار دیا گیا اور آدم اپنی غلطی کے اعتراف اور توبہ کی وجہ سے معاف کئے گئے۔ مقرب بارگاہ الٰہی بن گئے اور انہیں نبوت بھی عطا ہوئی۔
اس سارے واقعہ کی مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ ۲:۳۰:۳۸) اور (الحجر ۱۵:۲۶:۴۲)
﴿۲۴﴾: ابلیس کی آزمائش کا سبب چونکہ حضرت آدم ہے لہٰذا ابلیس آدم اور نبی آدم کا دشمن ٹھہرا۔ اولاد آدم کو جنت سے نکلوانے کا ظاہری سبب چونکہ ابلیس بنا لہٰذا بنی آدم ابلیس کے دشمن ٹھہرے۔
﴿۲۶﴾: انسان کو فطری طور پہ شرم و حیاء کی جبلت ودیعت کی گئی ہے یا دوسری تمام اشیاء کی طرح لباس کے ذرائع و رسائل بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔ لباس کے بنیادی طور پہ دو ہی مقاصد ہیں۔
(ا) شرم گاہ یا ستر چھپانا۔
(ب) زیب و زینت نیز سردی و گرمی وغیرہ سے بچاؤ۔
● لباس تقوٰی سے مراد تقوٰی کا رنگ ڈھنگ اختیار کرنا ہے۔ خاص طور پہ لباس میں درج ذیل خصوصیات ہونا چاہئیں۔
(ا) لباس سادہ تر ہو ایسا نہ ہو کہ پہننے کے باوجود جسم کے پوشیدہ حصوں کے خدوخال نمایاں ہوں۔
(ب) لباس مناسب ہو، متکبرانہ نہ ہو، زمین پر گھسیٹ نہ رہا ہو۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ”ٹخنوں سے نیچے جو بھی ہو وہ آگ میں ہوگا“۔ (بخاری)
(ج) عورت مردوں کا لباس نہ پہنے اور مرد عورتوں کا نہ پہنے۔ غیر مسلم قوموں کے لباس کی نقالی نہ کی جائے۔ مرد ریشمی لباس نہ پہنیں۔
﴿۲۷﴾: شیطان کا وار صرف انہی لوگوں پر کارگر ہوتا ہے جو ایمان نہیں لاتے کیونکہ ایمان لانے والے ایک ایسی ذات کی پناہ میں آجاتے ہیں جو ان شیطانوں کو تو دیکھ رہا ہے مگر وہ شیطان اسے نہیں دیکھ سکتے۔ گویا معاملہ شیطان کے خلاف بالکل الٹ ہو جاتا ہے۔
﴿۲۸﴾: مشرکین اور انکے اباء کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کرتے اور سمجھتے کہ ہم فطری حالت میں طواف کر رہے ہیں۔ نیز جس لباس میں گناہ کے کام کئے ہوتے ہیں وہ اتار کر طواف کرتے ہیں۔ اسے تقدس کا رنگ دیا ہوا تھا کہ باپ دادا کا عمل ہے لہٰذا اللہ کا حکم ہی ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ

اے اولاد آدمؑ! تم اختیار کرو اپنی زینت ہر عبادت (نماز) کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور نہ اسراف کرو، یقیناً وہ

ع ۱۰ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ

نہیں پسند کرتا اسراف کرنے والوں کو۞ کہہ دیجئے! کس نے حرام کیا ہے اللہ کی زینت کو، وہ جو اُس نے پیدا کی اپنے بندوں کے لئے اور پاکیزہ چیزیں

مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ

کھانے پینے کی (بطور رزق)؟ کہہ دیجئے! یہ ان لوگوں کے لئے ہیں، جو ایمان لائے دنیاوی زندگی میں، خالص ہوں گی آخرت میں (انہی کے لئے) اسی طرح

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا

ہم مفصل بیان کرتے ہیں آیات کو اُن لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۞ کہہ دیجئے! یقیناً حرام ٹھہرایا ہے میرے رب نے بے حیائی کی باتوں کو، جو ظاہر ہوں ان میں سے

وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ

اور جو پوشیدہ اور گناہ کو اور ظلم کو بغیر حق کے اور یہ کہ تم شریک ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ اس چیز کو کہ نہیں اتاری اللہ نے، اس کی کوئی دلیل اور یہ کہ

تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

تم کہو اللہ کے بارے میں وہ بات جو نہیں تم جانتے۞ اور ہر امت کے لئے ایک وقت مقرر ہے، پھر جب آجائے گا اُن کا وقتِ مقرر، تو نہ وہ پیچھے ہوں گے (اس سے)

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ

ایک ساعت (لمحہ بھر) اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۞ اے بنی آدمؑ! اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے، جو بیان کریں

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ

تم پر میری آیتیں، تو جس نے تقویٰ اختیار کیا اور (اپنی) اصلاح کی، تو نہیں کوئی خوف ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۞ اور وہ لوگ جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾

جھٹلایا ہماری آیات کو اور تکبر کیا ان سے، وہی لوگ ہیں دوزخ والے، جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۞

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ

پھر کون زیادہ ظالم ہے اُس شخص سے، جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ، یا جھٹلایا اس کی آیات کو، یہی لوگ ہیں کہ پہنچے گا اُن کو اُن کا حصہ

مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ

لکھے ہوئے سے، یہاں تک کہ جب آئیں گے ان کے پاس ہمارے قاصد، جو ان کی روحیں قبض کریں گے تو وہ کہیں گے! کہاں ہیں وہ، جن کو تم پکارتے تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

اللہ کے سوا؟ وہ کہیں گے! وہ گم ہوگئے ہم سے اور وہ گواہی دیں گے خود اپنے خلاف، کہ بیشک وہ تھے کفر کرنے والے۞

۞: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اسکے کندھے پر کچھ نہ ہو۔'' (بخاری)

حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صرف) ایک کپڑے میں نماز پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے دونوں کناروں کو مخالف سمتوں میں کندھوں پر ڈال لیا تھا۔'' (بخاری)

ابو مسلم سعید بن یزید ازدیؒ کہتے ہیں کہ ''میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیوں سمیت نماز پڑھ لیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں۔'' (بخاری)

نماز کیلئے کپڑے پاک ہوں۔ کم از کم ایک کپڑے میں بھی نماز ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ اتنا بڑا ہو کہ کندھوں سے لیکر پنڈلیوں تک جسم ڈھانپ سکتا ہو۔ سر پر کپڑا ہونا ضروری نہیں۔ عورت کیلئے چہرہ اور ہاتھ کے سوا سارا بدن ڈھانپنا ضروری ہے۔

● اسراف یعنی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا---اگر یہ کھانے پینے میں ہو تو صحت کی تباہی اور مالی نقصان ہے۔ اگر پہننے میں ہو تو تکبر پیدا کرے گا جو خود بے شمار خرابیوں کی جڑ ہے۔

۞: جیسے شرک اور بے حیائی کے کاموں کے بارے میں کہتے کہ اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر: ۲۸)

۞: مراد تاخیر ہے۔ تقدیم کا لفظ محاورتاً استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ جب وقت آ گیا تو پھر تقدیم ہونا بے معنی ہے۔ ایسے محاورے اردو میں بھی بولے جاتے ہیں جیسے کوئی گاہک دکاندار سے کہتا ہے ''قیمت میں کمی بیشی؟'' حالانکہ مراد صرف کمی ہی ہوتی ہے۔

یہ وقت کب آتا ہے اس کا انحصار اس قوم یا گروہ کی جانب سے فساد فی الارض یا گناہوں کی رفتار پر ہے۔

۞: بنی آدم کو دنیا میں یونہی نہیں بھیجا گیا مگر اس کی ہدایت کا بندوبست بھی کر دیا گیا ہے اور جو تقویٰ کی روش اختیار کرے گا اسے کچھ غم اور خوف نہ ہوگا کہ یہ جنت اسی کیلئے ہے۔

۞: جھوٹے نبوت کے مدعی یا ایسا طرز عمل اختیار کرنیوالے اپنی جانب سے بات اللہ کے نام لگانے والے------یہ سب دنیا میں رزق اور زندگی وغیرہ مقدر کے مطابق حاصل کریں گے مگر موت کے بعد انجام سے دوچار ہونگے۔

● اس آیت سے اور دیگر کئی آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وارد ہوتے وقت مجرموں کو اپنے انجام کا پتہ چل جاتا ہے۔ فرشتوں کے سوالوں کا جواب بن نہیں پڑتا حتیٰ کہ خود اپنے خلاف گواہی دے دیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا ہی چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا تا کہ تمہیں عذاب قبر سنائی دے۔'' (مسلم)

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا

ارشاد ہوگا! کہ داخل ہوجاؤ تم بھی، ان امتوں کے ساتھ، یقیناً جو گزر چکی ہیں تم سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے، آگ میں جب بھی

دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ

داخل ہوگی ایک امت (گروہ) لعنت کرے گی اپنے جیسے (دوسری امت) کو یہاں تک کہ جب وہ اکٹھے (گر چکے) ہوں گے اس میں سب، تو کہے گی بعد میں آنے والی

لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ قَالَ لِكُلٍّ

اپنے سے پہلے والی کے بارے میں، کہ اے ہمارے رب! انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا، لہٰذا تو انہیں دے عذاب دوگنا آگ کا، ارشاد ہوگا! ہر ایک کے لئے

ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا

دوگنا (عذاب) ہے اور لیکن تم نہیں جانتے (۳۸) اور کہیں گی پہلی (امتیں) بعد میں آنے والی (امتوں) سے، چونکہ نہیں ہے تمہارے لئے ہم پر

مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٣٩﴾ ع ۴ ٨ ١١ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

کوئی فضل (کہ نہیں کم عذاب ملے) لہٰذا چکھو عذاب، اس وجہ سے کہ جو تھے تم کماتے (۳۹) بیشک وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو

وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ

اور تکبر کیا ان سے، نہیں کھولے جائیں گے، ان کے لئے دروازے آسمان کے اور نہ وہ داخل ہوں گے جنت میں، یہاں تک کہ گزر جائے (یا داخل ہوجائے)

الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ

اونٹ سوئی کے ناکے میں سے اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو (۴۰) اُن کے لئے جہنم ہی کا بچھونا ہوگا

وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور اُن کے اوپر (اسی کا) اوڑھنا ہوگا اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو (۴۱) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُنہوں نے عمل کئے

الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۫ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٤٢﴾

اچھے، نہیں بوجھ ڈالتے ہم کسی جان پر مگر اس کی استطاعت کے مطابق (لہٰذا) ایسے ہی لوگ ہیں جنت والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۴۲)

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور ہم نکال دیں گے جو ہوگا ان کے سینوں میں کوئی کینہ، بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں اور وہ کہیں گے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں

الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ

جس نے ہمیں ہدایت دی اس کو اور نہ تھے ہم کہ ہدایت پاتے، اگر نہ یہ کہ اللہ نے ہدایت دی ہوتی، البتہ یقیناً آئے تھے

رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ النصف

رسول ہمارے رب کے حق کے ساتھ اور وہ آواز دئے جائیں گے، کہ یہ جنت ہے، تم اس کے وارث بنائے گئے ہو، بسبب اس کے جو تھے تم عمل کرتے (۴۳)

(۳۸): امم جمع ہے امت کی۔ یعنی جہنم میں بعد میں داخل ہونیوالے پہلے ہونیوالوں کے بارے میں یا اتباع کرنیوالے عوام اپنے سرداروں اور دینی قائدین کے بارے میں کہیں گے۔

● پچھلے پہلے لوگوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمیں گمراہی کے رستہ پر ڈالا جبکہ پہلے کہیں گے کہ تم اندھے تو نہ تھے، صاحب شعور تھے۔ اس طرح ایک دوسرے کو طعنے کوسنے اور لعنتیں کریں گے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں۔

● جہنم کا عذاب چونکہ دائمی ہوگا۔ ایک دور کے بعد دوسرا دور ہوگا۔ اس لئے اسے دگنا کہا ہے۔

(۴۰): ایسے لوگوں کی روح کو جب فرشتے آسمان کی جانب لیکر جاتے ہیں تو آسمان کا دروازہ ہی ان کیلئے نہیں کھولا جاتا اور انہیں وہیں سے پھینک دیا جاتا ہے اور سجین میں قید کر دیا جاتا ہے۔ کئی مفسرین نے اس سے مراد اعمال یا دعا لیا ہے۔ تینوں مفہوم درست ہوسکتے ہیں۔

● یہ عربی کا محاورہ ہے جو کہ ناممکن العمل کام کیلئے بولا جاتا ہے۔ یعنی اہل کفر کا جنت میں داخلہ ممکن نہیں۔

(۴۱): غواش لفظ غاشیہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی ڈھانپنے والی ہے۔

(۴۲): یہ جہاں ایک جانب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے وہیں دوسری جانب خالق کی حقانیت کی دلیل ہے۔ صرف خالق ہی صحیح اندازہ کرسکتا ہے کہ اسکی مخلوق کی استعداد کیا ہے۔ چنانچہ شریعت میں کوئی ایسا حکم نہیں دیا گیا جو کہ انسان کی استعداد سے زیادہ ہو۔

(۴۳): غور فرمایئے کہ اہل جہنم جو دنیا میں ظلم و زیادتی کے کاموں میں معاون تھے جہنم میں ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔ ہر کوئی اپنی گمراہی کا الزام دوسرے پر تھوپنے کی کوشش کرے گا۔ (دیکھئے آیت نمبر ۲۹۔۲۸) ایک دوسرے کو لعنتیں کوسنے اور طعنے دیں گے۔ دوسری جانب اہل جنت کے دلوں میں اگر دنیاوی زندگی میں ایک دوسرے کے خلاف کچھ بغض ہوگا تو وہ بھی صاف کر دیا جائے گا۔ ایک دوسرے کیلئے مخلصانہ اخوت کے جذبات ہونگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ میں طلحہ و زبیر ان لوگوں میں سے ہونگے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ﴾ بعض مفسرین نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ چونکہ جنت میں سو درجے ہونگے۔ اس کے باوجود جنتی لوگ اپنے درجات پر مطمئن ہونگے اور ایک دوسرے سے حسد نہ کریں گے۔

● یہ اسلام کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کا ایک نمونہ ہے۔ جو امت کے افراد میں بہترین خوشگوار روابط پیدا کرنے کا ضامن ہے۔ ایک طرف جنتی یہ کہہ رہے ہونگے کہ یہ ساری ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کی مہربانی ہے۔ اس نے ہماری ہدایت کیلئے رسول بھیجے۔ دوسری جانب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے نیک اعمال کی بنا پر تمہیں جنت کا وارث بنایا جاتا ہے۔

وَنَادٰۤى اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ اَصۡحٰبَ النَّارِ اَنۡ قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلۡ وَجَدۡتُّمۡ

اور پکار کر کہیں گے جنت والے دوزخیوں کو کہ بیشک ہم نے پایا وہ وعدہ جو کیے تھے ہم سے ہمارے رب نے سچے، تو کیا تم نے بھی پا لئے ہیں،

مَّا وَعَدَ رَبُّكُمۡ حَقًّا ؕ قَالُوۡا نَعَمۡ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ لَّعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ۙ﴿٤٤﴾

وہ وعدے جو کیے تھے تم سے تمہارے رب نے سچے؟ کہیں گے ہاں، پھر پکار کر کہے گا، ایک پکارنے والا ان کے درمیان، کہ لعنت ہو اللہ کی ان ظالموں پر ﴿٤٤﴾

[وقف غفران] الَّذِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ كٰفِرُوۡنَ ﴿٤٥﴾

جو روکتے تھے، اللہ کی راہ سے اور تلاش کرتے تھے اس میں ٹیڑھا پن اور وہ آخرت کے منکر تھے ﴿٤٥﴾

وَبَيۡنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الۡاَعۡرَافِ رِجَالٌ يَّعۡرِفُوۡنَ كُلًّاۢ بِسِيۡمٰٮهُمۡ ۚ وَنَادَوۡا اَصۡحٰبَ

اور ان دونوں (گروہوں) کے درمیان پردہ (اوٹ) ہوگا اور اعراف (ایک بلند مقام) پر کچھ لوگ ہوں گے، جو پہچانتے ہوں گے، ہر گروہ کو، ان کے خاص علامات سے اور وہ پکار کر کہیں گے، اہل

الۡجَنَّةِ اَنۡ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ ۟ لَمۡ يَدۡخُلُوۡهَا وَهُمۡ يَطۡمَعُوۡنَ ﴿٤٦﴾ وَاِذَا صُرِفَتۡ اَبۡصَارُهُمۡ

جنت سے کہ سلام ہو تم پر، (یہ لوگ) نہیں داخل ہوئے ہوں گے ابھی جنت میں اور وہ امید رکھتے ہوں گے ﴿٤٦﴾ اور جب پھیری جائیں گی اُن کی نگاہیں

[ع ٥ / ٨ / ١٢] تِلۡقَآءَ اَصۡحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوۡا رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿٤٧﴾ وَنَادٰۤى اَصۡحٰبُ

دوزخیوں کی طرف، تو وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! نہ کر تو ہمیں شامل اس ظالم قوم کے ساتھ ﴿٤٧﴾ اور وہ پکار کر کہیں گے! اہل

الۡاَعۡرَافِ رِجَالًا يَّعۡرِفُوۡنَهُمۡ بِسِيۡمٰٮهُمۡ قَالُوۡا مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡكُمۡ جَمۡعُكُمۡ وَمَا

اعراف کچھ ایسے لوگوں کو، جنہیں وہ پہچانتے ہوں گے ان کی (خاص) علامتوں سے، وہ کہیں گے! نہیں کام آئے تمہیں تمہارے جتھے نے اور نہ اس (سامان) نے جن کو تم

كُنۡتُمۡ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿٤٨﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيۡنَ اَقۡسَمۡتُمۡ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحۡمَةٍ ؕ اُدۡخُلُوا

بڑی چیز سمجھتے تھے ﴿٤٨﴾ کیا یہی (اہل جنت) ہیں وہ لوگ جن کے بارے میں تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے؟ کہ نہیں پہنچائے گا ان کو اللہ اپنی رحمت، (حکم ہوگا کہ) داخل ہو جاؤ

الۡجَنَّةَ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡكُمۡ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ ﴿٤٩﴾ وَنَادٰۤى اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ

جنت میں، نہ خوف ہے تمہارے لئے اور نہ تم غمگین ہوگے ﴿٤٩﴾ اور پکار کر کہیں گے اہل دوزخ جنتیوں کو،

اَنۡ اَفِيۡضُوۡا عَلَيۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا

یہ کہ تم ڈال دو، ہم پر تھوڑا سا پانی، یا اس میں سے (کچھ دو) جو رزق دیا ہے تم کو اللہ نے، وہ کہیں گے یقیناً اللہ نے حرام کر دی ہیں اِن چیزوں کو،

عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ۙ﴿٥٠﴾ الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَهُمۡ لَهۡوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا ۚ

کافروں پر ﴿٥٠﴾ وہ لوگ جنہوں نے بنالیا تھا اپنے دین کو کھیل تماشا اور دھوکے میں ڈالے رکھا ان کو دنیاوی زندگی نے،

فَالۡيَوۡمَ نَنۡسٰٮهُمۡ كَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ يَوۡمِهِمۡ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ ﴿٥١﴾

سو آج بھلا دیں گے ہم انہیں، اُسی طرح جیسے انہوں نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی ملاقات کو اور (اسی طرح) جیسے وہ کرتے تھے ہماری آیات کا انکار ﴿٥١﴾

﴿٤٤﴾: دنیا میں یہی لوگ انہیں کبھی مذاق کرتے اور کبھی انہیں دقیانوس بناتے تھے کبھی پرانے قصے کہتے۔ اب اہل جنت کی باری ہے۔ وہ جہنمیوں سے پوچھیں گے اب بتاؤ؟

ایسے لوگ ہر امت میں پائے جاتے ہیں۔ یہ دعویٰ تو اسلام کا کرتے ہیں مگر طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کرکے اسلام کا راستہ بھی روکتے ہیں اور لوگوں کو دین سے بددل بھی کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً کہیں گے کہ فی زمانہ سود کے بغیر تو دنیا کا نظام چل ہی نہیں سکتا۔ اسلام کی سزائیں تو وحشیانہ ہیں۔ انہیں لاگو کرنا تو دور کی بات ہے تصور ہی مشکل ہے۔ ایسے دور میں اسلام ایک زندہ مذہب تھا مگر آج یہ فرسودہ نظام ہو چکا ہے۔ جدید دور کے تقاضے پورے نہیں کرسکا۔ وغیرہ وغیرہ۔

﴿٤٦﴾: اعراف جسے یہاں حجاب کہا گیا ہے۔ جنت اور جہنم کے درمیان ایک روک ہے۔ اکثر مفسرین کے قریب درج ذیل آیت میں اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

’’پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں دروازہ ہوگا۔ اس کے اندر تو رحمت اور باہر عذاب ہوگا۔‘‘ (الحدید ٥٧:١٣)

● اصحاب الاعراف کون سے لوگ ہونگے انکے بارے میں بہت سے اقوال ہیں۔ راجح قول یہی ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جنکی نیکیاں اور گناہ برابر ہونگے۔ ایک جانب اہل جنت کو انکے نورانی چہروں سے پہچانیں گے۔ دوسری جانب اہل جہنم کو انکے ملعون چہرے انکی کالی کلوٹی رنگت کی بنا پر پہچان لیں گے۔

﴿٤٨﴾ دنیا میں تم جس جمعیت کے بل بوتے پر شیخیاں بگھاڑتے تھے وہ جمعیت اب کہاں ہے؟

جب یہ آیت نازل ہوئی۔ عَلَيۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ ’’اس (جہنم) پر انیس داروغے مقرر ہیں‘‘۔ (المدثر ٧٤:٣٠) تو کافر کہنے لگے کہ ہم تو ہزاروں کی تعداد میں ہیں ہم میں سے دس بھی ایک کا مقابلہ نہ کرسکیں گے۔ پھر ان میں سے ایک پہلوان قسم کا آدمی کہنے لگا کہ ان میں سے سترہ کو تو میں سنبھال لوں گا باقی دو کیلئے کیا تم سب بھی کافی نہ ہوگے؟

﴿٤٩﴾: دنیا میں جنہیں تم حقیر کہتے تھے کہ ان گئے گزرے لوگوں پر اللہ کی رحمت کیسے ہوسکتی ہے۔ اگر ان پر ہی رحمت ہونا ہوتی تو دنیا میں بھی ہوتی۔

﴿٥١﴾: اللہ اور قیامت پہ ایمان نہ رکھنے والوں کا طرز زندگی ایمان رکھنے والوں سے یکسر مختلف ہوجاتا ہے۔ انکی نظر میں زندگی اور دنیا کی حیثیت محض ایک تفریح گاہ کی رہ جاتی ہے جس میں ہر شخص کو زندگی میں عیش وعشرت (Enjoy) کر کے رخصت ہونا ہے۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾

اور بیشک ہم لائے ان کے پاس ایسی کتاب، کہ ہم نے اس کو مفصل بیان کیا علم کے ساتھ، وہ ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں (٥٢)

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ

نہیں وہ انتظار کرتے مگر اس کے انجام کا، جس دن آئے گا ان کا انجام، تو کہیں گے! وہ لوگ جو بھولے ہوئے تھے اس کو، اس سے پہلے، کہ یقیناً

جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ

آئے تھے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ، پھر کیا ہمارے لئے کوئی سفارشی ہے، کہ وہ سفارش کرے ہمارے لئے، یا ہم لوٹا دیئے جائیں (دنیا میں)

فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

تاکہ ہم کریں ایسے اعمال جو مختلف ہوں ان سے، جو ہم کیا کرتے تھے، یقیناً انہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو اور گم ہوگئے اُن سے جو

ع ٦ ٦ ١٣ كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٥٣﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

وہ افترا باندھتے تھے (٥٣) بیشک تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں،

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ

پھر وہ مستویٰ (جلوہ افروز) ہوا عرش پر، وہ ڈھانپتا ہے رات سے دن کو، وہ چلی آتی، اس کے (پیچھے) جلدی جلدی اور (پیدا کئے) سورج

وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ

اور چاند اور ستارے، سب کام میں لگے ہوئے ہیں اس (اللہ) کے حکم سے، خبردار رہو! اُسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا، بہت بابرکت ہے اللہ (جو) رب ہے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٤﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٥٥﴾ وَلَا

سب جہانوں کا (٥٤) تم پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، بیشک وہ نہیں پسند کرتا حد سے بڑھنے والوں کو (٥٥) اور نہ

تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ

تم فساد برپا کرو زمین میں، بعد اُس کی اصلاح کے اور اس (اللہ) کو پکارو خوف کرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے، یقیناً اللہ کی رحمت

قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

قریب ہے نیک کام کرنے والوں کے (٥٦) اور وہی ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو، خوشخبری لئے ہوئے آگے آگے (پہلے) اپنی رحمت کے،

حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا

یہاں تک کہ جب وہ اٹھالیتی ہیں بھاری بادلوں کو، تو ہم ہانک دیتے ہیں اس کو، ایک مُردہ شہر کی طرف، پھر ہم اُتارتے ہیں اُن کے ذریعہ سے پانی، پھر ہم نکالتے ہیں

بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾

اس کے ذریعہ سے، ہر طرح کے میوے (پیداوار)، اِسی طرح ہم نکالیں گے مُردوں کو (قبروں سے) تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (٥٧)

(٥٢): اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو بھیج کر اپنے کامل علم کے ذریعے یہ سب حالات کی اطلاع قبل از وقت دے دی تھی کہ مومنین کا انجام کیا ہوگا۔ کفر کا نتیجہ کیا ہے مگر اس سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔

(٥٣): یہاں تاویل سے مراد ''انجام'' یا قیامت ہے۔

● اللہ تعالیٰ کے نظام میں واپسی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دیکھنے کے بعد ایمان لانا ایمان بالغیب نہیں کہلا سکتا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اگر وہ واپس (بھی) بھیج دیئے جائیں تو وہ وہی کچھ کریں گے جس سے انہیں (پہلے) منع کیا گیا ہے۔ (سورہ الانعام ٦:٢٨)

(٥٤): یوم بمعنی دن۔ مگر اس یوم کی مقدار کیا ہو؟ اسکا تعین مشکل ہے۔ اس وقت ہمارا آج کل والا نظام شمسی تو نہ تھا۔ قرآن کریم میں ایک مقام پر یوم کی مقدار ایک ہزار سال بیان کی گئی ہے۔ دیکھئے (الحج ٢٢:٤٧) اس حساب سے زمین و آسمان کی پیدائش چھ ہزار سال میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ زمین کو لفظ کن سے فوراً بھی بنا سکتے تھے پھر چھ ہزار سال میں بنانے میں کیا حکمت ہے؟ مفسرین کہتے ہیں کہ اس میں انسان کیلئے سبق ہے کہ ہر کام تحمل اور بہترین اسلوب سے کیا جائے۔ غالباً اس میں وہی حکمت ہے جو پیدائش سے پہلے بچے کے نو ماہ پیٹ میں رہنے کی ہے۔ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم الاحد سے خلق کی ابتداء ہوئی اور جمعہ کو تمام ہوگئی۔ یہود کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں زمین و آسمان پیدا کیا اور ساتویں یوم آرام کیا ہے۔ یہی آرام کا پورا یوم السبت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں کہ ہمیں تھکاوٹ نہیں ہوئی۔

● استویٰ کا معنی قرار پکڑنا یا جم کر بیٹھنا ہے۔ بعض عقل پرست فرقے جس میں جہمیہ اور معتزلہ سرفہرست ہیں۔ اس کا معنی استویٰ سے کرتے ہیں یعنی عرش پر متمکن ہوا یا کائنات کے انتظام پر غالب آ گیا وغیرہ۔

جب اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے عرش پر قرار پکڑنے یا اپنے ہاتھوں، پاؤں، آنکھوں، چہرہ اور پنڈلی کا ذکر قرآن کریم میں غیر مبہم الفاظ میں کیا ہے تو اس کی تفسیر خود اس سے بہتر کون کر سکتا ہے؟ رہی یہ بات کہ اسکا عرش کیسا ہے؟ یا اس نے قرار کیسے پکڑا ہے تو اس کا کریدنا اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع فرمایا ہے۔ (سورہ نحل ١٦:٧٤)

اور فرمایا ''اللہ کے مانند کوئی بھی نہیں ہے۔'' (سورہ الشوریٰ ٤٢:١١)

قرآن کی ایسی آیات جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات مذکورہ ہوں کی کرید کرنا اور ان کی عقلی توجیہات کرنا۔ ان لوگوں کا کام ہے جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ''جو لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں انہیں (انکے حال پر) چھوڑ دو'' (الاعراف ٧:١٨٠)

● حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی کی اطاعت اللہ کی معصیت کی صورت میں نہیں کی جاسکتی۔ اطاعت صرف معروف میں ہوگی''۔ (بخاری و مسلم)

(٥٥): دعا میں حد سے نہ بڑھیں جیسے کوئی اپنے لئے ہمیشہ کی زندگی مانگے اور عدم فنا مانگے یا اپنے لئے نبوت مانگے یا چوری کرنے کی توفیق مانگے۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ

اور شہر پاکیزہ (زمین) سے، نکلتے ہیں اس کے پھل پھول اس کے رب کے حکم سے اور جو زمین خراب ہوتی ہے، نہیں نکلتا (اس میں سے) سوائے ناقص پیداوار کے،

كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝۵۸ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ ع ۱۴

اِسی طرح ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں اپنی آیات کو، ان لوگوں کے لئے جو شکر کرتے ہیں۵۸ یقیناً ہم نے بھیجا نوحؑ کو اُس کی قوم کی طرف،

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

تو اس نے کہا! اے میری قوم کے لوگو! تم عبادت کرو اللہ کی، نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اُس کے سوا، یقینا میں ڈرتا ہوں تمہارے حق میں

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵۹ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۶۰

عذاب سے ایک بڑے دن کے۵۹ کہا! سرداروں نے اُس کی قوم میں سے، بیشک ہم تو تجھے دیکھتے ہیں کھلی گمراہی میں۶۰

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۱ اُبَلِّغُكُمْ

کہا اس (نوحؑ) نے! اے میری قوم! نہیں ہوں میں (مبتلا) کسی گمراہی میں لیکن میں تو رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے۶۱ میں تمہیں پہنچاتا ہوں

رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۲ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ

پیغامات اپنے رب کے اور خیرخواہ ہوں تمہارا اور میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تم نہیں جانتے۶۲ کیا تم تعجب کرتے ہو اس بات پر، کہ

جَاۗءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ

آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے، ایسے آدمی پر جو تم ہی میں سے ہے، تاکہ وہ خبردار کرے اور تاکہ تم بچ جاؤ اور تاکہ

تُرْحَمُوْنَ ۝۶۳ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ

تم پر رحم کیا جائے؟۶۳ پھر انہوں نے جھٹلایا اس کو، تو ہم نے نجات دی اسے اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے ایک کشتی میں اور ہم نے غرق کردیا ان لوگوں کو

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝۶۴ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ ع ۱۵

جنہوں نے جھٹلایا تھا ہماری آیات کو، بلاشبہ وہ تھے اندھے لوگ (دل کے)۶۴ اور (ہم نے بھیجا) عاد کی طرف اُن کے بھائی ہودؑ کو،

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۶۵ قَالَ الْمَلَاُ

اس نے کہا! اے میری قوم! تم عبادت کرو اللہ کی، نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اُس کے سوا، کیا پھر نہیں تم ڈرتے؟۶۵ کہا! کچھ سرداروں نے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۶۶

جو کافر تھے اس کی قوم میں سے، بلاشبہ ہم تجھے دیکھتے ہیں بیوقوفی میں اور یقینا ہم تم کو سمجھتے ہیں جھوٹوں میں سے۶۶

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۷

(ہودؑ نے) کہا! اے میری قوم! نہیں ہے مجھ میں حماقت کی کوئی بات، لیکن میں تو رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے۶۷

۵۸: زمین کے بعض قطعات زرخیز و شاداب ہوتے ہیں اور بعض بنجر اور ردی ہوتے ہیں۔ یہی حال مختلف انسانوں کی طبیعتوں اور انکے دلوں کا ہے۔ فرمان رسول ﷺ ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے علم و ہدایت دے کر بھیجا ہے۔ اسکی مثال اس موسلا دھار بارش کی ہے جو زمین پر برسی۔ اسی کے جو حصے زرخیز تھے انہوں نے پانی کو اپنے اندر جذب کر کے چارہ اور گھاس خوب اگایا۔ اسکے بعض حصے سخت تھے جنہوں نے پانی کو روک لیا۔ (اندر جذب نہ ہوا) تاہم اس سے بھی لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ خود بھی پیا اور کھیتوں کو بھی سیراب کیا اور کاشتکاری بھی کی۔ زمین کا کچھ حصہ بالکل چٹیل تھا جس نے پانی روکا اور نہ کچھ اگایا۔ (بخاری)

۵۹: سب سے پہلے توحید کی دعوت جس نبی نے دی وہ نوحؑ تھے کیونکہ انکی قوم ہی سب سے پہلے شرک کی گمراہی میں مبتلا ہوئی۔ حضرت نوحؑ کی دعوت کا مرکز عراق تھا غالباً اس وقت دنیا کا صرف یہی خطہ آباد تھا۔

ان لوگوں میں پانچ بزرگ اور صالح قسم کے لوگ پیدا ہوئے جنہیں دیکھتے ہی اللہ کی یاد آتی۔ جب ایک بزرگ فوت ہوا تو لوگوں نے بہت ہی غم محسوس کیا۔ صدمہ سے نڈھال ہو کر اسکی قبر پر آکر بیٹھ گئے۔ ابلیس انکے پاس انسانی شکل میں آیا اور کہا کہ اس بزرگ کے نام کی یادگار کیوں نہیں قائم کر لیتے پہلے انہیں تصویر بنا دی۔ بعد میں آہستہ آہستہ بت بنا کر انکی عبادت شروع کر دی۔ اس پہلے بزرگ کا نام "ود" تھا۔

۶۰: عموماً قائدین یا سردار قسم کے لوگ سب سے پہلے انبیاء کی دعوت کے خلاف محاذ بناتے ہیں کیونکہ اس دعوت سے انکی سرداریاں خطرے میں پڑتی ہیں۔

● انہوں نے بھی حضرت نوحؑ پر اسی قسم کے اعتراضات کئے جیسا کہ آپ ﷺ پر مشرکین کر رہے تھے اور اسی قسم کے اعتراضات کا تمام انبیاء کو نشانہ بنایا گیا ہے۔

(ا) ہمیں تو تم خود ہی گمراہ نظر آتے ہو۔

(ب) اللہ تعالیٰ کو ہدایت پہنچانے کیلئے تم جیسا آدمی ہی ملا تھا؟ یعنی انکے زعم میں نبوت کیلئے انسان موزوں نہیں۔

۶۴: حضرت نوحؑ نے ساڑھے نوسو سال تک تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ قوم نے اس دعوت کو قبول نہ کیا ماسوا چند لوگوں کے۔

● حضرت نوحؑ نے اللہ کے حکم سے ایک کشتی بنائی جس میں ایمان لانے والوں کو بٹھایا۔ اسکے بعد ایک بڑے سیلاب نے قوم نوح کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

۶۵: یہ قوم عاد ارم یا عاد اولیٰ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ عرب کی قدیم ترین قوم ہے۔ ان کا علاقہ حجاز یمن اور عمان کے درمیان واقع ہے اور اب۔ ربع خالی۔ کہلاتا ہے۔ اب یہ علاقہ بے آباد ہے۔ یہ بڑے طاقتور اور سرکش تھے۔

● بھائی یعنی اسی قوم اور قبیلہ سے یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر قوم میں انہیں سے رسول بھیجتا ہے جو لوگوں کے درمیان معروف ہوتا ہے۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ

میں پہنچاتا ہوں تمہیں پیغامات اپنے رب کے اور میں تمہارے لئے سچا خیرخواہ ہوں۶۸ کیا تم تعجب کرتے ہو اس بات سے، کہ آئی تمہارے پاس

ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ

نصیحت تمہارے رب کی طرف سے، ایسے آدمی پر جو تمہیں میں سے ہے تاکہ وہ ڈرائے تمہیں اور یاد کرو، جبکہ اس نے بنایا تمہیں

خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا

ایک دوسرے کا جانشین بعد قوم نوح کے اور تمہیں زیادہ دیا تخلیق (قدوقامت) میں وسعت، سو یاد کرو

اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ

احسانات اللہ کے، تاکہ تم فلاح پاؤ۶۹ انہوں نے کہا! کیا تم ہمارے پاس آئے ہواس لئے کہ ہم عبادت کریں صرف اللہ کی جو اکیلے ہے، اور چھوڑ دیں

مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾

انہیں جن کی عبادت کیا کرتے تھے ہمارے باپ دادا، چنانچہ لے آؤ ہم پر وہ (عذاب) جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو، اگر ہو تم سچے۷۰

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ

کہا! (ہودؑ نے) یقیناً ثابت ہوگیا تم پر تمہارے رب کی طرف سے پھٹکار اور غضب، کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو،

فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ

ایسے ناموں کے بارے میں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے، نہیں نازل فرمائی اللہ نے ان کی کوئی دلیل،

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ

سوتم انتظار کرو بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۷۱ پھر ہم نے نجات دی اس (ہودؑ) کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے ساتھ تھے،

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع ۹ ۸ ۱۶

اپنی رحمت کے ساتھ اور ہم نے کاٹ دی جڑ اُن لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو اور نہ تھے وہ ایمان لانے والے۷۲

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (وقف لازم)

اور (ہم نے بھیجا) ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالحؑ کو، (اس صالحؑ نے) کہا! اے میری قوم! تم عبادت کرو اللہ کی، نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اس کے سوا،

قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا

بیشک آگئی ہے تمہارے پاس کھلی دلیل تمہارے رب کی طرف سے، یہ ہے اونٹنی اللہ کی تمہارے لئے ایک خاص نشانی (معجزہ) سو اسے تم چھوڑ دو،

تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

تاکہ چرتی پھرے زمین میں اللہ کی اور نہ ہاتھ لگانا تم اسے برائی کے ساتھ، ورنہ آپکڑے گا تمہیں عذاب دردناک۷۳

۶۹: قوم ہود نے بھی یہی اعتراض داغ دیا کہ ہم جیسا آدمی ہی کیسے ہمیں ڈرانے آگیا ہے؟

● اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی قوت عطا کر رکھی تھی کہ فرمایا۔

"وہ جس کی طرح کی کوئی قوم بستیوں میں پیدا ہی نہیں کی گئی۔" (الفجر ۸:۸۹)

اسی سے غرور و تکبر میں آکر کہنے لگے۔"ہم سے زیادہ قوت رکھنے والا کون ہے؟" (حم سجدہ ۴۱:۱۵)

بعض روایات کے مطابق قوم عاد کے افراد کے اوسط 12 فٹ تھے۔ غالباً اسی قوم نے اہرامات مصر تعمیر کئے تھے۔

۷۰: آباؤ اجداد کی تقلید قبول ہدایت کے سلسلہ میں ہمیشہ ہی سے سب سے بڑی رکاوٹ رہی ہے۔ آج بھی ہمارے معاشرے میں تقلید آباؤ اجداد تقلید آئمہ نے کئی گمراہیوں کو رونق بخشی ہے۔ ایک طبقہ کو اپنے "بڑوں" کی تقلید کے مرض نے چشمہ نبوت کا صافی پانی پینے سے باز رکھا ہوا ہے۔

● یاد رہے کہ اس قسم کے گستاخانہ جوابات ہمیشہ سردار قسم کے لوگ ہی دیتے آئے ہیں جبکہ غریب اور مسکین قسم کے لوگ عموماً انبیاء کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں۔

۷۱: قوم نوح نے معبودان باطلہ کے نام ود 'سواع' یغوث اور یعوق وغیرہ رکھ چھوڑے تھے۔ مشرکین عرب نے لات وعزیٰ رکھے ہوئے تھے۔ آج کل کے مشرکانہ عقائد میں ملوث لوگوں نے داتا گنج بخش، غوث اعظم، غوث الثقلین وغیرہ نام رکھے ہوئے ہیں۔ انکے بارے میں کوئی دلیل کسی آسمانی کتاب میں نہیں ہے۔

۷۲: قوم عاد پر شدید آندھی کا عذاب مسلط ہوا۔ جو کہ سات راتیں اور آٹھ ایام چلتی رہی۔ انکے زمین دوز گھروں میں گھس کر انہیں پٹخ پٹخ کر مارتی رہی۔ انکی حالت ایسی ہوگئی جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں۔ حضرت ہودؑ اوران پر ایمان لانیوالے اللہ کے حکم سے پہلے ہی قوم سے علیحدہ ہو کر اللہ کے عذاب سے بچ رہے۔ انہی کی اولاد سے قوم ثمود پیدا ہوئی جنہیں عاد ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

۷۳: مدینہ سے تبوک کے رستہ میں ایک علاقہ پڑتا ہے جسے "مدائن صالح" کہتے ہیں۔ یہی قوم ثمود یا عاد ثانی کا علاقہ ہے۔ اسے "الحمرا" کہا جاتا ہے۔ یہاں ہزاروں ایکڑ رقبے پر پھیلا ہوا یہ شہر خموشاں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ کسی وقت ان کی آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہوگی۔ یہ پہاڑوں کو تراش کر اس میں رہائشیں تعمیر کرتے تھے۔

● اللہ تعالیٰ کی اونٹنی بطور معجزہ قوم کے مطالبہ پر پیدا ہوئی تھی۔ یہ اونٹنی ان کیلئے وبال جان بن گئی کیونکہ جتنا پانی انکے سب جانور لیتے تھے وہ اکیلی ہی پی جاتی تھی اور ایسے ہی اسکا کھانا بھی غیر معمولی تھا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ

اور تم یاد کرو جبکہ اُس نے تمہیں بنایا ایک دوسرے کا جانشین عاد کے بعد اور اُس نے تمہیں ٹھکانا دیا زمین میں،

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا

کہ تم بناتے ہواس کی نرم مٹی سے (ہموار میدان) محلات اور تراشتے ہو تم پہاڑوں کو گھروں کی شکل میں، پس تم یاد کرو

اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (٧٤) قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ

اللہ کی نعمتیں اور مت تم پھرو زمین میں فسادی بن کر (٧٤) کہا! ان سرداروں (وزیروں) نے جو

اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ

متکبر تھے، اس کی قوم میں سے، ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اور ایمان لے آئے تھے، ان میں سے، کیا تم جانتے ہو

اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (٧٥)

کہ بیشک صالحؑ بھیجا ہوا ہے اپنے رب کا؟ انہوں نے کہا! بیشک ہم اس (ہدایت) پر جو بھیجی گئی ہے اس کے ساتھ یقین رکھتے ہیں (٧٥)

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (٧٦)

کہنے لگے! وہ لوگ جو متکبر تھے، بیشک ہم اس (ہدایت) کا، کہ (جو) تم ایمان لائے ہو، اس کا انکار کرتے ہیں (٧٦)

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ

پھرانہوں نے ٹانگیں کاٹ ڈالیں اونٹنی کی اور سرکشی کی حکم کی اپنے رب کے اور کہا! اے صالحؑ! لے آؤ ہم پر وہ (عذاب) کہ جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو

اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (٧٧) فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ

اگر ہو تم (واقعی بھیجے ہوئے) رسول (٧٧) تو پکڑلیا ان کو زلزلے نے، پھر وہ رہ گئے اپنے گھروں میں

جٰثِمِيْنَ (٧٨) فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ

اَوندھے پڑے ہوئے (٧٨) پھر وہ منہ پھیر کر چلے (صالحؑ) ان سے اور کہا! اے میری قوم! بیشک میں نے تمہیں پہنچا دیا تھا پیغام اپنے رب کا

وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ (٧٩) وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ

اور میں نے خیر خواہی کی تھی تمہاری اور لیکن تم پسند نہیں کرتے تھے خیر خواہوں کو (٧٩) اور لوطؑ کو (بھیجا) جب اُس نے کہا! اپنی قوم سے!

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (٨٠) اِنَّكُمْ

کیا تم کرتے ہوایسی بے حیائی، کہ نہیں کی تم سے پہلے وہ (برائی) کسی نے بھی جہان والوں میں سے؟ (٨٠) بیشک تم

لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (٨١)

آتے ہو مَردوں کے پاس قضائے شہوت کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر، بلکہ تم ایسی قوم ہو، جو حد سے گزرجانے والی ہو (٨١)

(٧٤): پہاڑ تراش کر گھر بناتے اور اگر کھلی جگہ پر عمارت بناتے تو وہ بھی بڑی پختہ اور محل نما ہوتی۔ گویا فن تعمیر میں یہ قوم بہت ماہر تھی۔

(٧٥): یہ ان پر طنز کی تو ان اللہ والوں نے جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ نہ صرف صالحؑ کو رسول مانتے ہیں بلکہ جو ہدایت وہ لائے ہیں ہم اس پہ بھی ایمان لا چکے ہیں۔

(٧٧): قوم ثمود کے ایک انتہائی بد بخت شخص نے اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا۔

''جب ان کا ایک بد بخت ترین بپھر اُٹھا۔'' (الشمس۹۱: ۱۲)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ۔

''یہ اپنی قوم کا زور آور شریر اور مضبوط شخص تھا جو اونٹنی کو زخمی کرنے کی مہم پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اسکا نام قزار تھا اور وہ اپنی قوم میں ایسے جیسے تم میں ابو زمعہ''۔ (بخاری)

(٧٨): اس قوم کی تباہی ہولناک زلزلہ اور چیخ سے ہوئی۔ اس چیخ سے ساری قوم مرگئی اور زلزلہ سے انکے محلات کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے۔ پہاڑوں میں تراشے ہوئے مکانات سوائے چند ایک کے سب زمین بوس ہو گئے۔

غزوہ تبوک سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو وہ کنواں دکھلایا جہاں اونٹنی پانی پیتی تھی۔ وہ درہ جہاں سے نکل کر اونٹنی پانی پینے آتی تھی اس کو فج الناقہ کہتے ہیں۔

(٨٠): حضرت لوطؑ حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لائے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے عراق سے شام و فلسطین کو ہجرت کی تو حضرت لوطؑ ان کے ساتھ تھے اور بطور معاون تبلیغ و رسالت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ پھر حضرت لوطؑ کو بھی نبوت عطا ہوئی۔ سدوم نامی شہر جو کہ شرق اردن کی جانب ہے میں بھیج دیا۔ سدوم کا آج نام و نشان نہیں ملتا۔ اغلب گمان یہی ہے کہ یہ شہر بحیرہ مردار میں غرق ہو چکا ہے جیسے بحر لوط بھی کہا جاتا ہے۔

(٨١): قوم لوط نے دنیا میں پہلی مرتبہ اس فحاشی کی طرح ڈالی کہ مرد عورتوں کی بجائے مردوں کی دبر میں اپنی جنسی شہوت پوری کر لیتے۔ اپنے اس فحش فعل میں اس قوم نے اتنی شہرت حاصل کی کہ اس عمل کا نام ہی ''لواطت'' پڑ گیا۔ یعنی ایسا فعل جسکے خلاف حضرت لوطؑ نے جہاد کیا۔ ممکن ہے اس کا داعیہ برتھ کنٹرول ہی ہو۔ رہی سہی کسر جدید مغربی تہذیب اور امریکی ثقافت نے پوری کر دی جہاں ہم جنس پرستوں (Homo sexuals) نے باقاعدہ اپنے کلب قائم کر لئے ہیں جنہیں قانون کی حمایت حاصل ہے۔

● یاد رہے کہ فحاشی کی یہ قسم کسی بھی جانور میں دریافت نہیں ہو سکی۔ گویا انسان حیوان سے بھی نچلی سطح پر اتر آیا ہے۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ
اور نہیں تھا جو اب اس کی قوم کا، مگر یہ کہ انہوں نے کہا! انہیں نکال دو اپنی بستی سے،
اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ (۸۲) فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖز كَانَتْ
بیشک یہ لوگ بڑے پاکباز بنتے ہیں(۸۲) تو ہم نے اُس کو نجات دی اور اُس کے گھر والوں کو، سوائے اُس کی بیوی کے، کہ وہ تھی
مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (۸۳) وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
پیچھے رہ جانے والوں میں سے(۸۳) اور ہم نے برسائی ان پر پتھروں کی بارش، تو دیکھ لیجئے کیسا ہوا
عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ (۸۴) ع وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ
انجام مجرموں کا(۸۴) اور (ہم نے بھیجا) مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو اُس نے کہا! اے میری قوم!
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
تم عبادت کرو اللہ کی! نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود، سوائے اُس کے، یقیناً آچکی ہے تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے،
فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا
لہٰذا تم پورا کرو ناپ اور تول اور نہ تم کم کر کے دو لوگوں کو اُن کی چیزیں اور مت
تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ
تم فساد کرو زمین میں، بعد اُس کی اصلاح کے، یہ بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۸۵) ج وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ
ہو تم مومن(۸۵) اور نہ بیٹھو تم راستے پر! کہ تم ڈراتے ہو اور روکتے ہو
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ
اللہ کے راستے سے، اُس شخص کو جو ایمان لائے اللہ پر اور تم تلاش کرتے ہواُس کی راہ میں کجی اور یاد کرو جب کہ تھے تم
قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ (۸۶)
تھوڑے، تو اُس نے تمہیں زیادہ کردیا اور دیکھو کیسا ہوا تھا انجام فسادیوں کا(۸۶)
وَاِنْ كَانَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَاۗىِٕفَةٌ لَّمْ
اور اگر ہے ایک گروہ تم میں سے، ایسا جو ایمان لے آیا ہے اُس تعلیم پر، بھیجا گیا ہوں میں، جس کے ساتھ، تو (دوسرا) گروہ ایسا بھی ہے جو نہیں
يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ (۸۷)
ایمان لایا، تو صبر کرو، یہاں تک کہ فیصلہ کرے اللہ ہمارے درمیان اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے(۸۷)

ع ۱۰ ۱۲ ۱۷

(۸۳): کیونکہ وہ بھی مجرموں کی ساتھ تھی۔ چنانچہ وہ حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ نہ نکل سکی۔

(۸۴): انکی بستی کو اکھاڑ کر اوپر سے نیچے پٹخ دیا گیا اور ان پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ غالباً اسی وجہ سے انکی بستی سطح سمندر سے بہت ہی نیچے ہوگئی اور وہاں بحیرہ مردار بن گیا۔

● لواطت انتہائی قبیح فعل ہے۔ بعض آئمہ کے قریب اسکی سزا زنا کی سزا ہی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ انہیں رجم کر دیا جائے۔ حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

''اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف ہرگز (نظر رحمت سے) نہ دیکھے گا جو کسی مرد سے یا اپنی عورت سے اس فعل کا ارتکاب کرے۔'' (ترمذی)

یہ اس قدر قبیح فعل ہے کہ کسی جانور میں یہ مشاہدہ نہیں کیا گیا کہ وہ اس فعل کا ارتکاب کرتے ہوں۔

(۸۵): مدین کا علاقہ حجاز سے شمال مغرب اور فلسطین کے جنوب میں بحر احمر اور خلیج عقبہ کے کنارے واقع تھا۔ آج بھی وہاں اس نام کا علاقہ موجود ہے۔ قدیم تجارتی شاہراہ جو یمن' مکہ' نبوع سے ہوتی ہوئی شام تک جاتی تھی جس پر قریش کے لوگ بھی تجارت کر کے بہت خوشحال ہو گئے تھے کے رستہ میں واقع ہے۔ اسی طرح ایک دوسری بڑی تجارتی شاہراہ جو عراق کو مصر سے ملاتی تھی یہ علاقہ اس کے تقاطع (Cross) پر واقع تھا۔ گویا پورا مدین ایک تجارتی چوک اور منڈی بن گیا تھا نیز اہل مدین نے تجارت میں خوب فائدہ اٹھائے۔ مدین کے لوگ حضرت ابراہیم کے بیٹے مدیان کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی بناء پر انہیں آل مدیان اور اس بستی کو مدیان کہا جاتا ہے۔ انہیں ہی قرآن میں دوسری جگہ اصحاب الایکہ کہا گیا ہے۔

● حضرت شعیب جو کہ حضرت موسیٰ کے سسر تھے۔ اس سال تک حضرت موسیٰ انکی خدمت میں رہ کر تربیت حاصل کرتے رہے۔

● یہ لوگ چونکہ خود کو حضرت ابراہیم کے پیرو سمجھتے تھے تو حضرت شعیب نے انہیں اسی لحاظ سے مخاطب فرمایا کہ تمہارے پاس تو حضرت ابراہیم کے صحائف اور تعلیمات آچکی ہیں پھر تم شرک میں کیسے مبتلا ہو گئے؟

شرک اور ناپ تول میں کمی بیشی دونوں حقیقت میں فساد فی الارض ہیں۔

(۸۶): مثلاً جو لوگ دین سیکھنے کیلئے حضرت شعیب کے پاس آتے ہوں انہیں نہ روکو نہ انہیں شکوک وشبہات میں مبتلا کرو۔ جیسے قریش لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے سے روکتے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ

کہا! سرداروں (وزیروں) نے جنہوں نے تکبر کیا اُس کی قوم میں سے، ہم تجھے ضرور نکال دیں گے اے شعیبؑ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۸۸ قف

اوران لوگوں کوبھی جوایمان لائے تیرے ساتھ، اپنی بستی سے یایقیناً تم کولوٹنا ہوگا ہمارے دین (ملت) میں، (شعیبؑ نے) کہا! کیا اگرچہ ہم ہوں کراہت کرنے والے بھی (تمہارے دھرم سے بیزار) ۸۸

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۭ وَمَا يَكُوْنُ

یقیناً گھڑھیں گے ہم، اللہ پر جھوٹ اگر ہم لوٹ آئیں تمہارے دین میں، اس کے بعد بھی کہ نجات دے چکا ہے ہم کو اللہ اس سے اور نہیں ہے لائق

لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۭ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ عَلَى اللّٰهِ

ہمارے لئے کہ ہم لوٹ آئیں اس میں مگر یہ کہ چاہے اللہ، جو ہمارا رب ہے، گھیر لیا ہے ہمارے رب نے ہر چیز کو (اپنے) علم سے، اللہ ہی پر

تَوَكَّلْنَا ۭ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۸۹ وَقَالَ

ہم نے بھروسہ کیا، اے ہمارے رب! تو فیصلہ فرما ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان، حق کے ساتھ اورتو تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ ۸۹ اور کہا!

الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۹۰

ان سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا اس کی قوم میں سے (کہ) اگر تم نے پیروی کی شعیبؑ کی، تو یقیناً تم اس وقت خسارہ اٹھانے والے ہوگے ۹۰

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۹۱ صلے الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ

سو پکڑلیا ان کو سخت زلزلہ نے اور رہ گئے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے ۹۱

لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۹۲ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ

وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا تھا شعیبؑ کو، ایسے ہوگئے کہ گویا وہ کبھی آباد ہی نہ تھے اس میں، وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا تھا شعیبؑ کو، ہوگئے وہی خسارہ اٹھانے والے ۹۲ سو (شعیبؑ نے) منہ پھیرا اُن سے

وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰي قَوْمٍ

اور کہا! اے میری قوم! یقیناً میں نے پہنچا دیئے ہیں تم کو پیغامات اپنے رب کے اور خیر خواہی کی ہے تمہاری، تو کیسے غم کھاؤں میں ان لوگوں پر جو

كٰفِرِيْنَ ۹۳ ع وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَاۗءِ

حق کا انکار کرتے رہے ۹۳ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی، مگر مبتلا کیا ہم نے اس بستی کے لوگوں کو تنگی

وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ۹۴ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا

اور سختی میں، شاید کہ وہ عاجزی اختیار کریں ۹۴ پھر بدل دیا ہم نے (ان کی) بدحالی کو خوشحالی سے یہاں تک کہ (جب) وہ خوب پھلے پھولے

وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَاۗءَنَا الضَّرَّاۗءُ وَالسَّرَّاۗءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۹۵

اور کہنے لگے! کہ پیش آتی رہی ہے ہمارے آباؤ اجداد کو بھی سختی اور خوشحالی، تو پکڑلیا ہم نے ان کو اچانک اس طرح کہ انہیں خبر تک نہ ہوئی ۹۵

ربع

عند المتقدمین ۱۴ مع ۴

ع ۱۱ ۹ ۱

۸۸: انبیاء کفر وشرک پر تو کبھی بھی نہیں رہے۔ ممکن ہے کہ دعوت اور تبلیغ کی ابتداء سے پہلے انہوں نے حضرت شعیب کی خاموشی کو اپنے دین پر ہونا محمول کرلیا ہو یا تغلیب کے طور پر کہہ دیا ہو کیونکہ حضرت شعیبؑ خود تو اکیلے تھے مگر ان پر ایمان لانیوالے کئی ہونگے۔

۸۹: اگر ہم تمہارے دین میں چلے جائیں تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ ہم جب دین حق کی تبلیغ کر رہے تھے اس وقت اللہ پر جھوٹ باندھا تھا۔ اللہ نے ہمیں اسکا حکم نہ دیا تھا۔

۹۰: مخاطب حضرت شعیبؑ پر ایمان لانے والے ہو سکتے ہیں کہ ہم سردار اور چودھری تم لوگوں کا ناطقہ بند کر دیں گے اور زندگی تمہارے لئے دوبھر ہوجائے گی یا اس کے مخاطب خود انکی اپنی قوم (کافر) بھی ہوسکتی ہے کہ اگر تم نے شعیبؑ کی بات مان لی اور ناپ تول کی ہیرا پھیریاں چھوڑ دیں تو پھر تمہارا سارا کاروبار ہی ٹھپ ہو جائے گا۔ یہ نظریہ محض اہل مدین ہی کا نظریہ نہ تھا بلکہ ہر زمانہ میں مفسد قسم کے لوگوں کا یہی حال رہا ہے کہ تجارت سیاست اور دنیا کے دیگر معاملات جھوٹ اور بے ایمانی کے بغیر چل ہی نہیں سکتے۔ آج بھی ہمارے تاجروں اور سیاستدانوں کی اکثریت کا یہی حال ہے۔

۹۱: یہاں رَجْفَةُ (زلزلہ) کا ذکر ہے جبکہ دوسرے مقامات پر ظلہ (بادل) اور صیحہ (چیخ) کا ذکر بھی آیا ہے۔ پہلے ان پر ایک بادل چھا گیا جس سے شعلے اور چنگاریاں نکلنے لگیں۔ پھر اس سے ہولناک اور دل خراش کرخت قسم کی آواز بلند آمد ہوئی۔ اسی دوران نیچے سے زلزلہ نے آلیا تو یہ سب لوگ اپنے گھروں میں موت کی آغوش میں چلے گئے۔ انکی حالت یہ تھی کہ انہوں نے سینوں کو زمین سے چمٹا رکھا تھا تا کہ انہیں عذاب سے کم از کم تکلیف محسوس ہو۔ حضرت شعیب اور ان پر ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اس بستی سے نکلنے کا حکم دے دیا تھا۔

۹۵: ان دو آیات میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا قانون یا سنت جاریہ بیان کی گئی ہے۔ جب کوئی قوم مجموعی طور پر نبی کی دعوت ٹھکرا دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوم پر ہلکا پھلکا عذاب بھیجا جاتا ہے جیسے قحط سالی مہنگائی وباء اور بیماری وغیرہ یہ عذاب تنبیہہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ جب قوم اسکا اثر قبول نہیں کرتی تو خوشحالی سے قوم کی آزمائش ہوتی ہے۔ رزق اور افرادی قوت میں خوب اضافہ ہوتا ہے۔ وہ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ ایسے اچھے برے دن تو انقلاب زمانہ سے ہمارے باپ دادا پر بھی آیا کرتے تھے۔ اور اس میں اتنے مگن ہو جاتے ہیں کہ اچانک عذاب الٰہی انہیں آ پکڑتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ

اور اگر کہیں بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو کھول دیتے ہم ان پر برکتیں آسمان

وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾ اَفَاَمِنَ

اور زمین کی، لیکن انہوں نے جھٹلایا، تو ہم نے انہیں پکڑلیا، بسبب اُن کے جو وہ کماتے رہے﴿٩٦﴾ کیا پھر بے خوف ہوگئے

اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآىِٕمُوْنَ ﴿٩٧﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى

بستیوں والے، اس سے، کہ آجائے اُن کے پاس ہمارا عذاب رات کو اور وہ سوئے ہوئے ہوں﴿٩٧﴾ کیا بے خوف ہوگئے بستیوں والے،

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩٨﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا

اِس سے، کہ آجائے ہمارا عذاب، دن کے وقت اور وہ کھیل رہے ہوں؟﴿٩٨﴾ کیا پھر وہ بے خوف ہوگئے اللہ کی تدبیر سے، چنانچہ نہیں

يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ

ع ۱۲ ۲

بے خوف ہوئے اللہ کی تدبیر سے، مگر وہ قوم جو خسارہ اٹھانے (تباہ ہونے) والی ہو﴿٩٩﴾ کیا نہیں رہنمائی ملی ان لوگوں کو جو وارث بنتے ہیں

مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى

زمین کے؟ بعد ان کے جو (پہلے) آباد تھے، کہ اگر ہم چاہیں تو مصیبت میں مبتلا کرسکتے ہیں اُن کو بھی، ان کے گناہوں کے بدلے میں اور ہم مہر لگادیتے ہیں

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآىِٕهَا ۚ

اُن کے دلوں پر، لہٰذا وہ کچھ نہیں سنتے﴿١٠٠﴾ یہ ہیں وہ بستیاں کہ ہم بیان کرتے ہیں آپ پر اُن کی کچھ خبریں

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا

اور یہ کہ آئے تھے اُن کے پاس اُن کے رسول کھلی نشانیاں لے کر، سو نہ ہوئے وہ کہ ایمان لاتے، اُس پر کہ جسے جھٹلا چکے تھے وہ

مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠١﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ

پہلے، اِسی طرح مہرلگادیتا ہے اللہ دلوں پر، کفر کرنے والوں کے﴿١٠١﴾ اور نہیں ہم نے پایا اُن کے اکثر کے لئے

مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ

کوئی عہد، اور یقیناً ہم نے پایا ان میں سے اکثر کو نافرمان ہی﴿١٠٢﴾ پھر ہم نے بھیجا ان کے بعد

مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

موسیٰ کو اپنی آیات کے ساتھ، فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف، تو انہوں نے ظلم کیا، اُن کے ساتھ، چنانچہ دیکھئے کیسا ہوا

عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٠٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾

انجام فساد کرنے والوں کا﴿١٠٣﴾ اور فرمایا موسیٰ نے، اے فرعون! بیشک میں بھیجا گیا ہوں رب العالمین کی طرف سے﴿١٠٤﴾

﴿٩٦﴾: کم مادری وسائل سے بھی خوش اسلوبی سے گزارا ہو جانا اور قلبی اطمینان کی کیفیت حاصل ہونا برکت کہلاتا ہے۔ ایمان اور تقویٰ برکت کے بڑے اسباب ہیں۔

یہ بات عام طور پر جدید ماہرین معیشت (Economists) کو سمجھ نہیں آتی۔ بہر حال تجربہ یہی ثابت کرتا ہے۔ ایک دوسرے جگہ یوں فرمایا: ''اگر بستیوں والے ایمان اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر ارض و سماوات سے برکات کھول دیتے۔''

موجودہ دور میں اسکی ایک مثال سعودی عرب میں دیکھی جا سکتی ہے جہاں اللہ کا قانون کافی حد تک نافذ ہے۔ وہاں برکات کا مشاہدہ کئی لوگوں نے کیا ہے۔ جب وہاں تقویٰ زیادہ تھا تو برکت بھی زیادہ تھی۔ ہم نے خود مشاہدہ کیا کہ جس دن دعائے استسقاء مانگی گئی اسی دن بارش ہوئی۔

﴿٩٧﴾: اللہ تعالیٰ کا عذاب ہمیشہ اچانک ہی آتا ہے۔ پھر یہ لوگ اللہ کی چال سے کیوں غافل ہو گئے ہیں اور نبی کی دعوت کو ٹھکرائے چلے جا رہے ہیں؟

﴿٩٩﴾: یہاں اللہ تعالیٰ کیلئے مکر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ اور اس جیسے الفاظ بطور مشاکلہ عربی میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً برائی کا جو ردعمل اللہ کی جانب سے ہوگا اسے بھی برائی کا نام دیا جائیگا۔ فرمایا: ''برائی کا بدلہ بھی اس جیسی برائی ہے۔'' (الشوریٰ ۴۲: ۴۰) اسی طرح معاندین کی جانب سے استہزاء کا جو ردعمل اللہ کی جانب سے ہوگا اسے بھی استہزاء کا نام دیا جائیگا۔

﴿١٠٠﴾: تباہ شدہ بستیاں یعنی قوم نوح، عاد، ثمود، قوم لوط اور اصحاب مدین کی تباہی لوگوں کو سبق دینے کیلئے کافی ہیں۔

﴿١٠١﴾: انسان جب ایک دفعہ کوئی نظریہ قائم کرلیتا ہے تو اس پر ڈٹ جاتا ہے۔ بعد میں اس پہ حق واضح ہو بھی جائے تو اپنی انا کی تسکین کیلئے ڈٹا رہتا ہے۔ یہی وہ حالت ہے جبکہ دلوں پر مہر لگ جاتی ہے۔

﴿١٠٢﴾: یہاں ''عہد الست'' کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے یا روزمرہ کی زندگی میں کئے جانے والے عہد۔ ﴿١٠٣﴾: معجزات کو جادو کہہ دیا۔

﴿١٠٤﴾: مصر کے ہر بادشاہ کا لقب فرعون ہوا کرتا۔ ان کا زمانہ غالباً ڈیڑھ ہزار سال قبل مسیح ہے۔ اس زمانہ میں انکی سلطنت بہت وسیع تھی۔ شام سے لیکر لیبیا تک دوسری جانب حبشہ تک یہ سلطنت پھیلی ہوئی تھی۔ انکا اعتقاد یہ تھا کہ سب سے بڑے بادشاہ ''شمس دیوتا'' کی روح بادشاہ وقت کے جسم میں حلول کرجاتی ہے۔ گویا وہ اس کا جسمانی مظہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ مغل بادشاہ بھی خود کو ''ظل الٰہی'' کہلاتے رہے۔

حضرت موسیٰ کو اپنی زندگی میں دو فرعونوں سے واسطہ پڑا تھا پہلا جس نے انکی تربیت کی وہ رعمیس تھا۔ جب حضرت موسیٰ حضرت شعیب کی تربیت میں دس سال رہ کر آئے تو اس وقت رعمیس مر چکا تھا اور اسکا بیٹا تخت نشین ہو چکا تھا جس کے دربار میں حضرت موسیٰ نے دعوت وتبلیغ کی۔ تاہم یہ صرف تاریخی معلومات ہی ہیں۔ قرآن سے کوئی ثبوت نہیں۔

حَقِيۡقٌ عَلٰٓى اَنۡ لَّاۤ اَقُوۡلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَـقَّ‌ ؕ قَدۡ جِئۡتُكُمۡ بِبَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ

سزا وار ہے (میرے لئے) یہ بات، کہ نہ کہوں اللہ کے بارے میں مگر حق، یقیناً میں لایا ہوں تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے،

فَاَرۡسِلۡ مَعِىَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ؕ‏ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنۡ كُنۡتَ جِئۡتَ بِاٰيَةٍ فَاۡتِ بِهَاۤ اِنۡ كُنۡتَ

سو بھیج دو تم میرے ساتھ بنی اسرائیل کو﴿۱۰۵﴾ (فرعون نے) کہا! اگر تو لایا ہے کوئی بڑی نشانی تو لے آ اسے اگر تو ہے

مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ‏ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلۡقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعۡبَانٌ مُّبِيۡنٌ ۖ ‌ۚ‏ ﴿۱۰۷﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا

سچوں میں سے﴿۱۰۶﴾ تو پھینکا اس (موسیٰؑ) نے اپنا عصا، تو یکایک ہوگیا وہ اژدہا واضح﴿۱۰۷﴾ اور اُس (موسیٰؑ) نے باہر نکالا اپنا ہاتھ، تو

ع ۱۳ ۹ ۳

هِىَ بَيۡضَآءُ لِلنّٰظِرِيۡنَ ‏ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيۡمٌ ۙ‏ ﴿۱۰۹﴾

وہ سفید چمکتا ہوا تھا، دیکھنے والوں کے لئے﴿۱۰۸﴾ کہا! کچھ سرداروں نے قوم فرعون میں سے، کہ یقیناً یہ شخص ایک جادوگر ہے، بڑا ماہر﴿۱۰۹﴾

يُّرِيۡدُ اَنۡ يُّخۡرِجَكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ‌ ۚ فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ‏ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ

وہ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں، تمہاری زمین (ملک) سے، تو اب کیا مشورہ دیتے ہو؟﴿۱۱۰﴾ انہوں نے کہا کہ اس کو مہلت دے اور اس کے بھائی کو

وَاَرۡسِلۡ فِى الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِيۡنَ ۙ‏ ﴿۱۱۱﴾ يَاۡتُوۡكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيۡمٍ‏ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ

اور تو بھیج شہروں میں اکٹھے کرنے والے﴿۱۱۱﴾ وہ تیرے پاس لے آئیں ہر ماہر جادوگر کو﴿۱۱۲﴾ اور آئے جادوگر

فِرۡعَوۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ لَـنَا لَاَجۡرًا اِنۡ كُنَّا نَحۡنُ الۡغٰلِبِيۡنَ‏ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمۡ وَاِنَّكُمۡ

فرعون کے پاس، کہنے لگے کہ ہمیں یقین ہے کہ، ہم کو ضرور صِلہ ملے گا، اگر ہوئے ہم لوگ غالب﴿۱۱۳﴾ (فرعون نے) کہا! ہاں یقیناً تم

لَمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ‏ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوۡا يٰمُوۡسٰٓى اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِىَ وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّكُوۡنَ نَحۡنُ الۡمُلۡقِيۡنَ‏ ﴿۱۱۵﴾

مقرب لوگوں میں سے ہوگے﴿۱۱۴﴾ انہوں نے کہا! اے موسیٰؑ! ہاں تم پھینکو (پہلے عصا) یا پھر ہم پھینکتے ہیں﴿۱۱۵﴾

قَالَ اَلۡقُوۡا‌ ۚ فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا سَحَرُوۡۤا اَعۡيُنَ النَّاسِ وَاسۡتَرۡهَبُوۡهُمۡ وَجَآءُوۡ

(موسیٰؑ نے) کہا: تم ہی پھینکو، پھر جب انہوں نے پھینکیں (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) تو مسحور کردیا لوگوں کی نگاہوں کو اور مرعوب کردیا ان کو اور دکھایا انہوں نے

بِسِحۡرٍ عَظِيۡمٍ‏ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰٓى اَنۡ اَلۡقِ عَصَاكَ‌ ۚ فَاِذَا هِىَ تَلۡقَفُ

جادو، بہت بڑا﴿۱۱۶﴾ اور ہم نے وحی کی موسیٰؑ کی طرف، یہ کہ تم بھی پھینکو اپنا عصا، پھر جب (موسیٰؑ نے) پھینکا، تو یکایک وہ نگلنے لگا

مَا يَاۡفِكُوۡنَ‌ ۚ‏ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الۡحَـقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ‌ ۚ‏ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوۡا هُنَالِكَ

اس کو جو وہ گڑھتے تھے﴿۱۱۷﴾ تو ثابت ہوگیا حق اور باطل ہوکر رہ گیا وہ (جھوٹ) جو وہ کررہے تھے﴿۱۱۸﴾ چنانچہ وہ (جادوگر) مغلوب ہوگئے وہاں

وَانۡقَلَبُوۡا صٰغِرِيۡنَ‌ ۚ‏ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلۡقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيۡنَ ۖ ‌ۚ‏ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ‏ ﴿۱۲۱﴾

اور لوٹ گئے ذلیل وخوار ہوکر﴿۱۱۹﴾ اور گرادئے گئے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے﴿۱۲۰﴾ (انہوں نے) کہا! ہم ایمان لائے رب العالمین پر﴿۱۲۱﴾

﴿۱۰۵﴾: حضرت موسیٰؑ نے کسی بھی نبی کی طرح سب سے پہلے فرعون کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی۔ جسے اس نے ٹھکرادیا۔

● حضرت یوسفؑ کی دعوت پر بنی اسرائیل کنعان (فلسطین) سے مصر آگئے۔ جن میں حضرت یعقوب (اسرائیل) انکے بیٹے اور پوتے وغیرہ پورا کنبہ تقریباً پونے چار سو افراد پر مشتمل تھا۔ حضرت یوسفؑ کی زندگی میں تو انہوں نے مصر میں عزت واحترام سے وقت گزارا۔ بعد میں قریباً چار سو سال (جو حضرت موسیٰؑ کی بعثت کا زمانہ ہے) کے عرصہ میں گمراہی، کمزوری اور ذلت کی پستی میں گرتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ فرعونوں نے انہیں پوری طرح غلام بنا لیا اور انکے بچوں کو قتل کرنا شروع کردیا اور بچیوں کو لونڈیاں بنانے کیلئے زندہ رکھا جاتا۔ ان حالات میں حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا

﴿۱۰۹﴾: فرعون کی قوم میں حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں جادوگری کو بڑا عروج حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے پیش کردہ معجزات کو بھی انہوں نے جادو ہی سمجھا۔

﴿۱۱۳﴾: مقابلہ کیلئے عید کا دن اور چاشت کا وقت مقرر ہوا۔ جادوگروں نے اپنی اجرت کے بارے میں پوچھا۔ یہیں سے معجزہ اور جادو کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ جادوگر کا سارا شعبدہ مالی مفاد کیلئے ہوتا ہے جبکہ ہر نبی پہلے یہ وضاحت کردیتا ہے کہ اپنی اس جدوجہد اور معجزات وغیرہ کی بنا پر میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا بلکہ میرا اجر تو اللہ کے ہاں ہے۔

﴿۱۱۵﴾: جادوگروں کو چونکہ بتایا گیا تھا کہ انکا پالا ایک بڑے جادوگر سے ہے تو انہوں نے یہ بات عزت وتکریم کے طور پر کہی۔ یا جادوگروں کو اپنی ذات پر اعتماد تھا کہ بہر حال وہ جو بھی کرتب دکھائیں گے ہم تعداد میں بہت زیادہ ہیں اس کا توڑ کرہی لیں گے۔

﴿۱۱۷﴾: یہ جادوگری کا شاہی دنگل تھا۔ جس کا انتظام بڑے وسیع پیمانے پر کیا گیا تھا۔ جادوگر بہت بڑی تعداد میں آئے اور تماشائی بھی ---- اتنے بڑے جادو کی سابقہ ادوار میں نظیر نہیں ملتی۔

﴿۱۲۰﴾: جب اللہ تعالیٰ نے حق کو غالب کردیا تو ان دونوں نبیوں نے اللہ کے حضور سجدہ شکرادا کیا۔ جادوگروں پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ وہ بھی ساتھ ہی سجدہ میں گر گئے۔ چونکہ یہ لوگ جادو کی باریکیاں جانتے تھے لہٰذا انہیں اندازہ ہوگیا کہ واقعتاً یہ جادو نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے معجزہ ہے۔

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ

(اور) رب پر موسیٰؑ اور ہارونؑ کے(۱۲۲) کہا! فرعون نے کیا تم ایمان لے آئے ہو اس پر، پہلے اس سے کہ میں اجازت دوں تم کو؟ یقیناً

هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

یہ سازش ہے جو تم لوگوں نے تیار کر رکھی تھی شہر میں، تاکہ تم نکال دو اس (شہر) سے، اس کے رہنے والوں کو، سو عنقریب تم جان لو گے(۱۲۳)

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

ضرور کٹوادوں گا میں تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں، مخالف سمتوں سے، پھر میں ضرور سولی پر چڑھاؤں گا تم سب کو(۱۲۴)

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا

انہوں نے کہا یقیناً ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں(۱۲۵) اور نہیں تو سزا دے رہا ہے ہمیں، مگر اس بات کی کہ ہم ایمان لائے اپنے رب کی آیات پر،

لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ ع ۱۸ ۴

جب وہ آگئیں ہمارے پاس، اے ہمارے رب! تو دہانے کھول دے ہم پر صبر کے اور ہمیں فوت کر اس حال میں کہ ہم مسلم (فرماں بردار) ہوں(۱۲۶) اور کہا: سرداروں نے

مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ

قوم فرعون کے، کیا تو چھوڑ دے گا موسیٰؑ اور اس کی قوم کو، تاکہ وہ فساد کرے زمین میں اور چھوڑ دے تجھے

وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ

اور تیرے معبود کو؟(۱۲۷) (فرعون نے) کہا! عنقریب ہم قتل کردیں گے اُن کے بیٹوں کو اور زندہ رہنے دیں گے ان کی عورتوں کو اور یقیناً ہم ان پر

قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۬

غالب ہیں(۱۲۷) کہا: موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہ تم مدد طلب کرو اللہ سے اور صبر کرو، یقیناً زمین تو اللہ ہی کی ہے،

يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا

وہ اس کا وارث بناتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور (اچھا) انجام تو متقیوں ہی کے لئے ہے(۱۲۸) (انہوں نے) کہا! ہم ستائے جاتے رہے تھے

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ

اس سے پہلے بھی تمہارے آنے سے اور بعد میں بھی تمہارے آنے کے (موسیٰؑ نے) کہا: قریب ہے کہ تمہارا رب ہلاک کردے تمہارے

عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدْ ع ۱۵ ۵

دشمن کو اور خلیفہ بنادے تم کو زمین میں، پھر دیکھے وہ کہ کیسے عمل کرتے ہو تم(۱۲۹) اور یقیناً

اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

ہم نے پکڑا آل فرعون کو قحط سالیوں کے ساتھ اور پیداوار میں نقصان کے ساتھ، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں(۱۳۰)

(۱۲۲): اپنے ایمان لانے کا اعلان کر دیا۔ یہ وضاحت اس لئے کر دی کہ فرعون بھی رب ہونے کا دعویدار تھا۔

(۱۲۳): فرعون نے پہلی چال تو یہ چلی کہ حضرت موسیٰ اور ہارون پر جادوگری کا الزام لگا دیا۔ جب اس میدان میں مات کھا گیا تو پھر تمام جادوگروں پر الزام لگا دیا کہ تم سب حضرت موسیٰؑ کے چیلے چانٹے ہو اور یہ سب مشترکہ سازش تھی اور انکو دھمکی دے دی کہ میں تمہیں سولی چڑھا دوں گا اور ہاتھ پاؤں کٹوا دوں گا۔ چنانچہ یہ تدبیر بھی بری طرح ناکام ہوگئی۔ سابقہ جادوگروں اور رب العالمین پر ایمان لانے والوں نے صاف صاف کہہ دیا تم سے جو بھی بن پڑے کر دیکھو ہم تو اپنے رب ہی کی جانب رجوع کریں گے۔ گمان غالب یہی ہے کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ شروع دن میں وہ جادوگر تھے اور دن کے آخری حصہ میں شہیدوں میں شامل ہو گئے۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ جادوگر جنہیں دین اور ایمان کی تربیت کیلئے کوئی لمبا عرصہ میسر نہ آیا یکدم انکی حالت میں اتنی بڑی تبدیلی کیسے آ گئی؟ شروع دن کے حصے میں تو وہ فرعون سے اجرت کا مطالبہ کر رہے تھے اور اب اسی فرعون کی سولی چڑھانے کی دھمکیوں کو بھی خاطر میں نہ لا رہے تھے۔

یہ اسی بات کی دلیل ہے کہ یہ دین حق خود انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ عہد الست کی صورت میں تمام بنی نوع انسان نے اسکا اقرار کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پس اسکے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جس طرح جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے اور اسکے ناک کان کٹے ہوئے نہیں ہوتے۔“ (بخاری و مسلم)

(۱۲۷): فرعون خود ”رب اعلیٰ“ ہونے کا دعویدار تھا۔ اسکے علاوہ انہوں نے کچھ اور بھی دیوتا بنا رکھے تھے۔ بچھڑا یا بیل کی پوجا ان کے ہاں ہوتی تھی۔ یا فرعون خود کو قوم کا اور ان جھوٹے بتوں کا رب کہلاتا تھا۔

● پہلے اس فرعون (مرنفتہ) کے باپ نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کا قتل کر دیا اور وہ اس خوف سے تھا کہ کوئی اس سے حکومت چھیننے والا نہ پیدا ہو جائے۔ دوسری دفعہ پھر یہ ظلم شروع کیا گیا۔ اس مرتبہ بنی اسرائیل کو سزا دینا اور انکی نسل کشی مقصد تھا۔

(۱۳۰): یہ وہی ہلکے قسم کے عذاب ہیں جن کا مقصد تنبیہ ہوتا ہے، دیکھئے آیت نمبر ۹۵:۹۴

یہاں موقع کی مناسبت سے مختصراً جادو اور معجزہ کا فرق بیان کیا جاتا ہے۔

(ا) جادو سیکھا اور سکھلایا جاتا ہے۔ معجزہ فقط رب العالمین کی جانب سے ہوتا ہے اور خود نبی بھی اپنی مرضی سے نہیں دکھلا سکتا۔

(ب) جادو میں آنکھوں کو سحر زدہ کیا جاتا ہے ورنہ حقیقت میں وہ چیز اسی طرح ہی رہتی ہے جبکہ معجزہ میں فی الحقیقت وہ چیز ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔

(ج) طلب کردہ معجزہ دیکھنے کے بعد انکار پر ڈٹے رہنے سے عذاب الٰہی کا نزول یقینی ہو جاتا ہے جبکہ جادو کے انکار سے کچھ نہیں بگڑتا۔

فَإِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوا

پھر جب آتی ان کے پاس خوشحالی تو کہتے کہ ہمارے لئے ہی ہے یہ اور اگر پہنچتی انہیں کوئی برائی، تو وہ منحوس قرار دیتے

بِمُوسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۗ أَلَآ إِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا

موسیٰ اور اُن کے ساتھیوں کو، جان لو نحوست تو انہی کی اللہ کے پاس ہے اور لیکن اُن کے اکثر نہیں

يَعْلَمُونَ ﴿١٣١﴾ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ

جانتے(۱۳۱) اور انہوں نے کہا! جو بھی لاؤ گے تم ہمارے پاس کوئی نشانی، تاکہ تم ہم پر جادو کرو اس کے ساتھ، تو بھی نہیں ہیں ہم اُس پر

بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ

ایمان لانے والے(۱۳۲) چنانچہ ہم نے بھیجا اُن پر طوفان اور ٹڈی دل، چھوٹے کیڑے (جوئیں) مینڈک

وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿١٣٣﴾ وَلَمَّا وَقَعَ

اور خون، (کی طرح کی) یہ نشانیاں (دکھائی) الگ الگ، پھر بھی انہوں نے تکبر کیا اور تھے وہ لوگ (بڑے) مجرم(۱۳۳) اور جب بھی نازل ہوتا

عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يٰمُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ

اُن پر کوئی عذاب، تو کہتے اے موسیٰ! دعا کرو ہمارے لئے اپنے رب سے، بسبب اس کے جو اس نے عہد کیا تم سے، اگر

كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿١٣٤﴾ فَلَمَّا

تم دور کروا دو ہم سے یہ عذاب، تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے تم پر اور بھیج دیں گے تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو(۱۳۴) پھر جب

كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلٰٓى أَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿١٣٥﴾ فَانْتَقَمْنَا

ہم ہٹا دیتے اُن پر سے عذاب، ایک وقت تک، کہ وہ اُس کو پہنچنے والے ہوتے، تب وہ اس عہد کو توڑ دیتے(۱۳۵) پس انتقام لیا ہم نے

مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غٰفِلِينَ ﴿١٣٦﴾

اُن سے، سو غرق کردیا ہم نے اُن کو سمندر میں، اِس بنا پر کہ جھٹلایا تھا انہوں نے ہماری آیات کو اور ہوگئے تھے وہ اُن سے غافل(۱۳۶)

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا

اور وارث بنادیا ہم نے اُن لوگوں کو، جو کمزور سمجھے جاتے تھے، اس سرزمین کے مشرق اور مغرب کا،

الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ۙ بِمَا

وہ سرزمین، کہ برکت عطا فرمائی تھی ہم نے اس میں اور پورا ہوگیا وعدہ آپ کے رب کا، خیر کا، بنی اسرائیل پر، بسبب اُس کے جو

صَبَرُوا ۗ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿١٣٧﴾

انہوں نے صبر کیا اور ہم نے تباہ کردیں وہ سب کچھ جو بنایا کرتے تھے فرعون اور اس کی قوم کے لوگ اور جو انہوں نے بلند کیا تھا (محلات)(۱۳۷)

(۱۳۱): اکثر قومیں اپنے انبیاء کو اس قسم کے طعنے دیتی آئی ہیں۔

(۱۳۲): انکی عقل پر ایسے پتھر پڑ گئے تھے بلکہ حقیقت میں تمام کفار و مشرکین بے وقوف ہی ہوتے ہیں کہ قحط سالی کو حضرت موسیٰ کا جادو قرار دیتے۔ حالانکہ جادو کے زور سے نہ زرخیزی پیدا کی جاسکتی ہے اور نہ قحط سالی ورنہ دنیا کی حکومتیں ماہرین زراعت کی بجائے محکمہ زراعت میں جادوگروں کو ہی بھرتی کرتے۔

ان کی بدبختی اس حد تک بڑھ گئی کہ صاف اعلان کردیا کہ تم ہمیں کوئی بھی معجزہ دکھلاؤ ہم ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

(۱۳۳): قحط کے بعد طوفان کا عذاب آیا۔ حضرت موسیٰ سے التجا کی کہ دعا کرو کہ اس سے ہماری جان چھوٹے۔ جب بارش تھم گئی اور فصلیں بچ گئیں تو پھر عہد سے پھر گئے۔ پھر تیار فصلوں پر اللہ تعالیٰ نے ٹڈی دل بھیج دیا پھر مکر گئے پھر حضرت موسیٰ ؑ کے پاس دعا کیلئے دوڑے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نجات دی تو غلہ کاٹ کر گھروں میں محفوظ کرلیا اور پھر اکڑ بیٹھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر غلہ میں سسری کا عذاب بھیج دیا (قرآن میں "قمل" کا لفظ ہے جو کہ مچھر، جوئیں اور سسری جیسے کیڑوں کیلئے استعمال ہوتا ہے) جس سے غلہ کا اسٹاک تباہ ہونا شروع ہو گیا۔ پھر حضرت موسیٰ ؑ کی طرف رجوع ہوئے اور دعا کی درخواست کی اور ایمان لانے اور بنی اسرائیل کو چھوڑنے کا عہد کیا۔ آپ کی دعا سے یہ عذاب بھی ٹلا تو پھر عہد شکنی کی۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے طور پر مینڈکوں کی کثرت کر دی کہ برتنوں نیز دسترخوان میں پڑے ہوئے کھانے کے برتنوں میں چڑھ آتے اور پانی پینے لگتے تو وہ خون بن جاتا۔ حضرت موسیٰ کی دعا سے یہ عذاب بھی ٹل گیا تو پھر اکڑ کر بیٹھے اور ان سب کو جادو کا کرشمہ قرار دے دیا۔

(۱۳۶): حضرت موسیٰ ؑ نے فرعون کے ساتھ چالیس سال بنی اسرائیل کی آزادی کی جدوجہد کی۔ جب فرعون اور اسکی قوم نے ڈھٹائی کی حد کردی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک رات حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر شہر سے نکل کھڑے ہوئے۔ فرعون اور اسکی قوم نے تعاقب کیا اور بحیرہ قلزم پر آ پکڑا۔ وہاں پھر اللہ نے معجزہ دکھلایا۔ بنی اسرائیل بحفاظت گزر گئے اور فرعون مع لاؤلشکر کے ڈوب گیا۔ دیکھئے۔ (یونس ۱۰: ۹۲-۹۰) اور (طہ ۲۰: ۷۸-۷۷)

(۱۳۷): مراد بنی اسرائیل ہیں جنکو فرعون کی قوم نے غلام بنا رکھا تھا۔ وہ انتہائی ذلت کی زندگی گزار رہے تھے۔

● ملک شام مراد ہے۔ جو نہایت سرسبز و شاداب اور زرخیز خطہ ہے اسکے علاوہ یہ ملک بہت سے انبیاء کا مدفن اور مسکن ہے۔ مصر اور شام دونوں مراد ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ غالباً فرعون کے بعد کچھ بنی اسرائیلی مصر میں رہ گئے ہونگے اور انہوں نے مصر کی حکومت سنبھال لی ہوگی۔

● یہ وعدہ وہی ہے جو کہ آیت نمبر ۲۹ میں حضرت موسیٰ نے حکومت ملنے کے متعلق کیا تھا۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ

اور ہم نے پار اُتار دیا بنی اسرائیل کو سمندر سے، تو آئے وہ ایسے لوگوں پر جو عبادت میں لگے ہوئے تھے اپنے مورتیوں کی،

لَّهُمْ ج قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ط قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ

انہوں نے کہا! اے موسیٰؑ: تم بنادو ہمارے لئے بھی ایک خدا ویسا ہی جیسے ان کے خدا ہیں، موسیٰؑ نے کہا! یقیناً تم لوگ

تَجْهَلُوْنَ (١٣٨) اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (١٣٩) قَالَ

بڑے جاہل ہو (١٣٨) بیشک یہ لوگ ایسے ہیں کہ برباد ہونے والے ہیں وہ (سب) جس کی یہ پیروی کررہے ہیں، اور باطل ہیں وہ (سب عمل) جو کچھ یہ کرتے ہیں (١٣٩) (موسیٰؑ نے) کہا!

اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (١٤٠) وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ

کیا اللہ کے سوا، میں تمہارے لئے تلاش کروں کوئی معبود؟ حالانکہ اُسی نے تم کو فضیلت دی ہے جہانوں پر (١٤٠) اور جب ہم نے تم کو نجات دی

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ج يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ

آل فرعون سے، وہ تمہیں دیتے تھے بدترین عذاب، قتل کردیتے تھے تمہارے بیٹے

وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ط وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ (١٤١) ع ١٦ ١٢ ٦ وَوٰعَدْنَا

اور زندہ رہنے دیتے تھے، تمہاری عورتیں (بیٹیاں) اور اِس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی (١٤١) اور ہم نے وعدہ کیا

مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ج

موسیٰؑ سے تیس راتوں کا اور ہم نے اُن کو پورا کیا دس راتوں کے ساتھ، اِس طرح پوری ہوگئی مقرر کردہ مدت اُس کے رب کی، چالیس راتیں

وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ

اور کہا موسیٰؑ نے! اپنے بھائی ہارون سے کہ میری نیابت کرنا تم میری قوم میں اور اصلاح کرتے رہنااور نہ پیروی کرنا

الْمُفْسِدِيْنَ (١٤٢) وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ لا قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ

فساد کرنے والوں کے راستے کی (١٤٢) اور جب آئے موسیٰؑ ہماری مقررہ مدت پر اور ان سے کلام کیا اُن کے رب نے تو کہا (موسیٰؑ نے) اے میرے رب: آپ مجھے دکھایئے

اَنْظُرْ اِلَيْكَ ط قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ

کہ میں دیکھ سکوں آپ کی طرف، فرمایا: ہرگز نہیں دیکھ سکو گے تم مجھ کو، لیکن تم دیکھو (اس) پہاڑ کی طرف، چنانچہ پھر اگر وہ قائم رہ گیا

مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ج فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى

اپنی جگہ پر توضرور تم بھی مجھے دیکھ سکوگے، چنانچہ جب تجلّی کی اُن کے رب نے پہاڑ پر، تو کردیا اُسے ریزہ ریزہ اور گر پڑے موسیٰؑ بیہوش ہوکر،

صَعِقًا ج فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ (١٤٣)

پھر جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے تو پاک ہے، میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں ہوں سب سے پہلا مومن (١٤٣)

(١٣٨): فرعون کی قوم کے ساتھ رہتے ہوئے بنی اسرائیل میں بھی بچھڑے یا بیل کی عبادت کے جراثیم داخل ہو چکے تھے۔ جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔
''اور ان کے کفر کی وجہ سے بچھڑے کی عبادت ان کے دل میں رچ بس گئی۔'' (البقرہ ٢: ٩٣)

اصنام پرست لوگ ہمیشہ سے یہ دلیل دیتے آئے ہیں کہ ہم ان بتوں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں مگر چونکہ انسان فطری طور پر کسی بھی مجسم ومحسوس چیز کی طرف آسانی سے مائل ہوجاتا ہے اسی لئے ہم بت سامنے رکھ لیتے ہیں اس سے ہمیں اللہ کی یاد زیادہ آتی ہے۔ جیسا کہ ان لوگوں کی (جن کی شکل کے بت بنائے جاتے ہیں) زندگی میں انکی صحبت میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد زیادہ آتی تھی۔ اسی حقیقت کو قرآن پاک نے ایسے واضح کیا ہے مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط ''(وہ کہنے لگے ہیں کہ) ہم تو انکی عبادت اسلئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں۔'' (الزمر ٣٩: ٣)

آج کل کے کئی مسلمان بت سامنے رکھنے کی بجائے ''تصور شیخ'' کے ذریعے اللہ کا قرب ڈھونڈتے ہیں۔

(١٤٠): اس سے زیادہ بے وقوفی اور بد تمیزی کیا ہوگی کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے اللہ نے فرعون اور اسکی قوم کو تباہ کر کے تمہیں نجات دی ہے۔ اصنام پرستی مٹانا میرا مشن ہے اور تم مجھے ہی اصنام سازی کرنے کا کہتے ہو؟ جبکہ رب العالمین نے تمہارے اوپر بے شمار احسان کئے ہیں اور تمہیں فضیلت بخشی ہے۔

(١٤٢): جب بنی اسرائیل آزاد فضاؤں میں سانس لینے لگے تو ان کیلئے شریعت کی ضرورت ہوئی۔ اسکے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو طور سینا میں بلایا کہ یہاں تنہائی میں یکسو ہوکر روزے رکھیں اور دن رات اللہ کی عبادت کریں۔ اس کیلئے کم از کم مدت ایک ماہ اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن مقرر کی گئی ہے۔ سورۃ بقرہ میں صرف چالیس ایام کا ہی ذکر ہے۔

● حضرت موسیٰ کو اپنی قوم کی تلون مزاجی کا اندازہ تو تھا لہٰذا حضرت ہارون کو یہ نصیحت کی۔ ہارون حضرت موسیٰ کے دست راست سگے بھائی اور حضرت موسیٰؑ کی دعا سے نبی بنے تھے۔

(١٤٣): جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو شرف کلام بخشا تو انہیں اس سے جو لذت حاصل ہوئی تو بے اختیار دیدار کیلئے درخواست کردی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چودھویں کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا: ''تم اپنے رب کو یوم قیامت ایسے دیکھو گے جیسے تم اس (قمر) کو دیکھتے ہو اور تمہیں کوئی دقت نہیں ہوگی۔'' (بخاری ومسلم)
تاہم دنیا میں موجودہ آنکھیں اور موجودہ جسم اللہ تعالیٰ کی تجلی برداشت نہیں کرسکتے تو یوم قیامت مومنین صالحین اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور یہ اللہ کا انعام ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ (٢٢) اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (٢٣) ''اس دن کئی چہرے پر رونق ہوں گے۔ اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔'' (القیامہ ٧٥: ٢٢:٢٣)
اسکے علاوہ وہ بے شمار آیات اور احادیث سے بھی یہ ثابت ہے۔

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ

(اللہ نے) فرمایا! اے موسیٰؑ! بیشک میں نے چُن لیا ہے تمہیں تمام انسانوں پر اپنے پیغامات (پہنچانے) کے لئے اور اپنی ہم کلامی کے لئے، لہٰذا تم لے لو جو کچھ

اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ

میں نے تم کو دیا اور تم ہوجاؤ شکر کرنے والوں میں سے۱۴۴ اور ہم نے لکھ دی اُس (موسیٰؑ) کے لئے، تختیوں میں ہر چیز کی

مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا

نصیحت اور تفصیل ہر ایک شئ کی، سو پکڑ لو اسے مضبوطی سے اور حکم دو اپنی قوم کو، کہ وہ پکڑیں اُن کی

بِاَحْسَنِهَا ۗ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ

اچھی باتیں، عنقریب میں تمہیں دکھاؤنگا فاسقوں کا گھر۱۴۵ عنقریب میں پھیر دوں گا، اپنی آیتوں سے، اُن لوگوں کو جو

يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ

تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق اور اگر وہ دیکھ لیں ہر نشانی تو بھی نہ وہ ایمان لائیں گے ان پر

وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَىِّ

اگر وہ دیکھ لیں راستہ ہدایت کا تو نہ پکڑیں اسے (اپنے لئے) راستہ اور اگر وہ دیکھ لیں راستہ گمراہی کا

يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

تو بنالیں اس کو (اپنا) راستہ، یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور وہ اُن سے غافل تھے۱۴۶

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۗ هَلْ يُجْزَوْنَ

اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو، برباد ہوگئے ان کے عمل، نہیں وہ بدلہ دئے جائیں گے

اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا

مگر وہی جو وہ کرتے تھے۱۴۷ اور بنا لیا قوم موسیٰؑ نے اس کے بعد، اپنے زیورات سے ایک بچھڑے کا

جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۗ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ

پتلا، جس میں گائے (یا بچھڑے) کی سی آواز تھی، کیا نہیں دیکھتے تھے، کہ وہ نہ ان سے بات کرتا ہے اور نہ دکھاتا ہے ان کو کوئی راستہ

اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِىٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ

(تب بھی) بنالیا انہوں نے اس کو (معبود) اور وہ تھے ظلم کرنے والے۱۴۸ اور جب وہ نادم ہوئے اور انہوں نے دیکھا! کہ وہ حقیقتاً

ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

گمراہ ہوگئے ہیں، تو کہنے لگے اگر نہ ہم پر رحم کیا ہمارے رب نے اور (نہ) معاف فرمایا ہمیں، تو ضرور ہم ہوجائیں گے خسارہ اٹھانے والوں میں سے۱۴۹

ع ۱۷ / ۶ / ۷ — وقف لازم

۱۴۴: اے موسیٰؑ اگر دیدار نہیں ہو سکا تو کیا حرج ہے؟ اسکے علاوہ آپ کو کم نعمتیں ملی ہیں؟

۱۴۵: یہ تختیاں کتنی تھیں؟ یہ معلوم کرنے کا بھی کوئی ذریعہ میسر نہیں تاہم چونکہ جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ دو سے زیادہ ہی تھیں۔ ان تختیوں کی کتابت کے بارے میں قرآن اور بائبل دونوں میں اللہ تعالیٰ کی جانب نسبت کی گئی ہے۔

● خوش اسلوبی سے عمل کریں۔ اوامر ونواہی بجا لائیں اور بچنے کیلئے تاویلیں نہ کرتے پھریں۔ فلسفیانہ موشگافیوں کی شان پر نہ چڑھائیں۔

● یعنی ملک شام تم فتح کرلوگے یا راستے میں تباہ شدہ باغی قوموں کے آثار آپ کو نظر آئیں گے۔

۱۴۶: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو۔ ایک شخص نے کہا کہ ہر شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اسکا کپڑا اچھا ہو اسکی جوتی اچھی ہو (کیا یہ تکبر ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے تکبر تو یہ ہے کہ حق کو ٹھکرا دے اور لوگوں کو حقیر جانے۔" (مسلم)

۱۴۸: جب حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کی طلبی پر چالیس دنوں کیلئے طور سینا پر تشریف لے گئے تو بنی اسرائیل نے بچھڑے کی عبادت شروع کردی۔ یہ بچھڑا پن ان کیلئے سامری نے بنا دیا تھا اور ان لوگوں کے زیورات سے بنایا جو کہ یہ چاہتے تھے۔ اس سے آواز کیسے نکلتی تھی؟ غالباً یہ سامری کا کوئی کرتب یا شعبدہ تھا تفصیل کیلئے دیکھیں۔

● جو بات بھی نہیں کرسکتا وہ رہنمائی کیا کرے گا؟

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بائبل میں ظالموں نے انبیاء کی عصمت پر جو داغ لگائے ہیں۔ ان میں کوئی بڑا گناہ انہوں نے نہیں چھوڑا۔ شرک، جادوگری، زنا، جھوٹ اور دغا بازی وغیرہ۔ حضرت ہارونؑ پر ان ظالموں نے یہ تہمت لگائی ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل کو بچھڑا بنادیا۔ (خروج۔باب ۳۲ آیت ۱-۶)
جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون کو بالکل بری قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ سامری نے یہ حرکت کی تھی۔

۱۴۹: ان لوگوں کی توبہ اس شرط پہ قبول ہوئی کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں۔ (البقرہ ۲-۵۴)

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰٓى اِلٰى قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئۡسَمَا خَلَفۡتُمُوۡنِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِیۡ ۚ

اور جب واپس آئے موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف غضبناک افسوس کرتے ہوئے، تو کہا بڑی ہے جو تم نے میری جانشینی کی ہے، میرے بعد،

اَعَجِلۡتُمۡ اَمۡرَ رَبِّكُمۡ ۚ وَاَلۡقَى الۡاَلۡوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاۡسِ اَخِيۡهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيۡهِ ؕ قَالَ ابۡنَ

کیا تم نے جلدی کی اپنے رب کے حکم سے اور پھینک دیں، تختیاں اور پکڑلیا سر کے بالوں سے اپنے بھائی کو کھینچتے ہوئے اس کو اپنی طرف، وہ بولے!

اُمَّ اِنَّ الۡقَوۡمَ اسۡتَضۡعَفُوۡنِیۡ وَكَادُوۡا يَقۡتُلُوۡنَنِیۡ ۖ فَلَا تُشۡمِتۡ بِیَ الۡاَعۡدَآءَ وَلَا

اے میری ماں جائے! بیشک ان لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل ہی کردیتے، چنانچہ نہ ہنسایئے مجھ پر دشمنوں کو اور نہ

تَجۡعَلۡنِیۡ مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۝١٥٠ قَالَ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِاَخِیۡ وَاَدۡخِلۡنَا فِیۡ رَحۡمَتِكَ ۖ

کریے مجھے شامل ایسے لوگوں میں جو ظالم ہیں۝١٥٠ (موسیٰؑ نے) کہا! اے میرے رب! تو مجھے معاف کردے اور میرے بھائی کو اور ہمیں داخل فرما اپنی رحمت میں

ع ١٨ ٨ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ۝١٥١ اِنَّ الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوا الۡعِجۡلَ سَيَنَالُهُمۡ غَضَبٌ

اور تو تو ہے ہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا۝١٥١ بیشک وہ لوگ جنھوں نے بنایا بچھڑے کو (معبود)، عنقریب انہیں پہنچے گا غضب

مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَذِلَّةٌ فِی الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُفۡتَرِيۡنَ ۝١٥٢ وَالَّذِيۡنَ عَمِلُوا

اُن کے رب کی طرف سے اور ذلت دنیاوی زندگی میں اور اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں جھوٹی باتیں گڑھنے والوں کو۝١٥٢ اور وہ لوگ جنھوں نے عمل کئے

السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِهَا وَاٰمَنُوۡۤا ۚ اِنَّ رَبَّكَ مِنۡۢ بَعۡدِهَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝١٥٣

بُرے پھر توبہ کی اس کے بعد اور ایمان لے آئے، تو یقیناً آپ کا رب اس کے بعد بھی، بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۝١٥٣

وَلَمَّا سَكَتَ عَنۡ مُّوۡسَى الۡغَضَبُ اَخَذَ الۡاَلۡوَاحَ ۖ وَفِیۡ نُسۡخَتِهَا هُدًى وَّرَحۡمَةٌ

اور جب ٹھنڈا ہوا موسیٰؑ کا غصہ تو اُس نے اٹھالیں وہ تختیاں اور ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت تھی

لِّلَّذِيۡنَ هُمۡ لِرَبِّهِمۡ يَرۡهَبُوۡنَ ۝١٥٤ وَاخۡتَارَ مُوۡسٰى قَوۡمَهٗ سَبۡعِيۡنَ رَجُلًا لِّمِيۡقَاتِنَا ۚ

ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۝١٥٤ اور منتخب کئے موسیٰؑ نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے مقررہ وقت پر حاضر ہونے کے لئے،

فَلَمَّاۤ اَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ قَالَ رَبِّ لَوۡ شِئۡتَ اَهۡلَكۡتَهُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ وَاِيَّایَ ؕ

پھر جب ان کو پکڑلیا زلزلے نے تو (موسیٰؑ نے) کہا! اے میرے رب، اگر تو چاہتا تو ہلاک کردیتا ان کو اس سے پہلے

اَتُهۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنۡ هِیَ اِلَّا فِتۡنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنۡ تَشَآءُ

اور مجھے بھی: کیا تو ہمیں ہلاک کرتا ہے اس وجہ سے کہ جو کیا ہے بیوقوفوں نے ہم میں سے، نہیں ہے یہ مگر تیری آزمائش ہی، تو گمراہ کرتا ہے اس کے ذریعہ سے جسے چاہتا ہے

وَتَهۡدِیۡ مَنۡ تَشَآءُ ؕ اَنۡتَ وَلِيُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡغٰفِرِيۡنَ ۝١٥٥

اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے، تو ہمارا کارساز ہے، لہٰذا ہمیں تو معاف کردے اور ہم پر رحم فرما اور تو بہترین بخشنے والا ہے۝١٥٥

(١٥٠): حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر ہی اطلاع مل چکی تھی کہ سامری نے بچھڑا بنایا ہے جسکی قوم کے بہت سے لوگوں نے عبادت شروع کردی ہے لہٰذا رنج اور غصہ طبیعت میں پہلے ہی تھا۔

حضرت ہارون نے قوم کو اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ دیکھئے (طہٰ ٢٠:٩٠)

حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے سگے بھائی تھے مگر انکا جزبہ عاطفت ابھارنے کیلئے حضرت ہارون نے یہ الفاظ استعمال کئے۔

دوسرے مقام پر یہ وضاحت ہے کہ حضرت ہارون نے کہا کہ مجھے داڑھی اور سر سے نہ پکڑو قوم تو میرے قتل کے درپے تھی اور خانہ جنگی کا خطرہ تھا۔

(١٥١): جب قدرے غصہ رخصت ہوا اور احساس ہوا کہ اس معاملہ میں بھائی پر زیادتی ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی۔ بھائی کیلئے بھی معافی طلب کی کہ شاید اس سے اسی معاملہ میں کوئی کوتاہی ہوئی ہو۔

(١٥٢): اللہ کا غضب وہی تھا جس کا ذکر (البقرہ ٢۔٥٤) میں ہوا ہے کہ جنہوں نے یہ حرکت کی ہے انہیں قتل کیا جائے۔ قتل وہ لوگ کریں جو انکو منع کرتے رہے۔

(١٥٣): اور اس سزا کے بعد قیامت کو انہیں اس جرم پر عذاب نہیں ہوگا۔ بنی اسرائیل کیلئے کفارہ کی اتنی مشکل صورت اس لئے عائد کی گئی کہ انہوں نے ایمان لانے کے بعد یہ حرکت کی اور انبیاء کی موجودگی میں شرک کیا ورنہ عام حالات میں اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے توبہ کرنا ہی کافی ہے۔

(١٥٤): دیگر آسمانی کتابوں کی طرح یہ آسمانی ہدایت بھی ان ہی لوگوں کیلئے فائدہ مند تھی جو کہ اللہ سے ڈرنے والے تھے۔

(١٥٥): جب حضرت موسیٰ ان مسائل سے فارغ ہوئے اور تختیاں اٹھائیں اور قوم کو ہدایت کہ انکی روشنی میں اپنی زندگیاں گزارو تو ان لوگوں نے حضرت موسیٰؑ پر بھی بداعتمادی کا اظہار کردیا کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ تختیاں واقعی منجانب اللہ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ستر نمائندے منتخب کرکے اپنے ساتھ کوہ طور پر لے آؤ۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ لوگ بچھڑے کی عبادت کے جرم کی معافی کیلئے آئے تھے۔

جب ان لوگوں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ سے ہمکلام ہوئے تو انہوں نے یہ اعتراض جڑ دیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کو واضح طور پر یہ کلام کرتا ہوا نہ دیکھ لیں ہم ماننے والے نہیں ہیں۔ دیکھئے (البقرہ ٢۔٥٥)

● حضرت موسیٰ کو فکر دامن گیر ہوئی کہ قوم کو کیا جواب دیں گے؟ انتہائی گریہ زاری اور حکمت کے ساتھ جچے تلے الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور انہیں دوبارہ زندہ کیا۔

وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ
اور تو لکھ دے ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی، بیشک ہم نے رجوع کیا تیری طرف، ارشاد ہوا!
عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا
میں سزا دیتا ہوں اس کو جس کو چاہوں اورمیری رحمت، اس نے گھیر رکھا ہے ہر چیز کو، سو اسے میں لکھے دیتا ہوں
لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ۚ
ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں اور ادا کرتے ہیں زکوۃ اور ان لوگوں کے لئے جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں﴿۱۵۶﴾
اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا
وہ لوگ جو اتباع کرتے ہیں اس رسول کا جو نبی اُمی ہے، جسے وہ پاتے ہیں لکھا ہوا،
عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ
اپنے پاس تورات میں اور انجیل میں، وہ انہیں حکم دیتا ہے اچھے کاموں کا اور منع کرتا ہے انہیں
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ
بُرے کاموں سے اور وہ حلال کرتا ہے اُن کے لئے پاکیزہ چیزیں اور حرام ٹھہراتا ہے اُن کے لئے ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے
عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ
اُن پر سے اُن کے بوجھ اور (کھولتا ہے) اُن کی بندشیں جو تھیں اُن پر، سو جو ایمان لائے اس پر
وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ
اور حمایت کی اس کی اور مدد کی اس کی اور اتباع کیا اس نور کا جو نازل کیا گیا اُس کے ساتھ، یہی وہ لوگ ہیں
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ ع قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ
فلاح پانے والے﴿۱۵۷﴾ کہہ دیجئے! اے انسانو! یقینا میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف: وہ ذات کہ
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا
اُسی کے لئے بادشاہی ہے، آسمانوں کی اور زمین کی، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے، وہ زندگی دیتا ہے اور مارتا ہے، لہٰذا تم ایمان لاؤ
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ
اللہ پر اور اُس کے رسول پر، جو نبی اُمّی ہے، وہ جو خود بھی ایمان لاتا ہے اللہ پراوراُس کے کلام پر اور اس کی اتباع کرو،
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾
تاکہ تم ہدایت پاؤ﴿۱۵۸﴾ اور موسیٰؑ کی قوم میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو رہنمائی کرتا ہے حق کے ساتھ اور اسی کے مطابق وہ عدل وانصاف کرتا ہے﴿۱۵۹﴾

ع ۱۹ ۶ ۹

﴿۱۵۶﴾: حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کیلئے دنیاوآخرت کی بھلائی طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے چند شرائط سے مشروط کردیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے تخلیق (زمین وآسمان) مکمل کر لی تو اس نے اپنی کتاب میں لکھا جو کہ اسکے پاس عرش پر ہے ''اور میری رحمت میرے غضب پرغالب ہے۔'' (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا۔

''اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو جز کئے اس میں سے ننانوے اجزاء اپنے پاس رکھے اور ایک جزو دنیا میں اتار دیا تو اسی ایک جز سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے۔'' (بخاری)

﴿۱۵۷﴾: یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کیلئے مذکورہ شرائط کے ساتھ اب یہ شرط بھی ہے کہ اس نبی پر ایمان لایا جائے۔

● بنی اسرائیل اپنے سوا دیگر قوموں کو ''امی'' (Gentiles) کہتے تھے ان کا قومی فخر وغرور ''امی'' کی پیشوائی تسلیم کرنا تو درکنار اس بات پر بھی تیار نہ تھے کہ انہیں عام انسانی حقوق دیئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرما دی کہ اب اس پر ایمان نہ لائے تو پھر کسی رحمت کے مستحق نہیں ہوسکتے۔

امی کا لفظ غالباً ام (یعنی والدہ) کی طرف منسوب ہے یعنی جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بھر کسی مخلوق کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا۔ اسکے باوجود جن علوم و حکمت کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلم بنے پوری دنیا اسکی معترف ہے۔ پڑھے لکھے دانشوروں میں کسی کی مجال نہیں کہ اسکا عشر عشیر بھی پیش کرسکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امی ہونے میں جو حکمتیں ہیں وہ قرآن میں کئی جگہ مذکور ہیں۔

● آپ کی بشارتیں آج کی تحریف شدہ تورات وانجیل میں بھی موجود ہیں مثلاً

(ا) استثناء باب ۱۸ آیت ۱۷ تا ۲۲ (ب) متی باب ۳ آیت ۱۔۲ (ج) یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۵۔۲۶

● جیسے اونٹ کا گوشت اور گائے بکرے کے چربی وغیرہ جو کہ بنی اسرائیل کی شریعت میں ممنوع تھی یا جیسے انکے ہاں قتل کیلئے صرف قصاص کا قانون تھا اور معافی کی صورت نہ تھی۔

﴿۱۵۸﴾: یعنی آپ کی رسالت کسی علاقہ یا قوم یا وقت کیلئے نہ تھی بلکہ قیامت تک کیلئے ہر علاقہ اور قوم کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہیں۔

● ہر رسول اور نبی سب سے پہلے خود اپنی نبوت ورسالت پر ایمان لاتا ہے۔ یہ رسول بھی اللہ اور اسکے کلمات ہدایت وارشاد پر ایمان لا چکا ہے۔

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

اور ہم نے انہیں جدا جدا کردیا بارہ قبیلوں کے اعتبار سے (بارہ) جماعتوں میں اور ہم نے وحی کی موسیٰؑ کی طرف،

اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ

جب اس سے پانی مانگا اس کی قوم نے، یہ کہ تم مارو اپنے عصا کو (اس) پتھر پر، تو پھوٹ نکلے

مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا

اس سے بارہ چشمے، بیشک جان لیا ہر قبیلے نے اپنا اپنا گھاٹ اور ہم نے سایہ کیا

عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ

اُن پر بادلوں کا اور ہم نے نازل کیا ان پر ''مَنّ'' اور ''سلویٰ'' (اور کہا) تم کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے

مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (١٦٠)

جو ہم نے تم کو رزق دیا اور نہیں ظلم کیا انہوں نے ہم پر اور لیکن وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے تھے (١٦٠)

وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ

اور جب کہا گیا اُن سے: کہ تم ٹھہرو اِس بستی میں اور تم کھاؤ اِس میں سے جہاں سے تم چاہو

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓئٰتِكُمْ ؕ

اور کہتے جانا، ''ہمیں معاف کردے'' اور داخل ہونا (بستی کے) دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے، تو ہم بخش دیں گے تمہارے لئے تمہاری خطائیں،

سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ (١٦١) فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ

عنقریب ہم زیادہ عطا کریں گے، نیکی کرنے والوں کو (١٦١) پس بدل دیا اُن لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا، ان میں سے اس بات (کلمہ) کو، اس کے مخالف اس سے جو

ع ٥ ٢٠ ١٠ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ (١٦٢) ع

کہی گئی تھی ان سے، تو ہم نے بھیجا اُن پر عذاب آسمان سے، اِس وجہ سے کہ جو وہ ظلم کرتے تھے (١٦٢)

وقف لازم وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ

اور اُن سے پوچھئے؟ اُس بستی کے بارے میں جو تھی سمندر کے کنارے جب وہ حد سے تجاوز کرتے تھے

فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا

ہفتہ کے دن، جبکہ آتی تھیں ان کے پاس ان کی مچھلیاں اُن کے ہفتے کے دن میں اُبھر اُبھر کر سطح پر اور جس دن نہیں

معانقة عند المتاخرين النصف يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (١٦٣)

ہوتا ہفتہ تو نہیں آتی تھیں، اس طرح ہم آزما رہے تھے ان کو اس وجہ سے کہ تھے وہ نافرمان (١٦٣)

(١٦٠): اسباط سبط کی جمع ہے جس کے معنی پوتا کے ہیں۔ یہاں قبائل مراد ہیں۔ بنی اسرائیل حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹوں کی اولاد ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کا نام اسرائیل تھا۔ ان بارہ بیٹوں کی اولاد سے بارہ قبیلے وجود میں آئے۔ جن پر حضرت موسیٰؑ نے بارہ نقیب (یعنی محافظ) مقرر کئے جسکی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ انکی دینی تربیت کا خیال رکھے اسکے علاوہ روزمرہ کے مسائل پر نظر رکھے۔

(١٦١): بنی اسرائیل کو جب اللہ تعالیٰ نے ''ارض مقدسہ'' کی بشارت دی کہ یہ زمین تمہارے لئے لکھی جا چکی ہے۔ تم وہاں داخل ہو جاؤ تو اس قوم نے بزدلی اور سرکشی دکھائی اور شان کریمی میں گستاخی کرتے ہوئے نہ صرف وہاں جانے سے انکار کر دیا بلکہ کہہ دیا۔

''(اے موسیٰ!) تم اور تمہارا رب جاؤ اور قتال کرو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔'' (المائدہ ٥:٢٤)

چنانچہ سزا کے طور پر بنی اسرائیل پر صحرائے سینا جسے میدان تیہہ بھی کہتے ہیں چالیس سالہ سرگردانی مسلط کی گئی۔ یاد رہے کہ اس وقت بنی اسرائیل لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ خوراک 'پانی' اور سایہ تینوں انکی بنیادی ضروریات تھیں۔ ان میں ایک چیز بھی اگر انہیں میسر نہ آتی تو ان کی موت واقع ہو جاتی۔ پانی کیلئے حضرت موسیٰ کے عصا کی ضرب سے بارہ چشمے جاری کئے گئے تا کہ پانی کے مسئلہ میں کوئی فساد نہ پیدا ہو۔ کھانے کو من و سلویٰ اتارا گیا۔ من ایک میٹھی چیز تھی جو کہ دھنئے کے بیج جیسی تھی اور رات کو اوس کی شکل میں نازل ہوتی۔ سلویٰ بٹیر کی قسم کے پرندے تھے جنہیں یہ لوگ بھون کر کباب بنا کر کھاتے۔ سایہ کیلئے بادل کا انتظام کر دیا۔

غور فرمائیے اگر ایسا انتظام کسی بادشاہ کو بھی کرنا پڑے تو چالیس سال تک کیلئے کتنی لاگت سے یہ بندوبست ہوتا؟

(١٦٢): ہم نے یہ نعمتیں ان سے نہیں روکیں بلکہ خود ہی یہ پیاز اور دالیں وغیرہ مانگنے لگے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ شہر کے دروازے میں جھک کر داخل ہوں اور زبان سے حطۃ کہیں (یعنی گناہوں کی بخشش مانگیں) لیکن وہ اپنی سرینوں کے بل گھسیٹے ہوئے داخل ہوئے اور حطۃ کی بجائے حبۃ فی شعرۃ (دانہ بالی کے اندر) کہنے لگے۔'' (بخاری)

اکثر مفسرین نے اس بستی کا نام ایلا (یا ایلات) بتایا ہے۔ کچھ مفسرین نے ''مدین'' نام بتایا ہے۔

- سزا کے طور پر طاعون نے آلیا۔ ایک روایت کے مطابق اس میں ستر ہزار یہود مر گئے۔

(١٦٣): غالباً یہ بستی وہی ایلہ (یا ایلات) ہے یا ''مدین'' ہے۔ سبت (ہفتہ) بنی اسرائیل کیلئے متبرک دن تھا اور اس دن انہیں دنیاوی کام کاج منع تھا۔

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

اور جب (ان سے) کہا! ایک گروہ نے انہی میں سے کہ کیوں تم نصیحت کرتے ہو ایسی قوم کو: کہ اللہ انہیں ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں عذاب دینے والا ہے، عذاب

شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا

سخت ترین، (تو) انہوں نے کہا! معذرت پیش کرنے کے لئے تمہارے رب کی طرف اور شاید کہ وہ ڈر جائیں ﴿۱۶۴﴾ پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو وہ نصیحت انہیں

بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا

یاد کرائی گئی تھی، تو نجات دی ہم نے ان کو جو منع کرتے تھے بُرے کام سے اور ہم نے پکڑ لیا ان کو جنہوں نے ظلم کیا، بدترین عذاب میں، بسبب ان نافرمانیوں کے

كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾

جو تھے وہ کرتے ﴿۱۶۵﴾ پھر جب انہوں نے سرکشی کی ان (کاموں) سے کہ روکے گئے تھے اس سے، تو ہم نے کہا ان سے! کہ تم ہو جاؤ بندر ذلیل وخوار ﴿۱۶۶﴾

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ

اور (یاد کرو) جب اعلان کیا آپ کے رب نے کہ وہ ضرور بھیجتا رہیگا (یعنی مسلط کریگا) ان (بنی اسرائیل) پر روز قیامت تک، ایسے شخص کو جو ان کو چکھاتا رہے گا بدترین عذاب،

اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ

بلاشبہ آپ کا رب، البتہ بہت جلد سزا دینے والا ہے اور یقینا وہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے ﴿۱۶۷﴾ اور ہم نے انہیں جدا جدا کر دیا زمین میں

اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ

مختلف فرقوں میں، کچھ ان میں سے نیک ہیں اور کچھ ان میں سے مختلف ہیں اس سے اور ہم نے انہیں آزمایا، آسائشوں اور تکلیفوں کے ساتھ،

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ

شاید کہ وہ پلٹ آئیں (اللہ کی طرف) ﴿۱۶۸﴾ پھر جانشین ہوئے ان کے بعد ایسے ناخلف جو وارث ہو کر کتاب (تورات) سے حاصل کرتے تھے، فائدہ

هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ

اس حقیر دنیاوی زندگی کا اور وہ کہتے کہ عنقریب ہمیں بخش دیا جائے گا اور اگر آتی تھی ان کے سامنے (پھر) چیزیں اس جیسی ہی، تو وہ اسے بھی لے لیتے، کیا نہیں

يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا

لیا گیا تھا ان سے یہ عہد کتاب میں؟ یہ کہ نہ کہیں وہ اللہ کے بارے میں مگر حق اور انہوں نے پڑھا بھی ہے وہ جو

فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ

اس میں (لکھا) ہے اور آخرت کا گھر بہت بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، کیا پھر نہیں تم عقل رکھتے؟ ﴿۱۶۹﴾ اور جو لوگ

يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾

مضبوطی سے پکڑتے ہیں کتاب کو اور انہوں نے قائم کیا نماز کو (تو) بیشک ہم نہیں ضائع کرتے اجر ایسے نیک کام کرنے والوں کا ﴿۱۷۰﴾

﴿۱۶۵﴾: اس ساحلی بستی کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یوم السبت کو بھی مچھلیاں پکڑنا شروع کر دیں تو بستی کے لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک تو وہی گروہ جس نے ڈھٹائی سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی شروع کر دی۔ دوسرا گروہ جس نے نہ خلاف ورزی کی اور نہ ہی اس خلاف ورزی پر خاموشی اختیار کی بلکہ خلاف ورزی کرنیوالوں کو منع کیا کہ شائد وہ باز آ جائیں یا کم از کم ان کی خود اپنی اللہ کے ہاں برات ہو جائے۔ تیسرے گروہ نے خود خلاف ورزی نہ کی مگر خلاف ورزی کرنیوالوں کو روکا بھی نہیں۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو صرف وہ گروہ بچ رہا جو خلاف ورزی سے منع بھی کرتا رہا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی حدود کی خلاف ورزی کرنیوالوں اور خلاف ورزی دیکھ کر خاموش رہنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے ان لوگوں کی جنہوں نے کسی جہاز میں بیٹھنے کیلئے قرعہ اندازی کی۔ کچھ لوگوں کے حصے میں نچلی منزل آئی اور دوسرے لوگوں کے حصے میں اوپر والی منزل۔ اب نچلی منزل والے جب پانی لے کر بالائی منزل والوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں تکلیف پہنچتی۔ یہ دیکھ کر نچلی منزل والوں میں سے ایک نے کلہاڑی لی اور جہاز کے پیندے میں سوراخ کرنے لگا۔ بالائی منزل والے اسکے پاس آئے اور کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تمہیں ہماری وجہ سے تکلیف پہنچی اور ہمارا پانی کے بغیر گزار نہیں۔ اب اگر اوپر والوں نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تو اسے بھی بچا لیا اور خود بھی بچ گئے اور اگر اسے چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کیا اور اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا۔'' (بخاری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ''جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتے) دیکھیں اور اسکا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ کی طرف سے ان پر عام عذاب نازل ہو۔'' (ترمذی)

﴿۱۶۷﴾: کبھی یونانی بادشاہوں نے غلام بنایا کبھی بخت نصر نے مظالم ڈھائے۔ مجوسیوں کے ظلم سہے۔ مسلمان حکمران ان پر مسلط ہوئے۔ ہٹلر نے انکی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ بیسوی صدی کے وسط میں چند حکومتوں کی مدد سے تھوڑے سے علاقہ پہ انکی حکومت قائم ہوئی ہے مگر امن پھر بھی نصیب نہیں۔

﴿۱۶۸﴾: فرقہ بازی کا عذاب مسلط کر دیا۔

﴿۱۶۹﴾: اللہ کی کتاب بیچ کھانے میں یہ لوگ بڑے بے باک تھے۔ پھر یہ غلط فہمی بھی تھی کہ ہم اللہ کے چہیتے ہیں۔

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ

اور جب ہم نے اٹھایا پہاڑ کو ان کے اوپر، گویا کہ وہ ایک سائبان ہے اور انہوں نے یہ گمان کرلیا تھا کہ یقیناً وہ (پہاڑ) گرنے ہی والا ہے، ان پر (کہا ہم نے) پکڑے رہو وہ (احکام) جو

ع ٢١ ٩ ١١ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٧١﴾ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ

ہم نے تمہیں دی قوت کے ساتھ اور یاد کرو جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم بچ جاؤ﴿١٧١﴾ اور جب نکالا تھا آپ کے رب نے اولاد

اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ

آدمؑ میں سے یعنی اُن کی پشتوں میں سے ان کی نسل کو اور گواہ بنایا تھا ان کو خود ان کے اوپر (اور پوچھا تھا) کیا نہیں ہوں میں تمہارا رب؟

قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٧٢﴾ اَوْ معانقة ٦ عند المتأخرين ١٢

انہوں نے کہا تھا کیوں نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں، تاکہ کہیں یہ (نہ) کہو تم قیامت کے دن کہ بیشک ہم تو تھے اس (بات) سے غافل﴿١٧٢﴾ یا

تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا

کہو تم! کہ بیشک شرک تو کیا تھا ہمارے باپ دادا نے اس سے پہلے اور تھے ہم ان کی اولاد، ان کے بعد کیا پھر تو ہلاک کرتا ہے ہمیں

بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿١٧٣﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿١٧٤﴾ وَاتْلُ

بوجہ ان (گناہوں) کے جو کیا تھا گمراہ لوگوں نے﴿١٧٣﴾ اور اسی طرح ہم مفصل بیان کرتے ہیں آیتیں اور تاکہ وہ رجوع کریں﴿١٧٤﴾ اور پڑھیے

عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ

اُن پر خبر اس شخص کی، کہ ہم نے اسے دی تھی اپنی آیتیں، پھر وہ نکل گیا ان سے، تو پیچھے لگالیا اس کو شیطان نے، تو وہ ہوگیا

مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿١٧٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ

گمراہوں میں سے﴿١٧٥﴾ اور اگر ہم چاہتے تو البتہ بلند کرتے اس کو، بسبب ان (آیات) کے، لیکن وہ جھک پڑا زمین کی طرف اور پیچھے لگ گیا اپنی خواہش کے،

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ

چنانچہ اس کی مثال ہوگئی مانند اُس کتے کے (ہے کہ) اگر بوجھ لادو اس پر تب بھی ہانپتا ہے یا تم چھوڑ دو اسے تب بھی وہ ہانپتا ہے، یہی

مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿١٧٦﴾

مثال ہے اُن لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا، ہماری آیات کو، لہٰذا آپ بیان کریں، یہی واقعات تاکہ وہ غور و فکر کریں﴿١٧٦﴾

سَاۗءَ مَثَلَا ۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿١٧٧﴾

بہت ہی بری مثال ہے اُن لوگوں کی، جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو اور اپنے ہی اوپر تھے وہ ظلم کرتے﴿١٧٧﴾

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٧٨﴾

جسے ہدایت دے اللہ سو وہی ہے راہ راست پر اور جس کو گمراہ کردے (اللہ)، تو وہی لوگ ہیں خسارہ پانے والے﴿١٧٨﴾

﴿١٧١﴾: اس واقعہ کا صحیح وقت تعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً۔
اللہ تعالیٰ کو ظاہراً دیکھنے کے مطالبہ پر جب ستر (۷۰) بنی اسرائیلیوں کو ہلاک کر دیا گیا اور حضرت موسیٰ کی التجا پر انہیں دوبارہ زندگی عطا فرمائی گئی تو اسکے بعد بنی اسرائیل سے پہاڑ کو انکے اوپر لٹکا کر یہ عہد لیا گیا کہ وہ تورات پر عمل کریں گے۔

﴿١٧٢﴾: اس سے پہلی آیت میں یہود سے لئے جانے والے عہد کا ذکر ہے جبکہ اس آیت میں اس عہد کا ذکر ہے جو بنی نوع آدم کے ہر فرد سے لیا گیا تھا۔ قرآن اور حدیث کی تصریحات سے اس کی تفصیل یوں معلوم ہوتی ہے کہ حضرت آدم کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور انکی نسل سے تا قیامت پیدا ہونے والی اولاد کی روحیں اپنے سامنے حاضر کرلیں۔ انکی روحوں کو وہی شکل عطا کی گئی جو ان کی پیدائش کے بعد میسر ہونیوالی تھی۔ پھر ان ارواح کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس بھری کائنات کو اچھی طرح سے دیکھ بھال کر بتاؤ کہ تمہیں یہاں میرے سوا کوئی اور رب نظر آتا ہے؟ تو ان سب ارواح نے ملکر یقین کے ساتھ یہ شہادت دی کہ تو ہی ہمارا رب ہے۔ یہ واقعہ صرف تمثیل ہی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ جس طرح پیدائش آدم، قیام جنت، جنت سے خروج وغیرہ سب حقیقت ہے۔ منکرین کے دلائل اور اس کے رد کیلئے دیکھیں مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی مفصل تفسیر، اسی آیت کی تشریح، نیز دیکھیں آیت نمبر ۱۲۳ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جس طرح جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے۔ اس کا ناک کان کٹا ہوا نہیں ہوتا۔“ (بخاری)

● گویا یہی شہادت خلافت ارض کیلئے بنیادی پتھر کا کام دیتی ہے۔ گویا اس بنا پر قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے گا۔ ”اے اللہ تو ہم سے حساب کس چیز کا لیتا ہے؟“ کیا تو نے ہم سے پوچھ کر ہمیں دنیا میں بھیجا تھا؟ اللہ تعالیٰ جواباً کہہ دیں گے کہ ہاں اس باہمی اقرار اور رضامندی کے بعد تمہیں دنیا میں بھیجا گیا تھا۔

﴿١٧٣﴾: چونکہ یہ عہد ہر ایک سے فرداً فرداً لیا گیا تھا لہٰذا آباؤاجداد اور ماحول کے بہانہ سے کوئی بچ نہ سکے گا۔

﴿١٧٥﴾: سیاق کلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ قصہ کسی خاص فرد کے متعلق ہے مگر قرآن کریم کا اعلیٰ اخلاقی معیار یہ ہے کہ وہ عموماً اس قسم کے لوگوں کو بدنام نہیں کرتا بلکہ انکی صفات بیان کر دی جاتی ہیں تاکہ عبرت کا مقصد حاصل ہوجائے۔
اس کو اللہ تعالیٰ کی خاص آیات میسر تھیں۔ غالباً مستجاب الدعوات تھا۔ اللہ کی نافرمانی کا کوئی کام کیا۔ غالباً ایسی دعا مانگی جو کہ ناجائز تھی۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ

اور یقینا ہم نے پیدا کئے ہیں جہنم کے لئے بہت سے جن اور انسان، ان کے دل تو ہیں، (مگر) نہیں وہ سمجھتے (وہ ان سے حق) اور ان کی

أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ

آنکھیں تو ہیں (لیکن) نہیں وہ دیکھتے اُن سے اور اُن کے کان تو ہیں (لیکن) نہیں وہ سنتے اُن سے (حق)، یہی لوگ ہیں چوپائے کی طرح بلکہ وہ

أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ

ان سے بھی زیادہ گمراہ، یہی لوگ ہیں غافل﴿۱۷۹﴾ اور اللہ ہی کے لئے ہیں سب نام اچھے اچھے، سوتم اُسے پکارو اُن ناموں سے اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو

يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٨٠﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ

کج روی اختیار کرتے ہیں، اُس کے ناموں میں، عنقریب وہ بدلہ دیئے جائینگے اُس کا جو تھے وہ عمل کرتے﴿۱۸۰﴾ اور اُن میں سے جنہیں پیدا کیا ہم نے، ایک گروہ ہے جو رہنمائی کرتے ہیں

بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿١٨١﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ

حق کے ساتھ اور اُسی کے ساتھ وہ عدل بھی کرتے ہیں﴿۱۸۱﴾ اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو، عنقریب ہم انہیں بتدریج پکڑیں گے جہاں سے انہیں

ع ۲۲ / ۱۰ / ۱۲

لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٢﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿١٨٣﴾ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۗ مَا بِصَاحِبِهِم

علم بھی نہ ہوگا﴿۱۸۲﴾ اور میں مہلت دیتا ہوں انہیں، بلاشبہ میری تدبیر بڑی مضبوط ہے﴿۱۸۳﴾ کیا نہیں انہوں نے غور کیا (کہ) نہیں ہے ان کے رفیق (محمدؐ) پر

مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١٨٤﴾ أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

کوئی جنون؟ نہیں ہیں وہ مگر ڈرانے والا واضح طور پر﴿۱۸۴﴾ کیا نہیں دیکھا انہوں نے بادشاہی آسمانوں اور زمین میں اور جو

خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ

پیدا کیا اللہ نے (اس) سے چیزیں اور یہ کہ شاید کہ قریب آچکی ہو ان کی مقررہ مدت، پھر کس بات کے ساتھ اس (قرآن) کے بعد وہ ایمان

يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٥﴾ مَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٨٦﴾

لائیں گے﴿۱۸۵﴾ جس کو گمراہ کردے اللہ، تو نہیں کوئی ہدایت دینے والا اُسے اور وہ انہیں چھوڑ دیتا ہے ان کی سرکشی میں بھٹکتے پھریں﴿۱۸۶﴾

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا

آپ سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں کہ کب ہے اس کا واقع ہونا؟ کہہ دیجئے! بیشک اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے، نہیں ظاہر کرے گا اُسے اس کے وقت پر،

إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ

مگر وہ بھاری ہوگا (وقت) آسمانوں اور زمین پر، نہیں وہ آئے گی تم پر، مگر اچانک ہی، وہ پوچھتے ہیں آپ سے، گویا کہ آپ

حَفِيٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٧﴾

پوری تحقیق کرچکے ہیں اس کی، کہہ دیجئے! اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے﴿۱۸۷﴾

﴿۱۷۹﴾: اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کرتے وقت یا اس سے پہلے ہی یہ ٹھان رکھا تھا کہ ان کی اکثریت کو جہنم میں داخل کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کا جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
’’ہم نے جن وانس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔‘‘
(الذٰریٰت ۵۱:۵۶)

حاشیہ میں متعدد دفعہ ذکر آچکا ہے کہ جزا وسزا کی بنیاد وہ اختیار ہے جو کہ جن و انس کو عطا کیا گیا ہے۔ چنانچہ برے اعمال کی نسبت انسان کی طرف تو ہوتی ہی ہے جس نے اس اختیار کو غلط انداز میں استعمال کیا ہے، لیکن اس خالق کی طرف بھی ہوسکتی ہے جس نے خود اسکو اختیار عطا کیا ہے۔ اس خالق کو اپنے علم کی بنا پر معلوم ہے کہ کثیر تعداد میں جن و انس جہنم میں جائیں گے۔

﴿۱۸۰﴾: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔
’’اللہ کے ننانوے نام ہیں یعنی سو کم ایک، جو شخص انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ وتر (ایک) ہے اور وتر ہی پسند کرتا ہے۔‘‘ (بخاری)

اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام صرف ایک ہی ہے باقی سب صفاتی نام ہیں جو کہ اللہ کی اعلیٰ صفات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

الحاد کی جتنی شکلیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں افراط اور تفریط کا نتیجہ ہیں۔ یہاں ایک نقطہ بہت اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی تہہ تک پہنچنا انسانی ذہن کی بس کی بات نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ جس کسی نے بھی اللہ کی صفات کو عقلی سان پر چڑھایا وہ خود ہی گمراہ ہوگا۔ اس میدان میں اعتدال کی راہ یہی ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بتلا دیا ہے وہ سمجھ آئے نہ آئے آنکھیں بند کر کے اس پر ایمان لے آئیں۔ آج بے شمار مسلمان فرقے ایسے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ 'پنڈلی' آنکھیں، عرش۔ اللہ کے نزول کی صفت وغیرہ ماننے کو تیار نہیں اور ان کی اور دور از کار تاویلیں کرتے ہیں۔

﴿۱۸۴﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی جنون تو لاحق نہیں ہوا انہیں تو یہ خود صادق اور امین کہتے تھے اور انکی ساری زندگی گواہ ہے۔

﴿۱۸۵﴾: یہاں حدیث سے مراد قرآن کریم ہے۔ اب اس سے بڑی کوئی نشانی یا ہدایت انہیں چاہیئے؟

﴿۱۸۷﴾: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
’’قیامت (یوں اچانک) واقع ہوگی کہ دو آدمیوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلا رکھا ہوگا اور وہ اس کی خرید فروخت نہ کرسکیں گے۔ نہ ہی اسے لپیٹ سکیں گے۔ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ کر لوٹ رہا ہوگا مگر اسے پی نہ سکے گا اور ایک آدمی اپنا حوض درست کر رہا ہوگا مگر وہ اس میں سے اپنے جانور کو پانی نہ پلا سکے گا۔ اور ایک آدمی اپنا نوالہ منہ کی طرف اٹھائے ہوگا مگر وہ اسے کھا نہیں سکے گا۔‘‘ (بخاری)

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

کہہ دیجئے! کہ نہیں اختیار رکھتا میں اپنی جان کے لئے کسی نفع کا اور نہ کسی نقصان کا، مگر جو چاہے اللہ اور اگر ہوتا مجھے علم غیب کا،

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ

تو ضرور حاصل کر لیتا میں بہت فائدے اور نہ پہنچتا مجھے کبھی کوئی نقصان، نہیں ہوں میں مگر خبردار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا، ان لوگوں کو

معانقۃ عند المتاخرین ۱۲

ع ۲۳ / ۷ / ۱۳

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ

جو ایمان لاتے ہیں﴿۱۸۸﴾ وہی تو ہے جس نے پیدا کیا تمہیں ایک جان سے، اور بنایا اسی میں سے اس کا جوڑا، تاکہ وہ سکون حاصل کرے

اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ

اس سے، پھر جب اُس (مرد) نے ڈھانک لیا اُس (عورت) کو (یعنی صحبت کی) تو اٹھالیا اس (عورت) نے ہلکا سا بوجھ، پھر وہ لئے پھرتی رہی اس کو، سو جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں نے دعا کی، اللہ سے

رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا

جو ان کا رب ہے، کہ اگر تو نے ہمیں دیا تندرست بچہ تو یقیناً ہم ہوں گے شکر گزاروں میں سے﴿۱۸۹﴾ پھر جب اس (اللہ) نے انہیں دیا تندرست بچہ تو اُن دونوں نے بنا لئے

لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ

اس کے شریک، اس میں، جو اُس نے انہیں دیا تھا، پس بلند و برتر ہے اللہ، اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں﴿۱۹۰﴾ کیا وہ شریک ٹھہراتے ہیں اُن کو جو نہیں پیدا کر سکتے

شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۖ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾

کوئی چیز بھی، حالانکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں؟﴿۱۹۱﴾ اور نہیں وہ طاقت رکھتے، اُن (مشرکین) کی مدد کرنے کی اور نہ اپنی ہی وہ مدد کر سکتے ہیں﴿۱۹۲﴾

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ

اور اگر تم انہیں بلاؤ ہدایت کی طرف، تو نہیں پیروی کریں گے وہ تمہاری، برابر ہے، تمہارے لئے خواہ تم ان کو پکارو

اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ

یا ہو تم خاموش رہنے والے﴿۱۹۳﴾ بیشک وہ لوگ جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کو چھوڑ کر، وہ بھی بندے ہیں تمہاری طرح کے،

فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ

سو تم انہیں پکارو، پھر چاہیے کہ وہ جواب دیں تمہیں! اگر ہو تم سچے﴿۱۹۴﴾ کیا ہیں ان کے پیر کہ چلتے ہیں وہ

بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ

اُن سے؟ یا ہیں ان کے ہاتھ کہ وہ پکڑتے ہیں اُن سے یا ہیں ان کی آنکھیں کہ دیکھتے ہیں وہ ان سے، یا ہیں ان کے ایسے

اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾

کان کہ وہ سنتے ہیں ان سے؟ کہہ دیجئے! کہ تم بلاؤ اپنے شریکوں کو پھر تم تدبیر کرو میرے خلاف اور نہ تم مجھے مہلت دینا﴿۱۹۵﴾

﴿۱۸۸﴾: توحید کے نکات کھول کھول کر خود آپ ﷺ کی زبان سے بیان کروائے جا رہے ہیں تاکہ امت یہود و نصاریٰ کی طرح گمراہ نہ ہو جائے مگر افسوس ہے کہ امت اس میدان میں ان سے پیچھے نہ رہی۔ جنہوں نے کسی کو داتا کسی کو گنج بخش اور کسی کو غوث الثقلین کا خطاب دیا ہوا ہے۔ نبیوں کے علاوہ پیروں کے بارے میں بھی یہ عقیدہ رکھ لیا کہ عالم الغیب ہیں۔ چنانچہ آپ کو حکم بھی یہ ہوا ہے کہ نہ صرف یہ اعلان فرما دیں کہ میں یہ عالم الغیب نہیں ہوں اور اپنے بھی نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں بلکہ ساتھ ہی اسکی دلیل بھی دے دیں۔ اگر علم غیب ہوتا تو کم از کم آپ ﷺ حضرت عائشہؓ پر تہمت کے سلسلہ میں ماہ بھر پریشان نہ رہتے۔ نہ ہی یہودیوں کا زہر ملا کھانا کھاتے۔

﴿۱۸۹﴾: حضرت آدم اور حضرت حوا جو کہ ان ہی سے پیدا کی گئیں تھیں۔

﴿۱۹۰﴾: جب انسان خود کو اضطراری حالت میں پاتا ہے تو اس وقت اللہ وحدہ لاشریک ہی یاد آتے ہیں جب وہ خود کو نسبتاً محفوظ سمجھتا ہے تو پھر اسکو اور شریک یاد آجاتے ہیں اور وہ اس کو بزرگوں کی دین قرار دینے لگتا ہے یا اس کا نام پیران دتہ، پیر بخش، محمد بخش وغیرہ رکھتا ہے۔ یہ حقیقت ذیل کی آیت سے بھی واضح ہوتی ہے۔

''جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔'' (العنکبوت ۲۹:۶۵)

﴿۱۹۱﴾: توحید اور شرک کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے یہ بڑا اسنہری اصول ہے۔

(ا) جو کچھ پیدا نہیں کر سکتا وہ معبود نہیں ہو سکتا۔

(ب) جو خود مخلوق ہو وہ معبود نہیں ہو سکتا۔

یاد رہے آج تک کسی جن یا انسان نے نہ کوئی جاندار پیدا کیا ہے اور نہ ہی کوئی بے جان مادہ پیدا کیا ہے۔ دنیا بھر کے انجینئر اور سائنس دان مل کر ایک ایٹم یا اس سے بھی چھوٹا ذرہ بھی نہیں بنا سکتے۔ ان کی ساری کاریگری صرف مادہ کی شکل تبدیل کرنے تک ہے۔

﴿۱۹۵﴾: مشرکین مکہ آپ ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ ہمارے معبودوں کی بے ادبی چھوڑ دو ورنہ معبود تم پر کوئی آفت نازل کر دیں گے۔ جیسے ذیل کی آیت سے واضح ہوتا ہے۔

''اور یہ لوگ تو آپ کو غیر اللہ سے ڈراتے ہیں۔'' (الزمر ۳۹:۳۶)

اِنَّ وَلِیّٖۧ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖۗ وَهُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ

یقینا میرا حامی و کارساز تو اللہ ہی ہے جس نے نازل کی ہے یہ کتاب اور وہی حمایت کرتا ہے نیک لوگوں کی﴿۱۹۶﴾ اور وہ جن کو پکارتے ہو تم

مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ

اُس کے سوا، نہیں وہ استطاعت رکھتے تمہاری مدد کی اور نہ وہ خود اپنی ہی مدد کرسکتے ہیں﴿۱۹۷﴾ اور اگر آپ انہیں بلائیں

اِلَى الْهُدٰى لَا یَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾

ہدایت کی طرف، تو نہ سنیں وہ اورآپ دیکھتے ہیں کہ وہ دیکھ رہے ہیں آپ کی طرف، حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھ رہے ہوتے﴿۱۹۸﴾

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ

اختیار کیجئے درگزر کرنے کو اور حکم دیجئے نیک کام کا اور اعراض کیجئے جاہلوں سے﴿۱۹۹﴾ اور اگر اُکسائے آپ کو

مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا

شیطان کا کوئی وسوسہ، تو پناہ مانگئے اللہ کی بیشک وہ ہے خوب سننے والا خوب جاننے والا﴿۲۰۰﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا،

اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىِٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ ۚ وَاِخْوَانُهُمْ

کہ جب چھوجاتا ہے انہیں کوئی بُراخیال شیطان (کے اثر) سے،تو چونک جاتے ہیں اور پھرانہیں صاف نظر آنے لگتا ہے(یعنی شیطان سے بچ جاتے ہیں)﴿۲۰۱﴾ اوراُن (شیاطین) کے بھائی

یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰیَةٍ قَالُوْا لَوْلَا

انہیں کھینچتے ہیں گمراہی میں پھر نہیں وہ کمی کرتے﴿۲۰۲﴾ اور جب نہیں لاتے آپ اُن کے پاس کوئی نشانی، تو کہتے ہیں! کیوں نہیں

اجْتَبَیْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ ۚ هٰذَا بَصَآىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ

منتخب کرلی تم نے (اپنے لئے کوئی) نشانی، کہہ دیجئے! میں توصرف پیروی کرتا ہوں اس کی، جووحی کیا جاتا ہے مجھ پر میرے رب کی طرف سے،یہ (قرآن) بصیرت کی روشنیاں ہیں، آپ کے رب کی طرف سے

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا

اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں﴿۲۰۳﴾ اور جب پڑھا جائے قرآن، تو غور سے سنو اُسے اور خاموش رہو،

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ

تاکہ تم رحم کئے جاؤ﴿۲۰۴﴾ اور (اے نبیؐ) یاد کیجئے! اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے بغیر آواز بلند کئے

مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

الفاظ کی صبح وشام اور نہ ہوں آپ غافلوں میں سے﴿۲۰۵﴾ بیشک وہ (فرشتے) جو

عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ السجدة

آپ کے رب کے پاس ہیں، نہیں وہ تکبر کرتے اس کی عبادت سے اور وہ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اوراسی کو وہ سجدہ کرتے ہیں﴿۲۰۶﴾

ع ۱۸ / ۴۲ / ۱۴ — السجدة

﴿۱۹۸﴾: مشرکین اپنے بتوں کی آنکھیں ایسی بناتے ہیں جس سے معلوم ہوتا کہ وہ دیکھ رہے ہیں یا اس آیت میں اشارہ خود مشرکین کی جانب بھی ہوسکتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہے ہیں مگر حقیقت میں وہ سنی ان سنی کر رہے ہوتے ہیں اور اپنی بصیرت سے کچھ کام نہیں لیتے۔

﴿۱۹۹﴾: دعوت کے میدان میں عفو و در گزر کی صفات انتہائی اہم ہیں۔ اشتعال انگیزیوں کے جواب میں الجھنا ایک داعی کی شان نہیں ہے بلکہ نرم مزاجی سے کام لینا ہے کیوں کہ اشتعال خود دعوت کے مقصد کو ہی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

﴿۲۰۰﴾: اگر معاندین کی شرارتوں پر اشتعال آ بھی جائے تو اسے شیطان کی اکساہٹ سمجھنا چاہئے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ سے شیطان مردود کی پناہ مانگنا چاہئے یعنی (أعوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيم) پڑھنا چاہئے۔

﴿۲۰۱﴾: ''نزعۃ'' وسوسہ کی ابتدائی حالت ہے جبکہ ''طائف'' وہ وسوسہ ہے جو کہ اثر انداز ہو چکا ہو۔ یعنی انہیں جلد ہی احساس ہوجاتا ہے۔

﴿۲۰۲﴾: جبکہ انہیں حالات میں عام لوگ ایسے فتنوں کو خوب خوب اچھالتے ہیں۔

﴿۲۰۴﴾: قرآن میں براہ راست دل پر اثر کی جو خاصیت ہے اس نے کفار کو بوکھلا کر رکھ دیا تھا چنانچہ حق کی اس آواز کو پھیلنے سے روکنے کیلئے انہوں نے کئی تدابیر اختیار کیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی۔

'' اور کافر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس (کی تلاوت) میں شوروغوغا کرو۔'' (حٰم السجدہ ۴۱:۲۶)

اس آیت میں اسکا جواب دیا گیا ہے ۔ دوسری جانب یہ اشتعال انگیزیوں کا احسن جواب دینے کی ایک بہترین مثال ہے۔

بعض لوگ اس آیت سے یہ استنباط کرنا چاہتے ہیں نماز چاہے سری ہو یا جہری مقتدی کو اس میں فاتحہ کی قرات نہ کرنی چاہئے۔

حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ فاتحہ کی قرأت ہر نماز میں ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہے اس آیت کے معنی سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ قرأت آپ پر گراں ہوگئی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم لوگ امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا نہ کیا کرو صرف فاتحہ پڑھا کرو کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔'' (ترمذی)

اسکے علاوہ اور بھی کئی احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔

﴿۲۰۵﴾: انکی عظمت وجلال کا تقاضا یہی ہے کہ اگر ذکر جہری بھی ہو تو آواز پست رہے۔

﴿۲۰۶﴾: مقرب فرشتے مراد ہیں۔ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی اولین شرط تکبر نہ ہونا ہے جب ابلیس میں تکبر پیدا ہوا تو اللہ کا قرب چھن گیا۔

آیاتہا ۷۵ (۸) سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِیَّةٌ (۸۸) رکوعاتہا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا

(اے نبیؐ) وہ آپ سے سوال کرتے ہیں غنیمتوں کے بارے میں، کہہ دیجئے! غنیمتیں اللہ اور رسول کے لئے ہیں، پس تم ڈرو اللہ سے اور اصلاح کرو

ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ① اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

تم اپنی آپس میں اور تم اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی، اگر ہو تم مومن① بیشک مومن تو

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ

وہ لوگ ہیں جو، کہ جب ذکر کیا جائے اللہ کا تو لرز جاتے ہیں اُن کے دل اور جب تلاوت کی جاتی ہیں اُن پر اس کی آیتیں تو بڑھا دیتی ہیں اُن کا

اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ② ۚۖ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ ؕ

ایمان اور اپنے رب پر ہی وہ بھروسہ رکھتے ہیں② وہ لوگ جو قائم کرتے ہیں نماز اور اُس میں سے جو ہم نے ان کو (رزق) دیا ہے وہ خرچ کرتے ہیں③

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ ۚ

یہی لوگ ہیں مومن سچے، اُن کے لئے درجے ہیں اُن کے رب کے پاس اور مغفرت ہے اور رزق عزت والا④

كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ⑤ ۙ

جیسا کہ نکالا آپ کو آپ کے رب نے گھر سے حق کے ساتھ اور بلاشبہ کچھ لوگ مومنوں میں سے (اس نکلنے کو) ناپسند کرتے ہیں⑤

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ

وہ آپ سے جھگڑتے تھے اس حق کے معاملے میں اس کے بعد بھی، کہ کھل کر سامنے آچکا تھا وہ حق، کہ گویا وہ ہانکے جا رہے ہیں موت کی طرف اور وہ

يَنْظُرُوْنَ ⑥ ؕ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ

اسے دیکھ رہے ہیں⑥ اور (یاد کرو) جب وعدہ کر رہا تھا تم سے اللہ ایک کا دو گروہوں میں سے کہ وہ تمہیں مل جائے گا اور تم یہ چاہتے تھے کہ

غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ

کمزور گروہ مل جائے تمہیں اور ارادہ تھا اللہ کا یہ کہ وہ ثابت کر دکھائے حق کو اپنے کلمات (ارشادات) سے اور کاٹ دے

دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ⑦ ۙ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ⑧ ۚ

جڑ کافروں کی⑦ تاکہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کر دے، خواہ ناگوار ہو مجرموں کو⑧

تفسیر سورۃ الانفال

①: اس سورۃ کا اکثر حصہ غزوہ تبوک کے بعد تقسیم مال غنیمت کے موقع پر نازل ہوا۔

انفال نفل کی جمع ہے جس کے معنی زیادہ کا ہے۔ جیسے فرض نماز کے علاوہ نفل یعنی فرض سے زائد نماز ہوتی ہے۔

پہلی امتوں پر غنیمت کے اموال حرام تھے۔ سب اموال ایک میدان میں اکٹھے کر دیئے جاتے اور پھر رات کو آگ آکر انہیں بھسم کر جاتی۔ یہ اموال اس امت پہ حلال کئے گئے۔

(ا) وہ اموال جو بغیر کسی محنت کے ہاتھ لگیں مثلاً غنیمت۔

(ب) اموال فے جو لڑنے بھڑنے کے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔

(ج) اموال اسباب جو مجاہد مقتول کے جسم سے اتارتا ہے۔

(د) دیگر اموال جیسے جزیہ صدقات عطیات وغیرہ۔

● جنگ بدر کے موقع پر جس فریق کے ہاتھ اموال غنیمت لگے وہ بس انہیں پر قابض ہو گیا جبکہ کوئی واضح قانون موجود نہ تھا۔ اب جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت پر متعین تھے ان کے ہاتھ کچھ نہ لگا اور قابضین تقسیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ جس سے کشیدگی کی صورت پیدا ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

● اس آیت کی رو سے اموال غنیمت اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اور تمہارا استحقاق نہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"بدر کے دن میں ایک تلوار لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یہ تلوار آپ مجھے ہی دے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تلوار میری ہے اور نہ تیری۔ میں نے (دل میں) کہا ہو سکتا ہے کہ آپ یہ تلوار کسی ایسے آدمی کو دے دیں جس نے مجھ جیسی محنت نہ کی ہو۔ پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد آیا اور آپکی طرف سے کہا کہ تو نے مجھ سے تلوار مانگی تھی اس وقت وہ میری نہ تھی اور اب مجھے اختیار ہو گیا ہے لہٰذا میں تمہیں دیتا ہوں۔" (مسلم)

②: اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے اللہ کی آیات کے ذکر سے اور دیگر اسباب اختیار کرنے سے ایمان بڑھتا ہے۔

⑤: جب کفار مکہ نے مسلمانوں کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے سروسامانی کی حالت میں ظلم کے ساتھ مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مدینہ میں ایک ریاست قائم کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ مدینہ اس شاہراہ کے قریب واقع ہے جہاں سے کفار کے تجارتی قافلے (شام کے رستہ میں) گزرتے۔ سنہ ۲ ہجری میں جب قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے مکہ کو جا رہا تھا۔ کفار کو خطرہ محسوس ہوا کہ اب ممکن ہے کہ اس تجارتی قافلے پر مسلمان حملہ کر دیں اور اس ظلم وستم کا بدلہ چکا دیں جو انہوں نے مکہ میں انکے ساتھ کیا تھا۔ مکہ سے ابوجہل ایک ہزار کا لشکر لیکر مدینہ روانہ ہوا۔ یہ لشکر جنگی ساز وسامان سے لیس تھا۔

⑥: جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگی لشکر سے لڑنے کا فیصلہ کیا تو اپنی بے سروسامانی اور کفار کی جنگی طاقت دیکھتے ہوئے بعض مسلمانوں کی دلی کیفیت ایسے ہوئی۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ

جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے، تو اس نے تمہاری فریاد سُن لی (اور فرمایا) بیشک میں مدد دوں گا تمہیں ایک ہزار فرشتوں سے،

مُرْدِفِينَ ⑨ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ

جو ایک دوسرے کے پیچھے لگا تار آتے جائیں گے⑨ اور نہیں بنائی تھی یہ بات اللہ نے، اس لئے کہ خوشخبری ہو اور تاکہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل اور نہیں ہے کوئی مدد

ع ۱۵ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ⑩ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً

مگر اللہ ہی کی طرف سے، یقیناً اللہ زبردست، بڑی حکمت والا ہے⑩ (یاد کرو) جب وہ (اللہ) تم پر طاری کر رہا تھا اونگھ امن دینے کے لئے،

مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ

اپنی طرف سے اور نازل فرمارہا تھا تم پر آسمان سے پانی، تاکہ پاک کر دے وہ تم کو اُس سے اور دُور کر دے تم سے

رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ⑪ إِذْ يُوحِي

نجاست شیطان کی اور تاکہ مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو اور ثابت رکھے اس کی وجہ سے قدموں کو⑪ (یاد کرو) جب وحی کر رہا تھا

رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ

آپ کا رب فرشتوں کی طرف، کہ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں، لہٰذا تم ثابت قدم رکھو اہل ایمان کو، عنقریب میں ڈال دوں گا ان لوگوں کے دلوں میں

الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ

جنہوں نے کفر کیا رعب، سو مارو اُن کی گردنوں پر اور تم چوٹ لگاؤ اُن کی ہر ہر

بَنَانٍ ⑫ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

پور (جوڑ) پر⑫ یہ اس لئے کہ بلاشبہ! انہوں نے مخالفت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جو کوئی مخالفت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی،

فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ⑬ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ⑭

تو یقیناً اللہ سخت سزا دینے والا ہے⑬ یہ ہے (سزا) پھر چکھو اس کا مزا اور بیشک کافروں کے لئے عذاب ہے، آگ کا⑭

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ⑮

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب مقابلہ ہو تمہارا کافروں سے میدان جنگ میں تو نہ پھیرو تم اُن سے اپنی پیٹھیں⑮

وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ

اور جو شخص پھیرے گا اُس دن اپنی پیٹھ سوائے اس کے جو پینترا بدلنے والا ہو لڑائی کے لئے، یا پناہ پکڑنے والا ہو اپنی کسی جماعت کی طرف،

فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ⑯

تو یقیناً وہ لوٹا اللہ کے غضب کے ساتھ اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور بُری ہے وہ پھرنے کی جگہ (ٹھکانا)⑯

⑨: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''بدر کے دن جب نبی اکرم نے مشرکین پر نظر ڈالی تو وہ ایک ہزار اور مسلمان 319 تھے۔ آپ ﷺ نے قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا دیئے پھر اپنے رب سے فریاد کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے اس طرح دعا کی۔ اے اللہ تو نے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کر۔ اے اللہ! اگر مسلمانوں کی اس جماعت کو تو نے ہلاک کر دیا تو پھر زمین پر تیری عبادت نہ ہو گی۔ آپ کافی دیر قبلہ رخ ہو کر ہاتھ پھیلائے رہے حتیٰ کہ چادر آپ کے کندھوں سے گر گئی۔ اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے چادر اٹھا کر آپ ﷺ کے کندھوں پر ڈالی پھر پیچھے سے آپ ﷺ کے ساتھ چمٹ گئے اور کہا اے اللہ کے نبی ﷺ آپ نے اپنے رب سے آہ وزاری کرنے میں حد کر دی بے شک اللہ آپ سے اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔'' (مسلم)

● حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''ایک مسلمان ایک کافر کا تعاقب کر رہا تھا۔ اوپر سے کوڑے کی آواز آئی اور سوار کی بھی آواز آئی وہ سوار کہہ رہا تھا حیزوم (غالباً یہ اس گھوڑے کا نام تھا) آگے بڑھ اتنے میں اس مسلمان نے دیکھا کہ وہ کافر اس کے آگے چت پڑا ہے اسکی ناک پر نشان تھا اور اس کا سر پھٹ گیا تھا۔ گویا کسی نے اسے کوڑا مارا ہے پھر اسکا سارا جسم سبز ہو گیا۔ وہ انصاری نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو۔ یہ فرشتے تیسرے آسمان سے مدد کیلئے آئے تھے۔'' (مسلم)

قرآن کریم کی صراحت اور پھر صحیح حدیث کی تائید کے باوجود ایک جدید مفسر فرشتوں کی اس طرح کی مدد کی شکل تسلیم کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ غالباً کسی درجہ کی عقل پرستی کی وجہ سے ایسے ہے۔

⑪: قریشی جنگی لشکر نے بروقت میدان جنگ میں پہنچ کر پانی والی جگہ جو کہ پکی زمین تھی پر قبضہ کر لیا۔ مسلمانوں کو ریتلی زمین پر پڑاؤ کرنا پڑا جہاں پانی بھی دستیاب نہ تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے جن دوسرے ذرائع سے مدد فرمائی وہ یہ تھے۔

(ا) لڑائی کے آغاز ہی میں غنودگی طاری فرما دی۔ جس سے آناً فاناً ساری تھکاوٹ دور ہو گئی۔ مسلمان لڑنے کیلئے تازہ دم ہو گئے۔ خود آپ ﷺ بھی ساری رات کی گریہ وزاری کے بعد غنودگی سے ہشاش بشاش ہو گئے۔

(ب) بارش نازل فرما دی جس سے مسلمانوں نے طہارت اور پینے کیلئے پانی جمع کر لیا۔ شیطانی وسوسے زائل ہو گئے کہ ناپاکی اور پیاس میں تم کیا لڑو گے؟ ریتلی زمین پکی ہو گئی اور گرد وغبار بیٹھ گیا۔ یہی پانی کفار کی جانب گیا تو ان کی پکی زمین میں پھسلن اور کیچڑ بن گیا۔

⑮: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
''آپ ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔'' (بخاری) اور آپ ﷺ نے ان میں مقابلہ والے دن فرار بھی گنا۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
پس نہیں قتل کیا تم نے اُن کو اور لیکن اللہ نے انہیں قتل کیا اور نہیں پھینکی تھی آپ نے (مٹھی بھر خاک) جب پھینکی تھی آپ نے اور لیکن (نہیں بلکہ) اللہ نے
رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ⑰
پھینکی تھی (اور یہ اس لئے تھا) تاکہ گزار دے اللہ مومنوں کو اپنی طرف سے ایک بہترین آزمائش سے، یقیناً اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے⑰
ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ⑱ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ
یہ تھی (حکمت) اور بیشک اللہ کمزور کرنے والا ہے تدبیر کافروں کی⑱ اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو بیشک آ چکا ہے تمہارے پاس
الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ
فیصلہ اور اگر تم باز آ جاؤ تو یہ بہت بہتر ہے تمہارے لئے اور اگر پھر تم ایسا کروگے تو ہم بھی دوبارہ ایسا ہی کریں گے اور ہرگز نہیں فائدہ دے گی
عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑲ يٰٓاَيُّهَا
ع ۲ ۹ ۱۶
تمہیں تمہاری جماعت کچھ بھی اور اگرچہ کثیر ہی ہو اور یقینا اللہ مومنوں کے ساتھ ہے⑲ اے وہ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۚۖ ⑳
لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور نہ تم منہ پھیرو اس سے جبکہ تم سن رہے ہو⑳
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ㉑ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ
اور مت ہو تم ان لوگوں کی طرح! جنہوں نے کہا تھا! ہم نے سن لیا، حالانکہ وہ نہیں سنتے تھے㉑ بیشک سب سے بدترین زمین پر چلنے والے
عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ㉒ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا
اللہ کے نزدیک وہ بہرے گونگے ہیں جو نہیں عقل رکھتے㉒ اور اگر جانتا اللہ ان میں کوئی بھلائی
لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ㉓ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
تو وہ انہیں ضرور سُنوا دیتا اور اگر وہ انہیں سنواتا بھی تو وہ ضرور منہ پھیر لیتے اور وہ اعراض کرنے والے ہوتے㉓ اے ایمان والو!
اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
تم کہنا مانو اللہ کا اور رسولؐ کا، جب وہ تمہیں بلائے اس (چیز) کی طرف جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے اور جان رکھو کہ اللہ
يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ㉔ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ
حائل ہے درمیان آدمی کے اور اس کے دل کے اور یہ حقیقت بھی کہ اسی کے پاس تم اکٹھا کئے جاؤ گے㉔ اور بچو! اس فتنے سے کہ نہیں پہنچے گی اس کا (صرف)
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ㉕
انہی لوگوں کو جو ظالم ہیں تم میں سے خاص طور پر اور جان لو! کہ یقیناً اللہ سخت سزا دینے والا ہے㉕

⑰: بدر کے روز اللہ کی مدد کی ایک یہ صورت بھی ہوئی کہ آپ ﷺ نے مٹھی بھر ریت (یا کنکریاں) لے کر کفار کی جانب پھینکی۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ ذرات کفار کی آنکھوں اور ناک میں گھس گئے جس سے وہ دیکھنے کے قابل نہ رہے اور مسلمانوں نے حملہ کر کے باسانی انہیں تہہ تیغ کیا۔

⑱: یہ احسانات اللہ تعالیٰ نے تم پر کئے ہی تھے ان سب کا الٹا اثر کفار پر ہوا یا آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کفار کو کمزور کرے گا۔

⑲: کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا؟

"اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ یہ فتح کب ہوگی اگر تم سچے ہو۔" (السجدہ ۳۲:۲۸)

اسکے علاوہ کفار مکہ اور ابوجہل نے بدر کیلئے مکہ سے نکلتے وقت دعا کی تھی خاص طور پر ابوجہل نے کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہا۔ اے اللہ! ہم میں سے جو قاطع رحم ہے اور نافرمان ہے تو اسے ہلاک کر دے۔

⑳: مسلمانوں کا ایک گروہ جنگ بدر سے جی چرا رہا تھا۔

㉑: یہاں < سمعنا > قبول کرنے کے معنی میں ہے یہاں سے منافقین مخاطب ہیں۔

㉒: دواب دابہ کی جمع ہے جس میں زمین میں چلنے پھرنے والی تمام مخلوق شامل ہے۔

انسان کو حیوان ناطق کہا جاتا ہے۔ وہ اشرف المخلوقات اس لحاظ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نیکی اور بدی کے رستہ پر چلنے کا اختیار دے رکھا ہے۔ اگر وہ اس اختیار کو صحیح سمت استعمال نہ کرے گا پھر جانوروں سے بھی بدتر ہوگا۔

● اللہ کی نافرمانیاں کر کے اپنے دلوں کو سیاہ کر لیا ہے اور ان میں حق کو قبول کرنے کی استعداد بھی ختم ہو چکی ہے۔

㉔: اللہ اور اسکے رسول کی دعوت ہی حیات بخش ہے۔ یہ اسی دعوت کا اثر ہے جس نے تمہیں آج مدینہ میں ایک مرکزی حکومت عطا فرمائی ہے۔ جس نے کفار کے آلات حرب سے لیس تین گنا لشکر کو شکست دی ہے۔

● یعنی وہ تمہارے خیالات تک کو جانتا ہے اور ان کو بھی جانتا ہے جو کہ ابھی ابھرنے والے ہیں۔ لہٰذا دل کو شیطانی وسوسوں سے بچانا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ بلا تاخیر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے۔

㉕: اس فتنے سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا جائے۔ صرف اپنی ہی ذات پر کوشش نہیں کرتے رہنا چاہئے کیونکہ جب عذاب آیا تو وہ پوری قوم ہی پر آئے گا۔ (دیکھئے آیات نمبر ۱۶۳۔۱۶۴)

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ

اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے، کمزور سمجھے جاتے تھے زمین میں، تم خوف کھاتے تھے (اس بات سے) کہ (کہیں)

يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

تمہیں اُچک (نہ) لے جائیں پھر اس نے تم کو ٹھکانا دیا اور تمہاری تائید کی اپنی نصرت کے ساتھ اور تمہیں رزق دیا پاکیزہ چیزوں سے،

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (٢٦) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا

تاکہ تم شکرگزار بنو(٢٦) اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو! مت تم خیانت کرو اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور (مت) خیانت کرو تم

اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (٢٧) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ

اپنی آپس کی امانتوں میں، جانتے ہو بوجھتے(٢٧) اور جان لو! یقیناً تمہارے مال اور تمہاری اولادیں

ع ٣ ٩ ١٧

فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (٢٨) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ

فتنہ ہیں اور بلاشبہ اللہ ہی ہے کہ اس کے پاس ہے اجر عظیم(٢٨) اے ایمان والو! اگر تم ڈرو اللہ سے

يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو

تو وہ بنا دے گا تمہارے لئے (حق کی) کسوٹی اور مٹا دے گا تم سے تمہاری برائیاں اور بخش دے گا تمہیں اور اللہ مالک ہے

الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (٢٩) وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ

فضل عظیم کا(٢٩) اور (یاد کیجئے) جب تدبیر کر رہے تھے آپ کے خلاف وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، تاکہ وہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو قتل کر دیں

اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (٣٠) وَاِذَا تُتْلٰى

یا آپ کو نکال دیں (وطن سے) اور وہ چل رہے تھے اپنی چالیں اور تدبیر کر رہا تھا اللہ اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے(٣٠) اور جب تلاوت کی جاتی ہیں

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاۗءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

اُن پر ہماری آیتیں تو کہتے ہیں، کہ ہاں ہم نے سن لیا، اگر ہم چاہیں تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں مثل اس کے، نہیں ہیں یہ، مگر

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (٣١) وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ

کہانیاں پہلے لوگوں کی(٣١) اور جب کہا تھا (کافروں نے) اے اللہ! اگر ہے یہ (قرآن) واقعی سچا تیری طرف سے،

فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (٣٢) وَمَا كَانَ اللّٰهُ

تو برسا تو ہم پر پتھر آسمان سے یا لے آ ہم پر عذاب دردناک(٣٢) اور نہیں ہے اللہ،

لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (٣٣)

کہ عذاب دے انہیں، جبکہ آپ (بھی) اُن میں موجود ہوں اور نہیں ہے اللہ اُن کو عذاب دینے والا، جبکہ وہ استغفار کرتے ہوں(٣٣)

(٢٦): مکہ کی پر مصائب زندگی کی طرف اشارہ ہے۔ جب خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قاتلانہ حملے کی کوشش کی گئیں۔ مسلمانوں کو بے پناہ تکلیفوں کا نشانہ بنایا گیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل اور اسکے ساتھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ آپس میں کہنے لگے کہ ہم میں کون جاتا ہے اور فلاں لوگوں نے جو اونٹنی کاٹی ہے اس کا رحم لاکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کرے تو اسکی پیٹھ پر رکھ دیتا ہے؟ یہ سن کر انکا بدبخت ترین (عقبہ بن ابی معیط) اٹھا اور رحم لاکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان پیٹھ پر رکھ دیا۔ میں خود دیکھ رہا تھا لیکن کچھ کر نہ سکتا تھا کاش (اس دن) میرا کچھ زور ہوتا۔ کافر ہنستے اور ایک دوسرے پر گرتے پڑتے تھے۔ آپ سجدے ہی میں پڑے رہے اور سر نہیں اٹھا سکتے تھے حتی کہ (آپ کی بیٹی) فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور رحم کو اٹھا کر پرے پھینکا۔''

(بخاری)

- جنگ بدر کے بعد مدینہ کی آزاد اسلامی ریاست مستحکم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت دیا جبکہ پہلے امتوں پر مال غنیمت حلال نہ تھا۔

(٢٧): مثلاً اسلام قبول کر کے جو معاہدہ کیا ہے اسکی شقوں سے فرار کی راہ سوچنا یا آپس کے عہد و پیمان یا امانت کی حفاظت نہ کرنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے عہد کی پاسداری نہ کی اسکا کوئی دین نہیں۔'' (احمد)

(٣٠): جب مسلمانوں نے مدینہ ہجرت کرنا شروع کر دیا تو قریش کو یقین ہو گیا کہ کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہجرت کر جائیں گے انہیں خوف محسوس ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت کے بعد یہ مسئلہ انکے ہاتھ سے نکل جائے گا تو سب نے مل کر ایک میٹنگ دارالندوۃ میں بلائی۔ روایات کے مطابق خود شیطان نے اس میٹنگ میں ایک بوڑھے نجدی کی حیثیت سے شرکت کی دیکھئے تفسیر طبری۔ ایک تجویز یہ پیش ہوئی کہ آپ کو مستقل طور پر پابند سلاسل کر دیا جائے۔ شیطان نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ اس کے پیروکار قوت حاصل کرنے پر چھڑا لے جائیں گے۔ دوسری تجویز یہ ہوئی کہ آپکو جلاوطن کر دیا جائے۔ شیطان نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ اسکا کلام بڑا دلپذیر ہے عرب قبائل کو ساتھ ملا کر مکہ فتح کر لے گا۔ چنانچہ ابوجہل نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر قبیلہ سے ایک نوجوان منتخب کیا جائے اور یہ لوگ یکبارگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر کے قتل کر دیں۔ بنی عبد مناف تمام قبائل سے تو قصاص نہیں لے سکتے۔ آخر دیت پر فیصلہ ہوگا جو ہم مل کر ادا کریں گے۔ شیطان نے تجویز پسند کی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سازش سے آگاہ کیا اور ہجرت کرنے کی اجازت دیدی۔

(٣٣): کفار بھی طواف کے دوران غفرانک یعنی اللہ کی مغفرت کہتے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے میری امت کیلئے دو احسان کی چیزیں اتاری ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی پھر فرمایا کہ جب میں (دنیا سے) چلا گیا تو تمہارے لئے امن کی چیز استغفار کو قیامت تک کیلئے چھوڑ جاؤں گا۔'' (ترمذی)

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اور (اب) کیا بات ہے ان کے لئے کہ نہ عذاب دے اُن کو اللہ جبکہ وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے،
وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
حالانکہ نہیں ہیں وہ اس کے متولی، نہیں ہیں اس کے متولی مگر متقی لوگ ہی اور لیکن اُن کے اکثر
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ
نہیں جانتے﴿۳۴﴾ اور نہیں تھی اُن مشرکین کی نماز بیت اللہ کے پاس مگر سیٹیاں اور تالیاں بجانا ہی،
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ
لہٰذا تم چکھو عذاب بدلے میں اس کے، جو تم تھے انکار کرتے﴿۳۵﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا وہ خرچ کرتے ہیں
اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ
اپنے مال، تاکہ وہ روکیں اللہ کی راہ سے، سو عنقریب وہ خرچ کریں گے ان (مالوں) کو، پھر وہ (خرچ کرنا) ہوگا
عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾
اُن پر (باعث) حسرت، پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، جہنم کی طرف وہ اکٹھے کئے جائیں گے﴿۳۶﴾
لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ
تاکہ چھانٹ کر الگ کر دے اللہ ناپاک کو پاک سے اور کرتا چلا جائے گندگی کو دوسری گندگی پر،
ع ۹ ۱۸ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾
پھر اس کا ڈھیر لگا دے اکٹھا پورے کو، پھر اسے ڈال دے جہنم میں، یہی لوگ ہیں خسارہ پانے والے﴿۳۷﴾
قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا
کہہ دیجئے! ان کافروں سے، اگر وہ باز آ جائیں، تو معاف کر دئے جائیں گے ان کے وہ (جرم) جو پہلے کر چکے ہیں اور اگر وہ دوبارہ ایسا ہی کریں گے
فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ
تو یقیناً گزر چکی ہے، (ہماری) سنت (قانون) پہلے لوگوں پر﴿۳۸﴾ اور تم اُن سے لڑو (جنگ کرو) یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ (شرک)
وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾
اور ہو جائے دین پورے کا پورا اللہ ہی کے لئے، پھر اگر وہ باز آ جائیں تو بیشک اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے﴿۳۹﴾
وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾
اور اگر وہ منہ پھیریں تو جان لو کہ بیشک اللہ تمہارا مولیٰ (سرپرست) ہے، (اور وہ) بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہے﴿۴۰﴾

﴿۳۴﴾: یعنی اگرچہ مذکورہ بالا دو وجہ سے ان پر دُنیا میں کوئی عام عذاب تو نہیں آیا، مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ لوگ عذاب کے مستحق نہیں ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ کفر و شرک کے علاوہ ان کی ایک خرابی یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کو مسجدِ حرام میں عبادت کرنے سے روکتے ہیں، جیسا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعے میں پیچھے گذر چکا ہے۔ (دیکھئے اس سورت کا ابتدائی تعارف) لہٰذا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دوسرے صحابہ مکہ مکرمہ سے نکل جائیں گے تو ان پر جزوی عذاب آئے گا، جو بعد میں فتح مکہ کی صورت میں سامنے آیا اور پھر آخرت میں ان کو مکمل عذاب ہوگا۔

﴿۳۶﴾: جنگِ بدر کے بعد قریش کے بچے کچے سرداروں نے چندہ جمع کرنا شروع کیا تھا کہ اس سے ایک بڑی جنگ کی تیاری کریں۔ یہ آیت اُس موقع پر نازل ہوئی۔

﴿۳۸﴾: اس آیت نے یہ اُصول بتا دیا ہے کہ جب کوئی شخص ایمان لے آئے تو کفر کی حالت میں اُس نے جتنے بھی گناہ کئے ہوں وہ سب معاف ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ پچھلی نمازوں، روزوں اور دوسری عبادتوں کی قضا بھی اُس کے ذمہ لازم نہیں ہوتی۔

● اس سے ان کافروں کی طرف بھی اشارہ ہے جو جنگِ بدر میں مارے گئے اور اُن پچھلی اُمتوں کی طرف بھی جن پر عذاب نازل ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کا انجام تمہارے سامنے گذر چکا ہے۔ اگر تم اپنی ضد سے باز نہ آئے تو ویسا ہی انجام تمہارا بھی ہوسکتا ہے۔

﴿۳۹﴾: جیسا کہ آگے سورۂ توبہ میں آئے گا، جزیرۂ عرب کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کا مرکز بنایا ہے، اس لئے یہاں حکم یہ ہے کہ کوئی کافر یا مشرک مستقل طور پر نہیں رہ سکتا۔ یا اسلام لائے، یا کہیں اور چلا جائے۔ اس لئے جزیرۂ عرب میں کافروں سے اُس وقت تک جنگ کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ ان دو باتوں میں سے کوئی ایک بات اختیار نہ کرلیں۔ البتہ جزیرۂ عرب سے باہر کا حکم مختلف ہے۔ وہاں غیر مسلموں کے ساتھ مختلف قسم کے معاہدے ہوسکتے ہیں۔ آیت کے تقریباً یہی الفاظ سورۂ بقرہ (۲: ۱۹۳) میں بھی گذرے ہیں۔ وہاں ہم نے جو حاشیہ لکھا ہے، اُسے بھی ملاحظہ فرمالیا جائے۔

● مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی کافر ظاہری طور پر اسلام لے آئے تو مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ وہ اُسے مسلمان سمجھیں اور دل کو ٹٹولنے کی کوشش نہ کریں، کیونکہ دل کا حال اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، وہی اُن کے اعمال کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے، اور آخرت میں اسی کے مطابق فیصلہ کرے گا۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

اورجان لو کہ جو بطور غنیمت ملے تم کو کوئی چیز تو ہے، اللہ کے لئے اس کا پانچواں حصہ اور رسول کے لئے

وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ

اور قرابت داروں کے لئے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے، اگر رکھتے ہو ایمان

بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ

اللہ پر اور اس (مدد) پر جو نازل کی تھی ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن جس دن ٹکرائی تھیں دو فوجیں اور اللہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۱ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى

ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۴۱ جس وقت تھے تم (وادی کے) قریب کنارے پر اور تھے وہ (تمہارے دشمن) دور کے کنارے پر

وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ

اور قافلہ نیچے کی جانب تھا تم سے اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے تو ضرور تم اختلاف کرتے وقت مقرر میں

وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ

اور لیکن (اللہ نے جمع کر دیا) تاکہ پورا کر دے اللہ اس کام کو جسے ہونا تھا، تاکہ ہلاک ہو جسے ہلاک ہونا ہے واضح دلیل سے

وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۴۲ۙ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ

اورزندہ رہے جسے زندہ رہنا ہے، ساتھ واضح دلیل کے اور بیشک اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۴۲ جب دکھا رہا تھا تمہیں، اُن کو اللہ

فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ

تمہارے خواب میں تھوڑا اور اگر دکھاتا تم کو انہیں زیادہ، تو تم ضرور ہمت ہار جاتے اور جھگڑنے لگتے

فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۴۳ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ

اس لڑائی کے بارے میں، لیکن اللہ نے بچالیا، بیشک وہ پوری طرح باخبر ہے سینوں کے حال سے۴۳ اور جب دکھا رہا تھا تم کو (اللہ) اُنہیں،

اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ

جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تمہاری نگاہوں میں تھوڑا اور تھوڑا دکھا رہا تھا تم کو اُن کی نگاہوں میں، تاکہ پورا کر دے اللہ

اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۴۴ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

وہ بات جو ہوکر رہتی تھی۔ اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سارے معاملات۴۴ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!

اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۴۵

جب مقابلہ ہو تمہارا کسی گروہ سے تو ثابت قدم رہو اور ذکر کرتے رہو اللہ کا کثرت سے، تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو۴۵

(۴۱) : دشمن کا جو مال جہاد کے دوران مجاہدین کے ہاتھ آیا ہو، وہ مال غنیمت کہلاتا ہے۔ جتنا مال اس طرح حاصل ہو، اُس کے پانچ حصے کئے جائیں گے۔ ان میں سے چار حصے مجاہدین کے درمیان تقسیم ہوں گے اور پانچواں حصہ بیت المال میں داخل کیا جائے گا۔ یہ مال اصل میں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے، اور اسی کے حکم کے تحت تقسیم ہوگا۔

اس کے پانچ مصارف بیان فرمائے گئے ہیں۔ ایک حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے، دوسرا حصہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں کا ہے اس لئے کہ ان کے لئے زکوٰۃ کا مال بھی حرام قرار دے دیا گیا تھا۔ اور باقی تین حصے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں میں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو حصہ تھا، وہ جمہور فقہاء کے نزدیک آپ کی وفات کے بعد ختم ہو گیا۔ آپ کے رشتہ داروں کے حصے کے بارے میں فقہاء کے درمیان کچھ اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حصہ اب بھی باقی ہے، اور بنو ہاشم اور بنو المطلب کو بطور استحقاق دینا ضروری ہے، چاہے وہ حاجت مند ہوں، یا مالدار۔ لیکن دوسرے تمام فقہائے اہل سنت یہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ حاجت مند نہ ہوں تب تو انہیں دوسرے حاجت مندوں پر ترجیح دے کے اس خمس میں سے دیا جائے گا اور اگر وہ حاجت مند نہ ہوں تو ان کا کوئی مستقل حصہ نہیں ہوگا۔

● اس سے مراد جنگِ بدر کا دن ہے، اس کو آیت میں ''یوم الفرقان'' فرمایا گیا ہے، یعنی وہ دن جس میں حق و باطل کے درمیان فیصلہ ہو گیا کہ تین سو تیرہ بے سروسامان لوگ ایک ہزار مسلح فوج پر معجزانہ طور سے غالب آ گئے اور جو چیزیں اُس دن نازل کی تھی اُس سے مراد فرشتوں کی مدد اور قرآنِ کریم کی وہ آیات ہیں جو اُس دن مسلمانوں کی تسلی کے لئے نازل کی گئیں۔

ع ۵ / ۱

(۴۲) : اس آیت میں میدانِ جنگ کا نقشہ بتایا جا رہا ہے۔ ''بدر'' ایک وادی کا نام ہے۔

● مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسباب ایسے پیدا فرما دیئے کہ کفارِ مکہ سے باقاعدہ جنگ ٹھن گئی۔

(۴۳) : جنگ شروع ہونے سے پہلے جب کہ ابھی تک مسلمانوں کو یہ پتہ نہیں چلا تھا کہ حملہ آور کافروں کی تعداد کتنی ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں کافروں کے لشکر کو کم کر کے دکھایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ خواب صحابہ کرامؓ سے بیان فرمایا، جس سے ان کے حوصلے بلند ہوئے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کا خواب چونکہ واقعے کے خلاف نہیں ہو سکتا، اس لئے بظاہر آپ کو لشکر کا ایک حصہ دکھایا گیا تھا، آپ نے اسی حصے کے بارے میں لوگوں کو بتایا کہ وہ تھوڑے لوگ ہیں۔ اور بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خواب میں جو چیز دکھائی جاتی ہے، وہ عالم مثال سے تعلق رکھتی ہے، عین وہ چیز مراد نہیں ہوتی جو خواب میں نظر آ رہی ہو، اسی لئے خواب میں تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے۔ لہٰذا خواب میں سارے لشکر کی تعداد اگرچہ واقعی کم دکھائی گئی، لیکن اس کمی کی اصل تعبیر یہ تھی کہ یہ سارا لشکر بے حیثیت ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس تعبیر کا علم تھا، اور آپ نے یہ خواب صحابہؓ کے سامنے اس لئے بیان فرمایا تاکہ ان کے حوصلے بڑھ جائیں۔

(۴۴) : یہ اُس خواب کے علاوہ بیداری کا واقعہ ہے جو عین اُس وقت پیش آیا جب دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کچھ ایسی کیفیت طاری فرما دی کہ کفارہ کا وہ لشکرِ جرار ان کو بہت معمولی محسوس ہوا۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ
اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نہ جھگڑو (آپس میں) ورنہ بزدل ہو جاؤ گے تم اور اُکھڑ جائے گی تمہاری ہوا
وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا
اور صبر سے کام لو، بیشک اللہ ساتھ ہے صبر کرنے والوں کے﴿۴۶﴾ اور نہ ہو جاؤ اُن لوگوں کی طرح جو نکلے تھے
مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
اپنے گھروں سے اِتراتے ہوئے اور دکھاتے ہوئے (شان) لوگوں کو، کہ وہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور اللہ
بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ
اُن کے اعمال کا احاطہ کیے ہوئے ہے﴿۴۷﴾ اور جب مزین بنا کر دکھا رہا تھا اُن کو شیطان اُن کے کرتوت اور کہہ رہا تھا! کوئی غالب نہیں ہوگا
لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ
تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور بیشک میں حمایتی ہوں تمہارا۔ پھر جب آمنا سامنا ہوا دونوں گروہوں کا، تو پھر گیا
عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ
اُلٹے پاؤں اور کہنے لگا کہ میں الگ ہوتا ہوں تم سے، بیشک میں دیکھ رہا ہوں وہ کچھ جو تم نہیں دیکھ سکتے، مجھے ڈر لگتا ہے اللہ سے
وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ع ۶ ۲
اور اللہ بڑا سخت ہے عذاب دینے میں﴿۴۸﴾ جب کہہ رہے تھے منافق! اور وہ لوگ! جن کے دلوں میں روگ تھا
غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ
کہ مغرور کر دیا ہے اِن (مسلمانوں) کو ان کے دین نے، حالانکہ جس نے بھروسہ کیا اللہ پر، تو یقینا اللہ زبردست، بڑی حکمت والا ہے﴿۴۹﴾ اور کاش!
تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ
کہ آپ دیکھیں، جب کہ روحیں قبض کرتے ہیں اُن لوگوں کی، جنہوں نے کفر کیا فرشتے مارتے ہیں وہ اُن کے چہروں پر اور اُن کی پیٹھو پر
وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ
اور (کہتے ہیں) چکھو عذاب جلانے والا﴿۵۰﴾ یہ بسبب اُس کے ہے جو آگے بھیجا تمہارے ہاتھوں نے اور بیشک اللہ نہیں ہے
بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا
ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر﴿۵۱﴾ جیسے عادت تھی آل فرعون کی اور اُن لوگوں کی جو اِن سے پہلے تھے انہوں نے کفر کیا،
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾
اللہ کی آیتوں کے ساتھ، تو انہیں پکڑ لیا اللہ نے بسبب اُن کے گناہوں کے، بیشک اللہ بہت قوی سخت سزا دینے والا ہے﴿۵۲﴾

(۴۷): اس سے مراد کفار قریش کا وہ لشکر ہے جو جنگِ بدر کے موقع پر بڑا اَکڑتا اِتراتا اور اپنی شان و شوکت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نکلا تھا۔ سبق یہ دینا ہے کہ جنگی طاقت کتنی بھی ہو، اُس پر بھروسہ کر کے تکبر میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر رکھنا چاہئے۔

● مطلب غالباً یہ ہے کہ بعض مرتبہ ایک شخص بظاہر اخلاص کے ساتھ کام کرتا نظر آتا ہے، لیکن اُس کی نیت دکھاوے کی ہوتی ہے، یا اس کے برعکس بعض مرتبہ کسی شخص کا اندازہ بظاہر دکھاوے کا ہوتا ہے (جیسے دُشمن کو مرعوب کرنے کے لئے کبھی طاقت کا مظاہرہ بھی کرنا پڑتا ہے) لیکن وہ اخلاص کے ساتھ بھروسہ اللہ ہی پر کرتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو تمام اعمال کی اصل حقیقت کا پورا پورا علم ہے، اس لئے وہ ان کی جزا یا سزا کا فیصلہ اپنے اسی علم محیط کی بنیاد پر فرمائے گا، محض ظاہری حالت کی بنیاد پر نہیں۔ (تفسیر کبیر)۔ واللہ اعلم

(۴۸): شیطان کی طرف سے یہ یقین دہانی اس طرح بھی ہوسکتی ہے کہ اس نے مشرکین کے دل میں یہ خیال ڈالا ہو، لیکن اگلے جملے میں جو واقعہ ذکر فرمایا گیا ہے، اس سے ظاہر یہی ہے کہ اُس نے کسی انسانی شکل میں آکر مشرکین کو اُکسایا تھا۔ چنانچہ حافظ ابنِ جریر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ جب مشرکینِ مکہ جنگ کے ارادے سے روانہ ہونے لگے تو انہیں یہ خطرہ لاحق ہوا کہ ان کے پیچھے ان کے گھروں پر قبیلہ بکر کے لوگ حملہ نہ کر دیں جن سے ان کی پرانی دُشمنی چلی آتی تھی۔ اس موقع پر شیطان اس قبیلے کے ایک سردار سراقہ کے رُوپ میں ان کے سامنے آیا اور اس نے اطمینان دلایا کہ تمہارے لشکر کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ کوئی تم پر غالب نہیں آسکے گا اور دوسرے یہ کہ تم ہمارے قبیلے کی طرف سے بے فکر رہو، میں خود تمہارا محافظ ہوں، اور تمہارے ساتھ چلوں گا۔ مشرکینِ مکہ اس کی بات سے مطمئن ہو گئے۔ لیکن جب بدر کے میدان میں فرشتوں کا لشکر سامنے آیا تو شیطان جو سراقہ کی شکل میں ان کے ساتھ تھا، یہ کہہ کر بھاگ کھڑا ہوا کہ میں تمہاری کوئی ذمہ داری نہیں لے سکتا اور مجھے وہ فوج نظر آرہی ہے جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ بعد میں جب مشرکین کا لشکر شکست کھا کر مکہ مکرمہ لوٹا تو انہوں نے سراقہ سے شکایت کی کہ تم نے ہمیں بڑا دھوکہ دیا۔ سراقہ نے جواب میں کہا کہ مجھے تو اس قصے کا ذرا بھی پتہ نہیں اور نہ میں نے ایسی کوئی بات کہی تھی۔

(۴۹): جب مسلمانوں نے بے سروسامانی کی حالت میں اتنے بڑے لشکر سے ٹکر لی تو منافقین نے کہا تھا کہ یہ اپنے دین کے گھمنڈ میں بڑا دھوکہ کھا رہے ہیں، ان میں کفار مکہ کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

(۵۰)۔(۵۲): یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو عذاب سے اسی وقت بدلتا ہے جب کوئی قوم اپنی حالت کو خود بدل لیتی ہے۔ کفار مکہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نعمتیں عطا فرمائی تھیں، جن میں سب سے بڑی نعمت یہ تھی کہ حضرت محمد ﷺ کو انہیں کے درمیان مبعوث کیا گیا۔ اگر وہ اس وقت ضد سے کام لینے کے بجائے حق طلبی اور انصاف سے کام لیتے تو ان کے لئے اسلام قبول کرنا کچھ مشکل نہیں تھا، لیکن انہوں نے اس نعمت کی ناشکری کر کے اور ضد سے کام لے کر اپنی حالت کو بدل لیا اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اسلام قبول کرنے کو اپنے وقار کا مسئلہ بنا لیا، جس سے حق کو قبول کرنا ان کے لئے مشکل ہو گیا۔ جب انہوں نے اپنی حالت اس طرح بدل لی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی نعمتوں کو عذاب سے تبدیل کر دیا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

یہ اس لئے کہ بیشک اللہ ہرگز نہیں ہے بدلنے والا کسی نعمت کو جو اس نے انعام کی ہو کسی قوم پر، یہاں تک کہ وہ خود ہی بدل دیں جو

بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝٥٣ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

ان کے دلوں میں ہے اور بیشک اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۵۳ جیسے (جھٹلاتے تھے) آل فرعون اور وہ لوگ جو اِن سے پہلے تھے،

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ

انہوں نے جھٹلایا، اپنے رب کی آیتوں کو، تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا بسبب اُن کے گناہوں کے اور ہم نے غرق کر دیا آل فرعون کو اور سب

كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝٥٤ اِنَّ شَرَّ الدَّوَاۗبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٥٥ۖ

تھے ظالم۵۴ بیشک سب سے بُرے زمین پر چلنے والے اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں، جنہوں نے کفر کیا، چنانچہ وہ نہیں ایمان لاتے۵۵

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝٥٦

وہ لوگ کہ آپ نے معاہدہ کیا تھا اُن سے، پھر وہ توڑتے ہیں اپنا عہد ہر مرتبہ اور وہ (اس سے) بالکل نہیں ڈرتے۵۶

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝٥٧

لہٰذا اگر آپ اُن کو پائیں لڑائی میں، تو بھگا دیں اُن کے ذریعہ سے اُن لوگوں کو جو اُن کے پیچھے ہیں، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۵۷

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰي سَوَاۗءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

اور اگر آپ ڈریں کسی قوم کی خیانت سے، تو پھینک دیں اُن کی طرف (اُن کا عہد) اسی طرح جیسے انہوں نے پھینکا، بیشک اللہ نہیں

يُحِبُّ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ۝٥٨ۧ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝٥٩

پسند کرتا خیانت کرنے والوں کو۵۸ اور ہرگز گمان نہ کریں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، کہ وہ (گرفت سے) بچ گئے، بیشک وہ نہیں عاجز کر سکتے (اللہ کو)۵۹

ع ۱۰ ۳

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ

اور تیاری کرو، اُن کے لئے جتنی تم استطاعت رکھو قوت کی اور بندھے ہوئے گھوڑوں کی، تم خوف زدہ کر دو گے، اس کے ذریعہ سے اللہ کے دشمنوں کو

وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ

اور اپنے دشمنوں کو اور دوسروں کو بھی جو اِن کے علاوہ ہیں، نہیں تم انہیں جانتے (مگر) اللہ انہیں جانتا ہے

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝٦٠

اور جو بھی تم خرچ کرو گے کوئی چیز اللہ کی راہ میں، تو پورا دیا جائے گا تمہیں (اس کا بدلہ) اور تم نہیں ظلم کئے جاؤ گے۶۰

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦١

اور اگر وہ جھکیں صلح کی طرف تو آپ بھی جھک جائیں اس کے لئے اور بھروسہ کیجئے اللہ پر، بیشک وہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۶۱

۵۵: دیکھئے پیچھے آیت نمبر ۲۲ کا حاشیہ۔

۵۶: اس سے مراد وہ یہودی ہیں جو مدینہ منورہ کے آس پاس آباد تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے معاہدہ فرمایا تھا کہ وہ اور مسلمان آپس میں امن کے ساتھ رہیں گے اور ایک دوسرے کے دُشمن کا ساتھ نہیں دیں گے۔ یہودیوں نے بار بار اس عہد کی خلاف ورزی کی تھی، اور خفیہ طور پر کفارِ مکہ کے ساتھ ساز باز کرتے رہتے تھے۔

۵۷: مطلب یہ ہے کہ اگر وہ کسی جنگ میں کھل کر مسلمانوں کے مقابلے پر آجائیں تو انہیں ایسا سبق سکھایا جائے کہ نہ صرف ان کو بدعہدی کا انجام پتہ لگ جائے، بلکہ جو کفار مکہ اُن کے پیچھے سے اُکساتے رہتے ہیں، ان کو بھی ایسی عبرت ہو کہ ان کے منصوبے تتر بتر ہو کر رہ جائیں۔

۵۸: یہ اس صورت کا حکم بیان ہو رہا ہے جب ان لوگوں کی طرف سے کھلی بد عہدی تو نہ ہوئی ہو، لیکن اندیشہ ہو کہ کسی وقت بدعہدی کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچا دیں گے۔ ایسے موقع کے لئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ واضح طور پر معاہدے کے ختم کرنے کا اعلان کر دیں اور انہیں بتا دیں کہ اب ہم میں سے کوئی معاہدے کا پابند نہیں ہے اور ہر فریق دوسرے کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے آزاد ہے۔ اسی بات کو معاہدہ ان کی طرف پھینکنے سے تعبیر کیا گیا ہے جو عربی محاورے میں اسی معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تاکید یہ کی گئی ہے کہ صرف دُشمن کی بدعہدی کے اندیشے کی بنا پر مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اعلان کے بغیر معاہدے کی خلاف ورزی کریں، کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

۵۹: یہ ان کافروں کی طرف اشارہ ہے جو جنگِ بدر کے موقع پر بھاگ نکلے تھے۔

۶۰: یہ پوری اُمتِ مسلمہ کے لئے ایک ابدی حکم ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی شوکت قائم کرنے کے لئے ہر قسم کی دفاعی طاقت جمع کرنے کا اہتمام کرے۔ قرآن کریم نے ''طاقت'' کا عام لفظ استعمال کر کے بتا دیا ہے کہ جنگ کی تیاری کسی ایک ہتھیار پر موقوف نہیں ہے، بلکہ جس وقت جس قسم کی دفاعی قوت کارآمد ہو، اُس وقت اسی طاقت کا حصول مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ لہٰذا اس میں تمام جدید ترین ہتھیار اور آلات بھی داخل ہیں اور وہ تمام اسباب و وسائل بھی جو مسلمانوں کی اجتماعی، معاشی اور دفاعی ترقی کے لئے ضروری ہوں۔ افسوس ہے کہ اس فریضے سے غافل ہو کر آج مسلمان دوسری قوموں کے دست نگر بنے ہوئے ہیں اور ان سے مرعوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس صورت حال سے نجات عطا فرمائے۔

● اس سے مراد مسلمانوں کے وہ دُشمن ہیں جو اُس وقت تک سامنے نہیں آئے تھے، بلکہ بعد میں سامنے آئے۔ مثلاً رُوم اور فارس کے لوگ جن سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری دور اور خلافتِ راشدہ کے زمانے میں یا اس کے بھی بعد سابقہ پیش آیا۔

۶۱: اس آیت کریمہ نے مسلمانوں کو دُشمن سے صلح کرنے کی بھی اجازت دی ہے، بشرطیکہ وہ ایسی شرائط ہو جو مسلمانوں کی مصلحت کے مطابق ہوں۔

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ

اور اگر وہ ارادہ کریں یہ کہ آپ کو دھوکہ دیں، تو بیشک کافی ہے آپ کو اللہ، وہی ہے جس نے آپ کی تائید کی (قوت پہنچائی) اپنی مدد سے

وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ

اور مومنوں کے ذریعہ ﴿٦٢﴾ اور اس نے الفت ڈال دی اُن کے دلوں کے درمیان، اگر آپ خرچ کر دیتے جوکچھ زمین میں ہے سب کا سب، تو بھی نہ

اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ يٰٓاَيُّهَا

الفت ڈال سکتے (یا جوڑتے) ان کے دلوں کو اور لیکن اللہ ہی نے الفت ڈال دی (جوڑ پیدا کر دیا) اُن کے درمیان، بیشک وہ زبردست، بڑی حکمت والا ہے ﴿٦٣﴾ اے

ع ٨ ٦ ٤

النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ

نبیؐ! کافی ہے آپ کے لئے اللہ اور وہ جنہوں نے آپؐ کی پیروی کی مومنوں میں سے ﴿٦٤﴾ اے نبیؐ اُبھاریے

الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ

مومنوں کو جہاد پر، اگر ہوں گے تم میں سے بیس (٢٠) صبر کرنے (جمنے) والے تو وہ غالب آئیں گے دو سو (٢٠٠) پر

وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا

اور اگر ہوں گے تم میں سے ایک سو (١٠٠)، تو وہ غالب آ جائیں گے ہزار پر ان میں سے جو کافر ہیں، اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو نہیں

يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ

سمجھ بوجھ رکھتے ﴿٦٥﴾ اب تخفیف کر دی ہے اللہ نے تم پر اور جان لیا ہے کہ بیشک تم میں کمزوری ہے، لہٰذا اگر ہوں گے

مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا

تم میں سے سو (١٠٠) صبر کرنے والے، تو وہ غالب آ جائیں گے دوسو (٢٠٠) پر اور اگر ہوں تم میں سے ہزار (١٠٠٠) تو وہ غالب آئیں گے

اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى

دو ہزار (٢٠٠٠) پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے صبر کرنے والوں کے ﴿٦٦﴾ نہیں ہے لائق کسی نبی کو کہ ہوں اُس کے پاس قیدی،

حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ

یہاں تک کہ وہ کُچل دے پوری طرح (خونریزی کے ذریعہ دشمنوں کو) زمین میں، تم ارادہ کرتے ہو سامان دنیا کا اور اللہ ارادہ کرتا ہے آخرت کا

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ

اور اللہ زبردست، بڑی حکمت والا ہے ﴿٦٧﴾ اگر نہ ہوتی (ایک بات) لکھی ہوئی اللہ کی طرف سے پہلے سے، تو تمہیں پہنچتا، اس پر جو تم نے حاصل کیا تھا عذاب

ع ٩ ٥ ٥

عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾

بہت بڑا ﴿٦٨﴾ سو اب کھاؤ، اُس میں سے جو لیا تم نے غنیمت کا مال حلال پاکیزہ اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ﴿٦٩﴾

﴿٦٣﴾-﴿٦٥﴾: اس آیت نے ضمنی طور پر یہ حکم بھی دے دیا کہ اگر کافروں کی تعداد مسلمانوں سے دس گنی زیادہ ہو تب بھی مسلمانوں کے لئے مقابلے سے پیچھے ہٹنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگلی آیت بعد میں نازل ہوئی جس نے اس حکم میں تخفیف کردی۔

﴿٦٦﴾: یہ حکم بعد میں آیا اور اس نے یہ تخفیف کردی کہ اگر دُشمن کی تعداد مسلمانوں سے دُگنی ہو تو پیچھے ہٹنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر تعداد اس سے زیادہ ہو تو پیچھے ہٹنے کی گنجائش ہے۔

﴿٦٧﴾: جنگِ بدر میں ستر قریشی اَفراد گرفتار ہوئے تھے۔ ان لوگوں کو جنگی قیدی کے طور پر مدینہ منورہ لایا گیا تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے بارے میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا کہ ان سے کیا سلوک کیا جائے؟ بعض صحابہ کرامؓ، مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ ان کو قتل کر دیا جائے، کیونکہ انہوں نے مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے ہیں، ان کی بنا پر ان کا عبرت ناک انجام ہونا چاہئے۔ دوسرے حضرات کی رائے یہ تھی کہ ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ (”فدیہ“ اُس مال کو کہا جاتا ہے جو کسی جنگی قیدی سے اُس کی آزادی کے بدلے طلب کیا جائے) چونکہ زیادہ تر صحابہ اس دوسری رائے کے حق میں تھے، اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی کے مطابق فیصلہ فرمایا اور ان سب قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہاں یہ واضح رہے کہ جنگی قیدیوں کو آزاد کرنے پر ناپسندیدگی کا یہ اظہار جنگِ بدر کے وقت مذکورہ مصلحت کی بنا پر کیا گیا تھا۔ بعد میں سورۂ محمد کی آیت نمبر ٤ میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اب چونکہ کفار کی جنگی طاقت ٹوٹ چکی ہے، اس لئے اب نہ صرف فدیہ لے کر، بلکہ بغیر فدیہ کے، محض احسان کے طور پر بھی جنگی قیدیوں کو آزاد کیا جا سکتا ہے۔

﴿٦٨﴾: پہلے لکھے ہوئے حکم سے مراد بعض مفسرین نے تو وہ حکم لیا ہے جو پیچھے آیت ٣٣ میں گذرا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا کوئی عذاب نہیں آ سکتا۔ اور دوسرے مفسرین نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ ان قیدیوں میں سے بعض حضرات کا مسلمان ہو جانا اللہ تعالیٰ نے مقدر میں لکھا ہوا تھا، وہ نوشتۂ تقدیر مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس فیصلے پر مسلمانوں کو کوئی سزا نہیں دی کہ ان قیدیوں میں سے کچھ لوگ مسلمان ہونے والے تھے، ورنہ فیصلہ اُصولی طور پر ناپسندیدہ تھا۔

﴿٦٩﴾: چونکہ جنگی قیدیوں کے بارے میں یہ فیصلہ کثرت رائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق سے ہو چکا تھا، اس لئے ناپسندیدگی کے اظہار کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مسلمانوں کی معافی کا بھی اعلان فرمایا اور یہ بھی اجازت دی کہ جو مال فدیہ میں حاصل ہوا ہے، وہ حلال طیب ہے اور مسلمان اُسے اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا
اے نبی کہہ دیجئے! اُن سے جو تمہارے ہاتھوں میں قیدی ہیں کہ اگر جانے گا اللہ تمہارے دلوں میں بھلائی

يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا
تو وہ دے گا تمہیں زیادہ بہتر اُس سے جو لیا گیا تم سے اور وہ معاف کر دے گا تمہیں اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے (٧٠) اور اگر وہ ارادہ کریں

خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ اِنَّ
آپ سے خیانت کا تو بیشک وہ خیانت کر چکے ہیں اللہ سے، اس سے پہلے تو اللہ نے انہیں گرفتار کروا دیا اور اللہ خوب جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے (٧١) بیشک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ
وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا انہوں نے اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ جنہوں نے

اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا
(مہاجرین کو) پناہ دی اور (ان کی) مدد کی، یہی لوگ ہیں، کہ بعض، بعض کے رفیق (مددگار) ہیں۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نہیں ہجرت کی انہوں نے، نہیں ہے

لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ
تمہارے لئے اُن کی طاقت سے کچھ بھی، یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اور اگر وہ تم سے مدد طلب کریں دین میں،

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
تو تم پر واجب ہے مدد کرنا، مگر اس قوم کے مقابلے میں کہ تمہارے درمیان اور اُن کے درمیان کوئی عہد ہو۔ اور اللہ اُن کو جو تم عمل کرتے ہو

بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ
دیکھنے والا ہے (٧٢) اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق (مددگار) ہیں۔ اگر نہ کرو گے تم ایسا، تو برپا ہوگا فتنہ

فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿٧٣﴾ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
زمین میں اور فساد ہوگا بہت بڑا (٧٣) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٤﴾
اور وہ لوگ جنہوں نے (مہاجرین کو) پناہ دی اور مدد کی، یہی ہیں وہ مومن سچے۔ انہی کے لئے ہے مغفرت اور روزی باعزت (٧٤)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ
اور وہ لوگ جو ایمان لائے بعد میں اور انہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا تمہارے ساتھ مل کر، سو یہ لوگ تمہی میں سے ہیں

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٥﴾ ع
اور خونی رشتے دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں، اللہ کی کتاب میں، بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (٧٥)

(٧٠): حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور بدر کی جنگ میں قید ہو کر آئے تھے، انہوں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا تھا، میرے قبیلے کے لوگوں نے مجھے جنگ میں آنے پر مجبور کر دیا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہر حال! جو فدیہ دینا طے ہوا ہے، وہ تو تمہیں دینا ہوگا اور اپنے بھتیجوں عقیل اور نوفل کا فدیہ بھی تم دو۔ انہوں نے کہا کہ اتنی رقم میں کہاں سے لاؤں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ رقم کہاں ہے جو تم اپنی اہلیہ اُمّ الفضل کے پاس خفیہ طور پر چھوڑ کر آئے ہو؟ حضرت عباسؓ نے یہ سنا تو وہ ہکا بکا رہ گئے، کیونکہ اس بات کا علم ان کے اور ان کی اہلیہ کے سوا کسی کو نہیں تھا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ بعد میں حضرت عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ جتنا کچھ میں نے فدیہ میں دیا تھا، واقعی اُس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دے دیا ہے۔

(٧١): ان آیات سے واضح طور پر یہ بتا دیا کہ کافر نہ مسلمانوں کے وارث ہو سکتے ہیں اور نہ مسلمان اُن کے وارث ہو سکتے ہیں اور مہاجرین کے کچھ ایسے رشتہ دار بھی تھے جو مسلمان تو ہو گئے تھے، لیکن انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہیں کی تھی۔ ان کے بارے میں بھی اس آیت نے یہ حکم دیا ہے کہ مہاجر مسلمانوں کا اُن سے بھی وراثت کا کوئی رشتہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مہاجر صحابی کا کسی انصاری صحابی سے بھائی چارہ قائم کر دیا تھا جسے ''مؤاخات'' کہا جاتا ہے۔ اس آیت کریمہ نے یہ حکم دیا کہ اب مہاجرین کے وارث اُن کے مکی رشتہ داروں کے بجائے وہ انصاری صحابہ کرامؓ ہوں گے جن کے ساتھ اُن کی مؤاخات قائم کی گئی ہے۔

(٧٢): یعنی جن مسلمانوں نے ابھی تک ہجرت نہیں کی، اگرچہ وہ مہاجرین کے وارث نہیں ہیں، لیکن چونکہ بہر حال مسلمان ہیں، اس لئے اگر کافروں کے خلاف مسلمانوں سے کوئی مدد مانگیں تو مہاجر مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کی مدد کریں۔

ایسی صورت میں اگر وہ اپنے مسلمان بھائیوں کا ساتھ دیتے ہوئے اُن کے خلاف کوئی کارروائی کریں گے تو یہ بدعہدی ہوگی، اس لئے ایسی مدد کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ جب کوئی معاہدہ ہو جائے تو اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لئے بھی اُس کی خلاف ورزی کو اسلام نے جائز نہیں رکھا۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کئی واقعات ایسے پیش آئے کہ کفار کے ہاتھوں پسے ہوئے مسلمانوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفار قریش کے خلاف مدد مانگی، اور مسلمانوں کا دل بے تاب تھا کہ ان کی مدد کریں، مگر چونکہ قریش کے لوگوں سے معاہدہ ہو چکا تھا، اس لئے ان کے صبر وضبط کا بہت کڑا امتحان پیش آیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے تحت وہ اس امتحان میں ثابت قدم رہے۔

(٧٥): یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب وہ مسلمان بھی بالآخر ہجرت کر آئے تھے جنہوں نے شروع میں ہجرت نہیں کی تھی۔ اس لئے اب اُن کے وارث ہونے کی اصل رُکاوٹ دُور ہو گئی ہے۔ اب وہ اپنے ان مسلمان رشتہ داروں کے وارث ہوں گے جو اُن سے پہلے ہجرت کر چکے تھے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انصاری صحابہ کو اُن مہاجرین کا جو وارث بنایا گیا تھا، اب وہ حکم منسوخ ہو گیا، کیونکہ وہ ایک عارضی حکم تھا جو اس وجہ سے دیا گیا تھا کہ ان مہاجرین کے رشتہ دار مدینہ منورہ میں موجود نہیں تھے۔ اب چونکہ وہ آ گئے ہیں، اس لئے میراث کا اصل حکم کہ وہ قریبی رشتہ داروں میں تقسیم ہوتی ہے، واپس آ گیا۔

(٩) سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ (١١٣)

اٰيَاتُهَا ١٢٩ رُكُوْعَاتُهَا ١٦

أعوذ بالله من النار ومن شر الكفار ومن غضب الجبار العزة لله ولرسوله وللمؤمنين ١٢

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ①

یہ دست برداری (قطع تعلق) ہے اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے، اُن لوگوں کو جن سے تم نے معاہدہ کررکھا تھا مشرکین میں سے①

فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ

چنانچہ (اے مشرکو) تم چلو پھر و زمین میں چار مہینے اور جان لو کہ بیشک تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ کو، اور یہ کہ یقیناً اللہ

مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ② وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ

رُسوا کرنے والا ہے کافروں کو② اور اعلان ہے اللہ اوراُس کے رسول کی طرف سے، تمام انسانوں کے لئے حج اکبر کے دن، کہ بیشک اللہ

بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ

بری ہے مشرکین سے اور اُس کا رسول بھی، پھر اگر تم توبہ کر لو تو یہ بہتر ہے تمہارے لئے اور اگر تم نے منہ پھیر لے رکھا،

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ③

تو جان لو کہ بیشک تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ کو اور خوشخبری دے دیجئے اُن لوگوں کو جنھوں نے کفر کیا دردناک عذاب کی③

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا

مگر وہ لوگ جن سے تم نے عہد کررکھا ہے مشرکین میں سے پھر نہیں کمی کی اُنہوں نے تمہارے ساتھ کچھ بھی اور نہ مدد کی انہوں نے

عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ④

تمہارے خلاف کسی کی، سو تم پورا کرو اُن کے ساتھ اُن کا عہد اُن کی مقررہ مدت تک، بیشک اللہ پسند کرتا ہے متقیوں کو④

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ

چنانچہ جب گزر جائیں مہینے، حرمت والے، تو تم قتل کرو مشرکین کو جہاں کہیں تم پاؤ انہیں اور پکڑو انہیں

وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

اور گھیرے میں لئے رکھو اور بیٹھو اُن کی تاک میں ہر گھات کی جگہ، پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور قائم کریں نماز اور دیں زکوٰۃ

فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ

تو چھوڑ دو اُن کا راستہ، بیشک اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے⑤ اور اگر کوئی مشرکین میں سے آپ سے پناہ مانگے،

فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ⑥ ع ١/٦ ٧

تو آپ اسے پناہ دے دیں، یہاں تک کہ وہ سنیں کلام اللہ کو، پھر آپ پہنچادیں اُس کو اُس کے امن کی جگہ پر، یہ اس سبب سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ نہیں رکھتے علم⑥

تفسیر سورۃ التوبہ

نام: بعض مفسرین نے اس کے چودہ نام بتائے ہیں۔ان میں دونام زیادہ مشہور ہیں؛ ”التوبة“ اور ”براءة“ اس لئے کہ اسی لفظ کے ذریعہ اس سورت کی ابتدا ہوئی ہے، اوراس سورت کے اکثر وبیشتر مضامین کا تعلق مشرکین سے ” اعلان براءت“ سے ہے، اورتوبہ اس لئے کہ اس سورت میں آٹھ سے زیادہ بار”توبہ“ کا ذکرآیا ہے۔

زمانۂ نزول: یہ سورت مدنی ہے، اس میں ایک سو انتیس آیتیں ہیں۔ امام بخاری نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سورۂ براءت آخری سورت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔

قرآن کریم کی یہ واحد سورت ہے جس کی ابتدا میں بسم اللہ نہیں لکھی جاتی ۔علمائے تفسیر نے اس کے کئی اسباب بیان کئے ہیں۔

عربوں میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی قبیلہ کسی دوسرے قبیلہ کے ساتھ کئے گئے سابقہ معاہدہ کوتوڑنا چاہتا ہے تو مخالف قبیلہ کو اس بارے میں جو خط لکھتا اس کی ابتدا بسم اللہ سے نہیں کرتا۔ اسی لئے جب سورۂ براءت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا تاکہ اسے پڑھ کرمشرکین عرب کوسنادیں، چنانچہ انہوں نے اسے بغیر بسم اللہ کے پڑھ کرلوگوں کوسنایا۔

①: قرآن کے اس اعلان براءت کے بعد تمام مسلمانوں پر کافروں کے ساتھ اپنے سابقہ معاہدوں سے براءت کا اظہار ضروری ہوگیا اس لئے کہ اللہ اوراس کے رسول ان معاہدوں سے (مشرکوں کی طرف سے نقص عہد کی وجہ سے) جب بری ہوگئے تو مسلمانوں کے لئے ہرگز جائز نہیں رہا کہ مشرکوں کے ساتھ کیا گیا کوئی سابقہ معاہدہ باقی رکھیں۔

②: مشرکوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے چار ماہ کی مہلت دی گئی، جس کی ابتدا ١٠ ذی الحجہ سے ہوئی اور ١٠ ربیع الثانی کوختم ہوگئی۔ان سے کہا گیا کہ اس مدت میں چاہیں تو اسلام لے آئیں۔

③: ”یوم حج أکبر“ سے مراد ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے۔ صحیحین میں ہے کہ ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما نے براءت کا اعلان یوم النحر یعنی دس تاریخ کو کیا تھا۔ سنن ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”حج اکبر کا دن، قربانی کا دن ہے“ ابوہریرہ اور بہت سے صحابہ کی یہی رائے ہے۔

④: جن مشرکین کے معاہدوں کی مدت چار ماہ سے کم تھی یا جن کا معاہدہ غیر معین مدت تک کے لئے تھا، انہیں چار ماہ کی مہلت دی گئی، جیسا کہ اوپر گذر چکا، لیکن جن مشرکین کے معاہدوں کی مدت چار ماہ سے زیادہ تھی، اورانہوں نے معاہدوں کی شروط کی پابندی کی تھی انہیں ان کی پوری مدت تک کے لئے مہلت دی گئی۔ اسی حکم کو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

⑤: اکثر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس آیت میں الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ سے مراد چار مہینے کی مدت ہے۔

یہاں کہا جارہا ہے کہ اگر کوئی مشرک مدت معاہدہ، یا چار ماہ کی مدت گذر جانے کے بعد مسلمانوں سے امان چاہے، تاکہ اسے قرآن کریم سننے اور سمجھنے کا موقع ملے اور اسلام کا بغور مطالعہ کرسکے، تو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اسے یہ موقع فراہم کیا جائے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ
کیسے ہو سکتا ہے ان مشرکوں کے لئے کوئی عہد اللہ کے نز دیک اور اس کے رسول کے نزدیک سوائے اُن لوگوں کے جن سے

عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا
تم نے عہد کیا تھا مسجد حرام کے نز دیک، پھر جب وہ سیدھے رہیں تمہارے لئے تو تم بھی سیدھے رہو

لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑦ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا
اُن کے لئے، بیشک اللہ پسند کرتا ہے متقیوں کو⑦ کیسے (رہ سکتا ہے اُن کا عہد جبکہ اُن کا حال یہ ہے) کہ اگر وہ غالب آجائیں تم پر تو نہیں

يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ
وہ خیال کریں گے تمہارے بارے میں کسی قرابت کا اور نہ کسی عہد کا، وہ تمہیں خوش کرتے ہیں اپنے مونہوں کے ساتھ اور انکار کرتے ہیں اُن کے دل

وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑧ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ
اور اکثر اُن کے نافرمان ہیں⑧ انہوں نے بیچا اللہ کی آیتوں کو تھوڑے داموں پر اور انہوں نے روکا (لوگوں کو) اس

سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑨ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا
(اللہ) کے راستے سے، بیشک وہ بُرا ہے جو تھے وہ عمل کرتے⑨ نہیں وہ خیال کرتے کسی مومن کے بارے میں قرابت داری کا اور نہ

ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ⑩ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا
معاہدہ کا اور یہی لوگ ہیں حد سے نکل جانے والے⑩ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور قائم کریں نماز اور دیں

الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑪
زکوٰۃ تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں اور ہم مفصل بیان کرتے ہیں اپنی نشانیاں اُن لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں ⑪

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا
اور اگر وہ توڑ دیں اپنی قسمیں بعد اپنے عہد کرنے کے اور طعن کریں تمہارے دین میں، تو تم لڑو (جنگ کرو)

اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ⑫ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ
اُن کفر کے سرداروں سے، بیشک یہ وہ ہیں کہ نہیں (معتبر ہیں) قسمیں ان کی، تاکہ وہ باز آجائیں⑫ کیا نہیں تم قتال کروگے

قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ
اُن لوگوں سے، کہ انہوں نے توڑ دیں اپنی قسمیں اور انہوں نے ارادہ کیا تھا رسول کو نکالنے کا اور انہوں نے ہی لڑائی شروع کی تھی تم سے پہلے

مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑬
پہل، کیا تم اُن سے ڈرتے ہو، چنانچہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اُس سے ڈرو، اگر ہو تم مومن⑬

⑦: حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام، ذی القعدہ ۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر اہلِ مکہ کے ساتھ کئے گئے معاہدۂ صلح پر قائم رہے، یہاں تک کہ خود قریش نے نقص عہد کرکے، اور بنو بکر کے ساتھ مل کر قبیلۂ خزاعہ والوں کو حرم میں قتل کردیا جو رسول اللہ ﷺ کے حلیف تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے رمضان ۸ھ میں مکہ کے مشرکین پر حملہ کردیا، اور بلد حرام کو مشرکوں سے پاک کردیا۔

⑧: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشرکین کا حال یہ ہے کہ اگر وہ مسلمانوں پر غالب آجائیں تو بالکل رحم نہ کریں، اور اللہ کے خوف کو بالائے طاق رکھ کر انہیں سخت عذاب دیں۔

⑨: مسلمانوں کو ایک نصیحت کی گئی ہے کہ تمہاری دوستی اور دشمنی کی بنیاد صرف اللہ کی رضا ہونی چاہئے کوئی خواہش نفس نہیں۔

⑫: آیت میں اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ کا بالخصوص ذکر اس لئے آیا ہے کہ دراصل یہی لوگ ہر دور میں داعیان حق کے خلاف سازشیں کرتے ہیں، عوام تو ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ اور ''دین کی عیب جوئی'' سے مراد ہر وہ بات ہے جو اللہ یا اُس کے رسول کے خلاف یا قرآن و حدیث کے خلاف کہی جائے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں (اللہ کے نزدیک) وہ کافروں کے سرغنہ ہوتے ہیں۔

⑬: اُن کے اوصاف بیان کئے جا رہے ہیں جنہیں سُن کر مسلمانوں کا غیظ وغضب بھڑکے اور ان کے خلاف جنگ پر آمادہ ہوں۔ اللہ نے کہا: یہ وہی مشرکین ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئے گئے اپنے معاہدہ کا پاس نہیں رکھا تھا، اور اپنے حلیف بنی بکر کی خزاعہ کے خلاف مدد کی تھی جو رسول اللہ ﷺ کے حلیف تھے اور مقام حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کئے گئے معاہدۂ صلح کو توڑنے میں بھی پہل کی۔

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ
تم اُن سے لڑو کہ عذاب دے انہیں اللہ، تمہارے ہاتھوں سے اور رُسوا کرے انہیں اور مدد کرے تمہاری اُن کے مقابلے پر اور ٹھنڈے کرے
صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ
سینے ان لوگوں کے جو مومن ہیں⑭ اور وہ دور کر دے غصہ اُن کے دلوں کا اور توفیق دےگا توبہ کی اللہ جسے
مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ
چاہے اور اللہ خوب جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے⑮ کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ (یونہی) تم چھوڑ دیے جاؤ گے جبکہ ابھی تک نہیں جانا اللہ نے،
الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ
ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے اور نہیں بنایا انہوں نے اللہ کے سوا اور نہ اس کے رسول کے سوا اور نہ مومنوں کے سوا
وَلِيجَةً ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ (ع ٢ / ٨) مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ
کوئی جگری دوست اور اللہ پوری طرح با خبر ہے جو تم عمل کرتے ہو⑯ نہیں ہے مشرکوں کا کام کہ وہ آباد کریں اللہ کی مسجدوں کو،
شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِم بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ
شہادت دیتے ہوئے اپنے نفسوں پر کفر کی، یہی لوگ ہیں کہ برباد ہو گئے اُن کے عمل اور آگ میں
هُمْ خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وہ ہمیشہ رہیں گے⑰ صرف وہی آباد کرتے ہیں اللہ کی مسجدیں، جو ایمان لایا اللہ پر اور یوم آخرت پر
وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ ۖ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا
اور اس نے قائم کی نماز اور ادا کی زکوٰۃ اور نہیں وہ ڈرا مگر اللہ ہی سے، سو امید ہے کہ وہی ہونگے
مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿١٨﴾ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ
ہدایت یافتہ لوگوں میں سے⑱ کیا تم نے ٹھہرا لیا ہے حاجیوں کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد کرنے کو، اس شخص کی طرح جو
آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ
ایمان لایا اللہ پر اور یوم آخرت پر اور اس نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں، نہیں برابر ہو سکتے وہ دونوں، نزدیک اللہ کے اور اللہ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو⑲ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں،
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾
اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ وہ سب سے بڑھ کر ہیں درجے میں اللہ کے نزدیک اور یہی لوگ ہیں کامیاب⑳

⑭: مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت دلیل کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے محبت کرتا ہے، اور ان کی خوشی کا خیال رکھتا ہے تبھی تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کے دل کا بوجھ ہلکا ہو۔

⑯: مشروعیات جہاد کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ اللہ کے فرمانبردار اور نافرمانبردار بندے پہچانے جائیں۔

⑰: مسجدوں کو آباد کرنے کی شرط یہ ہے کہ آدمی اللہ، اس کے رسول اور یوم آخرت پر ایمان رکھے اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے، اور اللہ کے علاوہ کسی کے خوف کو اپنے دل میں جگہ نہ دے، معلوم ہوا کہ جو مومن نہیں ہوگا وہ مسجد کو آباد کرنے والا نہیں ہوگا، اور مسجد کو وہی آباد کرتا ہے جو مومن ہوتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ''جو اللہ کی رضا کے لئے مسجد بناتا ہے اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

⑲: ابن ابی حاتم اور حافظ ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مشرکین مکہ نے کہا، بیت اللہ کو آباد کرنا اور حاجیوں کو پانی پلانا ان لوگوں کے اعمال سے زیادہ بہتر ہے جو ایمان لائے اور جہاد کیا، اور انہیں اس بات پر فخر تھا اور بڑے کبر میں مبتلا تھے کہ وہ اہل حرم ہیں اور اسے آباد کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ اللہ پر ایمان اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کو مشرکین کے ان اعمال پر ترجیح دی جن کا ذکر اوپر آیا ہے، اور صراحت کر دی کہ حرم کی دیکھ بھال اور حاجیوں کو پانی پلانا شرک کے ہوتے ہوئے بے کار ہیں اور قیامت کے دن ان کے لئے نفع بخش نہیں ہوں گے۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿٢١﴾

خوشخبری دیتا ہے اُن کو اُن کا رب رحمت کی اپنی طرف سے اور رضامندی کی اور ایسے باغوں کی، کہ اُن کے لئے اُن میں نعمتیں ہیں ہمیشہ رہنے والی﴿٢١﴾

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں ہمیشہ ہمیش، بیشک اللہ کے پاس ہے اجر بہت بڑا﴿٢٢﴾ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ

تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ

بناؤ تم، اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست، اگر وہ پسند کریں کفر کو ایمان پر

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ

اور جو دوستی رکھے گا اُن سے، تم میں سے، تو ایسے ہی لوگ ہوں گے ظالم﴿٢٣﴾ کہہ دیجئے! کہ اگر (محبوب) ہیں تمہارے باپ

وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا

اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب (خاندان) اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں

وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

اور وہ تجارت جن کے بارے میں تمہیں ڈر ہے کہ وہ ماند پڑ جائیں گی، اور وہ گھر کہ تم انہیں پسند کرتے ہو (یہ سب) زیادہ محبوب ہیں تمہیں اللہ سے

وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا

اور اس کے رسول سے اور جہاد کرنے سے اُس (اللہ) کی راہ میں، تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ اپنا حکم اور اللہ نہیں

يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ

ع ٣ / ٩

ہدایت دیتا اُن لوگوں کو جو نافرمانی کرنے والے ہیں﴿٢٤﴾ یقیناً مدد کر چکا ہے تمہاری اللہ بہت سی جگہوں میں،

وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا

اور حنین کے دن بھی، جبکہ تمہیں خوش فہمی تھی اپنی کثرت تعداد پر، تو نہ وہ کام آئی تمہارے کچھ بھی

وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾

اور تنگ ہو گئی تم پر زمین باوجود اپنی وسعت کے، پھر تم لوٹے پیٹھ پھیرتے ہوئے﴿٢٥﴾

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ

پھر نازل فرمائی اللہ نے اپنی سکینت، اپنے رسول پر اور مومنوں پر اور اُس نے نازل کئے

جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦﴾

ایسے لشکر کہ نہیں تم نے انہیں دیکھا اور عذاب دیا اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا اور یہی بدلہ ہے کافروں کا﴿٢٦﴾

(٢٣): بیہقی نے عبداللہ بن شوذب سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، جب میدانِ بدر میں ان کے باپ جراح نے انہیں قتل کرنے کی کئی بار کوشش کی، اور ابو عبیدہ اس کی زد میں آنے یا اسے قتل کرنے سے بچتے رہے، لیکن جب وہ بار بار اسی کوشش میں لگا رہا تو ابو عبیدہ نے اسے قتل کر دیا۔

(٢٤): اللہ اور اس کے رسول سے حقیقی محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی محبت کو ہر شے کی محبت پر مقدم رکھا جائے۔

(٢٥): اس میں حنین کا ذکر ہے، یہ جنگ شوال ۸ھ میں وادی حنین میں (جو مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے) قبیلہ ہوازن اور اس علاقہ کے کچھ دوسرے مشرکین کے ساتھ لڑی گئی تھی۔ مشرکین عرب کے ساتھ یہ آخری جنگ جنگِ حنین تھی۔

نبی کریم ﷺ نے جب رمضان ۸ھ میں مکہ فتح کر لیا تو انہیں معلوم ہوا کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ آپ سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں، تو آپ ﷺ شوال ۸ھ میں بارہ ہزار کی فوج لے کر (جس میں دس ہزار مدینہ سے آئے ہوئے مجاہدین تھے، اور دو ہزار فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والوں میں سے تھے) ان سے نمٹنے کے لئے روانہ ہو گئے۔

بعض مسلمانوں کو اس موقع پر اپنی کثرت تعداد پر غرور ہو گیا۔ جب دونوں فوجیں جمع ہوئیں تو ہوازن نے اپنی کمین گاہوں سے نکل کر یک بارگی ایسا حملہ کیا کہ مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے، صرف سو (١٠٠) کے قریب مجاہدین رسول اللہ ﷺ کے اِردگرد رہ گئے اور مشرکین سے جنگ کرتے رہے، اور نبی کریم ﷺ اپنا خچر (دُلدُل) مشرکین کی طرف بڑھاتے اور کہتے کہ "میں نبی ہوں، یہ کوئی جھوٹی بات نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں" اور عباس بن عبدالمطلب (جن کی آواز بہت اونچی تھی) کو حکم دیا کہ وہ انصار کو اور باقی مسلمانوں کو آوازیں دیں۔ جب انہوں نے آواز سنی تو یکبارگی پلٹے اور مشرکین پر ایسے جھپٹے کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں نے ان کی عورتوں، بچوں اور مال و دولت سب کچھ پر قبضہ کر لیا۔ تقریباً چھ ہزار آدمی پابند سلاسل ہوئے، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے بعد میں آزاد کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے اکثر و بیشتر لوگ مسلمان ہو گئے۔ غزوۂ حنین کے انہیں واقعات و احوال کو ان آیتوں میں بیان کیا گیا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ: میں غزوۂ بدر، قریظہ، بنو نظیر، حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ اور دیگر غزوات اور فوجی دستوں کی طرف اشارہ ہے جن کی تعداد صحیحین کی زید بن ارقم سے مروی ایک حدیث میں انیس بتائی گئی ہے۔

ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ مِنۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
پھر توبہ کی توفیق دیتا ہے اللہ اُس کے بعد بھی جس کو چاہے اور اللہ بہت بخشنے والا
رَّحِيْمٌ ﴿٢٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا
نہایت رحم کرنے والا ہے﴿٢٧﴾ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! بلاشبہ مشرکین تو ناپاک ہیں، لہٰذا نہ قریب جائیں وہ
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ
مسجد حرام کے، بعد اس سال کے اور اگر تم خوف کرتے ہو مفلسی کا، تو عنقریب
يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٨﴾
غنی کر دے گا تم کو اللہ، اپنے فضل سے اگر اُس نے چاہا، یقیناً اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے﴿٢٨﴾
قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ
تم لڑو (جنگ کرو) اُن لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور نہ یوم آخرت پر اور نہیں وہ حرام سمجھتے
مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ
اس چیز کو جس کو حرام ٹھہرایا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور نہیں وہ قبول کرتے دینِ حق کو ان لوگوں میں سے جنہیں
ع ٥ ١٠ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾ ع
دی گئی کتاب، یہاں تک کہ وہ دیں جزیہ اپنے ہاتھ سے اور (بن کر) رہیں چھوٹے (ذلیل)﴿٢٩﴾
وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ
اور کہا! یہودیوں نے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور کہا! نصاریٰ نے کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے،
ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
یہ محض باتیں ہیں اُن کے مونہوں کی، یہ مشابہت کرتے ہیں اُن لوگوں کی بات کی، جو کفر میں مبتلا تھے
مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ
ان سے پہلے، ہلاک کرے اُن کو اللہ، کہاں وہ پھیرے جاتے ہیں (یعنی دھوکہ کھارہے ہیں)﴿٣٠﴾ انہوں نے بنا لیا اپنے علماء
وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا
اور مشائخ کو اپنا رب اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ نہیں وہ حکم دیے گئے تھے،
اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٣١﴾
مگر یہ کہ وہ عبادت کریں صرف ایک معبود کی، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، وہ پاک ہے اُن مشرکوں سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں﴿٣١﴾

﴿٢٨﴾: یہ آیت ۹ھ میں نازل ہوئی، اس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ مشرکین کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے روک دیں۔

آیت میں مشرکین کو ''نجس'' یعنی ناپاک بتایا گیا ہے، جمہور کے نزدیک اس سے مُراد ان کی باطنی ناپاکی ہے ان کے جسموں کی ناپاکی نہیں، چنانچہ اس کے بعد مشرکوں کا حرم میں داخلہ ہمیشہ کے لئے ممنوع قرار دے دیا گیا۔

﴿٢٩﴾: حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ پہلی آیت ہے جو ۹ھ میں اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ سے جنگ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو اہل روم سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا، تقریباً تیس ہزار افراد جمع ہو گئے، وہ زمانہ خشک سالی اور شدید گرمی کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اہل روم سے جنگ کی نیت سے شام کی طرف روانہ ہوئے، یہاں تک کہ تبوک پہنچ گئے، وہاں پہنچ کر بیس دن قیام کیا، پھر اللہ کے حکم سے مدینہ واپس آ گئے۔ انتہی۔ اس سورت کی ابتدا میں بتایا جا چکا ہے کہ جب قیصر روم کو رسول اللہ ﷺ کے آنے کی خبر ہوئی تو میدان چھوڑ کر اپنی فوج کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا اور جنگ نہیں ہوئی، لیکن اس جنگ کا جو مقصد تھا وہ پورا پورا حاصل ہوا۔

''جذیة'' اس مال کو کہتے ہیں جو اہل کتاب اور دیگر کفار سالانہ مسلمانوں کو اس عوض میں دیتے ہیں کہ مسلمان ان سے قتال نہیں کریں گے، اور مسلمانوں کے درمیان انہیں رہنے کی اجازت دی جائے گی، ان کی جانیں اور ان کا مال محفوظ رہے گا اور اس کی مقدار مالدار، متوسط اور فقیر کے اعتبار سے گھٹتی بڑھتی ہے، جس کی تعین مسلمان حاکم یا اس کا نمائندہ کرے گا۔

ابوحنیفہ، شافعی، احمد اور سفیان ثوری کا خیال ہے کہ اہل کتاب کے علاوہ کسی سے جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا، یہ لوگ مجوس کو بھی اہل کتاب میں شمار کرتے ہیں، اس لئے کہ رسول اللہ نے ''ہجر'' کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا اور مالک اور اوزاعی کی رائے ہے کہ تمام کافروں سے جزیہ لیا جائے گا۔

﴿٣٠﴾: یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا، جن کا زمانہ عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ساڑھے پانچ سال پہلے کا ہے۔
گمراہ نصاریٰ میں سے کسی نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا، کسی نے ان کو بعینہ اللہ اور کسی نے انہیں تین میں سے ایک معبود قرار دیا۔

﴿٣١﴾: جب ان کے دیندار عالموں نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنایا تو انہوں نے ان کی پیروی کی۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ

وہ چاہتے ہیں یہ کہ بجھا دیں نور اللہ کا، اپنے مونہوں سے اور نہیں ماننے والا اللہ، مگر یہ کہ مکمل کرے اپنا نور (روشنی)

وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۳۲ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

اگرچہ ناگوار ہو کافروں کو۳۲ وہ (ذات) جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت کے ساتھ اور دینِ حق کے ساتھ،

النصف

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۳۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

تاکہ غالب کرے اس کو تمام ادیان پر اور اگرچہ کتنا ہی ناگوار ہو مشرکوں کو۳۳ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو!

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ

بیشک بہت سے علماء اور راہب البتہ کھاتے ہیں لوگوں کے مال

بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ

باطل طریقہ سے اور (اس طرح) وہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور وہ لوگ جو جمع کر کے رکھتے ہیں سونا

وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ میں، تو انہیں خوشخبری دے دیجئے، عذاب

اَلِيْمٍ ۳۴ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ

دردناک کی۳۴ جس دن کہ تپایا جائے گا اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں، پھر داغا جائے گا اُس سے ان کی پیشانیوں کو

وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا

اور اُن کے پہلوؤں کو اور اُن کی پیٹھوں کو (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ (خزانہ) جو تم جمع کر کے رکھتے تھے۔ اپنے لئے، سو مزا چکھو تم اس کا جو

كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۳۵ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا

تم جمع کر کے رکھتے تھے۳۵ بیشک تعداد مہینوں کی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں،

فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ

اللہ کی کتاب میں، جس دن کہ اُس نے پیدا کئے آسمان اور زمین، اُن میں سے چار (مہینے) حرمت والے ہیں، یہی ہے

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۥ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

دین (ضابطہ) سیدھا، چنانچہ نہ تم ظلم کرو اُن میں اپنی جانوں پر اور تم لڑو مشرکوں پر

كَاۗفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۳۶

اکٹھے جیسے وہ تم سے لڑتے ہیں اکٹھے اور جان لو کہ بیشک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۳۶

---

(۳۲): توان کی مثال اس آدمی کی ہے جو آفتاب یا چاندی کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے ختم کرنا چاہتا ہو۔ یہود ونصاریٰ اپنی پھونکوں سے اسلام کی شمع ہدایت کو نہیں بجھا سکتے اور کافروں کے ہزار نہ چاہنے کے باوجود ایسا ہو کر رہے گا۔

● آیت میں ''ھدی'' سے مراد قرآن کریم، یا وہ براہین معجزات ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا تھا اور ﴿دِينِ الْحَقِّ﴾ سے مراد دین اسلام یا عقیدۂ توحید ہے۔

امام احمد نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے سنا کہ ''سر زمین پر کوئی ایسا گھر نہیں ہوگا جس میں اسلام کی دعوت نہیں پہنچے گی۔ (سورہ التوبہ آیت نمبر۔۳۱)

(۳۴): یہاں یہود سے مقصود مسلمانوں کو اُن کے علمائے سوء اور گمراہ کن عابدوں کی طرف سے متنبہ کرنا ہے۔

● طبرانی اور بیہقی کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے اسے کنز نہیں کہا جائے گا''۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے ہے کہ اس آیت میں ''کنز'' پر جو وعید آئی ہے وہ زکوٰۃ کے حکم کے ذریعہ منسوخ ہو چکی ہے لیکن جس مال کی زکوٰۃ نہ ادا کی جائے، اس پر بڑی شدید وعید آئی ہے۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا قیامت کے دن آگ کی تختیوں سے اس کا پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پیٹھ داغی جائے گی۔ الحدیث۔

(۳۶): ان میں ایک خاص حکم یہ ہے کہ اللہ نے سال کے چار مہینوں (رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم) کو خاص اہمیت دی ہے، ان کا احترام لازم قرار دیا ہے اور ان میں جنگ کو حرام کر دیا ہے، لیکن زمانۂ جاہلیت میں بعض عربوں نے اس حکم کا لحاظ نہیں کیا اور اپنی خواہش کے مطابق مہینوں کو آگے پیچھے کرنا شروع کر دیا، کبھی حج ذی الحجہ میں رکھتے اور کبھی مؤخر کر کے محرم میں لے جاتے۔

اسی طرح اگر کبھی قبیلہ کو دوسرے قبیلہ پر محرم کے مہینہ میں حملہ کرنا ہوتا تو اسے حلال کر لیتے اور اس کے بدلے صفر کے مہینہ کو حرام بنا لیتے۔ اسی کو قرآن نے ''نسئی'' کہا ہے، یعنی مہینوں کو آگے پیچھے کر لینا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مہینے آپس میں خلط ملط ہو گئے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اعلان کیا کہ تمام مہینے اپنی جگہوں پر لوٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حج ذی الحجہ میں ہوا۔

مشہور بارہ مہینے اور ان میں چار حرام کے مہینے اور ان سے متعلق احکام اللہ کی جانب سے مقرر کردہ ہیں، کسی کے بدلنے سے یہ احکام بدل نہیں جائیں گے۔

علماء نے اشہر محرم (حرام کے چار مہینے) میں قتال کی حرمت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ مشہور یہی ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل طائف کا محاصرہ ذی القعدہ کے مہینے میں کیا تھا جیسا کہ صحیحین میں مروی حدیث سے ثابت ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حکم منسوخ نہیں ہے۔

(فائدہ) اسلام میں شرعی احکام کا تعلق عربی مہینوں سے ہے، جو قمری مہینے ہیں اور جس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے۔ اسلام سے پہلے مہینے اور سال کی تعیین کے عام الفیل کا اعتبار ہوتا تھا اور ابتدائے اسلام میں سال کی ابتدا ربیع الاوّل سے ہوتی تھی۔ اس کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قمری مہینوں کی ابتدا محرم کے مہینے کی ہے جس پر اُمت کا اتفاق ہو گیا۔

اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا

بیشک مہینوں کو آگے پیچھے کرنا زیادتی ہے کفر میں، گمراہ کئے جاتے ہیں اس کی وجہ سے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، وہ حلال کر لیتے ہیں اس کو ایک سال

وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ

اور حرام کر دیتے ہیں اس کو (دوسرے) سال تا کہ وہ پوری کریں تعداد (گنتی) اُن مہینوں کی جو حرام قرار دیا ہے اللہ نے، تو وہ حلال کر لیتے ہیں جس کو حرام کیا اللہ نے،

ع ٥ ٨ ١١ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ٣٧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

مزین کر دیے گئے اُن کے لئے، اُن کے بُرے اعمال اور اللہ نہیں ہدایت دیتا کافر قوم کو ٣٧ اے وہ لوگو!

اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ

جو ایمان لائے ہو، کیا ہوا تمہیں، جب کہا جاتا ہے تم سے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں، تو بوجھل ہو جاتے (یعنی چمٹ جاتے) ہو تم زمین سے،

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

کیا تم نے پسند کر لیا ہے دنیاوی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں؟ چنانچہ نہیں ہے فائدہ دنیاوی زندگی کا آخرت کے مقابلے میں

اِلَّا قَلِيْلٌ ٣٨ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

مگر بہت تھوڑا ٣٨ اگر نہ تم نکلوگے! تو وہ تمہیں عذاب دے گا دردناک، اور وہ بدل کر لے آئے گا، کسی اور قوم کو سوائے تمہارے

وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٣٩ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ

اور نہ بگاڑ سکوگے تم اس کا کچھ بھی اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے ٣٩ اگر نہ تم اس کی مدد کروگے تو بیشک، مدد کی تھی اس (نبیؐ) کی اللہ نے

اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ

اُس وقت بھی جب نکال دیا تھا اُس کو، ان لوگوں نے جو کافر تھے (جب تھا وہ) دو میں دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے اور جب کہہ رہا تھا وہ، اپنے ساتھی سے

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ

نہ تم غم کرو! بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے، سو نازل کیا اللہ نے، اپنی طرف سے سکینت اس پر اور اس کی مدد کی ایسے لشکروں سے، کہ نہیں

تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ

تم نے اُن کو دیکھا اور کر دی بات اُن لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا تھا نیچی اور کلمۃ (بات) اللہ کا وہ تو ہے ہی اُونچا۔

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ٤٠ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

اور اللہ زبردست بڑی حکمت والا ہے ٤٠ نکلو خواہ تم ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اپنے مالوں

وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٤١

اور اپنی جانوں کے (ساتھ) اللہ کی راہ میں۔ یہ بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر ہو تم علم رکھتے ٤١

(٣٨)–(٤٠): یہ آیات کریمہ غزوۂ تبوک کے موقع سے نازل ہوئی تھیں اور ان میں ان منافقین اور ضعیف الایمان مسلمانوں کی زجر و توبیخ کی گئی ہے جو اس جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔

فتح مکہ کے ایک سال بعد رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ہرقل شاہ روم مسلمانوں سے جنگ کی تیاری کر رہا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے شوال ۹ھ میں مسلمانوں کو جنگی تیاری کا حکم دے دیا۔ زمانہ سخت گرمی کا تھا، پھلوں کے پکنے کا وقت تھا، مسلمان عام تنگدستی میں تھے۔ ہرقل کو جب رسول اللہ ﷺ کے آنے کی خبر ملی تو پیچھے ہٹ گیا اور آپ ﷺ لشکر اسلام کے ساتھ تبوک کے مقام پر بیس دن تک قیام کرنے کے بعد واپس ہوئے، اسی کو غزوۂ تبوک کہا جاتا ہے۔

آیت (٣٩) میں ان لوگوں کے لئے بالخصوص شدید وعید ہے جو غزوہ میں شریک ہوئے۔

آیت (٤٠) میں نبی کریم ﷺ کو اطمینان و یقین دلایا گیا ہے کہ اگر لوگ آپ کی مدد نہیں کرتے ہیں تو نہ کریں وہ تو ہر حال میں اپنے نبی کی مدد کرتا رہے گا۔

﴿ ثَانِيَ اثْنَيْنِ ﴾ سے مراد رسول اللہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام احمد اور بخاری و مسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ہم غار میں تھے تو میری نظر مشرکین کے قدموں پر پڑی، جبکہ وہ ہمارے سروں پر کھڑے تھے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر دشمنوں میں سے کوئی اپنے قدموں پر نظر ڈالے گا تو ہمیں دیکھ لے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! آج کا دن ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے، جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر سکون و اطمینان نازل کیا اور فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کی جو غار میں آپ کی حفاظت کرتے رہے، اور کفر و شرک مغلوب ہوا اور توحید و اسلام کو غلبہ حاصل ہوا۔

(٤١): اس آیت کریمہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلنے کا صریح حکم ہے۔ بہت صحابہ کرام اسی آیت کے پیش نظر کسی بھی غزوہ سے غیر حاضر نہیں رہے۔

جہاد اسلام کا ایک عظیم ترین فریضہ ہے اور عام حالات میں یہ فرض کفایہ ہے، لیکن اگر حالات ایسے پیدا ہو جائیں کہ دشمن کے مقابلے کے لئے تمام مسلمانوں کا نکل کھڑا ہونا ضروری ہو جائے تو فرض عین ہو جاتا ہے۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ

اگر ہوتا مال آسانی سے حاصل ہونے والا اور سفر درمیانہ، تو وہ ضرور آپ کی پیروی کرتے اور لیکن دور دکھائی دیا

عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا

اُن کو سفر مشقت بھرا اور عنقریب وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کی، (اور کہیں گے) اگر ہم استطاعت رکھتے تو ہم ضرور نکلتے

مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٤٢﴾ ع

تمہارے ساتھ، وہ ہلاک کر رہے ہیں اپنی جانوں کو اور اللہ جانتا ہے کہ بلاشبہ وہ جھوٹے ہیں﴿٤٢﴾

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا

معاف کر دیا اللہ نے آپ کو، کیوں آپ نے اجازت دی اُن کو یہاں تک کہ ظاہر ہو تے آپ کے لئے وہ لوگ جو سچے تھے

وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٤٣﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

اور آپ جان لیتے جھوٹوں کو؟ ﴿٤٣﴾ نہیں اجازت مانگتے آپ سے وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ

اور یوم آخرت پر، اِس سے کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ اور اللہ

عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٤﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

خوب جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو﴿٤٤﴾ آپ سے صرف وہی اجازت مانگتے ہیں، جو نہیں ایمان رکھتے اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿٤٥﴾

اور یوم آخرت پر اور شک میں پڑے ہوئے ہیں اُن کے دل سو وہ اپنے ہی شک میں پڑے تردد کر رہے ہیں﴿٤٥﴾

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ

اوراگر وہ ارادہ کرتے نکلنے کا، تو ضرور تیار کرتے اس کے لئے کچھ سا مان اور لیکن ناپسند کیا اللہ نے اُن کے اٹھنے (اور) نکلنے کو،

فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ

لہٰذا اس نے اُن کو سست کردیا اور کہہ دیا گیا! تم بیٹھے رہو بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ﴿٤٦﴾ اگر وہ نکلتے تم میں شامل ہو کر،

مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ

تو نہ اضافہ کرتے تمہارے لئے، مگر خرابی ہی اور وہ ضرور بھاگ دوڑ کرتے تمہارے درمیان

الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾

فتنہ پر دازی کے لئے اور تم میں (کچھ وہ ہیں) جو کان لگا کر سنتے ہیں اُن کی باتیں اور اللہ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو﴿٤٧﴾

ع ٦ ٥ ١٢

﴿٤٢﴾: اگر تبوک کا نہیں کسی قریب کی جگہ کا سفر ہوتا ، اور کوئی فوری دنیاوی فائدہ نظر آتا تو ضرور آپ کے پیچھے ہو لیتے ،لیکن راستہ طویل، گرمی کا زمانہ اور کوئی ظاہری دنیاوی فائدہ سامنے نہیں، اسی لئے انہوں نے جھوٹی قسمیں کھائیں ، بہانے کئے اور جہاد میں جانے سے پیچھے رہ گئے، اوراللہ کی ناراضگی اوراپنی ہلاکت و بربادی کا سامان کیا۔

﴿٤٣﴾: مجاہد کے قول کے مطابق یہ آیت ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے کہا تھا کہ ہم محمد سے اجازت مانگیں گے، اگر مل گئی تو بہتر ہے ورنہ پھر بھی نہیں جائیں گے۔

﴿٤٥﴾: آیت نمبر(٤٥) میں خبر دی ہے کہ آپ سے اجازت صرف منافقین نے مانگی تھی، جن کے دلوں میں نفاق رچ بس گیا تھا۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ

یقیناً انہوں نے تلاش کیا فتنہ اس سے پہلے بھی اور الٹ پلٹ کرتے رہے آپ کے لئے معاملات کو، یہاں تک کہ آگیا حق

وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا

اور غالب ہوگیا حکم اللہ کا، جبکہ وہ اُسے ناپسند کرنے والے تھے ﴿۴۸﴾ اور بعض اُن میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اجازت دیجئے مجھے (جہاد پر نہ جانے کی) اور نہ

تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾

فتنے میں ڈالئے مجھے، جان لو کہ فتنے میں تو وہ گر چکے ہیں اور بیشک جہنم نے گھیر رکھا ہے کافروں کو ﴿۴۹﴾

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ

اگر پہنچتی ہے آپ کو کوئی بھلائی، تو وہ انہیں بری لگتی ہے اور اگر پہنچتی ہے آپ کو کوئی مصیبت، تو وہ کہتے ہیں کہ یقیناً

اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ

ہم نے تو اختیار کرلیا تھا اپنے معاملے میں پہلے ہی اور وہ لوٹتے ہیں اس حال میں کہ وہ خوش وخرم ہوتے ہیں ﴿۵۰﴾ کہہ دیجئے! ہرگز نہیں ہمیں پہنچے گا،

اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

مگر وہی جو لکھ دیا ہے اللہ نے ہمارے لئے، وہی ہے ہمارا مولیٰ (کارساز) اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں اہل ایمان ﴿۵۱﴾

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ

کہہ دیجئے! نہیں تم انتظار کرتے ہمارے معاملے میں، مگر ایک کا دو بھلائیوں میں سے اور ہم انتظار کر رہے ہیں

بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا

تمہارے حق میں، یہ کہ پہنچائے تمہیں اللہ عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے، سو تم انتظار کرو،

اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ

بلاشبہ ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں ﴿۵۲﴾ کہہ دیجئے! تم خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے، ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا

مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ

تم سے، کیونکہ تم ہی ہو قوم نافرمان ﴿۵۳﴾ اور نہیں کوئی مانع ان کے لئے اس بات میں کہ قبول کئے جائیں

مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ

اُن سے اُن کے دیے ہوئے مال، مگر یہ کہ بلاشبہ انہوں نے کفر کیا اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اور نہیں وہ آتے

الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

نماز کے لئے مگر (اس حال میں کہ وہ) سستی و کاہلی سے اور نہیں وہ خرچ کرتے مگر ناگواری کے ساتھ ﴿۵۴﴾

﴿۴۹﴾: منافقوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابتدائے اسلام سے یہی رویہ رہا، ہمیشہ ہی شر پھیلانے اور صحابۂ کرام کو آپ سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی، جیسا کہ عبد اللہ بن ابی سلول نے جنگ اُحد کے موقع سے کیا کہ راستہ سے ہی اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس ہوگیا، جن کی تعداد ایک تہائی لشکر اسلام کے قریب تھی اور منافقین پوری مدنی زندگی میں اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف سازش ہی کرتے رہے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں جب اللہ نے آپ کو میدان بدر میں فتح ونصرت عطا فرمائی اور اسلام غالب ہوا تو عبد اللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اب یہ دین آگے چل نکلا، چنانچہ وہ لوگ بظاہر اسلام میں داخل ہوگئے، لیکن اللہ نے جب بھی اسلام اور مسلمانوں کو عزت دی، ان منافقین پر غیظ و غضب کے مارے موت طاری ہوتی رہی۔

محمد بن اسحاق نے زُہری، مجاہد اور ابن عباس وغیرہم سے روایت کی ہے کہ یہ آیت الجد بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو بنوسلمہ کا سردار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوۂ تبوک کی تیاری کر رہے تھے تو ایک دن اس سے کہا کہ تم اہل روم کی دودھ دینے والی اونٹنیوں میں رغبت رکھتے ہو؟ تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ مجھے مدینہ میں رہنے کی اجازت دے دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے، مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے ان کی عورتوں کو دیکھ لیا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ میں نے تجھے اجازت دے دی۔

﴿۵۱﴾: اللہ تعالیٰ نے منافقین کی بکواس کا جواب دیا ہے کہ اے میرے رسول! آپ ان سے کہئے کہ ہمیں دنیا میں اگر کوئی خوشی ملتی ہے تو اللہ کا انعام ہوتا ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ کی مشیت سے، ہمیں جو بھی تکلیف پہنچتی ہے اسے اللہ نے ہماری تقدیر میں لکھ رکھا ہے۔ تمہیں اپنے قتل نہ ہونے پر خوش نہیں ہونا چاہئے، جب تمہاری باری آجائے گی تو کوئی تدبیر تمہیں نہیں بچا سکے گی اور ہم تو مسلمان ہیں، ہمارا آقا تو اللہ ہے، ہم تو ہر حال میں اللہ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔

﴿۵۲﴾ – ﴿۵۴﴾: منافقین چاہے اپنی خوشی سے خرچ کریں، یا قتل کے خوف سے اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں کرے گا، اس لئے کہ وہ اللہ کے نافرمان بندے ہیں۔ نسائی نے ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ”اللہ اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو اللہ کے لئے خالص ہو اور اسی کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا گیا ہو“

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا

سو تعجب میں نہ ڈالے آپ کو اُن کے مال اور نہ اُن کی اولاد، یقیناً ارادہ کرتا ہے اللہ کہ عذاب دے اُن کو اُن کی وجہ سے،

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۵۵ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ

دنیاوی زندگی ہی میں اور نکلیں اُن کی جانیں اس حال میں کہ وہ کافر ہوں۵۵ اور وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی، کہ بیشک وہ

لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۵۶ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً

تم ہی میں سے ہے، حالانکہ نہیں ہیں وہ تم میں سے اور لیکن وہ تو ایسے لوگ ہیں جو ڈرتے ہیں۵۶ اگر وہ پالیں کوئی جائے پناہ

اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۵۷ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ

یا غاریں، یا کوئی اور گھس بیٹھنے کی جگہ، تو اُلٹے دوڑیں اس کی طرف وہ رسیاں تڑواتے ہوئے۵۷ اور اُن میں سے کچھ ایسے ہیں، جو اعتراضات کرتے ہیں آپ پر

فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ

صدقات (کی تقسیم) میں پھر اگر انہیں دے دیا جاتا ہے اس میں سے تو وہ راضی ہوجاتے ہیں اور اگر نہ وہ دیے جائیں اُس میں سے تو وہ

يَسْخَطُوْنَ ۵۸ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ

ناراض ہوجاتے ہیں۵۸ اور (کتنا بہتر ہوتا) اگر وہ راضی ہوجاتے اُس پر جو دیا تھا اُن کو اللہ اور اس کے رسول نے اور وہ کہتے کہ کافی ہے ہمارے لئے اللہ

ع ۱۷ / ۱۳

سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۵۹ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ

عنقریب عطا کرے گا ہم کو اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول بھی، بیشک ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہونے والے ہیں۵۹ شک صدقات (زکوٰۃ) تو

لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ

صرف فقراء کے لئے اور مسکینوں کے لئے اور (اُن کے لئے ہے) جو مامور ہوں صدقات کے کام پر اور (ان کے لئے) جن کی تالیف قلب مطلوب ہو اور گردنوں کے چھڑانے میں

وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

اور قرضداروں کی مدد کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں میں یہ فریضہ (ضابطہ) ہے، اللہ کی طرف سے اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۶۰ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ

خوب جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے۶۰ اور بعض اُن میں سے وہ بھی ہیں جو ایذا دیتے ہیں نبی کو اور کہتے ہیں کہ وہ کان ہے (یعنی کانوں کا کچا) کہہ دیجئے!

اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وہ کان لگا کر سنتا ہے تمہاری بھلائی کو اور وہ ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور ایمان رکھتا ہے مومنوں پر اور رحمت ہے اُن کے لئے جو ایمان لائے

مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۶۱

تم میں سے اور وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں رسول اللہ کو، اُن کے لئے ہے عذاب دردناک۶۱

۵۶: منافقین کو کسی حال میں بھی چین نہیں۔ ایک طرف تو میدانِ جہاد میں قتل کا خوف اور دوسری طرف یہ خوف کہ کہیں ان کا نفاق مسلمانوں پر کھل نہ جائے، اسی لئے قسمیں کھا کھا کر مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ بھی مخلص مسلمان ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں گواہی دیتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ تو قسم صرف اس ڈر سے کھاتے ہیں کہ کہیں قتل نہ کردیئے جائیں۔

۵۸: بعض منافقین نبی کریم ﷺ پر صدقات کی تقسیم کے بارے میں نکتہ چینی کرتے تھے۔

بخاری و مسلم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، اور آپ ﷺ مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ بنی تمیم ذوالخویصرہ نامی شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! انصاف سے کام لیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری بربادی ہو، اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اڑا دوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے کچھ ایسے ساتھی ہیں، جن کی نماز اور روزے کے مقابلے میں تم لوگ اپنی نماز اور روزے کو حقیر جانوگے، وہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں، لیکن ان کی گردنوں سے آگے نہیں بڑھتا، وہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں اسی کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

۶۰: آیت میں جن آٹھ قسم کے لوگوں کے لئے زکوٰۃ کے جواز کی تحدید کردی گئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ فقیر: یعنی وہ مسلمان جو صاحب نصاب نہ ہو۔ ۲۔ مسکین: جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ بعض نے فقیر و مسکین میں امتیاز اس طرح پیدا کیا ہے کہ دونوں ہی کے پاس کچھ نہیں ہوتا، لیکن فقیر دوسروں سے نہیں مانگتا ہے اور مسکین دوسروں سے مانگتا ہے۔ ۳۔ زکوٰۃ کے ملازمین: ان کی تنخواہیں اسی مال سے دی جائیں گی۔ ۴۔ ایسے نومسلموں کا دل جیتنے کے لئے جن سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ کی اُمید ہو، اسی طرح وہ غیر مسلم جس کے بارے میں توقع ہو کہ وہ اسلام لانے کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے لئے نافع ہوگا۔ ۵۔ غلاموں اور لونڈیوں کے لئے تا کہ وہ اپنے آپ کو آزاد کرا سکیں۔ ۶۔ قرضدار: جو اپنے اور اپنے بال بچوں پر جائز اخراجات کی وجہ سے مقروض ہوگیا ہو۔ ۷۔ اللہ کی راہ میں: اس سے جہاد فی سبیل اللہ بدرجۂ اولیٰ مراد ہے۔ فخرالدین رازی کا خیال ہے کہ اس سے صرف مجاہدین ہی مراد نہیں ہیں۔ ۸۔ مسافر: جس کا زادِ سفر ختم ہوجائے یا چوری ہوجائے تو اسے زکاۃ کا مال دیا جائے گا، چاہے وہ اپنے شہر میں مالدار ہی کیوں نہ ہو۔

امام شافعی وغیرہ کا خیال ہے کہ زکوٰۃ کی رقم آٹھوں قسم کے لوگوں پر تقسیم کرنا ضروری ہے، انہوں نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آٹھوں اقسام کا ذکر تحدید کے ساتھ کیا ہے تو سب پر تقسیم لازم ہے اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور جمہور اہل علم کی رائے ہے کہ اگر آٹھوں میں سے بعض قسم کے لوگوں کو زکوٰۃ کی پوری رقم دے دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، اس لئے کہ آیت سے مقصود یہ نہیں ہے کہ زکوٰۃ تمام قسموں پر ضرور تقسیم کی جائے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ زکوٰۃ انہیں لوگوں کے لئے جائز ہے۔

۶۱: کہتے ہیں کہ محمد بہت ہی سیدھا اور بے بصیرت آدمی ہے کہ وہ ہر شخص کی بات مان لیتا ہے۔ ہم بھی جب اس کے سامنے قسم کھالیتے ہیں تو ہماری بات بھی مان لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کی۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ج وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ إِن

وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تمہارے سامنے، تاکہ وہ راضی کریں تمہیں، حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حقدار ہے، اِس کا کہ وہ اُس کو راضی کریں، اگر

النصف

كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ

ہیں وہ مومن ﴿٦٢﴾ کیا نہیں انہیں معلوم ہوا کہ بیشک جو مخالفت کرے اللہ اور اُس کے رسول کی، تو بلاشبہ اُس کے لئے ہے

نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ط ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ

آگ جہنم کی، وہ ہمیشہ رہےگا اس میں، یہ ہے رسوائی بہت بڑی ﴿٦٣﴾ ڈرتے ہیں یہ منافق

أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُم بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ط قُلِ اسْتَهْزِئُوا ج

اِس سے کہ نازل کردی جائے اُن پر کوئی سورت جوانہیں بتا دے، جو کچھ اُن کے دلوں میں ہے، کہہ دیجئے! تم مذاق کرتے رہو،

إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ

بیشک اللہ ظاہر کرنے والا ہے وہ بات جس سے تم ڈرتے ہو ﴿٦٤﴾ اور البتہ اگر آپ اُن سے پوچھیں! تو وہ ضرور کہیں گے ہم تو تھے صرف بحث و مباحثہ

وَنَلْعَبُ ط قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا

اور دل لگی کرتے، کہہ دیجئے! کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے تھے ﴿٦٥﴾ (اب) نہ تم عذر پیش کرو،

قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ط إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ

یقیناً تم نے کفر کیا ہے، اپنے ایمان لانے کے بعد، اگر ہم معاف کر بھی دیں ایک گروہ کو تم میں سے، تو ضرور ہم عذاب دیں گے (دوسرے)

ع ٨/١٤

طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾ ع الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم

گروہ کو، اس وجہ سے کہ وہ مجرم ہیں ﴿٦٦﴾ منافق مرد اور منافق عورتیں، سب

وقف لازم

مِّن بَعْضٍ م يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ

ایک طرح کے ہیں، حکم دیتے ہیں برائی کا اور منع کرتے ہیں نیک کام سے اور روک لیتے ہیں

أَيْدِيَهُمْ ط نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ط إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٦٧﴾

اپنے ہاتھ (خیر سے) بھلا دیا انہوں نے اللہ کو، تو اس نے بھی بھلا دیا اُن کو، بیشک منافقین ہی نافرمان ہیں ﴿٦٧﴾

وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ

وعدہ کیا ہے اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفار سے جہنم کی آگ کا، وہ ہمیشہ رہیں گے

فِيهَا ط هِيَ حَسْبُهُمْ ج وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ج وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٦٨﴾ لا

اُس میں، وہی (عذاب) انہیں کافی ہے اور لعنت کی اُن پر اللہ نے اور اُن کے لئے عذاب ہے ہمیشہ قائم رہنے والا ﴿٦٨﴾

﴿٦٢﴾: ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر وغیرہما نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ منافقین آپس میں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف جب کوئی بات کرتے تو ڈرتے کہ کہیں ایسا نہ ہو اللہ ہماری بات محمد کو بتا دے۔ ایک اور روایت ہے کہ ایک منافق نے کہا کہ کاش ہمیں سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جاتے اور ہمارے بارے میں قرآن نہ نازل ہوتا جو ہمارا پردہ فاش کر دیتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی، اور اللہ نے انہیں دھمکی دی کہ خوب اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اُڑا لو، لیکن یہ جان لو کہ اللہ تمہاری تمام خباثتوں اور منافقوں کو طشت از بام کر کے رہے گا۔

﴿٦٥﴾: ابونعیم نے ”حلیہ“ میں شریح بن عبید سے اور ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ وغیرہم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں جو روایت نقل کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک آدمی (اور وہ غالباً عبداللہ بن اُبی بن سلول تھا) نے غزوۂ تبوک کے موقع سے ایک مجلس میں کہا کہ ہم نے ان قُرّاء سے زیادہ جھوٹا اور بزدل نہیں دیکھا، رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوگئی اور قرآن نازل ہوا، تو وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر دوڑ رہا تھا اور لوگ اسے پتھر سے مار رہے تھے، اور کہا تھا کہ یا رسول اللہ! ہم یونہی گپ شپ کر رہے تھے، اور نبی کریم ﷺ کہتے جا رہے تھے کہ کیا تم لوگ اللہ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول کا مذاق اڑا رہے تھے۔

﴿٦٦﴾: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُن منافقین کو مخاطب کر کے کہا کہ اب کوئی عذر قابل قبول نہیں، تمہارا کفر ظاہر ہو چکا البتہ جو لوگ توبہ کر لیں گے اور اپنی اصلاح کر لیں گے تو ہم انہیں معاف کر دیں گے۔

كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوٓا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَّأَوْلَادًا ط

مانند ان لوگوں کے جو تم سے پہلے گزرے، تھے وہ زیادہ سخت تم سے قوت میں، اور زیادہ تھے مال اور اولاد میں،

فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ

لہٰذا فائدہ اٹھایا انہوں نے اپنے حصے کے ساتھ اور فائدہ اٹھایا تم نے بھی، اپنے حصے کے ساتھ جیسے فائدہ اٹھایا تھا ان لوگوں نے جو

مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا ط أُولَٰٓئِكَ حَبِطَتْ

تم سے پہلے تھے، اپنے حصے کے ساتھ اور تم بھی فضول بحث میں الجھے جیسے وہ فضولیات میں الجھے رہے، یہی لوگ ہیں کہ ضائع ہو گئے

أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ج وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۶۹﴾ أَلَمْ يَأْتِهِمْ

اُن کے اعمال دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور یہی لوگ ہیں خسارہ اٹھانے والے(۶۹) کیا نہیں پہنچی اُن کے پاس

نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُودَ ۙ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ

خبر اُن لوگوں کی جو اُن سے پہلے تھے قوم نوحؑ اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیمؑ اور اصحاب

مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ط أَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ج فَمَا كَانَ اللَّهُ

مدین اور الٹی بستیوں والوں کی، آئے تھے اُن کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر، سو نہیں تھا اللہ

لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوٓا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۷۰﴾ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ

ایسا کہ ظلم کرتا اُن پر اور لیکن تھے وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے(۷۰) اور مومن مرد اور مومن عورتیں،

وقف لازم

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ م يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ حکم دیتے ہیں نیک کام کا اور منع کرتے ہیں بُرے کام سے

وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ط أُولَٰٓئِكَ

اور قائم کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور اُس کے رسول کی، یہ وہ لوگ ہیں

سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ط إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ

کہ ضرور رحمت نازل فرمائے گا ان پر اللہ، بیشک اللہ زبردست، بڑی حکمت والا ہے(۷۱) وعدہ کیا ہے اللہ نے مومن مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً

اور مومن عورتوں سے، ایسے باغوں کا، کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے اُن میں اور پاکیزہ مکانوں کا،

ع ۹ / ۵

فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ط وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ط ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۷۲﴾

ہمیشگی کے باغوں کا اور رضامندی اللہ کی سب سے بڑھ کر ہوگی، یہی ہے کامیابی بہت بڑی(۷۲)

(۷۰): قوم نوح کو طوفان کے ذریعہ ہلاک کر دیا گیا، قوم عاد کو تیز و تند ہوا کے ذریعہ، قوم ثمود کو زلزلہ اور چیخ کے ذریعہ، قوم ابراہیم کے بادشاہ کو مچھر کے ذریعہ جو اس کی ناک کے ذریعہ دماغ تک پہنچ گیا اور اس کی ہلاکت کا سبب بنا، قوم مدین یعنی قوم شعیب کو زلزلہ اور آگ کی بارش کے ذریعہ اور قوم لوط کی بستیاں اُلٹ دی گئیں اور پھر ان پر پتھروں کی بارش کر دی گئی۔ ان قوموں کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ اللہ کی طرف سے ان پر ظلم نہیں تھا، بلکہ ان کے کفر، انبیاء کی تکذیب اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی وجہ سے ہوا۔

(۷۲): امام مالک اور بخاری و مسلم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ جنتیوں سے پوچھے گا کیا تم لوگ خوش ہو گئے؟ تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم کیوں نہ خوش ہوں، تو نے تو ہمیں وہ کچھ دے دیا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا ہے۔ تو اللہ کہے گا کہ کیا میں تجھے اس سے بھی افضل چیز نہ دوں؟ تو وہ پوچھیں گے، یا اللہ! اس سے افضل کیا چیز ہو سکتی ہے؟ تو اللہ کہے گا کہ میں تم سے خوش ہو گیا، اب کبھی بھی میں تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ

اے نبیؐ! (پوری قوت سے) جہاد کیجئے کافروں اور منافقوں سے اور سختی سے پیش آیئے اُن کے ساتھ اور اُن کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٧٣﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا

جہنم ہے اور وہ بُری ہے لوٹ کر جانے کی جگہ ﴿٧٣﴾ وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی، کہ نہیں کہی انہوں نے (کوئی بات) حالانکہ ضرور کہی انہوں نے

كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا

کفر کی بات (کلمۂ کفر) اور وہ کافر ہو گئے ہیں بعد اسلام لانے کے، اور قصد کیا تھا انہوں نے وہ کچھ کرنے کا جسے وہ نہ کر سکے اور نہیں بدلہ لیا انہوں نے

اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ

مگر اس بات کا کہ غنی کر دیا اُن کو اللہ نے اور اُس کے رسول نے، اپنے فضل سے پھر اگر وہ توبہ کر لیں، تو ہوگا بہتر اُن کے لئے

وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ

اور اگر وہ منہ پھیریں، تو عذاب دے گا اُن کو اللہ، عذاب بہت دردناک دنیا میں اور آخرت میں بھی اور نہیں ہوگا اُن کے لئے

فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٧٤﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا

زمین میں کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار ﴿٧٤﴾ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے عہد کیا اللہ سے، البتہ اگر دیا ہمیں اس (اللہ) نے

مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ

اپنے فضل سے تو ہم ضرور صدقہ، خیرات کریں گے اور ہم ضرور ہو جائیں گے صالحین میں سے ﴿٧٥﴾ پھر جب اس نے نواز دیا اُن کو اپنے فضل سے

بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ

تو انہوں نے بخل کیا اس کے ساتھ اور وہ پھر گئے (اپنے عہد سے) روگردانی کرتے ہوئے ﴿٧٦﴾ تو سزا دی اس (اللہ) نے انہیں نفاق ڈال کر، اُن کے دلوں میں، اُس دن تک کہ

يَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٧﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا

جب وہ ملیں گے اس سے، بسبب اُن کے خلاف ورزی کرنے کے اللہ سے، جو وعدہ کیا تھا انہوں نے اس سے اور بسبب اِس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے ﴿٧٧﴾ کیا نہیں جانتے یہ لوگ!

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٧٨﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ

کہ بیشک اللہ جانتا ہے اُن کے چھپے راز اور اُن کی سرگوشیاں اور بیشک اللہ پوری طرح باخبر ہے تمام غیب کی باتوں سے ﴿٧٨﴾ وہ لوگ جو

يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا

طعنہ زنی کرتے ہیں، اُن پر جو فراخ دلی سے خیرات کرنے والے مومنوں پر، اُن کے صدقات میں اور اُن پر جو نہیں پائے سوائے (تھوڑی سی)

جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ؗ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾

اپنی محنت مزدوری کرکے، پس وہ مذاق اڑاتے ہیں اُن کا، (تو) مذاق اڑاتا ہے اللہ اُن کا بھی اور اُن کے لئے عذاب ہے دردناک ﴿٧٩﴾

﴿٧٣﴾: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کریں، اور آپ ﷺ کے بعد تا قیامت یہ حکم مسلمانوں کے لئے بھی ہے آیت (٢٩) میں گذر چکا ہے۔

﴿٧٤﴾: مقام تبوک میں قیام کے دوران، اور واپسی کے بعد منافقین کی زبان سے متعدد کفریہ کلمات نکلے، اور جب بھی رسول اللہ ﷺ کو ان کی خبر ہو جاتی اور ان سے پوچھا جاتا تو جھوٹ بول دیتے اور قسمیں کھا کر باور کراتے کہ وہ تو مخلص مسلمان ہیں، اس لئے اس سورت میں غزوۂ تبوک کے موقع سے منافقین کے حالات بیان کرتے ہوئے کئی بار اس بات کا ذکر آیا ہے کہ منافقین قسمیں کھا کر اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالنا چاہتے۔ ان میں سے دو واقعات زیادہ مشہور ہیں۔ ایک عبداللہ بن اُبی بن سلول کا ہے جس نے انصار کو غیر انصار کے خلاف اُبھارنا چاہا تھا اور کہا تھا کہ یہ تو ایسا ہی ہے کہ کتے کو کھلا کر موٹا کر و تا کہ تمہیں کھا جائے، اور کہا تھا کہ مدینہ واپسی کے بعد عزت آدمی ذلیل آدمی کو نکال باہر کرے گا اور باعزت سے اپنے آپ کو اور ذلیل سے (حاکم بدہن) رسول اللہ ﷺ کو مراد لیا تھا اور جب رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی اور اس سے پوچھا تو قسم کھا گیا کہ اس نے یہ بات نہیں کہی ہے۔

اور دوسرا واقعہ جلّاس بن سوید کا ہے، جس نے منافقین سے کثرت نزول قرآن سے تنگ آکر کہا تھا کہ اگر یہ آدمی (رسول اللہ ﷺ) سچا ہے تو ہم لوگ گدھوں سے بھی زیادہ بُرے ہیں اور جب رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا تو قسم کھا گیا کہ اس نے یہ بات نہیں کہی تھی۔ کہتے ہیں کہ بعد میں جلّاس تائب ہو گیا تھا۔

امام مسلم نے "الصحیح" میں اور بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مقام تبوک میں قیام کے دوران بارہ آدمیوں نے رات کے وقت منہ پر نقاب ڈال کر رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنا چاہا تھا، آیت کے اس حصہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

﴿٧٥﴾۔﴿٧٨﴾: واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، یا رسول اللہ! آپ میرے لئے روزی میں برکت کی دعا کر دیجئے، اگر اللہ مجھے روزی دے گا تو اس کے حقوق ادا کرتا رہوں گا، لیکن جب اللہ نے اس کی روزی میں خوب برکت دی تو اس کی نیت بدل گئی اور صدقہ وخیرات کرنے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ ثعلبہ والی روایت میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اور اسے خبر ہوئی تو وہ اپنی زکوۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، لیکن آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ آپ کے بعد ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے بھی اس کی زکوٰۃ نہیں لی اور عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں وہ مر گیا۔

ضحاک کا قول ہے کہ یہ آیت ایک نہیں کئی معروف منافقین کے بارے میں نازل ہوئی تھی جن کا حال وہی تھا جو آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ

(اے نبیؐ) خواہ آپ مغفرت مانگیں اُن کے لئے یا نہ مغفرت مانگیں اُن کے لئے (برابر ہے)، اگر آپ مغفرت مانگیں اُن کے لئے ستر مرتبہ بھی، تو ہرگز نہیں

يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

بخشے گا اللہ اُن کو، یہ اس لئے کہ بیشک انہوں نے کفر کیا اللہ سے اور اس کے رسول کے ساتھ اور اللہ نہیں ہدایت دیتا ایسی قوم کو

ع ١٠ ٨ ١٦ الْفٰسِقِيْنَ (٨٠) فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا

جو نافرمان ہو (٨٠) خوش ہو گئے وہ لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے، اپنے گھر بیٹھ رہنے پر رسول اللہ سے جدا ہو کر اور ناگوار گزرا انہیں، کہ وہ جہاد کریں

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ

اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں اور انہوں نے کہا مت کوچ کرو سخت گرمی میں، کہہ دیجئے! آگ جہنم کی

اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ (٨١) فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءً ۢ

اس سے بھی زیادہ گرم ہے، کاش کہ وہ سمجھتے (٨١) سو اب چاہئے کہ وہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں زیادہ، بدلے میں

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (٨٢) فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ

ان (اعمال) کے جو وہ کماتے رہے (٨٢) پھر اگر واپس لے آئے آپ کو اللہ ایک گروہ کی طرف اُن (منافقین) میں سے، تو وہ اجازت مانگیں گے آپ سے (جہاد کے لئے) نکلنے کی،

فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ

تو کہہ دیجئے! ہرگز نہ نکلو گے میرے ساتھ کبھی بھی اور ہرگز نہیں لڑو گے میرے ساتھ مل کر دشمنوں سے بیشک تم راضی ہو گئے تھے بیٹھ رہنے پر

اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ (٨٣) وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا

پہلی مرتبہ، سو بیٹھو (اب بھی)، پیچھے رہنے والوں کے ساتھ (٨٣) اور نہ آپ نماز (جنازہ) پڑھیں کسی پر اُن میں سے، جو مر جائے کبھی بھی اور نہ

تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (٨٤) وَلَا

آپ کھڑے ہوں اس کی قبر پر (دعا کے لئے) بیشک انہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور وہ مرے اس حال میں کہ وہ نافرمان تھے (٨٤) اور نہ

تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا

آپ کو حیرت میں ڈالے، اُن کے مال اور اُن کی اولادیں، بلاشبہ چاہتا ہے اللہ، یہ کہ اُن کو عذاب دے، اُن کی وجہ سے دنیا میں

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (٨٥) وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا

اور نکلیں اُن کی جانیں اس حال میں کہ وہ کافر ہی ہوں (٨٥) اور جب نازل کی جاتی ہے کوئی سورت، کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد کرو

مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ (٨٦)

اس کے رسول کے ساتھ مل کر، تو اجازت مانگتے ہیں آپ سے صاحبِ حیثیت لوگ اُن میں سے اور وہ کہتے ہیں! ہمیں چھوڑ دیجئے کہ ہم ہو جائیں (گھر میں) بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ (٨٦)

(٨٠): مسند احمد اور صحیحین کی روایت ہے، ابن عباس کہتے ہیں، میں نے عمر بن خطاب سے سنا ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی مر گیا تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے آپ ﷺ سے کہا گیا، آپ جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو میں نے کہا کہ کیا آپ اللہ کے دُشمن عبد اللہ بن اُبی پر نماز پڑھیں گے، جس نے ایسا اور ایسا کہا تھا اور میں واقعات گناتا رہا اور رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے، جب میں نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے فرمایا اے عمر! الگ ہٹ جاؤ، مجھے اختیار دیا گیا ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ ستر بار سے زیادہ دعا کرنے سے اسے معاف کر دیا جائے گا میں ایسا کروں گا، پھر آپ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور اس کی قبر کے پاس گئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ دو آیتیں نازل ہوئیں: وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ. کہ "آپ منافقین میں سے کسی کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھئے اور اس کی قبر کے پاس نہ جائیے" تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جب تک زندہ رہے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی۔

(٨٣): جب تم غزوۂ تبوک کے موقع سے بیٹھے رہ گئے تو اللہ کی نظر سے گر گئے، اس لئے اب تم ہمیشہ کے لئے عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد بارہ تھی اور آیت میں "طائفة" کا لفظ دلیل ہے کہ جو لوگ جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے وہ سبھی منافق نہیں تھے، مثال کے طور پر کعب بن مالک، ہلال بن اُمیہ اور مرارة بن الربیع العامری مخلص مسلمان تھے۔

(٨٤): اس آیت کی تفسیر میں گذر چکا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن اُبی بن سلول کی نماز جنازہ پڑھی تھی اور اس کی قبر کے پاس گئے تھے۔ اس کا حکم ہر اُس شخص کے بارے میں عام ہے جس کا نفاق ظاہر ہو چکا ہو۔

مسند احمد میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے بلائے جاتے تو مرنے والے کے بارے میں پوچھتے تھے، اگر خیر کے ساتھ اس کا ذکر کیا جاتا تو اس کی نماز پڑھتے، ورنہ اس کے رشتہ داروں سے کہہ دیتے کہ تم لوگ جیسا چاہو کرلو اور اس کی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔

اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے حافظ سیوطی نے "لِاکلیل" میں لکھا ہے کہ کافر کی نماز جنازہ پڑھنا اور اس کی قبر کے پاس کھڑا ہونا حرام ہے۔

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

وہ راضی ہو گئے اس پر کہ وہ شامل ہو جائیں پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ اور مہر لگا دی گئی اُن کے دلوں پر، لہٰذا نہیں اُن کی سمجھ میں آتا﴿۸۷﴾

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ

لیکن رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس کے ساتھ، جہاد کیا انہوں نے اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ

اور یہی لوگ ہیں کہ اُن کے لئے ہیں تمام بھلائیاں اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے﴿۸۸﴾ تیار کر رکھے ہیں اللہ نے اُن کے لئے

ع ۱۱ ۹ ۱۷ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع

ایسے باغات کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں اور یہی ہے کامیابی بہت بڑی﴿۸۹﴾

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ

اورآئے بہانہ بنانے والے کچھ دیہاتیوں میں سے، تاکہ اجازت مل جائے اُن کو (پیچھے رہ جانے کی) اور (اس طرح) بیٹھ رہے، وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ بولا اللہ

وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ

اور اس کے رسول سے، عنقریب پہنچے گا اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا، اُن میں سے عذاب دردناک﴿۹۰﴾ نہیں ہے

عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ

ضعیفوں پر اور نہ بیماروں پر اور نہ اُن لوگوں پر جو نہیں پاتے خرچ کرنے کے لئے (زاد راہ)

حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ

تو کچھ حرج (نہیں) بشرطیکہ خیرخواہ ہوں وہ اللہ اور اس کے رسول کے، نہیں ہے نیکی کرنے والوں پر کوئی راہ (مؤاخذہ) اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ

بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے﴿۹۱﴾ اور نہ اُن لوگوں پر (گرفت ہے) کہ جب وہ آئے آپ کے پاس، تاکہ آپ انہیں سواری دیں تو آپ نے کہا نہیں میں پاتا کوئی

اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا

ایسی چیز کہ میں سوار کروں تمہیں اُس پر، تو وہ لوٹے، اس حال میں کہ ان کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے آنسو، اس غم کی وجہ سے کہ نہیں وہ پاتے جو

يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ ؕ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ

وہ خرچ کریں﴿۹۲﴾ بیشک (یہ گرفت) راہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو آپ سے اجازت مانگتے ہیں، حالانکہ وہ مالدار ہیں،

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

وہ راضی ہو گئے اس بات پر کہ وہ ہو جائیں پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ اور مہر لگا دی ہے اللہ نے، اُن کے دلوں پر، چنانچہ وہ نہیں جانتے (انجام)﴿۹۳﴾

﴿۹۰﴾: منافقین مدینہ کے احوال بیان کرنے کے بعد یہ بادیہ نشین منافقین کے حالات پر روشنی ڈالی جا رہی ہے، ان میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر غزوۂ تبوک کے لئے جانے سے عذر پیش کیا۔ کچھ تو جھوٹے تھے اور ان کا عذر باطل تھا اور کچھ نے ایسا عذر پیش کیا کہ ممکن ہے وہ صادق رہے ہوں اور ان بادیہ نشینوں میں کچھ صریح منافق تھے اور وہ اپنے خیموں میں بیٹھے رہ گئے اور سچ یا جھوٹ کوئی عذر پیش نہیں کیا۔ ان تمام لوگوں میں جو منافق تھے ان پر اللہ نے کفر کا حکم لگایا اور انہیں دردناک عذاب کی دھمکی دی۔

﴿۹۱﴾: اس آیت میں وہ عذر بیان کئے گئے ہیں جن کی موجودگی میں مسلمان جہاد میں شرکت نہ کرنے سے اللہ کے نزدیک معذور سمجھا جائے گا۔

۱۔ وہ کمزور لوگ جو دوڑنے اور مشقت برداشت کرنے سے عاجز ہوں، جیسے بوڑھا، بچہ، عورت اور ناتواں۔

۲۔ وہ معذور جو کسی بیماری کی وجہ سے جہاد نہ کر سکتا ہو، جیسے اندھا، لنگڑا اور اپاہج۔

۳۔ وہ صحت مند مسلمان جس کے پاس نہ زادِ سفر ہو اور نہ ہتھیار خریدنے کے لئے پیسے ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ اللہ اور رسول کے لئے مخلص ہوں، مسلمانوں میں خوف و دہشت نہ پھیلائیں، مجاہدین کو غذائی کمک پہنچائیں اور ان کے غائبانہ میں ان کے گھر والوں کی دیکھ بھال کریں اور ان کی ضرورتیں پوری کریں۔

مزید تاکید کے طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے مخلص و معذور مسلمانوں کے لئے کوئی حرج کی بات نہیں۔

﴿۹۲﴾: حافظ ابن مردویہ اور عوفیؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام کو غزوۂ تبوک کے لئے روانگی کا حکم دیا تو کچھ صحابہ آئے جن میں سرفہرست عبداللہ بن مغفل المزنی تھے، انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! ہمیں سواری دیجئے، آپ نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے پاس تم لوگوں کے لئے سواریاں نہیں ہیں، تو وہ لوگ روتے ہوئے واپس چلے گئے۔ جب اللہ نے ان کا یہ اخلاص دیکھا تو ان کا عذر قرآن میں بیان کر دیا۔ اسی لئے صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”مدینہ میں ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو ہر جگہ تمہارے ساتھ رہے ہیں“ انہوں نے کہا: حالانکہ وہ مدینہ میں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ”ہاں، کسی مجبوری نے انہیں آنے سے روک دیا ہے۔“

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ

وہ عذر پیش کریں گے تمہارے سامنے جب تم لوٹو گے اُن کی طرف تو کہنا! کہ مت عذر پیش کرو تم ہرگز نہیں

نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ

ہم یقین کریں گے تم پر، بیشک اللہ نے ہمیں خبردار کر دیا ہے تمہارے حالات سے اور عنقریب دیکھے گا اللہ تمہارے اعمال اور اس کا رسول بھی

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (٩٤)

پھر تم لوٹائے جاؤگے اس کی طرف، جو جاننے والا ہے چھپی اور کھلی (باتیں) پھر وہ تمہیں خبر دے گا اس کی جو تم تھے عمل کرتے (٩٤)

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا

عنقریب وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے سامنے، جب تم لوٹ کر جاؤگے اُن کی طرف تاکہ تم درگزر کرو اُن سے، سو چھوڑ دو تم

عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ز وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (٩٥)

اُن کو اُن کی حالت پر، بیشک وہ ناپاک ہیں اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے، بدلے میں اُن (برائیوں) کے جو وہ کماتے تھے (٩٥)

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى

وہ قسمیں کھائیں گے تمہارے لئے تاکہ تم راضی ہو جاؤ اُن سے، سو اگر تم راضی بھی ہو جاؤ اُن سے تو بیشک اللہ نہیں راضی ہوگا

عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (٩٦) اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا

اُن لوگوں سے جو فاسق ہیں (٩٦) یہ بدوی عرب (دیہاتی) بہت سخت ہیں کفر اور نفاق میں اور اسی قابل ہیں کہ نہ وہ جانیں

حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (٩٧) وَمِنَ الْاَعْرَابِ

اُن احکام کو، جو نازل کیا اللہ نے اپنے رسول پر اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے (٩٧) اور کچھ بدوی وہ ہیں

مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ

جو خیال کرتے ہیں اس کو جو وہ خرچ کرتے ہیں (اللہ کے راستے میں) تاوان اور وہ انتظار کرتے ہیں تمہارے حق میں (زمانے کی) گردشوں کا، انہی پر

دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (٩٨) وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ

پڑے گردش بری اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (٩٨) اور انہی میں کچھ بدوی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ

اور یوم آخرت پر اور خیال کرتے ہیں وہ اسے جو وہ خرچ کرتے ہیں تقرب کا ذریعہ، اللہ کے یہاں، اور رسولؐ کی دعائے رحمت کا (ذریعہ)

اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (٩٩) ع ١٢ ١٠ ١

جان لو بیشک یہ خرچ کرنا تقرب کا ذریعہ ہے ان کے لئے ضرور داخل کرے گا اُن کو اللہ اپنی رحمت میں، بیشک اللہ بخشنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے (٩٩)

---

(٩٤): عتاب وعقاب ان کے لئے ہے جنہوں نے مالدار ہوتے ہوئے جھوٹا عذر پیش کر کے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لی اور عورتوں اور بچوں کے ساتھ رہنا گوارہ کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی اور نفع ونقصان میں تمیز کرنے کی صلاحیت اُن سے چھین لی۔

(٩٧): بادیہ نشین منافقین کے بارے میں بتایا جارہا ہے کہ ان کا کفرو نفاق دوسروں سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ان کے مزاج میں سختی اور وحشت ہوتی ہے، اور علماء کی مجالس سے دور ہونے کی وجہ سے قرآن و سنت کی تعلیمات سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ امام احمد، ابو داؤد اور ترمذی وغیرہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بادیہ نشین ہو جاتا ہے اس میں سختی آجاتی ہے“۔

(٩٩): صحیحین کی روایت ہے کہ جب ابواوفی رضی اللہ عنہ نے صدقہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کے اہل و عیال کے لئے خیر و برکت کی دعا کی اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کی۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ

اور وہ سبقت کرنے والے (جنہوں نے قبول اسلام میں) پہل کی، مہاجرین اور انصار میں سے اور وہ لوگ جنہوں نے اُن کی اتباع کی احسان کے ساتھ،

رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ

راضی ہوگیا اللہ اُن سے اور وہ راضی ہوگئے اس (اللہ) سے اور اس نے تیار کئے ہیں اُن کے لئے ایسے باغات کہ بہہ رہی ہیں اُن کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے

فِیْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (١٠٠) وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ

اُن میں ہمیشہ ہمیش، یہی ہے کامیابی بڑی (١٠٠) اور اُن میں سے بعض جو تمہارے آس پاس ہیں، بدوی عرب منافق ہیں

مع ٥ عند المتقدمين ١٢ — وقف منزل

وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ

اور کچھ اہل مدینہ بھی، اڑے ہوئے ہیں نفاق پر، نہیں جانتے ہیں آپ انہیں، ہم ہی جانتے ہیں انہیں،

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیْمٍ (١٠١) ۚ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ

عنقریب ہم انہیں سزا دیں گے دوہرا (دو مرتبہ) پھر وہ لوٹائے جائیں گے عذاب عظیم کی طرف (١٠١) اور کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اعتراف کرلیا ہے اپنے گناہوں کا،

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا ؕ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

انہوں نے ملایا ایک عمل اچھا اور دوسرا عمل برا، اُمید ہے کہ اللہ توبہ قبول فرما لے اُن کی، بیشک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (١٠٢) خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ

بہت معاف فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے (١٠٢) (اے نبیؐ) آپ لیجئے ان کے مالوں میں سے صدقہ (تاکہ) آپ انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں، اس کے ذریعہ سے اور دعا فرمائیں

عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (١٠٣) اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اُن کے حق میں، بلاشبہ آپ کی دعا باعث تسکین ہے اُن کے لئے اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے (١٠٣) کیا نہیں جانتے یہ لوگ کہ بیشک اللہ ہی ہے

هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (١٠٤)

جو قبول فرماتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور وہ قبولیت بخشتا ہے اُن کے صدقات کو اور بیشک اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول فرمانے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے (١٠٤)

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰی

اور کہہ دیجئے! کہ تم عمل کرو، سو عنقریب دیکھے گا اللہ تمہارے اعمال کو اور اُس کا رسول اور مومن بھی اور عنقریب تم لوٹائے جاؤ گے، اُس کی طرف،

عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (١٠٥) ۚ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ

جو جاننے والا ہے چھپی اور کھلی (باتوں) کو، پھر وہ تمہیں خبر دے گا اُن (اعمال) کے بارے میں جو تم کرتے تھے (١٠٥) اور کچھ دوسرے لوگ بھی ہیں، جو چھوڑ دئے گئے

لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ (١٠٦)

اللہ کے حکم آنے تک یا تو وہ انہیں سزا دے گا یا توبہ قبول فرمائے گا اُن کی اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے (١٠٦)

(١٠٠): ''سابقین اولین'' کی تفسیر میں علماء کے کئی اقوال ہیں: کسی نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف رُخ کے نماز پڑھی کسی نے کہا: جنہوں نے غزوۂ بدر میں شرکت کی، کسی نے کہا: جو لوگ ہجرت سے پہلے اسلام لائے تھے اور ''جو لوگ اُن کے بعد آئے''۔

لیکن راجح یہ ہے کہ ''سابقین اولین'' میں وہ تمام مہاجرین داخل ہیں جنہوں نے ہجرت کرنے میں پہل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل مضبوط کیا۔

ابو منصور بغدادی کا قول ہے کہ ہمارے اصحاب کا اس پر اجماع ہے کہ سب سے افضل خلفائے اربعہ ہیں پھر غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے، پھر اُحد میں شریک ہونے والے، پھر مقام حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے جسے ''بیعت الرضوان'' کہا جاتا ہے اور ''جو لوگ ان کے بعد آئے'' سے مراد تمام متأخرین صحابہ، تابعین اور وہ تمام لوگ ہیں جو قیامت تک اقوال و افعال میں سابقین اولین کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے۔

(١٠١): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض منافقین کو ان کے ناموں سے جانتے تھے اور یہ ثابت ہے کہ آپ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو چودہ یا پندرہ منافقین کے نام بتائے تھے۔ لیکن تمام منافقین کو نہیں جانتے تھے۔

(١٠٢): ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق ان کی تعداد دس تھی۔ ان میں سے سات نے طلم کیا کہ وہ اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ دیں گے اور اسی حال میں رہیں گے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں معاف کر دیں اور اپنے ہاتھ سے انہیں کھول دیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کھول دیا اور باقی تین کعب بن مالک، مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ کا قصہ مشہور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا سماجی بائیکاٹ کر دیا، ان کی بیویوں کو ان سے الگ کر دیا، یہاں تک کہ سورۃ التوبہ کی آیت (١١٨) وَّعَلَی الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا ؕ نازل ہوئی اور اللہ نے ان کی بھی توبہ قبول کرلی۔

(١٠٣): ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی وغیرہم نے روایت کی ہے جن سات صحابہ نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ دیا تھا، جب ان کی توبہ قبول ہوگئی تو وہ اپنا مال لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! اسی مال کی وجہ سے ہم پیچھے رہ گئے تھے، اس لئے یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے لینے کا حکم نہیں دیا گیا ہے، تو یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مال کا ایک تہائی حصہ بطور صدقہ لے لیا اور باقی انہیں واپس کر دیا۔

(١٠٦): اس سے مراد وہ تین مخلص مسلمان ہیں جو سستی کی وجہ سے غزوہ میں شریک نہیں ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے منافقین کی طرح جھوٹا عذر پیش کر کے معافی بھی نہیں مانگی، ان کا معاملہ معلّق رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے ان کا سماجی بائیکاٹ کر دیا اور زمین اپنی ہزار وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی، انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یا تو وہ انہیں عذاب دے گا یا اُن کی توبہ قبول کرے گا۔ چنانچہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب آگئی اور ان کی توبہ قبول ہوئی جس کا ذکر اسی سورت کی آیت (١١٨) میں آئے گا۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا
اور وہ لوگ جنہوں نے بنائی ہے ایک مسجد، ضرار (نقصان) پہنچانے کے لئے اور کفر پھیلانے اور تفرقہ ڈالنے کے لئے، مومنوں کے درمیان اور (اس لئے کہ) وہ گھات لگانے کی جگہ بنے
لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ
اس کے لئے جو جنگ کر چکا ہے اللہ اور اس کے رسول سے، اس سے پہلے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ نہیں ہم نے ارادہ کیا تھا مگر اچھائی کا
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ
اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً وہ بالکل جھوٹے ہیں⑩⑦ آپ نہ کھڑے ہوں اس (مسجد ضرار) میں کبھی بھی البتہ وہ مسجد کہ جس کی بنیاد رکھی گئی ہے
عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ
تقویٰ پر اول روز سے ہی، حقدار ہے، کہ آپ کھڑے ہوں اس میں، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں
اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ
کہ وہ پاک ہوں اور اللہ پسند کرتا ہے پاک رہنے والوں کو⑩⑧ کیا پھر وہ شخص جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت (مسجد) کی اللہ کے خوف
وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ
اور اس کی رضامندی کی طلب پر، وہ بہتر ہے یا وہ شخص جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی کنارے پر کھائی (کھوکھلی) جو گرنے والی ہو، چنانچہ لے گرے
بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ
اُسے (اپنے ساتھ) جہنم کی آگ میں؟ اور اللہ نہیں ہدایت دیتا ظالم قوم کو⑩⑨ ہمیشہ بنی رہے گی اُن کی عمارت
الَّذِىْ بَنَوْا رِيْبَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
وہ جو انہوں نے بنائی تھی شک ڈالنے والی، اُن کے دلوں میں، مگر یہ کہ پارہ پارہ ہو جائیں اُن کے دل اور اللہ خوب جاننے والا
ع ١٣/١١/٢ حَكِيْمٌ ﴿١١٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ
بڑی حکمت والا ہے⑪⑩ بیشک اللہ نے خرید لیا ہے مومنوں سے اُن کی جانوں کو اور اُن کے مالوں کو، بدلے میں اس کے، کہ
لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا
ملے گی اُن کو جنت (یہ مومن) لڑتے ہیں اللہ کے راستے میں، پھر قتل کرتے ہیں (کافروں کو) اور شہید ہوتے ہیں، یہ وعدہ ہے
عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ
اللہ کا سچا، تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور کون ہے پورا کرنے والا اپنے عہد کو اللہ سے (بڑھ کر)
فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾
لہٰذا تم خوش ہو جاؤ اپنے اس سودے پر، وہ جو تم نے سودا کیا اس (اللہ) سے اور یہی ہے کامیابی بہت بڑی⑪⑪

⑩⑦: تک کا تعلق اُن منافقین سے ہے جنہوں نے مسجدِ قبا کے قریب مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی تھی، جس کا مقصد اسلام کے خلاف سازش اور مسلمانوں کے درمیان تفریق پیدا کرنا تھا۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے ابن اسحاق اور ابن مردویہ وغیرہم سے ان آیتوں کے شان نزول کے سلسلہ میں جو روایتیں نقل کی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینہ میں قبیلہ ٔ خزرج کا ابو عامر الراہب نامی ایک شخص تھا، جو زمانہ ٔ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا، اس کا خزرج والوں میں بڑا مقام تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو اسے دعوت اسلام دیا لیکن اس نے انکار کر دیا اور غزوۂ بدر کے بعد مکہ جا کر کفار قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف اُبھارا اور غزوۂ اُحد میں کافروں کی صف میں آگے آ کر انصار کو مخاطب کر کے اپنی نصرت و تائید کی دعوت دی جس پر انصار نے اسے بہت زیادہ بُرا کہا، اس کے بعد اس نے روم جا کر وہاں کے بادشاہ ہرقل کو مسلمانوں کے خلاف اُکسایا اور وہیں سے مدینہ میں اپنے منافق دوستوں کو لکھا کہ وہ ایک مسجد بنائیں جس کا مقصد مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا ہو اور جب وہ مدینہ واپس آئے گا تو اسے اپنے لئے کمین گاہ کے طور پر استعمال کرے گا۔

جب منافقین نے وہ عمارت بنالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے کمزوروں، بیماروں اور بارش اور سردی کے لئے ایک مسجد بنائی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ وہاں تشریف لے چلیں اور اس میں نماز پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس وقت غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہو رہے تھے۔

آپ نے کہا کہ واپسی کے بعد چلوں گا۔ واپسی میں آپ مدینہ سے کچھ فاصلہ پر تھے تو وحی نازل ہوئی اور اس عمارت کی حقیقت معلوم ہوئی۔ چنانچہ آپ نے دو صحابہ کو بھیجا جنہوں نے اس مکان کو جلا دیا، جسے اللہ تعالیٰ نے ''مسجد ضرار'' کا نام دیا، یعنی وہ مسجد جو قبا والوں کو نقصان پہنچانے کے لئے بنائی گئی تھی۔

⑩⑧: اس سے مراد مسجد قبا ہے۔ حدیث میں اس مسجد کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ صحیحین کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کبھی پیدل اور کبھی سواری پر اس مسجد کی زیارت کے لئے جاتے تھے، اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ بہت سے صحابہ کرام کی رائے ہے کہ اس سے مراد مسجد نبوی ہے۔
اسی لئے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ جب مسجد قبا وہ مسجد ہے جس کی بنیاد طہارت پر رکھی گئی ہے، تو مسجد نبوی بدرجہ اولیٰ وہ مسجد ہے۔

⑩⑨: مومن جب بھی کوئی کام کرتا ہے تو اس کی نیت میں اللہ کی رضا اور حصول جنت ہوتا ہے۔ اس کے برعکس منافق کی نیت میں کھوٹ ہوتا ہے۔

⑪⑩: مسجد بنانے والے تو تھے ہی منافقین۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے اسے جلا دیا گیا تو ان کا نفاق اور بڑھ گیا اور اسلام کے خلاف ان کی دشمنی میں اور اضافہ ہو گیا۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ

وہ مومن توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے،

الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ

حکم کرنے والے نیکیوں کا اور منع کرنے والے برائیوں سے اور حفاظت کرنے والے ہیں

لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ

حدود اللہ کی اور خوشخبری سنا دیجئے ایسے مومنوں کو⑪ نہیں ہے زیبا نبیؐ کے لئے اور اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے ہیں، یہ کہ

يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ

وہ مغفرت کی دعا کریں مشرکوں کے لئے اگرچہ ہوں وہ اُن کے رشتہ دار ہی، اس کے بعد کہ واضح ہوگیا ان کے لئے،

اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا

یہ کہ بلاشبہ وہ جہنمی ہیں⑪ اور نہیں تھا مغفرت طلب کرنا ابراہیمؑ کا، اپنے باپ کے لئے مگر

عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ

بوجہ اس وعدے کے، جو کیا تھا وعدہ انہوں نے اس (باپ) سے، پھر جب واضح ہوگیا اس (ابراہیمؑ) کے لئے یہ کہ وہ دشمن ہے اللہ کا، تو وہ بیزار ہو گئے اس سے،

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ

بیشک ابراہیمؑ بڑے نرم دل (آہ وزاری کرنے والے) حلیم (بردبار) تھے⑪ اور نہیں ہے اللہ، کہ گمراہ کر دے کسی قوم کو بعد اس کے کہ

هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾

اس نے اُن کو ہدایت دی، یہاں تک کہ واضح کر دے اُن کے لئے وہ چیزیں، کہ جن سے وہ بچیں، بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے⑪

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ

بیشک اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور نہیں ہے تمہارے لئے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١١٦﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار⑪ یقیناً معاف فرما دیا اللہ نے نبیؐ کو اور اُن مہاجرین

وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ

اور انصار کو، کہ جنہوں نے ساتھ دیا (اتباع کیا) تھا نبیؐ کا، سخت تنگی کے وقت، اس کے بعد بھی، کہ قریب تھا کہ ٹیڑھے ہو جاتے

قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٧﴾

دل، ایک فریق کے اُن میں سے، پھر معاف کردیا اللہ نے انہیں، بیشک وہ اُن کے ساتھ انتہائی شفقت کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے⑪

⑪: "سائحون" سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک روزہ دار ہیں۔ بعض نے اس سے مراد "مہاجرین" لیا ہے اور بعض نے طلاب علم مراد لیا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ ایک حدیث دلالت کرتے ہے کہ آیت میں "سیاحت" سے مراد جہاد ہے۔ ابو داؤد نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا، یا رسول اللہ! مجھے سیاحت کی اجازت دیجئے تو آپ نے فرمایا: "میری اُمت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے"۔

اور "رکوع اور سجدہ کرنے والوں" سے مراد نماز پڑھنے والے ہیں، اس لئے کہ نماز کے افعال میں یہ دونوں زیادہ اہم ہیں۔

⑪: بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گئے۔ وہاں پہلے سے ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی اُمیہ موجود تھے۔ آپ ﷺ نے کہا، چچا! آپ لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے تا کہ آپ کے لئے میں اللہ کے یہاں سفارش کر سکوں تو ابو جہل اور ابن ابی اُمیہ نے کہا، ابوطالب! کیا تم عبدالمطلب کے دین سے دست بردار ہو جاؤ گے؟ رسول اللہ ﷺ بار بار ان کے سامنے اپنی بات دہراتے رہے، لیکن ابوطالب نے آخر میں یہ کہا کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں، اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم، میں جب تک اللہ کی طرف سے روک نہ دیا جاؤں آپ کے لئے طلبِ مغفرت کرتا رہوں گا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

⑪: غزوۂ تبوک سے کچھ ایسے لوگ بھی پیچھے رہ گئے تھے جو مخلص مسلمان تھے، وہ تینوں کعب بن مالک، ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن الربیع تھے۔

ان تینوں حضرات کو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ تمہارا فیصلہ اللہ کرے گا۔ اور تمام مسلمانِ مدینہ کو ان سے بات کرنے سے روک دیا اور جب چالیس دن گذر گئے تو انہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام ملا کہ وہ اپنی بیویوں سے بھی الگ ہو جائیں۔ بالآخر پچاس دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ اس پچاس دن کی مدت میں وہ تینوں جن ذہنی پریشانیوں سے گذرے اور زمین اپنی ہزار وسعت کے باوجود جس طرح ان پر تنگ ہوگئی، انہی احوال وکوائف کی طرف آیت ⑪ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

آیت ⑪ میں سَاعَةِ الْعُسْرَةِ سے مراد غزوۂ تبوک کا سفر ہے۔ ابن عرفہ کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے جیش کو جیش العُسرة (لشکر تنگ حالی) کہا گیا، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے اس فوج کو اس وقت سفر کا حکم دیا تھا جب صحابہ شدید تنگ حالی کے دور سے گذر رہے تھے، نہ سواری تھی، نہ زادِ سفر اور نہ پانی۔ سخت گرمی اور قحط سالی کا زمانہ تھا۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا

اور (توبہ قبول کی) اُن تینوں کی بھی جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی اُن پر زمین اپنی

رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ

تمام وسعت کے باوجود اور تنگ ہوگئیں اُن پر اپنی جانیں اور جان لیا انہوں نے یہ کہ نہیں ہے کوئی جائے پناہ اللہ سے بچنے کے لئے، مگر اسی کی طرف،

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ع ۱۴ ۸ ۳

پھر اس (اللہ) نے مہربانی کی اُن پر تا کہ وہ توبہ کرلیں بیشک اللہ ہی ہے، توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا(۱۱۸) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ

اللہ سے ڈرو اور ہو جاؤ سچ (بولنے) والوں کے ساتھ(۱۱۹) نہیں زیبا تھا اہل مدینہ کو اور اُن کو جو

حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا

اُن کے آس پاس ہیں بدوی عرب میں سے، یہ کہ وہ پیچھے رہ جائیں (جہاد میں) رسول اللہؐ سے اور نہ (یہ جائز ہے کہ) وہ رغبت رکھیں

بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا

اپنی جانوں سے اس (نبیؐ) کی جان سے بے پرواہ ہوکر، یہ اس لئے کہ، بیشک وہ لوگ، کہ نہیں پہنچتی انہیں پیاس اور نہ تھکاوٹ اور نہ

مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ

بھوک، اللہ کی راہ میں اور نہیں روندتے (طے کرتے) وہ کسی مقام کو جو غضبناک کر دے کافروں کو اورنہیں حاصل کرتے وہ

مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

دشمن سے کوئی کامیابی مگر لکھا جاتا ہے اُن کے لئے اس کے بدلے میں ایک عمل صالح، بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ

اجر، احسان کرنے والوں کا(۱۲۰) اور نہیں وہ خرچ کرتے کوئی خرچ چھوٹا اور نہ بڑا اور نہیں وہ طے کرتے

وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا

کوئی وادی (جہاد کے لئے) مگر لکھا جاتا ہے وہ سب اُن کے لئے، تا کہ بدلہ دے انہیں اللہ بہتر، اس (عمل) سے جو وہ کرتے تھے(۱۲۱) اور نہیں

كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ

تھا مومنوں پر ضروری، کہ وہ نکل کھڑے ہوں (جہاد کے لئے) سب کے سب، پھر کیوں نہ ایسا ہوا کہ نکلتے ان میں سے ایک گروہ (کچھ لوگ)

لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ع ۱۵ ۴ ۴

تا کہ وہ سمجھ حاصل کریں دین میں اور تا کہ وہ ڈرائیں اپنی قوم کو، جب وہ لوٹ کر جائیں ان کی طرف، تا کہ وہ (بچے ہوئے) لوگ بھی ڈریں(۱۲۲)

(۱۲۰): مدینہ کے ارد گرد رہنے والے بادیہ نشینوں سے مراد مزینہ، جہینہ، اشجع، اسلم اور غفار وغیرہ قبائل ہیں۔ ان قبائل کو خصوصی طور پر اس لئے عتاب کیا گیا کہ انہیں غزوہ کے لئے روانگی کا حکم نبوی پہنچ چکا تھا، اور اس لئے بھی کہ ایمان صادق اور قرب و جوار کا تقاضا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے، اور اپنی جان دے کر ان کی جان کی حفاظت کرتے۔

(۱۲۱): مسند احمد میں عبداللہ بن امام احمد نے عبد الرحمٰن حباب سلمی سے روایت کی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کی فوجی تیاری کے لئے ایک ہزار دینار اور تین سو اونٹ مع ساز و سامان صدقہ کیا تھا، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آج کے بعد عثمان کچھ بھی کریں، کوئی حرج نہیں اور بار بار یہ جملہ دہراتے رہے۔

(۱۲۲): جب اسی سورت کی آیت کریمہ (۴۱) اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا نازل ہوئی جس میں تمام مسلمانوں کو جہاد میں نکلنے کی ترغیب دی گئی، کہ جہاد کے لئے نکلنے کا حکم عام مدنی زندگی کے آغاز میں تھا جب مسلمانوں کی تعداد کم تھی، اب مسلمانوں کی تعداد اچھی خاصی ہوگئی ہے، اس لئے مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ مدینہ اور دیگر مسلمان بستیوں کو خالی کر کے سبھی لوگ نہ چلے جائیں، بلکہ ہر بڑی جماعت سے ایک گروہ جہاد کے لئے نکلے، جن سے جہاد کی ضرورت پوری ہو اور کچھ لوگ اپنے شہر اور بستی میں بھی رہیں تا کہ مجاہدین کے گھر والوں کی دیکھ بھال کریں۔

ان کی ضرورتیں پوری کریں، اور شہر اور بستی کی بھی نگرانی کرتے رہیں اور جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد کے لئے جائیں وہ جہاد کی کارروائیوں کے ساتھ ساتھ ان کی صحبت سے علمی فائدہ اٹھائیں، قرآن وسنت کا علم حاصل کرتے رہیں، اور جب اپنی اپنی بستیوں اور شہروں میں واپس پہنچیں تو جو کچھ اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا ہے، باقی ماندہ لوگوں کو سکھلائیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم لڑو (جنگ کرو) ان لوگوں سے جو تمہارے آس پاس ہیں، کافروں میں سے اور چاہیئے کہ وہ پائیں

فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٣﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ

تمہارے اندر سختی اور تم جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے﴿١٢٣﴾ اور جب بھی نازل ہوتی ہے

سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

کوئی سورت تو اُن میں سے بعض لوگ (مذاق کے طور پر) کہتے ہیں! کہ تم میں سے کون ہے جس کا بڑھایا ہو اس (سورت) نے ایمان میں؟ پھر البتہ وہ لوگ جو

اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

ایمان لائے، ان کے لئے تو اضافہ کیا ہے اس (سورت) نے ایمان میں اور وہ خوب خوش ہوتے ہیں﴿١٢٤﴾ اور رہ گئے وہ لوگ! کہ

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ

اُن کے دلوں میں بیماری ہے تو کر دیا (اس سورت نے) اُن کے لئے گندگی ان کی (پہلی) گندگی پر اور مرتے ہیں اس حال میں کہ وہ

كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ

کافر تھے﴿١٢٥﴾ کیا نہیں وہ دیکھتے! کہ بیشک وہ (منافق) فتنے میں مبتلا کئے جاتے ہیں ہر سال ایک بار یا دو بار،

ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ

پھر بھی نہیں وہ توبہ کرتے اور نہ وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں﴿١٢٦﴾ اور جب بھی نازل کی جاتی ہے کوئی سورت تو دیکھنے لگتا ہے،

بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ

اُن میں سے ہر ایک دوسرے کی طرف، کہ کہیں دیکھ تو (نہیں) رہا ہے تم کو کوئی (مسلمان) پھر وہ پھر جاتے ہیں (مجلس نبوی سے)،

صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ

پھیر دیا ہے اللہ نے ان کے دلوں کو، اس وجہ سے کہ بیشک وہ ایسے لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے﴿١٢٧﴾ بلاشبہ آگیا ہے تمہارے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ

ایک رسولؐ، تم ہی میں سے، ناگوار ہے اُس کے لئے (ہر وہ بات) جو تمہیں تکلیف پہنچائے اور حریص ہے تمہاری بھلائی کا

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ

اور مومنوں کے ساتھ، بہت شفیق نہایت مہربان ہے﴿١٢٨﴾ پھر بھی اگر وہ منہ موڑیں، تو کہہ دیجئے! کافی ہے مجھے اللہ،

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾ ع

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے اور اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی ہے رب عرش عظیم کا﴿١٢٩﴾

ع ١٦ / ٥

﴿١٢٣﴾: اللہ تعالیٰ نے جہاد کے سلسلہ میں یہ حکم دیا کہ پہلے ان کافروں سے جنگ کی جائے جو مدینہ کے قریب رہتے ہیں اور جب وہ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں تو آگے بڑھا جائے اور ان کے بعد رہنے والے کافروں سے جنگ کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی اُصول کو برتا، چنانچہ آپ کی جہادی کوششوں کے نتیجہ کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام میں جزیرۂ عرب مشرکین سے پاک ہو گیا، تو اہل کتاب تک دعوت اسلام پہنچانے کے لئے تبوک تک گئے اور وہاں بیس دن رہنے کے بعد واپس ہوئے، اور اس غزوہ سے اسلام کو عظیم فوائد حاصل ہوئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد خلفائے راشدین نے اپنے اپنے دور میں جہاد کی تحریک کو جاری رکھا یہاں تک کہ اُردن، شام، عراق اور فارس کے علاقے اسلام کے زیر نگیں ہو گئے۔

﴿١٢٥﴾: اسی لئے اس سورت کا ایک نام ''فاضحہ'' بھی ہے یعنی ایسی سورت جو منافقین کے عیوب کو بیان کرتی ہے۔ مندرجہ ذیل آیتیں اسی سلسلہ کی آخری کڑی ہےں۔

کوئی نئی سورت منافقین کے غائبانے میں نازل ہوئی اور انہیں خبر ہوتی ہے تو آپس میں بیٹھ کر مذاق اڑاتے اور کہتے کہ بھئی، اس سورت کے نزول کے بعد تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ ہوا ہے؟

﴿١٢٧﴾: اور جب کوئی سورت منافقین کی موجودگی میں نازل ہوتی ہے تو بطور استہزاء اور وحی آسمانی کا انکار کرتے ہوئے آنکھوں ہی آنکھوں میں باتیں کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اب ہم سے برداشت نہیں ہو رہا ہے، ہنسی ضبط کر کے تھک گئے، ڈر ہے کہ ہمیں کوئی ہنستا نہ دیکھ لے، اگر ہمیں کوئی مسلمان نہیں دیکھ رہا ہے تو جلدی سے یہاں سے نکل چلیں۔

﴿١٢٨﴾: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قبیلۂ عرب سے خاندانی تعلق ہے۔

صحیح مسلم اور سنن ترمذی کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو اولاد اسماعیل سے چن لیا اور قریش کو اولاد کنانہ سے اور بنی ہاشم کو قریش سے'' ایک روایت میں ہے: ''میں تمام اچھوں میں اچھا ہوں''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نکاح کے ذریعہ پیدا ہوا ہوں۔ آدم سے لے کر میرے ماں باپ تک میری پیدائش میں زنا داخل نہیں ہوا'' اسے ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کی ہے اور علامہ البانی نے صحیح الجامع میں اسے حسن کہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری صفت یہ بتائی گئی ہے کہ آپ پر ہر وہ بات شاق گذرتی ہے جس سے اُمتِ مسلمہ کو تکلیف پہنچتی ہے۔

آپ کی تیسری صفت یہ ہے کہ آپ دل سے تمنا کرتے ہیں کہ آپ کی اُمت جہنم میں نہ ڈال دی جائے اور یہ بھی تمنا کرتے ہیں کہ دنیا وآخرت کی ہر بھلائی کی طرف اپنی اُمت کی رہنمائی کر دیں۔

اور چوتھی صفت یہ ہے کہ آپ مومنوں کے لئے بہت ہی رحم دل ہیں، اسی وجہ سے چاہتے ہیں کہ وہ عمل صالح کریں اور گناہوں کا ارتکاب نہ کریں تا کہ اللہ کی جنت کے حقدار بنیں۔

﴿١٢٩﴾: اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ نے فرمایا کہ آپ کی ان تمام خوبیوں کے باوجود اگر عرب کے لوگ آپ کی دعوت کو قبول نہ کریں، تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے کرتوتوں سے بری ہوں اور اپنا اور تمہارا معاملہ اللہ کے حوالے کرتا ہوں، جو بہر حال میرے لئے کافی ہے۔

(اٰیاتُہا ۱۰۹) (۱۰) سُوْرَۃُ یُوْنُسَ مَکِّیَّۃٌ (۵۱) (رُکُوعاتُہا ۱۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ

الف۔لام۔را۔ یہ آیات ہیں کتاب حکیم کی① کیا ہے لوگوں کے لئے باعث تعجب؟ یہ کہ ہم نے وحی کی ایک آدمی کی طرف، انہیں میں سے

اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ

کہ، آپ خبردار کریں لوگوں کو اور خوشخبری دیں اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں کہ بیشک ان کے لئے ہے عزت سچی، ان کے رب کے پاس، کہا! کافروں نے

اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ② اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

کہ بیشک یہ تو کھلا جادوگر ہے② بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے، وہ جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں،

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

پھر وہ مستوی (جلوہ افروز) ہوا عرش پر، وہ تدبیر کرتا ہے ہر کام کی، نہیں ہے کوئی سفارشی مگر بعد اُس کی اجازت کے، یہی ہے اللہ

رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ

تمہارا رب، سو تم اُسی کی عبادت کرو، کیا پھر نہیں تم نصیحت حاصل کرتے③ اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تم سب کو، یہ وعدہ ہے اللہ کا سچا، بیشک اُسی نے

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ

ابتدا کی خلق کی (پیدائش میں) پھر وہی دوبارہ زندہ کرے گا اس کو، تاکہ وہ جزا دے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک انصاف کے ساتھ اور وہ لوگ جنہوں نے

كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ④ هُوَ الَّذِيْ

کفر کیا، اُن کے لئے پینا ہو گا، کھولتے ہوئے پانی سے اور عذاب ہوگا دردناک، بسبب اُس کے جو وہ کفر کرتے تھے④ وہی ہے اللہ جس نے

جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ

بنایا سورج کو چمک والا اور چاند کو نور والا اور اُس نے مقرر کیں اُس کی منزلیں، تاکہ تم معلوم کر لو گنتی برسوں (سالوں) کی اور حساب (تاریخیں)،

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑤ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ

نہیں پیدا کیا اللہ نے یہ سب، مگر برحق، وہ تفصیل سے بیان کرتا ہے اپنی آیتیں اُن لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں⑤ بلاشبہ (بدل بدل کر) آنے جانے میں

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ⑥

رات اور دن کے اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں اور زمین میں، یقیناً نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں ⑥

تفسیر سورۂ یونس

نام: اس سورت کی آیت (۹۸) میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام آیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس کا نام ''سورۂ یونس'' رکھا گیا ہے۔

زمانۂ نزول: آیت (۴۰ اور ۹۴/۹۵) کے علاوہ پوری سورت مکی دور میں نازل ہوئی تھی۔ عقیدۂ توحید، وحی، بعث بعد الموت، کفار مکہ کا کفر وعناد اور اِن قضایا سے متعلق ان کے ذہنوں میں موجود شبہات کا ازالہ، یہی وہ مرکزی مضامین ہیں جن کے اردگرد پوری سورت گھومتی ہے۔

①: حروف مقطعات کے بارے میں سورۂ بقرہ کی ابتدا میں لکھا جا چکا ہے کہ جمہور محدثین کے نزدیک بہتر رائے یہی ہے کہ اس کا صحیح مفہوم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ''کتاب حکیم'' سے مراد قرآن کریم ہے اور ''ھذہ'' اسم اشارہ قریب کے بجائے ''تلک'' اسم اشارہ بعید کے استعمال سے مقصود قرآنِ کریم کی عظمتِ شان بیان کرتی ہے۔

②: اس قسم کے اشکال ہر زمانے کے مشرکین کو ہوتے رہے ہیں کہ ہم جیسا آدمی رسول کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ یہ تو کہہ نہیں سکتے تھے کہ رسول تو ہے مگر آدمی نہیں کیونکہ جب رسول مال لیتے تو پھر جا کر خود اسی سے پوچھ لیتے اور جو کچھ وہ کہہ دیتا اس پر ایمان لانا پڑتا تو مسئلہ حل ہو جاتا جبکہ آجکل کے مشرکین یہ کہتے ہیں کہ وہ رسول تو تھا مگر آدمی نہیں تھا۔ دیکھئے (الانعام ۱۰:۶۔۸)

● یا سچائی کا مقام یعنی جنت، قدم کا لفظ سعی کیلئے بولا جاتا ہے گویا ''قدم صدق'' سے مراد نیک اعمال ہیں جس کا بدلہ اللہ کی جانب سے ملے گا۔

③: اور فرمایا: ''اور ہمیں کچھ تھکاوٹ نہ ہوتی۔'' (ق ۳۸:۵۰)

جبکہ یہود کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساتویں دن آرام کیا۔ یہی یوم السبت ہے۔ معاذ اللہ۔

● استویٰ کا معنی پکڑنا یا جم کر بیٹھنا ہے بعض عقل پرست فرقے جن میں جہمیہ اور معتزلہ سرفہرست ہیں۔ استویٰ کا معنی استولی کرتے ہیں یعنی عرش پر متمکن ہو گیا یا کائنات کے انتظام پر غالب آ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے عرش پر قرار پکڑنے یا اپنے ہاتھوں پاؤں آنکھوں چہرہ اور پنڈلی کا ذکر کیا ہے تو رہی یہ بات کہ عرش کیسا ہے؟ یا اس نے قرار کیسے پکڑا ہے؟ تو اس پر غور و فکر سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

● وہ کائنات پیدا کر کے ایک طرف ہو کر بیٹھ نہیں رہا جیسا کہ بعض گمراہوں کا خیال ہے۔

● اور وہ سفارش بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کی ہوگی۔ دیکھیں (الانبیاء ۲۸:۲۱) اور (النجم ۲۶:۵۳)

⑥: ضیاء میں نور کے علاوہ تپش اور حرارت بھی ہوتی ہے۔

یاد رہے کہ شمس ایک نیوکلیائی تعامل گاہ (Nuclear Reactor) ہے۔ روشنی اور حرارت کا مصدر ہے جدید تحقیقات کے مطابق شمس میں موجود ہائیڈروجن، ہیلیم میں تبدیل ہو رہی ہے اور اسکی وجہ سے شمس کی سطح کا درجہ حرارت تقریباً 6000 ڈگری سینٹی گریڈ کے قریب ہے جبکہ اندرونی تہوں میں درجہ حرارت کئی کئی ملین ڈگری سینٹی گریڈ تک جا پہنچتا ہے۔

شمس وقمر کی گردش کی وجہ سے دن رات پیدا ہوتے ہیں۔ موسم وجود میں آتے ہیں اور پھل پکتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ
بیشک وہ لوگ جو نہیں اُمید رکھتے ہم سے ملنے کی اور وہ راضی ہیں دنیاوی زندگی پر اور وہ مطمئن ہیں اُسی پر اور وہ لوگ

هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُونَ (٧) اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (٨)
جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں (٧) یہی ہیں وہ لوگ کہ ٹھکانا ہے اُن کا جہنم، بدلہ میں اُن (اعمال) کے جو وہ کماتے رہے (٨)

إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ج تَجْرِي
بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، رہنمائی کرے گا اُن کو اُن کا رب، بسبب اُن کے ایمان کے، بہہ رہی ہوں گی

مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِي جَنّٰتِ النَّعِيمِ (٩) دَعْوٰىهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ
اُن کے نیچے نہریں، نعمت بھری جنتوں میں (٩) اُن کا پکارنا ہوگا اُن میں، پاک ہے، تو اے اللہ

وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ ج وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ (١٠) ع ١٠/٦
اور اُن کی دعا ہوگی اُن میں سلام اور اُن کی آخری پکار ہوگی یہ کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا (١٠)

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ط
اور اگر جلدی کرتا اللہ انسانوں کے لئے بُرا معاملہ کرنے میں، اتنی ہی جلدی جتنی وہ بھلائی مانگنے میں (کرتے ہیں)، تو پوری ہو جاتی اُن کی مہلتِ عمل،

فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (١١) وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ
پھر ہم چھوڑ دیتے ہیں اُن لوگوں کو، جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی، اُن کی سرکشی میں وہ بھٹکتے پھرتے ہیں (١١) اور جب پہنچتی ہے انسان کو تکلیف

الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ج فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ
تو وہ پکارتا ہے ہمیں اپنے پہلو پر لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے پھر جب ہم ہٹا دیتے ہیں اس سے اس کی تکلیف تو یوں گزر جاتا ہے وہ

كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ط كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٢)
گویا کہ نہیں پکارا تھا اس نے ہمیں، اس مصیبت کے وقت جو اُسے پہنچی تھی، اسی طرح مزین کر دیے گئے حد سے گزرنے والوں کے لئے۔ جو وہ تھے (بُرے) عمل کرتے (١٢)

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا لا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
اور یقیناً ہلاک کر چکے ہیں ہم ان امتوں کو جو تم سے پہلے تھیں جب انہوں نے ظلم کیا اور آئے اُن کے پاس ان کے رسول

بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ط كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ (١٣)
واضح دلیلوں کے ساتھ اور نہ ہوئے وہ کہ ایمان لاتے، اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں اُن لوگوں کو جو مجرم ہیں (١٣)

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ (١٤)
پھر ہم نے بنایا تمہیں خلیفہ (نائب) زمین میں ان کے بعد، تاکہ ہم دیکھیں کہ کیسے تم عمل کرتے ہو (١٤)

(٧): قیامت اور جزا سزا پر ایمان نہ ہو تو انسان کسی صورت صراط مستقیم پر نہیں رہ سکتا۔ یہ بات منطقی طور پر بھی سمجھ آنے والی ہے اور قرآن کی دیگر متعدد آیات میں بھی وضاحت ہے۔

(٩): یوم قیامت اللہ تعالیٰ انہیں نور مہیا کریں گے جو انکی جنت تک راہنمائی کرے گا۔
''ان کا نور ان کے آگے اور دائیں جانب چلے گا وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمارا نور مکمل کر دے۔'' (التحریم ٨: ٦٦)

(١٠): ان لوگوں کی دنیا میں بھی عادت تھی کہ بات بات میں سبحان اللہ ''الحمد للہ'' ماشاء اللہ کہتے تھے۔ جنت میں بھی انکی یہ عادت برقرار رہے گی۔ سبحان اللہ ایمان کی حلاوت کیا ہے؟ بستر مرگ پر لیٹے ہوئے بھی جبکہ مومن انتہائی تکلیف دہ حالت میں ہوتا ہے اگر اس سے حال پوچھا جائے تو کہتا ہے الحمد للہ.... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''اہل جنت کی زبانوں پر تسبیح و تحمید ایسے الہام ہو گا جیسے سانس (الہام کیا جاتا ہے)۔'' (مسلم)

(١١): جیسے لوگ انبیاء کو طعنے دیتے ہیں کہ جس عذاب کی باتیں کرتے ہو وہ لے آؤ یا جیسے غصہ اور پریشانی میں انسان خود اپنے آپ کو اپنے عزیز و اقارب کو ہی کوسنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اگر اللہ تعالیٰ بد دعائیں قبول کرتا تو کوئی بھی زندہ نہ رہتا۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''اپنے لئے اپنی اولاد کیلئے اور اپنے مالوں (غلاموں اور جانوروں) کیلئے بد دعا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی ایسے وقت بد دعا کرو جس میں اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لے اور تم تباہ ہو جاؤ۔'' (ابوداؤد)

(١٢): یہ عام طور پر لوگوں کی عادت ہوتی ہے حتیٰ کہ اکثر مسلمانوں نے بھی یہی وطیرہ اپنا اثر رکھا ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا:
''اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو (لمبی) چوڑی دعائیں مانگتا ہے۔'' (فصلت ٤١: ٥١)
حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ عام حالات میں انسان اللہ کی نعمتوں کو پہچان کر اس کا شکر گزار رہے جس سے متوقع تکلیف پہنچنے سے پہلے ہی رفع ہونے کا امکان ہے۔ تکلیف آنے پر بھی اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کرے اور اسکے رفع ہونے کے بعد بھی اللہ ہی کا احسان یاد رکھے۔

(١٣): قرن کے معنی ایک عہد کے لوگ، قرون سے مراد ایسی اقوام ہیں جنہوں نے اپنے زمانہ میں عروج حاصل کیا تھا۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ

اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اِن کو ہماری آیات جو بہت واضح ہیں، تو کہتے ہیں وہ لوگ جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی (وہ کہتے ہیں) کہ لے آؤ تم

بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ

کوئی اور قرآن اس کے علاوہ یا اس میں کچھ بدل دو، کہہ دیجئے! نہیں ہے (لائق) میرے لئے یہ کہ میں اس میں کوئی تبدیلی کر دوں اپنی طرف سے،

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

نہیں میں اتباع کرتا مگر اسی کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف، بیشک میں ڈرتا ہوں، اگر میں نافرمانی کروں اپنے رب کی بہت بڑے دن کے عذاب سے ﴿۱۵﴾

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ

آپ کہہ دیجئے! کہ اگر چاہتا اللہ تو میں نہ پڑھ کر سناتا تم کو اور نہ وہ (اللہ) تمہیں اطلاع دیتا اس کی، یقیناً

لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

گزار چکا ہوں میں تمہارے درمیان ایک عمر، اس (نبوت) سے پہلے، کیا پھر نہیں تم عقل رکھتے ﴿۱۶﴾ سو کون ہے اس شخص سے بڑا ظالم جو گڑھے جھوٹ

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ

اللہ کے بارے میں یا جھٹلائے اس کی آیات کو، بلاشبہ کبھی نہیں فلاح پا سکتے ایسے مجرم ﴿۱۷﴾ اور وہ عبادت کرتے ہیں،

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا

اللہ کے سوا ان کی، جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں انہیں اور نہ نفع دے سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ (اوتار یا بزرگ) ہمارے سفارشی ہیں

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اللہ کے پاس، کہہ دیجئے! کیا تم خبر دیتے ہو اللہ کو ایسے کی جو وہ نہیں جانتا آسمانوں میں اور نہ زمین میں،

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً

وہ پاک ہے اور بلند ہے، اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں ﴿۱۸﴾ اور نہ تھے سبھی انسان مگر ایک ہی امت،

فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ

پھر آپس میں اختلاف کیا اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے سے (مقرر) ہو چکی تھی تمہارے رب کی طرف سے، تو فیصلہ کر دیا جاتا اُن کے درمیان اُن باتوں کا جن میں

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ

یہ اختلاف کرتے ہیں ﴿۱۹﴾ اور وہ کہتے ہیں! کہ کیوں نہیں نازل کی گئی اُس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے، سو کہہ دیجئے!

اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع

یقیناً غیب کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے، سو انتظار کرو، بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ﴿۲۰﴾

ع ۲ / ۱۰ / ۷

﴿۱۵﴾: مشرکین مکہ ملت ابراہیمی کے پیرو ہونے کے دعویدار تھے۔ توحید ربوبیت کے قائل تھے۔ البتہ الوہیت کی صفات میں اپنے دیوی دیوتاؤں کو بھی شریک کر لیا تھا۔ عقیدہ آخرت کے انکاری تھے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

غالباً یہاں عقیدہ آخرت سے انکار کا ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عقیدہ آخرت کے منکر ہی ایسی ڈھٹائی کی باتیں کر سکتے ہیں۔

● یہ انکا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طنز اور استہزاء ہے ورنہ اسی طرح کا مطالبہ کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ دوسرے معنی میں یہ تہمت ہے کہ قرآن تم خود ہی بنا لاتے ہو۔

﴿۱۶﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر سب سے بڑی دلیل یہ قرآن ہی ہے مگر جو قرآن پر ایمان نہ رکھتا ہو اس کیلئے آپ کی زندگی سب سے بڑی دلیل ہے۔ آخر چالیس سال کسی شخص کو سمجھنے کیلئے کم تو نہیں ہوتے۔

(ا) آپ خود امی (یا ان پڑھ) تھے تمام زندگی کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا۔ لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ کسی سے کچھ سیکھ کر پیش کیا ہو جس کلام جیسا کلام تمام عرب پیش کرنے سے قاصر ہے بلکہ کوئی سورت بھی پیش نہیں کر سکا۔ دوسرے کیا یہ ممکن ہے کہ عرب میں یا عجم میں کوئی ایسی شخصیت ہوتی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ قرآن سکھلاتی اور اپنے اس علمی معیار کے باوجود لوگوں میں معروف نہ ہوتی۔

(ب) لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و کردار سے واقف تھے چنانچہ آپ کو صادق اور امین کہا جاتا تھا۔ سارے عرب میں کسی نے ایک مرتبہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ کا الزام نہیں لگایا۔ پھر کیا یکدم کوئی اتنا بڑا جھوٹ بول سکتا ہے اور وہ بھی ایسے کہ مسلسل 23 سالوں تک جھوٹ بولتا ہی چلا جائے؟

﴿۱۸﴾: مشرکین مکہ کے عقیدہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ وہ معبودان باطل کو اللہ کے ہاں سفارشی سمجھتے ہیں۔ جیسے آجکل کے جاہل اپنے زندہ و مردہ پیروں کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں جس کی کوئی دلیل نہیں۔

﴿۱۹﴾: حضرت آدمؑ اور اسکے کچھ عرصہ بعد تک کے زمانہ میں۔

● کہ یہ دنیا دار الامتحان ہے اور یہاں لوگوں کو عمل کی مہلت دی جائیگی۔

﴿۲۰﴾: کوئی بڑا حسی معجزہ جیسے پہاڑ سونے کا بن جانا یا گئے گزرے ہوئے آباؤ اجداد کا زندہ ہو کر آ جانا۔ تم اگر نہیں ایمان لاتے تو عذاب کا انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ؕ

اور جب ہم چکھاتے ہیں مزہ انسان کو رحمت کا اس تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی تھی، تو وہ چالیں چلنے لگتے ہیں ہماری آیات کے بارے میں

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ

کہہ دیجئے! اللہ تیز ہے (اپنی) تدبیر میں، یقیناً ہمارے فرشتے لکھ رہے ہیں جو تم چالیں چلتے ہو﴿۲۱﴾ وہی ہے اللہ جو تمہیں چلاتا ہے

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا

خشکی میں اور سمندر میں، یہاں تک کہ جب تم ہوتے ہو کشتیوں میں اور وہ چلتی ہیں انہیں لے کر پاکیزہ (موافق) ہوا کے ساتھ اور وہ خوش ہوتے ہیں اس پر،

جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ

تو آجاتی ہے ان (کشتیوں) پر سخت ہوا اور آنے لگتی ہیں ان پر لہریں ہر طرف سے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ بیشک گھیر لیا گیا ہے ان کو، تو اس وقت وہ

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

پکارتے ہیں اللہ کو خالص کرتے ہوئے اس کے لئے اپنے دین (عبادت) کو، کہ اگر تو نے ہمیں نجات دے دی، اس (مصیبت) سے تو ضرور ہم ہوجائیں گے شکرگزاروں میں سے﴿۲۲﴾

فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ

پھر جب وہ (اللہ) نجات دے دیتا ہے ان کو، تو فوراً وہ بغاوت کرنے لگتے ہیں زمین میں ناحق، اے انسانو! تمہاری بغاوت (کا وبال)

عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تمہارے اپنے ہی خلاف ہے، (اٹھالو) فائدہ دنیا کی زندگی کا، پھر ہماری طرف ہی تم کو لوٹ کر آنا ہے، تو ہم تمہیں بتادیں گے ان (باتوں) کو جو تم تھے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ

کیا کرتے﴿۲۳﴾ بیشک مثال دنیوی زندگی کی، اس پانی کی سی ہے، جسے ہم نے نازل کیا آسمان سے، پھر مل جل (کر گھنی ہو) گئی اس سے

نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا

زمین کی نبات، جس سے کھاتے ہیں انسان اور چوپائے، یہاں تک کہ جب حاصل کر لی زمین نے اپنی رونق

وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا

اور وہ مزین ہوگئی (کھیتیاں) اور سمجھنے لگے اہل زمین کہ بیشک وہ قادر ہیں اس (سے فائدہ اٹھانے) پر، تو اچانک آگیا اُس پر ہمارا (حکم) عذاب، رات کو یا دن کو تو ہم نے کر دیا اُس کو

حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

اجڑے ہوئے کھیت کی مانند، گویا کہ کچھ تھا ہی نہیں (وہاں) کل، اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں اپنی آیات ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں﴿۲۴﴾

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾

اور اللہ دعوت دیتا ہے دارالسلام (جنت) کی طرف اور وہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف﴿۲۵﴾

﴿۲۱﴾: غالباً اس آیت میں مکہ کے اسی قحط کی جانب اشارہ ہے جو کہ سات سالہ عرصہ میں محیط تھا۔ شدید قحط سے لوگ بلبلا اٹھے۔ ابوسفیان نے آپ ﷺ کو قرابت کا واسطہ دے کر دعا کی درخواست کی جس سے قحط دور ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے پھر کفر پر جمے رہنے کیلئے تاویلیں شروع کردیں۔

● اردو زبان میں مکر عموماً برے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جبکہ عربی میں تدبیر اور حکمت عملی کو بھی کہتے ہیں۔

﴿۲۲﴾: یہ انسانی فطرت ہے کہ جب مصیبت اور پریشانی میں اس کے تمام اسباب منقطع ہوتے ہیں تو پھر وہ خالص اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ اس وقت تمام شیطانی فلسفے بھول جاتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی توحید فطرت ہے جو کہ انسان کے لاشعور میں موجود ہوتی ہے جس پر ماحول اور مفادات کی دبیز تہہ چڑھی رہتی ہے۔

حدیث میں ایک واقعہ آتا ہے۔

جب مکہ فتح ہوگیا تو (عکرمہ بن ابو جہل) وہاں سے فرار ہوگئے۔ کشتی پر سوار ہوئے تو کشتی طوفانی ہواؤں کی زد میں آگئی جس پر ملاح نے کشتی پر سوار لوگوں سے کہا کہ اب اللہ واحد سے دعا کرو تمہیں اس طوفان سے اسکے سوا کوئی نجات دینے والا نہیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا اگر سمندر میں نجات دینے والا وہی ہے اور یہی بات محمد ﷺ کہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر میں یہاں سے بچ گیا تو مکہ واپس جا کر اسلام قبول کر لوں گا۔ چنانچہ یہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہوگئے۔

(ابوداؤد)

﴿۲۴﴾: فاختلط یعنی اختلاط ہوگیا اور گھل مل گئی۔ اتنی زیادہ کھیتی ہوگئی کہ پتے ایک دوسرے کے اندر گھل گئے یا جو نباتات حاصل ہوئیں وہ انسان اور حیوان دونوں کیلئے مشترک ہو جیسے گندم کی بالیوں میں دانہ انسان کیلئے اور بھوسہ حیوان کیلئے۔

● اس مثال میں دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس طرح کھیتی میں بہار آتی ہے اسی طرح انسان کی زندگی میں جوانی آتی ہے تو ہر طرف سے بے پرواہ اپنی زندگی میں مست ہوجاتا ہے پھر اچانک موت آتی ہے اور کچھ عرصہ بعد اسکی حالت یہ ہوتی ہے جیسا کہ دنیا میں اسکا وجود ہی نہ تھا۔ تقریباً 99 فیصد لوگوں کا حال یہی ہوتا ہے۔

● یہ دنیا کی زندگی کی مثال بیان ہوئی۔ اس کے مقابلہ میں ایک مسلمان کیلئے آخرت سلامتی کا گھر ہے۔ ہر آفت سے محفوظ جہاں فرشتے بھی سلامتی کی دعا کریں گے اور خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام تحفہ ہوگا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ ''اور ان کا تحفہ اس (جنت) میں سلام ہوگا''۔ (یونس ۱۰:۱۰)

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ

ان لوگوں کے لئے جنہوں نے نیک کام کئے، (ان کے لئے) اچھا بدلہ (جنت) ہے اور مزید (دیدار الٰہی) ہے اور نہیں ڈھانپے گی ان کے چہروں کو سیاہی اور نہ ذلت،

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ

یہی لوگ جنتی ہیں، وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ ہمیش۲۶ اور وہ لوگ جنہوں نے کئے برے کام، (تو) بدلہ

سَيِّئَةٍ ۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ

برائی کا ویسا ہی (برا) ہے اور مسلط ہوگی ان پر ذلت، نہیں ہوگا ان کے لئے اللہ (کے عذاب) سے کوئی بچانے والا، (ایسے) گویا کہ ڈھانپ دیا گیا ہو

وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾

اُن کے چہروں کو ایک ٹکڑے سے رات کے، جو سخت اندھیری ہو، یہی لوگ جہنمی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۲۷

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ

اور جس دن ہم انہیں اکٹھا کریں گے سب کو، پھر ہم کہیں گے ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا تھا، اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تم بھی اور تمہارے شریک (دیوی دیوتا) بھی۔

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ

پھر ہم جدائی ڈال دیں گے ان کے درمیان اور کہیں گے ان کے ٹھہرائے ہوئے شریک سے، کہ تم نہیں کرتے تھے ہماری عبادت۲۸ پس کافی ہے اللہ گواہ

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ

ہمارے اور تمہارے درمیان، یقیناً تھے ہم تمہاری عبادت سے بالکل غافل۲۹ وہاں جانچ لے گا ہر نفس، وہ جو

اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قُلْ مَنْ

اُس نے پہلے کئے تھے (دنیا میں) اور وہ لوٹائے جائیں گے اللہ کی طرف جو ان کا مالک ہے حقیقی اور گم ہوجائیں گے وہ ان سے جو (جھوٹے شریک) انہوں نے گھڑ رکھے تھے۳۰ کہہ دیجئے! کون

يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ

تمہیں رزق دیتا ہے آسمان سے اور زمین سے یا کون ہے وہ جو مالک ہو سننے اور دیکھنے (کی قوتوں) کا اور کون ہے وہ جو نکالتا ہے زندہ کو

مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ

مُردہ سے اور نکالتا ہے مُردہ کو زندہ سے اور کون ہے وہ جو تدبیر کرتا ہے تمام کاموں کی، تو وہ ضرور کہیں گے اللہ۔ تو کہہ دیجئے!

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰى

کیا پھر تم نہیں ڈرتے۳۱ سو یہ ہے اللہ تمہارا رب حقیقی، پھر اب کیا ہے حق کے بعد، سوائے گمراہی کے، بالآخر کہاں

تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

تم پھرائے جا رہے ہو۳۲ اس طرح سچ (ثابت) ہوگیا کلمہ آپ کے رب کا، ان لوگوں پر جنہوں نے نافرمانی کی، کہ بیشک وہ نہیں ایمان لائیں گے۳۳

۲۶: اس آیت کی سب سے مشہور تفسیر کے مطابق "حسنیٰ" کا معنی جنت اور اسکی نعمتیں ہیں۔ "زیادہ" کا معنی اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب جنت والے جنت میں داخل ہوجائیں گے تو پکارنے والا ندا دے گا کہ تم سے اللہ نے ایک اور بھی وعدہ کر رکھا ہے جسے وہ پورا کرنیوالا ہے۔ جنتی کہیں گے کیا ہمارے چہرے روشن نہیں ہوئے؟ یا اس نے ہمیں جہنم سے نجات نہیں دی اور جنت میں داخل نہیں کر دیا؟ (تو اب کونسی کمی رہ گئی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا تب اللہ تعالیٰ حجاب کو ہٹا دے گا۔ اللہ کی قسم جنتیوں کو جو کچھ بھی ملا ہوگا ان سب چیزوں سے زیادہ محبوب انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کرنا ہوگا"۔ (ترمذی)

۲۷: جیسے فرمایا: "جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہونگے۔" (آل عمران ۳:۱۰۶)

ع ۸

۲۹: اگر وہ بے جان تھے جیسے شجر، حجر اور شمس ستارے وغیرہ تو اللہ انہیں قوت گویائی دے دے گا۔ جس کے بعد وہ اس سلسلہ میں اپنی لاعلمی کا اظہار کر دینگے۔ اور اگر وہ معبود جاندار تھے جیسے فرشتے، انبیاء پیران وغیرہ تو وہ بھی ایسی کسی عبادت کے بارے میں اپنی لاعلمی کا اظہار کر دینگے۔ دیکھئے (المائدہ ۵:۱۱۷-۱۱۵)

۳۰: یعنی اللہ کے ہاں انکی سفارش کے سارے خواب چکنا چور ہو جائیں گے۔ بعض لوگوں کا عقیدہ ہوتا ہے کہ فلاں پیر کی بیعت ہو جانا ہی اخروی عذاب سے نجات کا ضامن ہے۔ اس دن خود انہیں ہی یاد نہ آئیگا کہ ہم کس وجہ سے انکی عبادت کرتے رہے۔

۳۱: یہ مشرکین کا عقیدہ تھا۔ گویا توحید فی الربوبیت کی بنا پر شرک فی الوہیت کی تردید پر دلیل پیش کی جارہی ہے۔
آج کل کے کئی مسلمانوں کو بھی انہی مشرکین کی طرح غلط فہمی ہوگئی ہے۔

۳۲: جو لوگ محض ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہیں ان کے بارے میں اللہ کا یہی فیصلہ ہوتا ہے کہ انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

کہہ دیجئے! کیا تمہارے (بناوٹی) شریکوں میں سے، کوئی ایسا ہے جو ابتدا کرے تخلیق کی پھر اس کو دوبارہ پیدا کردے، کہہ دیجئے اللہ ہی ہے جو ابتدا بھی کرتا ہے تخلیق کی

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ ؕ

پھر اس کا اعادہ بھی کرتا ہے، پھر کہاں بہکائے جاتے ہو تم﴿۳۴﴾ کہہ دیجئے! کیا تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ہے جو ہدایت دیتا ہو حق کی طرف!

قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْۤ اِلَّاۤ

کہہ دیجئے! اللہ ہی ہے جو ہدایت دیتا ہے حق کی، پھر بھلا وہ جو ہدایت دیتا ہے حق کی طرف مستحق ہے، اس بات کا کہ اس کی اتباع کی جائے یا وہ جو خود ہی نہیں ہے ہدایت یافتہ، مگر

اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ

یہ کہ اس کی رہنمائی کی جائے، تو کیا ہوگیا ہے تم کو کیسے (الٹے) فیصلے کرتے ہو تم﴿۳۵﴾ اور نہیں اتباع کرتے ہیں ان کے اکثر لوگ مگر ظن کی،

اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَا كَانَ

بلاشبہ ظن (گمان) نہیں فائدہ دیتا حق سے کچھ بھی، بیشک اللہ خوب جاننے والا ہے اس (عمل) کو جو وہ کر رہے ہیں﴿۳۶﴾ اور نہیں ہے

هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ

یہ قرآن کہ گڑھ لیا گیا ہو غیر اللہ (کی وحی) سے، بلکہ (یہ) تصدیق ہے اُس کی جو اس سے پہلے آچکا ہے

وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ ۫ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ

اور تفصیل ہے "الکتاب" کی، نہیں ہے کوئی شک اس میں (کہ یہ) رب العالمین کی طرف سے ہے﴿۳۷﴾ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس (رسول) نے گڑھ لیا ہے،

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

کہہ دیجئے! تو پھر تم لے آؤ ایک ہی سورہ اس جیسی، اور بلا لو اُن سب کو جن کی تم استطاعت رکھتے ہو سوائے اللہ کے، اگر تم (اپنے قول میں) ہو

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ

سچے﴿۳۸﴾ بلکہ انہوں نے جھٹلایا ایسی باتوں کو جو (کہ) نہیں آئیں گرفت میں ان کے علم کی اور (ابھی تک) نہیں آئی تھی ان کے پاس اس کی حقیقت، اسی طرح جھٹلایا تھا

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ

ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے پھر دیکھئے کیسا ہوا انجام ظلم کرنے والوں کا﴿۳۹﴾ اور اُن میں سے بعض ایسے ہیں جو ایمان لائیں گے

بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ ؑ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ ع ۱۰ ۹

اس پر اور بعض اُن میں سے وہ ہیں جو ایمان نہیں لائیں گے اس پر اور آپ کا رب خوب جانتا ہے مفسدوں کو﴿۴۰﴾ اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو کہہ دیجئے!

لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّاۤ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے، تم بری ہو اس سے جو میں عمل کرتا ہوں اور میں بری ہوں اُس سے جو تم عمل کرتے ہو﴿۴۱﴾

﴿۳۴﴾: جو عدم سے پیدا کرسکیں۔ یادرہے کہ اللہ کے سوا کوئی مخلوق ایسی نہیں جو کہ انسان وحیوان تو کجا ایک ذرہ بھی پیدا کرسکے۔ دنیا جہاں کے سائنس دان اور انجینئر سائنسی ترقی کے نام پر جو کرتے ہیں وہ صرف پیدا شدہ مادہ کی شکل تبدیل کرتا ہے۔ اگر اللہ ہی نے پہلے پیدا کیا تو پھر بھی پیدا کرے گا بلکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی دفعہ سے سہل ہی ہے۔

﴿۳۵﴾: ایسی کامل ہدایت جو کہ زندگی کے ہر شعبہ کو محیط ہو۔ جس میں تہذیب، اخلاق، معیشت، معاشرت غرض جامع راہنمائی ہو۔ اگر کوئی بادشاہ یا سربراہ ایسی جرات کرے گا بھی تو اس میں کئی نقائص ہوں۔ معاشرے کے کئی طبقات کے حقوق تلف ہوں گے اور اس پر اپنے ماحول، قوم وغیرہ کے تعصّبات کی چھاپ ضرور ہوگی۔

جن لوگوں نے ایسے شریک ٹھہرائے ہیں اور باطل مذاہب کی داغ بیل ڈالی ہے انکی ساری عمارت کی بنیاد ظن پر قائم ہے۔ دلیل اور علم انکے پاس نہیں ہے۔

﴿۳۸﴾: یہ قرآن افتراء کیسے ہوسکتا ہے جبکہ یہ خود معجزوں کا معجزہ (Miracle of Miracles) ہے۔ دیگر انبیاء اور رسولوں کی بنوت اور رسالت ایک محدود زمانہ کے لیئے ہوتی تھی جبکہ آپکی رسالت دائمی ہے چنانچہ معجزہ بھی دائمی ہونا چاہیئے تھا۔ قرآن وہ معجزہ ہے جو کہ خود کئی ملین غیر مسلم عربوں کو چیلنج کر رہا ہے کہ اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنا لاؤ۔ چاہے اس کام کیلئے دنیا بھر کے جن اور انسان بھی اکٹھے کرلو۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کی ذمہ داری خود اٹھا رکھی ہے۔ یہ ذمہ داری کیسے پوری کی جارہی ہے؟ ذرا تصور کریں خود قرآن کریم کے الفاظ تو ہزاروں لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں۔

دوسری جانب اگر وہ زبان جس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے یعنی زبان عربی لوگوں کے استعمال میں نہ رہے یا زندہ زبان نہ رہے تو اسکے مفہوم اور معانی کی حفاظت نہ ہوسکے گی چنانچہ قرآن کریم کا بھی معجزہ ہے کہ اس نے چودہ سو سال سے عربی کو ایک زندہ زبان بنا رکھا ہے اور کئی ملین لوگوں کے دلوں اور انکی زبانوں کو پابند کیا ہوا ہے کہ وہ یہی زبان بولیں۔

دنیا کی کوئی بھی زبان ہو اس میں ایک صدی بعد ہی بہت سی تبدیلیاں آنی شروع ہوجاتی ہے اور وہ زبان پرانی ہوجاتی ہے پھر زبانیں صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہیں۔ مگر قرآن کریم والی عربی آج بھی اتنی ہی تازہ ہے جتنی چودہ سو سال قبل تازہ تھی اور لوگ اس کے پڑھنے اور سننے سے وہی حلاوت، اثرآفرینی اور واردات قلب محسوس کرتے ہیں وہی تو اس قرآن کریم کا معجزہ تھا کہ مشرکین مکہ دوسروں کو منع کرتے تھے کہ یہ قرآن نہ سننا ورنہ تم متاثر ہوجاؤ گے اور خود چھپ چھپ کر سنتے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٢﴾

اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو کان لگاتے ہیں آپ کی طرف، کیا پھر آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو، اگرچہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں﴿۴۲﴾

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ

اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو دیکھتے ہیں آپ کی طرف، کیا پھر آپ راہ دکھا سکتے ہیں اندھوں کو اور خواہ انہیں کچھ نہ سوجھتا ہو﴿۴۳﴾ بیشک اللہ

لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ

نہیں ظلم کرتا انسانوں پر کچھ بھی، لیکن انسان خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں﴿۴۴﴾ اور جس دن وہ انہیں اکٹھا کرے گا،

كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ

تو انہیں (ایسا محسوس ہوگا) گویا کہ نہ ٹھہرے تھے (دنیا میں) وہ مگر ایک گھڑی دن کی، وہ ایک دوسرے کو پہچان لیں گے آپس میں، یقیناً خسارے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ

جھٹلایا اللہ سے ملاقات کو اور نہ ہوئے وہ ہدایت پانے والے﴿۴۵﴾ اور اگر ہم دکھا دیں آپ کو بعض وہ (عذاب) کہ ہم وعدہ کرتے ہیں اُن سے یا

نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ

ہم وفات دے دیں آپ کو تو بھی ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے ان سب کو، پھر اللہ گواہ ہے ان (کاموں) پر جو وہ کرتے ہیں﴿۴۶﴾ اور ہر امت کے لئے

رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

ایک رسول ہے، تو جب آجاتا ہے ان کا رسول ان کے پاس، تو فیصلہ کر دیا جاتا ہے ان کے درمیان انصاف کے ساتھ اور اُن پر ظلم نہیں کیا جاتا﴿۴۷﴾ اور وہ (کافر) کہتے ہیں!

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا

کہ کب پورا ہوگا تمہارا یہ وعدہ (عذاب) اگر ہو تم سچے﴿۴۸﴾ کہہ دیجئے! نہیں میں اختیار رکھتا اپنے نفس کے لئے کسی بھی نقصان کا، اور نہ کسی نفع کا مگر

مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا

وہ جو چاہے اللہ، ہر اُمت کے لئے ایک مدت (مہلت) مقرر ہے جب آجاتی ہے، ان کی مدت (وقت) تو نہ وہ پیچھے رہ سکتے ہیں (اس سے) ایک گھڑی اور نہ

يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٤٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ

آگے بڑھ سکتے ہیں﴿۴۹﴾ کہہ دیجئے! بھلا تم بتلاؤ، اگر آجائے تم پر اس کا عذاب رات کو یا دن کو (تو کیا کر سکتے ہو) کہ پھر آخر کیا ہے وہ چیز کہ جلدی طلب کر رہے ہیں

مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٠﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٥١﴾

اس (عذاب) کو یہ مجرم﴿۵۰﴾ کیا پھر جب (عذاب) واقع ہو جائے گا، (تب) ایمان لاؤ گے تم اس پر (تو کہا جائے گا) کیا اب (یقین آیا) حالانکہ تم اسی کے لئے تو جلدی مچا رہے تھے﴿۵۱﴾

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٥٢﴾

پھر کہا جائے گا، ان لوگوں سے جنہوں نے ظلم کیا، (اس لئے) اب چکھو دائمی عذاب، نہیں بدلہ دیا جائے گا مگر اسی کا جو تھے تم کماتے (دنیا میں)﴿۵۲﴾

﴿۴۲﴾: یہ دل کے بہرے ہیں۔ ہدایت کیلئے قرآن سنتے ہی نہیں۔ اعتراضات اٹھانے کیلئے سنتے ہیں۔

﴿۴۳﴾: دل کے اندھے ہیں بصیرت سے محروم ہیں۔ ہدایت کیلئے دیکھتے ہی نہیں۔

﴿۴۴﴾: اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے کر اپنے نبی کو بھیج دیا اور انہیں ہدایت کو سمجھنے کیلئے سب صلاحیتیں عطاء فرمائیں تو اب یہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

﴿۴۵﴾: اس یوم کی مدت پچاس ہزار سال ہے۔ اس وقت دنیا کی زندگی تو ایسی معلوم ہوگی جیسے کہ بس ایک گھڑی ہی رہے ہیں۔ اس یوم کی مشکلات اور مصائب اس قدر ہوں گے کہ وہ کسی سے ہمدردی اور بات چیت کے روادار نہ ہوں گے۔ ایک دوسرے کو ایسے پہچانتے ہوں گے جیسے دنیا میں پہچانتے تھے۔

﴿۴۶﴾: جیسے اسلام کی نصرت کا وعدہ کفار کی ذلت و رسوائی اور عذاب کا وعدہ دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا۔ آخرت کا عذاب تو بہرحال یقینی اور سخت ہے۔

﴿۴۷﴾: جو کہ تمام حجت کر دیتا ہے۔ حق اور باطل کھول کر رکھ دیتا ہے۔ انجام سے خبردار کر دیتا ہے۔ اللہ کا فیصلہ یہی ہے کہ حق کو غالب کرے گا اور باطل کو ذلیل و رسواء کرے گا۔ یہ تنبیہ ہے مشرکین کو کہ جب پہلی قومیں رسول کو جھٹلانے پر تباہ ہوئی ہیں تو تمہارا حشر بھی اس سے مختلف نہ ہوگا۔

﴿۴۸﴾: یہ طنز اور تمسخر سے کہتے کیونکہ انہیں یہ یقین تو ہوتا ہی نہ تھا کہ یہ مٹھی بھر بے سروسامان مسلمان بھی کہیں غالب آجائیں گے۔

﴿۴۹﴾: جب میں اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں تو تمہیں عذاب دینا میرے بس میں کہاں؟ نہ ہی میں نے اسکا دعویٰ کیا ہے یہ تو صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ یہ ایک مقررہ وقت ہے جب یہ آجائے تو پھر اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

﴿۵۰﴾: کیا اس وقت یہ عذاب سے بچنے کی طاقت رکھتے ہیں؟ جو اس قدر جلدی مچا رہے ہیں۔

﴿۵۱﴾: اب ایمان لانے سے کیا فائدہ؟ جبکہ عذاب آچکے۔ فرعون بھی ایسی حالت میں ایمان لایا لیکن اس کا ایمان اسے بچا نہ سکا۔ فرمان الٰہی ہے۔

"جب فرعون ڈوبنے لگا تو بولا؛ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ الٰہ صرف وہی ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں اس کا فرماں بردار ہوں۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اب (تو ایمان لاتا ہے؟) جبکہ پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسد بنا رہا۔ آج تو ہم تیری لاش کو ہی بچائیں گے تا کہ تو بعد میں آنے والوں کیلئے نشانِ عبرت بنے"۔ (یونس ۱۰: ۹۲-۹۰)

ع ۱۳/۵ ۱۰

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ

اور یہ آپ سے پوچھتے ہیں! کہ کیا یہ واقعی سچ ہے (جو تم کہہ رہے ہو)، کہہ دیجئے ہاں! قسم ہے میرے رب کی بلاشبہ وہ یقیناً حق ہے اور نہیں تم عاجز کر سکتے (اللہ کو)﴿۵۳﴾ اور اگر بیشک ہو ہر ہر

نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ

نفس کے لئے جس نے ظلم کیا، وہ سب کچھ جو ہے زمین میں، تو وہ ضرور فدیہ میں دے دے گا اُسے (عذاب سے چھٹکارے کے لئے) وہ چھپائیں گے (اپنی) ندامت کو، جب وہ دیکھیں گے عذاب

وَقُضِیَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٥٤﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

اور فیصلہ کیا جائے گا ان کے درمیان انصاف کے ساتھ اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ کیا جائے گا﴿۵۴﴾ سنو! بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں

اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٦﴾

خبردار! بلاشبہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے﴿۵۵﴾ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے﴿۵۶﴾

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًی

اے انسانو! بیشک آ گئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور شفا ہے، ان (بیماریوں) کے لئے جو سینوں میں ہیں اور ہدایت

وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا

اور رحمت ہے مومنوں کے لئے﴿۵۷﴾ کہہ دیجئے! یہ (نزول قرآن) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے، سو اس پر (ان کو) چاہئے کہ خوش ہوں، وہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو

يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٨﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ

وہ جمع کرتے ہیں﴿۵۸﴾ کہہ دیجئے! کبھی تم نے سوچا کہ جو نازل کیا ہے اللہ نے تمہارے لئے رزق، پھر تم نے بنا لیا اس میں سے کچھ حرام اور کچھ حلال،

قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَی اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ

کہہ دیجئے! کیا اللہ نے اجازت دی ہے تمہیں یا اللہ پر تم بہتان باندھتے ہو﴿۵۹﴾ اور کیا گمان ہے اُن لوگوں کا جو گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ

ع ۶ ۱۱

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَمَا

قیامت کے دن کے بارے میں، یقیناً اللہ تو بڑے فضل والا ہے لوگوں پر اور لیکن ان کی اکثریت نہیں شکر کرتی﴿۶۰﴾ اور نہیں

تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ

ہوتے آپ (اے نبیؐ) کسی حالت میں اور نہیں تلاوت کرتے آپ اس کی طرف سے (نازل کیا ہوا) قرآن میں سے کچھ اور، نہیں تم لوگ عمل کرتے کوئی عمل مگر ہم ہوتے ہیں تم پر

شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا

شاہد، جب تم مشغول ہوتے ہو اس میں اور نہیں پوشیدہ ہوتی آپ کے رب سے (کوئی بھی چیز) ذرہ برابر زمین میں اور نہ

فِی السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾

آسمان میں اور نہ (کوئی چیز) چھوٹی اس سے بھی اور نہ کوئی بڑی مگر (وہ) واضح کتاب (لوح محفوظ) میں ہے﴿۶۱﴾

﴿۵۳﴾: اس سے عذاب الٰہی، معاد یعنی قیامت اور جزا و سزا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور قرآن کریم سب مراد ہو سکتے ہیں۔

﴿۵۴﴾: جیسے فرمایا: ''مجرم یہ چاہے گا کہ آج کے دن کے عذاب (سے بچنے) کے فدیہ کے طور پر اپنا بیٹا دے دے۔ اپنی بیوی اور بھائی بھی اور وہ خاندان اور قبیلہ جو اسے بچاتا تھا۔ زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سب دے دے مگر وہ خود بچ جائے۔''

(المعارج ۷۰: ۱۱-۱۴)

ندامت اسلئے چھپائیں گے کہ انہوں نے باطل رستہ لاعلمی کی بناء پر نہیں بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی کی بناء پر اختیار کیا تھا۔

﴿۵۷﴾: موعظہ جو وعظ کرے۔ وعظ ایسی نصیحت ہے جو انسان کی توجہ دنیا سے ہٹا کر اللہ اور یوم آخرت کی طرف مبذول کر دے اور جس سے دلوں میں رقت پیدا ہو۔

● دل کی بیماریوں جیسے کفر، شرک، نفاق، شقاق، حسد، بغض، کینہ، بخل اور لالچ وغیرہ ان سب کیلئے قرآن شفا ہے۔

● ہدایت زندگی کے تمام شعبوں کیلئے ہر قسم کے افراد کیلئے یہ متوازن حقوق و فرائض متعین یا قوم اس پر ایمان لا کر عمل کریں ان کیلئے رحمت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن کریم) کے ذریعے بہت سے لوگوں کی سربلندی عطا کرے گا اور بہت سے لوگوں کو ذلیل و رسوا کرے گا''۔ (مسلم)

﴿۵۸﴾: خوشی کا یہ مفہوم نہیں ہو سکتا کہ انسان آپے سے باہر ہو جائے۔ بے حد اسراف شروع کر دے۔ ایک مسلمان جیسے پریشانی میں بھی اللہ کو نہیں بھولتا خوشی میں بھی اللہ کو یاد رکھتا ہے۔

● قرآن کیونکہ یہ ابدی نعمتوں کا رستہ کھولتا ہے۔

﴿۵۹﴾: رزق اللہ کی دین یا عطیہ اس میں کھانے پینے کے علاوہ دیگر نعمتیں بھی شامل ہیں۔

● اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرنا یا حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنا غیر اللہ کو رب بنانے کے مترادف ہے۔ اس کا اختیار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ تھا۔ دیکھئے (التحریم ۶۶: ۱)
اس آیت میں ان مقلد حضرات کیلئے وعید شدید ہے جو افتا کی کرسی پر براجمان ہو جاتے ہیں اور حلال و حرام و جواز اور عدم جواز کے فتوے صادر کرتے ہیں۔ حالانکہ انکا مبلغ علم اتنا ہی ہوتا ہے کہ امت کے کسی فرد (یعنی کسی امام) نے جو بات کہہ دی اسے نقل کر دیتے ہیں خود انہیں کتاب و سنت اس کے دلائل کا علم نہیں ہوتا حالانکہ ایسے فتاویٰ فقط قرآن و سنت کے دلائل پر دیئے جانا چاہئے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ الَّذِيْنَ
سنو! بیشک اولیا اللہ کو نہ کوئی خوف (ہوگا) اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿٦٢﴾ یہ وہ لوگ ہیں جو
اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ
ایمان لائے اور (گناہوں سے) بچتے رہے ﴿٦٣﴾ اُن کے لئے خوشخبری ہے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی،
لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ
نہیں تبدیل ہوتیں اللہ کی باتیں، یہی ہے کامیابی بہت بڑی ﴿٦٤﴾ اور نہ غمگین کریں آپ کو
قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ
ان کی باتیں، بیشک عزت اللہ ہی کے لئے ہے سب کی سب، وہی خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے ﴿٦٥﴾ یا درکھو! بیشک اللہ ہی کا ہے
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
جو (کچھ) ہیں آسمانوں میں اور جو ہیں زمین میں اور نہیں اتباع کرتے وہ لوگ جو پکارتے ہیں
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾
سوائے اللہ کے، (اور) شریکوں کو، نہیں وہ پیروی کرتے (حقیقت) مگر گمان کی اور نہیں ہیں وہ مگر قیاس آرائیاں کرتے ﴿٦٦﴾
هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ
وہی تو ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لئے رات کو تاکہ تم سکون حاصل کرو اس میں اور (بنایا) دن کو روشن، بیشک
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ
اِس میں بہت بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں ﴿٦٧﴾ انہوں نے کہا! کہ بنایا ہے اللہ نے بیٹا وہ پاک ہے (اولاد سے)
هُوَ الْغَنِيُّ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ
وہ تو بے نیاز ہے، اسی کا ہے جوکچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، نہیں ہے تمہارے پاس کوئی
سُلْطٰنٍ بِهٰذَا اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ
دلیل اس بات کی، کیا تم کہتے ہواللہ پر وہ بات جس کا نہیں تم علم رکھتے ﴿٦٨﴾ کہہ دیجئے! یقیناً وہ لوگ جو
يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا
باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ، وہ کبھی فلاح نہیں پائیں گے ﴿٦٩﴾ تھوڑا سا فائدہ اٹھا لیں، اس دنیا میں پھر ہماری ہی طرف
مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع
اُن کی واپسی ہے، پھر ہم چکھائیں گے انہیں عذاب شدید، اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے رہے ﴿٧٠﴾

﴿٦٢﴾: اولیاءاللہ کون سے لوگ ہیں؟ خود قرآن کریم کی اگلی آیت ہی اسکی وضاحت کرتی ہے جو کہ لوگ ایمان لائے اور تقویٰ کی روش اختیار کی۔ متقین کی صفات اللہ تعالیٰ نے (البقرہ ۲۔۳) میں یوں بیان فرمائی ہیں۔

"غائب پہ ایمان لاتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں خرچ کرتے ہیں۔ اس کتاب (قرآن کریم) اور سابقہ کتب سماویہ پر ایمان رکھتے ہیں اور یوم آخرت کا یقین رکھتے ہیں"۔

وقف لازم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ولی وہ مسلمان ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آئے اور اللہ کی مخلوق سے اسے بے لوث محبت ہو۔

صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں وہ مسلمان جو عبادت اور زہد و تقویٰ کی جانب زیادہ مائل ہو گئے تھے (انہیں) زہاد کا نام دیا جاتا تھا۔ بعد میں ہندی اور یونانی فلسفہ اثرات مسلمانوں پر ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ پھر ولایت کا یہ معیار قرار پایا کہ جس کسی سے جس قدر زیادہ کرامت ظاہر ہوں وہی اتنا بڑا ولی ہے حالانکہ کرامت کا ظہور تو شیطان اور اسکے چیلے چانٹوں کی جانب سے بھی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انہی قسم کے اولیاء نے ولایت کا ایک باقاعدہ باطنی نظام تشکیل دے دیا۔ اس میں پیری مریدی لازمی قرار دے دی گئی۔

یہ لوگ اپنے اس مخصوص طبقہ کو ہی برتر اولیاءاللہ قرار دینے لگے۔ ان اولیاءاللہ کے علم غیب، تصرف کے عقائد بالکل بے بنیاد اور جہالت پر مبنی ہیں جو کہ بسا اوقات شرک تک پہنچانے کا باعث بن جاتے ہیں۔

ع ١٠ ١٢

● خوف، مستقبل میں پیش آنے والے کسی خطرہ کی پریشانی، ماضی کی کسی محرومی کا احساس یعنی اولیاءاللہ کو دنیا و آخرت میں اگلی پچھلی کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ دنیا کی پریشانی اللہ کے توکل کی وجہ سے ان کیلئے روگ نہیں بنتی۔

﴿٦٤﴾: دنیا کی خوشخبری ان کے رویا، صالحہ یا سچے خواب ہیں یا انکی مسلمانوں میں ہر دل عزیزی۔

﴿٦٧﴾: اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فطری نظام میں رات آرام کیلئے بنائی گئی ہے جبکہ دن کام کاج کیلئے جو لوگ اسکے برعکس چلتے ہیں وہ نظام فطرت سے جنگ کرتے ہیں۔

﴿٦٨﴾: مشرکین نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت ہی نہیں انسان کے دل میں اولاد کی تمنا عموماً اس لئے ہوتی ہے کہ وہ اس کی وارث ہو اور اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی رہے گا تو اسے اولاد کی کیا ضرورت ہے؟

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ

اور آپ سنائیں انہیں نوحؑ کی خبر، جب انہوں نے کہا اپنی قوم سے اے میری قوم! اگر ہے تم پرگراں میرا تمہارے درمیان رہنا

وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا

اور میرا نصیحت کرنا اللہ کی آیتوں کے ساتھ، تو اللہ ہی پر میرا بھروسہ ہے، سوتم اکٹھا کرلو (میرے خلاف) اپنی تدبیر مع اپنے شرکا کے، اس طرح کہ نہ

يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا

رہے تمہارے معاملات میں تم کو کوئی شبہ، پھر کر گزرو تم میرے ساتھ (جو کرنا ہے) اور ذرا بھی مہلت نہ دو﴿٧١﴾ پھر اگر تم منہ موڑتے ہو (تو میرا کیا نقصان ہوگا) تو نہیں

سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧٢﴾

میں نے سوال کیا تم سے کوئی اجر۔ نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ پر اور حکم دیا گیا ہے مجھے، کہ رہوں میں فرماں بردار بن کر﴿٧٢﴾

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

لیکن انہوں نے جھٹلایا اُسے، تو نجات دے دی ہم نے اُسے اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور بنا دیا ہم نے ان کو جانشین (ان کا) اور ہم نے غرق کر دیا ان لوگوں کو جنہوں نے جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا

ہماری آیات کو، تو آپ دیکھ لیجئے کیسا ہوا انجام ان کا جنہیں متنبہ کیا گیا تھا﴿٧٣﴾ پھر بھیجے ہم نے نوحؑ کے بعد کتنے ہی رسول

اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ

ان کی قوم کی طرف، سو وہ آئے ان کے پاس واضح دلیلوں کے ساتھ، سو نہ ہوئے وہ کہ ایمان لے آتے اس چیز کے ساتھ کہ وہ جھٹلا چکے تھے اس کو اس سے پہلے،

كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٧٤﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ

اسی طرح ہم مہر لگا دیتے ہیں دلوں پر ان لوگوں کے جو حد سے گزرتے ہیں﴿٧٤﴾ پھر بھیجا ہم نے اُن کے بعد موسیٰؑ اور ہارون کو

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ

فرعون کی طرف اور اس کے سرداروں کی طرف، اپنی نشانیوں کے ساتھ، تو انہوں نے تکبر کیا اور تھے وہ لوگ مجرم﴿٧٥﴾ پھر جب آ گیا اُن کے پاس

الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا

حق ہماری طرف سے، تو انہوں نے کہہ دیا کہ یقیناً یہ تو کھلا جادو ہے﴿٧٦﴾ کہا موسیٰؑ نے! کیا تم کہتے ہو حق کے بارے میں، جبکہ وہ

جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا

تمہارے پاس آ گیا ہے، کیا یہ جادو ہے؟ حالانکہ نہیں فلاح پاتے جادوگر﴿٧٧﴾ ان لوگوں نے کہا: کیا تو آیا ہے ہمارے پاس؟ تاکہ تو ہمیں پھیر دے اس (طریقہ) سے، کہ

وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٨﴾

ہم نے پایا، اس پر اپنے باپ دادا کو اور ہو جائے تم دونوں کو سرداری اس ملک میں۔ اور نہیں ہیں ہم تم دونوں پر ایمان لانے والے﴿٧٨﴾

﴿٧١﴾: حضرت نوح کے اس خطاب سے نبوت کی شان معلوم ہوتی ہے۔

(ا) اس خطاب کا ہر ہر لفظ بتا رہا ہے کہ آپ ایک لمبا عرصہ بے لوث تبلیغ کرتے رہے۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے کہ آپ نے ۹۵۰ سال تبلیغ کی۔

(ب) اللہ کی ذات پر کیسا غیر متزلزل توکل ہے؟

﴿٧٢﴾: دیگر تمام انبیاء بھی یہ وضاحت کرتے آئے ہیں کہ اس دن رات کی محنت و مشقت کی تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتے۔ ہماری اجرت تو اسی کے ذمہ ہے جس نے ہمیں اس کام پر مامور کیا ہے۔ بجائے خو دیہ اعلان نبوت کی صداقت کی دلیل ہے۔ دنیا میں کوئی کام کرنا کسی داعیہ کے بغیر ممکن نہیں۔ جب دنیا میں تم کسی سے کوئی اجر طلب نہیں کرتے تو لازم ہے کہ ہماری اجرت اللہ کے ذمہ ہے جس نے ہمیں بھیجا ہے تاہم اگر کوئی مبلغ یا داعی کہیں دین کی دعوت کیلئے مامور کیا جائے تو اس کی تنخواہ یا اجرت مامور کرنیوالے کو دینی چاہئے اور اگر تبلیغ کرنیوالا محتاج نہ ہو تو بھی اسے لے لینا چاہئے۔ چاہے بعد میں صدقہ کر دے۔

● اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دیگر تمام انبیاء کی طرح حضرت نوح کا دین بھی اسلام ہی تھا۔

﴿٧٣﴾: حضرت نوح کی قوم میں سیلاب کا عذاب آیا۔ نیچے پانی کے چشمے جاری ہو گئے اور اوپر سے بارش شروع ہو گئی۔ حتٰی کہ پانی سطح زمین سے اتنا بلند ہوا کہ پہاڑ بھی ڈوب گئے۔ پھر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں بیٹھا لیا تھا وہی زمین کے وارث ہوئے اور آئندہ نسل انہی ہی سے چلی۔

﴿٧٤﴾: ابتداء میں جھٹلانا ان کیلئے ایمان لانے کی راہ میں حجاب بن گیا۔

● دلوں پر مہر لگنے کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ مسلسل ضد اور ہٹ دھرمی سے دل قبول حق کی صلاحیت کھو دیتے ہیں اسی کیفیت کو دل پر مہر لگنا کہا جاتا ہے۔ اسکی نسبت اللہ کی جانب بھی کی جاسکتی ہے اور خود انسان کی جانب بھی کیونکہ عمل اور ارادہ کا اختیار تو اللہ تعالیٰ نے ہی عطا کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اسکے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے اور استغفار اور توبہ کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے''۔ (ترمذی)

﴿٧٦﴾: جب حضرت موسیٰ اور ہارون فرعون کے دربار میں پہنچے تو اسے اللہ کی عبادت کی دعوت دی اور بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا۔ نبوت کی دلیل مانگنے پر حضرت موسیٰ نے عصا پھینکا جو کہ بہت بڑا اژدہا بن گیا۔ فرعون اور اسکے درباری گھبرا گئے تو حضرت موسیٰ نے اژدہا پکڑ لیا وہ دوبارہ عصا بن گیا۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں بغل میں ڈال کر نکالا تو وہ سفید چمکدار بن گیا جس سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ فرعون کو کچھ جواب بن نہ پڑا تو اس نے سحر کا الزام جڑ دیا۔ تفصیلات کیلئے دیکھیں۔ (الاعراف ۷۔۱۷۱:۱۰۳)

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوسٰى

اور کہا فرعون نے! کہ لے آؤ تم میرے پاس ہر قسم کے ماہر جادوگر کو﴿٧٩﴾ پھر جب آ گئے تمام جادوگر، تو کہا! ان سے موسیٰؑ نے

أَلْقُوا مَآ أَنْتُمْ مُّلْقُونَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّآ أَلْقَوْا قَالَ مُوسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ

کہ پھینکو، جو کچھ تم پھینکنے والے ہو﴿٨٠﴾ پھر جب انہوں نے پھینکا، تو کہا موسیٰؑ نے! کہ یہ جو کچھ تم لائے ہو، یہ جادو ہے،

إِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهِ

یقیناً اللہ عنقریب باطل کردے گا اسے، بیشک اللہ نہیں سدھرنے دیتا عمل، فساد پھیلانے والوں کے﴿٨١﴾ اور سچ کر دیتا ہے اللہ، حق کو اپنے کلمات (احکام) سے،

ع ٨ ١٢ ١٣ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨٢﴾ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوسٰى إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهِ عَلٰى خَوْفٍ

اگرچہ ناپسند ہی کیوں نہ ہو (ان) مجرموں کو﴿٨٢﴾ پس نہ ایمان لائے موسیٰؑ پر، مگر کچھ لوگ اس کی قوم میں سے ڈرتے ہوئے،

مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِيْهِمْ أَنْ يَّفْتِنَهُمْ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ

فرعون سے اور اس کے سرداروں (وزیروں) سے، کہ کہیں مبتلا نہ کر دیں وہ انہیں کسی فتنہ میں، یقیناً فرعون متکبر بنا ہوا تھا زمین میں اور بیشک وہ

الْمُسْرِفِينَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوسٰى يٰقَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ

حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا﴿٨٣﴾ اور کہا! موسیٰؑ نے، اے میری قوم! اگر لے آئے ہو تم ایمان، اللہ پر تو اُسی پر بھروسہ کرو، اگر

كُنْتُمْ مُّسْلِمِينَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ

ہو تم فرماں بردار﴿٨٤﴾ تو انہوں نے کہا! اللہ ہی پر ہم نے توکل کیا، اے ہمارے رب نہ بنا تو ہمیں فتنہ ان لوگوں کے لئے

الظّٰلِمِينَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَأَوْحَيْنَآ إِلٰى مُوسٰى

جو ظالم ہیں﴿٨٥﴾ اور ہمیں تو نجات دے اپنی رحمت کے ساتھ، ان لوگوں سے جو کافر ہیں﴿٨٦﴾ اور ہم نے وحی کی موسیٰؑ کی طرف

وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَّاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَّأَقِيمُوا

اور اس کے بھائی کی طرف، یہ کہ تم بناؤ اپنی قوم کے لئے مصر میں کچھ گھر اور بناؤ تم اپنے گھروں کو قبلہ رخ اور قائم کرو

الصَّلٰوةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ مُوسٰى رَبَّنَآ إِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ

نماز اور خوشخبری دے دیجئے مومنوں کو﴿٨٧﴾ اور کہا! موسیٰؑ نے، اے ہمارے رب! بیشک تونے دی فرعون اور اس کے سرداروں کو

زِينَةً وَّأَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ

زینت اور مال و دولت دنیاوی زندگی میں، اے ہمارے رب تاکہ وہ گمراہ کریں تیری راہ سے اے ہمارے رب غارت کردے

عَلٰٓى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٨٨﴾

ان کے مال اور سخت کردے ان کے دلوں کو، تاکہ وہ ایمان نہ لائیں، یہاں تک کہ وہ دیکھ لیں عذاب دردناک﴿٨٨﴾

﴿٨١﴾: جب جادوگروں نے اپنی رسیاں ڈالیں تو وہ بل کھاتی اور سانپ کی طرح معلوم ہوتی تھیں۔ درباری لوگ متاثر ہونا شروع ہو گئے۔ تو حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ یہ سب تو سحر ہے اور جو کچھ میں پیش کرنیوالا ہوں وہ حقیقتاً اللہ کا عطا کردہ معجزہ ہے۔ جو تمہاری شعبدہ بازیوں کا خاتمہ کر دے گا۔ جب بھی اتمام حجت کیلئے حق و باطل کا معرکہ ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ حق ہی کو غالب کرتے ہیں۔

﴿٨٣﴾: ذریت کا معنی اولاد ہے۔ یہاں سیاق وسباق کے اعتبار سے اس کا معنی ''نوجوان'' ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے چند نوجوان نے اپنے اسلام لانے کا اعلان کرنے کی جرات کی تو بڑے بوڑھے اسلام لانے کے باوجود فرعون کے خوف سے ایمان لانے کا اعلان ہی نہ کر سکے۔ کسی بھی انقلابی دعوت میں نوجوان نسل کے لوگ ہی گزشتہ بند توڑتے ہوئے شامل ہوتے ہیں۔ خود مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوت کے نتیجے میں ان میں نوجوان طبقہ ہی آگے تھا جیسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر طیارہ رضی اللہ عنہ، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، عبدا بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

اس آیت میں ''قومہ'' میں ضمیر حضرت موسیٰ کی جانب لوٹائی گئی ہے کیونکہ وہی قریب ترین ہیں۔ یہ امام طبری کی رائے ہے تاہم ابن کثیر کی رائے میں یہ ضمیر ''فرعون'' کی جانب لوٹتی ہے کیونکہ بنی اسرائیل تو پہلے ہی بے پناہ ظلم برداشت کر رہے تھے اور وہ نجات دہندہ (حضرت موسیٰ) کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ وہ سب کے سب ایمان لے آئے۔ واللہ اعلم۔

﴿٨٧﴾: اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہوا ہے۔
اس دور میں فرعون کے ظلم وستم کی وجہ سے بنی اسرائیل میں نماز باجماعت ختم ہو چکی تھی۔ جب ایمان لانیوالے نوجوانوں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ ہمیں کافروں سے نجات دلا تو اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ اور ہارون کو وحی کی کہ مصر میں کچھ گھروں کو نماز باجماعت کیلئے منتخب کرلو اور وہاں نماز باجماعت کا اہتمام شروع کر دو۔ اسی تربیت ہی سے تم اس قابل ہو سکو گے کہ باطل سے ٹکر لے سکو جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تمہیں ان ظالموں سے نجات دے گا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ تم اپنے اپنے گھروں میں نماز ادا کرلیا کرو تاکہ تمہیں فرعون کے ظلم وستم کا خطرہ نہ رہے۔ واللہ اعلم۔

﴿٨٨﴾: کیونکہ فرعون دعوت اسلامی کا راستہ روکنے کیلئے اپنا اقتدار مال و دولت سب کچھ استعمال کر رہا تھا۔ نبی ہلاکت کی دعا تب ہی کرتے ہیں جب انہیں وحی کے ذریعے یا کسی اور طرح سے یقین آجائے کہ اب یہ ہدایت قبول نہ کریں گے۔

قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾

فرمایا! یقیناً قبول ہو گئی تم دونوں کی دعا، تو تم ثابت قدم رہو اور نہ پیروی کرو ان لوگوں کے راستے کی جو نہیں علم رکھتے﴿٨٩﴾

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ

اور ہم نے پار کر دیا بنی اسرائیل کو سمندر سے، تو پیچھا کیا اُن کا فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی کرتے ہوئے اور ظلم و زیادتی کرتے ہوئے،

حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ

یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا وہ، تو بول اٹھا میں ایمان لایا اس بات پر کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس ذات کے کہ ایمان لائے ہیں جس پر

بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ

بنی اسرائیل اور میں بھی ہوں مسلم (فرماں برداروں) میں سے﴿٩٠﴾ (ارشاد ہوا) کیا اب (ایمان لا رہا ہے) حالانکہ تو نافرمانی کرتا رہا اور تو تھا

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٩١﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ

فساد کرنے والوں میں سے﴿٩١﴾ سو آج ہم بچالیں گے تیرے بدن کو (باہر نکال کر) تاکہ ہو جائے تو ان لوگوں کے لئے، جو تیرے بعد ہوں گے نشانِ عبرت۔ اور بیشک

كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿٩٢﴾ ع وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ

ع ۹ ۱۰ ۱۴

اکثریت انسانوں کی ہماری نشانیوں سے غافل ہے﴿٩٢﴾ اور یقیناً ہم نے دیا بنی اسرائیل کو اچھا ٹھکانا

صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ

اور کھانے کو دیں ہم نے انہیں پاکیزہ چیزیں، پھر نہ اختلاف کیا انہوں نے، یہاں تک کہ آ گیا ان کے پاس علم، بیشک

رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَاِنْ كُنْتَ

آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا، ان کے درمیان قیامت کے دن، اُن باتوں کا، جن میں تھے یہ اختلاف کرتے﴿٩٣﴾

فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ

سو اگر آپ شک میں ہوں اُس (کتاب) کے بارے میں جو ہم نے نازل کی ہے آپ کی طرف تو پوچھ لیجئے، اُن لوگوں سے جو پڑھتے ہیں کتاب آپ سے پہلے، یقیناً

جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٩٤﴾ ۙ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ

آ گیا ہے آپ کے پاس حق، آپ کے رب کی طرف سے، لہٰذا ہرگز نہ ہوں آپ شک کرنے والوں میں سے﴿٩٤﴾ اور ہرگز نہ ہوں اُن لوگوں میں سے، جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ

جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو، ورنہ آپ ہو جائیں گے، خسارہ پانے والوں میں سے﴿٩٥﴾ بیشک وہ لوگ کہ ثابت ہو چکا ہے، اُن پر

كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾ ۙ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٩٧﴾

آپ کے رب کا حکم، وہ ایمان نہیں لائیں گے﴿٩٦﴾ اور اگرچہ آ جائیں اُن کے سامنے سب نشانیاں، یہاں تک کہ وہ دیکھ لیں دردناک عذاب﴿٩٧﴾

(٨٩): تم اپنی جدوجہد میں صبر اور استقامت اختیار کرو اور جاہلوں کی جانب کوئی التفات نہ کرو اسکا دوسرا معنی یہ کیا گیا ہے کہ تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے اب تم اس پر قائم رہنا اور جاہلوں کی طرح جلدی نہ مچانا۔ حضرت موسیٰؑ کی یہ قبول شدہ دعا چالیس سال بعد پوری ہوئی اور دعا کے مطابق جب فرعون ڈوبنے لگا تو ایمان لانے کا اعلان کر دیا۔ دوسرا معنی زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(٩٠): حضرت موسیٰؑ اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کو لیکر نکلے سمندر پر پہنچے۔ فرعون اور اسکے لشکر نے تعاقب کیا۔ اللہ کے حکم سے عصا سمندر میں مارا تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ تفصیلی واقعات کیلئے دیکھیں (الاعراف ۷: ۱۳۵) اور (الشعراء ۲۶: ۶۳-۶۶)

● جب ڈوبنے پر آیا تو پھر اللہ یاد آیا۔ وہ بھی کیسے غیر مبہم انداز میں ایمان کا اعلان کیا کہ بنی اسرائیل کے رب کے ساتھ ایمان لاتا ہوں حالانکہ انہیں تو مارنے کو نکلا تھا۔ اللہ نے حق فرمایا ہے:

''بلکہ انسان اپنے نفس سے خود ہی آگاہ ہے چاہے وہ بہانے ہی تراشے''۔

(القیامہ ۷۵: ۱۴-۱۵)

(٩٢): حضرت موسیٰؑ جس فرعون کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ وہ رامیس دوم (Romeses II) تھا اور جو فرعون آپ کا پیچھا کرتے ہوئے ڈوبا تھا اس کا نام (Merneftha) ہے۔ آج بھی اسکی ممی قاہرہ کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ چنانچہ یہ قرآن کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے۔ یاد رہے کہ یہ ممی ۱۸۹۸ء میں دریافت ہوئی ہے حالانکہ نزول قرآن کے وقت کسی کو بھی اس فرعون کی ممی کے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔

(٩٣): مصر اور شام کے زرخیز اور سرسبز علاقوں کی حکومت عطاء فرمائی۔ تورات دی مگر پھر بھی اسرائیل نے اختلاف کیا اور دیگر تمام اقوام کی طرح یہ اختلاف لاعلمی کی بنا پر نہ تھا بلکہ ہٹ دھرمی، عناد ضد اور مفاد پرستی کی بنا پر تھا۔

(٩٤): یہاں خطاب تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے مگر مقصود وہ ہیں جن کے دل میں کسی قسم کا شک ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یقین تو ایسا پختہ تھا کہ اکیلے پورے عرب اور پوری دنیا کے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور آپ کے پاس بیٹھنے والوں کا ایمان پہاڑ جیسا ہو جاتا۔ یہ بلاغت کا اسلوب ہے۔

● تورات اور انجیل میں چونکہ آپ کی بشارتیں موجود ہیں اور انصاف پسند اہل کتاب انصاف کی گواہی دے دیا کرتے تھے۔ اگر وہ یہ گواہی نہ بھی دیں بلکہ سرے سے جھٹلا ہی دیں۔ اس کے باوجود آج کی تحریف شدہ تورات اور انجیل پڑھنے سے بھی صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان سب کتابوں کا مصدر ایک ہی ہے۔ مثال کے طور پر اگر بائبل یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو چھ یوم میں پیدا کیا اور قرآن بھی یہی کہے۔ اسی طرح دیگر بے شمار نقاط کا مطالعہ کریں تو ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کتابوں کا مصدر ایک ہی ہے۔

فَلَوۡلَا كَانَتۡ قَرۡيَةٌ اٰمَنَتۡ فَنَفَعَهَآ اِيۡمَانُهَآ اِلَّا قَوۡمَ يُوۡنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوۡا

پھر کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ ایمان لائی ہو (عذاب دیکھ کر) اور فائدہ پہنچایا ہو اس کو اس کے ایمان نے، سوائے قوم یونسؑ کے، کہ جب وہ ایمان لائے (تو)

كَشَفۡنَا عَنۡهُمۡ عَذَابَ الۡخِزۡىِ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰى حِيۡنٍ ﴿۹۸﴾

ہٹا دیا ہم نے ان سے ذلت آمیز عذاب دنیا کی زندگی میں اور ہم نے انہیں فائدہ اٹھانے کا موقع دیا ایک مدت تک ﴿۹۸﴾

وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنۡ فِى الۡاَرۡضِ كُلُّهُمۡ جَمِيۡعًا ؕ اَفَاَنۡتَ تُكۡرِهُ النَّاسَ

اور اگر چاہتا آپ کا رب تو ضرور ایمان لے آتے وہ لوگ جو زمین میں ہیں سب کے سب، تو کیا آپ زبردستی کریں گے انسانوں پر،

حَتّٰى يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تُؤۡمِنَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجۡعَلُ

تاکہ ہوجائیں وہ مومن ﴿۹۹﴾ اور نہیں ہے (ممکن) کسی نفس کے لئے، کہ وہ ایمان لائے بغیر اللہ کی اجازت کے اور وہ رکھتا ہے

الرِّجۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انۡظُرُوۡا مَاذَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ

گندگی (کفر و شرک کی) ان لوگوں پر جو عقل نہیں رکھتے ﴿۱۰۰﴾ کہہ دیجئے! دیکھو! جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں،

وَمَا تُغۡنِى الۡاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنۡ قَوۡمٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلۡ يَنۡتَظِرُوۡنَ اِلَّا مِثۡلَ

اور نہیں فائدہ پہنچائیں نشانیاں اور ڈرانا اُن لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے ﴿۱۰۱﴾ سو اب نہیں انتظار کر رہے ہیں یہ بھی، مگر

اَيَّامِ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ قُلۡ فَانۡتَظِرُوۡۤا اِنِّىۡ مَعَكُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِيۡنَ ﴿۱۰۲﴾

اُنہی کی طرح (بُرے) دنوں کا جو گزر چکے ہیں، ان سے پہلے کہہ دیجئے! اچھا تو اب انتظار کرو، بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ﴿۱۰۲﴾

ع ۱۰/۱۱/۱۵ ثُمَّ نُنَجِّىۡ رُسُلَنَا وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيۡنَا نُنۡجِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلۡ

پھر ہم نجات دیتے ہیں، اپنے رسولوں کو اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے، اسی طرح ہم پر حق ہے (یہ کہ) ہم نجات دیں مومنوں کو ﴿۱۰۳﴾ کہہ دیجئے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ شَكٍّ مِّنۡ دِيۡنِىۡ فَلَاۤ اَعۡبُدُ الَّذِيۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ

اے انسانو! اگر تم شک میں ہو، میرے دین کے بارے میں تو (سُن لو) میں تو نہیں عبادت کرتا، ان کی جن کی تم عبادت کرتے ہو

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلٰـكِنۡ اَعۡبُدُ اللّٰهَ الَّذِىۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ ۖۚ وَاُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۰۴﴾

سوائے اللہ کے اور لیکن میں تو عبادت کرتا ہوں اللہ کی، جو تمہیں وفات دیتا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں مومنوں میں سے ﴿۱۰۴﴾

وَاَنۡ اَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا ۚ وَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدۡعُ

اور یہ کہ آپ سیدھا رکھیں اپنا چہرہ دین (اسلام) کے لئے یکسو ہو کر اور ہرگز نہ ہوں آپ مشرکین میں سے ﴿۱۰۵﴾ اور نہ پکاریں آپ

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنۡ فَعَلۡتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۰۶﴾

اللہ کو چھوڑ کر ان کو، جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں آپ کو اور نہ نقصان، پس اگر کہیں آپ نے ایسا کیا تو یقیناً ہو جائیں گے ایسی صورت میں ظالموں میں سے ﴿۱۰۶﴾

﴿۹۸﴾: حضرت یونس اہل نینوا کی طرف مبعوث ہوئے۔ جو بابل کے مقابل شہر ہے۔ آپ کا زمانہ لگ بھگ آٹھ سو سال قبل مسیح ہے۔ یہ لوگ بت پرست تھے اور انہوں نے لگ بھگ ایک لاکھ بنی اسرائیل کو قید کیا ہوا تھا۔ حضرت یونس نے سات سال تک انہیں تبلیغ کی۔ آخر عذاب کی دھمکی دیدی قوم نے پھر بھی پرواہ نہ کی۔ جب مقررہ وقت قریب آ گیا اور عذاب کے آثار نظر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر ہی نکل کھڑے ہوئے۔ ادھر آپ کے تشریف لے جانے کے بعد واقعی وقت مقررہ پہ عذاب کے آثار آنا شروع ہو گئے۔ سیاہ بادل چھا گئے اور تاریک دھواں قوم کی طرف بڑھنے لگا۔ حضرت یونس کو تلاش کیا وہ نہ ملے تو اپنے سب بچوں حتیٰ کہ حیوانوں کو لیکر میدان میں جمع ہو گئے اور اللہ کے حضور توبہ اور گریہ وزاری کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے عذاب کو ٹال دیا۔

قوموں کی تاریخ میں اور اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ میں واحد مثال ہے کہ عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لانا کسی قوم کو فائدہ مند ہوا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ قرآن سے اس کی وضاحت نہیں ملتی۔ تاہم مفسرین کی آراء کے مطابق۔

(ا) چونکہ حضرت یونس وقت مقررہ سے پہلے ہی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے لہٰذا ابھی تک قوم پر اتمام حجت نہیں ہوئی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیجنا منظور نہ فرمایا۔

(ب) قوم نے گریہ وزاری اتنی کی اور اس میں مبالغہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا واللہ اعلم بالصواب۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (الانبیاء ۲۱: ۸۷-۸۸)

﴿۹۹﴾: جبر و اکراہ سے نہ ہی آپ ﷺ کسی کو مسلمان کر سکتے ہیں اور نہ ہی آپ ﷺ اس کے مکلف ہیں۔

﴿۱۰۰﴾: یہاں اذن سے مراد توفیق ہے اور ایمان کی توفیق اسے ہی ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل استعمال کرتے ہوئے حق کیلئے جستجو کرے۔ یہاں گندگی سے مراد کفر ہے۔

﴿۱۰۱﴾: یہ ان لوگوں کے کیلئے جواب ہے جو کہ دلائل کے جواب میں کٹ حجتی اور تمسخر پر اتر آتے ہیں۔ آخرت میں اللہ کے روبرو پیش ہونے کا کوئی خوف محسوس نہیں کرتے۔

﴿۱۰۳﴾: جب قوموں پر عذاب کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ انبیاء کو بروقت وحی کے ذریعے اطلاع فرما دیتے ہیں اور انہیں اور مومنوں کو بچا لیتے ہیں۔ یہ اہل مکہ کو انتباہ ہے کہ مومنین کو بچانا اور انہیں سرکشوں پر غالب کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

﴿۱۰۴﴾: آپ ﷺ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب سے برات کا اظہار فرما دیں۔

● چونکہ موت ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار ممکن نہیں۔ مسلمان، کافر، مشرک، منافق، نیچری وغیرہ اور موت سے ہر کوئی خوف محسوس کرتا ہے اس لئے اس کا ذکر کیا۔

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ یُصِیْبُ
اور اگر پہنچائے آپ کو اللہ کوئی تکلیف تو نہیں ہے کوئی (بھی) دور کرنے والا اس کا مگر وہی اور اگر پہنچانا چاہے آپ کو کوئی بھلائی تو نہیں ہے کوئی رد کرنے والا اس کے فضل کو۔ وہی پہنچاتا ہے

بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ
اپنا فضل جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے اور وہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے﴿۱۰۷﴾ کہہ دیجئے اے انسانو! یقیناً آ گیا ہے تمہارے پاس حق،

مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ۚ وَمَاۤ
تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے ہدایت کو اپنا یا تو یقیناً وہ ہدایت کو اپنائے گا اپنے ہی لئے اور جس نے گمراہی اختیار کی تو بیشک اس کی گمراہی کا وبال بھی اُسی پر ہے۔ اور نہیں ہوں،

اَنَا عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤی اِلَیْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ ۚۖ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع ۱۱ / ۱۶
میں تم پر کوئی وکیل (نگراں)﴿۱۰۸﴾ اور اتباع کیجئے اس کی جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف اور صبر کیجئے یہاں تک کہ فیصلہ کر دے اللہ اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے﴿۱۰۹﴾

اٰیاتُها ۱۲۳ (۱۱) سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّیَّةٌ (۵۲) رُكُوْعَاتُها ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ ﴿۱﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ
الف، لام، را، یہ (وہ) کتاب ہے (جس کی آیتیں) محکم کی گئی ہیں، اس کی آیتیں پھر تفصیل سے بیان کی گئی ہیں حکیم وخبیر کی طرف سے﴿۱﴾ یہ کہ تم عبادت کرو مگر اللہ ہی کی،

اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ ﴿۲﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُمَتِّعْكُمْ
بیشک میں تمہارے لئے اسی کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں﴿۲﴾ اور یہ کہ تم مغفرت طلب کرو اپنے رب سے، پھر تم توبہ کرو اسی کی طرف، وہ تمہیں فائدہ دے گا،

مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّیُؤْتِ كُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْۤ
بہترین فائدہ ایک وقت مقرر تک اور وہ دے گا ہر صاحب فضل کو، اس کا فضل اور اگر تم منہ پھیروگے تو بیشک میں

اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ كَبِیْرٍ ﴿۳﴾ اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴﴾
ڈرتا ہوں تم پر ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے﴿۳﴾ اللہ ہی کی طرف ہے تم کو لوٹ کر جانا اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے﴿۴﴾

اَلَاۤ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِیَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ
دیکھو! بیشک وہ لوگ دوہرے کرتے (موڑتے) ہیں اپنے سینے تاکہ وہ چھپ جائیں اس (اللہ) سے، جان لو! جس وقت وہ اوڑھتے ہیں

ثِیَابَهُمْ ۙ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾
اپنے کپڑے وہ (اللہ) جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں بلاشبہ وہ خوب جانتا ہے راز سینوں کے﴿۵﴾

﴿۱۰۷﴾: یہاں اللہ تعالیٰ خیر کو فضل سے تعبیر فرماتا ہے یعنی اگرچہ انسان اپنے اعمال کی نسبت سے اس چیز کا مستحق نہیں، تاہم اللہ کے فضل کی وجہ سے اسے مل جاتا ہے۔

● دنیا میں انسان جب بھی کسی معبود کو پکارتا ہے تو یا تو کسی مشکل کو رفع کرنے کیلئے پکارتا ہے یا کسی فائدہ کو حاصل کرنے کیلئے پکارتا ہے۔ اسے دفع مضرت اور جلب منفعت کہا جاتا ہے اور عام طور پر اسے ہی حاجت روائی اور مشکل کشائی کہا جا سکتا ہے۔ حاجت روائی یا مشکل کشائی کیلئے غیر اللہ سے دعا کرنا صریح شرک ہے۔ حتیٰ کہ مانگا اللہ ہی سے جائے مگر اس میں واسطہ کسی کا دیا جائے جیسے مردہ آباء کا یا کسی نبی یا کسی ولی کا تو یہ بھی ناجائز ہے یا کسی اور سے دعا کی جائے کہ وہ اللہ کے ہاں سفارش کرے یہ بھی شرک ہے۔

مافوق الفطرت اسباب کیلئے تو صرف اور صرف اللہ ہی حاجت روائی اور مشکل کشائی طلب کی جا سکتی ہے اور صرف اور صرف وہی مراد برلانے پر قادر ہے۔ اسباب اختیار کرنے کے بعد بھی نتیجہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ مثلاً کوئی مریض دوا استعمال کرتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ اسے شفا دوا نے دی ہے تو یہ بھی شرک ہے۔ اسباب استعمال کرنے کے بعد بھی مطلوبہ نتائج اللہ ہی پیدا کرتا ہے۔

﴿۱۰۸﴾: یعنی اسکا وبال خود اسی کیلئے ہوگا۔ اللہ کی سلطنت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوسکتی۔

● یہ میری ذمہ داری نہیں کہ میں زبردستی مسلمان بناؤں یا ہدایت سمجھاؤں۔

تفسیر سورہ ھود

﴿۱﴾: پختہ اور اٹل ہیں۔ تورات اور انجیل کی طرح منسوخ نہیں ہیں۔ حلال وحرام اور اوامر ونواہی کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

﴿۳﴾: توبہ واستغفار کے بے شمار فوائد ہیں۔ جہاں لوگ استغفار کرتے ہیں وہاں اللہ کا عذاب نہیں آتا۔ مال واولاد کی فراوانی اور خوش حالی بھی میسر آتی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے موت تک متاع حسن کا وعدہ کیا ہے جو کہ حلال اور پاکیزہ رزق ہے۔

﴿۵﴾: اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہوا ہے۔ ہم ایک حدیث پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ’’کچھ لوگ رفع حاجت کے وقت یا اپنی بیویوں سے ہم بستری کے وقت آسمان کی طرف ستر کھولتے (رب سے) شرماتے اور شرم کے مارے جھکے جاتے تھے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی‘‘۔ (بخاری)

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا

اور نہیں کوئی جاندار روئے زمین پر مگر اللہ کے ذمہ ہے اس کا رزق اور وہ جانتا ہے اس کے عارضی رہنے کی جگہ

وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اور اس کے (دائمی) رہنے کی جگہ کو، ہر (بات) واضح کتاب (لوح محفوظ) میں درج ہے⑥ اور وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اورزمین کو

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ

چھ دنوں میں اور تھا اس کا عرش پانی پر (پیدا کیا تم کو) تاکہ آزمائے تمہیں کہ تم میں سے کون بہتر ہے عمل میں

وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اور اگر تم کہتے ہو کہ یقیناً تم دوبارہ اٹھائے جاؤگے مرنے کے بعد، تو ضرور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا،

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ

نہیں ہے مگر کھلا ہوا جادو⑦ اور اگر ہم موٴخر کر دیں اُن پر سے عذاب، ایک معین مدت تک

لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ

تو وہ لوگ ضرور کہیں گے کہ کس چیز نے (عذاب کو) روک رکھا ہے، سُنو! جس دن وہ (عذاب) آئے گا اِن پر، تو نہیں پھیرا جائے گا اِن سے اور گھیر لے گا اِن کو وہ عذاب

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٨﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا

جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے⑧ اور اگر ہم چکھا تے ہیں انسان کو مزہ، اپنی کسی نعمت کا، پھر چھین لیتے ہیں وہ (نعمت)

مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿٩﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ

اس سے، تو وہ ضرور مایوس ہو کر ہو جاتا ہے ناشکرا⑨ اور اگر ہم چکھا تے ہیں اُس کو نعمت، کسی تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی ہو،

لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿١٠﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا

تو ضرور کہے گا کہ، دور ہو گئیں مصیبتیں مجھ سے (پھر) بیشک وہ اترا نے والا، فخر کرنے والا ہو جاتا ہے⑩ سوائے اُن لوگوں کے جو صبر کرتے ہیں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١١﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ

اور کرتے ہیں نیک کام، یہی ہیں وہ لوگ جن کے لئے مغفرت اور اجر ہے بہت بڑا⑪ پھرشاید کہ آپ چھوڑ نے والے ہوں

بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

اُس میں سے کچھ، جو وحی کیا جارہا ہے آپ کی طرف اور تنگ ہونے لگا ہے، اس کی وجہ سے آپ کا سینہ، یہ اس بنا پر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں اتارا گیا اس پر

كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿١٢﴾

کوئی خزانہ؟ یا (کیوں نہ) آیا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ یقیناً آپ تو (صرف) ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہی ہر چیز کا وکیل (نگراں) ہے⑫

⑥: فرمان باری تعالیٰ ہے: ”اور کتنے ہی چوپائے ہیں کہ اپنا رزق اٹھاتے اٹھاتے نہیں پھرتے انہیں بھی اللہ ہی رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی (وہی دیتا ہے۔)“ (العنکبوت ۲۹:۶۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

”اگر تم اللہ پر ایسا توکل کرتے جیسا کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی اسی طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ وہ صبح کے بھوکے جاتے ہیں شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔“ (ترمذی)

جس طرح پرندوں کو رزق کی تلاش میں گھونسلے سے نکلنا پڑتا ہے اسی طرح انسان کو بھی جستجو اور کوشش کرنا ضروری ہے۔

یہاں سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ ان حالات میں قحط سے لاکھوں لوگ کیوں مر جاتے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ مصنوعی حالات ہیں جس کی بنا پر انسانوں کا ایک گروہ رزق کے ذخائر پر قبضہ کر کے دوسروں کو محروم کر دیتا ہے۔ یا پھر عذاب الٰہی ہے۔

● مستقر جائے قرار اور مستودع، اسٹور یا گودام کو کہتے ہیں۔ مفسرین میں انکے مفہوم کے تعین میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق جس جگہ انسان زندگی (کا اکثر حصہ) بسر کرتا ہو وہ مستقر ہے جبکہ مستودع وہ جگہ ہے جہاں دفن ہوا۔

⑦: یہ یوم ہمارے چوبیس گھنٹے والے یوم نہیں کیونکہ اس وقت ہمارا نظام شمسی تو موجود ہی نہ تھا، لہٰذا چھ ایام سے مراد چھ ادوار ہیں۔ تاہم اللہ فرماتے ہیں اللہ کے نزدیک ایک یوم تمہاری گنتی کے مطابق ہزار سال کا ہے۔ گویا اس لحاظ سے چھ ہزار سال میں زمین وآسمان پیدا ہوئے واللہ اعلم۔

● حضرت ابوزرّین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا رب اپنی مخلوق پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عماء ”میں کہ اس کے نیچے بھی کچھ نہ تھا اور اوپر بھی کچھ نہ تھا پھر اس نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ احمد (راوی) نے کہا عماء کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ کوئی چیز نہ تھی“۔ (ترمذی)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔ اس کا عرش پانی پر تھا اس نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ لیا۔ پھر اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔“ (بخاری)

● زمین اور آسمان سب عبث پیدا نہیں کئے گئے بلکہ انسان کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اور انسان کو اللہ کی عبادت کیلئے۔

⑩: دنیادارانہ سوچ رکھنے والے نہ تو مصیبت میں صبر کرتے ہیں اور نہ خوشی میں شکر ادا کرتے ہیں۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا

کیا یہ کہتے ہیں (کہ) اس (قرآن) کو خود گھڑھا ہے اس نے، کہہ دیجئے! اچھا لے آؤ تم دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی اور بلا لو (مدد کے لئے)

مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا

جن جن کو بلانے کی تم طاقت رکھتے ہو سوائے اللہ کے، اگر ہو تم سچے⑬ پھر اگر نہ جواب دیں وہ

لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٤﴾

تمہیں، تو تم جان لو کہ یقیناً نازل کیا گیا ہے (یہ قرآن) اللہ کے علم کے ساتھ، اور یہ کہ نہیں ہے کوئی معبود، سوائے اُس کے، تو کیا تم مسلمان (سرتسلیم خم) ہوتے ہو؟⑭

مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ

جو کوئی چاہتا ہے دنیا کی زندگی اور اس کی زینت تو پورا پورا دیتے ہیں ہم بدلہ ان کو ان کے اعمال کا اسی دنیا میں اور ان کے ساتھ

فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ

اس میں ذرا بھی کمی نہیں کی جاتی⑮ یہی وہ لوگ ہیں، کہ نہیں ہے ان کے لئے آخرت میں، مگر آگ اور برباد ہوا وہ

مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ

جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس (دنیا) میں اور باطل (ضائع) ہوگیا وہ سب (اعمال) جو تھے وہ کرتے⑯ تو کیا جو لوگ روشن دلیل رکھتے ہوں، اپنے رب کی طرف سے

وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ

اور آ جائے اس کے ساتھ ایک گواہ بھی اللہ کی طرف سے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب رہنما ئی اور رحمت رہی ہو؟ یہی لوگ

يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ

ایمان لاتے ہیں اس (قرآن) پر اور جو انکار کرے گا اس سے (انسانی) گروہوں میں سے، تو آگ ہے اس کا ٹھکانا، پس نہ ہوں آپ

فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾

کسی شک میں اس سے، یقیناً یہ حق ہے، آپ کے رب کی طرف سے، لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے⑰

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ

اور کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے، جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ، یہ لوگ پیش کئے جائیں گے اپنے رب پر اور کہیں گے

الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٨﴾

گواہ (فرشتے) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اپنے رب پر، سنو اللہ کی لعنت ہے ایسے ظالموں پر⑱

الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿١٩﴾

وہ لوگ جو روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور تلاش کرتے ہیں اس میں کجی اور وہی لوگ آخرت کے منکر ہیں⑲

⑬: یہ قرآن افتراء کیسے ہو سکتا ہے جبکہ وہ خود معجزہ (Miracle of Miracles) ہے۔ دیگر انبیاء اور رسولوں کی نبوت اور رسالت ایک محدود زمانہ کیلئے ہوتی تھی جبکہ آپ ﷺ کی رسالت دائمی ہے چنانچہ معجزہ بھی دائمی ہونا چاہئے تھا۔ قرآن وہ معجزہ ہے جو کہ خود کئی ملین غیر مسلم عربوں کو چیلنج کر رہا ہے کہ اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنالاؤ۔ چاہے اس کام کیلئے دنیا بھر کے جن اور انسان اکٹھے کرلو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اٹھا رکھی ہے۔ یہ ذمہ داری کیسے پوری کی جا رہی ہے؟ ذرا تصور کریں خود قرآن کریم کے الفاظ تو ہزاروں لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ دوسری جانب اگر وہ زبان جس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے یعنی زبان عربی لوگوں کے استعمال میں نہ رہے یا زندہ زبان نہ رہے تو اسکے مفہوم اور معانی کی حفاظت نہ ہو سکے گی۔ چنانچہ قرآن کریم کا یہ بھی معجزہ ہے کہ اس نے چودہ سو سال سے عربی کو ایک زندہ زبان بنا رکھا ہے اور کئی ملین لوگوں کے دلوں اور ان کی زبانوں کو پابند کیا ہوا ہے کہ وہ یہی زبان بولیں۔ دنیا کی کوئی بھی زبان ہو اس میں ایک صدی بعد ہی بہت سی تبدیلیاں آنی شروع ہو جاتی ہیں اور وہ زبان پرانی ہو جاتی ہے۔ پھر زبان صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہے مگر قرآن کریم والی عربی آج بھی اتنی ہی تازہ ہے جتنی چودہ سو سال قبل تازہ تھی اور لوگ اس کے پڑھنے اور سننے سے وہی حلاوت، اثر آفرینی اور واردات قلب محسوس کرتے ہیں وہی تو اس قرآن کریم کا معجزہ تھا کہ مشرکین مکہ دوسروں کو منع کرتے تھے کہ یہ قرآن نہ سننا ورنہ تم متاثر ہو جاؤ گے اور خود چھپ چھپ کر سنتے۔

● جب یہ چیلنج پورا نہ کر سکے تو پھر صرف ایک ہی سورت بنا لانے کا چیلنج کیا گیا جبکہ اس سے قبل اس جیسا قرآن لانے کا چیلنج کیا گیا۔ تفصیلات کیلئے دیکھیں (بنی اسرائیل ۸۸:۱۷) البقرہ ۲:۲۳) اور (یونس ۱۰:۳۸)

⑯: اس آیت کے معنی میں اشکال ہے کہ اگر اسے مسلمان 'کافر' منافق سب کیلئے عام رکھا جائے تو دوسری آیت کے مطابق ان لوگوں کیلئے آخرت میں جہنم ہی ہوگی جبکہ معلوم ہے مسلمان کو برے اعمال کا بدلہ ملنے کے بعد جہنم سے نکالا جائیگا چنانچہ کئی مفسرین نے اسے منافقین، یہود و نصاریٰ وغیرہ کیلئے خاص کیا ہے واللہ اعلم۔

⑰: اہل ایمان کا ذکر ہو رہا ہے جس سے مراد فطری داعیہ ہے جو کہ عہد الست کی صورت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ شاہد سے مراد آپ ﷺ ہیں جو قرآن پڑھ کے سناتے ہیں۔ اسکے علاوہ تورات بھی اس کی تائید کرتی ہے تو کیا یہ ایمان لانے والا اور انکار کرنیوالا برابر ہو سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

⑱: اس افتراء کی کئی صورتیں ہیں۔ کوئی جھوٹی بات اللہ کے ذمہ لگا دینا۔ مثلاً خود کوئی بدعت یا فلسفہ ایجاد کر کے اسے زبردستی قرآن و حدیث سے ثابت کرنا وغیرہ۔

● یہ گواہ کئی ہوں گے۔ مثلاً انبیاء، لوگ، عام اشیاء انسان کے اعضاء جیسے فرمایا:

''آج ہم ان کے منہ پر مہر کر دیں گے اور انکے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے۔'' (یسین ۳۶:۶۵)

⑲: یہ لوگ دوسروں کو بھی اللہ کے رستے سے روکتے ہیں۔ لوگوں کو غلط راہ پر ڈالتے ہیں انہیں بھی شکوک و شبہات میں مبتلا کرتے ہیں۔ (سورہ ہود آیت نمبر۔۱۹)

أُولَٰٓئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ

یہ لوگ نہیں ہیں ایسے کہ عاجز کر دیں (اللہ کو) زمین میں اورنہیں تھا اِن کا اللہ کے سوا

مِنْ أَوْلِيَآءَ ۘ يُضَٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا

کوئی حمایتی دوگنا دیا جائے گا اُنہیں عذاب (کیونکہ) وہ نہیں طاقت رکھتے تھے کوئی بات سننے کی اور نہ کچھ

يُبْصِرُونَ (۲۰) أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوٓا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ (۲۱)

دیکھ سکتے تھے (حق کو)(۲۰) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو اور گم ہو گئے اُن سے وہ سب، جن کو انہوں نے معبود بنا رکھے تھے(۲۱)

لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْأٰخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ (۲۲) إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا

لازماً یہی لوگ آخرت میں سب سے خسارہ اٹھانے والے ہوں گے(۲۲) بیشک وہ لوگ! جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے

الصَّٰلِحَٰتِ وَأَخْبَتُوٓا إِلَىٰ رَبِّهِمْ ۙ أُولَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ (۲۳)

نیک اور عاجزی کی اپنے رب کی طرف، یہی لوگ جنت والے ہیں یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے(۲۳)

مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ

مثال اِن دونوں فریقوں کی ایسی ہے جیسے (ایک) اندھا بہرہ ہو اور (دوسرا) دیکھنے اور سننے والا ہو، کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں (اس صف میں) بطور مثال بھی،

أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (۲۴) وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ (۲۵) أَنْ

کیا نہیں تم نصیحت حاصل کرتے ؟(۲۴) اور بلاشبہ بھیجا تھا ہم نے نوحؑ کو اُس کی قوم کی طرف (اُس نے کہا) یقیناً میں تمہارے لئے ڈرانے والا صاف صاف ہوں(۲۵) یہ کہ

لَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّا اللّٰهَ ۖ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ (۲۶) فَقَالَ الْمَلَأُ

نہ تم عبادت کرو سوائے اللہ کی، بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر، ایک دردناک دن کے عذاب سے(۲۶) تو کہا! کچھ سرداروں نے

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِۦ مَا نَرَىٰكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَىٰكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا

جو کافر تھے اس کی قوم میں سے کہ ہم تمہیں نہیں دیکھتے مگر ایک انسان اپنے جیسا اور نہیں دیکھتے ہم کہ پیروی کی ہو تمہاری سوائے

الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ ۚ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ

اُن لوگوں کے جو ہم میں سے ادنیٰ درجے کے ہیں سطحی رائے والے۔ اور نہیں ہم دیکھتے کہ تمہیں ہم پر کوئی فضیلت حاصل ہو، بلکہ

نَظُنُّكُمْ كَٰذِبِينَ (۲۷) قَالَ يَٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّي

ہم تمہیں گمان کرتے ہیں جھوٹا(۲۷) کہا! اے میری قوم! سوچو تو اگر میں ہوں ایک کھلی شہادت پر اپنے رب کی طرف سے

وَاٰتَىٰنِي رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهِۦ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۖ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَٰرِهُونَ (۲۸)

اور عطا کی ہو مجھے اپنی رحمت (نبوت) اپنے پاس سے (خاص)، پھر اندھا رکھا گیا ہو (اس سے) تمہیں، تو کیا ہم اس کے لئے مجبور کر سکتے ہیں تم کو، جبکہ تم اس کو ناپسند کرتے ہو؟(۲۸)

(۲۰): دوگنا عذاب اس لئے ہوگا کہ وہ اپنی گمراہی کے ساتھ ہی ساتھ دوسروں کو گمراہ کرنے کے بھی سبب بنتے تھے لہٰذا وہاں سے بھی حصہ رسدی انہیں پہنچے گا۔ دوسرا سبب یہ بتلایا گیا کہ ہدایت کی بات تو خود سوچتے تھے اور نہ ہی کسی کے توجہ دلانے سے غور کرتے تھے۔

وقف لازم

(۲۲): دنیا میں جھوٹے عقائد کے مطابق عمل کرنے کی مشقت اٹھائی اور آخرت میں دوگنا عذاب۔

(۲۴): جیسے دوسری جگہ فرمایا:

''اور نابینا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے۔''

(۲۵): جس قسم کے حالات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش آ رہے تھے تقریباً ایسے ہی حالات گزشتہ انبیاء کو پیش آ چکے تھے۔ لہٰذا ان کا ذکر کیا جا رہا ہے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمت بندھے اور کفار و مشرکین کو عبرت ہو۔ جب بھی کوئی نبی کسی قوم میں جاتا ہے تو قوم گمراہی میں ڈوبی ہوتی ہے لہٰذا سب سے پہلے نبی اسے عذاب الٰہی سے ڈراتا ہے۔

ع ۲ / ۱۶ / ۲

(۲۶): انذار کے بعد سب سے پہلا درس اللہ کی وحدانیت ہی کا ہوتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

''ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسے وحی کی کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو میری ہی عبادت کر۔''

(الانبیاء ۲۱:۲۵)

(۲۷): ہر قوم میں سب سے سرکش لوگ وہاں کے چوہدری اور کھڑپینچ قسم کے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے سوسائٹی میں اپنے مفادات کے تحفظ کے انتظامات کر رکھے ہوتے ہیں۔ ایسی کوئی بھی تبدیلی جس سے انکے مفادات متاثر ہونے کا اندیشہ ہو اسکی ممانعت کرتے ہیں چاہے وہ حق کی بات ہی کیوں نہ ہو الا ماشاءاللہ

- نبی کی اطاعت کی ذمہ داری سے بھاگنے کیلئے ہمیشہ ہی سے یہ بہانہ استعمال کیا گیا ہے۔

(ا) یہ تو ہمارے جیسا انسان ہے نبی کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ بہانہ لوگ نبی کی زندگی میں کرتے ہیں کیونکہ وہ خود اسے دن رات دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

(ب) بعد میں آنیوالے یہ بہانہ کرتے ہیں کہ وہ نبی تو ہے مگر بشر نہیں ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جو بشر نہ ہوگا اسکی اطاعت بشر کیسے کرے گا؟

- دوسری طرف انبیاء یا کسی بھی اصلاحی تحریک کے حامی و ناصر، غریب، کمزور اور مظلوم طبقہ کے لوگ ہوتے ہیں۔
- تم مجھے اپنے جیسا ہونے کا الزام دیکر رد کر رہے ہو حالانکہ میرے اندر امتیازی صفات تو موجود ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتیں۔

(ا) میں نے کبھی شرک نہیں کیا۔

(ب) اللہ نے مجھے نبوت اور ہدایت سے سرفراز کیا ہے۔ اگر تمہیں یہ کوئی امتیاز نظر نہیں آ رہا ہے تو میں زبردستی تو کسی کو ہدایت یافتہ نہیں بنا سکتا۔

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ

اور اے میری قوم! نہیں مانگتا میں تم سے اس (خدمت) پر مال و دولت، نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ کے ذمہ اور نہیں ہوں میں دھتکارنے والا اپنے پاس سے ان لوگوں کو

اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ

جو ایمان لائے، بیشک وہ ملنے والے ہیں اپنے رب سے اور لیکن میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ ایسے لوگ ہو تم، کہ جہالت کرتے ہو﴿٢٩﴾ اور اے میری قوم! کون

يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ

بچائے گا مجھے اللہ (کی پکڑ) سے، اگر میں انہیں دھتکاردوں، کیا (یہ بات) تم نہیں سمجھتے﴿٣٠﴾ اور نہ میں کہتا ہوں تم سے کہ میرے پاس

خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ

اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں جانتا ہوں غیب کی باتیں اور نہ میں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میں یہ کہہ سکتا ہوں، ان لوگوں کے بارے میں جن کو حقیر دیکھتی ہیں

اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ

تمہاری آنکھیں، کہ ہرگز نہیں دے گا انہیں اللہ کوئی بھلائی، اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، بیشک میں اگر ایسا کہوں تو

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ

ضرور ظالموں میں سے ہوجاؤں گا﴿٣١﴾ انہوں نے کہا، اے نوحؑ! یقیناً تو نے جھگڑا کیا ہم سے اور تو نے خوب کیا جھگڑا، تو اب لے آ ؤ ہم پر وہ (عذاب) جس کا تو ہمیں وعدہ کرتا ہے

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ

اگر ہو تم سچوں میں سے﴿٣٢﴾ کہا (نوحؑ نے) کہ یقیناً وہ لائے گا تم پر وہ (عذاب) اللہ ہی اگر اُس نے چاہا، تو نہیں ہو تم

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ

اُسے عاجز کرنے والے﴿٣٣﴾ اور نہیں تمہیں فائدہ پہنچا سکتی میری نصیحت، اگر میں چاہوں، یہ کہ میں نصیحت کروں تمہیں، اگر اللہ کا ارادہ ہو

اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۟ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٤﴾ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ

کہ وہ تمہیں گمراہ رکھے، وہی تمہارا رب ہے اور اُسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے﴿٣٤﴾ کیا وہ لوگ کہتے ہیں، کہ اس نے خود گڑھا ہے اس (قرآن) کو، کہہ دیجئے!

اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿٣٥﴾ع وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ (ع ٣ ١ ٢)

کہ اگر میں نے خود گڑھا ہے تو مجھ ہی پر ہے میرا اجرم اور میں بری ہوں اس سے جو تم جرم کرتے ہو﴿٣٥﴾ اور وحی کی گئی نوحؑ کی طرف (یہ) کہ ہرگز نہیں

يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ۚۖ وَاصْنَعِ

ایمان لائیں گے تمہاری قوم میں سے مگر صرف وہ جو ایمان لا چکے ہیں، سو آپ غمگین نہ ہوں ان (اعمال) پر جو یہ کر رہے ہیں﴿٣٦﴾ اور بناؤ

الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٣٧﴾

ایک کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق اور نہ بات کرنا تم مجھ سے ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے ظلم کیا، یقیناً وہ غرق کئے جائیں گے﴿٣٧﴾

﴿٢٩﴾: ہر نبی کی طرح نبی نوح نے بھی اعلان فرمایا کہ مجھے تم سے کسی اجر کی طلب نہیں ہے۔ میرا اجر اسی کے پاس ہے جس نے مجھے مامور کیا ہے۔ اور یہ بجائے خود حقانیت کی بڑی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زبانی بھی یہ اعلان کرادیا ہے۔

''آپ ﷺ کہہ دیں کہ: اگر میں نے تم سے کچھ اجرت مانگی ہو تو وہ تم ہی رکھو۔ میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے۔'' (سبا ٣٤: ٤٧)

● جو لوگ حق کو پہچان کر اسے قبول کر چکے ہیں وہ حق تعالیٰ کی نظر میں تو بڑے معزز ہیں انہیں میں کیسے بھگا سکتا ہوں۔

﴿٣١﴾: تمام دیگر انبیاء کی طرح بنی نوح بھی شرک کی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔

﴿٣٢﴾: کفر اور شرک عقل کی مت ایسی مار دیتا ہے کہ جو سوچتا ہے اپنے نقصان کا ہی سوچتا ہے۔ حضرت نوح سے یہ کہنے کی بجائے کہ عذاب لے آؤ اگر یہ کہتے کہ اللہ سے دعا کرو کہ ہمارا سینہ کھول دے تو شائد انہیں ہدایت نصیب ہوجاتی۔

﴿٣٤﴾: یعنی اگر تمہاری مسلسل ضد اور ہٹ دھرمی اور حق دشمنی کی بنا پر تمہارے دلوں پر مہر ہو چکی ہے تو میری نصیحت تمہیں کچھ فائدہ نہ دے سکے گی۔

﴿٣٥﴾: یہ حالات جب آپ ﷺ نے اپنی قوم کو سنائے تو انہیں اپنی ذات میں قوم نوح کے ساتھ بہت مماثلث معلوم ہوئی تو انہیں یہ شبہ لاحق ہوا کہ آپ ﷺ خود ہی یہ کلام تمثیلی طور پر پیش کر کے چوٹ کر رہے ہیں تو یہ الزام جڑ دیا۔ گویا یہ الزامی جواب ہے ورنہ اس الزام کو دلیل کی بنیاد پر پہلے آیت نمبر ١٢ میں رد کیا جا چکا ہے۔ گویا یہ حضرت نوح کے واقعہ میں جملہ معترضہ ہوا۔ امام طبری اور حافظ ابن کثیر نے اسے اختیار کیا ہے جبکہ بعض مفسرین اسے حضرت نوح اور ان کی قوم کے متعلق تسلیم کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

﴿٣٧﴾: اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی قوم میں عذاب کا وقت وہی ہوتا ہے جبکہ اس میں کسی ایک کا بھی ہدایت پانے کا امکان نہ رہے اور حقیقت اللہ ہی جانتے ہیں۔ یاد رہے کہ قیامت بھی اس وقت قائم ہوگی جب کہ سب نیک لوگ اٹھالئے جائیں گے۔

● اللہ کا ضابطہ کیسا اچا تلا ہے کافر چاہے نبی کی اولاد ہو۔ بخشش تو دور کی بات ہے نبی کو اس سلسلہ میں بات کرنے کی بھی اجازت نہیں۔

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۠ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ
اور بنانے لگے (نوحؑ) کشتی اور جب بھی گزرتے اس (نوحؑ) کے پاس سے تو اس کی قوم کے سردار اس کا مذاق اڑاتے، کہا (نوحؑ نے)

اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ؕ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ
اگر تم مذاق اڑا رہے ہو ہمارا تو یقیناً ہم بھی مذاق اڑائیں گے تمہارا جیسے تم مذاق اڑا رہے ہو﴿۳۸﴾ اور عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا،

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا
کہ کس پر آتا ہے عذاب، رسوا کرنے والا اور اُترے گا اُس پر دائمی عذاب؟ ﴿۳۹﴾ یہاں تک کہ جب آیا ہمارا حکم

وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ
اور جوش مارنے لگا وہ تنور، تو ہم نے کہا! کہ سوار کرلو اس کشتی میں ہر قسم کے جوڑے (نر و مادہ) دو دو اور اپنے گھر والوں کو، سوائے اس شخص کے کہ پہلے گزر چکا ہے

عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا
اس کے بارے میں حکم اور (انہیں بھی سوار کرلیں) جو ایمان لے آئے ہیں اور نہیں ایمان لائے تھے ان کے ساتھ مگر بہت تھوڑے (لوگ)﴿۴۰﴾ اور کہا! (نوحؑ نے) کہ تم سوار ہو جاؤ اس (کشتی) میں

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ
اللہ ہی کے نام کے ساتھ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا بھی، بیشک میرا رب بہت معاف کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے﴿۴۱﴾ اور وہ چلتی رہی ان کو لے کر

فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۠ وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ
ایسی موجوں میں جو پہاڑ جیسی تھیں اور پکارا نوحؑ نے اپنے بیٹے کو جو تھا دور کنارے پر (کہا) اے میرے بیٹے! تو بھی سوار ہو جا ہمارے ساتھ اور نہ ہو تو

مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا
کافروں کے ساتھ﴿۴۲﴾ (اس نے) کہا! میں ابھی پناہ لے لوں گا کسی پہاڑ کی طرف، وہ بچالے گا مجھے پانی سے (نوحؑ نے) کہا! نہیں ہے

عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ
کوئی بچانے والا آج اللہ کے حکم (عذاب) سے، مگر وہ جس پر رحم کرے اور اسی وقت حائل ہوگئی ان کے درمیان موج اور وہ شامل ہوگیا

مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ
ڈوبنے والوں میں﴿۴۳﴾ اور حکم ہوا اے زمین! نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا۔ اور اتر گیا پانی

وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰى
اور ان کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اور جا ٹھہری (کشتی) جو دی (پہاڑ) پر اور کہا گیا، کہ لعنت پڑ گئی ان لوگوں پر جو ظالم ہیں﴿۴۴﴾ اور پکارا

نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾
نوحؑ نے اپنے رب کو اور عرض کیا! اے میرے رب! میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے﴿۴۵﴾

مجریٰ حفص بفتح المیم و امالۃ الراء ای ۱۲

ع ۴

﴿۳۸﴾: جیسے کہتے ہوں کہ نبوت کے ساتھ ترکھانی بھی شروع کر دی ہے؟ یا یہاں دریا کون سا ہے جس میں کشتی چلاؤ گے۔ جب ہم کشتی میں ہوں گے اور تم لوگ ڈوب رہے ہوگے تو تمہیں معلوم ہوجائیگا کہ مذاق تم سے ہوا یا ہم سے؟

﴿۴۰﴾: یہ وہی تنور ہے جو معروف ہے اور جس میں روٹیاں پکائی جاتی ہیں۔ اسے اللہ رب العزت ذوالجاہ والجلال نے طوفان کی ابتداء کیلئے منتخب فرمایا ہوگا۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اسی افراد تھے بعض نے صرف دس کہا ہے جن میں حضرت نوح کے تین بیٹے سام، حام اور یافث اور ان تینوں کی بیویاں جبکہ چوتھا یام جسے کنعان بھی کہا جاتا ہے اور اسکی والدہ یعنی حضرت نوح کی بیوی ایمان نہ لائے لہٰذا غرق ہو گئے۔ البتہ یام کی بیوی ایمان لانے کی وجہ سے بچ گئی۔ اسی طرح ہر جانور کا جوڑا بھی سوار کرلیا گیا۔

﴿۴۱﴾: ضمناً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کشتی یا جہاز پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔
﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾
سواری پر سوار ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔
سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾
"پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اسے مسخر کیا جبکہ ہم اسکو قابو نہیں کر سکتے تھے اور ہم اپنے رب کی جانب لوٹنے والے ہیں۔" (الزخرف ۴۳: ۱۳-۱۴)

﴿۴۲﴾: زمین سے پانی پھوٹتا رہا اور آسمان سے بارش برستی رہی ہے۔ پانی اتنا بڑھا کہ پہاڑ ڈوبنے لگے۔ پہاڑوں جیسی اونچی موجیں قیامت ڈھا رہی تھیں۔

● اسی دوران حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے یام کو دیکھا جو کہ ایک پہاڑ کے کنارے پر کھڑا تھا کہ ایمان لے آؤ اور ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ۔

﴿۴۳﴾: جودی پہاڑ موصل میں ہے جو آج بھی اسی نام سے مشہور ہے جہاں حضرت نوح کی قوم آباد تھی۔

● یہاں ایک سوال تحقیق سے تعلق رکھتا ہے؟ کیا آج کی نسل انسانی صرف حضرت نوح کی اولاد سے تعلق رکھتی ہے بلکہ اس سے بھی پہلے یہ غور کرنا چاہیے کہ یہ سوال پیدا کیسے ہوا؟ اصل میں یہ غلط فہمی اسرائیلی روایات سے پھیلی ہے۔ دیکھیے پیدائش (۶۔۱۸) اور (۷۔۷) جبکہ قرآن میں صراحت ہے کہ حضرت نوح کے ساتھ جو لوگ ایمان والے تھے وہ بھی کشتی میں سوار تھے آگے نسل انسانی ان سے چلی۔ دیکھیں (الاعراف ۷: ۶۴) اور (مریم ۱۹: ۵۸)

● سورہ مریم کی آیت سے ضمناً یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ طوفان نوح پوری دنیا پر نہیں آیا تھا۔ واللہ اعلم۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ

ارشاد ہوا! اے نوحؑ یقیناً وہ نہیں ہے تمہارے گھر والوں میں سے، بیشک اس کا عمل غیر صالح (خراب) ہے، لہٰذا تم سوال نہ کرو مجھ سے ایسی جس کے بارے میں جس کا نہیں ہے

لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝٤٦ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ

تمہیں کچھ علم: بیشک میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں، یہ کہ (نہ) ہو تم جاہلوں میں سے ۝٤٦ (نوحؑ نے) کہا! اے میرے رب بیشک میں تیری پناہ میں آتا ہوں،

اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝٤٧

اس سے کہ میں تجھ سے سوال کروں اُس چیز کا کہ نہیں ہے مجھے اس کا کوئی علم اور اگر نہ تو نے میری مغفرت کی اور (نہ) تو نے مجھ پر رحم کیا (تو) میں ہو جاؤنگا خسارہ پانے والوں میں سے ۝٤٧

قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ

حکم ہوا! اے نوحؑ! اُتر جاؤ سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے (ساتھ)، تم پر اور ان گروہوں پر جو تمہارے ساتھ ہیں

وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝٤٨ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ

اور کچھ گروہ ایسے ہیں جنہیں دیں گے ہم عنقریب فائدہ (دنیاوی) پھر انہیں پہنچے گا ہماری طرف سے دردناک عذاب ۝٤٨ یہ خبریں ہیں غیب کی،

نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ

ہم انہیں وحی کرتے ہیں آپ کی طرف (اے نبیؐ) نہیں جانتے تھے یہ باتیں تم اور تمہاری قوم، اِس (وحی) سے پہلے، لہٰذا آپ صبر کریں

معانقة ٩ عند المتأخرين ١٢ | الوقف على قاصر | احسن و الذين ١٢

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝٤٩ ع وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

ع ۴ ۱۴ ۴

یقیناً (بہترین) انجام متقیوں کے لئے ہے ۝٤٩ اور (ہم نے بھیجا) عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود کو، اس نے کہا! اے میری قوم: تم اللہ کی عبادت کرو

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝٥٠ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ

نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اُس کے سوا، نہیں ہو تم (اپنے شرک میں) مگر جھوٹ گڑھنے والے ۝٥٠ اے میری قوم! نہیں سوال کرتا میں تم سے اِس (تبلیغ) پر

اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝٥١ وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا

کوئی اجر (بدلہ) نہیں ہے، میرا اجر مگر اس ذات پر جس نے مجھے پیدا کیا، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ؟ ۝٥١ اور اے میری قوم! تم مغفرت طلب کرو

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّیَزِدْكُمْ قُوَّةً

اپنے رب سے، پھر تم توبہ کرو اسی کی طرف وہ بھیجے گا بادل تم پر خوب برسنے والے اور بڑھا دے گا مزید قوت کو

اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ ۝٥٢ قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ

تمہاری (موجودہ) قوت میں اور مت تم روگردانی کرو مجرم بن کر ۝٥٢ انہوں نے کہا! اے ہودؑ نہیں لایا تو ہمارے پاس کوئی واضح دلیل،

وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِیْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝٥٣

(اس لئے) نہیں ہیں ہم چھوڑنے والے اپنے معبودوں کو تمہارے کہنے پر اور نہیں ہیں ہم تیری بات ماننے والے ۝٥٣

٤٦: باوجود اسکے کہ وہ تمہارا صلبی بیٹا تھا مگر جب اسکے اعمال ہی ایسے نہ تھے تو پھر وہ تمہارا اہل کیسے ہوسکتا ہے؟

٤٧: اس سوال جواب سے ایک نہایت اہم سبق ملتا ہے کہ اللہ کے ہاں صرف ایمان اور عمل صالح ہی کی قیمت ہے۔ایک اولوالعزم رسول اپنے بیٹے کیلئے التجا کر رہا ہے تو الٹا اس پر عتاب نازل ہوتا ہے۔اس سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جنہوں نے سستی نجات کیلئے طرح طرح کے عقیدے وضع کر رکھے ہیں۔کسی شخص کا سید ہونا یا کسی بزرگ کا دامن پکڑنا اللہ کے ہاں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کو علم غیب نہیں ہوتا ورنہ وہ ایسی دعا نہ کرتے۔

● انبیاء چونکہ عامتہ الناس کیلئے نمونہ ہوتے ہیں اس لئے انکی عام لغزش پر بھی شدید تنبیہ ہوتی ہے۔ یہی عصمت انبیاء کا مفہوم ہے۔

٤٨: اللہ تعالیٰ نے خبر دیدی کہ تمہارے ساتھ جو لوگ ہیں انکی نسلوں سے بھی سرکش پیدا ہوں گے اور وہ بھی اللہ کے قانون کے مطابق عذاب الیم سے بچ نہ سکیں گے۔

٤٩: حضرت نوح اور آپ ﷺ کے زمانے میں تقریباً چار ہزار سال کا عرصہ ہے۔اس زمانے کی تفصیلی خبریں دینا بجائے خود آپ کی نبوت کی دلیل ہے اور آپ ﷺ کیلئے غیب کی نفی ہے۔

٥٠: بھائی اس مفہوم میں ہے کہ وہ انہی کی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ تمام انبیاء اپنی قوم ہی سے مبعوث ہوتے ہیں۔ یہ قوم عاد اولیٰ ہے۔آثار قدیمہ کے ایک جدید سائنس دان نے انکشاف کیا ہے کہ اہرامات مصر بنانے والی قوم قوم عاد ہی ہے نہ کہ قوم فرعون۔قوم عاد کے افراد کے قد اتنے لمبے تھے کہ وہ اہرامات تعمیر کر سکتے تھے۔ انکے علاوہ اور کوئی قوم ایسی نہیں گزری جو اتنے اونچے اہرامات تعمیر کر سکتی۔سائنس دان کے مطابق ''ارم ذات العماد'' میں ارم لفظ ''ہرم'' ہے۔ دوسری جانب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی صفت پر بیان فرمائی ہے کہ ''تم ہر اونچی جگہ پر نشانی کھڑی کر دیتے ہو'' تفصیلات کیلئے دیکھیں۔ (الاعراف ۷:۷۲:۶۵)

٥١: نبی چونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔لہٰذا ان کا اجر بھی اللہ کے ہاں ہی ہوتا ہے۔دنیا سے وہ کسی اجر کے طالب نہیں ہوتے۔کسی سے اجر طلب نہ کرنا بھی مامور من اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

٥٢: استغفار کے بے شمار فوائد ہیں۔ جہاں استغفار ہو وہاں عذاب الٰہی نہیں آتا۔(الانفال ۸:۳۳) خوشحالی پیدا ہوتی ہے۔مال اور بیٹوں کی کثرت کا بھی ذکر ہے۔
''پھر میں نے انہیں کہا کہ اپنے رب سے استغفار کرو وہ بخشنے والا ہے۔آسمان سے تمہارے لئے موسلا دھار بارش نازل کرے گا۔بیٹوں اور مال کے ذریعے مدد کرے گا۔تمہارے لئے باغات اور نہریں مہیا فرمائے گا۔'' (سورہ نوح ۷۱:۱۲۔۱۱)

٥٣: ہر نبی کو ایسے دلائل دیئے جاتے ہیں جو اسکی نبوت کیلئے کافی ثبوت فراہم کرتے ہیں۔مگر ہٹ دھرم ضدی لوگ کسی ایسے بڑے معجزے کا مطالبہ کر دیتے ہیں جو انہیں ایمان لانے پر مجبور کر دے۔ایسا ایمان لانا فائدہ مند بھی نہیں ہوتا۔

إِن نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ ۗ قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ

نہیں ہم کہتے مگر (یہ کہ) تم کو مبتلا کر دیا ہے ہمارے کسی معبود (دیوتا) نے کسی خرابی میں، ہودؑ نے کہا: بیشک میں بناتا ہوں گواہ اللہ کو اور تم بھی گواہ رہو، کہ یقیناً میں بیزار ہوں

مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾ مِن دُونِهِ ۖ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ ﴿٥٥﴾ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ

ان سے، جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو﴿٥٤﴾ اس (اللہ) کے سوا، سو تدبیر کر لو تم میرے خلاف سب مل کر، پھر نہ دو مجھے ذرا بھی مہلت﴿٥٥﴾ بیشک میرا بھروسہ اللہ پر ہے،

رَبِّي وَرَبِّكُم ۚ مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾

جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، نہیں کوئی چلنے والا (جاندار) مگر پکڑے ہوئے ہے وہ (اللہ) اس کی پیشانی، بیشک میرا رب (ملتا ہے) سیدھے راستے پر﴿٥٦﴾

فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ

پھر اگر تم روگردانی کرو تو یقیناً میں پہنچا چکا ہوں، تم کو وہ پیغام جو دے کر بھیجا گیا ہوں تمہاری طرف اور (تمہارا) جانشین بنادے گا میرا رب کسی اور قوم کو تمہاری جگہ

وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا

اور نہ تم اسے نقصان پہنچا سکو گے کچھ بھی، بیشک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے﴿٥٧﴾ اور جب آ گیا ہمارا حکم (عذاب) تو ہم نے نجات دی ہودؑ

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۖ

کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اُس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور ہم نے انہیں نجات دی شدید عذاب سے﴿٥٨﴾ اور یہ ہے قوم عاد!

جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾ وَأُتْبِعُوا

کہ انکار کیا تھا انہوں نے اپنے رب کی آیات کا اور نافرمانی کی اس کے رسولوں کی اور مانتے رہے ہر سرکش عنادی (ظالم) کی﴿٥٩﴾ اور آ پڑی اُن پر

فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ

اس دنیا میں بھی لعنت اور قیامت کے دن بھی، سنو! بلاشبہ عاد نے انکار کیا اپنے رب کے ساتھ، خبردار رہو، پھٹکار پڑی عاد پر

قَوْمِ هُودٍ ﴿٦٠﴾ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ

جو قوم تھی ہودؑ کی﴿٦٠﴾ اور (ہم نے بھیجا) ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح علیہ السلام کو تو اُس نے کہا! اے میری قوم: تم اللہ کی عبادت کرو، نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود

غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا

سوائے اس کے، اسی نے تم کو پیدا کیا زمین سے اور اُسی نے تم کو آباد کیا اِس میں، سو تم اس سے مغفرت طلب کرو پھر تم توبہ کرو

إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا ۖ

اس کی طرف، بیشک میرا رب بہت قریب ہے (دعائیں) قبول کرنے والا ہے﴿٦١﴾ انہوں نے کہا، "اے صالح علیہ السلام! ہم میں تم تھے ایسے شخص، جس سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں اس سے پہلے،

أَتَنْهَانَا أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿٦٢﴾

کیا تم ہمیں روکتے ہو اس سے، کہ ہم عبادت کریں، ان کی جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا اور یقیناً ہم شک میں مبتلا ہیں اس (توحید) کے بارے میں، کہ تو ہمیں بلاتا ہے اس کی طرف جو اضطراب میں ڈالنے والا ہے﴿٦٢﴾

ع ۵ / ۱۱ / ۵

﴿٥٤﴾: نبی حق کیلئے ہر وقت اپنا سب کچھ کھپا رہے تھے۔ صبح و شام انہیں توحید سمجھانے میں لگے ہوئے تھے تو اتنی محنت اور جدو جہد کو ان بے وقوفوں نے یہ سمجھا کہ معبودوں کی "مار" ہے جو انہیں کسی کل یا پل چین نہیں ہے۔ بزرگوں کی مار کی غلط فہمی آج بھی کئی مسلمانوں کو ہو جاتی ہے۔

﴿٥٦﴾: انبیاء میں جرات ایمانی کتنی زیادہ ہوتی ہے اور کیسے اللہ پر توکل پہاڑ سا ہوتا ہے۔ ذرا تصور کریں جب ایک نبی تن تنہا ساری قوم کو چیلنج کر رہا ہے کہ میرے خلاف تم سب مل کر اور تمہارے خدا مل کر جو بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو اور مجھے قطعاً مہلت نہ دو۔ تقریباً ایسا ہی خطاب حضرت نوحؑ نے بھی اپنی قوم سے کیا تھا۔

"اور انہیں نوح کا قصہ سنایئے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ اے میری قوم اگر تمہیں میرا کھڑا ہونا اور اللہ کی آیات سے نصیحت کرنا گراں گزرتا ہے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کر لیا ہے تم اور تمہارے شریک ایک ضابطہ پر متفق ہو جاؤ جسکا کوئی پہلو تم سے خفیہ نہ رہے پھر جو میرے ساتھ کرنا ہو کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو۔"

(سورہ یونس ۱۰:۷۱)

● ہر جاندار اللہ کے مکمل قبضہ قدرت اور اختیار میں ہے۔ وہ بے پناہ تصرف اور اختیار کے باوجود کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا۔

﴿٥٧﴾: جیسا کہ سنت الٰہی ہے اور یہ سنت جاری ہے اس میں استثنا نہیں۔

﴿٥٨﴾: ان پر نہایت تند و تیز اور سخت ٹھنڈی آندھی کا عذاب آیا۔ یہ آندھی مسلسل آٹھ دن اور سات راتیں چلتی رہی۔ حضرت ہودؑ اور انکے ساتھی اللہ کے حکم سے عذاب سے پہلے نکل ہی گئے تھے۔

﴿٥٩﴾: عاد اولیٰ کی جانب رسول تو صرف ہود ہی آئے مگر جس نے ایک رسول کو جھٹلایا اس نے سب کو جھٹلایا۔

﴿٦٠﴾: "بعد" دوری، لعنت اور ہلاکت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

﴿٦١﴾: ثمود کو عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ قوم تبوک اور مدینہ کے درمیان مدائن صالح جسے "الحجر" بھی کہا جاتا ہے میں آباد تھی۔ ان کے کھنڈرات دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انکی آبادی پانچ لاکھ یا چھ لاکھ ہوگی۔

﴿٦٢﴾: اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول رسالت سے پہلے اپنی قوم کا معزز ترین فرد ہوتا ہے۔ لوگوں کا اس پر اعتماد ہوتا ہے۔ دعوت توحید کے شروع کرنے کی دیر ہے کہ اسی قوم کو نبی کی ذات میں کیڑے نظر آنے لگتے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ

(صالح علیہ السلام نے) کہا: اے میری قوم! بھلا بتاؤ تو کہ اگر ہوں میں ایک واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور اُس نے دی مجھے اپنی طرف سے رحمت تو کون

يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ (٦٣) وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ

میری مدد کرے گا اللہ (کے عذاب) سے، اگر میں اس کی نافرمانی کروں پھر (اگر تمہاری مان لوں تو) نہیں اضافہ کر سکتے تم میرے لئے سوائے نقصان کے (٦٣) اور اے میری قوم! یہ

نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ

اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے عظیم نشانی، تو تم اسے چھوڑ دو کہ کھاتی (چرتی) پھرے اللہ کی زمین میں اور نہ چھونا اس کو برائی کے ساتھ، ورنہ تمہیں پکڑ لے گا

عَذَابٌ قَرِيْبٌ (٦٤) فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ

عذاب بہت جلد (٦٤) پھر انہوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں، تو (صالحؑ نے) کہا عیش کر لو تم اپنے گھروں میں تین دن، یہ وعدہ ہے (اللہ کا)

غَيْرُ مَكْذُوْبٍ (٦٥) فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

جو جھوٹا نہ ہوگا (٦٥) پھر جب آ گیا ہمارا حکم (عذاب) تو بچا لیا ہم نے صالحؑ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے

وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِىِٕذٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ (٦٦) وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

اور رسوائی سے اس دن کی، بیشک آپ کا رب ہی طاقت والا، زبردست ہے (٦٦) اور آ پکڑا ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا تھا ایک چیخ نے،

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (٦٧) كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا

تو وہ پڑے رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے (٦٧) گویا کہ وہ کبھی بسے ہی نہ تھے ان میں، سن لو! بیشک ثمود نے انکار کیا تھا

رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ (٦٨) ع ٦ ٨ ٦ وَلَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا

اپنے رب کا سن لو! پھٹکار ہے ثمود پر (٦٨) اور البتہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لے کر، انہوں نے کہا!

سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاۗءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ (٦٩) فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ

سلام (کرتے ہیں) ابراہیمؑ نے بھی کہا! سلام ہو (تم پر) پھر کچھ دیر نہ گزری کہ لے آئے ابراہیمؑ ایک بچھڑا، بھنا ہوا (٦٩) پھر جب دیکھا (ابراہیمؑ نے) کہ اُن کے ہاتھ نہیں بڑھتے ہیں

اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ (٧٠)

کھانے پر تو ٹھٹھک گئے ان سے اور محسوس کرنے لگے (دل میں) ان سے خوف، انہوں نے کہا: ڈرو نہیں ہم بھیجے گئے ہیں قوم لوطؑ کی طرف (٧٠)

وَامْرَاَتُهٗ قَاۗىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ (٧١)

اور اس (ابراہیمؑ) کی بیوی کھڑی تھی (یہ سن کر) وہ ہنس پڑی، پھر ہم نے اسے خوشخبری دی اسحٰقؑ کی اور اسحٰقؑ کے بعد یعقوبؑ (پوتے) کی (٧١)

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ (٧٢)

اس نے کہا ہائے! خاک پڑے! کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور یہ میرے خاوند بھی بوڑھے ہیں؟ یقیناً یہ تو بڑی عجیب بات ہے (٧٢)

(٦٣): نبوت سے پہلے بھی یہ خرافات تو میرا ضمیر کبھی برداشت نہ کرتا۔

(٦٤): قوم نے کسی بڑے معجزہ کا مطالبہ کیا۔ اگر ایسا معجزہ دیکھیں گے تو ایمان لے آئیں گے اور معجزہ یہ طلب کیا کہ ہماری آنکھوں کے سامنے پہاڑ سے حاملہ اونٹنی برآمد ہو۔ جو ہمارے سامنے بچہ جنے۔ حضرت صالح نے اللہ سے دعا کی۔ پہاڑ میں یک لخت جنبش ہوئی اور ایک شگاف سے دیو ہیکل اونٹنی برآمد ہوئی۔ اس نے کچھ عرصہ بعد بچہ جنا۔ چونکہ یہ اونٹنی عام طریقہ سے ہٹ کر بطور معجزہ پیدا ہوئی اسی لئے اسے "ناقۃ اللہ" یعنی اللہ کی اونٹنی کہا گیا ہے۔

● اللہ کی یہ اونٹنی عام اونٹنیوں سے کافی بڑے سائز کی تھی۔ اسکی خوراک بھی زیادہ تھی۔ اونٹنی کے پانی پینے کیلئے ایک دن مقرر تھا اور باقی دنوں سارے جانوروں کیلئے جبکہ کھانے پینے کیلئے ہدایات یہ تھیں کہ اسے آزاد پھرنے دیا جائے اور وہ خود ہی چر چگ لے گی۔

معجزہ طلب کرنے پر جو اونٹنی انہیں دی گئی وہی ان کیلئے وبال جان بن گئی۔ جتنا پانی دوسرے سارے جانور پیتے اتنا اکیلے ہی یہ اونٹنی پی لیتی۔ حالانکہ انکے ہاں پانی کی پہلے ہی قلت تھی اور جتنا کھانے دوسرے سارے جانور کھاتے اتنا یہ اونٹنی اکیلے ہی کھا جاتی چنانچہ ایک بدبخت قذار بن سالف نے اس "مصیبت" سے جان چھڑانے کیلئے تلوار سے اس پر وار کیا۔ اونٹنی نے ہولناک چیخ ماری اور اسی پہاڑ میں جا کر غائب ہو گئی جہاں سے نکلی تھی۔ اسکا بچہ بھی اسی پہاڑ میں جا کر غائب ہو گیا۔ اگرچہ مارنے والا صرف ایک ہی شخص تھا مگر ساری قوم کی تائید اسے حاصل تھی۔

(٦٥): تین یوم بعد عذاب آنے کی دھمکی سن کر بھی یہ قوم نہ سنبھلی۔ اونٹنی کو ٹھکانے لگانے کے بعد وہی بدبخت حضرت صالح کو مارنے کے بارے میں بھی صلاح مشورہ کرنے لگا۔

(٦٧): مقررہ وقت پورا ہونے پر اچانک نیچے سے شدید زلزلہ اور اوپر سے ہولناک چیخ کا عذاب آ گیا جس سے ساری قوم مر گئی اور حالت یہ تھی کہ یہ سب لوگ پیٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے گویا کہ عذاب کی شدت سے خود کو بچانے کی کوشش کر رہے ہوں۔

(٦٩): یہ فرشتے انسانی شکل میں حضرت ابراہیم کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم سلام و دعا کے بعد انکی مہمان نوازی میں مشغول ہو گئے۔ حضرت ابراہیم کے خوف کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ فرشتوں کی آمد عام حالات کی وجہ سے نہیں ہے تو پھر کس کی شامت آئی ہے؟

(٧١): حضرت لوط حضرت ابراہیم کے چچا کے بیٹے تھے۔

(٧٢): حضرت سارہ کو ہنسی کیوں آئی؟ --- شائد اس وجہ سے آئی ہو کہ قوم لوط کیسی غافل ہے عذاب سر پر ہے اور انہیں اپنے بچاؤ کی ہوش ہی نہیں یا ممکن ہے کہ اس عمر میں حضرت اسحاق کی پیدائش کی خبر سے ہنسی آ گئی ہو جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ط

(فرشتوں نے) کہا! کیا تم تعجب کرتی ہو اللہ کے حکم پر؟ رحمت ہو اللہ کی اور اس کی برکتیں نازل ہوں تم پر اے (ابراہیمؑ کے) اہل بیت!

اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى

یقیناً اللہ نہایت قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۞ پھر جب دور ہو گئی ابراہیم کی گھبراہٹ اور مل گئی انہیں (اولاد کی) خوشخبری،

يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿٧٥﴾ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ

تو اُس نے جھگڑنا شروع کر دیا ہم سے قوم لوطؑ کے بارے میں۞ بلاشبہ ابراہیمؑ بڑے تحمل والے نرم دل اور ہم سے لو لگانے والے تھے۞ اے ابراہیمؑ!

اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ

اعراض کرو اُس سے کہ بیشک آ چکا ہے حکم تمہارے رب کا اور اب یقیناً اُن پر آ کر رہے گا عذاب (جو) نہ

مَرْدُوْدٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ

ٹلنے والا ہے۞ پھر جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوطؑ کے پاس تو وہ مغموم ہوا بوجہ ان سے دل میں اور کہا

هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ط وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

یہ دن ہے انتہائی سخت۞ اور آئی اس کے پاس اس کی قوم بے اختیار دوڑتے ہوئے اس کی طرف اور پہلے بھی کیا کرتے تھے وہ

السَّيِّاٰتِ ط قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا

بُرے کام (انہیں دیکھ کر) کہا (لوطؑ نے)! اے میری قوم! یہ ہیں میری بیٹیاں (قوم کی ان سے نکاح کر لو) وہ بہت پاکیزہ ہیں تمہارے لئے پس ڈرو اللہ سے اور نہ

تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ط اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿٧٨﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا

تم مجھے رسوا کرو، میرے مہمانوں کے معاملہ میں، کیا نہیں ہے تم میں کوئی بھی مرد بھلا؟۞ انہوں نے کہا! یقیناً تو جانتا ہے کہ نہیں ہے

لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً

ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی حق (دلچسپی) اور یقیناً تو جانتا ہے کہ ہم جو چاہتے ہیں۞ (لوطؑ نے) کہا! کاش! ہوتی میرے پاس تمہارے مقابلہ کے لئے طاقت

اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ

یا میں پناہ لے سکتا کسی سہارے کی جو بہت مضبوط ہوتا۞ (فرشتوں نے) کہا! اے لوطؑ! بیشک ہم بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں تیرے رب کے، ہرگز نہیں پہنچ سکیں گے یہ تم تک،

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ط اِنَّهٗ

لہٰذا چل پڑو اپنے گھر والوں کو لے کر کسی حصے میں رات کے، اور نہ پیچھے مُڑ کر دیکھے تم میں سے کوئی مگر تمہاری بیوی (جو ساتھ نہ جائے) بیشک اس پر بھی

مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ط اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ط اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿٨١﴾

وہی مصیبت آنے والی ہے جو ان لوگوں پر آئے گی، بیشک ان کے (تباہی کے) وعدے کا وقت صبح کا ہے، کیا نہیں ہے صبح قریب؟۞

۞٧٣: ضمناً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے بیوی اہل بیت سے ہوتی ہے۔ اس سے اس فرقے کا رد ہوتا ہے جو کہ امہات المومنین کو آپ ﷺ کے اہل بیت نہیں سمجھتا۔

۞٧٤: ''ہم سے جھگڑنے لگے'' سے مراد یہ ہے ہمارے فرشتوں سے جھگڑنے لگے۔ یہ انداز کلام انتہائی محبت کی وجہ سے ہے جیسے کہا کہ اس بستی میں تو لوط بھی ہیں وغیرہ اور اس سے آپ کا مقصد عذاب کو موخر کرنا تھا اس امید میں کہ شائد کچھ اور لوگوں کو ایمان کی توفیق مل جائے گی۔

۞٧٧: یہ فرشتے حضرت لوط کے پاس انتہائی خوبصورت بے ریش لڑکوں کی شکل میں مہمان ہوئے۔ حضرت لوط کو اپنی قوم کے کرتوت معلوم تھے کہ لونڈے بازی ان میں کس حد تک ان میں رچ بس گئی ہے۔ چنانچہ انہیں خوف ہوا کہ قوم کے بدمعاش ان سے ان مہمانوں کا مطالبہ کریں گے جبکہ میری اتنی طاقت نہیں کہ انہیں روک سکوں۔ یہی وجہ آپ کی گھٹن کی تھی۔

۞٧٨: غالباً یہ قوم کی بیٹیوں کی جانب اشارہ تھا۔ یہ امام طبری کی رائے ہے جبکہ الفاظ سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ انہوں نے خود اپنی بیٹیوں کی جانب اشارہ کیا ہو۔ ایسی صورت میں مفہوم یہ ہے کہ یہ لڑکیاں تمہارے لئے پاکیزہ ہیں انہی سے نکاح کرو اور مجھ سے میرے مہمانوں کا مطالبہ نہ کرو۔

۞٧٩: فطرت سے بغاوت کس حد تک ان میں رچ بس چکی تھی۔ وہ انکے اس جواب سے واضح ہو جاتا ہے۔

۞٨٠: اس علاقہ یعنی سدوم میں حضرت لوط غریب الدیار تھے۔ نبوت ملنے کے بعد حضرت ابراہیم نے انہیں فلسطین سے یہاں بھجوایا۔ لہٰذا یہاں ان کا کوئی کنبہ قبیلہ نہ تھا۔ آپ کی بیوی بھی کافرہ تھی اور قوم کے ساتھ ساز باز میں شریک رہتی تھی۔ ان حالات میں آپ کے منہ سے یہ الفاظ اضطراری طور پر ادا ہوئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ حضرت لوط پر رحم کریں وہ شدیداً آسراء (یعنی ذات باری تعالیٰ) رکھتے تھے''۔ (بخاری)

۞٨١: یہ بدمعاش ہم تک کیا پہنچیں گے؟ تم تک بھی نہ پہنچنے پائیں گے۔

● غالباً حضرت لوط نے اپنی اس بے کسی کی حالت کی وجہ سے یہ خواہش ظاہر کی ہوگی کہ پھر ابھی عذاب ہو جائے۔ جس کے جواب میں فرشتوں نے یہ کہا۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۵

پھر جب آ گیا ہمارا حکم (عذاب) تو ہم نے کر دیا اس (بستی) کے اوپر والے حصے کو اس کے نیچے (پلٹ) کر دیا اور ہم نے اس (بستی) پر پتھر کنکر یلے

مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۳﴾ ع ۱۵ ۷

تہ بتہ (لگا تار)﴿۸۲﴾ وہ نشان زدہ تھے آپ کے رب کے پاس سے اور نہیں ہے وہ بستی ان ظالموں سے کچھ دور﴿۸۳﴾

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ

اور (بھیجا ہم نے) مدین والوں کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو، انہوں نے کہا اے میری قوم! تم عبادت کرو اللہ کی، نہیں ہے تمہارا کوئی معبود سوائے اس کے

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ

اور نہ کمی کرو ناپ اور تول میں، بیشک میں دیکھتا ہوں تمہیں خوشحال اور بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر

عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ﴿۸۴﴾ وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ

ایک ایسے دن کے عذاب سے جو سب کو گھیر لے گا﴿۸۴﴾ اور اے میری قوم! تم پورا کرو ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۸۵﴾

اور نہ کم دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت پھرو تم زمین میں فسادی بن کر﴿۸۵﴾

بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۵ وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۸۶﴾

اللہ کی بقیہ (جائز نفع) بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر ہو تم مومن اور نہیں ہوں میں تم پر محافظ﴿۸۶﴾

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ

انہوں نے کہا! اے شعیبؑ! کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے کہ ہم چھوڑ دیں، ان (معبودوں) کو جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا، یا (نہ) کریں ہم

فِیْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ یٰقَوْمِ

اپنے مالوں میں وہ تصرف جو ہم چاہتے ہیں بس تم ہی تو رہ گئے ہو بردبار اور نیک چلن آدمی﴿۸۷﴾ (شعیبؑ نے) کہا! اے میری قوم!

اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَرَزَقَنِیْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ

دیکھو تو اگر ہوں میں واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور اُس نے دیا ہو مجھے اپنی طرف سے رزق اچھا، (تو کیسے نافرمانی کروں) اور نہیں

اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰی مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

میں چاہتا یہ کہ میں تمہاری مخالفت کروں اس بات کی کہ منع کر رہا ہوں جس سے میں تم کو، نہیں چاہتا میں مگر اصلاح کرنا

مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ﴿۸۸﴾

اپنی استطاعت کے مطابق اور نہیں ہے مجھے توفیق مگر اللہ کی طرف سے، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی سے میں رجوع کرتا ہوں﴿۸۸﴾

﴿۸۳﴾: قوم لوط کی بستی کو بلندی پر لے جا کر الٹا کر زمین پر پٹخ دیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ ان پر کھنگھر پتھروں کی بارش کی گئی۔ یہ پتھر بھی نشان زدہ تھے۔ غالباً اسی شدید عذاب کی وجہ سے یہ علاقہ سطح سمندر سے چار سو میٹر نیچے دب گیا جہاں اب بحیرہ مراد ہے جسے بحیرہ لوط بھی کہتے ہیں۔ مزید تفصیلات کیلئے دیکھیں (الاعراف ۷: ۸۰_۸۴)

﴿۸۴﴾: قدیم تجارتی شاہراہ جو یمن ’مکہ‘ ینبوع سے ہوتی ہوئی شام تک جاری تھی جس کے ذریعے تجارت کر کے قریش کے لوگ بہت خوشحال ہو گئے تھے۔ اسی شاہ راہ پر خلیج عقبہ کے کنارے مدین واقع ہے۔ دوسری جانب ایک دوسری بڑی بین الاقوامی تجارتی شاہراہ جو عراق کو مصر سے ملاتی ہے اسی علاقہ سے گزر کر جاتی ہے گویا یہ علاقہ بہت بڑا تجارتی چوک یا منڈی بن گیا تھا۔ اسی قوم کو قرآن کریم میں ”اصحاب الایکہ“ بھی کہا گیا ہے۔ ان لوگوں نے اپنی اسی جغرافیائی حیثیت کی وجہ سے تجارت سے خوب فائدہ اٹھایا۔

● آپ بھی اپنی قوم میں مبعوث ہوئے جس کی وجہ سے بھائی کہا گیا ہے۔

● دیگر تمام انبیاء کی طرح سب سے پہلی دعوت توحید کی دی گئی ہے۔ شرک کے علاوہ بعض مخصوص اقوام میں مخصوص بیماریاں ہوتی ہیں جیسے قوم لوط لونڈے بازی کی لعنت میں گرفتار تھی۔ قوم شعیب تجارتی ہیرا پھیریاں کرتے تھے۔ چنانچہ انبیاء کی دعوت میں توحید کے بعد ایسی ہی مخصوص بیماریاں موضوع بنتی ہیں۔

﴿۸۵﴾: ایسی تمام تجارتی ہیرا پھیریاں جس سے دوسروں کا حق غصب کیا جا سکے فساد فی الارض ہیں۔ جیسے فرمایا: ”ڈنڈی مارنے والوں کیلئے ہلاکت ہے۔ جب خود ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب دوسروں کو ماپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ کیا وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اٹھائے جانیوالے ہیں“۔ (سورہ المطففین ۸۳: ۱_۴)

﴿۸۶﴾: ”بقیت اللہ“ یعنی حلال طریقہ سے کمایا گیا منافع یا اسکے علاوہ ہونے والا منافع۔

﴿۸۷﴾: اس سے مراد نماز بھی ہو سکتا ہے یا دین کیونکہ نماز دین کا ستون ہے لہٰذا اسے نماز سے تعبیر کیا گیا کیا تمہاری نمازوں کے اثرات اب ہم پر بھی ظاہر ہوں گے۔ ہم اپنی مرضی کی عبادت نہ کریں اور اپنی مرضی کی تجارت نہ کریں؟ یہ تمسخر سے کہتے۔

﴿۸۸﴾: واضح دلیل سے مراد داعیہ فطرت ہے جو کہ تحت الشعور میں موجود رہتا ہے۔

● رزق جس کا ایک معنی تو ظاہری ہے کہ حلال وطیب مال و دولت عطا ہوا ہے۔ دوسرا معنی نبوت کیا گیا ہے۔

وَيٰقَوۡمِ لَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شِقَاقِيۡۤ اَنۡ يُّصِيۡبَكُمۡ مِّثۡلُ مَاۤ اَصَابَ قَوۡمَ نُوۡحٍ

اور اے میری قوم! نہ تمہیں اکسائے میری مخالفت اس بات پر کہ پہنچے تمہیں مثل اس عذاب کے کہ پہنچا تھا قوم نوحؑ کو

اَوۡ قَوۡمَ هُوۡدٍ اَوۡ قَوۡمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡكُمۡ بِبَعِيۡدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسۡتَغۡفِرُوۡا

یا قوم ہودؑ کو یا قوم صالحؑ کو اور نہیں ہے قوم لوطؑ تم سے کچھ دور(۸۹) اور تم مغفرت طلب کرو

رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ رَحِيۡمٌ وَّدُوۡدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوۡا يٰشُعَيۡبُ مَا نَفۡقَهُ

اپنے رب سے، پھر تم توبہ کرو اُسی کی طرف، بیشک میرا رب بڑا مہربان اور بہت محبت کرنے والا ہے(۹۰) انہوں نے کہا! اے شعیبؑ! نہیں سمجھتے ہم

كَثِيۡرًا مِّمَّا تَقُوۡلُ وَاِنَّا لَنَرٰٮكَ فِيۡنَا ضَعِيۡفًا ۚ وَلَوۡلَا رَهۡطُكَ لَرَجَمۡنٰكَ ؗ وَمَاۤ

بہت کچھ اس میں سے جو تو کہتا ہے اور یقیناً ہم دیکھتے ہیں تمہیں اپنے درمیان کمزور اور اگر نہ ہوتی تمہاری برادری تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کر دیتے اور نہیں ہے

اَنۡتَ عَلَيۡنَا بِعَزِيۡزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَهۡطِىۡۤ اَعَزُّ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ ؕ

تو ہم پر کچھ غالب(۹۱) (شعیبؑ نے) کہا! اے میری قوم! کیا میری برادری طاقتور ہے تمہارے لئے اللہ سے؟

وَاتَّخَذۡتُمُوۡهُ وَرَآءَكُمۡ ظِهۡرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّىۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا

اور اسی لئے کر رکھا ہے تم نے اس (اللہ) کو پس پشت، بیشک میرا رب تمہارے سب اعمال کا احاطہ کیے ہوئے ہے(۹۲) اور اے میری قوم! تم عمل کرو

عَلٰى مَكَانَتِكُمۡ اِنِّىۡ عَامِلٌ ؕ سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ مَنۡ يَّاۡتِيۡهِ عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ

اپنی جگہ، بلاشبہ میں بھی عمل کر رہا ہوں، عنقریب معلوم ہو جائے گا تم کو، کہ کس پر آتا ہے عذاب، جو اُسے رُسوا کر دے گا

وَمَنۡ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارۡتَقِبُوۡۤا اِنِّىۡ مَعَكُمۡ رَقِيۡبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّيۡنَا

اور کون ہے جو جھوٹا ہے اورتم انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں(۹۳) اور جب آیا ہمارا حکم (عذاب) تو ہم نے نجات دی

شُعَيۡبًا وَّالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا الصَّيۡحَةُ

شعیبؑ کو اور اُن لوگوں کو، جو ایمان لائے تھے اس کے ساتھ، اپنی رحمت سے اور آ پکڑا ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا تھا، ایک سخت چیخ نے،

فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دِيَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا فِيۡهَا ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّمَدۡيَنَ

تو وہ ہو گئے اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے(۹۴) گویا کہ کبھی نہیں رہے تھے وہ اُن میں، سُن لو دوری (لعنت) ہے مدین والوں کے لئے

كَمَا بَعِدَتۡ ثَمُوۡدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ۙ ﴿۹۶﴾

ع ۸ / ۱۲ / ۸

جیسے (رحمت سے) دور ہوئے تھے ثمود(۹۵) اور یقیناً ہم نے بھیجا موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ اور واضح دلیل کے (ساتھ)(۹۶)

اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوۡۤا اَمۡرَ فِرۡعَوۡنَ ۚ وَمَاۤ اَمۡرُ فِرۡعَوۡنَ بِرَشِيۡدٍ ﴿۹۷﴾

فرعون اوراس (کی قوم) کے سرداروں کی طرف، تو انہوں نے اتباع کی فرعون کے حکم کی اور نہیں تھا حکم فرعون کا بھلائی والا(۹۷)

(۸۹): قوم میں اور حضرت شعیب میں یہ مکالمات تیزی بھی اختیار کر جاتے اور اس میں اشتعال بھی پیدا ہوتا ہوگا۔ اسی بناء پر حضرت شعیب نے فرمایا کہ میری مخالفت کہیں قبول حق سے مانع نہ ہوجائے۔

● قوم لوط کا علاقہ جغرافیائی طور پر مدین سے متصل ہی تھا۔ اور ان دونوں قوموں کا درمیانی وقفہ کوئی چھ سات سو برس تھا۔ لہٰذا سینہ بہ سینہ منتقل ہونیوالے واقعات باسانی معلوم ہو سکتے تھے۔

(۹۱): جو باتیں تم کہتے ہو کہ تجارتی ہیرا پھیری چھوڑیں پھر تو ہمارا کاروبار ہی نہ چل سکے گا۔ یہ باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔

(۹۴): یہاں قوم شعیب کا چنگھاڑ سے ہلاک ہونا مذکور ہے۔ سورۃ اعراف میں زلزلہ کا ذکر ہے۔ سورۃ شعرا میں ”عذاب یوم ظلۃ“ کا ذکر ہے یعنی عذاب کے بادل سائبان کی طرح ان پر محیط ہو گئے۔ پہلے ان پر ایک بادل چھا گیا جس سے شعلے اور چنگاریاں نکلنے لگیں۔ پھر اس سے ہولناک اور کرخت قسم کی آواز برآمد ہوئی۔ اسی دوران نیچے سے زلزلہ نے آلیا تو یہ سب لوگ اپنے گھروں میں موت کی آغوش میں چلے گئے۔ انکی حالت یہ تھی کہ انہوں نے سینوں کو زمین سے چمٹا رکھا تھا تاکہ انہیں عذاب سے کم از کم تکلیف محسوس ہو۔

(۹۶): یہ فرعون جس کی جانب حضرت موسیٰؑ بھیجے گئے تھے۔ مرنفتہ (Mernfetha) کہلاتا تھا۔ یہ خدائی کا دعویدار تھا اور اسکی قوم کے لوگ فی الواقع اسے خدا ہی سمجھتے تھے۔ اس کی ممی آج بھی قاہرہ کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ کے تفصیلی واقعات کا ذکر نہیں کیا گیا۔

● مراد حضرت موسیٰ کو دیئے گئے معجزے ہیں۔

”اور بے شک ہم نے موسیٰ کو ۹ واضح نشانیاں عطا کیں۔“ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷: ۱۰۱)

(۹۷): اس دعوت کو قبول کرنے کا اثر صرف فرعون کی ذات پر ہی نہ ہوتا بلکہ اسکے سب درباریوں پر بھی ہوتا جنہیں اپنے مناصب سے دست بردار ہونا پڑتا۔ لہٰذا ان سب نے حق قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرعون کا ساتھ نہ چھوڑا۔

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿٩٨﴾

وہ آگے آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر انہیں پہنچا دے گا آگ میں اور بُرا ہے وہ گھاٹ جہاں وہ اتارے جائیں گے﴿٩٨﴾

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿٩٩﴾ ذٰلِكَ

اور پیچھے لگ گئی ان کے اس دنیا میں لعنت اور (لگ جائے گی) قیامت کے دن بھی، بہت برا ہے وہ انعام جو انہیں دیا جائے گا﴿٩٩﴾ یہ

مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿١٠٠﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ

کچھ خبریں ہیں اُن (برباد) بستیوں کی، جو بیان کررہے ہیں، ہم تمہارے سامنے، ان میں کچھ اب بھی قائم ہیں اور (کچھ) مٹ چکی ہیں﴿١٠٠﴾ اور نہیں ہم نے اُن پرظلم کیا اورلیکن (خود)

ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ظلم کیا انہوں نے اپنے نفسوں پر، چنانچہ نہ فائدہ دیا انہیں اُن کے اُن معبودوں نے جنہیں وہ پکارتے تھے اللہ کے سوا

مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿١٠١﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ

ذرا بھی، جب آ گیا حکم (عذاب) آپ کے رب کا اور نہ اضافہ کیا انہوں نے اُن کے لئے سوائے تباہی و بربادی کے﴿١٠١﴾ اور ایسی ہی ہوا کرتی ہے پکڑ

رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

آپ کے رب کی، جب وہ پکڑتا ہے کسی بستی کو ظلم کرتے ہوئے، بیشک اس کی پکڑ بڑی دردناک اور سخت ہوتی ہے﴿١٠٢﴾ یقیناً اس میں

لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ

ایک بڑی نشانی ہے ہر اس شخص کے لئے جو ڈرتا ہے عذاب آخرت سے، وہ ایک (ایسا) دن ہوگا کہ جمع کیے جائیں گے جس میں تمام انسان اور وہ

يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ

دن ہے (جس میں) سب حاضر کئے جائیں گے﴿١٠٣﴾ اورنہیں ہم مؤخر کرتے اُس دن کو، مگر ایک مدت (پورا کرنے) کے لئے جو گنی چنی ہے﴿١٠٤﴾ جب وہ دن آجائے گا تو نہ بات کرسکے گا کوئی جاندار

اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿١٠٥﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا

مگر اس کی اجازت سے، پھر اُن میں سے کوئی بدبخت ہوگا کوئی نیک بخت﴿١٠٥﴾ سو وہ لوگ جو بدبخت ہوں گے وہ تو آگ میں ہوں گے، وہ اُس میں

زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ

چلّائیں گے اور دہاڑیں ماریں گے﴿١٠٦﴾ وہ ہمیشہ رہیں گے اس (آگ) میں جب تک قائم ہیں آسمان اور زمین، مگر جو چاہے

رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

آپ کا رب، بیشک آپ کا رب کرگزرنے والا ہے اس کو جو وہ چاہتا ہے﴿١٠٧﴾ اور رہے وہ لوگ جو نیک بخت بنائے گئے، تو وہ جنت میں ہوں گے، وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں،

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿١٠٨﴾

جب تک قائم ہیں آسمان اور زمین، مگر یہ کہ جو چاہے آپ کا رب یہ بخشش ہوگی بے انتہا﴿١٠٨﴾

﴿٩٨﴾: ورد کے معنی ہیں پانی پینے کی جگہ پہنچنا اور کسی چیز کے آنے کیلئے بھی ورد استعمال کیا جاتا ہے۔ گویا یوم قیامت سب لوگ اپنے اپنے لیڈروں کے پیچھے ہولیں گے۔ اچھے لیڈر اپنے پیروکاروں کو جنت کی طرف لے جائیں گے جب کہ سرکش قسم کے لوگ اپنے پیروکاروں کو جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ ذرا تصور کریں کہ یہ جلوس کس قدر بڑے ہوں گے۔ صالح لیڈروں کو انکے پیروکار دعائیں دے رہے ہوں گے جبکہ غلط روش پر چلنے والے لیڈروں پر لعنتوں اور گالیوں کی بوچھار ہو رہی ہوگی۔

﴿١٠٠﴾: ح ص د — کھیتی کاٹنا۔ ایسی بستیاں جو کٹی پڑی ہیں، تباہ ہو چکی ہیں۔

﴿١٠١﴾: کیونکہ عذاب کا اصل سبب ہی وہ بنے تھے۔

﴿١٠٢﴾: حضرت ابی موسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب مواخذہ کرتا ہے تو پھر وہ بڑا اشدید ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی“ (بخاری)

﴿١٠٣﴾: اس کا ایک معنٰی یہ کیا گیا ہے کہ ”سب کو حاضر کیا جائیگا“ تا کہ حساب لیا جا سکے۔ دوسرا معنی یہ کیا گیا ہے کہ اس دن شہادت قائم ہوں گی۔

﴿١٠٤﴾: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”قیامت اس وقت قائم ہوگی جب صرف نافرمان لوگ ہی رہ جائینگے“۔ (مسلم)
قیامت کا معین وقت کسی کو بھی نہیں بتلایا گیا اور نہ ہی کسی کو اسکی موت کا وقت بتلایا گیا ہے۔ یہ باتیں اللہ کی مشیت کے خلاف ہیں اور اس سے وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے جس کیلئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔

﴿١٠٥﴾: اتنی کسی کی جرات اور حوصلہ ہی نہ ہوگا کہ کوئی بات کر سکے مگر جب اللہ کی جانب سے اذن ہوگا۔ اذن کے بعد سفارش کا موقع میسر آئے گا۔

﴿١٠٦﴾: ”زفیر“ وہ آواز ہے جو کہ گدھا ابتداء میں نکالتا ہے اور وہ پست ہوتی ہے جب بعد میں یہ آواز بہت بلند ہو جاتی ہے تو اسے ”شہیق“ کہتے ہیں۔

﴿١٠٧﴾: یہ الفاظ بطور محاورہ استعمال ہوئے ہیں جس کا مطلب لامحدود مدت لیا جاتا ہے۔ طریق استدلال میں مفسرین میں اختلاف ہوا ہے۔
امام طبری کہتے ہیں کہ وہ ”جتنا عرصہ زمین وآسمان قائم رہے مگر اسکے علاوہ جو اللہ چاہے“ اور اللہ تعالیٰ نے ”خلود“ اور ”ابد“ تک چاہا ہے۔ امام ابن کثیر کے مطابق یہ زمین وآسمان دنیا کے نہیں کیونکہ یہ تو قیامت کے ساتھ ہی فنا ہو جائیں گے بلکہ یہ جنت کے ہیں اور اس استثنا کا یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے گناہ گار اہل توحید کچھ عرصہ جہنم میں رہنے کے بعد نکالے جائیں گے۔ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔
جنت میں ہمیشہ رہنے سے استثنا کا بھی یہی مفہوم ہے کہ کچھ جنتی بعد میں جنت میں داخل ہوں گے۔ کچھ لوگ اس جانب بھی گئے ہیں کہ اللہ چاہے تو عرصہ بعد عذاب موقوف کر دے اس کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ واللہ اعلم۔

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ

سو نہ ہوں آپ شک میں ان کے بارے میں جن کی عبادت کرتے ہیں یہ لوگ، نہیں عبادت کرتے مگر اسی طرح جس طرح عبادت کرتے تھے ان کے باپ دادا

مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿١٠٩﴾ۧ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى (ع ۹ ۱۴ ۹)

اس سے پہلے اور یقیناً ہم ضرور پورا پورا دیں گے اُن کو، اُن کا حصہ، بغیر کسی کمی کے⑩ اور البتہ ہم نے دی تھی موسیٰؑ کو

الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ

کتاب، تو اختلاف کیا گیا اس میں اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے طے ہو چکی ہے آپ کے رب کی طرف سے، تو ضرور فیصلہ کر دیا گیا ہوتا ان کے درمیان

وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١١٠﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ

اور یقیناً وہ لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں اس کے بارے میں جو انہیں بے چین کرنے والا ہے⑩ اور بیشک ہر ایک کو اُس وقت ضرور پوری جزا دے گا، آپ کا رب ان کے اعمال کا،

اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١١١﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ

بیشک وہ ان اعمال سے جو یہ کر رہے ہیں پوری خبر رکھتا ہے⑪ سو ثابت قدم رہیں آپ بھی جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ بھی جنہوں نے توبہ کی آپ کے ساتھ اور نہ تم سرکشی کرو،

اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ

بیشک وہ (اللہ) تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے⑫ اور نہ جھکنا ان لوگوں کی طرف جو ظالم ہیں، ورنہ لپیٹ میں آ جاؤ گے تم بھی جہنم کی

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ

اور نہ ہوگا تمہارے لئے سوائے اللہ کے کوئی اور سرپرست، پھر نہ ملے گی تمہیں کوئی مدد⑬ اور قائم کریں نماز

طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ

دن کے دونوں سروں پر اور ابتدائی گھڑیوں میں رات کی، بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو، یہ

ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾ۚ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٥﴾ فَلَوْلَا

یاد دہانی ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے⑭ اور آپ ثابت قدم رہیں، تو بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا اجر، نیکی کرنے والوں کا⑮ پھر کیوں نہ

كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ

ہوئے ان قوموں میں سے جو تم سے پہلے تھیں، ایسے اہل عقل و بصیرت جو منع کرتے فساد برپا کرنے سے زمین میں،

اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا

مگر تھوڑے ہی، ان لوگوں میں سے جنہیں ہم نے نجات دی اُن میں سے اور پیچھے پڑے رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا (ظالم)، ان (چیزوں) کے جو انہیں فراوانی سے دیا گیا تھا اور تھے

مُجْرِمِيْنَ ﴿١١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿١١٧﴾

وہ مجرم (گنہگار)⑯ اور نہیں ہے آپ کا رب ایسا، کہ وہ ہلاک کرے بستیوں کو ظلم سے جبکہ اُن کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہوں⑰

۱۰۹: یہ خطاب تو آپ ﷺ سے ہے جبکہ مقصود کفار ہیں۔ بلاغت کا یہ اسلوب اکثر زبانوں میں مستعمل ہے۔

۱۱۰: یعنی اگر مہلت دینے کا فیصلہ نہ کیا جا چکا ہوتا تو انکا فیصلہ فوری چکا دیا جاتا۔

۱۱۲: سفیان بن عبد اللہ الثقفی روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"کہہ دو کہ میں ایمان لایا اور پھر (اس پر) ڈٹ جاؤ"۔ (مسلم)

۱۱۳: یعنی ان سے دوستی نہ کرو اور ان سے مدد حاصل نہ کرو کہیں تمہیں ان کے اعمال پسند نہ آنے لگیں۔

۱۱۴: کے اطراف سے مراد صبح اور مغرب کی نماز ہے جبکہ گئے رات سے عشاء کی نماز مراد ہے۔ صالح اعمال خاص طور پر نماز سیات کو دفع کرتی ہیں۔ یہ آیت تین مفہوم ادا کرتی ہے اور تینوں ہی درست ہیں۔
(ا) نیکیاں گناہ کا کفارہ بن جاتی ہیں اور ان سے گناہ کی نحوست دور ہو جاتی ہے۔
(ب) نیکیاں کرنے سے انسان کی طبیعت میں برائی چھوڑنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے اور چھوڑ دیتا ہے۔
(ج) جہاں نیکی ہو وہاں خوشحالی پیدا ہوتی ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"بلاشبہ نماز فحاشی اور برائی سے روکتی ہے"۔ (العنکبوت ۲۹:۴۵)
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
"کسی شخص نے ایک (انصاری) عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر (ندامت ہوئی اور) آپ ﷺ کے پاس آ کر اپنا گناہ بیان کیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (یہ آیت سننے کے بعد) اسی شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کیا یہ امر (نماز سے صغیرہ گناہوں کا معاف ہو جانا) خاص میرے لئے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ میری امت سے جو بھی ایسا کرے"۔ (بخاری)
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"کوئی مومن فرض نماز پڑھے جس کے لئے اچھا وضو کیا ہو، خشوع وخضوع اور رکوع احسن ہوں تو یہ گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے"۔ (مسلم)

۱۱۵: پہلے نماز کا ذکر فرمایا اور اس آیت میں صبر کی تلقین فرمائی۔ ایک مومن کیلئے یہی دو ہتھیار ہوتے ہیں جس سے آڑے وقت میں وہ فائدہ اٹھاتا ہے۔

۱۱۶: یہاں قوموں کے عروج وزوال اور عذاب کا ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔ جو لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں وہی عذاب سے نجات کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿١١٨﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ

اور اگر چاہتا آپ کا رب، تو ضرور بنا دیتا تمام لوگوں کو ایک امت، جبکہ وہ ہمیشہ رہیں گے باہم اختلاف کرنے والے ﴿١١٨﴾ مگر جن پر رحمت ہے آپ کے رب کی

وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١١٩﴾

اور اس (امتحان) کے لئے اُس نے اُنہیں پیدا کیا اور پوری ہوگئی بات آپ کے رب کی، کہ میں ضرور بھروں گا جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے ﴿١١٩﴾

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاۗءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ

اور (ضرورت کی) ہرایک چیز کو ہم بیان کرتے ہیں آپ پر رسولوں کی خبروں میں سے کہ مضبوط رکھتے ہیں ہم اس کے ساتھ آپ کا دل اور آگیا ہے آپ کے پاس اس میں حق

وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ ۭ

اور (اس میں) نصیحت اور یاددہانی مومنوں کے لئے ﴿١٢٠﴾ اور کہہ دیجئے! اُن لوگوں سے جونہیں ایمان لا رہے ہیں کہ آپ عمل کرتے رہیں اپنے طریقہ پر،

اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿١٢١﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ

بلاشبہ ہم عمل کرتے ہیں (اپنے طریقہ پر) ﴿١٢١﴾ اور تم انتظار کرو، بیشک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں ﴿١٢٢﴾ اور اللہ ہی کے لئے ہے غیب آسمانوں کا اور زمین کا اور اُسی کی طرف

يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٣﴾ ع ١٠ / ١٤ / ١٠

لوٹائے جاتے ہیں تمام معاملات، سو اُسی کی عبادت کرو اور توکل کرو اُسی پر اور نہیں ہے تمہارا رب غافل اُس سے جو تم عمل کرتے ہو ﴿١٢٣﴾

(١٢) سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ (٥٣)

اٰيَاتُهَا ١١١ — رُكُوْعَاتُهَا ١٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الۗرٰ ۣ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿١﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

ا۔ الف۔ لام۔ را۔ یہ آیات ہیں واضح کتاب کی ﴿١﴾ یقیناً ہم نے نازل کیا ہے اسے قرآن عربی (زبان) میں، تاکہ تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿٢﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا

سمجھو ﴿٢﴾ ہم بیان کرتے ہیں آپ پر بہترین بیان، بذریعہ اپنی وحی کے آپ کی طرف یہ

الْقُرْاٰنَ ڰ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿٣﴾ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ

قرآن اور اگرچہ تھے آپ اس سے پہلے بالکل بے خبر ﴿٣﴾ (یاد کرو) جب کہا! یوسفؑ نے اپنے باپ سے، اے ابا جان!

اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿٤﴾

بیشک میں نے دیکھا گیارہ ستاروں کو اور سورج کو اور چاند کو، دیکھا میں نے ان کو اپنے لئے سجدہ کرتے ہوئے ﴿٤﴾

﴿١١٨﴾: اگر اللہ چاہتا تو وہ انسان کو بھی فرشتوں کی طرح ''آزادی انتخاب و اختیار'' کی قوت نہ بخشتا تو لوگ کبھی کافروں میں بٹ ہی نہ سکتے تھے، مگر اللہ نے یہ نہیں چاہا۔

● اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ اختلاف اللہ کی مشیت تو ہے مگر رضا نہیں ہے۔

﴿١٢٠﴾: یہی حکمت قرآن کریم کو وقفہ وقفہ سے نازل کرنے کی بیان کی گئی۔

گویا جس قسم کے حالات آپ کو پیش آ رہے ہیں ہو بہو یہ ہی حالات پہلے انبیاء کو بھی پیش آئے اور جب اسکا انجام آپ کو معلوم ہوتا ہے تو دل میں یک گونہ مسرت پیدا ہوتی ہے کہ یہی حق اور ہدایت اور کامیابی کا راستہ ہے۔

اسکے علاوہ یہ غیب کی خبریں بھی ہیں چنانچہ یہ معجزہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور مومنین کیلئے ذکر اور ان کے دلوں میں یہ ایمان کو بڑھانے کا بھی باعث ہیں۔

تفسیر سورہ یوسف

﴿٢﴾: چونکہ پہلے مخاطب عرب تھے اس لئے قرآن عربی ہی میں نازل ہوا۔

ہزاروں سال گزر گئے ہیں مگر اس زبان کی تازگی اور قوت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کیونکہ اگر یہ لسان صفحہ ہستی سے مٹ جائے تو حفاظت قرآن کا اللہ کا وعدہ غیر موثر ہو جاتا ہے لہٰذا اس لحاظ سے یہ ایک معجزہ ہے۔

﴿٣﴾: قرآن اکثر مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت علم غیب کی نفی کرتا ہے۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ

کہا (یعقوبؑ نے) اے میرے بیٹے! نہ بیان کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں سے ورنہ وہ چل کر رہیں گے تیرے ساتھ کوئی چال۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ

بیشک شیطان انسان کا دشمن ہے کھلا ہوا۵ اور اسی طرح منتخب کرلے گا تجھے تیرا رب اور تجھے سکھائے گا

مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا

تعبیر کرنا (خوابوں کی تہہ تک جانا) اور وہ پوری کرے گا اپنی نعمت تم پر اور ال یعقوب پر، اُسی طرح جس طرح اُس نے اسے پورا کیا تھا (اس نعمت کو)

ع ٦ ۱۱

عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦﴾ لَقَدْ

تیرے باپ دادا پر اِس سے پہلے، (یعنی) ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ پر، بیشک تیر ارب خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے٦ یقیناً

كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ

تھیں یوسفؑ اور اُس کے بھائیوں (کے قصہ) میں بہت سی نشانیاں پوچھنے والوں کے لئے۷ جب انہوں نے (آپس میں) کہا! کہ یوسفؑ اور اس کا بھائی (بنیامین) محبوب ہیں

اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۚۖ ﴿۸﴾ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ

ہمارے باپ کو ہم سے، حالانکہ ہم ایک (طاقتور) جتھا ہیں۔ بیشک ہمارے باپ صریح غلطی پر ہیں۸

اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾

تم قتل کردو یوسفؑ کو یا اسے پھینک دو کسی زمین میں، تاکہ خالص ہو جائے تمہارے لئے توجہ، تمہارے باپ کی اور تم ہو جانا اس کے بعد نیکوکار۹

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ

کہا! ایک کہنے والے نے انہی میں سے، کہ مت قتل کرو تم یوسفؑ کو، بلکہ ڈال دو اسے کسی اندھیرے کنویں میں، (کہ) اٹھا لے جائے اسے

بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ

کوئی مسافر، اگر ہو تم کچھ کرنے والے۱۰ انہوں نے کہا! اے ہمارے ابا جان! کیا بات ہے کہ آپ ہم پر بھروسہ نہیں کرتے یوسفؑ کے معاملہ میں

وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾

حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں۱۱ بھیج دیجئے اسے ہمارے ساتھ کل، تاکہ وہ کھائے پیئے اور کھیلے کودے اور ہم اس کی پوری حفاظت کریں گے۱۲

قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ

کہا (یعقوبؑ نے) مجھے یہ بات رنج میں ڈالتی ہے کہ تم لے جاؤ اسے اور مجھے یہ ڈر بھی ہے کہ کہیں کھاجائے اسے بھیڑیا جبکہ تم اس کی طرف سے

غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

غافل ہو۱۳ وہ کہنے لگے، اگر اسے کھا جائے بھیڑیا جبکہ ہم ایک (طاقتور) جتھا ہیں، بلاشبہ تب تو ہم بالکل خسارہ اٹھانے والے ہوں گے۱۴

٦: حضرت یعقوب نے اس خواب کی یہ تعبیر فرمائی کہ

(ا) اللہ تعالیٰ حضرت یوسف کو نبوت سے سرفراز فرمائے گا اور دین کی خدمت لے گا۔

(ب) انہیں تاویل الاحادیث سکھلائے گا۔ اس سے صرف خواب کی تعبیر ہی مراد نہیں بلکہ بات کی تہہ تک پہنچنے کی صلاحیت مراد ہے۔ مفسرین کے مطابق خواب میں جو سجدہ حضرت یوسف نے دیکھا تھا وہ سجدہ تعظیمی تھا اور ہماری شریعت میں منسوخ ہے۔

۷: یہود سے متعلق مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب سب کا مسکن تو فلسطین اور شام کا علاقہ تھا پھر بنی اسرائیل مصر کیسے جا پہنچے؟ انکا گمان یہ تھا کہ امی نبی ہے ایسے تاریخی سوال کا جواب نہ دے سکے گا جس پر کئی صدیاں گذر گئی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت پر پوری سورت نازل فرما دی اور مزید قصہ یوسف کو مشرکین پر بھی چسپاں کر دیا کہ خود انہیں آئینہ میں اپنی صورت نظر آتی رہے اور اپنے انجام کے متعلق اشارے ملتے رہیں۔ اسکے علاوہ یہود جن کے کہنے پر مشرکین نے یہ سوال پوچھا ان کے کرتوت بھی سامنے آتے رہے۔

۸: حضرت یوسفؑ اپنے باپ حضرت یعقوب کو دوسرے بیٹوں سے زیادہ لاڈلے تھے۔ اسکی کئی وجوہات تھیں جیسے:

(ا) آپ دوسرے بھائیوں سے عمر میں چھوٹے تھے۔ چھوٹے بیٹے والدین کو عموماً زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔

(ب) حضرت یوسف اور بنیامین کی حقیقی والدہ فوت ہو چکیں تھیں۔

(ج) آپ انتہائی حسین وجمیل تھے۔

(د) دیگر بھائیوں کی نسبت آپ بہت ہی نیک سیرت تھے۔

● حضرت یوسف اور بنیامین ایک ماں سے تھے جبکہ باقی دس بھائی دوسری ماؤں سے تھے۔ مختلف وجوہ کی بناء پر وہ حضرت یوسف اوران کے بھائی بن یمین سے حسد کرنے لگے۔ وہ جلتے بھنتے کہ کام کاج تو ہم کریں جبکہ باپ کی شفقت انہیں ملے۔

۹: یہ وہ شیطانی چالیں ہیں جو ہر دور میں شیطان بنی نوع انسان کو سکھلاتا رہا ہے۔

۱۰: غَیٰبت الجب۔ کنویں کے اندھیرے اور گہرائی۔

۱۳: حضرت یعقوبؑ کو چونکہ حضرت یوسفؑ والا خواب معلوم تھا اورانہیں بھائیوں کے یوسف کے بارے میں خیالات سے بھی آگاہی تھی لہٰذا اپنے احسانات کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَن يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ

پھر جب لے گئے وہ اُسے اور طے کر لیا انہوں نے کہ ڈال دیں اسے (اندھیرے) کنویں کی گہرائی میں، تو وحی کی ہم نے یوسفؑ کی طرف،

لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٥﴾ وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ﴿١٦﴾

کہ تو انہیں ضرور خبر دے گا ان کے اس کام کی، جبکہ وہ نہیں سمجھتے ہوں گے (اپنے نتائج سے)⑮ اور وہ آئے اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے⑯

قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِندَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۖ

انہوں نے کہا! اے ہمارے ابا جان! بیشک ہم لگے ہوئے تھے دوڑ کا مقابلہ کرنے میں اور ہم نے چھوڑ دیا تھا یوسفؑ کو اپنے سامان کے پاس، تو کھا گیا اسے بھیڑیا

الربع

وَمَا أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ وَجَاءُوا عَلَىٰ قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ

اور آپ یقین نہیں کریں گے ہماری بات کا، اگرچہ ہم سچے ہوں⑰ اور لگا لائے وہ اس کی قمیص پر خون جھوٹا،

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ

(یعقوبؑ نے) کہا: بلکہ گڑھ لی ہے تمہارے نفسوں نے ایک بات، سو صبر ہی بہتر ہے۔ اور اللہ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے

عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾ وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ

اس کے بارے میں جو تم بیان کررہے ہو⑱ اور آیا قافلہ تو انہوں نے بھیجا اپنے پانی لانے والے کو تو اس نے لٹکایا اپنا ڈول

قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾

(یوسفؑ کو دیکھ کر) بول اٹھا خوشخبری ہو یہ تو لڑکا ہے۔ اور چھپا لیا انہوں نے اُسے پونجی سمجھ کر اور اللہ خوب جانتا ہے اُسے جو وہ کررہے تھے⑲

ع ٢ / ١٢

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ﴿٢٠﴾

اور انہوں نے اُس کو بیچ دیا، تھوڑی سی قیمت پر چند درہموں میں اور تھے وہ اس سے بے رغبت⑳

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِن مِّصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا

اور کہا! اس شخص نے جس نے خریدا تھا اُسے مصر میں اپنی بیوی سے، اسے اچھی طرح رکھنا، امید ہے کہ وہ ہمیں نفع دے

أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِن تَأْوِيلِ

یا ہم اسے بنا لیں بیٹا۔ اور اس طرح ہم نے جگہ دی یوسفؑ کو سر زمین (مصر) میں اور یہ اس لئے کیا تا کہ ہم اسے سکھائیں تعبیر کرنا

الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾

باتوں (معاملہ فہمی) کی اور اللہ غالب ہے اپنے ہر کام پر اور لیکن اکثر انسان نہیں جانتے㉑

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾

اور جب پہنچ گئے وہ (یوسفؑ) اپنی جوانی کو تو ہم نے اسے عطا فرمائی حکمت اور علم۔ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو㉒

⑮: باپ سے ضد کر کے حضرت یوسف کو ساتھ لے گئے۔

● ذرا تصور کریں کہ یہ بھائی حضرت یوسف کو کنویں میں پھینک رہے ہوں گے۔ تو انکے ہاتھ پاؤں باندھے گئے ہونگے۔ ایک ایک سے انہوں نے منت سماجت کی ہوگی مگر ظالموں کے دل کس قدر سخت ہوئے ہونگے۔ اس وقت حضرت یوسف کے نازک سے دل پر کیا بیت رہی ہوگی۔ اسکا ایک معنٰی تو یہی ہے جو ترجمہ میں اختیار کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ اس کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس وحی کے بارے میں انہیں کچھ خبر ہی نہ ہوگی۔

⑰: چونکہ یہ لوگ کوئی عادی مجرم تو نہ تھے صرف حسد کی وجہ سے بھائی کو راستے سے ہٹانے لگے تو وہی بہانہ کردیا جس کے بارے میں حضرت یعقوبؑ نے خدشہ پہلے ہی ظاہر کردیا تھا۔

⑱: مفسرین لکھتے ہیں کہ بکری کے بچہ کا خون ان کی قمیص پر مل دیا مگر وہ قمیص پھاڑنا اور نوچنا بھول گئے۔ حضرت یعقوب فوراً سمجھ گئے کہ یہ ڈرامہ ترتیب دیا گیا ہے۔ کچھ پہلے ہی انہیں خطرہ تھا۔ پھر قمیص کے خون سے بھی انہیں اندازہ ہوگیا کہ یہ کیسا بھیڑیا ہے جس نے انتہائی احتیاط سے پہلے قمیص اتاری اور پھر حضرت یوسف کو کھا گیا۔

● صبر جمیل ایسا صبر ہے جس میں شکوہ شکایت نہ ہو، جزع وفزع نہ ہو، یعنی نوحہ اور ماتم اور بین وغیرہ نہ ہو۔

⑲: جب پانی نکالنے والے نے ڈول پھینکا تو حضرت یوسف اس میں سوار ہوگئے اور رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ جب خوبصورت بچے کو دیکھا تو باچھیں کھل گئیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں بردہ فروشی کا عام رواج تھا۔

● بضاعۃ۔ مال تجارت کو کہتے ہیں۔ قافلے والوں نے اس واقعہ کو مشہور کرنا مناسب نہ سمجھا تا کہ کوئی دعویدار نہ کھڑا ہوجائے۔

㉑: جس شخص نے حضرت یوسفؑ کو خریدا وہ مصر کے کسی اعلیٰ عہدہ پر فائز تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق وہ شاہی خزانوں کا محافظ تھا۔ قرآن نے اسے عزیز مصر کہا ہے۔ یہی لقب بعد میں حضرت یوسفؑ کیلئے بھی استعمال ہوا۔ یہ شخص بے اولاد تھا۔ حضرت یوسفؑ کو دیکھتے ہی سمجھ لیا تھا کہ یہ کوئی غلام نہیں ہے بلکہ کسی انتہائی معزز گھرانے کا فرد ہے جسے گردش زمانہ یہاں لے آئی ہے۔

● چنانچہ اس نے اپنی بیوی جس کا نام بائبل کی روایات کے مطابق زلیخا مشہور ہوگیا تھا اس نے کہا کہ ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔

● اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کیلئے امور سلطنت کی تربیت کا بھی انتظام فرمادیا جو کہ کنعان میں رہتے ہوئے ممکن نہ تھی۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ

اور اس کو پھسلایا اس عورت نے کہ وہ (یوسفؑ) جس کے گھر میں تھا اور بند کردیے اس عورت نے (سب) دروازے اور کہنے لگی! بس آجاؤ

قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ

یوسفؑ نے! کہا اللہ کی پناہ، بیشک وہ (عزیز مصر) میرے مربی ہیں یقیناً بہت اچھی طرح مجھے رکھا ہے، بیشک نہیں فلاح پاتے ظالم لوگ﴿۲۳﴾ اور یقیناً

هَمَّتْ بِهِ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ ۚ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ

ارادہ کیا اس عورت نے اس (یوسفؑ) کا، اور وہ (بھی) ارادہ کرلیتا اس کا، اگر نہ ہوتی یہ بات کہ دیکھ لی تھی اس (یوسفؑ) نے بُرہان اپنے رب کی، اسی طرح (اسے نشانی دکھائی)، تاکہ دور کردیں ہم اُس سے برائی

وَالْفَحْشَاءَ ۚ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ

اور بے حیائی کو، بیشک وہ (یوسفؑ) ہمارے منتخب بندوں میں سے (تھے)﴿۲۴﴾ اور بڑھے وہ دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف اور پھاڑ دی اس عورت نے

قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ

اس کی قمیص پیچھے سے اور موجود پایا ان دونوں نے اس کے شوہر کو دروازے کے پاس (اسے دیکھتے ہی) وہ بولی! کیا سزا ہے اس شخص کی جو ارادہ

بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي

کرے تیری گھروالی کے ساتھ بدکاری کا، سوائے اس کے کہ وہ قید کیا جائے یا (دیا جائے) دردناک عذاب﴿۲۵﴾ (یوسفؑ نے) کہا! اسی نے پھسلایا تھا مجھ سے

عَنْ نَفْسِي ۚ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا ۚ إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ

اپنا مطلب نکالنے کے لئے اور شہادت دی ایک گواہ نے اس عورت کے خاندان میں سے، کہ اگر ہو اس (یوسفؑ) کا قمیص پھٹا ہوا آگے سے، تو عورت سچی ہے

وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۲۶﴾ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ

اور وہ (یوسفؑ) جھوٹا ہے﴿۲۶﴾ اور اگر ہے اس (یوسفؑ) کا قمیص پھٹا ہوا پیچھے سے، تو وہ عورت جھوٹی ہے اور وہ (یوسفؑ)

مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۖ

سچا ہے﴿۲۷﴾ پھر جب دیکھا شوہر نے کہ اس (یوسفؑ) کا قمیص پھٹا ہے پیچھے سے، تو کہنے لگا! یقیناً یہ عورتوں کی چالبازیاں ہیں،

إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿۲۸﴾ يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۜ وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ ۖ

بیشک تمہاری چالیں غضب کی ہوتی ہیں﴿۲۸﴾ اے یوسف! درگزر کرو اس معاملہ سے اور (اے عورت) تو معافی مانگ اپنے گناہ کی،

إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ

بیشک تو ہی تھی خطاکار﴿۲۹﴾ اور کہا عورتوں نے شہر (مصر) میں کہ عزیز کی بیوی

تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۳۰﴾

پھسلاتی ہے، اپنے غلام کو اپنے نفسانی خواہش کے لئے، یقیناً اسے دیوانہ کردیا ہے محبت نے، بیشک ہم (شہر کی عورتیں) اسے دیکھ رہی ہیں کھلی غلطی میں﴿۳۰﴾

ع ۳ ۹ ۱۳

﴿۲۳﴾: جہاں عزیز مصر کے گھر رہتے ہوئے آپ کو اس وقت کے متمدن ترین ملک کے انتظام کی تربیت حاصل ہوئی وہیں یہ آپ کیلئے زمانہ ابتلاء کا زمانہ بھی تھا۔ آپ تقریباً ۳ سال عزیز مصر کے گھر رہے۔ آپ خوبصورت اور حسین و جمیل تھے۔ آپ کی عمر تقریباً 20 سال ہوگی اور عزیز مصر کی بیوی زلیخا بے اولاد جوان تھی اور آپ کے عشق میں گرفتار ہو گئی۔ معاشرہ بھی آزادانہ اختلاط کا تھا لہٰذا زلیخا کی یہ صنفی خواہش شدت پکڑ گئی۔

﴿۲۴﴾: اللہ تعالیٰ کی وہ برہان کیا تھا؟ جوانی کے اس دور میں لالچ اور خوف کے داعیہ کی موجودگی میں اس ''دعوت'' کو ٹھکرانے کی ہمت۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''حضرت یوسفؑ عزت دار، عزت دار کے بیٹے، عزت دار کے پوتے اور عزت دار کے پڑپوتے تھے جو یعقوب کے بیٹے تھے۔ وہ اسحاق کے پوتے اور ابراہیم کے پڑپوتے تھے (جو سب کے سب انبیاء تھے)۔'' (بخاری)

﴿۲۵﴾: حضرت یوسف باہر کو بھاگے۔ عزیز مصر کی بیوی نے انہیں روکنا چاہا۔ اپنی اسی جدوجہد میں حضرت یوسف کی قمیص پیچھے سے پکڑ لی جس سے وہ پھٹ گئی۔

● دروازہ کھلتے ہی جب عزیز مصر نظر آیا تو سارا الزام حضرت یوسف کے سر تھوپ دیا تاکہ خود کو بے گناہ ثابت کر دے نیز اپنی اس اہانت کا بدلہ حضرت یوسف کو عزیز مصر سے سزا دلوا کر لینا چاہا اور جلدی سے سزا بھی تجویز کردی۔

﴿۲۷﴾: موقع کا غیبی گواہ تو کوئی نہ تھا۔ یہ شہادت قرائن کی شہادت کہلاتی ہے۔ جیسے اگر کسی کے منہ سے شراب کی بو آرہی ہے تو گواہی دی جائے کہ اس نے شراب پی ہے حالانکہ کسی نے شراب پیتے ہوئے دیکھا نہ ہو۔ ایسی شہادت ہر قانون میں معتبر ہوتی ہے اور شہادت یہی تھی کہ اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہو تو اسکا مطلب تو یہ ہی ہوگا کہ حضرت یوسف تو اپنی جان بچا کر بھاگ رہے تھے اور عزیز مصر کی بیوی کے روکنے کی کوشش میں قمیص پیچھے سے پھٹ گئی۔ یعنی اگر ایسا ہو تو ثابت ہوجائے گا کہ حضرت یوسف سچے ہیں۔

﴿۲۸﴾: یہ عزیز مصر کا قول ہے جو کہ اس نے اپنی بیوی کے کرتوت دیکھنے پر کہا۔ یہ نہ اللہ کا قول ہے اور نہ ہی ہر عورت کے متعلق درست لہٰذا اسے ہر عورت پر چسپاں کرنا ظلم ہوگا۔

﴿۳۰﴾: اس طرح کی باتیں تو خواتین خاص طور پر ''اونچے طبقے'' سے تعلق رکھنے والی خوب پھیلاتی ہیں پھر اس میں مرچ مسالہ بھی شامل ہوجاتا ہے۔ انہوں نے عزیز مصر کی بیوی کو مطعون کرنا شروع کردیا۔ اگر کرنا ہی تھا تو اس کیلئے اسے اپنا غلام ہی ملا تھا؟ اور اگر غلام پر فریفتہ ہو ہی گئی تھی تو اسے مائل بھی نہ کرسکی؟

فَلَمَّا سَمِعَتۡ بِمَكۡرِهِنَّ اَرۡسَلَتۡ اِلَيۡهِنَّ وَاَعۡتَدَتۡ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتۡ كُلَّ وَاحِدَةٍ
پھر جب سنی اس (عزیز مصر کی بیوی) نے ان کی ملامت، تو بُلا بھیجا انہیں اور تیار کی ان کے لئے نشست گاہیں اور دی ہر ایک کو
مِّنۡهُنَّ سِكِّيۡنًا وَّقَالَتِ اخۡرُجۡ عَلَيۡهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيۡنَهٗۤ اَكۡبَرۡنَهٗ وَقَطَّعۡنَ اَيۡدِيَهُنَّ ۫ وَقُلۡنَ
اُن میں سے ایک چھری اور کہا (یوسفؑ سے) نکل آان کے سامنے، پھر جب دیکھا ان عورتوں نے اس (یوسفؑ) کو (تو) اسے بہت بڑا جانا (یعنی دنگ رہ گئیں) اور کاٹ بیٹھیں اپنے ہاتھ اور بولیں
حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيۡمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتۡ فَذٰلِكُنَّ الَّذِىۡ
حاشالِلّٰہِ (پاکیزگی اللہ کی) نہیں ہے یہ شخص انسان، نہیں ہے یہ مگر کوئی بزرگ فرشتہ ﴿۳۱﴾ (عزیز کی بیوی نے) کہا: چنانچہ یہی تو ہے وہ شخص
لُمۡتُنَّنِىۡ فِيۡهِ ؕ وَلَقَدۡ رَاوَدْتُّهٗ عَنۡ نَّفۡسِهٖ فَاسۡتَعۡصَمَ ؕ وَلَئِنۡ لَّمۡ يَفۡعَلۡ مَاۤ اٰمُرُهٗ
کہ تم نے مجھے ملامت کی اس کے بارے میں اور میں نے ہی ورغلایا تھا اسے اپنا مطلب نکالنے کے لئے، تو اُس نے (اپنے آپ کو) بچالیا۔ اور اگر کہیں نہ کیا اس نے وہ کام جو میں حکم دیتی ہوں اِسے،
لَيُسۡجَنَنَّ وَلَيَكُوۡنًا مِّنَ الصّٰغِرِيۡنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِمَّا يَدۡعُوۡنَنِىۡۤ
تو وہ ضرور قید کیا جائے گا اور یقیناً ہوگا بہت ذلیل وخوار ﴿۳۲﴾ (یوسفؑ نے) کہا! اے میرے رب قید خانہ مجھ کو پسند ہے بہ نسبت اس کام کے، کہ بلاتی ہیں یہ عورتیں مجھے
اِلَيۡهِ ۚ وَاِلَّا تَصۡرِفۡ عَنِّىۡ كَيۡدَهُنَّ اَصۡبُ اِلَيۡهِنَّ وَاَكُنۡ مِّنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۳۳﴾ فَاسۡتَجَابَ
جس کے لئے اور اگر نہ پھیرے گا تو مجھ سے ان کی چالیں تو میں پھنس جاؤں گا ان کی طرف، اور ہو جاؤں گا جاہلوں میں سے ﴿۳۳﴾ تو قبول فرمالی
لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنۡهُ كَيۡدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ
اُس کی دعا اُس کے رب نے، سو پھیر دیا اس (یوسفؑ) سے ان کی چالیں، بیشک وہی ہے خوب سننے والا خوب جاننے والا ﴿۳۴﴾ پھر ان کے لئے ظاہر ہوا بعد اس کے
ع ۶ ۱۴ مَا رَاَوُا الۡاٰيٰتِ لَيَسۡجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيۡنٍ ﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجۡنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ
کہ انہوں نے دیکھ لیں نشانیاں (صداقت) کہ اسے قید کردیں ایک مدت کے لئے ﴿۳۵﴾ اور داخل ہوئے یوسفؑ کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان، کہا!
اَحَدُهُمَاۤ اِنِّىۡۤ اَرٰىنِىۡۤ اَعۡصِرُ خَمۡرًا ۚ وَقَالَ الۡاٰخَرُ اِنِّىۡۤ اَرٰىنِىۡۤ اَحۡمِلُ فَوۡقَ رَاۡسِىۡ خُبۡزًا
ان میں سے ایک نے، کہ میں نے (خواب) دیکھا ہے کہ، میں نچوڑ رہا ہوں شراب اور کہا دوسرے نے کہ بیشک میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میں اٹھا رہا ہوں اپنے سر پر روٹی،
تَاۡكُلُ الطَّيۡرُ مِنۡهُ ؕ نَبِّئۡنَا بِتَاۡوِيۡلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰٮكَ مِنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا
کھا رہے ہیں پرندے اس میں سے۔ تو بتایئے ہمیں اس کی تعبیر۔ بیشک ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نیک آدمی ہیں ﴿۳۶﴾ (یوسفؑ نے) کہا! کہ نہیں
يَاۡتِيۡكُمَا طَعَامٌ تُرۡزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاۡتُكُمَا بِتَاۡوِيۡلِهٖ قَبۡلَ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا
آئے گا تمہارے پاس وہ کھانا جو ملتا ہے تمہیں مگر میں بتادوں گا تم کو خواب کی تعبیر اس سے پہلے کہ آئے (وہ) تمہارے پاس، یہ ان (علوم) میں سے ہے جو
عَلَّمَنِىۡ رَبِّىۡ ؕ اِنِّىۡ تَرَكۡتُ مِلَّةَ قَوۡمٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۳۷﴾
سکھاتے ہیں مجھ کو میرے رب نے، کیونکہ میں نے چھوڑ دیا ہے، ان لوگوں کا مذہب جو ایمان نہیں لائے اللہ پر اور جو آخرت کے بھی انکاری ہیں ﴿۳۷﴾

﴿۳۱﴾: عزیز مصر کی بیوی نے مصر کی بیگمات کے تبصرے سنے تو انہیں بند کرنے کیلئے ایک ترکیب سوچی۔

● حضرت یوسف کا حسن دیکھ کر وہ قابو میں نہ رہیں اور پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تیسرے آسمان کا دروازہ کھولا گیا تو وہاں یوسف سے ملاقات ہوئی اللہ نے حسن کا آدھا حصہ انہیں عطا کیا تھا"۔ (مسلم)

● جب انہوں نے دیکھا کہ یہ نوجوان آنکھ اٹھا کر اس "حسن کی محفل" کو دیکھتا ہی نہیں تو بے اختیار پکار اٹھیں کہ یہ انسان نہیں بلکہ کوئی معزز فرشتہ ہے۔

﴿۳۲﴾: ان بیگمات کے اس قسم کے تأثرات کو زلیخا نے اپنے "حق بجانب" ہونے کا ثبوت قرار دیا اور آپ کے بارے میں اپنے مذموم عزائم کا برملا اعلان کردیا۔

﴿۳۳﴾: یہ دور آپ کیلئے کس قدر ابتلاء اور آزمائش کا تھا ذرا غور فرمایئے کہ پہلے تو ایک عزیز مصر کی بیوی آپ کے پیچھے پڑی ہوئی تھی اب شہر بھر کی بیگمات آپ کے پیچھے پڑ گئیں۔ ہر ایک انہیں اپنی جانب مائل کرنا چاہتی تھی۔ آپ کیلئے شہر میں چلنا پھرنا دوبھر ہو گیا ہوگا۔ ضمناً اس واقعہ سے مصر کی خواتین کی اخلاقی حالت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ وہ بے حیائی کے کاموں میں کس قدر بے باک تھیں اور مرد کس قدر کمزور تھے۔

● اس سے معلوم ہوا کہ جو عالم اپنے علم کے مطابق عمل نہ کرے وہ شرعی اعتبار سے جاہل ہے۔

﴿۳۵﴾: عورتوں کے بدچلن اور حضرت یوسف کے پاکباز ہونے کے دلائل۔

● غیر معینہ مدت اس لئے کہ انکا کوئی گناہ تو تھا نہیں لہٰذا انہیں سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ سزا کس بنیاد پر دیں اور کتنی مدت کی دیں۔

﴿۳۶﴾: دونوں قیدیوں میں سے ایک بادشاہ کا نان بائی تھا جبکہ دوسرا شراب پلانے پر مامور تھا۔

● محسن کا ایک معنی تو وہی ہے جو ترجمہ میں کیا گیا ہے۔ بعض مفسرین نے اسکا معنی تعبیر بتانے والا بھی کیا ہے۔

﴿۳۷﴾: انہیں اطمینان دلا دیا کہ یہ کام تمہارا کھانا آنے سے پہلے ہی کروں گا۔ گویا اس طرح انہوں نے اپنی دینی دعوت پیش کرنے کیلئے زمین ہموار کرلی۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ

اور میں نے اتباع کی ہے اپنے باپ دادا کے دین ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کی، نہیں ہے ہمارے لئے جائز کہ ہم شریک ٹھہرائیں

بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

اللہ کے ساتھ کسی چیز کو، یہ فضل ہے اللہ کا ہم پر اور تمام انسانوں پر اور لیکن اکثر

النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ (۳۸) یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ

انسان شکر نہیں کرتے (۳۸) اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! کیا بہت سے متفرق رب بہتر ہیں

اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (۳۹) ؕ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ

یا اللہ جو ایک نہایت غالب؟ (۳۹) نہیں تم عبادت کرتے سوائے اس کے مگر چند ناموں کے، وہ نام

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ

تم نے خود ہی رکھے ہیں اور تمہارے باپ دادا نے، نہیں نازل فرمائی اللہ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل، نہیں ہے حکم مگر اللہ ہی کا، اس نے حکم دیا ہے،

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (۴۰)

کہ نہ تم عبادت کرو مگر صرف اسی کی، یہی ہے دین سیدھا اور لیکن اکثر انسان نہیں جانتے (۴۰)

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا ج وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ

اے میرے جیل کے دونوں رفیقو! لیکن تم دونوں میں سے ایک پلائے گا اپنے آقا کو شراب اور رہا دوسرا تو اسے سُولی پر چڑھایا جائے گا،

فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ (۴۱) ؕ وَقَالَ

پھر کھائیں گے پرندے اس کے سر میں سے (نوچ نوچ کر) فیصلہ ہو چکا اس بات کا، جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے ہو (۴۱) اور کہا (یوسفؑ نے)

لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ ز فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ

اس شخص سے جس کے بارے میں (یوسفؑ کا) خیال تھا کہ وہ نجات پانے والا ہے، ان دونوں میں سے کہ میرا ذکر کرنا اپنے آقا سے لیکن بھلوا دیا اس کو شیطان نے،

ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ (۴۲) ع وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰى سَبْعَ

اپنے آقا سے ذکر کرنا تو پڑے رہے (یوسفؑ) قید خانہ میں کئی سال (۴۲) اور کہا بادشاہ نے، میں نے (خواب میں) دیکھا ہے کہ سات

بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ

گائیں موٹی تازی، کھا رہی ہیں اُن کو سات دُبلی گائیں اور سات اناج کی بالیاں ہیں ہری بھری اور (سات) دوسری

یٰبِسٰتٍ ؕ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ (۴۳)

سوکھی۔ اے رؤسا (اہل دربار) مجھے بتاؤ میرے خواب کے بارے میں، اگر تم خواب کی تعبیر بتا سکتے ہو (۴۳)

ع ۵ ۱۵

(۳۸): اللہ کا فضل ہم پر اور سب لوگوں پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان کوئی شریک مقرر نہیں کئے اور ایک اللہ ہی ہماری تمام ضروریات کو کفایت کرتا ہے۔

(۳۹): اللہ کی وحدانیت اور نظام فطرت کو سمجھانے کا یہ بہترین اسلوب ہے۔ خاص طور پر جو لوگ ملازمت پیشہ ہوتے ہیں انہیں اس دلیل سے اللہ کی وحدانیت جلد سمجھ میں آ جاتی ہے۔ یاد رہے کہ حضرت یوسف کے جیل کے دونوں ساتھی بادشاہ کے ملازم تھے۔

(۴۰): انکی اصلیت اس کے سوا کچھ نہیں کہ کسی ایک آدمی نے ایسے مشرکانہ عقائد گڑھ کر کسی معبود یا آستانے کے نام منسوب کر دیئے پھر یہی تھا یہ نسل بعد نسل انکی اولاد میں منتقل ہوتے چلے گئے اور بزرگوں کی تقلید نے ایسے عقائد کو مذہبی جامہ پہنا دیا۔ کسی نے تحقیق کی زحمت گوارا نہ کی کہ الہامی کتابوں میں انکی کچھ دلیل بھی ہے یا نہیں۔

(۴۱): تم میں سے ایک تو واپس اپنے کام پر بحال ہو جائے گا اور بادشاہ کو شراب پلائے گا۔ دوسرے کو سولی ہوگی اور پرندے اس کا گوشت نوچ کر کھائیں گے۔ کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ کہنے لگے ہمیں ایسا خواب آیا ہی نہ تھا ہم تو ویسے ہی تعبیر پوچھ رہے تھے کہ اس قسم کے خواب کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے۔ حضرت یوسف نے فرمایا کہ اب یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور پورا ہو کر رہے گا۔

(۴۲): یعنی بادشاہ سے میرا ذکر کرنا قید میں کوئی بے گناہ قید ہے یہاں لفظ ''ظن'' یقین کا مفہوم دیتا ہے۔ کیونکہ جب ''ظن'' کے بعد ''ان'' آ جائے تو یقین کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں ''گمان کرنا'' مترادفات القرآن مؤلف مولانا عبدالرحمٰن گیلانی۔

● بضع 3-9 کوئی سا بھی طاق عدد۔ مفسرین کے مطابق آپ کی مدت قید 7 سال یا 9 سال تھی۔

(۴۳): بادشاہ اس خواب سے کافی پریشان ہوا ملک بھر کے دانشور اور تعبیر بتلانے والے اکٹھے کئے گئے اور انہیں خواب بتلا کر تعبیر پوچھی۔ اس بادشاہ کا نام الریان بن ولید بیان کیا گیا ہے۔ نام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عربی نام ہے وہ چرواہے بادشاہوں (Hiksos Kings) کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ لوگ عربی النسل تھے اور فلسطین اور شام سے دو ہزار سال قبل مسیح مصر جا کر حکومت پر قابض ہو گئے تھے۔ تفسیروں میں عموماً انہیں عمالقہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ غالباً یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے کہ بادشاہ نے حضرت یوسف کو بہت پذیرائی بخشی۔

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ

انہوں نے کہا! یہ جھوٹے خواب ہیں اور نہیں ہیں ہم ایسے خوابوں کی تعبیر سے کچھ واقف﴿۴۴﴾ اور کہا :اس شخص نے جو

نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا

بچ گیا تھا ان دو (قیدیوں) میں سے اور اسے یاد آیا ایک مدت کے بعد (تو اس نے کہا) میں تمہیں بتاؤں گا اس کی تعبیر، تو مجھے (یوسفؑ کے پاس) بھیج دیجئے﴿۴۵﴾ یوسفؑ! اے

الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ

بڑے سچے! بتایئے ہمیں (تعبیر) کہ سات موٹی گائیں ہیں، جنہیں کھا رہی ہیں سات دُبلی (گائیں) اور سات (اناج کی) بالیاں ہیں

خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ

ہری بھری اور دوسری (سات) سوکھی، تا کہ میں (تعبیر لے کر) واپس جاؤں لوگوں کے پاس تا کہ ان کو بھی معلوم ہو جائے (آپ کے بارے میں)﴿۴۶﴾ (یوسفؑ نے) کہا! کھیتی باڑی کرو گے تم

سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾

سات سال تک لگاتار، پھر جو فصل تم کاٹو اسے رہنے دینا اس کی بالیوں میں سوائے تھوڑی مقدار کے، جس میں سے تم کھاؤ گے﴿۴۷﴾

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا

پھر آئیں گے اس کے بعد سات (سال) بہت سخت، جو کھا جائیں گے وہ (سب) جسے جمع کیا ہو گا تم نے اس (وقت) کے لئے البتہ تھوڑا بچے گا جو

تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع ۶ ۱۶

تم نے محفوظ کر رکھا ہو گا﴿۴۸﴾ پھر آئے گا اس کے بعد ایک سال، جس میں خوب بارشیں ہوں گی لوگوں کے لئے اور اس میں نچوڑیں گے (وہ اس کو)﴿۴۹﴾

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا

اور (تعبیر سن کر) کہا بادشاہ نے! کہ لاؤ میرے پاس اسے، پھر جب آیا یوسفؑ کے پاس شاہی قاصد تو (یوسفؑ نے) کہا! واپس جاؤ، اپنے آقا کے پاس اور پوچھو اس سے کہ کیا

بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ

معاملہ ہے ان عورتوں کا جنہوں نے کاٹ لیے تھے اپنے ہاتھ، بیشک میرا رب ان کی چالوں سے خوب واقف ہے﴿۵۰﴾ (بادشاہ نے) کہا؟ کیا حال ہے تمہارا، اس وقت

اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ۭ

کہ جب تم نے پھسلایا تھا یوسفؑ کو اس کے نفس (کی حفاظت) سے وہ بولیں : حاشا لِلّٰہ! نہیں پائی ہم نے اس میں ذرا بھی برائی،

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ

بولی عزیز (مصر) کی بیوی اب حقیقت ظاہر ہو گئی ہے، میں نے ہی اُس کو پھسلانے کی کوشش کی تھی اور وہ بیشک بالکل

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾

سچا ہے﴿۵۱﴾ (یوسفؑ نے کہا) یہ اس لئے تھا کہ جان لے (عزیز مصر) کہ میں نے نہیں کی تھی خیانت اس کے ساتھ، اس کی غیر حاضری میں اور یہ (بھی) کہ اللہ نہیں کامیاب ہونے دیتا کوئی چال خیانت کرنے والوں کی﴿۵۲﴾

﴿۴۴﴾: اضعاث جمع ضعث جس کے معنی گھاس کا گٹھا ہیں احلام جمع حلم —پریشان خواب۔

﴿۴۵﴾: مجھے یوسف کے پاس بھیجا جائے تو میں اسکی تعبیر بتلا دوں گا۔ چنانچہ اسے بھجوا دیا گیا۔

﴿۴۶﴾: پہلے خوابوں کی تعبیر چونکہ حرف بحرف پوری ہو چکی تھی۔ نیز قید میں حضرت یوسف کے ساتھ رہنے کی وجہ سے آپ کی سیرت بھی جانتا تھا لہٰذا ''صدیق'' کہہ کر مخاطب کیا۔

● حضرت یوسف نے نہ صرف تعبیر بتلا دی بلکہ سائل کو حل بھی بتلا دیا اور یہ اس علم کی بدولت تھا جو کہ اللہ نے آپ کو دے رکھا تھا۔

﴿۴۸﴾: بیج وغیرہ بونے کیلئے۔

﴿۴۹﴾: عصیر جوس کو کہتے ہیں۔ چنانچہ جن اشیاء کو نچوڑ کر اس سے رس یا روغن وغیرہ نکالا جا سکتا ہے ایسی اشیاء کی کثرت ہو گی۔ اس تعبیر اور تفسیر سے بادشاہ عش عش کر اٹھا۔

﴿۵۰﴾: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں جیل میں اتنا عرصہ رہتا جتنا عرصہ حضرت یوسف رہے تو میں آزادی کی اس دعوت کو فوراً قبول کر لیتا''۔ (بخاری)

آپ کے اس جواب سے حضرت یوسف کے بے پناہ تحمل اور وقار کا اندازہ ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جب تک عوام الناس میں بھی آپ کی عفت و عصمت اور بے گناہی نکھر کر سامنے نہ آجائے آپ نے اس آزادی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

﴿۵۱﴾: بیگمات مصر نے بھی صریح الفاظ میں آپ کی عفت و عصمت کی گواہی دیدی اور عزیز مصر کی بیگم نے بھی اپنا اعتراف گناہ کیا اور آپ کی بیگناہی کی شہادت دیدی۔

﴿۵۲﴾: حضرت یوسف نے اعلان کر دیا کہ یہ میں نے اس لئے کیا تھا کہ عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اسکی عدم موجودگی میں کوئی خیانت نہیں کی۔ یہاں خاینین سے مراد بیگمات ہیں جنہیں یہ علم تھا کہ عزیز مصر کی بیگم غلطی پر ہے مگر اس کے باوجود وہ حضرت یوسف پر دباؤ ڈال رہی تھیں کہ انہیں اسکی بات مان لینی چاہیئے۔ بعض مفسرین نے ان دونوں آیات (52-52) کا متکلم عزیز مصر کی بیوی کو ٹھہرایا ہے۔ اسی صورت میں ''لم اخنہ'' کا معنی یہ ہو گا کہ وہ کسی بڑی خیانت کی مرتکب نہیں ہوئی۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ

اور نہیں براءت کر رہا ہوں میں اپنے نفس کو بھی، بیشک نفس تو ضرور اکساتا ہے بدی پر، سوائے یہ کہ کسی پر رحمت ہو میرے رب کی،

اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿٥٣﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا

بیشک میرا رب ہے بہت معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا﴿٥٣﴾ اور کہا! بادشاہ نے کہ لاؤ میرے پاس اس کو تاکہ مخصوص کرلوں میں اُسے اپنے لئے پھر جب

كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿٥٤﴾ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ

گفتگو کی ان سے، (تو بادشاہ نے) کہا! بیشک آپ آج سے ہمارے یہاں باوقار امانت دار ہیں﴿٥٤﴾ (یوسفؑ نے) کہا! مجھے (نگراں) بنادیں زمین کے خزانوں (پیداوار) پر،

اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿٥٥﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ

بیشک میں حفاظت کرنے والا خوب علم والا ہوں﴿٥٥﴾ اور اس طرح ہم نے اقتدار دیا یوسفؑ کو زمین (مصر) میں، تاکہ وہ جگہ بنالے اپنے لئے اس (ملک) میں جہاں

یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿٥٦﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ

چاہے، ہم پہنچاتے ہیں اپنی رحمت سے جسے چاہیں اور نہیں ضائع کرتے اجر نیکی کرنے والوں کا﴿٥٦﴾ اور یقیناً اجر آخرت کا

ع ٨ ١

خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ

بہت بہتر ہے، اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور وہ ڈرتے رہے﴿٥٧﴾ اور آئے بھائی یوسفؑ کے (مصر میں) اور حاضر ہوئے اس کے یہاں

فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ

تو اس نے انہیں پہچان لیا اور وہ اس کو نہ پہچان سکے﴿٥٨﴾ اور جب تیار کروایا ان کا سامان تو (ان سے) کہا! کہ لے کر آنا میرے پاس اپنے اس بھائی کو

مِّنْ اَبِیْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ اُوْفِی الْكَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿٥٩﴾ فَاِنْ لَّمْ

جو باپ کی طرف سے ہے، کیا نہیں دیکھتے تم، کہ میں پورا پورا بھر کر دیتا ہوں پیمانہ اور میں بہترین مہمان نوازی کرنے والا ہوں﴿٥٩﴾ پھر اگر نہ

تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿٦٠﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا

لائے تم اس کو میرے پاس تو نہیں ہے کوئی ماپ (غلّہ) تمہارے لئے میرے پاس اور نہ تم میرے قریب آنا﴿٦٠﴾ انہوں نے کہا! ہم ضرور آمادہ کریں گے اس کے بارے میں اس کے باپ سے اور یقیناً

لَفٰعِلُوْنَ ﴿٦١﴾ وَقَالَ لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَعْرِفُوْنَهَاۤ

کرلیں گے (ایسا)﴿٦١﴾ اور (یوسفؑ نے) کہا! اپنے جوانوں (خادموں) سے کہ رکھ دو ان کی پونجی (نقدی) ان کے سامان میں، تاکہ وہ اُسے پہچان لیں،

اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤی اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْۤا اِلٰۤی اَبِیْهِمْ قَالُوْا

جب وہ لوٹ کر جائیں اپنے گھر والوں کی طرف، شاید وہ پھر لوٹ کر آئیں﴿٦٢﴾ تو جب وہ لوٹے اپنے باپ کے پاس تو انہوں نے کہا!

یٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٦٣﴾

اے ہمارے ابا جان! منع کردیا گیا ہے ہم سے ماپ دینے سے (آئندہ) تو بھیج دیجئے ہمارے ساتھ ہمارے بھائی (بنیامین) کو تاکہ ہم ماپ (غلہ) لاسکیں اور یقیناً ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں﴿٦٣﴾

﴿٥٣﴾: بھری محفل میں حضرت یوسف کی بے گناہی ثابت ہونے اور اصل مجرم کے اعتراف گناہ کے بعد نفس میں کس قدر غرور سر اٹھا سکتا تھا لہٰذا آپ نے فوراً اس کی اصلاح کر دی کہ ایسی بات نہیں ہے کہ نفس برائی پر مائل ہو ہی نہیں سکتا بلکہ یہ خالص اللہ کی مہربانی ہے۔ دوسری جانب اگر یہ عزیز مصر کی بیوی کا قول مان لیا جائے تو ویسے ہی فٹ بیٹھتا ہے۔

﴿٥٥﴾: یہاں ''خزائن الارض'' سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ حضرت یوسف نے وزارت مالیات یا وزارت خوراک وغیرہ طلب کی تھی۔ جبکہ خود قرآن کی گواہی اسکے خلاف ہے۔ اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے یوسف کو زمین میں اقتدار بخشا۔ آیت نمبر 100 میں مذکور ہے کہ حضرت یوسف نے اپنے والدین کو عرش پر بٹھلایا۔ گویا خزائن الارض کنایہ ہے ''معاملات حکومت'' کا۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی اقتدار ایسے ہی نہیں ہوگئی بلکہ مصر میں حضرت یوسف کا اعلیٰ اخلاقی معیار زبان زد عام ہو چکا تھا۔ ملک مصر نے اپنی کونسل سے مکمل صلاح و مشورہ کیا ہوگا جس کے بعد اقتدار انکے حوالہ کرنا طے پایا۔ خود بادشاہ نے اپنے لئے ''اعزازی'' حیثیت رکھی ہوگی۔

یہاں سے کچھ لوگوں نے ایک اور بحث چھیڑ دی۔ ایک نبی نے کیسے ایک کافر حکومت سے اپنے لئے عہدہ طلب کیا؟

(ا) یہ کوئی ایسی عام درخواست نہ تھی بلکہ یہ ایک پیش کش قبول کرنا تھا۔ آیت نمبر 54 میں بادشاہ نے ہر قسم کا عہدہ دینے کا عندیہ ظاہر کیا اور آپ کا جواب ایک طرح سے پیشکش کو قبول کرنا تھا۔

(ب) انکی حیثیت اس نظام میں کسی کل پرزہ کی نہ تھی بلکہ اس حکومت کا سب سے اعلیٰ اقتدار انہیں پیش کیا جا رہا تھا۔ جہاں سے وہ اصلاح کے کئی مقاصد حاصل کر سکتے تھے۔ چنانچہ یہ طلب امارات یا عہدہ نہ ہوئی بلکہ حق کی فتح ہوئی۔

● بادشاہ حضرت یوسف کی شخصیت سے مرعوب ہو چکا تھا۔ مصر کی بیگمات کی گواہی 'عزیز مصر کی گواہی' ایسے خواب کی تعبیر اور تفسیر جو کہ پوری مملکت میں کوئی بھی نہیں بتلا سکا۔ پھر حضرت یوسف کے قیدی ساتھی نے آپ کی تعریف کی اور ظاہر ہے کہ خود بادشاہ تھا اپنے طور پر بھی اس نے تحقیقات کرانے میں کسر نہ چھوڑی ہوگی اور غالباً سب سے زیادہ حضرت یوسف کی اس کمال خودداری سے متاثر ہوا ہوگا جو انہوں نے اپنی مکمل بے گناہی کا سرٹیفکیٹ لئے بغیر جیل سے باہر آنے سے انکار کر دیا۔ جب آپ تشریف لائے تو یہ مکالمہ ہوا۔

﴿٥٩﴾: یہ آپ کے اقتدار سنبھالنے کے بعد آٹھویں سال کا واقعہ ہے جبکہ قحط کا دور دورہ تھا۔ اردگرد کے علاقوں میں غلہ دستیاب نہ تھا۔ چنانچہ اس طرح وہ بشارت پوری ہوگئی جو کنویں میں گرتے وقت اللہ تعالیٰ نے کی تھی کہ ''ہم تمہیں انکی خبر دیں گے اور وہ تمہیں نہیں پہچانیں گے''۔

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ

(یعقوبؑ نے) کہا! نہیں امین سمجھتا (بھروسہ کرتا) تم پر اس کے معاملے میں مگر ویسا ہی جیسا بھروسہ کیا تھا میں نے تم پر اس کے بھائی کے بارے میں اس سے پہلے، چنانچہ اللہ بہترین

حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ

محافظ ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے رحم فرمانے والا ہے﴿۶۴﴾ اور جب کھولا انہوں نے اپنا سامان، تو انہوں نے پائی اپنی پونجی،

رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ

جو لوٹا دی گئی ہے ان کی طرف، تو انہوں نے کہا اباجان! ہمیں اور کیا چاہیے، یہ رہی ہماری پونجی جو لوٹا دی گئی ہے ہماری طرف اور غلہ لائیں گے

اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ

اپنے اہل وعیال کے لئے اور حفاظت کریں گے اپنے بھائی کی اور ملے گا ماپ (غلہ) ایک اونٹ بھر، یہ ماپ (غلہ تو مفت کا) بہت آسان (ہوگا)﴿۶۵﴾ (اور یعقوبؑ نے) کہا! میں ہرگز نہیں

اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ

بھیجوں گا اسے تمہارے ساتھ یہاں تک کہ دو تم مجھے پختہ وعدہ اللہ کا، کہ تم ضرور لے آؤ گے میرے پاس اسے سوائے یہ کہ گھیر ہی لئے جاؤ تم۔

فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا

پھر جب دیا انہوں نے اس (باپ) کو اپنا پختہ عہد تو اس (یعقوبؑ) نے کہا کہ اللہ اس بات پر جو ہم کہتے ہیں نگہبان ہے﴿۶۶﴾ اور (یعقوبؑ نے) کہا! اے میرے بیٹو! نہ داخل ہونا تم سب

مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

ایک ہی دروازے سے، بلکہ داخل ہونا مختلف دروازوں سے اور نہیں بچا سکتا میں تم کو اللہ (کے فیصلہ) سے

مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾

کچھ بھی، نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے، اسی پر بھروسہ کیا میں نے اور اسی پر چاہیے کہ بھروسہ کریں، بھروسہ کرنے والے﴿۶۷﴾

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

اور جب داخل ہوئے وہ اُسی طرح جیسے حکم دیا تھا انہیں ان کے باپ نے، (یہ تدبیر) نہیں بچا سکتی تھی ان کو اللہ (کی مشیت) سے

مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا

کچھ بھی، مگر ایک خواہش تھی یعقوبؑ کے دل میں جسے انہوں نے پورا کر لیا اور بیشک وہ صاحب علم تھے اس لئے کہ

عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ　ع ۸/۱۱/۲

ہم نے انہیں سکھایا تھا اور لیکن اکثر انسان نہیں جانتے﴿۶۸﴾ اور جب وہ داخل ہوئے یوسفؑ کے پاس

اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾

تو اس نے جگہ دی اپنے پاس اپنے بھائی کو (اور) کہا! بیشک میں ہی تمہارا بھائی ہوں! لہٰذا تم غمگین نہ ہو ان باتوں پر جو یہ کرتے رہے ہیں﴿۶۹﴾

﴿۶۴﴾: بوڑھے باپ کے سامنے کئی سال پرانا وہ منظر آ گیا جب کہ تقریباً بیس سال پہلے وہ حیلے بہانے سے حضرت یوسف کو ساتھ لے گئے تھے۔

﴿۶۵﴾: بنیامین کے حصے کا غلہ بھی لائیں گے۔ فی کس ایک اونٹ کا غلہ ملتا تھا۔ اس قحط کے زمانے میں اضافی غلہ ملنا بڑی خوشی کی بات تھی۔

﴿۶۶﴾: بوڑھے یعقوب اپنے دس بیٹوں کے سامنے مجبور ہو گئے۔ تاہم ان سے قول و قرار لے لیا کہ جب تک جان میں جان ہے اسکی حفاظت کریں گے۔

﴿۶۷﴾: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نظر لگنا برحق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کرتی تو نظر کرتی''۔ (مسلم)

حضرت ابی سعید سے روایت ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنوں سے اور نظر لگنے سے پناہ مانگا کرتے تھے جب معوذتین (الفلق اور الناس) نازل ہوئیں تو سب کچھ چھوڑ کر اس سے دم کرنے لگے''۔ (ترمذی)

''جسکے بارے میں شبہ ہو کہ اس کو نظر لگی ہے۔ اسے کہا جائے کہ غسل کرے اور اس غسل کا یہ پانی اس شخص کے سر اور جسم پر ڈالا جائے''۔ (موطا امام مالک)

پہلی دفعہ جب یہ لوگ مصر گئے تو عام وفود کی طرح گئے مگر چونکہ حضرت یوسف انہیں پہچان چکے تھے لہٰذا ان سے مصر میں خاص اعزاز و اکرام کا سلوک کیا گیا۔ اب تو وہ شاہی دعوت پر جا رہے تھے۔ گیارہ جوان بیٹے اور سب ہی خوبصورت لہٰذا یہ مشورہ دیا کہ شہر میں علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونا۔

● تعلیم یہی تھی کہ ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد انہی پر بھروسہ نہ کر لینا چاہیے بلکہ اللہ پہ توکل کرنا چاہیے اور یہ حقیقت اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

﴿۶۸﴾: یہ تدبیر اس کے کام تو آ گئی کہ انہیں کسی کی نظر نہ لگی۔ حضرت یعقوب کے دل میں ارمان تو یہ تھا کہ سب بخیریت واپس آ جائیں۔ یہ ارمان نہ پورا ہو سکا۔ اللہ کی مشیت ہی نہ تھی۔

﴿۶۹﴾: تنہائی میں اپنے سگے بھائی بنیامین کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیا۔ طویل مدت کی جدائی کے بعد دو سگے بھائیوں کی اچانک ملاقات میں جذبات میں جو طلاطم بپا ہوا ہوگا اس کا تصور کیا جا سکتا ہے۔

بعد میں چونکہ بنیامین ہی حضرت یعقوب کی توجہ کا مرکز تھے لہٰذا اب بھائیوں کے حسد کا وہی شکار تھے۔ رستہ میں بھی وہ اسے طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے رہتے ہوں گے۔ جب یہ باتیں بنیامین نے کی ہوں گیں تو حضرت یوسف نے انہیں تسلی دی کہ اب کچھ فکر نہ کرو جو ہو چکا سو ہو چکا۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ

پھر جب تیار کر دیا اس نے ان کے لئے ان کا سامان، تو رکھ دیا ایک پیالہ اپنے بھائی کے سامان میں پھر اعلان کیا ایک اعلان کرنے والے نے،

اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿٧١﴾

اے قافلہ والو! یقیناً تم ضرور چور ہو﴿۷۰﴾ وہ بولے متوجہ ہو کر ان کی طرف، کیا چیز کھو گئی ہے تمہاری﴿۷۱﴾

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿٧٢﴾

انہوں نے کہا! نہیں مل رہا ہے ہمیں پیالہ (یا پیمانہ) بادشاہ کا اور جو شخص لائے گا اُسے، ایک اونٹ بھر غلّہ ہے اور میں اس کا ذمہ دار ہوں﴿۷۲﴾

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾

انہوں نے کہا! اللہ کی قسم یقیناً تم کو معلوم ہے کہ نہیں آئے ہم اس غرض سے کہ فساد کریں اس زمین میں اور نہ ہیں ہم چوری کرنے والے﴿۷۳﴾

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٧٤﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ

انہوں نے کہا: تو کیا سزا ہے اس (چور) کی اگر تم ہوئے جھوٹے﴿۷۴﴾ انہوں نے کہا: اس کی سزا؟ (یہ ہے) جس کے سامان میں ملے پیالہ

فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ

تو وہی شخص ہوگا اس کا بدلہ، اسی طرح ہمارے یہاں سزا دی جاتی ہے ایسے ظالموں کو﴿۷۵﴾ پھر شروع کیا (تلاشی لینا) ان کے بوروں کی،

اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ

اپنے بھائی کے بورے سے پہلے پھر برآمد کر لیا وہ پیالہ اپنے بھائی کے بورے سے، اس طرح تدبیر کی ہم نے یوسفؑ کے لئے

مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ

(کیونکہ) نہ تھا اسے اختیار، کہ وہ پکڑتا اپنے بھائی کو (اس) بادشاہ کے قانون میں، سوائے یہ کہ چاہے اللہ، ہم بلند کر دیتے ہیں درجے

مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٦﴾ قَالُوْۤا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ

جس کے چاہیں، اور صاحب علم کے اوپر ایک بہت علم والا ہے﴿۷۶﴾ انہوں نے کہا! اگر اُس نے چوری کی ہے (تو کوئی بات نہیں) اِس لئے کہ چوری کی تھی

اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ

اِس کے بھائی نے بھی اِس سے پہلے اور اس کو چھپایا (کہ میں ہی وہ ہوں) یوسفؑ نے اپنے دل ہی دل میں اور نہ ظاہر کیا اس کا کوئی ردِّعمل ان کے لئے (اور) کہا!

اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿٧٧﴾ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ

کہ تم تو بدترین درجے کے ہو اور اللہ خوب جانتا ہے اس بات کو جو تم کہہ رہے ہو﴿۷۷﴾ وہ بولے! اے عزیز! بیشک اس (بنیامین) کا

اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٧٨﴾

باپ بہت بوڑھا ہے لہٰذا آپ لے لیں ہم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ، یقیناً ہم آپ کو دیکھتے ہیں احسان کرنے والوں میں سے﴿۷۸﴾

﴿۷۰﴾: یہ حضرت یوسف کی تدبیر تھی۔ آپ کے اشارے پر کارندوں نے یا خود آپ ہی نے یہ پیالہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا۔

صواع = پانی پینے کا ایسا پیالہ جس میں جواہرات وغیرہ جڑے ہوں۔

﴿۷۲﴾: یہ لوگ شاہی کارندے یا امن وامان قائم رکھنے کے ذمہ دار لوگ ہوں گے۔ ان میں سے جس نے الزام لگایا تھا اس نے بتایا کہ بادشاہ کا پیالہ گم ہوگیا ہے۔ لانیوالے کیلئے ایک اونٹ غلہ کا انعام مقرر ہے اور اس کی میری ذمہ داری ہے۔

یعنی میں اس بات کا ضامن ہوں کہ جو یہ پیالہ ڈھونڈ نکالے میں اسے بادشاہ سے انعام دلاؤں یا یہ کہ مجھے یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ جیسے بھی ہو وہ پیالہ ڈھونڈ کر بادشاہ کو پیش کروں تو اس صورت میں مجھے انعام ملے گا۔

﴿۷۵﴾: شاہی کارندوں نے پوچھا کہ اگر تم سے مسروقہ مال برآمد ہوگیا تو تمہاری سزا کیا ہوگی۔ یوسف کے بھائی کہنے لگے جس سے برآمدہ ہو وہی اسکی جزا ہے کہ اسے رکھ لیا جائے تا کہ جسکی چوری کی ہے ایک سال اسکی غلامی کرے۔ حضرت یعقوب کی شریعت میں چوری کی یہی سزا تھی۔

﴿۷۶﴾: مصری قانون یہ نہ تھا بلکہ مصری قانون میں چور کو جیل ہوتی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر کی کہ یوسف کے بھائی اپنے ہی سے یہ سزا تجویز کرا دی۔ چنانچہ تلاش کی ابتداء دوسرے بھائیوں سے ہوئی کہ انہیں شک نہ ہو۔

اس طرح باعزت طور پر بنیامین کو کم از کم ایک سال کیلئے اپنے حقیقی بھائی یوسف کے پاس رہنے کا اللہ تعالیٰ نے موقع فراہم کر دیا اور وہ کچھ ہو کے رہا جو اللہ کو منظور تھا۔

- ایسے درجے بلند کئے کہ حضرت یوسف کو کنویں سے اٹھا کر ملک مصر بنا دیا۔

﴿۷۷﴾: کچھ ہی عرصہ پہلے تو اعلان کر رہا تھا کہ ہم شریف زادے ہیں۔ اب بنیامین پہ چوری کا الزام درست تسلیم کر لیا اور حضرت یوسف پر بھی بہتان لگا دیا۔

- آپ صبر وتحمل کے اس امتحان میں بھی کامیاب رہے۔ وہی بھائی جنہوں نے کنویں میں پھینکا تھا وہ انتہائی ذلت کی حالت میں سامنے کھڑے تھے اور اپنے بھائی اور ملک مصر پر صریح بہتان لگا دیا۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾

(یوسفؑ نے) کہا! معاذ اللہ (اللہ کی پناہ) اس بات سے کہ ہم لیں کسی اور کو سوائے اس شخص کے کہ ہم نے پایا ہوا اپنا سامان جس کے پاس سے، بیشک ہم ہوں گے تب (اگر ایسا کریں) ظالموں میں سے ﴿۷۹﴾

ع ۱۱ ۳

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ

پھر جب وہ نا امید ہو گئے، اس سے، تو وہ علیحدہ ہو گئے باہم مشورہ کے لئے، کہا: ان کے بڑے (بھائی) نے کیا تمہیں نہیں معلوم کہ

اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ

تمہارے والد نے تم سے عہد لیا ہے اللہ کے نام پر اور اس سے پہلے بھی جو قصور کر چکے ہو تم یوسفؑ

فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾

کے معاملہ میں، لہٰذا ہرگز نہ چھوڑوں گا میں اس جگہ کو، یہاں تک کہ اجازت دیں میرے لیے میرے والد یا فیصلہ کر دے اللہ میرے حق میں اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے ﴿۸۰﴾

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا

(اے بھائیو) تم واپس جاؤ اپنے باپ کی طرف اور کہو! اے ہمارے باپ! بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے اور نہیں گواہی دی ہم نے مگر اس چیز کی

عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا

جس کا ہمیں علم تھا اور نہیں تھے ہم غیب کی باتوں کے نگہبان ﴿۸۱﴾ اور آپ پوچھ لیجئے اس بستی والوں سے! جس میں ہم ٹھہرے تھے

وَالْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

اور اس قافلے سے بھی آئے ہیں ہم جس کے ساتھ اور بیشک ہم بالکل سچے ہیں ﴿۸۲﴾ (یعقوبؑ نے) کہا! (نہیں) بلکہ گڑھ لی ہے تمہارے لئے تمہارے

اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ

نفس نے ایک بات، تو صبر ہی بہتر ہے۔ امید ہے کہ اللہ لے آئے گا میرے پاس ان سب کو،

اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ

بیشک وہی ہے سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت والا ﴿۸۳﴾ اور منہ پھیر لیا ان کی طرف سے اور کہنے لگے ہائے (افسوس) یوسفؑ!

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ

اور سفید ہو گئی ان کی آنکھیں، اس غم کی وجہ سے اور ان کا دل غم سے بھر رہا تھا ﴿۸۴﴾ (بیٹوں نے) کہا! اللہ کی قسم! آپ تو لگے ہی رہیں گے یاد میں

يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ

یوسفؑ کی یہاں تک کہ آپ غم میں گھل جائیں گے، یا ہلاک ہو جائیں گے ﴿۸۵﴾ (یعقوبؑ نے) کہا! بس میں تو

اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

شکایت کرتا ہوں اپنی بے قراری کی اور اپنے غم کی اللہ کی طرف سے اور میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ (باتیں) جو تم نہیں جانتے ﴿۸۶﴾

﴿۸۰﴾: بڑے بھائی کو ساری باتیں یاد آنا شروع ہو گئیں۔ حضرت یوسف کو کنویں میں پھینکنا، حضرت یعقوب کا غم و حزن، بھائیوں کے قول و قرار، والد کی تاکید کہ بنیامین کو واپس بحفاظت لانا الا یہ کہ تم سب کو مصیبت آگھیرے۔

چنانچہ اس نے مصر سے جانے سے انکار کر دیا کہ اگر والد بنیامین کو نہ دیکھیں گے اور باقی دس بھائیوں کو صحیح سالم دیکھیں گے تو ان کا کیا حال ہوگا۔

﴿۸۱﴾: جب ہم نے بنیامین کی ہر حال میں حفاظت کرنے کا قول و قرار کیا تھا۔ اس وقت ہمیں یہ علم تو نہ تھا کہ وہ مصر جا کر چوری کرے گا۔

﴿۸۲﴾: ہماری بات کی تصدیق کر لیجئے۔ جس بستی میں یہ واقعہ پیش آیا وہاں سے دریافت کر لیں۔ جس قافلہ میں ہم آرہے تھے ان سے پوچھ لیں تاکہ آپ کو یقین آجائے۔

● یہ اسلئے کہا کہ انہوں نے بنیامین کے سلسلے میں یوسف والے معاملے پر قیاس کیا۔

﴿۸۳﴾: حضرت یعقوبؑ نے وہی الفاظ ادا کئے جو اس وقت ادا کئے تھے جب حضرت یوسف کو ٹھکانے لگا کر یوسف کے بھائی روتے پیٹتے گھر آئے جس کا حضرت یعقوب کو یہ اندازہ تو تھا کہ یوسف زندہ ہونگے کیونکہ انہیں یوسف والا خواب یاد ہوگا اور وہ اس کی تعبیر کا انتظار فرما رہے ہوں گے۔ اسی لئے فرمایا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ یوسف، بنیامین اور بڑے بھائی کو جو ندامت کی وجہ سے مصر ہی میں رک گیا تھا سب کو اکٹھا واپس لائے گا۔

﴿۸۴﴾: ''حرض'' اس روگ کو کہتے ہیں جو بڑھاپے یا کسی مستقل غم کی وجہ سے لاحق ہو جائے۔

﴿۸۵﴾: اس غم نے حضرت یوسف کی جدائی کا غم بھی تازہ کر دیا۔ ''کظیم'' اس مشک کو کہتے ہیں جس کو لبالب بھر کر اس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔ گویا غم آپ کے رگ و پے میں سرایت کر چکا تھا۔ اس غم کے اثر سے آپ کی بینائی بھی جاتی رہی۔

● بوڑھے والد کی آہ سنکر بھی یوسف کے بھائی کا دل نرم نہ ہوا بلکہ اپنے والد کو ہی جھٹلانے لگے کہ اب یوسف کو بھول جاؤ ورنہ اسی کے غم میں خود کو ہلاک کر لو گے؟

﴿۸۶﴾: جواب میں انہوں نے یہی کہا کہ میں تمہیں تو کچھ نہیں کہتا۔ میرا غم اور حزن تو اللہ کے سامنے ہے اور مجھے جو معلوم ہے (یعنی یوسف اور بنیامین وغیرہ سب زندہ ہیں) وہ تم نہیں جانتے۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ط
اے میرے بیٹو! جاؤ اور تلاش کرو یوسفؑ کو اور اس کے بھائی کو اور مایوس نہ ہونا اللہ کی رحمت سے،
اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٧﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا
بیشک نہیں مایوس ہوتے اللہ کی رحمت سے، مگر کافر لوگ ہی ﴿٨٧﴾ پھر جب وہ داخل ہوئے،
عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ
یوسفؑ کے پاس تو انہوں نے کہا! اے عزیز پہنچی ہے ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو سخت تکلیف اور ہم لائے ہیں پونجی حقیر سی،
فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ط اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿٨٨﴾
سو پوری دے دیں آپ ہمیں ماپ (غلّہ) اور صدقہ کیجئے (ہمارے بھائی کو آزاد کر کے) ہم پر، بیشک اللہ جزا دیتا ہے صدقہ خیرات دینے والوں کو ﴿٨٨﴾
قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿٨٩﴾
(یوسفؑ نے) کہا! تمہیں معلوم ہے کہ کیا کیا تھا تم نے، یوسفؑ اور اُس کے بھائی کے ساتھ، جبکہ تم جاہل تھے ﴿٨٩﴾
قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ط قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ز قَدْ مَنَّ اللّٰهُ
انہوں نے (چونک کر) کہا! کیا واقعی تم ہی یوسفؑ ہو؟ انہوں نے کہا! ہاں میں ہی یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، یقیناً احسان کیا ہے اللہ نے
عَلَيْنَا ط اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٠﴾
ہم پر، بیشک جو شخص ڈرتا ہے (اللہ سے) اور صبر کرتا ہے، تو بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا ﴿٩٠﴾
قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ
انہوں نے کہا! اللہ کی قسم یقیناً فضیلت دی ہے تم کو اللہ نے ہم پر اور یقیناً ہم ہی تھے خطا کار ﴿٩١﴾ (یوسفؑ نے) کہا! کوئی گرفت نہیں
عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ز وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٩٢﴾ اِذْهَبُوْا
تم پر آج، معاف کرے اللہ تمہیں اور وہ سب رحم کرنے والوں سے رحم کرنے والا ہے ﴿٩٢﴾ لے جاؤ
بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٣﴾ ع
یہ میری قمیص اور اسے ڈالنا چہرے پر میرے والد کے، تو لوٹ آئے گی اُن کی بینائی اور تم لے آؤ میرے پاس اپنے سب اہل وعیال کو ﴿٩٣﴾
ع ١٠ ١٤ ٤
وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ
پھر جب روانہ ہوا قافلہ (مصر سے) تو کہا! ان کے والد نے (کنعان میں) بیشک مجھے آ رہی ہے خوشبو یوسفؑ کی،
لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿٩٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿٩٥﴾
اگر تم یہ نہ سمجھو کہ میں بہکا ہوا ہوں ﴿٩٤﴾ وہ بولے اللہ کی قسم! بیشک آپ اپنے پرانی غلطی پر ہیں ﴿٩٥﴾

﴿٨٧﴾: یہی اسلامی تعلیمات ہیں کہ مشکل اور کٹھن سے کٹھن حالات میں بھی اللہ کی ذات سے ناامیدی نہیں کی جاسکتی۔ مسلمان کا یقین یہ ہونا چاہئے کہ کسی بھی مادی سبب کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ مشکلات حل کر سکتے ہیں۔ انہیں اسباب کی حاجت نہیں بلکہ وہ خود مسبب الاسباب ہیں۔

﴿٨٨﴾: بنیامین کا انہیں علم تھا کہ وہ مصر ہی میں ہے۔ یوسف کے بارے میں بھی انکا اندازہ ہی ہوگا کیونکہ وہ قافلہ تو مصر ہی جا رہا تھا جس نے حضرت یوسف کو اٹھایا تھا۔ چنانچہ وہ سیدھے عزیز مصر کے یہاں ہی پہنچے اور اس کے پاس التجا کی۔ یہ ان کا مصر کا تیسرا سفر تھا۔

● یعنی اب ہمارے پاس غلہ کی قیمت بھی نہیں ہے۔ جو حقیر ہی پونجی ہے اسے ہی قبول فرمایئے اور صدقہ سمجھتے ہوئے غلہ عنایت فرما دیجئے۔

﴿٨٩﴾: بھائیوں اور گھر والوں کی داستان سن کر چھوٹا بھائی برداشت نہ کر سکا اور صبر کے بند ٹوٹ گئے۔ چنانچہ بھائیوں کو واضح اشارہ دے دیا کہ وہ ان کے بھائی ہیں۔

● حضرت یوسف کے اعلیٰ اخلاق کے ثبوت جابجا اس قصہ میں ملتے ہیں۔ یہ کہہ کر بھائیوں کا اکرام کیا کہ تم پہلے جاہل تھے یعنی اب میں تمہیں جاہل نہیں سمجھتا۔

﴿٩٠﴾: آخر باپ تو ایک ہی تھا۔ کئی دفعہ حضرت یوسف سے بات چیت ہو چکی تھی۔ جب یہ نقطہ عزیز مصر نے پیش کیا تو وہ چونک پڑے پوچھ لیا کہ کہیں آپ ہی تو یوسف ہیں؟ کہا میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے جسے میں نے پہلے روک لیا تھا۔

﴿٩٢﴾: نہ صرف بغیر ان کے طلب کئے خود ہی معاف فرما دیا بلکہ اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا کا وعدہ بھی کر لیا۔

﴿٩٣﴾: حضرت یوسف کی یہ پیشن گوئی صرف معجزہ ہی معلوم ہوتی ہے اسکے علاوہ اسکی کوئی اور تاویل کرنا ممکن نظر نہیں آتا۔

﴿٩٤﴾: انبیاء کے علم کی ماہیت سمجھنے کیلئے یہ مثال بہترین ہے۔ مصر سے ابھی قافلہ روانہ ہوا ہی تھا کہ حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسف کی خوشبو پہنچ گئی۔ دوسری جانب کنعان ہی کے ایک کنویں میں حضرت یوسف بذات خود پڑے ہوئے تھے مگر حضرت یعقوب کو علم نہ ہو سکا۔ گویا غیب کی جو بات اور جتنی بات جب اللہ چاہتا ہے بتلا دیتا ہے۔

● فند، عقل ختم ہونے کو کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوڑھے باپ جو کہ خود نبی تھے یوسف کے بھائی کو بھی انکی قدر و منزلت کا احساس نہ تھا۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ

پھر جوں ہی آیا، خوشخبری دینے والا، تو اس نے ڈالی وہ (قمیص) ان کے چہرے پر تو لوٹ آئی اُن کی بینائی، (یعقوبؑ نے) کہا! کیا نہیں کہا تھا میں نے تم سے

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ

کہ بیشک میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ جو تم نہیں جانتے﴿۹۶﴾ انہوں نے کہا! ابا جان! آپ مغفرت طلب کیجئے ہمارے لئے ہمارے گناہوں کی

اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

بیشک ہم ہی تھے خطاکار﴿۹۷﴾ (یعقوبؑ نے) کہا! عنقریب میں مغفرت طلب کروں گا تمہارے لئے اپنے رب سے بیشک وہی غفور ہے،

الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا

رحیم ہے﴿۹۸﴾ پھر جب داخل ہوئے (پہنچے) یوسفؑ کے پاس! تو اس نے جگہ دی اپنے پاس اپنے والدین کو اور کہا تم داخل ہو جاؤ

مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ؕ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ

مصر میں، اگر اللہ نے چاہا تو امن سے رہوگے﴿۹۹﴾ اور احترام سے بٹھایا اپنے والدین کو تخت پر اور گر پڑے سب اس (یوسف) کے لئے سجدے میں

وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ

اور (اس وقت یوسفؑ نے) کہا! ابا جان! یہ ہے تعبیر میرے خواب کی (جو میں نے دیکھا تھا) پہلے، یقیناً کر دکھایا ہے اسے میرے رب نے سچا اور

اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ

اس کا احسان ہے مجھ پر، کہ نکالا اس نے مجھے قید خانے سے اور لے آیا آپ سب کو دیہات سے، اس کے بعد کہ

نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ

اختلاف ڈال دیا تھا شیطان نے میرے درمیان اور میرے بھائیوں کے درمیان، بیشک میرا رب خوب تدبیر کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے بیشک وہی ہے

هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ

خوب جاننے والا بڑی حکمت والا﴿۱۰۰﴾ اے میرے رب! یقیناً عطا کی تونے مجھے کچھ بادشاہی اور علم سکھایا تونے مجھے تعبیر کرنا

الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

(خوابوں کی)، اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے تو ہی میرا سرپرست ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی،

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ

تو مجھے فوت (موت) دے اسلام پر اور شامل کر مجھے نیک لوگوں کے ساتھ﴿۱۰۱﴾ یہ کچھ خبریں ہیں غیب کی، جو وحی کر رہے ہیں ہم

اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

آپ کی طرف، حالانکہ نہ تھے آپ ان (برادران یوسفؑ) کے پاس جب انہوں نے اتفاق کیا تھا اپنے معاملے پر اور وہ مکر وفریب کر رہے تھے﴿۱۰۲﴾

﴿۹۶﴾: مفسرین لکھتے ہیں یہ خوشخبری دینے والا ''یہودہ بن یعقوب'' تھا۔ وہ کہنے لگا کہ پہلے میں ہی بکری کے بچے کے خون میں لتھڑی ہوئی قمیص لے کر گیا تھا اور میں نے ہی والد کو غم پہنچایا تھا تو آج بھی میں ہی یہ قمیص لے جا کر والد صاحب کو خوش کروں گا۔ چنانچہ اس نے قمیص بھی آپ کی آنکھوں پر ڈالی اور تمام قصہ بھی گوش گزار کیا۔ اس پر آپ کی بینائی لوٹ آئی اور حضرت یوسف کی پیشن گوئی پوری ہو گئی۔

● یہ اس خواب کی جانب یا وحی کی جانب اشارہ ہے۔

﴿۹۸﴾: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فوری استغفار اسلئے نہ کہ سحری کے وقت کریں گے جو کہ قبولیت کا وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ آخری تہائی رات میں آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں۔

﴿۹۹﴾: جب حضرت یعقوبؑ اور ان کا خاندان حضرت یوسف کی دعوت پر مصر آئے تو حضرت یوسفؑ اور ان کے فوجی اور سول افسران نے حدود مصر پر انکا شاندار استقبال کیا اور انہیں گلے لگایا۔ اس دن پورے مصر میں جشن کا ماحول تھا۔ عورتیں بچے اور مرد سب اس جلوس کو دیکھنے آئے۔

﴿۱۰۰﴾: مزید اکرام کیلئے حضرت یوسف نے اپنے والدین کو اپنے تخت پر بٹھا دیا۔ غالبًا یہ حضرت یوسف کی سوتیلی والدہ ہوں گیں کیونکہ حضرت یوسف اور بنیامین کی والدہ فوت ہو چکی تھیں۔ واللہ اعلم

● جب خاندان کے افراد نے حضرت یوسف کی یہ عزت دیکھی تو گیارہ بھائی، والد اور والدہ سب کے سب حضرت یوسف کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ یہ سجدہ تعظیمی تھا جو کہ پہلی امتوں میں جائز تھا لیکن اب منسوخ ہو چکا ہے۔ یہی اس خواب کی تاویل تھی جس میں حضرت یوسف نے گیارہ ستارے اور چاند وسورج کو سجدہ کرتے دیکھا تھا۔ خواب اور اس کی تاویل پورے ہونے میں چالیس سال کا عرصہ تھا۔

● یہاں بھی بھائیوں کے کردار پر کوئی حرف نہیں آنے دیا بلکہ بہترین انداز میں ذکر کیا ہے۔

﴿۱۰۱﴾: اس موقع پر جب اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رحمتوں کا ذکر ہوا اور دنیا کا اعلیٰ ترین اور معزز ترین مرتبہ ملنے کا ذکر ہوا تو فوراً حمد وثنا اور دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے۔ ان انعامات میں بھی کنویں سے نکلنے کا ذکر نہ کیا تا کہ بھائی ملول نہ ہوں۔

﴿۱۰۲﴾: کئی سوسال پرانی خبریں اتنی تفصیل کے ساتھ پیش کرنا وحی الٰہی کے بغیر ممکن نہ تھا۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ

اور نہیں ہیں اکثر انسان خواہ آپ کتنا ہی چا ہیں، اس پر یقین کرنے والے﴿۱۰۳﴾ حالانکہ نہیں مانگتے آپ اُن سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجر،

ع ۱۱ ۱۱ ۵

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ

نہیں ہے یہ (قرآن) مگر ایک نصیحت سارے جہان والوں کے لئے﴿۱۰۴﴾ اور کتنی ہی نشانیاں ہیں (قدرت کی) آسمانوں میں اور زمین میں، گزرتے ہیں یہ

عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

اُن پر سے، اس حالت میں کہ وہ اس سے منہ موڑتے ہیں (یعنی دھیان نہیں دیتے)﴿۱۰۵﴾ اور نہیں ایمان لاتے ان میں اکثر اللہ پر، مگر اس حال میں کہ وہ مشرک ہی ہوتے ہیں﴿۱۰۶﴾

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ

کیا پھر وہ بے خوف ہیں اس سے، کہ آئے ان کے پاس چھا جانے والا کوئی عذاب اللہ کا یا آئے ان کے پاس قیامت اچانک، اس حال میں کہ وہ

وقف النبی ﷺ

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ

بے خبر ہوں﴿۱۰۷﴾ کہہ دیجئے! یہی ہے میرا راستہ، کہ میں بلاتا ہوں تمہیں اللہ کی طرف، سمجھ بوجھ کر (بصیرت کے ساتھ) میں اور وہ لوگ بھی جنہوں نے میری پیروی کی

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا

اور پاک ہے اللہ (شریکوں سے) اور نہیں ہوں میں مشرکوں میں سے﴿۱۰۸﴾ اور نہیں ہم نے بھیجے آپ سے پہلے (رسول) مگر مرد ہی،

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

ہم وحی کرتے تھے ان کی طرف بستیوں کے رہنے والوں میں سے تو کیا نہیں چلے پھرے، یہ زمین میں تا کہ دیکھتے وہ کہ کیسا

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا

ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً آخرت کا گھر ہی بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، کیا پھر نہیں

تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ

تم عقل رکھتے﴿۱۰۹﴾ یہاں تک کہ جب مایوس ہو گئے رسول اور وہ (کافر) سمجھنے لگے کہ انہیں جھوٹا ڈرایا گیا تھا، تو آ گئی رسولوں کے پاس

نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ

ہماری مدد، پھر نجات دی ہم نے اسے جسے چاہتے تھے اور نہیں پلٹا جاتا ہمارا عذاب مجرم قوم سے﴿۱۱۰﴾ یقیناً ہے

فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ

اُن کے قصوں میں عبرت عقل والوں کے لئے، نہیں ہے یہ ایسی بات (قرآن) کہ گڑھ لی گئی ہو اور لیکن یہ تو تصدیق ہے

ع ۱۲ ۷ ۶

الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ان کی (کتابوں میں) جو اس (کتاب) سے پہلے ہے اور تفصیل ہے ہر چیز کی اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان والے ہیں﴿۱۱۱﴾

﴿۱۰۳﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ بنی اسرائیل مصر کیسے پہنچے۔ جب انتہائی تفصیل سے مطلوبہ سوال کا جواب دے دیا گیا تو چاہئے تو یہ تھا کہ اب آپ کو سچا نبی تسلیم کر لیتے مگر وہ لوگ اس انتظار میں تو نہیں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہیں کوئی دلیل ملے تو وہ حق تسلیم کر لیں گے بلکہ وہ تو جھٹلانے کیلئے بہانے ڈھونڈتے ہیں اور اعتراضات کرنے کیلئے بنیادیں ڈھونڈتے ہیں۔

﴿۱۰۴﴾: اگر یہ نہ مانیں تو کیا حرج ہے؟ دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ایمان نصیب فرمادیں گے اور پھر آپ کونسا ان سے معاوضہ طلب کرتے ہیں جو انکے انکار سے رک جائے گا۔

﴿۱۰۵﴾: کائنات کی ایک ایک چیز میں غور کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں صرف ایک قرآن ہی تو نہیں۔ زمین، آسمان، شجر، سمندر انسان کس چیز میں اللہ کی قدرت کی نشانی نہیں؟ کوئی دیکھے تو سہی۔

﴿۱۰۶﴾: عام مشرکین اللہ کے خالق السموات والارض ہونے کا یقین رکھتے ہیں اور اسکے باوجود اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں۔ جیسے مشرکین مکہ جنکا عقیدہ انکے تلبیہ سے واضح ہوتا ہے۔

لَبَّیکَ اللّٰھُمَّ لَبیکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ إلَّا شَرِیکاً ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ

”اے اللہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں مگر اسکے جسے تونے اختیار دے رکھا ہے وہ خود کوئی اختیار نہیں رکھتا“۔

اس شرک میں آج بھی بے شمار مسلمان مبتلا ہیں۔

﴿۱۰۸﴾: نہ کسی دباؤ نہ کسی لالچ کی وجہ سے یہ رستہ اختیار کیا ہے بلکہ علی وجہ البصیرت پورے عقل وشعور کے ساتھ اسی رستہ کو بہتر سمجھتے ہوئے ضمیر کے اطمینان سے اس پر گامزن ہوں۔

﴿۱۰۹﴾: اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء صرف مرد ہی تھے۔ نہ عورتیں نہ نور اور نہ فرشتے تھے اور وہ شہروں سے تعلق رکھنے والے تھے نہ دیہاتوں سے کیونکہ دیہات کے لوگ نسبتا سخت طبیعت کے ہوتے ہیں اور یہ خاصیت نبوت کے موافق نہیں۔

﴿۱۱۰﴾: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

انبیاء کو جن لوگوں نے مانا اور انکی تصدیق کی جب ایک طویل مدت تک ان پر آفت اور مصیبت آتی رہی اور اللہ کی مدد آنے میں دیر ہوگئی اور نبی جھٹلانے والوں کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے اور یہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اب وہ بھی ہمیں جھوٹا سمجھنے لگیں گے اسی وقت اللہ کی مدد آ پہنچی۔ (بخاری)

تفسیر سورۃ الرعد

نام: اس کا نام اسی کے آیت نمبر (١٣) وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ میں ذکر کیا گیا ہے اسی سے ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول: اس کے زمانۂ نزول کی تحدید میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ نحاس نے اپنی کتاب "الناسخ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کی سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ سعید بن جبیر، حسن، عکرمہ اور عطاء وغیرہم کی یہی رائے ہے اور عبداللہ بن زبیر، کلبی اور مقاتل کی رائے ہے کہ یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی تھی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ یہ سورت مدنی ہے، صرف آیت (١٣) مکہ میں نازل ہوئی تھی۔

فضیلت: اس سورت کی فضیلت میں ابن ابی شیبہ اور مروزی نے "کتاب الجنائز" میں جابر بن زید سے روایت کی ہے کہ جب وہ کسی کو جان کنی کی حالت میں دیکھتے تو اس کے پاس سورۃ الرعد پڑھنا بہتر سمجھتے تھے اور کہتے ہیں کہ یہ سورت مرنے والے کی تکلیف کو کم کرتی ہے اور روح قبض کئے جانے کو آسان بناتی ہے۔

(١): **المر:** حروف مقطعات کے بارے میں بارہا لکھا جا چکا ہے کہ ان کا مقصود اصلی صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

"تلک" سے اشارہ اس سورت کی آیتوں کی طرف ہے، اور "کتاب" سے مراد قرآن کریم ہے اور الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ سے مراد قرآن کریم ہی ہے۔

(٢): استواء علی العرش کی تفسیر سورۃ الأعراف میں گذر چکی ہے اور اس بارے میں سلف صالحین کا عقیدہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے لئے استواء علی العرش کو ثابت کیا ہے، تو اس پر ایمان رکھا جائے، نہ اس کی کوئی کیفیت بیان کی جائے، نہ کسی دوسرے شے کے ساتھ تشبیہ دی جائے اور نہ اس کی تاویل کر کے قرآن میں ثابت لفظ کو بیکار بنا دیا جائے۔

(٣): زمین اور اس پر پائی جانے والی اشیاء کے ذریعہ استدلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو طول وعرض میں اتنا پھیلا دیا ہے کہ آدمی کی نگاہ اس کی انتہا کو نہیں پا سکتی ہے، تاکہ انسانوں کے قدم اس پر ٹھہر سکیں اور حیوانات اس پر بآسانی چل پھر سکیں اور زمین پر بڑے بڑے پہاڑ قائم کر دیئے تاکہ زمین اپنی جگہ ثابت رہے۔

(٤): زمین پر پائی جانے والی مزید نشانیوں کا ذکر ہے جو اللہ کی قدرت وحکمت پر دلالت کرتی ہیں۔ زمین کے حصے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، لیکن ان کی طبیعتوں میں اختلاف ہوتا ہے، کوئی حصہ زرخیز ہوتا ہے، تو کوئی شور، کوئی سخت ہوتا ہے تو کوئی نرم یا مفہوم یہ ہے کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں، مٹی ایک ہوتی ہے، پانی ایک ہوتا ہے، لیکن ان میں پیدا ہونے والے اور پھل مختلف ہوتے ہیں، کوئی میٹھا ہوتا ہے تو کوئی کھٹا، کوئی عمدہ اور لذیذ ہوتا ہے تو کوئی بدمزا اور بعض زمینوں میں ایک پھل ہوتا ہے، دوسرا نہیں ہوتا۔

(٥): یہ تمام نشانیاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کمال قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔ جو صاحبِ عقل بھی ان میں غور وفکر کرے گا وہ ایمان لے آئے گا کہ جو ذات واحد ان سب پر قادر ہے وہ یقیناً بنی نوع انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ بلکہ دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے زیادہ آسان ہے۔

آیاتها ٤٣ — (١٣) سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ (٩٦) — رکوعاتها ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

الف، لام، میم، را۔ یہ آیات ہیں کتاب کی اور جو کچھ نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف، آپ کے رب کی طرف سے حق ہے، مگر اکثر انسان

لَا يُؤْمِنُوْنَ (١) اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ

ایمان نہیں لاتے (١) اللہ وہ ہے جس نے بلند کئے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے، جنہیں تم دیکھتے ہو، پھر وہ مستوی ہوا عرش پر

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

اور کام میں لگایا سورج اور چاند کو، ہر ایک چل رہا ہے ایک وقتِ مقرر تک کے لئے، ہر کام کی تدبیر وہی کر رہا ہے، تفصیل سے بیان کرتا ہے (اپنی) نشانیاں

لَعَلَّكُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ (٢) وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ

تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو (٢) اور وہی ہے جس نے پھیلایا زمین کو اور گاڑ رکھے ہیں اس میں پہاڑ

وَاَنْهٰرًا ۭ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۭ اِنَّ

اور نہریں اور ہر قسم کے پھلوں کو پیدا کئے، اس (زمین) میں، جوڑے دو۔دو (قسم۔قسم کے)، وہ ڈھانپتا ہے رات کو دن سے، بلاشبہ

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (٣) وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ

اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں (٣) اور زمین میں ٹکڑے (خطے) ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور اسی طرح باغات ہیں انگوروں کے

وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَاۗءٍ وَّاحِدٍ ۣ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا

اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں جڑ سے ملی ہوئی اور جدا جدا، وہ سیراب کی جاتی ہیں ایک ہی پانی سے اور ہم فضیلت دیتے ہیں ان کے بعض کو

عَلٰي بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (٤) وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ

بعض پر ذائقہ کے اعتبار سے، بیشک اس میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں (٤) اور اگر آپ تعجب کریں، تو عجیب ہے

قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ڛ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ

ان کی یہ بات، کہ کیا جب ہو جائیں گے ہم مٹی (تو) ہم پیدا کئے جائیں گے از سرِ نو؟ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کے ساتھ

وَاُولٰۗىِٕكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (٥)

اور یہی وہ لوگ ہیں کہ پڑے ہوں گے طوق ان کی گردنوں میں اور یہی لوگ جہنمی ہیں، یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (٥)

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ

اور جلدی مچا رہے ہیں یہ لوگ تم سے برائی کے لئے بھلائی سے پہلے حالانکہ گزر چکی ہیں ان سے پہلے بہت سی مثالیں (عذاب کی)

وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٦﴾

اور بیشک آپ کا رب معاف کرنے والا ہے انسانوں کو ان کے ظلم کے باوجود اور یقیناً آپ کا رب بہت سخت عذاب دینے والا ہے⑥

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ

اور کہتے ہیں! وہ لوگ جنہوں نے (حق سے) انکار کیا، کیوں نہیں نازل کی گئی اس (رسول) پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے، اے پیغمبر آپ تو صرف خبردار کرنے والے ہیں

وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿٧﴾ ع اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ

اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما ہوا ہے⑦ اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ اٹھائے پھرتی ہے ہر مادہ (اپنے پیٹ میں) اور جو گھٹتا ہے رحموں کے اندر

وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿٨﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اور جو کچھ بڑھتا ہے اور ہر چیز کے لئے اس کے یہاں ایک مقدار کے ساتھ ہے⑧ وہ جاننے والا ہے پوشیدہ کا اور ظاہر کا،

الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿٩﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ

وہ بہت بڑا نہایت بلند ہے⑨ برابر ہے (اللہ کے علم میں) تم میں سے جو کوئی آہستہ کہے بات کو اور جو کوئی بلند آواز سے کہے، اسے اور جو شخص کہ

مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿١٠﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ

وہ چھپنے والا ہے رات (کے اندھیرے) میں اور (جو) چلنے والا ہے دن (کی روشنی) میں⑩ اسی (انسان) کے لئے، مقرر کئے ہوئے نگراں لگے ہوئے ہیں اس (انسان) کے آگے سے بھی

وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا

اور اس کے پیچھے سے بھی، وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے، بیشک اللہ نہیں بدلتا حالت کسی قوم کی جب تک کہ (نہ) بدلے وہ اُن (اوصاف) کو

مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

جو اُس میں ہیں اور جب ارادہ کرتا ہے اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی (عذاب) کا تو نہیں پھیرنے والا اس کو اور نہیں ہے ان کا اللہ کے مقابلہ میں

مِنْ وَّالٍ ﴿١١﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٢﴾ ج

کوئی مددگار⑪ وہی تو ہے (اللہ) جو تمہیں دکھاتا ہے بجلی ڈرانے کے لئے اور امید دلانے کے لئے اور اٹھاتا ہے بھاری بادلوں کو⑫

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

اور تسبیح کرتی ہے رعد (گرج) اس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے بھی (تسبیح کرتے ہیں) اس کے خوف سے اور وہی بھیجتا ہے کڑکتی بجلیاں،

فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿١٣﴾ ط

پھر گراتا ہے ان کو، جس پر چاہتا ہے اور وہ (کافر) جھگڑ رہے ہوتے ہیں اللہ کے بارے میں، حالانکہ وہ زبردست قوت والا ہے⑬

⑥: اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو شخص گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد اللہ کی جناب میں تائب ونادم ہوگا، وہ اسے معاف کردے گا۔

⑧: یعنی اللہ تعالیٰ کا علم بے پناہ اور تمام چیزوں پر حاوی ہے، کسی عورت کے حمل میں جو بچہ پرورش پا رہا ہے، یہ لڑکا ہے یا لڑکی، نیک خصلت ہے یا بد خصلت، خوبصورت ہے یا بدصورت؟ اللہ تعالیٰ کو ان ساری باتوں کا یقینی اور بلاواسطہ علم ہے۔

⑨: اللہ تعالیٰ کی قدرت کا حال یہ ہے کہ اس نے فرشتوں کی شکل میں کارندے بھی مقرر کئے ہیں، جو انسان کی نگرانی بھی کرتے ہیں اور اس کی حفاظت بھی کرتے ہیں، چنانچہ ہر شخص کی حفاظت کے لئے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں جو باری باری انسان کے پاس آتے رہتے ہیں، ان میں سے بعض کو دائیں بائیں آگے پیچھے حفاظت اور پہرہ داری کی ڈیوٹی دی گئی ہے، مختلف احادیث میں — جو عام طور پر تفسیر کی کتابوں میں ملتی ہے — اس کی صراحت وضاحت آئی ہے، (تفسیر قرطبی: ۹/۲۹۴، ۲۹۵) کہ فرشتے انسان کو مہلک حادثات سے بچاتے ہیں، سوائے اس کے کہ ان کے لئے موت مقدر ہو چکی ہو، یہ فرشتے انسان کو گناہوں سے بچاتے ہیں اور نیکی کی طرف دعوت دیتے ہیں، یہ انسان کے اعمال کو لکھتے جاتے ہیں، اس یقین کی وجہ سے انسان کے اندر آخرت کی جوابدہی کا خیال تازہ ہوتا ہے اور گناہ سے بچنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے (مفاتیح الغیب: ۹/۲۶۰) ان کو "مُعقّبات" اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ایک دوسرے کے بعد آنے والے کے ہیں؛ چنانچہ جب دن کے فرشتوں کی ڈیوٹی ختم ہوتی ہے تو رات کے فرشتے آجاتے ہیں، (صحیح بخاری، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، حدیث نمبر: ۳۲۲۳) اس لئے انھیں ایک دوسرے کے بعد آنے والا کہا گیا ہے۔ (مفاتیح الغیب: ۹/۲۰۴)

⑪: یعنی اللہ تعالیٰ کی شفقت کا حال یہ ہے کہ اس نے انسان کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں، اسی طرح جو قوم اچھی حالت میں ہو، عافیت اور سکون کی زندگی گزار رہی ہو تو بلا سبب اللہ کی طرف سے اسے مصیبت اور تکلیف میں مبتلا نہیں کیا جاتا؛ بلکہ جب ان میں عقیدہ و عمل کا بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے حالات کو بدل کر عافیت کی بجائے مصیبت، راحت کی بجائے مشقت اور سکون کی بجائے اضطراب اور بے سکونی ان پر مسلط کر دیتے ہیں۔

⑬: قرآن مجید نے یہ بھی بتایا کہ بجلی کی گرج اللہ تعالیٰ کی حمد وتسبیح کی ایک شکل ہوتی ہے، اس میں بہت سی مشرک قوموں کے اس خیال کی تردید بھی ہوگئی کہ بجلی دیویوں اور دیوتاؤں کا ہتھیار ہے، تعریف وتسبیح کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بجلی اسی گرجدار آواز میں اللہ کی حمد وثناء بیان کرتی ہو۔ مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں ایک واقعہ بھی لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک سردار کو ایمان کی دعوت دی، وہ تمسخر کے طور پر پوچھنے لگا کہ تمہارا خدا چاندی کا ہے یا سونے کا یا تانبہ کا؟ اس گستاخانہ سوال کے نتیجہ میں اس پر بجلی گری اور وہ ہلاک ہوگیا۔ (تفسیر قرطبی: ۹/۲۹۸)

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا

اُسی کے لئے ہے پکارنا برحق (سچا) اور جنہیں وہ پکارتے ہیں، سوائے اس اللہ کے، نہیں وہ جواب دے سکتے ان کو کچھ بھی، مگر

كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ

جیسے (کوئی شخص) پھیلانے والا ہوا اپنی دونوں ہتھیلیاں پانی کی طرف تاکہ وہ (پانی) پہنچے اس شخص کے منہ میں، حالانکہ نہیں ہے وہ پہنچنے والا اس تک اور نہیں ہے پکارنا کافروں کا

اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ⑭ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

مگر گمراہی میں ⑭ اور اللہ ہی کے لئے سجدہ کر رہے ہیں سب جو ہیں آسمانوں میں اور زمین میں خوشی سے یا زبردستی

وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ⑮ (السجدة) قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (السجدة ۲)

اور ان کے سائے بھی (سجدہ کرتے) ہیں صبح و شام⑮ کہہ دیجئے! کون ہے رب آسمانوں کا اور زمین کا؟

قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا

کہہ دیجئے اللہ! کہئے کیا پھر بھی تم نے بنا رکھے ہیں اللہ کے سوا ایسے کارساز، جو نہیں اختیار رکھتے اپنے آپ کو بھی نفع پہنچانے کا

وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ

اور نہ نقصان پہنچانے کا؟ کہہ دیجئے! کیا برابر ہو سکتا ہے اندھا اور آنکھوں والا یا کہیں برابر ہو سکتی ہیں تاریکیاں

وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ

اور روشنی؟ کیا انہوں نے بنائے ہیں اللہ کے لئے ایسے شریک جنہوں نے پیدا کیا ہو کچھ اس (اللہ) کے پیدا کرنے کی طرح، لہٰذا مشتبہ ہو گیا تخلیق کا معاملہ ان پر؟

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ⑯ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

کہہ دیجئے! اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور وہ یکتا اور زبردست ہے⑯ اُسی نے نازل کیا آسمان سے پانی،

فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ

تو بہہ پڑیں وادیاں، اپنے اندازے کے مطابق، پھر اٹھا لیا سیلاب نے جھاگ اُبھرا ہوا اور ان (دھاتوں) میں بھی جن کو پگھلاتے ہیں

عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ

آگ میں، تلاش کرنے کے لئے زیور یا سامان، جھاگ اٹھتا ہے ویسا ہی، اسی طرح (مثال) بیان کرتا ہے اللہ

الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ

حق اور باطل کی، چنانچہ لیکن جو جھاگ ہے وہ سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور لیکن جو چیز نفع دیتی ہے

النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ⑰ ؕ

لوگوں کو تو وہ ٹھہرتی ہے زمین میں، اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ مثالیں⑰

⑭: یعنی اللہ کو پکارنا اور اس سے دعاء مانگنا ہی دُعاء کا صحیح طریقہ اور سچی پکار ہے۔

⑮: قرآن مجید میں یہاں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، ان کے معنی یہ ہیں کہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں اللہ کو سجدہ کرتی ہیں، چوں کہ انسان و جنات اس دنیا میں امتحان کے لئے رکھے گئے ہیں؛ اس لئے ان کو ارادہ و اختیار کی قوت دی گئی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری بھی کرنے پر قادر ہیں اور نافرمانی بھی؛ البتہ نافرمانی کرنے پر گنہگار ہوں گے۔ انسان اور جنات کے علاوہ جتنی مخلوقات ہیں، چاہے سورج و چاند ہو، درخت اور سمندر ہو یا حیوانات ہوں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ڈوری میں بندھے ہوئے اور ہر وقت اللہ کے احکام کو بجا لانے میں لگے ہوئے ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہاں سجدہ سے حقیقی معنوں میں سجدہ ہی مراد ہے۔
(تفسیر قرطبی: ۳۰۲/۹۰)

⑰: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے افراد، قوموں، اداروں اور تنظیموں کے لئے فطرت کا ایک اہم قانون بنایا ہے کہ جو چیز انسانیت کے لئے نفع بخش ہوتی ہے، وہ باقی رہتی ہے اور جس چیز میں نفع دینے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے، وہ آپ سے آپ اپنے وجود کو کھو دیتی ہے، دنیا میں قوموں کے عروج و زوال کی اصل بنیاد یہی ہے، آج مغربی دنیا بہت سی اخلاقی برائیوں کے باوجود ترقی اور مقبولیت کی چوٹی پر ہے، وہ اسی لئے کہ وہ اپنی صنعت ، ٹکنالوجی، راحت بخش ایجادات اور اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے انسان کو ــــ مادی ہی طور پر سہی ــــ فائدہ پہنچا رہی ہے، مسلمان دین حق کے حامل ہونے کے باوجود ان میدانوں میں اپنی نافعیت کھو چکے ہیں؛ اس لئے اِس پہلو سے وہ مسلسل زوال، ناکامی اور رسوائی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؔ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ

ان لوگوں کے لئے جنہوں نے قبول کیا (حکم) اپنے رب کا، بھلائی ہے اور وہ لوگ جنہوں نے نہیں قبول کیا (حکم) اس کا، اگر بیشک ہو ان کے پاس وہ (خزانے) جو کچھ زمین میں ہے

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

سب کے سب اور اتنے ہی اس کے ساتھ (اور بھی) تو ضرور فدیے میں دے دیں وہ اسے (نجات کے لئے) یہی وہ لوگ ہیں کہ (ہوگا) ان کا بری طرح حساب اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ

اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے ⑱ کیا وہ شخص جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے وہ حق ہے، (وہ) اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے وہ جو اندھا ہو؟

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾

یقیناً نصیحت حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں ⑲ وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں اللہ سے کئے ہوئے عہد کو اور نہیں توڑتے وہ پختہ عہد کو ⑳

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ؕ

اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں ان کو، کہ حکم دیا ہے اللہ نے جن کے بارے میں کہ انہیں ملایا جائے اسے اور وہ ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور وہ ڈرتے ہیں برے حساب سے ㉑

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا

اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا، رضامندی تلاش کرنے کے لئے اپنے رب کی اور قائم کرتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے دیا ان کو چھپا کر

وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ

اور اعلانیہ اور وہ دور کرتے ہیں بھلائی کے ساتھ برائی کو، یہی ہیں وہ لوگ، کہ ان کے لئے ہے آخرت کا گھر ㉒ (یعنی اُس میں) ایسے باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے،

يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ

وہ داخل ہوں گے ان میں اور وہ بھی جو نیک ہوں گے، اُن کے باپ دادوں میں سے اور اُن کی بیویوں میں سے اور اُن کی اولاد میں سے اور فرشتے داخل ہوں گے،

عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ؕ وَالَّذِيْنَ

ان کے پاس (استقبال کے لئے) ہر دروازے سے ㉓ اور (کہیں گے) سلام ہو تم پر بسبب اس کے، کہ صبر کیا تم نے، کیا ہی اچھا ہے آخرت کا گھر ㉔ اور وہ لوگ جو

يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

توڑتے ہیں اللہ سے کئے ہوئے عہد کو، اس کو پختہ کر لینے کے بعد اور وہ قطع کرتے ہیں ان (رشتوں) کو کہ حکم دیا ہے اللہ نے ان کو ملانے کا اور فساد مچاتے ہیں

فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

زمین میں، یہی لوگ ہیں کہ، ہے ان پر لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر ㉕ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے

يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ع

چاہے اور وہ تنگ کرتا ہے (جسے چاہے) اور وہ (کافر) اتراتے ہیں دنیاوی زندگی پر اور نہیں ہے دنیاوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں، مگر ایک حقیر سا فائدہ ㉖

⑱: جیسے ایک ملک کی کرنسی دوسرے ملک میں نہیں چلتی، اسی طرح دنیا کے اسباب و وسائل آخرت میں بے قیمت ہو جائیں گے، وہاں مال کی کوئی قیمت نہیں ہوگی، اعمال کی ہوگی اور اہل دوزخ کے پاس اعمال کی پونجی تو ہوگی ہی نہیں۔

㉑: اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو پورا کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنے کی طرف اشارہ ہے اور اس آیت میں صلہ رحمی کا حکم دے کر بندوں کے حقوق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

㉒: اس آیت کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ نیکی کے ذریعہ برائی کو مٹا دیتے ہی، یعنی اگر ان سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو پھر ایسے نیک عمل کرتے ہیں کہ اس گناہ کا اثر ختم ہو جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا ہے کہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ (سورہ ہود آیت نمبر: ۱۱۴)

㉓: مگر اہل جنت کو جہاں جسمانی راحتیں دی جائیں گی، وہیں انھیں خوب عزت بھی ملے گی، فرشتہ جیسی مخلوق ان کے پاس حاضر ہوا کرے گی اور پورے ادب و احترام کے ساتھ انھیں سلام کرے گی، اس طرح انھیں مادی نعمتوں کے ساتھ ساتھ عزت و احترام بھی حاصل رہے گا۔

㉖: یعنی آخرت میں نیک عمل کرنے والوں کے لئے بہترین رزق اور برے عمل کرنے والوں کے لئے عذاب متعین ہے؛ لیکن دنیا چوں کہ امتحان کی جگہ ہے؛ اس لئے کافروں کو بھی کشادہ رزق دی جاتی ہے اور اہل ایمان کو بھی رزق کی تنگی سے دو چار کیا جاتا ہے، یہ بطور انعام کے نہیں ہے؛ بلکہ بطور امتحان کے ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ
اور کہتے ہیں! وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، کہ کیوں نہیں نازل کی گئی اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے، کہہ دیجئے! بیشک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے
اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ ۖ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ
اپنی طرف، اس کو جو (اس کی طرف) رجوع کرے ﴿۲۷﴾ وہ لوگ جو ایمان لائے اور مطمئن ہوتے ہیں، اُن کے دل اللہ کے ذکر کے ساتھ یاد رکھو! اللہ ہی کی یاد سے اطمنان ہوتا ہے
الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ ؕ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ
دلوں کو ﴿۲۸﴾ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور کرتے ہیں نیک کام، ان کے لئے راحت و فرحت ہے اور اچھا ٹھکانا ﴿۲۹﴾ اسی طرح ہم نے آپ کو بھیجا
فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ
ایسی اُمت میں کہ یقیناً گزر چکی ہیں اس سے پہلے بہت سی امتیں، تاکہ آپ پڑھیں ان پر وہ (قرآن) جو وحی کیا ہم نے آپ کی طرف اور وہ کفر کرتے ہیں
بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ
رحمن کے ساتھ، کہہ دیجئے! وہی میرا رب ہے، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے ﴿۳۰﴾ اور اگر بیشک ہوتا کوئی قرآن! کہ چلائے جاتے
بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ
اس کے ذریعہ سے پہاڑ یا ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی اس کے زور سے زمین یا بول پڑتے (اُس سے) مُردے (تب بھی ایمان نہ لاتے) واقعہ یہ ہے کہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اختیار پورا، کیا نہیں اطمنان ہوا،
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ
اُن لوگوں کو جو مومن ہیں، کہ اگر چاہتا اللہ تو ضرور ہدایت دے دیتا سب انسانوں کو اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، پہنچے گی انہیں،
بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ
ان کرتوتوں کے نتیجے میں کوئی نہ کوئی آفت یا وہ اترے گی قریب ان کے گھروں کے، یہاں تک کہ آ جائے اللہ کا وعدہ، بیشک اللہ نہیں خلاف کرتا
الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ قف (ع ۴ ۵ ۱۰)
اپنے وعدے کے ﴿۳۱﴾ اور یقیناً مذاق اڑایا جا چکا ہے بہت سے رسولوں کا، آپ سے پہلے بھی، مگر ہم نے مہلت دی ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا تھا، پھر پکڑ لیا ہم نے ان کو،
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ
پس (دیکھ لو) کیسا (شدید) تھا میرا عذاب ﴿۳۲﴾ کیا پھر وہ (ذات) جو نگہبان ہے ہر نفس پر، جو اُس نے کمائے ہیں (تمہارے شریک جیسا ہو سکتا ہے) پھر بھی ٹھہرا رکھے ہیں انہوں نے اللہ کے لئے شریک۔
قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ
کہہ دیجئے! ذرا ان کے نام تو لو، کیا خبر دے رہے ہو تم اس اللہ کو ایسی بات کی، جو نہیں جانتا وہ زمین میں؟ یا یہ کہ (تم شریک ٹھہراتے ہو) ظاہری لفظ (کے اعتبار) سے بلکہ مزین کر دیا گیا ہے
لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾
ان لوگوں کے لئے، جنہوں نے کفر کیا اُن کا فریب اور وہ روکے گئے، راہ (حق) سے اور جسے گمراہ کر دے اللہ، تو نہیں ہے اس کے لئے کوئی رہنما ﴿۳۳﴾

﴿۲۸﴾: عام طور پر مادی سہولتوں کو سکون و اطمینان کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے؛ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے، اطمینان دل کی اس کیفیت کا نام ہے کہ جس میں انسان کو قرار آجائے اور آگے کی لالچ باقی نہ رہے، جیسے ایک شخص کو کسی خاص شہر تک جانا ہے تو اس شہر کو پہنچنے کے بعد وہ مطمئن ہو جاتا ہے، اس سے پہلے خواہ اسے اچھے سے اچھا اور خوبصورت سے خوبصورت شہر نظر آ جائے، انسان بے اطمینانی سے دو چار رہتا ہے اور اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے طبیعت مضطرب رہتی ہے، مادی نعمتوں کی حرص جن لوگوں کے دلوں میں جگہ بنا لیتی ہے، اُن کی منزل آتی ہی نہیں، وہ ہمیشہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں بے چین رہتے ہیں؛ لیکن جن لوگوں کا اللہ پر یقین ہوتا ہے، اللہ کی یاد سے ان کے دلوں کو اطمینانیت حاصل ہو جاتی ہے۔

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

ان کے لئے ہے عذاب، دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت ہوگا اور نہ ہوگا ان کو اللہ سے

مِنْ وَّاقٍ ﴿٣٤﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

کوئی بچانے والا ﴿٣٤﴾ کیفیت اس جنت کی، جس کا وعدہ کیا گیا ہے متقیوں سے (یہ) کہ بہہ رہی ہوں گی ان کے نیچے نہریں،

اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿٣٥﴾

اس کے پھل دائمی اور سائے (بھی) یہ ہے انجام ان لوگوں کا جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور کافروں کا انجام آگ ہے ﴿٣٥﴾

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ

اور وہ لوگ جنہیں دی ہم نے کتاب، وہ خوش ہوتے ہیں اس سے جو (قرآن) نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف اور انہیں کے گروہوں میں

مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا

ایسے بھی ہیں جو انکار کرتے ہیں بعض باتوں کا، کہہ دیجئے! کہ بیشک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف عبادت کروں اللہ کی اور نہ میں شریک ٹھہراؤں اس کے ساتھ (کسی کو بھی)، اسی کی طرف میں دعوت دیتا ہوں

وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿٣٦﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ

اور اسی کی طرف میری واپسی ہے ﴿٣٦﴾ اور اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو نازل کیا یہ حکم عربی (زبان) میں اور اگر کہیں پیروی کی آپ نے ان کے خواہشات کی،

ع ٥ ٦ ١١ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

اس کے بعد بھی کہ آچکا ہے تمہارے پاس (حقیقی) علم، تو نہیں ہوگا آپ کے لئے اللہ کے مقابلے میں کوئی حامی و مددگار اور نہ کوئی بچانے والا ﴿٣٧﴾ اور بیشک ہم نے بھیجے ہیں

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ

کئی رسول آپ سے پہلے اور ہم نے بنائیں ان کے لئے بیویاں اور اولاد اور نہیں ہے (اختیار) کسی رسول کے لئے یہ کہ وہ لے آئے

بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖ

کوئی نشانی (معجزہ) مگر اللہ کے حکم کے ساتھ، ہر مقررہ وعدے کے لئے لکھا ہوا (وقت) ہے ﴿٣٨﴾ اور مٹا دیتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے جو چاہے

وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿٣٩﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب ﴿٣٩﴾ اور اگر ہم آپ کو دکھائیں بعض وہ (عذاب) جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں،

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

تو آپ پر صرف پہنچانا ہی ہے اور ہم پر ہے حساب لینا ﴿٤٠﴾ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم چلے آرہے ہیں، اس کی زمین پر اور تنگ کر رہے ہیں

مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾

اس کو ہر طرف سے اور اللہ حکم کرتا ہے، نہیں ہے کوئی ردّ کرنے والا اس کے حکم کو اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ﴿٤١﴾

﴿٣٨﴾: بعض کفار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہتے تھے کہ اگر محمد نبی ہوتا تو شادی نہ کرتا، نبوت کے کاموں میں لگا رہتا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ سے پہلے جو انبیاء کرام دنیا میں آتے رہے ہیں، انہوں نے بھی شادیاں کی تھیں اور ان کی بھی اولاد تھی ہم نے کسی فرشتہ کو کبھی نبی بنا کر نہیں بھیجا۔

﴿٣٩﴾: اللہ تعالیٰ لوحِ محفوظ سے جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس حکم اور فیصلہ کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ ہر انسان کے بارے میں لوح محفوظ میں نوشتہ ہے کہ وہ نیک ہوگا یا بد، اس کی روزی، عمر اور اس سے متعلق خیر و شر کی ہر بات لکھی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مرضی اور ارادہ مشیت کے مطابق اس میں تبدیلی کرتا ہے، اس کی مشیت میں کسی کا دخل نہیں ہے، عمر بن الخطاب، ابن مسعود اور ابن عباس وغیرہم کی رائے ہے محو و اثبات کی تفسیر میں اور بھی اقوال آئے ہیں لیکن راجح وہی ہے جو ابھی ذکر کیا گیا ہے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قلم خشک ہوگیا تو لوح محفوظ میں محو و اثبات بھی اللہ تعالیٰ قضاء و قدر میں داخل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حالت طواف میں یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ اے اللہ! اگر تو نے میرے لئے بدبختی یا کوئی گناہ لکھ دیا ہے تو اسے مٹا دے تو جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے تیرے ہی پاس لوح محفوظ ہے اے اللہ تو میرے لئے نیک بختی اور مغفرت لکھ دے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کی دعاء منقول ہے، اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اسے صحیح کہا ہے کہ احتیاط تقدیر کے مقابلے میں نفع نہیں پہونچا سکتی، لیکن اللہ تعالیٰ کے ذریعہ تقدیر کی جس بات کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ

اور بیشک بڑی چالیں چل چکے ہیں، وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے با لآخر اللہ ہی کے لئے ہیں تدبیریں سبھی، وہ جانتا ہے جو کما تا ہے ہر

نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ

نفس اور عنقریب جان لیں گے یہ کافر کہ کس کے لئے ہے آخرت کا گھر (اچھا)﴿۴۲﴾ اور کہتے ہیں! وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، نہیں ہے تو

مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع ۶ / ۱۲

رسول، آپ کہہ دیجئے! کافی ہے اللہ گواہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان اور وہ شخص بھی کہ اس کے پاس ہے (آسمانی) کتاب کا علم﴿۴۳﴾

اٰيَاتُهَا ۵۲ — (۱۴) سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ (۷۲) — رُكُوْعَاتُهَا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ

الف، لام، را۔ یہ ایک کتاب ہے (جسے) ہم نے نازل کیا ہے آپ کی طرف تا کہ آپ نکالیں لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف، اُن کے رب کے حکم سے،

اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ

اس کے راستے کی طرف، جو زبردست اور خوب قابل تعریف ہے﴿۱﴾ وہ اللہ جس کی ملک میں ہیں وہ تمام چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور تباہی ہے

لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ

کافروں کے لئے سخت عذاب (کی وجہ) سے﴿۲﴾ وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں دنیا کی زندگی کو آخرت پر

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

اور وہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور تلاش کرتے ہیں اس میں کجی، یہ لوگ دور کی گمراہی میں ہیں﴿۳﴾ اور نہیں ہم نے بھیجا

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان میں، تا کہ وہ (کھول کر) بیان کرے ان کے لئے، پھر گمراہ کرتا ہے اللہ جسے چاہے اور وہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ

اور وہ زبردست، بڑی حکمت والا ہے﴿۴﴾ اور یقیناً ہم نے بھیجا اپنی آیات (معجزوں) کے ساتھ، یہ کہ نکالیں اپنی قوم کو تاریکیوں سے

اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۵﴾

روشنی کی طرف اور یاد دلائیں ان کو اللہ کے احسان، بیشک ان میں بڑی نشانیاں ہیں ہر اس شخص کے لئے جو صبر کرنے والا شکرگزار ہو﴿۵﴾

تفسیر سورہ ابراہیم

یہ مکی سورت ہے، جس میں باون (52) آیتیں ہیں۔

①: دیکھئے: سورۂ بقرہ کے آغاز میں "الٓم" پر تفصیل۔

②: اس آیت میں آپ کی ذمہ داری مقرر کی گئی ہے کہ آپ تمام لوگوں کو ہدایت کی طرف لانے کی کوشش کریں، اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی دعوت کے مخاطب مسلمان ہی صرف نہیں ہیں بلکہ تمام انسان ہیں؛ اس لحاظ سے کہ قرآن مجید میں ناس (لوگوں) کا لفظ زیادہ تر مشرکین کے لئے استعمال ہوا ہے، غیر مسلموں تک ایمان پہنچانے کی زیادہ ضرورت ہے اور صرف مسلمانوں میں رشد و اصلاح کا کام کر کے مطمئن ہو جانا اور سمجھ لینا کہ فریضۂ دعوت ادا ہو گیا خام خیالی ہے۔

③: یعنی انسان کی گمراہی کے بنیادی طور پر تین اسباب ہیں، ایک دنیا کی محبت اور آخرت سے بےخوفی۔ دوسرا سبب اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنا ہے۔ تیسرا سبب ہے کجی کی تلاش۔

④: اللہ تعالیٰ کی سنت یہ رہی ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ کسی کتاب کے مخاطب ہوتے ہیں، ان ہی کی زبان میں وہ کتاب نازل کی جاتی؛ تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ لیں اور ان کے لئے نہ سمجھ پانے کا عذر باقی نہ رہے۔

اسی لئے آپ کو پوری انسانیت کی طرف بھیجا گیا: "كان النبي يبعث إلى قوم خاصة وبعث إلى الناس عامة" (بخاری: ۳۲۸، کتاب التیمم) اب ظاہر ہے کہ عربی نہ جاننے والوں تک قرآنِ مجید کا پیغام قرآن مجید کے ترجموں کے ذریعے پہنچے گا، جس کا آغاز عہدِ صحابہ ہی سے ہو گیا تھا، چنانچہ علامہ سرخسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید یا اس کے بعض اجزاء کا ترجمہ فارسی میں فرمایا تھا، (المبسوط، كتاب الصلوٰة، باب كيفية الدخول فی الصلوٰة: ۱/۳۵) معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ کریں، نیز مختلف زبانوں کے اُسلوب اور لب ولہجہ میں جو تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر زمانے کی ضرورت کے لحاظ سے نئے ترجمے بھی کئے جائیں؛ تا کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں تک قرآن مجید کا پیغام پہنچے،— اسی سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ قرآن مجید کی تلاوت تو بہت اجر و ثواب کا باعث ہے ہی اور وہ بذات خود بھی مقصود ہے؛ لیکن معانی قرآن کو بھی پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ یہ بھی قرآن مجید کا اہم ترین حق ہے۔

⑤: "ایام اللہ" سے مراد ہے اللہ کی طرف سے پیش آنے والے اہم واقعات، جیسے: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا فرعون سے نجات پانا، فرعون اور اس کے لشکر کا سمندر میں غرق کر دیا جانا۔
(ابن ماجہ، کتاب الادب، باب فضل الحامدین: ۳۸۰۴)

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ

اور جب کہا تھا! موسیٰؑ نے اپنی قوم سے، کہ یاد کرو اللہ کے اس احسان کو، جو اُس نے تم پر کیا جبکہ اس نے نجات دلائی تمہیں

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ

آل فرعون سے، وہ پہنچاتے تھے تم کو بدترین عذاب اور ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو

ع ١/٦ ١٣ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ع ⑥

اور زندہ رہنے دیتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں تمہاری آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی⑥

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ

اور جب خبردار کر دیا تھا تمہارے رب نے، کہ اگر تم شکر کروگے تو یقیناً میں تمہیں (اور) دوں گا اور اگر تم ناشکری کروگے، تو بیشک میرا عذاب (بھی)

لَشَدِيْدٌ ⑦ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ

بہت سخت ہے⑦ اور کہا موسیٰؑ نے! کہ اگر کفر کروگے تم اور وہ لوگ جو زمین میں ہیں سب کے سب،

عند المتقدمين ٢ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑧ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ

تو بیشک اللہ ہے بے نیاز اور نہایت قابل تعریف⑧ کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبر ان لوگوں کی، جو تم سے پہلے تھے (یعنی) قوم نوحؑ

مع وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ڛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ڔ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَاۗءَتْهُمْ

کی اور عاد و ثمود کی اور وہ جو اُن کے بعد ہوئے، جنہیں نہیں جانتا کوئی سوائے اللہ کے، آئے تھے اُن کے پاس،

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ

اُن کے رسول، واضح دلیلوں کے ساتھ، تو انہوں نے لوٹا (دیا) لئے اپنے ہاتھ اپنے موںہوں میں اور انہوں نے کہا! بیشک ہم نہیں مانتے اس کو، جو

الثلثة اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ⑨ قَالَتْ رُسُلُهُمْ

تم کو دے کر بھیجا گیا ہے اور بیشک ہم تو ایسے شک میں ہیں! اس سے کہ تم بلاتے ہو ہمیں، اس کی طرف جو اضطراب میں ڈالنے والا ہے⑨ کہا! ان کے رسولوں نے

اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ

کیا اللہ کے بارے میں شک ہے (جو) پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا وہ تمہیں بلا رہا ہے، تاکہ وہ معاف کر دے تمہارے گناہ

مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ

اور تاکہ مہلت دے تمہیں ایک وقت مقرر تک، انہوں نے کہا! کہ نہیں ہو تم مگر ایک آدمی ہماری طرح کے،

تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ⑩

تم چاہتے ہو یہ کہ ہمیں روک دو ان (معبودوں) سے جن کی عبادت کرتے آئے ہیں ہمارے باپ دادا، لہٰذا! تم لے آؤ ہمارے پاس کوئی واضح دلیل⑩

⑥: آدمی جس نعمت پر شکر ادا کرے گا، اللہ اس نعمت میں اضافہ فرمائیں گے اور اگر کوئی شخص ناشکری کرے، تو بعض اوقات دنیا میں بھی اس سے وہ نعمت چھین لی جاتی ہے اور اگر دنیا میں اللہ کی طرف سے ڈھیل قائم رہی، تب بھی آخرت میں تو اللہ کا سخت عذاب ہے ہی۔

⑨: "فردو أيديهم فى أفواههم" کا زیادہ تر اہل علم نے یہی ترجمہ کیا ہے کہ پیغمبر کی باتیں سن کر اس کو قبول کرنے کے بجائے وہ اپنے منھ پر ہاتھ رکھ لیتے تھے، یہ ان کی طرف سے جھٹلانے کا اشارہ تھا، یا اپنی انگلیوں کو اپنے منھ پر رکھ لیتے تھے،

(دیکھئے، مفاتیح الغیب: ۹/ ۲۹۴ تفسیر ابن کثیر: ۸/ ۱۸۲)

ان کا مقصد پیغمبر کو جھٹلانا اور ان کی باتوں کو نہ ماننا ہوتا تھا۔ "إنا كفرنا بما أرسلتم به" اس سے معلوم ہوا کہ کفر کے معنی انکار کے ہیں، شریعت کی اصطلاح میں جو لوگ اسلام کے پیش کئے ہوئے عقیدوں کا انکار کر جائے، ان کو کافر کہتے ہیں، یہ اہانت آمیز اور تحقیر کے الفاظ نہیں ہیں، بدقسمتی سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ غیر مسلموں کو کافر کہہ کر ان کی توہین کی گئی ہے۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ
کہا! ان سے اُن کے رسولوں نے کہ واقعی نہیں ہیں ہم، مگر بشر (انسان) تم جیسے ہی اور لیکن اللہ نوازتا ہے جس پر چاہتا ہے
مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
اپنے بندوں میں سے اور نہیں ہے (اختیار) ہمارے لئے یہ کہ ہم لے آئیں تمہارے پاس کوئی معجزہ بغیر اللہ کی اجازت کے اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں
الْمُؤْمِنُوْنَ (۱۱) وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى
مومن (۱۱) اور کیا ہوا ہے؟ ہمیں کہ نہ بھروسہ کریں ہم اللہ پر، جبکہ بیشک اس نے دکھائی ہمیں (ہدایت کی) راہیں؟ اور ہم ضرور صبر کریں گے ان پر،
ع ۲ ۶ ۱۲ مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (۱۲) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ
جو تم ہمیں اذیت دیتے ہو اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے (۱۲) اور کہا: ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا اپنے رسولوں سے،
لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ
کہ ہم ضرور نکال دیں گے تم کو اپنی زمین (ملک) سے یا تم واپس آجاؤ ہماری ملت (دین) میں، تو وحی بھیجی اُن کی طرف اُن کے رب نے، کہ ہم ضرور ہلاک کردیں گے
الظّٰلِمِيْنَ (۱۳) وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ
ظالموں کو (۱۳) اور ضرور آباد کریں گے ہم تمہیں اس سرزمین میں اِن کے بعد، یہ وعدہ ہے اس کے لئے جو ڈر گیا ہمارے سامنے کھڑا ہونے سے
وَخَافَ وَعِيْدِ (۱۴) وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ (۱۵) مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ
اور ڈر گیا ہماری وعید سے (۱۴) اور انہوں نے فتح طلب کی اور ناکام ہوا، ہر وہ شخص جو عناد رکھنے والا ہو (۱۵) اُس کے آگے جہنم ہے
وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ (۱۶) يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ
اور وہ پلایا جائے گا پانی جہنمیوں کی پیپ کا (۱۶) وہ اسے گھونٹ گھونٹ پئے گا اور نہیں قریب کہ وہ اسے حلق سے اُتار سکے اور آئے گی اس کو موت ہر
مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ (۱۷) مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ
طرف سے اور (لیکن) نہیں وہ مر سکے گا اور اس (عذاب) سے آگے ایک سخت عذاب (اور ہوگا) (۱۷) مثال اُن لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کے ساتھ (یہ ہے کہ)
اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
ان کے اعمال اس راکھ کی طرح ہو گئے جسے اُڑا دیا ہو آندھی نے ایک طوفانی دن میں، نہیں پا سکیں گے وہ اپنے کمائے ہوئے
عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ (۱۸) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اعمال کا کچھ بھی، (پھل) یہی ہے گمراہی دور (یعنی نچلے درجہ) کی (۱۸) کیا نہیں دیکھتے تم؟ کہ بیشک اللہ نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو
بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ (۱۹) وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (۲۰)
حق کے ساتھ اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور لے آئے (تمہاری جگہ) ایک مخلوق نئی (۱۹) اور نہیں ہے یہ کام اللہ کے لئے کچھ بھی مشکل (۲۰)

(۱۳): جن لوگوں کے پاس دلیل کی قوت نہیں ہوتی، ان کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ وہ دھمکی اور تشدد پر اتر آتے ہیں، اس وقت بھی مشرق سے مغرب تک پوری دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ یہی صورت حال ہے، مسلمانوں کی شہریت منسوخ کرنے یا انھیں کافرانہ تہذیب میں ضم ہوجانے کی دھمکی دی جارہی ہے۔

(۱۸): یعنی ایمان کے بغیر کوئی اچھے سے اچھا عمل بھی آخرت میں انسان کے کام نہیں آئے گا، اگر غیر مسلم حضرات انسانی بھلائی کے کچھ کام کریں، تو ہوسکتا ہے کہ دنیا ہی میں ان کو کچھ فائدہ پہنچ جائے؛ لیکن آخرت میں اس کو کوئی نفع نہیں ہوگا۔

وَبَرَزُوا لِلّٰهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

اور پیش ہوں گے اللہ کے سامنے سب، تو کہیں گے کمزور لوگ ان سے جو تکبر کرتے تھے (دنیا میں) یقیناً ہم تو تھے تمہارے تابع، تو کیا

أَنْتُمْ مُّغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ

تم دور کر سکو گے ہم سے اللہ کا عذاب کچھ بھی؟ وہ کہیں گے اگر راہ دکھا دی ہوتی ہمیں اللہ نے، تو ہم ضرور تمہیں دکھا دیتے

ع ۵ ۱۵ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ أَجَزِعْنَآ أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيصٍ ﴿۲۱﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا

(اب) یکساں ہے ہمارے لئے، خواہ روئیں پیٹیں ہم یا صبر کریں، نہیں ہے ہمارے لئے کوئی بھاگنے کی جگہ۲۱ اور کہے گا شیطان جب

قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ

فیصلہ کر دیا جائے معاملے کا، بیشک اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا وعدہ سچا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا، تو میں نے تم سے خلاف ورزی کی اور نہیں تھا

لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ إِلَّآ أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۚ فَلَا تَلُومُونِي

میرے لئے تم پر کوئی غلبہ سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں بلایا اور تم نے مان لی میری بات، سو نہ تم مجھے ملامت کرو،

وَلُومُوٓا أَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَآ

بلکہ ملامت کرو اپنے آپ کو ہی اور نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم ہی ہو میری فریاد رسی کرنے والے، بلاشبہ میں انکار کرتا ہوں اس کا جو

أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ؕ إِنَّ الظّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۲﴾ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ

تم مجھے (اللہ کا) شریک ٹھہراتے تھے، اس سے پہلے، بیشک ظالموں کے لئے بہت دردناک عذاب ہے۲۲ اور داخل کئے جائیں گے وہ لوگ جو

اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا

ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، ایسے باغات میں کہ بہہ رہی ہوں گی ان کے نیچے سے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں

بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً

اپنے رب کے حکم سے، ان کی (باہمی) ملاقات کی دعا ہوگی اُن میں سلام۲۳ کیا نہیں دیکھتے تم؟ کہ کیسی (اچھی) بیان کی ہے اللہ نے مثال کہ "کلمۂ طیبہ" ایک پاکیزہ

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ

درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں گہری جمی ہوئی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان تک ہیں۲۴ جو دے رہا ہے اپنا پھل ہر آن

بِإِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ

اپنے رب کے حکم سے اور بیان فرماتا ہے اللہ یہ مثالیں انسانوں کے لئے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۲۵ اور مثال کلمۂ

خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةِ ِاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾

خبیثہ (کفر وشرک) کی ایک خبیث درخت کی مانند ہے جو اکھاڑ پھینکا جاتا ہے زمین کے اوپری سطح سے، نہیں ہے اس کے لئے کوئی قرار (استحکام)۲۶

۲۲: زمخشریؒ نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن شیطان کہے گا اللہ نے اس کے لئے نقل کیا ہے کہ تا کہ سامعین قیامت کے دن اپنے انجام کے بارے میں غور کریں اور ابھی سے اپنی نجات کے لئے تیاری کریں، جب شیطان اپنے تمام پیرو کاروں سے اپنی برأت کا اعلان کردے گا۔

۲۳: فرشتے اہل جنت کی تعظیم کریں گے اور انہیں سلام کریں گے جس کا ذکر سورہ زمر آیت نمبر ۷۳ میں کیا گیا ہے۔

۲۴: اس آیت میں کلمۂ اسلام لا الٰہ الا اللہ کو کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شرک کو کلمۂ خبیثہ کہا گیا ہے، ایک رائے یہ بھی ہے کہ کلمۂ طیبہ سے ہر کلمۂ خیر اور کلمۂ خبیثہ سے ہر کلمۂ خبیثہ مراد ہے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ

ثابت قدم رکھتا ہے اللہ اہل ایمان کو قبول حق (کی برکت) سے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی

ع ۴ ۱۶ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا

اور گمراہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے﴿۲۷﴾ کیا نہیں دیکھا؟ آپ نے ان لوگوں کو جنہوں نے بدل ڈالا

نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۗ

اللہ کی نعمتوں کو ناشکری (کفر) سے اور جا اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں﴿۲۸﴾ (یعنی) جہنم، وہ داخل ہوں گے اس میں

وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوْا

اور وہ بدترین ٹھکانا ہے﴿۲۹﴾ اور انہوں نے بنائے اللہ کے لئے شریک (ہم سر) تاکہ وہ لوگوں کو گمراہ کریں اس (اللہ) کے راستے سے، کہہ دیجئے! کہ تم عیش کرلو،

فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

پھر آخرکار تمہارا انجام آگ کی طرف ہے﴿۳۰﴾ کہہ دیجئے! میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں، کہ وہ قائم کریں نماز

وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ

اور وہ خرچ کریں اس (رزق) میں سے جو ہم نے انہیں دیا ہے، چھپا کر بھی اور اعلانیہ بھی اس سے پہلے کہ آجائے وہ دن کہ نہ خرید و فروخت ہوگی

وَلَا خِلٰلٌ ﴿٣١﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور نہ دوستیاں﴿۳۱﴾ اللہ وہ ذات ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور نازل کیا آسمان سے پانی

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ

پھر اُس نے نکالے اُس سے ہر قسم کے پھل، روزی، تمہارے لئے اور مسخر کیں تمہارے لئے کشتیوں کو تاکہ وہ چلیں سمندر میں

بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ

اس (اللہ) کے حکم سے اور اس نے مسخر کر دیا تمہارے لئے نہروں کو﴿۳۲﴾ اور مسخر کیا تمہارے لئے سورج اور چاند کو جو لگاتار چلے جا رہے ہیں

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۗ وَاِنْ تَعُدُّوْا

اور مسخر کیا اُس نے تمہارے لئے رات اور دن کو﴿۳۳﴾ اور اُس نے دی تمہیں ہر وہ چیز جو تم نے سوال کیا اُس سے اور اگر تم شمار کرو

ع ۵ ۱۷ نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ

اللہ کی نعمتوں کا، تو تم نہیں احاطہ کر سکتے اس کا، بیشک انسان بڑا ہی ناانصاف اور ناشکرا ہے﴿۳۴﴾ اور (یاد کرو وہ وقت) جب کہا تھا ابراہیمؑ

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾

نے اے میرے رب! بنا دے تو اس شہر کو امن کا گہوارہ اور بچائے رکھنا تو مجھے اور میری اولاد کو اس سے کہ ہم عبادت کریں مورتیوں کی﴿۳۵﴾

﴿۲۷﴾: ''القول الثابت'' (پکی بات) سے مراد کلمۂ توحید ''لا الہ الا اللہ'' ہے، یہی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو دنیا میں بھی عقیدۂ توحید پر ثابت قدمی حاصل ہوتی ہے، قبر میں بھی جب سوال و جواب کا مرحلہ آتا ہے تو وہ عقیدۂ توحید پر ثابت قدم رہتا ہے۔ (بخاری : عن براء بن عازب ﷺ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر : ۱۳۰۳، وکذا کتاب التفسیر ، باب تفسیر سورۃ ابراھیم : ۴۴۲۲) —— اور آخرت کے حساب و کتاب کے وقت بھی وہ انشاء اللہ ثابت قدم ہی رہے گا۔ (تفسیر قرطبی: ۹/۳۶۳)

﴿۳۵﴾: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا مکہ مکرمہ سے متعلق ہے؛ کیوں کہ مکہ اس وقت ایک ایسا صحرا تھا، جہاں کوئی انسانی آبادی موجود نہیں تھی اور ایسی جگہیں عام طور پر امن سے محروم ہوتی ہیں، یہ دُعاء اس شان سے پوری ہوئی کہ زمانہ جاہلیت میں بھی مکہ ایک پُرامن جگہ تھی، یہاں تک کہ کوئی شخص اگر اپنے باپ کے قاتل کو بھی یہاں دیکھ لیتا تو اپنی نگاہ کو جھکا لیتا۔ دوسری دُعاء یہ فرمائی کہ میری اولاد کو بُت پرستی سے بچائے رکھئے، اس میں اولاد سے آپ کی صلبی اولاد مراد ہے؛ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آٹھ بیٹے تھے اور یہ سب کے سب توحید پر قائم رہے، کوئی بت پرستی کے مرتکب نہیں ہوئے۔ (تفسیر قرطبی: ۹/۳۶۸)

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ

اے میرے رب بلاشبہ انہوں نے گمراہ کئے ہیں بہت سے لوگوں کو، پھر جس شخص نے میری اتباع کی تو بیشک وہ میرا ہے

وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ

اور جس نے میری نافرمانی کی تو بیشک تو بہت بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے (۳۶) اے ہمارے رب! بیشک میں نے بسائی ہے اپنی اولاد،

بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

ایک ایسی وادی میں، جونہیں ہے کھیتی والی، تیرے محترم گھر کے قریب، اے ہمارے رب اس لئے (بسایا ہے) کہ قائم کریں نماز،

فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ

سو کر دے تو انسانوں کے دلوں کو مائل ان کی طرف اور رزق دے تو انہیں ہر قسم کے پھلوں میں سے،

لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا

شاید کہ وہ شکرگزار بنیں (۳۷) اے ہمارے رب! یقیناً تو جانتا ہے ہر وہ بات جو ہم چھپاتے ہیں اور وہ بھی جو ہم ظاہر کرتے ہیں اور نہیں

يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

چھپا ہوا اللہ سے کچھ بھی زمین میں اور نہ آسمانوں میں (۳۸) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں

الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ

وہ جس نے عطا کئے مجھے اس بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق (جیسے بیٹے) بیشک میرا رب ضرور سننے والا ہے

الدُّعَاۗءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا

دعا کا (۳۹) اے میرے رب! تو بنا دے مجھے قائم رکھنے والا نماز کو اور میری اولاد میں سے بھی، اے ہمارے رب

وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ

اور تو قبول فرما میری دعا (۴۰) اے ہمارے رب! تو بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور (سب) مومنوں کو، جس دن قائم ہوگا

الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ؑ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ڛ اِنَّمَا

حساب (۴۱) اور آپ ہرگز نہ گمان کریں اللہ کو غافل اس سے جو عمل کرتے ہیں ظالم، یقیناً

يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ۙ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ

وہ انہیں ڈھیل دے رہا ہے اس دن کے لئے کہ پتھرا جائیں گی اس دن آنکھیں (۴۲) دوڑے چلے آ رہے ہوں گے (یہ ظالم) اٹھائے ہوئے

رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَاۗءٌ ﴿۴۳﴾ۭ

اپنے سر، نہ پھر سکیں گی اپنی طرف بھی ان کی آنکھیں اور ان کے دل اڑے جا رہے ہوں گے (۴۳)

ع ۶ / ۱۸

(۳۶): اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شفقت بھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے گنہگاروں کے لئے بھی اشارۃً اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر کی گذارش کی، نیز آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو میری بات نہ مانے وہ دوزخی ہیں؛ بلکہ کہا کہ آپ معاف کرنے والے اور مہربان ہیں، معلوم ہوا کہ جب تک کسی کی موت کفر پر نہ ہوجائے، ہمیں حق نہیں ہے کہ اس کے دوزخی ہونے کا فیصلہ کردیں۔

(۳۷): حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دُعاء سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو مساجد اور دینی مدارس کے قریب آباد ہونا چاہئے؛ تاکہ دین سے ان کا رشتہ استوار رہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیوی ضرورتوں کی دُعاء کرنا تقویٰ اور توکل کے خلاف نہیں ہے؛ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھلوں کے لئے دُعاء فرمائی اور یہ سبق بھی ملا کہ دُعاء کرتے ہوئے صرف مادی ضرورتیں ہی انسان کے سامنے نہ ہوں؛ بلکہ دینی ضرورت بھی پیش نظر رہے؛ چنانچہ آپ نے پہلے ان کے لئے نماز کی دُعاء فرمائی؛ بلکہ ان دونوں سے پہلے یہ دُعاء فرمائی کہ لوگوں میں کعبۃ اللہ کی عظمت پیدا ہو؛ کیوں کہ جب کعبۃ اللہ کی عظمت پیدا ہوگی تو جو یہاں رہنے والے ہیں، ان کی عظمت بھی دلوں میں ہوگی، دوسرے یہ کہ جب لوگ اس مقام کی طرف متوجہ ہوں گے اور ان کی آمد رفت ہوگی تو قابل کاشت نہ ہونے کے باوجود یہاں لوگوں کی آمد و رفت ہوتی رہے گی اور اس کی وجہ سے کھانے پینے کی اشیاء بھی مہیا ہوتی رہیں گی؛ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دُعاء اس شان کے ساتھ قبول ہوئی کہ مکہ مکرمہ میں کھیتیاں ہیں اور نہ باغات؛ لیکن پوری دنیا کی عمدہ ترین غذاؤں اور اچھے اور تازہ پھلوں کا لگا انبار رہتا ہے۔

(۴۱): حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آذر کی موت کفر کی حالت میں ہوئی اور کافر کے لئے دُعاء مغفرت نہیں کی جاسکتی؛ بظاہر اس دُعا کا سبب یہ ہے کہ اس وقت تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کافر والدین کے لئے دُعاء سے منع نہیں کیا گیا تھا۔ (مفاتیح الغیب: ۹/ ۳۶۳) —— لیکن اب چوں کہ اس کی ممانعت ہوچکی ہے؛ اس لئے کسی ایسے شخص کے لئے نماز جنازہ، دُعاء مغفرت یا ایصال ثواب جائز نہیں، جس کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس کی موت کفر کی حالت میں ہوئی ہے۔ (سورۂ توبہ: ۱۱۳)

وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ

اور آپ ڈرائیں انسانوں کو! اس دن سے جب آئے گا ان پر عذاب تو کہیں گے وہ جنہوں نے ظلم کیا تھا، اے ہمارے رب مہلت دے ہمیں تھوڑی مدت تک،

نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم

تاکہ ہم قبول کرلیں تیری دعوت اور پیروی کریں گے ہم تیرے پیغمبروں کی (تو کہا جائے گا) کیا نہیں قسمیں کھا۔ کھا کر کہا کرتے تھے تم اس سے پہلے، کہ نہیں آئے گا ہم پر

مِّن زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَسَكَنتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا

کبھی زوال﴿۴۴﴾ حالانکہ تم آباد تھے گھروں میں ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم کیا تھا اپنے اوپر اور واضح ہو چکا تھا تم پر، کہ کیا سلوک کیا تھا ہم نے

بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ ۗ وَإِن كَانَ

ان کے ساتھ اور بیان کردی ہیں ہم نے تمہارے لئے ہر قسم کی مثالیں﴿۴۵﴾ اور یقیناً چل چکے تھے وہ اپنی چالیں اور اللہ کے پاس تھا ان کی ہر چال کا توڑ اور اگرچہ تھیں

مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ

ان کی چالیں ایسی کارگر کہ ہل جائیں ان سے پہاڑ بھی﴿۴۶﴾ تو ہرگز نہ گمان کریں آپ اللہ کو خلاف کرنے والا اپنے وعدے کا جو اس نے اپنے رسولوں سے کیے ہیں، یقیناً اللہ ہے زبردست

ذُو انتِقَامٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾

انتقام لینے پر قادر﴿۴۷﴾ اس دن جب بدل دی جائے گی یہ زمین دوسری زمین سے اور آسمان بھی (بدل جائیں گے) اور پیش ہوں گے سب اللہ کے پاس جو واحد (یکتا) اور زبردست قوت والا ہے﴿۴۸﴾

وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٤٩﴾ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ

اور آپ دیکھیں گے مجرموں کو اُس دن، کہ جکڑے ہوئے ہیں وہ زنجیروں میں﴿۴۹﴾ ان کے لباس ہوں گے گندھک کے اور چھائے ہوئے ہوں گے

وُجُوهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٥١﴾

ان کے چہروں پر آگ (کے شعلے)﴿۵۰﴾ تاکہ بدلہ دے اللہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا، بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے﴿۵۱﴾

هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٢﴾ ع ۱۱ ۱۹

یہ ایک اعلان ہے تمام انسانوں کے لئے، تاکہ انہیں خبردار کیا جائے اس کے ذریعہ سے اور وہ جان لیں کہ صرف وہی (اللہ) معبود ہے اکیلا اور اس لئے بھی تاکہ نصیحت حاصل کریں وہ لوگ جو عقل والے ہیں﴿۵۲﴾

(۱۵) سُورَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ (۵۴)

اٰیاتُها ۹۹ — رُکوعاتُها ۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ ﴿١﴾

الف۔ لام۔ را۔ یہ آیات ہیں کتاب کی اور قرآن مبین (واضح) کی①

﴿۴۸﴾: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے چمڑے کو کھینچ دیا جائے، تو اس میں کہیں اُبھار اور کہیں گہرائی باقی نہیں رہتی، اسی طرح زمین ہموار اور برابر ہو جائے گی، حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے، دوسری رائے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس زمین کی جگہ ایک دوسری زمین پیدا کی جائے گی، جو چاندی کی ہوگی، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہ منقول ہے؛ چنانچہ مسلم میں حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ ایک ایسی زمین پر جمع کئے جائیں گے، جو میدے کی طرح سفید ہوگی اور اس میں کسی چیز کا کوئی نشان تک نہ ہوگا۔ (دیکھئے: تفسیر قرطبی: ۹/ ۳۸۳۔۳۸۴)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان اسی دوسری رائے کی طرف ہے،— اور آسمان کی تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ تارے بکھر جائیں گے، سورج لپیٹ دیا جائے گا اور چاند بے نور ہو جائے گا۔ (مفاتیح الغیب: ۹/ ۳۷۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آسمان سونے کا بنا دیا جائے گا؛ تاہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جس حدیث کا اوپر ذکر آیا ہے، اس میں یہ ہے کہ پہلے تو زمین چمڑے کی طرح برابر اور مسطح ہو جائے گی، پھر ایک جھٹکا آئے گا، تو انسان اپنے آپ کو اسی طرح کی دوسری جگہ میں پائے گا: "ثم يزجر الله الخلق زجرة فإذا هم في الثانية في مثل مواضعهم من الأولى" (قرطبی: ۹/ ۳۸۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں دو مرحلے ہوں گے، پہلے مرحلے میں زمین کی صفت تبدیل ہوگی اور اسے مسطح کر دیا جائے گا، اور دوسرے مرحلہ میں اصل زمین ہی تبدیل کر دی جائے گی۔ واللہ اعلم

تفسیر سورہ الحجر

حجر مدینہ اور شام کے درمیان ایک وادی کا نام تھا، جس میں قوم ثمود آباد تھی، اس صورت میں چوں کہ اس واقعہ کا بھی ذکر آیا ہے؛ اس لئے اس کو سورۃ حجر کا نام دیا گیا۔

①: ان کو حروف مقطعات کہا جاتا ہے، جس کی وضاحت سورۂ بقرہ حاشیہ نمبر: ۱ میں گزر چکی ہے۔ (سورہ الحجر آیت نمبر۔۱)

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ (٢) ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا
قریب ہے وہ وقت کہ شدید آرزو کریں گے وہ لوگ جو کافر ہیں کہ کاش! ہوتے وہ مسلمان (٢) (اے نبیؐ) چھوڑ دو انہیں کہ کھائیں
وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (٣) وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا
پئیں اور مزے کریں اور بہلاوے میں ڈالے رکھیں انہیں ان کی جھوٹی امیدیں، سوعنقریب انہیں معلوم ہوجائے گا (٣) اور نہیں ہم نے ہلاک کیا کسی بستی کو، مگر اس حال میں کہ
كِتَابٌ مَعْلُومٌ (٤) مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ (٥) وَقَالُوا يَا أَيُّهَا
اس کے لئے لکھی ہوئی (میعاد) مقرر تھی (٤) نہیں آگے نکل سکتی کوئی قوم اپنے (ہلاکت کے) وقتِ مقرر سے اور نہ وہ پیچھے رہ سکتے ہیں (٥) اور انہوں نے کہا! اے وہ
الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ (٦) لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ
شخص کہ نازل کیا گیا ہے یہ ذکر (قرآن) یقیناً آپ تو ضرور دیوانے ہیں (٦) کیوں نہیں لے آتے تم ہمارے پاس فرشتے اگر ہے تو
مِنَ الصَّادِقِينَ (٧) مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ (٨)
سچوں میں سے (٧) (کہہ دیجئے) نہیں نازل کیا کرتے ہم فرشتوں کو، مگر حق کے ساتھ (یعنی فیصلہ عذاب کے ساتھ) اور نہیں دی جاتی اس وقت (جب وہ نازل ہوتے ہیں) انہیں مہلت (٨)
إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (٩) وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
بیشک ہم نے ہی نازل کیا ہے ذکریٰ (یہ قرآن) اور بیشک ہم ہی اِس کے محافظ ہیں (٩) اور یقیناً بھیجے تھے ہم نے رسول تم سے پہلے بھی،
فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ (١٠) وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (١١)
پہلی قوموں میں (١٠) اور نہیں آتا تھا ان کے پاس کوئی رسول، مگر وہ اس کی ہنسی اڑایا کرتے تھے (١١)
كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ (١٢) لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ
اِسی طرح ڈال دیتے ہیں ہم یہ (استہزاء) مجرموں کے دلوں میں (١٢) (لہٰذا) نہیں وہ ایمان لایا کرتے وہ اس (قرآن) پر اور بیشک
سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ (١٣) وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ
یہی طریقہ رہا ہے پہلے لوگوں کا (١٣) اور اگر کہیں کھول دیتے ہم اُن پر کوئی دروازہ آسمان کا اور وہ دن دہاڑے اس پر
يَعْرُجُونَ (١٤) لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ (١٥)
چڑھنے لگتے (١٤) تب بھی ضرور کہیں گے! کہ یقیناً بند کر دی گئی ہیں ہماری نظریں، بلکہ ہم لوگ ہیں جادو کئے ہوئے (١٥)
وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ (١٦) وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ
اور بیشک بنائے ہیں ہم نے آسمان میں بہت سے بُرج اور آراستہ کر دیا ہے انہیں دیکھنے والوں کے لئے (١٦) اور محفوظ کر دیا ہے ہم نے انہیں ہر
شَيْطَانٍ رَجِيمٍ (١٧) إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ (١٨)
شیطانِ مَردود سے (١٧) سوائے یہ کہ کوئی چوری چھپے سننے کی کوشش کرے، تب پیچھا کرتا ہے اُس کا ایک روشن شعلہ (١٨)

(٢): یہاں قرآن مجید کی دو صفتیں بیان کی گئی ہیں، ایک اس کا کامل ومکمل ہونا؛ کیوں کہ اس میں زندگی کے تمام مسائل کی رہنمائی کی گئی ہے۔
دوسرے: اس کا واضح ہونا۔

(٤): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چار باتیں بدنصیبی کی علامت ہیں، آنکھوں کا جم جانا یعنی اپنے گناہوں پر انسان کو رونا نہ آئے، دل کا سخت ہو جانا، خواہشات کے سلسلے کا دراز ہو جانا اور دنیا کی حرص وطمع (مسند بزاز، حدیث نمبر: ٦٤٤٢)؛ اس لئے ایک مسلمان کو ہمیشہ اپنی کیفیت کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کہیں دنیا کی لالچ نے اسے آخرت سے غافل تو نہیں کر دیا ہے؟

(٩): گذشتہ آسمانی کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری خود ان اُمتوں کو سپرد کی گئی تھی "--بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ (سورہ المائدہ: ٤٤) مگر وہ لوگ اس کی حفاظت نہیں کر پائے، قرآن مجید سے چوں کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت متعلق ہے؛ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت خود اپنے ذمہ رکھی ہے، قرآن مجید کی حفاظت میں الفاظ قرآنی کی بھی حفاظت شامل ہے اور معانی قرآن کی بھی، حافظوں اور قاریوں کے ذریعے الفاظ کی حفاظت ہوئی اور محدثین اور فقہا کے ذریعہ معانی کی حفاظت ہوئی، قرآن مجید کے معانی و مقاصد کو جاننے کا بنیادی ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں ہیں؛ لہٰذا قرآن مجید کی حفاظت کے وعدہ میں حدیث کی حفاظت بھی شامل ہے اور اگر کوئی شخص پورے ذخیرۂ حدیث کو غیر محفوظ خیال کرتے ہوئے اس کے دلیل و حجت ہونے سے انکار کر دے، تو یہ سخت گمراہی ہے؛ کیوں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو پکڑے رہو گے، گمراہ نہ ہوگے (مستدرک حاکم: ١/٩٣، کتاب العلم، حدیث نمبر: ٣١٨) اسی طرح اگر قرآن مجید کی کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کیا جائے، جو لفظ کے ظاہری معنی سے بالکل ہٹا ہوا ہو اور جو سلفِ صالحین کی تشریح ووضاحت سے بالکل الگ ہو، جیسا کہ قادیانیوں، شیعوں اور بعض منکرین حدیث کی طرف سے کہا جاتا ہے، تو یہ سخت گمراہی اور قرآن مجید میں معنوی تحریف کی کوشش ہے۔

ع ١٥ ١

(١٦): عربی زبان میں 'بروج' کے مختلف معنی ہیں، مشہور مفسرین حسن رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بروج سے ستارے مراد لئے ہیں، (تفسیر قرطبی: ١٠/٩) اور سماء کے اصل معنی بلند چیز کے ہیں؛ اس لئے سماء سے وہ مستقل عالم بھی مراد لیا جا سکتا ہے، جس کو ہم آسمان کہتے ہیں اور وہ فضاء بھی مراد لی جا سکتی ہے جو آسمان کے نیچے ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے "سماء" سے پاک پانی اُتارا ہے: وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا (سورہ الفرقان: ٤٨) یہاں 'سماء' سے مراد بادل ہے؛ کیوں کہ پانی بادل سے برستا ہے اور یہ بادل فضاء میں ہوتا ہے، یہاں بھی یہی دوسرا معنی مراد ہے۔

(١٨): یہاں "شہاب مبین" اور کہیں "شہاب ثاقب" (الصافات: ١٠) سے تعبیر کیا گیا ہے، اس کا تعلق آسمان کی اَن دیکھی اور غیبی دنیا سے ہے، عوام میں جن کو "شہاب ثاقب" کہا جاتا ہے، وہ دراصل فضاء میں چکر کھانے والے بڑے بڑے وزنی پتھر ہیں، جو ہوا کی رگڑ سے روشن ہو جاتے ہیں اور کبھی ٹوٹ کر زمین پر گر پڑتے ہیں، یہ وہ شہاب ثاقب نہیں ہیں، جو آسمان پر شیطان کو بھگانے کے لئے پھینکے جاتے ہیں۔ (دیکھئے: تفسیر ماجدی: ٣/٧٠٣ حاشیہ نمبر: ١٥)

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾
اور زمین پھیلایا ہے ہم نے اُسے اور ڈالے ہیں اس میں (پہاڑوں کے) لنگر اور اگائی ہم نے اس میں ہر چیز تُلا سب مقدار میں ﴿۱۹﴾
وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ
اور فراہم کیئے ہم نے تمہارے لئے اس میں روزی کے اسباب اور اُن کے لئے بھی، نہیں ہو تم ان کے لئے روزی رساں (رزاق) ﴿۲۰﴾ اور نہیں ہے کوئی چیز
اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ
مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں اور نہیں ہم اس کو اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے ﴿۲۱﴾ اور ہم نے بھیجی ہوائیں بوجھل
فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا
پھر ہم نازل کرتے ہیں آسمان سے پانی اور سیراب کرتے ہیں ہم اس سے تم کو اور نہیں ہو تم، کہ اُسے جمع کر کے رکھ سکو ﴿۲۲﴾ اور یقیناً ہم
لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ
ہی ہیں جو زندہ کرتے ہیں اور موت دیتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہیں ﴿۲۳﴾ اور یقیناً دیکھ رکھا ہے ہم نے ان لوگوں کو بھی جو پہلے گزر چکے ہیں تم میں سے
وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع
اور بیشک ہماری نگاہ میں ہیں وہ بھی جو بعد میں آنے والے ہیں ﴿۲۴﴾ اور یقیناً آپ کا رب ہی اُن سب کو اکٹھا کرے گا، بیشک وہ ہے بڑی حکمت والا، خوب جاننے والا ﴿۲۵﴾
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ ۚ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ (ع ۲ ۱۰ ۲)
اور یقیناً ہم نے پیدا کیا انسان کو کھنکھناتے، سڑے ہوئے گارے سے ﴿۲۶﴾ اور جن، پیدا کیا تھا ہم نے اُسے
مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا
اُس سے بھی پہلے سخت حرارت والی آگ سے ﴿۲۷﴾ اور جب کہا! آپ کے رب نے فرشتوں سے! بیشک میں پیدا کرنے والا ہوں آدمی
مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ
کھنکھناتے، سڑے ہوئے گارے سے ﴿۲۸﴾ چنانچہ جب میں اس کو درست کر لوں اور پھونک دوں اس میں اپنی روح
فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰٓى
تو تم گر پڑنا اس کے لئے سجدہ کرتے ہوئے ﴿۲۹﴾ پس سجدے میں گر گئے فرشتے سب کے سب اکٹھے ﴿۳۰﴾ سوائے ابلیس کے، انکار کیا اُس نے
اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾
اِس سے کہ وہ ہو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ﴿۳۱﴾ (اللہ نے) فرمایا! اے ابلیس! کیا ہوا تجھے کہ شامل نہ ہوا تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ﴿۳۲﴾
قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾
اُس نے کہا! نہیں ہوں میں ایسا کہ سجدہ کروں (ایسے) بشر کو، کہ تو نے اسے پیدا کیا بجنے والی مٹی سے (یعنی) سڑے ہوئے گارے سے ﴿۳۳﴾

﴿۲۲﴾: یعنی دنیا میں جتنی مخلوقات ہیں، ان کے لئے غذا، پانی، لباس اور مکان سب کا انتظام اللہ کی طرف سے ہوتا ہے؛ چنانچہ زمین کو اس طرح پھیلا دیا گیا کہ اس پر رہائش آسان ہو جائے، اگر پوری زمین پہاڑوں اور وادیوں پر مشتمل ہوتی تو مکانات کی تعمیر کس قدر دشوار ہوتی؟ پھر انسان اور دوسری مخلوقات جیسے جانور وغیرہ کی غذا کے لئے مناسب مقدار میں غذائی پیداوار ہوتی ہے، اگر ایک ہی ساتھ دس سال کی پیداوار ہو جاتی تو اتنے بڑے بڑے گدام کہاں سے آتے، جن میں غذائی اشیاء رکھی جائیں؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پانی عطا فرمایا گیا، اگر ہر شخص سے کہا جاتا کہ سال بھر کا پانی برسات ہی میں جمع کر لے، تو انسان کے لئے پانی کے لئے اتنا بڑا مخزن بھی بنانا دشوار ہوتا اور اس کو جراثیم اور آلودگی سے بچانا بھی مشکل ہوتا؛ لیکن زمین کی تہہ میں اور برفیلے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پانی کا اس طرح ذخیرہ کر دیا گیا کہ سال بھر انسان کی ضرورت بھی پوری ہوتی رہتی ہے اور وہ مضر جراثیم اور آلودگی سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ اکثر قوموں میں یہی بات شرک کا باعث بنتی رہی ہے کہ انھوں نے سوچا کہ اتنے سارے کام تنہا ایک خدا کیسے کر سکتا ہے؟ اس لئے انھوں نے ہر کام کے لئے الگ الگ دیوتاؤں اور دیویوں کو گھڑ لیا، قرآن مجید نے واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام کاموں کو خود انجام دیتے ہیں؛ اس لئے اس کو کسی شریک اور ساجھی کی ضرورت نہیں۔

﴿۲۷﴾: ''نار سموم'' سے مراد ایسی آگ ہے، جس میں دھواں نہ ہو، جنوں کی پیدائش اسی طرح کی آگ سے ہوئی ہے، قرآن مجید میں ایک اور موقع پر بھی اس کا ذکر آیا ہے وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (سورہ الرحمٰن: ۱۵)

﴿۲۹﴾: جو چیز بنائی جاتی ہے، بنانے والے کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے، اسی طرح جو چیز کسی کی ملکیت ہوتی ہے، اس کو مالک کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے: فلاں شخص کی گاڑی، اس کا مطلب یہ نہیں کہ جوتا اس کمپنی کا یا گاڑی اس شخص کا جزو ہے، اسی طرح ''من روحی'' کا مطلب ہے: اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی روح، نہ یہ کہ انسان میں پھونکی جانے والی روح، نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کے وجود کا حصہ ہے، قرآن مجید میں ایک اور موقع پر حضرت مسیح کے بارے میں جو ''کلمۃ اللّٰہ وروح منہ'' (النساء: ۱۷۱) کے الفاظ آئے ہیں، وہاں بھی یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باپ کے واسطہ کے بغیر براہ راست ان کی روح پیدا فرمائی۔

قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِيۡمٌ (٣٤) وَّاِنَّ عَلَيۡكَ اللَّعۡنَةَ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ (٣٥)

کہا (اللہ نے) اچھا تو نکل جا یہاں سے، بیشک تو مَردود ہے(۳۴) اور بیشک تجھ پر لعنت ہے روز جزا تک(۳۵)

قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ (٣٦) قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الۡمُنۡظَرِيۡنَ (٣٧)

(اس نے) کہا! اے میرے رب! پھر تو مجھے مہلت دے اس دن تک (جب) وہ (لوگ) دوبارہ اٹھائے جائیں گے(۳۶) (اللہ نے) کہا! بیشک تو مہلت دئے گئے لوگوں میں سے ہے(۳۷)

اِلٰى يَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ (٣٨) قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغۡوَيۡتَنِىۡ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمۡ

اُس دن تک کہ (جس کا) وقت مقرر ہے(۳۸) (شیطان نے) کہا! اے میرے رب بسبب اس کے (کہ) تونے مجھے بہکایا ہے (اس لئے) میں ضرور سنوار کر دکھاؤں گا ان کے لئے (گناہ)

فِى الۡاَرۡضِ وَلَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ (٣٩) اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ (٤٠)

زمین میں اور ضرور بہکاؤں گا میں ان سب کو(۳۹) سوائے تیرے اُن بندوں کے، ان میں سے جنہیں تونے (اپنے لئے) خاص کر لیا ہے(۴۰)

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَىَّ مُسۡتَقِيۡمٌ (٤١) اِنَّ عِبَادِىۡ لَيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ

(اس اللہ نے) کہا! یہی راستہ ہے مجھ تک سیدھا(۴۱) بیشک جو میرے بندے ہیں، نہیں ہے تجھے اُن پر

سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ (٤٢) وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوۡعِدُهُمۡ

کوئی اختیار مگر (ہو گا تیرا اختیار) ان پر جو تیری پیروی کریں گے، بہکے ہوؤں میں سے(۴۲) اور بیشک جہنم کا وعدہ ہے اُن

اَجۡمَعِيۡنَ (٤٣) لَهَا سَبۡعَةُ اَبۡوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنۡهُمۡ جُزۡءٌ مَّقۡسُوۡمٌ (٤٤)

سب سے(۴۳) اُس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لئے اُن میں سے ایک حصہ ہے تقسیم شدہ(۴۴)

اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ (٤٥) اُدۡخُلُوۡهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيۡنَ (٤٦) وَنَزَعۡنَا

بیشک متقی لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے(۴۵) (انہیں کہا جائے گا) داخل ہو جاؤ ان میں سلامتی کے ساتھ، امن سے(۴۶) اور نکال دیں گے ہم

مَا فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيۡنَ (٤٧) لَا يَمَسُّهُمۡ

جو بھی ہوگی اُن کے دلوں میں کسی قسم کی کدورت (وہ) بھائی بھائی (ہوں گے) تختوں پر آمنے سامنے (بیٹھے ہوئے)(۴۷) انہیں چھوئے گی

فِيۡهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمۡ مِّنۡهَا بِمُخۡرَجِيۡنَ (٤٨) نَبِّئۡ عِبَادِىۡۤ اَنِّىۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ

وہاں (باغات میں) کوئی تھکاوٹ (یا تکلیف) اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے(۴۸) (اے نبیؐ) خبر دے دیجئے میرے بندوں کو، کہ بیشک میں بہت مغفرت کرنے والا

الرَّحِيۡمُ (٤٩) وَاَنَّ عَذَابِىۡ هُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِيۡمُ (٥٠) وَنَبِّئۡهُمۡ عَنۡ ضَيۡفِ اِبۡرٰهِيۡمَ (٥١)

رحم والا ہوں(۴۹) اور یہ کہ میرا عذاب، وہ دردناک عذاب ہے(۵۰) اور انہیں خبر دیجئے! ابراہیمؑ کے مہمانوں سے متعلق(۵۱)

اِذۡ دَخَلُوۡا عَلَيۡهِ فَقَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنۡكُمۡ وَجِلُوۡنَ (٥٢)

جس وقت وہ داخل ہوئے اس پر، تو انہوں نے کہا! سلام (کرتے ہیں ہم) اس نے کہا! ہمیں تم سے ڈر لگتا ہے(۵۲)

ع ۳ ۱۹ ۳

نصف الحزب

(۳۵): کسی مخلوق کو بہتر اور کمتر قرار دیا جانا اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیت پر ہے، جیسے ایک مکان بنانے والا اینٹیں خریدتا ہے، وہ کچھ اینٹوں کو اپنے ڈرائنگ روم کی زینت بناتا ہے اور کچھ کو اپنے بیت الخلاء اور حمام کی، اینٹوں کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ مکان بنانے والا ان کے درمیان اس طرح کی نا انصافی کیوں کر رہا ہے؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے بلندی عطا کر دیں، اس لئے شیطان کا اعتراض بے جا تھا، شیطان نے اس بات کو ملحوظ نہیں رکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا مقصود نہیں ہے؛ بلکہ مقصود اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے — اس میں سبق ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کا کوئی حکم آجائے تو انسان کو کج بحثی اور بحث ومباحثہ سے بچنا چاہئے اور کسی حکم کی حکمت ومصلحت سمجھ میں آئے یا نہیں؟ اس کو قبول کرنا چاہئے۔

(۴۲): اس میں ایک سبق تو یہ ہے کہ انسان کو کبھی شیطان کے فریب سے مطمئن نہیں ہونا چاہئے؛ کیوں کہ اس میں انسان کو بہکانے کی خاص صلاحیت رکھی گئی ہے، دوسرے: اللہ تعالیٰ کی مہربانی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے دُھتکارے جانے کے بعد بھی شیطان کی دُعاء قبول فرمائی — گویا دُعاء قبول کئے جانے کے لئے انسان کا نیک و صالح ہونا ضروری نہیں، اللہ تعالیٰ گنہگاروں کی دُعاء بھی قبول فرماتے ہیں۔

(۴۴): یعنی یہ سات دروازے سات درجات کے لئے ہوں گے اور یہ درجات اوپر نیچے ہوں گے، جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ منافقین، درک اسفل، یعنی جہنم کے سب سے نچلے حصے میں ہوں گے۔ (النساء:۱۴۵)
نیز ہر منزل میں جہنمیوں کا داخلہ ان کے اعمال کے لحاظ سے ہوگا، کسی میں گنہگار اہل توحید ہوں گے، کسی میں مشرکین کی کوئی خاص قسم ہوگی، جیسے نیکیوں کے اعتبار سے جنت والوں کے درجات ہوں گے، اسی طرح گناہوں کے اعتبار سے دوزخ کے درجات ہوں گے۔

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ

انہوں نے کہا کہ ڈرو نہیں، یقیناً ہم بشارت دیتے ہیں تمہیں ایک صاحب علم لڑکے کی ﴿۵۳﴾ (ابراہیمؑ نے) کہا! کیا تم خوشخبری دے رہے ہو مجھے، اس کے باوجود کہ پہنچ چکا مجھے

الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾

بڑھاپا! سو اب! یہ کیسی خوشخبری دے رہے ہو تم ﴿۵۴﴾ انہوں نے کہا! ہم نے آپ کو بشارت دی ہے سچی، سو نہ ہونا تم ناامیدوں میں سے ﴿۵۵﴾

قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا

(ابراہیمؑ نے) کہا! کون ناامید ہوتا ہے اپنے رب کی رحمت سے سوائے گمراہوں کے ﴿۵۶﴾ (ابراہیمؑ نے) کہا! پھر کیا تمہارا مقصد ہے اے

الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا

بھیجے ہوئے (فرشتوں) ﴿۵۷﴾ اُنہوں نے کہا کہ بیشک ہم بھیجے گئے ہیں ایک مجرم قوم کی طرف ﴿۵۸﴾ سوائے آل لوطؑ کے، بیشک ہم

ع ۱۶ لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ

بچالیں گے انہیں، سب کو ﴿۵۹﴾ البتہ لوطؑ کی بیوی، کہ ہم نے مقدر کر دیا ہے کہ وہ ضرور پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی ﴿۶۰﴾ پھر جب آئے

اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا

آل لوطؑ کے پاس فرشتے ﴿۶۱﴾ (لوطؑ نے) کہا! کہ یقیناً تم لوگ تو اجنبی ہو ﴿۶۲﴾ انہوں نے کہا! نہیں بلکہ لے کر آئے ہیں ہم تمہارے پاس وہ (عذاب)

كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ

جس میں شک کر رہے تھے یہ لوگ ﴿۶۳﴾ اور آئے ہیں تمہارے پاس حق لے کر اور یقیناً ہم سچے ہیں ﴿۶۴﴾ سو چل پڑو اپنے اہل و عیال کو لے کر

مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ

رات کے ایک حصے میں اور خود چلو ان کے پیچھے اور نہ پیچھے مڑکر دیکھے تم میں سے کوئی بھی اور تم چلتے جاؤ، جہاں

تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾

تمہیں حکم دیا گیا ہے ﴿۶۵﴾ اور فیصلہ کن انداز میں بتا دی ہم نے اُسے یہ بات، کہ جڑ ان لوگوں کی کٹ کر رہے گی صبح ہوتے ہوتے ﴿۶۶﴾

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾

اور آئے اس شہر (سدوم) والے (لوطؑ کے پاس) خوشیاں مناتے ہوئے ﴿۶۷﴾ (لوطؑ نے) کہا! بیشک یہ میرے مہمان ہیں لہٰذا تم نہ مجھے رسوا کرو ﴿۶۸﴾

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ

اور ڈرو اللہ سے اور نہ مجھے ذلیل کرو ﴿۶۹﴾ انہوں نے کہا! کیا ہم تمہیں منع نہیں کر چکے ہیں جہان والوں سے ﴿۷۰﴾ (لوطؑ نے) کہا! یہ

بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾

میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے ﴿۷۱﴾ قسم ہے تمہاری جان کی (اے نبیؐ) بیشک وہ اس وقت اپنی مستی میں اندھے ہو رہے تھے ﴿۷۲﴾

﴿۷۲﴾: انسان کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے جب بھی قسم کھانی ہو تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے؛ کیوں کہ قسم ایسی چیز کی کھائی جاتی ہے، جو عظمت والی ہو اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے زیادہ عظمت اور بڑائی والی ہے، مگر جب اللہ تعالیٰ کو قسم کھانی ہوتی ہے تو اپنی مخلوق میں سے ایسی چیز کی قسم کھاتے ہیں، جو انسانیت کے لئے بہت ہی نفع بخش ہو؛ اسی لئے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھائی گئی؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر انسانیت کے لئے نافع اور اس کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمت و رحمت اور کیا ہو سکتی ہے؟ —— خود اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھائی، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز و اکرام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و فضیلت کا اظہار بھی ہے۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُشۡرِقِيۡنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمۡطَرۡنَا

آخرکار آ پکڑا انہیں ایک سخت دھماکے نے سورج نکلتے وقت(۷۳) پس کر دیا ہم نے اس بستی کو اُلٹ پلٹ اور برسائے

عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلۡمُتَوَسِّمِيۡنَ ﴿۷۵﴾

ان پر پتھر کنکریلے(۷۴) بیشک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اہل بصیرت کے لئے(۷۵)

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيۡلٍ مُّقِيۡمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۷۷﴾ وَاِنۡ كَانَ

اور وہ بستی واقع ہے ایک شارع عام پر(۷۶) بیشک اس (واقعہ) میں بہت سی نشانیاں ہیں اہل ایمان کے لئے(۷۷) اور یقیناً تھے

اَصۡحٰبُ الۡاَيۡكَةِ لَظٰلِمِيۡنَ ﴿۷۸﴾ فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ‌ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۷۹﴾ ع ۵ ۱۹ ۵

اہل اَیکہ بھی سخت ظالم(۷۸) سو انتقام لیا ہم نے اُن سے بھی اور وہ دونوں بستیاں واقع ہیں کھلے راستے پر(۷۹)

وَلَقَدۡ كَذَّبَ اَصۡحٰبُ الۡحِجۡرِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيۡنٰهُمۡ اٰيٰتِنَا فَكَانُوۡا عَنۡهَا

اور یقیناً جھٹلایا اہل حِجر نے رسولوں کو(۸۰) اور بھیجیں ہم نے اُن کے پاس اپنی نشانیاں، لیکن وہ اُس سے

مُعۡرِضِيۡنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوۡا يَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُيُوۡتًا اٰمِنِيۡنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتۡهُمُ

روگردانی کرتے رہے(۸۱) اور یہ لوگ تراشا کرتے تھے پہاڑوں سے گھر، بے خوف ہو کر(۸۲) پھر آ پکڑا انہیں

الصَّيۡحَةُ مُصۡبِحِيۡنَ ﴿۸۳﴾ فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقۡنَا

چیخ نے صبح کے وقت(۸۳) سو نہ کام آیا اُن کے جو کچھ وہ کرتے رہے(۸۴) اور نہیں ہم نے پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ‌ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصۡفَحِ

آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، مگر حق کے ساتھ اور بیشک قیامت البتہ آنے والی ہے، لہٰذا آپ درگزر کریں (ان سے)

الصَّفۡحَ الۡجَمِيۡلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ سَبۡعًا

درگزر کرنا اچھے انداز سے(۸۵) بیشک آپ کا رب ہی خالق (سب کچھ پیدا کرنے والا) خوب جاننے والا ہے(۸۶) اور یقیناً عطا کی ہیں ہم نے آپ کو سات (آیتیں)

مِّنَ الۡمَثَانِىۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِيۡمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ

بار بار دہرائی جانے والی اور قرآن عظیم بھی(۸۷) نہ اٹھائیں آپ اپنی آنکھیں اس (مال) کی طرف سے، کہ ہم نے فائدہ دیا اس کے ساتھ

اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۸۸﴾

کئی قسم کے لوگوں کو، ان (کافروں) میں سے اور نہ آپ غم کریں اُن پر اور جھکادیں اپنا بازو مومنوں کے لئے(۸۸)

وَقُلۡ اِنِّىۡۤ اَنَا النَّذِيۡرُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَى الۡمُقۡتَسِمِيۡنَ ﴿۹۰﴾

اور کہہ دیجئے! بیشک میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں(۸۹) (ایسے ہی عذاب سے) جیسا کہ ہم نے نازل کیا تھا ان فرقوں میں بٹ جانے والوں پر(۹۰)

(۷۴): آیت نمبر: ۵۱ سے آیت نمبر ۷۷ تک حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آنے کا اور اس کے ضمن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کے آنے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری سنانے کا واقعہ ہے۔

(۷۶): قوم لوط کی یہ بستی حجاز سے شام جانے والے راستہ پر اُردن کے علاقہ میں واقع ہے، جو سطح سمندر سے کافی گہرائی میں ایک دریا کی شکل میں موجود ہے، اس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہ پاتا؛ اس لئے اس کو ''بحر میت'' (مردار سمندر) کہتے ہیں اور قوم لوط کی نسبت کی وجہ سے اسے ''بحر لوط'' بھی کہا جاتا ہے۔

(۷۹): 'اُصحاب الایکہ' یعنی جنگل کے رہنے والے حضرت شعیب علیہ السلام کی اُمت میں تھے، ان کا علاقہ بھی شام کے راستہ پر واقع تھا، جہاں سے جہاز کے قافلے گزرتے رہتے تھے، قرآن میں حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک اور قوم 'اصحاب مَدیَن' کا بھی ذکر آیا ہے، اب ایک رائے ہے کہ یہ دونوں ایک ہی قوم تھی اور اَیکہ کے معنی درختوں کے گھنے جھنڈے ہیں، گویا شہر مدین میں ایسے جنگل بھی تھے؛ اسی لئے ان کو کہیں ''مدین والے'' کہا گیا اور کہیں جنگل اور بَن والے سے تعبیر کیا گیا — دوسری رائے ہے کہ یہ دو الگ الگ قومیں تھیں، دونوں قوموں کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا، دونوں میں ایک مشترکہ اخلاقی برائی یہ تھی کہ وہ ناپ تول میں کمی کیا کرتے تھے اور دونوں پر ہی ان کی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل کیا گیا، حضرت عبدا للہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ یہ دو الگ قومیں تھیں، اللہ نے ان دونوں کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ (علل الحدیث لابن ابی حاتم، حدیث نمبر:۱۷۸۶)

(۸۰): حَجر کے معنی پتھر کے ہیں، جس مکان کے گرد پتھر کا احاطہ بنایا جاتا تھا، اس کو عربی زبان میں حِجر کہتے ہیں، اسی مناسبت سے مدینہ اور شام کے درمیان ایک وادی کا نام حِجر پڑ گیا، غالباً اس لئے کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان تھی، یہیں قوم ثمود آباد تھی، جو پتھروں سے تراش تراش کر مکان بنانے میں بڑی مہارت رکھتے تھے، اصحاب حِجر سے یہی قوم مراد ہے، جن کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اور جن پر ان کی سرکشی و گمراہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا، قوم لوط، قوم شعیب اور قوم ثمود تینوں کے علاقے شام سے مدینہ کے راستے میں قریب ہی قریب واقع ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک کے موقع سے قوم ثمود کی اس بستی سے گزرے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رفقاء کو ہدایت فرمائی کہ جن قوموں پر اللہ کا عذاب ہوا، ان کی آبادی میں روتے ہوئے داخل ہو، اگر رونا نہ آئے تو کم سے کم رونے کی شکل بناؤ، جو عذاب ان پر آیا ہے، کہیں تم پر نہ آجائے۔ (بخاری، باب تفسیر سورۃ الحجر، حدیث نمبر:۴۴۲۵)

(۸۷): بار بار پڑھی جانے والی سات آیتوں سے مراد سورہ فاتحہ ہے؛ چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ فاتحہ کے بارے میں فرمایا کہ یہی ''سبع مثانی'' ہے۔ (سنن ابی داود، کتاب الوتر، باب فاتحۃ الکتاب، حدیث نمبر:۱۴۶۰) ایک اور روایت میں ہے کہ یہی اُم القرآن، اُم الکتاب اور سبع مثانی ہے۔ (حوالہ سابق، حدیث نمبر:۱۴۵۹)

الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا

جنہوں نے کر ڈالا تھا قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے ﴿۹۱﴾ پس قسم ہے آپ کے رب کی، ہم ضرور پوچھیں گے اُن سب سے ﴿۹۲﴾ اُس کے بارے میں

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا

جو وہ کرتے رہے ﴿۹۳﴾ سو (اے نبیؐ) اعلان کر دیجئے اُن باتوں کا جن کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اور آپ پرواہ نہ کریں مشرکوں کی ﴿۹۴﴾ بیشک ہم

كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ

آپ کی طرف سے کافی ہیں (ان کی خبر لینے کے لئے) اُن مذاق اڑانے والوں کا ﴿۹۵﴾ وہ لوگ جو بناتے ہیں اللہ کے ساتھ معبود دوسرے، پھر عنقریب

يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ

وہ جان لیں گے (اپنا انجام) ﴿۹۶﴾ اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ بیشک آپ کا تنگ ہوتا ہے سینہ بسبب اُس کے جو وہ کہتے ہیں ﴿۹۷﴾ پس آپ تسبیح بیان کریں

بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور ہو جائیں شامل سجدہ کرنے والوں میں ﴿۹۸﴾ اور آپ عبادت کریں اپنے رب کی، یہاں تک کہ آجائے آپ پر امر یقینی (موت) ﴿۹۹﴾

(۱۶) سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ (۷۰)

اٰیَاتُھَا ۱۲۸ — رُكُوْعَاتُهَا ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱﴾ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ

آ پہنچا اللہ کا حکم (فیصلہ) سو نہ تم اسے جلدی طلب کرو، پاک ہے وہ اور بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں ﴿۱﴾ وہ نازل فرماتا ہے فرشتوں کو

بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾

وحی دے کر اپنے حکم سے، جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے، کہ تم ڈراؤ (لوگوں کو) کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے میرے، سو مجھ ہی سے ڈرو ﴿۲﴾

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

پیدا کیا ہے اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ وہ (ذات) بلند ہے اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں ﴿۳﴾ اس نے پیدا کیا انسان کو

مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ

نطفہ سے، تو یکایک وہ ہو گیا کھلا جھگڑنے والا ﴿۴﴾ اور چوپائے، پیدا کیا ہے اُسی نے ان کو بھی، تمہارے لئے ہے ان میں جاڑے کا سامان اور ہر طرح کے فائدے،

وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۵﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿۶﴾

اور انہیں میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو ﴿۵﴾ اور تمہارے لئے اُن میں جمال (خوبصورتی) ہے جب شام کو واپس لاتے ہو اور جب صبح کے وقت لے جاتے ہو ﴿۶﴾

﴿۹۱﴾: قرآن مجید کے ساتھ بھی مشرکین اور اہل نفاق کا یہی رویہ تھا کہ جو باتیں مشرکین کے مزاج کے خلاف ہوتیں، وہ کہتے کہ یہ شعر ہے، جادو ہے، داستان گوئی ہے، اسی طرح یہودیوں کا حال تھا کہ جو باتیں ان کی خواہشات کے مطابق یا تورات سے موافق تھیں، ان کو وہ قبول کرتے اور جو باتیں ان کی خواہش سے ٹکراتی تھیں؛ خواہ تورات میں موجود ہوں، پھر بھی ان کے ماننے کے روادار نہیں تھے، غرض کہ ان لوگوں نے اللہ کی کتاب کے ٹکڑے کر لئے تھے، کسی ٹکڑے کو قبول کر لیتے تھے اور کسی کا انکار کر دیتے تھے، آج بھی یہی حال ہے کہ مذہب کے جن احکام میں خواہشات سے ٹکراؤ نہ ہو، اسے قبول کر لو، اور جہاں اپنی خواہش کے خلاف پڑے، ان کو چھوڑ دو، آج عیسائی دنیا کرسمس مناتی ہے، اتوار کو بائبل کا کچھ حصہ پڑھ لیتی ہے، ہندو قوم اپنے تصور کے مطابق پوجا پاٹ کر لیتی ہے؛ لیکن سود اور زنا کی ممانعت ہر مذہب میں ہے، مگر اس کو تسلیم نہیں کیا جاتا — آیت نمبر: ۹۰ کا یہ ترجمہ اسی لحاظ سے کیا گیا ہے کہ "مقتسمین" کے معنی "تقسیم کرنے والے اور حصہ بکھرا کر دینے والوں" کے ہے۔ بعض لوگوں نے اس "قسم کھانے والوں" سے کیا ہے کہ اہل مکہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ لوگوں کو ایمان لانے سے روکیں گے، اس معنی کی بھی گنجائش ہے — نیز آیت نمبر: ۹۱ میں قرآن کا ترجمہ "اللہ کی کتاب" سے کیا گیا ہے جس میں تمام آسمانی کتابیں شامل ہیں، بعض لوگوں نے اس سے صرف "قرآن مجید" مراد لیا ہے اور اس کی بھی گنجائش ہے۔

﴿۹۹﴾: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب کوئی ناگوار بات پیش آجاتی تو فوراً نماز ادا فرماتے۔ (سنن ابی داؤد، باب وقت قیام النبی من اللیل، حدیث نمبر: ۱۳۱۹)

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ اللہ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! دن کے شروع میں چار رکعت پڑھنے کی سستی نہ کرو گے، تو میں دن کے آخر تک تمہارے لئے کافی ہو جاؤں گا۔ (مسند احمد، عن ابی درداءؓ، حدیث نمبر: ۲۷۵۵۵)

سورۃ الحجر کی اس آخری آیت میں "یقین" سے مراد موت ہے؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کے پاس آخری وقت میں تشریف لائے تو اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ ان کی وفات ہو چکی ہے۔ فرمایا: ان پر یقین آچکا ہے اور میں اِن کے لئے خیر کی اُمید رکھتا ہوں: "فقد جاءه اليقين وإني لأرجوله الخير"۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۷۴۹۷)

اس حدیث میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ یقین سے مراد موت ہے، بعض جاہل صوفیاء نے اس آیت کی یہ تشریح کی کہ اللہ تعالیٰ کا یقین حاصل ہونے تک عبادت کا حکم ہے، جب اللہ کا یقین حاصل ہو جائے، تو پھر عبادت کی ضرورت نہیں، یہ جہالت اور کھلی ہوئی گمراہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کس کا یقین تھا؟ لیکن وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف نماز کا بے حد اہتمام فرماتے رہے۔

تفسیر سورہ النحل

یہ سورت مکی سورتوں میں سے ہے، جو ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) آیتوں پر مشتمل ہے۔ اس سورت کی آیت نمبر: ۶۸، ۶۹ میں نحل یعنی شہد مکھی کا ذکر ہے۔ اس لئے اس کا نام "نحل" ہے۔

﴿۱﴾: مکہ کے مشرکین کہتے تھے کہ آپ جس عذاب کی دھمکی دیتے رہتے ہیں، آخر وہ عذاب آتا کیوں نہیں ہے؟ اس کا جواب دیا جا رہا ہے۔

وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ ۚ

اور اٹھاتے ہیں وہ تمہارے بوجھ اس شہر کی طرف، کہ نہ تھے تم قادر وہاں پہنچنے پر، مگر سخت مشقت اٹھا کر،

إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ (٧) وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا

بیشک تمہارا رب ہے بڑا ہی شفیق اور مہربان (٧) اور (اُسی نے پیدا کئے) گھوڑے اور خچر اور گدھے، تاکہ سوار ہو تم اُن پر

وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (٨) وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا

اور زینت کے لئے اور پیدا فرماتا ہے وہ ایسی چیزیں جو تم نہیں جانتے (٨) اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ دکھانا اور (جبکہ) اُن میں کچھ راستے

جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ (٩) هُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر وہ چاہتا تو ضرور وہ تم سب کو ہدایت دے دیتا (٩) وہی تو ہے جس نے برسایا آسمان سے

مَاءً ۖ لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ (١٠) يُنبِتُ لَكُم

پانی تمہارے لئے، جس میں سے تم پیتے بھی ہو اور اسی سے درخت اور سبزہ (اگتے) ہیں، جس میں چراتے ہو تم اپنے جانوروں کو (١٠) اور وہی اُگاتا ہے تمہارے لئے

بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ

اُس پانی کے ذریعہ کھیتی کو اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر طرح کے پھل،

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (١١) وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

بیشک اس میں ایک بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں (١١) اور اُس نے مسخر کر رکھا ہے تمہارے لئے رات اور دن کو

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

اور سورج اور چاند کو اور ستارے بھی مسخر ہیں، اُسی کے حکم سے، بیشک اس میں

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (١٢) وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۗ

بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں (١٢) اور وہ چیزیں جو اُس نے پیدا کیں تمہارے لئے زمین میں اس حال میں، کہ مختلف ہیں ان کے رنگ،

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ (١٣) وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا

بیشک اس میں نشانی ہے اُن لوگوں کے لئے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں (١٣) اور وہی تو ہے جس نے مسخر کیا سمندر کو، تاکہ تم کھاؤ

مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ

اُس میں سے گوشت تر و تازہ (مچھلی کا) اور (تاکہ) تم نکالو اس میں سے سامان زینت (زیور) تم اس کو پہنتے ہو اور تم دیکھتے ہو کشتیوں کو،

مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (١٤)

کہ پانی کو پھاڑتے ہوئے چلتی ہیں اس میں اور تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل (رزق) اور تاکہ تم شکرگزار ہو (١٤)

ع ١/٩/٧

(٧): کسی چیز کی علامتوں کو دیکھ کر اصل چیز کو جانا اور پہچانا جاتا ہے، اب اس کائنات کی حیرت انگیز نشانیوں کو دیکھئے کہ خود انسان ایک حقیر نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے، جس کو نہ کان ہے، نہ آنکھیں ہیں، نہ ہاتھ پاؤں ہیں، نہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہے؛ لیکن خدا نے اس کو ایک چلتے پھرتے انسان کے سانچے میں ڈھال دیا، جس کی صلاحیت کا حال یہ ہے کہ وہ جھگڑتا بھی ہے، جب کہ جھگڑنے اور بحث ومباحثہ کے لئے سوچنے سمجھنے کی، دیکھنے کی، بولنے کی، سننے کی اور سنانے کی بہت سی صلاحیتیں چاہئیں، اسی طرح جانور پیدا کئے گئے، جو انسان کے مختلف کام آتے ہیں، انھیں کھایا بھی جاتا ہے، ان سے گرم لباس بھی تیار کیا جاتا ہے، جو لوگ جانوروں کی پرورش کرتے ہیں، ان کے لئے جانوروں کا لانا اور لیجانا خوشی کا باعث ہوتا ہے، یہ انسانوں کا بوجھ بھی ایک جگہ سے دوسرے جگہ منتقل کرتے ہیں اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں، یہ سب چیزیں کسی پیدا کرنے والے کے بغیر کیسے پیدا ہوسکتی تھیں؛ لہٰذا ان علامتوں کو دیکھ کر کائنات کے خالق و مالک کو پہچاننا چاہئے، نہ یہ کہ انسان ناشکری کرتے ہوئے اللہ کے وجود سے انکار کرجائے اور اسی کے بارے میں جھگڑنے لگے۔

(٨): یعنی سواری کے کام آنے والے جانور تمہارے کام آ چکے؛ لیکن تخلیق و پیدائش کا عمل ابھی رکا نہیں ہے؛ اس لئے نئی نئی چیزیں اور سواریاں وجود میں آتی رہیں گی؛ گویا اس میں جہاز، ٹرین، بسیں، تمام سواریاں اور ایجادات شامل ہیں — یہاں اللہ تعالیٰ نے گھوڑے خچر اور گدھے کا صرف سواری کی حیثیت سے ذکر کیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ان جانوروں کا مقصد بار برداری کی ضرورت کو پورا کرنا ہے نہ کہ غذائی ضرورت کو؛ اسی لئے فقہاء کا اتفاق ہے کہ خچر اور گدھے حرام ہیں۔ (المغنی: ١٣ / ١٢/٧) گھوڑے کے سلسلے میں چوں کہ دو طرح کی روایتیں ہیں؛ اس لئے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راجح قول کے مطابق گھوڑے کا گوشت مکروہ یعنی حرام کے قریب ہے۔ (ہدایہ: ٢ / ٤٤٠)

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے زینت وآرائش کی اور چیزیں ہیں، ویسے ہی اس کا ایک ذریعہ سواری بھی ہے، آج نت نئے ڈیزائن کی کاریں، بسیں اور ٹرینیں بنائی جارہی ہیں، وہ اس کی مثال ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ زینت اپنے آپ کی ہو یا مکان یا سواری کی، اگر اس میں کوئی حرام چیز استعمال نہ کی جائے اور اس کا مقصد تکبر اور دوسروں کو نیچا دکھانا نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

(٩): انبیاء اسی لئے بھیجے گئے کہ انسان کو سیدھے راستے کی رہنمائی کریں؛ لیکن چوں کہ انسان کا امتحان مقصودہ ہے؛ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ کی طاقت دی ہے کہ وہ جس راستہ پر چاہیں چلیں، اس کو مجبور نہیں کیا جائے۔

(١٤): تازہ گوشت سے مراد مچھلیاں ہیں۔

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥﴾

اور رکھ دیئے اس نے زمین میں (پہاڑوں کے) لنگر کہ کہیں ڈھلک نہ جائے تمہیں لے کر اور (جاری کیا) دریا اور (بنائے) راستے، تا کہ تم راہ پا سکو⑮

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿١٦﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا

اور نشانیاں (بھی بنائیں) اور ستاروں سے بھی لوگ راستہ پاتے ہیں⑯ کیا پھر وہ جو پیدا کرتا ہے اس کی طرح ہوسکتا ہے، جو کچھ نہیں پیدا کرتے، سو کیا تم نہیں

تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٧﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٨﴾

نصیحت حاصل کرتے⑰ اور اگر تم گننا چاہو اللہ کی نعمتوں کو، تو نہیں گن سکتے تم اُن کو، بیشک اللہ ہے بہت ہی بخشنے والا مہربان⑱

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿١٩﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا

اور اللہ جانتا ہے اس کو بھی، جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو⑲ اور وہ (معبود) جن کو پکارتے ہیں یہ لوگ اللہ کے سوا، نہیں

يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿٢٠﴾ؕ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

وہ پیدا کر سکتے کوئی چیز بھی، جبکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں⑳ مُردہ ہیں، زندہ نہیں اور نہیں وہ شعور رکھتے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٢١﴾ؑ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ ع ٢ ١٢ ٨

کہ کب انہیں (دوبارہ) اٹھایا جائے گا㉑ تمہارا معبود، معبود یکتا ہے، سو جو لوگ نہیں ایمان رکھتے آخرت پر، ان کے دل

مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

منکر ہیں اور وہ گھمنڈ میں پڑے ہوتے ہیں㉒ یقیناً بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو

يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ

وہ ظاہر کرتے ہیں، بلاشبہ وہ نہیں پسند کرتا غرور کرنے والوں کو㉓ اور جب کہا جاتا ہے اُن سے! کہ کیا ہے یہ جو نازل کیا ہے

رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ۙ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً

تمہارے رب نے، تو وہ کہتے ہیں کہ قصے کہانیاں ہیں پہلے لوگوں کی㉔ (یہ اس لئے کہتے ہیں) تا کہ اٹھائیں وہ اپنے بوجھ پورے کے پورے

يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا

قیامت کے دن اور ان کے بوجھ میں سے بھی کچھ حصہ، (سمیٹیں) جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں بغیر علم کے، دیکھو تو کتنا بُرا ہے وہ بوجھ جو

يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ؑ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ ع ٣ ١٣ ٩

وہ اٹھا رہے ہیں㉕ یقیناً (ایسی ہی) مکاریاں کی تھیں ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے، تو اکھیڑ دی اللہ نے ان (کے مکر) کی عمارت کی بنیادیں

فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾

اور گر پڑی ان پر اس کی چھت اُوپر سے اور آ پڑا ان پر عذاب ایسے رخ سے جس کے بارے میں انہیں گمان بھی نہ تھا㉖

㉕: 'اساطیر' کے معنٰی بے سند اور غیر معتبر قصے کے ہیں، جب اہل مکہ سے حج یا کسی اور موقع پر باہر سے آنے والے لوگ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کرتے تو اس کا جواب یہی ہوتا ہے کہ آپ (ﷺ) گزرے ہوئے لوگوں کی محض کچھ فرضی داستانیں سناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ایسے لوگوں پر دوہرا عذاب ہوگا، خود ان کی گمراہی کا بھی اور ان لوگوں کا بھی جن کو انھوں نے گمراہ کیا تھا — اس میں تنبیہ ہے کہ انسان کو ایسے افکار و خیال کے ظاہر کرنے سے ضرور بچنا چاہئے، جو دوسروں کے لئے راہ حق سے ہٹ جانے اور گناہ میں پڑ جانے کا سبب ہو، اس طرح وہ بیٹھے بیٹھے دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر اٹھا لیتا ہے۔

㉖: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور بعض اہل علم سے نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد نمرود اور اس کی قوم ہے جو اللہ کا انکار کرتے تھے اور یہ شخص اپنے آپ کو خدا ہونے کا دعویٰ کرتا تھا، اس نے بلند سیڑھیاں بنوائیں؛ تا کہ اپنے خیال کے مطابق اوپر چڑھ کر اللہ پر تیر چلائے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ ہزار ہاتھ اونچی اور تین ہزار ہاتھ چوڑی سیڑھیاں تعمیر کرائیں؛ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تو تیز ہوا چلی اور یہ عمارت تہہ و بالا ہو کر رہ گئی۔ (تفسیر قرطبی: ١٠/ ٩٧)

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ

پھر قیامت کے دن وہ انہیں ذلیل وخوار کرے گا اور وہ (اللہ) کہے گا ”کہاں ہیں میرے شریک کہ وہ جن کے لئے جھگڑے کیا کرتے تھے تم

فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٧﴾

ان کے بارے میں؟ تو کہیں گے! وہ لوگ جنہیں دیا گیا تھا علم، یقیناً لعنت اور رسوائی ہے آج اور بدبختی ہے کافروں کے لئے ﴿۲۷﴾

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ

وہ (کافر) جن کی روح قبض کرتے ہیں فرشتے اس حالت میں کہ وہ ظلم کر رہے تھے اپنی جانوں پر، تو فوراً وہ ہتھیار ڈال دیتے ہیں (اور کہتے ہیں) نہیں کرتے تھے ہم

مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ

کوئی برائی (فرشتے کہتے ہیں) کیوں نہیں، یقیناً اللہ خوب جانتا ہے اس کو جو تم کرتے رہے ﴿۲۸﴾ سو اب داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں،

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ

ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں، سو بہت ہی برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کے لئے ﴿۲۹﴾ اور پوچھا جاتا ہے اُن لوگوں سے جو متقی تھے، کیا اتارا ہے

رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ

تمہارے رب نے؟ تو وہ کہتے ہیں، بہت بہتر ہے (کلام) ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اچھے کام کیے، اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو ہے ہی

خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٠﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

بہت اچھا اور کیا ہی خوب گھر ہے متقیوں کا ﴿۳۰﴾ جنتیں، ہمیشہ رہنے کی، داخل ہوں گے (متقی) ان میں، بہہ رہی ہوں گی اُن کے نیچے نہریں،

لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣١﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ

اُن کے لئے ہوگا وہاں جو وہ چاہیں گے، اسی طرح اللہ بدلہ دیتا ہے متقیوں کو ﴿۳۱﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن کی روحیں قبض کرتے ہیں

الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ

فرشتے اس حال میں کہ وہ (کفر شرک سے) پاک ہوتے ہیں، کہتے ہیں ان سے سلام ہو تم پر، تم داخل ہو جاؤ جنت میں، بدلے میں ان کے جو تم تھے

تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٢﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ

کرتے ﴿۳۲﴾ نہیں انتظار کرتے یہ لوگ، مگر اس بات کا کہ آجائیں ان کے پاس فرشتے یا آ جائے عذاب آپ کے رب کا، اسی طرح

فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٣٣﴾

کیا تھا ان لوگوں نے بھی، جو اِن سے پہلے تھے اور نہیں ظلم کیا ان پر اللہ نے لیکن وہ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کرتے تھے ﴿۳۳﴾

ع ۴ ۹ ۱۰ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٤﴾ ع

آخرکار پہنچی انہیں برائیاں ان کے کرتوتوں کی اور گھیر لیا انہیں اسی (عذاب) نے جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے ﴿۳۴﴾

﴿۲۷﴾: جاننے والوں سے فرشتے یا اہل ایمان مراد ہیں۔ (تفسیر قرطبی: ۱۰/۹۸)

معلوم ہوا کہ جو لوگ ایمان سے محرومی کی حالت میں مرتے ہیں، موت سے پہلے ایک ایسا لمحہ آتا ہے، جب آخرت کی حقیقت ان پر کھل جاتی ہے اور وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے احکام کو مان لینے کی پیشکش بھی کرتے ہیں؛ لیکن اس وقت کا ایمان لانا معتبر نہیں ہوتا۔

﴿۳۲﴾: جنت میں داخل ہونا تو اصل میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوگا؛ لیکن نیک اعمال ہی اللہ تعالیٰ کے اس خصوصی فضل وکرم کا سبب بنیں گے؛ اس لئے فرشتے اہل ایمان کی روح قبض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ

اور کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا! کہ اگر چاہتا اللہ تو نہ ہم عبادت کرتے اس کے سوا کسی چیز کی ہم اور نہ ہمارے

اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

باپ دادا۔ اور نہ حرام ٹھہراتے بغیر اس (کے حکم) کے کسی چیز کو، ایسا ہی کیا تھا ان لوگوں نے جو اُن سے پہلے تھے،

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا

سو نہیں ہے رسولوں پر (کچھ ذمہ داری) سوائے کھول کھول کر پیغام پہنچا دینے کے﴿٣٥﴾ اور یقیناً بھیجا ہم نے ہر امت میں ایک رسول

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ

(یہ حکم دے کر) کہ عبادت کرو اللہ کی اور اجتناب کرو طاغوت سے، پس ان میں سے کچھ ایسے تھے جن کو ہدایت دی اللہ نے اور انہیں میں سے

مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

کچھ ایسے تھے جن پر مسلط ہو گئی گمراہی، سو چلو پھرو زمین میں پھر دیکھو! کیسا ہوا

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٦﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ

انجام جھٹلانے والوں کا﴿٣٦﴾ اگر تم حریص ہوان کی ہدایت کے لئے تو (بھی) بیشک اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا اس شخص کو جسے

يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ

اس نے گمراہ کر دیا اور نہ ہوگا ان کا کوئی مددگار بھی﴿٣٧﴾ اور قسم کھا کر کہتے ہیں اللہ کے نام کی، سخت ترین قسم، کہ نہیں اٹھائے گا اللہ اسے

مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٨﴾ ۙ

جو مر جاتا ہے، کیوں نہیں (اٹھائے گا) یہ وعدہ ہے جسے پورا کرنا اس نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے، لیکن اکثر انسان نہیں جانتے﴿٣٨﴾

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا

تاکہ وہ واضح کر دے اُن کے لئے وہ چیز کہ، وہ اختلاف کرتے تھے اس میں اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، کہ بیشک وہی تھے

كٰذِبِيْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٠﴾ ع وَالَّذِيْنَ

ع ٥ ٦ ١١

جھوٹے﴿٣٩﴾ یقیناً ہمارا کہنا کسی بھی چیز کے لئے جب ہم ارادہ کریں (تو) بس یہ ہوتا ہے کہ ہم حکم دیتے ہیں اس کو ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے﴿٤٠﴾ اور وہ لوگ جنہوں نے

هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ

ہجرت کی اللہ کی خاطر اس کے بعد بھی کہ ان پر ظلم کیا گیا، ہم انہیں ضرور ٹھکانا دیں گے دنیا میں بھی اچھا اور اجر آخرت،

الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ ۙ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٤٢﴾

وقف لازم

تو بہت ہی بڑا ہے کاش! کہ وہ جانتے ہوتے﴿٤١﴾ وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر وہ بھروسہ کرتے ہیں﴿٤٢﴾

﴿٣٦﴾: یعنی ہر قوم میں اللہ کے رسول آتے ہیں اور اس قوم کی زبان میں ہی اللہ کا پیغام لاتے ہیں؛ لیکن سب کی مشترکہ دعوت یہی تھی کہ اللہ ایک ہیں اور وہی عبادت کے لائق ہیں — اس لئے یہ باعین ممکن ہے کہ ہندوستان میں بھی یہاں کی مقامی زبان میں کوئی رسول، اللہ کا کلام لے کے آئے ہوں، ہندو مذہب کی قدیم کتابیں وید اور پُران وغیرہ میں توحید، اللہ تعالیٰ کی صفات اور آخرت وغیرہ کا ذکر بہت واضح طور پر موجود ہے، نیز ہندو قوم میں بعض ایسے اخلاقی تعلیمات اور رسول وعبادات دیکھنے کو ملتی ہیں، جو قرآن مجید کی تعلیمات سے بہت قریب ہیں؛ اسی لئے ممکن ہے کہ اس قوم میں بھی اللہ کے نبی آئے ہوں، اللہ کی کتاب نازل کی گئی ہو، جس کو برہمنوں نے اپنے خاص مقاصد کے لئے چھپا دیا ہو، اس میں تبدیلی کر دی ہو یا اس کے معنی بدل دیئے ہوں، حضرت مسیح علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو سال سے بھی کم کا فاصلہ ہے؛ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیمات کو ایسا مسخ کر دیا گیا کہ اللہ کے رسول کو لوگوں نے اللہ کا بیٹا بنا ڈالا، تو ویدک دھرم تو بہت قدیم ہے، اس میں کیا کچھ تبدیلیاں نہ آئی ہوں گی؛ البتہ جن شخصیتوں کے نبی ہونے کا قرآن و حدیث میں ذکر نہیں آیا ہے اور جن کتابوں کے آسمانی کتاب ہونے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصدیق نہیں ہوئی ہے، ان کو ہم یقین کے ساتھ رسول یا آسمانی کتاب نہیں کہہ سکتے: اس لئے ہندو قوم کو اہل کتاب کے حکم میں نہیں رکھا جا سکتا، یا ویدوں کو یقینی طور پر آسمانی کتاب نہیں کہہ سکتے؛ جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں؛ کیوں کہ کسی بات کے ممکن ہونے اور واقع ہونے میں بہت فرق ہے۔

﴿٤٠﴾: یعنی مخلوق کسی چیز کو وجود میں لانے کے لئے دو چیزوں کی محتاج ہوتی ہے، ارادہ کی اور اس کے بعد عمل کی، اللہ تعالیٰ کی ذات ہر طرح کی محتاجی سے بالاتر ہے، اللہ تعالیٰ جوں ہی کسی چیز کا ارادہ فرماتے ہیں، وہ چیز وجود میں آجاتی ہے، یہ جو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "ہو جا" یہ صرف انسان کو سمجھانے کے لئے ہے؛ کیوں کہ لوگوں کی بول چال میں کسی بات کے جلد سے جلد ہو جانے کے لئے یہی تعبیر اختیار کی جاتی ہے، ورنہ تو اللہ تعالیٰ کو اس کی بھی حاجت نہیں۔

﴿٤١﴾: ہجرت ایک شرعی اصطلاح ہے، اس سے مراد ہے: اپنے دین کو بچانے یا دین کی دعوت دینے کے لئے اپنا وطن چھوڑ کر دوسری ایسی جگہ منتقل ہو جانا، جہاں وہ دین پر عمل کر سکے اور لوگوں کو دین حق کی طرف دعوت دے سکے، مسلمان اگر ایسے علاقہ میں ہوں، جہاں ان کو دین پر عمل کرنے سے روک دیا گیا ہو، اور انھیں اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کی اجازت نہ ہو، نیز وہ وہاں سے نکلنے پر قادر ہوں اور ان کے لئے ایسی جگہ مہیا ہو جہاں جا سکیں، تو ان کے لئے اپنے وطن کو چھوڑ کر اس دوسری جگہ چلا جانا شرعاً واجب ہے؛ اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت دنیا کے بیشتر ممالک جمہوری نظام کے تحت چل رہے ہیں، جس میں ملک کے ہر شہری کو نجی زندگی میں اپنے پسندیدہ مذہب پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی اجازت ہوتی ہے؛ اس لئے جو لوگ ایسے ملکوں میں مقیم ہوں، ان کا فریضہ ہجرت نہیں ہے؛ بلکہ ان کی ذمہ داری اسی ملک میں رہتے ہوئے لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دینا ہے، جو لوگ کسبِ معاش کے لئے اپنے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک کا سفر کرتے ہیں تو اگرچہ یہ جائز ہے؛ بشرطیکہ اس دوسرے ملک کا سفر کرنے میں ان کے اور ان کی نسلوں کے دین وایمان کے لئے خطرہ نہ ہو؛ لیکن اصطلاح کے اعتبار سے ہجرت نہیں ہے — اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ہجرت سے آخرت میں تو ثواب ہوتا ہی ہے، دنیا میں بھی رزق میں کشادگی اور اسبابِ زندگی میں سہولتیں میسر آتی ہیں۔

وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحي اليهم فسئلوا اهل الذكر ان كنتم
اور نہیں ہم نے بھیجے آپ سے پہلے مگر مرد ہی، ہم وحی کرتے تھے ان کی طرف، سو پوچھو اہل ذکر (اہل کتاب) سے اگر تم
لا تعلمون ﴿٤٣﴾ بالبينت والزبر وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس ما نزل
نہیں جانتے۞ (ہم نے بھیجا تھا انہیں) کھلی دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ اور ہم نے نازل کیا آپ کی طرف ذکر (قرآن) تاکہ آپ بیان کریں لوگوں کے لئے جو کچھ نازل کیا گیا ہے
النصف
اليهم ولعلهم يتفكرون ﴿٤٤﴾ افامن الذين مكروا السيات ان يخسف الله
ان کی طرف اور تاکہ وہ (بھی) غور وفکر کریں۞ کیا پھر بے خوف ہو گئے ہیں وہ لوگ جنہوں نے تدبیریں کیں بُری، اس بات سے کہ دھنسا دے اللہ،
بهم الارض او ياتيهم العذاب من حيث لا يشعرون ﴿٤٥﴾ او ياخذهم
اُن کو زمین میں یا آئے اُن پر عذاب، جہاں سے انہیں گمان بھی نہ ہو۞ یا وہ پکڑ لے ان کو
في تقلبهم فما هم بمعجزين ﴿٤٦﴾ او ياخذهم على تخوف فان ربكم لرءوف
اُن کے چلنے پھرنے (کی حالت) میں پھر نہیں وہ عاجز کر سکتے (اللہ کو)۞ یا وہ پکڑ لے ان کو خوف کی حالت میں، تو بیشک آپ کا رب، بہت شفقت کرنے والا
رحيم ﴿٤٧﴾ اولم يروا الى ما خلق الله من شيء يتفيؤا ظلله عن اليمين
نہایت رحم والا ہے۞ کیا نہیں دیکھتے! یہ اس بات کو، کہ جو بھی اللہ نے پیدا کی کوئی چیز، جھکتا ہے اس کا سایہ دائیں
والشمائل سجدا لله وهم دخرون ﴿٤٨﴾ ولله يسجد ما في السموت وما في الارض
اور بائیں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ سب (اس کے سامنے) عاجز ہیں۞ اور اللہ ہی کے لئے سربسجود ہیں سب، جو کچھ ہیں آسمانوں میں اور جو زمین میں،
من دابة والملئكة وهم لا يستكبرون ﴿٤٩﴾ يخافون ربهم من فوقهم
کوئی (بھی) چلنے والا (جاندار) اور فرشتے بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے۞ وہ ڈرتے ہیں اپنے رب سے جو اُن کے اُوپر ہیں
ع ۲ / ۱۰ / ۱۲ السجدۃ
ويفعلون ما يؤمرون ﴿٥٠﴾ وقال الله لا تتخذوا الهين اثنين انما هو اله واحد
اور وہ کرتے ہیں وہی جو انہیں حکم ملتا ہے۞ اور (اللہ نے) کہا! مت بناؤ معبود، دو، یقیناً وہ ایک ہی معبود ہے
فاياي فارهبون ﴿٥١﴾ وله ما في السموت والارض وله الدين واصبا
سو تم مجھ ہی سے ڈرو۞ اور اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اسی کی عبادت و اطاعت ہمیشہ لازم ہے،
افغير الله تتقون ﴿٥٢﴾ وما بكم من نعمة فمن الله ثم اذا مسكم الضر فاليه
تو کیا پھر تم غیر اللہ سے ڈرتے ہو۞ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے کوئی بھی نعمت، تو وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے، پھر جب تمہیں پہنچتی ہے تکلیف تو اسی کی طرف
تجـٔرون ﴿٥٣﴾ ثم اذا كشف الضر عنكم اذا فريق منكم بربهم يشركون ﴿٥٤﴾
تم آہ و زاری کرتے ہو۞ پھر جب دور کر دیتا ہے وہ تکلیف تم سے، تو اُسی وقت ایک فریق تم میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے۞

۞: یعنی انسانوں کی طرف نہ فرشتوں کو اور نہ جنات کو نبی بنا کر بھیجا گیا اور نہ خود انسانوں میں عورتوں کو؛ بلکہ صرف مردوں میں سے انبیاء بھیجے گئے، جن اور فرشتے اس لئے انسان کے نبی نہیں بنائے گئے کہ انسان اپنے ہم جنس ہی سے مانوس ہوتا ہے اور اسی کو اپنے لئے نمونہ بنا سکتا ہے، وہ جن اور فرشتہ کو اپنے لئے آئیڈیل نہیں بنا سکتے تھے، عورتوں کو اس لئے نہیں بنایا گیا کہ انبیاء کو دین کی دعوت دینے اور لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے کے لئے مختلف جگہ جانا پڑتا تھا، مختلف افراد سے ملاقات کرنی ہوتی تھی، مجمع سے خطاب کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی، یہ سب کچھ مرد ہی کر سکتے تھے — اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ موجود ہے کہ اگرچہ دعوت دین کا فریضہ پوری امت سے متعلق ہے، جس میں عورتیں بھی شامل ہیں؛ لیکن خواتین کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے اس کام کو کرنا چاہئے، اجنبیوں سے ملاقات اور دور دراز کے اسفار وغیرہ سے اجتناب کرنا چاہئے۔

۞: اہل ذکر سے بعض مفسرین نے علماء یہود و نصاریٰ کو مراد لیا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے قرآن کا علم رکھنے والے یعنی علماء اسلام مراد ہیں، اور بعض نے مطلق اہل علم مراد لیا ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۰/۱۰۸) — پس اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عوام کو احکام شرعیہ میں تقلید و اتباع کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔

۞: بعض مفسرین کی رائے کے مطابق خود اس قوم کی تعداد گھٹتی چلی جائے، یہاں تک کہ پوری قوم کا نام و نشان مٹ جائے، چنانچہ مشہور محدث سعید ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر لوگوں سے اس آیت کے معنی دریافت کئے، صحابہ عام طور پر خاموش رہے، مگر قبیلہ بنو ہُذَیل کے ایک بوڑھے شخص کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ ہمارے قبیلہ کی زبان کا لفظ ہے، 'تخوُّف' کے معنی گھٹتے رہنے کے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ عربوں نے اپنے اشعار میں بھی اس لفظ کو اس معنی میں استعمال کیا ہے، انھوں نے عرض کیا: ہاں! اور ایک شاعر کا شعر بھی بطور دلیل کے پیش کیا۔ (تفسیر قرطبی: ۱۰/۱۰۸، مفاتیح الغیب: ۹/۵۳۵) اسی معنی کے لحاظ سے آیت کا ترجمہ کیا گیا ہے، موجودہ دور میں بہت سی قومیں وہ ہیں، جن کی نسلیں تیزی سے ختم ہوتی جا رہی ہیں اور وہ ناپید ہونے کے قریب ہیں، یورپ کے بعض ترقی یافتہ ملکوں میں اصل باشندوں کی شرح پیدائش صِفر پر پہنچ گئی ہے، کیا عجب ہے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کی ایک صورت ہو کہ جو قومیں پوری دنیا پر اپنی فتح مندی کا جھنڈا لہرا رہی ہیں، خود ان کا وجود تحلیل ہوتا جا رہا ہے۔

۞: پارسیوں کا قرآن مجید کے نزول کے زمانہ سے ہی عقیدہ رہا ہے کہ دو خدا ہیں، ایک 'یزداں' جو اچھی چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور دوسرا 'اہرمن' جو بُری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے، یہ اپنے آپ کو ''زرتشت'' نامی مذہبی پیشوا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کو اپنا پیغمبر قرار دیتے ہیں، آج کل یہ ''ایزدی'' کہلاتے ہیں اور عراق وغیرہ میں آباد ہیں، اس آیت میں ان کی صراحتاً تردید ہوگئی اور بالواسطہ دوسرے مشرکین کی بھی؛ کہ جب دو خدا نہیں ہو سکتے تو دو سے زیادہ بدرجہ اولیٰ نہیں ہو سکتے۔

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۟ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ

تا کہ وہ ناشکری کریں ان نعمتوں کی جو ہم نے ان کو دیں، سو عیش کرلو، عنقریب تم جان لوگے (انجام)۵۵ اور وہ ٹھہراتے ہیں ان (معبودوں) کے لئے جن کے متعلق وہ نہیں جانتے،

نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ

اس میں سے جو ہم نے رزق دیا، اللہ کی قسم! البتہ تم ضرور پوچھے جاؤ گے اس چیز کے متعلق جو تم (اللہ پر) افتراء باندھتے تھے۵۶ اور وہ ٹھہراتے ہیں

لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ

اللہ کے لئے بیٹیاں! وہ پاک ہے (اولاد سے) اور ان کے لئے وہ ہے، جو وہ چاہتے ہیں (یعنی بیٹے)۵۷ اور جب خوشخبری دی جاتی ہے، ان میں سے کسی ایک کو بیٹی کی تو ہو جاتا ہے اس کا چہرہ

مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ

سیاہ اور وہ غم و غصہ سے بھرا ہوا۵۸ وہ چھپتا پھرتا ہے لوگوں سے، اس بری خبر پر جو اُسے سنائی گئی (سوچتا ہے) کہ کیا رہنے دے اس کو

عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

ذلت کے باوجود، یا دبا دے اسے مٹی میں، دیکھو تو کیسے برے ہیں وہ فیصلے، جو وہ کرتے ہیں۵۹ اور ان لوگوں کے لئے جو نہیں ایمان لاتے

ع ۱۳ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ

آخرت پر، بری مثال ہے اور اللہ کے لئے سب سے اعلیٰ مثال ہے اور وہی ہے زبردست، خوب حکمت والا۶۰ اور اگر

يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ

گرفت فرماتا اللہ انسانوں کو، بسبب ان کے ظلم کے تو نہ وہ باقی چھوڑتا اس زمین پر کوئی چلنے والا (جاندار) اور لیکن وہ مہلت دیتا ہے ان کو،

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ

ایک وقت مقرر تک، پھر جب آ جاتا ہے ان کا وقت مقرر، تو نہیں وہ پیچھے رہ سکتے ایک گھڑی بھر اور نہ وہ آگے ہی بڑھ سکتے ہیں۶۱ اور وہ ٹھہراتے ہیں

لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ

اللہ کے لئے وہ چیز، کہ وہ (خود اسے) ناپسند کرتے ہیں اور بیان کرتی ہیں اُن کی زبانیں جھوٹ کہ بیشک ان کے لئے اچھا (انجام) ہے، یقیناً ان کے لئے تو

النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ

آگ ہی ہے اور بیشک وہ اس میں سب سے آگے بھیجے جائیں گے۶۲ اللہ کی قسم یقیناً ہم نے (رسول) بھیجے امتوں کی طرف آپ سے پہلے تو خوشنما بنادئے ان کے لئے

الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

شیطان نے ان کے اعمال، سو وہ (شیطان) ان کا ولی (سرپرست) ہے آج بھی اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۶۳ اور نہیں نازل کی ہم نے آپ پر

الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾

کتاب (قرآن) مگر تا کہ آپ بیان کریں، اُن کے لئے وہ چیز، جن میں اختلاف کیا اس میں اور ہدایت و رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو مومن ہیں۶۴

﴿۵۹﴾: یہ تو قدیم جاہلیت ہے؛ لیکن افسوس کہ عصر حاضر کی جدید جاہلیت میں بھی دختر کشی کا سلسلہ جاری ہے، ہندوستان میں اس وقت ایک ہزار لڑکوں کے مقابلہ میں نوسو سے کچھ ہی زیادہ لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں اور بعض ریاستوں میں تو ایک ہزار لڑکوں کے مقابلہ میں لڑکیوں کی پیدائش چھ سو سے کچھ زیادہ ہے۔ اس طرح ماں کے رحم میں ہی بچیوں کو مار دیا جاتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عورتوں کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے اور مردوں کی بڑھتی جاتی ہے، مستقبل میں اس کی وجہ سے جو سماجی بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے، وہ محتاج بیان نہیں — ایسے واقعات کا بنیادی سبب برصغیر میں شادی میں فضول خرچی، لڑکی والوں پر جہیز، رقمی مطالبات اور ضیافت کا بوجھ ڈالنا ہے، شاید ہم اسی جاہلیت کی طرف لوٹ رہے ہیں، جس کا قرآن مجید نے ذکر کیا ہے۔

﴿۶۰﴾: تفسیر قرطبی میں اس کا یہی معنی بیان کیا گیا ہے: ''أي الصفة العليا بأنهٗ خالق، رازق، قادر وجاز'' (تفسیر قرطبی: ۱۰/۱۱۹)

● یعنی ایک تو وہ بیٹوں کو برا سمجھتے ہیں، پھر دوسری غلطی یہ ہے کہ جو چیز ان کی نظر میں حقیر ہے، اس کی نسبت اللہ کی طرف کرتے ہیں۔

● 'مُفرطون' کے معنی ہیں دوزخ میں پہلے بھیجے گئے لوگ ''معجلون على النار مقدمون عليهم''۔ (تفسیر قرطبی: ۱۰/۱۲۰، مفاتیح الغیب: ۹/۵۶۴)

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

اور اللہ نے نازل کیا آسمان سے پانی، پھر اس نے زندہ کیا اس کے ساتھ زمین کو اُس کی موت کے بعد، بیشک اس میں بڑی نشانی ہے اُن لوگوں کے لئے

يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ

جو سنتے ہیں﴿٦٥﴾ اور بیشک تمہارے لئے چوپایوں میں بھی ایک بڑا سبق ہے، ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو ان کے پیٹوں میں (یعنی) درمیان میں سے گوبر کے

وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ

اور خون کے دودھ خالص، جو حلق سے آسانی سے گزر جانے والا ہے پینے والوں کے لئے﴿٦٦﴾ اور کچھ پھلوں میں سے کھجوروں اور انگوروں کے وہ ہیں کہ (جس سے) تم بناتے ہو

مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ

اس سے نشہ آور شراب اور بہترین رزق، بیشک اس میں بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں﴿٦٧﴾ اور الہام کیا تمہارے رب نے

اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِيْ

شہد کی مکھی کو، کہ بنائے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور ان (چھپروں) میں جن پر لوگ بیلیں چڑھاتے ہیں﴿٦٨﴾ پھر کھائے

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ

ہر طرح کے پھلوں میں سے اور چلتی پھرے اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر، نکلتا ہے ان کے پیٹ سے پینے کی چیز (شہد) مختلف ہیں

اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ

اس کے رنگ، اس میں شفا ہے انسانوں کے لئے، یقیناً اس میں بڑی نشانی ہے، ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں﴿٦٩﴾ اور اللہ نے پیدا کیا تمہیں،

ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ

پھر وہ تمہیں وفات دیتا ہے اور بعض تم میں سے وہ ہیں جو لوٹائے جاتے ہیں ناکارہ عمر کی طرف، تاکہ نہ جان سکیں وہ، سب کچھ جاننے کے بعد کچھ بھی،

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٧٠﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا

بیشک اللہ خوب جاننے والا بڑی قدرت والا ہے﴿٧٠﴾ اور اللہ نے فضیلت دی تمہارے بعض کو بعض پر رزق میں، سو نہیں ہیں وہ لوگ جنہیں فضیلت دی گئی ہے

بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٧١﴾

(ایسے) کہ دے دیں اپنا رزق اپنے مملوکوں کو، تاکہ ہو جائیں وہ بھی اس رزق میں برابر، تو کیا پھر وہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں﴿٧١﴾

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ

اور اللہ ہی نے بنائی ہیں تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں اور اُس نے بنائے تمہارے لئے تمہاری بیویوں سے بیٹے

وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٢﴾ۙ

اور پوتے اور اسی نے تمہیں رزق دیا پاکیزہ چیزوں سے، کیا پھر بھی یہ لوگ باطل پر ہی ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی وہ ناشکری کرتے ہیں﴿٧٢﴾

ع ٨ ٥ ١٤

ع ٩ ٥ ١٥

﴿٦٦﴾: یعنی جانوروں کا معدہ فُضلہ اور خون کا مخزن ہے، یہیں یہ چیزیں تیار ہوتی ہیں اور یہی خون دودھ کی شکل اختیار کرتا ہے؛ اسی لئے عورت کو جب دودھ جاری ہوتا ہے تو حیض نہیں آتا، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ایسی بدبودار، جلد سڑ جانے والی اور ناپاک شئے سے دودھ جیسی نفیس غذا تیار ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے، ان کا دودھ بھی حلال ہے؛ کیوں کہ وہ اسی جانور کا ایک حصہ ہے، اس سے دودھ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

گویا دودھ سب سے بہتر غذا ہے؛ اس لئے اس سے بہتر دُعاء نہیں کرائی گئی، یہی وجہ ہے کہ اس کو انسان اور جانداروں کی پہلی غذا بنایا گیا ہے، جو پیدا ہونے کے ساتھ ہی اس کے لئے مہیا کی جاتی ہے۔ (تفسیر قرطبی: ١٠/ ١٢٧)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی روشنی میں لکھا ہے کہ لذیذ چیزوں کا کھانا زہد و تقویٰ کے خلاف نہیں ہے۔ (حوالہ سابق)

اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جب کسی شئے کی حقیقت بدل جائے، یعنی صورت بھی تبدیل ہو جائے اور صفات بھی بدل جائیں تو پھر ان کا حکم بھی بدل جاتا ہے، جیسے گوبر سے خون اور خون سے دودھ پیدا ہوا؛ لیکن جب اس نے دودھ کی شکل اختیار کر لی تو اب یہ پاک اور حلال ہو گیا۔

﴿٦٩﴾: اللہ تعالیٰ نے انسان کو شہد جیسی نعمت سے نوازنے کے لئے مکھی جیسی چھوٹی مخلوق کو کیا کیا تدبیریں سجھائی ہیں؟ جو انجینئرنگ کا ایک نادر نمونہ ہے، اپنے نظام کو قائم رکھنے کے لئے ساری مکھیاں ایک ملکہ کے تحت کام کرتی ہیں اور اگر کسی اجنبی نے داخل ہونے کی کوشش کی تو سب مل کر دفاع کرتی ہیں، غرض کہ ایک غیر معمولی نظام ہے، جو مسلسل اپنا کام کر رہا ہے، یہ خدا کی نعمت بھی ہے اور خدا کی معرفت کا ایک ذریعہ بھی، ــــ اللہ تعالیٰ نے شہد کا ایک نعمت کے طور پر ذکر کیا ہے کہ اس میں لوگوں کے لئے شفاء بھی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ علاج کرانا تقویٰ اور توکل کے خلاف نہیں ہے؛ بلکہ فقہاء کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج بعض حالات میں واجب، بعض حالات میں مستحب اور کم سے کم جائز ہے۔

﴿٧٠﴾: اس میں اللہ کی قدرت کا اظہار بھی ہے کہ بے عقل بچے کو عقل مند و دانا بنا دیتے ہیں اور سمجھدار و دانا جوان کو جب چاہتے ہیں پھر بچپن کی کیفیت کی طرف لوٹا دیتے ہیں، نعمت دینا اور لینا اللہ کے ہاتھ میں ہے؛ اس میں آخرت کی بھی دلیل ہے کہ جب اللہ بوڑھاپے میں بچپن کو لوٹا سکتے ہیں تو موت کے بعد زندگی کو بھی واپس لا سکتے ہیں ــــ درازیٔ عمر اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی ہے، اگر ہوش و حواس بحال ہو اور انسان کے نیک عمل میں اضافہ ہوتا جائے، اور اگر عقل و شعور اور ہوش و حواس کو کھو دے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش و مصیبت بھی ہے؛ چنانچہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "أعوذ بک أن أراد إلي أرذل العمر" (بخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من البخل، حدیث نمبر: ٩ ٠ ٠ ٢) بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ جو لوگ حدیث سے شغف رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ آخری عمر تک ان کے ہوش و حواس کو باقی رکھتے ہیں؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں ترو تازہ رہنے کی دُعاء فرمائی ہے۔ (ابی داؤد، کتاب العلم، باب فضل نشر العلوم: ٣٦٦٢)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا جو نہیں اختیار رکھتے ان کے لئے رزق دینے کا آسمانوں سے اور زمین سے

شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٧٣﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

کچھ بھی اور نہ وہ اس کی استطاعت ہی رکھتے ہیں ﴿٧٣﴾ سو مت بیان کرو اللہ کے لئے مثالیں، بیشک اللہ جانتا ہے

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧٤﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ

اور تم نہیں جانتے ﴿٧٤﴾ بیان کی اللہ نے ایک مثال، ایک غلام مملوک کی (جو) نہیں وہ اختیار رکھتا کسی چیز پر

وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ

(دوسرا) وہ شخص کہ ہم نے اسے دیا اپنی طرف سے رزق اچھا، تو وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے پوشیدہ طور پر اور ظاہر (بھی) کیا

يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

وہ دونوں برابر ہیں، (ہرگز نہیں) تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں لیکن اُن کے اکثر نہیں جانتے ﴿٧٥﴾ اور بیان کی اللہ نے ایک (اور) مثال

رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا

دو مَردوں کی، اُن میں سے ایک گونگا ہے، نہیں وہ قدرت رکھتا کسی چیز پر جبکہ وہ بوجھ ہے اپنے مالک پر، جہاں کہیں

يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِیْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ

وہ اسے بھیجتا ہے، نہیں لاتا وہ کوئی بھلائی (تو) کیا برابر ہو سکتا ہے وہ اور وہ شخص جو حکم دیتا ہے انصاف کے ساتھ اور

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٦﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ (ع ١٠ / ٦ / ١٦)

قائم ہو سیدھے راستے پر ﴿٧٦﴾ اور اللہ ہی کے لئے ہے غیب آسمانوں کا اور زمین کا اور نہیں ہے معاملہ قیامت کا

اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٧٧﴾ وَاللّٰهُ

مگر آنکھ جھپکنے کی طرح یا وہ اس سے بھی قریب تر ہے، بیشک اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے ﴿٧٧﴾ اور اللہ نے

اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

تمہیں نکالا تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے، نہیں تم جانتے تھے کچھ بھی اور اُسی نے بنائے تمہارے لئے کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ

آنکھیں اور دل، تاکہ تم شکر کرو ﴿٧٨﴾ کیا نہیں انہوں نے دیکھا پرندوں کی طرف! کہ تابع (فرمان) ہیں

فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٧٩﴾

فضائے آسمان میں، نہیں روکتا ان کو (فضا میں) مگر اللہ ہی، بیشک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں ﴿٧٩﴾

﴿٧٥﴾: غلام کی مثال مخلوق کی سی ہے، جس کے طاقت اور اختیار میں کچھ نہیں ہے، اور آزاد شخص کی مثال ایک درجہ میں خالق کی سی ہے، جو مال و دولت کا مالک ہے، جس کے طاقت اور اختیار میں کچھ نہیں ہے، اور آزاد شخص کی مثال ایک درجہ میں خالق کی ہے، جو مال و دولت کا مالک ہے اور اس میں سے خرچ کرنے کا پورا اختیار رکھتا ہے، تو جب ایک آزاد اور غلام برابر نہیں ہو سکتے تو خالق اور مخلوق کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ پھر کسی انسان کے لئے یہ بات کیوں کر درست ہو سکتی ہے کہ وہ عبادت میں خالق کے ساتھ مخلوق کو شامل کرے؟

﴿٧٦﴾: جیسے بت گونگے بہرے ہیں۔

● جیسے بتوں کو اگر کوئی گرا دے تو وہ خود کھڑے بھی نہیں ہو سکتے۔ اپنا بھی کوئی مسئلہ حل نہیں کر سکتے۔ پہلی مثال میں اللہ تعالیٰ نے اختیار اور عدم اختیار کو واضح کیا۔ دوسری مثال میں یہ واضح کیا کہ اختیار نہ ہونے کے ساتھ ساتھ سننے اور بولنے کی صفت بھی نہیں رکھتا۔

﴿٧٧﴾: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو آدمی کپڑا بچھائے سودا بازی کر رہے ہونگے اور وہ ابھی اسی سودا بازی اور کپڑا لینے سے فارغ نہ ہوئے ہونگے کہ قیامت آ جائے گی اور ایک آدمی اونٹنی کا دودھ لے کر جا رہا ہوگا اور وہ ابھی اسے پینے نہ پائے گا کہ قیامت آ جائے گی اور ایک آدمی اپنا حوض لیپ پوت رہا ہوگا ابھی نہ اس میں پانی بھرا جائے گا اور نہ پیا جائے گا کہ قیامت آ جائے گی اور ایک آدمی کھانے کا نوالہ اپنے منہ کی طرف اُٹھائے گا اور ابھی اس نے منہ میں نہ ڈالا ہوگا کہ قیامت آ جائے گی۔“ (بخاری)

﴿٧٩﴾: پرندوں کو یہ طاقت اور استعداد اللہ تعالیٰ نے ہی ودیعت کی ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ

اور اللہ ہی نے بنائے تمہارے لئے تمہارے گھر جائے سکونت اور اُسی نے بنائے تمہارے لئے چوپایوں کے چمڑوں سے بھی

بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا

گھر (خیمے) کہ تم ہلکا سمجھتے ہوسو تم اپنے سفر والے دن اور اپنے قیام کرنے والے دن اور چوپایوں کے اون

وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿٨٠﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا

اور (اونٹوں کے) ریشم (بربریوں) اور بالوں سے گھر کا سامان اور کئی فائدے، ایک وقت مقرر تک⑧⓪ اور اللہ ہی نے بنائے تمہارے لئے اُس میں سے جو

خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ

اس نے پیدا کئے سائے اور اُسی نے بنائیں تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں (غاریں) اور اسی نے بنائیں تمہارے لئے قمیص،

تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

وہ تمہیں بچاتی ہیں گرمی (اور سردی) سے اور وہ لباس بھی جو حفاظت کرتا ہے تمہاری لڑائی کی حالت میں، اسی طرح وہ (اللہ) پوری کرتا ہے اپنی نعمت

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٨٢﴾

تم پر، تاکہ تم فرماں بردار ہو جاؤ⑧① پھر اگر وہ منہ پھیریں (اسلام سے) تو آپ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے صریح طور پر⑧②

ع ١١ ١٧

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَيَوْمَ

پہچانتے ہیں وہ اللہ کی نعمت کو، پھر وہ اس کا انکار کرتے ہیں اور اکثرلوگ ان میں سے ناشکرگزار ہیں⑧③ اور جس دن

نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ

کھڑا کریں گے، ہم ہر امت میں سے ایک گروہ، پھر نہ اجازت دی جائے گی ان کو جو کافر ہیں (کہنے کی) اور نہ اُن سے

يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا

توبہ ہی کا مطالبہ کیا جائے گا⑧④ اور جب دیکھیں گے وہ لوگ، جنہوں نے ظلم کیا عذاب کو، تو نہ کم کیا جائے گا اُن سے اور نہ

هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَاۗءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ

وہ مہلت دیے جائیں گے⑧⑤ اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا تھا، اپنے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں کوتو کہیں گے، اے ہمارے رب یہی ہیں وہ

الثلٰثة

شُرَكَاۗؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ

ہمارے شریک جنہیں ہم پکارتے تھے تجھے چھوڑ کر، تو وہ واپس کہیں گے، یقیناً تم

لَكٰذِبُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَىِٕذِۨ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٨٧﴾

بڑے جھوٹے ہو⑧⑥ اور وہ پیش کریں گے اللہ کی بارگاہ میں، اُس دن فرمابرداری (عاجزی) اور گم ہوجائیں گے ان کے وہ (جھوٹے معبود) جو وہ تھے گڑھا کرتے⑧⑦

⑧⓪: مکہ کا علاقہ غیر زرعی علاقہ ہے۔ یہاں کپڑوں وغیرہ کی صنعت تو بالکل نہیں ہے۔ پہلے لوگ جانوروں کے چمڑے ہی سے اپنے خیمے بنایا کرتے تھے۔

● صوف۔ بھیڑ کی اون۔ جمع اوصاف۔وبر=اونٹ کا بال جمع اوبار شعر۔ دنبے بکری وغیرہ کا بال جمع اشعار۔

⑧①: ذرا تصور کریں اگر اللہ تعالیٰ انہیں پیدا کردہ اشیاء میں سایہ کرنے کی خاصیت نہ رکھی ہوتی تو کیسا حشر ہوتا۔

● مکہ میں موسم سرما ہوتا ہی نہیں۔ گرم موسم ہوتا ہے یا شدید گرم لہٰذا گرمی سے بچاؤ کا ذکر کیا ورنہ لباس سردی سے بھی بچاتا ہے۔

● تسلمون ایک قرات میں ''تسلمون'' ہے یعنی تاکہ تم سلامت رہو، محفوظ رہو۔

⑧④: یہ قیامت کی عدالت کا ایک منظر ہے۔ کافر وہاں بھی جھوٹی قسمیں کھانے سے دریغ نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ انکے منہ بند (Seal) کر دیں گے اور گواہیاں پیش ہونا شروع ہوں گیں۔ ہر امت کے مصلح اور مبلغ گواہیاں دیں گے کہ ہم نے تیرا پیغام پہنچا دیا تھا مگر فلاں فلاں لوگوں نے ٹھکرا دیا تھا۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا۔ ''بھلا اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے۔ پھر ان پر (اے نبی) آپ کو گواہ بنا دیں گے۔'' (سورہ النساء آیت نمبر:۴۱)

⑧⑥: غوث 'داتا' دستگیر وغیرہ جنہیں گمراہوں نے اللہ کے شریک ٹھہرا رکھا تھا وہ فوراً اپنی برات کا اظہار کر دیں گے۔ ہم خود اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ ہم نے تو کبھی یہ نہ کہا تھا کہ ہمیں شریک ٹھہراؤ۔ نہ ہی اس بارے میں تمہارے پاس کوئی دلیل تھی لہٰذا اپنے اس کام میں تم خود ہی جھوٹے ہو۔

یاد رہے یہ وہ شریک ہیں جو نبی، ولی، بزرگ وغیرہ تھے اور لوگوں نے عقیدت میں غلو کر کے انہیں اللہ کے شریک کا رتبہ دے رکھا تھا یہاں شریک پتھر کے بت یا لکڑی کے درخت یا شمس وغیرہ نہیں ہیں کہ جنہیں لوگ پکارتے تھے۔ یا دنیا میں بھی بے جان تھے اور قیامت کو انہیں جاندار بنانے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔

اَلَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ زِدۡنٰهُمۡ عَذَابًا فَوۡقَ الۡعَذَابِ بِمَا

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکتے رہے اللہ کی راہ سے، انہیں ہم دیں گے عذاب پر عذاب، بسبب اُس کے کہ

كَانُوۡا یُفۡسِدُوۡنَ ﴿۸۸﴾ وَیَوۡمَ نَبۡعَثُ فِیۡ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیۡدًا عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ

وہ فساد بر پا کرتے رہے﴿۸۸﴾ اور جس دن ہم اُٹھا کھڑا کریں گے ہر امت میں سے ایک گواہ اُن پر انہیں میں سے

وَجِئۡنَا بِكَ شَهِیۡدًا عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّكُلِّ

اور ہم لائیں گے آپ کو (اے نبیؐ) شہادت دینے کے لئے ان لوگوں پر اور نازل کی ہے ہم نے آپ پر یہ کتاب (قرآن) جو کھول کر بیان کرنے والی ہے ہر

شَیۡءٍ وَّهُدًی وَّرَحۡمَةً وَّبُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۸۹﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ ۱۲ ع ۶ ۱۸

بات کو اور ہدایت و رحمت اور بشارت ہے مسلمانوں (فرماں برداروں) کے لئے﴿۸۹﴾ یقیناً اللہ حکم دیتا ہے عدل کا

وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَیَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ

اور احسان کا اور (حق) دیتے رہنے کا قرابت داروں کا اور وہ روکتا ہے بے حیائی اور بُرے کاموں

وَالۡبَغۡیِ ۚ یَعِظُكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدۡتُّمۡ

اور سرکشی سے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو﴿۹۰﴾ اور پورا کرو اللہ کا عہد جب بھی تم (آپس میں) عہد کرو

وَلَا تَنۡقُضُوا الۡاَیۡمَانَ بَعۡدَ تَوۡكِیۡدِهَا وَقَدۡ جَعَلۡتُمُ اللّٰهَ عَلَیۡكُمۡ

اور مت توڑو قسمیں بعد ان کو پختہ کرنے کے، اور یقیناً بنا چکے ہو تم اللہ کو اپنے (عہد) پر

كَفِیۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّتِیۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَهَا

ضامن، بیشک اللہ جانتا ہے اس کو جو کچھ تم کرتے ہو﴿۹۱﴾ اور نہ ہو تم اس عورت کی طرح، جس نے توڑ ڈالا اپنا کاتا ہوا سوت،

مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ اَنۡكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوۡنَ اَیۡمَانَكُمۡ دَخَلًۢا بَیۡنَكُمۡ اَنۡ تَكُوۡنَ

بعد (اسے) مضبوط کرنے کے، ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، کہ بناؤ تم اپنی قسموں کو مکر و فریب کا، آپس (کے معاملات) میں، تاکہ ہو جائے

اُمَّةٌ هِیَ اَرۡبٰی مِنۡ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا یَبۡلُوۡكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَیُبَیِّنَنَّ لَكُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ

ایک گروہ فائدے میں دوسرے گروہ سے، یقیناً تمہیں آزماتا ہے اللہ اس (عہد و پیماں) کے ساتھ اور وہ ضرور بیان کرے گا تمہارے لئے قیامت کے دن

مَا كُنۡتُمۡ فِیۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنۡ

(وہ چیز کہ) جس میں تھے تم اختلاف کیا کرتے﴿۹۲﴾ اور اگر اللہ چاہتا تو بنا دیتا تم سب کو ایک ہی اُمت اور لیکن

یُّضِلُّ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَلَتُسۡـَٔلُنَّ عَمَّا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾

وہ گمراہی میں ڈالتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ضرور تم سے سوال کیا جائے گا، ان کی بابت جو تھے تم عمل کرتے﴿۹۳﴾

﴿۸۹﴾: یہ مضمون قرآن کریم میں اور بھی مواقع میں وارد ہوا ہے جیسے فرمایا: ''اور اسی طرح (اے مسلمانوں!) ہم نے تمہیں متوسط امت بنایا تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں''۔ (البقرہ ۲: ۱۴۳)

ہر نبی اپنی امت کے بارے میں گواہی دے گا۔ اور پھر انبیاء کے بعد یہ گواہی دیگر مبلغین بھی دیں گے۔ اور اسی طرح حجت تمام ہوگی۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (النساء ۴: ۱۴) اور آیت نمبر ۸۴

● ہدایت انسانی سے متعلق تمام مطلوبہ معلومات اس میں موجود ہیں۔

﴿۹۰﴾: یہ آیت قرآن کریم کی چند انتہائی جامع آیات میں سے ہے۔ اس جامعیت کے پیش نظر خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اسے خطبہ جمعہ میں داخل کر کے اسوہ حسنہ قائم کر دیا۔ یہ صفحات اس آیت کی مکمل تشریح کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ تشریح کیلئے مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی مفصل تفسیر دیکھیں۔

عدل۔ توازن و متناسب، برابری، کسی کو اس کا جائز حق دینا۔ یہی عدلیہ کی ذمہ داری ہے۔

احسان ہر نیک اور اچھا کام۔ کسی کا بہترین اسلوب سے بجالانا۔

عدل احسان سے برتر صفت ہے۔ جس معاشرہ میں عدل ہوگا اس میں ایک دوسرے کے حقوق غصب نہیں ہوتے اور جس معاشرہ میں احسان رواج پا جائے اس معاشرہ میں اخوت 'محبت' رواداری، فراوانی، امن اور سکون کا دور دورہ ہوگا۔ عدل اور احسان کا مفہوم یوں سمجھیں اگر کسی شخص کا کسی مزدور سے معاہدہ طے ہو جائے کہ وہ آٹھ گھنٹے کام کرے گا تو اسے ایک سو روپے معاوضہ ملے گا۔ اگر مزدور اپنی خوشی سے آٹھ کے بجائے نو گھنٹے کام کرے تو یہ احسان ہوگا اگر وہ شخص سو کی بجائے از خود ایک سو دس روپے دے دے تو اسکی طرف سے احسان ہوگا۔

منکر کی ضد معروف ہے کچھ کام تو ایسے ہیں جنہیں شریعت نے ہی منکر قرار دے دیا ہے۔ کچھ ایسی اشیاء ہیں جن کے معاملہ میں شریعت خاموش ہے لیکن خاص معاشرہ میں انہیں منکر سمجھا جاتا ہے جیسے ہمارے معاشرہ میں جانب قبلہ پاؤں کرنا ان سے بچنا چاہئے۔

﴿۹۲﴾: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں ایک دیوانی عورت تھی جو دن بھر سوت کاتتی تھی پھر اسے توڑ کر پھینک دیتی۔

● کسی گروہ سے بدعہدی نہ کی جائے ایسا بھی نہ ہونا چاہئے کہ معاہدہ کرتے وقت تم کمزور تھے اور معاہدہ تمہاری ضرورت تھی مگر اب تم اس معاہدہ کی حاجت نہیں رکھتے تو اس کی پرواہ نہ کرو۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا
اور مت بناؤ تم اپنی قسموں کو ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کا ذریعہ، کہ ڈگمگا جائے قدم (اسلام سے) اس کے جمنے کے بعد چکھنا پڑے تم کو
السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۹۴) وَلَا
سزا (دنیا میں) بسبب اس کے کہ تم نے روکا اللہ کی راہ سے اور ہو تمہارے لئے بڑا عذاب (آخرت میں)(۹۴) اور نہ
تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تم خرید و اللہ کے عہد کے بدلے میں معاوضہ حقیر، یقیناً جو اللہ کے پاس ہے وہی ہے بہتر تمہارے لئے، اگر تم (کچھ)
تَعْلَمُوْنَ (۹۵) مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ
جانتے ہو(۹۵) جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ فنا ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور ہم ضرور بدلے میں دیں گے، اُن لوگوں کو جنہوں نے
صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۹۶) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ
صبر سے کام لیا، اُن کا اجر کہیں بہتر ہے اُن (اعمال) سے جو تھے وہ عمل کرتے(۹۶) جو کوئی کرے گا نیک عمل خواہ
ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ
مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو، تو ہم ضرور زندگی بسر کرائیں گے ان کو (دنیا میں) پاکیزہ زندگی اور بدلے میں دیں گے ہم انہیں
اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۹۷) فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ
ان کا اجر بہتر ان (اعمال) سے، جو تھے وہ عمل کرتے(۹۷) پھر جب پڑھنے لگیں آپ قرآن، تو پناہ طلب کریں
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۹۸) اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اللہ کی، شیطان مردود سے(۹۸) بلاشبہ اسے (شیطان کو) نہیں ہے کوئی غلبہ ان لوگوں پر جو ایمان لائے
وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (۹۹) اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ
اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں(۹۹) اس کا غلبہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور (ان پر) جو
هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ (۱۰۰) ع وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ
اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں(۱۰۰) اور جب 'ہم' بدلتے ہیں ایک آیت کو (دوسری) آیت کی جگہ، (حالانکہ) اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا نازل کرے؟
قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۰۱) قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ
تو کہتے ہیں وہ (کافر) یقیناً تم خود ہی گڑھ لیتے ہو (یہ کلام) بلکہ (حقیقت میں) اکثر لوگ ان میں سے نہیں جانتے(۱۰۱) کہہ دیجئے! کہ نازل کیا ہے اسے روح القدس
مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (۱۰۲)
(جبرئیلؑ) نے تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ، تا کہ ثابت قدم رکھے، ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور ہدایت اور بشارت ہے فرماں برداروں کے لئے(۱۰۲)

ع ۱۳ / ۱۱ / ۱۹

(۹۴): تمہارے ان کاموں کی وجہ سے لوگ اسلام سے بدظن ہونگے اورتم بالواسطہ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بن جاؤ گے۔

(۹۵): اللہ سے عہد "عہد السبت" (دیکھیں الاعراف ۷: ۱۷۲) اسی طرح قبول اسلام کا عہد بھی ہے کیونکہ جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں وہ دراصل ایک معاہدہ کے فریق بنتے ہیں، اسکے علاوہ ایسے تمام معاہدے جس میں اللہ تعالیٰ کو ضامن بنایا جاتا ہے۔

(۹۶): یعنی اسلام کی راہ پر ثابت قدم رہنے سے جو مصائب پیش آتے ہیں ان پر صبر کرنیوالے۔

(۹۷): آخرت میں اجر کے لحاظ سے مرد اور عورت کے درجے میں کچھ فرق نہیں ہے اور عمل صالحہ کرنیوالے ایسے مردوں اور عورتوں کو دنیا کی زندگی بھی پاکیزہ اور اطمینان قلب والی ہوگی۔

(۹۸): یہ قرآن پڑھنے کے آداب میں سے ایک انتہائی اہم ادب ہے کہ تلاوت کرنے سے پہلے "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھ لیا جائے۔ چونکہ اسی قرآن سے کئی لوگ گمراہ بھی ہوتے ہیں اور گمراہ کرتے بھی ہیں۔

(۱۰۰): شیطان کے پاس گمراہ کرنے کیلئے کوئی دلیل تو ہوتی نہیں۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی اس قسم کی طاقت دی ہوئی ہے کہ وہ کسی کو اپنی بات ماننے پہ مجبور کر سکے چنانچے کمزور ایمان والے لوگ اس کے وسوسوں میں آجاتے ہیں جبکہ مضبوط ایمان والوں پر اسکا کوئی بس نہیں چلتا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر کے بارے فرمایا: "اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے شیطان تمہیں کسی رستہ پر چلتا ہوا پاتا ہے اور وہ رستہ چھوڑ کر دوسرا رستہ اختیار کر لیتا ہے"۔

(۱۰۱): کسی موقع پر کسی اعتراض کا کچھ جواب ہے اور کسی اور موقع پہ اس اعتراض کا دوسرا جواب ہے یا کئی احکام بتدریج نازل ہوئے ہیں۔ یا کوئی آیت منسوخ ہو جاتی ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہو سکتا بلکہ تم نے خود ہی گڑھ لیا ہے۔ اگر اللہ کا کلام ہوتا تو ایسی تبدیلیاں نہ ہوتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پیش آمدہ حالات کا بھی علم ہے۔ حالانکہ مختلف حالات میں مختلف قسم کے احکام جاری کرنا عین حکمت ہے جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ ۲: ۱۰۶)

(۱۰۲): یعنی جبرئیل امین۔

● اسکی وجہ مومنین کے دلوں کو ایمان پر جما دینا ہے اور ان میں اثبات واستقلال پیدا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ مومنین کو بوقت ضرورت ہدایت دی جا سکیں۔ بشارتوں سے اہل ایمان کی ہمت بڑھانا بھی مقصود ہے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ
اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ ضرور کہیں گے کہ، یقیناً سکھاتا ہے اس کو (یہ قرآن) ایک آدمی، حالانکہ زبان اس شخص کی کہ غلط نسبت کرتے ہیں وہ (قرآن کی) اُس کی طرف
اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا
عجمی (غیر فصیح) اور یہ (قرآن تو) عربی زبان ہے واضح﴿١٠٣﴾ بلاشبہ وہ لوگ جو نہیں ایمان لاتے اللہ کی آیات کے ساتھ، نہیں
يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا
انہیں ہدایت دیتا اللہ اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب ہے﴿١٠٤﴾ یقیناً باندھتے ہیں جھوٹ، وہی لوگ جو نہیں
يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٥﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ
ایمان لاتے اللہ کی آیات کے ساتھ اور یہی لوگ ہیں جھوٹے﴿١٠٥﴾ جو شخص کفر کرے اللہ کے ساتھ ایمان لانے کے بعد
اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ
سوائے اس شخص کے جو مجبور کیا جائے، جبکہ اس کا دل مطمئن ہو ایمان پر اور لیکن وہ شخص، جس نے کھول دیا کفر کے ساتھ
صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ
سینہ (اپنا) تو ایسے لوگوں پر غضب ہے اللہ کا اور ان کے لئے عذاب ہے بہت بڑا﴿١٠٦﴾ یہ اس لئے کہ بیشک انہوں نے
اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠٧﴾
پسند کیا، دنیا کی زندگی کو آخرت پر اور بیشک اللہ نہیں ہدایت دیتا کافر قوم کو﴿١٠٧﴾
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ
یہ وہ لوگ ہیں! کہ مہر لگا دی ہے اللہ نے، اُن کے دلوں پر، کانوں پر اور آنکھوں پر
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٠٨﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٠٩﴾
اور یہی لوگ ہیں جو غفلت میں ہیں﴿١٠٨﴾ لازماً بلاشبہ وہ لوگ آخرت میں (وہی) خسارہ پانے والے ہیں﴿١٠٩﴾
ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا
پھر بلاشبہ آپ کا رب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ہجرت کی، بعد اس کے کہ وہ آزمائے گئے، پھر انہوں نے جہاد کیا
وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٠﴾ ع يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ
اور انہوں نے صبر کیا، بیشک آپ کا رب اس کے بعد بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے﴿١١٠﴾ (یاد کرو) جس دن آئے گا ہر نفس
تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١١١﴾
جھگڑتا ہوا اپنے (بچاؤ کے) لئے اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، ہرنفس کو (اس کا) جو اس نے عمل کیا اور وہ نہیں ظلم کئے جائیں گے﴿١١١﴾

ع ١٤ ١٠ ٢٠

﴿١٠٣﴾: جن لوگوں کے بارے میں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ وہ عرب نہ تھے بلکہ عجمی تھے اور تورات انجیل کی تعلیم سے واقف نہ تھے۔ اب جو شخص عربی لسان ٹھیک سے بول بھی نہ سکتا وہ ایسا کلام کیسے بنا سکتا ہے جسکی نظیر لانے سے عرب کے شعراء اور ادباء قاصر رہے۔ اس کے علاوہ بالفرض محال یہ تصور کر لیا جائے کہ دنیا میں کوئی ایسا انسان موجود ہے جو کہ ویسی قابلیت رکھتا ہے تو وہ اتنا گمنام کیسے رہ سکتا ہے؟ پھر وہ ایسا کلام جس نے جاں نثاروں اور جان فروشوں کی جماعت پیدا کر دی خود پیش کرنے کے بجائے کسی اور کے حوالے کیسے کر دے گا؟

﴿١٠٤﴾: زبردستی ہدایت نہیں دیتا۔

﴿١٠٥﴾: نبی تو جھوٹ نہیں گھڑتے نہ ایمان لانیوالے یہ کام کر سکتے ہیں بلکہ وہی کر سکتے ہیں جن کے دل ایمان سے خالی ہیں۔

﴿١٠٦﴾: یہ آیت ان دنوں نازل ہوئی جب کہ مکہ میں مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ کمزور اور غریب مسلمان خاص طور پر ایسے مظالم کی لپیٹ میں آئے ہوئے تھے۔ انہی میں سے ایک مثال حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ انکے سامنے انکے والد یاسر کو شہید کر دیا گیا۔ ابوجہل لعین نے آپ کی والدہ کی شرمگاہ میں نیزہ مار کر انہیں شہید کر دیا اور خود انہیں شدید ترین اور ناقابل برداشت اذیتیں دی گئیں۔ مجبور ہو کر انہوں نے وہ کلمات ادا کر دیئے جو ظالم کہلوانا چاہتے تھے۔ پھر حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا کہ اس وقت تک نہیں چھوڑا گیا جب تک میں نے آپ کو برے الفاظ سے یاد نہیں کیا اور جب تک ان کے بتوں کی تعریف نہیں کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ دوبارہ تمہارے ساتھ ایسا سلوک کریں تو دوبارہ ایسے ہی کرنا۔

مگر یہ صرف رخصت ہے۔ ایسا کرنا ضروری نہیں بلکہ صحابہ کرام ہی میں سے عزیمت کے ایسے پہاڑ تھے کہ انہوں نے اپنے جسم کی بوٹی بوٹی ایک کر کے اتروانی منظور کر لی مگر کفر کا کلمہ ادا نہیں کیا۔ جیسے حضرت خبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

﴿١٠٩﴾: وجہ یہ ہے کہ کفر، ضد اور ہٹ دھرمی کی کثرت کی بنا پر حق کو قبول کرنے کی استعداد ختم ہو گئی ہے۔ اسکی نسبت خود انکی جانب اور اللہ کی جانب بھی ہو سکتی ہے کیونکہ انسان کو نیک یا بد عمل کرنے کا اختیار تو اللہ تعالیٰ ہی نے عطا کیا ہے۔

﴿١١٠﴾: اشارہ ہے مہاجرین حبشہ کی جانب جن کی تعداد اسی تھی۔ ﴿١١١﴾: اپنی ہی فکر ہوگی اور اپنی نجات کیلئے عذر وغیرہ پیش کرے گا دوسرے کی کچھ ہوش نہ ہوگی۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا
اور بیان کی اللہ نے مثال ایک بستی کی، کہ تھی وہ امن والی اور اطمنان والی، آتا تھا ان کے پاس اُن کا رزق
رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ
فراوانی کے ساتھ ہر جگہ سے، پھر ناشکری کی ان لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی، تو چکھایا انہیں اللہ نے لباس (یعنی عذاب)
الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ
بھوک کا اور خوف کا، بسبب ان (کرتوتوں) کے جو تھے وہ کرتے﴿۱۱۲﴾ اور یقیناً آیا اُن کے پاس ایک رسول
مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا
انہیں میں سے، تو انہوں نے اس کو جھٹلا دیا، تو آ پکڑا اُن کو عذاب، اس حال میں کہ وہ ظالم تھے﴿۱۱۳﴾ تو کھاؤ تم اُس میں سے جو
رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ
رزق دیا ہے تم کو اللہ نے حلال اور پاکیزہ اور تم شکر کرو اللہ کی نعمت کا، اگر تم واقعی اسی کی
تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ
عبادت کرتے ہو﴿۱۱۴﴾ یقیناً اُس نے حرام کیا ہے تم پر مُردار اور خون اور خنزیر کا گوشت
وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
اور وہ چیز، کہ نام پکارا جائے اللہ کے سوائے کسی اور کا اُس پر، پھر جو شخص کہ لاچار ہو جائے (جبکہ) وہ نہ ہو سرکش اور نہ حد سے بڑھنے والا تو بیشک اللہ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ
بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے﴿۱۱۵﴾ اور نہ تم کہو اُس کو! کہ بیان کرتی ہیں (اس کے لئے) تمہاری زبانیں جھوٹ،
هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ
کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، تاکہ تم باندھو اللہ پر جھوٹ، بیشک وہ لوگ جو
يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ وَّلَهُمْ
باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ، نہیں وہ فلاح پائیں گے﴿۱۱۶﴾ (ان کے لئے) فائدہ ہے تھوڑا سا اور اُن کے لئے
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ
عذاب ہے دردناک﴿۱۱۷﴾ اور اُن لوگوں پر جو یہودی ہوئے، ہم نے حرام کیا تھا وہ سب کچھ جو بیان کیا ہے آپ پر،
مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾
اس سے پہلے اور نہیں ظلم کیا تھا ہم نے ان پر اور لیکن تھے وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے﴿۱۱۸﴾

﴿۱۱۲﴾: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ مثال مکہ کے بارے میں بیان کی گئی ہے۔ جو نعمتیں قریش کو حاصل تھیں انکا کچھ اشارہ اس آیت سے ملتا ہے۔

”جس نے انہیں بھوک (کی حالت) میں کھلایا اور خوف سے امن دیا۔“ (قریش ۱۰۶: ۴)

تولیت کعبہ کی وجہ سے انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور ان کے تجارتی قافلے بلا روک ٹوک سفر کرتے حتٰی کہ جس قافلہ کو قریش کی جانب سے پروانہ راہ داری مل جاتا وہ بھی با آسانی سفر کرتے۔

حضرت ابراہیم کی دعا کی وجہ سے پھل وغیرہ اور دیگر اجناس مکہ میں بافراغت پہنچ جاتیں۔

● اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت آپ ﷺ کی بعثت اور اسلام کی راہنمائی ہے۔ آپ کی دشمنی اختیار کر کے انہوں نے کفران نعمت کیا۔

آپ ﷺ کی دعا سے سات سال مکہ شدید قحط کی لپیٹ میں آ گیا۔ بھوک سے یہ حالت ہوئی کہ کئی لوگ تو مر گئے۔ کئی لوگوں کو بھوک کی شدت کی وجہ سے آسمان میں دھواں ہی دھواں نظر آتا۔ امن اس طرح تباہ ہوا کہ ہر وقت آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی جانب سے جنگ کا خطرہ رہتا اور خوف مسلط رہتا۔

﴿۱۱۴﴾: یہ خطاب مسلمانوں سے ہے۔

﴿۱۱۵﴾: عاد۔ وہ شخص جو ضرورت سے زیادہ کھائے، باغ۔ جو یہ حرام چیزیں کھائے جبکہ حلال دستیاب ہوں۔

یہ مضمون قرآن کریم میں چوتھی دفعہ بیان ہو رہا ہے۔ دیکھیں (المائدہ ۵: ۳) اور (الانعام ۶: ۱۴۵) یہ تکرار تاکید کیلئے ہے۔

غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا منع ہے اور ایسا جانور جو ذبح تو اللہ کے نام پر ہی کیا جائے مگر اس کا مقصد غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنا ہو تو وہ بھی حرام ہے۔

”ایک شخص نے آکر آپ ﷺ سے کہا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں بوانہ میں اونٹ ذبح کروں گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا وہاں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تھا جسکی عبادت کی جاتی تھی؟ لوگوں نے بتلایا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہاں ان کی عیدوں میں سے کوئی عید تو نہیں منائی جاتی تھی لوگوں نے اسکی بھی نفی کی تو آپ ﷺ نے سائل کو نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔“ (ابوداؤد)

گویا درباروں، آستانوں اور استھانوں پر ذبح کئے گئے جانور بھی حرام ہیں۔

﴿۱۱۸﴾: اشارہ سورۃ انعام کی آیت نمبر (۲۶) کی طرف ہے۔ یہودیوں پہ اسکے علاوہ جو اشیاء حرام کی گئی تھیں وہ ان زیادتیوں کی بنا پر کی گئی تھیں۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

پھر بیشک آپ کا رب ان لوگوں کے لئے، جنہوں نے عمل کئے برُے، جہالت کی وجہ سے پھر انہوں نے توبہ کی اس کے بعد وہ (اپنی)

وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً

اصلاح کر لی تو بیشک آپ کا رب، اس توبہ کے بعد ضرور بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے﴿۱۱۹﴾ بلاشبہ ابراہیمؑ تھا (اپنی ذات سے) ایک پوری امت،

ع ۱۵ ۹ ۲۱

قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ

عاجزی کے ساتھ فرمابرداری کرنے والا اللہ کا (اور اللہ کے لئے) یکسور ہنے والا تھا اور نہ تھا وہ مشرکوں میں سے﴿۱۲۰﴾ شکر کرنے والا تھا اس (اللہ) کی نعمتوں کا، اس نے اسے منتخب کرلیا تھا

وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

اور اس نے اسے ہدایت دی تھی راہ راست کی طرف﴿۱۲۱﴾ اور دی تھی ہم نے اسے دنیا میں نیکی اور وہ آخرت میں یقیناً

لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ؕ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا

صالحین میں سے ہوگا﴿۱۲۲﴾ پھر وحی بھیجی ہم نے آپ کی طرف، یہ کہ آپ پیروی کریں، ابراہیمؑ کے طریقہ کی، جو صرف

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ

اللہ کا ہو کر رہنے والا تھا اور نہ تھا وہ مشرکوں میں سے﴿۱۲۳﴾ یقیناً بنایا گیا 'سبت' (یعنی سنیچر) کا دن، اُن لوگوں پر جنہوں نے اختلاف کیا تھا، اس میں

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ

اور بیشک آپ کا رب ضرور فیصلہ کرے گا، اُن کے درمیان قیامت کے دن، ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے﴿۱۲۴﴾ (اے رسولؐ) دعوت دیجئے

اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ

اپنے رب کے راستے کی طرف، حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور مباحثہ کیجئے اُن سے اس طریقہ کے ساتھ کہ وہ بہت بہتر ہو،

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ

بیشک آپ کا رب ہی خوب جانتا ہے اس شخص کو جو گمراہ ہوا اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو﴿۱۲۵﴾ اور اگر

عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ

تم بدلہ لو، تو بدلہ لو برابر اسی (تکلیف) کے، جس قدر تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر آپ صبر کریں تو وہ (صبر) بہت بہتر ہے

لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ

صبر کرنے والوں کے لئے﴿۱۲۶﴾ (اے نبیؐ) اور صبر کیجئے اور نہیں ہے آپ کا صبر کرنا مگر اللہ (کی توفیق) ہی سے اور نہ آپ

فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

ع ۱۶ ۹ ۲۲

غم کریں ان پر اور نہ ہوں آپ تنگی میں اس سے جو وہ سازشیں کرتے ہیں﴿۱۲۷﴾ بیشک اللہ ساتھ ہے ان لوگوں کے، جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اُن لوگوں کے، جو نیکی کرنے والے ہیں﴿۱۲۸﴾

﴿۱۲۰﴾: کفار مکہ کو ملت ابراہیمی کے پیروکار ہونے کا دعویٰ تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کا ذکر یہاں لایا گیا ہے۔ وہ امت اس طرح تھے کہ انہوں نے ایک امت یا ایک ادارے جتنا کام اکیلے ہی کیا۔ امت کا دوسرا معنی امام یا رہنما بھی کیا گیا ہے۔ حنیفا کا معنی یہ ہے کہ وہ سب ناطے توڑ کر صرف اللہ ہی کے ہو رہے۔ کبھی نبوت سے پہلے بھی شرک نہ کیا تھا نبوت کے بعد کیسے کر سکتے ہیں؟

﴿۱۲۱﴾: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو نبوت عطا فرمائی۔ بڑھاپے میں اولاد عطا فرمائی اور اولاد سے نبوت کا سلسلہ چلا دیا۔ انہوں نے ان نعمتوں پر اللہ کی فرمانبرداری کر کے شکریہ ادا کیا۔

﴿۱۲۳﴾: آج حضرات ابراہیم کے حقیقی پیروکار اگر موجود ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں نہ یہود و نصاریٰ اور نہ ہی یہ مشرکین مکہ کیونکہ حضرت ابراہیم تو مشرک نہ تھے۔

﴿۱۲۴﴾: مسلمانوں کی طرح یہودیوں کو بھی جمعہ کے دن کی تعظیم کا حکم دیا گیا تھا، مگر یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن تخلیق کائنات مکمل کی اور ہفتہ کے دن آرام کیا۔ لہٰذا ہم بھی ہفتہ کے دن چھٹی کیا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق آرام کا تصور انتہائی گمراہ کن اور بے اصل تھا۔ چنانچہ انکی اپنی ضد کی وجہ سے ان کیلئے یوم السبت مقرر ہوا اور اس میں سختی کی گئی کہ اس دن کوئی کاروبار نہ کریں بلکہ سارا دن صرف عبادت ہی کریں۔ تفصیل کے لئے دیکھیں۔ (الاعراف ۷:۱۶۳)

﴿۱۲۵﴾: یہ خطاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے مگر ہر داعی حق کیلئے یہ ہدایات بہت اہم ہیں۔

(ا) حکمت مدنظر رکھی جائے۔ مخاطب کا نقطہ نظر سامنے رکھ کر بات کی جائے اور دعوت اس انداز سے دی جائے کہ مخاطب میں قبول کرنے کی تڑپ ہو۔ ابن جریر نے یہاں حکمت سے مراد قرآن کریم لیا ہے۔ یعنی قرآن کے ذریعے دعوت دین کا کام کریں۔

(ب) عمدہ نصیحت، یہ ایسی نصیحت ہے کہ مخاطب کو یقین آجائے کہ آپ اسکے ہمدرد ہیں۔ مخاطب پر علمی برتری کا رعب جمانے کی کوشش نہ کی جائے۔

(ج) مجادلہ حسنہ، دلائل سے بات کرنے کی نوبت آئے تو دلائل احسن انداز میں دیئے جائیں۔ مخاطب کے عقیدہ کو پیش نظر رکھا جائے۔ اگر نوبت کج بحثی تک پہنچے تو بات ختم کر دی جائے۔ آخر میں یہ بات ہمیشہ مدنظر رکھی جائے کہ آپ کی ذمہ داری پہنچا دینا ہے۔ ہدایت دے کر چھوڑنا نہ آپ کے بس میں ہے اور نہ مطلوب ہے۔

﴿۱۲۶﴾: سورۃ النحل مکی ہے مگر یہ چند آیات مدنی ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''یوم احد انصار کے چونسٹھ اور مہاجرین کے چھ آدمی شہید ہو گئے۔ ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جنکا کفار نے مثلہ کیا چنانچہ انصار نے کہا ''اگر ہمیں کبھی ان پر فتح ہوئی تو ہم ان سے یہی سلوک کریں گے۔'' پھر جب مکہ فتح ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔'' (ترمذی)

ايَاتُهَا ١١١ (١٧) سُوْرَةُ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ مَكِّيَّةٌ (٥٠) رُكُوْعَاتُهَا ١٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

پاک ہے وہ (اللہ) جو لے گیا اپنے بندے کو رات کے ایک حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک،

الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (١) وَاٰتَيْنَا

وہ (مسجد اقصیٰ) جو برکت دی ہے ہم نے اس کے اردگرد، تاکہ دکھائیں ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں، بیشک وہی ہے خوب سننے والا خوب دیکھنے والا (١) اور ہم نے دی

مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ؕ (٢)

موسیٰ کو کتاب اور ہم نے اسے بنایا ہدایت، بنی اسرائیل کے لئے، یہ کہ نہ تم بنانا میرے سوا کسی کو کارساز (٢)

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (٣) وَقَضَيْنَاۤ اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ

(اے) اولاد اُن لوگوں کی، جنہیں ہم نے سوار کیا تھا نوحؑ کے ساتھ (کشتی میں) بیشک وہ تھا بندہ نہایت شکرگزار (٣) اور ہم نے فیصلہ سنا دیا بنی اسرائیل کو

فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا (٤) فَاِذَا جَآءَ

کتاب میں، کہ تم ضرور فساد کروگے زمین میں دو مرتبہ اور ضرور سرکشی کروگے سرکشی بہت بڑی (٤) پھر جب آیا

وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ

ان میں سے پہلا وعدہ تو مسلط کر دیئے ہم نے تم پر، اپنے ایسے بندے جو سخت جنگجو تھے، سوگھس کر پھیل گئے تمہاری تلاش میں، پورے ملک میں

وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا (٥) ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ

اور تھا یہ ایک وعدہ (اللہ کا) پورا ہو کر رہنے والا (٥) پھر ہم نے دوبارہ دے دیا تمہیں غلبہ ان پر اور مدد دی ہم نے تم کو

بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا (٦) اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ

مال اور اولاد سے اور کر دیا ہم نے تم کو تعداد میں بہت زیادہ (٦) اگر نیکی کروگے (تو) نیکی کروگے

لِاَنْفُسِكُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ

اپنے نفسوں کے لئے اور اگر برائی کروگے تو (وہ بھی) انہیں کے لئے ہوگی پھر جب آیا دوسرے وعدے کا وقت (دوسرے دشمن مسلط کئے) تاکہ وہ بگاڑ دیں تمہارے چہرے

وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا (٧)

اور داخل ہو جائیں مسجد (اقصیٰ) میں، جس طرح داخل ہوئے تھے اس میں پہلی بار، تاکہ تباہ کر دیں ہر وہ چیز جس پر وہ غلبہ پائیں بری طرح (٧)

تفسیر سورہ بنی اسرائیل

یہ پوری سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

اس سورت کا نام، اسراء بھی ہے اور بنی اسرائیل بھی۔

(١): حدیث وسیرت کی کتابوں میں 'واقعہ اِسْراء' یا 'واقعہ معراج' کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔

واقعہ کا حاصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حطیم کعبہ میں یا حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر پر آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور نیند سے بیدار کیا، سینہ مبارک کو چاک کیا، پھر زم زم سے دھویا اور سونے کا ایک طشت جو ایمان اور حکمت سے بھرپور تھا، سینہ مبارک میں اُنڈیل دیا، ان کے ساتھ ایک تیز رفتار سواری بھی تھی، جس کو بُراق، کا نام دیا گیا ہے، یہ گدھے سے بڑا، خچر سے چھوٹا، سفید رنگ کا لمبا سا جانور تھا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوار کرایا گیا، یہ ایسی تیز رفتار سواری تھی کہ حدِّ نگاہ پر اس کا قدم پڑتا تھا، اس سواری سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس پہنچے، وہاں سے ''سدرۃ المنتہیٰ'' نامی مقام پر پہنچے، حضرت جبرئیل علیہ السلام یہیں رُک گئے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بھی آگے بلائے گئے، جہاں اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کا شرف بخشا۔

(٧): بنی اسرائیل پر ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے تباہی و بربادی کے بہت سے واقعات پیش آئے ہیں؛ زیادہ تر اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ پہلا واقعہ ٥٨٧ قبل مسیح میں پیش آیا، جب بُخْت نَصَّر ایک بڑی فوج کے ساتھ شام پر حملہ آور ہوا، جہاں بنی اسرائیل کی حکومت تھی اور بیت المقدس بھی اسی کا ایک حصہ تھا، بخت نصر نے یہودیوں کی مقدس عبادت گاہ، ہَیکل سُلَیمانی، کی اینٹ سے اینٹ بجادی، پورے بیت المقدس شہر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا، بے شمار یہودی مرد و عورت، بوڑھوں، جوانوں اور بچوں کو تہہ تیغ کر دیا گیا، جو زندہ بچ گئے، انھیں قیدی بنا کر بابل لایا گیا اور غلاموں اور باندیوں کی حیثیت سے انھیں اپنی رعایا پر تقسیم کر دیا گیا۔ ٧٠ سال تک وہ اسی ذلت و خواری میں زندگی گزارتے رہے، اس ٧٠ سالہ قید کا ذکر بائبل میں بھی آیا ہے۔ (دیکھئے: یرمیاہ: ٢٥/٩-١٢) بخت نصر کے بعد بابل کی حکومت کمزور پڑ گئی اور فارس کے فرمانروا سائرس دوم (Cyrus II) — نے بابل پر حملہ کیا اور شکست دے کر بابل پر قابض ہوگیا، بائبل کے صحیفہ ''کتاب عزرا'' میں اس واقعہ کا ذکر موجود ہے۔ (کتاب عزرا: ١/١-٣)

اس بادشاہ نے ٥٣٩ قبل مسیح میں اعلان کیا کہ سارے یہودی بیت المقدس (یروشلم) میں جمع ہوجائیں؛ چنانچہ اس نے یہودیوں کو یہاں آباد کیا اور ہیکل سلیمانی کے تعمیر کرنے کی اجازت دے دی۔ ٥١٥ قبل مسیح میں ہیکل کی تعمیر نو مکمل ہوئی، آیت نمبر: ٦ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے، چنانچہ اب وہ دوسرا واقعہ ظاہر ہوا، جس کا آیت نمبر: ٧ میں ذکر ہے اور وہ اس طرح کہ یہودیوں کے اور شام کی حکمراں رومی حکومت کے درمیان اختلاف شروع ہوگیا، آخر ٦٧ عیسوی میں ٹائٹس (Titus) ساٹھ ہزار فوجیوں کے ساتھ فلسطین پر حملہ آور ہوا اور مختلف علاقوں کو فتح کرتے ہوئے اس نے ٧٠ عیسوی میں بیت المقدس پر قبضہ کرلیا، ہیکل سلیمانی کی دوبارہ اینٹ سے اینٹ بجادی گئی، دس لاکھ سے زیادہ یہودی مارے گئے، اور ایک لاکھ سے زیادہ قید کئے گئے اور انھیں غلام اور باندی کی حیثیت سے بیچ دیا گیا۔ آیت نمبر: ٤-٧ میں ان تینوں واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس پر اس کے دشمنوں کو مسلط کر دیا جائے اور اللہ کا عذاب صرف کفر و شرک ہی کی وجہ سے نہیں آتا؛ بلکہ اعمال کے بگاڑ کی وجہ سے بھی آتا ہے۔

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ⑧

قریب ہے تمہارا رب، یہ کہ وہ تم پر رحم کرے اور اگر تم نے پھر وہی کیا، جو پہلے کیا تھا، تو ہم بھی وہی کریں گے (یعنی سزا جو پہلے دے چکے) اور ہم نے بنایا ہے جہنم کافروں کے لئے قید خانہ ⑧

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

بلاشبہ یہ قرآن راہ دکھاتا ہے ایسی جو بالکل سیدھی ہو اور بشارت دیتا ہے مومنوں کو، جو کرتے ہیں اچھے کام،

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ ⑨ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ

کہ یقیناً ان کے لئے اجر ہے بہت بڑا⑨ اور بیشک وہ لوگ جو نہیں ایمان لاتے آخرت پر، ہم نے تیار کیا ہے ان کے لئے

عَذَابًا اَلِيْمًا ۧ ⑩ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاۗءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ⑪

عذاب بہت دردناک⑩ اور دعا مانگتا ہے انسان برائی کی، اسی طرح جیسے دعا مانگنی چاہئے، خیر کے لئے اور ہے انسان بڑا ہی جلد باز⑪

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

اور ہم نے بنایا رات کو اور دن کو، دو نشانیاں پھر ہم نے مٹادی نشانی رات کی اور ہم نے بنا دی نشانی دن کی روشن،

لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ

تاکہ تلاش کر سکو تم فضل (رزق) اپنے رب کا اور تاکہ تم جان لو گنتی (ماہ) سالوں کی اور حساب بھی اور ہر چیز،

فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ⑫ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ہم نے اسے خوب بیان کیا تفصیل سے⑫ اور ہر انسان (کے ساتھ) کہ ہم نے لازم کر دیا اس کے لئے اس کا عمل اس کی گردن میں لٹکا ہوا اور ہم نکالیں گے اس کے لئے قیامت کے دن

كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ⑬ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ⑭ ۭ

ایک کتاب، وہ اسے پائے گا کھلی ہوئی⑬ (اس سے کہا جائے گا) ”پڑھ اپنا اعمال نامہ، کافی ہے تیرا نفس ہی، آج تجھ پر حساب لینے والا⑭

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ

جس شخص نے ہدایت پائی، تو یقیناً وہ ہدایت پاتا ہے اپنے نفس (کے فائدے) ہی کے لئے اور جو گمراہ ہوا تو یقیناً وہ گمراہ ہوتا ہے، اپنے (نفس کے) لئے ہی اور نہیں بوجھ اٹھائے گی

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ⑮ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ

کوئی بوجھ اٹھانے والی جان بوجھ کر کسی دوسری جان کا اور نہیں ہیں ہم عذاب دینے والے، یہاں تک کہ ہم بھیجتے ہیں کوئی رسول⑮ اور جب ارادہ کرتے ہیں ہم، کہ ہلاک کریں

قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ⑯ وَكَمْ

کسی بستی کو، تو حکم دیتے ہیں ہم اس کے خوشحال لوگوں کو، سو وہ نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں اس میں، تب لازم ہو جاتا ہے ان پر فیصلہ (عذاب کا) پھر برباد کر دیتے ہیں ہم اسے پوری طرح⑯ اور دیکھ لو کتنی ہی

اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ⑰

ہلاک کی ہیں ہم نے قومیں، نوحؑ کے بعد اور کافی ہے تمہارا رب جو اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح باخبر، خوب دیکھنے والا⑰

(وقف لازم)

ع ۱۰/۱

⑧: اس میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہودیوں سے خطاب ہے ـــ افسوس کہ یہودی اپنی اپنی روش پر قائم ہیں، وہ ۱۹۴۸ء سے پہلے تک یورپ کے مختلف ملکوں سے نکالے اور دھتکارے جاتے رہے اور تباہ و برباد کئے گئے، ۱۹۴۸ء میں اگرچہ امریکہ و برطانیہ کی مدد سے یورپ نے اپنے اس کینسر کو فلسطین میں منتقل کر دیا؛ لیکن انشاء اللہ یہ عارضی کیفیت ہے، بالآخر مسلمانوں کو فتح ہوگی اور یہودیوں کو شکست ؛ لیکن اس کے لئے صرف جنگی جدوجہد کافی نہیں؛ بلکہ ضروری ہے کہ اللہ سے تعلق مضبوط ہو اور اسی سے اُمیدیں لگائی جائیں۔

⑨: ”أقوم“ کے معنی ایسے راستے کے ہیں جو سیدھا ہو، انصاف پر مبنی ہو اور درست ہو۔ (تفسیر قرطبی: ۱۰/۲۲۵)

⑪: یعنی انسان کی فطرت میں جلد بازی ہے، چنانچہ نضر بن حارث کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ وہ مارے بغض کے کہا کرتا تھا کہ اے اللہ! اگر یہی آپ کی طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دیجئے یا کوئی بڑا عذاب لے آیئے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۰/۲۲۵)

⑫: یعنی رات اور دن دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی واضح نشانیاں اور انسان کے لئے اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں۔

⑬: عمل کو گلے کا ہار بنانے سے مراد یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص ہار پہنے ہوئے ہو تو وہ ہر وقت اس کے گلے میں لٹکتا رہتا ہے، اسی طرح انسان کے اعمال کا ریکارڈ ہر وقت لکھا جا رہا ہے، دن ہو یا رات، روشنی ہو یا تاریکی، لوگوں کے درمیان ہو یا تنہائی میں، انسان کے مرنے کے بعد پورا ریکارڈ محفوظ کر دیا جائے گا۔

⑮: عیسائیوں کا خیال ہے کہ ان کے گناہوں کا بوجھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اٹھا لیا ہے اور وہ کفارہ بن کر سولی پر چڑھائے جا چکے ہیں، بعض اور لوگوں کی بھی یہ سوچ تھی کہ وہ ہمیں گناہوں کے بوجھ سے بچالیں گے، اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ اللہ کے یہاں سزا اور عذاب کا نظام یہ نہیں ہے کہ ایک شخص کا بوجھ دوسرا اُٹھائے؛ بلکہ ہر شخص کو خود اس کے عمل کا جواب دینا ہوگا اور ہر آدمی خود اپنے گناہوں کی سزا پائے گا۔

● یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ کسی قوم پر اس وقت تک اپنا عذاب نازل نہیں فرماتے، جب تک کہ دعوتِ حق ان کو نہ پہنچا دی گئی ہو، یعنی اس آیت کا تعلق دنیا کے عذاب سے ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۰/۲۳۱) ـــ رہ گئی یہ بات کہ جن لوگوں تک اللہ کا دین نہیں پہنچ پایا ہو اور اس بنا پر وہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر عمل نہیں کر پائے تو کیا آخرت میں عذاب ہوگا؟ اس سلسلے میں ایک رائے تو یہ ہے کہ ان پر عذاب نہیں ہوگا، مشہور مفسر علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۰/۲۳۲) اور یہی بات زیادہ درست ہے۔

⑯: ”اَمَرْنا“ کا ایک معنی تو وہ ہے جو ترجمہ میں اختیار کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قوم کے ذی حیثیت لوگوں کو نیکی کے کرنے اور برائی سے بچنے کا حکم دیا جاتا ہے؛ لیکن اس کے دو اور معنی بھی بیان کئے گئے ہیں، ایک یہ کہ اَمَرْنا، اَمَّرْنا کے معنی میں ہے، اس کے معنی ہیں: حاکم بنانا، یعنی ہم قوم کے سرکش لوگوں کو حاکم بنا دیتے ہیں، پھر جب وہ نافرمانی کرتے ہیں تو ان پر عذاب آ جاتا ہے، دوسرا معنی یہ ہے کہ ہم ان میں نافرمان لوگوں کی تعداد بڑھا دیتے ہیں (دیکھئے: تفسیر قرطبی: ۱۰/۳۲-۳۳) ـــ ترجمہ میں جو معنی اختیار کیا گیا ہے، وہ زیادہ بہتر ہے ـــ حاصل سب کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تقاضۂ انصاف کو پورا کرتے ہوئے کسی قوم پر اسی وقت عذاب نازل کرتے ہیں، جب ان پر حجت پوری ہو جاتی ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ

جوکوئی ہے چاہتا جلدی والی (دنیا کے فائدے تو) ہم جلدی دے دیتے ہیں، اس کو اس (دنیا) میں جو کچھ ہم چاہتے ہیں (اور) جس کے لئے ہم چاہتے ہیں، پھر ہم ٹھہرا دیتے ہیں اس کے لئے جہنم،

يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝۱۸ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ

داخل ہوگا وہ اس میں ملامت زدہ دھتکارا ہوا۱۸ اور جو کوئی چاہتا ہے آخرت اور کوشش کرتا ہے اس کے لئے، اُس کے لائق کوشش اور وہ ہو مومن، تو یہی لوگ ہیں (کہ)

كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝۱۹ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ

ہے ان کی کوشش قابل قدر۱۹ ہر ایک کو ہم نوازتے ہیں اُن کو بھی اور اِن کو بھی آپ کے رب کے عطا کئے ہوئے سے اور نہیں ہے عطا کیا ہوا آپ کے رب کا

مَحْظُوْرًا ۝۲۰ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ

روکا ہوا (کسی سے)۲۰ دیکھو! کیسے فضیلت دی ہم نے ان کے بعض کو بعض پر اور یقیناً آخرت بہت بڑی ہے درجات کے اعتبار سے اور بہت بڑی ہے

تَفْضِيْلًا ۝۲۱ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝۲۲ۧ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا ع ۲/۱۲/۲

فضیلت کے اعتبار سے بھی۲۱ نہ آپ ٹھہرائیں اللہ کے ساتھ کوئی معبود دوسرا، ورنہ آپ بیٹھے رہ جائیں گے ملامت زدہ بے یار و مددگار۲۲ اور فیصلہ کر دیا آپ کے رب نے یہ کہ نہ تم عبادت کرو،

اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ

مگر صرف اسی کی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اور اگر پہنچیں تیرے سامنے بڑھاپے کو ان میں سے ایک، یا دونوں ہی، تو نہ تم کہو ان سے

اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۲۳ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ

اُف بھی اور نہ جھڑکو انہیں اور کہو ان سے بات نرم (احترام سے)۲۳ اور جھکائے رکھو ان کے لئے اپنے بازوؤں کو عاجزی سے شفقت کی بنا پر اور کہو، (دعا میں)

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝۲۴ۭ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ

اے رب! رحم فرما ان دونوں پر اُسی طرح جیسے انہوں نے پرورش کی مجھے بچپن میں۲۴ آپ کا رب خوب جانتا ہے اسے جو تمہارے دلوں میں ہے، اگر ہوگے تم صالح

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝۲۵ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ

تو بیشک وہ ہے توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا۲۵ اور دے تو قرابت داروں کو اس کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو اور نہ کرو

تَبْذِيْرًا ۝۲۶ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝۲۷ وَاِمَّا

بے جا خرچ۲۶ بیشک فضول خرچی کرنے والے ہیں بھائی شیطانوں کے اور ہے شیطان، اپنے رب کا نہایت ناشکرا۲۷ اور اگر

تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝۲۸ وَلَا

تو اعراض کرے ان سے رحمت تلاش کرتے ہوئے اپنے رب کی جس کی تو امید رکھتا ہے تو تو کہہ بات ان کے لئے آسان نرم۲۸ اور نہ

تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝۲۹

تو رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اسے بالکل کھلا ہوا، کہ تو بیٹھ جائے ملامت زدہ حسرت بھرا ہوا۲۹

۱۸: لہٰذا اگر دنیا میں کوئی شخص راحت و آرام کے اسباب اور مال و دولت کے خزانوں کا مالک ہوجائے تو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ آخرت میں بھی اسے اللہ کی نعمتیں حاصل ہوں گی؛ کیوں کہ یہ حقیقت میں اللہ کا انعام نہیں ہے؛ بلکہ اللہ کی طرف سے ڈھیل ہے۔

● اول یہ کہ آخرت میں اچھے انجام کی تمنا کافی نہیں؛ بلکہ اس کے لئے کوشش بھی ضروری ہے اور کوشش یہ ہے کہ اللہ کے احکام پر عمل کرے، دوسرے: یہ تمنا اور کوشش بھی اس وقت کارآمد ہوگی، جب کہ ایمان لاچکا ہو، اگر ایمان تو نہیں لایا؛ لیکن دل میں جنت کی تمنا بسائے ہوئے ہے اور بظاہر اچھے کام کر رہا ہے، تب بھی آخرت میں نجات حاصل نہیں ہوگی، تیسرے: دنیا کے طلب گاروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم جس کو چاہیں گے دیں گے اور جتنا چاہیں گے دیں گے، سبھی کو دینے کا وعدہ نہیں فرمایا؛ لیکن جو لوگ آخرت کے طلب گار ہیں اور اس کے لئے کوشش کرتے ہیں تو اللہ نے وعدہ فرمایا کہ ان سب کی کوششیں کامیاب ہوں گی اور انھیں اجر ملے گا۔

۲۰: یعنی دنیا میں اللہ کی نعمتیں مسلمانوں کو بھی دی جاتی ہیں اور کافروں کو بھی۔

۲۴: آیت نمبر: ۲۳ تا ۲۷ تک اللہ تعالیٰ نے زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق بنیادی ہدایت کا ذکر کیا ہے۔ پہلا حکم اللہ سے متعلق دیا گیا ہے کہ انسان کو خدا ہی کی عبادت کرنی چاہئے، دوسرے: والدین کے ساتھ بہتر سلوک کا حکم دیا گیا اور خاص طور پر جب وہ بوڑھاپے کو پہنچ جائیں، جب کہ انسان کو قدم قدم پر مدد کی ضرورت پڑتی ہے اور مزاج میں تیزی پیدا ہوجاتی ہے تو خاص طور پر ان کے ساتھ صبر و برداشت اور تحمل سے کام لو، جھڑکنا تو دور کی بات ہے، انھیں اُف تک نہ کہو اور اسی پر اکتفا نہ کرو؛ بلکہ ان کے لئے دُعاء کا بھی اہتمام کرو کہ میرے پروردگار! جس شفقت و محبت کے ساتھ انھوں نے ہماری پرورش کی ہے، ہم تو ان کا بدلہ ادا نہیں کر سکتے؛ لیکن آپ اپنی رحمت کے ذریعہ اس کی جزا عطا فرما دیجئے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں بتادوں کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: ضرور ارشاد فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کے ساتھ نافرمانی کرنا۔ (ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی حقوق الوالدین، حدیث نمبر: ۱۹۰۱)

۲۶: اس آیت میں تیسرا حکم یہ ہے کہ والدین کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ جو اللہ کے دوسرے بندے ہیں، ان کے اور خاص کر رشتہ داروں، ضرورت مندوں اور مسافروں کے حقوق ادا کرنا چاہئے اور چوتھا حکم یہ ہے کہ جن چیزوں میں پیسے خرچ کرنا درست نہیں ہے، ان میں پیسے خرچ نہ کرے، اُردو زبان میں اس کا ترجمہ بھی فضول خرچی سے کیا جاتا ہے؛ لیکن عام طور پر مفسرین نے تبذیر اور اسراف میں فرق کیا ہے، ناجائز مصرف میں پیسے خرچ کرنا ''تبذیر'' اور جائز کام میں ضرورت سے زیادہ پیسہ خرچ کرنا ''اسراف'' ہے، یہ دونوں ہی ناپسندیدہ عمل ہیں۔

۲۸: پانچواں حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کچھ طلب کرے اور اس کو ابھی پورا کرنا دشوار ہو تو خفگی کے ساتھ جواب نہ دو؛ بلکہ نرمی اور دل جوئی کے ساتھ اپنی مجبوری واضح کردو۔

۲۹: چھٹا حکم یہ ہے کہ جیسے کمانے میں حلال و حرام کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اسی طرح خرچ کرنے میں بھی اعتدال ہونا چاہئے۔

ع ۸/۳
اِنَّ رَبَّكَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرًۢا بَصِيۡرًا ۝۳۰

بیشک آپ کا رب ہی کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے وہ چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے (جس کے لئے چاہے) بیشک وہ ہے اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر اور خوب دیکھنے والا ۝۳۰

وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ خَشۡيَةَ اِمۡلَاقٍ ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُهُمۡ وَاِيَّاكُمۡ ؕ اِنَّ قَتۡلَهُمۡ كَانَ خِطۡاً

اور مت قتل کرو تم اپنی اولاد کو ڈرتے ہوئے مفلسی سے، ہم ہی انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بیشک اُن کا قتل کرنا جرم ہے

كَبِيۡرًا ۝۳۱ وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيۡلًا ۝۳۲ وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ

بہت بڑا ۝۳۱ اور مت قریب بھٹکو زنا کے، بیشک وہ ہے بے حیائی اور بہت ہی برا راستہ ۝۳۲ اور مت قتل کرو اس جان کو

الَّتِىۡ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالۡحَـقِّ ؕ وَمَنۡ قُتِلَ مَظۡلُوۡمًا فَقَدۡ جَعَلۡنَا لِـوَلِيِّهٖ سُلۡطٰنًا فَلَا يُسۡرِفْ

جسے حرام ٹھہرایا ہے اللہ نے، مگر حق کے ساتھ اور جو شخص قتل کیا گیا ہو مظلومانہ، تو یقیناً ہم نے (عطا کر) دیا ہے، اس کے ولی کو اختیار (غلبہ)، پس چاہئے کہ نہ حد سے بڑھے،

فِّى الۡقَتۡلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنۡصُوۡرًا ۝۳۳ وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡيَتِيۡمِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ حَتّٰى

وہ قتل کے معاملہ میں، اس لئے کہ اس کی نصرت کی گئی ہے ۝۳۳ اور مت تم قریب جاؤ یتیم کے مال کے، مگر اس طریقہ سے کہ جو بہتر ہو، یہاں تک کہ

يَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ ۖ وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ۝۳۴ وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ اِذَا كِلۡتُمۡ

وہ پہنچ جائے اپنی جوانی کو اور تم پورا کرو عہد کو، بیشک عہد کے بارے میں ہوگی بازپرس ۝۳۴ اور پورا بھرو پیمانے کو جب ناپو

وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ ؕ ذٰ لِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ۝۳۵ وَلَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ

اور تولو درست ترازو سے، یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے انجام کے لحاظ سے ۝۳۵ اور نہ آپ پیچھا کریں اس چیز کا، کہ نہیں ہے

لَـكَ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۤـئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا ۝۳۶ وَلَا

آپ کو اس کا کوئی علم، بیشک کان اور آنکھ اور دل، ہر ایک ان میں سے ہوگی اس کے بارے میں بازپرس ۝۳۶ اور نہ

تَمۡشِ فِى الۡاَرۡضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنۡ تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا ۝۳۷ كُلُّ

چلو زمین میں اکڑ کر، بلاشبہ تو ہرگز نہیں پھاڑ سکے گا زمین کو اور ہرگز نہیں تو پہنچ سکے گا پہاڑوں کی بلندی کو ۝۳۷ تمام

ذٰ لِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنۡدَ رَبِّكَ مَكۡرُوۡهًا ۝۳۸ ذٰ لِكَ مِمَّاۤ اَوۡحٰۤى اِلَيۡكَ رَبُّكَ مِنَ الۡحِكۡمَةِ ؕ

یہ (امور ایسے) ہیں، کہ ہے اُن کا برا پہلو آپ کے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ۝۳۸ یہ اُس میں سے ہے، جو وحی کی ہے آپ کی طرف آپ کے رب نے حکمت سے

وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰى فِىۡ جَهَنَّمَ مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ۝۳۹ اَفَاَصۡفٰٮكُمۡ

اور نہ تم ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود، ورنہ ڈال دئے جاؤ گے تم جہنم میں، ملامت زدہ، دھتکارے ہوئے ۝۳۹ کیا پھر تمہیں چُن لیا ہے

ع ۱۰/۴
رَبُّكُمۡ بِالۡبَـنِيۡنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الۡمَلٰۤـئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا عَظِيۡمًا ۝۴۰

تمہارے رب نے بیٹوں کے ساتھ اور بنا لی ہیں فرشتوں میں سے بیٹیاں، بلاشبہ تم کہتے ہو بڑی (خطرناک) بات ۝۴۰

(۳۱): یہ ساتواں حکم ہے، سورۂ انعام (۱۵۱) میں بھی اس کا ذکر آ چکا ہے، افسوس کہ موجودہ دور میں ان لوگوں نے برتھ کنٹرول کی تحریک چلا رکھی ہے، جو علم و معیشت کے اعتبار سے ترقی یافتہ قومیں ہیں، قرآن نے اس غلط تصور کا ایک ہی جملے میں جواب دے دیا کہ روزی مہیا کرنا تمہارا کام نہیں ہمارا کام ہے، دنیا کی جن قوموں نے برتھ کنٹرول کے راستے کو اختیار کیا، ان میں سے کئی قومیں وہ ہیں، جن کے یہاں پیدائش کی شرح خطرناک حد تک کم ہوگئی ہے اور اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں اس کی وجہ سے ان کی نسل بالکل ہی معدوم نہ ہو جائے؛ اسی لئے معاشی دشواریوں کے خوف سے اولاد کی پیدائش کو روک دینا جائز نہیں، ہاں اگر میڈیکل ضرورت اور معالج کے مشورے سے کوئی عارضی تدبیر اختیار کی جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

● آٹھواں حکم یہ ہے کہ ''زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو''۔

(۳۳): یہ نواں حکم ہے جس کا تعلق قتل سے ہے، اس میں ضمنی طور پر تین احکام دیئے گئے ہیں، اول یہ کہ تین صورتوں میں شریعت کی جانب سے قتل کی سزا مقرر کی گئی ہے، ایک یہ کہ اس نے کسی کو قتل کر دیا ہو اور وہ قصاص میں قتل کر دیا جائے، دوسرے یہ کہ اس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کیا ہو اسے سنگسار کر دیا جائے، تیسرے یہ کہ وہ مسلمان تھا، مرتد ہو گیا اور سمجھانے بجھانے کے باوجود گناہ سے توبہ نہیں کی، ان میں سے آخری دو صورتوں کا تعلق ایسے ملک سے ہے، جہاں اسلامی حکومت قائم ہو اور پہلی صورت میں بھی قتل کی سزا عدالت کے واسطے سے جاری ہوگی، ان تین صورتوں کے علاوہ کسی کو قتل کرنا یا ان تین صورتوں میں بھی ایسے شخص کا قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لینا جس کو قانون نافذ کرنے کا اختیار نہیں، حرام ہے، دوسرا حکم یہ ہے کہ جس شخص کو ظلماً قتل کر دیا گیا ہو، اس کے ورثہ قصاص کا مطالبہ کر سکتے ہیں، تیسرا حکم یہ فرمایا گیا کہ قاتل سے قصاص لینے میں بھی زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۰/۲۵۵)

(۳۴): یہاں دسواں حکم ہے کہ اگر کوئی شخص یتیموں کے مال کا محافظ ہو تو اسے پوری امانت و دیانت اور ہمدردی و بہی خواہی سے کام لینا چاہئے۔ ● وعدہ کسی فرد سے ہو یا قوم سے اور مسلمان سے ہو یا غیر مسلم سے، اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جب کوئی وعدہ کیا جائے تو دیانتاً اُس کو پورا کرنا واجب ہے، یعنی اگر شدید عذر کے بغیر پورا نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔

(۳۵): یہ بارہواں حکم ہے۔ سورۃ الانعام (۱۵۲) میں بھی یہ حکم آچکا ہے، اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ناپنا تولنا بیچنے والے کی ذمہ داری ہے؛ اگر کوئی چیز بیچی جا رہی ہو تو اس کی مقدار معلوم کرنے کے اخراجات بیچنے والے کے ذمہ ہوں گے۔

(۳۶): یہ تیرہواں حکم ہے، جو سماجی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے، اکثر انسان آنکھ سے زیادہ کان پر بھروسہ کرنے لگتا ہے اور سنی سنائی بات کو سچ مان کر بدگمانیوں کی پوری عمارت کھڑی کر لیتا ہے۔

(۳۷): کہ انسان اپنے کپڑے زمین پر گھسیٹتا ہوا چلے۔ یا گالیں پھلا پھلا کر باتیں کرے بلکہ میانہ روی کی صورت ہونا چاہئے۔ البتہ کفار سے جنگ کے مقابلہ کے موقع پر اکڑ کر چلنا درست ہے۔ رمل میں بھی یہی حکمت ہے۔ (۴۰): کفار مکہ کے علاوہ یونانی، مصری تہذیبوں میں بھی اللہ کے زنانہ شریک ٹھہراتے تھے۔ فرشتوں کو اسکی بیٹیاں قرار دیتے۔ اپنے لئے بیٹے پسند کرتے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝۴۱ قُلْ لَّوْ كَانَ

اور یقیناً طرح طرح سے بیان کیا ہے ہم نے اس قرآن میں، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور نہیں یہ (قرآن) ان کو کرتا سوائے نفرت کے۴۱ کہہ دیجئے، ''اگر ہوتے

مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝۴۲ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

اس کے ساتھ دیگر معبود! جیسا کہ وہ (مشرک) کہتے ہیں (تو) اس وقت ضرور تلاش کرتے وہ (معبود) عرش والے (اللہ) کی طرف کوئی راستہ۴۲ وہ پاک ہے اور بلند و برتر ہے ان (باتوں) سے جو

يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝۴۳ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ

یہ کہہ رہے ہیں، نہایت بلند و برتر بہت بڑا۴۳ تسبیح (پاکیزگی بیان) کرتے ہیں اس کی ساتوں آسمان اور زمین بھی اور وہ سب جو ان کے درمیان ہے اور نہیں ہے

مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝۴۴

کوئی چیز مگر وہ تسبیح بیان کرتی ہے اس کی حمد و ثنا کے ساتھ اور لیکن تم نہیں سمجھتے ان کی تسبیح کو، بیشک وہ ہے نہایت حوصلے والا بہت درگزر کرنے والا۴۴

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝۴۵

اور جب آپ پڑھتے ہیں قرآن، تو ہم بنا دیتے ہیں آپ کے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جو نہیں ایمان لاتے آخرت پر، ایک پردہ، چھپا ہوا۴۵

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ

اور ہم نے بنا دیئے ان کے دلوں پر پردے، کہ وہ اسے (نہ) سمجھیں اور ان کے کانوں میں بہرہ پن اور جب آپ ذکر کرتے ہیں اپنے رب کا

فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝۴۶ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ

قرآن میں تنہا اسی کا، تو وہ پھر جاتے ہیں، اپنی پیٹھوں کے بل نفرت سے۴۶ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ کیا سنتے ہیں، جب یہ

يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۴۷

کان لگا کر سنتے ہیں آپ کی بات اور جب وہ سرگوشیاں کرتے ہیں آپس میں۔ یعنی جب کہتے ہیں ظالم لوگ کہ نہیں تم پیروی کرتے مگر سحر زدہ آدمی کی۴۷

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝۴۸ وَقَالُوْۤا ءَاِذَا

دیکھئے! کس طرح وہ بیان کرتے ہیں، آپ کے لئے مثالیں، لہٰذا وہ گمراہ ہو گئے تو نہیں وہ پا سکتے راستہ۴۸ اور انہوں نے کہا! کیا جب

كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝۴۹ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝۵۰

ہو جائیں گے ہڈیاں اور چورا چورا تو کیا یقیناً ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے، پیدا کر کے نئے سرے سے۴۹ کہہ دیجئے! تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا۵۰

اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ

یا کوئی اور مخلوق جو مشکل ہو تمہارے ذہن میں، پھر عنقریب وہ کہیں گے کون ہمیں دوبارہ لوٹائے گا، آپ کہہ دیں! وہی جس نے تمہیں پیدا کیا پہلی بار،

فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝۵۱

پھر عنقریب وہ ہلائیں گے آپ کے سامنے اپنے سر اور وہ کہیں گے کہ کب ہوگا وہ؟ کہہ دیجئے! شاید کہ ہو وہ قریب ہی۵۱

۴۱: ان کافروں کی طبیعت کا بگاڑ اس حد تک پہنچ چکا ہے ایسی بہترین نصیحت سن کر بھی مزید بدکتے ہیں۔

۴۲: اس آیت میں سہل فہم دلیل سے شرک کو روک دیا گیا ہے۔ ساری دنیا کا نظام ہی ایسے چلتا ہے۔ اگر کوئی صاحب اختیار کسی کو اپنے اختیارات کا کچھ حصہ کسی ضرورت کے تحت تفویض کرتا ہے تو ایک وقت آتا ہے کہ وہ اپنے اصل مالک پر ہی ہاتھ ڈالتا ہے۔ دنیا میں بادشاہوں اور حکومتوں کے اقتدار اسی طرح ختم ہوتے رہتے ہیں۔ کسی بڑے صاحب اختیار کے مقابلہ میں بعض دفعہ کم اختیارات رکھنے والے کئی لوگ متحدہ محاذ بنا کر اپنے بڑے اختیارات والے کے مقابل آجاتے ہیں اور یہ کشمکش روزمرہ مشاہدہ میں آتی رہتی ہے پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی بادشاہت میں اختیار عطا فرماتا اور وہ خود ذی العرش کے اختیارات پر ہی ہاتھ صاف کرنے کی کوشش نہ کرتا۔

۴۳: بعض مفسرین اس تسبیح سے ان اشیاء کا ان قوانین کی پابندی مراد لیتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقرر فرما دیئے ہیں جیسے سورج کا غروب ہونا اور طلوع ہونا اور اس تفویض شدہ کام سے کبھی بھی انکار نہ کرنا۔ اس آیت میں ''لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں'' سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت صرف اتنی ہی نہیں بلکہ فی الواقع تمام اشیاء اپنی اپنی زبان میں تسبیح بیان کر رہی ہیں چونکہ وہ ہماری زبان میں نہیں لہٰذا ہم اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ حضرت داؤد کے بارے میں قرآن کریم میں آتا ہے۔ ''ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وہ صبح و شام ان کے ساتھ (مل کر) تسبیح کرتے تھے''۔ (ص ۱۸:۳۸)

۴۶: دل کا غلاف میں بند ہونا اور کانوں میں ثقل سماعت ہونا ایسی چیزیں ہیں جو کہ قریش مکہ خود فخر سے اسکا دعویٰ کرتے تھے۔ ان کے اس عجو دو عناد کی وجہ سے ان کی حالت یہ ہوئی۔ ان اعمال کی نسبت اللہ کی جانب اسی وجہ سے ہو سکتی ہے کہ وہ سب اللہ ہی کی مخلوق ہے۔

● اکیلے اللہ کے ذکر سے انہیں اس قدر نفرت ہے کہ سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

۴۷: قابل اعتراض اور قابل استہزاء نکات کی تلاش میں وہ آپ کی باتیں غور سے سنتے ہیں۔

۴۸: یعنی ان کی مت ایسی ماری گئی ہے کہ کسی ایک چیز پر یہ خود بھی متفق نہیں ہو سکتے۔ کبھی آپ کو ساحر کبھی مسحور کبھی کاہن اور کبھی کچھ اور کبھی کچھ کہتے ہیں۔

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ وَقُل لِّعِبَادِي

جس دن وہ اللہ تمہیں بلائے گا تو تم تعمیل کرو گے اس کی حمد کرتے ہوئے اور تم گمان کرو گے کہ نہیں تم ٹھہرے مگر تھوڑا ﴿۵۲﴾ اور کہہ دیجئے! میرے بندوں سے

يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ

(کہ) وہ کہیں ایسی بات جو ہو بہتر، بیشک شیطان جھگڑا ڈلواتا ہے ان کے درمیان، بیشک شیطان ہے انسان کے لئے

عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿٥٣﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ إِن يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا

دشمن صریح﴿۵۳﴾ تمہارا رب خوب جانتا ہے تمہیں، اگر وہ چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر وہ چاہے تو تمہیں عذاب دے اور نہیں

أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿٥٤﴾ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا

ہم نے بھیجا آپ کو اُن پر ذمہ دار بنا کر﴿۵۴﴾ اور آپ کا رب خوب جانتا ہے اُن کو جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور البتہ ہم نے فضیلت دی

بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴿٥٥﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهٖ

بعض نبیوں کو بعض پر اور ہم نے دی داؤدؑ کو زبور﴿۵۵﴾ کہہ دیجئے! پکارو تم ان کو جنہیں تم (معبود) سمجھتے ہو اُس (اللہ) کے سوا،

فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ

سو نہیں وہ اختیار رکھتے، تکلیف ہٹانے کا تم سے اور نہ اسے بدلنے ہی کا﴿۵۶﴾ یہ (معبود) جنہیں وہ پکارتے ہیں، وہ خود تلاش کرتے ہیں،

إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُونَ عَذَابَهٗ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ

اپنے رب تک پہنچنے کا ذریعہ، کہ کون ان میں سے قریب ہے (اللہ کے) اور امیدوار رہتے ہیں اس کی رحمت کے اور وہ ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے، بلاشبہ عذاب آپ کے رب کا

كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾ وَإِن مِّن قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا

ہے ہی ڈرنے کے لائق﴿۵۷﴾ اور نہیں ہے کوئی بستی مگر ہم اُس کو ضرور ہلاک کریں گے روز قیامت سے پہلے یا اسے عذاب دینے والے ہیں عذاب

شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾ وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَن كَذَّبَ

شدید، ہے یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی﴿۵۸﴾ اور نہیں ہمیں منع کیا، اس سے کہ ہم نے بھیجیں نشانیاں مگر اس بات نے کہ جھٹلایا تھا

بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿٥٩﴾

ان کے پہلے لوگوں نے اور ہم نے دی تھی قوم ثمود کو اونٹنی (نشانی) واضح، تو انہوں نے ظلم کیا تھا اس کے ساتھ اور نہیں ہم بھیجتے نشانیاں مگر ڈرانے کے لئے﴿۵۹﴾

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً

اور جب ہم نے کہا آپ سے (اے نبیؐ) کہ بیشک آپ کے رب نے گھیر رکھا ہے لوگوں کو اور نہیں ہم نے بنایا اس منظر کو، جو دکھایا ہم نے آپ کو، مگر ایک آزمائش

لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾

لوگوں کے لئے اور اس درخت (زقوم) کو بھی، جس پر لعنت کی گئی قرآن میں اور ہم انہیں ڈراتے ہیں، پھر نہیں بڑھاتا انہیں، ہمارا ڈرانا مگر بڑی سرکشی ہی میں﴿۶۰﴾

﴿۵۲﴾: کیونکہ اس دن یہ ظاہری حجاب اٹھ جائیں گے اور ہر شخص کو اللہ کی قدرت کا اندازہ ہو رہا ہوگا۔ اس یوم کی لمبائی کے مقابلے میں دنیا کی زندگی ایسے ہی معلوم ہوگی۔

﴿۵۳﴾: احسن انداز میں کلام نہ کرنے کی صورت میں شیطان لعین کو غلط فہمیاں اور دشمنیاں پھیلانے کا موقع ملتا ہے۔

﴿۵۴﴾: لوگ خود اپنے بارے میں بڑے غلط اندازے لگاتے ہیں جیسے یہودی بزعم خود اللہ کے چہیتے بنے بیٹھے ہیں۔ یا جیسے دوسرے لوگ کسی کے بارے میں گمان کرتے ہیں یہ غلط بھی ہو سکتے ہیں اور درست بھی حقیقت حال کا علم اللہ ہی کو ہے۔

﴿۵۶﴾: اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرک صرف غیر اللہ کو سجدہ کرنے کا ہی نام نہیں بلکہ غیر اللہ کو مشکل کشائی کیلئے پکارنا بھی شرک ہے۔

﴿۵۷﴾: یہاں مقصود پتھر کے بت نہیں بلکہ وہ انبیاء، صالحین اور فرشتے ہیں جنہیں لوگ زبردستی حجت روا اور مشکل کشا ٹھہرا دیتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ جن تھے جنکی انسان عبادت کرتے تھے پھر وہ مسلمان ہو گئے''۔ (بخاری)

● وسیلہ تلاش کرنے سے مراد نیک اعمال سے وسیلہ پکڑنا ہے جیسے فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اسکے حضور (باریابی کیلئے) وسیلہ تلاش کرو اور اسکی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو سکو''۔ (المائدہ ۵۳: ۳۶)

نہ کہ وہ وسیلہ مراد ہے جو کہ جاہل لوگ سمجھتے ہیں جیسے فوت شدہ بزرگوں کی نذر نیاز ماننا۔ ان کی قبروں پر غلاف چڑھانا یا میلے ٹھیلے کا انتظام کرنا۔

﴿۵۸﴾: ایسا فرمائشی معجزہ بھیجنے کے بعد قوم کیلئے مہلت ختم ہو جاتی ہے اور پھر جھٹلانے پر عذاب آنا یقینی ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اہل مکہ نے آپ ﷺ سے طلب کیا کہ صفا پہاڑی سونے کی بنا دی جائے اور مکہ کے ارد گرد پہاڑوں کو سرکا کر مکہ کھلا کر دیا جائے۔

﴿۵۹﴾: معجزہ کا مقصد لوگوں کو صرف تماشا دکھانا ہی تو نہیں ہوتا بلکہ اس بات کی یقین دہانی کرنا ہوتا ہے کہ نبی کی پشت پر قادر مطلق کی قوت ہے یہ تو ایسے بھی پورا ہو جاتا ہے جیسے کفار نے بیت المقدس کے بارے میں پوچھا تو آپ بتاتے گئے۔

﴿۶۰﴾: واقعہ معراج کی طرح کفار نے جہنم میں اگنے والے تھوہر کے درخت کو بھی مذاق کا نشانہ نہ بنایا کہ جہنم کی آگ میں یہ درخت کیسے اگے گا؟

● واقعہ معراج کے کفار کیلئے فتنہ بننے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ واقعہ جاگتے ہوئے اور جسد خاکی کے ساتھ رونما ہوا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ
اور جب ہم نے کہا فرشتوں سے! کہ تم سجدہ کرو آدمؑ کو، تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے کہا! کیا میں سجدہ کروں اسے جسے

خَلَقْتَ طِيْنًا (٦١) قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ز لَئِنْ اَخَّرْتَنِ
تو نے پیدا کیا ہے مٹی سے (٦١) اور (ابلیس نے) کہا! دیکھ تو یہی اُسے جس کو فضیلت دی آپ نے مجھ پر (کیا یہ آدم اس لائق تھا) اگر مہلت دیں آپ مجھے

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا (٦٢) قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ
قیامت کے دن تک! تو ضرور میں جڑ کاٹ دونگا اس کی نسل کو سوائے تھوڑے سے لوگوں کے (٦٢) (اللہ نے) فرمایا! جا پھر جو تیری پیروی کرے گا ان میں سے

فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا (٦٣) وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ
تو بلاشبہ جہنم ہی ہوگی تمہاری سزا، بھرپور سزا (٦٣) اور بہکا لے، جس کو تو بہکا سکتا ہے، ان میں سے اپنی دعوت سے

وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ
اور کھینچ لا اُن پر اپنے سوار اور اپنے پیادے اور تو شریک بن جا ان کا مالوں میں اور اولاد میں اور انہیں (جھوٹے) وعدے دے

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (٦٤) اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ
اور نہیں وعدہ کرتا ان سے شیطان مگر فریب ہی کا (٦٤) بیشک میرے (جو خاص) بندے ہیں، نہیں ہوگا تجھے اُن پر کوئی غلبہ

وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا (٦٥) رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا
اور کافی ہے آپ کا رب بطور کارساز (٦٥) تمہارا رب تو وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لئے کشتیاں سمندر میں، تاکہ تم تلاش کرو

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (٦٦) وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ
اس کا فضل (رزق) بیشک وہ ہے تم پر بہت مہربان (٦٦) اور جب تمہیں پہنچتی ہے کوئی مصیبت سمندر میں، تو گم ہو جاتے ہیں وہ سب، جنہیں تم پکارتے ہو

اِلَّآ اِيَّاهُ ج فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا (٦٧) اَفَاَمِنْتُمْ
سوائے اس (ایک اللہ) کے، پھر جب وہ تمہیں نجات دے دیتا ہے خشکی پر، تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور ہے ہی انسان بڑا ناشکرا (٦٧) کیا پھر تم بے خوف ہو،

اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ
اس بات سے کہ دھنسا دے وہ تمہیں خشکی پر ہی، یا وہ بھیج دے تم پر پتھراؤ کرنے والی آندھی، پھر نہ پاؤ تم اپنے لئے

وَكِيْلًا (٦٨) اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا
کوئی کارساز (٦٨) یا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے، کہ وہ تمہیں واپس کر دے اسی (سمندر) میں دوبارہ، پھر وہ بھیجے تم پر سخت

مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا (٦٩)
طوفانی ہوا اور وہ غرق کر دے تمہیں بدلے میں تمہاری ناشکری کے، پھر نہ پاؤ تم اپنے لئے ہم پر اس کے بارے میں کوئی پیچھا (دعویٰ) کرنے والا (٦٩)

(٦١): یہ قصہ پہلے (البقرہ ٢: ٣٩-٣٠) (الاعراف ٧: ٢٣-١) اور (حجر ١٥: ٤٢-٢٦) میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

(٦٢): احتنک الفرس، گھوڑے میں رسی یا لگام دینا المحتک، وہ آدمی جسے زمانہ نے تجربہ کار بنا دیا ہو۔ گویا شیطان نے اپنے تجربہ کی بنا دعویٰ کیا کہ میں اس پر کنٹرول کروں گا۔

(٦٣): تمہیں مہلت عطا کی گئی ہے۔

(٦٤): الرجل۔ ج میں زیر کے ساتھ چلنے والا مراد ہے شیطان کا لشکر۔

(٦٥): جو تجھ سے انکو گمراہ کرنے کیلئے بن پڑے تو کر دیکھ۔ قرآن کی بے شمار آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کو کوئی ایسی طاقت نہیں دی گئی جس سے وہ انسان کو مجبور کرے اور نہ ہی اسکے پاس اپنی باتیں ثابت کرنے کے لئے کوئی دلیل ہے۔

(٦٧): انسان کی فطرت یہ ہے کہ جوں جوں مصائب اور آفات اس پر حملہ آور ہوتے ہیں اور ظاہری اسباب کتنے نظر آتے ہیں توں توں زیادہ خالص اللہ کو پکارتا ہے اور اس پر توکل کرتا ہے۔ یہ مضمون قرآن کریم میں کئی دفعہ دہرایا گیا ہے۔

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ (٣٢)

''اور جب ان پر سائبانوں جیسی کوئی موج چھا جاتی ہے تو اللہ کی مکمل حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے خالصتاً اسے پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی تک لے آتا ہے تو پھر کچھ لوگ بد اعتدال ہوتے ہیں اور ہماری آیات کا انکار وہی کرتے ہیں جو غدار اور ناشکرے ہوں''۔ (لقمن ٣١: ٣٢)

یہ وہی فطری داعیہ ہے جو کہ انسان کے لاشعور میں ''عہد الست'' کی صورت میں موجود ہے۔ ظاہرداری کے پردے جب چھپتے ہیں تو انسان فطرت کی آواز سننا شروع کر دیتا ہے۔ بعد میں پھر ملمع کاریاں شروع ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ (ابن آدم) فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا پارسی بنا لیتے ہیں''۔ (بخاری)

(٦٨): کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ سمندر کا کوئی اور الٰہ ہے خشکی کا کوئی اور؟ سمندر میں وہ تمہارے اوپر مسلط رکھتا ہے مگر خشکی میں نہیں۔

(٦٩): قاصف۔ ایسی تند و تیز ہوا کہ جس سے گزرے اسے توڑ پھوڑ کر تباہ کر کے رکھ دے۔ تبعیا۔ جو پوچھ گچھ کر سکے۔ معاملہ کا پیچھا (Follow up) کر سکے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ

اور بیشک ہم نے عزت دی ہے بنی آدمؑ کو اور ہم نے انہیں سوار کیا (سواری دی) خشکی میں اور تری (سمندر) میں اور ہم نے ان کو رزق دیا پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے ان کو فضیلت دی

ع ۱۰ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ

بہت سی اُن میں سے جن کو ہم نے پیدا کیا، نمایاں فضیلت ﴿٧٠﴾ جس دن ہم بلائیں گے سب انسانوں کو ان کے امام (پیشواؤں) کے ساتھ، سو جس شخص کو دیا جائے گا

كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ

اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں، سو یہ لوگ پڑھیں گے اپنے اعمال نامے اور نہ ہوگا ان پر ظلم (کھجور کی گٹھلی کے) تاگے برابر بھی ﴿٧١﴾ اور جو کوئی ہے

فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ

(اس دنیا میں) اندھا تو وہ ہوگا آخرت میں بھی اندھا اور بہت بھٹکا ہوا راہ سے ﴿٧٢﴾ اور بلاشبہ قریب تھا کہ وہ (فتنے میں ڈال کر) پھسلا دیتے آپ کو

عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَآ

جو ہم نے وحی کی آپ کی طرف، تاکہ آپ گڑھ لیں (باتیں) ہم پر سوائے اس (وحی) کے اور اُس وقت ضرور بنا لیتے وہ آپ کو دوست ﴿٧٣﴾ اور اگر نہ

اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا ﴿٧٤﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ

ہم آپ کو ثابت قدم رکھتے تو ممکن تھا کہ آپ مائل ہو جاتے ان کی طرف کچھ تھوڑا ﴿٧٤﴾ اس وقت ہم ضرور چکھاتے آپ کو دوگنا (عذاب) زندگی میں

وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ

اور دوگنا (عذاب) موت پر، پھر نہ پاتے آپ اپنے لئے ہم پر کوئی مددگار ﴿٧٥﴾ اور بلاشبہ وہ لوگ قریب تھے، کہ وہ اکھاڑ دیں آپ (کے قدموں) کو

مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٧٦﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ

اس سرزمین (مکہ) سے تاکہ وہ نکال دیں آپ کو یہاں سے اور اس صورت میں نہ ٹھہرتے وہ (خود بھی) آپ کے بعد، مگر تھوڑی ہی دیر ﴿٧٦﴾ یہی طریق کار ہے (ہمارا) ان کے بارے میں جنہیں

ع ۸ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿٧٧﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ

ہم نے بھیجا آپ سے پہلے، اپنے رسولوں میں سے اور نہیں آپ پائیں گے ہمارے طریق کار (قانون) میں کوئی تبدیلی ﴿٧٧﴾ قائم کیجئے نماز سورج ڈھلنے کے وقت سے

اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ

رات کے اندھیرے تک اور فجر کی نماز بھی، بیشک نماز صبح (فجر) ہے وقت (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا ﴿٧٨﴾ اور کچھ حصہ رات (میں بھی)

فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿٧٩﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ

آپ تہجد پڑھیں اس (قرآن) کے ساتھ، یہ زائد (عبادت) ہے آپ کے لئے، قریب ہے کہ (اس کی برکت سے) آپ کو فائز کردے آپ کا رب "مقام محمود" پر ﴿٧٩﴾ اور کہئے اے میرے رب! مجھے داخل کر

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿٨٠﴾

صدق کے ساتھ اور نکال مجھے سچائی کے ساتھ اور تو بنا دے میرے لئے اپنی طرف سے غلبہ مدد دینے والا ﴿٨٠﴾

﴿٧٠﴾: اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو کئی انداز سے فضیلت دی ہے۔ ایک فضیلت وہ ہے جو کہ صرف انسان ہونے کے ناطے دی ہے۔

(ا) اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم دیا اور علم حاصل کرنے کی استعداد بخشی۔ اسی استعداد کے بنا پر آج انسان تمام دیگر جانوروں، پرندوں وغیرہ پر حکومت کرتا ہے اور اسی وجہ سے یہ ساری سائنسی ایجادات ممکن ہوئیں جس سے انسان کرہ ارض کی اشیاء کو مسخر کرنے کے ساتھ ہی ساتھ کائنات کے دوسرے سیاروں (Planets) تک پہنچنے کی کوششیں بھی کر رہا ہے۔

(ب) اسی علم کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آدم کو مسجود ملایکہ بنا دیا حالانکہ وہ عبادت و ریاضت میں انسان سے کہیں آگے ہیں۔

(ج) اللہ تعالیٰ نے انسان کو باوقار طریقہ سے دو ٹانگوں پر کھڑا ہونے کی استعداد دی اسکو انتہائی متوازن انداز میں پیدا کیا۔ بولنے کی صلاحیت دی کہ کئی زبانیں ایجاد ہو گئی اور اگر انسان اپنی فطرت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خالق کے آگے جھک جائے تو اسکی اس فضیلت کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور مستقل ہو جاتی ہے۔

﴿٧١﴾: فتیلا۔ یہ وہ باریک دھاگہ ہے جو کہ گھٹلی کے شگاف میں ہوتا ہے۔

﴿٧٣﴾: کفار مکہ جب اپنی پوری کوشش کے باوجود اسلام کا رستہ روکنے میں ناکام رہے تو انہوں نے باہمی افہام و تفہیم کی کوششیں شروع کر دیں جیسے کہتے کہ آپ بتوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیں تو ہم آپ کے مطیع بن جائیں گے۔ یا انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو حکومت دینے کو تیار ہیں یا مال و دولت کے ڈھیر لگا دیتے ہیں یا جس لڑکی کی طرف اشارہ کریں اس سے آپ کی شادی کرتے ہیں مگر یہ اسلام کی تبلیغ چھوڑ دیں۔

﴿٧٧﴾: اللہ کی سنت یہ رہی ہے کہ جب کوئی قوم کسی نبی کو ہجرت پر مجبور کر دے یا قتل کر دے یا فرمائشی معجزہ دیکھنے کے بعد جھٹلا دے تو پھر عذاب آنے میں دیر نہیں لگتی۔ اہل مکہ پر یہ عذاب اب جنگ بدر کی صورت میں نازل ہوا اور مکہ سے کفر کے مکمل خاتمہ پر اس کی تکمیل ہوئی۔

﴿٧٨﴾: "زوال شمس سے رات کے اندھیرے تک" سے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں مراد ہیں جبکہ قرآن الفجر کی نماز مراد ہے کیونکہ نماز فجر میں نسبتاً لمبی قرات ہوتی ہے۔

● مشہود۔ حاضر کیا گیا مراد ہے کہ صلوٰۃ الفجر میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
"نماز باجماعت اکیلے پڑھنے سے پچیس گناہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور صبح کی نماز کے وقت رات اور دن کے فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔" (بخاری)

﴿٧٩﴾: طلوع فجر سے پہلے اور نصف شب کو ادا کی جانے والی نفل نماز۔

● یہ جنت میں ایک بلند مقام ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا جائیگا۔ اگر دنیا میں مراد لیا جائے تو معنی ایسی قدر و منزلت ہوگا کہ سب آپ کی تعریف کریں۔

﴿٨٠﴾: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تھے پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔" (ترمذی)

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ

اور کہہ دیجئے! کہ آگیا حق اور مٹ گیا باطل، یقیناً باطل تو ہے ہی مٹنے والا﴿٨١﴾ اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن،

مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ الظّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ وَإِذَآ أَنْعَمْنَا

کہ وہ شفا اور رحمت ہے مومنوں کے لئے اور نہیں وہ اضافہ کرتا ظالموں کو مگر خسارے ہی میں﴿٨٢﴾ اور جب ہم انعام کرتے ہیں

عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوسًا ﴿٨٣﴾ قُلْ كُلٌّ

انسان پر، تو وہ اعراض کرتا ہے اور وہ دور کر لیتا ہے اپنا پہلو اور جب پہنچتی ہے اسے تکلیف تووہ ہو جاتا ہے ناامید﴿٨٣﴾ کہہ دیجئے! ہر شخص

يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۖ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدٰى سَبِيلًا ﴿٨٤﴾ وَيَسْـَٔلُونَكَ

عمل کرتا ہے اپنے طریقہ پر، چنانچہ تمہارا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ وہ (کون ہے) سیدھے راستے پر﴿٨٤﴾ اور پوچھتے ہیں وہ (یہودی) آپ سے

عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَآ أُوتِيتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٥﴾

روح کے متعلق کہہ دیجئے کہ روح (امر ہے) میرے رب کی اور نہیں دیا گیا ہے تمہیں علم، مگر بہت تھوڑا﴿٨٥﴾

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيلًا ﴿٨٦﴾

اور اگر ہم چاہیں تو یقیناً لے جائیں اس (قرآن) کو، جو ہم نے وحی کیا آپ کی طرف، پھر نہ آپ پائیں گے اپنے لئے اس (قرآن کے لے جانے) پر ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی﴿٨٦﴾

إِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ﴿٨٧﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ

مگر یہ رحمت ہے آپ کے رب کی، یقیناً اس کا فضل ہے آپ پر بہت بڑا﴿٨٧﴾ کہہ دیجئے! البتہ اگر جمع ہو جائیں تمام انسان

وَالْجِنُّ عَلٰٓى أَنْ يَّأْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ

اور تمام جن اس پر، کہ وہ بنا لائیں مثل اس قرآن کے، تو نہ لا سکیں گے وہ اس کی مثل، اگرچہ ہو جائیں وہ بعض،

لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَأَبٰٓى

بعض کے مددگار﴿٨٨﴾ اور یقیناً ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہے انسانوں کے لئے اس قرآن میں ہر ایک مثال، چنانچہ انکار کیا

أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿٨٩﴾ وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ

اکثر انسانوں نے (اور نہ رہے) مگر کافر بن کر﴿٨٩﴾ اور انہوں نے کہا! کہ ہرگز نہیں ایمان لائیں گے ہم تجھ پر، یہاں تک کہ تو جاری کرے ہمارے لئے زمین سے

يَنْبُوعًا ﴿٩٠﴾ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيرًا ﴿٩١﴾

ایک چشمہ﴿٩٠﴾ یا ہو تمہارے لئے ایک باغ کھجوروں کا اور انگوروں کا اورتم جاری کر دو نہریں ان (باغوں) کے اندر (جگہ جگہ) بہترین طریقہ سے﴿٩١﴾

أَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيلًا ﴿٩٢﴾

یا تم گرا دو آسمان کو جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے ہمارے اوپر ٹکڑے ٹکڑے کر کے یا تو لے آئے، اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے﴿٩٢﴾

ع ۹ / ۷ / ۹

﴿٨١﴾: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:
جب مکہ فتح ہوااورآپ مکہ میں داخل ہوئے تواس وقت کعبہ کے گرد تین سوساٹھ بت نصب تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں چھڑی تھی آپ اس سے ان بتوں کو ٹھونسا دیتے جاتے اورفرماتے۔
﴿جاء الحقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (بخاری)

﴿٨٥﴾: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں جا رہا تھا اور وہ اپنی سواری میں ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ چند یہودیوں کے پاس سے گزر ہوا۔ کسی نے کہا کہ اس سے کچھ پوچھو کہنے لگے کہ روح کے متعلق ہمیں بتلائیے۔آپ کچھ دیر کیلئے ٹھہرے۔ پھر آپ نے سر اُٹھایا مجھے معلوم ہوگیا کہ آپ پر وحی ہورہی ہے۔ جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔“ (بخاری)

یہاں روح سے کیا مراد ہے؟ بعض علماء نے اس سے روح انسان یا (جسم میں) جان مراد لی ہے۔ بعض دوسرے مفسرین نے روح سے وحی الٰہی مراد لی ہے یا جبرئیل امین مراد لئے ہیں۔ قرآن میں جان کیلئے عموماً ”نفس“ استعمال ہوا ہے جبکہ وحی اور جبرئیل کیلئے ”روح“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (النحل ۱۶:۲) اور (المومن ۴۰:۱۵) اور (الزخرف ۴۳:۵۲) سیاق قرآن سے بھی ”روح“ سے مراد وحی الٰہی یا جبرئیل امین معلوم ہوتا ہے۔

﴿٨٨﴾: قرآن خود سب معجزوں سے بڑا معجزہ ہے۔ (Miracle of Miracles) اور یہ خالق کائنات کا کلام ہے۔

یہاں موقع کی مناسبت سے قرآن کے چند خواص کا ذکر کیا جارہا ہے۔

- عربی زبان کی حفاظت۔ قرآن نے نہ صرف اپنے الفاظ کی حفاظت کی ہے بلکہ عربی زبان کی بھی حفاظت کی ہے کہ وہ ایک مردہ زبان کی شکل نہ اختیار کرے۔
- قرآن سائنسی حقائق کی مخالفت نہیں کرتا۔
- دنیااورآخرت کے حصول کیلئے توازن کا درس نہ تو انسان کو بالکل تارک الدنیا بناتا ہے اور نہ ہی بالکل دنیادار۔
- گزشتہ کی غیبی خبریں دینا جیسے قرآن نے صدیوں بعد حضرت یوسف کا قصہ انتہائی تفصیل سے بیان کردیا۔
- شفاء۔ قرآن نقصان دہ چیزوں سے منع کرتا ہے اور فائدہ منداشیاء کی طرف راہنمائی کرتا ہے جیسے شہد میں شفاء کی خاصیت بتلائی گئی ہے اور خود قرآن روحانی بیماریوں کیلئے شفاء ہے۔
- شفاعت۔ قرآن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی ہوگا۔
- پاک صاف کے علاوہ کوئی اسے نہیں چھوتا۔
- اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کی ذمہ داری اٹھا رکھی ہے۔
- قرآن کی لکھائی بھی متواتر ہے مثلاً سورۃ البقرہ میں لفظ ”ابراھم“ ی کے بغیر ہے جبکہ بقیہ قرآن میں ابراہیم ہے۔ انسان اپنی مرضی سے اس میں تبدیلی نہیں کرسکتا۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (القمر ۵۴:۳۲)

أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ ۚ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ

یا ہو تمہارے لئے ایک گھر سونے کا یا تو چڑھ جائے آسمان میں اور ہرگز نہیں ہم یقین کریں گے تمہارے چڑھ جانے کو، یہاں تک کہ

تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٣﴾ وَمَا

ع ۱۰

تو اتار لائے ہم پر ایک کتاب، کہ ہم پڑھیں اسے، آپ کہہ دیجئے! کہ پاک ہے میرا رب! نہیں ہوں میں مگر ایک بشر (آدمی) اور ایک رسول۹۳ اور نہیں

مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَن قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٤﴾

منع کیا لوگوں کو اس سے کہ وہ ایمان لائیں جب آ گئی اُن کے پاس ہدایت، مگر اس بات نے کہ انہوں نے کہا، کیا بھیجا ہے اللہ نے بشر کو رسول (بنا کر)۹۴

قُل لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ

کہہ دیجئے! اگر ہوتے زمین میں فرشتے، وہ چلتے (پھرتے) اطمینان سے! تو ضرور ہم نازل کرتے ان پر آسمان سے

مَلَكًا رَّسُولًا ﴿٩٥﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا

کوئی فرشتہ رسول (بنا کر)۹۵ کہہ دیجئے! کافی ہے اللہ، گواہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان، یقیناً وہ ہے اپنے بندوں سے پوری طرح خبردار،

بَصِيرًا ﴿٩٦﴾ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ

خوب دیکھنے والا۹۶ اور جسے ہدایت دے اللہ، سو وہی ہے ہدایت پانے والا اور جسے وہ گمراہ کر دے، تو ہرگز نہ آپ پائیں گے ان کے لئے کوئی دوست،

مِن دُونِهِ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ

سوائے اس (اللہ) کے اور ہم اکٹھا کریں گے، ان کو قیامت کے دن، اوندھے منہ، اندھے، گونگے اور بہرے

مَّأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُم بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا

النصف

ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب بھی وہ بجھنے لگے گی تو ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۹۷ یہ ہے ان کی سزا، اس وجہ سے کہ انہوں نے انکار کیا تھا،

بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٩٨﴾ أَوَلَمْ

ہماری آیتوں کے ساتھ اور انہوں نے کہا، کیا جب ہم ہو جائیں گے ہڈیاں اور ریزہ۔ ریزہ، کیا واقعی ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے نئے سرے سے؟۹۸ کیا نہیں

يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ

انہوں نے دیکھا! کہ بیشک اللہ (وہ ہے) جس نے پیدا کیا، آسمانوں اور زمین کو، وہ قادر ہے اس پر بھی کہ پیدا کرے اِن کی مثل (دوبارہ) اور بنایا اس نے

لَهُمْ أَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ﴿٩٩﴾ قُل لَّوْ أَنتُمْ تَمْلِكُونَ

ان کے لئے ایک وقت مقرر، نہیں کوئی شک اس (کے آنے) میں مگر انکار کر دیا ظالموں نے (کہ نہ رہیں گے وہ) سوائے ناشکری کے۹۹ کہہ دیجئے! اگر تم مالک ہوتے

خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَّأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنفَاقِ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ قَتُورًا ﴿١٠٠﴾

ع ۱۱

میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے تو پھر ضرور روک لیتے تم انہیں خرچ ہونے کے ڈر سے اور ہے انسان بڑا ہی تنگ دل۱۰۰

۹۳: مشرکین مکہ آپ سے اکثر و بیشتر جو معجزات یا آیات طلب کرتے رہتے انہیں یہاں یکجا کر کے بیان کر دیا گیا ہے۔ وہ یہ معجزات اسلئے تو طلب نہیں کرتے تھے کہ انہیں حق کو پہچاننے میں کوئی دقت ہو رہی تھی اور وہ اپنے شکوک رفع کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ حق کی اس دعوت سے اپنی جان چھڑانے کیلئے ایسے اعتراضات جڑتے رہتے تھے یا بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ اگر انہیں نشانی چاہئے ہوتی تو یہ قرآن کم نشانی ہے جس کی ایک آیت بنانے سے سب کے سب مل کر بھی قاصر رہے یا بیت المقدس کے بارے میں تمام سوالات کے درست جواب دینا کوئی کم نشانی ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سب اعتراضات کا ایک جامع جواب دیدیا کہ اے محمد ﷺ آپ کہہ دیں کہ میں نے کب خدائی اختیارات رکھنے کا دعویٰ کیا تھا۔

۹۴: چنانچہ انہوں نے بھی وہی بہانہ تراشا کہ یہ نبی صاحب تو تمہارے جیسے بشر ہی ہیں جیسے تم کھاتے ہو ویسے ہی یہ بھی کھاتے ہیں۔ جیسے تم پیتے ہو ویسے ہی یہ بھی پیتے ہیں۔ آج کل بھی مسلمانوں کا ایک گروہ آنجناب ﷺ کو بشر تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ نبی چونکہ انہی میں سے ایک فرد ہوتا ہے جن میں وہ مبعوث ہوتا ہے جنہیں وہ دن رات دیکھتے ہیں لہٰذا بشریت کا انکار تو نہیں کر سکتے مگر نبوت کا انکار کر دیتے ہیں۔ دور حاضر کے لوگ نبی ہونے کا انکار تو نہیں کر سکتے کیونکہ ایسا کرنے کے بعد وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتے مگر آپ کی بشریت کا انکار کر دیتے ہیں۔ نتیجہ کے اعتبار سے بات ایک ہی ہے کہ نبی کی اطاعت اور اتباع نہیں کریں گے (اللَّهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ) ''اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا کر انہیں علم نہیں ہے۔''

۹۸: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کسی صحابی نے کہا اے اللہ کے نبی کیا کافر کو سر کے بل چلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا جس نے اسے دنیا میں ٹانگوں پر چلایا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ یوم قیامت اسے سر کے بل چلا دے۔؟ (بخاری)

● قانون جزا و سزا میں اعمال اور انسان کی جزا میں مماثلت پائی جاتی ہے جیسے کوئی شخص دنیا میں اللہ کو بھولا رہا تو یوم قیامت اللہ تعالیٰ اسے عذاب میں بھلا دیں گے۔ جس نے دنیا میں اللہ کے ذکر سے اپنی آنکھیں بند کر لیں یوم قیامت اللہ تعالیٰ اسے اندھا کر کے اُٹھائیں گے۔

۹۹: دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یہی بات اس انداز میں بیان فرمائی۔
''کیا تمہیں پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کو جسے اس نے بنایا؟'' (النّٰزعٰت ۷۹:۲۷)

۱۰۰: انسانی طبیعت کی عکاسی بہت ہی پیارے انداز میں کی گئی ہے۔ ذرا تصور کریں اگر ہوا کا کنٹرول کسی انسان کے ہاتھ میں ہوتا تو دنیا کا کیا حشر ہوتا؟

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ

اور یقیناً عطا کئے تھے ہم نے موسیٰ کو نو معجزات، تو پوچھ لو بنی اسرائیل سے، جب آئے موسیٰ ان کے یہاں تو کہا تھا ان سے

فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا (۱۰۱) قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا

فرعون نے، کہ بیشک میں سمجھتا ہوں تمہیں اے موسیٰ مسحور (جادو کیا ہوا) (۱۰۱) (اس موسیٰ نے) کہا! یقیناً، تو جانتا ہے کہ نہیں نازل کیا ان (معجزات) کو مگر

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا (۱۰۲) فَاَرَادَ اَنْ

آسمانوں کے رب نے اور زمین کے رب نے، بصیرت کے لئے اور بیشک میں گمان کرتا ہوں تجھے اے فرعون ہلاک کیا ہوا (۱۰۲) چنانچہ ارادہ کیا (فرعون نے) کہ

يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا (۱۰۳) وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اکھاڑ پھینکے ان کو اس سرزمین سے، تو ہم نے اسے غرق کر دیا اور ان لوگوں کو بھی جو اس کے ساتھ تھے سب کو (۱۰۳) اور ہم نے کہا! اس کے بعد بنی اسرائیل سے،

اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ۭ (۱۰۴) وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ

رہو تم اس زمین میں، پھر جب آئے گا وعدہ آخرت کا، تو ہم لے آئیں گے تم سب کو ایک ساتھ (۱۰۴) اور حق ہی کے ساتھ نازل کیا ہے ہم نے اس (قرآن) کو

وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (۱۰۵) وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ

اور حق ہی لے کر نازل ہوا ہے اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محمدؐ) مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر) (۱۰۵) اور قرآن، ہم نے اس کو جدا جدا (نازل) کیا تا کہ آپ اس کو پڑھیں انسانوں پر

عَلٰي مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا (۱۰۶) قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

ٹھہر ٹھہر کر اور ہم نے اسے نازل کیا ہے بتدریج (تھوڑا تھوڑا) (۱۰۶) کہہ دیجئے! کہ ایمان لاؤ تم اس پر یا نہ ایمان لاؤ تم، یقیناً وہ لوگ جنہیں دیا گیا تھا علم

مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا (۱۰۷) وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ

اس سے پہلے، جب تلاوت کیا جاتا ہے یہ ان پر، تو وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے (۱۰۷) اور وہ کہتے ہیں! پاک ہے ہمارا رب

اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا (۱۰۸) وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا (۱۰۹) السجدة

یقیناً ہے وعدہ ہمارے رب کا، ضرور پورا ہو کر رہنے والا (۱۰۸) اور گر پڑتے ہیں وہ ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے اور وہ (قرآن) اضافہ کرتا ہے ان کے خشوع (گڑگڑانے) میں (۱۰۹)

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ

کہہ دیجئے! کہ تم پکارو اللہ یا پکارو رحمٰن (کہہ کر) جس نام کے ساتھ تم پکارو گے اسے، سو اسی کے لئے تو ہیں سب اچھے نام اور نہ بلند آواز کریں

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (۱۱۰) وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ

اپنی نماز میں اور نہ بہت آہستہ کریں آواز اس کے ساتھ، بلکہ تلاش کریں ان دونوں کے درمیان مناسب راستہ (۱۱۰) اور کہہ دیجئے! سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے ہرگز نہیں

يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (۱۱۱)

بنایا کسی کو بیٹا اور ہرگز نہیں ہے اس کا کوئی شریک بادشاہی میں اور ہرگز نہیں ہے اس کا کوئی مددگار بسبب کمزوری کے اور آپ اس کی بڑائی بیان کیجئے کمال درجے کی بڑائی (۱۱۱)

وقف لازم — السجدة ۴ — ع ۱۲ / ۱۱ / ۱۲

(۱۰۱): وہ نو واضح آیات یہ تھیں۔ ید بیضا، عصائے موسیٰ، قحط سالی، پھلوں کی کمی، طوفان، جراد (ٹڈی دل) قمل (جوئیں اور کھٹمل) صفادع (مینڈک) خون۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پھلوں میں کمی اور قحط سالی کو ایک ہی معجزہ شمار کیا ہے جبکہ سمندر کے پھٹنے کو نواں معجزہ شمار کیا ہے۔

● یہ دیوانہ، جسکی عقل مت ماری گئی ہو۔ یہ اسلئے اس نے کہا کہ حضرت موسیٰؑ نے علی الاعلان فرعون سے بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کر دیا۔ حالانکہ وہ خود کو برتر ذات سمجھتا تھا اور اسکے گمان میں یہ حضرت موسیٰؑ کی بہت بڑی گستاخی تھی۔

(۱۰۲): مجھے سحر نہیں ہوا بلکہ سارے معجزے دیکھنے کے بعد تمہاری ہٹ دھرمی تمہیں ہلاکت کو پہنچائے گی۔

(۱۰۳): اور اس کیلئے اس نے طریقہ یہ سوچا کہ بنی اسرائیل کے نومولود لڑکوں کو قتل کر دیا جائے یہی حرکت اس کا باپ رعمیس ثانی بھی کرتا رہا لیکن حضرت موسیٰؑ (یا بنی اسرائیل کے کسی بھی متوقع نجات دہندہ) کے خطرے سے بچ نہ سکے مگر اللہ نے اسے اسکے گھر ہی میں پرورش دلائی۔ سبحان اللہ

(۱۰۴): جب مصر کا برسر اقتدار طبقہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر میں ڈوب لیا تو مصر کا اقتدار بھی بنی اسرائیل کے ہاتھ آ گیا۔ اس آیت میں کفار مکہ کو بتلا دیا گیا ہے کہ اگر تم باز نہ آئے تو تمہارے ساتھ بھی آل فرعون والا حشر ہوگا اور مکہ مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے گا۔

(۱۰۵): یعنی جس طرح سے اسے نازل کیا گیا ہے ٹھیک ٹھیک اسی طرح نازل ہوا ہے کہیں سے بھی باطل کو اس میں داخل ہونے کا موقع نہیں ملا۔

(۱۰۹): یہ اہل کتاب کے منصف مزاج لوگ تھے جو کہ آسمانی کتابوں کے اسلوب کو پہچانتے تھے۔ نیز وہ اپنی کتابوں سے نبی کے بارے میں آیات پڑھ کر سچے نبی کو بھی پہچان چکے تھے۔

(۱۱۰): اللہ کے بعد ''رحمان'' اللہ کا دوسرا اور صفاتی نام ہے۔ مکہ کے لوگ اس نام سے واقف نہ تھے چنانچہ وہ اس نام سے بدکتے بلکہ اعتراض بھی کرتے تھے کہ تم ہمیں شرک سے منع کرتے ہو جبکہ خود اللہ کے ساتھ رحمٰن کو بھی پکارتے ہو جس پر آیت نازل ہوئی۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''یہ آیت اس وقت اتری جب آپ مکہ میں کافروں سے چھپتے۔ جب آپ صحابہ کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے پڑھتے۔ جب مشرک قرآن سنتے تو قرآن صاحب قرآن اور قرآن لانے والے جبرئیل سب کو برا بھلا کہتے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ نماز میں قرآن بلند آواز سے نہ پڑھئے کہ مشرک قرآن کو برا بھلا کہیں اور نہ ہی اتنی آہستہ پڑھیں کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں بلکہ درمیانی راہ اختیار کریں۔ (بخاری)

تفسیر سورۃ الکھف

نام: اس کا نام آیت (١٠) ﴿إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ﴾ سے ماخوذ ہے۔

● قرطبی نے لکھا ہے کہ یہ سورت تمام مفسرین کے نزدیک مکی ہے۔ ابن عباس کا یہی قول ہے اور آیتوں کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں پر اہل مکہ کا ظلم وستم انتہا کو پہنچ رہا تھا، تا کہ اصحاب کہف کا واقعہ سنا کر مسلمانوں کی ہمت افزائی کی جائے۔

فضیلت: امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی وغیرہم نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے سورۃ الکھف کی ابتدائی دس آیتیں حفظ کرلی وہ دجّال کے فتنہ سے محفوظ ہوگیا''۔ (مسلم)

اور حاکم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن سورۃ الکھف کی تلاوت کرے گا، اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیان ''ایک نور'' روشنی کئے ہوگا''۔ (حاکم)

(٢): میں قرآن کو ''قیم'' کہا، یعنی یہ قرآن نہایت ہی معتدل کتاب ہے۔

(٥): اس میں بتایا گیا ہے کہ یہ ایسی جھوٹی بات ہے جس کی بنیاد جہالت، توہم پرستی ہے۔

(٦): اس آیت کریمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔

(٩): یہاں سے آیت نمبر: ٢٦ تک اصحاب کہف کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے، اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مکہ میں جو لوگ دعوت حق کی مخالفت میں پیش پیش تھے، ان میں ایک ''نضر بن حارث'' بھی تھا اہل مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط پر مشتمل ایک وفد علماء یہود کے پاس بھیجا کہ وہ کچھ سوالات بتائیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کئے جائیں؛ چنانچہ یہودیوں نے ان کو تین سوالات سکھائے، ایک سوال 'روح' سے متعلق تھا، جس کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل (آیت: ٨٥) میں آچکا ہے، دوسرا سوال 'ذوالقرنین' کے بارے میں تھا، جس کا ذکر اسی سورت میں آگے (آیت: ٨٣) آنے والا ہے، اور تیسرا سوال، اصحاب کہف' سے متعلق تھا، جن کا تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے، مفسرین کے

اٰیاتُھَا ١١٠ (١٨) سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ (٦٩) رُكُوْعَاتُهَا ١٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ (١)

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہے، جس نے نازل کیا اپنے بندہ پر کتاب اور نہیں رکھی اس میں کوئی کجی (١)

قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ

بہت سیدھی (بات کہنے والی کتاب اُتاری) تا کہ (انہیں) ڈرائیں سخت عذاب سے اس (اللہ) کی طرف سے اور خوشخبری دے مومنوں کو جو کرتے ہیں،

يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ (٢) مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ (٣) وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ

نیک عمل کہ یقیناً ان کے لئے ہے اجر بہت بہتر (٢) رہیں گے یہ اس میں ہمیشہ (٣) اور ڈرایئے اُن لوگوں کو جو

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۖ (٤) مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً

کہتے ہیں کہ بنا لیا ہے اللہ نے کوئی بیٹا (٤) نہیں ہے انہیں اس بارے میں کوئی علم اور نہ ان کے باپ دادا کو، بڑی بات ہے

تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا (٥) فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ

جو نکلتی ہے ان کے مونہوں سے، نہیں وہ کہتے مگر جھوٹ ہی (٥) تو شاید (اے نبیؐ) آپ ہلاک کر دینا چاہتے ہیں اپنے آپ کو

عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (٦) اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ

ان کے پیچھے، اگر نہ وہ ایمان لائیں اس (قرآن) پر مارے غم کے (٦) بیشک ہم نے بنایا اس کو جو زمین پر

زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (٧) وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا

ہے زینت، اس کے لئے تا کہ ہم انہیں آزمائیں، کہ کون ان میں سے بہتر ہے عمل میں (٧) اور یقیناً ہم بنا دیں گے اس سب کو جو زمین پر ہے، ایک چٹیل

جُرُزًا ۭ (٨) اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا (٩)

میدان (٨) کیا خیال کیا ہے آپ نے بلاشبہ غار والے اور رقیم (تختی) والے تھے وہ ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب (نشانی) (٩)

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا

جب پناہ لی تھی اُن نوجوانوں نے غار کی طرف، تو انہوں نے کہا! اے ہمارے رب! تو دے ہمیں اپنی طرف سے رحمت اور آسان کر دے ہمارے لئے

مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (١٠) فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۙ (١١)

ہمارے کام میں بھلائی کا راستہ (١٠) تو ہم نے ڈال دیا ان کے کانوں پر (پردہ یعنی سُلا دیا) اس غار میں کئی سال گنتی کے (١١)

یہاں راجح بات یہی ہے کہ اصحابِ کہف اصل میں عیسائی تھے اور اس وقت کے دین حق دین عیسوی پر قائم تھے۔

اصحابِ کہف کو جس مشرک حکمراں کی وجہ سے غار میں روپوش ہونا پڑا، وہ بنو اسماعیل ہی کی ایک شاخ سے تعلق رکھتا تھا اور عرب بھی بنو اسماعیل میں سے تھے؛ خلاصہ یہ ہے کہ ایک مشرک بادشاہ بزور قوت ملک میں بسنے والی تمام رعایا کو شرک پر مجبور کرتا ہے، چند صاحب ایمان اور صاحب عزیمت نوجوان دین حق پر قائم ہیں، کسی طرح دربار شاہی تک اس کی خبر پہنچتی ہے، بادشاہ کے دربار میں ان نوجوانوں کی طلبی ہوتی ہے وہ ان کو شرک کی طرف واپس آنے کا حکم دیتا ہے اور چند دنوں کی مہلت دیتا ہے۔

ان نوجوانوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر وہ شہر میں رہے تو یا تو انھیں مار ڈالا جائے گا یا مشرکانہ مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے گا؛ اس لئے انہوں نے سوچا کہ بہتر صورت یہ ہے کہ ہم آبادی سے ہٹ کر کسی غار کی پناہ لیں اور وہیں اللہ کی عبادت میں مشغول رہیں۔

آخر سالہا سال گزر گئے، یہاں تک کہ حکومت بدل گئی اور اقتدار ان لوگوں کو حاصل ہوا، جو دین عیسوی پر ایمان رکھتے تھے، اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں ایک پادری نے انسان کے دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کر

ع ۱/۱۲ ۱۳

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا (۱۲) نَحْنُ نَقُصُّ
پھر ہم نے انہیں اٹھایا تا کہ ہم جان لیں کہ کون دو گروہوں میں سے شمار کرنے والا ہے ان کے وہاں رہنے کی مدت کا (۱۲) ہم بیان کرتے ہیں
عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۖ (۱۳) وَّرَبَطْنَا
آپ کو ان کا قصہ بالکل سچ، بیشک وہ چند نوجوان تھے، وہ ایمان لائے تھے اپنے رب کے ساتھ اور ہم نے ان کو کیا تھا ہدایت میں (۱۳) اور ہم نے مضبوط کر دیا تھا
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۠
ان کے دلوں کو جب وہ کھڑے ہوئے، تو انہوں نے کہا تھا، کہ ہمارا رب تو آسمانوں کا رب ہے اور زمین کا، ہرگز نہیں ہم پکاریں گے۔
مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا (۱۴) هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ
سوائے اس کے کسی دوسرے معبود کو، یقیناً ہم نے کہی اس وقت ظلم و زیادتی والی بات (۱۴) یہ ہماری قوم، انہوں نے بنالئے ہیں اس (اللہ) کے سوا بہت سے
اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
معبود، کیوں نہیں لاتے وہ، ان (کی عبادت) پر کوئی واضح دلیل، سو کون ہے بڑا ظالم اس شخص سے جو باندھے اللہ پر
كَذِبًا ؕ (۱۵) وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ
جھوٹ (۱۵) اور جب تم الگ ہو گئے ہو ان سے اور جن کی وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا، تو تم پناہ لو اس غار کی طرف، پھیلا دے گا
لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا (۱۶) وَتَرَى الشَّمْسَ
تمہارے لئے تمہارا رب اپنی رحمت اور مہیا کر دے گا تمہارے لئے تمہارے کام میں آسانی (۱۶) اور تم دیکھو گے سورج کو
اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ
جب وہ طلوع ہوتا ہے، تو کترا جاتا ہے ان کے غار سے دائیں طرف اور جب وہ غروب ہوتا ہے تو ان سے کترا کر نکل جاتا ہے ان کے
ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ
بائیں طرف اور وہ ایک کشادہ جگہ میں ہیں اس غار کے اندر یہ (ایک نشانی) اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جسے ہدایت دے اللہ

ع ۲/۵ ۱۴

فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (۱۷) وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا
سو وہی ہے ہدایت پانے والا اور جسے وہ گمراہ کر دے تو ہرگز نہیں آپ پائیں گے اس کے لئے کوئی دوست راہ بتانے والا (۱۷) اور آپ خیال کریں گے ان کو بیدار،
وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ
حالانکہ وہ سوتے ہوتے ہیں اور ہم ان کی کروٹیں بدلتے ہیں دائیں طرف اور بائیں طرف اور ان کا کتا پھیلائے بیٹھا ہے اپنے دونوں بازو (ہاتھ)
بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا (۱۸)
غار کے دہانے پر، اگر کہیں آپ جھانک کر دیکھیں انہیں تو پلٹ جائیں، آپ ان سے بھاگتے ہوئے (انہیں دیکھ کر) اور ضرور بھر جائے آپ کے دل میں ان کی دہشت (۱۸)

دیا؛ چنانچہ غار میں سوئے ہوئے نوجوانوں کی آنکھ کھل گئی اور یہ ایک دوسرے سے دریافت کرنے لگے کہ ہم کتنی مدت سوئے ہوئے ہیں؟ کسی نے ایک دن کہا اور کسی نے اس سے کچھ کم یا زیادہ، پھر مشورہ ہوا کہ ایک ساتھی شہر سے کھانا لے کر آئے، وہ اپنے سکے لے کر شہر پہنچے، یہاں ساری دنیا بدلی ہوئی نظر آئی، ڈرتے ڈرتے ایک دکان پر پہنچے، کھانے کی کچھ چیزیں خریدیں اور جب قیمت ادا کی تو دکاندار نے دیکھا کہ یہ سکہ تو بہت قدیم اور مشرکانہ حکومت کے دور کا ہے، آخر جب لوگوں کو معلوم ہوا، تو انھوں نے ان بزرگوں کا استقبال کیا، خود ان کو بھی یہ معلوم ہوا کہ اب تمام لوگ مسلمان ہو چکے ہیں؛ لیکن ان کی خواہش یہی تھی کہ گوشۂ تنہائی میں اللہ کی عبادت میں اپنے آپ کو مشغول رکھیں؛ اسی لئے لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے بچ بچا کر پھر غار میں واپس آ گئے، بالآخر ان کی وفات ہوئی تو اسی غار کے اوپر لوگوں نے عبادت گاہ تعمیر کر دی، یا بعض روایتوں کے مطابق وہ لوگ غار میں کچھ اس طرح گم ہوئے کہ لوگوں کو کچھ پتہ نہیں چل سکا؛ لیکن بہرحال انھوں نے اُسی پہاڑ پر ایک عبادت گاہ بنا دی، جس کے کسی غار میں اصحاب کہف مقیم تھے۔

مفسرین کے درمیان اس واقعہ سے متعلق دو تین نکات میں اختلاف ہے: ایک یہ کہ کہف کے معنی تو غار کے ہیں؛ لیکن رقیم سے کیا مُراد ہے؟ دوسرے: اصحاب کہف کا یہ غار کہاں واقع ہے؟ تیسرے: اصحاب کہف کی تعداد کتنی تھی؟ — ''رقیم'' سے کیا مراد ہے؟ — اس سلسلہ میں مفسرین کی دو رائیں ہیں، ایک رائے یہ ہے کہ رقیم روم میں ''ابلہ'' کے قریب ایک شہر کا نام ہے، جواب پیٹرا (Petra) یا ''بطرا'' کہلاتا ہے، دوسری رائے یہ ہے کہ 'رُقم' کے معنی لکھنے کے ہیں اور 'رقیم' کے معنی لکھی ہوئی چیز کے ہیں، اس غار پر لوگوں نے اصحاب کہف کے نام کی تختی لگا دی تھی، رقیم سے یہی تختی مراد ہے۔

اصحاب کہف کا یہ واقعہ کہاں پیش آیا؟ قرآن وحدیث میں اس کی واضح نشاندہی نہیں کی گئی ہے، اس سلسلہ میں تین رائیں زیادہ مشہور ہیں، ایک یہ کہ خلیج عَقَبہ (اَیلَہ) سے شمال میں پہاڑوں کے دو متوازی سلسلے ہیں، ان ہی میں سے ایک پہاڑ پر 'رقیم' یا 'راقم' نامی شہر آباد تھا، وہیں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ دوسری رائے — یہ ہے کہ ترکی کے مغربی ساحل پر ''افسوس'' (Ephesus) نامی ایک قدیم یونانی شہر واقع ہے، یہ ترکی کے موجودہ ''اِزمیر'' نامی شہر سے ۲۰، ۲۵ رمیل جنوب میں واقع ہے۔ تیسری رائے وہ ہے جو ڈاکٹر شوقی ابوخلیل نے پیش کی ہے، ان کا خیال ہے کہ اس سے مراد ترکی کا شہر ''طرسوس'' ہے — جس بادشاہ کے زمانہ میں ان حضرات کو روپوش ہونا پڑا، کہا جاتا ہے کہ اس کا نام ''دقیوس'' یا ''دقیانوس'' Dacius (۲۰۱ء تا ۲۵۱ء) تھا، اور جس کے عہد میں اصحاب کہف پیدا ہوئے، اس کا نام شہنشاہ ''تھیودوسیس'' Theodosius (۴۰۸ء تا ۴۵۰ء) تھا۔

(۱۳): قرآن مجید نے اصحاب کہف کا ذکر بار بار ''فتية'' یعنی چند جوانوں سے کیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بوڑھوں اور عمر دراز لوگوں کے مقابلہ میں نوجوانوں کے اندر کسی حق بات کو قبول کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی استعداد زیادہ ہوتی ہے؛ اسی لئے اکثر انبیاء کی دعوت پر نوجوانوں نے لبیک کہا ہے، چنانچہ سیرت نگاروں کے بیان کے مطابق جب آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو تمام رفقاء سیاہ داڑھی والے تھے، سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ ان کی داڑھی کے کچھ بال سیاہ کچھ سفید تھے۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ

اوراسی طرح ہم نے ان کودوبارہ اٹھا کھڑا کیا، تاکہ وہ ایک دوسرے سے سوال کریں آپس میں، کہاایک کہنے والے نے ان میں سے، کتنی دیر رہے ہوتم (اس میں)؟

قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ

انہوں نے کہا! ہم ٹھہرے ہیں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ (بھر) وہ بولے تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنی دیر تم ٹھہرے ہو۔

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى

اچھا بھیجو تم اپنے ایک آدمی کو اپنا یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف اور اُسے چاہئے کہ وہ دیکھے کہ کون سا اچھاہے

طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ⑲

کھانا، پھر چاہئے کہ وہ لے آئے تمہارے پاس کچھ کھانا اس میں سے اور چاہئے کہ وہ نرمی (ہوشیاری) سے بات کرے اور نہ آگاہ کردے تمہارے معاملے کو کسی سے ⑲

اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ

یقیناً وہ اگر مطلع ہو گئے تم پر (یعنی جان گئے) تو وہ تمہیں سنگسار کردیں گے یا وہ تمہیں لوٹا لیں گے اپنے دین میں اور ہرگز نہ

تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ⑳ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

فلاح پاسکو گے تم اس صورت میں کبھی بھی⑳ اور اسی طرح ہم نے مطلع کردیا ان کے بارے میں (اہل بستی کو) تاکہ وہ جان لیں کہ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا

اور بلاشبہ قیامت (برحق ہے) کوئی شک نہیں اس میں اس وقت جب وہ جھگڑ رہے تھے آپس میں ان کے بارے میں تو انہوں نے کہا! تم بناؤ

عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ

ان پر ایک عمارت، ان کا رب ہی بہتر جانتا ہے ان کے بارے میں، کہا! ان لوگوں نے جو غالب آئے تھے ان کے معاملات پر،

لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ㉑ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ

البتہ ہم ضرور بنائیں گے ان پر ایک مسجد㉑ (کچھ) لوگ کہیں گے کہ وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا

وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

اور وہ کہیں گے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا یہ اٹکل باتیں ہیں بغیر علم کے اور وہ کہیں گے کہ

سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڨ

وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا، کہہ دیجئے! میرا رب ہی بہتر جانتا ہے ان کی تعداد، نہیں جانتے ان کے حال کو مگر بہت کم لوگ،

ع ٣ ٥ ١٥ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ㉒

تو نہ جھگڑا کریں آپ ان کے بارے میں مگر جھگڑا سرسری طور پر اور نہ پوچھئے ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے بھی㉒

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بان التاء بعد الباء من النصف الاول و اللام الثانية من النصف الاخير ١٢

⑲: معلوم ہوا کہ مسافر کا اپنے ساتھ توشۂ سفر رکھنا اور زادِ راہ لے کر چلنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی شہر میں حلال وحرام دونوں طرح کا کھانا ملتا ہوتو تحقیق کر کے حلال کھانا حاصل کرنا چاہئے، ''أزکیٰ'' کے معنی پاک، صاف ستھرے کے ہیں۔

⑳: غالباً بادشاہ کے مذہب میں جو لوگ ان کا دین چھوڑ دیتے تھے، ان کو سنگسار کردیا جاتا تھا۔

㉑: اسی زمانہ میں ایک پادری انسان کے دوبارہ زندہ کئے جانے (بعث بعدالموت) کا انکار کرنے لگا تھا، اس پادری کا نام ''تھیوڈر'' بتایا جاتا ہے، اس وقت وہاں اس موضوع پر لوگوں کے درمیان بحث ومباحثہ کا ایک معرکہ چھڑا ہوا تھا۔

گزشتہ اُمت میں بطور تعظیم و احترام کے سجدہ کرنے کی اجازت تھی، جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں بھائیوں کے ان کو سجدہ کرنے کا ذکر آیا ہے؛ لیکن اس اُمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبادت کے سجدہ کے ساتھ ساتھ تعظیمی سجدہ سے بھی منع فرما دیا۔ (ابن ماجہ: کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأۃ، حدیث نمبر: ۱۸۵۳)

یا گزشتہ اُمت میں مجسمے بنانے کی اجازت تھی جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں آیا ہے۔ (سبا: ۱۳) لیکن اس اُمت میں اس کو منع کردیا گیا؛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر، قبر پر مسجد بنانے والوں پر قبر پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

(ترمذی: کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی کراھیتہ اَن یتخذ علی القبر، مسجداً، حدیث نمبر: ۳۲۰)

جب رسول اللہ مرض الوفات میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ مبارک سے کپڑا اہٹایا اور فرمایا: یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ (بخاری: کتاب المغازی، حدیث نمبر: ۴۱۷۹، مسلم: کتاب المساجد، حدیث نمبر: ۱۲۱۵ عن عائشہ وابن عباس رضی اللہ عنہ)—اس لئے اس اُمت کے لئے قبر پر مسجد کا بنانا یا مسجد کے اندر قبر بنا دینا جائز نہیں؛ بلکہ قبر پر کسی طرح کی عمارت بنانا بھی جائز نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عمارت بنا بھی دی گئی تو اس کو منہدم کردینا چاہئے۔ (تفسیر قرطبی: ۳۹۱۵/۱۰)

㉒: اصحاب کہف کی تعداد کیا تھی؟ اس سلسلہ میں ایک رائے تو یہ ہے کہ یہ تعداد واضح نہیں کی گئی، اللہ ہی کو معلوم ہے اور دوسری رائے یہ ہے کہ ان کی تعداد سات تھی اور آٹھواں ان کا کتا تھا؛ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ یہ سات لوگ تھے، جن میں چھ بادشاہ کے مقربین اور خاص مشیروں میں سے تھے، ایک چرواہا تھا اور اسی چرواہے کے ساتھ یہ کتا بھی آ گیا تھا۔ (مفاتیح الغیب: ۲۸۱/۱۰)

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ز وَاذْكُرْ

اور کبھی نہ کہئے کسی بات کے بارے میں کہ میں ضرور کروں گا یہ کل ﴿۲۳﴾ (آپ کچھ نہیں کر سکتے) سوائے یہ کہ اللہ ہی چاہے، اور یاد کریں

رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾

اپنے رب کو! جب آپ بھول جائیں (اس کا نام لینا) اور کہئے امید ہے کہ مجھے ہدایت دے دے میرا رب اس سے بھی قریب تر راستے کی ﴿۲۴﴾

وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ

اور وہ ٹھہرے اپنے غار میں تین سو سال اور رہے (اس سے) ۹ نو سال ﴿۲۵﴾ کہہ دیجئے! اللہ ہی خوب جانتا ہے

بِمَا لَبِثُوْا ج لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ط مَا لَهُمْ

اس مدت کو جو وہ ٹھہرے رہے۔ اسی کے لئے ہیں سب چھپی باتیں آسمانوں کی اور زمین کی، کیا ہی وہ خوب ہے دیکھنے والا اور خوب سننے والا۔ نہیں ہے ان کے لئے

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ز وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ

اس (اللہ) کے سوا کوئی دوست اور نہیں وہ شریک کرتا حکم میں کسی کو بھی ﴿۲۶﴾ اور تلاوت کیجئے اس کی، جو وحی کی گئی آپ کی طرف آپ کے رب کی،

مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ج لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ قف وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾

کتاب میں سے، نہیں کوئی بدلنے والا اس کی باتوں کو اور ہرگز نہیں پائیں گے آپ اس کے سوا کوئی جائے پناہ ﴿۲۷﴾

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ

اور روکے رکھئے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام وہ چاہتے ہیں

وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ج تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ج وَلَا تُطِعْ

اس (اللہ) کا چہرہ (یعنی رضا) اور نہ تجاوز کریں آپ کی آنکھیں ان کی طرف سے، آپ ارادہ کرتے ہیں زینت دنیاوی زندگی کا اور نہ اطاعت کریں

مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

اس کی کہ ہم نے غافل کر دیا اس کے دل کو اپنے ذکر سے اور اس نے پیروی کی اپنے خواہشِ نفس کی اور ہے اس کا معاملہ افراط و تفریط والا ﴿۲۸﴾

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ لا اِنَّاۤ

اور کہہ دیجئے! کہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے، سو جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے۔ یقینا ہم نے

اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا لا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ط وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا

تیار کر رکھی ہے ظالموں کے لئے ایسی آگ، کہ گھیرا ہوا ہے ان کو ان کی قناتوں (لپٹوں) نے اور اگر پانی مانگیں گے تو پلایا جائے گا اُن کو ایسا

بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾

پانی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا، وہ بھون ڈالے گا (ان کے) چہرے، بہت ہی برا ہے وہ مشروب (پینا) اور بُری ہے وہ آرام گاہ ﴿۲۹﴾

﴿۲۴﴾: رسول اللہ ﷺ سے جب اہل مکہ نے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل جواب دوں گا، آپ ﷺ انشاء اللہ کہنا بھول گئے؛ حالاں کہ آپ ﷺ کا انشاء اللہ نہ کہنا سہواً تھا اور بھول کر جو غلطی انسان سے ہو جائے وہ معاف ہے؛ لیکن جو جتنے اونچے مقام کا حامل ہوتا ہے، اس کی پکڑ بھی اسی قدر ہوتی ہے؛ اس لئے اس بھول پر تنبیہ کرنے کے لئے پندرہ دنوں تک آپ ﷺ پر وحی نازل نہیں ہوئی، پھر وہ آیات نازل ہوئیں، جن میں اصحابِ کہف کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے اور تاکید کی گئی کہ جب بھی کوئی وعدہ کریں، انشاء اللہ ضرور کہیں اور اگر بھول جائیں تو جس وقت یاد آئے، اس وقت کہہ دیا جائے۔

﴿۲۵﴾: یعنی اصحاب کہف کے سوئے رہنے کی مدت تین سو نو سال ہے، پھر آگے اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر کہ اللہ زیادہ واقف ہیں، تین سو سال اور اس پر نو کا اضافہ، یہ اس لئے کہ مسیحی حضرات ''شمسی کلینڈر'' سے حساب کرتے تھے اور شریعت محمد ﷺ میں ''ہلالی کلینڈر'' کا اعتبار کیا گیا ہے، تو شمسی کلینڈر کے حساب سے تین سو سال کی مدت ہوئی اور قمری کیلنڈر کے حساب سے نو سال بڑھ گئے؛ گویا دونوں کی طرف اشارہ کر دیا گیا۔

﴿۲۸﴾: قبیلۂ مُضَر کے سردار عُیَیْنہ بن حِصْن اور اَقْرَع بن حَابِس (جو بعد میں ایمان لے آئے تھے) وغیرہ جو معزز لوگ سمجھے جاتے تھے، آپ ﷺ کے پاس آئے، یہاں پہلے سے حضرت سلمان فارسی، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اور کچھ غریب مسلمان موجود تھے جو اُون کے جبے پہنے ہوئے تھے، کپڑے بھی معمولی اور اس پر گرمی کی وجہ سے پسینہ، ان سرداروں نے آپ سے خواہش کی کہ آپ ذرا ان کو یہاں سے ہٹائیے؛ تا کہ بدبو نہ محسوس ہو، تب ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھیں گے، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ان مغرور لوگوں کے کہنے میں نہ آئیے، جو انسان کی عظمت کو اخلاق و کردار سے نہیں، دولت و ثروت سے تولتے ہیں، جن کے دل اللہ کی یاد سے غافل ہیں اور اپنی خواہشات کے غلام ہیں ان غریب مخلص مسلمانوں کو ہرگز نظر انداز نہ کیجئے۔ (قرطبی: ۱۰/۳۹۰)

﴿۲۹﴾: ''مہل'' کا معنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تیل کی تلچھٹ سے، امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے خون اور پیپ سے اور ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے کالے پانی سے کیا ہے اور ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ لوہا، تانبہ وغیرہ کے سیال کو 'مہل' کہا جاتا ہے۔ (قرطبی: ۱۰/۳۹۴)

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ مَنۡ اَحۡسَنَ عَمَلًا ۚ﴿۳۰﴾

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، یقیناً ہم نہیں ضائع کرتے اجر اس شخص کا جس نے اچھا عمل کیا ہو﴿۳۰﴾

اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہِمُ الۡاَنۡہٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا

یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے ہیں باغات ہمیشہ والے، کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں، پہنائے جائیں گے اس میں

مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَہَبٍ وَّیَلۡبَسُوۡنَ ثِیَابًا خُضۡرًا مِّنۡ سُنۡدُسٍ وَّاِسۡتَبۡرَقٍ

سونے کے کنگن اور وہ پہنیں گے لباس سبز رنگ کے جو (بنائے گئے) ہوں گے باریک ریشم اور موٹے ریشم سے،

ع ۹ ۱۶ مُّتَّکِـِٕیۡنَ فِیۡہَا عَلَی الۡاَرَآئِکِ ؕ نِعۡمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتۡ مُرۡتَفَقًا ﴿۳۱﴾ ع

اس حال میں کہ تکیے لگا کر بیٹھیں ہوں گے وہ ان (جنتوں) میں اونچی مسند وں پر، یہ بہترین بدلہ (جنت) ہے اور اعلیٰ درجے کی آرام گاہ ہے﴿۳۱﴾

وَاضۡرِبۡ لَہُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَیۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِہِمَا جَنَّتَیۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ

اورآپ بیان کیجئے اُن کے سامنے ایک مثال دو شخص کی، ہم نے بنائے تھے ان دونوں میں سے ایک کے لئے دو باغ انگوروں کے

وَّحَفَفۡنٰہُمَا بِنَخۡلٍ وَّجَعَلۡنَا بَیۡنَہُمَا زَرۡعًا ﴿ؕ۳۲﴾ کِلۡتَا الۡجَنَّتَیۡنِ اٰتَتۡ اُکُلَہَا

اور ہم نے باڑ لگا دی تھی دونوں کے گرد، کھجوروں کے درختوں کی اور ہم نے کی ان دونوں کے درمیان کھیتی﴿۳۲﴾ دونوں باغوں نے دیا اپنا پھل

وَلَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡہُ شَیۡـًٔا ۙ وَّفَجَّرۡنَا خِلٰلَہُمَا نَہَرًا ﴿ۙ۳۳﴾ وَّکَانَ لَہٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ

اور نہ چھوڑی انہوں نے پیداوار میں سے کچھ بھی اورہم نے جاری کر دی ان دونوں کے درمیان ایک نہر﴿۳۳﴾ اور تھے اس کے لئے پھل، تو اس نے کہا!

لِصَاحِبِہٖ وَہُوَ یُحَاوِرُہٗۤ اَنَا اَکۡثَرُ مِنۡکَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَہٗ

اپنے ساتھی سے جبکہ وہ گفتگو کر رہا تھا اُس سے، میں ہوں تجھ سے مال میں اور باعزت ہوں (تجھ سے) باعتبار جتھے کے﴿۳۴﴾ اور وہ داخل ہوا اپنے باغ میں

وَہُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنۡ تَبِیۡدَ ہٰذِہٖۤ اَبَدًا ﴿ۙ۳۵﴾ وَّمَاۤ اَظُنُّ

جبکہ وہ ظلم کرنے والا تھا اپنے آپ پر، اس نے کہا! نہیں میں گمان کرتا یہ کہ تباہ ہوگا یہ باغ کبھی بھی﴿۳۵﴾ اور نہیں میں گمان کرتا

السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً ۙ وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰی رَبِّیۡ لَاَجِدَنَّ خَیۡرًا مِّنۡہَا مُنۡقَلَبًا ﴿۳۶﴾

قیامت کو، قائم ہونے والی اور اگر کہیں میں لوٹا یا گیا اپنے رب کی طرف، تو میں ضرور پاؤں گا بہتر جگہ، اس سے بھی﴿۳۶﴾

قَالَ لَہٗ صَاحِبُہٗ وَہُوَ یُحَاوِرُہٗۤ اَکَفَرۡتَ بِالَّذِیۡ خَلَقَکَ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ

کہا! اس سے اس کے (مومن) ساتھی نے، جبکہ وہ گفتگو کر رہا تھا اس سے، کیا کفر بکتا ہے تو اُس ذات کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا مٹی سے، پھر

مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ثُمَّ سَوّٰىکَ رَجُلًا ﴿ؕ۳۷﴾ لٰکِنَّا۠ ہُوَ اللّٰہُ رَبِّیۡ وَلَاۤ اُشۡرِکُ بِرَبِّیۡۤ اَحَدًا ﴿۳۸﴾

نطفہ سے پھراس نے ٹھیک اور درست بنایا تجھے مرد؟﴿۳۷﴾ لیکن میں (تو کہتا ہوں) وہی اللہ میرا رب ہے اورنہیں میں شریک ٹھہراتا اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی﴿۳۸﴾

﴿۳۲﴾: اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر: ۳۲ سے ۴۴ تک دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی نعمتوں کے ہمیشہ برقرار رہنے، نیز اللہ کی ناشکری اور شکر گزاری کے نتائج کو سمجھایا ہے اور اس سلسلہ میں نام لئے بغیر ایک واقعہ ذکر کیا ہے، جو دو شخصوں کا ہے، ان میں سے ایک مسلمان ہے اور دوسرا ایمان سے محروم، جو ایمان سے محروم ہے، وہ دولت وعزت کا مالک ہے، وہ غرور میں مبتلا ہے، دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرتا ہے، اپنے غریب دوست کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اللہ کا ناشکرا ہے، دوسرا شخص مسلمان ہے، غریب ہے؛ لیکن اللہ پر توکل رکھتا ہے اور اس کا شکر ادا کرتا ہے، بالآخر اس متکبر دولت مند شخص کی ساری دولت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ختم ہوجاتی ہے اور ہرے بھرے باغات — جن پرا سے ناز تھا — چٹیل میدان سے بدل جاتے ہیں، یہ واقعہ کن لوگوں کا ہے؟ قرآن یا حدیث میں اس سلسلہ میں کوئی صراحت نہیں ہے۔ مفسرین نے بعض نام ذکر کئے ہیں، جو اندازوں پر مبنی ہیں۔ (تفسیر قرطبی: ۱۰/۳۹۹)

حقیقت یہ ہے کہ دونوں مزاج کے لوگ ہر دور میں پائے جاتے رہے ہیں اور پائے جاتے رہیں گے، قرآن کی آیات ان سبھی کے لئے مشعل راہ ہے۔

﴿۳۵﴾: انسان کا اللہ کی نافرمانی دراصل اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے؛ کیوں کہ اس طرح وہ اپنے جسم کو دوزخ کا ایندھن بناتا ہے۔

﴿۳۶﴾: یوں تو موت کے ساتھ ہی اعمال سے انسان کا رشتہ کٹ جاتا ہے؛ لیکن نیکیوں کا اجر آخرت میں باقی رہتا ہے، اسی کو باقی رہ جانے والی نیکیوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ

اور کیوں نہیں جب تو داخل ہوا اپنے باغ میں کہا! تونے جو چاہے اللہ (وہی ہوگا) نہیں کوئی قوت مگر اللہ (کی توفیق) کے ساتھ اگر تو دیکھتا ہے مجھے کہ،

اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۚ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ

میں کمتر ہوں تجھ سے مال میں اور اولاد میں﴿۳۹﴾ تو امید ہے کہ میرا رب عطا کر دے مجھے بہتر تیرے باغ سے

وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۙ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ

اور وہ بھیجے اس (باغ) پر کوئی عذاب آسمان سے، تو وہ ہو کر رہ جائے گا چٹیل میدان پھسلنے لائق﴿۴۰﴾ یا ہو جائے

مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ

اس کا پانی گہرا، تو ہرگز نہ استطاعت رکھے اسے حاصل کرنے کی﴿۴۱﴾ اور گھیر لیا گیا (تباہ کر دیا) اس کا پھل، سو وہ ملتا رہ گیا اپنے ہاتھ

كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ

اس پر جو اس نے خرچ کیا تھا اس میں، جبکہ وہ گرا ہوا تھا اپنے چھپروں پر اور وہ کہنے لگا کاش! میں

لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا

نہ شریک ٹھہراتا اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی﴿۴۲﴾ اور نہ ہوئی اس کے لئے کوئی جماعت، کہ وہ مدد کرتے اس کی، سوائے اللہ کے اور نہ

كَانَ مُنْتَصِرًا ؕ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ ع ۵ ۱۳ ۱۷

ہواوہ (خود) انتقام لینے والا (ہم سے)﴿۴۳﴾ اس وقت (معلوم ہوا) کہ ہرطرح کا اختیارتو اللہ ہی کو ہے برحق، وہی بہتر ہےثواب دینے میں اور بہتر کرنے والا ہے انجام کو﴿۴۴﴾

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ

اور بیان کیجئے! ان کے لئے مثال دنیاوی زندگی کی، اس پانی کے مانند ہے، کہ ہم نے اتارا اسے آسمان سے، پھر مل جل گئی

بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

اس کے ساتھ روئیدگی زمین کی، پھر وہ (روئیدگی) ہو گئی چورا چورا (بھوسا) جسے اڑالے جاتی ہیں اس کو ہوائیں اور ہے اللہ ہر

شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ

چیز پر قادر﴿۴۵﴾ یہ مال اوربیٹے تو زینت ہیں دنیاوی زندگی کی اور باقی رہ جانے والی

الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ

نیکیاں ہی بہتر ہیں آپ کے رب کے یہاں ثواب میں اوربہت بہتر ہیں باعتبار امید کے﴿۴۶﴾ اور جس دن ہم چلائیں گے پہاڑوں کو

وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۚ﴿۴۷﴾

اورآپ دیکھیں گے زمین کو صاف کھلی اورہم اکٹھا کر دیں گے ان کو تو نہ ہم چھوڑیں گے ان میں سے کسی کو بھی﴿۴۷﴾

﴿۳۹﴾: اسی لئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو "مَا شَآءَ اللّٰه' لا قُوَّةَ اِلَّا بِالله" پڑھا کرے اور وہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے دروازہ پر "مَا شَآءَ اللّٰهُ لا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کی تحریر لکھی ہوئی تھی۔ (قرطبی: ۱۰/۴۰۶) یہ شاید اس لئے کہ ہر آنے والا شخص اپنی زبان سے اس کلمہ کو پڑھ لے، نیز ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص گھر سے نکلتے ہوئے "بسم اللّٰه۔ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" پڑھ لے، اس کی حفاظت ہوتی ہے اور شیطان اس سے دور رہتا ہے۔

(ترمذی: کتاب الدعوات، باب ما یقول إذا خرج من بيته، حدیث نمبر: ۳۴۲۶)

وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ ۚ بَلْ

اور وہ پیش کئے جائیں گے آپ کے رب کے سامنے صف درصف، یقیناً (کہا جائے گا کہ) تم آئے ہو ہمارے پاس جس طرح ہم نے تم کو پیدا کیا تھا پہلی بار، بلکہ

زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

تم تو خیال کرتے تھے کہ ہرگز نہیں ہم مقرر کریں گے تمہارے لئے کوئی وعدہ گاہ﴿۴۸﴾ اور رکھ دیا جائے گا اعمال نامہ، سو آپ دیکھیں گے مجرموں کو

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ

کہ ڈر رہے ہوں گے وہ اس سے، جو اس میں ہوگا اور کہیں گے، ہائے ہماری کم بختی کیسی ہے، یہ تحریر کہ نہیں چھوڑی اس نے

صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ

کوئی چھوٹی اور نہ بڑی، (حرکت جو ہم نے کی تھی) مگر اس نے شمار کر رکھا ہے (یعنی درج ہے) اس کو اور وہ پائیں گے اپنے اعمال کو سامنے اور نہیں ظلم کرے گا

ع ۵ ۱۸ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ

آپ کا رب کسی پر بھی﴿۴۹﴾ اور جب ہم نے کہا! فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدمؑ کو، تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے،

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ

وہ تھا جنوں میں سے، چنانچہ اُس نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم کی، تو کیا پھر (بھی) تم بناتے ہو اُسے اور اس کی اولاد کو دوست

مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَاۤ اَشْهَدْتُّهُمْ

میرے سوا، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور بہت ہی برا ہے ظالموں کے لئے یہ بدل﴿۵۰﴾ نہیں میں نے گواہ بنایا تھا انہیں

خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ

آسمانوں کی پیدائش میں اور زمین (کی پیدائش) میں اور نہ ان کی اپنی ہی پیدائش میں اور نہیں میں ہوں ایسا کہ بناؤں گمراہ کرنے والوں کو

عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ

اپنا مددگار﴿۵۱﴾ اور جس دن ارشاد فرمائے گا وہ، کہ پکارو تم میرے شرکا کو، جنہیں تم مانا کرتے تھے، تو وہ انہیں پکاریں گے، سو وہ نہیں

يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْۤا

جواب دیں گے انہیں اور ہم بنادیں گے ان کے درمیان ہلاکت گاہ﴿۵۲﴾ اور دیکھیں گے مجرم لوگ آگ کو تو وہ گمان کریں گے

ع ۱۹ اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا

کہ بیشک وہ اس میں گرنے والے ہیں اور نہیں وہ پائیں گے اس سے پھرنے (یعنی بچنے) کی جگہ﴿۵۳﴾ اور یقیناً ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہے اس

الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾

قرآن میں انسانوں کے لئے ہر طرح کی مثال اور ہے انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو﴿۵۴﴾

﴿۴۸﴾: قیامت کے دن انسان اسی طرح دوبارہ اُٹھایا جائے گا، جس طرح وہ پیدا ہوا تھا، ننگے پاؤں، ننگے بدن، بغیر ختنہ کیا ہوا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مرد وعورت سب اس طرح ہوں گے اور وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! اس دن معاملہ اتنا سخت ہوگا کہ کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کی فرصت نہیں ہوگی۔ (مسلم: کتاب الجنة وصفة نعيمها، حدیث نمبر: ۲۸۵۹)

﴿۴۹﴾: نامۂ اعمال میں انسان کے ہر چھوٹے بڑے عمل کا ریکارڈ موجود ہوگا، انسان کا دماغ چند تولہ کا ہے، اس کا ایک مختصر سا حصہ حافظہ ہے اور اسی میں ساٹھ سال، ستر سال کے تمام واقعات، ہزاروں لوگوں کے نام، بے شمار کتابوں کے مضامین وغیرہ محفوظ ہوتے ہیں تو خالق کائنات کے لئے نامۂ اعمال کو وجود بخشنا کیا مشکل ہے؟ پھر کمپیوٹر کی ایجاد کے بعد اس کا سمجھنا اور بھی آسان ہوگیا، ایک معمولی سی چپ (Chip) میں اربوں کھربوں صفحات، صورتیں اور واقعات محفوظ ہیں۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰی وَیَسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّهُمۡ اِلَّاۤ

اور نہیں منع کیا انسانوں کو (اس سے) کہ وہ ایمان لائیں، جب آ گئی ان کے پاس ہدایت اور وہ مغفرت طلب کریں اپنے رب سے مگر (اس بات نے)

اَنۡ تَاۡتِیَهُمۡ سُنَّةُ الۡاَوَّلِیۡنَ اَوۡ یَاۡتِیَهُمُ الۡعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرۡسِلُ

کہ وہ پیش آئے ان کو وہی کچھ جو آ چکا ہے پہلوں پر یا آئے ان کے پاس عذاب سامنے سے﴿۵۵﴾ اور نہیں ہم بھیجتے

الۡمُرۡسَلِیۡنَ اِلَّا مُبَشِّرِیۡنَ وَمُنۡذِرِیۡنَ ۚ وَیُجَادِلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِالۡبَاطِلِ

رسولوں کو مگر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے (بنا کر ہی) اور جھگڑا کرتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا باطل کے ساتھ، تاکہ باطل کر دیں

لِیُدۡحِضُوۡا بِهِ الۡحَقَّ وَاتَّخَذُوۡۤا اٰیٰتِیۡ وَمَاۤ اُنۡذِرُوۡا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ

اس کے ساتھ حق کو۔ اور انہوں نے بنا لیا میری آیتوں کو اور اس چیز کو (جس سے) کہ وہ ڈرائے گئے تھے ٹھٹھا مذاق﴿۵۶﴾ اور کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے کہ جسے

ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعۡرَضَ عَنۡهَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتۡ یَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا عَلٰی

یاد دلائی جائیں نشانیاں اس کے رب کی اور وہ منہ پھیر لے اُن سے اور بھول جائے اس (انجام) کو جو کچھ کہ آگے بھیجا تھا اس کے دونوں ہاتھوں نے، بیشک ہم نے کر دئے اُن کے

قُلُوۡبِهِمۡ اَکِنَّةً اَنۡ یَّفۡقَهُوۡهُ وَفِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا ؕ وَاِنۡ تَدۡعُهُمۡ اِلَی الۡهُدٰی

دلوں پر غلاف، تاکہ (نہ) سمجھ سکیں یہ قرآن کو اور (پیدا کر دیا ہے) ان کے کانوں میں بہرہ پن اور اب یہ حال ہے کہ اگر تم بلاؤ انہیں ہدایت کی طرف

فَلَنۡ یَّهۡتَدُوۡۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الۡغَفُوۡرُ ذُو الرَّحۡمَةِ ؕ لَوۡ یُؤَاخِذُهُمۡ بِمَا

تو نہ ہدایت پائیں گے یہ اب کبھی﴿۵۷﴾ اور آپ کا رب تو بڑا بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، اگر وہ ان کو پکڑے بسبب ان کے جو (عمل)

کَسَبُوۡا لَعَجَّلَ لَهُمُ الۡعَذَابَ ؕ بَلۡ لَّهُمۡ مَّوۡعِدٌ لَّنۡ یَّجِدُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖ مَوۡئِلًا ﴿۵۸﴾

کمائے، تو یقیناً جلدی لائے گا ان کے لئے عذاب، بلکہ ان کے لئے ایک مقرر وقت ہے، ہرگز نہیں وہ پائیں گے اس کے سوا کوئی جائے پناہ﴿۵۸﴾

وَتِلۡكَ الۡقُرٰۤی اَهۡلَکۡنٰهُمۡ لَمَّا ظَلَمُوۡا وَجَعَلۡنَا لِمَهۡلِکِهِمۡ مَّوۡعِدًا ﴿۵۹﴾ ع وَاِذۡ

اور یہ ہیں وہ بستیاں جنہیں ہم نے ہلاک کیا تھا جب انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے کر دیا، ان کی ہلاکت کے لئے ایک مقرر وقت﴿۵۹﴾ اور جب

قَالَ مُوۡسٰی لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبۡرَحُ حَتّٰۤی اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ اَوۡ اَمۡضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾

کہا موسیٰ نے اپنے جوان (یوشع) سے! کہ نہ ختم کروں گا میں (اپنا سفر) یہاں تک کہ پہنچ جاؤں دو دریاؤں کے سنگم پر، ورنہ چلتا ہی رہوں گا مدت ہائے دراز﴿۶۰﴾

فَلَمَّا بَلَغَا مَجۡمَعَ بَیۡنِهِمَا نَسِیَا حُوۡتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیۡلَهٗ فِی الۡبَحۡرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾

پھر جب پہنچ گئے وہ دونوں ملنے کی جگہ پر، دونوں دریاؤں کے تو وہ دونوں بھول گئے اپنی مچھلی کو، سو بنا لیا اس نے اپنا راستہ سمندر میں سرنگ نما﴿۶۱﴾

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۫ لَقَدۡ لَقِیۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾

پھر جب آگے چلے گئے وہ دونوں تو کہا! (موسیٰ نے) اپنے جوان (یوشع) سے کہ لاؤ ہمارا ناشتہ یقیناً پہنچی ہے ہمیں اس سفر سے بڑی تکلیف﴿۶۲﴾

(۶۰): قرآن مجید میں ایک واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضرؑ کا ذکر کیا گیا ہے۔ آیت نمبر: ۶۰ سے آیت نمبر: ۸۲ تک اسی واقعہ کی تفصیل ہے۔ جسے خود قرآن مجید نے یہ واقعہ خاصی وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور مزید وضاحت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے منقول ہے۔ (بخاری، باب حدیث خضر مع موسیٰ، حدیث نمبر: ۳۴۰۱)

قرآن مجید کے بیان اور بخاری کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے خطاب کر رہے تھے، کسی صاحب نے سوال کیا کہ اس وقت سب سے بڑا عالم کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں ہوں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب اپنی جگہ بالکل درست تھا؛ کیوں کہ نبی اپنے عہد میں سب سے بڑا صاحب علم ہوتا ہے، لیکن تعبیر کے اعتبار سے یہ جواب اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آیا؛ کیوں کہ پیغمبر کے شایانِ شان بات یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے: اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے؛ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ میرا ایک بندہ دو دریاؤں کے سنگم پر ملے گا، اس کا علم تم سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں ان سے کس طرح ملاقات کر سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک مچھلی لے لو، اسے تھیلی میں رکھ کر چلو، جہاں مچھلی گم ہو جائے وہیں ان سے ملاقات ہوگی؛ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تھیلی میں مچھلی رکھی اور اپنے خادم خاص حضرت یُوشَع بن نون علیہ السلام کو ساتھ لیا، چلتے چلتے ایک چٹان پر پہنچے، یہاں دونوں لیٹ گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نیند آ گئی، ادھر ایک عجیب واقعہ یہ ہوا کہ مچھلی میں حرکت ہوئی اور وہ تھیلی سے نکل کر دریا میں چلی گئی اور اس کے جاتے ہوئے دریا میں ایسا راستہ بن گیا کہ گویا پانی کے اندر ایک سرنگ ہو، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے اور دونوں آگے چلے، یہاں تک کہ پوری رات چلتے رہے، جب اگلا دن آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع سے کہا: ذرا کھانا لاؤ؛ کیوں کہ سفر کے اس مرحلے میں مجھے بڑی تکان ہو گئی ہے۔

(ع ۸ ۶ ۲۰)

یوشع نے کہا: آپ کو وہ جگہ یاد ہے جہاں چٹان پر ہم لوگوں نے آرام کیا تھا؟ میں وہیں مچھلی بھول گیا اور مچھلی پانی کے اندر عجیب طریقہ سے سرنگ بناتے ہوئے چلی گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اسی جگہ کی تو ہمیں تلاش تھی؛ چنانچہ پھر اسی راستہ سے اپنے نشانات قدم دیکھتے ہوئے واپس ہوئے، ایک چٹان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایک صاحب کپڑا لپیٹے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا، ان بزرگ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اس سرزمین میں سلام کہاں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا تعارف کرایا کہ میں موسیٰ ہوں، حضرت خضرؑ نے دریافت کیا: بنی اسرائیل والے موسیٰ؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: جی ہاں۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی غرض پیش کی کہ آپ کو جو علم عطا کیا گیا ہے، مجھے بھی اس سے سرفراز فرمائیں، حضرت خضرؑ نے کہا: موسیٰ! میرا اور تمہارا علم ایک دوسرے سے مختلف ہے، جو علم مجھ کو ہے یعنی تکوینی اُمور کا علم، وہ آپ کو نہیں ہے، اور جو علم اللہ کی طرف سے آپ کو حاصل ہے، یعنی شریعت کا علم، وہ مجھے نہیں ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ یہ ٹھیک ہے؛ لیکن کیا میں آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں؟ حضرت خضرؑ نے کہا کہ میں اپنے علم کے تحت جو معاملات انجام دوں گا، وہ آپ کے لئے ناقابل برداشت ہوں گے اور آپ صبر نہیں کر پائیں گے؛ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَاۤ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا

کہا! آپ نے دیکھا (کیا ہوا) جب ہم ٹھہرے تھے اس چٹان کے پاس، اس وقت میں بھول گیا تھا مچھلی کو اور نہیں غافل کیا تھا مجھے مگر

الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا

شیطان نے،اس بات سے کہ میں ذکر کروں اس کا (آپ سے) اور بنالیا تھا اس نے اپنا راستہ سمندر میں، عجیب طریقہ سے ﴿۶۳﴾ (موسیٰؑ نے) کہا! یہی ہے وہ بات جس کی ہمیں

نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَيْنٰهُ

تلاش تھی پھر واپس ہوئے وہ اپنے نقوشِ قدم پر پاؤں رکھتے ہوئے ﴿۶۴﴾ سو پایا انہوں نے ایک بندے کو ہمارے بندوں میں سے، جسے نوازا تھا ہم نے

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ

اپنی رحمتِ خاص سے اور سکھایا تھا ہم نے اسے اپنی طرف سے ایک (خاص) علم ﴿۶۵﴾ کہا! اس (خضرؑ) سے موسیٰؑ نے! کیا میں آپ کی پیروی کر سکتا ہوں

عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾

تاکہ تعلیم دیں آپ مجھے اس کی جو سکھائی گئی ہے آپ کو دانشمندی ﴿۶۶﴾ (اس خضرؑ نے) کہا! یقیناً نہ کر سکیں گے میرے ساتھ رہ کر صبر ﴿۶۷﴾

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

اور کیسے کر سکتے ہیں آپ صبر اس بات پر جس کی نہ ہو آپ کو خبر ﴿۶۸﴾ (موسیٰؑ نے) کہا! ضرور پائیں گے آپ مجھے ''انشاءاللہ''

صَابِرًا وَّلَاۤ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ

صبر کرنے والا اور نہ نافرمانی کروں گا میں آپ کے کسی حکم کی ﴿۶۹﴾ (اس خضرؑ نے) کہا! اگر تم میری پیروی کرنا چاہتے ہو تو مت سوال کرنا کسی چیز کے بارے میں،

حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ ع ۹ ۱۱ ۲۱

یہاں تک کہ میں (خود ہی) کروں تمہارے لئے اس کا ذکر ﴿۷۰﴾ پھر وہ دونوں روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب وہ سوار ہوئے ایک کشتی میں

خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ

(تو) سوراخ کردیا اس میں تو (موسیٰؑ نے) کہا! کیا آپ نے سوراخ کیا ہے اس میں تاکہ ڈبو دیں کشتی والوں کو، یقیناً کی ہے آپ نے بڑی عجیب حرکت ﴿۷۱﴾ (خضرؑ نے) کہا،

اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ

کیا نہیں میں نے کہا تھا تم سے، کہ بیشک تم ہرگز نہیں استطاعت رکھو گے میرے ساتھ صبر کرنے کی ﴿۷۲﴾ (موسیٰؑ نے) کہا! نہ گرفت کیجئے میری اُس پر جو میں بھول گیا

وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ

اور نہ اختیار کیجئے میرے معاملہ میں سختی ﴿۷۳﴾ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب وہ دونوں ملے ایک لڑکے کو تو اس (خضرؑ) نے اسے قتل کردیا

قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

(موسیٰؑ نے) کہا کیا آپ نے قتل کردیا ایک معصوم جان کو بغیر کسی جان کے عوض، یقیناً کی ہے آپ نے بہت ہی بُری حرکت ﴿۷۴﴾

اطمینان دلایا کہ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ حضرت خضرؑ نے کہا کہ اگر آپ کو میرے ساتھ چلنے پر اصرار ہی ہے تو شرط یہ ہے کہ میں جو کچھ بھی کرو، آپ اس کے بارے میں کوئی سوال نہ کریں؛ البتہ میں بعد میں خود ان کی حقیقت آپ کو بتا دوں گا، اسی شرط کے ساتھ سفر شروع ہوا جس کا تذکرہ ترجمہ میں ہے۔

اب حضرت خضرؑ نے ان واقعات کی حقیقت سے پردہ اُٹھایا، آپ نے کہا: میں نے جس کشتی میں شگاف کردیا تھا، اس کے آگے ایک ایسا ظالم بادشاہ تھا، جو زبردستی لوگوں کی کشتیاں لے لیتا تھا؛ اس لئے میں نے اس کو عیب دار کردیا؛ تاکہ اس کی کشتی بچ جائے، غالباً وہ اس طرح کی عیب دار کشتیاں نہیں لیتا ہوگا — جس بچہ کو میں نے قتل کیا اس کے والد نیک اور دین دار آدمی تھے، یہ بچہ بڑا ہوتا تو باپ کے فتنہ کا باعث بنتا اور اسے بے دینی میں مبتلا کر دیتا؛ اس لئے میں نے اسے قتل کردیا کہ اللہ اس کو اس کے بدلہ میں بہترین اولاد عطا فرمادیں — جو دیوار درست کی، وہ دو یتیم بچوں کی تھی، ان کے والد نے اس دیوار کے نیچے کچھ خزانہ محفوظ کر رکھا تھا کہ جب یہ بڑے ہوں گے تو انھیں مل جائے گا — غرض کہ حضرت خضرؑ کا عمل بھی درست تھا اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کا جو تکوینی نظام کارفرما ہے، وہ اسی پر مبنی تھا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ٹوکنا بھی درست تھا؛ کیوں کہ ایک رسول شریعت کا حامل بھی ہوتا ہے اور اس کا پاسبان بھی، تو جب شریعت کے خلاف کوئی بات سامنے آئے تو اس پر ٹوکنا اور روکنا اس کی ذمہ داری ہے۔

بخاری ہی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان کا نام 'خضر' اس لئے تھا کہ وہ جہاں بیٹھتے تھے، وہاں سبزہ اُگ آتا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم یوشع بن نون کا نام بھی قرآن میں نہیں آیا؛ لیکن حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندہ اور ولی تھے یا پیغمبر تھے؟ اس میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت خضرؑ زندہ ہیں یا ان کی وفات ہو چکی؟ یہ بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ ان کی وفات ہو چکی؛ کیوں کہ ہر انسان کو موت سے دوچار ہونا ہے اور اگر وہ رسول اللہ کے نبی بنائے جانے کے وقت زندہ ہوتے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کرنی پڑتی۔

قرآن مجید نے یہ تو بتایا ہے کہ ان دونوں بزرگوں کی ملاقات دو دریاؤں کے سنگم پر ہوئی؛ لیکن یہ سنگم کس مقام پر واقع ہے؟ تاہم ان میں سے دو باتیں قرین قیاس معلوم ہوتی ہیں، ایک خلیج عَقَبہ اور خلیج سُوئز کا مقام اتصال، جس کو ''رأس محمد'' کہتے ہیں اور جو جزیرہ نمائے سینا کے جنوب میں واقع ہے، ڈاکٹر شوقی ابو خلیل نے ''اُطلس القرآن'' میں اسی کو ترجیح دی ہے، دوسرے: خُرطُوم (سوڈان) میں دریائے نیل ابیض اور دریائے نیل ازرق کا سنگم، دونوں میں سے کوئی علاقہ اس لئے قرین قیاس ہے کہ یہ دونوں مصر اور وادی سینا سے قریب واقع ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی داعیانہ جدوجہد کا مرکز مصر اور سینا کا علاقہ رہا ہے۔ واللہ اعلم

﴿۷۳﴾: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت سے خطاء اور نسیان کو معاف کردیا گیا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب طلاق المکرہ، حدیث نمبر: ۲۰۴۳)

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا (٧٥) قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ

(خضرؑ نے) کہا! کیا نہیں کہا تھا میں نے تم سے کہ یقیناً تم نہیں کرسکو گے میرے ساتھ صبر (٧٥) (موسیٰؑ نے) کہا! اگر میں آپ سے سوال کروں

عَنْ شَىْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِىْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّىْ عُذْرًا (٧٦) فَانْطَلَقَا ۫

کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد، تو نہ رکھئے گا مجھے اپنے ساتھ یقیناً مل گیا ہے آپ کو میری طرف سے عذر (٧٦) پھر وہ دونوں چل پڑے

حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا

یہاں تک کہ جب وہ دونوں پہنچے ایک بستی والوں کے پاس، تو انہوں نے کھانا طلب کیا وہاں کے رہنے والوں سے، تو انہوں نے انکار کردیا، انہیں مہمان بنانے سے، انہوں نے پایا

فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا (٧٧)

وہاں ایک دیوار جو گرنے والی تھی، تو اس نے اُسے درست کر دیا۔ (موسیٰؑ نے) کہا! اگر آپ چاہتے تو ضرور لے سکتے تھے اس کام پر اُجرت (٧٧)

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا (٧٨)

(خضرؑ نے) کہا! اب جدائی ہے میرے اور تمہارے درمیان، عنقریب میں بتائے دیتا ہوں تم کو حقیقت ان باتوں کی، کہ نہ کرسکے تم ان پر صبر (٧٨)

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ

رہی وہ کشتی! تو وہ تھی چند مسکینوں کی، وہ کام کیا کرتے تھے سمندر میں، تو میں نے چاہا یہ کہ میں اسے عیب دار کردوں اور (کیونکہ) تھا

وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا (٧٩) وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ

ان کے آگے ایک بادشاہ، وہ لے لیتا تھا ہر کشتی زبردستی (٧٩) اور رہ گیا وہ لڑکا (جسے قتل کر دیا تھا) تو تھے اس کے ماں باپ دونوں مومن،

فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ (٨٠) فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ

سو ہمیں ڈر ہوا کہ تنگ کرے گا انہیں اپنی سرکشی اور کفر سے (٨٠) سو ہم نے چاہا کہ بدلے میں دے اُن کو، ان کا رب جو بہتر ہو اس سے

زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا (٨١) وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ

پاکیزگی (خلاف) میں اور قریب ہو شفقت میں (٨١) اور رہی وہ دیوار! سو تھی وہ دو یتیم لڑکوں کی (اس) شہر میں اور تھا

تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

اس کے نیچے ان دونوں کے لئے خزانہ اور تھا ان دونوں کا باپ نیک، تو چاہا تمہارے رب نے یہ کہ وہ دونوں پہنچیں اپنی جوانی کو اور وہ دونوں نکالیں

كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ

اپنا خزانہ، تیرے رب کی رحمت سے اور نہیں کیا میں نے یہ کام اپنی رائے سے، یہ ہے حقیقت ان باتوں کی کہ نہیں تم نے استطاعت رکھی

عَّلَيْهِ صَبْرًا (٨٢) ۧ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا (٨٣) ۭ ع ١٠ ١٢ ١

ان پر صبر کرنے میں (٨٢) اور وہ (یہودی) آپ سے پوچھتے ہیں ۔ذوالقرنین کے بارے میں، کہہ دیجئے! عنقریب میں پڑھوں گا تم پر ان کا کچھ ذکر (حال) (٨٣)

(٨٣): ذوالقرنین کا واقعہ جو قرآن مجید میں مذکور ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک انصاف پرور اور بلند ہمت بادشاہ تھا، یہ پہلے اپنی فوج کے ساتھ مغرب کی جانب آگے بڑھا اور خشکی کے جس آخری حصہ تک پہنچا جا سکتا تھا، وہاں تک پہنچ گیا، سفر کی آخری منزل ایک ایسی جگہ تھی، جہاں سمندر کا گدلا کیچڑ والا پانی تھا اور سورج ڈوبتے وقت یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا اسی کیچڑ میں سورج ڈوب رہا ہے، وہاں اس نے ایک ایسی قوم کو پایا، جو مسلمان نہیں تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا کہ وہ چاہیں تو ان کے ساتھ بہتر سلوک کرے اور بہتر سلوک میں ایمان کی دعوت دینا بھی شامل ہے، یا ان کو سزا دے، اللہ تعالیٰ کا یہ حکم دینا یا تو کسی نبی کے واسطہ سے ہوا ہوگا یا اللہ نے ان کے دل میں القاء کیا ہوگا، ذوالقرنین نے وہ رویہ اختیار کیا، جو ایک انصاف پرور بادشاہ کا ہوسکتا تھا کہ بہتر عمل کرنے والوں کے ساتھ بہتر سلوک اور خراب عمل کرنے والوں کے ساتھ اسی کے مناسب سلوک مغرب کی یہ مہم سر کرنے کے بعد انھوں نے مشرق کی طرف رخ کیا، کامیابی ان کے قدم چومتی گئی، یہاں تک کہ وہ مشرق کی جانب بھی ایسی جگہ پہنچ گئے، جس کے آگے کوئی آبادی نہیں تھی، پھر اس کے بعد انھوں نے تیسری مہم شروع کی، جو علماء تفسیر اور اہل تاریخ کے بیان کے مطابق شمال کی جانب تھی، یہاں وہ ایک ایسی قوم تک پہنچے، جو اپنی زبان کے سوا کوئی اور زبان سمجھنے سے قاصر تھے، اس آبادی کے بعد فاصلہ سے دو پہاڑ تھے اور ان پہاڑوں کے پیچھے 'یاجوج ماجوج' نامی قوم تھی، یہاں کے لوگوں نے ذوالقرنین سے درخواست کی کہ اگر آپ ہمارے اور یاجوج ماجوج کے درمیان کوئی رکاوٹ کھڑی کر دیں تو بڑا احسان ہوگا اور اس سلسلہ میں ہم اخراجات بھی ادا کریں گے؛ کیوں کہ یاجوج ماجوج بڑا افساد مچاتے ہیں؛ چنانچہ ذوالقرنین نے ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کے درمیان کے خلا کو لوہے کی چادروں سے پاٹ دیا اور مزید مضبوط کرنے کے لئے اس پر لوہا پگھلا کر ڈال دیا، اس طرح یہ لوگ اِس غارت گری سے محفوظ ہو گئے، اس دیوار کی مضبوطی اور بلندی کو دیکھتے ہوئے ذوالقرنین نے کہا اب یاجوج ماجوج نہ اس پر چڑھ پائیں گے نہ اس میں سوراخ کر سکیں گے؛ البتہ جب اللہ کا حکم ہوگا تو یہ مضبوط دیوار بھی ریزہ ریزہ ہوجائے گی۔

مغرب کے بارے میں اہل تحقیق کی رائے یہ ہے کہ اس زمانہ میں مغرب میں دو بڑی حکومتیں واقع تھیں، ایک ''میڈیا'' دوسری ''ریڈیا'' ذوالقرنین جن کا نام ''خورس'' بتایا جاتا ہے، انھوں نے ایک بغاوت کو انجام دینے کے لئے ''میڈیا'' پر حملہ کردیا اور اس کے دارالحکومت ''سارڈیس'' کو فتح کرتے ہوئے مغربی ساحل پر پہنچ گئے، جس ساحل کا پانی بہت گدلا رہتا ہے اور سورج کے ڈوبنے کا منظر ایسا ہوتا ہے کہ گویا اسی گدلے پانی میں سورج ڈوب رہا ہے۔ مشرق سے مُراد ایران کے مشرق کا علاقہ ہے، جہاں اس زمانہ میں بعض وحشی اور خانہ بدوش قبائل تھے، جو عام طور پر مکانات نہیں بناتے ہیں، غالباً اسی لئے فرمایا گیا کہ اس قوم پر اس حال میں سورج نکلتا تھا کہ ان کے آگے کوئی آڑ نہیں تھی، یعنی دھوپ کو روکنے والی کوئی چیز نہیں تھی۔

اس کی تیسری مہم ایران سے شمال کی جانب پیش آئی، جس میں وہ ''بحر کاسپین'' (خرر) کو داہنے جانب چھوڑتے ہوئے 'کاکیشیا' کے پہاڑی علاقہ تک پہنچ گئے، جہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک درّہ

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا

بلاشبہ ہم نے قدرت دی تھی اسے زمین میں اور ہم نے اسے دیا تھا ہر قسم کے اسباب و وسائل ﴿۸۴﴾ چنانچہ اُس نے مہیا کیا (ایک سفر کا) سامان ﴿۸۵﴾ یہاں تک کہ جب

بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۬ قُلْنَا

وہ پہنچا غروب آفتاب (کی جگہ) تک، تو اُس نے پایا اسے کہ وہ غروب ہو رہا ہے سیاہ کیچڑ والے ایک چشمے میں اور اس نے پائی اس (چشمے) کے نزدیک ایک قوم۔ ہم نے کہا!

يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ

اے ذوالقرنین۔ اگر چاہو تو سزا دو تم انہیں اور اگر چاہو تو اختیار کر لو ان کے بارے میں اچھا رویہ ﴿۸۶﴾ (اس نے) کہا اچھا! جو ظلم کرے گا ان میں سے

فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

توضرور ہم سزا دیں گے اسے، پھر وہ لوٹا یا جائے گا اپنے رب کی طرف، تو وہ اسے سخت عذاب دے گا ﴿۸۷﴾ اور جو شخص ایمان لا یا اور اس نے عمل کیے

صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾

نیک، تو اس کے لئے ہے بدلہ اچھا اور عنقریب ہم کہیں گے اسے اپنے کام سے آسانی والا ﴿۸۸﴾ پھر وہ پیچھے لگا ایک اور راہ کے ﴿۸۹﴾

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا

یہاں تک کہ جب وہ پہنچا، طلوع آفتاب کے مقام پر تو اس نے اسے پایا، کہ وہ طلوع ہو رہا ہے ایسی قوم، پر کہ نہیں بنایا ہم نے ان کے لئے اس (سورج) سے کوئی

سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰٓى اِذَا

اوٹ (پردہ) ﴿۹۰﴾ اسی طرح تھا اور یقیناً ہم نے احاطہ کر لیا تھا اس کا، جو کچھ اس (ذوالقرنین) کے پاس تھا باعتبار علم کے ﴿۹۱﴾ پھر وہ پیچھے لگا ایک اور راہ کے ﴿۹۲﴾ یہاں تک کہ جب

بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا

پہنچا درمیان دو دیواروں (پہاڑوں) کے، تو اس نے پایا ان دونوں کے اُس طرف ایک قوم، جو نہیں لگتی تھی (وہ قوم) کہ سمجھتے ہیں کوئی بات ﴿۹۳﴾ انہوں نے کہا!

يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا

اے ذوالقرنین، بیشک یاجوج اور ماجوج فساد مچاتے ہیں زمین میں، تو کیا مہیا کریں ہم تمہارے لئے کچھ محصول (مال)

عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ

اس غرض سے کہ تو بنا دے ہمارے درمیان اور اُن کے درمیان ایک دیوار (باندھ) ﴿۹۴﴾ (اس نے) کہا! جو کچھ عطا کر رکھا ہے مجھے اس سلسلہ میں میرے رب نے وہ بہتر ہے، البتہ تم میری مدد کرو

بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى

قوت کے ساتھ، میں بنا دوں گا تمہارے درمیان اور ان کے درمیان ایک مضبوط بند ﴿۹۵﴾ تم مجھے لا دو ٹکڑے (تختے) لوہے کے۔ یہاں تک کہ جب (پاٹ کر) برابر کر دیا اُس نے اس خلا کو، جو

بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ ؕ

دو پہاڑوں کے درمیان تھی۔ تو (اس نے) کہا! دھونکو (پھونکو) تم یہاں تک کہ جب اس نے بنا دیا اسے آگ (کا انگارہ) تو کہا! لاؤ! میرے پاس، میں اُنڈیل دوں اس کے اوپر پگھلا ہوا تانبا ﴿۹۶﴾

ہے، اس کے آگے یاجوج ماجوج تھے، یہیں انھوں نے وہ دیوار تعمیر کی، جس کو 'سَدَّ ذوالقرنین' کہا جاتا ہے۔ مفسرین کے درمیان اس سلسلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے، بعض لوگوں نے خود 'دیوار چین' بھی مراد لی ہے؛ لیکن قرآن مجید کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوار ایک پہاڑ سے شروع ہو کر دوسرے پہاڑ پر ختم ہوتی ہے اور اس کی تعمیر میں لوہے اور تانبے کا استعمال کیا گیا ہے، اس لحاظ سے اہل تحقیق کے نزدیک جس کا سد ذوالقرنین ہونا سب سے زیادہ قرین قیاس ہے، وہ دیوار ''قفقاز'' (Cafcus) کے علاقہ داغستان میں ''دربند'' اور ''داریال'' کے درمیان واقع ہے، جو ۲۹ رفٹ اونچی، ۱۰ رفٹ چوڑی اور پچاس میل لمبی ہے۔

ذوالقرنین کس بادشاہ کا لقب ہے، تاریخی قرائن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے وہ ایرانی بادشاہ مراد ہے، جس کو عربی میں ''خوروس'' اور فارسی میں ''فوروش کبیر'' کہا جاتا ہے اور انگریزی میں اس کا تلفظ "Cyrus" (سائرس) سے کیا جاتا ہے، اس کا دو عروج ۵۴۹ قبل مسیح سے شروع ہوتا ہے، اسی نے یہودیوں پر بخت نصر کے مظالم کے بعد یہودیوں کو دوبارہ بیت المقدس میں آباد کیا تھا۔

یاجوج ماجوج کے سلسلہ میں جو عجیب و غریب قسم کی باتیں منقول ہیں، نہ قرآن میں اس کا ذکر ہے نہ معتبر احادیث میں، یہ غیر معتبر اسرائیلی روایات ہیں جو کعب احبار سے منقول ہیں، یہ یہودی تھے جنھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا، وہ یہودی مذہبی مأخذ میں نقل کئے گئے واقعات کو بھی سنایا کرتے تھے۔

محققین کا خیال ہے کہ وسط ایشیاء کی جو قومیں ہیں، وہ حضرت نوح علیہ السلام کے صاحبزادے سام بن نوح کی اولاد ہیں، اور شمال مشرقی ایشیاء میں جو لوگ آباد ہیں، وہ 'یافث بن نوح' کی اولاد ہیں، ان ہی میں ایک نسل ''سیتھین'' کہلاتی تھی، جو جنگلی اور غیر مہذب لوگ تھے اور لوٹ مار کرتے تھے، ان ہی میں ایک یاجوج اور ماجوج ہیں، جن کو یورپی زبان میں ''گاگ'' (Gog) اور ''مائی گاگ'' (May Gog) کہتے ہیں۔ چین، منگولیا اور روس وغیرہ کی آبادی دراصل اسی نسل سے تعلق رکھتی ہے۔ حدیث سے کہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ الگ قسم کی مخلوق ہیں یا الگ شکل وصورت کے انسان ہیں، جن روایتوں میں یہ بات آئی ہے کہ وہ دیوار کھودتے رہتے ہیں اور پھر دیوار برابر ہو جاتی ہے، قیامت کے قریب وہ دیوار میں سوراخ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور پھر زمین میں اس طرح اُبل پڑیں گے کہ پوری زمین کا پانی پی جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ اہل فن اور اصحابِ تحقیق کے نزدیک اکثر غیر معتبر مانتے ہیں۔

علامات قیامت میں پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا اور دجال کا عظیم فتنہ ظاہر ہوگا، آخر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مارا جائے گا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر کوہ طور پر چلے جائیں گے، اس کے بعد یاجوج ماجوج نکلیں گے، جو اپنے شر وفساد کے ذریعہ پوری دنیا پر چھا جائیں گے، اس کے کچھ وقفہ کے بعد صور پھونکا جائے گا اور دنیا ختم کر دی جائے گی، اس سے مراد یہی سمجھ میں آتی ہے کہ قرب قیامت میں مشرق کے اس علاقہ کے کچھ وحشی قبائل اُٹھیں گے اور وسط ایشیاء تک کے علاقوں کو تباہ وتاراج کر دیں گے؛ لیکن بہر حال یہ واقعہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے اُتارے جانے کے بعد پیش آئے گا اور قیامت کے بالکل قریب ہوگا۔ ﴿۸۶﴾: احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین ایک صالح بادشاہ تھے نبی نہیں تھے۔

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ

سو نہ تو وہ استطاعت رکھیں گے، یہ کہ وہ اس پر چڑھ جائیں اور نہ وہ استطاعت رکھیں گے کہ اس میں نقب (سوراخ) کردیں ﴿٩٧﴾ (اس ذوالقرنین نے) کہا! یہ رحمت ہے میرے رب کی،

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿٩٨﴾ ۭ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ

پھر جب آجائے گا وعدہ میرے رب کا، تو وہ اسے کر دے گا ریزہ ریزہ اور ہے وعدہ میرے رب کا برحق ﴿٩٨﴾ اور ہم چھوڑیں گے ان کے بعض کو،

يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ ۙ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ

اس دن وہ گھس جائیں گے بعض میں (یعنی گتھم گتھا ہوں گے) اور پھونکا جائے گا صور میں، پھر ہم ان سب کو جمع کریں گے ایک ساتھ ﴿٩٩﴾ اور سامنے لائیں گے ہم جہنم کو

يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ ۙ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا

اُس دن کافروں کے رُوبرو ﴿١٠٠﴾ وہ جو تھا اُن کی آنکھوں پر پردہ، میری نصیحت کی طرف سے اور تھے وہ ایسے کہ

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ ۧ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ

ع ١١ / ١٩ / ٢

نہ طاقت رکھتے تھے کچھ سننے کی ﴿١٠١﴾ کیا پھر گمان کیا ہے، اُن لوگوں نے، جنہوں نے کفر کیا، یہ کہ وہ ٹھہرائیں میرے بندوں کو میرے علاوہ

اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ

کارساز، یقیناً ہم نے تیار کیا ہے جہنم کو کافروں کے لئے بطور مہمانی ﴿١٠٢﴾ کہہ دیجئے! کیا ہم تمہیں خبر دیں، خسارہ پانے والوں کی

اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ ۭ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ

اعمال کے لحاظ سے ﴿١٠٣﴾ وہ لوگ کہ ضائع ہو گئی ان کی کوشش دنیاوی زندگی میں، جبکہ وہ گمان کرتے ہیں کہ بیشک وہ اچھے کر رہے ہیں

صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا

کام ﴿١٠٤﴾ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیات کا اور اس کی ملاقات کا، تو برباد ہو گئے ان کے عمل، سو نہیں

نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا

ہم قائم کریں گے ان کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن ﴿١٠٥﴾ یہ ہے بدلہ ان کا یعنی جہنم، بسبب اس کے، کہ انہوں نے کفر کیا اور اڑایا تھا انہوں نے

اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ

میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق ﴿١٠٦﴾ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، ہونگے ان کے لئے باغات

الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ

فردوس کے، بطور مہمانی کے ﴿١٠٧﴾ ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں اور نہ چاہیں گے اس سے جگہ بدلنا ﴿١٠٨﴾ کہہ دیجئے! اگر ہو جائے سمندر (کا پانی)

مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾

روشنائی میرے رب کی باتوں (کو لکھنے) کے لئے! تو یقیناً ختم ہو جائے گا سمندر اس سے پہلے کہ ختم ہوں باتیں میرے رب کی اور اگرچہ ہم لے آئیں اس کی مثل بطور مدد (روشنائی) ﴿١٠٩﴾

﴿١٠٩﴾: سمندر سے سارے سمندر مراد ہیں؛ کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کے مقابلہ میں یہ سب مل کر بھی ناکافی ہیں۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں: ایک یہ کہ جو شخص ایمان سے محروم ہو، اگر وہ دنیا میں انسانی خدمات اور اخلاقی خدمت اور اخلاقی مروت کے اعتبار سے کچھ اچھے کام کر جائے، تب بھی آخرت میں ان کے اس اعمال پر کوئی اجر نہیں ملے گا، دوسرے: جو لوگ ایمان ہی سے محروم ہیں، قیامت میں ان کے اعمال تولے نہیں جائیں گے؛ کیوں کہ ان کا دوزخی ہونا متعین ہے، جن اہل ایمان کی نیکیاں بھی ہوں اور برائیاں بھی، ان کے لئے ترازو قائم کی جائے گی؛ تاکہ ان کو دکھا دیا جائے کہ ان کی نیکیاں زیادہ ہیں یا برائیاں؟ اس کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ہم ایمان نہ لانے والوں کے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کو کوئی وزن نہیں دیں گے اور اللہ کی نظر میں ان کی کوئی وقعت نہیں ہوگی۔ (مفاتیح الغیب: ١٠/ ٣٨٧)

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ

کہہ دیجئے! یقیناً میں تو ایک بشر (انسان) ہوں تمہاری ہی طرح، وحی کی جاتی ہے میری طرف، بلاشبہ تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے، سو جو شخص کہ وہ امید رکھتا ہو

يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾

اپنے رب سے ملاقات کی، تو اسے چاہئے کہ وہ عمل کرے صالح (اچھے) اور نہ وہ شریک ٹھہرائے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی﴿١١٠﴾

آیاتہا ٩٨ (١٩) سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ (٤٤) رکوعاتہا ٦

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

كٓهيعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ

کاف۔ہا۔یا۔عین۔صاد﴿١﴾ ذکر ہے آپ کے رب کی رحمت کا (جو اُس نے کی) اپنے بندے زکریا پر﴿٢﴾ جب اُس نے پکارا تھا اپنے رب کو چپکے چپکے﴿٣﴾ (اس زکریا نے) کہا! اے میرے رب!

إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَإِنِّي

بیشک گھل گئی ہیں ہڈیاں میری اور بھڑک اٹھا ہے میرا سر بڑھاپے (کی سفیدی) سے اور نہیں ہوا میں تجھے پکار کر اے میرے رب محروم﴿٤﴾ اور بیشک میں

خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَرِثُنِي

ڈرتا ہوں اپنے وارثوں (بھائیوں) سے اپنے پیچھے اور ہے میری بیوی بانجھ، سو تو عطا کر مجھے اپنے پاس سے ایک وارث (بیٹا)﴿٥﴾ (کہ) وہ وارث ہو میرا

وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ

اور میراث پائے آل یعقوب سے اور تو بنا اسے اے میرے رب پسندیدہ انسان﴿٦﴾ اے زکریا! یقیناً ہم بشارت دیتے ہیں تمہیں ایک لڑکے کی، کہ اس کا نام یحییٰ ہوگا،

لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ

نہیں بنایا ہم نے اس کا اس سے پہلے کوئی ہمنام﴿٧﴾ عرض کیا! اے میرے رب کیسے ہوگا میرے لئے لڑکا؟ جبکہ ہے میری بیوی بانجھ اور البتہ

بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذَٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِن قَبْلُ

میں پہنچ چکا ہوں بڑھاپے کی آخری حد کو﴿٨﴾ ارشاد ہوا! ایسا ہی ہوگا، کہا تیرے رب نے یہ مجھ پر آسان ہے۔ آخر میں نے ہی تجھے پیدا کیا اس سے پہلے

وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۚ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ

جبکہ نہیں تھا تو کچھ بھی﴿٩﴾ (زکریا نے) کہا! اے میرے رب ٹھہرادے میرے لئے کوئی نشانی، (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تیرے لئے نشانی ہے یہ کہ نہ بات کرسکے گا تو لوگوں سے تین

لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَن سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿١١﴾

رات (دن مسلسل) صحت مند ہونے کے باوجود﴿١٠﴾ چنانچہ نکل کر آئے وہ اپنی قوم کے پاس حجرہ سے اور اشارہ سے کہا! کہ تم تسبیح بیان کرتے رہو (اللہ کی) صبح وشام﴿١١﴾

تفسیر سورۂ مریم

نام: اس کا نام آیت نمبر (١٦) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا سے ماخوذ ہے۔ صاحب ''فتح البیان'' لکھتے ہیں کہ پورے قرآن میں مریم علیہا السلام کے علاوہ کسی دوسری عورت کا نام نہیں آیا ہے۔ ان کا نام قرآن میں تیس بار دہرایا گیا ہے۔

زمانۂ نزول: یہ سورت مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کے ہجرت حبشہ سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب ''السیرۃ'' میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور امام احمد بن حنبل نے مسند میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب مہاجرین حبشہ میں نجاشی کے سامنے پیش ہوئے اور اس نے حضرت جعفر بن ابی طالب سے قرآن کا کوئی حصہ سنانے کو کہا تو انہوں نے اسی سورت کی ابتدائی آیتوں کی قرأت کی تھی جن سے متأثر ہوکر نجاشی اتنا رویا تھا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی تھی۔ اور اس کے دربار کے دوسرے علمائے نصاریٰ بھی رونے لگے تھے، اور نجاشی نے کہا تھا کہ یہ کلام اور عیسیٰ علیہ السلام جو کلام لے کر آئے تھے، دونوں ایک ہی مصدر سے آئے ہیں۔

(١): یہ حروف مقطعات ہیں، ان کا معنی اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

(٢): اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر اپنے فضل وکرم کا ذکر کیا ہے۔

(٧): اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی اور کہا، اے زکریا! ہم آپ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔

(٩): اس میں حیرت کی آپ کے لئے کوئی بات بھی نہیں ہونی چاہئے، میں تو خود آپ کو اس سے پہلے ایک نطفۂ حقیر کے ذریعہ عدم سے وجود میں لا چکا ہوں۔ ماں اور باپ کے ذریعہ پیدا کرنا تو زیادہ آسان ہے۔

(١١): زکریا علیہ السلام نے کہا، میرے رب! مجھے کوئی نشانی بتادے تا کہ جان سکوں کہ واقعی حمل قرار دیا گیا ہے اور میرے دل کو مزید اطمینان حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کے لئے نشانی یہ ہوگی کہ زبان وجسم کے بالکل صحیح سالم ہونے کے باوجود تین دن اور تین رات کسی سے بات نہ کرسکیں گے۔ یہاں تک کہ تین رات کا ذکر آیا ہے اور سورۂ آل عمران آیت (٤١) میں تین دن کا۔ اس لئے مراد تین دن اور تین رات ہے، جب زکریا علیہ السلام کی آواز بلند ہوگئی تو محراب سے نکل کر فوراً اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے اشارہ کی زبان میں کہا کہ تم لوگ صبح وشام اللہ کی تسبیح وتحمید میں مشغول ہوجاؤ۔ یہاں ''أوحى'' کا معنی ''اشارہ'' کیا ہے، جیسا کہ سورۂ آل عمران میں ''رمزا'' کا لفظ آیا ہے، جس کا معنی اشارہ کرنا ہوتا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ انہوں نے زمین پر لکھ کر لوگوں سے بات کی تھی۔ عربی زبان میں ''وحي'' ''لکھنے'' کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ۙ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا

(جب لڑکا ہوا تو فرمایا) اے یحیٰی! تم پکڑو کتاب کو قوت کے ساتھ اور ہم نے اسے دیا حکم (دانائی) بچپن میں ہی⑫ اور نرم دلی عطا کی تھی اپنی طرف سے

وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ۙ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ

اور پاکیزگی بھی اور تھا وہ نہایت پرہیزگار⑬ اور نیکی کرنے والا اپنے والدین کے ساتھ اور نہ تھا وہ سرکش، نافرمان⑭ اور سلام ہو

عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾ۧ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

اس (یحیٰیؑ) پر، جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن وہ اٹھایا جائے گا زندہ کرکے⑮ اور ذکر کیجئے کتاب میں

ع ١٥/٤

مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ۙ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ

مریمؑ کا جب کنارہ کش ہو کر وہ اپنے گھر والوں سے (معتکف) ہو گئی مشرقی گوشہ میں⑯ پھر اس (مریمؑ) نے بنا لیا ان کے آگے سے

حِجَابًا ڞ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ

ایک پردہ، تو ہم نے بھیجا اس کی طرف اپنا فرشتہ اور نمودار ہوا وہ بن کر اس کے سامنے ایک پورا آدمی⑰ اس (مریمؑ) نے کہا! بیشک میں پناہ لیتی ہوں

بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ڰ لِاَهَبَ لَكِ

رحمٰن کی تجھ سے، اگر ہے تو ڈرنے والا⑱ اس نے کہا! یقیناً میں بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا، تاکہ عطا کروں تجھے

غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ

ایک پاکیزہ لڑکا⑲ (مریمؑ نے) کہا! کیسے ہوگا مجھے لڑکا جبکہ نہیں چھوا مجھے کسی بشر (آدمی) نے اور نہ ہوں میں

بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ

بدکار⑳ (اس فرشتے نے) کہا! ایسا ہی ہوگا، فرمایا تمہارے رب نے، ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور تاکہ ہم اسے بنائیں ایک نشانی انسانوں کے لئے۔

وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾

اور رحمت اپنی طرف سے اور ہے یہ معاملہ طے شدہ㉑ سو حاملہ ہو گئیں (مریمؑ) اس سے، پھر وہ الگ ہو گئیں اسی حالت میں ایک دُور دراز جگہ㉒

فَاَجَاۗءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا

پھر لے آیا اُسے درد زہ، ایک کھجور کے تنے کی طرف تو اس نے کہا کاش میں مر جاتی اس سے پہلے ہی

وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ

اور ہو جاتی بھولی بسری㉓ تو پکارا اسے (فرشتے نے) نچلی جانب سے، کہ غم نہ کرو یقیناً (جاری) کر دیا ہے تمہارے رب نے

تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ۡ

تمہارے نیچے ایک چشمہ㉔ اور تم ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو، تو وہ گرائے گا تجھ پر تازہ پکی ہوئی (عمدہ) کھجوریں㉕

⑫: حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر وہ لڑکا پیدا ہو گیا، اس کا نام خود اللہ تعالیٰ نے یحیٰی رکھا۔ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کی شفقت و رحمت ہمیشہ ان کے شامل حال تھی۔ وہ گناہوں سے یکسر پاک، اور ایسے نیک تھے کہ گناہ کا کبھی سوچا ہی نہیں، اور اپنے ماں باپ کے مطیع و فرمانبردار تھے۔

⑯-⑲: مریم بنت عمران داؤد علیہ السلام کی نسل سے بنی اسرائیل کے ایک دیندار اور شریف گھرانے کی لڑکی تھیں۔ ان کی ولادت کا قصہ سورۂ آل عمران میں گذر چکا ہے۔ پیدا ہونے کے بعد انہوں نے اپنے خالو زکریا علیہ السلام کے گھر میں پرورش پائی، اور ہوش سنبھالنے کے بعد بہت بڑی زاہدہ، عابدہ اور شب زندہ دار بن گئیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے بطن سے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا، تو مسجد اقصیٰ سے ذرا ہٹ کر مشرق کی جانب چلی گئیں۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ وہاں لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو کر گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر عبادت کے لئے گئی تھیں۔

جب مریم علیہا السلام نے دیکھا کہ ایک اچھا خاصا آدمی تو کہنے لگیں کہ اے آدمی! اگر تجھے اللہ کا خوف ہے تو میں بے حد رحم کرنے والے اللہ کے ذریعہ تجھ سے پناہ مانگتی ہوں تو میرے قریب نہ آ۔ جبرئیل علیہ السلام فوراً ان کے دل سے خوف دور کرنے اور حقیقتِ حال بیان کرنے کے لئے کہا، میں تمہارے اُسی رب کا پیغمبر ہوں جس کے ذریعہ تم نے پناہ مانگی ہے، مجھے اسی نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تمہارے گریبان میں پھونک مار کر اللہ کی جانب سے بطور عطیہ ایک لڑکا دیئے جانے کا سبب بنوں جو گناہوں سے پاک ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ التحریم آیت (١٢) میں فرمایا ہے:۔

㉑: حضرت مریم علیہا السلام کو اس خبر سے بہت زیادہ تعجب ہوا، کہنے لگیں کہ لڑکا کیسے ہوگا، نہ میرا کوئی شوہر ہے اور نہ ہی میں کوئی بدکار عورت ہوں؟! جبرئیل علیہ السلام نے کہا، ہاں، ایسا ہی ہوگا۔ اس نے آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور حوا کو صرف مرد سے پیدا کیا اور باقی ذریّتِ آدم کو ماں باپ کے ذریعہ پیدا کیا، سوائے عیسیٰؑ کے جنہیں اللہ نے بغیر باپ کے پیدا کیا۔

㉓: مریم علیہا السلام کے حمل کی مدت کے بارے میں کئی اقوال آئے ہیں: ایک قول یہ ہے کہ حمل اور وضعِ حمل کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں تھا، لیکن جمہور کا قول یہ ہے کہ مدت حمل نو ماہ تھی۔ بہرحال حمل کی مدت جو بھی ہو ظہورِ حمل کے بعد جب لوگوں کی چہ میگوئیوں کا انہیں ڈر ہوا تو بیت المقدس اور اپنی قوم سے دور بیت لحم نام کی بستی چلی گئیں جو بیت المقدس سے صرف آٹھ میل دور تھی جہاں وہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئیں، تاکہ ان کے طعنوں سے بچی رہیں۔ بالآخر ولادت کا وقت قریب آ گیا اور درد کی شدت بڑھ گئی تو ایک کھجور کے درخت کے پاس چلی گئیں تاکہ ولادت کے وقت اس کا سہارا لے سکیں۔

㉕: اور غم نہ کرو اور جب تم کسی آدمی کو دیکھو جو تم سے بچے کے بارے میں سوال کرے تو اشارہ کی زبان میں کہہ دو کہ میں نے اللہ کے لئے خاموش رہنے کی نذر مانی ہے۔ آج میں کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ انہیں یہ حکم اس لئے دیا گیا تاکہ نادانوں سے بات کرنے کی انہیں نوبت نہ آئے اور عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو ہی ان کی براءت و پاکدامنی کی دلیل قاطع بن کر سب کو خاموش کر دے۔

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ۙ فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ

سو تم کھاؤ اور پیو اور ٹھنڈی کرو اپنی آنکھیں، پھر اگر تم دیکھو آدمیوں میں سے کسی کو تو (اشارے سے) کہہ دو! کہ بیشک میں نے نذر مانی ہے

لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا

رحمٰن کے لئے (چپ کے) روزے کی، سو ہرگز نہیں بات کروں گی میں آج کسی شخص سے ۲۶ پھر لائی وہ اس (بچہ) کو اپنی قوم کے پاس گود میں اٹھائے ہوئے، وہ کہنے لگے!

يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا

اے مریمؑ! یقیناً تم نے کیا ہے کام بہت بُرا ۲۷ اے ہارون کی بہن! نہ تھا تمہارا باپ بُرا آدمی اور نہ تھی

كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ

تمہاری ماں بدکار ۲۸ پس اشارہ کیا اُس (مریمؑ) نے اس (بچے) کی طرف، انہوں نے کہا! کیسے ہم بات کریں اس سے جو ہے گود میں

صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا

ایک چھوٹا سا بچہ ۲۹ (اُس وقت وہ بچہ) بولا بیشک میں بندہ ہوں اللہ کا، عطا کی ہے اُس نے مجھے کتاب اور بنایا ہے مجھے نبی ۳۰ اور اُس نے مجھے بنایا ہے بابرکت،

أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ

جہاں بھی میں ہوں اور اُس نے مجھے وصیت کی نماز کی اور زکوٰۃ کی، جب تک میں رہوں زندہ ۳۱ اور (مجھے بنایا) نیکی کرنے والا اپنی والدہ کے ساتھ اور نہیں

يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ

بنایا اُس نے مجھے سرکش، بدبخت ۳۲ اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا کیا گیا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں اٹھایا جاؤں گا

حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلَّهِ

زندہ کر کے ۳۳ یہ ہیں عیسیٰؑ بن مریم (اور یہ ہے وہ) سچی بات، جس کے بارے میں جھگڑتے ہیں یہ لوگ ۳۴ نہیں ہے اللہ کی شایانِ شان!

أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٣٥﴾

کہ بنائے کسی کو بیٹا، پاک ہے اس کی ذات، جب فیصلہ کر لیتا ہے کسی کام کا تو بس حکم دیتا ہے، اُسے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے ۳۵

وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ

اور بیشک اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب، سو اُسی کی عبادت کرو یہی ہے راہ سیدھی ۳۶ اس کے باوجود اختلاف کیا ان گروہوں (نصاریٰ کے فرقے) نے

مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٣٧﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ

آپس میں، سو بڑی تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے انکار کیا۔ بڑے دن کی حاضری سے ۳۷ خوب سن رہے ہوں گے وہ

وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا ۖ لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٣٨﴾

اور خوب دیکھ رہے ہوں گے۔ اس دن جب یہ حاضر ہوں گے ہمارے سامنے، لیکن وہ ظالم آج کھلی گمراہی میں پڑے ہیں ۳۸

۲۷ ۲۸ : حضرت مریم علیہا السلام اپنے بچے عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں اُٹھائے اپنی قوم کے پاس آئیں۔ لوگوں نے کہا، اے مریم! تو نے بہت برا کیا ہے کہ ناجائز بچہ اُٹھائے چلی آ رہی ہو۔

۲۹ ۔ ۳۳ : حضرت مریم علیہ السلام نے بچہ کی طرف اشارہ کر کے لوگوں سے کہا کہ اسی سے پوچھ لو، تو لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ گود کے بچہ سے کیسے بات کریں؟ عیسیٰ علیہ السلام ان کی بات سن کر بول پڑے اور کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے ازل میں فیصلہ کیا کہ وہ مجھے انجیل دے گا اور مجھے نبی بنائے گا اور میں جہاں بھی رہوں گا اس نے مجھے صاحب خیر و برکت اور صاحب دعوت بنایا ہے، میں اپنے رب کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا رہوں گا۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے پہلی بار بات کی تو اپنے آپ کو اللہ کا بندہ بتایا اور اس کا بیٹا ہونے کا انکار کیا اور کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: اور مجھے وصیت کی ہے کہ تادم حیات نماز پڑھوں اور زکاۃ ادا کروں اور اپنی ماں کا مطیع و فرمانبردار رہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی کہا: اور مجھے متکبر اور گناہگار نہیں بنایا ہے اور اللہ کی جانب سے امن و سلامتی میرے شامل حال رہی ہے، اس دن جب میں پیدا ہوا اور اس دن بھی رہے گی جب میری موت آئے گی اور جب میں دوبارہ زندہ اٹھایا جاؤں گا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کلام صریح کے بعد پھر عیسیٰ علیہ السلام نے، جب تک بات کرنے کی عمر کو نہ پہنچ گئے، کوئی بات نہیں کی۔

۳۴ : عیسیٰؑ وہ نہیں ہیں جو ان کے بارے میں یہود کہتے ہیں کہ وہ جادوگر تھے اور یوسف نجار کے بیٹے تھے اور نہ وہ ہیں جو ان کے بارے میں نصاریٰ کی ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ اللہ تھے اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے اور تیسری جماعت کہتی ہے کہ وہ تین معبودوں میں سے ایک تھے۔ اُن میں سے جن لوگوں نے کہا کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا کلمہ تھے، وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔

۳۶ : یہ عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کا تتمہ ہے کہ بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے، اس لئے اس کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے، جو اس پر چلے گا رُشد و ہدایت پائے گا اور جو اس کی مخالفت کرے وہ گمراہ ہو جائے گا۔

۳۷ : اہل کتاب نے عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کے بارے میں، سب کچھ واضح ہو جانے کے بعد اختلاف کیا، جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، کہ یہود نے انہیں جادوگر اور ان کی ماں کو زانیہ کہا اور نصاریٰ ان کے بارے میں اتنے طبقوں میں بٹ گئے کہ انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا اور ان کا فرانہ عقائد کی وجہ سے سبھی اللہ کی نگاہ میں کافر ہو گئے۔

۳۸ : قیامت کے دن کافروں کا جو حال ہوگا، اسی کی اللہ تعالیٰ خبر دے رہا ہے۔

وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِىَ الۡاَمۡرُ‌ۘ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ وَّهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ (٣٩) اِنَّا

اورآپ انہیں ڈرائیں روز حسرت سے، جب فیصلہ کیا جائے گا، ہر معاملے کا اور (جبکہ آج) وہ غفلت میں ہیں اور وہ نہیں ایمان لاتے (٣٩) بیشک ہم

ع ٢ ٢٥ ٥

نَحۡنُ نَرِثُ الۡاَرۡضَ وَمَنۡ عَلَيۡهَا وَاِلَيۡنَا يُرۡجَعُوۡنَ (٤٠) وَاذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ اِبۡرٰهِيۡمَ ۬ؕ

ہی وارث ہوں گے زمین کے اوراُن کے جو اس پر (رہنے والے) ہیں اور ہماری طرف ہی وہ لوٹائے جائیں گے (٤٠) اور ذکر کیجئے اس کتاب میں ابراہیمؑ کا،

اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيۡقًا نَّبِيًّا (٤١) اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا يَسۡمَعُ وَلَا يُبۡصِرُ

بیشک وہ تھا بہت سچا نبی (٤١) جب اُس نے کہا! اپنے باپ سے، اے میرے ابا جان! کیوں آپ عبادت کرتے ہیں ان چیزوں کی جو نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں

وَلَا يُغۡنِىۡ عَنۡكَ شَيۡـًٔـا (٤٢) يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡ قَدۡ جَآءَنِىۡ مِنَ الۡعِلۡمِ مَا لَمۡ يَاۡتِكَ فَاتَّبِعۡنِىۡۤ

اورنہ وہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں آپ کو ذرہ برابر بھی (٤٢) اے ابا جان! بیشک میرے پاس آیا ہے، ایسا علم جو نہیں آیا آپ کے پاس، سو پیروی کیجئے آپ میری،

اَهۡدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا (٤٣) يٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّيۡطٰنَ‌ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ

بتاؤں گا میں آپ کو راستہ، سیدھا (٤٣) اے ابا جان! نہ عبادت کیجئے آپ شیطان کی، بیشک شیطان ہے رحمٰن کا

عَصِيًّا (٤٤) يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اَنۡ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ فَتَكُوۡنَ لِلشَّيۡطٰنِ

سخت نافرمان (٤٤) اے ابا جان! میں ڈرتا ہوں اس بات سے، کہ آپ کو چھوئے عذاب رحمٰن کی طرف سے اور بن جائیں آپ شیطان کے

وَلِيًّا (٤٥) قَالَ اَرَاغِبٌ اَنۡتَ عَنۡ اٰلِهَتِىۡ يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ‌ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ لَاَرۡجُمَنَّكَ

ساتھی (٤٥) (آزر نے) کہا! کیا تو بے رغبتی کرتا ہے میرے معبودوں سے، اے ابراہیمؑ! اگر نہ باز آیا تو اس سے، تو میں تجھے ضرور سنگسار کردوں گا

وَاهۡجُرۡنِىۡ مَلِيًّا (٤٦) قَالَ سَلٰمٌ عَلَيۡكَ‌ۚ سَاَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّىۡ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِىۡ حَفِيًّا (٤٧)

اور چھوڑ دے تو مجھے لمبے عرصے کے لئے (٤٦) (ابراہیمؑ نے) کہا! سلام ہو آپ پر میں ضرور مغفرت طلب کروں گا آپ کے لئے اپنے رب سے، بیشک وہ ہے مجھ پر بہت ہی مہربان (٤٧)

وَاَعۡتَزِلُكُمۡ وَمَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَاَدۡعُوۡا رَبِّىۡ ۖ عَسٰٓى اَلَّاۤ اَكُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّىۡ

اور چھوڑتا ہوں میں آپ کو اوران کو بھی جن کو آپ پکارتے ہیں اللہ کے سوا۔ اور میں پکارتا ہوں اپنے ہی رب کو۔ مجھے اُمید ہے کہ نہیں رہوں گا میں پکار کر اپنے رب کو

شَقِيًّا (٤٨) فَلَمَّا اعۡتَزَلَهُمۡ وَمَا يَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ‌ؕ

محروم (٤٨) پھر جب جدا ہو گئے (ابراہیمؑ) اُن سے اوران چیزوں سے بھی جن کی وہ عبادت کرتے تھے اللہ کے سوا۔ اور عطا کی ہم نے اسے اسحٰقؑ اور یعقوبؑ (جیسی اولاد)

وَكُلًّا جَعَلۡنَا نَبِيًّا (٤٩) وَوَهَبۡنَا لَهُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِنَا وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ

اور ہر ایک کو بنایا ہم نے نبی (٤٩) اور نوازا ہم نے انہیں اپنی رحمت سے اور کیا ہم نے ان کا ذکر جمیل

ع ٣ ١٠ ٦

عَلِيًّا (٥٠) وَاذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ مُوۡسٰٓى‌ ۚ اِنَّهٗ كَانَ مُخۡلَصًا وَّكَانَ رَسُوۡلًا نَّبِيًّا (٥١)

بلند (٥٠) اور ذکر کیجئے! کتاب میں موسیٰؑ کا، بیشک وہ تھا چنا ہوا اور تھا وہ رسول نبی (٥١)

(٣٩): نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے کہا جا رہا ہے کہ آپ لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جس دن سب لوگ حسرت کر رہے ہوں گے۔

(٤٢): ابراہیم نے اپنے باپ کو بُت پرستی سے روکنے کے لئے غایت درجہ حُسنِ ادب کے ساتھ کہا، اے میرے ابّا! آپ ایسے بُت کی کیوں پوجا کرتے ہیں جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ آپ کو کوئی نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو ہر نصیحت پیش کرنے سے پہلے (اے میرے ابّا!) کہا ہے، اس سے مقصود غایت درجہ کی نرمی اور محبت کا اظہار کر کے ان کے دل کو اپنی طرف مائل کرنا تھا۔

(٤٣): انہوں نے دوبارہ نہایت نرمی اور ادب کے ساتھ اپنے باپ کو حق کی طرف بلایا۔

(٤٤): تیسری بار بھی انہوں نے اپنے باپ کو نرمی اور ادب کے ساتھ ہی مخاطب کیا۔

(٤٥): چوتھی بار بھی انہوں نے اپنے باپ کو حسنِ ادب کے ساتھ پکار کر بُت پرستی کے بُرے انجام سے ڈرایا۔

(٤٦): آزر نے ان پیغمبرانہ نصیحتوں کا کوئی اثر قبول نہیں کیا اور نہایت ہی سختی کے ساتھ توحید کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور دھمکی دیتے ہوئے کہا، اے ابراہیم! کیا تمہیں میرے معبودوں سے نفرت ہے کہ تم ان کی عیب جوئی کر رہے ہو؟ یاد رکھو! اگر تم انہیں برا کہنے سے باز نہ آئے اور اپنی نصیحتیں بند نہیں کیں تو میں تمہیں پتھر سے مار مار کر ہلاک کر دوں گا۔ اور دیکھو بہتر یہ ہے کہ تم مجھ سے دور ہو جاؤ قبل اس کے کہ تمہارے صحیح سالم جسم کو میرے جانب سے نقصان پہنچے۔

(٤٧): ابراہیم اپنے کافر باپ کا انتہائی شدید جواب سن کر بھی حدِ ادب سے نہیں نکلے اور اس کے لئے سلامتی کی دعا کی، گویا یہ کہنا چاہا کہ اگرچہ آپ مجھے سنگسار کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں، لیکن مجھ سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی، میں اپنے رب سے آپ کی مغفرت کی دعا کروں گا۔

(٤٨): ابراہیم علیہ السلام نے کہا: آپ کا یہ گھر بار اور شہر چھوڑ کر کہیں اور جا رہا ہوں اور اللہ کے سوا جن معبودوں کی آپ لوگ عبادت کرتے ہیں، میں ان سے اپنی دوری کا اعلان کرتا ہوں۔

(٤٩): ابراہیم علیہ السلام جب اللہ کی خاطر اپنے خاندان، گھر بار اور شہر کو چھوڑ کر بیت المقدس چلے گئے تو اللہ نے انہیں اسحاق جیسا بیٹا اور یعقوب جیسا پوتا عطا کیا، دونوں ہی اُن کی زندگی میں نبی ہوئے اور جنہیں پا کر ان کی تنہائی دور ہوئی اور آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوئی اور اقوام عالم میں ان سب کو نیک نامی دی، چنانچہ تمام اصحاب ملل وادیان ابراہیم اور اولاد ابراہیم کی تعریف کرتے ہیں اور ان کی جانب اپنی نسبت کرتے ہیں۔

(٥١): پانچ بڑے اور اولوالعزم رسولوں میں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں: نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمعین۔ علماء نے لکھا ہے کہ رسول وہ ہوتا ہے جسے کتاب دی گئی ہے اور نبی وہ ہوتا ہے جس پر وحی نازل ہوتی ہے اور اللہ کی طرف سے اپنی امت کو پیغام پہنچاتا ہے لیکن اسے کوئی الگ اور مستقل کتاب نہیں دی جاتی۔

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا (٥٢) وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ

اور آواز دی ہم نے اُسے، طور کی دائیں جانب سے، اور ہم نے اسے قریب کیا شرف ہمکلامی سے(٥٢) اور عطا کیا ہم نے اُسے اپنی رحمت سے (بطور مددگار)

اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا (٥٣) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ز اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ

اس کا بھائی ہارونؑ، نبی بنا کر(٥٣) اور ذکر کیجئے اس کتاب میں اسماعیلؑ کا۔ بیشک وہ تھا وعدے کا سچا

وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ج (٥٤) وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ص وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ

اور تھا وہ رسول نبی(٥٤) اور تھا وہ حکم کرتا، اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا، اور تھا وہ اپنے رب کے نزدیک

مَرْضِيًّا (٥٥) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ز اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ق لا (٥٦) وَّرَفَعْنٰهُ

پسندیدہ(٥٥) اور ذکر کیجئے کتاب میں ادریسؑ کا، بیشک وہ تھا نہایت سچا نبی(٥٦) اور اٹھایا ہم نے انہیں

مَكَانًا عَلِيًّا (٥٧) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ق

بلند مرتبہ پر(٥٧) یہی ہیں وہ لوگ کہ انعام کیا اللہ نے اُن پر انبیاء میں سے، جو اولاد تھے آدمؑ کی

وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ز وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ز وَمِمَّنْ هَدَيْنَا

اور ان لوگوں (کی نسل) میں سے، جنہیں ہم نے اٹھایا (سوار کیا) تھا، نوحؑ کے ساتھ اور یہ نسل سے تھے ابراہیمؑ واسرائیل کی اور ان لوگوں میں سے تھے جن کو ہم نے ہدایت بخشی

وَاجْتَبَيْنَا ط اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا (السجدة) (٥٨) فَخَلَفَ

السجدة

اور ہم نے چُن لیا، جب تلاوت کی جاتی تھیں ان پر رحمٰن کی آیتیں، تو وہ گر پڑتے تھے سجدے کرتے ہوئے اور روتے ہوئے(٥٨) پھر جانشین ہوئے

مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ

ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ، جنہوں نے ضائع کیا نماز کو اور پیروی کی خواہشات نفس کی، سو عنقریب دو چار ہوں گے

غَيًّا لا (٥٩) اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا

ہلاکت سے(٥٩) مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کیا اچھا، تو یہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور نہ

يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا لا (٦٠) جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ط اِنَّهٗ

وہ ظلم کئے جائیں گے، کچھ بھی(٦٠) باغات ہمیشگی کے وہ جس کا وعدہ کیا ہے رحمٰن نے اپنے بندوں سے بغیر دیکھے، بیشک ہے اسی کا

كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا (٦١) لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ط وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ

وعدہ پورا ہو کر رہنے والا(٦١) نہیں سنیں گے وہ وہاں کوئی بیہودہ بات مگر (سنیں گے) سلام اور ان کو ملے گا ان کا رزق

فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا (٦٢) تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا (٦٣)

وہاں صبح وشام(٦٢) یہ ہے وہ جنت، جس کا وارث بنائیں گے ہم، اپنے بندوں میں سے، اس شخص کو جو ہوگا پرہیزگار(٦٣)

(٥٢): حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپسی میں طور پہاڑ کے پاس سے گذرے، وہاں انہیں آگ کی ضرورت پڑی، دیکھا کہ پہاڑ کی طرف ایک درخت تھا، جس کے درمیان سے آواز آتی کہ اے موسیٰ! میں اللہ ہوں، اللہ نے انہیں قریب کیا اور ان سے سرگوشی کی اور بغیر واسطۂ وحی کے اللہ ان کی بات سُن رہا تھا اور وہ اللہ کی بات سُن رہے تھے۔

(٥٣): حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا احسان یہ کیا کہ ان کی دعا قبول کر کے ان کے بڑے بھائی ہارون کو نبی بنا دیا۔

(٥٤): نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ جس طرح آپ نے مریم، عیسیٰ، ابراہیم اور موسیٰ علیہم السلام سے متعلق قرآنی آیتوں کی تلاوت کر کے لوگوں کو سنایا ہے، اب اسماعیل بن ابراہیم سے متعلق آیتوں کی بھی تلاوت کیجئے، اس لئے کہ وہ وعدہ کے بہت ہی سچے انسان تھے اور وہ موسیٰ کے مانند رسول اور نبی تھے اور اپنے اہل و عیال کو نماز وزکوٰۃ اور دیگر نیک کاموں کا حکم دیتے تھے، تاکہ دوسروں کے لئے اچھی مثال بنیں۔

(٥٦): نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ آپ ادریس سے متعلق قرآنی آیتوں کی تلاوت کر کے لوگوں کو سنائیے، اس لئے کہ وہ بھی اپنے قول وعمل میں بہت ہی سچے آدمی تھے، اور نبی تھے۔ ایک دوسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے انہیں زندہ اُٹھا کر ایک بلند مقام یعنی چوتھے آسمان پر پہنچا دیا، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت سے ثابت ہے کہ وہ چوتھے آسمان پر ہیں۔ ادریس علیہ السلام شیث کے بیٹا اور آدم علیہ السلام کے پوتا تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آدم کے بعد وہ پہلے رسول تھے۔

(٥٨): زکریا علیہ السلام سے لے کر ادریس علیہ السلام تک جن انبیائے کرام کا اس سورت میں ذکر آیا ہے، انہیں کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سی دنیوی اور دینی نعمتیں دی تھیں۔ یہ انبیائے کرام، آدم، ابراہیم اور یعقوب علیہم السلام کی اولاد سے تھے۔ علماء کا اجماع ہے کہ ان انبیائے کرام کی اتباع میں اس آیت کی تلاوت کے بعد سجدہ کرنا مشروع ومستحب ہے۔

(٥٩): اب ان لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے جو انبیاء کے بعد آئے اور ان کی نقشِ قدم پر نہیں چلے، ان کی دعوت کو پس پشت ڈال دیا اور نماز کو ضائع کر دیا، یعنی وقت گذر جانے کے بعد پڑھی، یا اس کا کوئی ضروری رکن، یا کوئی شرط چھوڑ دی اور جس شخص نے نماز پڑھنی بالکل چھوڑ دی یا اس کا انکار کر دیا، وہ تو بدرجہ اولیٰ اس آیت کے حکم میں داخل ہے اور مجاہد نے کہا ہے، ان سے مراد امت محمدیہ کے وہ لوگ ہیں جو آخری زمانہ میں آئیں گے، جانوروں کے مانند سڑکوں پر جمع ہوں گے، نہ انسانوں سے شرمائیں گے اور نہ ہی اللہ سے ڈریں گے۔ اپنی خواہشاتِ نفس کی اتباع کریں گے، گناہوں میں ڈوب جائیں گے، یہی لوگ بدترین جانشین ہوں گے، ان کا انجام بہت ہی برا ہوگا۔ ایک رائے یہ کہ ''غیّ'' جہنم میں ایک کنواں یا ایک وادی ہے، یعنی قیامت کے دن ایسے لوگ جہنم کے اسی کنواں یا وادی میں ڈال دیئے جائیں گے۔

(٦٠): ان بُرے جانشینوں میں سے جو لوگ تائب ہو جائیں گے، نماز کی حفاظت کریں گے، خواہشات کی غلامی ترک کر دیں گے اور عمل صالح کی زندگی اختیار کریں گے۔

(٦٣): اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وہ جنت ہوگی، جو ہم اپنے ان بندوں کو دیں گے جو اہل تقویٰ ہوں گے۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ

اور (فرشتے نے کہا) نہیں اترتے ہم مگر آپ کے رب کے حکم سے، اسی کے لئے ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے۔ اور جو کچھ اس کے درمیان ہے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۚ (٦٤) رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ

اور نہیں ہے آپ کا رب بھولنے والا (٦٤) رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ہر اس چیز کا جو ان دونوں کے درمیان ہے، سو عبادت کرو اسی کی اور ثابت قدم رہو

ع ١٥ ٤ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۠ (٦٥) وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ

اس کی عبادت پر، کیا تم جانتے ہو (کوئی ہستی جو) اس کا ہمنام (یا ہمپایہ ہو) (٦٥) اور کہتا ہے انسان! کیا واقعی جب میں مرجاؤں گا تو ضرور پھر نکال لایا جاؤں گا

حَيًّا (٦٦) اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا (٦٧) فَوَرَبِّكَ

زندہ کر کے (٦٦) کیا نہیں یاد انسان کو کہ یقیناً ہم نے ہی پیدا کیا ہے اُسے اس سے پہلے، جبکہ نہ تھا وہ کچھ بھی (٦٧) پس قسم ہے آپ کے رب کی،

لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۚ (٦٨) ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ

البتہ ہم انہیں ضرور اکٹھا کریں گے اور شیاطین کو بھی، پھر ضرور حاضر کریں گے ہم انہیں جہنم کے اردگرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے (٦٨) پھر ضرور ہم چھانٹ لیں گے،

مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۚ (٦٩) ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ

ہر گروہ میں سے، کہ کون ہے ان میں سے سخت، رحمٰن کے مقابل سرکشی میں (٦٩) پھر یقیناً ہم خوب جانتے ہیں اُن لوگوں کو، کہ وہ

اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا (٧٠) وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۚ (٧١)

لائق ہیں اس جہنم میں داخل ہونے کے (٧٠) اور نہیں ہے تم میں سے کوئی بھی مگر وہ ضرور گزرے گا (جہنم پر سے)، ہے یہ بات آپ کے رب کی طرف سے لازم اور طے شدہ (٧١)

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا (٧٢) وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا

پھر ہم نجات دیں گے اُن لوگوں کو، جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ہم چھوڑ دیں گے ظالموں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے (٧٢) اور جب تلاوت کی جاتی ہیں اُن پر ہماری آیتیں

بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ

واضح، تو کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، ان لوگوں سے جو ایمان لائے، کہ کون سا ان دونوں فریقوں میں سے بہتر ہے۔ باعتبار مقام کے اور اچھا ہے

نَدِيًّا (٧٣) وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا (٧٤) قُلْ مَنْ كَانَ

باعتبار مجلس کے (٧٣) اور کتنی ہی ہلاک کر چکے ہیں ہم اُن سے پہلے امتیں، کہ وہ بہتر تھیں (ان سے) ساز و سامان اور شان و شوکت کے اعتبار سے (٧٤) (ان سے) کہہ دیجئے! جو

فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ

شخص ہے گمراہی میں، سو ڈھیل دیتا ہے اسے رحمٰن خوب ڈھیل، یہاں تک کہ جب وہ دیکھ لیں گے وہ چیز جس کا وعدہ کیا گیا ہے ان سے

اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا (٧٥)

یعنی عذاب اور یا قیامت۔ تو وہ ضرور جان لیں گے کہ کون ہے جو برا ہے باعتبار مکان (حالت) کے اور کمزور ہے باعتبار لشکر کے (٧٥)

(٦٤): اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ کچھ دنوں کے لئے وحی کا نزول بند ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان ہوئے۔ اس کے بعد جب جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے، تو آپ نے ان سے کہا کہ آپ کثرت سے کیوں نہیں آتے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ امام احمد، امام بخاری اور دیگر ائمہ حدیث نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کی ہے۔ آیت کا مفہوم جبرئیل کی زبانی یہ ہے کہ میرا آپ کے پاس نہ آنا، اس کا حکم نہ ہونے کی وجہ سے تھا، اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ اللہ آپ کو بھول گیا تھا، یا آپ کو چھوڑ دیا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الضحیٰ میں فرمایا ہے مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ (٣) ''نہ تو آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ آپ سے بیزار ہو گیا ہے''۔

(٦٩): پھر ان تمام جماعتوں میں سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کرے گا جو دنیا میں زیادہ سرکش اور متکبر تھے۔

(٧١): اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک حتمی فیصلہ سنایا ہے کہ مومن ہو یا کافر، ہر ایک کو بہرحال جہنم سے واسطہ پڑے گا، پھر اللہ اپنے فضل و کرم سے اہل تقویٰ کو اس سے نجات دے گا۔

علمائے تفسیر کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیت ''وُرود'' سے کیا مراد ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ نیک اور بد سبھی جہنم میں داخل ہوں گے، لیکن نیکوں کے لئے آگ ٹھنڈی بنادی جائے گی اور پھر اس سے نکال دیئے جائیں گے اور جو لوگ جہنم کے عذاب کے مستحق ہوں گے، اسی میں چھوڑ دیئے جائیں گے۔

(٧٣): کفار قریش کا حال بیان کیا جارہا ہے کہ جب وہ لوگ اپنا اندرونی درد والم چھپانے کے لئے کہتے ہیں کہ ہم دنیاوی اعتبار سے محمد کے پیروکاروں سے اچھی حالت میں ہیں، ہمارے مکانات اچھے ہیں، ہماری مجلسیں آباد ہیں، لوگوں کی بھیڑ لگی ہے، کوئی آرہا ہے، کوئی جارہا ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم تو گمراہ ہوں اور جو لوگ دار ارقم میں چھپے ہوئے ہیں وہ ہدایت یافتہ ہوں؟! تو اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا کہ جس دنیاوی مال و متاع کی وجہ سے وہ لوگ غرور میں مبتلا ہیں وہ باقی نہیں رہے گا، ان سے پہلے بھی بہت سی قومیں گذری ہیں جو مال و متاع اور ظاہری حسن و جمال میں ان سے بڑھ کر تھیں، ان کے کفر کی وجہ سے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔

(٧٥): اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ دنیاوی مال و متاع اور جاہ و حشم پر فخر کرنے والے کافروں کو یہ جواب دیں کہ جو لوگ کفر و شرک اور کبر و عناد کو اپنا شیوہ بنالیتے ہیں، اللہ کا ایسے لوگوں کے بارے میں یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ ان کی رسّی ڈھیل دیتا ہے اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ مہلت ختم ہو جاتی ہے اور ان کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہتا، تو اللہ انہیں پکڑ لیتا ہے، یا تو مومنوں کے ہاتھوں قید و بند سے گذرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، یا اسی حال میں انہیں موت آجاتی ہے تو قیامت کے دن کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور تب دونوں ہی حالتوں میں انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہی لوگ بدترین ٹھکانا والے اور نہایت ذلیل و خوار لوگ تھے۔

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

اور ترقی عطا کرتا ہے اللہ ان لوگوں کو جنہوں نے راہ راست اختیار کیا ہدایت ہیں اور باقی رہ جانے والی نیکیاں بہت بہتر ہیں۔ آپ کے رب کے نزدیک باعتبار ثواب کے

وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷٦﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ

اور بہت بہتر ہے باعتبار انجام کے ﴿۷٦﴾ بھلا کیا آپ نے دیکھا! اس شخص کو جس نے کفر کیا ہماری آیتوں کے ساتھ اور اس نے کہا البتہ میں ضرور نوازا جاؤں گا مال اور اولاد سے ﴿۷۷﴾ کیا وہ مطلع ہوا ہے

الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ

غیب پر، اس نے لیا ہے رحمٰن کے یہاں سے کوئی عہد ﴿۷۸﴾ ہرگز نہیں ہم ضرور لکھیں گے، جو کچھ وہ کہتا ہے اور ہم بڑھا دیں گے اس کے لئے

مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً

عذاب بہت بڑھانا ﴿۷۹﴾ اور ہم وارث ہوں گے ان چیزوں کے جو وہ کہتا ہے اور وہ آئے گا ہمارے پاس (روز قیامت) اکیلا ہی ﴿۸۰﴾ اور انہوں نے بنائے اللہ کے سوا اور معبود،

لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ ع ۵/۱۷ ۸

تاکہ وہ ہوں ان کے لئے مددگار ﴿۸۱﴾ ہرگز نہیں، عنقریب وہ خود ہی انکار کر دیں گے ان کی عبادت کا اور وہ ہو جائیں گے ان کے مخالف ﴿۸۲﴾

اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ

کیا نہیں دیکھا آپ نے کہ یقیناً ہم نے بھیجا شیطانوں کو کافروں پر کہ وہ اکساتے رہتے ہیں ان کو (حق کی مخالفت پر) بہت زیادہ ﴿۸۳﴾ پس مت جلدی کرو تم ان پر (عذاب کے لئے)

اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ

یقیناً ہم شمار کر رہے ہیں ان کے لئے دنوں کی گنتی ﴿۸۴﴾ جس دن جمع کریں گے ہم متقیوں کو رحمٰن کے پاس مہمانوں کی طرح ﴿۸۵﴾ اور ہانکیں گے ہم مجرموں کی طرف

اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸٦﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وقف لازم

جیسے پیاسوں کو گھاٹ پر لایا جاتا ہے ﴿۸٦﴾ (اس وقت) نہ لاسکیں گے وہ کوئی سفارش، سوائے ان لوگوں کے کہ لے رکھی ہوگی انہوں نے رحمٰن سے اجازت ﴿۸۷﴾

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ

اور کہتے ہیں! کہ بنا لیا ہے رحمٰن نے کسی کو بیٹا ﴿۸۸﴾ یقیناً تم گڑھ لائے ہو ایک (ایسی) بات (جو) بیہودہ ہے ﴿۸۹﴾ قریب ہے کہ سب آسمان پھٹ پڑیں

وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ

اور شق ہو جائے زمین اور گر پڑیں پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ﴿۹۰﴾ اس (بات) سے کہ انہوں نے دعویٰ کیا رحمٰن کے لئے اولاد ہونے کا ﴿۹۱﴾ حالانکہ نہیں ہے یہ شان

لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ

رحمٰن کی کہ وہ بنائے کسی کو بیٹا ﴿۹۲﴾ نہیں ہے کوئی بھی (مخلوق) آسمانوں میں اور زمین میں مگر وہ آنے والی ہے رحمٰن کے پاس

عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾

غلام بن کر ﴿۹۳﴾ یقیناً اس نے احاطہ کر رکھا ہے ان کا اور شمار کر رکھا ہے انہیں گن گن کر ﴿۹۴﴾ اور ان میں سے ہر ایک حاضر ہوگا اس کے حضور قیامت کے دن اکیلا اکیلا ﴿۹۵﴾

﴿۷٦﴾: اور جو لوگ ہدایت کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں، جب ان کے سامنے قرآنِ کریم کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

﴿۷۷﴾۔ ﴿۸۰﴾: بخاری ومسلم نے اس آیت کے شانِ نزول میں خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں لوہا کا کام کرتا تھا، اور العاص بن وائل کے ذمہ میرا قرض تھا۔ میں نے مطالبہ کیا تو اس نے کہا، اللہ کی قسم! جب تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار نہیں کروگے، تمہارے پیسے نہیں دوں گا۔ تو میں نے کہا، اللہ کی قسم! میں اس دن تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار نہیں کروں گا جب تم دوبارہ اٹھائے جاؤ گے تو اس نے کہا، میں جب مر کر دوبارہ اٹھایا جاؤں گا اور میرے پاس مال اور اولاد ہوگی تو آنا، تمہارے پیسے ادا کردوں گا۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ کیا اسے غیب کی خبر ہے کہ قیامت کے دن اس کے پاس مال اور اولاد ہوگی، یا اس نے اللہ سے کوئی عہد و پیمان لے رکھا ہے؟ ہرگز نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے، ہم اس کی زبان درازی اور کذب بیانی کو لکھ رہے ہیں، اور قیامت کے دن اس کے سبب اس کے عذاب میں اضافہ کردیں گے، اور موت کے ذریعہ اس سے تمام دنیاوی مال و متاع اور اولاد چھین لیں گے، اور وہ میدانِ محشر میں تنہا اور خالی ہاتھ آئے گا، کچھ بھی اس کے پاس نہیں ہوگا۔

﴿۸۳﴾: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے کہا جا رہا ہے، کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں، یہ بات تو بہت ہی واضح ہے کہ ہم نے جنوں اور انسانوں کے شیاطین کو کافروں پر مسلط کردیا ہے جو اُنہیں شہوتوں کی غلامی اور جرائم ومعاصی کے ارتکاب پر شدت کے ساتھ اُبھارتے ہیں، ہم ان کے اعمال کو کیا، ان کی سانسوں تک کی گنتی کر رہے ہیں۔

﴿۸۵﴾: عربی زبان میں ''وفد'' کا معنی شاہوں اور عظمائے قوم کے سامنے انعامات ومکافات حاصل کرنے کے لئے آنا ہوتا ہے۔ گویا آیتِ کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کے اہلِ تقویٰ بندے معزز ومکرم پہنچیں گے۔

﴿۸٦﴾: حافظ ابن کثیر نے اس آیت کا تعلق گذشتہ آیات سے بتایا ہے۔

﴿۸۸﴾۔ ﴿۹۳﴾: اس آیت کریمہ میں یہود ونصاریٰ اور بعض قبائل عرب کی تردید کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ثابت کرتے تھے۔ یہود عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا، اور عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگوں نے ایک بدترین گناہ کا ارتکاب کیا ہے کہ اللہ کے لئے اولاد ثابت کیا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَإِنَّمَا

یقیناً وہ لوگ جوایمان لائے اور کئے انہوں نے نیک کام، عنقریب پیدا کر دے گا ان کے لئے رحمٰن (دلوں میں) محبت﴿٩٦﴾ پس یقیناً

يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا

ہم نے اس (قرآن) کوآسان کردیا آپ کی زبان (عربی) میں، تاکہ آپ خوشخبری دیں اس کے ساتھ پرہیزگاروں کواور ڈرائیں اس ہٹ دھرم قوم کو﴿٩٧﴾ اور کتنی ہی ہلاک کی ہیں ہم نے ان سے پہلے

قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾

قومیں، کیا آپ محسوس کرتے ہیں ان میں سے کسی ایک کو (آنکھ یا ہاتھ سے) یا آپ سنتے ہیں ان کی کوئی بھنک بھی﴿٩٨﴾

ع ٦ ١٦ ٩ — النصف

آیاتها ١٣٥ — (٢٠) سُورَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ (٤٥) — رکوعاتها ٨

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طه ﴿١﴾ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ﴿٢﴾ إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ﴿٣﴾

طا۔ہا۔﴿١﴾ نہیں نازل کیا ہم نے آپ پر (اے نبیؐ) قرآن کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں﴿٢﴾ مگر نصیحت اُس شخص کے لئے جو ڈرے (اللہ سے)﴿٣﴾

تَنزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى ﴿٤﴾ الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ ﴿٥﴾

نازل کیا جا رہا ہے اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا زمین کو اور بلند آسمانوں کو﴿٤﴾ وہ رحمٰن ہے عرش پر مستویٰ﴿٥﴾

لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَىٰ ﴿٦﴾

اُسی کے لئے ہے جوکچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور جوکچھ ہے اِن دونوں کے درمیان اور جو کچھ ہے نیچے مٹی کے﴿٦﴾

وَإِن تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى ﴿٧﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ

اورآپ بلندآواز سے بات کریں۔تو بلاشبہ وہ جانتا ہے چپکے سے کہی ہوئی بات بھی اوراس سے چھپی ہوئی کو بھی﴿٧﴾ (وہ) اللہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے، اُسی کے لئے ہیں سب نام

الْحُسْنَىٰ ﴿٨﴾ وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ﴿٩﴾ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا

اچھے﴿٨﴾ اور کیا پہنچی ہے آپ کو کچھ خبر موسیٰؑ کی؟﴿٩﴾ جب اس نے دیکھا آگ کو تو کہا! اپنے گھر والوں سے، ذرا ٹھہرو،

منزل

إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿١٠﴾ فَلَمَّا

بلاشبہ میں نے دیکھی ہے آگ تاکہ میں لے آؤں تمہارے پاس اس میں سے کوئی انگارا۔ یا مل جائے مجھے آگ کے پاس رہنمائی﴿١٠﴾ پس جب

أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَىٰ ﴿١١﴾ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٢﴾

وہ آیا آگ کے پاس تو آواز دیا گیا اے موسیٰؑ﴿١١﴾ بیشک میں تیرا رب ہوں، سوتم اتار دو اپنی جوتیاں بلاشبہ تم ایک مقدس وادی طویٰ میں ہو﴿١٢﴾

﴿٩٦﴾: ''بخاری ومسلم اور دیگر محدثین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے، تو جبرئیل سے کہتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبرئیل اس سے محبت کرتے ہیں، پھر آسمان میں اعلان کردیتے ہیں کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے، تم سب بھی اس سے محبت کرو، تو اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر اہل زمین کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے۔'' الحدیث''

تفسیر سورۂ طٰہٰ

نام: سورت کی ابتداء کلمہ ''طٰہٰ'' سے ہوئی ہے، یہی اس کا نام ہے۔

زمانۂ نزول: قرطبی کہتے ہیں کہ تمام مفسرین کے نزدیک اس کا زمانۂ نزول مکی دور ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ مروی ہے، اس میں مذکور ہے کہ جب وہ اپنی بہن اور بہنوئی کے اسلام لانے کی خبرسن کر ان کے گھر پہنچے تو ان کی خوب زدوکوب کی، اور اپنی بہن کے سر سے خون نکلتا دیکھ کر اور ان کی جرأت ایمانی سے متأثر ہوکر (کہ تمہیں جو کرنا ہو کرلو، ہم اسلام کو اب نہیں چھوڑیں گے) کہا کہ ذرا مجھے بھی وہ کلام دکھاؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ اس روایت میں آتا ہے کہ وہ لوگ سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے، اور اسے ہی سن کر عمر رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے لئے تیار ہوگئے تھے اور خباب بن الأرت (جو ان کی بہن اور بہنوئی کو قرآن پڑھا رہے تھے) کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر اپنے اسلام کا اعلان کردیا تھا۔ ابتدائے سورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔

﴿١﴾–﴿٣﴾: لفظ ''طٰہٰ'' کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نام ہے۔ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ یہ ''یارجل'' یعنی ''اے شخص'' کے معنی میں ہے، اور اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن بصری، عکرمہ، سعید بن جبیر، ضحاک، قتادہ اور مجاہد وغیرہم کا یہی قول ہے۔

﴿٩﴾–﴿١٤﴾: موسیٰ علیہ السلام جب آگ کے قریب پہنچے تو وہاں معاملہ ہی دوسرا تھا۔ وہاں وادی کے داہنے جانب ایک درخت تھا جو بقعۂ نور بنا ہوا تھا، وہاں سے آواز آئی، اے موسیٰ! میں آپ کا رب ہوں اور آپ سے مخاطب ہوں، اور آپ اس وقت مقدس وادیٔ طویٰ میں کھڑے ہیں، اپنے رب کے لئے تعظیم وتواضع اور ادب کا اظہار کرتے ہوئے جوتا اتار دیجئے یا مفہوم یہ ہے کہ اپنے جوتے اتار دیجئے تاکہ وادیٔ مقدس کی برکات قدموں کے راستے آپ کے جسم میں سرایت کر جائیں اور میں نے آپ کو اس زمانے کے تمام لوگوں کے درمیان سے چن لیا ہے، اور اپنی پیغمبری کے لئے اختیار کرلیا ہے، اس لئے اب آپ پر جو وحی نازل ہونے جارہی ہے اسے غور سے سنئے اور اس کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار ہوجایئے۔ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے صرف میری عبادت کیجئے، اور مجھے یاد کرنے کے لئے نماز قائم کیجئے۔ مفسرین لکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ اللہ کو یاد کرنے والا نہیں کہلاتا، بلکہ اس کا منکر ہوتا ہے۔

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى (۱۳) اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ

اور میں نے تم کو چُن لیا، لہٰذا سنو! وہ جو وحی کیا جاتا ہے (۱۳) بیشک میں ہی اللہ ہوں، نہیں ہے کوئی معبود سوائے میرے، پس میری ہی عبادت کرو اور قائم کرو

الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (۱۴) اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى (۱۵)

نماز میری یاد کے لئے (۱۴) یقیناً قیامت آنے والی ہے قریب ہے کہ میں اس کو پوشیدہ رکھوں، تاکہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو اس کا، جو وہ کوشش کرتی ہے (۱۵)

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى (۱۶) وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ

پس نہ روکے تم کو اس سے وہ شخص، جو نہیں ایمان رکھتا اس کے ساتھ اور اُس نے پیروی کی اپنے خواہش کی پس تو بھی ہلاک ہوجائے گا (۱۶) اور کیا ہے وہ تمہارے ہاتھ میں

يٰمُوْسٰى (۱۷) قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا

اے موسیٰؑ؟ (۱۷) (اس نے) کہا! یہ میری لاٹھی (عصیٰ) ہے میں ٹیک لگاتا ہوں اس پر اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں کے لئے اور میرے لئے اس میں

مَاٰرِبُ اُخْرٰى (۱۸) قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى (۱۹) فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى (۲۰) قَالَ

مقاصد ہیں اور بھی (۱۸) (اللہ نے) کہا! پھینکو اسے اے موسیٰؑ (۱۹) سو پھینک دیا اسے موسیٰؑ نے تو یکا یک وہ ہوگئی (لاٹھی) ایک سانپ دوڑتا ہوا (۲۰) ارشاد ہوا!

خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ٚ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى (۲۱) وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ

پکڑ لو اسے اور نہ ڈرو، لوٹائے دیتے ہیں ہم ابھی اسے، اس کی پہلی حالت میں (۲۱) اور ملا لو اپنا ہاتھ اپنی بغل کے ساتھ،

تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى (۲۲) لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى (۲۳)

وہ نکلے گا چمکتا ہوا بغیر کسی عیب کے، یہ نشانی ہے دوسری (۲۲) تاکہ ہم دکھائیں تم کو اپنی نشانیاں بڑی بڑی (۲۳)

ع ۱ ۲۴ ۱۰

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (۲۴) قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ (۲۵) وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ (۲۶)

جاؤ تم فرعون کے پاس، بیشک وہ سرکش ہوگیا ہے (۲۴) کہا (موسیٰؑ نے) اے میرے رب! کھول دے میرے لئے میرا سینہ (۲۵) اور آسان کردے میرے لئے میرا کام (۲۶)

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ (۲۷) يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ (۲۸) وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ (۲۹)

اور کھول دے گرہ میری زبان کی (۲۷) تاکہ وہ سمجھ سکے میری بات (۲۸) اور تو بنادے میرے لئے ایک وزیر میرے اہل میں سے (۲۹)

هٰرُوْنَ اَخِي (۳۰) اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ (۳۱) وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ (۳۲) كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا (۳۳)

(یعنی) ہارون، میرے بھائی کو (۳۰) مضبوط کردے اِس کے ذریعہ میری کمر (۳۱) اور شریک کردے تو اس کو میرے کام (نبوت) میں (۳۲) تاکہ تسبیح کریں ہم تیری کثرت سے (۳۳)

وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا (۳۴) اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا (۳۵) قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى (۳۶)

ذکر کریں ہم تیرا کثرت سے (۳۴) بیشک تو ہی ہے ہمیں خوب دیکھنے والا (۳۵) ارشاد ہوا! یقیناً تجھے دے دی (منظوری) تیرے سوال کی (درخواست) اے موسیٰ (۳۶)

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى (۳۷) اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى (۳۸)

اور یقیناً ہم احسان کر چکے ہیں ایک مرتبہ اور بھی (۳۷) جب ہم نے الہام کیا تھا تمہاری ماں کی طرف، وہ جو، اب وحی کی جاتی ہے (۳۸)

(۱۵): اُس دن کی گرفت سے بچنے کے لئے اللہ کی عبادت کرنا اور نماز قائم کرنا واجب ہوا۔

(۱۷): موسیٰ علیہ السلام کو جو معجزات دیئے جانے والے تھے، ان ہی سے متعلق کلام کی ابتدا ہو رہی ہے اور سوال سے مقصود یہ ثابت کرنا تھا کہ ان کے ہاتھ میں خشک لکڑی کی ایک لاٹھی ہے، جسے اللہ تعالیٰ بطور معجزہ ایک زندہ اور متحرک سانپ بنادے گا اور اس معجزے کا اظہار انہیں فرعون اور فرعونیوں کے سامنے کرنا ہوگا۔

(۲۲): حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں "جناح" سے مراد گریبان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال کر نکالئے، وہ بغیر برص کی بیماری کے خوبصورت چمکتا ہوا ہوگا۔ یہ آپ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرنے والا دوسرا معجزہ ہوگا۔

(۲۴): موسیٰ علیہ السلام کو معجزات دیئے جانے کا مقصود بیان کیا جارہا ہے۔

(۲۵):- (۲۸): جب انہیں فرعون کے سامنے دعوتِ توحید رکھنے کا حکم ملا تو سوچا کہ ان کے سر ایک عظیم ذمہ داری ڈال دی گئی ہے۔ ایک طرف بحیثیت انسان انہیں اپنی کم مائیگی اور بے سروسامانی یاد آرہی تھی تو دوسری طرف فرعون جیسے عظیم شاہ مصر کی قوت وجبروت اور اس کا جاہ وجلال ان کی آنکھوں میں گھوم رہا تھا۔ اسی لئے انہوں نے اللہ سے دعا کی۔

(۲۹):- (۳۵): مفسرین لکھتے ہیں کہ آیات (۳۳/۳۴) تسبیح و ذکر الٰہی کی فضیلت کی بہت بڑی دلیل ہیں، اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام کو علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت زیادہ پسند ہے، اسی لئے انہوں نے اپنی دعا کی مقبولیت کے لئے اسے وسیلہ بنایا۔

(۳۶): اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی، ان کا شرح صدر فرما دیا، ان کی نصرت واعانت کا وعدہ کردیا، ان کی لکنت جاتی رہی، اور ان کے بھائی ہارون کو جوان سے عمر میں بڑے تھے، نبی بنا کر فرعون کے سامنے دعوت پیش کرنے کی ذمہ داری میں ان کا شریک ومددگار بنادیا۔

(۳۷): ان کی ماں کو بذریعہ الہام حکم دیا کہ بچے کو صندوق میں رکھ کر سمندر کے حوالے کردیں۔ ۲۔ اللہ نے بچپن میں ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی تھی جو بھی انہیں دیکھتا تھا تو ان سے محبت کرنے لگتا تھا۔ ۳۔ ان کی پرورش اللہ تعالیٰ کی حمایت میں ہوتی رہی۔ ۴۔ انہیں ان کی ماں کے پاس دوبارہ پہنچادیا۔ ۵۔ بارہ سال کی عمر میں غلطی سے ایک قبطی کو قتل کردیا تھا، تو اللہ نے فرعونیوں سے انہیں بچالیا اور ان کا گناہ معاف کردیا۔ ۶۔ رسول ہونے سے پہلے جب بھی کسی آزمائش میں پڑے، اللہ نے انہیں اس سے نجات دی۔ ۷۔ ایک قول کے مطابق بیس سال اور ایک دوسرے قول کے مطابق اٹھائیس سال مدین کے مردِ صالح شعیب کے پاس رہے اور ان کی لڑکی سے شادی کی۔ ۸۔ اللہ نے انہیں نبی ورسول بنایا تاکہ بنی اسرائیل تک اللہ کا پیغام پہنچائیں۔

(۳۸): صندوق تیرتا ہوا اس نہر تک پہنچ گیا جو سمندر سے نکل کر فرعون کے محل تک پہنچتا تھا۔ جب اللہ اور اس کے رسول موسیٰ کے دشمن فرعون نے وہ صندوق دیکھا تو اسے نکالنے کا حکم دیا۔ اس میں بچہ کو پاکر اللہ کی مشیت کے مطابق فرعون بہت ہی خوش ہوا، اللہ نے اس کے اور دوسروں کے دل میں موسیٰ علیہ السلام کی محبت پیوست کردی، تاکہ اللہ کے حفظ وامان میں فرعون کے گھر میں ہی ان کی پرورش وپرداخت ہو۔

أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ

یہ کہ تم رکھ دو اسے صندوق میں پھر ڈال دو صندوق کو دریا میں، تو پھینک دے گا اسے دریا ساحل پر اور اٹھالے گا اُسے (ایک شخص)

عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾ إِذْ

جو ہے میرا دشمن اور اس کا دشمن اور میں نے ڈال دی تم پر محبت اپنی طرف سے تا کہ پرورش پاؤ تم میری آنکھوں کے سامنے (نگرانی میں)٣٩ جب

تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ

چلتی تھی تمہاری بہن، پس وہ کہتی تھی کیا میں رہنمائی کروں اس شخص پر، جو اس کی کفالت کرے، پھر ہم نے تجھے لوٹا یا تیری ماں کی طرف، تا کہ

تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ

ٹھنڈی ہوں اس کی آنکھیں اور تا کہ غمگین نہ ہو۔ اور تم نے قتل کیا ایک شخص کو، پھر نجات دلائی تھی ہم نے تم کو اس پھندے سے اور آزمایا تھا ہم نے تمہیں طرح طرح کی آزمائشوں سے،

فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ

پھر ٹھہرے رہے تم کئی سال اہل مدین میں، پھر تم آگئے ہو تقدیر میں طے شدہ وقت پر اے موسیٰ٤٠ اور میں نے تمہیں خاص کر لیا ہے

لِنَفْسِي ﴿٤١﴾ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ﴿٤٢﴾ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

اپنے (کام کے) لئے٤١ جاؤ تم اور تمہارا بھائی میری نشانیاں لے کر اور نہ سستی کرنا میرے ذکر میں٤٢ جاؤ تم دونوں فرعون کی طرف!

إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿٤٣﴾ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ

بلاشبہ وہ سرکش ہو چکا ہے٤٣ اور تم دونوں کرنا اس سے بات نرمی سے، شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا ڈر جائے٤٤ عرض کیا ان دونوں نے! کہ اے ہمارے رب! یقیناً ہمیں اندیشہ ہے

أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَن يَطْغَىٰ ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَا ۖ إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ ﴿٤٦﴾

کہ کہیں زیادتی کرے ہم پر یا وہ سرکشی کرے٤٥ کہا (اللہ نے) مت ڈرو تم یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں (ہر بات) سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں٤٦

فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ

لہٰذا جاؤ تم اس کے پاس اور کہو بیشک ہم رسول ہیں تیرے رب کے، پس تو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور نہ عذاب دے انہیں،

قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ﴿٤٧﴾ إِنَّا قَدْ أُوحِيَ

بیشک ہم لے کر آئے ہیں تیرے پاس نشانی تیرے رب کی طرف سے اور سلامتی ہے اس کے لئے جس نے پیروی کی ہدایت کی٤٧ یہ حقیقت ہے کہ وحی کی گئی ہے

إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ﴿٤٩﴾ قَالَ

ہم پر، کہ عذاب اسے ہوگا جو جھٹلائے گا اور منہ موڑے گا٤٨ (فرعون نے) کہا! اچھا کون ہے تم دونوں کا رب اے موسیٰ٤٩ (موسیٰ نے) کہا!

رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ﴿٥١﴾

ہمارا رب وہ ہے، جس نے دی ہر چیز کو اس کی شکل وصورت پھر راستہ بتایا (یعنی سوجھ بوجھ دی)٥٠ (فرعون نے) کہا! اچھا کیا حال ہے پہلی قوموں کا٥١

(٣٩): لیکن مشیت الٰہی کے مطابق وہ کسی بھی دودھ پلانے والی دایہ کا دودھ پینے سے منہ بند کر لیتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القصص آیت نمبر (١٢) میں فرمایا ہے: {وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ} ''ہم نے ان پر دایاؤں کا دودھ حرام کر دیا تھا''۔ ان کی بہن مریم بنت عمران نے جو لحہ بہ لحہ ان کی خبر لے رہی تھی، جب سنا کی فرعون اور اس کی بیوی آسیہ کسی دایہ کی تلاش میں ہیں، تو کہا کیا میں آپ لوگوں کو ایک دایہ کا پتہ دوں جو اس بچے کو دودھ پلائے گی اور اس کی پرورش کرے گی؟ انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ تو کہا کہ وہ میری ماں ہے جن کی گود میں اس وقت میرا ایک سال کا بھائی ہارون ہے۔ چنانچہ جب انہیں بلایا گیا تو حضرت موسیٰ فوراً ان کا دودھ پینے لگے۔ اس طرح اللہ نے انہیں ان کی ماں کے پاس پہنچا دیا تا کہ ان کی ماں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور بچے کو سمندر میں ڈال دینے کی وجہ سے انہیں جو غم لاحق ہوا تھا اس کا ازالہ ہو۔

فرعون کے گھر میں بڑے ہو کر ایک قبطی کو غلطی سے قتل کر دیا تو سبھی فرعونی ان کے قتل کے درپے ہو گئے، تو حضرت موسیٰ وہاں سے جان بچا کر نکل گئے اور اللہ نے ان کا یہ عمل معاف کر دیا اور جب فرعونیوں کے ڈر سے نکل کر مدین پہنچے تو مرد صالح حضرت شعیبؑ نے سارا ماجرا سن کر کہا کہ اب تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں، یہاں آکر ظالموں سے تم نجات پا چکے ہو۔ چنانچہ وہاں بیس سال یا اٹھائیس سال حضرت شعیبؑ کے زیر تربیت رہے، اور پھر حکمت الٰہی کے تقاضے کے مطابق وہاں سے اپنی بیوی کو لے کے چلے، اور کوہ طور کے پاس پہنچے تو اللہ نے انہیں پیغمبری عطا کی اور اللہ ان سے ہم کلام ہوا۔

کوہ طور تک اس وقت ان کا پہنچنا اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے سے مقدر تھا جس کی انہیں کوئی خبر نہ تھی۔

(٤٠): اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا کہ میں نے آپ کو اپنی رسالت کے لئے چن لیا ہے اور مختلف مراحل سے گذرا کر اس کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے قابل بنایا ہے، تا کہ میرا پیغام فرعون اور بنی اسرائیل تک پہنچائیں، فرعون کو میری عبادت کی دعوت دیں اور بنی اسرائیل کو بھی مجھ پر ایمان لانے اور عمل صالح کی دعوت دیں تا کہ انہیں دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل ہو۔

(٤٢): آپ اور آپ کے بھائی ہارون دعوت کے لئے آگے بڑھیے اور تبلیغ رسالت میں تندہی سے کام لیجیے۔

(٤٣): اس آیت میں مذکورہ بالا اجمال کی تفصیل ہے، (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل آیت (١٢٥) میں فرمایا ہے۔

(٤٥-٤٨): فرعون کے قہر و جبروت کا تصور کیا تو انسانی فطرت کے مطابق ڈرے، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اطمینان دلایا، اور کہا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں، میں آپ دونوں کے ساتھ رہوں گا۔ آپ دونوں اور اس کے درمیان جو گفتگو ہوگی اور جو کچھ وقوع پذیر ہوگا، اسے سنوں گا اور دیکھوں گا اور آپ دونوں کی حفاظت کرتا رہوں گا۔

(٤٩): مفسرین لکھتے ہیں کہ اُس نے کہا کہ میرے سوا تم دونوں کا رب کون ہے؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک مخلوق کو اس کی مخصوص شکل وصورت میں پیدا کیا ہے، اور ہر عضو میں ایک مخصوص فائدہ رکھا ہے، پھر ہر ایک کو طلب رزق کے طریقے سکھائے اور ان کی نسلوں کی بقا کے وسائل و اسباب دے کر انہیں استعمال کرنے کا طریقہ سکھایا ہے۔

قَالَ عِلۡمُهَا عِنۡدَ رَبِّيۡ فِيۡ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيۡ وَلَا يَنۡسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ

(موسیٰ نے) کہا، اس کا علم میرے رب کے پاس ہے ایک کتاب (لوح محفوظ) میں، نہیں بھٹکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے ﴿٥٢﴾ وہی ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو

مَهۡدًا وَّسَلَكَ لَكُمۡ فِيۡهَا سُبُلًا وَّاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا

بچھونا اور بنائے اس نے تمہارے لئے اس میں راستے اور برسایا آسمان سے پانی، پھر نکالے ہم نے اس کے ذریعہ سے جوڑے جوڑے

ع ٢ ١١ مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿٥٣﴾ كُلُوۡا وَارۡعَوۡا اَنۡعَامَكُمۡ ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ﴿٥٤﴾

طرح طرح کی نباتات کے ﴿٥٣﴾ کھاؤ اور چراؤ اپنے مویشیوں کو، بیشک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اہل عقل کے لئے ﴿٥٤﴾

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى ﴿٥٥﴾ وَلَقَدۡ اَرَيۡنٰهُ

اسی (زمین میں) سے پیدا کیا ہے ہم نے تمہیں اور اسی (زمین) میں واپس لوٹائیں گے ہم تمہیں اور اسی میں سے نکال لیں گے ہم تمہیں دوبارہ ﴿٥٥﴾ اور یقیناً دکھلائیں ہم نے اسے

اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿٥٦﴾ قَالَ اَجِئۡتَنَا لِتُخۡرِجَنَا مِنۡ اَرۡضِنَا بِسِحۡرِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿٥٧﴾

اپنی سب نشانیاں، پھر بھی اس نے جھٹلایا اور انکار ہی کیا ﴿٥٦﴾ (اس نے) کہا! تو ہمارے پاس آیا ہے، تاکہ تو نکال دے ہمیں ہماری زمین سے، اپنے جادو کے ذریعہ اے موسیٰ ﴿٥٧﴾

فَلَنَاۡتِيَنَّكَ بِسِحۡرٍ مِّثۡلِهٖ فَاجۡعَلۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكَ مَوۡعِدًا لَّا نُخۡلِفُهٗ نَحۡنُ وَلَاۤ اَنۡتَ

سو ہم ضرور تیرے پاس جادو لائیں گے اس جیسا ہی، بس تو مقرر کر، ہمارے درمیان اور اپنے درمیان ایک وعدے کا وقت، کہ نہ خلاف کریں اس کے ہم اور نہ تو

مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوۡعِدُكُمۡ يَوۡمُ الزِّيۡنَةِ وَاَنۡ يُّحۡشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلّٰى

ایک ہموار میدان میں ﴿٥٨﴾ (اس موسیٰ نے) کہا! تم سے وعدہ ہے جشن کا دن اور یہ کہ اکٹھے کئے جائیں لوگ دن چڑھے ﴿٥٩﴾ سو لوٹ گیا

فِرۡعَوۡنُ فَجَمَعَ كَيۡدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمۡ مُّوۡسٰى وَيۡلَكُمۡ لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

فرعون اور جمع کرنے لگا اپنی تدابیر، پھر وہ آ گیا ﴿٦٠﴾ کہا! ان (جادوگروں) سے موسیٰ نے ہلاکت ہو تمہارے لئے، نہ گڑھو تم اللہ کے بارے میں جھوٹ،

فَيُسۡحِتَكُمۡ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰى ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوۡۤا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ وَاَسَرُّوا

ورنہ وہ تباہ کر دے گا ایک سخت عذاب کے ساتھ اور یقیناً وہ نامراد ہوا جس نے جھوٹ باندھا ﴿٦١﴾ پس (یہ سن کر) انہوں نے جھگڑا کیا اپنے معاملہ میں آپس میں اور انہوں نے چپکے چپکے کی

النَّجۡوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوۡۤا اِنۡ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيۡدٰنِ اَنۡ يُّخۡرِجٰكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهِمَا

سرگوشی (مشورے) ﴿٦٢﴾ کہنے لگے! یقیناً یہ دونوں ضرور جادوگر ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں نکال دیں تمہاری زمین سے، اپنے جادو کے زور سے،

وَيَذۡهَبَا بِطَرِيۡقَتِكُمُ الۡمُثۡلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجۡمِعُوۡا كَيۡدَكُمۡ ثُمَّ ائۡتُوۡا صَفًّا ۚ وَقَدۡ اَفۡلَحَ

اور مٹا دیں تمہارے طریق زندگی کو جو مثالی ہے ﴿٦٣﴾ لہٰذا اکٹھی کر لو اپنی تمام تدابیر، پھر آجاؤ صف باندھ کر اور حقیقت یہ ہے کہ فلاح اس کی ہوگی

الۡيَوۡمَ مَنِ اسۡتَعۡلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوۡا يٰمُوۡسٰۤى اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِيَ وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّكُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰى ﴿٦٥﴾

آج، جو غالب آیا (جیت گیا) ﴿٦٤﴾ انہوں نے کہا! اے موسیٰ یا تم پھینکو یا ہم ہوں پہلے پھینکنے والے ﴿٦٥﴾

﴿٥٠﴾-﴿٥٤﴾: تو وہ لاجواب ہو گیا، اور شکست خوردہ ہو کر کہنے لگا کہ پھر ان اقوام گذشتہ کے بارے میں تم کیا کہو گے جو بتوں کی پوجا کرتی تھیں۔ جیسے نوح، ہود، لوط اور صالح کی قومیں جو ایک اللہ پر ایمان نہیں لائیں اور بتوں کی پرستش کرتی ہوئی دنیا سے رخصت ہو گئیں؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان تمام قوموں کے اعمال کا اللہ کو پورا پورا علم ہے۔

میرا رب وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے فرش بنا دیا ہے تاکہ تم اس پر زندگی گذار سکو، اور میرا رب وہ ہے جس نے زمین پر تمہارے لئے راستے ہموار کر دیئے ہیں تاکہ تم ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکو، اور میرا رب وہ ہے جو آسمان سے بارش نازل کرتا ہے جس سے نہریں بنتی ہیں اور کنویں بھرتے ہیں۔

﴿٥٥﴾: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے بنی نوع انسان! ہم نے تمہیں اسی مٹی سے پیدا کیا ہے، جس سے نباتات وحیوانات کو پیدا کیا ہے، آدم کو مٹی سے اور اس کی اولاد کو اس نطفہ سے پیدا کیا ہے۔

﴿٥٦﴾-﴿٦٠﴾: یہاں "آیات" سے مراد نو نشانیاں ہیں جو اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی تھیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام تقریباً بیس سال تک فرعون کو دعوت توحید ربوبیت دیتے رہے، اور اس طویل مدت میں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا نشانیاں بھیج کر اسے راہ دکھائی، لیکن وہ کبر وغرور میں سب کو جھٹلاتا رہا اور ایمان لانے سے انکار کرتا رہا۔ اور کہا ایک وقت مقرر کر دو جس کی ہم میں سے کوئی خلاف ورزی نہ کرے اور اس کے لئے ایک ایسی جگہ تحدید کر دو جہاں کھڑے ہو کر سبھی لوگ دونوں کا مقابلہ دیکھ سکیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مغلوب کرنے کے لئے اپنی سازش کے تانے بانے درست کرنے شروع کر دیئے اور ملک کے تمام بڑے جادوگروں کو جمع کر کے مقابلہ جیتنے کے لئے پوری تیاری کر لی۔

﴿٦١﴾-﴿٦٤﴾: جب جادوگر وقتِ مقرر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آئے، تو انہوں نے ان سے از راہ خیر خواہی کہا کہ تم لوگ اللہ کے بارے میں افترا پردازی نہ کرو، اور پھر آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ آج جو غالب ہو گا وہ فرعون اور فرعونیوں کی جانب سے بڑا انعام پائے گا۔

قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی ﴿٦٦﴾

(موسیٰ نے) کہا! نہیں تم ہی پھینکو تو یکا یک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں محسوس ہونے لگیں موسیٰ کو، ان کے جادو کے اثر سے، گو یا کہ وہ دوڑ رہی ہیں ﴿٦٦﴾

فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا

پس محسوس کیا اپنے دل میں ایک طرح کا خوف موسیٰ نے ﴿٦٧﴾ ہم نے کہا: نہ ڈرو، یقیناً تم ہی غالب رہوگے ﴿٦٨﴾ اور پھینکو اس کو جو

فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ

تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے، وہ نگل جائے گا اُس کو جو کچھ انہوں نے بنایا ہے۔ بلاشبہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ فریب ہے جادوگر کا اور نہیں کامیاب ہوسکتا جادوگر

حَیْثُ اَتٰی ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی ﴿٧٠﴾ قَالَ

خواہ جس جگہ سے بھی آئے وہ، (حق کے سامنے) ﴿٦٩﴾ سو گرا دیئے گئے سارے جادوگر سجدے میں اور پکار اٹھے، ایمان لائے ہم رب ہارونؑ وموسیٰؑ پر ﴿٧٠﴾ (فرعون نے) کہا

اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ

(کیا) تم ایمان لے آئے ہو اُس پر، پہلے اس سے کہ میں اجازت دیتا تمہیں (اس کی)؟ یقیناً وہی تمہارا بڑا (گرو) ہے جس نے سکھایا ہے تمہیں جادوگری،

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ

سو ضرور کٹواؤں گا میں تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں مخالف سمتوں سے اور ضرور سولی چڑھوا دوں گا تم کو

فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰی ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰی مَا جَآءَنَا

کھجور کے تنو پر اور خوب جان لوگے تم، کہ ہم دونوں میں سے کس کا عذاب سخت اور دیر پا ہے ﴿٧١﴾ انہوں نے کہا! ہرگز نہیں ترجیح دے سکتے، ہم تجھے اس پر، جو آ گئی ہیں ہمارے سامنے

مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿٧٢﴾ ؕ

روشن نشانیاں اور اس ذات پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، سو کرلے جو تو کر سکتا ہے اور تو تو بس فیصلہ کرسکتا ہے اس دنیاوی زندگی کا ﴿٧٢﴾

اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ

بیشک ہم تو ایمان لے آئے اپنے رب پر، تاکہ وہ معاف کر دے ہماری خطائیں اور وہ (جرم) بھی کہ تم نے ہمیں مجبور کیا اس پر یعنی جادوگری پر

النصف وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا

اور اللہ بہت بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے ﴿٧٣﴾ بیشک جو شخص آئے گا اپنے رب کے پاس مجرم بن کر تو بلاشبہ اس کے لئے جہنم (تیار) ہے نہ وہ مرے گا اُس میں اور نہ

یَحْیٰی ﴿٧٤﴾ وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰی ﴿٧٥﴾ ۙ

جیے گا ﴿٧٤﴾ اور جو شخص آئے گا اُس کے پاس مومن ہو کر، جبکہ اس نے کئے ہوں عمل نیک، سو یہی لوگ کہ ہیں ان کے لئے درجے بلند ﴿٧٥﴾

ع ٣ / ٢٢ / ١٢ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰی ﴿٧٦﴾ ع

باغات ہیشگی کے بہہ رہی ہیں ان کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے اُن میں اور یہی ہے جزا اس شخص کی جو پاک بنا ﴿٧٦﴾

﴿٦٥﴾-﴿٦٩﴾: جب جادوگروں کے درمیان اتفاق ہوگیا کہ مقابلہ کیا جائے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ پہلے تم اپنی لاٹھی زمین پر ڈالوگے، یا ہم ڈالیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پہلے تم ہی پھینکو اور انہوں نے ایسا اس لئے کہا کہ جب جادوگر اپنا کرتب دکھلا چکیں گے اور ان کے خیالی سانپوں کو موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی نگل جائے گی، تو معجزۂ نبوی زیادہ واضح شکل میں درسِ عبرت بن کر لوگوں کے سامنے آئے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سانپ بن کر لوگوں کے سامنے دوڑ رہی تھیں، تو اللہ نے ان سے فرمایا کہ آپ ڈریئے نہیں، بہرحال غلبہ آپ ہی کو نصیب ہوگا، اور تمام لوگ اور جادوگر اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھتے رہے، یہاں تک کہ میدان میں ایک سانپ بھی باقی نہ رہا، اور جادو شکست کھا گیا اور اللہ کا معجزہ غالب آ گیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا کہ انہوں نے جو کچھ بنایا تھا وہ جادوگروں کا کرتب تھا، اور جادوگر کوئی بھی چال چلے کامیاب نہیں ہوسکتا۔

﴿٧٠﴾-﴿٧١﴾: اس لئے تمام جادوگر اللہ کے لئے سجدے میں گر گئے اور پکار اٹھے کہ ہم ہارون وموسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے اپنی طاقت کے غرور میں ان سے کہا کہ میری اجازت کے بغیر تم لوگ موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو، مجھے یقین ہوگیا کہ یہی موسیٰ وہ بڑا جادوگر ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس الزام سے فرعون کا مقصود لوگوں کے دلوں میں معجزہ کی صداقت کے بارے میں شبہ ڈالنا تھا، تاکہ وہ بھی جادوگروں کی طرح ایمان نہ لے آئیں، ورنہ اسے معلوم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے استاد نہیں تھے۔ فرعون نے ان نئے مسلمانوں کو دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ میں تم سے ہر ایک کا ایک ہاتھ اور دوسری جانب کا ایک پاؤں کاٹ دوں گا اور کھجوروں کے درختوں پر سولی دے کر لٹکا دوں گا، تب تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ میرا عذاب زیادہ شدید اور دائمی ہے یا موسیٰ کے رب کا، جس کے ڈر سے تم موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو۔

﴿٧٢﴾: ان جادوگر مسلمانوں پر اس کی دھمکی کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

﴿٧٣﴾: جادوگر مسلمانوں نے فرطِ جوشِ ایمانی میں بلاخوف وخطر کہا کہ ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے ہیں، تاکہ وہ ہمارے سابقہ گناہوں کو معاف کردے، اور موسیٰ وہارون کا مقابلہ کرنے کے لئے جس جادوگری پر تم نے ہمیں مجبور کیا تھا اسے بھی معاف کردے، اور ایمان وعمل صالح والوں کے لئے اللہ کا ثواب بہتر ہوتا ہے اور نافرمانوں کے لئے اس کے عذاب کی مدت لمبی ہوتی ہے۔

(سورہ طٰہ، آیت نمبر: ٧٣)

﴿٧٤﴾-﴿٧٦﴾: جس میں کافر ومومن کا انجام بیان کیا گیا ہے کہ جس کی موت کفر پر ہوگی اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا، جہاں نہ اسے موت آئے گی کہ عذاب سے چھٹکارا پالے اور نہ ایسی زندگی ہوگی جس میں اسے سکون میسر ہو۔ (سورہ طٰہ، آیت نمبر: ٧٤-٧٦)

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ
اور بیشک ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف، یہ کہ رات کو لے جا میرے بندوں کو، پھر (عصیٰ) مار کر بنادو ان کے لئے ایک راستہ سمندر میں

يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ
خشک، نہ ڈر ہوگا تم کو پکڑے جانے کا اور نہ خوف ہوگا تمہیں (ڈوبنے کا)⑦⑦ سو پیچھے لگ گیا ان کے، فرعون اپنے لشکر کے ساتھ، تو ڈھانپ لیا ان کو

مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾ يٰبَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ
سمندر نے جیساکہ ڈھانپنے کا حق تھا⑦⑧ اور گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ کوئی رہنمائی کی⑦⑨ اے بنی اسرائیل!

قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا
یقیناً ہم نے نجات دی تمہیں، تمہارے دشمن سے اور ہم نے تم سے وعدہ کیا طور کی دائیں جانب کا اور ہم نے نازل کیا

عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا
تم پر من اور سلویٰ⑧⓪ (اور کہا) کھاؤ وہ پاکیزہ چیزیں جو عطا کی ہیں ہم نے تم کو اور نہ تم سرکشی کرو،

فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِىْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِىْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾
اس کے معاملہ میں، ورنہ ٹوٹ پڑے گا تم پر میرا غضب اور وہ شخص کہ اترے اس پر میرا غضب، تو یقیناً وہ ہلاک ہوگیا⑧①

وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَمَاۤ اَعْجَلَكَ
اور بیشک میں غفار (بہت بخشنے والا) ہوں اس شخص کے لئے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کئے نیک، پھر وہ راہ راست پر رہا⑧② اور کون سی چیز تجھے جلدی لے آئی

عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰۤى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ
تیری قوم سے اے موسیٰ؟⑧③ کہا! وہ آ رہے ہیں میرے پیچھے اور میں نے جلدی کی تیری طرف،

رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ
اے میرے رب تاکہ تو راضی ہوجائے⑧④ فرمایا! اچھا تو یقیناً ہم نے فتنہ میں مبتلا کردیا ہے تمہاری قوم کو تمہارے بعد اور انہیں گمراہ کر دیا ہے

السَّامِرِىُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ
سامری نے⑧⑤ سو لوٹے موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصے میں بھرے ہوئے غمگین، فرمایا اے میری قوم!

اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ؕ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ
کیا نہیں وعدہ کیا تھا تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا وعدہ یا پھر طویل ہو گئی تھی تم پر مدت

اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ ﴿٨٦﴾
یا چاہتے تھے تم، کہ آپڑے تم پر غضب، تمہارے رب کی طرف سے۔ لہٰذا تم نے خلاف ورزی کی مجھ سے کئے ہوئے وعدے کی⑧⑥

(٧٧)-(٧٨): حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک طویل مدت تک فرعون اور فرعونیوں کو دعوت اسلام دیتے رہے، لیکن وہ اپنے کفر پر مصر رہے، تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو لے کر سرزمینِ مصر سے نکل جائیں۔ اس واقعہ کی تفصیل سورۃ البقرۃ، سورۃ الأعراف اور سورۂ یونس میں گذر چکی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ بحر قلزم کی طرف جانے لگے تو فرعون نے اپنی فوج کے ساتھ ان کا پیچھا کیا، اور اللہ کے فیصلہ کے مطابق سمندر کے کنارے پر مڈبھیر ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنی لاٹھی پانی پر ماری، پانی دو طرف ہو گیا اور خشک راستہ بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر بے خوف وخطر چل پڑے، اور پیچھے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر بھی۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ دوسرے کنارے پر پہنچ گئے، اور فرعون اپنے لشکر کے ساتھ جب بیچ میں پہنچا تو پانی نے انہیں ہر طرف سے آ گھیرا اور سبھی اس میں غرق ہو گئے۔ فرعون نے اپنے کفر واستکبار کی وجہ سے اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈال دیا، اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی نہیں کی۔

(٨٠)-(٨٢): اللہ نے ان پر یہ بھی احسان کیا کہ میدانِ تیہ میں انہیں کھانے کے لئے من وسلویٰ عطا کیا، اور نصیحت کی کہ ہماری دی ہوئی حلال روزی کھاؤ اور حد سے تجاوز نہ کرو، ورنہ ہمارے غیظ و غضب کے مستحق ہوجاؤ گے۔

(٨٣)-(٨٦): فرعون کی ہلاکت کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر آگے بڑھے، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو لے کر جبل طور کے پاس جائیں، اور وہاں چالیس دن اور رات کا روزہ رکھیں، تاکہ اللہ انہیں تورات عطا کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے ہم کلام ہونے کے شوق میں عجلت سے کام لیا اور اکیلے کوہ طور کی طرف روانہ ہوگئے، اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو کہا کہ وہ بنی اسرائیل کو لے کر اطمینان سے آئیں۔ ان کی روانگی کے بعد "سامری" نے بنی اسرائیل کو فتنہ میں ڈال دیا۔ اس نے فرعونیوں کے چھوڑے ہوئے زیورات سے ایک بچھڑا بنایا اور اس میں جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے کھر کے نیچے کی ایک مٹھی مٹی ڈال دی جس کی وجہ سے اس سے ایک آواز نکلنے لگی اور بنی اسرائیل اس سے متاثر ہوکر اس کی عبادت کرنے لگے، اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہیں گئے۔ جب چالیس دن کی مدت پوری ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام بذریعہ وحی بنی اسرائیل کی گمراہی کی خبر دی۔

اس میں حضرت موسیٰ علیہ اسلام کو ان کی عجلت پر عتاب ہے کہ آپ نے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر تنہا آنے کی کیوں عجلت کی تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ لوگ میرے پیچھے آرہے ہیں۔

قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

انہوں نے کہا: نہیں ہم نے خلاف ورزی کی تیرے وعدے کی اپنے اختیار سے اور لیکن ہم اٹھوائے گئے تھے بوجھ، (فرعون) قوم کے زیورات کا،

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا

سو ہم نے اسے اتار پھینکا اور اسی طرح (کچھ) پھینکا سامری نے (بھی) ﴿۸۷﴾ پھر نکال لایا ان کے سامنے بچھڑے کا سا جسم اس سے گائے کی آواز نکلتی تھی، سو وہ کہنے لگے،

هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۥ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۥ وَّلَا

یہی ہے تمہارا معبود اور معبود موسیٰؑ کا بھی۔ پس وہ بھول گیا ﴿۸۸﴾ کیا پھر وہ نہیں دیکھتے! کہ نہیں لوٹاتا (جواب) وہ ان کی کسی بات کا اور نہیں

ع ۴ ۱۳ ۱۳

يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا

وہ اختیار رکھتا ان کو نقصان کا اور نہ نفع کا ﴿۸۹﴾ اور یقینا کہا تھا! اُن سے ہارون نے اس سے پہلے، اے میری قوم تم

فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ

فتنے میں پڑ گئے ہو اس (بچھڑے) کی وجہ سے اور بیشک تمہارا رب نہایت مہربان ہے، تو میری پیروی کرو اور اطاعت کرو میرے حکم کی ﴿۹۰﴾ انہوں نے کہا! ہم تو ہمیشہ رہیں گے

عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ

اس پر جم کر بیٹھنے والے (پوجا کرنے والے) یہاں تک کہ لوٹ آئے ہمارے پاس موسیٰؑ ﴿۹۱﴾ (موسیٰؑ نے) کہا! اے ہارونؑ! کس چیز نے روکا تھا تمہیں، جب تم نے انہیں دیکھا

ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا

کہ وہ گمراہ ہو رہے ہیں ﴿۹۲﴾ اس بات سے کہ، تم میری پیروی کرو، تو کیا تم نے خلاف ورزی کی میرے حکم کی ﴿۹۳﴾ (ہارونؑ نے) کہا! اے میری ماں جائے: نہ پکڑیے میری داڑھی اور نہ

بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾

میرے سر کے بال، بیشک میں ڈر گیا تھا، اس بات سے کہ تم کہو گے تفرقہ ڈال دیا تم نے درمیان بنی اسرائیل کے اور نہ لحاظ (انتظار) کیا تم نے میری بات کا ﴿۹۴﴾

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

کہا (موسیٰؑ نے) کیا معاملہ ہے تیرا اے سامری؟ ﴿۹۵﴾ (اس نے) کہا! میں نے دیکھی تھی وہ چیز جو انہیں نظر نہ آئی، تو اٹھا لی میں نے مٹھی بھر (مٹی)

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ

فرشتہ (جبرئیل) کے نقشِ قدم کی اور پھینکا، میں نے اس کو اور اسی طرح مزین کیا تھا میرے لئے میرے نفس نے ﴿۹۶﴾ (موسیٰؑ نے) کہا! اچھا تو جا، یقیناً ہے

لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى

(سزا) تیرے لئے زندگی بھر کہ کہتا رہے: ”مجھے نہ چھونا“ اور بیشک تیرے لئے ایک وقت مقرر ہے (عذاب کا) کہ ہرگز نہیں خلاف کیا جائے گا تیرے حق میں اسے اور تو دیکھ اپنے

اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾

معبودوں کی طرف، وہ جو تو ہو گیا تھا اس پر جم کر بیٹھنے والا (یعنی اس کی پوجا کرنے والا)، ہم ضرور جلا دیں گے اُسے پھر بکھیر دیں گے ہم اُسے سمندر میں ریزہ ریزہ کر کے ﴿۹۷﴾

﴿۸۷﴾ – ﴿۹۴﴾: بنی اسرائیل نے کہا کہ ہماری عورتوں کے پاس فرعونیوں کے جو زیورات تھے، جب آپ کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو ”سامری“ نے ہم سے کہا کہ یہ تاخیر اس لئے ہو رہی ہے کہ تمہارے پاس فرعونیوں کی عورتوں کے زیورات ہیں وہ تمہارے لئے حلال نہیں ہیں، اس لئے تم لوگ ان سے چھٹکارا حاصل کرلو۔ چنانچہ ہم نے تمام زیورات کو ایک گڈھے میں پھینک دیا۔ پھر سامری نے ان زیورات سے ایک بچھڑا بنا لیا جس سے ایک آواز نکلنے لگی، تو سامری اور اس کے ساتھیوں نے لوگوں سے کہا کہ یہی ہمارا اور موسیٰ کا رب ہے، موسیٰ نے غلطی کی ہے اپنے رب کی تلاش میں کوہ طور کی طرف گئے ہیں۔

آیت نمبر (۸۹) میں اللہ تعالیٰ نے انہی بچھڑے کے پُجاریوں کی عقل پر ماتم کیا ہے۔

عبادت کے لئے رقص وسرور کا استعمال سب سے پہلے ”سامری“ نے کیا تھا، اسی نے بچھڑا بنا کر لوگوں کو اس کی عبادت کی دعوت دی تھی اور اس کے گرد رقص و سرود کی محفلیں جمائی تھی۔

اور ڈھول کا استعمال سب سے پہلے زندیقوں یعنی بے دینوں نے کیا۔

﴿۹۵﴾ – ﴿۹۶﴾: سامری درحقیقت منافق تھا، اور بظاہر اسلام قبول کرنے سے پہلے گائے کی پوجا کرتا تھا، اس لئے اس نے جبرئیل علیہ السلام کو ایک گھوڑے پر سوار دیکھا اور دیکھا کہ جہاں گھوڑے کی ٹاپ پڑی اس جگہ پودے اُگ گئے۔ سامری دیکھ کر سمجھ گیا کہ اگر جبریل کے گھوڑے کے کُھر کی مٹی کسی جماد پر ڈال دی جائے گی تو اس میں زندگی آجائے گی۔ اس لئے اس نے اس مٹی کو محفوظ کرلیا اور جب بچھڑا بنایا تو اس کے اندر وہ مٹی ڈال دی جس کے اثر سے اس سے بچھڑے کی آواز آنے لگی۔

﴿۹۷﴾: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کی زبانی تفصیلات سننے کے بعد، اللہ کے حکم سے اسے شہر بدر کر دیا اور بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ کوئی آدمی بھی اس سے بات نہ کرے اور ہر شخص اس سے قطع تعلق کرلے، ایک مفہوم تو یہ ہے اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ انہوں نے اسے اللہ کا یہ فیصلہ سنا دیا کہ اسے ہمیشہ کے لئے چھوت کی بدترین بیماری لگ گئی۔ وہ اب جب تک زندہ رہے گا اُس کا حال یہ ہوگا کہ کسی کو اپنے قریب نہ آنے دے گا، اور ہر شخص سے کہے گا کہ میرے قریب نہ آؤ {لا مِسَاس} کا لغوی معنیٰ یہ ہے کہ ”مجھے کوئی نہ چھوئے اور میں کسی کو نہ چھوؤں“۔ وہ جب بھی کسی کو چھوتا دونوں کو شدید بخار آجاتا۔ اس لئے کسی آدمی کو اپنے سے قریب ہوتے دیکھ کر بھاگ پڑتا اور چیخنے لگتا کہ میرے قریب نہ آؤ۔ چنانچہ وہ شہر سے نکل کر جنگل میں چلا گیا اور جانوروں کی سی زندگی گذارنے لگا، اور اسی حال میں مر گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا کہ تم اپنے جس معبود کے سامنے ہر وقت جھکے رہتے تھے، ہم اسے جلا کر راکھ بنا دیں گے اور اس کی راکھ سمندر میں بکھیر دیں گے تاکہ اس کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، ان کا مقصد سامری اور دیگر بُت پرستوں کے سامنے ان کے اس جھوٹے اور حقیر معبود کی حقارت کا اظہار کیا تھا۔

إِنَّمَآ إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ

یقیناً تمہارا معبود تو وہ اللہ ہے کہ نہیں کوئی اور معبود سوائے اس کے، اس نے گھیر رکھا ہے ہر چیز کو اپنے علم سے ﴿۹۸﴾ اسی طرح ہم بیان کرتے ہیں آپ پر

مِنْ أَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهٗ يَحْمِلُ

کچھ خبریں، وہ جو پہلے گزر چکی ہیں اور یقیناً عطا کی ہے ہم نے آپ کو اپنی طرف سے ایک ذکر (قرآن) ﴿۹۹﴾ جس نے اعراض کیا اس سے، تو یقیناً وہ اٹھائے گا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَوْمَ يُنْفَخُ

قیامت کے دن ایک بڑا بوجھ (گناہ کا) ﴿۱۰۰﴾ وہ ہمیشہ رہیں گے اس (تکلیف) میں اور بڑا ہوگا ان کے لئے قیامت کے دن بوجھ اٹھانا ﴿۱۰۱﴾ اُس دن جب پھونکا جائے گا

فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا

صور میں اور ہم اکٹھا کریں گے مجرموں کو اس دن، اس حال میں کہ وہ نیلی آنکھوں (یعنی پتھرائی ہوئی) والے ہوں گے ﴿۱۰۲﴾ وہ چپکے چپکے کہتے ہوں گے آپس میں، کہ نہیں ٹھہرے تم (دنیا میں) مگر

ع ۱۵ ۱۴ عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ إِذْ يَقُوْلُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾

کوئی دس دن ﴿۱۰۳﴾ ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہ کیا باتیں کریں گے؟ جب کہے گا وہ جو ان میں سب سے بہتر اندازہ لگانے والا ہوگا، کہ نہیں رہے ہو تم (دنیا میں) مگر ایک ہی دن ﴿۱۰۴﴾

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا

اور وہ آپ سے سوال کرتے ہیں پہاڑوں کے متعلق، سو کہہ دیجئے! ان کو اُڑا دے گا میرا رب اُڑا دینا (یعنی مکمل طور پر) ﴿۱۰۵﴾ پھر وہ اس زمین کو، کر چھوڑے گا چٹیل میدان ﴿۱۰۶﴾ نہ

تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ

آپ دیکھیں گے اس میں کوئی کجی اور نہ کوئی ٹیلہ ﴿۱۰۷﴾ اس دن وہ پیچھے پیچھے چلیں گے، سب لوگ پکارنے والے کے، اس طرح کہ ذرا بھی اکڑ نہیں دکھا سکیں گے اور پست ہو جائیں گی آوازیں

لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ

رحمٰن کے حضور، نہ سنے گا تو سوائے آہٹ (کھسر پھسر کے) ﴿۱۰۸﴾ اس دن نہ فائدہ دے گی شفاعت، مگر اسے! جس کے لئے اجازت دے رحمٰن

وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾

اور پسند کرے اس کا بولنا ﴿۱۰۹﴾ وہ جانتا ہے ان باتوں کو بھی، جو ان کے سامنے ہے اور ان کو بھی جو ان کے پیچھے ہے۔ اور نہیں احاطہ کر سکتے سب مل کر بھی اس کا اپنے علم سے ﴿۱۱۰﴾

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ

اور (اس دن) جھک جائیں گے عاجزی کے ساتھ سب چہرے، ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والے (اللہ) کے آگے۔ اور یقیناً نامراد ہوا، وہ شخص جس نے بوجھ اٹھایا ظلم (شرک) کا ﴿۱۱۱﴾ اور جس نے کئے ہوں گے

مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنٰهُ

نیک اعمال اور وہ مومن ہوگا تو اسے نہ خوف ہوگا کسی قسم کے ظلم کا اور نہ حق تلفی کا ﴿۱۱۲﴾ اور اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو نازل کیا

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾

قرآن (عربی زبان) میں اور طرح طرح سے دہرایا ہے ہم نے اس میں وعیدیں، تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں یا پیدا کر دے (قرآن) ان کے لئے نصیحت ﴿۱۱۳﴾

﴿۹۸﴾: سامری کے مشرکانہ عقیدے اور بت پرستی کی تردید کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے عقیدۂ توحید کو بیان کیا ہے کہ تم سب کا معبود اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، نہ کہ وہ بچھڑا جس کے ذریعہ سامری نے تم سب کو گمراہ کر دیا تھا۔ پھر کہا کہ اس ذات واحد کا علم ہر چیز کو محیط ہے، اور اس کے سوا ہر شخص کا علم ناقص اور اس کی قدرت ناقص ہے، اس لئے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود کیسے ہو سکتا ہے؟

﴿۹۹﴾ ـ ﴿۱۰۱﴾: نبی کریم ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ جس طرح ہم نے آپ کے لئے مذکورہ بالا آیتوں میں موسیٰ و فرعون اور موسیٰ و بنی اسرائیل کے واقعات بیان کئے ہیں۔

﴿۱۰۲﴾ ـ ﴿۱۰۳﴾: یہاں مراد دوسرا ''صور'' ہے۔

﴿۱۰۴﴾: آیت سے مقصود دنیا کی زندگی کی حقارت ثابت کرنا ہے۔

﴿۱۰۵﴾ ـ ﴿۱۰۷﴾: مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کے دن ان پہاڑوں کا کیا حال ہوگا؟ تو اللہ نے آپ ﷺ سے فرمایا، آپ انہیں جواب دے دیجئے کہ میرا رب انہیں جڑ سے اُکھاڑ کر ریت بنا دے گا، پھر روئی کے گالے کی طرح انہیں فضا میں اُڑا دے گا، اور ان کی جگہیں برابر اور چکنی ہو جائیں گی جن میں نہ کوئی پودا ہوگا اور نہ کوئی عمارت، اور نہ زمین کا کوئی حصہ اونچا نیچا ہوگا۔

(۱۰۸) اس دن تمام لوگ داعیٔ محشر کے پیچھے چل پڑیں گے، کوئی بھی اس کی راہ سے اِدھر اُدھر نہیں ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کے رُعب و دبدبہ سے پورے میدانِ محشر پر سکوت طاری ہوگا، کوئی دھیمی آواز بھی نہیں سنائی دے گی۔

﴿۱۰۹﴾: قیامت کے دن اسی شخص کی شفاعت کسی دوسرے کے حق میں قبول ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے کی اجازت دے گا اور مفسرین بغوی لکھتے ہیں، یہ آیت دلیل ہے کہ غیر مومنوں کے لئے کوئی شفاعت نہیں ہوگی۔ صاحب ''فتح البیان'' لکھتے ہیں کہ یہ آیت بہت بڑی دلیل ہے کہ فاسقوں کے حق میں شفاعت ہوگی، اس لئے کہ کلمہ شہادت یقیناً ایسا قول ہے جو اللہ کو پسند ہے۔

﴿۱۱۰﴾: قیامت کے دن اس کا فیصلہ یقیناً عدل و انصاف کے مطابق ہوگا، اور اس کی رحمت ہر حال میں عذاب پر غالب ہوگی۔ مخلوق کا علم اس کی ذات و صفات، اور اس کے علوم و احکام کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

﴿۱۱۱﴾: قیامت کے دن تمام اہل محشر کی گردنیں اللہ کے سامنے جھکی ہوئی ہوں گی جس کی صفت ''حی'' ہے۔

﴿۱۱۲﴾: دنیا میں جس کی موت شرک پر ہوگی وہ آخرت میں بہت بڑا خسارہ اُٹھانے والا ہوگا۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ

پس بلند و برتر ہے اللہ، بادشاہ حقیقی اور نہ آپ جلدی کریں قرآن پڑھنے میں، اس سے پہلے کہ پوری کی جائے آپ کی طرف

وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ

اس کی وحی اور کہیں اے میرے رب مجھے عطا کر علم ﴿١١٤﴾ اور یقیناً ہم نے عہد لیا آدمؑ سے اس سے پہلے، پھر وہ بھول گیا اور نہ

نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ﴿١١٦﴾

پایا ہم نے اس میں عزم کی پختگی ﴿١١٥﴾ اور (یاد کرو) جب کہا تھا! ہم نے فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدمؑ کو، تو سجدہ کیا سب نے سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا ﴿١١٦﴾

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾

تو ہم نے کہا! اے آدمؑ بلاشبہ یہ (ابلیس) دشمن ہے تیرا اور تیری بیوی کا، سو نہ وہ تم دونوں کو نکلوا دے جنت سے کہ تو مشقت میں پڑ جائے ﴿١١٧﴾

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ

یقیناً تمہیں یہ (آرام ہے) کہ نہ بھوکے رہتے ہو تم یہاں اور نہ ننگے رہتے ہو ﴿١١٨﴾ اور یقیناً یہ بھی کہ تم نہ پیاسے رہتے ہو یہاں اور نہ دھوپ ستاتی ہے تم کو ﴿١١٩﴾ پھر وسوسہ کیا

اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾

اس کو شیطان نے، کہا اے آدمؑ! کیا میں بتاؤں تمہیں ایسا درخت جس سے (ملتی ہے) ابدی زندگی اور ایسی بادشاہی جو پرانی نہ ہو (سلطنت لازوال) ﴿١٢٠﴾

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫

تو کھا لیا ان دونوں نے اُس میں سے، تو کھل گئے ان کے سامنے ان کے ستر اور لگے وہ ڈھانکنے اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے۔

وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۖ ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ اهْبِطَا

گویا کہ نافرمانی کی آدمؑ نے اپنے رب کی اور بھٹک گئے ﴿١٢١﴾ پھر برگزیدہ کیا اس کو، اس کے رب نے اور توبہ قبول فرمائی اس کی اور اسے ہدایت بخش دی ﴿١٢٢﴾ ارشاد ہوا تم دونوں اتر جاؤ

مِنْهَا جَمِيْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۥۙ فَمَنِ اتَّبَعَ

یہاں سے سب کے سب۔ (اور رہو گے تم) ایک دوسرے کے دشمن، پھر اگر آئے تمہارے پاس، جو ضرور آئے گا میری طرف سے ہدایت، تو جو پیروی کرے گا

هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً

میرے ہدایت کی، وہ نہ تو بھٹکے گا اور نہ وہ بدبخت ہوگا ﴿١٢٣﴾ جس نے اعراض کیا میری یاد (کتاب) سے، تو یقیناً ہوگی اس کے لئے تنگ

ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ

زندگی اور ہم اٹھائیں گے اسے روز قیامت اندھا ﴿١٢٤﴾ وہ کہے گا! اے میرے رب کیوں اٹھایا ہے، تو نے مجھے اندھا، حالانکہ میں تھا (دنیا میں)

بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾

آنکھوں والا ﴿١٢٥﴾ ارشاد ہوگا! ایسے ہی جیسے آئی تھیں تمہارے پاس ہماری نشانیاں، سو بھلا دیا تھا تو نے انہیں اور اسی طرح آج بھلا دیا جائے گا تجھے ﴿١٢٦﴾

ع ٦ ١١ ٥

﴿١١٤﴾: اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی بلند و عظیم نہیں ہے، اس کے قبضۂ قدرت سے کوئی چیز خارج نہیں ہے۔

﴿١١٥﴾: اس آیتِ کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔

﴿١١٧﴾-﴿١١٦﴾: اللہ سے عہد کرنے کے بعد حضرت آدم نے عزم کیا تھا کہ وہ اس کے ہر حال میں پابند رہیں گے، لیکن شیطان ان کے پیچھے لگا رہا، یہاں تک کہ ان کے عزم کی پختگی جاتی رہی، مذکورہ ذیل آیتوں میں اسی کی تفصیل ہے:
اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا کہ آپ لوگوں کو یہ واقعہ سنا دیجئے، جب ہم نے فرشتوں کو آدم کے لئے اظہار تعظیم کے طور پر سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا، تو تمام فرشتوں نے حکم کی تعمیل کی، لیکن ابلیس جو جنوں میں سے تھا اس نے کبر وغرور میں آ کر سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

﴿١١٩﴾-﴿١١٨﴾: اللہ نے یہ بھی کہا: اے آدم! ہم نے تمہیں بہت بڑی نعمت دی ہے۔

﴿١٢٦﴾-﴿١٢٣﴾: جو شخص اللہ کے دین سے اعراض کرتا ہے، اور قرآنِ کریم کی تلاوت اور اس پر عمل کرنا ترک کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس عملِ بد کا یہ بدلہ دیتا ہے کہ ہر چہار جانب سے اسے تنگی گھیر لیتی ہے، اور روزی کی کشادگی کے باوجود اس کا سکون و اطمینان چھن جاتا ہے، اور مرنے کے بعد اس کی قبر بھی اس پر تنگ ہو جاتی ہے، اور اس کی برزخ کی طویل زندگی شقاوت و بدبختی سے عبارت ہوتی ہے۔

وَ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ

اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہم ہر اس شخص کو جو حد سے بڑھ جاتا ہے اور نہیں ایمان لاتا اپنے رب کی آیات پر اور یقیناً عذاب آخرت ہے سخت

وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ

اور دیر رہنے والا ﴿١٢٧﴾ تو کیا پھر نہیں رہنمائی ملی ان کو، (اسی بات سے کہ) کتنی ہی ہلاک کی ہیں ہم نے ان سے پہلے قومیں، کہ چل رہے ہیں یہ ان کی بستیوں میں،

ع ١٣ ١٦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا

بیشک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اہل عقل کے لئے ﴿١٢٨﴾ اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو طے ہو چکی تھی پہلے ہی آپ کے رب کی طرف سے، تو ضرور چکا دیا جاتا ان کا فیصلہ

وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ

اور (فیصلہ کا) ایک وقت بھی مقرر ہے ﴿١٢٩﴾ سو صبر کیجئے! ان کی باتوں پر اور تسبیح کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ، طلوع

الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

آفتاب سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اور رات کے اوقات میں بھی، پھر تسبیح کیجئے (اس کی) اور دن کے کناروں پر بھی، تاکہ آپ

تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ

راضی ہو جائیں ﴿١٣٠﴾ اور نہ آنکھ اٹھا کر دیکھیں آپ اس کی طرف، جو ساز و سامان (دنیوی) دیا ہے ہم نے، ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو، جو شان و شوکت ہے،

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ

دنیاوی زندگی کی، تاکہ آزمائش کریں ہم ان کی، اس سے اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق ہے بہتر اور باقی رہنے والا ﴿١٣١﴾ اور حکم دیجئے! اپنے گھر والوں کو نماز کا

وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾

اور پابند رہئے (خود بھی) اس پر، نہیں ہم آپ سے سوال کرتے رزق کا، ہم ہی آپ کو رزق دیتے ہیں اور (بہترین) انجام تقویٰ (والوں) ہی کا ہے ﴿١٣٢﴾

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٣٣﴾

اور وہ کہتے ہیں! کیوں نہیں لاتا، یہ شخص ہمارے پاس کوئی نشانی (معجزہ) اپنے رب کی طرف سے، کیا نہیں آتی ان کے پاس دلیل، ان (تعلیمات) کا جو کچھ پہلے صحیفوں میں ہے ﴿١٣٣﴾

وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ

اور اگر کہیں ہم نے ہلاک کر دیا ہوتا، ان کو کسی عذاب سے، اس (رسول) سے پہلے ہی، تو ضرور کہتے وہ اے ہمارے رب، کیوں نہیں بھیجا تو نے

اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ

ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم پیروی کرتے تیری آیات کی اس سے پہلے کہ ہم ذلیل ہوتے اور رسوا ہوتے ﴿١٣٤﴾ (آپ) کہہ دیجئے! ہر ایک منتظر ہے (نتیجہ کا)

ع ٨ ١٧ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿١٣٥﴾

سو تم بھی انتظار کرو؟ سو عنقریب تم جان لوگے کہ کون ہے سیدھی راہ پر (چلنے والا) اور کون ہے ہدایت یافتہ ﴿١٣٥﴾

﴿١٢٧﴾: اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنی شہوتوں میں منہمک ہو کر اللہ کے دین کو پس پشت ڈال دیتے ہیں انہیں دنیا و آخرت میں ایسا ہی بدلہ دیتا ہے، اور آخرت کا عذاب بڑا ہی دردناک اور بہت ہی طویل ہوگا۔

﴿١٢٨﴾: ان واقعات میں بڑی عبرت آموز باتیں ہیں۔

﴿١٢٩﴾: اس امت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ اسے یکسر تباہ و ہلاک نہیں کرے گا، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سراپا رحمت ہیں، یہی وجہ ہے کہ مشرکینِ مکہ کے ہزار کفر و سرکشی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل نہیں کیا، بلکہ ان کا معاملہ آخرت کے دن تک کے لئے اٹھا رکھا ہے، ورنہ ان کا کفر و استکبار تو ایسا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب انہیں اسی دنیا میں ہی اپنی گرفت میں لے لیتا۔

(١٣٠) مفسرین لکھتے ہیں کہ اس سے مراد فجر اور عصر کی نمازیں ہیں، ان کا دوبارہ ذکر خصوصی اہتمام کے لئے کیا گیا ہے۔ بخاری و مسلم نے حضرت جریر بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ اپنے رب کو دیکھو گے، جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو، اس کی دید سے تمہیں کوئی چیز نہ روک سکے گی۔ اگر تم سے ہو سکے تو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے کی نمازوں کی ادائیگی میں اپنے نفس سے مغلوب ہو کر سستی نہ کرو، پھر آپ (ﷺ) نے یہی آیت پڑھی۔

﴿١٣٢﴾: اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں پوری امت مراد ہے، یعنی سب لوگ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں۔ آپ ﷺ اس حکم میں بدرجہ اولیٰ داخل ہیں۔ آپ سے کہا گیا ہے کہ آپ نماز کی پابندی کیجئے، اور امور دنیا میں مشغول ہو کر اس سے غافل نہ ہو جائیے۔

﴿١٣٣﴾: جواب کا ایک مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ جن قوموں نے اپنے انبیاء سے نشانیوں کا مطالبہ کیا تھا، وہ قومیں نشانیاں آنے کے بعد بھی ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہلاک کر دی گئی تھیں، اگر یہ لوگ بھی ایمان نہ لائے تو انہیں عذاب الٰہی سے کون بچا سکے گا۔

﴿١٣٤﴾ - ﴿١٣٥﴾: اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بھیج کر اور قرآنِ کریم نازل کر کے اب کسی مشرک و کافر کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رکھا ہے۔ آیت نمبر (١٣٥) میں نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ سرکش کافروں سے کہہ دیجئے کہ ہم اور تم سبھی اپنے انجام کے منتظر ہیں، انتظار کر لو۔

(٢١) سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ (٧٣) — اٰيَاتُهَا ١١٢ — رُكُوْعَاتُهَا ٧

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ① مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ

قریب آ گیا ہے انسانوں کے حساب کا وقت اور وہ پڑے ہوئے ہیں، غفلت میں منہ موڑے ہوئے۔① نہیں آتا، اُن کے پاس کوئی ذکر (نصیحت)

مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ② لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ

اُن کے رب کی طرف سے نیا، مگر وہ اس کو سنتے ہیں، اس حال میں کہ وہ کھیل رہے ہوتے ہیں② غافل ہیں ان کے دل اور چپکے چپکے سرگوشیاں کیں،

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ③

ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا، کہ نہیں ہے یہ (رسول) مگر ایک بشر (آدمی) تم جیسا، کیا تم (پھنس کر) آ جاؤ گے جادو میں، آنکھوں دیکھتے؟③

قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ④ بَلْ قَالُوْٓا

(رسولؐ نے) کہا! میرا رب جانتا ہے، ہر بات کو، آسمان میں ہو، یا زمین میں اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے④ بلکہ انہوں نے کہا (یہ قرآن)

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ⑤

پراگندہ خواب ہیں، بلکہ اِس نے خود ہی گھڑا ہے اِسے، بلکہ وہ شاعر ہے، لہٰذا چاہئے کہ وہ ہمارے پاس لائے کوئی نشانی، جیسے کہ بھیجے گئے تھے پہلے (رسول)⑤

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ⑥ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ

نہیں ایمان لائی ان سے پہلے کوئی بستی، کہ ہم نے ہلاک کیا اُسے، تو کیا یہ (اب) ایمان لائیں گے⑥ اور نہیں بھیجا ہم نے رسول، آپ سے پہلے

اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْــَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ⑦ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

مگر مرد ہی تھے، ہم وحی کرتے تھے اُن کی طرف چنانچہ تم پوچھ لو اہل کتاب سے، اگر تم نہیں جانتے⑦ اور نہیں بنائے تھے اُن رسولوں کے

جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ⑧ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ

کوئی ایسا جسم، کہ نہ کھاتے ہوں وہ کھانا اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہنے والے⑧ پھر ہم نے سچا کیا اُن سے وعدہ، چنانچہ ہم نے انہیں نجات دی

وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ⑨ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا

اور جنہیں ہم چاہتے تھے اور ہلاک کر دیا ہم نے حد سے گزرنے والوں کو⑨ بیشک ہم نے نازل کی تمہاری طرف ایک ایسی کتاب، جس میں تمہارا ذکر ہے، کیا پھر نہیں

تَعْقِلُوْنَ ⑩ ع وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ⑪

تم سمجھتے⑩ اور کتنی ہی ہم نے تہس نہس کر دیں بستیاں، تھیں وہ ظالم اور پیدا کیں، ہم نے ان کے بعد دوسری قوموں کو⑪

تفسیر سورۃ الاٴنبیاء

نام: چونکہ اس سورت میں کئی انبیائے کرام کے فضائل و واقعات بیان کئے گئے ہیں، اسی لئے اس کا نام "سورۃ الاٴنبیاء" رکھا گیا ہے۔

زمانۂ نزول: قرطبی کہتے ہیں کہ تمام مفسرین کے نزدیک یہ سورت مکی ہے۔ امام بخاری وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل اور الکہف اور مریم اور طٰہٰ اور الاٴنبیاء سورتیں ہیں جنہیں میں نے مکی دور کے شروع میں حاصل کیا تھا۔

①: حضرت سہیل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں ایسے بھیجا گیا ہوں کہ میں اور قیامت ایسے ہیں پھر آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور وسطیٰ انگلی کی طرف اشارہ کیا۔" (بخاری ومسلم)

③: جب کوئی کہنے والا دین کی بات کہے تو یہ نہ دیکھنا چاہئے کہ وہ بھی میری ہی طرح کا انسان ہے، مال و دولت کے اعتبار سے بھی ہم ہی جیسا یا ہم سے کمتر ہے؛ بلکہ اس کی باتوں پر غور کرنا چاہئے۔

⑤: یہاں قرآن مجید پر اہل مکہ کے تین اعتراضات نقل کئے گئے ہیں: اول یہ کہ جو کچھ منتشر خواب اور پراگندہ خیالات ہیں، جو نعوذ باللہ آپ کے ذہن میں بس گئے ہیں اور آپ انھیں کو دہراتے رہتے ہیں، دوسرے: یہ کہ آپ کی اپنی تصنیف ہے، جھوٹ موٹ اللہ کی طرف اس کی نسبت کر دی گئی ہے، تیسرے: یہ محض شاعرانہ کلام ہے اور اشعار میں زیادہ تر خیالی باتیں ہوتی ہیں اور لوگوں کو متأثر کرتی ہیں۔

ان سب بے جا اعتراضات کا ایک ہی جواب قرآن نے دیا ہے، جو قیامت تک شک کے کانٹوں کو دل سے نکالنے کے لئے کافی ہے اور وہ یہ کہ اگر یہ اللہ کا کلام نہیں تو اس جیسی ایک سورہ یا دس آیات یا کم سے کم ایک ہی آیت لا کر دکھا دو، (سورۃ البقرۃ: ۲۳، ہود: ۱۳، طور: ۳۴) مگر اس چیلنج کا جواب نہ اُس دور میں دیا جا سکا، جب قرآن نازل ہو رہا تھا، نہ آج کسی میں اس چیلنج کو قبول کرنے کی صلاحیت ہے اور نہ قیامت تک کوئی اس کا جواب پیش کر سکے گا۔

⑥: جب مطلوبہ معجزہ دیا جاتا ہے اور پھر بھی وہ قوم ایمان نہیں لاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ اس قوم کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ اس قوم کو باقی رکھا جائے گا اور اِن کے اور اِن کی نسلوں میں سے ایمان لانے والوں کے ذریعہ ہدایت کی روشنی پوری انسانیت تک پہنچائی جائے؛ اس لئے ان کو وہ معجزہ نہیں دیا جا رہا ہے، جس کا یہ مطالبہ کیا کرتے ہیں۔

⑦: معلوم ہوا کہ نبوت ہمیشہ مردوں کو دی گئی ہے نہ کہ عورتوں کو؛ کیوں کہ نبی کو انسانوں کے ساتھ میل جول کی ضرورت پیش آتی ہے اور دعوت حق کے مخالفین کی طرف سے طرح طرح کی تکلیفوں اور آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے اور اس کی صلاحیت مردوں ہی میں ہے اس آیت میں 'ذکر' سے آسمانی کتاب مراد ہے۔ (قرطبی: ۱۱/۲۷۲)

فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا

پھر جب آتا دیکھا انہوں نے ہمارا عذاب، تو وہ وہاں سے بھاگنے لگے ﴿۱۲﴾ (ہم نے کہا) مت بھاگو تم اور لوٹ آؤ

اِلٰی مَآ اُتْرِفْتُمْ فِیْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا یٰوَیْلَنَآ اِنَّا كُنَّا

ان (نعمتوں) کی طرف اپنے عیش و آرام کے اور اپنے گھروں کے شاید کہ اب بھی کوئی تمہارا پُرسان حال ہو ﴿۱۳﴾ وہ کہنے لگے ہائے ہماری کمبختی، ہم تھے

ظٰلِمِیْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰی جَعَلْنٰهُمْ حَصِیْدًا خٰمِدِیْنَ ﴿۱۵﴾

ظالم ﴿۱۴﴾ پھر ہمیشہ رہی، یہی اُن کی پکار، یہاں تک کہ بنا دیا ہم نے انہیں کٹی ہوئی کھیتی (کی طرح) اور بجھی ہوئی (آگ کی طرح راکھ) ﴿۱۵﴾

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ

اور نہیں ہم نے پیدا کیا آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، کھیل کے طور پر ﴿۱۶﴾ اگر ہم چاہتے یہ کہ ہم بنائیں

لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ

کوئی کھیل تماشا، تو بناتے اسے ہم اپنے ہی پاس سے، اگر کہیں ہوتے ہم ایسا کرنے والے ﴿۱۷﴾ بلکہ ہم پھینک مارتے ہیں، حق کو باطل پر،

فَیَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَیْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

تو وہ اس کا بھیجا چاک کر دیتا ہے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جاتا ہے اور تمہارے لئے تباہی ہے ان باتوں کی وجہ سے، جو تم بناتے ہو ﴿۱۸﴾ اور اُسی کا ہے جو کچھ بھی آسمانوں

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ ج

اور زمین میں ہے اور وہ جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں، وہ نہ تکبر کرتے ہیں اس کی عبادت سے اور نہ وہ تھکتے ہیں ﴿۱۹﴾

یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ

تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں اس کی شب و روز، نہیں وہ سستی کرتے (اس میں) ﴿۲۰﴾ کیا انہوں نے بنا لئے ہیں معبود، زمین میں سے،

هُمْ یُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ

کہ وہ زندہ کردیں گے (مُردوں کو) ﴿۲۱﴾ اگر ہوتے اُن دونوں (آسمان و زمین) میں کئی معبود اللہ کے سوا، تو ضرور وہ دونوں ہی بگڑ جاتے۔ سو پاک ہے اللہ،

رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾

جو عرش کا رب ہے ان (باتوں) سے جو وہ بناتے ہیں ﴿۲۲﴾ نہیں اس سے پوچھا جا سکتا، اس کے کاموں کے بارے میں، جبکہ وہ سب جوابدہ ہیں (اس کے پاس) ﴿۲۳﴾

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ

کیا انہوں نے بنا لئے ہیں اس کے سوا اور معبود، کہہ دیجئے! لاؤ تم اپنی دلیل، یہ نصیحت ہے اُن لوگوں کے لئے جو میرے ساتھ ہیں۔

وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور نصیحت ہے اُن کے لئے بھی، جو مجھ سے پہلے تھے، بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے حق کو، اس لئے وہ اعراض کرنے والے ہیں ﴿۲۴﴾

﴿۱۵﴾: غرض کہ جب عذاب کے آثار ظاہر ہوتے ہیں تو اس وقت نہ آدمی بھاگ سکتا ہے اور نہ اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے ــــ بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یمن کی ایک قوم ہے جو ''اہل حضور'' کہلاتی تھی، ان کے پاس ''شعیب بن ذی مہدم'' کو بھیجا گیا تھا، یمن میں ہی ان کی قبر موجود ہے، یہ وہ حضرت شعیبؑ نہیں ہیں، جن کی صاحبزادی سے حضرت موسیٰؑ کا نکاح ہوا تھا، اِس قوم نے اپنے پیغمبر کو قتل کر دیا تھا، جس کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہوا، بتایا جاتا ہے کہ ان کا زمانہ حضرت سلیمانؑ کے کئی سو سال بعد کا اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے پہلے کا ہے۔ (قرطبی: ۱۱/ ۲۷۴)

﴿۱۷﴾: مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو کوئی کھیل تماشہ ہی کرانا مقصود ہوتا تو اس کے لئے اتنی بڑی دنیا بسانے اور انسان جیسی مخلوق کی اس میں پرورش کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اللہ تعالیٰ آسمان ہی پر ایسی کوئی چیز کر لیتے: '' قال ابن جریج: من اهل السماء لا من أهل الأرض'' (قرطبی: ۱۱/ ۲۷۹)

﴿۱۸﴾: گویا دنیا میں جو کشمکش ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے یہ نہ تو کوئی ڈرامہ ہے اور نہ ہی رومی اکھاڑہ بلکہ انتہائی سنجیدہ با مقصد نظام ہے جس میں حق اور باطل کی کشمکش جاری رہتی ہے اور حق ہمیشہ غالب ہی آتا ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ آدم کے زمانہ سے یہ کشمکش چل رہی ہے مگر حق اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہے۔ باطل نیست و نابود ہوتا ہے پھر نئی شکل میں جنم لیتا ہے۔

﴿۲۰﴾: جس طرح آیت نمبر (۱۷) میں فرمایا کہ اگر تمہیں کھیل تماشا درکار ہو تو ہم اپنے پاس ہی سے اسکا بندوبست کر لیتے تمہاری زندگیاں داؤ پر اس مقصد کیلئے نہ لگاتے۔ اس آیت میں وضاحت فرمائی کہ اگر ہمیں حق و باطل کی یہ کشمکش منظور نہ ہوتی اور صرف عبادت ہی مطلوب ہوتی تو وہ کام تو فرشتے بخوبی انجام دے رہے ہیں اس کیلئے ہمیں کسی اور مخلوق کی ضرورت نہ تھی۔

﴿۲۲﴾: یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے ہر انسان کو واسطہ پڑتا ہے اور وہ اسکی حقیقت کو سمجھتا ہے۔ ایک ملک میں دو بادشاہ نہیں ہو سکتے۔ ایک اسکول کے ہیڈ ماسٹر اور نائب ہیڈ ماسٹر بھی اگر ایک ہی قسم کے اختیارات میں شریک ہو جائیں تو اقتدار کی خاموش جنگ چھڑ جاتی ہے جو کہ اسکول کو تباہی تک پہنچا دیتی ہے۔ اس کائنات کے دو مالک کیسے ہو سکتے تھے؟ اسکے انتظامات میں نظم و نسق ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا مالک اور منتظم ایک ہی ہے۔

یہاں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے۔ مشرکین یہ کہتے ہیں کہ جیسے ایک بادشاہ کو کئی وزیروں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ انتظامات میں اسکا ہاتھ بٹائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی یہ الہ مقرر کر رکھے ہیں۔ یہ شبہ اللہ کی عدم معرفت کی وجہ سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ خود قادر مطلق ہے۔ وہ اکیلا بخوبی اس کائنات کا انتظام چلا سکتا ہے۔ اسکے علاوہ باقی سب اسکی مخلوق ہیں اور اسے کسی کی احتیاج نہیں جبکہ باقی سب اسکے محتاج ہیں۔

﴿۲۴﴾: پہلے اللہ کی وحدانیت پر عقلی دلائل دیئے گئے ہیں۔ اب نقلی دلائل پیش کئے اگر قرآن میں نہیں تو تورات و انجیل سے ہی لا کر دکھا دو کہ اللہ نے کس کو اقتدار میں شریک کیا ہے اور کتنے اقتدار میں شریک کیا ہے۔ یاد رہے کہ تحریف کے باوجود بھی نزول قرآن کے وقت تک ان کتابوں سے شرک ثابت نہیں ہو سکتا تھا۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول، مگر ہم وحی کرتے تھے اس کی طرف، (یہ بات) کہ بلاشبہ نہیں کوئی معبود مگر میں ہی،

فَاعۡبُدُوۡنِ (۲۵) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا سُبۡحٰنَهٗ ؕ بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُوۡنَ (۲۶)

سو تم میری ہی عبادت کرو (۲۵) اور انہوں نے کہا! بنائی ہے رحمٰن نے اولاد، وہ پاک ہے، بلکہ وہ (فرشتے) تو اُس کے بندے ہیں معزز (۲۶)

لَا یَسۡبِقُوۡنَهٗ بِالۡقَوۡلِ وَهُمۡ بِاَمۡرِهٖ یَعۡمَلُوۡنَ (۲۷) یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمَا

نہیں وہ اس (اللہ) سے سبقت کرتے بات کرنے میں اور وہ اُسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں (۲۷) وہ جانتا ہے جو کچھ ہے ان کے سامنے اور جو کچھ ہے

خَلۡفَهُمۡ وَلَا یَشۡفَعُوۡنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارۡتَضٰی وَهُمۡ مِّنۡ خَشۡیَتِهٖ مُشۡفِقُوۡنَ (۲۸)

ان کے پیچھے اور نہیں وہ (فرشتے) سفارش کریں گے، مگر اسی شخص کے لئے، (جس کے لئے) وہ (اللہ) پسند کرے گا۔ اور وہ اُس کے خوف سے ڈرنے والے ہیں (۲۸)

وَمَنۡ یَّقُلۡ مِنۡهُمۡ اِنِّیۡۤ اِلٰهٌ مِّنۡ دُوۡنِهٖ فَذٰلِكَ نَجۡزِیۡهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِی

اور جو کوئی کہے اُن میں سے، کہ میں بھی معبود ہوں اللہ کے سوا، تو اُسے سزا دیں گے ہم جہنم کی، ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہم

الظّٰلِمِیۡنَ (۲۹) ع اَوَلَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا

ظالموں کو (۲۹) کیا نہیں دیکھا اُن لوگوں نے، جنہوں نے کفر کیا، کہ آسمان و زمین تھے دونوں باہم ملے ہوئے،

فَفَتَقۡنٰهُمَا ؕ وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ (۳۰) وَجَعَلۡنَا

پھر ہم نے انہیں جُدا کیا اور ہم نے بنائی پانی سے ہر جاندار چیز، تو کیا پھر وہ نہیں ایمان لاتے لاتے (۳۰) اور ہم نے بنائے

فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِهِمۡ ۪ وَجَعَلۡنَا فِیۡهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمۡ

زمین میں مضبوط پہاڑ، کہ کہیں ڈھلک نہ جائے انہیں لے کر اور ہم نے بنائے ان میں کُشادہ راستے، تاکہ وہ لوگ

یَهۡتَدُوۡنَ (۳۱) وَجَعَلۡنَا السَّمَآءَ سَقۡفًا مَّحۡفُوۡظًا ۚۖ وَّهُمۡ عَنۡ اٰیٰتِهَا مُعۡرِضُوۡنَ (۳۲)

راہ پائیں (۳۱) اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت محفوظ اور وہ اس (کائنات) کی نشانیوں سے اعراض کرنے والے ہیں (۳۲)

وَهُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ الَّیۡلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ یَّسۡبَحُوۡنَ (۳۳)

اور وہی ہے اللہ جس نے پیدا کئے رات اور دن، سورج اور چاند سب (اپنے اپنے) مدار میں تیر رہے ہیں (۳۳)

وَمَا جَعَلۡنَا لِبَشَرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ الۡخُلۡدَ ؕ اَفَاۡئِنۡ مِّتَّ فَهُمُ الۡخٰلِدُوۡنَ (۳۴) كُلُّ

اور نہیں کیا ہم نے کسی بشر کے لئے، آپ سے پہلے ہمیشہ رہنا، کیا پھر اگر آپ مر جائیں تو (کیا) وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں (۳۴) ہر

نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ؕ وَنَبۡلُوۡكُمۡ بِالشَّرِّ وَالۡخَیۡرِ فِتۡنَةً ؕ وَاِلَیۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ (۳۵)

جاندار کو چکھنا ہے مزہ موت کا اور ہم تمہیں ڈالتے ہیں بُرے اور اچھے حالات میں آزمائش کے لئے اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے (۳۵)

ع ۲ ۱۹ ۲

(۳۰): رتق۔ ملا ہوا یا جڑا ہوا متفق۔
1900ء کی ابتداء میں سائنس دانوں نے دریافت کیا کہ دور دراز کے ستاروں سے آنیوالی روشنی کی wave length میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ستارے زمین سے تیزی سے دور ہو رہے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کائنات میں وسعت ہو رہی ہے۔ حسابات سے مزید دریافت ہوا کہ تمام کہکشائیں تقریباً تیرہ بلین سال پہلے ایک ہی مقام سے پیدا ہوئیں۔ اس بہت بڑے گرد و غبار کے تودے کو Nebula کہا جاتا ہے اور گرد غبار اور گیسوں کے تودے سے اس طرح کائنات کے ایک بڑے دھماکہ کے ذریعے جنم لینے کو Big Bang سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر جاندار کی پیدائش سے بھی پہلے پانی پیدا کیا گیا تھا۔ ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ سمندر کے پانی میں موجود نمکینات کا تناسب ہی ہے جو کہ انسانی خون میں موجودہ نمکینات کا ہے۔ تمام زندہ خیالات (Living Cells) میں پانی ایک لازمی جزو کے طور پر پایا گیا ہے۔

(۳۱): کوئی جسم جو اپنے مرکز کے گرد گھومتا ہو تو اس کے توازن Balance میں ہلکی سی بھی کمی آجائے تو مرکز گریز قوت (Net centrifugal Force) مؤثر کردار ادا کرتی ہے اور جسم ہچکولے کھانا شروع کر دیتا ہے۔ اسکو سمجھنے کیلئے پنکھے کی مثال پر غور کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس کے ایک پَر میں کچھ خرابی پیدا ہو جائے تو پورا پنکھا شدت سے لرزنے لگتا ہے یا گاڑی کے پہیئے میں جب اسی قسم کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو اسکو بیلنس کروانا پڑتا ہے۔ چنانچہ زمین میں یہ پہاڑ بھی وہی کام کرتے ہیں جو (Wheel Balancing) میں شیشے کے چھوٹے چھوٹے ٹکرے کر لیتے ہیں۔ یہاں ایک طالب علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ زمین کو پہلے ہی ایسا متوازن کیوں نہ بنا دیا کہ ایسے پہاڑوں کی ضرورت ہی پیش نہ آئی تو اسکا جواب سورہ النبا میں ملتا ہے۔ ''کیا ہم نے زمین کو ایک گہوارہ نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا''۔ (النباء ۷۸: ۶:۷) اگر زمین شروع ہی سے بیلنس ہوتی تو بھی پہاڑوں کی ضرورت رہتی کیونکہ زمین کی اوپر والی تہیں ہوا کے اثرات سے یا کسی اور وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتی پھرتی اور اسکے توازن کو بار بار خراب کر دیتیں۔

(۳۳): سبحون۔ سبح۔ تیرنا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ شمس وقمر کے علاوہ دیگر سیارے بھی گردش کر رہے ہیں اور یہ حرکت صرف محوری گردش ہی نہیں ہے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتا ہے۔
جس وقت نزول قرآن ہوا اس وقت کائنات کے متعلق یونانی نظریہ رائج تھا Ptolemy کا پیش کردہ یہ نظریہ سولہویں صدی تک رائج رہا۔ یہ نظریہ زمین کو مرکز کائنات (Geo Centric) قرار دیتا تھا جسکے مطابق زمین ساکن اور سورج، چاند اور سب سیارے اسی کے گرد حرکت کر رہے تھے۔ دیکھیں۔ Merit Students Encyclopedia-Universe
ان حالات میں قرآن نے ببانگ دہل اعلان کیا کہ یہ سب اجرام فلکی اپنے مدار۔+ میں تیرتے ہیں کیا وہ لوگ کچھ شرم محسوس کریں گے جو یہ الزام رکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مضامین (قرآن) کہیں سے نقل کر لئے ہیں؟

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَھٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ

اور جب دیکھتے ہیں آپ کو وہ لوگ، جنہوں نے کفر کیا تو نہیں وہ بناتے آپ کو، مگر مذاق ہی۔ (کہتے ہیں) کیا یہی ہے وہ، جو ذکر کرتا ہے

اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ

تمہارے معبودوں کا (برائی سے) اور ان کا حال یہ ہے کہ، جب رحمٰن کا ذکر کیا جاتا ہے، تو وہ اس کا بھی انکار کرتے ہیں ﴿۳۶﴾ پیدا کیا گیا ہے انسان، جلد بازی (کے خمیر) سے

سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

عنقریب میں تمہیں دکھاؤں گا اپنی نشانیاں، لہٰذا نہ تم جلدی طلب کرو مجھ سے ﴿۳۷﴾ اور وہ لوگ کہتے ہیں! کب پورا ہوگا یہ وعدہ اگر ہو تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ

سچے ﴿۳۸﴾ اگر جان لیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (اس وقت کو) کہ جس وقت نہیں وہ ہٹا سکیں گے اپنے چہرے سے آگ

وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا

اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ وہ مدد ہی کئے جائیں گے ﴿۳۹﴾ بلکہ وہ (قیامت) آئے گی ان کے پاس اچانک، تو وہ انہیں بدحواس کر دے گی، پھر نہ

يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

وہ استطاعت رکھیں گے اسے ٹالنے کی اور نہ ہی وہ مہلت ہی دیئے جائیں گے ﴿۴۰﴾ اور یقیناً مذاق اڑایا گیا تھا رسولوں کا آپ سے پہلے بھی،

ع ۳ ۱۲ ۳

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ

تو گھیر لیا ان لوگوں کو جو مذاق اڑایا کرتے تھے ان میں سے اس (عذاب) نے، جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے ﴿۴۱﴾ کہہ دیجئے! کون تمہاری نگہبانی کرتا ہے

بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ

رات میں اور دن میں، رحمٰن (کے عذاب) سے، بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرنے والے ہیں ﴿۴۲﴾ کیا

لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ

ان کے لئے (اور) معبود ہیں جو ان کو بچاتے ہیں ہمارے سوا، نہیں وہ استطاعت رکھتے اپنی ہی جانوں کے مدد کی اور نہ وہ

مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ

(ہمارے عذاب سے) بچ سکیں گے ﴿۴۳﴾ بلکہ ہم نے خوب سامان زندگی دیا انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو، یہاں تک کہ طویل ہو گئیں ان کی عمریں،

اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾

کیا پھر نہیں وہ دیکھتے، کہ بیشک ہم آتے ہیں زمین کو (اور) ہم کم کرتے ہیں اُس کو، اُس کے کناروں سے، کیا پھر (بھی) وہی غالب ہیں؟ ﴿۴۴﴾

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ڮ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاۗءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾

کہہ دیجئے! یقیناً میں تمہیں ڈراتا ہوں، وحی کے ذریعہ سے اور نہیں سنتے بہرے پکار کو، جب کبھی وہ ڈرائے جائیں ﴿۴۵﴾

﴿۳۶﴾: آپ کو الزام دیتے ہیں کہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے حالانکہ آپ تو صرف یہ کہتے تھے کہ نہ تمہیں نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔

● مشرکین مکہ الٰہ یا اللہ سے تو واقف تھے مگر لفظ رحمٰن سے انہیں چڑھ تھی۔

﴿۳۷﴾: جیسے کفار کہتے:

{وقالوا رَبَّنَا عجل لنا قِطنا قَبْلَ یوم الحساب}

"اور کہتے ہیں ہمارے رب ہمیں چارج شیٹ جلدی کر کے یوم حساب سے پہلے ہی دیدے"۔ (ص ۱۶:۳۸)

● اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

"اور وہ پوچھتے ہیں اگر تم سچے ہو تو آخر وہ دھمکی کب پوری ہوگی؟ (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کہہ دیں مجھے تو اپنے بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں مگر جو اللہ چاہے۔ ہر امت کیلئے ایک مدت مہلت ہے جب ان کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو پھر ایک گھڑی کی تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔" (سورہ یونس ۱۰:۴۹۔۴۷)

﴿۳۸﴾: اس سے مراد عذاب ہو سکتا ہے یا دلائل و براہین۔

﴿۴۱﴾: جیسے حضرت نوح کی قوم ان سے مذاق کرتی۔ جسے قرآن میں اس طرح کہا گیا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

"جب بھی ان (یعنی حضرت نوحؑ) پر ان کی قوم کے کسی چوہدری کا گزر ہوتا تو وہ ان کا مذاق اڑاتا"۔ (سورہ ھود ۱۱:۳۸)

اور پھر جب عذاب الٰہی آ گیا تو ان کے سارے مذاق ختم ہو گئے۔

﴿۴۳﴾: انکے اعمال تو ایسے ہیں کہ انہیں فوراً ہی عذاب آ لے۔ اب اگر انہیں عذاب آ پہنچے تو پھر کوئی ذات ایسی ہے جو اللہ کے مقابلے میں انہیں عذاب سے بچا لے؟

﴿۴۴﴾: اصل بات تو یہ ہے کہ طویل مدت تک انہوں نے اللہ کی نعمتوں کا ہی مزہ چکھا ہے۔ کعبہ کی تولیت کی وجہ سے انہیں امن نصیب ہے۔ تجارتی قافلے بلا روک ٹوک گزرتے ہیں تو اچھی دولت کما لیتے ہیں۔

● دن بدن کفر کے خلاف گھیرا تنگ ہو رہا ہے۔ اسلام پھیل رہا ہے۔ ابھی بھی یہ اس وہم میں ہیں کہ وہ غالب آ جائیں گے؟

﴿۴۵﴾: نہ یہ دلائل و براہین پر کان دھرتے ہیں نہ انہیں وقت کی پکار سنائی دے رہی ہے۔

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (٤٦)

اور البتہ اگر آ چھوئے انہیں ایک (تھوڑا سا) جھونکا، آپ کے رب کے عذاب کا تو وہ ضرور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی، یقیناً ہم ہی تھے ظالم (٤٦)

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ

اور ہم رکھیں گے ترازو ٹھیک تو لنے والے، قیامت کے دن، پھر نہ ظلم کیا جائے گا کسی نفس پر کچھ بھی

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ (٤٧)

اور اگر ہوگا کوئی عمل برابر رائی کے دانے کے بھی، تو ہم لے آئیں گے اُسے اور کافی ہیں ہم حساب لینے والے (٤٧)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ (٤٨)

اور یقیناً دے چکے ہیں ہم موسیٰؑ اور ہارونؑ کو (حق و باطل کے درمیان) فیصلہ کرنے والی (تورات) اور روشنی اور نصیحت ایسے متقیوں کے لئے (٤٨)

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ (٤٩)

جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بغیر دیکھے اور وہ قیامت سے بھی ڈرنے والے ہیں (٤٩)

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (٥٠) وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ

اور یہ (قرآن) ذکر ہے بابرکت، جسے ہم ہی نے نازل کیا ہے، تو کیا پھر تم اس کے منکر ہو (٥٠) اور یقیناً ہم نے دی تھی،

اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ (٥١) اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ

ابراہیمؑ کو اس کی ہدایت، اس سے بھی پہلے اور ہم تھے اس کو خوب جاننے والے (٥١) جب اُس نے کہا! اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے،

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (٥٢) قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

کیسی ہیں یہ مورتیاں جن (کی پرستش) پر تم جمے بیٹھے ہو (٥٢) انہوں نے کہا! ہم نے پایا اپنے آباؤ اجداد کو،

لَهَا عٰبِدِيْنَ (٥٣) قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (٥٤)

ان کی عبادت کرتے ہوئے (٥٣) (اس ابراہیمؑ نے) کہا! یقیناً تھے تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلی گمراہی میں (٥٤)

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ (٥٥) قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ

انہوں نے کہا! کیا تو لایا ہے ہمارے پاس حق، یا تو کھیل کرنے والوں میں سے ہے (٥٥) (اس ابراہیمؑ نے) کہا! بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو رب ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (٥٦)

آسمانوں کا اور زمین کا، اُسی نے پیدا کیا ہے انہیں اور میں تمہارے سامنے اُس کی گواہی دیتا ہوں (٥٦)

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ (٥٧)

اور اللہ کی قسم! میں ضرور ایک تدبیر کروں گا تمہاری مورتیوں کے ساتھ اِس کے بعد کہ تم چلے جاؤ گے پیٹھ پھیر کر (٥٧)

(٤٧): موازین جمع میزان ۔ یعنی قسط یا عدل کے ساتھ اعمال تولے جائیں گے اور کسی کے ساتھ ظلم نہ ہوگا۔ تاہم یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اسکے حق سے زیادہ عطا فرما دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے احسان ہوگا۔ انسان کے اعمال تو غیر مادی ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کو اللہ تعالیٰ انہیں مادی جسم عطا فرمائیں گے تاکہ میزان کا عمل مکمل ہو اور اس کے جسم کا وزن اعمال کے حسن و خوبی کے مطابق ہوگا۔

(٤٨): حق اور باطل کو واضح کرنے کے ساتھ ہی ساتھ اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے ذکر یعنی نصیحت تھی۔ گزشتہ اقوام کے قصے اور انجام بھی اس میں تھے۔

(٥٠): جیسا کہ قرآن کے بارے میں بھی فرمایا کہ
''یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یہ متقین کیلئے ہدایت ہے۔''
(البقرہ:٢:٢)

● اس قرآن میں گزشتہ ساری کتابوں کی خوبیاں ہیں۔ یہ فرقان بھی ہے، ضیاء بھی ہے'نور بھی ہے، ذکر اور تذکرہ بھی ہے۔ اگر تم اسکا انکار کرو تو تمہاری بدقسمتی میں کیا شبہ ہے؟

(٥١): رشد۔ ایسی سمجھ بوجھ جس سے انسان اپنا نفع نقصان سمجھنے کے قابل ہو۔ یہاں ''من قبل'' سے مراد حضرت موسیٰؑ سے پہلے ہے۔ نبوت سے پہلے بھی مراد ہو سکتا ہے۔

(٥٢): جو نہ بولتی ہیں۔ نہ سنتی ہیں نہ فریاد رسی کرتی ہیں۔

(٥٤): اگر کوئی فائدہ وہ جانتے ہوتے تو بتلا دیتے۔ معلوم ہوا کہ شرک اور کفر ایسی مت مار دیتا ہے کہ انسان جانتے بوجھتے بے کار کام کئے چلا جاتا ہے۔

(٥٥): گویا اپنی گمراہی میں اس قدر پختہ تھے کہ یہ تصور بھی ان کیلئے مشکل تھا کہ ان بتوں کے خلاف سوچا جا سکتا ہے۔

(٥٧): زبانی دلائل سے جب حضرت ابراہیمؑ کو کام بنتا نظر نہ آیا تو انہوں نے سمجھانے کیلئے عملی طریقہ اختیار کرنے کا سوچا۔ یہ موقع آپ کو قومی میلہ کے دوران مل سکتا تھا جبکہ سب لوگ جشن منانے چلے جاتے اور اپنے خداؤں کو ''بے یار و مددگار'' چھوڑ جاتے۔

تماثیل جمع تمثال (Statue Sculpture) مورتی 'مٹی' پتھر شیشہ وغیرہ سے بنائی گئی۔ آج کل کئی مسلمان تماثیل گھر میں شوق سے رکھتے ہیں۔ انہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے۔

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝۵۸ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ

سو اس نے ان کو کر دیا ٹکڑے ٹکڑے سوائے ان کے، ایک بڑے کے (کہ اسے چھوڑ دیا) تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۵۸ انہوں نے کہا! کس نے کیا ہے

هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۹ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ

یہ (کام) ہمارے خداؤں کے ساتھ یقیناً وہ بڑا ہی ظالم ہے۵۹ انہوں نے کہا! ہم نے سنا ہے ایک جو ان کو، وہ ان کا ذکر کرتا تھا! کہا جاتا ہے

لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝۶۰ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝۶۱

اس کو ابراہیمؑ۶۰ انہوں نے کہا! پھر تم لے آؤ اسے، لوگوں کی آنکھوں کے سامنے، تاکہ وہ (عبرت کے لئے) دیکھیں۶۱

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝۶۲ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ

کہنے لگے! کیا تو نے ہی کیا ہے یہ کام، ہمارے معبودوں کے ساتھ اے ابراہیمؑ۶۲ کہا! (نہیں) بلکہ کیا ہے یہ کام، اُن کے اس بڑے نے،

هٰذَا فَسْــَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝۶۳ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا

سو پوچھ لو اُن سے اگر یہ بول سکتے ہیں۶۳ پھر وہ پلٹے اپنے ضمیر کی طرف (اور سوچا) اور کہنے لگے (اپنے دل میں)

اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۶۴ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ

یقیناً تم ہی ظالم ہو۶۴ پھر وہ الٹ دیئے گئے اپنے سروں کے بل (یعنی اپنے سر جھکا لئے اور کہنے لگے) یقیناً تم جانتے ہو (ابراہیمؑ)

مَا هٰٓؤُلَاۗءِ يَنْطِقُوْنَ ۝۶۵ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ

کہ یہ سب (بت) نہیں بولتے ہیں۶۵ (ابراہیمؑ نے) کہا! کیا پھر تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا ان کی جو نہیں نفع دے سکتے، تمہیں

شَيْــًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝۶۶ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا

کچھ بھی اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں تمہیں۶۶ افسوس ہے تم پر! اور اُن پر جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا، کیا پھر نہیں

تَعْقِلُوْنَ ۝۶۷ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۶۸

تم عقل رکھتے۶۷ انہوں نے کہا! جلا دو اس کو اور حمایت کرو اپنے معبودوں کی، اگر ہو تم (کچھ) کرنے والے۶۸

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝۶۹ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

ہم نے کہا! اے آگ! تو ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی ابراہیمؑ پر۶۹ اور ارادہ کیا تھا انہوں نے، اس کے ساتھ مکر کا، تو ہم نے انہی کو کر دیا

الْاَخْسَرِيْنَ ۝۷۰ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝۷۱

بُری طرح خسارا پانے والے۷۰ اور ہم نے اس (ابراہیمؑ) کو نجات دی اور لوطؑ کو اس سرزمین کی طرف، کہ برکتیں رکھی ہیں ہم نے اس میں جہان والوں کے لئے۷۱

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝۷۲

اور ہم نے عطا کیا اس کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ بھی مزید اور ہر ایک کو ہم نے بنایا صالح۷۲

۵۸: قرآنی الفاظ میں ''الیہ'' کی ضمیر خود حضرت ابراہیم کی طرف لوٹنے کا بھی احتمال ہے۔

۶۱: حضرت ابراہیمؑ کو عام لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ بزعم خود وہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ ایسی سزا دیکھ کر لوگ عبرت پکڑیں گے یا یہ کہ اپنے معبودوں کا یہ حشر دیکھ کر انہیں جو صدمہ پہنچا ہے اس جانب سے انکا دل ٹھنڈا ہوگا۔

۶۳: اللہ ہمارے بھائی کی لغزش سے درگزر کرے۔ جدید دور کے ایک مفسر نے حضرت ابراہیم سے متعلق اس حدیث میں طعن کیا ہے جس میں آپ کا زندگی میں تین مرتبہ جھوٹ بولنے کا ذکر ہے۔

یہاں سمجھنے والی بات یہ ہے کہ ہر جھوٹ گناہ نہیں ہوتا اور ہر ظاہری طور پر نظر آنے والا جھوٹ جھوٹ نہیں ہوتا۔

فرمان الٰہی ہے:

{ إلّا مَنْ أُكرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بالإيْمان}

''مگر اس پر (کچھ گناہ نہیں) جو مجبور کر دیا گیا جبکہ اسکا دل ایمان پر مطمئن رہا''۔ (سورہ النحل۱۶:۱۰۶)

حضرت ام کلثوم کہتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''وہ جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرا دیتا ہے۔ بھلائی پھیلاتا ہے یا بھلائی کہتا ہے''۔ (بخاری)

حدیث میں حضرت ابراہیمؑ کے متعلق جن تین جھوٹوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ ظاہری طور پر جھوٹ لگتے ہیں جیسے کوئی والد اپنے بچوں سے پوچھتا ہے کہ گلاس کس نے توڑا ہے؟ کوئی بچہ جواب نہیں دیتا والد کہتا ہے کہ غالباً یہ فرشتوں نے توڑا ہے۔ ظاہری شکل وصورت میں یہ جھوٹ ہے مگر حقیقت میں جھوٹ نہیں ہے کیونکہ سننے والے بھی یہ یقین نہیں کرتے کہ فرشتوں نے توڑا ہے۔ کہنے والے کے دل میں یقین ہے کہ بچوں نے ہی توڑا ہے مگر وہ انہیں احساس دلانے کیلئے کہتا ہے کہ آخر تم ہی سے کسی نے توڑا ہے جواب تو دو۔ چنانچہ یہ صورت حضرت ابراہیمؑ کے اس قول کی ہے۔ ظاہری شکل میں یہ جھوٹ لگتا ہے مگر حقیقت میں انہیں توحید سمجھانے کا ایک اسلوب ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی جس صحیح حدیث کا انکار ہمارے اس بھائی نے کیا ہے حقیقت میں یہ حدیث حضرت ابراہیمؑ عظمت کی دلیل ہے اسکا مفہوم یہ ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی زندگی میں ان تین موقع کے علاوہ کبھی کوئی توریہ نہیں کیا اور ان تین توریہ کی حقیقت بھی بس اتنی ہی ہے اور یہ بھی صرف حق کی حمایت میں۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ

اور ہم نے انہیں بنایا امام، وہ ہدایت کرتے تھے ہمارے حکم سے اور حکم دیا ہم نے بذریعہ وحی انہیں نیک کام کرنے کا

وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا

اور نماز قائم رکھنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اور تھے وہ ہماری عبادت کرنے والے﴿٧٣﴾ اور لوطؑ کو بھی دیا ہم نے حکم

وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

اور علم اور ہم نے اسے نجات دی، اس بستی سے، وہ جو تھی کرتی بُرے کام، یقیناً تھے

قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿٧٤﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَنُوْحًا

ع ٥ ٢٥ ٥

وہ لوگ بُرے اور فاسق﴿٧٤﴾ اور ہم نے داخل کیا اُس کو، اپنی رحمت میں، بیشک وہ تھے صالح لوگوں میں سے﴿٧٥﴾ اور (یاد کیجئے) نوحؑ کو،

اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾

جب اُس نے پکارا تھا اس سے پہلے، تو ہم نے قبول کی دعا اس کی اور نجات دلائی اس کو اور اس کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے﴿٧٦﴾

وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ

اور ہم نے اس کی مدد کی، اس قوم کے خلاف، جنہوں نے جھٹلایا تھا ہماری آیتوں کو، بیشک وہ تھے لوگ بہت بُرے،

فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ

سو غرق کر دیا ہم نے اُن سب کو﴿٧٧﴾ اور (یاد کیجئے) داؤدؑ کو اور سلیمانؑ کو، جس وقت وہ دونوں فیصلہ کرر ہے تھے، کھیتی کے سلسلے میں، جب

نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنٰهَا

رات کو چر گئی تھیں، اس میں ایک قوم کی بکریاں اور ہم تھے، ان کے فیصلہ کرنے کے وقت حاضر﴿٧٨﴾ چنانچہ ہم نے سمجھا دیا وہ (فیصلہ)

سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ

سلیمانؑ کو اور ہر ایک کو اور ہرایک کو دیا ہم نے حکم اور علم اور ہم نے مسخر کر دی داؤدؑ کے ساتھ پہاڑوں کو وہ تسبیح کرتے

وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ

اور پرندوں کو بھی۔ اور تھے ہم ہی کرنے والے﴿٧٩﴾ اورہم نے اسے سکھائی کاریگری، لباس (زرہیں) بنانے کی، تمہارے لئے، تاکہ وہ بچائے تمہیں

مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ

ایک دوسرے کی لڑائی (کی تکلیف) سے، پھر کیا تم شکر ادا کرنے والے ہو﴿٨٠﴾ اور (ہم نے مسخر کر دی) سلیمانؑ کے لئے ہوا تیز، وہ چلتی تھی،

بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿٨١﴾

اس کے حکم سے، اس سر زمین کی طرف کہ، وہ جو ہم نے برکت دی تھی اس میں اور ہم ہی تھے ہر چیز کوخوب جاننے والے﴿٨١﴾

﴿٧٤﴾: حضرت لوطؑ کی قوم میں ہم جنس پرستی کا مرض تھا۔ اسکے علاوہ راستوں میں بیٹھ کرآواز کستے اورآنے جانیوالوں پر پتھر پھینکتے۔تفصیل کے لئے دیکھیں۔ (الاعراف ٧: ٨٤-٨٠)

﴿٧٦﴾: انکے کرب کااندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ساڑھے نوسوسال قوم کی توحید کی دعوت دی۔ چندلوگوں کے سوا کسی نے مان کرنہ دیا بلکہ الٹا آپ کوتمسخر کانشانہ بنالیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکی قوم کوطوفان نوح میں ڈبو کر حضرت نوح اور انکے ساتھیوں کوبچالیا۔

﴿٧٨﴾: نفش۔ رات کو بکریوں کا بغیر چرواہے کے منتشر ہونا۔

حضرت داؤدؑ اللہ کے نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے۔آپ کی عدالت میں ایک کسان نے دعویٰ دائر کر دیا کہ رات کے وقت کسی شخص کی بکریاں اسکا کھیت خراب کرگئی ہیں۔حضرت داؤدؑ نے فیصلہ کیا کہ یہ بکریاں کسان کو دے دی جائیں۔ حضرت داؤدؑ کے بیٹے حضرت سلیمانؑ بھی یہ فیصلہ سن رہے تھے۔آپ نے اس سے اختلاف کیااور کہا کہ فیصلہ یوں ہونا چاہئے کہ بکریاں کھیت کے مالک کو بطور رہن دے دی جائیں وہ انکی دیکھ بھال کرلے اورفائدہ اٹھائے جبکہ بکریوں کا مالک کھیت کی اصلاح کرے۔جب کھیت اپنی اصل حالت میں آ جائے تو بکریوں والا اپنی بکریاں لے لے۔

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ

''اللہ تعالیٰ نے داؤدؑاور سلیمانؑ دونوں کوقوت فیصلہ اورعلم دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کی تو تعریف کی مگر حضرت داؤد پر ملامت نہیں کی۔اگر چہ وہ فیصلہ (درست نہ تھا) اورقرآن میں اللہ تعالیٰ ان دونوں نبیوں کا ذکر نہ کرتا تو میں سمجھتا ہوں کہ قاضی لوگ تباہ ہوجاتے۔''

﴿٧٩﴾: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑکواتنی سریلی آواز دی تھی کہ جب اللہ کی حمد کے نغمے گاتے تو ساری فضاء مسحور ہوجاتی۔اردگرد پرندے جمع ہوجاتے اوروہ بھی آپ کے ہمنوا ہوجاتے اور پہاڑوں سے گونج پیدا ہوتی۔

﴿٨٠﴾: قرآنی اشارات اورتاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ لوہے کی تیاری (Iron Smelting) حضرت داؤدؑ کے زمانے میں بہت محدود تھی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑکو یہ قدرت بخشی کہ انہوں نے اس علم کی توسیع کی اوراس سے جنگی ساز وسامان بنانے کیلئے استعمال کیا۔

﴿٨١﴾: حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت منقول ہے کہ آپ نے ایک تخت تیار کروایا تھا جس پر بیٹھ کر ہوا کو حکم دیتے تو وہ آپ کوآپ کی منزل مقصود تک لے چلتی۔

● شائد اسکا مفہوم یہ ہو کہ آپ کے بحری بیڑے ہوا کے موافق ہونے کی وجہ سے بہت تیزی سے چلتے اورمہینوں کی مسافت دنوں میں طے ہوجاتی۔ واللہ اعلم۔

● بابرکت زمین سے مراد علاقہ شام ہے۔

وَمِنَ الشَّيٰطِيۡنِ مَنۡ يَّغُوۡصُوۡنَ لَهٗ وَيَعۡمَلُوۡنَ عَمَلًا دُوۡنَ ذٰلِكَ ۚ

اور کچھ شیطان بھی، (ہم نے مسخر کر دئے تھے) جو غوطہ لگا تے تھے اس کے لئے اور وہ کرتے تھے اور بھی بہت سے کام، سوائے اس کے

وَكُنَّا لَهُمۡ حٰفِظِيۡنَ ۙ﴿٨٢﴾ وَاَيُّوۡبَ اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىۡ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ

اور ہم ہی تھے ان کی حفاظت کرنے والے﴿٨٢﴾ اور (یا د کیجئے) ایوبؑ کو، جب اُس نے پکارا تھا اپنے رب کو، کہ بیشک مجھے پہنچی ہے تکلیف، (بیماری) اور تو

اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ۚ﴿٨٣﴾ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ فَكَشَفۡنَا مَا بِهٖ مِنۡ ضُرٍّ وَّاٰتَيۡنٰهُ

رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے﴿٨٣﴾ سو قبول کر لی ہم نے دعا اس کی اور دور کر دی جو تھی اُسے تکلیف اور دئے ہم نے اسے

اَهۡلَهٗ وَمِثۡلَهُمۡ مَّعَهُمۡ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَذِكۡرٰى لِلۡعٰبِدِيۡنَ ﴿٨٤﴾

اس کے اہل وعیال اور ان کے مثل (اور لوگ بھی) ان کے ساتھ، رحمت کرتے ہوئے اپنی طرف سے اور نصیحت ہے عبادت کرنے والوں کے لئے﴿٨٤﴾

وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِدۡرِيۡسَ وَذَا الۡكِفۡلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيۡنَ ۚ﴿٨٥﴾

اور (یاد کیجئے) اسماعیل کو اور ادریس کواور ذوالکفل کو، ہر ایک ان میں تھے صبر کرنے والے﴿٨٥﴾

وَاَدۡخَلۡنٰهُمۡ فِىۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّهُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿٨٦﴾ وَ ذَا النُّوۡنِ اِذۡ

اور داخل کیا تھا، ہم نے ان کو اپنی رحمت میں، بیشک وہ تھے صالحین میں سے﴿٨٦﴾ اور (یا د کیجئے) مچھلی والے (یونسؑ) کو، جب

ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ نَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنۡ

وہ چلا گیا (اپنی قوم سے) ناراض ہو کر اور انہیں خیال ہوا تھا کہ نہ گرفت کریں گے ہم اس پر، آخرکار پکارا وہ اندھیروں میں، کہ

لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ ۖ اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ۚ﴿٨٧﴾ فَاسۡتَجَبۡنَا

نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے، پاک ہے تیری ذات، بیشک میں ہی تھا قصوروار (ظالموں میں سے)﴿٨٧﴾ تو ہم نے قبول کی دعا

لَهٗ ۙ وَنَجَّيۡنٰهُ مِنَ الۡغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـنۡجِى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿٨٨﴾ وَزَكَرِيَّاۤ اِذۡ

اس کی اور ہم نے نجات دی اس غم سے اور اِسی طرح ہم نجات دیتے ہیں مومنوں کو﴿٨٨﴾ اور (یا دکیجئے) زکریا کو، جب

نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرۡنِىۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَيۡرُ الۡوٰرِثِيۡنَ ۚ﴿٨٩﴾ فَاسۡتَجَبۡنَا

اُس نے پکارا تھا اپنے رب کو، اے میرے رب، نہ چھوڑ تو مجھے تنہا اور تو ہی ہے سب سے بہترین وارث﴿٨٩﴾ تو ہم نے قبول کی دعا

لَهٗ ۚ وَوَهَبۡنَا لَهٗ يَحۡيٰى وَاَصۡلَحۡنَا لَهٗ زَوۡجَهٗ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا يُسٰرِعُوۡنَ

اس کی اور ہم نے عطا کیا اسے یحییٰؑ اور ہم نے درست کر دیا اس کے لئے، اس کی بیوی کو، بیشک وہ (انبیاء) تھے جلدی کرتے

فِى الۡخَيۡرٰتِ وَيَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوۡا لَنَا خٰشِعِيۡنَ ﴿٩٠﴾

نیکی کے کاموں میں اور پکارتے تھے ہمیں رغبت کرتے ہوئے اور خوف کھاتے ہوئے اور وہ تھے ہمارے لئے عاجزی کرنے والے﴿٩٠﴾

﴿٨٢﴾: اللہ تعالیٰ نے شرکش جن آپکے ماتحت کرر کھے تھے۔آپ ان جنوں سے مختلف قسم کے کام لیتے جیسے عمارت کی تعمیر اور سمندر سے موتی جواہر وغیرہ نکالنا۔بعض جدید مفسرین ہر معجزہ کی تاویل ایسے کرتے ہیں کہ وہ طبیعی قوانین کا پابند نظر آئے۔ چاہے اسلوب اور سیاق ہر چیز کو تاویل کر کے پہنچانا پڑے۔

● اس آیت میں بھی ان لوگوں نے شیاطین سے مراد دیہاتی مزدور وغیرہ لئے ہیں۔ دیکھیں (سبا ٣٤: ١٢-١٤) یہ لوگ اللہ کی قدرت میں شک کرتے ہیں کہ طبعی قوانین کے تحت تو اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتے ہیں مگر اس کے علاوہ نہیں۔

﴿٨٣﴾: صبر ایوب ضرب المثل ہے۔ آپ اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں خوشحال تھے۔اللہ کی تمام نعمتیں میسر تھیں۔ مال ودولت، بیویاں، اولاد، صحت اور تندرستی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمایا۔صحت خراب ہوگئی اور جلدی بیماری نے حملہ کیا۔ مال ودولت ختم ہوگیا۔اہل وعیال نے ساتھ چھوڑ دیا صرف ایک بیوی ساتھ رہ گئی۔آپ پر ابتلاء کا عرصہ ١٣ سال پر محیط ہے۔اس عرصہ میں انتہائی صبر کے ساتھ اللہ سے دعا کرتے رہے۔آپ کی جو دعا قرآن میں مذکور ہوئی ہے اس میں کسی قسم کا شکوہ نہیں، مطالبہ نہیں۔بس یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی انتہائی صابر شاکر اور خوددار آدمی اپنے مالک کو کچھ یاد کرا رہا ہو۔آخر رحمت الٰہی جوش میں آئی۔صحت وتندرستی بھی ملی اور دیگر نعمتیں بھی پہلے سے دگنی ملیں۔

﴿٨٥﴾: ذالکفل۔صاحب نصیب۔یہ نام نہیں بلکہ لقب ہے۔قرآن وسنت میں ان کی تفصیل نہیں ملتی۔

﴿٨٧﴾: نون۔یعنی وہیل مچھلی اور۔ حوت۔یعنی مچھلی۔حضرت یونسؑ کو ذوالنون بھی کہا گیا ہے اور صاحب الحوت یعنی مچھلی والے بھی کہا گیا ہے۔

آپ نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کی دعوت دی مگر خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔وہ اپنی قوم سے ناراض ہو کر چل دیئے اور اللہ کی جانب سے ہجرت کے حکم کا انتظار نہ کیا۔ جب آپ کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی ہچکولے کھانے لگی۔کشتی والوں نے قرعہ کے ذریعے آپ کو سمندر میں ڈالنے کا فیصلہ کیا۔سمندر میں ایک وہیل نے آپ کو نگل لیا۔جہاں آپ اللہ کی حمد وتسبیح کرتے رہے تو اللہ کے حکم سے مچھلی نے آپ کو ساحل پر اگل دیا۔

﴿٨٩﴾: حضرت زکریاؑ نے بڑھاپے کی عمر میں یہ دعا مانگی جبکہ آپ کی بیوی بانجھ تھیں۔ مزید دیکھیں (آل عمران ٣-٣٨)

﴿٩٠﴾: صوفیاء کا ایک طبقہ یہ کہتا ہے کہ اللہ کی عبادت جنت کے ''لالچ'' یا جہنم کے خوف سے کریں تو اس سے حب الٰہی کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ گویا یہ لوگ اللہ کی جنت اور جہنم سے مستغنی ہونے کا سبق دیتے ہیں حالانکہ انبیاء اللہ تعالیٰ کو خوف اور توقع سے پکارا کرتے تھے۔اس طرح کے خیالات صریح گمراہی ہیں۔

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ

اور یاد کیجئے اُس عورت کو، جس نے حفاظت کی اپنی شرمگاہ کی، پھر ہم نے پھونکی اپنی روح اور ہم نے اُسے بنایا اور اس کے بیٹے (عیسیٰؑ) کو

اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۹۱) اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (۹۲)

عظیم نشانی، جہان والوں کے لئے (۹۱) بلاشبہ یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا رب ہوں، سو تم میری ہی عبادت کرو (۹۲)

ع ۶ ۱۸ ۶

وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ (۹۳) ع فَمَنْ يَّعْمَلْ

اور انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر لئے اپنے کام آپس میں، وہ سب ہماری ہی طرف لوٹنے والے ہیں (۹۳) سو جو شخص عمل کرے

مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ (۹۴)

کوئی نیک، جبکہ وہ مومن ہو، تو نہیں انکار کیا جائے گا، اس کی کوشش کو اور بیشک ہم اس کے لئے لکھنے والے ہیں (۹۴)

وَحَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (۹۵) حَتّٰٓي اِذَا فُتِحَتْ

اور لازم ہے، اس بستی والوں پر، جسے ہم نے ہلاک کیا بیشک وہ نہیں واپس لوٹیں گے (۹۵) یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں گے،

يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ (۹۶) وَاقْتَرَبَ

یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر اونچی جگہ سے دوڑتے ہوں گے (۹۶) اور قریب آجائے گا

الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا

وعدہ سچا، (قیامت کا) تو یکا یک پھٹے کے پھٹے رہ جائیں گے دیدے، اُن لوگوں کے جنہوں نے کفر کیا تھا۔ (اور وہ کہیں گے) ہائے ہماری کمبختی! یقیناً رہے ہم

فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (۹۷) اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ہی غافل اس سے، بلکہ تھے ہم ہی ظلم کرنے والے (۹۷) یقیناً تم اور وہ سب، جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا

حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ (۹۸) لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ

جہنم کا ایندھن ہوں گے، تم اسی میں داخل ہو کر رہوگے (۹۸) اگر ہوتے یہ لوگ معبود، تو نہ جاتے اس (جہنم) میں

وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۹۹) لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ (۱۰۰)

اور یہ سب اس میں ہمیشہ رہیں گے (۹۹) وہ اس میں چیخیں چلائیں گے اور وہ وہاں (کچھ) نہ سنیں گے (۱۰۰)

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (۱۰۱) ۙ

بیشک وہ لوگ کہ پہلے سے ٹھہر چکی ہے، ان کے لئے ہماری طرف سے نیکی، وہ اس سے دور رکھے جائیں گے (۱۰۱)

لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ (۱۰۲) ۚ

نہیں سنیں گے وہ اس کی سرسراہٹ بھی اور وہ ان (نعمتوں) میں، جن کی خواہش کریں گے ان کے جی، ہمیشہ رہیں گے (۱۰۲)

(۹۱): حضرت آدمؑ کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے انکے جسم میں روح پھونکی اور انہیں زندگی عطا ہوئی۔ فرمان الٰہی ہے۔ ''جب میں اسے درست کر چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اسے سجدہ کیلئے گر پڑو۔'' (ص ۷۲:۳۸)

چنانچہ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بھی اللہ کے کلمہ کن سے اور روح پھونکنے سے ہوئی۔ یاد رہے کہ اللہ کی روح پھونکنے سے یہ مطلب نہیں لیا جا سکتا کہ اس میں اللہ کی صفات منتقل ہو گئی ہیں کیونکہ یہ نسبت اضافی ہے جیسے بیت اللہ یا ناقۃ اللہ یا ارض اللہ وغیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی اپنی شرمگاہ کی حفاظت کا ذکر سورۃ مریم میں بھی کیا ہے۔ اسکے باوجود یہودیوں نے حضرت مریم پر زنا کی تہمت لگا دی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ دونوں کو اپنی نشانی قرار دیا ہے اگر حضرت عیسیٰ کی پیدائش بھی عام انسانوں کی طرح ماں اور باپ کے ملاپ سے ہوتی تو وہ نشانی کیسے بن سکتے تھے؟ افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایک گروہ منکرین معجزات کا پیدا ہو چکا ہے جو دیگر تمام معجزات کی طرح اس معجزے کا انکار کرتا ہے اور تاویلات کا سہارا لیتا ہے۔

(۹۲): انبیاء کی دعوت کے اصول ایک ہی رہے ہیں جن میں سرفہرست یہی ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔ اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا جائے۔ آخرت کی جزا وسزا اور اقیامت پر ایمان لایا جائے وغیرہ۔

(۹۵): یا ایسی بستیوں کو پھر توبہ کا موقع نہیں ملتا۔

(۹۶): سد ذوالقرنین کا زمین بوس ہونا اور یاجوج وماجوج کی یورش قیامت کی ان دس علامات میں سے ہے جن کے وقوع ہونے سے پہلے قیامت برپا نہ ہوگی۔ سد ذوالقرنین کی تفصیل کیلئے دیکھیں (الکہف ۹۸:۱۸) سیاق کے لحاظ سے مطلب یہ ہوگا کہ ایسی بستیوں کو قیامت کے دن عذاب سے ضرور دوچار ہونا پڑے گا۔

حضرت حذیفہ بن اسید غفاریؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آپس میں قیامت کے متعلق باتیں کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم یہ دس نشانیاں نہ دیکھ لوگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالترتیب ان کا ذکر فرمایا۔
۱۔ دھواں ۲۔ دجال کا خروج ۳۔ دابۃ الارض کا ظاہر ہونا ۴۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ۵۔ حضرت عیسیٰؑ کا نزول ۶۔ یاجوج وماجوج کی یورش ۷۔ تین مقامات پر زمین کا دھنس جانا۔ مشرق، مغرب اور جزیرۃ العرب میں۔ ان نشانیوں کے بعد ایک آگ پیدا ہوگی جو لوگوں کو یمن سے نکالے گی اور انکے اجتماع کے مقام شام لے جائیگی۔ (مسلم)

(۹۷): یاجوج وماجوج کی یورش کے بعد جلد ہی قیامت برپا ہو جائے گی۔

(۹۸): گویا اس طرح سے مجرمین کو مزید رسوا کیا جائے گا۔ تمہارے معبود تو خود یہاں جل رہے ہیں تمہاری مدد کو کیسے پہنچیں گے۔ یاد رہے اس آیت میں ''ما'' لایا گیا ہے جو کہ غیر عاقل کیلئے آتا ہے۔ گویا پتھر، شمس، سیارے وغیرہ مراد ہیں جنکی عبادت کی جاتی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ لوگوں کو اشکال ہوا کہ عبادت فرشتوں اور بعض انبیاء اور صالحین کی بھی کی جاتی ہے تو وہ کس قصور میں جہنم میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اگلی آیات نازل فرمائیں۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ

نہ غمگین ہوں گے وہ انتہائی گھبراہٹ میں بھی اور استقبال کریں گے ان کو فرشتے، کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا

كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ

تم سے کیا جاتا تھا وعدہ﴿١٠٣﴾ جس دن لپیٹ دیں گے ہم آسمان کو لکھے ہوئے کاغذ کے لپیٹنے کے مانند، جس طرح ابتدا کی تھی ہم نے پہلے

خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ

تخلیق کی (اُسی طرح) ہم پھر اُس کو لوٹائیں گے۔ یہ ایک وعدہ ہے ہمارے ذمہ، یہ ہم ضرور کر کے رہیں گے﴿١٠٤﴾ اور بیشک ہم لکھ چکے ہیں زبور میں

مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا

نصیحت کے بعد، کہ بیشک زمین کے وارث ہوں گے میرے بندے نیک﴿١٠٥﴾ یقیناً اس میں ایک بڑی آگاہی ہے،

لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ

عبادت گزار لوگوں کے لئے﴿١٠٦﴾ اور نہیں بھیجا، ہم نے مگر رحمت بنا کر تمام جہان والوں کے لئے﴿١٠٧﴾ کہہ دیجئے! یقیناً وحی کی جاتی ہے میری طرف، یہ کہ بلاشبہ

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ

تمہارا معبود ہے معبود ایک ہی، پھر کیا تم مسلم (فرمانبرداری کرنے والے) ہو﴿١٠٨﴾ چنانچہ اگر وہ منہ موڑ لیں تو کہہ دیجئے! میں نے تمہیں خبردار کر دیا ہے

عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ

پورے طور پر اور نہیں جانتا میں کہ قریب ہے یا دور، وہ چیز جس کا وعدہ کیا جا رہا ہے تم سے﴿١٠٩﴾ بیشک وہ (اللہ) جانتا ہے، بلند آواز میں

مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ

کہی ہوئی بات کو اور وہ جانتا ہے اسے (بھی) جو تم چھپاتے ہو﴿١١٠﴾ اور نہیں میں جانتا، شاید کہ وہ ایک فتنہ ہو تمہارے لئے اور فائدہ اٹھانا ہو،

اِلٰى حِيْنٍ ﴿١١١﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١١٢﴾ ع ١٩ ٧ النصف

ایک مدت تک﴿١١١﴾ (رسولؐ نے) کہا: اے میرے رب، تو فیصلہ فرما حق کے ساتھ اور ہمارا رب نہایت مہربان ہے، وہ جس سے مدد طلب کی جاتی ہے، ان (باتوں) پر جو تم بیان کرتے ہو﴿١١٢﴾

(٢٢) سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ (١٠٣)

اٰيَاتُهَا ٧٨ — رُكُوْعَاتُهَا ١٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿١﴾

اے انسانو! ڈرو اپنے رب سے، بیشک زلزلہ قیامت ایک بہت بڑی چیز ہے﴿١﴾

﴿١٠٣﴾: پریشانی اس لئے نہ ہوگی کیونکہ جو واقعات رونما ہو رہے ہونگے وہ انکے ایمان کے مطابق ہو رہا ہوگا۔ فرشتے انکا کسی معزز مہمان کی طرح استقبال کر رہے ہونگے۔

﴿١٠٤﴾: یعنی ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کیلئے بہت سہل ہوگا جیسے کوئی کاغذ یا رومال ایک ہاتھ سے لپیٹ لیتا ہے۔

﴿١٠٥﴾: کچھ گمراہ فرقے گمراہی پر جب جم جاتے ہیں تو پھر انہیں یہ خبط سوار ہوتا ہے کہ اس گمراہی کو قرآن سے ثابت بھی کریں۔ چنانچہ اس کام کیلئے وہ تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔ چاہے اس طرح کا نظریہ پورے قرآن کے مزاج ہی سے مختلف ہو۔

چنانچہ اسی قسم کے لوگوں نے ''عبادی الصالحون'' کا ترجمہ ''صالح بندے'' کے بجائے ''صلاحیت رکھنے والے'' کیا ہے گویا انکی نظر میں فرعون، نمرود اور یوسف وسلیمان میں کچھ فرق نہیں۔ پھر وہ اسی صلاحیت کو ڈارون کے نظریہ صلاحیت (Fitness) سے ملا دیتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت میں دنیا کی وراثت کا ذکر ہی نہیں بلکہ خود سیاق بتا رہا ہے کہ قیامت اور مابعد قیامت کی بات ہو رہی ہے۔ جیسے فرمایا:

{وقالوا الحمد لله الذى صدقنا وَعده واورثنا الارض۔۔۔۔نشاء}

اور اہل جنت کہیں گے کہ ہر طرح تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور ہمیں زمین کا وارث بنا دیا۔ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں۔ (الزمر ٣٩:٧٤)

﴿١٠٧﴾: مسلمانوں کیلئے تو آپ ﷺ گراں مایہ رحمت ہیں کفار بھی آپکی رحمت سے مستفید ہوئے ہیں کیونکہ جب تک آپ ﷺ ان میں موجود رہے اللہ کا عذاب موقوف رہا۔ پھر آپکی دعا سے امت سے خسف اور مسخ اور جڑ سے اکھاڑنے والا عذاب موقوف کر دیا گیا ہے۔ آپ کی رحمت کے پہلوؤں کا احاطہ ممکن نہیں۔

﴿١٠٩﴾: یعنی برابری کی سطح پر خبردار کر دیا ہے۔

﴿١١١﴾: یہ مہلت جو تمہیں مل رہی ہے اگر تم اس دوران نہ سنبھلے تو فتنہ ہی ہوگا کہ تم اور زیادہ گناہوں میں ملوث ہو جاؤ۔

﴿١١٢﴾: اکثر انبیاء نے اپنی قوم پر اتمام حجت کرنے اور ان سے مایوس ہونے کے بعد اس طرح کی دعا کی ہے۔

تفسیر سورۃ الحج

اس میں سورہ میں حج کا ذکر ہے اس لئے اس کا نام ''سورہ حج'' رکھا گیا ہے۔ اس میں حج کے شعائر، حج کی فرضیت، قربانی اور جہاد فرض کئے جانے کے اسباب اور اخیر میں نماز، زکوٰۃ اور جہاد کا ذکر ہے۔

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ

جس دن تم اسے دیکھو گے، (کیفیت یہ ہوگی کہ) غافل ہو جائے گی۔ ہر دودھ پلانے والی اُسے، جسے اُس نے دودھ پلایا تھا (بچہ سے) اور گرا دے گی ہر

حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ

حاملہ اپنا حمل اور آپ دیکھیں گے لوگوں کو نشے میں، حالانکہ نہیں ہوں گے وہ نشے میں اور لیکن

عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿٢﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

اللہ کا عذاب شدید ہوگا② اور بعض انسان ایسے ہیں، جو بحثیں کرتے ہیں اللہ کے بارے میں، بغیر علم کے

وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴿٣﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ

اور وہ پیروی کرتے ہیں ہر شیطان سرکش کی③ (حالانکہ) لکھ دیا گیا ہے اس کے بارے میں۔ کہ جو کوئی اس (شیطان) سے دوستی کرے گا، تو بیشک وہ اس کو گمراہ کر دے گا۔

وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿٤﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ

اور اس کی رہنمائی کرے گا، عذاب جہنم کی طرف④ اے انسانو! اگر تمہیں ہے شک، دوبارہ زندہ اٹھنے میں (مرنے کے بعد) تو بلاشبہ

مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ

ہم ہی نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے، پھر نطفے سے، پھر جمے ہوئے خون سے،

ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِى الْاَرْحَامِ

پھر گوشت کے لوتھڑے سے، جو صورت بنی ہوئی اور بغیر صورت بنی ہوئی، تا کہ ہم بیان کریں، تمہارے لئے (اپنی قدرت) اور ہم ٹھہراتے ہیں رحموں میں

مَا نَشَاۤءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ

جس کو ہم چاہتے ہیں، ایک وقت مقرر تک، پھر ہم تمہیں نکالتے ہیں، ایک بچہ کی صورت میں، پھر (پرورش کرتے ہیں) تا کہ تم پہنچو اپنی جوانی کو

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا

اور تم میں سے کچھ ایسے ہیں جو مر جاتے ہیں اور بعض تم میں سے وہ ہیں جو لوٹائے جاتے ہیں، ناکارہ عمر کی طرف، تا کہ نہ

يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا

وہ جانیں بعد جاننے کے، کچھ بھی اور آپ دیکھتے ہیں زمین کو خشک، پھر ہم اتارتے ہیں

عَلَيْهَا الْمَاۤءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿٥﴾ ذٰلِكَ

اس پر پانی، (بارش) تو وہ لہلہاتی ہے اور ابھرتی ہے اور اگاتی ہے ہر قسم کی خوشنما چیزیں⑤ یہ

بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٦﴾

اس وجہ سے ہے، کہ بیشک اللہ ہی حق ہے اور (یہ کہ) وہی زندہ کرتا ہے مُردوں کو اور بیشک وہی ہر چیز پر خوب قادر ہے⑥

②: ہمارا شمسی نظام اس وقت جس توازن میں ہے اللہ تعالیٰ کے ایک ادنیٰ اشارے سے یہ توازن بگڑ سکتا ہے۔ مثلاً زمین پر اگر کوئی بڑا شہاب ثاقب گرے تو وہ زمین کی رفتار کو اور وزن کو متاثر کر سکتا ہے۔ جب بھی کسی وجہ سے یہ توازن متاثر ہوا۔ اجرام فلکی آپس میں ٹکرا جائیں گے۔ جب بھی دو اجسام میں ٹکراؤ ہوتا ہے تو اسکی شدت کا انحصار انکی رفتار اور ان کے وزن (Momentum) پر ہوتا ہے۔ دو بسوں یا ریل گاڑیوں سے جو تباہی ہوتی ہے وہ سب جانتے ہیں۔ اب زمین کا وزن ($606x10^{31}$) ٹن ہے اور جس کی رفتار 107000 کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔ اگر کسی اپنے جیسے ہی سیارے سے ٹکرا گئی تو کتنی تباہی ہوگی۔ خاص طور پر اگر دوسرا جسم سورج کی طرح گرم بھی ہو جس کا درجہ حرارت ہزاروں ڈگری سینٹی گریڈ ہے۔ قرآن میں ایک مقام پر یہ منظر ایسے پیش کیا گیا ہے۔

(لوگ یوں بدحواس ہو کر ایک دوسرے پر گرتے پڑیں گے) جیسے روشنی کے پتنگے گرتے پڑتے ہیں۔ پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح اُڑتے پھریں گے۔

(القارعہ ۱۰۱: ۵،۴)

③: اللہ تعالیٰ کے اختیارات کو بتوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ شیطان کی ہر بات ماننے کو تیار بیٹھے ہوتے ہیں مگر نبی رحمت کی ہر رحمت سے اعراض کرتے ہیں۔

⑤: مشرکین مکہ ملت ابراہیمی کے پیرو ہونے کے دعویدار ہونے کے باوجود حیات بعد الموت کا انکار کرتے تھے لہٰذا انہیں اس پر دلائل دیئے جا رہے ہیں۔

علقہ۔ اس کے معنی میں تین مفہوم پائے جاتے ہیں۔

(ا) خون چوسنے والا کیڑا۔ (ب) لٹکی ہوئی چیز۔ (ج) خون کا لوتھڑا۔

علقہ کے مرحلے میں جنین کی عمر تقریباً 15 دن ہوتی ہے۔ مائیکروسکوپ (Micoroscope) میں دیکھنے سے جنین اس مرحلہ میں خون چوسنے والا کیڑا (Leach) جیسا ہوتا ہے۔ دوسری جانب جیسے خون چوسنے والا کیڑا دوسروں کے خون پر پلتا ہے۔ اسی طرح جنین ماں کے خون سے خوراک حاصل کرتا ہے۔ علقہ کا دوسرا مفہوم لٹکی ہوئی چیز کا ہے۔ اس مرحلہ میں جنین بعینہ رحم مادر کی دیوار پر اوپر سے نیچے لٹکا ہوا ہوتا ہے۔ علقہ کا تیسرا مفہوم خون کا لوتھڑا ہے۔ اس مرحلہ میں دیکھنے میں یہ خون کا لوتھڑا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس مرحلہ میں جنین میں نسبتاً خون کی زیادہ مقدار پائی جاتی ہے اور خون کا دوران نہیں ہوتا لہٰذا خون کے لوتھڑے سے بہت زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے۔

سائنس دانوں نے متعلقہ حقائق 1677ء میں دریافت کی جبکہ قرآن نے یہ مراحل بڑی تفصیل کے ساتھ چودہ سو سال پہلے بتلا دیئے۔ اس زمانہ میں نہ مائیکروسکوپ کا وجود تھا اور نہ ہی سائنسی تحقیقات کے ادارے موجود تھے۔

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿٧﴾

اور (یہ کہ) بلاشبہ قیامت آنے والی ہے، نہیں کوئی شک اس میں اور یہ کہ اللہ ضرور اٹھائے گا ان کو جو قبروں میں ہیں⑦

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿٨﴾ ۙ

اور کچھ انسان ایسے بھی ہیں جو بحثیں کرتے ہیں اللہ کے بارے میں، بغیر علم کے، حالانکہ نہ انہیں ہدایت ملی ہے اور نہ ان کے پاس روشن کتاب ہے⑧

ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ

(حال یہ ہے کہ) موڑ کر اپنا پہلو (کہتے ہیں) تاکہ گمراہ کریں (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے۔ ایسوں کے لئے ہے دنیا میں رسوائی اور چکھائیں گے انہیں ہم

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿٩﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

روزِ قیامت عذاب جلتی آگ کا⑨ (کہا جائے گا) یہ بدلہ ہے ان (اعمال) کا، جو آگے بھیجے تھے، تمہارے ہاتھوں نے اور یقیناً اللہ نہیں ہے

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿١٠﴾ ع وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ

ع ١
١٠
٨

ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر⑩ اور انسانوں میں کوئی ایسا ہے جو عبادت کرتا ہے اللہ کی کنارے پر رہ کر، پھر اگر پہنچے اسے

خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰي وَجْهِهٖ ڗ خَسِرَ الدُّنْيَا

کوئی فائدہ تو مطمئن ہو جاتا ہے، اس کی وجہ سے اور اگر پہنچتا ہے اسے کوئی فتنہ، تو الٹا پھر جاتا ہے اپنے منہ کے بل، اس نے خسارہ اٹھایا دنیا میں بھی

وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿١١﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ

اور آخرت میں بھی یہی ہے وہ خسارہ صریح⑪ وہ پکارتا ہے اللہ کے سوا ان کو جو نہیں نقصان پہنچا سکتا اسے

وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١٢﴾ ۚ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ

اور انہیں جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اُسے، یہی ہے وہ گمراہی دور کی⑫ وہ پکارتا ہے، اس شخص کو، جس کا نقصان قریب ہے،

مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰي وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿١٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اُس کے فائدے سے، البتہ بُرا ہے (وہ) آقا اور البتہ کیا ہی بُرا ہے ساتھی⑬ بیشک اللہ داخل کرے گا اُن لوگوں کو جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا

اور انہوں نے عمل کیے نیک، ایسے باغات میں کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں، بیشک اللہ کرتا ہے جو

يُرِيْدُ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ

وہ چاہتا ہے⑭ جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ، ہرگز نہیں مدد کرے گا اس (رسول) کی اللہ، دنیا میں اور آخرت میں، اُسے چاہئے کہ وہ دراز کرے (یعنی چڑھ جائے)

بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿١٥﴾

ایک رسی (کے ذریعہ) آسمان تک اور کاٹ ڈالے، پھر دیکھے کیا لے جاتی ہے اس کی تدبیر اس کے غصہ کو⑮

⑦: اللہ تعالیٰ نے تخلیق کرنے کی قدرت ثابت کرنے کے بعد بعث بعد الموت کی تاکید کی ہے۔

⑧: یہاں علم سے مراد وہ علم ہے جو کہ وہ اپنی اس استعداد کے ذریعے حاصل کرتا ہے جو کہ نسل انسانی میں بطور فطرت ودیعت کر دی گئی ہے۔ جیسے ہر انسان کو علم ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں بقا کھانے پینے کے بغیر نہیں ہو سکتی جیسے دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ایسے ہی علم کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہر انسان اسے فطرتاً تسلیم کرتا ہے۔ یہاں ہدایت سے عقلی دلیل مراد ہے جیسے خود دلائل سے ثابت کر دیا جائے۔ جیسے ہر مادی جسم دوسرے جسم کیلئے کشش رکھتا ہے اسے کشش ثقل (Gravitational Forces) کہتے ہیں۔ ''کتاب منیر'' سے الہامی کتابوں کا علم مراد ہے جسے نقلی دلیل کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کی ذات و صفات میں کج بحثیاں کرنیوالوں کے پاس نہ بدیہی دلیل ہے نہ عقلی اور نہ ہی نقلی دلیل ہے۔

⑪: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کا شان نزول یہ بتلاتے ہیں کہ ''کوئی آدمی مدینہ میں آتا (مسلمان ہو جاتا) پھر اسکی عورت بچے جنتی اور اسکی گھوڑیاں بچے دیتیں تو کہتا کہ یہ دین بڑا اچھا ہے اور اگر اسکی عورت نہ جنتی اور گھوڑیاں بھی بچے نہ دیتیں تو کہتا کہ یہ دین بڑا خراب ہے۔'' (بخاری)

●عام طور پر (اعراب) بدوؤں کا یہی انداز ہوتا ہے۔ (سورہ الحج، آیت نمبر:١١)

⑬: مولیٰ۔ ساتھی، عشیر۔ ہم نشین۔

●ایمان گنوا کر نقصان تو فوری ہو گیا۔ اب وہ نفع جس کی امید میں اس ''در'' پر گیا تھا وہ دور کے سہانے خواب ہیں۔ یا شائد اسکی مراد بر آنے کی صورت میں وہ بھی اسکے فتنہ میں اضافے ہی کا موجب ہوگا۔

⑭: یعنی اپنی نوازشات اور رحمتوں میں جس قدر جی چاہے اضافہ کر دے۔

⑮: آیت نمبر (١١) میں اس شخص کی حالت بیان کی گئی ہے جو کہ کفر اور اسلام کے کنارے کھڑا رہ کر اپنے مفادات کو دیکھتا ہے جدھر سے مفادات نظر آئیں ادھر ہی لڑھک جاتا ہے۔ اس کا ایمان اسے اس قابل نہیں بناتا کہ مشیت الٰہی پر راضی رہے اسے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ آسمان تک رسائی کی کوشش کر کے دیکھے پھر اس تقدیر الٰہی کو کاٹ کر رکھ دے جس کی وجہ سے وہ پیچ و تاب کھاتا پھرتا ہے۔ اصل میں یہ ایک محاورہ ہے جس کا مفہوم یوں سمجھ سکتے ہیں کہ ''جو اس سے بن آئے کر دیکھے''۔ اکثر مفسرین نے اس آیت میں لفظ ''ینصرہ'' میں ضمیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹائی ہے۔ یعنی اگر کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد نہیں کرے گا تو کرتا رہے۔ اللہ تو مدد کر کے رہے گا چاہے وہ خودکشی کر لے یا آسمان میں نقب لگانے کی کوشش کر دیکھے۔ چونکہ ان میں سے کسی مفسر نے نقلی دلیل پیش نہیں کی لہٰذا ہم نے سیاق کے اعتبار سے پہلی تفسیر کو ترجیح دی ہے۔ (سورہ الحج، آیت نمبر:١٥)

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ⑯ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اسی طرح ہم نے نازل کیا ہے اِس قرآن کو، کھلی نشانیوں کی صورت میں اور یقیناً اللہ ہی ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے⑯ بیشک وہ لوگ جو

اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِــِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ

ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوسی اور وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا،

اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑰ اَلَمْ

بیشک اللہ فیصلہ کرے گا اُن کے درمیان روز قیامت، یقیناً اللہ ہر چیز پر گواہ ہے⑰ کیا نہیں

تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

دیکھتے تم! کہ بیشک وہ اللہ ہی ہے، کہ سجدہ کرتے ہیں، جسے وہ سب، جوکچھ ہیں آسمانوں میں اور وہ بھی جو ہیں زمین میں اور سورج اور چاند

وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ

اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے انسان بھی اور بہت سے ایسے بھی ہیں کہ

حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا

لازم ہو چکا ہے ان کے لئے عذاب اور جسے ذلیل کردے اللہ، تو نہیں ہے اُسے کوئی عزت دینے والا، بیشک اللہ کرتا ہے (وہ) جو

يَشَاۗءُ ۩ ⑱ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ

السجدة

چاہتا ہے⑱ یہ دو (فریق) جھگڑنے والے ہیں، اپنے رب کے معاملے میں، سو وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، تراشے جاچکے ہیں

لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ⑲ يُصْهَرُ بِهٖ مَا

اُن کے لئے کپڑے آگ کے، اُنڈیلا جائے گا، اُن کے سروں کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی⑲ پگھل جائیں گی اس سے، وہ تمام چیزیں جو

فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ⑳ۭ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ㉑ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا

اُن کے پیٹوں میں ہیں اور کھالیں بھی⑳ اور اُن کے لئے گرز (ہتھوڑے) ہوں گے، لوہے کے㉑ جب بھی ارادہ کریں گے وہ

اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ㉒ اِنَّ اللّٰهَ

ع ٢ ١٢ ٩

نکلنے کا اس (آگ) میں سے، مارے غم کے، ڈھکیل دیے جائیں گے پھر اُسی میں اور (کہا جائے گا) چکھو مزا جلنے کی سزا کا㉒ یقیناً اللہ

يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور کیے انہوں نے نیک عمل، ایسی جنتوں میں، کہ بہہ رہی ہیں ان کے نیچے نہریں،

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ㉓

پہنائے جائیں گے ان کو وہاں کنگن سونے اور موتی کے اور ان کا لباس وہاں ریشم ہوگا㉓

⑯: اللہ تعالیٰ انہیں ہی ہدایت دیتے ہیں جو ہٹ دھرمی ضدی نہ ہوں اور ہدایت کے طالب ہوں۔

⑰: حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے والے بھی مسلمان ہی تھے۔(یونس ۱۰: ۸۴)

● خود نصاریٰ اپنے لئے مسیحی (Christian) کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ حضرت یعقوب جنہیں اسرائیل بھی کہا جاتا ہے کے بارہ بیٹے تھے جو کہ بنی اسرائیل کہلائے انکے ایک بیٹے (غالباً بڑے) کا نام ''یہودہ'' تھا بعد میں اسی قبیلہ کے نام پر حضرت موسیٰ کے پیروکاروں کو یہودی کہا جانے لگا۔ یہودی انہیں ''نصرہ'' کا بدعتی فرقہ کہتے ہیں۔

دیکھیں (البقرہ 62:2)

● صابی وہ ستارہ پرست لوگ تھے جنہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں جھونکا تھا۔ یہ لوگ حضرت نوحؑ کے بعد آنیوالے انبیاء کو نہ مانتے تھے لہٰذا یہ لفظ بے دین کے معنیٰ میں استعمال ہونے لگا۔

● یہ بھی آتش پرست لوگ تھے۔ یہ بھی خود کو حضرت نوحؑ کے پیروکار بتلاتے۔ انہوں نے نیکی اور بدی کے علیحدہ علیحدہ خدا مقرر کر رکھے تھے۔

● یہاں مشرکین مکہ مراد ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کے علاوہ سب قوموں میں شرک پایا جاتا ہے۔

● فیصلہ تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی کردیا ہے۔ مگر اس دن ایسا فیصلہ ہوگا جسے فوری نافذ بھی کردیا جائیگا۔

⑱: اکثر مفسرین نے اس سے یہ مفہوم لیا ہے کہ یہ ان اشیاء کی ایسی حالت کی طرف اشارہ ہے جسکے تحت وہ اللہ تعالیٰ کی تفویض کردہ ڈیوٹی سے انحراف نہیں کرتے مثلاً جیسے آگ کا کام جلانا ہے تو وہ کبھی اپنے کام سے انکار نہیں کرتی۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ بات اتنی ہی نہیں بلکہ ان سب اشیاء کی عبادت کا حمد وثنا بیان کرنے کا اور سجود کرنے کا کوئی طریقہ ضرور ہے اور وہ طریقہ ہمارے فہم سے بالاتر ہے اس کی تائید درج ذیل آیت سے ہوتی ہے۔

''ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔'' (بنی اسرائیل ۱۷: ۴۴)

● آگ کا جلانا یا پانی کا گیلا کرنا یا شمس کا غروب ہونا تو ہم سمجھتے ہیں کہ اشارہ کسی ایسی عبادت کی جانب ہے جو ہم سمجھ نہیں سکتے۔

⑲: اہل حق اور اہل باطل کے جتھے آپس میں ہمیشہ کشمکش میں رہتے ہیں اور ان میں باعث نزاع مسئلہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات ہی ہوتی ہے۔ جنگ بدر میں بھی یہی دو گروہ مدمقابل ہوئے۔

حضرت قیس بن عبادہؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ ''یوم قیامت میں سب سے پہلے میں رب کے سامنے دوزانو بیٹھ کر اپنا مقدمہ پیش کروں گا۔ قیس کہتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے سلسلے میں اتری جو یوم بدر مبارزت کیلئے نکلے تھے یعنی مسلمانوں کی طرف سے علیؓ حمزہؓ، عبیدہؓ اور (کافروں کی طرف سے) شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔'' (بخاری)

● دوسرے موقع پر فرمایا: ''ان کے لبادے تارکول کے ہوں گے۔'' (الحجر 50:15)

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾
اور وہ ہدایت دئے گئے تھے (دنیا میں) پاکیزہ بات کی طرف اور وہ ہدایت دئے گئے تھے ایسے راستے کی طرف (جو) قابل تعریف ہے۲۴

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور وہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے،

الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ
وہ جسے بنایا ہے ہم نے سب انسانوں کے لئے، برابر ہیں، مقیم، اس میں اور باہر سے آنے والے بھی اور جو شخص بھی ارادہ کرے گا اس میں

بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ ع ۳ ۳ ۱۰
کج روی کا کسی ظلم سے، ہم اُسے چکھائیں گے عذاب نہایت دردناک۲۵ اور (یاد کرو) جب مقرر کی تھی ہم نے، ابراہیمؑ کے لئے

مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ
جگہ، اس گھر کی، (اور اسے حکم دیا) کہ نہ شریک بنانا میرے ساتھ کسی چیز کو بھی اور پاک رکھنا میرے گھر کو، طواف کرنے والوں کے لئے، قیام کرنے والوں کے لئے

وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ
اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے۲۶ اور اعلان کر دو انسانوں میں حج کا وہ آئیں گے تمہارے پاس پیدل چل کر اور دبلے پتلے اونٹوں پر

يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا
وہ آرہے ہوں گے تمام دور دراز راستوں سے۲۷ کہ دیکھیں وہ ان فوائد کو جو ان کے لئے ہیں (حج میں) اور لیں

اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا
اللہ کا نام چند مقرر دنوں میں ان (جانوروں) پر جو بخشے ہیں اللہ نے انہیں چوپائے مویشیوں میں سے، چنانچہ تم کھاؤ

مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا
خود بھی اس میں سے اور کھلاؤ بھوک کے مارے محتاجوں کو بھی۲۸ پھر چاہئے کہ دور کریں اپنا میل کچیل اور پوری کریں

نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ۤ وَمَنْ يُّعَظِّمْ
اپنی نذریں اور طواف کریں قدیم گھر کا۲۹ (حکم) یہی ہے (تعمیر کعبہ کا) اور جو شخص تعظیم کرے

حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا
اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کی، تو وہ بہت بہتر ہوگا اس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک اور حلال کئے گئے ہیں تمہارے لئے مویشی سوائے ان کے جو

يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾
بتائے جا چکے ہیں تمہیں، سو پرہیز کرو بتوں کی ناپاکی سے اور پرہیز کرو جھوٹی بات سے۳۰

---

(۲۵): یہاں مسجد حرام سے اکثر اہل علم کے نزدیک پورا حرم شریف مراد ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۲/۳۲)

ائمہ اربعہ میں سے امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کی رائے ہے کہ حرم کی سرزمین پوری کی پوری تمام مسلمانوں کے لئے وقف ہے؛ چنانچہ عہد نبوی سے لے کر حضرت عمرؓ کے دور تک اہل مکہ اپنے گھروں کے دروازے کھلے رکھتے تھے اور ہر آنے والے کو حق ہوتا تھا کہ وہ کسی بھی گھر میں آکر قیام کرلیں (حوالہ سابق) — حرم شریف میں گناہ کے ارادے پر بھی گناہ ہوگا اور انسان اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہوگا۔ (تفسیر قرطبی: ۱۲/۳۵)

(۲۶): کعبۃ اللہ کو پہلی بار حضرت آدمؑ نے تعمیر کیا تھا، طوفان نوح اور طویل مدت گزر جانے کی وجہ سے آہستہ آہستہ اس کی بنیادیں مٹ گئیں، پھر حضرت ابراہیمؑ نے دوبارہ کعبۃ اللہ کو تعمیر فرمایا۔

(۲۷): حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیمؑ کو حج کے اعلان کا حکم فرمایا تو حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میری آواز کہاں تک پہنچے گی؟ ارشاد ہوا: اعلان کرنا تمہارا کام ہے اور آواز پہنچانا میرے ذمہ ہے؛ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ ابوقبیس کی پہاڑی پر چڑھے اور آواز لگائی، اے لوگو! اللہ نے تم کو اس گھر کے حج کا حکم دیا ہے؛ تاکہ وہ تمہیں اس کے ذریعہ جنت میں پہنچائے اور دوزخ کے عذاب سے نجات عطا فرمائے؛ لہٰذا تم لوگ حج کیا کرو، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان تمام لوگوں تک یہ آواز پہنچا دی، جو آئندہ پیدا ہونے والے تھے، انھوں نے جواب میں کہا: "لَبَّیک اللّٰھُمَّ لبیک" تو جنتی روحوں نے جواب دیا اور جتنی بار جواب دیا، وہ سارے لوگ اتنی ہی بار حج کی سعادت حاصل کریں گے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۲/۳۸)

"ضامر" ایسی دُبلی اونٹنی کو کہتے ہیں جس کو طویل سفر نے تھکا دیا ہو، یہاں اونٹنی سے سواری کی طرف اشارہ ہے، لیکن طواف اور سعی اس سے مستثنیٰ ہے، جو شخص پیدل طواف اور سعی کرسکتا ہے، اس کے لئے پیدل ہی طواف و سعی کرنا واجب ہے، اگر بلا عذر سواری یا وھیل چیئر پر طواف و سعی کی تو لوٹانا ہوگا یا دم واجب ہوگا۔ (محیط برہانی: ۴/۴۴۰)

(۲۹): فائدہ کی جگہوں سے منیٰ، مزدلفہ اور عرفات مراد ہیں۔ ● دوسرا حکم قربانی کا ہے، تیسرے: یہ قربانی مقررہ دن ۱۰/۱۱/۱۲/ ذی الحج ہیں۔ (مؤطا امام مالک، باب الضحیۃ، عما فی بطن المرأۃ، حدیث نمبر: ۱۲)
● چوتھے: ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا ضروری ہے، پانچویں: قربانی کے گوشت کا مصرف یہ ہے کہ خود کھائے، رشتہ داروں اور مالداروں، دوست واحباب کو کھلائے اور غریبوں کو کھلائے۔ (مسلم، باب بیان ما کان النہی عن أکل الخ، حدیث نمبر: ۱۹۷۱)
● اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ مستحب ہے کہ گوشت کے تین حصے کئے جائیں (الجوہرۃ النیرۃ: ۲/۱۹۰)
چھٹا حکم یہ معلوم ہوا کہ قربانی کے بعد حج کرنے والا میل کچیل کو صاف کرسکتا ہے، یعنی بال منڈوالے یا کٹالے، وہ ناخن وغیرہ بھی کاٹ سکتا ہے، خوشبو کا استعمال بھی کرسکتا ہے۔
● ساتواں حکم منت سے متعلق ہے، نذر یعنی منت سے مراد یہ ہے کہ جو چیز انسان پر واجب نہیں ہے، اس کو اپنے اوپر واجب کرلے۔ ● آٹھواں حکم طواف زیارت ہے، جو حج کے دو ارکان میں سے ایک ہے۔

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيۡرَ مُشۡرِكِيۡنَ بِهٖ ؕ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ

یکسو ہو کر، ہو جاؤ اللہ کے اور نہ ٹھہراؤ شریک (کسی کو) اس کے ساتھ اور جو شرک کرتا ہے اللہ کے ساتھ تو وہ ایسا ہے جیسے گر گیا ہو آسمان سے

فَتَخۡطَفُهُ الطَّيۡرُ اَوۡ تَهۡوِىۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ مَكَانٍ سَحِيۡقٍ (٣١) ذٰلِكَ ۗ وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ

اور اُچک لے جائیں اسے پرندے، یا جا پھینکے اُسے ہوا کسی دور دراز مقام پر (٣١) یہی ہے (اصل معاملہ) اور جو تعظیم کرتا ہے

شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ (٣٢) لَكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ

اللہ کے نشانیوں کی، سو یقیناً یہ (تعظیم کرنا) دل کا تقویٰ ہے (٣٢) تمہارے لئے اُن (جانوروں) میں فائدے ہیں ایک وقت

ع ٨ ١١ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ (٣٣) ۧ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَكًا

مقرر تک، پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ ہے اس قدیم گھر کے پاس (٣٣) اور ہر اُمت کے لئے مقرر کیا ہے، ہم نے قربانی (کا ایک قاعدہ)

لِّيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ

تاکہ وہ یاد کریں (بوقت ذبح) اللہ کا نام، اُن پر جو اُس (اللہ) نے انہیں دئے، چوپائے مویشیوں میں سے، چونکہ تمہارا معبود

وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسۡلِمُوۡا ؕ وَبَشِّرِ الۡمُخۡبِتِيۡنَ (٣٤) ۙ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ

ایک ہی معبود ہے، سو اُسی کے لئے تم مطیع ہو جاؤ۔ اور خوشخبری سنا دیجئے عاجزی کرنے والوں کو (٣٤) وہ لوگ کہ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ کا، (تو) ڈر جاتے ہیں

قُلُوۡبُهُمۡ وَالصّٰبِرِيۡنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمۡ وَالۡمُقِيۡمِى الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ

ان کے دل اور وہ جو صبر کرتے ہیں اس (تکلیف) پر جو انہیں پہنچی اور وہ جو قائم کرنے والے ہیں نماز اور اس میں سے جو ہم نے انہیں رزق دیا

يُنۡفِقُوۡنَ (٣٥) وَالۡبُدۡنَ جَعَلۡنٰهَا لَكُمۡ مِّنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمۡ فِيۡهَا خَيۡرٌ ۖ

وہ خرچ کرتے ہیں (٣٥) اور قربانی کے اونٹ، ہم نے انہیں بنایا تمہارے لئے، اللہ کی نشانیوں میں سے، تمہارے لئے اُن میں بہت بھلائی ہے۔

فَاذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتۡ جُنُوۡبُهَا فَكُلُوۡا مِنۡهَا

سو یاد کرو تم اللہ کا نام ان پر، صف میں کھڑا کر کے، پھر جب گر جائیں وہ پہلو کے بل، تو کھاؤ خود بھی اُس میں سے

وَاَطۡعِمُوا الۡقَانِعَ وَالۡمُعۡتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرۡنٰهَا لَكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ (٣٦)

اور کھلاؤ قناعت کرنے والوں کو اور سوال کرنے والوں کو بھی۔ اس طرح مسخر کیا ہے ہم نے انہیں (چوپائے) تمہارے لئے تاکہ تم شکر کرو (٣٦)

لَنۡ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوۡمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنۡ يَّنَالُهُ التَّقۡوٰى مِنۡكُمۡ ؕ

ہرگز نہیں پہنچتے اللہ کو اُن کے گوشت اور نہ اُن کے خون اور لیکن پہنچتا ہے اُسے تقویٰ تمہارا،

كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمۡ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰٮكُمۡ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُحۡسِنِيۡنَ (٣٧)

اس طرح مسخر کیا ہے انہیں، تمہارے لئے، تاکہ تم بڑائی بیان کرو اللہ کی اس پر، جو ہدایت بخشی ہے اس نے تمہیں اور بشارت دے نیکی کرنے والوں کو (٣٧)

(٣٢): تو جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، آخرت میں ایسے ہی بے سہارا اور بے یار و مددگار ہو کر رہ جائے گا۔

● عربی زبان میں "شعیرۃ" کے معنی یادگار اور علامت کے ہیں، اس کی جمع شعائر ہے، اللہ کے شعائر سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی اور اطاعت و فرمانبرداری متعلق ہو، چنانچہ کعبۃ اللہ، حرم شریف، اذان، رمضان المبارک، قرآن مجید اور مسجدیں وغیرہ اس میں شامل ہیں۔

(٣٣): یعنی چوپایوں سے سواری کی جاسکتی ہے، ان کا دودھ پیا جاسکتا ہے؛ لیکن جب انھیں قربانی کے لئے متعین کرلیا جائے اور حاجی اسے حرم شریف کی طرف لے کر چلے تو اب اس سے فائدہ اُٹھانا جائز نہیں، سوائے اس کے کہ بہت مجبوری ہو، اس کی قربانی جائز نہیں۔ 'بیت عتیق' کے معنی پرانے گھر کے ہیں، یہ اصل میں "کعبۃ اللہ" کا نام ہے اور پرانے گھر کے قریب سے پورا حرم شریف مراد ہے، حرم کی حدود میں کہیں بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔

(بدائع الصنائع: ٢/٢٠٠)

(٣٤): معلوم ہوا کہ قربانی کے احکام پچھلی اُمتوں کو بھی دیئے گئے تھے۔

(٣٥): اس آیت میں چار احکام ذکر کئے گئے ہیں، اول یہ کہ قربانی کے جانور بھی دین حق کی علامتی چیزوں میں شامل ہیں، جن کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کی پہچان ہوتی ہے، دوسرے: اونٹ کی قربانی کا طریقہ بتایا گیا، تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جب جانور ذبح ہوجائے، تبھی اس میں سے کھایا جائے، جان نکلنے سے پہلے نہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝٣٨ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ ع ١٢

بیشک اللہ مدافعت کرے گا اُن لوگوں کی طرف سے، جو ایمان لائے ہیں، یقیناً اللہ نہیں پسند کرتا کسی خیانت کرنے والے ناشکرے کو۞ اجازت دے دی گئی ہے (جہاد کی) اُن لوگوں کو

يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ۝٣٩ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا

جس سے جنگ کی جا رہی ہے، اس وجہ سے کہ یقیناً وہ مظلوم ہیں اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر ہر طرح قادر ہے۞ یہ وہ لوگ ہیں جو نکال دیے گئے،

مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

اپنے گھروں سے ناحق، صرف اُن کے یہ کہنے پر کہ، ہمارا رب اللہ ہے۔اور اگر نہ دفع کرتا رہتا اللہ انسانوں میں سے بعض کو

بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وقف منزل

بعض کے ذریعہ سے، تو ضرور مسمار کردی جاتیں خانقاہیں (راہبوں کے خلوت خانے) گرجے، (یہودیوں کے) عبادت خانے اور مسجدیں جس میں ذکر کیا جاتا ہے ان میں اللہ کا نام کثرت سے

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝٤٠ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ

اور ضرور مدد کرتا ہے اللہ ان کی جو مدد کرتے ہیں اس کی (یعنی دین کی) یقیناً اللہ بہت قوت والا خوب غالب ہے۞ وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں قدرت (اقتدار) دیں

فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ

زمین میں، تو وہ قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوۃ اور وہ حکم دیں نیکی کا اور منع کریں برائی سے

وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝٤١ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ

اور اللہ ہی کے اختیار میں ہے تمام امور کا انجام۞ اور اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں (تو کچھ حرج نہیں) اس لئے کہ جھٹلا چکی ہیں ان سے پہلے قوم نوحؑ اور عاد

وَّثَمُوْدُ ۝٤٢ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝٤٣ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى

و ثمود۞ اور قوم ابراہیمؑ اور قوم لوطؑ۞ اور مدین والے۔ اور جھٹلائے گئے تھے موسیٰؑ

فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝٤٤ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

بھی، تو مہلت دی میں نے کافروں کو، پھر پکڑ لیا انہیں تو (دیکھ لو) کیسا تھا میرا عذاب۞ تو کتنی ہی بستیاں ہیں کہ،

اَهْلَكْنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝٤٥

ہم نے ان کو ہلاک کر دیا، اس حال میں کہ وہ ظالم تھیں، سو وہ اب اُلٹی پڑی ہیں اپنی چھتوں کے بل اور کتنے ہی کنوئیں نا کارہ پڑے ہیں اور مضبوط محل (ویران)۞

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ

کیا پھر نہیں چلے پھرے وہ زمین میں، کہ ہوتے ان کے ایسے دل کہ سمجھتے یہ اُن سے، یا ایسے کان کہ سنتے

بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝٤٦

یہ ان سے (حق)، چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ نہیں اندھی ہوئیں آنکھیں اور لیکن اندھے ہو جاتے ہیں دل وہ جو سینوں میں ہیں۞

(٣٩): چنانچہ ٨ ہجری میں مکہ فتح ہو گیا اور جلد ہی پورے جزیرۃ العرب پر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو گیا۔

(٤٠): حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مکہ سے مدینہ ہجرت کرتے وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔ (تفسیر الثعالبی: ٤/١٢٦) اس میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی اور اس کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ مسلمان مظلوم ہیں اور انھیں اپنے وطن سے نکلنے پر مجبور کر دیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کا حکم اس لئے نہیں ہے کہ غیر مسلموں کو زبردستی مسلمان بنایا جائے، بلکہ اس لئے ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکا جائے اور مظلوموں کی مدد کی جائے؛ اسی لئے اہل مکہ کے مسلمانوں سے جتنی جنگیں ہوئیں، وہ سب مدینہ کے قریب ہوئیں، جن میں اہل مکہ نے بڑھ کر مسلمانوں پر حملہ کیا اور جارحیت کا ثبوت دیا، اگر مسلمانوں کی طرف سے زیادتی اور جارحیت پیش آئی ہوتی تو جنگیں مکہ کی سرحد پر ہوتیں نہ کہ مدینہ کی سرحد پر، فتح مکہ کے موقع سے ضرور مسلمانوں نے فوج کشی کی؛ لیکن یہ اس لئے کہ اہل مکہ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے عین حرم شریف میں مسلمانوں کے حلیف نوخزاعہ پر مظالم ڈھائے اور حرم کے احترام تک کا خیال نہ رکھا، جو عربوں کی روایت میں شامل تھا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے صلح کی جو معقول اور منصفانہ تجویز رکھی کہ قاتلوں کو سزا دی جائے یا مقتولوں کے خون کا بدلہ ادا کیا جائے، اسے بھی ٹھکرا دیا؛ اس لئے ان کے اس ظالمانہ طرز عمل کی سزا دینے اور مظلوموں کو انصاف دلانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو فوج کشی کرنی پڑی اور مسلمانوں نے بے حد تحمل سے کام لیتے ہوئے اور قتل و خونریزی سے بچتے ہوئے اس مہم کو انجام دیا۔

● اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت بیان کی ہے کہ ظالموں کو بے قابو ہونے سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نظام قائم ہے کہ ایک طاقتور فرد یا گروہ کو دوسرے فرد یا گروہ کے ذریعہ زیر کیا جاتا رہتا ہے۔

اس آیت میں چار طرح کی عبادت گاہوں کا ذکر کیا گیا ہے، ایک: صوامع، یعنی عیسائیوں کی خانقاہیں، جن میں دنیا سے کنارہ کش درویش قسم کے لوگ رہا کرتے تھے، دوسرے: بیع، جو "بیعة" کی جمع ہے، یعنی عیسائیوں کے چرچ، تیسرے: صلوات، یعنی یہودیوں کے گرجے، چوتھے: مساجد، یعنی مسلمانوں کی مسجدیں، قرآن مجید نے ان چاروں قسم کی عبادت گاہوں کو منہدم کرنے کی مذمت کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی نظر میں تمام ہی مذاہب کی عبادت گاہیں اور مقدس مقامات قابل احترام ہیں، ان کی بے توقیری سے بچنا چاہئے، اس لئے کہ ان سے بہت سے لوگوں کے قلبی جذبات وابستہ ہوتے ہیں، اور کسی بھی انسان کو خواہ مخواہ تکلیف پہنچانا اور اس کے جذبات کو مجروح کرنا شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔

(٤١): معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی نظر میں حکومت ایک ذریعہ ہے، مقصود اللہ تعالیٰ کی عبادت، نیکیوں کا فروغ اور برائیوں کا سد باب ہے، بلکہ اسلامی حکومت وہ ہے جو خدا سے لوگوں کے تعلق کو مضبوط کرے، نیکیوں کی حوصلہ افزائی کرے اور برائیوں کو روکے؛ اسی لئے آج دنیا کے اکثر مسلم ممالک کی حکومتوں کو مسلم حکومت تو کہا جا سکتا ہے، اسلامی حکومت نہیں کہا جا سکتا۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ

اور وہ لوگ جلدی طلب کرتے ہیں آپ سے عذاب کو اور ہرگز نہیں خلاف کرتا اللہ اپنے وعدے کے۔ اور بلاشبہ ایک دن آپ کے رب کے نزدیک،

كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ

ایک ہزار سال کے برابر ہے، ان دنوں سے جو تم گنتے ہو﴿۴۷﴾ اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ مہلت دی ہم نے انہیں، جبکہ وہ ظالم تھیں، پھر

اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ ۚ

ع ۶ ۱۰ ۱۳

ہم نے انہیں پکڑ لیا اور میرے ہی پاس سب کو لوٹ کر آنا ہے﴿۴۸﴾ کہہ دیجئے! (اے نبیؐ) اے لوگو! میں تو بس تمہارے لئے ڈرانے والا ہوں واضح طور پر﴿۴۹﴾

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾

سو جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، ان کے لئے مغفرت اور روزی ہے عزت والی﴿۵۰﴾

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا

اور وہ لوگ جنہوں نے کوشش کی ہماری آیتوں (کے جھٹلانے) میں عاجز کرنے کیلئے، ایسے ہی لوگ ہیں جہنمی﴿۵۱﴾ اورنہیں بھیجا ہم نے،

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ

آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی، مگر (ایسا ہوتا رہا کہ) جب اس نے تلاوت کی تو خلل انداز ہوا شیطان اس کی تلاوت میں،

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ ۙ

پھر مٹا دیتا رہا اللہ اس خلل اندازی کو، جو شیطان کرتا رہا، پھر پختہ کر دیتا رہا اللہ اپنی آیات کو اور اللہ علیم و حکیم ہے﴿۵۲﴾

لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ

یہ اس لئے کرتا ہے تاکہ بنا دے (اللہ) شیطان کے ڈالے ہوئے خلل کو آزمائش، اُن لوگوں کے لئے، جن کے دلوں میں مرض ہے اور سخت ہیں

قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ ۙ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

جن کے دل اور بیشک یہ ظالم مخالفت میں بہت دور نکل گئے ہیں﴿۵۳﴾ اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جنہیں دیا گیا ہے علم،

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ

کہ بیشک (قرآن) حق ہے آپ کے رب کی طرف سے، پھر وہ ایمان لے آئیں اُس پر، پھر جھک جائیں اس کے لئے اُن کے دل اور بیشک اللہ ہدایت دینے والا ہے اُن لوگوں کو جو

اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ

ایمان لائے سیدھے راستے کی طرف﴿۵۴﴾ اور ہمیشہ پڑے رہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں شک میں، اس (قرآن) کے بارے میں

حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾

یہاں تک کہ آ جائے گی اُن پر قیامت، اچانک یا آ جائے ان پر عذاب بانجھ (منحوس) دن کا﴿۵۵﴾

﴿۴۷﴾: اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ آخرت کا ایک دن واقعی دنیا کے دن کے مقابلہ ایک ہزار دن کے برابر ہوگا، پھر ایک اور موقع پر فرمایا گیا کہ پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ (معارج: ۴) تو ہو سکتا ہے کہ کچھ دن ایک ہزار سال کے برابر ہوں اور کچھ دن پچاس ہزار سال کے برابر۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ تکلیف کی شدت کی وجہ سے ایک دن ایک ہزار سال کے برابر محسوس ہوگا۔ (تفسیر قرطبی: ۱۲/۷۸)

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

بادشاہی ہوگی اُس دن اللہ ہی کی، وہ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان، چنانچہ وہ لوگ جو ایمان لائے اورانہوں نے عمل کئے

الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

نیک، وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے۵۶ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو،

فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ع ٩ ١٤

تو یہ (ایسے ہی) لوگ ہیں کہ ہے ان کے لئے عذاب رسوا کرنے والا۵۷ اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی، اللہ کی راہ میں،

ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ

پھر وہ قتل (شہید) کئے گئے یا وہ مر گئے، تو ضرور انہیں رزق دے گا اللہ بہت اچھا رزق اور بلاشبہ اللہ

لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ

ہی ہے بہترین رزق دینے والا۵۸ ضرور داخل کرے گا انہیں ایسی جگہ، کہ وہ اسے پسند کریں گے اور یقیناً اللہ

لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ

خوب جاننے والا ہے نہایت بردبار (حلیم)۵۹ یہ ہے (انجام) اورجس نے بدلہ لیا ویسا ہی جیسا کہ ستایا گیا تھا اُسے، پھر

بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ

زیادتی کی گئی اُس کے ساتھ، تو ضرور مدد کرے گا اس کی اللہ، بیشک اللہ ہے بہت معاف فرمانے والا اور درگزر کرنے والا۶۰ یہ (اس لئے) کہ بیشک اللہ ہی

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ

داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور یقیناً اللہ ہے خوب سننے والا،

بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

خوب دیکھنے والا۶۱ یہ (اس لئے) کہ بیشک اللہ ہی حق ہے اور بیشک جن کو یہ پکار تے ہیں اللہ کے سوا،

هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ

وہ باطل ہیں اور یہ کہ اللہ ہی ہے بلند تر بہت بڑا۶۲ کیا نہیں دیکھا! آپ نے یہ کہ! بیشک اللہ ہی برساتا ہے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ ۚ

آسمان سے پانی پھر ہو جاتی ہے زمین سرسبز، یقیناً اللہ لطیف و خبیر ہے۶۳

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ ع ٨ ١٥

اُسی کا ہے جو کچھ ہے، آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور بیشک اللہ ہی ہے بے نیاز اور قابل تعریف۶۴

۶۰: اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہو گیا ہے کہ بدلہ لینے کا اُصول یہی ہے کہ کسی شخص کے ساتھ جتنی زیادتی کی گئی ہو، وہ بھی اسی کے بقدر بدلہ لے سکتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهٖ ؕ

کیا نہیں دیکھا تم نے یہ کہ اللہ نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لئے جو کچھ ہے زمین میں اور (مسخر کر دیا) کشتیوں کو، جو چلتی ہیں سمندر میں، اُس کے حکم سے،

وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ ؕ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ

اور روکے ہوئے ہے، وہی آسمان کو، اس سے کہ گر پڑے زمین پر، مگر اس کے حکم سے، بیشک اللہ لوگوں پر بڑا شفیق

رَّحِيمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيٓ أَحْيَاكُمْ ز ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ؕ إِنَّ الْإِنْسَانَ

و مہربان ہے۶۵ اور وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا، پھر وہ تمہیں موت دے گا، پھر وہی تمہیں (دوبارہ) زندہ کرے گا، بیشک انسان

لَكَفُورٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ

بڑا ہی ناشکرا ہے۶۶ ہر امت کے لئے، ہم نے مقرر کیا ہے عبادت کا طریقہ، وہ اُسی طریقہ سے عبادت کرتی ہے۔ پس نہ جھگڑا کرے کوئی آپ سے اس معاملہ میں

وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ؕ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ﴿۶۷﴾ وَإِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللّٰهُ

اور آپ بلایئے اپنے رب کی طرف، بیشک آپ سیدھے راستے پر ہیں۶۷ اور اگر وہ جھگڑا کریں آپ سے، تو کہہ دیجئے! اللہ ہی

أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۶۸﴾ اللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ

بہتر جانتا ہے۔ اس کو جو تم کر رہے ہو۶۸ اللہ ہی فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان روز قیامت، ان باتوں کا جن میں تم تھے

تَخْتَلِفُونَ ﴿۶۹﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ؕ إِنَّ ذٰلِكَ

اختلاف کرتے۶۹ کیا نہیں جانتے تم کہ بلاشبہ اللہ ہی جانتا ہے اس کو، جو ہے آسمان میں اور زمین میں، بیشک یہ سب کچھ

فِي كِتَابٍ ؕ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ﴿۷۰﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

درج ہے ایک کتاب میں۷۰ اور عبادت کرتے ہیں یہ لوگ، اللہ کے سوا، ایسی چیزوں کو، کہ نہیں نازل فرمائی (اللہ نے)،

بِهٖ سُلْطَانًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ نَّصِيرٍ ﴿۷۱﴾ وَإِذَا

ان کے بارے میں کوئی سند اور ان چیزوں کو، کہ نہیں ہے خود انہیں بھی ان کے بارے میں کچھ علم اور نہ ہوگا (ایسے) ظالموں کا کوئی مددگار۷۱

تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ

اورجب تلاوت کی جاتی ہیں، ان پر ہماری واضح آیات، تو آپ پہچانتے ہیں ان لوگوں کے چہروں میں جو کافر ہیں، ناپسندیدگی کے آثار،

يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ؕ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ

یوں لگتا ہے کہ ٹوٹ پڑیں گے اُن لوگوں پر، جو تلاوت کرتے ہیں ان کے سامنے ہماری آیات، کہہ دیجئے! کیا میں تم کو بتاؤں، بری چیز

ع ۸ ۱۶ مِّنْ ذٰلِكُمُ ؕ النَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۷۲﴾ ع

اس سے بھی، وہ آگ ہے، جس کا وعدہ کر رکھا ہے اللہ نے، ان لوگوں سے جو کافر ہیں اور بہت برا ہے وہ ٹھکانا۷۲

۶۷: اہل مکہ کہا کرتے تھے کہ یہ عجیب بات ہے کہ جو جانور آپ سے آپ مرجائے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو براہ راست مار دیا ہو، اس کو نہیں کھاتے ہو، اور جس جانور کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرتے ہو، اس کو کھایا کرتے ہو، یہاں اسی کا جواب دیا گیا ہے کہ ہر شریعت میں کچھ احکام متعین کئے گئے ہیں، ان ہی احکام میں سے ذبح کا حکم بھی ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۲/ ۹۳)

موت تو ہر جاندار کی اللہ ہی کے حکم سے ہوتی ہے، خواہ مردار ہو یا شرعی طریقہ پر ذبح کیا ہو، اس کی اہمیت نہیں ہے، اہمیت اس بات کی ہے کہ اگر تمہارا عمل اللہ کے حکم کے مطابق ہے تو درست ہے اور اللہ کے حکم کے خلاف ہو تو نا قابل قبول ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

اے لوگو! بیان کی جاتی ہے ایک مثال تو غور سے سنوا سے، یقیناً وہ، جن کو پکارتے ہو تم

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ

اللہ کے سوا، ہرگز نہیں پیدا کر سکتے وہ ایک مکھی بھی، اگرچہ جمع ہوجائیں وہ سب اس کام کے لئے اور اگر چھین لے جائے ان سے

الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾

مکھی کوئی چیز، تو نہیں چھڑا سکتے اس کو اس سے، کمزور ہیں (مدد) مانگنے والے (عابد) بھی اور وہ (معبود) بھی جن سے (مدد) مانگی جاتی ہے﴿۷۳﴾

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ

نہیں پہچان سکے یہ اللہ کو، جیسا کہ حق ہے اس کو پہچاننے کا، یقیناً اللہ ہی طاقتور اور خوب غالب ہے﴿۷۴﴾ اللہ منتخب فرما لیتا ہے

مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ يَعْلَمُ

فرشتوں میں سے اپنے پیغام پہنچانے والے اور انسانوں میں سے بھی، بیشک اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے﴿۷۵﴾ وہ جانتا ہے

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اس کو بھی، جو ان کے سامنے ہے اور وہ بھی جو ان کے پیچھے ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سب معاملات﴿۷۶﴾ اے وہ لوگو جو

اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ

ایمان لائے ہو! تم رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرواور بھلائی کے کام کرو، تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ ۩ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ السجدۃ

فلاح پا جاؤ﴿۷۷﴾ اور تم جہاد کرو اللہ کی راہ میں، جیسا کہ حق ہے جہاد کرنے کا، اس نے چُن لیا ہے تم کو اورنہیں رکھی اس نے

عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ

تم پر دین میں کوئی تنگی، اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر (قائم رہو)، اُسی (اللہ) نے تمہارا نام رکھا ہے

الْمُسْلِمِيْنَ ۬ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ

"مسلم" اس (قرآن) سے پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی، تاکہ ہوں رسول گواہ تم پر

وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

اور ہو جاؤ تم گواہ انسانوں پر، سو قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ

وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾ ع ۱۰ / ۶ / ۱۷

اور تم مضبوطی سے پکڑو اللہ (کے دین) کو، وہی تمہارا کارساز ہے، پس بہترین کارساز ہے (وہ) اور بہترین مددگار ہے (وہ)﴿۷۸﴾

﴿۷۷﴾: بعض فقہاء کے نزدیک یہ آیت بھی آیات سجدہ میں سے ہے؛ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک آیت کے پڑھنے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے؛ لیکن ازراہ احتیاط کرلینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

﴿۷۸﴾: دین کے راستہ میں مجاہدہ، دین کے تمام شعبوں کو شامل ہے، عالم احکام شریعت کے اخذ و استنباط میں محنت کرے، مجاہد میدانِ جہاد میں داد شجاعت دے، داعی دعوت دین کے راستہ میں جدو جہد کرے، معلم اسلامی علوم کی تدریس میں اپنی صلاحیتوں کو لگائے، عام مسلمان دین کے تمام احکام پر عمل کرنے کے لئے مشقتوں کو برداشت کریں، یہ ساری صورتیں یہاں مجاہدہ میں شامل ہیں۔

• حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے جو دُعا فرمائی تھی، اس میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ میری ذریت میں سے ایک مسلم گروہ کو پیدا فرما: "ومن ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مسلمة لَّكَ (البقرۃ: ۱۲۸) یہی نام اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اُمت کے لئے بھی منتخب فرمایا، مسلمانوں کو یہودیوں یا عیسائیوں کی طرح کسی پیشوا کے نام سے موسوم نہیں کیا گیا؛ بلکہ 'مسلم' جیسا معنی خیز نام دیا گیا، یعنی اللہ کے وہ بندے جو اللہ کے احکام کے سامنے سر جھکانے والے ہیں۔

● یہاں شہادت و گواہی سے اللہ کے دین کی گواہی اور اس کی تبلیغ و اشاعت مراد ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس امت پر دعوت کا فریضہ ادا فرما دیا ہے اور اس اُمت کو پوری انسانیت پر فریضۂ دعوت ادا کرنا ہے: "ناس" (لوگوں) کا لفظ عام طور پر قرآن مجید میں غیر مسلم بھائیوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں خاص طور پر غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینے پر متوجہ کیا گیا ہے۔

اٰیَاتُهَا ۱۱۸ (۲۳) سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ (۷۴) رُكُوْعَاتُهَا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ

یقیناً فلاح پاگئے مومن ۱ وہ جو اپنی نمازوں میں خشوع (عاجزی) کرنے والے ہیں ۲ اور وہ جو

عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۵

بیہودہ باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں ۳ اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں، ۴ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ۵

اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ

سوائے اپنی بیویوں کے یا ان (عورتوں) کے جن کے مالک ہوئے دائیں ہاتھ (یعنی جو ان کی ملک میں ہوں) کہ وہ نہیں ہیں قابل ملامت ۶ پھر جو چاہے اس کے علاوہ کچھ اور،

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۸ وَالَّذِيْنَ

سو ایسے ہی لوگ زیادتی کرنے والے ہیں ۷ اور (فلاح پاگئے) وہ جو، اپنی امانتوں کا اور اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھنے والے ہیں ۸ اور وہ

هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۹ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ

جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ۹ یہی لوگ ہیں میراث پانے والے ۱۰ جو وارث ہونگے فردوس کے

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۱۲ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۱۱ اور بیشک پیدا کیا ہے ہم نے انسان کو، مٹی کے خلاصے سے ۱۲ پھر ہم نے بنایا اس کو

نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا

نطفہ، ایک محفوظ قرار گاہ (رحم مادر) میں ۱۳ پھر ہم نے بنایا اس نطفہ کو جمع ہوا خون، پھر بنا دیا ہم نے جمے ہوئے خون کو گوشت کا لوتھڑا، پھر بنایا ہم نے

الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ

اس لوتھڑے سے ہڈیاں، پھر چڑھایا ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت، پھر ہم نے اسے پیدا کیا ایک دوسری (نئی) مخلوق، سو بڑا ہی بابرکت ہے اللہ،

اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۱۴ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۱۵ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بہترین تخلیق فرمانے والا ۱۴ پھر یقیناً تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو ۱۵ پھر یقیناً تم قیامت کے دن

تُبْعَثُوْنَ ۱۶ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۱۷

اٹھائے جاؤ گے ۱۶ اور یقیناً ہم نے پیدا کئے تمہارے اُوپر سات راستے (یعنی سات آسمان تہہ بہ تہہ) اور نہیں ہیں ہم (اپنی) مخلوق سے غافل ۱۷

تفسیر سورۃ اَلْمُؤْمِنُوْن

اس سورہ کے بالکل شروع میں ”مومنون“ یعنی اہل ایمان کی سات صفات ذکر کی گئی ہیں، اسی لئے اس کا نام ”سورۃ المومنون“ ہے۔

۱-۱۱: اس سورہ کی ابتدائی آیات میں اسلام کی تمام بنیادی تعلیمات کو جمع کر دیا گیا ہے؛ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص ان دس آیتوں پر عمل کا اہتمام کرے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی، باب ومن سورۃ المومنون، حدیث نمبر: ۳۱۷۳) اور اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے اسی سورہ کی آیت نمبر: ۱ سے آیت نمبر: ۹ تک تلاوت فرمائی۔ (تفسیر قرطبی: ۱۲/ ۱۰۴)

- خشوع یعنی دل کا پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ ہونا۔
- دوسرا وصف لغو سے مراد ہے بے فائدہ کام۔
- تیسرا وصف زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔
- چوتھا وصف یہ ہے کہ وہ اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کرتا ہے۔
- پانچواں اور چھٹا وصف یہ ہے کہ ایمان والے امانتوں اور وعدوں کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں۔
- ساتواں یہ کہ وہ نمازوں کی پابندی رکھتے ہیں۔

۱۴: علقہ اس کے معنی میں تین مفہوم پائے جاتے ہیں۔
(ا) خون چوسنے والا کیڑا۔ (ب) لٹکی ہوئی چیز۔ (ج) خون کا لوتھڑا۔
علقہ کے مرحلے میں جنین کی عمر تقریباً ۱۵ دن ہوتی ہے۔ مائیکر و سکوپ (Microscope) میں دیکھنے سے جنین اس مرحلہ میں ہو بہو خون چوسنے والے کیڑے (Leach) سے مشابہ ہوتا ہے۔ دوسری جانب جیسے خون چوسنے والا کیڑا دوسروں کے خون پہ ملتا ہے اسی طرح جنین ماں کے خون سے خوراک حاصل کرتا ہے۔ علقہ کا دوسرا مفہوم لٹکی ہوئی چیز کا ہے۔ اس مرحلہ میں جنین بعینہ رحم مادر کی دیوار پر اوپر سے نیچے لٹکا ہوتا ہے۔

- علقہ کا تیسرا مفہوم خون کا لوتھڑا ہے۔ اس مرحلہ میں دیکھنے میں خون کا لوتھڑا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس مرحلہ میں جنین میں نسبتاً خون کی زیادہ مقدار پائی جاتی ہے۔ دوسری جانب اس مرحلہ میں خون کا دوران نہیں ہوتا لہٰذا خون کے لوتھڑے سے بہت زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے۔

سائنس دانوں نے متعلقہ حقائق 1677ء میں دریافت کئے جبکہ قرآن نے یہ مراحل بڑی تفصیل کے ساتھ چودہ سو سال پہلے ہی بتلا دیئے۔ اس زمانہ میں نہ مائیکر وسکوپ کا وجود تھا اور نہ ہی سائنسی تحقیقات کے ادارے موجود تھے۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖۗ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ

اور ہم نے نازل کیا آسمان سے پانی، ایک مقدار میں، پھر اسے ٹھہرادیا ہم نے زمین میں اور یقینا ہم اس کو واپس لے جانے پر بھی

لَقٰدِرُوْنَ ۚ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ (وقف لازم)

پوری طرح قادر ہیں ۱۸ پھر ہم نے پیدا کئے تمہارے لئے اس کے ذریعہ سے باغات، کھجوروں کے اور انگوروں کے، تمہارے لئے ان (باغوں) میں پھل

كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ

کثرت سے اور انہی میں سے کچھ تم کھاتے ہو ۱۹ اور ایک درخت ہے جو نکلتا ہے، طور سینا سے، وہ اُگتا ہے تیل ساتھ لئے ہوئے اور سالن ہے

لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ

کھانے والوں کے لئے ۲۰ اور یقینا تمہارے لئے ہے مویشیوں میں بھی (سامان) عبرت، ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے، جو ان کے پیٹوں میں ہے اور تمہارے لئے

فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ (ع ۱)

اُن میں فائدے بھی ہیں بہت سے اوران میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو ۲۱ اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار کئے جاتے ہو ۲۲ اور بیشک

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾

بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف، سو کہا اس نے اے میری قوم! تم عبادت کرو اللہ کی، نہیں ہے تمہارا کوئی معبود، اس کے سوا کیا تم ڈرتے نہیں ۲۳

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ

تو کہا! اُن سرداروں نے جنہوں نے انکار کیا تھا ماننے سے اس کی قوم میں سے، نہیں ہے یہ، مگر ایک بشر تم ہی جیسا، یہ چاہتا ہے

اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا

کہ، برتری حاصل کرے تم پر اور اگر چاہتا اللہ تو اتارتا فرشتوں کو (پیغمبر بناکر) نہیں سنا ہم نے، ایسا (بشر) اپنے پہلے آباؤاجداد کے

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ

وقتوں میں بھی ۲۴ نہیں ہے یہ مگر ایک شخص ہی، اسے جنون ہے، سوانتظار کرو اس کے بارے میں، کچھ مدت تک ۲۵ (نوح نے) کہا! اے میرے رب تو میری مدد کر،

بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ

بسبب اس کے جوانہوں نے مجھے جھٹلایا ہے ۲۶ پھر ہم نے وحی کی اس کی طرف، یہ کہ تو بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے (نگرانی میں) اور ہماری وحی کے مطابق، پھر جب آجائے

اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ

ہمارا حکم (عذاب) اور اُبل پڑے تنور، تو بٹھالو اس میں ہر قسم کے جوڑے (نرومادہ) دونوں میں سے اور اپنے گھر والوں کو بھی، سوائے ان کے جن کے بارے میں

سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾

پہلے فیصلہ ہوچکا ہے ان میں سے اور کچھ نہ کہنا، تم مجھ سے ان لوگوں کے متعلق جو ظالم ہیں، یقینا وہ غرق ہوکر رہیں گے ۲۷

---

(۱۸): یہ مقدار تقریباً ستر فیصد رقبہ زمین گھیرے ہوئے ہے۔ اگر کچھ اور زیادہ ہوتو پاتو انسان کو رہنے کی جگہ نہ ملتی۔ زراعت کیلئے رقبہ نہ بچتا اور اگر کم رقبہ ہوتا تو ضروریات کیلئے ناکافی ہوجاتا۔

● کہیں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اندازے کے مطابق تو پانی مل ہی چکا ہے۔ اب فکر کس بات کی بلکہ یادرہے کہ جو پانی نازل کرسکتا ہے وہ اسے زائل بھی کرسکتا ہے لہٰذا اسکے شکر گزار رہیں تا کہ نعمت زائل نہ ہوجائے۔

(۱۹): اہل مکہ کے یہاں کھجور کے باغ تھے اور اہل طائف کے یہاں انگور کے لہٰذا انہیں انہی کی لسان میں سمجھایا گیا ہے حالانکہ اور بھی بہترین پھل اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔

(۲۰): یہ زیتون کا پھل ہے جو کہ طور سینا کے علاقے میں فلسطین وشام میں پیدا ہوتا ہے۔ اس سے کثیر مقدار میں تیل بھی حاصل ہوتا ہے اور زیتون کے پھل کو عرب بطور سالن بھی کھاتے ہیں۔

(۲۱) یہی دودھ جو کہ دودھ پلانے والے (Mammals) کے گوبر میں اسکے اجزا سے بنتا ہے اور خون کے ذریعے دودھ بنانے والے غدود (Mammary Glands) میں منتقل ہوتا ہے۔ دیکھیں (نحل 66:16)

(۲۳): تمام انبیاء کی طرح حضرت نوح کی دعوت کی بنیاد بھی اللہ کی عبادت تھی۔

(۲۴) انبیاء کی دعوت کے بڑے مخالفین ہمیشہ خوشحال اور چودھری قسم کا طبقہ ہوتا ہے۔

● سب سرکشوں کی طرح قوم نوح نے بھی اعتراض کیا کہ یہ تو تمہارے جیسا ہی بشر ہے پھر نبی کیسے ہوسکتا ہے؟ دیکھیں (الانعام 6:9)

● اسکے بعد والا اعتراض تقلید آباء سے متعلق تھا۔

(۲۵): آپ ﷺ اور دیگر انبیاء پر بھی اعتراض کیا گیا۔

(۲۶): حضرت نوح انتہائی جانفشانی سے ان تھک طریقہ پر نوسو پچاس سال قوم کو دین کی دعوت دیتے رہے۔ جب قوم سے قلیل سا صالح عنصر علیحدہ ہوگیا اور باقی سارے ہٹ دھرم، ضدی اور حضرت نوح کو اذیت دینے والے اور تمسخر کرنے والے رہ گئے تو حضرت نوح نے یہ دعا مانگی۔ یادرہے کہ یہ دعا بھی حضرت نوح نے اس وقت مانگی جب اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ کو مطلع فرمادیا کہ اب اور کوئی ایمان لانیوالا باقی نہیں رہ گیا۔ فرمان الٰہی ہے:

''حضرت نوح کی جانب وحی کی گئی کہ اب جو ایمان لاچکے باقی اور کوئی ایمان لانے والا نہیں ہے''۔ (ھود 36:11)

(۲۷): حضرت نوح کا بیٹا اور انکی بیوی بھی کافروں کی ساتھی تھی۔

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا

پھر جب سوار ہوجاؤ تم اور وہ سب، جو تمہارے ساتھ ہیں کشتی پر، تو کہنا! تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، وہ جس نے ہمیں نجات دی

مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٨﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿٢٩﴾

ظالم قوم سے (٢٨) اور تو کہہ! اے میرے رب، اتارنا مجھکو برکت والی جگہ اور تو ہی ہے بہترین اتارنے والا (٢٩)

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٣١﴾

بیشک اس (واقعہ) میں بہت سی نشانیاں ہیں اور یقیناً ہم ضرور آزمائش کرنے والے ہیں (٣٠) پھر پیدا کیئے ہم نے ان کے بعد دوسرے (دور کے لوگ) (٣١)

فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا

پھر بھیجا ہم نے ان میں ایک رسول انہیں میں سے، یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو، نہیں ہے تمہارے لئے کوئی اور معبود، سوائے اس کے، کیا پھر نہیں

تَتَّقُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ ع ٢/١٠/٢

تم ڈرتے (٣٢) اور کہا! ان وزیروں نے اُس کی قوم میں سے، جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا آخرت کی ملاقات کو، جبکہ ہم نے انہیں خوشحالی دی تھی،

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ

دنیاوی زندگی میں "نہیں ہے یہ رسول مگر ایک بشر (آدمی) تم ہی جیسا" کھاتا ہے وہی کچھ جو کھاتے ہوتم اور پیتا ہے وہی کچھ

مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿٣٤﴾ اَيَعِدُكُمْ

جوتم پیتے ہو (٣٣) اور اگرکہیں اطاعت کرلی تم نے اپنے جیسے ایک بشر کی، تو یقیناً تم اس وقت ضرور خسارہ پانے والے ہوگے (٣٤) کیا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے،

اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ

کہ بیشک جب تم مرجاؤ گے اور ہوجاؤ گے مٹی اور ہڈیاں تو بلاشبہ تم نکالے جاؤ گے (زندہ کرکے) (٣٥) دور ہے! دور ہے (ناممکن ہے) ایسا ہونا

لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٣٧﴾

جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے (٣٦) نہیں ہے یہ (زندگی) مگر یہی ہماری دنیاوی زندگی، ہم مرتے ہیں اور زندہ رہتے ہیں اور نہیں ہیں ہم دوبارہ اٹھائے جانے والے (٣٧)

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ

نہیں ہے وہ (رسول) مگر ایک آدمی، کہ اس نے گڑھا ہے اللہ پر جھوٹ اور نہیں ہیں ہم اُس پر ایمان لانے والے (٣٨) (اس نے) کہا! اے رب! تو میری مدد فرما،

بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ

اس کے بدلے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا (٣٩) ارشاد ہوا! تھوڑے سے وقت میں، ضرور وہ ہوجا پچھتانے والے (٤٠) سو انہیں آ پکڑا ایک زبردست چیخ نے حق کے ساتھ،

فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَاۗءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٤٢﴾

تو ہم نے انہیں کردیا خس وخاشاک (کوڑا کرکٹ) سو دوری ہے (رحمت سے) ظالم قوم کے لئے (٤١) پھر ہم نے پیدا کیں ان کے بعد دوسری قومیں (٤٢)

(٢٨): اے نوح اس وقت اس بدمعاش قوم کی ہلاکت پر تمہیں غم نہ ہونا چاہئے بلکہ خوشی ہو اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں انکی خباثت سے بچا لیا۔

(٢٩): اس کے دوسرے معنی یہ ہے کہ تو بہتر مہمان نواز ہے لہٰذا ہمیں اب اچھا رزق عطا فرما۔

(٣٠): یہ دنیا تو ہے ہی دار الامتحان تو ہم انبیاء کو بھیج کر سب کا امتحان کر لیتے ہیں۔ نبی اور اس پر ایمان لانیوالوں کا یہ کہ وہ کس حد تک صبر و ثبات سے تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ قوم کا امتحان کہ وہ نبی کو کیا جواب دیتی ہے۔ پھر عذاب کے بعد آنیوالی نسلوں کا امتحان کہ وہ کس حد تک عبرت حاصل کرتے ہیں۔

(٣٢): یہ رسول ہود تھے جو کہ قوم عاد یا عاد اولیٰ کی طرف بھیجے گئے۔ قرآن کریم میں دوسرے مقامات پر قوم نوح کے بعد انہی کا ذکر ہوا ہے۔

(٣٣): حضرت ہود کی دعوت بھی یہی تھی کہ اکیلے اللہ کی عبادت کرو۔ انکی قوم میں سے بھی چودھریوں، سرداروں اور کھڑ پینچ قسم کے لوگوں نے آپکو جھٹلایا کیونکہ اصلاح کی ہر دعوت انہیں اپنے لئے خطرہ نظر آتی ہے کہ اس سے انکی سرداریاں ختم ہو جائیں گی۔ دوسری وجہ حق ٹھکرانے کی یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ آخرت کو جھٹلاتے تھے۔

● چنانچہ انہوں نے بھی وہی بہانہ تراشا کہ یہ نبی صاحب تو تمہارے جیسے بشر ہی ہیں جیسے تم کھاتے ہو ویسے ہی یہ بھی کھاتے ہیں۔ جیسے تم پیتے ہو ویسے ہی یہ بھی پیتے ہیں۔ اصل میں انہیں اپنی سرداریاں چھٹتی نظر آتی ہے مگر بہانہ یہ کرتے ہیں کہ نبی کی اطاعت کر کے تم خسارہ اٹھاؤ گے۔

آج کل بھی مسلمانوں کا ایک گروہ آنجناب ﷺ کو بشر تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ نبی چونکہ انہی میں سے ایک فرد ہوتا ہے جنہیں وہ دن رات دیکھتے ہیں لہٰذا بشریت کا انکار تو نہیں کر سکتے مگر نبوت کا انکار کر دیتے ہیں۔ دور حاضر کے لوگ نبی ہونے کا انکار تو نہیں کر سکتے کیونکہ ایسا کرنے کے بعد وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتے مگر آپ کی بشریت کا انکار کر دیتے ہیں۔ نتیجہ کے اعتبار سے بات ایک ہی ہے کہ نبی کی اطاعت اور اتباع نہیں کریں گے۔

((اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْن))

"اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا کر انہیں علم نہیں ہے"۔

(٣٧): ھیہات۔ بعید ہے یا بعید از قیاس ہے۔ تاکید کیلئے دو مرتبہ کہا گیا ہے۔

(٣٨): اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اللہ کے منکر نہ تھے مگر ایسا ایمان جس میں رسالت اور معاد پر ایمان نہ ہو کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔

(٤١): قوم عاد پر شدید سرد آندھی کا عذاب آیا تھا۔ یہاں چیخ کا ذکر ہے جس سے بعض علماء نے قیاس کیا ہے کہ یہ قصہ قوم ثمود کا ہے۔ ہمارے خیال میں عذاب آنے کے بعد جو آہ و بکا ہوئی ہوگی اسے ہی یہاں چیخ کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ

نہیں آگے بڑھ سکتی کوئی امت، اپنے وقت مقرر سے اور نہ وہ لوگ پیچھے ہی رہ سکتے ہیں(٤٣) پھر ہم نے بھیجا اپنے کئی رسول پے، در پے،

كُلَّمَا جَاۗءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ

جب بھی آیا کسی امت کے پاس، اُس کا رسول، تو انہوں نے اسے جھٹلایا، چنانچہ ہم نے ان کو پیچھے لگایا، اس کے بعض کو بعض کے اور ہم نے انہیں بنا دیا افسانہ،

فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا

سو (رحمت سے) دوری ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان نہیں لاتے(٤٤) پھر بھیجا ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی ہارونؑ کو، اپنی نشانیوں کے ساتھ

وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٥﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ

اور واضح دلیل کے ساتھ(٤٥) فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف، تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ تھے ہی سرکشی کرنے والے لوگ(٤٦) سو کہنے لگے! کیا ہم ایمان لے آئیں،

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿٤٧﴾ۚ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿٤٨﴾

ان دو آدمیوں پر جو ہمارے ہی جیسے ہیں اور ان کی قوم ہماری غلام ہے(٤٧) پس انہوں نے جھٹلا دیا ان دونوں کو، سو ہو گئے وہ ہلاک ہونے والوں میں سے(٤٨)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً

اور یقیناً ہم نے دی تھی موسیٰؑ کو کتاب، تاکہ وہ لوگ ہدایت پا جائیں(٤٩) اور ہم نے بنایا (عیسیٰؑ) ابن مریم کو اور اُن کی ماں کو ایک نشانی

ع ٣ ١٨ ٣

وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿٥٠﴾ۧ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ

اور ہم نے ان دونوں کو پناہ دی ایک بلند جگہ کی طرف، جو سکون و آرام اور جاری چشمے والی (تھی)(٥٠) اے رسولوں! تم کھاؤ پاک چیزوں میں سے

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾ۭ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا

اور عمل کرو نیک، بیشک میں ان (اعمال) سے جو تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہوں(٥١) اور بیشک یہ تمہاری امت ہے ایک ہی امت (ملت) اور میں

رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ

تمہارا رب ہوں، سو تم مجھ ہی سے ڈرو(٥٢) پھر انہوں نے جدا جدا کرلیا، اپنے (دین) کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرکے، ہر گروہ اس کے ساتھ، جو ان کے پاس ہے

فَرِحُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٥٤﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ

خوش ہیں(٥٣) لہٰذا آپ چھوڑ دیں انہیں ڈوبا ہوا اپنی غفلت میں، ایک وقت تک(٥٤) کیا یہ سمجھتے ہیں کہ بیشک وہ جو ہم بڑھا رہے ہیں انہیں اس کے ساتھ

مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿٥٥﴾ۙ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ

مال اور اولاد سے(٥٥) ہم جلدی کر رہے ہیں ان کے لئے بھلائیوں میں، (ہرگز نہیں) بلکہ نہیں وہ شعور رکھتے(٥٦) بیشک وہ لوگ کہ وہ

مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٨﴾ۙ

اپنے رب کے خوف سے لرزتے رہتے ہیں(٥٧) اور وہ لوگ جو اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں(٥٨)

(٤٤): عاد اولیٰ کے بعد حضرت موسیٰؑ کے زمانے تک قرآن میں مذکورہ جو انبیاء بھیجے گئے وہ یہ ہیں۔ حضرت صالحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت شعیبؑ، اسکے علاوہ جن کا ذکر قرآن میں نہیں ملتا وہ اس سے بہت زیادہ ہیں۔

(٤٦): متکبر قسم کے لوگ جو خود کو عام لوگوں سے بلند تر سمجھتے تھے مراد آل فرعون ہیں جو قبطی نسل سے تھے۔

(٤٩): اس سے معلوم ہوا کہ تورات فرعون کے بعد نازل ہوئی۔ اس سے قبل جو احکامات آپ کو ملے تھے وہ بھی اسی طرح واجب الاتباع تھے گویا کہ وہ تورات میں شامل نہ تھے۔ گویا کہ نبی کو کتاب کے علاوہ علیحدہ سے بھی احکامات ملتے ہیں اور وہ بھی واجب الاتباع ہوتے ہیں۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو قرآن کو سنت کے بغیر ہی ہدایت کیلئے کافی سمجھتے ہیں۔ نزول تورات کے بعد کوئی بھی قوم عام عذاب سے ہلاک نہیں ہوئی۔

(٥٠): اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم اور عیسیٰ کو ایک نشانی قرار دیا ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ ایک نشانی اور حضرت مریم ایک نشانی۔ دونوں کے مل کر ایک نشانی کی صورت صرف یہی ہے حضرت مریم کسی مرد کے بغیر حاملہ ہوئیں اور حضرت عیسیٰ باپ کے بغیر پیدا ہوئے۔ حد یہ ہے کہ خود مسلمانوں ہی کے ایک گروہ کو مغالطہ ہو گیا ہے کیونکہ کسی امر کو بطور معجزہ تسلیم کرنا انہیں بہت مشکل لگتا ہے۔ ہر کام کو وہ کسی نہ کسی طبعی قانون کے تحت لا کر چھوڑنا چاہتے ہیں چاہے انہیں اسکے لئے سارے قرآن ہی کی تاویل کرنی پڑے۔

● شائد آپ کی جائے پیدائش کی جانب اشارہ ہے یا بعد میں کہیں ان دونوں کو جائے قرار دی۔ واللہ اعلم۔

(٥١): یہاں اللہ تعالیٰ نے سب رسولوں سے اجتماعی خطاب فرمایا ہے اسکا مطلب یہ نہیں کہ یہ سب کہیں اکٹھے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس اجتماع سے خطاب فرمایا بلکہ چونکہ سب رسولوں کے اصولی تعلیم ایک جیسی رہی ہے تو بطور اختصار مشترکہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔ ویسے بھی خطاب تو رسولوں کو ہے مگر حکم عام ہے۔

(٥٢): مراد رسولوں کی جماعت ہو سکتی ہے یا ہر زمانہ میں اہل حق کی جماعت۔

وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ

اور وہ لوگ جو اپنے رب کے ساتھ نہیں شریک ٹھہراتے﴿۵۹﴾ اور وہ لوگ جو دیتے ہیں (اللہ کی راہ میں) جو کچھ بھی دیتے ہیں (صدقہ) اس حال میں کہ اُن کے دل کانپتے رہتے ہیں، اس خوف سے، کہ یقیناً

إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿٦٠﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ

انہیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے﴿۶۰﴾ یہی ہیں وہ لوگ جو جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں اور وہ ان کے لئے سبقت کرنے والے ہیں﴿۶۱﴾ اور نہیں ہم تکلیف دیتے

نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوبُهُمْ

کسی نفس کو، مگر اُس کی وسعت کے مطابق اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے، وہ بولتی ہے حق کے ساتھ اور وہ نہیں ظلم کئے جا﴿۶۲﴾ بلکہ اُن (کافروں) کے دل

فِي غَمْرَةٍ مِنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا

غافل ہیں، اس (قرآن) سے اور ان کے لئے اعمال (بُرے) بھی ہیں، اس کے علاوہ بھی جو وہ کررہے ہیں﴿۶۳﴾ یہاں تک کہ جب ہم پکڑیں گے

مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُمْ مِنَّا لَا تُنْصَرُونَ ﴿٦٥﴾

ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب کے ساتھ، تو وہ چیخ وپکار کریں گے﴿۶۴﴾ (کہا جائے گا) مت چیخو چلاؤ آج، یقیناً تم کو ہم سے کوئی نہیں مدد ملے گی﴿۶۵﴾

قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ

یقیناً میری آیات پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تم پر، تو تھے تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاتے (یعنی الٹے پاؤں بھاگتے)﴿۶۶﴾ تکبر کرتے ہوئے

بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾

اسی (قرآن) کے ساتھ پھبکیاں کستے ہوئے، بیہودہ بکواس کرتے تھے﴿۶۷﴾ کیا پھر نہیں غور کیا انہوں نے اس کلام میں یا آئی ہے ان کے پاس کوئی ایسی بات، جو نہیں آئی تھی ان کے پہلے آباؤ اجداد کے پاس؟﴿۶۸﴾

أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُمْ

یا نہیں پہچانتے ہیں یہ اپنے رسول کو، اس لئے یہ اس کے منکر ہیں﴿۶۹﴾ یا وہ کہتے ہیں! کہ اسے جنون ہے؟ نہیں بلکہ یہ ہے کہ آیا ہے وہ ان کے پاس

بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ

حق لے کر اور ان کی اکثریت حق کو ناپسند کرنے والے ہیں﴿۷۰﴾ اور اگر پیروی کرنے لگے حق، ان کے خواہشات کی، تو فساد برپا ہوجائے آسمانوں میں

وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ

اور زمین میں اور جو کچھ بھی ان میں ہے، بلکہ ہم اُن کے پاس اُن کے لئے نصیحت لائے ہیں، تو وہ اپنی نصیحت سے اعراض کرنے والے ہیں﴿۷۱﴾ کیا

تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ

آپ ان سے سوال کرتے ہیں کوئی معاوضہ، حالانکہ صِلہ آپ کے رب کا کہیں بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے﴿۷۲﴾ اور واقعہ یہ ہے کہ تم تو بلاتے ہو، ان کو

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾

سیدھے راستے کی طرف﴿۷۳﴾ اور بلاشبہ وہ لوگ جو نہیں ایمان لاتے آخرت پر، سیدھے راستہ سے ہٹ کر چلنے والے ہیں (وہ)﴿۷۴﴾

﴿۶۰﴾: حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا..... کیا یہ وہ لوگ ہیں جو کہ شراب پیتے ہیں اور چوریاں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ”نہیں اے صدیق کی بیٹی بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور صدقات دیتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ نامقبول نہ ٹھہریں“۔ (ترمذی)

﴿۶۲﴾: چنانچہ دینی احکام ایسے نہیں ہیں جو کہ بجا لانے مشکل ہوں بلکہ وہ انسانی استعداد کار کے مطابق ہی ہیں۔ پھر غیر معمولی حالات میں احکام بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جیسے مسافر نماز قصر کرسکتا ہے۔ دو نمازیں جمع کرسکتا ہے۔ اس آیت سے اور دیگر کئی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ شرعی احکام سہل ہیں اور بساط انسانی میں ہیں۔ بعض کج بحث قسم کے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ دین کا جو حکم سخت معلوم ہو اس کا انکار کردیتے ہیں کہ دین تو سہل ہے لہٰذا یہ حکم شرعی نہیں ہوسکتا۔ یہ سراسر شیطانی چال ہے قرآن کریم کی کوئی آیت یا حدیث اس مفہوم کی محتمل نہیں۔

• اعمال و افعال اور اقوال حتیٰ کہ دل کے ارادے اور خیالات کا مکمل ریکارڈ رہتا ہے اور فرشتے ایسا ریکارڈ محفوظ رکھنے پر مامور ہیں۔

﴿۶۳﴾: نامہ اعمال کے مرتب ہونے کی حقیقت سے غفلت میں ہیں جس کی وجہ سے ہر ظلم و زیادتی بلا تامل روا رکھے ہوئے ہیں۔

﴿۶۷﴾: سمر (To Chat in the Evening) رات کو سلانے کیلئے قصے کہانیاں بیان کرنا۔

ہجر = بیماری یا نیم بے ہوشی یا نیند میں مہمل سی باتیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی آیات انتہائی بے نیازی کے عالم میں قصے کہانیوں کی طرح بیان کرتے۔

﴿۶۹﴾: بلکہ وہ اپنے رسول کو اچھی طرح پہچانتے تھے اور انہیں صادق اور امین کہتے اور سمجھتے تھے۔

﴿۷۰﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنون کا الزام بھی لگایا مگر خود انکے دل گواہی دیتے کہ یہ شخص مجنون نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اپنی مجلس میں ولید بن مغیرہ کہنے لگے کہ ہم نے مجنون بھی دیکھے ہیں جو الٹی سیدھی حرکات کرتے ہیں۔ یہ تو مجنون نہیں ہوسکتا۔

﴿۷۱﴾: اگر اللہ تعالیٰ کے احکام لوگوں کی خواہشات کے مطابق نازل ہوں تو اس صورت میں اللہ قادر مطلق بادشاہ تو نہ ہوا بلکہ (معاذ اللہ) کٹ پتلی حکمران بن گیا۔ دوسری جانب چونکہ لوگوں کے مفادات اور خواہشات مختلف ہوتی ہیں۔ چنانچہ اگر حق خواہشات نفس کا تابع ہو تو نہ صرف زمین فسادات سے بھر جائے بلکہ فساد آسمانوں تک جا پہنچے۔

﴿۷۲﴾: اللہ تعالیٰ نے کفار کو عار دلائی ہے ورنہ اللہ خوب جانتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کسی بھی نبی نے دعوت دین کا اجر اپنی قوم سے نہیں مانگا بلکہ علی الاعلان کہہ دیا کہ ”ہم تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے ہمارا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ بھی اعلان فرمادیا کہ اگر میں نے تم سے کچھ اجرت طلب کی ہو تو وہ تمہارے ہی لئے ہے۔

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾
اور اگر ہم اُن پر رحم کریں اور ہم دور کردیں، وہ جو ان کے ساتھ ہے، کوئی بھی تکلیف، تو وہ ضرور اصرار کریں گے اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے ﴿۷۵﴾

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰٓى
اور یقیناً ہم نے انہیں پکڑا تھا عذاب کے ساتھ، تو نہ عاجزی کی انہوں نے، اپنے رب کے سامنے اور نہ وہ گڑگڑائے ﴿۷۶﴾ یہاں تک کہ

ع

اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ
جب ہم نے کھول دیا ان پر دروازہ سخت عذاب والا (تو) اسی وقت وہ اس میں ناامید ہونے والے ہوگئے ﴿۷۷﴾ اور اللہ وہی ہے، جس نے

اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
پیدا کیا تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل (ودماغ مگر)، تھوڑا ہی تم شکر کرتے ہو ﴿۷۸﴾ اور وہی ہے جس نے

ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ
تمہیں پھیلایا زمین میں اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤگے ﴿۷۹﴾ اور وہی ہے، جو زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے اور اسی کے حکم سے

اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾
بدلنا، رات اور دن کا، کیا پھر نہیں تم سمجھتے ﴿۸۰﴾ بلکہ انہوں نے کہا! ویسی ہی بات، جو کہی تھی پہلوں نے ﴿۸۱﴾

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ
انہوں نے کہا! کیا جب ہم مرجا اور ہم ہو جا مٹی اور ہڈیاں، تو کیا واقعی، ہم پھر دوبارہ اٹھائے جا ﴿۸۲﴾ یقیناً دھمکی دی گئی تھی ہمیں بھی

وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ
اور ہمارے آباؤ اجداد کو بھی اسی بات کی، اس سے پہلے بھی، لیکن نہیں یہ باتیں مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی ﴿۸۳﴾ کہہ دیجئے! کس کے لئے ہے یہ زمین

وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾
اور جو بستے ہیں اس میں اگر تم ہو جانتے؟ ﴿۸۴﴾ تو وہ ضرور کہیں گے اللہ ہی کے لئے، کہہ دیجئے! کیا پھر نہیں تم نصیحت حاصل کرتے ﴿۸۵﴾

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ
کہہ دیجئے! کون ہے رب ساتوں آسمانوں کا اور (کون) رب ہے عرش عظیم کا ﴿۸۶﴾ وہ ضرور کہیں گے یہ سب اللہ ہی کے لئے ہے،

قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ
آپ کہہ دیجئے! کیا پھر نہیں تم ڈرتے ﴿۸۷﴾ کہہ دیجئے! کون ہے وہ، کہ اس کے ہاتھ میں ہے بادشاہی ہر چیز کی اور وہی پناہ دیتا ہے اور نہیں پناہ دی جاسکتی

عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾
اس کے مقابلے میں اگر ہو تم کچھ جانتے ﴿۸۸﴾ وہ ضرور کہیں گے! کہ اللہ ہی کے لئے ہے، کہہ دیجئے! پھر کہاں سے تم جادو کئے جاتے ہو ﴿۸۹﴾

﴿۷۶﴾: اشارہ ہے اس شدید قحط کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے اہل مکہ نازل ہوا۔ حالت یہاں تک پہنچی کہ مردار کھانے کی نوبت آ گئی۔ کمزوری سے آسمان دھواں نظر آتا۔ دیکھیں (الدخان 10:44)

● قحط سالی سے جب یہ نوبت آ گئی تو ابوسفیان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور قرابت داری کا واسطہ دیکر درخواست کی کہ اللہ سے دعا کرو کہ قحط ٹل جائے۔ قریش کو یہ معلوم ہوگیا کہ اللہ ہی یہ قحط دفع کرسکتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے رفع ہوگا۔ مگر بدبختوں کو اللہ کے آگے سر جھکانے کی توفیق پھر بھی نہ ہوئی۔

﴿۷۷﴾: اشارہ جنگ بدر سے شروع ہونیوالے بڑے عذاب کی جانب ہے۔

بلس۔ بھلائی سے مایوسی۔ مایوسی سے غمگین ہونا یا مایوسی کی بنا پر بھڑک اٹھنا۔

﴿۷۸﴾: انسان کی حالت یہ ہے کہ جب اللہ کی نعمتیں میسر ہوتی ہیں تو احساس نہیں کرتا حالانکہ نابینا سے پوچھیں کہ آنکھوں کی قیمت کیا ہے اور بہرے سے پوچھیں کہ کان کس قدر انمول ہیں تو اندازہ ہوجائے گا۔

﴿۸۲﴾: جب اہل مکہ سے بدو لوگ پوچھتے کہ اس نبی کی تعلیم کیا ہے تو لاپرواہی سے کہہ دیتے ہیں کہ بس پرانے قصے کہانیاں ہی ہیں۔ وہ یہ اس لئے کہتے کہ انبیاء کی بنیادی تعلیم تو ہمیشہ ہی سے ایک رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو تم نبی کو جواب دے رہے ہو کہ مرکھپ کے مٹی ہوکر ہم کیسے اٹھائے جائیں گے۔ یہ بھی تو ہر نبی پر اعتراض کیا گیا ہے۔ پھر کیا یہ پرانے افسانے نہیں۔ حالانکہ پرانی بات سچی بھی ہوسکتی ہے مگر وہ سچی ہے اور تم جو کہتے ہو وہ بھی پرانی مگر وہ جھوٹی ہے۔

﴿۸۳﴾: اساطیر (ج)۔ اسطورہ۔ لکھے ہوئے قصے کہانیاں۔

﴿۸۹﴾: تم نبی کو کبھی ساحر کبھی مسحور کہتے ہو حالانکہ حقیقت میں مسحور تم خود ہو۔ زمین و آسمان کی بادشاہی تم اللہ کی مانتے ہو۔ عرش کا مالک اللہ کو مانتے ہو یہ بھی مانتے ہو اللہ ہر ایک کو پناہ دیتا ہے اور اسے کسی کی پناہ کی ضرورت نہیں تو پھر یہ شرکاء کہاں سے آٹپکے۔ پھر اللہ کی ملکیت میں انکا تصرف کہاں سے ہوا؟

بالکل یہی حالت آج کل کے مردہ پرستوں اور قبر پرستوں کی ہے۔

(اللّٰهمَّ هْدِ قومِي فَاِنَّهم لَا يَعْلَمُون) ''اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے یہ سمجھتے نہیں''۔

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٩٠﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ

بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے ہیں اور بلاشبہ وہ سخت جھوٹے ہیں ﴿٩٠﴾ نہیں بنائی اللہ نے کوئی اولاد اور نہ ہے اس کے ساتھ کوئی

مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

اور معبود ہی، اگر ہوتا تو لے کر چل دیتا ہر معبود اپنی مخلوق کو اور چڑھائی کرتا ان کا بعض بعض پر، پاک ہے اللہ

عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٩١﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٩٢﴾ ع قُلْ رَّبِّ

ع ٥ ١٥ ٥

ان باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں ﴿٩١﴾ (وہ) جاننے والا ہے غیب اور حاضر کا، چنانچہ وہ بلند و بالا ہے، ان سب چیزوں سے جو وہ شرک کرتے ہیں ﴿٩٢﴾ کہہ دیجئے! اے میرے رب!

اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَاِنَّا

اگر تو دکھادے وہ (عذاب) جس کا انہیں وعدہ کیا جاتا ہے ﴿٩٣﴾ اے میرے رب! پھر نہ کرنا مجھے ظالم لوگوں میں ﴿٩٤﴾ اور بلاشبہ ہم

عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿٩٥﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ

اس بات پر کہ، ہم آپ کو دکھلا دیں وہ (عذاب) جس کا ہم ان سے وعدہ کررہے ہیں، البتہ پوری طرح قادر ہیں ﴿٩٥﴾ (اے نبیؐ) ٹالئے اس طریقے کے ساتھ جو بہتر ہو، برائی کو،

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾

ہم خوب جانتے ہیں ان (باتوں) کو جو یہ بیان کرتے ہیں ﴿٩٦﴾ اور کہیئے! اے میرے رب، میں تیری پناہ میں آتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے ﴿٩٧﴾

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

اور پناہ طلب کرتا ہوں تیری، اے میرے رب، (اس بات سے) کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں (بوقت موت) ﴿٩٨﴾ یہاں تک کہ جب آجائے گی، ان میں سے ایک کو موت، تو وہ کہے گا،

رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ

اے میرے رب، مجھے واپس لوٹا دے ﴿٩٩﴾ تاکہ میں عمل کرلوں صالح اس (دنیا) میں، جسے میں چھوڑ آیا، ہرگز نہیں! یہ تو بس ایک بات ہوگی، وہ کہہ رہا ہوگا،

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٠٠﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ

اب تو ان کے پیچھے برزخ ہے، اس دن تک کہ (سب) دوبارہ اٹھائے جا ﴿١٠٠﴾ پھر جب پھونکا جائے گا صور میں، تو نہ باقی رہیں گے رشتے ناطے

بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١٠١﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

ان کے درمیان اس دن اور نہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے ﴿١٠١﴾ سو جن کے بھاری ہوں گے پلڑے، سو وہی

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

فلاح پائیں گے ﴿١٠٢﴾ اور جن کے ہلکے ہوں گے پلڑے، سو وہی ہیں جنہوں نے گھاٹے میں ڈال دیا اپنے آپ کو،

فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ ج تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾

جہنم میں وہ ہمیشہ رہیں گے ﴿١٠٣﴾ جھلسا دے گی، ان کے چہروں کو آگ اور وہ اس میں انتہائی بدشکل ہوں گے ﴿١٠٤﴾

﴿٩١﴾: جس طرح بیٹے اور بیٹیاں آخر والدین سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو وہ بھی اپنی اپنی ملکیت لیکر علیحدہ ہو جاتے پھر اقتدار کی جنگ بھی ہوتی اور اسی صورت میں کائنات میں ہم آہنگی برقرار رہنا ناممکن ہو جاتا۔

﴿٩٢﴾: شہادۃ۔ حاضر اور غیب یعنی ماضی اور مستقبل سب کچھ جاننے والا ہے۔

﴿٩٣﴾: خطاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے مگر تعلیم سب مسلمانوں کو ہے۔

﴿٩٥﴾: اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ذلیل و رسوا کر کے اور اسلام کا بول بالا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں۔

﴿٩٦﴾: جیسے فرمایا:

”(برائی کا بھی) جواب اچھائی سے دیں تو آپکا دشمن بھی گہرا دوست بن جائیگا“۔(حم سجدہ 34:41)

یہ باہمی معاشرت کا ایک زریں اصول ہے۔ ہر شخص اس کا تجربہ کر کے اسکے خوشگوار اثرات سے مستفید ہوسکتا ہے۔ خاص طور پر دعوت دین میں اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

﴿٩٨﴾: حضرت سلیمان بن سرور روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر وہ (یعنی مریض) کہے تو اسکی تکلیف جاتی رہے۔ اگر وہ کہے۔“

(أعوذ بالله من الشيطان الرجيم)

”میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے تو اسکی سب تکلیف جاتی رہے۔

(بخاری و مسلم)

﴿٩٩﴾: ارجعون جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے کیونکہ فرشتے جو جان نکالتے ہیں وہ ایک سے زیادہ ہیں۔

﴿١٠٠﴾: اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔

(ا) واپسی اللہ کے قانون میں اور مشیت میں ممکن ہی نہیں ہے۔

(ب) واپس جا کر پھر وہی کرے گا جو پہلے کرتا رہا ہے اور عذاب کو سامنے دیکھ کر جو کچھ کہہ رہا ہے عذاب ہٹنے کی دیر ہے سب بھول جائیگا۔

● برزخ۔ روک، پردہ، آوٹ۔ اس میں ایک لمبی مدت بھی شامل ہے۔ برزخ میں انسان اہل دنیا اور اہل عقبیٰ دونوں سے اوٹ میں ہوتا ہے اور یہ موت کا زمانہ ہے۔ اور اس زمانہ میں موت کے اثرات غالب ہوتے ہیں۔ تاہم زندگی کے بھی کچھ اثرات ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عذاب وثواب ہوتا ہے مگر قیامت کے عذاب کی نسبت ہلکا ہوتا ہے۔

﴿١٠١﴾: جیسے فرمایا:

”جس دن انسان اپنے ماں باپ سے، بھائی سے اور بیوی اور بیٹے سے (بھی) بھاگے گا“۔(عبس 34-36:80)

﴿١٠٤﴾: کلح (To look or becom e gloomy) بدشکل ہونا یا بدصورت اور ڈراؤنا معلوم ہونا، حلیہ بگڑ جانا۔

أَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ

(ان سے کہا جائے گا) کیا نہیں تھیں میری آیتیں تم پر تلاوت کی جاتیں، تو تم تھے ان کو جھٹلاتے﴿۱۰۵﴾ وہ کہیں گے، اے ہمارے رب غالب آگئی

عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا

ہم پر ہماری بدبختی اور ہم تھے گمراہ لوگ﴿۱۰۶﴾ اے ہمارے رب! نکال دے تو ہمیں یہاں سے، پھر اگر ہم دوبارہ کریں

فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ

تو بلاشبہ ہم ظالم ہیں﴿۱۰۷﴾ ارشاد ہوگا! ذلیل وخوار پڑے رہو، اسی میں اور نہ بات کرو تم (مجھ سے)﴿۱۰۸﴾ بیشک تھا ایک فریق میرے بندوں میں سے،

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ صلے

وہ کہا کرتے تھے "اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے لہٰذا تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو ہی سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے﴿۱۰۹﴾

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

تو تم کرتے تھے ان کا مذاق، یہاں تک کہ غافل ہوگئے تم (ان کی ضد میں) میری یاد سے اور تم ان کی ہنسی اڑاتے رہے﴿۱۱۰﴾

اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ

بیشک میں بدلہ دے رہا ہوں انہیں آج ان کے صبر کا اور یقیناً وہی ہیں کامیاب﴿۱۱۱﴾ ارشاد ہوگا! کتنی مدت رہے تم

فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ

زمین میں، برسوں کی گنتی کے حساب سے﴿۱۱۲﴾ وہ کہیں گے! ہم ٹھہرے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، چنانچہ پوچھ لیجئے

الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

شمار کرنے والوں سے﴿۱۱۳﴾ ارشاد ہوگا! نہیں، تم ٹھہرے مگر تھوڑا سا وقت، کاش تم جانتے ہوتے﴿۱۱۴﴾

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى

کیا پھر تم نے گمان کیا تھا، کہ محض ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے بے فائدہ اور یہ کہ بیشک تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے﴿۱۱۵﴾ سو بالا و برتر ہے

اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ

اللہ، بادشاہ حقیقی، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، (وہی) رب ہے عرش کریم کا﴿۱۱۶﴾ اور جس نے پکارا

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو، نہیں ہے کوئی دلیل، اس کے پاس اس بات کی، تو یقیناً اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، بلاشبہ نہیں

يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع ۶ ۲۶ ۶

فلاح پائیں گے کافر﴿۱۱۷﴾ اور آپؐ کہیں! اے میرے رب! تو بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے﴿۱۱۸﴾

﴿۱۰۷﴾: پہلے موت کے وقت یہ خواہش کریں گے جو فوراً ٹھکرا دی جائیگی۔ اب جہنم میں بھی یہی خواہش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مجرموں کی اس خواہش کا کئی مقامات پر مدلل جواب دیا ہے۔

(ا) یہ اللہ کے قانون اور مشیت ہی میں نہیں۔ آخر یہ زندگی اور موت کا کھیل تماشا تو نہیں کہ دنیا میں زندگی دینے، قیامت بپا کرنے کے بعد پھر دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے۔ یہ عملی طور پر ناممکن اور نتائج سے بے مقصد ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر ۱۰۰)

(ب) کیا پہلے اللہ تعالیٰ نے رسولوں، کتابوں اور مبلغین کے ذریعے پیغام پہنچانے میں کچھ کمی چھوڑی تھی کہ اب اس کمی کو پورا کرنے کی ضرورت باقی رہ گئی ہو؟ یا یہ کہ ہر انداز میں حجت تمام ہو چکی ہے۔

(ج) اہل جہنم ایسے مجرم پیشہ لوگ ہوں گے جن کا علاج جہنم کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا۔ چنانچہ اگر جہنم ان سے پیچھے ہٹالی جائے تو پھر وہی حرکتیں کریں گے۔ چاہے وہ نیک اعمال کے کتنے ہی وعدے کرتے رہیں۔ دیکھیں (الانعام 28:6)

(د) اللہ کو مطلوب ایمان بالغیب ہے۔ سامنے جہنم کو دیکھ کر یہ ایمان لانا کہ جہنم موجود ہے کیا معنی رکھتا ہے؟ جہنمیوں کو جہنم میں جلتے دیکھ کر ایمان لانا کہ جہنمی جہنم میں جلتے ہیں کیا معنی رکھتا ہے؟ چنانچہ ان کا یہ ایمان مردود ہے۔ حتی کہ موت کو قریب دیکھ کر ایمان لانا بھی کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ دیکھیں (یونس 90:91:10)

﴿۱۰۸﴾: خساء کا لفظ سور اور کتے کو دھتکارنے کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے پنجابی میں "در" "در" کہتے ہیں۔

﴿۱۱۱﴾: جن کو یہ دنیا میں تمسخر کا نشانہ بنایا کرتے تھے۔ جب انکے پیچھے انجام اور نعمتوں کی انہیں خبر دی جائے گی تو انکی حسرت اور ندامت میں اضافہ ہوگا۔

﴿۱۱۳﴾: عادین سے مراد اعمال کا ریکارڈ رکھنے والے فرشتے ہو سکتے ہیں جو ایک ایک لمحہ کا حساب رکھتے ہیں۔

﴿۱۱۴﴾: یوم قیامت کی مدت پچاس ہزار سال ہوگی۔ عذاب اور اس دن کی ہولناکیاں شدت میں اضافہ کر رہی ہوں گیں۔ چنانچہ اس کے مقابلے میں دنیا کی زندگی انتہائی قلیل معلوم ہوگی۔ اللہ فرمائیں گے کہ یہی تو ہم تم سے کہتے تھے تم اگر اس وقت مان کر دیتے ہوتے تو آج تمہارا یہ حشر نہ ہوتا۔

﴿۱۱۵﴾: یعنی کوئی معقول انسان یہ تصور کر سکتا ہے۔ قادر مطلق ذات ایک مخلوق پیدا کرے۔ پھر اس پر جو ظلم و زیادتی ہو اس کا کوئی حساب کتاب ہی نہ ہو اور عدل قائم نہ ہو۔ دنیا میں تم اپنے مجرموں کو عدالتوں کے ذریعے سزا دیتے ہو مگر اس خالق کے بارے میں ایسا گمان رکھتے ہو؟ فرمان الٰہی ہے:

"اگر ہمارا مقصود کھیل ہی ہوتا تو اپنے ہاں ہی سے ایسا کر سکتے تھے۔ اس کیلئے ہمیں یہ دنیا بنانے کی ضرورت نہ تھی۔" (الانبیاء 17:21)

آخر یہ کائنات کوئی رومی اکھاڑہ تو نہیں جہاں جانداروں کی موت و حیات سے تفریح کا سامان پیدا کیا جارہا ہو۔

﴿۱۱۶﴾: حقیقی خالق اور مالک اس بات سے بلند ہے کہ ظالم کو ظلم کی سزا نہ دے یا مخلص بندوں کو انکے اعمال کا معاوضہ نہ دے۔

﴿۱۱۷﴾: جس کے اپنے شریکوں کے حق میں عقلی دلیل ہے نہ ہی نقلی دلیل۔

آياتها ٦٤ (٢٤) سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ (١٠٢) رُكُوْعَاتُهَا ٩

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (١) اَلزَّانِيَةُ

یہ (ایک اہم) سورت ہے، ہم نے اِسے نازل کیا ہے، اوراس (کے احکام) کوفرض کیا ہے ہم نے اور نازل کیے ہیں ہم نے، اس میں واضح نشانیاں (احکام) تاکہ تم نصیحت حاصل کرو(١) زانی عورت

وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ

اور زانی مرد، کوڑے مارو، ہرایک کوان دونوں میں سے، سو-سو کوڑے اور نہ تمہیں پکڑے ان دونوں کے حق میں شفقت (ترس) اللہ کے دین کے معاملے میں،

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (٢)

اگر ہوتم ایمان رکھتے اللہ پر اور روز آخرت پر اور چاہیے کہ مشاہدہ کرے ان کی سزا کا ایک گروہ مومنوں کا(٢)

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ

زانی مرد نہیں نکاح کرتا مگر زانیہ سے یا مشرکہ سے اور زانیہ سے نہیں نکاح کرتا مگر زانی مرد یا مشرک

وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (٣) وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ

اور حرام کردیا گیا ہے ان سے نکاح کرنا، اہل ایمان پر(٣) اور وہ لوگ جو تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں پر، پھر نہ لاسکیں وہ چار

شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

گواہ، تو کوڑے مارو انہیں اسّی کوڑے اور نہ قبول کرو، ان کی گواہی کبھی بھی اور یہی لوگ ہیں

الْفٰسِقُوْنَ (٤) اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (٥)

فاسق(٤) مگر وہ جو توبہ کرلیں اس کے بعد اور اصلاح کرلیں تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے(٥)

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ

اور وہ لوگ جو الزام لگائیں اپنی بیویوں پر اور نہ ہو ان کے پاس گواہ سوائے اپنی ذات کے، تو گواہی ان میں سے ہر ایک کی (یہ ہے) کہ

اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ (٦) وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ

چار مرتبہ شہادت دے اللہ کی قسم کھاکر، کہ بیشک وہ (الزام میں) سچا ہے(٦) اور پانچویں بار کہے! کہ لعنت اللہ کی (ہو) اس پر اگر ہو

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (٧) وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۙ (٨)

وہ جھوٹا(٧) اور ٹل جائے گی اس عورت سے سزا اس طرح کہ گواہی دے وہ چار شہادتیں اللہ کی قسم کھاکر، کہ بیشک وہ جھوٹا ہے(٨)

تفسیر سورة النُّور

امام مجاہدؒ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے مردوں کو سورۂ مائدہ اور خواتین کو سورۂ نور کی تعلیم دیا کرو۔ (شعب الایمان، ذکر السبع الطوال، حدیث نمبر:2205)

(١): حضرت عائشہ تلقین فرماتی تھیں کہ عورتوں کو سورۂ نور سکھایا کرو: ”علمهن سورة النور“ (مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورة النور:3494)

(٢): زنا کو دنیا کے ہر مذہب اور ہر مذہب معاشرہ میں جرم سمجھا گیا ہے، اگر شادی شدہ مرد وعورت زنا کا ارتکاب کریں تو ان کی سزا سنگسار کرنا ہے، جس کا ذکر متعدد حدیثوں میں آیا ہے۔(نسائی، کتاب القسامۃ، باب سقوط القود من المسلم لکافر، حدیث نمبر: 4743) کنوارے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے زنا کی سزا سو کوڑے ہے، جس کا اس آیت میں ذکر ہے، اگر شرعی اُصولوں کے مطابق یہ جرم ثابت ہوجائے تو اس سزا پر فقہا کا اتفاق ہے، (تفسیر قرطبی: 168/12) حدیث میں اس کے علاوہ ایک اور سزا کا بھی ذکر آیا ہے، کہ ایسے شخص کو ایک سال کے لئے جلاوطن کردیا جائے، (ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب حد الزنا، حدیث نمبر: 2550) لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ زنا کی سزا کا لازمی حصہ نہیں ہے؛ (بدائع الصنائع: 492/5) بلکہ یہ حکم بطور مصلحت کے ہے، مصلحت یہ ہے کہ جب ایسے گناہوں کا مرتکب سماج میں رہتا ہے اور لوگ اس کو چلتے پھرتے دیکھتے ہیں تو اس برائی کا چرچا ہونے لگتا ہے اور جب کسی برائی کا زیادہ چرچا ہو تو اس کی وجہ سے وہ برائی پھیلتی ہے۔

اس کے ثبوت کی شرطیں بہت سخت ہیں کہ چار ایسے مرد گواہ اس فعل کی گواہی دیں، جنھوں نے اپنی آنکھوں سے عین فعلِ زنا کا ارتکاب کرتے ہوئے دونوں کو دیکھا ہو؛(ابو داؤد، کتاب الحدود، حدیث نمبر: 4452) دوسرے کوئی شخص یا سماج یا خاندان کا ذمہ دار اپنے طور پر زنا کی سزا نافذ نہیں کرسکتا، امیر اور اس کے قائم مقام جیسے قاضی ہی اس سزا کو نافذ کرے گا: ”لا خلاف أن المخاطب بهذا الأمر الإمام ومن ناب منابه“ (تفسیر قرطبی: 161/12)

آیت میں دوسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ جب جرم ثابت ہوچکا اور اس پر سزا نافذ ہی کی جائے تو یہ سزا علی الاعلان نافذ کی جانی چاہئے؛ تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی عبرت ہو اور معاشرہ میں یہ پنپنے نہ پائے۔

(٣): اس میں انسان کے اندرونی مزاج کو بتایا گیا ہے کہ جو شخص خود زنا کا عادی ہو، وہی کسی زنا کی خوگر عورت سے نکاح کرسکتا ہے اور جس عورت کے اندر زنا کی خواہش پیدا ہوگئی ہے، وہی رشتہ نکاح کے لئے ایسے مرد کو قبول کرسکتی ہے، جو اس برائی کی لت میں مبتلا ہو، گویا اس آیت میں حکم نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایک خبر ہے اور انسانی مزاج کا ذکر ہے، اسی طرح مشرک مرد سے کسی مسلمان عورت کا اگرچہ کہ وہ بدکار نہ ہو اور مشرک عورت سے کسی مسلمان مرد کا اگرچہ کہ وہ زانی نہیں، نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

اور پانچویں بار کہے! کہ اللہ کا غضب ہو، اس عورت پر اگر ہو وہ مرد سچا⑨ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ

ع ١ ١٠ ٧

تم پر اور اُس کی رحمت اور یہ کہ اللہ ہے بہت توبہ قبول کرنے والا، بڑی حکمت والا⑩ بلاشبہ وہ لوگ، جو گڑھ کر لائے ہیں بہتان، ایک جتھا ہے

مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

تم میں سے، نہ سمجھو تم اس واقعہ کو شر اپنے لئے، بلکہ وہ بہتر ہے تمہارے لئے، ہر ایک شخص کے لئے ہے ان میں سے اتنا الزام

مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١١﴾

جتنا کمایا اس نے گناہ اور وہ جس نے ذمہ داری اٹھائی، تہمت کے بڑے حصے کی ان میں سے، اس کے لئے ہے عذاب عظیم⑪

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا

کیوں نہ ایسا ہوا کہ جب سنا تھا تم نے اس الزام کو، تو گمان کرتے مومن مرد اور مومن عورتیں اپنے آپ ہی نیک گمان اور کہتے،

هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٢﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ

یہ تو ہے بہتان کھلا⑫ کیوں نہ لائے یہ اس الزام پر چار گواہ، پھر جبکہ نہیں لاسکے وہ گواہ،

فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

تو یہ لوگ اللہ کے نزدیک خود ہی جھوٹے ٹھہرے⑬ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ

دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، تو آلیتا تم کو اس (الزام) کی وجہ سے جو پھیلارہے تھے تم، کوئی بڑا عذاب⑭ جب تم اسے لے رہے تھے

بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ

ایک دوسرے سے اپنی زبانوں پر اور کہہ رہے تھے، اپنے موٹھوں سے ایسی بات کہ نہیں تھا تمہیں اس کے بارے میں کوئی علم اور سمجھ رہے تھے تم، اسے ایک معمولی بات،

وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ

حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی⑮ اور کیوں نہ جب تم نے سنا اسے، تو کہا! نہیں لائق ہمارے لئے، کہ ہم کلام کریں،

بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا

اس کے ساتھ، تو پاک ہے، یہ تو ایک بہتان عظیم ہے⑯ تمہیں نصیحت کرتا ہے اللہ اس سے، کہ تم دوبارہ اس جیسی بات (کہو)، کبھی بھی

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٨﴾

اگر ہوتم مومن⑰ اور بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں اور اللہ خوب جاننے والا، خوب حکمت والا ہے⑱

⑪: اگر کسی عورت پر کوئی مرد تہمت لگائے اور وہ اپنے اس دعویٰ پر چار آنکھوں دیکھے گواہ نہ پیش کر سکے تو اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے تو بعض صحابہ کو حیرت ہوئی اور عاصم بن عدیؓ نے بھی (مسلم، کتاب اللعان، حدیث نمبر: 1491) پر تعجب کا اظہار کیا کہ جو شخص اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھے تو کیا وہ اس کے لئے گواہ تلاش کرے گا یا فوری طور پر کارروائی کرے گا؟ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر یہی کہتے رہے کہ یا تو گواہ فراہم کیا جائے یا پیٹھ پر کوڑے لگائے جائیں گے، ان ہی دنوں دو ایسے واقعات پیش آئے، جن میں شوہر نے اپنی بیوی کو زنا کی حالت میں دیکھا، ایک واقعہ ہلال بن امیہ کا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اور ان کی بیوی کو طلب فرمایا اور مسجد کے اندر لعان کرایا، ان کی بیوی سے جب پانچویں دفعہ کہلایا گیا کہ ”اگر شوہر اپنے دعویٰ میں سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو“ تو اس وقت انھوں نے تھوڑا سا توقف کیا؛ لیکن پھر یہ کہتے ہوئے لعان کے عمل کو پورا کیا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لئے رسوا کرنا نہیں چاہتی۔

(سنن ابی داؤد، باب اللعان، حدیث نمبر: 2256)

● اس کے بعد جلد ہی ایک دوسرا واقعہ عویمر عجلانیؓ کا پیش آیا، انھوں نے ابھی اپنی بیوی کو شریک بن سحمہ کے ساتھ زنا کی حالت میں پایا، یہ شریک عویمر عجلانیؓ کے چچا زاد بھائی تھے اور ان کی بیوی خولہ بنت قیس کے بھی، پھر معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آیا۔

(نصب الرایہ: 252/3، باب اللعان)

● آیت میں جو حکم دیا گیا ہے، اس کو ”لعان“ کہتے ہیں، لعان 'لعنت' سے ماخوذ ہے؛ چوں کہ اس میں جھوٹے پر اللہ کی لعنت بھیجی جاتی ہے، اس لئے اس کو 'لعان' کہا جاتا ہے۔ ”لعان“ کے حکم کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اس کے پاس چار ایسے گواہ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو اور بیوی کو جرم کا اقرار نہ ہو تو پہلے شوہر سے چار دفعہ قسم کھلائی جائے گی کہ اس نے اپنی بیوی کے بارے میں جو کہا ہے، وہ سچ ہے، اور پانچویں دفعہ کہلایا جائے گا: اگر اس نے بات جھوٹ کہی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، پھر عورت سے چار دفعہ قسم کھلائی جائے گی کہ شوہر نے اس پر جو الزام لگایا ہے، وہ اس میں جھوٹا ہے، اور پانچویں دفعہ کہلایا جائے گا: اگر میرا شوہر اپنے دعویٰ میں سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو“لعان“ کے بعد دونوں ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیں گے؛ البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک علاحدگی اس وقت واقع ہوگی، جب یا تو شوہر طلاق دے دے اور اگر اس نے طلاق نہیں دی تو قاضی ان کے درمیان تفریق کر دے، اور اس کے بعد جو بچہ پیدا ہو، شوہر سے اس کا نسب ثابت نہیں ہوگا، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر مرد اپنے دعویٰ پر قائم رہے؛ لیکن قسم کھانے سے انکار کر دے، یا عورت اپنے انکار پر قائم رہے؛ لیکن قسم کھانے پر آمادہ نہ ہو، تو قسم کھانے سے انکار کرنے والے کو قید کر دیا جائے گا اور اس وقت تک اس کو قید میں رکھا جائے گا، جب تک کہ وہ قسم کھانے کو تیار نہ ہو جائے۔

● حنفیہ کے نزدیک ”لعان“ میں مرد سے جو قسم کھلائی جاتی ہے، وہ حد قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا کے قائم مقام ہے اور عورت کا قسم کھانا زنا کی سزا کے قائم مقام ہے، نیز یہ شرعی سزائیں جو ”حد“ کہلاتی ہیں، اسلامی حکومت ہی میں قابل نفاذ ہیں؛ غیر اسلامی حکومت میں ان سزاؤں کا نفاذ نہیں ہوسکتا، دوسرے فقہاء کے نزدیک ”لعان“ کی حیثیت قسم کی ہے اور قسم کھلانے کے لئے اسلامی حکومت کا ہونا ضروری نہیں ہے؛ جیسا کہ مالکیہ اور احناف میں امام زفرؒ کا نقطۂ نظر ہے۔ (تفسیر قرطبی: 193/12)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا

بیشک وہ لوگ جو چاہتے ہیں، کہ پھیلے بے حیائی ان لوگوں میں، جو ایمان لے آئے، ان کے لئے عذاب ہے دردناک دنیا میں

وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ

اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ⑲ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت اور یہ کہ بلاشبہ اللہ

ع ٢/١٠/٨

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ

بہت شفقت کرنے والا، خوب رحم والا ہے⑳ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ پیروی کرو شیطان کے نقش قدم کی اور جو پیروی کرے گا

النصف

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

شیطان کے نقش قدم کی، تو پھر وہ تو ضرور حکم کرتا ہے، بے حیائی کا اور بُرے کام کا اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت،

مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢١﴾

تو نہ پاک ہوتا تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی، مگر اللہ پاک کردیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے㉑

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

اور نہ قسمیں کھائیں وہ لوگ جو صاحب فضل ہیں تم میں سے اور وسعت والے بھی، اس پر کہ (نہ) دیں (اپنے مال) قرابت داروں کو اور مسکینوں کو اور ہجرت کرنے والوں کو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اللہ کی راہ میں، اور انہیں چاہیے کہ وہ معاف کردیں اور چاہیے کہ وہ درگزر کریں، کیا نہیں تم پسند کرتے، یہ کہ معاف کردے اللہ تمہیں اور اللہ بہت بخشنے والا،

رَّحِيْمٌ ﴿٢٢﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠

نہایت رحم کرنے والا ہے㉒ بلاشبہ وہ لوگ جوتہمت لگاتے ہیں پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر، وہ ملعون ہیں دنیا میں اور آخرت میں بھی

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ ۙ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا

اوران کے لئے عذاب عظیم ہے㉓ اس دن، جب گواہی دیں گی ان پر (ان کے خلاف) خودان کی زبانیں اوران کے ہاتھ اوران کے پاؤں ان (کرتوتوں) کی جو وہ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿٢٥﴾

کرتے رہے㉔ اس دن پورا پورا دے گا، ان کو اللہ بدلہ ان کا، جس کے وہ مستحق ہیں اور وہ جان لیں گے کہ، بیشک اللہ ہے حق کو سچ کر دکھانے والا㉕

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ

خبیث عورتیں ہیں، خبیث مردوں کے لئے اور خبیث مرد، خبیث عورتوں کے لئے اور پاکیزہ عورتیں ہیں پاکیزہ مردوں کے لئے اور پاکیزہ مرد

ع ٣/٦/٩

لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٦﴾

پاکیزہ عورتوں کے لئے، یہ لوگ بری ہیں ان (باتوں) سے جو وہ کہتے ہیں، اُن کے لئے بخشش ہے اور عزت والا رزق ہے㉖

㉑: سنہ ٦/ہجری میں غزوۂ بنی مُصطلق پیش آیا، جس کو غزوہ مُرَیسیع بھی کہتے ہیں، اس غزوہ میں حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفیق سفر تھیں، مدینہ کے قریب قافلہ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، جب قافلہ کے نکلنے کا اعلان ہوا تو حضرت عائشہؓ قضاء حاجت کے لئے جنگل کی طرف بڑھ گئیں، جب واپس آنے لگیں اور اپنے سینہ پر ہاتھ ڈالا تو دیکھا کہ ان کا ہار ٹوٹ کر گر گیا ہے؛ چنانچہ پھر اس کی تلاش کے لئے واپس گئیں، اب ہار تو مل گیا؛ لیکن واپس ہونے تک قافلہ روانہ ہو چکا تھا، ایک تورات کا وقت تھا، پھر اس وقت حضرت عائشہؓ دبلی پتلی تھیں، لوگوں نے سمجھا کہ آپ اپنے 'حودج' میں تشریف فرما ہیں، صحابہ نے حودج (کجاوہ یا ڈولی) اُٹھا کر اونٹنی کی پشت پر رکھ دیا اور انھیں اندازہ نہیں ہو سکا کہ اُم المومنین اس میں موجود نہیں ہیں، بہر حال قافلہ آگے بڑھ گیا، حضرت عائشہؓ جب واپس آئیں تو چادر اوڑھ کر اس اُمید پر لیٹ گئیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو کجاوہ میں نہیں پائیں گے تو مجھے تلاش کرنے کے لئے لوگ یہاں تک پہنچیں گے، پہلے معمول یہ ہوتا تھا کہ قافلہ کے پیچھے ایک شخص کی ڈیوٹی ہوتی تھی کہ وہ پیچھے پیچھے آئے؛ تاکہ فوج کی جو گری پڑی چیز ہو، اسے اُٹھالے، اس موقع پر یہ ذمہ داری حضرت صفوان بن معطلؓ سے متعلق تھی، وہ چوں کہ حضرت عائشہؓ کو پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے دیکھ چکے تھے؛ اس لئے پہچان گئے اور زور سے 'انا لله وإنا إليه راجعون' پڑھا، حضرت صفوانؓ بہت بہادر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار اور بڑے دین دار صحابہ میں تھے، وہ اونٹنی سے اُترے اور وہاں سے ہٹ گئے: تاکہ اُم المومنین کو سوار ہونے میں کوئی دقت نہ ہو، چنانچہ حضرت عائشہؓ اونٹنی پر سوار ہو گئیں اور حضرت صفوانؓ اونٹ کی نکیل پکڑے پیدل چلنے لگے، یہاں تک کہ دوپہر کے قریب پہنچ آئے، حضرت عائشہؓ جیسی پاکباز خاتون، لیکن جب آدمی کے دل میں عناد، عداوت اور حسد ہو تو اس کو دن کی روشنی بھی رات کی تاریکی محسوس ہونے لگتی ہے؛ اس لئے منافقین کا سردار عبداللہ بن اُبی نے اس پر بدگوئی کرنی شروع کردی اور ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی چالباز شخص رنگ آمیزی کر کے جھوٹ بولتا ہے تو بہت سے سچے اور اچھے بھولے بھالے لوگ بھی اس کے جال میں آجاتے ہیں؛ چنانچہ تین مخلص مسلمان حضرت حسّان بن ثابت، حضرت مِسطح بن اثاثہ اور حضرت حَمنہ بنت جَحش نے بھی اس بیہودہ الزام کے جھانسے میں آگئے، حضرت عائشہؓ، ان کے والدین اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات سے جو صدمہ پہنچا وہ تو پہنچا ہی؛ پھر تقریباً ایک ماہ کے بعد قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں، جن میں حضرت عائشہؓ کی براءت اور پاک دامنی کو قیامت تک کے لئے ایک آسمانی ریکارڈ کے طور پر محفوظ کردیا گیا اور جن لوگوں نے ان پر تہمت لگائی تھی، ان پر تہمت کی حد جاری کی گئی، حدیث وسیرت کی کتابوں میں تفصیل سے خود حضرت عائشہؓ اور ان کی والدہ ماجدہ کی روایت سے اس واقعہ کا ذکر آیا ہے۔ (بخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر:3910)

㉓: مِسطح بن اثاثہ، یہ حضرت ابوبکرؓ کے ماموں زاد بہن کے لڑکے تھے اور معاشی اعتبار سے بڑے تنگدست تھے، حضرت ابوبکرؓ ان کے فقر اور محتاجی کی وجہ سے ان کی خصوصی مدد کیا کرتے تھے، جب حضرت عائشہؓ کے واقعہ میں وہ شریک ہو گئے تو فطری طور پر حضرت ابوبکرؓ کو سخت غصہ آیا اور انھوں نے قسم کھالی کہ وہ آئندہ مسطح کی مدد نہیں کریں گے، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ نے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ

اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو! نہ داخل ہوتم (کسی کے) گھروں میں یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور سلام کرلو، ان کے گھر والوں پر،

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى

یہ بہت بہتر ہے، تمہارے لئے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو﴿۲۷﴾ پھر اگر نہ پاؤ تم ان (گھروں) میں کسی کو، تو نہ داخل ہو اس میں، یہاں تک کہ

يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اجازت ملے تم کو اور اگر کہاجائے تم سے کہ لوٹ جاؤ، تو لوٹ جاؤ یہ (واپسی) بہت پاکیزہ ہے تمہارے لئے اور اللہ تمہارے اعمال سے

عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ

پوری طرح واقف ہے﴿۲۸﴾ نہیں ہے تم پر کوئی گناہ (اس میں) کہ داخل ہوتم ایسے گھروں میں، جن میں کوئی رہتا نہ ہو، ان میں سامان یا فائدہ ہوتمہارا

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

اور اللہ خوب جانتا ہے اس کو جوتم ظاہر کرتے ہو اور اس کو بھی جو تم چھپاتے ہو﴿۲۹﴾ کہہ دیجئے! مومن مردوں سے کہ نیچی رکھیں اپنی نظریں

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ

اور وہ حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی، یہ بہت پاکیزہ ہے ان کے لئے، یقیناً اللہ خوب خبردار ہے ان سے جو وہ کرتے ہیں﴿۳۰﴾ اور آپ کہہ دیجئے! مومن عورتوں سے،

يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

کہ نیچی رکھیں اپنی نظریں اور وہ حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی اور نہ ظاہر کریں اپنا بناؤ سنگار، مگروہ جو (خود) ظاہر ہوجائے اس میں سے

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ

اور چاہیے کہ وہ ڈالے رہیں اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر اور نہ ظاہر کریں اپنا بناؤ سنگار، مگر اپنے شوہروں کے لئے یا اپنے باپ دادا کے لئے

اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ

یااپنے شوہر کے باپ دادا کے لئے یااپنے بیٹوں کے لئے یااپنے شوہر کے (دیگر) بیٹوں کے لئے یااپنے بھائیوں کے لئے یااپنے بھائیوں کے بیٹوں (بھتیجوں) کے لئے یا

بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ

اپنی بہنوں کے بیٹوں کے لئے یا مسلمان عورتوں کے لئے یاان کے لئے جن کے مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ (غلاموں) یاان خادموں کے جنہیں خواہش نہ ہو (عورتوں کی) مردوں میں سے

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ

یا ان بچوں کے (سامنے) جو ابھی واقف نہ ہوں، عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے اور نہ مار کر (چلیں زمین پر) اپنے پاؤں، اس طرح کہ ظاہر ہو

مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾

وہ زینت، جو انہوں نے چھپا رکھی ہیں اور توبہ کرو اللہ کی طرف سارے ہی، اے مومنو تاکہ تم فلاح پاؤ﴿۳۱﴾

جن کو گنجائش عطا کی ہے، ان کو ایسی قسم نہیں کھانی چاہئے اور پھر کیا ہی خوبصورت انداز پر فرمایا گیا کہ تم انھیں معاف کردو، کیا تمھیں یہ پسند نہیں کہ اللہ تم کو معاف کر دے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف فرما دے، نیز حضرت مسطحؓ کی دوبارہ مدد کرنے لگے اور فرمایا کہ میں کبھی اس مدد کو نہیں روکوں گا۔ (بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ النور، حدیث نمبر:447)

(۲۶): اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پاکدامن مرد کا نکاح اگر ایسی عورت سے ہو جائے جو پاکدامن نہ ہو، یا پاکدامن عورت کا نکاح ایسے مرد سے ہوجائے جس کو عفت وعصمت کا خیال نہ ہوتو نکاح ہی منعقد نہیں ہوگا؛ بلکہ یہ اخلاقی تعلیم ہے۔

(۲۹): ان آیات میں پانچ باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔

● اجازت لینے کا یہ حکم مردوں کے لئے بھی ہے اور عورتوں کے لئے بھی، بڑوں کے لئے بھی ہے اور بچوں کے لئے بھی۔ (تفسیر قرطبی:220/12)

اگر ایک بار میں اجازت نہ ملے تو دوسری اور تیسری بار اجازت طلب کرنے کی گنجائش ہے، اگر تین بار میں بھی کوئی جواب نہیں آئے تو واپس ہوجانا چاہئے۔

● دوسرا حکم گھر کے لوگوں کو سلام کرے۔ تیسرا حکم جواب نہ ملے تو واپس ہو جائے۔ چوتھا حکم اگر گھر والوں نے ملاقات سے معذرت کر دی تو واپس ہو جانا چاہئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جولوگ تم سے ملاقات کے لئے آئیں، ان کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری، حدیث نمبر:6134)

پانچواں حکم یہ دیا گیا کہ بعض مقامات ایسے ہوتے ہیں جہاں کسی خاص شخص کی رہائش نہیں ہوتی، بلکہ یہ عوامی مقامات ہوتے ہیں۔

● اس کے ذیل میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر ٹیلیفون پر طویل بات کرنی ہوتو پہلے اس کی اجازت لے لینی چاہئے اور سہولیت کا وقت دریافت کر لینا چاہئے، اسی طرح اگر کسی کو فون کیا جائے، تین بار فون کی گھنٹی بجے اور فون نہ اُٹھے تو بار بار فون لگانے سے گریز کرنا چاہئے۔

(۳۱): اس میں آٹھ احکام ہیں: جیسے

● دوپٹہ اس طرح استعمال کریں کہ وہ سر گردن اور سینہ کو اچھی طرح چھپادے، زمانۂ جاہلیت میں خواتین اس طرح دوپٹہ استعمال کرتی تھیں کہ سر کو چھپاتے ہوئے اس کو پشت کی طرف ڈال دیتی تھیں، اس طرح گردن، سینہ اور کان کھلا رہ جاتا تھا۔ (تفسیر قرطبی: 230/12) ● ''ماظهر منها'' میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے نزدیک اس سے اوپر کے کپڑے مراد ہیں، سعید بن جبیرؓ کے نزدیک کپڑے اور چہرہ، امام ابوحنیفہؒ اور بعض اور اہل علم کے نزدیک چہرہ، گٹوں تک دونوں ہاتھ اور کپڑے مُراد۔ (تفسیر قرطبی:228/12، مدارک التنزیل:159/2، احکام القرآن للجصاص:172/5) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بالغ ہونے کے بعد چہرہ اور ہاتھوں کے علاوہ کوئی اور چیز نظر نہیں آنی چاہئے۔ ● عورتوں کو جن سے پردہ ضروری نہیں، ان میں ایک تو شوہر ہے اور سات محرم رشتہ دار باپ، دادا، شوہر کے باپ، دادا، بیٹے، سوتیلے بیٹے، حقیقی بھائی، (جس میں باپ شریک، ماں شریک اور ماں باپ شریک تینوں شامل ہیں) بھتیجے اور بھانجے ہیں، ان کے علاوہ چار لوگوں میں بیویاں، باندیاں، ایسے کم عقل لوگ جن کو عورتوں کی طرف کوئی رغبت نہ ہو اور چھوٹے بچے، جن کو صنفی اُمور کا کوئی شعور نہ ہو، شامل ہیں، اگرچہ اس بات پر اتفاق ہے کہ اس میں تمام محرم رشتہ دار یعنی وہ مرد شامل ہیں، جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح کرنا حرام ہو، خواہ یہ حرمت خاندانی رشتہ کی وجہ سے ہو یا سسرالی رشتہ کہ وجہ سے یا دودھ کے رشتہ کی وجہ سے۔ ● یہ ہے کہ عورتیں زیورات اس طرح پہن کر نہ چلیں کہ اس کی آواز غیر محرم مردوں تک پہنچے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ

اور نکاح کردیا کرو (ان) بے نکاحوں کا اپنے میں سے اور ان کا بھی جو نیک ہیں، تمہارے غلاموں میں سے اور تمہاری لونڈیوں میں سے، اگر وہ ہوں گے فقیر،

يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۲ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا

تو انہیں غنی کردے گا اللہ، اپنے فضل سے اور اللہ بڑا وسعت والا، خوب جاننے والا ہے۳۲ اور چاہیے کہ پاکدامن رہیں وہ لوگ جو نہیں قدرت رکھتے نکاح کی،

حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

یہاں تک کہ غنی کردے انہیں اللہ، اپنے فضل سے اور وہ جو چاہتے ہیں ''مکاتبت'' (آزادی کا معاہدہ لکھنا) ان لوگوں میں سے، کہ مالک ہیں تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی غلام اور لونڈی)

فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ

تو تم انہیں لکھ دو، اگر پاؤ تم ان میں بھلائی اور تم انہیں دو اللہ کے مال میں سے، وہ جو اُس نے تمہیں دیا

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ

اور نہ تم مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر، اگر وہ چاہتی ہوں پاکدامن رہنا، تاکہ تم تلاش کرو دنیاوی زندگی کا سامان

وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۳ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ

اور جو کوئی انہیں مجبور کرے گا، تو بیشک اللہ اُن کے مجبور کئے جانے کے بعد، بہت معاف کرنے والا نہایت رحم والا ہے۳۳ اور یقیناً ہم نے نازل کی، تمہاری طرف

ع ۱۰ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۳۴ اَللّٰهُ نُوْرُ

آیات (احکام) واضح اور مثالیں ان لوگوں کی جو گزر چکے ہیں تم سے پہلے اور نصیحتیں متقیوں کے لئے۳۴ اللہ نور ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ

آسمانوں کا اور زمین کا، مثال اس کے نور کی، ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو، جس میں رکھا ہوا ایک چراغ ہے، یہ چراغ ایک شیشے (قندیل) میں ہے،

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا

وہ شیشہ (کی قندیل) گویا کہ، وہ ایک ستارہ ہے چمکتا ہوا، وہ (چراغ) جلایا جاتا ہے ایک درخت سے، جو مبارک ہے، جو زیتون کا ہے، نہ (وہ) مشرقی ہے اور نہ

غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ

مغربی، قریب ہے کہ اس (زیتون) کا تیل (خود بہ خود) روشن ہو جائے، اگرچہ نہ چھوئے اسے آگ، روشنی پر روشنی، رہنمائی کرتا ہے اللہ اپنے نور کی طرف،

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳۵

جسے وہ چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے لئے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۳۵

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝۳۶

(یہ چراغ) اُن گھروں میں ہیں، کہ حکم دیا ہے اللہ نے، یہ کہ وہ بلند کئے جائیں اور ذکر کیا جائے اس میں، اس (اللہ) کا نام تسبیح بیان کرتے ہیں اس کی ان گھروں میں صبح اور شام۳۶

۳۳: ان دو آیتوں میں پانچ باتوں کا حکم فرمایا گیا ہے، ایک یہ کہ جو لوگ غیر شادی شدہ ہوں، چاہے شادی ہوئی ہی نہ ہو، یا ہوئی اور میاں بیوی کے درمیان علاحدگی کی وجہ سے یا شوہر و بیوی میں سے کسی کی موت کے سبب تجرد کی زندگی گزار رہے ہوں تو ان کی شادی کردی جائے اور کوشش کی جائے کہ وہ تجرد اور تنہائی کی زندگی نہ گزاریں۔

(۲): یہی حکم غلاموں اور باندیوں کی نسبت سے اس کے مالکوں کے لئے ہے۔

(۳): تیسرا حکم یہ ہے کہ جو لوگ نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو ان کو ضروری وسائل کے لئے کوشش کرنی چاہئے، جس کی ایک تدبیر روزہ رکھنا ہے۔

(۴): چوتھا حکم غلاموں سے متعلق ہے۔ غلام کی ایک خاص صورت وہ تھی، جسے مکاتب کہا جاتا تھا، یعنی مالک اس سے کہتا تھا کہ تم اتنی رقم ادا کرکے آزاد ہو، لہٰذا اگر کوئی غلام مکاتب بننا چاہے تو اس کو مُکاتَب بنا دو اور نہ صرف اس کو مکاتب بناؤ، بلکہ اُس کی اس رقم کے ادا کرنے میں مدد بھی کرو، چنانچہ حضرت خویطب کے غلام صبیح نام کے تھے، انہوں نے سو دینار آزادی کا معاوضہ مقرر کیا تھا اور اس میں سے بیس دینار اس کو ہبہ کردیا تھا، اسی دینار ادا کرکے وہ آزاد ہوگئے۔

(۵): پانچویں ہدایت یہ ہے کہ تھوڑے سے اسباب دنیا کے لئے باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہیں کیا جائے، باندیاں پاکدامن رہنا چاہیں یا نہیں، ہر صورت میں ان کو برائی پر مجبور کرنا حرام ہے۔

۳۵: یہاں روشنی سے مراد ہدایت کی روشنی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نور ہونے کا مطلب آسمان و زمین کے تمام لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا ہادی ہونا ہے، یہی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے۔ (تفسیر قرطبی: 257/12)

ہدایت کی جو مثال دی گئی ہے جیسے طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو؛ چوں کہ طاق کے ایک طرف سے بند ہونے کی وجہ سے اس کا شعلہ سمٹ جاتا ہے اور روشنی بڑھ جاتی ہے اور پھر چراغ بھی یونہی رکھا ہوا نہیں ہے؛ بلکہ شیشے کے اندر ہے، شیشے میں ہونے کی وجہ سے روشنی میں اور بھی اضافہ ہوتا ہے، پھر چراغ کو زیتون کے تیل سے روشن کیا گیا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ اپنی لطافت کی وجہ سے تیل سلگنے کے لئے تیار ہے، ایسا کہ جیسے آگ کو نہ چھوئے تب بھی سلگ اُٹھے، حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت کی روشنی اس قدر واضح ہے کہ کسی کو ذرا بھی ہدایت کی طلب ہو تو وہ ہدایت سے محروم نہ رہ پائے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ

وہ مرد، کہ نہیں غافل کرتی تجارت اور نہ خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوۃ ادا کرنے سے،

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا

وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جا دل اور آنکھیں (۳۷) (وہ یہ اس لئے کرتے ہیں) تا کہ انہیں جزا دے اللہ بہترین، اس کی جو انہوں نے عمل کئے

وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اور وہ انہیں دے اپنے فضل سے اور اللہ رزق دیتا ہے، جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے (۳۸) اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا،

أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۗ حَتّٰٓى إِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا

ان کے اعمال کی مثال، سراب صحرا (چمکتی ریت) کی سی ہے، جسے گمان کرتا ہے پیاسا پانی، یہاں تک کہ جب وہ آتا ہے اس کے پاس تو نہیں پاتا اسے کچھ بھی

وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ أَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ

اور وہ پاتا ہے اللہ کو اپنے پاس پھر وہ (اللہ) پورا پورا چکا دیتا ہے اس کو حساب اس کا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے (۳۹) یا ان (کافروں) کی مثال ایسی ہے جیسے اندھیریاں ہوں ایک گہرے سمندر میں

يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۗ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۗ

چھائی ہوئی ہو اس پر ایک موج اس کے اوپر، ایک اور موج ہو اور اس کے اوپر بادل ہوں (گویا کہ) تاریکیاں ہیں، ایک دوسرے پر (چھائی ہوئیں)،

ع ۵ ۱۱ إِذَآ أَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۗ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ أَلَمْ

جب وہ نکالے اپنا ہاتھ تو نہ دیکھ پائے اسے اور وہ شخص کہ نہ بخشے اللہ اس کو روشنی تو نہیں پائے گا وہ (کہیں بھی) روشنی (۴۰) کیا نہیں

تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۗ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ

آپ نے دیکھا؟ کہ بیشک اللہ کی تسبیح کرتے ہیں وہ سب، جو ہیں آسمانوں میں اور زمین میں اور وہ پرندے بھی جو پر پھیلائے (اُڑ رہے) ہیں، ہر ایک (مخلوق) نے، یقیناً جان لی ہے اپنی صلٰوۃ (نماز)

وَتَسْبِيْحَهٗ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللّٰهِ

اور اپنی تسبیح اور اللہ خوب جانتا ہے اس کو جو وہ کرتے ہیں (۴۱) اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف

الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى

سب کو پلٹنا ہے (۴۲) کیا نہیں آپ نے دیکھا؟ کہ بیشک اللہ ہی چلاتا ہے بادل کو، پھر جوڑ دیتا ہے انہیں باہم، پھر وہ اسے کر دیتا ہے تہہ بہ تہہ تو آپ دیکھتے ہیں کہ

الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ

بارش کے قطرے نکلتے (گرتے) ہیں، اس کے اندر سے اور وہ برساتا ہے آسمان سے، ان پہاڑوں کی وجہ سے جو اس میں ہیں اُولے، پھر پہنچاتا ہے (برساتا ہے) وہ (اولے)

بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۗ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ﴿۴۳﴾

اس پر جس کو وہ چاہتا ہے اور وہ پھیر دیتا ہے ان (اولوں) کو جس سے وہ چاہتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ بجلی کی چمک، آنکھوں کو اچک لے جائے گی (۴۳)

(۴۰): اخیر میں یہ بات واضح فرما دی گئی کہ انسان کتنا بھی صاحب عقل اور صاحب علم ہو اور سائنس و ٹکنالوجی میں کتنا بھی ترقی کر جائے، جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا نور ہدایت اسے حاصل نہ ہو جائے، وہ ہدایت سے محروم ہی رہے گا۔

(۴۱): تسبیح و نماز کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے سر جھکا دینا اور ان کو بجا لانا ہے، کائنات میں جتنی چیزیں پھیلی ہوئی ہیں، وہ سبھی ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے احکام کی پابند ہیں، بعض مفسرین کی رائے ہے کہ واقعی دنیا کے تمام مخلوقات اللہ کی تسبیح پڑھتی اور اللہ سے دُعائیں کرتی رہتی ہیں؛ لیکن انسان کی زبان سمجھنے سے قاصر ہے۔

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ

الٹتا پلٹتا رہتا ہے اللہ، رات کو اور دن کو، بیشک اس میں عبرت ہے اہل نظر کے لئے ﴿٤٤﴾ اور اللہ ہی نے پیدا کیا ہے،

كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ ۚ

زمین پر چلنے والے ہر جاندار کو پانی سے، سو اُن میں سے کچھ وہ ہیں، جو چلتے ہیں اپنے پیٹ کے بل اور کچھ ان میں سے وہ ہیں جو چلتے ہیں، دو پاؤں پر

وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰۤی اَرْبَعٍ ؕ یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿٤٥﴾

اور کچھ ان میں سے وہ ہیں جو چلتے ہیں چار پاؤں پر، پیدا کرتا ہے اللہ جو وہ چاہتا ہے، بیشک اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے ﴿٤٥﴾

لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿٤٦﴾ وَیَقُوْلُوْنَ

یقیناً ہم نے نازل کیں آیات (احکام) واضح اور اللہ ہی ہدایت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے راہ راست کی طرف ﴿٤٦﴾ اور وہ منافق کہتے ہیں، کہ

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ

ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر اور ہم نے اطاعت کی، پھر پھرجاتا ہے ایک فریق ان میں سے اس کے بعد اورنہیں ہیں

اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ

وہ لوگ مومن ﴿٤٧﴾ اور جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف، تا کہ وہ فیصلہ کریں، ان کے درمیان، تو ایک گروہ ان میں سے

مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْۤا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ ﴿٤٩﴾ ؕ اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اعراض کرتا ہے ﴿٤٨﴾ اور اگر ہو، ان کے لئے حق، تو آتے ہیں اس کی طرف فرماں بردار ہوکر ﴿٤٩﴾ کیا ان کے دلوں میں کوئی مرض ہے،

اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٥٠﴾ ع ٦ ١٠ ١٢ الثلثة

یا انہوں نے شک کیا یا وہ ڈرتے ہیں، اس سے کہ ظلم کرے گا اللہ اُن پر اور اس کا رسول بھی (نہیں) بلکہ یہی لوگ ظالم ہیں ﴿٥٠﴾

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا

بس ہے بات مومنوں کی، جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف، تا کہ وہ فیصلہ کریں ان کے درمیان، یہ کہ وہ کہتے ہیں

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَخْشَ اللّٰهَ

ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے ﴿٥١﴾ اور جو شخص اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ڈرے اللہ سے

وَیَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ

اور اس کا تقویٰ اختیار کرے، تو یہی لوگ ہیں کامیاب ﴿٥٢﴾ اور انہوں نے قسمیں کھائیں، اللہ کی پختہ قسمیں اپنی، کہ اگر آپ ان کو حکم دیں، (جہاد کا)

لَیَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٣﴾

تو وہ ضرور نکلیں گے، آپ کہہ دیجئے: قسمیں نہ کھاؤ، (تمہاری) اطاعت معروف (دستور کے مطابق) ہے، بیشک اللہ خوب واقف ہے، اس سے، جو تم عمل کرتے ہو ﴿٥٣﴾

﴿٤٥﴾: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مظہر کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس نے زمین پر پائے جانے والے ہر حیوان کو پانی سے پیدا کیا ہے، کسی کو نطفہ سے کسی کو پانی سے، ان میں سے بعض پیٹ کے بل چلتے ہیں جیسے سانپ، مچھلیاں وغیرہ اور بعض دو پیروں پر چلتے ہیں جیسے انسان اور چڑیا اور بعض چار پیروں پر چلتے ہیں جیسے چو پائے اور بعض چار پیروں سے زائد پر یہ سب باتیں دلیل ہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿٤٧﴾: جن گروہوں نے اللہ کی سیدھی راہ کو اختیار نہیں کیا ان میں منافقین پیش پیش تھے اور ان سے اسلام کو بہت نقصان پہنچا ان کا ذکر آیت نمبر ٤٧ سے ٥٠ تک کیا گیا ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا

کہہ دیجئے! کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی، چنانچہ اگر تم روگردانی کرو گے، تو جان لو، کہ رسول پر تو ذمہ داری ہے، صرف اس کی، جو اس پر بوجھ (تبلیغ کا) رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ ہے اس کا جو

حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٥٤﴾ وَعَدَ اللّٰهُ

بوجھ (عمل کا) تم پر رکھا گیا ہے اور اگر تم اس کی اطاعت کرو گے۔ تو ہدایت پا جاؤ گے۔ اور نہیں ہے رسول کے ذمے مگر (حکم) پہنچا دینا کھلم کھلا ﴿٥٤﴾ وعدہ فرمایا ہے اللہ نے،

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ

ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور انہوں نے عمل کئے نیک، کہ وہ انہیں ضرور خلافت عطا کرے گا، زمین میں، جس طرح کہ اس نے خلافت دی تھی،

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ

ان لوگوں کو، جو ان سے پہلے تھے اور ضرور مضبوط کر دے گا، ان کے لئے ان کا دین، وہ جو اس نے پسند کیا، ان کے لئے اور ضرور بدل دے گا، ان کی

مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ

حالتِ خوف کو امن سے، پس وہ میری عبادت کرتے رہیں اور نہ شریک ٹھہرائیں میرے ساتھ کسی کو اور جو کفر کرے گا اس کے بعد،

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں ﴿٥٥﴾ اور تم قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ اور اطاعت کرو رسول کی،

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ

تا کہ (امید ہے کہ) تم پر رحم کیا جائے ﴿٥٦﴾ اور نہ خیال کریں آپ، ان کے بارے میں جو کافر ہیں کہ وہ (ہمیں) عاجز کر دیں گے زمین میں اور ان کا ٹھکانا

ع ۱۳ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٥٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ

آگ ہے، جو بہت ہی بُرا ہے (واپسی کا) ٹھکانا ﴿٥٧﴾ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! چاہیے کہ اجازت طلب کریں تم سے وہ (غلام) جن کے مالک ہوئے

اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی غلام) اور وہ (لڑکے لڑکیاں بھی) جو نہ پہنچے ہوں بلوغت کو تم میں سے، تین بار (یعنی تین اوقات) نماز فجر سے پہلے

وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۗ ثَلٰثُ

اور جس وقت تم اتار دیتے ہو، اپنے کپڑے دوپہر کے وقت اور بعد نماز عشاء، یہ تین (وقت) ہیں

عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ

تمہارے پردے کے، نہیں ہے تم پر اور نہ ہی اُن پر کوئی گناہ، ان اوقات کے بعد، آتے جاتے رہتے ہو، تم

بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٨﴾

ایک دوسرے کے پاس، اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے آیتیں (احکام) اور اللہ خوب جاننے والا خوب حکمت والا ہے ﴿٥٨﴾

﴿٥٤﴾: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا آپ منافقین سے کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول کے تمام اوامر اور نواہی کو بجا لاؤ اور اگر انکار کرو گے تو رسول کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ وہ اللہ کا پیغام پہنچا دے اور تمہارے ذمہ داری یہ ہے کہ تم ان کی فرمانبرداری کرو اور جو کوئی بھی اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں کوتاہی کرے گا وہ اللہ کی جانب سے وہ اس کی سزا بھگتے گا۔

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ

اور جب پہنچ جائیں تمہارے بچے، تم میں سے بلوغت کو، تو چاہیے کہ وہ بھی اجازت طلب کریں، جس طرح اجازت لیتے تھے، وہ لوگ جو

مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾

ان سے پہلے تھے، اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ، تمہارے لئے اپنی آیتیں (احکام) اور اللہ خوب جاننے والا خوب حکمت والا ہے⑤⑨

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ

اور گھروں میں بیٹھے رہنے والی عورتیں، وہ جو نہیں امید رکھتیں نکاح کی، تو نہیں ان پر کوئی گناہ،

أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ

یہ کہ وہ اتار دیں اپنے (حجاب والے) کپڑے، بشرطیکہ نہ ظاہر کرنے والی ہوں اپنی زینت اور یہ کہ وہ بچیں (تو یہ) بہت بہتر ہے ان کے لئے

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ

اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے⑥⓪ نہیں ہے اندھے پر کوئی حرج اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج

وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ

اور نہ مریض پر کوئی حرج اور نہ ہی تمہارے اوپر اس بات میں، کہ کھاؤ تم اپنے گھروں سے

أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ

یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں (نانی) کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے

أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ

یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے

أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ

یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا (ان گھروں سے) کہ تم مالک ہوان کی چابیوں کے یا اپنے دوستوں کے (گھروں سے) نہیں ہے،

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُم

تم پر کوئی گناہ اس میں کہ کھاؤ تم (سب) اکٹھے، یا علیحدہ علیحدہ، پھر جب داخل ہوتم

بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً

گھروں میں توسلام کیا کرو اپنے لوگوں کو، دعائے خیر کے طور پر، جو اللہ کی طرف سے ہے، بڑی بابرکت

ع ۸ ۱۴

طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾ ع

پاکیزہ، اسی طرح کھول کھول کربیان کرتا ہے، اللہ تمہارے لئے اپنے احکام، تاکہ تم عقل سے کام لو⑥①

⑤⑨: اس میں یہ بات بھی آچکی ہے کہ عورتوں کے لئے نابالغ بچوں کے سامنے ہونے کی گنجائش ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ فجر کے وقت، دوپہر کے وقت اور نماز عشاء کے بعد اجازت لے کر ہی کمرہ میں داخل ہوں؛ کیوں کہ یہ آرام کرنے کے اوقات ہیں اور ایسے اوقات میں لوگ ہلکا ڈھیلا کپڑا پہنتے ہیں، پورے کپڑے کا اہتمام نہیں کرتے۔

⑥⓪: یعنی عورت کے لئے محرم کے سامنے جن اعضاء کو کھولنے کی اجازت ہے، بوڑھی عورتیں اجنبی شخص کے سامنے بھی ان کو کھول سکتی ہیں؛ لیکن انھیں بھی غیر محرم کے سامنے بناؤ سنگار کے ساتھ سامنے آنے سے بچنا ضروری ہے۔

⑥①: اس آیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے عربوں کے بعض رواجات کو سامنے رکھنا چاہئے، چوں کہ عام طور پر گھروں میں دروازے نہیں ہوتے تھے اور کھلے مکان ہوتے تھے تو جو آدمی بھوکا یا معذور ہوتا، وہ کسی کے گھر میں داخل ہوکر کھالیتا، اسی طرح ایک رواج وہ تھا، جسے 'نہد' کہتے تھے، یعنی مختلف لوگ کھانے پینے کی چیزیں ایک جگہ جمع کرتے اور اس سے قطع نظر کہ کس کی چیز زیادہ ہے اور کس کی کم؟ سب مل کر کھاتے تھے، جب قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی کہ ایک دوسرے کا مال باطل طریقے پر نہ کھاؤ تو صحابہ نے قریبی رشتہ داروں اور بے تکلف دوستوں کے یہاں جا کر کھانے، یا معذور لوگوں کو وہاں لے جا کر کھلانے اور کسی کی کم اور کسی کی زیادہ چیزیں ایک جگہ جمع کر کے ساتھ کھانے سے بھی بچنے لگے، اسی پس منظر میں یہ آیت نازل ہوئی، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے۔ (تفسیر قرطبی: 312/12) جس کا مقصد یہ ہے کہ اگر معذور لوگ جیسے نابینا، لنگڑا اور بیمار شخص کسی ایسے آدمی کے گھر جا کر کھالے، جن کو ان کا کھالینا گوارا نہ ہوتو اس میں کچھ حرج نہیں، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے بال بچوں کے گھر یا اپنے ماں باپ، بھائی بہن، پھوپھی، چچا، ماموں، خالہ کے گھر جا کر کھالے، یا اس شخص کے یہاں جس نے اپنا گھر اس کے اختیار میں دے دیا ہو، یا اپنے بے تکلف دوست کے گھر جا کر کھالے، تب بھی حرج نہیں؛ کیونکہ عام طور پر اس میں اس شخص کی رضامندی شامل ہوتی ہے جس کے یہاں کھایا گیا ہے، لیکن کسی کی رضامندی کے بغیر یا اس کے منع کرنے کے باوجود اس کے گھر سے کھالینا جائز نہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا

مومن تو صرف وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور جب ہوتے ہیں وہ اللہ کے رسول کے ساتھ، کسی اجتماعی کام کے موقع پر، تو نہیں وہ جاتے،

حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا

یہاں تک کہ وہ اس (رسول) سے اجازت نہ لے لیں، بیشک وہ لوگ جو آپ سے اجازت مانگتے ہیں، وہی ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اُس کے رسول پر، پھر جب

اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

وہ اجازت طلب کریں آپ سے اپنے کسی کام کے لئے، تو آپ اجازت دے دیں، جسے آپ چاہیں ان میں سے اور آپ مغفرت طلب کریں، ان کے لئے اللہ سے، بیشک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ

بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے ﴿۶۲﴾ نہ بناؤ تم رسول کے بلانے کو، اپنے درمیان اس طرح جیسے بلاتے ہو تم آپس میں ایک دوسرے کو، بیشک خوب جانتا ہے

اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ

اللہ، ان لوگوں کو جو کھسک جاتے ہیں، تم میں سے چپکے سے، سو لازم ہے کہ ڈریں، وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں رسول کے حکم کی، اس بات سے کہ انہیں پہنچے

فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ

کوئی آزمائش (دنیا میں) یا انہیں پہنچے عذاب دردناک (آخرت میں) ﴿۶۳﴾ خبردار رہو! بیشک اللہ ہی کا ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور وہ خوب جانتا ہے اس کو،

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾ ع ۹ ۳ ۱۵

جس پر تم ہو اور جس دن وہ (منافق) لوٹائے جا اس کی طرف تو وہ انہیں خبر دے گا، اس کی، جو انہوں نے عمل کئے تھے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ﴿۶۴﴾

آیاتہا ۷۷ (۲۵) سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ (۴۲) رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ﴿۱﴾

بہت بابرکت ہے وہ جس نے نازل کیا الفرقان، اپنے بندے پر تاکہ وہ ہو جہانوں کے لئے ڈرانے والا ﴿۱﴾

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ

وہ ذات کہ اسی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور نہیں بنائی اس نے کوئی اولاد اور نہیں ہے

لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾

اس کا کوئی شریک بادشاہی میں اور اسی نے پیدا کیا ہر چیز کو پھر مقرر کر دی اس کی ایک تقدیر ﴿۲﴾

﴿۶۳﴾: منافقین کا حال یہ تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشورہ کے لئے یا کسی اور اجتماعی کام کے لئے لوگوں کو جمع کرتے تو وہاں سے بھاگ نکلنے کی فکر میں رہتے اور نظر سے بچا کر کھسک جاتے؛ اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ امیر کے ساتھ ذمہ دار کے ساتھ اس کے تحت کام کرنے والوں، ماں باپ کے ساتھ اس کے بچوں اور استاذ کے ساتھ اس کے شاگردوں کا یہی رویہ ہونا چاہئے کہ جب وہ کسی بات کے لئے طلب کریں تو جمع ہو جائیں اور بلا عذر وہاں سے اس وقت تک نہ اُٹھے، جب تک مجلس ختم نہ ہو جائے اور اُٹھنا ہی ہو تو اجازت لے کر اُٹھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے کا انداز وہ نہ ہونا چاہئے، جیسا دوسروں کو پکارنے کا ہوتا ہے، ابھی بھی اُمت کے لئے یہ حکم ہے کہ روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنے میں اِن آداب کا لحاظ رکھا جائے اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ باپ کو نام لے کر پکارنا، یا شوہر کو نام لے کر پکارنا مکروہ ہے (درالمختار: 599/9) یہی سلوک اپنے استاذ، اپنے شیخ، اپنی تنظیم، جماعت یا ادارہ کے ذمہ دار اور اپنے آفس کے سربراہ اعلیٰ کے ساتھ بھی ہونا چاہئے۔

تفسیر سورۃ الفرقان

﴿۱﴾: تبارک۔ (ب رک مادہ) برکت بھی اسی سے مشتق ہے کسی چیز سے زیادہ سے زیادہ متوقع فائدہ حاصل ہونا برکت ہے۔ برکت عطا کرنیوالی ذات بابرکت ہوئی۔

● فرقان۔ فرق کرنیوالا۔ حق و باطل کے درمیان فرق کرنیوالا حلت و حرمت کی وضاحت کرنیوالا۔

﴿۲﴾: ہر چیز کا اللہ خالق بھی ہے اور مالک بھی ہے۔ ایسا نہیں کہ پیدا کرنے کے بعد ملکیت کسی اور کے قبضہ میں چلی گئی ہو۔ ایسی حالت میں اسے نہ کسی شریک کی ضرورت ہے اور نہ ہی اولاد کی یہ بات کاروباری حضرات بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ کاروبار میں ہمیشہ شریک تب ہی بناتے ہیں۔ جب انکے پاس سرمایہ نہ ہو یا ٹیکنالوجی کی کمی ہو یا کنٹرول میں کمی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں تو وہ شریک کیوں بنائے گا جبکہ خود تم بھی شریک پسند نہیں کرتے۔

● ہر چیز کو پیدا کرنے کے ساتھ ہی ہر چیز کو اسکا وظیفہ اور اس کا قانون بھی بنا دیا۔ جیسے مادہ میں کشش ثقل (Gravitational Force) کی خاصیت رکھ دی جس کے بغیر کائنات کا نظام ہی وجود میں نہ آسکتا۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ

اور بنالئے ہیں ان لوگوں نے اس کے سوا ایسے معبود، جونہیں پیدا کرتے وہ کچھ بھی، حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور نہیں اختیار رکھتے وہ

لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۳

خود اپنے لئے بھی نقصان کا اور نہ کسی نفع کا اور نہ اختیار رکھتے ہیں موت کا اور نہ زندگی کا اور نہ دوبارہ اٹھنے کا۳

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ اِفْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ

اور کہتے ہیں! وہ لوگ جو کافر ہیں، کہ نہیں ہے یہ (قرآن) مگرایک من گڑھت چیز، جسے گڑھ لیا ہے اس نے خود ہی اور مدد کی ہے اس کی اسی کام میں کچھ اور لوگوں نے،

فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۴ ۚ وَقَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ

تو یقیناً اتر آئے ہیں یہ لوگ ظلم اور جھوٹ پر۴ اور کہتے ہیں! کہ یہ کہانیاں ہیں پہلے لوگوں کی، اِس نے اُن کو لکھ لیا ہے، چنانچہ وہی

تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۵ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ

اس کو لکھوائی جاتی ہیں صبح و شام۵ کہہ دیجئے! نازل کیا ہے اِس کو اُسی ذات نے جو جانتا ہے راز، آسمانوں کے

وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۶ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ

اور زمین کے، بیشک وہ ہے بڑا معاف فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا۶ اور انہوں نے کہا! کیسا ہے یہ رسول کہ کھاتا ہے

الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۷ ۙ

کھانا اور چلتا ہے بازاروں میں، کیوں نہیں نازل کیا گیا اس کی طرف کوئی فرشتہ، کہ وہ ہوتا اس کے ساتھ ڈرانے والا۷

اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ

یا اتارا جاتا اُس کی طرف کوئی خزانہ یا ہوتا اس کے لئے کوئی باغ، کہ وہ کھاتا اس میں سے اور کہتے ہیں یہ ظالم

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۸ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ

کہ نہیں تم پیروی کرتے مگر ایسے شخص کی (جس پر) جادو کیا گیا ہے۸ دیکھئے! کیسی کیسی بیان کیں ان لوگوں نے آپ کے لئے مثالیں،

فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۹ ع تَبٰرَكَ الَّذِيْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ

چنانچہ وہ گمراہ ہوگئے، لہٰذ نہیں وہ استطاعت رکھتے راہ کی۹ بڑی ہی بابرکت ہے وہ (اللہ کی) ذات کہ اگر وہ چاہے، تو بنادے آپ کے لئے

خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۱۰

بہت بہتر، اس سے ایسے باغات، کہ بہتی ہوں ان کے نیچے سے نہریں اور وہ بنا دے آپ کے لئے محلات۱۰

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۚ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۱۱ ۚ

بلکہ انہوں نے جھٹلایا قیامت کو اور ہم نے تیار کی ہے، اس شخص کے لئے، جو جھٹلائے قیامت کو، بھڑکتی آگ۱۱

معانقة ۱۰ عند المتاخرين ۱۲

ع ۱ ۹ ۱۶

۳: اللہ تعالیٰ نے کسی بھی معبود کو پرکھنے کیلئے کسوٹی مہیا کردی۔

(ا) جوذات کچھ تخلیق نہ کرسکے بلکہ خود مخلوق ہو وہ الہ نہیں ہوسکتی۔

(ب) جو اپنے آپ سے بھی تکلیف رفع نہ کرسکے نہ نفع پہنچا سکے تو وہ دوسروں کو کیا نفع پہنچائے گی۔ وہ بھی الہ نہیں ہو سکتی۔

(ج) جو کسی کو مار نہ سکے اور زندگی نہ دے سکے اور موت کے بعد نہ اُٹھا سکے چنانچہ جب بھی کسی کسوٹی پر کسی الہ کو پرکھا جائے گا تو الہ حقیقی اللہ رب الجاہ والجلال کے علاوہ سب باطل ثابت ہو جائیں گے۔

۴: آپ کے زمانہ کے معاندین بھی یہ اعتراض کرتے تھے اور آج کے مستشرقین بھی یہی اعتراض کرتے ہیں۔ ان اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل کتاب سے یہ علم اور معرفت حاصل کرتے ہیں۔

(ا) آپ کے زمانے میں آپ کے مخالفین یہ الزام تو نہ لگا سکے کہ نبوت سے پہلے کے سفروں میں آپ نے علم وحکمت کی یہ باتیں سیکھی ہیں کیونکہ ان سفروں میں آپ اکیلے تو نہ گئے تھے۔ پورے قافلے سمیت گئے تھے اور اگر وہ یہ الزام لگاتے تو خود قافلے کے بے شمار شرکاء انہیں جھٹلا دیتے چنانچہ یہ بے حیائی بعد میں آنیوالے مستشرقین کیلئے چھوڑ دی گئی ہے۔

(ب) وہ قریشی سردار جو آل یاسر اور دیگر مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے تھے انہیں کیا امر مانع تھا کہ عین وقت پر چھاپا مار کر رنگے ہاتھوں یہ مضامین نقل کرنے اور کرانیوالے کو پکڑ کر سب کے سامنے پیش کردیتے؟

(ج) اگر کسی کے پاس یہ علم وحکمت کے موتی موجود تھے تو کیا وجہ ہے کہ وہ خود دنیا میں انقلاب برپا نہ کرسکا؟ اسے کس نے مجبور کیا تھا کہ وہ سارے خزانے ایک "ان پڑھ" کو سکھلانے کی زحمت کرتا؟

(د) قرآن کریم کا جواب یہ ہے "کتنا بڑا ظلم اور جھوٹ ہے جس پر لوگ اتر آئے"۔ یہ دلیل ہے کہ الزام لگانیوالے اور سننے والے سب اس الزام کی حقیقت کو سمجھ رہے تھے کہ اس میں کتنا وزن ہے ورنہ وہ دلیل کا مطالبہ کرتے۔

(ر) قرآن کی بے شمار آیات مکہ اور مدینہ کے پس منظر میں نازل ہوئی ہیں جیسے منافقین کے گھٹیا الزامات اور انکا جواب پہلی کتابوں میں کیسے آسکتا تھا۔

(س) قرآن میں بے شمار ایسے سائنسی حقائق کا ذکر ہوا ہے جن کا بائبل اور تورات میں کوئی ذکر نہیں اور اگر ہے تو بھی حقائق کے برعکس۔ یہ بھی دلیل ہے کہ یہ کلام عالم الغیب کا ہے۔

۷: بشری تقاضے رکھتا ہے گویا انکے قریب ایک بشر رسول نہیں ہوسکتا۔ اور انکے آج کل کے ساتھی یہی کہتے ہیں کہ رسول بشر نہیں ہوسکتا۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (الانعام 10:6-9) اور (المومنون 24:23)

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿١٢﴾ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا

جب وہ (آگ) دیکھے گی ان (مجرموں) کو دور سے، تو وہ سنیں گے، اس کی غضبناک آواز اور پُر جوش آواز⑫ اور جب وہ ڈالے جائیں گے، اس کی

مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿١٣﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا

کسی تنگ جگہ میں، زنجیروں میں جکڑے ہوئے، تو وہ پکاریں گے، اس وقت موت کو⑬ (کہا جائے گا) مت پکارو آج، صرف

وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿١٤﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ

ایک موت کو، بلکہ تم پکارو، بہت سی موتیں⑭ کہہ دیجئے! کیا یہ انجام بہتر ہے یا وہ ابدی نجات؟ وہ جس کا وعدہ کیا گیا ہے

الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿١٥﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ

پرہیزگاروں سے، وہ ہوگی اُن کے لئے جزا بھی اور (آخری) ٹھکانا بھی⑮ اُن کے لئے ہوگا اس میں جو کچھ وہ چاہیں گے ہمیشہ رہنے والے،

كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿١٦﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

یہ ہے آپ کے رب کے ذمہ وعدہ جو واجب الادا ہے⑯ اور جس دن وہ (اللہ) انہیں اکٹھا کرے گا اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے سوائے اللہ کے،

فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿١٧﴾

تو وہ (اللہ) کہے گا ان (معبودان باطل) سے کیا تم نے ہی گمراہ کیا تھا میرے ان بندوں کو یا وہ خود ہی بھٹک گئے تھے، راہ حق سے⑰

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ

وہ کہیں گے! تو پاک ہے، نہیں تھا لائق ہمارے لئے یہ کہ، ہم بنائیں تیرے سوا کوئی کارساز

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿١٨﴾

اور لیکن تو نے فائدے پہنچائے انہیں اور ان کے باپ دادا کو بھی، یہاں تک کہ وہ بھول گئے ذکر (تیرا) اور تھے یہ لوگ ہلاک ہونے والے⑱

فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ

سو یقیناً انہوں نے تم کو جھٹلادیا، اُن باتوں میں، جو تم کہتے تھے، چنانچہ نہیں تم استطاعت رکھتے (عذاب کے) ہٹانے کی اور نہ مدد کرنے کی

وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿١٩﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ

اور جو کوئی ظلم (شرک) کرے گا تم میں سے، ہم اُسے چکھائیں گے عذاب بہت بڑا⑲ اور نہیں ہم نے بھیجا آپ سے

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ

پہلے رسول، مگر بلاشبہ وہ کھاتے تھے کھانا اور وہ چلتے تھے بازاروں میں

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿٢٠﴾ ع ٢ ١١ ١٧

اور ہم نے بنایا تمہارے ایک (گروہ) کو دوسرے کے لئے آزمائش، کیا تم صبر کرتے ہو (یا نہیں) اور آپ کا رب ہے خوب دیکھنے والا⑳

⑫: اپنے شکار کو دیکھ کر مزید غضبناک ہوجائے گی اور ڈہاڑے اور پھنکارے گی۔ بڑے بڑے شعلوں کی خوفناک آوازیں آئیں گیں۔ جہنم کے مکالمات قرآن و سنت میں کئی مقامات پر مذکور ہوئے ہیں۔ جیسے:

''جس دن جہنم سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی ہے تو وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟'' (ق 30:50)

⑬: جہنم میں انہیں تنگ جگہ مقید کیا جائے گا اور وہ زنجیروں سے جکڑے ہوئے بھی ہوں گے۔

⑭: ہزار موتوں کو بھی پکارو تو تمہاری پکار لاحاصل ہی رہے گی۔

⑯: جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جنت مانگنے کی دعا سکھلائی ہے۔

''اے اللہ ہمیں وہ دے جس کا تو نے ہم سے رسولوں کے ذریعے وعدہ فرمایا''۔ (سورہ آل عمران 194:3)

یا ایسا وعدہ ہے جس کا مطالبہ کیا جا سکے گا۔

⑰: جیسے انبیاء، صالحین، اولیاء جن ملائکہ وغیرہ۔

⑱: ضمناً یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت انسان عیش و آرام کی موجودگی میں زیادہ گمراہ ہوتے ہیں۔

⑲: ظلم کسی چیز کو اس کے موقع محل کے علاوہ کسی جگہ رکھنا۔ یہ عدل کی ضد ہے۔ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ نبی کو جھٹلانا۔ اللہ کی کتاب کو جھٹلانا، آخرت کے عذاب و ثواب کا انکار کرنا سب ظلم کی اقسام ہیں۔

⑳: جیسے نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ وغیرہ اور یہ کفار اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ سب بھی بشر ہی تھے۔ یہ اصل میں آیت نمبر 7 میں ذکر کئے گئے اعتراض کا جواب ہے۔

● انبیاء اور رسولوں کو بھیج کر ہم سب کی آزمائش کرتے ہیں۔ سب سے سخت آزمائش تو خود انبیاء کی ہوتی ہے جن پر طرح طرح کے اعتراضات وارد کئے جاتے ہیں۔ اسکی امانت دیانت میں طعن کیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ مومنین کی بھی ابتلا و آزمائش ہوتی ہے۔

● جو معرکہ حق و باطل برپا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکے ایک ایک کردار کو دیکھ رہا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ نبی اور رسول کسے بنانا ہے۔ فرشتوں کو یا جنوں کو یا انسانوں کو یا انسانوں میں سے کون سے انسان کو۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ

اور کہتے ہیں! وہ لوگ جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی، کیوں نہیں نازل کئے گئے ہم پر فرشتے یا

نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ

ہم دیکھتے اپنے رب کو، یقیناً انہوں نے تکبر کیا اپنے نفس میں اور انہوں نے سرکشی کی سرکشی بہت بڑی﴿۲۱﴾ اُس دن وہ دیکھیں گے

الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ

فرشتوں کو، نہیں (ہوگی) کوئی خوشی، اس دن مجرموں کو اور وہ کہیں گے ہم تو تم سے پناہ مانگتے ہیں﴿۲۲﴾ اور ہم متوجہ ہوں گے،

اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ

ان کے کیے ہوئے عمل کی طرف، پھر ہم اس کو بنادیں گے اڑا ہوا غبار﴿۲۳﴾ اہل جنت اس دن بہت بہتر ہوں گے ٹھکانے کے اعتبار سے اور بہتر ہوں گے

مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ

آرام گاہ کے اعتبار سے﴿۲۴﴾ اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں کے ساتھ اور اتارے جائیں گے فرشتے

تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۣالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾

لگاتار اتارے جانا﴿۲۵﴾ بادشاہی اس دن حقیقی رحمٰن ہی کے لئے ہوگی اور ہوگا وہ دن کافروں پر نہایت سخت﴿۲۶﴾

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾

اور جس دن کاٹے گا ظالم، اپنے دونوں ہاتھ اور کہے گا! اے کاش میں پکڑتا رسول کے ساتھ راستہ﴿۲۷﴾

يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ

ہائے میری کم بختی، کاش! نہ بنایا ہوتا میں فلاں شخص کو دوست﴿۲۸﴾ یقیناً بہکا دیا اس نے مجھے اِس ذکر (قرآن) سے اس کے بعد بھی، کہ وہ آگیا میرے پاس

وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا

اور ہے شیطان انسان کو دغا دینے والا﴿۲۹﴾ اور کہیں گے (اللہ کے) رسول اے میرے رب! یقیناً میری قوم نے، بنالیا تھا

هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ

اِس قرآن کو (مذاق اور) چھوڑ رکھا تھا﴿۳۰﴾ اور اسی طرح بنایا ہر نبی کے لئے دشمن، مجرموں میں سے!

وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ

اور کافی ہے آپ کا رب ہدایت دینے والا اور مدد کرنے والا﴿۳۱﴾ اور کہا! ان لوگوں نے، جنہوں نے کفر کیا، کیوں نہیں اتارا گیا، اُس پر یہ قرآن

جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ ع

اکٹھا ایک ہی بار، اِسی طرح (ہم نے اتارا) تاکہ جمادیں ہم، اِس کے ذریعہ سے آپ کا دل اور پڑھا ہے (یعنی اتارا ہے) ہم نے اسے ترتیل سے (یعنی تھوڑا تھوڑا کرکے پڑھنا)﴿۳۲﴾

عند المتقدمین ۱۲

﴿۲۱﴾: ایسی بڑی بڑی گستاخیاں اور بے ہودگیاں انہیں سے ہی سرزد ہوتی ہیں جنکا آخرت پر ایمان نہیں ہے۔

گویا ایمان بالاخرت انسان کو صراط مستقیم پر رکھنے کیلئے بہت ضروری ہے۔

● یعنی صرف آپ ﷺ پر ہی فرشتہ نازل نہ ہو بلکہ ان میں سے ہر ایک پہ نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ ظاہر ہوکر نبی کی اتباع کا حکم دے تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (بنی اسرائیل 92:17)

● اسکی وجہ ان کا تکبر ہے کہ اگر نبی پر فرشتہ نازل ہوسکتا ہے تو ہم پر کیوں نہیں؟ ہم کسی سے کم ہیں؟

﴿۲۲﴾: یہ عربوں کا محاورہ ہے جسکا معنی پناہ مانگنا ہے۔ دم نکلتے ہی پناہ مانگنے لگیں گے۔

﴿۲۳﴾: کیونکہ انکے اچھے اعمال بھی آخرت کا بدلہ لینے کی نیت سے نہ کئے گئے تھے۔ دنیا کیلئے یہ اعمال کئے گئے تھے تو دنیا میں اسکا بدلہ پاچکے۔

﴿۲۴﴾: مقیلاً۔ قیلولہ یا دوپہر کو آرام کرنے کی جگہ۔ قیامت کا دن وقت کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ دوپہر کے وقت تک حساب کتاب سے فارغ کردیں گے اور مومنین دوپہر کے وقت جنت میں آرام کریں گے۔ انہیں پچاس ہزار سال کا دن ایسے ہی معلوم ہوگا جیسے فرض نماز کا وقت۔

﴿۲۶﴾: دنیا کی بادشاہتیں غائب ہو جائیں گی اور حقیقی بادشاہی نکھر کر سامنے آ جائے گی۔

﴿۲۸﴾: جب نیک لوگوں کا اعزاز و اکرام دیکھے گا جنہیں وہ حقیر خیال کیا کرتا تھا تو یہ مسرت کرے گا۔ اس سے محفل اور مجلس کے لوگوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھے ساتھی اور برے ساتھی کی مثال عطر فروش اور بھٹی دھونکنے والے کی ہے۔ عطر فروش یا تو آپ کو کچھ ہدیہ دیدے گا یا آپ اس سے عطر خرید لیں گے یا آپکو اس سے خوشبو آئے گی۔ بھٹی دھونکنے والا یا تو آپکے کپڑے جلا دیگا یا آپکو بدبو آئے گی''۔ (بخاری مسلم)

﴿۲۹﴾: خذل۔ ضرورت کے وقت مدد نہ کرنا اور ساتھ چھوڑ جانا۔

خذولا۔ ایسا دوست جو مصیبت کے وقت ساتھ چھوڑ جائے۔

﴿۳۰﴾: عوام نے اسے تعویذ وغیرہ بنانے کیلئے مخصوص کرلیا چھوڑا ہے یا خوبصورت غلاف چڑہا کر طاقوں میں خوبصورتی کیلئے رکھ دیا جاتا ہے۔

﴿۳۲﴾: نبی اور مسلمانوں کو حوصلہ شکن حالات میں بار بار تسلی دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا اللہ کا کلام بھی بار بار نازل ہوتا ہے۔ حفظ اور تعلیم کیلئے بھی قرآن وقفہ وقفہ سے نازل ہونا ضروری تھا۔

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾ اَلَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلٰى

اور نہیں وہ لاتے کوئی مثال مگر ہم لاتے ہیں آپ کے پاس، حق اور بہترین تفسیر (وضاحت)﴿٣٣﴾ وہ لوگ جو اکٹھے کئے جائیں گے اپنے

ع ٣ ١٤ ١ وُجُوهِهِمْ إِلٰى جَهَنَّمَ ۙ أُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى

چہروں کے بل جہنم کی طرف، یہی لوگ ہیں بدترین درجہ کے لحاظ سے اور بھٹکے ہوئے ہیں راہ سے﴿٣٤﴾ اور بیشک دی تھی، ہم نے موسیٰؑ کو

الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ أَخَاهُ هٰرُونَ وَزِيرًا ۚ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ

کتاب اور بنایا تھا ہم نے اس کے ساتھ، اس کے بھائی ہارون کو، بطور مددگار﴿٣٥﴾ تو ہم نے کہا! کہ جاؤ تم دونوں اس قوم کی طرف، جنہوں نے

كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيرًا ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنٰهُمْ

جھٹلایا ہے ہماری آیتوں کو، پھر ہم نے انہیں ہلاک کردیا پوری طرح﴿٣٦﴾ اور قوم نوحؑ کو، جب جھٹلایا انہوں نے رسولوں کو، تو ہم نے انہیں غرق کردیا

وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَأَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۚ﴿٣٧﴾ وَّعَادًا وَّثَمُودَا۟

اور بنادیا انہیں لوگوں کے لئے نشانِ عبرت اور ہم نے تیار کیا ہے ظالموں کے لئے عذاب، بہت دردناک﴿٣٧﴾ اور عاد اور ثمود

وَأَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُونًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا

اور اصحاب الرس (کنویں والے) اور بہت سی قوموں کو بھی ان کے درمیان (ہلاک کردیا)﴿٣٨﴾ اور ہر ایک کو سمجھایا تھا ہم نے (دوسروں کی) مثالیں دے کر اور (نہ ماننے پر) سب کو

تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيٓ أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ أَفَلَمْ يَكُونُوا

تباہ وبرباد کرکے رکھ دیا پوری طرح﴿٣٩﴾ اور بیشک گزر چکے ہیں، یہ اس بستی پر سے جس پر برسائی گئی تھی بری بارش، کیا پھر نہیں ہے وہ

يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَّتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۭ

کہ دیکھتے، اس بستی کو، بلکہ یہ ہیں ایسے لوگ، جو توقع ہی نہیں رکھتے دوبارہ اٹھائے جانے کی﴿٤٠﴾ اور جب دیکھتے ہیں! یہ آپ کو تو کچھ نہیں کرتے آپ کے ساتھ، سوائے مذاق اڑانے کے،

أَهٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللّٰهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ أَنْ صَبَرْنَا

(کہتے ہیں) کیا یہی ہے وہ شخص، جسے بھیجا ہے اللہ نے رسول بنا کر؟﴿٤١﴾ قریب تھا کہ وہ گمراہ کردیتا، ہمیں ہمارے معبودوں (دیوتاؤں) سے اگر نہ ہم ثابت قدم رہتے

عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَءَيْتَ

ان (کی عبادت) پر اور عنقریب وہ جان لیں گے جب دیکھیں گے وہ عذاب، کہ کون گمراہ تھا راستے سے﴿٤٢﴾ کیا آپ نے دیکھا!

مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ

اس شخص کو جس نے بنالیا اپنا معبود اپنی خواہشات نفس کو، کیا پھر آپ ہیں اس کے ذمہ دار﴿٤٣﴾ کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ بیشک اُن کے اکثر لوگ

ع ٤ ١٠ ٢ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۭ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾

سنتے ہیں یا سمجھتے ہی نہیں ہیں وہ، مگر چوپایوں کی طرح ہی، بلکہ وہ گمراہ ہیں باعتبار راستے کے﴿٤٤﴾

﴿٣٣﴾: قرآن کریم اعتراضات کے جواب میں بھی نازل ہوتا ہے لہٰذا جب اعتراض ہوگا تبھی جواب بھی ہوگا۔ لہٰذا وقفہ وقفہ سے نازل ہونا ضروری ہوا۔

﴿٣٤﴾: حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول یوم قیامت کافر اپنے منہ کے بل حشر کئے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ’’جس رب نے انسان کو دو پاؤں پہ چلنا سکھلایا وہ اسے یوم قیامت منہ کے بل نہیں چلا سکتا؟‘‘ (بخاری)

﴿٣٦﴾: مراد فرعون اور اسکی قوم ہے۔ یہ فرعون مر نفتہ (Merneptah) کہلاتا ہے جو اپنی قوم کے ساتھ سمندر میں غرق ہوا۔

﴿٣٧﴾: اتنا بڑا سیلاب بھیجا جس میں پہاڑ بھی ڈوب گئے۔ ان لوگوں کی نسل بھی ختم ہوگئی سوائے کشتی میں سوار لوگوں کے۔

﴿٣٨﴾: الرس۔ بڑا کنواں، اس قوم کی تفصیل معلوم نہیں ہوسکی۔ غالباً انہوں نے اپنے نبی کو مار کر کنویں میں ڈال دیا تھا۔

﴿٣٩﴾: ان سب اقوام کے ساتھ ہمارا طریقہ یہی رہا ہے کہ ہم انہیں مختلف مثالیں دے کر سمجھاتے رہے۔

﴿٤٠﴾: مراد قوم لوط کی بستی یا سدوم کا علاقہ ہے جس پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ آخرت پر ایمان رکھنے والوں اور اسکے منکرین کے درمیان فرق ہے کہ مؤمنین عبرت حاصل کرتے ہیں جبکہ منکرین تماشا دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

﴿٤١﴾: قریش مکہ اس طرح سے بھی آپ کا تمسخر اڑاتے۔

﴿٤٣﴾: گویا وہ بھی شعوری یا لاشعوری طور پر اللہ کا شرک کر رہا ہے۔ اطاعت اللہ کی کرنی چاہئے تھی مگر اس نے اپنی عقلی یا اپنی خواہشات کو یہ مقام دے دیا ہے اور یہ شرک دوسرے تمام قسم کے شرک کی جڑ یا بنیاد بنتا ہے۔

﴿٤٤﴾: انسان اگر اپنے ارادہ اختیار کو اللہ کے تابع بنا لے تو وہ فرشتوں سے بھی اعلیٰ وارفع ہوجاتا ہے اور صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات کہلانے کا حقدار بن جاتا ہے ورنہ حیوانات سے بھی بدتر ہوجاتا ہے۔ حیوانات اپنے خالق کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اسکے شکر گزار رہتے ہیں اور کسی نہ کسی انداز میں اللہ کی حمد وتسبیح بیان کرتے رہتے ہیں۔

اَلَمۡ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيۡفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوۡ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلۡنَا

کیا نہیں آپ نے دیکھا اپنے رب (کی قدرت) کی طرف، کہ کیسے اُس نے پھیلا دیا سائے کو اور اگر وہ چاہتا تو البتہ اسے بنا دیتا، ساکن پھر ہم نے بنایا

الشَّمۡسَ عَلَيۡهِ دَلِيۡلًا ۙ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضۡنٰهُ اِلَيۡنَا قَبۡضًا يَّسِيۡرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ

سورج کو اس پر دلیل (رہنما)﴿۴۵﴾ پھر قبضہ میں لے لیا ہم نے اسے اپنی طرف آہستہ آہستہ﴿۴۶﴾ اور وہی تو ہے (اللہ) جس نے بنایا

لَكُمُ الَّيۡلَ لِبَاسًا وَّالنَّوۡمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوۡرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ

تمہارے لئے رات کو لباس اور نیند کو باعثِ سکون اور بنایا دن کو اُٹھ کھڑے ہونے کا وقت﴿۴۷﴾ اور وہی ہے (اللہ) جو بھیجتا ہے،

الرِّيٰحَ بُشۡرًۢا بَيۡنَ يَدَىۡ رَحۡمَتِهٖ ۚ وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا ۙ﴿۴۸﴾ لِّـنُحۡیِۦَ بِهٖ

ہواؤں کو بشارت دینے والی پہلے اپنی رحمت کے اور برسایا ہم نے آسمان سے پانی پاک﴿۴۸﴾ تاکہ ہم زندہ کریں اس کے ذریعہ سے

بَلۡدَةً مَّيۡتًا وَّنُسۡقِيَهٗ مِمَّا خَلَقۡنَاۤ اَنۡعَامًا وَّاَنَاسِىَّ كَثِيۡرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدۡ صَرَّفۡنٰهُ

مُردہ شہر کو اور تاکہ پلائیں ہم وہ (پانی) ان کو، جو پیدا کئے ہیں ہم نے مویشی اور انسان بہت سے﴿۴۹﴾ اور یقیناً ہم بار بار دہراتے ہیں اس کو

بَيۡنَهُمۡ لِيَذَّكَّرُوۡا ۖ فَاَبٰٓى اَكۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوۡرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوۡ شِئۡنَا لَبَعَثۡنَا

ان کے درمیان، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، پھر بھی انکار کیا اکثر انسانوں نے، مگر کفر و ناشکری کے﴿۵۰﴾ اور اگر ہم چاہتے تو ہم اٹھا کھڑا کرتے

فِىۡ كُلِّ قَرۡيَةٍ نَّذِيۡرًا ۖ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الۡكٰفِرِيۡنَ وَجَاهِدۡهُمۡ بِهٖ جِهَادًا كَبِيۡرًا ﴿۵۲﴾

ہر بستی میں ایک ڈرانے والا﴿۵۱﴾ سو (اے نبیؐ) نہ اطاعت کریں ان کافروں کی اور جہاد کریں اُن کے ساتھ اِس (قرآن) کے ذریعہ جہاد بڑا﴿۵۲﴾

وَهُوَ الَّذِىۡ مَرَجَ الۡبَحۡرَيۡنِ هٰذَا عَذۡبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلۡحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ

اور وہی ہے (اللہ) جس نے ملا دیا دو سمندروں کو یہ ایک میٹھا پیاس بجھانے والا اور یہ ایک کھارا نہایت کڑوا اور بنادیا اس (اللہ) نے

بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخًا وَّحِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ مِنَ الۡمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا

ان دونوں کے درمیان ایک پردہ اور آڑ مضبوط (جو روکے ہوئے ہے)﴿۵۳﴾ اور وہی ہے (اللہ) جس نے پیدا کیا پانی (منی) سے انسانوں کو، پھر بنائے اس کے لئے نسب

وَّصِهۡرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيۡرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُهُمۡ وَلَا

اور سسرال (والا) اور ہے آپ کا رب بڑی قدرت والا﴿۵۴﴾ اور وہ عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے، ان کو جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں انہیں اور نہ

يَضُرُّهُمۡ ؕ وَكَانَ الۡكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيۡرًا ﴿۵۵﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ﴿۵۶﴾

نقصان اور ہیں کافر اپنے رب کے مقابلہ میں ایک دوسرے کے مددگار﴿۵۵﴾ اور نہیں ہم نے بھیجا آپ کو مگر بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا﴿۵۶﴾

قُلۡ مَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اَنۡ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ﴿۵۷﴾

کہہ دیجئے! نہیں میں تم سے سوال کرتا اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت، اس کے سوا کہ جو چاہے اختیار کرلے اپنے رب کا راستہ﴿۵۷﴾

﴿۴۵﴾: سایہ کا بننا اور اسکے رخ کا تعین شمس کے ذریعہ ہوتا ہے۔ انسان کی زندگی نہ تو صرف دھوپ میں برقرار رہ سکتی ہے اور نہ ہی دھوپ کے بغیر برقرار رہ سکتی ہے۔

﴿۴۶﴾: جب شمس نصب النہار پر ہوتا ہے اس وقت سایہ سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔

﴿۴۷﴾: نیند سے انسان کی تھکاوٹ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ذہن تروتازہ ہو جاتا ہے۔ نیند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ سائنس دان نیند کی حقیقت ابھی تک سمجھ نہیں سکے۔ نیند میں انسان کے کئی حواس کمزور ہو جاتے ہیں اور کئی زیادہ تیز سونگنے کی حس کمزور ہو جاتی ہے اور سننے کی تیز۔

● حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جب نیند کا ارادہ فرماتے تو یہ پڑھتے۔

((باسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوتُ واحيَا))

''اے اللہ! میں تیرے نام سے زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں۔''

اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو کہتے۔

((اَلحمدُ الَّذِی أَحيَانا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَإِلَيه النُّشُور))

''سب تعریفیں اس ذات کی ہے جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندگی دی اور ہمیں اسکی جانب لوٹ جانا ہے۔''

(بخاری)

﴿۴۸﴾: پانی کو صاف کرنے کیلئے کئی طریقہ استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً فلٹر کرنا نتھارنا اور تبخیر کرنا۔ کیمیائی و غیر کیمیائی، حل شدہ آلائشیں تبخیر سے ختم ہو جاتی ہیں مگر یہ طریقہ سب سے زیادہ مہنگا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بارش کی صورت میں قدرتی تبخیر شدہ پانی (Distilled water) کا انتظام فرما دیا ہے۔ پانی خود بھی پاک ہوتا ہے اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے الا یہ کہ اسکا رنگ تبدیل ہو جائے یا بو پیدا ہو جائے۔

﴿۵۱﴾: مگر ہم نے آپ ﷺ ہی کو پوری دنیا کی رسالت کیلئے منتخب کر لیا ہے۔

﴿۵۳﴾: خشکی کی طرح سمندروں میں بھی کئی میٹھے پانی کے دریا چلتے ہیں کئی دفعہ یہ دریا سطح سمندر سے کافی نیچے ہوتے ہیں ملاح لوگ اپنی معلومات کی بنا پر ان سے استغفار کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی قدرت کی بڑی نشانی ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ کثافت کے اختلاف کی وجہ سے سطحی تناؤ (Surface Tension) میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور وہی ''پردہ'' کا کام دیتا ہے۔ ان مختلف دریاؤں میں پانی کا ٹمپریچر، نمکیات کا تناسب اور کثافت وغیرہ مختلف ہوتی ہے۔
یاد رہے کہ آج ہم انتہائی حساس آلات کی مدد سے Parameters معلوم کر لیتے ہیں جبکہ چودہ سو سال قبل اس قسم کی معلومات کیلئے وسائل میسر ہی نہ تھے۔ (سورہ الفرقان، آیت نمبر: ۵۳)

﴿۵۵﴾: مشکل کشائی اور نفع رسائی کے بغیر ہی معبود بنا لیتے ہیں۔ اس سے بڑی بے وقوفی اور کیا ہوگی؟

﴿۵۷﴾: انبیاء نے دعوت کے کام پر کبھی کسی اجرت یا معاوضہ کا مطالبہ نہیں کیا۔ یہ بذات خود ان کے اخلاص اور صداقت کی دلیل ہے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ

اور آپ توکل کیجئے! اس زندہ اللہ پر جو نہیں مرتا اور آپ تسبیح کریں اس کی حمد کے ساتھ اور کافی ہے اس کا (اللہ) اپنے بندوں کے گناہوں سے

خَبِيرًا ﴿٥٨﴾ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

باخبر ہونا۵۸ وہ ذات جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور ان سب کو، جو ان دونوں کے درمیان ہیں چھ دنوں میں، پھر

مع ۵ (عند المتقدمین ۱۲) اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ﴿٥٩﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا

وہ مستویٰ ہوا عرش پر وہ رحمن ہے، سو پوچھو؟ اس کی شان کسی خبر رکھنے والے سے۵۹ اور جب کہا جاتا ہے ان سے! کہ سجدہ کرو

ع ۵ (السجدة ۳) لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩ ﴿٦٠﴾ تَبَارَكَ

رحمن کو، تو کہتے ہیں! رحمن کیا ہوتا ہے؟ کیا بس ہم سجدہ کریں اسی کو جسے تم ہمیں حکم دیتے ہو؟ اور اضافہ کر دیتی ہے (یہ دعوت) ان کی نفرت میں۶۰

الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِي

بہت بابرکت ہے وہ ذات، جس نے بنائے، آسمان میں برج اور بنایا اس میں روشن چراغ اور ایک چمکتا ہوا چاند۶۱ اور وہی ہے جس نے

جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ

بنایا رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے، اس شخص کے لئے جو چاہے یہ کہ وہ نصیحت حاصل کرے، یا وہ چاہے شکر کرنا۶۲ اور رحمن کے بندے

الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ﴿٦٣﴾

وہ لوگ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر اطمینان اور وقار سے اور جب ان سے مخاطب ہوتے ہیں، جاہل لوگ تو کہتے ہیں، سلام ہے۶۳

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا

اور وہ لوگ جو راتیں گزارتے ہیں اپنے رب کے لئے، سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے۶۴ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں! اے ہمارے رب،

اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا

پھیر دے ہم سے جہنم کا عذاب، بیشک اس کا عذاب ہے، چمٹنے والا (یعنی ٹلنے والا نہیں)۶۵ یقینا وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے

وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ

اور بدترین جگہ ہے۶۶ اور وہ لوگ کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں، تو نہیں وہ بے جا خرچ کرتے اور نہ وہ تنگی ہی کرتے ہیں اور ہوتا ہے (ان کا خرچ کرنا) ان دونوں کے درمیان

قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي

اعتدال سے۶۷ اور وہ لوگ کہ جو نہیں پکارتے، اللہ کے ساتھ معبود کوئی دوسرا اور نہیں وہ قتل کرتے اس جان کو جسے (مارنا)

حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾

حرام کیا ہے اللہ نے، سوائے حق (جائز طریقہ) سے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی کرے گا یہ کام، تو وہ پائے گا بدلہ اپنے گناہوں کا۶۸

۵۸: جس پر موت وارد ہو جائے اس پر توکل کرنا خود کو دھوکہ دینا ہے۔

۵۹: یہ چھ ایام کتنے لمبے تھے؟ غالباً ہر دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ واللہ اعلم

● استویٰ علی العرش کے بارے میں امام مالک کا قول عقیدہ اہل سنت والجماعت کی وضاحت کرتا ہے۔

● سادہ الفاظ میں استویٰ کا معنیٰ تو معلوم ہے مگر اسکی کیفیت غیر واضح ہے۔ اسکے بارے میں سوالات کرنا بدعت ہے (کیونکہ وہ گمراہی کا رستہ کھولتے ہیں) تاہم (جو کچھ معلوم ہے اس پر) ایمان لانا واجب ہے۔

۶۰: کفار مکہ کو اللہ کے علاوہ رحمٰن کے لفظ سے چڑتھی۔ دیکھیں (بنی اسرائیل 110:17)

۶۱: اکثر مفسرین نے یہاں برج سے مراد ستارے لئے ہیں۔ لغوی طور پر ہر بڑی اور نمایا چیز برج کہلا سکتی ہے۔

● ان دو سیاروں کا ذکر علیحدہ بھی کر دیا کیونکہ انکے اثرات انسانی زندگی میں زیادہ نمایاں ہیں۔

۶۲: دن اور رات کا پیدا ہونا زمین کی محوری گردش کی بنا پر ہے۔ یہ چوبیس گھنٹوں میں اپنا چکر مکمل کرتی ہے۔ اس نظام میں ایسا توازن ہے کہ کبھی تاخیر و تقدیم نہیں ہوتی۔

۶۳: آیت نمبر 60 میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جنہیں رحمان کے ذکر سے چڑ ھ ہوتی تھی۔ اسی مناسبت سے اب رحمان کے بندوں کا ذکر کیا جارہا ہے۔

جس میں تکبر، شیخی اور ذلت وغیرہ نہ ہو جبکہ ہونا کہا جاتا ہے تو اس سے ایسی چال مراد ہوتی ہے جس میں بزدلی اور ذلت پائی جاتی ہے۔

● جاہل سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہ ضدی، کج بحث اور ہٹ دھرم ہوں۔ چاہے وہ عالم ہی ہوں۔

● یہاں سلام سے مراد وہ سلام نہیں جو انسان ابتداء ملاقات میں کرتا ہے بلکہ وہ سلام ہے جو انسان علیحدگی کے وقت کرتا ہے۔ گویا یہ لوگ ایسے جاہلوں سے بحث میں الجھنے پر وقت ضائع کرنے کی بجائے کنی کترا جاتے ہیں۔

۶۴: رات کے وقت عبادت اور قیام میں مومن خاص ہی لطف محسوس کرتا ہے۔ ایسی عبادت میں ریا کاری کا شائبہ نہیں ہوتا اور عام لوگ سوئے ہوتے ہیں لہٰذا یکسوئی نصیب ہوتی ہے۔

(سورہ الفرقان، آیت نمبر: ۶۴)

۶۷: ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف اور ضرورت سے کم خرچ کرنا بخل ہے۔

۶۸: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ

"اللہ کے قریب کون سا گناہ بڑا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر کونسا؟ فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس خطرہ سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ میں نے پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا کہ تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے۔" (بخاری)

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۖ ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ

دوگنا کیا جائے گا اُس کے لئے عذاب روز قیامت، اور وہ ہمیشہ رہے گا اس میں ذلیل وخوار ہوکر ﴿٦٩﴾ مگر جس نے توبہ کی اور وہ ایمان لایا اور اس نے عمل کیا

عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾

صالح، تو ایسے ہی لوگ ہیں کہ بدل دے گا اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے اور ہے اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ﴿٧٠﴾

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ

اور جس نے توبہ کی اور کئے نیک عمل، تو بیشک وہ پلٹ آیا ہے، اللہ کی طرف، جیسا کہ پلٹنے کا حق ہے ﴿٧١﴾ اور وہ لوگ جو نہیں شہادت دیتے

الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ

جھوٹی اور جب وہ گزرتے ہیں لغو کاموں کے پاس سے تو گزر جاتے ہیں عزت ووقار کے ساتھ ﴿٧٢﴾ اور وہ لوگ کہ جنہیں اگر نصیحت کی جاتی ہے، اپنے رب کی آیتوں کے ساتھ، تو نہیں

يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا

وہ گر پڑتے اس پر بہرے اور اندھے ہوکر ﴿٧٣﴾ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں! اے ہمارے رب عطا کر ہمیں ایسی بیویاں

وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا

اور ایسی اولاد جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اور بنا ہمیں تو متقیوں کا امام (پیشوا) ﴿٧٤﴾ یہی ہیں وہ لوگ جو پائیں گے اونچے محل، بدلہ میں

صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۙ ﴿٧٥﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾

اپنے صبر کے اور استقبال ہوگا ان کا وہاں دعا اور سلام کے ساتھ ﴿٧٥﴾ وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں، (کیا ہی) اچھا ہے وہ ٹھکانا اور قیام گاہ ﴿٧٦﴾

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾ ع

(اے نبیؐ) کہہ دیجئے! نہ پرواہ کرتا تمہاری میرا رب، اگر نہ ہوتا تمہارا دعا کرنا، یقیناً تم نے جھٹلایا، لہٰذا عنقریب پاؤ گے تم (اس کی سزا) لازمی ﴿٧٧﴾

ع ٦ ۱۷ ۴ — پارہ ۱۹ — منزل ۵

اٰيَاتُهَا ۲۲۷ — (۲٦) سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ (٤٧) — رُكُوْعَاتُهَا ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾

طا، سین، میم ﴿١﴾ یہ آیات ہیں واضح کتاب کی ﴿٢﴾ (اے نبیؐ) شاید کہ آپ ہلاک کرڈالیں اپنے آپ کو، اس (غم) میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ﴿٣﴾

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿٤﴾

اگر ہم چاہیں تو نازل کرسکتے ہیں ان پر آسمان سے کوئی نشانی، تو ہوجائیں، ان کی گردنیں اس کے آگے جھکنے والیاں ﴿٤﴾

﴿٧٠﴾: حضرت حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ میں نے جاہلیت میں جو اچھے کام کئے تھے مثلاً قرابت داروں سے حسن سلوک، غلام آزاد کرنا یا صدقہ و خیرات دینا کیا مجھے انکا اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں۔ تم جو اسلام لائے ہو تو سابقہ نیکیوں کو بحال رکھتے ہوئے لائے ہو۔ (بخاری)

● اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے کئی پہلو ہیں۔ اسلام لانے سے سابقہ سب گناہ معاف تو ہو ہی جاتے ہیں اور اس آیت سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ اسلام لانیوالے کے اعمال نامہ میں فی الواقع اسکی برائیوں کی جگہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں کیونکہ جب بھی وہ اپنے گذشتہ گناہوں کو یاد کرتا اور نادم ہوتا یا استغفار کرتا ہے تو یہ خود ایک نیکی ہے۔ اس طرح غیر محسوس طریقہ سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اسکے علاوہ ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو شخص اعمال صالحہ کا عادی ہو جائے اس سے برائیوں کی عادت خود ہی چھوٹ جاتی ہے۔

﴿٧١﴾: گزشتہ آیت میں کفر وشرک سے توبہ کا ذکر تھا اور اس آیت میں عام گناہوں سے توبہ کا ذکر ہے۔ توبہ کی قبولیت کی شرائط میں ندامت ”استغفار“ آئندہ سے اجتناب اور اعمال صالحہ شامل ہیں۔

﴿٧٢﴾: ”قول الزور“ میں جھوٹ کے علاوہ بات کو اس رنگ میں پیش کرنا بھی شامل ہے کہ حقائق چھپ جائیں۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں سے آگاہ نہ کروں؟ یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار کہتے رہے حتیٰ کہ ہمیں گمان گزرا کہ آپ چپ ہی نہ ہونگے۔“ (بخاری)

﴿٧٤﴾: یعنی نیکی اور تقویٰ میں ہمیں اتنا پختہ بنا دے کہ ہم ان کیلئے رہنما اور نمونہ بن جائیں۔

﴿٧٦﴾: جب کوئی مسافر کسی جگہ پہنچتا ہے تو پہلے عارضی طور پر ٹھہرنے کی جگہ انتخاب کرتا ہے اور پھر اطمینان کے ساتھ بہتر مقام ڈھونڈتا ہے۔

تفسیر سورۃ الشعرآء

﴿١﴾: یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنالاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرۃ 1:2)

﴿٢﴾: یہاں کتاب سے مراد خاص یہی سورت بھی ہوسکتی ہے کیونکہ ہر سورت جامع اور اکمل ہے۔

﴿٣﴾: جب قریش ایمان نہ لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین ہوتے کہ شائد میری دعوت میں ابھی کچھ کمی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے۔

﴿٤﴾: ایسی آیات جنہیں دیکھنے کے بعد اختیار عمل ختم ہوجائے جیسے عذاب الٰہی یا قیامت وغیرہ۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ۝٥ فَقَدْ كَذَّبُوا

اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نصیحت، رحمٰن کی طرف سے نئی، مگر وہ ہوتے ہیں، اس سے اعراض کرنے والے⑤ چنانچہ وہ جھٹلا چکے ہیں،

فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝٦ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا

لہٰذا عنقریب اُن کے پاس آئیں گی خبریں (اس چیز کی) کہ تھے، وہ ان کے ساتھ استہزا (مذاق) کرتے⑥ کیا نہیں دیکھا انہوں نے، زمین کی طرف، کہ کتنی ہم نے اگائیں

فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝٧ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝٨

اس میں ہر قسم کی چیزیں عمدہ⑦ بیشک اس میں ایک نشانی ہے اور نہیں ہیں ان میں سے اکثر ایمان لانے والے⑧

ع ١ ٩ ٥ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝٩ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝١٠

اور بیشک آپ کا رب ہی زبردست، نہایت رحم کرنے والا ہے⑨ اور جب پکارا تھا آپ کے رب نے موسیٰ کو! کہ جاؤ ظالم قوم کے پاس⑩

قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ۝١١ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۝١٢ وَيَضِيقُ

(یعنی) قوم فرعون کے پاس ''کیا وہ ڈریں گے نہیں''؟⑪ (اس موسیٰ نے) کہا! ''اے میرے رب! بیشک میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے⑫ اور گھٹتا ہے

صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ۝١٣ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ

میرا سینہ اور نہیں چلتی میری زبان سو رسالت بھیج دے ہارونؑ کی طرف⑬ اور اُن کا میرے اوپر ایک گناہ ہے، لہٰذا میں ڈرتا ہوں کہ

يَقْتُلُونِ ۝١٤ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ ۝١٥ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ

وہ مجھے قتل کردے گا⑭ ارشاد ہوا! ہرگز ایسا نہیں ہوگا! اچھا جاؤ تم دونوں ہماری نشانیاں، یقیناً ہم تمہارے ساتھ ہیں اور سب کچھ سنتے رہیں گے⑮ چنانچہ جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس

فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝١٦ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝١٧ قَالَ أَلَمْ

پھر کہنا! کہ ہم رسول ہیں ربّ العالمین کے⑯ یہ کہ تو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو⑰ وہ کہنے لگا! کہ کیا نہیں

نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۝١٨ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي

پالا تھا ہم نے تجھے اپنے یہاں، جبکہ تو ایک بچہ تھا؟ اور رہا تھا تو ہمارے یہاں، اپنی عمر کے کئی سال⑱ اور کی تھی تونے وہ حرکت، جو

فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝١٩ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۝٢٠ فَفَرَرْتُ

کی تھی تونے اور تو ہے بڑا ناشکرا⑲ (موسیٰ نے) کہا! کہ میں نے وہ کام کیا تھا اس وقت، کہ جبکہ میں بھٹکے ہوئے لوگوں میں سے تھا⑳ پھر میں بھاگ گیا

مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝٢١ وَتِلْكَ

تم سے، جب میں تم سے ڈرا، پھر عطا کیا مجھے میرے رب نے حکم (علم) اور اُس نے مجھے بنایا رسولوں میں سے㉑ اور وہ

نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝٢٢ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝٢٣

احسان جو جتارہا ہے تو مجھ پر، یہ کہ تونے غلام بنارکھا ہے بنی اسرائیل کو㉒ کہا فرعون نے! کیا ہے یہ رب العالمین㉓

⑥: جیسے کفر وشرک کی ہزیمت کی خبریں اور عذاب الٰہی۔ دنیا میں یا آخرت میں۔

⑦: زوج یہاں صنف اور انواع کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ حیوانات اور نباتات وغیرہ۔

⑩: جب کہ حضرت موسیٰؑ اپنے کنبہ کے ساتھ مدین سے مصر واپس آرہے تھے اور کوہ طور کے دامن میں اللہ تعالیٰ نے انہیں پکارا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کیلئے حضرت موسیٰ کا واقعہ بیان فرمایا۔ انکا واسطہ قریش سے کہیں زیادہ ظالم قوم سے تھا۔ انکے ظلم کو اللہ تعالیٰ نے ''بلاء عظیم'' کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ خود حضرت موسیٰ کی معاشرتی حیثیت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم تھی۔ آپ فرعون کی غلام قوم سے تعلق رکھتے تھے۔

⑫: گویا یہ طبعی خوف ہر کسی کو حتیٰ کہ انبیاء کو بھی لاحق ہوسکتا ہے۔

(١٣) یہ ''ضیق صدر'' اسی وجہ سے تھا کہ آپکے ہاتھوں سے ایک فرعونی مر گیا تھا۔ دیکھیں (القصص 15:28)

● کہ زیادہ فصیح اللسان نہیں ہوں۔ بعض مفسرین نے جو واقعہ نقل کیا ہے کہ بچپن میں حضرت موسیٰ نے اپنی زبان پر جلتا ہوا انگارا رکھ لیا تھا اسکا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ غالباً یہ اسرائیلیات سے نقل ہوا ہے۔ (سورہ الشعرآء، آیت نمبر: ١٣)

⑮: معجزات جو کہ حضرت موسیٰؑ کو عطا کئے گئے تھے۔

● جہمیہ نے یہاں یہ مفہوم اخذ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود ہر جگہ موجود ہے اور استویٰ علی العرش کی تاویل کرڈالی۔ حالانکہ بے شمار آیات اور احادیث سے اللہ تعالیٰ کا عرش پہ موجود ہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ یہ معیت صرف علم اور قدرت کی معیت ہے۔

⑱: حضرت موسیٰؑ کی پرورش فرعون کے گھر ہی میں ہوئی تھی۔ آپکے ہاتھوں سے ایک قبطی کا قتل بھی ہوا تھا۔ یعنی فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی بات کا جواب دینے کے بجائے آپ پر یہ الزامات لگانا شروع کر دیئے اور احسانات جتلانا شروع کر دیئے اور حضرت موسیٰؑ کو اسی کا خطرہ تھا۔

㉒: میری پرورش کا جو احسان تم بتلارہے ہو اسکی وجہ تو یہی ہے کہ تم نے بنی اسرائیل پر ظلم کی انتہا کررکھی تھی اور لڑکوں کو قتل کرواتے تھے۔ تم یہ حرکت نہ کرتے تو میری والدہ کیوں مجھے تابوت بند کر کے سمندر کی لہروں کے حوالے کرتی۔

㉓: فرعون خود الٰہ ہونے کا دعویدار تھا۔ اپنے مجسمے بنوا کر مصر میں نصب کروار کھے تھے۔ تکبر اور گستاخی کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے کہنے لگا۔ یادرہے کہ عربی میں ''ما'' بے جان کیلئے آتا ہے اور ''من'' جاندار کیلئے۔

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ (٢٤) قَالَ لِمَنْ

(موسیٰ نے) کہا! وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا (رب) اور ان سب چیزوں کا جو ان دونوں کے درمیان ہے، اگر ہو تم یقین کرنے والے (٢٤) (فرعون نے) کہا! ان لوگوں سے،

حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ (٢٥) قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ (٢٦) قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ

جو اس کے اِردگِرد تھے، کیا نہیں تم سنتے (یہ کیا کہہ رہے) (٢٥) (موسیٰ نے) کہا! وہی رب ہے تمہارا بھی اور وہی رب ہے تمہارے آباؤ اجداد کا بھی، جو پہلے گزر چکے ہیں (٢٦) (فرعون نے) کہا! بیشک تمہارا یہ رسول

الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ (٢٧) قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ

جو بھیجا گیا ہے تمہاری طرف یقیناً دیوانہ ہے (٢٧) (موسیٰ نے) کہا! وہی جو رب ہے مشرق و مغرب کا اور اُن سب کا، جو ان کے درمیان ہیں،

اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (٢٨) قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ (٢٩)

اگر ہو تم کچھ عقل رکھتے (٢٨) (فرعون نے) کہا! اگر مانو گے تم کوئی معبود میرے سوا، تو ڈال دوں گا، تمہیں قیدیوں کے ساتھ (٢٩)

قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِيْنٍ (٣٠) قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (٣١)

(موسیٰ نے) کہا! کیا اگر لے آؤں میں تمہارے پاس کوئی واضح چیز (معجزہ) (٣٠) (اس نے) کہا! اچھا لے آ تو وہ چیز، (معجزہ) اگر تو ہے سچوں میں سے (٣١)

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ (٣٢) وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ (٣٣) ع ٢ ٢٤ ٦

چنانچہ اس (موسیٰ) نے پھینکا اپنا عصا، تو یکایک بن گیا وہ اژدہا سچ مچ کا (٣٢) اور کھینچا انہوں نے اپنا ہاتھ (بغل سے) تو اچانک وہ چمک رہا تھا دیکھنے والوں کے لئے (٣٣)

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ (٣٤) يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

کہا! (فرعون نے) سرداروں سے جو اس کے اِردگِرد تھے، کہ یقیناً یہ ایک جادوگر ہے، خوب جاننے والا (ماہر) (٣٤) وہ چاہتا ہے، یہ کہ نکال دے، تمہیں تمہاری سرزمین سے،

بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ (٣٥) قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ (٣٦)

اپنے جادو (کے زور) سے، تو بتاؤ اب کیا مشورہ دیتے ہو تم (٣٥) انہوں نے کہا! آپ مہلت دیں، اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج دیں شہروں میں اکٹھا کرنے والے (ہرکارے) (٣٦)

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ (٣٧) فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (٣٨) وَّقِيْلَ

وہ آپ کے پاس لے آئیں، تمام بڑے بڑے ماہر جادوگر (٣٧) تو اکٹھے کئے گئے جادوگر ایک خاص دن، وقت مقرر پر (٣٨) اور کہا گیا!

لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ (٣٩) لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ (٤٠)

لوگوں سے کہ کیا تم لوگ بھی جمع ہو جاؤ (گے) (٣٩) تاکہ ہم اتباع کریں جادوگروں کی، اگر ہو جائیں وہ غالب (٤٠)

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ (٤١) قَالَ

پھر جب آئے جادوگر تو انہوں نے کہا فرعون سے! کیا واقعی ہمارے لئے کوئی بڑا انعام ملے گا، اگر ہم لوگ ہوں غالب (٤١) (فرعون نے) کہا!

نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (٤٢) قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ (٤٣)

ہاں اور یقینا تم اس وقت مقرب لوگوں میں سے ہوگے (٤٢) کہا ان سے موسیٰ نے! کہ پھینکو جو تمہیں پھینکنا ہے (٤٣)

(٢٤): میں تمہاری طرح کے بے بس اللہ کی بات نہیں کرتا بلکہ زمین اور آسمانوں کے رب کی بات کر رہا ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ زمین و آسمان کے خالق ہونے کا دعویٰ تو فرعون نہ کر سکتا تھا۔ اگر کرتا تو کوئی یقین نہ کرتا کیونکہ وہ خود اسکی پیدائش سے پہلے وجود میں آ چکے تھے۔

(٢٦): دوسری دلیل حضرت موسیٰ نے درباریوں کے بولنے سے پہلے یہ دی کہ وہ رب تمہارا بھی ہے اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمہارے باپ دادا کا بھی ہے۔ دنیا بھر کے کفار اور مشرکین میں سے کسی نے بھی تخلیق کائنات کا دعویٰ نہیں کیا ہے اور نہ ہی کوئی کسی کو اللہ کے سوا اس معنیٰ میں رب مانتا ہے۔ فرعون اپنے علاوہ وہ کسی اور کی سیاسی حاکمیت تسلیم نہ کرتا تھا۔

(٢٧): دلائل کے میدان میں ناکام ہونے کے بعد فرعون الزام تراشی پر اتر آیا۔

(٢٨): اور تم ایسی قادر مطلق ذات کے رسول کی اطاعت کرلو۔

(٢٩): الزامات کے بعد فرعون دھمکیوں پر اتر آیا۔

(٣٢): فرعون نے دہشت زدہ ہو کر حضرت موسیٰ سے التجا کی تو آپ نے اسے ہاتھ لگایا تو وہ دوبارہ لاٹھی بن گیا۔

(٣٣): ابھی پہلے کے معجزہ کے اثرات باقی ہی تھے کہ حضرت موسیٰ نے اپنے بغل میں ہاتھ ڈال کر کھینچا تو اس سے روشنی کی شعاعیں نکلنے لگیں۔

(٣٤): اپنے خوف اور دہشت کو چھپاتے ہوئے درباریوں کو مخاطب کیا۔

(٣٥): اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کو اپنے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی اور حکومت جاتی نظر آ رہی تھی۔

(٣٨): اس مقابلہ کیلئے قومی یوم جشن مقرر ہوا جب اردگرد کے علاقوں سے بھی لوگ آتے اور وقت چاشت کا مقرر ہوا جب نہ شدید دھوپ ہو اور نہ ہی اندھیرا۔

(٤١): جادوگر اور نبیوں میں ایک یہ بھی فرق ہوتا ہے کہ نبی کو اپنے کام کی اجرت کی طلب اللہ سے ہوتی ہے جبکہ جادوگر پیٹ کا غلام، جی حضوری کرنیوالا اور پست سوچ کا مالک۔

(٤٣): اگر حضرت موسیٰ پہلے اپنا معجزہ دکھا دیتے تو ممکن ہے جادوگروں کو اپنا کرتب دکھانے کا موقع ہی نہ ملتا اور حق اور باطل نکھر کر سامنے نہ آ سکتا۔

فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ (44) فَأَلْقٰى

سو پھینکیں انہوں نے اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں اور کہنے لگے! فرعون کے عزت کی قسم یقیناً ہم ہی غالب رہیں گے (44) پھر پھینکا

مُوْسٰى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ (45) فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ (46) قَالُوْٓا اٰمَنَّا

موسیٰؑ نے اپنا عصا، تو یکا یک وہ نگلتا چلا جارہا تھا ان کے جھوٹے شعبدے بازی کو (45) چنانچہ گرادئے گئے (بے اختیار) جادوگر سجدے میں (46) انہوں نے کہا! ہم ایمان لے آئے

بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (47) رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (48) قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ أَنْ اٰذَنَ لَكُمْ إِنَّهٗ

رب العالمین پر (47) جو رب ہے موسیٰؑ کا اور ہارونؑ کا (48) (فرعون نے) کہا! کیا تم ایمان لے آئے اس پر، اس سے پہلے کہ میں اجازت دیتا تمہیں؟ یقیناً یہی

لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ

تمہارا وہ بڑا ہے جس نے سکھایا ہے تمہیں جادو، یقیناً جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا، میں ضرور کٹواؤنگا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں

مِّنْ خِلَافٍ وَّلَأُوصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِيْنَ (49) قَالُوْا لَا ضَيْرَ إِنَّآ إِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ (50) إِنَّا

ایک دوسرے کی مخالف سمت سے اور ضرور تمہیں سولی پر لٹکاؤں گا سب کو (49) انہوں نے کہا! نہیں کچھ پرواہ، بیشک ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں (50) بیشک ہم

نَطْمَعُ أَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ أَنْ كُنَّآ أَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ (51) وَأَوْحَيْنَآ إِلٰى مُوْسٰٓى أَنْ

ع ۳ ۱۸ ۷

امید رکھتے ہیں کہ بخش دے گا ہمارے لئے ہمارا رب، ہماری خطائیں، اس لئے کہ ہم ہی ہیں پہلے ایمان لانے والے (51) اور ہم نے وحی کی موسیٰؑ کی طرف! یہ کہ

أَسْرِ بِعِبَادِيْٓ إِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ (52) فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ (53) إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

تو نکال لے جا، رات میں میرے بندوں کو، یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا (52) پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں اکٹھا کرنے والے (53) (یہ کہتے ہوئے) بیشک یہ لوگ ہیں

لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ (54) وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ (55) وَإِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ (56) فَأَخْرَجْنٰهُمْ

ایک جماعت تھوڑی سی (54) اور بلاشبہ وہ ہمیں یقیناً غصہ دلانے والے ہیں (55) اور یقیناً ہم ایک بڑی جماعت ہیں، ہمیں چوکنا رہنا چاہیے (56) چنانچہ ہم نے انہیں نکال دیا

مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ (57) وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ (58) كَذٰلِكَ وَأَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ (59)

باغات سے اور چشموں سے (57) اور خزانوں اور بہترین قیام گاہوں سے (58) اور اسی طرح ہوا اور ہم نے ان سب کا وارث بنایا بنی اسرائیل کو (59)

فَأَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ (60) فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ أَصْحٰبُ مُوْسٰٓى إِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (61)

سو (فرعونی) پیچھے لگے وہ (بنی اسرائیل کے) سورج نکلنے کے وقت (60) پھر جب ایک دوسرے کو دیکھا دونوں جماعتوں نے تو کہنے لگے موسیٰؑ کے ساتھیوں نے، کہ یقیناً ہم تو پکڑے گئے (61)

قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ (62) فَأَوْحَيْنَآ إِلٰى مُوْسٰٓى أَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ

(موسیٰؑ نے) کہا! ہرگز نہیں، بیشک میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ ضرور میری راہنمائی کرے گا (62) تو ہم نے وحی کی موسیٰؑ کی طرف یہ کہ تو مار اپنا عصا سمندر پر،

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ (63) وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ (64)

تو وہ پھٹ گیا اور ہوگیا ہر ٹکڑا ایک بڑے پہاڑ کی مانند (63) اور ہم نے قریب کردیا وہاں دوسروں کو (64)

(44): قرآن کریم میں دوسرے مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ جادوگروں کی لاٹھیاں اور رسیاں بڑی تعداد میں سانپ بن گئیں۔ جس سے جادوگر خوش ہو گئے حتیٰ کہ حضرت موسیٰؑ نے بھی دل میں خوف محسوس کیا۔

(45): جادوگروں کے سانپ تو بس حرکت کرتے ہی نظر آرہے تھے جبکہ حضرت موسیٰؑ کے عصاء نے ایک بڑے اژدہا کی شکل اختیار کرنے کے بعد سب سانپوں کو ہڑپ کرلیا۔

(47): ان جادوگروں پر جب حقیقت کھل گئی تو انہوں نے واشگاف الفاظ میں فرعون کے بجائے رب العالمین پر ایمان لانے کا اعلان کردیا۔

(49): فرعون کا سخت قسم کی سزاؤں کے اعلان سے مقصد یہ تھا کہ دیگر لوگ ڈر کر حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے کی جراءت نہ کریں۔

(50): ایمان کسی شخص کے کردار و عمل میں کتنی بڑی تبدیلی لاسکتا ہے اس کا اندازہ ان کی حالت سے لگایا جا سکتا ہے۔

(51): یہاں بہت سے واقعات چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ انکی تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (المؤمن 40:44-26)

(52): بنی اسرائیل کی اکثریت حضرت موسیٰ پر ایمان لے آئی تھی اور قوم فرعون کے کچھ لوگ بھی خفیہ طور پر حضرت موسیٰ پر ایمان لے آئے۔

(54): فرعون نے ہمیشہ سے ہی قوم کو دھوکہ میں رکھنے کی کوشش کی۔ حضرت موسیٰؑ کے معجزات دیکھتے ہی اسکو اندازہ ہوگیا تھا کہ یہ اللہ کے سچے رسول ہیں مگر سحر کا الزام لگا دیا۔ جب خود جادوگروں نے بھی رب العالمین پر ایمان لانے کا اعلان کردیا تو ان پر حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ساز باز کرنے کا الزام لگا دیا۔ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانیوالوں کی تعداد قریب قریب چھ لاکھ تک پہنچ گئی تھی مگر اپنی قوم یا فوج کو کہا کہ یہ مٹھی بھر لوگ ہیں۔

(59): معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے مصر کی حکومت بھی عطا کی۔ شاید سب بنی اسرائیل فلسطین نہ گئے ہوں بلکہ کچھ مصر میں رہ گئے ہوں اور آل فرعون کے خاتمہ کے بعد مصر پر قابض ہو گئے ہوں۔ واللہ اعلم۔

(61): پیچھے فرعون کا لشکر جرار اور آگے بحیرہ قلزم۔ بنی اسرائیل ویسے بھی غلامی میں پرورش پائے تھے لہٰذا گھبرا اٹھے کہ ہم تو مارے گئے۔

(63): یہ راستے نہ صرف کشادہ تھے بلکہ فوراً خشک بھی ہو گئے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی تعداد بارہ تھی جب کہ بنی اسرائیل بھی بارہ قبیلے تھے۔

وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ٦٥ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ٦٦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

اور ہم نے نجات دی، موسیٰؑ کو اور ان لوگوں کو، جو اس کے ساتھ تھے سبھی کو۞ پھر ہم نے غرق کردیا دوسرے گروہ کو۞ بیشک اس میں ایک نشانی ہے،

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٦٧ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ٦٨ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

ع ۴ ۱۷ ۸

مگر نہیں ہے ان (اہل مکہ) کی اکثریت ایمان لانے والی۞ اور یقیناً آپ کا رب ہی ہے، زبردست، نہایت رحم کرنے والا۞ اور تلاوت کیجئے! (سنایئے) انہیں

نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ٦٩ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ٧٠ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا

قصہ ابراہیمؑ کا۞ جب کہا انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے، کس چیز کی تم عبادت کرتے ہو؟۞ وہ کہنے لگے! کہ ہم عبادت کرتے ہیں مورتیوں کی

فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ٧١ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ٧٢ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ

اور ہمیشہ رہیں گے ان کی تعظیم کرنے والے۞ (ابراہیمؑ نے) کہا! کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم (انہیں) پکارتے ہو۞ یا وہ تمہیں نفع دیتے ہیں

اَوْ يَضُرُّوْنَ ٧٣ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ٧٤ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا

یا وہ نقصان دیتے ہیں۞ انہوں نے کہا! نہیں بلکہ پایا ہے ہم نے، اپنے آباؤاجداد کو ایسا ہی کرتے ہوئے۞ (ابراہیمؑ نے) کہا! کیا پھر تم نے دیکھا جس کی

كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ٧٥ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ٧٦ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ

تم ہو عبات کرتے۞ تم اور تمہارے وہ باپ دادا جو پہلے گزرے۞ چنانچہ وہ دشمن ہیں میرے، سوائے رب

الْعٰلَمِيْنَ ٧٧ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ٧٨ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ٧٩ وَاِذَا

العالمین کے۞ وہ جس نے مجھے پیدا کیا، پھر وہی میری رہنمائی کرتا ہے۞ اور وہی ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۞ اور جب

مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ٨٠ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ٨١ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ

میں بیمار ہوتا ہوں، تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۞ اور وہی ہے جو مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا۞ اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں، کہ وہ بخش دے گا مجھے

خَطِيْٓـــَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ٨٢ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ٨٣ وَاجْعَلْ لِّيْ

میری خطائیں جزاء کے دن۞ اے میرے رب! تو عطا کر مجھے حکمت اور مجھے ملادے صالح لوگوں کے ساتھ۞ اور باقی رکھ میرا

لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ٨٤ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ٨٥ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ

ذکرِ خیر، بعد والوں میں۞ اور بنادے تو مجھے، نعمت بھری جنت کے وارثوں میں۞ اور بخش دے تو میرے باپ کو،

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ٨٦ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ٨٧ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ

بلاشبہ وہ تھا گمراہوں میں سے۞ اور نہ تو رسوا کر مجھے، اس دن کہ وہ سب دوبارہ اٹھائے جائیں گے۞ جس دن نہیں نفع دے گا مال

وَّلَا بَنُوْنَ ٨٨ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ٨٩ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ٩٠

اور نہ بیٹے۞ مگر (اس کو) جو آیا (حاضر ہوگا) اللہ کے پاس قلب سلیم کے ساتھ۞ اور قریب کی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لئے۞

۶۶: قرآنی اشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قوم موسیٰ بحفاظت سمندر پار ہو گئے تو حضرت موسیٰ نے عصاء مار کر سمندر کو دوبارہ اصلی حالت میں لانے کو سوچا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے منع کردیا۔ اللہ تعالیٰ کے مشیت میں صرف بنی اسرائیل کو بچانا ہی نہ تھا بلکہ قوم فرعون کو غرق کرنا تھا۔

۶۹: کفار مکہ حضرت ابراہیم کو اپنا پیشوا مانتے تھے۔

۷۳: گویا معبود حقیقی میں یہ خاصیت کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ بات سن سکے۔ کوئی فائدہ پہنچا سکے اور کوئی تکلیف رفع کر سکے۔

۷۴: ہمیشہ سے آباؤاجداد کی اندھی تقلید اور بے جا عقیدت گمراہی کا بڑا سبب رہی ہے۔

۷۷: کیونکہ انکی عبادت جہنم کی راہ دکھلائے گی۔ حضرت ابراہیم نے اپنی دشمنی کا ذکر کیا تاکہ قوم چڑھ نہ جائے۔ حالانکہ ان سے کسی کو خیر نہیں مل سکتا۔

۷۸: حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کی صفات گنائیں جو کسی بھی معبود باطل میں نہیں پائی جائیں۔

۸۰: یہاں بیماری کی نسبت حضرت ابراہیمؑ نے اپنی جانب کی جو انکساری اور رب العزت کی تعظیم کی وجہ سے تھی ورنہ بیماری کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کی جا سکتی تھی۔

۸۳: اچھے لوگوں کا ماحول اور سوسائٹی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ اس کا درست اندازہ تب ہی ہوتا ہے جب کوئی نیک بخت نافرمان لوگوں میں پھنس جائے۔ برے ماحول کے اثرات سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

۸۶: یہ دعا حضرت ابراہیمؑ نے ابتداء میں مانگی تھی اور اپنا وعدہ ایفاء کرنے کیلئے مانگی بعد میں جب حضرت ابراہیمؑ پر واضح ہوگیا کہ انکا باپ اللہ کا پکا دشمن ہے تو اسکے لیے دعا مانگنی چھوڑ دی۔ فرمان الٰہی ہے: ”اور ابراہیم نے اپنے باپ کیلئے بخشش کی جو دعا کی تھی تو صرف اس لئے کہ انہوں نے اپنے باپ سے اسکا وعدہ کیا ہوا تھا۔ پھر جب ان پر واضح ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہوگئے۔ بلاشبہ ابراہیم نرم دل اور بردبار تھے“۔ (التوبہ 114:9)

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغٰوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُونِ اللّٰهِ

اور کھول دی جائے گی جہنم گمراہوں کے لئے ﴿٩١﴾ اور کہا جائے گا اُن سے! کہاں ہیں وہ، جن کی تم عبادت کرتے تھے؟ ﴿٩٢﴾ سوائے اللہ کے!

هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُنَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُودُ اِبْلِيسَ

کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں؟ یا وہ اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں ﴿٩٣﴾ پھر وہ اوندھے منہ ڈالے جا، سب اس (جہنم) میں، وہ بھی اور سب گمراہ بھی ﴿٩٤﴾ اور ابلیس کا لشکر

اَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾

بھی سب کے سب ﴿٩٥﴾ وہ کہیں گے جبکہ وہ اس میں جھگڑتے ہوں گے ﴿٩٦﴾ اللہ کی قسم یقیناً تھے ہم کھلی گمراہی میں ﴿٩٧﴾

اِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا اَضَلَّنَا اِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾

جب کہ ہم تمہیں برابر ٹھہراتے تھے، رب العالمین کے ساتھ ﴿٩٨﴾ اور نہیں گمراہ کیا تھا ہمیں، مگر ان مجرموں ہی نے ﴿٩٩﴾ چنانچہ نہیں ہے ہمارے لئے کوئی بھی سفارشی ﴿١٠٠﴾

وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِي ذٰلِكَ

اور نہ کوئی دوست مخلص ﴿١٠١﴾ پھر کاش! کہ ہوتا ہمارے لئے لوٹنے کا ایک موقع، تو ہوجاتے ہم مومن ﴿١٠٢﴾ بیشک اس میں

ع ٥ ٢٦ ٩ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ

ایک نشانی ہے، مگر نہیں ہیں ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے ﴿١٠٣﴾ اور بیشک آپ کا رب ہی ہے زبردست، نہایت رحم کرنے والا ﴿١٠٤﴾ جھٹلایا

قَوْمُ نُوحِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوهُمْ نُوحٌ اَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ اِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ

قوم نوحؑ نے، رسولوں کو ﴿١٠٥﴾ جب کہا تھا ان سے ان کے بھائی نوحؑ نے! کیا نہیں ڈرتے ہوتم (اللہ سے) ﴿١٠٦﴾ یقیناً میں ہوں تمہارے لئے رسول،

اَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا

امانت دار ﴿١٠٧﴾ سو ڈرو اللہ سے اور میری اطاعت کرو ﴿١٠٨﴾ اور نہیں مانگتا ہوں میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجر، نہیں ہے میرا اجر، مگر

عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾ قَالُوا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

رب العالمین کے ذمہ ﴿١٠٩﴾ سو ڈرو اللہ سے اور میری اطاعت کرو ﴿١١٠﴾ وہ کہنے لگے، کیا ہم ایمان لے آئیں تم پر، جبکہ پیروی کررہے ہیں تمہاری

الْاَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّي لَوْ

رذیل ترین لوگ ﴿١١١﴾ (نوحؑ نے) کہا! اور مجھے کیا علم اس کا، جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ﴿١١٢﴾ نہیں ہے ان کا حساب، مگر میرے رب کے ذمہ، کاش کہ

تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَا اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوا لَئِنْ

تم کچھ شعور رکھتے ﴿١١٣﴾ اور نہیں ہوں میں دور کرنے والا ایمان والوں کو ﴿١١٤﴾ نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا واضح طور سے ﴿١١٥﴾ انہوں نے کہا! اگر

النصف لَمْ تَنْتَهِ يٰنُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾

نہ باز آئے تم اس سے، اے نوحؑ تو ہوکر رہو گے، تم سنگسار کئے ہوئے لوگوں میں سے ﴿١١٦﴾ (نوحؑ نے) کہا! اے میرے رب! بیشک میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے ﴿١١٧﴾

﴿٩١﴾: جنتی جنت میں داخل ہونے سے پہلے جنت کے دلکش مناظر دیکھ کر مسرور ہوں گے اور جہنم بھی اپنی تمام ہولناکیوں سمیت اہل جہنم کے سامنے لائی جائے گی۔ انہیں دیکھ کر وہ اور بھی چنگھاڑنے لگے گی۔

﴿٩٤﴾: لکڑی، پتھر وغیرہ کے معبود جہنم میں پھینکے جائیں گے تو وہ جہنم کی آگ کو مزید بھڑکائیں گے اور مجرموں کیلئے حسرت کا باعث ہوں گے۔ جاندار معبود اسی صورت میں جہنم میں پھینکے جائیں گے جب کہ وہ اپنی عبادت ہونے سے خوش ہوتے ہوں۔ رہے انبیاء، صلحاء جنہوں نے اپنی زندگیاں شرک کے خلاف وقف کر رکھی تھیں اور بعد میں لوگوں نے غلو کر کے انہیں معبود کا درجہ دے دیا تو وہ ہرگز جہنم میں نہ جائیں گے۔

● معبودان باطل کو بھی جہنم میں مشرکین کے ساتھ ڈال دیا جائے گا۔

﴿٩٥﴾: مشرکین انکے جھوٹے معبود اور شیطانوں کو ایک دوسرے کے اوپر پھینک دیا جائے گا۔

﴿١٠٥﴾: جمع کا صیغہ اسلئے استعمال کیا گیا ہے کہ ایک رسول کو جھٹلانا سب رسولوں کو جھٹلانا ہے۔

﴿١٠٦﴾: بھائی اس معنی میں کہ وہ ان ہی کے کنبہ قبیلہ کے ہی ایک فرد تھے۔

﴿١٠٧﴾: اور یہ تم جانتے ہو۔ پھر بھلا میں اللہ تعالیٰ پر کیسے جھوٹ باندھوں گا؟

﴿١٠٩﴾: تمام انبیاء اپنی دعوت کے بدلے میں لوگوں سے کسی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتے یہ بذات خود انکی سچائی کی ایک دلیل ہوتی ہے۔

﴿١١١﴾: انبیاء کے سب سے بڑے دشمن چوہدری اور امیر کبیر قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں اسکی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ انہیں نبی کی دعوت کی سمجھ نہیں آتی بلکہ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ نبی کی اطاعت کرنے کی صورت میں ان کا اقتدار ختم ہوتا نظر آتا ہے۔ دوسری جانب معاشرے کے مظلوم، فقیر اور کمتر قسم کے لوگ حق کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں کیونکہ انہیں اس میں نجات کی راہ نظر آتی ہے۔ ایسی صورت میں اشراف قوم کو دوسری تکلیف یہ لاحق ہوتی ہے کہ نبی کی بات مان لینے کی صورت میں ہمیں اپنے سے کمزور لوگوں کی صفوں میں شامل ہونا پڑے گا۔ مکہ میں چونکہ بالکل یہی حالات تھے لہٰذا قوم نوح کے اس اعتراض کا ذکر فرمایا۔

﴿١١٢﴾: تم نے جو رزالت کا الزام عائد کیا ہے اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

﴿١١٦﴾: اسکا دوسرا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کو لعنت ملامت ہوتی رہے گی۔

فَافۡتَحۡ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَهُمۡ فَتۡحًا وَّنَجِّنِىۡ وَمَنۡ مَّعِىَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَمَنۡ

سوفیصلہ فرمادے تو میرے اوران کے درمیان (قطعی) فیصلہ اورنجات دے مجھے اوران لوگوں کو، جو میرے ساتھ ہیں، ایمان والوں میں سے ﴿١١٨﴾ تو ہم نے نجات دی اسے اوران لوگوں کو جو

مَّعَهٗ فِى الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا بَعۡدُ الۡبٰقِيۡنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ

اس کے ساتھ تھے، اس کشتی میں جو بھری ہوئی تھی ﴿١١٩﴾ پھر ہم نے غرق کردیا اس کے بعد باقی لوگوں کو ﴿١٢٠﴾ بیشک اس میں ایک نشانی ہے اورنہیں تھے ان میں سے

ع ٦ ١٨ ١٠

اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿١٢١﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتۡ عَادُ ۨالۡمُرۡسَلِيۡنَ ۖ ﴿١٢٣﴾

اکثر ایمان لانے والے ﴿١٢١﴾ اور بیشک آپ کا رب وہ ہے زبردست، نہایت رحم کرنے والا ﴿١٢٢﴾ جھٹلایا (قوم) عاد نے رسولوں کو ﴿١٢٣﴾

اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ هُوۡدٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ۚ ﴿١٢٤﴾ اِنِّىۡ لَـكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌ ۙ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

جب کہا ان سے، ان کے بھائی ہودؑ نے، کیا نہیں ڈرتے ہوتم (اللہ سے) ﴿١٢٤﴾ بیشک میں ہوں تمہارے لئے رسول امانت دار ﴿١٢٥﴾ تو اللہ سے ڈرو

وَاَطِيۡعُوۡنِ ۚ ﴿١٢٦﴾ وَمَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ؕ ﴿١٢٧﴾

اور میری اطاعت کرو ﴿١٢٦﴾ اور نہیں مانگتا میں تم سے اس کام پر کوئی اجر، نہیں ہے میرا اجر، مگر رب العالمین کے ذمہ ﴿١٢٧﴾

اَتَبۡنُوۡنَ بِكُلِّ رِيۡعٍ اٰيَةً تَعۡبَثُوۡنَ ۙ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمۡ تَخۡلُدُوۡنَ ۚ ﴿١٢٩﴾ وَاِذَا

کیا تم بناتے ہو ہر اونچی جگہ پر ایک نشانی (عمارت) بے فائدہ ﴿١٢٨﴾ اور تم بناتے ہو، مضبوط عمارتیں، گویا کہ تم ہمیشہ رہوگے ﴿١٢٩﴾ اور جب

بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِيۡنَ ۚ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ ۚ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِىۡۤ اَمَدَّكُمۡ

تم پکڑتے ہو، تو پکڑتے ہو سرکشوں کی طرح (جبارین بن کر) ﴿١٣٠﴾ سو ڈرو اللہ سے اور میری اطاعت کرو ﴿١٣١﴾ اور ڈرو، اس سے جس نے تمہیں بڑھایا

بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ ۚ ﴿١٣٢﴾ اَمَدَّكُمۡ بِاَنۡعَامٍ وَّبَنِيۡنَ ۙ ۚ ﴿١٣٣﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ۚ ﴿١٣٤﴾ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ

ان چیزوں کے ساتھ جوتم جانتے ہو ﴿١٣٢﴾ اس نے تمہیں بڑھایا جانور اور بیٹیوں سے ﴿١٣٣﴾ اور باغات اور چشموں سے ﴿١٣٤﴾ بیشک میں ڈرتا ہوں تمہارے بارے میں،

عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ؕ ﴿١٣٥﴾ قَالُوۡا سَوَآءٌ عَلَيۡنَاۤ اَوَعَظۡتَ اَمۡ لَمۡ تَكُنۡ مِّنَ الۡوٰعِظِيۡنَ ۙ ﴿١٣٦﴾

ایک بڑے دن کے عذاب سے ﴿١٣٥﴾ انہوں نے کہا! برابر ہے ہمارے لئے، خواہ نصیحت کرو تم یا نصیحت کرنے والوں میں سے نہ ہو ﴿١٣٦﴾

اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۙ ﴿١٣٧﴾ وَمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِيۡنَ ۚ ﴿١٣٨﴾ فَكَذَّبُوۡهُ فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ ؕ اِنَّ

نہیں ہیں یہ باتیں مگر عادت پہلے لوگوں کی ﴿١٣٧﴾ اورنہیں ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے ﴿١٣٨﴾ پھر جھٹلادیا انہوں نے اس (ھودؑ) کو پھر ہلاک کردیا ہم نے انہیں، بیشک

ع ٧ ١٨ ١١

فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿١٣٩﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿١٤٠﴾

اس میں ایک نشانی ہے، مگر نہیں ہیں ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے ﴿١٣٩﴾ اور بیشک آپ کا رب ہی ہے زبردست، نہایت رحم کرنے والا ﴿١٤٠﴾

كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۖ ﴿١٤١﴾ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ۚ ﴿١٤٢﴾

جھٹلایا ثمود نے رسولوں کو ﴿١٤١﴾ جب کہا ان سے ان کے بھائی صالح نے! کیا نہیں ڈرتے ہوتم (اللہ سے) ﴿١٤٢﴾

﴿١١٨﴾: حضرت نوحؑ جب مایوس ہو گئے کہ اب مزید کوئی شخص ایمان لانیوالا نہیں تو یہ دعا مانگی۔ دیکھیں (نوح 27:71)

﴿١٢٠﴾: زمین نے پانی اگلنا شروع کردیا اورآسمان نے برسنا شروع کردیا۔ اتنا سیلاب آیا کہ پہاڑ پانی میں ڈوب گئے۔
تفصیل کے لئے دیکھیں (ھود 11:49-28)

﴿١٢٣﴾: انہیں عاد اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ قوم نوح کے بعد انہوں نے ہی ناموری حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی عمریں لمبا قد اور قوی جسم عطا کئے ہوئے تھے۔

﴿١٢٨﴾: ریع کی جمع ریعۃ ہے جس کے معنیٰ اونچی جگہ نما ٹیلہ ہے۔ بلند و بالا یادگار اور بے مقصد عمارتیں تعمیر کرنا اس قوم کا مشغلہ تھا۔ اپنی رہائش کی عمارات بھی قلعہ نما تعمیر کرتے۔ آثار قدیمہ کے ایک ماہر محمد سمیر عطا نے دعویٰ کیا ہے کہ اہرامات (عمارت) مصر فراعنہ نے نہیں تعمیر کئے بلکہ یہ قوم عاد نے تعمیر کئے تھے۔ یہ اہرام انہوں نے محض تفاخر کیلئے تعمیر کئے تھے۔ قرآن نے اس قوم کو ''ارم ذات العماد'' کے نام سے یاد کیا ہے۔ گویا یہ ''ارم'' ہی ''ہرم'' ہے۔ یہ اہرامات جب دریافت ہوئے تو اس وقت ان پر ریت کی دبیز تہہ چڑھی ہوئی تھی۔ آثار قدیمہ کے اس ماہر کے مطابق یہ وہی ریت تھی جس کے ذریعے اس قوم کو عذاب الٰہی سے دوچار کیا گیا تھا۔

﴿١٣٠﴾: مالی اسودگی، بلند و بالا پختہ عمارات، لمبی عمریں، لمبے قد، مضبوط جسم ان سب نعمتوں نے انہیں متکبر بنادیا تھا۔ اپنی قوم کے کمزوروں پر بھی ظلم کرتے ارد گرد کی بستیوں پر بھی۔

﴿١٣٦﴾: یہ باتیں زندگی موت کی تو شروع ہی سے ہوتی آئی ہیں۔ مرکر جی اٹھنے کی باتیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ اس سے ہمیں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے باپ دادا کا طریقہ ہے۔ دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہے کہ ہم تمہاری بات نہیں مان سکتے۔

﴿١٣٩﴾: جب عاد پر حجت تمام ہوگئی تو ان پر سخت تیز آندھی سے عذاب آیا جو آٹھ دن اور سات راتیں مسلسل چلتی رہی۔ عذاب سے قبل ہی حضرت ہود حکم الٰہی سے اس علاقہ سے ہجرت کر گئے تھے۔

﴿١٤١﴾: ثمود کو عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ عاد کی تباہی کے بعد یہی قوم ابھری۔ انکا علاقہ الحجر مدینہ اور تبوک کے درمیان واقع ہے۔ اسکی لمبائی تین چار سو کلومیٹر اور چوڑائی سو کلومیٹر کے قریب ہے۔ ان کے اوصاف بھی عاد جیسے ہی تھے۔ انہی جیسے لمبے قد، مضبوط جسم، سب سے عجیب بات یہ ہے کہ پہاڑوں کو تراش تراش کر ایسے آرام دہ اور خوبصورت گھر بناتے کہ آج کل کے انجینئر جدید ٹیکنالوجی کے باوجود ایسے گھر نہ بنا سکیں۔ ان کے بنائے ہوئے کئی گھر اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

﴿١٤٢﴾: ان کا شجرہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ صالح بن عبید بن آصف بن ماشخ بن عبید بن یاور بن ثمود۔
نبی اپنی قوم کا فرد ہوتا ہے اور وہ انہی کی جنس سے ہوتا ہے۔ نہ فرشتہ ہوتا ہے اور نہ جن ہوتا ہے اور نہ ہی اللہ کا نور ہوتا ہے۔

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ (١٤٣) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ (١٤٤) وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ

بیشک میں ہوں تمہارے لئے رسول، امانت دار(١٤٣) سو ڈرو اللہ سے اور میری اطاعت کرو(١٤٤) اور نہیں مانگتا ہوں میں تم سے اس پر کوئی اجر،

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (١٤٥) اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِیْنَ (١٤٦) فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ (١٤٧)

نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ہی ذمہ(١٤٥) کیا تم چھوڑ دئے جاؤگے، ان سب (نعمتوں) میں جو یہاں ہیں امن سے(١٤٦) یعنی باغات میں اور چشموں میں(١٤٧)

وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ (١٤٨) وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ (١٤٩) فَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کے خوشے نرم و نازک ہیں(١٤٨) اور تم تراشتے ہو پہاڑوں سے گھر، فخر کرتے ہوئے(١٤٩) سو ڈرو اللہ سے

وَاَطِیْعُوْنِ (١٥٠) وَلَا تُطِیْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ (١٥١) الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا

اور میری اطاعت کرو(١٥٠) اور نہ تم اطاعت کرو، حد سے بڑھنے والوں کے حکم کی(١٥١) وہ جو فساد کرتے ہیں زمین میں اور نہیں

یُصْلِحُوْنَ (١٥٢) قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ (١٥٣) مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰیَةٍ

وہ اصلاح کرتے(١٥٢) انہوں نے کہا یقیناً تو سحرزدہ لوگوں میں سے ہے(١٥٣) نہیں ہو تم (کچھ اور) مگر ایک بشر ہم جیسے، سولاؤ کوئی نشانی (معجزہ)

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (١٥٤) قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (١٥٥)

اگر تم ہو سچوں میں سے(١٥٤) (صالح نے) کہا! یہ ہے ایک اونٹنی (معجزہ) اس کے لئے ہے باری پینے کی اور تمہارے لئے بھی باری ہے پینے کی ایک مقرر دن میں(١٥٥)

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (١٥٦) فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ (١٥٧)

اور مت چھونا اسے برُے ارادے سے، ورنہ تمہیں آ پکڑے گا عذاب ایک بہت بڑے دن کا(١٥٦) پھر انہوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں، تو وہ ہو گئے پچھتانے والے(١٥٧)

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (١٥٨) وَاِنَّ رَبَّكَ

پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے، یقیناً اس میں ایک نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر ایمان لانے والے(١٥٨) اور بیشک آپ کا رب

لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ (١٥٩) كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ الْمُرْسَلِیْنَ (١٦٠) اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ

ع ٨ ١٩ ١٢

ہی ہے زبردست، نہایت رحم والا(١٥٩) جھٹلایا قوم لوطؑ نے رسولوں کو(١٦٠) جب کہا! ان سے ان کے بھائی لوطؑ نے!

اَلَا تَتَّقُوْنَ (١٦١) اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ (١٦٢) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ (١٦٣) وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ

کیا نہیں ڈرتے ہو تم (اللہ سے)(١٦١) بیشک میں ہوں تمہارے لئے رسول امین(١٦٢) سو ڈرو اللہ سے اور میری اطاعت کرو(١٦٣) اور نہیں طلب کرتا ہوں تم سے

عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (١٦٤) اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ (١٦٥)

اس پر کوئی اجر، نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمہ(١٦٤) کیا تم آتے ہو (جنسی تسکین کے لئے) مردوں کے پاس، اہل عالم میں سے (تمہی ایسے ہو)(١٦٥)

وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ (١٦٦)

اور چھوڑ دیتے ہو اسے جو پیدا کیا ہے تمہارے لئے تمہارے رب نے، تمہاری بیویوں میں سے، بلکہ تم لوگ ہو حد سے بڑھنے والے(١٦٦)

(١٥٣): آیت نمبر ١١١ کے تحت وضاحت کی جا چکی ہے چوہدری قسم کے لوگ ہمیشہ ہی انبیاء کے دشمن ہوتے ہیں۔ کمزور مظلوم اور غریب طبقہ پہلے انبیاء پر ایمان لاتا ہے۔ چنانچہ حضرت صالحؑ نے انہیں ان حد سے بڑھنے والوں کی اطاعت سے روکا۔

(١٥٤): تقریباً ہر نبی پر اعتراض کیا گیا ہے کہ تم تو ہمارے ہی جیسے بشر ہو پھر تمہارے اندر نبوت کہاں سے سما گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی یہ اعتراض کیا جا رہا تھا، حقیقت میں یہ اعتراض نہیں بلکہ کٹ حجتی اور دعوت حق سے منہ موڑنے کیلئے بہانہ ہے۔ نبی کے ہمعصر (مخالفین) یہ کہتے ہیں کہ یہ تو بشر ہے پھر نبی کیسے ہوسکتا ہے؟ کیونکہ وہ انہیں کے درمیان پلا بڑا ہوتا ہے اسکی بشریت سے تو انکار نہیں کر سکتے۔ مگر نبوت کا انکار کر دیتے ہیں۔ بعد والے نبوت کا انکار تو نہیں کرتے کیونکہ اس طرح اسلام سے تعلق توڑنے کا اعلان کرنا پڑتا ہے مگر انبیاء کی بشریت سے انکار کر دیتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہے کہ ہم نبی کی اطاعت نہیں کر سکتے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (الانعام 9:10:6)

(١٥٥): قوم نے کہا کہ نشانی کے طور پر سامنے والے پہاڑ سے اونٹنی برآمد ہونی چاہئے اور وہ ہمارے سامنے بچہ جنے۔

● اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کی دعا کے نتیجہ میں مطلوبہ معجزہ دکھلا دیا۔ مگر یہ اونٹنی ان کیلئے وبال بن گئی۔ بہت بڑے ڈیل ڈول کی مالک یہ اونٹنی ایک یوم پانی پیتی اور دوسرے یوم دیگر تمام جانور اور پانی کی قلت عرب میں ہمیشہ ہی سے رہی ہے۔

(١٥٨): اس قوم پر شدید زلزلے کا عذاب آیا جس نے پہاڑ تک ہلا دیے اور ان کے کئی مکانات جو پہاڑ تراش کر بنائے گئے تھے زمین بوس ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ تیز قسم کی آواز نے ان کو ہلاک کر چھوڑا۔

(١٦٠): حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کی قوم میں سے صرف یہی ان پر ایمان لائے۔ انکے ساتھ ہجرت کی۔ انہیں بھی نبوت عطا ہوئی تو حضرت ابراہیمؑ نے انہیں سدوم اور عموریہ کی بستیوں کی طرف دعوت و تبلیغ کیلئے بھیجا۔

(١٦٦): جانوروں میں سے بھی کبھی کوئی نر جانور اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کیلئے نر کو استعمال نہیں کرتا۔ تم تو جانوروں سے بھی گئے گزرے ہو۔

قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُم مِّنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾

انہوں نے کہا! اگر نہ باز آئے تم اے لوطؑ! تو یقیناً تو لازماً نکال دیے جاؤ گے (بستی سے)﴿١٦٧﴾ (لوطؑ نے) کہا! بیشک میں تمہارے (اس) عمل کو ناپسند کرنے والوں میں ہوں﴿١٦٨﴾

رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾

اے میرے رب نجات دے مجھے، اور میرے گھر والوں کو اس (بدکاری) سے جو وہ کرتے ہیں﴿١٦٩﴾ سو ہم نے نجات دی اسے اور اس کے گھر والوں کو سب کو﴿١٧٠﴾ سوائے ایک بڑھیا کے، جو تھی پیچھے رہ جانے والوں میں سے﴿١٧١﴾

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ

پھر ہلاک کردیا ہم نے باقی لوگوں کو﴿١٧٢﴾ اور برسائی ہم نے ان پر ایک بارش (پتھر کی) سو بہت ہی بری بارش تھی جو برسی ان ڈرائے جانے والوں پر﴿١٧٣﴾ بیشک

فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ ع ۶ ۱۶ ۱۳

اس میں ایک نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں اکثر ایمان لانے والے﴿١٧٤﴾ اور بے شک آپ کا رب ہی ہے زبردست، نہایت رحم کرنے والا﴿١٧٥﴾

كَذَّبَ أَصْحَابُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي لَكُمْ

جھٹلایا اصحاب الأیکہ نے رسولوں کو﴿١٧٦﴾ جب کہا ان سے شعیبؑ نے! کیا نہیں تم ڈرتے (اللہ سے)﴿١٧٧﴾ بیشک میں ہوں تمہارے لئے

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ

رسول امین﴿١٧٨﴾ سو ڈرو اللہ سے اور میری اطاعت کرو﴿١٧٩﴾ اور نہیں میں تم سے مانگتا اس (تبلیغ) پر کوئی اجر، نہیں ہے میرا اجر

إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا

مگر رب العالمین کے ذمہ﴿١٨٠﴾ پوری کیا کرو، پیمائش اور نہ بنو (دوسروں کو) نقصان پہنچانے والے﴿١٨١﴾ اور تم تولو

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ

سیدھی ترازو کے ساتھ﴿١٨٢﴾ اور نہ تم کم دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت پھرا کرو زمین میں

مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ

فساد کرتے ہوئے﴿١٨٣﴾ اور ڈرو اس ذات سے جس نے پیدا کیا ہے تمہیں اور پہلی مخلوق کو﴿١٨٤﴾ انہوں نے کہا! یقیناً تم

مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿١٨٦﴾ فَأَسْقِطْ

سحرزدہ لوگوں میں سے ہو﴿١٨٥﴾ اور نہیں ہو تم مگر ایک بشر ہم جیسے ہی اور یقیناً ہم تم کو گمان کرتے ہیں جھوٹوں میں سے﴿١٨٦﴾ اچھا تو گراؤ

عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨٨﴾

ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر ہو تم سچے﴿١٨٧﴾ (شعیبؑ نے) کہا! میرا رب خوب جانتا ہے اس کو جو تم کرتے ہو﴿١٨٨﴾

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٨٩﴾

سو جھٹلایا انہوں نے اسے! تو پکڑ لیا ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے، بیشک وہ تھا عذاب ایک بڑے دن کا﴿١٨٩﴾

﴿١٦٧﴾: مہمانوں کو پناہ دینا۔ وعظ و نصیحت کرنا۔

﴿١٧١﴾: کیونکہ وہ بھی مجرموں کی ساتھی تھی چنانچہ وہ حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ نہ نکل سکی۔

﴿١٧٣﴾: ان کی بستی اکھاڑ کر اوپر سے نیچے پٹخ دیا گیا اور ان پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ غالباً اسی وجہ سے ان کی بستی سطح سمندر سے بہت ہی نیچے ہوگئی اور وہاں بحیرہ مردار بن گیا۔

● لواطت انتہائی قبیح فعل ہے۔ بعض آئمہ کے مطابق اس کی سزا زنا کی سزا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ انہیں رجم کردیا جائے۔

● حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف ہرگز (نظر رحمت سے) نہ دیکھے گا جو کسی مرد سے یا اپنی عورت سے اس فعل کا ارتکاب کرے۔'' (ترمذی)

﴿١٧٦﴾: ایکہ گھنے درخت کو کہا جاتا ہے۔ جنگل کو بھی ایکہ کہا جاتا ہے۔ اصحاب الایکہ اور اصحاب مدین دونوں ایک ہی بستی ہیں یا قرب و جوار میں دو بستیاں ہیں اور دونوں کی طرف حضرت شعیبؑ مبعوث ہوئے۔

حضرت شعیبؑ کی قوم دو بڑی تجارتی شاہراہوں یعنی یمن تا شام اور عراق تا مصر کے تقاطع پر آباد تھی۔ انکی اس جغرافیائی حیثیت کی وجہ سے انہوں نے تجارت میں کافی ترقی کی اور شدید قسم کی تجارتی بد عنوانیوں میں ملوث ہوگئے۔

﴿١٨٧﴾: کفار مکہ نے بھی اس قسم کا عذاب لانے کا مطالبہ کیا تھا۔ ''یا آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرادیں جیسے آپ کا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے آئیں۔'' (بنی اسرائیل 92:17)

﴿١٨٨﴾: وہ تمہارے سارے کرتوت براہ راست دیکھ رہا ہے۔ اور جب عذاب کا وقت آجائے گا تو پھر وہ ٹلنے والا نہیں ہے اور عذاب لانا میرا کام تو نہیں ہے۔

﴿١٨٩﴾: تفسیری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر سخت گھنا بادل چھا گیا اور اس میں سے آگ کے شعلے برسنے شروع ہوگئے اور یہ قوم بھی ہمیشہ کیلئے موت کی نیند سلادی گئی۔

ع ١٠/١٦/١٤

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾

بیشک اس میں ایک نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے﴿١٩٠﴾ اور یقیناً آپ کا رب ہی ہے، زبردست، نہایت رحم کرنے والا﴿١٩١﴾

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ

اور یقیناً یہ (قرآن) نازل کردہ ہے رب العالمین ہی کا﴿١٩٢﴾ اترے ہیں اسے لے کر روح الامین (جبرئیلؑ)﴿١٩٣﴾ (یہ قرآن اترا) آپ کے دل پر، تاکہ آپ ہوں

مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُن

ڈرانے والوں میں سے﴿١٩٤﴾ (یہ قرآن ہے) عربی زبان میں، جو بالکل صاف اور واضح ہے﴿١٩٥﴾ اور یقیناً وہ پہلی کتابوں میں بھی (موجود) ہے﴿١٩٦﴾ کیا نہیں ہے

لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾

ان کے لئے یہ کوئی دلیل کہ جانتے ہیں اسے علماء بنی اسرائیل کے﴿١٩٧﴾ اور اگر ہم اس (قرآن) کو نازل کردیتے کسی عجمی پر﴿١٩٨﴾

فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾

پھر وہ اسے پڑھتا ان پر، تو نہ ہوتے وہ اس پر ایمان لانے والے﴿١٩٩﴾ اسی طرح ڈال دیتے ہیں ہم اس (انکار) کو دلوں میں مجرموں کے﴿٢٠٠﴾

لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٠٢﴾

نہیں یہ ایمان لائیں گے اس پر! یہاں تک کہ وہ دیکھ لیں دردناک عذاب﴿٢٠١﴾ تو وہ (عذاب) ان کے پاس آجائے گا اچانک ہی، اس طرح کہ انہیں شعور بھی نہ ہو﴿٢٠٢﴾

فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ﴿٢٠٣﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٢٠٤﴾ أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ

پھر وہ کہیں گے! کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے﴿٢٠٣﴾ تو کیا ہمارے عذاب کے لئے وہ جلدی مچارہے ہیں﴿٢٠٤﴾ کیا آپ نے دیکھا! کہ اگر ہم ان کو فائدہ دیں

سِنِينَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَاءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٢٠٦﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ﴿٢٠٧﴾

کئی سال تک﴿٢٠٥﴾ پھر آجائے گا، ان پر وہ (عذاب) جس کا انہیں وعدہ کیا جارہا تھا﴿٢٠٦﴾ (تو) نہیں کفایت کرے گی ان کے لئے وہ سامانِ عیش جو انہیں ملا تھا﴿٢٠٧﴾

مع ٩ — عند المتقدمين ١٢

وَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا

اور نہیں ہم نے ہلاک کی کوئی بستی، مگر اس کے لئے (بھیجے گئے) تھے ڈرانے والے﴿٢٠٨﴾ یاد دہانی کے لئے اور نہیں ہیں ہم ظلم کرنے والے﴿٢٠٩﴾ اور نہیں

تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٢١١﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ

لے کر اترتے اسے شیاطین (قرآن کو)﴿٢١٠﴾ اور نہیں لائق ان کے اور نہ وہ اس کی استطاعت ہی رکھتے﴿٢١١﴾ بیشک وہ تو اس کے سننے سے بھی

لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿٢١٣﴾ وَأَنذِرْ

معزول کئے جاچکے ہیں﴿٢١٢﴾ سو (اے نبیؐ) نہ پکاریں آپ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو، ورنہ ہوجائیں گے آپ بھی ان لوگوں میں سے جو عذاب دئے گئے﴿٢١٣﴾ اور آپ ڈرائیں

عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾

اپنے قبیلے یعنی اپنے قریبی لوگوں کو﴿٢١٤﴾ اور تواضع سے پیش آئیں ان لوگوں کے ساتھ جو پیروی کریں آپ کی، ایمان لانے والوں میں سے﴿٢١٥﴾

﴿١٩٣﴾: وحی کی تین صورتیں قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ جن میں سے ایک صورت وحی جلی کی ہے۔ یہ وحی کی سب سے معروف شکل ہے۔ قرآن کریم مکمل وحی جلی کی صورت میں ہی نازل ہوا ہے۔ اسکا مطلب یہ بھی نہیں کہ سبھی وحی جلی قرآن کریم میں محصور ہے بلکہ کئی احادیث میں بھی وحی جلی مذکور ہے۔ وحی کی اس صورت میں نبی کا رشتہ عالم دنیا سے کٹ کر عالم بالا سے جڑ جاتا ہے۔ وحی جلی کے نزول کے دوران نبی کی ظاہری حواس کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

● حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی تو ایسے آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار اور یہ وحی مجھ پر سخت گراں گزرتی ہے۔ جب فرشتے کا کہا مجھے یاد ہوجاتا ہے تو یہ موقوف ہوجاتی ہے اور کبھی فرشتہ انسانی صورت میں میرے پاس آتا ہے مجھ سے بات کرتا ہے۔ میں اسکا کہا ہوا یاد کرلیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی حال میں دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی نازل ہوتی اور پھر موقوف ہوجاتی اور آپ کی پیشانی سے پسینہ نکلتا۔'' (بخاری)

﴿١٩٦﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت یا قرآن کے بارے میں پیشین گوئیاں گزشتہ الہامی کتابوں میں موجود ہیں یا قرآن کے بنیادی مضامین تو پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہیں۔

﴿١٩٧﴾: اپنی پیشین گوئیوں کی وجہ سے علماء بنی اسرائیل آپکو پہچانتے تھے اور ان میں سے سلیم الفطرت لوگوں نے اسلام قبول بھی کرلیا اور کئی دیگر علماء نے دنیاوی مفادات کے تحت اسلام کو قبول نہ کیا مگر اپنی نجی محفلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا اقرار کرتے تھے۔

﴿٢٠٣﴾: اب عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں جب عذاب دیکھ لیں تو مہلت کا مطالبہ کریں گے۔ اب مہلت موجود ہے تو اس سے استفادہ نہیں کرتے تو دوبارہ کیسے استفادہ کرلیں گے؟

﴿٢١٢﴾: شیطانوں کو اس بابرکت کلام کے سننے کا موقع بھی نہیں دیا جاتا نہ کہ انہیں کسی دخل اندازی کا موقع ہو۔ دیکھیں (الجن 72-4)

﴿٢١٤﴾: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ کھڑے ہوکر فرمانے لگے۔ اے قریش کے لوگو (یا کچھ ایسا ہی کلمہ کہا) تم اپنی اپنی جانیں بچالو۔ میں اللہ کے سامنے کسی کے کام نہ آسکوں گا۔ اے بنو عبد مناف میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔ اے میری پھوپھی صفیہ میں اللہ کے سامنے تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ میرے مال سے جو چاہو مانگ لو لیکن اللہ کے سامنے میں تمہارے کسی کام نہ آؤں گا۔'' (بخاری)

فَاِنۡ عَصَوۡكَ فَقُلۡ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلۡ عَلَى الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِىۡ

پھر اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ کہہ دیجئے بلاشبہ میں بری ہوں اس سے جو تم عمل کرتے ہو ﴿۲۱۶﴾ اور توکل کیجئے اس ذات پر! جو زبردست، نہایت رحم کرنے والا ہے ﴿۲۱۷﴾ وہ جو

يَرٰٮكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيۡنَ ﴿٢١٩﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ

آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں (نماز میں تنہا) ﴿۲۱۸﴾ اور آپ کی نقل و حرکت کو بھی سجدہ کرنے والوں میں ﴿۲۱۹﴾ بیشک وہی ہے، ہر بات کا سننے والا اور جاننے والا ﴿۲۲۰﴾ کیا میں تمہیں خبر دوں کہ

عَلٰى مَنۡ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيۡنُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلۡقُوۡنَ السَّمۡعَ وَاَكۡثَرُهُمۡ

کس پر اُترا کرتے ہیں شیطان ﴿۲۲۱﴾ وہ اترتے ہیں ہر جھوٹ گڑھنے والوں پر، گنہگار پر ﴿۲۲۲﴾ اور وہ لگاتے ہیں (اپنے) کان (شیطانوں کی طرف) اور ان کے اکثر

كٰذِبُوۡنَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الۡغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّهُمۡ فِىۡ كُلِّ وَادٍ يَّهِيۡمُوۡنَ ﴿٢٢٥﴾ وَاَنَّهُمۡ

جھوٹے ہیں ﴿۲۲۳﴾ اور رہے شعراء تو چلا کرتے ہیں ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ ﴿۲۲۴﴾ کیا نہیں، آپ نے دیکھا کہ وہ (خیال کی) ہر وادی میں بھٹکتے ہیں ﴿۲۲۵﴾ اور بلاشبہ وہ

يَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿٢٢٦﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا

کہتے ہیں! ایسی بات جو نہیں وہ خود کرتے ﴿۲۲۶﴾ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور کئے انہوں نے نیک عمل اور ذکر کیا اللہ کا کثرت سے

ع ۱۱ ۳۶ ۱۵

وَّانۡتَصَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا ‌ؕ وَسَيَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَىَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿٢٢٧﴾

اور بدلہ لیا انہوں نے اس کے بعد کہ زیادتی کی گئی تھی ان پر، تو عنقریب وہ جان لیں گے ان لوگوں کو، جنہوں نے زیادتی کی، کہ کون سی (خوف ناک) جگہ وہ لوٹیں گے۔ (یعنی انجام سے دوچار ہونگے) ﴿۲۲۷﴾

اٰیاتها ۹۳ | (۲۷) سُوۡرَةُ النَّمۡلِ مَكِّيَّةٌ (۴۸) | رکوعاتها ۷

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓ‌ قف تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيۡنٍ ﴿١﴾ هُدًى وَّبُشۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿٢﴾

طا۔ سین۔ یہ آیات ہیں قرآن کی اور واضح کتاب کی ﴿۱﴾ ہدایت اور بشارت ہے ان مومنوں کے لئے ﴿۲﴾

الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ﴿٣﴾

جو قائم کرتے ہیں نماز اور ادا کرتے ہیں زکوٰۃ اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں ﴿۳﴾

اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمۡ اَعۡمَالَهُمۡ فَهُمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿٤﴾

بیشک وہ لوگ جو نہیں ایمان رکھتے آخرت پر، ہم نے مزین کردیا ہے، ان کے لئے ان کے اعمال، تو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں ﴿۴﴾

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ لَهُمۡ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ وَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ هُمُ الۡاَخۡسَرُوۡنَ ﴿٥﴾

یہی وہ لوگ ہیں، جن کے لئے بدترین عذاب ہے اور وہ آخرت میں، وہی سب سے خسارہ میں رہنے والے ہیں ﴿۵﴾

(۲۱۸): دعوت و تبلیغ کیلئے یا نماز کیلئے۔

(۲۲۰): نماز باجماعت پڑھتے ہوئے۔ گویا باجماعت نماز میں اور انفرادی نماز میں بھی دیکھتا ہے۔ اسکا دوسرا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ مل کر آپ دین کے لیے جو جدوجہد کررہے ہیں وہ اس کو دیکھتا ہے۔

(۲۲۲): شیطان خود بھی جھوٹے ہیں اور جھوٹوں پر ہی القا کرتے ہیں۔ اور یہ کہانت کا کاروبار کرتے ہیں۔ لوگوں کو ان کی قسمتوں کا حال بتلاتے ہیں اور ان سے مال بٹورتے ہیں۔

(۲۲۳): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

لوگوں نے آپ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا یہ کسی قابل نہیں ہوتے۔ لوگوں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ وہ بعض اوقات لوگوں کو ایسی باتیں بتلاتے ہیں جو سچی ہوتی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ وہ سچی بات ہے جو کہ جن (شیاطین) اچک لیتا ہے اور اپنے ساتھی (کاہن) کے کان میں پھونکتا ہے اور وہ اس میں سو جھوٹ ملاتا ہے۔ (بخاری)

(۲۲۴): شاعروں کو داد دینے والے اور ان کی محفلوں کو رونق بخشنے والے۔ کیا ان عقل کے اندھوں کو محمد ﷺ اور شاعروں میں کچھ فرق نظر نہیں آتا؟

● ہر اس میدان میں شاعر لوگوں کو اپنا کلام پیش کرتے ہیں جس کا انہیں کچھ علم نہیں ہوتا۔ شاعر جتنی دور کی کوڑی لائے اور جتنی ناممکن العمل بات کرے اتنا ہی فنکار سمجھا جاتا ہے۔

(۲۲۷): ایسے شعراء کی آپ ﷺ خود حوصلہ افزائی فرماتے جیسے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''کئی شعروں میں حکمت ہوتی ہے۔'' (بخاری)

● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ''سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے لبید کا کلام ہے (جو یہ ہے)۔''

اَلَا كُلُّ شَيۡءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ

''اللہ کے سواء ہر چیز تباہ ہونیوالی ہے۔'' (بخاری)

تفسیر سورۃ النمل

(۱): یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو تم بھی اس جیسا کلام بنالاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرۃ 1:2) (سورہ النمل، آیت نمبر ۱)

(۴): آخرت پر اور حساب کتاب پر ایمان نہ ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی رونق انسان کی آنکھیں چندھیا دیتی ہے اور انسان بے لگام ہوجاتا ہے۔

الثلاثة

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ﴿٦﴾ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ

اور بیشک آپ کو (اے نبیؐ) دیا جارہا ہے یہ قرآن اس ہستی کی طرف سے جو حکیم وعلیم ہے⑥ جب کہا! موسیٰؑ نے اپنی اہلیہ سے! بیشک میں نے دیکھی ہے

نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿٧﴾

آگ عنقریب لاتا ہوں، میں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر، یا لے کر آتا ہوں تمہارے لئے کوئی دہکتا ہوا انگارہ تاکہ تم تاپ سکو⑦

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨﴾

پھر جب موسیٰؑ اس (آگ) کے پاس آئے، تو ندا آئی، کہ مبارک ہے، وہ جو اس آگ میں ہے اور وہ جو اس کے اِردگرد ہے اور پاک ہے اللہ رب العالمین⑧

يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٩﴾ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ

اے موسیٰؑ! بلاشبہ میں ہی ہوں زبردست، خوب حکمت والا⑨ اور پھینکو اپنی لاٹھی! پھر جب دیکھا (موسیٰؑ نے) اسے کہ وہ حرکت کررہی ہے، گویا کہ وہ سانپ ہے،

وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٠﴾

بھاگے پیٹھ پھیر کر اور مڑکر بھی نہ دیکھا، (ارشاد ہوا) اے موسیٰؑ نہ ڈرو، کیونکہ نہیں ڈرا کرتے میرے سامنے رسول⑩

اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١﴾ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ

ہاں، ڈرتا تو وہ ہے جس نے ظلم کیا ہو، پھر بدل لے (اپنے عمل کو) نیکی سے، برائی کے بعد، تو یقیناً ہوں میں، معاف فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا⑪ اور داخل کرو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں،

تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا

وہ نکلے گا سفید (چمکتا ہوا) بغیر کسی بیماری کے، یہ (دو معجزے) ہیں ان نو معجزوں میں سے (جو دیئے گئے ہیں) فرعون اور اس کی قوم کے لئے، یقیناً وہ ہیں

فٰسِقِيْنَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٣﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا

نافرمان⑫ پھر جب آئے اُن کے پاس معجزے ہماری، آنکھیں کھول دینے والے، تو کہنے لگے! یہ تو کھلا جادو ہے⑬ اور انہوں نے انکار کیا ان (معجزات) کا،

وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤﴾ ع ١٤/١٦

حالانکہ یقین کرچکے تھے ان کو اپنے دلوں میں، ظلم اور تکبر کی بنا پر، سو دیکھئے! کیسا ہوا انجام فساد کرنے والوں کا⑭

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ

اور یقیناً عطا کیا تھا ہم نے داوٗدؑ اور سلیمانؑ کو ایک (خاص) علم اور ان دونوں نے کہا! تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جس نے ہمیں فضیلت دی بہتوں پر

مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا

اپنے مومن بندوں میں سے⑮ اور وارث بنایا سلیمانؑ کو، داوٗدؑ کا اور کہا (سلیمانؑ نے)! اے لوگو ہمیں سکھائی گئی ہیں

مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾

پرندوں کی بولیاں اور عطا کی گئی ہیں، ہمیں ہرطرح کی چیزیں، بیشک یہی ہے (اللہ کا) نمایاں فضل⑯

⑧: یہ واقعہ سورۂ طٰہٰ، آیت نمبر: ١٠ میں آچکا ہے، حاصل یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے تو اس کو دور سے آگ سمجھا؛ لیکن جب قریب آئے تو دیکھا کہ یہ آگ نہیں ہے، روشنی ہے، جو ایک سبز درخت سے نکل رہی ہے؛ آگ کے اندر سے مراد فرشتہ ہے، جس کو اللہ تعالیٰ پیغمبر کی طرف پیغام بھیجنے کے لئے نمائندہ بناتے ہیں اور آس پاس سے مراد حضرت موسیٰؑ ہیں۔
(دیکھئے: تفسیر قرطبی: 118/13، مدارک التنزیل:837)

⑫: ان نو معجزات کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر: 101 میں آچکا ہے۔

⑮: آیت نمبر: ١٥ سے ٤٤ تک حضرت سلیمانؑ اور ملکۂ سبا کے واقعات ذکر کئے گئے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یہودا کے سلسلہ سے جو خاندان چلا ہے، اس میں ایک جلیل القدر شخصیت حضرت داوٗدؑ کی ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور سلطنت دونوں سے نوازا تھا، حضرت داوٗدؑ کے صاحبزادے حضرت سلیمانؑ ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کے والد ہی کی طرح نبوت سے بھی نوازا اور حکومت سے بھی، ایک یہ کہ وہ پرندوں کی بولیاں سمجھ لیتے تھے؛ دوسرے یہ کہ جنّات پر بھی قابو دیا گیا تھا، وہ حضرت سلیمانؑ کے لشکر میں شامل تھے اور حضرت سلیمانؑ جو بھی حکم دیتے، اس کی تعمیل کرتے تھے۔

حضرت سلیمانؑ کو جب ہدہد نے خبر دی کہ 'سبا' نامی علاقہ میں ایک عورت کو دیکھا ہے، جو وہاں کی حکمراں ہے اور اس کی قوم اللہ کے بجائے سورج کی پوجا کرتی ہے تو حضرت سلیمانؑ نے ایک خط دیا اور کہا تم یہ خط لے کر جاؤ اس کے پاس ڈال دو اور اس کے پاس سے ہٹ کر دیکھو کہ وہ اپنے درباریوں سے کیا مشورہ کرتی ہے؟ ملکۂ سبا نے درباریوں کو حضرت سلیمانؑ کا خط پڑھ کر سنایا اور ان سے مشورہ کی طلب گار ہوئی، اہل دربار نے کہا: ہم لوگ طاقتور اور جنگجو ہیں، اگر آپ جنگ کرنا چاہیں تو اس کے لئے بھی حاضر ہیں؛ ملکہ نے کہا: بادشاہوں کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ جب ان کو کسی علاقہ میں غلبہ حاصل ہوتا ہے تو اسے تہس نہس کر دیتے ہیں اس لئے ہم پہلے کچھ تحائف بھیج کر آزمائش کرتے ہیں، غالباً ملکۂ سبا اس کے ذریعہ یہ جاننا چاہتی تھی کہ یہ شخص مال وزر کا حریص ہے یا اس کا کوئی اور مقصد ہے؟ اگر یہ مال و دولت کا لالچی ہے تو کچھ لے دے کر معاملہ ختم ہوسکتا ہے۔ آگے تفصیلی ذکر ترجمہ میں موجود ہے۔

حضرت سلیمانؑ کے اس واقعہ میں کئی سبق آموز پہلو قابل ذکر باتیں ہیں۔

● سلطنت اور نبوت دونوں اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗدؑ کو اور ان کے بعد حضرت سلیمانؑ کو عطا فرمائی، اس سے معلوم ہوا کہ اگر دینی ذمہ داریوں میں صلاحیت اور اہلیت کی بنا پر باپ کے بعد بیٹے کو اس کی ذمہ داریاں دی جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰٓى اِذَآ

اور اکٹھا کئے گئے سلیمانؑ کے لئے اس کے لشکر جنوں میں سے اور انسانوں اور پرندوں میں سے، پھر وہ (صف بندی کے لئے) الگ الگ تقسیم کئے جاتے تھے﴿۱۷﴾ یہاں تک کہ

اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ

جب وہ آئے چیونٹیوں کی وادی پر، تو کہا ایک چیونٹی نے، اے چیونٹیوں! تم داخل ہوجاؤ اپنے بلوں میں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کچل ڈالیں تمہیں

سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ

سلیمانؑ اور ان کا لشکر جبکہ انہیں خبر بھی نہ ہو﴿۱۸﴾ تو (سلیمانؑ) مسکراتے ہوئے ہنس پڑے، اس کی بات پر اور کہنے لگے! اے میرے رب!

اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا

مجھے توفیق دے کہ میں شکر ادا کرتا رہوں، تیرے ان احسانات کا، وہ جو تونے انعام کئے مجھ پر اور میرے والدین پر اور یہ کہ میں عمل کروں نیک،

تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ

کہ تو اسے پسند کرے اور تو مجھے داخل کر اپنی رحمت کے ساتھ، اپنے صالح بندوں میں﴿۱۹﴾ اور اس نے تفتیش کی پرندوں کی، تو کہا! کیا بات ہے کہ میں

لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ

نہیں دیکھ رہا ہوں ہُد ہُد کو یا ہے وہ غائب ہونے والوں میں سے﴿۲۰﴾ میں ضرور اسے سزا دوں گا سخت ترین سزا یا میں اسے ضرور ذبح کرونگا

اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ

یا وہ لائے میرے پاس کوئی (معقول) واضح دلیل﴿۲۱﴾ پھر وہ ٹھہرا تھوڑی ہی دیر کہ (وہ آگیا اور) اس نے کہا! میں نے حاصل کی ہے وہ (معلومات) جو آپ کے علم میں نہیں ہیں

وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ

اور لایا ہوں میں آپ کے پاس سبا سے ایک خبر یقینی﴿۲۲﴾ بیشک میں نے پائی ایک عورت کو جو ان پر حکومت کرتی ہے اور اسے دی گئی ہے (ضرورت کی)

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ

ہر چیز اور اس کا تخت ہے عظیم الشان﴿۲۳﴾ اور میں نے اسے پایا ہے اور اس کی قوم کو، کہ وہ سجدہ کرتے ہیں سورج کو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ

اللہ کے سوا اور مزین کر دیا ہے ان کے لئے شیطان نے ان کے اعمال کو، تو اس نے ان کو روک رکھا ہے راہ حق سے، لہٰذا وہ

لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ ۙ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

نہیں ہدایت پاتے﴿۲۴﴾ یہ کہ نہیں وہ سجدہ کرتے اللہ ہی کو، وہ جو نکالتا ہے ان چھپی چیزوں کو، جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں

وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ السجدۃ

السجدۃ ۱۰

اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو﴿۲۵﴾ وہ اللہ کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، جو رب ہے عرش عظیم کا﴿۲۶﴾

● معلوم ہوا کہ جانتے بوجھتے کسی جاندار کو خواہ مخواہ مار ڈالنا درست نہیں ہے، اور اگر انجانے میں کوئی کیڑا مکوڑا نیچے آجائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

● حضرت سلیمانؑ نے ہُد ہُد کی غیر حاضری پر اس کی سرزنش کرنے کی بات کہی، معلوم ہوا کہ جانور کو اس کے مقصد میں استعمال کرنے کے لئے بوقت ضرورت کچھ مار پیٹ کی جاسکتی ہے۔

● ہُد ہُد نے کہا: میں ایک ایسی خبر لایا ہوں جس سے آپ واقف نہیں ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء بھی غیب کی باتوں کا علم نہیں رکھتے ہیں۔

● حضرت سلیمانؑ نے اپنا خط ملکۂ سبا کو بھیجا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تحریر بھی گفتگو کے درجہ میں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دعوت اسلام کا ایک ذریعہ خط اور لٹریچر بھی ہے۔

● حضرت سلیمانؑ نے کسی انسان کے بجائے پرندہ کے ذریعہ خط ملکۂ سبا تک پہنچایا، یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ انسان کے علاوہ پیغام رسانی کے دوسرے ذرائع بھی اختیار کئے جا سکتے ہیں، جیسے: آج کل ٹیلیفون، انٹرنیٹ وغیرہ۔

● حضرت سلیمانؑ نے اپنا خط ”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم“ سے شروع کیا، گویا خط یا کوئی بھی تحریر بسم اللہ سے شروع کرنی چاہئے۔

● نیز اپنے خط کے شروع میں اس بات کی وضاحت فرمائی کہ یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے: لہٰذا خط لکھنے کی سنت یہ معلوم ہوئی کہ پہلے خط لکھنے والا اپنا نام لکھے: اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ دعوت اسلام کے نقطۂ نظر سے غیر مسلم کو لکھے گئے خط میں بھی قرآن مجید کی آیات لکھی جا سکتی ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بادشاہوں کو خطوط لکھے تھے۔

● قرآن مجید میں یہ بات نہیں آئی ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ملکہ کو حکمرانی پر باقی رکھا ہو: بلکہ بظاہر ملکہ نے اپنی سلطنت کو حضرت سلیمانؑ کی سلطنت کے ساتھ ضم کر دیا تھا۔

● حضرت سلیمانؑ نے عظیم الشان عمارت تعمیر کرائی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ عمدہ مکانات کی تعمیر جائز ہے اور اگر کوئی دینی مصلحت ہو تو پُرتکلف عمارت بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

(سورہ النمل، آیت نمبر ۱۵)

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ

(سلیمانؑ نے) کہا! عنقریب ہم دیکھیں گے، کیا تونے سچ کہا ہے یا ہے تو جھوٹ بولنے والوں میں سے ﴿٢٧﴾ لے جا میرا یہ خط اور ڈال دینا، اسے

اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ

ان لوگوں کی طرف، پھر واپس آجانا ان کے پاس سے اور دیکھنا وہ کیا جواب دیتے ہیں ﴿٢٨﴾ (ملکۂ بلقیس نے) کہا! اے اہل دربار! بیشک بھیجا گیا ہے، مجھے

كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾ اَلَّا تَعْلُوْا

ایک نہایت اہم خط ﴿٢٩﴾ یقیناً وہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے کہ (شروع) اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے ﴿٣٠﴾ یہ کہ نہ تم سرکشی کرو،

عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ ع قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ج مَا كُنْتُ قَاطِعَةً

ع ٢ ١٧ ١٧

میرے مقابلہ میں اور حاضر ہوجاؤ میرے پاس "مسلم" یعنی فرماں بردار بن کر ﴿٣١﴾ (ملکہ نے) کہا! اے اہل دربار! مشورہ دو مجھے میرے اس معاملہ میں، نہیں طے کرتی ہوں میں

اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿٣٢﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ

کوئی معاملہ، یہاں تک کہ تم حاضر ہو ﴿٣٢﴾ انہوں نے کہا! ہم قوت والے ہیں اور سخت جنگجو ہیں لیکن تمام اختیار

اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا

آپ کے ہاتھ میں ہے، سو آپ خود دیکھ لیں، کہ آپ ہمیں کیا حکم دیتی ہیں ﴿٣٣﴾ (ملکہ) کہنے لگی! بلاشبہ (وہ) بادشاہ جب داخل ہوتے ہیں، کسی بستی میں تو اجاڑ دیتے ہیں اسے

وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ج وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ

اور کردیتے ہیں وہاں کے عزت داروں کو ذلیل اور ایسا ہی یہ بھی کریں گے ﴿٣٤﴾ اور بیشک میں بھیجتی ہوں ان کی طرف کچھ ہدیہ،

فَنٰظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ز فَمَاۤ

پھر دیکھتی ہوں کس چیز کے ساتھ لوٹتے ہیں قاصد ﴿٣٥﴾ چنانچہ جب (قاصد) آیا سلیمانؑ کے پاس، تو (سلیمانؑ نے) کہا: کیا تم مجھے بڑھاتے ہو مال کے ساتھ، پس جو کچھ

اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ج بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ

اللہ نے مجھے دیا ہے بہت بہتر ہے، اس سے جو اس نے تمہیں دیا ہے، (مجھے ضرورت نہیں) بلکہ تم خود ہی اپنے ہدیے سے خوش رہو ﴿٣٦﴾ واپس جاؤ ان کی طرف (جنہوں نے بھیجا ہے)

فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٣٧﴾

ہم لے کر آئیں گے، ان پر ایسے لشکروں کے ساتھ، کہ نہ مقابلہ کرسکیں گے وہ ان کا اور البتہ ہم ان کو ضرور نکال دیں گے وہاں سے ذلیل کر کے اور وہ رسوا ہو کر رہ جا ﴿٣٧﴾

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ

(سلیمانؑ نے) کہا: اے اہل دربار تم میں سے کون لائے گا میرے پاس اس (بلقیس) کا تخت اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس آئے مسلمان (فرماں بردار) ہو کر ﴿٣٨﴾

مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ج وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿٣٩﴾

کہا! ایک قوی ہیکل جن نے، میں آپ کے پاس لے آؤں گا اسے اس سے پہلے، کہ آپ اٹھیں اپنی جگہ سے اور یقیناً میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار بھی ہوں ﴿٣٩﴾

﴿٣٢﴾: جب قاصد سلیمانؑ کا یہ پیغام لے کر بلقیس کے پاس پہنچے اور اسے یقین ہوگیا کہ سلیمانؑ کوئی دنیاوی بادشاہ نہیں بلکہ اللہ کے نبی ہیں تو ایمان لانے کے لئے روانہ ہوگئی اور سلیمانؑ جنوں کے ذریعہ اس کے آمد کی خبر لیتے رہے اور جب فلسطین سے بالکل قریب آگئی تو انہوں نے اپنے اعیان حکومت سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم میں سے کون اس کا تخت شاہی میرے پاس ان سب کے آنے سے پہلے لاسکتا ہے؟

مفسرین لکھتے ہیں کہ اگر بلقیس اور اس کی قوم کے لوگ ان کے پاس آ کر اسلام کا اعلان کر دیتے تو ان کے لئے اس تخت کا لینا جائز نہ ہوتا اس لئے کہا کہ کون اس کے آنے سے پہلے اس کا تخت لاسکتا ہے۔

ایک دوسری رائے یہ ہے کہ ان کا مقصد بلقیس کے سامنے اپنی نبوت کی دلیل پیش کرنی تھی۔

بہرحال ایک قوی ہیکل جن نے پلک جھپکنے سے پہلے وہ عرش سلیمانؑ کے سامنے لا کر رکھ دیا جس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا۔

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ

کہا! اس شخص نے جس کے پاس تھا علم کتاب کا، کہ میں لے آتا ہوں وہ تخت آپ کے پاس اس سے پہلے کہ جھپکے آپ کی

طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْۤ

(پلک)، چنانچہ جب دیکھا (سلیمانؑ نے) اس تخت کو رکھا ہوا اپنے پاس، تو پکار اٹھے، یہ فضل ہے میرے رب کا، یہ اس لئے ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے

ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ

کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے، اپنے ہی (فائدے کے) لئے اور جو کوئی کفر کرتا ہے تو

رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝٤٠ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْۤ اَمْ تَكُوْنُ

میرا رب بے نیاز اور نہایت کرم کرنے والا ہے۝۴۰ (سلیمانؑ نے) کہا! کہ بدل دو اس کے لئے اس کا تخت ہم دیکھیں گے کہ کیا وہ صحیح بات تک پہنچتی ہے یا ہے

مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝٤١ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ

ان لوگوں میں سے جو نہیں راہ پاتے۝۴۱ پھر جب وہ (ملکہ) آئی تو اس سے کہا گیا، کیا ایسا ہی ہے تمہارا تخت؟ کہنے لگی!

كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝٤٢ وَصَدَّهَا مَا

یہ تو گویا وہی ہے اور ہم دیئے گئے تھے علم اس سے پہلے ہی اور ہوگئے تھے ہم مسلم (مطیع فرمان)۝۴۲ اور روک رکھا تھا اسے (مسلمان ہونے سے)

كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝٤٣ قِيْلَ لَهَا

ان معبودوں نے جن کی وہ عبادت کرتی تھی اللہ کے سوا، بیشک وہ تھی ایک کافر قوم میں سے۝۴۳ کہا گیا اس سے!

ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ

کہ داخل ہوجاؤ محل میں، سو جب دیکھا اس نے اس (کے فرش) کو تو سمجھی وہ اسے گہرا پانی اور کھول دیں اپنی دونوں پنڈلیاں، (سلیمانؑ نے) کہا!

اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ۬ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ

یہ ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے، وہ پکار اٹھی اے میرے رب بیشک (اب تک) میں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور میں (اب) سر تسلیم خم (مسلم) ہوتی ہوں،

مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٤٤ ع ۳/۱۳/۱۸ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا

سلیمانؑ کے ساتھ، اللہ رب العالمین کے لئے۝۴۴ اور یقیناً بھیجا ہم نے رسول بناکر ثمود کی طرف، ان کے بھائی صالحؑ کو

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝٤٥ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ

(اس حکم کے ساتھ) کہ بندگی کرو اللہ کی، تو یکایک وہ دو فریق بن گئے اور باہم جھگڑنے لگے۝۴۵ (صالحؑ نے) کہا! اے میری قوم! کیوں جلدی مچاتے ہو تم،

بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝٤٦

برائی (عذاب) کے لئے بھلائی سے پہلے؟ کیوں نہیں تم مغفرت طلب کرتے اللہ سے، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۝۴۶

۝۴۰: مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے ایک شخص آصف بن بَرخِیا، جن کی حیثیت حضرت سلیمانؑ کے ساتھ ویسی ہی تھی، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی، حضرت سلیمانؑ کو یہ بات پسند نہیں آئی کہ شریر جنات سے یہ کام لیا جائے؛ اس لئے آپ نے اس مرد صالح سے یہ خدمت لینی مناسب سمجھی، جنات اپنی خلقی صلاحیت و قوت کے ذریعہ یہ کام کرنا چاہتا تھا اور ان صاحب نے کتاب الٰہی کے فیض سے اس کام کو انجام دینے کی پیشکش کی تھی، یہ کونسی کتاب تھی؟ تورات، لوح محفوظ یا کوئی کتاب جو اللہ کی طرف سے تھی، اور جس کی برکت سے ایسے حیرت انگیز کام انجام پاجاتے تھے؟ نہ قرآن مجید میں اس کی صراحت ہے نہ حدیث میں؛ یہ صالح انسان تھے یا فرشتہ یا حضرت خضر؟ اور یہ کارنامہ ان کے ہاتھوں کس طرح صادر ہوا؛ لیکن یہ سب قیاس اور اندازہ ہے اور قرآن و حدیث میں جس چیز کی تفصیلات سے صَرفِ نظر کیا گیا ہو، اس پر بحث کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ (دیکھئے: تفسیر قرطبی: ۱۳/ ۲۰۴ تا ۲۰۶)(سورہ النمل، آیت نمبر ۴۰)

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾
انہوں نے کہا! ہم نے بدشگونی لی تمہارے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ، جو تمہارے ساتھ ہیں (صالح نے) کہا! تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے، بلکہ تم ایسے لوگ ہو جو آزمائش میں ڈالے گئے ہو۝۴۷
وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا
اور تھے اس شہر میں نو جتھے دار (سرغنے) وہ فساد کرتے تھے زمین میں اور نہیں وہ اصلاح کرتے تھے۝۴۸ انہوں نے کہا!
تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ
تم آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی البتہ ہم ضرور اس صالح پر رات میں حملہ کریں گے اور اس کے گھر والوں پر پھر ہم ضرور کہہ دیں گے، اس کے ولی (سرپرست) سے کہ ہم موجود نہ تھے، اس کے خاندان کی ہلاکت کے موقع پر
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ
اور ہم بالکل سچ کہتے ہیں۝۴۹ اور چلے وہ ایک چال اور پھر ہم نے بھی کی ایک تدبیر جس کی انہیں خبر ہی نہ ہوئی۝۵۰ سو دیکھ لیں!
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ
کیسا ہوا انجام ان کی چال کا؟ بیشک ہم نے ان کو ہلاک کردیا اور ان کی قوم کو سب کو۝۵۱ سو یہ ان کے گھر ہیں
خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ
ویران، اس کی وجہ سے کہ انہوں نے ظلم کیا، بیشک اس میں ایک نشانِ عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۝۵۲ اور ہم نے نجات دی، ان لوگوں کو، جو
اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ
ایمان لائے، اور تھے وہ اللہ سے ڈرتے۝۵۳ اور لوطؑ (کو بھیجا ہم نے) جب اس نے کہا! اپنی قوم سے، کیا تم آتے ہو بے حیائی (بدفعلی) کے کام کو (تم ایک دوسرے کو)
تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاۗءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ
دکھاتے ہوئے۝۵۴ کیا تم آتے ہو مَردوں کے پاس شہوت رانی کے لئے بجائے عورتوں کے، بلکہ تم
قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ
ایسے لوگ ہو جو سخت جہالت کا کام کرتے ہو۝۵۵ پھر نہ تھا جواب اس کی قوم کا، مگر یہ کہ کہنے لگے! نکال دو آل لوط کو
مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ قَدَّرْنٰهَا
اپنی بستی سے، بیشک یہ ایسے لوگ ہیں جو پاکباز بنتے ہیں۝۵۶ پھر ہم نے نجات دی اس کو اور اُس کے اہل کو سوائے اس کی بیوی کے، طے کر رکھا تھا ہم نے اس کے لئے
مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَاۗءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع ۴ ۱۹
کہ (ہوگی) وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے۝۵۷ اور ہم نے برسائی ان پر (پتھروں کی) بارش سو کتنی بری تھی بارش، ان ڈرائے گئے لوگوں کے لئے۝۵۸
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰي عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ ءٰۗاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾
کہہ دیجئے! تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور سلام ہو، اس (اللہ) کے ان بندوں پر جنہیں اس نے چن لیا، کیا اللہ بہتر ہے یا وہ (معبود) جنہیں یہ لوگ شریک ٹھہراتے ہیں۝۵۹

۴۸: یہ نو حضرات قوم کے سردار اور ذی اثر لوگ تھے؛ اس لئے ہر ایک کے پیچھے ان کی اتباع و پیروی کرنے والوں کی بڑی تعداد تھی۔ (روح المعانی: ۱۹/ ۲۱۲) ان حضرات کے نام کیا تھے، مفسرین نے علماء اہل کتاب سے ان کو نقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ (دیکھئے، تفسیر قرطبی: ۱۳/ ۲۱۵) لیکن نہ قرآن میں ان کا ذکر آیا ہے اور نہ کسی معتبر حدیث میں، اور نہ ان کے ذکر سے کوئی دینی نفع متعلق ہے۔ (سورہ النمل، آیت نمبر ۴۸)

۵۳: حضرت صالحؑ اور ان کی قوم، قوم ثمود کا واقعہ سورۂ اعراف، آیت نمبر: ۷۳۔۷۹ میں گزر چکا ہے۔ (سورہ النمل، آیت نمبر ۵۳)

۵۴: آیت نمبر: ۵۴ تا ۵۹ میں قوم لوط کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔ سورۂ اعراف، آیت نمبر: ۸۰۔ ۸۴ میں اس کی تفصیل آ چکی ہے۔ (سورہ النمل، آیت نمبر ۵۴)

۵۹: اس سلسلہ میں مفسرین کے تین نقطۂ نظر ہیں: ایک یہ کہ اس سے صحابہ مراد ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے براہ راست مخاطب تھے، دوسری رائے یہ ہے کہ اس سے انبیاء مراد ہیں، تیسری رائے یہ ہے کہ اس میں تمام اہل ایمان شامل ہیں، جو اپنے اپنے وقت میں نبی برحق پر ایمان لائے۔

قرآن مجید کی یہ آیت اللہ تعالیٰ کی حمد اور انبیاء کے بشمول اللہ کے منتخب بندوں پر سلام پر مشتمل ہے؛ اسی لئے خطباء واعظین ومقررین اور مصنفین اپنے خطاب کا اور کتاب کا آغاز ان ہی الفاظ سے یا کسی ایسے کلمہ سے کرتے رہے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ وسلام ہو، علامہ قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ یہ علماء اسلام کا متوارث عمل رہا ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۳/ ۲۲۰)

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً

بھلا وہ کون ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور برسایا تمہارے لئے آسمان سے پانی؟

فَأَنبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنبِتُوا شَجَرَهَا

پھر اگائے ہم نے اُس سے باغات پُر رونق، نہ تھا تمہارے بس میں کہ اُگا سکتے تم ان میں درخت،

أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ﴿٦٠﴾ أَمَّن جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ

کیا کوئی (اور) معبود بھی ہے اللہ کے ساتھ، بلکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (اللہ کے) برابر (ہمسر) ٹھہراتے ہیں (۶۰) بھلا کون ہے وہ جس نے بنایا زمین کو جائے قرار اور بنادیں

خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ

اس کے درمیان نہریں اور بنائے اس کے لئے مضبوط پہاڑ اور بنادئے دو سمندروں کے درمیان آڑ، کیا کوئی (اور) معبود بھی ہے اللہ کے ساتھ،

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ

(نہیں) بلکہ اُن کے اکثر نہیں علم رکھتے (۶۱) بھلا وہ کون ہے جو دعا سنتا ہے بے قرار کی، جب وہ اُسے پکارے اور دور کرتا ہے اس کی تکلیف

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾

اور بناتا ہے تمہیں زمین کا خلیفہ، کیا کوئی (اور) معبود ہے اللہ کے ساتھ، (لیکن) تم لوگ بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو (۶۲)

أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَن يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ

بھلا وہ کون ہے جو راستہ دکھاتا ہے تمہیں، بروبحر کی تاریکیوں میں اور کون ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے والیاں پہلے اپنی

رَحْمَتِهِ ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٣﴾ أَمَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ

رحمت (بارش) سے، کیا کوئی (اور) معبود ہے اللہ کے ساتھ، بہت بلند ہے اللہ، اس (شرک) سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں (۶۳) بھلا وہ کون ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے مخلوق کو،

ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قُلْ

پھر وہ لوٹائے گا اسے اور وہ جو تمہیں رزق دیتا ہے آسمان سے اور زمین سے، کیا کوئی (اور) معبود ہے اللہ کے ساتھ، کہہ دیجئے!

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٦٤﴾ قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ

تم لے آؤ اپنی دلیل، اگر ہو تم سچے (۶۴) کہہ دیجئے! نہیں جانتا کوئی بھی آسمانوں میں

وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ادَّارَكَ

اور زمین میں، غیب کی بات سوائے اللہ کے اور نہیں وہ شعور رکھتے، کہ کب وہ اٹھائے جائیں گے (۶۵) بلکہ ختم ہوگیا ہے ان کا علم

عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۖ بَلْ هُم مِّنْهَا عَمُونَ ﴿٦٦﴾ ع

آخرت کے بارے میں (نہیں) بلکہ وہ شک میں ہیں اس کے بارے میں، (نہیں) بلکہ وہ تو اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں (۶۶)

(۶۰): اگر سبھی لوگ دنیا میں زندہ ہی رہتے اور ان کو کبھی موت نہیں آتی تو دنیا کتنی تنگ ہو جاتی اور یہاں بوڑھے، ضعیف اور مجبور لوگوں کی اتنی بڑی تعداد ہو جاتی کہ ان کو سنبھالنا اور ان کی ضروریات کو پورا کرنا بھی مشکل ہو جاتا؛ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ نظام رکھا، کہ انسانوں کی ایک نسل بتدریج دنیا سے چلی جائے اور دوسری نسل کی دنیا میں آمد ہو، اس آیت میں جو بات فرمائی گئی ہے کہ کون ہے جو بے کس کی پکار کو سنتا ہے؟ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یوں تو اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندہ کی دُعا سنتے اور اس کی مصلحت کے لحاظ سے قبول فرماتے ہیں اور مؤمنوں کے ساتھ ساتھ کافروں کی دُعا بھی بعض اوقات مقبول ہوتی ہے، یہاں تک کہ جب شیطان نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ اس کو مہلت دی جائے کہ وہ اللہ کے نیک بندوں کو بہکانے کی کوشش کرے اور ان کو امتحان میں ڈالے، تو اللہ تعالیٰ نے شیطان کی اس دُعا کو قبول فرما لیا۔ (سورہ الاعراف: ۱۴)

(۶۵): چنانچہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس کا خیال ہو کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل ہونے والی باتوں کو جانتے ہیں، وہ اللہ پر بہت بڑا جھوٹ گھڑتا ہے؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”قل لا یعلم من فی السموات والأرض الغیب إلا اللہ“۔

(مسلم : کتاب الایمان ، باب معنی قول اللہ عزوجل ”ولقد رآہ نزلۃ اخری“، حدیث نمبر: ۱۷۷)

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾

اور کہا! ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا، کیا جب ہم ہوجائیں گے مٹی اور ہمارے باپ دادا بھی، تو کیا ہم (زمین سے پھر) نکالے جائیں گے ﴿٦٧﴾

لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

یقیناً وعدہ کیا گیا تھا ایسے ہی ہمیں بھی اور ہمارے باپ دادا کو بھی، اس سے پہلے (لیکن)، نہیں ہیں یہ مگر افسانے

الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

پہلے لوگوں کے ﴿٦٨﴾ کہہ دیجئے! تم چلو پھرو زمین میں، پھر دیکھو کیسا ہوا انجام

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾

مجرموں کا ﴿٦٩﴾ اور نہ آپؐ رنج کریں اور نہ تنگ دل ہوں ان کی چالوں سے، جو وہ سازشیں کرتے ہیں ﴿٧٠﴾

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ

اور وہ کہتے ہیں! کب پورا ہوگا یہ وعدہ اگر ہو تم سچے ﴿٧١﴾ کہہ دیجئے! امید ہے یہ کہ،

يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ

قریب آلگا ہو تمہارے لئے بعض وہ (عذاب) جسے تم جلدی طلب کررہے ہو ﴿٧٢﴾ اور بیشک آپ کا رب بڑا

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

فضل فرمانے والا ہے لوگوں پر اور لیکن اُن کے اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ﴿٧٣﴾ اور بیشک آپ کا رب

لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَآىِٕبَةٍ

خوب جانتا ہے اس کو، جو کچھ چھپاتے ہیں ان کے سینے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں ﴿٧٤﴾ اور نہیں ہے کوئی پوشیدہ چیز

فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٥﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ

آسمان میں اور زمین میں مگر وہ درج ہے ایک واضح کتاب میں ﴿٧٥﴾ بلاشبہ یہ قرآن بیان کرتا ہے،

عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٧٦﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى

بنی اسرائیل کے سامنے، (اُن باتوں میں سے) اکثر جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں ﴿٧٦﴾ اور بلاشبہ یہ (قرآن) بڑی ہدایت

وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

اور رحمت ہے، ایمان والوں کے لئے ﴿٧٧﴾ بیشک آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا، اُن لوگوں کے درمیان، اپنے حکم سے اور وہی ہے زبردست

الْعَلِيْمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿٧٩﴾

اور سب کچھ جاننے والا ﴿٧٨﴾ سو (اے نبیؐ) بھروسہ کیجئے آپ اللہ پر، بیشک آپ صریح حق پر ہیں ﴿٧٩﴾

﴿٦٧﴾: وہ علاقے جہاں اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تھا۔ عذاب نے ان کا کیا حشر کیا؟ کھنڈرات کا نظارہ کرنے سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ان لوگوں سے کیا کچھ بیت چکا ہے۔

﴿٧٠﴾: کیوں کہ اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ ان کی چالوں اور مکر کو ان ہی پر لوٹانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

﴿٧٢﴾: جنگ بدر سے یہ عذاب کفار پر مسلط ہوا اور پھر اسکی شدت میں اضافہ ہی ہوتا رہا حتی کہ فتح مکہ کے بعد کفر کی مکمل بیخ کنی ہوگئی۔ یہ تو دنیا کا عذاب ہوا۔ آخرت کا عذاب تو لازماً شدید ترین ہوگا۔ یہاں "عسیٰ" سے یہ مفہوم نہیں لیا جا سکتا کہ ممکن ہے عذاب آ جائے اور ممکن ہے کہ نہ ہی آئے بلکہ یہ شاہانہ انداز کلام ہے اور یقینی ہے۔

﴿٧٣﴾: عذاب سے پہلے مہلت ملنے پر انہیں شکر گزار ہونا چاہئے تھا۔

﴿٧٤﴾: یہ تو ان کی وہ خباثتیں ہیں جو آپ پر ظاہر ہو چکی ہیں ابھی وہ اپنے دلوں میں کافی کچھ چھپائے بیٹھے ہیں۔ اللہ وہ بھی خوب جانتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا۔

"اے ایمان والو! اپنے سوا کسی (غیر مسلم) کو اپنا رازدار نہ بناناوہ تمہاری خرابی کیلئے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم مصیبت اٹھاؤ۔ ان کی دشمنی ان کی زبانوں پر بے اختیار آ جاتی ہے اور جو وہ اپنے دلوں میں چھپائے بیٹھے ہیں وہ شدید تر ہے"۔ (آل عمران 118:3)

﴿٧٥﴾: دل کی باتیں بھی اللہ جانتا ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں وہ بھی جانتا ہے۔ جو پہلے ہو چکی ہیں وہ بھی جانتا ہے اور مستقبل سے بھی آگاہ ہے۔ نہ صرف آگاہ ہے بلکہ مکمل ریکارڈ بھی رکھتا ہے اور یہ سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے۔

﴿٧٦﴾: یہود و نصاریٰ کی گمراہیاں قرآن بیان کرتا ہے۔ ان کے اختلافات کی وضاحت کرتا ہے اور ان کے اختلافات کے مابین حق کو واضح کرتا ہے۔

﴿٧٧﴾: رحمت اور ہدایت صرف مومنین ہی کیلئے ہے۔ جو ہدایت سے منہ پھیر لیں اور حق سے اعراض کریں وہ قرآن سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٨٠﴾

یقیناً آپ نہیں سنا سکتے مُردوں کو اور نہ آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو اپنی پکار، جبکہ وہ بھاگے جارہے ہوں پیٹھ پھیر کر⑧⓪

وَمَآ أَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ

اور نہیں آپ راہ پر لانے والے اندھوں کو، ان کی گمراہی سے، نہیں آپ سنا سکتے مگر اسی شخص کو جو ایمان لاتا ہے

بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ

ہماری آیتوں پر، تو وہی ہیں فرماں بردار⑧① اور جب آپہنچے گا ہماری بات پورا ہونے کا وقت (عذاب) ان پر، تو ہم نکالیں گے ان کے لئے

دَآبَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع ١٦ ٦ ٢

ایک جانور زمین سے، وہ ان سے کلام کرے گا، اس لئے کہ لوگ ہماری آیات کا یقین نہیں کرتے تھے⑧②

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿٨٣﴾

اور جس دن ہم اکٹھا کریں گے ہر امت میں سے ایک گروہ، ان لوگوں میں سے جو جھٹلاتے تھے، ہماری آیتوں کو، پھر وہ روکے جائیں گے⑧③

حَتّٰى إِذَا جَآءُوْ قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا

یہاں تک کہ جب وہ (محشر میں) آجائیں گے (تو) کہے گا (اللہ) کیا تم نے جھٹلایا تھا میری آیتوں کو، حالانکہ نہیں احاطہ کیا تھا تم نے ان کا علم سے، یہ نہیں تو پھر اور کیا

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٨٥﴾

کرتے رہے تم؟⑧④ اور پوری ہوجائے گی ہماری بات ان پر بسبب اس ظلم کے جو وہ کرتے رہے، پھر وہ نہیں بول سکیں گے⑧⑤

أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ

کیا نہیں انہوں نے دیکھا! کہ بیشک ہم نے بنایا رات کو، تاکہ وہ آرام کریں اس میں اور بنایا دن کو دکھلانے والا (روشن)،

إِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَفَزِعَ

بیشک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں، اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں⑧⑥ اور جس دن پھونکا جائے گا صور میں، تو گھبرا جائیں گے

مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ أَتَوْهُ

جو ہیں آسمانوں میں اور جو ہیں زمین میں، سوائے ان کے جس کو چاہے اللہ اور سب لوگ آئیں گے اس اللہ کے پاس

دٰخِرِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِىَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ

عاجزی کے ساتھ⑧⑦ اور آپ دیکھیں گے پہاڑوں کو، تو آپ گمان کریں گے ان کو جمے ہوئے، حالانکہ وہ چل رہے ہوں گے بادلوں کے چلنے کی طرح،

صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِىْ أَتْقَنَ كُلَّ شَىْءٍ ؕ إِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٨٨﴾

اللہ کی کاریگری ہے، جس نے پختہ بنایا ہر چیز کو، بیشک وہ خوب خبردار ہے اس کے ساتھ جو تم کرتے ہو⑧⑧

⑧⓪: سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت دل کے مردے کے بارے میں ہے۔ تاہم معنی کے اعتبار سے عام ہے۔

● اس آیت میں اور اس سے اگلی آیت میں ان کفار کے حق سے اعراض کی شدت کی وضاحت کی گئی ہے۔

● بہرہ شخص اشاروں سے کچھ نہ کچھ بات کی حقیقت کو پالیتا ہے مگر جو بہرہ بھی ہو اور اسکے ساتھ الٹے رخ بھاگتا بھی جارہا ہو وہ ہدایت کو کیا سمجھے گا۔ یہاں تو بہرہ ہونے کے ساتھ الٹے رخ بھاگنے کے علاوہ دل بھی مردہ ہو چکا ہے اور آنکھیں بھی ہدایت کیلئے اندھی ہیں کہ بھاگتے بھاگتے بھی کچھ اشارہ بھی پلے نہیں پڑ سکتا۔

⑧②: دابۃ = (مادہ دب ب) ایسا جاندار جو ہلکی چال چلتا ہو۔ مذکر و مونث دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ دابۃ الارض قرب قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تین باتیں جب ظاہر ہو جائیں اس وقت کسی کو ایمان لانے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ کہ وہ پہلے سے ایمان لا چکا ہو اور نیک اعمال کرتا رہا ہو۔ ایک سورج کا مغرب سے طلوع ہونا دوسرے دجال کا نکلنا اور تیسرے دابۃ الارض کا خروج۔'' (مسلم)

⑧④: علمی انداز میں تم نے جانچا ہی نہ تھا اور نہ ہی اسکی کوئی کوشش کی بس جھٹ سے انکار کر دیا۔

⑧⑤: شرم و ندامت کے مارے گنگ ہو جائیں گے یا انہیں کوئی جواب نہ سن پڑے گا یہ وہ کیفیت ہے جبکہ عدالت کے تقاضے پورے کرنے کیلئے انکے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور دیگر اعضاء بولیں گے۔

⑧⑦: نفخہ یعنی صور پھونکنے کی تعداد کیا ہے اس میں اختلاف ہے۔ کم از کم تعداد دو ہے یعنی نفخہ اولیٰ (جس سے سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے) اور نفخہ ثانیہ (جس سے سب لوگ زندہ ہو کر اٹھیں گے) جو لوگ تین نفخے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں پہلے نفخہ کے بعد لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ دوسرے میں ہلاک اور تیسرے میں دوبارہ جی اٹھیں گے۔

تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الزمر 68:39)

⑧⑧: جب قیامت برپا ہوگی تو اس وقت پہاڑوں جیسی مضبوط اشیاء کا یہ حال ہوگا۔ جیسے فرمایا۔

''جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ مختلف رنگوں کی دھنکی ہوئی اون کی طرح۔'' (القارعۃ 101:5-4)

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾

جو لے کر آئے گا بھلائی، تو اسے ملے گا (صلہ) بہتر اُس سے اور یہ لوگ اُس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے﴿۸۹﴾

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

اور جو شخص لے کرآئے گا برائی (شرک)، تو وہ اوندھے منہ ڈالے جائیں گے آگ میں، (کہاجائے گا) نہیں بدلہ مل رہا ہے تم کو، مگر اسی کا جو کچھ تھے تم

تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ

عمل کرتے﴿۹۰﴾ بس مجھے حکم دیا گیا ہے کہ عبادت کروں میں، اس شہر (مکہ) کے رب کی، وہ جس نے اس کو حرمت دی اور اسی کے لئے ہے ہر

شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ۙ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى

چیز اور میں حکم دیا گیا ہوں، یہ کہ میں ہو جاؤں مسلمانوں میں سے﴿۹۱﴾ اور یہ کہ میں تلاوت کروں قرآن کی، چنانچہ جس نے ہدایت پائی

فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ

تو بس وہ ہدایت پائے گا اپنی ہی ذات کے لئے اور جو شخص گمراہ ہوا، تو کہہ دیجئے! میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ہوں﴿۹۲﴾

الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ع

ع ۱۱ ۳

اور کہہ دیجئے! تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہیں، عنقریب وہ تمہیں دکھادے گا اپنی نشانیاں، توتم ان کو پہچان لوگے، اورنہیں ہے آپ کا رب غافل، اس سے جو عمل کرتے ہو﴿۹۳﴾

اٰيَاتُهَا ۸۸ (۲۸) سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ (۴۹) رُكُوْعَاتُهَا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ

طا، سین، میم﴿۱﴾ یہ آیات ہیں واضح کتاب کی﴿۲﴾ ہم پڑھتے (یعنی سناتے) ہیں آپ پر کچھ خبریں، موسیٰ اور فرعون کے حق کے ساتھ

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً

ان لوگوں کے لئے، جوایمان لاتے ہیں﴿۳﴾ بیشک فرعون نے سرکشی کی زمین (مصر) میں اوراس نے بنادیا، اس کے رہنے والوں کوکئی گروہ، اس نے کمزور کررکھا تھاایک گروہ (بنی اسرائیل) کو،

مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ

ان میں سے وہ ذبح (قتل) کرتا تھا ان کے بیٹے اور زندہ رکھتا تھا ان کی عورتیں (بیٹیاں) بیشک وہ تھا فساد کرنے والوں میں سے﴿۴﴾ اور ہم چاہتے تھے

اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾ۙ

یہ کہ ہم احسان کریں، اُن لوگوں پر جو کمزور کردئے گئے تھے زمین (مصر) میں اور یہ کہ ہم اُن کو بنائیں امام (پیشوا) اور ہم انہیں بنائیں وارث (سلطنت کا)﴿۵﴾

﴿۸۹﴾: یہ اللہ تعالیٰ کا نیک لوگوں پر احسان ہوگا۔ اللہ کا عام ضابطہ یہ ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا دیا جائے گا۔ فرمان الٰہی ہے۔

''جوکوئی نیکی کرے تواس کیلئے دس گنا اجر ہے اور جو برائی کرے تو اسے صرف اسی کا بدلہ ملے گا''۔ (الانعام 160:6)

اللہ خلوص نیت کی بنیاد پر بدلہ سات سو گنا یااس سے بھی زیادہ بلا حد وحساب بھی بڑھادے گا۔ فرمان الٰہی ہے۔

● دنیا میں انسان کا مشاہدہ ہے کہ جس آنے والی مصیبت کا انسان پہلے سے علم رکھتا ہو اسکے وقوع ہونے پر زیادہ پریشان نہیں ہوتا۔ چنانچہ قیامت اور بعد میں پیش آنے والے واقعات پر ایک مومن کا ایمان پہلے ہی سے ہوگا۔ دوسرا یہ کہ انہیں ان کے اچھے اعمال کا بدلہ ان کی توقع سے بڑھ کر مل رہا ہوگا۔

﴿۹۱﴾: جس کی وجہ سے عرب بھر میں اے قریش مکہ تمہارا احترام کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے تمہاری معیشت خوب پھل پھول رہی ہے۔ تمہارے تجارتی قافلے بلاخوف سفر کرتے ہیں۔

﴿۹۲﴾: نہ تمہارے دل میں ہدایت ٹھونسنے کا مجھے اختیار دیا گیا ہے اور نہ ہی میں اس بارے میں مسئول ہوں۔

﴿۹۳﴾: مسلمانوں کی فتح ونصرت اور کفار کی ذلت وشکست حتیٰ کہ فتح مکہ کے وقت کفر کا سر توڑ دیا گیا اور واضح نشانی کے طور پر یہ سب دیکھ لیا کہ اللہ کی نصرت کس کے ساتھ ہے؟

تفسیر سورۃ القصص

﴿۱﴾: یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکا صحیح مفہوم مشکل ہے۔ غالباً یہ عرب ادباء کو چیلنج ہے کہ یہ قرآن انہی حروف سے مرکب ہے اگر تمہیں اس میں شک ہے تو تم بھی اس جیسا کلام بنا لاؤ۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (البقرۃ 1:2)

﴿۳﴾: انبیاء کے ذکر میں عموماً حضرت موسیٰ ؑ کا ذکر پہلے اور تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ کو شدید تر حالات کا سامنا تھا۔ انکی قوم غلامی، ذلت اور رسوائی کی زندگی گزار رہی تھی۔ فرعون ظلم اور استبداد کی تمام حدیں گزر چکا تھا۔ حضرت موسیٰ اور ان پر ایمان لانیوالوں کی فتح سے آپ ﷺ کو خوشخبری دی گئی اور کفار کو فرعون کے انجام کے ذریعہ ڈرایا گیا ہے۔

﴿۴﴾: رعمیس دوم سے پہلے بھی حکمران طبقہ نے قبطیوں پر بے پناہ مظالم ڈھا رکھے تھے جبکہ بنی اسرائیل کو شودر کا درجہ دے دیا گیا حتیٰ کہ رعمیس دوم نے بنی اسرائیل کے نوزائیدہ لڑکوں کو قتل کرانا شروع کردیا غالباً کسی قوم کیلئے دنیا میں سب سے بڑی آزمائش یہی تھی کہ اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں قتل کیلئے پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ''بلاء عظیم'' بہت بڑی آزمائش قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں (البقرۃ 49:2)

وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا
اور اقتدار دیں ان کو زمین (مصر) میں اور ہم دکھائیں فرعون اور ہامان کو اور اُن دونوں کے لشکروں کو، اُن (کمزوروں کے ہاتھ) سے وہ چیز جن سے
كَانُوا يَحْذَرُونَ ⑥ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۚ فَإِذَا خِفْتِ
وہ تھے ڈرتے⑥ اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی ماں کو، یہ کہ تو دودھ پلا اس (بیٹے) کو، پھر جب تو ڈرے
عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۚ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ
اس پر تو اسے ڈال دے دریا میں اور نہ تو ڈرنا اور نہ تو غم کھانا بلاشبہ ہم اسے لوٹا نے والے ہیں تیری طرف اور اُسے بنانے والے ہیں
مِنَ الْمُرْسَلِينَ ⑦ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ
رسولوں میں سے⑦ (اس نے دریا میں ڈالا) تو اٹھالیا اسے فرعون کے گھروالوں نے، تاکہ ہوں ان کے لئے دشمن اور باعثِ غم،
إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ⑧ وَقَالَتِ امْرَأَتُ
بیشک فرعون اور ہامان اور ان دونوں کے لشکر تھے وہ خطا کار⑧ اور کہا! فرعون کی بیوی نے،
فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ ۖ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ
یہ تو ٹھنڈک ہے آنکھوں کی میرے لئے اور تمہارے لئے، نہ تم قتل کرو اسے، امید ہے کہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم بنالیں اسے
وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ⑨ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِنْ كَادَتْ
بیٹا اور وہ نہیں شعور رکھتے تھے (نتیجہ کا)⑨ اور ہوگیا دل موسیٰ کی ماں کا بے قرار، کہ قریب تھا
لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ⑩
کہ وہ ظاہر کردے اس (راز) کو، اگر نہ ہوتی یہ بات، کہ ہم نے مضبوط کردیا تھا اس کے دل کو، تاکہ وہ ہو یقین کرنے والوں میں سے⑩
وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ⑪
اور (ماں نے) کہا! اس کی (بڑی) بہن سے کہ پیچھے پیچھے جا اس کے، تو وہ دیکھتی رہی اسے ایک طرف سے، اس طرح کہ انہیں خبر تک نہ ہوئی⑪
وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ
اورحرام کردیا تھا اس (موسیٰ) پردائیوں (کے دودھ) کو اس سے پہلے، چنانچہ اس (موسیٰ کی بہن نے) کہا! کیا میں تمہاری رہنمائی کروں کسی ایسے گھرانے والوں پر
يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ⑫ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا
جو اس کی پرورش کرسکے تمہارے لئے اور وہ ہوں اس کے خیر خواہ بھی⑫ پھر ہم نے اس کو لوٹا دیا، اس کی ماں کی طرف، تاکہ ٹھنڈی ہوں اس کی آنکھیں
وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ⑬ ع
اور تاکہ وہ نہ غمگین ہو اور تاکہ وہ جان لے کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے⑬

⑥: خطرہ انہیں یہی تھا کہ بنی اسرائیل کہیں پھر سے اس قابل نہ ہو جائیں کہ ہمارے مدمقابل کھڑے ہوں یا ہماری حکومت وسلطنت چھین لیں۔

⑦: وحی کا لغوی معنی خفی اور تیز اشارہ ہے۔اس معنی میں وحی ام موسی پر بھی ہوئی۔ یہ فرشتوں کے خطاب کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ حضرت مریم کو ہوئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو ایسے آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار اور یہ وحی مجھ پر سخت گراں گزرتی ہے۔ جب فرشتے کا کہا ہوا مجھے یاد ہوجاتا ہے تو یہ موقوف ہوجاتی ہے اور کبھی فرشتہ انسانی صورت میں میرے پاس آتا ہے مجھ سے بات کرتا ہے۔ میں اس کا کہا ہوا یاد کرلیتا ہوں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو اسی حال میں دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی نازل ہوتی اور پھر موقوف ہو جاتی اور آپکی پیشانی سے پسینہ نکلتا۔(بخاری)

● جبکہ فرعون نے یہ قانون بنا رکھا تھا کہ بنی اسرائیل کے یہاں جو بھی بچہ پیدا ہو وہ قتل کیلئے لایا جائے۔اس مقصد کیلئے غالباً جاسوس دائیوں سے مدد لی جاتی تھی۔

⑧: دریائے نیل کی موجیں حضرت موسیٰ کے ٹوکرے کو فرعون کے محلات کی جانب لے گئیں وہاں شاہی کارندوں نے بچے کو اُٹھا کر فرعون کے سامنے پیش کردیا یا خود فرعون نے دیکھ کر دریا سے نکالنے کا حکم دیا۔

⑨: حضرت موسیٰ کی شکل بہت پیاری تھی اور کہا جاتا ہے کہ فرعون بے اولاد تھا لہٰذا فرعون کی بیوی نے اسے اپنا بچہ بنانے کی سفارش کی۔

⑩: حضرت موسیٰ کی والدہ نے وحی الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے بچے کو دریا کے حوالے تو کردیا مگر ممتا کی ماری کو صبر نہ آتا تھا بار بار خیال آتا کہ کسی کو اس واقعہ سے مطلع کر کے بچے کو دریا سے نکالنے کے لئے کہہ دے مگر اس میں کئی خطرات تھے۔ حضرت موسیٰ کے قتل کا خطرہ بھی تھا چنانچہ یہ بھی اللہ کی مہربانی تھی کہ ام موسیٰ کو قرار بخشا اور راز فاش نہ ہوا۔

⑪: ام موسیٰ کے دو بیٹے موسیٰ وہارون اور ایک ان کی بڑی بہن تھی۔ غالباً حضرت موسیٰ سے آٹھ دس سال بڑی ہوں گی۔ام موسیٰ نے ایک احتیاطی تدبیر میں بیٹی کو ہدایت کی کہ حضرت موسیٰ پر اس طرح نظر رکھے کہ دوسروں کو اندازہ نہ ہو کہ یہ اسکی بہن ہے۔

⑫: اللہ کا فیصلہ پورا ہوکر رہتا ہے۔حالات چاہے کتنے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں۔فرعون اور اسکے ساتھی باوجود اتنی بڑی سلطنت کے سیاہ سفید کے مالک تھے لیکن انکے دماغ میں یہ بات نہ آسکی کہ بچہ اگر سب دودھ پلانے والیوں کے دودھ پینے سے انکار کر رہا ہے تو اس کمسن بچی کو کیسے معلوم ہوا کہ فلاں دودھ پلانے والی کا دودھ پی لے گا اور اگر واقعی اس نے پینا شروع کردیا ہے تو اسکی کیا وجہ ہے؟ آخر اس بچے کی بھی تو کوئی ماں ہے کہیں وہ یہی تو نہیں؟ سبحان اللہ۔

⑬: اس طرح حضرت موسیٰ کو نہ صرف اللہ نے ماں کی گود مہیا کردی بلکہ اپنے ہی گھر میں واپس لوٹا دیا۔اس طرح اللہ نے وہ وعدہ جو ام موسیٰ سے کیا تھا پورا کردیا۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

اور جب پہنچے (موسیٰؑ) اپنی جوانی کو اور وہ توانا ہوگیا، تو ہم نے اس کو دیا حکمت اور علم اور اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو ﴿۱۴﴾

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۗ

اور وہ موسیٰؑ داخل ہوا شہر میں، ایسے وقت کہ غفلت میں تھے اس کے باشندے، تو اُس نے پایا وہاں دو آدمیوں کو، جو آپس میں لڑ رہے تھے،

هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ

یہ (ایک) تو اس کی اپنی قوم کا تھا اور یہ (دوسرا) اس کے دشمن میں سے تھا، سو مدد مانگی اس نے اس (موسیٰؑ) سے اس شخص نے جو اس کی قوم کا تھا اس کے مقابلہ میں جو

مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۗ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ

اس کے دشمن (کے گروہ) میں سے تھا، تو گھونسا (ہاتھ) مارا اس (فرعونی) کو موسیٰؑ نے، تو اس کا کام ہی تمام کر دیا، (موسیٰؑ نے) کہا! کہ یہ (قتل) شیطان کا عمل ہے، بیشک وہ

عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ

دشمن ہے گمراہ کرنے والا صریح ﴿۱۵﴾ (اس موسیٰؑ نے) کہا! اے میرے رب بیشک میں نے ظلم کیا ہے اپنے نفس پر، لہٰذا تو بخش دے مجھے، تو اُس (اللہ) نے بخش دیا اُسے،

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾

بلاشبہ وہی ہے بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ﴿۱۶﴾ (اس موسیٰؑ نے) کہا! اے میرے رب بسبب اس کے کہ تو نے انعام کیا مجھ پر لہٰذا ہرگز نہیں بنوں گا مددگار مجرموں کا ﴿۱۷﴾

فَاَصْبَحَ فِى الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِى اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ

پھر (اس موسیٰؑ نے) صبح کی، شہر میں ڈرتے ڈرتے خطرہ محسوس کرتے ہوئے، تو یکایک وہ شخص، جس نے اس سے مدد مانگی تھی کل،

يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤى اِنَّكَ لَغَوِىٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ

وہی (آج پھر) فریاد کررہا تھا اس سے، کہا اس سے موسیٰؑ نے! یقیناً تو ہی گمراہ ہے کھلا ہوا ﴿۱۸﴾ پھر جب ارادہ کیا (موسیٰؑ نے)، کہ پکڑیں

بِالَّذِىْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِىْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا ۢ

اس کو جو دشمن تھا دونوں کا، تو اس (اسرائیلی) نے کہا! اے موسیٰؑ کیا تم چاہتے ہو کہ قتل کردو مجھے، جیسے تم نے قتل کردیا تھا ایک شخص کو

بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ

کل؟ نہیں چاہتے ہو تم مگر یہ کہ بن کر رہو جبار اس سرزمین میں اور نہیں چاہتے تم کہ ہو

مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۫ قَالَ يٰمُوْسٰۤى

اصلاح کرنے والوں میں سے ﴿۱۹﴾ اور آیا ایک شخص شہر کے آخری کنارے سے دوڑتا ہوا! بولا اے موسیٰؑ

اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾

یقیناً سردارانِ قوم مشورہ کر رہے ہیں تمہارے بارے میں، تاکہ تمہیں قتل کردیں، تو نکل جاؤ (یہاں سے)، بیشک میں تمہارا خیرخواہوں میں سے ہوں ﴿۲۰﴾

﴿۱۴﴾: دینی تعلیم آپ کو اپنے گھر میں ورثہ سے ملی۔ حضرت یوسفؑ کو گزرے ہوئے لگ بھگ دو صدیاں ہی گزری تھیں اور یہ لوگ حضرت یعقوب و حضرت یوسف کی تعلیمات سے واقف تھے۔ بعد میں آپ شاہی خاندان کے فرد بنے تو آپ کو وہاں کے اُمور کی مہارت بھی میسر آ گئی۔ یہاں حکمت سے مراد نبوت نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ آپ کو بعد میں ملی۔ (سورہ القصص، آیت نمبر۔ ۱۴)

﴿۱۵﴾: جس وقت عام طور پر لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ جیسے طلوع فجر سے پہلے۔ رات کو یا دوپہر کو۔

● ایک اسرائیل سے تھا اور دوسرا قول فرعون سے یعنی قبطی تھا۔

● اس قبطی کا قتل حضرت موسیٰ کے ایک مکہ سے خطا کے طور پر ہوگیا۔ جبکہ حضرت موسیٰ کا ارادہ ہرگز یہ نہ تھا۔

﴿۱۶﴾: غفر کا ایک معنیٰ تو وہی ہے جسکا ترجمہ میں ذکر کیا گیا ہے دوسرا معنی پردہ پوشی کرنا بھی ہے۔

﴿۱۷﴾: یہاں جس انعام کا ذکر ہے وہ ان کی خطا پر پردہ ڈالنا ہے۔

● یہاں مجرمین سے کون مراد ہیں؟ اکثر مفسرین نے حکمراں طبقہ مراد لیا ہے جنہوں نے بنی اسرائیل پر ہر قسم کے مظالم روا رکھے ہوئے تھے اور حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل سے ہونے کے باوجود شاہی خاندان کے فرد شمار ہوتے تھے۔

﴿۱۹﴾: اسرائیلی کو یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں آج موسیٰ میرے اوپر ہی ہاتھ نہ ڈالیں، تو اس نے بول دیا۔

● لڑائی جھگڑے میں صلح و صفائی کا طریقہ نہیں اختیار کرتے بلکہ کسی کو مار ہی ڈالتے ہو۔

﴿۲۰﴾: جب اس قبطی کے قاتل کی مخبری ہوگئی تو درباریوں نے حضرت موسیٰ کے قتل کا فیصلہ کرلیا۔ دربار میں ایک شخص حضرت موسیٰ کا خیرخواہ تھا اس نے جلدی سے آکر یہ اطلاع پہنچائی اور جلدی سے اس علاقہ سے نکل جانے کا مشورہ دیا۔

ع ۲ ۸ ۵

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَّتَرَقَّبُ ۡ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ

تو نکل پڑے (موسیٰ) وہاں سے ڈرتے ہوئے، خطرہ محسوس کرتے ہوئے، کہا! اے میرے رب، تو نجات دے مجھے ظالم قوم سے ﴿۲۱﴾ اور جب وہ متوجہ ہوا (موسیٰ)

تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ

مدین کی طرف (تو) اس نے کہا! امید ہے کہ میرا رب، یہ کہ وہ مجھے ہدایت دے گا سیدھے راستے کی ﴿۲۲﴾ اور جب وہ پہنچا مدین (کے کنویں) کے پانی پر

وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۬ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ

تو اس نے پایا وہاں، ایک گروہ لوگوں کا، وہ پانی پلا رہے تھے (اپنے جانوروں کو) اور اس نے پایا ان سے الگ دو عورتوں کو، وہ (اپنے جانور یعنی بکریاں) روکے کھڑی تھیں،

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٜ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾

اس (موسیٰ) نے کہا! کیا پریشانی ہے تمہیں؟ ان دونوں نے کہا! نہیں ہم پانی پلا سکتیں جب تک کہ واپس نہ لے جائیں چرواہے (اپنے جانوروں کو) اور ہمارے باپ! بہت بوڑھے ہیں ﴿۲۳﴾

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾

سو پانی پلا دیا (موسیٰ نے) ان دونوں کے جانوروں کو، پھر پیچھے ہٹا سائے کی طرف، پھر کہا! اے میرے رب، بلاشبہ جو کچھ تو نازل فرمائے، میرے لئے بھلائی سے (میں اس کا) محتاج ہوں ﴿۲۴﴾

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ

پھر آئی اس کے پاس دونوں میں سے ایک چلتی ہوئی حیا کے ساتھ (اس نے کہا) بیشک میرے والد تم کو بلا رہے ہیں، تاکہ وہ دیں تمہیں اجر

مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٜ نَجَوْتَ

اس کا جو پانی پلایا تھا تم نے ہمارے لئے (جانوروں کو)، پھر جب آئے (موسیٰ) ان کے پاس اور بیان کیں ان کے سامنے پورا قصہ، تو انہوں نے کہا! مت ڈرو تو نے نجات پائی ہے

مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ

اس ظالم قوم سے ﴿۲۵﴾ کہا! ان دونوں میں سے ایک (لڑکی) نے اے اباجان! اسے اجرت پر رکھ لیجئے، بلاشبہ بہترین ملازم وہی ہوسکتا ہے جو

اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ

طاقتور اور امانتدار ہو ﴿۲۶﴾ (انہوں نے) کہا! بیشک میں چاہتا ہوں کہ نکاح کردوں تمہارا اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ، اس شرط پر، کہ

تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ

ملازمت کرو تم میری آٹھ سال، پھر اگر تم پورے کرو دس سال تو وہ تمہاری طرف سے ہے اور نہیں چاہتا ہوں میں یہ کہ سختی کروں

عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ

تم پر، یقیناً تم مجھے پاؤ گے انشاء اللہ نیک لوگوں میں سے ﴿۲۷﴾ کہا (موسیٰ نے) یہ طے پاگئی (بات) میرے اور آپ کے درمیان،

ع ۳ ۷ ۶

اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾

دونوں مدتوں میں سے جو بھی پوری کرلوں میں، تو نہ ہوگی زیادتی مجھ پر اور اللہ اس بات پر جو ہم کہہ رہے ہیں نگراں ہے ﴿۲۸﴾

﴿۲۱﴾: کہیں فرعون کے ہرکاروں کے قابو میں نہ آجائیں۔

﴿۲۳﴾: مدین فرعون کی سلطنت کی حدود سے باہر تھا اور مصر سے آٹھ دنوں کی مسافت پر تھا۔ مدین حضرت اسحاقؑ کے بیٹے کا نام تھا اور اہل مدین انہی کی نسل سے تھے۔ حضرت موسیٰؑ حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے تھے چنانچہ اہل مدین سے حضرت موسیٰ کا نسبی تعلق بھی تھا۔

● نہ تو وہ خود بکریاں چرا سکتا تھا اور نہ ہی انہیں پانی پلانے کیلئے آسکتا ہے چنانچہ ہمیں ہی یہ کام کرنے پڑتے ہیں۔ ہم مردوں کی طرح پانی تو نہیں نکال سکتیں چنانچہ سب کے جانے کے بعد بچا کھچا پانی پلاتی ہیں یا آہستہ آہستہ سے تھوڑا تھوڑا کر کے پانی نکالتی ہیں۔ یا اس لئے کہ بھیڑ بھاڑ میں مردوں سے اختلاط نہ ہو۔

﴿۲۴﴾: یہ بہت پیاری دعا ہے۔ اس دعا میں قیام و طعام اور دیگر تمام ضروریات کا بیان بھی آگیا ہے جنہیں خود حضرت موسیٰ بھی نہیں جانتے ہوں۔

﴿۲۵﴾: چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا فوراً قبول فرمالی۔ شرم و حیا کسی لڑکی کی کتنی اہم صفت ہے؟ اسکا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا بطور خاص ذکر فرمایا۔

● فرعون اور اسکے درباریوں اور فوجوں کا یہاں کنٹرول نہیں ہے لہٰذا تم فکر نہ کرو۔ لڑکیوں کا باپ کون تھا۔ اکثر مفسرین اس جانب گئے ہیں کہ وہ حضرت شعیبؑ تھے تاہم اس کی کوئی قطعی دلیل نہیں ہے۔

﴿۲۶﴾: مفسرین نے حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ انہیں حضرت موسیٰؑ کی طاقت کا اندازہ ایسے ہوا کہ انہوں نے اکیلے ہی کنویں پر پڑا ہوا پتھر اٹھایا جسے دس آدمی مل کر اٹھاتے تھے اور امانت کا اندازہ ایسے ہوا کہ جو لڑکی آپ کو لینے آئی آپ نے اسے کہا کہ تم میرے پیچھے پیچھے چلی آؤ اور پیچھے ہی سے گھر کا راستہ بتاتی رہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھی کام کیلئے ملازم میں یہ خصوصیات ہونی ضروری ہیں۔ ایک تو یہ کہ متعلقہ کام کی مہارت اور قدرت ہو دوسرا امین ہو۔

﴿۲۷﴾: معلوم ہوا کہ لڑکی کے والد کا از خود رشتے کی تجویز پیش کرنا معیوب نہیں ہے۔

● ان کے یہاں کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے انہیں باہر کے کام کاج کیلئے کسی ملازم کی ضرورت تھی مگر مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ جوان آدمی کو گھر میں کیسے رکھا جائے جبکہ وہاں دو لڑکیاں بھی موجود ہوں۔ چنانچہ اس نکاح سے سارے مسائل حل ہوگئے۔ بعض لوگوں نے اس واقعہ سے ایک بحث چھیڑ دی ہے کہ آیا لڑکی کا باپ لڑکی کے حق مہر سے اپنے لئے کچھ لے سکتا ہے حالانکہ یہ حق مہر نہ تھا بلکہ نکاح کی ایک شرط تھی۔ نکاح کے معاہدہ میں کوئی بھی شرط باہمی افہام و تفہیم سے رکھی جاسکتی ہے جو کہ شریعت کی بنیادی تعلیمات کے منافی نہ ہو۔ جیسے یہ شرط کہ نکاح کے بعد بھی لڑکی تعلیم جاری رکھے گی اور اسے تعلیم ترک کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ
تو جب پوری کرلی موسیٰؑ نے مدت اور لے کر چلے اپنی اہلیہ (بیوی) کو، تو دیکھا انہوں نے طور کی ایک جانب آگ،
قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ
تو کہا! اپنی بیوی سے کہ تم ٹھہرو، بیشک میں نے دیکھی ہے آگ، شاید کہ لے آؤں میں تمہارے پاس اس جگہ سے کوئی خبر یا کوئی انگارہ
مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۲۹ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ
آگ کا، تاکہ تم تاپ سکو ۝۲۹ پھر جب پہنچے (موسیٰؑ) وہاں، تو پکارا گیا وادی کے دائیں کنارے سے،
الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ
اس مبارک خطہ، میں ایک درخت سے کہ اے موسیٰؑ! بیشک میں ہی ہوں اللہ، رب
الْعٰلَمِیْنَ ۝۳۰ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا
العالمین (سب جہانوں کا) ۝۳۰ اور یہ بھی کہ پھینکو اپنی لاٹھی، سو جب دیکھا اسے حرکت کرتا ہوا، گویا کہ وہ سانپ ہے، تو بھاگ کھڑے ہوئے پیٹھ پھیر کر
وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ۝۳۱ اُسْلُكْ
اور مڑکر بھی نہ دیکھا، اے موسیٰؑ! آگے بڑھو اور نہ ڈرو یقیناً تم امن والوں میں سے ہو ۝۳۱ تم داخل کرو
یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۬ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ
اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں، نکلے گا وہ سفید (چمکتا ہوا) بغیر کسی تکلیف (عیب) کے اور تم ملا لو اپنی طرف اپنا بازو،
مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا
خوف سے (بچنے کے لئے)، چنانچہ یہ دونوں دونشانیاں ہیں تمہارے رب کی طرف سے، فرعون کی طرف اور اس کے درباریوں کی طرف، بیشک وہ لوگ ہیں
قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝۳۲ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۝۳۳
بڑے نافرمان ۝۳۲ کہا (موسیٰؑ نے) اے میرے رب! بیشک میں قتل کرچکا ہوں ان کا ایک آدمی، سو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کردے گا ۝۳۳
وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْۤ ۫ اِنِّیْۤ اَخَافُ
اور میرا بھائی ہارونؑ، وہ ہے فصیح مجھ سے زبان کے لحاظ سے! سو رسول بنادے اسے میرے ساتھ، بطور مددگار، تاکہ وہ میری تصدیق کرے، میں ڈرتا ہوں
اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ۝۳۴ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا
کہ جھٹلائیں گے وہ مجھے ۝۳۴ ارشاد ہوا! ہم مضبوط کئے دیتے ہیں تمہارے بازو، تمہارے بھائی سے اور عطا کریں گے تمہیں ایسی قوت،
فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَاۤ ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ۝۳۵
کہ پھر نہ وہ پہنچ سکیں گے تم دونوں کی طرف، (جاؤ) ہمارے معجزات کے ساتھ تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے، غالب ہوکر رہیں گے ۝۳۵

معانقة ۱۱ عند المتاخرین ۲

(۲۹): حضرت موسیٰ کو اپنے آبائی وطن اور گھر والوں کی یاد آئی تو دس سال بعد دوبارہ ادھر کا رخ کیا۔ واپسی میں راستہ بھول گئے۔ اندھیری اور سرد رات میں یہ واقعہ رونما ہوا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''میں نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا کہ موسیٰؑ نے کون سی مدت پوری کی تھی تو انہوں نے کہا جو زیادہ مکمل ہے۔'' (مستدرک حاکم)

(۳۰): جب حضرت موسیٰؑ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ یہ روشنی ایک درخت سے پھوٹ رہی ہے اور اس میں سے نہ تو دھواں اٹھ رہا ہے اور نہ ہی وہ درخت جل رہا ہے بلکہ ہرا بھرا ہے۔ وہ درخت ہزاروں سال سے ابھی تک ہرا بھرا ہے۔

(۳۱): اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

(ا) معجزات کا صدور نبی کی اپنی جانب سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور کئی دفعہ نبی کو علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا ہونیوالا ہے۔

(ب) طبعی خوف ہر کسی کو لاحق ہوسکتا ہے اور اس میں کچھ حرج بھی نہیں ہے۔

(۳۲): حضرت موسیٰؑ کو جب اس سانپ سے ڈر محسوس ہوا تو اسکا علاج بتلادیا گیا کہ بازو کو جسم سے چمٹا لو اس سے خوف جاتا رہے گا۔

(۳۴): ہم قرآن کریم کی اس آیت سے بس اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ آپ کی زبان میں وہ فصاحت نہ تھی جو کہ حضرت ہارون کی زبان میں تھی۔ ویسے بھی یہاں حضرت موسیٰؑ کا کلام نقل کیا گیا ہے اور ایسے موقعوں پر انسان کسر نفسی سے کام لیتا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا

سو جب آئے ان کے پاس موسیٰ ہماری کھلی نشانیوں کے ساتھ تو انہوں نے کہا! نہیں ہے یہ مگر جادو، گڑھا ہوا اور نہیں

سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ

ہم نے سنیں ایسی باتیں اپنے پہلے آباؤ اجداد میں سے بھی﴿۳۶﴾ اور کہا موسیٰ نے! میرا رب بہتر جانتا ہے، کہ کون لے کر آیا ہے

بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

ہدایت اس کی طرف سے اور (یہ کہ) کس کے لئے ہوگا آخرت کا گھر، بلاشبہ نہیں فلاح پاتے

الظّٰلِمُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ

ظالم﴿۳۷﴾ اور کہا (فرعون نے)! اے اہل دربار! میرے علم میں تو نہیں ہے تمہارا کوئی معبود میرے سوا،

فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ

سو آگ دہکاؤ میرے واسطے، اے ہامان، مٹی پر (یعنی اینٹ لگانے کے لئے) اور بناؤ میرے لئے ایک (اونچا) محل تاکہ میں (اس پر چڑھ کر) جھانکوں

اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٣٨﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ

موسیٰ کے معبود کو اور بلاشبہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ہے ہی جھوٹا﴿۳۸﴾ اور تکبر کیا اُس نے اور اُس کے لشکروں نے،

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٣٩﴾ فَاَخَذْنٰهُ

زمین میں ناحق اور یہ سمجھ رکھا تھا انہوں نے، کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے﴿۳۹﴾ تو پکڑلیا ہم نے اُسے

وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾

اور اُس کے لشکروں کو اور پھینک دیا انہیں سمندر میں، سو دیکھ لو! کیسا ہوا انجام ظالموں کا﴿۴۰﴾

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾

اور بنادیا ہم نے انہیں ایسے پیشوا (کافر) جو دعوت دیتے تھے جہنم کی طرف اور قیامت کے دن نہیں وہ مدد کئے جائیں گے﴿۴۱﴾

ع

وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿٤٢﴾

اور لگادی ہے ہم نے اُن کے پیچھے اِس دنیا میں لعنت اور روز قیامت بھی، ہوں گے وہ بدحالوں میں سے﴿۴۲﴾

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى

اور بیشک عطا کی تھی ہم نے موسیٰ کو کتاب، اِس کے بعد کہ ہلاک کرچکے تھے ہم بہت سی پہلی نسلوں کو،

بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٣﴾

(ایسی کتاب) جس میں بصیرتیں تھیں لوگوں کے لئے اور ہدایت اور رحمت تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں﴿۴۳﴾

﴿۳۸﴾: فرعون اور اسکے آباؤ اجداد کئی پشتوں سے قانونی او رسیاسی اختیارات میں اپنے اوپر کسی برتر ذات کے قائل نہ تھے۔اسی بات کو انکی خدائی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

● ہامان فرعون کا وزیر اور مشیر تھا۔

● یہ اسکی گستاخی اور ہٹ دھرمی اور تمسخر تھا مگر وہ بھی دوسرے مشرکوں کی طرح خالق کائنات اللہ ہی کو سمجھتا تھا۔آل فرعون سورج دیوتا کے پجاری تھے۔اور بیل کی عبادت بھی کرتے تھے۔اس کی دلیل درج ذیل آیت میں ملتی ہے۔

''قوم فرعون کے سردار کہنے لگے کہ کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو (یونہی) چھوڑ دے گا کہ وہ زمین میں فساد کریں۔تجھے اور تیرے الہٰ کو چھوڑ دیں۔'' (الاعراف 127:7)

فرعون کی طرح ایسی ایک متکبرانہ بات ماضی قریب کے نام نہاد سپر پاور روس نے کہی تھی۔روس کے خلاباز جب خلا (Space) میں چاند سے ہوکر آئے تو کہنے لگے کہ ہمیں تو کہیں مسلمانوں کا خدا نہیں ملا۔یہ کائنات کتنی بڑی ہے؟ اصل حقیقت تو خالق کائنات ہی جانتا ہے۔درج ذیل معلومات سے اندازہ ہونے میں مدد ملے گی۔

کائنات میں فاصلوں کی پیمائش کیلئے جو اکائی استعمال کی جاتی ہے اسے نوری سال (Light Year) کہتے ہیں یہ وہ فاصلہ ہے جو روشنی ایک سال میں طے کرتی ہے۔اس کی مقدار (9.46×10^{12} km) ہے۔

جس کہکشاں میں ہمارا نظام شمسی (Solar System) واقع ہے۔اسے (Milky Way Galaxy) کہتے ہیں۔اس کا قطر ایک لاکھ نوری سال (100000 Light Years) تسلیم کیا گیا ہے۔اس میں لگ بھگ اب تک ایک سو بلین ستارے دریافت ہو چکے ہیں۔Milky Way سے اگلی کہکشاں 8 لاکھ نوری سال (800000 Light Years) کے فاصلے پر واقع ہے ابھی تک بیسیوں ملین کہکشائیں (Tens of Million Galaxies) دریافت ہوچکی ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات میں موجود ستاروں (Stars) کی تعداد کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا تاہم ان کی تعداد بلین بلین (Billion Billion=10^{24}) سے زیادہ ہی ہے۔دیکھئے صفحہ نمبر ۱۴۰ The Guinness Encyclopedia of Science

یہ بے وقوف ایک نوری سال کے بھی کئی ہزاروں حصے کا فاصلہ طے کرآئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

یہ متکبرانہ اور گستاخانہ بات کرنے والے فرعون کو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں ڈبو کر اس کی لاش کو دنیا کیلئے نشان عبرت بنا دیا۔دور جدید کے متکبرانہ نظام کو بھی اللہ تعالیٰ تمام جدید ترین ٹیکنالوجی کی دسترس کے باوجود ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

﴿۴۱﴾: جیسے فرمایا:

''قیامت کے دن اپنی قوم کو آگ کی جانب لے جائے گا اور انہیں آگ میں ڈال دے گا۔'' (سورہ ھود 98:11)

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ

اور نہیں تھے آپ مغربی جانب (طور کے)، جب ہم نے وحی کی موسیٰؑ کی طرف معاملے (شریعت) کی اور نہیں تھے آپ

مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ

مشاہدہ کرنے والوں میں سے﴿۴۴﴾ اور لیکن ہم نے پیدا کیں، کئی امتیں پھر لمبی ہوگئیں ان پر عمریں (یعنی طویل زمانے) اور نہیں تھے آپ

ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَمَا

مقیم، اہل مدین کے درمیان، کہ آپ پڑھ کر سناتے ان پر ہماری آیات اور لیکن ہم ہی ہیں (آپ کو رسول بنا کر) بھیجنے والے﴿۴۵﴾ اور نہیں

كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ

تھے آپ طور کی جانب، جب ہم نے آواز دی تھی (موسیٰؑ کو) اور لیکن رحمت ہے آپ کے رب کی طرف سے، تاکہ آپ ڈرائیں اس قوم کو، کہ نہیں

اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ

آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا، آپ سے پہلے، شاید کہ وہ نصیحت حاصل کریں﴿۴۶﴾ اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ ان کو پہنچتی کوئی مصیبت،

مُّصِيْبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا

بسبب اُن کے جو آگے بھیج چکے ہیں، ان کے ہاتھوں نے، تو وہ کہتے ہیں! اے ہمارے رب! کیوں نہیں بھیجا تونے ہماری طرف کوئی رسول،

فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا

کہ ہم پیروی کرتے تیری آیتوں کی اور ہم ہوتے مومنوں میں سے﴿۴۷﴾ پھر جب آیا ان کے پاس حق، ہمارے پاس سے

قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى

تو انہوں نے کہا! کیوں نہیں دیا گیا یہ (پیغمبر) مثل ان (معجزوں) کے جو دیا گیا تھا موسیٰؑ کو، تو کیا انہوں نے انکار نہیں کیا تھا اس کا جو دیا گیا تھا موسیٰؑ کو

مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۗ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَاْتُوْا

اس سے پہلے، انہوں نے کہا تھا! یہ دونوں جادوگر ہیں ایک دوسرے کے مددگار اور انہوں نے کہا! ہم ہر ایک کے منکر ہیں﴿۴۸﴾ کہہ دیجئے! اچھا تو تم لے آؤ

بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٩﴾

کوئی ایسی کتاب اللہ کے پاس سے، جو ہدایت والی ہو ان دونوں (کتابوں) سے، تاکہ میں اس کی پیروی کروں اگر ہو تم سچے﴿۴۹﴾

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ

پھر اگر نہ قبول کی انہوں نے آپ کا مطالبہ، تو جان لیجئے بس وہ پیروی کر رہے ہیں اپنی خواہشات نفس کی، اور کون شخص گمراہ ہے اس سے،

مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٠﴾ ع ۵ ۸ ۸

جو پیروی کرے اپنے خواہشِ نفس کی بغیر ہدایت کے اللہ کی طرف سے، بیشک اللہ نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو﴿۵۰﴾

﴿۴۴﴾: حضرت موسیٰؑ کے حالات اور خاص طور پر نبوت عطا ہونے کے وقت آپ موجود نہ تھے۔ اس کے باوجود آپ انہیں آنکھوں دیکھے حال کی طرح یہ واقعات اس تفصیل سے بتا رہے ہیں تو یہ آپ ﷺ کے نبوت کی صریح دلیل ہے؟

﴿۴۵﴾: اس کے علاوہ آپ مدین میں بھی نہ تھے۔ اوران واقعات کے تقریباً دو ہزار برس گزر چکے تھے جس میں تقریباً چالیس نسلیں گزر چکی ہوں گی۔ وحی الٰہی کے علاوہ اور کونسا ذریعہ ایسے واقعات بتلانے کیلئے ہوسکتا ہے؟

﴿۴۶﴾: اہل مکہ کیلئے حضرت اسماعیل کے بعد کوئی نبی نہیں آیا یہاں تک کہ آپ کی بعثت ہوئی۔

﴿۴۷﴾: اگر آپ ﷺ کو مبعوث نہ کیا جاتا تو یہ لوگ اعتراض کر سکتے تھے۔

﴿۴۸﴾: یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات کی طرح یہ قرآن ایک مرتبہ ہی کیوں نہ نازل ہوگیا یعنی یہ چونکہ متفرق نازل ہوا ہے تو یہ اللہ کی جانب سے نہیں ہے بھلا یہ کیا دلیل ہوئی؟ جواب: حقیقت تو یہ ہے کہ یہ قرآن کے خواص میں سے ایک اہم خاصیت ہے کہ یہ مختلف مواقع پر وقفہ وقفہ سے نازل ہوتا رہا۔ اس سے تو آپ ﷺ کے دل کو اللہ تعالیٰ جما دیتے۔ اور مؤمنین کے ایمان کے اضافے کا سبب ہوتا۔ اسی طرح معاندین کے اعتراضات کا جواب نازل ہوتا۔ دوسری جانب کیا موسیٰؑ کی قوم تورات کے معجزات کو دیکھ کر ایمان لے آئی تھی؟ یا یہی قریش مکہ حضرت موسیٰ کے ان معجزات کی وجہ سے تورات پر ایمان لاتے ہیں؟ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر انکا یہ مطالبہ محض کٹ حجتی ہے۔

● تورات اور قرآن۔ دوسری قرأت میں ''ساحران'' ہے تو اسکا مفہوم یہ ہوگا کہ قوم موسیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون دونوں کو ساحر کہہ دیا یا قریش مکہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ دونوں کو ساحر کہتے ہیں۔

﴿۴۹﴾: میں صبح شام الہامی کتاب پڑھ کر تمہیں سناتا ہوں جس میں تمہارے اعتراضات کا مدلل جواب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف مضامین اور دلائل مختلف پیرایوں میں بیان ہو رہے ہیں۔ اب تم مان کر نہیں دیتے تو پھر کیا تمہارے پاس کسی الہامی کتاب کی دلیل ہے تو لے آؤ ورنہ تم تو محض اپنی نفس پرستی کے غلام ہو۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥١﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

اور یقیناً پے درپے پہنچا چکے ہیں ہم انہیں بات (کلام) تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں﴿٥١﴾ وہ لوگ کہ جنہیں عطا کی تھی ہم نے کتاب،

النصف

مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ

اس سے پہلے وہ اُس پر ایمان لاتے ہیں﴿٥٢﴾ اور جب تلاوت کیا جاتا ہے اُن پر (قرآن) تو وہ کہتے ہیں! ہم ایمان لائے اُس پر، بیشک یہ حق ہے

مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ

ہمارے رب کی طرف سے یقیناً ہم تو تھے ہی اس سے پہلے مسلمان (فرماں بردار)﴿٥٣﴾ یہ وہ لوگ ہیں کہ دیا جائے گا انہیں اُن کا اجر دوبار،

بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِذَا

اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ دور کرتے ہیں بھلائی کے ذریعہ برائی کو اور اس میں سے جو ہم نے انہیں رزق دیا، وہ خرچ کرتے ہیں﴿٥٤﴾ اور جب

سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ز سَلٰمٌ

وہ سنتے ہیں لغوبات، تو وہ اعراض کرتے ہیں اس سے اور وہ کہتے ہیں! ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں، سلام ہو

عَلَيْكُمْ ز لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿٥٥﴾ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ

تم پر، نہیں ہم پسند کرتے جاہلوں کو﴿٥٥﴾ بلاشبہ آپ نہیں ہدایت دے سکتے جس کو آپ چاہیں اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ج وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ

جس کو وہ چاہتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو﴿٥٦﴾ اور وہ (مشرکین) کہتے ہیں، اگر ہم پیروی کریں ہدایت کی تیرے ساتھ، تو ہم اُچک لئے جائیں گے

مِنْ اَرْضِنَا ط اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا

اپنی زمین سے، (فرمایا) کیا نہیں جگہ دی ہم نے انہیں حرم میں، جو امن والا ہے، کہ کھنچے چلے آتے ہیں اس کی طرف پھل، ہر قسم کے بطور رزق

مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ

ہماری طرف سے اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے﴿٥٧﴾ اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کردیں بستیاں، کہ جو اتراتی تھیں

مَعِيْشَتَهَا ج فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ط وَكُنَّا

اپنی (عمدہ) معیشت پر سو یہ ہیں اُن کے مسکن (گھر اجڑے ہوئے جو) نہیں آباد ہوئے ان کے بعد مگر بہت کم اور ہم ہی ہیں

نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٥٨﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا

اِن کے وارث﴿٥٨﴾ اور نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو، یہاں تک کہ وہ بھیجتا ہے اُن میں سے مرکزی بستی میں کوئی رسول،

يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ج وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿٥٩﴾

وہ تلاوت کرتا ہے اُن پر ہماری آیات اور نہیں ہیں ہم ہلاک کرنے والے بستیوں کو، مگر جبکہ ان کے رہنے والے ظالم ہوں﴿٥٩﴾

﴿٥١﴾: حق اور ہدایت کی باتیں چاہے آپ کے ذریعے یا آپ سے پہلے الہامی کتابوں کے ذریعے۔

﴿٥٢﴾: وہ اہل کتاب مراد ہیں جو آپ پر ایمان لائے۔

﴿٥٣﴾: ایسے مخلص لوگ پہلے بھی اللہ کیلئے فرمانبردار تھے۔ یعنی وہ تو پہلے ہی سے مسلمان تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں جنہیں دوہرا اجر دیا جائیگا ان میں سے ایک وہ یہودی یا نصرانی ہے جو پہلے اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاکر مسلمان ہوگیا۔'' (بخاری)

﴿٥٥﴾: یہاں وہ سلام مراد ہے جو کسی سے علیحدہ ہوتے وقت کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں یا کاموں میں نہیں الجھتے جو کہ وقت کے ضیاع کرنے کا باعث ہوں۔

﴿٥٦﴾: حضرت سعید بن مسعود رضی اللہ عنہ کے والد مسیب بن حزن کہتے ہیں کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے گھر تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی اُمیہ پہلے ہی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو طالب سے فرمایا۔ ''چچا جان اگر آپ لا الہ الا اللہ کہہ لیں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے یہاں دلیل پیش کرسکوں گا۔'' ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ کہنے لگے ابو طالب کیا تم عبد المطلب کا دین چھوڑ دوگے؟ آخر ابو طالب نے آخری بات جو کی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر مرتا ہوں اور لا الہ الا اللہ کہنا قبول نہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تمہارے لئے دعا کرتا رہوں گا جب تک اس سے منع نہ کیا جاؤں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔
(ماكان لِلّنبی والذين اٰمنوا أن يستغفروأ لِلمشركين)
''نبی اور ایمان لانے والوں کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکین کیلئے بخشش مانگیں۔'' (التوبہ 113:9)
● اور ابو طالب کے بارے میں یہ آیت اتاری (انک لا تهدی من أحببت) ''(اے محمد!) آپ جسے چاہے اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔''

﴿٥٧﴾: حرم کی برکت کی وجہ سے ہی قریش کو عزت اور احترام حاصل تھا اور انکی تجارت خوب چمکتی تھی۔ اب کیا اللہ تعالیٰ ایمان لانے کے بعد ان نعمتوں میں اضافہ کرے گا یا چھین لے گا؟''

﴿٥٩﴾: اس سے معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی چھوٹی بستی میں نبی مبعوث نہیں کیا جاتا بلکہ مرکزی مقامات پر بھیجا جاتا ہے جس سے مضافاتی بستیوں میں بھی نبی کی دعوت پہنچ جاتی ہے۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ

اور جو کچھ دی گئی ہے تم کو کوئی چیز، سو وہ سازوسامان ہے دنیاوی زندگی کا اور اس کی زینت ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے، وہ کہیں بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے،

ع اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ

کیا پھر نہیں تم عقل رکھتے؟ (٦٠) کیا پھر وہ شخص جس سے وعدہ کیا ہو ہم نے اچھا وعدہ، پھر وہ ملنے والا ہے اس (وعدے) کو، اس شخص جیسا ہو سکتا ہے، جسے دیا ہو ہم نے سازوسامان

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ

دنیاوی زندگی کا، پھر وہ روز قیامت حاضر کردہ لوگوں میں سے ہوگا (٦١) اور جس دن پکارے گا وہ ان کو، تو کہے گا!

اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا

کہاں ہیں میرے شریک، وہ جس کو تم تھے گمان کرتے (٦٢) کہیں گے وہ لوگ! ان پر نافذ ہو چکا ہوگا (عذاب کا) فرمان، اے ہمارے رب!

هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۡ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا

یہی ہیں وہ لوگ جن کو ہم نے بہکایا تھا، اسی طرح ہم نے ان کو بھی بہکایا جس طرح ہم خود بہکے تھے، ہم (ان سے) اظہار برأت کرتے ہیں آپ کے سامنے، نہیں تھے وہ خاص ہماری

يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ

عبادت کرنے والے (٦٣) اور کہا جائے گا! پکارو اُن کو جنہیں شریک ٹھہراتے تھے تم، سو وہ انہیں پکاریں گے تو نہیں دیں گے وہ جواب اُن کو

وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ

اور دیکھ لیں گے عذاب، (اور کہیں گے) کاش! وہ ہوتے ہدایت یافتہ (٦٤) اور جس دن پکارے گا وہ (اللہ) انہیں، تو وہ کہے گا! کیا

اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَاۗءُ يَوْمَىِٕذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ ﴿٦٦﴾

جواب دیا تھا تم نے رسولوں کو (٦٥) پھر اندھی ہو جائیں گی ان پر خبریں (یعنی کچھ نہ سوجھے گا) اُس دن، چنانچہ وہ ایک دوسرے سے پوچھ بھی نہ سکیں گے (٦٦)

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ

چنانچہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور کیے نیک اعمال، تو امید ہے یہ کہ وہ ہوگا فلاح پانے والوں میں سے (٦٧) اور آپ کا رب

يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ وَيَخْتَارُ ۭ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا

پیدا کرتا ہے، جو وہ چاہتا ہے اور جو وہ پسند کرتا ہے، نہیں ہے اُن کے لئے کوئی اختیار، پاک ہے اللہ اور وہ بلند وبرتر ہے، اس سے جو

يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ

وہ شریک ٹھہراتے ہیں (٦٨) اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اُن کے سینے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں (٦٩) اور وہی ہے اللہ،

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾

نہیں کوئی معبود سوائے اس کے، اسی کے لئے ہے تمام حمد دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اسی کا ہے حکم اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے (٧٠)

(٦٠): یہ بھی کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے جس کا ذکر آیت نمبر 57 میں کیا گیا ہے۔

● اگر اس نے اللہ اور اسکے رسول کے احکامات کو پس پشت ڈال کر دنیا کا مفاد حاصل کیا ہوگا تو اس صورت میں یہ مذموم ہے اور آخرت میں وبال کا باعث ہوگا۔ ورنہ دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی طلب کرنے کی ہمیں دعا سکھلائی گئی ہے۔

"اور کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔ ایسے لوگوں کا اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ ہے۔"

(البقرۃ 2:200-202)

(٦٢): آج تم انہیں اپنی مدد کیلئے بلاتے کیوں نہیں ہو؟ اور وہ آتے کیوں نہیں؟

(٦٣): یہ سوال تو مشرکین سے کیا جائے گا مگر وہ کچھ جواب نہ دے سکیں گے تو جنوں اور انسانوں میں سے ان کے معبود بول اٹھیں گے کہ اصل میں تو یہ اپنے مفادات کے تحفظ اور خواہشات کی اتباع میں ہمارے پیچھے لگے تھے۔ لہٰذا ہماری عبادت کے بجائے وہ اپنی خواہشات کی عبادت کرتے رہے ہیں۔ آج ہم ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ قیامت کے دن سب مشرکین اور ان کے جھوٹے معبود ایک دوسرے سے دشمنی اور نفرت کریں گے۔

(٦٥): توحید کے بعد رسالت کے متعلق سوال کیا جارہا ہے۔

(٦٦): اس دن کی وحشت، اپنے برے اعمال کی مذمت سے انکی حالت یہ ہوگی کہ انہیں کچھ نہ سوجھے گا۔ اتنی بھی جرأت نہ ہوگی کہ کسی اور سے ہی پوچھ کر جواب دیدیں۔

(٦٧): یہ شاہانہ انداز کلام ہے اور اسکا مفہوم یہ ہے کہ یقینی طور پر ایسے لوگ فلاح پائیں گے۔

(٦٨): خالق کو ہی مخلوق کی حقیقت کا درست علم ہو سکتا ہے اور اسی علم کی بنا پر وہ نبی اور رسول کا انتخاب کرتا ہے یا ان کیلئے اوامر ونواہی کا صدور کرتا ہے۔ نہ ہی وہ خالق ہیں اور نہ ہی انکے پاس اس سلسلہ میں کچھ اختیارات ہو سکتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ

کہہ دیجئے! کیا تم نے غور کیا، کہ اگر کردیتا اللہ تم پر رات کو ہمیشہ کے لئے، قیامت کے دن تک، تو کون ایسا معبود ہے،

غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ (۷۱) قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ

سوائے اللہ کے، جو لے آئے تمہارے پاس روشنی (دن) کیا پھر نہیں تم سنتے (۷۱) کہہ دیجئے! کیا تم نے غور کیا، اگر کردیتا اللہ

عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ

تم پر دن کو ہمیشہ رہنے والا، قیامت کے دن تک، تو کون ایسا معبود ہے سوائے اللہ کے، جو لے آئے تمہارے پاس رات کو،

تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (۷۲) وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

(اور) تم سکون حاصل کرلو اس میں! کیا پھر نہیں تم دیکھتے (۷۲) اور اپنی رحمت ہی سے، کہ بنائے (اللہ نے) تمہارے لئے رات کو اور دن کو،

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۷۳) وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ

تاکہ تم آرام کرلو اس (رات) میں اور تاکہ تم تلاش کرو (دن میں) اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو (۷۳) اور جس دن وہ (اللہ) انہیں پکارے گا،

فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (۷۴) وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

تو وہ کہے گا! کہاں ہیں میرے شریک، وہ جس کو تم تھے گمان کرتے (۷۴) اور ہم نکالیں گے ہر امت میں سے

شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ

ایک گواہ، پھر ہم کہیں گے، کہ تم لاؤ اپنی دلیل، تو وہ جان لیں گے، بلاشبہ سچی بات اللہ ہی کی ہے اور گم ہوجائے گا اُن سے

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (۷۵) ع اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ص

ع ۱۵ / ۱۰

جو کچھ تھے وہ افتراء (جھوٹ) باندھتے (۷۵) بیشک قارون تھا قوم موسیٰ میں سے، پھر اُس نے ظلم کیا اُن پر

وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ ق اِذْ قَالَ

اور ہم نے اُسے دیا تھا خزانوں سے اس قدر، کہ بلاشبہ اُس کی چابیاں اٹھانا مشکل تھا، ایک طاقتور جماعت کے لئے بھی، جب کہا!

لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ (۷۶) وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ

اس سے اس کی قوم نے، کہ نہ اِتراتو، بیشک اللہ نہیں پسند کرتا اِترانے والوں کو (۷۶) اور تو تلاش کر اس میں جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے

الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ

آخرت کا گھر اور مت بھول تو اپنا حصہ دنیا سے اور تو (لوگوں پر) احسان کر، جیسے احسان کیا ہے اللہ نے

اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (۷۷)

تجھ پر اور نہ تو تلاش کر فساد زمین میں، بیشک اللہ نہیں پسند کرتا فساد کرنے والوں کو (۷۷)

(۷۱): دن کی روشنی ظاہر ہی نہ ہوتی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ نباتات پھل اور سبزیاں پیدا ہی نہ ہوسکتیں۔ پھر بارش نہ ہوسکتی کیوں کہ سورج ہی کی حرارت سے پانی بخارات بن کر اٹھتا ہے۔ پانی کا قحط آ جاتا اور درجۂ حرارت اتنا نیچے آ جاتا کہ زندہ رہنا مشکل ہوتا۔

(۷۲): اسی طرح اگر ہمیشہ دن ہی رہے تو چیزیں گرم ہو کر جل جائیں، درجۂ حرارت بہت بڑھ جائے، پانی بھاپ بن کر اڑ جائے، زمین اتنی گرم ہو جائے کہ اس پر چلنا پھرنا دوبھر ہو جائے۔ پھر اس دن رات کی گردش ہی کی وجہ سے انسان وقت کے گزرنے کا اندازہ کرتا ہے۔ انسان کو آرام کرنے کیلئے رات کا سکون میسر نہ ہو۔

(۷۵): یہاں گواہ سے مراد وہ شخص ہے جس نے انہیں اللہ کا پیغام پہنچایا ہوگا چاہے یہ کوئی نبی ہو یا نبی کے علاوہ کوئی مبلغ ہو۔

فرمان الٰہی ہے۔''اے مسلمانوں! ہم نے تمہیں متوسط امت بنایا تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔'' (البقرۃ 143:2)

(۷۶): قارون حضرت موسیٰ کا چچا زاد بھائی تھا مگر اپنے مفادات کی خاطر فرعون کا آلۂ کار بن گیا تھا۔ چونکہ قریش کے بعض امراء نے یہ اعتراض کیا تھا کہ اگر ایمان لے آئیں گے تو ہم اپنے کاروبار اور تجارت سمیت جڑوں سے اکھاڑ پھینکے جائیں گے۔ لہٰذا انہیں قارون کا واقعہ سنایا جا رہا ہے جو کہ ان سے کہیں زیادہ مال دولت رکھتا تھا اور اس کا کیا حشر ہوا؟ مال و دولت کی فراوانی سے عموماً انسان اللہ ہی کو بھول جاتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:''اور اگر اللہ اپنے بندوں کو وافر رزق عطا کرتا تو یہ زمین میں سرکشی سے اودھم مچا دیتے لیکن وہ ایک اندازے سے جتنا رزق چاہے نازل کرتا ہے۔'' (الشوریٰ 27:42)

● یعنی بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

(۷۷): مال و دولت کو ناجائز خرچ کرنا اور جمع کرنا معاشرتی ناہمواریوں اور فساد کا سبب بنتا ہے۔

قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِىٓ ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ ٱللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِۦ
اس (قارون) نے کہا: یقیناً میں وہ (مال) دیا گیا ہوں اس علم کی بنا پر، جو میرے پاس ہے، کیا نہیں جانتا وہ کہ اللہ یقیناً ہلاک کر چکا ہے اس سے پہلے
مِنَ ٱلْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْـَٔلُ عَن ذُنُوبِهِمُ
بہت سی قوموں کو، جس کے لوگ کہیں تھے اس سے قوت میں اور بہت تھے جمعیت کے لحاظ سے اور نہیں پوچھا جاتا (بوقت ہلاکت) ان کے گناہوں کے بارے میں
ٱلْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِۦ فِى زِينَتِهِۦ ۖ قَالَ ٱلَّذِينَ يُرِيدُونَ
مجرموں سے﴿٧٨﴾ پھر وہ نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنی زینت کے ساتھ، کہنے لگے وہ لوگ جو طالب تھے
ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا يَـٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ أُوتِىَ قَـٰرُونُ إِنَّهُۥ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾
دنیاوی زندگی کے، کاش! ہمیں بھی حاصل ہوتا، جو دیا گیا قارون کو، یقیناً وہ بڑی قسمت والا ہے﴿٧٩﴾
وَقَالَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ ٱللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَـٰلِحًا ۚ
اور کہا! ان لوگوں نے، جنہیں دیا گیا تھا علم، افسوس ہے تم پر! اللہ کا ثواب بہت بہتر ہے، اس شخص کے لئے جو ایمان لایا اور اُس نے عمل کئے نیک
وَلَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلصَّـٰبِرُونَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهِۦ وَبِدَارِهِ ٱلْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُۥ مِن فِئَةٍ
اور نہیں ملتی یہ نعمت مگر صبر کرنے والوں کو﴿٨٠﴾ چنانچہ ہم نے دھنسا دیا اُسے اور اُس کے گھر کو زمین میں، پھر نہ ہوئی اس کے لئے کوئی جماعت
يَنصُرُونَهُۥ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُنتَصِرِينَ ﴿٨١﴾ وَأَصْبَحَ ٱلَّذِينَ
جو اس کی مدد کرتی اللہ کے سوا اور نہ ہوا وہ خود بھی اپنی مدد آپ کرنے والوں میں سے﴿٨١﴾ اور ہو گئے وہ لوگ، جنہوں نے
تَمَنَّوْا۟ مَكَانَهُۥ بِٱلْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ ٱللَّهَ يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ
تمنا کی تھی اس کے مرتبہ کی کل تک، کہنے لگے (ایک دوسرے سے) افسوس! کہ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق، جس کے لئے چاہے
مِنْ عِبَادِهِۦ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَآ أَن مَّنَّ ٱللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ
اپنے بندوں میں سے اور وہی تنگی دیتا ہے اور اگر نہ کیا ہوتا احسان اللہ نے ہم پر، تو دھنسا دیتا وہ ہم کو بھی، افسوس (ہم بھول گئے) کہ نہیں فلاح پایا کرتے
ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿٨٢﴾ تِلْكَ ٱلدَّارُ ٱلْـَٔاخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِى ٱلْأَرْضِ ع ٨ ١١
کافر﴿٨٢﴾ وہ آخرت کا گھر، ہم کردیں گے (خاص) ان لوگوں کے لئے، جو نہیں چاہتے بڑائی زمین میں
وَلَا فَسَادًا ۚ وَٱلْعَـٰقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٨٣﴾ مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ خَيْرٌ مِّنْهَا ۖ
اور نہ فساد اور (بہترین) انجام متقیوں کے لئے ہے﴿٨٣﴾ جو کوئی نیکی لائے گا، تو اُس کے لئے ہوگا بہت بہتر (بدلہ) اس (نیکی) سے
وَمَن جَآءَ بِٱلسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى ٱلَّذِينَ عَمِلُوا۟ ٱلسَّيِّـَٔاتِ إِلَّا مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾
اور جو کوئی بُرائی لائے گا، تو نہیں ملے گا بدلہ اُن لوگوں کو، جنہوں نے عمل کئے بُرے، مگر ویسا ہی جیسا وہ کرتے تھے﴿٨٤﴾

﴿٧٨﴾: اس بے وقوف کی پہلی غلطی تو یہ تھی کہ اس نے سمجھ لیا کہ مال و دولت اس کے اس علم و ہنر کی وجہ سے اسکے پاس جمع ہوا ہے حالانکہ ہر سوسائٹی میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ علم و ہنر کے باوجود کئی لوگ فقر اور تنگدستی کی زندگی گزارتے ہیں۔ دوسری غلطی یہ لگی کہ اگر واقعی یہ مال اس کے علم و ہنر کی وجہ سے جمع ہوا تھا تو وہ علم و ہنر بھی تو اللہ تعالیٰ نے ہی عطا کیا تھا پھر وہ اس مال کا مالک کیسے ہو گیا؟

● کہ ضرور خود وہ اپنے خیال میں مجرم ہوں، تبھی انہیں سزا دی جائے۔ اپنے تئیں خود کو تو کوئی بھی قصوروار نہیں جانتا۔

﴿٧٩﴾: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:
”دو قسم کے لوگوں کے علاوہ کسی پر حسد کرنا جائز نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا اور صبح شام اسے پڑھتا ہے۔ دوسرے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے صبح و شام (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

﴿٨٠﴾: علم رکھنے والے اس فتنہ کی حقیقت کو پا گئے اور اس سے انکی آنکھیں نہ چندھیائیں۔ گویا علم انسان کو ہر گمراہی سے بچاتا ہے۔

﴿٨١﴾: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ
”ایک شخص تکبر سے اپنا ازار بند زمین پر گھسیٹتے ہوئے چل رہا تھا کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ وہ قیامت تک ایسے ہی دھنستا چلا جائے گا۔“ (بخاری)

﴿٨٣﴾: یعنی تکبر اور غرور کی روش نہیں اختیار کرتے بلکہ عاجزی اور انکساری کو وطیرہ بناتے ہیں۔

﴿٨٤﴾: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:
”ابن آدم کی نیکیاں دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہیں حتیٰ کہ جس قدر اللہ چاہے۔“ (مسلم)
جبکہ برائی کے بدلے میں سزا کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ لازمی ملے گی۔ اللہ چاہے تو معاف بھی فرما سکتا ہے۔ اور اگر سزا ملے گی تو وہ بھی برائی کے برابر یا اس سے کم ہو سکتی ہے مگر زیادہ بالکل نہ ہو گی۔

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ

بیشک وہ ذات جس نے فرض (نازل) کیا آپ پر قرآن کو، ضرور لوٹانے والا ہے آپ کو (آپ کے) لوٹنے کی جگہ (یعنی بہترین انجام کی طرف)، کہہ دیجئے! میرا رب خوب جانتا ہے

مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ

اس شخص کو جو آیا ہے ہدایت کے ساتھ اور اُس کو بھی جو ہے کُھلی گمراہی میں ۸۵ اور نہ تھے آپ امیدوار اِس بات کے، کہ

یُّلْقٰۤی اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾ ز

القاء (نازل) کی جائے، آپ کی طرف یہ کتاب (قرآن) مگر یہ تو رحمت ہے آپ کے رب کی، سو ہرگز نہ ہوں آپ مددگار، کافروں کے لئے ۸۶

وَلَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَادْعُ اِلٰی رَبِّكَ

اور نہ روک دیں آپ کو وہ (کافر) اللہ کی آیات (احکام) سے، بعد اِس کے کہ وہ نازل ہو چکی ہیں آپ کی طرف اور آپ دعوت دیں (بلائیں) اپنے رب کی طرف

وقف لازم

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۸۷﴾ ج وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ

اور ہرگز نہ ہوں آپ مشرکوں میں سے ۸۷ اور نہ پکاریں آپ اللہ کے ساتھ کوئی معبود دوسرا، نہیں ہے کوئی معبود

ع ۹ ۶ ۱۲

اِلَّا هُوَ ۟ قف كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾ ع

سوائے اُس کے، ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے، اسی کے لئے ہے حکم (فرمانروائی) اور اُسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے ۸۸

اٰیَاتُهَا ۶۹ (۲۹) سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّیَّةٌ (۸۵) رُكُوْعَاتُهَا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ج اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ وَلَقَدْ

الف، لام، میم ۱ کیا گمان کیا ہے انسانوں نے یہ کہ وہ چھوڑ دئے جائیں گے صرف یہ کہنے پر، کہ ہم ایمان لائے (اللہ پر) اور ان کو آزمایا نہ جائے گا ۲ اور یقیناً

فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۳﴾

ہم نے آزمایا تھا اُن لوگوں کو، جو ان سے پہلے تھے، سو ضرور جان لے گا اللہ ان لوگوں کو جو سچے ہیں اور ضرور جان لے گا وہ جھوٹوں کو ۳

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۴﴾

کیا گمان کیا ہے ان لوگوں نے، جو عمل کرتے ہیں بُرے، یہ کہ وہ ہم سے بچ کر نکل جا، بہت ہی بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں ۴

مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۵﴾

جو شخص رکھتا ہے توقع اللہ سے ملنے کی، تو بلاشبہ اللہ کا وعدہ ضرور آنے والا ہے اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے ۵

۸۵: تلاوت تبلیغ اور عمل وغیرہ۔
معاد۔ عود کرنے یا لوٹنے کی جگہ
حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:
"لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پھر آپ کو مکہ لے جائے گا"۔
(بخاری)

۸۶: اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کوئی چیز نہیں ہوتی بلکہ وہبی ہوتی ہے ۔نبوت عطا ہونے سے کچھ دیر پہلے تک خود نبی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ اسے نبوت عطا ہونیوالی ہے۔

۸۷: کفار کے اعتراض اور دشمنیاں آپکے پایہ استقامت میں لغزش نہ پیدا کریں۔ یہ محض تاکید اور امت کو تعلیم ہے ورنہ آپ جیسی ثابت قدمی اور شرک بیزاری اور کہاں ہوگی؟

۸۸: یہاں وجہ سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے۔

تفسیر سورۃ العنکبوت

۱: یہ حروف مقطعات ہیں انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ راجح قول کے مطابق یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے۔ اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنا لاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرہ 1:2

۲: حضرت خباب بن ارتؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اس وقت آپ کعبہ کے سایہ میں ایک چادر پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اس زمانہ میں ہم مشرکوں سے سخت تکلیفیں اٹھا رہے تھے۔ میں نے آپ سے عرض کیا آپ اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے؟ یہ سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ چھوڑ کر سیدھے بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ (غصہ سے) سرخ ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں جنکے گوشت اور پٹھوں میں ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں مگر وہ اپنے سچے دین سے نہیں پھرتے تھے۔ اور اللہ اپنے اس کلام (غلبہ حق) کو ضرور پورا کر کے رہے گا" (بخاری)

۳: "لیعلمن" سے ایک گمراہ فرقہ نے یہ استنباط کیا ہے کہ جوں جوں واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کو انکا علم ہوتا رہتا ہے۔ اس عقیدہ کو وہ لوگ 'بدا' کہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کی متعدد آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے ابد تک ہونیوالی سب باتوں کو جانتا ہے۔ اور اسکے پاس اسکا ریکارڈ محفوظ ہے۔ ماضی حال اور مستقبل کی یہ تقسیم صرف ہم انسانوں ہی کیلئے ہے اللہ تعالیٰ کیلئے نہیں ہے۔ اس کیلئے سب کچھ "شہادۃ" ہی ہے۔ "غیب" کچھ نہیں ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مستقبل کی کئی خبروں کو زمانہ ماضی میں ذکر فرمایا ہے۔ جیسے وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ یہ ان واقعات کے سلسلہ میں ہے جو انسانوں کے تجربہ اور مشاہدہ میں آسکتے ہوں وہ استقبال سے متعلق ہونگے وہاں اللہ تعالیٰ مضارع کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ وہاں صرف یہی مطلب نہیں ہوتا کہ ہم جان لیں گے بلکہ یہ بھی ہوتا ہے کہ تم جان لو گے۔

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦﴾ وَالَّذِيْنَ

اور جو کوئی جہاد کرے، تو بس وہ جہاد کرتا ہے اپنے ہی ذات کے لئے، بیشک اللہ بے نیاز ہے، تمام جہان والوں سے⑥ اور وہ لوگ جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ

ایمان لائے اور انہوں نے کئے عمل نیک، ہم ضرور دور کردیں گے اُن سے اُن کی برائیاں اور ضرور جزادیں گے ہم انہیں بہترین،

الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَإِنْ جَاهَدٰكَ

ان کو جو تھے وہ عمل کرتے⑦ اور ہم نے وصیت کی انسانوں کو، اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی اور اگر وہ کوشش کریں تیرے ساتھ

لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ

کہ تو شریک ٹھہرائے میرے ساتھ، اس چیز کو کہ نہیں تجھے اس کا کوئی علم، تو نہ اطاعت کر اُن دونوں کی، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے تم سب کو، پھر میں تمہیں بتاؤں گا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٨﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ

کہ تم کیا عمل کرتے تھے⑧ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے کئے اچھے عمل، ضرور داخل کریں گے ہم انہیں

فِي الصّٰلِحِيْنَ ﴿٩﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَإِذَآ أُوْذِيَ فِي اللّٰهِ

صالحین میں⑨ اور انسانوں میں سے کچھ ایسے ہیں، جو کہتے ہیں ایمان لائے ہم اللہ پر، پھر جب ستایا گیا انہیں اللہ کی راہ میں،

جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ

تو سمجھنے لگتے ہیں وہ انسانوں کے ستانے کو اللہ کے عذاب کی مانند اور اگر آپہنچتی ہے نصرت، تمہارے رب کی طرف سے (مسلمانوں کو) تو کہتے ہیں!

إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ أَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠﴾

کہ ہم تو تھے ہی تمہارے ساتھ، کیا نہیں ہے اللہ پوری طرح باخبر، ان باتوں سے جو ہیں دلوں میں تمام دنیاوالوں کے⑩

وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ﴿١١﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ضرور جان لے گا اللہ اُن لوگوں کو، جو ایمان لائے اور وہ ضرور جان لے گا منافقوں کو بھی⑪ اور کہا! اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا،

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ

اُن لوگوں سے جو ایمان لائے، تم پیروی کرو ہمارے راستے کی اور چاہیے کہ ہم اٹھالیں تمہارے گناہ، حالانکہ نہیں وہ اٹھانے والے

مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ

اُن کے گناہوں میں سے کچھ بھی، بلاشبہ وہ بڑے جھوٹے ہیں⑫ اور وہ ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ

وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣﴾ ع ۱/۱۳ ۱۳

اور کئی بوجھ (دوسروں کے بھی) اپنے بوجھوں کے ساتھ اور وہ ضرور پوچھے جائیں گے قیامت کے دن، ان باتوں کے سلسلے میں، جو تھے وہ افتراء باندھتے⑬

⑥: جہاد کے لغوی معنی کوشش کرنے کے ہیں۔ اصطلاحی طور پر اسلام کے نفاذ کیلئے مقدور بھر کوشش کرنا جہاد کہلاتا ہے جس میں قتال بھی شامل ہے اور اپنے نفس سے جہاد بھی شامل ہے۔

● اگر لوگ جہاد نہ کریں تو اللہ کی سلطنت میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔

⑦: اللہ تعالیٰ سابقہ گناہ معاف فرما دیں گے۔ اسکے علاوہ اعمال صالحہ کی یہ برکت بھی ہوتی ہے کہ طبیعت از خود گناہ سے متنفر ہوتی چلی جاتی ہے اور ایسے صالحین سے ترتیب پانیوالا معاشرہ ظلم اور فساد سے خالی ہوجاتا ہے۔

⑧: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے معصب بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "سعد کی ماں نے قسم کھائی کہ وہ سعد سے کبھی بات بھی نہ کرے گی جب تک کہ وہ اپنا دین (اسلام) نہ چھوڑے گا نہ ہی کچھ کھائے گی اور نہ پیئے گی۔ وہ سعد سے کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے والدین کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور میں تیری ماں ہوں اور تجھے اس بات کا حکم دے رہی ہوں پھر تین دن تک اس نے کچھ نہ کھایا نہ پیا اور نہ ہی سعد سے بات کی۔ تین دن بعد اسے غش آگیا تو اس کے دوسرے بیٹے عمارہ نے اسے پانی پلایا۔ جب اسے ہوش آیا تو سعد کے حق میں بد دعا کرنے لگی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔" (مسلم)

⑩: نفاق کے مریضوں یا کمزور ایمان والوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ اسلام کی راہ میں پیش آنے والی آزمائشوں کو برداشت نہیں کرپاتے۔

● حق و باطل کے معرکے جو ہم برپا کرتے رہتے ہیں اس سے سب کو اندازہ ہوجاتا ہے کہ کون سچا مؤمن ہے؟ اور کون منافق ہے؟

⑫: کیونکہ کوئی کسی کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا یا یوم قیامت جب انہیں عذاب نظر آرہا ہوگا۔ اس وقت کبھی نہ کہیں گے کہ فلاں کے گناہ کا بوجھ بھی میرے اوپر لاددیں بلکہ تب تو ماں بیٹے سے جان چھڑانے کی فکر میں ہوگی اور بیٹا ماں سے۔

⑬: ہاں البتہ جس کسی نے اپنی گمراہی کے ساتھ ساتھ کسی دوسرے کو بھی گمراہ کیا ہوگا تو اسے دوہرا عذاب ضرور دیا جائے گا۔ مگر وہ کچھ اسکے اپنے اختیار کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ یہ خود اسکی اپنی سزا ہوگی جس سے وہ بچ نہ سکے گا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا

اور یقیناً ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف، تو وہ ٹھہرا رہا، ان میں ہزار سال، مگر

خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ⑭ فَاَنْجَيْنٰهُ

پچاس سال (کم) سو پکڑ لیا ان کو طوفان نے، جبکہ وہ ظالم تھے⑭ پس ہم نے نجات دی اس کو

وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ⑮ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ

اور کشتی والوں کو اور ہم نے اس (کشتی) کو بنادیا عظیم نشانی جہان والوں کے لئے⑮ اور (بھیجا ہم نے) ابراہیمؑ کو، جب اُس نے کہا اپنی قوم سے کہ

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑯

تم اللہ کی عبادت کرو اور تم اُس سے ڈرو یہ بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر ہوتم جانتے⑯

اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

بس تم تو عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا، بتوں کی اور تم گڑھتے ہو جھوٹ۔ بے شک وہ جن کی

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ

تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا، نہیں وہ اختیار رکھتے تمہارے لئے رزق کا، لہٰذا تم تلاش کرو اللہ کے پاس

الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ⑰ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا

رزق اور تم اس کی عبادت کرو اور تم اس کا شکر بھی کرو، اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤگے⑰ اور اگر جھٹلاتے ہو تم،

فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑱

تو بیشک جھٹلایا تھا بہت سی اُمتوں نے تم سے پہلے بھی اور نہیں ہے رسول پر (ذمہ داری) مگر واضح (پیغام) پہنچا دینے کی⑱

اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ

کیا اور نہیں انہوں نے دیکھا! کہ کس طرح پہلی بار پیدا کرتا ہے مخلوق کو، پھر وہی اس کو لوٹائے گا؟ بلاشبہ یہ (واپسی)

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑲ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ

اللہ کے لئے بہت آسان ہے⑲ کہہ دیجئے! تم سیر کرو زمین میں، پھر تم دیکھو کس طرح اُس نے پہلی مرتبہ

الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ

پیدا کیا مخلوق کو، پھر اللہ ہی پیدا کرے گا، پیدا کرنا دوسری مرتبہ آخرت میں، بیشک اللہ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ⑳ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ㉑

خوب قادر ہے⑳ وہ عذاب دے گا جس کو چاہے گا اور وہ رحم کرے گا جس پر چاہے گا اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤگے㉑

⑭: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو نبوت چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی تھی اور طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے گویا اس طرح ان کی عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔

⑮: یہاں ھا کی ضمیر سفینہ یا قصہ نوح کی جانب ہوسکتی ہے۔ قصہ نوح سے یہ نصیحت ملتی ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلاتا ہے۔ چاہے وہ خود نبی کا بیا ہی کیوں نہ ہو ہلاک اور تباہ ہونا اس کا مقصد ہوتا ہے۔ اور اگر اس ضمیر کو کشتی کی جانب مانا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ یہ کشتی نسل انسانی اور حیوانی کی بقاء کا سبب بنی ہے اور طوفان کے بعد بھی طویل مدت تک جودی پہاڑ پر ٹکی رہی۔ لوگ اسے دیکھتے رہے اور مجرم قوم کے انجام کی یاد تازہ ہوتی رہی۔

⑰: بے وقوفو! جو تمہیں کچھ دینے کا اختیار نہیں رکھتے بلکہ خود تمہارے محتاج ہیں ان کی عبادت کس لئے؟

⑲: اللہ تعالیٰ کی تخلیقی قدرتی صلاحیتوں کو انسان اپنی عقل کے احاطہ میں نہیں لاسکتا۔ وہ اس قدر وسیع ہیں کہ انسانی ذہن کی بساط سے باہر ہیں۔ اب تک زمین پر بسنے والے حیوانات کی کئی لاکھ انواع کا پتہ چل چکا ہے۔ آئندہ کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ صرف حقیقت سمجھنے کیلئے ایک مثال عرض کی جاتی ہے۔ ذرا تصور کریں کہ اگر کسی شخص نے ہاتھی کے بارے میں نہ سنا ہو اور نہ دیکھا ہو تو کیا وہ یہ گمان کرسکتا ہے کہ اس طرح کی بھی کوئی مخلوق ہوسکتی ہے؟

خود اس دنیا میں اللہ نے بے شمار مخلوق ایسی پیدا کی ہیں کہ انسان اسکے بارے میں تصور بھی نہیں کرسکتا۔

⑳: اللہ تعالیٰ کیلئے پہلی مرتبہ پیدا کرنا یا اسکا اعادہ کرنا بالکل سہل ہے۔ صرف انسان کو سمجھانے کیلئے ذکر فرمایا ہے کہ آخر پہلی دفعہ کی تخلیق سے دوسری یا تیسری دفعہ کی تخلیق تو سہل ہی ہوتی ہے اور یہ عام مشاہدہ کی بات ہے۔ دوسری جانب تخلیق اور اعادہ تخلیق سب کچھ تمہارے روز مرہ کے مشاہدہ میں ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کھیتی کو پیدا کرتا ہے۔ پھر اس پر بہار آتی ہے وہ اس کی جوانی ہے جب وہ لہلہاتی ہے تو ہر ایک کا دل لبھاتی ہے۔ پھر وہ مرجھانا شروع کرتی ہے آخر بھُس بن جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ دوبارہ اس کھیتی کو پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح زمین بنجر ہوتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اس میں زندگی پیدا کرتا ہے پھر وہ مرتی ہے اور یہ سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے۔

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ز وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور نہیں تم عاجز کرنے والے (اللہ کو) زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا
مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ع (۲۲) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ
کوئی دوست اور نہ کوئی مدد گار(۲۲) اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، اللہ کی آیات کااور اُس کی ملاقات کا یہ لوگ
يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۲۳) فَمَا كَانَ جَوَابَ
ناامید ہیں میری رحمت سے اور انہیں کے لئے ہے دردناک عذاب(۲۳) پھر نہ تھا جواب
قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ط اِنَّ
اُس کی قوم کا، مگر یہ کہ انہوں نے کہا! تم اِسے قتل کردو یا اِسے جلادو، پھر نجات دی اللہ نے آگ سے، بیشک
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۲۴) وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اِس میں بہت سی نشانیاں ہیں، اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں(۲۴) اور (ابراہیمؑ) نے کہا! بس تم نے تو ٹھہرایا ہے اللہ کے سوا
اَوْثَانًا لا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ
بتوں (مورتیوں) کو، آپس کی دوستی کی وجہ سے دنیاوی زندگی میں، پھر قیامت کے دن، انکار کرے گا،
بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ز وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ
تم میں سے ہر ایک دوسرے کا اور لعنت بھیجیں گے ایک دوسرے پر اور تمہارا ٹھکانا آگ ہوگا
وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (۲۵) فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ م وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ
اور نہیں ہوگا تمہارے لئے کوئی مددگار(۲۵) سو ایمان لائے اس پر (صرف) لوطؑ اور انہوں نے کہا، میں ہجرت کرنے والا ہوں
اِلٰى رَبِّيْ ط اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۲۶) وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
اپنے رب کی طرف، بیشک وہی ہے نہایت غالب، خوب حکمت والا(۲۶) اور ہم نے عطا کئے اس کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ
وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ج
اور بنایا ہم نے اس کی اولاد میں نبوت اور کتاب اور ہم نے اُس کو دیا اُس کا اجر دنیا میں
وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۲۷) وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ
اور یقیناً وہ آخرت میں ہوگا صالحین میں سے(۲۷) اور (بھیجا ہم نے) لوطؑ کو، جب اس نے کہا اپنی قوم سے! بیشک تم
لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ز مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (۲۸)
ارتکاب کرتے ہوایسے فحش کام کا، کہ نہیں کیا تم سے پہلے ایسا کام کسی نے، جہان والوں میں سے(۲۸)

ع ۲ ۹ ۱۴

وقف لازم

(۲۳): یوم قیامت رحمت سے مایوسی اورالمناک عذاب یقینی ہوگا۔

(۲۴): ابراہیمؑ کو قتل کردو یا آگ میں ڈال دو۔

● جب قوم نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا تو آگ اللہ کے حکم سے فرحت بخش ہوگئی۔
ہر چیز کے طبعی خواص خود اللہ تعالیٰ نے اسے ودیعت کر رکھے ہیں اور جب چاہے ان خواص میں تبدیلی بھی کرسکتا ہے۔ اگر چہ وہ ایسا شاذ و نادر ہی کرتا ہے۔ اگر اکثر کرتا رہے تو دنیا کا نظام ہی نہ چل سکے۔ مثال کے طور پر آگ کا کام گرم کرنا اور جلانا ہے اگر اکثر و بیشتر اسکے خواص تبدیل ہونا شروع ہو جائیں تو بڑی بڑی بھٹیاں (Furnaces) کیسے ڈیزائن کی جاسکتی ہیں جو کہ دھاتوں کے استخلاص (Extraction) کیلئے ضروری ہوتی ہیں۔

(۲۵): یعنی بتوں کی عبادت کو تم نے اپنے تعلقات اور شیرازہ بندی کا ذریعہ بنالیا ہے کہ یہ سب کے سب مجھے آگ میں جھونکنے کے مسئلے پر اکھٹے ہوگئے اور یہی معبود تم پر اور تم ان پر قیامت کے دن لعنت بھیجوگے۔

(۲۶): سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ سے حضرت ابراہیم کے سلامت نکل آنے کے بعد حضرت لوطؑ نے آپ پر ایمان لانے کا اقرار کیا مگر یہاں یہ مفہوم نہیں اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اس سے پہلے حضرت لوطؑ مشرک تھے کیونکہ انبیاء نبوت سے پہلے بھی شرک کی غلاظتوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اس آیت کا مفہوم یوں ہوگا کہ حضرت لوطؑ نے حضرت ابراہیمؑ کی رسالت کا بھی اقرار کرلیا۔

(۲۷): حضرت ابراہیمؑ کے بعد نبوت آپ ہی کی نسل سے مختص ہوگئی اسلئے آپ کو ابوالانبیاء بھی کہا جاتا ہے۔

(۲۸): لواطت جیسی فحاشی کی ایجاد قوم لوط نے کی۔ یہ ایسا غیر فطری فعل ہے کہ کسی جانور میں بھی نہیں پایا گیا۔ آج ایک قوم بہت فخر سے اس فحش مرض میں مبتلا ہے۔ حتٰی کہ قانون کے ذریعے بھی اسے تحفظ بخش دیا گیا ہے۔ باقاعدہ فخر سے ان لوگوں نے اپنی انجمنیں اور کلب بنا رکھے ہیں۔ وہ سڑکوں کے نام ہی Gay Street رکھا ہوا ہے۔ اللہ کی نافرمانی اور اس کا علی الاعلان پرچار اور اس پر فخر یہ اللہ کے عذاب کو للکارنے کے مترادف ہے۔

أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۙ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ

کیا تم آتے ہو مردوں کے پاس (جنسی تسکین کے لئے) اور تم قطع کرتے ہو راستے (یعنی رہزنی کرتے ہو) اور تم کرتے ہواپنی مجلس میں

الْمُنكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ

بُرے کام، پھر نہ تھا جواب اُس کی قوم کا، مگر یہ کہ انہوں نے کہا! تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ

ع ۳ ۸ ۱۵

إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ﴿۳۰﴾

اگر ہے تو سچوں میں سے۲۹ (لوطؑ نے) کہا! اے میرے رب! تو میری مدد فرما اُن لوگوں کے خلاف جو فسادی ہیں۳۰

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ ۙ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو

اور جب آئے ہمارے فرشتے ابراہیمؑ کے پاس بشارت لے کر تو انہوں نے کہا! یقیناً ہم ہلاک کرنے والے ہیں

أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۖ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿۳۱﴾ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا

اس بستی کے لوگوں کو، بیشک اس بستی (سدوم) کے لوگ ہیں بہت ظالم۳۱ (ابراہیمؑ نے) کہا! بیشک اس میں تو لوطؑ بھی ہیں، وہ کہنے لگے!

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَن فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ

ہم خوب جانتے ہیں کہ کون ہے وہاں، البتہ ہم ضرور نجات دیں گے اس کو اور اس کے گھر والوں کو، سوائے اس کی بیوی کے، وہ ہوگی

مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّا أَن جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

پیچھے رہنے والوں میں سے۳۲ اور جب آئے ہمارے رسول (فرشتے) لوطؑ کے پاس تو وہ مغموم ہوگئے ان (کے آنے) کی وجہ سے اور تنگ ہوا۔ان کی وجہ سے (اس کا)

ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۖ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ

سینہ اور کہا! (فرشتوں نے) نہ تم ڈرو اور نہ رنج کرو، بلاشبہ ہم نجات دینے والے ہیں تجھے اور تیرے گھروالوں کو، سوائے تیری بیوی کے،

كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿۳۳﴾ إِنَّا مُنزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا

وہ ہوگی پیچھے رہنے والوں میں سے۳۳ بیشک ہم نازل کرنے والے ہیں، اس بستی والوں پر عذاب

مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَد تَّرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً

آسمان سے، اس لئے کہ وہ بدکاریاں کیا کرتے تھے۳۴ اور یقیناً ہم نے چھوڑی اس (بستی) میں ایک کھلی نشانی

لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۳۵﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَا قَوْمِ

ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۳۵ اور (ہم نے بھیجا) مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو، تو انہوں نے کہا! اے میری قوم،

اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۳۶﴾

تم اللہ کی عبادت کرو اور تم امید رکھو یوم آخرت کی اور نہ تم پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے۳۶

۲۹: صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یہ فحش حرکتیں سرعام اپنی مجالس میں کرتے ہوئے اس پر فخر کرتے ہو۔ مسافروں کو لوٹ مار اور بے آبرو کر کے نکال دیتے ہو۔آیت کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے غیر فطری طریقہ استعمال کر کے تم بقائے نسل انسانی کی راہ روکتے ہو۔

۳۰: جب آپ انکی ہدایت سے مایوس ہوگئے تو انہوں نے یہ دعا کی۔

۳۱: یہ بشارت حضرت اسحاقؑ اور یعقوبؑ کی ولادت کے بارے میں تھی جبکہ حضرت ابراہیمؑ بوڑھے ہو چکے تھے اورانکی بیوی حضرت سارہ بانجھ تھیں۔

۳۲: فرشتوں سے اس قسم کی بحث سے حضرت ابراہیمؑ کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح اس بدنصیب قوم کو سنبھلنے کیلئے کچھ مزید مہلت مل جائے اور یہ حضرت ابراہیمؑ کی نرم طبیعت کی وجہ سے تھا۔جیسے فرمایا ''اور وہ ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑتے تھے۔ بلاشبہ ابراہیم بہت نرم دل اور بردبار تھے۔'' (ھود 74:11)

۳۳: حضرت لوطؑ کے یہاں بے ریش خوبصورت نوعمر لڑکوں کی شکل میں گئے جو کہ ان اوباشوں کیلئے بے انتہا کشش رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت لوطؑ کو انہیں دیکھ کر بہت گھٹن محسوس ہوئی کہ انکی قوم ان اجنبی مہمانوں کے ساتھ لواطت ضرور کرے گی۔

● حضرت لوطؑ سدوم کے قدیمی باشندے تو نہ تھے بلکہ بابل سے حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ہجرت کر کے آئے تھے۔انکی بیوی اسی خبیث قوم کی بیٹی تھی اور قوم کی خباثتوں میں قوم کے ساتھ رہتی۔

۳۵: اس پوری بستی کو اوپر اٹھا کر الٹا زمین پر پٹخ دیا گیا اور ان پر پتھروں کی بارش برسائی گئی۔جس سے یہ علاقہ گہرائی تک زمین میں دھنس گیا، اس جگہ پر اب بحر میت یا بحیرہ مردار ہے۔

۳۶: اہل مدین حضرت اسحاقؑ کے بیٹے مدیان کی نسل سے تھے اور زمانہ قدیم کی اہم ترین تجارتی شاہراؤں یعنی یمن تا شام اور مصر تا عراق کے تقاطع (Cross) تک انکی بستی آباد تھی۔گویا جغرافیائی لحاظ سے یہ علاقہ ایک بہت بڑی تجارتی منڈی بن گیا تھا۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا

سو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں پکڑ لیا سخت زلزلے نے، تو رہ گئے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے﴿۳۷﴾ اور (ہلاک کیا) عاد کو

وَّثَمُوْدَاۡ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۣ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

اور ثمود کو اور یقیناً واضح ہوچکی ہے تم پر، ان کے رہنے کی جگہ (دیکھ کر) اور مزین کردیا تھا ان کے لئے شیطان نے، ان کے (برے) اعمال کو

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۣ

اور روک دیا تھا انہیں راہ راست سے حالانکہ تھے وہ بہت ہوشیار﴿۳۸﴾ اور قارون اور فرعون اور ہامان کو (بھی ہم نے ہلاک کیا)

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا

اور بیشک لے کر آئے تھے اُن کے پاس موسیٰؑ کھلی نشانیوں کے ساتھ، تو انہوں نے تکبر کیا زمین میں اور نہ تھے وہ

سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ

سبقت لے جانے والے (ہم سے)﴿۳۹﴾ سواُن سب کو پکڑا ہم نے اُن کے گناہوں کے سبب، سواُن میں سے کچھ ایسے ہیں کہ بھیجی ہم نے ان پر پتھراؤ کرنے والی آندھی

وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ

اور اُن میں سے (کچھ ایسے ہیں) جنہیں پکڑا ایک زبردست چیخ نے اور اُن میں سے کچھ ایسے ہیں، کہ دھنسا دیا انہیں ہم نے زمین میں

وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اوران میں سے کچھ ایسے ہیں جنہیں ہم نے غرق کردیا اور نہ تھا اللہ، کہ ظلم کرتا اُن پر، بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر

يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ

ظلم کررہے تھے﴿۴۰﴾ مثال ان لوگوں کی جنہوں نے بنائے اللہ کے سوا اور کارساز (سرپرست) جیسے مثال

الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ

وقف لازم

مکڑی کی ہے، جو بناتی ہے ایک گھر اور بلاشبہ سب سے کمزور گھر ''مکڑی'' کا گھر ہوتا ہے!

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

کاش کہ یہ لوگ جانتے ہوتے﴿۴۱﴾ بیشک اللہ جانتا ہے، جو وہ پکارتے ہیں اس کے سوا کسی بھی چیز کو اور وہی ہے زبردست،

الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

خوب حکمت والا ہے﴿۴۲﴾ اور یہ مثالیں ہیں، ہم ان کو بیان کرتے ہیں انسانوں کے لئے اور نہیں انہیں سمجھتے، مگر علم والے ہی﴿۴۳﴾

ع ۴ ۱۴ ۱۶

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع

پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ، بیشک اس میں نشانی ہے مومنوں کے لئے﴿۴۴﴾

﴿۳۷﴾: ایک شدید چیخ اور زلزلہ کے شدید جھٹکے سے یہ قوم تباہ کردی گئی۔

﴿۳۸﴾: عاد کا وطن جنوبی یمن تھا جبکہ ثمود کا علاقہ حجر جسے مدائن صالح کہتے ہیں۔ حجاز اور تبوک کے راستہ میں ہے یعنی بڑی تجارتی شاہراہ پر واقع ہے جہاں سے عرب لوگ گزرتے رہتے تھے اور انکا بچہ بچہ ان لوگوں کے حالات سے آگاہ تھا۔

﴿۴۰﴾: قوم لوط پر یہ عذاب آیا۔

● ثمود اور اہل مدین پر یہ عذاب آیا۔

● فرمان الٰہی ہے۔''بلاشبہ قارون موسیٰ کی قوم (بنی اسرائیل) سے تھا پھر وہ اپنی قوم کے خلاف ہوگیا (دشمن قوم سے مل گیا) ہم نے اسے اتنے خزانے دے رکھے تھے جن کی چابیاں ایک طاقتور جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی۔ ایک دفعہ اس کی قوم کے لوگوں نے اسے کہا کہ اتنا اتراؤ نہیں اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ جو مال و دولت اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دنیا میں بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر۔ لوگوں سے ایسے ہی احسان کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد کرنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ کہنے لگا یہ جو کچھ مجھے ملا ہے اس علم کی بدولت ملا ہے جو مجھے حاصل ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ اس سے پہلے اپنے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے۔ جو قدرت میں اس سے سخت اور مال و دولت میں اس سے زیادہ تھے اور مجرموں کے گناہوں سے متعلق ان سے تو نہ پوچھا جائے گا۔ پھر (ایک دن) وہ اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے بڑے ٹھاٹھ سے نکلا۔ جو لوگ دنیاوی مال کے طلب گار تھے وہ کہنے لگے کاش ہمیں بھی وہی کچھ میسر ہوتا جو کہ قارون کو میسر ہے۔ وہ تو بڑا بختوں والا ہے مگر جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو اس کیلئے اللہ کے یہاں جو ثواب ہے وہ اس سے بہتر ہے اور وہ ثواب صبر والوں کو ہی ملے گا۔ پھر ہم نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے حامیوں کی کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی اور نہ ہی خود وہ بدلہ لے سکا۔ اب جو لوگ کل تک قارون کے رتبہ کی تمنا کررہے تھے وہ کہنے لگے: ہماری حالت پر افسوس اللہ اپنے بندوں سے جس کا چاہے رزق وسیع کردیتا ہے اور جس کا چاہے تنگ کردیتا ہے اور اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔'' (القصص 28:82-76)

● قوم نوح اور فرعون اور قوم فرعون پر عذاب آیا۔

﴿۴۱﴾: جب انسان اپنا گھر رہنے کیلئے بناتا ہے تو اسکی بنیادوں کی مضبوطی کی جانب خاص توجہ دیتا ہے مگر دین جس پر اسکی لازوال زندگی کا دارومدار ہے اس پر کچھ بھی توجہ نہیں دیتا۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ

تلاوت کیجئے! جو کچھ وحی کی گئی آپ کی طرف کتاب سے اور قائم کیجئے نماز، یقیناً نماز

تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝٤٥

روکتی ہے، بے حیائی اور بُرے کاموں سے اور اللہ کا ذکر ہی ہے سب سے بڑا اور اللہ جانتا ہے، جو کچھ تم کرتے ہو۴۵

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا

اور نہ تم جھگڑا کرو اہلِ کتاب سے، مگر اس طریقہ سے کہ وہ بہت بہتر ہو، سوائے ان لوگوں کے جو ظالم ہیں، ان میں سے اور کہو!

اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝٤٦

کہ ایمان لائے ہم اس پر جو نازل کیا گیا ہماری طرف اور جو نازل کیا گیا تمہاری طرف اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے مطیع فرمان (مسلم) ہیں۴۶

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ

اور اسی طرح ہم نے نازل کیا آپ کی طرف یہ کتاب! سو وہ لوگ جنہیں دی تھی ہم نے کتاب، وہ تو ایمان لاتے ہیں اس پر اور ان (اہل مکہ) میں سے بھی کچھ ایسے ہیں

مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝٤٧ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ

جو ایمان لارہے ہیں، اس (قرآن) پر اور نہیں انکار کرتے ہماری آیات کا مگر کافر۴۷ اور نہیں پڑھتے تھے آپ اس سے پہلے

مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝٤٨ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ

کوئی کتاب، اور نہ آپ اسے لکھتے اپنے دائیں ہاتھ سے، (اگر ایسا ہوتا) تب ضرور شک کرتے باطل پرست۴۸ بلکہ وہ (قرآن) آیات ہیں واضح

فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝٤٩ وَقَالُوْا لَوْلَآ

سینوں میں، ان لوگوں کے جنہیں دیا گیا ہے علم اور نہیں انکار کرتے ہماری آیات کا، مگر ظالم ہی۴۹ اور کہا انہوں نے! کہ کیوں نہیں

اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝٥٠

اتارے گئے اُس پر معجزے اُس کے رب کی طرف سے، آپ کہہ دیجئے! کہ معجزے تو صرف اللہ کے پاس ہیں اور میں تو صرف ڈرانے والا ہوں واضح طور سے۵۰

اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰی

کیا (یہ) کافی نہیں ہے اُن کے لئے، کہ ہم نے نازل کی ہے آپ پر یہ کتاب، جو پڑھ کر سنائی جاتی ہے انہیں، بیشک اِس میں بڑی رحمت ہے اور نصیحت ہے

لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝٥١ قُلْ كَفٰی بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ شَهِیْدًا ۚ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

اُن لوگوں کے لئے، جو ایمان لاتے ہیں۵۱ کہہ دیجئے! کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ، وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٥٢

اور زمین میں اور وہ لوگ جو ایمان لائے باطل پر اور انہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ وہی لوگ ہیں خسارہ پانے والے۵۲

(۴۵): جن تکالیف دہ حالات میں مسلمان اور آپ ﷺ مکہ میں گزر رہے تھے ان میں صبر، ثبات اور حوصلہ پیدا کرنے کیلئے قرآن کریم کی تلاوت کی ہدایت کی گئی ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے بے شمار فوائد ہیں۔ ایمان بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

● ان حالات میں مصائب برداشت کرنے کیلئے دوسرا نسخہ نماز کی ادائیگی بتلایا گیا ہے۔ ایک مثال سے بات سمجھی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی گاڑی ڈھلوان میں کھڑی ہو تو وہ نیچے کھسکتی جائے گی سوائے یہ کہ اسے بریک (Brake) لگائی جائے یا انجن کی طاقت سے گاڑی چڑھائی چڑھتی جائے۔ دنیا اور اسکی زینت کی مثال ڈھلوان کی ہے جو کہ انسان کو نیچے ہی نیچے کھینچتی ہیں۔ نماز کی مثال انجن کی اعلیٰ اخلاقی اور دینی مدارج طے کرتا چلا جاتا ہے۔

● اگر بندہ اللہ کو یاد کرے تو اللہ بھی بندے کو یاد کرتا ہے۔ (البقرہ 152:2) اور یہ بہت بڑی سعادت ہے۔

(۴۶): کیونکہ وہ کم از کم اپنی اصل کے اعتبار سے تو حق پر ہیں۔ لہٰذا حقیقت سمجھنا ان کیلئے سہل ہے۔

● ظالم سے مراد ہٹ دھرم، ضد باز، مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ دہی کرنیوالے اور جنگ کرنیوالے مراد ہیں۔

● اللہ تعالیٰ نے بحث کا انداز بھی خود ہی سمجھا دیا ہے۔ جن جن باتوں میں فریقین میں موافقت اور مطابقت پائی جاتی ہے پہلے انکا ذکر کر کے انہیں اپنی جانب مائل کیا جائے۔

(۴۷): جن لوگوں کے پاس پہلے سے کتاب موجود ہے یعنی یہود و نصاریٰ تو ان سے بھی منصف مزاج لوگ ایمان لے آئے ہیں اور قریش سے بھی گویا اس کتاب میں نقلی اور عقلی ہر طرح کے دلائل موجود ہیں جو کہ متاثر کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔

(۴۸): کفار کے اعتراضات میں سے ایک الزام یہ بھی تھا کہ آپ تورات کے مضامین قرآن کے نام سے پیش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی اگر آپ پڑھے لکھے ہوتے تو بھی اس الزام میں کچھ وزن ہوتا کہ کہا جاتا کہ آپ نے تورات پڑھ کر یہ سارا کلام گڑھ لیا ہے یا آپ لکھنا ہی جانتے تو کہا جاتا کہ کسی سے سن کر لکھ لیا ہے۔

(۵۱): ایسے زندہ جاوید معجزے (Miracle of Miracles) کے بعد اور کس چیز کی ضرورت ہے؟ دیکھیں (الحجر 9:15) ایسا معجزہ جس کی آب و تاب چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی کم نہیں ہوئی۔ چیلنج کے باوجود ساری دنیا کے جن اور انسان مل کر بھی اس جیسی ایک سورت بھی نہیں بنا سکے۔ اس میں کئی پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ کئی تو پوری ہو چکی ہیں باقی پوری ہوتی رہیں گیں۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ
اور وہ لوگ جلدی مانگتے ہیں آپ سے عذاب اور اگر نہ ہوتا ایک وقت مقرر، تو ضرور آجاتا اُن کے پاس عذاب اور یہ آکر رہے گا اُن پر
بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٣﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ
اچانک ہی۔ (ایسے حال میں کہ) وہ نہیں شعور رکھتے ہوں گے ﴿٥٣﴾ یہ لوگ جلدی مچا رہے ہیں آپ سے عذاب کے لئے اور بلاشبہ جہنم ضرور گھیرنے والی ہے
بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٤﴾ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ
کافروں کو ﴿٥٤﴾ اس دن ان کو ڈھانپ لےگا عذاب اُن کے اُوپر سے اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے اور وہ اللہ فرمائے گا
ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٥﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ
تم مزہ چکھو ان کرتوتوں کا جو کچھ تم کرتے رہے ﴿٥٥﴾ اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو، بیشک میری زمین بہت وسیع ہے، لہٰذا تم میری ہی
فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
عبادت کرو ﴿٥٦﴾ ہر جاندار کو چکھنا ہے مزہ موت کا، پھر ہماری ہی طرف تم واپس کئے جاؤ گے ﴿٥٧﴾ اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
اور انہوں نے عمل کئے نیک، البتہ ہم ضرور جگہ دیں گے انہیں جنت کے بالاخانوں میں، بہہ رہی ہوں گی اُن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے
فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾ ۖ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَكَاَيِّنْ
اُن میں، بہت ہی اچھا اجر ہے نیک عمل کرنے والوں کا ﴿٥٨﴾ وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں ﴿٥٩﴾ اور کتنے ہی
مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٠﴾ وَلَئِنْ
جاندار ہیں، کہ نہیں اٹھائے پھرتے اپنا رزق، اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی اور وہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے ﴿٦٠﴾ اور اگر
سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ
آپ ان سے پوچھیں، کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اور مسخر کر رکھا ہے سورج کو اور چاند کو، تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے،
فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
پھر کہاں وہ پھیرے جاتے (یعنی دھوکہ کھا رہے) ہیں ﴿٦١﴾ اللہ ہی کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے وہ چاہتا ہے، اپنے بندوں میں سے اور وہی تنگ کرتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے یقیناً اللہ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ
ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ﴿٦٢﴾ اور اگر آپ اُن سے پوچھیں کس نے اتارا ہے آسمان سے پانی پھر اُس نے زندہ کیا اس کے ساتھ زمین کو،
مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ ع ۶/۱۲/۲
اس کی موت (ویرانی) کے بعد، البتہ وہ ضرور کہیں گے اللہ نے، کہہ دیجئے! تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، بلکہ ان کے اکثر نہیں عقل رکھتے ﴿٦٣﴾

﴿٥٣﴾: یہ عذاب فتح مکہ والے دن آیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افواج مکہ پہنچ گئیں اور کفار میں مقابلہ کی سکت ہی نہ رہی۔

﴿٥٤﴾: اور آخرت کے عذاب کی لپٹیں تو آچکے ہیں۔ ادھر آنکھیں بند ہوئیں ادھر دھر لئے گئے سوائے یہ کہ مہلت سے فائدہ اُٹھا کر سنبھل جائیں۔

﴿٥٥﴾: ایک ترجمہ تو یہ ہے اسکے علاوہ ممکن ہے کہ خود عذاب یا جہنم یا فرشتے یہ بات کہیں۔

﴿٥٦﴾: اگر اہل مکہ نے اسلام کی وجہ سے تمہارا جینا دوبھر کر دیا ہے تو اللہ کی زمین وسیع ہے وہاں نکل چلو جہاں تم آزادی سے اللہ کے احکام بجالا سکو۔

﴿٥٧﴾: جو تمہیں اسلام کی وجہ سے ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہے ہیں انہوں نے بھی اور تم نے بھی آخر میرے پاس ہی آنا ہے۔

﴿٥٩﴾: دین کی راہ میں مصائب جھیلنا صبر ہے۔ اللہ کے احکام پر کاربند رہنا ہی صبر ہے۔

﴿٦٠﴾: حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
''اگر تم اللہ پہ ایسا توکل کرتے جیسا کہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں بھی اسی طرح رزق دیا جاتا جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے وہ صبح بھوکے جاتے اور شام کو پیٹ بھر کے آتے ہیں۔'' (ترمذی)

﴿٦١﴾: آج بھی دنیا کے کم از کم نوے پچانوے فیصد مشرکین کا عقیدہ یہی ہے کہ نظام کائنات قائم کرنیوالا اللہ ہی ہے۔ آخر اس کے بعد پھر شرک کا جواز کہاں سے نکل آتا ہے۔

﴿٦٢﴾: مال ملنا لازماً خیر ہی نہیں ہوتا۔ خود اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کس کو مال دیا جائے تو وہ بھلائی ہی کمائے گا اور کسے مال دیا جائے تو وہ زیادہ سرکش ہو جائیگا۔ بعض اوقات مال زیادہ دیگر اللہ تعالیٰ کسی کو ابتلا میں ڈال دیتا ہے۔
حضرت عمرو بن تغلب روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس شخص کو مال دیتا ہوں جسکے دل میں بے چینی اور بوکھلا پن پاتا ہوں حالانکہ جن کو نہیں دیتا وہ مجھے ان سے زیادہ محبوب ہیں جنہیں میں دیتا ہوں''۔ (بخاری)

﴿٦٣﴾: دوسرا مفہوم یہ ہے کہ الحمدللہ کم از کم اتنا تو تم بھی تسلیم کرتے ہو۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ
اور نہیں ہے یہ دنیاوی زندگی مگر کھیل تماشا اور یقیناً آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے،
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۥ
کاش! یہ لوگ جانتے ہوتے﴿٦٤﴾ پھر جب وہ سوار ہوتے ہیں کشتی میں، تو وہ پکارتے ہیں اللہ کو خالص کرکے، اُسی کے لئے اپنے دین کو،
فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا
پھر جب وہ انہیں نجات دے دیتا ہے خشکی کی طرف، تو یکایک وہ شرک کرنے لگتے ہیں﴿٦٥﴾ تاکہ وہ کفر کریں، اُس (نعمت) کی جو ہم نے انہیں (نجات) دی تھی اور تاکہ وہ فائدہ اٹھائیں،
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ
سو عنقریب انہیں معلوم ہوجائے گا﴿٦٦﴾ کیا نہیں دیکھا انہوں نے! کہ بیشک ہم ہی نے بنایا ہے حرم کو امن والا، جبکہ اچک لئے جاتے ہیں انسان،
مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ
اس کے گردوپیش سے؟ کیا پھر باطل پروہ ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کے ساتھ وہ انکار کرتے ہیں﴿٦٧﴾ اور کون بڑا ظالم ہے
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى
اُس شخص سے، جس نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹ کا، یا جھٹلایا حق کو، جب وہ اس کے پاس آیا، کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا
ع ٦ ٣ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾ ع
ایسے جھٹلانے والوں کا؟﴿٦٨﴾ اور وہ لوگ جنہوں نے جہاد (یا مجاہدہ) کیا ہمارے لئے، تو ہم ضرور دکھائیں گے انہیں اپنے راستے اور یقیناً اللہ ساتھ ہے نیکی کرنے والوں کے﴿٦٩﴾

اٰیاتہا ٦٠ (٣٠) سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ (٨٤) رکوعاتہا ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
الۗمّۗ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿٢﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿٣﴾
الف، لام، میم﴿١﴾ مغلوب ہوگئے رومی﴿٢﴾ (عرب سے) قریب ترین سرزمین (شام وغیرہ میں) اور وہ اپنے بعد مغلوب ہونے کے، جلد ہی غالب ہوجائیں گے﴿٣﴾
فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ڛ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ
چند سالوں میں، اللہ ہی کے لئے ہے سارا اختیار، پہلے بھی اور بعد میں بھی اور وہ دن ہوگا، جبکہ خوش ہوں گے
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٤﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٥﴾
مومن﴿٤﴾ اللہ کی مدد سے، وہ مدد دیتا ہے، جسے چاہتا ہے اور وہ خوب غالب، نہایت رحم کرنے والا ہے﴿٥﴾

﴿٦٤﴾: یہ اس لحاظ سے کھیل تماشا نہیں ہے کہ بے مقصد پیدا کی گئی ہو۔ بلکہ اس دنیا میں اللہ والوں کا ایک ایک لمحہ بہت قیمتی ہوتا ہے اور وہ اس سے اپنی آخرت کماتے ہیں۔ کھیل تماشا اس اعتبار سے بھی ہے کہ دنیا کے سارے کردار آخرت کے مقابلے میں انتہائی ناپائیدار اور فانی ہوتے ہیں۔ یہاں کے بادشاہ اور وزیر بھی ڈراموں کی طرح سٹیج سے ہٹا دیئے جاتے ہیں۔

﴿٦٥﴾: نہ صرف کشتی ہی میں جبکہ وہ ڈوبنے کو ہوتی ہے بلکہ جب بھی جان کو بن آتی ہے انکا طریقہ یہی ہوتا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (لقمان 32:31)

تفسیر سورۃ الروم

﴿١﴾: یہ حروف مقطعات ہیں۔ غالباً انکا درست مفہوم متعین کرنا بڑا مشکل ہے۔ یہ منکرین کیلئے چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنالاؤ۔ واللہ اعلم (البقرۃ 1:2)

﴿٢﴾: اس سورت کی دوسری آیت ہی سے اسکا زمانہ متعین ہوجاتا ہے۔ یہ سورت ہجرت حبشہ کے زمانہ میں نازل ہوئی۔ اس سورت کی ابتداء میں دو عظیم الشان پیشین گوئیاں کی گئی ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت کے زمانے میں دو عظیم الشان طاقتیں (Super Powers) روم اور فارس تھیں۔ روم کے باشندے اہل کتاب یعنی عیسائی تھے۔ پھر آخرت پر مسلمان کی طرح ایمان بھی رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر بھی انکا ایمان اور اس وقت تک کافی صالح طبقہ بھی ان میں موجود تھا۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی اور اہل حبشہ کے ایمان لانے کی تفاصیل (المائدہ 83:5) میں گزر چکی ہیں۔ دوسری جانب اہل فارس آخرت کے منکر اور آتش پرست تھے۔ طبعی طور پر مسلمانوں کی ہمدردیاں اہل روم کے ساتھ تھیں۔

سنہ 615ء میں ایران نے روم کو ایسی شکست دی کہ ایران کی فوجیں مصر کی سرحدوں تک پہنچ گئیں حتیٰ کہ ان کی اصل صلیب بھی لے گئے یہ شکست اتنی شدید تھی کہ خطرہ پیدا ہو چلا تھا کہ روم کے نام کا کوئی شہر صفحہ ہستی پر باقی نہ رہ سکے گا۔

ان حالات میں قریش نے مسلمانوں کو طعنے دینے شروع کردیئے کہ جس طرح اہل فارس اہل کتاب (روم) کو صفحہ ہستی سے مٹارہے ہیں ہم بھی تمہیں مٹادیں گے۔ انہی حالات میں یہ آیات اتریں۔ جن میں نہ صرف روم کے غلبہ کی خوشخبری تھی بلکہ خود مسلمانوں کی فتح کی بھی بشارت تھی۔ ان حالات میں روم کی فتح تو ناممکن معلوم ہوتی ہی تھی مسلمانوں کی قریش پر فتح اس سے بھی زیادہ مشکل معلوم ہورہی تھی۔

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦﴾ يَعْلَمُوْنَ

اللہ کا وعدہ (ہے)! نہیں وہ خلاف کرتا اپنے وعدے کے، لیکن اکثر انسان نہیں جانتے⑥ وہ جانتے ہیں

ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا

ظاہر کو، دنیاوی زندگی سے اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں⑦ کیا نہیں انہوں نے غوروفکر کیا

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ

اپنے آپ میں، کہ نہیں پیدا کیا اللہ نے، آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، مگر برحق اور ایک وقت

مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿٨﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا

مقرر کے لئے اور بیشک اکثر انسان اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں⑧ کیا نہیں انہوں نے سیر کی

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً

زمین میں، پھر وہ دیکھتے کیا ہوا انجام، ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے، وہ تھے بہت، اُن سے قوت میں

وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

اور پھاڑا تھا زمین کو (یعنی کھیتی باڑی کی تھی) اور آباد کیا تھا اسے بہت، اس سے جتنا آباد کیا ہے انہوں نے اسے اور آئے تھے، ان کے پاس ان کے رسول،

بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٩﴾ؕ ثُمَّ

کھلی نشانیاں لے کر، سو نہ تھا اللہ ایسا کہ ظلم کرتا ان پر اور لیکن وہ خودہی اپنے اوپر ظلم کررہے تھے⑨ پھر

كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا

ہوا انجام اُن لوگوں کا جنہوں نے برائیاں کی تھیں بہت بُرا اس وجہ سے کہ جھٹلایا تھا انہوں نے اللہ کی آیات کو اور وہ تھے ان کا

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ؑ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾ وَيَوْمَ ع ١ ١٠ ٤

مذاق اڑایا کرتے⑩ اللہ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اُسے دوبارہ پیدا کرے گا، پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤگے⑪ اور جس دن

تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ

قائم ہوگی قیامت، مایوس ہوجائیں گے مجرم⑫ اور نہ ہوگا ان کے لئے، ان کے شریکوں میں سے

شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿١٣﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ

کوئی سفارشی اور وہ ہو جائیں گےاپنے شریکوں (معبودوں) کے انکار کرنے والے⑬ اور جس دن قائم ہوگی قیامت، اس دن

يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿١٤﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿١٥﴾

وہ (مومن وکافر) الگ الگ ہوجائیں گے⑭ سو جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، تو وہ ایک باغ میں خوش کئے جائیں گے (یعنی ضیافت ہوگی)⑮

⑥: قریش نے اس بشارت کے نزول پر اسے مزید تمسخر کا نشانہ بنالیا۔ ابی بن خلف نے حضرت ابو بکرؓ سے شرط لگائی کہ اگر تین سال میں رومی غالب آ گئے تو وہ دس اونٹ حضرت ابو بکرؓ کو دیگا ورنہ حضرت ابوبکر دس اونٹ اسے دیں گے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ ''بضع'' کا اطلاق دس سال سے کم کی مدت پر ہوتا ہے لہٰذا مدت کو بڑھا کر دس سال کر دو اور اونٹوں کی تعداد ایک سو کر دو۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے ایسا ہی کیا۔

انگریز مؤرخ گبن کے مطابق اس پیشین گوئی کے سات آٹھ برس بعد تک بھی حالات ایسے نظر نہ آئے تھے کہ روم کے غلبہ کا کہیں کوئی نشان نظر آتا۔ آخر حالات نے یوں پلٹا کھایا کہ قیصر روم نے اندر ہی اندر یہ تہیہ کیا کہ اپنی شکست کا بدلہ ضرور لے گا۔ چنانچہ اس نے نئے سرے سے اپنی قوت جمع کر کے فارس کے عقب سے حملہ کیا اور فتح پر فتح حاصل کرتا گیا حتیٰ کہ سب سے بڑے آتش کدہ کو تباہ کر دیا۔ فتح کی خبر مسلمانوں کو عین اس وقت ملی جبکہ وہ میدان بدر میں مشرکین کی اچھی طرح پٹائی کر چکے تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے بیک وقت مسلمانوں کو دوہری خوشی نصیب فرمائی۔

حضرت ابو بکرؓ کی شرط کے مطابق سو اونٹ مل گئے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیدیا کیونکہ جس وقت شرط لگائی گئی تھی اس وقت تک جوئے کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ جوئے کی حرمت کے نزول کے بعد حربی کفار سے شرط کے سو اونٹ تو لے گئے مگر انہیں صدقہ کر دیا گیا۔

اس واضح پیشین گوئی کے حق ثابت ہونے پر کئی لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ کیا اس پیشین گوئی سے وہ مستشرقین بھی کوئی راہنمائی حاصل کریں گے جنہیں یہ الزام لگاتے ہوئے کوئی شرم نہیں آتی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کے مضامین تورات اور انجیل سے لئے ہیں؟

⑧: خود انسان کے اپنے اندر بڑی محیر العقل کائنات موجود ہے جو اپنے اندر کئی سبق آموز پہلو رکھتی ہے۔ انسانی دماغ اور اسکی صلاحیتیں پیٹ میں بچے کی نشوونما جسم میں دودھ کا بننا یہ سب ایسی اشیاء ہیں جو پکار پکار کر خالق کائنات کا پتہ دیتی ہیں۔ دیکھیں (النحل 66:16)

⑨: ان کی عمریں تم سے کہیں زیادہ تھیں۔ جسم اور قدتم سے کہیں بہتر تھا۔ انکی مہارت کا یہ حال تھا کہ ایسے اہرامات (عمارتیں) تعمیر کئے کہ آج اس جیسے اہرام تعمیر کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔ قوم ثمود نے جو عمارتیں پہاڑ تراش کر بنائی تھیں اس جیسی عمارتیں آج کے انجینئر بھی نہیں بنا سکتے اور وہ تو تم خود بھی جا کر دیکھ سکتے ہو۔

⑫: یعنی عملی طور پر انہیں نظر آجائیگا کہ یہ شریک آج کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ

اور رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیات کو اور آخرت کی ملاقات کو، سو یہی لوگ عذاب میں

مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ

مبتلا رہیں گے⑯ سو پاکی بیان کرتے رہو اللہ کی، جب تم شام کرو اورجب تم صبح کرو⑰ اور اُسی کے لئے ہے حمد،

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

آسمانوں میں اور زمین میں اور سہ پہر کو اور جب تم ظہر کرو⑱ وہ نکالتا ہے زندہ کو مُردہ سے

وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ ع ۴ ۵

اور وہی نکالتا ہے مُردہ کو زندہ سے اور وہی زندہ (آباد) کرتا ہے زمین کو اس کے مُردہ ہوجانے کے بعد اور اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے⑲

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے، یہ بھی کہ پیدا فرمایا اس نے تمہیں مٹی سے، پھر یکایک تم بشر بن کر پھیل رہے ہو⑳

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے، یہ بھی کہ اس نے پیدا کیں، تمہارے لئے تمہارے ہی جنس سے بیویاں، تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور پیدا کردی اس نے، تمہارے درمیان محبت اور رحمت یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے، جو غور و فکر کرتے ہیں㉑

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اور اختلاف تمہاری زبانوں کا اور تمہارے رنگوں کا،

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ

بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں علم والوں کے لئے㉒ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا سونا رات اور دن میں

وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور تمہارا تلاش کرنا، اس کے فضل کو، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں، ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں㉓

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے، کہ وہ دکھلاتا ہے تم کو بجلی کی چمک ڈرانے اور امید دلانے کے لئے اور وہی نازل کرتا ہے آسمانوں سے پانی،

فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

پھر وہ زندہ کرتا ہے، اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت (ویرانی) کے بعد، بیشک اُس میں بہت سی نشانیاں ہیں، ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں㉔

⑰: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں تسبیح سے مراد نماز ہے جو کہ خود بھی تسبیح کی بہترین شکل ہے۔ اس آیت میں فجر، مغرب اور عشاء کا ذکر ہے جبکہ اگلی آیت میں ظہر اور عصر کا وقت مذکور ہے۔ طلوع شمس سے نصف النہار تک سورج کے عروج کا وقت ہوتا ہے جبکہ سورج پرست لوگ سورج کی عبادت کرتے ہیں اس عرصہ میں کوئی فرض نماز مقرر نہیں کی گئی۔

⑲: جیسے حضرت آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور بعد کے انسانوں کو نطفہ سے جو کہ مردہ ہی ہوتا ہے اسی طرح انڈے سے بھی جاندار پیدا ہوتا ہے جو کہ مردہ ہوتا ہے۔ بعض حیوانات سے نطفہ اور بعض سے انڈہ سے نکالتا ہے۔

⑳: ایک انسان سے کئی بلین (Billion) کی آبادی پیدا ہو چکی ہے اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

㉑: خوراک سب ایک ہی طرح کی کھاتے ہیں۔ والدین بھی ایک ہی ہوتے ہیں۔ آب و ہوا ایک جیسی میسر آتی ہے اسکے باوجود ایک کو نر اور ایک کو مادہ بنا دیا۔ دونوں کو ایک دوسرے کا معاون بنا دیا۔ دونوں ایک دوسرے کے طالب بھی ہیں اور مطلوب بھی۔ دونوں میں ایک دوسرے سے محبت کا فطری جذبہ ودیعت کر دیا۔

㉒: کسی کی زبان انگریزی کسی کی پشتو کسی کی عربی اور کسی کی اردو۔ پھر ہر زبان میں بھی لہجے کا اختلاف واقع ہوتا ہے جو کہ صرف سو میل کے فاصلہ کے بعد ہی محسوس ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رنگوں (Complection) کا اختلاف واقع ہوتا ہے۔ یہ وہ اختلافات ہیں جن میں انسان کا اپنا اختیار نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہ کسی کی فضیلت کا معیار نہیں ہوتا بلکہ اصلی معیار تقویٰ ہے۔

㉓: یہ نیند کیا چیز ہے خود انسان اسکی ماہیت سمجھنے سے قاصر ہے۔ نیند کی حالت میں انسان کے بعض حواس کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے جیسے سونگھنے کی قوت اور بعض حواس کی کارکردگی میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسے سننے کی صلاحیت۔ خواب اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب چیز ہے۔

● اگر انسان میں روزگار کی تلاش کا داعیہ نہ رکھا جاتا تو دنیا کی یہ ساری رونق مفقود ہو جاتی ہے۔

㉔: بارش کی امید پیدا ہوتی ہے جو فصلوں کیلئے باعث رحمت ہے۔ ورنہ بادلوں نے کئی ٹن کے حساب سے جو پانی اٹھا رکھا ہوتا ہے وہ کسی بھی جگہ تباہی مچانے کیلئے کافی ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ بادلوں نے بجلی کی صورت میں جو دباؤ (Voltage) اٹھایا ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ سو بلین وولٹ کے قریب ہے چنانچہ یہ بجلی اگر زمین کی جانب لپکے تو کیا تباہی نہ مچا دے گی۔

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ تَقُوۡمَ السَّمَآءُ وَالۡاَرۡضُ بِاَمۡرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمۡ دَعۡوَةً ۖ

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ بھی کہ قائم ہے آسمان اور زمین اس کے حکم سے، پھر وہ جب تمہیں پکارے گا، ایک ہی بار، پکارنا

مِّنَ الۡاَرۡضِ ۖ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ ﴿٢٥﴾ وَلَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ كُلٌّ

زمین سے (نکلنے کے لئے) تو فوراً ہی تم باہر نکل آؤگے﴿٢٥﴾ اور اسی کا ہے جو کچھ بھی ہے آسمانوں میں اور زمین میں، سب

لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ ﴿٢٦﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ وَهُوَ اَهۡوَنُ عَلَيۡهِ ؕ وَلَهُ

اُسی کے فرماں بردار ہیں﴿٢٦﴾ اور وہی ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے مخلوق کو، پھر وہی اُسے دوبارہ پیدا کرے گا اور وہ آسان ہے اس پر اور اُسی کے لئے ہے

الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰى فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿٢٧﴾ ضَرَبَ لَكُمۡ

اعلیٰ مثال آسمانوں میں اور زمین میں اور وہ زبردست، بڑی حکمت والا ہے﴿٢٧﴾ (اس اللہ نے) بیان فرمائی تمہارے لئے

مَّثَلًا مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ هَلۡ لَّكُمۡ مِّنۡ مَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ مِّنۡ شُرَكَآءَ

ایک مثال، تمہارے نفسوں میں سے، کیا ہیں تمہارے لئے، تمہارے غلاموں میں سے کوئی شریک،

فِىۡ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ فَاَنۡتُمۡ فِيۡهِ سَوَآءٌ تَخَافُوۡنَهُمۡ كَخِيۡفَتِكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ ؕ

اس چیز میں جو ہم نے تم کو رزق دیا، کہ پھر تم اور وہ اس میں برابر ہو جاؤ، تم ان سے ڈرتے ہو، جس طرح تم اپنے نفسوں (لوگوں) سے ڈرتے ہو،

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿٢٨﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ

اسی طرح ہم مفصل بیان کرتے ہیں آیتیں اُن لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں﴿٢٨﴾ بلکہ اتباع کیا ان لوگوں نے، جنہوں نے ظلم کیا، اپنی خواہشوں کا،

بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ۚ فَمَنۡ يَّهۡدِىۡ مَنۡ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ﴿٢٩﴾ فَاَقِمۡ

بغیر علم کے، سو کون ہدایت دے سکتا ہے اسے، جس کو اللہ نے گمراہ کردیا ہو اور نہیں ہے ان کے لئے کوئی مددگار﴿٢٩﴾ چنانچہ آپ سیدھا کریں

وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا ؕ لَا تَبۡدِيۡلَ

اپنا چہرہ (رخ) دین کی طرف یکسو ہوکر، جو اللہ کا دینِ فطرت ہے، وہ جو اس نے پیدا کیا انسانوں کو اس پر، نہ تبدیل کرو

لِخَلۡقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ ۙ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿٣٠﴾ ۙ

اللہ کی پیدائش (فطرت) کو، یہی ہے دین سیدھا اور لیکن اکثر انسان نہیں جانتے﴿٣٠﴾

مُنِيۡبِيۡنَ اِلَيۡهِ وَاتَّقُوۡهُ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿٣١﴾ ۙ

رجوع کرتے ہوئے اُسی کی طرف اور تم اسی سے ڈرو اور تم قائم کرو نماز اور نہ ہونا تم مشرکوں میں سے﴿٣١﴾

مِنَ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزۡبٍۢ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿٣٢﴾

اُن لوگوں میں سے، جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور وہ ہوگئے کسی فرقے میں، ہر فرقہ (اس طریقے پر) جو ان کے پاس ہے خوش ہیں﴿٣٢﴾

ع ٣ ٨ ٦

﴿٢٦﴾: حتیٰ کہ انسان بھی بے شمار امور میں اختیار نہیں رکھتا۔ اپنی جوانی کو واپس نہیں لوٹا سکتا، موت کو ٹال نہیں سکتا۔

﴿٢٧﴾: یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے پہلی دفعہ پیدا کرنا بھی سہل ہے اور دوسری دفعہ بھی۔ دوسری دفعہ کی پیدائش کے بارے میں ۔ اہوان علیہ۔ فرمایا گیا ہے تو اس اعتبار سے کہ لوگ اس بارے میں شک کرتے تھے۔ پہلی پیدائش میں تو کوئی شک نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ سب کے سامنے ہے۔

● ہر خوبی کی صفت اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے جبکہ ہر خامی سے اللہ کی ذات بری ہے۔

﴿٢٨﴾: یہ روزمرہ کی مثال اللہ تعالیٰ نے پیش فرمائی ہے۔ جس سے حقیقت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ مشرکین مکہ کا عقیدہ کیا تھا وہ ان کے تلبیہ سے سمجھ میں آجاتا ہے جو یہ ہے۔

لَبیک اللّٰھم لبیک لا شَرِیْکَ لَکَ إِلَّا شَرِیکاً ھو لَکا تَمۡلِکُهٗ وَمَامَلَکَ

''میں حاضر ہوں میرے اللہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس شریک کے جو تیرا اپنا ہے تو بھی اس کا مالک ہے اور جو کچھ اس کی ملکیت ہے اس کا بھی تو مالک ہے۔''

اسی مثال میں اسی شریک کی تردید کی گئی ہے۔ جب تم ایسا کبھی نہیں کرتے حالانکہ انسانیت کے اعتبار سے تو وہ تمہارے برابر ہی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کا خالق ہے اور باقی ہر چیز اس کی مخلوق ہے۔ پھر تم یہ دھاندلی کیوں مچاتے ہو؟

﴿٣٠﴾: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بچہ (آدمی کا) فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اسکے والدین اسکو یہودی یا عیسائی یا پارسی بنا لیتے ہیں۔'' (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے عہد الست دیکھیں (الاعراف 172:7) کی صورت میں جو فطری داعیہ رکھا ہے وہ بھی اسکی دلیل ہے۔ اسکا عملی مظاہرہ کئی دفعہ ہوتا ہے۔ کسی انسان کو حق کی جانب اشارہ ہی ہوتا ہے تو یکدم وہ اسے قبول کر لینے پر آمادہ ہو جاتا ہے گویا پہلے ہی سے وہ اس کام کیلئے تیار بیٹھا تھا۔ فرعون کے دربار میں جادوگروں کا قبول اسلام بھی ایک ایسا ہی واقعہ ہے۔ دیکھیں (الاعراف 121:7)

﴿٣٢﴾: گروہی تعصبات میں لوگ ایسے الجھے ہیں کہ خود کو ہی برحق سمجھتے ہیں۔ سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے۔

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَآ أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً

اور جب پہنچتی ہے انسانوں کو کوئی تکلیف تو پکارتے ہیں اپنے رب کو رجوع کرتے ہوئے اسی کی طرف، پھر جب وہ چکھاتا ہے، انہیں مزہ اپنی رحمت کا،

إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَآ آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ

تو یکا یک کچھ لوگ ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں ۳۳ تا کہ وہ انکار کریں ان (نعمتوں) کا، جسے ہم نے انہیں دی، لہٰذا تم فائدہ اٹھالو، پھر عنقریب

تَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ﴿٣٥﴾

تم جان لوگے ۳۴ کیا ہم نے نازل کی ہے اُن پر کوئی دلیل، کہ وہ بتلاتی ہو ان کو وہ چیز، کہ وہ ہیں اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ۳۵

وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ

اور جب ہم چکھاتے ہیں انسانوں کو رحمت، تو وہ خوش ہوتے ہیں اس سے اور اگر انہیں پہنچے کوئی مصیبت، بسبب اس کے، جو آگے بھیجا ان کے ہاتھوں نے،

إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ

تو یکا یک وہ مایوس ہوجاتے ہیں ۳۶ کیا نہیں انہوں نے دیکھا! کہ بیشک اللہ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے وہ چاہتا ہے اور وہی تنگ کرتا ہے (جسے چاہتا ہے) بیشک

فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ

اس میں بڑی نشانیاں ہیں، ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں ۳۷ سو آپ دیں رشتے داروں کو ان کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو،

ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾ وَمَآ آتَيْتُم

یہ بہت بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو چاہتے ہیں خوشنودی اللہ کی اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے ۳۸ اور جو کچھ تم دیتے ہو

مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَآ آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ

سود، تاکہ وہ بڑھے لوگوں کے مالوں میں، تو نہیں وہ بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو کچھ دیتے ہو تم زکوٰۃ سے،

تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿٣٩﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ

کہ تم چاہتے (ہو اس سے) خوشنودی اللہ کی، تو ایسے ہی لوگ ہیں (اپنا مال) بڑھانے والے ۳۹ اللہ ہی ہے، جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا

ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِن شُرَكَآئِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذَٰلِكُم

پھر وہ تم کو موت دیتا ہے، پھر وہ زندہ کرے گا تم کو، کیا کوئی ہے تمہارے (ٹھہرائے ہوئے) شرکاء میں سے ایسا جو کرتا ہو، ان کاموں میں سے

مِّن شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٠﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

کچھ بھی؟ پاک ہے اس کی ذات اور بلند و برتر، ہر اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں ۴۰ ظاہر ہو گیا فساد خشکی میں اور سمندر میں

بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾

بسبب اس کے، جو کماتے ہیں ہاتھ انسانوں کے، تاکہ مزا چکھائیں انہیں ان کے بعض اعمال کا شاید کہ وہ رجوع کریں ۴۱

ع ۴ / ۱۳ / ۷

۳۳: موت سامنے کھڑی دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔ فرعون جیسے کٹر کافر کو بھی ڈوبتے وقت اللہ یاد آیا۔

● خطرہ ٹل جاتا ہے تو پھر وہ اللہ کی قدرت میں شریک ٹھہرانا شروع کر دیتا ہے۔

۳۴: یہ استفہام انکاری ہے۔

۳۶: مومن کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جب خوشی ملتی ہے تو نہ اتراتا ہے اور نہ تکبر کرتا ہے بلکہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ پریشانی کی حالت میں مایوس نہیں ہوتا بلکہ اللہ کے حضور مزید جھکتا ہے۔ استغفار کرتا ہے اور صبر اور نماز سے اللہ کی مدد طلب کرتا ہے۔

۳۷: کسی کو زیادہ رزق ملنے کا یہ مفہوم قطعاً نہیں ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہیں۔

۳۸: یہ نہیں کہا کہ انہیں کچھ صدقہ خیرات دو بلکہ فرمایا کہ انکا حق دو۔

۳۹: قرض پر لی گئی اضافی رقم کو سود کہتے ہیں۔ دیکھیں (البقرہ 2:278-275)

سودی قرضے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ (ا) ذاتی قرضے یا مہاجنی قرضے (ذاتی ضروریات کیلئے)

(ب) تجارتی یا صنعتی قرضے جو کہ بینکوں سے لئے جاتے ہیں۔ آج کل بہت سے مسلمان جہالت سے سود کے جواز کی نمائندگی کرتے ہیں کہ جس سود کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے وہ ذاتی یا مہاجنی قرضے ہیں۔ جن کی شرح سود انتہائی ظالمانہ ہوتی ہے جبکہ تجارتی سود حرام نہیں ہے، کیونکہ اس دور میں ایسے سودی قرضوں کا رواج ہی نہیں تھا نیز ایسے قرضے چونکہ باہمی رضامندی سے لئے اور دیئے جاتے ہیں اور ان کی شرح سود بھی مناسب ہوتی ہے اور اس طرح کسی پر ظلم نہیں ہوتا لہٰذا یہ تجارتی سود اس سے مستثنیٰ ہیں جنہیں قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔ یہ استدلال درج ذیل کی بناء پر غلط ہے۔

(ا) دور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی تجارتی سود موجود تھا۔ حضرت خالد بن الولید ؓ اور ابن عباس ؓ حرمت سے قبل یہی کاروبار کرتے تھے۔

(ب) قرآن میں ربا کا لفظ علی الاطلاق استعمال ہوا ہے جو کہ ذاتی اور تجارتی دونوں قسم کے قرضوں کو حاوی ہے۔

(ج) قرآن نے تجارتی قرضوں کے مقابل یہ آیت پیش کی ہے۔

''اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔'' (البقرہ 2:275)

۴۱: غالباً روم یا ایران کی اس تباہ کن جنگ کی جانب اشارہ ہے جس نے مشرق اوسط میں آگ لگا رکھی تھی۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ
کہہ دیجئے! تم سیر کرو زمین میں، پھر تم دیکھو کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو تھے (تم سے) پہلے،
كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ
تھے ان میں اکثر مشرک ہی﴿۴۲﴾ چنانچہ آپ سیدھا رکھیں اپنا چہرہ (رخ) اس دین کی طرف جو سیدھا ہے، اِس سے پہلے کہ آجائے
يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ
وہ دن کہ نہیں ہے اس کے ٹل جانے کی کوئی صورت اللہ کی طرف سے، اُس دن وہ لوگ جُدا جُدا ہوں گے﴿۴۳﴾ جس شخص نے کفر کیا ہوگا، تو اسی پر ہوگا اس کا کفر (وبال) اور جس نے
عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
عمل کئے صالح، تو وہ اپنے لئے ہی راستہ سنوارتے ہیں﴿۴۴﴾ تاکہ وہ اللہ جزا دے، اُن لوگوں کو جو ایمان لائے، اور انہوں نے عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ
نیک اپنے فضل سے، بیشک وہ نہیں پسند کرتا کافروں کو﴿۴۵﴾ اور اُس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ بھیجتا ہے ہوائیں
مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا
خوشخبری دینے والیاں، تاکہ وہ چکھائے تمہیں اپنی رحمت اور تاکہ چلیں کشتیاں اُس کے حکم سے اور تاکہ تم تلاش کرو
مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا
اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو﴿۴۶﴾ اور یقیناً ہم نے بھیجے آپ سے پہلے کئی رسول،
اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ
ان کی قوم کی طرف، سو لے کر آئے وہ اُن کے پاس کھلی نشانیاں، پھر سزادی ہم نے اُن لوگوں کو جنہوں نے جرم کیا اور ہے
حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا
ہم پر حق مدد کرنا مومنوں کی﴿۴۷﴾ اللہ ہی ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو، سو وہ اٹھاتی ہیں بادلوں کو،
فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ
پھر وہ اللہ پھیلاتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہتا ہے وہ کردیتا ہے ان کو ٹکڑے ٹکڑے، پھر آپ دیکھتے ہیں بارش کو، کہ وہ نکلتی ہے
مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾
اُن کے درمیان سے (قطرے) پھر جب برساتا ہے وہ اس کو، جس پر وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے، تو اس وقت وہ خوش ہوجاتے ہیں﴿۴۸﴾
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾
اور جبکہ وہ تھے اس سے پہلے کہ وہ بارش برسائی جائے ان پر، وہ بالکل مایوس (تھے)﴿۴۹﴾

﴿۴۲﴾: بڑی بڑی ترقی یافتہ طاقتور قوموں کو اسی طرح عذاب کی ایک قسط دنیا میں ملتی رہی ہے اور یہ کوئی انوکھا واقعہ نہیں ہے۔

﴿۴۳﴾: اور اپنے اپنے گروہوں سے جا ملیں گے۔ یہ ممکن نہ ہوگا کہ مشرک مومنوں کے گروہ میں گم ہوجائیں۔ یہ کام اتنی سرعت سے ہوجائے گا جیسے کوئی چیز پھٹ جاتی ہے۔

﴿۴۴﴾: ایمان لانیوالے اور عمل صالح کرنیوالوں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دیں گے ورنہ استحقاق کے طور پر انہیں کچھ نہیں ملتا۔ دنیا کے نیک اعمال سے تو اللہ تعالیٰ کے گزشتہ احسانات بھی چکائے نہیں جاسکتے چہ جائیکہ مزید استحقاق ہو۔

﴿۴۵﴾: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"کسی شخص کو اسکا عمل جنت میں نہیں لے جائیگا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ کیا آپ کے اعمال بھی؟ (آپ کو جنت میں نہ لے جائیں گے؟) فرمایا ہاں میرے اعمال بھی مجھے جنت میں نہ لے جائیں گے سوائے یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے۔" (بخاری)

﴿۴۶﴾: بارش سے قبل چلنے والی ہوائیں اور سمندری جہازوں کو موافق سمت دھکیلنے والی ہوائیں۔ پہلے تو ان ہواؤں پر بہت زیادہ انحصار ہوتا تھا۔ مگر اب نئے ٹیکنک والے جہازوں کے بعد ان پر انحصار کم ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کرہ ارض کے اردگرد ہوا کا تقریباً گیارہ بارہ کلومیٹر موٹا غلاف چڑھا دیا ہے۔ پانی کے بغیر کوئی انسان شائد کچھ دن زندہ رہ سکتا ہو مگر ہوا کے بغیر چند منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح دیگر جانداروں کیلئے بھی ہوا بہت ضروری ہے۔ نہ صرف یہ کہ ہوا کا یہ غلاف سانس لینے کیلئے آکسیجن مہیا کرتا ہے بلکہ خلا سے آنیوالے کئی قسم سے شہابیوں، خطرناک شعاؤں (Rays) سے انسان کی حفاظت کرتا ہے۔

ہواؤں کی بھی کئی قسمیں ہیں کچھ انتہائی فرحت بخش، معطر، اللہ کی نعمتوں کا احساس دلانے والی اور کچھ انتہائی تباہ کن اور خوفناک۔ پھر یہ ہوائیں ہی ہیں جو کئی بلین ٹن (Billions of Tonns) پانی سنبھالے ہوتی ہیں اور اللہ کے حکم سے بارش کے ذریعے زمین پر گرادیتی ہیں۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ

سو آپ دیکھیں! اللہ کی رحمت کے آثار کی طرف، کس طرح وہ زندہ کرتا ہے زمین کو، اس کے مردہ ہوجانے (ویرانی) کے بعد، یقیناً وہ ضرور زندہ کرنے والا ہے

الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا

مُردوں کو اور وہ تو ہر چیز پر خوب قادر ہے۵۰ اور اگر ہم بھیج دیں ایک ایسی ہوا، کہ وہ دیکھیں اس (کھیتی) کو زرد پڑنے والی، تو ضرور وہ ہو جائیں

مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا

اس کے بعد کفر کرنے والے۵۱ پس (اے نبیؐ) آپ ہرگز نہیں سنا سکتے مُردوں کو اور نہ سنا سکتے ہیں بہروں کو اپنی پکار، جب

وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ

وہ چلے جارہے ہوں پیٹھ پھیر کر۵۲ اور نہیں ہیں آپ ہدایت کرنے والے، اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر، نہیں آپ سنا سکتے، مگر انہیں کو جو

يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ

ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر، چنانچہ وہی ہیں مسلم (فرماں بردار)۵۳ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تم کو کمزوری سے، پھر اُس نے بنا دی

مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ

کمزوری کے بعد قوت، پھر کردیا اُس نے قوت کے بعد کمزور اور بڑھاپا، وہ پیدا کرتا ہے، جو چاہتا ہے

وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا

اور وہ خوب جاننے والا ہر چیز پر قادر ہے۵۴ اور جس دن قائم ہوگی قیامت قسمیں کھائیں گے مجرم، کہ نہیں رہے وہ (دنیا میں)

غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ

مگر گھڑی بھر، اسی طرح تھے وہ (دنیا میں) پھیرے جاتے (یعنی دھوکا کھاتے)۵۵ اور کہیں گے! وہ لوگ جنہیں عطا کیا گیا ہے علم اور ایمان،

لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۫ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ

بیشک تم ٹھہرے تھے اللہ کی کتاب (لوح محفوظ میں) دوبارہ اٹھنے کے دن تک، سو یہی ہے دوبارہ اٹھنے کا دن، لیکن

كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ

تم نہیں جانتے تھے۵۶ سو یہ وہ دن ہے کہ نہیں فائدہ پہنچائے گی ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا تھا، ان کی معذرت اور نہ ان کی

يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ

توبہ قبول کی جائے گی۵۷ اور بیشک بیان کی ہیں، ہم نے انسانوں کے لئے، اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں

وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور اگر آپ لائیں اُن کے سامنے کوئی نشانی، تو وہ ضرور کہیں گے کافر لوگ، کہ نہیں ہیں آپ مگر جھوٹے۵۸

ع ۵ / ۱۳ / ۸

ق ۹ حفص بضم الضاد وفتحها فی الثلاثة لکن الضم مختار ۱۲۵

۵۱: جب اللہ تعالیٰ خوشی دکھلاتا ہے تو خوش ہوتے ہیں مگر اللہ کا شکر ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ دوسری جانب جب مصیبت آتی ہے تو پھر بھی اللہ کیلئے گریہ وزاری اور استغفار کے بجائے ناشکری اور کفر کے کلمات بکتے ہیں اور اللہ کو کوستے ہیں کہ اس نے یہ کیسی بے انصافی سے بھرپور زمین بنادی ہے۔

۵۳: بہرے لوگوں میں بھی اگر کچھ طلب ہو تو وہ اشاروں سے کچھ بات سمجھ جاتے ہیں اور اگر وہ بہرہ بھی ہو اور الٹے پاؤں بھاگ بھی رہا ہو تو وہ کیا بات سمجھے گا۔ اسکے ساتھ ہی ساتھ اگر وہ اندھا بھی ہو تو یہ امکان بھی ختم ہو جاتا ہے کہ وہ بھاگتے بھاگتے اشارہ دیکھ کر کچھ سمجھ جائے۔ یہاں حالت یہ ہے کہ ساتھ ہی ساتھ دل بھی مردہ ہو چکے ہیں۔

۵۴: وہ چاہے تو کسی کو جوانی اور بڑھاپا آنے ہی نہ دے اور بچپن میں ہی وفات ہوجائے۔ اور وہ چاہے تو کسی کو لمبا قد دے اور کسی کو چھوٹا دے دے۔

۵۵: ایک تو دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلے میں ویسے ہی بڑی کم ہوگی۔ اگر یہاں مراد دنیا اور برزخ کی زندگی لی جائے تو ایسی صورت میں شدید ترین عذاب دیکھ کر ان کے دل دہل رہے ہوں گے لہٰذا ایک ایک منٹ بہت بوجھل ہوگا۔

یاد رہے کہ قبر میں ایسے مجرمین کو عذاب ہوگا مگر آخرت کے عذاب کی نسبت وہ انہیں بہت ہلکا معلوم ہوگا۔

۵۷: دنیا میں انبیاء اور اللہ کے نیک بندے کہتے رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو توبہ کے ذریعہ راضی کرلو مگر وہاں یہ صورت نہ ہوگی اور انہیں کوئی یہ نہ کہے گا اور نہ ہی اس توبہ کا کچھ فائدہ ہوگا۔

۵۸: بار بار حقائق مختلف انداز سے مختلف مثالوں کی مدد سے پیش کردیئے گئے ہے۔ نبی کی صاف ستھری اور شفاف زندگی ان کے سامنے ہے۔ قرآن جیسا زندہ معجزہ (Live Miracle) تو ان کے درمیان نازل ہو رہا ہے مگر یہ کوئی بڑے سے بڑا معجزہ بھی دیکھ لیں تو اسے بھی جھٹلا دیں گے کہ یہ نبی اور اسکے ساتھیوں کی ہمیں بیوقوف بنانے کیلئے سازباز ہے۔

كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝٥٩ فَاصۡبِرۡ

اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ ان کے دلوں پر، ان لوگوں کے جو نہیں جانتے۵۹ پس آپ صبر کریں

اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسۡتَخِفَّنَّكَ الَّذِيۡنَ لَا يُوۡقِنُوۡنَ ۝٦٠ ع ٦/٧/٩

یقیناً وعدہ اللہ کا سچا ہے اور نہ ہلکا پائیں، آپ کو وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے۶۰

اٰیاتھا ۳۴ (۳۱) سُوۡرَةُ لُقۡمٰنَ مَكِّيَّةٌ (۵۷) رکوعاتھا ۴

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۝١ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ۝٢ هُدًى وَّرَحۡمَةً لِّلۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝٣ الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ

الف، لام، میم۱ یہ آیات ہیں ایک پُر حکمت کتاب کی۲ ہدایت اور رحمت ہے نیکی کرنے والوں کے لئے۳ وہ لوگ جو قائم کرتے ہیں نماز

وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ۝٤ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَاُولٰٓئِكَ

اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہی ہیں، جو آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۴ یہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے رب کی طرف سے اور یہی

هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝٥ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

لوگ ہیں فلاح پانے والے۵ اور انسان میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو خرید کر لاتا ہے، غافل کرنے والی باتیں، تاکہ گمراہ کردے اللہ کی راہ سے

بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ۝٦ وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى

بے سمجھے بوجھے اور اڑائے اس (کی باتوں) کا مذاق، انہیں لوگوں کے لئے ہے عذاب، رُسوا کرنے والا۶ اور جب تلاوت کی جاتی ہیں اُس پر ہماری آیات تو رخ پھیر لیتا ہے،

مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا كَاَنَّ فِىۡۤ اُذُنَيۡهِ وَقۡرًا ۚ فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۝٧ اِنَّ الَّذِيۡنَ

تکبر کرتے ہوئے، گویا کہ اُس نے سنا ہی نہیں، جیسے کہ اُس کے کانوں میں بہرہ پن ہے، سو آپ اُسے خوشخبری دے دیں، دردناک عذاب کی۷ بیشک وہ لوگ جو

اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتُ النَّعِيۡمِ ۝٨ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ

ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، اُن کے لئے ہیں نعمت بھری جنتیں۸ وہ ہمیشہ رہیں گے اُن میں، یہ وعدہ ہے اللہ کا سچا اور وہ ہے نہایت غالب،

الۡحَكِيۡمُ ۝٩ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا وَاَلۡقٰى فِى الۡاَرۡضِ رَوَاسِىَ اَنۡ تَمِيۡدَ بِكُمۡ

بڑی حکمت والا ہے۹ اسی نے پیدا کئے آسمان، بغیر ستونوں کے، کہ تم ان کو دیکھتے ہو اور اس نے گاڑ دیئے زمین میں مضبوط پہاڑ، تاکہ نہ ڈھلک جائیں تمہیں لے کر

وَبَثَّ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ كَرِيۡمٍ ۝١٠

اور پھیلائے اس میں ہر قسم کے چوپائے اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی، پھر ہم نے اگائیں اس میں ہر قسم کی عمدہ (چیزیں)۱۰

۵۹: یہ انکی مسلسل ہٹ دھرمی اور حق کے انکار کے باعث لگ جاتی ہے۔ یہ اس کیفیت کا نام ہے جس میں دل قبول حق کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسکی نسبت انسان کی طرف بھی ہو سکتی ہے اور اللہ کی طرف بھی۔ اللہ کی طرف اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور قوت ارادہ اور اختیار عطا کیا ہے۔

۶۰: اشارہ اس وعدہ کی جانب ہے جسکا ذکر آیت نمبر 47 میں کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ مومنوں کی مدد کرے۔

تفسیر سورۃ لقمٰن

۱: یہ حروف مقطعات ہیں انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنالاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرہ 1:2)

۳: یہ سراسر ہدایت ہے مگر اس ہدایت سے مستفید صرف طالبان حق ہی ہو سکتے ہیں۔

● رحمت اس لحاظ سے کہ بلا مشقت انسان کو ایسی راہ بتلا دی گئی جس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ از خود وہ ہزاروں سال کے مشاہدات تجربات سے بھی اس طرح مربوط ہدایت حاصل نہ کر سکتا۔

۴: سورہ بقرہ کی ابتداء میں متقین کی چھ صفات کا ذکر فرمایا یہاں محسنین کی انہی میں سے تین صفات کا ذکر فرمایا گیا جس میں یہ تین صفات ہوں اس کے بھی نیک ہونے میں کچھ شک نہیں۔

۶: ''لہو الحدیث'' سے مراد ہر وہ شغل یا تفریح، جو اللہ کی یاد سے غافل کر دے۔ یہ آیات ''نضر بن حارث'' کے بارے میں اتریں جس نے گانا گانے والی لونڈیاں خرید رکھی تھیں۔ جب اسے کسی کے اسلام قبول کرنیکی خواہش کی خبر پہنچتی تو اپنی لونڈیاں اسکے یہاں بھیج دیا تاکہ اسے شراب پلائیں اور گانے سنائیں۔

۸: حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں باجوں گاجوں، ساز و مضطراب، بتوں، صلیبوں اور امر جاہلیت کو ختم کروں۔'' (احمد)

۱۰: ایسے ستون جو کہ دکھائی دیں۔

پہاڑ دو طرح سے زمین کو ہچکولوں سے بچاتے ہیں۔ کوئی جسم جو اپنے مرکز کے گرد گھومتا ہو تو اسکے توازن (Balance) میں ہلکی سی بھی کمی آجائے تو مرکز گریز قوت (Net Centrifugal Force) مؤثر کردار ادا کرتی ہے اور جسم ہچکولے کھانا شروع کر دیتا ہے۔ اسکو سمجھنے کیلئے پنکھے کی مثال پر غور کیا جا سکتا ہے۔ اگر اسکے ایک پر میں کچھ خرابی پیدا ہو جائے تو پورا پنکھا شدت سے لرزنے لگتا ہے یا گاڑی کے پہیئے میں جب اس قسم کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو اسکو بیلنس کروانا پڑتا ہے چنانچہ زمین پر پہاڑ بھی وہی کام کرتے ہیں جو (Wheel Balancing) میں سیسے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے ہیں۔ ● اب تک دس لاکھ سے زائد اقسام کے جانوروں کا پتہ چل چکا ہے اور ایک لاکھ سے زائد نباتات کی اقسام کا۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ⑪

یہ مخلوق ہے اللہ کی، تو تم مجھے دکھاؤ، کیا پیدا کیا ہے اس (معبودوں) نے جو اس (اللہ) کے علاوہ ہیں، بلکہ ظالم لوگ واضح گمراہی میں ہیں⑪

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ

اور یقیناً عطا کی تھی ہم نے لقمان کو حکمت، یہ کہ تم شکر کرو اللہ کا اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو بس وہ شکر کرتا ہے،

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑫ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ

اپنی ہی ذات کے لئے اور جس نے ناشکری کی تو بلاشبہ اللہ بے نیاز حمد وثنا کے لائق ہے⑫ اور جب کہا! لقمان نے اپنے بیٹے سے! جب کہ وہ اسے نصیحت کر رہا تھا،

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ⑬ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ

اے میرے بیٹے نہ تو شریک ٹھہرا اللہ کے ساتھ، بلاشبہ شرک ظلم عظیم ہے⑬ اور ہم نے وصیت کی انسان کو، اپنے والدین کے ساتھ (حسن سلوک کی)

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ

اٹھائے رکھا اسے، اس کی ماں نے کمزوریوں پر، کمزوری کی حالت میں اور اس کا دودھ چھڑانا ہے دوسال میں (اور) یہ کہ تم شکر کرو میرا اور اپنے والدین کا،

الْمَصِيْرُ ⑭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا

میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے⑭ اور اگر وہ دباؤ ڈالیں تجھ پر، اس بات کا کہ شریک ٹھہرائے تو میرے ساتھ اس چیز کو، کہ نہیں ہے تجھے ان کے بارے میں کچھ علم، تو نہ

تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ

اطاعت کر اُن دونوں کی، بلکہ تو اچھا سلوک کر ان دونوں سے، دنیا میں معروف طریقہ سے اور تو اتباع کر، اس شخص کے راستے کی، جو رجوع کرتا ہے میری طرف، پھر

اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑮ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ

میری ہی طرف تمہاری واپسی ہے، تو میں تمہیں خبر دوں گا، ساتھ اس چیز کے جو تم کیا کرتے تھے⑮ اے میرے بیٹے! بلاشبہ وہ، کہ اگر ہو کوئی چیز برائی

حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ

رائی کے دانے کے برابر، پھر وہ ہو چھپی کسی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں تو نکال لائے گا اسے اللہ،

اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ⑯ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

بیشک ہے اللہ باریک بین اور ہر بات سے باخبر⑯ اے میرے بیٹے! قائم کرو نماز اور حکم دیتے رہو نیک کاموں کا اور منع کرتے رہو برے کاموں سے

وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ⑰ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ

اور صبر کرو اس تکلیف پر جو پہنچے تمہیں، یقیناً یہی ہیں بڑی ہمت کے کام⑰ اور مت پھیرو اپنا گال!

لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ⑱

لوگوں سے (بات کرتے ہوئے) اور نہ چلو زمین میں اکڑ کر، بیشک اللہ نہیں پسند کرتا، ہر متکبر (خود پسندی کو) شیخی بگھارنے والے کو⑱

⑫: حضرت لقمان عرب کے ایک دانا اور حکیم گزرے ہیں۔ شعرائے عرب کے کلام میں ان کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔
اس تذکرہ سے قریش کو یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ کوئی نئی دعوت نہیں بلکہ خود تمہارے حکماء کی یہ دعوت ہے۔

● شکر کی ضد کفر ہے اور ایمان کی ضد بھی کفر ہے گویا شکر اور ایمان ہم معنی ہوئے۔ شکر کی خاصیت ہے کہ اس سے نعمت زائل بھی نہیں ہوتی اور اس میں اضافہ بھی ہوتا ہے جبکہ ناشکری سے نعمت زائل بھی ہوتی ہے اور عتاب بھی ہوتا ہے۔
پھر جس طرح اللہ کا شکر ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح انسان کا شکر ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

⑬: انسان اپنے بیٹے کیلئے سب سے زیادہ مخلص ہوتا ہے چنانچہ یہ نصائح مزید اہمیت کی حامل ہیں۔

● حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔
''جو لوگ ایمان لائے اور پھر اپنے ایمان کے ساتھ ظلم میں شامل نہ کیا۔''
(الانعام 82:6)
تو صحابۂ کرام پر بہت شاق گزری اور کہنے لگے کہ ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ ظلم (یعنی کوئی گناہ) نہیں کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد گناہ نہیں ہے (بلکہ شرم مراد ہے) کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا۔
ان الشرك لظلم عظيم
''بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔'' (بخاری)

⑭: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا۔
''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری ماں اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا والد۔'' (بخاری)

⑮: حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں ہو سکتی۔ اطاعت صرف معروف میں ہوگی۔'' (بخاری ومسلم)

⑱: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''ایک شخص تکبر سے اپنا ازار گھسیٹتے ہوئے چل رہا تھا کہ زمین میں دھنس گیا وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا''۔ (بخاری)

ع ۲ / ۱۱ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾

اور اعتدال اختیار کرو اپنی چال میں اور پست رکھو اپنی آواز کو، بیشک سب سے ناپسندیدہ آواز گدھے کی آواز ہے۝۱۹

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ

کیا نہیں دیکھتے تم! کہ یقیناً اللہ نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لئے ان سب چیزوں کو، جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اُس نے پوری کر دیں تم پر

نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى

اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی اور انسانوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کے بارے میں بے سمجھے بوجھے اور بغیر کسی ہدایت کے

وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا

اور بغیر کسی روشن کتاب کے۝۲۰ اور جب کہا جاتا ہے ان سے! کہ پیروی کرو اس کی، جسے نازل کیا ہے اللہ نے، تو وہ کہتے ہیں! نہیں، بلکہ ہم تو پیروی کریں گے اسی کی،

وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ

کہ ہم نے پایا اس پر اپنے باپ دادا کو، کیا پھر بھی اگر شیطان بلا رہا ہوا نہیں جہنم کے عذاب کی طرف۝۲۱ اور جو شخص

يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ

جھکادے اپنا چہرہ اللہ کی طرف اور ہو وہ اچھے کام کرنے والا بھی، تو بلاشبہ اس نے پکڑ لیا مضبوط کڑا (سہارا) اور اللہ ہی کی طرف

عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ

انجام ہے سب کاموں کا۝۲۲ اور جس نے کفر کیا، سو نہ غم میں ڈالے آپ کو اس کا کفر، ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے انہیں، پھر ہم انہیں خبر دیں گے اُس کی،

بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ

جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا، یقیناً اللہ خوب جانتا ہے سینوں کے راز کو۝۲۳ ہم فائدہ دیتے ہیں ان کو تھوڑا سا، پھر ہم ان کو دھکیل دیں گے

اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ

سخت عذاب کی طرف۝۲۴ اور البتہ اگر آپ پوچھیں ان سے کس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو، تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے،

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

کہہ دیجئے! سب تعریف اللہ کے لئے ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۝۲۵ اللہ ہی کے لئے ہے، جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ

بیشک اللہ وہ بہت بے پرواہ قابل تعریف ہے۝۲۶ اور اگر بیشک جو بھی زمین میں ہیں درخت (وہ) قلمیں ہو جائیں اور سمندر (سیاہی)

يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾

اس (سیاہی) کو کریں اس کے بعد سات سمندر (اور تو بھی) نہ ختم ہوں اللہ کے کلمات، بیشک اللہ نہایت غالب خوب حکمت والا ہے۝۲۷

(۱۹): آواز کو خواہ مخواہ کڑک یا بلند نہ کرو۔ البتہ کسی ضرورت کے تحت آواز میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے جیسے کسی بڑے مجمع کو خطاب کرنا۔

(۲۰): ایک مثال سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے۔ گندم کا ایک دانہ جو کہ انسان کی خوراک ہے وہ بھی اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب تک کہ کائنات کی ساری قوتیں مل کر اس کیلئے کام نہ کریں۔ اگر آسمان سے بارش نازل نہ ہو تو وہ دانہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ اگر سورج مناسب حرارت مہیا نہ کرے تو بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔ اگر زمین میں بالیدگی کی قوت نہ ہو تو بھی وہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ آخر وہ دانہ گندم انسان کھاتا ہے۔ اسی طرح غور کریں تو معلوم ہوگا کہ کائنات کی ہر چیز انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہے۔

● نہ کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ کسی آسمانی کتاب کی دلیل ہے اور نہ ہی کسی ہادی کی طرف سے کوئی دلیل ہے۔

(۲۱): گویا اندھی تقلید اور شیطان کی اتباع ایک ہی بات ہے یا اندھی تقلید میں شیطان کو اپنی اتباع کروانے کا اچھا موقع میسر آتا ہے۔

(۲۲): گویا اس نے ایسے مضبوط سہارے کو تھام لیا جو نہ ٹوٹے گا نہ ساتھ چھوڑے گا۔

(۲۵): یعنی خالق کے حقوق مخلوق پر کیا ہیں۔ اسے خالق تسلیم کرنے کے باوجود عبادت میں کسی اور کو شریک کرتے ہیں تو انہیں اپنی عقل کا ماتم کرنا چاہئے۔

(۲۶): نہ صرف خالق ہی ہے بلکہ مالک بھی ہے۔ ایسا بالکل نہیں ہے کہ تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ نظام کسی اور کے سپرد کر دیا ہو یا تخلیق تو کر لیا ہو مگر کنٹرول مشکل ہو گیا ہو۔

(۲۷): اللہ کے کلمات سے مراد اس کی تخلیقات، اس کے احسانات، عجائبات اور خوبیاں ہیں۔ یہ چیزیں لامحدود ہیں۔ مگر یہ تمام قلمیں اور سمندر سب محدود ہیں۔ جیسے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو گن نہ سکو گے۔'' (ابراہیم 34:14)

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ

نہیں ہے پیدا کرنا، تم سب کا (اے انسانوں) اور نہ دوبارہ اٹھانا، تم سب کا مگر ایک جان کی مانند، بیشک اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ﴿۲۸﴾ کیا نہیں دیکھتے

اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ز كُلٌّ

آپ! کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور مسخر کررکھا ہے اس نے سورج اور چاند کو، ہر

يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ

ایک چل رہا ہے ایک مقرر وقت تک اور یہ کہ بیشک اللہ ان اعمال سے جو تم کرتے ہو، پوری طرح باخبر ہے ﴿۲۹﴾ یہ اس وجہ سے! کہ اللہ ہی حق ہے

ع ۳ ۱۱ ۱۲ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

اور یقیناً وہ سب جنہیں یہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا، وہ باطل ہیں اور یقیناً اللہ ہی بلند وبرتر اور بہت بڑا ہے ﴿۳۰﴾ کیا نہیں آپ نے دیکھا! کہ

الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کشتیاں چلتی ہیں سمندر میں اللہ کے فضل سے، تاکہ دکھائے وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں، بیشک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

ہر اس شخص کے لئے جو صبر و شکر کرنے والا ہے ﴿۳۱﴾ اور جب انہیں ڈھانپ لیتی ہے کوئی موج سائبانوں کی طرح، تو وہ پکارتے ہیں اللہ کو خالص کر کے اس کے لئے

الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ

اپنا دین، پھر جب وہ ان کو نجات دے دیتا ہے خشکی کی طرف تو ان میں سے کچھ ہی عہد پر رہنے والے ہوتے ہیں اور نہیں انکار کرتا ہماری آیتوں کا مگر ہر

خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ

وہ شخص جو غدار (عہد توڑنے والا) ناشکرا ہو ﴿۳۲﴾ اے انسانوں تقویٰ اختیار کرو، اپنے رب کا اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کام آئے گا، کوئی باپ اپنے

وَّلَدِهٖ ز وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ

بیٹے کے اور نہ ہی کوئی بیٹا کام آئے گا اپنے باپ کے کچھ بھی، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے، سو نہ دھوکے میں ڈال دے تمہیں

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ

دنیاوی زندگی اور نہ دھوکے میں ڈالے تمہیں اللہ کے معاملہ میں دھوکے باز (شیطان) ﴿۳۳﴾ بیشک اللہ ہی ہے، جس کے پاس ہے علم قیامت کا

وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ

اور وہی نازل کرتا ہے بارش اور وہی جانتا ہے کہ کیا ہے رحموں میں، (ماؤں کے) اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کیا وہ کرے گا

ع ۴ ۴ ۱۳ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾

کل اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں وہ مرے گا، بیشک اللہ خوب جاننے والا پوری خبر رکھنے والا ہے ﴿۳۴﴾

﴿۲۸﴾: جیسے اللہ تعالیٰ بیک وقت سب کی باتیں سنتا ہے اور انکے مسائل حل کرتا ہے اور اس کام میں اسے کچھ دشواری نہیں ہوتی۔ اسی طرح وہ لاتعداد مخلوق کو پیدا بھی بیک وقت کر رہا ہے اور لاتعداد مخلوق کو مار بھی رہا ہے۔ قیامت کو مرنے کے بعد دوبارہ بھی انسانوں کو ایسے ہی بیک وقت اٹھا کھڑا کرے گا۔ اس کیلئے ایک انسان کو پیدا کرنا اور سب کو پیدا کرنا برابر ہے۔

﴿۳۲﴾: فتح کے موقع پر حضرت عکرمہ بن ابی جہل فرار ہو گئے۔ راستے میں سمندر میں انکی کشتی طوفان میں گھر گئی تو کشتی میں سوار مسافروں نے اپنے دیوتاؤں کو پکارنا شروع کیا۔ جب طوفان زیادہ بڑھ گیا اور معلوم ہوتا تھا کہ کشتی اب ڈوبی تو مشرک کہنے لگے کہ اب اکیلے اللہ کو پکارو۔ ایسے نازک وقت میں عکرمہ کی آنکھیں یہ جملہ سن کر کھل گئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت بھی تو یہی ہے چنانچہ واپس آکر انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

﴿۳۳﴾: اس دن کی دہشت اتنی زیادہ ہوگی کہ قریبی سے قریبی رشتہ دار بھی ایک دوسرے سے بچتے اور چھپتے ہوں گے۔ ہر کوئی اپنی ہی مصیبت میں گرفتار ہوگا۔

﴿۳۴﴾: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جنہیں اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔'' (بخاری)

● یاد رہے کہ یہ غیب کی کوئی فہرست نہیں ہے بلکہ اسکے علاوہ اور بھی بے شمار امور غیب ہیں جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اصل میں لوگوں کے قیامت کے بار بار سوال کے جواب کئی طرح سے قرآن کریم میں دیئے گئے ہیں۔ کئی دفعہ سوال کو بھی دہرایا گیا ہے اور کئی دفعہ سوال کے بغیر ہی جواب دیا گیا ہے کیونکہ سوال تو ذہنوں میں پہلے ہی سے موجود تھا۔ یہاں بھی سوال دہرائے بغیر جواب دیا گیا ہے۔ تم قیامت کی بات کرتے ہو حالانکہ تمہیں کل تک کے وقوع کا علم نہیں دیا گیا ہے۔

یہاں ایک اور اشکال رفع کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مستقبل کا کسی حد تک انسان کو علم ہو جاتا ہے مثلاً ٹھنڈی ہوا کی آمد سے بارش کے نزول کا علم ہو جاتا ہے لیکن انسان کے علم اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ٹھنڈی ہوا کی آمد سے پہلے بھی علم تھا۔ اسے یہ بھی علم ہے کہ بارش کتنی ہوگی؟ کہاں ہوگی؟ کس کو فائدہ دیگی اور کسے نقصان دے گی۔

اسی طرح رحم میں موجود بچے کی جنس کے بارے میں (Ultra Sound) سے یا دیگر آلات سے اندازہ کرلیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو کسی جنس کے قرار پانے سے پہلے بھی معلوم تھا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اسکا رنگ کیا ہوگا؟ عمر کتنی ہوگی؟ نیک بخت ہوگا یا بد بخت؟ کیا کمائے گا کیا خرچ کریگا۔

اٰیاتہا ۳۰ (۳۲) سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ (۷۵) رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ② اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ

الف، لام، میم① نازل کی جارہی ہے یہ کتاب، نہیں کوئی شک اس میں (یہ) رب العالمین کی طرف سے ہے② کیا وہ کہتے ہیں کہ گھڑ لیا ہے

بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

اس کو اس شخص نے، (نہیں) بلکہ وہ حق ہے آپ کے رب کی طرف سے تاکہ آپ ڈرائیں ان لوگوں کو کہ نہیں آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آپ سے پہلے، شاید کہ وہ

يَهْتَدُوْنَ ③ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

ہدایت پا جائیں③ اللہ وہ ہے، جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور ہر چیز کو جو ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں،

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا

پھر وہ مستوی ہوگیا عرش پر (جس کی کیفیت کا علم نہیں) نہیں ہے تمہارے لئے اس کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی سفارشی، کیا پھر نہیں

تَتَذَكَّرُوْنَ ④ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ

تم نصیحت حاصل کرتے④ وہ تدبیر کرتا ہے سارے معاملات کی، آسمان سے زمین تک، پھر وہ (معاملات) چڑھتے ہیں اس کے پاس ایک ایسے دن میں،

كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ⑤ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ

کہ ہے جس کی مقدار ایک ہزار سال، تمہارے شمار کے حساب سے⑤ وہی ہے جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا، زبردست،

الرَّحِيْمُ ⑥ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ⑦

نہایت رحم کرنے والا⑥ جس نے اچھے طریقہ سے بنایا، ہر چیز کو، جسے اس نے پیدا کیا اور ابتدا کی تخلیق انسان کی گارے سے⑦

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ⑧ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ

پھر بنایا اس کی نسل کو خلاصے (نطفہ) سے، ایک حقیر پانی کے⑧ پھر اُس نے درست کیا (اعضاء کو) اور پھونکا اس میں اپنی روح سے

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ⑨ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا

اور اُس نے بنائے تمہارے لئے کان، آنکھیں اور مراکز حواس (یعنی دل گر) تھوڑے ہی جو تم شکر کرتے ہو⑨ اور کہتے ہیں یہ لوگ! کیا

ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ⑩

جب ہم گم ہوجائیں گے زمین میں، تو کیا ہم پھر پیدا کئے جائیں گے از سرِ نو؟ (نہیں) بلکہ وہ تو اپنے رب کی ملاقات سے ہی انکار کرنے والے ہیں⑩

تفسیر سورۃ السجدہ

①: یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو تم بھی اس جیسا کلام بنا لاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرہ1: 2)

③: حضرت اسماعیلؑ کے بعد کوئی نبی عرب میں مبعوث نہیں ہوا۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل تقریباً ڈہائی ہزار سال کا عرصہ گزرا کہ عرب میں کوئی نبی نہیں بھیجا گیا۔ شام و فلسطین میں نبی مبعوث ہوتے رہے۔

④: اکثر مفسرین نے یہاں 6 ایام سے مراد 6 دور (Periods) لئے ہیں۔

● استویٰ کیا ہے؟ اس کے بارے میں امام مالک کا قول اہل سنت والجماعت کا عقیدہ واضح کرتا ہے۔

الاستَواء مَعلُومٌ وَالكَيْفُ مَجْهُولٌ وَالسَّوالُ عَنْهُ بِدْعَة والإيمَانُ وَاجبٌ

ترجمہ: ''سادہ الفاظ میں استویٰ کا معنیٰ تو معلوم ہے۔ مگر اسکی کیفیت غیر واضح ہے۔ اسکے بارے میں سوالات کرنا بدعت ہے۔ (کیونکہ وہ گمراہی کا راستہ کھولتے ہیں) جو کچھ معلوم ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے۔

⑦: ہر چیز کی تخلیق بہترین انداز میں فرمائی جو شکل جس کام کیلئے موزوں تھی وہی عطا فرمائی۔

⑧: پھر نطفہ سے انسانی نسل کا سلسلہ چلا دیا کہ آج کئی بلین (Billion) انسان صفحہ ہستی میں موجود ہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور وہ سچوں کے سچے ہیں۔

''تم میں سے ہر ایک کو ماں کے پیٹ میں چالیس دن میں اکٹھا کیا (بنایا) جاتا ہے پھر وہ اسی طرح (چالیس یوم میں) علقہ (Blod Clot) بن جاتا ہے پھر وہ اسی طرح (چالیس یوم میں) گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے۔ پھر اسکی جانب فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو چار چیزیں لکھتا ہے یعنی رزق، عمر، عمل اور کیا وہ نیک بخت ہے یا بد بخت؟ پھر اس میں روح پھونکتا ہے۔'' (بخاری)

⑨: منی کو مختلف ادوار سے گزار کر اس میں روح پھونکی تو جیتا جاگتا انسان بنا دیا۔

⑩: گویا وہ اللہ کیلئے یہ محال نہیں سمجھتے بلکہ احساس جواب دہی سے جی چراتے ہیں اور حساب کتاب کا انکار کرتے ہیں۔

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَوْ

کہہ دیجئے! تمہیں فوت دے گا (یعنی مارے گا) موت کا فرشتہ، وہ جو مقرر کیا گیا ہے تم پر، پھر تم اپنے رب ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ﴿۱۱﴾ اور اگر

تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا

آپ دیکھیں، جبکہ مجرم لوگ جھکائے ہوئے ہوں گے اپنے سر اپنے رب کے پاس (اور کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا، تو ہمیں واپس بھیج،

نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ

ہم عمل کریں گے نیک، بیشک ہم یقین کرنے والے ہیں ﴿۱۲﴾ اور اگر ہم چاہتے تو دے دیتے ہر نفس کو، اس کی ہدایت اور لیکن ثابت ہوگیا

الْقَوْلُ مِنِّىْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ

قول (وعدہ) میری طرف سے، کہ میں ضرور بھروں گا جہنم کو جنوں سے اور انسانوں سے، سب سے ﴿۱۳﴾ سو اب مزہ چکھو اس کا، کہ بھول گئے تھے

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

ملاقات کو اپنی اس دن کی، بیشک ہم نے بھی (آج) بھلا دیا تم کو اور چکھو ہمیشہ کا عذاب، اُن کرتوتوں کے بدلے جو تم تھے عمل کرتے ﴿۱۴﴾

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا

بس ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر وہی لوگ، کہ جب وہ نصیحت کئے جاتے ہیں ان (آیتوں) کے ساتھ، تو وہ گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے اور وہ پاکیزگی بیان کرتے ہیں،

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ السجدة تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور وہ نہیں تکبر کرتے ﴿۱۵﴾ علیحدہ رہتے ہیں اُن کے پہلو اپنے بستروں سے، وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو

خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِىَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ

خوف اور امید کے ساتھ، اور اس (رزق) میں سے جو ہم نے دیا ہے انہیں خرچ کرتے ہیں ﴿۱۶﴾ سو نہیں جانتا کوئی نفس، وہ جو چھپا رکھی گئی ہے ان کے لئے ٹھنڈک

اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا

آنکھوں کی، بدلہ ان اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے ﴿۱۷﴾ کیا پھر وہ شخص جو ہے مومن، اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے، جو ہے نافرمان، ہرگز نہیں

يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًۢا بِمَا

برابر ہوسکتے ﴿۱۸﴾ پس وہ لوگ جو ایمان لائے اور کئے انہوں نے عمل نیک، سو ان کے لئے ہیں، باغات رہنے کے لئے، بطور مہمانی، بسبب ان اعمال کے جو

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا

وہ، کیا کرتے تھے ﴿۱۹﴾ اور رہے وہ لوگ جنہوں نے نافرمانی کی، تو ان کا ٹھکانا آگ ہے جب بھی وہ ارادہ کریں گے، یہ کہ وہ نکلیں

مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِىْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾

اس سے تو واپس دھکیل دیئے جائیں گے اسی میں اور کہا جائے گا ان سے! کہ تم چکھو آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ﴿۲۰﴾

ع ۱۱/۱۴ — السجدة — وقف غفران — وقف غفران

﴿۱۱﴾: ہر کسی کی روح نکالنے کیلئے فرشتہ مقرر ہے۔

﴿۱۲﴾: یہ مطالبہ تسلیم کیا جانا ناممکن ہے۔ اگر سب کچھ دیکھ کر ایمان لائیں گے تو اسے ایمان بالغیب نہیں کہا جا سکتا۔ پھر یہ ایمان اختیاری نہ ہوا بلکہ اضطراری ہوگیا۔ اس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا ہی نہ کیا تھا۔ دوسری جانب اگر انہیں واپس بھجوا دیا جائے تو پھر بھی وہ وہی عمل کریں گے جو پہلے کرتے آئے ہیں۔

﴿۱۳﴾: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اور وہ سب سچوں میں سے سچے ہیں۔ تم میں سے کوئی اہل جنت والے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک بالشت بھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے تو وہ اہل جہنم والے عمل کرتا ہے تو جہنم میں جا کر گرتا ہے اور تم میں سے کوئی اہل جہنم کے اعمال کرتا ہے حتیٰ کہ اسکے درمیان اور جہنم کے درمیان بالشت بھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے تو وہ اہل جنت کے اعمال کرتا ہے اور جنت میں داخل ہوجاتا ہے''۔ (بخاری)

﴿۱۶﴾: اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ وہ سوتے ہی نہیں بلکہ سونا تو انسان کی فطرت میں ہے دوسرے دنیاداروں کی طرح رات کا وقت گپوں میں، فلموں میں اور ڈراموں اور بے کار محفلوں میں نہیں گزارتے بلکہ اللہ کی عبادت میں انکا دل لگا رہتا ہے۔

● ایک مومن کی زندگی خوف اور امید کا حسین امتزاج ہوتی ہے۔ خوف اس بات کا کہ ہمارے گناہ بخشے بھی گئے ہیں یا نہیں؟ کہیں ہمیں جہنم ہی میں نہ جھونک دیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے حسن ظن کہ اللہ ہمارے سب گناہ بخش کر ہمیں اپنی رحمت میں جگہ دے گا۔ تاہم امید کا پہلو ہمیشہ ہونا چاہیے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص اس حال میں نہ مرے کہ وہ اللہ سے حسن ظن نہ رکھتا ہو۔''

﴿۱۷﴾: جس طرح اللہ کے نیک بندے رات کو لوگوں سے چھپ کر اللہ کی عبادتیں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کیلئے بیش قیمت انعامات چھپا کر رکھے ہیں جس کا کسی کو علم نہیں۔

● حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کے دل میں انکا خیال ہی آیا ہو۔'' (بخاری)

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ

اور ضرور چکھائیں گے ہم ان کو مزہ (دنیاوی) عذاب ادنیٰ، بڑے عذاب سے پہلے، شاید کہ وہ

يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ

لوٹ (باز) آئیں(۲۱) اور کون ہے بڑا ظالم، اس شخص سے، کہ اسے نصیحت کی گئی، اپنے رب کی آیات کے ساتھ، پھر اُس نے اعراض کیا اُن سے،

ع ۲ ۱۱ ۱۵ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا

یقیناً ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں(۲۲) اور یقیناً ہم نے دی موسیٰ کو کتاب سو نہ

تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا

ہوں آپ شک میں اس (موسیٰ) کی ملاقات سے اور ہم نے بنایا اس (تورات) کو ہدایت، بنی اسرائیل کے لئے(۲۳) اور ہم نے بنایا

مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾

اُن میں سے کچھ پیشوا، وہ رہنمائی کرتے تھے، ہمارے حکم سے، جب انہوں نے صبر کیا اور تھے وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے(۲۴)

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾

بیشک آپ کا رب ہی فیصلہ کرے گا ان کے درمیان روز قیامت، اُن باتوں کا، جس میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے(۲۵)

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ

کیا نہیں رہنمائی ملی ان کو (اس بات میں کہ) کتنی ہی ہلاک کر دیں، ان سے پہلے امتیں، کہ (اب) چلتے پھرتے ہیں یہ

فِي مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا

ان کی بستیوں میں، بیشک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں، تو کیا یہ سنتے نہیں؟(۲۶) کیا نہیں انہوں نے دیکھا؟ کہ ہم

نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ

بہالے جاتے ہیں پانی کو بنجر زمین کی طرف، پھر اگاتے ہیں اس سے کھیتی کہ کھاتے ہیں اس سے ان کو چوپائے بھی

وَأَنفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ

اور وہ خود بھی؟ کیا پھر نہیں وہ دیکھتے(۲۷) اور وہ کہتے ہیں کب ہوگا یہ فیصلہ، اگر ہو تم

صَادِقِينَ ﴿٢٨﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا

سچے؟(۲۸) کہہ دیجئے! کہ فیصلہ کے دن نہیں نفع دے گا ان لوگوں کو، جنہوں نے کفر کیا ان کا ایمان لانا اور نہ

ع ۳ ۸ ۱۶ هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٢٩﴾ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانتَظِرْ إِنَّهُم مُّنتَظِرُونَ ﴿٣٠﴾

وہ مہلت دئے جائیں گے(۲۹) سو آپ اُن سے منہ پھیر لیں (یعنی چھوڑ دیں) اور آپ انتظار کریں، بلاشبہ وہ بھی منتظر ہیں(۳۰)

(۲۱): بڑا عذاب وہ ہے جس کے بعد اصلاح اور عمل کا وقت نہ ہوگا یعنی جہنم کا عذاب چھوٹے عذاب وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کے طور پر بھیجے جاتے ہیں اور جن کے بعد بھی سنبھلنے کا موقع باقی رہتا ہے۔ جیسے بیماریاں، مالی نقصان، قحط زلزلے وغیرہ۔

(۲۲): اللہ تعالیٰ کی آیات کئی طرح کی ہیں۔ کائنات میں شمس، قمر، ارض و سماوغیرہ۔ خود انسانی جسم میں اللہ کی بے شمار آیات ہیں۔ اقوام سابقہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں۔ قرآن اور آسمانی کتابوں کی آیات وغیرہ۔

(۲۳): مخاطب، آپ ﷺ ہیں مگر مقصود عام لوگ ہیں۔ بعض مفسرین نے ''ہ'' کی ضمیر کو ''موسیٰ'' کی جانب لوٹایا ہے۔ اس لحاظ سے اشارہ آپ ﷺ کی حضرت موسیٰؑ سے زندگی میں ملاقات کے بارے میں ہے جو کہ معراج کی رات چھٹے آسمان پر ہوئی تھی۔

(۲۴): امامت کیلئے تین صفات کا ذکر اس آیت میں ہوا۔
(ا) اللہ کے احکام کی دعوت دینا۔
(ب) اس راستے میں پیش آمدہ مسائل پر صبر کرنا۔
(ج) اللہ کی آیات اور وعدوں پر پختہ یقین رکھنا۔

(۲۵): فیصلہ تو آج بھی وہی ہے مگر قیامت کے دن ایسے فیصلہ ہوگا جس کا کوئی انکار نہ کر سکے گا اور فوری طور پر اسکا نفاذ بھی کرایا جائے گا۔

(۲۶): قوم عاد، ثمود اور اصحاب مدین جن کی تباہ شدہ بستیوں سے اہل عرب کا اکثر گزر ہوتا تھا۔

(۲۷): انہیں یہ شک لاحق ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دوبارہ زندگی کیسے دے گا؟ گویا انہوں نے یہ تصور کر لیا ہے کہ پہلی دفعہ زندگی دینے کی صلاحیت تو اسے ہے مگر دوسری دفعہ نہیں تو کیا انہیں نظر نہیں آتا کہ کتنی دفعہ ہم زمین کو مردہ کرتے ہیں جس سے کوئی کھیتی وغیرہ نہیں کر سکتی پھر اس زمین کو زندگی عطا کرتے ہیں۔ بنجر زمین میں پانی بھیجتے ہیں تو ہر طرح کی زندگی وہاں پیدا ہوتی ہے۔ طرح طرح کے حشرات نکل آتے ہیں۔ فصلیں اور کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں۔

(۲۸): یعنی وہ فیصلہ کن عذاب کدھر ہے جس کا تم ذکر کرتے رہتے ہو۔

(۳۰): جب وہ آپ کی سچی دعوت کا انکار کر ہی چکے ہیں تو اب وہ اس انتظار میں ہیں کہ آپ اور آپ کے ساتھی گردش ایام کا شکار ہوں۔

اٰيَاتُهَا ٧٣ (٣٣) سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ (٩٠) رُكُوْعَاتُهَا ٩

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ۝١

اے نبیؐ ڈریں اللہ سے اور نہ اطاعت کریں کافروں کی اور منافقوں کی، بیشک اللہ ہے، خوب جاننے والا بڑی حکمت والا۞۱

وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ۝٢ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

اور پیروی کریں اس کی، جو وحی کی جارہی ہے آپ کی طرف، آپ کے رب کی طرف سے، بیشک اللہ ان کاموں سے، جو تم کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے۞۲ اور توکل کیجئے اللہ پر

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝٣ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ

اورکافی ہے اللہ کارساز۞۳ نہیں بنائے ہیں اللہ نے کسی انسان کے لئے دو دل اس کے سینے میں اور نہیں بنایا اس نے تمہاری ان بیویوں کو

الّٰٓـئِْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ

جنہیں تم ظہار (محرم کی طرح حرام) کرتے ہو، تمہاری مائیں اور نہیں بنایا، تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا، یہ محض قول ہے تمہارا

بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝٤ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ

جوتم اپنے منہ سے نکالتے ہواور اللہ فرماتا ہے سچی بات اور وہی ہدایت دیتا ہے سیدھے راستہ کی۞۴ پکارو انہیں اُن کے باپوں کی طرف نسبت کرکے، یہ انصاف کی بات ہے

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ

اللہ کے نزدیک، پھر اگر نہ تم جانو ان کے باپوں کو، تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں اور تمہارے دوست ہیں اور نہیں ہے

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

تم پر کوئی گناہ، اس میں جو کہہ دو تم نادانستہ اور لیکن وہ بات جس کا تم ارادہ کرو اپنے دل سے (گرفت ہے) اور ہے اللہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝٥ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ

بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا۞۵ نبیؐ حقدار ہیں اہل ایمان کے لئے، ان کی اپنی ذات سے بھی اور اس (نبیؐ) کی بیویاں ان کی مائیں ہیں

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

اور رشتے دار ایک دوسرے کے قریب ہیں اللہ کی کتاب میں، مومنوں اور مہاجروں کی نسبت،

اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝٦

سوائے یہ کہ کرنا چاہو تم اپنے رفیقوں کے ساتھ کوئی بھلائی (تو کر سکتے ہو)، ہے یہی کتاب میں لکھا ہوا۞۶

تفسیر سورۃ اَلاحزاب

حزب کے معنٰی جماعت، گروہ، جتھے کے آتے ہیں، اسی کی جمع 'احزاب' ہے، جس کے معنی ہیں: بہت سے گروہوں اور جماعتوں کا مجموعہ، اسی طرح خندق کے معنی گڑھے اور کھائی کے ہیں۔

①: منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبی کے یہاں غزوۂ اُحد کے بعد مکہ سے ابو سفیان، ابو جہل کے بیٹے عِکْرِمہ اور ابو الاعور آئے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی کہ آپ ہمارے معبودوں لات، عزیٰ، منات کو برا بھلا نہ کہیں اور صرف اتنا کہہ دیں کہ یہ اپنی پوجا کرنے والوں کی شفاعت کریں گے، تو پھر ہم آپ سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کریں گے، رسول کریم ﷺ کو ان کی یہ بات بہت گراں گزری، اسی پس منظر میں یہ آیات نازل ہوئیں، جس میں دو باتوں کا حکم دیا گیا: ایک یہ کہ وعدہ توڑنے سے بچیں، دوسرے: اشاعت اسلام کے جذبہ کے تحت اپنے اُصول سے ہرگز نہ ہٹیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حکم دیا گیا ہے، اسی پر قائم رہئے اور ان کی بات ہرگز تسلیم نہ کریں۔ (ملخص از تفسیر قرطبی: ۱۴/ ۱۱۴-۱۱۵)

④: یہاں قرآن مجید میں زمانۂ جاہلیت کے تین غلط تصورات کی تردید کی گئی ہے، ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ ان کے یہاں جو لوگ بہت ذہین ہوتے، ان کے بارے میں تصور کیا جاتا ہے کہ اس شخص کے پاس دو دل ہیں۔ (قرطبی: ۱۴/ ۱۱۹)

● یہ اسلام سے پہلے کی دوسری رسم کا ذکر ہے، یہ رسم اس طرح تھی کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو کہتا کہ تم میرے لئے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو، یا میری ماں کی طرح ہو تو خیال کیا جاتا کہ اب یہ شوہر و بیوی ماں بیٹے کے درجہ میں آ گئے اور عورت بیوی باقی نہ رہی، ماں کے حکم میں ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کر دی کہ ماں بیٹے کا رشتہ زبان کے بول سے وجود میں نہیں آتا، کسی عورت کو ماں کے مشابہ قرار دینے سے وہ ماں نہیں ہو جاتی۔ (سورۂ مجادلہ، آیت: ۲ میں اس کی تفصیل)

● اب تیسری رسم کا ذکر ہے، اسلام سے پہلے ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ لوگ کسی دوسرے کی اولاد کو منھ بولا بیٹا یا منھ بولی بیٹی بنا لیا کرتے تھے، ان کو تمام معاملات میں حقیقی بیٹا بیٹی کا درجہ حاصل ہوتا تھا، بیٹا بنانے والے کی بیوی اس کی ماں سمجھی جاتی تھی، خود منھ بولے بیٹے کی بیوی اس کی بہو تصور کی جاتی تھی اور اس سے نکاح کو ممنوع سمجھا جاتا تھا، اسی رسم کے تحت رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو منھ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ حضرت زیدؓ کو 'زید بن محمدؐ' کہنے لگے، ان آیات میں اس رسم کے غیر معتبر ہونے کا اعلان کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ بچہ کو اس کے حقیقی باپ ہی کی طرف منسوب کر کے پکارا جائے، اسی لئے پھر ''زید بن حارثہؓ'' کہا جانے لگا اور یہ بھی فرمایا گیا کہ جس شخص کو اس کے والد کے بجائے دوسرے کی طرف نسبت کر کے بلایا جائے؛ حالانکہ معلوم ہو کہ وہ اس کے والد نہیں ہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔ (بخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی إلی غیر أبیہ حدیث نمبر: ۶۳۸۵) غرض کہ نکاح ہی ایک ایسا رشتہ ہے جو زبان کے بول سے وجود میں آتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى

اور جب لیا تھا ہم نے نبیوں سے پختہ عہد اور آپ سے اور نوحؑ سے اور ابراہیمؑ سے اور موسیٰؑ سے اور عیسیٰؑ

ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۷ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ

بن مریم سے اور لیا تھا ہم نے ان سے خوب پختہ عہد۷ (یہ اس لئے) تاکہ سوال کرے اللہ سچوں سے، ان کی سچائی کے بارے میں

وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۸ ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

ع ۱ ۸ ۱۷

اور اس نے تیار کیا ہے کافروں کے لئے دردناک عذاب۸ اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کا احسان، جو اس نے تم پر کیا،

اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا

جب چڑھ آئے تھے تم پر لشکر، تو بھیجی ہم نے ان پر آندھی اور (بھیجے) ایسے لشکر جو تم نہ دیکھ سکتے تھے، اور اللہ ان سب

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۹ ۚ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ

اعمال کو جو تم کر رہے تھے دیکھ رہا تھا۹ جب وہ چڑھ آئے تھے تم پر تمہارے اوپر کی طرف سے اور تمہارے نیچے سے اور جب پتھرا گئی تھیں

الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۱۰ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ

آنکھیں اور آگئے تھے کلیجے مونہوں کو اور گمان کرنے لگے تھے تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان۱۰ وہاں آزمائے گئے

الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۱۱ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

مومن اور ہلا دئے گئے، سخت ہلانے کی طرح۱۱ اور جب کہہ رہے تھے! منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں

مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۱۲ وَاِذْ قَالَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ

مرض تھا، کہ نہیں ہم سے وعدہ کیا اللہ اور اس کے رسول نے، مگر دھوکہ دینے کا۱۲ اور جب کہا! ایک گروہ نے، ان میں سے اے اہل

يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ

یثرب (مدینہ والے) نہیں ہے ٹھہرنے کی جگہ تمہارے لئے! لہٰذا تم لوٹ جاؤ! اور اجازت مانگتا تھا ایک فریق، ان میں کا، نبیؐ سے وہ کہتے تھے! بیشک

بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ړ وَمَا هِىَ بِعَوْرَةٍ ڔ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۱۳ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ

مع ۱ عند المتقدمین ۱۲

ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، حالانکہ نہیں تھے وہ غیر محفوظ، نہیں وہ چاہتے تھے مگر صرف بھاگنا۱۳ اور اگر داخل کردیئے جاتے، ان پر

مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۱۴ وَلَقَدْ

اطراف مدینہ سے (کافروں کے لشکر)، پھر دعوت دی جاتی انہیں فتنہ (کفر) کی تو یہ ضرور اسے اپنا لیتے اور نہ توقف (رُکتے) کرتے اس سے، مگر تھوڑی دیر۱۴ اور یقیناً

كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۱۵

وہ عہد کر چکے تھے اللہ سے، اس سے پہلے کہ نہ پھیریں گے پیٹھ اور ہے اللہ کا عہد کہ (اس سے متعلق) باز پُرس کی جائے گی۱۵

۸: اللہ تعالیٰ نے عالم ازل میں ایک عہد تو تمام انسانوں سے لیا ہے کہ وہ سب اللہ کو اپنا رب تسلیم کریں گے اور دوسرا عہد خاص طور پر انبیاء کرام سے لیا کہ وہ اپنی اپنی اُمتوں کو اللہ کا پیغام پہنچائیں گے اور ایک دوسرے کی تصدیق و تائید کریں گے؛ تاکہ قیامت کے دن خاص طور پر ان سے اس کے بارے میں سوال ہو اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جب انبیاء سے بھی باز پُرس ہو رہی ہے تو اوروں کا کیا شمار؟ اس میں آپ نے گزشتہ پیغمبروں کی جو تصدیق فرمائی، اس کا عہد لینا مراد ہے۔

۹: اس وقت مسلمانوں کی تعداد کل تین، ساڑھے تین ہزار کے قریب تھی جب کہ یہ لشکر جرار دس ہزار فوجیوں پر مشتمل تھا، سردار مکہ ابوسفیان بن حرب اس فوج کے سپہ سالار اعظم تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہؓ سے مشورہ کیا، تو حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا کہ خندق کھودی جائے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کی حدود قائم فرمائیں اور خط کھینچ کر دس دس آدمی پر دس دس گز زمین تقسیم کر دی، جاڑے کا موسم، سرد ہوائیں، مسلمانوں پر کئی دنوں کے فاقے، چھ دن میں یہ وسیع عریض خندق تیار ہوئی، خندق مکمل ہوئی اور دشمن اسلام کا لشکر آ پہنچا، بیس دنوں تک مدینہ کا محاصرہ جاری رہا، اس نازک وقت میں بنوقریظہ نے بھی عہد شکنی کی اور دشمنوں سے جا ملے، اس معرکہ میں ایک دن تو ایسا سخت گذرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں قضاء ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے نعیم بن مسعود اشجعی، جو قبیلہ بنوغطفان کے رؤساء میں سے تھے کے دل میں ایمان کا بیج ڈال دیا، وہ خدمتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے اہل قبیلہ میرے ایمان لانے سے واقف نہیں ہیں، تو اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس محاصرہ کو ختم کرنے کی کوئی تدبیر کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی اور انھوں نے ایسی تدبیر کی کہ اہل مکہ اور یہودیوں کے درمیان پھوٹ پڑ گئی، ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی زوردار آندھی آئی کہ خیمے اکھڑ گئے، ہانڈیاں الٹ گئیں، گرد وغبار نے لوگوں کو مضطرب کر دیا، بیس دن کے محاصرہ کے بعد رات کے اندھیرے میں یہ فوج واپس ہوئی اور صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف کوچ فرمایا۔

آیت نمبر: ۹۔۱۰ میں مختلف فوجوں کے اوپر اور نیچے سے آنے کا ذکر ہے، آیت نمبر: ۱۲ سے ۲۰ تک منافقین کے رویہ کا ذکر کیا گیا ہے؛ چنانچہ بعض منافقین جن میں طُعمہ بن اُبَیرِق اور مُعَتَّب بن قُشَیر اور کچھ اور لوگ جن کی تعداد ستر تک بتائی جاتی ہے، کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو روم و ایران کے بادشاہوں کے خزانوں کا وعدہ کرتے رہے ہیں؛ لیکن صورت حال یہ ہے کہ کوئی شخص رفعِ حاجت کے لئے بھی باہر نہیں نکل سکتا، اسی طرح بعض منافقین جیسے اَوس بن قیظی مخلص مسلمانوں کو اُکساتے تھے کہ یہاں پر رہنا اپنی جان گوانا ہے۔ پھر آیت نمبر: ۲۱ سے آیت نمبر: ۲۵ میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے، جو مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے کہ ان بدبختوں کو اس جنگ سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو سکا اور ان کے فوجی اتحاد کے مقابلہ مسلمانوں کے لئے اللہ کی مدد کافی ہوگئی۔

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا
کہہ دیجئے! ہرگز نہیں نفع دے گا تم کو بھاگنا، اگر تم بھاگو گے موت سے یا قتل سے، اگر ایسا کروگے، تو نہ مزے لوٹوگے زندگی کا، مگر
قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ
تھوڑے دن﴿۱۶﴾ کہہ دیجئے! کون ہے وہ جو بچائے گا تمہیں اللہ سے، اگر وہ ارادہ کرے تمہارے ساتھ برائی کا یا وہ ارادہ کرے تمہارے ساتھ
رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ
مہربانی کا اور نہیں وہ پائیں گے اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار﴿۱۷﴾ یقیناً جانتا ہے اللہ ان کو جو رکاوٹیں ڈالتے ہیں (جہاد کے لئے)
مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾
تم میں سے اور جو کہتے ہیں! اپنے بھائیوں سے کہ آجاؤ ہمارے پاس اور نہیں شریک ہوتے ہیں جنگ میں، مگر بہت کم﴿۱۸﴾
اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ
وہ بخیل ہیں تم پر (ساتھ دینے میں) پھر جب آتا ہے خوف، تو آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ تک رہے ہیں آپ کی طرف گھما گھما کر آنکھیں،
كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ
اس شخص کی طرح جس پر غشی طاری ہورہی ہو موت کی وجہ سے، پھر جب دور ہوجاتا ہے خوف، تو باتیں بناتے ہیں تمہارے سامنے تیز تیز زبانوں سے،
اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
حریص بن کر مال ودولت کے، یہ وہ لوگ ہیں جو ہرگز ایمان نہیں لائے، سو ضائع کردیے اللہ نے، ان کے سب اعمال اور ہے یہ بات اللہ کے لئے
يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ
بہت آسان﴿۱۹﴾ وہ گمان کرتے ہیں لشکروں کو، کہ (ابھی تک) نہیں وہ گئے اور اگر آجائیں لشکر تو وہ خواہش کریں گے کاش! وہ
بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱۲ ۱۸
جابیٹھیں بدوؤں کے درمیان اور پوچھتے رہیں تمہاری خبریں اور وہ ہوتے تمہارے درمیان، تو بھی جنگ میں حصہ نہ لیتے، مگر بہت تھوڑا (برائے نام)﴿۲۰﴾
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ
یقیناً ہے تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ، ہر اس شخص کے لئے جو امید رکھتا ہو اللہ کا اور یوم آخرت کا
وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ
اور ذکر کرتا رہتا ہو اللہ کا بہت ﴿۲۱﴾ اور جب دیکھا! مومنوں نے دشمن کے لشکر کو، تو انہوں نے کہا، یہی وہ چیز ہے جس کا وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے
وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ؕ
اور اس کے رسول نے، یقیناً سچ فرمایا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور نہیں اضافہ کیا ان میں (اس واقعہ نے) مگر ایمان کا اور اطاعت کا﴿۲۲﴾

﴿۲۷﴾: آیت نمبر: ۲۶، ۲۷ میں غزوۂ بنوقریظہ کا ذکر ہے، چنانچہ غزوۂ احزاب کے موقع سے جب اہل مکہ اور اس کے حلیف مدینہ پر حملہ آور ہوئے تو بنوقریظہ شروع میں تو ان سے الگ ہوگئے۔

لیکن بنوقریظہ کے ایک سردار حُيي ابن اخطب نے ان کو اُکسایا اور بالآخر وہ بھی اہل مکہ کے ساتھ ہوگئے، جب آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار مدینہ میں سے دو اہم شخصیتوں سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ کو ان سے گفتگو کے لئے بھیجا؛ لیکن بنوقریظہ کا سردار کعب بن سعد بڑی ترش روئی کے ساتھ پیش آیا اور اس نے صاف کہہ دیا کہ وہ اس وقت اہل مکہ کے ساتھ رہے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایسی صورت حال پیدا ہوئی کہ اہل مکہ کو میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا تو مسلمانوں نے فوراً بنوقریظہ کے قلعہ کا محاصرہ کیا، پچیس دنوں تک یہ محاصرہ جاری رہا، بالآخر بنوقریظہ اس بات پر تیار ہوئے کہ انصار میں سے ان کے حلیف قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذؓ کو حکم بنایا جائے، اس نام کی پیشکش ان ہی کی طرف سے ہوئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسے قبول کرلیا، انھوں نے فیصلہ کیا کہ بنوقریظہ کے تمام مردوں کو قتل کردیا جائے، عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا جائے اور املاک پر قبضہ کرلیا جائے، اس طرح تقریباً بنوقریظہ کے چارسوافراد پر سزا جاری کی گئی۔

بظاہر یہ سزا سخت محسوس ہوتی ہے؛ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ بالکل انصاف کے مطابق ہے اور اس سلسلہ میں تین باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے: اول یہ کہ یہ وعدہ خلافی کوئی معمولی واقعہ نہ تھا؛ بلکہ اگر اہل مکہ کی یہ یلغار کامیاب ہوجاتی تو شاید مدینہ میں کوئی شخص زندہ باقی نہیں بچ پاتا اور شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی جاتی، ایسی سازش کرنے والے یقیناً خود سزائے قتل کے مستحق تھے، دوسرے: انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا مسلمانوں کو اپنے معاملہ میں حکم نہیں بنایا تھا؛ ورنہ ممکن تھا کہ جو طرز عمل آپ نے فتح مکہ کے موقع سے اہل مکہ کے لئے اختیار کیا تھا، وہی طریقہ ان کے لئے بھی اختیار فرماتے، انھوں نے خود ہی اپنے حلیف قبیلہ کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ کو حکم بنایا تھا اور یہ ان ہی کا فیصلہ تھا، تیسرے: یہ فیصلہ تورات کے عین مطابق تھا، جس پر وہ ایمان رکھتے تھے؛ چنانچہ تورات میں کہا گیا ہے:

جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کو اس کے نزدیک پہنچے تو پہلے اسے صلح کا پیغام دینا...... اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے؛ بلکہ تجھ سے لڑنا چاہے تو اس کا محاصرہ کرنا اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کردے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کرڈالنا؛ لیکن عورتوں اور بال بچوں اور چوپایوں اور اس کے شہر کے سب مال اور لوٹ کو اپنے لئے رکھ لینا۔ (استثنا: ۲۰: ۱۰-۱۲)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو صورت حال پیش آئی کہ بنوقریظہ مقابلہ کی ہمت بھی نہ کرسکے، تم نے آسانی سے ان کو ان کے قلعوں سے نکال باہر کیا اور ان کی املاک وجائیداد کے بھی مالک ہوگئے، اس میں تمہاری طاقت وقوت کا کوئی دخل نہیں ہے، یہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۴/ ۱۴۷)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ

مومنوں میں سے کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچ کردکھایا، وہ عہد جو اللہ سے کیا تھا انہوں نے، سو ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنہوں نے پوری کرلی اپنی نذر

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (۲۳) لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ

اوراُن میں سے کچھ وہ ہیں، جوانتظار کررہے ہیں، (وقت آنے کا) اورنہیں تبدیلی کی انہوں نے ذرا بھی (اپنے رویہ میں) بدلاؤ (۲۳) تاکہ بدلہ دے اللہ سچوں کو، ان کی سچائی کا

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۲۴) ۚ

اور عذاب دے منافقوں کو، اگر وہ چاہے یا توبہ قبول کرے ان کی، بیشک اللہ بہت معاف کرنے والا نہایت رحم والا ہے (۲۴)

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۗ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور لوٹا دیا اللہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا، غصہ میں بھرا ہوا، نہ حاصل کرسکے وہ کوئی فائدہ اور کافی ہوگیا (بچالیا) اللہ مومنوں کو

الْقِتَالَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا (۲۵) ۚ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

لڑائی سے اور ہے اللہ بڑی قوت والا، نہایت غالب (۲۵) اور اتار لایا اللہ ان لوگوں کو جنہوں نے ساتھ دیا تھا ان کا، اہل کتاب میں سے

مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ

ان کے قلعوں سے اور ڈال دیا ان کے دلوں میں ایسا رعب کہ ان میں سے کچھ کو تم نے قتل کردیا اور تم نے قیدی بنالیا

فَرِيْقًا (۲۶) ۚ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۗ

کچھ کو (۲۶) اور وارث بنادیا تمہیں ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور اس زمین کا، جسے نہیں پامال کیا تھا تم نے

ع ۳ / ۱۹

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا (۲۷) ۧ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ

اور ہے اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر (۲۷) اے نبیؐ! کہہ دیجئے! اپنی بیویوں سے! کہ اگر ہو تم

تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (۲۸)

چاہتی دنیاوی زندگی اور اس کی زیب وزینت، تو آؤ میں، کچھ سامان دے دوں اور تمہیں رخصت کردوں بھلے طریقہ سے (۲۸)

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ

اور اگر ہو تم چاہتی اللہ کو اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو تو بیشک اللہ نے تیار کررکھا ہے، ان کے لئے جو نیکی کرنے والیاں ہیں

مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا (۲۹) يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ

تم میں سے اجر عظیم (۲۹) اے نبیؐ کی بیویوں! جو ارتکاب کرے گی تم میں سے کھلی فحش حرکت کا،

يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۗ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (۳۰)

تو دیا جائے گا اسے عذاب دوگنا اور ہے یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان (۳۰)

(۲۹): حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ دربار نبوت میں پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ دروازے پر بیٹھے ہیں، کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہے، حضرت ابو بکرؓ نے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی، پھر حضرت عمرؓ آئے، وہ بھی اجازت کے طلب گار ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اجازت دے دی، ان حضرات نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں، آپ ﷺ کے اردگرد ازواج مطہرات جمع ہیں اور بالکل خاموشی چھائی ہوئی ہے، حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو ہنسانے کے لئے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ کاش! آپ نے بنت خارجہ کو دیکھا ہوتا، اس نے مجھ سے نفقہ مانگا تو میں نے اس کی گردن دبا دی، رسول اللہ ﷺ ہنسنے لگے اور ارشاد فرمایا: یہ سب جو میرے اردگرد بیٹھی ہیں، یہ بھی مجھ سے نفقہ ہی طلب کررہی ہیں، یہ سننا تھا کہ حضرت ابو بکرؓ کھڑے ہوئے اور حضرت عائشہؓ کی سرزنش کی اور حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ کی سرزنش کرنے لگے اور آپ کی ازواج سے کہنے لگے کہ تم لوگ رسول کریم ﷺ سے ایسی چیز طلب کررہی ہو، جو آپ کے پاس نہیں ہے، ازواج مطہرات نے کہا: خدا کی قسم! ہم لوگ رسول کریم ﷺ سے کبھی بھی ایسی چیز طلب نہیں کریں گے، جو آپ کے پاس موجود نہ ہو، پھر آپ ﷺ نے ایک مہینہ یا ۲۹ دن کے لئے ان سے دوری اختیار کرلی، اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں اور ازواج مطہرات سے کہا گیا کہ تمہارے لئے دو راستے ہیں، یا تو دنیوی زندگی کی آسائشوں کا انتخاب کرلو، پیغمبر تم کو طلاق دے کر اور کچھ تحفہ دے کر رخصت کردیں گے، یا پھر آخرت کو اختیار کرو اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے ہوئے قناعت کی زندگی گذارو؛ چنانچہ آپ ﷺ نے تمام ازواج کو ان دونوں باتوں کا اختیار دیا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور پیشکش کرتے ہوئے فرمایا کہ تم فیصلہ میں جلد بازی نہ کرو، اپنے والدین سے بھی مشورہ کرلو، حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آپ کے معاملہ میں بھی کسی مشورہ کی ضرورت ہے؟ یعنی انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت قائم رکھنے کا انتخاب کیا، اور گزارش کی کہ میرا یہ فیصلہ دوسری بیویوں کو نہ بتائیں، آپ نے فرمایا کہ اگر دوسری بیویوں نے دریافت کیا تو میں ضرور سچ سچ بتادوں گا، بہرحال تمام ازواج مطہرات نے آپ ﷺ کی رفاقت کو ترجیح دی۔ (بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ الاحزاب، حدیث نمبر: ۴۵۰۷، مسلم کتاب الطلاق، باب ان تخییر امرأتہ لا یکون طلاقا إلا بالنیۃ، حدیث نمبر: ۳۷۵۴، ترمذی، کتاب التفسیر، باب سورۃ الاحزاب، حدیث نمبر: ۳۲۰۴)

جو واقعات مسلمانوں کی سماجی اور ازدواجی زندگی میں پیش آسکتے تھے اور رسول اللہ ﷺ اور ان کی ازواج مطہرات کی شان کے خلاف نہیں تھے، وہ واقعات آپ ﷺ کی زندگی میں پیش آئے اور قرآن وحدیث میں ان کو محفوظ کردیا گیا۔ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر۔۲۹)

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا

اور جو فرماں برداری کرے تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور کرے نیک اعمال، تو ہم دیں گے اس کا اجر بھی

مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ

دوہرا اور ہم نے تیار کیا ہے اس کے لئے عزت کا رزق﴿۳۱﴾ اے نبیؐ کی بیویوں! تم نہیں ہو مانند

مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ

عام عورتوں کے، (لہٰذا) اگر تم (اللہ سے) ڈرنے والی ہو، تو نہ بات کیا کرو دبی زبان سے، (پست آواز میں) اس طرح کہ لالچ میں پڑ جائے، کوئی ایسا شخص جس کے دل میں

مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿٣٢﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

روگ ہو، بلکہ بات کیا کرو صاف اور سیدھے طریقہ سے﴿۳۲﴾ اور ٹھہری رہو اپنے گھروں میں اور نہ دکھاتی پھرو (اپنی زینت) پہلے والی

الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

جاہلیت کے طرز پر اور قائم کرتی رہو نماز اور ادا کرتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت کرو اللہ اور اُس کے رسول کی،

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ دور کردے تم سے گندگی، اے نبیؐ کے گھروالوں اور وہ پاک کردے تمہیں

تَطْهِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ

پوری طرح پاک کرنا﴿۳۳﴾ اور یاد رکھو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی باتیں،

ع ۴ ۱ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ

بیشک اللہ ہے نہایت باریک بین اور پوری طرح باخبر﴿۳۴﴾ بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد

وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ

اور مومن عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد

وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ

اور صبر کرنے والی عورتیں اور خشوع کرنے والے (یعنی گڑگڑانے والے) مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں

وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ

اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور حفاظت کرنے والے مرد اپنی شرمگاہوں کی اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور ذکر کرنے والے مرد اللہ کا

كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٣٥﴾

کثرت سے اور ذکر کرنے والی عورتیں، تیار کر رکھی ہے اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم﴿۳۵﴾

﴿۳۴﴾: ازواجِ مطہرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے جائز حق کا مطالبہ کیا تھا، جیسا کہ دوسری بیویاں اپنے شوہروں سے کرتی ہیں؛ لیکن یہ مطالبہ ان کے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے شایانِ شان نہیں تھا؛ اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کی گئی کہ تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، تمہارے گھر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو آیتیں اُترتی ہیں اور حکمت کی باتیں نازل کی جاتی ہیں، وہ سب سے پہلے تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں؛ نیز تمہارے مرتبہ و مقام کے اعتبار سے تم کو خصوصی احتیاط کرنی چاہئے، کہ جب کسی غیر محرم سے گفتگو ہو تو گفتگو میں لوچ نہ ہو، جس سے بیمار ذہن کے لوگوں میں کوئی اُمید پیدا ہو جائے، نیز تمہارا قیام بنیادی طور پر اپنے گھر میں ہونا چاہئے، کیوں کہ اُمت کی خواتین کے لئے تمہاری حیثیت اُسوہ اور نمونہ کی ہے، ان آیات سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ عورتوں کو اگر غیر محرم یا اجنبی مردوں سے گفتگو کرنی پڑے تو اگر چہ کہ ان سے شائستہ گفتگو کریں؛ لیکن لب و لہجہ میں ایسی نرمی نہ ہو کہ اس کے دل میں کوئی بُرا خیال جاگ جائے، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عائشہؓ سیدنا حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے اختلاف کے موقع پر حضرت علیؓ کے خلاف باہر نکلیں تو صحابہ نے عام طور پر ان کے اس عمل کو پسند نہیں کیا۔ (تفسیر قرطبی: ۱۴/۱۷۹)

● اور خود حضرت عائشہؓ کو بھی بعد میں اپنے اس عمل پر پچھتاوا ہوا، یہاں تک کہ وہ اس عمل پر رویا کرتی تھیں۔ (تفسیر قرطبی: ۱۴/۱۸۱) اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا میدانِ کار سیاسی اور سماجی جد و جہد نہیں ہے؛ بلکہ گھر کی اصلاح و تربیت ہے۔ آیت نمبر: ۳۳ نے اس بات کو بھی واضح کر دیا کہ آپ کی تمام بیویوں اور اولاد کو اللہ نے پاک صاف بنایا ہے۔ اہل علم کے نزدیک اس آیت میں اہل بیت سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں بھی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد بھی اور بیوی کا اس میں شامل ہونا بالکل واضح ہے؛ کیوں کہ اس سے پہلے ازواجِ مطہرات ہی کا ذکر ہوتا آیا ہے اور اس کے آگے بھی ان ہی کا ذکر آ رہا ہے۔

﴿۳۵﴾: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دس اوصاف کا ذکر فرمایا ہے کہ جو کسی شخص کے سچے اور پکے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے، آیت کے نازل ہونے کا پس منظر یہ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت اُم عمارہ انصاریہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ قرآن میں ہر جگہ مردوں ہی کا ذکر ہے، خواتین کے لئے کچھ کہا ہی نہیں گیا ہے، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، جس میں مردوں کے ساتھ ساتھ مستقل طور پر عورتوں کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ (ترمذی: کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب سورۃ الاحزاب، حدیث نمبر: ۳۲۱۱)

● اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اسلام میں عورتوں کی بھی مستقل حیثیت ہے، ایسا نہیں ہے کہ وہ مردوں کے تابع محض ہیں؛ اسی لئے عورت خود اپنے مال کی مالک بن سکتی ہے، اپنی ملکیت میں تصرف کر سکتی ہے، اس کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتا، اسے اپنی زکوٰۃ خود ادا کرنی ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ

اور نہیں ہے لائق کسی مومن مرد کے اور نہ کسی مومن عورت کے، کہ جب فیصلہ کردے اللہ اور اُس کا رسول کسی معاملہ کا، تو یہ کہ ہو ان کے لئے اختیار

مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ (٣٦) وَاِذْ تَقُوْلُ

ان کے معاملے میں اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اُس کے رسول کی! تو یقیناً وہ بھٹک گیا کھلی گمراہی میں(٣٦) اور (یاد کریں) جب کہہ رہے تھے! آپ

لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ

اس شخص سے! کہ انعام کیا اللہ نے اس پر اور آپ نے بھی احسان کیا اس پر اور روکے رکھو (نہ چھوڑو) اپنی بیوی کو اور ڈر واللہ سے

وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا

اور چھپا رہے تھے آپ اپنے دل میں وہ بات جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا اور ڈر رہے تھے آپ انسانوں سے، حالانکہ اللہ حقدار ہے، اس کا کہ آپ ڈریں اس سے، پھر جب

قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ

پوری کرلی زید نے اس (زینب بنت جحش) سے اپنی حاجت، تو نکاح کردیا ہم نے اس سے، تاکہ نہ رہے مومنوں پر کوئی تنگی اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں،

اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (٣٧) مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ

جب وہ پوری کرچکے ہوں اُن سے اپنی حاجت اور ہے اللہ کا حکم پورا ہوکر رہنے والا(٣٧) نہیں ہے نبیؐ پر کچھ

مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ

مضائقہ کسی ایسے معاملہ میں جو فرض کردیا ہو اللہ نے اس کے لئے، یہی سنت ہے اللہ کی ان (انبیاء) کے بارے میں، جو گزر چکے ہیں پہلے اور ہے اللہ کا حکم

قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۙ (٣٨) الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا

قطعی طے شدہ فیصلہ(٣٨) یہ (انبیاء) وہ ہیں جو پہنچاتے ہیں اللہ کے پیغامات اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سے

اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (٣٩) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ

سوائے اللہ کے اور کافی ہے اللہ محاسبہ کے لئے(٣٩) نہیں ہیں محمدؐ باپ کسی کے تمہارے مَردوں میں سے، بلکہ

رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (٤٠) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ع ٢

وہ رسول ہیں اللہ کے اور سلسلۂ نبوت کی تکمیل کرنے والے ہیں اور ہے اللہ ہر چیز سے پوری طرح باخبر(٤٠) اے ایمان والو!

اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ (٤١) وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (٤٢) هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ

ذکر کرو اللہ کا، بہت(٤١) اور تسبیح کرتے رہو اس کی صبح وشام(٤٢) وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر

وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (٤٣)

اور اس کے فرشتے (رحمت کی دعا) تاکہ وہ نکالے تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف اور وہ ہے مومنوں پر بہت رحم کرنے والا(٤٣)

(٣٦): رسول اللہ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحشؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا، انھوں نے یہ سمجھ کر قبول کرلیا کہ آپ ﷺ خود اپنے لئے اس رشتہ کے طالب ہیں، پھر جب رسول کریم ﷺ نے واضح کیا کہ وہ آپ کے پروردہ حضرت زید بن حارثہؓ کے لئے رشتہ چاہتے ہیں تو چونکہ حضرت زینبؓ عرب کے سب سے معزز قبیلہ یعنی قریش سے تعلق رکھتی تھیں؛ دوسری طرف حضرت زیدؓ کچھ عرصہ پہلے تک غلام تھے، بلکہ غلام کو آزاد کر دیئے جانے کے بعد بھی کم درجہ ہی خیال کیا جاتا تھا؛ اس لئے حضرت زینبؓ کے گھر والوں کو اور خود حضرت زیببؓ کو یہ رشتہ پسند نہیں آیا اور انھوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کردیا، اسی موقع پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی؛ چنانچہ حضرت زینبؓ اور ان کے گھر کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے سامنے سر جھکا دیا اور حضرت زینبؓ کا نکاح حضرت زیدؓ سے ہوگیا، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ذات پات کی بنیاد پر اونچ نیچ کے اس تصور کو ختم کرنے کے لئے مختلف شادیاں اس انداز پر کیں کہ لڑکی عربی اور قریشی اور لڑکا عجمی یا آزاد شدہ غلام، جیسے آپ نے حضرت مقداد بن اسودؓ کا نکاح ضُباعۃ بنت زبیر سے اور حضرت بلالؓ کا نکاح حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی بہن سے کیا، حضرت ابوحذیفہؓ نے اپنے آزاد شدہ غلام سالم کا نکاح فاطمہ بنت ولید بن عجرہ سے کیا۔ (تفسیر قرطبی: ١٤/ ١٨٧)

(٣٩): حضرت زینبؓ نے حضرت زیدؓ کے رشتہ کو قبول کرلیا؛ لیکن مزاج کی موافقت پیدا نہ ہوسکی، حضرت زیدؓ چاہتے تھے کہ حضرت زینبؓ کو طلاق دے دیں؛ لیکن آپ ﷺ ان کو اس سے باز رہنے کی تلقین فرماتے، اِدھر اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور تھی کہ منھ بولے بیٹے کو اپنا بیٹا قرار دینے اور اس کی بیوی کو اپنی بہو کی طرح حرام سمجھنے کی جو رسم زمانہ جاہلیت سے آ رہی ہے، اس کو رسول اللہ ﷺ کے عمل کے ذریعہ ختم کرایا جائے؛ چنانچہ حضرت زیدؓ نے حضرت زینبؓ کے ساتھ ازدواجی زندگی کا ایک وقفہ گزار لیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خود ہم نے آپ ﷺ کا نکاح حضرت زینبؓ سے کردیا لوگوں پر یہ بات اچھی طرح واضح ہوجائے کہ منھ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کے حکم میں نہیں ہوتا اور بیٹے کی بیوی کی طرح اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح حرام نہیں، انبیاء کا کوئی نکاح کرنا ایک اہم دینی مصلحت اور اُمت کے نفع کے لئے ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ حضرت زینبؓ سے تم نے خود نکاح نہیں کیا؛ بلکہ ہم نے تمہارا نکاح اس سے کردیا ہے: ''زوجناکھا'' اس قسم کی آیات قرآن مجید کی حقانیت اور صداقت کی دلیل ہیں۔

(٤٠): محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، اس سے اس بات کی مزید تاکید ہوگئی کہ حضرت زیدؓ آپ ﷺ کے نسبی بیٹے یا بیٹے کے حکم میں نہیں ہیں۔

● نبی کا لفظ بمقابلہ رسول کے عام ہے، رسول ایسے نبی کو کہتے ہیں جس کو نئی شریعت بھی دی گئی ہو، تو آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہہ کر اس طرف اشارہ فرمادیا گیا کہ اب آپ ﷺ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا ہے۔

تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۖۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا (۴۴) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ

ان کی دعا ہوگی جس دن وہ ملیں گے اس (اللہ) کو سلام اور اس (اللہ) نے تیار کیا ہے ان کے لئے اجر عزت والا (۴۴) اے نبیؐ! بیشک ہم ہی نے

اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا (۴۵) لا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا

بھیجا ہے، آپ کو گواہ بناکر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (بناکر) (۴۵) اور بلانے والا اللہ کی طرف اسی کی اجازت سے

مُّنِیْرًا (۴۶) وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا (۴۷) وَلَا تُطِعِ

اور (بنایا) روشن چراغ (۴۶) اور خوشخبری دے دیجئے! مومنوں کو! اس بات کی کہ، بیشک ان کے لئے اللہ کی طرف سے ہے فضل بہت بڑا (۴۷) اور نہ اطاعت کیجئے!

الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا (۴۸)

کافروں کی اور منافقوں کی اور نظر انداز کردیجئے ان کے ایذا رسانی کی اور توکل کیجئے اللہ پر اور کافی ہے اللہ کارساز (۴۸)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

اے ایمان والو! جب نکاح کرو تم مومن عورتوں سے پھر طلاق دے دو تم ان کو، اس سے پہلے کہ

تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ

تم چھوؤ ان کو، تو نہیں ہے تمہارے لئے ان پر کوئی عدت، کہ تم شمار کرو اس (عدت) کو، لہٰذا تم کچھ فائدہ دو ان کو اور رخصت کردو ان کو

سَرَاحًا جَمِیْلًا (۴۹) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ

بھلے طریقے سے (۴۹) اے نبیؐ! بیشک ہم نے حلال کردیں آپ کے لئے آپ کی بیویاں، وہ جو آپ نے ادا کردیئے ان کے مہر

وَمَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ

اور وہ کنیزیں (لونڈیاں) بھی جو تمہاری ملک میں آئیں اور ان میں سے جو اللہ نے بطور غنیمت دیں، آپ کو اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کے پھوپھیوں کی

وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ز وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً

بیٹیاں اور آپ کے ماموؤں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں، وہ جنہوں نے ہجرت کی آپ کے ساتھ اور مومن عورت بھی،

اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ

اگر ہبہ کرے اپنے آپ کو نبیؐ کے لئے، اگر ارادہ کرے نبیؐ یہ کہ اسے اپنے نکاح میں لے آئے، اس حال میں کہ یہ خاص ہے آپ کے لئے

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ

سوائے (دوسرے) مومنوں کے، یقیناً ہم نے جان لیا، جو ہم نے فرض کیا ان پر ان کی بیویوں کے بارے میں اور ان لونڈیوں کے بارے میں،

اَیْمَانُهُمْ لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (۵۰)

(ان حدود سے وہ الگ ہیں) تاکہ نہ رہے آپ پر کوئی تنگی اور ہے اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم والا (۵۰)

(۴۴): اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۶۹۱۷)

(۴۹): میاں بیوی کا تعلق قائم نہ ہوتو عدت نہیں ہے، مہر کی آدھی رقم واجب ہوگی۔ اگر تعلق نہیں ہوا؛ لیکن تنہائی قائم ہوگئی کہ تعلق قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی تو اس صورت میں وہ احکام ہوں گے، جو تعلق قائم ہونے کے بعد طلاق دینے سے ہوتے ہیں، اگر میاں بیوی کے تعلق سے پہلے ہی شوہر کا انتقال ہوگیا تو پھر پورا مہر واجب ہوگا اور عدت وفات گزارنی ہوگی، جو حاملہ عورت کے لئے بچہ کی ولادت ہے اور دوسری عورتوں کے لئے چار مہینہ دس دن۔ اگر تنہائی کی نوبت بھی نہ آئی تھی کہ اسے طلاق دے دی گئی تو اس پر عدت واجب نہیں ہے۔

(۵۰): اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ اوروں کے لئے تو چار سے زائد نکاح جائز نہیں ہے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں جتنی بیویاں ہیں، وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مردوں اور عورتوں کے لئے نمونہ تھی اس لئے گھر کے اندر بھی ایسی باصلاحیت اور مختلف قبیلوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کی ضرورت تھی، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کو دیکھیں اور خواتین اُمت تک پہنچائیں، اس بنیادی مصلحت کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چار سے زیادہ نکاح کی اجازت دی گئی، اول یہ کہ پچپن سال کی عمر تک آپ کے حرم میں ایک ہی بیوی رہیں، حضرت خدیجہؓ اور ان کی وفات کے بعد حضرت سودہؓ، اس کے بعد ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں ایک سے زائد بیویاں آئیں، دوسرے: سوائے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی بیوی کنواری نہیں تھیں، باقی تو بیوہ تھیں یا طلاق شدہ؛ بلکہ بعض تو ایک سے زیادہ شوہروں سے گزر کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی تھیں، جو شخص خواہش نفسانی کے لئے شادی کرے گا، وہ اپنے لئے کنواری لڑکی انتخاب کرے گا نہ کہ بیوہ اور مطلقہ کا؛ تیسرے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سوائے حضرت زینبؓ اور حضرت جویریہؓ کے کوئی خاتون ایسی نہ تھیں، جو شکل وصورت کے اعتبار سے بہت ممتاز ہوں، چوتھے: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی پر کہیں انگلی رکھنے کی گنجائش ہوتی تو مکہ کے مشرکین اور مدینہ کے یہود ومنافقین ہرگز اس سے باز نہ آتے؛ لیکن کسی کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار پر انگلی اُٹھانے کی جرأت نہ ہوئی حالاں کہ بائبل میں تو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی سینکڑوں بیویوں کا ذکر موجود ہے۔

تُرْجِىْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِىْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ

(اختیار ہے باری میں) کہ خود سے الگ رکھیں جس کو چاہیں، ان (بیویوں) میں سے اور اپنے پاس رکھیں جس کو چاہیں اور جس کو چاہیں (اپنے قریب بلالیں) ان میں سے جنہیں علیحدہ رکھا تھا آپ نے (اس میں)

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ

تو نہیں کوئی مضائقہ آپ پر، اس میں توقع ہے کہ ٹھنڈی رہیں گی ان کی آنکھیں اور نہ وہ غمگین ہوں اور راضی رہیں

بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾

اس پر جو دو گے تم ان کو سب کی سب اور اللہ خوب جانتا ہے، اُس کو جو تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ ہر بات کا جاننے والا اور بُردبار (حلیم) ﴿۵۱﴾

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ

نہیں حلال ہیں آپ کے لئے عورتیں اس کے بعد، اور نہ یہ (جائز ہے) کہ آپ بدل لیں ان (موجودہ بیویوں) کے مقابلے میں کوئی اور بیویاں اگرچہ

اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ ع ۶ ۱۲ ۳

آپ کو بہت ہی پسند ہو ان کا حسن، سوائے آپ کی لونڈیوں کے اور ہے اللہ ہر چیز پر نگراں ﴿۵۲﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِىِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، نہ تم داخل ہو نبیؐ کے گھروں میں مگر یہ کہ اجازت دی جائے تمہیں کھانے کے لئے، نہ

نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا

انتظار کرنے والے ہو اس کے پکنے کا (یعنی کھانا کے وقت کا) اور لیکن بلایا جائے تمہیں تو تم داخل ہوجاؤ، پھر جب تم کھا چکو تو منتشر ہوجاؤ اور نہ

مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِىَّ فَيَسْتَحْىٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ

بیٹھے رہا کرو باتیں کرنے کے لئے، یقیناً تمہاری یہ بات تکلیف دیتی ہیں نبیؐ کو، مگر وہ شرم کرتے ہیں تم سے (کچھ نہیں کہتے) اور اللہ

لَا يَسْتَحْىٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ

نہیں شرماتا حق بات کہنے سے اور جب تم سوال کرو، ان (نبیؐ کی بیویوں) سے کوئی سامان کا، تو مانگو ان سے پردے کے پیچھے سے،

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ

یہ بات پاکیزہ ہے تمہارے دلوں کے لئے اور اُن کے دلوں کے لئے اور نہیں ہے تمہارے لئے یہ کہ تم ایذا دو رسول اللہؐ کو

وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ

اور نہ یہ کہ، نکاح کرو ان کی بیویوں سے ان کے بعد کبھی بھی، بیشک ایسا کرنا اللہ کے نزدیک ہوگا

عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾

بہت بڑا (گناہ) ﴿۵۳﴾ اگر تم ظاہر کرو کوئی چیز یا تم چھپاؤ اسے، تو بلاشبہ اللہ ہے ہر چیز کو خوب جاننے والا ﴿۵۴﴾

● دوسرا حکم باندیوں سے متعلق ہے، مال غنیمت سے جس مسلمان کو جو باندی ملے، وہ اس کے لئے حلال ہے؛ لیکن آپ ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اگر آپ ﷺ کے لئے باندی کو مخصوص کیا جاتا تو وہ بھی آپ ﷺ کے لئے حلال ہوتی، جیسا کہ آپ ﷺ نے غزوۂ قریظہ میں حضرت صفیہؓ کو اپنے لئے مخصوص کرلیا۔

● تیسرے: چچازاد، پھوپھی زاد اور ماموں زاد بہنوں سے نکاح تو ہر مسلمان کے لئے حلال ہے؛ لیکن آپ ﷺ کو یہ خصوصی حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے لئے ان رشتہ داروں میں سے وہی حلال ہیں، جنھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہو، جن رشتہ دار عورتوں نے ہجرت نہیں کی، جیسے حضرت عباسؓ کی صاحبزادی وغیرہ، ان سے نکاح کرنا آپ ﷺ کے لئے جائز نہیں تھا؛ جب کہ دوسرے مسلمانوں کے لئے یہ شرط نہیں تھی کہ وہ صرف ان ہی رشتہ دار عورتوں سے نکاح کریں جو ہجرت کرچکی ہوں چوتھا حکم یہ دیا گیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان عورت بغیر مہر کے آپ ﷺ سے نکاح کرنا چاہے اور آپ ﷺ قبول کرلیں تو یہ بھی آپ ﷺ کے حق میں جائز ہے، اس حکم میں رسول اللہ ﷺ کی دو خصوصیتیں ہیں: ایک یہ کہ عام مسلمانوں کے لئے اہل کتاب سے بھی نکاح جائز تھا؛ لیکن رسول اللہ ﷺ کے لئے مسلمان عورت ہی کو بحیثیت بیوی یا باندی اپنی زندگی میں لانے کی اجازت تھی؛ کیونکہ خانۂ نبوت میں کسی غیر مسلم عورت کا رہنا مصلحت کے خلاف تھا، دوسری یہ کہ عام مسلمانوں کے لئے بغیر مہر کے نکاح کرنا جائز نہیں، مگر رسول اللہ ﷺ کے لئے بغیر مہر کے بھی نکاح کرنے کی گنجائش تھی، اس طرح یہ چار خصوصی احکام ہوئے؛ لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بقول آپ ﷺ نے اپنی اس خصوصیات کا فائدہ نہیں اُٹھایا، جو خواتین آپ ﷺ کے حرم میں تھیں، وہ یا تو آپ ﷺ کی بیوی تھیں یا باندی۔

یہ بات کہ یہ اجازت آپ ﷺ کے لئے ہے، دوسرے مسلمانوں کے لئے نہیں، اس سلسلہ میں ایک رائے تو یہ ہے کہ اس کا تعلق صرف اس آخری حکم سے ہے کہ بغیر مہر کے بھی آپ کے لئے نکاح کی اجازت تھی، اوپر جو پانچ احکام ذکر کئے گئے ہیں وہ سب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہیں، چھٹا خصوصی حکم یہ دیا گیا کہ عام مسلمانوں پر تو بیویوں کے درمیان عدل واجب ہے؛ لیکن رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ بات واجب نہیں تھی۔

﴿۵۲﴾: اس آیت میں خود رسول اللہ ﷺ سے خصوصی خطاب ہے کہ اب جو بیویاں آپ ﷺ کے پاس موجود ہیں اور اُس وقت آپ ﷺ کے نکاح میں نو ازواج مطہرات تھیں ـــ ان کے علاوہ اب مزید نکاح کرنے کی آپ ﷺ کو اجازت نہیں اور نہ اس بات کی اجازت ہے کہ ان میں سے کسی کو طلاق دے دیں۔ اور یہ بھی درست نہیں ہے کہ آپ ﷺ ان میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کوئی نئی بیوی لے آئیں کہ تعداد تو وہی رہے جو موجودہ ہے؛ لیکن شخصیت بدل جائے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ

نہیں کوئی گناہ ان عورتوں پر اپنے باپوں (کے سامنے آنے) میں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے

وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ

اور نہ اپنی بہنوں کے بیٹوں کے اور نہ اپنے میل کی عورتوں کے اور نہ ان کے جن کے مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ (یعنی غلام) اور تم سب ڈرتی رہو اللہ سے،

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ

بیشک اللہ ہے ہر چیز پر گواہ۵۵ بلاشبہ اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبیؐ پر،

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! درود بھیجو اُن پر اور خوب سلام بھیجا کرو۵۶ بلاشبہ جو لوگ اذیت دیتے ہیں اللہ

وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾

اور اس کے رسول کو، اُن پر لعنت کی ہے اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور اُس نے تیار کیا ہے، اُن کے لئے عذاب رسوا کرنے والا۵۷

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا

اور وہ لوگ جو ایذا پہنچاتے ہیں مومن مردوں کو اور مومن عورتوں کو (الزام لگا کر) ایسے (کاموں) کا جو نہیں کئے انہوں نے، تو بیشک انہوں نے اٹھایا

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اپنے اوپر بوجھ بڑے بہتان کا اور کھلے گناہ کا۵۸ اے نبیؐ کہہ دیجئے! اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور اہل ایمان کی عورتوں سے،

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ

کہ وہ لٹکالیا کریں اپنے اوپر اپنی چادریں، یہ بات قریب (مناسب) ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

اور ہے اللہ بہت معاف کرنے والا، نہایت رحم فرمانے والا۵۹ اگر نہ باز آئیں منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں

مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ

روگ ہے اور وہ لوگ جو جھوٹی افواہیں پھیلاتے ہیں مدینہ میں، تو ہم آپ کو ضرور مسلط کردیں گے ان پر، پھر نہ وہ آپ کے پاس رہ سکیں گے اس (مدینہ) میں،

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ ۛ مَّلْعُوْنِيْنَ ۛۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾

مگر تھوڑے دن۶۰ لعنت بھیجی جائے گی اُن پر (ہر جگہ) جہاں کہیں پائے جا، پکڑے جائیں گے اور قتل کئے جائیں گے بُری طرح۶۱

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

یہی سنت ہے اللہ کی ایسے لوگوں کے معاملے میں جو گزر چکے ہیں پہلے اور نہ پائیں گے آپ اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی۶۲

ع ٦/٤ — معانقة ١٢ عند المتأخرين ١٢ — الربع

۵۵: آیت نمبر: ۵۳ اور ۵۵ میں ہے کہ جب تک دعوت نہ ہو نہ جائے، دوسرے کھانے کے وقت پہنچے، پہلے سے پہنچ کر انتظار نہ کرے کہ گھر والوں کو دشواری ہو، تیسرے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد خواہ مخواہ میزبان کے یہاں نہ بیٹھے اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمہ میں لوگوں کو مدعو کیا تو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بھی مدعو حضرات وہیں بیٹھ گئے، اب یہ حضرات گفتگو کر رہے تھے اور اُم المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ دیورا کی طرف چہرہ کر کے بیٹھی ہوئی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا یہ عمل گراں گزرا، تو اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی: ۱۴/ ۲۲۴)

۵۶: اللہ تعالیٰ کے سلام بھیجنے کا مطلب رحمت نازل کرنا ہے اور فرشتوں کے سلام بھیجنے سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دُعاء رحمت کرنا ہے، اس بات پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ زندگی میں ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ وسلام پیش کرنا فرض ہے؛ اسی طرح نماز میں جو صلاۃ وسلام پڑھا جاتا ہے، اس کے بارے میں جمہور فقہا کی رائے یہ ہے کہ وہ سنت یا مستحب ہے، امام شافعیؒ کے یہاں واجب ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۴/ ۲۳۶) جیسے زبانی صلاۃ وسلام پڑھنا چاہئے، اسی طرح اگر تحریر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک آ جائے تو صلاۃ وسلام لکھنا چاہئے، اُصول حدیث کے مشہور عالم علامہ ابن صلاحؒ نے لکھا ہے کہ ایسے موقع پر پورا صلاۃ و سلام لکھنے کے بجائے اختصار کے طور پر ''صلعم'' لکھ دینا کافی نہیں۔ (تدریب [illegible]ی: ۲/ ۷۷) — سلام تو ہر مسلمان کے [illegible]ے ہے؛ لیکن صلاۃ کا لفظ صرف انبیاء اور [illegible]ل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے، انبیاء کے [illegible]وہ کسی کے لئے مستقلاً صلوٰۃ کا لفظ [illegible]ست نہیں۔

۵۸: اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچانے سے مراد ہے: کفر کرنا۔

۶۲: یعنی بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ [illegible]تیں بلا وجہ گھر سے باہر نہ نکلیں؛ لیکن اگر کسی ضرورت سے نکلنا پڑے تو ایسا گھونگھٹ استعمال کریں، جس سے گزرنے والوں کو چہرہ نظر نہ آئے، اول: شوہر سے جس کے لئے کوئی پردہ نہیں ہے، دوسرے: محرم رشتہ دار، جن کے سامنے چہرہ ہاتھ، بازو، سینہ کا اوپری حصہ، پنڈلی، پاؤں اور بال وغیرہ حسبِ ضرورت کھولنے کی گنجائش ہے، تیسرے: اجنبی مرد یا ایسے غیر محرم جن کی عام طور پر گھر میں آمد ورفت نہیں ہوتی، ان سے چہرہ کا پردہ بھی ضروری ہے، سوائے اس کے جیسے ڈاکٹر کو دکھانا یا کسی سامان کا خریدنا، چوتھے: ایسے رشتہ دار جو غیر محرم ہوں؛ لیکن مشترک گھر کی وجہ سے یا کثرت سے آمد ورفت کی وجہ سے دشوار ہو، اور گناہ میں پڑ جانے کا اندیشہ نہ ہو تو چہرہ اور گٹوں تک ہاتھ کھولنے کی اجازت ہے، جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے؛ کیوں کہ حضرت اُم ہانیؓ اور بعض دیگر خواتین پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد بھی آپ کے سامنے آتی رہی ہیں اسی طرح اگر عمر دراز عورتیں ہوں، جن کے سامنے ہونے میں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، ان کے لئے بھی چہرہ اور گٹوں تک ہاتھوں کے کھولنے کی گنجائش ہے۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ
پوچھتے ہیں آپ سے لوگ قیامت کے بارے میں، کہہ دیجئے! بس اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور تمہیں کیا معلوم

لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾
کہ شاید قیامت قریب ہی ہو﴿۶۳﴾ بیشک اللہ نے لعنت کی ہے کافروں پر اور تیار کر رکھی ہے ان کے لئے خوب بھڑکتی ہوئی آگ﴿۶۴﴾

خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ
وہ رہیں گے اس میں ہمیشہ ہمیش، نہیں وہ پائیں گے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار﴿۶۵﴾ جس دن الٹ پلٹ کئے جائیں گے، ان کے چہرے

فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ
آگ میں، تو وہ کہیں گے کاش! ہم نے اطاعت کی ہوتی اللہ کی اور اطاعت کی ہوتی رسول کی﴿۶۶﴾ اور وہ کہیں گے اے ہمارے رب! بیشک ہم نے

اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ
اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی، تو انہوں نے گمراہ کردیا ہمیں (سیدھے) راستے سے﴿۶۷﴾ اے ہمارے رب! دے تو انہیں دوگنا عذاب

وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى ع ۸/۱۰/۵
اور لعنت بھیج اُن پر بڑی لعنت﴿۶۸﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ تم ہوجانا، ان لوگوں کی طرح جنہوں نے ایذادی موسیٰ کو،

فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
پھر اس کو بری کردیا اللہ نے ان باتوں سے، جو انہوں نے بنائیں تھیں اور تھے موسیٰ اللہ کے نزدیک بہت باعزت﴿۶۹﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ڈرتے رہو اللہ سے

وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ
اور کہو بات سیدھی سچی﴿۷۰﴾ وہ درست کردے گا تمہارے لئے تمہارے عمل اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور جس نے

يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ
اطاعت کی اللہ اور اس کے رسول کی، تو بلاشبہ اس نے کامیابی حاصل کر لی عظیم کامیابی﴿۷۱﴾ بیشک ہم نے پیش کیا اس امانت کو آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ
اور زمین پر اور پہاڑوں پر، تو انہوں نے انکار کردیا اس کو اٹھانے سے اور وہ ڈر گئے اس سے، مگر اٹھالیا اسے انسان نے، یقیناً ہے یہ (انسان)

كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ
بڑا ظالم اور بڑا جاہل﴿۷۲﴾ تاکہ عذاب دے اللہ منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں کو

وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾ ع ۹/۵/۶
اور مشرک عورتوں کو اور توجہ (رحم) فرمائی، اللہ نے مومن مردوں پر اور مومن عورتوں پر اور ہے اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا﴿۷۳﴾

﴿۶۶﴾: چہرے کے بل ڈالے جانے میں تکلیف کے ساتھ ساتھ اہانت وتذلیل کا پہلو بھی ہے۔

﴿۶۹﴾: حضرت موسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل حالانکہ ان پر ایمان لاچکی تھی؛ لیکن اس کے باوجود وہ اپنے پیغمبر کو طرح طرح کی تکلیف پہنچایا کرتی تھی، ان ہی تکلیفوں میں سے ایک یہ تھی کہ بنی اسرائیل کھلے عام بے لباس غسل کیا کرتے تھے؛ لیکن حضرت موسیٰؑ پردہ کا بہت اہتمام کرتے تھے، جسم کو چھپا کر رکھتے تھے، قوم کے لوگ کہنے لگے کہ ان کو کوئی نہ کوئی بیماری ہے یا تو ان کے فوطے پھولے ہوئے ہیں یا جسم پر سفید داغ ہے یا کوئی اور بیماری ہے؟ نبی کو حق تعالیٰ اخلاق و عادات کے اعتبار سے مکمل بناتے ہیں، اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے ان الزامات سے براءت کی یہ صورت ہوئی کہ ایک دن حضرت موسیٰؑ ایسی جگہ جہاں لوگ نہیں تھے، کپڑے اُتار کر پانی کے چشمے میں غسل کے لئے گئے اور کپڑا ایک چٹان پر رکھ دیا، پتھر کی وہ چٹان وہاں سے بھاگنے لگی، حضرت موسیٰؑ "میرا کپڑا، میرا کپڑا" کہتے ہوئے پیچھے دوڑے، آپ کے جسم پر کپڑا نہیں تھا، آخر یہ پتھر وہاں جا کر رُکا، جہاں بنی اسرائیل کا ایک گروہ موجود تھا، لوگوں نے دیکھا کہ آپ جسمانی اعتبار سے بھی نہایت خوبصورت اور اعضاء کے اعتبار سے بھی بہت متناسب ہیں اور اس طرح اس الزام کا دفعیہ ہو گیا، حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہما السلام، حدیث نمبر: ۳۲۲۳)

﴿۷۲﴾: امانت پیش کرنے سے مراد دین کے احکام کو پیش کرنا ہے، (تفسیر قرطبی: ۱۴/۲۵۳) یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان اور پہاڑوں پر دین کے احکام پیش کئے، ان سے کہا کہ اگر تم اس امانت کو اُٹھا لو تو اللہ تعالیٰ کی فرمابرداری کرنے کی صورت میں تم کو بہترین اجر دیا جائے گا اور نافرمانی کرنے کی صورت میں زبردست سزا دی جائے گی، اس امانت میں اللہ کی توحید اور اس کی عبادت یقینی طور پر شامل رہی ہوگی، رہ گئے دوسرے احکام، تو وہ ہر مخلوق کو اس کی ساخت اور صلاحیت کے اعتبار سے دیئے جاتے ہیں، ضروری نہیں ہے کہ ان کے لئے وہی شرعی احکام ہوتے جو انسانوں کے لئے ہیں، بہرحال ان مخلوقات نے اپنے عجز کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر اس امانت کو اُٹھانے کی ذمہ داری نہیں رکھی، پھر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق کے بعد ان سے کہا: میں نے یہ امانت آسمان و زمین پر پیش کی تو انھوں نے اس سے عاجز ہونے کا اظہار کر دیا، تو کیا تم اس کو اُٹھا سکتے ہو؟ حضرت آدمؑ نے اس کو قبول فرمالیا۔ (تفسیر ابن کثیر: ۳/۵۰۱) اس طرح دین وشریعت کے احکام انسان کے کاندھوں پر رکھے گئے اور جاہل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جس ذمہ داری کو قبول کیا ہے، وہ اس کی مشکلات سے کما حقہ واقف نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سعید بن جبیرؓ اور قتادہؓ نے ظالم اور جاہل ہونے کا یہی مطلب مراد لیا ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۴/۲۵۷)

﴿۷۳﴾: یعنی دین کی امانت انسان کو بطور امتحان کے سپرد کی گئی ہے کہ وہ اس امانت کا حق ادا کرے۔

آیاتہا ۵۴ (۳۴) سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ (۵۸) رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اسی کے لئے ہے وہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

اور اسی کے لئے ہے سب تعریفیں آخرت میں بھی اور وہ بڑی حکمت والا خوب خبر رکھنے والا ہے① وہ جانتا ہے اسے بھی، جو داخل ہوتا ہے زمین میں اور جو نکلتا ہے اس میں سے اور جو نازل ہوتا ہے

مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اس میں اور وہ نہایت رحم کرنے والا خوب معاف کرنے والا ہے② اور کہا! اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا،

لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ

کہ نہیں آئے گی ہم پر قیامت، کہہ دیجئے! کیوں نہیں، قسم ہے میرے رب کی، البتہ وہ تم پر ضرور آئے گی، جو جاننے والا ہے غیب کا، نہیں ہے اس سے چھپی ہوئی (کوئی چیز)

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ

ذرہ برابر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں (کوئی چیز) چھوٹی اس سے اور نہ کوئی بڑی چیز،

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

مگر وہ درج ہے کتاب مبین (لوح محفوظ) میں③ تا کہ وہ (اللہ) بدلہ دے اُن لوگوں کو، جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، یہی وہ لوگ ہیں کہ ہے، اُن کے لئے

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

مغفرت اور رزق کریم④ اور وہ لوگ جنہوں نے کوشش کی، ہماری آیتوں میں (ہمیں) عاجز کرنے کی، یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے ہے عذاب،

مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

بدترین قسم کا دردناک⑤ اور دیکھتے ہیں! (یعنی یقین ہے) وہ لوگ، جنہیں دیا گیا تھا علم، کہ جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف، آپ کے رب کی طرف سے،

هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑥ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ

وہ حق ہے اور وہ رہنمائی کرتا ہے اس راستے کی طرف، جو زبردست، لائق حمد وثنا ہے⑥ اور کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا! کیا

نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑦ ۚ

ہم تمہیں بتائیں ایسا شخص، جو تمہیں خبر دیتا ہے، کہ جب تم ریزہ ریزہ ہوکر منتشر ہوجاؤ گے، تو بلاشبہ تم پھر پیدا کیے جاؤ گے، نئے سرے سے؟⑦

تفسیر سورۂ سبا

یمن کے خوبصورت اور زرخیز علاقہ کا نام با تھا، یہاں جو لوگ آباد تھے وہ بنیادی طور پر سورج کے پرستار تھے، اس سورہ کی آیت نمبر ۱۵، ۱۶ میں اس کا ذکر آیا ہے اسی مناسبت سے اس کا نام سورۂ سبا ہے۔

ابن مردویہ نے اور بیہقی نے اپنی کتاب ''الدلائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی۔

①: ''احمد'' سے مراد وہ تمام تعریفیں ہیں جو انسانوں اور زمین کے درمیان ہوسکتی ہیں، اُن سب کا حقدار صرف اللہ تعالیٰ ہے جو آخرت کی زندگی میں بھی وہی تمام تعریفوں کا حقدار ہوگا۔ اہل جنت جب اپنے رب کے فضل وکرم سے جنت میں بھیج دیئے جائیں گے، تو اس کا گُن گائیں گے، اس کی حمد وثنا بیان کریں گے۔ کہیں گے: ''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا''۔ (الزمر: ۷۴) اور کہیں گے: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اِس راہ پر ڈالا۔'' (سورہ الاعراف: ۴۳)

②: اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے، وہ آسمانوں اور زمین کے درمیان کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

③: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی ان کے اس باطل عقیدہ کی تردید کی ہے کہ یہ تمہاری خام خیالی ہے، اس رب کی قسم جو تمام غیبی امور کا جاننے والا ہے، قیامت آکر رہے گی۔

④: عقل ومنطق کا یہی تقاضا ہے کہ جس اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اور انہیں اپنی اطاعت وبندگی کا مکلف کیا ہے۔

⑥: مشرکین مکہ تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں، لیکن اہل کتاب کے علماء جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے دیگر مؤمن رفقاء یقین رکھتے ہیں کہ قرآنِ کریم اللہ کی برحق کتاب ہے۔

⑦: کفار مکہ بعث بعد الموت اور قیامت کے دن جزا اور سزا کا انکار مختلف انداز میں کرتے تھے۔ ایک انداز یہ بھی تھا کہ وہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اُڑانے کے لئے بھی یہ موضوع چھیڑتے تھے۔

أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ

کیا گڑھا ہے اُس نے اللہ پر جھوٹ، یا یہ شخص دیوانہ ہے (نہیں) بلکہ وہ لوگ جو نہیں ایمان رکھتے آخرت پر، وہ عذاب میں

وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝٨ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ

اور دور کی گمراہی میں پڑے ہیں ⑧ کیا پھر نہیں انہوں نے دیکھا! اس کی طرف، جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے آسمان سے،

وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ

اور زمین سے، اگر ہم چاہیں دھنسا دیں، ان کو زمین میں یا ہم گرادیں ان پر ٹکڑے آسمان سے،

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝٩ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ

ع ۱ ۹ ۷

بیشک اِس میں نشانی ہے، ہراس بندے کے لئے جواللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو⑨ اور یقیناً ہم نے عطا کی داؤدؑ کواپنی طرف سے فضیلت، (اور حکم دیا تھا کہ) اے پہاڑو!

أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝١٠ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ

تسبیح دہراؤاس کے ساتھ اور پرندوں کو بھی (کہا) اورنرم کر دیا تھا، ہم نے اس کے لئے لوہا⑩ یہ کہ تو بنا (زرہیں) کامل کشادہ اور مناسب اندازہ رکھ کڑیاں ملانے میں

وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝١١ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ

اورتم سب عمل کرو نیک، بیشک میں تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہوں⑪ اور (مسخر کردیا) سلیمانؑ کے لئے ہوا کو، اس کا صبح کو ایک مہینے (کی راہ) تک تھا

وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۖ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

اورشام کے وقت چلنااس کاایک مہینے (کی راہ) تک تھااور بہادیا ہم نے اس کے لئے چشمہ تانبے کااور (تابع کردیےاس کے) کچھ جن، جوکام کرتے تھےاُس کےآگے

بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَن يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝١٢ يَعْمَلُونَ

اُس کے رب کے حکم سے اور جو سرکشی کرتا ہے اُن میں سے ہمارے حکم سے، تو چکھاتے تھے ہم اسے آگ کا عذاب⑫ وہ بناتے تھے

لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ۚ

اُس کے لئے جو وہ چاہتا تھا، عالی شان عمارتیں اور تصاویر بڑے بڑے لگن حوضوں جیسے اور بھاری دیگیں جمی ہوئی (چولہوں پر)،

اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۝١٣ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ

عمل کرواے آل داؤد! شکر کے طریقہ پر، لیکن بہت ہی کم ہیں میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے⑬ پھر جب ہم نے فیصلہ (نافذ) کیا اُس (سلیمانؑ) پر

الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ

موت کا، تو نہ پتہ دیا (جنات کو) اس (سلیمانؑ) کی موت کا، مگر گھن کے کیڑے جو کھا رہے تھے، اُس کے عصا کو، پھر جب وہ (سلیمانؑ) گر پڑے

تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝١٤

تب معلوم ہوا جنات کو، کہ اگر جانتے ہوتے وہ غیب کو تو نہ مبتلا ہوتے، وہ ذلت کے عذاب میں⑭

⑨: اس میں منکرین قیامت کا ذکر ہے۔

● اس آیت میں داؤد اور ان کے بیٹے سلیمان علیہما السلام کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے خاص فضل سے نوازا تھا، انہیں نبوت، زبور اور بادشاہت دی تھی، پہاڑوں اور چڑیوں کو حکم دیا تھا کہ جب داؤدؑ اپنے رب کی تسبیح بیان کریں تو وہ بھی ان کے ساتھ تسبیح بیان کریں اور ہم نے ان کے لئے لوہے کو موم کے مانند نرم بنا دیا اور انہیں حکم دیا کہ اسے جس طرح چاہیں استعمال کریں اور کشادہ اور مناسب حلقوں والی زرہیں بنائیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ جب تک زندہ ہیں عمل صالح میں لگے رہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمام اعمال کی خبر رکھتے ہیں اور قیامت کے دن ان کا تمہیں بدلہ چکائیں گے۔

⑫: اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت سلیمانؑ کو دی گئی نعمتوں کا تذکرہ کیا نے۔

⑬: تانبے یا پتھر کی بڑی بڑی دیگیں بناتے تھے جو ہر وقت چولہوں پر رکھی ہوتی تھیں اور ان میں کھانے پکتے رہتے تھے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ مجسّمے یا تو حیوانات کے علاوہ دوسری چیزوں کے ہوتے تھے، یا سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں انبیاء اور صالحین کے مجسمے بنانا جائز تھا تاکہ انہیں دیکھ کر لوگ نصیحت حاصل کریں اور اسلام نے اس جواز کو منسوخ کر دیا، لیکن راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ مجسّمے غیر حیوانوں کے ہوتے تھے۔ اس لئے کہ تورات کے نصوص سے یہی ثابت ہے کہ انسانی اور حیوانی تصویریں بنانا ان انبیاء کی شریعتوں میں بھی جائز نہیں تھا۔

⑭: ابن جریر اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام کو خبر دی گئی کہ اب ان کی موت کا وقت آ چکا ہے تو انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب! میری موت کی خبر جنوں سے چھپا دے، تاکہ لوگ جان لیں کہ ''جن'' غیب کی کوئی بات نہیں جانتے، چنانچہ انہوں نے ایک لاٹھی پر ٹیک لگا کر نماز پڑھنی شروع کردی اور اسی حال میں ان کی موت آ گئی اور جن کام کرتے رہے اور انہیں ایک مدت تک اس کی خبر نہ ہوئی، جب اللہ نے چاہا تو دیمک نے ان کی لاٹھی کو نیچے سے کھا لیا اور سلیمان علیہ السلام کا جسم زمین پر گر گیا، تب جنوں کو ان کی موت کی خبر ہوئی اور کہنے لگے کہ اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو ایک مدت سے عذاب میں نہ رہتے۔

● مفسرین لکھتے ہیں، سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ جن غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ اس آیت میں اسی کی تردید کی گئی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰیَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ

یقیناً تھی قوم سبا کے لئے ان کی بستی میں ایک نشانی، دو باغ تھے، دائیں اور بائیں طرف (ہم نے کہا) تم کھاؤ اس رزق میں سے جو دیا ہے

رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ

تمہارے رب نے اور شکر بجالاؤ اس کا، یہ شہر پاکیزہ اور رب ہے بہت بخشنے والا﴿۱۵﴾ پھر انہوں نے اعراض کیا، تو ہم نے بھیج دیا ان پر

سَیْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ

بند توڑ سیلاب اور بدل دیا ہم نے اُن کے باغوں کو، دو ایسے باغوں سے جن میں پھل تھے کڑوے بدمزے (جس میں تھے) اور جھاؤ کے درخت اور کچھ

مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

بیری تھوڑی سی﴿۱۶﴾ یہ بدلہ دیا تھا اُن کو ہم نے ان کی ناشکری کی وجہ سے، اور نہیں ہم سزا دیتے مگر ناشکروں کو ہی﴿۱۷﴾

وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ الْقُرَى الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِیْهَا

اور (قائم) کر دی تھیں ہم نے اُن کے اور اُن بستیوں کے درمیان، جن کو ہم نے برکت عطا کی تھی، ایسی بستیاں جو نمایاں نظر آتی تھیں اور منزلیں مقرر کر دیں تھیں ان میں

السَّیْرَ ؕ سِیْرُوْا فِیْهَا لَیَالِیَ وَاَیَّامًا اٰمِنِیْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا

سفر کی، (کہا تھا) تم چلو پھرو ان میں رات اور دن، امن کے ساتھ﴿۱۸﴾ پس انہوں نے کہا! اے ہمارے رب! تو دوری پیدا کر دے، ہمارے سفروں کے درمیان

وَظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

اور انہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر، چنانچہ ہم نے انہیں بنادیا افسانے اور ہم نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے منتشر کردیا، بیشک اس میں

لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْهِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ

بہت سی نشانیاں ہیں، ہر اُس شخص کے لئے جو صابر وشاکر ہو﴿۱۹﴾ اور یقیناً سچ کر دکھایا اُن پر ابلیس نے اپنا گمان، تو انہوں نے پیروی کی اُس کی

اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ

سوائے ایک فریق کے مومنوں میں سے﴿۲۰﴾ اور نہیں تھا اُس پر اُن کا کوئی زور، مگر (اس لئے) تاکہ ہم جان لیں

ع ۱۲ ۸ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِیْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۲۱﴾

کہ کون ایمان رکھتا ہے آخرت پر اور کون ہے اُن میں سے، جو آخرت کے بارے میں شک میں مبتلا ہے اور آپ کا رب ہر چیز پر خوب نگراں ہے﴿۲۱﴾

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ

کہہ دیجئے! (اے نبیؐ) کہ تم پکارو انہیں جن کو تم نے گمان کیا تھا اللہ کے سوا اپنا معبود، نہیں وہ اختیار رکھتے ذرہ برابر بھی آسمانوں میں

وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ ﴿۲۲﴾

اور نہ زمین میں اور نہیں ہے ان کے لئے، ان دونوں میں کوئی حصہ اور نہیں ہے اُس کے لئے ان میں سے کوئی مددگار﴿۲۲﴾

﴿۱۵﴾: وہ قوم سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد تھی، جن کا علاقہ اب "مآرب" کے نام سے جانا جاتا ہے اور صنعاء سے تین رات کی مسافت پر واقع ہے۔ ان کے مکانات وادی میں واقع تھے، جس کے دائیں اور بائیں دور دور تک گھنے پھلدار درختوں کے باغات تھے۔ کہتے ہیں کہ عورت ان درختوں کے درمیان سے اپنے سر پر خالی ٹوکرا لے کر گذرتی تھی اور بغیر کسی درخت کو ہاتھ لگائے ٹوکرا پھلوں سے بھر جاتا تھا۔ اس وادی میں مچھر، مکھی، جوئیں، سانپ اور دوسرے کیڑے مکوڑے نہیں پائے جاتے تھے۔

﴿۱۶﴾: لیکن اللہ کی بے شمار نعمتوں نے انہیں خراب کر دیا، شکر کے بجائے اللہ کی ناشکری کرنے لگے، تو اللہ نے ان سے بایں طور پر انتقام لیا، کہ وہ مضبوط بند جو دو پہاڑوں کے درمیان بنا ہوا تھا، اور جو بارش کے پانی کو روکے رکھتا تھا، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ بند ٹوٹ گیا، اور پانی کی شدید موجوں سے ان کے مکانات غرقاب ہو گئے اور آبدوشی کا نظام درہم برہم ہو گیا اور وہ لوگ وہاں سے جان بچا کر دوسری جگہ چلے جانے پر مجبور ہو گئے، جہاں یا تو ایسے درخت تھے جن کے پھل کڑوے اور ناقابل استعمال تھے، یا بغیر پھلوں والے جنگلی درخت تھے، اور کچھ بیری کے درخت تھے جو کسی کام کے نہیں تھے۔

﴿۱۸﴾: اللہ تعالیٰ نے پہلے قوم سبا کو دی گئی اپنی نعمتوں کا ذکر کیا، جو انہیں اس زمانے میں اپنے علاقے سے باہر حاصل تھیں، ان کی بستیوں اور ملک شام کے درمیان شہروں اور بستیوں کا ایک سلسلہ قائم تھا اور ہر دو بستی کے درمیان کی مسافت آدھے دن کی تھی، جب وہ لوگ تجارت کے لئے مآرب سے ملک شام کے لئے روانہ ہوتے تو رات ایک بستی میں گذارتے اور دوپہر دوسری بستی میں اور جہاں جاتے کھانے پینے کی ہر چیز انہیں فراوانی کے ساتھ ملتی تھی۔ اس طرح چار ماہ کی مسافت پورے امن و راحت کے ساتھ کھاتے پیتے طے کرتے تھے اور اپنے ساتھ زاد راہ نہیں ڈھوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اُن دنوں یمن وشام کے درمیان شہروں کی تعداد چار ہزار سات سو تھی۔ لیکن انہیں یہ نعمتیں بھی راس نہیں آئیں اور کبر وغرور میں آ کر کہنے لگے کہ یہ بھی کوئی سفر ہے کہ ہر تھوڑی مسافت کے بعد بستی پائی جاتی ہے، اچھا تو جب ہوتا کہ چٹیل میدانوں، جنگلات اور پُرخطر وادیوں سے گذر رہتا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا اترانا پسند نہیں آیا، اور ان بستیوں کو اجاڑ دیا اور ان کی تاریخ لوگوں کے لئے کہانیاں بن گئیں جنہیں دنیا والے سن کر حیرت کرتے ہیں۔

﴿۲۱﴾: ابلیس کو انسان پر نہ کوئی مادّی قوت حاصل ہے اور نہ معنوی، اسے تو اللہ کی جانب سے صرف اتنی اجازت ملی ہوئی ہے کہ وہ انسان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا کرے، گناہ کو اس کی نگاہ میں خوبصورت بنا کر پیش کرے اور اللہ کی نافرمانی کی طرف بلائے اور یہ اجازت اس لئے ملی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون آخرت پر ایمان لا کر اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق اپنی زندگی گذارتا ہے، اور کون اس کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا ہو کر معصیت وسرکشی کی راہ اختیار کرتا ہے۔

﴿۲۲﴾: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبانی تمام کافروں سے بالعموم اور کفار مکہ سے بالخصوص فرمایا کہ جن بتوں کو اللہ کے سوا تم اپنا معبود سمجھتے ہو ذرا انہیں پکارو تو سہی، کیا وہ تمہاری پکار کا جواب دیتے ہیں؟

وَلَا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا لِمَنۡ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنۡ قُلُوۡبِهِمۡ قَالُوۡا مَاذَا ۙ
اور نہیں نفع دے گی سفارش اُس کے پاس سوائے اس شخص کے، کہ اجازت دے گا اسے (اللہ) یہاں تک کہ جب دور کردی جاتی گھبراہٹ ان کے دلوں سے، تو وہ کہتے ہیں! کیا

قَالَ رَبُّكُمۡ ؕ قَالُوا الۡحَـقَّ ۚ وَهُوَ الۡعَلِىُّ الۡكَبِيۡرُ ﴿۲۳﴾ قُلۡ مَنۡ يَّرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمٰوٰتِ
کہا ہے تمہارے رب نے، وہ کہتے ہیں! حق اور وہ بہت بلند، سب سے بڑا ہے﴿۲۳﴾ کہہ دیجئے! کون تم کو رزق دیتا ہے آسمانوں سے

وَالۡاَرۡضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوۡ اِيَّاكُمۡ لَعَلٰى هُدًى اَوۡ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۲۴﴾ قُلۡ لَّا تُسۡـئَلُوۡنَ
اور زمین سے، کہہ دیجئے اللہ اور بلاشبہ ہم یا تم (میں سے) ضرور (کوئی ایک) ہدایت پر ہے یا پھر کھلی گمراہی میں ﴿۲۴﴾ کہہ دیجئے! نہیں تم پوچھے جاؤ گے

عَمَّاۤ اَجۡرَمۡنَا وَلَا نُسۡـئَلُ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۵﴾ قُلۡ يَجۡمَعُ بَيۡنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفۡتَحُ بَيۡنَنَا بِالۡحَـقِّ ؕ
اُس کے بارے میں جو ہم نے جرم کیا اور نہ ہم پوچھے جائیں گے اس کے سلسلے میں جو تم عمل کرتے ہو﴿۲۵﴾ کہہ دیجئے! جمع کرے گا ہم سب کو ہمارا رب پھر وہ فیصلہ کرے گا ہمارے درمیان حق کے ساتھ

وَهُوَ الۡفَتَّاحُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۲۶﴾ قُلۡ اَرُوۡنِىَ الَّذِيۡنَ اَلۡحَـقۡتُمۡ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلۡ هُوَ اللّٰهُ
اور وہی ہے خوب فیصلہ کرنے والا، خوب جاننے والا﴿۲۶﴾ کہہ دیجئے! تم مجھے دکھاؤ وہ (معبود) جن کو تم نے ملایا تھا اس کے ساتھ شریک بنا کر، ہرگز نہیں! بلکہ وہی اللہ ہے

الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۲۷﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ
زبردست، بڑی حکمت والا﴿۲۷﴾ اور نہیں ہم نے بھیجا آپؐ کو، مگر تمام انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر، لیکن اکثر

النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۲۹﴾ قُلۡ لَّـكُمۡ
لوگ نہیں جانتے﴿۲۸﴾ اور وہ کہتے ہیں! کب پورا ہوگا یہ وعدہ اگر ہو تم سچے﴿۲۹﴾ کہہ دیجئے! تمہارے لئے

مِّيۡعَادُ يَوۡمٍ لَّا تَسۡتَاۡخِرُوۡنَ عَنۡهُ سَاعَةً وَّلَا تَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا (ع ۳ ۹ ۹ النصف)
وعدہ ہے ایک ایسے دن کا، کہ نہ تم پیچھے رہ سکو گے اس سے ایک گھڑی اور نہ تم آگے بڑھ سکو گے﴿۳۰﴾ اور کہا! ان لوگوں نے جو کافر ہیں!

لَنۡ نُّؤۡمِنَ بِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَلَا بِالَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ ؕ وَلَوۡ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ مَوۡقُوۡفُوۡنَ
ہرگز نہیں ایمان لائیں گے ہم اس قرآن پر اور نہ ان (کتابوں) پر جو اس سے پہلے آچکی ہیں اور اگر دیکھیں، جب ظالم لوگ کھڑے کئے جائیں

عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۖۚ يَرۡجِعُ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضِ اۨلۡقَوۡلَ ۚ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا
اپنے رب کے سامنے، جبکہ رد کررہا ہوگا اُن کا بعض بعض کی بات کا (ایک دوسرے پر الزام لگا کر) کہیں گے وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے

لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لَوۡلَاۤ اَنۡتُمۡ لَـكُنَّا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ
ان لوگوں سے، جو تکبر کرتے تھے، کہ اگر نہ تم (موجود) ہوتے، تو یقیناً ہم ہوتے مومن﴿۳۱﴾ کہیں گے! وہ لوگ جو تکبر کرتے تھے! ان سے جو

اسۡتُضۡعِفُوۡۤا اَنَحۡنُ صَدَدۡنٰكُمۡ عَنِ الۡهُدٰى بَعۡدَ اِذۡ جَآءَكُمۡ بَلۡ كُنۡتُمۡ مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۲﴾
کمزور سمجھے جاتے تھے، کیا ہم نے روک دیا تھا تمہیں ہدایت (اختیار کرنے) سے، اس کے بعد کہ جب وہ تمہارے پاس آگئی تھی (نہیں) بلکہ تم خود ہی تھے مجرم﴿۳۲﴾

﴿۲۳﴾: قیامت کے دن سفارش اُسی کی سنی جائے گی جسے اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے کی اجازت دے گا۔

﴿۲۵﴾: حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ میں مشرکین سے پُر امن اعلان براءت ہے کہ جب تک تم ایمان نہیں لاؤ گے، ہمارا اور تمہارا کوئی رشتہ اور تعلق نہیں ہوسکتا، ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے۔ اگر ہم سے کوئی گناہ سرزد ہوگا تو ہم سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا اسی طرح تمہارے اعمال کے بارے میں بھی ہم سے نہیں پوچھا جائے گا۔ اگر ایمان لے آؤ گے تو ہم سب بھائی بھائی ہو جائیں گے، ورنہ ہم تم سے بری ہیں اور تم ہم سے بری ہو۔

﴿۲۸﴾: اس میں عقیدۂ رسالت بیان کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے رسول بنا کر بھیجا تھا۔ سورۃ الآعراف آیت نمبر (۱۵۸) میں آیا ہے {قل يأيّها الناسُ إنّی رسولُ الله إليكم جميعاً} ''آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں'' اور سورۃ الفرقان آیت نمبر(۱) میں ہے {تَبَارك الّذی نزَّلَ الفُرقان علی عبده ليكون للعالمين نذيراً} ''بہت ہی بابرکت ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندے پر فرقان اُتارا، تاکہ وہ تمام لوگوں کے لئے آگاہ کرنے والے بن جائیں'' اور بخاری و مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہر نبی اپنی قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا اور میں تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں'' اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک دوسری حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کالے اور گورے سب کے لئے بھیجا گیا ہوں''

﴿۳۲﴾: نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ کافروں کی بے کسی کا کیسا منظر ہوگا جب وہ رب العالمین کے سامنے ذلیل وخوار بن کر کھڑے ہوں گے اور اپنا تاریک انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ کر جب کچھ نہ بن پڑے گا تو آپس میں جھگڑیں گے اور دنیاوی مقام و مرتبہ کے اعتبار سے جنہوں نے دنیا میں کفر کے سرغنوں کی پیروی کی تھی اور ایمان نہیں لائے تھے، وہ اُن سرغنوں سے کہیں گے کہ اگر تم نے ہمیں ایمان لانے سے نہ روکا ہوتا تو ہم نے اسلام کو قبول کرلیا ہوتا، اور آج ہمارا یہ حال نہ ہوتا، تو وہ سردارانِ کفر کے دعوے کا انکار کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم نے تمہیں اتباعِ حق سے کبھی نہیں روکا تھا، تم لوگ خود ہی اہل جرم وفساد تھے، اسی لئے جب ہم نے تمہیں اپنی پیروی کے لئے پکارا تو تم نے فوراً ہماری دعوت قبول کرلی، اور اپنی خواہش کی اتباع کرتے ہوئے رسولوں کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ

اور کہیں گے وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے، ان سے جو بڑے بنتے تھے (نہیں) بلکہ یہ تمہاری رات ودن کی سازشیں تھیں، جب

تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ أَنْدَادًا ۭ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا

تم ہمیں حکم دیتے تھے یہ کہ ہم کفر کریں اللہ کے ساتھ اور ہم ٹھہرائیں اُس کے لئے شریک اور وہ چھپائیں گے ندامت کو، جب وہ دیکھیں گے

الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْأَغْلٰلَ فِيٓ أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا

عذاب کو اور ڈال دیں گے ہم طوق ان لوگوں کی گردنوں میں جنہوں نے کفر کیا، نہیں بدلہ دیے جائیں گے، مگر اسی کا جو

كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۳۳ وَمَآ أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَآ ۙ إِنَّا بِمَآ

وہ کرتے رہے۞۳۳ اور نہیں ہم نے بھیجا کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا، مگر کہا اس کے خوشحال لوگوں نے! بلاشبہ ہم ان (باتوں) کا جو

أُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُونَ ۝۳۴ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَّأَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ

تم کو دے کر بھیجا گیا ہے، منکر ہیں۞۳۴ اور انہوں نے کہا! کہ ہم ہیں (تم سے) مال اور اولاد میں اور ہرگز نہیں دیا جائے گا ہمیں

بِمُعَذَّبِينَ ۝۳۵ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ

عذاب۞۳۵ کہہ دیجئے! بیشک میرا رب ہی کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے وہ چاہتا ہے اور تنگی کرتا ہے (جسے چاہتا ہے) مگر اکثر

ع ۴ ۶ ۱۰ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝۳۶ ع وَمَآ أَمْوَالُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا

لوگ نہیں جانتے۞۳۶ اور نہیں ہیں تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد ایسی جو تمہیں قریب کرتی ہوں ہم سے

زُلْفٰٓى إِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا

کسی درجہ میں، مگر جو ایمان لائے اور عمل کرے نیک، سو یہی لوگ ہیں جن کے لئے ہے دوگنی جزا ان کے اعمال کی

وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُونَ ۝۳۷ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِيٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِينَ أُولٰٓئِكَ

اور یہ لوگ بالا خانوں میں امن سے (جنت میں) رہیں گے۞۳۷ اور وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیات کو نیچا دکھانے کے لئے، یہ لوگ

فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ۝۳۸ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

عذاب میں مبتلا ہوں گے۞۳۸ کہہ دیجئے! بیشک میرا رب ہی کشادہ کرتا ہے رزق، جس کے لئے وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے

وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ أَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ۝۳۹

اور وہی تنگ کرتا ہے اُس کے لئے (جس کو چاہے) اور جو تم خرچ کرتے ہو، کوئی چیز، تو وہ اُس کا بدلہ دیتا ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۞۳۹

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝۴۰

اور جس دن وہ اُن سب (مشرکوں) کو اکٹھا کرے گا، پھر وہ کہے گا فرشتوں سے! کیا یہی لوگ ہیں وہ، جو تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے۞۴۰

۳۳: اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چھوٹے اور بڑے کافروں کے مذکورہ بالا تکرار کے بعد ان کے لئے تیار کردہ جہنم کا عذاب جب ان کے سامنے پیش کر دیا جائے گا تو یاس وحسرت سے ان کے دل بھر جائیں گے۔

۳۴: ذیل میں آنے والی آیتوں میں گذشتہ قوموں کے عیش پرستوں اور انبیائے کرام کے ساتھ ان کے برے برتاؤ اور کفر وشرک پر ان کے اصرار کا حال بیان کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔

۳۷: گذشتہ جواب کی مزید تاکید و توثیق کے طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد اللہ سے قربت کا سبب نہیں بن سکتے ہیں، اللہ کے نزدیک تو صرف ایمان اور عمل صالح کی قدر وقیمت ہے۔

اس آیت کا مضمون سورۃ المومنون آیات (۵۶/۵۵) میں آچکا ہے۔

۳۸: آخرت میں مومنوں کا حال بیان کرنے کے بعد اب کافروں کا حال بیان کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور ان کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے۔ ان کے لئے جہنم کا عذاب تیار کیا گیا ہے جس سے وہ چھٹکارا نہیں پا سکیں گے۔

۴۰: یہاں فرشتوں کا ذکر بطور خاص مشرکین کے اس عقیدے کی وجہ سے کیا گیا ہے کہ ان کے اصنام در حقیقت اللہ کے مقرب فرشتوں کی شکل کے بنائے گئے ہیں، تاکہ وہ فرشتے ان کے سفارشی بنیں۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ
وہ کہیں گے! تو پاک ہے اور تو ہی ہمارا کارساز ہے، ان کے سوا، بلکہ وہ تو عبادت کرتے تھے، جنوں کی ان میں سے اکثر
بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ
انہیں پر ایمان رکھتے تھے﴿۴۱﴾ پس آج نہیں اختیار رکھتا تمہارا کوئی کسی کے لئے کسی نفع کا اور نہ کسی نقصان کا اور ہم کہیں گے
لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى
ان لوگوں سے جنہوں نے ظلم کیا، تم چکھو آگ کا عذاب، وہ جو تم تھے اسے جھٹلاتے﴿۴۲﴾ اور جب تلاوت کی جاتی ہیں
عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا
اُن پر ہماری آیتیں واضح، تو وہ کہتے ہیں! نہیں ہے یہ مگر ایک ایسا آدمی جو چاہتا ہے یہ کہ تمہیں روک دے ان (معبودوں) سے جن کی
كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
عبادت کرتے تھے تمہارے باپ دادا اور کہتے ہیں نہیں ہے یہ (قرآن) مگر ایک جھوٹ گڑھا ہوا اور کہہ دیا ان کافروں نے
لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ
حق کے بارے میں، جب ان کے پاس آیا وہ کہ نہیں ہے یہ، مگر کھلا جادو﴿۴۳﴾ اور نہیں ہم نے دی تھیں، ان (عربوں) کو کچھ کتابیں
يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ۭ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ
کہ وہ انہیں پڑھتے ہوں اور نہیں ہم نے بھیجا آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا (مگر یہ کہ)﴿۴۴﴾ اور جھٹلایا، ان لوگوں نے جو
مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ
ان سے پہلے تھے اور نہیں پہنچے ہیں یہ دسویں حصے کو بھی اس کے، جو دیا تھا ہم نے پہلے لوگوں کو، پھر بھی انہوں نے جھٹلایا ہمارے رسولوں کو سو کیسی سخت تھی
نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ ع قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ
ع ۵ ۹ ۱۱
ہماری سزا﴿۴۵﴾ کہہ دیجئے! بس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں! مگر ایک بات کی، یہ کہ تم کھڑے ہوجاؤ اللہ کے لئے دو، دو اور ایک۔ایک پھر
تَتَفَكَّرُوْا ۣ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ
سوچو کہ نہیں ہے تمہارے ساتھی (پیغمبر) میں کوئی جنون کی بات، نہیں ہے وہ مگر ڈرانے والا تمہیں، اس کی آمد سے پہلے
عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ
ایک سخت عذاب سے﴿۴۶﴾ کہہ دیجئے! جو میں نے مانگا ہو تم سے کوئی اجر، تو وہ تمہارے ہی لئے ہے، نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ ہی کے ذمہ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾
اور وہ ہر چیز پر شاہد ہے﴿۴۷﴾ کہہ دیجئے! بلاشبہ میرا رب چوٹ لگاتا ہے حق کے ساتھ (باطل پر) وہ تمام پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے﴿۴۸﴾

﴿۴۲﴾: جب فرشتے میدانِ محشر میں معبود ہونے سے اپنی براءت کا اعلان کر دیں گے، تو اللہ تعالیٰ مشرکین کی یاس وحسرت بڑھانے کے لئے اور اس بات کا اظہار کرنے کے لئے کہ وہ فرشتے اس کے عاجز بندے ہیں، ان سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ آج کے دن تم سے کوئی کسی کے لئے نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا ہے اور پھر مشرکین سے کہے گا کہ اب چکھو جہنم کا عذاب جسے تم دنیا میں جھٹلاتے رہے تھے۔

﴿۴۵﴾: مشرکینِ مکہ کو اللہ نے دھمکی دی ہے کہ انہی کی طرح ان سے پہلے کی بہت سی قوموں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا، اور ہم نے کفار مکہ کے مقابلے میں انہیں بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا، اِن کے پاس تو اُن قوموں کا دسواں حصہ بھی اسبابِ زندگی نہیں ہے، لیکن ہم نے ان کو شدید عذاب میں مبتلا کیا اور اپنے رسولوں کی تکذیب کا ان سے بڑا سخت انتقام لیا۔

﴿۴۶﴾: مشرکینِ مکہ کی تمام تر سرکشی اور اللہ اور اس کے رسول کی صریح تکذیب کے باوجود اللہ نے انہیں گذشتہ قوموں کی طرح ہلاک نہیں کیا، بلکہ انہیں بار بار ایمان وعمل صالح کی دعوت دی۔

﴿۴۷﴾: داعی الی اللہ کے بارے میں جب لوگوں کو شبہ ہو جاتا ہے کہ اس کا مقصد دنیا کمانا ہے تو اس کی بات اپنا اثر کھو دیتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ مشرکینِ مکہ کے سامنے اس بات کی صراحت کر دیجئے کہ مجھے تم سے کسی دنیاوی مفاد کی لالچ نہیں ہے، میں اپنی دعوت میں نہایت مخلص ہوں اور اپنے اجر وثواب کی امید اللہ سے رکھتا ہوں۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ إِن ضَلَلْتُ فَإِنَّمَآ أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۚ

کہہ دیجئے! آ گیا حق اور نہ کچھ کر سکا باطل (حق کے خلاف) پہلے اور نہ آئندہ کچھ کر سکے گا﴿۴۹﴾ کہہ دیجئے! اگر میں گمراہ ہو گیا ہوں تو بس میرے بھٹکنے کا (وبال) مجھ ہی پر ہوگا

وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ﴿۵۰﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ

اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ اس وحی کی بنا پر ہے جو کی ہے میری طرف میرے رب نے، بلاشبہ وہ خوب سننے والا بہت قریب ہے﴿۵۰﴾ اور کاش آپ دیکھیں جب وہ گھبرائے ہوئے ہوں گے، تو نہ بچ سکیں گے کہیں بھاگ کر

وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿۵۱﴾ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿۵۲﴾

اور وہ پکڑ لئے جائیں گے، قریب جگہ ہی سے﴿۵۱﴾ اور وہ کہیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اس پر، حالانکہ اب کہاں حاصل ہو سکتا ہے (ایمان) ان کو اتنی دور سے﴿۵۲﴾

وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِن قَبْلُ ۖ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ

حالانکہ یقیناً انکار کر چکے تھے یہ اس کا اس سے پہلے، اور پھینکتے رہے تیر بغیر دیکھے دور ہی سے﴿۵۳﴾ اور آڑ کر دی جائے گی اُن کے

وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِم مِّن قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ ﴿۵۴﴾

اور اس چیز کے درمیان جس کی یہ خواہش کرتے تھے، جیسا کہ کیا گیا تھا ان جیسے کام کرنے والوں کے ساتھ اس سے پہلے، بلاشبہ وہ پڑے ہوئے تھے گمراہ کن شک میں﴿۵۴﴾

ع ۶ ۹ ۱۲

آیاتها ۴۵ — (۳۵) سُورَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ (۴۳) — رکوعاتها ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنَىٰ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا (اور) مقرر کرنے والا ہے فرشتوں کو پیغام پہنچانے والا، جس کے پر ہیں دو-دو،

وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۚ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱﴾ مَا

تین-تین، چار-چار اور اضافہ کر سکتا ہے تخلیق میں جیسا چاہے، بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے﴿۱﴾ جو

يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ

کھولتا ہے، اللہ لوگوں کے لئے (اپنی) رحمت سے، تو نہیں ہے کوئی روکنے والا اسے اور وہ جو روک دے تو نہیں ہے کوئی بھیجنے والا اس کا

مِن بَعْدِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ

اللہ کے بعد اور ہے وہ زبردست، بڑی حکمت والا﴿۲﴾ اے انسانوں! یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے اُوپر، کیا

مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿۳﴾

کوئی اور خالق ہے اللہ کے سوا، جو تمہیں رزق دے آسمان اور زمین سے، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے، تو کہاں تم بہکائے جا رہے ہو﴿۳﴾

﴿۵۱﴾: قیامت کے دن حساب و کتاب اور جزا و سزا کے فیصلے کے وقت مشرکین کے دل و دماغ خوف و دہشت سے پُر ہوں گے، وہ کہیں بھاگ کر نہ جا سکیں گے اور عذاب نار سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی، انہیں بہت ہی قریب سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

اُس وقت وہ کہیں گے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یا قرآن) پر ایمان لے آئے، لیکن اب وہ ایمان کو کہاں پا سکیں گے، وہ تو اُس سے بہت دور جا چکے ہوں گے، وہ تو میدانِ محشر میں ہوں گے اور ایمان لانے کی جگہ تو دنیا تھی۔ جب ایمان لانا مفید تھا اور وہ نعمت ان سے بہت ہی قریب تھی، تو اس سے غافل تھے اور اب جبکہ وہ نعمت ان سے بہت دور ہو چکی ہے تو اس کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہیں، اب وہ اسے ہرگز نہیں پا سکیں گے۔

تفسیر سورۂ فاطر

سورت کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، بتائی گئی ہے اسی سے یہ نام ماخوذ ہے اس کا دوسرا نام ''الملائکہ'' بھی ہے اس لئے کہ پہلی ہی آیت میں فرشتوں کی بعض صفات اور اللہ کی طرف سے ان پر عائد کردہ ذمہ داریوں کا ذکر آیا ہے۔

﴿۱﴾: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ایک دفعہ جبرائیل کو اسکی اصلی حالت میں دیکھا اسکے چھ سو پر تھے۔ مشرق و مغرب کی پوری فضا اس سے بھری ہوئی دکھائی دیتی تھی۔'' (بخاری)

● اس جملہ کو عام سمجھا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ وہ مثلاً انسان کی نسل جتنی چاہتا ہے بڑھاتا ہے۔ مخلوقات کی نئی سے نئی انواع پیدا کرتا رہتا ہے۔

﴿۲﴾: رحمت کی مادی شکل بارش اور رزق وغیرہ ہیں جبکہ روحانی شکل وحی الٰہی انبیاء، ہدایت قبول دعا وغیرہ۔

حضرت مغیرہ بن ابن شعبہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

(لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الملكُ وَلَهُ الحمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ ولا يَنفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)

ترجمہ: ''اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے۔ بادشاہی اور حمد اسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جسے تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روکے اسے کوئی دینے والا نہیں۔'' (بخاری ومسلم)

وَاِنۡ يُّكَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

اور اگر جھٹلاتے ہیں یہ لوگ آپ کو، تو یقیناً جھٹلائے جا چکے ہیں بہت سے رسول آپ سے پہلے اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تمام معاملات ۴ اے لوگو!

اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا ٝ وَلَا يَغُرَّنَّكُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ ﴿۵﴾

یقیناً اللہ کا وعدہ برحق ہے، سو نہ دھوکے میں ڈالے تم کو دنیاوی زندگی اور نہ دھوکہ دینے پائے تمہیں اللہ کے بارے میں، وہ بڑا دھوکے باز ۵

اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لَـكُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدۡعُوۡا حِزۡبَهٗ لِيَكُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِيۡرِ ؕ ﴿۶﴾

بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے، لہٰذا تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو، پس وہ بلاتا ہے اپنے ماننے والوں کو، تاکہ ہو جائیں وہ شامل دوزخیوں میں ۶

اَلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے ہے سخت ترین عذاب اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور کرتے رہے نیک کام، ان کے لئے ہے

مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ كَبِيۡرٌ ﴿۷﴾ اَفَمَنۡ زُيِّنَ لَهٗ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ ع ۱۳

مغفرت اور بڑا اجر ۷ کیا وہ شخص کہ جو مزین کر دیا گیا ہو اس کے لئے اس کا برا عمل اور سمجھ رہا ہو وہ اس کو اچھا (برابر ہو سکتے ہیں) پس بیشک اللہ گمراہی میں ڈال دیتا ہے

مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذۡهَبۡ نَفۡسُكَ عَلَيۡهِمۡ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ

جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے، پس (اے نبیؐ)! نہ گھلے آپ کی جان ان کی خاطر حسرت و غم میں، بلاشبہ اللہ خوب جانتا ہے

بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ ﴿۸﴾ وَاللّٰهُ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيۡرُ سَحَابًا فَسُقۡنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ

اس کو جو وہ کرتے ہیں ۸ اور اللہ وہ ہے جس نے بھیجیں ہوائیں، چنانچہ وہ اٹھاتی ہیں بادل کو تو ہم اُس کو ہانک لے جاتے ہیں مُردہ شہر کی طرف،

فَاَحۡيَيۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوۡرُ ﴿۹﴾ مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ

پھر ہم زندہ کرتے ہیں اُس کے ذریعہ زمین کو، اس کے مُردہ ہو جانے کے بعد، اسی طرح ہوگا دوبارہ اٹھایا جانا ۹ جو چاہتا ہے عزت، تو اللہ ہی کے لئے ہے عزت

جَمِيۡعًا ؕ اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ يَرۡفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَمۡكُرُوۡنَ

سب کی سب، اسی کی طرف چڑھتی ہیں پاکیزہ باتیں اور عملِ صالح وہی اسے اُوپر اٹھاتا ہے اور وہ لوگ جو چلتے ہیں

السَّيِّاٰتِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ وَمَكۡرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوۡرُ ﴿۱۰﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ

بُری چالیں ان کے لئے ہے سخت عذاب اور ان کی چالیں خود ہی غارت ہونے والی ہیں ۱۰ اور اللہ ہی نے پیدا کیا ہے تم کو مٹی سے،

ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمۡ اَزۡوَاجًا ؕ وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَمَا

پھر نطفہ سے پھر بنا دیا ہے اُسی نے تم کو جوڑا (مرد و عورت) اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی مادہ اور نہیں بچہ جنتی، مگر اللہ کے علم کے مطابق اور نہیں

يُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنۡقَصُ مِنۡ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۱۱﴾

عمر پاتا کوئی عمر پانے والا اور نہ کمی ہوتی ہے اُس کی عمر میں، مگر یہ سب لکھا ہوا ہے ایک کتاب میں، بلاشبہ یہ سب اللہ کے لئے بہت آسان ہے ۱۱

(۴): مکی سورتوں میں یہ تسلی اکثر ملتی ہے جو کہ آنجناب اور آنجناب کی وساطت سے مومنین کیلئے بھی تھی کیونکہ مشرکین کے اوچھے ترین ہتھکنڈوں کو برداشت کرنے کیلئے صرف صبر کی تلقین کی گئی تھی کسی بھی عملی جوابی اقدام کی اجازت نہ تھی۔

(۵): الغرور: بڑا دھوکے باز یعنی ابلیس ہے۔

● یہ دھوکے باز سامنے آکر دلائل سے قائل نہیں کرتا بلکہ سبز باغ دکھلا کر وسوسے ڈالتا ہے۔ موت تک یہ پیچھا نہیں چھوڑتا۔ کسی نہ کسی انداز سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہی رہتا ہے۔

(۶): اللہ تعالیٰ کی رحمت یہ ہے کہ اس نے ہمیں شیطان اور اسکی چالوں سے متنبہ کر دیا ہے۔ جب کسی پیش آنے والے خطرہ کا علم ہو تو اسکا سد باب سہل ہوتا ہے۔

(۸): بریکٹ میں محذوف عبارت لکھ دی گئی ہے۔ اسکی تقدیر یوں بھی ہو سکتی ہے۔ ''وہ کیسے ہدایت پا سکتا ہے؟'' ہدایت کیلئے کم از کم انسان میں ہدایت پانے کی طلب تو ہو۔

(۹): جب اللہ تعالیٰ انسان کی آنکھوں کے سامنے بارش بھیج کر مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے جس سے نباتات کے ساتھ حیوانات بھی پیدا ہوتے ہیں تو کیا انسانوں کو پیدا کرنا اس کیلئے مشکل ہوگا؟ نہیں بلکہ بعینہ اسی طرح وہ انسانوں کو بھی پیدا کرلے گا۔

(۱۰): عزت کا منبع اور سرچشمہ اللہ رب العالمین کی ذات اقدس ہے۔ اب جسے عزت حاصل کرنا ہو وہیں سے حاصل کر سکتا ہے۔ کوئی اللہ کے جتنا بھی قریب ہوگا اتنا ہی عزت والا ہوگا۔ ملائکہ اللہ کے مقرب ہوتے ہیں لہٰذا وہ عزت والے ہیں۔ انبیاء اللہ کے قریب ہوتے ہیں تو عزت پاتے ہیں، مومن بھی جس قدر ان انبیاء کی دعوت سے قریب ہوتے جائیں گے عزت حاصل کرتے جائیں گے۔

● کلمہ طیب یعنی پاکیزہ اقوال اور عمل صالح دونوں ایک دوسرے کی تائید کریں تو اللہ کے یہاں مقبول ہیں ورنہ اللہ کے یہاں مقبول نہ ہوں گے۔

● جیسے انہوں نے آپ ﷺ کی زندگی کے خاتمہ کے لئے سازش کی۔

(۱۱): کہیں تمہیں یہ غلط فہمی نہ ہو جائے کہ اتنی وسیع کائنات میں موت وحیات کا ریکارڈ کون رکھتا ہوگا؟ کسی کے پاس ہوگا؟ یہ سب چیزیں اللہ کے پاس ریکارڈ میں ہیں۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ
اور نہیں برابر دو دریا، یہ (ایک) میٹھا ہے پیاس بجھانے والا اور خوشگوار ہے پینے میں اور یہ (دوسرا) کھاری اور کڑوا ہے

وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ
اور ہر ایک میں سے کھاتے ہوتم گوشت تروتازہ اور نکالتے ہو سامان زینت انہیں تم پہنتے ہو اور دیکھتے ہوتم کشتیوں کو

فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ
اس (دریا) میں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل اور تاکہ تم (اس کے) شکرگزار بنو۱۲ وہ داخل کرتا ہے رات کو

فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ
دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور مسخر کررکھا ہے اس نے سورج اور چاند کو ہر ایک چل رہا ہے ایک وقت

مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا
مقرر تک، یہی اللہ ہے تمہارا رب، اُسی کی ہے بادشاہی اور وہ جن کو تم پکارتے ہواس (اللہ) کے سوا، نہیں

يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا
وہ اختیار رکھتے کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا بھی۱۳ اگر تم پکارو ان کو، تو نہیں وہ سنیں گے تمہاری پکار کو اور اگر وہ سن بھی لیں تو

مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ
نہیں جواب دے سکتے تمہیں اور قیامت کے دن وہ انکار کردیں گے تمہارے شرک کا اور نہیں کوئی خبر دے سکتا تمہیں،

ع ۱۴ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾
باخبر کی طرح۱۴ اے انسانو! تم سب محتاج ہواللہ کے اور اللہ وہ ہے جو بے نیاز لائق حمد وثنا۱۵

النصف
اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾
اگر وہ چاہے تو لے جائے تمہیں اور لے آئے (تمہاری جگہ) نئی مخلوق۱۶ اور نہیں ہے ایسا کرنا اللہ کے لئے کچھ مشکل۱۷

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ
اور نہیں بوجھ اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ اور اگر پکارے گا کوئی بوجھ لدا ہوا شخص اپنے بوجھ اٹھانے کے لئے، تو نہ اٹھایا جائے گا

مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ
اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی، اگرچہ وہ ہو قریبی رشتہ دار ہی، بس آپ تو ڈراتے ہیں، ان لوگوں کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بغیر دیکھے

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾
اور وہ قائم کرتے ہیں نماز اور جو شخص پاک ہو گیا تو وہ پاک ہوتا ہے اپنے ہی لئے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کرجانا ہے۱۸

۱۲: سمندر کا پانی عمومی طور پر نمکین ہوتا ہے۔ اسی نمکین پانی میں بسا اوقات میٹھے پانی کے دھارے چلتے ہیں۔

● مفسرین نے طریا کا معنی عموماً تازہ کیا ہے حالانکہ اسکے معنی میں نرم کا مفہوم زیادہ ہے اور سیاق سے یہی قریب معلوم ہوتا ہے۔ اس کڑوے پانی میں بھی جس کا پینا تو درکنار جس میں نہانا بھی دشوار ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسا لذیذ اور نرم گوشت اس میں پیدا فرمادیا ہے۔

● مواخر۔ ایسی کشتیاں جو پانی کو چیرتی پھاڑتی چلی جاتی ہیں۔

۱۳: دن اور رات کا یہ نظام جو کہ شمس کی وجہ سے قائم ہے انسان کیلئے بے شمار فائدے ہیں۔ ان کے بغیر زمین پر انسان کی زندگی ہی ناممکن تھی۔

● قطمیر۔ کھجور کی انتہائی باریک جھلی جس میں کھجور کی گٹھلی لپٹی ہوتی ہے۔

۱۴: ایسے شرکاء کی اکثریت تو وہ ہے جو سن ہی نہیں سکتے۔ جیسے پتھر کے بت۔ قبریں اور قبروں میں دفن مردے وغیرہ۔ اگر کچھ ایسے ہوں کہ سن سکتے ہوں جیسے فرشتے یا جن یا انسان تو وہ حاجت روائی اور مشکل کشائی نہیں کرسکتے۔

● اور صرف اتنا ہی نہیں قیامت کے دن اس شرک سے اور اسکی حقیقت سے ہی انکار کردیں گے۔

۱۵: اگر کوئی انسان پوری دنیا کی دولت بھی اکٹھی کر لے تو پھر بھی اللہ کے سامنے فقیر ہی ہے۔ اب اگر اپنی حقیقت کو سمجھ کر انسان اسکا اقرار کر لے تو باسعادت بن جاتا ہے اور اگر اس سے غافل ہو جائے اور خود کو کوئی ''چیز'' سمجھنا شروع کر دے تو تباہ و ضائع ہو جاتا ہے۔

۱۶: تمہاری کمزوری اور فقر کی حالت تو یہ ہے کہ وہ چاہے تو تمہاری ساری نسل ہی ختم کردے اور چاہے تو بنی نوع انسان کو ہی ختم کردے اور کوئی نئی ہی مخلوق لے آئے۔ اور تم کچھ مزاحمت بھی نہ کرسکو گے۔

۱۸: جو کرے گا وہی بھرے گا۔ خاندان کے سربراہ کی ذمہ داری میں اس کا خاندان بھی شامل ہوتا ہے۔ گھر کے سربراہ کے گھر والوں پر جس قدر اختیارات ہیں اسی قدر ذمہ داری بھی ہے۔ مثلاً ایک والد اپنے بچے کی درست تربیت نہیں کرتا اور بچہ گمراہ ہو جاتا ہے چنانچہ اسکی گمراہی میں جتنی ذمہ داری والد کی ہے اسکا حصہ بھی اسے پہنچے گا۔ اسی طرح اگر والد نے محنت کی اور بچہ باسعادت ہوا تو اسکا اجر بھی اسے ملے گا اور یہ اجر وثواب موت کے بعد بھی ملتا رہے گا۔

وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ

اور نہیں برابر ہوسکتا اندھا اور دیکھنے والا﴿۱۹﴾ اور نہ تاریکیاں اور نہ روشنی﴿۲۰﴾ اور نہ سایہ

وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِى الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ

اور نہ دھوپ (کی تپش)﴿۲۱﴾ اور نہیں برابر ہوسکتے زندے اور نہ مُردے، بیشک اللہ سنوا دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾

جسے چاہتا ہے اور نہیں آپ سناسکتے ان کو، جو قبروں میں (مدفون) ہیں﴿۲۲﴾ نہیں ہیں آپ مگر ڈرانے والے﴿۲۳﴾

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾

یقیناً ہم نے بھیجا ہے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور نہیں ہے کوئی امت، مگر ضرور آیا ہے اس میں ایک ڈرانے والا﴿۲۴﴾

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

اور اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں، تو بلاشبہ جھٹلایا تھا ان لوگوں نے بھی جو ان سے پہلے تھے، آئے تھے ان کے پاس ان کے رسول

بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

واضح دلیلوں کے ساتھ اور صحیفوں کے ساتھ اور روشن کتاب کے ساتھ﴿۲۵﴾ پھر میں نے پکڑلیا اُن لوگوں کو جنھوں نے کفر کیا،

ع ۳ ۱۱ ۱۵ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا

سو دیکھ لو کیسی سخت تھی میری سزا﴿۲۶﴾ کیا نہیں آپ نے دیکھا! کہ بلاشبہ اللہ نے نازل کیا آسمان سے پانی، پھر ہم نے نکالے

بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ

اُس کے ذریعہ سے ایسے پھل، کہ مختلف ہیں اُن کے رنگ اور پہاڑوں میں دھاریاں ہیں سفید اور سرخ کہ مختلف ہیں

اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ

ان کے رنگ اور بہت گہرے سیاہ بھی﴿۲۷﴾ اور انسانوں میں سے اور جانوروں میں سے اور چوپایوں میں سے

مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

مختلف ہیں ان کے رنگ، اِسی طرح بس ڈرتے ہیں اللہ سے اس کے وہ بندے، جو (اللہ کی ذات وصفات کا) علم رکھتے ہیں،

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

بلاشبہ اللہ خوب غالب، بہت معاف کرنے والا ہے﴿۲۸﴾ بلاشبہ وہ لوگ جو تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب اور قائم رکھتے ہیں نماز

وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾

اور خرچ کرتے ہیں اُس میں سے جو ہم نے ان کو دیا پوشیدہ اور اعلانیہ، وہ امید کرتے ہیں ایسی تجارت کی، کہ جس میں ہرگز خسارہ نہیں ہے﴿۲۹﴾

﴿۱۹﴾: مراد قلب وضمیر کے اندھے اور نابینا ہیں۔

﴿۲۲﴾: جب ان سب کو تم بھی برابر نہیں سمجھتے تو اللہ تعالیٰ کیسے مومن اور کافر سے برابری کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

● سیاق کو مدنظر رکھیں تو یہاں مردہ سے مردہ دل ہوگا۔ تاہم آیت معانی کے لحاظ سے عام ہے۔ گویا کسی مردہ کو کوئی بات سنا دینا آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ انسان توبسا اوقات سوئے ہوئے شخص کو بھی اپنی بات نہیں سنا سکتا چاہے بات قریب ہی کی جا رہی ہو تو وہ مردہ کو کیسے سنا سکتا ہے جبکہ وہ عالم ہی الگ ہے۔

﴿۲۴﴾: اس سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ ہر امت یا بستی چھوٹی ہو یا بڑی اس میں اللہ نے رسول یا نبی لازماً بھیجا ہو بلکہ اسکا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر بستی یا امت میں نبی کی تعلیم کسی نہ کسی ذریعہ سے ضرور پہنچ چکی ہے۔

﴿۲۵﴾: زبر۔ صحیفے، کتاب، میز۔ مفصل کتاب، تورات، زبور، انجیل اور قرآن۔

﴿۲۷﴾: زمین ایک ہی ہوتی ہے۔ آسمان سے بارش سب درختوں کیلئے ایک ہی جیسی پھر جو پھل پیدا ہوتے ہیں تو مختلف انگور اور کہیں تربوز۔ پھر ایک ہی پھل میں بے شمار اقسام ہیں۔

● جدد۔ جدہ کی جمع ہے۔ دھاری، پٹی، رستہ یا لکیر۔

غرابیب جمع ہے غربیب کی۔ گہرے

اور سود جمع ہے اسود کی۔ یعنی کالا یعنی غرابیب سود۔ گہرے سیاہ کالے رنگ والے۔

﴿۲۸﴾: اس آیت سے علم کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اصل علم وہی ہے جو کہ انسان میں خشیت الٰہی پیدا کرتا ہے۔ جو علم خشیت الٰہی پیدا نہ کرتا ہو وہ علم نہیں بلکہ ضلالت ہے۔ علم انسان میں جستجو اور فکر کی عادت ڈالتا ہے۔ جب انسان آفاق میں یا خود اپنے جسم کی کائنات پر غور کرتا ہے تو وہ خالق کی لامحدود قوتوں اور قدرتوں کا معترف ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس قدر وہ غور کرتا چلا جاتا ہے۔ اسی قدر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت بیٹھتی چلی جاتی ہے۔ محبت اسلئے بیٹھتی ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت میں لگا رکھی ہے اور اس نے طاقت رکھنے کے باوجود کسی چیز پر ظلم نہیں کیا اور عدل سے کام لیا ہے۔ خشیت اسلئے کہ جب وہ کائنات کی وسعت پر غور کرتا ہے اور اس قادر مطلق ذات کی طاقت اور قدرت پر غور کرتا ہے جس نے انہیں تخلیق کیا اور قابو کر رکھا ہے اسکے مقابلے میں جب اپنی ناتوانی کا احساس ہوتا ہے تو طبیعت میں اللہ سے خشیت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝٣٠ وَالَّذِيْٓ

تاکہ ان کو پورے پورے دے (اللہ) ان کے اجر اور دے انہیں اپنے فضل سے، بیشک وہ بہت بخشنے والا بہت قدردان ہے۝۳۰ اور وہ جو

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ

ہم نے وحی کی آپ کی طرف کتاب سے، وہ حق ہے تصدیق کرنے والی ہے، اس کتاب کی جو اس سے پہلے ہے، بیشک اللہ اپنے بندوں کے ساتھ

لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝٣١ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ

پوری طرح باخبر ہے (اور) خوب دیکھنے والا ہے۝۳۱ پھر وارث بنایا ہم نے کتاب کا اُن لوگوں کو جنہیں منتخب کیا تھا ہم نے اپنے بندوں میں سے، سوان میں سے کوئی تو

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

ظلم کرنے والا ہے اپنی جان پر اور ان میں سے کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ ان میں سے سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں اللہ کی اجازت سے،

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝٣٢ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ

یہی ہے فضل بہت بڑا۝۳۲ باغ ہیں ہمیشہ رہنے کے، داخل ہوں گے وہ اُن میں، انہیں پہنایا جائے گا وہاں

مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝٣٣ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ

سونے کے کنگن اور موتیوں کے بھی اور اُن کا لباس وہاں ریشم ہوگا۝۳۳ اور وہ کہیں گے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، وہ جس نے

اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۝٣٤ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ

دور کردیا ہم سے غم، بلاشبہ ہمارا رب بہت بخشنے والا نہایت قدردان ہے۝۳۴ وہ جس نے ہمیں اتارا (ٹھہرایا) ہمیشہ رہنے کے گھر میں

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝٣٥ وَالَّذِيْنَ

اپنے فضل سے، نہیں ہم کو پہنچتی اس میں کوئی تکلیف اور نہیں ہمیں پہنچتی اس میں کوئی تھکاوٹ۝۳۵ اور وہ لوگ جنہوں نے

كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

کفر کیا اُن کے لئے جہنم کی آگ ہے، نہیں فیصلہ کیا جائے گا اُن کے بارے میں کہ وہ مرجائیں اور نہ ہلکا کیا جائے گا اُن سے

مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝٣٦ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ

اس (جہنم) کا عذاب، اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر اس شخص کو جو کفر کرنے والا ہو۝۳۶ اور وہ چیخیں گے اس میں، (کہ)

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا

اے ہمارے رب نکال لےتوہمیں یہاں سے، تاکہ کریں ہم نیک عمل، نہ کہ وہ عمل جو ہم عمل کرتے تھے (پہلے) (اللہ فرمائیں گے) کیا نہیں دی تھی ہم نے تم کو عمراتنی! کہ

ع ۱۱ ۱۶ يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝٣٧

جس میں نصیحت حاصل کر لیتے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتے اور آئے تمہارے پاس ڈرانے والے (بھی)، تو اب تم چکھو (عذاب) تو نہیں ہے ظالموں کے لئے کوئی مددگار۝۳۷

(۳۰): حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"ایک شخص نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کے مارے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا۔ اس نے اپنا موزا اُتارا اور اس میں پانی بھر بھر کر اس کو پلانا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا۔ اللہ نے اسکے اس کام کی قدر کی اور اسے جنت عطا فرمائی۔"

● حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"ایک مرتبہ ایک شخص کہیں جا رہا تھا کہ اس نے راستہ میں کانٹوں والی ایک ٹہنی دیکھی جسے اس نے راہ سے ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ کو اسکا یہ کام بہت پسند آیا اور اسے بخش دیا۔" (بخاری)

(۳۱): کیونکہ اس نے انسان کی تخلیق کی ہے لہٰذا فطرت انسانی سے سب سے زیادہ وہی واقف ہے۔

(۳۲): کتاب سے مراد قرآن ہے۔ اولین وارث صحابہ کی جماعت ہے جنکی فضیلت سب سے زیادہ ہے۔

● حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "یہ تینوں قسم کے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ سابقین بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونگے۔ مقتصدین سہل حساب کے بعد اور ظالمین شفاعت سے یا عذاب بھگتنے کے بعد جنت جائیں گے۔" (ترمذی)

(۳۳): سونا اور ریشم امت محمدیہ کے مردوں پر حرام ہے جبکہ جنت میں یہ نعمتیں انہیں میسر ہوں گیں۔

● حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "سونے چاندی میں نہ کھاؤ پیو اور ریشم نہ پہنو نہ ہی دیباج پہنو۔ ان کیلئے یہ دنیا میں ہے جبکہ تمہارے لئے آخرت میں ہے۔" (بخاری ومسلم)

(۳۷): جہنم میں جہنمیوں کی اس استدعا کا ذکر کئی مقامات پر کیا گیا ہے اور اسکا جواب بھی کئی پہلوؤں سے دیا گیا ہے۔ مثلاً "اگر انہیں دنیا میں بھیجا گیا تو پھر اس جیسے عمل کریں گے جس سے منع کیا گیا۔" (الانعام 28:6)

● "یہ تو بس ایک بات ہی ہے جو کہ دی گئی ہے۔ انکے پیچھے تو برزخ ہے۔" (المومنون 100:23)

● یہاں فرمایا گیا ہے کہ کیا اتنی عمر یا اتنی فرصت مہیا نہیں کر دی گئی تھی۔ یہ عمر سن شعور ہے اور جب کسی کو چالیس یا پچاس سال کی عمر مل جائے تو اس پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔
حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
● "جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں چلے جائیں گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) لا کر ذبح کر دیا جائیگا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا اے اہل جنت ہیشگی ہے موت نہیں اے اہل جہنم ہیشگی ہے موت نہیں۔" (بخاری ومسلم)

إِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾
بیشک اللہ جانتا ہے پوشیدہ چیزیں آسمانوں اور زمین کی، بیشک وہ خوب جانتا ہے سینوں کے رازوں کو۳۸
هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ
وہی ہے جس نے تمہیں بنایا خلیفہ زمین میں، پھر جس نے کفرکیا تو اُسی پر (وبال) ہوگا اس کے کفر کا
وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ
اور نہیں بڑھاتا کافروں کو اُن کا کُفر اُن کے رب کے نزدیک مگر ناراضگی ہی میں اور نہیں کرتا کافروں کو
كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ
ان کا کفر، مگر خسارے ہی میں۳۹ کہہ دیجئے! کیا تم نے دیکھا ہے اپنے ان شریکوں کو جنہیں تم پکارتے ہواللہ کو چھوڑ کر،
أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ أَمْ اٰتَيْنٰهُمْ
تم مجھے دکھاؤ، انہوں نے کیا پیدا کیا ہے زمین میں؟ یا اُن کی کوئی شرکت ہے آسمانوں (کی پیدائش) میں یا عطا کی ہے ہم نے انہیں
كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظّٰلِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا
کوئی کتاب، تو (کیا) وہ واضح دلیل پر ہیں اسی میں سے (نہیں) بلکہ نہیں وعدہ کرتے یہ ظالم ایک دوسرے سے، مگر
غُرُورًا ﴿٤٠﴾ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ
دھوکے ہی کا۴۰ بیشک اللہ ہی روکے ہوئے ہے آسمانوں کو اور زمین کو، اس بات سے کہ وہ ٹل جائیں اور البتہ اگر وہ دونوں ٹل جائیں تو نہیں
أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤١﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ
روک سکتا انہیں کوئی دوسرا اللہ کے بعد؟ یقیناً وہ ہے بڑا حلیم بہت معاف کرنے والا۴۱ اور قسمیں کھایا کرتے تھے وہ اللہ کی
جَهْدَ أَيْمٰنِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدٰى مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۖ
سخت ترین قسمیں، کہ اگر آتا اُن کے پاس کوئی ڈرانے والا، تو ہوتے یہ ہدایت یافتہ ہر ایک اُمت سے،
فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ
پھر جب آیا اُن کے پاس ڈرانے والا (تو) نہ اضافہ کیا ان میں، مگر نفرت میں ہی۴۲ تکبر کی وجہ سے زمین میں
وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ
اور بُری تدبیر کی وجہ سے اور نہیں گھیرتی بُری تدبیر مگر اپنے کرنے والے ہی کو، سو نہیں انتظار کرتے وہ مگر (اللہ کی) اسی سنت کا جو
الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾
پہلے لوگوں (کے بارے) میں اور نہیں آپ پائیں گے سنت اللہ میں کوئی تبدیلی اور نہ آپ پا سنت اللہ کو مقرر طریقہ سے پھرا ہوا (یا ٹلنا)۴۳

۳۸: اور اللہ جانتا ہے کہ اگر تمہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا گیا تو وہی کروگے جو کہ پہلے کرتے رہے۔

اہل جہنم ایسے مجرم پیشہ لوگ ہوں گے جن کا جہنم کے علاوہ ٹھکانہ کچھ نہ ہوگا چنانچہ اگر جہنم ان سے پیچھے ہٹالی جائے تو پھر وہی حرکتیں کریں گے۔ چاہے وہ نیک اعمال کے کتنے ہی وعدے کریں۔

فرمان الٰہی ہے:

"اور اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے تو پھر وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ یہ دراصل ہیں ہی جھوٹے۔" (الانعام 28:6)

۳۹: یعنی ایک نقصان تو وہ ہے جو کہ کسی بھی حقیقت سے آنکھیں بند کرنے کا ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی مسافر کو بتادیا جائے کہ سامنے گڑھا ہے اس سے بچ کر چلنا۔ اب اگر وہ بچ کر نہیں چلا تو گڑھے میں گر جائیگا۔ چنانچہ کافر کا یہ نقصان تو ہوتا ہی ہے اس کے علاوہ اللہ کی ناراضگی بھی مول لیتا ہے جو کہ اس کے نقصان کو مزید بڑھادیتی ہے۔

۴۰: اگر یہ شریک کائنات میں تصرف کا کچھ اختیار رکھتے ہیں تو انکی تخلیق شدہ کوئی چیز ہمیں بھی دکھلادو۔

● اللہ کے علاوہ معبودان باطل نہ تو خود ہی اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ وہ کائنات یا اسکا کچھ حصہ ہی تخلیق کرسکیں اور نہ ہی انہیں خالق کائنات کی جانب سے کسی قسم کا کوئی اختیار (Authority) ملا ہوا ہے۔

● شرک کا سارا کاروبار ہی جھوٹی کہانیوں اور افواہوں پر چلتا ہے جو کہ قبروں کے مجاز اور انکے چیلے چانٹے اپنے مفادات کے لئے پھیلاتے ہیں۔

۴۱: جب وہ اس نظام کو تہہ وبالا کرے گا تو اس وقت کوئی اسے بچا نہ سکے گا۔

۴۲: یہود اہل کتاب تھے لہٰذا ان کی مذہبی اجارہ داری قائم تھی۔ مشرکین ان کی اخلاقی حالت دیکھ کر یہ حسرت کرتے ہیں کہ کاش ہمارے پاس بھی اللہ کا نبی آئے اور ہمیں بھی کتاب ملے تو ہم ان سب سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوں۔ مگر جب واقعی نبی آگیا تو نبی کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے، ہر شکست اور ہزیمت ان کی نفرت میں اضافہ کرتی گئی۔

۴۳: سنت الٰہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ معاندین کے سرکچل دیتا ہے۔ اللہ کی اس سنت میں ایسی کوئی تبدیلی نہیں آسکتی کہ اللہ تعالیٰ حق کی بجائے باطل کی حمایت کردے۔ اس آیت میں مشرکین عرب کیلئے دھمکی ہے کہ اپنی اس روش پر رہتے ہوئے وہ منطقی انجام سے بچ نہ سکیں گے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

کیا نہیں چلے پھرے وہ زمین میں کہ دیکھتے، کیسا ہوا انجام، ان لوگوں کا جو

مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ

ان سے پہلے تھے اور وہ تھے سخت ان سے قوت میں اور نہیں ہے اللہ ایسا کہ عاجز کرسکے اسے، کوئی چیز

فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ

آسمانوں میں اور نہ زمین میں، بلاشبہ وہ ہے خوب جاننے والا بڑی قدرت والا﴿٤٤﴾ اور اگر مؤاخذہ کرتا

اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ

اللہ انسانوں کا، اُن کے کرتُوتوں پر تو نہ چھوڑتا اس (زمین) کی پشت پر کوئی چلنے والا جاندار، لیکن وہ انہیں مہلت دیتا ہے،

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿٤٥﴾ ع ٥ ٨ ١٧

ایک وقت مقرر تک، پھر جب آجائے گا ان کا وقتِ مقرر، تو یقیناً اللہ ہے اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا﴿٤٥﴾

رُكُوْعَاتُهَا ٥ (٤١) سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ (٣٦) اٰيَاتُهَا ٨٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰسٓ ﴿١﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤﴾

یا-سین۔ ﴿١﴾ قسم ہے قرآن حکیم کی﴿٢﴾ یقیناً آپ رسولوں میں سے ہیں﴿٣﴾ سیدھے راستے پر ہیں﴿٤﴾

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿٥﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٦﴾

(یہ قرآن) نازل کردہ ہے خوب غالب، نہایت رحم کرنے والے کا﴿٥﴾ تاکہ آپ ڈرائیں اُس قوم کو (کہ) نہیں ڈرائے گئے اُن کے باپ دادا، اسی وجہ سے وہ غافل ہیں﴿٦﴾

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٧﴾ اِنَّا جَعَلْنَا

یقیناً پوری ہوچکی اللہ کی بات اُن ہی میں سے اکثر پر، لہٰذا وہ نہیں ایمان لائیں گے﴿٧﴾ بیشک ہم نے ڈال دئے ہیں

فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿٨﴾ وَجَعَلْنَا

اُن کی گردنوں میں طوق سو وہ اُن کی ٹھوڑیوں تک پہنچ رہے ہیں، تو وہ سر اٹھائے (کھڑے) ہیں﴿٨﴾ اور ہم نے بنادی

مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٩﴾

ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ہم نے ڈھانک دیا ان کی آنکھوں کو، لہٰذا وہ نہیں دیکھ سکتے﴿٩﴾

﴿٤٤﴾: انکی عمریں بھی زیادہ تھیں اور جسمانی قوت بھی۔ اسکے علاوہ تمدن میں بھی اہل مکہ سے کہیں بڑھ کر تھے۔ ان کے تباہ شدہ مکانات کے کھنڈرات آج بھی سامان عبرت پیش کررہے ہیں اور وہ اہل مکہ سے کچھ بعید بھی نہیں۔

﴿٤٥﴾: اللہ تعالیٰ ان احسان فراموشوں کی طرح جلد باز نہیں۔ ان کے ہر کام کا وقت انتہائی حکمت کے تقاضوں کے مطابق مقرر ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ادھر وہ اپنے منہ سے بکیں کہ ''کہاں ہے وہ عذاب جس کی تم دہائی دے رہے ہو'' تو ادھر وہ عذاب نازل ہو جائے۔ اگر ایسا ہوتا تو زمین پر کوئی بے گناہ چوپایہ بھی نہ بچ سکتا۔ اسکو مثال سے یوں سمجھ سکتے ہیں کہ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ بارش روک دے تو جانور بھی پیاسے مرجائیں۔

تفسیر سورۂ یٰسٓ

اس سورہ کا آغاز ''یٰس'' کے لفظ سے ہوا ہے، جو حروف مقطعات میں سے ہے، اسی لئے اس کا نام سورہ یٰسین ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کا ایک دل ہے اور قرآن کا دل سورہ یٰسین ہے۔ (ترمذی: کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل یٰس، حدیث نمبر: ۲۸۸۷)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے اموات پر سورہ یٰسین پڑھنے کی تاکید فرمائی، اموات میں مُردے بھی شامل ہیں اور وہ بھی جو مرنے کے قریب یعنی حالت نزع میں ہوں۔

﴿١﴾: یہ حروف مقطعات میں سے ہیں، سورۂ بقرہ کی آیت: ۱ میں اس کی تشریح گذر چکی ہے۔

﴿٦﴾: اگرچہ کہ ہر انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود اس بات کو جاننے کی کوشش کرے کہ اس دنیا میں اس کو کس نے پیدا کیا ہے اور کیوں پیدا کیا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ انسانوں کی تنبیہ کے لئے کسی پیغمبر کو بھیجے بغیر انسان کی پکڑ فرما لیتے کہ اس نے اپنی عقل اور اس کے اندر رکھی گئی صلاحیت کا استعمال کر کے خدا کو پانے کی کوشش کیوں نہیں کی تو یہ انصاف کے خلاف نہیں ہوتا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کا ایک پہلو یہ ہے کہ جب تک کسی گروہ کے پاس اللہ تعالیٰ اپنا پیغمبر نہیں بھیجتے اور ان تک اللہ کی کتاب نہیں پہنچتی ان کی پکڑ نہیں کی جاتی؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وماکُنّا مُعذِّبین حتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلاً'' (بنی اسرائیل:۱۵) یعنی جب تک ہم رسول نہیں بھیجتے، کسی قوم پر اپنا عذاب نازل نہیں کرتے، اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اہل مکہ سے فرمایا گیا ہے کہ ہم نے جو تمہارے درمیان محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، یہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت پوری انسانیت کے لئے ہے اور قیامت تک کے لئے ہے، اسی لئے آپ ﷺ پر اُتاری جانے والی کتاب ''قرآن مجید'' کو محفوظ کر دیا گیا ہے؛ لہٰذا آپ ﷺ کے بعد کسی پیغمبر کی ضرورت باقی نہیں رہی؛ البتہ اب اس اُمت کا کام ہے کہ وہ ان تمام انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچائے، جو ایمان کی دولت سے محروم ہیں۔

وَسَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا تُنۡذِرُ

اور برابر ہے اُن پر خواہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں نہیں وہ ایمان لائیں گے⑩ بس آپ تو ڈراسکتے ہیں

مَنِ اتَّبَعَ الذِّكۡرَ وَخَشِىَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَيۡبِ‌ۚ فَبَشِّرۡهُ بِمَغۡفِرَةٍ وَّاَجۡرٍ كَرِيۡمٍ ﴿۱۱﴾

اُس شخص کو جو پیروی کرے نصیحت کی اور ڈرے رحمن سے بغیر دیکھے، پس آپ اس کو خوشخبری دے دیجئے مغفرت کی اور عزت والے اجر کی⑪

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡىِ الۡمَوۡتٰى وَنَكۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَاٰثَارَهُمۡ‌ؕ وَكُلَّ شَىۡءٍ اَحۡصَيۡنٰهُ

بلاشبہ ہم ہی زندہ کرتے ہیں مُردوں کو اور ہم لکھتے ہیں اُس کو جو (عمل) وہ آگے بھیجتے ہیں اور اُن کے آثار (نشان قدم) بھی اور ہر چیز کو محفوظ کر رکھا ہے ہم نے

فِىۡۤ اِمَامٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱۲﴾ وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا اَصۡحٰبَ الۡقَرۡيَةِ‌ۘ اِذۡ جَآءَهَا

ایک واضح کتاب میں⑫ اور آپ بیان کیجئے! ان کے لئے ایک مثال بستی والوں کی، جب آئے اس بستی میں

الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۳﴾ اِذۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهِمُ اثۡنَيۡنِ فَكَذَّبُوۡهُمَا فَعَزَّزۡنَا بِثَالِثٍ

(اللہ کے) بھیجے ہوئے⑬ جب ہم نے بھیجے ان کی طرف دو (پیغمبر) تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا، پھر ہم نے (ان کو) تقویت دی تیسرے (پیغمبر) کے ساتھ،

فَقَالُوۡۤا اِنَّاۤ اِلَيۡكُمۡ مُّرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۙ وَمَاۤ

تو انہوں نے کہا! بیشک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں⑭ انہوں نے کہا! نہیں ہوتم مگر ایک بشر ہماری طرح کے اور نہیں

اَنۡزَلَ الرَّحۡمٰنُ مِنۡ شَىۡءٍ ۙ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَكۡذِبُوۡنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوۡا رَبُّنَا يَعۡلَمُ

نازل کی رحمن نے کوئی چیز، نہیں ہوتم مگر صریح جھوٹ⑮ انہوں نے کہا! ہمارا رب جانتا ہے،

اِنَّاۤ اِلَيۡكُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوۡۤا اِنَّا

بلاشبہ ہم تمہاری ہی طرف (رسول بناکر) بھیجے گئے ہیں⑯ اور نہیں ہے ہم پر (ذمہ داری)، مگر پہنچا دینا صاف صاف⑰ انہوں نے کہا! ہم نے تو

تَطَيَّرۡنَا بِكُمۡ‌ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ وَلَيَمَسَّنَّكُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ

نامبارک خیال کیاتمہیں، اگر نہ تم باز آئے، تو ہم ضرور سنگسار کردیں گے تمہیں اور ضرور تمہیں پہنچے گی ہماری طرف سے سزا

اَلِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوۡا طَآئِرُكُمۡ مَّعَكُمۡ‌ؕ اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ‌ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ

دردناک⑱ انہوں نے کہا! تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے، کیا اگر تم نصیحت کئے جاؤ (تو کیا نحوست ہے)؟ بلکہ تم لوگ ہی ہو،

مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِيۡنَةِ رَجُلٌ يَّسۡعٰى قَالَ يٰقَوۡمِ

حد سے آگے بڑھنے والے⑲ اور آیا شہر کے دور دراز کے مقام سے، ایک شخص دوڑتا ہوا اور اس نے کہا! اے میری قوم کے لوگو!

اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا يَسۡـئَلُكُمۡ اَجۡرًا وَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿۲۱﴾

تم پیروی کرو رسولوں کی⑳ پیروی کرو اُن لوگوں کی، جو نہیں مانگتے تم سے کوئی اجر اور وہ (خود) ہدایت یافتہ ہیں㉑

وقف غفران

وقف لازم

ع ۱ ۱۲ ۱۸

⑩: یہ ایک تشبیہ ہے، انسان کے علم اور واقفیت کا سب سے بڑا ذریعہ اس کی آنکھیں ہیں، وہ جب کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس کے ذہن میں اس کی تصویر قائم ہوجاتی ہے، تبھی دماغ اس پر غور کرتا ہے اور انسان اس کو پوری طرح سمجھ پاتا ہے، اگر کسی کی گردن میں اس طرح طوق ڈال دیا گیا ہو کہ اس کا چہرہ اوپر کی طرف اُٹھا رہے، وہ اپنی گردن کو دائیں بائیں سامنے اور نیچے موڑ نہ سکے تو اس کے لئے اپنے گرد وپیش کو دیکھنا ممکن نہ ہوگا اور اگر اس کے علاوہ مزید یہ بھی ہوجائے کہ اس کے آگے اور پیچھے دیوار بنادی جائے تو اب تو اس کے لئے آگے پیچھے دیکھنا بالکل ہی ممکن نہ رہے گا، جو لوگ اپنے کفر پر اڑے ہوئے ہیں، ان کا یہی حال ہے کہ ان کے آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر نیچے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بکھری ہوئی ہے، جن کے ذریعہ وہ اپنے مالک کو پہچان سکتے ہیں؛ لیکن اپنی بےتوفیقی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے وہ اس صلاحیت سے محروم کردئے گئے ہیں، اس لئے اب ان کے ایمان لانے کی امید نہ رکھی جائے۔

● ''اثرات'' سے مراد یہ ہے کہ بعض اعمال ایسے ہیں کہ ان کا اثر انسان کی زندگی تک محدود رہتا ہے اور بعض نیک اور برے اعمال ایسے ہیں جن کا ان کی موت کے بعد بھی تسلسل باقی رہتا ہے۔

● آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جس نے کسی اچھے طریقے کی بنیاد رکھی، جو اس کے بعد جاری رہا تو اس کو اس کا ثواب پہنچتا رہے گا اور جس نے کسی بُرے عمل کی بنیاد رکھی اور اس کے بعد بھی وہ طریقہ جاری ہے تو اس کو اس کی بھی سزا ملے گی۔ (مسلم، کتاب الزکوٰۃ، حدیث نمبر: ۱۰۱۷)

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی کی موت واقع ہوجاتی ہے تو عمل سے اس کا رشتہ کٹ جاتا ہے، سوائے تین صورتوں کے، اس نے کوئی ایسا علمی کام کیا ہو، جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے، یا صدقۂ جاریہ کیا ہو، یعنی کوئی ایسا کام جس سے اس کے بعد بھی لوگوں کو مادی فائدہ حاصل ہوتا رہے، یا اس نے نیک اولاد چھوڑی ہو، جو اس کے لئے دُعا کیا کرتی ہو۔ (مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، حدیث نمبر: ۱۶۳۱)

وَمَالِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ

اور کیا ہوا مجھے کہ میں عبادت نہ کروں، اس کی جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے ﴿۲۲﴾ کیا میں بنالوں اُس کے سوا اوروں کو

اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْٓ

معبود، اگر ارادہ کرے میرے ساتھ رحمن (مجھے) نقصان پہنچانے کا، تو نہ کام آسکے گی میری ان کی شفاعت کچھ بھی اور نہ ہی وہ مجھے چھڑا سکیں گے ﴿۲۳﴾ یقیناً میں

اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ

ایسا کروں تو ضرور کھلی گمراہی میں ہوجاؤں گا ﴿۲۴﴾ بلاشبہ میں تو ایمان لے آیا ہوں اس پر جو تمہارا رب ہے، لہٰذا تم میری بات سنو ﴿۲۵﴾ (اسے قتل کردیا گیا اور) کہا گیا اسے، کہ داخل ہوجاؤ جنت میں، اس نے کہا!

يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا

کاش میری قوم کے لوگ جان لیتے ﴿۲۶﴾ کہ کس چیز کی وجہ سے مغفرت فرمادی ہے میری، میرے رب نے اور اس نے کردیا مجھے معزز لوگوں میں سے ﴿۲۷﴾ اور نہیں اتارا

عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً

اس کی قوم پر اُس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور نہیں تھے ہم اتارنے والے ﴿۲۸﴾ نہیں تھا وہ، مگر ایک چنگھاڑ،

وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا

تو یکایک وہ بجھ کر رہ گئے ﴿۲۹﴾ افسوس ایسے بندوں پر! جب بھی آتا ہے اُن کے پاس کوئی رسول، تو وہ

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ؕ

اس کا مذاق ہی اڑاتے ﴿۳۰﴾ کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ کتنی ہی (قومیں) ہلاک کرچکے ہیں، ہم ان سے پہلے مختلف زمانوں میں جو یقیناً اب ان کے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گی ﴿۳۱﴾

وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖۚ اَحْيَيْنٰهَا

اور نہیں ہے کوئی بھی، مگر سب کے سب ہمارے پاس حاضر کئے جائیں گے ﴿۳۲﴾ اور ایک نشانی ہے اُن کے مُردہ زمین میں، ہم نے زندہ کردیا اسے (بارش سے)

وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ

اور ہم نے نکالا اس سے دانہ (اناج) پھر اس میں سے وہ کھاتے ہیں ﴿۳۳﴾ اور ہم نے بنائے اس (زمین) میں باغات کھجوروں کے اور انگوروں کے

وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا

اور ہم نے جاری کئے اس میں چشمے ﴿۳۴﴾ تاکہ وہ کھائیں اُس کے پھلوں سے اور نہیں بنایا اُس کو ان کے ہاتھوں نے کیا پھر نہیں

يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا

وہ شکر کرتے ﴿۳۵﴾ پاک ہے وہ ذات جس نے پیدا کئے جوڑے ہر قسم کے اس میں سے بھی، جو اگاتی ہے زمین اور خود ان کی اپنی جنس میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جنہیں

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ۙ

وہ نہیں جانتے ﴿۳۶﴾ اور ایک نشانی اُن کے لئے رات ہے، ہم کھینچ لیتے ہیں، اس (رات) سے دن کو، پھر یکایک وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں ﴿۳۷﴾

﴿۲۹﴾: یہ کس قوم کا واقعہ ہے، کن دو حضرات نے پہلے دین حق کی دعوت دی اور پھر ان کی تقویت کے لئے کونسے تیسرے شخص آئے؟ اس کی تفصیل نہ قرآن مجید میں آئی ہے اور نہ حدیث میں، عام طور پر اس طرح کی وضاحتیں بائبل سے ماخوذ ہوتی ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ انطاکیہ کا ہے جہاں ایک بُت پرست قوم آباد تھی، جن تین حضرات نے ان پر دعوت حق پیش فرمائی، ان کا نام صادق، صدوق اور شلوم تھا، بعض حضرات نے کچھ اور نام ذکر کئے ہیں، مفسرین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ کے پیغمبر نہیں تھے؛ بلکہ یہ دو شخص حضرت عیسیٰؑ کے حواری تھے، جن کو انہوں نے دعوتِ دین کے لئے بھیجا تھا اور تیسرے شخص جنھوں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا، خود مسلمان ہوگئے اور دوسروں کو بھی ایمان لے آنے کی ترغیب دی، یہاں تک کہ قوم کے لوگوں نے ان کو شہید کردیا اسی قوم سے تعلق رکھتے تھے، جن پر اسلام کی دعوت پیش کی گئی تھی، ان پر عذاب اس طرح نازل ہوا کہ حضرت جبرئیلؑ نے چیخ ماری اور پوری کی پوری قوم ہلاک ہوگئی، اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ ہمیں ان کو ہلاک کرنے کے لئے فرشتوں کی کسی فوج کی ضرورت نہیں، ایک فرشتے کی چیخ ہی کافی ہوگی۔

(خلاصہ از: تفسیر قرطبی: ۱۵/ ۱۴-۱۵)

﴿۳۶﴾: انسانوں اور جانوروں میں نر و مادہ ہونا تو ہر شخص کو معلوم ہے اور اسی ذریعہ سے ان کی نسل کی افزائش ہوتی ہے؛ لیکن دنیا میں اس کے علاوہ بیشتر چیزیں وہ ہیں، جن کو اللہ نے جوڑا بنایا ہے، جیسے: دن اور رات، روشنی اور تاریکی، اسی طرح پودوں میں بھی نر اور مادہ کا نظام رکھا گیا ہے، یہاں تک کہ بجلی جو ہماری موجودہ زندگی کا لازمی حصہ ہے، اس میں بھی مثبت اور منفی دونوں قوتیں کام کرتی ہیں، ان چیزوں میں جوڑے جوڑے ہونے کا انسان کو کوئی علم نہیں تھا، موجودہ سائنسی تحقیق نے اس حقیقت سے پردہ اُٹھایا ہے۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۳۸ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ

اور سورج رواں دواں رہتا ہے اپنے ٹھکانے کی طرف، یہ اندازہ (نظام) ہے ایک زبردست، سب کچھ جاننے والے کا۳۸ اور چاند، ہم نے مقرر کردیں ہیں اس کی

مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۳۹ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ

منزلیں، یہاں تک کہ وہ ہوجاتا ہے، پھر کھجور کی پرانی شاخ کی طرح۳۹ نہ تو سورج کے بس میں ہے کہ جا پکڑے چاند کو

وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۴۰ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ

اور نہ رات سبقت لے جاسکتی ہے دن پر اور سب کے سب اپنے اپنے مدار میں تیرتے پھرتے ہیں۴۰ اور ایک نشانی ان کے لئے یہ ہے، کہ بیشک ہم نے اٹھایا ان کی اولاد کو

فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۴۱ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۴۲ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ

بھری ہوئی کشتی میں۴۱ اور ہم نے پیدا کیں اُن کے لئے اس جیسی (اور سواریاں) جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۴۲ اور اگر ہم چاہیں تو غرق کردیں انہیں،

فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۴۳ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۴۴ وَاِذَا قِيْلَ

پھر نہ ہو کوئی فریاد سننے والا ان کا اور نہ وہ چھڑائے جاسکیں گے۴۳ مگر یہ رحمت ہی ہے ہماری اور فائدہ ہے ایک مدت تک۴۴ اور جب کہا جاتا ہے

لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۴۵ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ

اُن سے! کہ ڈرو اس (عذاب) سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے، تاکہ تم رحم کئے جاؤ۴۵ اور نہیں آتی اُن کے پاس کوئی نشانی

مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۴۶ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

اُن کے رب کی نشانیوں میں سے مگر وہ ہوتے ہیں اس سے اعراض کرنے والے۴۶ اور جب کہا جاتا ہے ان سے! کہ خرچ کرو اس میں سے، جو رزق دیا ہے تم کو اللہ نے،

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ڰ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

تو کہتے ہیں وہ لوگ! جنہوں نے کفر کیا، ان لوگوں سے جو ایمان لائے، کہ کیا ہم کھلائیں اس کو، کہ اگر چاہتا اللہ تو وہ خود انہیں کھلا دیتا، نہیں ہو تم مگر

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۴۷ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۴۸ مَا يَنْظُرُوْنَ

کھلی گمراہی میں۴۷ اور وہ کہتے ہیں : کب پورا ہوگا یہ وعدہ اگر ہو تم سچے۴۸ نہیں وہ انتظار کرتے

اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ۴۹ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى

مگر ایک زور کی آواز کا، جو ان کو آ پکڑے گی اس حال میں (کہ) وہ باہم جھگڑ رہے ہوں گے۴۹ تب نہ وہ طاقت رکھیں گے وصیت کرنے کی اور نہ اپنے

اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۵۰ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۵۱

ع ۳ ۱۸ ۲

گھر والوں کی طرف وہ لوٹ سکیں گے۵۰ اور (دوبارہ) پھونکا جائے گا صور میں، تو یکایک وہ (اپنی) قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیزی سے چل پڑیں گے۵۱

قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜسكتة هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۵۲

وقف لازم ۔ وقف منزل ۔ وقف غفران

وہ کہیں گے! ہائے افسوس ہم پر کس نے اٹھایا ہمیں، ہماری خواب گاہ سے، یہ ہے وہ، جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور سچ کہا تھا رسولوں نے۵۲

۴۹: اللہ تعالیٰ نے آخرت کا نظام تو اس طور پر رکھا ہے کہ وہاں کوئی شخص دوسرے کا محتاج نہ ہوگا؛ لیکن دنیا میں ایک شخص دوسرے شخص کا محتاج بنایا گیا ہے، اگر مزدور سرمایہ دار کا محتاج ہے کہ وہ اسے مزدوری کا موقع دے تو سرمایہ دار بھی مزدور کا محتاج ہے کہ وہ اس کے مکانات کی تعمیر کرے، اگر گاہک کو تاجر کی ضرورت ہے کہ تاجر نہ ہوں تو اس کو آسانی سے مطلوب مال کیسے مل سکے گا، تو تاجر کو بھی گاہک کی ضرورت ہے کہ اگر خریدار نہ ہو تو اس کی تجارت کیوں کر چل سکے گی، زندگی کے اس کاروبار کے چلانے اور ایک دوسرے کی احتیاج کو باقی رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دولت میں یکسانیت نہیں رکھی، کسی کو زیادہ دولت سے نوازا گیا اور کسی کو کم، اس میں یہی حکمت ہے کہ یہ محتاجی ایک دوسرے کی خدمت کا راستہ پیدا کرے گی؛ البتہ مالداروں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کی مدد کریں۔ چنانچہ مکہ کے بعض بخیل سرداروں نے کہا کہ اگر ان غریبوں کو کھلانا ہی مقصود ہوتا تو اللہ اس کو کھلا دیتے، جب اللہ نے ان کو محتاج رکھا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ کی مرضی ہی یہی ہے کہ بھوکے رہیں، اس سلسلہ میں مفسرین نے حضرت ابو بکرؓ اور ابو جہل کی باہمی گفتگو بھی نقل کی ہے، حضرت ابو بکرؓ کی طبیعت میں بڑی فیاضی اور غرباء پروری تھی، وہ غریبوں کی بڑی مدد کیا کرتے تھے، ابو جہل نے ان سے کہا کہ تم کیوں ان کے کھانے پینے کا انتظام کرتے ہو؟ کیا اللہ ان کو کھانا کھلانے پر قادر نہیں ہے؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ ابو جہل نے کہا: کیا وجہ ہے کہ اللہ نے ان کو محتاج رکھا؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: اللہ نے کچھ کو محتاج بنایا ہے اور کچھ کو دولت مند، اس میں دونوں کا امتحان مقصود ہے، محتاجوں کو حکم دیا کہ وہ صبر سے کام لیں اور مالداروں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ایسے بھائیوں پر خرچ کیا کریں، ابو جہل نے کہا: تم بڑی غلطی پر ہو، گویا تمہارا خیال ہے کہ اللہ ان کو کھلانے پر قادر ہیں اور انہیں کھلاتے ہیں اور تم ان کو کھلاتے ہو؟ (تفسیر قرطبی: ۱۵/۲۶)

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ
نہیں ہوگی وہ، مگر ایک زور کی آواز، تو یکایک وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے﴿٥٣﴾ سو آج نہیں ظلم کیا جائے گا،
نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٤﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ
کسی جان پر کچھ بھی اور نہ تم بدلہ دئے جاؤگے مگر وہی جو تم تھے عمل کرتے﴿٥٤﴾ بیشک اہل جنت، آج اپنی دلچسپیوں میں مشغول
فٰكِهُوْنَ ﴿٥٥﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ
لطف اندوز ہورہے ہوں گے﴿٥٥﴾ وہ اور اُن کی بیویاں سایوں میں مسندوں پر تکیہ لگائے ہوں گے﴿٥٦﴾ اُن کے لئے اس میں میوہ ہوگا (ہرقسم کا)
وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿٥٧﴾ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿٥٨﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٩﴾
اوران کے لئے وہ ہوگا جو وہ طلب کریں گے﴿٥٧﴾ سلام کہا جائے گا (انہیں) نہایت مہربان رب کی طرف سے﴿٥٨﴾ اور (کہا جائے گا) تم الگ ہوجاؤ آج اے مجرموں!﴿٥٩﴾
اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٦٠﴾
کیا نہیں میں نے وصیت کی تھی تمہیں، اے اولاد آدم، کہ نہ عبادت کرنا تم شیطان کی، بلاشبہ تمہارا دشمن ہے کھلا ہوا﴿٦٠﴾
وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ
اور یہ کہ تم میری ہی عبادت کرنا یہی ہے سیدھا راستہ﴿٦١﴾ اور یقیناً گمراہ کیا ہے، اس نے تم میں سے بہت سی مخلوق کو، کیا پھر بھی
تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ
تم عقل سے کام نہیں لیتے﴿٦٢﴾ یہ ہے وہ جہنم جس کا تمہیں وعدہ کیا جاتا تھا﴿٦٣﴾ تم داخل ہوجاؤ اس میں آج، بسبب اس کے جو تھے تم
تَكْفُرُوْنَ ﴿٦٤﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا
کفر کرتے﴿٦٤﴾ آج ہم مُہر لگادیں گے اُن کے مونہوں پر اور ہم سے کلام کریں گے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے اُن کے پیر، (ان اعمال کی) جو یہ (دنیا میں)
يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾
کماتے رہے﴿٦٥﴾ اور اگر ہم چاہیں تو ضرور ہم مٹادیں ان کی آنکھیں، پھروہ دوڑیں راستہ (تلاش کرنے) کو، پھر کہاں سجھائی دے گا ان کو﴿٦٦﴾
وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾
اور اگر ہم چاہیں تو ان کو مسخ کر دیں (ان کی صورتیں) انہی کی جگہ پر، پھر نہ وہ طاقت رکھیں گے (آگے) چلنے کی اور نہ پیچھے پلٹ سکیں گے﴿٦٧﴾
وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ
اور جس شخص کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں، الٹ دیتے ہیں ہم اس کو (حالت) پیدائش میں، کیا پھر نہیں وہ عقل رکھتے﴿٦٨﴾ اور نہیں سکھائی ہم نے اس نبی کو شاعری اور نہیں تھی اس کے شایانِ شان یہ چیز،
اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾
نہیں ہے وہ (قرآن) مگر ایک نصیحت اور واضح قرآن﴿٦٩﴾ تاکہ وہ ڈرائے اُس کو جو ہے زندہ اور ثابت ہوجائے بات (اللہ کی) کافروں پر﴿٧٠﴾

ع ١٧/٣

﴿٥٣﴾: صور کے پھونکنے سے محض ایک سخت آواز پیدا ہوگی اور اس سے لمحہ بھر میں یہ سارا کا سارا کام ہو جائے گا اس آیت میں دوسری بار صور پھونکنے کا ذکر آیا ہے۔ (تفسیر قرطبی: ١٥/ ٢٨)

﴿٥٩﴾: دنیا میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ایمان نہ لانے والوں، نیک اور بُرے عمل کرنے والوں کے لئے الگ الگ کالونیاں نہیں بسائی ہیں، ایک ہی آبادی ہے، جس میں سب بستے ہیں، ایک ہی زمین ہے جس پر سب رہتے ہیں، ایک ہی طرح سورج سب کو روشنی پہنچاتا ہے اور ہر شخص کے کھیت کو بادل سیراب کرتا ہے؛ کیوں کہ یہ امتحان کی جگہ ہے؛ لیکن آخرت میں یہ الگ الگ ہوں گے، ایک کا ٹھکانہ جنت ہوگا اور دوسرے کا دوزخ۔

﴿٦٥﴾: یعنی قیامت قائم ہونے کے بعد ایک مرحلہ تو ایسا ہوگا جس میں دوزخ کے مستحق نہ صرف بات کریں گے؛ بلکہ جھوٹ بولنے کی بھی کوشش کریں گے، (انعام: ٢٣) پھر دوسرا مرحلہ یہ ہوگا کہ ان کی زبانیں بند ہوجائیں گی، جسم کے اعضا گفتگو کرنے لگیں گے اور ان اعضاء سے کیا کیا گناہ کئے گئے؟ وہ اُن سب کو بیان کردیں گے۔

﴿٦٨﴾: اوندھا کرنے سے مراد پیچھے کی حالت کی طرف لے جانا ہے، یعنی جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو بہت ہی کمزور و ناتواں ہوتا ہے اور اس کی آنکھیں بھی بند ہوتی ہیں، نہ بولنے کی قوت، نہ چلنے پھرنے کی طاقت، نہ اُٹھنے بیٹھنے کی صلاحیت، نہ غور وفکر کی استعداد، پھر آہستہ آہستہ اس کی ساری صلاحتیں جوان ہوجاتی ہیں اور پندرہ بیس سال تک اس کی یہ کیفیت باقی رہتی ہے، پھر اس کی عمر ڈھلنی شروع ہوتی ہے اور اس کی ہر صلاحیت میں انحطاط پیدا ہوجاتا ہے۔ آنکھوں کی بینائی متاثر ہو جاتی ہے، قوت گویائی اور آواز پر اثر پڑنے لگتا ہے، ہاتھ پاؤں میں رعشہ آجاتا ہے، گویا ایک طرح سے بوڑھا ہو جانے کے بعد وہ پھر بچہ بن جاتا ہے، یہ سب اللہ کی قدرت کے مظاہر ہیں، اگر اللہ تعالیٰ جوانی ہی میں اس کی صلاحیتوں کو چھین لینا چاہے تو اس کے لئے اس میں کیا دشواری ہے؟

﴿٦٩﴾: اہل مکہ قرآن مجید کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ شاعرانہ کلام ہے، اسی کی تردید فرمائی گئی ہے کہ محمد ﷺ شاعر نہیں ہیں؛ اس میں اس بات کا بھی اشارہ ہے کہ دعوت واصلاح کے لئے تقریر و تحریر کا جو طریقہ موزوں ہے، وہ نثر ہے نہ کہ شعر، اگر شعر اس کے لئے زیادہ موزوں ہوتا تو آسمانی کتابیں اشعار کی شکل میں نازل کی جاتیں؛ البتہ اگر اچھے اشعار کہے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، یہ بھی اپنے افکار کو دوسروں تک پہنچانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے، اور صحابہ کے عہد سے لے کر آج تک سلف صالحین اظہار خیال کے اس طریقہ سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ

کیا نہیں دیکھتے یہ لوگ! کہ بیشک ہم نے پیدا کئے ان کے لئے ان میں سے جن کو بنایا ہمارے ہاتھوں نے چوپائے، چنانچہ وہ ان کے مالک ہیں﴿۷۱﴾ اور ہم نے تابع کر دیا ان کو، ان کے لئے،

فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا

پھر کچھ ان میں سے ان کی سواریاں ہیں اور کچھ ان میں سے وہ کھاتے ہیں﴿۷۲﴾ اور ان کے لئے ان میں طرح طرح کے فائدے ہیں اور مشروبات ہیں، کیا پھر نہیں وہ شکر کرتے﴿۷۳﴾ اور انہوں نے بنا لئے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾

اللہ کے سوا کئی معبود، تا کہ وہ مدد کئے جائیں﴿۷۴﴾ نہیں وہ (معبود) طاقت رکھتے ان کی مدد کرنے کی، جبکہ وہ (مشرکین) تو خود ان (بتوں کی مدد) کے لشکر میں حاضر کئے گئے﴿۷۵﴾

وقف لازم

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ

لیکن نہ غم میں ڈالیں آپ کو ان کی باتیں، بلاشبہ ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں﴿۷۶﴾ کیا نہیں دیکھا انسان نے؟ کہ بیشک ہم نے پیدا کیا اس کو

مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ

نطفہ سے، پھر یکایک وہ ہو گیا کھلا جھگڑالو﴿۷۷﴾ اور اس نے بیان کی ہمارے لئے ایک مثال اور وہ بھول گیا اپنی پیدائش کو، اس نے کہا! کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو،

وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ﴿٧٩﴾ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ

جبکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی﴿۷۸﴾ کہہ دیجئے! زندہ کرے گا وہی (اللہ) جس نے ان کو پیدا کیا پہلی بار اور وہ ہر طرح کے پیدا کرنے کو خوب جانتا ہے﴿۷۹﴾ وہ اللہ جس نے بنا دی

لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿٨٠﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

تمہارے لئے سبز درخت سے آگ، پھر اب یکایک تم اس سے آگ سلگاتے ہو﴿۸۰﴾ کیا نہیں وہ اللہ، جس نے پیدا کیا آسمانوں

وقف غفران ١٢

وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؔ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨١﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ

اور زمین کو، وہ قادر ہے اس بات پر کہ وہ پیدا کر دے ان کے جیسا؟ کیوں نہیں، (وہ قادر ہے) جبکہ وہی ہے سب کچھ پیدا کرنے والا خوب جاننے والا﴿۸۱﴾ بس اس کا حکم (تو یہ ہے کہ) جب ارادہ کرتا ہے وہ

ع ٥ ١٦ ٤

شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٨٢﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾

کسی چیز کا، تو حکم دیتا ہے اسے کہ "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے﴿۸۲﴾ سو پاک ہے وہ اللہ، کہ جس کے ہاتھ میں ہے بادشاہی ہر چیز کی اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے﴿۸۳﴾

اٰيَاتُهَا ١٨٢ (٣٧) سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰتِ مَكِّيَّةٌ (٥٦) رُكُوْعَاتُهَا ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

المنزل ٦

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿١﴾ ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿٢﴾ ۙ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿٣﴾ ۙ

قسم ہے صف باندھنے والوں کی، قطار باندھ کر﴿۱﴾ (قسم ہے) پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر﴿۲﴾ پھر قرآن کی تلاوت کرنے والوں کی﴿۳﴾

﴿۷۳﴾: جانوروں سے حاصل ہونے والے بہت سے فائدوں میں ان کے چمڑوں سے جوتے، موزے اور دوسری مصنوعات کا حاصل ہونا، ان کے بالوں سے گرم لباس بنایا جانا، ان کے جسم کے مختلف اجزا سے دواؤں کی تیاری اور بعض جانوروں کے ذریعہ ماحولیات کی حفاظت اور ان میں توازن کی برقراری وغیرہ بھی شامل ہیں۔

﴿۸۰﴾: یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ درخت کی ٹہنیاں سبز اور مضبوط ہوتی ہیں؛ لیکن اسی کو ایدھن کے کام میں لایا جاتا ہے اور اس کے آگے سلگ اٹھتی ہے، (تفسیر قرطبی: ۴۱/۱۵) نیز جنگلات میں بعض ایسی لکڑیاں بھی دریافت ہوئی ہیں جن کو آپس میں گھسنے سے آگ پیدا ہوتی ہے، اسی طرح ہری بھری ٹہنیوں میں کرنٹ کو قبول کرنے کی خاص صلاحیت ہوتی ہے اور اگر کسی برقی تار کو وہ لگ جائے تو فوراً بجلی کی لہر دوڑ جاتی ہے تو جب اللہ تعالیٰ ایک چیز سے اس کی متضاد چیز پیدا کر سکتا ہے تو مردہ ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کیوں نہیں کر سکتا؟

تفسیر سورہ الصّٰٓفّٰت

﴿۱﴾: مفسرین نے اتفاق کیا ہے کہ اس سورت کی پہلی تینوں آیات میں فرشتوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم لوگ ایسے صف باندھا کرو جیسے فرشتے بارگاہ الٰہی میں صف بستہ رہتے ہیں۔ تم لوگ سب سے پہلے اگلی پوری صف پوری کیا کرو اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوا کرو۔" (مسلم)

﴿۲﴾: مجرموں پر لعنت پھٹکار کرنے والے فرشتے یا عذاب الٰہی نازل کرنیوالے۔

اِنَّ اِلٰـهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ

بلاشبہ تمہارا معبود بس ایک ہی ہے ﴿۴﴾ (وہی ہے) رب آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے اور رب ہے (تمام) مشرقوں کا ﴿۵﴾ بیشک ہم نے زینت دی آسمانِ

الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى

دنیا کو، تاروں کی زینت سے ﴿۶﴾ اور حفاظت کے لئے ہر سرکش شیطان سے ﴿۷﴾ (تاکہ) نہ وہ سن پائیں (باتیں) یہ ملأ اعلٰی کی

وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

اور (ان پر شہاب) پھینکے جاتے ہیں ہر جانب سے ﴿۸﴾ (ان کو) بھگانے کے لئے اور اُن کے لئے ہے عذاب ہمیشہ رہنے والا ﴿۹﴾ مگر جو اُچک لے (شیطان) جھٹ سے،

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ

تو اُس کے پیچھے لگتا ہے چمکتا ہوا ستارہ (انگارہ) ﴿۱۰﴾ پس آپ پوچھئے اُن سے، کیا اُن کا (دوبارہ) پیدا کرنا مشکل ہے یا وہ جن کو ہم نے پیدا کیا ہے، بیشک ہم نے پیدا کیا ان کو

مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً

ایک لیسدار گارے سے ﴿۱۱﴾ بلکہ آپ نے تعجب کیا جبکہ یہ مذاق اُڑاتے ہیں ﴿۱۲﴾ اور جب وہ نصیحت کئے جاتے ہیں تو نہیں وہ نصیحت قبول کرتے ﴿۱۳﴾ اور جب وہ دیکھتے ہیں کوئی نشانی،

يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا

تو وہ مذاق اڑاتے ہیں ﴿۱۴﴾ اور وہ کہتے ہیں! نہیں ہے یہ مگر جادو صریح ﴿۱۵﴾ کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہو جائیں گے ہم مٹی اور ہڈیاں (تو) کیا پھر بھی ہم

لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ

اٹھائے جائیں ﴿۱۶﴾ کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی ﴿۱۷﴾ آپ کہہ دیجئے! ہاں اور تم ذلیل وخوار ہوگے ﴿۱۸﴾ سو بس وہ ایک زور کی آواز ہوگی،

فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ

پھر یکایک وہ (زندہ ہوکر) دیکھ رہے ہوں گے ﴿۱۹﴾ اور وہ کہیں گے ہائے افسوس ہمارے لئے، یہ تو جزا کا دن ہے ﴿۲۰﴾ یہی ہے فیصلے کا دن وہ جس کو تم تھے

بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

جھٹلایا کرتے ﴿۲۱﴾ (کہا جائے گا) اکٹھا کرو ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا تھا اور ان کے جوڑوں (ساتھیوں) کو اور ان کو جن کی تھے وہ عبادت کرتے ﴿۲۲﴾ اللہ کے سوا،

فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

پھر تم ہانک لے جاؤ ان کو جہنم کے راستے کی طرف ﴿۲۳﴾ اور ابھی تم ٹھہراؤ ان کو، بلاشبہ یہ باز پُرس کئے جائیں گے ﴿۲۴﴾

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾

کیا ہوگیا ہے تمہیں، کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے ﴿۲۵﴾ بلکہ وہ آج بہت فرماں بردار بنے ہوئے ہیں ﴿۲۶﴾ اور بڑھیں گے ایک دوسرے کی طرف (اور) پوچھیں گے ﴿۲۷﴾

قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾

کہیں گے! بیشک تم تو آئے تھے ہمارے پاس دائیں طرف سے (یعنی قسمیں کھاتے ہوئے گمراہ کرنے کے لئے) ﴿۲۸﴾ وہ کہیں گے! نہیں، بلکہ تم خود ہی نہ تھے ایمان لانے والے ﴿۲۹﴾

ع ۱ / ۲ / ۵

﴿۵﴾: شمس سارا سال طلوع ہونے کی جگہ بدلتا رہتا ہے چنانچہ مشرق کئی ہوئے۔ اسی طرح کائنات میں شمس بھی کئی ہیں تو ہر ایک کے اپنے بھی مشرق ہیں۔ یہاں تو صرف مشارق کا ذکر ہے دوسرے مقام پر مشارق کے ساتھ مغرب کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیں (یاسین ۳۶:۳۸)

﴿۶﴾: اللہ تعالیٰ نے ستاروں کے ساتھ آسمان دنیا کا ذکر فرمایا ہے۔ آج ماہرین فلکیات (Astronomists) کئی نئے نئے ستارے دریافت کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ بعید ہونے کی وجہ سے جنگی روشنی آج تک زمین میں پہنچ ہی نہیں پائی حالانکہ روشنی کی رفتار تین لاکھ کلو میٹر سیکنڈ (3000000 km/s) بتائی جاتی ہے۔ گویا یہ سب ستارے آسمان دنیا ہی میں ہیں۔ ماہرین فلکیات کی تمام تر صرف پہلے آسمان تک ہی ہے۔

﴿۱۰﴾: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتاً ایک ستارہ ٹوٹا اور روشنی ہوگئی۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ دور جاہلیت میں جب ایسا واقعہ ہوتا تو تم کیا کہتے۔ صحابہ کہنے لگے ہم تو یہی کہتے تھے کہ کوئی بڑا آدمی مرگیا یا پیدا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کسی کی زندگی یا موت کے سبب سے نہیں ٹوٹتا بلکہ ہمارا رب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو حاملان عرش تسبیح کرتے ہیں۔ پھر آسمان والے فرشتے جو انکے قریب ہوتے ہیں پھر ان سے قریب والے تسبیح کرتے ہیں۔ حتٰی کہ سبحان اللہ کی آواز اس آسمان تک پہنچتی ہے۔ پھر چھٹے آسمان والے ساتویں آسمان والوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ انہیں خبر دیتے ہیں۔ اس طرح ہر نچلے آسمان والے اوپر آسمان والوں سے پوچھتے ہیں حتٰی کہ یہ خبر آسمان دنیا تک پہنچتی ہے اور شیطان اچک کر سننا چاہتے ہیں تو انکو مار پڑتی ہے اور وہ کچھ بات لاکر اپنے یاروں (کاہنوں) پر ڈال دیتے ہیں وہ خبر تو حق ہوتی ہے مگر وہ اسے بدل اور گھٹا بڑھا دیتے ہیں"۔ (ترمذی)

فروری 1995ء میں ایک مصنوعی سیارہ (The Pegasus II Setellite) چھوڑا گیا جس نے زمین کی فضاء میں داخل ہونیوالے شہابیوں (Meterolds) کی مقدار کو ریکارڈ کیا۔ زمین کی فضاء میں روزانہ 100 ملین کے قریب شہابئے داخل ہوتے ہیں اور تقریباً تمام ہی فضاء میں جل جاتے ہیں۔ (Merit Student Encylopedia) شہابیوں کی ایسی بارش شیاطین کو آسمان کی جانب چڑھنے سے روکتی ہوگی۔

﴿۱۹﴾: یہ تیسرا نسخہ ایسے ہوگا جیسے کوئی ڈانٹ کر سوئے ہوئے شخص کو اُٹھا دیتا ہے۔

﴿۲۳﴾: انبیاء صلحاء اور فرشتوں کے علاوہ سب معبودان باطل جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔

﴿۲۵﴾: انکی ندامت اور پشیمانی کو مزید بڑھانے کے لئے کہا جاتا ہے۔

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ

اور نہیں تھا ہم پر تمہارا کوئی زور، بلکہ تم ہی تھے سرکشی کرنے والے (۳۰) اب ثابت ہوگئی ہم پر بات

رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿٣١﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿٣٢﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ

ہمارے رب کی، کہ بیشک ہمیں مزہ چکھنا پڑے گا (عذاب کا) (۳۱) سو ہم نے تم کو بہکایا (کیونکہ) ہم تھے خود ہی بہکے ہوئے (۳۲) سو بیشک وہ اُس دن عذاب میں

مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿٣٤﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ

ایک دوسرے کے شریک ہوں گے (۳۳) یقیناً ہم اِسی طرح کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ (۳۴) بیشک وہ تھے! جب کہا جاتا ان سے! کہ نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا

يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿٣٦﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ

تو وہ تکبر کرتے (۳۵) اور وہ کہتے! کہ کیا بیشک ہم چھوڑ دیں اپنے معبودوں کو، ایک شاعر مجنون کے لئے (۳۶) بلکہ وہ تو آیا ہے حق کے ساتھ

وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿٣٨﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

اور اس نے تصدیق کی ہے سب رسولوں کی (۳۷) بیشک تم چکھنے والے ہو عذاب بہت دردناک (۳۸) اور نہیں تم بدلہ دئے جاؤ گے، مگر اسی کا جو تم تھے

تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٤٠﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ

عمل کرتے (۳۹) سوائے اللہ کے بندے کے، جنہیں اس نے خاص کرلیا ہو (۴۰) یہی لوگ ہیں وہ (جن کے لئے) رزق ہوگا جانا بُوجھا (۴۱) (یعنی) میوے اور وہ

مُّكْرَمُوْنَ ﴿٤٢﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٤٣﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ

عزت کے ساتھ رکھے جائیں گے (۴۲) نعمت کے باغوں میں (۴۳) تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے (۴۴) پھرایا جائے گا اُن کے درمیان جام (شراب کا)

مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿٤٥﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٤٦﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿٤٧﴾

جاری چشمے سے (۴۵) سفید (چمکتی ہوئی) لذت والی، پینے والوں کے لئے (۴۶) نہ اس میں خمار (سرکا چکرانا) ہوگا اور نہ وہ اس سے مدہوش ہوں گے (۴۷)

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿٤٨﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٤٩﴾ فَاَقْبَلَ

اوراُن کے پاس ہوں گی نیچی نگاہ رکھنے والیاں، بڑی بڑی آنکھوں والیاں (۴۸) گویا کہ وہ (اتنی نازک جیسے) انڈے کے (چھلکے کے) اندر چھپی ہوئی جھلی ہیں (۴۹) پھر متوجہ ہوکر

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٥٠﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿٥١﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ

ایک دوسرے کی طرف (حالات) پوچھیں گے (۵۰) کہے گا! ایک کہنے والا اُن میں سے، کہ بیشک تھا میرا ایک ہم نشیں (ساتھی) (۵۱) وہ کہتا تھا! کیا بیشک تو ہے

لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿٥٢﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ

واقعی تصدیق کرنے والوں میں سے؟ (۵۲) کیا جب ہم مرچکے ہوں گے اور ہم ہوجائیں گے مٹی اور ہڈیاں تو کیا پھر بھی ہمیں جزاوسزادی جائے گی (۵۳) وہ کہے گا! کیا تم

مُّطَّلِعُوْنَ ﴿٥٤﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿٥٦﴾

جھانک کر دیکھو گے (جہنم میں) (۵۴) پھر وہ جھانکے گا تو اسے دیکھے گا جہنم کے درمیان میں (۵۵) وہ کہے گا! اللہ کی قسم، قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر ڈالتا (۵۶)

(۳۰): تم اپنے ذاتی مفادات کیلئے ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔ ہمارا تم پر کیا زور تھا؟

(۳۶): تمام انبیاء کو انکی قوم نے ان جیسے القابات سے نوازا ہے۔ اسکی اصل وجہ تو ان کا تکبر اور دنیاوی مفادات کی نگہداشت ہوتا ہے اور بہانے کیلئے کوئی نہ کوئی اعتراضات جڑنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے اعتراضات میں یہ لوگ ثابت قدم نہیں رہتے بلکہ تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ کبھی ساحر کبھی مسحور، کبھی شاعر کبھی دیوانہ اور مجنون۔ شاعر کے کلام میں اگر دشمنی ہوتی ہے تو نبی کے کلام میں اس سے کہیں زیادہ اثر پذیری کی صلاحیت ہوتی ہے مگر شاعری کی طرح جھوٹ حق کی آمیزش نہیں ہوتی۔ دیوانہ اس لحاظ سے کہتے ہیں کہ آخرت کے تو وہ منکر ہوتے ہیں ان کے خیال میں مرکر جی اُٹھنا۔ اللہ کی عدالت میں پیش ہونا اور جنت وجہنم کے مناظر سب طلسماتی اور افسانوی باتیں ہیں۔

(۴۱): اس کا تذکرہ انہیں انبیاء کی معرفت معلوم ہوگا۔ اسکے علاوہ ان نعمتوں کی تفصیل تو وہ انہیں قطعاً معلوم نہ ہوگی کیونکہ

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا اور نہ کسی کان نے سنا ہوگا۔ نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا گمان گزرا ہوگا''۔

(بخاری ومسلم)

(۴۵): کاس۔ جام یا ساغر۔ معین۔ نتھرا ہوا صاف شفاف ٹھنڈا اور میٹھا پانی چنانچہ دونوں الفاظ ملائے جائیں تو مفہوم یہ ہوگا کہ ایسی خواص رکھنے والی شراب۔

(۴۹): اسکا ایک اور مفہوم بیان کیا گیا ہے جسکے مطابق ترجمہ یوں ہوگا ''چھپائے ہوئے انڈے'' شتر مرغ اپنے انڈے پروں کے نیچے چھپائے رکھتا ہے جس سے وہ گرد غبار سے محفوظ رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ انڈے انتہائی خوبصورت رنگوں میں ہوتے ہیں۔

(۵۱): قرین۔ ساتھی یا دوست جو ہم عمر اور دیگر اوصاف مشترک ہوں۔ عموماً برا ساتھی مراد ہوتا ہے۔

(۵۵): اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے آخرت میں سمعی بصری قوتیں آج کی قوتوں سے مختلف اور غالباً کہیں زیادہ ہوں گیں۔

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا

اور اگر نہ ہوتا فضل میرے رب کا تو میں بھی ہوتا حاضر کئے ہوئے (مجرموں) میں سے ﴿۵۷﴾ کیا (یہ حقیقت نہیں کہ) نہیں ہم مرنے والے ﴿۵۸﴾ سوائے ہمارے مرنے کے

الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا

پہلی بار (جو آچکی ہے) اور نہ ہم عذاب دئے جائیں گے ﴿۵۹﴾ بلاشبہ یہی ہے کامیابی بہت بڑی ﴿۶۰﴾ ایسی ہی کامیابی کے لئے،

فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَیْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً

چاہیے کہ عمل کریں عمل کرنے والے ﴿۶۱﴾ کیا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت زقوم (تھوہڑ) کا ﴿۶۲﴾ بیشک ہم نے اُسے بنایا فتنہ (آزمائش)

لِّلظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْۤ اَصْلِ الْجَحِیْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ

ظالموں کے لئے ﴿۶۳﴾ بیشک وہ ایک درخت ہے جو نکلتا ہے دوزخ کی گہرائی سے ﴿۶۴﴾ اس کا پھل، گویا کہ وہ سر ہیں

الشَّیٰطِیْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ

شیطانوں (ناگ کے پھن) کے ﴿۶۵﴾ چنانچہ انہیں کھانا ہوگا اسی کو اور بھرنے ہوں گے، اسی سے اپنے پیٹ ﴿۶۶﴾ پھر بیشک اُن کے لئے اُس کے

عَلَیْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِیْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا

اوپر پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی ﴿۶۷﴾ پھر اُن کی واپسی جہنم ہی کی طرف ہوگی ﴿۶۸﴾ بلاشبہ انہوں نے پایا

اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّیْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ یُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ

اپنے باپ دادا کو گمراہ ﴿۶۹﴾ چنانچہ وہ ان کے قدموں کے نشانات پر دوڑے چلے جارہے ہیں ﴿۷۰﴾ اور یقینا گمراہ ہوئے اِن سے پہلے بہت سے

الْاَوَّلِیْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اگلے لوگ ﴿۷۱﴾ اور یقینا ہم نے بھیجے اُن میں ڈرانے والے ﴿۷۲﴾ سو دیکھ لو کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا،

الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ﴿۷۵﴾

ع ۲ ۵۳ ۶

جنہیں ڈرایا گیا تھا ﴿۷۳﴾ سوائے اللہ کے وہ بندے، جنہیں اس نے خاص کرلیا تھا ﴿۷۴﴾ اور بیشک پکارا تھا ہمیں نوحؑ نے، تو کتنے اچھے ہیں ہم پکار سننے والے ﴿۷۵﴾

وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ ﴿۷۷﴾

اور ہم نے نجات دی اُس کو اور اُس کے گھر والوں کو، بہت بڑی پریشانی سے ﴿۷۶﴾ اور ہم نے کردیا اُس کی اولاد کو، ایسا کہ وہی باقی رہے ﴿۷۷﴾

وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی

اور ہم نے چھوڑا اس کے لئے پیچھے (بعد میں) آنے والوں میں ﴿۷۸﴾ کہ سلام ہو نوحؑ پر جہانوں میں ﴿۷۹﴾ بلاشبہ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۸۲﴾

نیکی کرنے والوں کو ﴿۸۰﴾ بیشک وہ تھا ہمارے مومن بندوں میں سے ﴿۸۱﴾ پھر ہم نے غرق کردیا دوسروں کو ﴿۸۲﴾

﴿۶۱﴾: یعنی اپنی زندگی کا مشن اور ٹارگٹ (Target) یہ کامیابی مقرر کرنی چاہئے۔

﴿۶۳﴾: اسکے پتے خاردار ہوتے ہیں۔ جو ناگوار اور ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ اس سے سفید قسم کا سیال نکلتا ہے جو انسانی جسم پہ لگ جائے تو ورم ہوجاتا ہے۔

﴿۶۴﴾: کفار کے اس آیت کا مذاق اڑایا کہ بھلا آگ میں درخت کیسے اُگ سکتا ہے۔ یہ اشکال انہیں اس لئے واقع ہوا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر کچھ یقین نہ تھا نیز انہیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ قیامت کے دن فطری قوانین آج کے فطری قوانین سے مختلف ہوں گے۔

﴿۶۵﴾: بدصورتی اور برائی کی تشبیہ شیطان کے سر سے دی گئی ہے جیسے کسی نیک انسان کو فرشتہ سیرت کہہ دیا جاتا ہے۔ دوسری جانب شیطان سانپ کو بھی کہتے ہیں (منجد) گویا اس کے شگوفے ناک کے پھن جیسے ہیں۔

﴿۶۷﴾: ان کے کھانے میں کھولتا ہوا پانی ملادیا جائے گا۔

﴿۶۸﴾: جہنم کے ایک خاص حصہ میں ان کی یہ ”ضیافت“ ہوگی اور پھر دوبارہ انہیں واپس ان کے اصل ٹھکانے کی طرف لیجایا جائے گا۔

﴿۷۰﴾: حالانکہ اپنے دنیاوی مفادات کے ضمن میں انہوں نے اپنی عقل سے خوب کام لیا اور اپنے آباؤاجداد سے زیادہ پھرتی دکھائی۔

﴿۷۲﴾: انہوں نے اپنی ضروری ہدایت کے لئے نہ تو عقل کو استعمال کیا اور نہ ہی انبیاء کی دعوت پر کان دھرا۔

﴿۷۵﴾: حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو نو سو پچاس سال تک سمجھایا مگر وہ صراط مستقیم پر نہ آئے۔ آپ کو ستانے کی حد کردی۔ جب انہیں علم ہوگیا کہ اب مزید کوئی بھی شخص صراط مستقیم پر آنیوالا نہیں ہے تب آپ نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ تو ہی مجھے ظالموں سے نجات دے۔

﴿۸۲﴾: حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ نوح کے تین بیٹے تھے۔ حام، سام اور یافث۔ حام حبش کا باپ ہے۔ سام عرب کا اور یافث روم کا۔ (ترمذی)

وقف لازم

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿٨٣﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٤﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ

اور بیشک اسی کے طریقے پر چلنے والوں میں سے تھا ابراہیمؑ ﴿۸۳﴾ جب وہ آیا اپنے رب کے پاس، قلب سلیم (پاک صاف دل) کے ساتھ ﴿۸۴﴾ جب کہا تھا اُس نے اپنے باپ

وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٨٥﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ

اور اپنی قوم سے! کیا ہیں، یہ جن کی تم عبادت کرتے ہو ﴿۸۵﴾ کیا جھوٹے گڑھے ہوئے معبودوں کو، اللہ کو چھوڑ کر، تم چاہتے ہو ﴿۸۶﴾ سو کیا گمان ہے تمہارا رب

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ

العالمین کے بارے میں ﴿۸۷﴾ پھر اس نے دیکھا ایک نگاہ ستاروں پر ﴿۸۸﴾ پھر کہا بیشک میں بیمار ہوں ﴿۸۹﴾ سو واپس چلے گئے وہ اس سے

مُدْبِرِيْنَ ﴿٩٠﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿٩٢﴾

پیٹھ پھیرتے ہوئے ﴿۹۰﴾ پھر وہ متوجہ ہوئے (ابراہیمؑ) ان کے معبودوں کی طرف، پھر اس نے کہا! کیا نہیں تم کھاتے ﴿۹۱﴾ کیا ہے تمہیں کہ نہیں تم بولتے ﴿۹۲﴾

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿٩٣﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿٩٤﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا

پھر متوجہ ہوئے ان پر مارتے ہوئے داہنے ہاتھ سے ﴿۹۳﴾ پھر وہ آئے اس (ابراہیمؑ) کی طرف دوڑتے ہوئے ﴿۹۴﴾ (ابراہیمؑ نے) کہا! کیا تم عبادت کرتے ہو ان کی

تَنْحِتُوْنَ ﴿٩٥﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ

جن کو تم خود تراشتے ہو ﴿۹۵﴾ حالانکہ اللہ ہی نے پیدا کیا تم کو اور وہ جو تم کرتے ہو ﴿۹۶﴾ انہوں نے کہا! بناؤ اس (ابراہیمؑ) کے لئے ایک مقام (الاؤ) اور ڈال دو اسے

فِي الْجَحِيْمِ ﴿٩٧﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ

دہکتی ہوئی آگ میں ﴿۹۷﴾ سو ارادہ کیا انہوں نے! اُس کے ساتھ ایک چال چلنے کا، تو ہم نے انہی کو کر دیا نیچا ﴿۹۸﴾ اور (ابراہیمؑ نے) کہا! بیشک میں جانے والا ہوں

اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿١٠١﴾

اپنے رب کی طرف، وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا ﴿۹۹﴾ اے میرے رب تو عطا کر مجھے (بیٹا) جو صالحین میں سے ہو ﴿۱۰۰﴾ سو بشارت دی ہم نے اسے ایک بردبار لڑکے کی ﴿۱۰۱﴾

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ

چنانچہ جب وہ پہنچ گیا اس کے ساتھ دوڑنے (کی عمر) کو تو (ابراہیمؑ نے) کہا! اے بیٹے بیشک میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ میں ذبح کر رہا ہوں تمہیں، اب تو سوچ کیا ہے تیری رائے،

قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا

(اس بیٹے اسماعیل نے) کہا! ابا جان کر ڈالیے وہ کام جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے، ضرور پائیں گے آپ مجھے انشاءاللہ صابروں میں سے ﴿۱۰۲﴾ پھر جب دونوں مطیع ہو گئے

وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿١٠٣﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ

اور اس نے لٹا دیا اس کو ماتھے کے بل ﴿۱۰۳﴾ اور ہم نے پکارا اسے کہ اے ابراہیمؑ ﴿۱۰۴﴾ یقیناً سچ کر دکھایا تم نے اپنا خواب، بیشک ہم اسی طرح

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠٧﴾

بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو ﴿۱۰۵﴾ بیشک یہ وہی ہے ایک کھلی آزمائش ﴿۱۰۶﴾ اور فدیہ میں دے کر ہم نے اُس کو بڑی قربانی سے (چھڑا لیا) ﴿۱۰۷﴾

﴿۸۳﴾: ”شیعتہ“ ایسا گروہ جسکے دینی عقائد ایک جیسے ہوں۔

﴿۸۸﴾: اللہ ہمارے بھائی کی لغزش سے درگزر کرے۔

یہاں سمجھنے والی بات یہ ہے کہ ہر ظاہری طور پر نظر آنے والا جھوٹ جھوٹ نہیں ہوتا۔ فرمان الٰہی ہے۔
”مگر اس پر (کچھ گناہ نہیں) جو مجبور کر دیا گیا تھا مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا“۔ (النحل ۱۰۶:۱۶)

● حضرت ابراہیمؑ کے ان تین جھوٹوں کی حقیقت بھی بس اتنی ہی ہے اور یہ بھی صرف حق کی حمایت میں تھے۔ اب اگر فی الواقع ہم انہیں جھوٹ جیسا مان لیں تو حضرت ابراہیمؑ کی ۱۷۵ سالہ زندگی میں اور کہیں کوئی جھوٹ کیوں نہیں ملتا۔

﴿۸۹﴾: حضرت ابراہیمؑ عراق کے شہر بابل سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ لوگ نجوم پرست تھے۔ جب قوم کے لوگ اپنے جشن کے دن بستی سے باہر میلہ کے لئے نکلے تو انہوں نے ستاروں کی طرف دیکھ کر کہہ دیا کہ میری طبیعت ناساز ہے۔

﴿۹۳﴾: اس طرح جس موقع کے انتظار میں تھے ابراہیمؑ کو وہ میسر آ گیا۔ بت خانہ میں جا کر سب بتوں کو توڑ پھوڑ دیا اور کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر لٹکا دیا۔

﴿۹۴﴾: قوم کو یہ اندازہ تو پہلے ہی سے تھا کہ ابراہیمؑ ان بتوں کے مخالف ہیں اور پھر وہی میلہ میں بھی نہیں گئے تھے۔

﴿۹۸﴾: جب انہیں آگ میں پھینکا گیا تو اللہ کے حکم سے آگ ٹھنڈی اور فرحت بخش بن گئی۔

﴿۱۰۱﴾: حضرت ابراہیمؑ کی عمر کافی زیادہ ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ عطا فرمائے۔

﴿۱۰۲﴾: انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں پھر آپ نے تین دن مسلسل یہ خواب دیکھا آپ نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔

● یہ اس لئے نہیں پوچھا کہ ذبح کریں یا نہ کریں بلکہ اس لئے پوچھا کہ معلوم ہو جائے کہ بیٹا صالح ہے یا نہیں؟ یاد رہے اللہ تعالیٰ سے حضرت ابراہیمؑ نے صالح بیٹا مانگا تھا۔ (دیکھیں آیت نمبر ۱۰۰)

﴿۱۰۳﴾: تاکہ چہرہ سامنے ہونے سے شفقت پدری حکم الٰہی بجا لانے میں رکاوٹ نہ بنے۔

﴿۱۰۷﴾: یہ ایک سینگ والا مینڈھا تھا جو کہ فرشتوں نے وہاں لا کر حاضر کیا تھا۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿١٠٩﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٠﴾

اور باقی رکھا ہم نے ان کے لئے پچھلی نسلوں میں (۱۰۸) یہ کہ سلام ہو ابراہیمؑ پر (۱۰۹) ایسی ہی جزا دیتے ہیں ہم نیکی کرنے والوں کو (۱۱۰)

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١١﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٢﴾

بلاشبہ وہ تھا ہمارے مومن بندوں میں سے (۱۱۱) اور بشارت دی ہم نے اسے اسحٰقؑ کی، جو نبی ہوگا صالحین میں سے (۱۱۲)

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿١١٣﴾ ع ۳ ۳۹ ۷

اور برکت دی ہم نے اسے اور اسحٰقؑ کو اور ان دونوں کی نسل میں کوئی نیکی کرنے والا ہے اور کوئی ظلم کرنے والا ہے اپنے نفس پر کھلم کھلا (۱۱۳)

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿١١٤﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿١١٥﴾

اور بلاشبہ احسان کیا ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ پر بھی (۱۱۴) اور ہم نے نجات دی اُن دونوں کو اور اُن کی قوم کو بہت بڑی (بھاری) مصیبت سے (۱۱۵)

وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿١١٦﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿١١٧﴾

اور ہم نے مدد کی اُن کی، سوہو کررہے وہی غالب (۱۱۶) اور دی ہم نے اُن کو ایک کتاب، ہر بات واضح کرنے والی (۱۱۷)

وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١١٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿١١٩﴾ سَلٰمٌ

اور دکھائی ہم نے انہیں سیدھی راہ (۱۱۸) اور باقی رکھا ہم نے ان دونوں کے لئے پچھلی نسلوں میں (۱۱۹) یہ کہ سلام ہو

عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا

موسیٰؑ اور ہارونؑ پر (۱۲۰) بلاشبہ ہم ایسی ہی جزا دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو (۱۲۱) اور یقیناً وہ دونوں تھے ہمارے بندوں میں سے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٢٢﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾

مومن بندے (۱۲۲) اور بلاشبہ الیاسؑ بھی رسولوں میں سے تھے (۱۲۳) جب کہا! اس نے اپنی قوم سے کیا نہیں تم ڈرتے (۱۲۴)

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿١٢٥﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٢٦﴾

کیا عبادت کرتے ہوتم بعل (مورتی) کی اور چھوڑ دیتے ہواحسن الخالقین کو (۱۲۵) یعنی اللہ کو جو رب ہے تمہارا اور رب ہے تمہارے پہلے باپ دادوں کا (۱۲۶)

فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿١٢٧﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَرَكْنَا

تو جھٹلادیا انہوں نے اسے، چنانچہ وہ اب پیش کئے جانے والے ہیں (۱۲۷) سوائے اللہ کے ان بندوں کے جنہیں اُس نے خاص کرلیا ہے (۱۲۸) اور باقی رکھا ہم نے

عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٢٩﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿١٣٠﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣١﴾

اُس کے لئے پچھلی نسلوں میں (۱۲۹) یہ کہ سلام ہو الیاسؑ پر (۱۳۰) بیشک ہم ایسی ہی جزا دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو (۱۳۱)

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٢﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٣٣﴾

بیشک وہ تھا ہمارے مومن بندوں میں سے (۱۳۲) اور بلاشبہ لوطؑ بھی رسولوں میں سے تھا (۱۳۳)

(۱۰۸): چنانچہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی اطاعت گزاری کی یہ اعلیٰ مثال اللہ رب العزت کو اتنی پسند آئی کہ اسے مستقل سنت بنادیا۔ قیامت تک لوگ قربانی کر کے اس سنت کو زندہ کرتے رہیں گے۔

● حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یہ قربانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ۔ ”تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے“۔ (احمد)

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ ذبیح اللہ حضرت اسماعیلؑ نہ تھے بلکہ حضرت اسحاق تھے۔ یہ کئی وجوہ سے غلط ہے۔

ا۔ یہاں حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ اس بیٹے کا ذکر ہے جو کہ قربانی کے عمل میں شامل تھے۔ جبکہ دوسرے بیٹے یعنی حضرت اسحٰقؑ کا ذکر آیت نمبر ۱۱۲ میں آرہا ہے۔

● حضرت اسمٰعیلؑ کی بشارت دی گئی تو اس کے ساتھ حلیم کی صفت مذکور ہوئی۔ اس کا تعلق قربانی سے ہے جبکہ حضرت اسحٰقؑ کی بشارت دی گئی تو ساتھ ہی ان کے بیٹے یعقوب کی بشارت بھی دیدی گئی۔ یہ امر محال ہے کہ ایک جانب حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے کی خوشخبری دی گئی ہو اور دوسری جانب حضرت اسحاقؑ کی قربانی کا حکم دیا گیا ہو۔

● قربانی کی یادگار اور اس سے متعلقہ رسوم بنی اسماعیل میں بطور وراثت منتقل ہوتی چلی آئی ہیں حتیٰ کہ آپ کی بعثت کے وقت بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود تھیں۔

(۱۱۴): ان احسانات کی فہرست بڑی طویل ہے۔ بنی اسرائیل کے جانی دشمن کے گھر ہی پرورش کا بندوبست کردیا، نبوت عطا فرمائی۔ معجزات دیئے، فرعون کے مقابلہ میں کامیابی عطا فرمائی۔

(۱۲۳): حضرت الیاس جنہیں الیاسین بھی کہا گیا ہے جو حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھے۔ انکا زمانۂ نبوت نویں صدی قبل مسیح ہے۔ ان کا مرکز تبلیغ بعلبک نامی شہر تھا جو شام میں واقع ہے۔

(۱۲۵): حضرت الیاس کی قوم بعل نامی بت کی پجاری تھی۔ قرآن کریم میں بعل لفظ ”خاوند“ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ سامی اقوام لفظ خداوند، سردار کے معنوں میں استعمال کرتی تھیں گویا یہ بت انہوں نے دوسرے تمام بتوں کا سردار مقرر کیا ہوا تھا۔

● اب ”بعل“ جسے خود تم نے گڑھ رکھا ہے تم اس کے خالق ہو نہ کہ وہ تمہارا خالق ہے۔ پھر تم کیوں اپنے اور اپنے باپ دادا کے خالق کے حضور نہیں جھکتے؟۔

(۱۳۳): حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔ ان کا مرکز تبلیغ سدوم کا علاقہ تھا ان کی قوم دوسری بیماریوں کے علاوہ ہم جنس پرستی کے مرض میں بھی مبتلا تھی۔

إِذْ نَجَّيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥٓ أَجْمَعِينَ ﴿١٣٤﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِى ٱلْغَٰبِرِينَ ﴿١٣٥﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا ٱلْءَاخَرِينَ ﴿١٣٦﴾ وَإِنَّكُمْ
جب نجات دی ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو﴿۱۳۴﴾ سوائے ایک بڑھیا کے جو تھی پیچھے رہ جانے والوں میں ﴿۱۳۵﴾ پھر ہم نے ہلاک کر دیا دوسروں کو﴿۱۳۶﴾ اور بیشک تم
لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِم مُّصْبِحِينَ ﴿١٣٧﴾ وَبِٱلَّيْلِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٣٨﴾ وَإِنَّ يُونُسَ ع ۴ ۲۵ ۸
گزرتے ہو ان کے پاس سے صبح کے وقت بھی﴿۱۳۷﴾ اور شام کے وقت بھی، کیا پھر بھی تم نہیں عقل رکھتے﴿۱۳۸﴾ اور بلاشبہ یونسؑ بھی
لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٩﴾ إِذْ أَبَقَ إِلَى ٱلْفُلْكِ ٱلْمَشْحُونِ ﴿١٤٠﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ ٱلْمُدْحَضِينَ ﴿١٤١﴾
رسولوں میں سے تھا﴿۱۳۹﴾ جب وہ بھاگ کر گیا ایک بھری ہوئی کشتی کی طرف﴿۱۴۰﴾ پھر قرعہ اندازی کی (اہل کشتی نے) تو وہ ہوگیا ہار جانے والوں میں سے (یعنی سمندر میں ڈالے جانے والوں میں سے)﴿۱۴۱﴾
فَٱلْتَقَمَهُ ٱلْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿١٤٢﴾ فَلَوْلَآ أَنَّهُۥ كَانَ مِنَ ٱلْمُسَبِّحِينَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ
چنانچہ نگل لیا اسے مچھلی نے اور ٹھہرا وہ قابل ملامت﴿۱۴۲﴾ سو اگر نہ ہوتی یہ بات، کہ تھا وہ تسبیح بیان کرنے والوں میں سے﴿۱۴۳﴾ تو وہ رہتا
فِى بَطْنِهِۦٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤٤﴾ فَنَبَذْنَٰهُ بِٱلْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ﴿١٤٥﴾ وَأَنۢبَتْنَا عَلَيْهِ النصف
مچھلی کے پیٹ میں، روز قیامت تک﴿۱۴۴﴾ پھر ہم نے ڈال دیا اسے ایک چٹیل میدان میں، جبکہ وہ بیمار تھا﴿۱۴۵﴾ اور ہم نے اگا دیا اس پر
شَجَرَةً مِّن يَقْطِينٍ ﴿١٤٦﴾ وَأَرْسَلْنَٰهُ إِلَىٰ مِا۟ئَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ﴿١٤٧﴾ فَـَٔامَنُوا۟ فَمَتَّعْنَٰهُمْ
ایک درخت بیل دار (جیسے لوکی وغیرہ کا)﴿۱۴۶﴾ اور ہم نے بھیجا اس کو ایک لاکھ (لوگوں) کی طرف، یا اس سے کچھ زائد لوگوں کی طرف﴿۱۴۷﴾ سو وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان کو فائدہ (اٹھانے کا موقع) دیا
إِلَىٰ حِينٍ ﴿١٤٨﴾ فَٱسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ ٱلْبَنَاتُ وَلَهُمُ ٱلْبَنُونَ ﴿١٤٩﴾ أَمْ خَلَقْنَا ٱلْمَلَٰٓئِكَةَ
ایک وقت (مقرر) تک﴿۱۴۸﴾ سو آپ پوچھئے اُن سے کہ آپ کے رب کے لئے تو بیٹیاں ہیں اور اُن کے لئے بیٹے﴿۱۴۹﴾ یا یہ بات بھی کہ بنایا ہے ہم نے فرشتوں کو
إِنَٰثًا وَهُمْ شَٰهِدُونَ ﴿١٥٠﴾ أَلَآ إِنَّهُم مِّنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَدَ ٱللَّهُ وَإِنَّهُمْ
عورتیں اور اِس حال میں کہ وہ گواہ ہیں﴿۱۵۰﴾ جان لو کہ یقیناً یہ اُن کی من گھڑت بات ہے جو یہ کہتے ہیں﴿۱۵۱﴾ کہ اللہ اولاد رکھتا ہے اور یقیناً یہ
لَكَٰذِبُونَ ﴿١٥٢﴾ أَصْطَفَى ٱلْبَنَاتِ عَلَى ٱلْبَنِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿١٥٤﴾
جھوٹے ہیں﴿۱۵۲﴾ کیا اُس نے منتخب کیا ہے بیٹیوں کو بیٹوں پر﴿۱۵۳﴾ کیا ہوگیا ہے تمہیں! تم کیسا فیصلہ کرتے ہو﴿۱۵۴﴾
أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٥﴾ أَمْ لَكُمْ سُلْطَٰنٌ مُّبِينٌ ﴿١٥٦﴾ فَأْتُوا۟ بِكِتَٰبِكُمْ إِن كُنتُمْ
کیا پھر نہیں تم غور کرتے﴿۱۵۵﴾ کیا ہے تمہارے پاس واضح دلیل﴿۱۵۶﴾ تو تم لے آؤ اپنی کتاب اگر تم ہو
صَٰدِقِينَ ﴿١٥٧﴾ وَجَعَلُوا۟ بَيْنَهُۥ وَبَيْنَ ٱلْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ ٱلْجِنَّةُ إِنَّهُمْ
سچے﴿۱۵۷﴾ اور انہوں نے بنا رکھا ہے اللہ اور جنوں کے درمیان رشتے داری، حالانکہ خوب جانتے ہیں جنّ، کہ یہ لوگ
لَمُحْضَرُونَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٠﴾
سزا کے لئے پیش کئے جانے والے ہیں﴿۱۵۸﴾ پاک ہے اللہ کی ذات، ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں﴿۱۵۹﴾ سوائے اللہ کے اُن بندوں کے جنہیں اُس نے خاص کر لیا ہے﴿۱۶۰﴾

﴿۱۳۵﴾: حضرت لوطؑ کی بیوی قوم کی سر کشی میں اس کا ساتھ دیتی تھی۔ چنانچہ عذاب میں اسے بھی پکڑ لیا گیا۔ ان کی پوری بستی الٹ دی گئی پھر اوپر سے پتھروں کی بارش کی گئی۔

﴿۱۳۸﴾: قوم لوط کا علاقہ سدوم اس شاہراہ پر واقع ہے جسے یمن سے شام جانے والے تجارتی قافلے استعمال کیا کرتے تھے۔

﴿۱۳۹﴾: حضرت یونسؑ اہل نینوا موجودہ موصل کی جانب مبعوث ہوئے۔

﴿۱۴۰﴾: ''ابق'' غلام کے اپنے آقا سے بھاگ جانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی سے معلوم ہوا کہ حضرت یونسؑ اللہ کے حکم کے بغیر ہی ہجرت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

﴿۱۴۱﴾: جب وہ ساحل سمندر پر پہنچے تو انہیں ایک بھری ہوئی کشتی ملی۔ ان کے کہنے پر انہیں بھی سوار کر لیا گیا۔ کشتی تھوڑا ہی چلی ہو گی کہ آگے جانے کے بجائے چکر کھانے لگی۔ ان لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ کشتی اس طرح چکر اس لئے کھا رہی ہے کہ کوئی بھاگا ہوا غلام اس میں سوار ہو گیا ہے یا انہوں نے کشتی کا وزن کم کرنے کے لئے کسی کو سمندر میں پھینکنے کا فیصلہ کیا۔ مگر کوئی شخص رضا کارانہ طور پر یہ قربانی دینے کو تیار نہ ہوا تو انہوں نے قرعہ اندازی کا فیصلہ کیا۔ اتفاق سے قرعہ اندازی میں بار بار حضرت یونسؑ ہی کا نام نکلتا تو انہوں نے اٹھا کر حضرت یونسؑ کو سمندر میں پھینک دیا۔

﴿۱۴۲﴾: ادھر ایک بڑی وہیل مچھلی منہ کھولے کھڑی تھی چنانچہ اس نے فوراً ہی آپ کو نگل لیا۔
ایک تو بھاگنے کے بعد ضمیر کی خلش ہوئی کہ اجتہادی غلطی ہوئی ہے دوسری جانب بار بار قرعہ میں نام نکلنے سے آپ کو اپنی غلطی کا یقین ہو گیا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی بندے کے لئے جائز نہیں کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں''۔ (بخاری و مسلم)

﴿۱۴۶﴾: تا کہ اس چٹیل میدان میں سایہ کا بندوبست ہو جائے۔

﴿۱۴۷﴾: جس قوم سے آئے تھے ان کو دوبارہ انہی کی جانب بھیجا گیا۔ انہیں ان کی گریہ وزاری پر عذاب سے جس طرح نجات ملی اس کے لئے۔ دیکھیں (یونس ۱۰:۱۲)

﴿۱۵۰﴾: نہ تو تم تخلیق ملایکہ کے وقت موجود تھے کہ دیکھتے وہ عورتیں ہیں یا مرد اور نہ ہی کوئی تحریر اس کے اثبات میں تمہارے پاس ہے پھر تم یہ بے تکی کس بنا پر ہانکتے ہو؟

﴿۱۵۸﴾: مادہ جنوں کو فرشتوں کی مائیں بتاتے۔ حالانکہ اگر تم آسمانی کتاب ثبوت کے طور پر لاؤ گے تو اس میں یہی پاؤ گے کہ جن تو خود لاچار مخلوق ہیں اور ان میں سے بے شمار تو جہنم میں جھونکے جائیں گے۔

فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ (۱۶۱) مَآ أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَٰتِنِينَ (۱۶۲) إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ ٱلْجَحِيمِ (۱۶۳)

پس بیشک تم اور وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو (۱۶۱) نہیں ہو تم سب اس اللہ کے خلاف (کسی کو) بہکانے والے (۱۶۲) سوائے اس کے جو جانے والا ہو جہنم میں (۱۶۳)

وَمَا مِنَّآ إِلَّا لَهُۥ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ (۱۶۴) وَإِنَّا لَنَحْنُ ٱلصَّآفُّونَ (۱۶۵) وَإِنَّا لَنَحْنُ ٱلْمُسَبِّحُونَ (۱۶۶)

اور نہیں ہے ہم میں سے کوئی، مگر ہے اس کا ایک مقام مقرر (۱۶۴) اور بیشک ہم ہی ہیں جو صف بستہ کھڑے رہتے ہیں (۱۶۵) اور ہم ہی ہیں جو اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں (۱۶۶)

وَإِن كَانُوا۟ لَيَقُولُونَ (۱۶۷) لَوْ أَنَّ عِندَنَا ذِكْرًا مِّنَ ٱلْأَوَّلِينَ (۱۶۸) لَكُنَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ (۱۶۹)

اور اگرچہ یہ کہا کرتے تھے (۱۶۷) اگر ہوتی ہمارے پاس بھی کوئی نصیحت (کتاب) جو ملی تھی پہلے لوگوں کو (۱۶۸) تو ضرور ہوتے ہم اللہ کے خاص بندے (۱۶۹)

فَكَفَرُوا۟ بِهِۦ ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (۱۷۰) وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا ٱلْمُرْسَلِينَ (۱۷۱) إِنَّهُمْ

تو انہوں نے انکار کیا اس کے ماننے سے، سو عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا (۱۷۰) اور بلاشبہ پہلے ہو چکا ہے ہمارا فیصلہ اپنے ان بندوں کے بارے میں، جنہیں ہم نے رسول بنا کر بھیجا ہے (۱۷۱) کہ یقیناً ان کی ضرور

لَهُمُ ٱلْمَنصُورُونَ (۱۷۲) وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ ٱلْغَٰلِبُونَ (۱۷۳) فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ (۱۷۴) وَأَبْصِرْهُمْ

مدد کی جائے گی (۱۷۲) اور بیشک ہمارا لشکر ضرور غالب ہو کر رہے گا (۱۷۳) پس (اے نبیؐ) ان سے منہ موڑ لیجئے (چھوڑ دیجئے) ایک مدت تک (۱۷۴) اور دیکھتے رہیے،

فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ (۱۷۵) أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ (۱۷۶) فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ

سو عنقریب وہ خود بھی دیکھ لیں گے (۱۷۵) کیا یہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں (۱۷۶) پھر جب وہ آ اترے گا ان کی صحن میں تو بہت برا ہوگا، پس بری ہوئی صبح

ٱلْمُنذَرِينَ (۱۷۷) وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ (۱۷۸) وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ (۱۷۹) سُبْحَٰنَ رَبِّكَ

ڈرائے گئے لوگوں کی (۱۷۷) اور آپ اعراض کر لیجئے ان سے ایک مدت تک (۱۷۸) اور آپ دیکھئے! پھر عنقریب وہ بھی دیکھیں گے (۱۷۹)

رَبِّ ٱلْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ (۱۸۰) وَسَلَٰمٌ عَلَى ٱلْمُرْسَلِينَ (۱۸۱) وَٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ (۱۸۲)

ع ۵ / ۴۴ / ۹

پاک ہے آپ کا رب! جو مالک ہے عزت کا، ان باتوں سے جو وہ (مشرک) بیان کرتے ہیں (۱۸۰) اور سلام ہے (سب) رسولوں پر (۱۸۱) اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو رب ہے تمام جہانوں کا (۱۸۲)

(۳۸) سُورَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ (۳۸)

اٰیاتہا ۸۸ — رکوعاتہا ۵

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

صٓ ۚ وَٱلْقُرْءَانِ ذِى ٱلذِّكْرِ (۱) بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فِى عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ (۲)

صاد، قسم ہے قرآن نصیحت کرنے والے کی (۱) بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، (وہ) تکبر میں اور مخالفت میں ہیں (۲)

كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ فَنَادَوا۟ وَّلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ (۳)

کتنی ہی ہم نے ہلاک کر دیں ان سے پہلے قومیں، تو انہوں نے پکارا (مدد کے لئے) اور نہ تھا وہ وقت بچنے کا (۳)

(۱۶۳): جس نے جہنم کا ایندھن بننے کا ہی تہیہ کر رکھا ہو۔

(۱۶۶): مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور اپنا معبود قرار دیتے تھے۔ ان تین آیات میں فرشتوں کی زبان سے اصل حقیقت بیان کی گئی ہے۔ یعنی تمہارے اس شرکیہ عقیدہ کے مقابلہ میں فرشتوں کا اپنا بیان یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک فرشتہ کا ایک مقررہ درجہ اور مقام ہے جس سے آگے ہم بڑھ نہیں سکتے۔ چنانچہ ترمذی کی ایک روایت کے مطابق ایک دفعہ رسول اللہ نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو جبرئیل نے جواب دیا کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر حجاب ہیں۔ اگر میں اپنے مقام سے ذرا بھی آگے بڑھنے کی کوشش کروں تو جل جاؤں۔

اور ہمارا تو یہ حال ہے کہ ہم ہر وقت اللہ کی بارگاہ میں صف بستہ کھڑے تسبیح و تہلیل کرتے رہتے ہیں اور ہمہ وقت اس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔

(۱۶۹): حضرت اسماعیلؑ کے بعد مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کوئی نبی مبعوث نہ ہوا تھا۔

(۱۷۷): چنانچہ یہ عذاب واقعی ان کے لئے اپنے گھروں کے صحن میں مجسم بن کر پہنچ گیا۔ اعلان برات کے بعد کفار کو اپنے گھر بھی چھوڑنے کا الٹی میٹم دیدیا گیا اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے گھروں کے اندر ہی بے بس اور لاچار اور مجبور کر کے رکھ دیا کہ یا تو دین حق قبول کر لیں یا گھروں کو خیر آباد کہہ کر جلاوطنی قبول کر لیں۔

تفسیر سورہ صٓ

(۱): یہ حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔ اس قسم کے حروف بعض سورتوں کے شروع میں آتے ہیں۔ یہ کل چودہ ہیں ان کے درست معنی اور مفہوم آج کے دور میں متعین کرنا مشکل ہے۔ نزول قرآن کے وقت لوگ ان کے مفہوم سے آگاہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی صحابی سے کوئی ایسی حدیث روایت نہیں ہوئی جس سے قطعی طور پر اس کا مفہوم واضح ہو جائے۔ کافی مفسرین نے ان کے معانی متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن میں سے ایک تفسیر یہ ہے کہ یہ اللہ رب العزت کی جانب سے عرب ادباء کو چیلنج تھا کہ قرآن انہی بنیادی حروف سے مرکب ہے جنہیں تم استعمال کرتے ہو۔ اگر تمہیں اس کے حق ہونے کا شک ہے تو تم بھی ایسا قرآن بنا لاؤ۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ان الفاظ کے درست اور قطعی مفہوم کے نہ سمجھنے سے ہدایت میں کسی طرح کی کمی واقع نہیں ہوتی۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ز وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٤﴾

اور انہیں تعجب ہوا اس بات پر کہ آیا ان کے پاس ایک ڈرانے والا جو انہی میں سے ہے اور کہا منکرین نے! کہ یہ ہے جادوگر، سخت جھوٹا ﴿۴﴾

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ

کیا بنا ڈالا ہے اس نے سارے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود؟ بیشک یہ تو ایک چیز ہے بہت ہی عجیب ﴿۵﴾ اور نکل گئے اُن کے سردار

اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ج اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ﴿٦﴾ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا

(یہ کہتے ہوئے) کہ چلو اور جمے رہو اپنے معبودوں (کی عبادت) پر، بیشک یہ ایسی بات ہے جس کا کچھ اور مقصد ہے ﴿۶﴾ نہ سنی ہم نے کوئی ایسی بات

فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ج اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ﴿٧﴾ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ط

پچھلے دین میں، نہیں ہے یہ مگر گڑھی ہوئی بات ﴿۷﴾ کیا نازل کی گئی ہے اُس پر نصیحت ہمارے درمیان میں سے،

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ج بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ﴿٨﴾ ط اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ

بلکہ وہ تو شک میں ہیں میری نصیحت میں سے، بلکہ ابھی تک نہیں انہوں نے چکھا میرا عذاب ﴿۸﴾ کیا اُن کے پاس خزانے ہیں

رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ﴿٩﴾ ج اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا قف

آپ کے رب کی رحمت کے، جو زبردست، بہت عطا کرنے والا ہے ﴿۹﴾ یا کیا ہے اُن کی بادشاہی آسمانوں اور زمین پر اور اُن چیزوں پر جو اُن کے درمیان ہیں

فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ﴿١٠﴾ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ﴿١١﴾ كَذَّبَتْ

تو انہیں چاہیے کہ وہ چڑھ جائیں (آسمان پر) رسیوں کے ذریعہ ﴿۱۰﴾ (یہ) ایک لشکر ہے چھوٹا سا (جو) وہاں شکست کھا جائے گا (جس طرح) دوسرے اِسی قسم کے لشکروں نے (شکست کھائی) ﴿۱۱﴾ جھٹلایا تھا

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿١٢﴾ لا وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ط

اِن سے پہلے قوم نوح، عاد اور فرعون میخوں (کھونٹا) والے نے ﴿۱۲﴾ اور ثمود اور قوم لوط اور ایکہ والوں نے،

اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ﴿١٣﴾ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿١٤﴾ ع وَمَا

ع ۱۴/۱ ۱۰

یہی وہ لشکر تھے (جنہوں نے شکست کھائی) ﴿۱۳﴾ نہیں ہے (ان میں سے) کوئی بھی مگر اُس نے جھٹلایا رسولوں کو، تو ثابت ہو گیا اس پر میرا عذاب ﴿۱۴﴾ اور نہیں

يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿١٥﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا

انتظار کر رہے یہ لوگ، مگر ایک زور کی آواز کا، نہیں ہوگا اُس کے لئے (درمیان میں) کوئی وقفہ ﴿۱۵﴾ اور (کافروں نے) کہا! اے ہمارے رب! جلدی دے تو ہمیں

قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿١٦﴾ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ

ہمارا حصہ حساب کے دن سے پہلے ﴿۱۶﴾ (اے نبیؐ) آپ صبر کیجئے! ان (باتوں) پر جو وہ کہتے ہیں اور یاد کیجئے ہمارے بندے، داؤدؑ

ذَا الْاَيْدِ ج اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿١٧﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿١٨﴾ لا

صاحبِ قوت کو، بیشک وہ بہت رجوع کرنے والا تھا ﴿۱۷﴾ بیشک ہم نے مسخر کر رکھا تھا پہاڑوں کو، اُس کے ساتھ وہ تسبیح بیان کرتے شام اور صبح ﴿۱۸﴾

﴿۵﴾: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ: ایک دفعہ ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش اس کے پاس آئے اور نبی اکرم ﷺ بھی اس کے پاس آئے۔ ابو طالب کے پاس ایک ہی آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ابو جہل اٹھا کہ آپ ﷺ کو وہاں بیٹھنے سے روک دے۔ پھر ان لوگوں نے ابو طالب سے آپ ﷺ کے متعلق شکایت کی۔ ابو طالب آپ ﷺ سے کہنے لگے بھتیجے تم اپنی قوم سے کیا چاہتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ صرف ایک کلمہ اگر وہ اسے قبول کر لیں تو عرب کے حاکم بن جائیں اور عجم سے جزیہ وصول کریں۔ ابو طالب نے کہا کہ صرف ایک کلمہ؟ آپ نے فرمایا ہاں صرف ایک کلمہ پھر فرمایا چچا جان آپ لوگ یہ تسلیم کر لیں کہ اللہ کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ قریش کہنے لگے کیا ہم صرف ایک ہی الٰہ کی عبادت کریں؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے ہم نے تو زمانہ قریب کے دین میں تو کبھی سنی ہی نہیں۔ یہ تو محض من گھڑت بات ہے۔ انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ترمذی)

﴿۶﴾: یہ تو کوئی سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔ ایک اللہ کے نام سے یہ ہماری قیادت وسیادت سنبھالنا چاہتے ہیں۔

﴿۷﴾: یہود و نصاریٰ اور اپنے آباؤ اجداد کسی نے بھی صرف ایک ہی الٰہ کی بات نہیں کی۔

﴿۸﴾: کیا مکہ اور طائف کے سردار مر گئے تھے؟ صرف یہی رہ گئے تھے نبوت کے کاروبار کے لئے؟

﴿۹﴾: کہ جسے وہ چاہیں نبوت عطا کریں؟

﴿۱۰﴾: تاکہ سلسلہ وحی منقطع کر دیں اور اپنی مرضی کے لوگوں کو نبوت دیدیں۔

﴿۱۱﴾: یہ ایک واضح پیشین گوئی تھی جو کہ حرف بحرف پوری ہوئی۔

﴿۱۲﴾: اگر محاورتاً معنی لئے جائیں تو مراد یہ ہوگی کہ قوت وسطوت والا فرعون۔ لفظی معنی بھی لئے جا سکتے ہیں کہ فرعون جب کسی کو سولی چڑھاتا تو ہاتھوں پاؤں میں میخیں بھی ٹھونک دیتا تھا۔

﴿۱۳﴾: ان کی طرف حضرت شعیبؑ مبعوث ہوئے تھے۔ یہ مدین کے قریب ہی کوئی بستی تھی۔ لفظی معنی بن والے یا جنگل والے ہیں جس میں درختوں کی کثرت ہوتی ہے۔ اہل مکہ کے مقابلے میں تو ہر طرح سے بڑے لشکر تھے۔

﴿۱۶﴾: قط۔ حصہ۔ یوم قیامت کی جزا و سزا کی جو تم بات کرتے ہو وہ ابھی ہی دیدو۔

﴿۱۱۷﴾: ذوالاید۔ ہاتھوں والا۔ مراد ہے صاحب قوت۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سیاسی اور فوجی قوت بھی دے رکھی تھی اور جسمانی قوت بھی۔

﴿۱۱۸﴾: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو اتنی سریلی آواز دی ہوئی تھی کہ جب اللہ کی حمد کے نغمے گاتے تو ساری فضاء مسحور ہو جاتی۔ ارد گرد پرندے جمع ہو جاتے اور وہ بھی آپ کے ہمنوا ہو جاتے اور پہاڑوں سے گونج پیدا ہوتی۔

وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾

اور پرندے سمٹ آتے تھے اور سب اس کے آگے متوجہ ہوجاتے تھے ⑲ اور ہم نے مضبوط کردی تھی اس کی بادشاہی اور ہم نے دی تھی اُسے حکمت اور فیصلہ کُن بات کہنے کی صلاحیت ⑳

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ لا اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ

وقف لازم

اور کیا آئی خبر آپ کے پاس جھگڑنے والوں کی، جب وہ دیوار پھاند کر آگئے تھے محراب (کمرے) میں ㉑ جب وہ داخل ہوئے داؤد پر، تو وہ گھبرا گئے

مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا

اُن سے (دیکھ کر انہوں نے) کہا! آپ نہ ڈریں، (ہم) دو جھگڑنے والے ہیں، زیادتی کی ہے ہم میں سے ایک نے دوسرے پر، سو آپ فیصلہ کردیجئے ہمارے درمیان حق کے ساتھ اور نہ

تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ

بے انصافی کیجئے اور ہماری رہنمائی کیجئے سیدھی راہ کی طرف ㉒ بیشک یہ میرا بھائی ہے، اِس کے پاس ننانویں دُنبیاں ہیں اور میرے پاس

نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ

ایک دنبی (بکری) ہے، اب یہ کہتا ہے وہ بھی میرے حوالے کردے اور مجھ پر غالب آجاتا ہے بات کرنے میں ㉓ (داؤدؑ نے) کہا! یقیناً اس نے تجھ پر ظلم کیا سوال کرکے

نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ

تیری دنبی کا (ملا لینے کا) اپنی دنبیوں میں اور بلاشبہ بہت سے مل جل کر ساتھ رہنے والے زیادتیاں کرتے رہتے ہیں ایک دوسرے پر، سوائے ان لوگوں کے، جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ

ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک اور بہت ہی کم ہیں ایسے لوگ اور سمجھ گیا داؤدؑ کہ ہم نے اُسے آزمایا ہے، تو اس نے بخشش مانگی اپنے رب سے

السجدة ۱۰

وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾ السجدة فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾

اور وہ گر پڑا رکوع (سجدے) میں اور رجوع کیا ㉔ تو ہم نے معاف کردیا اس کا یہ (قصور) اور بیشک اس کے لئے ہمارے پاس قرب (قریبی رہنے والے) ہے اور بہتر انجام ہے ㉕

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ

اے داؤدؑ! بیشک ہم نے بنایا تم کو خلیفہ زمین میں، تو فیصلہ کر لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ اور نہ پیروی کر

الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ

خواہش نفس کی، کہ وہ تجھے گمراہ کردے اللہ کی راہ سے، بیشک وہ لوگ جو گمراہ ہوتے ہیں اللہ کی راہ سے، اُن کے لئے ہے

ع ۲ ۱۲ ۱۱

عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ ع وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا

عذاب شدید، یہ اس سبب سے کہ انہوں نے بھلادیا یوم حساب کو ㉖ اور نہیں پیدا کیا ہے ہم نے آسمان اور زمین کو اور اس کو جو

بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ ط

ان کے درمیان ہے بے مقصد، یہ گمان ہے اُن لوگوں کا جو کافر ہیں، سو بربادی ہے اُن لوگوں کے لئے جو کافر ہیں (کہ جلیں گے وہ) آگ میں ㉗

⑲: اللہ تعالیٰ نے آپ کو آواز میں ایسا حسن اور ایسی کشش رکھ دی تھی کہ پرندے بھی جمع ہو کر سنتے۔

⑳: یا عام کلام اور تقریر کا بہترین ملکہ عطا فرمایا ہوا تھا۔

㉑: حضرت داؤدؑ نے کچھ دن عبادت الٰہی کے لئے مقرر کر رکھے تھے اور کچھ دن عوام کے مسائل کے حل کے لئے۔ جس دن عبادت کرتے کسی کو ان سے ملنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ یہاں محراب سے مراد مسجد کی محراب نہیں بلکہ حجرہ ہے امام ابن جریر نے گھر میں سب سے اچھی جگہ کو محراب کہا ہے۔

㉒: دونوں کے طرز کلام سے اور اندر داخل ہونے کے اسلوب سے حضرت داؤدؑ کو احساس ہوا کہ یہ معاملہ کوئی عام معاملہ نہیں ہے لہٰذا گھبرا گئے۔ عام مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ دونوں فرشتے تھے جو کہ انسانی شکل میں آئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت داؤدؑ کے پاس تنبیہ کے لیے بھیجا تھا۔

㉓: لازمی نہیں کہ ''بھائی'' ایک ہی ماں باپ کی نسبت سے ہو۔ اخوت کی اور کئی نسبتیں ہوسکتی ہیں جیسے دینی بھائی، رشتہ میں بھائی وغیرہ وغیرہ۔

㉔: خلطاء خلیط کی جمع ہے۔ کاروبار کے جزوی شریک۔ جیسے خریداری مل کر کریں مگر فروخت علیحد علیحدہ۔

حضرت داؤدؑ کو ان دونوں کی حقیقت پر پہلے ہی شبہ تھا۔ اب جب وہ مقدمہ کا فیصلہ سنتے ہی رخصت ہو گئے اور نفاذ کا مطالبہ بھی نہ کیا تو حضرت داؤدؑ کا شبہ مزید پختہ ہو گیا کہ یہ مقدمہ اصل میں ان دونوں کا نہیں بلکہ خود ان کا اپنا تھا۔ یہ معاملہ اصل میں کیا تھا؟ اس کی تفصیل قرآن و حدیث میں مذکور نہیں۔

بعض مفسرین نے اسرائیلیات کو نقل کیا ہے۔ بنی اسرائیل نے جیسے انبیاء کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے ہیں اور نبیوں کی عصمت کو داغدار کیا ہے وہ معروف ہے اور اللہ کے اس برگزیدہ نبی کی عصمت دری کی بھی حد کردی ہے۔

حضرت علیؓ تو یہاں تک کہا کرتے تھے کہ جس نے حضرت داؤدؑ پر تہمت لگائی میں اسے ۱۰۰ کوڑے لگوادوں گا۔ نبی پر قذف کی حد عام انسان کی حد سے دگنی ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ امام قرطبی کے درجات بلند فرمائے۔ انہوں نے اس مشکل مقام کی بہت اچھی تفسیر فرمائی ہے اس سارے واقعہ کی حقیقت اتنی ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو اتنی بڑی سلطنت عطا فرمائی تو ان کی تربیت بھی کی۔ یہ سارا واقعہ انہیں مقدمات کے فیصلہ کا طریق کار سکھلانے کے لئے ہوا۔ یہی تفسیر اشارات قرآنی سے قریب تر ہے۔ اس میں اپنی جانب سے کوئی اضافہ نہیں کرنا پڑتا۔ گویا حضرت داؤدؑ کو بتلایا گیا کہ دوسرے فریق کی بات سنے بغیر فیصلہ نہ کرنا چاہئے۔ اسی لغزش کی معافی کا ذکر یہاں کیا گیا ہے واللہ اعلم۔

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ

کیا ہم کر سکتے ہیں اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور کئے انہوں نے نیک عمل اُن لوگوں کی طرح جنہوں نے فساد مچایا زمین میں، یا ہم کر سکتے ہیں

الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ

متقیوں کو فاجروں کی طرح (۲۸) یہ کتاب جسے نازل کیا ہے ہم نے، تمہاری طرف، بڑی برکت والی ہے اور (نازل کی ہے) اس غرض سے کہ غور وفکر کریں اس کی آیات پر اور نصیحت حاصل کریں

أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ إِذْ عُرِضَ

عقل وشعور رکھنے والے (۲۹) اور عطا کیا ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ (جیسا بیٹا) بہت اچھا بندہ، بلاشبہ وہ اپنے رب کی طرف کثرت سے رجوع کرنے والا تھا (۳۰) جب پیش کیے گئے

عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي

اس کے سامنے شام کے وقت خوب سدھے ہوئے گھوڑے (۳۱) تو اُس نے کہا! میں نے محبوب رکھا ہے مال کی محبت کو، اپنے رب کی یاد کی وجہ سے،

حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ رُدُّوهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ

یہاں تک کہ جب وہ (گھوڑے) چھپ گئے اوٹ میں (۳۲) تو (حکم دیا) اُن کو واپس لاؤ میرے پاس، تو وہ لگے (ہاتھ) پھیرنے ان کی پنڈلیوں پر اور گردنوں پر (۳۳) اور یقیناً

فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ﴿٣٤﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي

آزمائش میں ڈالا ہم نے سلیمانؑ کو بھی اور ڈال دیا اس کی کرسی پر ایک جسد (دھڑ) پھر اس نے رجوع کیا (۳۴) (سلیمانؑ نے) کہا! اے میرے رب تو بخش دے مجھے اور تو عطا کر مجھے

مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ

ایسی بادشاہی کہ جو نہ لائق ہو کسی کے لئے میرے بعد، بلاشبہ تو ہی ہے خوب عطا فرمانے والا (۳۵) چنانچہ ہم نے مسخر کر دیا اس کے لئے ہوا کو،

تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَآخَرِينَ

جو چلتی تھی اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ، جہاں وہ پہنچنا چاہتا تھا (۳۶) اور (مسخر کر دیا) شیطانوں کو (جو)، ہر عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانے والے (۳۷) اور کچھ دوسرے بھی

مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٣٨﴾ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾

جو جکڑے رہتے تھے زنجیروں میں (۳۸) یہ ہے ہماری بخشش، پھر احسان کرے یا روک لے، نہیں ہوگا کوئی حساب (۳۹)

وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ

اور بیشک اس کے لئے ہمارے پاس مقام تقرب اور بہترین انجام ہے (۴۰) اور ذکر کیجئے! ہمارے بندے ایوبؑ کا، جب پکارا اُس نے اپنے رب کو، کہ بلاشبہ پہنچائی مجھے

الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴿٤١﴾ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ﴿٤٢﴾

شیطان نے تکلیف اور ایذا (۴۱) (ہم نے اسے حکم دیا) مارو (زمین پر) اپنا پیر، یہ غسل کرنے کا ٹھنڈا اور پینے کا (پانی ہے) (۴۲)

وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٤٣﴾

اور ہم نے عطا کئے اُس کو اور اُس کے اہل وعیال اور اُن کے برابر مزید اُن کے ساتھ اپنی رحمتِ خاص سے اور نصیحت ہے عقلمندوں کے لئے (۴۳)

(۳۱): صافنات صافن کی جمع ہے۔ ایسا گھوڑا جو تین ٹانگوں پر کھڑا ہوا اور چوتھا صرف کھر زمین پر ٹکا ہو۔ جیاد جید کی جمع ہے یعنی بہترین اوصاف والا گھوڑا۔ یہ گھوڑے حضرت داؤدؑ نے جہاد کے لیے تیار کرر کھے تھے۔

(۳۳): اس واقعہ کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ گھوڑوں کے شغل میں حضرت سلیمانؑ کی نماز یا وہ وظیفہ جو اس وقت کیا کرتے تھے فوت ہو گیا جس کا انہیں بہت صدمہ ہوا تو انہوں نے گھوڑوں کو منگوا کر ذبح کروا کے محتاجوں میں گوشت بانٹ دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ کو انکی یہ ادا پسند آئی تو اللہ تعالیٰ نے ہوا کو انکے تابع فرما دیا جو کہ گھوڑوں سے بہت تیز ہے جبکہ مفسرین کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ حضرت داؤدؑ نے شفقت سے گھوڑوں کی گردن اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرے واللہ اعلم۔

(۳۴): قرآن وسنت میں اس واقعہ کی تفصیل مذکور نہیں ہے۔

● تاریخ بنی اسرائیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے دل میں خواہش ہوئی کہ یہ سلطنت ان کی اولاد میں باقی رہے جبکہ ان کی اولاد اس کی اہل نہ تھی۔ غالباً اسے ہی اللہ تعالیٰ نے فتنہ قرار دیا ہے۔ بعد میں جب واقعی ان کے بیٹے کے صفات ایسے ہی نکلے تو انہوں نے اپنی اس خواہش سے رجوع کر لیا۔ واللہ اعلم۔

(۳۶): گو یا جب حضرت سلیمانؑ چاہتے تیز ہو جاتی اور جب چاہتے آہستہ ہو جاتی۔

(۳۷): جن آپ کے لئے مسخر کئے گئے تھے جو کہ آپ کے لئے عمارات تعمیر کرتے اور سمندر سے قیمتی اشیا نکال کرلاتے۔

(۳۸): جو آپ کی اطاعت سے سرکشی کرتے انہیں زنجیروں میں جکڑ دیتے۔

(۳۹): خود آپ کا اپنا حال یہ تھا کہ اپنے والد کی طرح بیت المال سے اپنی تنخواہ بھی نہ لیتے بلکہ تانبے (Copper) کی مصنوعات سے اپنا روزگار چلاتے۔

(۴۱): اشارہ اپنی طویل بیماری کی جانب ہے۔ دیکھیں (الانبیاء ۲۱: ۸۳) دنیا میں جن امور میں شر کا پہلو نکلتا ہے اس میں انسان کے اپنے برے اعمال یا شیاطین کا دخل بھی ہوتا ہے لہٰذا اسے شیطان کی جانب منسوب کیا۔

۴۴: حضرت ایوبؑ کی طویل بارہ سالہ بیماری میں آپ کی اولاد اور بیویاں سب نے ساتھ چھوڑ دیا۔ ایک وفاشعار بیوی ساتھ رہی۔ ایک مرتبہ اس کے منہ سے بھی ناشکری کی بات نکلی تو آپ نے کہہ دیا کہ شفایاب ہونے کے بعد تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ اب ظاہر ہے کہ ابتلا کے ان ایام میں بھی ساتھ نہ چھوڑنے کی یہ جزا تو نامناسب تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ ترکیب بتلا دی جس سے آپ کی قسم بھی پوری ہو جائے اور وفاشعار بیوی پر ظلم بھی نہ ہو۔

اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح سے حیلہ شریعت کے احکام میں کرنے کی عام اجازت ہے یا اس کے لئے کچھ شرائط ہیں؟ قرآن و حدیث میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا حیلہ جس سے کسی سے ظلم رفع کرنا مقصود ہو جائز ہے۔ جبکہ شرعی احکام میں حلیہ بگاڑنے کی قطعاً گنجائش نہیں۔

۴۵: اللہ کے دین کے نفاذ کے لئے عملی جدوجہد کرنیوالے تھے نہ کہ عابدوں اور زاہدوں کی طرح صرف ایک جانب ہو کر اللہ کی عبادت کرنیوالے تھے۔

۴۸: حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ معروف نبی ہیں۔ آپ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی کی اولاد سے ہیں۔ الیسعؑ حضرت الیاسؑ کے نائب اور خلیفہ تھے۔

ذوالکفل یعنی صاحب نصیب۔ چنانچہ یہ لقب ہے نام نہیں۔ آپ کا نام بشیر ہے اور آپ حضرت الیسع علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ شام ہی آپ کی تبلیغ کا مرکز تھا۔

۵۷: اکثر مفسرین نے اس کا معنیٰ پیپ سے کیا ہے مگر اس کے معنی شدید ٹھنڈا اور بدبودار پانی کے بھی ہیں۔ (منجد، فقہ اللغہ اور منتہی العرب)۔

۵۸: جس طرح جنت کی نعمتوں کی پوری صفت نہ بیان ہو سکتی ہے نہ سمجھی جا سکتی ہے اسی طرح جہنم کی سزاؤں کی پوری صفت سمجھنا مشکل ہے۔

۵۹: قیامت کے دن مجرمین کو جو عذاب ہوگا ان میں سے ایک عذاب یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے سے دشمنی ہوگی۔ ایک

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ

اور پکڑو اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مُٹھا (جھاڑو کی طرح) اور مارو اس سے (اپنی بیوی کو) اور اپنی قسم نہ توڑو، بلاشبہ ہم نے پایا اس کو صبر کرنے والا بہترین بندہ

اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۴۴ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ۴۵

اور یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والا تھا ۴۴ اور یاد کیجئے ہمارے بندوں ابراہیمؑ، اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کو، جو بڑی قوت عمل رکھنے والے اور صاحب بصیرت تھے ۴۵

اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۴۶ ۚ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۴۷ ؕ

یقیناً ہم نے انہیں برگزیدہ کیا تھا ایک خاص صفت کی بنا پر، وہ ہے یاد آخرت ۴۶ اور بلاشبہ وہ ہمارے یہاں چنے ہوئے نیک بندوں میں سے ہیں ۴۷

وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۴۸ ؕ هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ

اور یاد کیجئے! اسمٰعیلؑ اور الیسعؑ اور ذو الکفلؑ کو اور یہ سب نیک بندوں میں سے تھے ۴۸ یہ ایک نصیحت ہے اور بیشک

لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۴۹ ۙ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۵۰ ۚ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا

متقیوں کے لئے بہترین ٹھکانا ہے ۴۹ باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے، کُھلے ہوں گے اُن کیلئے اُن کے دروازے ۵۰ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اُن میں،

يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۵۱ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۵۲

وہ منگوائیں گے اُن میں میوے بہت سے اور مشروبات ۵۱ اور اُن کے پاس ہوں گی نیچی نگاہ رکھنے والیاں ہم عُمر (بیویاں) ۵۲

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۵۳ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۵۴ ۖۚ هٰذَا ؕ

یہ ہے وہ، جس کا وعدہ کیا گیا تھا تم سے، حساب کے دن کا ۵۳ بیشک یہ ہے ہمارا رزق جو کبھی ختم نہ ہوگا ۵۴ یہ ہے (انجام پرہیزگاروں کا)

وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۵۵ ۙ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۵۶ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ

اور بلاشبہ سرکشوں کے لئے ہے بہت بُرا ٹھکانا ۵۵ (یعنی) جہنم، وہ اُس میں داخل ہوں گے، پس بُری ہے وہ قیام گاہ ۵۶ یہ ہے (عذاب) پس وہ چکھیں گے اس کو،

حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۵۷ ۙ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ۵۸ ؕ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ

کھولتا ہوا پانی اور پیپ ۵۷ اور اِس کے علاوہ اِسی قسم کے دوسرے (عذاب) ۵۸ یہ ہے ایک لشکر، جو گُھسا چلا آرہا ہے تمہارے ساتھ،

لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۵۹ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ

ناخوشی اور فراخی ہوان کے لئے، بیشک یہ داخل ہونے والے ہیں آگ میں ۵۹ وہ کہیں گے! (نہیں) بلکہ تم ہی ہو (ایسے کہ) ناخوشی اور فراخی ہو تمہارے لئے یہ تم ہی

قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۶۰ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا

آگے لائے ہو اس (عذاب) کو ہمارے لئے، سو بہت ہی بُری ہے وہ قرار گاہ ۶۰ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جو آگے لایا ہمارے یہ (مصیبت)،

ضِعْفًا فِى النَّارِ ۶۱ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۶۲ ؕ

سو دے تو اسے عذاب دوگنا آگ میں ۶۱ اور وہ کہیں گے! کیا ہے ہمارے لئے، کہ نہیں ہم دیکھتے، ان لوگوں کو کہ ہم سمجھتے تھے ان کو بُرے لوگوں میں ۶۲

دوسرے کو لعنت ملامت کریں گے الزامات ایک دوسرے کے سر تھوپیں گے۔

۶۰: پہلا گروہ سرداروں، پیشواؤں اور چودھریوں کا ہوگا جبکہ دوسرا گروہ وہ جو بہت بڑا ہوگا ان کے پیروکاروں کا ہوگا۔

۶۲: اشارہ کمزور اور فقیر مسلمانوں کی جانب ہے جن کے ساتھ یہ لوگ بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے جیسے بلال حبشی، صہیب رومی، سلمان فارسی اور عمار بن یاسر وغیرہ۔

ع ۴ ۲۴ ۱۳

أَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾

کیا ہم نے بنا رکھا تھا ان کا مذاق (دنیا میں) یا پھر گئی ہیں ان سے (بیماری) نگاہیں (٦٣) بلاشبہ یہ سچ ہے، (کہ) جھگڑے ہوں گے اہل دوزخ میں (٦٤)

قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

کہہ دیجئے! بس میں تو ایک ڈرانے والا ہوں اور نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ کے جو یکتا سب پر غالب ہے (٦٥) رب ہے آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾ أَنْتُمْ عَنْهُ

اور زمین کا اور ان سب چیزوں کا جو ان دونوں کے درمیان ہیں، وہ زبردست، بہت معاف کرنے والا ہے (٦٦) کہہ دیجئے! وہ ایک خبر ہے بہت بڑی (٦٧) تم اس سے

مُعْرِضُونَ ﴿٦٨﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾ إِنْ يُوحٰى

اعراض کرنے والے ہو (٦٨) نہیں تھا مجھے کوئی علم عالمِ بالا کا، جب وہ جھگڑ رہے ہوں گے (٦٩) نہیں وحی کی جارہی ہے (یہ باتیں)

إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٧٠﴾ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ ﴿٧١﴾

میری طرف، مگر یہ کہ بس میں تو ایک ڈرانے والا ہوں کھول کر (٧٠) جب کہا! آپ کے رب نے فرشتوں سے، کہ بیشک میں پیدا کرنے والا ہوں ایک انسان مٹی سے (٧١)

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سٰجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰئِكَةُ

پھر جب میں ٹھیک بنادوں اسے اور میں پھونک دوں اس میں اپنی روح سے، تو تم گر پڑنا اس کے لئے سجدہ کرتے ہوئے (٧٢) پھر سجدہ کیا فرشتوں نے،

كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ

سب کے سب اکٹھے (٧٣) سوائے ابلیس کے، اُس نے تکبر کیا اور ہو گیا کافروں میں سے (٧٤) فرمایا:

يٰإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ

اے ابلیس! کس چیز نے روکا تجھے سجدہ کرنے سے، اس کو جسے پیدا کیا ہے میں نے اپنے ہاتھوں سے، کیا تونے تکبر کیا یا تو تھا

مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ﴿٧٦﴾

کوئی بلند ہستی میں سے (٧٥) (اس نے) کہا! میں بہتر ہوں اُس سے، تونے پیدا کیا مجھے آگ سے اور تونے پیدا کیا اسے مٹی سے (٧٦)

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ ﴿٧٨﴾

فرمایا! اچھا تو نکل جا یہاں سے بلاشبہ تو مرُدود ہے (٧٧) اور یقینا تجھ پر میری لعنت ہے روز جزا تک (٧٨)

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٨٠﴾

(اُس نے) کہا! اے میرے رب! اچھا تو مجھے مہلت دے اُس دن تک جب سب دوبارہ اٹھائے جائیں گے (٧٩) ارشاد ہوا! تو اچھا، تجھے مہلت ہے (٨٠)

إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾

اس دن تک جس کا وقت مقرر ہے (٨١) (اس نے) کہا! سو قسم ہے تیری عزت کی، میں ضرور بہکا کر رہوں گا ان سب کو (٨٢)

---

(٦٣): حالانکہ وہ تو اچھے اعمال کر کے جہنم سے نجات پاگئے۔

(٦٦): صرف قہار اور عزیز ہی نہیں بلکہ راہ ہدایت اختیار کرنے والوں کے گناہ معاف کردیتا ہے۔

(٦٩): گویا جس طرح فرشتوں کی بحثوں کا مجھے علم نہ تھا اور وحی سے علم ہوا ہے اس طرح قیامت کی اس بڑی خبر کا بھی وحی کے ذریعہ علم ہوا ہے۔

(٧٢): حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے"۔ (ترمذی)

(٧٤): قرآن کریم میں صراحت ہے کہ ابلیس جنوں میں سے تعلق رکھتا تھا۔ فرمان الٰہی ہے: "وہ جنوں سے تھا تو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی"۔ (کہف ۱۸:۵۰)

● اپنی عبادت کی کثرت کی وجہ سے فرشتوں میں گھلا ملا رہتا تھا اسی وجہ سے سجدہ کا حکم اس پر بھی لاگو ہوا۔

(٧٦): احمق نے اپنی عقل کو حکم الٰہی پر فوقیت دی۔ چنانچہ اس لحاظ سے وہ عقل پرستوں کا امام ہوا۔ دوسری بڑی غلطی یہ کی کہ جب غلطی کا احساس ہوا تو ندامت اور اللہ کی بخشش طلب کرنے کے بجائے اللہ کے مقابلے میں اکڑ گیا اور دنیا و آخرت کا نقصان کرلیا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام نے غلطی کا احساس ہونے کے بعد توبہ کا رستہ اختیار کیا۔

(٧٧): نافرمانوں کو اللہ کا قرب میسر نہیں آسکتا۔ اگر پہلے میسر ہو تو نافرمانی پر چھن جاتا ہے اللہ کی اطاعت اللہ کے قرب کا سبب بنتی ہے۔

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝۸۳ قَالَ فَالْحَقُّ ۛ وَالْحَقَّ أَقُولُ ۝۸۴ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ

سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تونے خاص کرلیا ہے۸۳ ارشاد ہوا! تو حق یہ ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں۸۴ کہ میں ضرور بھر دوں گا، جہنم کو

مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝۸۵ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا

تجھ سے اور ان سے جو تیری پیروی کریں گے ان میں سے، سب کو۸۵ (اے نبیؐ) کہہ دیجئے! نہیں میں مانگتا تم سے اس پر کوئی اجر اور نہیں ہوں

ع ۵ ۲۴ ۱۴

أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ۝۸۶ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝۸۷ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ۝۸۸

میں تکلف (بناوٹ) کرنے والوں میں سے۸۶ نہیں ہے یہ (قرآن) مگر ایک نصیحت، تمام جہانوں کے لئے۸۷ اور یقینا آپ ضرور جان لیں گے، اس کا حال کچھ مدت کے بعد۸۸

آیاتها ۷۵ (۳۹) سُورَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ (۵۹) رکوعاتها ۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝۱ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

(یہ) نازل کردہ کتاب ہے اللہ کی طرف سے، جو زبردست خوب حکمت والا ہے۱ بیشک ہم نے نازل کیا آپ کی طرف اس کتاب کو حق کے ساتھ،

فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۝۲ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ

لہٰذا آپ اللہ کی عبادت کیجئے، خالص کرتے ہوئے، اس کے لئے بندگی کو۲ جان لو! اللہ ہی کے لئے ہے بندگی خالص اور وہ لوگ جنہوں نے بنالئے اُس کے سوا دوسرے

أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ

سرپرست (وہ کہتے ہیں) کہ نہیں ہم عبادت کرتے ان کی مگر اِس لئے کہ وہ ہمیں قریب کردے اللہ کے قریب، بیشک اللہ فیصلہ فرمائے گا اُن کے درمیان اُن سب باتوں میں، کہ وہ

فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ

جن میں اختلاف کررہے ہیں، بلاشبہ اللہ نہیں ہدایت کرتا ایسے شخص کو جو ہو جھوٹا اور ناشکرا۳ اگرارادہ کرتا اللہ اس کا، کہ وہ بنائے

وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۴ خَلَقَ

کوئی بیٹا؟ تو وہ چن لیتا اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا، پاک ہے اس کی ذات (ایسی باتوں سے) وہ تو اللہ ہے جو یکتا ہے اور سب پر غالب (زبردست قوت کا مالک)۴ اُسی نے پیدا کئے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ

آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ، وہی لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۗ أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝۵

اور مسخر کررکھا ہے اسی نے سورج اور چاند کو، اُن میں سے ہرایک چلے جارہے ہیں ایک مدت مقرر تک، جان لو وہ زبردست، بہت معاف کرنے والا ہے۵

۸۶: تکلف کا اردو میں بھی وہی مفہوم ہے جوکہ عربی میں ہے۔

۸۷: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ 'ہمیں تکلف کرنے سے منع کیا گیا ہے'

(بخاری)

۸۸: اگر اب تمہیں یہ باتیں واضح نہیں ہو رہی ہیں تو عنقریب معلوم ہو جائیں گیں جو زندہ رہے انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور مرنے والے موت کے دروازے سے گزرتے ہی جان لیں گے۔

تفسیر سورہ الزمر

۳: یہ آیت بھی مشرکین کے اس عقیدہ کی وضاحت کرتی ہے۔

"اور وہ اللہ کو چھوڑکر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں، جو ان کو کچھ فائدہ یا نقصان نہیں پہنچاسکتیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کے یہاں یہ ہمارے سفارشی ہونگے۔آپ ان سے کہئے کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جس کا وجود نہ اسے کہیں آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ ہی زمین میں؟ وہ ایسی باتوں سے پاک اور بالاتر ہے جو یہ شرک کرتے ہیں"۔

(یونس:۱۰:۱۸)

شیطان نے شرک کا عقیدہ ہمیشہ عقیدت وتکریم کے پردہ میں رائج کیا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دلائل کے میدان میں جیتنے کے بعد اس عقیدہ نے رواج پایا ہو نہ ہی یہ ممکن ہے۔آج بھی شرک انہیں راہوں سے پھیل رہا ہے۔درج ذیل اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

"ایک مرتبہ جنید بغدادیؒ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی طرح چلنا شروع کر دیا۔ بعد میں ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا تو عرض کیا میں کس طرح آؤں؟ فرمایا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔اس نے یہی کیا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔جب بیچ دریا کے پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلاتے ہیں۔میں بھی کیوں نہ یا اللہ کہوں؟ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔پکارا یا حضرت میں چلا۔فرمایا وہی کہہ جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا عرض کیا۔حضرت یہ کیا بات تھی کہ آپ یا اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں؟ فرمایا اے نادان! ابھی تک تو جنید تک نہیں پہنچا اللہ تک رسائی کی ہوس ہے"۔(ملفوظات مجددیہ حضرت رضاخان بریلوی ص ۱۱۲)

فرمان باری تعالیٰ ہے۔أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ۝۴۳

"کیا اللہ کو چھوڑکر ان لوگوں نے دوسروں کو سفارشی بنا رکھا ہے؟ ان سے کہو کیا وہ سفارش کریں گے؟ خواہ ان کے اختیارات میں کچھ بھی نہ ہوا اور خواہ وہ سمجھتے ہی نہ ہوں؟ (الزمر:۳۹:۴۳)

۵: سورج میں موجود ہائیڈروجن نیوکلیائی تعامل کے ذریعے ہیلیم میں تبدیل ہوتی ہے اور اس طرح بے تحاشا توانائی مہیا کرتی ہے۔

جدید تحقیقات کے مطابق یہ ہائیڈروجن قریباً پانچ بلین سالوں میں ختم ہوجائے گی جس کے بعد سورج بے نور ہوجائے گا اور خالق کائنات کے مقرر کردہ منطقی انجام کو جا پہنچے گا۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ

اُسی نے پیدا کیا ہے تم کو ایک ہی جان سے پھر اس نے بنایا اس سے اس کا جوڑا اور اُس نے اتارے تمہارے لئے چوپائے میں سے

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ

آٹھ جوڑے، (نر اور مادہ) وہ پیدا کرتا ہے تم کو، تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک (طرح کی) پیدائش (دوسری) پیدائش کے بعد، تین اندھیروں میں،

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝٦ اِنْ تَكْفُرُوْا

یہ ہے اللہ تمہارا رب، اسی کی ہے بادشاہی، نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا، تو تم کدھر پھرائے جارہے ہو۞ اگر تم کفر کرو!

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۫ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ

تو بلاشبہ اللہ ہے بے نیاز تم سے اور نہیں وہ پسند کرتا اپنے بندوں کے لئے کفر کو اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے پسند کرتا ہے تمہارے لئے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

اور نہیں بوجھ اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا، پھر اپنے پروردگار ہی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے، تو وہ تمہیں خبر دے گا اس چیز کے ساتھ جو تھے

تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيْبًا

عمل کرتے، بلاشبہ وہ جانتا ہے سینوں کے راز۞ اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو وہ پکارتا ہے اپنے رب کو رجوع کرتے ہوئے

اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْۤا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ

اس کی طرف، پھر جب وہ اسے عطا کرتا ہے کوئی نعمت اپنی طرف سے تو وہ بھول جاتا ہے اس (مصیبت) کو جو تھا وہ پکارتا اس کی طرف، اس سے پہلے اور وہ ٹھہرانے لگتا ہے اللہ کا

اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝٨

ہمسر (دوسروں کو) تاکہ وہ گمراہ کرے اُس کے راستے سے، آپ کہہ دیجئے! تو فائدہ اٹھا اپنے کفر کے ساتھ تھوڑا سا، بلاشبہ تو دوزخیوں میں سے ہے۞

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ

(کیا یہ بہتر ہوسکتا ہے) یا وہ جو عبادت کرنے والا ہو رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتے اور کھڑے ہوئے (اللہ کے ساتھ) وہ ڈرتا ہے آخرت سے اور وہ امید کرتا ہے اپنے رب کی رحمت کی، کہہ دیجئے!

ع ۱/۹ ۱۵ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝٩ ع

کیا برابر ہوسکتے ہیں، وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں علم رکھتے، بیشک نصیحت قبول کرتے ہیں عقل والے۞

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا

کہہ دیجئے! اے میرے بندو! وہ جو ایمان لائے ہو، تم ڈرو اپنے رب سے، اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے اچھے عمل کئے اس دنیا میں

حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝١٠

بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے، بس پورا دیا جائے گا صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے شمار۞

⑥: اونٹ گائے، بھیڑ اور بکری۔ نر اور مادہ ملا کر کل آٹھ ہوئے۔

اہل عرب انہیں ہی پالتے تھے اور انہیں کے ذریعے شرکیہ رسوم جاری کر رکھی تھیں ہندو پاک میں بھی لوگ ان جانوروں اور ان کے دودھ کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔

ماں کا پیٹ، رحم اور اس کے اندر جھلی یہ تین پردے ہوئے۔ گویا یہ تین تاریکیاں ہیں۔ ایسی تاریکی میں کس کی قدرت ہے کہ وہ تخلیق کے اتنے دقیق مراحل انجام دے سکے؟ ایسے کارنامے انجام دینے والی ذات ہی تمہارا رب ہے۔

⑦: مشیت تو اللہ ہی کی ہے مگر اللہ کی رضا اس میں بالکل نہیں ہے۔

⑧: گویا دل کی گہرائیوں سے ہر کسی کو معلوم ہے کہ اس کا خالق اور رب کون ہے مگر وہ حقیقت کو ظاہری مفادات اور ماحول کے پردے میں چھپائے رکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”ہر بچہ (آدمی کا) فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا عیسائی یا پارسی بنا دیتے ہیں“۔ (بخاری)

ثابت ہوا کہ کفر کی راہ پر چلنے سے عارضی فائدہ ہوسکتا ہے۔

⑨: ان دونوں قسم کی خصوصیات کے حامل لوگ ایک جیسے نہیں ہو سکتے ہیں؟ پہلی قسم کے لوگ اللہ کی نظر میں جاہل ہیں چاہے دنیا بھر کی اعلیٰ ترین ڈگریاں ان کے پاس ہوں۔ دوسری جانب اللہ سے ڈرنے والے عالم ہیں چاہے دنیا کے لوگ انہیں جاہل ہی سمجھتے رہیں۔

⑩: راجح یہی ہے کہ ”حسنہ“ کی نسبت آخرت سے مانی جائے یعنی ان کے لئے جنت ہے دنیا اور آخرت دونوں کے ساتھ بھی نسبت ہوسکتی ہے۔

● اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت ہجرت حبشہ کے زمانہ میں نازل ہوئی جبکہ اہل مکہ نے مسلمانوں پر مکہ میں عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾
کہہ دیجئے! بیشک میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں عبادت کروں اللہ کی خالص کرتے ہوئے، اس کے لئے بندگی کو⑪ اور میں حکم دیا گیا ہوں یہ کہ ہوں میں ''پہلا مسلم'' ⑫
قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ
کہہ دیجئے! بیشک میں ڈرتا ہوں، اگر میں نے نافرمانی کی اپنے رب کی، عذاب کے ایک بڑے دن سے⑬ کہہ دیجئے! اللہ ہی کی میں عبادت کرتا ہوں خالص کرتے ہوئے اس کے لئے
دِيْنِيْ ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
اپنی مکمل اطاعت (بندگی کو)⑭ سو عبادت کرتے رہو تم، جس کی چاہو اس کے سوا، کہہ دیجئے! بلاشبہ نقصان اٹھانے والے تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے خسارہ میں ڈالا اپنی جانوں کو
وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ
اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن! خبردار یہی ہے کھلا گھاٹا (اس دن)⑮ اُن کے اوپر چھائے ہوئے ہوں گے سائبان
مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾
آگ کے اور اُن کے نیچے بھی سائبان ہوں گے (آگ کے) یہی ہے وہ (عذاب) ڈراتا ہے اللہ اس کے ساتھ اپنے بندوں کو، اے میرے بندوں! پس تم مجھ ہی سے ڈرو⑯
وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ
اور وہ لوگ جنہوں نے اجتناب کیا (بچے رہے) طاغوت (شیطان) کی بندگی سے اور رجوع ہوئے اللہ کی طرف، ان کے لئے خوشخبری ہے، سو (اے نبیؐ) بشارت دے دیں
عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ
میرے بندوں کو⑰ وہ لوگ جو سنتے ہیں بات کو! پھر وہ پیروی کرتے ہیں اس میں سے اچھی بات کی، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہدایت بخشی ہے اللہ نے
وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ
اور یہی لوگ ہیں عقل والے⑱ کیا پھر جو شخص کہ ثابت ہوگئی اس پر عذاب کی بات، تو کیا آپ چھڑا لیں گے اس کو جو
فِي النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ
آگ میں ہے⑲ لیکن وہ لوگ جو ڈر گئے اپنے رب سے، اُن کے لئے ہیں اُونچے اُونچے محل، جن کے اوپر آراستہ بالاخانے ہیں، بہہ رہی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ
ان کے نیچے نہریں، یہ اللہ کا وعدہ ہے، نہیں خلاف کرتا اللہ اپنے وعدے کے⑳ کیا نہیں آپ نے دیکھا؟ بیشک اللہ ہی نے نازل کیا
مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ
آسمان سے پانی، پھر اس نے داخل کیا اس کو زمین کے چشموں میں، پھر وہ نکالتا ہے اس کے ذریعہ سے کھیتی جبکہ مختلف ہوتے ہیں اس کے رنگ، پھر
يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾
وہ خشک ہوجاتی ہے پھر آپ دیکھتے ہیں اس کو زرد (رنگ کی) پھر وہ اس کو کر دیتا ہے چورا چورا، بلاشبہ اس میں بڑی نصیحت ہے اہل عقل کے لئے㉑

ع ۲ / ۱۲ / ۱۶

(۱۱): قریش مکہ ''کچھ لو کچھ دو'' (Give and Take) کے اصول کے تحت سمجھوتہ کی خاطر آپ کے پاس آئے تھے کہ تم ہمارے بتوں کو برا بھلا نہ کہو تو ہم تمہیں برا بھلا نہیں کہتے یعنی ''لا الہ الا اللہ'' نہ کہو کیوں کہ بتوں کو پہلی چوٹ اس سے لگتی تھی جسے وہ بتوں کی توہین سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے کہلایا ہے۔

(۱۶): 'ظلل' ظلة کی جمع ہے۔ سایہ بادل وغیرہ یعنی اوپر بھی آگ اور نیچے بھی آگ۔

(۱۷): طاغوت۔ ایسا عامل (Agency) افراد یا مجموعہ یا حکومت جس کی اللہ کے مقابلے یہ اطاعت کی جائے اور وہ اس اطاعت پر خوش ہو۔ شیطان سب سے بڑا طاغوت ہے۔

(۱۸): خوشدلی اور خلوص نیت سے اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے۔ مثلاً اگر نماز ادا کرنا ہے تو یہ نہ سمجھے کہ یہ نماز خواہ مخواہ اس پر تھوپ دی گئی ہے بلکہ اسے یقین ہو کہ واقعی یہ میری دنیا اور آخرت کی فلاح کی کنجی ہے یا رخصت اور عزیمت میں عزیمت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

(۱۹): اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تسلی ہے کہ آپ مسلسل دعوت وتبلیغ کے لئے اپنی جان کھپائے چلے جا رہے ہیں اور یہ بدبخت سن کر نہیں دے رہے تو اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ آپ کی تبلیغ میں کچھ کمی رہ گئی ہے بلکہ بدبخت وہ ہیں جنہوں نے اپنے لئے عذاب کا راستہ اختیار کر لیا ہے اور وہ عذاب میں گر چکے ہیں۔

(۲۰): جس طرح جہنم میں درجات ہونگے اسی طرح جنت میں بھی درجات ہونگے۔

● حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے جنت میں سو درجے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کئے ہیں دو درجوں کا فاصلہ ایسے ہی ہے جیسے آسمان اور زمین کے درمیان ہے''۔ (بخاری)

(۲۱): اس مثال میں کئی سبق ہیں۔ جس طرح تمہاری روز مرہ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ پانی سے مردہ زمین کو زندگی عطا فرماتا ہے اسی طرح تم سب کو مار کر زندہ کرے گا۔ دنیا کی ہر چیز کو عروج ہے تو زوال بھی ہے۔ جس طرح کھیتی جب لہلہاتی ہے پھر زرد پڑتے پڑتے وہ بھس بن جاتی ہے یہی حال انسان کا ہوتا ہے کہ چار دن، جوانی اور قوت ہوتی لیکن یہ دولت کے ملنے سے آپے سے باہر ہونے لگتا ہے جبکہ اس کا بھی انجام یہ ہی ہے۔

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰهُ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيۡلٌ لِّلۡقٰسِيَةِ

کیا پھر وہ شخص کہ کھول دیا ہو اللہ نے اس کا سینہ اسلام کے لئے اور وہ روشنی پر ہو اپنے رب کی طرف سے (کیا وہ سخت کافر کے برابر ہو سکتا ہے) تو ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دل سخت ہیں،

قُلُوۡبُهُمۡ مِّنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ

اُن کے دل اللہ کی یاد سے، یہی لوگ ہیں کھلی گمراہی میں ﴿۲۲﴾ اللہ نے نازل کی بہترین بات

كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِيۡنُ

یعنی کتاب، باہم ملتی جلتی بار بار دہرائی ہوئی، کانپ اٹھتی ہیں اس سے جلدیں (رونگٹے) ان لوگوں کی، جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے، پھر نرم ہو جاتی ہیں

جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰی ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ يَهۡدِیۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَمَنۡ

اُن کی جلدیں اور ان کے دل اللہ کی یاد کی طرف ہیں، یہی ہے اللہ کی ہدایت، وہ ہدایت دیتا ہے اس کے ذریعہ سے جسے چاہتا ہے اور جسے

يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنۡ يَّتَّقِیۡ بِوَجۡهِهٖ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ

گمراہ کردے اللہ، تو نہیں ہے اسے کوئی بھی ہدایت دینے والا ﴿۲۳﴾ سو کیا وہ شخص جو بچتا ہے اپنے چہرے (کی ڈھال) کے ذریعہ، بدترین عذاب سے قیامت کے دن

وَقِيۡلَ لِلظّٰلِمِيۡنَ ذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡسِبُوۡنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ

(اس جیسا ہو سکتا ہے جو جنتی ہو) اور کہا جائے گا ایسے ظالموں سے کہ تم چکھو مزہ ان (گناہوں) کا جو تم تھے کماتے ﴿۲۴﴾ جھٹلا چکے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے،

فَاَتٰىهُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الۡخِزۡیَ فِی الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ

تو آیا اُن کے پاس عذاب ایسی جگہ سے کہ نہیں وہ شعور رکھتے تھے ﴿۲۵﴾ سو چکھایا ان کو مزہ اللہ نے رسوائی دنیاوی زندگی میں

وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ (وقف لازم)

اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی بڑا ہے، کاش ہوتے یہ لوگ جانتے ﴿۲۶﴾ اور یقیناً ہم نے بیان کی لوگوں کے لئے، اس قرآن میں

مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۷﴾ ۚ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا غَيۡرَ ذِیۡ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمۡ

ہر قسم کی مثال، تاکہ وہ نصیحت پکڑیں ﴿۲۷﴾ قرآن ہے عربی (زبان) میں، نہیں ہے کوئی کجی اس میں تاکہ وہ

يَتَّقُوۡنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيۡهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوۡنَ وَرَجُلًا سَلَمًا

ڈریں ﴿۲۸﴾ بیان کی اللہ نے ایک مثال، ایک ایسے شخص کی، جس میں کئی شریک ہیں، باہم اختلاف رکھنے والے اور ایک ایسے شخص کی جو خالص ہے

لِّرَجُلٍ ؕ هَلۡ يَسۡتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ

ایک ہی آدمی کے لئے، کیا وہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں (ہرگز نہیں) سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، بلکہ اُن کے اکثر نہیں علم رکھتے ﴿۲۹﴾ بلاشبہ آپ

مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمۡ مَّيِّتُوۡنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عِنۡدَ رَبِّكُمۡ تَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۳۱﴾ ع (۳ / ۱۰ / ۱۷)

مرنے والے ہیں اور بیشک وہ بھی مرنے والے ہیں ﴿۳۰﴾ پھر بلاشبہ تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے ﴿۳۱﴾

﴿۲۲﴾: جیسے فرمایا "اور جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل گھٹ جاتے ہیں اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جائے تو ان کی باچھیں کھل اٹھتی ہیں"۔ (الزمر ۳۹:۴۵)

● اس کی حالت اس مریض جیسی ہے جسے اگر دوا دو تو جسم دوا قبول نہیں کرتا اور خود دوا بھی اس کے جسم میں زہر بن جاتی ہے۔

﴿۲۳﴾: قرآن کا بنیادی موضوع ہدایت نوع انسانی ہے۔ اسی کو مختلف انداز اور اسلوب سے بیان کرتا ہے۔ چونکہ یہ کلام قادر مطلق ذات کی جانب سے نازل ہوا ہے لہٰذا اس میں کبھی تضاد نہیں ہوتا اور بذات خود یہ اس کی حقانیت کی دلیل بھی ہے۔

● قرآن کریم کے جو اثرات دل پر پڑتے ہیں وہ ان کے اعضاء اور جوارح پر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

﴿۲۴﴾: لاچارگی اور ذلت کی آخری حدوں کی منظر کشی کی گئی ہے۔ انسان جسم کے ہر حصے پر بھی چوٹ کھا کر منہ بچانے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ یہ پورے جسم کا معزز ترین حصہ ہے۔ منہ پر چوٹ تب ہی برداشت کرتا ہے جبکہ اس کی مدافعت کی تمام صلاحیتیں بالکل ختم ہو چکی ہوں۔

﴿۲۶﴾: کیونکہ اسے جب آنیوالی مصیبت کا علم ہو تو وہ کچھ نہ کچھ مداوا سوچ لیتا ہے۔

﴿۲۷﴾: آیت نمبر ۲۳ میں بھی ملتا جلتا مضمون بیان کیا گیا ہے ہدایت انسانی سے متعلق کوئی بنیادی بات ایسی رہ نہیں گئی جس کا قرآن میں ذکر نہ کیا گیا ہو۔

﴿۲۹﴾: بخل، تندخوئی اور بدمزاجی کی وجہ سے اپنے حقوق کے لئے کھینچا تانی کرنا۔

کسی حقیقت کو مثال کے ذریعے سے سمجھنا بہت سہل ہوتا ہے حتیٰ کے کند ذہن رکھنے والے لوگ بھی سمجھتے ہیں مثلاً یہ مثال ملازمین (Servants) بہت آسانی سے سمجھ جاتے ہیں کیونکہ ان کا واسطہ اپنے آقا (Boss) سے ہوتا ہے۔ یہی مثال حضرت یوسفؑ نے قید میں بادشاہ کے ملازمین کے سامنے رکھی تھی۔ (یوسف ۱۲:۳۹)

● اس مثال سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توحید کائنات کی حقیقت ہونے کے علاوہ خود بنی نوع انسان کے لئے رحمت ہے۔
اس ذات کے لئے تعریف ہے جس نے اتنی بہترین مثال پیش کی یا چلو اللہ کا شکر ہے کہ کم از کم اتنا تو تم بھی تسلیم کرتے ہو۔

﴿۳۰﴾: قریش کے بدبختوں کی اس خواہش کی جانب اشارہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آپ فوت ہو جائیں گے تو یہ جھگڑا ختم ہو جائے۔

● اب ان بے وقوفوں کو کیا معلوم کہ اصل جھگڑا تو پھر شروع ہوگا جس کا فیصلہ خود اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَآءَهٗ ؕ

پھر کون ظالم ہے، اس سے جس نے جھوٹ باندھا اللہ پر اور جھٹلایا سچ کو، جب وہ آئی اس کے پاس،

أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ

کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا ایسے کافروں کا؟(۳۲) اور جو آیا سچائی کے ساتھ اور جس نے تصدیق کی اس کی،

أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزَآءُ

یہی لوگ ہیں متقی(۳۳) اُن کے لئے ہے جو وہ چاہیں گے، اُن کے رب کے پاس، یہ ہے بدلہ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ

نیکی کرنے والوں کا(۳۴) تاکہ دور کردے اللہ اُن سے بُرائی وہ جو انہوں نے کی اور دے اُن کو اُن کا اجر،

بِأَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ

نیکی کے بدلے میں، وہ جو تھے عمل کرتے(۳۵) کیا نہیں ہے اللہ کافی اپنے بندے کے لئے اور وہ ڈراتے ہیں آپ کو

بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

ان لوگوں سے جو اس کے سوا ہیں اور جس کو گمراہ کردے اللہ، تو نہیں ہے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا(۳۶) اور جس کو ہدایت دے اللہ،

فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ

تو نہیں ہے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا، کیا نہیں ہے اللہ زبردست، انتقام لینے والا(۳۷) اور اگر آپ اُن سے پوچھیں

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ أَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو تو وہ ضرور کہیں گے! اللہ نے، آپ کہہ دیجئے! بھلا دیکھو تو جن کو تم پکارتے ہو،

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ أَوْ أَرَادَنِيْ

اللہ کے سوا، اگر چاہے مجھے اللہ نقصان پہنچانا تو کیا وہ (دیویاں) دور کرسکتے ہیں اس کی تکلیف کو؟ یا وہ ارادہ کرے میرے حق میں

بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ

مہربانی کا (تو) کیا وہ روک سکتے ہیں اس کی رحمت کو، کہہ دیجئے! کافی ہے اللہ میرے لئے، اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ إِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ

بھروسہ کرنے والے(۳۸) کہہ دیجئے! اے میری قوم کے لوگو! تم عمل کرو اپنی جگہ پر، بیشک میں (بھی) عمل کرنے والا ہوں، پھر عنقریب

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّأْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾

تم جان لوگے(۳۹) کون ہے کہ آتا ہے اس کے پاس عذاب رُسوا کرنے والا اور کسے ملتی ہے وہ سزا جو ہمیشہ رہنے والی ہے(۴۰)

(۳۲): مثلاً نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے یا اللہ کی اولاد ٹھہرائے یا جو ایسے عقیدے گھڑے کہ اللہ نے اپنے بہت سے اختیارات اپنے پیاروں کو سونپ رکھے ہیں۔ اللہ کے سچے نبی کو جھٹلا دے۔ عقیدہ آخرت یا توحید ہی کو جھٹلا دے۔

(۳۳): مراد آپ ﷺ ہو سکتے ہیں یا حضرت ابوبکرؓ اور جنہوں نے آگے بڑھ کر حق کی تصدیق کی۔

(۳۵): اسلام قبول کرنے سے پہلے جو برائیاں ان سے سرزد ہوئیں یا جو غلطیاں انہوں نے کسی بھی وقت کیں انہیں معاف کر دیا جائے گا اور ان کے نیکیوں کی جزا بہتر ملے گی۔ یعنی ان کے ساتھ احسان کا معاملہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنیوالے شخص کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ جب بھی وہ اپنے گذشتہ زمانے کے گناہ کو یاد کرتا ہے استغفار کرتا ہے۔ اس گمان میں کہ پتہ نہیں، ابھی تک وہ گناہ معاف ہوا بھی ہے یا نہیں وہ بار بار استغفار کرتا رہتا ہے اور اس طرح اس کی برائیاں بھی اسکے درجات میں اضافہ کا باعث بن جاتی ہیں۔

● مشرکین مکہ کہتے تھے کہ ان بتوں کے ساتھ گستاخیاں کرو گے تو وہ انتقام لے لیں گے۔ آج بھی بہت سے قبروں کے پجاری پیروں اور فقیروں کے بارے میں ایسی باتیں مشہور کرتے رہتے ہیں۔

(۳۶): حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "تعویز گنڈا یا دھاگہ (باندھنا) شرک ہے"۔ (احمد وابوداؤد)

حضرت عبداللہ ابن علیمؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے (دھاگہ۔ تعویز وغیرہ) باندھا تو وہ اسی کے سپرد کردیا گیا"۔ (احمد وترمذی)

(۳۷): بعض علماء نے قرآنی آیات کا تعویز بنانے کی اجازت دی ہے۔ ایک تو وہ حق قبول نہیں کرتے دوسرا قبول حق کے راہ میں روڑے بھی اٹکاتے ہیں۔ اب ایسے لوگوں کو ہدایت کیسے نصیب ہو؟

(۳۸): کیونکہ یہ ماننے کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں۔ جس قدر قدیم ارض و سما ہیں اتنا قدیم کوئی بھی نہیں۔ لہٰذا یہ جرات آج تک کوئی نہیں کرسکا کہ ارض و سما کا خالق کسی اور کو بتلا دے۔

(۴۰): یہ جواب ہے ان دھمکیوں کو جو آپ ﷺ اور دیگر انبیاء کو بھی دی جاتی رہی ہیں کہ تم ان معبودوں کو بھرا بھلا کہتے ہو تو یہ تمہارا ستیاناس کریں گے۔ یہی دھمکیاں آج بھی لوگ اہل توحید کو دیتے ہیں۔

إِنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ
بلاشبہ ہم ہی نے نازل کی ہے آپ پر یہ کتاب انسانوں کے لئے، حق کے ساتھ، سو جس نے ہدایت پائی، تو اپنے ہی لئے
وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ ع ۴/۱۰/۱
اور جوگمراہ ہوا، تو بس اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہوگا اور نہیں ہیں آپ اُن پر کوئی ذمہ دار(۴۱) اللہ ہی
يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِي
قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو نہیں مرے (اس کی روح) قبض کرتا ہے اس کی نیند میں، پھر روک لیتا ہے، انہیں جس کے لئے
قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰىٓ إِلٰىٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
فیصلہ ہوچکا ہے موت کا اور واپس بھیج دیتا ہے دوسروں کو ایک وقتِ مقرر تک، بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں،
لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۴۲﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا
ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں(۴۲) کیا انہوں نے بنائے ہیں اللہ کے سوا کچھ سفارشی؟ ان سے کہہ دیجئے! کہ اگر وہ
لَا يَمْلِكُونَ شَيْـًٔا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿۴۳﴾ قُل لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ لَّهُ مُلْكُ
نہ اختیار رکھتے ہوں کسی چیز کا اور نہ وہ عقل ہی رکھتے ہوں(۴۳) کہہ دیجئے! کہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے شفاعت پوری کی پوری، اسی کی ہے بادشاہی
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۴۴﴾ وَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ
آسمانوں کی اور زمین کی، پھر اُسی کی طرف تم پلٹائے جاؤگے(۴۴) اور جب ذکر کیا جاتا ہے اکیلے اللہ کا، تو کُڑھنے لگتے ہیں
قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهٖٓ إِذَا هُمْ
دل، ان لوگوں کے جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر اور جب ذکر کیا جاتا ہے ان کا جو اس کے سوا ہیں، تو یکایک وہ
يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ
خوشی سے کھل اٹھتے ہیں(۴۵) کہہ دیجئے! اے اللہ! پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے جاننے والے چھپے
وَالشَّهَادَةِ أَنتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ
اور ظاہر کے، تو ہی فیصلہ کرے گا اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں کا جس میں یہ اختلاف کرتے رہے(۴۶) اور اگر
أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِن سُوٓءِ
کہیں ہو،ان لوگوں کے پاس جوظلم (شرک) کرتے رہے وہ کچھ، جوزمین میں ہے سب کا سب اور اتنا ہی اوراس کے ساتھ،توضرورفدیہ میں دے ڈالیں گے وہ اسے بُرے
الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿۴۷﴾
عذاب سے، (بچنے کے لئے) قیامت کے دن تک، ظاہر ہوجائے گا ان کے لئے، اللہ کی طرف سے وہ (عذاب) جس کا انہیں کبھی اندازہ ہی نہ تھا(۴۷)

(۴۱): کہ زبردستی انہیں ایمان پر لا کر ہی چھوڑیں۔

(۴۲): علماء نے روح کو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے۔
(ا) روح حیوانی (ب) روح نفسانی۔
روح حیوانی دوران خون اور حرکت قلب وغیرہ سے ہے جب انسان کی موت واقع ہوتی ہے تواس کی بھی موت واقع ہوجاتی ہے جبکہ روح نفسانی جب سے پیدا ہوئی ہے اسے کوئی موت نہیں ہے، نیند کی حالت میں یہ سیر کرتی پھرتی ہے، خواب وغیرہ کا تعلق اسی روح سے ہے۔
اللہ تعالیٰ موت کی حالت میں روح حیوانی اور روح نفسانی کو قبض کر لیتے ہیں۔ جبکہ نیند کی حالت میں بھی روح حیوانی کی کارکردگی بہت حد تک کمزور پڑ جاتی ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے قبض کرنا فرمایا ہے۔ چنانچہ نیند اور موت کی پڑ جاتی ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے قبض کرنا فرمایا ہے۔ چنانچہ نینداور موت کی اسی مشابہت کی وجہ سے ہمیں جو دعا سوتے وقت کے لئے سکھلائی گئی ہے وہ یہ ہے۔
حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب آپ رات کو سونے کے لئے لیٹتے تو اپنا ہاتھ گال کے نیچے رکھ لیتے اور یہ کہتے (بإسمک الھم اموت واحیا) ''اے اللہ میں تیرے ہی نام سے زندہ اور فوت ہوتا ہوں''۔
(بخاری ومسلم)

(۴۴): ہمیشہ شرک کی ابتداء اس خوش کن نظریہ سے ہوتی ہے کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ دیکھیں آیت نمبر ۳۔ مشرکین مکہ بھی یہی نظریہ رکھتے تھے۔ قیامت کے دن سفارش ہوگی ضرور مگر عملاً اس پر ایسی پابندیاں ہیں کہ اس سفارش پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی بھی اپنی مرضی سے سفارش نہ کرسکے گا۔

(۴۵): آج بھی مشرکین کی یہ خاصیت بآسانی نوٹ کی جاسکتی ہے اکیلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی جائے تو ان کے سینون میں گھٹن پیدا ہوتی ہے۔ بیان کرنیوالے کو بزرگوں کا گستاخ اور منکر قرار دیا جاتا ہے۔ تاہم اگر کچھ بزرگوں کے قصیدے اور کرامات بیان ہوں اور کچھ اللہ کی تو برداشت کرلیتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا ذکر چھوڑ ہی دیا جائے پھر تو بے حد خوش ہوتے ہیں۔
یادرہے یہاں اللہ تعالیٰ نے آخرت نہ ماننے والوں کی اس خاصیت کا ذکر کیا ہے اس سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔
(ا) ایسے لوگ جو پیروں فقیروں کی زبردستی کی سفارش کے قائل ہیں وہ دار آخرت کی حقیقت ہی سے انکاری ہیں۔
(ب) جنہیں آخرت کا صحیح معنوں میں یقین ہے وہ ایسی خرافات میں پھنستے ہی نہیں۔

(۴۶): جب ہٹ دھرمی کی یہ حالت ہوجائے جو آیت نمبر ۴۵ میں مذکور ہے تو پھر ایسے لوگوں کی ہدایت کی امید کم ہی ہوسکتی ہے۔ پھر یہی دعا پڑھنی چاہئے جو اللہ نے اپنے نبی کو سکھلائی ہے۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۴۸ فَاِذَا

اور ظاہر ہو جائیں گی اُن کے لئے برائیاں، ان اعمال کی جو انہوں نے کمائے ہوں گے اور گھیر لے گا اُن کو وہ (عذاب) جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے ۝۴۸ پھر جب

مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ز ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا لا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ

چھو جاتی ہے انسان کو کوئی تکلیف، تو وہ ہمیں پکارتا ہے، پھر جب ہم عطا کر دیتے ہیں اُس کو کوئی نعمت اپنی طرف سے تو کہتا ہے! بس میں دیا گیا ہوں یہ

عَلٰى عِلْمٍ ط بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۹ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ

اپنے علم کی بدولت (نہیں) بلکہ وہ تو ایک آزمائش ہے اور لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے ۝۴۹ یقیناً کہی تھی یہی بات ان لوگوں نے بھی جو

مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۵۰ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

ان سے پہلے ہوئے، سو کچھ کام نہ آیا اُن کے وہ جو کماتے تھے ۝۵۰ چنانچہ پہنچی ان کو برائیاں ان اعمال کی جو

كَسَبُوْا ط وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا لا

انہوں نے کمایا اور وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا اُن میں سے، عنقریب پہنچیں گی ان کو برائیاں ان اعمال کی، جو انہوں نے کمائے ہوں گے

وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۵۱ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ط

اور نہیں ہیں وہ عاجز کرنے والے ۝۵۱ کیا نہیں انہوں نے جانا، کہ بلاشبہ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق، جس کے لئے وہ چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے (جسے چاہے)

ع ۵ / ۱۱ / ۲ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۵۲ ع قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ

بیشک اِس میں بہت سی نشانیاں ہیں، ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں ۝۵۲ کہہ دیجئے! اے میرے بندو! وہ جنہوں نے ظلم کیا ہے اپنی جانوں پر،

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

نہ تم مایوس ہو اللہ کی رحمت سے، بیشک اللہ معاف کر دیتا ہے گناہ سارے، یقیناً وہی بہت معاف کرنے والا

الرَّحِيْمُ ۝۵۳ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ

نہایت رحم والا ہے ۝۵۳ اور پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور فرماں بردار بن جاؤ اس کے لئے، اس سے پہلے کہ آجائے تمہارے پاس عذاب،

ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝۵۴ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ

پھر نہ تم مدد کئے جاؤ گے ۝۵۴ اور تم پیروی کرو اُس بہترین (کتاب) کی، جو نازل کی گئی ہے تمہاری طرف، تمہارے رب کی طرف سے، اس سے پہلے

اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۵۵ لا اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ

کہ آپڑے تم پر عذاب اچانک اور تمہیں خبر بھی نہ ہو ۝۵۵ (ایسا نہ ہو) کہ کہے کوئی نفس!

يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝۵۶ لا

ہائے افسوس اس پر! جو میں نے کوتاہی کی، اللہ کے حق میں اور بلاشبہ میں رہا مذاق اڑانے والوں میں سے ۝۵۶ یا

۝۴۹ : اب وہ اپنے ان پیروں کو کیوں بھول جاتا ہے؟ اب اسے خالص اللہ تعالیٰ ہی یاد آتے ہیں۔

حضرت عمر بن عوف الانصاریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کی قسم میں تمہارے بارے میں فقر سے نہیں ڈرتا بلکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کھول دی جائے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کھولی''۔ (بخاری و مسلم)

۝۵۳ : بعض لوگوں نے اس آیت کو غلط معانی پہنانے کی کوشش کی ہے ''میرے بندو'' میں وہ ضمیر آپ ﷺ کی جانب لوٹاتے ہیں یعنی اللہ کے نبی آپ ﷺ کے بندے۔ گویا یہ معنی پہنا کے وہ قرآن کی ساری تعلیمات پر پانی پھیر دینا چاہتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''بنی اسرائیل میں ایک آدمی نے ننانوے قتل کئے پھر اسے توبہ کی توفیق ہوئی۔ اس نے روئے زمین پر سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا لوگوں نے اسے ایک راہب کے بارے میں بتایا وہ اسکے پاس گیا اور اس نے اس سے بتایا کہ میں نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے کہا نہیں اس نے راہب کو بھی قتل کر کے سو پورے کر دیئے۔ پھر اس نے روئے زمین پر کسی بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو اسے ایک دوسرے عالم کے بارے میں بتلایا گیا۔ اسنے اس عالم سے کہا کہ میں نے سو لوگوں کو قتل کیا ہے تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں اور یہ کہ اس کے اور توبہ کے درمیان کیا مانع ہو سکتا ہے۔ فلاں فلاں علاقے کو جاؤ وہاں پر اللہ کے نیک بندے رہتے ہیں ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو اور اب اپنے علاقہ کو واپس نہ جاؤ۔ وہ برا علاقہ ہے جب وہ آدھے راستے کو پہنچا تو اسے موت آگئی۔ چنانچہ اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ وہ تائب ہو کر اللہ سے لو لگانے آ رہا تھا۔ عذاب کے فرشتے کہنے لگے کہ اس نے کوئی نیک عمل تو کیا ہی نہیں، تو ان کے پاس ایک فرشتہ آیا، انہوں نے اسے فیصل تسلیم کر لیا۔ اس نے کہا کہ دونوں فاصلوں کی پیمائش کرو وہ جس جانب قریب تھا اسی کا حقدار ہے جب انہوں نے پیمائش کی تو جس جانب وہ جا رہا تھا وہ فاصلہ کم نکلا۔ چنانچہ رحمت کے فرشتے اسے لے گئے۔ (مسلم)

نوٹ : یعنی جب توبہ کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف کر دیتا ہے بلکہ ایک آیت میں اس سے بھی بڑی بشارت ہے کہ برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ (الفرقان ۲۵:۷۰) مگر وہ شخص انتہائی احمق کم ظرف اور بدنصیب ہوگا جو اس آیت سے یہ مفہوم نکالے کہ مزے سے گناہ کرتے چلے جاؤ۔ آخر توبہ سے بخشے ہی جائیں گے۔ اصل میں وہ اللہ کی قہاریت کو للکارتا ہے۔

۝۵۵ : جس کتاب کو اللہ نے احسن قرار دیا ہے یا اللہ تعالیٰ کے اوامر کو احسن انداز میں بجالایا جائے نہ کہ مردہ دلی سے اور بیگار سمجھتے ہوئے۔

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٥٧﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ

کہے! اگر بیشک اللہ مجھے ہدایت دیتا تو ضرور میں ہوجاتا پرہیزگاروں میں سے﴿٥٧﴾ یا کہے! جس وقت

تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ

دیکھے گا عذاب کو، اگر بیشک میرے لئے ہوایک بار لوٹنا تو میں ہوجاؤں گا نیک کام کرنے والوں میں سے﴿٥٨﴾ کیوں نہیں یقیناً آئی تھیں تیرے پاس

اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٩﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

میری آیتیں، چنانچہ تونے جھٹلایا ان کو اور تونے تکبر کیا اور تو تھا کافروں میں سے﴿٥٩﴾ اور قیامت کے دن

تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

آپ دیکھیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے جھوٹ بولا اللہ پر، ان کے چہرے کالے ہوں گے، کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا

لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۫ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ

تکبر کرنے والوں کا﴿٦٠﴾ اور نجات دے گا اللہ ان لوگوں کو جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، ان کو کامیابی کے ساتھ، نہیں پہنچے گی ان کو برائی

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾

اور نہ وہ غمگین ہوں گے﴿٦١﴾ اللہ ہی خالق ہے ہر چیز کا اور وہی ہر چیز پر خوب نگہبان ہے﴿٦٢﴾

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ

اسی کے پاس ہیں چابیاں آسمانوں اور زمین کی، اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اللہ کی آیات کے ساتھ، یہی لوگ ہیں

ع ۶ ۱۱ ۳ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ

نقصان اٹھانے والے﴿٦٣﴾ کہہ دیجئے! کیا پس غیر اللہ کے بارے میں تم مجھے حکم دیتے ہو! کہ میں (ان کی) عبادت کروں، اے جاہلوں﴿٦٤﴾ اور یقیناً

اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

وحی کی گئی آپ کی طرف اور ان لوگوں کی طرف جو آپ سے پہلے ہوئے، تو اگر آپ نے شرک کیا تو ضرور ضائع ہوجا آپ کے عمل

وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمَا

اور ضرور ہوجا آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے﴿٦٥﴾ (نہیں) بلکہ اللہ ہی کی آپ عبادت کریں اور آپ ہو جائیں شکرگزاروں میں سے﴿٦٦﴾ اور نہیں

قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

انہوں نے قدر کی اللہ کی، جیسا حق ہے اُس کی قدر کرنے کا اور زمین ساری کی ساری اس کی مٹھی میں ہوگی، قیامت کے دن

وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾

اور آسمان لپٹے ہوئے ہوں گے اس کے دائیں ہاتھ میں، پاک ہے وہ اور بلند ہے اس سے جو شریک ٹھہراتے ہیں﴿٦٧﴾

﴿٥٨﴾: اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ پہلے کچھ اتمام حجت میں تو کسر باقی نہ رہی تھی۔ انبیاء نے اللہ کا دین پہنچانے میں کچھ کمی نہ کی۔ پھر ہر سو بکھری ہوئی آیات بھی پکار پکار کر حق کی شہادت دیتی رہیں۔

﴿٦٠﴾: 'لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے' انبیاء نے آ کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی مدد سے سمجھایا۔ دنیا میں بے شمار آیات اللہ تعالیٰ نے دکھلا دیں۔ عقلی دلائل پیش کئے گئے مگر ان کے ذہن سے تکبر نہ نکل سکا اب جہنم کی آگ کے سوا کیا علاج ہوسکتا ہے جو کہ ان کا کس بل نکال دے۔

﴿٦٤﴾: ابتداء کفار نے ظلم وستم سے اسلام کا رستہ روکنے کی کوشش مگر جب رستہ نہ روک سکے تو مذاکرات اور افہام و تفہیم کی کوششیں کرنے لگے۔ کچھ لو اور کچھ دو کے اصول کے تحت آپ کے ساتھ سمجھوتہ کی کوششیں کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے اس پیشکش کا جواب دلوایا ہے۔

﴿٦٥﴾: ایک جواب تو ان مشرکین کو سنایا گیا ہے دوسری جانب شرک کی قباحت واضح کی گئی ہے یاد رہے کہ اس سے یہ مفہوم نہیں نکالا جا سکتا کہ آپ سے شرک کا صدور ممکن تھا کیونکہ کسی بھی نبی سے شرک کا صدور محال ہے۔

یہ بلاغت کا ایک اسلوب ہے۔ بسا اوقات مخاطب کسی کو کیا جاتا ہے مگر مقصود کوئی اور ہوتا ہے۔ یہ اسلوب اردو اور عربی کے علاوہ دیگر تمام زبانوں میں بھی مستعمل ہے۔

﴿٦٧﴾: اگر اللہ تعالیٰ کی کچھ بھی قدر پہچانی ہوتی تو بتوں کو الٰہ نہ بناتے اور آپ ﷺ کو ایسا مشورہ نہ دیتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو ایک مٹھی میں لے گا اور آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں (آج) زمین کے بادشاہ کہاں ہیں"۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "یہودیوں کا ایک عالم آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ محمد ﷺ ہم (اپنی کتابوں میں لکھا ہوا) پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) آسمانوں کو ایک انگلی پر زمینوں کو ایک انگلی پر درختوں کو ایک انگلی پر پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوق کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ اتنے ہنسے کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں اور آپ ﷺ نے اس عالم کے قول کی تصدیق کی اور پھر یہی آیت پڑھی"۔ (بخاری)

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ

اور پھونک ماری جائے گی صور میں تو بے ہوش ہوجائے گا، جو ہے آسمانوں میں اور جو ہے زمین میں، مگر جسے چاہے اللہ،

ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا

پھر پھونک ماری جائے گی اس میں دوسری مرتبہ تو یکایک وہ کھڑے ہو کر دیکھتے ہوں گے﴿۶۸﴾ اور چمک اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور سے

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

اور رکھی جائے گی (اعمال کی) کتاب اور لئے جا تمام انبیاء اور گواہ اور فیصلہ کیا جائے گا ان کے درمیان حق کے ساتھ،

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع ۷ ۴

جبکہ وہ نہیں ظلم کئے جائیں گے﴿۶۹﴾ اور پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو (اس کا بدلہ) جو اس نے کیا ہوگا اور وہ خوب جانتا ہے اس کو جو وہ کرر ہے ہیں﴿۷۰﴾

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا

اور ہانکے جائیں گے، وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، جہنم کی طرف گروہ درگروہ، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آئیں گے، تو کھول دیئے جائیں گے اس کے دروازے

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ

اور کہیں گے اُن سے جہنم کے محافظ، کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں سے، جو پڑھتے تھے تم پر تمہارے رب کی آیتیں

وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ

اور وہ ڈراتے تھے تم کو تمہاری اس دن کی ملاقات سے، وہ کہیں گے (ہاں) کیوں نہیں؟ اور لیکن ثابت ہوگئی عذاب کی بات

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى

کافروں پر﴿۷۱﴾ کہا جائے گا! تم داخل ہوجاؤ جہنم کے دروازوں سے ہمیشہ رہوگے اس میں، پس بُرا ہے ٹھکانا

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا

تکبر کرنے والوں کا﴿۷۲﴾ اور لے جایا جائے گا اُن لوگوں کو جو ڈرتے رہے اپنے رب سے، جنت کی طرف گروہ در گروہ، یہاں تک کہ جب

جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ

وہ وہاں پہنچیں گے اور کھولے جاچکے ہوں گے (پہلے ہی) اس کے دروازے اور کہیں گے! اُن سے اس کے منتظمین سلام ہوتم پر، بڑے اچھے رہے تم،

فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ

سو داخل ہوجاؤ جنت میں ہمیشہ کے لئے﴿۷۳﴾ اور وہ کہیں گے! سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، وہ جس نے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ

وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾

اور ہمیں وارث کردیا اس زمین کا، (کہ) ہم ٹھکانا بنائیں جنت میں، جہاں ہم چاہیں، پس کس قدر اچھا ہے اجر عمل کرنے والوں کا﴿۷۴﴾

﴿۶۸﴾: نفخہ کتنی بار ہوگا؟ کم از کم دو دفعہ تو اسی آیت سے ثابت ہے۔ سورۃ نمل کی آیت نمبر ۸۷ سے ایک تیسرے نفخہ کا اشارہ ملتا ہے جسے نفخہ فزع کہتے ہیں واللہ اعلم اس سے سب لوگ دہشت زدہ ہو جائیں گے دوسرا نفخہ صعق ہوگا جس سے لوگ بے ہوش ہوکر گر جائیں گے اور پھر مر جائیں گے۔ تیسرا نفخہ قیام لرب العالمین جس کے بعد لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر اللہ رب الجلال کی بارگاہ کو چل کھڑے ہوں گے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی کچھ مخلوق بے ہوش ہونے سے بچ رہے گی۔ یہ کون ہونگے اس کی تفصیل معلوم نہیں۔ بعض مفسرین نے کہا ہے چاروں بڑے فرشتے اور حاملین عرش مراد ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دوسری دفعہ صور پھونکنے پر سب سے پہلے میں سر اٹھاؤں گا تو دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ عرش تھامے لٹک رہے ہیں۔ اب میں نہیں جانتا کہ وہ پہلے صور پر بے ہوش ہی نہ ہوں گے یا دوسرے صور پر مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے''۔ (بخاری)

﴿۶۹﴾: آج زمین سورج سے روشن ہوتی ہے مگر اس دن اللہ رب جلال کے نور سے روشن ہوگی۔ قرآن اور احادیث کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میدان محشر میں اپنے حجاب کے تمام پردے نہیں اٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے پردے بھی نور کے پردے ہیں غالباً چند پردے اٹھا دیئے جائیں گے جن سے زمین جگمگا اٹھے گی۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ صرف اپنے علم کی بنا پر ہی فیصلہ نہیں فرمائیں بلکہ عدالت کی ضابطہ کی کارروائی مکمل ہوگی کہ جبراً کسی بھی مجرم سے اقبال جرم نہیں کروایا جائے گا بلکہ شہادتوں کی بنا پر فیصلہ کیا جائے گا۔ شہادتیں انبیاء کی ہوں گی۔ خود انسان کے اپنے اعضاء کی ہوں گیں۔

﴿۷۱﴾: مجرموں کی بھی کئی اقسام ہوں گیں اور ان کے علیحدہ علیحدہ گروہ ہوں گے۔ فیصلہ تو پہلے ہی ہو چکا ہوگا پھر داروغہ کا یہ سوال فقط ندامت اور ذلت میں اضافہ ہی کرے گا۔

﴿۷۲﴾: گویا تمام جرائم میں بنیادی جرم تکبر ہی ہوگا اور دوسرے جرائم اس سے پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا ایزار ہے جس نے اسے کھینچنے کی کوشش کی تو میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا''۔ (ابوداؤد)

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ

اور آپ دیکھیں گے فرشتوں کو گھیرے ہوئے عرش کے ارد گرد (جبکہ وہ) تسبیح بیان کررہے ہوں گے اپنے رب کی حمد کے ساتھ

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٥﴾ ع ٨ ٥ ٥

اور فیصلہ کیا جائے گا ان کے درمیان حق کے ساتھ اور کہا جائے گا! سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جو جہانوں کا رب ہے ﴿٧٥﴾

اٰيَاتُهَا ٨٥ (٤٠) سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ (٦٠) رُكُوْعَاتُهَا ٩

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٢﴾ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ

حا۔میم ﴿١﴾ نازل کی جارہی ہے یہ کتاب اللہ کی طرف سے، جو بڑا غالب خوب جاننے والا ہے ﴿٢﴾ (وہ اللہ) بخشنے والا ہے گناہ کا اور قبول کرنے والا توبہ کا،

شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿٣﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ

سخت سزا دینے والا، بڑا فضل والا ہے، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿٣﴾ نہیں جھگڑا کرتے اللہ کی آیات میں

اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿٤﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ

مگر وہی لوگ جنہوں نے کفر کیا، لہٰذا نہ آپ کو دھوکہ میں ڈالے ان (کافروں) کا چلنا پھرنا شہروں میں ﴿٤﴾ جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم نوح نے

وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ

اور بہت سے گروہوں نے، ان کے بعد اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے رسول پر تاکہ اسے گرفتار کرلیں اور جھگڑتے رہے جھوٹے دلائل سے،

لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٥﴾ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ

تاکہ ڈگمگا دیں اس کے ذریعہ سے حق کو، چنانچہ میں نے پکڑلیا ان کو، تو کیسی تھی میری سزا ﴿٥﴾ اور اسی طرح ثابت ہوگئی بات،

رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٦﴾ ۘ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ (وقف لازم) (وقف النبی ﷺ ١٢)

آپ کے رب کی ان لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا، کہ بلاشبہ وہی ہیں دوزخی ﴿٦﴾ وہ (فرشتے) جو اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو اور جو اس کے ارد گرد ہیں

يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ

وہ پاکیزگی بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور وہ ایمان رکھتے ہیں اس پر اور وہ بخشش مانگتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے، کہ اے ہمارے رب! تو نے گھیر لیا ہے ہر

شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿٧﴾

چیز کو اپنی رحمت سے اور علم سے، پس تو بخش دے ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور پیروی کی تیرے راستے کی اور تو بچا اُن کو دوزخ کے عذاب سے ﴿٧﴾

تفسیر سورہ المؤمن

(١): یہ حروف مقطعات ہیں۔ان کا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے غالباً یہ منکرین کے لئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن انہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنا لاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرہ:١)

(٣): مکہ میں جو معرکہ حق و باطل برپا تھا اس کے پس منظر میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

یہ کتاب کسی کمزور ذات کی جانب سے نازل نہیں ہوئی کہ نافرمانوں کو اسے مجبوراً برداشت ہی کرنا پڑے۔

صراط مستقیم پر آنیوالوں کے لئے گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے اور اکڑنے والوں کے لئے سخت عذاب دینے والا ہے۔

(٥) جب وہ یہ حرکتیں کر کے اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکے تو اے قریش مکہ تم کیسے بچ جاؤ گے؟

(٧) ایک طرف اہل ایمان کو تسلی دی گئی ہے جو قریش مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر حبشہ کو ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ اللہ اور اس کا نبی تو تمہارے ساتھی ہی ہیں۔ حاملین عرش تک تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

دوسری جانب قریش کو جتلا دیا گیا کہ جنہیں تم آج کمزور سمجھ کر ہر ظلم و ستم ان پر روا رکھے ہوئے ہو عرش کے فرشتے بھی ان کے حق میں دعا گو ہیں تو اللہ کی مدد ان کے لئے کیوں نہ ہوگی۔

حضرت ابوذر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا "یا رسول اللہ ﷺ ہمارا رب مخلوق پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا "عما" میں کہ اس کے نیچے بھی کچھ نہ تھا اور اوپر بھی کچھ نہ تھا۔ پھر اس نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ احمد (راوی) کہتے ہیں کہ عما کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی"۔ (ترمذی)

● حضرت عمران بن حصین ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔ اس کا عرش پانی پر تھا اس نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ لیا پھر اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا"۔ (بخاری)

قیامت کے دن جو فرشتے اللہ کا عرش اٹھائے ہوں گے وہ خود کہاں کھڑے ہوں گے؟ ان سب باتوں کے لئے ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ پریشان ہو بھی جائیں تو فائدہ کچھ نہیں کیونکہ ہمارے دماغ کی یہ استعداد ہی نہیں ہے۔ ہم صرف اتنی بات پر ایمان لاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بتلا دی ہے ہمیں اس میں کمی نہ اضافہ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی قسم کی تاویل کرنے کی۔

رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡهُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۣالَّتِیۡ وَعَدۡتَّهُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ

اے ہمارے رب اور تو داخل کر اُن کو ہمیشہ رہنے والے باغوں میں وہ جن کا تونے اُن سے وعدہ کیا ہے اور جو نیک ہوئے اُن کے باپ دادوں میں سے

وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ۙ﴿۸﴾ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ

اور ان کی بیویوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے، بیشک تو ہی زبردست، بڑی حکمت والا ہے⑧ اور تو بچا اُن کو برائیوں سے

وَمَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۹﴾ ع

اور جس کو تونے بچالیا اُس دن بُرے انجام سے، تو یقیناً تونے اس پر رحم فرمایا اور یہی ہے کامیابی بہت بڑی⑨

اِنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا یُنَادَوۡنَ لَمَقۡتُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ مِنۡ مَّقۡتِكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ اِذۡ

بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اُن سے پکار کر کہا جائے گا! سنو! اللہ کا غصہ کہیں تھا، تمہارے غصہ سے، جو (آج) تم کو اپنے اوپر آرہا ہے، اس وقت جب

تُدۡعَوۡنَ اِلَی الۡاِیۡمَانِ فَتَكۡفُرُوۡنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوۡا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثۡنَتَیۡنِ وَاَحۡیَیۡتَنَا

دعوت دی جاتی تھی تم کو ایمان کی طرف، تو تم انکار کرتے تھے⑩ وہ کہیں گے! اے ہمارے رب تونے ہمیں موت دی دو مرتبہ اور تونے ہمیں زندہ کیا

اثۡنَتَیۡنِ فَاعۡتَرَفۡنَا بِذُنُوۡبِنَا فَهَلۡ اِلٰی خُرُوۡجٍ مِّنۡ سَبِیۡلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمۡ بِاَنَّهٗۤ

دو مرتبہ، اب ہم نے اقرار کیا اپنے گناہوں کا، تو کیا (اس عذاب سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے⑪ یہ اس وجہ سے ہے کہ،

اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحۡدَهٗ كَفَرۡتُمۡ ۚ وَاِنۡ یُّشۡرَكۡ بِهٖ تُؤۡمِنُوۡا ؕ فَالۡحُكۡمُ لِلّٰهِ الۡعَلِیِّ

جب دعوت دی جاتی تھی ایک اللہ کی، تو تم انکار کرتے تھے اور اگر شریک ٹھہرایا جاتا اس کے ساتھ، تو تم (اسے) مان لیتے تھے، اب حکم تو اللہ ہی کا ہے، جو نہایت بلند،

الۡكَبِیۡرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِیۡ یُرِیۡكُمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُنَزِّلُ لَكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ رِزۡقًا ؕ

بہت بڑا ہے⑫ وہی ہے جو تمہیں دکھاتا ہے اپنی نشانیاں اور وہ نازل کرتا ہے تمہارے لئے آسمان سے رزق

وَمَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنۡ یُّنِیۡبُ ﴿۱۳﴾ فَادۡعُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ وَلَوۡ

اور نہیں نصیحت حاصل کرتا، مگر وہ جو رجوع کرنے والا ہو⑬ سو پکارو تم اللہ کو خالص کرتے ہوئے، اسی کے لئے اپنی بندگی کو، اگرچہ

كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۱۴﴾ رَفِیۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ ۚ یُلۡقِی الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِهٖ

ناپسند کریں (دعوت کو) کافر⑭ وہ بہت بلند درجوں والا ہے، عرش کا مالک ہے، وہ ڈالتا ہے، روح (وحی) اپنے حکم سے

عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ لِیُنۡذِرَ یَوۡمَ التَّلَاقِ ۙ﴿۱۵﴾ یَوۡمَ هُمۡ بٰرِزُوۡنَ ۬

جس پر وہ چاہتا ہے، اپنے بندوں میں سے تاکہ وہ ڈرائیں ملاقات کے دن سے⑮ وہ دن جب سب لوگ بے پردہ ہوں گے،

لَا یَخۡفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنۡهُمۡ شَیۡءٌ ؕ لِمَنِ الۡمُلۡكُ الۡیَوۡمَ ؕ لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ ﴿۱۶﴾

نہ چھپی ہوگی اللہ پر اُن کی کوئی بات (اس دن پوچھا جائے گا) کس کی ہے بادشاہی آج۔ (جواب ہوگا) اللہ واحد قہار کی⑯

⑧: یوم حشر کو حساب کتاب کے دوران دہشت کے مارے کسی کو اپنے عزیز رشتہ دار یاد ہی نہ ہوں گے۔ تاہم جب جنت کے لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تب انہیں اپنے والدین، بیویاں اور اولاد وغیرہ یاد آئیں گے۔ اب ان میں سے جو ہوں گے تو جنتی مگر ان کے درجات نچلے ہوں گے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں بھی اونچا درجہ عطا کر کے ساتھ ملا دے گا۔ (دیکھیں سورہ طور:۲۱)

ع ١/٩ ٦

⑨: یعنی خوف، دہشت، عذاب وغیرہ۔

⑪: روح اور جسم کے اتصال کا نام زندگی اور انفصال کا نام موت ہے۔ پہلا مرحلہ روح کی تخلیق کا ہے چنانچہ روح بلا جسم موت کہلاتی ہے پھر والدین کے گھر پیدائش سے زندگی عطا ہوئی۔ زندگی کے خاتمہ پر موت اور نفخہ قیام لرب العالمین سے پھر زندگی ہوگی۔ گویا دو زندگیاں اور دو موتیں ہر آدمی کے لئے لازم ہوئیں۔

مشرکین، کفار اور منافقین قیامت کے دن اعتراف گناہ کے بعد یہ خواہش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا کئی طرح سے جواب دیا ہے۔ مثلاً کیا پہلے رسول نہیں آئے تھے اور انہوں نے دعوت دینے کے لئے کچھ کمی چھوڑ دی تھی۔ اور جیسے فرمایا ”اور اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تو پھر وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ یہ دراصل ہیں ہی جھوٹے“۔ (الانعام:۲۸)

⑬: آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے جس سے تمہاری روزی کا انتظام ہوتا ہے اس سارے نظام میں تمہارے لئے بے شمار آیات ہیں اگر تم کچھ غور کرو۔

⑮: یا بلند درجے عطا کرنے والا ہے۔

اگلوں پچھلوں کی ملاقات، فرشتوں کی ملاقات اور خود اللہ تعالیٰ بھی جنتیوں کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں گے۔

⑯: میدان حشر میں اللہ تعالیٰ اپنے جلال میں ہوں گے۔ لوگ دہشت زدہ ہونگے۔ اس دن اللہ تعالیٰ یہ سوال کریں گے۔ چالیس سال تک سناٹا طاری رہے گا کسی کو جواب دینے کی جرأت ہی نہ ہوگی۔ آخر خود اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو پکڑ لے گا اور دائیں ہاتھ میں آسمان لپیٹ لے گا پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ؟“۔ (بخاری ومسلم)

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

آج بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو، اس کی کمائی کا، نہ ظلم ہوگا آج (کسی پر) بلاشبہ اللہ بہت جلد

الْحِسَابِ ﴿١٧﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۬ؕ

حساب لینے والا ہے⑰ اور آپ ڈرائیں اُن لوگوں کو اُس دن سے جو قریب آلگا ہے، جب کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے اور لوگ غم کے گھونٹ پی رہے ہوں گے،

مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ؕ﴿١٨﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا

نہیں ہوگا ظالموں کے لئے کوئی دوست اور نہ کوئی سفارشی، جس کی بات مانی جائے⑱ وہ جانتا ہے خیانت آنکھوں کی اور اُسے بھی جو

تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

چھپاتے ہیں اُن کے سینے⑲ اور اللہ فیصلہ کرے گا حق کے ساتھ اور جس کو وہ پکارتے ہیں اُس کے سوا،

لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿٢٠﴾ ع ۲ ۱۱ ۷ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا

نہیں وہ فیصلہ کرسکتے کسی بھی چیز کا، بیشک اللہ ہی ہے خوب سننے والا خوب دیکھنے والا⑳ کیا نہیں چلے پھرے یہ لوگ

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ

زمین میں کہ دیکھتے کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا جو تھے اُن سے پہلے، تھے وہ

اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ

سخت ان سے، قوت میں اور آثار میں (جو چھوڑ گئے) زمین میں، سو پکڑ لیا اُن کو اللہ نے بسبب اُن کے گناہوں کے اور نہ تھا

لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿٢١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

اُن کے لئے اللہ سے کوئی بچانے والا㉑ یہ اس لئے ہوا کہ آتے رہے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل کے ساتھ

فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

تو انہوں نے انکار کیا پھر پکڑلیا ان کو اللہ نے، یقیناً وہ بڑی قوت والا شدید سزا دینے والا ہے㉒ اوریقیناً بھیجا ہم نے

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٣﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا

موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں اور واضح دلیل کے ساتھ㉓ فرعون کی طرف اور ہامان اور قارون (کی طرف) تو انہوں نے کہا!

سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٢٤﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ

یہ تو جادوگر ہے بڑا جھوٹا㉔ پھر جب لے آیا وہ ان کے پاس حق ہماری طرف سے، تو انہوں نے کہا! تم قتل کرو ان لوگوں کے بیٹوں کو، جو

اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٢٥﴾

ایمان لائے اس موسیٰؑ کے ساتھ اور زندہ رہنے دو ان کی عورتوں (بیٹیوں) کو اور نہ ہوئیں چالیں کافروں کی مگر ناکام ہی㉕

⑰: کیونکہ مقدمات کا فیصلہ ہونے میں دیر کے جتنے سبب ہوتے ہیں وہ اس عدالت میں نہ ہوں گے۔ جیسے کبھی کوئی گواہ غیر حاضر ہوتا ہے کبھی مدعی یا مدعی علیہ جبکہ اللہ کی عدالت میں سب کو آناً فاناً حاضر کر لیا جائے گا۔ پھر دنیا کی عدالتوں میں قاضی کے پاس کئی مقدمات ہو سکتے ہیں اور وہ ایک وقت میں سب سے نمٹ نہیں سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے لئے ایسی کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔

⑱: ازفہ۔ جلدی آنے والی، یوم قیامت مراد ہے۔

کاظمین۔ کظم۔ سانس کی نالی کو کہتے ہیں۔ کاظم، کظیم اور مکظوم ایسا شخص جو غم یا غصہ یا دونوں سے سانس کی نالی تک بھرا ہوا ہو اور اندر ہی اندر اسے پی رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں سفارش ہوگی تو ضرور مگر اس پر اس قسم کی شرائط عائد ہیں کہ کسی کی سفارش پر انحصار نہیں کیا جاسکتا۔

⑲: جیسے غیر محرم کو دیکھنا یا آنکھوں کے اشاروں سے تمسخر اڑانا وغیرہ۔

⑳: اول تو ان کی صلاحیتیں ہی ایسی محدود ہونگی کہ وہ ایسے فیصلوں کی اہلیت ہی نہیں رکھتے نہ ان کا علم اللہ جتنا ہوسکتا ہے جو کہ دل میں ابھرنے والے خیالات تک سے واقف ہے اور آنکھوں کی حرکات سے آگاہ ہے اور نہ ہی ان کو یہ قدرت حاصل ہے۔ دوسری جانب وہ خود کئی مقدمات میں ماخوذ و مطلوب ہوں گے اور خود انہیں اپنی جان کی پڑی ہوگی۔

㉑: جب اللہ کے عذاب میں رگڑے گئے تو ان کی ساری قوت اور شان دھری کی دھری رہ گئی۔ ان کی یادگاریں ان کی بے بسی کی علامات کے طور پر باقی رہ گئیں۔

㉓: بینات بینہ کی جمع ہے۔ یہ ایسی دلیل ہوتی ہے جس پر فریق مقابل لاجواب ہوجائے۔

سلطان۔ ایسی دلیل جو کہ کسی قوت کا نمائندہ ہونے کا ثبوت ہو۔

㉔: اپنے انکار حق کے جواز کے طور پر یہ الزامات لگاتے تھے حالانکہ خود وہ بھی اپنے الزامات کے بودے ہونے کو جانتے تھے۔ ان کا انکار حق کی اصل وجہ ان کا تکبر تھا۔

㉕: یہ سزا بنی اسرائیل کے لئے دوسری مرتبہ مقرر کی گئی۔ اس کا مقصد بنی اسرائیل کو دہشت زدہ کرنا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ پر ایمان لانے سے باز آجائیں اوران کی نسل کشی ہوجائے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ

اور کہا! فرعون نے مجھے چھوڑ دو، تاکہ میں قتل کردوں موسیٰؑ کو اور چاہیے کہ وہ پکارے اپنے رب کو، بلاشبہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ بدل ڈالے گا

دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ (٢٦) وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ

تمہارے دین کو، یا یہ کہ وہ پھیلائے گا زمین میں فساد۲۶ اور کہا! موسیٰؑ نے، بیشک میں پناہ میں آتا ہوں

بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ (٢٧) ع وَقَالَ رَجُلٌ

ع ۳/۷ ۸

اپنے رب کی اور تمہارے رب کی، ہر اس متکبر سے، جو نہیں ایمان رکھتا یوم حساب پر۲۷ اور کہا! ایک مرد نے

مُّؤْمِنٌ ۖۗ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ

جو مومن تھا، آل فرعون میں سے، جو چھپائے ہوئے تھا اپنا ایمان! کیا تم قتل کردوگے ایک شخص کو، اس بات پر کہ وہ کہتا ہے!

رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ

میرا رب اللہ ہے، حالانکہ وہ لایا ہے تمہارے پاس کھلی نشانیاں، تمہارے رب کی طرف سے اور اگر ہوا وہ جھوٹا تو اسی پر پلٹ پڑے گا پلٹ پڑے گا

كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اس کا جھوٹ اور اگر ہے وہ سچا تو ضرور دوچار ہونا پڑے گا تم کو، بعض ان نتائج سے، جن سے وہ ڈرارہا ہے تمہیں، بلاشبہ اللہ

لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ (٢٨) يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ

نہیں ہدایت دیتا ایسے شخص کو، جو ہے حد سے گزرجانے والا بہت جھوٹا۲۸ اے میری قوم کے لوگو! تمہارے ہی لئے ہے بادشاہی جبکہ تم ہی آج

ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ

غالب ہو اپنی سرزمین میں، پھر کون بچا سکے گا، ہمیں اللہ کے عذاب سے اگر وہ آگیا ہم پر، کہا

فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ (٢٩)

فرعون نے! نہیں سمجھا رہا ہوں میں تم کو، مگر وہی جو میں دیکھ رہا ہوں اور نہیں رہنمائی کررہا ہوں میں تمہاری، مگر ایسے راستے کی طرف جو درست ہے۲۹

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ (٣٠) ۙ

اور کہا اُس شخص نے جو ایمان لایا تھا، اے میری قوم! بلاشبہ میں ڈرتا ہوں تمہارے بارے میں، کہ وہ (عذاب کا) دن نہ آجائے جو پہلی امتوں پر آیا تھا۳۰

مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ

جیسا کہ آچکا ہے قوم نوحؑ اور عاد پر اور ثمود پر اور ان پر جو ان کے بعد تھے اور نہیں اللہ

يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ (٣١) وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ (٣٢) ۙ

چاہتا ظلم کرنا بندوں پر۳۱ اور اے میری قوم! بلاشبہ میں ڈرتا ہوں تم پر ایک دوسرے کو پکارنے کے دن سے۳۲

(۲۶): یہ انتہائی مکارانہ انداز ہے جیسے وہ اپنی قوم کو یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ یہ جو ابھی تک حضرت موسیٰؑ چلتے پھرتے نظر آرہے ہیں وہ تمہارے لحاظ کی وجہ سے ہے حالانکہ خود وہ خوب جانتا تھا کہ حضرت موسیٰؑ اللہ کے سچے نبی ہیں اوران پر آسانی سے ہاتھ نہیں ڈالا جاسکتا۔
یعنی پورا سیاسی نظام ہی بدل کے رکھ دے گا۔ اب خطرہ تو خود اسے اپنی حکومت کا تھا مگر مکاری سے یہ کہا جیسے لوگ اس کی محبت میں گھل رہے ہیں اور اس کی حکومت کے زوال کے صدمہ کو برداشت نہ کرسکیں گے۔ آج ہمارے سیاسی لیڈر بھی اسی طرح کے بیانات داغتے رہتے ہیں کہ عوام حکومت کی تبدیلی چاہتے ہیں۔ عوام انتخابات چاہتے ہیں حالانکہ یہ صرف ان کی اپنی خواہش ہوتی ہے۔

(۲۷): گویا متکبر اور جبار وہی ہوسکتا ہے جس کا آخرت پر ایمان نہ ہو۔

(۲۸): اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کی تبلیغ کے اثرات خود آل فرعون میں بھی نفوذ کرچکے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کافر معاشرہ کے دباؤ کی وجہ سے اپنا ایمان چھپائے رکھے تو کوئی حرج نہیں۔ یاد رہے کہ بعینہ یہی حالات اس وقت مکہ میں درپیش تھے۔ آپ ﷺ کو قتل کرنے کی کوششیں ہو رہی تھیں۔

● حضرت عروہ ابن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر ابن العاصؓ سے پوچھا مجھے بتلاؤ کہ مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ سب سے زیادہ جو تکلیف پہنچائی ہے وہ کیا تھی؟ وہ کہنے لگے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا۔ آپ ﷺ کے مونڈھے کو پکڑا پھر آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر مروڑ دیا اور اتنی زور سے گلا دبایا (جیسے مار ہی ڈالے گا) اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آگئے انہوں نے عقبہ کو مونڈھا تھاما اور آپ ﷺ سے اس کو دور دھکیل دیا"۔
(بخاری)

یہ فقرہ کہتے ہوئے مردمومن نے کسی کی جانب اشارہ نہیں کیا۔ اس کے مصداق حضرت موسیٰؑ اور فرعون دونوں ہی ہوسکتے ہیں۔ گویا وہ پھر غیر جانبدارانہ انداز میں اپنی بات جاری رکھے ہوا تھا۔

(۲۹): اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک فرعون اسے اپنا خیر خواہ ہی سمجھ رہا تھا۔

(۳۰): احزاب۔ ایسے جتھے جو قوت واقتدار کے لئے اکھاڑ پچھاڑ کرتے ہیں۔

(۳۲): تناد۔ پکارنا۔ قیامت کے دن مراد ہے۔ مظلوم ظالم سے انتقام کے لئے پکارے گا۔

يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ ۚ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۗ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ

جس دن تم پھرو گے پیٹھ پھیرتے ہوئے، نہیں ہوگا تمہارے لئے اللہ (کے عذاب) سے کوئی بچانے والا اور جس کو گمراہ کردے اللہ، تو نہیں ہے اس کو

مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا

کوئی ہدایت دینے والا۳۳ اور بیشک آچکے ہیں تمہارے پاس یوسفؑ بھی اس سے پہلے واضح دلائل کے ساتھ، پھر تم ہمیشہ رہے شک میں اس (تعلیم) کے بارے میں، جو

جَاءَكُمْ بِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ كَذَٰلِكَ

وہ تمہارے پاس لایا، یہاں تک کہ جب ان کا انتقال ہوگیا، تو تم نے کہا! ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ اس کے بعد کوئی رسول، اسی طرح

يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ

گمراہ کردیتا ہے اللہ ان لوگوں کو جو ہوتے ہیں، حد سے گزرنے والے اور شک کرنے والے۳۴ وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی آیات میں، بغیر کسی ایسی دلیل کے،

أَتَاهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ

جو آئی ہو اُن کے پاس، بڑی ناراضگی کا باعث ہے، اللہ کے نزدیک اور اُن لوگوں کے نزدیک جو ایمان لائے، اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ،

عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي

ہر اس دل پر جو متکبر اور سرکش ہو۳۵ اور کہا فرعون نے اے ہامان! تو بنا میرے لئے ایک بلند عمارت

أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ ﴿٣٦﴾ أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ۚ

تاکہ میں پہنچوں راستوں تک۳۶ (یعنی) آسمانوں کے راستوں تک اور جھانک کر دیکھوں موسیٰؑ کے خدا کو اور بلاشبہ میں سمجھتا ہوں اسے جھوٹا

وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ

اور اسی طرح مزین کردیا گیا، فرعون کیلئے اس کا برا عمل اور وہ روکا گیا سیدھے راستے سے اور نہیں تھی چال فرعون کی،

إِلَّا فِي تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ ع ٩

مگر تباہی کے لئے۳۷ اور کہا! اس شخص نے، جو ایمان لایا تھا! اے میری قوم کے لوگو! تم میری پیروی کرو، میں تمہیں بتلاؤں گا راستہ بھلائی کا۳۸

يَا قَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾

اے میری قوم! بس یہ دنیاوی زندگی کا فائدہ ہے (تھوڑا) اور بلاشبہ آخرت ہی ہمیشہ کے قیام کی جگہ ہے۳۹

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ

جو کرتا ہے کوئی براکام! تو نہیں بدلہ دیا جاتا اسے، مگر ویسا ہی اور جو کرتا ہے کوئی نیک عمل، مرد ہو یا عورت

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾

اور ہو وہ مومن، تو ایسے سب لوگ داخل ہوں گے جنت میں، رزق دیا جائے گا انہیں وہاں بے حساب۴۰

۳۴: ان کے جیتے جی تو تم ان پر ایمان نہ لائے ان کی وفات کے بعد تمہیں ان کی خوبیاں اور ان کا مثالی دور حکومت یاد آنا شروع ہوگیا۔ حتیٰ کہ تم نے یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ اس جیسا رسول اب کہاں بھیجے گا۔

حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں تقریباً دو صدیوں کا فرق ہے۔ یہ عرصہ قوموں کی زندگی میں بہت ہی کم عرصہ ہے۔ چنانچہ قوم کو ابھی یاد ہی تھا کہ کس طرح حضرت یوسف کی حکمت عملی سے مصر نہ صرف خود قحط سالی کے زمانے میں مشکلات سے بچا رہا بلکہ اردگرد کے ممالک کو بھی غلہ مہیا کیا جس سے مصر نے کافی دولت بھی کمائی اور کس طرح حضرت یوسفؑ اپنے اخلاق اور کردار کی پختگی سے مصر کے سربراہ بنے۔ ان کے دور حکومت کا عدل وانصاف ابھی تک قوم نہ بھولی تھی۔ ان سب فیوض وبرکات کے باوجود تمہارے نصیب میں ایمان نہ تھا۔ ان کی وفات کے بعد تمہیں ان کی خوبیاں تو یاد آئیں مگر ایمان پھر بھی نہ لائے اور تم نے اللہ کی ذات ہی سے مایوسی کا اظہار کردیا کہ اس جیسا رسول اب کہاں آئے گا؟

۳۵: حق سے انکار اور تکبر میں انسان جب بہت آگے نکل جاتا ہے تو یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دل پر مہر کردیتا ہے اور وہ قبول حق کی صلاحیت سے ہی محروم ہوجاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: 'بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے۔ استغفار اور توبہ کرے تو اس کا دل صاف کردیا جاتا ہے اور دوبارہ گناہ کرے تو نقطہ بڑھ جاتا ہے حتیٰ کہ دل پر چھا جاتا ہے۔' (ترمذی)

۳۸: جب تفصیل سے دعوت پیش کردینے کے باوجود فرعون نے التفات نہ کیا تو یہ مرد مومن درباریوں کی طرف متوجہ ہوگیا اور اپنی دعوت کھل کر پیش کردی۔ بھلائی کی راہ وہ نہیں جس طرح فرعون دعوت دے رہا ہے بلکہ بھلائی کا راستہ میں تمہیں بتلاتا ہوں۔

النصف

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ؕ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِيْ

اور اے میری قوم کے لوگو! کیا ہے میرے لئے کہ میں تو بلاتا ہوں تمہیں نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھے آگ کی طرف﴿۴۱﴾ تم مجھے دعوت دیتے ہو،

لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ

کہ میں کفر کروں اللہ کے ساتھ اور میں شریک ٹھہراؤں اس کے ساتھ، ایسی چیزوں کو، کہ نہیں ہے مجھے ان کے بارے میں کچھ علم اور میں تمہیں بلا رہا ہوں اس کی طرف جو زبردست

الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا

بہت بخشنے والا ہے﴿۴۲﴾ نہیں شک (اس میں) کہ وہ چیز کہ تم مجھے بلاتے ہو اس کی طرف، نہیں ہے اس کے لئے دعوت (کو قبول کرنا) دنیا میں اور نہ

فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾

آخرت میں اور بلاشبہ ہمارا پلٹنا تو اللہ ہی کی طرف ہے اور بیشک حد سے بڑھنے والے ہی ہیں آگ والے﴿۴۳﴾

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ

سو عنقریب تم یاد کروگے، اسے جو میں کہہ رہا ہوں تم سے اور میں سپرد کرتا ہوں اپنا معاملہ اللہ کی طرف، بلاشبہ اللہ خوب دیکھ رہا ہے

بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ

اپنے بندوں کو﴿۴۴﴾ پھر بچالیا اُس کو اللہ نے بُرائیوں سے اس کی، جو انہوں نے مکر کیا اور گھیر لیا آل فرعون کو بدترین

الْعَذَابِ ۚ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ

عذاب نے﴿۴۵﴾ وہ آگ ہے جس کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، وہ صبح اور شام اور جس دن قائم ہوگی

السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ

قیامت (کہاجائے گا) داخل کرو آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں ﴿۴۶﴾ اور جب وہ باہم جھگڑیں گے

فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا

جہنم میں، تو کہیں گے کمزور لوگ اُن لوگوں سے، جنہوں نے تکبر کیا، بلاشبہ ہم تو تھے تمہارے تابع،

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

تو کیا تم ہٹا سکتے ہو ہم سے کچھ حصہ آگ کا﴿۴۷﴾ کہیں گے! وہ لوگ جنہوں نے تکبر کیا!

اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ

بیشک ہم سب کے سب اسی (آگ) میں ہیں، بلاشبہ اللہ فیصلہ فرما چکا ہے اپنے بندوں کے درمیان﴿۴۸﴾ اور کہیں گے! وہ سب لوگ جو آگ میں (جل رہے) ہوں گے

لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾

جہنم کے دربانوں سے، کہ درخواست کرو اپنے رب سے، کہ وہ ہلکا کردے ہمارے لئے ایک (ہی) دن کچھ عذاب﴿۴۹﴾

﴿۴۲﴾: میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں جو کائنات کا مالک ہے اور تم مجھے شرک پر اکساتے ہو۔ ظلم کی راہ لگاتے ہو جس کا نتیجہ جہنم کی آگ کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا۔

﴿۴۳﴾: نہ وہ خود اس کے دعویدار ہیں اور نہ ہی یہ دعوت کوئی حق کی دعوت ہے۔

﴿۴۴﴾: اس مردمومن کے اس کلام سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ اسے یہ یقین تھا کہ فرعون اس کی جان کے درپے ہوجائے گا۔

﴿۴۵﴾: اس سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردمومن اتنی موثر شخصیت تھا کہ فرعون آسانی سے اس پر ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا بلکہ اس کے لئے اسے خفیہ تدابیر سوچنی پڑیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وہ تدبیریں بھی نہ چلنے دیں حتی کہ فرعون اور اس کے ساتھی بحیرہ قلزم میں غرق ہوگئے۔

﴿۴۶﴾: مسلمانوں کا ایک گروہ تو اس انتہا کو پہنچا ہے کہ اس نے مردوں میں زندوں سے زیادہ قدرتیں اور صلاحیتیں مان رکھی ہیں جبکہ ایک دوسرا گروہ وہ ہے جس نے برزخی زندگی عذاب قبر کا سرے سے ہی انکار کردیا ہے حالانکہ یہ آیت واضح نص ہے کہ آل فرعون کو صبح و شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ پیشی صرف ارواح کی ہوتی ہے تاہم قیامت کے دن وہ لوگ اپنے جسموں سمیت آگ میں داخل ہونگے چنانچہ عالم برزخ کا عذاب قیامت کے عذاب سے بہت ہلکا ہوتا ہے۔

﴿۴۷﴾: جہنم کے مختلف عذابوں میں سے یہ بھی عذاب کی ایک شکل ہوگی کہ جہنمی ایک دوسرے کے دشمن اور نفرت کرنیوالے ہونگے۔ چاہے دنیا میں ان کے تعلقات کتنے ہی قریبی تھے۔ جبکہ جنت کے لوگوں میں محبت، اخوت اور پیار کا جذبہ ہوگا۔ چاہے دنیا کی زندگی میں ان میں کسی قدر رنجشیں اور غلط فہمی بھی ہو۔

﴿۴۹﴾: عذاب سے چھٹکارا حاصل ہونے سے مایوس ہوچکیں گے تو عذاب میں کچھ وقفہ کی التجا کریں گے۔

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا

وہ کہیں گے! کیا نہیں آتے رہے، تمہارے پاس تمہارے رسول، کھلی نشانیوں کے ساتھ؟ کہیں گے ہاں، تو وہ (دربان) کہیں گے!

فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا ع

تو تم خود ہی دعا کرو اور نہیں ہوگی کافروں کی دعا مگر بیکار﴿۵۰﴾ بیشک ہم ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا

اور اُن لوگوں کی جو ایمان لائے دنیاوی زندگی میں بھی اور اُس دن بھی کہ جب کھڑے ہوں گے گواہ﴿۵۱﴾ اُس دن نہیں

يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾

نفع دے گی ظالموں کو اُن کی معذرت اور اُن کے لئے ہوگی لعنت اور اُن کے لئے ہوگا بدترین گھر﴿۵۲﴾

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾

اور یقیناً دی تھی ہم نے موسیٰؑ کو ہدایت اور ہم نے وارث بنایا تھا بنی اسرائیل کو کتاب کا﴿۵۳﴾

هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ

جس میں تھی ہدایت اور نصیحت، عقلمندوں کے لئے﴿۵۴﴾ پس (اے نبیؐ) صبر کیجئے! یقیناً وعدہ اللہ کا سچا ہے اور معافی مانگئے

لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ

اپنی کوتاہیوں کی اور پاکیزگی بیان کیجئے اپنے رب کی، حمد کے ساتھ شام کو اور صبح کو﴿۵۵﴾ بیشک وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں

فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا

اللہ کی آیات میں، بغیر کسی دلیل کے جو آئی ہو اُن کے پاس، نہیں ہے اُن کے سینوں میں مگر ایک ایسا گھمنڈ، جس تک

هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ

وہ کبھی نہیں پہنچ سکیں گے، تو پناہ مانگتے رہیے اللہ کی، بلاشبہ وہی ہے خوب سننے والا خوب دیکھنے والا﴿۵۶﴾ البتہ پیدا فرمانا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

آسمان اور زمین کا کہیں بڑا کام ہے، انسان کے پیدا کرنے سے اور لیکن اکثر انسان

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

نہیں جانتے﴿۵۷﴾ اور نہیں برابر ہوسکتا اندھا اور دیکھنے والا اور وہ لوگ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور انہوں نے کئے عمل نیک اور نہ برائی (بدکاری) کرنے والا (کیا برابر ہوسکتے ہیں) بہت ہی کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو﴿۵۸﴾

﴿۵۰﴾: ایک دوسرے سے ترش روئی سے مکالمہ کرنے کے بعد جہنم کے ذمہ دار فرشتوں سے یہ التجا کریں گے۔ یہ فرشتے اللہ کو سفارش تو کیا کریں گے بلکہ وہ خود اس بات کے قائل نہ ہوں گے کہ جہنم کے عذاب میں کچھ تخفیف ہو جائے۔

غور فرمائیں کہ ایک مشرک کے فوت ہوتے ہی اس کے بچاؤ کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں اہل ایمان کو انکے حق میں دعا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ قیامت کے دن فرشتے ان کو جہنم میں جلتے دیکھنے کے باوجود دعا کے لئے تیار نہ ہوں گے جبکہ ان کے اپنی دعا کے مردود ہونے کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

﴿۵۱﴾: اللہ تعالیٰ باطل کو ایک حد تک مہلت ضرور دیتا ہے مگر ایک حد تک پہنچتے ہی اللہ کا کوڑا برس پڑتا ہے اور اس کی باگیں کھینچ لی جاتی ہیں۔ اسی سورۃ میں فرعون کا قصہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کی مدد کر کے فرعون اور اس کی قوم کو اس کے غرور و تکبر سمیت بحر قلزم میں غرقاب کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی اس مدد ہی کا نتیجہ ہے کہ حق کبھی بھی کرہ ارض سے غائب نہ ہوا جبکہ باطل کو بے شمار دفعہ جڑ سے اکھیڑ دیا گیا۔

اشہاد شہید کی جمع ہے۔ یوم الاشہاد سے قیامت کے دن مراد ہے جس دن اللہ کی عدالت میں گواہیاں ہوں گیں۔

﴿۵۴﴾: اس میں مسلمانوں اور آپ ﷺ کے لئے تسلی ہے کہ بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰؑ کی طرف اللہ تعالیٰ آپ کی بھی راہنمائی فرماتا رہے گا حتیٰ کہ باطل کا سر ٹوٹ جائے گا اور حق غالب آ جائے گا۔

﴿۵۵﴾: آپ سے عمداً خطا ہونا تو محال ہے بتقاضائے بشریت اجتہادی غلطی اور لغزش کا صدور ممکن ہے۔ چنانچہ قریش مکہ کی طرف سے شرک کے ساتھ سمجھوتے کی پیشکش کے سلسلے میں آپ کو منع فرما دیا گیا اور صبر کی تلقین کی گئی۔ دوسری جانب آپ کو مخاطب کر کے مسلمانوں کو یہ تلقین کی گئی ہے۔

﴿۵۶﴾: گویا جو لوگ اللہ اور اس کی آیات کے بارے میں کج بحثیاں کرتے ہیں ان کا اصل مرض تکبر ہوتا ہے جس کے علاج کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنم تیار کر رکھی ہے۔

﴿۵۸﴾: مختلف قسم کے لوگوں کا زندگی میں طرز عمل منطقی طور پر تقاضا کرتا ہے کہ برے لوگوں کو ان کے جرائم کی سزا دی جائے اور صالح لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے۔

إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٩﴾

بیشک قیامت کی گھڑی ضرور آنے والی ہے، نہیں کوئی شک اس میں اور لیکن اکثر انسان نہیں مانتے۝۵۹

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ

اور فرمایا تمہارے رب نے تم مجھے پکارو، میں قبول کروں گا تمہاری پکار، بلاشبہ وہ لوگ جو گھمنڈ کرتے ہیں

عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ

میری عبادت سے عنقریب وہ داخل ہوں گے جہنم میں ذلیل ہوکر۝۶۰ اللہ وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لئے

اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

رات کو، تاکہ تم آرام کرو اُس میں اور (بنایا) دن کو دکھلانے والا، بلاشبہ اللہ بڑا فضل والا ہے انسانوں پر

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦١﴾ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ

اور لیکن اکثر انسان نہیں شکر کرتے۝۶۱ یہ ہے اللہ، تمہارا رب پیدا کرنے والا ہر

شَيْءٍ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٦٢﴾ كَذَٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا

چیز کا، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، پھر کہاں تم پھیرے (بہکائے) جا رہے ہو۝۶۲ اسی طرح پھیرے (بہکائے) جاتے رہے ہیں وہ لوگ جو تھے

بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٦٣﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ

اللہ کی آیات کا انکار کرتے۝۶۳ اللہ وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو جائے قرار اور آسمان کو

بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ

چھت اور اس نے تمہاری صورتیں بنائیں سو بہت ہی اچھی بنائیں تمہاری صورتیں اور تمہیں بطور رزق دیں پاکیزہ چیزیں،

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٤﴾ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ

یہ ہے اللہ جو تمہارا رب ہے، پس بہت ہی بابرکت ہے اللہ جو رب ہے پوری کائنات کا۝۶۴ وہی زندۂ جاوید ہے، نہیں ہے کوئی معبود

إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٥﴾

سوائے اُس کے، تو اسی کو پکارو خالص کرتے ہوئے، اس کے لئے بندگی کو، سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۝۶۵

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ

اے نبیؐ کہہ دیجئے! بیشک میں تو روک دیا گیا ہوں (اس سے) کہ میں عبادت کروں اُن کی جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا، جبکہ آ گئی میرے پاس

الْبَيِّنَاتُ مِن رَّبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٦﴾

واضح دلیلیں میرے رب کی طرف سے اور میں حکم دیا گیا ہوں، یہ کہ میں فرماں بردار ہوں رب العالمین کے لئے۝۶۶

ع ۶ ۱۰ ۱۱

۶۰: نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ دعا ہی تو اصل عبادت ہے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'مظلوم کی دعا سے بچو خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ مظلوم کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے"۔ (احمد)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو جب کوئی مسلمان دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کی بات نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تین باتوں میں سے ایک اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔ (۱) یا تو دعا کے مطابق اس کی خواہش پوری کردی جاتی ہے۔ (۲) یا اس کی دعا آخرت کے لئے ذخیرہ اجر بنا دیتا ہے۔ (۳) یا دعا کے برابر اس سے کوئی مصیبت ٹال دیتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے (یہ سن کر) عرض کیا تب تو ہم کثرت سے دعا کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا۔ اللہ کے خزانے بہت زیادہ ہیں"۔ (احمد)

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر اللہ سے دعا کرنا غیر اللہ کی عبادت کرنا ہے۔

۶۱: دن کو کام کاج کے لئے روشنی کی ضرورت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے سورج کے ذریعے روشنی مہیا فرما دی۔ رات کو آرام کے لئے تاریکی اور خاموشی درکار ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بندوبست فرما دیا۔

۶۲: ہر چیز کو پیدا کر کے ایک مربوط نظام مقرر فرما دینا بذات خود ایک اکیلے سخت قدرت والے خالق کا پتہ دیتا ہے جس طرح مشرکوں نے مختلف کاموں کو مختلف الہ مقرر کر رکھے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو کبھی بھی ایسا مربوط نظام وجود میں نہ آسکتا۔ زمین وآسمان کی تخلیق۔ انسان کی تخلیق تو دور کی بات ہے ایک دانہ نہ پیدا ہوسکتا۔ ایک ایٹم (Atom) کے ذرے انتہائی دقیق نظام میں مربوط ہیں وہ ہی وجود میں نہ آسکتا۔

۶۴: زمین کو انسان کی رہائش کے قابل بنایا۔ کیا غور کرنیوالوں کے لئے اس میں کچھ نشانی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسا رزق مہیا کیا ہے۔ زمین جس سے یہ پھل پیدا ہوئے ہیں اس میں اتنی مٹھاس ہے اور اتنی لطافت، سمندر سے مچھلی پیدا کی سمندر کا پانی کڑوا اور مچھلی کو انتہائی خوش ذائقہ گوبر اور خون کے درمیان میں دودھ پیدا کیا۔ سبحان اللہ احسن الخالقین۔

۶۵: خالق حقیقی وہی ہوسکتا ہے جو اول بھی ہو اور آخر بھی ہو بھلا جس کی عمر متعین ہوسکتی ہو وہ خالق حقیقی کیسے ہوسکتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ

وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے، پھر نطفے سے پھر جمے ہوئے خون سے، پھر وہ تم کو نکالتا ہے

طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى

بچہ بنا کر، پھر تاکہ تم پہنچ جاؤ، اپنی جوانی کو، پھر تاکہ ہوجاؤ تم بوڑھے، اور تم میں سے کچھ وہ ہیں جو فوت کردئے جاتے ہیں

مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (٦٧) هُوَ الَّذِیْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ

اس سے پہلے ہی اور تاکہ تم پہنچو ایک معین مدت کو، تاکہ تم عقل سے کام لو(٦٧) وہ (اللہ) وہی ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے،

فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (٦٨) ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ ‹ع ٨ ١٢›

پھر جب وہ فیصلہ کرلیتا ہے کسی کام کا، تو بس وہ کہتا ہے اسے ہوجا، تو وہ ہوجاتا ہے(٦٨) کیا نہیں دیکھا! تم نے ان لوگوں کو، جو جھگڑے کرتے ہیں

فِیْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ (٦٩) ۛۚ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ ‹معانقة ٣ | عند المتأخرين ١٢›

اللہ کی آیات میں، یہ کہاں سے پھرائے جارہے ہیں(٦٩) وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا اس کتاب، (قرآن) کو اور اس کو کہ (جو تعلیم) ہم نے بھیجا تھا اس کے ساتھ اپنے رسولوں کو،

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (٧٠) ۙ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ (٧١) ۙ

سو عنقریب انہیں معلوم ہوجائے گا(٧٠) جب طوق ہوں گی ان کی گردنوں میں اور زنجیریں، (جن میں باندھ کر) وہ گھسیٹے جائیں گے(٧١)

فِی الْحَمِيْمِ ۙ۬ ثُمَّ فِی النَّارِ يُسْجَرُوْنَ (٧٢) ۚ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

کھولتے ہوئے پانی میں، پھر آگ میں وہ جلائے جائیں گے(٧٢) پھر کہا جائے گا ان سے! کہاں ہیں وہ جن کو تم تھے

تُشْرِكُوْنَ (٧٣) ۙ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ

شریک ٹھہراتے(٧٣) اللہ کے سوا، وہ کہیں گے! گم ہوگئے وہ ہم سے، بلکہ نہیں! ہم پکارتے تھے اس سے پہلے

شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ (٧٤) ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ

کسی کو، اسی طرح گمراہ کرتا ہے اللہ کافروں کو(٧٤) یہ (عذاب) اس وجہ سے ہے کہ، تم اتراتے تھے

فِی الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ (٧٥) ۚ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ

زمین میں ناحق اور اس بنا پر کہ تم اکڑتے تھے(٧٥) (اب) داخل ہوجاؤ جہنم کے دروازوں میں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (٧٦) فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ

ہمیشہ رہوگے تم اس میں، سو بہت ہی برا ہے ٹھکانا گھمنڈ کرنے والوں کا(٧٦) پس (اے نبیؐ) صبر کیجئے! بلاشبہ اللہ کا وعدہ برحق ہے،

فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ (٧٧)

پھر اگر ہم آپ کو دکھادیں بعض وہ (عذاب) جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں، یا ہم (پہلے) آپ کو فوت (موت) دے دیں، تو ہماری طرف ہی وہ لوٹائے جائیں گے(٧٧)

(٦٧): علقہ کے معانی میں تین مفہوم پائے جاتے ہیں۔(١) خون چوسنے والا کیڑا (٢) لٹکی ہوئی چیز (٣) خون کا لوتھڑا۔

علقہ کے مرحلہ میں جنین کی عمر لگ بھگ ١٥ دن ہوتی ہے۔ مائیکروسکوب میں دیکھنے سے جنین اس مرحلہ میں ہو بہو خون چوسنے والے کیڑے سے مشابہ ہوتا ہے۔ علقہ کا دوسرا مفہوم لٹکی ہوئی چیز کا ہے اس مرحلہ میں جنین بعینہ رحم مادر کی دیوار پر اوپر سے نیچے لٹکا ہوتا ہے۔ علقہ کا تیسرا مفہوم خون کا لوتھڑا ہے۔ اس مرحلہ میں جنین خون کے لوتھڑے سے مشابہ ہوتا ہے کیونکہ جنین میں نسبتاً خون کی زیادہ مقدار ہوتی ہے۔ نیز اس میں دوران خون نہیں ہوتا لہٰذا خون کے لوتھڑے سے مزید مشابہت ہوئی۔

(٦٨): نہ انسان اپنی تخلیق کے بارے میں کچھ اختیار رکھتا ہے نہ موت کے بارے میں تو پھر کیا اگر انسان پر ایک اور پیدائش کا مرحلہ گزرے تو اسے روک سکتا ہے؟ یا کیا وہ محال ہے؟

پلک جھپکتے اللہ کے احکام بجالانے والے اللہ کے لشکر بے شمار ہیں جن کی حقیقت اور مقدار کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم صادر ہونا ہی اس کام کی تکمیل کا ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں عموماً تدریج کا قانون ہوتا ہے جس کی کئی حکمتیں ہیں۔

یہ آیات انفاس اور آفاق کی بھی ہوسکتی ہیں جنہیں ہر کام میں فطرت تو نظر آتی ہے مگر اس فطرت کو بنانے والا کوئی نظر نہیں آتا کوئی خالق نظر نہیں آتا ہے۔ انہیں یہ سب آیات کچھ فائدہ نہیں دے سکتیں۔ یہ ایک قرآنی آیات بھی ہوسکتی ہے جن پر ایسے لوگوں کو اعتراض ہوتا ہے اور وہ اسے بشری کلام بتاتے ہیں۔ قرآن کے سیاق کے اعتبار سے تو یہی مفہوم ہے تاہم اس کے مصداق وہ مسلمان بھی ہیں جو کہ قرآنی آیات کو تاویل کی خراد پر چڑھا کر اپنی من پسند کے معنی پہناتے ہیں اور اس کی بنیاد پر نئے نئے فرقوں کی بنیاد رکھتے ہیں۔

(٦٩): وہاں بھی جھوٹ سے باز نہ آئیں گے یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی حقیقت ہی کچھ نہ تھی بلکہ فریب ہی فریب تھا۔ اب وہ کہاں کام آنیوالے ہیں؟

(٧٤): حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ”جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا“۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کبریائی میری چادر ہے عظمت میرا ازار ہے جس نے یہ کھینچنے کی کوشش کی میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا“۔ (ابوداؤد)

(٧٧): ایک قسط تو آپ کی حیات مبارک میں ہی نازل ہوگئی ہے جیسے جنگ بدر فتح مکہ وغیرہ دوسری قسط آپ کی حیات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے ہاتھوں۔ آخر کو تو لوٹ کر اللہ ہی کے یہاں جائیں گے جہاں پورا حساب چکا دیا جائے گا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ

اور یقینا بھیجے ہم نے رسول آپ سے پہلے، کچھ ان میں سے وہ ہیں جس کا ہم نے حال بیان کردیا آپ پر اور کچھ ان میں سے وہ ہیں

مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

کہ نہیں ہم نے حال بیان کیا آپ پر اور نہیں ہے اختیار کسی رسول کے لئے کہ وہ لے آئے کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے،

فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۷۸ اَللّٰهُ الَّذِيْ

پھر جب آگیا اللہ کا حکم تو فیصلہ کردیا گیا حق کے ساتھ اور خسارہ اٹھایا وہاں اہلِ باطل نے ۷۸ اللہ وہ ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۷۹ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ

بنائے تمہارے لئے مویشی، تاکہ تم سواری کرو، ان میں سے بعض پر اور بعض کو ان میں سے تم کھاتے ہو ۷۹ اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں

وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۸۰

اور تاکہ تم پہنچو اُن پر سوار ہوکر، اپنی حاجت کو، جو تمہارے سینے میں ہے اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار کئے جاتے ہو ۸۰

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۸۱ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

اور وہ اللہ دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں، پھر کون سی اللہ کی نشانیوں کا تم انکار کروگے ۸۱ کیا پھر نہیں انہوں نے سیر کی زمین میں

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ

کہ وہ دیکھتے، کہ کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا جو اُن سے پہلے ہوئے، وہ تھے (تعداد میں) ان سے

وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۸۲

اور سخت قوت میں اور نشانات کے اعتبار سے زمین میں، پھر نہ کام آیا اُن کے جو کچھ وہ کماتے رہے ۸۲

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ

پس جب آئے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل کے ساتھ تو وہ خوش ہوئے اُس پر، جو ان کے پاس تھا علم اور گھیر لیا

بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۸۳ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ

ان کو، اس (عذاب) نے کہ وہ تھے اس کے ساتھ مذاق اڑایا کرتے ۸۳ پھر جب انہوں نے دیکھا ہمارا عذاب، تو کہا! ہم ایمان لائے اکیلے اللہ پر

وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۸۴ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا

اور ہم نے انکار کیا ان چیزوں کا، کہ ہم تھے ان کو شریک ٹھہرانے والے ۸۴ پھر نہ ہوا کہ نفع دیتا ان کو ان کا ایمان، جبکہ انہوں نے دیکھ لیا

بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۸۵

ہمارا عذاب، اللہ کے طریقہ کے مطابق، جو پہلے سے چلا آرہا ہے، اس کے بندوں میں اور خسارہ اٹھایا وہاں کافروں نے ۸۵

ع ۸ / ۱۰ / ۱۳

ع ۹ / ۷ / ۱۴

۷۸: کیونکہ معجزہ کا صدور نبی کے اختیار میں نہیں ہے۔
یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معجزہ کے صدور کا اختیار نہیں دے رکھا ورنہ تمہارے صبح وشام کے معجزات کے مطالبات کے جواب مین اگر وہ معجزے دکھانا شروع کردے تو حجت تمام ہوجائے اور پھر اس کا انکار کرنے والوں کو اللہ کا عذاب آلے اور ایمان لانے کی مہلت ہی ختم ہوجائے۔
اللہ کے امر سے مراد عذاب الٰہی ہے چاہے یہ دنیا میں ہوا یا آخرت میں۔

۷۹: کیا یہ حقیقت تم کو غور کرنے کی دعوت نہیں دیتی کہ یہ جانور بھی انسان کی طرح جسم و جان کا تعقل رکھتے ہیں مگر انہیں انسان کے لئے مسخر کردیا گیا۔ انسان کو طاقت قدرت اور اجازت دی گئی کہ ان میں سے بعض کو ذبح کرکے کھالے اور بعض کو دوسرے تصرف میں لائے۔

۸۰: پانی میں اچھال کی صلاحیت کس نے پیدا کی کہ وہ اتنی بڑی بڑی کشتیاں اور جہاز سہار لیتا ہے اور تم آسانی سے بوجھل وزن ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرلیتے ہو۔

۸۱: قریش بھی معجزات کا مطالبہ کرتے تھے جن کا ذکر (بنی اسرائیل) میں گزر چکا ہے اس کا پہلا جواب تو آیت نمبر ۷۸ میں دیا گیا ہے رسول کے پاس کب معجزہ دکھلانے کا اختیار ہوتا ہے ؟ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ تمہارے آگے پیچھے اوپر نیچے اور خود تمہارے جسم کے اندر تھوڑی آیات ہیں تم دیکھنے والے تو بنو۔

۸۲: سابقہ اقوام جیسے عاد، ثمود، قوم فرعون وغیرہ قریش مکہ سے عمر میں بھی زیادہ تھے۔ طاقت میں بھی زیادہ تھے زراعت اور فن تعمیر وغیرہ میں بھی زیادہ ماہر تھے۔

۸۳: ان کو کونسا علم تھا ؟ یہ وہی علم تھا جس کو وہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنے آباؤ واجداد کو اس پر پایا ہے یعنی کفر وشرک اسے علم اسہزاً کیا گیا ہے یا اس سے مراد فن زراعت و تعمیر وغیرہ بھی ہوسکتا ہے۔

۸۵: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتے ہیں جب تک جان کنی کا وقت نہیں آجاتا''۔ (ترمذی)

آیاتها ۵۴ (۴۱) سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ (۶۱) رکوعاتها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ

حا۔میم۔① (یہ) نازل کی جارہی ہیں (آیتیں) رحمن ورحیم کی طرف سے② (یہ) ایک ایسی کتاب ہے، کہ کھول کر بیان کی گئی ہیں اس کی آیتیں (احکام یہ)، قرآن ہے، عربی (میں) اس قوم کے لئے

يَّعْلَمُوْنَ ۝۳ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۴ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا

جو علم رکھتی ہو③ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا، پھر بھی منہ موڑلیا ان میں سے اکثر لوگوں نے، تو وہ نہیں سنتے④ اور انہوں نے کہا! ہمارے دلوں پر

فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ

غلاف چڑھے ہوئے ہیں، ان باتوں سے، کہ جس کی طرف توہمیں بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پردہ ہے، سوتم اپنا کام کرو،

اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝۵ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

بلاشبہ ہم اپنا کام کئے جاتے ہیں⑤ (اے نبیؐ) کہہ دیجئے! کہ بس میں تو ایک بشر ہوں، تمہاری مثل، وحی کی جاتی ہے میری طرف، یہ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے،

فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝۶ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

تو تم یکسوئی سے متوجہ رہو اس کی طرف اور تم اس سے بخشش مانگو اور ہلاکت ہے مشرکین کے لئے⑥ وہ لوگ جو نہیں ادا کرتے زکوٰۃ

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۷ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ

اور وہ آخرت کا بھی انکار کرنے والے ہیں⑦ بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، ان کے لئے اجر ہے،

ع ۱۷ ۸ ۱۵ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۸ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ

جن کا سلسلہ کبھی ٹوٹنے والا نہیں⑧ کہہ دیجئے! کیا واقعی تم انکار کرتے ہو، اس ذات کے ساتھ جس نے پیدا کیا زمین کو، دو دنوں میں اور تم بناتے ہو

لَهٗٓ اَنْدَادًا ۗ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۹ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا

اس کے لئے شریک، وہ رب العالمین ہے⑨ اور اس نے بنائے اس میں مضبوط پہاڑ، اس کے اوپر اور برکتیں رکھیں اس میں

وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۗ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۱۰ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ

اور رکھ دیا اندازے کے مطابق اس کے اندر اس کی غذاؤں کا چار دنوں میں، جو حاجت مندوں کی ضرورت کے مطابق ہے⑩ پھر وہ متوجہ ہوا آسمان کی طرف،

وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۗ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝۱۱

جبکہ وہ دھواں تھا، تو اس نے کہا! اس سے اور زمین سے، کہ تم دونوں آؤ خوشی سے، یا ناخوشی سے، تو ان دونوں نے کہا! آگئے ہم خوشدلی کے ساتھ⑪

تفسیر سورہ حٰم السجدہ

اس سورت کا دوسرا نام فصلت ہے۔ یہ بھی اسی زمانہ میں نازل ہوئی جب قریش ظلم وستم سے اسلام کا راستہ روکنے سے مایوس ہو چلے تھے اور سمجھوتے کی کوشش کرنا شروع کر دی۔ وہ کچھ لو اور کچھ دو کے اصولوں پر مفاہمت چاہتے تھے۔ تفسیری روایات کے مطابق عتبہ ابن ربیعہ جو قریشی سردار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور قریش کے تفرقہ کا ذکر کیا اور پھر کہنے لگا اگر مال و دولت چاہتے ہو تو دیتے ہیں۔ مکہ ریاست یا کسی بڑے گھرانہ میں شادی چاہتے ہو تو تمہاری خواہش پوری کر دیتے ہیں اور اگر تم پر کسی جن بھوت کا اثر ہے تو تمہارا علاج کرا ئے دیتے ہین تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سورت کی ابتدائی آیات تلاوت کیں جسے سن کر اس کا دل نرم ہو گیا اور جا کر قریشی سرداروں سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کلام پیش کرتا ہے وہ نہ شاعری ہے نہ سحر اور کہانت ہے تم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ قریشی کہنے لگے کہ تجھے بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سحر کا اثر ہو گیا ہے۔

①: یہ حروف مقطعات ہیں ان کا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ منکرین کے لئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن انہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنالاؤ۔ واللہ اعلم۔ دیکھیں (البقرہ:۱)

⑥: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد دفعہ صراحت فرمائی کہ میں تمہارے جیسا ہی بشر ہوں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ کئی صحیح احادیث میں بھی وارد ہوا ہے۔ اس کے باوجود کچھ مسلمان فرقے اصرار کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر نہ تھے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں (بنی اسرائیل:۹۳)

⑪: موجودہ سائنسی تحقیق بتلاتی ہے کہ ابتداء کائنات گرم گیسوں اور گرد وغبار کے بہت بڑے گولے سے ہوئی اور اس وقت ساری کائنات صرف یہی ایک گولا تھا۔ موجودہ زمانے میں تمام سائنس دانوں کا اس نظریہ (Big Bank Theory) پر اتفاق ہے کیونکہ اب سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ کئی نئے ستارے اس (Nebula) سے وجود میں آتے ہوئے مشاہدہ کئے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف کہکشاؤں (Galaxies) اور ستاروں کی رفتار اور ان کے رخ کے تعین سے بھی یہ حقیقت ثابت ہو چکی ہے کہ یہ سب ایک ہی مرکز سے بکھر رہے ہیں۔ قرآن نے یہ سب حقائق اس وقت بتلا دیئے تھے جبکہ اس قسم کی سائنسی تحقیقات کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ

پھر اس نے بنادیا ان کو سات آسمان دونوں میں اور اس نے اِلقا کیا ہر آسمان میں اس کا کام اور ہم نے مزیّن کیا آسمان

الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (۱۲) فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ

دنیا کو چراغوں سے اور خوب محفوظ کردیا، یہ منصوبہ ہے ایک زبردست ہستی کا جو سب کچھ جاننے والا ہے (۱۲) پھر اگر وہ منہ موڑیں، تو کہہ دیجئے!

اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ (۱۳) اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ

میں نے تمہیں ڈرایا ہے کڑک (آسمانی عذاب) سے، مثل کڑک عاد اور ثمود کے (۱۳) جب آئے اُن کے پاس رسول، ان کے

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً

سامنے اور اُن کے پیچھے کہ نہ تم عبادت کرو، مگر اللہ ہی کی تو انہوں نے کہا، اگر چاہتا ہمارا رب تو ضرور نازل کردیتا فرشتے،

فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (۱۴) فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

پس بلاشبہ ہم تو اُس چیز کے ساتھ، کہ تم بھیجے گئے ہو اس کا انکار کرتے ہیں (۱۴) پس عاد کا حال، یہ (تھا) کہ انہوں نے گھمنڈ کیا زمین میں بغیر کسی حق کے

وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ

اور کہنے لگے کون ہے ہم سے قوت میں، کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ بیشک اللہ جس نے پیدا کیا ہے انہیں، وہ ہے ان سے

قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ (۱۵) فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ

قوت میں؟ اور وہ ہماری آیات کا انکار کرتے رہے (۱۵) چنانچہ ہم نے بھیجی اُن پر ہوا، سخت طوفانی چند منحوس دنوں میں

لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ

تاکہ چکھائیں، ہم انہیں چکھائیں ذلت و رسوائی کا عذاب، دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت کا عذاب تو ہے ہی رُسوا کُن اور (وہاں) اُن کو

لَا يُنْصَرُوْنَ (۱۶) وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ

مدد بھی نہ ملے گی (۱۶) اور رہے ثمود، سو ہم نے اُن کی رہنمائی کی، پھر بھی انہوں نے ناپسند کیا اندھے پن کو ہدایت پر، پھر پکڑلیا

صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۱۷) ج وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا

ان کو کڑک نے، رسوائی کے عذاب میں، بسبب ان کی کرتوتوں کے (۱۷) اور نجات دی ہم نے ان لوگوں کو، جو ایمان لائے اور وہ تھے

ع ۲ ۱۰ ۱۶ يَتَّقُوْنَ (۱۸) ع وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاۗءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ (۱۹) حَتّٰٓى اِذَا مَا

تقویٰ اختیار کرتے (۱۸) اور جس دن اکٹھا کیا جائے گا، اللہ کے دشمنوں کو آگ کی طرف، تو وہ روکے جائیں گے (۱۹) یہاں تک کہ جب وہ

جَاۗءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۲۰)

آجا اس کے پاس، تو گواہی دیں گے، ان کے خلاف، اُن کے کان اُن کی آنکھیں اور اُن کی کھالیں اُن اعمال کی، جو تھے وہ کیا کرتے (۲۰)

(۱۲): اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک بھی ستارے نظر آتے ہیں وہ آسمان دنیا یعنی پہلا آسمان ہے۔
اس سے لازمی یہی مفہوم نہیں نکلتا کہ یہی ستارے ان شیطانوں کو مارے جاتے ہیں اور نہ ہی لازمی طور پر یہ مفہوم لیا جاسکتا ہے کہ شہاب ثاقب (Meteorites) شیطانوں کے لئے ہی کرتا ہے بلکہ یہ مفہوم ہے کہ یہ شہاب ثاقب جو ستاروں سے علیحدہ ہوکر کائنات میں گردش کرتے رہتے ہیں وہ اس میں مانع ہیں کہ زمین کے شیطان آسمانوں سے جاکر کوئی خبر لاسکیں۔ تفصیل کے لئے دیکھیں (الصافات:۷)

(۱۳): تفسیر ابن کثیر کی ایک روایت کے مطابق قریش کا ایک بہادر اور فطرتاً نیک دل انسان عتبہ بن ربیعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سمجھوتے کی تجاویز لیکر حاضر ہوا تھا۔ اس کے سامنے آپ نے اس سورۃ کی تلاوت فرمائی۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور جلدی سے اس نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اسے یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں یہ عذاب فوراً ہی نہ نازل ہوجائے۔
مسلسل آتے رہے یا اردگرد کے علاقوں میں بھی آتے رہے یا ہر انداز سے سمجھاتے رہے۔
یعنی کسی بشر کو وہ رسول مان کردینے کو تیار نہیں۔ آج کل ہمارے دوست رسول تو مانتے ہیں مگر بشر ماننے کو تیار نہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھیں (المومنون:۲۴) اور (الانعام:۹۔۱۰)

(۱۵): قبول حق کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تکبر ہی ہوتا ہے۔ ویسے بھی یہ لوگ طویل قامت، لمبی عمروں اور مضبوط ڈیل ڈول رکھنے والے تھے۔

(۱۶): یہ نحوست قوم عاد کی نسبت سے تھی کہ اس دن وہ عذاب الٰہی سے دوچار ہوئے ورنہ کوئی دن بذات خود منحوس نہیں ہوتا۔
یہ ٹھنڈی آندھی ان پر مسلسل آٹھ دن اور سات راتیں چلتی رہی جس نے نہ کوئی درخت چھوڑا نہ مکان۔ اٹھا اٹھا کر اور پٹخ پٹخ کر سب کو ہلاک کردیا۔ ثمود کو عاد ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی عاد کی طرح مضبوط قد و قامت رکھنے والے تھے۔ پہاڑوں میں بڑے بڑے مکان تراشتے۔ جب انہوں نے بھی حضرت صالح کی دعوت ٹھکرادی تو اللہ کے عذاب کا کوڑا ان پر برس پڑا۔ پہلے زلزلہ آیا جس سے پہاڑوں کے مکانات میں شگاف اور دراڑیں پڑگئیں پھر شدید کڑک کا عذاب نازل ہوا جس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور یہ اوندھے منہ اپنے انجام کو سدھار گئے۔

(۱۸): حضرت صالح پر ایمان لانیوالے لوگ اللہ کے حکم سے عذاب سے قبل فلسطین کی جانب ہجرت کر گئے۔

(۱۹): اگلے اور پچھلوں کو جمع کرکے عدالتی کاروائی مکمل کرنے اور فرد جرم عائد کرنے کے لئے۔

(۲۰): اپنے جرائم سے انکار کرنیوالے مجرمین کے اپنے اعضاء بھی گواہی دیں گے۔ دیکھیں (یاسین:۶۵) اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کو جو جسم انسان کو ملے گا وہ انہی ذرات سے مرکب ہوگا جو دنیا کے جسم کے ذرات ہیں۔

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ

اور وہ کہیں گے اپنی کھالوں سے! کیوں تم نے گواہی دی ہمارے خلاف تو وہ کہیں گے، ہمیں بلوایا اس اللہ نے جس نے بلوایا

كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ

ہر چیز کو اور اسی نے پیدا کیا، تمہیں پہلی بار اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے(۲۱) اور نہیں چھپایا کرتے تھے تم (جرائم) محض اس اندیشہ سے

اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ

کہ (کہیں نہ) گواہی دیں تمہارے خلاف تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں، بلکہ تم یہ سمجھتے تھے

اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ

(کہ) بیشک اللہ نہیں جانتا بہت سے وہ (اعمال) جو تم کرتے ہو(۲۲) اور یہی ہے تمہارا گمان، جو تم رکھتے تھے،

بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى

اپنے رب کے بارے میں اُسی نے ہلاک کیا تم کو، تو ہوگئے تم خسارہ پانے والوں میں سے(۲۳) پھر اگر وہ صبر کریں (تو بھی) آگ ہی ٹھکانا ہے

لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ

اُن کے لئے اور اگر وہ توبہ کرنا چاہیں گے تو نہیں ہیں وہ (اس قابل) کہ معاف کئے ہوئے لوگوں میں (شامل) ہوں(۲۴) اور ہم نے مقرر کردئے اُن کے لئے کچھ (بُرے) ساتھی،

فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

تو انہوں نے اچھا کردکھایا، اُن کے لئے وہ جو اُن کے سامنے تھا اور جو اُن کے پیچھے تھا اور ثابت ہوگئی اُن پر وہ بات (عذاب) جو ثابت ہوچکی تھی

فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع ۳ ۱۷

اُن امتوں پر جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں، جنوں کی اور انسانوں کی، بلاشبہ وہ خسارے میں رہنے والے تھے(۲۵)

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ

اور کہا! اُن لوگوں نے! جنہوں نے کفر کیا، نہ تم سنو اس (قرآن) کو اور شور (خلل) مچاؤ اس میں (پڑھنے کے وقت)

لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ

شاید کہ تم غالب آجاؤ(۲۶) پھر ہم ضرور چکھائیں گے مزہ ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا سخت عذاب کا

وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ

اور سزا دیں گے ہم ان کو ان بدترین حرکتوں کا، جو وہ کیا کرتے تھے(۲۷) یہ بدلہ ہے اللہ کے دشمنوں کا

النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

آگ، اُن کے لئے اُس میں گھر ہے ہمیشہ رہنے کا، یہ بدلہ ہے اس (جرم) کا کہ وہ ہماری آیات کا انکار کیا کرتے تھے(۲۸)

(۲۲): حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حرم کعبہ میں تین آدمی بیٹھے آپس میں کلام کررہے تھے۔ ان تینوں میں سے دو تو قریشی تھے اور ایک انکا برادر نسبتی تھا جو ثقفی تھا۔ تینوں خوب موٹے تازے تھے۔ توندیں نکلی ہوئی تھیں مگر عقل کے سب پورے ہی تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ ہماری باتیں سن سکتا ہے؟ دوسرا بولا۔ ہاں اونچی آواز سے بات کریں تو سن لیتا ہے اور اگر آہستہ سے بات کریں تو پھر نہیں سنتا۔ تیسرا کہنے لگا کہ اگر وہ اونچی آواز کو سن لیتا ہے تو پھر آہستہ آواز بھی سن سکتا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی"۔ (بخاری)

(۲۳): یعنی انسان کی معرفت اللہ تعالیٰ کے بارے میں جیسی ہوگی اس کی زندگی بھی اسی قسم کے اعمال سے عبارت ہوگی۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ میرے بارے میں جیسا گمان رکھتا ہے ویسا ہی اس کے گمان کے مطابق میں اس سے سلوک کروں گا"۔ (بخاری)

(۲۴): اقرار گناہ، توبہ، خوشامد یا منت سماجت سے نکلنا چاہیں گے تو بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

(۲۵): حضرت ابی موسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ "اچھے اور برے ساتھی کی مثال ایسے ہے جیسے کہ خوشبو بیچنے والے کی اور لوہار کی بھٹی دھونکنے والے کی ہے۔ خوشبو بیچنے والا یا تو آپ کو ہدیہ دے گا یا آپ اس سے خوشبو خرید لیں گے یا (کم ازکم) اچھی خوشبو آئے گی۔ لوہار کی بھٹی دھونکنے والے سے یا تو آپ کے کپڑے جل جائیں گے یا اس سے بدبو آئے گی"۔ (بخاری و مسلم)

(۲۶): قریش کو یہ اندازہ تو ہوچکا تھا کہ قرآن میں دلوں پر اثر کرنے کی زبردست صلاحیت موجود ہے چنانچہ اسلام کو پھیلنے سے روکنے کے لئے انہوں نے قرآن کی آواز کو دبانے کے لئے کوشش شروع کردیں۔ مسلمانوں پر قرآن با آواز بلند پڑھنے پر پابندی لگادی گئی۔ خود قریشی سرداروں نے آپس میں طے کیا کہ وہ قرآن نہ سنیں گے مگر وہ خود قرآن کی کشش کے سامنے بے بس نظر آتے کہ چھپتے چھپاتے قرآن سننے کی کوشش کرتے رہے۔ تیسرا ہتھکنڈا یہ آزمایا کہ طے کرلیا کہ جہاں قرآن کی آواز آئے شوروغوغا کرکے اس آواز کو دبادیا جائے۔ دلیل سے عاری لوگ آج بھی ایسی ہی کوششیں کرتے ہیں جو کہ بالاخر ناکام ہی ہوتی ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا

اور کہیں گے کافر! اے ہمارے رب! دکھا تو ہمیں اُن دونوں گروہوں کو جنہوں نے گمراہ کیا تھا ہمیں، جنوں اور انسانوں میں سے، تاکہ روند ڈالیں ہم انہیں

تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

اپنے پاؤں کے نیچے، تاکہ وہ خوب ذلیل وخوار ہوں﴿۲۹﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب ہے اللہ، پھر وہ اس پر جم گئے،

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ

اترتے ہیں اُن پر فرشتے (یہ کہتے ہوئے) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہوجاؤ اس جنت کی بشارت سے، وہ جس کا تم سے

تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا

وعدہ کیا جاتا تھا﴿۳۰﴾ ہم تمہارے دوست ہیں دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لئے ہے اس میں، جو

ع ۷ / ۱۸ تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ ع

چاہیں گے تمہارے جی اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تم مانگو گے﴿۳۱﴾ یہ مہمان نوازی ہوگی، اس ہستی کی طرف سے، جو غفور اور رحیم ہے﴿۳۲﴾

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾

اور اس سے اچھی بات کس کی ہوگی، جو دعوت دے اللہ کی طرف اور کرے نیک عمل اور کہے کہ میں یقیناً فرماں برداروں میں سے ہوں﴿۳۳﴾

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ

اور نہیں برابر ہوسکتی نیکی اور نہ بُرائی، دفع کیجئے (برائی کو) ایسے طریقہ سے جو بہتر ہو، پھر تم دیکھو گے کہ وہی شخص

بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ

جس کے درمیان تمہاری عداوت تھی، گویا کہ وہ جگری دوست ہوگیا ہے﴿۳۴﴾ اور نہیں نصیب ہوتی (یہ صفت) مگر اُن لوگوں کو جو صبر والے ہیں اور نہیں نصیب ہوتا (یہ مقام)

اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ

مگر ان لوگوں کو جو بڑے نصیب والے ہیں﴿۳۵﴾ اور اگر آپ کو ابھارے، شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ، تو آپ اللہ کی پناہ مانگئے، یقیناً وہی

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوْا

ہے خوب سننے والا سب کچھ جاننے والا﴿۳۶﴾ اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے رات اور دن اور سورج اور چاند (اس لئے) نہ تم سجدہ کرو

لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ

سورج کو اور نہ چاند کو اور تم سجدہ کرو اللہ کو، جس نے اُن سب کو پیدا کیا، اگر تم ہو صرف اُسی کی عبادت کرتے﴿۳۷﴾ پھر اگر

السجدة ۱۱ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾ السجدة

وہ تکبر کریں، تو وہ لوگ جو آپ کے رب کے پاس ہیں، وہ تسبیح بیان کرتے ہیں، اس کی رات کو اور دن کو اور وہ کبھی نہیں جھکتے﴿۳۸﴾

﴿۳۰﴾: حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ کہتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات بتلا دی جائے جس کے بعد مجھے کچھ پوچھنے کی حاجت نہ رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہو کہ میں ایمان لایا اور اس پر جم جاؤ۔ (مسلم)

﴿۳۱﴾: جیسے کاہنوں، افاک اور اثیم پر شیطان نازل ہوتے ہیں ایسے مومنوں پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو ابتلا اور مشکلات کی حالت میں ڈھارس بندھاتے ہیں یہ نزول موت کے وقت بھی ہوتا ہے شدت کے اس وقت بھی فرشتے تسلی دیتے ہیں۔

﴿۳۴﴾: اس کا جواب مخذوف ہے جو یہ ہے کہ ”اس جیسا کوئی نہیں ہوسکتا، اس سے پہلی آیت میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا تھا جو خود ایمان پر ڈٹ گئے اور اس میں ان کا ذکر کیا گیا ہے جو خود بھی ایمان اور عمل صالح پر ڈٹ گئے ہیں اور دوسروں کو بھی دین کی دعوت دیتے ہیں۔

نفسیات بنانے والے خالق نے یہ سنہری اصول عطا فرمایا ہے۔ خاص طور پر دین کی دعوت دینے والوں کے لئے یہ اصول بہت ہی فائدہ مند ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ”درگزر سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے۔ جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا کرتے ہیں“۔ (مسلم)

﴿۳۶﴾: گویا عزیمت کی اس راہ کو اختیار کرتے ہوئے اگر شیطان وسوسہ اندازی کرے تو اس کا علاج یہی ہے کہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آجائیں۔ سیاق کے اعتبار سے یہ مفہوم ہے تاہم کسی بھی موقع پر شیطان کی وسوسہ اندازی سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ میں آنا چاہئے۔

﴿۳۷﴾: بعض لوگ سورج و چاند اور اسی طرح دوسری اشیاء کو اللہ کا مظہر قرار دیکر ان کی عبادت کا جواز بتلاتے ہیں کہ یہ عبادت اللہ ہی کی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا مظہر کی بجائے آیات اور مخلوق قرار دیا ہے۔ لہٰذا اللہ کی عبادت براہ راست ہونی چاہئے۔

﴿۳۸﴾: سجدہ تلاوت کی مسنون دعا یہ ہے۔

”سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ“۔ ”میں نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا اپنی قوت اور قدرت سے اچھی صورت بنائی، کان اور آنکھیں بنائیں“۔ (مسلم)

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الۡاَرۡضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ ؕ

اوراس کی نشانیوں میں سے ہے کہ بیشک آپ دیکھتے ہیں زمین کو کہ وہ سوکھی پڑی ہے، پھر جب ہم نازل کرتے ہیں اس پر پانی، تو وہ لہلہا اٹھتی ہے اور پھول جاتی ہے،

اِنَّ الَّذِىۡۤ اَحۡيَاهَا لَمُحۡىِ الۡمَوۡتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝۳۹ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُلۡحِدُوۡنَ

بلاشبہ وہ (اللہ) جس نے اس زمین کو زندہ کیا ہے، ضرور زندگی بخشنے والا ہے مُردوں کو بھی، بیشک وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۝۳۹ بیشک وہ لوگ جو کجروی کرتے ہیں

فِىۡۤ اٰيٰتِنَا لَا يَخۡفَوۡنَ عَلَيۡنَا ؕ اَفَمَنۡ يُّلۡقٰى فِى النَّارِ خَيۡرٌ اَمۡ مَّنۡ يَّاۡتِىۡۤ اٰمِنًا

ہماری آیتوں میں، وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں، تو کیا وہ شخص جسے ڈالا جائے گا آگ میں، بہتر ہے یا وہ جو آئے گا امن سے

يَّوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ۝۴۰ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

قیامت کے دن، تم عمل کرو جو تم چاہو، بلاشبہ وہ (اللہ) تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے۝۴۰ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

بِالذِّكۡرِ لَمَّا جَآءَهُمۡ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيۡزٌ ۝۴۱ لَّا يَاۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ

قرآن کے ساتھ، جب وہ آیا اُن کے یہاں، (تو وہ ہلاک ہوں گے) اور بیشک ہے وہ ایک کتاب زبردست۝۴۱ نہیں آسکتا اس کے پاس باطل، نہ اس کے آگے سے

وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ ؕ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ حَكِيۡمٍ حَمِيۡدٍ ۝۴۲ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدۡ قِيۡلَ

اور نہ اس کے پیچھے سے، وہ نازل کردہ ہے بڑے حکمت والے قابل تعریف کی طرف سے۝۴۲ نہیں کہا جاتا آپ سے، مگر وہ جو کہا گیا

لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوۡ مَغۡفِرَةٍ وَّذُوۡ عِقَابٍ اَلِيۡمٍ ۝۴۳ وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ

رسولوں سے آپ سے پہلے، بیشک آپ کا رب بڑا درگزر کرنے والا اور عذاب دردناک (دینے) والا بھی۝۴۳ اور اگر بھیجا ہوتا ہم نے اسے

قُرۡاٰنًا اَعۡجَمِيًّا لَّقَالُوۡا لَوۡلَا فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعۡجَمِىٌّ وَّعَرَبِىٌّ ؕ قُلۡ هُوَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

عجمی قرآن بناکر تو ضرور وہ کہتے کیوں نہیں کھول کر بیان کی گئیں اسکی آیتیں (یہ عجیب بات ہے) کیا (کتاب) عجمی ہے اور (رسول) عربی! آپ کہہ دیجئے! ان لوگوں سے جو ایمان لائے،

هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ فِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرٌ وَّهُوَ عَلَيۡهِمۡ عَمًى ؕ

ہدایت اور شفا ہے اور وہ لوگ جو نہیں ایمان لاتے یہ اُن کے لئے کانوں کی ڈاٹ ہے اور وہ اُن کے حق میں اندھاپن ہے

اُولٰٓئِكَ يُنَادَوۡنَ مِنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ ۝۴۴ ع ۵ ۱۲ ۱۹ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ فَاخۡتُلِفَ فِيۡهِ ؕ

یہ لوگ (گویا) پکارے جاتے ہیں دور جگہ سے۝۴۴ اور یقیناً ہم نے دی موسیٰ کو کتاب تو اختلاف کیا گیا اس میں

وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّهُمۡ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ ۝۴۵

اور اگر نہ ہوتی ایک بات، جو پہلے سے (طے) ہو چکی تھی، آپ کے رب کی طرف سے تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا، اُن کے درمیان اور یقیناً وہ شک میں ہیں اس کی طرف سے جو انہیں اضطراب میں ڈالنے والا ہے۝۴۵

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَيۡهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ ۝۴۶

جس نے عمل کیا نیک، تو اس کے اپنے ہی لئے ہے اور جس نے بُرا کیا تو اُسی پر ہے (اس کا وبال) اور نہیں ہے آپ کا رب ظلم کرنے والا بندوں پر۝۴۶

(ءَاَعۡجَمِىٌّ) حفص بتسہیل الہمزۃ الثانیۃ

۝۳۹: دنیا کی زندگی اور موت تو عام مشاہدہ ہے لہٰذا اس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

۝۴۰: الحاد۔ دینی عقائد میں طعن کرنا۔ اللہ کی اسماء و صفات میں اعتراض کرنا۔

۝۴۲: یہ ایسی کتاب ہے جس میں باطل کی کسی طرح سے آمیزش کا سدباب کردیا گیا ہے۔

(ا) قرآن کریم کے نازل ہوتے ہی آپ کو حفظ ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ قرآن کے درست مفہوم بھی آپ کو سکھلا دیتے دیکھئے۔(القیامہ ۱۶:۱۹)

پھر آپ مسلسل اس کا جبرئیل سے دور کرتے رہتے اور صحابہ کرام کو بھی سکھلا دیتے چنانچہ کئی صحابہ حافظ قرآن تھے۔ یہ سلسلہ آج تک چلتا رہا ہے۔ مسلمانوں کی کسی بھی بستی میں دس دس سال کے حافظ قرآن مل جائیں گے۔

(ب) قرآن کریم جب نازل ہوتا آپ ﷺ زید بن ثابت انصاریؓ جو کاتب وحی کہلاتے کے ذریعے سے اسکی کتابت کا بندوبست فرمادیتے۔ اس کے علاوہ دیگر کئی صحابہ بھی اسے اپنے اپنے طور پر محفوظ کر لیتے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زید بن ثابت انصاریؓ ہی کے ذریعے اس قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے کا بندوبست کیا۔ پھر اس نسخہ سے دوسرے نسخے نقل کئے گئے۔ چنانچہ اگر آج بازار میں دستیاب ہونے والے کسی قرآنی نسخہ کو ہزار سال قبل کے نسخہ سے ملا کر دیکھیں تو سرمو فرق نظر نہیں آئے گا۔

۝۴۴: قریش نے دیگر اعتراضات کے علاوہ ایک اعتراض یہ بھی کیا کہ عربی رسول ہیں تو عربی میں قرآن پیش کرنا کونسا کمال ہے، خود بھی بنا سکتے ہیں۔ اگر کسی دوسری زبان جیسے رومی یا فارسی میں پیش کریں تو معجزہ ہوگا۔ اور اگر واقعی ایسا کردیا جاتا تو پھر اس وقت یہ اعتراض کرتے کہ عربوں کو عجم کی زبان میں خطاب کیا جارہا ہے۔

۝۴۵: یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا قانون امہال و تدریج ہی ہے کہ بچے ہوئے ہیں ورنہ خالق حقیقی کے کلام پر ایسے گھٹیا اعتراض تو ایسا جرم ہے کہ اب تک انہیں سزا دی جاچکی ہوتی۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا
اسی (اللہ) کی طرف لوٹایا جاتا ہے علم قیامت کا اور نہیں نکلتا کوئی پھل اپنے غلافوں سے
وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ
اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی مادہ اور نہ جنتی ہے مگر اس (اللہ) کے علم سے۔اور جس دن وہ ان کو پکارے گا، کہاں ہیں میرے شریک،
قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ (٤٧) ۚ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ
وہ کہیں گے! ہم آپ سے عرض کر چکے ہیں، نہیں ہے ہم میں سے کوئی گواہی دینے والا، (اس بات کی) (٤٧) اور گم ہو جائیں گے اُن سے وہ سب جن کو وہ پکارتے تھے، اس سے پہلے
وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ (٤٨) لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَاِنْ
اور وہ گمان کریں گے، کہ نہیں ہے اُن کے لئے کوئی بھاگنے کی جگہ (٤٨) نہیں تھکتا انسان بھلائی مانگنے سے اور اگر
مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ (٤٩) وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ
پہنچتی ہے اسے کوئی تکلیف تو ہوجاتا ہے وہ مایوس اور سخت ناامید (٤٩) اور اگر ہم چکھائیں اسے رحمت اپنی طرف سے، تکلیف کے بعد
مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ
جو پہنچتی ہے اسے تو وہ یقیناً کہتا ہے کہ یہ تو میرے لئے ہے اور نہیں میں گمان کرتا قیامت کو قائم ہونے والی اور البتہ اگر میں لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف،
اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ
تو بلاشبہ میرے لئے اس کے پاس، بھلائی ہی ہوگی، تو ہم ضرور بتائیں گے انہیں جنہوں نے کفر کیا ہے ساتھ اس کے جو انہوں نے عمل کئے اور ضرور چکھائیں گے
مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ (٥٠) وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا
ہم ان کو سخت عذاب (٥٠) اور جب ہم احسان کرتے ہیں انسان پر تو وہ منہ موڑ لیتا ہے اور دُور ہوجاتا ہے اپنے پہلو کے ساتھ، (یعنی اکڑ جاتا ہے) اور جب
مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ (٥١) قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ
پہنچتی ہے اُسے کوئی تکلیف تو پھر وہ مانگنے لگتا ہے دعائیں لمبی چوڑی (٥١) کہہ دیجئے! بھلا دیکھو تو اگر ہو وہ (قرآن) اللہ کی طرف سے پھر
كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ (٥٢) سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ
تم انکار کرو اُس کا، تو کون گمراہ ہے اس شخص سے کہ وہ دُور کی مخالفت میں ہے (٥٢) عنقریب ہم اُن کو دکھائیں گے اپنی نشانیاں، آفاق میں بھی
وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
اور ان کے اپنے نفس میں بھی، یہاں تک کہ اُن کے سامنے کھل کر آجائے گی یہ بات، کہ یہ کتاب حق ہے، کیا نہیں ہے کافی آپ کا رب (اس بات پر) کہ بیشک وہ ہر چیز پر
شَهِيْدٌ (٥٣) اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ (٥٤) ع
گواہ ہے (٥٣) جان لو کہ بلاشبہ وہ لوگ شک میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے اور سن لو بلاشبہ وہ ہر چیز کا پوری طرح احاطہ کئے ہوئے ہے (٥٤)

ع ٦ ١٠ ١

(٤٧): کفار کا جواب ہے۔

(٤٩): حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”اگر آدمی کو ایک وادی بھر مال مل جائے تو بھی (قناعت نہیں کرتا) دوسری وادی چاہے گا۔ اگر دوسری مل جائے تو تیسری چاہے گا۔ بات یہ ہے کہ آدمی کا پیٹ مٹی ہی بھرتی ہے۔“ (بخاری)

(٥٠): گویا ہر حال میں اس کا رابطہ اللہ سے منقطع ہی رہتا ہے۔ تنگی میں مایوس ہو گیا اور خوشحال کا سہرا انہی ذات کے سر لے لیا۔ اللہ کی رحمت اللہ کی قدرت کو نظر انداز ہی کئے رکھا۔

اس بد بخت کی حالت یہ ہے کہ اللہ کے یہاں لوٹنے کا اسکو یقین نہیں ہوتا۔ نہ ہی اس کو اس ضرورت کا حساس ہے کہ مجھے اس بارے میں یقینی علم حاصل کرنا چاہئے۔ پھر جب قیامت واقع ہو نا فرض کر لیتا ہے تو بھی ان خوش فہمیوں میں مبتلا رہتا ہے کہ اگر خالق نے مجھے یہاں اتنا کچھ دے رکھا ہے تو وہاں بھی ضرور دیگا۔ اسے یہ احساس ہی نہیں کہ یہ دنیا تو دارالامتحان ہے۔ یہاں ملنا تو ایک فتنہ اور آزمائش ہے اور وہاں تو دنیا کے اعمال کی جزاوسزا ہوگی۔

غلیظ، سخت گاڑھا، موٹا، گندہ، یہاں اس سے مراد سخت اور گندہ ہے۔ گندہ اس معنی میں کہ پینے کو پیپ والا پانی ملے گا جو بہت ٹھنڈا بدبودار ہوگا۔

(٥١): ہمیں خاطر میں ہی نہیں لاتا۔ جب مشکلات لٹکتی ہوئی تلوار کی طرح سر پر کھڑی ہوئی تو لمبی لمبی دعائیں کرتا ہے گویا یہ شخص اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیتا ہے کہ وہ اسی کا اہل ہے کہ مشکلات اور عذاب میں ہی پھنسا رہے۔

(٥٣): اکابر مفسرین نے اس آیت کے دو مفہوم پیش کئے ہیں۔ غالباً دونوں ہی درست ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی آیات قرب وجوار کے ممالک میں اور خود تمہاری بستی میں دکھلائے گا۔ چنانچہ یہ آیات اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہی میں دکھلا دیں۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات میں اپنی نشانیاں دکھلائے گا اور خود تمہارے جسم کے اندر بھی۔ چنانچہ یہ نشانیاں سائنسی تحقیقات کے ذریعے روز بروز سامنے آتی رہتی ہیں اور قیامت تک آتی رہیں گی۔

ایاتها ۵۳ (۴۲) سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ (۶۲) رکوعاتها ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝١ عٓسٓقٓ ۝٢ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣

حا-میم۔① عین-سین-قاف② اسی طرح وحی کرتا ہے (اللہ) آپ کی طرف اوراُن لوگوں کی طرف جوآپ سے پہلے تھے، اللہ زبردست، خوب حکمت والا ہے③

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٤ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ

اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ بلند، بڑی عظمت والا ہے④ قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں (شرک کی وجہ سے)

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ

اُوپر کی طرف سے اور فرشتے تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور مغفرت مانگتے ہیں، اُن کے لئے جو

فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٥ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ

زمین میں ہیں، جان لو کہ بلاشبہ اللہ وہی ہے بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا⑤ اور وہ جنہوں نے بنار کھے ہیں اس (اللہ) کے سوا دوسرے سرپرست، اللہ

حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝٦ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

نگہبان ہے ان پر اور نہیں ہیں آپ اُن پر نگراں⑥ اور اِسی طرح ہم نے وحی کی آپ کی طرف قرآنِ عربی کی،

لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ

تا کہ آپ ڈرائیں بستیوں کے مرکز (مکہ) والوں کواوران کو جواس کے اردگرد ہیں اورآپ ڈرائیں جمع ہونے کے دن سے، نہیں ہے کوئی شک اس میں (کہ) ایک گروہ جنت میں ہوگا

وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝٧ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ

اور ایک گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں⑦ اور اگر چاہتا اللہ تو بنادیتا ان سب کو ایک ہی امت اور لیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے،

فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝٨ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ

اپنی رحمت میں اور (رہے) ظالم (تو) نہیں ہے ان کا کوئی سرپرست اور نہ مددگار⑧ کیا انہوں نے بنار کھے ہیں اُس کے سوا دوسرے سرپرست،

فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٩ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ ع ۹/۱ ۲

تو اللہ وہی ہے کارساز اور وہی زندہ کرے گا مُردوں کو اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے⑨ اور (وہ معاملہ) جس کے بارے میں اختلاف ہوتمہیں

فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ڰ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝١٠

کسی قسم کا، تو اس کا فیصلہ کرنا اللہ کے اختیار میں ہے، یہی ہے اللہ میرا رب اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں⑩

تفسیر سورۃ الشوریٰ

①: نام: آیت (۳۸) (وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ) سے ماخوذ ہے اسے سورہ حٰمٓ عٓسٓقٓ بھی کہتے ہیں۔

زمانہ نزول: حضرت ابن عباس اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہم کے نزدیک پوری سورت مکی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک دوسرے قول کے مطابق آیت (۲۳) (قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا) سے چار آیتیں مدنی ہیں قتادہ کا بھی یہی قول ہے عام مکی سورتوں کی طرح اس میں بھی اہل قریش کو بہت ہی دل نشین انداز میں ایمان وتوحید اور وحی ورسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔

②: اس سے قبل حروف مقطعات سے شروع ہونے والی کئی سورتوں کی تفسیر کی ابتدا میں یہ لکھا جا چکا ہے کہ ان حروف مقطعات کا معنی ومفہوم اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

⑥: مشرکین مکہ کے شرک پر نکیر کرتے ہوئے اور انہیں دھمکی دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے سوا بتوں کو اپنا ولی اور دوست بنا لیتے ہیں اور ان کی پرستش کرتے ہیں، اللہ ان کے تمام اعمال کو لکھ رہا ہے اور قیامت کے دن انہیں ان کا بدلہ ضرور دے گا۔

● اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے فرمایا کہ اے میرے نبی! آپ پر ان کی ہدایت کی ذمہ داری عائد نہیں ہے کہ ان کے گناہوں کا مؤاخذہ آپ سے کیا جائے، آپ تو پیغمبر ہیں اور آپ کی ذمہ داری صرف ان تک پیغام پہنچا دینا ہے۔

⑦: یعنی جس طرح ہم نے آپ سے پہلے دیگر انبیاء پر وحی نازل کی تھی، اسی طرح آپ پر اس قرآن کو نہایت ہی فصیح وبلیغ اور صریح عربی زبان میں نازل کیا ہے، تا کہ آپ اہل مکہ اور ان کے اردگرد رہنے والوں کو ان کی ہی زبان میں اللہ کا پیغام سنا سکیں، اور قیامت کے دن فضیحت و رسوائی سے ڈرا سکیں، جب ساری مخلوق جمع ہوگی اور سب کے سامنے مشرکوں، کافروں اور مجرموں کو ان کے دائمی ٹھکانا جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جایا جائے گا اور جو اہل ایمان ہوں گے اور اس دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کریں گے انہیں جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

⑧: اللہ تعالیٰ اس بات پر یقیناً قادر ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کو دین اسلام کا پابند بنا دے لیکن اس کی مشیتِ ازلی کا تقاضا ہوا کہ لوگ اپنی فطری استعداد میں اختلاف کے باعث مختلف ادیان و مذاہب میں بٹ جائیں اور اللہ جس کو چاہے اپنی رحمت سے دین اسلام میں داخل کر دے اور اپنی جنت کا حقدار بنا دے اور جو لوگ اپنی فطری کج روی کی وجہ سے راہ حق سے برگشتہ ہو جائیں گے اور ظلم وشرک کی راہ کو اپنائیں گے، قیامت کے دن ان کا کوئی یار ومددگار نہیں ہوگا۔

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ

وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا، اُسی نے بنائے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے اور چوپایوں میں سے بھی

اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿١١﴾ لَهٗ

جوڑے، پھیلاتا ہے وہ تمہاری نسلیں اسی طریقہ سے، نہیں ہے اس کے مشابہ کوئی چیز اور وہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے⑪ اسی کے پاس ہیں

مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ

چابیاں آسمانوں اور زمین کی، وہ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے وہ چاہتا ہے اور وہی تنگ کرتا ہے (جس کے لئے چاہتا ہے) بلاشبہ وہ ہر

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٢﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

چیز کو خوب جاننے والا ہے⑫ اُسی نے مقرر کیا ہے تمہارے لئے دین کا وہ طریقہ جس کی ہدایت کی تھی اس نے نوحؑ کو اور یہی وہ دین ہے جسے وحی کیا ہے ہم نے آپ کی طرف

وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا

اور وہ جس کی وصیت کی ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو، وہ یہ کہ قائم کرو دین کو اور نہ پھوٹ ڈالو

فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ

اس میں، بہت گراں ہے مشرکوں پر وہ بات کہ، آپ بلاتے ہیں اُن کو اُن کی طرف، اللہ چُن لیتا ہے اپنے لئے، جسے وہ چاہتا ہے

وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿١٣﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ

اور راستہ دکھاتا ہے اپنی طرف آنے کا اس کو جو رجوع کرتا ہے⑬ اور نہ وہ فرقوں میں بٹے مگر اس کے بعد کہ آگیا ان کے پاس علم

بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ

(اور فرقہ میں بٹ گئے) ایک دوسرے کی ضد میں اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے سے (طے) تھی آپ کے رب کی طرف سے ایک وقت مقررہ تک تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان اور یقینا

الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١٤﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ

وہ لوگ جو وارث بنائے گئے اس کتاب کے ان کے بعد، ضرور شک میں مبتلا ہیں اس کے بارے میں، جو اضطراب میں ڈالنے والا ہے⑭ تو اسی (دین) کی طرف آپ دعوت دیتے رہیں

وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۭ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اور (اسی پر) ثابت قدم رہیں جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے اور نہ اتباع کریں ان کی خواہشات کا اور کہہ دیجئے! میں ایمان لایا اُن پر، جو نازل کی اللہ نے

مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا

کتابیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں انصاف کروں تمہارے درمیان، اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں

وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾ ۭ

اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، نہیں کوئی جھگڑا ہمارے اور تمہارے درمیان، اللہ جمع کر دے گا (ایک دن) ہم سب کو اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے⑮

⑪: میرا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اور جس نے تمہاری ہی جنس سے تمہاری بیویوں کو پیدا کیا ہے بایں طور کہ حوا کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا، پھر زن وشوہر کے باہم ملاپ سے نسل انسانی کو باقی رکھا اور میرا رب وہ ہے جس نے جانوروں کے بھی (مذکر ومؤنث) جوڑے پیدا کئے ہیں، اس ذات باری تعالیٰ نے مرد وزن اور مذکر ومؤنث کے باہم ملاپ سے انسانوں اور تمام جانوروں اور بہائم کی نسلوں کو باقی رکھا ہے اور ان کی تعداد کو کثیر بنا کر دنیا میں پھیلا دیا ہے۔

⑬: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ آپ پر اور آپ سے پہلے دیگر انبیاء پر اللہ نے وحی نازل کی ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں اسی کی تفصیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور ان چاروں اولوالعزم انبیاء کو جن کا اس آیت میں ذکر آیا ہے، ایک ہی بات کا حکم دیا ہے کہ صرف اسی ذات واحد کی عبادت کی جائے جس کا کوئی شریک نہیں ہے سورۃ الانبیاء آیت (۲۵) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيْهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدُونِ) ”ہم نے جب بھی کوئی رسول بھیجا تو اس کو بذریعہ وحی یہی حکم دیا کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اسی لئے تم سب صرف میری ہی عبادت کرو“ اور صحیح بخاری، کتاب الانبیاء میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم انبیاء ایک ماں کی اولاد کی مانند ہیں، ہمارا دین ایک ہے (یعنی ایک اللہ کی بندگی کرنا، اگرچہ ہماری شریعتیں مختلف رہی ہیں)۔

● اس آیت میں پانچ اولوالعزم انبیاء کا ذکر ہے اس لئے کہ یہ حضرات ایسے انبیائے کرام تھے کہ ان کی شریعتیں بھی عظیم تھیں اور ان کے ماننے والے دنیا میں بہت بڑی تعداد میں ہوئے ہیں، نیز یہاں کافروں کے دلوں کو دین اسلام کی طرف مائل کرنا بھی مقصود ہے اس لئے کہ ان انبیائے کرام میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے نبی ہونے پر تمام کا اتفاق ہے اور ان کا دین بھی دین اسلام تھا۔

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کا لوگوں کو توحید کی طرف بلانا کفارِ قریش پر بڑا ہی گراں گزرتا ہے، لیکن آپ ہمت نہ ہاریئے اور پورے عزم وثبات کے ساتھ اللہ کا پیغام ان تک پہنچاتے رہئے، کون قبول کرتا ہے اور کون اسے رد کر دیتا ہے یہ آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔

⑭: بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں یہود ونصاریٰ مراد ہیں، جیسا کہ سورۃ البینہ آیت (۴) میں آیا ہے: (وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿٤﴾) ”اہل کتاب اپنے پاس ظاہر دلیل آجانے کے بعد متفرق ہو گئے، بعض دیگر مفسرین نے لکھا ہے کہ عرب اور یہود ونصاریٰ سبھی مراد ہیں اور یہی قول راجح ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ
اور وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں اللہ کے بارے میں، اس کے بعد بھی کہ تسلیم کرلیا گیا ہے اُس (اللہ) کو، ان کی حجت (دلیل) کمزور ہے
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿١٦﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ
ان کے رب کے نزدیک اور ان پر غضب ہے اور ان کے لئے شدید عذاب ہے﴿١٦﴾ اللہ وہ ہے جس نے نازل کی
الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿١٧﴾
کتاب حق کے ساتھ اور ترازو (میزان) بھی اور کیا معلوم آپ کو، کہ شاید قیامت قریب ہی ہو﴿١٧﴾
يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ
جلدی مچارہے ہیں اس (قیامت) کے بارے میں، وہ لوگ جو نہیں ایمان رکھتے اس پر اور وہ لوگ جو ایمان لائے، ڈرنے والے ہیں اس سے
وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿١٨﴾
اور وہ جانتے ہیں کہ یقیناً وہ برحق ہے، جان لو! بلاشبہ وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں، قیامت کے بارے میں، یقیناً وہ گمراہی میں بہت دور نکل چکے ہیں﴿١٨﴾
اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾ مَنْ كَانَ (ع ۲ ۱۰ ۳)
اللہ بہت مہربان ہے اپنے بندوں کے ساتھ وہ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہ خوب قوت والا، زبردست ہے﴿١٩﴾ جو شخص ہے
يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا
طلب گار آخرت کی کھیتی کا، ہم اضافہ کرتے ہیں اُس کے لئے، اُس کی کھیتی میں اور جو ہے طلب گار دنیا کی کھیتی کا
نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿٢٠﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا
ہم دیتے ہیں اس کو، اس میں سے اور نہیں ہے اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ﴿٢٠﴾ کیا ان کے لئے اور شریک ہیں، جنہوں نے مقرر کیا ہے
لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ
ان کے لئے دین میں، وہ جو نہیں حکم دیا اس کا اللہ نے اور اگر نہ ہوتی بات فیصلہ کرنے (کے وعدے) کی، تو ضرور فیصلہ کردیا جاتا، اُن کے درمیان
وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا
اور بیشک ایسے ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے﴿٢١﴾ آپ دیکھیں گے ظالموں کو! کہ ڈرنے والے ہونگے، اس سے جو
كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ
انہوں نے کئے اور وہ آکر رہے گی ان پر اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے نیک، وہ باغات کے سبزہ زاروں میں ہوں گے،
لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٢٢﴾
اُن کے لئے ہوگا جو وہ چاہیں گے اپنے رب کے پاس، یہی ہے وہ بہت بڑا فضل﴿٢٢﴾

﴿١٦﴾: مجاہد کہتے ہیں کہ جب لوگ اسلام میں کثرت سے داخل ہونے لگے تو کچھ کفار اپنے دل میں تمنا کرنے لگے کہ کاش جاہلیت کا زمانہ پھر لوٹ آتا اور اسلام کا پھیلنا رُک جاتا، تو یہ آیت نازل ہوئی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ کفار چاہتے ہیں کہ کسی طرح محمد اور اس کے ساتھی اسلام سے برگشتہ ہوجائیں اللہ تعالیٰ نے انہی کافروں کے بارے میں فرمایا کہ قیامت کے دن اُن کی لچر دلیلیں ہرگز کام نہ دیں گی اور آفتاب کے مانند عیاں حق کے انکار کی وجہ سے ان پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور انہیں شدید عذاب دیا جائے گا۔

﴿٢٠﴾: اس کے لطف وکرم کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اس کے جو بندگان نیک اپنے اعمال صالحہ کے بدلے اس کی رضا اور حصول جنت کی نیت کرتے ہیں، وہ ان کے ہر عمل صالح کا دس سے سات سو گنا تک ثواب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ دیتا ہے اور جن کا مقصد دنیا اور اس کی عارضی لذتوں کا حصول ہوتا ہے وہ انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیتا ہے اور آخرت میں انہیں کوئی خوشی نصیب نہیں ہوگی، وہاں ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا، اسی معنی ومفہوم کو سورۃ الاسراء آیت (۱۸/۱۹) میں یوں بیان کیا گیا ہے: (مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿١٨﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿١٩﴾) ’’جس کا ارادہ اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لئے چاہیں سردست دیتے ہیں، بالآخر اس کے لئے ہم جہنم مقرر کردیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں میں دھتکارا ہوا داخل ہوگا اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لئے ہونی چاہئے وہ کرتا بھی ہو اور وہ باایمان بھی ہو پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے یہاں پوری قدردانی کی جائے گی‘‘۔

﴿٢١﴾: اس میں کفر ومعصیت کی قباحت وشناعت بیان کرنے کے لئے کہا جارہا ہے کہ کیا کفارِ قریش کے کچھ ایسے شیاطین شرکاء ہیں جنہوں نے اللہ کی مرضی کے خلاف ان کے لئے ایسی شریعت گھڑدی ہے جو شرک ومعاصی کا مجموعہ ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ میں شریک باللہ کا شدید انکار، اور مشرکین کے خلاف اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کا اعلان ہے۔

ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ
یہ (فضل) وہی ہے جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو، وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، کہہ دیجئے! نہیں میں سوال کرتا تم سے،
عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ؕ
اس پر کوئی اجر مگر محبت کا رشتہ داری کی وجہ سے اور جو شخص کماتا ہے کوئی نیکی، تو ہم کرتے ہیں اس کے لئے اس میں بھلائی کو،
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ
بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا نہایت قدر دان ہے۲۳ کیا وہ کہتے ہیں اُس نے گڑھ لیا ہے اللہ پر جھوٹ، پس اگر چاہے اللہ تو مہر لگادے
عَلٰی قَلْبِكَ ؕ وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾
آپ کے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ باطل کو اور ثابت کرتا ہے حق کو، اپنی باتوں سے، بلاشبہ وہ خوب جاننے والا ہے سینے کے راز۲۴
وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾
اور وہی ہے جو قبول کرتاہے توبہ اپنے بندوں کی اور وہ معاف کردیتا ہے بُرائیاں اور وہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۲۵
وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ
اور وہ قبول کرتا ہے (دعائیں) ان لوگوں کی، جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک اور ان کو دیتا ہے اپنے فضل سے اور رہے کافر تو
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ
اُن کے لئے ہے سخت ترین عذاب۲۶ اور اگر کُشادہ کردے اللہ رزق اپنے بندوں کے لئے، تو وہ ضرور سرکشی کریں زمین میں اور لیکن
یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ
وہ نازل کرتا ہے ایک اندازے کے مطابق، جتنا چاہتا ہے، بلاشبہ وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، خوب نگاہ رکھنے والا ہے۲۷ اور وہی ہے جو نازل کرتا ہے بارش،
مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ
اس کے بعد کہ وہ ناامید ہوگئے تھے اور پھیلا دیتا ہے اپنی رحمت کو اور وہی ہے کام بنانے والا، سب تعریفوں کے لائق۲۸ اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے پیدا کرنا
ع ۳ ۱۰ ۴ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾
آسمانوں اور زمین کا اور ان کا، جو اس نے پھیلائے ان دونوں میں جاندار اور وہ ان کے جمع کرنے پر جب وہ چاہے، پوری طرح قادر ہے۲۹
وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ؕ ﴿۳۰﴾ وَمَاۤ
اور جو بھی تمہیں پہنچتی ہے کوئی مصیبت، تو وہ کمائی ہوتی ہے تمہارے اپنے ہاتھوں کی اور وہ درگزر کردیتا ہے بہت سے (گناہ) کو۳۰ اور نہیں
اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۚۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۳۱﴾
ہو تم عاجز کرنے والے (اللہ کو) زمین میں اور نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی کارساز اور نہ کوئی مددگار۳۱

۲۴: یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ اللہ آپ سے راضی ہے اور قرآن ہمارا کلام ہے اور مشرکینِ عرب جھوٹے ہیں۔

۲۷: اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور علم وحکمت کے مظاہر بیان کئے ہیں۔

● اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و حکمت کے ملے جلے تقاضے کے مطابق بارانِ رحمت کو روک لیتا ہے، یہاں تک کہ زمین خشک ہوجاتی ہے قحط سالی سے انسان اور چوپائے بد حال ہونے لگتے ہیں حتی کہ بارش سے بالکل ناامید ہوجاتے ہیں اور اللہ کی مشیت کے سامنے اپنے آپ کو بالکل بے دست و پا سمجھنے لگتے ہیں، اور مشرکین کے جھوٹے معبودوں کی عاجزی اور بے بسی بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اگر معبود ہیں اور کسی قسم کی قدرت رکھتے ہیں تو پھر اپنی پوجا کرنے والوں کی مدد کے لئے آگے کیوں نہیں بڑھتے ہیں اور آسمان سے بارش کیوں نہیں نازل کرتے ہیں تب اللہ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور بارانِ رحمت کے ذریعہ بندوں کی ناامیدی و پریشانی کو دور کردیتا ہے۔

● اس کے مظاہر قدرت میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ہر ذی روح کو موت کے گھاٹ اُتار دے گا اور تمام کے تمام مٹی میں گل سڑ جائیں گے اور جب قیامت آئے گی تو اسرافیل علیہ السلام کے ایک صور کے ذریعہ تمام کو زندہ کرکے اپنے سامنے لا کھڑا کرے گا۔

۳۰: مسلمان کو اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ دلیل ہوتی ہے کہ اس سے کسی غلطی کا ارتکاب ہوا ہے جسے اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں کوئی تکلیف دے کر مٹا دینا چاہتا ہے اور بہت سی غلطیوں اور خطاؤں کو وہ اپنے فضل و کرم سے معاف کردیتا ہے، اس پر مؤاخذہ نہیں کرتا ہے۔

ترمذی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندے کو کوئی بھی چھوٹی یا بڑی تکلیف پہنچتی ہے تو ایسا اس کے کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور جن گناہوں کو وہ معاف کردیتا ہے وہ تو بہت زیادہ ہوتے ہیں واحدی نے لکھا ہے کہ یہ آیتِ کریمہ مؤمن کو سب سے زیادہ پُراُمید بناتی ہے، اس لئے کہ مومن کے گناہوں کو دو حصوں میں تقسیم کرکے ایک حصہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مصائب وتکلیف میں مبتلا کرکے مٹا دیتا ہے اور دوسرے بڑے حصے کو اپنے فضل وکرم سے دنیا میں ہی معاف کردیتا ہے اور کافر کے گناہوں کی سزا دنیا میں نہیں دی جاتی ہے اس کے سارے جرائم ومعاصی قیامت کے دن کے لئے اٹھا کر رکھ دیئے جاتے ہیں۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ
اور اُسی کی نشانیوں میں سے ہیں کشتیاں سمندر میں پہاڑوں جیسی﴿۳۲﴾ اگر وہ چاہے تو ساکن کردے ہوا کو، پھر وہ رہ جائیں (کشتیاں) کھڑی کی کھڑی
رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ
سطح سمندر پر، بلاشبہ اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ہر صابر وشاکر کے لئے﴿۳۳﴾ یا انہیں ڈبودے
بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۴﴾ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ
بسبب اُن کے کرتوتوں کے، یا معاف فرمادے، وہ بہتوں کو﴿۳۴﴾ اور جان لیں گے وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں ہماری آیات میں، کہ نہیں ہے اُن کے لئے
مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
کوئی بھاگنے کی جگہ﴿۳۵﴾ پس جو دی گئی ہیں تمہیں کسی بھی قسم کی چیزیں، تو وہ سامان ہیں دنیاوی زندگی کا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے
خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳٦﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ
وہ کہیں بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے، اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اوراپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں﴿۳٦﴾ اور وہ لوگ جو بچتے ہیں
كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ
کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائیوں سے اور جب کبھی انہیں غصہ آجائے تو وہ معاف کردیتے ہیں﴿۳۷﴾ اور وہ لوگ جنہوں نے
اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا
حکم مانا اپنے رب کا اور انہوں نے قائم کی نماز اور اُن کا کام ہے مشورہ کرنا آپس میں اور اُس میں سے جو
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَجَزٰٓؤُا
ہم نے ان کو دیا، وہ خرچ کرتے ہیں﴿۳۸﴾ اور وہ لوگ کہ جب ان کو پہنچتا ہے ظلم تو وہ اس کا بدلہ لیتے ہیں﴿۳۹﴾ اور بدلہ
سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
بُرائی کا بُرائی ہے، اسی کی مثل، پھر جو معاف کردے اور صلح کرلے، تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے، بلاشبہ وہ نہیں پسند کرتا
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ ؕ
ظالموں کو﴿۴۰﴾ اور اُن کے لئے جو بدلہ لیتے ہیں، اپنے اُوپر ظلم ہونے کے بعد، سو یہ وہ لوگ ہیں کہ نہیں ہے ان پر کوئی راستہ (پکڑ)﴿۴۱﴾
اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ
بس راستہ (پکڑ) تو اُن لوگوں پر ہے جو ظلم کرتے ہیں انسانوں پر اور زیادتیاں کرتے ہیں زمین پر ناحق،
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ ع ۱۱/۴ ۵
یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے ہے دردناک عذاب﴿۴۲﴾ اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کردیا (تو) بیشک یہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے﴿۴۳﴾

﴿۴۰﴾: اوپر کی آیت میں مومنین اہل جنت کی دسویں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ظلم کو قبول نہیں کرتے ہیں، اسی مناسبت سے یہاں کہا گیا ہے کہ وہ لوگ ظالم کو اس کے ظلم کے مطابق ہی سزا دیتے ہیں زیادتی نہیں کرتے ہیں۔

آگے فرمایا کہ بہرحال عفو و درگذر سے کام لینا اور دوسروں کی غلطیوں کو نظرانداز کرجانا اللہ کو زیادہ پسند ہے اور وہ اپنے ایسے بندوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے اور ظلم وتعدی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

جو شخص ظلم کو قبول نہیں کرتا، اور اس پر جتنی زیادتی ہوئی ہوتی ہے اتنا بدلہ لے لیتا ہے تو اس کا کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا مؤاخذہ تو ان کا ہوگا جو دوسروں پر ظلم وزیادتی کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فتنہ وفساد پھیلاتے ہیں اور اگر اپنے کئے پر نادم نہیں ہوں گے اور اللہ کے حضور تائب نہیں ہوں گے تو دنیاوی مؤاخذہ کے بعد آخرت میں بھی دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

وَمَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنۡ وَّلِیٍّ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَتَرَی الظّٰلِمِیۡنَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ یَقُوۡلُوۡنَ

اور جسے گمراہ کردے اللہ، تو نہیں ہے اس کے لئے کوئی کارساز، اس کے بعد اور آپ دیکھیں گے ظالموں کو، جب وہ دیکھیں گے عذاب، تو وہ کہیں گے

ہَلۡ اِلٰی مَرَدٍّ مِّنۡ سَبِیۡلٍ ﴿ۚ۴۴﴾ وَتَرٰىہُمۡ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡہَا خٰشِعِیۡنَ مِنَ الذُّلِّ یَنۡظُرُوۡنَ

کیا ہے (دنیا میں) پلٹنے کا کوئی راستہ؟ (۴۴) اور آپ دیکھیں گے ان کو، کہ وہ پیش کئے جا، اس (جہنم) پر تو جھکے جا رہے ہوں گے ذلت کی وجہ سے، وہ دیکھتے ہوں گے

مِنۡ طَرۡفٍ خَفِیٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ الۡخٰسِرِیۡنَ الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ

کنکھیوں سے اور کہیں گے، وہ لوگ جو ایمان لائے (تھے) بلاشبہ خسارہ پانے والے تو وہی لوگ ہیں، جنہوں نے خسارہ میں ڈالا اپنے آپ کو

وَاَہۡلِیۡہِمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡ عَذَابٍ مُّقِیۡمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا کَانَ لَہُمۡ مِّنۡ اَوۡلِیَآءَ

اور اپنے گھر والوں کو، قیامت کے دن، جان لو! بیشک ظالم لوگ ہی دائمی عذاب میں ہوں گے (۴۵) اور نہیں ہوں گے اُن کے لئے کوئی دوست،

یَنۡصُرُوۡنَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ وَمَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنۡ سَبِیۡلٍ ﴿ؕ۴۶﴾ اِسۡتَجِیۡبُوۡا لِرَبِّکُمۡ

جو اُن کی مدد کریں اللہ کے سوا اور جس کو گمراہ کردے اللہ، تو نہیں ہے اس کے لئے کوئی راستہ (۴۶) تم حکم قبول کرو اپنے رب کا،

مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ یَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ ؕ مَا لَکُمۡ مِّنۡ مَّلۡجَاٍ یَّوۡمَئِذٍ وَّمَا لَکُمۡ

اس سے پہلے کہ آجائے وہ دن، جس کے ٹلنے کی کوئی صورت نہ ہو، اللہ کی طرف سے (اور) نہ ہو تمہارے لئے کوئی صورت جائے پناہ اُس دن اور نہ ہوگا تمہارے لئے

مِّنۡ نَّکِیۡرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا ؕ اِنۡ عَلَیۡکَ اِلَّا الۡبَلٰغُ ؕ وَاِنَّاۤ

انکار کی کوئی صورت (۴۷) پھر اگر وہ منہ موڑیں، تو نہیں ہم نے بھیجا آپ کو اُن پر کوئی نگراں، نہیں ہے آپ کے ذمہ مگر پہنچا دینا ہی اور بیشک ہم

اِذَاۤ اَذَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنَّا رَحۡمَۃً فَرِحَ بِہَا ۚ وَاِنۡ تُصِبۡہُمۡ سَیِّئَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ

جب چکھاتے ہیں انسان کو اپنی طرف سے رحمت، تو وہ خوش ہوتا ہے اس پر اور اگر پہنچتی ہے ان کو کوئی تکلیف اس کے اپنے کرتوتوں کے نتیجے میں،

فَاِنَّ الۡاِنۡسَانَ کَفُوۡرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ

تو ایسی حالت میں انسان ناشکرا بن جاتا ہے (۴۸) اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی، وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے

یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ﴿ۙ۴۹﴾ اَوۡ یُزَوِّجُہُمۡ ذُکۡرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ

وہ عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے (صرف) لڑکیاں اور وہ عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے (صرف) لڑکے (۴۹) یا ملا جلا کر دیتا ہے انہیں لڑکے اور لڑکیاں اور کر دیتا ہے

وَیَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحۡیًا

جسے چاہتا ہے بانجھ، بلاشبہ وہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر قادر ہے (۵۰) اور نہیں ہے لائق کسی بشر کے لئے، یہ کہ اس سے بات کرے اللہ، مگر وحی (دل میں القا) کے ذریعہ سے

اَوۡ مِنۡ وَّرَآیِٔ حِجَابٍ اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَیُوۡحِیَ بِاِذۡنِہٖ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیۡمٌ ﴿۵۱﴾

یا پردے کے پیچھے سے یا بھیج کر رسول (فرشتہ) تو وہ وحی پہنچاتا ہے اس کے حکم سے جو وہ چاہتا ہے، بلاشبہ وہ بہت بلند، بڑی حکمت والا ہے (۵۱)

(۴۷): دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ رب العالمین کے پیغامبر نے جو دعوت ایمان و عمل دی ہے اسے قبول کیا جائے۔

(۴۸): نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا ہے کہ اگر لوگ آپ کی دعوتِ توحید کو قبول نہیں کرتے ہیں، تو نہ کریں آپ ان کے اوپر داروغہ بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں، آپ کا کام تو محض پیغام رسانی ہے جو آپ کر رہے ہیں، ان کے کفر و شرک کا ملال نہ کریں اور ان کا معاملہ ہمارے حوالے کردیں۔

● آیت کے دوسرے حصہ میں کافر اور ضعیف الایمان انسان کی حالت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اسے اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے تو مارے خوشی کے آپے سے باہر نکلنے لگتا ہے اور شکر ادا کرنا بھول جاتا ہے اور جب اسے اس کے برے اعمال کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ کی ساری نعمتوں اور اس کے سارے احسانات کو بھول جاتا ہے اور صرف اسی تکلیف کو یاد کر کے ناشکری کرنے لگتا ہے وہی کافر جب نعمت ایمانی سے مشرف ہو جاتا ہے تو اسکی حالت یکسر بدل جاتی ہے اور اس کی طبیعت میں پاکیزگی آجاتی ہے جب کوئی نعمت ملتی ہے تو شکر گذار ہوتا ہے اور جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔

(۵۱): مفسرین اس آیت کا سبب نزول یہ بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اگر تم نبی ہو تو جس طرح حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے بات کی تھی اور طور پر اس کی تجلی کا نظارہ کیا تھا تم بھی اس سے بات کر کے ہمیں دکھاؤ، تو یہ آیت نازل ہوئی:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ کسی انسان کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اللہ اس سے ہم کلام ہو، البتہ اپنی پیغام رسانی کے لئے جسے اختیار کر لیتا ہے اس کے پاس اپنی وحی بھیجتا ہے یعنی اسے الہام کرتا ہے اور اپنی بات اس کے دل میں ڈال دیتا ہے جیسے موسیٰ کی ماں کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ موسیٰؑ کو تابوت میں بند کر کے سمندر میں ڈال دیں اور ابراہیمؑ کو الہام کیا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو ذبح کریں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے رسول سے کسی پردے کے اوٹ سے بات کرتا ہے یعنی رسول اس کی بات تو سنتا ہے لیکن اسے دیکھ نہیں پاتا جیسے موسیٰؑ کے ساتھ ہوا تھا، اور تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی جبرئیلؑ کو اپنے رسول کے پاس بھیجتا ہے اور وہ حکم الٰہی کے مطابق اپنے رب کا پیغام بذریعہ وحی رسول تک پہنچاتے ہیں:

● اللہ تعالیٰ اس امر سے بہت ہی بلند و بالا ہے کہ کوئی مخلوق اس کے سامنے آکر اس سے ہم کلام ہو، اگر ایسا فرض کرلیا جائے تو تجلیٔ الٰہی کی روشنی اسے خاکستر کردے گی، اس لئے کہ ناممکن ہے کہ اس کے سامنے کوئی دوسرا ٹھہر جائے اور وہ بڑا ہی حکمت و دانائی والا ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ اپنا پیغام اپنے رسول تک کس طرح پہنچائے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ

اور اسی طرح ہم نے وحی کی آپ کی طرف ایک روح کی اپنے حکم سے، نہیں تھے آپ جانتے، کہ کیا ہوتی ہے کتاب اور نہ (جانتے تھے) ایمان کو

وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ﴿۵۲﴾

اور لیکن ہم نے بنا دیا اس (قرآن) کو نور۔ ہم ہدایت کرتے ہیں اس کے ذریعہ سے جس کو ہم چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے اور یقیناً آپ رہنمائی کرتے ہیں سیدھے راستے کی طرف ﴿۵۲﴾

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع ۵ ۱۰ ۶

راستہ اللہ کا جو مالک ہے، ہر اس چیز کا جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، جان لو! اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں سارے معاملات ﴿۵۳﴾

اٰيَاتُهَا ۸۹ (۴۳) سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ (۶۳) رُكُوْعَاتُهَا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۚ﴿۳﴾ وَاِنَّهٗ فِىْٓ

حا۔میم۔﴿۱﴾ قسم ہے واضح کتاب کی﴿۲﴾ بیشک ہم نے بنایا اس کو قرآن عربی (زبان میں) تاکہ تم سمجھو﴿۳﴾ اور بلاشبہ وہ (قرآن)

اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِىٌّ حَكِيْمٌ ؕ﴿۴﴾ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ

اصل کتاب (لوحِ محفوظ) میں (ہے) ہمارے پاس ہے یقیناً بہت بلند درجے والا، بڑی حکمت والا ہے﴿۴﴾ کیا پھر ہم روک لیں تم سے نصیحت کو (بھیجنا) اعراض کرتے ہوئے، اس لئے کہ تم ہو

قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ﴿۵﴾ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِىٍّ فِى الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِىٍّ اِلَّا

حد سے گزر جانے والے لوگ﴿۵﴾ اور کتنے ہی بھیجے ہم نے نبی، پہلے لوگوں میں﴿۶﴾ اور نہیں آتا تھا ان کے پاس کوئی نبی، مگر

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۷﴾ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾

وہ اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے﴿۷﴾ تو ہلاک کر دیا ہم نے، اُن سے (طاقت میں) کہیں زور آور لوگوں کو اور گزر چکی ہیں مثالیں پہلے لوگوں کی﴿۸﴾

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۙ﴿۹﴾

اور اگر آپ اُن سے سوال کریں، کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو، تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے، پیدا کیا ان کو زبردست، خوب جاننے والے نے﴿۹﴾

الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۚ﴿۱۰﴾

اور وہ جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور بنائے تمہارے لئے اس میں راستے تاکہ تم راہ پاسکو﴿۱۰﴾

وَالَّذِىْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾

اور وہ جس نے نازل کیا آسمان سے پانی، ایک خاص مقدار میں، پھر ہم نے زندہ کیا اُس کے ذریعہ سے مردہ شہر کو، اسی طرح تم (دوبارہ) نکالے جاؤگے﴿۱۱﴾

﴿۵۳﴾: یہ تو وحی الٰہی کی برکت ہے کہ ہم نے آپ کو قرآن دیا ہے جس کی روشنی کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتے ہیں راہ حق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور جس کی بدولت آپ لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دیتے ہیں جو آسمانوں اور زمین کے مالک اللہ تک پہنچنے کا واحد سیدھا راستہ ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ آیت میں وحی کو روح سے اسی لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ مُردہ دلوں کو زندگی ملتی ہے۔

تفسیر سورہ الزخرف

● اس سورہ کی آیت نمبر ۳۵: میں 'زخرف' کا لفظ آیا ہے اسی مناسبت سے اس سورہ کا نام زخرف ہے یہ سورہ اُن سات سورتوں میں سے ایک ہے جن کی ابتدا حٰم سے ہوتی ہے۔

اس سورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی سازش کا ذکر کیا گیا ہے جو آپ پر مکی زندگی کے اخیر میں نازل کی گئی ہیں۔

مع ۱۱ عند المتقدمین ۱۲

﴿۱﴾: یہ حروف مقطعات میں سے ہے جس کی وضاحت سورۂ بقرہ کے شروع میں ہو چکی ہے۔

﴿۲﴾: ان تین آیتوں میں قرآن مجید کی چار صفتیں بیان کی گئی ہیں۔

﴿۳﴾: یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مہلت اور ڈھیل دی جاتی رہی ہے اس سے مشرکین عرب کو غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تو سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے ان سے کہیں طاقتور قوموں کا نام و نشان مٹا دیا ہے یہ کس گنتی میں ہیں؟

وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور وہ جس نے پیدا کئے ہر قسم کے جوڑے اور بنایا تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے، وہ جس میں تم سوار ہوتے ہو﴿۱۲﴾

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا

تاکہ تم چڑھو ان کی پیٹھوں پر، پھر تم یاد کرو اپنے رب کی نعمت، جب تم برابر ہوکر بیٹھ جاؤ اس پر اور تم کہو!

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾

پاک ہے وہ (اللہ) جس نے مسخر کردیا ہمارے لئے اس کو اور نہیں تھے ہم اس کو قابو میں کر لینے والے﴿۱۳﴾ اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹنے والے ہیں﴿۱۴﴾

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ ع ۱ ۱۵/۷ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ

اور بنالیا ہے انہوں نے اس کے لئے اسی کے بندوں میں سے، ایک جز (اولاد) بلاشبہ انسان کھلا ہوا ناشکرا ہے﴿۱۵﴾ کیا اُس نے بنالی ہیں اپنی ہی مخلوق میں سے (اپنے لئے)

بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ

بیٹیاں اور اس نے تم کو منتخب کیا بیٹوں کے ساتھ﴿۱۶﴾ حالانکہ جب خوشخبری دی جاتی ہے ان میں سے کسی ایک کو، اس کی، جس سے دی ہے انہوں نے رحمن کے لئے مثال، تو ہوجاتا ہے سیاہ

وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ﴿۱۸﴾

اس کا چہرہ اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے﴿۱۷﴾ کیا (اسے اللہ کی اولاد ٹھہرایا ہے) جس کی پرورش کی جاتی ہے، زیوروں میں اور وہ بحث وحجت میں اپنا مدعا بھی واضح نہیں کرسکتی﴿۱۸﴾

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ

اور انہوں نے بنالیا فرشتوں کو، جو خاص بندے ہیں رحمن کے، عورتیں، کیا وہ حاضر تھے ان کی پیدائش کے وقت؟

سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَیُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ

ضرور لکھی جائے گی اُن کی گواہی اور وہ سوال کئے جائیں گے (یعنی باز پُرس ہوگی)﴿۱۹﴾ اور وہ کہتے ہیں! اگر چاہتا رحمن تو نہ ہم عبادت کرتے ان (مورتیوں) کی،

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ؕ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا

نہیں ہے انہیں اس بات کا تھوڑا سا بھی علم، یہ محض گمان کے تیر تکے لگا رہے ہیں﴿۲۰﴾ کیا دی ہے ہم نے انہیں کوئی کتاب،

مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا

اس سے پہلے، کہ یہ اسی کو تھامنے والے (یعنی سند سمجھنے والے) ہیں﴿۲۱﴾ نہیں! بلکہ انہوں نے کہا! بلاشبہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ایک خاص طریقہ پر اور ہم بھی

عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ

اُن کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں﴿۲۲﴾ اور اسی طرح نہیں ہم نے بھیجا آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا،

اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾

مگر کہا اس کے خوشحال لوگوں نے، بیشک ہم نے پایا، اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر اور ہم تو انہی کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے والے ہیں﴿۲۳﴾

﴿۱۴﴾: آیت نمبر: ۹ سے ۱۴ تک اللہ تعالیٰ نے کائنات میں پھیلی ہوئی اپنی نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے جن کے ذریعہ انسان خدا کو پہچان سکتا ہے اور اس کے ایک اور یکتا ہونے کو سمجھ سکتا ہے کہ اللہ ہی نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے، زمین کو انسان کے رہائش کے لائق بنایا ہے۔

ان سب کا تقاضا ہے کہ انسان اللہ کا شکر ادا کرے نہ کہ ناشکری، مگر افسوس کہ انسان قدم قدم پر اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اور پھر بھی اپنے محسن کی ناشکری سے باز نہیں آتا، اسی ضمن میں یہ ہدایت بھی آ گئی کہ انسان کو سواری پر بیٹھنے کے بعد کیا دُعا پڑھنی چاہئے۔

● کار، ٹرین، بس اور جہاز کے سفر میں یہ ہوسکتا ہے کہ سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے بسم اللہ اندر داخل ہونے کے بعد الحمدللہ اور جب سواری چلنے لگے تو ”سبحان الذی سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين“ پڑھے اور ہوائی جہاز میں یہ بات بہتر معلوم ہوتی ہے کہ خشکی والی دعا پڑھی جائے اور جب اُڑان بھرے تو دریائی سفر والی دُعا پڑھے، کیوں کہ دریا میں کشتی کے تیرنے اور فضا میں جہاز کے تیرنے کے درمیان کافی یکسانیت پائی جاتی ہے۔

﴿۱۸﴾: زیور میں پرورش پانے کا مطلب یہ ہے کہ جس میں تگ ودو اور جدوجہد کی صلاحیت اور اس کا حوصلہ نہ ہو، کیوں کہ جیسے بلند ہمت مردوں کو اپنے ہتھیاروں سے محبت ہوتی ہے، اسی طرح عورت کو زیورات سے، وہ بمقابلہ مرد کے کمزور ہوتی ہے، اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ عورتوں کے لئے زیورات کا استعمال جائز ہے اور مردوں کے لئے زیورات پہننا جائز نہیں۔

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ

کہا (ہر نبی نے) کیا اگر چہ میں لایا ہوں تمہارے پاس صحیح (طریقہ) اس سے کہ تم نے پایا اس پر اپنے باپ دادا کو؟ تو انہوں نے کہا! ہم تو اس (دین) کا جو تم دے کر بھیجے گئے ہو

كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ ع ۲ ۸ النصف

انکار ہی کرتے ہیں۲۴ تو ہم نے انتقام لے لیا ان سے، سو دیکھئے! کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۲۵ اور جب

قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ

کہا! ابراہیمؑ نے، اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے! بلاشبہ میں بیزار ہوں ان (بتوں) سے، جن کی تم عبادت کرتے ہو۲۶ سوائے اس (اللہ) کے جس نے مجھے پیدا کیا، تو بیشک وہ

سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ

عنقریب میری رہنمائی کرے گا۲۷ اور اس (ابراہیمؑ) نے کر دیا اس کلمہ توحید کو ایک پائیدار روایت کے طور پر، اپنی اولاد میں، تاکہ وہ رجوع کرتے رہیں۲۸ بلکہ میں نے فائدہ پہنچایا ان کو

وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا

اور ان کے باپ دادا کو، یہاں تک کہ آیا اُن کے پاس حق اور رسول (جو ہر بات) کھول کھول کر بیان کرنے والا ہے۲۹ اور جب آیا ان کے پاس حق، تو انہوں نے کہا! یہ تو

سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ

جادو ہے اور بیشک ہم اس کو نہیں مانتے۳۰ اور وہ کہتے ہیں! کہ کیوں نہیں نازل کیا گیا، یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر ان دو بستیوں میں سے

عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ

جو بڑا ہو؟۳۱ کیا وہ تقسیم کرتے ہیں آپ کے رب کی رحمت، جبکہ ہم ہی نے تقسیم کی ہے، ان کے درمیان ان کی روزی،

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

دنیاوی زندگی میں اور بلند کیے ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر درجے (میں) تاکہ بنائیں ان میں سے بعض، بعض کو

سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً

اپنا خدمت گار اور تیرے رب کی رحمت (نبوت) کہیں بہتر ہے اس (مال) سے جو وہ جمع کرتے ہیں۳۲ اور اگر نہ ہوتا یہ کہ، ہو جاتے سب انسان ایک ہی طریقہ کے،

لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا

تو ہم ضرور بنا دیتے ان لوگوں کے لئے جو کفر کرتے ہیں رحمٰن کے ساتھ، یعنی ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں بھی جس پر

يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ؕ

وہ چڑھتے ہیں۳۳ اور ان کے گھروں کے لئے دروازے اور تخت بھی، جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں۳۴ اور (چاندی) سونے کے

وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ ع ۳ ۹

اور نہیں ہے یہ سب کچھ مگر سامان دنیوی زندگی کا اور آخرت تو آپ کے رب کے نزدیک پرہیز گاروں کے لئے ہے۳۵

۲۸: یعنی حضرت ابراہیمؑ نے اس بات پر اکتفا نہیں کیا کہ وہ خود عقیدہ توحید پر قائم رہے، بلکہ انہوں نے اپنی آئندہ نسل کو بھی اس پر باقی رکھنے کی کوشش فرمائی، اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کو خود دین پر قائم رہنا کافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی اس کی ذمہداری ہے کہ وہ اپنی نسلوں میں دین کے باقی رہنے کی تدبیر کرے۔

۳۲: اہل مکہ کا ایک نامعقول مطالبہ یہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو نبی بنانا ہی تھا تو مکہ اور طائف کے کسی بڑے سردار پر قرآن کیوں نہیں اُتارا گیا؟ بعض مفسرین نے مکہ اور طائف کے بعض سرداروں کے نام بھی ذکر کئے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر نبی ہونا ہی تھا تو ان کو ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ عجیب بات ہے کہ نبوت و رسالت تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اللہ اس کے مالک ہیں، لیکن یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی تقسیم اپنی مرضی سے نہ کریں۔ ان لوگوں کی مرضی سے کریں، کوئی بھی سمجھدار شخص اس بات کو قبول نہیں کر سکتا کہ کوئی چیز ہو تو آپ کی ملکیت، لیکن اس کو تقسیم کرنے لگیں دوسرے لوگ یہ ایسے ہی ہے جیسے تم مال و دولت کو دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی کو زیادہ دے دیتے ہیں اور کسی کو کم یہ اللہ کی مرضی ہے اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اگر سارے کے سارے لوگ دولت و ثروت کے لحاظ سے برابر ہو جائیں تو کوئی دوسرے کی خدمت کرنے والا اور ایک دوسرے کا کام کرنے والا نہ رہے اور زندگی کا پورا نظام معطل ہو کر رہ جائے، اخیر میں فرمایا گیا کہ ان کو مال و دولت پر ناز ہے اور یہ اسی کو بڑا سمجھتے ہیں جس کے پاس مال واسباب ہوں، مگر نبوت و ہدایت اللہ کی ایسی نعمت ہے، جو ان نعمتوں سے کہیں بڑھ کر ہے!

۳۵: مطلب یہ ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا اتنی حقیر اور بے وقعت ہے کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ ظاہری چمک دمک اور وقتی عیش و عشرت کو دیکھ کر تمام لوگ کفر ہی کا راستہ اختیار کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں کافروں کے یہاں سونے چاندی اور عیش و آرام کی چیزوں کا ڈھیر لگا دیتے، اس لئے مسلمانوں کو ہرگز ایمان نہ لانے والوں کی عارضی ٹیپ ٹاپ کو دیکھ کر متاثر نہیں ہونا چاہئے، مال و دولت کی بہتات نہ کامیابی کی دلیل ہے اور نہ عزت و وقار کا سبب۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿٣٦﴾ وَاِنَّهُمْ

اور جو بھی غفلت برتتا ہے رحمن کے ذکر سے، تو ہم مقرر کردیتے ہیں اس پر ایک شیطان، تو وہ اس کا ہم نشین (ساتھی) بن جاتا ہے۳۶ اور بلاشبہ وہ

لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٧﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ

روکتے ہیں، ان کو سیدھے راستے سے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ بیشک وہ ہدایت پر چلنے والے ہیں۳۷ یہاں تک کہ جب وہ آئے گا ہمارے پاس تو کہے گا،

يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿٣٨﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ

اے کاش! ہوتی میرے درمیان اور تیرے درمیان مشرق ومغرب کی دوری، تو بہت برا ساتھی نکلا۳۸ اور (کہا جائے گا) ہرگز نہ نفع دے گی تم کو، آج

اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ

جبکہ تم نے ظلم کیا یہ بات کہ تم دونوں عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہو۳۹ کیا (اے نبیؐ) آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو یا آپ راہ دکھا سکتے ہیں اندھوں کو

وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٠﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿٤١﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ

اور اُن کو جو ہیں صریح گمراہی میں۴۰ پھر اگر ہم لے جائیں آپ کو، تو بیشک ہم اُن سے انتقام لینے والے ہیں۴۱ یا ہم دکھائیں آپ کو

الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ج

وہ (عذاب) جس کا ہم نے اُن سے وعدہ کیا ہے، تو بلاشبہ ہم اُن پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۴۲ سو مضبوطی سے تھامے رہئے آپ، اس چیز کو جو وحی کی گئی ہے آپ کی طرف،

اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٣﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ج وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿٤٤﴾

یقیناً آپ سیدھے راستے پر ہیں۴۳ اور بلاشبہ وہ ایک ذکر ہے آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے اور عنقریب تم سوال کئے جاؤ گے (یعنی جواب دہی ہوگی)۴۴

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً

اور پوچھئے! اُن سے جن کو ہم نے بھیجا آپ سے پہلے، اپنے رسولوں میں سے، کیا ہم نے بنائے ہیں رحمن کے سوا اور معبود،

ع ۴ ۱۰ ۱۰ يُّعْبَدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ

کہ وہ پوجے جائیں۴۵ اور بلاشبہ بھیجا تھا ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون کی طرف اور اس کے سرداروں کی طرف، تو اس (موسیٰؑ) نے کہا! بیشک میں رسول ہوں

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ

رب العالمین کا۴۶ پھر جب وہ آیا ان کے پاس ہماری نشانیوں کے ساتھ، تو وہ ان نشانیوں کا مذاق اڑانے لگے۴۷ اور نہیں ہم دکھاتے ان کو

مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ز وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٤٨﴾

کوئی نشانی، مگر وہ بڑھ کر ہوتی تھی پہلی نشانی سے اور ہم نے پکڑا ان کو عذاب کے ساتھ تاکہ وہ رجوع کریں۴۸

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ج اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٤٩﴾

اور انہوں نے کہا! اے جادوگر تو دعا کر ہمارے لئے اپنے رب سے اس (منصب) کی بنا پر جو تمہیں حاصل ہے (کہ عذاب دور کردے) تو ہم ضرور راہ راست پر آجائیں گے۴۹

(۳۹): انسان کی ایک فطرت یہ ہے کہ جب وہ تکلیف میں تنہا ہوتا ہے تو تکلیف کا احساس زیادہ ہوتا ہے اور اگر اس کے ساتھ بہت سے لوگ اسی تکلیف میں ہوں تو رنج کا احساس کم ہوتا ہے، لیکن دوزخ میں ایسا نہیں ہوگا، بے شمار لوگ عذاب کی بھٹی میں تپ رہے ہوں گے، لیکن عذاب میں لوگوں کا شامل ہونا ان کے رنج وغم میں کچھ بھی کمی نہیں کرے گا۔

(۴۴): زیادہ تر اہل علم نے یہاں ذکر سے ذکر خیر مراد لیا ہے (تفسیر قرطبی ۱۶/۹۳ تفسیر رازی: ۱۴/۱۰۴) نیز علامہ ابن کثیرؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی یہی تفسیر نقل کی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی نیک نامی کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ یہ دولت مال واسباب کی دولت سے بڑھ کر ہے۔ بعض اہل علم نے ذکر کا ترجمہ 'نصیحت' سے بھی کیا ہے، ایسی صورت میں معنٰی ہوگا کہ قرآن آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے نصیحت ہے، (دیکھئے: تفسیر میرٹھی: ۵۶۱) بعض دوسرے اہل علم سے بھی اس آیت کا یہی مفہوم نقل کیا گیا ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۶/۹۳)

فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِذَا هُمۡ يَنۡكُثُوۡنَ ﴿٥٠﴾ وَنَادٰى فِرۡعَوۡنُ فِىۡ قَوۡمِهٖ
پھر جب ہم دور کردیتے اُن سے عذاب، تو اُسی وقت وہ عہد کوتوڑ دیتے﴿۵۰﴾ اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں کہا! اے میری قوم،
قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَيۡسَ لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ وَهٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِىۡ‌ ۚ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَؕ ﴿٥١﴾
کیا نہیں ہے میرے لئے بادشاہی مصر کی اور یہ نہریں جو بہتی ہیں میرے (محل کے) نیچے؟ کیا پھر نہیں تم دیکھتے؟﴿۵۱﴾
اَمۡ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ هُوَ مَهِيۡنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيۡنُ ﴿٥٢﴾ فَلَوۡلَاۤ اُلۡقِىَ عَلَيۡهِ اَسۡوِرَةٌ
کیا میں بہتر ہوں یا یہ شخص (موسیٰؑ)؟ جو ہے ہی ذلیل وحقیر اور جو بات بھی کھل کر نہیں کرسکتا﴿۵۲﴾ پھر کیوں نہیں ڈالے گئے اس پر کنگن
مِّنۡ ذَهَبٍ اَوۡ جَآءَ مَعَهُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ مُقۡتَرِنِيۡنَ ﴿٥٣﴾ فَاسۡتَخَفَّ قَوۡمَهٗ فَاَطَاعُوۡهُ‌ ؕ
سونے کے؟ یا آتے اس کے پاس فرشتے جمع ہوکر﴿۵۳﴾ چنانچہ اُس نے ہلکا کردیا (یعنی بے وقوف بنایا) اپنی قوم کو، تو انہوں نے اس کی اطاعت کی،
اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا انْتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۙ ﴿٥٥﴾
بلاشبہ وہی تھے نافرمانی کرنے والے لوگ﴿۵۴﴾ پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا، تو ہم نے انتقام لیا ان سے، پس ہم نے غرق کردیا ان سب کو﴿۵۵﴾
فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلۡاٰخِرِيۡنَ ﴿٥٦﴾ ع وَلَمَّا ضُرِبَ ابۡنُ مَرۡيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوۡمُكَ ع ٥ ١١ ١١
پھر ہم نے کردیا ان کو گئے گزرے اور (عبرت کی) مثال بعد والوں کے لئے﴿۵۶﴾ اور جب بیان کی گئی ابن مریمؑ کی مثال، تو یکا یک آپ کی قوم
مِنۡهُ يَصِدُّوۡنَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوۡۤا ءَاٰلِهَتُنَا خَيۡرٌ اَمۡ هُوَ‌ ؕ مَا ضَرَبُوۡهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلۡ هُمۡ
اس سے چلاتی ہے (خوشی سے)﴿۵۷﴾ اور کہنے لگے! کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ (عیسیٰ)؟ نہیں دی تھی انہوں نے اس کی مثال، آپؐ کے سامنے مگر جھگڑنے کے لئے، بلکہ وہ
قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ ﴿٥٨﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا عَبۡدٌ اَنۡعَمۡنَا عَلَيۡهِ وَجَعَلۡنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ؕ ﴿٥٩﴾
لوگ ہیں ہی جھگڑالو﴿۵۸﴾ نہیں ہے وہ (عیسیٰؑ) مگر ایک ایسا بندہ، کہ ہم نے انعام کیا اس پر اور ہم نے بنادیا اس کو ایک نمونہ، بنی اسرائیل کے لئے﴿۵۹﴾
وَلَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنَا مِنۡكُمۡ مَّلٰٓـئِكَةً فِى الۡاَرۡضِ يَخۡلُفُوۡنَ ﴿٦٠﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ
اور اگر ہم چاہتے تو، بنادیتے تم ہی میں سے فرشتے (جو) زمین میں، ایک دوسرے کے جانشین ہوتے﴿۶۰﴾ اور بیشک وہ ایک نشانی ہے قیامت کی،
فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوۡنِ‌ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيۡطٰنُ‌ ۚ
لہٰذا نہ تم شک کرو اس (کے آنے) میں اور تم میری پیروی کرو یہی سیدھا راستہ ہے﴿۶۱﴾ اور نہ روک دے تم کو شیطان،
اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا جَآءَ عِيۡسٰى بِالۡبَيِّنٰتِ قَالَ قَدۡ جِئۡتُكُمۡ بِالۡحِكۡمَةِ
بلاشبہ وہ ہے تمہارا کھلا دشمن﴿۶۲﴾ اور جب آیا عیسیٰؑ کھلی نشانیوں کے ساتھ، تو کہا انہوں نے کہ یقیناً لے کر آیا ہوں میں تمہارے پاس حکمت کے ساتھ
وَلِاُبَيِّنَ لَكُمۡ بَعۡضَ الَّذِىۡ تَخۡتَلِفُوۡنَ فِيۡهِ‌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ ﴿٦٣﴾
اور تاکہ میں واضح کردوں تمہارے لئے، بعض وہ باتیں کہ تم اختلاف کرتے ہو جن میں، لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو﴿۶۳﴾

﴿۵۲﴾: حضرت موسیٰؑ کی زبان میں لکنت کی طرف اشارہ ہے کہ موسیٰؑ نہ تو حکومت رکھتے ہیں نہ دولت، یہاں تک کہ اس طرح بول بھی نہیں سکتے کہ لوگوں کو متأثر کرسکیں۔

﴿۵۳﴾: جیسے آج کل فوج کے اعلیٰ عہدیداروں کو ستاروں کے بِلّے دیئے جاتے ہیں، مختلف قسم کے اسی طرح فرعون کے زمانے میں رواج تھا کہ جو بڑے رتبہ و مقام کے لوگ ہوتے، وہ سونے کا کنگن پہنا کرتے، اسی لئے فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو طعنہ دیا کہ ان کے پاس تو وہ علامتی کنگن بھی نہیں ہے۔

﴿۵۷﴾: "یصدون" کے اصل معنی خوشی سے شوروغل مچانے کے ہیں، تالی بجانا بھی لیا جاسکتا ہے۔

﴿۵۹﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ انبیاء کی آیت نمبر: ۵۸ کی تلاوت کی جس کا ترجمہ یوں ہے: یقیناً تم لوگ اور اللہ کے سوا تم جن کی عبادت کرتے ہو، وہ سب دوزخ کا ایندھن ہیں" تو عبداللہ بن الزِّبَعْرَیٰ نے کہا کہ عیسائی حضرت مسیحؑ کی اور یہودی حضرت عزیرؑ کی عبادت کیا کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگ بھی دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔
حالاں کہ آپ ان کو اللہ کا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں، اسی سلسلہ میں فرمایا گیا کہ مکہ کے کافروں نے اس اعتراض کو اتنا اہم سمجھا کہ وہ خوشی میں تالیاں بجانے لگے۔
واقعہ جو قتادہ اور مجاہد وغیرہ سے منقول ہے یہ ہے کہ جب قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں قرآن کی آیات نازل ہوئیں تو قریش کہنے لگے: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو صرف اس لئے نقل کررہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا بنالیا ہے اسی طرح ہم لوگ ان کو خدا مان لیں، (تفسیر قرطبی: ۱۶/۱۰۲) قرآن نے یہاں ان ہی باتوں کی تردید کی ہے کہ قرآن کی تعلیمات تو بالکل واضح ہیں اور یہ صرف جھگڑے کی باتیں ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں، حضرت عیسیٰؑ بھی دوسرے انسانوں کی طرح اللہ کے بندے ہیں، البتہ وہ نبی رسول ہیں، نہ عبادت کے لائق ہیں اور نہ دوزخ میں داخل کئے جانے کے مستحق۔

﴿۶۱﴾: حضرت عیسیٰؑ کے قیامت کی علامت ہونے کے دو معنیٰ ہوسکتے ہیں، ایک یہ کہ باپ کے بغیر حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش۔
دوسرا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ قیامت کے قریب آسمان سے اُتارے جائیں گے۔
حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے زمین پر نازل ہونا قیامت کے قریب ہوگا، اسی وقت امام مہدی بھی ظاہر ہوں گے، دجال بھی ظاہر ہوگا اور حضرت عیسیٰؑ دجال کو قتل فرمائیں گے، یہی دوسری تفسیر زیادہ تر اہل علم سے منقول ہے، (تفسیر قرطبی: ۱۶/۱۰۵) اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نبوت کے جھوٹے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح ہونے کا دعویٰ بالکل جھوٹ اور دھوکہ ہے، مرزا صاحب قادیان میں چراغ بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے اور حضرت مسیحؑ آسمان سے اتارے جائیں گے اور وہ حضرت مریمؑ کے بطن سے پیدا ہوا تھے، اللہ تعالیٰ قادیانیت کے فتنہ سے اس اُمت کی حفاظت فرمائے۔

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ

بیشک اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، سو اُسی کی عبادت کرو، یہی ہے سیدھا راستہ ﴿۶۴﴾ پھر اس کے باوجود اختلاف کیا

الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾

انہوں نے آپس میں اور گروہوں میں بٹ گئے، پس تباہی ہے اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کیا، اِس وجہ سے کہ ایک دن (اُن پر) دردناک عذاب آئے گا ﴿۶۵﴾

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾ الْأَخِلَّاءُ

نہیں وہ انتظار کرتے مگر قیامت کا، کہ وہ آجائے اُن کے پاس اچانک اور انہیں شعور تک نہ ہو ﴿۶۶﴾ (سب) دوست

ع ۱۱ ۱۲ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

اُس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقیوں کے ﴿۶۷﴾ (کہا جائے گا) اے میرے بندو! نہیں ہے کوئی خوف تمہارے لئے آج کے دن

وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ

اور نہ تم غمگین ہوگے ﴿۶۸﴾ یہ وہ ہیں جو ایمان لائے ہماری آیات پر اور رہے مطیع وفرماں بردار ﴿۶۹﴾ داخل ہوجاؤ جنت میں

أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّأَكْوَابٍ ۚ

تم اور تمہاری بیویاں بھی، تمہیں خوش کردیا جائے گا (انعام سے) ﴿۷۰﴾ پھرایا جائے گا اُن پر تھال سونے کے اور پیالے (پینے کے)

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۚ وَأَنْتُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿٧١﴾

اور وہاں ہوں گی وہ چیزیں جو بھاتی ہیں مَن کو اور لذت دیتی ہیں آنکھوں کو اور تم اس میں ہمیشہ رہوگے ﴿۷۱﴾

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ

اور یہ ہے وہ جنت، جس کا تمہیں وارث بنایا گیا ہے، اُن اعمال کے بدلے میں، جو تم کرتے رہے ﴿۷۲﴾ تمہارے لئے اُس میں پھل ہوں گے

كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يُفَتَّرُ

بہت سے، جس میں سے تم کھاؤ گے ﴿۷۳﴾ بیشک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۷۴﴾ نہیں ہلکا کیا جائے گا

عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا هُمُ الظّٰلِمِينَ ﴿٧٦﴾

ان سے (عذاب) اور وہ اس میں مایوس پڑے رہیں گے ﴿۷۵﴾ اور نہیں ظلم کیا ہم نے اُن پر اور لیکن وہ تھے خود ہی ظلم کرنے والے ﴿۷۶﴾

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُمْ مّٰكِثُونَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ

اوروہ پکاریں گے اے مالک! کیا اچھا ہو کہ موت کا فیصلہ ہوجائے ہم پر، تمہارے رب (کی طرف سے) وہ کہے گا تم ہمیشہ (اسی حال میں) رہو گے ﴿۷۷﴾ یقیناً لے کر آئے تھے ہم تمہارے پاس

بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُونَ ﴿٧٨﴾ أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾

حق، مگر تم میں سے اکثر کو حق ناگوار تھا ﴿۷۸﴾ بلکہ انہوں نے پختہ تدبیر کرلی ایک کام کی، تو یقیناً ہم بھی پختہ تدبیر کرنے والے ہیں ﴿۷۹﴾

﴿۷۰﴾: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ''تحبرون'' کا معنی بتایا ہے 'تکرمون' یعنی: تمہارا اعزاز کیا جائے گا، تمہیں عزت دی جائے گی، بعض اہل علم نے اس کا ترجمہ خوش ہونے سے کیا ہے تو ایسی صورت میں ترجمہ ہوگا تم اور تمہاری بیویاں خوشی خوشی جنت میں داخل ہوجاؤ۔

﴿۷۱﴾: دنیا میں حلال وحرام کے جو قوانین ہیں، اہل جنت سے وہ سب اٹھا لئے جائیں گے، چنانچہ دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال جائز نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا (بخاری کتاب الاشربۃ، باب الشرب فی اٰنیۃ الذھب، حدیث نمبر: ۵۶۳۰) لیکن آخرت کا معاملہ اس سے مختلف ہوگا، وہاں اہل جنت کا ایسے برتنوں سے اعزاز کیا جائے گا۔

اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ط بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۝۸۰

کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ بلاشبہ ہم نہیں سنتے ان کا راز اور ان کی سرگوشیاں؟ کیوں نہیں! (ہم سب کچھ سن رہے ہیں) اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اُن کے پاس ہی موجود لکھ رہے ہیں ۝۸۰

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝۸۱ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کہہ دیجئے! اگر ہوتی رحمن کی اولاد، تو میں سب سے پہلا عبادت کرنے والا ہوتا ۝۸۱ پاک ہے رب آسمانوں اور زمین کا

رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۸۲ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ

(اور) رب العرش کا ان (باتوں) سے جو وہ بیان کرتے ہیں ۝۸۲ پس چھوڑ دیجئے! ان کو، وہ غرق رہیں (اپنے جہل میں) اور کھیل تماشے میں، یہاں تک کہ وہ مل جائیں اپنے اس دن کو، جس کا ان سے

يُوْعَدُوْنَ ۝۸۳ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ط وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝۸۴

وعدہ کیا جاتا ہے ۝۸۳ اور وہی (اللہ) ہے آسمانوں میں بھی معبود اور زمین میں بھی معبود اور وہ بڑی حکمت والا سب کچھ جاننے والا ہے ۝۸۴

وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ

اور بہت بابرکت ہے وہ ذات، جس کے لئے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۸۵ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ

اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ۝۸۵ اور نہیں اختیار رکھتے وہ جن کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوا سفارش، مگر وہ جس نے گواہی دی حق کے ساتھ

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۸۶ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۸۷ وَقِيْلِهٖ

اور وہ جانتے ہیں ۝۸۶ اور اگر آپ اُن سے سوال کریں کہ کس نے پیدا کیا ان کو؟ تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے پھر کہاں وہ پھیرے جاتے ہیں ۝۸۷ قسم ہے اس (رسول) کے یہ کہنے کی کہ

يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۸۸ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ط فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۸۹ ع وقف لازم ع ۱۳

''اے رب''! بیشک یہ ایسے لوگ ہیں جو نہیں ایمان لائیں گے ۝۸۸ پس درگزر کیجئے اِن سے اور کہہ دیجئے! سلام ہے، سو عنقریب وہ جان لیں گے ۝۸۹

اٰيَاتُهَا ۵۹ (۴۴) سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ (۶۴) رُكُوْعَاتُهَا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝۱ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ مع ۱۲ عند المتقدمین ۱۲

حا۔میم۔ ۝۱ قسم ہے واضح کتاب کی ۝۲ بیشک ہم نے نازل کیا ہے اسے ایک بابرکت رات میں،

اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝۳ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝۴

بیشک ہم ہیں ڈرانے والے ۝۳ اس (رات) میں فیصلہ کیا جاتا ہے، ہر پُرحکمت کام کا ۝۴

(۸۰): اہل مکہ کے اس مشورہ کی طرف اشارہ ہے، جس میں انہوں نے طے کر لیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو نعوذ باللہ قتل کر دیا جائے اور اس مہم میں ہر قبیلہ کا ایک نمائندہ شامل ہو، تا کہ بنی ہاشم ان سے بدلہ لینے کی سوچ نہ سکیں، چنانچہ اہل مکہ نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس طرح باہر آ گئے کہ ان کی آنکھیں آپ کو دیکھنے سے قاصر رہ گئیں، سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیل موجود ہے۔

(۸۹): آیت نمبر: ۸۸ اور ۸۹ میں اہل مکہ کو گویا آخری وارننگ دی گئی ہے۔

تفسیر سورہ الدخان

مستند روایات کے مطابق یہ سورت اُس وقت نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کے کافروں کو متنبہ کرنے کے لئے ایک شدید قحط میں مبتلا فرمایا، اس موقع پر لوگ چمڑے تک کھانے پر مجبور ہوئے اور ابوسفیان کے ذریعے کافروں نے رسول کریم ﷺ سے درخواست کی کہ قحط دُور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر قحط دور ہو گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ رسول کریم ﷺ نے دعا فرمائی، اور اللہ تعالیٰ نے قحط سے نجات عطا فرما دی، لیکن جب قحط دور ہو گیا تو یہ کافر لوگ اپنے وعدے سے پھر گئے، اور ایمان نہیں لائے۔ اس واقعے کا تذکرہ اس سورت کی آیت نمبر ۱۰ تا ۱۵ میں کیا ہے اور اسی سلسلہ میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایک دن آسمان پر دُھواں ہی دُھواں نظر آئے گا (اس کا مطلب اِن شاء اللہ اس آیت کی تفسیر میں آئے گا) دھویں کو عربی میں دخان کہتے ہیں اور اسی وجہ سے اس سورہ کا نام ''سورۂ دخان'' ہے سورہ کے باقی مضامین توحید، رسالت اور آخرت کے اِثبات پر مشتمل ہے۔

(۳): اس سے مراد شبِ قدر ہے، کیونکہ اسی رات میں قرآن کریم لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل کیا گیا اور پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا کر کے رسول کریم ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔

(۴): اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سال میں جو اہم واقعات ہونے والے ہیں، انہیں عملی تنفیذ کے لئے متعلقہ فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٥﴾ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦﴾

حکم (صادر ہوتا ہے) ہماری طرف سے، بیشک ہم ہیں بھیجنے والے (رسول)⑤ بطور رحمت آپ کے رب کی طرف سے، بلاشبہ وہی ہے خوب سننے والا سب کچھ جاننے والا⑥

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿٧﴾ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ (وقف لازم)

جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان کا جو ان کے درمیان میں ہے، اگر تم ہو یقین کرنے والے⑦ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، مگر وہی زندگی عطا کرتا ہے

وَيُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٨﴾ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ﴿٩﴾ فَارْتَقِبْ

اور موت دیتا ہے، وہی رب ہے تمہارا بھی اور تمہارے آباء واجداد کا بھی جو پہلے گزر چکے ہیں⑧ بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں⑨ پس آپ انتظار کیجئے

يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٠﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١١﴾

اس دن کا، کہ لائے آسمان دھواں ظاہر (یعنی جس دن نمودار ہوگا آسمان دھواں کے ساتھ)⑩ وہ ڈھانپ لے گا انسانوں کو، یہ ہے دردناک عذاب⑪

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢﴾ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ

اے ہمارے رب دُور کردے ہم سے یہ عذاب، بلاشبہ ہم ایمان لانے والے ہیں⑫ کہاں باقی رہا اب (موقع) اُن کے لئے نصیحت (کا) جبکہ آچکا ان کے پاس ایک رسول

مُّبِيْنٌ ﴿١٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿١٤﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ (وقف لازم)

کھول کھول کر بیان کرنے والا⑬ پھر انہوں نے منہ موڑ لیا اس سے اور کہا وہ سکھایا ہوا مجنون ہے⑭ بیشک ہم دور کرنے والے ہیں، عذاب کو تھوڑی دیر کے لئے، بلاشبہ تم

عَآئِدُوْنَ ﴿١٥﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ (وقف لازم)

دوبارہ وہی کرنے والے ہو⑮ جس دن ہم پکڑیں گے پکڑنا بڑا سخت (اس دن) ہم پورا پورا انتقام لیں گے⑯ اور یقیناً ہم نے آزمایا ان سے پہلے

قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿١٧﴾ اَنْ اَدُّوْۤا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ

قوم فرعون کو اور آیا تھا اُن کے پاس رسول معزز⑰ (اس نے کہا یہ) کہ حوالے کردو میرے اللہ کے بندوں کو، بیشک میں تمہارے لئے رسول ہوں امانتدار⑱ اور یہ کہ نہ تم

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٨﴾ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْۤ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٩﴾ وَاِنِّيْ عُذْتُ

سرکشی کرو اللہ کے مقابلہ میں، بلاشبہ میں لاتا ہوں تمہارے پاس واضح دلیل⑲ اور بیشک میں نے پناہ لی

بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿٢٠﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ

اپنے رب کی اور تمہارے رب کی، اس بات سے کہ تم مجھے سنگسار کردو⑳ اور اگر نہیں تم ایمان لاتے میری بات پر، تو تم الگ ہو جاؤ مجھ سے㉑ پھر اُس نے پکارا اپنے رب کو کہ بلاشبہ یہ

قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ (وقف النبی)

لوگ مجرم ہیں㉒ (حکم ملا) اب تم لے کر چلو میرے بندوں کو راتوں رات، بیشک تمہارا پیچھا کیا جائے گا㉓ اور تو چھوڑ دے سمندر کو اسی حالت میں (تھما ہوا)

اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٢٥﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٢٦﴾

یقیناً وہ لشکر ہیں غرق ہونے والے㉔ کتنے ہی وہ چھوڑ گئے باغات اور چشمے㉕ اور کھیتیاں اور محل عمدہ㉖

---

⑪: اس آیت کی تفسیر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو متنبہ کرنے کے لئے انہیں ایک سخت قحط میں مبتلا فرما دیا تھا، اُس وقت لوگ بھوک کی شدت کے عالم میں جب آسمان کی طرف دیکھتے تو انہیں آسمان پر دُھواں ہی دُھواں چھایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اس آیت میں اس قحط سالی کی پیشین گوئی کی گئی ہے، اور فرمایا گیا ہے کہ کافروں کو سزا کے طور پر ایسے قحط میں مبتلا کیا جائے گا کہ انہیں بھوک کی وجہ سے آسمان پر دُھواں ہی دُھواں نظر آئے گا اور اُس وقت یہ لوگ وعدہ کریں گے کہ اگر یہ قحط ہم سے دور ہو گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے، لیکن جب قحط دور ہو گا تو اپنے وعدے سے پھر کر دوبارہ شرک کی طرف لوٹ جائیں گے۔

⑯: یعنی اس وقت تو یہ عذاب ان سے دور کر دیا جائے گا لیکن جب قیامت میں ان کی پکڑ ہو گی تو اُس وقت انہیں پورے عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔

⑱: اس سے مراد بنو اِسرائیل ہیں جن کو فرعون نے غلام بنایا ہوا تھا۔ دیکھئے سورۂ طٰہٰ (۲۰:۴۷)

⑳: فرعون نے حضرت موسیٰ کو اُن کی دعوت کے جواب میں قتل کی دھمکیاں دی تھیں۔ یہ اُن کا جواب ہے۔

㉑: یعنی اگر میری دعوت پر ایمان نہ لاؤ تو کم سے کم مجھے چھوڑ دو کہ میں حق کا پیغام ان لوگوں کو پیش کروں جو ماننے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور مجھے تکلیف پہنچانے اور میرے راستے میں رُکاوٹیں ڈالنے سے باز رہو۔

㉔: مطلب یہ ہے کہ جب تمہارے راستے میں سمندر آجائے گا تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سمندر کو ٹھہرا کر راستہ بنا دیں گے۔ جب تم اُس سے پار ہو جاؤ تو اس بات کی فکر نہ کرنا کہ سمندر میں جو راستہ بنا ہوا ہے وہ فرعون کے لشکر کے بھی کام آئے گا۔ اور وہ سمندر پار کر کے ہمارا تعاقب جاری رکھیں گے، بلکہ سمندر کو ویسا ہی ٹھہرا ہوا چھوڑ دینا۔ اللہ تعالیٰ خود ان کو ڈبونے کے لئے سمندر کو پھر پہلی حالت میں واپس کر دیں گے۔ اس واقعے کی تفصیل سورۂ یونس (۱۰:۹۰ تا ۹۲) اور سورۂ شعراء (۲۶:۵۶ تا ۶۷) میں گذر چکی ہے۔

وَّنَعۡمَةٍ كَانُوۡا فِيۡهَا فٰكِهِيۡنَ ﴿٢٧﴾ كَذٰلِكَ ۚ وَاَوۡرَثۡنٰهَا قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ ﴿٢٨﴾ فَمَا بَكَتۡ

اور عیش و آرام کے سامان جس میں وہ مزے لے رہے تھے﴿٢٧﴾ اسی طرح ہُوا اور ہم نے وارث کردیا اُن کا ایک دوسری قوم کو﴿٢٨﴾ پھر نہ روئے

ع ١ ٢٩ ١٤ عَلَيۡهِمُ السَّمَآءُ وَالۡاَرۡضُ وَمَا كَانُوۡا مُنۡظَرِيۡنَ ﴿٢٩﴾ وَلَقَدۡ نَجَّيۡنَا بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ

اُن پر آسمان اور زمین اور نہ ہوئے وہ مہلت پانے والے﴿٢٩﴾ اور یقیناً ہم نے نجات دی، بنی اسرائیل کو

مِنَ الۡعَذَابِ الۡمُهِيۡنِ ﴿٣٠﴾ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الۡمُسۡرِفِيۡنَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ

سخت ذلت والے عذاب سے﴿٣٠﴾ (یعنی) فرعون سے، بلاشبہ وہ تھا بڑا سرکش حد سے بڑھ جانے والوں میں سے﴿٣١﴾ اور یقیناً

اخۡتَرۡنٰهُمۡ عَلٰى عِلۡمٍ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٣٢﴾ وَاٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنَ الۡاٰيٰتِ مَا فِيۡهِ بَلٰٓـؤٌا مُّبِيۡنٌ ﴿٣٣﴾

ہم نے چن لیا (اور ترجیح دی بنی اسرائیل کو) اسے علم کی بنیاد پر تمام جہانوں پر﴿٣٢﴾ اور ہم نے دی تھیں ان کو نشانیاں، وہ جو ان میں آزمائش تھی واضح﴿٣٣﴾

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوۡلُوۡنَ ﴿٣٤﴾ اِنۡ هِىَ اِلَّا مَوۡتَتُنَا الۡاُوۡلٰى وَمَا نَحۡنُ بِمُنۡشَرِيۡنَ ﴿٣٥﴾ فَاۡتُوۡا

بیشک یہ لوگ کہتے ہیں﴿٣٤﴾ نہیں ہے یہ مگر ہمارا مرنا اور نہیں ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے﴿٣٥﴾ پس (وہ کہتے ہیں) تم لے آؤ

بِاٰبَآٮِٕنَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿٣٦﴾ اَهُمۡ خَيۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ

ہمارے باپ دادا کو، اگر تم ہو سچے﴿٣٦﴾ کیا یہ بہتر ہے یا قوم تُبّع! اور وہ لوگ جو اُن سے پہلے ہوئے،

اَهۡلَكۡنٰهُمۡ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ﴿٣٧﴾ وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا

ہم نے ہلاک کیا ان کو، بلاشبہ وہ تھے مجرم﴿٣٧﴾ اور نہیں ہم نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ

بَيۡنَهُمَا لٰعِبِيۡنَ ﴿٣٨﴾ مَا خَلَقۡنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَـقِّ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّ

ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر (بلکہ مقصد ہے اس کا)﴿٣٨﴾ لیکن ہم نے پیدا کیا ان دونوں کو، مگر حق کے ساتھ اور لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے﴿٣٩﴾ بلاشبہ

يَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِيۡقَاتُهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿٤٠﴾ يَوۡمَ لَا يُغۡنِىۡ مَوۡلًى عَنۡ مَّوۡلًى شَيۡـًٔا وَّلَا هُمۡ

فیصلے کا دن طے شدہ وقت ہے، ان سب کا﴿٤٠﴾ اس دن کچھ نہیں کام آئے گا کوئی دوست (رشتہ دار) کسی دوست (رشتہ دار) کے کچھ بھی اور نہ وہ

ع ٢ ١٣ ١٥ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿٤١﴾ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿٤٢﴾ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ ﴿٤٣﴾

مدد کئے جائیں گے﴿٤١﴾ مگر جس پر اللہ نے رحم فرمایا، بلاشبہ وہی ہے نہایت غالب بہت رحم کرنے والا﴿٤٢﴾ بلاشبہ درخت تھوہڑ (زقوم) کا﴿٤٣﴾

معانقة ١٢ عند المتأخرين ١٢ طَعَامُ الۡاَثِيۡمِ ﴿٤٤﴾ كَالۡمُهۡلِ ۚ يَغۡلِىۡ فِى الۡبُطُوۡنِ ﴿٤٥﴾ كَغَلۡىِ الۡحَمِيۡمِ ﴿٤٦﴾ خُذُوۡهُ

کھانا ہے گنہگاروں کا﴿٤٤﴾ تیل کی تلچھٹ جیسا، جوش مارے گا، پیٹوں میں﴿٤٥﴾ جیسے جوش کھاتا ہے کھولتا ہوا پانی﴿٤٦﴾ (حکم ہوگا) اسے پکڑو

فَاعۡتِلُوۡهُ اِلٰى سَوَآءِ الۡجَحِيۡمِ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ صُبُّوۡا فَوۡقَ رَاۡسِهٖ مِنۡ عَذَابِ الۡحَمِيۡمِ ﴿٤٨﴾

پھر گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ بیچو بیچ جہنم کے﴿٤٧﴾ پھر اُنڈیل دو اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی بطور عذاب﴿٤٨﴾

﴿٣٣﴾: اس سے مراد اِنعامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بنو اِسرائیل پر فرمائے، مثلاً من وسلویٰ نازل کرنا، پتھر سے چشمے نکال دینا وغیرہ، جن کا ذکر سورۂ بقرہ (٢:٤٧تا٥٨) میں فرمایا ہے۔

﴿٣٧﴾: تبع دراصل یمن کے بادشاہوں کا لقب تھا، قرآن کریم نے یہ متعین نہیں فرمایا کہ یہاں کون سا تبع مراد ہے۔ حافظ ابنِ کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہاں مراد وہ تبع ہے جس کا نام اسعد ابو کریب تھا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے سات سو سال پہلے گزرا ہے، یہ خود دینِ موسوی پر، جو اُس وقت دینِ برحق تھا، ایمان لے آیا تھا، لیکن اُس کی قوم نے بعد میں بت پرستی اختیار کرلی جس کے نتیجے میں اُن پر عذاب آیا۔

﴿٣٩﴾: اگر آخرت کا انکار کر دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا دن آنے والا نہیں ہے جس میں نیک لوگوں کو اِنعام اور ظالموں کو سزا دی جائے اور اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات (معاذ اللہ) یونہی بے فائدہ کھیل کے طور پر پیدا کردی ہے۔

ذُقْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿٤٩﴾ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ

چکھو مزہ اس کا بیشک تو تو سمجھتا تھا اپنے آپ کو بڑا معزز اور بڑا مکرم۴۹ بیشک یہی ہے وہ (عذاب) کہ جس میں تم شک کرتے تھے۵۰ بیشک متقی لوگ

فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿٥٣﴾

امن کی جگہ میں ہوں گے۵۱ باغات میں اور چشموں میں۵۲ وہ پہنے ہوئے ہوں گے باریک ریشم اور موٹا ریشم (حریر و دیبا) کے ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۵۳

كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ

اسی طرح ہوگا اور ہم بیویاں بنادیں گے اُن کی حوروں کو بڑی بڑی آنکھوں والی۵۴ وہ طلب کریں گے اُس میں ہر قسم کا پھل اطمینان سے۵۵ نہیں وہ چکھیں گے

فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ

اس میں تلخی موت کی سوائے پہلی موت کے اور بچالے گا انہیں وہ عذاب جہنم سے۵۶ یہ فضل ہوگا آپ کے رب کا، یہی ہے

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُرْتَقِبُونَ ﴿٥٩﴾

عظیم کامیابی۵۷ سو ہم نے اس (قرآن) کو آسان کردیا ہے آپ کی زبان میں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۵۸ اب آپ انتظار کیجئے بلاشبہ وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں۵۹

ع ۱۷ / ۳ / ۱۶

آیاتہا ۳۷ — سُورَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ (۴۵) (۶۵) — رکوعاتہا ۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حم ﴿١﴾ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿٢﴾ إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

حا۔میم۔۱ نازل کی جارہی ہے یہ کتاب اللہ کی طرف سے، جو زبردست بڑی حکمت والا ہے۲ بیشک آسمانوں اور زمین میں

لَآيَاتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَابَّةٍ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٤﴾

بے شمار نشانیاں ہیں، اہل ایمان کے لئے۳ اور تمہاری اپنی پیدائش میں بھی اور اُن میں بھی جو وہ پھیلاتا ہے جانداروں میں (اس میں بھی) بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں۴

وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ فَأَحْيَا

اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور اس میں جو اللہ نے نازل کیا آسمانوں سے رزق (بارش) پھر زندہ کرتا ہے

بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٥﴾ تِلْكَ

اس کے ذریعہ سے زمین کو، اس کے مُردہ ہوجانے کے بعد اور ہواؤں کی گردش میں بھی، بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۵ یہ

آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾

اللہ کی آیات ہیں جس کی تلاوت کررہے ہیں ہم، تمہارے سامنے بالکل ٹھیک ٹھیک، پھر کس بات پر اللہ (کی بات) کے بعد اور اس کی آیات (کے بعد) وہ ایمان لائیں گے۶

۴۹: یعنی دنیا میں تو اپنے آپ کو بڑا صاحبِ اقتدار اور بڑا باعزت سمجھتا تھا اور اس پر تجھے گھمنڈ تھا، آج اپنی یہ حالت دیکھ لے کہ تکبر، گھمنڈ اور حق کے انکار کا انجام کیا ہوتا ہے؟

۵۳: یہ دونوں ریشمی کپڑوں کی دو قسمیں ہیں، "سندس" باریک اور "استبرق" دبیز ہوتا ہے لیکن جنت کے سندس اور اِستبرق کی صحیح کیفیت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

۵۹: یہ لوگ تو جھٹلانے کے انداز میں قیامت کا انتظار کررہے ہیں اور رسول کریم ﷺ کو تصدیق کے ساتھ اُس کے انتظار کا حکم دیا گیا ہے کہ اُس وقت ساری حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی، اور ان کافروں کو سخت سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔

تفسیر سورۃ الجاثیہ

اس سورت میں بنیادی طور پر تین باتوں پر زور دیا گیا ہے ایک یہ کہ اس کائنات میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور حکمت بالغہ کی اتنی نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں کہ ایک انسان اگر معقولیت کے ساتھ اُن پر غور کرے تو اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کائنات کے خالق کو اپنی خدائی کے انتظام میں کسی شریک کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لہٰذا اُس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا کر اس کی عبادت کرنا سراسر بے بنیاد بات ہے۔

دوسرے رسول ﷺ کو بتایا گیا ہے کہ آپ کو شریعت کے کچھ ایسے احکام دیئے گئے ہیں جو پچھلی امتوں کو دیئے ہوئے احکام سے کسی قدر مختلف ہیں۔ چونکہ یہ سارے احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اس لئے اس پر کسی کو تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ تیسرے اس سورت میں قیامت کے ہولناک مناظر کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں آیت نمبر ۲۸ میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن لوگ اتنے خوف زدہ ہوں گے کہ ڈر کے مارے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے۔ "جاثیہ" عربی زبان میں اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو گھٹنے کے بل بیٹھے ہوں۔ اسی لفظ کو سورت کا نام بنادیا گیا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۝۷ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ

تباہی ہے ہر جھوٹے گنہگار کے لئے۷ وہ سنتا ہے اللہ کی آیات جبکہ وہ تلاوت کی جاتی ہیں اس پر، پھر وہ اڑتا ہے تکبر کرتا ہوا، گویا کہ نہیں

يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۸ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا ِاتَّخَذَهَا هُزُوًا ۗ اُولٰٓئِكَ

اس نے سنا (آیات) تو آپ اسے خوشخبری دے دیجئے دردناک عذاب کی۸ اور جب اس نے جانا ہماری آیات سے کچھ، تو اس نے بنالیا اس کو مذاق، یہ وہ لوگ ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۹ ؕ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا

جن کے لئے ہے عذاب رُسوا کن۹ ان کے آگے جہنم ہے اور نہیں کام آئے گا ان کے لئے وہ جو انہوں نے کمایا کچھ بھی اور نہ

مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰ ؕ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وہ جن کو انہوں نے بنایا اللہ کے سوا کارساز اور ان کے لئے ہے عذاب بہت بڑا۱۰ یہ (قرآن) تو ہدایت ہے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۱۱ ع اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ

ع ۱۱/۱۷

اپنے رب کی آیات کے ساتھ، اُن کے لئے عذاب ہے سخت دردناک۱۱ اللہ وہ ہے جس نے مسخر کردیا تمہارے لئے سمندر کو، تاکہ چلیں کشتیاں

فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ

اس میں اس کے حکم سے اور تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو۱۲ اور اُس نے مسخر کردیا تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۳ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور جو کچھ زمین میں ہے، سب کی سب اپنی طرف سے، بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غوروفکر کرتے ہیں۱۳ آپ کہہ دیجئے! ان لوگوں سے جو ایمان لائے،

يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۴ مَنْ عَمِلَ

کہ وہ درگزر کریں، ان لوگوں سے جو نہیں امید رکھتے اللہ کی طرف سے بُرے دن کے آنے کا، تاکہ خود بدلہ دے وہ (اللہ) ان لوگوں کو ان اعمال کا جو وہ کماتے رہے۱۴ جس نے عمل کئے

صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۵ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

نیک، سو اپنے ہی لئے کئے اور جس نے بُرے (عمل) کئے تو (اس کا وبال) اُسی پر ہے، پھر اپنے رب ہی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۱۵ اور یقیناً ہم نے دی

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ

بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت اور ہم نے رزق دیا ان کو پاکیزہ چیزوں میں سے اور ہم نے فضیلت دی ان کو

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶ ۚ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

جہان والوں پر۱۶ اور ہم نے دیں اُن کو واضح دلیلیں دین کے معاملہ میں، سو نہیں انہوں نے اختلاف کیا، مگر اس کے بعد کہ آگیا ان کے پاس

الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۷

علم ایک دوسرے کی ضد میں، بلاشبہ آپ کا رب فیصلہ کرے گا اُن کے درمیان قیامت کے دن اُن معاملات کا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے۱۷

(۱۲): جیسا کہ پہلے کئی بار عرض کیا گیا، اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنا قرآن کریم کی اصطلاح میں روزی تلاش کرنے کو کہا جاتا ہے۔ یہاں سمندری تجارت مراد ہے۔

(۱۳): "اللہ کے دنوں" سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو اُن کے اعمال کی سزا یا جزا دے، چاہے دنیا میں یا آخرت میں اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس بات سے بےفکر ہیں، بلکہ اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ کوئی ایسے دن آنے والے ہیں۔

(۱۴): درگذر کرنے کا مطلب یہاں یہ ہے کہ اُن کی طرف سے جو تکلیفیں پہنچائی جائیں، اُن کا بدلہ نہ لیں۔ یہ حکم مکی زندگی میں دیا گیا تھا جہاں مسلمانوں کو مسلسل صبر کی تلقین کی جا رہی تھی اور ہاتھ اٹھانے سے منع کیا گیا تھا۔

(۱۴): اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ کافر لوگ اُن پر جو ستم ڈھا رہے ہیں، تم ان کا فی الحال بدلہ نہ لو، کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ہی اُن کا بدلہ لے لے گا، چاہے وہ اسی دنیا میں ہو، یا آخرت میں اور ساتھ ہی یہ مطلب بھی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں صبر سے کام لیں گے، اور بدلہ نہیں لیں گے، اللہ تعالیٰ ان کی اس نیکی کا بدلہ آخرت کی نعمتوں کی صورت میں ضرور عطا فرمائے گا۔

(۱۷): یعنی بنو اِسرائیل کو تورات کا علم دیا گیا تھا، اس کے باوجود انہوں نے ایک دوسرے سے حسد اور ضد کی وجہ سے آپس میں پھوٹ ڈال لی اور اختلافات میں پڑ گئے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾

پھر ہم نے کردیا آپ کو ایک طریقہ پر دین کے، پھرتو آپ پیروی کریں اس کی اور نہ پیروی کریں ان لوگوں کے خواہشات کی، جو نہیں علم رکھتے ﴿۱۸﴾

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ

بیشک وہ ہرگز نہیں کام آسکتے آپ کے اللہ (کے عذاب) سے کچھ بھی اور بیشک ظالم لوگ باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور اللہ حامی ومددگار ہے متقیوں کا ﴿۱۹﴾ یہ (قرآن اس میں) بصیرت افروز دلائل ہیں لوگوں کے لئے اور ہدایت ورحمت ہے، ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں ﴿۲۰﴾

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کیا گمان کرلیا ہے ان لوگوں نے جنھوں نے ارتکاب کیا برائیوں کا، یہ کہ ہم کردیں گے ان کو مانند، ان لوگوں کے، جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے

الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

نیک، برابر ہے ان کا جینا اور ان کا مرنا، بہت بُرا ہے وہ جو فیصلہ کرتے ہیں ﴿۲۱﴾ اور پیدا فرمایا اللہ نے آسمانوں

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ

اور زمین کو حق کے ساتھ اور تاکہ بدلہ دیا جائے ہر نفس کو، اس کی کمائی کا اور وہ نہیں ظلم کئے جائیں گے ﴿۲۲﴾ کیا پھر دیکھا نہیں

مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ

اس شخص کا حال، جس نے بنالیا ہے اپنا معبود اپنی خواہش نفس کو اور گمراہ کردیا ہے اس اللہ نے علم کے باوجود اور مہر لگادی ہے اس کے کانوں پر اور دل پر اور ڈال دیا ہے

عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا هِيَ

اس کی آنکھوں پر پردہ، سو کون ہے جو ہدایت دے اسے اللہ کے (گمراہ کرنے کے) بعد، کیا پھر نہیں تم نصیحت حاصل کرتے ﴿۲۳﴾ اور انہوں نے کہا! نہیں ہے یہ (زندگی)

اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ

سوائے ہماری (دنیاوی) زندگی کے، ہم مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں اور نہیں ہلاک کرتا ہمیں، مگر گردش زمانہ ہی اور نہیں ہے ان کے لئے

مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ

اس کا علم کہ وہ محض گمان سے کام لیتے ہیں ﴿۲۴﴾ اور جب تلاوت کی جاتی ہیں ان پر ہماری آیات واضح، تو نہیں ہوتی ان کی حجت،

اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ

مگر یہی کہ کہتے ہیں کہ تم لے آؤ ہمارے باپ دادا کو اگر تم ہو سچے ﴿۲۵﴾ آپ کہہ دیجئے! اللہ ہی تم کو زندگی دیتا ہے، پھر وہی تم کو موت دیتا ہے،

ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع

پھر وہ تمہیں جمع کرے گا روز قیامت میں، نہیں ہے کوئی شک اس میں اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿۲۶﴾

ع ۲ ۱۳ ۱۸

ع ۳ ۵ ۱۹

﴿۲۱﴾: یہ آخرت کی زندگی کی ضرورت بتائی جارہی ہے کہ اگر آخرت کی جزا وسزا نہ ہوتو اچھے بُرے سب لوگ برابر ہو جائیں اور جن نیک لوگوں نے دنیا میں شریعت کے احکام پر عمل کرکے محنت اٹھائی، یا مخالفین کی طرف سے تکلیفیں برداشت کیں، اُن کو مرنے کے بعد بھی اس قربانی کا کوئی انعام نہ ملے اور ان کا مرنا جینا بالکل برابر ہوجائے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ ناانصافی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اگلی آیت میں فرمایا گیا ہے کہ ہم نے یہ کائنات اسی برحق مقصد کے لئے پیدا کی ہے کہ ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے۔

﴿۲۲﴾: یہ ترجمہ "وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ" کے جملے کو "تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ" سے حال قرار دینے پر مبنی ہے۔

﴿۲۶﴾: یعنی آخرت کے عقیدے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سارے انسانوں کو جمع کرے گا، یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اسی دنیا میں مردوں کو زندہ کرے گا، لہٰذا آخرت کے عقیدے کے مقابلے میں تمہارا یہ مطالبہ کہ ہمارے باپ دادوں کو زندہ کرکے لاؤ، سراسر لغو مطالبہ ہے، رہی یہ بات کہ مردوں کا دوبارہ زندہ ہونا بہت مشکل بات ہے تو جس اللہ نے تمہیں عدم سے وجود عطا کرکے پیدا کیا ہے، اُس کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ ایک مرتبہ تمہاری روح قبض کرکے دوبارہ پیدا کردے جبکہ اس ساری کائنات کی بادشاہی اسی کے قبضے میں ہے؟

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۲۷

اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اورزمین کی اور جس دن قائم ہوگی (قیامت کی) گھڑی اس دن خسارے میں پڑجائیں گے باطل پرست ۲۷

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

اورآپ دیکھیں گے ہرامت کوگھٹنوں کے بل (گری ہوئی) ہرامت بلائی جائے گی، اپنے نامۂ اعمال کی طرف، (کہا جائے گا) آج تم بدلہ دئے جاؤ گے اس کا جو تھے تم

تَعْمَلُوْنَ ۲۸ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ

عمل کرتے ۲۸ یہ ہماری کتاب (تحریر) ہے، یہ بولتی ہے تمہارے بارے میں بالکل ٹھیک ٹھیک، بلاشبہ ہم لکھواتے جارہے تھے، جوتم کیا کرتے تھے

تَعْمَلُوْنَ ۲۹ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

اعمال ۲۹ پھر لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، تو داخل کرے گا اُن کو اُن کا رب اپنی رحمت میں،

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۳۰ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

یہی ہے کامیابی کھلی ہوئی ۳۰ اور رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (کہا جائے گا) کیا نہیں میری آیات پڑھی جاتی تھیں تم پر،

فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۳۱ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ

توتم نے تکبر کیااورتم لوگ تھے مجرم ۳۱ اور جب (تم سے) کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت، نہیں ہے کچھ شک اس (کے آنے) میں، توتم نے کہا نہیں ہم جانتے کہ کیا ہے قیامت؟

لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۳۲

نہیں ہم خیال کرتے مگر ایک گمان ہی اور نہیں ہم (اس کا) یقین کرنے والے ۳۲

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۳۳ وَقِيْلَ الْيَوْمَ

اور ظاہر ہوجائیں گی ان کے سامنے برائیاں، اُن کے اعمال کی اور گھیر لے گا ان کو وہ (عذاب) کہ وہ تھے اس کے ساتھ مذاق کرتے ۳۳ اور کہا جائے گا! آج

نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۳۴

ہم بھول جائیں گے تمہیں، اسی طرح جیسے تم بھول گئے تھے اپنے اس دن کی پیشی کو اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور نہیں تمہارا کوئی مددگار ۳۴

ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ

یہ (انجام) اس بناپر ہے کہ تم نے بنالیا تھا اللہ کی آیات کو ہنسی مذاق اور تمہیں دھوکے میں ڈال دیا دنیاوی زندگی نے لہٰذا آج

لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۳۵ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ

نہ وہ نکالے جا اس آگ سے اور نہ ان سے توبہ کا ہی مطالبہ کیا جائے گا ۳۵ سو اللہ ہی کے لئے ہے تمام حمد وشکر، جو مالک ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا،

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۳۶ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۳۷ ع ۱۱ ۲۰ ۴

وہی رب ہے سارے جہاں کا ۳۶ اور اسی کے لئے ہے بڑائی آسمانوں میں اور زمین میں اور وہ زبردست، بڑی حکمت والا ہے ۳۷

۲۸: قیامت کے مختلف مراحل میں ایک مرحلہ ایسا بھی آئے گا کہ وہاں کے ہولناک مناظر دیکھ کر لوگ بے ساختہ گھٹنوں کے بل گرجائیں گے یا بیٹھ جائیں گے۔

۳۳: یعنی دوزخ کے جس عذاب کا یہ کافرلوگ مذاق اُڑایا کرتے تھے وہی عذاب اُن کو گھیرے گا۔

۳۵: توبہ کرنے اور معافی مانگنے کا دروازہ انسان کے لئے ساری زندگی کھلا ہوا ہے لیکن مرنے کے بعد اور آخرت میں پہنچنے کے بعد یہ دروازہ بند ہوجاتا ہے اور وہاں معافی مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اس لئے وہاں کسی سے یہ کہا بھی نہیں جائے گا کہ معافی مانگ لو۔ اعاذنا اللہ من ذلک۔

ایاتها ۳۵ (۴۶) سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ (۶۶) رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ② مَا خَلَقْنَا

حا۔میم۔① نازل کی جارہی ہے یہ کتاب اللہ کی طرف سے، جو زبردست، خوب حکمت والا ہے② نہیں ہم نے پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ

آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، مگر حق کے ساتھ اور ایک وقت مقرر کے لئے، لیکن وہ لوگ جنہوں نے انکار کردیا ہے ماننے سے اس کے جس سے

اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ③ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا

انہیں ڈرایا جارہا ہے، وہ منہ موڑے ہوئے ہیں③ (اے نبیؐ) ان سے کہہ دیجئے! بھلا تم بتاؤ تو جن چیزوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا، مجھے دکھاؤ کیا پیدا کیا ہے انہوں نے

مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ

زمین میں یا ہے ان کی کوئی شرکت آسمانوں میں؟ لاؤ میرے پاس کوئی کتاب جو آئی ہو اس سے پہلے یا

اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ④ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کوئی علمی روایت، اگر تم ہو سچوں میں سے④ اور کون گمراہ ہے اس سے، جو پکارتا ہے اللہ کے سوا،

مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ⑤ وَاِذَا

اس کو کہ نہیں وہ جواب دے سکتا اسے قیامت تک، بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہے⑤ اور جب

حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ⑥ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

اکٹھے کئے جا سب انسان، تو وہ ہوں گے ان کے دشمن اور وہ ہوں گے ان کی عبادت سے انکار کرنے والے⑥ اور جب تلاوت کی جاتی ہیں اُن پر

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑦ۭ

ہماری آیات واضح، تو کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا حق کا، جب وہ آیا اُن کے پاس (تو کہا) یہ کھلا جادو ہے⑦

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ

بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اس نے خود گڑھا ہے اس کو، آپ کہہ دیجئے! اگر میں نے خود گڑھا ہے اس کو تو نہیں تم اختیار رکھتے میرے لئے اللہ (کے عذاب) سے کچھ بھی، وہ خوب جانتا ہے

بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ⑧

ان باتوں کو، کہ جو تم بناتے ہو اس کے بارے میں، وہ کافی ہے بطور گواہ، میرے درمیان اور تمہارے درمیان اور وہی بہت معاف کرنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے⑧

تفسیر سورۃ الاحقاف

تعارف: اس سورت کی آیت نمبر ۲۹ اور ۳۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُس وقت نازل ہوئی تھی جب جنات کی ایک جماعت نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن کریم سنا تھا۔ معتبر روایات کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے پہلے اُس وقت پیش آیا تھا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے اور نخلہ کے مقام پر فجر کی نماز میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔

④: ان آیتوں میں یہ فرمایا گیا ہے کہ مشرکین کے پاس اپنے شرک والے عقیدوں کو ثابت کرنے کے لئے نہ کوئی عقلی دلیل ہے جو یہ ثابت کرسکیں کہ جن معبودوں کو یہ پوجتے ہیں۔

⑥: اس کی تفصیل یہ ہے کہ مشرکین کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض مشرکین نے کچھ دنیا سے گذرے ہوئے انسانوں کو معبود بنا رکھا ہے۔ اُن انسانوں کو بسا اوقات یہ پتہ ہی نہیں ہوتا کہ اُن کی عبادت کی جا رہی ہے۔ اس لئے وہ انکار کردیں گے۔ اور جن کو پتہ ہے وہ یہ کہیں گے کہ درحقیقت یہ ہماری نہیں، بلکہ اپنی نفسانی خواہشات کی عبادت کرتے تھے۔ دوسرے بعض مشرکین وہ ہیں جو فرشتوں کو معبود بنائے ہوئے تھے۔ اُن کے بارے میں سورۂ سبا (۳۴: ۴۰ و ۴۱) میں گذرا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھیں گے کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے تو وہ کہیں گے کہ یہ تو جنات اور شیاطین کی عبادت کیا کرتے تھے، کیونکہ انہوں نے ہی انہیں بہکایا تھا۔ مشرکین کی تیسری قسم وہ ہے جو پتھر کے بتوں کو پوجتی ہے۔ بعض روایات میں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مشرکین کو دکھانے کے لئے ان بتوں کو بھی زبان دے دیں گے اور چونکہ وہ دنیا میں بے جان پتھر تھے، اس لئے انہیں واقعی یہ پتہ نہیں ہوگا کہ مشرکین اُن کی عبادت کرتے تھے، اس لئے وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہ لوگ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ اور اگر یہ روایت ثابت نہ ہو تو پھر یہ بت زبان حال سے یہ کہیں گے کہ ہم تو بے جان پتھر ہیں، ہمیں کیا پتہ کہ ہماری عبادت کی جاتی تھی۔ (رُوح المعانی)

⑧: اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی من گھڑت کلام منسوب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے دنیا ہی میں رُسوا فرما دیتے ہیں۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِىْ مَا يُفْعَلُ بِىْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا

آپ کہہ دیجئے! نہیں ہوں میں، انوکھا رسولوں میں سے اور نہیں میں جانتا کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور نہ تمہارے ساتھ؟ نہیں میں پیروی کرتا مگر

مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ٩ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ

اسی کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف اور نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا صاف صاف ٩ کہہ دیجئے! بھلا تم بتاؤ تو، اگر وہ (قرآن) ہو اللہ کی طرف سے اور تم نے کفر کیا

بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اس کے ساتھ اور گواہی دی ایک گواہ نے بنی اسرائیل میں سے اس جیسی (کتاب) پر، پھر وہ ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا، بیشک اللہ

لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ١٠ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا (ع ١٠/١)

نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو ١٠ اور کہا! ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا ان لوگوں سے، جو ایمان لائے، اگر ہوتا وہ (دین) بہتر،

مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ١١ وَمِنْ قَبْلِهٖ

تو نہ سبقت لے جاتے وہ لوگ ہم پر اور جب نہ انہوں نے ہدایت پائی، اس کے ذریعہ سے، تو وہ کہتے ہیں! یہ تو جھوٹ ہے قدیم (پرانا) ١١ حالانکہ اس سے پہلے،

كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ

موسیٰؑ کی کتاب تھی رہنما اور رحمت اور یہ کتاب ہے تصدیق کرنے والی عربی زبان میں، تاکہ وہ ڈرائے ان لوگوں کو، جنہوں نے

ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ١٢ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا

ظلم کیا اور خوشخبری ہے نیکی کرنے والوں کے لئے ١٢ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اس پر قائم رہے، تو نہیں

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ١٣ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ

کوئی خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ١٣ یہ لوگ ہیں جنتی، وہ ہمیشہ رہیں گے اُس میں،

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ١٤ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا

بدلے میں ان اعمال کے جو وہ کرتے رہے ١٤ اور ہم نے وصیت کی انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی، اٹھائے رکھا اسے (اپنے پیٹ میں) اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر

وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ

اور جنا بھی اسے مشقت اٹھا کر اور اُس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے ہیں، یہاں تک کہ، جب وہ پہنچا اپنی پوری طاقت (جوانی) کو اور پہنچا چالیس

سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِىْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنْ

سال کو، تو اس نے کہا: اے میرے رب تو توفیق دے مجھے یہ کہ میں شکر کروں تیری اس نعمت کا، وہ جو تو نے انعام کیا مجھ پر اور میرے والدین پر اور یہ کہ

اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِىْ فِىْ ذُرِّيَّتِىْ ۚ اِنِّىْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ١٥

میں عمل کروں نیک، کہ تو پسند کرے اس کو اور تو اصلاح کر میرے لئے میری اولاد میں، بلاشبہ میں نے توبہ کی تیری طرف اور بلاشبہ میں مسلمانوں (فرمانبرداروں) میں سے ہوں ١٥

(١٠): یہ پیشین گوئی کی جا رہی ہے کہ بنو اسرائیل میں سے کچھ یہودی اور عیسائی لوگ قرآن کریم پر ایمان لانے والے ہیں، جیسا کہ بعد میں یہودیوں میں سے حضرت عبد اللہ بن سلامؓ اور عیسائیوں میں سے حضرت عدی بن حاتم اور نجاشیؓ ایمان لائے اور انہوں نے گواہی دی کہ اسی جیسی کتاب حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی اور قرآن کریم بنیادی عقائد میں اُسی کتاب جیسا ہے مکہ مکرمہ کے بت پرستوں سے کہا جا رہا ہے کہ جو لوگ پہلے سے آسمانی کتاب رکھتے تھے وہ تو ایمان لانے میں تم سے آگے نکل جائیں اور تم اپنے گھمنڈ میں بیٹھے رہو تو یہ کتنے ظلم کی بات ہوگی۔

(١١): یہ تھا ان کافروں کا گھمنڈ کہ ہر قسم کی خوبیاں ہم میں ہی پائی جاتی ہیں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ ہم سے کم حیثیت ہیں اسلئے اگر اسلام کوئی اچھی بات ہوتی تو یہ لوگ ہم سے سبقت نہ لے جاتے۔

(١٢) عربی زبان میں ہونے کا خاص طور پر ذکر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ پچھلی کوئی آسمانی کتاب عربی زبان میں نہیں آئی اور رسول کریم ﷺ عربی کے سوا کسی اور زبان سے واقف نہیں ہیں، اس کے باوجود وہ عربی زبان میں ان پچھلی کتابوں کی باتیں بتا رہے ہیں جن کا علم حاصل ہونے کا آپ کے پاس وحی کے سوا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔

(١٥): ایمان پر ثابت قدم رہنے کا جو ذکر پچھلی آیت میں آیا ہے، اُس کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ انسان اپنے والدین سے اچھا سلوک کرے، نیز جیسا کہ اُوپر سورت کے تعارف میں عرض کیا گیا، بعض مرتبہ کچھ لوگ مسلمان ہو جاتے تھے اور اُن کے والدین ایمان نہیں لاتے تھے۔ ایسے میں اُن کے سامنے یہ سوال آتا تھا کہ ان کافر والدین کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ اس آیت نے یہ تعلیم دی کہ والدین کا انسان پر بہت بڑا اِحسان ہے اس لئے جہاں تک اُن کے ساتھ عام برتاؤ کا تعلق ہے اُس میں اچھا سلوک ہی کرنا چاہئے لیکن نہ عقیدے میں ان کا ساتھ دیا جائے اور نہ کسی گناہ کے کام میں ان کی بات مانی جائے، جیسا کہ سورۂ عنکبوت (٨:٢٨) میں یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ گذر چکی ہے۔

● حمل کی وہ کم سے کم مدت جس میں زندہ بچے کی پیدائش ممکن ہے، چھ مہینے ہے اور دُودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے۔ اس طرح تیس مہینے یعنی ڈھائی سال کی مدت بنتی ہے۔

● بعض روایات میں مذکور ہے کہ یہ حضرت ابو بکرؓ کی طرف اشارہ ہے، انہوں نے ہی یہ دعا فرمائی تھی۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ

یہ وہ لوگ ہیں، کہ ہم قبول کرتے ہیں اُن سے اچھے، جو انہوں نے عمل کئے اور ہم درگزر کرتے ہیں ان کی برائیوں سے،

فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝۱۶ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ

وہ ہوں گے جنتیوں میں، یہ وعدہ سچا، جو ان سے وعدہ کیا جارہا ہے۝۱۶ اور وہ جس نے کہا! اپنے والدین سے اُف! ہے تم دونوں پر،

اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ

کیاتم دونوں وعدہ دیتے ہو مجھے، یہ کہ میں نکالا جاؤں گا (قبر سے) حالانکہ گزر چکی ہیں بہت سی امتیں مجھ سے پہلے اور وہ دونوں (ماں باپ) اللہ سے فریاد کرتے ہیں، ارے بدنصیب

اٰمِنْ ۖۗ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۷ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

تو ایمان لے آ، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے، پھر وہ کہتا ہے! کہ نہیں ہیں یہ، مگر قصے کہانیاں پہلے لوگوں کی۝۱۷ یہ وہ لوگ ہیں کہ

حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ

ثابت ہوگئی اُن پر بات، (عذاب کی) ان امتوں کے، جو گزر چکی ان سے پہلے جنوں اور انسانوں سے، بیشک وہ

كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۱۸ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ

تھے خسارہ پانے والے۝۱۸ اور ہر ایک کے لئے درجے ہیں، ان کے اعمال کے مطابق اور تاکہ پورا دے ان کو (اللہ) بدلہ، ان کے اعمال کا اور ان پر

لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۱۹ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ

ہرگز ظلم نہیں کیا جائے گا۝۱۹ اور جس دن پیش کئے جا وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا آگ پر، تو (کہا جائے گا) ختم کردی تم نے اپنے حصے کی نعمتیں،

فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا

اپنی دنیا کی زندگی میں اور تم نے فائدہ اٹھالیا ان سے، لہٰذا آج بدلے میں دیاجائے گا تمہیں ذلت کا عذاب، اس بنا پر کہ

ع ۲ ۱۰ ۲ كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝۲۰ ع وَاذْكُرْ

تم بڑے بنتے تھے زمین میں بغیر کسی حق کے اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے۝۲۰ اور یاد کیجئے!

اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

عاد کے بھائی (ہودؑ) کو جب اُس نے ڈرایا اپنی قوم کو (سرزمینِ) احقاف میں اور یقینا گزر چکے تھے کئی ڈرانے والے اس (ہودؑ) سے پہلے بھی

وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۲۱ قَالُوْٓا

اور اس کے بعد بھی کہ نہ عبادت کرو تم کسی کی، سوائے اللہ کے، بلاشبہ میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک عظیم دن کے۝۲۱ انہوں نے کہا!

اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۲۲

کیا تو آیا ہے ہمارے پاس اس لئے، تاکہ تو پھیر دے ہمیں ہمارے معبودوں سے، پس تو لے آ ہمارے پاس وہ عذاب، جس کا تو ہمیں وعدہ کرتا ہے، اگر تو ہے سچوں میں سے۝۲۲

۲۰: یعنی اگر تم نے دنیا میں کچھ اچھے کام کئے بھی تھے تو ہم نے دنیا ہی میں ان کا بدلہ عیش و عشرت کی شکل میں تمہیں دے دیا، اور تم نے اُس کے مزے اُڑا کر اپنا حصہ دنیا ہی میں لے لیا۔

۲۱: قرآنِ کریم میں اصل لفظ ''اَحقاف'' ہے۔ یہ ''حِقف'' کی جمع ہے جو لمبے مگر خم دار ریت کے ٹیلے کو کہتے ہیں جس جگہ قوم عاد آباد تھی، وہاں اسی قسم کے ٹیلے کثرت سے پائے جاتے تھے۔ اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ اُس سرزمین کا نام ہی ''اَحقاف'' تھا اور یہ یمن کے علاقے میں واقع تھی، آج یہاں کوئی آبادی نہیں ہے، قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا اور اُن کا تعارف پیچھے سورۂ اعراف میں گذر چکا ہے۔

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ

(انہوں نے) کہا! بس اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور میں پہنچاتا ہوں تمہیں وہ چیز، کہ میں بھیجا گیا ہوں اس کے ساتھ، لیکن میں تمہیں دیکھتا ہوں،

قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا

جہالت کرنے والی قوم میں سے ﴿٢٣﴾ پھر جب انہوں نے دیکھا اس کو، کہ ایک بادل سامنے چلا آ رہا ہے، اپنی وادیوں کی طرف، تو کہنے لگے! یہ

عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٤﴾

بادل ہے بارش برسانے والا ہم پر، (نہیں) بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ تم جلدی طلب کرتے تھے اس کو، (یہ) ہوا ہے اس میں عذاب ہے، بہت دردناک ﴿٢٤﴾

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ

وہ تباہ و برباد کردے گی ہر چیز کو، اپنے رب کے حکم سے، پھر وہ ایسے ہوگئے کہ نہ دکھائی دیتا تھا کچھ بھی سوائے ان کے گھروں کے، اسی طرح

نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا

ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم لوگوں کو ﴿٢٥﴾ اور یقیناً ہم نے قدرت دی ان کو اس چیز کی، کہ نہیں ہم نے قدرت دی تمہیں اس کی اور ہم نے دیے

لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ڮ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ

انہیں کان اور آنکھیں اور دل، پھر نہ فائدہ دیا، ان کو ان کے کانوں نے اور نہ ان کی آنکھوں نے

وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا

اور نہ ان کے دلوں نے کچھ بھی جبکہ وہ انکار کرتے تھے اللہ کی آیات کا اور گھیر لیا ان کو اس چیز (عذاب) نے جس کا

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا ع ٣

وہ مذاق اڑایا کرتے تھے ﴿٢٦﴾ اور یقیناً ہم ہلاک کرچکے ہیں، ان کو جو تمہارے آس پاس ہیں کئی بستیاں اور ہم نے پھیر پھیر کر بیان کیں

الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

آیتیں، تاکہ وہ ہماری طرف رجوع کریں ﴿٢٧﴾ پھر کیوں نہ مدد کی ان کی انہوں نے، جن کو بنا رکھا تھا ان لوگوں نے اللہ سے

قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٨﴾

تقرب کا ذریعہ، معبود مان کر، بلکہ وہ (معبود) گم ہوگئے اُن سے اور یہ ان کا جھوٹ تھا، جو انہوں نے گھڑھ رکھا تھا ﴿٢٨﴾

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ

اور (یاد کریں) جب ہم نے پھیر دی ایک جماعت، جنوں کی، وہ غور سے سنتے تھے قرآن، پھر جب وہ حاضر ہوئے اس جگہ (جہاں آپ قرآن پڑھ رہے تھے)

قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٢٩﴾

تو انہوں نے کہا! (ایک دوسرے سے) خاموش رہو پھر جب وہ (تلاوت ختم) ہوگئی تو وہ (جن) پلٹے اپنی قوم کی طرف خبردار بن کر ﴿٢٩﴾

﴿٢٧﴾: اس سے مراد قوم ثمود اور حضرت لوطؑ کی قوم کی بستیاں ہیں جو شام جاتے ہوئے اہل عرب کے راستے میں پڑتی تھیں۔

﴿٢٩﴾: ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے علاوہ جنات کے لئے بھی پیغمبر بنایا تھا۔ چنانچہ یہ واقعہ جس کا اس آیت میں تذکرہ ہے اُس وقت پیش آیا جب رسول کریم ﷺ طائف والوں کو تبلیغ فرمانے اور اُن سے دکھ اٹھانے کے بعد مکہ مکرمہ واپس تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک مقام کا نام نخلہ ہے وہاں آپ نے قیام فرمایا اور فجر کی نماز میں قرآن کریم کی تلاوت شروع کی۔ اس وقت جنات کی ایک جماعت وہاں سے گزر رہی تھی۔ اس نے یہ کلام سنا تو وہ اسے سننے کے لئے رک گئے اور توجہ سے سننے کے لئے ایک دوسرے کو خاموش رہنے کی تلقین کی۔

قرآن کریم کا پُراثر کلام اور فجر کے وقت سرورِ عالم ﷺ کی زبانی، اس نے ان جنات پر ایسا اثر کیا کہ وہ اپنی قوم کے پاس بھی اسلام کے داعی بن کر پہنچے اور پھر اُن کے کئی وفود رسول کریم ﷺ کے پاس مختلف اوقات میں آئے، آپ نے ان کو تبلیغ اور تعلیم کا فریضہ انجام دیا۔ جن راتوں میں جنات سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں، ان میں سے ہر ایک کو ''لیلۃ الجن'' کہا جاتا ہے اور ان میں سے بعض راتوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جنات کے اسلام قبول کرنے کی مزید تفصیل ان شاءاللہ سورہ جن میں آئے گی۔

قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ

انہوں نے کہا! اے ہماری قوم! بیشک ہم نے سنی ہے ایک کتاب، جو نازل کی گئی ہے موسیٰ کے بعد، وہ تصدیق کرنے والی ہے، ان کتابوں کی، جو اس سے پہلے آچکی ہیں اور وہ رہنمائی کرتی ہے

اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ

حق کی طرف اور راہ مستقیم کی طرف﴿۳۰﴾ اے ہماری قوم کے لوگو! تم قبول کرلو (اللہ کے) داعی کی بات کو اور ایمان لے آؤ اُس پر، وہ بخش دے گا تمہارے لئے

مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ

تمہارے گناہ اور وہ بچالے گا تمہیں دردناک عذاب سے﴿۳۱﴾ اور جو کوئی نہیں قبول کرے گا اللہ کے داعی کی بات کو، تو نہیں ہے وہ عاجز کرنے والا (اللہ کو)

فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

زمین میں اور نہیں ہوگا اس کا اللہ کے سوا کوئی حمایتی، بلکہ ایسے لوگ پڑے ہوئے ہیں کھلی گمراہی میں﴿۳۲﴾ کیا نہیں انہوں نے دیکھا! یہ کہ بیشک اللہ

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّـحْيِۦ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى

وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور نہ وہ تھکا ان کے پیدا کرنے سے، وہ ضرور قادر ہے اس پر، کہ وہ زندہ کرے مُردہ کو، کیوں نہیں،

اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ

بلاشبہ وہ ہرچیز پر خوب قادر ہے﴿۳۳﴾ اور جس دن پیش کئے جا وہ لوگ، جنہوں نے کفر کیا آگ پر (تو کہا جائے گا) کیا نہیں ہے یہ حق،

قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ

وہ کہیں گے کیوں نہیں! قسم ہے ہمارے رب کی (یہ سچ ہے) کہا جائے گا! اب تم چکھو مزہ عذاب کا، اس نتیجے میں، جو تم انکار کرتے رہے﴿۳۴﴾ پس (اے نبیؐ) صبر کیجئے جس طرح صبر کیا

اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۭ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ

عزم وہمت والے رسولوں نے اور نہ آپ جلدی کریں ان کے معاملے میں، انہیں ایسا معلوم ہوگا اس دن جب وہ دیکھیں گے اس (عذاب) کو جس کا انہیں وعدہ کیا جارہا ہے (تو وہ سمجھیں گے کہ)

لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

نہیں وہ ٹھہرے (دنیا میں) مگر ایک گھڑی دن کی یہ تو پہنچا دینا ہے، سو نہیں ہلاک کیا جائے گا، مگر وہ لوگ جو نافرمان اور بدکار ہیں﴿۳۵﴾

﴿۳۵﴾: یعنی آخرت میں پہنچ کر جب وہ عذاب سامنے آئے گا جس سے اُنہیں مسلسل آگاہ کیا جاتا رہا تھا تو اس کی شدت دیکھ کر انہیں دنیا کی ساری زندگی اتنی مختصر محسوس ہوگی جیسے وہ صرف ایک دن کا کوئی حصہ ہو۔

ایاتھا ۳۸ (۴۷) سورۃ محمد مدنیۃ (۹۵) رکوعاتھا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکا اللہ کی راہ سے اللہ نے ضائع کردئے ان کے اعمال کو﴿۱﴾

تفسیر سورۃ محمد

تعارف: یہ سورت مدنی زندگی کے ابتدائی دور میں اور بیشتر مفسرین کی رائے میں جنگِ بدر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ چونکہ اس سورت کی دوسری ہی آیت میں رسول کریم ﷺ کا مبارک نام لیا گیا ہے اس لئے اس کا نام سورۃ محمد ہے اور چونکہ اس میں جہاد وقتال کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں اس لئے اس کو سورۃ قتال بھی کہا جاتا ہے۔

①: کافر لوگ جو کوئی اچھے کام دنیا میں کرتے ہیں، جیسے غریبوں کی امداد وغیرہ، اُن کا بدلہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں، لیکن آخرت میں ثواب حاصل کرنے کے لئے ایمان شرط ہے اس لئے آخرت کے لحاظ سے وہ اعمال اکارت چلے جاتے ہیں۔

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۙ

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک اور ایمان لے آئے اس پر جو نازل ہوا ہے محمدؐ پر اور ہے وہ حق ان کے رب کی طرف سے،

كَفَّرَ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَاَصۡلَحَ بَالَهُمۡ ۝۲ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الۡبَاطِلَ

دور کر دیں اللہ نے ان سے ان کی برائیاں اور اصلاح کردی، ان کے حال کی۲ یہ اس لئے کہ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، انہوں نے پیروی کی باطل کی

وَاَنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الۡحَقَّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ

اور بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے، انہوں نے پیروی کی حق کی، اپنے رب کی طرف سے، اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ، انسانوں کے لئے

اَمۡثَالَهُمۡ ۝۳ فَاِذَا لَقِيۡتُمُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَضَرۡبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثۡخَنۡتُمُوۡهُمۡ

ان کی مثالیں۳ پھر جب مقابلہ ہوتمہارا ان لوگوں سے جو کافر ہیں، تو ان کی گردنیں اڑاؤ، یہاں تک کہ جب کچل دو تم انہیں،

فَشُدُّوا الۡوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعۡدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الۡحَرۡبُ اَوۡزَارَهَا ۛۚ ذٰلِكَ ؕ ۱۲

تو مضبوط باندھو (قیدیوں کو) پھر اس کے بعد یا تو بطور احسان یا فدیہ لے کر (چھوڑ دو) یہاں تک کہ جنگ ختم ہوجائے، یہی ہے (حکم)

وَلَوۡ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانۡتَصَرَ مِنۡهُمۡ وَلٰكِنۡ لِّيَبۡلُوَا۟ بَعۡضَكُمۡ بِبَعۡضٍ ؕ وَالَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا

اور اگر چاہتا اللہ، تو خود ہی بدلہ لے لیتا ان سے، لیکن (اس نے تمہیں حکم دیا) تاکہ آزمائے تم کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے اور وہ لوگ جو قتل کئے گئے

فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَلَنۡ يُّضِلَّ اَعۡمَالَهُمۡ ۝۴ سَيَهۡدِيۡهِمۡ وَيُصۡلِحُ بَالَهُمۡ ۝۵ ۚ

اللہ کی راہ میں، سو ہرگز نہیں وہ ضائع کرے گا اُن کے اعمال۴ عنقریب وہ رہنمائی کرے گا اُن کی اور اصلاح کرے گا ان کے حال کی۵

وَيُدۡخِلُهُمُ الۡجَـنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمۡ ۝۶ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ يَنۡصُرۡكُمۡ

اور وہ داخل کرے گا انہیں اُس جنت میں، جس سے وہ خوب پہچان کرواچکا ہے انہیں۶ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم مدد کرو اللہ (کے دین) کی، تو وہ مدد کرے گا تمہاری

وَيُثَبِّتۡ اَقۡدَامَكُمۡ ۝۷ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَتَعۡسًا لَّهُمۡ وَاَضَلَّ اَعۡمَالَهُمۡ ۝۸

اور ثابت رکھے گا تمہارے قدم۷ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، سو ہلاکت ہے اُن کے لئے اور وہ ضائع کردے گا اُن کے اعمال۸

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَرِهُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَهُمۡ ۝۹ اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ

یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے ناپسند کیا اس چیز کو، جسے نازل فرمایا اللہ نے، تو اُس نے برباد کردیئے اُن کے اعمال۹ کیا پھر نہیں چلے پھرے یہ زمین میں،

فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ ۖ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ

تاکہ وہ دیکھتے کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے؟ تباہ وبرباد کردیا اللہ نے انہیں اور کافروں کے لئے

اَمۡثَالُهَا ۝۱۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوۡلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاَنَّ الۡكٰفِرِيۡنَ لَا مَوۡلٰى لَهُمۡ ۝۱۱ ع ۱۱/۵

اس جیسی سزائیں ہیں۱۰ یہ اس لئے کہ یقیناً اللہ مددگار ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے اور بیشک کافروں کا نہیں ہے کوئی حامی و مددگار۱۱

عند المتقدمین ۱۲

وقف بینتنا یقوله ذالك ط ولكن حسن انفصاله عما قبله و یوقف علی ذالك ط ۱۲

۴: جنگِ بدر میں جو ستر آدمی گرفتار ہوئے تھے، اُن کو رسول کریم ﷺ نے صحابہؓ کی اکثریت کے مشورے سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا تھا۔ اس پر سورۂ انفال ۸: ۲۲-۲۳ میں اللہ تعالیٰ نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب تک کافروں کی طاقت اچھی طرح کچلی نہیں جاتی، اُس وقت تک قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنا صحیح فیصلہ نہیں تھا، کیونکہ ان حالات میں دشمنوں کو چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ اُن کی طاقت کو اور مضبوط کیا جائے۔ سورۂ انفال کی ان آیتوں کی روشنی میں اسلامی حکومت کو چار قسم کے اختیار حاصل ہیں، ایک یہ کہ قیدیوں کو بلا معاوضہ احسان کے طور پر چھوڑ دے، دوسرے یہ کہ ان سے کوئی فدیہ یا معاوضہ لے کر چھوڑے جس میں جنگی قیدیوں کا تبادلہ بھی داخل ہے۔

● اگر ان کو زندہ چھوڑنے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ مسلمانوں کے لئے خطرہ بنیں گے تو انہیں قتل کرنے کی بھی گنجائش ہے جیسا کہ سورۂ انفال۔ (۸: ۲۲-۲۳)

اسلامی حکومت حالات کے مطابق کسی بھی صورت کو اختیار کرسکتی ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب دشمنوں سے جنگی قیدیوں کے بارے میں کوئی معاہدہ نہ ہو۔ اگر کوئی ایسا معاہدہ ہو تو مسلمانوں پر اُس کی پابندی لازم ہے۔ آج کل بین الاقوامی طور پر اکثر ملکوں نے جنگی قیدیوں کے بارے میں یہ معاہدہ کیا ہوا ہے کہ وہ قیدیوں کو نہ قتل کریں گے اور نہ غلام بنائیں گے۔ جو ممالک اس معاہدے میں شریک ہیں اور جب تک شریک ہیں ان کے لئے اس کی پابندی شرعاً بھی لازم ہے۔

● اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر مسلموں کو قتل کرنا یا گرفتار کرنا صرف حالتِ جنگ میں جائز ہے جب حالتِ جنگ ختم ہوگئی ہو اور امن کا کوئی معاہدہ ہوگیا ہو تو قتل یا گرفتار کرنا جائز نہیں ہے۔

● یعنی اللہ تعالیٰ خود براہ راست ان پر کوئی عذاب نازل کرکے ان سے انتقام لے سکتا تھا، لیکن اس نے تم پر جہاد کا فریضہ اس لئے عائد فرمایا ہے کہ تمہارا امتحان مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر تم میں سے کون ثابت قدمی سے اپنی جان خطرے میں ڈالتا ہے اور ان کافروں کا بھی امتحان مقصود ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت دیکھ کر ایمان کی طرف مائل ہوتے ہیں یا نہیں۔

● جو لوگ جہاد میں شہید ہوجائیں ان کے بارے میں آیت نے واضح فرمادیا کہ انہوں نے جو قربانی دی اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرے گا اور ان کو اصلی منزل یعنی جنت تک پہنچادے گا۔

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

بیشک اللہ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، ایسے باغات میں کہ بہہ رہی ہوں گی ان کے نیچے سے نہریں

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿١٢﴾

اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ فائدہ اٹھاتے ہیں، دنیا ہی کا اور وہ کھاتے ہیں جیسے کھاتے ہیں چوپائے اور آگ ہی ٹھکانا ہے ان کا⑫

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا

اور کتنی ہی بستیاں، کہ وہ شدید تر تھیں قوت میں، آپ کی اس بستی (مکہ) سے، جس نے آپ کو نکالا ہے، ہم نے ہلاک کردیا ان کو، پھر نہیں تھا

نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا

کوئی بھی مدد کرنے والا اُن کی⑬ کیا پھر وہ شخص کہ ہو صاف وصریح دلیل پر، اپنے رب کی طرف سے، اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے، کہ مزین کردی گئی اس کے لئے اس کی بدعملی اور انہوں نے پیروی کی

اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٤﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ

اپنے خواہشات کی⑭ مثال اس جنت کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے متقیوں سے، اس میں نہریں ہیں ایسے پانی کی جو نہیں ہے بدلنے والا (یعنی صاف ستھرا)

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ

اور نہریں دودھ کی کہ نہیں تبدیل ہوا (کبھی) ذائقہ اس کا اور نہریں ہیں ایسے شراب کی جو لذیذ ہے پینے والوں کے لئے اور نہریں ہیں

مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ

ایسے شہد کی، جو صاف وشفاف ہے اور ان کے لئے اس میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور مغفرت ہوگی اُن کے رب کی طرف سے (کیا یہ لوگ) ان لوگوں کی مانند ہوسکتے ہیں،

هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿١٥﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ

جو ہمیشہ رہنے والے ہیں آگ میں اور پلائے جا پانی سخت گرم کھولتا ہوا، پس وہ ٹکڑے ٹکڑے کردے گا ان کی آنتیں⑮ اور (اے نبیؐ) ان میں سے بعض وہ ہیں جو کان لگاتے ہیں

اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ

آپ کی طرف یہاں تک کہ جب وہ نکلتے ہیں آپ کے پاس سے، تو پوچھتے ہیں ان لوگوں سے، کہ وہ دیے گئے علم، کیا اس (پیغمبر) نے کہا تھا،

اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٦﴾ وَالَّذِيْنَ

ابھی؟ یہی وہ لوگ ہیں، کہ مہر لگادی اللہ نے ان کے دلوں پر اور انہوں نے پیروی کی اپنی خواہشات کی⑯ اور وہ لوگ جنہوں نے

اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿١٧﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ

ہدایت پائی (پھر) مزید عطا کیا اللہ نے ان کو ہدایت اور اس نے دیا انہیں ان کے حصہ کا تقویٰ⑰ سو نہیں وہ انتظار کرتے مگر قیامت کی گھڑی کا یہ

اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿١٨﴾

کہ وہ آئے ان کے پاس اچانک، سو یقیناً آچکی ہیں اس کی علامات، پھر کون سا موقع ہوگا ان کے لئے، جب آہی جائے گی ان پر وہ (گھڑی تو کیا فائدہ ہوگا ان کے) نصیحت قبول کرنے کا⑱

⑬: مکہ مکرمہ کے کافروں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا گھر بار چھوڑ کر مکہ مکرمہ سے نکلنے پر جو مجبور کیا تھا اس کی طرف اشارہ ہے اور فرمایا جارہا ہے کہ ان کی اس کارروائی سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہ لوگ طاقتور ہونے کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غالب آگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ طاقت ور قوموں کو ہلاک کرچکا ہے ان کی تو ان کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لئے آخرکار غلبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو حاصل ہوگا۔

⑯: یہ منافقین کا ذکر ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھ کر ظاہر تو یہ کرتے تھے کہ وہ آپ کی باتیں سن رہے ہیں، لیکن باہر نکل کر دوسروں سے پوچھتے تھے کہ آپ نے کیا بات فرمائی تھی، جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے مجلس میں بیٹھ کر توجہ سے آپ کی بات نہیں سنی۔ اور شاید آپس میں ایک دوسرے کو یہ جتانا بھی مقصود ہو کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو (معاذ اللہ) قابل توجہ نہیں سمجھتے۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

پس (اے نبیؐ) جان لیجئے! کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور استغفار کیجئے اپنے قصور کے لئے اور (معافی مانگیئے) مومن مردوں کے لئے اور مومن عورتوں کے لئے اور اللہ جانتا ہے

مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ ع ۲ ۸ ۶

تمہارا چلنا پھرنا اور تمہارا ٹھکانا ⑲ اور کہتے ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے! کیوں نہیں نازل کی گئی کوئی سورت، پھر جب نازل کی جاتی ہے

سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ

کوئی سورت، واضح احکام والی اور ذکر کیا جاتا ہے اس میں قتال (جہاد) کا، تو آپ دیکھتے ہیں ان لوگوں کو، جن کے دلوں میں روگ ہے وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں

اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۫

آپ کی طرف ایسے جیسے دیکھتا ہے وہ شخص جس پر بے ہوشی طاری ہوگئی ہو موت کی، سو افسوس ہے ان کے لئے ⑳ (زبان پر تو ان کے لئے ہے) اطاعت کا اقرار اور اچھی اچھی باتیں،

فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۫ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ

پھر جب (جہاد کا) قطعی حکم دے دیا گیا تو اس وقت اگر سچے نکلتے، یہ اللہ سے، تو ہوتا یہ بہتر ان کے لئے ㉑ پھر (اے منافقو! تم سے اس کے سوا اور) کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ اگر تم الٹے منہ پھر گئے

اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ

تو فساد مچاؤ گے زمین میں اور قطع رحمی کروگے؟ ㉒ یہی ہیں وہ لوگ کہ لعنت کی ہے اُن پر اللہ نے پھر اس نے انہیں بہرا کردیا اور اس نے

وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اندھی کردی اُن کی آنکھیں ㉓ کیا پھر نہیں غوروفکر کرتے قرآن میں یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہیں؟ ㉔ بلاشبہ وہ لوگ جو

ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى

پلٹ گئے ہیں پشت پھیر کر، اس کے بعد کہ واضح ہوگئی تھی ان کے لئے ہدایت، شیطان نے مزین کردئے ان کے لئے (ان کے عمل) اور ڈھیل دی

لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ

ان کو (اللہ نے) ㉕ یہ اس لئے ہوا، کہ انہوں نے کہا تھا، ان لوگوں سے جو ناپسند کرتے تھے اس چیز کو، جو نازل کی ہے اللہ نے، کہ ہم ضرور مانیں گے تمہاری باتیں، بعض معاملات میں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ

اور اللہ خوب جانتا ہے ان کی خفیہ باتیں ㉖ پھر کیا حال ہوگا، اس وقت جب روحیں قبض کریں گے ان کی فرشتے، مارتے ہوئے، ان کے چہروں پر

وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ

اور ان کی پیٹھوں پر ㉗ یہ اس لئے ہوگا، کہ انہوں نے پیروی کی ہے اس (طریقہ) کی جو ناراض کرنے والا ہے اللہ کو اور ناپسند کیا ہے انہوں نے اس کی رضا کا راستہ، سو ضائع کردیے

اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ ع ۳ ۹ ۷

(اللہ نے) ان کے سب اعمال ㉘ کیا گمان کیا ہے، ان لوگوں نے جن کے دلوں میں بیماری ہے، یہ کہ ہرگز نہیں ظاہر کرے گا اللہ ان کے دلوں کے کھوٹ کو ㉙

⑲: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گناہوں سے معصوم تھے، آپ سے گناہ کا کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا تھا لیکن آپ کی کسی کسی رائے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ آپ کے مقامِ بلند کے مناسب نہیں تھی (مثلاً جنگِ بدر کے قیدیوں کے بارے میں آپ کا فیصلہ جس کا ذکر سورۂ انفال (۸:۲۲-۲۳) میں گذرا ہے، نیز بشری تقاضے سے کبھی کبھی آپ سے نماز کی رکعتوں وغیرہ میں بھول بھی ہوئی)۔ اسی قسم کی باتوں کو یہاں قصور سے تعبیر فرمایا گیا ہے اور درحقیقت اس میں آپ کی امت کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی جو گناہ نہیں ہیں، اِستغفار فرماتے ہیں تو اُمت کے لوگوں کو اپنے ہر چھوٹے بڑے گناہ پر اور زیادہ اہتمام کے ساتھ اِستغفار کرنا چاہیئے۔

⑳: صحابۂ کرامؓ کو قرآن کریم سے عشق تھا، اس لئے انہیں ہمیشہ یہ اشتیاق رہتا تھا کہ کوئی نئی سورت نازل ہو، خاص طور پر جو حضرات جہاد کے مشتاق تھے، انہیں یہ انتظار تھا کہ کسی نئی سورت کے ذریعے انہیں جہاد کی اجازت ملے۔ منافق لوگ بھی اُن کی دیکھا دیکھی کبھی اس خواہش کا اظہار کر دیتے ہوں گے، لیکن جب جہاد کی آیتیں آئیں تو اُن کے سارے اشتیاق کی قلعی کھل گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زبانی شوق ظاہر کرنے کا کیا فائدہ؟ جب وقت آئے، اُس وقت اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو سچا کر دکھائیں تو ان کے حق میں بہتر ہو۔

㉒: جہاد کا ایک مقصد یہ ہے کہ اُس کے ذریعے دنیا میں انصاف قائم ہو اور غیر اسلامی حکومتوں کے ذریعے جو ظلم اور فساد پھیلا ہوا ہے، اُس کا خاتمہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر تم جہاد سے منہ موڑ لوگے تو دنیا میں فساد پھیلے گا اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کے نتیجے میں ظلم اور ناانصافی کا دور دورہ ہوگا جس کی ایک شکل یہ ہے کہ رشتہ داریوں کے حقوق پامال ہوں۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ

اور اگر ہم چاہتے تو ضرور ہم دکھا دیتے، وہ (منافق) پھر آپ ان کو ضرور پہچان لیتے، ان (کے چہروں) کی علامت سے اور یقینا آپ پہچان لیں گے ان کو، ان کے انداز گفتگو سے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ

اور اللہ جانتا ہے تمہارے اعمال کو﴿۳۰﴾ اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں، یہاں تک کہ ہم معلوم کرلیں، مجاہدین کو، تم میں سے اور صبر کرنے والوں کو

وَنَبْلُوَا۠ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ

اور ہم جانچ لیں تمہارے حالات کو﴿۳۱﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکا اللہ کی راہ سے اور مخالفت کی رسول کی،

مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾

اس کے بعد بھی، کہ واضح ہوچکی تھی ان کے لیے راہ راست، ہرگز نہیں نقصان پہنچاسکیں گے وہ اللہ کو کچھ بھی اور عنقریب وہ برباد کردے گا ان کے اعمال کو﴿۳۲﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور نہ برباد کرو تم اپنے اعمال کو﴿۳۳﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ

بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور انہوں نے روکا اللہ کی راہ سے، پھر وہ مرگئے اس حال میں، کہ وہ کافر ہی تھے، سو ہرگز نہیں معاف کرے گا اللہ

لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ

ان کو﴿۳۴﴾ چنانچہ نہ تم سستی کرو اور (نہ) تم بلاؤ صلح کی طرف اور تم ہی غالب رہنے والے ہو اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور ہرگز نہیں

يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا

کم کرے گا تم سے، تمہارے اعمال کو﴿۳۵﴾ بیشک یہ دنیاوی زندگی ہے، محض کھیل اور تماشا اور اگر تم مومن رہے اور تقویٰ اختیار کیا تم نے،

يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا

تو وہ تمہیں دے گا تمہارے اجر اور نہیں وہ مانگے گا تم سے تمہارے مال﴿۳۶﴾ اور اگر وہ سوال کرے تم سے مال کا، پھر وہ اصرار کرے تم سے، تو تم بخل کروگے

وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ

اور وہ ظاہر کردے گا تمہارے دلوں کے کھوٹ﴿۳۷﴾ سنو! تم وہ لوگ ہو کہ تمہیں دعوت دی جارہی ہے، کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں، پھر بعض تم میں سے

مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ

وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے تو بس وہ بخل کرتا ہے اپنے آپ سے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو

ع ۱۰ ۴ ۸
وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ ع

اور اگر تم منہ موڑوگے، تو وہ بدل لائے گا دوسرے لوگوں کو تمہاری جگہ، پھر نہ وہ ہوں گے تم جیسے﴿۳۸﴾

﴿۳۲﴾: اس کے معنیٰ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ جو سازشیں اللہ تعالیٰ کے دین کے خلاف کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو ملیا میٹ کر دے گا اور وہ مطلب بھی ہوسکتا ہے جو سورت کی پہلی آیت میں فرمایا گیا تھا کہ ان کے جو کوئی اچھے کام ہیں آخرت میں ان پر کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

﴿۳۵﴾: مطلب یہ ہے کہ بزدلی کی وجہ سے دشمن کو صلح کی دعوت نہ دو، ورنہ قرآن کریم نے خود سورۂ انفال (۶۱:۸) میں فرمایا ہے کہ: ''اور اگر وہ لوگ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اُس کی طرف جھک جاؤ''۔ یعنی جب یہ صلح کسی بزدلی کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ مصلحت کا تقاضا ہو تو صلح جائز ہے۔

● اطاعت کا اصل تقاضا تو یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم دیں کہ اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دو تو تم اُس پر بھی خوشی سے راضی رہو، لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم اس حکم کو برداشت نہیں کر سکو گے، اور اس سے تمہارے دلوں میں ناپسندیدگی پیدا ہوگی، اس لئے اللہ تعالیٰ ایسا حکم نہیں دیتے۔ البتہ تمہارے مال کا کچھ حصہ وہ خود تمہارے فائدے کے لئے جہاد میں خرچ کرنے کو کہہ رہا ہے، اپنے فائدے کے لئے نہیں۔ چنانچہ اس سے تمہیں بخل نہیں کرنا چاہئے۔

﴿۳۸﴾: اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خرچ کرنے سے بخل کرو گے تو اس کا نقصان تم ہی کو پہنچے گا اول تو اس لئے کہ اس کے نتیجے میں جہاد نہ ہو سکے گا اور دشمن غالب آجائے گا یا مثلاً زکوٰۃ نہ دینے کی صورت میں فقر و فاقہ عام رہے گا اور دوسرے اس لئے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا وبال بھگتنا پڑے گا۔

آیاتها ۲۹ (۴۸) سُورَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ (۱۱۱) رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝١ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ

(اے نبیؐ) بلاشبہ ہم نے فتح دی آپ کو کھلی فتح ① تاکہ معاف فرمادے آپ کو اللہ، وہ سب جو پہلے ہو چکی ہیں آپ سے کوتاہیاں اور جو بعد میں ہوں گی اور تکمیل کردے

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝٢ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝٣

اپنی نعمتوں کی آپ پر اور دکھائے آپ کو سیدھا راستہ ② اور تاکہ آپ کی مدد کرے اللہ مدد نہایت زبردست ③

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ

وہی ہے جس نے نازل فرمائی سکینت دلوں میں مومنوں کے، تاکہ وہ زیادہ ہوں ایمان میں، اپنے ایمان کے ساتھ

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝٤ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور اللہ ہی کے لئے ہے، لشکر آسمانوں اور زمین کے اور ہے اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ④ (یہ اس لئے کیا) تاکہ وہ داخل کرے مومن مردوں کو

وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ

اور مومن عورتوں کو، ایسے باغات میں، کہ بہہ رہی ہیں ان کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اور تاکہ وہ دور کرے ان سے ان کی برائیاں

وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝٥ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

اور ہے یہ اللہ کے نزدیک کامیابی بہت بڑی ⑤ اور (تاکہ) وہ عذاب دے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور مُشرک مردوں کو

وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ

اور مُشرک عورتوں کو، وہ جو گمان کرنے والے ہیں اللہ کے بارے میں بُرے گمان، انہی پر ہے گردش بُری اور غصہ ہوا اللہ

عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝٦ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

ان پر اور اس نے لعنت کی انہیں اور تیار کی اُن کے لئے جہنم اور بُری ہے وہ لوٹنے کی جگہ ⑥ اور اللہ ہی کے لئے ہیں لشکر آسمانوں

وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝٧ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝٨

اور زمین کے اور ہے اللہ نہایت غالب خوب حکمت والا ⑦ بیشک ہم نے ہی بھیجا ہے آپ کو شہادت دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر) ⑧

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝٩

تاکہ تم ایمان لاؤ، اللہ اور اُس کے رسول پر اور تم اس کی مدد کرو اور تعظیم کرو اس (رسول) کی اور تسبیح کرو اللہ کی صبح وشام ⑨

تفسیر سورۃ الفتح

تعارف: یہ سورت صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی تھی یعنی ہجرت کے چھٹے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کے ارادے سے چودہ سو صحابہؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو آپ کو پتہ چلا کہ قریش کے مشرکین نے ایک بڑا لشکر تیار کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکے۔ اس خبر کے ملنے پر آپ نے حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا، (یہ جگہ آج کل "شمیسی" کہلاتی ہے) پھر آپ نے حضرت عثمانؓ کو اپنا ایلچی بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا، تاکہ وہ وہاں کے سرداروں کو بتائیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں وہ صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں۔

چنانچہ حضرت عثمانؓ گئے اور کچھ ہی دیر بعد یہ افواہ پھیل گئی کہ مکہ مکرمہ کے کافروں نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے یہ بیعت لی، کہ اگر کفار مکہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تو وہ اُن کے مقابلے میں اپنی جانوں کی قربانی پیش کریں گے۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ خزاعہ کے ایک سردار کے ذریعے قریش کے سرداروں کو یہ پیشکش کی کہ اگر وہ ایک مدت تک جنگ بندی کا معاہدہ کرنا چاہیں تو آپ اس کے لئے تیار ہیں۔ جواب میں مکہ مکرمہ سے کئی ایلچی آئے اور آخرکار ایک معاہدہ لکھا گیا جس میں محمد بن اسحٰقؒ کی روایت کے مطابق یہ طے ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قریش آئندہ دس سال تک ایک دوسرے کے خلاف کوئی جنگ نہیں کریں گے۔ اسی معاہدے کو صلح حدیبیہ کا معاہدہ کہا جاتا ہے۔ (سیرت ابن ہشام ۲: ۳۱۷ و فتح الباری ۸: ۲۸۳)

صحابہ کرامؓ اس موقع پر کافروں کے طرز عمل سے بہت غم و غصے کی حالت میں تھے اور کافروں نے صلح کی یہ شرط رکھی تھی کہ اس وقت مسلمان واپس مدینہ منورہ چلے جائیں اور اگلے سال آکر عمرہ کریں۔ جس کی ایک شرط یہ بھی رکھی تھی کہ اگر مکہ مکرمہ کا کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جائے گا تو مسلمانوں کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اُسے واپس مکہ مکرمہ بھیجیں اور اگر کوئی شخص مدینہ منورہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ آئے گا تو قریش کے ذمے یہ نہیں ہوگا کہ وہ اُسے واپس مدینہ منورہ بھیجیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شرائط منظور کرلیں۔ اور واپس مدینہ منورہ چلے گئے اور اگلے سال عمرہ کیا۔

اس کے کچھ ہی عرصے کے بعد ایک واقعہ تو یہ ہوا کہ ایک صاحب جن کا نام ابوبصیرؓ تھا مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاہدے کے مطابق انہیں واپس بھیج دیا، انہوں نے مکہ مکرمہ جانے کے بجائے ایک درمیانی جگہ پڑاؤ ڈال کر قریش کے خلاف چھاپہ مار جنگ شروع کر دی، کیونکہ وہ صلح حدیبیہ کے معاہدے کے پابند نہیں تھے۔ اس چھاپہ مار جنگ سے قریش اتنے پریشان ہوئے کہ خود انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ اب ہم وہ شرط واپس لیتے ہیں جس کی رو سے مکہ مکرمہ کے مسلمانوں کو واپس بھیجنا ضروری قرار دیا گیا تھا، قریش نے کہا کہ اب جو کوئی مسلمان ہو کر آئے تو آپ اُسے مدینہ منورہ ہی میں رکھیں، اور ابوبصیرؓ اور ان کے ساتھیوں کو بھی اپنے پاس بلالیں، چنانچہ آپ نے انہیں مدینہ منورہ بلالیا۔

دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ قریش کے کافروں نے دو سال کے اندر اندر حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں پیغام بھیجا کہ یا تو وہ اس کی تلافی کریں، یا معاہدہ ختم کریں، قریش نے اس وقت غرور میں آکر کوئی بات نہ مانی جس کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو پیغام بھیج دیا کہ اب ہمارا آپ کا معاہدہ ختم ہوگیا ہے اس کے بعد آپ نے ہجرت کے

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ج فَمَنْ نَّكَثَ

بیشک وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں، بس وہ بیعت کررہے ہیں اللہ کی، اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں کے اوپر، پھر جس نے عہد شکنی کی،

ع ١٠ ٩ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ج وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٠﴾ ع

تو بس وہ عہد شکنی کرے گا اپنی ہی ذات کے خلاف اور جس نے پورا کیا اس بات کو، عہد کیا تھا اس نے اس پر اللہ سے، سو عنقریب وہ دے گا اس کو اجر بہت بڑا ⑩

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ج

ضرور کہیں گے! آپ سے، وہ لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے بدوی عربوں میں سے، کہ ہمیں مشغول کردیا تھا ہمارے مالوں نے اور ہمارے اہل وعیال نے، لہٰذا آپ ہمارے لئے مغفرت طلب کریں،

يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ط قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

وہ کہتے ہیں اپنی زبانوں سے، وہ باتیں جو نہیں ہیں ان کے دلوں میں، اُن سے کہہ دیجئے! تو کون ہے جو اختیار رکھتا ہے تمہارے لئے اللہ سے

شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ط بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

کسی چیز کا، اگر وہ ارادہ کرے تمہارے ساتھ نقصان کا یا وہ ارادہ کرے تمہارے ساتھ نفع کا (کوئی بھی نہیں) بلکہ ہے اللہ ان باتوں سے جو تم کررہے ہو

خَبِيرًا ﴿١١﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلٰٓى أَهْلِيهِمْ أَبَدًا

پوری طرح باخبر ⑪ بلکہ تم نے گمان کیا تھا یہ کہ ہرگز نہیں لوٹیں گے رسولؐ اور مومن اپنے گھروں کی طرف کبھی

وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ صلے وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ﴿١٢﴾

اور بہت اچھی لگی تھی یہ بات تمہارے دلوں کو اور اسی وجہ سے کرنے لگے تھے تم بُرے بُرے گمان اور (حالانکہ) تم لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے ⑫

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ فَإِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِينَ سَعِيرًا ﴿١٣﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

اور جو نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور اس کے رسول پر، تو بیشک تیار کررکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ ⑬ اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ط يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا

آسمانوں کی اور زمین کی، (وہ) معاف کردے جسے چاہے اور سزا دے جسے چاہے اور ہے اللہ بہت بخشنے والا،

رَّحِيمًا ﴿١٤﴾ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلٰى مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا

نہایت رحم کرنے والا ⑭ عنقریب ضرور کہیں گے وہ پیچھے رہ جانے والے، کہ جب جانے لگو تم مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے، تو ہمیں بھی اجازت دو،

نَتَّبِعْكُمْ ج يُرِيدُونَ أَنْ يُّبَدِّلُوا كَلٰمَ اللّٰهِ ط قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُونَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ

کہ تمہارے ساتھ چلیں، یہ چاہتے ہیں کہ بدل دیں اللہ کے کلام (فرمان) کو، کہہ دیجئے! تم ہرگز نہیں چل سکتے ہمارے ساتھ، یہ بات تمہارے حق میں فرما چکا ہے اللہ

مِنْ قَبْلُ ج فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ط بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾

پہلے ہی، سو یہ ضرور کہیں گے! (نہیں) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو، (نہیں) بلکہ ہیں وہ نہیں سمجھتے مگر تھوڑا ⑮

آٹھویں سال دس ہزار صحابہ کرامؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف پیش قدمی فرمائی اور مکہ مکرمہ میں فاتح بن کر داخل ہوئے اور قریش کے لوگوں نے شہر آپ کے حوالے کردیا۔

①: بظاہر صلح کی شرائط ایسی نظر نہیں آرہی تھیں جنہیں ''کھلی ہوئی فتح'' کہا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ یہ کھلی ہوئی فتح کا پیش خیمہ ہے۔

②: جیسا کہ پیچھے سورۂ محمد کی آیت نمبر ١٩ کی تشریح میں عرض کیا گیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گناہوں سے معصوم تھے اور آپ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوسکتا تھا لیکن کوئی معمولی قسم کی بھول چوک ہوجاتی تو آپ اُس کو بھی اپنا قصور سمجھتے تھے، یہاں اسی قسم کے قصور مراد ہیں۔

⑩: یہ اُسی بیعتِ رضوان کی طرف اشارہ ہے۔

⑪: حدیبیہ کے سفر میں جو لوگ منافق تھے انہوں نے یہ سوچا کہ جنگ کی صورت میں ہمیں لڑائی میں حصہ لینا پڑے گا، اس لئے وہ مختلف بہانے کر کے رک گئے۔ اس آیت میں ''پیچھے رہنے والوں'' سے وہی منافق مراد ہیں اور فرمایا جارہا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ واپس پہنچیں گے تو یہ لوگ یہ بہانہ کریں گے کہ ہم اپنے گھربار کی مصروفیت کی وجہ سے آپ کے ساتھ نہیں جاسکے تھے۔

⑫: ان منافقین کا خیال یہ تھا کہ مسلمان وہاں سے زندہ واپس نہیں آسکیں گے۔

⑮: صحابۂ کرامؓ نے حدیبیہ کے سفر میں جس جاں نثاری اور اطاعت کے جذبے سے کام لیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے صلے میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ مکہ مکرمہ کی فتح سے پہلے انہیں ایک اور فتح حاصل ہوگی جس میں بہت سا مال غنیمت بھی حصے میں آئے گا۔ اس سے مراد خیبر کی فتح تھی۔

● اللہ تعالیٰ نے پہلے یہ حکم دیا تھا کہ خیبر کے سفر میں صرف ان کو شرکت کی اجازت دیں جو حدیبیہ میں آپ کے ساتھ تھے۔ اسی کی طرف اس آیت میں ''اللہ کی بات'' فرما کر اشارہ ہے۔

● یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم اس سے پہلے قرآن کریم میں کہیں مذکور نہیں ہے کہ خیبر کی جنگ میں صرف وہ لوگ شریک ہوں جو حدیبیہ میں شامل تھے، بلکہ یہ حکم اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا تھا اور آپ نے لوگوں تک پہنچایا۔ اس سے صاف واضح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کریم کے علاوہ بھی وحی کے ذریعے احکام آیا کرتے تھے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے احکام ہوتے تھے۔ لہٰذا منکرین حدیث جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کے علاوہ کسی اور وحی کا کوئی ثبوت نہیں ہے یہ آیت اس کی واضح تردید کررہی ہے۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ

کہہ دیجئے! ان پیچھے رہ جانے والے بدوؤں سے، کہ عنقریب تمہیں دعوت دی جائے گی (مقابلہ کی) ایسے لوگوں سے، جو بڑے زور آور ہیں، تم کو ان سے جنگ کرنی ہوگی

اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا

یا وہ مطیع فرمان ہوجائیں گے، پھر اگر تم نے اطاعت کی (ہمارے حکم کی) تو دے گا تم کو اللہ اچھا اجر اور اگر تم منہ موڑو گے جیسے

تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (١٦) لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا

منہ موڑتے رہے ہو اس سے پہلے، تو دے گا تم کو اللہ دردناک عذاب (۱۶) نہیں ہے اندھے پر کوئی حرج اور نہ

عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ

لنگڑے پر کوئی حرج اور نہ مریض پر کوئی حرج اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی، داخل کرے گا اسے

جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا (١٧) ع ۲/۱۰ لَقَدْ رَضِىَ اللّٰهُ

اللہ ایسی جنتوں میں کہ بہہ رہی ہیں ان کے نیچے نہریں اور جو روگردانی کرے گا تو وہ عذاب دے گا عذاب، نہایت دردناک (۱۷) بلاشبہ راضی ہوگیا، اللہ

عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِىْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ

مومنوں سے، جب وہ آپ سے بیعت کررہے تھے، درخت کے نیچے، پس اس (اللہ) نے جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا تو اس نے نازل کی

السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (١٨) ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ

تسکین ان پر اور بدلے میں دی انہیں فتح قریب ہی (۱۸) اور غنیمتیں (مال غنیمت) بہت سی، کہ وہ ان کو حاصل کریں گے

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (١٩) وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ

اور ہے اللہ حکمت والا (۱۹) وعدہ کیا تم سے اللہ نے بہت سی غنیمتوں کا، کہ تم حاصل کروگے ان کو، سو اس نے جلد ہی دے دی تمہیں،

هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِىَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ

یہ (فتح) اور روک دیے ہاتھ لوگوں کے تم سے اور تاکہ یہ نشانی ہو مومنوں کے لئے اور رہنمائی کرے وہ تمہاری

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (٢٠) ۙ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

سیدھے راستے کی طرف (۲۰) اور دوسری (غنیمتوں کا بھی وعدہ ہے) کہ نہیں تم قادر ہوئے (ابھی) ان پر، یقیناً احاطہ کر رکھا ہے اللہ نے ان کا اور ہے اللہ ہر

شَىْءٍ قَدِيْرًا (٢١) وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا

چیز پر خوب قادر (۲۱) اور اگر قتال (جنگ) کرتے تم سے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، تو یقیناً وہ پھیر جاتے اپنی پیٹھیں، پھر نہ وہ پاتے کوئی دوست

وَّلَا نَصِيْرًا (٢٢) سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِىْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (٢٣)

اور نہ کوئی مددگار (۲۲) یہ اللہ کی سنت ہے، جو چلی آرہی ہے پہلے سے اور ہرگز نہیں آپ پائیں گے طریقۂ الٰہی میں کوئی تبدیلی (۲۳)

(۱۶): اس میں وہ تمام جنگیں داخل ہیں جن میں کسی بڑی طاقت سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوا، اور دیہات کے ان لوگوں کو اس میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔ صحابہ کرامؓ سے منقول ہے کہ دیہات کے لوگوں کو یہ دعوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے عہدِ خلافت میں اس وقت دی گئی جب مسلمانوں کا مقابلہ مسیلمہ کذاب اور قیصر و کسریٰ کی طاقتوں سے ہوا۔ اس موقع پر دیہات کے ان لوگوں میں سے کچھ حضرات تائب بھی ہوگئے تھے۔

(۱۸): یہ اُسی بیعتِ رضوان کا ذکر ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ سے حدیبیہ کے مقام پر ببول کے ایک درخت کے نیچے لی تھی اور جس کا ذکر سورت کے تعارف میں آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ان حضرات نے یہ بیعت دل سے پورے عزم کے ساتھ کی تھی، وہ منافقوں کی طرح جھوٹا عہد کرنے والے نہیں تھے۔

● اس سے مراد خیبر کی فتح ہے۔ اس سے پہلے مسلمان دوطرفہ خطرے سے دوچار تھے۔ جنوب میں قریشِ مکہ کی طرف سے ہر وقت حملوں کا خطرہ رہتا تھا جس کا سدِ باب حدیبیہ کی صلح کے ذریعے ہوا، اور شمال میں خیبر کے یہودی تھے جو ہر وقت مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے جال بنتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ مسلمانوں نے حدیبیہ کے موقع پر جس جاں نثاری اور پھر اطاعت کے جذبے کا مظاہرہ کیا، اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں خیبر کی فتح عطا فرمادی جس سے ایک طرف شمالی خطرے کا سدِ باب ہوگا اور دوسری طرف بہت سا مالِ غنیمت مسلمانوں کے قبضے میں آئے گا اور اس کے نتیجے میں معاشی خوش حالی حاصل ہوگی۔

(۲۰): اس سے مراد وہ فتوحات ہیں جو خیبر کے علاوہ حاصل ہونے والی تھیں۔

● یعنی خیبر کے یہودی اور ان کے حلیف اس فتح میں جو رکاوٹ ڈال سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے اُسے روک دیا۔

(۲۱): اس سے مراد مکہ مکرمہ اور اس کے بعد حنین وغیرہ کی فتوحات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اگرچہ ابھی مسلمان مکہ مکرمہ کو فتح کرنے کی حالت میں نہیں ہیں، لیکن وہ وقت آنے والا ہے جب قریش مکہ خود حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کرکے اُسے توڑ دیں گے اور اس کے بعد مسلمانوں کے لئے فتح مکہ کا راستہ کھل جائے گا اور اس کے بعد حنین وغیرہ کی فتوحات حاصل ہوں گی۔

(۲۲): یعنی حدیبیہ کے مقام پر کافروں سے جو صلح کرائی گئی، اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ مسلمان کمزور تھے اور جنگ کی صورت میں انہیں شکست اٹھانی پڑتی، بلکہ اگر مقابلہ ہوجاتا تو یہ کافر ہی شکست کھاتے اور پیٹھ پھیر کر بھاگتے، لیکن اس وقت کئی مصلحتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جنگ کو روکا تھا ان میں سے ایک مصلحت کا بیان آگے آیت نمبر ۲۵ میں آرہا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ

اور وہ (اللہ) وہی ہے جس نے روک دیے اُن کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ اُن سے وادیٔ مکہ میں، اس کے بعد

اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کہ ،غلبہ عطا کرچکا تھا وہ تمہیں ان پر اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اسے جو تم عمل کرتے ہو﴿٢٤﴾ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا

وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا

اور انہوں نے روکا تھا تمہیں مسجد حرام سے اور قربانی کے جانوروں کوروکا تھا، کہ وہ پہنچیں اپنی قربانی کی جگہ تک اور اگر نہ ہوئے

رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ

(مکہ میں) کچھ ایسے مومن مرد اور مومن عورتیں جنہیں تم نہیں جانتے، (اندیشہ تھا) کہ تم انہیں روند (کچل) دوگے اور آئے گا تم پر تکلیف

مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا

ان کی وجہ سے بغیر علم کے (تو جنگ نہ روکی جائے لیکن اس لئے روکی گئی) تاکہ داخل کرے اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے اور اگر الگ ہوگئے ہوتے (مومن مرد وعورتیں)

لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٢٥﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تو ہم ضرور عذاب دیتے ان لوگوں کو، جنہوں نے کفر کیا ہے، اہل مکہ میں سے درد ناک عذاب﴿٢٥﴾ جب پیدا کرلیا کافروں نے

فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

اپنے دلوں میں تعصب یعنی جاہلانہ تعصب کو تو نازل فرمائی اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول پر

وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ

اور مومنوں پر اور اس نے لازم کردی ان پر بات تقویٰ کی اور وہ تھے زیادہ حقدار اس کے اور اس کے اہل بھی (یعنی لائق)

ع ٣ ٩ ١١ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٢٦﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ

اور ہے اللہ ہرچیز کو خوب جاننے والا﴿٢٦﴾ یقینا سچا دکھایا تھا اللہ نے اپنے رسول کو خواب ،جو حق (کے مطابق) تھا

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ

کہ ضرور داخل ہوگے، تم مسجد حرام میں، اگر چاہا اللہ نے امن سے منڈواؤگے اپنے سر اور بال کترواتے ہوئے

لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿٢٧﴾ هُوَ الَّذِيْٓ

تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا، پس وہ جانتا تھا وہ بات جو تم نہیں جانتے، لہٰذا اس نے عطا کردی اس (خواب کے پورے ہونے) سے پہلے، ایک فتح جلد ہی﴿٢٧﴾ وہی ہے وہ (اللہ) جس نے

اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٢٨﴾

بھیجا اپنا رسول ہدایت اوردین حق کے ساتھ، تاکہ وہ غالب کرے اس کو تمام ادیان پر اور کافی ہے اللہ بطور گواہ﴿٢٨﴾

﴿٢٤﴾: جب حضرت عثمانؓ مکہ مکرمہ جا کر قریش کے لوگوں کو صلح کا پیغام دے رہے تھے، اُس وقت مکہ مکرمہ کے کافروں نے پچاس آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس غرض سے بھیجے تھے کہ وہ خفیہ طور سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر کے (معاذ اللہ) آپ کو شہید کر دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار کرادیا۔

دوسری طرف جب قریش نے ان آدمیوں کی گرفتاری کی خبر سنی تو انہوں نے حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کو روک لیا۔ اس وقت اگر مسلمان ان پچاس آدمیوں کو قتل کر دیتے تو جواب میں قریش کے لوگ حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرتے اور مکمل جنگ چھڑ جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ ان قیدیوں کو قتل نہ کریں اور مسلمانوں کے ہاتھوں کو ان کے قتل سے روک دیا۔

﴿٢٥﴾: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ چونکہ عمرے کے ارادے سے تشریف لائے تھے، اس لئے حرم میں قربانی کرنے کے لئے جانور بھی ساتھ لائے تھے جنہیں حرم میں پہنچ کر قربان ہونا تھا وہ ان کافروں کے رُکاوٹ ڈالنے کی وجہ سے حدیبیہ ہی میں کھڑے رہ گئے اور جس جگہ لے جا کر انہیں قربان کرنے کا ارادہ تھا وہاں نہیں پہنچ پائے۔

﴿٢٦﴾: قریش اگرچہ آخرکار صلح پر راضی ہوگئے تھے، لیکن جب صلح نامہ لکھنے کا وقت آیا تو انہوں نے محض اپنے تکبر اور اپنی جاہلانا حمیت کی وجہ سے کچھ ایسی باتوں پر اصرار کیا جو صحابۂ کرامؓ کو بہت ناگوار ہوئیں۔ مثلاً صلح نامے کے شروع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے " بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ " لکھوایا تو انہوں نے اس پر اعتراض کیا، اور اس کے بجائے " بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ " لکھوانے پر زور دیا، نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی کے ساتھ "رسول اللہ" لکھا گیا تھا، انہوں نے اسے مٹانے پر اِصرار کیا۔ ان باتوں کی وجہ سے صحابۂ کرامؓ کو بہت غصہ تھا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو صلح منظور تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرامؓ کے دلوں میں تحمل پیدا فرما دیا، اسی تحمل کو یہاں سکینت سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

﴿٢٧﴾: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے سفر سے پہلے خواب دیکھا تھا کہ آپ اور آپ کے صحابۂ کرامؓ مسجد حرام میں عمرے کی غرض سے داخل ہوئے ہیں۔ اسی خواب کے بعد آپ نے تمام صحابۂ کرامؓ سے عمرے پر روانہ ہونے کے لئے فرمایا تھا۔ لیکن جب حدیبیہ پہنچ کر صلح کے نتیجے میں اِحرام کھولنا پڑا اور عمرہ ادا نہ کیا جا سکا، تو بعض حضرات کو یہ خیال ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب تو وحی ہوتا ہے اور عمرہ کئے بغیر واپس جانا اس خواب کے مطابق نہیں ہے۔ اس آیت میں اس خیال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ وہ خواب یقیناً سچا تھا، لیکن اُس میں مسجدِ حرام میں داخلے کا کوئی وقت متعین نہیں کیا گیا تھا۔ اب بھی وہ خواب سچا ہے اور اگرچہ اس سفر میں عمرہ نہیں ہو سکا، لیکن اِن شاء اللہ وہ خواب عنقریب پورا ہوگا۔ چنانچہ اگلے سال وہ پورا ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ نے اطمینان کے ساتھ عمرہ ادا فرمایا۔

● اس سے مراد خیبر کی فتح ہے جس کا ذکر آیت نمبر ١٨ اور اُس کے حاشیہ میں گذر چکا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں بہت سخت ہیں کافروں پر، (اور) مہربان ہیں آپس میں، آپ دیکھیں گے انہیں،

رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ

مشغول رکوع میں سجدے میں وہ تلاش کرتے ہیں فضل اللہ کا اور اس کی رضامندی، ان کی علامت یہ ہے کہ ان کے چہروں میں ہوگا

أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ

نشان سجدوں کا، یہ ان کی صفت تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ایک کھیتی کی مانند،

أَخْرَجَ شَطْـَٔهُۥ فَـَٔازَرَهُۥ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوقِهِۦ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ

جس نے نکالی اپنی کونپل پھر اس نے مضبوط کیا اس کو، پھر وہ سخت ہوئی پھر وہ کھڑی ہوگئی اپنے تنے پر (جو) خوش کرتی ہے، کاشتکاروں کو، تاکہ وہ غصہ دلائے، ان (صحابہ) کی وجہ سے

الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾

کافروں کو، وعدہ کیا ہے، اللہ نے ان لوگوں سے، جو ایمان لائے اور کیے انہوں نے عمل نیک، ان میں سے، مغفرت اور اجر عظیم کا ﴿٢٩﴾

معانقة ١٥ عند المتقدمين ١٢

ع ٤ ١٢

آیاتها ١٨ (٤٩) سُورَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ (١٠٦) رکوعاتها ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِۦ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ تم آگے بڑھو اللہ اور اس کے رسول سے اور تم ڈرو اللہ سے، بیشک اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے ﴿١﴾

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوٓا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُۥ بِالْقَوْلِ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ بلند کرو تم اپنی آوازیں اُوپر نبیؐ کی آواز سے اور نہ اونچی کرو اپنی آواز، ان سے بات کرتے وقت،

كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ

جیسے اونچی آواز میں بولتے ہو تم ایک دوسرے سے، کہیں ایسا نہ ہو کہ غارت ہوجائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر بھی نہ ہو ﴿٢﴾ بلاشبہ وہ لوگ جو پست رکھتے ہیں

أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللّٰهِ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۚ لَهُم مَّغْفِرَةٌ

اپنی آوازیں، رسول اللہ کے پاس، یہی وہ لوگ ہیں کہ جانچ لیا ہے اللہ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لئے، ان کے لئے ہے، مغفرت

وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرٰتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤﴾

اور اجر عظیم ﴿٣﴾ بیشک وہ لوگ جو پکارتے ہیں آپ کو، حجروں کے باہر سے، اُن میں سے اکثر نہیں عقل رکھتے ﴿٤﴾

﴿٢٩﴾: جیسا کہ پیچھے حاشیہ نمبر ٢٧ میں گذرا ہے، کافروں نے صلح نامہ لکھواتے وقت رسول کریم ﷺ کا نام مبارک "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ" لکھوانے سے انکار کیا تھا اور صرف "محمد بن عبد الله" لکھوایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آپ کو "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ" فرما کر یہ اشارہ دیا ہے کہ کافرلوگ اس حقیقت سے چاہے کتنا انکار کریں، اللہ نے اس کو قیامت تک قرآن کریم میں [ثبت کر] دیا ہے۔

تفسیر سورۃ الحجرات

تعارف: 'حجرات' حجرہ کی جمع ہے، حجرہ کے معنی کمرہ کے ہیں، اس سورہ میں رسول اللہ ﷺ کا ادب بتایا گیا ہے کہ اگر رسول کریم ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہو تو مناسب وقت میں اور ادب کے ساتھ حاضر ہوا کرو، ایسا نہ ہو کہ آپ کی ازواج مطہرات کے کمروں (حجرات) کے باہر ہی سے زور زور سے آپ کو پکارنا شروع کردو، کہ یہ ادب کے خلاف ہے اسی مناسبت سے اس سورہ کا نام 'حجرات' ہے۔

①: حضرت ابن ابی ملیکہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی کہ بنوتمیم کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے، یہ بات زیر غور تھی کہ اس قبیلہ پر کسی کو امیر مقرر کیا جائے؟ آپ ﷺ کے کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ہی حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا: اس پر قعقاع بن معبد کو امیر بنا دیا جائے، حضرت عمرؓ نے گذارش کی کہ ان کے بجائے اقرع بن حابس کو امیر بنانا بہتر ہوگا، حضرت ابو بکرؓ نے اس بات پر ناراضگی ظاہر کی اور فرمایا: تمہارا مقصد میری رائے کی مخالفت کرنا ہے، حضرت عمرؓ نے کہا: میرا مقصود آپ کی مخالفت کرنا نہیں ہے؛ چنانچہ بات تیز ہوگئی اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں، اسی موقع سے یہ آیت نازل ہوئی (بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ الحجرات، حدیث نمبر: ٤٥٦٦) مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو انتظار کرنا چاہئے تھا کہ خود اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کیا فیصلہ ہوتا ہے؟ اگر رسول اللہ ﷺ مشورہ طلب کرتے تو رائے دی جاتی، تاہم حضرت ابوبکر وعمرؓ نے جو رائے دی، وہ غلطی کے دائرہ میں نہیں آتی، کیوں کہ انہوں نے اخلاص کے ساتھ اُس بات کا مشورہ دیا جس کو وہ بہتر سمجھ رہے تھے۔

یہاں جو "رسول اللہ ﷺ سے آگے بڑھنے سے منع کیا گیا ہے" اس کا تعلق صرف رائے دینے اور فیصلہ کرنے میں ہی آگے بڑھنا نہیں ہے، بلکہ یہ بھی ہے کہ چل رہے ہوں تو نبی کریم ﷺ کے پیچھے چلیں۔

③: حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمرؓ۔ جن کی آواز فطری طور پر بلند تھی۔ اتنا آہستہ گفتگو کرنے لگے کہ رسول کریم ﷺ کو ان سے دوبارہ دریافت کرنا پڑتا تھا، (تفسیر قرطبی: ١٦/ ٣٠٨) اہل علم نے لکھا ہے کہ جیسے زندگی میں آپ ﷺ کا احترام واجب تھا اور آپ ﷺ کے سامنے زور سے کہنے کی اجازت نہیں تھی، اسی طرح آپ ﷺ کے بعد بھی آپ ﷺ کے روضۂ اطہر پر اونچی آواز میں درود وسلام نہ پیش کرنا چاہئے، اسی طرح جیسے آپ کی گفتگو سنتے ہوئے آپ ﷺ کی آواز سے بلند آواز میں جواب دینے کی ممانعت تھی، آپ ﷺ کے بعد اگر آپ ﷺ کے ارشادات سنائے جائیں تو توجہ سے سننا اور بلند آواز میں گفتگو کرنے سے بچنا چاہئے۔ (احکام القرآن لابن العربی: ٤/ ١٧٠٣)

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥﴾ يٰٓاَيُّهَا

اور اگر بیشک وہ صبر کرتے، یہاں تک کہ آپ خود ہی نکل کر آجاتے، ان کے پاس، تو ہوتا یہ کہیں بہتر ان کے لئے اور اللہ بہت معاف فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے ﴿۵﴾ اے وہ لوگو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا

جو ایمان لائے ہو، اگر لے کر آئے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر، تو تحقیق کرلیا کرو (اس کی) کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نقصان پہنچا بیٹھو کسی قوم کو نادانی سے، پھر تم ہو جاؤ

عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٦﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ

اس پر جو کچھ تم نے کیا نادم ﴿۶﴾ اور تم جان لو! کہ بیشک تم میں موجود ہے اللہ کا رسول، اگر مان لیا کرے وہ تمہاری بات بہت سے

مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ

معاملات میں، تو تم مشکلات میں مبتلا ہو جاؤ، لیکن اللہ نے محبت عطا کردی ہے تم کو ایمان کی اور پسندیدہ بنا دیا ہے اسے، تمہارے دلوں کے لئے اور نفرت دلا دی ہے

اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ﴿٧﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

تمہیں کفر اور فسق اور نافرمانی سے، ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں ﴿۷﴾ اللہ کے فضل سے

وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٨﴾ وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا

اور اس کے احسان سے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے ﴿۸﴾ اور اگر دو گروہ مومنوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو صلح کرا دو

بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَي الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ

ان دونوں کے درمیان، پھر اگر زیادتی کرے ان میں سے ایک دوسرے گروہ پر، تو تم لڑو اس سے جو زیادتی کرتا ہو، یہاں تک کہ وہ پلٹ آئے اللہ کے حکم کی طرف،

فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٩﴾

پھر اگر وہ پلٹ آئے تو صلح کرادو ان دونوں گروہوں کے درمیان، عدل کے ساتھ اور انصاف کرو، بلاشبہ اللہ پسند کرتا ہے انصاف کرنے والوں کو ﴿۹﴾

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿١٠﴾ ع

یقینا مومن تو (آپس میں) بھائی ہیں، لہٰذا صلح کرادیا کرو، اپنے بھائیوں کے درمیان اور ڈرو اللہ سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے ﴿۱۰﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ مذاق اڑائے ایک قوم (مرد) دوسری قوم (مرد) کا، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے) ہوں بہتر ان سے اور نہ (مذاق اڑائیں) عورتیں

مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ

عورتوں کا، ہوسکتا ہے کہ ہوں وہ (جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے) بہتر ان (مذاق اڑانے والیوں) سے اور نہ تم عیب لگاؤ آپس میں (ایک دوسرے پر) اور نہ پکارو ایک دوسرے کو، برے لقبوں سے،

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿١١﴾

بہت برا ہے نام (پیدا کرنا) فسق میں ایمان کے بعد اور جس نے، توبہ کی (اس کام سے) تو وہی لوگ ہیں ظالم ﴿۱۱﴾

ع ۱۰ ۱۳ آیات ۱

⑤: یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر آرام فرما رہے ہوں تو باہر سے آواز لگانا اور نام لے کر پکارنے کے بجائے پیغمبر کے باہر تشریف لانے کا انتظار کرنا چاہئے، چنانچہ بنو تمیم جو دیہات کے رہنے والے لوگ تھے اور جن کی تعداد ستر یا بعض لوگوں کی روایت کے مطابق انیس تھی، نے عین اس وقت حجرۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر اے محمد! اے محمد! کہہ کر پکارنا شروع کیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت خانہ میں قیلولہ کے لئے سو گئے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور باہر تشریف لائے اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی (تفسیر قرطبی: ۱۶/۳۰۹، ۳۱۰) یہ بڑی اہم نصیحت ہے کہ جب آدمی کسی کے پاس جائے تو آنے کا وقت اپنی سہولت سے نہ رکھے، بلکہ جس کے یہاں جا رہا ہے اس کی سہولت، راحت اور مشغولیت کا لحاظ رکھتے ہوئے وقت کا انتخاب کرے۔

⑥: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عُقبہ بن اَبی مُعیط کے بیٹے ولید کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے قبیلۂ بنی مصطلق میں بھیجا، قبیلہ کے لوگ ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھے، انہیں خوف ہوا کہ شاید وہ ان کے قتل کے ارادہ سے آرہے ہیں، چنانچہ یہ واپس آگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی کہ بنو مصطلق تو میرے قتل پر آمادہ تھے اور انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر فوج کشی کا ارادہ فرمالیا، اتنے میں ان کا وفد آپہنچا، وفد نے عرض کیا: ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کے بارے میں سنا، ان کے اعزاز و اکرام کے لئے باہر نکلے اور اس لئے بھی کہ ہم نے جو زکوٰۃ دینا قبول کیا ہے وہ ان کے حوالہ کردیں، مگر وہ واپس لوٹ آئے اور ہمیں معلوم ہوا کہ انہوں نے سمجھا کہ ہم ان سے لڑائی کے لئے نکل رہے تھے، حالانکہ ہمارا یہ مقصد نہیں تھا، اسی موقع سے یہ آیت نازل ہوئی بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اس معاملہ کی تحقیق بھی کرائی۔ (تفسیر قرطبی: ۱۶/۳۱۱) اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جس شخص کا نہ عادل ہونا معلوم ہو نہ فاسق ہونا، تو اس کی خبر و گواہی قبول کی جائے گی۔

⑦: مطلب یہ ہے کہ اگرچہ تمہارا جوش جہاد ایک اچھے جذبہ کے تحت تھا کہ فتنۂ ارتداد کا مقابلہ کیا جائے، لیکن اگر رسول تمہاری بات مان لیتے تو تمہارے لئے یہ مشقت و تکلیف کا سبب بنتا کہ ایک تو بے فائدہ جنگ کرنی ہوتی اور دوسرے جب تمہیں معلوم ہوتا کہ جو لوگ مارے گئے ہیں وہ بھی مسلمان ہی ہیں تو اس سے اور بھی رنج ہوتا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے کہ اللہ کے رسول کی طرف سے جب جب کوئی فیصلہ آجاتا ہے تم اس کے آگے سر جھکا دیتے ہو۔

چنانچہ مفسرین نے اس آیت کی شان نزول کے سلسلہ میں صحابہ کے اختلافات و نزاعات کے مختلف واقعات نقل کئے ہیں (دیکھئے تفسیر قرطبی: ۱۶/۳۱۵) صلح میں کمی بیشی اور کسی قدر ایثار کے ذریعہ معاملہ حل کرلیا جاتا ہے، فیصلہ سے معاملہ حل ہو جاتا ہے لیکن دلوں کی دوریاں ختم نہیں ہوتیں اور صلح سے نفرت محبت میں اور دشمنی دوستی میں تبدیل ہو جاتی ہے، اسی لئے صلح کرانے کا حکم دیا گیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! بچتے رہو بہت سی بدگمانیوں سے، بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ تم جاسوسی کرو (کسی کی)

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ

اور نہ عیب جوئی کرے تم میں سے کوئی دوسرے کی، کیا پسند کرے گا تم میں سے کوئی شخص، یہ کہ وہ کھائے گوشت اپنے مُردہ بھائی کا؟ پس تم ناپسند کرتے ہو اس کو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (١٢) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى

اور تم ڈرو اللہ سے، بلاشبہ اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے (١٢) اے انسانو! بلاشبہ ہم نے پیدا کیا تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور ہم نے بنائے تمہارے خاندان اور قبیلے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بلاشبہ تم میں زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے، جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے، بلاشبہ اللہ

عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (١٣) قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا

سب کچھ جاننے والا پوری طرح باخبر ہے (١٣) کہتے ہیں یہ بدوی (دیہاتی) لوگ، کہ ہم ایمان لے آئے، آپ کہہ دیجئے! نہیں تم ایمان لائے، لیکن تم کہو ہم اسلام لائے (مسلمان ہو گئے) اور ابھی تک نہیں

يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ

داخل ہوا ایمان تمہارے دلوں میں اور اگر تم اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی، تو نہیں وہ کم کرے گا تمہارے اعمال میں سے

شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (١٤) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ

کچھ بھی، بیشک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے (١٤) یقینا (سچے) مومن تو وہ ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر، پھر نہ

يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (١٥)

انہوں نے شک کیا اور انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں، یہی لوگ ہیں سچے (مومن) (١٥)

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ

(اے نبیؐ) آپ کہہ دیجئے! کیا تم خبر دیتے ہو اللہ کو اپنے دینداری کی؟ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (١٦) يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ

ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (١٦) (دیہاتی) احسان جتاتے ہیں آپ پر، یہ کہ وہ مسلمان ہوئے کہہ دیجئے! نہ تم احسان جتلاؤ مجھ پر اپنے اسلام (لانے) کا،

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (١٧)

بلکہ اللہ احسان فرماتا ہے تم پر یہ کہ اس نے ہدایت دی تمہیں ایمان کی، اگر ہو تم (اپنے دعوے میں) سچے (١٧)

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (١٨) ع ٢ ٨ ١٤

بیشک اللہ خوب جانتا ہے چھپی باتیں آسمانوں اور زمین کی اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اس کو جو تم عمل کرتے ہو (١٨)

---

(١٣): آیت نمبر: ١١ تا ١٣ میں مختلف اخلاقی ہدایات دی گئی ہیں، پہلی ہدایت یہ دی گئی ہے کہ ایک دوسرے کا مذاق نہ اُڑائیں۔

تیسرے: کسی کو غلط نام سے نہ پکارا کرو، جیسے کسی شخص کے پاؤں میں لنگ ہو اور اس کو لنگڑا کہہ کر پکارا جائے کسی کی آنکھیں نہ ہوں اور اس کو اندھا کہہ کر پکارا جائے، چوتھے: کسی کے بارے میں بدگمانی رکھنے اور غلط سوچنے سے بچو، پانچویں، کسی کی ٹوہ نہ کرنی چاہئے، یعنی کسی کی کمزوریاں نہ تلاش کی جائیں، چھٹے: غیبت نہ کی جائے، ساتویں: ان ہی ہدایات کے پس منظر میں یہ بات کہی گئی کہ خاندان اور قبیلہ کی تقسیم اونچ نیچ کی بنیاد نہیں ہے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو پیدائشی طور پر معزز اور دوسرے کو حقیر سمجھے، یہ بات اس لئے فرما دی گئی کہ عربوں میں خصوصاً اور دنیا کی دوسری مختلف قوموں میں عموماً خاندانی اونچ نیچ کا تصور رہا ہے۔ یہاں خاندان کے لئے شعوب اور قبائل دو الفاظ استعمال کئے گئے، شعوب اوپر کی شاخ سے بنتا ہے اور اس لئے اس کا دائرہ وسیع ہوتا ہے، اور قبیلہ نیچے کی قریبی شاخ ہوتی ہے اس لئے اس کا دائرہ نسبتاً چھوٹا ہوتا ہے۔

(١٨): ایک سال قحط سالی کے موقع پر بنو اَسد بن خُزَیمہ کے دیہاتی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے، کلمہ پڑھا، اپنے کو مسلمان ظاہر کیا اور رسول اللہ ﷺ پر احسان جتانے لگے کہ ہم مسلمان ہو گئے اور فلاں فلاں قبیلے کی طرح ہم نے آپ سے جنگ نہیں کی، اس لئے آپ ہمیں صدقہ عطا فرمائیے (تفسیر قرطبی ١٦/٣٤٨:) جب کہ یہ حقیقت میں مسلمان نہیں ہوئے تھے، بلکہ منافق تھے اسی لئے فرمایا گیا کہ تمہارا دعویٰ ایمان صحیح نہیں ہے، ہاں یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم مطیع و فرمانبردار ہو گئے ہیں، غرض کہ مومن کا کردار یہ ہے کہ وہ نیکی کرے اور بھول جائے، دین کی کوئی نصرت اور مدد اس کے ہاتھوں سے ہو جائے تو وہ اس توفیق پر اللہ تعالیٰ کا شکر گذار رہے نہ کہ اپنے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو جائے اور اپنی نیکی کا بطور احسان ذکر کرتا پھرے۔

آیاتها ۴۵ (۵۰) سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ (۳۴) رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۞١ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا

قاف ۔ قسم ہے قرآن مجید کی۞١ بلکہ انہوں نے تعجب کیا یہ کہ آ گیا ان کے پاس ایک ڈرانے والا انہیں میں سے، تو کہا کافروں نے، کہ یہ تو

شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۞٢ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۞٣ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ

بڑی عجیب چیز ہے۞٢ کیا جب مرجائیں گے اور ہوجائیں گے مٹی (تو کیا دوبارہ اٹھائے جائیں گے) یہ دوبارہ اٹھایا جانا تو بہت بعید (دور) ہے۞٣ یقیناً ہمارے علم میں ہے جو کچھ کم کرتی ہے

الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۞٤ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ

زمین ان (کے جسم) میں سے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے حفاظت کرنے والی۞٤ بلکہ انہوں نے جھٹلایا حق کو، جب وہ آیا ان کے پاس، سو یہ

فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۞٥ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۞٦

اب الجھن میں پڑے ہوئے ہیں۞٥ کیا نہیں دیکھا! انہوں نے کبھی آسمان کی طرف اپنے اُوپر! کس طرح ہم نے بنایا اس کو اور ہم نے مزین کیا اسے اور نہیں ہے اس میں کوئی پھٹن (شگاف)۞٦

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۞٧

اور زمین کو بچھایا ہم نے اور ڈال (گاڑ) دیئے اس میں مضبوط پہاڑ اور ہم نے اگائیں اس میں ہر قسم کی بارونق نباتات۞٧

تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۞٨ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ

آنکھیں کھولنے کے لئے اور یاددہانی کے لئے، ہر اس بندے کے لئے جو رجوع کرنے والا ہے۞٨ اور ہم نے نازل کیا آسمان سے برکت والا پانی، پھر ہم نے اگائے اس کے ذریعہ سے

جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۞٩ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۞١٠ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا

باغات اور دانے اور کاٹی جانے والی (کھیتی)۞٩ اور (پیدا کئے) کھجور کے درخت بلند و بالا، ان کے خوشے تہ بہ تہ۞١٠ (یہ انتظام ہے) رزق کا بندوں کے لئے اور ہم زندگی عطا کرتے ہیں

بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۞١١ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ

اس (پانی) کے ذریعہ سے، ایک شہر مُردہ کو (یعنی بنجر زمین کو)، اسی طرح ہوگا (مُردوں کو) نکلنا۞١١ جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم نوحؑ نے اور اصحاب الرس نے

وَثَمُوْدُ ۞١٢ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۞١٣ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ

اور ثمود نے۞١٢ اور عاد نے اور فرعون نے اور لوطؑ کے بھائیوں نے۞١٣ اور ایکہ (بستی) والوں نے اور قوم تُبّع نے، ہر ایک نے جھٹلایا

الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۞١٤ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۞١٥ ع ١٥ ١٥

رسولوں کو، تو ثابت ہوگئی (ان پر) میری وعید۞١٤ کیا پھر ہم تھک گئے تھے پہلی بار پیدا کرکے (کہ دوبارہ نہ پیدا کرسکیں انہیں) بلکہ وہ شک میں ہیں دوبارہ پیدا کیے جانے کے بارے میں۞١٥

تفسیر سورہ ق

یہ سورہ بالاتفاق مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ سورت کا آغاز حروفِ مقطعات میں سے حرفِ ق سے کیا گیا ہے جس کے معنٰی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔ اسی حرف کے نام پر سورت کا نام رکھا گیا ہے۔

۞٣: یہ اس بات کا جواب ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو، پھر ہمارے جسم کے وہ حصے دوبارہ کیسے جمع ہوں گے جن کو مٹی کھا چکی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ تمہارے جسم کے جن جن حصوں کو مٹی کھاتی ہے ان سب کا ہمیں پورا پورا علم ہے، اس لئے ان کو دوبارہ بحال کر دینا ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

۞٤: اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔

۞٥: یعنی کبھی کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے، کبھی کہتے ہیں کہ یہ کاہنوں کی باتیں ہیں، کبھی قرآن کریم کو شاعری قرار دیتے ہیں، اور کبھی رسول کریم ﷺ پر (معاذ اللہ) دیوانہ ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔

۞١١: جس طرح ایک مردہ پڑی ہوئی زمین کو اللہ تعالیٰ بارش کے ذریعے زندگی عطا کر دیتے ہیں کہ اُس میں ڈالے ہوئے بیج سے طرح طرح کی سبزیاں، پھل اور اناج وجود میں آ جاتا ہے اسی طرح جو لوگ قبروں میں مٹی ہو چکے ہیں اُن کو بھی اللہ تعالیٰ نئی زندگی دینے پر قادر ہیں۔

۞١٥: کسی بھی چیز کو پہلی بار پیدا کرنا یعنی اُسے عدم سے وجود میں لانا ہمیشہ زیادہ مشکل ہوتا ہے، بہ نسبت اس کے کہ اُسے دوبارہ ویسا ہی بنا دیا جائے۔ جب اللہ تعالیٰ کو پہلی بار پیدا کرنے میں کوئی دشواری یا تھکن لاحق نہیں ہوئی تو دوبارہ پیدا کرنے میں کیوں کوئی مشکل ہوگی؟

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ

اور یقیناً ہم نے ہی پیدا کیا ہے انسان کو اور ہم جانتے ہیں کہ کیا کیا وسوسے پیدا ہوتے ہیں، اس کے دل میں اور ہم زیادہ قریب ہیں، اس کے اس کی رگ

الْوَرِيْدِ (١٦) اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ (١٧) مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ

جان سے بھی (١٦) (اس وقت بھی) جب لے لیتے (یعنی لکھ لیتے) ہیں دو لینے والے (کاتب فرشتے) اس کے دائیں طرف اور بائیں طرف بیٹھے ہوئے (اعمال کو) (١٧) نہیں نکالتا وہ زبان سے کوئی بات

اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (١٨) وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ (١٩)

مگر اس کے قریب ہی ایک نگراں تیار رہتا ہے (لکھنے والا) (١٨) اور آ پہنچی موت کی سختی حق کو لے کر (یعنی حقیقت) یہ وہ (موت) ہے کہ جس سے تم بھاگتے تھے (١٩)

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ (٢٠) وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ (٢١)

اور پھونکا جائے گا صور میں، یہ ہے (وہ) دن جس سے ڈرایا جاتا تھا (٢٠) اور آئے گا ہر نفس اس حال میں، کہ اس کے ساتھ ہوگا ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا (٢١)

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (٢٢)

یقیناً تو تھا غفلت میں اس سے، تو ہم نے ہٹادیا تیرے سامنے سے تیرا پڑا ہوا پردہ، سو تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے (٢٢)

وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ (٢٣) اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ (٢٤) مَّنَّاعٍ

اور کہے گا اس کا ساتھی (فرشتہ) یہ ہے وہ (روزنامچہ) جو میرے پاس تیار ہے (٢٣) (کہا جائے گا) پھینک دو جہنم میں ہر کافر سرکش کو (٢٤) جو روکنے والا تھا

لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ (٢٥) الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ (٢٦)

خیر کے کاموں سے، حد سے تجاوز کرنے والا اور شک میں پڑا ہوا (تھا) (٢٥) جس نے بنا رکھے تھے اللہ کے ساتھ دوسرے معبود، لہٰذا ڈال دو اسے شدید ترین عذاب میں (٢٦)

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ ۢ بَعِيْدٍ (٢٧) قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ

کہے گا! اس کا ساتھی (شیطان) اے ہمارے رب، نہیں میں نے سرکش بنایا تھا اس کو اور لیکن تھا وہ خود ہی دور کی گمراہی میں (٢٧) ارشاد ہوگا! نہ جھگڑا کرو میرے پاس،

ع ٢ ١٤ ١٦ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ (٢٨) مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (٢٩)

حالانکہ میں پہلے بھیج چکا تھا تمہارے لئے وعید (انجام) (٢٨) نہیں تبدیل کی جاتی بات ہمارے یہاں اور نہیں ہے (اللہ) ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر (٢٩)

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (٣٠) وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ

(یاد کرو) جس دن ہم کہیں گے جہنم سے، کیا تو بھر گئی ہے اور وہ کہے گی! کیا کچھ اور مزید ہے (٣٠) اور قریب کی جائے گی جنت

لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ (٣١) هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ (٣٢) ۚ مَنْ خَشِيَ

متقیوں کے لئے، نہیں ہوگی (وہ) دور (٣١) یہ ہے وہ جس کا وعدہ کیا جاتا تھا تم سے، ہر اس شخص کے لئے جو تھا رجوع کرنے والا اور یاد رکھنے والا (٣٢) جو ڈر گیا

الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ (٣٣) ۨادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ (٣٤)

رحمن سے بغیر دیکھے اور آیا لئے ہوئے دل رجوع کرنے والا (٣٣) داخل ہوجاؤ اس (جنت) میں سلامتی سے، یہی ہے دن ہمیشہ رہنے کا (٣٤)

(١٧): یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے تمام اچھے بُرے کاموں کو ریکارڈ کرنے کے لئے دو فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں جو ہر وقت اس کے دائیں اور بائیں موجود ہوتے ہیں لیکن یہ انتظام صرف اس لئے کیا گیا ہے تاکہ انسان کے اعمال نامے کو قیامت کے دن خود اُس کے سامنے حجت کے طور پر پیش کیا جاسکے، ورنہ اللہ تعالیٰ کو انسان کے اعمال جاننے کے لئے کسی اور کی مدد کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ وہ ہر انسان کے دل میں پیدا ہونے والے خیالات تک سے خوب واقف ہیں اور انسان کی شہہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔ (الترجمة مبنية على ان "اِذْ" ظرف ل "اَقْرَبُ" كما في روح المعاني)۔

(٢١): یعنی جب قبروں سے نکل کر انسان میدانِ حشر کی طرف جائیں گے تو دو فرشتے ہر ایک کے ساتھ ہوں گے، ان میں سے ایک تو انہیں میدانِ حشر کی طرف ہانک کر لے جائے گا اور ایک فرشتہ اس لئے ہوگا کہ وہ حساب و کتاب کے وقت اس کے اعمال کی گواہی دے۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ وہی دو فرشتے ہوں گے جو دنیا میں اس کا اعمال نامہ لکھا کرتے تھے۔

(٢٣): ساتھی سے مراد وہی فرشتہ ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہ کر اس کے اعمال کو لکھا کرتا تھا اور قبر سے اس کے ساتھ گواہ بن کر آیا تھا۔

(٢٤): یعنی ان دونوں فرشتوں سے کہا جائے گا جو اس کے ساتھ آئے تھے۔

(٢٧): یہاں ساتھی سے مراد شیطان ہے، کیونکہ وہ بھی ہر وقت انسان کو بہکانے کے لئے اس کے ساتھ رہتا تھا۔ کافر لوگ چاہیں گے کہ اپنے حصے کی سزا یہ کہہ کر اپنے سرداروں پر اور خاص طور سے شیطان پر ڈالیں کہ اس نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ اس کے جواب میں شیطان یہ کہے گا کہ میں گمراہ نہیں کیا، کیونکہ مجھے کوئی ایسا اختیار نہیں تھا کہ اسے زبردستی گمراہی کے راستے پر ڈالوں، زیادہ سے زیادہ میں نے انہیں ترغیب دی تھی، گمراہی میں تو یہ خود اپنے اختیار سے پڑا تھا۔ شیطان کے اس جواب کی تفصیل سورۂ ابراہیم (١٤:٢٢) میں ملاحظہ فرمایئے۔

(٢٩): یعنی جو بات اس دھمکی میں کہی گئی تھی کہ کفر اختیار کرنے والا اور کفر کی ترغیب دینے والا دونوں جہنم کے مستحق ہیں۔

(٣٢): اس بات کی نگرانی کہ میرا کوئی کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف نہ ہو۔

لَهُمْ مَّا يَشَآءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ

ان کے لئے ہوگا جو کچھ وہ چاہیں گے اس میں اور ہمارے پاس مزید بھی ہے ﴿۳۵﴾ اور کتنی ہی ہلاک کر چکے ہیں ہم ان سے پہلے قومیں، جو تھیں بہت زیادہ سخت ان سے

بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ ۖ هَلْ مِنْ مَّحِيصٍ ﴿۳۶﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ

قوت میں، پھر وہ چلے پھرے شہروں میں، کیا ہے کوئی جگہ بھاگنے والی (جائے پناہ) ﴿۳۶﴾ بلاشبہ اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہو، یا

أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۖ

وہ لگائے کان، جبکہ وہ حاضر ہو (یعنی دل ودماغ سے متوجہ ہو) ﴿۳۷﴾ اور یقیناً ہم نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دن میں

وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

اور نہیں چھوا ہمیں کسی قسم کی تھکاوٹ نے ﴿۳۸﴾ پس (اے نبیؐ) آپ صبر کریں اس پر، جو کچھ وہ کہتے ہیں اور تسبیح کریں اپنے رب کی حمد کے ساتھ، پہلے سورج کے طلوع ہونے سے

وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿۴۰﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ

اور پہلے اس کے غروب سے ﴿۳۹﴾ اور کچھ حصہ رات میں، پھر آپ تسبیح کریں اس کی اور سجدوں (نمازوں) کے بعد بھی ﴿۴۰﴾ اور توجہ سے سنئے، جس دن پکارے گا ایک منادی کرنے والا

مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿۴۲﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي

قریب ہی جگہ سے ﴿۴۱﴾ جس دن وہ سنیں گے صور پھونکے جانے کی آواز، حقیقتاً یہی ہوگا دن (زمین سے) نکلنے کا ﴿۴۲﴾ بلاشبہ ہم ہی زندگی دیتے ہیں

وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿۴۴﴾

اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہماری ہی طرف سب کی واپسی (پلٹنا) ہے ﴿۴۳﴾ یہ وہ دن (ہوگا جب) کہ پھٹ جائے گی زمین اُن پر سے اس حال میں کہ وہ تیز تیز دوڑے جارہے ہوں گے، یہ اکٹھا کرنا ہمارے لئے بہت آسان ہے ﴿۴۴﴾

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ﴿۴۵﴾ ع ۳ ۱۶ ۱۷

ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بنا رہے ہیں اور نہیں ہیں آپ اُن پر زبردستی کرنے والے، لہٰذا آپ نصیحت کرتے رہیں، اس قرآن کے ذریعہ سے اس شخص کو جو ڈرتا ہو میری وعید سے ﴿۴۵﴾

آیاتھا ۶۰ (۵۱) سُورَةُ الذّٰرِیٰتِ مَكِّيَّةٌ (۶۷) رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا ﴿۳﴾

قسم ہے اُن ہواؤں کی جو بکھیرتی ہیں اڑا کر (مٹی کو) ﴿۱﴾ پھر (قسم ہے) اُن بادلوں کی جو اٹھانے والے ہیں بوجھ (پانی کا) ﴿۲﴾ پھر (قسم ہے) ان کشتیوں کی جو چلنے والی ہیں آسانی سے ﴿۳﴾

فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا ﴿۴﴾ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾

پھر (قسم ہے) ان فرشتوں کی جو تقسیم کرنے والے ہیں کام کو ﴿۴﴾ بلاشبہ جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے وہ سچا ہے ﴿۵﴾ اور بلاشبہ اعمال کا بدلہ ضرور (ملنے والا) ہے ﴿۶﴾

﴿۳۵﴾: ایک عظیم نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی ہے۔

﴿۴۰﴾: تسبیح سے یہاں مراد نماز ہے۔

● سجدوں سے مراد فرض نمازیں ہیں اور ان کے بعد تسبیح کرنے سے مراد نفلی نمازیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس کی یہی تفسیر منقول ہے۔ (روح المعانی)

﴿۴۱﴾: بظاہر یہ منادی حضرت اسرافیل علیہ السلام ہوں گے جو مُردوں کو قبروں سے نکلنے کے لئے آواز دیں گے۔

﴿۴۲﴾: اس سے مراد وہی منادی کی پکار بھی ہوسکتی ہے اور صور پھونکنے کی آواز بھی۔

﴿۴۵﴾: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ کی ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ آپ لوگوں کو زبردستی ایمان لانے پر مجبور کریں۔ آپ کا فریضہ صرف یہ ہے کہ نصیحت کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہیں۔ جس کے دل میں کچھ خدا کا خوف ہوگا، وہ آپ کی بات مان لے گا اور جو نہ مانے اس کی کوئی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے۔

تفسیر سورہ الذّٰریات

تعارف: یہاں سے سورہ حدید تک تمام سورتیں مکی ہیں۔

﴿۴﴾: یہاں دو باتیں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی کسی بات کا یقین دلانے کے لئے قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے، وہ اس بات سے بے نیاز ہے کہ اپنی کسی بات پر قسم کھائے، البتہ قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو قسمیں کھائی گئی ہیں وہ کلام میں فصاحت وبلاغت کا زور پیدا کرنے کے لئے آئی ہیں اور بسا اوقات ان میں یہ پہلو بھی مدِ نظر ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی جارہی ہے اگر اس پر غور کیا جائے تو وہ اس بات کی دلیل اور گواہ ہوتی ہے جو قسم کے بعد مذکور ہے۔ چنانچہ یہاں قسم کے بعد جو بات بیان فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ قیامت ضرور آئے گی اور جزا وسزا کا فیصلہ ضرور ہوگا۔ اور قسم ان ہواؤں کی کھائی گئی ہے جو گرد اُڑاتی ہیں اور بادلوں کا بوجھ اٹھا کر انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہیں اور جب وہ برستے ہیں تو ان کا پانی مردہ زمین میں رزق کا سامان پیدا کر کے انہیں مخلوقات میں تقسیم کرتا ہے اور ان مخلوقات کے لئے نئی زندگی کا باعث بنتا ہے ان کی قسم کھا کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ ان ہواؤں اور ان کے نتیجے میں برسنے والے پانی کو نئی زندگی کا ذریعہ بناتا ہے، وہ یقیناً اس بات پر قادر ہے کہ مردہ انسانوں کو دوسری زندگی عطا فرمادے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿٧﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿٨﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿٩﴾ قُتِلَ

اور قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں⑦ بلاشبہ تم ایسی بات میں پڑے ہوئے ہو (جو) مختلف ہیں⑧ روگردانی کرتا ہے اس سے، وہ شخص جو (حق سے) پھرا ہوا ہو⑨ مارے گئے

الْخَرّٰصُوْنَ ﴿١٠﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿١١﴾ يَسْئَلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٢﴾ يَوْمَ هُمْ

اٹکل (سے حکم) لگانے والے⑩ وہ جو غفلت میں بھولے پڑے ہیں (مدہوش)⑪ وہ پوچھتے ہیں، کب ہوگا روز جزا؟⑫ یہ وہ دن ہوگا، جب یہ

عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿١٣﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٤﴾ اِنَّ

آگ پر تپائے جائیں گے⑬ (کہا جائے گا) تم چکھو (مزہ) اپنے فتنے کا یہ وہ (عذاب) ہے کہ تم تھے اسے جلدی طلب کرتے⑭ بلاشبہ

الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٥﴾ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ

متقی لوگ باغات میں اور چشموں میں ہوں گے⑮ لے رہے ہوں گے اس کو، جو دے گا انہیں ان کا رب، بلاشبہ وہ تھے اس سے پہلے

ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ﴿١٦﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿١٧﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿١٨﴾

نیکوکار⑯ وہ لوگ تھے ایسے کہ بہت کم راتوں کو سوتے⑰ اور سحری کے وقت وہ مغفرت طلب کرتے⑱

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿١٩﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ

اور ان کے مالوں میں حق ہوتا تھا مانگنے والوں اور حاجتمندوں کے لئے⑲ اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین کرنے والوں کے لئے⑳ اور خود تمہارے نفسوں میں بھی،

اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

کیا پھر نہیں تم دیکھتے㉑ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے㉒ پھر قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی،

اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿٢٣﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٤﴾ (ع ۱ — ۲۳ — ۱۸)

بلاشبہ وہ ایک حقیقت ہے (حق) مثل اس کے، جو تم بولتے ہو㉓ (اے نبیؐ) کیا آئی ہے تمہارے پاس حکایت ابراہیمؑ کے مہمانوں کی جو بہت معزز تھے؟㉔

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ

جب وہ داخل ہوئے اس (ابراہیمؑ) پر تو انہوں نے کہا سلام ہو! تو انہوں نے کہا سلام (ہو تم پر) یہ لوگ اجنبی (معلوم ہوتے) ہیں㉕ پھر وہ چپکے سے چلے گئے اپنے گھر والوں کے پاس

فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا

اور لے آئے ایک (بھنا ہوا) بچھڑا موٹا تازہ㉖ پھر قریب کیا اسے ان کے آگے، کہا! کیا نہیں تم کھاتے㉗ تب اُس نے (دل میں) محسوس کیا اُن سے خوف، انہوں نے کہا!

لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا

ڈریے نہیں اور انہوں نے بشارت دی انہیں، ایک لڑکے بڑے علم والے کی㉘ پھر آگے بڑھی اُن کی بیوی حیرت میں پھر ہاتھ مارا اپنے منہ پر

وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٠﴾

اور کہا! (میں) بوڑھی اور بانجھ (بچہ جنے گی)㉙ (مہمانوں نے) کہا! ایسا ہی ہوگا، فرمایا ہے تمہارے رب نے، بلاشبہ وہی ہے بڑی حکمت والا خوب جاننے والا㉚

⑦: یہاں راستوں سے مراد بظاہر وہ راستے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے، لیکن فرشتوں کی آمدورفت اُن راستوں سے ہوتی ہے۔

⑨: جو شخص حق کی طلب رکھتا ہو، اس کے لئے آخرت کو ماننا ہرگز مشکل نہیں ہے، لیکن اس حقیقت سے وہی انکار کرتا ہے جو حق کی طلب رکھنے کے بجائے اُس سے برگشتہ ہو۔

⑫: یہ سوال حقیقت جاننے کے لئے نہیں، بلکہ اس کا مذاق اُڑانے کے لئے کرتے ہیں۔

⑭: کافر لوگوں کو جب آخرت کے عذاب سے ڈرایا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ وہ عذاب ابھی کیوں نہیں آجاتا۔

⑱: یعنی رات کا بڑا حصہ عبادت میں گذارنے کے بعد بھی وہ اپنے اس عمل پر مغرور نہیں ہوتے۔

⑲: سائل سے مراد تو وہ حاجت مند ہے جو زبان سے اپنی ضرورت کا اظہار کردے، اور محروم سے مراد وہ ہے جو حاجت مند ہونے کے باوجود کسی سے کچھ مانگتا نہیں۔ اس آیت میں ”حق“ کا لفظ استعمال کر کے بتادیا گیا ہے کہ انسان ان لوگوں پر زکواۃ وغیرہ کی شکل میں جو کچھ خرچ کرتا ہے، وہ کوئی اِحسان نہیں ہے، بلکہ یہ اُن کا حق ہے جو انہیں پہنچانا ہی چاہئے تھا۔ کیونکہ مال و دولت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اس کا یہ حکم ہے کہ اس میں حاجت مند لوگوں کا بھی حصہ ہے۔

(وقف لازم ۹)

㉒: آسمان سے یہاں مراد عالم بالا ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمہارے رزق کے فیصلے بھی آسمان میں ہوتے ہیں اور تم سے جنت اور دوزخ وغیرہ کا جو وعدہ کیا جا رہا ہے اس کا فیصلہ بھی آسمان ہی میں ہونا ہے۔

㉓: یعنی جس طرح یہ بات یقینی ہے کہ تم بول رہے ہو، اسی طرح آخرت کی جو بات کہی جارہی ہے وہ بھی اتنی ہی یقینی ہے، کیونکہ اس کائنات کے خالق نے بتلائی ہے۔

㉔: یہ مہمان درحقیقت فرشتے تھے جو ایک طرف تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دینے آئے تھے اور دوسری طرف حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ ان کا واقعہ تفصیل کے ساتھ سورۂ ہود (۱۱:۶۹ تا ۸۳) اور سورۂ حجر (۱۵:۵۱ تا ۷۷) میں گذر چکا ہے۔

㉘: فرشتے چونکہ کچھ کھاتے نہیں ہیں، اس لئے انہوں نے کھانے سے پرہیز کیا۔ حضرت ابراہیمؑ اس علاقے کی عادت کے مطابق یہ سمجھے کہ یہ کوئی دشمن ہیں۔ پھر جب انہوں نے بیٹے کی خوشخبری دی تو وہ سمجھ گئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، اس لئے آیت نمبر ۳۰ میں انہوں نے اسی حیثیت سے ان سے خطاب فرمایا۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ (٣١) قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ

(ابراہیمؑ نے) کہا! تو کیا ہے تمہارا مقصد اے بھیجے ہوئے (فرشتوں) (٣١) انہوں نے کہا! ہمیں بھیجا گیا ہے ایک قوم

مُّجْرِمِيْنَ (٣٢) لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ (٣٣) مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ (٣٤)

مجرم کی طرف (٣٢) تاکہ برسائیں ہم ان پر پتھر، (پکی ہوئی) مٹی کے (٣٣) جو نشان زدہ ہوں تیرے رب کی طرف سے، حد سے گزرنے والوں کے لئے (٣٤)

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (٣٥) فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ

سو نکال لیا ہم نے اُن کو جو تھے اس (بستی) میں مومن (٣٥) پھر نہ پایا ہم نے وہاں سوائے ایک گھر کے

مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ (٣٦) وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (٣٧)

کوئی مسلمان گھرانہ (٣٦) اور باقی رہنے دی وہاں ایک نشانی ،ان لوگوں کے لئے، جو ڈرتے ہیں دردناک عذاب سے (٣٧)

وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (٣٨) فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ

اور (عبرت) موسیٰؑ (کے قصہ) میں (نشانی) جب بھیجا تھا ہم نے اسے فرعون کی طرف ایک واضح دلیل کے ساتھ (٣٨) تو اُس نے روگردانی کی بسبب اپنی قوت کے اور کہا! (موسیٰؑ) ساحر ہے

اَوْ مَجْنُوْنٌ (٣٩) فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ (٤٠) وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا

یا مجنون (٣٩) پھر ہم نے پکڑا اس کو اور اس کے لشکروں کو، پھر پھینک دیا ہم نے ان سب کو سمندر میں، (اس طرح کہ) وہ قابل ملامت تھا (٤٠) اور (عبرت ہے) عاد (کے قصہ) میں، جب ہم نے بھیجی

عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ (٤١) مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ (٤٢)

ان پر بانجھ (برباد کرنے والی) ہوا (٤١) نہیں وہ چھوڑتی تھی کسی کو، کہ وہ آئی تھی اس پر، مگر کردیتی تھی اس کو بوسیدہ ہڈی کے مانند (٤٢)

وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ (٤٣) فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ

اور (عبرت ہے) ثمود (کے قصہ) میں، جب کہا گیا تھا ان سے، کہ فائدہ اٹھاؤ تم، ایک خاص وقت (تین دن) تک (٤٣) پھر انہوں نے سرکشی کی اپنے رب کے حکم سے، تو پکڑ لیا ان کو

الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ (٤٤) فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ (٤٥)

کڑک نے، اس حال میں کہ وہ دیکھ رہے تھے (٤٤) پھر نہ انہوں نے استطاعت رکھی کھڑے ہونے کی اور نہ وہ تھے بدلہ لینے والے ہی (٤٥)

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (٤٦) وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا

اور (عبرت ہے) قوم نوحؑ (کے قصہ) میں جو اُن سے پہلے گزر چکی ہے، بلاشبہ وہ تھے ہی لوگ نافرمان (٤٦) اور آسمان کو ہم نے بنایا اپنی قدرت (قوت) سے اور بلاشبہ ہم

لَمُوْسِعُوْنَ (٤٧) وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ (٤٨) وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا

اس سے بھی زیادہ وسعت رکھتے ہیں (٤٧) اور زمین کو بچھایا ہم نے، پس کیا ہی اچھا بچھانے والے ہیں ہم (٤٨) اور ہر چیز کو ہم نے پیدا کیا

زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (٤٩) فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (٥٠)

جوڑے جوڑے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (٤٩) پس دوڑو اللہ کی طرف، یقینا میں تمہیں اس سے ڈرانے والا ہوں واضح طور پر (٥٠)

(٣٦): اس سے مراد خود حضرت لوطؑ کا گھرانہ ہے۔

(٤١): یعنی وہ عذاب کی آندھی تھی، اس لئے ہواؤں میں عام طور سے جو فائدے ہوا کرتے ہیں وہ اُس میں نہیں تھے۔ قومِ عاد کا تعارف سورۂ اعراف (٦٥:٧) میں اور قوم ثمود کا تعارف سورۂ اعراف (٧٣:٧) میں گذر چکا ہے۔

(٤٦): ان کا تفصیلی واقعہ سورہ ہود (٢٥:١١ تا ٤٨) میں گذر چکا ہے۔

(٤٧): اس کا مطلب کچھ مفسرین نے یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسا کر لوگوں کے رزق میں وسعت پیدا فرماتے ہیں۔ کچھ مفسرین نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ: ''ہماری قدرت بہت وسیع ہے''۔ لیکن اس کے یہ معنٰی بھی ممکن ہیں کہ ہم خود آسمان میں وسعت پیدا کرنے والے ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

(٤٩): قرآن کریم نے یہ حقیقت کئی جگہ بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں (نر اور مادہ جیسے) جوڑے پیدا فرمائے ہیں۔ یہ بات پہلے سائنس کو دریافت نہیں ہوئی تھی، لیکن اب سائنس نے بھی اس قرآنی حقیقت کا اعتراف کر لیا ہے۔

(٥٠): یعنی اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے دین پر ایمان لانے اور اسکے تقاضوں پر عمل کرنے میں جلدی کرو۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (۵۱) كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِیْنَ

اور نہ بناؤ تم اللہ کے ساتھ معبود دوسرا، بلاشبہ میں تم کو اس سے ڈرانے والا ہوں واضح طور پر (۵۱) اسی طرح نہیں آیا تھا ان لوگوں کے پاس بھی، جو

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ (۵۲) اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ (۵۳)

ان سے پہلے تھے کوئی رسول، مگر انہوں نے کہا، (یہ) ساحر یا مجنون (۵۲) کیا وہ ایک دوسرے کو وصیت کرتے آئے ہیں اس بات کی، (نہیں) بلکہ یہ سب سرکش لوگ ہیں (۵۳)

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ (۵۴) وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ (۵۵) وَمَا

سو آپ منہ پھیر لیں ان سے کہ نہیں ہیں آپ قابل ملامت (۵۴) اور نصیحت کرتے رہئے پس بلاشبہ نصیحت فائدہ پہنچاتی ہے مومنوں کو (۵۵) اور نہیں

خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (۵۶) مَاۤ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ

میں نے پیدا کئے جن اور انس (انسان) کو، مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں (۵۶) نہیں میں چاہتا ان سے کوئی رزق اور نہیں میں چاہتا یہ، کہ

یُّطْعِمُوْنِ (۵۷) اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ (۵۸) فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ

وہ مجھے کھلائیں (۵۷) بلاشبہ اللہ ہی ہے رازق مضبوط قوت والا (۵۸) پس بیشک ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم کیا، ویسا ہی حصہ (عذاب) تیار ہے، جیسا

ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا یَسْتَعْجِلُوْنِ (۵۹) فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ یَّوْمِهِمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ (۶۰) ع ۳ ۱۴ ۲

حصہ (عذاب) ان کے ساتھیوں کو مل چکا ہے، لہٰذا وہ نہ جلدی طلب کریں مجھ سے (عذاب) (۵۹) پس ہلاکت ہے اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے کفر کیا، ان کے اس دن (کے آنے) سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (۶۰)

اٰیَاتُهَا ۴۹ — (۵۲) سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّیَّةٌ (۷۶) — رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالطُّوْرِ (۱) وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ (۲) فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ (۳) وَّالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ (۴) وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ (۵)

قسم ہے طور کی (۱) اور قسم ہے کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے (۲) کھلے اوراق ہیں (۳) اور قسم ہے بیت المعمور (آباد گھر) کی (۴) اور قسم ہے (ایسی) چھت کی (جو) بلند ہو (۵)

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ (۶) اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ (۷) مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ (۸) یَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ

اور قسم ہے سمندر بھڑکائے ہوئے کی (۶) بیشک عذاب آپ کے رب کا ضرور واقع ہونے والا ہے (۷) نہیں ہے اسے کوئی دفع کرنے والا (۸) (یہ ہوگا) اس دن جب تیزی سے حرکت کرے گا آسمان،

مَوْرًا (۹) وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا (۱۰) فَوَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ (۱۱) الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ خَوْضٍ

بڑی شدت سے (۹) اور چلیں گے پہاڑ ایک خاص انداز سے (۱۰) پس ہلاکت ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے (۱۱) وہ لوگ جو فضول بحثوں میں پڑے

یَّلْعَبُوْنَ (۱۲) یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا (۱۳) هٰذِهِ النَّارُ الَّتِیْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (۱۴)

کھیل رہے ہیں (۱۲) جس دن ڈھکیلا جائے گا انہیں جہنم کی آگ کی طرف دھکے مار کر (۱۳) (کہا جائے گا) یہی ہے وہ آگ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے (۱۴)

تفسیر سورہ الطور

(۷): پچھلی سورت کے شروع میں قسموں پر جو حاشیہ ہے اُس کو یہاں بھی ملاحظہ فرما لیا جائے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم کھائی ہے۔ پہلے کوہِ طور کی جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں تورات عطا فرمائی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آخرت میں نافرمانوں کو عذاب ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے، بلکہ کوہِ طور پر جو کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھی، وہ بھی اس بات کی گواہ ہے۔ دوسری قسم ایک کتاب کی کھائی ہے جو ایک صحیفے میں لکھی ہوئی ہے اس سے مراد بعض مفسرین کے نزدیک تورات ہے، اس صورت میں اس قسم کا بھی آخرت کے عذاب سے وہی تعلق ہے جو کوہِ طور کا فرض کیا گیا۔ البتہ بعض مفسرین نے اس سے مراد نامۂ اعمال لیا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ انسانوں کا جو نامۂ اعمال ہر آن لکھا جا رہا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ کسی وقت حساب و کتاب ہوگا، اور نافرمانوں کو ان کے اعمال کی سزا ملے گی۔

تیسری قسم بیتِ معمور کی کھائی گئی ہے۔ یہ عالم بالا میں ایک ایسا ہی گھر ہے جیسا دنیا میں بیت اللہ ہے۔ عالم بالا کا یہ گھر فرشتوں کی عبادت گاہ ہے۔ اس کی قسم کھا کر اشارہ فرمایا گیا ہے کہ فرشتے اگرچہ انسانوں کی طرح مکلف نہیں، لیکن وہ پھر بھی عبادت میں لگے ہوئے ہیں۔ انسان تو مکلف اسی لئے بنایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اگر نہیں کرے تو سزا کے لائق ہوگا۔

چوتھی قسم اونچی چھت یعنی آسمان کی اور پانچویں قسم بھرے ہوئے سمندر کی کھائی گئی ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر جزا و سزا نہ ہو تو اس کائنات کا جس کے اوپر آسمان اور نیچے سمندر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں، پیدا کرنے کا کوئی مقصد نہیں رہتا، نیز یہ کہ جو ذات اتنی عظیم چیزیں پیدا کرنے پر قادر ہے وہ یقیناً انسانوں کو دوسری زندگی دینے پر بھی قادر ہے۔

اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ (۱۵) اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ

کیا پھر جادو ہے یہ؟ یا تم نہیں دیکھتے (۱۵) تم داخل ہو جاؤ اس میں، اب تم صبر کرو یا نہ صبر کرو برابر ہے،

عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۱۶) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ (۱۷)

تم پر بس جزادئے جاؤ گے اس کی جو تم تھے عمل کرتے (۱۶) بلاشبہ متقی لوگ ہوں گے باغات اور نعمتوں میں (۱۷)

فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (۱۸) كُلُوْا وَاشْرَبُوْا

لطف لے رہے ہوں گے اُن چیزوں سے جو دے گا اُن کو ان کا رب اور انہیں بچالیا، ان کے رب نے عذاب جہنم سے (۱۸) (کہاجائے گا) کھاؤ اور پیو

هَنِيْٓئًۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۱۹) مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ

مزے سے، بدلہ میں ان اعمال کے جو تم کرتے تھے (۱۹) وہ تکیہ لگائے، بیٹھے ہوں گے ایسے تختوں پر جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے (قطار میں) ہوں گے اور ہم نکاح کردیں گے

بِحُوْرٍ عِيْنٍ (۲۰) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ

خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے (۲۰) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُن کی پیروی کی، ان کی اولاد نے، ایمان کے ساتھ، تو ہم ملادیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو (جنت میں) اور نہیں

اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِۍٍٔ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (۲۱) وَاَمْدَدْنٰهُمْ

ہم کم کریں گے ان کے لئے ان کے عمل سے کچھ بھی، ہر شخص اپنے کمائے ہوئے اعمال کے بدلہ میں رہن ہے (۲۱) اور ہم خوب دیں گے ان کو

بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ (۲۲) يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ (۲۳)

لذیذ میوے اور گوشت، ہر قسم کے جو وہ چاہیں گے (۲۲) ایک دوسرے سے لے رہے ہوں گے وہاں ایسے جام شراب جس میں نہ بیہودگی ہوگی اور نہ گناہ کے کام (۲۳)

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ (۲۴) وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

اور پھر رہے ہوں گے ان پر نوعمر لڑکے ان (کی خدمت) کے لئے، گویا کہ وہ چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہیں (۲۴) اور متوجہ ہوں گے بعض ان کے بعض پر،

يَّتَسَآءَلُوْنَ (۲۵) قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ (۲۶) فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا

ایک دوسرے سے (حال) پوچھتے ہوئے (۲۵) وہ کہیں گے! بلاشبہ ہم ایسے لوگ تھے، اس سے پہلے اپنے اہل وعیال میں ڈرتے ہوئے (اللہ سے) (۲۶) پھر اللہ نے احسان کیا ہم پر

وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (۲۷) اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ (۲۸) ع ۱/۲۸ ۳

اور اس نے بچایا ہمیں لُو (یعنی گرم ہوا) کے عذاب سے (۲۷) بلاشبہ ہم تھے پہلے ہی اسی اللہ کو پکارنے والے، بیشک وہی ہے خوب احسان کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا (۲۸)

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ (۲۹) اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ

پس آپ نصیحت کریں، سو نہیں ہیں آپ اپنے رب کے فضل سے کاہن اور نہ مجنوں (۲۹) کیا وہ کہتے ہیں؟ کہ وہ شخص شاعر ہے،

نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ (۳۰) قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ (۳۱)

ہم انتظار کررہے ہیں اس کے حق میں حوادث زمانہ (موت) کا (۳۰) آپ کہہ دیجئے! تم انتظار کرو، بلاشبہ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں (۳۱)

(۲۱): یعنی نیک لوگوں کی اولاد اگر مؤمن ہو تو اگرچہ وہ اپنے اعمال کے لحاظ سے جنت میں اس اونچے درجے کی مستحق نہ ہو جو اس کے والد کو ملا ہے لیکن اللہ تعالیٰ والد کو خوش کرنے کے لئے اولاد کو بھی وہی درجہ دے دیں گے اور والد کے درجے میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(۲۱): ''رہن'' اس سامان کو کہتے ہیں جو کسی اُدھار دینے والے نے اپنے اُدھار کی ادائیگی کی ضمانت کے طور پر مقروض سے لے کر اپنے پاس رکھ لیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو جو صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں وہ انسان کے پاس اُدھار ہیں۔ یہ اُدھار اسی صورت میں اُتر سکتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان صلاحیتوں کو استعمال کرے جس کا مظاہرہ دنیا میں ایمان لانے اور نیک عمل کرنے سے ہوتا ہے۔ اس اُدھار کے لئے ہر انسان کی جان اس طرح رہن رکھی ہوئی ہے کہ اگر وہ ایمان اور نیک عمل کے ذریعے اپنا اُدھار اُتار دے گا تو آخرت میں اُس کی جان کو آزادی حاصل ہوگی اور وہ جنت میں اطمینان سے خوش حالی کے ساتھ رہے گا اور اگر اس نے یہ قرض نہ اُتارا تو پھر اُس کو دوزخ میں قید رہنا ہوگا۔ اس فقرے کو یہاں لانے کا مطلب یہ ہے کہ جن ایمان والوں کے متعلق اس آیت میں کہا گیا ہے کہ انہیں ثواب ملے گا، اور ان کی مؤمن اولاد بھی ان کے ساتھ ہوگی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کر کے اپنا اُدھار اُتار دیا اور اپنی جان کو آزاد کرالیا ہے لیکن اگر کسی کی اولاد مؤمن ہی نہ ہو تو اُسے اپنے ماں باپ کا ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا، کیونکہ اس نے وہ مطالبہ پورا نہیں کیا جس کے لئے اس کی جان رہن رکھی ہوئی تھی۔ اس لئے اُسے دوزخ میں جا کر قید رہنا ہوگا۔ نیز اس فقرے کا یہاں ایک اور مطلب بھی ہوسکتا ہے اور وہ یہ کہ باپ کی نیکی کی وجہ سے اُس کی مؤمن اولاد کا درجہ تو بڑھادیا جائے گا لیکن اولاد کی بدعملی کی کوئی سزا باپ کو نہیں ملے گی، کیونکہ ہر شخص کی جان خود اپنی کمائی کے لئے رہن ہے دوسرے کی کمائی کے لئے نہیں۔

(۳۱): عربی لغت کے اعتبار سے اس جملے کا یہ ترجمہ بھی ہوسکتا ہے کہ: ''یہ صاحب شاعر ہیں جن کے بارے میں ہم موت کے حادثے کا انتظار کررہے ہیں۔'' علامہ سیوطیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ قریش کے کچھ لیڈروں نے رسول کریم ﷺ کے بارے میں یہ کہا تھا کہ یہ تو ایک شاعر ہیں اور جس طرح دوسرے شاعر ہلاک ہوگئے اور ان کی شاعری بھی انہیں کے ساتھ دفن ہوگئی اسی طرح یہ بھی انتقال کرجائیں گے تو پھر ان کی باتیں انہیں کے ساتھ ختم ہوجائیں گی۔ اس کا جواب اس آیت میں دیا گیا ہے۔

أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَآ ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿۳۲﴾ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُۥ ۚ بَل
کیا حکم دیتی ہیں ان کو ان کی عقلیں؟ ایسی ہی باتوں کا، یا وہ لوگ ہیں ہی سرکش (۳۲) کیا وہ کہتے ہیں! کہ اس (قرآن) کو خود ہی گڑھا ہے، بلکہ

لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِۦٓ إِن كَانُوا صَٰدِقِينَ ﴿۳۴﴾ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ
نہیں وہ ایمان لائے (۳۳) پس چاہیے کہ وہ لے آئے ایک بات (کلام) مثل اس (قرآن) کے اگر وہ ہیں سچے (۳۴) کیا وہ پیدا کئے گئے ہیں بغیر

شَيْءٍ أَمْ هُمُ ٱلْخَٰلِقُونَ ﴿۳۵﴾ أَمْ خَلَقُوا ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿۳۶﴾
کسی خالق کے یا وہی (خود اپنے) خالق ہیں؟ (۳۵) کیا انہوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟ بلکہ نہیں وہ یقین رکھتے (۳۶)

أَمْ عِندَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ ٱلْمُصَيْطِرُونَ ﴿۳۷﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ
کیا ان کے پاس خزانے ہیں آپ کے رب کے یا وہ ان کے حاکم ہیں؟ (۳۷) کیا ان کے پاس ہے کوئی سیڑھی کہ وہ سن لیتے ہیں

فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾ أَمْ لَهُ ٱلْبَنَٰتُ وَلَكُمُ ٱلْبَنُونَ ﴿۳۹﴾
اس پر چڑھ کر (عالم بالا کی)؟ پھر چاہیے کہ لے آئے ان کا سننے والا کوئی کھلی دلیل (۳۸) کیا اس (اللہ) کے لئے بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے؟ (۳۹)

أَمْ تَسْـَٔلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿۴۰﴾ أَمْ عِندَهُمُ ٱلْغَيْبُ فَهُمْ
کیا آپ مانگتے ہیں ان سے کوئی معاوضہ جس کی وجہ سے وہ اس کے تاوان سے بوجھل ہیں؟ (۴۰) کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جسے وہ

يَكْتُبُونَ ﴿۴۱﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَٱلَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ ٱلْمَكِيدُونَ ﴿۴۲﴾ أَمْ لَهُمْ
لکھ رہے ہیں؟ (۴۱) کیا وہ ارادہ کرتے ہیں کسی چال کا؟ پس وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہی ہیں اپنے فریب میں گرفتار (۴۲) کیا ان کے لئے

إِلَٰهٌ غَيْرُ ٱللَّهِ ۚ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۳﴾ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ سَاقِطًا
کوئی اور معبود ہے اللہ کے سوا؟ پاک ہے اللہ اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں (۴۳) اور اگر وہ دیکھ لیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا،

يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَٰقُوا يَوْمَهُمُ ٱلَّذِى فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿۴۵﴾
تو وہ کہیں گے، بادل ہیں تہہ بہ تہہ (جو امڈے آرہے ہیں) (۴۴) سو آپ انہیں چھوڑ دیجئے! یہاں تک کہ وہ ملیں اپنے اس دن سے، کہ جس میں وہ مار گرائے جائیں گے (۴۵)

يَوْمَ لَا يُغْنِى عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۴۶﴾ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا
اس دن نہیں فائدہ دیں گی انہیں، ان کی چالیں کچھ بھی اور نہ وہ مدد ہی کئے جائیں گے (۴۶) اور بلاشبہ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کیا،

عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۷﴾ وَٱصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ
ایک عذاب ہے (دنیا میں) اس (عذاب آخرت) کے علاوہ اور لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے (۴۷) اور (اے نبیؐ) صبر کیجئے! اپنے رب کا حکم آنے تک، پس بلاشبہ آپ

بِأَعْيُنِنَا ۖ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ ٱلَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَٰرَ ٱلنُّجُومِ ﴿۴۹﴾ ع ۲ ۲۱ ۴
ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور تسبیح کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ، جس وقت آپ کھڑے ہوں (نماز میں) (۴۸) اور رات کو بھی، پھر اس کی تسبیح کیجئے اور اس وقت بھی جب پلٹتے ہیں ستارے (۴۹)

(۳۴): یہ چیلنج قرآن کریم، نے کئی مقامات پر دیا ہے کہ اگر تم قرآن کریم کو گھڑا ہوا کلام کہتے ہو تو تم لوگوں میں بڑے بڑے ادیب، شاعر اور فصیح و بلیغ لوگ موجود ہیں، وہ سب مل کر قرآن کریم جیسا کلام بنا کر لے آئیں۔ (دیکھئے سورۂ بقرہ ۲: ۲۳، سورۂ یونس ۱۰: ۳۸، سورۂ ہود ۱۱: ۱۳ اور سورۂ بنی اسرائیل ۱۷: ۸۸) لیکن اس کھلے چیلنج کو قبول کرنے کے لئے ان میں سے کوئی آگے نہیں بڑھا۔

(۳۷): مکہ مکرمہ کے کافر لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو پیغمبر بھیجنا ہی تھا تو مکہ مکرمہ یا طائف کے کسی بڑے سردار کو پیغمبر کیوں نہیں بنایا گیا؟ (دیکھئے سورۂ زُخرف ۴۳: ۳۱) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے، جن میں کسی کو پیغمبر بنانے کا اختیار بھی شامل ہے، اُن کی خواہشات کے تابع ہیں کہ وہ جسے چاہیں اُسے پیغمبر بنا دیا جائے؟

(۳۸): مشرکین مکہ بہت سے ایسے عقیدے رکھتے تھے جن کا تعلق عالم بالا سے تھا، مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مدد کے لئے چھوٹے بہت سے خداؤں کو اختیار دے رکھا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا، نیز یہ کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں جیسا کہ اگلی آیت میں اُن کے اسی عقیدے کا حوالہ دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عالم بالا کی یہ باتیں آخر کہاں سے تمہیں معلوم ہوئی ہیں؟ کیا تمہارے پاس کوئی ایسی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر تم وہاں کی یہ معلومات حاصل کرتے ہو؟

(۴۴): مشرکینِ مکہ نبی کریم ﷺ سے نت نئے معجزات دکھانے کا مطالبہ کرتے رہتے تھے، مثلاً یہ کہ آسمان سے کوئی ٹکڑا ہمیں توڑ کر دکھائیے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان سارے مطالبات کا مقصد حق کی طلب نہیں ہے، بلکہ محض ضد اور عناد ہے اور اگر ان کو ایسا کوئی معجزہ دکھا بھی دیا جائے تو یہ پھر بھی نہیں مانیں گے اور یہ کہہ دیں گے کہ یہ آسمان کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ کوئی گہرا بادل ہے۔

(۴۷): یعنی آخرت میں دوزخ کا جو عذاب ہونے والا ہے، اُس سے پہلے دنیا میں بھی ان کافروں کو سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ ان میں سے بہت سے جنگِ بدر وغیرہ میں مارے گئے اور آخر کار جزیرۂ عرب میں ان کے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں رہی۔

(۴۸): یہ بڑی پیار بھری تسلی ہے جو رسول کریم ﷺ کو دی جا رہی ہے کہ آپ اپنے کام میں لگے رہئے، ہم ہر آن آپ کی نگرانی اور حفاظت کر رہے ہیں۔
اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جب آپ تہجد کے لئے اُٹھیں، اُس وقت تسبیح فرمائیں اور یہ بھی کہ جب آپ اپنی کسی مجلس سے اُٹھیں تو تسبیح پر اُس کا اختتام ہونا چاہئے، چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ کسی مجلس کے آخر میں اگر "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ" پڑھ لیا جائے تو یہ اُس مجلس کا کفارہ ہوجاتا ہے (ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۲۱۶) اگر اُس مجلس میں دینی اعتبار سے کوئی بھول چوک یا غلطی ہوگئی ہو تو اُس کی تلافی ہوجاتی ہے۔

(۴۹): اس سے مراد سحری کا وقت یا فجر کا وقت ہے جب ستارے غائب ہونے لگتے ہیں۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ (۵۳) (۲۳)
اٰيَاتُهَا ۶۲ رُكُوْعَاتُهَا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝۲ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳

قسم ہے ستارے کی جب وہ گرتا (یعنی غروب ہوتا) ہے۝۱ نہیں بھٹکا ہے تمہارا ساتھی اور نہ بہکا۝۲ اور نہیں وہ بولتا (اپنی) خواہش (نفس) سے۝۳

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝۵ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۝۶

نہیں ہے وہ (کلام) مگر ایک وحی، کہ بھیجی جاتی ہے (اس کی طرف)۝۴ اس کو سکھایا ہے شدید قوت والے (جبرئیلؑ) نے۝۵ جو نہایت طاقت والا، پھر سیدھا کھڑا ہوگیا (اپنی اصلی صورت میں)۝۶

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝۷ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝۸ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝۹ فَاَوْحٰۤى

اور وہ (آسمان کے) بالائی افق (کنارے) پر تھا۝۷ پھر وہ قریب ہوا اور اتر آیا (آگے بڑھ کر)۝۸ تو وہ ہوگیا بقدر دو کمانوں کے، یا اس سے بھی قریب۝۹ پھر اس نے وحی پہنچائی

اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝۱۰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝۱۱ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝۱۲

اس اللہ کے بندے کی طرف، جو وحی پہنچانی تھی۝۱۰ نہیں جھوٹ بولا (رسولؐ کے) دل نے جو کچھ اس نے دیکھا۝۱۱ کیا پھر تم اس سے جھگڑتے ہو اس پر جو اس نے دیکھا؟۝۱۲

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝۱۳ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝۱۴ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝۱۵ اِذْ يَغْشَى

اور یقیناً اس (رسولؐ) نے دیکھا اس (جبرئیلؑ) کو ایک بار اور بھی۝۱۳ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۝۱۴ اس کے پاس ہی ہے "جنت الماویٰ"۝۱۵ جب ڈھانپ رہا تھا،

السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝۱۶ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝۱۷ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝۱۸

سدرہ کو، جو کچھ ڈھانپ رہا تھا۝۱۶ نہیں بہکی نگاہ اور نہ حد سے بڑھی۝۱۷ یقینا اس (رسولؐ) نے دیکھیں، بعض نشانیاں اپنے رب کی بڑی بڑی۝۱۸

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝۱۹ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝۲۰ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝۲۱

کیا تم نے دیکھا ہے! لات اور عزّیٰ کو؟۝۱۹ اور منات! تیسرے کی جو گھٹیا ہے۝۲۰ کیا تمہارے لئے تو ہیں بیٹے اور اس (اللہ) کے لئے ہیں بیٹیاں۝۲۱

تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝۲۲ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ

یہ تو اس وقت تقسیم ہے غیر منصفانہ۝۲۲ نہیں ہیں یہ مگر چند نام جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے، نہیں

اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ

نازل فرمائی ہے اللہ نے، ان کے بارے میں کوئی دلیل، نہیں وہ لوگ پیروی کرتے مگر گمان کی اور اس چیز کی جو چاہتے ہیں ان کے نفس (یعنی خواہشات نفس) کی اور یقیناً

جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۝۲۳ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝۲۴ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ۝۲۵ ع ۲۵/۵

آچکی ہے ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت۝۲۳ کیا یہ انسان کا حق ہے، کہ اسے مل جائے ہر وہ چیز جس کی وہ تمنا کرے؟۝۲۴ تو پھر اللہ ہی کے لئے ہے (یعنی مالک) آخرت کا بھی اور پہلے (یعنی دنیا) کا بھی۝۲۵

تفسیر سورۃ النجم

یہ سورت مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے "نجم" عربی میں ستارے کو کہتے ہیں اور چونکہ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں ستارے کی قسم کھائی گئی ہے اس لئے اس سورت کا نام سورۂ نجم ہے۔

(۱): ستارے کے گرنے سے مراد اُس کا غائب ہونا ہے۔ اگلی آیت میں فرمایا گیا ہے کہ وہ نہ راستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں۔

(۶): اس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی لے کر تشریف لاتے تھے۔ آیت نے بتا دیا کہ وحی لانے والا فرشتہ اتنا طاقت ور ہے کہ کوئی دوسرا اُسے اپنے مشن سے نہیں ہٹا سکتا۔

(۷): کافروں کا ایک اِعراض یہ بھی تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو فرشتہ وحی لاتا ہے، وہ انسان ہی کی شکل میں آتا ہے، اس لئے آپ کو یہ کیسے پتہ چلا کہ وہ فرشتہ ہی ہے؟ ان آیتوں میں اُس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اُس فرشتے کو کم از کم دو مرتبہ اپنی اصل صورت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ہے۔

(۹): یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے جب دو آدمی آپس میں دوستی کا عہد کرتے تھے تو اپنی کمانیں ایک دوسرے سے ملا لیتے تھے۔ اس وجہ سے زیادہ قرب بیان کرنا ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آگئے۔

(۱۱): یعنی ایسا نہیں ہوا کہ آنکھ نے جو کچھ دیکھا ہو، دل نے اُس کے سمجھنے میں غلطی کردی ہو۔

(۱۵): یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھنے کا دوسرا واقعہ ہے جو معراج کے سفر میں پیش آیا۔

(۱۶): یہ آیت بھی ایک عربی محاورے کے مطابق ہے جس کا ٹھیک ترجمہ اُس کے صحیح تأثر کے ساتھ بہت مشکل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں اُس بیر کے درخت پر چھائی ہوئی تھیں وہ بیان سے باہر ہیں۔

(۲۰): لات، عزیٰ اور منات تینوں بتوں کے نام ہیں جو عرب کے مختلف قبائل نے مختلف جگہوں پر بنا رکھے تھے، اور اُن کو خدا مان کر اُن کی عبادت کی جاتی تھی، قرآن کریم فرماتا ہے کہ اُن کی حقیقت بے جان پتھروں کے سوا کیا ہے؟ پھر اُن کو خدا ماننا کتنی بڑی جہالت کی بات ہے۔

(۲۱): مشرکینِ مکہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ یہ اُن کے اس عقیدے کی طرف اشارہ ہے کہ تم خود تو بیٹیوں کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹیاں منسوب کر رکھی ہیں۔

(۲۴): یہ مشرک لوگ اپنے من گھڑت خداؤں کے بارے میں یہ کہا کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ہماری سفارش کریں گے۔ (دیکھئے سورۂ یونس ۱۰:۱۸) یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ تمہاری تمنا ضرور ہوگی، لیکن انسان کو ہر وہ چیز نہیں ملا کرتی جس کی وہ تمنا کرے۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ

اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں، نہیں کام آسکتی جن کی شفاعت کچھ بھی، مگر اس کے بعد کہ اجازت دے اللہ (شفاعت کی)

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ

جسے چاہے اور (جن کے لئے) پسند کرے﴿۲۶﴾ بلاشبہ جو لوگ نہیں ایمان رکھتے آخرت پر، وہ رکھتے ہیں نام فرشتوں کے،

تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ

عورتوں کی طرح (یعنی زنانے)﴿۲۷﴾ حالانکہ نہیں ہے ان کو اس کا کوئی علم وہ نہیں اتباع کرتے مگر گمان کی اور بلاشبہ گمان

لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ

کام نہیں دے سکتا حق کی جگہ کچھ بھی﴿۲۸﴾ سو (اے نبیؐ) آپ اعراض کریں اس شخص سے جو رُوگردانی کرے ہمارے ذکر سے اور نہیں اس نے ارادہ کیا

اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

مگر دنیاوی زندگی کا﴿۲۹﴾ یہی ہے انتہا ان لوگوں کے علم کی، بیشک آپ کا رب ہی ہے جو خوب جانتا ہے اس شخص کو جو بھٹک گیا

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ

اس کے راستے سے اور وہی خوب جانتا ہے اس شخص کو جس نے ہدایت پائی﴿۳۰﴾ اور اللہ ہی کے لئے ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے،

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ

تاکہ وہ سزا دے ان لوگوں کو جنہوں نے برائیاں کیں، بسبب ان کے اعمال کے اور وہ جزا دے ان لوگوں کو جنہوں نے اچھے کام کئے اچھا بدلہ﴿۳۱﴾ یہی وہ لوگ ہیں جو

يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ

بچتے ہیں بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے، سوائے صغیرہ گناہوں کے، بلاشبہ آپ کا رب بڑی وسیع مغفرت والا ہے،

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا

وہ خوب جانتا ہے تمہیں، جب اس نے پیدا کیا تمہیں زمین (مٹی) سے اور جب تم جنین (بچے) تھے پیٹوں میں، اپنی ماؤں کے، لہٰذا نہ

تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا

تم پاکیزگی بیان کرو اپنے آپ کی، وہ خوب جانتا ہے اس کو جس نے پرہیزگاری کی﴿۳۲﴾ کیا پھر آپ نے دیکھا اس کو جس نے رُوگردانی کی﴿۳۳﴾ اور دیا اس نے تھوڑا سا

وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾

اور پھر (دینا) بند کر دیا﴿۳۴﴾ کیا اُس کے پاس علم غیب ہے، کہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے﴿۳۵﴾ کیا نہیں وہ خبر دیا گیا اس چیز کی جو صحیفوں میں ہے موسیٰؑ کے﴿۳۶﴾

وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾

اور ابراہیمؑ جس نے پورا کیا وفا (عہد کا حق)﴿۳۷﴾ یہ کہ نہیں بوجھ اٹھائے گی کوئی بوجھ اٹھانے والی، بوجھ کسی دوسرے کا﴿۳۸﴾ اور یہ کہ نہیں ہے کسی انسان کے لئے مگر وہی جو اُس نے کوشش کی﴿۳۹﴾

ع ۲/۶

﴿۲۶﴾: یعنی جب فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت اور مرضی کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکتے تو یہ من گھڑت خدا کیسے کسی کی سفارش کر سکتے ہیں؟

﴿۳۲﴾: قرآن کریم میں اصل لفظ "لَمَم" استعمال ہوا ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں "تھوڑا سا" چنانچہ عام طور سے مفسرین نے اسکا یہ مطلب لیا ہے کہ وہ چھوٹے گناہ جو کبھی کبھار سرزد ہو جائیں۔ اور "لَمَم" کے معنی قریب ہونے کے بھی ہوتے ہیں، اس لحاظ سے بعض مفسرین نے اس لفظ کی تشریح یہ کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی گناہ کے قریب چلا جائے، مگر اُس کا ارتکاب نہ کرے۔

● اس آیت میں اپنے آپ کو مقدس اور متقی سمجھنے اور اپنی تعریفیں کرتے رہنے سے منع کیا گیا ہے۔

﴿۳۴﴾: ان آیتوں کا پس منظر حافظ ابنِ جریرؒ وغیرہ نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک کافر شخص قرآن کریم کی کچھ آیتیں سن کر اِسلام لانے کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ اُس کے ایک دوست نے کہا کہ تم اپنے باپ دادا کے دین کو کیوں چھوڑ رہے ہو؟ اُس نے جواب دیا کہ میں آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ دوست نے کہا کہ اگر تم مجھے پیسے دو تو میں یہ ذمہ داری لیتا ہوں کہ اگر آخرت میں تمہیں عذاب ہونے لگا تو میں اپنے سر لے کر تمہیں، بچا لوں گا۔ چنانچہ اُس شخص نے کچھ پیسے دے دیئے۔ کچھ عرصے کے بعد اُس نے مزید پیسے مانگے تو اور دے دیئے، لیکن پھر دینا بند کر دیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک دستاویز لکھ کر دے دی۔ یہ آیات ان دونوں کی حماقت بتا رہی ہیں کہ اول تو جو شخص یہ کہہ رہا تھا کہ میں تمہیں آخرت کے عذاب سے بچا لوں گا، کیا اُس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ اس پر قادر ہو گا؟ دوسرے اللہ تعالیٰ یہ عام قاعدہ بیان فرما رہے ہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ بات آج پہلی بار نہیں کہی جا رہی، بلکہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ پر جو صحیفے نازل ہوئے تھے، اُن میں بھی لکھ دی گئی تھی۔

﴿۳۹﴾: یعنی انسان کو صرف اپنے عمل کے ثواب کا حق پہنچتا ہے، کسی اور کے عمل کا ثواب لینے کا حق نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اُس کو اُس کے اِستحقاق کے بغیر کسی اور کے عمل کا ثواب عطا فرما دیں تو یہ اُن کی رحمت ہے جس پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ کسی دوسرے شخص کو ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے اور متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے وہ ثواب مُردے کو پہنچاتے ہیں، کیونکہ عام طور سے کوئی شخص دوسرے کو اُسی وقت ایصالِ ثواب کرتا ہے جب اُس نے اُس کے ساتھ کوئی نیکی کی ہو یا اور نیک اعمال کئے ہوں۔

وَاَنَّ سَعۡیَهٗ سَوۡفَ یُرٰی (۴۰) ثُمَّ یُجۡزٰىهُ الۡجَزَآءَ الۡاَوۡفٰی (۴۱) وَاَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الۡمُنۡتَهٰی (۴۲)

اور بلاشبہ اس کی کوشش عنقریب دکھائی جائے گی (۴۰) پھر اسے بدلہ دیا جائے گا پورا پورا بدلہ (۴۱) اور بیشک آپ کے رب ہی کے پاس ہے پہنچنا (۴۲)

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضۡحَكَ وَاَبۡكٰی (۴۳) وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحۡیَا (۴۴) وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّكَرَ

اور بلاشبہ وہی ہنساتا ہے اوررلاتا ہے (۴۳) اور بلاشبہ وہی موت دیتا ہے اور زندہ کرتا ہے (۴۴) اور بلاشبہ اسی نے پیدا کیا جوڑا نر

وَالۡاُنۡثٰی (۴۵) مِنۡ نُّطۡفَةٍ اِذَا تُمۡنٰی (۴۶) وَاَنَّ عَلَیۡهِ النَّشۡاَةَ الۡاُخۡرٰی (۴۷) وَاَنَّهٗ هُوَ اَغۡنٰی

اور مادہ (۴۵) نطفے (بوند) سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے (۴۶) اور بیشک اُسی کے ذمہ ہے زندگی بخشنا دوسری بار بھی (۴۷) اور وہی غنی کرتا ہے

وَاَقۡنٰی (۴۸) وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعۡرٰی (۴۹) وَاَنَّهٗۤ اَهۡلَكَ عَادَاࣰ الۡاُوۡلٰی (۵۰) وَثَمُوۡدَاۡ فَمَاۤ اَبۡقٰی (۵۱)

وہی نپاتُلا دیتا ہے (۴۸) اور بلاشبہ وہی رب ہے شعریٰ (ستارہ) کا (۴۹) اور بلاشبہ اسی نے ہلاک کیا عاد اولیٰ کو (۵۰) اور ثمود کو، پھر نہ اس نے باقی چھوڑا (کسی کو) (۵۱)

وَقَوۡمَ نُوۡحٍ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا هُمۡ اَظۡلَمَ وَاَطۡغٰی (۵۲) وَالۡمُؤۡتَفِكَةَ اَهۡوٰی (۵۳)

اور (ہلاک کیا) قوم نوحؑ کو بھی، اس سے پہلے، بلاشبہ وہ وہی تھے سخت ظالم اور سرکش (۵۲) اور الٹ جانے والی بستی کو اس نے زمین پر دے مارا (۵۳)

فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰی (۵۴) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰی (۵۵) هٰذَا نَذِیۡرٌ مِّنَ النُّذُرِ الۡاُوۡلٰی (۵۶)

پھر اُس کو ڈھانپ لیا اس (تباہی) نے جس نے ڈھانپ لیا (۵۴) پھر کون سی اپنے رب کی نعمتوں میں تو شک کرے گا (۵۵) یہ (رسول تو) ڈرانے والا ہے، پہلے ڈرانے والوں کی طرح (۵۶)

اَزِفَتِ الۡاٰزِفَةُ (۵۷) لَیۡسَ لَهَا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ (۵۸) اَفَمِنۡ هٰذَا الۡحَدِیۡثِ تَعۡجَبُوۡنَ (۵۹)

قریب آگئی ہے قریب آنے والی (قیامت) (۵۷) نہیں ہے اسے اللہ کے سوا کوئی بھی، ظاہر کرنے والا (۵۸) کیا پھر اس بات سے تم تعجب کرتے ہو؟ (۵۹)

وَتَضۡحَكُوۡنَ وَلَا تَبۡكُوۡنَ (۶۰) وَاَنۡتُمۡ سٰمِدُوۡنَ (۶۱) فَاسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ وَاعۡبُدُوۡا (۶۲) السجدة

اور تم ہنستے ہو اور نہیں روتے؟ (۶۰) اور تم غفلت میں (ٹالتے) ہو (۶۱) پس سجدہ کرو اللہ کے لئے اور اسی کی عبادت کرو (۶۲)

ع ۲/۷/۶ السجدة

آیاتها ۵۵ — سُوۡرَةُ الۡقَمَرِ مَكِّيَّةٌ (۵۴) (۳۷) — رکوعاتها ۳

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ (۱) وَاِنۡ یَّرَوۡا اٰیَةً یُّعۡرِضُوۡا وَیَقُوۡلُوۡا

قریب آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند (۱) اور اگر وہ دیکھتے ہیں کوئی نشانی تو اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ،

سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ (۲) وَكَذَّبُوۡا وَاتَّبَعُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ وَكُلُّ اَمۡرٍ مُّسۡتَقِرٌّ (۳)

یہ تو جادو ہے جو پہلے سے چلا آرہا ہے (۲) اور انہوں نے جھٹلایا اور پیروی کی اپنے خواہشات کی اور ہر کام کے لئے (ایک وقت) مقرر ہے (۳)

(۴۶): نطفہ تو ایک ہی ہوتا ہے لیکن اُسی سے کبھی نر پیدا ہوتا ہے اور کبھی مادہ۔ جو اللہ تعالیٰ نطفے کی چھوٹی سی بوند میں نر اور مادہ پیدا کرنے کے لئے الگ الگ خصوصیات پیدا فرماتا ہے، کیا وہ اُسی نر اور مادہ کو موت کے بعد دوبارہ زندگی دینے پر قادر نہیں ہے؟

(۴۹): شعریٰ ایک ستارے کا نام ہے، جاہلیت میں عرب لوگ اُس کی عبادت کرتے تھے، کیونکہ سمجھتے تھے کہ وہ ہمیں کچھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ وہ ستارہ تو ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اُس کے پروردگار ہیں۔

(۵۳): اس سے مراد اُس قوم کی بستیاں ہیں جن کی طرف حضرت لوط علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا اور اُن کی بداعمالیوں کی وجہ سے اُن بستیوں کو اُلٹ دیا گیا تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سورۂ ہود (۱۱:۷۷ تا ۸۲)

(۵۵): یعنی اے انسان! اللہ تعالیٰ نے تجھے ان عذابوں سے بچا کر جن نعمتوں میں رکھا ہوا ہے، پھر تیری ہدایت کے لئے یہ قرآنِ کریم جن مختلف طریقوں سے تجھے متنبہ کر رہا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس محبت سے تجھے سمجھا کر تجھے عذاب سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں، ان عظیم نعمتوں میں سے کس کس نعمت میں شک کرے گا۔

تفسیر سورۃ القمر

(۱): حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ۔ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں قمر پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر رہا اور دوسرا نیچے آگیا (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) ان لوگوں سے جو اس وقت موجود تھے فرمایا دیکھو گواہ رہنا''۔ (بخاری)

بعض منکرین معجزات کو یہ واقعہ تسلیم کرنے میں بڑی تکلیف کا سامنا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں یہ واقعہ مستقبل میں پیش آنیوالا ہے اور قرآن کریم کی دیگر کئی آیات کی طرح ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے حالانکہ قرآن کریم کا سیاق پکار پکار کر اسے ماضی کا واقعہ بتلا رہا ہے۔

(۳): انبیاء اور ان کے معجزات سے انکار کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ شریعت کی پابندیوں سے آزاد چاہتے ہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝۴ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵

اور یقینا آچکی ہیں ان کے پاس خبریں، وہ جن میں ڈانٹ وعبرت ہے④ دانائی کی بات مکمل، پس نہیں فائدہ دیتی تنبیہات⑤

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝۶ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ

چنانچہ آپ رخ پھیر لیجئے اُن سے، جس دن پکارے گا ایک پکارنے والا ایک سخت ناگوار چیز کی طرف⑥ سہمی ہوئی ہوں گی اُن کی آنکھیں، وہ نکلیں گے

مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝۷ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ

قبروں سے، گویا کہ وہ ٹڈی دل ہوں گے منتشر⑦ وہ دوڑ رہے ہوں گے بلانے والے کی طرف، کہیں گے کافر

هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ

یہ دن ہے بڑا کٹھن⑧ جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم نوحؑ نے، سو جھٹلایا انہوں نے ہمارے بندے کو اور کہا یہ دیوانہ ہے

وَّازْدُجِرَ ۝۹ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝۱۰ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝۱۱

اور اسے جھڑک دیا گیا⑨ تب اس نے پکارا اپنے رب کو، بیشک میں مغلوب ہوں، سو اب تو انتقام لے⑩ سو ہم نے کھول دیئے دروازے آسمان کے موسلا دھار بارش کے لئے⑪

وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝۱۲ وَحَمَلْنٰهُ

اور ہم نے جاری کردیئے زمین سے چشمے تو مل گیا پانی (ہر طرف سے) ایک حکم پر جو مقدر کیا گیا تھا⑫ اور ہم نے سوار کیا اس (نوحؑ) کو

عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝۱۳ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝۱۴ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ

اس (کشتی) پر جو تختوں اور کیلوں والی تھی⑬ وہ چلتی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے، بدلہ لینے کے لئے اس شخص کے لئے جس کی ناقدری کی گئی تھی⑭ اور یقیناً ہم نے بنا دیا تھا اس (کشتی) کو

اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۵ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝۱۶ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

بطور نشانی، تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟⑮ تو کیسا تھا میرا عذاب اور میری تنبیہات؟⑯ اور یقینا ہم نے آسان کیا ہے قرآن کو نصیحت کیلئے!

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۷ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝۱۸ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟⑰ جھٹلایا تھا عاد نے سو (دیکھ لو) کیسا تھا میرا عذاب اور میری تنبیہات؟⑱ بلاشبہ ہم نے بھیجی اُن پر

رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝۱۹ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝۲۰

ہوا طوفانی، منحوس دن میں، جو نہ ختم ہونے والی تھی⑲ وہ اکھاڑ پھینکتی تھی لوگوں کو، اس طرح گویا کہ وہ تنے ہیں کھجور کے، جڑ سے اکھڑے ہوئے⑳

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝۲۱ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۲۲ ع ۱/۲ ۸

پھر کیسا تھا میرا عذاب اور میری تنبیہات㉑ اور بلاشبہ ہم نے آسان کیا ہے قرآن کو نصیحت کیلئے، تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟㉒

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝۲۳ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝۲۴

جھٹلایا ثمود نے ڈرانے والوں کو㉓ تو انہوں نے کہا! کیا ایک ایسے آدمی کی، جو ہم ہی میں سے ہے ایک (کیا) ہم اس کی پیروی کریں؟ بلاشبہ ہم تو تب گمراہی میں اور دیوانگی میں (ہوں گے)㉔

---

⑥: جنہوں نے ہدایت کی جانب توجہ ہی نہیں کرنی ہے تو آپ خود کو ان کے پیچھے ہلکان نہ کریں۔

⑩: یہ دعا آپ نے کئی صدیاں مسلسل تبلیغ کرنے کے بعد کی اور یہ معلوم ہونے کے بعد کہ اب مزید کوئی ایمان لانے والا نہیں فرمان الٰہی ہے۔: ''اور نوح کی جانب وحی کی گئی تمہاری قوم میں سے جو ایمان لا چکے بس لا چکے اب اور کوئی ایمان لانے والا نہیں'' (ھود:۳۶)

⑫: آسمان سے برسنے والا پانی اور زمین سے پھوٹنے والا پانی سب نے مل کر تباہی مچا دی۔

⑭: اتنے بڑے طوفان میں کسی کو یہ پتہ نہ تھا کہ کشتی کو کہاں لیکر جانا ہے چنانچہ یہ اللہ کے حکم سے اپنا رخ تبدیل کرتی اور آخر میں ایک چوٹی پر ٹک گئی۔

⑮: حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نوح کی کشتی کو (دنیا میں) باقی رکھا حتٰی کہ اس امت کے پہلے لوگوں نے اسے (جودی پہاڑ پر) دیکھ لیا''۔ (بخاری)

⑲: مثالیں اور واقعات عام فہم انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے اولین مخاطب عرب کے امی تھے لہٰذا منطق، فلسفہ اور عبارت کی پیچیدگی اس میں نہیں ملتی شعر نہ ہونے کے باوجود شعر سے زیادہ موزونیت اس میں پائی جاتی ہے۔ عرب اور غیر عرب با آسانی حفظ کر لیتے ہیں۔

یہ نحوست قوم عاد کے لئے تھی جبکہ یہی دن حضرت ہود اور ان کے ساتھیوں کے لئے مبارک تھا جب اللہ تعالیٰ نے انہیں مجرم قوم سے نجات دی۔ چنانچہ کوئی دن یا گھڑی فی نفسہ منحوس نہیں ہوتی۔

یہ عذاب ٹھنڈی آندھی کا تھا جو مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی۔ مضبوط قلعوں اور پناہ گاہوں میں گھس کر لوگوں کو اٹھا کر زمین پر پٹختی اور گردن توڑ کر رکھ دیتی۔

ءَ اُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا

کیا القا کی گئی ہے وحی اس پر، ہم سب کے درمیان میں سے، نہیں بلکہ وہ سخت جھوٹا، خود پسند (شیخی باز) ہے۞ عنقریب معلوم ہو جائے گا انہیں کل،

مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿٢٦﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾

کہ کون ہے سخت جھوٹا اور خود پسند (شیخی باز)۞ بلاشبہ ہم بھیجنے والے ہیں اونٹنی کو آزمائش کے لئے ان کی، سو آپ انتظار کریں ان کا اور صبر کریں۞

وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ

اور خبردیں انہیں کہ بیشک پانی کی تقسیم ہوگی ان کے (اور اونٹنی کے) درمیان، ہر ایک کو اپنی باری پر حاضر ہونا ہوگا۞ پھر انہوں نے پکارا اپنے ساتھی کو،

فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا

تو اس نے پکڑا پھر ٹانگیں کاٹ دیں۞ تو کیسا تھا میرا عذاب اور میری تنبیہات۞ بلاشبہ ہم نے بھیجی ان پر ایک کڑک، تو وہ ہوکر رہ گئے،

كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾ كَذَّبَتْ

جیسے باڑ لگانے والے کی روندی ہوئی گھاس (چورا)۞ اور بلاشبہ ہم نے آسان کیا ہے قرآن کو نصیحت کے لئے، تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟۞ جھٹلایا

قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾

قوم لوطؑ نے ڈرانے والوں (رسولوں) کو۞ بیشک ہم نے بھیجی ان پر پتھراؤ کرنے والی ہوا، سوائے آل لوطؑ کے، ہم نے نجات دی انہیں بوقت سحر (پچھلے پہر رات)۞

نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا

فضل کرتے ہوئے اپنے پاس سے، اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں اس کو جو شکر کرے۞ اور یقیناً ڈرایا تھا انہیں (لوطؑ نے) ہماری پکڑ سے،

فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا

تو انہوں نے شک کیا، تنبیہات میں۔۞ اور یقیناً انہوں نے پھسلایا (مطالبہ کیا) اس (لوطؑ) سے اس (لوطؑ) کے مہمانوں کو، تو ہم نے مٹا دیں ان کی آنکھیں، سو تم چکھو

عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ ۚ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ

میرا عذاب اور میری تنبیہات۞ اور یقیناً ہلاک کردیا ان کو صبح کے وقت، نہ ٹلنے والے عذاب نے۞ سو تم چکھو (مزہ) میرے عذاب کا

وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ ع وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ

ع ۲ ۱۸ ۹

اور میری تنبیہات کا۞ اور یقیناً ہم نے آسان کیا ہے قرآن کو نصیحت کے لئے تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۞ اور یقیناً آئے تھے آل فرعون کے پاس بھی

النُّذُرُ ﴿٤١﴾ ۚ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ

ڈرانے والے۞ انہوں نے جھٹلا دیا ہماری ساری نشانیوں کو، تو ہم نے پکڑا ان کو جیسے پکڑتا ہے کوئی زبردست قوت والا۞ کیا تمہارے کافر بہتر ہیں

مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ ۚ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿٤٤﴾

ان (کافروں) سے، یا تمہارے لئے کوئی نجات لکھی ہوئی ہے (سابقہ قدیم) صحیفوں میں۞ یا یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جماعت ہیں، خود اپنا بچاؤ کرنے والی۞

---

(۲۵): یعنی اصل تکلیف یہ تھی کہ ہمیں چھوڑ کر نبوت انہیں کیسے مل گئی۔ یہ تکبر قبول حق میں مانع ہوا۔

(۲۶): کل قیامت کا دن، عذاب کا دن یا بہت جلد۔
اشر۔ شیخی خورا، ڈینگیں مارنے والا۔ متکبر

یہ اونٹنی قوم کے مطالبہ پر بطور معجزہ لائی گئی۔ بہت بڑے ڈیل ڈول کی اونٹنی تھی لہٰذا اس کا کھانا پینا بھی عام جانوروں سے زیادہ تھا۔ چنانچہ وحی الٰہی کے مطابق اس اونٹنی کے پانی پینے کے لئے ایک دن اور دیگر تمام جانوروں کے لئے دوسرا دن مقرر کیا گیا۔

(۲۹): عقر، نحر، ذبح، قتل۔ اس کے علاوہ اس میں ٹانگیں کاٹنے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ غالباً اس بدبخت نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے گرا ڈالا ہوگا اور پھر قتل کر دیا ہوگا۔

(۳۲): ذیل میں قرآن کریم کے بعض خواص کا ذکر کیا جا رہا ہے۔
انتہائی جاذب اسلوب جس نے عرب ادباء اور شعرا کو عاجز کر کے رکھ دیا۔ قرآن میں مختلف اسلوب بیان کیا جاتا ہے مگر معنی ایک ہی رہتا ہے۔
عامۃ الناس کے لئے مشکل نہیں اور علماء کے لئے سادہ اور ہلکا نہیں۔ ہر ایک کے لئے یکساں مفید ہے۔ جیسے لوگوں کا کلام کسی خاص طبقہ فکر کے لئے مناسب ہوتا ہے جبکہ دوسرے طبقہ کے لئے غیر مناسب۔
عقل اور جذبات کو یکساں اپیل کرتا ہے، لوگوں کو کلام میں یا تو منطق اور عقل کو یا جذبات کو اپیل کیا جاتا ہے۔
تاثیر قلب بے شمار معاندین صرف قرآن سن کر اسلام کی طرف مائل ہو گئے مثلاً عمر ابن الخطاب آپ ﷺ کو قتل کرنے نکلے قرآن سن لیا تو آ کر اسلام قبول کر لیا۔
اس کو حفظ کرنا آسان ہے ۶ سال کے بچے قرآن کے حافظ دیکھے گئے ہیں۔
قاری قرآن کریم کی تلاوت سے بور نہیں ہوتا۔
حافظ قرآن کے لئے بھلانا گناہ ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں (بنی اسرائیل:۸۸)

(۳۴): البتہ حضرت لوطؑ کی بیوی بھی مجرموں کی ساتھی تھی لہٰذا وہ بھی عذاب کی لپیٹ میں آ گئی۔

(۳۷): حضرت لوطؑ کے مہمان وہی فرشتے تھے جو کہ خوبصورت بے ریش لڑکوں کی شکل میں حضرت لوطؑ کے پاس آئے تھے، ان کی قوم لواطت کے مرض میں گرفتار تھی چنانچہ بری نیت سے ان مہمانوں کی جانب بڑھے تو ان میں سے ایک فرشتے نے ان پر ہاتھ پھیرا تو وہ اندھے ہو گئے۔ یہ پہلا ہلکا عذاب تھا جبکہ اگلی صبح ان کی بستی الٹا دی گئی۔ اور ان پر پتھروں کی بارش ہوئی۔

(۴۴): اہل مکہ اب بتلاؤ کہ تم ان سب لوگوں سے زیادہ طاقتور ہو کہ اللہ کے عذاب سے بچ نکلو گے؟ یا تمہارے لئے آسمان والے کے ساتھ خاص معاہدہ ہو چکا ہے کہ تم سے باز پرس نہ کی جائے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿٤٦﴾ اِنَّ

عنقریب شکست دے دی جائے گی جماعت کو اور وہ بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر ﴿۴۵﴾ بلکہ قیامت کی گھڑی ہی ان کے وعدے کا وقت مقرر ہے اور وہ گھڑی ہوگی بڑی آفت اور تلخ تر ﴿۴۶﴾ بیشک

الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ۭ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ (وقف لازم)

مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں پڑے ہوئے ہیں ﴿۴۷﴾ جس دن وہ گھسیٹے جائیں گے آگ میں اپنے چہروں کے بل (کہا جائے گا) چکھو مزا جہنم کی لپیٹ کا ﴿۴۸﴾

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ

بیشک ہم نے ہر چیز پیدا کی ہے ایک انداز کے مطابق ﴿۴۹﴾ اور نہیں ہوتا ہمارا حکم مگر ایک (کلمہ ہی) جیسے جھپکنا آنکھ کا ﴿۵۰﴾ اور یقینا ہم ہلاک کر چکے ہیں

اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ

تم جیسے لوگوں کو، تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا ﴿۵۱﴾ اور ہر چیز کہ (جو) انہوں نے کیا تھا، درج ہے اعمال ناموں میں ﴿۵۲﴾ اور ہر چھوٹی اور بڑی (چیز)

(ع ۳ ۱۵ ۱۰) مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾

لکھی ہوئی ہے ﴿۵۳﴾ بلاشبہ متقی لوگ باغات اور نہروں میں ہوں گے ﴿۵۴﴾ سچی عزت کی جگہ قریب بادشاہ کے، جو بڑا صاحب اقتدار ہے ﴿۵۵﴾

اٰیاتُها ۷۸ (۵۵) سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ (۹۷) رُکُوْعَاتُها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿٢﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿٣﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿٤﴾ اَلشَّمْسُ

رحمٰن (بہت مہربان) ﴿۱﴾ اس نے سکھایا قرآن ﴿۲﴾ پیدا کیا اسی نے انسان کو ﴿۳﴾ سکھایا اسے بولنا ﴿۴﴾ سورج

وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿٥﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿٦﴾ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ

اور چاند (چلتے ہیں) ایک حساب سے ﴿۵﴾ اور بیلیں اور درخت اسی کو سجدہ کر رہے ہیں ﴿۶﴾ اور آسمان کو بلند کیا اُسی نے اور اس نے رکھی

الْمِيْزَانَ ﴿٧﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ﴿٨﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا

میزان (ترازو) ﴿۷﴾ تاکہ نہ تم تجاوز کرو، تولنے میں ﴿۸﴾ اور تم قائم کرو، وزن کو انصاف کے ساتھ اور نہ گھاٹا دو

الْمِيْزَانَ ﴿٩﴾ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿١٠﴾ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ

تولتے وقت ﴿۹﴾ اور زمین کو بنایا اس نے مخلوقات کے لئے ﴿۱۰﴾ اس میں میوے ہیں اور کھجور (کے درخت) ہیں،

الْاَكْمَامِ ﴿١١﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿١٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٣﴾

غلافوں والے ﴿۱۱﴾ اور دانے (اناج اور غلہ) ہیں بھوسے والے اور خوشبودار پھول ﴿۱۲﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿۱۳﴾

﴿۴۵﴾: یہ ایک واضح پیشین گوئی تھی۔ جس وقت یہ پیشین گوئی کی گئی اس وقت مسلمانوں کے ظاہری حالات ایسے تھے کہ یہ پیشین گوئی پوری ہونا ناممکن نظر آتا تھا۔ مسلمانوں کو اپنی جان بچانے کے لئے شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا تھا۔ ان کا معاشرتی بائیکاٹ ہو چکا تھا۔ قریش کے ظلم وستم سے مجبور ہو کر ۸۳ مسلمان مرد اور عورتیں حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں "بدر کے دن آپ ﷺ ایک خیمہ میں مقیم تھے۔ آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی۔ یا اللہ میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں یا اللہ اگر تو چاہے تو ان تھوڑے سے مسلمانوں کو ہلاک کر سکتا ہے مگر پھر آج کے بعد کوئی تیری عبادت کرنے والا نہیں رہے گا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اب بس کیجئے آپ ﷺ نے تو اپنے رب سے التجا کرنے کی حد کر دی۔ آپ ﷺ اس دن زرہ پہنے ہوئے چل رہے تھے۔ جب آپ ﷺ زرہ پہن کر باہر نکلے تو یہ آیت پڑھ رہے تھے"۔ (بخاری)

تفسیر سورہ الرحمٰن

﴿۲﴾: یہ اس رحمان کی مہربانی ہے کہ اس نے نوع انسانی کی راہنمائی کے لئے قرآن سکھلایا۔

﴿۵﴾: دہریوں کے گمان کے مطابق آپ سے آپ ہی پر نظام قائم نہیں ہوا بلکہ پورے حساب اور اندازے کے مطابق چل رہا ہے۔ سورج چاند کے اس باقاعدہ نظام کی بدولت انسان اس قابل ہوا ہے کہ وہ صدیوں، سالوں، مہینوں، دنوں موسموں اور وقت کا حساب رکھ سکے۔

﴿۶﴾: نجم کا معنی ستارے بھی ہیں اور جڑی بوٹیاں بھی۔ یہاں دوسرا معنی مناسب معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔ سجدہ سے مراد طبعی قوانین جو اللہ نے مقرر کئے ہیں ان کی پابندی کرنا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان اشیاء کے سجدہ کا کوئی اور بھی طریقہ ہے جو ہم نہیں جانتے۔

﴿۹﴾: اس سے مراد ان اشیاء میں توازن قائم کرنا ہے۔

﴿۱۳﴾: الا۔ نعمتیں۔ آیات۔ مخاطب جن اور انسان دونوں ہیں۔

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ كَالۡفَخَّارِ ﴿١٤﴾ وَخَلَقَ الۡجَآنَّ مِنۡ مَّارِجٍ مِّنۡ نَّارٍ ﴿١٥﴾

اس نے پیدا کیا انسان کو کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکری ⑭ اور اس نے پیدا کیا جنوں کو آتش سے ⑮

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٦﴾ رَبُّ الۡمَشۡرِقَیۡنِ وَرَبُّ الۡمَغۡرِبَیۡنِ ﴿١٧﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ⑯ وہی رب ہے دونوں مشرقوں کا اور وہی رب ہے دونوں مغربوں کا ⑰ تو کون کون سی نعمتوں کو

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾ مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ یَلۡتَقِیٰنِ ﴿١٩﴾ بَیۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا یَبۡغِیٰنِ ﴿٢٠﴾

اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ⑱ اس نے جاری کردئے دو سمندر، جو باہم ملتے ہیں ⑲ ان دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے، نہیں وہ دونوں تجاوز کرتے اپنی حد سے ⑳

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾ یَخۡرُجُ مِنۡهُمَا اللُّؤۡلُؤُ وَالۡمَرۡجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ㉑ نکلتے ہیں اُن دونوں (سمندروں) سے موتی اور مونگے ㉒ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں

تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾ وَلَهُ الۡجَوَارِ الۡمُنۡشَئٰتُ فِی الۡبَحۡرِ كَالۡاَعۡلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾ ع ۱ ۲۵ ۱۱

جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ㉓ اور اُسی کے ہیں چلنے والے، (جہاز و کشتیاں) جو اونچے اٹھے ہوتے ہیں سمندر میں پہاڑوں کی مانند ㉔ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ㉕

كُلُّ مَنۡ عَلَیۡهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّیَبۡقٰی وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

ہر چیز جو اس (زمین) پر ہیں فنا ہو جانے والی ㉖ اور باقی رہے گی ذات آپ کے رب کی، جو عظمت وانعام والا ہے ㉗ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں

تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾ یَسۡـَٔلُهٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ كُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ ﴿٢٩﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ㉘ مانگ رہے ہیں اُسی سے (اپنی حاجتیں) وہ، جو ہیں آسمانوں میں اور زمین میں، ہر روز (آن) ہے وہ نئی شان میں ㉙ تو کون کون سی نعمتوں کو

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٠﴾ سَنَفۡرُغُ لَكُمۡ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿٣١﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٢﴾

اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ㉚ عنقریب ہم فارغ ہوں گے تمہارے (حساب کے) لئے اے زمین کے دو بوجھو (یعنی جن وانس) ㉛ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ㉜

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

اے گروہ جن وانس اگر تم طاقت رکھتے ہو، یہ کہ تم نکل جاؤ کناروں سے آسمانوں اور زمین کے،

فَانۡفُذُوۡا ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٤﴾ یُرۡسَلُ

تو نکل جاؤ، نہیں تم نکل سکتے مگر غلبہ ہی سے (جو تم نہیں کر سکتے) ㉝ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ㉞ چھوڑا جائے گا

عَلَیۡكُمَا شُوَاظٌ مِّنۡ نَّارٍ ۬ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنۡتَصِرٰنِ ﴿٣٥﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٦﴾

تم دونوں پر شعلہ آگ کا اور دھواں، پھر نہ تم بچ سکو گے ㉟ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ㊱

فَاِذَا انۡشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتۡ وَرۡدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾

پھر جب پھٹ جائے گا آسمان، تو ہو جائے گا وہ سرخ جیسے سرخ چمڑا ㊲ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ㊳

⑭: یہ حضرت آدمؑ کے پتلے کی تخلیق کا ساتواں اور آخری مرحلہ ہے۔ وہ مراحل یہ ہیں۔

(ا) تراب یعنی خشک مٹی سے۔ (المومن:٦٧)

(ب) ارض معنی عام مٹی۔ (نوح:١٧)

(ج) طین یعنی گیلی مٹی یا گارا۔ (الانعام:٢)

(د) طین لازب معنی لیس دار اور چمکدار مٹی۔ (الصافات:١١)

(ر) حماء مسنون معنی بدبودار کیچڑ۔ (الحجر:٢٦)

(س) صلصال۔ معنی ٹھیکرا یا حرارت سے پکائی ہوئی مٹی۔ (الحجر:٢٤)

(ش) صلصال کالفخار معنی ٹن سے بجنے والی ٹھیکری۔ (الرحمٰن:١٤)

⑮: مارج۔ شعلہ کا اوپر والا گرم ترین حصہ۔ انسان سے پہلے زمین پر جن ہی آباد تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنوں اور انسانوں دونوں کی جانب مبعوث ہوئے۔

㉑: سمندر کا پانی عمومی طور پر نمکین ہے۔ اسی نمکین پانی میں بسا اوقات میٹھے پانی کے دھارے چلتے ہیں۔ ترکی امیر البحر علی رئیس اپنی کتاب مراۃ الممالک میں لکھتا ہے کہ خلیج فارس میں آب شور کے نیچے آب شیریں کے چشمے ہیں جہاں سے میں خود اپنے بیڑے کے لئے پینے کا پانی حاصل کرتا ہوں۔

㉓: مرجان میں جمادات اور نباتات کی ملی جلی خصوصیات پائی جاتی ہیں دوسرے موتیوں کی طرح یہ بھی پتھر ہی ہے مگر اس کی پودوں کی طرح شاخیں ہوتی ہیں۔

㉗: یہاں اللہ تعالیٰ نے سب کے فنا ہونے کو اپنی نعمت قرار دیا ہے اس نعمت کو ایک مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر فرعون کو اللہ تعالیٰ نے سنبھال لیتا تو آج کون فرعون کے ظلم سے بچا ہوتا۔ کئی مظلوم دنیا میں شدید جسمانی تشدد کا نشانہ بن جاتے ہیں اور روح کی پرواز ہی ان کے لئے آزادی کا پروانہ ثابت ہوتی ہے۔

㉚: کسی کی زندگی کو موت۔ کسی کو عزت اور کسی کو ذلت دے دیا ہے۔ غرض روزانہ اس کی نئی شان ہوتی ہے۔

㉝: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں سنفرغ لکم کا معنی ہے سنحاسبکم یعنی جلد تمہارا حساب لیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز دوسری طرف حساب رکھنے سے باز نہیں رکھ سکتی اور یہ کلام عرب میں معروف (محاورۃ) کہا جاتا ہے میں تیرے لئے فارغ ہوتا ہوں حالانکہ پہلے ہی اسے کام نہیں ہوتا۔ (بخاری)

㉞: اگر اس کو پہلے فقرے سے متعلق سمجھا جائے تو مفہوم یہ ہوگا کہ تم جزا و عتاب سے نہ بچ سکو گے۔

㊲: اس میں اُس وقت کی جانب اشارہ ہے جب کہ قیامت آچکی ہوگی اور کائنات کا نظام درہم برہم ہو چکا ہوگا۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٠﴾

پھر اس دن نہ پوچھا جائے گا، اپنے گناہ کے بارے میں، کوئی انسان اور نہ کوئی جن ﴿٣٩﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٤٠﴾

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پہچان لئے جائیں گے مجرم اپنے چہروں کی علامت ہی سے، پھر وہ پکڑے جائیں گے، پیشانی کے بالوں سے اور قدموں سے ﴿٤١﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں

تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ　[وقف لازم]

جھٹلاؤ گے (اے جن و انس) ﴿٤٢﴾ (کہا جائے گا) یہی ہے جہنم، وہ جو جھٹلاتے تھے اس کو مجرم لوگ ﴿٤٣﴾ وہ چکر لگاتے رہیں گے، درمیان

حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٥﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿٤٦﴾　[ع ٢ / ١٢]

آگ اور کھولتے پانی کے ﴿٤٤﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٤٥﴾ اور اس کے لئے، جو ڈر گیا اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے دو باغ ہیں ﴿٤٦﴾

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٩﴾

تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٤٧﴾ دونوں خوب شاخوں والے ہیں ﴿٤٨﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٤٩﴾

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿٥٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥١﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ

ان دونوں (باغوں) میں دو دو چشمے جاری ہوں گے ﴿٥٠﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٥١﴾ ان دونوں باغوں میں ہر پھل کی

زَوْجٰنِ ﴿٥٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ

دو دو قسمیں ہوں گی ﴿٥٢﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٥٣﴾ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے ایسے فرشوں پر، جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے

وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٥﴾ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ

اور پھل ان دونوں باغوں کے قریب ہی ہونگے (جھکے ہوئے) ﴿٥٤﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٥٥﴾ اُن میں حوریں ہونگی جھکی (شرمیلی) نگاہوں والی،

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٧﴾ كَاَنَّهُنَّ

نہیں چھوا ہوگا انہیں کسی انسان نے، اِن سے پہلے اور نہ کسی جن نے ﴿٥٦﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٥٧﴾ گویا کہ وہ

الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٩﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ

ہیرے اور موتی ہیں (یاقوت اور مرجان) ﴿٥٨﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٥٩﴾ نہیں احسان کی جزا (نیکی کا بدلہ)

اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦١﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿٦٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

مگر احسان (یعنی اعلیٰ درجے کی جزا) ﴿٦٠﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٦١﴾ اور ان دو باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہیں ﴿٦٢﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾

اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٦٣﴾ گہرے سبز سیاہی مائل ﴿٦٤﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٦٥﴾ ان دونوں میں دو چشمے ہیں جوش مارتے ہوئے ﴿٦٦﴾

﴿٣٩﴾: اگلی آیت سبب کی وضاحت کرتی ہے یہ مجرموں کی عمومی حالت ہوئی تا ہم جب مجرم اللہ کی عدالت میں پیش ہوں گے تو اس وقت عدالتی تقاضوں کے تحت ان سے سوال جواب ہوں گے۔ جیسے فرمایا: فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٢﴾ ” تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے حساب لیں گے“۔ (الحجر:٩٢)

﴿٤٤﴾: جہنم کی شدت کی گرمی میں جہنمیوں کو بار بار شدید پیاس محسوس ہو گی تو انہیں کھولتے ہوئے پانی کے چشموں کی طرف ہانکا جائے گا۔ پھر ان کو جہنم کے ٹھکانے کی طرف لایا جائے گا۔

﴿٤٦﴾: اس پورے خطہ کا نام بھی جنت ہے جہاں اہل ایمان رہیں گے۔ پھر اس میں بھی بے شمار باغات یعنی جنتیں ہوں گیں۔ ہر ایک اہل ایمان کے لئے بھی کئی کئی باغات ہوں گے۔ یہاں دو باغات کا ذکر کیا گیا ہے ممکن ہے یہ دو خاص ہوں۔

﴿٤٨﴾: افنان۔ فنن کی جمع ہے بڑا اور لمبا ٹہن۔

﴿٥٠﴾: ان میں سے ایک کا نام تسنیم اور دوسرے کا سلسبیل ہے۔

﴿٥٢﴾: جیسے ایک باغ کے پھل کا رنگ و ذائقہ دوسرے باغ کے پھل سے مختلف ہوگا یا ایک قسم کے پھلوں سے پہلے سے متعارف ہوں گے جبکہ دوسرت بالکل انوکھے ہوں گے۔

﴿٦٠﴾: پہلے احسان کا معنی دنیا میں احسن انداز میں اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنا ہے جبکہ دوسرے احسان کا مطلب جنت کی نعمتیں اور آخرت کی بھلائیاں ہے۔

﴿٦٢﴾: اس کی کئی صورتیں ممکن ہیں۔ مثلاً پہلے دو باغ جنکا ذکر کیا گیا ہے وہ مقربین کے لئے ہوں اور جن کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ اصحاب الیمین کے لئے ہوں یا ہر مومن کے لئے پہلے ذکر کئے گئے باغوں کے علاوہ یہ باغ بھی ہوں جن میں کسی نوعیت کے اختلاف کی وجہ سے ان کا علیحدہ ذکر کیا گیا ہو۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٦٧﴾ ان دونوں میں ہوں گے لذیذ پھل اور کھجوریں اور انار بھی ﴿٦٨﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ

تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٦٩﴾ ان میں ہیں خوب سیرت اور خوبصورت عورتیں ﴿٧٠﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٧١﴾ حوریں ٹھہرائی ہوئی

فِی الْخِیَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾

خیموں میں ﴿٧٢﴾ تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٧٣﴾ نہیں چھوا ہوگا انہیں کسی انسان نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے ﴿٧٤﴾

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾

تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٧٥﴾ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے سبز قالینوں پر اور (جو) نہایت نادر خوبصورت ہوں گے ﴿٧٦﴾

ع ٣ ٣٣ ١٣

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

تو کون کون سی نعمتوں کو اپنے رب کی تم دونوں جھٹلاؤ گے (اے جن وانس) ﴿٧٧﴾ بابرکت ہے نام آپ کے رب کا، جو عظمت اور انعام والا ہے ﴿٧٨﴾

اٰیاتها ٩٦ — سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّیَّةٌ (٥٦) (٤٦) — رکوعاتها ٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٢﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿٣﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ

جب واقع ہوگی واقع ہونے والی (قیامت) ﴿١﴾ (تو) نہ ہوگا اس کے وقوع کو، کوئی جھٹلانے والا ﴿٢﴾ پست کرنے والی، بلند کرنے والی (یعنی تہہ وبالا کرنے والی) ﴿٣﴾ جب ہلا ڈالی جائے گی زمین

رَجًّا ﴿٤﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿٦﴾ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿٧﴾

سخت ہلایا جانا (یکبارگی) ﴿٤﴾ اور ریزہ ریزہ کردئے جائیں گے پہاڑ ریزہ ریزہ کردیا جانا (پوری طرح) ﴿٥﴾ تو ہوجائیں گے، وہ مانند غبار بکھرے ہوئے ﴿٦﴾ اور تم ہوجاؤ گے قسمیں تین (یعنی گروہوں میں) ﴿٧﴾

فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ﴿٨﴾ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿٩﴾

سو دائیں (ہاتھ) والے، کیا (خوش نصیب) ہیں دائیں (ہاتھ) والے ﴿٨﴾ اور بائیں (ہاتھ) والے کیا (بدنصیب) ہیں بائیں (ہاتھ) والے ﴿٩﴾

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿١٠﴾ اُولٰٓىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿١١﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿١٢﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿١٣﴾

اور سبقت لے جانے والے تو ہیں ہی سبقت لے جانے والے ﴿١٠﴾ یہی لوگ مقرب ہیں ﴿١١﴾ (جو رہیں گے) نعمت والے باغات میں ﴿١٢﴾ بہت بڑی جماعت پہلوں میں سے ﴿١٣﴾

وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿١٤﴾ عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿١٥﴾ مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ﴿١٦﴾

اور تھوڑے سے پچھلوں میں سے ﴿١٤﴾ (بیٹھے ہوں گے) تختوں پر جواہرات سے جڑے ہوئے ﴿١٥﴾ تکیہ لگائے ہوئے ان پر آمنے سامنے ﴿١٦﴾

(٦٨): فکہ یعنی خوش مزاجی افکہ۔ کسی کو میوہ بھی کھلانا اور شیریں کلام سے خوش بھی کرنا۔ فواکہ۔ ایسے پھل جنکے کھانے کا اصل مقصد ولزت وسرور اور لطف حاصل کرنا ہو نہ کہ غذائیت حاصل کرنا۔ کھجور اور پانی مکمل غذا ہیں۔ اگر کھجور کے ساتھ انار کا پانی مل جائے تو سب مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں غذائیت اور لطف وسرور۔

(٧٢): اہل جنت کو دنیا کی بیویوں کے علاوہ حوریں بھی ملیں گیں جو اتنی باحیا ہوں گیں کہ خیموں سے نکلیں گی ہی نہیں۔ غالباً یہ خیمے اس قسم کے ہوں گے جسے روساء اپنے سفر کی قیام کے دوران استعمال کرتے ہیں ورنہ اہل جنت کو جنت میں محلات ملیں گے۔

(٧٦): عبقری۔ عبقر دور جاہلیت میں جنوں کے دارالسلطنت کا نام مشہور تھا۔ پھر اس لفظ کا اطلاق ہر نفیس اور نادر چیز پر ہونے لگا۔ آج کل اس لفظ کا اطلاق غیر معمولی ذہین اور نادر شخصیات پر بھی ہوتا ہے۔

(٧٨): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ”آپ ﷺ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد تک صرف اتنی دیر (قبلہ رو ہوکر) بیٹھتے تھے جتنی دیر آپ زبان سے یہ الفاظ ادا فرماتے ہیں۔ (اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)۔ (مسلم)

تفسیر سورہ الواقعہ

(٣): تہہ وبالا کرنیوالی ہوگی۔ ایک تو نظام کائنات تہہ وبالا ہوجائے گا۔ دنیا کے متکبر وجبار آن واحد میں ذلیل وخوار ہوکر رہ جائیں گے اور کئی منکسر المزاج فقیر اور مسکین اعلیٰ درجوں پر فائز ہوجائیں گے۔

(٦): وہی پہاڑ جو زمین کے توازن کے لئے گاڑے گئے تھے اور جو میخوں کی طرح گڑھے ہیں۔ اس دن زمین پر اپنی گرفت چھوڑ دیں گے۔ آپس میں ٹکرا کر یا دیگر سیاروں سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔

(٧): سورۃ قیامہ کی پہلی آیات میں نفخہ اولیٰ یا قیامت برپا ہونے کا منظر ہے اور اگلی آیات میں نفخہ ثانی کے بعد یعنی حشر کا منظر ہے۔ وہاں تین قسم کے گروہ ہوجائیں گے۔ اہل جہنم یا بائیں ہاتھ والے۔ اہل جنت یا دائیں ہاتھ والے۔ اہل جنت میں ایک اور گروہ مقربین کا ہوگا۔

(٨): یعنی ان کی خوش نصیبی کا کیا کہنا۔

(٩): ان کی بدنصیبی کا کیا کہنا۔

(١٤): گزشتہ تمام امتوں کے سابقین ملائے جائیں تو امت محمدیہ کے سابقین سے ان کی تعداد زیادہ ہوگی یا یہ مراد ہے کہ امت محمدیہ کے اولین صحابہ تابعین وغیرہ میں سابقین کی تعداد متاخرین سے زیادہ ہوگی۔ ممکن ہے کہ دونوں ہی مفہوم مراد ہوں۔

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿١٧﴾ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ ۙ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿١٨﴾

پھریں گے اُن کے آس پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ (لڑکے) ہی رہیں گے ﴿۱۷﴾ ساغر (پیالے) صراحیاں (جگ) اور لبریز جام (گلاس) لئے ہوئے شراب کے جاری چشمے سے ﴿۱۸﴾

لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ﴿١٩﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾

نہ سر چکرائے گا اس (کے پینے) سے اور نہ مدہوش ہونگے ﴿۱۹﴾ اور پھل (پیش کریں گے) تاکہ اس میں سے جو (چاہیں) اختیار کریں ﴿۲۰﴾ اور گوشت پرندوں کا اس میں سے، جو رغبت کرلے ﴿۲۱﴾

وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ

اور حوریں ہوں گی خوبصورت آنکھوں والی ﴿۲۲﴾ جیسے موتی غلافوں میں لپٹے ہوئے ﴿۲۳﴾ اس کے بدلے میں جو وہ تھے عمل کیا کرتے ﴿۲۴﴾ نہ وہ سنیں گے

فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ۙ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾

وہاں کوئی لغو (بکواس) اور نہ گناہ کی بات ﴿۲۵﴾ سوائے ایک بول کے سلام، سلام (ہو تم پر) ﴿۲۶﴾ اور دائیں (ہاتھ) والے کیا (خوش نصیب) ہیں دائیں (ہاتھ) والے ﴿۲۷﴾

فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾

(وہ ہوں گے ایسے باغات میں) جن میں بیریاں ہوں گی بغیر کانٹوں والی ﴿۲۸﴾ اور کیلے تہہ بہ تہہ ﴿۲۹﴾ اور سایے دور تک پھیلے ہوئے ﴿۳۰﴾ اور پانی بہتا ہوا ﴿۳۱﴾

وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ

اور (طرح طرح کے) پھل بکثرت ﴿۳۲﴾ (جو) نہ ختم ہوں گے اور نہ ان سے کوئی روک ٹوک ہوگی ﴿۳۳﴾ ایسے فرشوں (مسندوں) میں جو اونچے اونچے ہوں گے ﴿۳۴﴾ بلاشبہ ہم پیدا کریں گے ان بیویوں کو

إِنشَاءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ ع ۳۸ ۱۴

نئے سرے سے ﴿۳۵﴾ پھر ہم بنائیں گے انہیں کنواریاں ﴿۳۶﴾ عاشق زار، (بہت محبت کرنے والی) ہم عمر ﴿۳۷﴾ (یہ ہوگا) دائیں ہاتھ والوں کے لئے ﴿۳۸﴾ کثیر جماعت، پہلوں میں سے ﴿۳۹﴾

وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾ وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ ۙ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾

اور کثیر جماعت، پچھلوں میں سے ﴿۴۰﴾ اور بائیں ہاتھ والے، کیا (بدنصیب) ہیں بائیں ہاتھ والے ﴿۴۱﴾ (وہ ہوں گے) سخت گرم اور کھولتے ہوئے پانی میں ﴿۴۲﴾

وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿٤٥﴾

اور سایے میں سخت کالے دھوئیں کے ﴿۴۳﴾ نہ وہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام دہ ﴿۴۴﴾ بلاشبہ وہ تھے اس سے پہلے خوب خوشحال ﴿۴۵﴾

وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوا يَقُولُونَ ۙ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

وہ تھے اصرار کرتے بڑے بڑے گناہوں پر ﴿۴۶﴾ اور تھے کہا کرتے کہ جب ہم مرجائیں گے اور ہوجائیں گے مٹی

وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿٤٩﴾

اور ہڈیاں، تو کیا بیشک ہم پھر دوبارہ اٹھائے جائیں گے ﴿۴۷﴾ کیا ہم اور ہمارے باپ دادا بھی، جو پہلے گزر چکے ہیں ﴿۴۸﴾ کہہ دیجئے! پہلے والے اور بعد والے بھی ﴿۴۹﴾

لَمَجْمُوعُونَ ۙ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾

ضرور سب جمع کئے جائیں گے وقت مقرر پر، ایک معین دن میں ﴿۵۰﴾ پھر یقیناً تم اے گمراہو! جھٹلانے والو! ﴿۵۱﴾

﴿۱۹﴾: جب کہ دنیا کی شراب سے یہ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

﴿۲۳﴾: جیسے ان کی آب وتاب، چمک دمک اور حسن ماند نہیں پڑتا اسی طرح جنت کی حوروں کی صورت ہوگی۔

﴿۲۵﴾: دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اور اہل جنت کے دلوں میں اگر کچھ کدورت ہوگی تو ہم اسے نکال دیں گے"۔ (الاعراف: ۴۳)

﴿۲۶﴾: فرشتے سلام کریں گے۔ اور لوگ ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلامتی اور سلام بھیجا جائے گا۔ ان کا باہم کلام بھی اس سے خالی نہ ہوگی۔

﴿۳۰﴾: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جنت میں ایک اتنا بڑا درخت (طوبیٰ) ہے جس کے سایہ میں اگر سوار سو برس تک بھی چلتا رہے تو بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو"۔ (بخاری)

﴿۳۳﴾: وہاں مختلف پھلوں کی سپلائی مستقل برقرار رہے گی۔ دنیا کی طرح متعلقہ موسم کے بعد پھل ختم نہ ہوں گے۔ نہ ہی پھلوں کے حصول میں کوئی رکاوٹ یا ممانعت ہوگی۔

﴿۳۷﴾: چاہے دنیا کی عورتیں ہوں یا حوریں اللہ تعالیٰ انہیں ایسا بنادیں گے جیسے باکرہ لڑکیاں ہوں۔

﴿۴۱﴾: حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "مجھے امید ہے کہ تم لوگ سارے اہل جنت کا چوتھائی حصہ ہوگے۔ یہ سنکر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم تہائی حصہ ہوگے ہم نے پھر تکبیر کہی"۔ (بخاری)

﴿۴۳﴾: اہل جہنم اگر کوئی سایہ تلاش کریں گے تو وہ بھی کالا سیاہ۔ شدید گرم دھواں ہوگا۔

﴿۴۶﴾: حنث: ایسا گناہ جس میں معاہدہ یا وعدہ توڑنے کا مفہوم پایا جائے مثلاً کفر و شکر حالانکہ پہلے سب اللہ کی توحید کا اقرار کرچکے ہیں۔

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ

ضرور کھاؤ گے تم ایک درخت میں سے ''تھوہڑ'' کے﴿۵۲﴾ پھر بھروگے اس سے اپنے پیٹ﴿۵۳﴾ پھر پیوگے اوپر سے

مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵٦﴾

کھولتا ہوا پانی﴿۵۴﴾ سو پیوگے جیسے پیتے ہیں پیاسے اونٹوں کے﴿۵۵﴾ یہ ہوگی ان (بائیں ہاتھ والوں) کی ضیافت قیامت کے دن﴿۵٦﴾

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ

ہم ہی نے پیدا کیا تمہیں پھر کیوں نہیں تم تصدیق کرتے؟﴿۵۷﴾ کیا تم نے غور کیا، کہ جو منی تم ٹپکاتے ہو﴿۵۸﴾ کیا تم پیدا کرتے ہو اس سے (بچہ)

اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٦۰﴾

یا ہم ہیں پیدا کرنے والے؟﴿۵۹﴾ ہم ہی نے مقدر کردی ہے تمہارے درمیان موت اور نہیں ہیں ہم عاجز﴿٦۰﴾

عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ

اس بات پر کہ ہم بدل کر لے آئیں (اور مخلوق) تم جیسی اور ہم پیدا کریں گے تمہیں ایسی صورت میں جس کو تم نہیں جانتے﴿٦۱﴾ اور یقینا تم جانتے ہو

النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ

پہلی پیدائش کو، پھر کیوں نہیں تم نصیحت قبول کرتے﴿٦۲﴾ کیا تم نے دیکھا اس کو جو تم بوتے ہو؟﴿٦۳﴾ کیا تم اُگاتے ہو اس سے (کھیتی)

اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

یا ہم اُگانے والے ہیں؟﴿٦۴﴾ اگر ہم چاہیں، تو البتہ کردیں اس کو ریزہ ریزہ (بُھس) پھر تم رہ جاؤ باتیں بناتے﴿٦۵﴾ بیشک ہم پر تو تاوان ڈال دیا گیا ہے﴿٦٦﴾

بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ

بلکہ ہم محروم ہی رہ گئے﴿٦۷﴾ کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟﴿٦۸﴾ کیا تم نے نازل کیا ہے اسے

مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

بادلوں سے، یا ہم نازل کرنے والے ہیں؟﴿٦۹﴾ اگر ہم چاہیں تو بنادیں اسے سخت کھارا، تو کیوں نہیں تم شکر کرتے﴿۷۰﴾

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾

کیا تم نے دیکھا اُس آگ کو جسے تم سُلگاتے ہو؟﴿۷۱﴾ کیا تم نے پیدا کیا ہے اس کا درخت یا ہم ہیں ان کے پیدا کرنے والے ؟﴿۷۲﴾

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ ع الثلثة

ہم ہی نے بنایا ہے اس کو یاددہانی کا ذریعہ اور رکھے ہیں اس میں فائدے تمام مسافروں (حاجتمندوں) کے لئے﴿۷۳﴾ لہٰذا آپ تسبیح کیجئے اپنے رب کے نام کی، جو نہایت عظمت والا ہے﴿۷۴﴾ تو

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷٦﴾

میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے گرنے کی﴿۷۵﴾ اور بلاشبہ یہ ایک قسم ہے اگر تمہیں علم ہو، بہت بڑی﴿۷٦﴾

ع ۲ ۳٦ ۱۵

﴿۵۳﴾: کریہ المنظر۔ انتہائی اور بد ذائقہ درخت سے پیٹ بھرنا پڑے گا۔ خاردار پتے اور زہریلے لعاب والا۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں (الصافات: ٦۲-٦٦)

﴿۵۵﴾: یہ اونٹوں کی بیماری ہے جس میں اونٹ پیاسا ہی رہتا ہے۔ پانی پیتا چلا جاتا ہے مگر پیاس ختم نہیں ہوتی۔

﴿۵۹﴾: نطفہ کے بننے میں کسی انسان کی صلاحیتوں کا کیا دخل ہے؟ یہ خالص اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت سے تخلیق پاتا ہے۔ پھر یہی نطفہ جب رحم میں ٹپکا دیا جاتا ہے تو پھر اس کے بعد تخلیق میں مرد یا عورت کا کیا اختیار ہوتا ہے۔ اللہ چاہے تو مرد اور عورت دونوں کے صحت مند ہونے کے باوجود حمل قرار ہی نہ پائے۔

پھر اگر حمل قرار پا جائے تو لڑکا ہو یا لڑکی کسی انسان کا اس میں اختیار ہی نہیں۔ کمزور و ناتواں ہو یا کہ مضبوط جسم کا مالک ہو کسی چیز پر بھی انسان کا اختیار نہیں۔

﴿٦۰﴾: مثلاً پہلے تمہیں ماں کے پیٹ میں پیدا کیا گیا اب کی بار زمین سے براہراست پیدا کر دیا جائے۔ یہاں تمہیں لازماً موت آتی ہے۔ وہاں لازماً موت نہ آئے گی۔

﴿٦۴﴾: نہ زمین تم نے بنائی نہ ہی زمین میں روئیدگی کی طاقت تم نے رکھی۔ کیا بیج سے نکلنے والی ننھی کونپل کو تم نے یہ طاقت دی کہ وہ زمین پھاڑ کر باہر نکل آئے آج یہ زمین مردہ (بیج) سے زندہ نباتات پیدا کر رہی تو قیامت کو اللہ کے حکم سے مردہ انسانوں کو زندہ کر کے نہ کھڑا کر سکے گی؟

﴿٦۷﴾: ہمارا بیج بھی ضائع ہوا۔ محنت بھی اکارت ہوئی۔ ہمارے ہاتھ کچھ نہ لگا۔

﴿٦۹﴾: نہ ہی انسان نے سمندروں کا پانی پیدا کیا نہ ہی اس زمیں کو جس نے یہ سارا پانی سنبھالا ہوا ہے۔ نہ ہی سورج کو پیدا کیا جس کی گرمی سے سمندروں کا پانی آبی بخارات بن کر اٹھتا ہے۔ نہ ہی ہوائیں انسان نے پیدا کی ہیں جو بادل لئے پھرتی ہیں جس میں ملین ٹنوں کے حساب سے پانی ہوتا ہے۔

﴿۷۲﴾: انسان کے آگ پر کنٹرول کی وجہ سے انسان اس قابل ہوا کہ خوراک کو پکا کر بہتر انداز میں استعمال کرے۔ پھر آگ ہی سے انسان اس قابل ہوا کہ مختلف ایجادات کر سکے۔ مثلاً مختلف دھاتوں کی صفائی اور ڈھالنے کا کام آگ کے بغیر ممکن نہ تھا آگ کی یہ ابتداء درخت کی لکڑی ہی سے ہوئی۔ بے شک آج کل تیل اور گیس اس مقصد کے لئے زیادہ استعمال ہو رہے ہیں۔ مگر ابتدا اسی سے ہوئی۔

﴿۷۳﴾: مقوین۔ مقوی کی جمع ہے۔ روزی کی تلاش میں چلتے پھرتے رہنے والے لوگ۔ خانہ بدوش یا مسافر جو اس کے سایہ میں بیٹھتے ہیں۔ اس سے آگ جلاتے ہیں۔

﴿۷۵﴾: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ''آپ ﷺ کے زمانے میں (ایک دفعہ) بارش ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ (اس بارش سے) شاکر ہو گئے اور کچھ کافر۔ کچھ نے کہا کہ یہ اللہ کی رحمت ہے اور کچھ نے کہا کہ یہ فلاں (ستارے کی فلاں (حرکت) کی وجہ سے بارش ہوئی''۔ (مسلم)

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٧﴾ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿٧٩﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾

بلاشبہ یہ قرآن ہے، نہایت معزز (۷۷) ایک محفوظ کتاب میں (۷۸) نہیں چھوتے اسے، مگر وہ جو پاک صاف ہیں (۷۹) نازل کردہ ہے رب العالمین کی طرف سے (۸۰)

اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿٨١﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ

کیا پھر اس کلام سے تم بے پروائی برتتے ہو؟ (۸۱) اور رکھا ہے تم نے اپنا حصہ (اللہ کی نعمت میں) یہ کہ تم جھٹلاتے ہو (اسے) (۸۲) پھر کیوں نہیں جب پہنچتی ہے (روح)

الْحُلْقُوْمَ ﴿٨٣﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿٨٥﴾

حلق تک (۸۳) اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو (۸۴) اور ہم زیادہ قریب ہوتے ہیں اس کے، تمہاری نسبت اور لیکن نہیں تمہیں نظر آتے (۸۵)

فَلَوْلَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ

سو اگر نہیں ہو تم کسی کے محکوم (خود مختار) (۸۶) تو کیوں نہیں لوٹا لیتے اس کی روح کو، اگر ہو تم سچے (۸۷) سو اگر مرنے والا ہوتا ہے

مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾

مقربین میں سے (۸۸) تو (اس کے لئے) راحت ہے اور عمدہ خوشبودار پھول اور باغ نعمتوں والا (۸۹) اور اگر وہ ہے اصحاب الیمین (دائیں والوں) میں سے (۹۰)

فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ وَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ

تو (استقبال ہوگا) سلام ہو تم پر، تم اصحاب الیمین میں سے ہو (۹۱) اور اگر وہ ہوگا جھٹلانے والے گمراہ لوگوں میں سے (۹۲) تو اس کی مہمانی ہوگی، گرم کھولتے پانی سے (۹۳) اور داخل کیا جانا

مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾

ع ۳ ۲ ۱۶

جہنم میں (۹۴) بلاشبہ یہی ہے یقینی حق (بات) (۹۵) لہٰذا آپ تسبیح کیجئے اپنے رب کے نام کی، جو نہایت عظمت والا ہے (۹۶)

اٰيَاتُهَا ۲۹ | (۵۷) سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ (۹۴) | رُكُوْعَاتُهَا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١﴾ لَهٗ

تسبیح کرتی ہے اللہ کی جو چیز بھی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست اور خوب حکمت والا (۱) اسی کی ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢﴾

سلطنت آسمانوں اور زمین کی، وہی زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۲)

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٣﴾

وہی ہے اول اور آخر اور ظاہر اور باطن اور وہ ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے (۳)

(۷۹): یہاں "مسہ" کی ضمیر لوح محفوظ کی طرف راجع ہے۔ "مطہرون" سے مراد فرشتے ہیں کہ اس قرآن کی ثقاہت (Authenticity) میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کیونکہ جہاں سے یہ نازل کیا جاتا ہے وہاں شیطان کی پہنچ ہی نہیں جیسے ارشاد فرمایا: "اس کلام کو شیاطین لے کر نہیں نازل ہوئے۔ نہ ہی یہ کلام ان کے لائق ہے اور ان میں ایسی طاقت ہی نہیں"۔ (الشعراء: ۲۱۰۔۲۱۲)

بعض مفسرین اور فقہاء نے اس آیت سے ناپاکی کی حالت میں قرآن نہ چھونے کا مسئلہ استنباط کیا ہے۔ دوسری جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خطوط شاہان عجم کو قبول اسلام کے لئے لکھے تھے ان میں قرآنی آیت بھی موجود ہے۔

(۸۱): مدہنوں۔ دھن۔ تیل کی چکنائی۔ کسی حکم یا مسئلہ میں اپنی جانب سے لچک پیدا کر لینا منافقت کا رویہ اپنا لینا مداہنت کہلاتا ہے۔

(۸۲): حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "تم اپنے رزق کا شکریہ ادا کرتے ہو کہ اللہ کو جھٹلاتے ہو اور کہتے ہو کہ بارش ہم پر فلاں ستارے کے سبب برسی ہے"۔ (ترمذی)

(۸۳): روح نکلتے ہوئے حلق تک جا پہنچتی ہے۔ پاؤں اور دھڑ سے نکل چکتی ہے۔

(۹۶): حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ سے روایت ہے کہ "جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ تم لوگ اسے اپنے رکوع میں رکھ دو یعنی رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کہا کرو۔ اور جب آیت سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے سجدے رکھو۔ یعنی "سبحان ربی الاعلیٰ" کہا کرو۔ (ابوداؤد)

سورہ الحدید

(۱): یہ تسبیح لسان حال سے بھی کر رہے ہیں اور لسان قال سے بھی، لسان حال سے ایسے کہ ہر چیز ایسے بہترین انداز میں تخلیق کی گئی ہے کہ اپنے مقصد کی بجا آوری کے لئے اس سے بہتر انداز تصور کرنا ناممکن ہے لسان قال کی تسبیح کی کیفیت ہم سمجھ نہیں سکتے۔ اللہ نے ہمیں خبر دی ہے لہٰذا ہم ایمان لاتے ہیں۔

(۳): حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا سکھلائی۔ "اَنْتَ الاَوَّلُ لَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَاَنْتَ الآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ البَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَغْنِنِي مِنَ الفَقْرِ" "(اے اللہ) تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں تو بلند ہے تجھ پر اوپر کچھ نہیں تو ہی باطن ہے تیرے علاوہ کچھ نہیں میرا قرض چکا دے اور فقر سے غنی کر دے"۔ (ترمذی)

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ

وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں، پھر مستویٰ ہوا عرش پر،

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ

وہ جانتا ہے اسے بھی جو داخل ہوتی ہے زمین میں اور جو نکلتی ہے اس سے اور جو نازل ہوتی ہے آسمان سے اور جو چڑھتی ہے

فِيْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۴) لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اس میں اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے، جہاں کہیں بھی ہو تم اور اللہ ان اعمال کو جو تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے(۴) اسی کی ہے سلطنت آسمانوں میں

وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (۵) يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ

اور زمین میں اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں، تمام معاملات(۵) وہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں

وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۶) اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ

اور وہ خوب جانتا ہے راز، سینوں کے(۶) تم ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول پر اور خرچ کرو اس (مال) میں سے کہ بنایا ہے اس نے تم کو

مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ (۷) وَمَا

(اپنا) جانشین اس میں، پھر وہ لوگ جو ایمان لائے تم میں سے اور خرچ کیا، ان کے لئے ہے اجر بہت بڑا(۷) اور کیا ہو گیا ہے

لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ

تمہیں، کہ نہیں تم ایمان لاتے اللہ پر، جبکہ رسول دعوت دے رہا ہے تمہیں، کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر اور وہ لے چکا ہے

مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۸) هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

پختہ وعدہ تم سے ، اگر تم ہو ایمان والے(۸) وہی تو ہے جو نازل کرتا ہے اپنے بندے پر، آیات واضح،

لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۹) وَمَا

تاکہ وہ تمہیں نکالے اندھیروں سے اجالے کی طرف اور بلاشبہ اللہ تم پر نہایت ہی شفیق، خوب رحم کرنے والا ہے(۹) اور کیا ہوگیا ہے

لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ

تمہیں یہ کہ نہ تم خرچ کرو اللہ کی راہ میں، جبکہ اللہ ہی کے لئے ہے میراث آسمانوں اور زمین کی؟ نہیں برابر ہوسکتے

مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ

تم میں سے وہ ،جنہوں نے خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور جہاد کیا، یہ لوگ بڑے ہیں درجے کے اعتبار سے، ان سے جنہوں نے

اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۱۰) ع

خرچ کیا اس (فتح) کے بعد اور جہاد کیا اور سب سے وعدہ کر رکھا ہے اللہ نے بھلائی کا اور اللہ ان اعمال سے جوتم کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے(۱۰)

ع ۱ / ۱۰ / ۱۷

(۴): استویٰ کیا ہے ؟ اس کے بارے میں امام مالک کا قول اہل سنت والجماعت کا عقیدہ واضح کرتا ہے۔ 'الاستواء مَعْلُومٌ وَالكَيْفُ مَجْهُولٌ وَالسَّوالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ والإِيْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ'۔

سادہ الفاظ میں استویٰ کا معنیٰ تو معلوم ہے۔مگر اس کی کیفیت غیر واضح ہے اس کے بارے میں سوالات کرنا بدعت ہے (کیونکہ وہ گمراہی کا راستہ کھولتا ہے) تاہم (جو کچھ معلوم ہے اس پر) ایمان لانا واجب ہے۔

(۵): گویا چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اس کے حساب اور علم سے باہر نہیں۔اسے زمین پر بسنے والی مخلوق کی ضروریات کا مکمل علم ہے۔اسے یہ بھی علم ہے کہ کتنے لوگ فوت ہوئے ہیں اور ان کے اجسام کے ذرات کہاں کہاں ہیں؟

(۷): یہ سورت نزول کے اعتبار سے جنگ احزاب اور صلح حدیبیہ کے درمیان نازل ہوئی ہے۔ یہ وہی زمانہ ہے جبکہ مسلمانوں کو اپنے بقا کے لئے کافی جانی اور مالی قربانیوں کی ضرورت تھی۔جو لوگ نئے نئے مسلمان ہو رہے تھے ان میں سے کچھ تو وہ تھے جنہیں سہل سہل اور میٹھا میٹھا اسلام قبول تھا جانی اور مالی قربانیوں کے لئے ابھی ان کی طبیعت آمادہ نہ ہوئی تھی۔ اس آیت میں انہیں ہی خطاب کیا گیا ہے کہ ایمان لاؤ تو کامل یقین کے ساتھ تمہاری قربانیاں ضائع نہ ہوں گیں۔

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے ہاتھ میں جو مال ہوتا ہے وہ اس کا مالک نہیں ہوتا۔

(۸): یعنی ایمان لاؤ اور اس کے تقاضے پورے کرو۔ مال کو سینت سینت کر رکھنا مسلمانوں کا کام نہیں ہے ۔ یہاں وعدہ سے مراد عہد الست ہوسکتا ہے اس کے علاوہ اسلام قبول کرنا خود عہد ہے۔

(۱۰): اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مال دیتا ہے۔جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے ۔ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو مال اس کے تصرف سے نکل جاتا ہے ۔ حضرت آدم کی تخلیق سے پہلے بھی سب کچھ اللہ ہی کی ملکیت تھا۔سب لوگوں کے فنا ہونے کے بعد بھی اللہ ہی کی ملکیت ہوگی۔ درمیان میں عارضی تصرف کا اختیار انسان کو اس کی آزمائش کے لئے دیا گیا ہے۔

اکثر مفسرین نے یہاں ''فتح'' سے فتح مکہ مراد لیا ہے کیونکہ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کی حالت کافی بدل گئی تھی اور انہیں عرب میں سیاسی غلبہ بھی حاصل ہو چکا تھا۔فتح مکہ سے قبل جان و مال کو دین کے لئے کھپانا قوی ایمان کی دلیل تھی جبکہ بعد میں تو غالب گروہ کے ساتھ شامل ہونا کافی آسان تھا۔اور دین کی راہ میں مال خرچ کرنے سے غنائم کے حصول کی توقع بھی تھی۔

مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجۡرٌ کَرِیۡمٌ ﴿۱۱﴾ یَوۡمَ تَرَی

کون ہے جو قرض دے اللہ کو "قرض حسنہ" تاکہ وہ بڑھا کردے اس کو اور اس کے لئے ہے عمدہ اجر⑪ اس دن آپ دیکھیں گے

الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ یَسۡعٰی نُوۡرُهُمۡ بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَبِاَیۡمَانِهِمۡ بُشۡرٰىکُمُ الۡیَوۡمَ

ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو دوڑتا ہوگا ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب (ان سے کہا جائے گا) بشارت ہے تمہارے لئے آج

جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ ذٰلِکَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۲﴾ یَوۡمَ یَقُوۡلُ

ایسے باغات کی جن کے نیچے بہہ رہی ہوں گی نہریں، ہمیشہ رہیں گے وہ ان میں، یہی ہے کامیابی بہت بڑی⑫ اس دن کہیں گے

الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا انۡظُرُوۡنَا نَقۡتَبِسۡ مِنۡ نُّوۡرِکُمۡ ۚ قِیۡلَ ارۡجِعُوۡا

منافق مرد اور منافق عورتیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہم انتظار کرو ہمارا ہم بھی کچھ روشنی حاصل کرلیں تمہارے نور سے، ان سے کہا جائے گا تم لوٹ جاؤ

وَرَآءَکُمۡ فَالۡتَمِسُوۡا نُوۡرًا ؕ فَضُرِبَ بَیۡنَهُمۡ بِسُوۡرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِیۡهِ الرَّحۡمَةُ

اپنے پیچھے کی طرف اور تلاش کرو نور (روشنی) تب حائل کردی جائے گی اُن کے درمیان ایک دیوار، اس کا ایک دروازہ ہوگا، اس کے اندر ایک رحمت ہوگی

وَظَاهِرُهٗ مِنۡ قِبَلِهِ الۡعَذَابُ ﴿۱۳﴾ یُنَادُوۡنَهُمۡ اَلَمۡ نَکُنۡ مَّعَکُمۡ ؕ قَالُوۡا بَلٰی وَلٰکِنَّکُمۡ

اور اس کے باہر کی طرف ہوگا عذاب⑬ وہ (منافق) پکاریں گے ان (مومنوں) کو کیا نہیں ہم تھے تمہارے ساتھ (دنیا میں)؟ وہ کہیں گے ہاں کیوں نہیں! اور لیکن تم نے

فَتَنۡتُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ وَتَرَبَّصۡتُمۡ وَارۡتَبۡتُمۡ وَغَرَّتۡکُمُ الۡاَمَانِیُّ حَتّٰی جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ

فتنے میں ڈال لیا تھا اپنے آپ کو اور تم نے انتظار کیا اور تم نے شک کیا اور تمہیں فریب دیا جھوٹی تمناؤں نے، یہاں تک کہ آپہنچا اللہ کا حکم

وَغَرَّکُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ ﴿۱۴﴾ فَالۡیَوۡمَ لَا یُؤۡخَذُ مِنۡکُمۡ فِدۡیَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ

اور تمہیں دھوکہ دیا اللہ کے بارے میں دھوکے باز (شیطان) نے⑭ سو آج نہ لیا جائے گا تم سے کوئی فدیہ اور نہ ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا،

مَاۡوٰىکُمُ النَّارُ ؕ هِیَ مَوۡلٰىکُمۡ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ

تمہارا ٹھکانہ آگ ہے، یہی تمہارے لائق ہے، خبرگیری کے لئے اور بری ہے یہ لوٹ جانے کی جگہ (آگ)⑮ کیا نہیں آیا ہے ابھی وقت ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاچکے، یہ کہ

تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ ۙ وَلَا یَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ

جھک جائیں اُن کے دل ذکر الٰہی کے لئے اور (اس کے لئے) جو نازل ہوا حق سے اور نہ ہوجائیں وہ ان لوگوں کی طرح، جنہیں دی گئی تھی کتاب

مِنۡ قَبۡلُ فَطَالَ عَلَیۡهِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَکَثِیۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِعۡلَمُوۡۤا

اس سے پہلے، پھر لمبی ہوگئی ان پر مدت، تو سخت ہوگئے ان کے دل اور بہت سے ان میں سے فاسق ہیں⑯ تم جان لو،

اَنَّ اللّٰهَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ قَدۡ بَیَّنَّا لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۷﴾

بلاشبہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کی موت کے بعد، یقینا ہم نے بیان کیں تمہارے لئے آیتیں تاکہ تم عقل سے کام لو⑰

⑪: یہ رب کی شان کریمی ہے کہ مال کے تمام موارد (Sources) خود پیدا کئے چاہے وہ زمین کے پیٹ سے نکلنے والے خزانے ہوں جیسے سونا چاندی، تیل وگیس وغیرہ یا زراعت سے تعلق رکھنے والی اجناس ہوں۔ انسان کو اس سے نفع حاصل کرنے کی صلاحیت بھی اس نے بخشی، جو مال اللہ تعالیٰ طلب فرماتا ہے وہ مال بھی خود انسان کے ہی فائدہ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اس کے باوجود اسے قرض حسنہ فرمایا۔

ہر وہ مال جو اللہ کی رضا کے حصول کے لئے دیا جائے قرض حسنہ کہلاتا ہے قرض حسنہ صرف حلال کمائی سے دیا جاسکتا ہے (البقرہ:۲۶۷) کیونکہ اللہ تعالیٰ حرام کمائی قبول نہیں کرتا۔ صدقہ دینے کے بعد احسان نہ جتلائے ورنہ صدقہ ضائع ہو جائے گا۔ (البقرہ:۲۶۴) صدقہ میں بہترین اور پسندیدہ مال دینا افضل ہے۔ (آل عمران:۹۲) محتاج کو صدقہ دیکر یہ سمجھے کہ یہ اس کا حق تھا۔

⑫: یہ لوگ میدان حشر یا عدالت الٰہی کے دائیں جانب والے یعنی اصحاب الیمین ہوں گے۔ اب اگر انہوں نے میدان حشر کی جانب جانا ہوگا تو نور آگے اور دائیں جانب ہی درکار ہوگا۔

⑬: اس کا دوسرا معنی یہ ہوسکتا ہے کہ ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہارے نور کی روشنی میں چل سکیں۔

یہ انہیں طنزاً کہا جائے گا یا دوسرا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ "پیچھے ہٹ جاؤ اور اپنا نور کہیں اور تلاش کرو"۔

اب منافق اس دیوار کے ذریعے سے باتیں کریں گے۔

⑭: گویا جس طرح دنیا میں مسلمانوں کو چکر میں رکھتے اسی طرح آخرت میں بھی یہی کوشش کریں گے کہ مومنوں کو چکر دے سکیں۔ جھوٹی امنگوں نے تمہیں دھوکے میں رکھا کہ آج یا کل مسلمانوں کا غلبہ ختم ہو جائے گا اور ہم پھر سے کفر کا ساتھ دیں گے۔ یا یہ کہ دونوں گروہوں کے ساتھ اس انداز میں رہا جائے کہ بروقت اپنی وفاداریاں تبدیل کی جاسکیں۔

⑯: یہاں بھی ان اہل ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے جنہوں نے موقع کی مناسبت سے اسلام کو قبول کرلیا تھا مگر اسلام کے لئے قربانی سے دریغ کر رہے تھے۔ عرب بھر میں مسلمانوں کو ظلم کی چکی میں پیسا جارہا تھا چاراطراف سے مظلوم مسلمان ہجرت کرکے مدینہ پناہ لے رہے تھے جنہیں سنبھالتے ہوئے مخلص مسلمانوں کی کمریں دوہری ہوتی جارہی تھیں۔

گویا اللہ کی یاد سے غافل ہونے کا نتیجہ یہ ہوگا جو یہود ونصاریٰ کے دل سخت ہونے کی صورت میں ہوا۔ وہ تو اللہ کے نبی کے گزرنے کے ایک عرصہ بعد ہوا۔ ادھر قرآن نازل ہو رہا ہے اور اللہ کا رسول تم میں موجود ہے۔ پھر تمہاری یہ حالت کیوں؟

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ
یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے قرض دیا اللہ کو "قرضِ حسنہ" تو وہ بڑھا دیا جائے گا ان کو اور ان کے لئے اجر ہے
كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ
بہت عمدہ ﴿۱۸﴾ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر، وہی ہیں صدیق (راست باز) اور شہید (گواہی دینے والے ہیں) اپنے رب کے نزدیک،
لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾
ان کے لئے ان کا اجر اور ان کا نور ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیات کو، وہی لوگ دوزخی ہیں ﴿۱۹﴾

ع ۲ / ۹ / ۱۸

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ
خوب جان لو کہ دنیاوی زندگی تو کھیل اور تماشہ ہے اور زینت اور فخر کرنا ہے آپس میں اور ایک دوسرے سے کثرت جتلانا ہے مال
وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ
واولاد میں، اس کی مثال ایسی ہے جیسے بارش، کہ خوش کردے کاشتکاروں کو اس سے پیدا ہونے والی نباتات، پھر وہ ہو جاتی ہے
حُطٰمًا ؕ وَفِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ
خشک تو آپ ہی کو دیکھتے ہیں زرد شدہ پھر وہ ہو جاتی ہے چورا چورا اور (اسی طرح) آخرت میں ہے سخت عذاب اور مغفرت ہے اللہ کی طرف سے اور اس کی خوشنودی اور نہیں ہے دنیاوی زندگی
اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ
مگر سامان دھوکے کا ﴿۲۰﴾ تم دوڑو اپنے رب کے مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمانوں
وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
اور زمین کی وسعت کی مانند ہے، جو تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر، یہ فضل ہے اللہ کا جو عطا فرماتا ہے جسے وہ چاہے
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ
اور اللہ بڑے فضل والا ہے ﴿۲۱﴾ نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہارے نفسوں میں،
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ ۖ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا
مگر وہ (لکھی ہوئی ہے) ایک کتاب میں، اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں، بلاشبہ یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہے ﴿۲۲﴾ تاکہ نہ تم غم کھاؤ اُس پر، جو
فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿۲۳﴾ ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ
تم سے فوت ہو جائے اور نہ تم اتراؤ اس پر، جو وہ تمہیں دے اور اللہ نہیں پسند کرتا ہر گھمنڈ کرنے والے اور فخر جتانے والے کو ﴿۲۳﴾ وہ لوگ جو (خود بھی) بخل کرتے ہیں
وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾
اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بخیلی کا اور جو شخص روگردانی کرے، تو بلاشبہ اللہ وہی ہے بے پرواہ نہایت قابل تعریف ﴿۲۴﴾

﴿۱۹﴾: آیت نمبر ۱۱ کے مضمون کو مزید تاکید کے لئے دہرایا گیا ہے۔
تصدیق وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے رسول کی بلا تامل تصدیق کر دی۔ دوسری جانب وہ اپنے قول و عمل میں سچے ہوتے ہیں۔ پھر یہی لوگ یوم قیامت دوسرے لوگوں پر گواہ بنا کر پیش کئے جائیں گے۔ انہوں نے اپنے عمل سے اسلام کی حقانیت کو ثابت کر دیا کہ اسلام کسی بھی انسان کی ذات پر کس قسم کے اچھے اثرات مرتب کرتا ہے۔ دوسری جانب انہوں نے لوگوں کو دین کی دعوت دی ہوگی اور وہ گواہی دیں گے۔

﴿۲۱﴾: کفار۔ کفر (To Cover) چھپانا۔ یہاں کفار کسان کے معنی میں استعمال ہوا ہے جو کہ بیج کو زمین میں چھپاتا ہے جبکہ کافر کے دل میں اللہ اور آخرت کا انکار چھپا ہوتا ہے۔ اس آیت میں دنیا کا معمولی ہونا اور آخرت کی کامیابی کا اصل کامیابی ہونا بتلایا گیا ہے۔ بات سمجھانے کے لئے کھیتی کی مثال پیش کی گئی ہے۔
جس طرح کھیتی چار دن بہار دکھلا کر بھُس بن جاتی ہے یہی انسانی زندگی کا حال ہے۔
دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "دوڑو اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف جس کی وسعت ساری کائنات ہے"۔ (آل عمران: ۱۳۳)
دونوں آیات کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں یہاں جنت کا رقبہ نہیں بتلایا گیا بلکہ جنت کی وسعت کا تصور دلایا گیا ہے۔

﴿۲۲﴾: حضرت عبد اللہ ابن عمر ابن العاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی تھی"۔ (مسلم)
● تقدیر پر ایمان لانا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے مسلمان کسی ابتلا میں جب پریشان ہوتا ہے تو یہ سوچ کر صبر کرتا ہے کہ یہ بات مقدر میں تھی اور اس سے بچنا ممکن نہیں تھا۔ اسی طرح کوئی نعمت میسر آتی ہے تو اس پر اتراتا نہیں۔
● حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی مدد طلب کرو اور ہمت نہ ہار کر بیٹھ جاؤ۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسے کرتا تو ایسے ایسے ہو جاتا لیکن ایسے کہو (قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ) اللہ نے جو مقدر کیا اور جو چاہا کیا بلاشبہ "اگر" شیطان کے نام کا راستہ کھول دیتا ہے"۔ (مسلم)

﴿۲۴﴾: جنہیں اللہ کی تقدیر پر نہیں بلکہ اپنی تدبیر پر اعتماد ہوتا ہے ان کے لئے انفاق فی سبیل اللہ بہت مشکل ہوتا ہے کہ جو ہم خرچ کریں گے وہ کبھی واپس ملے گا بھی یا نہیں۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ

یقیناً بھیجا ہم نے اپنے رسول واضح دلیلوں کے ساتھ اور ہم نے نازل کی ان کے ساتھ کتاب اور میزان، تاکہ قائم رہیں۔

النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

لوگ انصاف پر اور ہم نے نازل کیا لوہا جس میں ہے بڑا زور اور بہت سے فائدے انسانوں کے لئے

ع ۳ ۱۹ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

اور تاکہ جان لے اللہ اس کو جو مدد کرتا ہے اس کی اور اس کے رسولوں کی بغیر دیکھے، بلاشبہ اللہ قوی ہے، بہت زبردست ہے﴿۲۵﴾ اور یقیناً ہم نے بھیجا

نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ

نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کو اور ہم نے رکھی ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب ،پھر کچھ ان میں سے ہدایت پانے والے ہیں

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا

اور بہت سے ان میں فاسق ہیں﴿۲۶﴾ پھر ہم نے لگاتار بھیجا ان کے نقش قدم پر اپنے رسولوں کو اور ہم نے اُن کے پیچھے بھیجا

بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ڏ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ

عیسٰی ابن مریمؑ کو اور ہم نے دی اس کو انجیل اور ہم نے رکھ دی ان لوگوں کے دلوں میں، جنہوں نے پیروی کی

رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ

اس کی شفقت اور مہربانی اور رہبانیت، تو اسے انہوں نے خود ایجاد کیا، نہیں ہم نے لکھا تھا اسے ان پر مگر یہ کہ تلاش کریں

رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ

اللہ کی رضا، پھر نہ انہوں نے خیال رکھا اس کا جیسا اس کا خیال رکھنے کا حق تھا، پھر ہم نے دیا ان لوگوں کو جو ایمان لائے، ان میں سے ان کا اجر

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ

اور بہت سے ان میں سے فاسق ہیں﴿۲۷﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو !تم اللہ سے ڈرو اور ایمان لاؤ اس کے رسولوں پر،

يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

وہ تمہیں دے گا دو حصے، اپنی رحمت سے اور بنائے گا تمہارے لئے ایسا نور کہ تم چلو گے اس کی روشنی میں اور وہ بخشے گا تمہیں اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ

بہت معاف کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے﴿۲۸﴾ تاکہ جان لیں اہل کتاب، یہ کہ بلاشبہ نہیں وہ قدرت رکھتے کسی شئ پر اللہ کے فضل سے

ع ۴ ۲۰ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

اور بلاشبہ تمام فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ دیتا ہے یہ (فضل) جسے وہ چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے﴿۲۹﴾

﴿۲۵﴾: بیّنٰت سے مراد واضح دلائل اور معجزات ہیں جس سے کسی رسول کی حقانیت ثابت ہوجائے۔

میزان سے مراد ناپ تول کے پیمانے بھی مراد لیا گیا ہے تاکہ باہم لین دین میں لوگوں کے حقوق کا تحفظ ہو اور نظام عدل قائم ہو۔ اسی طرح نظام عدل اور توازن جو کہ ایک نبی خود اللہ کی راہنمائی میں قائم کرتا ہے اور حق و باطل کے درمیان واضح فرق بتلا دیتا ہے اللہ امام ابن کثیر پر رحمت فرمائے انہوں نے یہاں میزان کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے کہ انسان کو عدل و انصاف اور حق شناسی کی فطری صلاحیت بخشی جس کی بنا پر ہر سلیم الفطرت انسان کتاب الٰہی کی دعوت کو بآسانی قبول کر لیتا ہے۔ سیاق کے اعتبار سے یہ قریب ترین معلوم ہوتا ہے۔

یہاں اپنی ایک نعمت، لوہا کے نازل کرنے کا ذکر اسی جانب اشارہ کرتا ہے کہ رسول صرف یہ نظام عدل و انصاف پیش کرنے کا ہی مکلف نہیں ہوتا بلکہ اس کو نافذ بھی کرتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مجھے قیامت سے پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہے تاکہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے“۔(احمد)

﴿۲۶﴾: حضرت نوح کے بعد نبوت کو ان کی اولاد ہی سے مختص کر دیا گیا۔ پھر حضرت ابراہیم کے بعد نبوت کو اولاد ابراہیم ہی سے مختص کر دیا گیا۔

﴿۲۷﴾: رافتہ۔ کسی کو تکلیف میں دیکھ کر پسیج جانا۔ رحمۃ۔ اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے مدد کرنا۔

رھبانیہ۔ رہب۔ ایسا خوف جس میں اضطراب اور احتیاط شامل ہو۔ رہبانیت۔ کسی طویل اور مسلسل بے چین رکھنے والے خوف کی وجہ سے لذات دنیا ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لینا۔

راہب۔ درویش۔ گوشہ نشین صوفی۔

معلوم ہوا کہ یہ بدعت تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ اس سے بدعت کی تعریف بھی معلوم ہوگئی کہ ہر وہ کام جسے دین اور ثواب سمجھ کر کیا جائے جبکہ شریعت میں اس کی اصل موجود نہ ہو۔

اس طریقہ کو اختیار کرنیوالوں نے جو پابندیاں اپنے آپ پر لگائی ہیں وہ خود بھی اس کی پابندی نہ کر سکے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان جو بھی بدعت ایجاد کرے گا وہ غیر فطری ہی ہوگی اور غیر فطری چیز کو نبھانا ناممکن ہے۔

﴿۲۹﴾: بعض مفسرین نے اہل کتاب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیوالے مراد لئے ہیں تاہم سیاق اس کی تائید نہیں کرتا۔
اکثر مفسرین نے اس آیت میں ”لا“ زائد مانا ہے۔ گویا ”لیعلم“ مراد ہوگا۔

اٰیَاتُھَا ۲۲ | سُوْرَۃُ الْمُجَادَلَۃِ مَدَنِیَّۃٌ (۵۸) (۱۰۵) | رُکُوْعَاتُھَا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ

یقیناً سن لی اللہ نے بات اس عورت کی جو جھگڑ رہی تھی آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں اور وہ شکایت کر رہی تھی اللہ سے، اور اللہ سن رہا تھا

تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ① اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ

تم دونوں کی گفتگو، بلاشبہ اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے① وہ لوگ جو ''ظہار'' کرتے ہیں تم میں سے، اپنی بیویوں کے ساتھ، نہیں ہو جاتیں ان کی (بیویاں) مائیں،

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

نہیں ہیں ان کی مائیں، مگر وہی جنہوں نے انہیں جنا ہے اور بلاشبہ وہ کہہ رہے ہیں ایک سخت ناپسندیدہ جھوٹی بات اور بیشک اللہ

لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ

بڑا معاف کرنے والا، بہت درگزر کرنے والا ہے② اور وہ لوگ جو ''ظہار'' کریں اپنی بیویوں سے پھر وہ رجوع کرلیں اس (بات) سے جو انہوں نے کہا، تو (اس پر) آزاد کرنا ہے ایک گردن (غلام)

مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ

اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، یہ ہے وہ نصیحت جو تمہیں کی جا رہی ہے اور اللہ ان اعمال سے، جو تم کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے③ پھر جو شخص نہ پائے (غلام)

فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ

تو (اس پر) روزے رکھنا ہے دو مہینے کے لگاتار، اس سے پہلے، کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، پھر جو شخص نہ استطاعت رکھے (روزوں کی) تو (اس کے لئے) کھانا کھلانا ہے ساٹھ

مِسْكِیْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ

مسکینوں کو، یہ اس لئے ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لئے ہے عذاب

اَلِیْمٌ ④ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

دردناک④ بیشک وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی وہ ذلیل کئے جائیں گے، جیسے ذلیل کئے گئے تھے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے

وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ⑤ۚ یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا

اور یقیناً ہم نے نازل کیں آیتیں واضح اور کافروں کے لئے ہے عذاب رسوا کن⑤ جس دن اٹھائے گا اللہ ان سب کو

فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ⑥ ع

پھر وہ خبر دے گا انہیں اس کی جو انہوں نے عمل کئے، گن (کر محفوظ) رکھا ہے اس کو اللہ نے، جبکہ وہ بھول گئے تھے اسے اور اللہ ہر چیز پر شاہد ہے⑥

ع ۱ ۶ ۱

①: زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب خاوند اور بیوی میں لڑائی ہو جاتی تو خاوند بیوی سے یوں کہہ دیتا کہ

أَنْتَ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّيّ

کہ تو مجھ پر ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ اسے ظہار کہتے ہیں اور اسے دائمی طلاق سمجھا جاتا۔ (الاحزاب: ۴)

واقعہ یوں ہوا کہ خولہ بنت ثعلبہ جن کے خاوند کا نام اوس بن صامت تھا کی آپس میں ناچاقی ہوئی تو وہ ظہار کر بیٹھے۔ خولہ آپ ﷺ کے پاس آئی اور ماجرا بیان کیا اپنے خاوند کے ظلم کا شکوہ کیا کہنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اپنی جوانی تو اس کے یہاں گزار دی۔ اب بڑھاپا کہاں گزاروں۔ تا حال چونکہ ظہار کا حکم نازل نہیں ہوا تھا لہٰذا آپ ﷺ نے فرمادیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تو اس پر حرام ہوگئی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ اللہ کی قسم اس نے مجھے طلاق تو نہیں دی ہے۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر میں اس سے دستبردار ہو جاؤں تو وہ بے توجہی کا شکار ہو جائیں گے اور اگر اپنے پاس رکھوں تو انہیں کھلاؤں کہاں سے وہ ساتھ ہی ساتھ روتی جاتی اور کہتی جاتی کہ مجھے کوئی بہتر شکل بتلائیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اللہ تعالیٰ کس طرح لوگوں کی باتیں سننے والا ہے۔ یہ عورت گھر کے ایک کونے میں آپ ﷺ سے مجادلہ کرتی تھی اور اپنے خاوند کی شکایت کرتی تھی میں اس کی باتیں نہیں سنتی تھی لیکن اللہ نے آسمانوں پر اس کی بات سن لی''۔ (ابن ماجہ)

④: ظہار چونکہ مرد ہی کرتا تھا لہٰذا اس سلسلہ میں عورت پر کچھ کفارہ نہیں ہے مرد کے لئے کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا تین ماہ مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

کفارہ اسی کے لئے ہے جو رجوع کرنا چاہے البتہ جو رجوع نہ کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ سیدھے طریقہ سے طلاق دے۔ اور ظہار والی ہیرا پھیری کا طریقہ اختیار نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے اسی طرح صحبت سے پہلے کفارہ کی ادائیگی لازمی ہے اس سے پہلے بیوی حلال نہ ہوگی۔

⑤: کبوا۔ کبت کے معنی کسی کو غصہ کی حالت میں ذلیل و رسوا کر دینا۔ ہلاک کر دینا یا دھکے دیکر نکال باہر کرنا۔

⑥: کیونکہ انسان خود اپنے بے شمار اعمال بھول چکا ہوگا جبکہ فرشتے ریکارڈ میں محفوظ رکھیں گے اور وہ ان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا

کیا نہیں آپ نے دیکھا کہ بلاشبہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، نہیں ہوتی کوئی سرگوشی تین (آدمیوں) کی مگر

هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ

وہ (اللہ) ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ (آدمیوں) کی مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ کم اس سے اور نہ زیادہ مگر وہ اس کے ساتھ ہوتا ہے،

اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑦

جہاں کہیں بھی وہ ہو، پھر وہ خبردے گا انہیں اسکی، جو انہوں نے عمل کئے، روز قیامت، بلاشبہ اللہ ہرچیز کو خوب جاننے والا ہے⑦

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ

کیا نہیں آپ نے دیکھا! ان لوگوں کی طرف جو روکے گئے تھے سرگوشی کرنے سے، پھر دوہراتے ہیں اس چیز کو، جس سے منع کیا گیا تھا انہیں اور وہ سرگوشیاں کرتے ہیں گناہ کی

وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ؗ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ

اور زیادتی کی اور رسول کے نافرمانی کی اور جب وہ آتے ہیں آپ کے پاس، تو وہ دعا دیتے (یعنی سلام کرتے) ہیں آپ کو اس طریقے سے کہ نہیں دعا دی (سلام بھیجا) آپ کو اس طرح اللہ نے

وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ

اور وہ کہتے ہیں اپنے نفسوں میں کیوں نہیں عذاب دیتا ہمیں اللہ ان (باتوں) پر جو ہم کہتے ہیں؟ کافی ہے ان کے لئے جہنم، وہ اس میں داخل ہوں گے،

فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

پس بُرا ہے وہ ٹھکانا⑧ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم سرگوشی کرو، تو نہ تم سرگوشی (مشورے) کرو گناہ کی اور زیادتی کی

وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ⑨

اور رسول کے نافرمانی کی اور تم سرگوشی کرو نیکی اور تقویٰ کی اور تم ڈرو اللہ سے جس کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے (یعنی پیش ہوگے)⑨

اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

یقیناً (بُری) سرگوشی (چھپ کر مشورہ) تو شیطان ہی کی طرف سے ہے، تاکہ وہ رنجیدہ کرے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نہیں وہ ضرر (نقصان) پہنچانے والا انہیں کچھ بھی، مگر اللہ کے حکم سے

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا

اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے⑩ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! جب کہا جائے تم سے، کہ کشادگی کرو

فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ

مجالس میں، تو جگہ دے دیا کرو دوسروں کو، کشادگی کرے گا اللہ تمہارے لئے اور جب کہا جائے! کہ اٹھ جاؤ تو تم اٹھ جایا کرو، بلند کرے گا اللہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑪

ان لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے اور اُن لوگوں کو جنہیں دیا گیا ہے علم، درجوں کے اعتبار سے اور اللہ ان سب اعمال سے جو تم کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے⑪

⑦: اس کا مفہوم یہ نہیں ہوسکتا کہ اس مقدار سے کم وبیش کی سرگوشیاں اللہ تعالیٰ نہیں جانتے بلکہ یہ عرب کا اسلوب ہے کہ تین پانچ کا ذکر کسی بھی تعداد کو ظاہر کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

⑧: اشارہ ہے مفانقین مدینہ کی جانب ہے جنکی دلی ہمدردیاں اسلام دشمنوں کے ساتھ رہتی تھیں اور مسلمانوں کے لئے وہ مار آستین بنے ہوئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”جب یہودی تمہیں سلام کہتے ہیں تو سلام کی بجائے سام (یعنی موت) کہتے ہیں تو ان کے جواب میں تم فقط وعلیک کہہ دیا کرو“۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ”چند یہود رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا السام علیکم میں سمجھ گئی اور کہا ”علیکم السام واللعنہ“ یعنی تم پر موت بھی آئے اور لعنت بھی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ عائشہ ذرا ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی پسند فرماتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے سنا نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سن کر ہی انہیں وعلیکم کہا تھا“۔ (بخاری)

⑨: اثم۔ عدوان اور نبی کی مخالفت کی سرگوشیاں شیطان کی انگیخت کی بنا پر کی جاتی ہیں۔ ان کا مقصد مسلمانوں کو پریشان کرنا ہی ہوتا ہے یاد رہے کہ اس قسم کی سرگوشی حرام ہے۔

⑩: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”جب کہیں تم صرف تین آدمی ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر کانا پھوسی نہ کریں۔ اس سے اس کو رنج ہوگا البتہ اگر اور بھی آدمی موجود ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں“۔ (بخاری)

⑪: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”کوئی شخص دوسرے کو اٹھا کر وہاں خود نہ بیٹھے۔ نیز فرمایا کہ (جب جگہ تنگ ہو تو) کھل کر بیٹھو اور آنیوالوں کو جگہ دو“۔ (بخاری)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو جمعہ کے دن اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے بلکہ یوں کہے تھوڑا کشادہ ہوجاؤ“۔ (مسلم)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم سر گوشی کرو رسولؐ سے تو تم دے دیا کرو (محتاج کو) اپنی سر گوشی سے پہلے کچھ صدقہ،

ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ

یہ بہت بہتر ہے تمہارے لئے اور پاکیزہ تر بھی، پھر اگر نہ پاؤ تم (صدقہ دینے کے لئے کچھ) تو بیشک اللہ بہت معاف کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے(۱۲) کیا تم ڈر گئے

اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

اس بات سے کہ تم پیش کرو اپنی سر گوشی سے پہلے صدقات؟ پھر جب نہ تم (ایسا) کر سکے اور معاف بھی کر دیا تمہیں اللہ نے،

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع ۲

تو قائم کرو نماز اور دو تم زکوٰۃ اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور اللہ پوری طرح باخبر ہے، اس سے جو تم کرتے ہو(۱۳)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ

کیا نہیں آپ نے دیکھا! ان لوگوں کی طرف، جنہوں نے دوستی کی، اس قوم سے، کہ ناراض ہوا اللہ ان پر، نہیں ہیں وہ تم میں سے اور ان میں سے،

وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ

وہ قسمیں کھاتے ہیں جھوٹ پر حالانکہ وہ جانتے ہیں(۱۴) مہیا کر رکھا ہے اللہ نے اُن کے لئے عذاب شدید، بلاشبہ

سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ

بُرا ہے، جو وہ عمل کر رہے ہیں(۱۵) انہوں نے بنالیا ہے اپنی قسموں کو ڈھال، پھر وہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے، لہٰذا ان کے لئے ہے،

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ

عذاب رُسوا کن(۱۶) ہرگز نہیں فائدہ دیں گے ان کو ان کے مال اور نہ ان کی اولاد، اللہ (کے عذاب) سے، کچھ بھی یہی لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا

آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے(۱۷) جس دن دوبارہ اٹھائے گا اللہ ان سب کو، تو وہ قسمیں کھائیں گے، اس کے سامنے، جیسے

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ

وہ قسمیں کھاتے ہیں تمہارے سامنے اور وہ گمان کریں گے، کہ بیشک وہ کسی چیز پر ہیں، جان لو، کہ وہی ہیں بہت جھوٹے(۱۸) مسلط ہو چکا ہے

عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ

ان پر شیطان، پھر اس نے بھلادیا انہیں اللہ کا ذکر، یہی لوگ شیطان کی پارٹی ہیں، جان لو، کہ گروہ

الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾

شیطان کا ہی خسارے میں رہنے والا ہے(۱۹) بیشک وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی، وہی لوگ ہیں ذلیل ترین لوگوں میں سے(۲۰)

---

(۱۲): منافقین عموماً اپنی بڑائی جتلانے کے لئے آپ ﷺ سے سرگوشی کرتے۔ جس سے آپ کا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا۔ پھر آپ ﷺ کی طبیعت میں نرمی تھی آپ انکار نہ کرتے۔ حتیٰ کہ بعض مسلمان بھی آپ ﷺ سے سرگوشیاں کرتے۔ اس وجہ سے اگر خود آپ ﷺ خلوت چاہتے تو آپ ﷺ کو دقت محسوس ہوتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ حکم نازل ہوا۔ اس میں یہ گنجائش بھی تھی کہ اگر سرگوشی واقعی ضروری ہو اور کرنیوالا نادار ہو اور صدقہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے اجازت ہے۔

(۱۳): اس حکم سے کافی فائدے ہوئے۔ منافقین تو اپنے طبعی بخل کی وجہ سے سرگوشی کرنے سے ہی باز آ گئے۔ مسلمانوں کو بھی احساس ہوا۔ چنانچہ اس حکم سے مطلوبہ نتائج بہت جلد حاصل ہو گئے۔ اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ یہ حکم صرف دس ایام بحال رہا اور صرف حضرت علیؓ نے ایک دفعہ اس پر عمل کیا۔

(۱۴): مرد منافقین ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن تھے مگر اپنے مفادات کی وجہ سے خود کو مسلمان ظاہر کرتے۔ ان کے "ایمان" کا حال چونکہ ان کے کرتوت کی وجہ سے کھل کھل جاتا تھا مگر جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا یقین دلانے کی کوشش کرتے۔

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
سے مراد یہود مدینہ ہیں۔ ان کی اصل ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں۔ مگر عملی حالت یہ ہو گئی کہ "دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا"۔

(۱۸): قسمیں کھا کر اپنے مسلمان ہونے کا یقین دلاتے ہیں تاکہ مسلمان سمجھتے ہوئے ان کا جان و مال بچ جائے۔ اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلا کر لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ جھوٹ بولنے کی اور قسمیں کھانے کی ان کی عادت اتنی پختہ ہو چکی ہے کہ اللہ کے حضور بھی جھوٹی قسمیں کھانے سے باز نہیں آئیں گے۔

(۱۹): استحوذ۔ کسی پر مسلط ہو کر اسے سختی سے ہانکنا۔ "إستحوذ العير على أتان" گدھے نے گدھی کی پشت پر چڑھ کر دونوں جانب سے دبالیا۔ گویا شیطان ان کی سوچ پر ایسا مسلط ہوا ہے کہ انہیں اللہ یاد ہی نہیں آتا۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٢١﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
لکھ دیا اللہ نے کہ ضرور غالب آ کر رہوں گا میں اور میرے رسول، بلاشبہ اللہ بہت قوت والا، زبردست ہے﴿۲۱﴾ نہیں آپ پائیں گے ایسی قوم کو جو ایمان رکھتے ہوں اللہ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ
اور روز آخرت پر کہ وہ دوستی کریں، ان سے جنہوں نے مخالفت کی اللہ اور اس کے رسول کی اور اگرچہ ہوں وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے
اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ
یا ان کے بھائی یا ان کا خاندان، یہ وہ لوگ ہیں کہ لکھ دیا ہے اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان اور اس نے تائید کی ان کی ایک روح کے ساتھ،
مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ
اپنی طرف سے اور داخل کرے گا وہ انہیں ایسے باغات میں، کہ بہہ رہی ہیں ان کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں، راضی ہوگیا اللہ
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٢٢﴾ ع ۳
ان سے اور وہ راضی ہوگئے اس (اللہ) سے، یہی ہے اللہ کی جماعت، جان لو بلاشبہ اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے﴿۲۲﴾

اٰيَاتُهَا ۲۴ (۵۹) سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۱) رُكُوْعَاتُهَا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ
تسبیح کرتی ہے اللہ کے لئے، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ زبردست، خوب حکمت والا ہے﴿۱﴾ وہ وہی ہے جس نے نکالا ان کو جنہوں نے
كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ
كفر کیا، اہل کتاب میں سے، ان کے گھروں سے پہلی جلا وطنی کے بعد، نہیں تم نے گمان کیا تھا کبھی بھی یہ کہ وہ نکلیں گے اور انہوں نے سمجھا تھا کہ بیشک وہ
مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۚ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
انہیں بچالیں گے قلعے، ان کے لئے اللہ (کے عذاب) سے، پھر آیا ان کے پاس اللہ کا عذاب جہاں سے انہیں گمان بھی نہ تھا اور اس نے ڈال دیا ان کے دلوں میں
الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿٢﴾
رعب، وہ اجاڑتے تھے اپنے گھروں کو، اپنے ہاتھوں سے، اور مومنوں کے ہاتھوں سے بھی، تو تم عبرت پکڑو اے آنکھیں رکھنے والو!﴿۲﴾
وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿٣﴾
اور اگر نہ لکھ دی ہوتی اللہ نے ان کے حق میں جلا وطنی، تو وہ ضرور عذاب دیتا، انہیں دنیا ہی میں اور اُن کے لئے آخرت میں تو ہے ہی آگ کا عذاب﴿۳﴾

وقف النبی ﷺ

﴿۲۱﴾: یہ غلبہ اخلاقی، نظریاتی اور دلایل کی قوت کے لحاظ سے تو ہمیشہ ہی حاصل رہا ہے اور حاصل رہے گا۔ سیاسی اعتبار سے بھی کبھی حاصل ہوتا ہے اور کبھی حاصل نہیں ہوتا اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دنیا دارالامتحان ہے۔

﴿۲۲﴾: یہ سچے مومنوں کی مثال ہے کہ ان کا طرز عمل کیا ہے۔ انہوں نے دین کے لئے اپنے خاندان کے قریب ترین رشتوں کو بھی کاٹ پھینکا۔ جنگ بدر میں حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے والد کو قتل کیا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے اپنے بھائی عبدہ بن عمیر کو اور حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کر کے ثابت کر دیا کہ ان کے سامنے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلے میں کسی کی کچھ اہمیت نہیں۔ انہیں کو اللہ نے اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔

تفسیر سورۃ الحشر

آپ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ میں یہود کے تین قبائل بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریضہ آباد تھے۔ یہ یہودی مدینہ میں جوڑ توڑ کی سیاست کرتے۔ اوس اور خزرج کو آپس میں لڑاتے رہتے۔ آپ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کے ساتھ دفاعی معاہدے کئے مگر ان یہود نے دل سے آپ ﷺ اور ان معاہدوں کو تسلیم نہ کیا بنوقینقاع مدینہ کے اندر آباد تھے۔ زیادہ تر سنارۃ (Gold Smith) کا کام کرتے۔ بنوقینقاع نے ایک مسلمان عورت کی بے حرمتی کی جس کے نتیجے میں مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین بلوہ ہوگیا۔ آخر میں آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر کے ان کو شام کی جانب جلاوطن کر دیا۔

اس کے بعد بنونضیر کچھ عرصہ دبک گئے مگر ان بدبختوں نے آپ ﷺ کو دھوکے سے چکی کے پاٹ گرا کر قتل کرنے کی سازش کی۔ اللہ تعالیٰ نے بروقت آپ کو وحی کے ذریعے مطلع فرما دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں دس ایام کا الٹی میٹم دیدیا اور اس کے بعد ان کا محاصرہ کر لیا۔

بنونضیر نے بڑے مضبوط قلعے تعمیر کر رکھے تھے جس پر انہیں بڑا گھمنڈ تھا۔ خود مسلمان بھی سمجھتے تھے کہ شائد ان قلعوں کو فتح کرنا اتنا سہل نہ ہوگا۔ آپ ﷺ کے چند دن کے محاصرہ سے یہودی اس قدر خوفزدہ ہوئے کہ چھ دن کے اندر اندر صدیوں سے جس علاقہ میں جمے ہوئے تھے اسے چھوڑنے پر آمادہ ہوگئے۔

یہاں یہ نقطہ قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ سمجھے ہوئے تھے کہ ''ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے'' اور کیا واقعی یہود یہ جانتے تھے کہ مقابلہ کسی انسانی طاقت سے نہیں ہے بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے جو لوگ یہودیوں کی نفسیات اور ان کی تاریخ سے واقف ہیں وہ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ واقعی اللہ سے ضد کرنیوالی قوم ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف پبلک لٹریچر میں ''اسرائیل'' کی تشریح یہ کی گئی ہے۔ (Wrestler with God) یعنی اللہ سے کشتی لڑنے والا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴﴾
یہ اس لئے کہ بیشک انہوں نے مخالفت کی اللہ اور اس کے رسول کی اور جو کوئی مخالفت کرے اللہ کی، تو بلاشبہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۴

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ
نہیں کاٹا تم نے کوئی کھجور کا درخت یا رہنے دیا اسے قائم اس کی جڑوں پر، تو یہ سب اللہ کے حکم سے ہے اور تاکہ وہ رسوا کرے

الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ
فاسقوں کو۵ اور جو لوٹایا اللہ نے اپنے رسول پر ان (کے مال) سے، تو نہیں تم نے دوڑائے اس پر کوئی گھوڑے

وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾
اور نہ اونٹ اور لیکن اللہ غالب کرتا ہے، اپنے رسولوں کو جس پر وہ چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۶

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
جو کچھ لوٹایا اللہ نے اپنے رسول کی طرف، بستیوں کے لوگوں سے، سو وہ اللہ کا اور اس کے رسول کا اور رسول کے رشتہ داروں کا اور ہے یتیموں

وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ
اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ،تاکہ نہ ہو وہ (مال) گردش کرنے والا تمہارے مالداروں کے درمیان ہی اور جو کچھ

اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
تمہیں دے رسول ،تو تم اسے لے لو اور جس سے روک دے تم کو، اس سے تم رُک جاؤ اور ڈرو اللہ سے، بلاشبہ اللہ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ
بہت سخت سزا دینے والا ہے۷ (مال فئی) فقراء مہاجرین کے لئے ہے، وہ جو نکال باہر کئے گئے اپنے گھروں اور اپنے مالوں (جائیداد) سے،

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ
اس حال میں کہ وہ تلاش کرتے ہیں فضل اللہ کا اور رضامندی اور وہ مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی یہی لوگ

هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۸﴾ ۚ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ
ہیں سچے۸ اوران کے لئے جنہوں نے بنالیا تھا (مدینہ کو) گھر (دارالہجرۃ) اور (قبول کرلیا تھا) ایمان ان مہاجرین سے پہلے، وہ (انصار) محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ہجرت کرکے آئے

اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
ان کے پاس اور نہیں وہ پاتے اپنے سینوں میں کوئی حاجت (حسد)، اس چیز کی جو انہیں دی جائے اور وہ ترجیح دیتے ہیں دوسروں کو اپنی ذات پر،

وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ڼ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۹﴾ ۚ
اگرچہ ہوں خود حاجتمند اور جو کوئی بچالیا گیا ،اپنے نفس کی بخیلی سے ،سو وہی ہیں فلاح پانے والے۹

وقف النبی

۵: حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بنو نضیر یہودیوں کے کھجور کے کچھ درخت جلا دیئے اور کچھ کٹوا دیئے۔ یہ درخت یہود کو پناہ کا کام دے رہے تھے''۔ (بخاری)

● جب مسلمانوں نے یہ درخت کاٹے تو یہودیوں اور منافقین نے شور مچایا کہ آپ ﷺ تو فساد فی الارض سے منع کرتے ہیں تو اب مسلمان ہرے بھرے درختوں کو کیوں کاٹ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی''۔

۶: حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ بنو نضیر کے اموال ان اموال میں سے تھے جو اللہ نے لڑائی کے بغیر اپنے نبی کو دلا دیئے۔ مسلمانوں نے ان پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ اس قسم کا مال خاص آپ ﷺ کے لئے سمجھا جاتا تھا۔ ایسے اموال سے آپ ﷺ اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ نکال لیتے تھے اور باقی جہاد کے سامان کی تیاری، گھوڑوں وغیرہ میں خرچ کرتے''۔ (بخاری)

۹: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ''ایک شخص (ابوہریرہ) آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں بہت بھوکا ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کے یہاں سے معلوم کرایا لیکن وہاں کچھ نہ نکلا۔

پھر آپ نے صحابہ سے کہا۔ کوئی ہے جو اس شخص کی مہمانی کرے۔ اللہ اس پر رحم کرے ایک انصاری (ابوطلحہ) نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کی مہمانی کروں گا اور یہ اس شخص (ابو ہریرہ) کو اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی (ام سلیم) سے کہا یہ شخص رسول اللہ کا (بھیجا ہوا) مہمان ہے لہٰذا جو چیز بھی موجود ہو اسے کھلاؤ۔

وہ کہنے لگی ''اللہ کی قسم میرے پاس تو بچوں کے لئے تھوڑا سا کھانا ہے'' ابو طلحہ نے کہا اچھا یوں کرو بچے جب کھانا مانگنے لگیں تو انہیں سلا دو اور جب ہم دونوں (میں اور مہمان) کھانا کھانے لگیں تو چراغ بجھا دینا۔ اس طرح ہم دونوں آج رات کچھ نہیں کھائیں گے (اور مہمان کھا لے گا) چنانچہ ام سلیم نے ایسا ہی کیا۔ صبح جب ابوطلحہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فلاں مرد (ابوطلحہ) اور فلاں عورت (ام سلیم) پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا اور اسے ہنسی آ گئی''۔ (بخاری)

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا

اور ان کے لئے جو آئے ان کے بعد، وہ کہتے ہیں! اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جنہوں نے ہم سے پہل کی

بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠﴾ ع

ایمان لانے میں اور تو نہ رکھ ہمارے دلوں میں کینہ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے، اے ہمارے رب بلاشبہ تو بہت شفقت کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے⑩

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

کیا نہیں آپ نے دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہوں نے منافقت کی وہ کہتے ہیں اپنے ان بھائیوں سے جو کافر ہیں اہل کتاب میں سے،

لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ

کہ اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی ضرور نکلیں گے تمہارے ساتھ اور بات نہ مانیں گے تمہارے بارے میں کسی کی، کبھی بھی اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو

لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١١﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ

ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بلاشبہ وہ بڑے جھوٹے ہیں⑪ البتہ اگر وہ نکالے گئے تو یہ نہیں نکلیں گے

مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ قف

ان کے ساتھ اور اگر اُن سے جنگ کی گئی تو ہرگز نہ مدد کریں گے یہ ان کی اور اگر کہیں مدد کی انہوں نے ان کی، تو ضرور پھیر جائیں گے پیٹھ،

ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٢﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

پھر وہ نہیں مدد کئے جائیں گے⑫ حقیقت میں تمہارا خوف زیادہ سخت ہے ان کے سینوں میں اللہ کے مقابلہ میں، یہ اس لئے، کہ یہ

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٣﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ

ایسے لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے⑬ نہیں وہ جنگ کریں گے تم سے کبھی اکٹھے، مگر ایسی بستیوں میں جو قلعہ بند ہیں یا دیواروں کے پیچھے

جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ

چھپ کر، ان کی لڑائی (عداوت) آپس میں بہت سخت ہے، آپ گمان کرتے ہیں ان کو اکٹھے، مگر ان کے دل پھٹے ہوئے (جدا) ہیں، یہ اس لئے ہے کہ،

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٤﴾ ۚ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ

وہ ایسے لوگ ہیں جو نہیں عقل رکھتے⑭ ان لوگوں کی طرح جو ان سے پہلے ہوئے ہیں، قریب ہی انہوں نے چکھ لیا وبال

اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٥﴾ ۚ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ

اپنے کئے کا اور ان کے لئے ہے عذاب دردناک⑮ (ان کی) مثال شیطان کی طرح ہے، جب وہ کہتا ہے انسان کو کہ تو کفر کر، پھر جب وہ کفر کرتا ہے

فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾

تو شیطان کہتا ہے، بلاشبہ میں تو بری ہوں تجھ سے، بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ رب العالمین سے⑯

⑩: اموال فے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے فقراء مہاجرین کا بطور خاص ذکر فرمایا جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار اور کنبہ قبیلہ ترک کیا پھر ایثار اور قربانی کی مثالیں قائم کرنے والے انصار کا اور آخر میں انصار اور مہاجرین کے بعد آنیوالے تبع وتابعین اور بعد میں آنیوالے مسلمانوں کا ذکر فرمایا۔ بشرطیکہ وہ اولین صحابہ کی مغفرت نیز اپنے دل میں انکے خلاف کدورت نہ رکھنے کی دعائیں مانگتے ہوں۔

حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے زمانہ میں جب عراق وشام کے ممالک فتح ہوئے تو روسائے فوج نے یہ زمینیں افواج میں تقسیم کرنے پر اصرار کیا جبکہ حضرت عمرؓ اراضی کو بیت المال کے تصرف میں دینا چاہتے تھے کیونکہ بعد میں اتنی زیادہ اراضی مسلمانوں کے ہاتھ لگنے کا امکان کم تھا۔ دوسری جانب حضرت عمرؓ یہ بھی محسوس کرتے تھے کہ افواج اگر زمینوں کی نگہداشت میں مشغول ہوگئیں تو جہاد کی طرف صحیح طرح توجہ نہ کرسکیں گے۔ بحث نے طول پکڑا حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف اور حضرت بلالؓ روسائے فوج کے حامی تھے آخر حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت سمجھا دی جسے انہوں نے نص قطعی کے طور پر پیش کیا تو نزاع ختم ہوا۔

⑪: اس سے رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی اور آپ کے ساتھی مراد ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کو ان کی بدعہدی اور سازش کی بنا پر دس دن کے اندر نکلنے کا الٹی میٹم بھجوایا تو یہود نکلنے کی تیاریاں کرنے لگے مگر عبداللہ ابن ابی نے انہیں پیغام بھجوایا تم ڈٹ جاؤ۔ میرے بیس ہزار مسلح جوان تمہارے ساتھ مل کر لڑیں گے اور اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے۔ حالانکہ یہ سب زبانی جمع خرچ ہی تھا۔ نہ ہی لڑنے کو آئے اور نہ ہی ساتھ جلاوطن ہوئے۔

⑬: یہ یہود اور منافقین اللہ سے نہیں ڈرتے مگر تم سے ڈرتے ہیں حالانکہ جس سے ڈرنے کی وجہ سے تم میں یہ اخلاص اور جرات پیدا ہوئی ہے اس سے نہ ڈرنا ہی ان کی اصل جہالت اور بے وقوفی ہے۔

⑭: ان کی بزدلی اور کم ہمتی کا عالم یہ ہے کہ کھلے میدان میں جنگ سب مل کر بھی نہیں کر سکتے۔۔۔ کیونکہ ان کے اتفاق کی بنیاد کسی نظریہ پر تو نہیں بلکہ یہ تو حق دشمنی کی مشترکہ صفت کی بنا پر اکٹھے ہوئے ہیں۔

⑮: بنوقینقاع مراد ہیں۔ جنہیں اس سے پہلے ان کی شرارتوں کی بنا پر جلاوطن کیا گیا تھا۔ (دیکھیں آیت نمبر ۲)

⑯: شیطان کا طریقہ واردات بھی یہی ہے کہ پہلے لوگوں کو سبز باغ دکھلا کر گمراہ کرتا ہے بعد میں برات کا اظہار کر دیتا ہے۔ قیامت کے دن وہ اسی طرح بری ہونے کی کوشش کرے گا۔ ان منافقوں نے یہودیوں کے ساتھ یہی ہاتھ کیا ہے۔

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

سو ہوگا ان دونوں کا انجام، کہ بیشک وہ دونوں ہی آگ میں ہوں گے، وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں اوریہی ہے سزا

ع ۲ ۵ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا

ظالموں کی﴿۱۷﴾ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم ڈرو اللہ سے اور چاہیے کہ دیکھے ہر نفس کہ کیا

قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا

اس نے آگے بھیجا ہے، کل کے لئے اور تم ڈرو اللہ سے، بیشک اللہ پوری طرح باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو﴿۱۸﴾ اور نہ

تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ

تم ہوجاؤ ان لوگوں کی طرح ،جنہوں نے بھلادیا اللہ کو، تو اللہ نے بھلوادئے انہیں اپنے آپ سے،یہی لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

ہیں فاسق (نافرمان)﴿۱۹﴾ نہیں برابر ہوسکتے آگ والے (دوزخی) اور جنت والے، جنت والے

هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ

ہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں﴿۲۰﴾ اگر ہم نازل کرتے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر، تو ضرور آپ دیکھتے

خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا

اس (پہاڑ) کو کہ وہ دبا جارہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے، اللہ کے خوف سے اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں، ان کو

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ

انسانوں کے لئے ،تاکہ وہ غوروفکر کریں﴿۲۱﴾ وہ اللہ ہی ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، جاننے والا ہے غیب کا

وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

اور حاضر کا، وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے﴿۲۲﴾ وہ اللہ ہی ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود، سوائے اس کے،

اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ

بادشاہ حقیقی نہایت مقدس، سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان، سب پر غالب، زور آور، بڑائی والا،

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ

پاک ہے اللہ اُن سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں﴿۲۳﴾ وہ اللہ ہی ہے، خالق، موجد، صورت گری کرنے والا، اسی کے لئے ہیں تمام نام

ع ۳ ۶ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

بہترین، تسبیح کررہی ہے اسکی ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ زبردست، خوب حکمت والا﴿۲۴﴾

﴿۱۷﴾: گمراہ کرنے والا اور گمراہ ہونے والا دونوں ایک جیسے ہی مجرم ہیں۔

﴿۱۸﴾: کل سے مراد قیامت کا دن ہے اور آج سے مراد دنیاوی زندگی ہے، یہ زندگی دار العمل اور دار الامتحان ہے جبکہ آخرت دار الجزاء ہے، ذہین اور کامیاب طلبہ کا ہمیشہ سے دستور رہا ہے کہ وہ پہلے امتحان کے متوقع سوالات حل کر کے اپنی کارکردگی جانچتے اور اسے بہتر بناتے رہتے ہیں۔

حضرت شداد ابن اوسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا خود محاسبہ کرے“۔(ترمذی)

● حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ”اپنا محاسبہ کرلو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے“۔(ترمذی)

﴿۱۹﴾: اللہ تعالیٰ کو فراموش کرنے کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی لازوال تعلیمات کو فراموش کردیتا ہے۔ یہ تعلیمات دین نسخہ کیمیا ہے جو کہ انسان کی دنیاوی زندگی اور آخرت کی زندگی میں انقلاب لاسکتا ہے۔

﴿۲۱﴾: جیسے دوسری جگہ ارشاد فرمایا

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾

”ہم نے اپنی امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اٹھالیا یقیناً وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے“۔(الاحزاب:۷۲)

﴿۲۲﴾: اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ بھی غائب نہیں سب شہادۃ ہی ہے۔ انسان کے علم کی نسبت دونوں کا علیحدہ سے ذکر کیا گیا ہے۔

﴿۲۳﴾: ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوسکے۔

الملک۔ ایسا بادشاہ جس سے بلند تر کوئی بادشاہ نہ ہو۔قدوس۔وہ ذات جو شرکاء سے پاک ہو۔ ہر بری صفت سے پاک ہو۔السلام۔سراسر سلامتی۔مخلوق جس کے ظلم سے سلامتی میں ہو۔خالق۔مادہ موجود ہوتو اس سے کچھ پیدا کرنا۔خالق اللہ کے علاوہ اور بھی ہوسکتے ہیں اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ احسن الخالقین ہیں۔
الباری۔کسی مادہ کے بغیر کچھ تخلیق کرنا۔مادہ بھی تخلیق کرنا اور وہ چیز بھی۔یہ اللہ کے سوا کسی اور کی صفت نہیں ہوسکتی۔

(۶۰) سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ (۹۱) — اٰيَاتُهَا ۱۳ — رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ بناؤ تم میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو دوست، تم پیغام بھیجتے ہو ان کی طرف دوستی، کا حالانکہ یقیناً انہوں نے کفر کیا ہے،

بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ

اس چیز کے ساتھ جو آیا ہے تمہارے پاس حق میں سے، وہ نکالتے ہیں رسول کو اور خود تمہیں بھی، اس لئے کہ تم ایمان لائے ہو اللہ پر جو تمہارا رب ہے، (نہ بناؤ دوست ان کو) اگر تم

خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ

نکلے ہو جہاد کے لئے میرے راستے میں اور تلاش کرنے کے لئے میری رضامندی (تمہیں یہ زیب نہیں) کہ تم چھپا کر بھیجتے ہو پیغام ان کی طرف دوستی کا اور میں خوب جانتا ہوں اس چیز کو جو

اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ

تم چھپاتے ہو اور اس چیز کو جو تم اعلانیہ کرتے ہو اور جو شخص کرے یہ کام تم میں سے، تو یقیناً وہ بھٹک گیا سیدھی راہ سے۝۱ اگر وہ قابو پالیں تم پر

يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝۲ ۭ

تو وہ ہو جائیں تمہارے دشمن اور وہ دراز کریں تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ (نقصان کی غرض سے) اور وہ چاہتے ہیں دل سے کہ تم بھی کافر ہو جاؤ۝۲

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

ہرگز نہیں نفع دیں گی تم کو، تمہاری رشتہ داریاں اور نہ تمہاری اولادیں، قیامت کے دن (اور اس دن) فیصلہ کرے گا اللہ تمہارے درمیان اور اللہ ہر اس چیز کو جو تم کر رہے ہو

بَصِيْرٌ ۝۳ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا

پوری طرح دیکھ رہا ہے۝۳ یقیناً ہے تمہارے لئے ایک بہترین نمونہ، ابراہیمؑ میں اور ان لوگوں میں، جو اس کے ساتھ تھے، جب کہا تھا انہوں نے اپنی قوم سے کہ ہم

بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ

بری ہیں تم سے اور ان سے، جن کی تم عبادت کرتے ہو، اللہ کے سوا، انکار کرتے ہیں ہم تمہارا اور ہو گئی ہے ہمارے اور تمہارے درمیان عداوت

وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ

اور دشمنی ہمیشہ کے لئے، یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، جو اکیلا ہے، سوائے قول ابراہیمؑ کے کہ میں ضرور مغفرت طلب کروں گا تیرے لئے اور نہیں

اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴

اختیار رکھتا میں تم کو بچانے کا، اللہ سے کچھ بھی، (اس سے مستثنیٰ ہے) اے ہمارے رب! تجھ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف ہم نے رجوع کیا اور تیری ہی طرف (ہمیں) لوٹنا ہے۝۴

معانقة ۱۶ — عند المتاخرين ۱۲ — السبع الوقف على القيمة ج ۱۲

تفسیر سورہ ممتحنہ

①: جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی جانب چڑھائی کی تو ایک واقعہ رونما ہوا درج ذیل حدیث اس کی وضاحت کرتی ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے زبیر او رمقداد تین آدمیوں کو (ایک مہم پر) روانہ کیا۔ فرمایا (مکہ کے راستہ پر) روضہ خاخ (ایک مقام) تک جاؤ وہاں تمہیں ایک عورت (سارہ) ملے گی جو اونٹ پر سوار ہو گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ چنانچہ ہم تینوں گھوڑے (دوڑاتے روضہ خاخ) پہنچ گئے تو وہاں ایک شتر سوار عورت ملی ہم نے اسے کہا۔ ”جو تمہارے پاس خط ہے وہ نکال دو“۔ وہ کہنے لگی ”میرے پاس تو کوئی خط نہیں“ ہم نے کہا نکال دو تو بہتر ہے ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنے جوڑے میں سے وہ خط نکال کر ہمیں دے دیا۔

ہم وہ خط لیکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ اس خط کا مضمون یہ تھا۔ ”حاطب بن ابی ثعلبہ کی طرف سے چند مشرکین مکہ کے نام اور اس میں انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی مکہ پر چڑھائی) کی خبر دی گئی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب سے پوچھا حاطب یہ کیا بات ہے؟ حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے معاملہ میں جلدی نہ کیجئے۔ میں ایک ایسا آدمی ہوں جو اصل قریشی نہیں۔ آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجر ہیں ان کے رشتہ دار قریش کے کافروں میں موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے ان کے گھر بار اور مال اسباب محفوظ رہتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ میرا ان سے کوئی نسبتی رشتہ تو نہیں میں ان پر کچھ احسان کر کے اپنا حق قائم کروں تاکہ وہ میرے رشتہ داروں کی حمایت کریں۔ میں نے یہ کام کفر یا اپنے دین سے پھر جانے کی بنا پر نہیں کیا۔

یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا۔ ”حاطب نے تم سے حق بات کہہ دی“۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو یہ جنگ بدر میں شریک تھا اور تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ نے اہل بدر کی طرف دیکھا پھر فرمایا۔ تم جو بھی عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا“۔ (بخاری)

④: حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے مشرکوں سے بیزار ہو گئے تھے وہ تمہارے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے جس قول کی جانب یہاں اشارہ کیا گیا ہے اس کے لئے دیکھیں (مریم: ۴۷)

جو دعائیں آپ نے والدین کے لئے مانگیں ان کے لئے دیکھیں (ابراہیم: ۴۱) اور (شعراء: ۸۶) مگر حضرت ابراہیمؑ نے اس سے اپنی زندگی ہی میں رجوع فرما لیا تھا۔ (التوبہ: ۱۱۴)

حضرت ابراہیمؑ کو جب احساس ہو گیا کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۵﴾
اے ہمارے رب! نہ بنانا تو ہمیں آزمائش کافروں کے لئے اور تو بخش دے ہمیں اے ہمارے رب، بیشک تو ہی ہے زبردست، خوب حکمت والا۵

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ
یقیناً ہے تمہارے لئے ان میں نمونہ بہترین، ہر اس شخص کے لئے جو امید رکھتا ہو اللہ (سے ملنے) کی اور یوم آخرت کی اور جو روگردانی کرے،

ع ۱ ٦ ۷
فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦﴾ عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم
تو بلاشبہ اللہ ہی ہے بے پرواہ نہایت قابل تعریف٦ امید ہے کہ اللہ (پیدا) کردے تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان، جو دشمن ہیں تمہارے، ان میں سے

مَّوَدَّةً ۚ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۷﴾ لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ
دوستی اور اللہ بڑی قدرت والا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۷ نہیں منع کرتا تم کو اللہ ان لوگوں کے بارے میں، جنہوں نے نہیں جنگ کی تم سے

فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
دین کے معاملہ میں اور نہیں نکالا تم کو تمہارے گھروں سے، اس بات سے کہ تم ان سے اچھا سلوک کرو اور انصاف کا برتاؤ کرو ان کے ساتھ، بیشک اللہ پسند کرتا ہے

الْمُقْسِطِينَ ﴿۸﴾ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم
انصاف کرنے والوں کو۸ البتہ منع کرتا ہے تم کو اللہ ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے تمہارے ساتھ جنگ کی دین کے معاملہ میں اور نکالا تم کو

مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
تمہارے گھروں سے اور مدد کی ایک دوسرے کی تمہارے نکالنے میں اس سے کہ تم ان سے دوستی کرو اور جو ان سے دوستی کریں گے تو وہی لوگ

الظَّالِمُونَ ﴿۹﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ
ظالم ہیں۹ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب آئیں تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کرکے تو تم امتحان (یعنی جانچ) لو ان کا،

اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ
اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو، پھر اگر تم جانو ان کو مومن تو نہ تم انہیں لوٹاؤ کفار کی طرف، نہ وہ (عورتیں)

حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُم مَّا أَنفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ
حلال ہیں ان کے لئے اور نہ وہ (کافر مرد) حلال ہیں ان کے لئے اور تم دو ان (کفار) کو جو کچھ (مہر) انہوں نے خرچ کیا اور نہیں کوئی گناہ تم پر، یہ کہ تم نکاح کرلو ان سے،

إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنفَقْتُمْ
جب تم دے دو انہیں ان کے حق (مہر) اور مت روکے رکھو (اپنی زوجیت میں) کافر بیویوں کو اور مانگ لو جو کچھ (مہر) تم نے خرچ کیا

وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۱۰﴾
اور چاہیے کہ وہ بھی مانگے جو کچھ (مہر) انہوں نے خرچ کیا، یہ اللہ کا فیصلہ ہے، وہ فیصلہ کرتا ہے تمہارے درمیان اور اللہ خوب جاننے والا خوب حکمت والا ہے۱۰

۵: اگر وہ کہیں ہم پر غالب آ گئے تو ہمیں ایسی تعذیب میں مبتلا کر دیں گے کہ ہمارا اپنے دین پر قائم رہنا ہی مشکل ہو جائے گا۔ یا خود انہیں کفار کو مزید زعم ہوجائے گا کہ ہم ہی حق پر ہیں جبھی تو غالب ہوتے ہیں تو اے اللہ ہمیں ایسے تمام فتنوں سے بچالے۔

٦: حضرت ابراہیمؑ اور ان پر ایمان لانے والے مراد ہیں انہیں نے کفار سے اپنے تمام تعلقات منقطع کر دیئے اور ان سے برات اور بیزاری کا برملا اعلان کر دیا وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی مانگتے رہے۔

اللہ کو اس کی سرتابی سے کچھ نقصان نہیں ہوتا کہ وہ تو اپنی ذات میں ہی محمود ہے البتہ سرتابی کو نیوالے اپنے آپ کو نقصان ضرور پہنچا لیتے ہیں۔

۷: اس خبر میں فتح مکہ کی بشارت ہے۔ نہ صرف یہ ہی بشارت ہے کہ مکہ فتح ہو جائے گا بلکہ یہ بھی کہ بغیر وسیع خون خرابے کے فتح ہوگا اور اکثر مشرکین ایمان قبول کرلیں گے۔ اس بشارت کے چند ہفتوں بعد ہی مسلمانوں نے اس کی تعبیر دیکھ لی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کا دل پہلے ہی ٹھنڈا کر دیا جو اپنے قریبی عزیز و اقارب سے علیحدگی کے صدمہ سے دوچار تھے۔

۸: حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ ”میری ماں کفر کی حالت میں میرے پاس آئیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں ان سے حسن سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا ہاں۔ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی“۔ (بخاری)

گویا قطع تعلق کرنے کا اصل سبب ان کی اسلام دشمنی ہے نہ کہ صرف کفر۔ ایسے کافر جو اسلام دشمنی کی بنا پر تم سے لڑتے نہیں۔ نہ ہی ان سازشوں کی وجہ سے تم ہجرت پر مجبور ہوئے نہ ہی انہوں نے اسلام دشمنی کے لئے کسی کی تمہارے خلاف مدد کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے حسن سلوک سے منع نہیں فرماتا۔

۱۰: صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو سہیل بن عمر نے ان الفاظ میں لکھوائی تھی: ”اور یہ کہ ہم میں سے کوئی مرد خواہ وہ تمہارے دین ہی پر کیوں نہ ہو تمہارے پاس آئے تو تمہیں اسے ہمیں واپس کرنا ہوگا“۔ چنانچہ ہجرت کر کے آنیوالے کئی مسلمانوں کو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واپس بھی کیا مگر جب ہجرت کر کے آنیوالی عورتوں کی واپسی کا قریش نے مطالبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے رد کر دیا کہ معاہدہ کی اس شق سے عورتیں ازخود مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ اس زمانے میں بھی عورتوں کی ہجرت جاری رہی۔ ان آنیوالوں عورتوں کے امتحان یا جانچ پرکھ کرنے کی حکمت یہ تھی کہ کہیں وہ کسی اپنی گھریلو ناچاقی کی وجہ سے تو مدینہ میں پناہ نہیں لینا چاہتیں۔

● مسلمان کو وہ حق مہر جو ان کے کافر خاوندوں نے دیا تھا لوٹانا ہوگا اور نیا حق مہر بھی انہیں دینا ہوگا۔

وَاِنۡ فَاتَكُمۡ شَىۡءٌ مِّنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ اِلَى الۡكُفَّارِ فَعَاقَبۡتُمۡ فَاٰتُوا الَّذِيۡنَ ذَهَبَتۡ

اور اگر رہ جائے کچھ تمہاری بیویوں (کے مہر) میں سے کافروں کی طرف، پھر (تمہیں موقع ہاتھ آ جائے تو) دے دو ان لوگوں کو جن کی چلی گئی تھیں

اَزۡوَاجُهُمۡ مِّثۡلَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡۤ اَنۡتُمۡ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ ⑪ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ

بیویاں، اتنا (مہر) جو انہوں نے ادا کیا (تھا ان بیویوں کو) اور تم ڈرو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو⑪ اے نبیؐ!

اِذَا جَآءَكَ الۡمُؤۡمِنٰتُ يُبَايِعۡنَكَ عَلٰٓى اَنۡ لَّا يُشۡرِكۡنَ بِاللّٰهِ شَيۡـًٔا وَّلَا يَسۡرِقۡنَ

جب آئیں آپ کے پاس مومن عورتیں وہ آپ سے بیعت کریں اس بات پر کہ نہیں وہ شریک ٹھہرائیں گی اللہ کے ساتھ کسی چیز کو اور نہیں وہ چوری کریں گی

وَلَا يَزۡنِيۡنَ وَلَا يَقۡتُلۡنَ اَوۡلَادَهُنَّ وَلَا يَاۡتِيۡنَ بِبُهۡتَانٍ يَّفۡتَرِيۡنَهٗ بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِنَّ

اور نہ وہ زنا کریں گی اور نہ وہ قتل کریں گی اپنی اولاد کو اور نہ وہ لگائیں گی کوئی ایسا بہتان کہ انہوں نے اسے گھڑا ہو خود اپنے ہاتھوں سے

وَاَرۡجُلِهِنَّ وَلَا يَعۡصِيۡنَكَ فِىۡ مَعۡرُوۡفٍ فَبَايِعۡهُنَّ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ

اور اپنے پاؤں سے اور نہیں وہ آپ کی نافرمانی کریں گی، کسی نیک کام میں، تو آپ بیعت کرلیں ان سے اور آپ مغفرت طلب کریں ان کے لئے اللہ سے،

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ⑫ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَوَلَّوۡا قَوۡمًا غَضِبَ اللّٰهُ

بلاشبہ اللہ بہت معاف کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے⑫ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ دوست بناؤ اس قوم کو کہ غصہ ہوا ہے اللہ

عَلَيۡهِمۡ قَدۡ يَئِسُوۡا مِنَ الۡاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الۡكُفَّارُ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡقُبُوۡرِ ⑬ ع ۲ ۸

ان پر، یقیناً وہ مایوس ہوگئے ہیں آخرت سے، جیسے مایوس ہوچکے ہیں کفار، قبر والوں سے⑬

النصف

(۶۱) سُوۡرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۹) اٰيَاتُهَا ۱۴ رُكُوۡعَاتُهَا ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ① يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ

تسبیح کرتی ہے اللہ کے لئے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے اور وہ زبردست، خوب حکمت والا ہے① اے وہ لوگو جو

اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ② كَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ③

ایمان لائے ہو! کیوں تم کہتے ہو، وہ جو نہیں تم کرتے؟② بڑی ہے نا پسندیدہ حرکت اللہ کے نزدیک، یہ کہ تم کہو وہ، جو نہیں تم کرتے③

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيۡنَ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمۡ بُنۡيَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ④

بیشک اللہ پسند کرتا ہے ان لوگوں کو جو جنگ کرتے ہیں اس کی راہ میں صف بستہ ہوکر، گویا کہ وہ ایک عمارت ہے شیشہ پلائی ہوئی④

⑪: دوسرا مفہوم یہ ہے کہ آپس میں لین دین کر کے حساب برابر کرلو۔ مثلاً اگر ایک کافر عورت کا حق مہر مسلمانوں کو مطلوب ہے مگر کافروں نے انکار کردیا۔ دوسرے جانب کوئی اور منکوحہ عورت مسلمان نہ ہوکر آئی ہو اور اس کے کافر خاوند کو اس کا حق مہر دینا ہو تو اس صورت میں یہ رقم اس مسلمان کو دے دی جائے جسے اپنی بیوی سے ہاتھ دھونے پڑے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”جو عورتیں ہجرت کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتیں آپ اس آیت کے مطابق انکا امتحان لیتے پھر جو عورت ان شرطوں کو قبول کرتیں آپ زبان سے فرما دیتے کہ میں نے تجھ سے بیعت کی۔ اللہ کی قسم بیعت لیتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کو نہیں چھوا“۔ (بخاری)

⑫: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ کبھی ہاتھ نہیں ملائے۔ کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں سے عہد لے کر کہہ دیتے کہ تمہاری بیعت ہوگئی ہے اور کبھی ایک چادر کا سرا آپ پکڑتے اور دوسرا بیعت کرنیوالے عورت پکڑ کر عہد کرتی اور کبھی آپ پانی کے کسی پیالہ وغیرہ میں ہاتھ ڈالتے اور پھر بیعت کرنیوالے عورت دوسرے سرے سے ہاتھ ڈالتی۔

جاہلیت میں لوگ ننگ عار سمجھتے ہوئے لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے نیز فقر و فاقہ کے خوف سے لڑکوں کو بھی مار ڈالتے۔

ان کے علاوہ بھی کئی گناہوں سے اجتناب پر بیعت لیتے تھے۔ یہ حدیث میں مذکور ہیں۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین سے نوحہ نہ کرنے پر بیعت لی۔

اس سورت کا لب لباب آخر میں پھر دہرایا گیا ہے۔ اختصار کے ساتھ مضمون کو دہرا دینے کا اسلوب بہت موثر ہوتا ہے۔

دوسرا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ جیسے فوت شدہ کفار (اہل قبور) اللہ کی رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں اسی طرح یہ لوگ بھی آخرت کے دن سے مایوس ہو چکے ہیں۔

تفسیر سورہ الصّف

③: بعض مسلمان کہنے لگے اگر ہمیں ایسے اعمال معلوم ہو جائیں جو اللہ کو بہت پسندیدہ ہیں تو ہم وہ کریں۔ اس کے لئے اپنے جان و مال صرف کردیں۔ جب اللہ نے ان پر جہاد فرض کردیا تو بعض لوگوں کو شاق گزرا۔ دشمن کا سامنا کرنے سے گھبرانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا

اور جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے! اے میری قوم! کیوں مجھے اذیت دیتے ہوتم اور یقیناً تم جانتے ہو کہ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف، پس جب

زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

وہ ٹیڑھے ہوگئے تو ٹیڑھے کردئے اللہ نے ان کے دل اور اللہ نہیں ہدایت دیتا فاسق قوم کو⑤ اور جب کہا عیسیٰؑ بن مریم نے،

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا

اے بنی اسرائیل! بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں، تمہاری طرف، تصدیق کرنے والا ہوں اس کی، جو مجھ سے پہلے ہے، تورات میں سے اور بشارت دینے والا ہوں

بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑥

ایک رسول کی وہ آئے گا میرے بعد، اس کا نام ہوگا احمد، پھر جب وہ (رسول) آیا ان کے پاس کھلی نشانیوں کے ساتھ تو انہوں نے کہا! یہ جادو ہے کھلا ہوا⑥

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جو گڑھے اللہ پر جھوٹ، حالانکہ اسے دعوت دی جاتی ہے اسلام کی طرف اور اللہ نہیں ہدایت دیتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑦ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ

ظالم قوم کو⑦ وہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کا نور اپنے مونہوں سے اور اللہ پورا کرنے والا ہے اپنا نور، اگرچہ ناگوار ہو

الْكٰفِرُوْنَ ⑧ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ

کافروں کو⑧ وہی تو ہے، جس نے بھیجا ہے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ، تاکہ وہ غالب کرے اس کو تمام دینوں پر

ع ۱ ۹ ۹

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ⑨ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ

اور اگرچہ ناگوار ہو مشرکوں کو⑨ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں رہنمائی کروں تمہاری، ایسی تجارت کی، کہ وہ نجات دے تمہیں

مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑩ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ

دردناک عذاب سے؟⑩ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور تم جہاد کرو اللہ کی راہ میں، اپنے مالوں

وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑪ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ

اور جانوں سے، یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم جانو⑪ معاف فرمادے گا اللہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تمہیں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

ایسے باغات میں، کہ بہہ رہی ہیں ان کے نیچے نہریں اور گھر صاف ستھرے، جو ہمیشہ رہنے والے باغات میں ہیں، یہی ہے کامیابی

الْعَظِيْمُ ⑫ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑬

بہت بڑی⑫ اور ایک اور (نعمت) جسے تم پسند کرتے ہو، مدد اللہ کی طرف سے اور فتح قریب اور بشارت دے دیجئے مومنوں کو⑬

⑤: اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تسلی ہے کہ اگر کچھ لوگ آپ کی امت میں جہاد سے پس وپیش کر رہے ہیں تو حضرت موسیٰؑ کی قوم نے تو انہیں اس سے کہیں زیادہ تنگ کیا۔

انبیاء پر ایمان نہ لانیوالے تو انہیں تنگ کرتے ہی رہے ہیں مگر حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانیوالے قوم نے انہیں پریشان کرنے میں حد کردی۔ حضرت موسیٰؑ سے کہنے لگے ہمارے لئے بھی ایک الہ (بت) بنادیں جیسا اس قوم کا ہے۔ جہاد کا حکم دیا تو کہنے لگے کہ تم اور تمہارا رب جاؤ ہم تو یہاں ہی بیٹھے ہیں۔ غرض ہر ہر معاملہ میں ان کی قوم نے انہیں تنگ کرنے کی انتہاء کردی۔

⑥: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں اللہ میری وجہ سے کفر مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں لوگ میری اتباع پر حشر کئے جائیں گے اور میں عاقب (سب نبیوں کے بعد آنیوالا) ہوں“۔ (بخاری)

احمد کے دو معنی ہیں سب سے زیادہ تعریب کیا گیا اور رب کی سب سے زیادہ تعریب کرنیوالا۔

یہی وجہ ہے کہ جب نجاشی کے سامنے حضرت جعفرؓ نے اسلامی تعلیمات پیش کیں تو وہ کہہ اٹھے۔ ”مرحبا تم کو اور اس ذات کو جسکے ہاں سے تم آئے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہی ہیں جن کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں اور وہی ہیں جنکی بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم نے دی تھی“۔

⑧: نور سے مراد دین اسلام ہے یہ آیات جنگ احد کے بعد نازل ہوئیں جس وقت یہود اور کفار مسلمانوں پر دلیر ہو رہے تھے۔ یہ آیت صریح پیشین گوئی کی حیثیت رکھتی ہے۔

⑨: اس آیت سے یہ مفہوم نہیں لیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دین اس لئے بھیجا کہ دنیا کے ہر فرد کو مسلمان بنا دیا جائے بلکہ مفہوم یہ ہے کہ دلائل اور حجت کی بنا پر اس دین کو دنیا کے تمام باطل ادیان پر غالب کردے یہ غلبہ اس دین کو شروع سے حاصل ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت دنیا میں لازماً موجود رہے گی۔ اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اب ممکن نہیں رہا اس کا مفہوم سیاسی غلبہ بھی ہوسکتا ہے۔ دور نبوت وخلافت میں یہ ہدف بھی پورا ہو چکا ہے۔ غلبہ کی یہ استعداد (Potential) آج بھی اس دین میں موجود ہے۔ جب بھی مسلمان دوبارہ قرآن و سنت کی جانب رجوع کریں گے تو وہ دوبارہ سیاسی غلبہ بھی حاصل کرلیں گے۔

⑬: جہنم سے نجات اور جنت کی نعمتوں کے علاوہ دنیا میں بھی انعام ملے گا۔ اکثر مفسرین کے مطابق فتح مکہ کی جانب اشارہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !تم ہوجاؤ اللہ کے مدد گار، جیسے کہا تھا عیسیٰؑ بن مریمؑ نے حواریوں سے، کون ہے

اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

میرا مددگار اللہ کی طرف،(بلانے میں) کہا تھا حواریوں نے ہم ہیں اللہ کے مدد گار، پھر ایمان لے آیا ایک گروہ، بنی اسرائیل میں سے

وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ (١٤) ع ٢ ٥ ١٠

اور کفر کیا ایک گروہ نے، تو ہم نے مدد دی ان لوگوں کو جو ایمان لائے، ان کے دشمنوں پر، تو وہ ہوگئے غالب(١٤)

اٰیَاتُهَا ١١ (٦٢) سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ (١١٠) رُكُوْعَاتُهَا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (١) هُوَ الَّذِيْ

تسبیح کرتی ہے اللہ کے لئے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے (اللہ جو) بادشاہ ہے نہایت پاکیزہ زبردست، خوب حکمت والا(١) وہی ہے جس نے

بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

بھیجا اُمیوں (ان پڑھوں) میں ایک رسول، خود انہی میں سے، وہ تلاوت کرتا ہے اُن پر اس کی آیات اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب

وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (٢) وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ

وحکمت (دانائی) کی اور یقیناوہ تھے اس سے پہلے کھلی گمراہی میں(٢) اور (آپ کو بھیجا) ان کے علاوہ (دوسرے لوگوں میں بھی) انہی میں سے کہ ابھی تک نہیں وہ ملے ان کے ساتھ

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (٣) ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (٤)

اور وہ زبردست، خوب حکمت والا ہے(٣) یہ اللہ کا فضل ہے وہ عطا کرتا جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے(٤)

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ

مثال ان لوگوں کی جنہیں حامل بنایا گیا تھا تورات کا، پھر نہ اٹھانے کی ذمہ داری کو (پوری کی) اس کی، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے، جو اٹھائے ہوئے ہو کتابیں، بہت بری ہے مثال اس قوم کی،

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (٥) قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا

جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیات کو اور اللہ نہیں ہدایت دیتا ظالم قوم کو(٥) آپ کہہ دیجئے! اے وہ لوگو جو یہودی بن گئے ہو!

اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (٦)

اگر تمہیں گھمنڈ ہے کہ تم اللہ کے چہیتے ہو دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر، تو تمنا کرو موت کی اگر ہو تم سچے(٦)

(١٤): حواری اسی مفہوم میں یہاں استعمال ہوا ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کے لئے "صحابیؓ" کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ ابتداء میں عیسائی ان کے لئے "شاگرد" کی اصطلاح استعمال کرتے تھے پھر انہوں نے "رسول" (A Postles) کہنا شروع کیا۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ کے رسول۔ اب وہ بھی "حواری" ہی کہتے ہیں۔ حواری کے معنی میں خلوص کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

انصار اللہ کا یہ مفہوم نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی مدد کا محتاج ہے بلکہ دنیا میں چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو فکر وعمل کی آزادی بخشی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کسی کو جبراً اس دین کی طرف نہیں لاتے چنانچہ اس معرکہ حق وباطل میں جولوگ حق کی حمایت میں اپنی جانیں کھپاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنا حامی وناصر قرار دیتے ہیں جیسے فرمایا۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ

"اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا"۔ (محمد:٧)

ایمان لانے والے عیسائی تھے جبکہ کفر کرنیوالے یہود۔

تفسیر سورہ الجمعہ

(١): یہ تسبیح زبان حال کے علاوہ زبان قال سے بھی ہوتی ہے مگر ہماری عقل وشعور کی استعداد اتنی نہیں ہے کہ ہم سمجھ سکیں۔

(٢): عربوں کی اکثریت ان پڑھ تھی لہٰذا انہیں امی کہا گیا ہے۔ یہود اپنے آپ کو مہذب اور تعلیم یافتہ سمجھتے تھے جبکہ اپنے علاوہ دیگر سب کو امی یعنی ان پڑھ ناپاک گندا جاہل اور بدھو سمجھتے تھے۔ یہودیوں کی اکثریت کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے یہ تعصب بھی تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ نبوت کے حق دار اور اہل صرف وہی ہیں۔

نبی کا کام صرف یہی نہیں ہے کہ کتاب انہیں سناڈالے بلکہ اس کی تعلیم اس کا مفہوم اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ سکھلانا بھی نبی کی ذمہ داری ہے۔

(٥): اس آیت میں اور اس سے اگلی آیت میں بھی یہود مخاطب ہیں۔ جو خود کو علم کا اور دین کا ٹھیکدار سمجھتے تھے۔ اللہ کی کتاب میں من پسند تحریف کرنا، سود کھانا، دوسروں کا مال حرام طریقوں سے ہڑپ کر جانا۔ اللہ کے نبی کو جانتے بوجھتے ہوئے جھٹلانا حتیٰ کہ انہیں قتل کرنے کی کوشش سے بھی باز نہ رہنا جانتے بوجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ضد بازی کا طرز عمل اختیار کرنا ان کا وطیرہ تھا۔ ان کی مثال گدھے سے بھی بدتر اس لئے ہے کہ گدھا تو سمجھ بوجھ اور ارادہ وعمل کا اختیار بھی نہیں رکھتا۔

(٦): یہودی خود کو اللہ کے چہیتے (Blessed Nation) کہتے ہیں۔ خود کو جنت کا وارث کہتے۔ جسے یہ یقین ہو کہ مرتے ہی جنت میں پہنچ جائے گا وہ موت سے نہیں ڈر سکتا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ یہودیوں کو دعوت مباہلہ دی گئی۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ

اور نہیں وہ تمنا کریں گے اس (موت) کی کبھی بھی، بسبب ان کرتوتوں کے جو آگے بھیجا ہے ان کے ہاتھوں نے اور اللہ خوب جانتا ہے ان ظالموں کو۞۷ کہہ دیجئے! بلاشبہ وہ موت،

الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

جس سے تم بھاگ رہے ہو، تو یقیناً وہ ملنے (یعنی آنے) والی ہے تمہارے پاس، پھر تم لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف، جو جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا،

ع ۸ ۱۱ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ

پھر وہ خبر دے گا تمہیں اس کی جو تم کیا کرتے تھے۞۸ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب اذان دی جائے نماز کے لئے

مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

جمعہ کے دن، تو تم دوڑو ذکر الٰہی کی طرف اور چھوڑ دو خرید و فروخت کرنا، یہ بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ۝۹ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

جانو۞۹ پھر جب ادا کرلی جائے نماز تو تم پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ کا فضل

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا

اور یاد کرو اللہ کو کثرت سے تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۞۱۰ اور جب وہ دیکھتے ہیں سامان تجارت، یا کھیل تماشہ تو لپک جاتے ہیں اس کی طرف

ع ۲ ۱۲ وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۱۱

اور چھوڑ دیتے ہیں آپ کو کھڑا ہی، کہہ دیجئے! جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہت بہتر ہے، کھیل تماشے سے اور سامان تجارت سے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۞۱۱

اٰیَاتُہَا ۱۱ (۶۳) سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِیَّۃٌ (۱۰۲) رُکُوْعَاتُہَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا جَاۗءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ

جب آتے ہیں آپ کے پاس منافق تو وہ کہتے ہیں! ہم گواہی دیتے ہیں کہ بلاشبہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے، کہ بیشک آپ یقیناً اس (اللہ) کے رسول ہیں اور اللہ

يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ

گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ منافق بالکل جھوٹے ہیں۞۱ انہوں نے بنایا اپنی قسموں کو ڈھال، پھر انہوں نے روکا اللہ کی راہ سے، بلاشبہ وہ

سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۳

بہت برا ہے، یہ جو عمل کررہے ہیں۞۲ یہ اس لئے کہ بلاشبہ وہ ایمان لائے، پھر انہوں نے کفر کیا تو مہر لگادی گئی ان کے دلوں پر، تو وہ کچھ نہیں سمجھتے۞۳

(۹): حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تم اذان سنو تو جو کلمات مؤذن کہے وہی تم بھی کہو''۔ (بخاری و مسلم)

● حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا چاہئے۔

● حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آذان سننے کے بعد جو شخص یہ دعا کرے وہ یوم قیامت میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔ (بخاری)

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔

وہ یوم قیامت میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔ (بخاری)

● حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''جمعہ کے دن ہر جوان پر غسل واجب ہے مسواک کرنا اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگانا چاہئے''۔ (بخاری)

● حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اذان سن کر یہ کلمات کہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ وان محمدا عبدہ و رسولہ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا۔

اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

● حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ ''آپ ﷺ کے زمانہ میں اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے زمانہ میں جمعہ کے دن ایک ہی اذان ہوا کرتی تھی جب امام منبر پر بیٹھا کرتا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی تو انہوں نے زوراء (مدینہ کے بازار میں ایک مقام کا نام) پر تیسری اذان (اقامت سمیت) بڑھائی''۔ (بخاری)

● حضرت عبداللہ ابن عمر ابن العاصؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جمعہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو اس کی آذان سنے''۔ (ابوداؤد)

(۱۱): حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ''ایک دفعہ جمعہ کے دن غلہ کا ایک قافلہ (مدینہ) آ گیا۔ اس وقت ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس خطبہ سن رہے تھے۔ سب لوگ ادھر چل دیئے اور صرف بارہ آدمی آپ ﷺ کے پاس رہ گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی''۔ (بخاری)

تفسیر سورۃ المنافقون

(۱): مراد عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں۔ جو گواہی دے رہے ہیں وہ صرف مکر وفریب کے لئے ہے حالانکہ ان کے دل ان کے الفاظ کی تصدیق نہیں کرتے۔

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ

اور جب آپ دیکھتے ہیں ان کو تو اچھے لگتے ہیں ان کے جسم اور اگر (کوئی بات) کہیں آپ کان لگائیں اُن کی بات پر، گویا کہ وہ لکڑی ہیں

مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ

ٹیک لگائی (یعنی لکڑی کے کُندے)، وہ گمان کرتے ہیں ہر زور کی آواز کو اپنے خلاف، وہ حقیقی دشمن ہیں، لہٰذا آپ ان سے بچ کر رہیں، ان پر مار ہو اللہ کی یہ کدھر

يُؤْفَكُونَ ④ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ

الٹے پھیرے جارہے ہیں؟④ اور جب کہا جاتا ہے ان سے، کہ آؤ مغفرت کی دعا کریں تمہارے لئے اللہ کے رسولؐ، تو وہ گھماتے ہیں اپنے سروں کو (مذاق اڑانے کے لئے)

وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ⑤ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ

اور آپ دیکھیں گے! انہیں کہ وہ رک جاتے ہیں آنے سے، بڑے گھمنڈ کے ساتھ⑤ برابر ہے ان پر کہ آپ استغفار کریں ان کے لئے، یا نہ

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ⑥ هُمُ الَّذِينَ

آپ استغفار کریں ان کے لئے، ہرگز نہیں بخشے گا اللہ ان کو، بیشک اللہ نہیں ہدایت دیتا فاسق قوم کو⑥ یہی وہ لوگ ہیں جو

يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ

کہتے ہیں، مت خرچ کرو تم ان لوگوں پر، جو ساتھ ہیں رسول اللہ کے، یہاں تک کہ وہ منتشر ہو جائیں اور اللہ ہی کے لئے ہیں خزانے آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ⑦ يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ

اور زمین کے،لیکن یہ منافق نہیں سمجھتے⑦ وہ کہتے ہیں! اگر ہم لوٹ کر گئے مدینہ کی طرف تو وہ ضرور نکال دیں گے

الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ⑧ ع

معزز ترین لوگ وہاں سے ذلیل ترین لوگوں کو اور اللہ ہی کے لئے ہے عزت اور اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے اور لیکن منافق نہیں جانتے⑧

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !نہ غافل کردے تمہیں تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے اور جو کوئی کرے

ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ⑨ وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ

ایسا، تو ایسے ہی لوگ ہیں خسارہ میں رہنے والے⑨ اور تم خرچ کرو اس میں سے ،جو ہم نے رزق دیا ہے تمہیں، اس سے پہلے کہ آئے

أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن

تم میں سے کسی ایک کو موت ، پھر وہ کہے گا! اے میرے رب! کیوں نہیں تونے مہلت دی مجھے، ایک تھوڑی مدت تک، کہ میں صدقہ دیتا اور میں ہوجاتا

مِّنَ الصَّالِحِينَ ⑩ وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ⑪ ع

صالح لوگوں میں سے⑩ اور ہرگز نہیں مہلت دے گا اللہ کسی نفس کو، جب آجائے گا اس کا وقت مقرر اور اللہ پوری طرح باخبر ہے ان سے جو تم اعمال کرتے ہو⑪

④: عبد اللہ بن ابی بڑے ڈیل ڈول کا، خوش شکل صحت مند اور چرب لسان تھا۔اس کے دیگر ساتھی بھی اس قسم کے تھے۔آپ ﷺ کی مجلس میں تکیہ لگا کر بیٹھتے اور بڑی لچھے دار باتیں کرتے کہ یہ باتیں سنتے ہی رہنے کو جی چاہے۔

کردار کے لحاظ سے یہ انسان ہونے کے اہل نہیں ہیں۔

ڈرپوک اور بزدل اتنے ہیں کہ انہیں یہی ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں وحی کے ذریعے ان کی خباثتوں کا پردہ نہ چاک ہوجائے۔کہیں ان کو قتل کرنے کا حکم نہ جاری ہوجائے۔

⑧: حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ "میں نے ایک لڑائی (غزوہ تبوک) میں عبداللہ بن اُبی کو یہ کہتے ہوئے سنا اے انصار نبی کے پاس جو لوگ (مہاجرین) ہیں ان کو خرچ کے لئے کچھ نہ دو وہ خود ہی نبی کو چھوڑ کر تتر بتر ہوجائیں گے اور اگر ہم اس لڑائی سے لوٹ کر مدینہ پہنچے تو عزت والا (یعنی وہ خود) ذلت والے (یعنی آپ ﷺ) کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے عبداللہ بن ابی کا یہ کلام اپنے چچا (سعد بن عبادہ) یا حضرت عمر سے بیان کیا اور انہوں نے آپ ﷺ کو یہ بات بتلا دی۔آپ ﷺ نے عبداللہ بن اُبی منافق اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا تو وہ قسمیں کھانے لگے کہ ہم نے ایسا نہیں کہا۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھوٹا سمجھا اور اسے سچا سمجھا۔ مجھے اس بات کا اتنا غم ہوا جتنا کسی اور بات کا نہ ہوا تھا۔میں گھر میں بیٹھ گیا۔ مجھے میرے چچا نے کہا ارے تونے یہ کیا کیا آخر رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھوٹا سمجھا اور تم سے ناراض ہوئے۔اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ) نازل فرمائی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا اور سورۃ منافقون پڑھ کر سنائی اور فرمایا زیدؓ تجھے اللہ نے سچا کہا"۔(بخاری)

جب ان منافقین کی ایسی خباثتیں کھلتیں تو مسلمان ان سے کہتے کہ چلو چل کر آپ ﷺ سے معافی مانگ لو تو وہ خود بھی تمہیں معاف کر دیں گے اور اللہ سے بھی تمہارے لئے بخشش مانگیں گے ایک مرتبہ جب عبداللہ ابن ابی کو مسلمانوں نے یہ کہا تو کہنے لگا کہ تم نے ایمان لانے کو کہا تو میں ایمان لے آیا۔تم نے نمازیں ادا کرنے کو کہا تو میں نے وہ بھی ادا کیں۔تم نے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کو کہا میں نے وہ بھی ادا کی۔اب تم کیا چاہتے ہو کہ میں محمد کو سجدہ کروں؟

اٰیَاتُهَا ۱۸ (۶۴) سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۸) رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

تسبیح کرتی ہے اللہ کے لئے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے، اُسی کے لئے ہے بادشاہی اور اسی کے لئے ہے (ہر قسم کی) حمد اور وہ ہر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ

چیز پر خوب قادر ہے① وہی جس نے پیدا کیا تم کو، پھر تم میں سے کچھ کافر ہیں اور کچھ تم میں سے مومن ہیں اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ

ان کو جو تم اعمال کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے② اسی نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ اور صورتیں بنائیں تمہاری تو اچھی بنائیں

صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا

صورتیں تمہاری اور اسی کی طرف پلٹنا ہے③ وہ جانتا ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے، جو کچھ

تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا

تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ خوب جانتا ہے راز سینوں کے④ کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤

اُن لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے، پھر انہوں نے چکھا وبال اپنے کئے کا اور ان کے لئے ہے عذاب دردناک⑤

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا

یہ اس وجہ سے کہ بلاشبہ آتے رہے، اُن کے پاس اُن کے رسول، کھلی دلیلوں کے ساتھ، تو وہ کہتے! کیا ایک بشر (انسان) ہمیں راہ دکھائے گا؟ پھر انہوں نے کفر کیا

وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑥ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ

اور روگردانی کی اور بے پروائی کی اللہ نے بھی (پھر ان سے) اور اللہ تو بے پروا خوب قابل تعریف ہے⑥ دعویٰ کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا، یہ کہ ہرگز نہیں وہ اٹھائے جائیں گے (مرنے کے بعد)

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑦

کہہ دیجئے! کیوں نہیں، قسم ہے میرے رب کی، تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر تمہیں ضرور خبر دی جائے گی اس کی جو کچھ تم کرتے رہے (دنیا میں) اور یہ اللہ کے لئے بہت آسان ہے⑦

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑧

سو تم ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کے نور (قرآن) پر، وہ جو ہم نے نازل کیا اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے⑧

تفسیر سورہ التغابن

①: یہ تسبیح لسان حال اور لسان قال دونوں طرح سے جاری ہے۔ زبان حال کی تسبیح یہ ہے کہ جو چیز اللہ نے جس جس مقصد کے لئے تخلیق فرمائی ہے وہ اس سے انحراف نہیں کرتی۔ لسان قال کی تسبیح کی حقیقت ہم سمجھنے سے قاصر ہیں مگر وہ جاری ضرور ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی وضاحت فرمادی ہے۔

''ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں بلکہ کوئی چیز ایسی نہیں جو اسکی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو لیکن تم اس کی تسبیح کو سمجھتے نہیں''۔ (بنی اسرائیل: ۴۴)

②: ارادہ اور عمل کا اختیار دیا جسکا نتیجہ یہی ہوسکتا ہے کہ دیکھے کون مؤمن ہے اور کون کافر۔

③: اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات کو بہترین اندازے اور تقدیر سے تخلیق فرمایا۔ پھر انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر بہتر انداز میں اسے پیدا فرمایا۔ انسان کو دو پاؤں پر چلنے کے قابل بنایا۔ کئی زبانیں بولنے اور سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی۔ ایسا دماغ عطا فرمایا جو اس قابل تھا کہ طرح طرح کی ایجادات کر کے ہر چیز کو مسخر کرنے کی کوشش کرے۔ اسی ارادہ اور اختیار کی آزادی عطا کرنے کا تقاضا یہ ہے اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہوتا کہ وہاں حساب ہو۔

اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی عادل ہے کیونکہ وہ دلوں کے حال جانتا ہے۔

⑤: دنیا کی سزا انکے جرائم کی پوری سزا نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ ہر کسی کو ایک حد تک ہی مہلت دیتا ہے اور اس کے بعد وہ دنیا کو فساد سے بھر دینے کے لئے کھلا نہیں چھوڑ دیتا۔ ان کی اصل سزا تو جہنم ہی ہے۔

⑥: گویا حجر کو یہ الٰہ مان سکتے ہیں مگر بشر کو اللہ کا رسول ﷺ تسلیم نہیں کر سکتے۔ اسی طرح بشر کو اللہ اور اللہ کا بیٹا تو تسلیم کر سکتے ہیں نہیں کر سکتے تو نبی ہی تسلیم نہیں کر سکتے۔

⑦: آپ ﷺ کو قسم کھا کر قیامت کے آنے کی خبر دینے کے لئے اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے بچشم خود معراج میں اللہ کی آیات دیکھی تھیں اور وحی کی بنا پر آپ کو یقینی علم تھا جو کہ ایک نبی کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہوسکتا۔

⑧: نور سے مراد قرآن کریم ہے جو کہ حق اور باطل کی واضح شناخت مہیا کرتا ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا

جس دن وہ جمع کرے گا تمہیں جمع ہونے کے دن، یہی ہوگا دن ،نقصان اٹھانے کا اور جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور عمل کرے نیک،

يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۗ

تو وہ دور کردے گا اس سے اس کی برائیاں اور داخل کرے گا اس کو ایسے باغات میں کہ بہہ رہی ہیں ان کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں ہمیشہ ہمیش

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

اور یہی ہے کامیابی بہت بڑی﴿٩﴾ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیات کو، یہی لوگ آگ والے ہیں،

ع ۱ ۱۰ ۱۵ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٠﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ

ہمیشہ رہیں گے، اس میں اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے﴿١٠﴾ نہیں پہنچتی کوئی مصیبت مگر اللہ ہی کے حکم سے اور جو کوئی

يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ

ایمان لائے اللہ پر، تو وہ ہدایت دیتا ہے اس کے دل کو اور اللہ ہر چیز سے پوری طرح باخبر ہے﴿١١﴾ اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی،

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٢﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ

پھر اگر تم روگردانی کرو تو بس ،ہمارے رسول پر ہے پہنچادینا واضح طور پر﴿١٢﴾ اللہ وہ ہے ،کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے اور اللہ ہی پر

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا

چاہیے کہ توکل کریں مومن﴿١٣﴾ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! بلاشبہ تمہاری بیویاں اور اولاد میں سے کچھ ایسے ہیں جو دشمن ہیں

لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِنَّمَآ

تمہارے، تو تم بچو ان سے اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کرو اور بخش دو، تو بلاشبہ اللہ بہت معاف کرنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے﴿١٤﴾ بیشک

اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا

تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس اجر عظیم ہے﴿١٥﴾ سو ڈرتے رہو اللہ سے جتنا

اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ

تمہارے بس میں ہے اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو، یہ ہوگا بہتر تمہارے نفسوں (حق) کے لئے اور جو کوئی بچالیا گیا اپنے نفس کی حرص سے،

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٦﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ

تو یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے﴿١٦﴾ اگر تم قرض دو اللہ کو قرضِ حسنہ ،تو وہ بڑھائے گا اس کو تمہارے لئے اور بخش دے گا

ع ۲ ۸ ۱۶ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٧﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾

تمہیں اور اللہ بڑا قدردان، بہت بُردبار ہے﴿١٧﴾ جاننے والا، پوشیدہ اور ظاہر کا، زبردست، خوب حکمت والا ہے﴿١٨﴾

(٩): یوم الجمع۔ یوم القیامتہ۔ سب اگلے پچھلے لوگوں کا میدان حشر میں جمع ہونے کا دن۔

تغابن۔ غبن کوئی چیز بغیر اسکی قیمت چکائے لے لینا۔ اس لحاظ سے کسی کا نفع کسی کا نقصان ہوا۔ اس دن ہر کافر کا غبن ظاہر ہو جائے گا کہ اس نے اسلام اور ایمان کو چھوڑے رکھا اور مومن کا غبن یہ ہوگا کہ وہ کہے گا کہ کاش میں نے اس سے زیادہ نیک عمل کئے ہوتے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ اپنی مجلس میں لوگوں سے پوچھا جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے لوگوں نے عرض کیا ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس مال ومتاع کچھ نہ ہو۔ فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ ادا کر کے حاضر ہوگا مگر اس حال میں آیا ہوگا کہ کسی کو اس نے گالی دی ہوگی اور کسی پر بہتان لگایا ہوگا اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو پیٹا ہوگا پھر ان سب مظلوموں میں سے ہر ایک پر اس کی نیکیاں لے لیکر بانٹ دی جائیں گی۔ جب نیکیوں میں سے کچھ نہ بچے گا جس سے ان کا بدلہ چکایا جا سکے تو ان میں سے ہر ایک کے کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے گئے اور اسے جہنم میں پھینک دیا گیا''۔(مسلم)

(١١): مصائب تین قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) جو انسان کی اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

(۲) جن میں اہل ایمان کو آزمائش اور تربیت کے لئے گزارا جاتا ہے۔

(۳) اتفاقی حوادث۔ ایسے مصائب مؤمنوں کے لئے گناہوں کا کفارۃ اور درجات میں اضافے کا سبب بن جاتے ہیں۔

اس آیت میں ان لوگوں کی تردید ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ان (مسلمانوں) سے خوش ہوتا تو انہیں اتنے مصائب کیوں پریشان کرتے؟

(١٤): یہ نہیں فرمایا کہ۔ سب اولادیں اور بیویاں دشمن ہیں بلکہ بعض دشمن ہیں اور وہ وہی ہیں جو انسان کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

(١٦): حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جب تمہیں کوئی حکم دوں تو اسے قدر الامکان بجالاؤ اور جب کسی چیز سے منع کرو تو اسے چھوڑ دو''۔(مسلم)

آیاتها ۱۲ — سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ (۶۵) (۹۹) — رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اے نبیؐ! جب آپ طلاق دیں عورتوں (بیویوں) کو، تو آپ انہیں طلاق دیں، ان کی عدّت کے وقت (حالت طہر میں) اور ٹھیک شمار کرو عدت (کے زمانہ) کا اور ڈرو اللہ سے،

رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ

جو تمہارا رب ہے، تم نہ نکالو انہیں ان کے گھروں سے اور نہ وہ خود نکلیں سوائے یہ کہ ارتکاب کریں وہ کھلی بدکاری کا اور یہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ

اللہ کی (مقرر) حدیں ہیں اور جو تجاوز کرے گا اللہ کی مقرر کردہ حدود سے، تو یقیناً وہ ظلم کرے گا اپنے نفس پر، تم نہیں جانتے (طلاق دینے والے) شاید کہ اللہ پیدا کردے اس کے بعد بھی

اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا

کوئی بات (موافقت کی)① پھر جب وہ پہنچ جائیں اپنی عدّت (کے ختم ہونے) کو، تو تم روک لو انہیں اچھے طریقے سے، یا جُدا کردو انہیں اچھے طریقے سے اور تم گواہ بنالو،

ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

دو عادل شخصوں کو اپنوں میں سے اور قائم کرو گواہی اللہ کے لئے، یہ ہے وہ نصیحت جو کی جارہی ہے، ہر اُس شخص کے لئے، جو رکھتا ہے ایمان، اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ② وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ

اور روز آخرت پر اور جو شخص ڈرتا ہے اللہ سے، تو وہ بنادیتا ہے اس کے لئے نکلنے کی کوئی راہ② اور وہ اسے رزق دیتا ہے جہاں سے نہیں وہ گمان کرتا

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③

اور جو کوئی توکل کرے اللہ پر تو وہ کافی ہے اسے، بلاشبہ اللہ پورا کرنے والا ہے، اپنا کام یقیناً مقرر کیا ہے، اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ③

وَالّٰٓـئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـئِيْ

اور وہ عورتیں جو مایوس ہوگئیں ہیں حیض آنے سے اگر (ان کی عدّت کی تعیین میں) تمہیں کسی قسم کا شبہ ہوجائے، تو ان کی عدّت تین ماہ ہے اور ان کی بھی جن کو

لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ

ابھی حیض آیا ہی نہ ہو اور حاملہ عورتیں، ان کی عدّت یہ ہے کہ وہ جن لیں بچہ اپنا اور جو شخص ڈرے اللہ سے، پیدا کردیتا ہے وہ اس کے لئے اس کے معاملہ میں

يُسْرًا ④ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ⑤

آسانی④ یہ حکم ہے اللہ کا، اُس نے اِسے نازل کیا ہے تمہاری طرف اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے، تو وہ دور کردیتا ہے اس سے برائیاں اس کی اور زیادہ دیتا ہے اس کو اجر⑤

تفسیر سورہ الطلاق

یہ سورہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں طلاق دینے کا طریقہ بتایا ہے۔

①: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات میں سے حضرت حفصہؓ کو ایک طلاق رجعی دی تھی اور پھر رُجوع فرما لیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کے لئے نمونہ ہیں، اس لئے جو باتیں اُمت کو پیش آسکتی تھیں اور وہ جائز ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے ان کاموں کو کرایا ہے، تا کہ امت کے لئے اُسوہ نمونہ باقی رہے۔

اس آیت میں چار احکام ہیں: اول یہ کہ طلاق دیتے ہوئے عدت کا لحاظ رکھا جائے کہ حیض کی حالت میں طلاق نہ دی جائے، دوسرے جس پاکی کے دوران بیوی سے صحبت کر چکا ہو، اس میں طلاق نہ دے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حمل ٹھہر جائے تو ولادت تک اسے عدت گذارنی ہو گی اور عدت لمبی ہوجائے گی۔ اس لئے ایسی پاکی کے وقفہ میں طلاق دی جائے جس میں بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔

تیسرا حکم یہ کہ عدت کی حالت میں عورت کے لئے رہائش فراہم کرنا واجب ہے اور عدت تک اس کی رہائش کا نظم سابق شوہر کے ذمہ ہے۔ چوتھا حکم یہ ہے کہ عدت گذارنے والی عورت کا خود بھی وہاں سے نکلنا جائز نہیں، البتہ اس سے ایسی صورت مستثنیٰ ہے جب کہ عورت کی جان و مال اور عزت وآبرو کو خطرہ ہو (المبسوط للسرخسی، باب العدۃ: ۶/۳۴) لیکن فقہاء نے اس بات پر بحث کی ہے کہ کیا اس بات کی اجازت ہے کہ عورت دن کو باہر نکلے اور رات اپنے لئے فراہم کردی رہائشی جگہ پر گذارے؟ تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مطلقہ کے لئے تو اس کی گنجائش نہیں، وہ کسبِ معاش کے لئے بھی باہر نہیں نکل سکتی، (ہندیہ، باب العدۃ: ۱/۵۵۹) اور اگر عدت وفات گذار رہی ہو تو چوں کہ اس صورت میں اس کا نفقہ شوہر کے ترکہ میں واجب نہیں، اس لئے دن میں وہ کسبِ معاش کی غرض سے باہر بھی نکل سکتی ہے (المبسوط للسرخسی، باب العدۃ: ۶/۳۲) ہاں، اگر کوئی شخص اس کا نفقہ ادا کرنے پر تیار ہو تو پھر اس کو بھی باہر نکلنے کی اجازت نہیں، (البحر الرائق، باب العدۃ: ۴/۲۵۹) البتہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک مطلقہ عورت بھی دن کے وقت اپنی معاشی ضروریات کے لئے باہر نکل سکتی ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۸/۱۵۴) کیونکہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میری خالہ کو طلاق ہوگئی تھی انہوں نے کھجور توڑنے کے لئے باہر نکلنا چاہا تو ایک صاحب نے نکلنے سے منع کیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی اور فرمایا امید ہے کہ تم اس سے صدقہ کرو گی یا کوئی اور بھلا کام کرو گی (مسلم کتاب الطلاق، باب جواز خروج المعتدۃ البائن، حدیث: ۱۴۸۳) البتہ دن کا وقت ہو یا رات کا اور طلاق کی عدت ہو یا وفات کی، ہر صورت میں علاج کے لئے باہر نکلنے کی گنجائش ہے۔

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن

رکھو تم ان (مطلقہ) عورتوں کو اسی جگہ جہاں تم خود رہتے ہو اپنی طاقت کے مطابق اور نہ تم تکلیف دو انہیں تنگ کرنے کے لئے اور اگر ہوں

كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ

وہ حاملہ تو تم خرچ کرتے رہو ان پر، یہاں تک کہ وہ جَن لیں اپنا بچہ، پھر اگر وہ دودھ پلائیں تمہارے لئے (بچے کو) تو تم دو انہیں

أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾ لِيُنفِقْ

ان کی اجرت اور تم (اُجرت کا) معاملہ طے کرو (مشورے سے) آپس میں بھلے طریقے سے اور اگر تم نے ایک دوسرے کو تنگ کیا تو دودھ پلائے اس کو دوسری عورت ⑥ چاہیے کہ خرچ کرے

ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا

صاحب وسعت (خوشحال) اپنی وسعت کے مطابق اور جس شخص کو کم دیا گیا ہو رزق، تو وہ خرچ کرے اس میں سے جو دیا ہے اسے اللہ نے، نہیں تکلیف دیتا (یعنی ذمہ داری) اللہ کسی جان کو

إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا ع ۱ ۱۷

مگر اسی کے بقدر، جو اس نے دیا ہے اسے، عنقریب کردے گا اللہ تنگی کے بعد آسانی ⑦ اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنہوں نے سرکشی کی اپنے رب

وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨﴾ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ

اور اس کے رسولوں کے احکام سے، تو حساب کیا ہم نے ان کا سخت ترین حساب اور ہم نے عذاب دیا انہیں عذاب بدترین ⑧ سو چکھا انہوں نے وبال اپنے کام کا اور تھا

عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ﴿٩﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۚ مع ۱۴ عند المتقدمین ۱۲

انجام ان کے کام کا خسارہ ہی ⑨ تیار کیا ہے اللہ نے ان کے لئے، سخت ترین عذاب، لہٰذا تم ڈرو اللہ سے اے عقل والو!

الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَّسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ

جو ایمان لائے ہو، یقیناً اللہ نے نازل کیا ہے تمہاری طرف ایک ذکر (کتاب) ⑩ (اور بھیجا ہے) ایک ایسا رسول جو پڑھ کر سناتا ہے تمہیں اللہ کی آیات واضح،

لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ

تاکہ وہ نکالے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، اندھیروں سے نور کی طرف اور جو ایمان لائے اللہ پر

وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ قَدْ

اور عمل کرے نیک، تو وہ داخل کرے گا اسے ایسے باغات میں، کہ بہہ رہی ہیں ان کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں، ہمیشہ ہمیش، یقیناً

أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ

اچھا دیا اللہ نے اُس کو رزق ⑪ اللہ (وہ ذات ہے) جس نے پیدا فرمائے سات آسمان اور زمین کی قسم سے بھی مثل ان (آسمانوں) کے، نازل ہوتا ہے اس کا حکم،

بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾ ع ۲ ۵ ۱۸

ان کے درمیان، تاکہ تم جان لو کہ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے اور بلاشبہ اللہ نے گھیر رکھا ہے ہر چیز کو اپنے علم سے ⑫

③: آیت نمبر: ۲ میں دو احکام دیئے گئے ہیں: اول یہ کہ طلاق رجعی کے بعد عدت گذرنے سے پہلے پہلے تک ان کو غور کرنے کا موقع ہے، اگر سمجھ میں آئے کہ رشتہ کو باقی رکھنا چاہئے اور بہتر طریقہ پر زندگی گذرانے کا ارادہ ہو تو رُجوع کر لے اور اگر رشتہ ختم ہی کرنے کا ارادہ ہو تو عدت گذر جانے دے۔

رشتہ ختم کرنے میں تین باتیں شامل ہیں: ایک یہ کہ خواہ مخواہ ستانے کے لئے رُجوع نہ کرے، دوسرے: حقوق کو ادا کرے، تیسرا رُخصتانہ دے۔ (البقرہ: ۲۴۱) دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ اپنے میں سے دو معتبر افراد کو گواہ بھی بنا لو، بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس میں طلاق پر گواہ بنانے کا حکم ہے، بعض کے نزدیک طلاق اور رجعت دونوں پر اور اکثروں کے نزدیک رجعت پر، لیکن امام شافعیؒ کے سوا دوسرے فقہاء کے نزدیک گواہ بنانا واجب نہیں ہے، مستحب ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک رجعت پر گواہ بنانا واجب ہے (تفسیر قرطبی: ۱۸/۱۵۸)۔ حقیقت یہ ہے کہ گواہی دینے کا تعلق رجعت سے ہے، اس کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ رجعت نکاح کی طرح ہے اور نکاح میں گواہ بنانا ضروری ہے واللہ اعلم

④: اس آیت میں ان عورتوں کی عدت بیان کی گئی ہے جن کو حیض نہ آتا ہو، ایک وہ جو ابھی بالغ ہی نہ ہوئی ہوں، اس بناء پر ان کو حیض نہ آتا ہو، دوسرے: وہ جن کا حیض عمر کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے بالکل ہی بند ہو گیا ہو، تیسرت: وہ جو حمل کی حالت میں ہوں، اس وجہ سے اسے حیض نہ آ رہا ہو، تو پہلی دونوں قسم کی عورت کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ ان کی عدت تین مہینے ہے اور تیسری صورت یعنی حاملہ کی عدت ولادت ہے اور یہ جو فرمایا گیا کہ: اگر تم کو شبہ ہو: ''اِن ارتبتم'' تو اس سے مراد یہ ہے کہ اگر تم کو معلوم نہ ہو کہ آئسہ اور نابالغہ کی عدت کیا ہے؟ اور اس وجہ سے تمہیں اس مسئلہ میں شبہ ہو رہا ہو تو سمجھ لو کہ ان کی عدت تین ماہ ہے۔

⑦: آیت نمبر: ۶، ۷ میں اللہ تعالیٰ نے سات احکام دیئے ہیں: اول یہ کہ طلاق دینے کے وقت وہ جس گھر میں رہتی تھی، اس کو وہاں سے باہر نکالا نہ جائے، دوسرا حکم یہ ہے کہ عدت میں رہائش کا انتظام مرد اپنی گنجائش کے لحاظ سے کرے گا، تیسرا حکم یہ ہے کہ عورت کو تنگ نہ کرے۔ چوتھا حکم یہ ہے کہ عدت گذرنے تک اس کی ضروریات کا بھی نظم کرنا ہے۔ پانچواں حکم یہ ہے کہ اگر مطلقہ کو شیر خوار بچہ ہو اور وہ اپنے بچہ کو دودھ پلائے تو شوہر دودھ پلانے کی اُجرت ادا کرے، چھٹا یہ ہے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان دودھ پلانے کے معاملہ پر اتفاق رائے نہ ہو سکے تو پھر مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی اور عورت سے دودھ پلوائے، ساتواں حکم یہ ہے کہ مرد اپنی گنجائش کے معیار کا نفقہ ادا کرے۔

اٰيَاتُهَا ١٢ (٦٦) سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ (١٠٧) رُكُوْعَاتُهَا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اے نبیؐ! کیوں حرام کرتے ہیں آپ وہ چیز، جسے حلال کیا ہے اللہ نے آپ کے لئے (کیا) آپ چاہتے ہیں رضامندی اپنی بیویوں کی اور اللہ خوب بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

نہایت رحم کرنے والا ہے① یقیناً فرض کردیا ہے اللہ نے، تمہارے لئے اپنی قسموں کی پابندی سے نکلنے کا طریقہ اور اللہ ہی تمہارا کارساز ہے اور وہ خوب جاننے والا

الْحَكِيْمُ ② وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ

خوب حکمت والا ہے② اور جب چھپا کر کہیں نبیؐ نے اپنی بعض بیویوں سے ایک بات، پھر جب اس بیوی نے خبر دی اس بات کی (کسی دوسری کو) اور ظاہر کردیا اُس کو اللہ نے

عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ

اپنے نبیؐ پر، تو اس (نبیؐ) نے بتلادی کچھ بات اس میں سے اور اعراض کیا کچھ (کے بتانے) سے، پھر جب اس نبیؐ نے خبر دی اپنی اسی بیوی کو اس بات کی تو وہ کہنے لگی، کس نے خبر دی ہے آپ کو

هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ

اس بات کی؟ نبیؐ نے فرمایا مجھے خبر دی ہے اس کی، اس نے جو سب کچھ جاننے والا پوری طرح باخبر ہے③ اگر تم دونوں توبہ کرو اللہ کی طرف (تو یہ بہتر ہے) اس لئے کہ ہٹ گئے تھے، سیدھی راہ سے تمہارے دل

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

اور اگر تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کروگی آپؐ کے مقابلے میں، تو بلاشبہ اللہ وہی ہے مددگار اور جبرئیل اور تمام صالح مومن اور تمام فرشتے بھی

بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ④ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ

اس کے بعد اس کے مددگار ہیں④ امید ہے کہ آپ کا رب وہ (نبی) طلاق دے دے تمہیں، یہ کہ اسکے بدلہ میں دے دے بیویاں بہتر تم سے،

مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ⑤

مسلمان مومن، فرمانبردار، توبہ کرنے والی، عبادت گزار روزے دار، شوہر دیدہ (ثیبہ) اور کنواریاں⑤

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بچاؤ اپنے نفسوں کو اور اپنے اہل وعیال کو، اس آگ سے کہ اس کا ایندھن ہیں لوگ اور پتھر،

عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ⑥

اس پر مقرر ہیں فرشتے سخت مزاج، سختی کرنے والے، نہیں وہ نافرمانی کرتے اللہ کی، جس کا وہ حکم دے انہیں اور وہ کرتے ہیں وہی جس کا وہ حکم دئے جاتے ہیں⑥

تفسیر سورہ التحریم

①: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کے یہاں ٹھہرے رہتے اور شہد پیا کرتے تھے۔ میں اور حفصہؓ نے آپس میں طے کیا کہ ہم سے جس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں تو وہ یوں کہے: ''کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ مجھے تو آپ سے مغافیر کی بو آرہی ہے''۔ (پھر انہوں نے ایسے ہی کہا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے یہاں شہد پیا ہے اب میں قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ کبھی شہد نہ پیوں گا''۔ (بخاری)

ان آیات کی شان نزول کے بارے میں ایک اور واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے ممکن ہے کہ دونوں ہی درست ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہؓ جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ ایک دفعہ حضرت حفصہؓ کے گھر آئیں جبکہ حضرت حفصہؓ موجود نہ تھیں۔ اتفاقاً اسی وقت حضرت حفصہؓ بھی تشریف لے آئیں۔ انہیں حضرت ماریہؓ کو اپنے گھر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خلوت میں دیکھنا ناگوار ہوا جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی محسوس فرمایا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہؓ کو راضی کرنے کے لئے قسم کھا کر ماریہ کو خود پر حرام کرلیا اور حضرت حفصہؓ کو تاکید کردی کہ کسی کو اس بارے میں نہ بتائیں۔ واللہ اعلم

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ حلت وحرمت کا اختیار صرف اللہ کی ذات کو ہی ہے یہ اختیار نبی کو بھی حاصل نہیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بھی لغزش کی فوراً اصلاح کردی جاتی تھی۔

②: یعنی قسم کا کفارہ ادا کرکے اس قسم اور عہد کو توڑ دیں۔ قسم کے کفارہ کی تفصیل کے لئے دیکھیں (المائدہ:٨٩)

③: اشارہ حضرت حفصہ کی طرف ہے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے باوجود اس راز کا ذکر کسی سے کردیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے علاوہ بھی آپ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ کیونکہ قرآن کی کسی آیت میں آپ کو اس افشائے راز کی اطلاع نہیں دی گئی۔

⑤: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج اکٹھی مل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الجھنے لگیں تو میں نے انہیں کہا کچھ بعید نہیں کہ نبی کا رب تم سب کو طلاق دلا دے اور تمہارے عوض تم سے بہتر بیویاں دلا دے۔ اس وقت جیسا میں نے کہا تھا ویسے ہی آیت نازل ہوئی''۔ (بخاری)

● سایحات کا یہ معنی حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے جسے امام طبری نے بھی اختیار کیا ہے۔ اس کا دوسرا معنی مہاجرات بھی کیا گیا ہے۔

⑥: حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے ہر شخص راعی (نگہبان) ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا''۔ (بخاری)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَا تَعۡتَذِرُوا الۡيَوۡمَ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿٧﴾ ع ١/٧ ١٩

اے وہ لوگو جنہوں نے کفر کیا !نہ تم عذر پیش کرو آج بس ویسا ہی بدلہ دیا جارہا ہے تم کو جیسے عمل تم کرتے رہے⑦

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يُّكَفِّرَ عَنۡكُمۡ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! توبہ کرو تم اللہ کی طرف خالص توبہ! امید ہے ،کہ تمہارا رب ،یہ کہ دور کردے تم سے

سَيِّاٰتِكُمۡ وَيُدۡخِلَكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۙ يَوۡمَ لَا يُخۡزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ

تمہاری برائیاں اور وہ داخل کرے تمہیں ایسے باغات میں، کہ بہہ رہی ہیں ان کے نیچے نہریں، اس دن کے، جب نہ رُسوا کرے گا اللہ نبیؐ کو

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۚ نُوۡرُهُمۡ يَسۡعٰى بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَبِاَيۡمَانِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ

اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ ان کا نور، دوڑتا ہوگا ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں اور وہ کہیں گے اے ہمارے رب!

اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿٨﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ الۡكُفَّارَ

مکمل کردے ہمارے لئے ہمارا نور اور مغفرت فرما ہماری ،بلاشبہ تو ہر چیز پر خوب قادر ہے⑧ اے نبیؐ! آپ جہاد کیجئے !کفار سے

وَالۡمُنٰفِقِيۡنَ وَاغۡلُظۡ عَلَيۡهِمۡ ؕ وَمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿٩﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ

اور منافقین سے اور سختی کیجئے ان پر اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اوربہت ہی بُراہے وہ ٹھکانا⑨ بیان فرمائی اللہ نے

مَثَلًا لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ وَّامۡرَاَتَ لُوۡطٍ ؕ كَانَتَا تَحۡتَ عَبۡدَيۡنِ

ایک مثال ،ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کفر کیا، نوحؑ کی بیوی کی اورلوطؑ کی بیوی کی، وہ تھیں دونوں دو ایسے بندوں کی زوجیت میں،

مِنۡ عِبَادِنَا صَالِحَيۡنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمۡ يُغۡنِيَا عَنۡهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔا وَّقِيۡلَ ادۡخُلَا

جو تھے ہمارے صالح بندوں میں سے،توان دونوں عورتوں نے خیانت کی ان کی، پھرنہ فائدہ دیاان دونوں (رسولوں) نے ان دونوں (عورتوں) کو،اللہ کے مقابلے میں کچھ بھی اور کہہ دیا گیاداخل ہوجاؤتم دونوں عورتیں

النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيۡنَ ﴿١٠﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا امۡرَاَتَ فِرۡعَوۡنَ ۘ وقف لازم

آگ میں، داخل ہونے والوں کے ساتھ⑩ اور پیش کرتا ہے اللہ ایک مثال، اہل ایمان کے بارے میں فرعون کی بیوی کی،

اِذۡ قَالَتۡ رَبِّ ابۡنِ لِىۡ عِنۡدَكَ بَيۡتًا فِى الۡجَـنَّةِ وَنَجِّنِىۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِىۡ

جب اس نے کہا! کہ اے میرے رب! تو بنادے میرے لئے اپنے پاس ایک گھر جنت میں اورتو نجات دے مجھے فرعون سے اوراس کے (بُرے) عملوں سے اورتو نجات دے مجھے

مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۙ ﴿١١﴾ وَمَرۡيَمَ ابۡنَتَ عِمۡرٰنَ الَّتِىۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا

ظالم قوم سے⑪ اور (دوسری مثال) مریمؑ بنت عمران کی، وہ جس نے حفاظت کی اپنی شرمگاہ کی، تو ہم نے پھونکی

فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَصَدَّقَتۡ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِيۡنَ ﴿١٢﴾ ع ٢/٥ ٢٠

اس (کے گریبان) میں اپنی طرف سے روح اور تصدیق کی اس نے اپنے رب کے کلمات کی اور اس کی کتابوں کی اور وہ تھی فرمانبرداروں میں سے⑫

⑦: یہ لوگ اپنی عادت کے تحت بہانہ بازی اور جھوٹ سے باز نہ آئیں گے مگر اس دن ان کی جعلسازیاں چل نہ سکیں گیں۔

⑧: ندامت ہو اور حقیقی اعتراف ہوکہ غلطی ہوگئی ہے۔

(ب) اللہ کے حضور مغفرت طلب کرے اوراپنے کئے پر نادم ہو۔آئندہ وہ کام نہ کرنے کا عہد کرے۔

(ج) اگر گناہ حقوق العباد سے متعلق ہے تو اس کی تلافی کرے ۔ اس سے معاف کرالے اگر وہ حق مال سے تعلق رکھتا ہے اور اصل مظلوم مر چکا ہوتو ورثاء کوادا کرے یا صدقہ کردے ۔اگر وہ حق تلفی قول سے تعلق رکھتی ہو جیسے غیبت یا چغلی و غیرہ تو اس کے حق میں دعائے مغفرت کرے۔

یہ سب لوگ دائیں جانب والے ہوں گے۔ اب لا محالہ انہیں جنت کی جانب جانے کے لئے دائیں جانب اور سامنے کی طرف روشنی کی ضرورت ہوگی۔

جب وہ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں تو خوف محسوس کریں گے کہ کہیں ہمارے کسی گناہ کی پاداش میں ہمارانور بھی ختم نہ ہو جائے تو اپنے گناہوں سے بخشش کی دعامانگیں گے۔

⑩: اس آیت میں ازواج مطہرات کے سامنے حضرت نوح اور حضرت لوط کی ازواج کی مثال پیش کی گئی جو اس خیانت کی بنا پر اعلیٰ ترین مقام و مرتبہ سے محروم ہوکر اہل نار ہوئیں۔دوسری جانب حضرت آسیہ علیہا السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی مثالیں پیش کی گئیں جو شدید ترین حالات میں بھی ایمان پر جمی رہیں۔

یہ خیانت اس معنی میں نہیں ہے کہ انہوں نے بدکاری کی ہو بلکہ اس بارے میں امت کا اجماع ہے کہ کسی نبی کی بیوی نے بدکاری نہیں کی۔ یہاں خیانت سے مراد یہ ہے کہ انبیاء جس مشن کے لئے مبعوث ہوئے انہوں نے اس میں خیانت کی۔

⑪: یہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ ہیں۔انہوں نے ہی کہا تھا کہ دیکھو (موسیٰؑ) کتنا پیارا بچہ ہے۔ہم اس کی تربیت کریں اوراس کواپنا بچہ بنالیں۔ پھرانہوں نے ہی حضرت موسیٰؑ کی پرورش کی۔ان پرایمان لائیں۔ایمان کا حال فرعون پر کھلاتواس نے طرح طرح کی ایذائیں دیناشروع کیاتوانہوں نے یہ دعامانگی۔

⑫: فرشتہ نے ایک روح پھونک دی۔اسے نفخہ جبریلیہ کہتے ہیں۔حضرت آدم میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی روح پھونک کرانہیں زندگی بخشی۔

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ (٦٧) — اٰیَاتُهَا ٣٠ — رُكُوْعَاتُهَا ٢ — (٧٧)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۨ ① الَّذِيْ خَلَقَ

(بڑی) بابرکت ہے وہ ذات، جس کے ہاتھ میں ہے بادشاہی اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے① وہ ذات جس نے پیدا کیا

الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ② الَّذِيْ خَلَقَ

موت اور زندگی کو، تاکہ وہ تمہیں آزمائے، کہ تم میں سے کون زیادہ اچھا ہے عمل میں اور وہ زبردست بہت معاف کرنے والا ہے② وہ (ذات) جس نے پیدا کیے

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ

سات آسمان تہہ بہ تہہ (اوپر نیچے) نہیں تم دیکھوگے رحمٰن کے پیدا کرنے میں کوئی بے ربطی (فرق)، پھر آنکھ اٹھاکر دیکھو

هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ③ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا

کیا نظر آتا ہے تم کو کوئی خلل (دراڑ)③ پھر دوڑاؤ نظر بار بار، پلٹ آئے گی تمہاری طرف نگاہ تھک کر

وَّهُوَ حَسِيْرٌ ④ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ

اور وہ نامراد ہوگی④ اور بیشک آراستہ کیا ہے ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے اور بنادیا ہے ہم نے، انہیں مارنے کا ذریعہ شیاطین کو

وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ⑤ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ

اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ان کے لئے عذاب بھڑکتی آگ کا⑤ اور اُن لوگوں کے لئے جنھوں نے کفر کیا، اپنے رب کے ساتھ عذاب جہنم ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑥ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۙ⑦ تَكَادُ تَمَيَّزُ

اور بُرا ہے ٹھکانا⑥ جب وہ ڈالے جائیں گے اس (جہنم) میں تو سنیں گے اس کی دہاڑنے کی آواز اور وہ جوش ماررہی ہوگی⑦ قریب ہے کہ وہ پھٹ پڑے

مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ⑧ قَالُوْا

شدت غضب سے، جب بھی ڈالا جائے گا اس میں کوئی گروہ، تو پوچھیں گے ان سے جہنم کے داروغہ، کیا نہیں آیا تھا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا؟⑧ وہ کہیں گے!

بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

کیوں نہیں! یقینا آیا تھا ہمارے پاس ایک ڈرانے والا تو ہم نے (اسے) جھٹلایا تھا اور ہم نے کہا تھا، نہیں نازل کی اللہ نے کوئی چیز، نہیں ہو تم مگر

فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ⑨ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑩

بہت بڑی گمراہی میں⑨ اور کہیں گے وہ کاش! ہم سنتے اور عقل و شعور کو استعمال کرتے تو نہ ہوتے ہم دوزخیوں میں⑩

منزل ۷ — ربع ۲۹

تفسیر سورہ ملک

تعارف: ملک کے معنی حکومت و سلطنت کے ہیں، پہلی ہی آیت میں یہ مضمون آیا ہے کہ پوری کائنات کی بادشاہت (ملک) اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، اسی مناسبت سے اس کا نام ملک ہے، یہ سورہ مکہ مکرمہ میں اُتاری گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سورہ کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

● حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ اپنے پڑھنے والے کے لئے شفاعت کرے گی، یہاں تک کہ اس کی مغفرت کراکر چھوڑے گی۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، حدیث نمبر: ۲۸۹۱)

● حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے نجات دلائے گی، (حوالۂ سابق، حدیث نمبر: ۲۸۹۰) خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ سفر ہو یا حضر، کسی شب آپ دونوں سورتوں کی تلاوت کا ناغہ نہیں فرماتے تھے، (حوالۂ سابق، عن جابرؓ، حدیث نمبر: ۲۸۹۲)

اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ یہ سورہ میری اُمت کے ہر فرد کو یاد ہو۔

(معجم الکبیر، حدیث نمبر: ۱۱۶۱۶)

③: تفاوت کے معنی تناقض وتباین یعنی ٹکراؤ سے کیا گیا ہے (تفسیر قرطبی: ۲۰۸/۱۸) یعنی اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی بے ربطی نہیں ہے، ساری چیزیں ایک دوسرے سے اس طرح مربوط ہیں کہ ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہوتا، بلکہ وہ پوری طرح ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں۔

⑤: آسمان دنیا سے مراد وہ فضا ہے جس میں ہم تاروں کو سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ جہاں دن میں سورج کے ذریعہ ہمیں روشنی حاصل ہوتی ہے وہیں اندھیری رات میں تاروں کی کہکشاں ایک ایسا منظر پیش کرتی ہے کہ آنکھیں انہیں دیکھ کر لطف اندوز ہوتی ہیں، اگر یہ تارے نہ ہوں تو رات کی گھور تاریکی بڑی خوفناک نظر آئے گی۔

● زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا خیال تھا کہ کاہنوں کے پاس ایسے شیاطین ہیں جو عالم غیب تک پہنچ جاتے ہیں، اور وہاں سے صحیح خبریں معلوم کر کے آجاتے ہیں، اس آیت نے واضح کردیا کہ شیطان جانے کی کوشش ضرور کرتے ہیں لیکن وہ پہنچ نہیں پاتے، اس لئے ان کی دی ہوئی خبریں جھوٹ اور اٹکل پر مبنی ہوتی ہیں، شیطانوں کو مار بھگانے کا ذریعہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ ستارے ہی شیطانوں پر پھینک دیئے جاتے ہیں، بلکہ ان ستاروں میں وقتاً فوقتاً انفجار پیدا ہوتا رہتا ہے جس سے شہاب ثاقب نکل کر فضا میں آجاتے ہیں اور یہی شیطان کو بھگانے کا ذریعہ اور وہاں تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا: ''فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ'' (صافات: ۱۰)

⑦: یعنی یا تو یہ آواز خود دوزخ کی ہوگی، انسان کو تو بجلی کی کڑک گھبرا دیتی ہے تو دوزخ کی آواز کا کیا حال ہوگا؟ بعض حضرات کے نزدیک یہ دوزخ میں ڈالے جانے والوں کی آواز ہوگی، ''شهیق'' کے اصل معنی خچر کی آواز کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اس وقت دوزخیوں کی چیخ پکار گدھوں اور خچروں کی آواز کی سی ہوگی۔ (تفسیر قرطبی: ۲۱۲/۱۸)

فَاعۡتَرَفُوۡا بِذَنۡۢبِهِمۡ ۚ فَسُحۡقًا لِّاَصۡحٰبِ السَّعِيۡرِ (١١) اِنَّ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ

سو اقرار کرلیں گے وہ اپنے گناہ کا، پس لعنت ہے دوزخیوں پر(۱۱) بیشک وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے

بِالۡغَيۡبِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ كَبِيۡرٌ (١٢) وَاَسِرُّوۡا قَوۡلَكُمۡ اَوِ اجۡهَرُوۡا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ

بغیر دیکھے، ان کے لئے مغفرت ہے اور اجر بہت بڑا(۱۲) اور آہستہ کہو تم اپنی بات یا اونچی آواز سے، بیشک وہ

ع ۱۴/۱ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ (١٣) اَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ (١٤)

پوری طرح باخبر ہے رازسینوں کے(۱۳) کیا (بھلا) نہیں جانے گا وہ جس نے (سب کو) پیدا کیا، حالانکہ وہ ہے باریک بیں اور پوری طرح باخبر(۱۴)

هُوَ الَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ ذَلُوۡلًا فَامۡشُوۡا فِيۡ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِهٖ ؕ

وہی تو ہے جس نے کردیا ہے تمہارے لئے زمین کو نرم لہٰذا تم چلو پھرو اس کے راستوں میں اور کھاؤ اس (اللہ) کے رزق میں سے

وَاِلَيۡهِ النُّشُوۡرُ (١٥) ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِى السَّمَآءِ اَنۡ يَّخۡسِفَ بِكُمُ الۡاَرۡضَ فَاِذَا

اوراسی کی طرف (تمہیں دوبارہ) اٹھ کر جانا ہے(۱۵) کیا تم بے خوف ہو اس سے جو آسمان میں ہے؟ یہ کہ وہ دھنسادے تمہیں زمین میں، تو اچانک

هِىَ تَمُوۡرُ (١٦) اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِى السَّمَآءِ اَنۡ يُّرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ حَاصِبًا ؕ

وہ لرزنے لگے؟(۱۶) یا تم بے خوف ہو اس سے، جو آسمان میں ہے اس بات سے کہ بھیج دے تم پر پتھراؤ کرنے والی آندھی،

فَسَتَعۡلَمُوۡنَ كَيۡفَ نَذِيۡرِ (١٧) وَلَقَدۡ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَكَيۡفَ كَانَ

سو عنقریب تم جان لوگے کیسا ہے میرا ڈرانا(۱۷) اور یقیناً جھٹلا چکے ہیں وہ جو ان سے پہلے تھے، پھر کیسا تھا

نَكِيۡرِ (١٨) اَوَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ فَوۡقَهُمۡ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقۡبِضۡنَ ؕ مَا يُمۡسِكُهُنَّ (وقف لازم) (وقف غفران)

میرا عذاب(۱۸) کیا نہیں دیکھا ان لوگوں نے اُڑتے پرندوں کو، اپنے اُوپر پر پھیلاتے اور سمیٹتے ہوئے؟ نہیں تھامے ہوئے ہے انہیں

اِلَّا الرَّحۡمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍۢ بَصِيۡرٌ (١٩) اَمَّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ هُوَ جُنۡدٌ لَّكُمۡ

کوئی سوائے رحمن کے، بیشک وہ ہرچیز کو خوب دیکھنے والا ہے(۱۹) بھلا وہ کون ہے جو لشکر بنے تمہارا،

يَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ ؕ اِنِ الۡكٰفِرُوۡنَ اِلَّا فِىۡ غُرُوۡرٍ ۚ (٢٠) اَمَّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ

کہ وہ مدد کرے تمہاری سوائے رحمن کے، (مقابلے میں) نہیں ہیں کافر، مگر پڑے ہوئے ہیں دھوکے ہی میں(۲۰) بھلا کون ہے وہ جو

يَرۡزُقُكُمۡ اِنۡ اَمۡسَكَ رِزۡقَهٗ ۚ بَلۡ لَّجُّوۡا فِىۡ عُتُوٍّ وَّنُفُوۡرٍ (٢١) اَفَمَنۡ يَّمۡشِىۡ

تمہیں رزق دے، اگر وہ رحمن روک لے اپنا رزق بلکہ (دراصل) اڑے ہوئے ہیں وہ (کافر) سرکشی اور حق سے گریز پر(۲۱) کیا پھر وہ شخص جو چل رہا ہو

مُكِبًّا عَلٰى وَجۡهِهٖۤ اَهۡدٰٓى اَمَّنۡ يَّمۡشِىۡ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ (٢٢)

اوندھا ہوکر، اپنے منہ کے بل، وہ زیادہ ہدایت والا ہے، یا وہ شخص، جو چل رہا ہو بالکل سیدھا، سیدھے راستے پر؟(۲۲)

(۱۲): ایک تو سماج کے، حکومت اور قانون کے، پولیس اور فوج کے اور خاندان اور رشتہ داروں کے خوف کی وجہ سے کسی گناہ سے بچنا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اجر نہیں ہے، مغفرت اور اجر اس وقت ہے جب وہ اللہ کے خوف سے اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے، حالاں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے یہ گناہ سے بچنے کا ایسا محرک ہے، جو دن کی روشنی کی طرح رات کی تاریکی اور بازار کے ازدہام کی طرح کمرے کی تنہائی میں بھی انسان کو گناہ سے بچاتا ہے۔

(۱۴): حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جو کچھ کہتے اور منصوبہ بناتے تھے، وحی کے ذریعہ آپ ﷺ کو اطلاع کردی جاتی تھی، اس لئے وہ ایک دوسرے سے کہتے: تم لوگ آہستہ بات کرو، کہیں محمد ﷺ کا رب سن کر اس کو بتا نہ دے؟ اس میں ان کے اس احمقانہ خیال کی تردید ہے کہ تم خالق کو مخلوق پر قیاس کرتے ہو، وہ تو ان باتوں سے بھی واقف ہے، جو تمہاری زبان پر ابھی تک نہیں آئی ہے اور تم نے ان کو دلوں میں چھپا رکھا ہے، جو خالق ہے وہ کیسے ناواقف ہوگا؟ (تفسیر قرطبی: ۱۸/ ۲۱۴) آیت نمبر: ۱۴ کے ابتدائی فقرہ کا ایک معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ نے جن کو پیدا کیا ہے کیا ان ہی سے ناواقف ہوگا؟ (حوالہ سابق)

(۱۶): ''جو آسمان میں ہے'' سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اللہ تعالیٰ تو کسی مقام اور جگہ میں محدود نہیں ہیں، لیکن آسمان میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام کے نافذ ہونے کی ذمہ داریاں فرشتوں سے متعلق رکھی ہیں اور فرشتے اسے آسمان سے نافذ کرتے ہیں، گویا آسمان کی حیثیت اس کائنات کے دارالحکومت کی سی ہے، اسی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو ایک باندی کے بارے میں معلوم کرنا تھا کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا: اللہ کہاں ہیں؟ اس نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا: آپ اللہ کے نبی ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے اس باندی کو مسلمان شمار کرتے ہوئے آزاد کرنے کی اجازت دے دی۔ (مسلم، عن معاویہ بن حکم سلمی، حدیث نمبر: ۱۱۹۹)

(۲۲): یعنی کافر کی مثال ایسے شخص کی سی ہے، جو جانور کی طرح سر اوندھا کئے چل رہا ہو، نہ آگے دیکھتا ہو نہ دائیں نہ بائیں اور مومن کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو سر اُٹھا کر چلے، راستہ بھی سیدھا ہو اور راستہ کے نشیب و فراز بھی اسکے سامنے ہوں۔

● یعنی کان بنائے جس سے تم اللہ کی باتوں کو سن سکتے تھے، آنکھیں بنائیں، جن سے تم اللہ کی نشانیوں کو دیکھ سکتے ہو اور دل بنائے جس سے تم سمجھ سکتے ہو، لیکن تمہاری ناشکری یہ ہے کہ تم ان صلاحیتوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے استعمال نہیں کرتے، جب کہ یہ علم و معرفت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔

قُلْ هُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا

کہہ دیجئے! وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور اس نے بنائے تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل (مگر) بہت ہی کم

مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

تم شکر کرتے ہو۲۳ کہہ دیجئے! وہی تو ہے جس نے تمہیں پھیلایا زمین میں اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤگے۲۴

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ

اور وہ کہتے ہیں ! کب ہو گا یہ وعدہ (قیامت)، اگر ہو تم سچے۲۵ کہہ دیجئے! بس اس کا علم تو صرف

عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـــَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ

اللہ ہی کے پاس ہے اور بس میں تو صرف ڈرانے والا ہوں واضح طور پر۲۶ پھر جب وہ اسے دیکھیں گے، اس کو قریب ہی، تو بگڑ جائیں گے چہرے ان لوگوں کے جنہوں نے

كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ

کفر کیا اور کہا جائے گا! یہی تو ہے وہ جس کو تم (دنیا میں) مانگا کرتے تھے۲۷ کہہ دیجئے! کیا سوچا تم نے کہ اگر ہلاک کردے مجھ کو اللہ

وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ

اور ان کو بھی، جو میرے ساتھ ہیں یا وہ ہم پر رحم کرے، تو کون ہے وہ جو پناہ دے کافروں کو دردناک عذاب سے؟۲۸ کہہ دیجئے!

هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾

وہ (اللہ) رحمن ہے، ہم ایمان لائے اس پر اور اسی پر ہم نے توکل کیا، سو عنقریب تم جان لوگے کہ کون ہے وہ جو کھلی گمراہی میں ہے۲۹

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاۗؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَاۗءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع ۱۶ ۲ ۲

کہہ دیجئے! کیا تم نے سوچا کہ اگر ہو جائے تمہارا پانی گہرا (خشک) تو کون ہے جو لے آئے تمہارے لئے پانی بہتا ہوا۳۰

اٰيَاتُهَا ۵۲ (۶۸) سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ (۲) رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ

نون، قسم ہے قلم کی اور جسے وہ لکھتے ہیں۱ نہیں ہیں آپ اپنے رب کے فضل سے دیوانے۲ اور بلاشبہ آپ کے لئے اجر ہے نہ

مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۵﴾ بِاَيِّىكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾

ختم ہونے والا۳ اور بیشک آپ فائز ہیں اخلاق کے عظیم مرتبے پر۴ سوعنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۵ کہ کون تم میں سے دیوانہ ہے۶

---

(۲۸): آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلایا گیا کہ اگر فرض کرو کہ ہمیں ہلاک بھی کر دیا جائے تو کیا اس کی وجہ سے تم اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے؟

(۳۰): زمین سے پانی کے نکلنے میں یا آسمان سے پانی کے برسنے میں انسان کی محنت وکوشش کا کوئی دخل نہیں، حالاں کہ ہوا کے بعد پانی ہی اس کی سب سے بڑی ضرورت ہے یہ صرف اور صرف اللہ کی قدرت اور مہربانی سے حاصل ہوتا ہے۔

تفسیر سورہ القلم

اس سورہ کے شروع میں قلم کی قسم کھائی گئی ہے، اسی لئے اس کا نام سورۂ قلم ہے، چونکہ شروع میں حروف مقطعات میں سے نون کا حرف بھی آیا ہے اس لئے اس کو سورۂ "ن" بھی کہا جاتا ہے۔

اس سورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر اہل مکہ کی طرف سے جو اعتراضات کئے جاتے تھے ان کا جواب دیا گیا ہے۔

(۱): "ن" حروف مقطعات میں سے ہے جس کی مراد سے اللہ ہی واقف ہیں، لیکن نون کے معنی دوات کے بھی ہیں بعض عرب شعراء نے اس کو دوات کے معنی میں استعمال کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی منقول ہے (مفاتیح الغیب: ۱۵/ ۶۴۳) اس طرح گویا اللہ تعالیٰ نے دوات اور قلم کی قسم کھائی ہے۔ دوسرا لفظ اس میں قلم کا ہے، قلم وہ آلہ ہے جس سے کوئی چیز لکھی جائے اور یہ آلہ زمانہ اور وقت کے لحاظ سے بدل سکتا ہے، جیسے کسی زمانہ میں لکڑی کا پین استعمال ہوتا تھا، پھر ہولڈر پین استعمال ہونے لگا، جس کو دوات میں ڈبو کر روشنائی لگائی جاتی تھی، پھر فاؤنٹن پین آیا، جس میں الگ سے روشنائی لینی نہیں پڑتی تھی، بلکہ اس کے اندر ڈال دی جاتی تھی، پھر اس کی اور زیادہ ترقی یافتہ قسم کے پین سامنے آئے اور اس دور کا سب سے بڑا قلم کمپیوٹر یا اس جیسی کوئی چیز جس کے ذریعہ یہ بات ممکن ہو کہ کوئی چیز ایک ملک میں لکھی جائے اور وہ دوسرے ملک میں پڑھی جائے، قلم جس قسم کا بھی ہو وہ اس میں شامل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم اس لئے کھائی ہے کہ یہ علم کو محفوظ کرنے کا اور دور دور تک پہنچانے کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے، اس تشریح کے مطابق یہاں قلم میں ہر طرح کا قلم شامل ہے۔

دوسری تفسیر یہ کی گئی ہے کہ اس میں قلم سے وہ قلم مراد ہے جس سے کائنات کی تقدیر لکھی گئی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، پھر اللہ کے حکم سے قلم نے ان تمام واقعات کو لکھ دیا، جو اس کائنات میں شروع سے آخر تک پیش آنے ہیں۔ (تفسیر قرطبی: ۱۸/ ۲۲۳)

● اس آیت میں تیسرا لفظ ہے "ومایسطرون" (جو وہ لکھتے ہیں) مطلب یہ ہے کہ فرشتے جو کچھ لکھتے ہیں، خاص کر انسانوں کے اعمال، اللہ تعالیٰ نے ان سب کی قسم کھائی ہے، کیوں کہ نامۂ اعمال ہی پر انسان کی آخرت موقوف ہے، اس سے اس کی اہمیت ظاہر ہے، ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اس سے صرف فرشتے ہی مراد نہیں ہیں، بلکہ ہر لکھنے والا اس میں شامل ہے، "ویراد بہ کل ما یسطر" (تفسیر قرطبی: ۱۸/ ۲۲۵) ایسی شکل میں مطلب یہ ہوا کہ لکھنے والے جو کچھ لکھتے رہے ہیں اور قیامت تک لکھتے رہیں گے، ان سب کی قسم کھائی گئی ہے، ایسی صورت میں علم و تحقیق کا پورا دفتر اس میں شامل ہو گیا، کیوں کہ ایجاد واختراع میں قلم کا بنیادی رول رہا ہے، البتہ قلم کی نوعیت بدلتی رہی ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٧﴾ فَلَا

بیشک آپ کا رب ہی خوب جانتا ہے، اس کو جو گمراہ ہوا اس کی راہ سے اور وہی خوب جانتا ہے اُن کو جو راہ راست پر ہیں⑦ پھر نہ

تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٨﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿١٠﴾

آپ اطاعت کریں جھٹلانے والوں کی⑧ وہ تو چاہتے ہیں کہ اگر آپ (تبلیغ میں) کچھ نرمی اختیار کریں تو وہ بھی نرم پڑ جائیں (مخالفت میں)⑨ اور نہ آپ اطاعت کریں ہر قسمیں کھانے والے نہایت حقیر کی⑩

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿١٢﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿١٣﴾

عیب نکالنے والا، پھرنے والا، چغلخوری کے لئے⑪ بہت روکنے والا بھلائی سے، حد سے بڑھ جانے والا، بڑا گنہگار⑫ سرکش، اس کے علاوہ بے نسب (حرام زادہ) ہے⑬

اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٤﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٥﴾

یہ اس لئے، کہ ہے وہ مال والا اور بیٹوں والا⑭ جب تلاوت کی جاتی ہیں اس پر ہماری آیات (تو) وہ کہتا ہے یہ افسانے ہیں پہلوں کے⑮

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿١٦﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا

عنقریب ہم اس کو داغ لگائیں گے اس کی سونڈ (ناک) پر⑯ بلاشبہ ہم نے انہیں آزمایا ہے جیسے ہم نے آزمایا تھا باغ والوں کو، جب انہوں نے قسمیں کھائیں،

لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ

کہ ضرور ہم پھل توڑیں گے اپنے باغ کا صبح سویرے⑰ اور نہ کہا انشاء اللہ⑱ تو پھر گئی اُس باغ پر ایک آفت، پھرنے والی آپ کے رب کی طرف سے،

وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿١٩﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿٢١﴾ اَنِ اغْدُوْا

جبکہ وہ سو رہے تھے⑲ تو ہوگیا وہ (باغ) کٹی ہوئی کھیتی کی طرح⑳ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو پکارا صبح سویرے㉑ یہ کہ صبح سویرے چلو

عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَنْ لَّا

تم اپنی کھیتی کی طرف، اگر ہو تم کاٹنے والے㉒ چنانچہ وہ چل پڑے اس حال میں کہ وہ چپکے چپکے آپس میں کہہ رہے تھے㉓ کہ نہ

يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿٢٤﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا

داخل ہونے پائے یہاں آج تمہارے پاس کوئی مسکین㉔ اور وہ صبح سویرے (اپنے) نکلنے پر قادر سمجھتے ہوئے㉕ پھر جب

رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ

دیکھا انہوں نے (باغ کو)، تو کہنے لگے: یقیناً ہم راستہ بھول گئے ہیں㉖ نہیں بلکہ ہم تو محروم ہوگئے ہیں㉗ کہا! اُن کے بہتر آدمی نے! کیا نہیں

اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَقْبَلَ

میں نے کہا تھا تم سے کہ کیوں نہیں تم تسبیح کرتے؟㉘ اُنہوں نے کہا! پاک ہے ہمارا رب، بلاشبہ ہم ہی ہیں ظالم㉙ پھر متوجہ ہوا

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿٣٠﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿٣١﴾

ایک ان کا دوسرے کی طرف، آپس میں ملامت کرتے ہوئے㉚ کہنے لگے! ہائے افسوس! ہم پر بلاشبہ ہم ہی تھے سرکش㉛

⑨: یعنی وہ چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دین سے تھوڑا سا ہٹ جائیں اور کفر و شرک کی کچھ باتوں کو قبول کر لیں تو وہ بھی آپ کی مخالفت ترک کر دیں گے، چنانچہ مشرکین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطالبہ کیا کرتے تھے کہ ہم لوگ مدت کی تقسیم کر لیں، کچھ دن ہم آپ کے خدا کی عبادت کر لیں اور کچھ دن آپ ہمارے خدا کی عبادت کر لیں، قرآن نے صاف کہہ دیا کہ آپ کو ایسے لوگوں کی بات ماننی نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو ایسی باتوں کے ماننے کا سوال ہی نہیں تھا، لیکن در اصل آپ کے واسطہ سے اُمت کو خطاب کرنا مقصود ہے کہ جیسے روشنی اور تاریکی اور دن اور رات اکٹھے نہیں ہو سکتے اور جیسے ایک چیز ایک ہی وقت میں سفید اور سیاہ نہیں ہو سکتی، اسی طرح کفر و ایمان کا اجتماع نہیں ہو سکتا، اس میں ان لوگوں کے لئے خاص طور پر تنبیہ ہے یعنی رواداری کا مطلب اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے دوسروں کی دل آزاری سے بچنا ہے، نہ کہ خود اپنی ڈگر سے ہٹ جانا۔ آج کل کچھ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ تمام مذاہب ایک ہی ہیں، صرف راستے جدا ہیں، قرآن کے اس بیان سے اس کی بھی تردید ہوتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ راستے الگ الگ ہیں ایک راستہ جنت کی طرف لے جاتا ہے اور دوسرا راستہ دوزخ کی طرف۔

⑯: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کا ذکر کیا ہے جس میں نو بُری صفات جمع ہیں اور پھر ان کی ایک خصوصی سزا کا ذکر کیا ہے، اس لئے مفسرین نے اس سے ولید بن مغیرہ کو مراد لیا ہے، وہ بہت شریر اور اسلام دشمن تھا، قرآن نے یہاں اس کی نو صفات بیان کی ہیں، آخری صفت ہے 'زنیم' یعنی ایسا شخص جس کا نسب صحیح نہ ہو، چنانچہ اس کے پیدائش کے اٹھارہ مہینے کے بعد اس کے باپ نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ اس کا بیٹا ہے (تفسیر قرطبی: ١٨/ ٢٣٤)

● اللہ تعالیٰ نے ایک خاص سزا کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ کہ اس کے ناک پر ایک داغ لگا دیا جائے گا، ناک چونکہ چہرے کا سب سے اُبھرا ہوا حصہ ہے، اسلئے اس پر لگا ہوا داغ سب سے زیادہ بدنما نظر آتا ہے۔ اصل میں تو یہ داغ آخرت میں لگے گا لیکن دنیا میں بھی وہ اس داغ سے محفوظ نہیں رہ سکا، کیوں کہ غزوۂ بدر میں اس کی ناک پر کسی مجاہد نے ایسا وار کیا کہ اس کا نشان اس پر آخر دم تک قائم رہا۔ (تفسیر قرطبی: ١٨/ ٢٣٦، مفاتیح الغیب: ١٥/ ٦٥٨)

㉘: تسبیح سے مراد ہے انشاء اللہ کہنا، اُس اُمت میں انشاء اللہ کی جگہ 'سبحان اللہ' کہا جاتا تھا، (تفسیر قرطبی: ١٨/ ٢٤٤) یعنی یہ نہ کہو کہ ہم کل پھل توڑ کر لے آئیں گے، بلکہ کہو کہ انشاء اللہ ہم کل پھل توڑ کر لے آئیں گے۔

عَسٰی رَبُّنَآ اَنْ یُّبْدِلَنَا خَیْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿٣٢﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ط

اُمید ہے کہ ہمارا رب بدلے میں دے دے ہمیں اس سے بہتر (باغ)، بیشک ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں﴿٣٢﴾ اسی طرح ہوتا ہے عذاب،

وقف لازم — ع ١/٣٣ ٣

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ م لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ

البتہ عذاب آخرت تو کہیں بڑھ کر ہے، کاش! یہ لوگ جانتے ہوتے﴿٣٣﴾ بلاشبہ متقی لوگوں کے لئے ان کے رب کے پاس باغات ہیں

النَّعِیْمِ ﴿٣٤﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ ط ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ وقفة كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٦﴾

نعمت کے﴿٣٤﴾ کیا پھر ہم کر دیں، فرماں برداروں کو مجرموں کی۔ طرح؟﴿٣٥﴾ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کیسے فیصلے کرتے ہو تم؟﴿٣٦﴾

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِیْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿٣٧﴾ اِنَّ لَكُمْ فِیْهِ لَمَا تَخَیَّرُوْنَ ﴿٣٨﴾ اَمْ لَكُمْ اَیْمَانٌ

کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟﴿٣٧﴾ بلاشبہ تمہارے لئے اس میں وہ چیز ہے جو تم پسند کرتے ہو﴿٣٨﴾ کیا تمہارے لئے کچھ عہد و پیمان ہیں

عند المتقدمین ١٢ — مع ١٥

عَلَیْنَا بَالِغَةٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لا اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ اَیُّهُمْ بِذٰلِكَ

ہمارے ساتھ، جو باقی رہیں گے روز قیامت تک؟ کہ بلاشبہ تمہیں وہی ملے گا جو تم فیصلہ کرو گے﴿٣٩﴾ پوچھئے ان سے کہ ان میں سے کون ہے جو اس کا

زَعِیْمٌ ﴿٤٠﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ج فَلْیَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ ﴿٤١﴾

ضامن ہے﴿٤٠﴾ کیا ان کے لئے ہمارے شریک ہیں! تو چاہیے کہ وہ لے آئیں اپنے شریکوں کو اگر ہیں وہ سچے﴿٤١﴾

یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿٤٢﴾ خَاشِعَةً

جس دن کھولی جائے گی پنڈلی اور وہ بلائے جائیں گے سجدے کی طرف تو نہیں وہ استطاعت رکھیں گے﴿٤٢﴾ جھکی ہوئی ہوں گی

اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط وَقَدْ كَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿٤٣﴾

اُن کی نگاہیں، ڈھانپتی ہوگی اُن پر ذلت، اس لئے کہ (جب) بلایا جاتا تھا انہیں سجدے کے لئے جبکہ وہ صحیح سالم تھے﴿٤٣﴾

فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ ط سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ

پس چھوڑ دیجئے مجھے (اے نبیؐ) اور ان کو جو جھٹلاتے ہیں اس کلام (قرآن) کو، عنقریب ہم آہستہ آہستہ لے جائیں گے ان کو (تباہی کی طرف) ایسے طریقے سے،

لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَاُمْلِیْ لَهُمْ ط اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ﴿٤٥﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ

کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی﴿٤٤﴾ اور میں مہلت دئے جا رہا ہوں اُن کو، بیشک میری تدبیر نہایت مضبوط ہے﴿٤٥﴾ کیا آپ مانگتے ہیں کوئی اجر، تو وہ

مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ فَهُمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ

تاوان کی وجہ سے بوجھل ہیں﴿٤٦﴾ کیا ان کے پاس ہے علم غیب، پھر وہ (اس سے) لکھ لیتے ہیں﴿٤٧﴾ تو صبر کیجئے

وقف لازم

لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ م اِذْ نَادٰی وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ط ﴿٤٨﴾

اپنے رب کے حکم کے لئے اور نہ ہوں آپ مچھلی والے (یونسؑ) کی طرح، جب اس نے پکارا تھا (اللہ کو) اور وہ غم سے بھرا ہوا تھا﴿٤٨﴾

﴿٣٣﴾: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے، یمن میں صنعاء سے چھ میل کے فاصلہ پر زروان یا زوران نام کی ایک آبادی تھی، یہاں ایک نیک آدمی کی کھیتی تھی، وہ غریبوں کا بڑا خیال رکھتا تھا، جب اس کا انتقال ہو گیا اور یہ باغ اس کے تین بچوں کے ہاتھ میں آگیا تو ان کو خیال آیا کہ ہمارا بہت سارا مال غریبوں کو چلا جاتا ہے، اس لئے ہم بالکل صبح صبح جب کہ رات کا دھندلکا باقی ہو، آکر اپنے پھل توڑ لیں اس وقت غرباء نہیں آسکیں گے اور پوری پیداوار ہم لوگ اپنے گھر لے جائیں گے۔

چنانچہ یہ صبح اُٹھے اور چپکے چپکے اپنے باغ کی طرف چلے، اب جو دیکھا تو باغ کچھ اس طرح اُجڑ چکا تھا کہ اولاً تو انہیں خیال ہوا کہ شاید ہم غلط جگہ پر پہنچ گئے ہیں، لیکن جب غور سے دیکھا تو انہیں اندازہ ہوا کہ ہم پہنچے تو ہیں صحیح جگہ پر، لیکن اللہ کی طرف سے ان کے پھل ضائع کر دیئے گئے اور انہیں محروم کر دیا گیا، بہر حال اب ان میں جو بھائی نسبتاً بہتر تھے انہوں نے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ تم لوگ اللہ کی تسبیح بیان کرو، یعنی انشاء اللہ کہو، اللہ سے توبہ کرو اور جو منصوبہ بنا چکے ہو، اس سے باز آجاؤ، چنانچہ سب کو تنبیہ ہوئی اور سب نے اقرار کیا کہ ہم سے واقعی زیادتی ہوئی ہے پھر ایک دوسرے کو بھی بُرا بھلا کہنے لگے کہ تمہارے ہی مشورہ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے آخر وہ اپنے جرم کا اعتراف کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے والد کی طرح کام کریں، تو پہلے باغ میں جو پھل لگے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ اس سے بھی بہتر پھل دے دیں، قرآن مجید میں تو واقعہ کا بیان یہیں تک ہے لیکن تفسیر کی کتابوں میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ اس رات تو باغ اُجڑ گیا تھا لیکن توبہ کرنے کے بعد اگلی رات پھر باغ پہلے سے بھی زیادہ لہلہا اُٹھا (تفسیر قرطبی: ١٨/٢٤٥، ٢٤٤، مفاتیح الغیب: ١٥/٦٤٧، ٦٤٦) اہل مکہ کے لئے اس میں عبرت ہے کہ جیسے لوگ پھل توڑنے کے لئے گئے اور محروم واپس آئے، ایسا ہی حشر تمہارا ہونے والا ہے کہ تم مسلمانوں کو شکست دینے کے لئے نکلو گے اور خود شکست کھا کر آؤ گے۔

﴿٤٢﴾: عربی زبان میں کسی چیز کی شدت کو بتانے کے لئے پنڈلی کھولنے سے تعبیر کیا جاتا ہے، تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ان کے شاگردوں سے منقول ہے کہ یہاں روز قیامت کی شدت مراد ہے یعنی جب قیامت کے دن کا کرب اپنے شباب پر پہنچ جائے گا تو لوگوں کو حکم ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں تو وہی لوگ سجدہ کر سکیں گے جو حقیقت میں اہل ایمان تھے۔ (تفسیر قرطبی: ١٨/٢٤٩)
پنڈلی سے مراد اس طرح کی پنڈلی نہیں ہے، جو انسانوں اور جانوروں میں نظر آتی ہے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ہوگی۔

لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبٰهُ

اگر نہ سہارا دیا ہوتا انہیں ان کے رب کی نعمت نے، تو وہ ضرور پھینک دیا جاتا چٹیل میدان میں اور وہ بدحال (مذموم) ہوتا ﴿٤٩﴾ چنانچہ چُن لیا اُس کو

رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ

اُس کے رب نے اور اس نے اس کو دوبارہ کردیا صالحین میں سے ﴿٥٠﴾ اور ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ کافر اکھاڑ دیں گے تمہارے قدم اپنی (بُری) نظروں سے،

لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾ ع ٢ ١٩ ٤

جب وہ سنتے ہیں ذکر (قرآن) کو اور کہتے ہیں وہ تو یقیناً دیوانہ ہے ﴿٥١﴾ اور نہیں ہے وہ (قرآن) مگر ایک نصیحت، تمام جہان والوں کے لئے ﴿٥٢﴾

اٰيَاتُهَا ٥٢ (٦٩) سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ (٧٨) رُكُوْعَاتُهَا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَآقَّةُ ﴿١﴾ مَا الْحَآقَّةُ ﴿٢﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ﴿٣﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ﴿٤﴾

ہوکر رہنے والی ہے ﴿١﴾ کیا ہے وہ ہوکر رہنے والی؟ ﴿٢﴾ اور کس چیز نے خبر دی آپ کو کیا ہے ہوکر رہنے والی؟ ﴿٣﴾ جھٹلایا تھا ثمود اور عاد نے، کھڑکھڑانے والی (عظیم حادثہ) کو ﴿٤﴾

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿٥﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ

پھر ثمود، تو ہلاک کردئے گئے خوفناک کڑک سے ﴿٥﴾ اور رہے عاد، سو وہ ہلاک کئے گئے، ایسی ہوا سے

صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا

جو شدید سرد اور طوفانی تھی ﴿٦﴾ مُسلط کررکھا تھا اُسے اُن پر سات راتیں اورآٹھ دن، جڑ کاٹ دینے کے لئے،

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿٧﴾ فَهَلْ تَرٰى

چنانچہ تم دیکھتے ان لوگوں کو کہ وہاں وہ گرکر مرے پڑے ہیں، گویا کہ وہ تنے ہیں کھجوروں کے گرے ہوئے ﴿٧﴾ تو کیا تم دیکھتے ہو

لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ﴿٨﴾ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿٩﴾

ان میں سے کوئی باقی ہے ﴿٨﴾ اور ارتکاب کیا فرعون نے اور جو اُس سے پہلے تھے اور الٹی ہوئی بستیوں والوں نے (جنہوں نے) گناہوں کا (ارتکاب کیا تھا نہیں چھوڑا ہم نے) ﴿٩﴾

فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿١٠﴾ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ

چنانچہ انہوں نے نافرمانی کی ،اپنے رب کے رسول کی، تو پکڑا اس (اللہ) نے ان کو انتہائی سختی سے ﴿١٠﴾ بلاشبہ ہم ہی نے جب پانی طغیانی پر آیا،

حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ﴿١١﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾

تو سوار کردیا تم کو کشتی میں ﴿١١﴾ تاکہ ہم بنادیں اس کو تمہارے لئے ایک یادگار اور تاکہ یاد رکھیں اُسے کان، یاد رکھنے والے ﴿١٢﴾

﴿٥٠﴾: حضرت یونسؑ کا یہ واقعہ سورۂ یونس: ٩٨، صافات: ١٣٩-١٤٨ میں گذر چکا ہے۔

﴿٥١﴾: یعنی آپ کو غضبناک نگاہوں سے ایسا گھور گھور کر دیکھتے ہیں کہ گویا آپ کو کھا جائیں گے، غرض کہ آپ ﷺ کے ساتھ ان کی غیر معمولی عداوت ودشمنی کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں، کہتے ہیں کہ عربوں میں بعض لوگ نظر لگانے کے ماہر تھے، یہاں تک کہ ان کے سامنے سے اچھی فربہ گائے یا اونٹنی گذرتی تو ایسی نظر گڑاتے کہ کچھ ہی دیر میں وہ مرہی جاتی۔

اسی طرح کا ایک شخص تھا جو پہلے دوتین روز بھوکا رہتا پھر اس ریاضت سے اس کی آنکھوں میں ایسی قوت پیدا ہوجاتی کہ کوئی اونٹ یا بکرا اس کے سامنے سے گذرتا اور وہ اس کی تعریف کرتا تو تھوڑی ہی دیر میں وہ جانور تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو نقصان پہنچانے کے لئے اہل مکہ نے اس شخص کی خدمات حاصل کیں، لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے؟ ان کی سازش ناکام ونامراد ہوکر رہی۔ (تفسیر قرطبی: ١٨/ ٢٥٥)

جہاں تک نظر کی بات ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نظر لگنا حق ہے یعنی نظر کا اثر ہوتا ہے (بخاری کتاب الطب، حدیث نمبر: ٥٤٠٨) لیکن اللہ کے ذکر سے دور بھی کیا جا سکتا ہے اس کے لئے کسی بابا کے چکر لگانا نہیں ہے۔

تفسیر سورہ الحاقہ

حاقہ کے معنیٰ ایسی چیز کے ہیں جو یقینی طور پر واقع ہوکر رہے گی، قیامت بھی ایسی ہی چیز ہے، اس لئے قیامت کے کئی ناموں میں سے ایک نام حاقہ بھی ہے اس سورہ کے شروع ہی میں حاقہ کے لفظ سے قیامت کا ذکر آیا ہے اس لئے اس کا نام حاقہ رکھا گیا ہے۔

﴿١﴾: ''حاقہ'' کے اصل معنیٰ ایسی چیز کے ہیں جو یقینی طور پر ہوکر رہنے والی ہو، اسی لئے اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں حاقہ سے مُراد قیامت ہے، امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ اس پر اجماع ہے۔ (مفاتیح الغیب: ١٥/ ٦٨٣)

چنانچہ یہ بھی قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (تفسیر قرطبی: ١٨/ ٢٥٧)

﴿٨﴾: قوم ثمود اور قوم عاد پر عذاب کا واقعہ بالترتیب سورہ اعراف: ٦٥، ٧٩ میں آچکا ہے۔

﴿٩﴾: اس سے پہلے کے لوگ سے مراد وہ قومیں ہیں جن پر فرعون سے پہلے اللہ کا عذاب نازل ہوا اور اُلٹی ہوئی بستیوں سے مراد قوم لوط ہے ان قوموں کا ذکر بار بار آچکا ہے۔

﴿١١﴾: آیت نمبر: ١١، ١٢ میں قوم نوح کا ذکر ہے اور یادگار بنانے سے مراد یہ ہے کہ طوفان نوح کا واقعہ اہل مکہ کے درمیان بھی معروف تھا۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا

پھر جب پھونکا جائے گا صور میں ایک بار﴿۱۳﴾ اور اٹھائی جائے گی زمین اور پہاڑ تو وہ دونوں کوٹ کر

دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ

ریزہ ریزہ کردئے جائیں گے ایک ہی چوٹ میں﴿۱۴﴾ سو اُس دن واقع ہوگی واقع ہونے والی (قیامت)﴿۱۵﴾ اور پھٹ جائے گا آسمان تو ہوگا وہ،

يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿١٦﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ

اس دن بکھرا ہوا (کمزور)﴿۱۶﴾ اورفرشتے ہوں گے اس کے کناروں پر اور اٹھائے ہوئے ہوں گے آپ کے رب کے عرش کو اپنے اُوپر

يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَاَمَّا

اُس دن آٹھ (فرشتے)﴿۱۷﴾ اس دن تم پیش کئے جاؤگے، نہیں چھپے گا تمہارے رازوں میں سے کوئی راز﴿۱۸﴾ سو جس کو

مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ

دیا جائے گا اس کا اعمال نامہ اُس کے دائیں ہاتھ میں، تو وہ کہے گا! لو تم پڑھو میرا نامۂ اعمال﴿۱۹﴾ بلاشبہ مجھے یقین تھا

اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾

کہ بیشک میں ملنے والا ہوں اپنے حساب سے (حساب دینا ہے)﴿۲۰﴾ سو یہ تو ہوگا پسندیدہ عیش کی زندگی میں﴿۲۱﴾ اعلیٰ درجے کی جنت میں﴿۲۲﴾

قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾

اس کے پھلوں کے گچھے قریب (جھکے) ہوں گے﴿۲۳﴾ (کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے سے بدلے میں ان (اعمال) کے جو کئے تھے تم نے گزرے ہوئے دنوں میں﴿۲۴﴾

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾

اور رہا وہ جس کو دیا جائے گا اس کا اعمال نامہ، اس کے بائیں ہاتھ میں، سو وہ کہے گا کاش! نہ دیا جاتا مجھے میرا اعمال نامہ﴿۲۵﴾

وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ

اور نہ جانتا میں، کہ کیا ہے میرا حساب؟﴿۲۶﴾ کاش! وہ (میری موت) ہوتی فیصلہ کردینے والی﴿۲۷﴾ نہیں فائدہ دیا مجھے میرے

مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾

مال نے﴿۲۸﴾ چھن گئی مجھ سے میری سلطنت﴿۲۹﴾ (کہا جائے گا) پکڑو اِسے اور طوق پہنا دو﴿۳۰﴾ پھر دہکتی آگ میں جھونک دو اِسے﴿۳۱﴾

ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا

پھر ایک زنجیر میں جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے جکڑ دو اسے﴿۳۲﴾ بلاشبہ یہ شخص نہیں

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿٣٤﴾

ایمان لاتا تھا ،اللہ عظمت والے پر﴿۳۳﴾ اور نہ وہ شوق دلاتا تھا، مسکین کو کھانا کھلانے پر﴿۳۴﴾

﴿۱۷﴾: اللہ تعالیٰ جسم و جہت سے پاک ہیں اور فرشتوں نے عرش کو اُٹھا رکھا ہے، چنانچہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چار فرشتہ عرش باری کو اُٹھائے ہوئے ہیں لیکن قیامت میں ان کی تعداد بڑھا کر آٹھ کردی جائے گی۔
(تفسیر قرطبی:۱۸/ ۲۶۵)

فَلَيۡسَ لَهُ الۡيَوۡمَ هٰهُنَا حَمِيۡمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ غِسۡلِيۡنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاۡكُلُهٗۤ

سو نہیں ہے اس کے لئے آج کوئی یہاں غمخوار دوست۳۵ اور نہ کوئی کھانا سوائے زخموں کے دُھووَن کے۳۶ نہیں کھائیں گے اِسے

اِلَّا الۡخَاطِـُٔوۡنَ ﴿۳۷﴾ فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ ع ۱/۴۷/۵

سوائے گنہگاروں کے۳۷ پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں اُن چیزوں کی جو تم دیکھتے ہو۳۸ اور ان کی بھی جنہیں نہیں تم دیکھتے۳۹ بیشک (قرآن)

لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴۱﴾

قول ہے رسول عالی مقام کا۴۰ اور نہیں ہے یہ کلام کسی شاعر کا، بہت ہی کم تم ایمان لاتے ہو۴۱

وَلَا بِقَوۡلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۴۲﴾ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۳﴾

اور نہیں ہے قول کسی کاہن کا، بہت ہی کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو۴۲ نازل کردہ ہے رب العالمین کی طرف سے۴۳

وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِيۡلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡيَمِيۡنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ

اور اگر وہ (رسول) گڑھ کر منسوب کر دیتا، ہماری طرف بعض باتیں۴۴ تو ہم ضرور پکڑ لیتے اُس کا دایاں ہاتھ (قوت سے)۴۵ پھر

لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِيۡنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡهُ حٰجِزِيۡنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ

ہم ضرور کاٹ دیتے اُس کی شہ رگ۴۶ پھر نہ ہوتا تم میں سے کوئی ایک بھی (ہمیں) اس سے روکنے والا۴۷ اور یقیناً (قرآن)

لَتَذۡكِرَةٌ لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعۡلَمُ اَنَّ مِنۡكُمۡ مُّكَذِّبِيۡنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسۡرَةٌ

ایک نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے۴۸ اور بیشک ہم خوب جانتے ہیں کہ یقیناً تم میں سے کچھ (اس کو) جھٹلانے والے ہیں۴۹ اور یقیناً وہ (جھٹلانا) موجبِ حسرت ہوگا

عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الۡيَقِيۡنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ ﴿۵۲﴾ ع ۲/۱۵/۶

کافروں کے لئے۵۰ اور بلاشبہ وہ یقینی حق ہے۵۱ (اے نبیؐ) آپ تسبیح کیجئے اپنے رب کے نام کی، جو عظمت والا ہے۵۲

سُوۡرَةُ الۡمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ (۷۰) (۷۹) اٰيَاتُهَا ۴۴ رُكُوۡعَاتُهَا ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ لَيۡسَ لَهٗ دَافِعٌ ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الۡمَعَارِجِ ﴿۳﴾

سوال کیا ایک سوال کرنے والے نے، اُس عذاب کا جو ضرور واقع ہونے والا ہے۱ کافروں کے لئے نہیں ہے اُس (عذاب) کو کوئی ہٹانے والا۲ اس اللہ کی طرف سے، جو اونچے درجوں والا ہے (عروج کے زینوں کا)۳

تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ اِلَيۡهِ فِىۡ يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾

چڑھتے ہیں فرشتے اور روح، اُس کے پاس، ایک ایسے دن میں، کہ ہوگی اس کی مقدار پچاس ہزار سال۴

(۳۹): عام طور پر انسان کو دو چیزیں اپنے مسائل حل کرنے میں کام آتی ہیں، ایک: اس کی دولت، دوسرے: اس کا عہدہ واقتدار وہاں ان میں سے کوئی چیز بھی اہل دوزخ کے کام نہ آئے گی۔

● شاید یہ مراد ہو کہ قرآن مجید کو انسانوں تک پہنچانے کے لئے دو واسطے ہیں ایک حضرت جبرئیلؑ اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رسول کو تم دیکھتے ہو اور فرشتہ کو نہیں دیکھتے ہو، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی قسم کھائی ہے۔

(۴۷): یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت جبرئیلؑ مراد ہیں۔ (تفسیر کبیر: ۱۵/ ۷۰۷، تفسیر قرطبی: ۱۸/ ۲۷۴)

یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ کلام حضرت جبرئیلؑ نے پہنچایا ہے، جو نہایت قابل اطمینان اور معزز فرشتہ ہیں، اس لئے ان کی طرف سے بھی کسی کمی بیشی کا امکان نہیں، بھی کلام کی نسبت کلام کے نقل کرنے والے کی طرف بھی کر دی جاتی ہے، اسی لئے یہاں اس کی نسبت حضرت جبرئیلؑ کی طرف کر دی گئی ہے جو جتنا قریب ہوتا ہے اور جس کا مقام جتنا بلند ہوتا ہے اس کی پکڑ بھی اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے، اس لئے فرمایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی برحق ہیں اگر وہ ہماری باتوں کے ساتھ کوئی بات اپنی طرف سے ملا دیں تو ہم ان کو بھی معاف نہ کریں اور ان کی شہ رگ کاٹ ڈالیں، لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سچے رسول کی نسبت سے ہے اور مقصد یہ ہے کہ پیغمبران برحق۔ جن کو معجزات کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ اگر ایسی حرکتیں کرنے لگیں تو ہدایت اور گمراہی کے درمیان واضح خط کھینچنا دشوار ہو جائے گا، اس لئے ان کو سزا بھی سخت دی جائے گی۔

جو شخص نبوت کا جھوٹا دعویدار ہو اور جس کے یہاں سچ اور جھوٹ کی آمیزش کا مسئلہ نہ ہو، بلکہ جھوٹ ہی جھوٹ ہو اللہ تعالیٰ کبھی تو اس کو دنیا میں سزا دے دیتے ہیں اور کبھی ڈھیل کا معاملہ کرتے ہیں، چنانچہ کتنے ہی جھوٹے مدعیان نبوت گذرے ہیں کہ وہ دنیا سے زندہ سلامت رخصت ہو گئے، ایسے جھوٹوں میں ایک مرزا غلام احمد قادیانی بھی تھا، بعض قادیانی اس آیت کو مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لئے دلیل بناتے ہیں، کہ اگر مرزا کا دعویٰ غلط ہوتا تو اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوا ہوتا، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر سفید کپڑے پر کہیں سیاہ دھبہ پڑ جائے تو اسے صاف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، مگر پورا کپڑا ہی سیاہ ہو تو اس کو صاف کرنے پر توجہ نہیں دی جاتی۔

تفسیر سورہ معارج

معارج معراج کی جمع ہے، جس کے معنی سیڑھیوں اور زینوں کے ہیں آیت نمبر: ۳ میں معارج کا لفظ آیا ہے اسی لئے اس سورہ کا نام 'معارج' ہے۔

(۱): اس عذاب کا مطالبہ کس نے کیا ہے؟ اس کا ذکر مفسرین نے کیا ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ حارث بن نعمان نامی شخص ہے، بعض اور حضرات کی رائے ہے کہ یہ طلب کرنے والا شخص نضر بن حارث ہے، جو بدر کے دن قتل کیا گیا۔ (تفسیر قرطبی: ۱۸/ ۲۷۱)

(۴): ''معارج'' عربی گرامر کے اعتبار سے 'معراج' کی جمع ہے، جس کے معنی ایسی چیز کے ہیں، جس کے ذریعہ اوپر چڑھا جائے، اسی لئے اس کا ترجمہ سیڑھیوں سے کیا گیا ہے، یہ وہ سیڑھیاں ہیں

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ۞۵ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۞۶ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۞۷ يَوْمَ تَكُونُ

چنانچہ آپ صبر کیجئے صبر جمیل۵ بیشک یہ سمجھتے ہیں اسے دور۶ اور ہم دیکھ رہے ہیں اسے قریب۷ اس دن ہوگا

السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۞۸ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۞۹ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۞۱۰

آسمان جیسے پگھلا ہوا تانبا۸ اور ہو جائیں گے پہاڑ جیسے دُھنکے ہوئے رنگین اُون۹ اور نہیں پوچھے گا کوئی جگری دوست کسی جگری دوست کو۱۰

يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۞۱۱

حالانکہ وہ انہیں دکھلا دئے جائیں گے، خواہش کرے گا مجرم کاش! کہ وہ فدیے میں دے دے اُس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنی اولاد کو۱۱

وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۞۱۲ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۞۱۳ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو۱۲ اور اپنے قریب ترین خاندان کو جو اُسے پناہ دیا کرتا تھا۱۳ اور ان کو جو زمین میں ہیں سب کو،

ثُمَّ يُنْجِيهِ ۞۱۴ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ۞۱۵ نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ ۞۱۶ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ۞۱۷

پھر وہ (یہ دے کر) نجات دلالے (اپنے آپ کو)۱۴ ہرگز نہیں، بلاشبہ وہ آگ ہے بھڑکتی ہوئی۱۵ اُدھیڑ ڈالنے والی کھالوں کو۱۶ وہ پکارے گی (ہر اس شخص کو) جس نے پیٹھ پھیری (حق سے) اور منہ موڑا۱۷

وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ۞۱۸ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۞۱۹ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۞۲۰

اور جمع کیا (مال) اور سَیَنت سَیَنت کر رکھا۱۸ بیشک انسان پیدا کیا گیا ہے بے صبرا۱۹ جب پہنچتی ہے اسے تکلیف تو فریادی بن جاتا ہے (روتے ہوئے)۲۰

وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۞۲۱ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۞۲۲ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

اور جب پہنچتی ہے اسے خوشحالی تو بخل کرتا ہے۲۱ مگر وہ نماز پڑھنے والے۲۲ جو وہ اپنی نمازوں پر

دَائِمُونَ ۞۲۳ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ۞۲۴ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۞۲۵

ہمیشگی (پابندی) کرنے والے ہیں۲۳ اور وہ جن کے مالوں میں حق (حصہ) مقرر ہے۲۴ سائلوں کے لئے اور مسکینوں کے لئے۲۵

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۞۲۶ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ

اور وہ لوگ جو تصدیق کرتے ہیں یوم جزا کی۲۶ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے عذاب سے

مُشْفِقُونَ ۞۲۷ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۞۲۸ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ

ڈرنے والے ہیں۲۷ بلاشبہ عذاب اُن کے رب کا ہے (ایسا کہ) نہ بے خوف ہوا جائے (اس سے)۲۸ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی

حَافِظُونَ ۞۲۹ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ

حفاظت کرتے ہیں۲۹ سوائے اپنی بیویوں کے یا ان (عورتوں) کے جو ان کی ملک میں ہوں (باندیاں) کہ وہ (ان سے مباشرت کرنے پر)

غَيْرُ مَلُومِينَ ۞۳۰ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۞۳۱

قابل ملامت نہیں ہیں۳۰ البتہ جو شخص تلاش کرے اس کے علاوہ کچھ اور، سو ایسے ہی لوگ ہیں حد سے تجاوز کرنے والے۳۱

، جن کے ذریعہ فرشتے چڑھتے ہیں، اور اہل دنیا کی روحیں اوپر لے جائی جاتی ہیں، اسی لئے زیادہ تر مفسرین نے اس سے آسمان مراد لیا ہے جس کی کئی تہیں ہیں اور فرشتے اس کی ایک تہہ سے گذر کر دوسری تہہ پر پہنچتے ہیں۔

● اس وقت سورج تو نہیں ہوگا، لیکن دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، یہ قیامت کا ذکر ہے اور سورۂ تنزیل السجدہ، میں فرشتوں کے آسمان سے زمین اور زمین سے آسمان پر جانے کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی مقدار تمہاری گنتی کے لحاظ سے ایک ہزار سال کے برابر ہوگی: "''' (سورۂ سجدہ: ۵) غرض کہ مگر اس میں کوئی تضاد نہیں، یہاں قیامت کا ذکر ہے، جس کی تعداد پچاس ہزار سال کی ہوگی، اور وہاں اس مسافت کا ذکر ہے، جو زمین و آسمان کے درمیان آمد و رفت میں لگتی ہے۔ (دیکھئے: معارف القرآن: ۸/ ۵۵۶،۵۵۵)

(۲۲): آیت نمبر: ۲۲ میں نمازیوں کا ذکر ہے، لیکن نماز پڑھنے والوں کی کیا شان ہے اور ان میں کیا اوصاف ہونے چاہئیں؟ آیت نمبر: ۲۳ سے ۳۴ تک ان کا ذکر کیا گیا ہے اور مجموعی طور پر سات صفات ذکر کی گئی ہیں، نمازوں کی پابندی، اپنے مال سے ایک حصہ محتاجوں اور غریبوں کو دینا، قیامت کا پورا پورا یقین، اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا خوف، عزت و آبرو کی حفاظت، امانتوں کی ادائے گی، وعدہ کو وفا کرنا اور ٹھیک ٹھیک گواہی دینا، گویا اگر ایک شخص نماز اس کے تمام آداب و حقوق کے ساتھ ادا کرے تو اس میں یہ اوصاف پیدا ہو جائیں گے۔

آیت نمبر: ۲۴، ۲۵ میں فرمایا گیا ہے کہ ان کے مالوں میں سوال کرنے والوں اور محتاجوں کا ایک مقرر حصہ ہوتا ہے یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ زکوۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ بھی ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے مال میں سے ایک حصہ اپنے ضرورت مند بھائیوں کے لئے رکھے۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُونَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُونَ ﴿۳۳﴾

اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں کا اور اپنے عہدوں کا پاس کرتے ہیں ﴿۳۲﴾ اور وہ جو اپنی شہادتوں میں ثابت قدم رہتے ہیں ﴿۳۳﴾

ع ۱ ۴۵ ۷

وَالَّذِينَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿۳۴﴾ أُولٰٓئِكَ فِي جَنّٰتٍ مُّكْرَمُونَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ

اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں ﴿۳۴﴾ یہ لوگ باغوں میں معزز ہوں گے۔ ﴿۳۵﴾ سو کیا ہوگیا ہے (اے نبیؐ)

الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿۳۷﴾ أَيَطْمَعُ

اُن لوگوں کو جو انکار کررہے ہیں، کہ آپ کی طرف تیزی سے دوڑتے چلے آرہے ہیں ﴿۳۶﴾ دائیں سے اور بائیں سے گروہ در گروہ ﴿۳۷﴾ کیا طمع (اُمید) کرتا ہے

كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُونَ ﴿۳۹﴾

ہر شخص ان میں سے یہ کہ اسے داخل کیا جائے نعمت بھری جنت میں ﴿۳۸﴾ ہرگز نہیں! بلاشبہ ہم نے انہیں پیدا کیا ہے اس چیز سے جسے یہ خود جانتے ہیں ﴿۳۹﴾

فَلَآ أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ إِنَّا لَقٰدِرُونَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى أَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ

چنانچہ قسم کھاتا ہوں میں رب کی مشرقوں اور مغربوں کے، بیشک ہم قادر ہیں ﴿۴۰﴾ اس پر، کہ بدل کرلے آئیں بہتر لوگ ان سے

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي

اور نہیں ہیں ہم عاجز ﴿۴۱﴾ سو (اے نبیؐ) چھوڑ دو انہیں کہ غرق رہیں اور منہمک رہیں اپنے کھیل میں، یہاں تک کہ پہنچ جائیں اس دن کو جس سے انہیں

يُوعَدُونَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلٰى نُصُبٍ يُّوفِضُونَ ﴿۴۳﴾

ڈرایا جارہا ہے ﴿۴۲﴾ اُس دن جب نکل کر یہ قبروں سے تیزی کے ساتھ دوڑے جارہے ہوں گے، اِس طرح، گویا کہ وہ آستانوں (بتوں) کی طرف دوڑ رہے ہیں ﴿۴۳﴾

ع ۲ ۹ ۸

خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۴۴﴾

جھکی ہوئی ہوں گی اُن کی نگاہیں، چھا رہی ہوگی اُن پر ذلت، یہی ہے وہ دن جس کا انہیں وعدہ کیا جاتا تھا ﴿۴۴﴾

(۷۱) سُورَةُ نُوحٍ مَّكِّيَّةٌ (۷۱)

اٰيَاتُهَا ۲۸ — رُكُوعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلٰى قَوْمِهِٓ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ

بلاشبہ ہم نے بھیجا نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف یہ کہ تم ڈراؤ اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ

يَّأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۲﴾

آجائے اُن پر عذاب دردناک ﴿۱﴾ (نوحؑ نے) کہا! اے میری قوم! یقیناً میں تمہیں ڈرانے والا ہوں صاف صاف ﴿۲﴾

﴿۳۸﴾: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہیں تشریف فرما ہوتے تو مشرکین ٹولیاں بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں بائیں آ بیٹھتے، ان کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو توجہ سے سنیں اور ایمان لائیں، بلکہ ان کا مقصد ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اُڑانا ہے۔

تفسیر سورہ نوح

اس سورہ میں بنیادی طور پر حضرت نوح علیہ السلام کے واقعات کا ذکر ہے، یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے، تاکہ اہل مکہ کو تنبیہ ہو اور قوم نوح پر نازل ہونے والے عذاب سے وہ لوگ سبق حاصل کریں۔

﴿۱﴾: یعنی نبی پر ایمان لانے میں تین باتیں شامل ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت، اللہ کا خوف اور رسول کی اطاعت۔

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ

یہ کہ تم عبادت کرو اللہ کی اور اسی سے ڈرو اور میری اطاعت کرو③ وہ بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ

وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ

وقف لازم

اور وہ تمہیں مہلت دے گا ایک وقت مقرر تک، بیشک اللہ کا مقرر وقت جب آتا ہے تو نہیں وہ مؤخر کیا جاتا، کاش کہ تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ﴿٥﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ

جانتے ہوتے④ (نوحؑ نے) کہا! اے میرے رب! میں نے دعوت دی اپنی قوم کو رات دن⑤ سو نہ اضافہ کیا اُن میں

دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ﴿٦﴾ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ

میری دعوت نے مگر (حق سے) بھاگنے میں ہی⑥ اور بلاشبہ میں نے جب بھی دعوت دی انہیں، تاکہ تو معاف کردے انہیں، توٹھونس لیں انگلیاں

فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴿٧﴾

اپنے کانوں میں اور انہوں نے لپیٹ لئے اپنے کپڑے اپنے اوپر اور وہ اڑے رہے اور انہوں نے تکبر کیا بہت زیادہ تکبر⑦

ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ﴿٨﴾ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ

پھر بیشک میں نے دعوت دی انہیں باآواز بلند⑧ پھر بیشک میں نے اعلانیہ کہا اُن سے

اِسْرَارًا ﴿٩﴾ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ

اور چپکے چپکے بھی کہا اُن سے⑨ سو میں نے کہا! معافی مانگو تم اپنے رب سے، یقینا وہ ہے بہت زیادہ معاف فرمانے والا⑩ وہ بھیجے گا آسمان سے

عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ

تم پر، موسلادھار بارش⑪ اور نوازے گا تمہیں مال و اولاد سے اور وہ پیدا کرے گا تمہارے لئے باغات

وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿١٢﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ

اور جاری کردے گا تمہارے لئے نہریں⑫ کیا ہوگیا ہے تمہیں کہ نہیں امید رکھتے تم اللہ سے بڑائی کا⑬ اور حالانکہ اُسی نے پیدا کیا ہے تم کو

اَطْوَارًا ﴿١٤﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿١٥﴾ وَّجَعَلَ

مختلف مرحلوں میں⑭ کیا نہیں دیکھا تم نے کہ، کس طرح پیدا فرمائے اللہ نے سات آسمان تہہ بہ تہہ (اُوپر نیچے)⑮ اور اُس نے بنایا

الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ

چاند کو ان میں روشنی کے لئے اور اس نے بنایا سورج کو چراغ⑯ اور اللہ ہی نے اُگایا تمہیں

مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿١٧﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿١٨﴾

زمین سے اگانا (عجیب طریقہ سے)⑰ پھر وہی تمہیں لوٹائے گا اس میں اور وہ نکالے گا تمہیں نکالنا (دوبارہ)⑱

⑨: بعض لوگوں کو یہ بات گوارا نہیں ہوتی کہ کھلے عام ان کو کسی بات سے روکا جائے، اس لئے انہیں دونوں طریقہ سے دعوت دی گئی، کھلے عام بھی اور چپکے چپکے بھی، پھر بھی ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، اس سے دعوت کا ایک اُصول معلوم ہوتا ہے کہ اگر مخاطب ایسا مغرور ہو کہ اس کو اعلانیہ دعوت پسند نہ آتی ہو تو اس سے تنہائی میں بات کی جائے، کیوں کہ مقصود اصلاح ہے نہ کہ کسی کی اہانت۔

⑪: معلوم ہوا کہ گناہوں سے بچنا اور جو گناہ ہوگئے ہوں، ان پر استغفار کرنا بارش جیسی نعمت کے حاصل ہونے کے لئے ایک اہم غیبی ذریعہ ہے، آج جو پوری دنیا میں بارش کی کمی محسوس کی جارہی ہے، کیا عجب کہ اس کا سبب گناہوں کی کثرت اور رُجوع الی اللہ کی کمی ہو!

⑭: مختلف مرحلوں سے مراد: وہ مختلف مرحلے جو بچہ پر ماں کے پیٹ میں آتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے یہی مراد لیا ہے۔ (تفسیر قرطبی: ١٨/ ٣٠٣)

⑯: آسمان کو چراغ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود اپنی روشنی بکھیرتا ہے، جیسے چراغ اپنی روشنی پھیلاتا ہے اور چاند کے روشن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی روشنی نہیں پھیلاتا ہے بلکہ سورج کا عکس پڑنے کی وجہ سے روشن ہوتا ہے، لیکن بہرحال سورج کی حرارت انگیز روشنی اور چاند کی آنکھوں کو ٹھنڈی کرنے والی روشنی دونوں ہی انسان کے لئے بڑی نعمتیں ہیں۔

⑰: یعنی انسان اول حضرت آدمؑ کی پیدائش مٹی سے ہوئی، یا یہ مقصد ہے کہ انسان کا وجود بنیادی طور پر مٹی اجزاء جیسے لوہا، پتھر، چونا اور نمک وغیرہ سے بنا ہوا ہے۔

ع ۹

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝۱۹ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰

اور اللہ نے بنایا تمہارے لئے زمین کو ہموار (بچھونا)⑲ تاکہ تم چلو اس کی کشادہ راہوں میں⑳

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا

کہا (نوحؑ نے)! اے میرے رب! یقیناً انہوں نے نافرمانی کی میری اور انہوں نے پیروی کی اس کی، کہ نہیں زیادہ کیا اس کو، اس کے مال نے اور اس کی اولاد نے مگر

خَسَارًا ۝۲۱ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝۲۲ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا

خسارے کا㉑ اور مکر کیا انہوں نے مکر بہت بڑا㉒ اور کہا! ہرگز نہ چھوڑنا تم اپنے معبودوں کو اور ہرگز نہ

تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝۲۳ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا

چھوڑنا وڈّ کو اور نہ سُواع کو اور نہ یغوث کو اور (نہ) یعوق کو اور (نہ) نسر کو بھی㉓ اور یقیناً انہوں نے گمراہ کیا بہتوں کو

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝۲۴ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا

اور نہ زیادہ کر تو ظالموں کو مگر گمراہی ہی میں㉔ اپنے گناہوں کی وجہ سے وہ غرق کئے گئے، پھر وہ داخل کئے گئے

نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝۲۵ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ

آگ میں، تو نہ پایا انہوں نے اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی مدد گار㉕ اور کہا! نوحؑ نے! اے میرے رب! نہ چھوڑ تو

عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝۲۶ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ

زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا㉖ بلاشبہ تو نے اگر انہیں چھوڑا تو وہ گمراہ کریں گے تیرے بندوں کو

وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝۲۷ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ

اور نہیں وہ جنیں گے مگر فاجر (بدکار) کافر ہی㉗ اے میرے رب! تو میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی اور ہر اس شخص کی جو داخل ہو

ع ۱۰ النصف

بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝۲۸

میرے گھر میں مومن ہوکر اور ایمان والوں کی اور ایمان والیوں کی اور نہ تو زیادہ کر ظالموں کو، مگر تباہی اور ہلاکت میں㉘

اٰیاتُها ۲۸ (۷۲) سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ (۴۰) رُکُوْعاتُها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝۱

(اے نبیؐ) کہہ دیجئے! وحی بھیجی گئی ہے میری طرف یہ کہ غور سے سنا ایک گروہ نے جنوں میں سے، تو انہوں نے کہا! بلاشبہ ہم نے سنا ہے قرآن بڑا عجیب①

㉑: یعنی ہماری قوم کے عوام نے ایسے سرداروں کی پیروی کی، جن کو مال و دولت تو حاصل تھی لیکن اس سے ان کے غرور میں اضافہ ہی ہو گیا، اور بجائے اس کے کہ اللہ کا شکر ادا کرتے، ان میں غرور پیدا ہو گیا اور یہ دولت ان کے لئے آخرت کے اعتبار سے نقصان ہی کا سبب بن گئی۔

㉓: قوم نوح بنیادی طور پر ایک بُت پرست قوم تھی اور یہ پانچ بُت ان کے یہاں بڑے اہم سمجھے جاتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ بُت پرستی کی گمراہی تاریخ کے قدیم دور سے چلی آرہی ہے اور اللہ کی طرف سے آنے والے ہر رسول کو اس کے خلاف جدوجہد کرنی پڑی ہے۔

㉔: مقصد یہ ہے کہ یہ جو اُن کے سردار اور قائدین ہیں، انہوں نے گمراہی پھیلانے کا ایسا طوفان برپا کیا کہ سارے لوگ اس میں تنکوں کی طرح اُڑ گئے: اس لئے یہ لوگ سخت سزا کے مستحق ہیں، لہٰذا ان کی گمراہی میں اور اضافہ ہونا چاہئے، تاکہ یہ پوری طرح دوزخ کے مستحق ہو جائیں۔

㉕: یعنی قوم نوح پر طوفان کا عذاب بھی آیا اور اب وہ آگ کے عذاب میں ڈال دیئے گئے ہیں، ظاہر ہے کہ اس عذاب سے عذاب قبر مراد ہے اس سے قبر میں عذاب کا ثبوت ملتا ہے، جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔

تفسیر سورہ جن

اس سورہ میں بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جنوں کے حاضر ہونے، ایمان لانے اور پھر اپنی قوم کی طرف پہنچ کر تبلیغ دین کا فریضہ انجام دینے کا ذکر آیا ہے اس لئے اس سورہ کا نام جن ہے۔ سورہ کے شان نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکی زندگی کے اخیر میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے۔ سورہ کے اخیر میں اس حقیقت کو واضح فرما دیا گیا ہے کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے، کوئی مخلوق عالم الغیب نہیں ہے نہ انسان اور نہ جنات۔

● اللہ تعالیٰ نے تین عقل والی مخلوقات پیدا کی ہیں، انسان، جن اور فرشتہ، ان میں سے دو یعنی انسانوں اور جنوں کو احکام شریعت کا مکلف بنایا گیا ہے، فرشتوں کو چوں کہ گناہ کی استعداد نہیں دی گئی ہے، اس لئے وہ قدرتی طور پر ان کاموں کے پابند ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں، جیسے سمندر کے بہتے رہنے اور ہوا کے چلنے میں ان کے ارادہ کو کوئی دخل نہیں ہے، اسی طرح فرشتے تکوینی طور پر طاعت الٰہی پر قائم رہنے کے پابند ہیں، ان تین مخلوقات میں سے جن اور فرشتے نظر نہیں آتے، انسان نظر آتے ہیں، اسی لئے قدیم فلاسفہ جنوں اور فرشتوں کے وجود کو نہیں مانتے اور آج بھی سائنس داں عمومی طور پر ان کا انکار کرتے ہیں، یہاں تک کہ بعض ایسے فرقوں نے بھی جو اسلام کی طرف اپنی نسبت کرتے تھے، فرشتوں اور جنوں کے وجود کا انکار کر دیا، لیکن تقریباً دنیا کے تمام ہی مذاہب اس اَن دیکھی مخلوقات کو تسلیم کرتے رہے ہیں اور بہت سے تجربات انسان کی زندگی میں ایسے آتے رہے ہیں کہ کسی شخص پر جن کے سوار ہو جانے کی صورت دیکھنے کا موقع ملتا ہے اور یہ بالکل واضح بات ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنا ان کے نہ پائے جانے کی دلیل نہیں ہے۔

يَّهۡدِيۡۤ اِلَى الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنۡ نُّشۡرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ﴿٢﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى

جو رہنمائی کرتا ہے راہ راست کی طرف، سو ہم ایمان لائے اس پر اور ہرگز نہیں ہم شریک ٹھہرائیں گے اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی (٢) اور یہ کہ بہت بلند ہے

جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ﴿٣﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوۡلُ سَفِيۡهُنَا

شان ہمارے رب کی، نہیں بنائی اس نے کوئی بیوی اور نہ کوئی اولاد (٣) اور یہ کہ کہتے ہیں ہمارے بیوقوف،

عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ﴿٤﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنۡ لَّنۡ تَقُوۡلَ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلَى اللّٰهِ

اللہ کے بارے میں جھوٹ (٤) اور یہ کہ ہم نے گمان کیا تھا کہ ہرگز نہیں کہیں گے انسان اور جن اللہ کے بارے میں

كَذِبًا ۙ﴿٥﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الۡاِنۡسِ يَعُوۡذُوۡنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الۡجِنِّ

جھوٹ (٥) اور یہ کہ تھے کچھ لوگ انسانوں میں سے، وہ پناہ مانگا کرتے تھے کچھ لوگوں کی، جنوں میں سے،

فَزَادُوۡهُمۡ رَهَقًا ۙ﴿٦﴾ وَّاَنَّهُمۡ ظَنُّوۡا كَمَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ لَّنۡ يَّبۡعَثَ اللّٰهُ

سو انہوں نے بڑھا دیا ان (جنات) کا غرور (٦) اور یہ کہ انہوں نے بھی گمان کیا تھا جیسا کہ تمہارا (جنوں کا) گمان تھا، کہ ہرگز نہیں اٹھائے گا (مرنے کے بعد) اللہ

اَحَدًا ۙ﴿٧﴾ وَّاَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ فَوَجَدۡنٰهَا مُلِئَتۡ حَرَسًا شَدِيۡدًا وَّشُهُبًا ۙ﴿٨﴾

کسی کو (٧) اور ہم نے ٹٹولا آسمان کو، تو پایا ہم نے اُسے بھرا ہوا سخت پہریداروں اور شعلوں سے (٨)

وَّاَنَّا كُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ ؕ فَمَنۡ يَّسۡتَمِعِ الۡاٰنَ يَجِدۡ لَهٗ شِهَابًا

اور یہ کہ ہم بیٹھا کرتے تھے اس آسمان کے ٹھکانوں میں (باتیں) سننے کے لئے، چنانچہ جو شخص سننے کی کوشش کرتا ہے تو اب وہ پاتا ہے اپنے لئے ایک شہاب

رَّصَدًا ۙ﴿٩﴾ وَّاَنَّا لَا نَدۡرِيۡۤ اَشَرٌّ اُرِيۡدَ بِمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ اَمۡ اَرَادَ بِهِمۡ رَبُّهُمۡ

ثاقب (شعلہ گھات میں تیار) (٩) اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ بُرائی کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے ان کے ساتھ جو زمین میں ہیں یا ارادہ کیا ہے ان کے ساتھ اُن کے رب نے

رَشَدًا ۙ﴿١٠﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوۡنَ وَمِنَّا دُوۡنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۙ﴿١١﴾

بھلائی کا (١٠) اور یہ کہ کچھ ہم میں سے نیک ہیں اور کچھ ہم میں سے اس کے علاوہ ہیں، ہم تھے مختلف طریقوں (مذاہب) پر (١١)

وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنۡ لَّنۡ نُّعۡجِزَ اللّٰهَ فِى الۡاَرۡضِ وَلَنۡ نُّعۡجِزَهٗ هَرَبًا ۙ﴿١٢﴾ وَّاَنَّا لَمَّا

اور یہ کہ ہم سمجھتے تھے کہ ہم ہرگز نہیں عاجز کر سکتے اللہ کو زمین میں اور ہرگز نہیں ہم اس کو عاجز کر سکیں گے بھاگ کر (١٢) اور یہ کہ ہم نے،

سَمِعۡنَا الۡهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخۡسًا وَّلَا رَهَقًا ۙ﴿١٣﴾

سنی ہدایت کی بات، تو ہم ایمان لے آئے اس پر، چنانچہ جو شخص ایمان لے آئے گا اپنے رب پر تو نہیں وہ ڈرے گا کسی نقصان سے اور نہ ظلم وزیادتی سے (١٣)

وَّاَنَّا مِنَّا الۡمُسۡلِمُوۡنَ وَمِنَّا الۡقٰسِطُوۡنَ ؕ فَمَنۡ اَسۡلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوۡا رَشَدًا ﴿١٤﴾

اور یہ کہ کچھ ہم میں سے مسلمان ہیں اور کچھ ہم میں سے ظالم، چنانچہ جو اسلام لائے، تو انہوں نے تلاش کر لی راہ حق (١٤)

دنیا میں ہواؤں کا یقین اوران کے چلنے کے آثار تو دیکھا جاسکتا ہے لیکن آنکھوں سے ہواؤں کو دیکھا نہیں جاسکتا اسی طرح روح یعنی زندگی ایک یقینی چیز ہے، جو جانداروں کے جسم میں اَن دیکھے طور پر داخل بھی ہوتی ہے اور دبے پاؤں اس طرح نکل جاتی ہے کہ کوئی اس کی جھلک بھی نہیں دیکھ پاتا، لوگوں نے اپنی گرفت میں لینے کی ہزار کوشش کی، لیکن کامیابی حاصل نہ ہوسکی اور نہ معلوم کائنات میں کتنی چیزیں ہیں، جن کو دیکھنے سے ہماری آنکھیں قاصر ہیں تو کیا ان کے وجود کا انکار کردیا جائے گا؟

● جنوں کی ملاقات کا تذکرہ سورۂ احقاف آیت نمبر ٢٩ میں بھی آیا ہے اور اکثر مفسرین کے نزدیک یہ دو الگ الگ واقعے ہیں، سورۂ احقاف میں جن جنوں کی آمد کا تذکرہ ہے، وہ اہل کتاب تھے اور یہاں جن جنوں کا ذکر آیا ہے، وہ مشرکین تھے۔

مفسرین کے یہاں اس سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جو جن آئے، کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھا بھی تھا، یا صرف انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تھی؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ نے جنوں کو دیکھا نہیں تھا، صرف ان کی آواز سنی تھی، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنوں کو دیکھا بھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی ملاقات بھی ہوئی ہے، مفسرین نے دونوں کے درمیان تطبیق کی یہ شکل اختیار کی ہے کہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنوں کو دیکھا ہے اور یہ وہ موقع ہے جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، اور یہاں جس واقعہ کا ذکر ہے اس میں جنوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات نہیں ہوئی ہے، انہوں نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنی ہے۔

● سورہ کے آغاز سے لے کر آیت نمبر: ١٤ تک اسی کو نقل کیا گیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جنات نے اپنے قبیلے میں واپس پہنچ کر بتایا کہ ہم نے ایک عجیب و غریب کلام سنا ہے، جو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے، اس لئے ہم تو اس پر ایمان لاچکے اور ہم نے طے کرلیا ہے کہ ہمیں شرک نہیں کرنا چاہئے اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہم میں سے جو لوگ غلط باتیں کیا کرتے تھے، وہ بے وقوف ہیں یوں تو انسانوں اور جنوں دونوں ہی میں ایسے لوگ موجود ہیں، لیکن جنوں کو بگاڑنے اور ان کے غرور کو بڑھانے میں انسانوں کا بھی حصہ ہے، کیونکہ وہ مصیبتوں میں اور ایسے ویرانوں میں جہاں انسان کو گھبراہٹ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے بجائے جنات کی پناہ لینے لگتے ہیں۔

ان تفصیلات سے چار باتیں پوری طرح واضح ہوجاتی ہیں، اول یہ کہ بحیثیت مخلوق جنوں کا بھی وجود ہے، دوسرے: جیسے انسان ایمان اور شریعت کے احکام پر عمل کرنے کے پابند ہیں، اسی طرح جن بھی پابند ہیں، تیسرے، جیسے انسانوں میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی اور نیک بھی اور بُرے بھی، یہی حال جنوں کا ہے، چوتھے، جیسے انسانوں میں سے ایمان نہ لانے والے لوگ دوزخ میں جائیں گے، اسی طرح جن بھی دوزخ میں جائیں گے، رہ گئی یہ بات کہ جو اُن میں سے نیک لوگ ہیں کیا وہ جنت میں جائیں گے؟ تو اس میں اختلاف ہے، لیکن جو بات راجح معلوم ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ ان کے نیک لوگ بھی جنت میں جائیں گے۔

وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا
اور جو منحرف ہوئے حق سے، تو بن گئے وہ جہنم کا ایندھن⑮ اور (مجھ پر وحی کی گئی ہے) یہ کہ اگر وہ قائم رہیں

عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ
سیدھے راستے پر، تو ضرور ہم پلائیں گے انہیں ڈھیروں پانی سے⑯ تاکہ آزمائیں ہم انہیں (اس طرح) اس میں اور جو اعراض کرے گا

عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا
اپنے رب کے ذکر سے، تو وہ اسے داخل کرے گا سخت عذاب میں⑰ اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے ہیں، لہٰذا نہ پکارو تم

مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ
اللہ کے ساتھ کسی کو بھی⑱ اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ (محمدؐ) کہ وہ پکارے اس (اللہ) کو، تو قریب تھا کہ وہ اس پر

لِبَدًا ﴿۱۹﴾ؑ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ
ع ۱ ۱۹ ۱۱
ٹوٹ پڑتے⑲ کہہ دیجئے! کہ بس میں تو پکارتا ہوں اپنے رب ہی کو اور نہیں میں شریک ٹھہراتا، اس کے ساتھ کسی کو بھی⑳ کہہ دیجئے! بلاشبہ میں نہیں اختیار رکھتا

لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۵
تمہارے لئے کسی نقصان کا اور نہ کسی بھلائی کا㉑ کہہ دیجئے! ہرگز نہیں پناہ دے گا مجھے اللہ (کے عذاب) سے کوئی بھی

وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ
اور ہرگز نہیں پاؤں گا اس کے سوا کوئی پناہ گاہ㉒ (میرا کام نہیں ہے) سوائے اس کے کہ پہنچاؤں بات اللہ کی طرف سے اور اس کے پیغامات

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ؕ
اور جو شخص بھی نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی، تو یقیناً ہے اس کے لئے آتش جہنم، وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں ہمیشہ ہمیش㉓

حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ
یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں گے اس (عذاب) کو جس کا انہیں وعدہ کیا جاتا ہے، تو یقیناً وہ جان لیں گے، کہ کون بہت زیادہ کمزور ہے، مددگاروں کے لحاظ سے اور کس کا جتھا کم ہے

عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ﴿۲۵﴾
تعداد میں㉔ کہہ دیجئے! کہ نہیں جانتا میں، کہ آیا قریب ہے وہ (عذاب) جس کا تمہیں وعدہ کیا جاتا ہے یا مقرر کر رکھا ہے اس کے لئے میرے رب نے کوئی مدت㉕

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى
وہ عالم الغیب ہے پس نہیں مطلع فرماتا وہ اپنے غیب پر کسی کو㉖ مگر جسے وہ پسند کرے

مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾
رسول میں سے، تو بیشک وہ مقرر کرتا ہے اس کے آگے اور پیچھے نگہبان㉗

⑰: اُس وقت مکہ مکرمہ میں سات سال سے قحط کی مصیبت تھی، اسی پس منظر میں فرمایا گیا کہ ہم ان کو خوب سیراب کردیں گے (تفسیر قرطبی :۱۹/۱۸) اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا اصل اجر تو آخرت میں حاصل ہوگا، لیکن دنیا میں بھی اللہ کی نعمتوں سے نوازا جائے گا اور ان نعمتوں کا ایک مقصد انسان کی آزمائش بھی ہے کہ وہ اللہ کی نعمتوں کو پاکر شکر گزار ہوتے ہیں، یا ناشکری کا راستہ اپناتے ہیں؟

⑱: مختلف مکان کے الگ الگ مقاصد ہوتے ہیں، گھر رہائش کے لئے ہوتا ہے، آفس انتظامی کاموں کے لئے، مدارس واسکول تعلیم وتربیت کے لئے، اسی طرح مسجدیں اللہ کی عبادت کے لئے ہیں، جیسے: نماز، ذکر، تلاوت، اعتکاف، رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں مال غنیمت کی تقسیم کی ہے، جہاد میں زخمی ہونے والے بعض لوگوں کو مسجد میں رکھا ہے، تاکہ براہ راست آپ ﷺ کی نگرانی میں رہیں، جنگی قیدیوں کو مسجد کے ستونوں سے باندھا ہے، لیکن اس لئے کہ یہ سارے کام ایک عبادت ہی سے مربوط ہیں اور وہ عبادت ہے جہاد، دنیاوی کام جیسے خرید وفروخت وغیرہ کو مسجد میں انجام دینا درست نہیں، ان کو عبادت کے لئے خالص ہونا چاہئے (ہندیہ، کتاب الکراہیۃ :۱/۳۲۱) دینی تعلیم وتربیت بھی مسجد میں انجام دی جاسکتی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں درس دیا کرتے تھے اور صحابہ استفادہ کرتے تھے۔

㉗: رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے کہلایا جارہا ہے کہ جس قیامت کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے، مجھے بھی نہیں معلوم کہ وہ قریب ہے یا دُور؟ کیوں کہ اس کا تعلق غیب سے ہے اور غیب سے تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات واقف ہے، عربی گرامر کے لحاظ سے عالم الغیب پر الف لام 'استغراق' کے لئے ہے، یعنی عالم الغیب کے معنی ہیں، غیب کی تمام باتوں کو جاننے والا، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے، آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ اپنی غیب کی باتوں سے کسی کو باخبر نہیں کرتے سوائے اپنے پیغمبر کے، یعنی اپنے پیغمبروں کو غیب کی کچھ باتوں کا علم عطا فرمادیتے ہیں تو ایک فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو غیب کی تمام باتوں کا علم ہے اور پیغمبروں کو کچھ باتوں کا، دوسرا فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے، کسی ذریعہ سے حاصل ہونے والا نہیں، اور پیغمبر کو جو تھوڑا بہت غیب کی باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے وہ وحی کے ذریعہ، یعنی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے، اس لئے رسول کو عالم الغیب سمجھنا درست نہیں ہے، بلکہ گمراہی ہے، اس سے باز رہنا چاہئے۔

㉘: یعنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو تنہا اور غیر محفوظ نہیں چھوڑا، بلکہ ان کے آگے پیچھے ہر طرح کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر کردیئے ہیں، جو جنوں سے اور شیاطین سے رسول کی حفاظت کرتے ہیں۔

لِّيَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ اَبۡلَغُوۡا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمۡ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيۡهِمۡ وَاَحۡصٰى كُلَّ شَىۡءٍ عَدَدًا ۲۸ ع ۱۴/۹/۱۲

تا کہ وہ جان لے کہ یقیناً انہوں نے پہنچا دیئے ہیں پیغامات اپنے رب کے اور اس نے احاطہ کر رکھا ہے ان چیزوں کا جو اُن کے پاس ہے اور اُس نے شمار کر رکھا ہے ہر چیز کو گن گن کر ۲۸

اٰيَاتُهَا ۲۰ (۷۳) سُوۡرَةُ الۡمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ (۳) رُكُوۡعَاتُهَا ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۱ قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۲ نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِيۡلًا ۳

اے کپڑے (چادر) میں لپٹنے والے! (محمدؐ یعنی لیٹ کر سونے والے) ۱ قیام کیجئے رات (نماز) میں مگر تھوڑا (حصہ) ۲ آدھی رات یا کم کیجئے اس میں سے تھوڑا ۳

اَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا ۴ اِنَّا سَنُلۡقِىۡ عَلَيۡكَ قَوۡلًا ثَقِيۡلًا ۵

یا زیادہ کیجئے اُس پر اور پڑھئے قرآن ٹھہر ٹھہر کر ۴ یقینا ہم عنقریب ڈالیں گے ایک بات، بہت بھاری ۵

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيۡلِ هِىَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِيۡلًا ۶ اِنَّ لَكَ فِى النَّهَارِ سَبۡحًا

بلاشبہ اٹھنا رات کا، یہ زیادہ سخت ہے (نفس کو) کچلنے میں اور زیادہ درست رکھنے والا ہے بات کو (یعنی اچھا وقت ہے قرآن پڑھنے کے لئے) ۶ بلاشبہ آپ کے لئے دن میں مصروفیت ہے

طَوِيۡلًا ۷ وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلۡ اِلَيۡهِ تَبۡتِيۡلًا ۸ رَبُّ الۡمَشۡرِقِ

بہت ۷ اور ذکر کیا کیجئے اپنے رب کے نام کا اور متوجہ ہو جائیے اُسی کی طرف سب سے کٹ کر پوری طرح ۸ وہ رب ہے مشرق

وَالۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذۡهُ وَكِيۡلًا ۹ وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ

و مغرب کا، نہیں کوئی معبود سوائے اس کے، سو بنا لیجئے اس کو اپنا کارساز ۹ اور صبر کیجئے! ان باتوں پر جو یہ کہتے ہیں

وَاهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِيۡلًا ۱۰ وَذَرۡنِىۡ وَالۡمُكَذِّبِيۡنَ اُولِى النَّعۡمَةِ وَمَهِّلۡهُمۡ

اور ان کو نظر انداز کیجئے اچھے طریقہ سے ۱۰ اور چھوڑ دیجئے مجھے (بدلہ لینے کے لئے) اور ان جھٹلانے والے خوشحال لوگوں کو اور نہیں مہلت دیجئے

قَلِيۡلًا ۱۱ اِنَّ لَدَيۡنَاۤ اَنۡكَالًا وَّجَحِيۡمًا ۱۲ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيۡمًا ۱۳

تھوڑی سی ۱۱ یقینا ہیں ہمارے پاس (ان کے لئے) بیڑیاں اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے ۱۲ اور کھانا حلق میں پھنسنے والا اور عذاب، بہت دردناک ۱۳

يَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِيۡبًا مَّهِيۡلًا ۱۴ اِنَّاۤ

جس دن کانپیں گے زمین اور پہاڑ اور ہو جائیں گے پہاڑ ریت کے ٹیلوں کی طرح ۱۴ بلاشبہ ہم نے

اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ رَسُوۡلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيۡكُمۡ كَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا ۱۵

بھیجا ہے تمہاری طرف ایک رسول گواہی دینے والا تم پر، جس طرح ہم نے بھیجا تھا فرعون کی طرف ایک رسول ۱۵

تفسیر سورہ المزمل

''مزمل'' کے معنی چادر اوڑھنے والے یا چادر لپیٹنے والے کے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک لرزہ سا طاری ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم المومنین حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھے چادر اُڑھاؤ، محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزمل کے لفظ سے مخاطب فرمایا ہے اور اسی خطاب سے سورہ کا آغاز ہوتا ہے، اسی مناسبت سے اس سورہ کا نام مزمل ہے۔

'مزمل' کے معنی اس شخص کے ہیں، جو اپنے آپ پر کپڑا لپیٹے ہوا ہو، یہاں اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے، اس سلسلہ میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ پہلی بار جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی گئی اور حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گھبراہٹ اور کپکپی کی کیفیت طاری ہو گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے چادر منگائی اور اسے لپیٹ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی ادا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزمل کے لفظ سے خطاب فرمایا گیا ہے۔ (تفسیر کبیر: ۱۵/ ۷۹۳) مفسرین نے لکھا ہے آدھی سے زیادہ سے مراد دو تہائی ہے اور کم سے ایک تہائی، اس سے مراد نماز تہجد ہے جس کے بارے میں راجح قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھی۔ (تفسیر قرطبی: ۱۹/ ۲۴) اُمت کے لئے یہ سنت ہے لیکن سنن مؤکدہ کے بعد اس نماز کی فضیلت سب سے بڑھ کر ہے، البتہ اس کی رکعات و اوقات متعین نہیں ہیں، تاکہ اپنی اپنی سہولت کے اعتبار سے ادا کی جائے دوسری نصیحت یہ ہے کہ قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں، تاکہ جو کچھ پڑھا جائے اسے سمجھا جائے، یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے پوری اُمت کے لئے ہے، اسی ضمن میں فرمایا گیا کہ عنقریب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بھاری کلام اُتاریں گے، 'بھاری کلام' سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق قرآن مجید مراد ہے، اور انسان جب قرآن پڑھتا ہے تو گویا اپنے مالک سے باتیں کرتا ہے۔ چوتھی نصیحت یہ ہے کہ جوں جوں اسلام کی دعوت کا کام بڑھے گا، مخالفت بھی تیز تر ہوتی چلی جائے گی اس لئے اللہ پر بھروسہ رکھئے اور مخلوق کے ساتھ صبر کا معاملہ کیجئے کہ جو تکلیف دہ باتیں سامنے آئیں، ان کو برداشت کیجئے اور اس طرح کنارہ ہو جائیے کہ تلخی و ترشی بھی پیدا نہ ہونے پائے۔

فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا (۱۶) فَكَيْفَ
سو نافرمانی کی فرعون نے اس رسول کی، تو پکڑ لیا ہم نے اسے بہت سخت پکڑ میں (۱۶) پھر کیسے
تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا (۱۷) السَّمَآءُ
بچوگے تم اگر کفر کیا تم نے اُس دن (کے عذاب) سے، کہ وہ کردے گا بچوں کو بوڑھا (۱۷) (جب) آسمان
مُنْفَطِرٌ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا (۱۸) اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ
پھٹ جائے گا اس (کی دہشت) سے، (یہ) ہے وعدہ اللہ کا پورا ہوکر رہنے والا (۱۸) یقیناً یہ ایک نصیحت ہے، سو جس کا
ع ۱ / ۱۹ / ۱۳ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (۱۹) اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى
جی چاہے اختیار کرلے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ (۱۹) بیشک آپ کا رب جانتا ہے کہ یقینا آپ قیام کرتے ہیں (نماز کے لئے) تقریباً
مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ
دوتہائی رات کے اور (کبھی) آدھی رات اور(کبھی) ایک تہائی رات اور ایک گروہ (بھی) ان لوگوں میں سے، جو آپ کے ساتھ ہے
وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ
اور اللہ ہی (پورا) اندازہ کرتا ہے رات اور دن کا، اسے معلوم ہے یہ کہ تم ہرگز اس کو صحیح شمار نہیں کرسکتے ،سو اُس نے تم پر مہربانی فرمائی،
فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ
لہٰذا تم پڑھو جتنا آسان ہو (پڑھنے میں) قرآن سے، اُسے معلوم ہے کہ ہوں گے تم میں سے
مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ
کچھ مریض اور (کچھ) دوسرے لوگ جو سفر کریں گے زمین میں اللہ کے فضل کی تلاش میں
وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ
اور کچھ ہوں گے جو جنگ کریں گے اللہ کی راہ میں، توتم پڑھو جو آسان ہو (یعنی آسانی سے پڑھ سکو) اس میں سے
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ
اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور قرض دیتے رہو اللہ کو قرضِ حسنہ
وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا
اور جو کچھ تم آگے بھیجوگے اپنے نفسوں کے لئے کوئی بھلائی، تو تم پاؤگے اُس کو اللہ کے پاس بہت بہتر
ع ۲ / ۱ / ۱۴ وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲۰)
اور بہت زیادہ اجر اور تم مغفرت مانگو اللہ سے، یقینا اللہ ہے بہت زیادہ معاف فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا (۲۰)

(۲۰): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہجد کی نماز فرض تھی، زیادہ تر اہل علم کی یہی رائے ہے، لیکن کیا ابتداء صحابہ پر بھی نماز تہجد فرض تھی ؟ اس سلسلہ میں دورائیں ہیں: اس آیت سے بظاہر یہی معلوم ہو تا ہے کہ ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ صحابہ پر بھی رات کے ایک تہائی سے لے کر دوتہائی تک یہ نماز فرض کی گئی تھی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صحابہ پر نمازیں فرض تو نہ رہی ہوں، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی دیر تک نماز ادا کیا کرتے تو ان کو دیکھ کر صحابہ نے بھی نمازیں پڑھنی شروع کردی ہوں لیکن رات کے دوتہائی یا اس سے کم میں نماز پڑھتے رہنا دووجہ سے دشوار رہوتا ہے، ایک تو جسمانی مشقت اور تکان، یہ عام لوگوں کے لئے بھی دشواری کا باعث ہوتا لیکن کچھ لوگ بیمار اور مسافر بھی ہوتے رہتے ہوں گے، ایسے لوگوں کے لئے مشقت اور بڑھ جاتی، دوسرے: اس بات کا اندازہ کرنا کہ کب رات کا ایک تہائی یا نصف یا دوتہائی ہورہا ہے، آسان کام نہیں تھا، کیوں کہ اس وقت موجودہ دور کی طرح گھڑی تو تھی نہیں ، اسی مناسبت سے قرآن مجید کے اس فقرہ: ''علم أن لن تحصوہ'' کے دومعنی بتائے گئے ہیں، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جان لیا کہ تم لوگ اس پر پورا پورا عمل نہیں کر سکو گے، جیسا کہ قرآن مجید کے بیان سے واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھ کچھ لوگ ہی اس پر عمل کر پاتے تھے۔ ''لن تحصوہ'' کا دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ تم اوقات کی اتنی مقدار کا حساب نہیں کر سکوگے، بہرحال مشقت کی جو بھی وجہ ہو، فرمایا گیا کہ اب جتنا آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لو یہ کافی ہے۔ (تفسیر قرطبی:۱۹/۵۵) علامہ ابن جریر طبریؒ کی روایت کے مطابق پہلا حکم بارہ ماہ تک باقی رہا اور بعض میں اس سے کم اور زیادہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ (تفسیر طبری: ۲۳/۶۷۹) اللہ تعالیٰ نے مسافروں کے دوطبقوں کا ذکر فرمایا ہے، ایک وہ جن کا سفر کسبِ معاش کے لئے ہو، دوسرا وہ جس کا سفر جہاد کے لئے ہو، گویا کسبِ معاش کا سفر اور جہاد کا سفر دونوں کو تقریباً ایک ساتھ ذکر کیا، اس سے اسلام کی نظر میں کسبِ معاش کی فضیلت واہمیت معلوم ہوتی ہے۔

آياتها ٥٦ (٧٤) سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ (٤) ركوعاتها ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤

اے اوڑھ لپٹ کر (کمبل یا کپڑا میں) لیٹنے والے① اٹھیے پھر خبردار کیجئے② اور اپنے رب ہی کی بڑائی بیان کیجئے③ اور اپنے کپڑے پاک وصاف رکھئے④

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝٥ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝٦ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝٧ فَاِذَا

اور ہر قسم کی گندگی سے اپنے آپ کو الگ رکھئے⑤ اور نہ احسان کیجئے ،زیادہ طلب کرنے کے لئے⑥ اور اپنے رب ہی کے لئے صبر کیجئے⑦ پھر جب

نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝٨ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝٩ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

پھونک ماری جائے گی صور میں⑧ تو یہی دن ہوگا، بڑی مصیبت کا دن⑨ کافروں کے لئے

غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝١٠ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝١١ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝١٢

نہیں ہے (وہ دن) آسان⑩ چھوڑ دیجئے مجھے اور اس شخص کو، جسے پیدا کیا میں نے اکیلا⑪ اور میں نے دیا اس کو بہت سا مال⑫

وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝١٣ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝١٤ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝١٥

اور (دئے) بیٹے حاضر رہنے والے⑬ اور میں نے وسعت دی اس کو خوب وسیع⑭ پھر وہ طمع (لالچ) کرتا ہے یہ کہ میں اور زیادہ دوں (اس کو)⑮

كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝١٦ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝١٧ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝١٨

ہرگز نہیں! بلاشبہ وہ ہے ہماری آیات سے سخت عناد (دشمنی) رکھنے والا⑯ عنقریب میں چڑھاؤں گا اسے ایک کٹھن گھاٹی پر⑰ بلاشبہ اُس نے غور وفکر کیا اور اندازہ لگایا⑱

فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝١٩ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝٢٠ ثُمَّ نَظَرَ ۝٢١ ثُمَّ عَبَسَ

چنانچہ مار ہو (اُس پر)، کہ کیسا اُس نے اندازہ لگایا؟⑲ پھر مار ہو (اُس پر) کیسا اس نے اندازہ لگایا؟⑳ پھر نظر دوڑائی㉑ پھر پیشانی سکوڑی

وَبَسَرَ ۝٢٢ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝٢٣ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝٢٤

اور منہ بنایا㉒ پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا㉓ تو کہا! نہیں ہے یہ (قرآن) مگر ایک جادو، جو نقل درنقل (پہلے سے) چلا آرہا ہے㉔

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝٢٥ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝٢٦ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝٢٧

نہیں ہے یہ مگر کلام انسانی㉕ عنقریب ہم جھونک دیں گے اُسے جہنم میں㉖ اور کیا معلوم آپ کو، کیا ہے جہنم ؟㉗

لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝٢٨ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝٢٩ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝٣٠

نہ وہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی㉘ جھلسا دینے والی کھال کو㉙ اُس پر مقرر ہیں انیس (فرشتے)㉚

تفسیر سورہ مدثر

①: عربی زبان میں 'شعار' اس کپڑے کو کہتے ہیں جو جسم سے لگا ہوا ہو اوران کپڑوں کے اوپر سے جو چادر اوڑھی جائے اس کو 'دثار' کہتے ہیں، اس طرح 'مدثر' کے معنی چادر لپیٹنے والے کے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی جو غار حراء میں نازل ہوئی، اس کے بعد کچھ وقفہ دیا گیا، لیکن آپ مشتاق تھے کہ پھر وہی کلام آپ پر اتارا جائے، چنانچہ آپ ﷺ نے اسی فرشتے کو اُفق زمین وآسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے یہ دیکھ کر آپ پر کپکپی طاری ہوگئی، آپ ﷺ اپنے دولت خانہ تشریف لائے اور اُم المومنین حضرت خدیجہؓ سے چادر اُڑھانے کو کہا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مدثر چادر لپیٹنے والے کے لفظ سے خطاب فرمایا۔ (تفسیر قرطبی: ۱۹/ ۶۲)

④: کپڑوں کو پاک رکھنے کا ایک مطلب تو وہی ہے جو اس لفظ کا ظاہری مفہوم ہے، یعنی کپڑے پاک صاف رکھئے۔

⑤: یعنی بُت پرستی سے تو آپ بچے ہوئے ہیں ہی، کیوں کہ نبی نبوت سے پہلے بھی کفر وشرک سے معصوم ہوتا ہے، اب حکم دیا جارہا ہے کہ آئندہ بھی اس سے بچے ہی رہیئے۔ (تفسیر کشاف: ۴/ ۶۳۳)

⑥: رسول اللہ ﷺ نے جب دعوت دینی شروع کی تو مخالفین کو بڑی فکر ہوئی۔ چنانچہ ان لوگوں نے مشورے کی مجلس رکھی اور اس بات پر غور کیا کہ آخر ہمیں محمد ﷺ کے بارے میں لوگوں کو کیا کہنا چاہیئے؟ کچھ لوگوں نے کہا: ہم اس کو مجنون کہیں گے، ولید بن مغیرہ نے کہا: تو کیا تم نے محمد میں جنون کی کیفیت دیکھی ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں، پھر ایک رائے سامنے آئی کہ ان کو شاعر کہا جائے، ولید بن مغیرہ نے کہا: کیا تم نے کبھی محمد ﷺ کو شعر کہتے سنا ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں، کچھ لوگوں نے کہا کہ ان کو جھوٹا قرار دیا جائے، ولید نے دریافت کیا: تم نے کبھی ان پر کسی جھوٹ کا تجربہ کیا ہے؟ لوگوں نے انکار کیا، کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ کو کاہن قرار دیا جائے، ولید نے کہا: تم نے کبھی ان کو کاہنوں جیسے بے جوڑ اور بے ربط باتیں کرتے ہوئے دیکھا ہے؟
جب کوئی معقول بات سامنے نہ آسکی تو ولید نے کہا: میں نے ان کا کلام سنا ہے وہ نہ انسان کا کلام ہوسکتا ہے اور نہ جنات کا، اس میں مٹھاس ہے، اسکی جڑیں گہری ہیں اور اس کی ٹہنیاں پھلوں سے لدی ہیں، وہ ہر ایک سے اونچا ہے اور اس سے کوئی اونچا نہیں یہ کہہ کر ولید مجلس سے اُٹھ کر چلا گیا اور قریش میں شور مچ گیا کہ ولید بھی اپنے دین سے پھر گیا ہے، پھر ابو جہل اس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا: مجھے بڑا افسوس ہے کہ مکہ کے لوگ تمہارے لئے چندہ کررہے ہیں کہ تم مال کے لئے اپنے دین سے پھر گئے ہو اور محمد سے جڑ گئے ہو، یہ سنا تھا کہ وہ طیش میں آگیا اور کہنے لگا: مجھے محمد اور اس کے ساتھی ابو بکر کے ٹکڑوں کی ضرورت نہیں ہے، تم میری دولت مندی کے بارے میں واقف ہو، پھر اخیر میں اس نے کہا: ہاں محمد کو جادوگر کہہ سکتے ہو؛ کیوں کہ وہ شوہر بیوی، باپ بیٹے، آقا وغلام کے درمیان تفریق پیدا کردیتا ہے ان آیات میں اسی واقعہ کا ذکر ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۹/ ۷۴)

● خلاصہ یہ ہے کہ جب وہ پیدا ہوا تو تنہا تھا، نہ دولت تھی نہ اولاد، پھر ہم نے اس کو دولت سے نوازا، کہا جاتا ہے کہ مکہ اور طائف کے درمیان ولید کے بہت سارے اونٹ، گھوڑے، چوپائے،

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۪ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً

اور نہیں بنائے ہم نے دوزخ کے نگراں مگر فرشتے اور نہیں ہم نے بنایا ان کی تعداد کو مگر ایک آزمائش،

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

کافروں کے لئے ،تاکہ یقین کرلیں اس کا وہ لوگ، جنہیں دی گئی تھی کتاب اور بڑھے ایمان والوں کا

اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ

ایمان اور نہ شک میں رہیں، وہ لوگ جنہیں دی گئی ہے کتاب اور اہل ایمان اور تاکہ کہیں وہ لوگ

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ

جن کے دلوں میں بیماری ہے اور کافر، کس چیز کا ارادہ ہے اللہ کا اس مثال سے؟ اسی طرح

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ

گمراہ کرتا ہے اللہ جسے چاہتا ہے اور وہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور کوئی نہیں جانتا آپ کے رب کے لشکروں کو سوائے اس کے

وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ ع ۱۵

اور نہیں ہے وہ (دوزخ) مگر ایک نصیحت انسانوں کے لئے﴿۳۱﴾ ہرگز نہیں! قسم ہے چاند کی﴿۳۲﴾ اور رات کی جب وہ پلٹتی ہے﴿۳۳﴾ اور صبح کی

اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَاۗءَ مِنْكُمْ

جب وہ روشن ہوتی ہے﴿۳۴﴾ بلاشبہ وہ (جہنم) ایک آفت ہے بڑی آفتوں میں سے﴿۳۵﴾ ڈراوا ہے انسانوں کے لئے﴿۳۶﴾ ہر اس شخص کے لئے، جو چاہے تم میں سے

اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ

آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا﴿۳۷﴾ ہر شخص اس کے بدلے جو اُس نے کمایا گروی ہے﴿۳۸﴾ مگر وہ اصحاب

الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ ڐ يَتَسَاۗءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ مع ۱۶ عند المتقدمین ۱۲

دائیں والے﴿۳۹﴾ باغوں میں باہم سوال کریں گے﴿۴۰﴾ مجرموں کے بارے میں﴿۴۱﴾ کس چیز نے داخل کیا تمہیں جہنم میں﴿۴۲﴾

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ

وہ کہیں گے نہ تھے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے﴿۴۳﴾ اور نہیں تھے ہم کھانا کھلاتے مسکینوں کو﴿۴۴﴾ اور ہم بنایا کرتے تھے باتیں،

مَعَ الْخَاۗىِٕضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰٓي اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾

مل کر (حق کے خلاف) باتیں بنانے والوں کے ساتھ﴿۴۵﴾ اور جھٹلایا کرتے تھے ہم روز جزا کو﴿۴۶﴾ یہاں تک کہ آگئی ہمیں موت﴿۴۷﴾

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾

چنانچہ نہیں نفع دے گی اُن کو سفارش، سفارش کرنے والوں کی﴿۴۸﴾ پھر کیا ہو گیا ہے انہیں ،کہ وہ نصیحت (کتاب) سے اعراض کرنے والے ہیں﴿۴۹﴾

باغات، غلام اور باندیاں تھے، روپے پیسے اور کھیتیاں بھی اچھی خاصی تھیں، حضرت سعید بن جبیرؓ کہتے ہیں کہ ولید کے تیرہ لڑکے تھے اور لڑکے بھی ایسے جو ہر وقت باپ کی خدمت میں مستعد، ان میں سے تین بیٹے، خالد بن ولید، ہشام بن ولید اور ولید بن ولید مسلمان ہوئے۔ (تفسیر قرطبی ۱۹:/۷۲،۷۱)

پھر آیت نمبر ۱۸: سے لے کر ۲۴ تک ولید کی مختلف کیفیتوں کا ذکر کیا گیا ہے، جو اُس نے اس مشورہ کے موقع پر اختیار کیا تھا۔

﴿۳۰﴾: یعنی دوزخ کے انتظام کے لئے ۱۹ فرشتے مقرر ہوں گے، انہیں میں سے ایک داروغۂ دوزخ کا نام مالک ہے۔ (تفسیر قرطبی:۱۹/۷۹)

﴿۳۱﴾: اہل مکہ کے سامنے جب یہ بات آئی کہ دوزخ پر ۱۹ فرشتے متعین ہیں تو کہنے لگے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنا چھوٹا لشکر ہے، صرف ۱۹ فرشتے، ان کا مقابلہ کیا دشوار ہے؟ یہ آیات اسی کے جواب میں ہیں، جس میں پہلی بات فرمائی گئی ہے کہ ہم نے یہ تعداد آزمائش کے لئے رکھی ہے کہ جو ایمان نہیں لائے، ہم ان کا امتحان لیں، کیوں کہ جب دوزخ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے تو اس کی ضروریات سے بھی اللہ تعالیٰ ہی واقف ہیں، پھر ان فرشتوں کی طاقت کا دنیا کے انسانوں کی طاقت سے اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، یہ ایسا ہی ہے کہ ہاتھی کی طاقت کا اندازہ چیونٹی کی طاقت سے کیا جائے۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ چوں کہ قرآن کے مخاطب صرف مشرکین نہیں ہیں، یہود و نصاریٰ بھی ہیں، تو انہیں یہ تعداد دیکھ کر اطمینان ہو جائے، کیوں کہ گذشتہ کتابوں میں دوزخ پر مامور فرشتوں کی یہی تعداد بیان کی گئی ہے، اگر موجودہ بائبل میں اس کا تذکرہ نہ ہو تو یہ اس دعویٰ کے غلط ہونے کی دلیل نہیں ہے، کیوں کہ بائبل تو سینکڑوں تحریفات سے گذر چکی ہے، کیا عجب کہ یہ عبارت رہی ہو اور نکال دی گئی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو یہودی اس فکر میں رہتے تھے کہ کوئی ایسی چیز مل جائے جس پر اعتراض کیا جائے، اگر قرآن مجید کا یہ بیان غلط ہوتا تو یہودیوں نے اس پر ضرور انگلی اٹھائی ہوتی۔

﴿۴۸﴾: جو لوگ ایمان نہیں لاتے، ان کو تو دوزخ میں ان کے کفر کی وجہ سے داخل کیا جائے گا لیکن بعض مسلمان گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں ڈالے جائیں گے، ان دوسری قسم کے لوگوں کی سفارش کام آئے گی، جن کو اللہ تعالیٰ سفارش کرنے کی اجازت دیں گے (تفسیر قرطبی:۱۹/۸۸) اور جو ایمان سے محروم ہوں گے، ان کی سفارش ہی نہیں کی جائے گی۔ (البحر المحیط:۸/۳۸۰)

كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى

گویا کہ وہ گدھے ہیں بدکنے والے﴿۵۰﴾ کہ وہ بھاگے ہیں شیر سے﴿۵۱﴾ بلکہ چاہتا ہے ہر شخص اُن میں سے، کہ دیا جائے اسے

صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ

کھلا صحیفہ﴿۵۲﴾ ہرگز نہیں! بلکہ نہیں ڈرتے وہ آخرت سے﴿۵۳﴾ ہرگز نہیں! یقیناً یہ تو ایک نصیحت ہے﴿۵۴﴾ سو جو چاہے

ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ ع ۲۵/۱۶

وہ نصیحت حاصل کرے اس سے﴿۵۵﴾ اور نہیں وہ نصیحت حاصل کرتے اِس سے، مگر یہ کہ چاہے اللہ ہی، وہی لائق ہے ڈرنے کے اور وہی لائق ہے مغفرت کے﴿۵۶﴾

اٰیاتها ۴۰ — (۷۵) سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ (۳۱) — رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿۱﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾

میں قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی﴿۱﴾ اور میں قسم کھاتا ہوں نفس کی (اپنے اوپر) ملامت کرنے والے کی﴿۲﴾

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ

کیا سمجھ رکھا ہے انسان نے، کہ ہرگز نہیں جمع کر سکیں گے ہم اس کی ہڈیوں کو؟﴿۳﴾ کیوں نہیں! (ہم تو) قادر ہیں اُس پر بھی، کہ ہم درست کردیں اس کے

نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ يَسْئَلُ

انگلیوں کی پور پور کو﴿۴﴾ بلکہ چاہتا ہے انسان، کہ بداعمالیاں کرتا رہے آئندہ بھی﴿۵﴾ پوچھتا ہے

اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾

کہ کب آئے گا قیامت کا دن﴿۶﴾ سو جب چوندھیا جائیں گی آنکھیں﴿۷﴾ اور بے نور ہو جائے گا چاند﴿۸﴾

وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾

اور جمع کر دئے جائیں گے سورج اور چاند﴿۹﴾ کہے گا انسان اُس دن، کہاں ہے بھاگنے کی جگہ؟﴿۱۰﴾

كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ

ہرگز نہیں! نہیں ہے وہاں کوئی پناہ گاہ﴿۱۱﴾ آپ کے رب ہی کی طرف ہوگا اُس دن ٹھکانا﴿۱۲﴾ بتادیا جائے گا انسان کو،

يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿۱۳﴾ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾

اس دن جو اُس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا (سب اعمال)﴿۱۳﴾ بلکہ انسان خود ہی اپنے آپ کو خوب جانتا ہے﴿۱۴﴾

تفسیر سورہ القیامہ

①: یہاں ''لا'' کا کیا مفہوم ہے بعض عرب کہتے ہیں کہ یہ صرف تاکید کا مفہوم دیتا ہے اور نحو کے اعتبار سے ''لا زائدہ'' ہے۔ دیگر مفسرین جن میں امام طبری بھی شامل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ''بات ایسے نہیں جیسا کہ تمہارا گمان ہے بلکہ'' اس کے علاوہ کچھ مفسرین کہتے ہیں اس کا مفہوم یوں ہے کہ ''میں قسم نہیں کھاتا کیونکہ اس کی ضرورت ہی نہیں۔'' جیسے اردو میں کوئی کہتا ہے کہ ''یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ میرے بیٹے کا خیال رکھنا''۔ حالانکہ مقصود تاکید ہوتی ہے۔

②: انسان کے اپنے نفس میں بھی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ خیر کو پسند کرتا ہے اور شر سے نفرت کرتا ہے اور اگر ایسا عمل کر بیٹھے تو خود کو ملامت کرتا ہے اسے ہی نفس اللوامہ کہتے ہیں اردو میں اسے ضمیر کہتے ہیں۔

⑤: سب خرابیوں کی جڑ تو یہ ہے کہ قیامت اور اس میں برپا ہونے والے حساب کتاب کا انکار کیا جائے اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس پر پابندی برداشت نہیں کرنا چاہتا بلکہ آزاد رہنا چاہتا ہے۔ اس صورت میں اس کی مثال اس کبوتر کی طرح ہے جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے۔

وَلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾

اور اگرچہ وہ پیش کرے اپنی معذرتیں ﴿١٥﴾ نہ آپ حرکت دیں اس (قرآن کو یاد کرنے) کے لئے اپنی زبان کو تاکہ آپ جلدی (یاد) کرلیں ﴿١٦﴾

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾

بیشک ہمارے ذمہ ہے اس کو جمع کرنا اور پڑھوانا ﴿١٧﴾ پھر جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں تو آپ پیروی کیجئے اِس کے پڑھنے کی ﴿١٨﴾

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾

پھر یقینا ہمارے ہی ذمہ ہے اس کا واضح کرنا ﴿١٩﴾ ہرگز نہیں! بلکہ تم پسند کرتے ہو جلد آنے والی (دنیا) کو ﴿٢٠﴾

وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾

اور چھوڑے ہوئے ہو آخرت کو ﴿٢١﴾ کچھ چہرے ہوں گے اُس دن تروتازہ ﴿٢٢﴾ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے ﴿٢٣﴾

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ كَلَّآ اِذَا

اور کچھ چہرے اُس دن اُداس ہوں گے ﴿٢٤﴾ وہ سمجھ رہے ہوں گے، کہ کیا جائے گا ان سے کمر توڑ برتاؤ ﴿٢٥﴾ ہرگز نہیں! جب

بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾

پہنچ جائے گی (جان) حلق تک ﴿٢٦﴾ اور کہا جائے گا کون ہے جھاڑ پھونک کرنے والا؟ ﴿٢٧﴾ اور وہ سمجھ لے گا کہ یہ (وقت) جدائی کا ہے ﴿٢٨﴾

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ ع ١ ١٧

اور لپٹ جائے گی پنڈلی، پنڈلی سے ﴿٢٩﴾ آپ کے رب ہی کی طرف (ہوگا) اس دن چلنا ﴿٣٠﴾

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ

چنانچہ نہ تو اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی ﴿٣١﴾ اور لیکن اُس نے جھٹلایا اور رُوگردانی کی ﴿٣٢﴾ پھر چل دیا اپنے گھر والوں کی طرف

يَتَمَطّٰى ﴿٣٣﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٤﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٥﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ

اکڑتا ہوا ﴿٣٣﴾ افسوس ہے تجھ پر پھر افسوس ہے (تجھ پر) ﴿٣٤﴾ پھر افسوس ہے تجھ پر پھر افسوس ہے (تجھ پر) ﴿٣٥﴾ کیا سمجھ رکھا ہے انسان نے

اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿٣٧﴾

کہ اسے چھوڑ دیا جائے گا بے کار؟ (بلا حساب کتاب) ﴿٣٦﴾ کیا نہ تھا وہ ایک قطرہ منی کا جو ٹپکایا جاتا ہے (رحم میں)؟ ﴿٣٧﴾

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ

پھر وہ ہو گیا جما ہوا خون (لوتھڑا) پھر پیدا کیا اسے (اللہ نے) پھر درست کیا ﴿٣٨﴾ پھر بنادیا اُس سے جوڑا

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿٣٩﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿٤٠﴾ ع ٢ ١٠ ١٨

نر اور مادہ ﴿٣٩﴾ کیا نہیں ہے وہ (اللہ) قادر اس پر کہ وہ زندہ کردے مُردوں کو؟ ﴿٤٠﴾

﴿١٦﴾: حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ”جب جبرئیل ؑ آپ ﷺ پر وحی لے کر آئے تو آپ زبان اور لب ہلاتے رہتے (کہ کہیں بھول نہ جائیں) اس سے آپ پر بہت سختی ہوجاتی جو دوسروں کو بھی معلوم ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں کہ وحی کا آپ ﷺ کے دل میں جما دینا (یاد کروادینا) ہمارے ذمہ ہے اور اس کا پڑھا دینا بھی۔ تو جب ہم پڑھ چکیں تو آپ بھی اسی طرح پڑھیں جیسے ہم نے پڑھایا تھا اور جب تک وحی اترتی رہے خاموش سنتے رہیں پھر وحی کے الفاظ کو آپ ﷺ کی زبان پر جاری کردینا بھی ہمارے ذمہ ہے“۔ (بخاری)

﴿١٩﴾: بیان سے مراد قرآن کا مفہوم اور تفسیر ہے اس آیت سے ثابت ہوا کہ قرآن کا بیان وحی الٰہی پر مشتمل ہے اس سے علیحدہ کرکے قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرنا فقط گمراہی ہے۔

﴿٢٣﴾: حضرت جریر ؓ بیان کرتے ہیں کہ چودھویں کی رات رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا ”کہ تم اپنے رب کو قیامت کے دن ایسے دیکھو گے جیسے تم اسے (قمر کو) دیکھتے ہو اور تمہیں دیکھنے میں کوئی دقت نہ ہوگی“۔ (بخاری)

﴿٢٧﴾: جو اسے اس مصیبت سے نجات دلائے؟ یاد رہے کہ دم کرنے کی اجازت ضرور ہے بشرطیکہ اس میں کوئی شرکیہ فعل نہ ہوتاہم اللہ کی رضا پر راضی رہنے والوں کا درجہ دم کرنیوالوں سے بہت بلند ہے۔

﴿٢٩﴾: مرتے وقت دونوں پنڈلیاں سوکھ جاتی ہیں یا کفن میں دونوں کو باندھ دیا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے یہ مراد لیا ہے دنیا کی تکلیف (سب کچھ چھوٹ جانے کا غم) آخرت کی تکلیف (عذاب آخرت) سے مل جاتی ہے۔

﴿٣٣﴾: ان آیات میں ابوجہل کے کردار کا نقشہ کھینچا گیا ہے اللہ کی آیات سننے کے بعد اس نے یہ طرز عمل اختیار کیا۔

﴿٣٥﴾: دوسرے مفسرین نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ ”یہ روش تجھے ہی زیب ہے“۔

آیاتُھَا ۳۱　　(۷۶) سُوْرَۃُ الدَّھْرِ مَدَنِیَّۃٌ (۹۸)　　رُکُوْعَاتُھَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا

کیا (یقینا نہیں) گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے کا ،کہ نہ تھا وہ کوئی چیز قابل ذکر﴿۱﴾ بلاشبہ ہم نے ہی

الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ

پیدا کیا ہے انسان کو ایک ملے جلے نطفہ سے، کہ ہم اسے آزمائیں لہٰذا ہم نے اسے بنایا خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا﴿۲﴾ بیشک ہم نے ہدایت دی اسے

السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا

راستے کی ،خواہ وہ شکر گزار بنے اور یا کفر کرنے والا﴿۳﴾ بیشک ہم نے تیار کر رکھی ہے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق

وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ

اور بھڑکتی ہوئی آگ﴿۴﴾ یقینا نیک لوگ پئیں گے ایسے جام سے ،کہ ہوگی اس میں ملاوٹ کافور کی﴿۵﴾ یہ ایک چشمہ ہے کہ پئیں گے

بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ

اُس میں سے اللہ کے بندے، وہ بہالے جائیں گے، (نالی بنا کر جہاں چاہیں گے) آسانی سے بہا کر﴿۶﴾ وہ پوری کرتے ہیں اپنی نذر اور وہ ڈرتے ہیں اُس دن کے عذاب سے کہ ہوگا اُس کا شر

مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا

پھیل جانے والا﴿۷﴾ وہ کھلاتے ہیں کھانا، اللہ کی محبت میں مسکین کو، یتیم کو اور قیدی کو﴿۸﴾ (اور کہتے ہیں) کہ یقیناً

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا

ہم تو کھانا کھلاتے ہیں صرف تمہیں اللہ ہی کے لئے، نہیں ہم چاہتے تم سے کوئی بدلہ اور نہ شکریہ﴿۹﴾ بلاشبہ ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے،

يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾

اس دن سے جو چہرے بگاڑ دینے والا اور انتہائی سخت ہوگا﴿۱۰﴾ سو بچائے گا انہیں اللہ اُس دن کے شر سے اور انہیں عطا کرے گا تروتازگی اور سرُور﴿۱۱﴾

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ

اور جزا (بدلہ) دے گا انہیں ان کے صبر کی وجہ سے، جنت اور ریشمی لباس﴿۱۲﴾ وہ تکیہ لگائے ہوں گے اس میں تختوں پر، نہیں دیکھیں گے وہ

فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾

اس (جنت) میں سخت دھوپ اور نہ سخت سردی﴿۱۳﴾ اور جھکے ہوں گے اُن پر اس (جنت) کے سائے اور آسان کر دیا جائے گا (ان کے لئے) اس کے پھل پوری طرح﴿۱۴﴾

تفسیر سورہ الدھر

﴿۱﴾: دھرَ ابتدائے کائنات سے اختتام تک کا زمانہ۔ اسی لئے دہریہ اسے کہتے ہیں جو کائنات کی تخلیق کا قائل ہی نہ ہو اور اسے ابدالاباد سے شمار کرتا ہو۔

﴿۳﴾: یہ ہدایت کئی انداز سے مہیا کی گئی۔

(ا) مصائب جس کے اثرات انسانی فطرت میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں گرے سے گرے کافر کو بھی مصائب کی شدت میں اللہ یاد آجاتا ہے۔

(ب) کائنات میں اور خود انسان کے جسم میں بکھری ہوئی بے شمار آیات الٰہی انسان کو ہدایت کا راستہ سمجھاتی ہیں۔

(ج) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور کتابوں کو بھیج کر ہدایت انسانی کی تکمیل فرمادی۔

﴿۷﴾: نذر ایسے عہد کو کہا جاتا ہے جو انسان خود اپنے اوپر واجب قرار دے لے۔

● حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ نذر ماننے سے منع کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ وہ کسی ہونے والی چیز کو پھیر نہیں سکتی البتہ اس کے ذریعے سے کچھ مال بخیل سے نکلوا لیا جاتا ہے“۔(مسلم)

● حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جس نے یہ نذر مانی ہو کہ اللہ کی اطاعت کرے گا اسے اس کی اطاعت کرنی چاہئے اور جس نے یہ نذر مانی ہو کہ اس کی نافرمانی کرے گا تو اسے نافرمانی نہیں کرنی چاہئے“۔(بخاری)

﴿۸﴾: اگر حبہ میں ضمیر اللہ کی طرف مانی جائے تو معنٰی یوں ہوگا کہ اللہ کی رضا کے خاطر انہیں کھانا کھلاتے ہیں۔

﴿۹﴾: دوسری جانب جس پر احسان کیا گیا ہو اسے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ اس کا بہتر انداز میں جواب یا برابری کی سطح پر جواب دے۔ فرمان الٰہی ہے کہ جب تمہیں کوئی ہدیہ دیا جائے تو اسے احسن انداز میں لوٹاؤ یا کم از کم برابری سے لوٹادو۔(النساء ۴:۸۶)

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ (١٥) قَوَارِيْرَا۠

اور گردش کرائے جائیں گے ان پر برتن چاندی کے اور ایسے پیالے جو شیشے کے ہوں گے (١٥) شیشے بھی

مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا (١٦) وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا (١٧)

چاندی کے ہوں گے، جنہیں وہ بھریں گے ٹھیک انداز کے مطابق (١٦) اور وہ پلائے جائیں گے اس میں ایسا جام کہ ہوگی اس میں ملاوٹ زنجبیل (سونٹھ) کی (١٧)

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا (١٨) وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ

(یہ) ایک چشمہ ہوگا اس (جنت) میں اس کا نام ہے سلسبیل (١٨) اور گھومیں گے اُن پر ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے،

اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا (١٩) وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا

جب تم دیکھوگے انہیں تو سمجھوگے ان کو موتی بکھرے ہوئے (١٩) اور جب تم دیکھوگے وہاں، تو دیکھوں گے تم نعمتیں

وَّمُلْكًا كَبِيْرًا (٢٠) عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ

اور سلطنت بڑی (٢٠) اُن کے اوپر کے کپڑے ہوں گے باریک ریشم سبز رنگ کے اور چمکدار (دبیز) اور پہنائے جائیں گے انہیں کنگن

مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (٢١) اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ

چاندی کے اور انہیں پلائے گا ان کا رب نہایت پاکیزہ شراب (٢١) بلاشبہ یہ ہے تمہاری جزا اور تھی

سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا (٢٢) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا (٢٣) فَاصْبِرْ لِحُكْمِ ع ١ ٢ ١٩

تمہاری کوشش قابل قدر (٢٢) بیشک ہم ہی نے نازل کیا ہے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے (٢٣) چنانچہ آپ صبر کیجئے! اپنے رب کے حکم پر

رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا (٢٤) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (٢٥)

اور نہ اطاعت کیجئے اُن میں سے کسی گنہگار یا کافر کی (٢٤) اور ذکر کرتے رہئے اپنے رب کا نام صبح وشام (٢٥)

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا (٢٦) اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ

اور رات کو بھی سجدہ کیجئے اس کے لئے اور تسبیح کیجئے رات میں دیر تک (٢٦) بیشک یہ لوگ محبت رکھتے ہیں جلدی حاصل ہوجانے والی (دنیا)

وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا (٢٧) نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ

اور چھوڑ رہے ہیں اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو (٢٧) ہم ہی نے پیدا کئے اِن کو اور مضبوط کئے اِن کے جوڑے

وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا (٢٨) اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ

اور جب ہم چاہیں گے، ہم بدل دیں گے اِن کی شکلوں کو جس طرح بدلنا چاہیں گے (٢٨) بیشک یہ ایک نصیحت ہے، پس جو چاہے وہ پکڑلے

اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (٢٩) وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (٣٠) ع ٢ ٩ ٢٠

اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ (٢٩) اور نہیں تم چاہ سکتے مگر یہ کہ چاہے اللہ یقینا اللہ ہے خوب جاننے والا بڑی حکمت والا (٣٠)

قرٔ حفص بغیر الالف فی الوصل فیهما ووقف علی الاول بالالف وفی الثانی بغیر الالف ١٢

(١٦): آئینہ (Mirror) بنانے کے لئے شیشے پر چاندی کی پالش کی جاتی ہے اس کے علاوہ شفاف شیشے (Transparent Glass) کی خصوصیات کو بہتر بنانے کے لئے بھی اس میں بعض دوسری دھاتیں (Metals) ملائی جاتی ہیں۔

(١٧): پہلے کافور کی آمیزش والی شراب کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اس آیت میں زنجبیل (سونٹھ، سوکھا ہوا ادرک) کی آمیزش کا ذکر کیا گیا ہے۔ زنجبیل کی تاثیر گرم ہوتی ہے اہل عرب اس کے کافی شوقین تھے اور اکثر قہوہ میں اس کا استعمال کرتے تھے۔

(١٩): مخلدون کا دوسرا معنی یہ ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ حاضر رہیں گے غائب نہ ہوں گے۔ سورہ کہف کی آیت نمبر ٣١ میں اہل جنت کو سونے کے کنگن پہنانے کا ذکر ہے اور یہاں چاندی کے کنگنوں کا ذکر ہے۔ یہ اہل جنت کی مرضی پر منحصر ہوگا کہ جیسے کنگن وہ پہننا چاہیں انہیں پہنائے جائیں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں قسم کے ہی پہنائے جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کبھی چاندی کے پہنائے جائیں اور کبھی سونے کے یا مردوں کو چاندی کے اور عورتوں کو سونے کے۔

(٢١): طہور ایسی چیز ہے جو خود تو صاف ستھری ہو اور دوسری چیزوں کو بھی صاف ستھرا رکھنے والی ہو۔ امام طبری نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اس کے پینے سے پیشاب نہ آئے گا۔ صرف پسینہ آئے گا جس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

(٢٦): ان مصائب اور مشکلات پر صبر کرنے کے لئے جو استقامت درکار ہے وہ صلوٰۃ اور ذکر الٰہی کے ذریعے سے میسر آئے گی۔

(٢٧): اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ تو نہیں ہے کہ جو ہدایت سے منہ موڑے زبردستی اس پر ہدایت تھوپ دے۔

(٣٠): مگر دوسری جانب انسان کی اپنی چاہت ہی سب کچھ نہیں جب تک کہ اللہ کی چاہت شامل حال نہ ہو اور اللہ کی چاہت اندھیر نگری نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد اللہ کا وسیع علم اور حکمت ہے۔

يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾ ع ۳ ۹ ۲۰

وہ داخل کرتا ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں اور رہے ظالم، (تو) اس نے تیار کیا ہے ان کے لئے عذاب دردناک﴿۳۱﴾

اٰیاتُها ۵۰ (۷۷) سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ (۳۳) رُكُوْعَاتُها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾

قسم ہے اُن (ہواؤں) کی جو بھیجی جاتی ہیں پے درپے﴿۱﴾ پھراُن ہواؤں کی جو چلتی ہیں طوفانی رفتار سے﴿۲﴾ اوران ہواؤں کی جو پھیلاتی ہیں (بادلوں کو) پھیلا کر (اٹھا کر)﴿۳﴾

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾

پھر انہیں پھاڑ کر جدا کرنے والی (ہوائیں)﴿۴﴾ پھر ڈالتی ہیں (دلوں میں اللہ کا) ذکر (یاد)﴿۵﴾ عذر (توبہ کرنے کے لئے) یا ڈرانے کے لئے﴿۶﴾

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾

بیشک جس (قیامت) کا وعدہ کیا جاتا ہے، وہ ضرور واقع ہونے والی ہے﴿۷﴾ پھر جب ستارے ماند پڑ جائیں گے﴿۸﴾ اور جب آسمان پھاڑ دیا جائے گا﴿۹﴾

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾

اور جب پہاڑ اڑا دیے جائیں گے﴿۱۰﴾ اور جب رسولوں کا وقت مقرر آ پہنچے گا﴿۱۱﴾ (کہا جائے گا) کس دن کے لئے یہ کام مؤخر کیا گیا تھا؟﴿۱۲﴾

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾

فیصلہ کے دن کے لئے﴿۱۳﴾ اور کیا معلوم آپ کو، کیسا ہوگا فیصلہ کا دن؟﴿۱۴﴾ تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے﴿۱۵﴾

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ

کیا نہیں ہم نے ہلاک کیا پہلوں کو؟﴿۱۶﴾ پھر انہی کے پیچھے چلاتے ہیں ہم بعد والوں کو﴿۱۷﴾

بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾

اسی طرح ہم کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ﴿۱۸﴾ ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے﴿۱۹﴾ کیا نہیں ہم نے پیدا کیا تمہیں ایک حقیر پانی سے؟﴿۲۰﴾

فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾

پھر ہم نے ٹھہرایا، اُس کو ایک محفوظ جگہ میں﴿۲۱﴾ ایک مقررہ مدت تک﴿۲۲﴾ پھر ہم نے اندازہ لگایا، تو ہم اچھا اندازہ لگانے (یعنی قدرت) والے ہیں﴿۲۳﴾

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾

تباہی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے﴿۲۴﴾ کیا نہیں بنایا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی﴿۲۵﴾

تفسیر سورہ مرسلٰت

①: اللہ تعالیٰ نے کرہ ارض کے ارد گرد ہوا کا تقریبا گیارہ بارہ کلومیٹر موٹا غلاف چڑھا دیا ہے۔ یا پنی کے بغیر کوئی انسان شائد کچھ یوم زندہ رہ سکتا ہو مگر ہوا کے بغیر چند منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح دیگر جانداروں کے لئے بھی ہوا بہت ضروری ہے۔ نہ صرف یہ کہ ہوا کا یہ غلاف سانس لینے کے لئے آکسیجن مہیا کرتا ہے بلکہ خلا سے آنیوالے کئی قسم کے شہابیوں اور شعاعوں (Rays) سے انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ ہواؤں کی بھی کئی قسمیں ہیں کچھ انتہائی فرحت بخش، معطر، اللہ کی نعمتوں کا احساس دلانے والی اور کچھ انتہائی تباہ کن اور خوفناک۔ پھر یہ ہوائیں ہی ہیں جو کئی ملین ٹن (Millions of Tonns) پانی سنبھالے ہوتی ہیں اور اللہ کے حکم سے بارش کے ذریعے زمین پر گرا دیتی ہیں۔

⑤: قحط سالی کی حالت میں لوگ اپنے گناہ یاد کر کے اللہ سے معذرتیں پیش کرتے ہیں آندھی اور طوفان وغیرہ کی صورت میں موسم کے اطوار دیکھ کر ہی دل دہل جاتے ہیں۔

⑦: اللہ تعالیٰ نے پانچ قسمیں قیامت کی حقیقت بیان کرنے کے لئے کھائی ہیں۔ گویا جس نے تمہارے لئے اور تمہاری زندگی کے بچاؤ کے لئے اتنا بڑا انتظام کیا ہے کیا وہ قیامت برپا نہیں کر سکتا؟

⑪: تا کہ وہ اپنی اپنی قوم کے متعلق گواہی دیں۔

⑬: اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس دن اللہ اپنے نیک بندوں اور مجرموں کو علیحدہ علیحدہ کر دے گا کیونکہ ان کا انجام علیحدہ علیحدہ ہی ہے۔

㉑: تین پردوں میں رکھا۔ پھر اس کے اردگرد مزید حفاظت کے لئے سیال مادوں کی تہیں رکھ دیں جو کہ اس کی مزید حفاظت کرتے رہے۔

㉓: انسان کی تخلیق۔ ماں کے پیٹ میں اس کی بالیدگی کیا یہ یقین دلانے کے لئے کافی نہیں ہیں کہ وہ قادر مطلق ذات قیامت برپا کر سکتی ہے۔ اس کے باوجود اسے جھٹلاتے ہیں ان کے لئے افسوس ہے۔

㉕: زمین کسی چیز کو ضائع نہیں کرتی۔ انسان اسی سے پیدا ہوتے ہیں پھر اسی میں جذب ہو جاتے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ اسی سے تخلیق کرے گا۔

أَحْيَآءً وَّأَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَّجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّأَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾

زندوں کو بھی اور مُردوں کو بھی؟﴿٢٦﴾ اور ہم نے بنائے اس میں، مضبوط پہاڑ، بلند و بالا اور ہم نے پلایا تمہیں میٹھا پانی﴿٢٧﴾

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٨﴾ اِنْطَلِقُوٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٩﴾

تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے﴿٢٨﴾ چلو تم اس (عذاب) کی طرف ،کہ تم اسے جھٹلاتے تھے﴿٢٩﴾

اِنْطَلِقُوٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِي ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِيلٍ وَّلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾

چلو تم اس سایہ کی طرف ،جو تین شاخوں والا ہے﴿٣٠﴾ نہ ٹھنڈک پہنچانے والا اور نہ وہ فائدہ دے گا آگ کے شعلوں کی تپش سے﴿٣١﴾

اِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

بیشک وہ(آگ) پھینکے گی، ایسے انگارے جیسے بڑے بڑے محل (کے برابر ہوں)﴿٣٢﴾ گویا کہ وہ اُونٹ ہیں زرد رنگ کے﴿٣٣﴾ تباہی ہے اُس دن

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٤﴾ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿٣٦﴾

جھٹلانے والوں کے لئے﴿٣٤﴾ یہ وہ دن ہے کہ نہیں وہ بول سکیں گے (کچھ بھی)﴿٣٥﴾ اور نہ اجازت دی جائے گی اُنہیں کہ وہ عذر پیش کرسکیں﴿٣٦﴾

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٧﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾

تباہی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے﴿٣٧﴾ یہ فیصلے کا دن ہے ہم جمع کریں گے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی﴿٣٨﴾

ع ١ ٢١ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ﴿٣٩﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٠﴾ اِنَّ

سو اگر ہے تمہارے لئے کوئی چال تو تم مجھ سے چلو﴿٣٩﴾ تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے﴿٤٠﴾ یقیناً

الْمُتَّقِينَ فِي ظِلٰلٍ وَّعُيُونٍ ﴿٤١﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٤٢﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا

متقی لوگ سایوں میں اور بہتے چشموں میں ہونگے﴿٤١﴾ اور (لذیذ) میووں میں ان میں سے، جو وہ چاہیں گے﴿٤٢﴾ (کہا جائے گا) تم کھاؤ اور پیو

هَنِيٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٤٤﴾

مزے سے بسبب اس کے جو تھے تم عمل کرتے﴿٤٣﴾ بلاشبہ ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو﴿٤٤﴾

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٥﴾ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُونَ ﴿٤٦﴾

تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے﴿٤٥﴾ (جھٹلانے والو!) تم کھاؤ اورفائدہ اٹھاؤ تھوڑے دن، یقیناً تم مجرم ہو﴿٤٦﴾

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ﴿٤٨﴾

تباہی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے﴿٤٧﴾ اور جب کہا جاتا ہے اُن سے کہ تم جھکو (اللہ کے آگے) تو نہیں (رکوع کرتے یعنی) جھکتے﴿٤٨﴾

ع ٢ ٢٢ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٩﴾ فَبِاَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٠﴾

تباہی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے﴿٤٩﴾ سو اب کونسا کلام ہوسکتا ہے، اس (قرآن) کے بعد کہ وہ ایمان لائیں گے؟﴿٥٠﴾

﴿٢٧﴾: زمین کی حرکت میں توازن پیدا کرنے کے علاوہ بارش کا محل وقوع متعین کرنے میں بھی پہاڑ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔سمندر کا پانی نمکین اور بارش کا پانی میٹھا ہوتا ہے۔

﴿٣١﴾: سایہ دھوپ اور گرمی سے بچاتا ہے اور اندھیرا کرتا ہے۔یہ سایہ چونکہ گرم کالے سیاہ دھویں کا ہوگا لہٰذا آگ سے کیا بچائے گا بلکہ اضافہ ہی کرے گا مگر ساتھ ہی اندھیرا کردے گا۔

﴿٣٩﴾: دنیا میں تو تم خم ٹھونک کے حق کے دشمن بن گئے تھے۔میرے انبیاء کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔ نیک بندوں کی تحقیر کرتے رہے۔آج تم سب مجرم اکٹھے ہو ذرا آج بھی کوئی ساز تیار کر دیکھو کہ تم عذاب جہنم سے بچ جاؤ۔

﴿٤١﴾: مجرموں کو ایک تو اپنے عذاب کی پریشانی ہوگی۔دوسری جانب وہ لوگ جنہیں وہ دنیا میں حقیر جانتے تھے جب جنت کی نعمتیں پائیں گے تو ان کے غم والم اور حسرت میں مزید اضافہ ہوجائے گا۔

﴿٤٦﴾: یہ تمام انبیاء کے مجرموں سے خطاب ہے کہ تمہاری مہلت موت تک ہی ہے۔

﴿٤٨﴾: جھکنے سے مراد صرف نماز ادا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے آگے سر تسلیم خم کرنا بھی ہے۔ایسے لوگوں کی ایک سزا یہ بھی ہو گی کہ قیامت کو جب مومنوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہوگا تو وہ سجدہ میں گرجائیں گے مگر یہ سجدہ نہ کرسکیں گے۔

آیاتہا ٤٠ — (٧٨) سُوْرَۃُ النَّبَاِ مَکِّیَّۃٌ (٨٠) — رکوعاتہا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ① عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ② الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ

کس کے بارے میں، وہ آپس میں سوال کرتے ہیں؟① ایک بڑی خبر کے بارے میں② جس میں وہ

مُخْتَلِفُوْنَ ③ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ④ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ⑤ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ

اختلاف کر رہے ہیں③ ہرگز نہیں! عنقریب وہ جان لیں گے④ پھر ہرگز نہیں! عنقریب وہ جان لیں گے⑤ کیا نہیں بنایا ہم نے زمین

مِهٰدًا ⑥ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ⑦ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ⑧ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ⑨

کو بچھونا؟⑥ اور پہاڑوں کو (اس کی) میخیں (کھونٹا)؟⑦ اور پیدا کیا ہم نے تم کو جوڑا جوڑا⑧ اور بنایا ہم نے تمہاری نیند کو باعث سکون⑨

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ⑩ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ⑪ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا

اور بنایا ہم نے رات کو لباس⑩ اور بنایا ہم نے دن کو کمائی کے لئے⑪ اور بنایا ہم نے تمہارے اُوپر سات

شِدَادًا ⑫ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ⑬ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ⑭

مضبوط (آسمان)⑫ اور بنایا ہم نے ایک چراغ روشن⑬ اور ہم نے نازل کیا بھرے بادلوں سے پانی خوب برسنے والا⑭

لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ⑮ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ⑯ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ⑰

تاکہ ہم نکالیں اِس کے ذریعہ سے دانہ اور سبزہ (اناج)⑮ اور باغات گھنے؟⑯ بیشک فیصلہ کا دن ہے ایک وقت مقرر⑰

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ⑱ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ⑲

جس دن پھونک ماری جائے گی صور میں، تو تم آؤ گے فوج در فوج⑱ اور کھول دیا جائے گا آسمان تو ہو جائے گا، وہ دروازے ہی دروازے⑲

وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ⑳ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ㉑ لِّلطّٰغِيْنَ

اور چلائے جائیں گے پہاڑ، تو وہ ہوجائیں گے چمکتی ریت (جیسے)⑳ بیشک جہنم ہے ایک گھات (کی جگہ)㉑ سرکشوں کے لئے

مَاٰبًا ㉒ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ㉓ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ㉔

ٹھکانا㉒ وہ ٹھہریں گے اس میں لمبی مدت㉓ نہ چکھیں گے مزہ اس میں ٹھنڈک کا اور نہ کوئی پینے کی چیز کا㉔

اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ㉕ جَزَآءً وِّفَاقًا ㉖ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ㉗

مگر کھولتا پانی اور بہتی پیپ کا㉕ (یہ) جزا (بدلہ) ہے پورا پورا㉖ بیشک وہ لوگ نہیں امید رکھتے تھے کسی حساب کی㉗

تفسیر سورہ النبا

③: مرنے کے بعد کی زندگی کو کوئی بالکل ہی جھٹلا دیتا ہے کوئی مانتا ہے مگر حساب کتاب کا انکار کرتا ہے اور کوئی حساب کتاب بھی مانتا ہے مگر سفارش کے ایسے عقائد گڑھ رکھے ہیں کہ اس عقیدہ سے انسان کی عملی زندگی پر آخرت پر ایمان کی وجہ سے جو نتائج مرتب ہونا چاہئے تھے وہ مرتب نہیں ہوتے۔

⑦: کوئی جسم جو اپنے مرکز کے گرد گھومتا ہو تو اس کے توازن (Balance) میں ہلکی سی بھی کمی آجائے تو مرکز گریز قوت (Net Centrifugal Force) مؤثر کردار ادا کرتی ہے اور جسم ہچکولے کھانا شروع کر دیتا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے پنکھے کی مثال پر غور کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس کے ایک پر میں کچھ خرابی پیدا ہو جائے تو پورا پنکھا شدت سے لرزنے لگتا ہے یا گاڑی کے پہیے میں جب اس قسم کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو اس کو بیلنس کروانا پڑتا ہے۔

چنانچہ زمین میں یہ پہاڑ بھی وہی کام کرتے ہیں جو (Wheel Balancing) میں سیسے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے ہیں۔ یہاں ایک طالب علم کے ذہن میں یہ خیال آسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو وسیع قدرتوں کے مالک ہیں زمین کو پہلے ہی ایسا متوازن کیوں نہ بنادیا کہ ایسے پہاڑوں کی ضرورت ہی پیش نہ آتی تو اس کا جواب اسی آیت میں دیا گیا ہے۔

● اگر زمین شروع ہی سے بیلنس میں ہوتی تو بھی پہاڑوں کی ضرورت رہتی کیونکہ زمین کی اوپر والی تہیں ہوا کے اثرات سے یا کسی اور وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتی پھرتی اور اس توازن کو باربار خراب کر دیتی ۔ امریکہ کی سائنس اکیڈمی کے صدر اپنی کتاب Earth صفحہ ٤٣٥ میں لکھتے ہیں کہ پہاڑوں کی بہت گہری جڑیں ہوتی ہیں۔ سائنس کی یہ دریافت انیسویں صدی سے پہلے ممکن نہ ہوئی۔

⑧: مرد اور عورت کو تخلیق کیا۔ اس سے نسل انسانی کی بنیاد رکھی ۔ پھر ان دونوں میں محبت اور رحمت کے جذبات پیدا کر کے ان دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت بنا کر زندگی میں کشش پیدا کردی۔

⑪: دن کی روشنی کی وجہ سے کام کاج کے لئے بہترین وقت یہی ہے۔ بیشک انسان نے مصنوعی روشنی کا بندوبست کرلیا ہے۔ مگر سورج کی روشنی کے لئے کیا کہنے جو ہر چیز روشن کرادیتی ہے جبکہ مصنوعی روشنی صرف محدود اسی جگہ کو ہی روشن کرسکتی ہے۔

⑬: جو مناسب حرارت بھی مہیا کرتا ہے اور روشنی بھی۔

⑲: گویا آسمان چھلنی ہوجائے گا۔

⑳: جو زمین میں توازن پیدا کرنے کے لئے بنائے گئے تھے اس دن خود ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔

㉑: جہنم کو گھات کہا گیا ہے یعنی مجرم اس سے بے پرواہ ہوکر اپنے جرائم میں مگن ہیں اور پھر وہ اچانک اس میں آپڑیں گے۔

㉓: احقابا ۔ حقبہ کی جمع ہے اسی سال یا اس سے زائد مدت ۔ اس کی جمع حقب بھی آتی ہے۔

وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ كِتٰبًا ﴿٢٩﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِیْدَكُمْ

اور جھٹلاتے تھے ہماری آیات کو جھوٹ سمجھ کر ﴿٢٨﴾ اور ہر چیز ہم نے ضبط کر رکھا ہے اس کو کتاب میں ﴿٢٩﴾ لہٰذا تم چکھو مزہ (اپنے کرنی کا) کہ ہرگز نہیں ہم اضافہ کریں گے، تمہارے لئے

ع ۱
اِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿٣٣﴾

مگر عذاب میں ﴿٣٠﴾ بیشک متقیوں کے لئے ہی کامیابی ہے ﴿٣١﴾ (جہاں) باغات اور انگور ہیں ﴿٣٢﴾ اور ابھری ہوئی چھاتیوں والیاں (یعنی نوجوان) ہم عمر (بیویاں) ﴿٣٣﴾

وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿٣٥﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿٣٦﴾

اور شراب کے پیالے، چھلکتے ہوئے ﴿٣٤﴾ نہیں وہ سنیں گے لغو باتیں اور نہ جھوٹ ﴿٣٥﴾ یہ جزا ہوگی آپ کے رب کی طرف سے عطیہ (انعام) کافی ہو جانے والا ﴿٣٦﴾

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ یَوْمَ یَقُوْمُ

(جو) رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے وہ بہت مہربان ہے، (مگر) نہیں وہ اختیار رکھیں گے اُس سے بات کرنے کا ﴿٣٧﴾ اُس دن کھڑے ہوں گے

الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۚ لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾

روح (جبرئیلؑ) اور سب فرشتے صف باندھے، نہیں وہ کلام کرسکیں گے، مگر وہی، وہ جسے اجازت دے رحمٰن اور کہے گا بات وہ! ٹھیک ﴿٣٨﴾

ذٰلِكَ الْیَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿٣٩﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا ۚ

یہ دن ہے برحق، چنانچہ جو چاہے وہ پکڑے اپنے رب کی طرف ٹھکانا ﴿٣٩﴾ بیشک ہم نے تمہیں آگاہ کردیا ہے قریب کے عذاب سے،

ع ۲
یَّوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ وَیَقُوْلُ الْكٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿٤٠﴾

اس دن دیکھے گا انسان جو کچھ آگے بھیجا اس کے دونوں ہاتھوں نے اور کہے گا کافر اے کاش! ہوتا میں مٹی ﴿٤٠﴾

اٰیٰتُهَا ٤٦ — (٧٩) سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّیَّةٌ (٨١) — رُكُوْعَاتُهَا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿١﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿٢﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿٣﴾

قسم ہے سختی سے (روح) نکالنے والے (فرشتوں) کی ڈوب کر ﴿١﴾ قسم ہے آسانی سے (روح) نکالنے والے (فرشتوں) کی نرمی سے ﴿٢﴾ قسم ہے تیرنے والے (فرشتوں) کی تیزی سے ﴿٣﴾

وقف لازم
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿٥﴾ یَوْمَ تَرْجُفُ

پھر سبقت لے جانے والے (فرشتوں) کی دوڑ کر ﴿٤﴾ پھر انتظام چلانے والے (فرشتوں) کی ہر معاملات کا (اللہ کے حکم کے مطابق) ﴿٥﴾ جس دن کانپے گی

الرَّاجِفَةُ ﴿٦﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿٧﴾ قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿٨﴾

کانپنے والی ﴿٦﴾ اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی (یعنی دوسرا جھٹکا) ﴿٧﴾ کتنے ہی دل اُس دن کانپ رہے ہوں گے ﴿٨﴾

﴿٤٠﴾: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ "قیامت کے دن تمام مخلوقات حتٰی کہ جانور، چرند، پرند سب کا حشر ہوگا۔ حتٰی کہ سینگ والی بکری کا بدلہ بغیر سینگ والی بکری سے لیا جائے گا جس نے دنیا میں اسے مارا ہوگا۔ پھر ان سے کہا جائے گا تم خاک ہو جاؤ۔ اس وقت کافر یہ تمنا کرے گا کہ کاش میں بھی ان جانوروں کی طرح خاک بن جاتا۔ (مسلم)

تفسیر سورہ النازعات

﴿٢﴾: جو جسم کے رگ و پے میں ڈوب کر جان نکالتے ہیں۔

﴿٣﴾: وہ جان نکالنے کے لئے آسانی سے بند کھولتے ہیں۔ امام ابن کثیر کے مطابق پہلی آیت میں ان فرشتوں کا ذکر ہے جو مجرموں کی جان نکالتے ہیں جبکہ اس آیت میں مؤمنوں کی جان نکالنے کا ذکر ہے جو کہ آسانی سے نکالتے ہیں۔

﴿٨﴾: نفخۂ صور کے ساتھ ہی زمین میں زلزلہ برپا ہو جائے گا۔ پھر لگاتار جھٹکے پڑیں گے یا دوسرے نفخہ کے ساتھ ہی ایک اور جھٹکا ہوگا۔

أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿٩﴾ يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿١٠﴾ أَإِذَا كُنَّا

ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی﴿٩﴾ کہتے ہیں وہ لوگ! کیا ہم ضرور لوٹائے جائیں گے پہلی حالت میں؟﴿١٠﴾ کیا جب ہم ہو جائیں گے

عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿١١﴾ قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿١٢﴾ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾

ہڈیاں بوسیدہ؟﴿١١﴾ وہ کہتے ہیں، پھر تو یہ لوٹایا جانا بڑے ہی گھاٹے کا ہوگا﴿١٢﴾ چنانچہ یہ تو بس (خوفناک) ڈانٹ ہوگی ایک ہی بار﴿١٣﴾

فَإِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ﴿١٥﴾ إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ

تو یکایک وہ سب لوگ ایک کھلے میدان (حشر) میں ہوں گے﴿١٤﴾ بھلا پہنچی ہے آپ کے پاس بات موسیٰؑ کی؟﴿١٥﴾ جب اُس کو پکارا تھا اس کے رب نے

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٦﴾ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿١٧﴾ فَقُلْ هَل لَّكَ إِلَىٰ أَن

مقدس وادی طویٰ میں﴿١٦﴾ (اور کہا) جاؤ فرعون کے پاس، بیشک وہ سرکش ہو گیا ہے﴿١٧﴾ پھر اُس سے کہئے! کیا تجھے رغبت ہے اس بات کی، کہ

تَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَأَهْدِيَكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ﴿١٩﴾ فَأَرَاهُ الْآيَةَ الْكُبْرَىٰ ﴿٢٠﴾ فَكَذَّبَ

تو پاک ہو﴿١٨﴾ اور تیری رہنمائی کروں تیرے رب کی طرف، کہ تو ڈرے﴿١٩﴾ پھر اُس (موسیٰؑ) نے دکھائی اس (فرعون) کو بڑی نشانی﴿٢٠﴾ تو اس نے جھٹلایا

وَعَصَىٰ ﴿٢١﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَىٰ ﴿٢٢﴾ فَحَشَرَ فَنَادَىٰ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ﴿٢٤﴾

اور نافرمانی کی﴿٢١﴾ پھر وہ پلٹا (فساد کی) کوشش کرنے کے لئے﴿٢٢﴾ پھر اُس نے سب کو جمع کیا اور پکارا﴿٢٣﴾ تو کہا! میں تمہارا رب ہوں سب سے بڑا﴿٢٤﴾

فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ﴿٢٦﴾

سو پکڑ لیا اس کو اللہ نے عبرتناک عذاب میں، آخرت کے اور دنیا کے﴿٢٥﴾ بیشک اِس میں بڑی عبرت ہے، اس کے لئے جو ڈرتا ہو (اللہ سے)﴿٢٦﴾

أَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا ﴿٢٨﴾

کیا تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا؟ اس (اللہ) نے اس کو بھی بنایا﴿٢٧﴾ بلند کیا اس کی چھت کو پھر اس کو ٹھیک ٹھاک کیا﴿٢٨﴾

وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ﴿٢٩﴾ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا ﴿٣٠﴾

اور تاریک بنایا اس کی رات کو اور ظاہر کیا اس کے دن کو﴿٢٩﴾ اور زمین کو، اس کے بعد ہموار کیا﴿٣٠﴾

أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ﴿٣١﴾ وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾

نکالا اس میں سے اس کا پانی اور اس کا چارہ﴿٣١﴾ اور پہاڑ اُس نے گاڑ دئے اُس میں﴿٣٢﴾ فائدے کے لئے تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے لئے﴿٣٣﴾

فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ﴿٣٥﴾

پھر جب آجائے گی وہ آفت بہت بڑی﴿٣٤﴾ اُس دن یاد کرے گا انسان، جو اُس نے کوشش کی﴿٣٥﴾

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ﴿٣٦﴾ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ﴿٣٧﴾ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾

اور ظاہر کردی جائے گی دوزخ ہر اس شخص کے لئے جو دیکھتا ہے﴿٣٦﴾ چنانچہ (لیکن) جس نے سرکشی کی﴿٣٧﴾ اور اس نے ترجیح دی دنیاوی زندگی کو﴿٣٨﴾

وقف لازم

وقف لازم

وقف لازم

ع ١ ٢٦ ٣

﴿١٠﴾: الحافرۃ ۔ حفر ۔ گڑھا کھودنا، حافرۃ سے کھدی ہوئی زمین اور ابتدائی حالت بھی مراد ہے۔ یہ استفہام انکاری ہے گویا ان کی مراد یہ ہے کہ یہ ناممکن ہے۔

﴿١٣﴾: نفخہ ثانیہ ایسے معلوم ہوگا جیسے کسی نے ڈانٹ کر جگا دیا ہو۔

﴿١٤﴾: ساہرۃ ۔ سطح زمین مراد ہے کیونکہ سب انسان حیوان زندگی کی صورت میں اسی پر چلتے پھرتے ہیں جبکہ موت کی صورت میں زمین کے اندر چلے جاتے ہیں۔

﴿١٦﴾: جو کہ جبل طور کے دامن میں واقع ہے اور مدین سے مصر کے راستے میں ہے یہیں حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ سے دو دفعہ شرف کلامی نصیب ہوئی۔

﴿١٩﴾: میں تمہاری راہنمائی ہدایت کی جانب کروں گا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے دل میں اللہ کی خشیت پیدا ہو جائے گی۔ اس سے تمہاری دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی سنور جائے گی۔

﴿٢١﴾: فرعون نے رسالت کے ثبوت میں کسی نشانی کا مطالبہ کیا تو حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینک دیا اور وہ ازدہا بن گیا۔

فرعون اور اس کے درباری خوفزدہ ہو گئے تو انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے التجا کی کہ اس مصیبت کو سنبھا لو ۔ حضرت موسیٰؑ نے دوبارہ اسے پکڑ لیا تو وہ پھر سے عصا بن گیا۔ مگر اس کے باوجود فرعون نے اپنی قوم کو یہ کہہ دیا کہ یہ جادو ہے۔

﴿٢٨﴾: سمک ۔ (مصدر) موٹا کرنا اور دبیز کرنا۔

﴿٣٠﴾: دحی ۔ دور تک بچھا دینا یا پھیلا دینا۔ دحی کے مفہوم میں گولائی کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔

﴿٣٤﴾: مراد قیامت ہے۔

فَاِنَّ الۡجَحِيۡمَ هِىَ الۡمَاۡوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ

تو بیشک جہنم ہی اُس کا ٹھکانا ہے﴿٣٩﴾ اور جو کوئی ڈرا پیشی سے اپنے رب کے سامنے اور اس نے روکا اپنے نفس کو

عَنِ الۡهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الۡجَنَّةَ هِىَ الۡمَاۡوٰى ﴿٤١﴾ يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ

خواہشات کی پیروی سے﴿٤٠﴾ تو بلاشبہ جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے﴿٤١﴾ وہ (کافر) آپ سے پوچھتے ہیں قیامت کے بارے میں! کہ کب

مُرۡسٰٮهَا ﴿٤٢﴾ فِيۡمَ اَنۡتَ مِنۡ ذِكۡرٰٮهَا ﴿٤٣﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنۡتَهٰٮهَا ﴿٤٤﴾ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ

واقع ہوگی وہ؟﴿٤٢﴾ کیا تعلق آپ کو اس کے ذکر (بتانے) سے﴿٤٣﴾ آپ کے رب کے پاس ہے انتہا اس (قیامت) کی﴿٤٤﴾ یقیناً آپ تو صرف

ع ٢ ٢٠ ٤

مُنۡذِرُ مَنۡ يَّخۡشٰٮهَا ﴿٤٥﴾ كَاَنَّهُمۡ يَوۡمَ يَرَوۡنَهَا لَمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوۡ ضُحٰٮهَا ﴿٤٦﴾

خبردار کرنے والے ہیں جو اس (قیامت) سے ڈرتا ہے﴿٤٥﴾ گویا کہ وہ (کافر) جس دن دیکھیں گے اس کو سمجھیں گے، کہ نہیں ٹھہرے وہ (دنیا میں) مگر ایک شام یا اُس کی ایک صبح﴿٤٦﴾

اٰيَاتُهَا ٤٢ (٨٠) سُوۡرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ (٢٤) رُكُوۡعُهَا ١

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ﴿١﴾ اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰى ﴿٢﴾ وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ﴿٣﴾ اَوۡ يَذَّكَّرُ

پیشانی پر شکن آئی اور منہ پھیر لیا﴿١﴾ اس لئے کہ آیا اُن (رسول) کے پاس ایک نابینا﴿٢﴾ اور کیا معلوم آپ کو شاید کہ وہ پاک ہو جاتا﴿٣﴾ یا وہ نصیحت حاصل کرتا (سنتا)

فَتَنۡفَعَهُ الذِّكۡرٰى ﴿٤﴾ اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰى ﴿٥﴾ فَاَنۡتَ لَهٗ تَصَدّٰى ﴿٦﴾ وَمَا عَلَيۡكَ

تو اس کو نفع دیتی (آپ کی) نصیحت﴿٤﴾ رہا وہ جو شخص (دین سے) بے پروائی کرتا ہے﴿٥﴾ تو آپ اس کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں﴿٦﴾ حالانکہ نہیں ہے آپ پر

اَلَّا يَزَّكّٰى ﴿٧﴾ وَاَمَّا مَنۡ جَآءَكَ يَسۡعٰى ﴿٨﴾ وَهُوَ يَخۡشٰى ﴿٩﴾ فَاَنۡتَ عَنۡهُ تَلَهّٰى ﴿١٠﴾

ذمہ داری اس کی، کہ نہ سدھرتا وہ﴿٧﴾ اور لیکن جو شخص آیا آپ کے پاس دوڑتا ہوا﴿٨﴾ اس حال میں کہ وہ ڈرتا ہے (اللہ سے)﴿٩﴾ تو آپ اس سے غفلت برتتے ہیں﴿١٠﴾

وقف لازم

كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذۡكِرَةٌ ﴿١١﴾ فَمَنۡ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿١٢﴾ فِىۡ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾ مَّرۡفُوۡعَةٍ

ہرگز نہیں بلاشبہ یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے﴿١١﴾ چنانچہ جو چاہے اسے یاد رکھے﴿١٢﴾ (لکھا ہوا ہے) قابل احترام صحیفوں میں﴿١٣﴾ (جو) بلند مرتبہ

مُّطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾ بِاَيۡدِىۡ سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾ قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَكۡفَرَهٗ ﴿١٧﴾

پاکیزہ (ہیں)﴿١٤﴾ ہاتھوں میں ہیں، ایسے کاتبوں کے﴿١٥﴾ (جو) معزز نیکو کار ہیں﴿١٦﴾ ہلاک ہو انسان کس قدر ناشکرا ہے وہ﴿١٧﴾

مِنۡ اَىِّ شَىۡءٍ خَلَقَهٗ ﴿١٨﴾ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿١٩﴾ ثُمَّ السَّبِيۡلَ يَسَّرَهٗ ﴿٢٠﴾

کس چیز سے پیدا کیا اس (اللہ) نے اسے؟﴿١٨﴾ ایک نطفے سے پیدا کیا اس (اللہ) نے اسے پھر تقدیر مقرر کی اس کی﴿١٩﴾ پھر (زندگی کا) راستہ آسان کر دیا اس کا﴿٢٠﴾

﴿٤٢﴾: یہ سوال وہ آپ سے کسی علم کی تشنگی کو دور کرنے کے لئے تو نہیں پوچھتے تھے اور نہ ہی ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کی کوئی الجھن حل ہو جائے کہ وہ اسلام قبول کر لیں بلکہ ان کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پریشان کرنا ہوتا تھا۔

﴿٤٦﴾: یہ انسانی نفسیات ہے کہ تکلیف کی گھڑی انسان کو بہت لمبی محسوس ہوتی ہے چنانچہ جب وہ لوگ اپنے سامنے ہولناک عذاب دیکھیں گے تو اس کے مقابلے میں دنیا کی زندگی انہیں محض ایک پہر ہی معلوم ہوگی۔

تفسیر سورہ عبس

﴿٤﴾: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ”اس سورت کی ابتدائی آیات عبداللہ ابن ام مکتومؓ (نابینا) کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور یہ کہتے رہے کہ یا رسول اللہ مجھے دین کی راہ بتلائے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مشرکوں میں سے کوئی بڑا آدمی بیٹھا ہوا تھا اور آپ پہلے (یعنی عبداللہ ابن ام مکتوم) سے تو اعراض کرتے تھے اور دوسرے (مشرک) کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور عبداللہ کہتے تھے کہ کیا میری بات میں کچھ برائی ہے اور آپ کہتے تھے نہیں“۔ (ترمذی)

● آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں اس وقت جو سردار بیٹھے ہوئے تھے روایات میں ان کا نام عتبہ شیبہ ابوجہل اور امیہ بن خلف ملتے ہیں۔۔۔ معاملہ کی نوعیت کچھ یوں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھتے تھے کہ اگر ان سرداروں میں سے کوئی مسلمان ہو جائے تو اسلام کے فروغ کے لئے کافی موثر ہو سکتا ہے۔

﴿٥﴾: جو آپ کی بات بھی سنتے ہیں تو ایسے جیسے کہ آپ پر احسان کر رہے ہیں۔

﴿٩﴾: یہ نابینا جس کو کوئی پکڑ کر ساتھ لانے والا بھی نہیں۔ اسے یہ خوف بھی ہے کہ کہیں گر ہی نہ جائے اور چوٹ نہ لگ جائے یا اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اس کے دل میں اللہ کا خوف ہے جس وجہ سے وہ اتنا تردد کر کے آیا ہے۔ بعد میں جب عبداللہ ابن ام مکتوم تشریف لاتے تو آپ ان کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے۔ خوش آمدید کہتے۔

﴿١٣﴾: مراد لوح محفوظ ہے یا وہی صحیفے جن میں قرآن کریم ہے۔

﴿١٧﴾: یا اس نے کتنی بلند پایہ چیز کا انکار کر دیا ہے۔

﴿١٨﴾: اگر وہ اپنی خلقت پر اور اس پر گزرنے والے حالات پر غور کر لیتا تو اسے یہ جرأت نہ ہوتی کہ خالق کے منہ کو آئے۔

﴿٢٠﴾: اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو قوتیں مہیا فرمائی ہیں ان کے استعمال کے لئے وسائل بھی دے دیئے۔ اگر زمین کا یہ انتظام ہی نہ ہوتا تو اس کی ساری صلاحیتیں بے کار رہتیں یا اس سے یہ مراد ہے کہ ماں کے پیٹ سے نکلنا آسان کر دیا۔ ورنہ ظاہر میں ایک جیتے جاگتے انسان کا ایسے تنگ راہ سے نکلنا ناممکن نظر آتا۔

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿٢١﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنْظُرِ

پھر موت دی اس کو، پھر قبر میں پہنچا دیا اس کو(٢١) پھر جب وہ چاہے گا اٹھا کھڑا کرے گا اسے(٢٢) ہرگز نہیں! ابھی نہیں پورا کیا اُس نے اُس حکم کو جو دیا اس (اللہ) نے اسے(٢٣)

الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ ﴿٢٤﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾

پھر دیکھے انسان اپنے کھانے کی طرف(٢٤) بیشک ہم ہی نے برسایا پانی فراوانی سے(٢٥) پھر پھاڑا ہم نے زمین کو عجیب طریقہ سے(٢٦)

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾

پھر اگائے ہم نے اس میں غلے(٢٧) اور انگور اور سبزیاں(٢٨) اور زیتون اور کھجوریں(٢٩) اور باغات گھنے(٣٠)

وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ

اور پھل اور چارے(٣١) فائدے کے لئے تمہارے لئے اور تمہارے چوپایوں کے لئے(٣٢) پھر جب آئے گی بہرہ کردینے والی سخت آواز(٣٣)

الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿٣٤﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

اس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے(٣٤) اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے(٣٥) اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے(٣٦) ہر شخص کے لئے ان میں سے

يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾

اس دن ایسی حالت ہوگی کہ وہ بے پروا کردے گا اس کو (دوسروں سے)(٣٧) کتنے چہرے اس دن روشن ہوں گے(٣٨) ہنستے مسکراتے، خوش وخرم(٣٩)

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ ع ١/٢ ٥

اور کتنے ہی چہرے ایسے ہوں گے اُس دن ان پر غبار ہوگا(٤٠) چھارہی ہوگی اُن پر سیاہی(٤١) یہی لوگ ہیں کافر، بدکار(٤٢)

اٰيَاتُهَا ٢٩ — (٨١) سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ (٧) — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ﴿٢﴾ وَاِذَا

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا(١) اور جب تارے بے نور ہوجائیں گے(٢) اور جب

الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿٣﴾ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٤﴾ وَاِذَا الْوُحُوْشُ

پہاڑ چلائے جائیں گے(٣) اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھٹی پھریں گی(٤) اور جب وحشی جانور

حُشِرَتْ ﴿٥﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾

اکٹھے کئے جائیں گے(٥) اور جب سمندر بھڑکا دئے جائیں گے(٦) اور جب روحیں (جسموں سے) ملا دی جائیں گی(٧)

---

(٢٢): نہ پہلے پیدا کرتے وقت تمہاری رائے لی گئی تھی۔ نہ موت کے وقت تم سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہیں مارا جائے یا نہ مارا جائے۔ اسی طرح جب تم کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا پھر بھی نہیں پوچھا جائے گا۔

(٣٣): الصاختہ۔ صخ ایسی آواز جو کانوں کو بہرا کردے اور اس کے پردے پھٹ جائیں۔ یہ کیفیت پہلے نفخہ صور کے وقت ہوگی۔

(٣٤): ہر کسی کو اپنی مصیبت پڑی ہوگی کسی دوسرے کی طرف توجہ کرنے کا کسی کو ہوش ہی نہ ہوگا۔ پھر قریبی رشتہ داروں سے یہ بھی خطرہ ہوگا کہ عنقریب یہ مقدمہ میں ہمارے خلاف گواہ بن کر پیش ہوں گے۔ دوسری جانب ہر مجرم یہ کوشش کرے گا کہ میں اپنے جرم کو دوسرے کے سر تھوپ کر بری ہوجاؤں۔

(٣٨): حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے دن تم ننگے پاؤں اور ننگے بدن جمع کئے جاؤ گے“۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ ”تو کیا ہم میں سے ہر شخص دوسرے کا ستر دیکھے گا؟“ فرمایا: (نہیں) ”اس روز ہر آدمی کو ایسی فکر پڑی ہوگی جو اسے دوسرے کی طرف دیکھنے ہی نہ دے گی“۔ (ترمذی)

تفسیر سورہ تکویر

(١): کوِّرات۔ کور۔ لپٹنا۔

(٢): انکدرت۔ کدر۔ گدلہ پن کسی چیز کا گدلا ہونا، رنگ میلا اور ہلکا ہونا ہے۔

● شمس ایک بہت بڑا قدرتی نیوکلیئری ایکٹر (Nuclear Reactor) ہے جس میں ہر سیکنڈ میں تقریباً ٥٦٤ ملین ٹن ہائیڈروجن تقریباً ٥٦٠ ملین ٹن ہیلیم میں تبدیل ہورہی ہے۔ اس میں سے بقیہ تقریباً ٤ ملین ٹن مادہ توانائی کی صورت میں خارج ہورہا ہے۔ ہماری زمین اس میں سے انتہائی معمولی حصہ وصول کرتی ہے۔

(٤): اہل عرب کے نزدیک ایسی اونٹنی بہت قیمتی اور محبوب ہوتی تھی۔

(٦): پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مرکب ہے۔ قیامت کو رونما ہونے والی تبدیلیوں کے نتیجے میں اگر یہ علیحدہ ہوجائیں تو انہیں آگ لگ سکتی ہے۔ یاد رہے کہ ہائیڈروجن ایسی گیس ہے جو سب سے زیادہ تیز حرارت (Cloarfic Value) رکھنے والا ایندھن ہے۔

(٧): اس کا دوسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ مختلف قسم کے لوگوں کو ان کے مجموعوں میں شامل کردیا جائے گا۔

وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾

اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا﴿٨﴾ کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی تھی﴿٩﴾ اور جب اعمال نامے کھول دئے جائیں گے﴿١٠﴾

وَإِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿١١﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾

اور جب آسمان کا پردہ ہٹادیا جائے گا﴿١١﴾ اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی﴿١٢﴾ اور جب جنت قریب کردی جائے گی﴿١٣﴾

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ أَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾ فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾

تو جان لے گا ہر شخص کیا لے کر آیا ہے وہ﴿١٤﴾ پس میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے (ستاروں) کی﴿١٥﴾ چلنے والے اور چھپ جانے والے کی﴿١٦﴾

وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾

اور رات کی جب وہ چلی جاتی ہے﴿١٧﴾ اور صبح کی، جب وہ سانس لیتی (روشن ہوتی) ہے﴿١٨﴾ بیشک یہ (قرآن) قول ہے فرشتۂ عالی مقام کا﴿١٩﴾

ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾ وَمَا صَاحِبُكُم

جو صاحب قوت ہے، نزدیک عرش والے کے بلند مرتبہ والا ہے﴿٢٠﴾ اطاعت کی جاتی ہے (جبرئیل کی آسمانوں میں) وہاں امین ہیں﴿٢١﴾

بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾

اور نہیں (اہل مکہ) تمہارا ساتھی کوئی دیوانہ﴿٢٢﴾ اور بلاشبہ دیکھا ہے اس (رسول) نے اُس (جبرئیلؑ) کو کھلے افق پر﴿٢٣﴾ اور نہیں ہے وہ (رسول) غیب (کی باتیں بتانے) میں بخیل﴿٢٤﴾

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَٰنٍ رَّجِيمٍ ﴿٢٥﴾ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ﴿٢٦﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَٰلَمِينَ ﴿٢٧﴾

اور نہیں ہے یہ (قرآن) کلام کسی شیطانِ مردود کا﴿٢٥﴾ پھر کہاں چلے جارہے ہو تم؟﴿٢٦﴾ نہیں ہے یہ (قرآن) مگر نصیحت سارے جہانوں کے لئے﴿٢٧﴾

لِمَن شَآءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَٰلَمِينَ ﴿٢٩﴾ ع ١ ٢٩ ٦

اس شخص کے لئے جو چاہے تم میں سے، یہ کہ وہ سیدھا چلے﴿٢٨﴾ اور نہیں تم چاہتے مگر یہ کہ چاہے اللہ رب العالمین﴿٢٩﴾

آیاتها ١٩ — (٨٢) سُورَةُ الْانْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ (٨٢) — رکوعها ١

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا السَّمَآءُ انفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ

جب آسمان پھٹ جائے گا﴿١﴾ اور جب تارے بکھر جائیں گے﴿٢﴾ اور جب سمندر

فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ﴿٥﴾

پھاڑ دئے جائیں گے﴿٣﴾ اور جب قبریں اکھیڑ دی جائیں گی﴿٤﴾ جان لے گا ہر نفس، کہ جو آگے بھیجا اس نے اور (کیا) پیچھے چھوڑا اس نے﴿٥﴾

﴿٩﴾: یہ انتہائی بلیغ انداز ہے اللہ تعالیٰ زندہ گاڑنے والوں کو دیکھنا بھی پسند نہ کرے گا اوران سے بات کرنا بھی پسند نہ کرے گا۔ بلکہ اس کے بجائے اس معصوم سے یہ سوال کرے گا۔ عرب یہ کام کیوں کرتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فقروفاقہ اور غربت کی وجہ سے اور اس ضمن میں وہ لڑکوں اور لڑکیوں میں کوئی تمیز نہ کرتے تھے۔ لڑکوں کو بھی زندہ درگور کردیتے اس کے علاوہ وہ لڑکیوں کو اسلئے بھی مارڈالتے تھے کہ کسی کو اپنا داماد بنانا ذلت سمجھتے تھے۔

﴿١٠﴾: نشرت۔نشر، کسی چیز کو کھولنا۔

﴿١٣﴾: تاکہ مجرموں کو دیکھ کر مزید حسرت ہو۔

ابتدائی آیات میں بارہ واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں چھ تو اس دنیا سے متعلق ہیں یعنی انکا وقوع نفخہ صور اولیٰ کے وقت ہوگا جبکہ بقیہ چھ کا تعلق میدان حشر سے ہے اور انکا وقوع نفخہ ثانیہ کے بعد ہوگا۔

﴿١٤﴾: نحو کے اعتبار سے یہ لا زائدہ ہے۔

﴿١٧﴾: عسعس۔اندھیرا چھانا۔ چاہے یہ غروب شمس کے وقت ہو یا طلوع الشمس کے وقت۔

﴿١٩﴾: یہ سب قسمیں اس بات کی تاکید کے لئے کھائی گئی ہیں کہ یہ کوئی رات کے اندھیرے میں دیکھے ہوئے خواب کا قصہ نہیں بلکہ روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ کو دیکھا ہے جنکی زبان سے اللہ کا کلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نے جبرئیلؑ کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے"۔ (طبرانی)

﴿٢٤﴾: نہ یہ خبریں پہنچانے کے سلسلے میں کسی اجرت کی لالچ رکھتے ہیں اور نہ ہی اس دین سے کچھ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

﴿٢٨﴾: یہ قرآن ہدایت کی راہ تو دکھلاتا ہے مگر اسے جو دیکھنا چاہے مگر جو آنکھیں بند کرلے قرآن اس کے لئے زبردستی نہیں کرسکتا۔

﴿٢٩﴾: صرف تمہاری اپنی خواہش اور چاہت کسی مقصد کے لئے کافی نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق شامل حال نہ ہو۔

تفسیر سورہ الانفطار

﴿٣﴾: اس کی ایک صورت تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ تہہ سے پھٹ کر زمین کے مرکز کی جانب بہنا شروع ہوجائے دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے سمندر ابل پڑیں۔ واللہ اعلم

﴿٤﴾: اور اس میں سے مردے زندہ کرکے نکالے جائیں گے۔

﴿٥﴾: اس فقرہ کے کئی مفہوم ہوسکتے ہیں۔ مثلاً جو کچھ اس نے کیا یا جو کچھ زندگی کے پہلے حصہ میں کیا اور جو کچھ زندگی کے آخری حصے میں کیا یا جو کام انسان نے اپنی زندگی میں کئے اور ان کے جو اثرات موت کے بعد دنیا میں چھوڑ آیا۔

يَآيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿٦﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ

اے انسان! کس چیز نے دھوکے میں ڈالا تجھ کو! تیرے رب کے بارے میں جو بہت کرم کرنے والا ہے⑥ وہ جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے درست کیا

فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿٩﴾

پھر تجھے معتدل بنایا⑦ جس صورت میں اس نے چاہا تجھے جوڑ کر تیار کیا⑧ ہرگز نہیں! بلکہ تم جھٹلاتے ہو جزا (قیامت) کو⑨

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿١٢﴾

اور بیشک تم پر (مقرر) ہیں نگرانی کرنے والے⑩ بہت معزز لکھنے والے⑪ وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو⑫

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿١٣﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿١٤﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿١٥﴾

بیشک نیک لوگ ضرور ہوں گے نعمتوں (کی جنت) میں⑬ اور بلاشبہ بدکار لوگ جہنم میں ہوں گے⑭ وہ داخل ہوں گے اس میں یوم جزا (قیامت) میں⑮

وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿١٦﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ

اور نہ وہ اس سے غائب ہوں گے⑯ اور آپ کو کیا معلوم کہ کیا ہے روز جزا؟⑰ پھر (کہتے ہیں) آپ کو

مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿١٩﴾

ع ١ ١٩ ٧

کیا معلوم کہ کیا ہے روز جزا؟⑱ اس دن نہیں اختیار رکھے گا کوئی نفس کسی نفس کے لئے کچھ بھی اور حکم اُس دن صرف اللہ ہی کا ہوگا⑲

(٨٣) سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ (٨٦) — اٰيَاتُهَا ٣٦ — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿١﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿٢﴾ وَاِذَا

تباہی ہے (ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کے لئے① وہ لوگ کہ جب لیتے ہیں ناپ تول کر (دوسرے) لوگوں سے تو پورا لیتے ہیں② اور جب

كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿٣﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿٤﴾

انہیں ناپ کردیتے ہیں یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں③ کیا ذرا بھی خیال نہیں کرتے یہ لوگ، کہ بیشک وہ اٹھائے جانے والے ہیں؟④

لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٥﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ

ایک بڑے دن میں⑤ وہ دن کہ کھڑے ہوں گے انسان رب العالمین کے سامنے⑥ ہرگز نہیں! بیشک اعمال نامہ بدکردار لوگوں کے

لَفِيْ سِجِّيْنٍ ﴿٧﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿٨﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿٩﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٠﴾

سجین (قیدخانہ) میں ہوں گے⑦ اور کیا جانو تم کیا ہے سجین؟⑧ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی⑨ تباہی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے⑩

⑥: اگر وہ حکمت اور مہربانی کی بنا پر تمہارے جرائم کی پاداش میں تمہیں فوری پکڑ نہیں لیتا تو اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوسکتا کہ وہ پکڑے گا ہی نہیں یا وہ اس کی طاقت میں نہیں رکھتا۔

● پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا تو انتہائی متناسب اعضاء قوی عطا فرمائے کیا یہ اللہ کی نعمت نہیں ہے کہ جانوروں کی طرح انسان کو کھانے کے لئے اپنا منہ اوپر سے نیچے نہیں لانا پڑتا ہے کیا یہ اللہ کا احسان نہیں ہے کہ اس نے ایک ٹانگ لمبی اور دوسری چھوٹی نہیں بنائی۔ ہاتھ اتنا چھوٹا نہیں بنادیا کہ منہ تک لانا ہی مشکل ہوتا۔ انسان کو وقار کے ساتھ دو ٹانگوں پر کھڑا ہونا سکھلایا اور اللہ تعالیٰ نے جیسے چاہا تمہیں پیدا کیا۔ کسی کا زور تو اس پر ہو نہیں سکتا۔ لہٰذا یہ مزید اللہ تعالیٰ کا احسان ہوا۔

⑨: بات ایسے انہیں جیسے کفار باور کراتے ہیں بلکہ اصل خرابی کی جڑ تو یہ ہے کہ تمہارا یوم جزاء پر ایمان ہی نہیں۔ جب انسان کا یوم جزاء پر مفصل ایمان نہ ہو تو صراط مستقیم پر قائم نہیں رہا جاسکتا۔

⑩: کہ بھاگ کر بچ سکیں یا کہیں چھپ جائیں۔

تفسیر سورہ المطففین

①: مطففین۔ طفیف۔ حقیر چیز اور طفف۔ ماپ کا پیمانہ بھرتے وقت تھوڑا سا کم دینا۔

ماپ تول کے اندر کسی بھی طرح سے ہاتھ کی صفائی سے اپنے ساتھی کو نقصان پہنچانا۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ قوم شعیب پر شرک کے علاوہ اس وجہ سے بھی عذاب نازل ہوا تھا۔

جب یہ ان لوگوں کے لئے وعید ہے جو کہ ماپ تول کے ذریعے لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو چوری، ڈاکہ اور زبردستی کے ذریعے لوگوں کے مال اڑاتے ہیں ان کے لئے تو اس سے بھی سخت وعید ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔ ''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ اور نہ ہی ایسے مقدمات اس غرض سے حکام تک لے جاؤ کہ تم دوسروں کے مال کا کچھ حصہ ناحق طور پر ہضم کر جاؤ''۔ (البقرہ: ٢:١٨٨)

⑥: یعنی ہرگز ایسی بات نہیں ہے جیسا کہ یہ سوچتے ہیں قیامت ضرور برپا ہوگی۔

⑧: سجین۔ سجن۔ قیدخانہ

الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿١١﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿١٢﴾

وہ جو جھٹلاتے ہیں یوم جزا (قیامت) کو﴿١١﴾ اور نہیں جھٹلاتا اسے مگر ہر (وہ شخص جو) حد سے گزرنے والا گنہگار ہی﴿١٢﴾

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣﴾ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

جب تلاوت کی جاتی ہیں اُس پر ہماری آیات (تو) وہ کہتا ہے! (یہ) کہانیاں ہیں پہلے لوگوں کی﴿١٣﴾ ہرگز نہیں! بلکہ زنگ چڑھ گیا ہے اُن کے دلوں پر

مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٤﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿١٥﴾

اُن (اعمال بد) کا جو تھے وہ کماتے﴿١٤﴾ ہرگز نہیں! بیشک وہ (کافر) اپنے رب (کے دیدار) سے اس دن اُوٹ میں رکھے جائیں گے (یعنی محروم ہوں گے)﴿١٥﴾

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٧﴾

پھر بیشک وہ ضرور داخل ہوں گے جہنم میں﴿١٦﴾ پھر کہا جائے گا! یہی ہے وہ جس کو تم جھٹلاتے تھے﴿١٧﴾

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿١٨﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿١٩﴾

ہرگز نہیں! بیشک اعمال نامہ نیک لوگوں کا البتہ علّیّین میں ہے﴿١٨﴾ اور آپ کو کیا معلوم کہ کیا ہے علّیّین؟﴿١٩﴾

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿٢٠﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢١﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿٢٢﴾

ایک کتاب ہے لکھی ہوئی﴿٢٠﴾ نگہداشت کرتے ہیں اس کو مقرب فرشتے﴿٢١﴾ بیشک نیک لوگ عیش و آرام میں ہوں گے﴿٢٢﴾

عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿٢٤﴾

بلند مسندوں پر (بیٹھے) نظارہ کررہے ہوں گے﴿٢٣﴾ آپ پہچان لیں گے اُن کے چہروں پر تروتازگی عیش و آرام کی﴿٢٤﴾

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿٢٥﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ

پلائی جائے گی ان کو خالص شراب، مہر لگی ہوئی﴿٢٥﴾ مہر ہوگی اس پر مُشک کی اور اسی میں چاہیے کہ وہ رغبت کریں

الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا

رغبت کرنے والے﴿٢٦﴾ اور اس کی ملاوٹ تسنیم کی ہوگی﴿٢٧﴾ یہ ایک چشمہ ہے، پئیں گے اس میں سے

الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿٢٩﴾

مقرب بندے﴿٢٨﴾ بیشک وہ لوگ جنہوں نے جرم کیے تھے وہ ان لوگوں پر جو ایمان لائے ،ہنستے (تھے)﴿٢٩﴾

وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿٣١﴾

اور جب وہ گزرتے تھے ان (مسلمانوں) کے پاس سے (تو) آپس میں آنکھوں سے اشارے کیا کرتے تھے﴿٣٠﴾ اور جب وہ لوٹتے تھے اپنے گھر والوں کی طرف (تو) لوٹا کرتے تھے (تو مسلمانوں پر) ہنسی کرتے ہوئے﴿٣١﴾

وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿٣٢﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿٣٣﴾

اور جب وہ (کافر) دیکھتے تھے ان (مسلمانوں) کو، (تو) کہا کرتے تھے! بیشک یہی لوگ یقینا گمراہ ہیں﴿٣٢﴾ حالانکہ نہیں بھیجے گئے تھے وہ ان پر نگراں بنا کر﴿٣٣﴾

﴿١٢﴾: اثیم۔کثرت سے گناہ کرنے والا۔ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔جس کے پاس عقل سلیم نہ ہو کہ وہ چیزوں کے منطقی انجام پر غور کرسکے۔نہ ہی خالق کی صفت عدل پر اور اس کی قدرت کاملہ پر یقین ہو۔

﴿١٤﴾: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے اور استغفار کرے اور توبہ کرے تو اس کا دل صاف کردیا جاتا ہے اور دوبارہ گناہ کرے تو نقطہ بڑھ جاتا ہے حتیٰ کہ دل پر چھا جاتا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے“۔(ترمذی)

﴿١٥﴾: یہاں تین قسم کے عذابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

١۔جہنم اور جھیم کا عذاب
٢۔لعنت ملامت کا عذاب
٣۔ اللہ رب العزت سے حجاب کا عذاب اور یہ عذاب سب سے سخت ہوگا۔

دیدار الٰہی کی یہ نعمت صرف اہل جنت کو حاصل ہوگی۔ اہل جہنم اس سے محروم رہیں گے۔ یہ نعمت دیگر تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہوگی۔

﴿٢٥﴾: گویا یہ شراب کی خاص قسم ہوگی جو کہ نہروں سے نہیں بلکہ مہر بند (Sealed) برتنوں میں لاکر پلائی جائے گی۔ان کی مہر کستوری کی ہوگی۔دوسرا معنی یہ ہوگا کہ ایسی شراب ہوگی جو پینے (ختم ہونے) کے بعد دنیا کی شرابوں کی طرح نشہ آور نہ ہوگی بلکہ اس سے کستوری کی خوشبو آرہی ہوگی۔

﴿٢٧﴾: تسنیم جنت میں ایک چشمہ کا نام ہے۔

﴿٣٠﴾: یتغامزون۔غمز۔آنکھوں کے اشاروں سے کسی کی تحقیر کرنا۔

﴿٣١﴾: مزے سے اہل ایمان سے طنز اور تمسخر کے واقعات بیان کرتے۔

﴿٣٢﴾: گمراہ اس لحاظ سے کہتے کہ دنیاوی عیش و اکرام کو جو کہ نقد ہے ترک کر کے تصوراتی (آخرت کی) نعمتوں کے پیچھے لگے ہوتے ہیں۔

﴿٣٣﴾: یہ کہ ہر وقت مسلمانوں کی نگرانی کرتے پھریں اور تنقید و تمسخر کا نشانہ بنائیں۔

فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ

سو آج وہ لوگ جو ایمان لائے (دنیا میں) کافروں پر (آج یہ) ہنس رہے ہوں گے ﴿۳۴﴾ بلند مسندوں (بیڈ) پر (بیٹھے ان کافروں کو)

يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع

دیکھ رہے ہوں گے ﴿۳۵﴾ (کہ) کیا بدلہ دیے گئے کافر اس کا جو تھے وہ کرتے؟ ﴿۳۶﴾

ع ۱/۳۶ ۸

(۸۴) سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ (۸۳)

اٰيَاتُهَا ۲۵ — رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿۱﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ﴿۳﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا ﴿۱﴾ اور وہ کان لگائے ہوئے ہے اپنے رب (کے حکم) کے لئے اور اس کے لائق یہی ہے ﴿۲﴾ اور جب زمین ہموار کردی جائے گی ﴿۳﴾

وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ﴿۴﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ

اور وہ ڈال دے گی (زمین سے نکال کر باہر) جو کچھ اس میں ہے اور وہ خالی ہوجائے گی ﴿۴﴾ اور وہ کان لگائے ہوئے ہے، اپنے رب (کے حکم) کے لئے اور اس کے لائق یہی ہے ﴿۵﴾ اے انسان! بیشک تو

كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ﴿۷﴾ فَسَوْفَ

محنت (یعنی بامشقت کام) کررہا ہے اپنے رب کی طرف خوب محنت، پھر تو اس (اللہ) سے ملنے والا ہے ﴿۶﴾ پھر لیکن جسے دیا جائے گا اس کا اعمال نامہ، اس کے دائیں ہاتھ میں ﴿۷﴾ سو عنقریب

يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿۸﴾ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۹﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ

اس سے حساب لیا جائے گا، حساب نہایت آسان ﴿۸﴾ اور وہ لوٹے گا اپنے اہل کی طرف خوشی خوشی ﴿۹﴾ اور لیکن وہ جس کو دیا جائے گا اعمال نامہ اس کے

وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ

پیٹھ کے پیچھے سے ﴿۱۰﴾ تو بس وہ عنقریب پکارے گا ہلاکت کو ﴿۱۱﴾ اور وہ داخل ہوگا دہکتی آگ میں ﴿۱۲﴾ بلاشبہ وہ تھا (دنیا میں) اپنے اہل وعیال میں

مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾ بَلٰۤى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ

خوش وخرم ﴿۱۳﴾ بیشک اُس نے سمجھا تھا کہ ہرگز نہیں، وہ (اللہ کی طرف) لوٹ کر جائے گا ﴿۱۴﴾ کیوں نہیں (ضرور واپس ہوگا) بیشک اُس کا رب تھا اُس کو خوب دیکھنے والا ﴿۱۵﴾ تو میں قسم کھاتا ہوں

بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾

شفق (شام کی سرخی) کی ﴿۱۶﴾ اور رات کی جو کچھ وہ سمیٹتی ہے ﴿۱۷﴾ اور چاند کی جب وہ مکمل ہوجاتا ہے ﴿۱۸﴾ تم بھی ضرور چڑھو گے درجہ بدرجہ (ایک حالت سے دوسرے حالت کی طرف) ﴿۱۹﴾

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ السجدة

پھر کیا ہوا ان (کافروں) کو کہ وہ نہیں ایمان لاتے؟ ﴿۲۰﴾ اور جب پڑھا جاتا ہے اُن پر قرآن تو نہیں وہ سجدہ کرتے ﴿۲۱﴾

معانقة ۱۲ عند المتاخرين ۱۲

السجدة ۱۲

﴿۳۶﴾: اس میں لطیف طنز ہے۔ دنیا میں کفار مسلمانوں کا مذاق ثواب کا کام سمجھ کرتے تھے۔

تفسیر سورہ الانشقاق

﴿۲﴾: آذن لہ۔ کسی کے حکم کو غور سے سننا تا کہ اس پر عمل کیا جائے۔

واضح رہے کہ جن و انسان کے علاوہ کائنات کی کسی چیز کو بھی اللہ کا حکم ماننے یا نہ ماننے کا اختیار ہی نہیں دیا گیا بلکہ اضطراری طور پر سب کو حکم ماننا پڑتا ہے۔

﴿۳﴾: سمندر خشک ہو کر زمین میں شامل ہو جائیں گے۔ پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے اور اسی طرح دیگر نیچی اونچی سب سلوٹیں برابر کردی جائیں گی۔

﴿۴﴾: تمام مُردے اور ان کے جسم کے اجزاء وغیرہ۔ اس کے علاوہ وہ خزانے بھی باہر نکل آئیں گے۔

﴿۶﴾: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یوم قیامت جس شخص سے حساب لیا جائے گا وہ تباہ ہوجائے گا" میں نے کہا "یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جس کو اعمال نامہ اسکے دائیں ہاتھ میں دیا گیا اس سے جلدی آسان حساب لیا جائے گا' آپ نے فرمایا۔ یہ محض پیشی ہوگی۔" ان کے اعمال بتلا دیئے جائیں گے اور جس کے حساب کی تحقیق شروع ہوگئی وہ تباہ ہو جائے گا"۔ (بخاری)

﴿۱۱﴾: دوسری جگہ فرمایا جن کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہیں گے کاش ہمیں ہمارا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا۔ (الحاقہ:۶۹:۲۵)

﴿۱۳﴾: نہ کسی دینی نہ کسی اخلاقی پابندی کی ضرورت۔ ہر جانب سے حلال و حرام اکٹھا کر کے متمول ہوا اور گھر والوں کو بھی متمول رکھا۔

﴿۱۴﴾: یحور۔ حار۔ گھوم پھر کر اسی جگہ واپس آجاتا جہاں سے ابتداء ہوئی تھی۔ محور (Axel) اس مرکز کو کہتے ہیں جس کے گرد کوئی چیز گھومتی ہے۔

﴿۱۵﴾: وہ اللہ کی مکمل نگرانی میں تھا بچ کر کہاں جا سکتا تھا۔

﴿۱۷﴾: رات کو سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں حتٰی کے حیوانات اور پرندے بھی واپس اپنے اپنے گھونسلوں میں آجاتے ہیں۔

﴿۱۸﴾: چاند بھی واپس اپنی مکمل شکل میں لوٹتا ہے تو وہ چودہویں کا چاند ہوتا ہے۔

﴿۱۹﴾: پہلے انسان نطفہ تھا پھر رحم میں قرار پکڑا۔ رحم میں سات حالتوں پر رہا پھر پیدائش، پھر بچپن، جوانی، بڑھاپا، موت، غرض انسان کو مجبوراً اگلی حالت کی طرف جانا ہی پڑتا ہے۔

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ

بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ جھٹلاتے ہیں (اس کو)۲۲ اور اللہ خوب جانتا ہے، اس کو جو کچھ (دلوں میں) بھر رکھا ہے۲۳ تو آپ انہیں خوشخبری دے دیجئے

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

ع ۱ ۲۵ ۹

دردناک عذاب کی۲۴ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک، ان کے لئے اجر ہے جو نہ ختم ہونے والا ہے۲۵

اٰیاتہا ۲۲ (۸۵) سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ (۲۷) رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾

قسم ہے آسمانوں کی جو برجوں والا ہے۱ اور (قیامت کے) دن، وعدہ دیئے ہوئے کی۲ اور حاضر ہونے والے (جمعہ کو) اور حاضر کئے ہوئے (یوم عرفہ) کی۳

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿۶﴾

ہلاک کئے گئے خندقوں والے۴ (یعنی) آگ ایندھن والی (دہکتی ہوئی)۵ جبکہ وہ اس پر بیٹھے ہوئے تھے۶

وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ

اور وہ اس کو جو کچھ وہ کررہے تھے، مومنوں کے ساتھ (خود) دیکھ رہے تھے۷ اور نہیں بدلہ لیا تھا انہوں نے ان سے ،مگر اس کا کہ

يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۸﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وہ ایمان لے آئے تھے اللہ پر جو زبردست ، نہایت قابل تعریف ہے۸ وہ ذات کہ اسی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اور اللہ ہر چیز کو خوب دیکھ رہا ہے۹ بیشک وہ لوگ جنہوں نے آزمائش (آگ) میں ڈالا مومن مردوں اور مومن عورتوں کو،

ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ﴿۱۰﴾

پھر نہ توبہ کی انہوں نے ،تو ان کے لئے ہے جہنم کا عذاب اور ان کے لئے ہے عذاب جلانے والا۱۰

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے نیک ان کے لئے ہیں ایسے باغات، کہ بہہ رہی ہیں ان کے نیچے سے نہریں،

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ﴿۱۱﴾ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ﴿۱۳﴾

یہی ہے کامیابی بہت بڑی۱۱ بیشک پکڑ آپ کے رب کی بہت ہی سخت ہے۱۲ بیشک وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۱۳

تفسیر سورہ البروج

(۱): بروج، برج کی جمع ہے۔ ہر نمایاں اور ظاہر ہونے والی چیز کو برج کہا جاتا ہے ۔ غالباً اس سے مراد سیارے اور ستارے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۳): شاھد عام لوگ ہیں جو مشاہدہ کریں گے اور مشہور قیامت کا دن ہے یا شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے اور مشہور عرفہ کا دن ہے۔ سیاق کے لحاظ سے پہلی بات زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

(۵): تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایمان کو کئی دفعہ دین سے ہٹانے کے لئے آگ میں ڈلوایا گیا۔

''اصحاب الاخدود'' (کھائیوں والے) کا طویل قصہ کتب صحاح وغیرہ میں مذکور ہے ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قدیم زمانہ میں ایک کافر بادشاہ کے پاس ایک کاہن رہتا تھا۔ جب وہ کاہن بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ کوئی ذھین قسم کا لڑکا مجھے دو تاکہ میں اسے اپنا علم سکھلا دوں باد شاہ نے ایک لڑکا اس کے حوالے کردیا۔ وہ لڑکا ہر روز کاہن کی خدمت میں جا کر کہانت کا علم حاصل کرنے لگا۔ اس کے راستہ میں ایک راہب رہتا تھا جو مسلمان تھا وہ لڑکا خفیہ طور پر اس کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا۔ ایک روز اس نے دیکھا کہ ایک بڑے جانور (شیر یا سانپ) نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے جسے راستہ سے ہٹانے سے وہ عاجز ہے۔ اس نے جانور کو ایک پتھر مارا اور دعا کی کہ ''یا اللہ'' اگر اس راہب کا دین سچا ہے تو اس جانور کو میرے پتھر سے مار ڈال۔ پتھر لگتے ہی وہ جانور مر گیا۔ اسی طرح اس کی شہرت ہوگئی اور اس نے دعا کرکے ایک نابینا کی بینائی بھی واپس دلوادی۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو اس نے راہب اور اندھے کو قتل کروادیا اور لڑکے کو مختلف طریقوں سے قتل کرنے کی کوشش کی مگر وہ قتل نہ ہوا ، آخر لڑکے نے خود ہی بتایا کہ مجھے اس طور پر قتل کرسکتے ہو۔ چنانچہ اس نے صلیب پر لٹکا کر اس لڑکے کی تجویز کے مطابق ''بسم اللہ رب ھذا الغلام'' پڑھ کر اسے تیر مارا اور وہ لڑکا اپنے رب کے نام پر قربان ہوگیا۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے بڑے بڑے گڑھے کھدوائے اور انہیں آگ سے بھرا پھر اعلان کیا کہ جو شخص اسلام سے نہ پھرے گا اسے ان گڑھوں میں جھونک دیا جائے گا۔ لوگ گڑھوں میں ڈالے جارہے تھے لیکن اسلام سے نہیں پھرتے تھے۔

(۱۰): فتنوا۔ فتن وفتنہ۔ کسی چیز کو آگ میں گلانا تاکہ کھرا کھوٹا الگ ہوجائے۔ جن لوگوں نے مؤمنوں کو آگ میں ڈلوانے کے لئے گھڈ ھے کھدوائے اسی آگ نے پھیل کر انہیں بھسم کردیا۔ آخرت میں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔

(۱۳): یبدی۔ بداء۔ ایسی تخلیق جس میں خام مال (Raw Material) بھی خود ہی پیدا کیا جائے۔ یاد رہے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ایک دانہ، ایک مکھی اور ایک ذرہ (Atom) بھی نہیں بنا سکتا۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿١٥﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٦﴾ هَلْ اَتٰىكَ

اور وہی بہت بخشنے والا، بہت محبت کرنے والا ہے﴿١٤﴾ عرش کا مالک بڑی شان والا ہے﴿١٥﴾ کرگزرنے والا ہے، اس (کام) کو، جس کا ارادہ کرتا ہے﴿١٦﴾

حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾

کیا آئی ہے آپ کے پاس بات لشکروں کی﴿١٧﴾ فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی﴿١٨﴾ بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، جھٹلانے میں (لگے ہوئے ہیں)﴿١٩﴾

وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾ ع ١ ٢٢ ١٠

اور اللہ اُن کو ہرطرف سے گھیرے ہوئے ہے﴿٢٠﴾ بلکہ یہ قرآن بڑی شان والا ہے﴿٢١﴾ لوحِ محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے﴿٢٢﴾

اٰيَاتُهَا ١٧ — (٨٦) سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ (٣٦) — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿٣﴾

قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی﴿١﴾ اور کیا معلوم آپ کو کہ کیا ہے وہ رات کو نمودار ہونے والا؟﴿٢﴾ ایک ستارہ ہے چمکتا ہوا﴿٣﴾

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿٤﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾

یقیناً ہرنفس پر ضرور (مقرر) ہے ایک نگہبان (محافظ)﴿٤﴾ چنانچہ چاہئے کہ دیکھے (یعنی غور کرے) انسان! کہ کس چیز سے وہ پیدا کیا گیا ہے﴿٥﴾

خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿٧﴾

پیدا کیا گیا ہے وہ اُچھلنے والے پانی سے﴿٦﴾ وہ نکلتا ہے درمیان سے پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے﴿٧﴾

اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿٩﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ

بیشک وہ (اللہ) اس (انسان) کے لوٹانے (دوبارہ پیدا کرنے) پر قادر ہے﴿٨﴾ جس دن ظاہر کئے جائیں گے تمام راز﴿٩﴾ تو نہ ہوگی اس (انسان) کے لئے کوئی قوت

وَّلَا نَاصِرٍ ﴿١٠﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿١١﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿١٢﴾

اور نہ ہوگا کوئی مددگار﴿١٠﴾ قسم ہے آسمان کی، بار بار بارش برسانے والے کی﴿١١﴾ اور زمین پھٹنے والے کی﴿١٢﴾

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿١٥﴾

بیشک وہ (یہ قرآن) یقیناً قول (بات) فیصل ہے﴿١٣﴾ اور نہیں ہے وہ (کلام) ہنسی مذاق﴿١٤﴾ بیشک وہ (کافر) تدبیر کرتے ہیں ایک تدبیر﴿١٥﴾

وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾ ع ١ ١٧ ١١

اور میں بھی تدبیر کرتا ہوں ایک تدبیر﴿١٦﴾ تو (اے نبیؐ) آپ مہلت دیجئے! کافروں کو مہلت دینا تھوڑی سی﴿١٧﴾

﴿١٤﴾: اگر اللہ تعالیٰ کے اس طرح کے کٹر دشمن بھی اپنے کئے پر نادم ہوکر صراط المستقیم پر آجائیں تو انہیں بھی بخش دیتا ہے۔

﴿١٦﴾: اللہ تعالیٰ جو کرنے کا ارادہ فرمائے اسے کوئی بھی ٹوکنے والا یا ٹالنے والا نہیں۔

﴿١٨﴾: ان قوموں کو لشکر کہنا ہی دلیل ہے کہ یہ بہت طاقتور قومیں تھیں۔ تہذیب و تمدن میں ترقی یافتہ تھیں۔ فرعون کے لشکر بہت بڑے اور مضبوط تھے جبکہ ثمود نے پہاڑ تراش کر شہروں کے شہر پہاڑوں میں آباد کرر کھے تھے۔

تفسیر سورہ الطارق

﴿١﴾: الطارق۔ طریق۔ راستہ اور طارق راستہ پر چلنے والے۔ عموماً رات کو آنیوالے مسافر کو طارق کہا جاتا ہے۔ اسی نسبت سے ستاروں کو جو رات کو ظاہر ہوتے ہیں ان کو بھی طارق کہا جاتا ہے۔ مگر یہاں شہاب ثاقب مراد ہے۔

﴿٤﴾: جو اسے شہاب ثاقب اور دیگر بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ خود اللہ رب العزت کی ذات ہے جس نے کائنات کی ہر چیز کو سنبھالا ہوا ہے۔

دوسری جگہ یوں فرمایا۔

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ

''بیشک تم پر (فرشتے) محافظ مقرر ہیں''۔ (الانفطار ٨٢:١٠)

● واضح رہے کہ حفاظت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف براہ راست ہو یا فرشتوں کی جانب بات ایک ہی ہے۔

﴿٧﴾: مرد کے وہ غدود جن میں مادہ منویہ پیدا ہوتا ہے (Testicles) ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ پھر پیدائش سے پہلے یا اس کے کچھ دیر بعد یہ فوطوں میں اتر جاتے ہیں کیونکہ وہاں درجہ حرارت چند ڈگری کم ہوتا ہے اور وہی درجہ حرارت ان کے عمل کے لئے درکار ہوتا ہے۔ مگر ان کے کنٹرول کا مرکز وہی یعنی ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان ہی رہتا ہے۔

﴿٩﴾: ایسے اعمال جو دنیا میں راز ہی رہ گئے تھے وہ بھی کھل جائیں گے مثلاً اگر کسی نے بم کا دھماکہ کرکے لاکھوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچادیا مگر دنیا میں یہ راز نہ کھل سکا کہ یہ کس کی شرارت تھی۔ ایسے اعمال جن کی نیت تو کرلی گئی مگر کام نہ ہوسکا وغیرہ۔

﴿١١﴾: رجع کے معانی پلٹنا ہے۔ اکثر مفسرین نے بارش مراد لی ہے جو بار بار ہوتی ہے۔

﴿١٢﴾: اور اس میں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں نیز بیج کی ننھی منی کونپلیں بھی اس زمین سے پھاڑتے ہوئے باہر نکل آتی ہیں۔

﴿١٦﴾: ان کی تدبیر یہ ہے اسلام کی اس شمع کو گل کردیا جائے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے بھی خفیہ چال کا ذکر فرمایا ہے یہ مشکلات اسلوب ہے۔

ایاتہا ۱۹ (۸۷) سُوْرَةُ الْاَعْلٰی مَكِّيَّةٌ (۸) رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝١ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝٢ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝٣ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ

تسبیح کیجئے! اپنے رب کے نام کی جو سب سے بلند ہے① وہ جس نے پیدا کیا پھر درست کیا② اور وہ جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی③ اور وہ جس نے نکالا

الْمَرْعٰى ۝٤ فَجَعَلَهٗ غُثَاۗءً اَحْوٰى ۝٥ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝٦ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ

چارا (زمین سے)④ پھر بنا دیا اس کو خشک چورا، سیاہ⑤ عنقریب ہم پڑھائیں گے آپ کو (قرآن) پھر نہیں بھولیں گے آپ⑥ سوائے اس کے جو چاہے اللہ، بلاشبہ وہی جانتا ہے

الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝٧ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝٨ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝٩ سَيَذَّكَّرُ

ظاہر کو بھی اور (اس کو بھی) جو پوشیدہ ہے⑦ اور ہم آپ کو سہولت دیں گے، آسان طریقہ کی⑧ سو نصیحت کرتے رہئے آپ اگر نفع دے نصیحت⑨ عنقریب نصیحت

مَنْ يَّخْشٰى ۝١٠ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝١١ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝١٢ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا

حاصل کرے گا وہ جو ڈرتا ہے (اللہ سے)⑩ اور دور رہے گا اُس سے بدبخت⑪ وہ جو داخل ہوگا بہت بڑی آگ میں⑫ پھر نہ موت آئے گی اسے اس میں

وَلَا يَحْيٰى ۝١٣ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝١٤ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝١٥ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝١٦

اور نہ جئے گا (یعنی تکلیف میں مبتلا رہے گا)⑬ یقیناً فلاح پا گیا، وہ شخص جو پاک ہوا⑭ اور اس نے یاد کیا، نام اپنے رب کا، پھر اس نے نماز پڑھی⑮ بلکہ تم ترجیح دیتے ہو، دنیا کی زندگی کو⑯

ع ۱ ۱۹ ۱۲ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝١٧ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝١٨ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝١٩

جبکہ آخرت بہت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے⑰ بیشک یہی (بات) ہے پہلے صحیفوں میں بھی⑱ (یعنی) صحیفے میں ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے⑲

ایاتہا ۲۶ (۸۸) سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ (۶۸) رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝١ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۝٢ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝٣ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝٤

کیا آ گئی ہے آپؐ کے پاس بات چھا جانے والی (قیامت) کی① کتنے ہی چہرے اُس دن ذلیل (خوف زدہ) ہوں گے② (سخت مشقت سے) عمل کرنے والے تھکے ماندے③ وہ داخل ہوں گے بھڑکتی آگ میں④

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝٥ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝٦ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝٧

وہ پلائے جائیں گے کھولتے ہوئے (پانی کے) چشمے سے⑤ نہیں ہوگا ان کے لئے کھانا سوائے کانٹوں والی جھاڑی کے⑥ نہ وہ موٹا کرے گا اور نہ فائدہ دے گا بھوک سے⑦

تفسیر سورہ الاعلیٰ

①: سبحان ایسی ذات ہوسکتی ہے جو کہ ہر نقص سے پاک ہو۔ بلا شرکت غیرے مختار کل بھی ہو اور کائنات پر مکمل کنٹرول رکھتی ہو۔

②: احسن الخالقین نے ہر شے بہترین انداز میں تخلیق فرمائی۔ اگر اس موضوع پر انتہائی مختصر بھی لکھا جائے تو کتابیں درکار ہیں۔ برفانی علاقوں میں رہنے والے ریچھوں کو ایسے بال عطا فرمائے جو انہیں گرم رکھ سکیں۔ سمندر میں رہنے والی مخلوق کو فطرتی طور پر تیرنا سکھلایا۔ ان کے گلپھڑے ایسے بنائے کہ پانی سے آکسیجن (Extract) نکال سکیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ذہنی صلاحیتیں بخشی ہیں ان کو بروئے کار لانے کے لئے اعضاء بھی ایسے مہیا فرما دیئے جن میں مناسب استعداد ہو۔ مثلاً انسان کے ہاتھ اللہ تعالیٰ نے ایسے پیدا کئے ہیں کہ یہ بے شمار کام کر سکتے ہیں۔

③: مثلاً پرندوں کو یہ صلاحیت بخشی کہ وہ اڑ سکیں یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر یا اندازہ ہے۔ اس کے علا وہ انہیں اس صلاحیت سے فائدہ اٹھانا بھی سکھلا دیا یہ ہدایت ہوئی۔

⑤: اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ جس طرح چارہ کی ہریالی اور بہار ختم ہوگئی اور وہ بھس بن کر رہ گیا ہے اسی طرح تم بھی کسی دھوکہ میں نہ رہنا۔ آج تم زندگی کی بہاریں دیکھ رہے ہو کل تم مٹی کے اندر ہوگے۔

⑦: ابتدائے وحی کے دوران آپ وحی کے ساتھ ہی ساتھ وحی دہراتے تھے تا کہ بھول نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا کہ آپ بس توجہ سے سنا کریں آپ کے دل میں بیٹھانا ہمارے ذمے ہے۔

● یہاں استثنا سے مراد منسوخ آیات ہیں دیکھیں (البقرہ ۲:۱۰۶) یا جیسے ایک مرتبہ آپ ﷺ نماز کے دوران ایک آیت چھوڑ گئے۔

⑧: آسان طریقہ یعنی شریعت کا طریقہ۔ یا وحی کو یاد رکھنا یا خود شریعت آسان بنا دیں گے۔

⑨: اور جو نصیحت سنکر کان بند کر لے یا الٹا مذاق شروع کر دے تو انہیں نصیحت کرنا آپ کے ذمہ نہیں۔

تفسیر سورہ الغاشیہ

①: غاشیۃ۔ غشی۔ ایک چیز کا دوسری چیز کو چھپا کر ڈھانپ لینا۔ غاشیہ جس کی ہیبت ہر کسی پر چھا جائے۔

③: گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں، اونچائی اور گہرائی میں چلتے چلتے تھک کر چور ہو جائیں گے۔

⑥: یہاں مجرموں کی خوراک (ضریع) بتائی گئی ہے اور کئی جگہ پر (زقوم) اور غسلین بھی، ممکن ہے مختلف قسم کے مجرموں کے لئے مختلف قسم کی خوراک ہو۔ اختلاف زمانہ بھی اس کی وجہ ہوسکتی ہے۔

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾ لِّسَعۡيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِيۡ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَّا تَسۡمَعُ

کتنے ہی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے⑧ اپنی کوششوں پر خوش ہوں گے⑨ جنت میں اعلیٰ (قسم کی)⑩ نہیں وہ سنیں گے

فِيۡهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيۡهَا عَيۡنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيۡهَا سُرُرٌ مَّرۡفُوۡعَةٌ ﴿١٣﴾ وَّاَكۡوَابٌ

اس میں کوئی لغویات⑪ اس میں ایک چشمہ جاری ہوگا⑫ اس میں تخت (ہوں گے) اونچے اونچے⑬ اور ساغر

مَّوۡضُوۡعَةٌ ﴿١٤﴾ وَّنَمَارِقُ مَصۡفُوۡفَةٌ ﴿١٥﴾ وَّزَرَابِيُّ مَبۡثُوۡثَةٌ ﴿١٦﴾ اَفَلَا يَنۡظُرُوۡنَ

رکھے ہوئے (ترتیب سے)⑭ اور گاؤ تکیے برابر قطار میں لگے ہوئے⑮ اور قالین بچھے ہوئے⑯ (تو) کیا پھر نہیں دیکھتے

اِلَى الۡاِبِلِ كَيۡفَ خُلِقَتۡ ﴿١٧﴾ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيۡفَ رُفِعَتۡ ﴿١٨﴾ وَاِلَى الۡجِبَالِ

وہ اونٹوں کی طرف، کہ کیسے وہ پیدا کئے گئے؟⑰ اور آسمان کی طرف کیسے وہ بلند کئے گئے؟⑱ اور پہاڑوں کی طرف

كَيۡفَ نُصِبَتۡ ﴿١٩﴾ وَاِلَى الۡاَرۡضِ كَيۡفَ سُطِحَتۡ ﴿٢٠﴾ فَذَكِّرۡ اِنَّمَآ اَنۡتَ

کیسے وہ گاڑے (جمائے) گئے؟⑲ اور زمین کی طرف، کیسے بچھائی گئی وہ؟⑳ سو (اے نبیؐ) آپ نصیحت کرتے رہیں، بس آپ تو

مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَسۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِمُصَيۡطِرٍ ﴿٢٢﴾ اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ

نصیحت ہی کرنے والے ہیں㉑ نہیں ہیں آپ، ان پر کوئی جبر کرنے والے (ذمہ دار)㉒ مگر جس نے روگردانی کی اور کفر کیا㉓ تو اسے عذاب دے گا اللہ،

الۡعَذَابَ الۡاَكۡبَرَ ﴿٢٤﴾ اِنَّ اِلَيۡنَآ اِيَابَهُمۡ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ ﴿٢٦﴾ ع

عذاب بہت بڑا㉔ بلاشبہ ہماری ہی طرف ہے اُن کو لوٹ کر آنا㉕ پھر بیشک ہمارے ہی ذمے ہے، ان کا حساب (لینا)㉖

ع ٢٦/١ ١٣ — النصف

سُوۡرَةُ الۡفَجۡرِ مَكِّيَّةٌ (٨٩) (١٠)

اٰيَاتُهَا ٣٠ — رُكُوۡعُهَا ١

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالۡفَجۡرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشۡرٍ ﴿٢﴾ وَّالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ ﴿٣﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا يَسۡرِ ﴿٤﴾ هَلۡ فِيۡ ذٰلِكَ

قسم ہے، فجر کی① اور دس راتوں کی② اور جفت کی اور طاق کی③ اور رات کی، جب وہ گزر جاتی ہے④ یقیناً اس میں

قَسَمٌ لِّذِيۡ حِجۡرٍ ﴿٥﴾ اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿٦﴾ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ ﴿٧﴾

بہت بڑی قسم ہے، صاحبِ عقل کے لئے؟⑤ کیا نہیں دیکھا آپ نے کہ کیسا برتاؤ کیا، آپ کے رب نے عاد کے ساتھ؟⑥ اِرم (قوم جو) اونچے اونچے ستونوں والی (تھی)⑦

الَّتِيۡ لَمۡ يُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِي الۡبِلَادِ ﴿٨﴾ وَثَمُوۡدَ الَّذِيۡنَ جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ ﴿٩﴾

وہ کہ نہیں پیدا کی گئی اس کی مثل (کوئی قوم) ملکوں میں⑧ اور ثمود (قوم کے ساتھ) جو تراشتے تھے چٹانوں کو وادی میں⑨

⑰: اہل عرب کے لئے اونٹ بہت اہم تھا۔ اونٹ کو صحرائی جہاز کہتے ہیں۔ اس کے بغیر عربوں کے صحراؤں میں سفر قریب قریب ناممکن تھا۔ چنانچہ ان کی توجہ اس کی جانب دلائی گئی ہے۔

⑲: کوئی جسم جو اپنے مرکز کے گرد گھومتا ہو تو اس کے توازن (Balance) میں ہلکی سی بھی کمی آجائے تو مرکز گریز قوت (Net Contrifugal Force) موثر کردار ادا کرتی ہے اور جسم ہچکولے کھانا شروع کر دیتا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے پنکھے کی مثال پر غور کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس کے ایک پر میں کچھ خرابی پیدا ہو جائے تو پورا پنکھا شدت سے لرزنے لگتا ہے یا گاڑی کے پہیئے میں جب اس قسم کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو اس کو بیلنس کروانا پڑتا ہے۔ چنانچہ زمین میں یہ پہاڑ بھی وہی کام کرتے ہیں جو (Wheel Balancing) میں سیسے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے ہیں یہاں ایک طالب علم کے ذہن میں یہ خیال آسکتا ہے اللہ تعالیٰ تو وسیع قدرتوں کے مالک ہیں زمین کو پہلے ہی ایسا متوازن کیوں نہ بنا دیا کہ ایسے پہاڑوں کی ضرورت ہی پیش نہ آتی تو اسکا جواب اسی آیت میں ملتا ہے۔

"کیا ہم نے زمین کو گہوارہ نہیں بنایا اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا"۔ (النبأ: ٧-٦)

اگر زمین شروع ہی سے بیلنس میں ہوتی تو بھی پہاڑوں کی ضرورت رہتی کیونکہ زمین کی اوپر والی تہیں ہوا کے اثرات سے یا کسی اور وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتی پھرتیں اور اس توازن کو بار بار خراب کر دیتیں۔

⑳: ایک عام شخص جب گھر سے باہر نکلتا تو اس کے مشاہدے میں آنیوالی بڑی بڑی چیزیں یہی تھیں۔ اونٹ اس کی سواری، اوپر آسمان اور نیچے پھیلے ہوئے پہاڑ ریتلی اور پتھریلی زمین یہی اللہ کی آیات ہیں جو کہ اس کی قدرت پر غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں۔

㉕: ایاب کی ضد ذھاب ہے ذہاب وایاب۔ آنا و جانا۔

تفسیر سورہ الفجر

①: فجر کا وقت انتہائی بابرکت ہوتا ہے۔ انسان اپنی بہترین ذہنی اور جسمانی استعداد میں ہوتا ہے۔

②: یہاں "دس راتوں" سے مراد کونسی دس راتیں ہیں۔ اس سلسلے میں کئی روایات ملتی ہیں اور ان میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے رمضان کی آخری دس راتیں کہی ہیں۔ بعض مفسرین نے ذوالحجہ کے شروع کے دس ایام اور بعض ذوالحجہ کے آخری دس ایام مراد لیتے ہیں۔ ہم جو سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ مخاطب وہ لوگ ہیں جو کہ آخرت کے منکر ہیں۔ بھلا ان کے لئے رمضان یا ذوالحجہ کی دس راتوں میں کیا کشش ہو سکتی ہے۔
دوسری تفسیر یہ ہے کہ پہلے فجر کی قسم کھائی گئی۔ پھر دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی جس میں سب کچھ آجاتا ہے۔ ان قسموں کی ترتیب بھی اسی جانب اشارہ کرتی ہے۔

⑥: انہیں عاد اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ عاد ارم اس لئے کہ وہ ارم بن سام بن نوح کی اولاد تھے۔ انتہائی لمبے قد مضبوط جسم اور اونچی عمارات بناتے تھے۔

● آثار قدیمہ کے ایک جدید مصری محقق نے دعویٰ کیا ہے۔ اہرامات مصر بنانے والی قوم یہی قوم عاد ہے جو لوگ اتنے اونچے قد کے مالک تھے کہ وہ اہرامات تعمیر کر سکیں۔ کسی اور قوم کے لئے اتنے اونچے اہرام تعمیر کرنا ممکن نہ تھا۔

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١١﴾ فَأَكْثَرُوا

اور فرعون میخوں والے (کے ساتھ)⑩ وہ جنہوں نے سرکشی کی تھی شہروں میں⑪ پھر انہوں نے بہت پھیلایا تھا

فِيهَا الْفَسَادَ ﴿١٢﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿١٣﴾ إِنَّ رَبَّكَ

ان (شہروں) میں فساد⑫ تو برسایا ان پر آپ کے رب نے کوڑا عذاب کا⑬ بیشک آپ کا رب

لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ

گھات میں ہے⑭ پس لیکن انسان (کو) جب بھی آزماتا ہے اُس کو اُس کا رب، پھر وہ عزت بخشتا ہے اس کو

وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ

اور نعمتیں دیتا ہے اُس کو، تو وہ کہتا ہے ! کہ میرے رب نے مجھے عزت بخشی⑮ اور لیکن جب وہ آزماتا ہے اُسے! پھر وہ تنگ کر دیتا ہے اُس پر

رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ﴿١٦﴾ كَلَّا ۖ بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿١٧﴾

اُس کا رزق، تو وہ کہتا ہے ، میرے رب نے میری توہین کی ہے⑯ ہرگز نہیں! بلکہ نہیں تم عزت کرتے یتیم کی⑰

وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿١٨﴾ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ

اور نہیں تم ترغیب دیتے، کھانا کھلانے کی مسکین کو⑱ اور تم کھا جاتے ہو میراث کا مال،

أَكْلًا لَمًّا ﴿١٩﴾ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿٢٠﴾ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ

خوب سمیٹ سمیٹ کر⑲ اور تم محبت کرتے ہو مال سے محبت بہت زیادہ⑳ ہرگز نہیں! جبکوٹ کر برابر کردی جائے گی زمین

دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ

ریزہ ریزہ کرکے㉑ اور آئے گا آپ کا رب اور فرشتے صف بہ صف㉒ اور لائی جائے گی اس دن جہنم،

يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٢٣﴾ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي

اُس دن یاد کرے گا انسان (اپنے کرتوت) اور اب کیا (فائدہ) اس کے یاد کرنے سے㉓ وہ کہے گا! اے کاش! میں نے

قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَلَا يُوثِقُ

آگے بھیجا ہوتا اپنی اس زندگی کے لئے㉔ پھر اُس دن نہیں عذاب دے گا اس (اللہ) جیسا عذاب کوئی بھی㉕ اور نہ جکڑے گا

وَثَاقَهُ أَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ

اُس جیسا جکڑنا کوئی بھی㉖ اے روح اطمنان والی㉗ واپس لوٹ اپنے رب کی طرف،

رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾ ع ۱ ۳۰ ۱۳

(تو اُس سے) راضی ہے (اور تو اس کے نزدیک) پسندیدہ ہے㉘ پھر تو داخل ہو میرے (خاص) بندوں میں㉙ اور تو داخل ہو میری جنت میں㉚

⑩: اسے میخوں والا یا کیلوں والا اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کی سلطنت بڑی مضبوط تھی جیسے زمین میں اس کی جڑیں بہت گہری ہوں۔ اور شائد اس لئے کہ وہ لوگوں کو میخوں سے عذاب دیا کرتا تھا کہا جاتا ہے کہ اپنی بیوی آسیہ جو کہ اہل ایمان تھیں اور صحیح حدیث کے مطابق ایمان والوں میں بہت بلند درجے کی حامل تھیں کو بھی ظالم نے میخوں میں لگوا کر شہید کر دیا اور کہا جاتا ہے کہ فوجوں کی کثرت کی وجہ سے بھی اسے میخوں والا کہا گیا ہے جس کے لا تعداد خیمے میخوں سے نصب کئے جاتے تھے۔

⑭: گھات ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے دشمن یا شکار کی نگرانی کی جا سکے، اس انداز میں کہ اسے معلوم نہ ہو سکے چنانچہ ظالم لوگ جو اللہ کے عذاب سے غافل ہیں ایک حد کے بعد اللہ انہیں ایسے دبوچ لے گا جیسے گھات والا دبوچ لیتا ہے۔ اس آیت میں انسان کے لئے سوچنے اور فکر کرنے کے بہت سے مواقع ہیں۔

⑯: اگر رزق میں تنگی آتی ہے تو سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے۔ گویا اس نے مال کی کمی کو ہی ذلت سمجھ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحت اور سلامت اعضاء دیئے ہیں اس کا شکر ادا کرنے کا شعور نہیں ہے۔ سب کچھ دنیا ہی کو سمجھ رکھا ہے اور آخرت کی ان کے ہاں کوئی وقعت ہی نہیں۔ یہ بات اسے سمجھ میں ہی نہیں آتی کہ کبھی اللہ تعالیٰ زیادہ مال دیکر آزماتے ہیں اور کبھی تنگی دے کر آزماتے ہیں۔ حالانکہ مال کے ذریعے کی جانے والی آزمائش سے تنگدستی کے ذریعے کی جانے والی آزمائش سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔

⑲: یہ ہرگز ممکن نہیں کہ تم حرام مال ہڑپ کرتے جاؤ اور تم سے باز پرس نہ کی جائے۔

㉒: یہ میدان محشر کا منظر ہے۔ لوگ قبروں سے کھنچے چلے جا رہے ہوں گے۔ اللہ رب العزت والجلال فیصلے کرنے تشریف لا رہے ہوں گے۔ فرشتے صفیں باندھیں کھڑے ہوں گے۔ بعض لوگوں کو اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے بڑی الجھن اور دقت ہوتی ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ماننا پڑے گا۔ یہ ماننا ان کے لئے بڑا مشکل ہے چاہے قرآن کی تاویل کرنا پڑے اور صحیح احادیث کا انکار کرنا پڑے۔ درج ذیل حدیث سے بھی اللہ کا نزول ثابت ہوتا ہے۔

● حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”ہمارا رب ہر رات جب آخر تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے کون مجھ سے دعا کرتا ہے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے کچھ مانگتا ہے میں اس کو دوں۔ کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اس کے گناہ معاف کروں“۔ (بخاری)

㉗: جس نے حق کی اتباع اطمینان کے ساتھ کی وہ نفس مطمئنہ ہے۔

(٩٠) سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ (٣٥)

اٰیَاتُهَا ٢٠ — رُکُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ① وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ② وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ③ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی① اور آپ کے لئے (جنگ) حلال (ہونے والی) ہے اس شہر میں② اور (قسم ہے آپ کے) والد (آدمؑ) کی اور جسے اس نے جنا③ بلاشبہ پیدا کیا ہم نے انسان کو

فِیْ کَبَدٍ ④ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ⑤ یَقُوْلُ اَهْلَکْتُ مَالًا لُّبَدًا ⑥ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ

مشقت میں④ کیا خیال کرتا ہے وہ یہ کہ ہرگز نہیں قادر ہو سکے گا اس پر کوئی؟⑤ وہ کہتا ہے! کہ لٹا دیا میں نے مال ڈھیروں⑥ کیا سمجھتا ہے وہ یہ کہ نہیں دیکھا اس کو

اَحَدٌ ⑦ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ ⑧ وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ ⑨ وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ ⑩ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ⑪

کسی نے؟⑦ کیا نہیں بنائیں ہم نے؟ اُس کے لئے دو آنکھیں؟⑧ اور ایک زبان اور دو ہونٹ؟⑨ اور بتلا دیئے ہم نے ان کو دونوں راستے⑩ پھر نہیں وہ داخل ہوا دشوار گھاٹی میں⑪

وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا الْعَقَبَةُ ⑫ فَکُّ رَقَبَةٍ ⑬ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ⑭ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ⑮

اور کیا معلوم آپ کو کہ کیا ہے وہ گھاٹی؟⑫ (وہ) چھڑانا ہے گردن کا⑬ یا کھانا کھلانا ایسے دن میں جو فاقے والے ہوں⑭ کسی یتیم رشتہ دار کو⑮

اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ⑯ ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ⑰

یا مسکین (کو جو) خاک میں پڑا ہوا ہو⑯ پھر ہو وہ ان لوگوں میں سے، جو ایمان لائے اور انہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی صبر کرنے کی اور انہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی رحم کرنے کی⑰

اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ⑱ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ⑲ عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ⑳

یہی لوگ ہیں دائیں (ہاتھ) والے⑱ اور وہ لوگ! جنہوں نے کفر کیا، ہماری آیات کے ساتھ، وہ بائیں (ہاتھ) والے ہیں⑲ ان پر آگ (ہوگی) ہر طرف سے بند کی ہوئی۔⑳

ع ١ / ٢٠ / ١٥

(٩١) سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَکِّیَّةٌ (٢٦)

اٰیَاتُهَا ١٥ — رُکُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ① وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ② وَالنَّهَارِ اِذَا

قسم ہے سورج کی اور اُس کے دھوپ چڑھنے کی① اور چاند کی جب وہ آتا ہے اس کے پیچھے② اور دن کی جب

جَلّٰهَا ③ وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰهَا ④ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ⑤

وہ روشن کر دیتا ہے اس (سورج) کو③ اور رات کی جب وہ اس (سورج) کو ڈھانپ لیتی ہے④ اور آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اس کو بنایا⑤

تفسیر سورہ البلد

①: یہاں "لا" زائدہ ہے تفصیل کے لئے دیکھیں (القیامہ ٧٥:١)
مسلمانوں کے علاوہ مشرکین مکہ کے قریب بھی مکہ کی اہمیت مسلم تھی۔

②: ابوشریح نے عمرو بن سعید (جو یزید کی طرف سے حاکم مدینہ تھا) سے کہا کہ "رسول اللہ نے فتح مکہ کے دوسرے دن خطبہ ارشاد فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا۔ اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے۔ لوگوں نے نہیں کیا جو شخص اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے یہاں نہ خون بہانا درست ہے اور نہ کوئی درخت کاٹنا۔ اور اگر کوئی شخص یہ دلیل لے کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں لڑے تو تم اسی سے کہو۔ اللہ نے اپنے رسول کو (فتح مکہ کے دن) خاص اجازت دی تھی جو تمہیں نہیں دی۔ اور مجھے بھی صرف ایک گھڑی اجازت دی گئی۔ اس کے بعد اس کی وہی حرمت بنا دی جو کل تھی اور جو شخص یہاں موجود ہے اس کو یہ باتیں بتلا دے جو یہاں موجود نہیں"۔ (بخاری)

نصف الحزب (منزل ٧)

⑦: کہ مال اس نے اس کی نافرمانی میں خرچ کیا ہے یا اس کی رضا کے لئے؟ اور مال اس نے کمایا کس طرح سے ہے؟

⑪: عقبہ۔ ایسی دشوار گزار چڑھائی جس پر چڑھنا سہل نہ ہو۔ مراد یہ ہے شیطانی ترغیبات اور نفس کی خواہشات کے برعکس اخلاقی بلندیوں پر لے جانے والا راستہ اختیار نہ کیا۔

⑫: فضول خرچی کر کے ڈینگیں مارنے کے بجائے مال خرچ کرنے کے یہ اصل مصرف ہیں۔

تفسیر سورہ الشّمس

①: ضحیٰ۔ چاشت کا وقت جب روشنی کے ساتھ ساتھ گرمی بھی انسان کو متاثر کرنا شروع کر دے۔

⑤: دوسری صورت میں اگر "ما" کو "من" کی بجائے "ما" ہی کے معنی میں لیا جائے۔ اس صورت میں یہ معنی یہ ہوگا۔ "اور آسمان کی قسم جیسا کہ شان و عظمت والا اسے بنایا ہے"۔

⑦: اس کے بھی آیت نمبر ٥ کی طرح دو معنی ہو سکتے ہیں۔ دوسرا یوں ہوگا کہ زمین کو اس طرح پھیلایا کہ وہ انسان کے رہنے سہنے کے قابل ہو جائے۔

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا (٦) وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا (٧) فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا (٨)

اور زمین کی اور اس (ذات) کی جس نے اس کو بچھایا (٦) اور نفسِ (انسانی) کی اور اس ذات کی جس نے اس کو ہموار کیا (٧) پھر الہام کردی اس پر اس کی بدکرداری اور اس کی پرہیز گاری (٨)

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا (٩) وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (١٠) كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ (١١)

یقینا فلاح پا گیا وہ جس نے پاک کیا (نفس) کو (٩) اور یقینا ناکام ہوا، وہ جس نے خاک میں ملایا اس کو (١٠) جھٹلایا (قوم) ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے (١١)

اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا (١٢) فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا (١٣) فَكَذَّبُوْهُ

جب اٹھا بڑا بدبخت اس (قوم) کا (١٢) تو کہا! اُن سے اللہ کے رسول (صالح) نے کہ (ڈرو) اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پلانے کی باری سے (١٣) چنانچہ انہوں نے جھٹلایا اس کو،

فَعَقَرُوْهَا ۪ۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا (١٤) وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا (١٥) ع ١٥/١٦

پھر انہوں نے اُس کو ہلاک کردیا، تو تباہی ڈال دی اُن پر اُن کے رب نے ان کے گناہ کی وجہ سے پھر (ہلاک کر کے) برابر کردیا اُن کو (١٤) اور نہیں اسے خوف اس (تباہی) کے انجام کا (١٥)

(٩٢) سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ (٩)

اٰيَاتُهَا ٢١ — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى (١) وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى (٢) وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى (٣) اِنَّ

قسم ہے رات کی، جب وہ ڈھانپ جاتی ہے (١) اور دن کی، جب وہ روشن ہوتا ہے (٢) اور اس (ذات) کی، جس نے پیدا کیا نر اور مادہ (٣) بیشک

سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى (٤) فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى (٥) وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى (٦) فَسَنُيَسِّرُهٗ

تمہاری کوشش مختلف قسم کی ہے (٤) چنانچہ وہ جس نے دیا (مال اللہ کی راہ میں) اور ڈرتا رہا (٥) اور اُس نے تصدیق کی نیک بات کی (٦) تو ہم اُس کے لئے سہولت دیں گے،

لِلْيُسْرٰى (٧) وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى (٨) وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى (٩) فَسَنُيَسِّرُهٗ

آسان راہ کے لئے (٧) اور لیکن جس نے بخل کیا اور بے پرواہ ہوا (٨) اور اس نے جھٹلایا بھلائی کو (٩) تو یقینا ہم اسے سہولت دیں گے

لِلْعُسْرٰى (١٠) وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى (١١) اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى (١٢) وَاِنَّ لَنَا

مشکل (بُرے) راہ کی (١٠) اور نہ کام آئے گا اُس کے اُس کا مال، جب وہ (جہنم میں) گرے گا (١١) بیشک ہمارے ہی ذمہ ہے راہ دکھانا (١٢) اور بیشک ہمارے ہی لئے ہے (اختیار میں)

لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى (١٣) فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى (١٤) لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى (١٥)

آخرت اور دنیا (١٣) پس میں نے خبردار کردیا ہے تم کو ایسی آگ سے جو بھڑک رہی ہے (١٤) نہیں اُس میں داخل ہوگا مگر بڑا بدبخت ہی (١٥)

الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى (١٦) وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى (١٧) الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى (١٨)

وہ جس نے جھٹلایا اور رُوگردانی کی (١٦) اور عنقریب دور رکھا جائے گا اُس سے بڑا پرہیزگار (١٧) وہ جو دیتا ہے اپنا مال پاکیزگی کے لئے (١٨)

(٧): اس کے اندر وہ صلاحیتیں رکھ دیں جو اسے اپنی ڈیوٹی کی انجام دہی کے لئے ضروری تھیں۔ دینی صلاحیتیں اور جسمانی صلاحیتیں۔ یعنی انسان کو بہترین شکل میں پیدا کیا گیا ہے۔ پیدائشی طور پر اس میں کمی نہیں رکھی گئی۔ اس سے عیسائیوں کے اس عقیدہ کا بھی رد ہوتا ہے جس کے مطابق انسان اپنے باپ آدم کا گناہ لئے ہوئے پیدا ہوتا ہے اور وہ فطری طور پر گناہگار رہتا ہے۔

(٨): حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا کرتے تھے۔ (اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا وَأَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا) ''اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ دے اور اسے پاک کر، تجھ سے بڑھ کر کوئی اسے پاک نہیں کرسکتا۔ تو ہی اس کا کارساز اور مولیٰ ہے''۔ (نسائی)

الہام۔ جو بات اللہ تعالیٰ یا ملا اعلیٰ کی جانب سے بلا واسطہ دل میں ڈال دی جائے۔ الہام کا اطلاق صرف ذوی العقول پر ہی ہوتا ہے جبکہ وحی عام ہے۔

(١٠): پستی کو چلا یا گیا۔ عزیمت یعنی اسلام کا رستہ ترک کر کے شیطان یعنی پستی کا طریقہ اختیار کیا۔

(١١): اپنے رسول کو یعنی صالح کو جھٹلایا۔ قوم ثمود کا علاقہ جغرافیائی طور پر اہل مکہ سے قریب ترین تھا اور ان کے قصے اہل مکہ کے زبان زد عام تھے۔

(١٢): روایات میں اس کا نام قدار ابن سالف بتایا گیا ہے جو مضبوط جسم کا مالک تھا۔

(١٣): یہ اونٹنی قوم کے مطالبہ پر بطور معجزہ پہاڑ سے برآمد ہوئی تھی۔ حضرت صالح نے انہیں تنبیہہ کردی تھی کہ اس اونٹنی کو تکلیف پہنچانے سے بچو ورنہ تم عذاب الٰہی سے نہ بچ سکو گے۔

تفسیر سورہ الیل

(٤): جب تمہاری جدو جہد مختلف ہے تو منطقی طور پر اس کا انجام بھی مختلف ہوگا۔

(٥): حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہر صبح دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک یہ کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنیوالے کو اس کے عوض اور مال دے اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ بخل کرنے والے کے مال کو تلف کردے''۔

(٧): وہ سہل راہ دین فطرت یعنی اسلام ہے جو اس پر چل نہیں رہا ہوتا اسے تو مشکل معلوم ہوتی ہے جبکہ چلنے والے کے لئے آسان ہوتی ہے۔

(١٢): فطرت میں خیر و شر کی تمیز رکھنے کے باوجود ہم ہدایت بھی دیتے ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ اور کتابیں بھیج کردی گئی۔

(١٩): یہ مال نہ تو شہرت کی خاطر خرچ کیا۔ نہ ہی کسی کا احسان اتارنے کے لئے بلکہ محض اللہ کی رضا کے لئے خرچ کیا۔ یہ آیات حضرت ابوبکر ؓ کی شان میں نازل ہوئیں۔ آپ قریش کے متمول فرد تھے۔ کپڑے کے تاجر تھے جب نومسلم غلاموں کو ان کے مالک اسلام قبول کرنے کی وجہ سے زدوکوب کرتے تو آپ ﷺ حضرت ابوبکر ؓ سے کہتے کہ انہیں آزاد کراؤ۔ حضرت ابوبکر انکی منہ مانگی قیمت ادا کر کے انہیں آزاد کروا دیتے۔

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿١٩﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿٢١﴾ ع ١/٢١ ١٧

اورنہیں ہے کسی کا بھی اس کے پاس کوئی احسان، کہ وہ اس کا بدلہ دیا جائے ﴿١٩﴾ مگر محض خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے ربِ اعلیٰ کی ﴿٢٠﴾ اور عنقریب وہ (اللہ) راضی ہوجائے گا ﴿٢١﴾

اٰيَاتُهَا ١١ — (٩٣) سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ (١١) — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالضُّحٰى ﴿١﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿٢﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿٣﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

قسم ہے دن چڑھے (چاشت کے وقت) کی ﴿١﴾ اور رات کی جب وہ چھا جائے ﴿٢﴾ نہیں چھوڑا آپ کو (اے محمدؐ) آپ کے رب نے اور نہ وہ ناراض ہوا ﴿٣﴾ اور یقیناً بعد کا دور (آخرت) بہت بہتر ہے،

لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿٤﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿٥﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا

آپ کے لئے پہلے دور (دنیا) سے ﴿٤﴾ اور عنقریب عطا کرے گا آپؐ کو آپ کا رب، (کہ) آپ راضی ہوجائیں گے ﴿٥﴾ کیا نہیں پایا (اُس نے) آپ کو یتیم،

فَاٰوٰى ﴿٦﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿٧﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿٨﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ

پھر اُس نے جگہ دی ﴿٦﴾ اور اس نے پایا آپ کو ناواقفِ راہ، تو راہ دکھا دی ﴿٧﴾ اور اس نے پایا آپؐ کو تنگدست تو اس نے غنی کردیا ﴿٨﴾ لہٰذا یتیم!

فَلَا تَقْهَرْ ﴿٩﴾ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿١٠﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١١﴾ ع ١/١١ ١٨

(پر) تو نہ سختی کیجئے ﴿٩﴾ اور جو سائل ہو تو نہ آپ اسے جھڑکئے ﴿١٠﴾ اور جو نعمتیں ہیں آپ کے رب کی، تو ان کو خوب بیان کیجئے ﴿١١﴾

اٰيَاتُهَا ٨ — (٩٤) سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ (١٢) — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾ الَّذِيْٓ

(اے محمدؐ) کیا نہیں کھول دیا ہم نے آپ کے لئے آپؐ کا سینہ؟ ﴿١﴾ اور ہم نے اُتار دیا آپؐ (پر) سے آپ کا بوجھ ﴿٢﴾ وہ (بوجھ)

اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾

جس نے توڑ دی تھی آپ کی کمر ﴿٣﴾ اور ہم نے بلند کردیا آپ کے لئے آپ کا ذکر ﴿٤﴾ پھر یقیناً ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے ﴿٥﴾

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿٧﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿٨﴾ ع ١/٨ ١٩

یقیناً ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے ﴿٦﴾ تو جب آپ فارغ ہوجائیں تو محنت کیجئے ﴿٧﴾ اور اپنے رب کی طرف پھر رغبت کیجئے (دل لگایئے) ﴿٨﴾

﴿٢١﴾: جلد ہی اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجائے گا اور اسے اتنا دے گا کہ وہ راضی ہوجائے گا۔

تفسیر سورہ الضحیٰ

﴿٣﴾: جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی ابتداء ہوئی تو پھر کچھ عرصہ کے لئے وحی رک گئی۔ حتیٰ کہ دشمنوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طعنے دینے شروع کردیئے۔ یہ عرصہ آپ کو بہت گراں ہوا۔ وحی سے بھی آپ کی طبیعت یکدم بوجھ محسوس کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے دن پھر رات کی قسم کھا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی۔ جس طرح دن کی مصروفیات انسان کو تھکا دیتی ہیں تو رات سکون کا پیغام لیکر آتی ہے۔ اسی طرح وحی کی شدت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت میں جو تناؤ پیدا کیا تو یہ وقفہ آپ کے اعصاب کو آرام دینے کے لئے ضروری تھا۔

﴿٥﴾: دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کا غلبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھلا کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کردیں۔

﴿٦﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے دو ماہ پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد وفات پاگئے آپ چھ برس کے تھے کہ والدہ بھی انتقال فرما گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کی مگر جب آپ آٹھ سال کے ہوئے تو وہ بھی وفات پاگئے۔

﴿٧﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت سے پہلے بھی کبھی غیر اللہ کی عبادت نہ کی تھی۔ اس کا مفہوم بس یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شریعت کی تفصیلات کا علم نہ تھا۔

﴿١٠﴾: یہ خالق کائنات کی شان ہے۔ اپنی بہت بڑی نعمتیں جتلانے کے بعد یتیم اور سائل سے حسن سلوک کی نصیحت کی ہے۔ اکیلی یہ دلیل ہی کافی ہے کہ وہی خالق اس یتیم اور سائل کا بھی خالق ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہوں کہ انہیں پریشانیوں سے میں نے تمہیں نجات دی ہے۔ اب اس کے شکر کا طریقہ یہ ہے کہ تو بھی لوگوں کو ان پریشانیوں سے نجات دے۔

﴿١١﴾: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان اللہ تعالیٰ کو پسند ہے مگر اس احتیاط سے کہ کہیں اس میں اللہ کی ''شان'' بیان کرنے کے بجائے اپنی ''شان'' نہ بیان کرنی شروع کردی جائے اور اس میں فخر وغرور کا شائبہ نہ ہو۔ نہ ہی مخاطب یا حاضرین کو مرعوب کرنے کی کوشش ہو۔

تفسیر سورہ الشرح

﴿٢﴾: یہ بوجھ کونسا تھا؟ اردگرد ماحول میں جہالت، کفر، شرک، گمراہی دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کڑھتے تھے۔ مگر آپ کو علم نہیں تھا کہ اس کا کیا علاج ہو یہی وہ ثقیل بوجھ تھا جسے اللہ نے نبوت کے ذریعے ہٹا دیا۔

﴿٤﴾: جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک بھی ہوتا ہے۔

(۹۵) سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ (۲۸) آيَاتُهَا ۸ رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ① وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ② وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ③ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی① اور طور سیناء کی② اور اس (مکہ) شہر امن والے کی③ یقیناً پیدا کیا ہم نے انسان کو،

فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ④ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ⑤ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

بہترین ساخت (شکل وصورت) میں④ پھر ہم نے اس کو لوٹا دیا (پھینک دیا) سب سے نیچے سے نیچے⑤ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور کئے انہوں نے نیک کام

فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ⑥ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ⑦ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ⑧ ع ۱/۸/۲۰

تو اُن کے لئے ہے اجر نہ ختم ہونے والا⑥ پھر کونسی چیز (اے انسان!) تجھے جھٹلانے پر (آمادہ) کرتی ہے اس کے بعد جزا (قیامت) کو؟⑦ کیا نہیں ہے اللہ بڑا حاکم؟ سب حاکموں سے⑧

(۹۶) سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ (۱) آيَاتُهَا ۱۹ رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ① خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ② اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ③

پڑھئے (اے محمدؐ) اپنے رب کے نام سے، وہ جس نے پیدا کیا① اس نے پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے② پڑھئے اور آپ کا رب بڑا ہی کریم ہے③

الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ④ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ⑤ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ⑥

وہ جس نے (علم) سکھایا قلم کے ذریعہ سے④ اس نے سکھایا انسان کو، جو کچھ نہیں وہ جانتا تھا⑤ ہرگز نہیں! بیشک انسان ضرور سرکش ہوجاتا ہے⑥

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ⑦ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ⑧ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ⑨ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ⑩ اَرَءَيْتَ

(اس لئے) کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے بے پرواہ⑦ بلاشبہ آپ کے رب ہی کی طرف واپسی ہے⑧ کیا دیکھا آپؐ نے اس شخص (ابوجہل) کو جو روکتا ہے؟⑨ ایک بندہ (محمدؐ) کو جب وہ نماز پڑھتا ہے⑩ بھلا دیکھو تو!

اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ⑪ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ⑫ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ⑬ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ

اگر ہو (وہ بندہ) راہ راست پر⑪ یا وہ حکم دیتا ہو پرہیزگاری کا⑫ کیا آپ نے دیکھا؟ کہ اگر جھٹلاتا ہو یہ (منع کرنے والا) اور رُوگردانی کرتا ہو⑬ کیا وہ نہیں جانتا، کہ بیشک اللہ

يَرٰى ⑭ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ⑮ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ⑯ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ⑰

دیکھ رہا ہے؟⑭ ہرگز نہیں! اگر وہ نہ باز آیا، تو ہم ضرور گھسیٹیں گے (اسے) پیشانی کے بل⑮ پیشانی (جو) جھوٹی بھی ہے، خطا کار بھی⑯ تو بلا لے وہ اپنی مجلس والوں کو⑰

تفسیر سورہ التین

①: یہاں ان پھلوں کی قسم کھائی گئی ہے یا ان علاقوں کی جہاں پر پھل پیدا ہوتے ہیں یعنی شام اور فلسطین۔ یہاں بکثرت انبیاء تشریف لائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جبل تین یا جبل زیتون کی قسم کھائی گئی ہو جو کہ بیت المقدس کے اردگرد واقع ہیں۔ تاہم اگر سیاق کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ان علاقوں کی قسم کھائی گئی ہے جہاں پر پھل پیدا ہوتا ہے۔

②: یہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام فرمایا تھا۔

③: شہر مکہ جو امن کی جگہ ہے حضرت ابراہیم نے اس کے لئے دعا فرمائی تھی۔

⑤: اس شرف عظیم کے باوجود جو اپنے مقام کو نہ پہچانے وہ جانور سے بھی بدتر ہے کیونکہ جانور اور حتیٰ کہ نباتات اور جمادات بھی اپنے خالق کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ دیکھیں (بنی اسرائیل ۱۷:۴۴)

تفسیر سورہ العلق

⑥: یہ پہلی وحی ہے جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس سے پڑھنے پڑھانے کی اہمیت کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ مزید تاکید اہمیت میں اضافہ کرتی ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ”آپ ﷺ کی نبوت یوں شروع ہوئی کہ آپ کے خواب سچے ہونے لگے۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح سامنے آجاتا۔ پھر آپ کو تنہائی اچھی لگنے لگی۔ آپ غار حرا میں جا کر عبادت کیا کرتے اور کئی کئی راتیں وہاں رہتے، گھر نہ آتے اور توشہ ساتھ لے جاتے۔ پھر اپنے گھر حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے اور اتنا ہی توشہ اور لے جاتے۔ حتیٰ کہ غار حرا میں آپ پر وحی نازل ہوئی۔ آپ ﷺ کے پاس ایک فرشتہ (جبرئیل) آیا اور کہنے لگا۔ ”پڑھئے تو آپ نے فرمایا۔“ میں ان پڑھ ہوں“ آپ کہتے تھے کہ فرشتے نے مجھے زور سے بھینچا پھر چھوڑا اور کہا ”پڑھئے“ میں نے کہا۔ ”میں ان پڑھ ہوں“ پھر دوبارہ اس نے مجھے زور سے بھینچا، پھر چھوڑا اور کہا ”پڑھئے“ میں نے پھر کہا ”میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔“ فرشتہ نے پھر تیسری بار زور سے بھینچا پھر چھوڑا اور کہا: اقرا بسم ربک الذی خلق۔۔مالم یعلم)

پھر آپ اپنے گھر لوٹے اور آپ کے کندھے اور گردن کا گوشت (ڈر کے مارے پھڑک رہا تھا)۔ آ کر حضرت خدیجہؓ سے فرمایا۔ مجھے کپڑا اوڑھا دو، کپڑا اوڑھا دو۔ پھر جب آپ کا ڈر جاتا رہا تو آپ نے حضرت خدیجہؓ سے کہا ”خدیجہ! پتا نہیں مجھے کیا ہوا۔ مجھے تو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔“ پھر آپ نے انہیں سارا واقعہ سنایا۔ (بخاری)

⑯: دماغ اور اس کے وظائف سے متعلق ایک جدید ترین کتاب Essentals of Anotomy and Physiology میں صفحہ ۲۱۱ میں درج ہے کہ دماغ کا سامنے والا حصہ مجرمانہ پلاننگ۔ ظلم و زیادتی کا مرکز ہے۔ یہ وہی حصہ ہے جسے آیت میں (ناصیہ) کہا گیا ہے۔

⑱: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ ادھر سے ابوجہل آ گیا اور کہنے لگا! ”کیا میں نے تمہیں اس حرکت (نماز) سے منع نہ کیا تھا۔ تم جانتے ہو کہ مکہ کی سرزمین میں مجھ سے زیادہ کسی کے ساتھی اور حمایتی نہیں ہیں“۔ (ترمذی)

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿١٨﴾ كَلَّا ۚ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾ ۩

عنقریب ہم بھی بلالیں گے عذاب کے فرشتوں کو⑱ ہرگز نہیں! نہ اطاعت کریں آپ اس کی اور سجدہ کیجئے اور (اللہ کا) قرب حاصل کیجئے⑲

(٩٧) سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ (٢٥)

اٰیَاتُهَا ٥ — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾

بیشک ہم نے نازل کیا ہے اس (قرآن) کو، لیلۃ القدر (شبِ قدر) میں① اور کیا معلوم آپ کو، کہ کیا ہے لیلۃ القدر② لیلۃ القدر بہتر ہے، ہزار مہینوں سے③

تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿٥﴾

نازل ہوتے ہیں فرشتے اور روح (جبرئیل) اس (رات) میں، اجازت سے اپنے رب کی ہر کام کے لئے④ سلامتی (ہی سلامتی) ہے وہ (رات) یہاں تک کہ طلوع ہو (جائے) فجر⑤

(٩٨) سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ (١٠٠)

اٰیَاتُهَا ٨ — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿١﴾

نہیں تھے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، اہل کتاب میں سے اور مشرکین باز رہنے والے (کفر سے) یہاں تک کہ آئے ان کے پاس کھلی دلیل①

رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿٢﴾ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿٣﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

ایک رسول، اللہ کی طرف سے، وہ تلاوت کرتے ہیں صحیفے پاکیزہ کی② ان میں لکھی ہیں تحریریں درست (مضبوط)③ اور نہیں متفرق ہوئے (فرقوں میں) وہ لوگ جنہیں دی گئی کتاب،

إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿٤﴾ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ

مگر اس کے بعد کہ آگئی تھی اُن کے پاس کھلی دلیل④ اور نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں، مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ کی خالص کرتے ہوئے،

وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

اسی کے لئے اپنے دین (بندگی) کو سب طرف سے کٹ کر (یعنی یکسو ہوکر) اور وہ قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ اور یہی ہے دین سیدھا (درست)⑤ بیشک وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا

مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿٦﴾

اہل کتاب اور مشرکین میں سے، (وہ) ہوں گے آتش جہنم میں، وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں۔یہی لوگ ہیں بدترین مخلوق⑥

ع ١٩/٢١ — السجدة ۩ — وقف النبي عليه السلام — ع ١/٥/٢٢

تفسیر سورہ القدر

①: اسے لیلۃ القدر اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ بڑی قدر ومنزلت والی رات ہے اور کہا گیا کہ اس میں تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کی ابتداء کی یا لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس رات قرآن حامل وحی فرشتوں کے حوالے کیا گیا اسے ہی لیلۃ المبارکہ کہا گیا ہے تفصیل کے لئے دیکھیں (الدخان ۴۴:۳)

③: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رمضان کے آخری عشرے (دس دن) کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر تلاش کرو" (بخاری)

● حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں"۔ (بخاری)

④: مراد جبرائیل امین ہیں۔

⑤: حکم سے مراد انسانوں کی تقدیریں ہیں۔

سورہ البینہ

①: حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بن کعب (جو نہایت خوش الحان قاری تھے) سے فرمایا کہ! اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں۔ لم یکن الزین کفروا ۔۔کی سورت پڑھ کر سناؤں۔ ابی بن کعبؓ کہنے لگے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیکر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ "ہاں" پھر آپ نے کہا "کیا اللہ تعالیٰ کے سامنے جو سارے جہانوں کا رب ہے میرا ذکر آیا؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "ہاں" یہ سن کر آپ کی آنکھوں سے (خوشی سے) آنسو بہنے لگے۔ قتادہؓ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے انہیں پوری سورت سنائی۔ (بخاری)

● اہل کتاب۔ اصحاب تورات و اصحاب انجیل۔ مشرکین۔ یعنی مسلمان اور اہل کتاب کے علاوہ دیگر مذاہب والے، اہل کتاب یہود ونصاریٰ کے کفر وشرک پر قرآن گواہ ہے مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر علیحدہ فرمایا۔ شریعت میں ان کے احکام بھی دیگر مشرکین سے مختلف ہیں۔

③: قرآن کریم کی سورتیں مراد ہیں یا سابقہ کتب سماویہ کا خلاصہ ہے۔

④: یہود ونصاریٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے اس بات پر متفق تھے کہ ایک نبی مبعوث ہونیوالا ہے اس کی علامات بھی جانتے تھے اور اس میں اس کے یہاں کوئی اختلاف نہ تھا۔ مگر آپ کی بعثت کے بعد کچھ ایمان لے آئے مگر اکثر نے عداوت کا راستہ اختیار کیا اس کی وجہ ان کا حسد تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی اسماعیل میں کیوں مبعوث ہوئے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۭ﴿٧﴾

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے کئے عمل نیک، یہی لوگ ہیں بہترین مخلوق ⑦

جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ

جزا (بدلہ) ہے ان کی ان کے رب کے یہاں، باغات ہیں دائمی، جاری ہیں ان کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے

فِیْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ﴿٨﴾ ع ١/٨ ٢٣

ان میں ہمیشہ ہمیشہ، راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ راضی ہوئے اس (اللہ) سے یہ (بدلہ) ہے اس شخص کے لئے جو ڈرتا ہو اپنے رب سے ⑧

آیاتہا ٨ (٩٩) سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ (٩٣) رکوعہا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ﴿١﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ﴿٢﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ﴿٣﴾

جب ہلا ڈالی جائے گی (زلزلہ سے) زمین اپنی پوری شدت سے ① اور باہر نکال دے گی زمین اپنے بوجھ ② اور کہے گا انسان! کیا ہوا اس کو؟ ③

یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ﴿٤﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ؕ﴿٥﴾ یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّیُرَوْا

اس دن وہ بیان کرے گی اپنی خبریں (یعنی حالات) ④ اس لئے کہ آپ کا رب وحی کرے گا (حکم دے گا) اس کو ⑤ اُس دن لوٹیں گے لوگ الگ الگ (متفرق) تا کہ انہیں دکھائے جائیں

اَعْمَالَهُمْ ؕ﴿٦﴾ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ؕ﴿٧﴾ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ﴿٨﴾ ع ١/٨ ٢٤

اعمال اُن کے ⑥ سو جس نے کی ہوگی ذرہ برابر بھی نیکی، وہ دیکھ لے گا اسے ⑦ اور جس نے کی ہوگی ذرہ برابر برائی، وہ دیکھ لے گا اسے ⑧

آیاتہا ١١ (١٠٠) سُوْرَةُ الْعٰدِیٰتِ مَكِّیَّةٌ (١٤) رکوعہا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿١﴾ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۙ﴿٢﴾ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿٣﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿٤﴾ فَوَسَطْنَ

قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے ہانپتے ہوئے (گھوڑوں) کی ① پھر چنگاریاں نکالنے والوں کی ٹھوکر (ٹاپوں) سے ② پھر حملہ کرنے والوں کی صبح کے وقت ③ پھر وہ اڑاتے ہیں اس وقت گرد وغبار ④ پھر وہ درمیان میں گھس جاتے ہیں،

بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿٥﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿٦﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِیْدٌ ۚ﴿٧﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ؕ﴿٨﴾

اسی حالت میں (دشمن کی) جماعت میں ⑤ بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے ⑥ اور بیشک وہ اس بات پر (خود بھی) شاہد ہے ⑦ اور بیشک وہ مال کی محبت میں یقینا بہت سخت ہے ⑧

تفسیر سورہ الزلزال

①: بعض مفسرین نے اسے نفخہ اولیٰ کا وقت قرار دیا ہے بعض نے نفخہ ثانیہ کا۔ سیاق وسباق کو مدنظر رکھا جائے تو مراد نفخہ ثانیہ ہی معلوم ہوتا ہے۔

②: تمام جن وانس کو اٹھایا جائے گا۔ اس کے علاوہ زمین اپنے خزانے بھی اگل دے گی۔

④: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو صحابہ سے پوچھا جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس کی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر بندے اور بندی پر گواہی دے گی کہ اس نے میری پشت پر کیا کام کئے وہ کہے گی کہ اس نے یہ کام کئے۔ یہی اس کی خبریں ہیں''۔ (ترمذی)

⑥: اعمال کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے یا سب لوگ فرداً فرداً اللہ کے حضور حاضر ہوں گے۔

تفسیر سورہ العٰدیٰت

①: عادیات۔ عادیۃً کی جمع ہے۔ جنگ وغیرہ میں جانیوالے۔ عادیات کے معنی میں گھوڑے شامل نہیں بلکہ ضبحا ان گھوڑوں سے مخصوص کر دیتا ہے اس سے مراد وہ آواز ہے جو گھوڑا سرپٹ دوڑتے ہوئے منہ سے جھاگ نکالتا ہے۔

③: عرب عموماً صبح کے وقت ہی چھاپہ مار کارروائیاں کرتے تھے تاکہ دن کی روشنی میں انہیں دیکھنا بھی مشکل نہ ہو اور دشمن کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ ملے۔

⑤: جمعا سے کیا مراد ہے؟ بعض مفسرین نے ان گھوڑوں سے مجاہدین کے گھوڑے مراد لئے ہیں اور جمعا سے دشمن کے لشکر مگر سیاق وسباق اس کی تائید نہیں کرتا۔

عموماً مفسرین نے جمعا سے مراد ان لوگوں کی بستی لی ہے جہاں اہل عرب جہالت کے دنوں میں لوٹ مار کے لئے چھاپے مارتے تھے۔ اس بدامنی سے عرب عام طور پر پریشان تھے۔

⑥: یہ جواب قسم ہے۔ پانچ قسمیں اس حقیقت کو بیان کرنے کے لئے کھائی گئی ہیں۔

⑧: حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ''اگر آدمی کے پاس مال سے بھری ہوئی ایک وادی ہو تو وہ چاہتا ہے کہ دوسری بھی ہو۔ اور اگر اسکے پاس دو ہوں تو وہ چاہتا ہے کہ تیسری بھی ہو۔ آدمی کے پیٹ کو صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔'' (بخاری ومسلم)

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ (٩) وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ (١٠) إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ (١١) ع ۱۱/۲۵

کیا پھر نہیں جانتا وہ، جب نکال باہر کر دیا جائے گا وہ جو کچھ قبروں میں ہے؟(۹) اور ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں ہے(۱۰) بلاشبہ اُن کا رب اُن سے، اس دن خوب باخبر ہوگا(۱۱)

آیاتُها ۱۱ (۱۰۱) سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ (۳۰) رُكُوعُهَا ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الْقَارِعَةُ (١) مَا الْقَارِعَةُ (٢) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ (٣) يَوْمَ يَكُونُ

وہ کھڑکھڑانے والی (یعنی عظیم حادثہ کیا ہے)؟(۱) کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی؟(۲) اور کیا معلوم آپ کو کہ وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟(۳) جس دن ہوجائیں گے

النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ (٤) وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ (٥)

انسان پتنگے کی طرح بکھرے ہوئے(۴) اور ہوجائیں گے پہاڑ رنگین اون کی طرح دھنکی ہوئی(۵)

فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ (٦) فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ (٧) وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ

تو وہ شخص کہ (جس کے) ہوں گے بھاری (اعمال) اس کے میزان (وزن کرنے کی چیز) میں(۶) تو وہ ہوگا پسندیدہ زندگی میں(۷) اور وہ جس کے ہوں گے ہلکے (وزن اعمال کے)

مَوَازِينُهُ (٨) فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ (٩) وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ (١٠) نَارٌ حَامِيَةٌ (١١) ع ۱۱/۲۶

ترازو(۸) تو اس کا ٹھکانا، ہاویہ (گڑھا) ہوگا(۹) اور کیا معلوم آپ کو کیا ہے وہ (گڑھا)(۱۰) (وہ) آگ ہے دہکتی ہوئی(۱۱)

آیاتُها ۸ (۱۰۲) سُورَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ (۱۶) رُكُوعُهَا ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ (١) حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (٢) كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ (٣) ثُمَّ

غفلت میں رکھا ہے تم کو (باہم) کثرت کی خواہش نے (یعنی ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی لالچ نے)(۱) یہاں تک کہ تم نے جادیکھا قبریں (یعنی موت تک)(۲) ہرگز نہیں! عنقریب تم جان لوگے(۳) پھر

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ (٤) كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ (٥) لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ (٦)

ہرگز نہیں! عنقریب تم جان لوگے(۴) ہرگز نہیں، اگر معلوم ہوتا تمہیں (اس کا انجام) علم یقینی (تو تم ہرگز ایسا نہ کرتے)(۵) تم ضرور دیکھو گے جہنم کو(۶)

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ (٧) ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (٨) ع ۸/۲۷

پھر تم ضرور دیکھو گے اسے یقین کی آنکھ سے(۷) پھر تم ضرور سوال کئے جاؤ گے (یعنی حساب دینا ہوگا) اُس دن نعمتوں کے بارے میں(۸)

(۹): ہر انسان کا مدفن ۔ چاہے وہ سمندر ہو یا کسی درندے کا پیٹ ہو۔

(۱۱): خیر و شر سے متعلق سینوں کے وہ راز بھی جو دنیا میں چھپے رہ گئے تھے قیامت کو ظاہر ہوجائیں گے۔

● اللہ تعالیٰ آج بھی اسی طرح ہر چیز سے باخبر ہے جیسا کہ قیامت کو ہوگا تاہم یوم قیامت کوئی انکار کی جرأت نہ کر سکے گا۔

سورہ القارعہ

(۱): القارعہ (مادہ قرع)۔ ایک چیز کو دوسری چیز پر ایسے مارنا کہ آواز پیدا ہو ۔قیامت مراد ہے۔

(۴): یہ نفخۂ اولیٰ کا منظر ہے یعنی جب قیامت کا پہلا مرحلہ برپا ہوگا۔

(۵): زلزلے کے جھٹکوں سے پہاڑ زمین سے اکھڑ جائیں گے۔ پھر پے در پے ضربوں سے روئی کے گالوں کی شکل اختیار کر جائیں گے۔ پہاڑوں کے رنگ بھی چونکہ مختلف ہوتے ہیں لہٰذا رنگ برنگ کی روئی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

تفسیر سورہ التکاثر

(۱): الہٰکم ۔لہو سے مشتق ہے۔ کسی اہم مقصد سے غافل ہو کر فضول کاموں میں وقت ضائع کرنا ہی لہو ہے۔

● حضرت عبد اللہ بن شخیر ؓ سے روایت ہے کہ ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا !ابن آدم کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے۔ یہ میرا مال ہے حالانکہ تیرا مال اے ابن آدم! صرف وہی ہے جو تو نے کھالیا اور فنا کر دیا یا پہن لیا اور پرانا کر دیا یا صدقہ کر دیا اور ختم کر دیا‘‘۔ (مسلم)

(۶): جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۔ ’’تم میں سے ہر ایک جہنم پر وارد ہونیوالا ہے‘‘۔
(مریم:۱۹:۷۱)

مؤمن تو اسے دور سے دیکھیں گے اور انہیں بتلا دیا جائے گا کہ اگر تم نیک اعمال نہ کرتے تو تمہارا یہ ٹھکانہ ہوتا جبکہ کفار کو اس میں پھینک دیا جائے گا۔

(۸): حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ فرماتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تر و تازہ کھجوریں کھلائیں اور ٹھنڈا پانی پلایا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ان نعمتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں سوال کیا جائے گا‘‘۔ (نسائی)

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ (١٣) (١٠٣)
اٰيَاتُهَا ٣ — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْعَصْرِ (١) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ (٢) اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

قسم ہے زمانے کی(١) بیشک انسان خسارے میں ہے(٢) سوائے ان لوگوں کے، جو ایمان لائے

ع ١ ٣ ٢٨ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (٣)

اور انہوں نے عمل کئے نیک اور ایک دوسرے کو وصیت کی حق کی اور ایک دوسرے کو وصیت کی صبر کی(٣)

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ (٣٢) (١٠٤)
اٰيَاتُهَا ٩ — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ (١) الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ (٢) يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ (٣)

تباہی ہے ہر اس شخص کے لئے جو عیب نکالنے والا، طعنہ دینے والا ہو(١) وہ جس نے جمع کیا مال اور گن گن کر رکھتا رہا اسے(٢) وہ سمجھتا ہے کہ بیشک اُس کا مال اُسے ہمیشہ زندہ رکھے گا(٣)

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ (٤) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ (٥) نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ (٦)

ہرگز نہیں! ضرور اسے پھینک دیا جائے گا حطمہ میں(٤) اور کیا معلوم آپ کو کیا ہے حطمہ؟(٥) اللہ کی آگ ہے دہکائی ہوئی(٦)

ع ١ ٩ ٢٩ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ (٧) اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ (٨) فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ (٩)

جو جا پہنچے گی دلوں تک(٧) بیشک وہ ان پر (ڈھانک کر) بند کردی جائے گی(٨) ستونوں میں اونچے اونچے (جہنم کے)(٩)

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ (١٩) (١٠٥)
اٰيَاتُهَا ٥ — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ (١) اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ (٢) وَّاَرْسَلَ

کیا نہیں دیکھا آپ نے، کیا (معاملہ) کیا آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ؟(١) کیا نہیں کردیا تھا اُس نے اُن کی چال کو گمراہ (بیکار)؟(٢) اور اُس نے بھیجے

ع ١ ٥ ٣٠ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ (٣) تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ (٤) فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ (٥)

اُن پر پرندے، جھنڈ کے جھنڈ(٣) وہ پھینکتے تھے اُن پر پتھر نوک دار (کنکریاں)(٤) سو کر دیا (اللہ نے) ان کو، جیسے بھوسا کھایا ہوا(٥)

تفسیر سورہ العصر

(١): نماز عصر یا نماز عصر کے وقت کی قسم۔ یہ وقت انتہائی مصروفیت کا ہوتا ہے نیز نماز عصر کو قرآن کریم نے صلوٰۃ الوسطیٰ کہا ہے اور اگر زمانہ کی قسم مراد لیا جائے تو مفہوم ایسے ہوگا کہ زمانہ گواہ ہے اس پر جن کے لئے قسم کھائی جارہی ہے۔ ایمان اور عمل صالح کے علاوہ صبر کی نصیحت کرنا بھی ضروری ہے۔

تفسیر سورہ الہمزہ

(١): ہمزۃ ۔ ہمز ۔ ہاتھ یا آنکھوں کے اشاروں یا لسان سے طعن وتشنیع کرنا۔

لمزۃ۔ لمز۔ عیب جوئی یا غیبت کرنا۔

(٣): گویا مال کے بل بوتے پر وہ ہمیشہ ہی دنیا میں زندہ رہ سکے گا۔

(٥) ینبذن ۔ نبذ ۔ کسی چیز کو ردی اور بیکار سمجھتے ہوئے پھینک دینا۔

(٥) حطمۃ ۔ کچل دینے اور توڑ پھوڑ (Crush) کرنیوالی۔

(٩): ممکن ہے کہ آگ کے لمبے لمبے شعلوں کو ہی ستون سے تشبیہہ دی گئی ہو یا یہ کہ ویسے ہی ستون سے باندھ کر عذاب دیا جائے۔

تفسیر سورہ الفیل

(١): یمن کا بادشاہ ابرہہ جو کہ حبش اور روم کی عیسائی سلطنت کے تعاون سے اس منصب تک پہنچا تھا قریش کی اس تجارت کو ختم کرنا چاہتا تھا جو بیت اللہ کی تولیت کی وجہ سے قریش کے کنٹرول میں تھی ۔ چنانچہ اس نے کعبہ کے مقابلے میں صنعا میں ایک بہت بڑا کلیسا تعمیر کیا۔ لوگوں کو اس کے حج پر مجبور کرنے کی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ روایت کے مطابق کسی قریشی نے اپنی نفرت کے اظہار کے لئے اس کے کلیسا میں پاخانہ کردیا یا وہاں آگ لگادی۔ عین ممکن ہے کہ اپنے کلیسا کی بے حرمتی اس نے خود ہی کرائی ہو تا کہ کعبہ پر حملہ کا فوری بہانہ مل جائے۔ چنانچہ ابرہہ اس واقعہ کو بہانہ بنا کر ساٹھ ہزار کی فوج لیکر کعبہ گرانے نکلا۔ اس کی فوج میں تیرہ اور کہا جاتا ہے کہ ۹ ہاتھی بھی تھے۔ خود ابرہا محمود نامی ہاتھی پر سوار تھا۔

یہ واقعہ آپ ﷺ کی ولادت سے تقریباً پچاس ایام قبل کا ہے مگر عرب بھر میں اس قدر مشہور تھا کہ اس کا ذکر اس انداز سے کیا گیا۔

(٢): اتنی بڑی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے عرب میں سکت نہ تھی چنانچہ وہ خود پہاڑوں پر محفوظ مقامات پر چلے گئے۔ عبدالمطلب جو کہ آپ ﷺ کے دادا تھے اس وقت قریش کے سردار تھے۔ انہوں نے اور دیگر قریشی سرداروں نے بیت اللہ میں جا کر گڑگڑا کر اللہ سے دعائیں مانگیں کہ اے اللہ ہم میں اس لشکر کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں ہے۔ ہر ایک اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو خود اپنے گھر کی حفاظت کر۔

(٣): روایات کے مطابق ہر پرندے کی چونچ میں ایک اور پنجوں میں دو دو کنکر تھے جو تقریباً مٹر کے دانہ کے برابر تھے۔ جسے وہ کنکر لگتا جسم کے دوسرے حصے سے پار ہوجاتا۔

(٥): جو بھاگنے میں کامیاب ہوئے وہ راستہ میں ہلاک ہوئے۔ ابرہہ بلاد خشعم پہنچ کر مرا۔

(١٠٦) سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ (٢٩)

اٰیاتُھا ٤ — رُکوعُھا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ (١) اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ (٢) فَلْيَعْبُدُوْا

اس سبب سے کہ مانوس کردیا (اللہ نے) قریش کو (١) مانوس کرکے ان کو (تجارتی) سفر سے، سردی اور گرمی کے (٢) لہٰذا چاہیے کہ وہ عبادت کریں

رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ (٣) الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (٤)

ع ١/٤ ٣١

رب کی اِس گھر کے (یعنی کعبہ کے رب کی) (٣) جس نے کھانا کھلایا اِن کو بھوک میں اور امن دیا ان کو خوف سے (٤)

(١٠٧) سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ (١٧)

اٰیاتُھا ٧ — رُکوعُھا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ (١) فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ (٢) وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (٣)

کیا آپ نے دیکھا؟ اس شخص کو، جو جھٹلاتا ہے جزا (قیامت) کو (١) سو یہ وہی (شخص) ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو (٢) اور نہیں ترغیب دیتا ہے، کھانا کھلانے پر مسکین کو (٣)

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ (٤) الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (٥) الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ (٦) وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (٧)

ع ١/٧ ٣٢

چنانچہ تباہی ہے؟ (اُن) نمازیوں کے لئے (٤) وہ جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں (٥) وہ جو ریا کاری (دکھاوا) کرتے ہیں (٦) اور منع کرتے ہیں (استعمال کی) معمولی چیزوں کو بھی (٧)

(١٠٨) سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ (١٥)

اٰیاتُھا ٣ — رُکوعُھا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (١) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (٢) اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (٣)

ع ١/٣ ٣٣

یقیناً ہم نے عطا کیا آپ کو (اے محمدؐ) الکوثر (١) تو آپ نماز پڑھئے اپنے رب کے لئے اور قربانی کیجئے (٢) یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان رہے گا (٣)

(١٠٩) سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ (١٨)

اٰیاتُھا ٦ — رُکوعُھا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (١) لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (٢) وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ (٣)

کہہ دیجئے! اے کافروں! (١) نہیں میں عبادت کرتا، جن (مورتیوں) کی تم عبادت کرتے ہو (٢) اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو (اس کی)، جس کی میں عبادت کرتا ہوں (٣)

تفسیر سورہ قریش

(١): آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ دادا میں بارہویں پشت میں نصر بن کنانہ تھے جن کی اولاد قریش کہلائی وہ سب مکہ میں آباد تھے۔

● ایلاف۔ الف۔ الفت اور محبت کرنا۔ ایسی محبت جس کی بنیاد خیالات کی ہم آہنگی ہو۔ سورہ فیل کے ضمن میں ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ قریش کو کعبہ کی تولیت کی وجہ سے نہ صرف عرب بھر میں عزت وشرف حاصل تھا بلکہ بہت بڑی تجارت پر بھی انکا کنٹرول تھا جو یمن سے شام پھر مصر اور عراق تک پھیلی ہوئی تھی اور یہی مال تجارت پھر یورپ، ہندوستان اور انڈونیشیا وغیرہ بھی جاتا تھا۔

(٢): سردی اور گرمی یعنی دونوں موسموں میں ان کے قافلے بلا روک ٹوک سفر کرتے بلکہ ان کی سفارش پر دیگر قافلے بھی امن وآمان سے سفر کرتے۔ خاص طور پر حرمت والے مہینوں میں کسی کو ان قافلہ پر حملہ کی جرأت نہ ہوتی۔

تفسیر سورہ الماعون

(١): اس کو سورۃ الدین، سورۃ ارایت اور سورۃ الیتیم بھی کہتے ہیں۔

(٢): اس کا مفہوم یوں ہوگا کیا آپ نے غور نہیں کیا؟

ہم اپنی زبان میں بھی اس طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسے کوئی کہے ''دیکھو ابھی وقت ہے سنبھل جاؤ''۔

تفسیر سورہ الکوثر

(١): کوثر۔ جس میں بہت مبالغہ پایا جاتا ہے اس کا معنی خیر کثیر ہے اور بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے۔

(٣): جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا بیٹا (طیب) جسے طاہر بھی کہا جاتا تھا فوت ہو گیا تو رؤسائے قریش خوشی کے مارے تالیاں پیٹنے لگے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔ اور کہنے لگے ''بتر محمدؐ'' بتر کا لفظ کسی جانور کی دم کٹنے سے مخصوص ہے۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی نام لیوا اب باقی نہ رہا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہوگیا ہے۔

تفسیر سورہ الکافرون: حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک روایت میں فجر کی سنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دونوں سورتوں کی قراءت کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (مسلم عن ابی ہریرہؓ، حدیث نمبر: ٧٢٦)

(١): سرداران مکہ کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا: ہم اس بات پر صلح کرلیں کہ جس خدا کی آپ عبادت کرتے ہیں، ہم بھی اس کی عبادت کیا کریں گے اور جن معبودوں کی ہم پوجا کیا کرتے ہیں، آپ بھی ان کی عبادت کریں۔

صلح کا ایک دوسرا فارمولہ پیش کیا، کہ جو گروہ توحید پر یقین رکھتا ہو، وہ ایک اللہ کی عبادت کیا کرے اور جو شرک پر قائم ہو، مسلمانوں کا کام یہ ہے کہ وہ اس میں زور زبردستی نہ کریں، ان کو ان کے مذہب پر عمل کرنے دیں، زندگی کے دوسرے مسائل میں بھی مسلمان اپنے دین یعنی اپنے مذہبی طور وطریق پر عمل کریں۔ اور دوسرے مذہب کے لوگ اپنے طریق پر عمل کریں۔

اس سورہ کے بالکل شروع میں مشرکین مکہ کو 'کافروں' کے لفظ سے مخاطب کیا گیا ہے لیکن تفسیر، حدیث یا سیرت کی کتابوں میں کہیں یہ بات نہیں ملتی کہ انہوں نے اس پر کوئی احتجاج کیا ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو یہ تعبیر ناگوار نہیں گزرتی تھی، کیونکہ کافر ایسے شخص کو کہتے ہیں جو عقیدہ توحید کا انکار کرتا ہے، تو جو شخص توحید کا منکر ہو، اگر اس کو کافر کہا جائے تو اس میں اس کی کوئی توہین نہیں، آج کل

ع ١ ٦ ٣٤

وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ۝٤ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ۝٥

اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں، جن (مورتیوں) کی تم عبادت کرتے ہو④ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو (اس کی)، جس کی میں عبادت کرتا ہوں⑤

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِىَ دِينِ ۝٦

تمہارے لئے تمہارا دین (یعنی تم کو تمہارا بدلہ) اور میرے لئے میرا دین (یعنی مجھ کو میرا بدلہ ملے گا)⑥

آیاتہا ٣ (١١٠) سُورَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ (١١٤) رکوعہا ١

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ۝١ وَرَأَيْتَ ٱلنَّاسَ يَدْخُلُونَ فِى دِينِ ٱللَّهِ

جب آجائے مدد اللہ کی اور فتح① اور آپ دیکھیں (اے نبیؐ) انسانوں کو، کہ داخل ہو رہے ہیں وہ اللہ کے دین میں،

ع ١ ٣ ٣٥ (قف النبی)

أَفْوَاجًا ۝٢ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَٱسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًۢا ۝٣

فوج در فوج② تو آپ تسبیح کیجئے! اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس سے بخشش مانگئے، بیشک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا③

آیاتہا ٥ (١١١) سُورَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ (٦) رکوعہا ١

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبَّتْ يَدَآ أَبِى لَهَبٍ وَتَبَّ ۝١ مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُۥ وَمَا كَسَبَ ۝٢ سَيَصْلَىٰ

ٹوٹ جائیں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور وہ ہلاک ہوگیا① نہ فائدہ دیا، اُس کو اُس کے مال نے اور جو کچھ اُس نے کمایا② عنقریب وہ ضرور داخل ہوگا

ع ١ ٥ ٣٦

نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝٣ وَٱمْرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ ٱلْحَطَبِ ۝٤ فِى جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍۭ ۝٥

ایسی آگ میں جو شعلوں والی ہے③ اور اُس کی بیوی بھی، اٹھائے پھرنے والی (ایندھن کی) لکڑی④ اس کی گردن میں (ہوگی) رسی (چھال کی) بٹی ہوئی⑤

آیاتہا ٤ (١١٢) سُورَةُ الْإِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ (٢٢) رکوعہا ١

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ع ١ ٤ ٣٧

قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ۝٤

کہہ دیجئے! وہ اللہ یکتا (ایک) ہے① اللہ بے نیاز (بے پرواہ) ہے② نہ اُس نے (کسی کو) جنا اور نہ ہی وہ (خود) جنا گیا (یعنی نہ اس نے کسی کو پیدا کیا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا)③ اور نہیں ہے اُس کا ہمسر (اس کی مثل) کوئی بھی④

بعض غیر مسلم یہ سمجھتے ہیں کہ 'کافر' کہہ کر ان کی توہین کی جاتی ہے، حالانکہ جو شخص عقیدۂ توحید کا انکار کرتا ہوا سے کافر کہنے میں کوئی اہانت نہیں۔

سورہ النصر : ''نصر'' کے معنی مدد کے ہیں۔

①: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع میں جب آپ منیٰ میں تھے تو یہ سورہ نازل ہوئی، پھر اسکے بعد سورہ مائدہ کی آیت نمبر: ٣ نازل ہوئی اس کے بعد آپ صرف ٨٠ دنوں دنیا میں رہے (تفسیر قرطبی: ٢٠/ ٢٣٣) اس سورہ میں فتح سے مراد فتح مکہ ہے، ٨ ہجری میں مکہ فتح ہوا، عربوں کا عقیدہ تھا کہ حرم پر اسی کا نظم ونسق قائم ہوسکتا ہے جس کے ساتھ اللہ کی مدد ہو، اس لئے مکہ فتح ہونے کے بعد لوگ جوق در جوق مسلمان ہونے لگے، حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کے رفقاء کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی۔

● اگرچہ اس سورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسبیح تحمید اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے لیکن بعض صحابہ اس سورہ کو سن کر سمجھ گئے کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔

سورہ تبت/لهب

①: ابولہب کا پورا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا اور ابولہب کنیت تھی کیونکہ اس کا چہرہ سرخی مائل (لہب شعلے کو کہتے ہیں) اور وجیہہ تھا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدترین دشمنی روا رکھی۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ''ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا کی پہاڑی پر چڑھ گئے اور یا صباحاہ کہہ کر (اپنے قبیلے قریش کو) پکارا۔ جب وہ قریش جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ دشمن صبح یا شام تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟'' انہوں نے کہا 'کیوں نہیں، فرمایا: ''تو میں ایک المناک عذاب کے آنے سے پہلے تمہیں اس سے ڈراتا ہوں''۔ ابولہب بولا: تیرے لئے تباہی ہو کیا تو نے اسی لئے ہمیں جمع کیا تھا؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ نازل فرمائی''۔ (بخاری)

یہ چھوت کی ایک بیماری سے ہلاک ہوا۔ اور مرض کے خوف سے اس کے بیٹے بھی اس کے قریب نہ آتے تھے۔ تین دن تک اس کی لاش سڑتی رہی۔

④: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ میں کانٹے بچھاتی۔ اور کہا گیا کہ لگائی بجھائی کرنیوالی یہ عورت جہنم میں اپنے خاوند کے عذاب کو لکڑیاں ڈال ڈال کر مزید بھڑکائے گی۔

سورہ الاخلاص

اس میں توحید خالص کے عقیدہ کو پیش کیا گیا ہے اور مشرکین کی بھی تردید ہے جو اللہ کے ساتھ اپنے ہاتھوں بنائے ہوئے دیویوں دیوتاؤں کو شریک ٹھہراتے تھے، عیسائیوں کا بھی رد ہے، جو حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تلاوت کو ایک تہائی قرآن مجید کی تلاوت قرار دیا ہے۔ (بخاری، عن ابی سعید خدریؓ، حدیث نمبر: ٥٠١٣)

(۱۱۳) سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ (۲۰) | اٰیَاتُهَا ۵ | رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا

کہہ دیجئے! میں پناہ میں آتا ہوں صبح کے رب کی ۝۱ (ہر) اس چیز کے شر سے، جو اس نے پیدا کیں ۝۲ اور شر سے اندھیرے کے، جب

وَقَبَ ۝۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵ ع ۱ ۵ ۳۸

وہ چھا جائے ۝۳ اور شر سے پھونکے مارنے والیوں کے گرہوں میں ۝۴ اور شر سے حسد کرنے والے کے، جب وہ حسد کرے ۝۵

(۱۱۴) سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ (۲۱) | اٰیَاتُهَا ۶ | رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ

کہہ دیجئے! میں پناہ میں آتا ہوں، انسانوں کے رب کی ۝۱ انسانوں کے بادشاہ کی ۝۲ انسانوں کے معبود کی ۝۳ (ہر) شر سے وسوسہ ڈالنے والے کے،

الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶ ع ۱ ٦ ۳٦

(وہ جو) بار بار پلٹ کر آتا ہے ۝۴ وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے، سینوں میں انسانوں کے ۝۵ جنوں میں سے اور انسانوں میں سے ۝۶

تفسیر معوذتین۔ (فلق، ناس)

رسول اللہ ﷺ پر بعض یہودیوں نے سحر کر دیا تھا اسی سلسلہ میں ایک ساتھ یہ دونوں سورتیں آپ ﷺ پر اُتاری گئیں۔

①: یہودیوں میں شروع سے جادو ٹونے کا رواج تھا، بائبل میں بھی اس کا ذکر آیا ہے، اس زمانہ میں بنو زُریق کا ایک شخص لبید بن اعصم بحیثیت جادوگر مشہور تھا، اگرچہ یہ قبیلہ اہل مدینہ کا تھا، لیکن قبیلہ کے بعض لوگ یہودی ہو گئے تھے، ان ہی میں لبید بھی تھا چنانچہ خیبر کے ایک وفد نے لبید سے ملاقات کی اور اس سے خواہش ظاہر کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دے، ایک یہودی لڑکا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتا رہتا تھا، کسی طرح اس کے ذریعہ آپ ﷺ کی کنگھی کا ایک ٹکڑا اور چند مبارک بال حاصل کر لئے گئے لبید اور اس کی بیٹیوں نے۔ جو خود بھی اس فن میں ماہر تھیں۔ ان بالوں کے ذریعہ آپ ﷺ پر جادو کیا اور ان چیزوں کو نر کھجور کے خوشہ میں رکھ کر بنو زُریق کے ایک کنویں میں پتھر سے دبا کر رکھ دیا، رسول اللہ ﷺ پر اس کا اثر پڑنا شروع ہوا۔

پھر ایک دن آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ کے سرہانے اور پاؤں کی طرف ایک ایک آدمی بیٹھ گئے اور وہ آپس میں بات کرنے لگے، ایک نے پوچھا، ان کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا: ان پر جادو کر دیا گیا ہے، پھر ایک نے پوچھا، کس نے کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم نے، پھر ایک طرف سے سوال ہوا: کس چیز میں؟ دوسرے نے بتایا: کنگھی کے ٹکڑے اور چند بالوں پر کھجور کے خوشہ میں رکھ کر، پھر ایک نے پوچھا: اسے رکھا کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا: ذی اَوران نامی کنویں کی تہہ میں پتھر کے نیچے، پھر ایک نے دریافت کیا: اب اس کا علاج کیا ہے؟ دوسرے نے بتایا: کنویں کا پانی خالی کر دیا جائے اور پتھر کے نیچے دبی ہوئی چیزوں کو نکال لیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے نیند سے بیدار ہونے کے بعد حضرت علی، حضرت عمار اور حضرت زبیرؓ کو وہاں بھیجا اور آپ خود بھی تشریف لے گئے، پہلے کنویں کا پانی صاف کر دیا گیا، پھر وہ پتھر ملا، اسے اُٹھایا گیا تو نیچے سے وہ غلاف ملا، غلاف کھولا گیا تو اس میں کنگھی کا ایک ٹکڑا اور تانت میں بندھے ↰

↰ ہوئے چند بال تھے، اور اس تانت میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں، اسی وقت حضرت جبرئیلؑ سورۂ فلق اور سورۂ ناس لے کر نازل ہوئے اور عرض کیا: آپ ﷺ ایک ایک آیت پڑھتے جائیں، ایک ایک گرہ کھولتے جائیں اور ایک ایک سوئی نکالتے جائیں، اس طرح گیارہ گرہیں کھل گئیں اور جادو کا اثر ختم ہو گیا، صحابہ چاہتے تھے کہ لبید کا سر قلم کر دیا جائے، لیکن آپ ﷺ نے منع کر دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرما دی، یہ کافی ہے، میں نہیں چاہتا کہ فتنہ کی کوئی آگ بھڑکے۔

(بخاری، کتاب الطب، حدیث نمبر: ۴۳۳، نیز دیکھئے: تفسیر قرطبی: ۲۰/۲۵۲)

ان میں سے پہلی سورہ ''سورہ فلق'' میں چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہی گئی ہے، ایک: تمام مخلوقات کے شر سے اس میں انسان، جنات، ضرر رساں جانور، نقصان پہنچانے والے پودے، بیماری پیدا کرنے والی غذائیں سب شامل ہیں۔ دوسرے: اندھیری رات کے شر سے، کیونکہ دنیا میں شر اور نقصان کی بہت سی صورتیں رات کی تاریکی ہی میں نقصان پہنچاتی ہیں، چور، اُچکے، ڈاکے، ڈالنے والے، قاتل، درندہ جانور، سانپ، بچھو وغیرہ رات ہی میں سرگرم عمل ہوتے ہیں، چوتھے: حسد کرنے والوں کے شر سے، حسد سے۔

● کبھی منصب و مرتبہ میں شرک ہوتا ہے، جیسے اللہ کے ساتھ ساتھ کسی اور کو رزق کا دیوتا، کسی کو علم کی دیوی، کسی کو زندگی اور موت کا مالک سمجھ لیا جائے، ''صمد'' کے لفظ سے اس کی تردید ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کام کے انجام دینے میں کسی شریک و مددگار کی ضرورت نہیں۔ ''لم یلد و لم یولد'' کہہ کر اس کی جڑ کاٹ دی گئی ہے کہ نہ خدا کی کوئی اولاد ہے اور نہ خدا خود کسی کی اولاد ہے۔

● ''لم یکن له کفواً أحد''، کہہ کر اس کا رد کر دیا گیا کہ کوئی اللہ کے برابر اور ہمسر ہے ہی نہیں، جو اُس پر اثر انداز ہو سکے۔

①: سورۂ ناس میں پناہ صرف شیطان سے چاہی گئی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ سے جن کی پناہ طلب کی جا رہی ہے۔ ان کی تین صفات بیان ہو رہی ہیں، اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کی، مالک و حاکم ہونے کی اور معبود ہونے کی، کیوں کہ مشرک قومیں ان ہی صفات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتی ہیں، ربوبیت میں، حاکمیت میں اور معبودیت میں، (دیکھئے: تفسیر ماجدی: ۷/۶۵۴) اور شیطان کے جس وصف کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے وہ ہے: وسوسہ ڈالنا، کیونکہ ہر بُرائی اور جرم کی ابتداء وسوسہ سے ہوتی ہے، نیز شیطان کو 'خناس' بھی کہا گیا ہے، یعنی نظر نہ آنے والا یا پیچھے ہٹ جانے والا، یعنی شیطان یا شیطانی کام کرنے والے لوگ سامنے سے آ کر گمراہ کرنے والی بات نہیں کہتے، بلکہ پیچھے رہ کر گمراہ کرتے ہیں۔

⑥: یہ بات بھی واضح کر دی گئی ہے کہ وسوسہ پیدا کرنے والے جنات تو ہوتے ہی ہیں، انسان بھی ہوتے ہیں جن کو شیطان اپنا آلۂ کار بناتا ہے آج کل علم کے نام پر جو گمراہیاں پھیلائی جا رہی ہیں، سود کو معاشی نظام کے استحکام کے لئے لازم قرار دینا، ہم جنسی کے عمل کو درست قرار دینا، قمار کو عالمی سطح پر رواج دینا، شریعت کے احکام کو کمتر بتانا، وغیرہ، یہ سب انسانی وساوس کی قسمیں ہیں، جن کا فتنہ آج پوری دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے جو شیطان کے معاون ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت پر فضل فرمائے۔

(مُختصر) دُعَآءُ خَتمِ الْقُرْاٰنِ

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ

اے اللہ! دور فرما میری پریشانی میری قبر میں اے اللہ! رحم فرما مجھ پر قرآن عظیم کی برکت سے

وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً ۔ اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ

اور بنا تو قرآن کو میرے لیے پیشوا، روشنی، ہدایت اور رحمت۔ اے اللہ! یاد دلا تو مجھے قرآن میں سے

مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ

جو میں بھول گیا ہوں اور سکھلا دے تو مجھے اس میں سے جو میں نہیں جانتا اور نصیب فرما تو مجھے اس کی تلاوت

الَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِيْ حُجَّةً يَّارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

رات کے وقت اور دن کے وقت اور بنا تو اس کو میرے لیے حجت اے رب العالمین۔

(اٰمین) (قبول فرما)

(مفصل) دُعَآءُ خَتمِ الْقُرْاٰنِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ● وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ● وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ● رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ● اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِكُلِّ حَرْفٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ حَلَاوَةً وَّبِكُلِّ جُزْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ جَزَآءً۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِالْاَلِفِ اُلْفَةً ● وَّبِالْبَآءِ بَرَكَةً ● وَّبِالتَّآءِ تَوْبَةً ● وَّبِالثَّآءِ ثَوَابًا ● وَّبِالْجِيْمِ جَمَالًا ● وَّبِالْحَآءِ حِكْمَةً ● وَّبِالْخَآءِ خَيْرًا ● وَّبِالدَّالِ دَلِيْلًا وَّبِالذَّالِ ذَكَآءً ● وَّبِالرَّآءِ رَحْمَةً ● وَّبِالزَّآءِ زَكٰوةً ● وَّبِالسِّيْنِ سَعَادَةً وَّبِالشِّيْنِ شِفَآءً ● وَّبِالصَّادِ صِدْقًا ● وَّبِالضَّادِ ضِيَآءً ● وَّبِالطَّآءِ طَرَاوَةً ● وَّبِالظَّآءِ ظَفَرًا ● وَّبِالْعَيْنِ عِلْمًا ● وَّبِالْغَيْنِ غِنًى ● وَّبِالْفَآءِ فَلَاحًا ● وَّبِالْقَافِ قُرْبَةً ● وَّبِالْكَافِ كَرَامَةً ● وَّبِالّلَامِ لُطْفًا ● وَّبِالْمِيْمِ مَوْعِظَةً ● وَّبِالنُّوْنِ نُوْرًا ● وَّبِالْوَاوِ وُصْلَةً ● وَّبِالْهَآءِ هِدَايَةً ● وَّبِالْيَآءِ يَقِيْنًا۔

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ● وَارْفَعْنَا بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ● وَتَقَبَّلْ مِنَّا قِرَآءَتَنَا ● وَتَجَاوَزْ عَنَّا مَا كَانَ فِيْ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ مِنْ خَطَاٍ ● اَوْ نِسْيَانٍ ● اَوْ تَحْرِيْفِ كَلِمَةٍ عَنْ مَّوَاضِعِهَا ● اَوْ تَقْدِيْمٍ ● اَوْ تَاْخِيْرٍ ● اَوْ زِيَادَةٍ ● اَوْ نُقْصَانٍ ● اَوْ تَاْوِيْلٍ ● عَلٰى غَيْرِ مَآ اَنْزَلْتَهٗ عَلَيْهِ ● اَوْ رَيْبٍ ● اَوْ شَكٍّ ● اَوْ سَهْوٍ ● اَوْ سُوْٓءِ اِلْحَانٍ ● اَوْ تَعْجِيْلٍ عِنْدَ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ ● اَوْ كَسَلٍ ● اَوْ سُرْعَةٍ ● اَوْ زَيْغِ لِسَانٍ ● اَوْ

وَقْفٍ مِ بِغَيْرِ وُقُوْفٍ ●اَوْاِدْغَامٍ بِغَيْرِ مُدْغَمٍ ●اَوْاِظْهَارٍ بِغَيْرِ بَيَانٍ ●اَوْ مَدٍّ ●اَوْ تَشْدِيْدٍ ●اَوْ هَمْزَةٍ ●اَوْ جَزْمٍ ●اَوْاِعْرَابٍ بِغَيْرِ مَا كَتَبَهٗ ●اَوْ قِلَّةِ رَغْبَةٍ ●وَّ رَهْبَةٍ عِنْدَ اٰيَاتِ الرَّحْمَةِ وَاٰيَاتِ الْعَذَابِ ●فَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا وَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِالْقُرْاٰنِ ●وَزَيِّنْ اَخْلَاقَنَا بِالْقُرْاٰنِ ●وَ نَجِّنَا مِنَ النَّارِ بِالْقُرْاٰنِ ●وَ اَدْخِلْنَا فِي الْجَنَّةِ بِالْقُرْاٰنِ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْقُرْاٰنَ لَنَا فِي الدُّنْيَا قَرِيْنًا ●وَّ فِي الْقَبْرِ مُؤْنِسًا ●وَّ عَلَى الصِّرَاطِ نُوْرًا ●وَّ فِي الْجَنَّةِ رَفِيْقًا ●وَّ مِنَ النَّارِ سِتْرًا ●وَّ حِجَابًا وَّ اِلَى الْخَيْرَاتِ كُلِّهَا دَلِيْلًا ●فَاكْتُبْنَا عَلَى التَّمَامِ ●وَارْزُقْنَا اَدَاءً بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ ●وَحُبِّ الْخَيْرِ ●وَالسَّعَادَةِ ●وَالْبَشَارَةِ مِنَ الْاِيْمَانِ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔

مفصل دُعائے ختم القرآن

بلند اور عظمت والے اللہ نے سچا کلام نازل فرمایا اور اس کے رسول جو بہت ہی عزّت اور اکرام والے نبی ہیں، انہوں نے سچ سچ ہم تک پہنچادیا اور ہم سب اس کے سچا ہونے کی گواہی دیتے ہیں، اے ہمارے رب تو اس قرآن کی تلاوت کو قبول فرما۔ بیشک تو بڑا سننے والا، جاننے والا ہے۔ اے اللہ تو ہمیں قرآن مجید کے ہر حرف کے بدلے میں ایمان کی لذت اور مٹھاس عطا فرما۔ اور قرآن مجید کے ہر مقام کے ہر حصہ میں تلاوت کرنے کی ہم کو جزائے خیر عطا فرما۔

اے اللہ ہر (الف) کے پڑھنے پر ہمیں الفت عطا فرما اور (ب) کے سبب برکت عطا فرما اور (ت) کے پڑھنے پر ہماری توبہ قبول فرما اور (ث) کے حرف پر ہمیں ثواب عطا فرما اور (ج) کے پڑھنے پر ہمیں جمال عطا فرما اور (ح) کی ادائیگی پر ہمیں حکمت عطا فرما اور (خ) پڑھنے پر ہمیں خیر سے نواز دے اور (د) کی ادائیگی پر ہمیں دلیل عطا فرما اور حرف (ذ) کے پڑھنے پر ہمیں ذکر کی توفیق عطا فرما اور حرف (ر) پر ہمیں اپنی رحمت سے نواز دے اور (ز) پر ہمیں پاک صاف فرما اور (س) سے ہم میں سعادت مندی پیدا فرما اور (ش) کے پڑھنے پر شفا عطا فرما اور (ص) پر ہمیں سچا صادق بنادے اور (ض) سے ہمیں روشنی میں چلادے اور (ط) سے ہمیں تازگی عطا فرما اور (ظ) سے ہمیں کامیاب کر اور (ع) سے ہمیں علم عطا فرما اور (غ) سے مال کی کشادگی عطا فرما اور (ف) سے فلاح اور فتح عطا فرما اور (ق) سے قربت عطا فرما اور (ک) سے ہمیں اکرام کی زندگی عطا فرما اور (ل) سے ہم پر لطف وعنایت کی بارش فرما اور (م) کے بدلے ہمیں اچھی نصیحت پر چلا اور (ن) سے ہم پر اپنے نور کا نزول فرما اور حرف (و) سے ہمیں اتفاق واتحاد کی برکت سے نواز دے اور (ھ) کے بدلے ہمیں ہدایت پر چلا اور قرآن مجید میں ہر جگہ تلاوت میں آئے ہوئے (ی) کی برکت سے ہم کو یقین محکم عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں تو عظمت والے قرآن مجید کی برکت سے خوب نفع عطا فرما اور ہر آیت کی دانشمندانہ نصیحت سے ہمارے درجات میں بلندی عطا فرما اور ہمارے اس پڑھنے پڑھانے کو قبول فرما، تلاوت قرآن کے موقع پر ہم سے جو خطا ہوگئی ہو اور بھول چوک ہوئی ہو اُسے معاف فرما، قرآن پڑھتے وقت کسی لفظ میں اس کے ٹھکانے سے ہٹ کر غلطی کی ہو تو اُسے معاف فرمایا کوئی حرف آگے پڑھ لیا یا آگے کا پیچھے پڑھ لیا یا کوئی ہم سے زیادتی ہوئی ہو یا پڑھنے میں کمی ہوئی ہو وہ سب معاف فرما اور تو نے جو کلام نازل

فرمایا اس کے خلاصے میں غلطی کرنے سے ہم کو بچا، ہر طرح کے شک شبہ اور بھول سے ہمیں بچا، چاہے نامناسب آواز سے پڑھنے میں ہوگیا ہو یا تلاوت قرآن میں ہم سے عجلت ہوگئی ہو یا سستی کی ہو یا کہیں تیزی سے گذر گئے ہوں یا پڑھتے وقت ہماری زبان لڑکھڑا گئی ہو تو ایسی تمام بھول چوک سے درگزر فرما۔ پڑھتے وقت جہاں ٹھہرنے کی جگہ رہی ہو وہاں نہ ٹھہرے ہوں یا الفاظ ملانے کے بجائے بغیر ملائے پڑھ لئے ہوں، یا کوئی ایسا لفظ جو تو نے بیان نہ فرمایا ہو اور ہماری زبان سے نکل گیا ہو اس کی بھی ہم تجھ سے معافی چاہتے ہیں۔

یا اللہ! قرآن مجید میں کوئی (مد) کی جگہ ہو یا (تشدید) یا (غیر تشدید) کی جگہ ہو یا (جزم) ہو یا کوئی (زیر) (زبر) اور (پیش) اس طرح پڑھ لیا ہو جو وہاں لکھا ہوا نہ ہو تو اس بھول کی بھی ہم تجھ سے معافی کے طلب گار ہیں۔ رحمت کی آیات پڑھتے وقت بغیر رغبت کے پڑھ لئے ہوں اور عذاب کی آیات پڑھنے پر ہمارے دل میں تیرا ڈر پیدا ہونے کی کمی رہ گئی ہو تو معاف کردے، اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور حق کی گواہی دینے والوں میں ہمارا بھی نام لکھ دے۔

یا اللہ ہمارے دلوں کو قرآن کے نور سے جگمگا دے ہمارے اخلاق میں قرآن کی تعلیم سے زینت پیدا فرما، یا اللہ قرآن مجید کی برکت سے ہمیں آگ سے نجات عطا فرما اور قرآن مجید کے ذریعے ہمیں جنت میں داخلہ عطا فرما، اے اللہ دنیا کی زندگی میں ہمارے لئے قرآن مجید کو تجھ سے تعلق بنائے رکھنے کا ذریعہ بنا اور قبر میں اس کی برکت سے ہمارے لئے وحشت کو دور کردے آخرت کا راستہ طے کرنے پر ہمارے لئے قرآن مجید کو جنت میں ہمارا رفیق بنا اور آگ سے بچنے کی ڈھال بنا اور تمام بھلائیوں کے حاصل کرنے میں قرآن مجید کو ہمارے لئے دلیل بنا اور تمام بھلائیاں ہمارے نامۂ اعمال میں درج فرما۔ اور ہمیں توفیق دے کہ سچے دل سے، صاف ستھری زبان سے خیر و بھلائی کی محبت سے اور ایمان کی بشارت سے ہم مالا مال ہوجائیں اور اے اللہ تو نے درود و سلام کا تحفہ حضرت محمد ﷺ کو عطا فرمایا ہے جو تیری مخلوق میں سب سے افضل و بہتر ہیں اور تیرے لطف و عنایت کی ہم کو پہچان کرانے والے ہیں جو ہم سب کے سردار ہیں اور تو نے اُن کو نوازا ہے، اے اللہ تو ہم سب کی طرف سے درود و سلام کا ہدیہ حضرت محمد ﷺ پر، ان کی ازواجِ مطہرات پر، ان کی اولاد پر اور ان کے تمام اصحابِ کرام تک پہنچا، سلام پر سلام اور بہت بہت بہت سلام۔

اے اللہ تو اس قرآن پڑھنے کو قبول فرما اور اسے ہمارے لئے قبر میں اور حشر میں سفارشی بنا اور جہنم سے حفاظت کا ذریعہ بنا کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما۔ اور اے اللہ قرآن سے الفت و محبت عطا فرما اس کو پڑھنے، سننے، سمجھنے، عمل کرنے اور تمام انسانوں تک پہنچانے کی توفیق نصیب فرما۔ اے اللہ قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنے کی اور یاد کرنے کی توفیق نصیب فرما اور قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا۔ اے اللہ تو اس کلام کی برکت سے موت تک ایمان پر قائم رہنے کی توفیق نصیب فرما اور ہدایت والے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ اس کلام کو تمام انسانوں کو پڑھنے اور اسے سمجھنے کی صلاحیت عطا فرما۔ اے اللہ دنیا کے تمام انسانوں کے دلوں میں اس کی عظمت و محبت بٹھا اور اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے کی توفیق نصیب فرما۔

❁❁❁

طالب دعا

محمد سرور فاروقی ندوی

۲۵/۲/۲۰۱۶ مطابق ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ

قرآن مجید

میں

مستعمل اصطلاحات، سجدۂ تلاوت کے مقامات اور
اس کا حکم، علامات رموز واوقاف، ضروری احتیاطی
معلومات، صحیح قرآن مجید پڑھنے کے قاعدے اور
چند تصدیقات

سجدۂ تلاوت کے مقامات

نمبر شمار	پارہ	سورۃ	رکوع	آیت نمبر	صفحہ
۱	۹	الاعراف	۲۴	۲۰۶	
۲	۱۳	الرعد	۲	۱۵	
۳	۱۴	النحل	۶	۵۰	
۴	۱۵	بنی اسرآئیل	۱۲	۱۰۹	
۵	۱۶	مریم	۴	۵۸	
۶	۱۷	الحج	۲	۱۸	
	۱۷	الحج (شافعی مسلک کے مطابق)	۱۰	۷۷	
۷	۱۹	الفرقان	۵	۶۰	
۸	۱۹	النمل	۲	۲۶	
۹	۲۱	السجدۃ	۲	۱۵	
۱۰	۲۳	ص	۲	۲۴	
۱۱	۲۴	حٰم السجدۃ	۵	۳۸	
۱۲	۲۷	النجم	۳	۶۲	
۱۳	۳۰	الانشقاق	۱	۲۱	
۱۴	۳۰	العلق	۱	۱۹	

سجدۂ تلاوت کا حکم اور طریقہ

(۱) سجدۂ تلاوت انہی لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز واجب ہے اور سجدۂ تلاوت کے صحیح ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں ہیں۔

(۲) سجدۂ تلاوت اگر خارج نماز میں واجب ہوا ہو تو بہتر ہے کہ فوراً کر لے لیکن بعد میں بھی کر سکتا ہے جو مکروہ تنزیہی ہے۔

(۳) اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے۔

(۴) اگر کوئی سجدہ لکھے یا دل میں پڑھے زبان سے نہ کہے یا ایک ایک حرف کر کے پڑھے پوری آیت ایک ساتھ نہ پڑھے یا اسی طرح کسی سے الگ الگ حروف سنے تو سجدہ واجب نہ ہوگا۔ (بحر الرائق)

(۵) اگر ایک آیت سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کئی بار کی جائے تو ایک سجدہ واجب ہوگا۔ اسی طرح سننے کا بھی حکم ہے۔

(۶) اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا دو تین آیتوں کے بعد رکوع کر لیا جائے اور اس رکوع میں جھکتے وقت سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لی جائے تو سجدہ ادا ہو جائے گا اور اسی طرح اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز کا سجدہ کیا جائے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائے گا اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ (دُرِّ مختار، ردّ مختار)

(۷) سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر نیت کر کے اللہ اکبر کہے اور سجدہ کر کے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھے۔

(۸) کھڑے ہو کر سجدہ کرنا مستحب ہے۔ اور خاص طور سے آیت سجدہ کا چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ (بحر الرائق)

قرآن مجید میں مستعمل علامات واصطلاحات کا مختصر تعارف

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر ذمہ داری ڈالی ہے کہ وہ اس کا کلام سنائے سمجھائے اور سکھائے بھی اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کا پورا علم حاصل کر کے اس کی اطاعت اور فرماں برداری کر سکے، اس کے لئے اہل علم نے کچھ علامات متعین کی ہیں جیسے: الجزء یا پارہ۔

قرآن مجید کی سورتوں اور آیتوں کی تقسیم تو من جانب اللہ ہے لیکن لوگوں کی آسانی کے لئے پورے قرآن کو تیس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس کو پارہ یا جزء کہتے ہیں۔

'سی' کے معنٰی فارسی میں تیس کے ہیں اسی لئے اردو داں سیپارہ کہتے ہیں، یعنی تیس حصوں میں سے ایک حصہ۔

السورہ: عربی زبان میں سورہ کے معنٰی رفعت وعظمت کے ہیں۔ قرآن مجید میں سورہ لفظ کا استعمال اس لئے کرتے ہیں تاکہ ایک حصے کو دوسرے حصے سے ممتاز کیا جا سکے اور لفظ سورۃ کا استعمال قرآن مجید میں سات مرتبہ آیا ہے لیکن کل سورتوں کی تعداد ۱۱۴ ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے نام اللہ کی ہدایات کے مطابق رکھے تھے، جو صرف ایک علامات ہیں عنوان نہیں اور سورتوں کی ترتیب بھی توفیقی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق ہے۔

الآیۃ: قرآن مجید کی آیت کو آیت اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات تک رہنمائی کرتی ہے حضرت ابن عباسؓ کے مطابق قرآن مجید کی آیات ۶۶۱۶ چھ ہزار چھ سو سولہ آیات ہیں (روح القرآن)، آیتوں کی تعداد میں اختلاف بھی ہے جیسے بعض نے ۶۲۳۶ بعض نے ۶۶۶۶ بتایا ہے اس لئے کہ کسی نے بسم اللہ کو آیت شمار کیا ہے اور کسی نے نہیں اسی طرح بعض نے ایک آیت کو دو شمار کیا ہے کسی نے ایک ہی لیکن قرآن مجید کی پوری آیتوں پر پوری امت کا اجماع ہے کہ قرآن کے متن میں نہ کوئی لفظ کم کیا گیا ہے اور نہ زیادہ جس میں مکی سورتوں کی تعداد ۸۶ اور مدنی سورتوں کی تعداد ۲۸ ہے۔

رکوع: ایک رکعت میں عموماً جتنی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اس کے لئے رکوع کا لفظ مقرر کیا گیا ہے جس میں کم وبیش دس آیتیں ہوتی ہیں اور رکوع کی تقسیم میں معنٰی اور آیتوں کی تعداد اور مضمون تینوں کا لحاظ رکھا گیا ہے، یہ تقسیم اہل علم نے سہولت کی غرض سے بعد میں کی ہیں اس لئے رکوع کی علامت کے لئے باہر حاشیہ پر لکھا جاتا ہے اس 'ع' کے اوپر سورۃ کے رکوع کی تعداد اور نیچے پارہ کے رکوع کی تعداد اور درمیان میں آیتوں کی تعداد درج ہوتی ہے اس طرح پورے قرآن میں تقریباً ۵۴۰ رکوع بعض نے ۵۵۸ بھی شمار کئے ہیں۔

المنزل: قرآن مجید میں سات منزلیں متعین فرمائی گئی ہیں۔

(۱) سورہ فاتحہ سے سورہ نساء تک (یعنی سورہ نمبر ۱ سے ۵ تک اور پارہ نمبر ۱ سے ۶ تک)

(۲) سورہ مائدہ سے سورہ توبہ تک (یعنی سورہ نمبر ۵ سے ۱۰ تک اور پارہ نمبر ۶ سے ۱۱ تک)

(۳) سورہ یونس سے سورہ نحل تک (یعنی سورہ نمبر ۱۰ سے ۱۷ تک اور پارہ نمبر ۱۱ سے ۱۵ تک)

(۴) سورہ بنی اسرائیل سے سورہ فرقان تک (یعنی سورہ نمبر ۱۷ سے ۲۶ تک اور پارہ نمبر ۱۵ سے ۱۹ تک)

(۵) سورہ شعراء سے سورہ یٰسین تک (یعنی سورہ نمبر ۲۶ سے ۳۷ تک اور پارہ نمبر ۱۹ سے ۲۳ تک)

(۶) سورہ الصّٰفّٰت سے سورہ حجرات (یعنی سورہ نمبر ۳۷ سے ۵۰ تک اور پارہ نمبر ۲۳ سے ۲۶ تک)

(۷) سورہ ق سے سورہ الناس تک (یعنی سورہ نمبر ۵۰ سے ۱۱۴ تک اور پارہ نمبر ۲۶ سے ۳۰ تک)

علامات رموز واوقاف

ہر زبان کے اہل زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہر جاتے ہیں کہیں نہیں ٹھہرتے کہیں کم ٹھہرتے ہیں

ہر زبان کے اہل زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہر جاتے ہیں کہیں نہیں ٹھہرتے کہیں کم ٹھہرتے ہیں کہیں زیادہ۔ اور اس ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کو بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہوتا ہے۔ اسی لئے اہل علم نے اس کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی علامتیں مقرر کی ہیں جن کو رُموز اوقاف قرآن مجید کہتے ہیں ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے اِن رُموز کو ملحوظ رکھیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حلقہ جہاں بات پوری ہو جاتی ہے وہاں چھوٹا سا دائرہ لکھ دیتے ہیں یہ حقیقت میں گول ۃ ہے اب ۃ تو نہیں لکھی جاتی۔ چھوٹا سا بنا دیا جاتا ہے اس کو آیت کہتے ہیں۔

م یہ علامت وقفِ لازم کی ہے۔ اس پر ٹھہرنا ضروری ہے۔ اگر نہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے گا۔ اس کی مثال اردو میں اس طرح سمجھنا چاہئے کہ مثلاً کسی کو یہ کہنا ہو کہ اُٹھو۔ مت بیٹھو جس میں اُٹھنے کا حکم ہے اور بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس لئے اٹھو پر ٹھہرنا لازم ہے اگر ٹھہرا نہ جائے تو اُٹھو مت یعنی بیٹھو ہو جائے گا۔ جس میں اُٹھنے کو منع کرنا اور بیٹھنے کا حکم دینے کا احتمال ہے۔ اور یہ کہنے والے کے مطلب کے خلاف ہو جائے گا۔

ط یہ وقف مُطلق کی علامت ہے۔ اِس پر ٹھہرنا چاہئے۔ مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب پورا نہیں ہوتا۔ اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔

ج یہ وقفِ جائز کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔

ز علامت وقفِ مجوز کی ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص یہ علامت وقفِ مرخّص کی ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے۔

صلے یہ الوصل اولیٰ کا اختصار ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

قف یہ قِیل علیہ الوقف کا خلاصہ ہے۔ یہاں ٹھہرنا نہیں چاہئے۔

صل یہ قَدْ یُوصَلُ کی علامت ہے یعنی یہاں کبھی ٹھہرا بھی جاتا ہے کبھی نہیں بھی لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف یہ لفظ قِف ہے۔جس کے معنٰی ہیں ٹھہر جاؤ۔اور یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کو ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔

س یا سکتہ یہ سکتہ کی علامت ہے۔یہاں کسی قدر ٹھہر جانا چاہئے مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

وقفہ یہ لمبے سکتہ کی علامت ہے۔یہاں سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہئے لیکن سانس نہ توڑے۔سکتہ اور وقفہ میں یہ فرق ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے۔وقفہ میں زیادہ۔

لا لا کے معنٰے نہیں کے ہیں۔یہ علامت کہیں آیت کے اُوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر۔عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہئے۔آیت کے اُوپر ہو تو اختلاف ہے۔بعض کے نزدیک ٹھہر جانا چاہئے۔بعض کے نزدیک نہ ٹھہرنا چاہئے۔لیکن ٹھہرا جائے یا نہ ٹھہرا جائے اِس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔وقف اُسی جگہ ہونا چاہئے۔جہاں عبارت کے اندر لکھا ہو۔

ک یہ کذٰلک کی علامت ہے،یعنی جو رمز پہلے ہے وہی یہاں سمجھا جائے۔

ضروری معلومات احتیاط کے بارے میں

قارئین کرام!ایسے تو پورے قرآن مجید کو اس کے اعراب،تجوید اور اوقات کی رعایت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے، بالخصوص قرآن مجید کے ان بیس مقامات پر احتیاط اور بھی ضروری ہے جہاں بے احتیاطی سے بغیر سمجھے کلمۂ کفر کا ارتکاب ہوجاتا ہے۔ زیر،زبر اور پیش میں ردّ بدل کر دینے سے معنی کچھ کے کچھ ہوجاتے ہیں اور جان بوجھ کر پڑھنے سے گناہ کبیرہ بلکہ کفر تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے اور قرأت صلوٰۃ میں یہ تبدیلی واقع ہونے پر نماز فاسد ہوجاتی ہے۔لہٰذا اس نسخہ میں ایسے مقامات کے اوپر لکیر کھینچ کر ہم نے حاشیہ پر احتیاط لکھ دیا ہے اور مزید آپ کی معلومات کے لئے ذیل میں وہ بیس مقامات معنی کے ساتھ درج ہیں۔

نمبر شمار	مقام	صحیح مع ترجمہ	غلط مع ترجمہ
۱	سورہ الفاتحہ آیت:۴	اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ۴ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں	اِیَاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ۴ لفظ مہمل ہوجاتا ہے اور توحید کا مفہوم باقی نہیں رہتا
۲	سورہ الفاتحہ آیت:۷	اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ آپ نے اُن پر انعام کیا	اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡهِمۡ میں نے اُن پر انعام کیا
۳	سورہ البقرہ آیت:۱۲۴	وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ اور جب آزمایا ابراہیم کو اُس کے رب نے	وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰهٖمُ رَبَّهٗ اور جب آزمایا ابراہیم نے اپنے رب کو
۴	سورہ البقرہ آیت:۲۵۱	وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوۡتَ اور مارڈالا داؤد نے جالوت کو	وَقَتَلَ دَاوٗدَ جَالُوۡتُ اور مارڈالا داؤد کو جالوت نے
۵	سورہ البقرہ آیت:۲۵۵	اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں	آللّٰهُ (بالمد) اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کیا اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں
۶	سورہ البقرہ آیت:۲۶۱	وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے	وَاللّٰهُ یُضٰعَفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ اور اللہ بڑھادیا جاتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے

۷	سورہ النساء آیت:۱۶۵	رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ بھیجے پیغمبر خوشخبری اور ڈر سنانے والے	رُسُلًا مُّبَشَّرِيْنَ وَمُنْذَرِيْنَ بھیجے پیغمبر خوشخبری اور ڈر سنائے جانے والے
۸	سورہ التوبہ آیت:۳	اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ ط بیشک اللہ الگ ہے مشرکین سے اور اس کا رسول	اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلِهٖ ط بیشک اللہ الگ ہے مشرکین سے اور اپنے رسول سے (نعوذ باللہ)
۹	سورہ بنی اسرآئیل آیت:۱۵	وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ اور ہم نہیں ڈالتے بلا	وَمَا كُنَّا مُعَذَّبِيْنَ اور ہم نہیں ڈالے جاتے بلا (نعوذ باللہ)
۱۰	سورہ طٰہٰ آیت:۱۲۱	وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکے	وَعَصٰٓى اٰدَمَ رَبُّهٗ فَغَوٰى اور ان کے پروردگار نے آدم ہی کی نافرمانی کی پھر وہ راہ سے بہکے (نعوذ باللہ)
۱۱	سورہ الانبیاء آیت:۸۷	اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ میں تھا گنہگاروں میں سے	اِنِّىْ كُنْتَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ آپ تھے گنہگاروں میں سے (نعوذ باللہ)
۱۲	سورہ الشعراء آیت:۱۹۴	لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ کہ تو ہو ڈر سنانے والا	لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذَرِيْنَ کہ تو ہو ڈر سنائے جانے والوں میں
۱۳	سورہ فاطر آیت:۲۸	يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط اللہ سے ان کے سمجھدار بندے ہی ڈرتے ہیں	يَخْشَى اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط اللہ ڈرتا ہے اپنے سمجھدار بندوں سے (نعوذ باللہ)
۱۴	سورہ الصافات آیت:۷۲	مُّنْذِرِيْنَ ڈرانے والے	مُّنْذَرِيْنَ ڈرائے جانے والے
۱۵	سورہ فتح آیت:۲۷	صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا	صَدَقَ اللّٰهَ رَسُوْلُهُ الرُّءْيَا اس کے رسول نے اللہ کو ہی سچا خواب دکھلایا (نعوذ باللہ)
۱۶	سورہ حشر آیت:۲۴	الْمُصَوِّرُ صورت بنانے والا	الْمُصَوَّرُ صورت بنایا ہوا
۱۷	سورہ حاقہ آیت:۳۷	اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ مگر وہی گنہگار	اِلَّا الْخَاطَئُوْنَ مگر وہی گناہ کرایا جانے والا
۱۸	سورہ المزمل آیت:۱۶	فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ پھر کہا نہ مانا فرعون نے رسول کا	فَعَصٰى فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلُ پھر کہا نہ مانا رسول نے فرعون ہی کا
۱۹	سورہ المرسلٰت آیت:۴۱	اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ بیشک متقین سایہ میں ہیں اور نہروں میں	اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ ضَلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ بیشک متقین گمراہی میں ہیں اور نہروں میں
۲۰	سورہ النّٰزعٰت آیت:۴۵	اَنْتَ مُنْذِرُ آپ ڈر سنانے والے ہیں	اَنْتَ مُنْذَرُ آپ ڈر سنائے جانے والے ہیں

❁❁❁

صحیح قرآن مجید پڑھنے کا طریقہ

"اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۴"

"یا زیادہ کیجئے اُس پر اور پڑھئے قرآن ٹھہر ٹھہر کر"۔ (سورہ المزمل آیت: ۴)

قرآن مجید چونکہ کلام الٰہی ہے جس کو ترتیل وتجوید سے پڑھنے کا حکم ہے اگر قرآن مجید ہم غلط پڑھیں گے تو نماز بھی ہماری بعض اوقات باطل ہو جاتی ہے اس لئے کسی قاری سے ایک ہفتہ سمجھ کر پڑھ لینے سے قرآن کسی حد تک صحیح ہو جاتا ہے بعض قراء نے اسے مختصر کر کے پیش کیا ہے جسے افادہ کی غرض سے درج کیا جاتا ہے۔

حرکات کے اصطلاحی الفاظ

کسرہ ـــِ (زیر) فتحہ ـــَ (زبر) ضمہ ـــُ (پیش) سکون ـــْ یا ـــْ (جزم) التنوین =اً بٍ ـــٍ جٌ ـــٌ

غُنّہ: ناک میں تھوڑی دیر آواز روکنے کو غنہ کہتے ہیں۔ اس کی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے۔ جسے کسی استاذ کے ذریعہ درج ذیل اشارے سے آسانی کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے۔

(نون ساکن، میم ساکن اور حروف المد) ایک نظر میں

نون ساکن اور تنوین کے احکام
- اظہار حلقی
- ادغام
  - ادغام غنہ
  - ادغام بغیر غنہ
- اخفاء حقیقی
- اقلاب

میم ساکن کے احکام
- اخفاء شفوی
- ادغام شفوی
- اظہار شفوی

حرف المد (واؤ، الف، یاء)
- مد متصل
- مد منفصل
- مد عارضی بوجہ سکون
- مد لین
- مد لازم کلمی
- مد لازمی حرفی

نون ساکن اور تنوین کے احکام

(۱) اظہار حلقی: اظہار کا مطلب لفظی معنٰی واضح کرنا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ غنہ نہ کیا جائے۔ نون کا مخرج زبان کی نوک ہے۔

اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف اظہار "یعنی ء، ہ، ع، ح، غ، خ" جنہیں حروف حلقی بھی کہا جاتا ہے اس میں سے کوئی حرف آجائے تو اظہار ہوگا۔ مثلاً مَنْ آمَنَ / يَنْعِق / رَسُولٌ أَمِيْنٌ / عَلِيْمٌ حَكِيْم"

(۲) ادغام: ادغام کا لفظی معنٰی کسی چیز کو دوسری چیز میں شامل کرنا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ساکن حرف کو متحرک حرف میں ایسے ضم

کر دیا جائے کہ ایک ہی شدوالا حرف بن جائے۔

ادغام: ادغام کے حروف کلمہ ''یرملون'' کے حروف یعنی ی، ر، م، ل، و، ن، ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی بھی حرف آئے تو ل اور ر کی صورت میں بغیر غنہ کے ملا کر پڑھیں گے جیسے مِنْ رَّبِکَ، مِنْ لَّدُنْہُ وغیرہ۔

اگر کلمہ ''یَوْ مِن'' کے حروف یعنی ی، و، م، ن میں سے کوئی حرف نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آئے تو ادغام بغنہ ہو گا۔ اسے ادغام ناقص بھی کہتے ہیں۔ مثلاً مَنْ نَشَاء/یَوْ مَئِذٍ نَا عِمَۃٌ وغیرہ

ادغام بغیر غنہ: اگر ل، ر میں سے کوئی حرف نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آئے تو ادغام بغیر غنہ ہوگا اسے ادغام تام بھی کہتے ہیں مثلاً أن لَنْ مَا لاَّ لُبَدًا وغیرہ

اس کے علاوہ اگر دو ایک جیسے حروف پہلا ساکن اور دوسرا حرکت والا ہو تو دونوں میں ادغام ہوگا اور ایک حرف جیسی آواز آئے گی اسے ادغام متماثل کہتے ہیں۔ مثلاً اِذْهَبْ بِکِتَابِیْ یُدْرِککم وغیرہ۔

نوٹ: نون ساکن کے ادغام کے لئے ضروری ہے کہ نون ساکن اور حرف ادغام علیحدہ علیحدہ کلمات میں ہوں۔ اگر ایک ہی کلمہ میں آئیں تو اظہار کرنا ہوگا جیسے اَلدُّنْیَا/قِنْوَانٌ/صِنْوَانٌ وغیرہ

(۳) اخفاء حقیقی:

اس کا لفظی معنی چھپانا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر نون ساکن یا نون تنوین کے بعد حروف اظہار حروف ادغام اور باء کے علاوہ دیگر حروف تہجی یعنی ص، ذ، ث، ل، ج، ش، س، ق، د، ط، ز، ف، ت، ض، ظ، آئیں تو اخفاء ہوگا۔ اس میں غنہ دو حرکات کے برابر ہوگا۔ مثلاً حُبًّا جَمًّا/مِنْ طِیْنٍ وغیرہ۔

(۴) اقلاب:

اس کا لفظی معنی تبدیلی کے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حرف باء آئے تو نون ساکن یا تنوین کو غنہ کے ساتھ میم میں بدل دیا جائے گا۔ مثلاً مِنْ م بَعْد/سَمِیْعٌ م بَصِیْر وغیرہ

میم ساکن کے احکام

اخفاء شفوی:

اگر میم ساکن کے بعد حرف باء آجائے تو غنہ کے ساتھ اخفاء ہوگا۔ اسے اخفاء شفوی کہتے ہیں کیونکہ دونوں حروف کا مخرج ہونٹ ہیں۔ مثلاً

فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ/وَمَا صَاحِبُکُمْ بِمَجْنُوْن۔

ادغام شفوی:

اگر میم ساکن کے بعد میم آئے تو غنہ کے ساتھ ادغام ہوگا جس کی مقدار دو حرکات کے برابر ہوگی۔ مثلاً واللّٰہُ أنبتکم مِنَ الأرض/لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وغیرہ۔

اظہار شفوی:

اگر میم ساکن کے بعد میم اور باء کے علاوہ کوئی بھی حرف آجائے تو اظہار شفوی ہوگا چونکہ میم ساکن کا مخرج ہونٹ ہیں

اس لیے اسے شفوی کہا جاتا ہے مثلاً اَلَمۡ نَشۡرَح / لَمۡ یَکُنۡ وغیرہ۔

شدوالے میم اور نون کے احکام

شدوالے حروف اصل میں دوحروف سے عبارت ہوتے ہیں مثلاً اِنَّ اصل میں اِنۡ، نَ ہے۔ان میں دوحرکات کے برابر غنہ کیا جاتا ہے مثلاً اِنَّ۔ فَاَمَّا۔ النَّار وغیرہ۔

حروف قلقلہ

قلقلہ ساکن حرف کے مخرج کی جنبش کو کہتے ہیں۔ق، ط، ب، ج، د (قطب جد) میں سے کوئی حرف ساکن آجائے تو قلقلہ ہوگا۔قلقلہ کی شدت کی ترتیب یوں ہوگی۔ق، ط، ب، ج، د یعنی ق کی شدت سب سے زیادہ اور د کی سب سے کم ہوگی ،۔اگر لفظ کے درمیان میں ہوتو قلقلہ کم ہوگا اور اگر لفظ کے آخر میں ہوتو قلقلہ زیادہ ہوگا۔مثلاً اَلۡفَلَق وغیرہ۔

تفخیم اور ترقیق یعنی پُر یا باریک پڑھنے کا طریقہ

حروف استعلا یعنی خ، ص، ض، غ، ط، ق، ظ، سات عدد ہیں۔ان میں سے ہر حرف پُر کر کے یعنی تفخیم سے پڑھا جائے گا۔الا یہ کہ مکسور ہو یا ساکن ہو اور اس سے پہلے والا حرف مکسور ہو مثلاً اَلۡعَظِیۡمُ اَلۡقِطۡرۡ۔

''اللہ'' لفظ جلالہ سے پہلے اگر فتحہ یا ضمہ ہو تو تفخیم سے یعنی پُر پڑھا جائے گا اور کسرہ ہو تو ترقیق سے یعنی باریک پڑھا جائے گا۔

حرف را کے اصول

حرف راء درج ذیل حالات میں تفخیم سے پڑھا جائے گا۔جب اس پر فتحہ یا ضمہ ہو جیسے رَبَّنَا۔رُزِقۡنَا جب اس پر سکون ہو مگر اس سے پہلے والے حرف پر فتحہ یا ضمہ ہو مثلاً فَارۡتَقِبۡ جب اس پر سکون ہو مگر اس سے پہلے ہمزہ الوصل ہو۔مثلاً اَرۡجِعُوۡا جب اس پر سکون ہو اور کسرہ کے بعد آئے اور اس کے بعد حروف استعلا کسرہ کے بغیر آئیں۔اس کے علاوہ دیگر حالات میں باریک پڑھا جائے گا۔

حروف المد۔(واؤ۔الف۔یاء) کے احکام

(۱) مد متصل: اگر ایک ہی کلمہ میں حرف مد کے بعد ہمزہ آجائے تو حرف مد کو لازمی طور پر چار یا پانچ یا چھ حرکات تک مد کرنا ہوگا مثلاً یَشَآء۔رَجَآء۔

(۲) مد منفصل: اگر کسی کلمہ کے آخر میں حروف مد ہو اور اس کے بعد والے کلمہ کے شروع میں ہمزہ ہو تو حرف مد کو ایک یا دو یا چار یا چھ حرکات تک مد کرنا جائز ہے۔مثلاً قُوۡآ اَنۡفُسَکُمۡ وغیرہ۔

(۳) مد عارضی بوجہ سکون: اگر کسی کلمہ میں حرف مد ہو اور اس کے بعد والا حرف وقف کرنے کی وجہ سے ساکن ہو تو حرف مد کو دو یا چار یا چھ حرکات تک مد کرنا جائز ہے مثلاً۔

مَجِید۔المِهاد وغیرہ۔

(۴) مد لین: اگر کسی کلمہ میں واؤ یا یاء ہو اور اس سے پہلے والا حرف مفتوح ہو اور اسکے بعد والا حرف وقف کی وجہ سے ساکن ہو تو حر

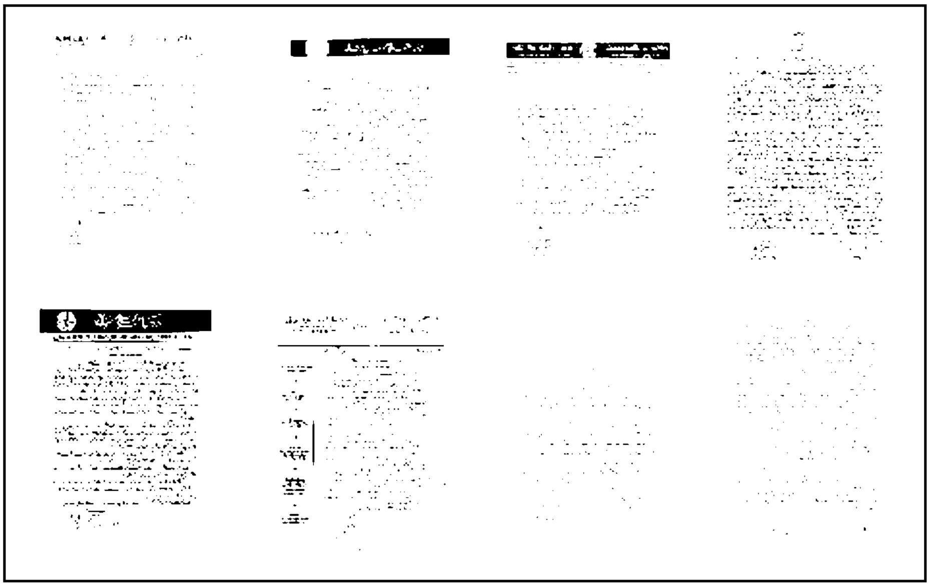
ف مد یاء یا واؤ کو دو یا چار یا چھ حرکات تک مد کرنا جائز ہے مثلاً۔ بَیْت / خَوْف وغیرہ۔

(۵) مدلازم کلمی مخفف ومثقل: اگر کسی کلمہ میں حرف مد ہو اور اس کے بعد والا حرف سکون اصلی سے ساکن ہو تو مخفف ہے اور مشدد ہو تو مثقل ہے ان دونوں حالتوں میں حرف مد کو چھ حرکات تک مد کرنا واجب ہے مثلاً آٰلْآنَ۔ اَلطَّآمَّةُ اَلْحَآقَّةُ وغیرہ۔

(۶) مدلازم حرفی مخفف ومثقل: حروف مقطعات میں سے جس حرف میں مد ہو اور اس کے بعد والا حرف ساکن ہو تو مخفف ہے اور مشدد ہو تو مثقل ہے ان دونوں حالتوں میں چھ حرکات تک مد کرنا واجب ہے۔ مثلاً صٓاد۔ الٓمٓ۔

نوٹ: تفصیل کے لئے تجوید کی کتابیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

علماء کرام کی تحریروں کا عکس



مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی حفظہ اللہ

رکن تاسیسی (آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ و صدر دارالسلام اسلامی مرکز، پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادر عزیز مفتی محمد سرور فاروقی صاف ستھرا علمی ذوق رکھتے ہیں وہ قرآن پاک کا ہندی میں ترجمہ کر چکے ہیں جو شائع ہو گیا ہے حقیر نے اس پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے اس کو وقت کی ضرورت اور ایک اہم خدمت قرار دیا ہے۔

اب موصوف نے قرآن پاک کی ترتیب کے مطابق اردو میں ترجمہ کیا ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ ہر لفظ کے معنٰی بھی معلوم ہو جاتے ہیں اور پوری آیت کا ترجمہ بھی سامنے آجاتا ہے، صرف چند مقامات پر جن کی نشان دہی مترجم نے کر دی ہے ترتیب بدلنے کی ضرورت پڑی ہے۔ اس حقیر نے قرآن پاک کی تفسیر مع جلالین روح القرآن کے نام سے اور بغیر جلالین کے نور القرآن کے نام سے مرتب کی ہے جو شائع ہو چکی ہے اس میں ہر لفظ کے الگ الگ معنی اور پھر مسلسل ترجمہ اس کے نیچے دیا گیا ہے۔

موصوف کے ترجمہ میں دو ترجموں کی ضرورت نہیں ہے ایک ہی ترجمہ سے ہر لفظ کے الگ الگ معنٰی بھی معلوم ہو جاتے ہیں اور مسلسل ترجمہ بھی سامنے آجاتا ہے۔ برادر عزیز کی محنت قابل قدر ہے میری دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور قرآن حکیم کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہو۔

مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی

(صدر دار سلام اسلامی مرکز، پنجاب)

۲۶/ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ

۶/فروری ۲۰۱۶ء

تائیدی کلمات

حضرت مولانا عبدالقادر مظاہری ندوی دامت برکاتہم

(نائب مہتمم، دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، یو پی، الھند)

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جس کی صفات کا احاطہ بھی مشکل ہے لیکن یہ اسی صاحبِ کلام کا کرم ہے کہ اس نے انسانی ہدایت کے لئے انہی کی زبان میں اتارا اور اس کے لئے عربی زبان کا انتخاب فرمایا جس میں فصاحت، بلاغت وضاحت اور حسب موقع ومحل رعب وجلال، رحمت وشفقت ہر چیز کو ملحوظ رکھا گیا، بیشک یہ زبان نزول قرآن کے وقت اس وقت کی انسانیت کے لئے فصیح وبلیغ ترین زبان تھی بلکہ آج بھی ویسی ہی تروتازہ اور زندگی کی جملہ ضروریات میں ہدایت کے لئے موثر ترین ہے۔

یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ ہر زبان جو پیدا ہوئی ہے اپنے عہد کو پورا کر کے مٹنے والی ہے لیکن اس زبان کو خالق کائنات نے اپنی کتاب کے لئے منتخب فرما کر ہدایت کا ایسا امتیاز عطا فرما دیا ہے جو بلا استثناء کسی اور زبان کو حاصل نہیں۔

قرآن مجید پوری انسانیت کی رہنمائی کے لئے نازل کیا گیا ہے اس لئے پورے عالم کے تمام لوگوں کے لئے خواہ وہ کسی زبان کے بولنے والے ہوں اس کی ضرورت ہے، اس لئے اس کے تراجم کی بھی ضرورت ہے۔

عہد اول کے داعیوں میں تو وہ تاثیر تھی کہ جہاں کہیں جاتے تھے زبان، لباس یہاں تک کہ کھانا پینا ہر ذوق ان کے ذوق کے تابع ہو جاتا۔

لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اس تاثیر میں کمی آتی گئی یہاں تک کہ قرآن مجید کے بھی دوسری زبانوں میں ترجمہ کی ضرورت پیش آئی۔

قرآن مجید کا ترجمہ اسی شان وشوکت، رعب دار تاثیر واثر اندازی کے ساتھ تو ناممکن ہے اس کا اہل علم کو اعتراف ہے اسی وجہ سے ایک طویل مدت تک قرآن کے ترجمہ کا جواز ہی محل نظر تھا بالخصوص اردو زبان میں، یہاں تک کہ حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے جملہ احتیاطوں کے ساتھ اس کام کو انجام دیا اور خوب انجام دیا فجزاہ اللہ خیراً ساتھ ہی اس کا ایک دروازہ بھی کھل گیا جس کی ضرورت ہر عہد ومقام میں پڑتی رہی۔

ہمارے فاضل ندوی مفتی محمد سرور فاروقی صاحب جو ندوہ سے باقاعدہ تعلیم یافتہ ہیں پھر ہندی زبان میں بھی، جس میں ان کا ہندی ترجمہ وسات جلدوں میں تفسیر بار بار طبع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے اور اس کی افادیت مسلم ہے اب اردو زبان میں اپنا ترجمہ پیش کر رہے ہیں جو ایک انسانی سعی ہے، جس میں ایک انسانی سعی تک وہ کامیاب نظر آتے ہیں بلکہ امتیازی حد تک کامیاب ہیں۔

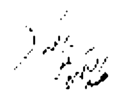
مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب نے نہ تو بالکل بامحاورہ ترجمہ کیا ہے جو آزادی کی حد تک پہنچ گیا ہو، نہ بالکل تحت اللفظی کہ جس کے سمجھنے میں بھی دقت ودشواری ہو بلکہ ایک معتدل درمیانی راہ اختیار کی ہے۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کے تائیدی کلمات جو آپ نے مقدمہ میں تحریر فرمائے ہیں اس ترجمہ کی سو فیصد تائید ہوتی ہے۔

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کا ہندی زبان اور قرآن مجید سے والہانہ لگاؤ، بارہا مختلف موضوع پر ان کے مشورے، بلکہ طالب علمی کے عہد سے لیکر اب تک کے تعلق کی وجہ سے ذاتی طور پر میں ان سے خوب واقف ہوں اور انشراح قلب سے ان کی تائید میں یہ چند کلمات تحریر کئے ہیں۔

اب ان چند کلمات پر بات کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سعی جمیل کو پوری قبولیت و نافعیت سے نوازے آمین، یارب العالمین فقط

والسلام



عبد القادر غفرلہ (پٹن، گجرات)

(استاذ تفسیر و حدیث، دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

۱۱ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۳ / ۱۲ / ۲۰۱۵ء

براہِ راست ترجمۂ قرآن سیکھنے کے لئے مختصر مگر جامع بنیادی قواعد اور عربی گرامر

